ترجمہ قرآن مجید
کنزالایمان
تفسیر
نورالعرفان
ترجمہ
امام اہلسنت اعلیحضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ
ناشر
پیر بھائی کمپنی
38۔ اردو بازار لاہور

ترجمہ قرآن مجید

کنز الایمان

تفسیر

نور العرفان

ترجمہ

امام اہلسنت اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

پیر بھائی کمپنی

۴۰۔ اردو بازار لاہور

ترجمہ قرآن مجید

کنز الایمان

تفسیر

نور العرفان

ماحملہ

ترجمہ

امام اہلسنت اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

پیر بھائی کمپنی

۴۰۔ اردو بازار لاہور

مجددِ دین و ملت امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر

سوانح

مصنف و مرتب
شکیل مصطفیٰ اعوان
صابری چشتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

فخرِ کائنات رسالت مآب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ (ابوداؤد)

یعنی:۔ ہر صدی کے اختتام پر اس اُمت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو اُمت کے لئے اس کا دین تازہ کردے۔

مجدد:۔ جو اُمت مُسلمہ کو فراموش کردہ احکام شریعت یاد دلائے، آقا و مولا سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مردہ سنتوں کو زندہ فرمائے اور اپنی عالمانہ سطوت کے ذریعے کلمۂ حق کا اعلان فرما کر باطل کا سر کچل دے اور حق کا علم بلند کردے اُسے مجدد کہتے ہیں۔

تیرھویں صدی کے آخر میں جب انگریز سرکار کی سرپرستی میں سارے ہندوستان میں نیچریت، دہریت، وہابیت، اور دیوبندیت کی بادِ سموم چل رہی تھی۔ فضاان کے بدعقائد سے آلودہ ہو چکی تھی چہار جانب الحاد و بے دینی کے گھٹاٹوپ اندھیرے چھا چکے تھے تو اس دورِ ظلمت میں ایک عاشق رسول اُٹھا جس نے باطل کے اندھیروں میں حق کا چراغ روشن کیا اور جس کا قلم گستاخان رسول پر قہرِ الٰہی کی بجلیاں بن کر گرا اور ان کے باطل عقائد کو جلا کر راکھ کردیا۔ جس نے مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی سے آزاد ہونے کا سبق دیا پھر جس کے سامنے عرب و عجم حِل و حرم

کے بڑے بڑے علماء نے سرنیاز خم کئے دنیا اس عظیم ہستی کو اعلیٰ حضرت امام الشاہ محمد احمد رضا خان فاضل بریلوی کے نام سے جانتی ہے (رضی اللہ عنہ)

ولادت:۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ وقت ظہر ہندوستان کے مشہور شہر بریلی (یو۔پی) محلہ جسولی میں ہوئی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنا سنہ ولادت اس آیت سے نکالا۔

اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدھم بروح منہ

۱۲۷۲ھ

ترجمہ:۔ "یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کردیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔"
لہٰذا یہ کہنا بالکل بجا اور درست ہے کہ اعلیٰ حضرت اللہ تعالیٰ کے ان خاص بندوں میں سے ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا وہ عشقِ الٰہی اور محبتِ رسول میں سرتاپا ڈوبے ہوئے تھے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کردیئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہو گا "لا الٰہ الا اللہ" اور دوسرے پر لکھا ہو گا "محمد رسول اللہ" (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) یوں تو بیشمار لوگوں بشمول علماء فضلاء کی ولادت ۱۲۷۲ھ میں ہوئی ہو گی لیکن اگر آپ اعلیٰ حضرت کی پاکیزہ زندگی پر نظر ڈالیں تو بے ساختہ پکار اٹھیں گے کہ آیت "**اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدھم بروح منہ**" کا تاجِ کرامت اعلیٰ حضرت کے سراقدس پر کتنا پُرزیب ہے۔

نام:۔ اعلیٰ حضرت کا پیدائشی نام "محمد" اور تاریخی نام "المختار" ہے لیکن آپ کے جدِ امجد مولانا رضا علی خان رحمتہ اللہ علیہ نے "احمد رضا" تجویز فرمایا چنانچہ بعد میں اعلیٰ حضرت نے خود اسی اسم شریف کے ساتھ "عبد المصطفیٰ" کا اضافہ فرمالیا۔ ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی **نسباً** پٹھان، **مسلکاً حنفی مشرباً** قادری تھے آپ کے والدِ ماجد مولانا نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ اور جدِ امجد مولانا رضا علی خان رحمتہ اللہ علیہ بلند پایہ عالم اور صاحبِ حال بزرگ تھے آپ نے اپنے نعتیہ دیوان میں دونوں بزرگوں کا اس طرح تذکرہ فرمایا ہے احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا

شجرہ نسب:۔ امام احمد رضا مولانا نقی علی خان بن مولانا رضا علی خان بن مولانا حافظ کاظم علی خان بن مولانا شاہ محمد اعظم بن حضرت محمد سعادت یار خان بن حضرت محمد سعید اللہ خان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت محمد سعید اللہ خان قندھار (افغانستان) کے باعظمت قبیلہ بڑھیچ کے پٹھان تھے مغلیہ دورِ حکومت میں لاہور تشریف لائے اور معزز عہدوں پر فائز رہے۔ لاہور کا شیش محل انہیں کی جاگیر تھا پھر وہاں سے دہلی تشریف لائے اس وقت آپ شیش ہزاری عہدے پر تھے دربار شاہی سے آپ کو "شجاعت جنگ" کا خطاب ملا۔

تحصیل علوم:۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے چار سال کی عمر میں قرآن پاک ناظرہ پڑھ لیا۔ (اکثر لوگ آپ کے القاب میں حافظ لکھ دیتے تھے آپ نے فرمایا ان بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ہو مجھے قرآن مجید حفظ کر ہی لینا چاہیے۔ چنانچہ رمضان المبارک کے ایک مہینے میں پورا قرآن مجید حفظ فرمالیا گیا اگر حفظ کرنے کے وقت کو جمع کیا جائے تو پندرہ گھنٹے بنتے ہیں)۔
چھ سال کی عمر میں ماہِ ربیع الاول میں منبر پر رونق افروز ہو کر ایک بڑے مجمع کی موجودگی میں تین گھنٹے میلاد شریف پر تقریر فرمائی۔ آٹھ سال کی عمر میں فن نحو کی مشہور کتاب "ہدایتہ النحو" پڑھی اور علم خداداد کا یہ عالم تھا کہ اس چھوٹی عمر میں "ہدایتہ النحو" کی شرح عربی زبان میں لکھ ڈالی۔

اپنی فطری ذکاوت کی بنا پر ۱۳ سال ۱۰ ماہ اور ۵ دن کی عمر میں تمام علوم ورسید معقول و منقول کی تکمیل فرمائی اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ اسی دن (۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۸۶۹ء) مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتوٰی لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا جو ایسا صحیح تھا جس کو دیکھ کر مفتیانِ کہن سال دنگ رہ گئے تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ نے افتاء کی ذمہ داری آپ کے سپرد کردی۔

اردو فارسی کی کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمتہ سے میزان منشعب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر آپ نے اپنے والد ماجد تاج العلماء سند المحققین مولانا شاہ نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ سے درج ذیل ۲۱ علوم پڑھے۔

۱۔ علمُ القرآن ۲۔ علمِ تفسیر
۳۔ علمِ حدیث ۴۔ اُصولِ حدیث
۵۔ کتب فقہِ حنفی ۶۔ کتب فقہ شافعی و مالکی و حنبلی
۷۔ اُصول فقہ ۸۔ جدل مہذب
۹۔ علم العقائد و کلام (جو مذہب باطلہ کی تردید کیلئے ایجاد ہوا۔)
۱۰۔ علمِ نحو ۱۱۔ علمِ صرف
۱۲۔ علمِ معانی ۱۳۔ علمِ بیان
۱۴۔ علمِ بدیع ۱۵۔ علمِ منطق
۱۶۔ علمِ مناظرہ ۱۷۔ علمِ فلسفہ مدلسہ
۱۸۔ ابتدائی علمِ تکسیر ۱۹۔ ابتدائی علمِ ہیئت
۲۰۔ علمِ حساب تا جمع تفریق، ضرب تقسیم ۲۱۔ علمِ ہندسہ

بیعت:۔ اعلیٰ حضرت اپنے والدِ گرامی مولانا نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ سیّد الاولیاء قطب زمانہ سیّد آلِ رسول صاحب مارہروی کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلۂ قادریہ میں مشرف بیعت ہوئے مرشدِ برحق نے علومِ باطنی کی تکمیل فرمائی خلافت و اجازت جمیع سلاسل اور سندِ حدیث سے مشرف فرمایا بعد از بیعت حاضرینِ مجلس سے فرمایا قیامت میں اگر رب تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا کہ تو میرے لئے کیا لایا تو میں "احمد رضا" کو پیش کر دوں گا مرشدِ برحق کے وصال کے بعد بعض تعلیم طریقت نیز ابتدائی علمِ تکسیر و ابتدائی علمِ جعفر وغیرہ استاذ السالکین حضرت مولانا سیّد ابوالحسین احمد نوری مارہروی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا شرح چغمینی کا بعض حصہ حضرت مولانا عبدالعلی رامپوری رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھا۔

خداداد علمیت:۔ فضلِ ربانی و فیضِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر عنایت کی خصوصی نگاہ ڈالی جس کے نتیجہ میں آپ نے کسی استاذ سے پڑھے بغیر محض خداداد بصیرت نورانی سے حسب ذیل علوم و فنون میں دسترس حاصل کی ہے اور ان کے شیخ و امام ہوئے۔

۱۔ قرات ۲۔ تجوید ۳۔ تصوف
۴۔ سلوک ۵۔ علم الاخلاق ۶۔ اسماء الرجال
۷۔ تفسیر ۸۔ تواریخ ۹۔ لُغت
۱۰۔ ادب معہ جملہ فنون ۱۱۔ ارتماطیقی ۱۲۔ جبرو مقابلہ
۱۳۔ حساب ستینی ۱۴۔ لغارثمات (لوگارثم) ۱۵۔ علم التوقیت
۱۶۔ علم الاکر ۱۷۔ ایجات ۱۸۔ مثلث کردی

۱۹۔ مثلث مسطح	۲۰۔ ہیئت جدیدہ (انگریزی فلسفہ)	۲۱۔ مربعات
۲۲۔ منتہی علم جفر	۲۳۔ علم زائچہ	۲۴۔ علم فرائض
۲۵۔ نظم عربی	۲۶۔ نظم فارسی	۲۷۔ نظم ہندی
۲۸۔ انشاء نثر عربی	۲۹۔ انشاء نثر فارسی	۳۰۔ انشاء نثر ہندی
۳۱۔ خط نسخ	۳۲۔ خط نستعلیق	۳۳۔ منتہی علم حساب
۳۴۔ منتہی علم ہیئت	۳۵۔ منتہی علم ہندسہ	۳۶۔ منتہی علم تکسیر
۳۷۔ علم رسم خط قرآن مجید		

آپ نے شانِ رسالت فضائل و مناقب اور عقائد پر ۶۲ کتابیں تحریر فرمائیں حدیث اور اصول حدیث پر ۱۳ کتب، علم کلام اور مناظرہ پر ۳۵ کتب، فقہ اور اصولِ فقہ پر ۱۵۹ کتب اور متفرق باطل فرقوں کے رد میں ۲۰۰ سے زائد کتابیں لکھ کر شاتمانِ رسالت کی زبانوں کو بند کر دیا اور ہر سمت نعرہ رسالت سے گونج اٹھی۔ اس قدر تصانیف کے علمی سرمایہ کے علاوہ آپ کا فقہی شاہکار "فتاویٰ رضویہ" ہے جس کا پورا نام۔ "**العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ رضویہ**" ہے جو تقریباً ۱۲ جلدوں پر مشتمل ہے جن میں سے اب تک پانچ یا چھ جلدیں شائع ہوتی ہیں تاریخ الفتاویٰ میں یہ مجموعہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے انتہا علوم و فنون سے نوازا تھا آپ کا سینہ جمیع علوم کا گنجینہ تھا۔ آپ نے تقریباً ۵۰ علوم و فنون پر ایک ہزار سے زائد کتب و رسائل تصنیف فرمائے یوں تو آپ کے علمی کارناموں کی تفصیل بہت طویل ہے لیکن ان میں سب سے بڑا علمی کارنامہ ترجمہ قرآن مجید ہے ترجمہ کیا ہے قرانِ حکیم کی اردو میں ترجمانی ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ آپ کا یہ ترجمہ الہامی ترجمہ ہے تو کچھ غلط نہ ہو گا آپ کا ترجمہ "کنز الایمان" دیگر دستیاب ترجموں میں ایک منفرد شان اور اہمیت رکھتا ہے "کنز الایمان" اور دوسرے ترجموں کا نمایاں فرق "قرآن مجید کے غلط ترجموں کی نشاندہی" کے زیر عنوان مضمون میں ملاحظہ فرمایئے گا۔

عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اس قدر علوم و فنون پر دسترس رکھتا ہو اعلیٰ حضرت نے ان علوم کی نہ صرف تحصیل کی بلکہ ہر علم و فن میں اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑی ہے جن علوم و فنون کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے بعض کو فاضل بریلوی نے خود ترک فرمادیا اور بعض کو اپنایا اس ترک و قبول پر اس طرح روشنی ڈالتے ہیں۔

> "میں نے اس وقت سے فلسفہ اولیٰ کو ترک کیا جب میں نے محسوس کیا کہ اس میں سوائے ملمع کاری کے کچھ نہیں اس کی ظلمت اور رنگ ایسا چھا جاتا ہے کہ دین سلب کرلیتا ہے اور ظلمت کی وجہ سے قیامت کا خوف ہلکا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنی ذمہ داریوں پر غور کیا اور "ہیئت" ہندسہ، نجوم، لوگارثمات اور فنون ریاضی سے میرا شغف، اس لئے نہیں کہ اسمیں مجھے مزید مشق حاصل ہو بلکہ یہ توجہ تو محض تفریح طبع کے لئے ہے اس کے علاوہ اسے وقت کے تعین اور تعدیل میں مدد ملتی ہے جس سے مسلمانوں کو نماز روزے کے اوقات کی جانچ کے لئے فائدہ ہے۔"

مجھے تین کاموں سے دلچسپی ہے اور ان کی لگن مجھے عطا کی گئی ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کی حمایت کرنا کیونکہ ہر ذلیل وہابی آپ کی شان میں توہین آمیز کلام سے زبان درازی کر رہا ہے میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا رب اسے قبول فرمائے گا اور رب کی رحمت کے بارے میں میرا یہی ظن ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے میں اپنے بندے سے اس کے حسنِ ظن کے مطابق معاملہ فرماتا ہوں۔

۲۔ اس کے علاوہ دیگر بدعتیوں کی بیخ کنی جو دین کے دعویدار ہیں حالانکہ وہ مفسدِ محض ہیں۔

۳۔ حسبِ استطاعت اور واضح مذہب حنفی کے مطابق فتوٰی نویسی۔

درس و تدریس:۔ اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے جب بریلی شریف میں درسگاہ کی بنیاد رکھی اس وقت علاقے کے تمام مدارس جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کی نذر ہو چکے تھے تشنگانِ علم کے لئے ضروری تھا کہ کوئی مشربِ تدریس نظر آئے چنانچہ آپ نے بریلی شریف میں علوم دینیہ کی عظیم درسگاہ "مصباح التہذیب" کو زینت بخشی جو آج بھی منظرِ اسلام کے نام سے قائم ہے جب آپ کے فضل و کمال کا شہرہ ہوا تو برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دیگر اسلامی ممالک سے طلباء اس گلستانِ علوم میں پہنچ کر اپنے دل و روح کو مہکانے لگے اور علوم و فنون کے پیکر بن کر اکناف و اطراف میں علم سے دوسروں کو منور کرنے کے لئے پھیل گئے۔ آپ کے شاگردوں کی درست تعداد معلوم نہیں کی جا سکتی۔

آپ کے نامور تلامذہ نے تحریک بریلی کو ایسا عروج بخشا کہ برصغیر میں **حنفیت** ان ہی کے دم قدم سے زندہ ہے، ورنہ ابوالفضل اور فیضی کے پیرو کار برصغیر میں اپنے قدم جمانے کی فکر میں تھے جو اکبر کے دینِ الٰہی کو دوبارہ نافذ کرنا چاہتے تھے مگر آپ کے قلم کے سامنے کسی کو سر اٹھانے کی مجال نہ رہی۔

انگریز سے نفرت:۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول ﷺ کی شدت کا یہ عالم تھا کہ جس چیز کو بھی حضور سید عالم ﷺ سے نسبت ہوتی اس کی تعظیم و توقیر کرتے تھے اس لئے سادات کرام کو جزء رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ مستحق توقیر و تعظیم سمجھتے ایک کم عمر صاحبزادے خانہ داری کے کاموں میں مدد کی خاطر کاشانۂ اقدس میں ملازم ہوئے بعد میں معلوم ہوا کہ سید زادہ ہیں لہٰذا گھر والوں کو تاکید کر دی کہ سید صاحب سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے جس تنخواہ کا وعدہ ہے بطور نذرانہ پیش کی جائے چنانچہ حسبِ ارشاد تعمیل ہوتی رہی آپ کسی سید صاحب کی بے حرمتی تو کیا ان کی پریشانی پر بھی بے پناہ دکھ اور کرب محسوس کرتے آپ کو یہ گوارہ نہیں تھا کہ کوئی سید زادہ پریشان نظر آئے۔

کرامت:۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ ٹرین پیلی بھیت سے بریلی تشریف لے جا رہے تھے ٹرین نواب گنج کے اسٹیشن پر ایک دو منٹ کے لئے رکی نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا آپ احباب کے ساتھ پلیٹ فارم پر نماز کی ادائیگی کے لئے اترے احباب پریشان ہوئے کہ گاڑی چلی جائے گی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں گاڑی ہمیں لے کر ہی جائے گی۔ چنانچہ اذان دلوا کر بڑے خضوع و خشوع سے باجماعت نماز شروع کر دی۔ ادھر ڈرائیور نے انجن چلایا لیکن وہ ایک انچ بھی آگے نہ بڑھا ڈرائیور نے انجن کو پیچھے کی طرف چلایا تو وہ چل پڑا اس نے دوبارہ آگے کی طرف چلایا تو انجن پہلے والی جگہ پر آ کر بند ہو گیا۔ ایک آواز بلند ہوئی کہ دیکھو وہ درویش نماز ادا کر رہا ہے اسی وجہ سے ریل نہیں چلتی لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے انگریز گارڈ جو حیران کھڑا تھا بڑے ادب سے آپ کے قریب بیٹھ گیا جونہی آپ نماز سے فارغ ہو کر ریل میں سوار ہوئے ریل چل پڑی انگریز گارڈ آپ سے متعارف ہوا اور اپنے بیوی بچوں سمیت بریلی شریف حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے متذکرہ کرامت کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی کرامتیں ہیں جو طوالت کے خوف سے نہیں لکھی جا رہیں۔

حج بیت اللہ:۔ پہلی بار آپ اپنے والدین کریمین کے ہمراہ ۱۲۹۵ھ میں حجِ بیت اللہ شریف اور زیارتِ روضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تشریف لے گئے تھے۔

۱۳۲۳ھ میں دوسری بار یہ مقدس سفر کیا حج اور زیارتِ روضہ نبوی ﷺ سے مشرف ہوئے اس سفر میں علمائے حجاز نے آپ کی بڑی قدر و منزلت کی ہر سو آپ کی علمیت کا ڈنکا بج رہا تھا جس کا بخوبی اندازہ "حسام الحرمین" "الدولۃ المکیہ" اور "کفل الفقیہ" کے مطالعہ سے ہوتا ہے مذکورہ کتب نے حجاز مقدس اور برصغیر میں تہلکہ مچا دیا تھا اہلِ مکہ جوق در جوق آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے بہت سے حضرات نے آپ سے التجاء کی ان کو سند اجازت مرحمت فرمائی جائے چنانچہ ان کے اصرار کی وجہ سے ایسا ہی کیا گیا مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھے انہوں نے الاجازات المتینہ کے مقدمے میں لکھا ہے کہ اجازت طلبی کیلئے سب سے پہلے مولانا سید عبدالحی مکی (م۔ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳) تشریف لائے

ان کے ہمراہ ایک جوان صالح شیخ حسین جمال بن عبدالرحیم تھے دونوں حضرات کو سندِ اجازت مرحمت فرمائی ان کے بعد بہت سے اور اہل علم حضرات اجازت سے مشرف ہوئے کچھ حضرات رہ گئے تو ان سے وعدہ فرمایا کہ وطن واپسی پر سندات ارسال کردی جائیں گی۔

پھر اعلیٰ حضرت دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے مولانا عبدالکریم مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ ذاتی تاثرات کا اظہار فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں فاضل بریلوی کو بے انتہا اکرام و اعزاز اور احترام سے نوازا گیا۔ ہندوستان سے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں۔ ان میں علماء صلحاء، اتقیاء سب ہی ہوتے ہیں جن کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ لیکن فاضل بریلوی کی شان عجب ہے یہاں کے علماء اور بزرگ سب ان کی طرف جوق در جوق کھنچے چلے آتے ہیں اور ان کی تعظیم میں بصدِ تعجیل کوشاں ہیں یہ ربِّ کریم کا فضل ہے جس پر ہو جائے۔ مدینہ طیبہ میں بھی اعلیٰ حضرت سے بہت سے علماء نے اجازت حاصل کی۔

چند مخصوص عادات:۔ جب کسی سُنّی عالم سے ملاقات ہوتی دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے اور اس کی ایسی عزت و قدر کرتے جس کے لائق وہ اپنے کو نہ سمجھتا جب کوئی صاحب حج بیت اللہ شریف کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان سے پہلے یہی پوچھتے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ میں بھی حاضری دی؟ اگر وہ ہاں کہتے تو فوراً ان کے قدم چوم لیتے اور اگر کہتے کہ نہیں تو پھر ان کی جانب بالکل توجہ نہ فرماتے۔ کاشانہ اقدس سے کوئی سائل خالی واپس نہ ہوتا۔ بیوگان کی امداد اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے آپ کی جانب سے ماہوار رقمیں مقرر تھیں۔ آپ کے سب کام محض اللہ تعالیٰ کے لئے تھے نہ کسی کی تعریف سے مطلب نہ کسی کی ملامت کا خوف۔ "حدیث شریف۔" **من احب للّٰه وابغض للّٰه واعطى للّٰه ومنع فقد استكمل الايمان** (مشکوۃ شریف) کے مطابق آپ کسی سے محبت کرتے تو اللہ ہی کے لئے مخالفت کرتے تو اللہ ہی کے لئے کسی کو دیتے تو اللہ ہی کے لئے نہ دیتے تو اللہ ہی کے لئے۔ آپ ہمیشہ بشکل نام اقدس "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم سویا کرتے اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس سے سر "میم" کہنیاں "ح" کمر "میم" پاؤں دال بن کر گویا نام پاک "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بن جاتا۔

کتبِ احادیث پر دوسری کتب نہ رکھتے اگر کسی حدیث کی ترجمانی کے دوران کوئی بات کاٹتا تو سخت کبیدہ اور ناراض ہوتے۔ مجلسِ میلاد شریف میں ذکرِ ولادت شریف کے وقت صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے باقی شروع سے آخر تک ادباً دو زانو بیٹھے رہتے۔ ہنسنے میں کبھی ٹھٹھا نہ لگاتے جماہی آنے پر دانتوں میں انگلی دبا لیتے جس کی وجہ سے آواز نہ ہوتی۔ قبلہ کی طرف نہ تھوکتے نہ پاؤں پھیلاتے۔ پانچوں نمازوں کے وقت مسجد میں حاضر ہوتے اور ہمیشہ باجماعت نماز پڑھتے۔ کیسی ہی گرمی کیوں نہ ہو ہمیشہ عمامہ اور انگرکھے کے ساتھ نماز پڑھا کرتے۔ کسی شخص کو کوئی چیز دیتے اور وہ بایاں ہاتھ بڑھاتا تو فوراً دست مبارک روک کر فرماتے داہنے ہاتھ میں لو بائیں ہاتھ میں شیطان لیتا ہے۔ بسم اللہ شریف کے عدد بھی داہنی طرف سے یوں لکھتے کہ (پہلے ۶ پھر ۸ پھر ۷)۔

نعتیہ کلام:۔ اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام "حدائق بخشش وغیرہ" میں ایک ایک لفظ سیّد عرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے تمام کلام میں کہیں لفظ "یثرب" نہیں کہ اللہ کے پیارے حبیب دافع البلاد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدوم ناز سے تمام برائیوں اور بیماریوں کو دور فرما کر یثرب کو طیبہ بنا دیا ہے آپ کے کلام میں کہیں تو قرآن و حدیث کے بعینہٖ کلمات و عبارات ہیں کہیں ان کے ترجمے ہیں اور کہیں تلمیحات و اشارات ہیں۔ غرضیکہ آپ کے اشعار کے ماخذ کلام الٰہی و حدیث نبوی کے مضامین ہیں آپ کا نعتیہ کلام شاعرِ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ کلام کا آئینہ ہے لہٰذا یہ کہنا بالکل حق بجانب ہے کہ اعلیٰ حضرت "**حَسّانُ الْعَصْر**" تھے۔ آپ کا کلام جھوٹ، مبالغہ، ریا، تصنع سے بالکل منزہ ہے ہر جگہ خلوص و عقیدت صدق و حقانیت اور جذبِ دل کی ترجمانی ملے گی ایک شعر ملاحظہ فرمائیے۔ ع

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتا رضا سارا تو سامان گیا

آپ کے کلام میں فصاحت اور بلاغت، عشق، سرمستی، احترام، عظمت سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ایک ایک حرف سے ہوتا ہے اس کی ایک

مثال آپ کا شہرہ آفاق سلام بحضور رحمت دو عالم ﷺ ع "مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" آج بھی مساجد اور دینی محافل میں ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا۔

رحلت:۔ آفتاب حنفیت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعتہ المبارک کے دن ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر عین اذانِ جمعہ کے وقت جب مؤذن نے **حی علی الفلاح** کہا تو ادھر آپ نے کلمۂ طیبہ **لا الہ الا للہ محمد رسول اللہ** ﷺ پڑھا پھر برادرم مولانا مصطفےٰ رضا خاں سے ارشاد فرمایا سورہ یٰسین شریف اور رعد شریف تلاوت کرو حسبُ الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں۔ ایسے حضور قلب اور تیقّن سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں نہ آئی تو خود تلاوت فرما کر بتلادی (**سبحان اللہ والحمد للہ**) ٹھیک دو بج کر ۳۸ منٹ ہوئے چہرہ مبارک پر ایک لمعۂ نور کا چمکا جس کی ایسی جنبش تھی جس طرح آئینے میں لمعانِ خورشید جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جانِ نور جسمِ اطہر سے پرواز کر گئی۔ (**انا للہ وانا الیہ راجعون**۔) اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا فرمودہ علوم سے اپنی وفات سے چار ماہ بائیس دن قبل ۳ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ کو اپنی تاریخِ وصال کی خبر دیتے ہوئے اپنے قلم سے یہ آیت تحریر فرمائی۔ "**ویطاف علیهم بانية من فضة واكواب**"

مزار مبارک:۔ شہر بریلی شریف محلہ سوداگران میں دار العلوم منظرِ اسلام کے شمالی جانب ایک پیکرِ جلال و ہیبت بلند عمارت کے اندر آپ کا مزارِ پاک ہے آپ کا عُرس جو شریعت کا آئینہ دار ہے ہر سال ۲۴-۲۵ صفر کو منعقد ہوتا ہے جس میں اکناف ہند کے مشاہیر علماء خطباء مشائخ شریک ہو کر گوہرِ مراد سے دامن بھرتے ہیں۔

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبولیت:۔ مولانا عبد العزیز محدّث مراد آبادی (استاذ دار العلوم اشرفیہ۔ اعظم گڑھ) درگاہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین دیوانِ سیّد آلِ رسول صاحب کے عم محترم رحمتہ اللہ علیہ (جو ایک بلند پایہ بزرگ تھے) کی زبانی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس سے اعلیٰ حضرت رحمتہ علیہ کی بارگاہِ رسالت مآب میں مقبولیت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ راوی معتبر اور بات خواب کی ہے۔ جن لوگوں کو رب کریم نے بصیرتِ قلبی عطا فرمائی ہے وہ اس واقعہ سے ضرور روشنی حاصل کریں گے۔

واقعہ:۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ میں ایک شامی بزرگ دہلی شریف لائے ان کی آمد کا سن کر ملاقات کی، بڑی شان و شوکت کے بزرگ تھے طبیعت میں استغناء بہت زیادہ تھا مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کرتے تھے ان کی خدمت میں بھی نذرانہ پیش کرتے لیکن وہ قبول نہ کرتے اور فرماتے تھے کہ بفضلہٖ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے ضرورت نہیں۔ ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے سخت تعجب ہوا عرض کیا حضرت! یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟۔ فرمایا مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا۔ افسوس
واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو میرے نصیب جاگے۔ خواب میں نبی کریم علیہ الصلوۃ **والتسلیم** کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضرِ دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے لگتا تھا کسی کا انتظار ہے۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ "**فداک ابی وامی**" میرے ماں باپ حضور "صلی اللہ علیہ وسلم" پر قربان کس کا انتظار ہے؟۔ ارشاد فرمایا۔ احمد رضا کا انتظار ہے میں نے عرض کیا احمد رضا کون ہے؟ فرمایا ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی۔ معلوم ہوا مولانا احمد رضا خاں صاحب بڑے ہی جلیلُ القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ ملاقات کے شوق میں بریلی (ہندوستان) پہنچا۔ معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی انؓ سے شوقِ ملاقات میں طویل سفر کیا لیکن افسوس ملاقات نہ ہو سکی۔

(۹ جمادی الثانی ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء)

حواشی

ا۔ تفصیلات آئندہ سطور میں۔

۲۔ گیارہ برس کی عمر کا یہ تعین مفتی عزیز احمد صاحب بدایونی کے بیان پر مبنی ہے۔

۳۔ بقول علامہ عبدالنبی کوکب صاحب مفتی عزیز احمد علماء میں ایک محترم اور بزرگ شخصیت کی حیثیت رکھتے ہیں وہ ۱۹۰۱ء میں آنولہ (بریلی) میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مدرسہ بدایوں میں پائی پھر مدرسہ شمس العلوم میں مولانا احمد الدین سواتی (ہنری ریاست سوات) مولانا شاہ محمد ابراہیم بدایونی اور مولانا واحد حسین بدایونی (تلمیذ علامہ برکات ٹونکی) سے اعلیٰ کی فراغت پر مدرسہ قادریہ بدایوں میں مدرّس مقرر ہوئے ریاست گوالیار اور پونا میں بھی مدرّس رہے قبلہ مفتی احمد یار خانؒ صاحب مفتی عزیز احمد صاحب کو اپنے واجب الاحترام بزرگوں میں شمار کرتے تھے۔

۳۔ علامہ مشتاق احمد کانپوری کا خاندان علم و فضیلت میں ممتاز تھا ان کے بڑے بھائی مولانا نثار احمد کانپوری اردو زبان کے بلند پایہ خطیب شمار ہوتے تھے اور انہیں بلبلِ ہند کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

۴۔ علامہ ہزاروی نے بریلی میں اعلیٰ حضرت کے بڑے صاحبزادے مولانا شاہ حامد رضا خان قدس سرہٗ کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا انہوں نے ان کو ابوالحقائق کا لقب عطا فرمایا۔

۵۔ "تفسیر نعیمی" اساس بیشتر عربی تفاسیر پر قائم ہے بقول مفتی صاحب۔ یہ "تفسیر" عوفی کی معتمد تفاسیر کا خلاصہ ہے۔ اس سلسلے میں یہ تفسیر روح البیان "تفسیر کبیر رازی" کے علاوہ فارسی تفاسیر میں "تفسیر عزیزی اور اردو تفسیر خزائن العرفان سے استفادہ کیا گیا ہے۔ موخر الذکر اردو تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں کہ "اردو تفاسیر میں سب سے بہتر تفسیر خزائن العرفان" مصنفہ حضرت مرشدی 'استاذی صدر الافاضل مولانا الحاج سید محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ ہے اس کو مشعل راہ بنایا گیا۔ گویا یہ تفسیر اس کی تفصیل ہے (تفسیر نعیمی جلد اول) مصنفہ مفتی احمد یار خان نعیمی۔

اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ قرآنِ حکیم (کنز الایمان) اور دیگر اردو تراجم قرآن کا تقابلی جائزہ

سیرت سرورِ کونین سمجھنے کے لئے
تم کو قرآنِ مقدّس کو سمجھنا ہو گا

امامِ اہلسنّت، مجدّدِ ملت اعلیٰ حضرت شاہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۴۰ھ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے۔ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خاں بن مولانا محمد نقی علی خاں ابن مولانا رضا علی خاں۔

آپ کی ولادت باسعادت بریلی شریف کے محلہ جسولی میں۔ ۱۰۔ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بوقت ظہر ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام المختار ہے۔ آپ نے اپنا سنِ ولادت اس آیت کریمہ سے نکالا۔

اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدھم بروح منہ

۱۲۷۲ھ

"یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روحانیت سے ان کی مدد فرمائی۔"

آپ کے والد ماجد حضرت مولانا محمد نقی علی خاں رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے ممتاز عالم اور مصنف تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے تقریباً تمام دَرسیات اپنے والدِ ماجد سے پڑھیں اور چودہ سال کی عمر میں ایک معرکتہ الاراء فتوٰی کا جواب تحریر کیا۔ چنانچہ آپ کی استعداد اور خداداد قابلیت کی بناء پر اس کم عمری ہی میں آپ کو مفتی کا منصب عطا کر دیا گیا۔ اعلیٰ حضرت نے اِستفتاء کے جوابات کے ساتھ ہی ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی شروع کر دیا۔ جس مسئلہ پر بھی آپ نے قلم اٹھایا اپنے تبحّرِ علمی کی بدولت اس کے ہر ہر پہلو پر نہایت عمدہ طریقے سے روشنی ڈالی۔ اور ایسی واضح حجتیں اور براہین قائم فرمائیں کہ ہم عصر علماء و محدثین نے امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین و ملّت کا خطاب دیا۔

یوں تو آپ کے علمی کارناموں کی تفصیل بڑی طویل ہے لیکن ان میں سب سے بڑا علمی کارنامہ ترجمہ قرآن مجید ہے۔ ترجمہ کیا ہے قرآن حکیم کی اردو میں ترجمانی ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ آپ کا یہ ترجمہ الہامی ترجمہ ہے تو کچھ غلط نہ ہو گا۔

ترجمہ میں فصاحت، بلاغت، اندازِ خطاب اور سیاق و سباق کا خیال

ایک زبان سے دوسری زبان میں لفظی ترجمہ کر دینا کچھ مشکل نہیں بلکہ یہ بہت ہی معمولی اور آسان کام ہے کسی بھی درخواست کا لفظی ترجمہ تو عرائض نویس بھی فوراً کر دیتے ہیں۔ مگر کسی زبان کی فصاحت و بلاغت، سلاست و معنویت، اس کے محاورات اور اندازِ خطاب کو سمجھنا، سیاق و سباق کو دیکھ کر کلمہ اور جملہ کی ترجمانی کرنا انتہائی وقت طلب کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ اس کی تفسیر آپ کے صحابہ کرام نے بیان کی۔

ترجمہ میں مناسب معنیٰ کا انتخاب

قرآن کریم کے دوسری زبانوں میں تراجم کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی لفظ کا ترجمہ عموماً اس کے مشہور معنی کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ ہر زبان میں کسی بھی لفظ کے بہت سے معانی ہوتے ہیں۔ ان مختلف معانی میں سے کسی ایک مناسب معنی کا انتخاب مترجم کی ذمہ داری ہے۔ ورنہ لفظ کا ظاہری ترجمہ تو ایک مبتدی بھی کر سکتا ہے۔

بے احتیاطی کے نتائج

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن مجید دیکھنے کے بعد جب ہم دنیا بھر کے تراجمِ قرآن پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت منکشف ہو کر سامنے آتی ہے کہ اکثر مترجمینِ قرآن کی نظر الفاظ قرآن کی روح تک نہیں پہنچ سکی۔ اور ان کے ترجمہ سے قرآنِ کریم کا مفہوم ہی بدل گیا ہے بلکہ بعض مقامات پر تو سہواً" یا قصداً" ترجمے میں ان سے تحریف بھی ہو گئی ہے۔ یا لفظ بلفظ ترجمہ کرنے کے سبب حرمتِ قرآن، عصمتِ انبیاء اور وقارِ انسانیت کو بھی ٹھیس پہنچی ہے۔ اور اس سے بھی آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال ٹھہرایا ہے ان تراجم کی بدولت وہ حرام قرار پا گئی ہیں۔ اور انہی تراجم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ بعض امور کا علم اللہ رَبّ العزّت کو بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کا ترجمہ کر کے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور مسلمانوں کے لئے گمراہی کا راستہ کھول دیا۔ اور یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے ہاتھوں میں (اس طرح کا ترجمہ کر کے) اسلام کے خلاف اسلحہ دے دیا گیا۔ چنانچہ ستیارتھ پرکاش نامی کتاب اسلام پر طنز سے بھری ہوئی ہے کہ جو خدا اپنے بندوں سے مکر، فریب، دغا کرتا ہو۔ ایسے خدا کو دور سے سلام وغیرہ وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت نے جملہ مستند و مروّج تفاسیر کی روشنی میں قرآنِ حکیم کی ترجمانی فرمائی ہے۔ جس آیت کی وضاحت مفسرینِ کرام کئی کئی صفحات میں فرمائیں گے اعلیٰ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی عنایت فرمائی کہ وہی مفہوم ترجمہ کے ایک جملہ یا ایک لفظ میں ادا فرمایا۔ قلیل جملہ کثیر مطالب اسی کو کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے ہر پڑھنے والے کی نگاہ میں قرآنِ کریم کا احترام، انبیاء کی عظمت اور انسانیت کا وقار بلند ہوتا ہے۔

ذیل میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآنِ حکیم اور دیگر اردو تراجمِ قرآن کا ایک تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے:۔

ولما یعلم اللّٰہ الذین جاھدوا منکم۔ پ ۴، سورہ ال عمران، آیت ۱۴۲

ترجمہ:۔ اور ابھی معلوم نہیں کئے اللہ نے لڑنے والے ہیں تم میں۔ (شاہ عبد القادر)

- حالانکہ ابھی خدا نے تم میں سے جہاد کرنے والوں کو تو اچھی طرح معلوم کیا ہی نہیں۔ (فتح محمد جالندھری دیوبندی)
- وہنوز تمیز ناساختہ است خدا آں راکہ جہاد کردہ انداز شما۔ (شاہ ولی اللہ)
- حالانکہ ابھی اللہ نے ان لوگوں کو تم میں سے جانا ہی نہیں جنھوں نے جہاد کیا۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)
- اور ابھی تک اللہ نے نہ تو ان لوگوں کو جانچا جو تم میں سے جہاد کرنے والے ہیں۔ (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)
- حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو۔ (تھانوی دیوبندی)
- اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں۔ (دیوبندی محمود الحسن)
- اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا۔ (اعلیٰ حضرت)

کیا اللہ تعالیٰ علیم و خبیر نہیں؟

اللہ تعالیٰ جو علیم و خبیر ہے، عالِم الغیب وَا لشہادۃ ہے، علیم بذات الصدور ہے۔ ان مترجمین کے نزدیک اردو میں بے عِلم و بے خبر ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں ترجمہ پڑھنے کے بعد عِلم الٰہی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کمالیہ، دوسری طرف اس قدر بے خبری کہ مومنین میں سے کون لوگ جذبۂ جہاد سے سرشار ہیں؟ اللہ کو اس کا علم نہیں۔ ابھی اس نے جانا ہی نہیں۔ گویا شانِ رسالت کی تنقیص سے فارغ ہوئے تو شانِ الوہیت پر حرف گیری شروع کردی۔

"اللہ نے نہیں جانا" شاہ رفیع الدین صاحب کا خیال ہے۔ "ابھی معلوم نہیں کیا اللہ نے"۔ شاہ عبد القادر صاحب کی ایجاد ہے، ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے، محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں۔

بروزِ حشر خدا اور رسول کی گرفت سے نہ بچ سکیں گے۔

ترجمہ لکھتے وقت کس قدر غیر حاضر تھے یہ مترجمین کہ تفسیر کے مطالعہ کی زحمت ہی نہیں کی اور کس سادگی سے قلم چلا دیا۔ آج بھی ان حضرات کے معتقدین، مریدین، متبعین موجود ہیں۔ اگر ان تراجم پر ان کے پیروکار مطمئن و خوش عقیدہ ہیں تو بروزِ حشر خدا اور رسول کی گرفت کے لئے تیار رہیں۔ ورنہ تفاسیرِ قرآن و ترجمۂ اعلیٰ حضرت کے مطابق آئندہ تمام ایڈیشن قرآن کریم کے درست کرادیں، ورنہ ترجمہ پڑھنے والی نسل کی گمراہی کے ذمہ دار ہوں گے۔

ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر المٰکرین۔ پ ۹، سورہ انفال، آیت ۳۰

ترجمہ:۔ اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا۔ اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ہے۔ (شاہ عبد القادر)

- اور مکر کرتے تھے اور مکر کرتا تھا اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ نیک مکر کرنے والوں کا ہے۔ (شاہ رفیع الدین)
- وایشاں بدسگالی می کردند و خدا بدسگالی می کرد (یعنی بایشاں) و خدا بہترین بدسگالی کنندگان است۔ (شاہ ولی اللہ)
- وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔ (محمود الحسن دیوبندی)
- اور حال یہ کہ کافر اپنا داؤ کر رہے تھے۔ اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)
- اور وہ اپنی تدبیر کر رہے تھے اور اللہ میاں اپنی تدبیر کر رہے تھے اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر والا اللہ ہے۔ (تھانوی دیوبندی)

◆ اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔ (اعلیٰ حضرت)

اردو ترجمہ میں جو الفاظ استعمال ہوئے وہ شانِ الوہیت کے کسی طرح لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف مکر' فریب' بدسگالی کی نسبت اس کی شان میں حرف گیری کے مترادف ہے۔ یہ بنیادی غلطی صرف اس وجہ سے ہے کہ اللہ اور رسول کے افعالِ مقدّسہ کو اپنے افعال پر قیاس کیا ہے۔ اسی وجہ سے مترجمین نے ہنسی' مذاق' ٹھٹھا' مکر' فریب' علم سے بے خبر' بدسگالی کو اس کی صفت ٹھیرلیا ہے۔

اللہ تعالیٰ "میاں" کی صفت سے پاک

اللہ پاک کی عزت افزائی کے لئے تھانوی صاحب نے "میاں" استعمال کیا ہے۔ ان تمام الفاظ کو سامنے رکھ کر الوہیت کا آپ تصور کریں تو تبارک و تعالیٰ انسانوں سے عظیم تر انسان ابھر کر آپ کے سامنے ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی رسولِ کریم کی شان کے لائق کوئی تعریف کی جاتی ہے تو یہ چیخ اٹھتے ہیں کہ تم نے رسول کو اللہ سے ملا دیا۔ اور خود موحدوں کے امام نے "میاں" اللہ تعالیٰ کو کہہ کر عام انسانوں کے برابر کھڑا کیا تو پھر بھی وہابی دیوبندی توحید میں بال برابر فرق نہیں آیا۔ مذکورہ آیت میں "مکر" کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے تفاسیر کی روشنی میں کیا ہے خفیہ تدبیر ——— اور لفظ "مکر" کو پہلے مقام پر ترجمہ میں کافروں کی طرف منسوب کر دیا۔ فافھم۔

ووجدک ضالا فھدی۔ پ ۳۰' سورۃ والضحیٰ' آیت ۷

ترجمہ:۔ اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ دی۔ (شاہ عبد القادر)

◆ اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی۔ (شاہ رفیع الدین)

◆ ویافت ترا راہ گم کردہ یعنی شریعت نمی دانستی پس راہ نمود۔ (شاہ ولی اللہ)

◆ اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)

◆ اور تم کو دیکھا کہ راہ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تم کو دین اسلام کا سیدھا راستہ دکھا دیا۔ (دیوبندی ڈپٹی نذیر احمد)

◆ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو آپ کو (شریعت کا) راستہ بتلا دیا۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

◆ اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ (اعلیٰ حضرت)

آیت مذکورہ میں لفظ "**ضالا**" استعمال ہوا ہے۔ اس کے مشہور معنی گمراہی اور بھٹکنا ہیں۔ چنانچہ بعض اہل قلم نے مخاطب پر نوک قلم کے بجائے خنجر پیوست کر دیا۔ یہ نہ دیکھا کہ ترجمہ میں کس کو راہ گم کردہ' بھٹکتا' بے خبر' راہ بھولا کہا جا رہا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت باقی رہتی ہے یا نہیں' اس کی کوئی پروا نہیں۔ کاش یہ مفسرین تفاسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد ترجمہ کرتے یا کم از کم اس آیت کا سیاق و سباق (اول و آخر) ہی بغور دیکھ لیتے۔ اندازِ خطابِ باری تعالیٰ پر نظر ڈال لیتے۔

ایک طرف **ماودعک ربکا وما قلی ولاخرۃ خیر لک من الاولی۔** تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ الخ اس کے بعد ہی رسولِ ذیشان کی گمراہی کا ذکر کیسے آگیا۔ آپ خود غور کریں حضور علیہ الصلوۃ والسلام اگر کسی لحظہ گمراہ ہوتے تو راہ پر کون ہوتا۔ یا یوں کہئے کہ جو خود گمراہ رہا ہو' بھٹکتا پھرا ہو' راہ بھولا ہوا ہو' وہ ہادی کیسے ہو سکتا ہے؟

اور خود قرآنِ مجید میں نفی ضلالت کی صراحت موجود ہے۔ **ماضل صاحبکم وما غوی** پ ۲۷' سورہ نجم' آیت ۲ آپ کے صاحب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نہ گمراہ ہوئے اور نہ بے رہ چلے۔ جب ایک مقام پر رب کریم گمراہ اور بے رہی کی نفی فرما رہا ہے تو دوسرے مقام پر خود ہی کیسے گمراہ ارشاد فرمائے گا؟

انا فتحنا لک فتحًا مبینا لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ پ ۲۶' سورہ الفتح' آیت ۱

ترجمہ:۔ ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔ (شاہ

عبدالقادر)

- تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو فتح ظاہر تو کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں سے تیرے اور جو کچھ پیچھے ہوا۔ (شاہ رفیع الدین)
- ہر آئینہ ما حکم کردیم برائے تو بفتح ظاہر عاقبت فتح آنست کہ بیامرز ترا خدا آنچہ کہ سابق گزشت از گناہ تو و آنچہ پس ماند۔ (شاہ ولی اللہ)
- اے پیغمبر یہ حدیبیہ کی صلح کیا ہوئی درحقیقت ہم نے تمہاری کھلم کھلا فتح کرا دی تا کہ تم اس فتح کے شکریہ میں دین حق کی ترقی کے لئے اور زیادہ کوشش کرو اور خدا اس کے صلہ میں تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے۔ (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)
- بے شک ہم آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔ (تھانوی دیوبندی)
- بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ (اعلیٰ حضرت)

حضور معصوموں کے سردار؟ یا گنہگار؟

عام تراجم سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی معصوم ماضی میں بھی گنہگار تھا۔ مستقبل میں بھی گناہ کرے گا۔ مگر فتح مبین کے صدقے میں اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو گئے۔ اور آئندہ گناہِ رسول معاف ہوتے رہیں گے۔

کاش یہ فتح مبین آپ کو نہ دی گئی ہوتی تا کہ آپ کے گناہوں پر ستاری کا پردہ پڑا رہتا۔ اس معصوم رسول کے گنہگار ہونے کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا۔ کھلم کھلا فتح کیا ملی کہ رسول معصوم کے تمام مخفی گناہ ترجمہ پڑھنے والوں کے سامنے آشکارا ہو گئے اور معلوم ہوا کہ آئندہ بھی گناہ سرزد ہوتے رہیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ان گناہوں کی معافی کی پیشگی ضمانت ہو گئی ہے۔ ان مترجمین سے آپ دریافت کیجئے کہ اس آیت کی تفسیر میں جو تاویلات کی گئی ہیں۔ مفسرین نے جو معنی بیان کئے ہیں اس کے مطابق انہوں نے ترجمہ کیوں نہیں کیا۔ ترجمہ پڑھنے والوں کی گمراہی کا کون ذمہ دار ہے؟ جب نبی معصوم گنہگار ہو تو لفظ عصمت کا اطلاق کس پر ہو گا؟ عصمتِ انبیاء کا تصور اگر جزو ایمان ہے تو کیا گنہگار خطاکار نبی ہو سکتا ہے؟ اقوالِ صحابہ مفسرین کی توجیہات سے ہٹ کر ترجمہ کرنے پر کس نے آپ کو مجبور کیا۔ ایک عربی یہودی یا نصرانی یا ہمارے یہاں جنہوں نے عربی زبان پڑھی ہے وہ بھی اس قسم کا ترجمہ کر سکتے ہیں تو آپ جو کہ عالمِ دین کہلاتے ہیں تفاسیر اور حدیث و فقہ کی تعلیم سے آراستہ ہیں۔ بغیر سوچے سمجھے لفظ بلفظ ترجمہ کر دیں تو آپ میں اور ان میں کیا فرق ہو گا؟ افسوس کہ لفظ ذنب کی تفسیر میں امام ابو اللیث یا سلمیٰ کی توجیہہ پڑھ لیتے تو اتنی فاش غلطی مترجمین سے نہ ہوتی۔ مگر یہ صاحبان جب تک رسول اللہ کی نقص جوئی نہ کرلیں ان کو اپنے علم پر اعتماد نہیں ہوتا۔ ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ مطبوعہ تاج کمپنی نمبر پی ۱۴۱ کے آخر میں مضامینِ قرآن مجید کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔ اس فہرست کے حصہ دوم باب ۵ کا عنوان (سرخی) یہ ہے۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خدا کی طرف سے عتاب ہوا یا آپ کی کسی بات پر گرفت ہوئی۔" حوالے کے طور پر ۹ آیات پیش کی گئی ہیں۔ اس سے آپ ان کی اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دلی عداوت و بغض کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

لک میں "ل" سبب کے معنی میں

ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت کا جوش عقیدت جناب ختمی مرتبت کے لئے اپنے کمال پر ہے۔ ان کو بھی ترجمہ کے وقت بہت تشویش ہوئی ہو گی کہ عصمتِ رسول پر حرف نہ آئے اور قرآن کا ترجمہ بھی صحیح ہو جائے۔ وہ عقیدت بھری نگاہ جو آستانہِ رسول پر ہمہ وقت بچھی ہوئی ہے اس نے دیکھا کہ لک میں "ل" سبب کے معنی میں مستعمل ہوا ہے لہذا جب حضور کے سبب سے گناہ بخشے گئے تو وہ شخصیتیں اور ہوئیں جن کے گناہ بخشے گئے۔ اہلِ بصیرت کے لئے اشارہ کافی ہے۔ معنویت سے بھرپور روشن فتح کے مطابق ترجمہ فرمادیا ہے۔

فان یشاء اللّٰہ یختم علی قلبک۔ ۲۵، شوریٰ، آیت ۲۴

ترجمہ:۔ پس اگر خواہد خدا مہر نہد بردل تو۔ (شاہ ولی اللہ) اگر خدا چاہے تو اے محمد تمہارے دل پر مہر لگادے۔ (فتح محمد جالندھری)

- پس اگر چاہتا اللہ، مہر رکھ دیتا اوپر دل تیرے کے۔ (شاہ رفیع الدین)
- سو اگر چاہے مہر کردے تیرے دل پر۔ (شاہ عبد القادر)
- تو اگر اللہ چاہے تو آپ کے قلب پر مہر لگادے۔ (عبد الماجد دریابادی دیوبندی)
- سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگادے۔ (سابقہ ترجمہ) "دل پر مہر لگادے"۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)
- اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر لگادے۔ (اعلیٰ حضرت)

تمام متراجم سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ **ختم اللّٰہ علی قلوبھم** کے بعد مہر لگانے کی کوئی جگہ تھی تو یہی تھی۔ صرف ڈرا دھمکا کر چھوڑ دیا۔ کس قدر بھیانک تصور ہے وہ ذات اطہر کہ جس کے سر مبارک پر اسریٰ کا تاج رکھا گیا۔ آج اس سے فرمایا جارہا ہے کہ ہم چاہیں تو تمہارے دل پر مہر لگادیں۔

مہر کے اقسام

مہر دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جو **ختم اللّٰہ علی قلوبھم** میں استعمال ہوئی اور دوسری **خاتم النبیین** کی۔

کاش تمام مترجمین تفاسیر کی روشنی میں ترجمہ کرتے تو ان کی نوکِ قلم سے رحمتِ عالم کا قلبِ مبارک محفوظ رہتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلبِ مبارک کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ جس دل کو ہر شے سے محفوظ کیا گیا ہے اس آیتِ مبارک میں اس کی مزید توثیق (وضاحت) کردی گئی۔

ولئن اتبعت اھوآئھم من بعد ما جائک من العلم انک اذا لمن الظلمین۔ پ، سورہ بقرہ، آیت ۱۴۵۔

ترجمہ:۔ اور کبھی چلا تو ان کی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں۔ اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا نہ مددگار۔ (شاہ عبد القادر)

- اور اگر پیروی کرے گا۔ تو خواہشوں ان کی پیچھے اس چیز سے کہ آئی تیرے پاس علم سے نہیں واسطے تیرے اللہ سے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (شاہ رفیع الدین)
- اگر پیروی کردی آرزوہائے باطل ایشان راپس آنچہ آمدہ است تجواز دانش نہ باشد ترا برائے خلاص از عذاب خدا ہیچ دوستی و نہ یارے دہند۔ (شاہ ولی اللہ)
- اور اگر آپ کے بعد اس علم کے جو آپ کو پہنچ چکا ہے ان کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے تو آپ کے لئے اللہ کی گرفت کے مقابلے میں نہ کوئی یار ہوگا نہ مددگار۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)
- اور اے پیغمبر اگر تم اس کے بعد کہ تمہارے پاس علم یعنی قرآن آچکا ہے ان کی خواہشوں پر چلے تو پھر تم کو خدا کے غضب سے بچانے والا نہ کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی و فتح محمد جالندھری)
- اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں ان کے غلط خیالات کا علم قطعی ثابت بالوحی آچکنے کے بعد تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے نہ مددگار۔ (تھانوی دیوبندی)
- اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور ستم گار ہو گا۔ (اعلیٰ حضرت)

ترجمہ تفسیرِ خازن کی روشنی میں

نبی معصوم جن کی نسبت سے قرآنی صفحات بھرے ہیں۔ جن کو طٰہٰ، یٰس، مزمل، مدثر جیسے القاب و آداب دیئے گئے، اچانک اس قدر زجر و توبیخ کے کلمات سے اللہ تعالیٰ ان کو مخاطب کرے؟ سیاق و سباق سے بھی کسی تہدید کا پتہ نہیں چلتا۔ لہٰذا مترجم کو چاہیے کہ کھوج لگائے نہ یہ کہ براہ راست کلمات کا ترجمہ کردے۔ جو بات ان کی عصمت کے خلاف ہے وہ کیسے امکانی طور پر ان کی طرف منسوب کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت نے اس کی تحقیق فرمائی اور تفسیرِ خازن کی روشنی میں انہوں نے ترجمہ فرمایا کہ مخاطب ہر سامع ہے نہ کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اسی طرح کتبِ معانی و بیان میں بھی اس بات کی تصریح ہے۔

تراجمِ مذکورہ میں بعض مترجمین نے خاصی حاشیہ آرائی کی ہے مگر کسی مترجم کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ غور کرے کہ ڈانٹ ڈپٹ کے الفاظ حضور کی شان میں کیوں کہے جارہے ہیں۔ جب کوئی وجہ نہیں تو **مخاطبیت** اللہ کے محبوب سے خاص نہیں بلکہ ہر سننے والے سے خطاب ہے۔

ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان۔ سورہ شوریٰ، آیت ۵۲

ترجمہ:۔ تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان۔ (شاہ عبد القادر) تم نہ تو کتاب کو جانتے تھے اور نہ ایمان (فتح محمد جالندھری)

- ✦ نہ جانتا تھا تو کیا ہے کتاب اور نہ ایمان۔ (شاہ رفیع الدین)
- ✦ نمی دانستی کہ چیست کتاب و نمی دانستی کہ چیست ایمان۔ (شاہ ولی اللہ)
- ✦ تمہیں کچھ پتہ نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ (ابوالاعلیٰ مودودی)
- ✦ آپ کو نہ یہ خبر تھی کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا چیز ہے۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)
- ✦ آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (اللہ) کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان (کا انتہائی کمال) کیا چیز ہے۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)
- ✦ اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل۔ (اعلیٰ حضرت)

ظہورِ نبوت سے قبل حضور کے مومن ہونے کی نفی؟

لوح و قلم کا علم ہی نہیں بلکہ جن کو ماکان و مایکون کا علم ہے، معاذ اللہ آیت مذکورہ کے نزول سے پہلے مومن بھی نہ تھے۔ کیونکہ مترجمین کے تراجم کے مطابق ایمان سے بھی نابلد (کورے) تھے۔ تو غیر مسلم ہوئے۔ موحد بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ بھی آپ کی بعثت سے پہلے مومن ہوتا ہے (بعد میں رسالت پر ایمان لانا شرط ہے) تراجمِ مذکورہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد میں ہوئی۔

اعلیٰ حضرت کے ترجمے سے اس قسم کے تمام اعتراضات ختم ہوگئے کہ آپ احکام شرع کی تفصیل نہ جانتے تھے ایمان اور احکام شرع کی تفصیل میں جو فرق ہے وہی اعلیٰ حضرت اور دیگر مترجمین کے ترجمہ میں فرق ہے۔

الرحمٰن ① علم القرآن ② خلق الانسان ③ علمه البیان ④ پ ۲۷، سورہ الرحمٰن۔ آیت ۱۔۴

ترجمہ:۔ رحمٰن نے سکھایا قرآن، بنایا آدمی، پھر سکھائی اس کو بات، (شاہ عبد القادر)

- ✦ رحمٰن نے سکھایا قرآن، پیدا کیا آدمی کو، سکھایا اس کو بولنا۔ (شاہ عبد القادر)
- ✦ خدا آموخت قرآن را۔ آفریدی آدمی را و اموخش سخن **گفتن**۔ (شاہ ولی اللہ)
- ✦ خدائے رحمٰن ہی نے قرآن کی تعلیم دی۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اس کو گویائی سکھائی۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)
- ✦ جنوں اور آدمیوں پر خدائے رحمٰن کے جہاں اور بے شمار احسانات ہیں ازاں جملہ یہ کہ اسی نے قرآن پڑھایا۔ اسی نے انسان کو پیدا

کیا۔ پھر اس کو بولنا سکھایا۔ (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)

◆ رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ ماکان و مایکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (اعلیٰ حضرت)

مندرجہ بالا تراجم غور سے پڑھئے۔ پھر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کا بغور مطالعہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۲ میں لفظ **علم** جو متعدی بدو مفعول ہے۔ تمام تراجم میں رحمٰن نے سکھایا قرآن۔ پیدا ہوتا ہے کہ کس کو قرآن سکھایا۔ اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ خود قرآن شاہد ہے **علمک مالم تکن تعلم**۔ اللہ نے آپ کو ہر اس چیز کا علم دیا جو آپ نہ جانتے تھے۔

آیت نمبر ۳ کا ترجمہ ہے آدمی کو پیدا کیا وہ کون انسان ہے؟ مترجمین نے لفظ بلفظ ترجمہ کر دیا۔ بعض تراجم میں اپنی طرف سے بھی الفاظ استعمال کئے گئے پھر بھی لفظ انسان کی ترجمانی نہیں ہو سکی۔ اب آپ اس ذات گرامی کا تصور کریں جو اصل الاصول ہیں جن کی حقیقت الحقائق ہے۔ جن پر تخلیق کی اساس رکھی گئی۔ جو مبدء خلق ہیں' روحِ کائنات' جانِ انسانیت ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں انسانیت کی جان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا۔ **الانسان** سے جب حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا تعیّن ہو گیا تو ان کی شان کے لائق اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم بھی ہونی چاہیے۔ چنانچہ عام مترجمین کی روش سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ ماکان و مایکون کا بیان انہیں سکھایا۔

سوال :۔ اس جگہ گستاخ رسول ذہنوں میں ضرور سوال ابھرتا ہے کہ یہاں "ماکان و مایکون کا بیان سکھانا" کہاں سے آ گیا۔ یہاں تو مراد "بولنا سکھانا" ہے۔ یا یہ کہئے کہ قرآن کا علم دوسری آیت ظاہر کر رہی ہے۔ تو اس چوتھی آیت میں اس کا "بیان سکھانا" مراد ہے۔

جواب :۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ ماکان و مایکون (جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہو گا) کا علم لوح محفوظ میں اور لوح محفوظ قرآن شریف کے ایک جز میں اور قرآن کا بیان (جس میں ماکان و یاکون کا بیان بھی شامل ہے) سکھایا' یہ تفسیری ترجمہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ ۔

مگس کو باغ میں جانے نہ دینا
کہ ناحق خون پروانوں کا ہو گا

مکھی کو باغ میں نہ جانے دو کہ یہ پھولوں کا رس چوس کر شہد و موم کا سبب بنے اور موم سے بتی اور موم بتی جب جلے گی تو پروانے جل کر قربان ہوں گے۔ اب بتایئے اعلیٰ حضرت نے ترجمہ (ماکان و مایکون کا بیان سکھایا) کیسا کیا؟

میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ مذکورہ چار آیات کا ترجمہ آپ متعدد بار پڑھیں۔ یقیناً آپ کے ایمان میں بے پناہ نکھار پیدا ہو گا اور عشق رسول میں آپ پر یقیناً ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جائے گی۔

لا اقسم بهذا البلد پ ۳۰ سورہ بلد۔ آیت ۱

ترجمہ :۔ قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور تجھ کو قید نہ رہے گی اس شہر میں۔ (شاہ عبد القادر)

◆ قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور تو داخل ہونے والا ہے بیچ اس شہر کے۔ (شاہ رفیع الدین)

◆ قسم می خورم بایں شہر۔ (شاہ ولی اللہ)

◆ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

◆ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)

◆ قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔ (محمود الحسن)

◆ ہم اس شہر مکہ کی قسم کھاتے ہیں (ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)

◆ نہیں' میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی۔ (مودودی وہابی)

◆ مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔(اعلیٰ حضرت)

اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک

انسان قسم کھاتا ہے۔ اردو اور فارسی میں قسم کھائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے بے نیاز ہے۔ مترجمین کرام نے اپنے محاورہ کا اللہ کو کیوں پابند کیا۔ کیا اس لئے کہ اس بے نیاز نے کچھ نہیں کھایا تو کم سے کم قسم ہی کھائے۔ ایسی بھی کیا بے نیازی کہ کچھ نہیں کھاتا۔ اس باریک مسئلہ کی طرف عام مترجمین کی توجہ نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے کس خوش اسلوبی سے ترجمہ فرمادیا۔ مجھے اس شہر کی قسم۔

ایاک نعبدو ایاک نستعین۔ پ ا سورہ فاتحہ۔ آیت ۴

ترجمہ:۔ ترامی پرستم واز تومدومی طلبم۔(شاہ ولی اللہ) ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔(فتح محمد جالندھری)

◆ تجھ ہی کو عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ہم۔(شاہ رفیع الدین و محمود الحسن دیوبندی)

◆ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کرتے ہیں (اشرف علی تھانوی دیوبندی)

◆ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔(اعلیٰ حضرت)

دعاء

سورہ فاتحہ، سورۃ الدعا ہے ـــــــــ دعا کے دوران دعائیہ کلمات کہے جاتے ہیں۔ خبر نہیں دی جاتی۔ جب کہ تمام تراجم میں خبر کا مفہوم ہے دعا کا نہیں۔ اور ظاہر ہے عبادت کرتے ہیں۔ مدد چاہتے ہیں۔ دعائیہ کلمات نہیں ہیں یہ کلمات خبر کے ہیں جب کہ اعلیٰ حضرت نے دعائیہ کلمات سے ترجمہ کیا ہے۔

یایھا النبی۔ پ ۱۰۔ سورہ انفال۔ آیت ۶۴

ترجمہ:۔ اے نبی۔(شاہ عبد القادر)، اے نبی۔(عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)

اے پیغامبر۔(شاہ ولی اللہ) اے پیغمبر۔(ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی)

اے نبی۔(شاہ رفیع الدین) اے نبی۔(اشرف علی تھانوی دیوبندی)

اے غیب کی خبریں بتلانے والے۔ (اعلیٰ حضرت)

قرآن کریم میں لفظ "رسول" اور "نبی" متعدد مقامات پر آیا ہے۔ مترجم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا ترجمہ کرے۔ رسول کا ترجمہ پیغمبر تو ظاہر ہے، مگر نبی کا ترجمہ "پیغمبر" نامکمل ہے۔ اعلیٰ حضرت نے لفظ نبی کا ترجمہ اس اسلوب سے کیا ہے کہ لفظ کی معنویت اور حقیقت آشکارا ہو کر سامنے آگئی۔ مگر افسوس کہ بعض لوگوں کو اس ترجمہ سے بہت صدمہ ہوا ہے کہ ان کی تنگ نظری اور بد عقیدگی کا جواب ترجمہ اعلیٰ حضرت سے ظاہر ہو گیا۔

مفردات امام راغب میں ہے

والنبوۃ سفارۃ بین اللّٰہ و بین ذ وی العقول من عباد ہ لا زاحۃ علتھم فی امر معاد ھم و معاشھم والبی لکونہ منبا بما تسکن الیہ العقول الزکیۃ وھو یصح ان یکون فعیلاً بمعنی فاعل لقولہ بناء عباد ی الخ۔(نبوت اللہ تعالیٰ اور اس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کو کہتے ہیں تا کہ ان کی تمام آخرت اور دنیا کی معاشی بیماریوں کو دور کیا جائے۔ اور نبی خبر دیا ہوا ہوتا ہے ایسی باتوں کا جن پر صرف عقل سلیم اطمینان کرتی ہے۔ اور یہ لفظ اسم فاعل بھی صحیح ہے اس لئے کہ بناء کا حکم آیا ہے۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ترجمہ:۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ (شاہ عبد القادر)

- شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشش کرنے والے مہربان کے۔ (شاہ رفیع الدین)
- شروع اللہ نہایت رحم کرنے والے بار بار رحم کرنے والے کا نام سے۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی)
- شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ (اشرف علی تھانوی دیوبندی)
- اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔ (اعلیٰ حضرت)

تمام اردو ترجمے ملاحظہ کیجئے۔ سب نے اسی طرح ترجمہ کیا ہے۔ "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔ یا "شروع ساتھ نام اللہ کے"۔ چنانچہ مترجم کا قول خود اپنی زبان سے غلط ہو گیا۔ کیونکہ شروع کرتا ہوں' سے ترجمہ شروع کیا ہے اللہ کے نام سے شروع نہیں کیا۔ اس پر طرہ یہ کہ جناب اشرف علی تھانوی صاحب نے آخر میں "ہیں" بڑھادیا۔ ان کے تلامذہ یا معتقدین بتائیں کہ "ہیں" کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

وما اھل بہ لغیر اللہ۔ ۲' سورہ بقرہ۔ آیت ۱۷۳۔

ترجمہ:۔ اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کا۔ (شاہ عبد القادر) اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا (محمود الحسن)

- اور جو کچھ پکارا جاوے اوپر اس کے واسطے غیر اللہ کے۔ (شاہ رفیع الدین)
- و آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح اویاد کردہ شود۔ (شاہ ولی اللہ)
- اور جو جانور غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو۔ (عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی)
- اور وہ جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے۔ (فتح جالندھری دیوبندی)
- اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو۔ (اعلیٰ حضرت)

کسی پر غیرِ خدا کا نام حرام نہیں ورنہ ہر چیز حرام ہوگی

جانور کبھی شادی کے لئے نامزد ہوتا ہے کبھی عقیقہ' ولیمہ' قربانی اور ایصالِ ثواب کے لئے مثلاً گیارھویں شریف' بارھویں شریف تو گویا ہر وہ جانور جو ان مذکورہ ناموں پر نامزد کیا گیا ہے وہ مترجمین کے نزدیک حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت نے حدیث و فقہ و تفسیر کے مطابق ترجمہ کیا۔ "جس کے ذبحہ میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو۔" اس ترجمہ سے **وما اھل بہ لغیر اللہ** کا مسئلہ واضح ہو گیا۔

قرآنِ کریم کا تفسیری ترجمہ نہ کہ لفظی ترجمہ

اگر قرآنِ کریم کا لفظی ترجمہ کر دیا جائے تو اس سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی۔ کہیں شانِ الوہیت میں بے ادبی ہوگی تو کہیں شانِ انبیاء میں اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح ہوگا۔ چنانچہ آپ مندرجہ بالا تراجم پر غور کریں تو تمام مترجمین نے قرآنی لفظ کے اعتبار سے براہ راست اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ تراجم کانوں پر گراں ہیں اور اسلامی عقیدے کی رو سے مذہبی عقیدت کو سخت صدمہ پہنچ رہا ہے۔

کیا آپ پسند کریں گے؟

کہ کوئی کہے۔ "اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔" "اللہ ان سے ہنسی کرتا ہے۔" "اللہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔" "اللہ انہیں بنا رہا ہے۔" "اللہ ان کی ہنسی اڑاتا ہے۔" آیت کریمہ **اللہ یستھزی بھم** پ۱' سورہ بقرہ۔ آیت ۱۵ کا اکثر مترجمین نے یہی ترجمہ کیا ہے۔ ان میں مشہور ڈپٹی نذیر احمد صاحب دیوبندی' شیخ محمود الحسن صاحب و فتح محمد جالندھری و عبد الماجد دیوبندی دریا آبادی مرزا حیرت دہلوی (غیر مقلد) و نواب وحید الزمان (غیر مقلد)" سر سید احمد صاحب علی گڑھی (نیچری)' حضرت شاہ رفیع الدین صاحب وغیرہ ہیں۔ اسی طرح ایک مشہور آیت ہے۔ **ثم**

استویٰ علی العرش پ۸' سورہ اعراف۔ آیت ۵۴۔ لفظ **استویٰ** قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ اکثر مترجمین نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ "پھر قائم ہوا تخت پر"۔ (عاشق الٰہی)۔ "پھر اقرار پکڑا اوپر عرش کے"۔ (شاہ رفیع الدین) پھر عرش پر دراز ہو گیا۔ (وجدی صاحب و محمد یوسف صاحب کاکوروی) اسی طرح آیت **فاینما تولوا فثوا وجه اللّٰه** پ۱' سورہ بقرہ۔ آیت ۱۱۵ میں **وجه اللّٰه** کا ترجمہ اکثر مترجمین نے کیا ہے۔ اللہ کا منہ' اللہ کا رخ' چنانچہ شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ فرمایا ہے۔ پس جدھر کو منہ کرو پس وہیں ہے منہ اللہ کا۔ اللہ کا چہرہ ہے (نواب وحید الزمان غیر مقلد و محمد یوسف صاحب)۔ "ادھر اللہ ہی کا رخ ہے" (شیخ محمود الحسن و عاشق الٰہی دیوبندی صاحبان) و مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی "ادھر اللہ کا سامنا ہے۔" (ڈپٹی نذیر احمد و مرزا حیرت غیر مقلد دہلوی و سید فرمان علی شیعہ) مذکورہ بالا تمام تراجم پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا ترجمہ دیکھئے کہ ہر سہ آیات میں سے کسی آیت کا انہوں نے اردو میں ترجمہ نہیں کیا۔ اس لئے کہ قرآنی الفاظ "**استویٰ' استهزا' وجه اللّٰه**" کا ترجمہ کرنے کے لئے اردو میں ایسا کوئی لفظ نہیں کہ لفظی ترجمہ کر کے مترجم شرعی گرفت سے اپنے کو محفوظ کر سکے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت نے بلفظ ترجمہ فرمایا ہے۔ نمبر۱ "اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے" (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) نمبر۲ "پھر عرش پر استوا فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) نمبر۳ "تو تم جدھر منہ کرو اودھر وجہ اللہ ہے۔" (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے۔) اس سے یہ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا لفظی ترجمہ کرنا ہر موقع پر تقریباً ناممکن ہے۔ ان مواقع پر ترجمہ کا حل یہ ہے کہ تفسیری ترجمہ کیا جائے تاکہ مطلب بھی ادا ہو جائے اور ترجمہ میں کسی قسم کا سقم باقی نہ رہے۔ اعلیٰ حضرت کے ایمان افروز ترجمہ کی خوبیوں کو دیکھ کر یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ تمام تراجم قرآن میں یہ ایک معیاری ترجمہ ہے جو ترجمہ کی غلطیوں سے مبرا ہے (دیگر مترجمین نے خالق کو مخلوق کے درجے میں لاکھڑا کیا)۔

دغابازی' فریب' دھوکہ اللہ کی شان کے لائق نہیں

ان المنافقين يخادعون اللّٰه وهو خادعهم۔ پ۵' سورہ نساء۔ آیت ۱۴۲

"منافقین دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی ان کو دغا دے گا"۔ (ترجمہ عاشق الٰہی میرٹھی' شاہ عبدالقادر صاحب و مولانا محمود الحسن صاحب) "اور اللہ فریب دینے والا ہے ان کو۔" (شاہ رفیع الدین صاحب) "خدا ان ہی کو دھوکا دے رہا ہے" (ڈپٹی نذیر احمد صاحب) "اللہ انہیں کو دھوکہ میں ڈالنے والا ہے" (فتح محمد صاحب جالندھری) "وہ ان کو فریب دے رہا ہے۔" (نواب وحید الزمان غیر مقلد و مرزا حیرت غیر مقلد دہلوی و سید فرمان علی شیعہ)۔

دغابازی' فریب' دھوکہ کسی طرح اللہ کی شان کے لائق نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت نے تفسیری ترجمہ "بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی ان کو غافل کر کے مارے گا۔" تفاسیرِ قرآن کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ اس ترجمہ میں آیت کا مکمل مفہوم نہایت محتاط طریقہ پر بیان کیا گیا ہے۔ یہ لفظی ترجمہ نہیں بلکہ تفسیری ترجمہ ہے۔

قل اللّٰه اسرع مكرا۔ پ۱۱' سورہ یونس۔ آیت ۲۱

ان آیات کے ترجمہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے مکر کرنے والا۔ چال چلنے والا۔ حیلہ کرنے والا کہا گیا ہے۔ حالانکہ یہ کلمات کسی طرح اللہ کی شان کے لائق نہیں ہیں' اعلیٰ حضرت نے لفظی ترجمہ فرمایا ہے۔ پھر بھی کس قدر پاکیزہ زبان استعمال کی ہے۔ فرماتے ہیں "تم فرمادو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے۔"

نسو اللّٰه فنسيهم۔ پارہ ۱۰' سورہ توبہ۔ آیت ۶۷

"یہ لوگ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے ان کو بھلا دیا۔" (فتح محمد دیوبندی جالندھری' ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی) "وہ اللہ کو بھول گئے اللہ ان کو بھول گیا"۔ (شاہ عبدالقادر صاحب' شاہ رفیع الدین صاحب' شیخ محمود الحسن دیوبندی) اللہ تعالیٰ کے لئے بھلا دینا' بھول جانے کے لفظ کا استعمال اپنے مفہوم اور معنی کے اعتبار سے کسی طرح درست نہیں ہے۔ کیونکہ بھول سے علم کی نفی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ عالِم الغیب وَ الشہادۃ

ہے مترجمین کرام نے اس آیت کا لفظی ترجمہ کیا ہے۔ جس کا غلط نتیجہ ہر پڑھنے والے پر ظاہر ہے اعلیٰ حضرت نے تفسیری ترجمہ فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ "وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔"

یہ چند مثالیں تقابلی مطالعہ کی قارئین کے سامنے پیش کی گئیں۔ اس کے علاوہ بھی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ اس مختصر سے مطالعہ کے بعد آپ نے ترجمہ کی اہمیت کو محسوس کر لیا ہوگا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بسا اوقات کسی ایک آیت کے ترجمہ کے لئے تمام مشہور تفاسیر قرآن کا مطالعہ کر کے مناسب و موزوں ترین ترجمہ کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ استہزاء استویٰ اور وجہ اللہ کا کوئی موزوں ترجمہ اردو میں نہیں کر سکے اس لئے مجبوراً وہی الفاظ ترجمہ میں بھی برقرار رکھے۔ یہ تقابلی مطالعہ صرف اس لئے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے کہ آپ ترجمہ قرآن کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ ورنہ غیر مناسب لفظی ترجمہ کی وجہ سے آپ کا ایمان خطرہ میں پڑ سکتا ہے یا کم از کم نیکی برباد گناہ لازم کا امکان تو بہت زیادہ ہے۔

رضاء المصطفیٰ اعظمی خطیب نیو میمن مسجد و مہتمم المجد احمد رضا اکیڈمی کراچی

ضروری وضاحت:۔ طوالت سے بچنے کے لئے ان کفریہ عبارتوں کے اقتباسات درج کرتا ہوں۔ مکمل مضامین ان کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

وہابی دیوبندی عقائد کے چند نمونے

عقیدہ نمبر ۱ — حضور صلعم کا مزار گرا دینے کے لائق ہے۔ اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو گرا دوں گا۔ بانی وہابی مذہب محمد بن عبد الوہاب **نجدی** (واضح البراہین۔)

عقیدہ نمبر ۲ — میری لاٹھی محمد صلعم سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ اور محمد مر گئے۔ انہیں کوئی نفع باقی نہ رہا۔ (واضح البراہین صفحہ ۱۰)

عقیدہ نمبر ۳ — محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے' ماخوذ حسین احمد مدنی (الشہاب الثاقب ص ۴۳ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

عقیدہ نمبر ۴ — غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا علم زید و عمر بچوں اور پاگلوں کو' بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے' رسول کی تخصیص نہیں۔" حوالہ کے لئے دیکھئے کتاب (حفظ الایمان صفحہ ۸' مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی' شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ کمپنی دیوبند اور کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

عقیدہ نمبر ۵ — حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے اہل علم کا نہیں (تحذیر الناس صفحہ ۳' مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی شائع کردہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

عقیدہ نمبر ۶ — حضور نبی کریم علیہ السلام کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (**تحذیر الناس ۲۵**)

عقیدہ نمبر ۷ — شیطان و ملک الموت کو تمام روئے زمین کا علم ہے اور حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵ مصنفہ مولوی خلیل احمد **انبیٹھوی** شائع کردہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

عقیدہ نمبر ۸ — "نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے برا ہے۔ (صراط مستقیم ص

۹۷ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی شائع کرہ کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند)

عقیدہ نمبر ۹ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" (تقویۃ الایمان ص ۱۳ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ کمپنی دیوبند)

عقیدہ نمبر ۱۰ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۸)

عقیدہ نمبر ۱۱ حضور علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۲)

عقیدہ نمبر ۱۲ حضور علیہ السلام پر افتراء باندھا کہ گویا آپ نے فرمایا:۔ "میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۳)

عقیدہ نمبر ۱۳ حضور علیہ السلام کا یوم میلاد منانا کنھیا کے جنم دن منانے کی طرح ہے۔ (براہین قاطعہ ص ۵۲) خلیل احمد دیوبندی حضور علیہ السلام کے لئے اردو زبان کا علم دیوبند کے علماء سے آنا بتاتے ہیں (براہین قاطعہ ص ۳۰) بلغتہ الحیران نامی کتاب ص ۸ میں حضور علیہ السلام کا گرنا لکھا اور اپنے لئے لکھا کہ میں نے انہیں گرنے سے روکا۔ رسول کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ (براہین قاطعہ ص ۵۵) "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" (تقویۃ الایمان ص ۵۰) یہ چند حوالے حاضر ہیں۔

آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کیا ان عقائد کے حامل افراد مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟ اگر یہ عقائد رکھنے والے کافر و مرتد ہیں تو ان کو مسلمان سمجھ کر نماز میں امام بنانا کیا کفر نہیں؟

نوٹ:۔ اس طرح کے مزید عقائد دیکھنے ہوں تو "وہابی مذہب" اور "دیوبندی مذہب" نامی کتابیں مطالعہ فرمائیں۔

حواشی

ا۔ جو میاں اللہ تعالیٰ کے لئے لکھتا ہے وہی میاں کشف المحجوب کے خائن مترجم میاں محمد طفیل مودودی کو بولا جاتا ہے۔

۲۔ اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود تک پہنچایا۔ (مقبول شیعہ) پ ۳۰، سورۃ والضحیٰ، آیت ۱۸

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی دس نشانیاں ارشاد فرمائیں، آخری نشانی **بعد ذالک زنیم** کہ وہ حرامی ہے اور آگے کے سزا یہ سنائی کہ **سنسمه علی الخرطوم** یعنی قرب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی تھوتنی پر داغ دیں گے۔ پ ۲۹، سورہ قلم لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ زنا سے بچیں تا کہ گستاخ رسول پیدا نہ ہوں۔ یہ عذر تسلیم کرتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ، شاہ رفیع الدین، عبدالقادر وغیرہ کے چونکہ غیر مقلد حضرات قریب رہے جس کی وجہ سے بعض کتب (تراجم قرآن وغیرہ) میں مضمون تبدیل کر کے چھپوانے میں وہ کامیاب ہوئے۔ مگر خلیل احمد کی براہین قاطعہ، حسین علی کی تفسیر بلغۃ الحیران۔ اشرف علی کی حفظ الایمان وغیرہ کتب میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں گالیاں گستاخیاں (بتا سکتے ہیں کہ) کس نے شامل کیں؟ اگر خیانت نہیں کی اور یقیناً نہیں کی تو قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی دیوبندی عالم آج تک ان کی کفریہ عبارات سے کفر کیوں نہ ہٹا سکا؟

قارئین قرآن شریف کا مختصر مقابلہ ملاحظہ کیا۔ شرح صدور میں عیسیٰ تھانوی، کشف المحجوب میں میاں محمد طفیل مردودی نے جس طرح خیانت کی اس سے انداز لگائیں جن کتب کے خود دیوبندی مصنف ہوں گے ان میں کیا کچھ شیطانی نہ کریں گے۔

ترجمہ قرآن مجید

کنز الایمان

تفسیر

نور العرفان

مجلد

ترجمہ

امام اہلسنت اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

پیر بھائی کمپنی

۴۰، اردو بازار ✲ لاہور

① سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ ⑤

سورہ فاتحہ مکی ہے اور اس میں سات آیتیں ہیں

آیاتہا ۷ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ① رکوعہا ۱

لہ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا لہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① الرَّحْمٰنِ

سب خوبیاں اللہ کو لہ جو مالک سارے جہان والوں کو لہ بہت مہربان

الرَّحِيْمِ ② مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ③ اِيَّاكَ

رحمت والا روزِ جزا کا مالک ہم

نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ④ اِهْدِنَا

تجھی کو پوجیں لہ اور تجھی سے مدد چاہیں ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ⑤ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

سیدھا راستہ چلا لہ راستہ ان کا

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ⑦ ع

غضب ہوا لہ اور نہ بہکے ہوؤں کا ۔

ا۔ سورہ فاتحہ مکیہ بھی ہے مدنیہ بھی' اس سورۃ میں سات آیتیں ستائیس کلمے ایک سو چالیس حروف ہیں ۲۔ بسم اللہ الرحمٰن' جو بسم اللہ ہر سورت کے اول میں ہے' یہ پوری آیت ہے اور جو سورۃ نمل میں ہے وہ آیت کا جزو' خیال رہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کے اول نازل نہیں ہوئی بلکہ ایک جگہ نازل ہوئی پھر وہ مکرر کر دی گئی تا۔ سورتوں میں فاصلہ ہو جائے اسی لئے بسم اللہ سورۃ کے اوپر امتیازی شان میں لکھی جاتی ہے آیات کی طرح ملا کر نہیں لکھتے۔ نیز امام جہری نمازوں میں بسم اللہ آواز سے نہیں پڑھتا' نیز حضرت جبریل جو پہلی وحی لائے' وہ **واقرا بسم ربک الذی خلق** ○ تھی اس میں بسم اللہ نہ تھی تراویح میں حافظ امام کو چاہیے کہ کسی سورۃ کے اول میں بسم اللہ آواز سے پڑھے' اس سے معلوم ہوا کہ ہر اچھے کام کو بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیے۔ حضرت سلیمان نے بلقیس کو خط لکھا تو اول بسم اللہ لکھی اس کی برکت سے انہیں ملکہ یمن اور ملک یمن عطا ہوئے' ہمارے حضور نے صلح حدیبیہ کی تحریر بسم اللہ سے شروع کی تو آپ کو فتح مکہ عطا ہوئی مگر ذبح پر صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہے' کیونکہ قہر کے کام پر رب کی رحمت کا ذکر نہ کرے اسی لئے حضور کا نام ذبح پر نہیں لیا جاتا ۳۔ بسم اللہ کی "ب" استعانت کی ہے اور اس سے پہلے فعل پوشیدہ ہے اس کے معنی ہیں شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام کی مدد سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا سے بھی مدد لینا جائز ہے تو اللہ کے رسول اور اس کے نیک بندوں سے بھی جائز ہے کہ وہ بھی اسم اللہ کی طرح اللہ کی ذات پر دلالت اور رہبری کرتے ہیں اس لئے قرآن نے حضور کو ذکر اللہ فرمایا ہے۔ اگر الحمد میں "الف لام" استغراقی ہو تو معنی وہ ہیں جو مترجم قدس سرہ نے فرمایا یعنی بلاواسطہ اور بالواسطہ ہر حمد رب کی ہی ہے کیونکہ بندے کی تعریف درحقیقت اس کے بنانے والے کی تعریف ہے اور اگر لام عہدی ہو تو معنی یہ ہوں گے حمد مقبول وہ حمد ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے کی جاوے لہٰذا مشرکین و کفار خدا کی کیسی ہی حمد کریں نامقبول ہے کیونکہ وہ حضور کی تعلیم کے ماتحت نہیں۔ (روح البیان) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ چیز کا خالق و مالک رب تعالیٰ ہی ہے مگر اسے اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کرنا چاہیے لہٰذا یہ نہ کہا جائے اے ابوجہل کے رب بلکہ محمد رسول اللہ کے رب ۶۔ نعبد کے جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے اگر ایک کی قبول ہو سب کی قبول ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقتاً مدد اللہ تعالیٰ کی ہے جیسے حقیقتاً حمد رب کی ہے خواہ واسطہ سے ہو یا بلاواسطہ خیال رہے کہ عبادت صرف اللہ کی ہے مدد لینا حقیقتاً اللہ سے مجازاً" اس کے بندوں سے اس فرق کی وجہ سے ان دو چیزوں کو علیحدہ جملوں میں ارشاد فرمایا' خیال رہے کہ عبادت اور مدد لینے میں فرق یہ ہے کہ مدد تو مجازی طور پر غیر خدا سے بھی حاصل کی جاتی ہے' رب فرماتا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ اور فرماتا ہے وتعاونوا علی البر والتقوی لیکن عبادت غیر خدا کی نہیں کی جاسکتی نہ حقیقتاً نہ حکماً' کیونکہ عبادت کے معنی ہیں کسی کو خالق یا خالق کی مثل مان کر اس کی بندگی یا اطاعت کرنا یہ غیر خدا کے لئے شرک ہے اگر عبادت کی طرح دوسرے سے استعانت بھی شرک ہوتی' تو یہاں یوں ارشاد ہوتا' ایاک نعبدو وایاک نستعین یہ بھی خیال رہے کہ دنیاوی یا دینی امور میں کبھی اسباب سے مدد لینا یہ درپردہ رب سے ہی مدد لینا ہے' بیمار کا حکیم کے پاس جانا مظلوم کا حاکم سے فریاد کرنا' گنہگار کا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا اس آیت کے خلاف نہیں' جیسے کسی بندہ کی تعریف کرنا الحمد للہ کے عموم کے خلاف نہیں کیونکہ وہ بھی حمد بھی بالواسطہ رب ہی کی حمد ہے' یہ بھی خیال رہے کہ اللہ کے نیک بندے بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں' معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں' اب بھی حضور کے نام کی برکت سے کافر کلمہ پڑھ کر مومن ہوتا ہے' لہٰذا صالحین سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگنا اس آیت کے خلاف نہیں ۸۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت سیدھے راستے کی ہدایت ہے کہ ہر رکعت میں اس کی دعا کرائی گئی' دوسرے یہ کہ سیدھے راستہ کی پہچان یہ ہے کہ اس پر اولیاء اللہ اور صالحین ہوں کیونکہ وہی رب کے انعام والے بندے ہیں رب فرماتا ہے کونو مع الصادقین اور وہ راستہ صرف مذہب اہل سنت ہے کہ اس میں اولیاء اللہ گزرے اور اب بھی ہیں' تیسرے یہ کہ ہدایت صرف اپنی کوشش سے نہیں ملتی' بلکہ رب کے کرم سے ملتی ہے نیز معلوم ہوا کہ

۱۔ سورہ بقر مدنیہ ہے اس میں دو چھیاسی آیتیں چالیس رکوع چھ ہزار ایک سو اکیس کلمے پچیس ہزار پانچ سو حرف ہیں (خزائن) ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن میں شک و تردد کی گنجائش نہیں اگر کسی کو شک ہے تو اس کو اپنی کم سمجھی کی وجہ سے ہے اس لئے رب نے فرمایا وان کنتم فی ریب اگر تم شک میں ہو قرآن میں شک ہونے کی نفی اور لوگوں کے دلوں میں شک ہونے کا ثبوت ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، دوسرے یہ کہ قرآن میں شک نہ ہو اس وقت درست ہو گا جب حضرت جبریل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اور صحابہ میں شک نہ ہو، کیونکہ جبریل قرآن کو رب سے لینے والے حضور جبریل سے لینے والے اور صحابہ حضور سے لینے والے، اگر ان تین جگہ میں کہیں شک ہو جاوے تو قرآن مشکوک ہو گا، تو جو صحابی کو فاسق مانے وہ قرآن کو یقیناً نہیں مان سکتا کیونکہ پھر شبہ ہو گا کہ شاید صحابی نے قرآن میں خیانت کر لی ہو، لہٰذا صحابہ کا متقی ماننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا حضرت جبریل یا حضور کو ماننا، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ سے پاک مانا جائے ورنہ قرآن کا صدق یقینی نہ ہو گا ۳۔ متقی کے معنی ہیں ڈرنے والے یا بچنے والے یعنی اللہ سے ڈرنے والے اور برے عقائد برے اعمال سے بچنے والے، تقویٰ دو طرح کا ہے جسمانی اور قلبی، جسمانی تقویٰ گناہوں سے بچنے نیکیاں کرنے کا نام ہے قلبی تقویٰ اللہ کے پیاروں کی تعظیم کا نام ہے، رب فرماتا ہے **ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب** یہاں **متقین** سے مراد صحابہ کرام ہیں یعنی یہ جو متقی تم کو نظر آ رہے ہیں وہ اسی قرآن کی ہدایت سے متقی بنے ہیں سمجھ لو کہ قرآن کیسا ہے (تفسیر عزیزی) صحابہ کا تقویٰ قرآن کی حقانیت کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ہدایت قرآن پر موقوف نہیں، اس لئے حضور نزول قرآن سے پہلے عارف و عابد تھے نیز شب معراج عرش پر پہنچ کر نماز ملی مگر بیت المقدس میں انبیاء کو نماز پڑھا کر گئے آیات نماز ہجرت سے پہلے آئیں اور آیات وضو ہجرت کے بعد سورہ مائدہ میں آئیں مگر اس دراز زمانے میں حضور نے وضو کر کے نمازیں پڑھیں اور لوگوں کو پڑھائیں ۴۔ غیب وہ ہے جو حواس سے اور بداہتہ سے ورا ہو، غیب دو قسم کا ہے ایک وہ جس پر کوئی دلیل بھی قائم نہ ہو اسے علم غیب ذاتی بھی کہتے ہیں، دوسرا وہ جس پر دلائل قائم ہوں اسے عطائی بھی کہتے ہیں پہلی قسم کا غیب جس پر کوئی بھی دلیل قائم نہ ہو رب تعالیٰ سے خاص ہے کسی کو مطلقاً حاصل نہیں ہو سکتا، دوسری قسم کے غیب بندوں کو عطا ہوتے ہیں، پہلی قسم کے لئے یہ آیت ہے **عندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو** دوسری قسم کے غیب کے لئے بہت سی آیات ہیں رب فرماتا ہے **فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول۔** یہاں غیب سے یہی دوسری قسم کا غیب مراد ہے یعنی رب کی ذات و صفات، نبوت و قیامت وغیرہ، اس سے معلوم ہوا کہ بغیر غیب جانے ایمان حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ایمان نام ہے ان مذکورہ چیزوں کے ماننے کا اور ماننا جاننے کے بعد ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کی جان ہے نبی پر اعتماد کرنا لہٰذا قیامت وغیرہ کو دیکھ کر ماننا معتبر نہ ہو گا ۵۔ نماز قائم رکھنے کے معنی ہیں ہمیشہ پڑھنا صحیح وقت پر پڑھنا، صحیح طریقہ سے پڑھنا، اس سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا کمال نہیں نماز قائم کرنا کمال ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عبادات میں نماز مقدم ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز فرض واجب، سنت، سب ادا کرتا رہے اور خشوع و خضوع سے ادا کرے ۶۔ من سے معلوم ہوا کہ سارا مال خرچ نہ کرے کچھ راہ خدا میں دے اور کچھ اپنے اور بال بچوں کے لئے رکھے اس کی تفصیل حدیث شریف نے بیان فرما دی، رزقنا سے معلوم ہوا کہ مال حلال طیب اللہ کی راہ میں دے رب فرماتا ہے **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون**، یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف ایک دفعہ ہی خیرات پر قناعت نہ کرے بلکہ خیرات کرتا رہے فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ سال میں ایک بار اور نفل جب چاہے، زکوٰۃ بھی حساب لگا کر تھوڑی تھوڑی دیتا رہے اس خرچ کرنے میں زکوٰۃ صدقات محفل میلاد میں خرچ گیارھویں شریف وغیرہ، غرضیکہ ہر کار خیر میں خرچ کرنا شامل ہے کہ وہ سب اللہ کی راہ میں خرچ ہے، ایصال ثواب اس کا ہدیہ ہے ۷۔ **ما انزل** سے پورا قرآن اور شریعت کے سارے احکام مراد ہیں، اس میں حدیث شریف بھی داخل ہے کیونکہ وہ بھی رب کی طرف سے اتری ہوئی ہے اگر صرف قرآن ماننا کافی ہوتا تو اتنی دراز عبارت نہ ارشاد ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ تمام آسمانی کتب پر ایمان لانا فرض ہے مگر پچھلی کتب پر اجمالاً" اور قرآن پر

٢ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ ٨٧

سورۃ بقرہ مدنی ہے اس میں ٢٨٦ آیتیں اور ٤٠ رکوع ہیں

اٰیاتہا ٢٨٦ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | رکوعاتہا ٤٠

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

الٓمّٓ ﴿١﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ

وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں ۲ اس میں

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

ہدایت ہے ڈر والوں کو ۳ وہ جو بے دیکھے ایمان

بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا

لائیں ۴ اور نماز قائم رکھیں ۵ اور ہماری دی ہوئی

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

روزی میں سے ۶ ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ کہ

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾

پہلے اترا ۷ اور آخرت پر یقین رکھیں ۸

أُولَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾

وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں ل اور وہی مراد کو پہنچنے والے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

بیشک وہ جن کی قسمت میں کفر ہے ٢ انہیں برابر ہے ٣ چاہے تم انہیں ڈراؤ یا

تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَ

نہ ڈراؤ وہ ایمان لانے کے نہیں ٤ اللہ نے ان کے دلوں پر اور

عَلَىٰ سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَىٰٓ أَبْصَٰرِهِمْ غِشَٰوَةٌ ۖ وَلَهُمْ

کانوں پر مہر کردی اور ان کی آنکھوں پر گھٹاٹوپ ہے ٥ اور ان کے

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِاللَّهِ

لئے بڑا عذاب اور کچھ لوگ کہتے ہیں ٦ کہ ہم اللہ

وَبِالْيَوْمِ الْءَاخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ يُخَٰدِعُونَ

اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں ٧ فریب دیا چاہتے ہیں

اللَّهَ وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ

٨ اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں

وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾ فِى قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ

کو اور انہیں شعور نہیں ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے انکی بیماری

مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌۢ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١٠﴾

اور بڑھائی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، بدلہ ان کے جھوٹ کا ٩

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِى الْأَرْضِ قَالُوٓا إِنَّمَا

اور جو ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو

نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١١﴾ أَلَآ إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِن

سنوارنے والے ہیں ١٠ سنتا ہے وہی فسادی ہیں مگر

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت رب کے فضل سے حاصل ہوتی ہے محض اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے رب ہدایت فرمادے وہ انشاء اللہ اس پر قائم رہے گا عارضی ہدایت والا بہک سکتا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی عزت و مال مل جانا کامیابی نہیں ہدایت ملنا اور نیک اعمال کی توفیق ملنا بڑی کامیابی ہے' رب فرماتا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۔ الخ۔ ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفروا سے وہ لوگ مراد ہیں جو علم الٰہی میں کافروں کی فہرست میں آچکے' انہیں تبلیغ فائدہ نہیں دے سکتی' کیونکہ کوئلہ دھونے سے سفید نہیں ہو سکتا "نجس العین" کو پانی پاک نہیں کر سکتا ٣۔ علیہم سے معلوم ہوا کہ ڈرانا نہ ڈرانا انہیں برابر ہے تمہیں برابر نہیں وہ تبلیغ سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے مگر آپ کو تبلیغ کا ثواب بہرحال ملے گا۔ اسی لئے علیک نہ فرمایا جس کے ایمان سے ناامیدی ہو اسے بھی تبلیغ کی جاوے، اجر ملے گا ٤۔ یہ آیت کریمہ ابوجہل ابولہب وغیرہ ان کفار کے متعلق اتری جن کے مقدر میں ایمان سے محرومی تھی۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو لوگوں کے خاتمہ' سعادت و شقاوت کی خبردی ہے۔ حضور ہر ایک کا انجام جانتے ہیں کیونکہ شان نزول اگرچہ خاص ہے مگر الفاظ عام ہیں' الفاظ کا ہی اعتبار ہے ٥۔ یعنی ان کی بدکاریوں کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی جیسے بکری کے گلے پر چھری چلنے کی وجہ سے رب نے موت دے دی' لہٰذا اس میں وہ کفار نہ بے قصور ہیں نہ مجبور ٦۔ تین قسم کے لوگ ہیں۔ مومن' کافر' منافق۔ مومن وہ جس کے دل و زبان میں ایمان ہو۔ کافر وہ جس کے دل و زبان پر کفر ہو۔ منافق وہ جس کے دل میں کفر ہو مگر تقیہ کر کے زبان پر اسلام ظاہر کرے۔ سب میں بدتر منافق ہے۔ پہلا تقیہ ابلیس نے کیا کہ دل میں حضرت آدم کا دشمن تھا اور زبان سے دوست بنا۔ وقاسمهما انی لکما لمن الناصحین ۔ دو جماعتوں کا ذکر کر کے اب بدترین قسم یعنی تقیہ باز منافقوں کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ چوتھی قسم اور بھی ہے "ساتر" جس کے دل میں ایمان ہو مگر زبان سے ظاہر نہ کرے' یہ سخت ضرورت کے وقت بقدر ضرورت جائز ہے' بلکہ مجبوری کی حالت میں اگر زبان سے کفر بھی بول دے جب بھی پکڑ نہیں رب فرماتا ہے الا من اکرہ وقلبه مطمئن بالایمان لیکن اس جگہ سے ہجرت کر جانا ضروری ہے جہاں اپنا ایمان ظاہر نہ کر سکے ٧۔ یا تو اس لئے یہ مومن نہیں کہ دل سے نہیں کہہ رہے ہیں صرف زبانی جمع خرچ ہے یا اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور قیامت کا نام تو لیا۔ رسول کا نام نہ لیا جو رسول کو چھوڑ کر باقی ساری چیزوں کو مان لے وہ کافر ہی ہے جیسے ابلیس کہ سارے ایمانیات کا معتقد تھا مگر کافر ہے کیوں؟ اس لئے کہ رسالت کا منکر ہے اس سے نبی کے دشمنوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے ٨۔ اس طرح کہ اس کے رسول کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور حضور کو دھوکا دینا رب کو دھوکا دینا ہے کیونکہ حضور رب کے خلیفہ ہیں (تفسیر خازن) ٩۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ بدترین عیب ہے اس پر سخت سزا ہے جس دین کی بنا تقیہ پر ہو وہ باطل ہے اور تقیہ باز سخت دردناک عذاب کا مستحق ہے۔ ١٠۔ اس طرح کہ مومن اور کافر دونوں کو راضی رکھتے ہیں کہ ہم پالیسی دان ہیں۔ صلح کل ہیں۔ معلوم ہوا کہ صلح کلی فساد کی جڑ ہے۔ سونا خالص اچھا ہے۔ مومن خالص مبارک۔

ا۔ اگر الناس سے مراد صحابہ ہوں تو معلوم ہوا کہ ایمان وہی ہے' جو صحابہ کی طرح ہو۔ صحابہ ایمان کی کسوٹی ہیں۔ جس کا ایمان ان کی طرح نہیں وہ بے ایمان ہے۔ اگر اگر عام مسلمان مرد ہوں' تو معلوم ہوا کہ راستہ وہی برحق ہے جو عام مومنین کا ہو۔ عام مسلمانوں کے راستہ پر چلنا چاہیے' حدیث شریف میں ہے' جسے مسلمان اچھا جانیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے محفل میلاد گیارھویں وغیرہ کو عام مسلمان اچھا سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ صالحین کو برا کہنا منافقین کا طریقہ ہے۔ جیسے روافض صحابہ کو' خوارج اہل بیت کو' غیر مقلد امام ابو حنیفہ کو' وہابی اولیاء اللہ کو برا کہتے ہیں' ان سب کو ان آیات سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا خود بدلہ لیتا ہے۔ کہ رب نے انہیں جواب میں احمق فرمایا۔ تیسرے یہ کہ علماء کو بے دینوں کے طعنوں سے برا نہ ماننا چاہیے کیونکہ بے دینوں کا ہمیشہ یہ طریقہ رہا ہے ۲۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار و منافقین اللہ کے نزدیک شیاطین ہیں۔ لہٰذا جو ان کی خوشامد میں تعظیم کرے' وہ شیاطین کی تعظیم کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی مجلسوں میں مسلمانوں سے چھپ کر تبرا کرنا منافقوں کا کام ہے۔ تیسرے یہ کہ شریعت یا شریعت والوں کا مذاق اڑانا کفر ہے ۳۔ یعنی اس مذاق اڑانے کی سزا دیتا ہے' سزائے جرم کو جرم کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا فصاحت و بلاغت کے طور پر ۴۔ کہ مسلمانوں کا حال دیکھ کر سمجھیں کہ اسلام حق ہے اور کافروں کا مال دیکھ کر سمجھیں کہ کفر حق ہے' تذبذب میں رہیں فیصلہ نہ کر سکیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کی محبت منافقت کی جڑ ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مومن کو سکون قلبی بخشتا ہے۔ منافق کو حیرانی و پریشانی مومن کی زندگی حیوۃ طیبہ ہوتی ہے ۵۔ اس طرح کہ کفر بھی ان کے سامنے تھا اور اسلام بھی انہوں نے اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کیا یہ گویا خرید و فروخت ہوئی۔ ۶۔ اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقین نے ظاہری اسلام سے دنیاوی نفع تو حاصل کر لیا۔ کہ ان کی جان و مال غازیان اسلام سے محفوظ رہے مگر اخروی نفع حاصل نہ کر سکے۔ وہاں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے ۷۔ معلوم ہوا کہ جس آنکھ سے اللہ کی آیات نہ دیکھی جائیں۔ وہ اندھی ہے جن کانوں سے رب کا کلام نہ سنا جائے وہ بہرے ہیں۔ جس زبان سے حمد الٰہی' نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ادا نہ ہو وہ گونگی ہے' کیونکہ ان اعضاء نے اپنا حق پیدائش ادا نہ کیا اسی لئے رب نے زندہ کافروں کو مردہ اور مقتول شہداء کو زندہ فرمایا یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دشمنوں کا ہدایت پر آنا بہت مشکل ہے۔ رب نے خبر دے دی کہ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ

انہیں شعور نہیں اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے وہی

السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ

احمق ہیں مگر جانتے نہیں ۱ اور جب ایمان والوں سے

اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا

ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں ۲ تو

اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ

کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے ۳

بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ

جیسا اس کی شان کے لائق ہے، اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں ۴ یہ وہ

الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ

لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی ۵ تو ان کا سودا کچھ نفع نہ لایا

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى

اور وہ سودے کی راہ جانتے ہی نہ تھے ان کی کہاوت اس کی طرح ہے جس

اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ

نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا اللہ ان کا نور

بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّ ۢ

لے گیا اور انہیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا ۶ بہرے

بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ

گونگے اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں ۷ یا جیسے آسمان سے اترتا پانی کہ

فِيهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ

اس میں اندھیریاں ہیں ۱؎ اور گرج اور چمک اپنے کانوں میں انگلیاں

فِیْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ

ٹھونس رہے ہیں کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ

گھیرے ہوئے ہے ۲؎ بجلی یوں معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نگاہیں اچک لے جائے گی جب

اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ

کچھ چمک ہوئی اس میں چلنے لگے اور جب اندھیرا ہوا کھڑے رہ گئے اور اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

تو ان کے کان اور آنکھیں لے جاتا ۳؎ بے شک اللہ سب کچھ

شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ

کر سکتا ہے ۴؎ اے لوگو اپنے رب کو پوجو ۵؎ جس نے تمہیں

خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِیْ

اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا ۶؎ یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے ۷؎ وہ جس

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّاَنْزَلَ مِنَ

نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی

السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ

اتارا ۸؎ تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ

تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ اور اگر تمہیں کچھ

فِیْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ ۹؎

ع ۲

۱؎ خیال رہے کہ بادل و بارش سایہ والوں کے لئے رحمت اور بے سایہ یعنی جنگل کے مسافروں کے لئے عذاب ہوتا ہے۔ حضور آسمان نبوت ہیں۔ قرآن اس کا بادل احکام قرآنی بارش، آیات عذاب گرج، آیات حدود کڑک ہے۔ سایہ والے صحابہ کے لئے یہ سب کچھ رحمت ہے۔ کیونکہ وہ بے سایہ والے نبی کے سایہ میں ہیں اور بے سایہ منافقین کے لئے عذاب ہے۔ سبحان اللہ کیسی نفیس مثال ہے ۲؎۔ اس تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن تو روحانی بارش ہے اس کے دلائل بجلی کی کوندیں۔ رب کے عذاب کا ذکر ان کی گرج ہے ان کے کفر کے بیان ان کے لئے اندھیریاں جیسے اندھیری رات میں جنگل میں پھنسا ہوا مسافر بجلی کی چمک سے کچھ راستہ چل لیتا ہے اور گرج سے گھبراتا ہے بجلی کی روشنی ختم ہونے پر کھڑا رہ جاتا ہے ایسے ہی ان منافقوں کا حال ہے کہ اسلام کا غلبہ دیکھ کر منافق کچھ مائل باسلام ہوتے ہیں اور کسی مشقت کے درپیش آنے پر کفر کی تاریکی میں حیران و پریشان کھڑے رہ جاتے ہیں ۳؎۔ یعنی منافقوں کی اس بدعملی کی سزا تو یہ ہے کہ انہیں اندھا بہرا کر دیا جائے مگر رب نے انہیں اندھا بہرا نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ اسباب کا اثر رب کے ارادے پر موقوف ہے ۴؎۔ یہاں شے سے مراد ہر ممکن چیز ہے جو مشیت الٰہی میں آسکے واجبات اور محالات اس میں سے نہیں۔ لہٰذا نہ تو رب تعالیٰ خود عیب سے متصف ہو سکتا ہے کہ یہ ناممکن ہے اور نہ واجب اپنی ذات کو فنا کر سکتا ہے کہ وہ واجب ہے، اس آیت سے خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ماننا انتہا درجہ کی حماقت ہے اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو ۵؎۔ اس طرح کہ پہلے ایمان لاؤ پھر عبادت کرو۔ کیونکہ کافر عبادت کا مکلف نہیں یا یہ کہا جاوے کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اے کافرو اپنے رب پر ایمان لاؤ ۶؎۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے باپ دادوں پر احسان اپنے پر احسان ہے۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ہم سے پہلوں کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔ لہٰذا رب نے جو درجے اور مرتبے ہمارے نبی کو بخشے ان کا ہم سب پر احسان ہے الحمد للہ ہمارے لئے ایسے محبوب نبی کی امت میں ہونا فخر ہے جو کسی امت کو حاصل نہ ہوا۔ ۷؎۔ یہ امید بندے کے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لحاظ سے، اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنے اعمال پر یقین نہ کرے کہ قبول ہی ہوں گے بلکہ امید بھی رکھے اور خوف بھی، یہی اصل ایمان ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ خود اعمال پرہیزگاری نہیں بلکہ پرہیزگاری کا ذریعہ ہیں، اصل پرہیزگاری دل کا تقویٰ ہے جو کبھی نیک اعمال اور اکثر کسی نگاہ سے حاصل ہوتی ہے ۸؎۔ آسمان کی طرف سے یعنی بلندی سے یا آسمان کے اسباب سے کہ سورج کی گرمی سے سمندر سے بخار اٹھے اور اوپر زمہریر میں پہنچ کر جم گئے پھر ٹپک پڑے لہٰذا بارش آسمان سے ہی ہوتی ہے خیال رہے اس سے پہلی آیت میں ایجاد کا ذکر تھا اس آیت میں بقاء کے ذریعہ کا ذکر ہے جو نعمت پر نعمت ہے ۹؎۔ معلوم ہوا کہ انسانی مصنوع اور رب کی مصنوع میں فرق یہ ہے کہ جس کی مثل بندہ بنا سکے وہ انسانی مصنوع ہے اور جس کی مثل بندے سے نہ بنے وہ ربانی مصنوع ہے۔ گیس اور انجن انسانی مصنوع ہیں کہ اس کے ہزاروں کارخانے ہیں جگنو اور چیونٹی ربانی مصنوع ہے کہ انسان سے نہیں بنتے۔ اسی قاعدے سے یہاں گفتگو فرمائی گئی۔

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ

سچے ہو پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو

الَّتِىْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ۲ تیار رکھی ہے کافروں

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ

کے لئے ۳ اور خوشخبری دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۴ کہ انکے لئے باغ ہیں

تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ

جن کے نیچے نہریں رواں جب انہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے

رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ

کو دیا جائے گا. صورت دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا ۵ اور وہ صورت

مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّهُمْ فِيْهَا

میں ملتا جلتا انہیں دیا گیا اور ان کے لئے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں ۶ اور وہ ان

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا

میں ہمیشہ رہیں گے. بیشک اللہ اس سے حیا نہیں فرماتا کہ مثال سمجھانے کو کیسی ہی چیز کا

بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ

ذکر فرمائے مچھر ہو یا اس سے بڑھ کر ۷ تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ

کے رب کی طرف سے حق ہے رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں

اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِىْ بِهٖ

اللہ کا کیا مقصود ہے. اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے ۸ اور بہتیروں

وقف لازم

۱۔ قرآن کریم میں اکثر من دون اللہ خدا کے دشمنوں اور مردود دین بارگاہ الٰہی کے لئے بولا جاتا ہے لہٰذا ان حمایتیوں سے مراد بت اور بت پرستوں کے حمایتی اور علماء یہود اور عیسائیوں کے پادری ہیں. یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام اور عبد اللہ ابن سلام یا کعب احبار وغیرہ کو بلا لو جیسے رب فرماتا ہے انکم وماتعبدون من دون اللہ حصب جہنم یہاں بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے مراد مردود دین بارگاہ ہیں' نہ عیسیٰ علیہ السلام و عزیر علیہ السلام' اگرچہ ان کی بھی پوجا ہوتی ہے ۲۔ وہ پتھر جن کی کفار پوجا کرتے ہیں یعنی بت' اس سے معلوم ہوا کہ وہ درخت' چاند' سورج' تارے وغیرہ سب دوزخ میں جائیں گے مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے لئے اس سے سنگ اسود اور مقام ابراہیم وغیرہ خارج ہیں اگر کبھی کفار ان کی پوجا بھی کر لیں مگر یہ جنتی پتھر ہیں جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام و عزیر علیہ السلام اگرچہ عیسائی اور یہودی ان کی پوجا کرتے ہیں مگر وہ جنتی ہیں لہٰذا اَلْحِجَارَۃُ میں الف لام عہدی ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ پہلے سے ہی پیدا ہو چکی ہے کیونکہ اُعِدَّتْ ماضی ہے' دوسرے یہ کہ مومن کو دوزخ میں ہمیشگی نہ ہو گی کافر کبھی وہاں سے نکلے گا نہیں ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک اعمال کے لئے ایمان شرط ہے کہ پہلے ایمان ہے پھر اعمال' دوسرے یہ کہ ایمان لا کر بندہ اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص اعمال ضرور کرے' تیسرے یہ کہ اعمال بقدر طاقت ضروری ہیں' جو ایمان لاتے ہی فوت ہو جاوے یا مسلمانوں کی چھوٹی اولاد جو بچپن میں ہی فوت ہو جاوے انہیں صرف ایمان کافی ہے. خیال رہے کہ دخول جنت نور ایمان سے ہے اور وہاں کی نعمتیں اعمال سے اور رب کا دیدار محض اللہ کے فضل سے' نیز دخول جنت ایمان سے اور دخول اول اعمال سے ہے' یہ قانون ہے۔ فضل الٰہی اور چیز ہے ۵۔ یعنی دنیا میں یا جنت میں اس سے پہلے۔ جنت کے میوے شکل میں یکساں اور لذت میں مختلف ہوں گے۔ ۶۔ اس میں دنیا کی بیویاں بھی داخل ہیں اور حوریں بھی' مومنہ بیوی اپنے آخری مومن خاوند کے ساتھ ہو گی یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت میں غیر جنس کے ساتھ نکاح جائز ہے کیونکہ حوریں' انسان اور حضرت آدم کی اولاد نہیں مگر انسانوں کے نکاح میں ہوں گی' دنیا میں نکاح کے لئے ہم جنس ہونا شرط ہے۔ ۷۔ کفار عرب کہا کرتے تھے کہ اگر قرآن مجید کلام الٰہی ہوتا تو اس میں مکھی مچھر وغیرہ کی مثالوں کا ذکر نہ ہوتا کہ ان کا ذکر اللہ کی شان کے خلاف ہے' اس کے جواب میں یہ آیت اتری اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کا جاننا یا ذکر کرنا برا نہیں اگرچہ وہ چیز خود بری ہو' جو لوگ کہتے ہیں کہ شعر وغیرہ کا جاننا حضور کی شان کے خلاف ہے' وہ اس آیت سے عبرت پکڑیں۔ جب شعر کا جاننا خدا کی شان کے خلاف نہیں تو حضور کی شان کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے ہر شخص ہدایت نہیں لے سکتا. اس سے گمراہی بھی ملتی ہے. جس کے دل میں قرآن والے سے تعلق ہو اس کے لئے قرآن ہدایت کا باعث ہے اور جس کو ان محبوب سے الفت نہ ہو۔ اسے قرآن سے گمراہی ملے گی۔ قرآن تو بارش کی مثل ہے اگر سینہ میں تخم اچھا ہے تو درخت اچھا نکالے گا۔ اسی لئے کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں نہ کہ قرآن پڑھا کر اور حضور نے سب سے پہلی تبلیغ میں کفار سے پوچھا کہ مجھے پہچانو۔ میں تم میں کیسا ہوں۔ حضور کی معرفت سب سے مقدم ہے' اس کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے۔

كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ إِلَّا الْفٰسِقِينَ ﴿٢٦﴾ الَّذِينَ يَنقُضُونَ

کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں وہ جو اللہ کے

عَهْدَ اللّٰهِ مِنۢ بَعْدِ مِيثَاقِهٖ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ اللّٰهُ

عہد کو توڑ دیتے ہیں پکا ہونے کے بعد ل اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے

بِهٖٓ أَن يُّوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ

کا خدا نے حکم دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان

الْخٰسِرُونَ ﴿٢٧﴾ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنتُمْ أَمْوٰتًا

میں ہیں ۳ بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہو گے حالانکہ تم مردہ تھے ۴

فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾

اس نے تمہیں جلایا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓى

گے۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے ۵ پھر آسمان کی طرف

إِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

استوا (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے ۶ اور وہ سب کچھ

عَلِيمٌ ﴿٢٩﴾ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ

جانتا ہے۔ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا

خَلِيفَةً ۖ قَالُوٓا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ

نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا ۷

الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّيٓ

اور خونریزیاں کریگا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں ۸

أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ

فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اور اللہ تعالےٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے ۹ پھر

۱۔ اس عہد سے وہ عہد مراد ہے جو اللہ نے حضور پر ایمان لانے کے متعلق لیا تھا یعنی جنہوں نے حضور پر ایمان اختیار نہ کیا انہیں قرآن سے گمراہی ملتی ہے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے، گمراہی بھی مگر حضور سے صرف ہدایت ملتی ہے گمراہی نہیں رب فرماتا ہے اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دوسرے یہ کہ قرآن سے گمراہی اسے ملتی ہے، جو صاحب قرآن سے رشتۂ غلامی توڑ دے اور ہدایت اسے ملتی ہے جس نے ان سرکار سے رشتۂ غلامی جوڑا ہاتھ میں قرآن اور دل میں قرآن والا تشریف لایا۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب نے بعض سے تعلق توڑنے کا حکم دیا ہے اور بعض سے تعلق جوڑنے کا۔ نبی سے رشتۂ غلامی جوڑو، کفار سے تعلق توڑو دوسرے یہ کہ اللہ کے بندوں کی غلامی میں عزت ہے ان سے رشتہ توڑنے میں سراسر نقصان ہے، ۴۔ یہاں مردہ سے مراد بے جان ہے، نہ وہ جو زندگی کے بعد مردہ کیا جائے رب فرماتا ہے يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا یعنی تم پہلے بے جان نطفہ تھے پھر تمہیں جان بخشی پھر تمہیں مردہ کرے گا پھر دائمی زندگی بخشے گا خیال رہے کہ اگلی زندگی کا مدار اس زندگی کے اعمال پر ہے اگر اچھے اعمال کئے تو اگلی زندگی اچھی ہو گی اگر اعمال خراب کئے تو اگلی زندگی وبال ہو گی ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام قابل نفع چیزوں میں اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہیں یعنی جس کو اللہ و رسول حرام نہ فرمائیں وہ حلال ہے کیونکہ ہر چیز ہمارے نفع کے لئے ہے حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ حرام نہ ہونا ہی اس کی حلت کی دلیل ہے۔ حرام چیزوں میں بھی ہمارا نفع ہے کہ ان سے بچیں اور ثواب حاصل کریں سور سے اس لئے بچنا کہ وہ حرام ہے ثواب کا باعث ہے ۶۔ یہ ثم ذکری ترتیب کے لئے ہے نہ کہ واقعی ترتیب کے لئے کیونکہ واقع میں زمین کا پھیلاؤ اور زمین کی چیزوں کا پیدا فرمانا آسمان کی پیدائش کے بعد ہے رب فرماتا ہے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا چونکہ زمین آسمان سے افضل تھی اور زمین ہی پیدائش عالم میں اصل مقصود تھی کہ زمین انبیاء کرام کا مسکن تھی۔ اس لئے زمین کا ذکر پہلے کیا ۷۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں کو غیب بتایا گیا کہ انہوں نے انسانوں کی حرکتوں کو وقت سے پہلے بتایا، یہ بھی معلوم ہوا کہ مشورہ کرنا سنت الٰہیہ ہے اور مشورہ میں ہر ایک کو حق ہوتا ہے کہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض غیر معین کی غیبت جائز ہے کیونکہ فرشتوں کا یہ کہنا آدم علیہ السلام کی غیبت تھی مگر بغیر تقرر کے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ عصمت حاصل کرنے کی کوشش کرنا اس کے لئے اپنا استحقاق بیان کرنا جائز ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا تھا اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۹۔ معلوم ہوا کہ تمام کے نام آدم علیہ السلام کو آ بھی گئے کیونکہ تعلیم سکھانے کو کہتے ہیں نہ کہ محض بتانے کو جیسے واعظ وعظ میں لوگوں کو مسائل بتادے تو لوگوں کو وہ مسائل آنا ضروری نہیں مگر سکھانے میں کوشش ہوتی ہے کہ شاگرد سیکھ بھی جائے۔

عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ

سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا [۱] سچے ہو تو ان کے نام

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا

تو بتاؤ [۲] بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر

مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يٰٓاٰدَمُ

جتنا تو نے ہمیں سکھایا [۳] بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے [۴] فرمایا اے آدم

اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ

بتا دے انہیں سب اشیاء کے نام [۵] جب آدم نے انہیں سب کے نام بتا دیئے فرمایا

اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ

میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں

مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں

اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫

کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو [۶] تو سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

اور کافر ہو گیا [۷] اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا

بی بی اس جنت میں رہو [۸] اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا

اس پیڑ کے پاس نہ جانا [۹] کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے [۱۰] تو شیطان نے

الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَقُلْنَا

جنت سے انہیں لغزش دی [۱۱] اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا۔ اور ہم نے فرمایا

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے تمام چیزیں دکھا کر نام بتائے تھے ورنہ پیش کرنے کے کیا معنی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی نگاہ معدوم کو بھی دیکھ سکتی ہے کیونکہ چیزیں معدوم تھیں مگر آدم علیہ السلام کو دکھا دی گئیں ۲۔ یہ حکم شرعی تکلیفی نہیں بلکہ تعجیزی ہے یعنی فرشتوں کا عجز ظاہر فرمانے کے لئے حکم دیا گیا۔ کفار عرب سے فرمایا گیا فاتوا بسورۃ من مثلہ اگر تم اپنے کو خلافت کا حقدار خیال کرنے میں سچے ہو تو نام بتاؤ ۳۔ یہ عجز کا کلام سارے فرشتوں کا ہے شیطان کا نہیں، وہ تو حاسد بن چکا تھا، خاموش رہا۔ خیال رہے کہ شیطان بھی چیزوں کے نام نہ بتا سکا۔ اس لئے وہ بھی سجدے کے حکم میں داخل تھا۔ معلوم ہوا کہ شیطان کا علم حضرت آدم سے بھی کہیں کم تھا جو کہے کہ حضور کے علم سے اس کا علم زیادہ ہے وہ بے ایمان ہے ۴۔ یعنی اے مولیٰ ہم نے جو کچھ عرض کیا تھا وہ تجھ پر اعتراض کے ارادے سے عرض نہ کیا تھا بلکہ رائے دیتے ہوئے یا حکمت پوچھنے کے لئے عرض کیا تھا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو نام سکھائے نہیں بلکہ صرف بتائے جیسے واعظ ایک مجلس میں پچاس مسئلے لوگوں کو سنا دے اس سے وہ لوگ عالم نہیں بن جاتے لہٰذا فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ناموں کے عالم نہ بن سکے وہاں علم فرمایا تھا یہاں انبا ۶۔ یہ سجدہ حکم شرعی نہ تھا۔ کیونکہ شریعت نبی کے ذریعہ لوگوں کو ملتی ہے۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔ نیز صرف یہی سجدہ فرشتوں پر فرض کیا گیا، آئندہ پھر حکم سجدہ نہ رہا۔ لہٰذا دین آدم علیہ السلام میں سجدہ تعظیمی کا جائز ہونا اس آیت سے قطعی طور پر معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس حکم کے وقت حضرت آدم کا دین انسانوں میں جاری نہ ہوا تھا ۔ لہٰذا حدیث سے قرآن منسوخ نہیں ہوا۔ بلکہ حدیث منسوخ ہوئی اس کی پوری بحث سورہ یوسف میں دیکھو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم عمل سے افضل ہے کیونکہ عابد فرشتے آدم علیہ السلام کے آگے جھکے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی علم برا نہیں کیونکہ یہ ناموں کا علم ہی حضرت آدم علیہ السلام کی فوقیت کا ثبوت ہوا۔ فرعون کے جادوگر جادو کے علم کے ذریعہ حضرت موسیٰ کی حقانیت پہچان گئے۔ ۷۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو عابد عالم بنا کر مارا۔ اونچے سے گرایا تا کہ تاقیامت علماء صوفیا سمجھ لیں کہ نبی کی توہین بڑے بڑوں کا بیڑا غرق کر دیتی ہے۔ بارگاہ نبوت بہت نازک ہے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت پیدا ہو چکی ہے وہاں کے پھل فروٹ بھی بن چکے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت آدم کا جنت میں یہ قیام جزا کے لئے نہ تھا بلکہ تربیت کے لئے تھا۔ کہ جنت کی آبادی دیکھ کر دنیا کو اس کی مثل آباد کریں۔ تیسرے یہ کہ اس وقت آپ کی بیوی صرف حوا تھیں حوریں نہ تھیں۔ چوتھے یہ کہ آپ کا یہ قیام عارضی تھا نہ کہ دائمی کیونکہ آپ تو زمین کی خلافت کے لئے پیدا کئے گئے تھے، ابھی جنت میں مستقل رہنا کیسا، اسی لئے آپ وہاں حکم شرعی کے مکلف ہوئے اور بعد میں باہر بھیجے گئے ۹۔ خیال رہے کہ حکم، ارادہ، رضا مختلف چیزیں ہیں یہاں حکم تو نہ کھانے کا تھا مگر ارادۂ الٰہی کھانے کا تھا رضا بھی کھانے میں تھی کہ یہ گندم کھانا زمین پر آنے، خلافت الٰہیہ حاصل ہونے کا ذریعہ تھا۔ چونکہ آدم علیہ السلام جزا کیلئے اس وقت جنت میں گئے تھے لہٰذا مکلف تھے اب وہاں تکلیف شرعی نہ ہو گی ۱۰۔ یہاں ظلم شرک کے معنی میں نہیں بلکہ ظلم ۔ معنی خطاوار ہے، اب جو نبی کو ظالم کہے وہ کافر ہے کہ وہ نبی کی توہین کرتا ہے، نبی یہ لفظ خود اپنے لئے فرما دیں تو یہ ان کا انکسار ہے، رب فرما دے تو وہ مالک و مختار ہے بندوں کو یہ کہنے کا حق نہیں ۱۱۔ شیطان کا اس وقت تک جنت میں جانا بالکل بند نہ ہوا تھا اگرچہ وہاں سے نکال دیا گیا تھا مگر جانا آنا تھا۔ معلوم ہوا

(بقیہ صفحہ ۹) کہ کوئی شخص اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے کہ آدم علیہ السلام معصوم تھے اور جنت جگہ محفوظ پھر بھی وہاں شیطان کا داؤ چل گیا۔ نہ تو ہم معصوم ہیں نہ دنیا جگہ محفوظ ہے تو ہم کس شمار میں ہیں۔

ا۔ اِھْبِطُوْا میں خطاب اولاد آدم علیہ السلام سے ہے جو آپ کی پشت میں تھی بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہم کو آدم علیہ السلام جنت سے باہر نہ لائے بلکہ ان کو ہم باہر لائے کیونکہ ان کی پشت میں کافر منافق سب ہی تھے رب کا منشایہ تھا کہ دنیا میں جاکر ان خبیثوں کو اپنی پشت سے نکال آویں' پھر یہاں آجاویں اگر آدم علیہ السلام یہاں رہے تو یہ تمام مردودین یہاں ہی پیدا ہوں گے اور جنت ان کی جگہ نہیں اس لئے اھبطوا صیغہ جمع فرمایا آگے بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کیونکہ یہ دشمنی وغیرہ آدم علیہ السلام میں نہ تھی ان کی اولاد میں تھی خیال رہے کہ آدم علیہ السلام سراندیپ پہاڑ پر ہند میں اور حواجدہ شریف میں اتاری گئیں ۲۔ یعنی اپنی آخری عمر تک ۳۔ وہ کلمے حضور کے وسیلہ سے توبہ کرنا تھے' کیونکہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا تو وہ جنت سے باہر آنے سے پہلے ہی عرض کر چکے تھے جیسا کہ دوسری آیت میں مذکور ہے۔ ۴۔ تواب توبہ سے بنا۔ توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا۔ اگر یہ اللہ کی صفت ہو تو معنی ہیں غضب سے رحم کی طرف رجوع کرنا اور اگر بندے کی صفت ہو تو معنی ہیں نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف رجوع کرنا۔ لفظ ایک ہے نسبت سے معنی مختلف' ہماری توبہ میں تین چیزیں ضروری ہیں گزشتہ پر ندامت' آئندہ کے لئے نہ کرنے کا ارادہ۔ اپنے قصور کا اقرار' ۵۔ یعنی وہ حضرات قیامت کے دن خوف و غم سے آزاد ہوں گے' رب فرماتا ہے کہ لایحزنہم الفزع الاکبر دنیا میں انہیں کسی چیز کی ہیبت کا خوف اور دنیا کا غم نہیں ہاں کسی کی ایذا کا خوف اور اللہ کا خوف ہوتا ہے موسیٰ علیہ السلام کو پہلی بار عصا کے سانپ بن جانے پر خوف ہوا مگر یہ ایذا کا خوف تھا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مفصل ایمان اور اعمال اس پر واجب ہے جسے نبی کی تبلیغ پہنچے اور وہی دوزخ کا مستحق ہو گا جو نبی کی مخالفت کرے' جسے نبی کی تبلیغ نہ پہنچے اس کے لئے صرف توحید کا قائل ہونا کافی ہے کیونکہ رب نے ان دونوں چیزوں کو فاما یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى سے شروع فرمایا لہٰذا حضور کے والدین مغفور ہیں' بے گناہ ہیں۔ کیونکہ انہیں کسی نبی کی تبلیغ نہیں پہنچی اور وہ موحد ہیں ان کی بخشش کے لئے اتنا ہی کافی ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف باعث برکت ہے کہ اس میں رب تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی یاد ہے ۸۔ یعنی قرآن نے تمہاری کتابوں کو سچا کر دیا کہ ان کتب نے قرآن کے تشریف لانے کی خبر دی تھی' اس کے آنے سے وہ خبریں سچی ہو گئیں' یا قرآن نے تمہاری کتابوں کو دنیا بھر سے سچا کہلوا لیا کہ ہر قرآن کا ماننے والا توریت و انجیل کو سچا مانتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی آسمانی کتاب' کیونکہ یہ صرف تصدیق فرمانے والا ہے کسی کی بشارت نہیں دیتا۔ تصدیق گزشتہ کی ہوتی ہے اور بشارت آئندہ کی ۹۔ معلوم ہوا کہ ہر کافر سردار اپنے ماتحتوں کے لحاظ سے پہلا کافر ہے' اس میں ماں باپ' عالم' شیخ' بادشاہ سب داخل ہیں ۱۰۔ اس سے مراد ہے روپیہ لے کر شرعی حکم بدلنا جیسا کہ یہود کے علماء کیا کرتے تھے' قرآن چھاپ کر بیچنا یا تعلیم قرآن یا امامت یا دم تعویذ یا وعظ پر اجرت لینا اس میں داخل نہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض چیزیں بعض وقت منع ہیں۔ مگر وہ دوسری وجہ سے نہ اس لئے کہ آیات قرآنی کا فروخت کرنا ہے' اس کو اگلی آیت بیان فرما رہی ہے۔ ولا

اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ

نیچے اترو[1] آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین

مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٣٦﴾ فَتَلَقَّىٰ آدَمُ مِن رَّبِّهِ

میں ٹھہرنا اور برتنا ہے[2] پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے

كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٣٧﴾ قُلْنَا

کچھ کلمے[3] تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان[4]

اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا ۖ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى

ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت

فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٣٨﴾

آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا سے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم[5]

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ

اور وہ جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٩﴾ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ

ان کو ہمیشہ اس میں رہنا[6] اے یعقوب کی اولاد یاد کرو[7] میرا وہ احسان

الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ

جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا

وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ﴿٤٠﴾ وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا

اور خاص میرا ہی ڈر رکھو اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے اتارا اس کی تصدیق کرتا ہوا

مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي

جو تمہارے ساتھ ہے[8] اور سب سے پہلے اس کے منکر نہ بنو[9] اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے

ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ ﴿٤١﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ

دام نہ لو[10] اور مجھی سے ڈرو اور حق سے باطل

(بقیہ صفحہ ۱۰) تلبسوا الخ

۱۔ یہاں حق سے مراد حضور کے وہ اوصاف حمیدہ ہیں جو توریت شریف میں تھے جنہیں علماء یہود چھپاتے تھے۔ حضور بھی حق ہیں حضور کے اوصاف بھی حق۔ جو حضور سے وابستہ ہو جائے وہ بھی حق ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز زکوٰۃ سے افضل اور مقدم ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز پڑھنا کمال نہیں۔ نماز قائم کرنا کمال ہے۔ تیسرے یہ کہ انسان کو جانی، مالی ہر قسم کی نیکی کرنی چاہیے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنا بہت بہتر ہے۔ اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ

بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾ وَأَقِيمُوا

نہ ملاؤ اور دیدہ و دانستہ حق کو نہ چھپاؤ اور نماز

الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ ﴿۴۳﴾

قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ

تَتْلُونَ الْكِتٰبَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ

تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں اور صبر اور نماز سے

وَالصَّلٰوةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ﴿۴۵﴾ الَّذِينَ

مدد چاہو اور بیشک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر نہیں جو دل سے میری طرف جھکتے ہیں

يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلٰقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُونَ ﴿۴۶﴾

جنہیں یقین ہے کہ انہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پھرنا

يٰبَنِي إِسْرَآءِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ

اے اولاد یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا

وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي

اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی

نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا

جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی اور نہ (کافر کے لئے) کوئی سفارش مانی جائے

يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿۴۸﴾ وَإِذْ نَجَّيْنٰكُمْ

اور نہ کچھ لے کر اس کی جان چھوڑی جائے اور نہ ان کی مدد ہو اور یاد کرو جب ہم نے

مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ

تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر برا عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں

رکوع میں شامل ہو جانے سے رکعت مل جاتی ہے جماعت کی نماز میں اگر ایک کی قبول ہو جائے تو سب کی قبول ہو جاتی ہے ۴۔ بعض مسلمانوں نے اپنے رشتہ دار علماء یہود سے اسلام کے متعلق پوچھا کہ یہ دین سچا ہے یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ اسلام سچا دین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہی رسول برحق ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اے علماء یہود تم لوگوں کو تو اسلام پر قائم رہنے کی تلقین کرتے ہو۔ خود ایمان نہیں لائے یہ کیوں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے عمل واعظ یا عالم رب کو ناپسند ہے بہترین واعظ وہ ہے جس کا عمل قول سے زیادہ وعظ و تبلیغ کرے۔ اسے دیکھ کر لوگ متقی بن جائیں ۶۔ کبھی ظن یقین کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں اسی معنی میں ہے کیونکہ قیامت وغیرہ پر یقین چاہیے صرف گمان کافی نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عام طور پر لوگ نماز سے غافل رہتے ہیں۔ حج، زکوٰۃ، روزہ شوق سے ادا کرتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ نماز کی پابندی ایمان و خشوع کی علامت ہے ۸۔ کہ تمہیں نبیوں کی اولاد بنایا اور تمہیں بادشاہت بخشی یعنی دین و دنیا کی سرداری سے نوازا۔ اور جس پر احسان زیادہ ہوں اسے شکر بھی زیادہ کرنا چاہیے۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی نعمت یاد کرنا عبادت ہے۔ لہٰذا عید میلاد، عید معراج منانا عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کی اولاد ہونا سرداری کا باعث ہے، بنی اسرائیل اسی لئے اس زمانہ میں عالمین سے افضل ہوئے کہ وہ انبیاء کی اولاد تھے۔ لہٰذا سید افضل ہیں ۱۰۔ فدیہ نہ ہونا۔ شفاعت نہ ہونا یہ تمام عذاب کافروں کے لئے ہیں۔ مومنوں کی شفاعت بھی ہوگی۔ اللہ کے حکم سے نیک لوگ ان کی مدد بھی کریں گے۔ اور کافر مومن کا فدیہ بن کر دوزخ میں جائیں گے۔ ان کی دوزخ کی جگہ سنبھالیں گے۔ لہٰذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں شفاعت وغیرہ کا ثبوت ہے۔ ۱۱۔ متبعین کو بھی آل کہا جاتا ہے کیونکہ فرعون لاولد تھا بنی اسرائیل کو اس کے سپاہی ستاتے تھے جن سے رب نے انہیں نجات دی۔ لہٰذا حضور کی ساری امت اس معنی سے حضور کی آل ہے۔

۱۔ کیونکہ فرعون نے خواب میں دیکھا تھا کہ بیت المقدس کی طرف سے ایک آگ اٹھی جس نے بنی اسرائیل کو تو چھوڑ دیا مگر قبطیوں کے گھر جلا دیئے اسے کاہنوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہو گا جو تجھے اور تیری قوم قبطیوں کو ہلاک کر دے گا۔ فرعون نے یہ عمل شروع کیا کہ بنی اسرائیل کے گھر پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور لڑکیوں کو اپنی خدمت کے لئے باقی رکھتا تھا۔ ستر ہزار بچے قتل کرائے اور نوے ہزار حمل گرائے۔ قبطیوں نے شکایت کی کہ اس طرح سارے اسرائیلی ختم ہو جائیں گے۔ پھر ہماری خدمت کون کرے گا۔ تو اس بیوقوف نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کرائے جائیں۔ اور ایک سال باقی رکھے جائیں۔ہارون علیہ السلام باقی رہنے والے سال میں اور موسیٰ علیہ السلام قتل کے سال میں پیدا ہوئے ۲۔ یعنی فرعون کا یہ ظلم بلا تھی یا ہمارا نجات دینا بڑا انعام تھا ۳۔ اس سے صوفیائے کرام کے چلوں کا ثبوت ہوا کہ فیض ربانی کے لئے چالیس دن اعتکاف' روزہ وغیرہ رکھنا سنت پیغمبر ہے۔ ہمارے حضور نے بھی وحی شروع ہونے سے پہلے چلے کئے تھے ۴۔ بت بنانے کی حرمت معلوم ہوئی۔ خواہ مٹی کے بنائے یا دھات کے یا فوٹو کی شکل میں ہوں۔ کیونکہ رب نے گائے کا بچہ بنانے کو ظلم فرمایا۔ ۵۔ یہاں ہدایت سے مراد اعمال کی ہدایت ہے کیونکہ بنی اسرائیل ایمان تو پہلے ہی لا چکے تھے نیز ایمان کی ہدایت نبی سے اور اعمال کی ہدایت کتاب سے بواسطہ نبی ملتی ہے۔ اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں پھر اسے قرآن پڑھاتے ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنے والا' گناہ کرانے والا' راضی ہونے والا سب گنہگار ہیں۔ کیونکہ بچھڑا صرف سامری نے بنایا تھا۔ مگر سارے لوگوں کو بنانے والا قرار دیا گیا۔ کہ فرمایا باتخاذکم العجل کیونکہ ان میں سے بعض بنوانے میں مددگار تھے اور بعض راضی تھے ۷۔ معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ رب مرتدین کے بارے میں فرماتا ہے تقاتلونهم او يسلمون یہاں فاقتلوا انفسکم سے خودکشی مراد نہیں۔ بلکہ معنی یہ ہیں کہ اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دو۔ ۸۔ خدا کے دیدار کی تمنا اچھی چیز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی کی تھی۔ مگر نبی پر اعتماد نہ کرنا کفر اور عذاب کا باعث ہے اسی لئے ان پر عذاب آیا کہ کڑک سے سب ہلاک کر دیئے گئے۔ خیال رہے کہ بنی اسرائیل کی بچھڑا پرستی سے توبہ کرنے کے بعد حکم الٰہی ہوا کہ اے موسیٰ ستر آدمیوں کو عذر خواہی کے لئے طور پر لاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام لے گئے۔ ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر یہ کہا کہ ہم آپ کی نہ مانیں گے۔ خود رب ہم سے بالمشافہ کلام فرمائے۔ یہاں یہ واقعہ مذکور ہے۔

أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن

کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے ۱ اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی

رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ

بلا تھی (یا بڑا انعام) ۲ اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا پھاڑ دیا تو تمہیں بچا لیا

وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٠﴾ وَإِذْ وَاعَدْنَا

اور فرعون والوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا اور جب ہم نے موسیٰ

مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ

سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا ۳ پھر اس کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر

وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ

دی اور تم ظالم تھے ۴ پھر اس کے بعد ہم نے تمہیں معافی دی

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ

کہیں تم احسان مانو اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور حق و باطل میں تمیز

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿٥٣﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ

کر دینا کہ کہیں تم راہ پر آؤ ۵ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم

إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ

تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا ۶ تو اپنے پیدا کرنے والے

بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ

کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو ۷ یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے

فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۚ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿٥٤﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ

لئے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اور جب تم نے

يَا مُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ

کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں ۸

ا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ مولیٰ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا مجھے الزام لگائیں گے کہ تم نے ان ستر کو مار دیا۔ تب رب نے انہیں زندہ فرمادیا اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی دعا بڑی چیز ہے کہ مردہ زندہ کر دیتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی دعا سے دوبارہ عمر ملتی ہے کیونکہ وہ لوگ اپنی عمر پوری کر کے ہلاک ہوئے تھے۔ موت عمر ختم ہونے کے بعد آتی ہے آپ کی دعا سے عمر دیئے گئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا سے تقدیریں بدل جاتی ہیں ۲۔ موسیٰ علیہ السلام نے واپس آ کر بنی اسرائیل کو حکم الٰہی سنایا کہ مصر سے نکلو۔ شام میں جاؤ۔ قوم عمالقہ سے جہاد کرو۔ وہاں ہی آباد ہو جاؤ۔ یہ لوگ چار و ناچار بادل نخواستہ نکلے۔ راہ میں ایسے جنگل میں پہنچے۔ جہاں نہ سایہ تھا نہ کھانے پینے کی چیز۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو رب نے سفید ابر سایہ کے لئے، من و سلویٰ کھانے کے لئے، رات کو نوری ستون روشنی کے لئے بھیجا۔ یہاں کے زمانہ قیام میں ان کے کپڑے نہ میلے ہوئے نہ پھٹے نہ بال ناخن بڑھے۔ یہاں چالیس سال تک مقید رہے اس جنگل کو تیہ کہتے ہیں یعنی حیرانی کا میدان ۳۔ اس طرح کہ انہیں من و سلویٰ جمع کرنے کی ممانعت تھی انہوں نے ذخیرے جمع کئے وہ سڑ گئے اس سے پہلے چیزیں سڑا نہ کرتی تھیں۔ من ایک قسم کا میٹھا حلوہ تھا ترنجبین کی طرح سلویٰ نمکین گوشت۔ ۴۔ تیہ سے آزاد ہونے کے بعد انہیں بیت المقدس یا اریحا جانے کا حکم ہوا جس میں قوم عمالقہ آباد تھی اور اسے خالی کر گئی تھی' وہاں باغات میوے بہت کثرت سے تھے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ متبرک مقامات کی تعظیم چاہیے رب فرماتا ہے وَمَنْ یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب' یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شہر متبرک ہوتے ہیں کیونکہ بیت المقدس انبیاء کا مقام ہے رب فرماتا ہے ان الصفا والمروة من شعائر الله یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے قرب میں توبہ اور نیکیاں قبول ہوتی ہیں بلکہ ان کے قرب کی برکت سے نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اسی لئے مدینہ منورہ کی مسجد میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسی خطا ویسی توبہ۔ یعنی علانیہ گناہ کی علانیہ توبہ۔ خفیہ گناہ کی خفیہ توبہ چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کی رحمت اگرچہ ہر جگہ ہے مگر ملتی اسٹیشن پر ہے۔ اولیاء اللہ کے آستانے رحمت ربانی کے اسٹیشن ہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ وظیفہ اور درود کے الفاظ نہ بدلے جائیں شیخ سے جو ملا ہو اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ ان لوگوں نے حطة کی بجائے حنطة کہا تھا۔ نون بڑھا دیا تھا۔ اس بدلنے کو ظلم فرمایا گیا اور عذاب کا مستحق قرار دیا گیا۔ ۷۔ یعنی طاعون جس سے "آنا" فانا" چوبیس ہزار اسرائیلی ہلاک ہوئے۔ طاعون بنی اسرائیل پر عذاب تھا۔ جہاں طاعون پھیلا ہو وہاں نہ جائے۔ اور اگر اپنی جگہ میں طاعون آ جائے۔ تو وہاں سے نہ بھاگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نافرمانی اور گناہ سے بلائیں' بیماریاں آتی ہیں۔

الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں

مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ

زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو ۱ اور ہم نے ابر کو تمہارا سائبان کیا

وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ

اور تم پر من اور سلویٰ اتارا ۲ کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری

مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

چیزیں اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا ہاں اپنی ہی جانوں کا

يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا

بگاڑ کرتے تھے ۳ اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ ۴ پھر اس میں

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ

جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو ۵ اور

قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ

زیادہ دیں تو ظالموں نے اور بات بدل دی ۶ جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا

فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا

تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا ۷ بدلہ

كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ

ان کی بے حکمی کا اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا

فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ

تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس میں سے

اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ

بارہ چشمے بہ نکلے ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ

کھاؤ اور پیو خدا کا دیا اور زمین میں فساد اٹھاتے نہ پھرو

مُفْسِدِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم سے تو ایک کھانے پر

وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ

ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے کہ زمین کی اگائی ہوئی چیزیں ہمارے لئے نکالے

مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ

کچھ ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ ؕ

فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو

اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

اچھا مصر یا کسی شہر میں اترو وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا اور ان پر مقرر کر دی گئی

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۚ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

خواری اور ناداری اور خدا کے غضب میں لوٹے یہ بدلہ تھا

بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

اس کا کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور انبیاء کو ناحق

بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

شہید کرتے یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور حد سے بڑھنے کا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَ

بے شک ایمان والے نیز یہودیوں اور نصرانیوں اور

۱۔ اس طرح کہ قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگا اور موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے یہ واقعہ سفر میں پیش آیا۔ جہاں پانی بالکل نہ تھا۔ وہ پتھر اور عصا حضرت موسیٰ کے ساتھ رہتا تھا۔ جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی اس پتھر پر عصا مار کر پانی نکال لیتے تھے۔ ۲۔ یا یہ واقعہ مقام تیہ میں ہی پیش آیا جہاں من و سلویٰ اتارا گیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے رب سے اپنی قوم کے لئے پانی کی دعا کی۔ تب یہ حکم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رحمت الٰہی کے ملنے کا وسیلہ ہیں کہ رب نے بنی اسرائیل کو پانی تو دیا مگر موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور کا معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے زیادہ اعلیٰ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی کے چشمے جاری کئے اور ہمارے حضور نے انگلیوں سے چشمے بہائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لاٹھی ساتھ رکھنا سنت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بارش وغیرہ کی دعا سنت انبیاء ہے اور گناہ و فساد سے نعمتیں چھن جاتی ہیں۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں سے دعا کرانی چاہیے اور بزرگوں کے پاس اپنے دکھ درد بیان کرنا جائز ہیں۔ کیونکہ بنی اسرائیل جب کچھ رب سے مانگنا چاہتے تھے تو موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرتے تھے۔ ۴۔ یہ واقعہ بھی مقام تیہ کا ہے جب بنی اسرائیل من و سلویٰ کھاتے کھاتے تھک گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہوس کا نتیجہ خراب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی چیز رب سے مانگنی چاہیے ۵۔ کیونکہ جو روزی بغیر مشقت مل جائے اور خالص حلال ہو حرام کا اس میں احتمال نہ ہو وہ اعلیٰ نعمت ہے اس سے جس کے حاصل کرنے میں مشقت کرنا پڑے اور حرمت کا بھی احتمال ہو۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گناہوں کی وجہ سے دنیاوی آفات بھی آجاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کی توہین سے ذلت و خواری دنیا و آخرت میں آتی ہے اور نبی کی تعظیم سے عزت و عظمت ملتی ہے۔ ظاہر ہے کہ "ان" سے مراد وہی یہودی ہیں۔ جو ان مذکورہ جرموں کے مرتکب ہوئے تھے کہ نہ انہیں عزت ملی نہ مال۔ اگر بعد والے یہودیوں کو مال مل جاوے یا کبھی ان کی حکومت قائم ہو جاوے تو اس آیت کے خلاف نہیں، جیسا کہ آج فلسطین میں اسرائیلی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ ۷۔ یعنی خود ان کے عقیدے میں بھی قتل ناحق تھا ورنہ قتل نبی تو ناحق ہی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ وہی نبی ان کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ جن پر جہاد فرض نہ تھا۔ جیسے زکریا، یحییٰ اور شعیب علیہم السلام۔ ورنہ کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہیں ہوا۔ نیز انبیاء کی یہ شہادت تبلیغ کی تکمیل کا ذریعہ بنی۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ یا فرمایا گیا لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ

ربع

الصابئين من امن بالله واليوم الاخر وعمل

ستارہ پرستوں میں سے کہ وہ سچے دل سے اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائیں اور نیک

صالحا فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف

کام کریں ان کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے [1] اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو

عليهم ولا هم يحزنون ﴿٦٢﴾ واذ اخذنا ميثاقكم

اور نہ کچھ غم اور جب ہم نے تم سے عہد لیا [2]

ورفعنا فوقكم الطور خذوا ما اتيناكم بقوة

اور تم پر طور کو اونچا کیا [3] لو جو کچھ ہم تم کو دیتے ہیں زور سے

واذكروا ما فيه لعلكم تتقون ﴿٦٣﴾ ثم توليتم من

اور اس کے مضمون کو یاد کرو اس امید پر کہ تمہیں پرہیزگاری ملے [4] پھر اس کے بعد تم

بعد ذلك فلولا فضل الله عليكم ورحمته

پھر گئے تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی

لكنتم من الخاسرين ﴿٦٤﴾ ولقد علمتم الذين

تو تم ٹوٹے والوں میں ہو جاتے [5] اور بے شک ضرور تمہیں معلوم ہے تم میں کے وہ

اعتدوا منكم في السبت فقلنا لهم كونوا قردة

جنہوں نے ہفتہ میں سرکشی کی [6] تو ہم نے ان سے فرمایا کہ ہو جاؤ بندر [7]

خاسئين ﴿٦٥﴾ فجعلناها نكالا لما بين يديها وما

دھتکارے ہوئے تو ہم نے اس بستی کا یہ واقعہ اس کے آگے اور پیچھے والوں کے لئے

خلفها وموعظة للمتقين ﴿٦٦﴾ واذ قال موسى

عبرت کر دیا اور پرہیزگاروں کیلئے نصیحت [8] اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے

لقومه ان الله يامركم ان تذبحوا بقرة قالوا

فرمایا [9] خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو [10] بولے کہ

۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کافر جب ایمان لے آئے تو اسے کفر کے زمانہ کے صدقہ و خیرات وغیرہ کا ثواب بھی ملے گا۔ اسلام پچھلے گناہ مٹاتا ہے پچھلی نیکیاں نہیں مٹاتا۔ ہاں اگر زمانۂ کفر میں حج کیا تھا تو وہ حج اسلام نہ ہوا۔ اب حج اسلام ادا کرنا پڑے گا کہ صحت حج کے لئے اسلام شرط ہے ایمان باللہ یہی ہے کہ حضور کے ذریعہ سے اللہ پر ایمان لائے ورنہ عیسائی یہودی پہلے بھی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے تھے۔ پھر اٰمَنَ بِاللہِ کی قید لگی۔ رب فرماتا ہے ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا ۔ ۲۔ یہ واقعہ میدان تیہ سے پہلے کا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو توریت ملی تو آپ نے ان ستر آدمیوں سے جو آپ کے ساتھ طور پر گئے تھے۔ یا سارے بنی اسرائیلیوں سے توریت پر عمل کرنے کا عہد لیا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقبول بندوں کا کام رب کی طرف نسبت ہو جاتا ہے کیونکہ یہ عہد موسیٰ علیہ السلام نے لیا تھا۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے عہد لیا ایسے ہی کوہ طور حضرت جبریل نے اٹھایا تھا اور رب نے فرمایا کہ ہم نے اٹھایا کہ ان کا کام ہمارا کام ہے۔ ۳۔ کیونکہ ساری توریت ایک دم آگئی تمام احکام کی پابندی ان پر اچانک پڑ گئی۔ اور انہیں اس کے قبول کرنے سے انکار ہوا۔ تو ان پر طور کھڑا کر دیا۔ کہ قبول کرو ورنہ گرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا آہستہ آہستہ آنا رب کی رحمت ہے کہ آسانی سے احکام پر عمل ہو گیا۔ ۴۔ جو دنیاوی تکالیف ہدایت کا ذریعہ بن جائیں وہ رب کی رحمت ہیں کہ طور اٹھانے کو نعمتوں میں شمار فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ توریت کی حفاظت کی ذمہ داری یہود پر ڈالی گئی کہ فرمایا گیا خذوا ما اتینکم بقوۃ وہ نہ سنبھال سکے' مگر قرآن کی حفاظت خود رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ کر لی۔ لہٰذا محفوظ رہا۔ ۵۔ اللہ کا فضل یا توبہ کی توفیق ملنا ہے یا عذاب میں تاخیر ہونا یا حضور کی تشریف آوری۔ یعنی اگر یہ سرکار نہ آ جاتے اور تم ان کے دامن میں پناہ نہ لے لیتے تو تم ہلاک ہو جاتے۔ معلوم ہوا کہ حضور مخلوق پر اللہ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی ۶۔ یعنی ایلہ والوں نے جو مدینہ اور شام کے درمیان بحر قلزم کے کنارے واقع ہے۔ یہ عذاب داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں آیا۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر ہفتہ کے دن شکار حرام تھا۔ انہوں نے اس حیلہ سے مچھلیوں کا شکار کیا کہ دریا کے کنارے غار کھودے تا کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں ان میں آ جاویں اور اتوار کو شکار کر لیں۔ ستر سال تک یہ کام کرتے رہے' اس سے معلوم ہوا کہ گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنے سے گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔ ۷۔ یعنی صرف صورت بندر کی سی باقی روح وہ انسانی ہی رہے لہٰذا آریوں کا مسئلہ تناسخ اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ روح کی تبدیلی کے قائل ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلے کرنے بنی اسرائیل پر حرام تھے۔ ہماری امت پر حلال ہیں کیونکہ یہود نے شکار کا حیلہ یہ کیا تھا کہ شنبہ کے دن دریا کے کنارے گڑھوں میں مچھلیاں قید کر لیتے تھے اور اتوار کو شکار کرتے تھے۔ اس پر عذاب آیا ۹۔ جب کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص عامیل کو اس کے عزیز نے خفیہ طور پر قتل کر کے دوسرے محلہ میں ڈال دیا تا کہ اس کی میراث بھی لے اور خون بہا بھی' اور پھر دعویٰ کر دیا کہ مجھے خون بہا دلوایا جائے۔ قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ گائے کا ذبیحہ اور قربانی گزشتہ پیغمبروں کے دین میں بھی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے بھی بچھڑا ہی رکھا تھا۔

ا۔ یعنی آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں کہ ایسی بات کہتے ہیں جسے ہمارے سوال سے کوئی تعلق نہیں۔ کہاں قاتل کا پتہ لگانا اور کہاں گائے ذبح کرنا۔ اس کو تعلق کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے فرمان پر بے دھڑک عمل کرنا چاہیے۔ عقلی ڈھکوسلے بنانا بے ادبوں کا کام ہے' ع عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ! یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر جھوٹ' دل لگی' کسی کا مذاق اڑانا ان سے پاک ہیں۔ خوش طبعی ایک محمود صفت ہے' مگر مذاق اڑانا عیب ۲۔ یعنی زیادہ تحقیق میں نہ پڑو۔ جو کہا جاتا ہے کر گزرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عملیات میں زیادہ پوچھ گچھ کر کے قیدیں نہ لگوانا چاہئیں۔ جیسے اپنے شیخ سے پہنچے عمل کرے ۳۔ خیال رہے کہ پہلا ماھی حقیقت صنفیہ پوچھنے کے لئے ہے اور یہ ماھی حقیقت شخصیہ پوچھنے کے لئے یعنی پہلے ماھی کے معنی یہ تھے کہ وہ گائے پہاڑی ہے یا دریائی آبادی کی ہے یا صحرائی یعنی نیل گائے اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ پالتو گائے میں سے کونسی گائے ذبح کی جائے۔ لہٰذا سوال میں تکرار نہیں ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر آئندہ بات پر انشاء اللہ کہنی چاہیے حدیث شریف میں ہے کہ اگر یہ لوگ انشاء اللہ نہ کہتے تو کبھی شافی بیان نہ پاتے۔ دوسرے یہ کہ اچھی بات پر انشاء اللہ کہو' بری بات نہیں۔ کہ انشاء اللہ چوری کروں گا وغیرہ۔ ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور بے عیب ہونا چاہیے۔ چنانچہ ان صفات کی گائے صرف ایک شخص کے پاس ملی۔ جس کا باپ بچپن میں فوت ہو گیا تھا اور یہ اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار تھا۔ اس سے قیمت یہ طے ہوئی کہ گائے کی کھال میں سونا بھر دیا جاوے۔ ماں باپ کی خدمت کا بدلہ دنیا میں بھی اولاد کو ملتا ہے۔ اور آخرت میں بھی ملے گا۔ ٦۔ کیونکہ اس گائے کی قیمت بہت زیادہ تھی۔ اور صرف ایک ہی شخص کے پاس ایسی گائے تھی جو اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں کی خدمت بڑی اچھی چیز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گائے کی قربانی افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قربانی اچھے جانور کی کرنی چاہیے۔

أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ

آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں ۱ فرمایا خدا کی پناہ کہ میں

الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ ۚ

جاہلوں سے ہوں بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتادے گائے کیسی

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ

کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر

عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا

بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے ۲ بولے

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا

اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتادے اس کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک

بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا

پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈہڈہاتی دیکھنے والوں کو خوشی دیتی بولے

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّن لَّنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ

اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لئے صاف بیان کردے ۳ وہ گائے کیسی ہے بیشک

عَلَيْنَا وَإِنَّا إِن شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالَ إِنَّهُ

گایوں میں ہمیں شبہ پڑ گیا۔ اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے ۴ کہا وہ

يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا

فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ

تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ

کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں ۵ بولے اب آپ

جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾ ع

ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے ٦

ع ۸

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا

اور جب تم نے ایک خون کیا ۱ تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر

كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ

کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے۔ تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو۔ اللہ یونہی

يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾

مردے جلائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو ۲

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ

پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے ۳ تو وہ پتھروں کی مثل ہیں

اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ

بلکہ ان سے بھی زیادہ کرّے۔ اور پتھروں میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں

الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ

بہہ نکلتی ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

اور کچھ وہ ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔ ۴ اور اللہ تمہارے کوتکوں سے

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ

بے خبر نہیں ۵ تو اے مسلمانو کیا تمہیں یہ طمع ہے کہ یہ یہودی تمہارا یقین لائیں

كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ

گے اور ان میں کا تو ایک گروہ وہ تھا کہ اللہ کا کلام سنتے پھر سمجھنے کے

مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ

بعد اسے دانستہ بدل دیتے ۶ اور جب مسلمانوں سے ملیں

اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا

تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں اکیلے ہوں تو کہیں

۱۔ اگرچہ قاتل تو ایک ہی تھا مگر قتل کی سازش میں اور بھی شریک تھے اس لئے جمع کا صیغہ ارشاد ہوا اور حضور کے زمانہ کے یہودی ان یہودیوں کی اولاد تھے۔ اس لئے ان سے یہ خطاب فرمایا گیا جیسے ہم ہندوؤں سے کہیں کہ ہم نے تم پر آٹھ سو برس حکومت کی یعنی ہمارے باپ دادوں نے تمہارے آباؤ اجداد پر ایسے ہی یہاں ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ رب کی قدرتیں ہماری عقل و وہم سے بالا ہیں کہ گائے کے گوشت کا ٹکڑا مردے سے مارا گیا اور وہ رب کی قدرت سے کچھ دیر کے لئے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ بتا کر پھر مردہ ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ قربانی اور خون دینا حل مشکلات کے لئے اکسیر ہے' عالم غیب سے فیض لینے کے لئے قربانی کرنا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ جس کا ثبوت معجزہ ہو وہاں گواہی وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی کہ یہاں صرف ایک مقتول کے کہنے پر قتل کا ثبوت ہو گیا۔ کیونکہ یہ کہنا بطور معجزہ تھا جیسے یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کا ثبوت صرف ایک بچہ کی گواہی سے ہو گیا۔ کیونکہ وہ بچہ کا بولنا بطور معجزہ تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت صرف قرآنی آیات سے ثابت ہو گئی کہ قرآن ہمارے حضور کا معجزہ ہے اور رب کی گواہی سب سے اعلیٰ ہے ۳۔ اس میں موجودہ بنی اسرائیل سے خطاب ہے اور ثُمَّ رتبی تاخیر کے لئے ہے یعنی اس قدر معجزات دیکھ کر سن کر تمہارے دل نرم نہیں پڑتے ۴۔ خیال رہے کہ معرفت الٰہی پتھروں کو بھی حاصل ہے۔ خوف خدا انہیں بھی ہے۔ ایسے ہی حضور کی معرفت اور محبت لکڑیوں اور پتھروں کو بھی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور پتھروں کے دل کی بات بھی جانتے ہیں تو انہیں انسانوں کے دلوں کی باتیں کیوں نہ معلوم ہوں گی' اور جس دل میں حضور کی محبت نہ ہو وہ پتھر سے بدتر ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ انسانی دل اگر درست رہے تو فرشتوں سے بڑھ جاوے اور اگر بگڑے تو جانوروں' پتھروں سے بدتر ہو جاوے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پتھروں کی تاثیریں مختلف ہیں ۶۔ توریت انجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف او آپ کے اوصاف مذکور تھے۔ ان کے علماء نے دیدہ دانستہ وہ بدل دیئے' اس کا ذکر یہاں ہو رہا ہے۔ جب یہ لوگ توریت شریف کی تعلیم سے اثر پذیر نہ ہوئے۔ بلکہ اسے تبدیل کرنے لگے۔ تو ان کے حالات تمہاری صحبت سے کیا بدلیں گے۔ یہ بدنصیب تو تمہیں بدلنے کی کوشش کریں گے۔

أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ ٱللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوكُم بِهِۦ عِندَ

وہ علم جو اللہ نے تم پر کھولا مسلمانوں سے بیان کئے دیتے ہو کہ اس سے تمہارے رب کے

رَبِّكُمْ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ

یہاں تمہیں پر حجت لائیں کیا تمہیں عقل نہیں ۱ کیا نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے

مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ

جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں ۲ اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں کہ جو کتاب کو

ٱلْكِتَٰبَ إِلَّآ أَمَانِىَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٧٨﴾ فَوَيْلٌ

نہیں جانتے مگر زبانی پڑھ لینا یا کچھ اپنی من گھڑت اور وہ نرے گمان میں ہیں ۳ تو خرابی ہے

لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ ٱلْكِتَٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا

ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے

مِنْ عِندِ ٱللَّهِ لِيَشْتَرُوا۟ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم

پاس سے ہے ۴ کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں ۵ تو خرابی ہے ان کے

مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾

لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان کیلئے اس کمائی سے ۶

وَقَالُوا۟ لَن تَمَسَّنَا ٱلنَّارُ إِلَّآ أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ

اور بولے ہمیں تو آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی کے دن ۷ تم فرما دو

أَتَّخَذْتُمْ عِندَ ٱللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ ٱللَّهُ عَهْدَهُۥٓ ۖ

کہ خدا سے تم نے کوئی عہد لے رکھا ہے جب تو اللہ ہرگز اپنا عہد خلاف نہ کرے گا ۸

أَمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٠﴾ بَلَىٰ مَن كَسَبَ

یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ۹ ہاں کیوں نہیں جو گناہ

سَيِّئَةً وَأَحَٰطَتْ بِهِۦ خَطِيٓـَٔتُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ

کمائے اور اس کی خطا اسے گھیر لے وہ دوزخ والوں

النصف

۱۔ شان نزول۔ منافق یہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم تمہارے نبی پر ایمان لائے کیونکہ ہماری کتابوں توریت وغیرہ میں ان کے اوصاف موجود ہیں۔ جب ان کے علماء پادری ان سے ملتے تو انہیں ڈانٹتے کہ تم یہ کیا غضب کر رہے ہو کہ اپنا بھید مسلمانوں کو بتاتے ہو' توریت کی ان آیات کی مسلمانوں کو خبر نہ دو۔ ورنہ وہ تم کو قیامت میں پکڑیں گے' اس پر یہ آیت اتری۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی صفت بیان کرنے میں بخل سے کام لینا یا لوگوں کو اس سے روکنا یہود کا طریقہ ہے موجودہ وہابیوں کو اس سے عبرت پکڑنا چاہیے کہ وہ حضور کی نعت اور حضور کے ذکر کو مختلف حیلے بہانوں سے روکتے ہیں۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ عقائد میں ظن و گمان کافی نہیں یقین ضروری ہے' نیز عقائد میں تقلید نہیں تحقیق چاہیے۔ ۴۔ چونکہ توریت شریف قرآن کریم کی طرح عام مروج نہ تھی اور نہ اس کی تلاوت کا رواج تھا۔ اس لئے وہ علماء یہود تک محدود ہو کر رہ گئی تھی وہ پادری جو چاہتے من مانی کارروائی کر لیتے۔ جب کوئی امیر آدمی کوئی ایسا جرم کرتا جس کی سزا از روئے توریت سخت ہوتی تو یہ پادری اس سے رشوت لے کر سخت سزا کی بجائے نرم سزا تجویز کرتے اور توریت کے نسخے میں وہ ہی لکھ دیتے' جیسے زنا کی سزا بجائے سنگسار کرنے کے صرف منہ کالا کرنا رکھ دی۔ اس آیت کریمہ میں ان کی اس حرکت کا ذکر ہے۔ الحمد للہ کہ قرآن مجید تحریف و تبدیلی سے محفوظ ہے۔ ۵۔ خیال رہے کہ کتاب کے احکام یا عبارت رشوت لے کر تحریف کرنا یہ آیات کا بیچنا ہے۔ خود قرآن چھاپ کر کمائی کرنا یا امامت' تعلیم قرآن' تعویذ پر اجرت لینا اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ قرآن کی تبدیلی نہیں بلکہ عمل کی اجرت ہے' خلفاء راشدین نے خلافت پر اجرت لی تھی ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حرام کام کی کمائی بھی حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ گمراہ کن کتابیں لکھنا چھاپنا شائع کرنا سب حرام ہیں۔ تیسرے یہ کہ قرآن میں تفسیری عبارتیں رکوع وغیرہ کے نشانات ایسے ممتاز طریقہ سے لکھنا چاہئیں کہ ان میں اور قرآن میں فرق رہے۔ اللہ کے کلام سے بندے کی چیز مخلوط نہ ہو جائے۔ اسی لئے رکوع' نصف' ربع وغیرہ کی علامتیں حاشیہ پر اور سورتوں کے نام بسم اللہ ممتاز کر کے لکھی جاتی ہیں۔ ۷۔ اس سے پتہ لگا کہ اپنے نسب پر فخر کرنا اور اعمال سے بے پرواہ ہونا طریقہ کفار ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل اپنے کو نبیوں کی اولاد سمجھ کر اعمال سے مستغنی جانتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی سب کو ضرورت ہے۔ جب خود پیغمبر علیہ السلام تقویٰ اور طہارت سے بے نیاز نہ ہوئے تو ہمارا تمہارا کیا پوچھنا۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ' وعدہ خلافی' عیوب سے پاک ہے' جو ان چیزوں کا امکان بھی مانے وہ ایمان سے خارج ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ نقلی چیز کے لئے عقلی دلائل کافی نہیں۔ نقل پیش کرنا چاہیے قرآن یا حدیث سے ۹۔ جب ان تحریف کرنے والوں کو اس سے ڈرایا جاتا تھا تو کہہ دیتے کہ ہم کچھ بھی کریں' ہم کو عذاب صرف چالیس دن ہو گا۔ جتنے روز ہمارے باپ داداؤں نے بچھڑا پرستی کی تھی۔ اس آیت میں ان کی اس بکواس کی تردید ہے۔

النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨١﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

میں ہے ١ انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ٢ اور جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٨٢﴾

کام کئے ٣ وہ جنت والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا ٤ کہ اللہ کے سوا کسی

اللّٰهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو ٥ اور رشتہ داروں اور یتیموں

وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اور مسکینوں سے ٦ اور لوگوں سے اچھی بات کہو ٧ اور نماز قائم رکھو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ

اور زکوٰۃ دو ٨ پھر تم پھر گئے مگر تم میں کے تھوڑے ٩ اور تم

مُّعْرِضُوْنَ ﴿٨٣﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ

روگرداں ہو اور جب ہم نے تم سے عہد لیا کہ اپنوں کا خون نہ کرنا ١٠

وَلَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ

اور اپنوں کو اپنی بستیوں سے نہ نکالنا پھر تم نے اس کا اقرار کیا اور تم

تَشْهَدُوْنَ ﴿٨٤﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ

گواہ ہو پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے میں سے ایک گروہ کو انکے وطن سے

تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ ۡ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ

نکالتے ہو ان پر مدد دیتے ہو (ان کے مخالف کو)

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۭ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ

گناہ اور زیادتی میں اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو بدلہ دے کر چھڑا لیتے ہو

١۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کفار کے شیر خوار بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے گناہ نہیں کئے۔ اللہ و رسولہ اعلم۔ اور دوزخ میں جانا گناہ کرنے پر معلق فرمایا گیا۔ ٢۔ مومن گناہگار دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ کیونکہ اسے گناہوں نے گھیرا نہیں۔ اس کا دل برے عقائد سے پاک ہے۔ گناہ گھیر لینے کی صورت یہ ہے کہ دل بھی گندے عقیدوں سے گھر جائے۔ ٣۔ جتنے نیک کام کرنے کا موقعہ ملے اتنے کرے۔ اگر کسی کو بالکل نیک عمل کا موقعہ نہ ملا تو اس کے جنتی ہونے کے لئے صرف ایمان ہی کافی ہے، جیسے وہ شخص جو اسلام لاتے ہی فوت یا شہید ہو گیا۔ بلکہ مسلمانوں کے فوت شدہ بچوں کے لئے ان کے ماں باپ کا ایمان لانا کافی ہے۔ اسی لئے صالحات کو مطلق رکھا۔ ٤۔ یہ عہد یا توریت شریف میں لیا گیا یا میثاق کے دن خصوصیت کے ساتھ بنی اسرائیل سے لیا گیا۔ اول ظاہر ہے۔ ٥۔ ماں باپ کے ساتھ زندگی میں احسان یہ ہے کہ ان کا ادب کرے ان کی جانی مالی خدمت کرے، ان کے جائز حکموں کو مانے۔ ان کی خدمت کے لئے نوافل ترک کر سکتا ہے، فرائض واجبات نہیں چھوڑ سکتا۔ اگر ماں باپ کسی گناہ یا کفر میں مبتلا ہوں تو ان کو اچھی تدبیر سے روکے، والدین کے مرنے کے بعد ان سے بھلائی یہ ہے کہ ان کی وصیتیں پوری کرے۔ ان کے دوستوں کا احترام کرے۔ فاتحہ، تلاوت قرآن۔ دیگر صدقات کا ثواب بخشتا رہے، اور ان کے اچھے مراسم کو جاری رکھے۔ کم از کم ہفتہ میں ایک مرتبہ ان کی قبر کی زیارت کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت بڑی ضروری ہے کہ رب نے اپنی عبادت کے ساتھ ان کی اطاعت کا ذکر فرمایا۔ ٦۔ اس ترتیب ذکری سے معلوم ہو رہا ہے کہ پہلے ماں باپ کا حق پھر دوسرے قرابت داروں کا پھر غیروں کا۔ غیروں میں یکس یتیم مقدم ہیں کہ وہ مسکین بھی ہیں اور بیکس بھی۔ پھر دوسرے مساکین۔ ٧۔ کہ انہیں گناہوں سے روکو اور نیک کام کی رغبت دو، اس میں دینی وعظ بھی داخل ہیں اور عام تبلیغ بھی شامل ٨۔ معلوم ہوا کہ دین موسوی میں زکوٰۃ اور نماز فرض تھی اس میں اسلامی نماز سے کچھ فرق تھا ان پر دن رات میں دو نمازیں اور چہارم حصہ مال کی زکوٰۃ فرض تھی۔ ٩۔ معلوم ہوا کہ سارے بنی اسرائیل سرکش نہیں ہوئے تھے، کچھ قائم بھی رہے۔ وہی ہمارے حضور کا زمانہ پا کر ایمان لے آئے اور کیوں نہ ہوتا کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ ہماری اولاد میں ایک جماعت ضرور مسلم رہے ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ١٠۔ رب تعالیٰ نے توریت میں بنی اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کریں۔ کوئی قبیلہ دوسرے کو دیس نکالا نہ دے۔ اور اگر کوئی اسرائیلی دوسرے کی قید میں ہو تو اسے مالی فدیہ دے کر چھڑا لیں۔ لیکن وہ اس پر قائم نہ رہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر آپس میں لڑتے بھڑتے تھے اور ایک دوسرے کو موقعہ پا کر جلاوطن کر دیتے تھے۔ مگر کسی اسرائیلی کو قید میں دیکھتے تو اسے چھڑا لیتے، اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔

ا۔ یعنی تم پر از روئے توریت شریف ایک دوسرے کو جلاوطن کرنا تو حرام ہے اور قیدیوں کو چھڑانا لازم۔ تم جلاوطن بھی کرتے ہو اور قیدیوں کو چھڑاتے بھی ہو' یہ دورنگی کیوں ہے پوری کتب پر عمل کرو۔ ۲۔ شریعت کے سارے مسئلوں پر سب کو عمل کرنا چاہیے کوئی شخص کسی وقت بھی شریعت کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر کسی کو کسی وجہ سے شریعت ہی آزاد کر دے وہ دوسری بات ہے جیسے فقیر کو زکوۃ سے' حائضہ کو نماز سے۔ ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآنی خبریں بالکل برحق ہیں کہ قرآن کی خبر کے مطابق بنی قریظہ تو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے اور بنی نضیر جلاوطن' یہ دنیاوی رسوائی ہوئی۔ دوسرے یہ کہ کبھی

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ۚ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ

اور ان کا نکالنا تم پر حرام ہے لہ تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان

الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ

لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو ۲ تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ کیا ہے

مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ

مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو ۳ اور قیامت میں سخت تر

إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٨٥﴾ أُولَٰئِكَ

عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں ۴ یہ ہیں وہ

الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ

لوگ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ ان پر سے عذاب

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا

ہلکا ہو اور نہ ان کی مدد کی جائے ۵ اور بے شک ہم نے

مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ وَآتَيْنَا

موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے ۶ اور ہم نے

عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۗ

عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے ۷ اس کی مدد کی

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ

تو کیا جب تمہارے پاس کوئی رسول وہ (حکم) لے کر آئے جو تمہارے نفس کی خواہش نہیں تکبر کرتے ہو

فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٧﴾ وَقَالُوا قُلُوبُنَا

۸ تو ان (انبیاء) میں ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو تم شہید کرتے ہو ۹ اور یہودی بولے

غُلْفٌ ۚ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾

ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اللہ نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں

گناہوں کی شامت سے دنیاوی آفات بھی آجاتی ہیں تیسرے یہ کہ کفار پر دنیاوی آفات ان کے گناہوں کا کفارہ نہ ہوں گی۔ آخرت میں عذاب اس کے علاوہ ہو گا۔ بخلاف مومن کے کہ اس کی دنیاوی مصیبتیں بھی رب کی رحمتیں بن جاتی ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے معصیت یکساں ہے مگر نتیجہ میں فرق ہے۔ ۴۔ اس میں مومن و کافر دونوں سے خطاب ہے کہ اللہ نیک کاروں کی نیکی' بدوں کی بدی سے بے خبر نہیں۔ لہٰذا یہ آیت عتاب و ثواب کی ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کفار کے سرداروں کا عذاب کبھی ہلکا نہ ہو گا۔ اگرچہ بعض ماتحت کفار کا عذاب کسی وجہ سے ہلکا ہو جائے۔ جیسے ابو طالب کا عذاب اس لئے ہلکا ہے کہ انہوں نے حضور کی خدمت کی۔ دوسرے یہ کہ قیامت میں مدد کسی کی نہ ہو نا کفار کے لئے ہو گا اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے بہت سے مددگار مقرر فرما دیگا جو کہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے۔ ۶۔ موسیٰ علیہ السلام کے بعد چار ہزار پیغمبر تشریف لائے' جو شریعت موسوی کے محافظ اور توریت کے احکام کو جاری کرتے تھے' چونکہ ہمارے حضور کے بعد کوئی نبی نہیں' اس لئے حفاظت کا یہ کام علماء اسلام کے سپرد ہوا اور الحمد للہ کہ علماء نے کامل طور پر یہ فریضہ ادا کیا اسی لئے حضور نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ ۷۔ روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام کا لقب ہے کیونکہ وہ روحانی ہیں اور انبیاء پر وحی لاتے ہیں اور وحی روح ایمان ہے اور آپ ہر عیب سے پاک ہیں' حضرت جبریل عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہر وقت رہتے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کی مدد شرک نہیں' رب نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد حضرت جبریل کے ذریعہ فرمائی۔ جب جبریل مدد کر سکتے ہیں تو حضور بھی مدد فرما سکتے ہیں۔ ۸۔ خیال رہے کہ کفار کے مقابلہ میں تکبر کرنا ثواب ہے مومنوں کے مقابلہ میں تکبر کرنا گناہ' نبی کی بارگاہ میں تکبر کرنا کفر ہے وہاں ادب و نیاز چاہیے۔

۹۔ کوئی پیغمبر جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے وہی نبی شہید ہوئے جن پر جہاد فرض نہ تھا۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں وکان حقا علینا نصر المؤمنین۔ یا لاغلبن انا و رسلی

ا۔ تصدیق فرمانے کے یا یہ معنی ہیں کہ قرآن نے ان تمام کتابوں توریت انجیل وغیرہ کو سچا کر دیا۔ کیونکہ ان کتب نے قرآن کی آمد کی خبر دی تھی قرآن کے آنے سے وہ خبریں سچی ہو گئیں' یا یہ معنی کہ قرآن نے ان سب کتب کو سچا کہا یا یہ معنی کہ قرآن نے ان سب کتب کو دنیا سے سچا کہلوایا۔ اگر قرآن ان کتب کی تصدیق نہ کرتا تو کوئی انہیں جانتا بھی نہیں' دیکھو جن نبیوں کا قرآن نے ذکر نہ کیا ان کے نام گم ہو گئے۔ ۲۔ شان نزول جب کبھی اہل کتاب مشرکین سے جنگ کرتے تو حضور کے وسیلے سے دعاء نصرت کرتے تھے۔ کہ خدایا اس نبی آخر الزمان کے طفیل ہمیں فتح دے' رب انہیں فتح دیتا تھا' کیونکہ گزشتہ کتب اور پہلے نبیوں نے حضور کا غلغلہ عالم میں

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ

اور جب انکے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو انکے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا

ہے ۱ اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے ۲

جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا ۳ اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

۴ کس برے مولوں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا ۵ کہ اللہ کے اتارے سے منکر ہوں

بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

اس کی جلن سے کہ اللہ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے

عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ

وحی اتارے ۶ تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے ۷ اور کافروں کے لئے ذلت کا عذاب

مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا

ہے اور جب ان سے کہا جاوے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ ۸ تو کہتے ہیں

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ

وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ

حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق فرماتا ہوا ۹ تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء

اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا ۱۰ اور بیشک تمہارے

مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے

پھیلا دیا تھا اس آیت میں وہ واقعات یاد دلائے جا رہے ہیں کہ پہلے تم ان کے نام کے طفیل دعائیں مانگتے تھے' اب جب وہ محبوب تشریف لے آئے تو تم ان کے منکر ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور کے توسل سے دعائیں مانگنا بڑی پرانی سنت ہے' اور ان کے وسیلے کا منکر یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے اور حضور کے وسیلے سے پہلے ہی خلق کی حاجتیں روائی ہوتی تھی۔ ۳۔ اس ما سے مراد نبی علیہ السلام ہیں' کیونکہ جب کسی ذات کو صفات سے بیان کریں۔ تو وہاں ما بول دیتے ہیں' رب فرماتا ہے لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ ظاہر بھی یہی ہے کہ اگلے کفار حضور کے وسیلہ سے دعائیں کرتے ہوں گے نہ کہ قرآن کے وسیلہ سے' کیونکہ حضور ہی ان میں مشہور تھے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۴۔ رب نے ان کے توسل کو برا نہ فرمایا وہ تو محبوب چیز ہے بلکہ انکار رسول پر لعنت کی' اسلئے علیہم نہ فرمایا تا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وسیلہ پکڑنے پر لعنت فرمائی گئی۔ ۵۔ یعنی ان لوگوں کے کفر کو اپنی قسمت قرار دیا خیال رہے کہ ہر شخص تاجر ہے' زندگی اس کی دوکان' زندگی میں ساعتیں اس کے سودے ہیں جو ہر وقت گھٹ رہے ہیں یہ ساعتیں خرچ کر کے اعمال کے سودے خرید رہا ہے' جو ہر وقت بڑھ رہے ہیں' جو نیک اعمال کمائے وہ نفع والا بیوپاری ہے جو کفر و گناہ کمائے وہ خسارہ میں جا رہا ہے ۶۔ بنی اسرائیل کو یہ حسد ہوا کہ ختم نبوت کی نعمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں ملی کسی اسرائیلی کو ملنا چاہیے تھی۔ اس لئے وہ حضور پر ایمان نہیں لائے۔ معلوم ہوا کہ حسد کبھی ایمان سے بھی روک دیتا ہے۔ ۷۔ یعنی طرح طرح کے غضب میں گرفتار ہوئے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام آسمانی کتابوں پر اور حضور کے فرمانوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایک کا بھی انکار کفر ہے یہی انبیاء کرام کا حال ہے بلکہ یہی اہل بیت عظام اور صحابہ کبار کا حال ہے' کہ سب پر ایمان لانا سب کی تعظیم کرنا لازم ہے۔ ۹۔ جن پیغمبروں یا جن کتابوں کا قرآن نے ذکر نہ کیا۔ وہ گم ہو کر رہ گئے کوئی انہیں جانتا نہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کو قتل کرنا یا ان کی اہانت کرنا کفر ہے' انبیاء کی تعظیم ایمان کا رکن اعلیٰ ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے کہ موجودہ بنی اسرائیل نے انبیاء کرام کو شہید نہ کیا تھا۔ مگر چونکہ وہ قاتلین کی اس حرکت سے راضی تھے اور قاتلین کو عظمت سے یاد کرتے تھے۔ لہٰذا انہیں بھی قاتلوں میں شامل کیا گیا۔ یہی حال نیک اعمال کا بھی ہے۔

وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿٩٢﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

کو معبود بنا یا ۱ اور تم ظالم تھے ۲ اور یاد کرو جب ہم نے تم سے پیمان لیا اور کوہ طور

فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ

کو تمہارے سروں پر بلند کیا اور لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو۔

قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ق وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ

بولے ہم نے سنا اور نہ مانا ۳ اور ان کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا ان کے

بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

کفر کے سبب ۴ تم فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر ایمان

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ

رکھتے ہو ۵ تم فرماؤ اگر ۶ پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص

عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا

تمہارے لئے ہو نہ اوروں کے لئے ۷ تو بھلا موت کی

الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا

آرزو تو کرو اگر سچے ہو ۸ اور ہرگز کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے

قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ

ان بداعمالیوں کے سبب جو آگے کر چکے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور بیشک تم ضرور

اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۛۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۛۚ

انہیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں ۸ اور مشرکوں سے ایک

يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ

کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جئے ۹ اور وہ اسے عذاب سے دور

مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾

نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا اور اللہ ان کے کوتک دیکھ رہا ہے ۱۰

معانقة ٢

ع

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہندوؤں کی گائے پرستی اصل میں بنی اسرائیل سے چلی ہے لہٰذا مسلمانوں کو گائے کی تعظیم کرنا کفار کے معظم دنوں کی عزت کرنا حرام ہے کہ اس میں کفار سے مشابہت ہے۔ ۲۔ یعنی درحقیقت تم موسیٰ علیہ السلام کو بھی نہیں مانتے کہ ان کے معجزات ید بیضا دیکھنے کے باوجود تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ ۳۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ کسی مومن کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی یا وہ ایمان پر رہے ورنہ ہلاک کیا جائے۔ کیونکہ بنی اسرائیل توریت کے احکام دیکھ کر مرتد ہونا چاہتے تھے۔ جس پر موت ان کے سامنے کر دی گئی۔ دوسرے یہ کہ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے دل پر نہیں۔ بنی اسرائیل نے منہ سے سمعنا کہا طور ہٹا لیا گیا۔ اگرچہ دل میں عصینا کہا تھا۔ تیسرے یہ کہ دنیاوی خوف سے ایمان لانا نجات کا باعث نہیں۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ بری چیزوں کی دل میں محبت ہونا بے ایمانی کی علامت ہے کہ بنی اسرائیل کا بچھڑے کی طرف میلان ان کے کفر کی وجہ سے تھا۔ لہٰذا اچھوں اور اچھی چیزوں سے طبعی محبت ایمان کی علامت ہے۔ ہر شخص اپنی ایمانی قوت کو اپنے طبعی میلان سے معلوم کرے۔ ۵۔ اس میں بنی اسرائیل پر طنز ہے یعنی اگر ایمان وہ حرکتیں کراتا ہے جو تم کر رہے ہو تو ایسا ایمان بڑا برا ہے۔ ۶۔ شان نزول۔ یہود کہتے تھے کہ ہم خواہ کچھ کریں آخرت کی بھلائی صرف ہمارے لئے ہے ہم دوزخی نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم اولاد انبیاء ہیں اور مسلمان خواہ کتنی ہی نیکیاں کریں جنتی نہیں ہو سکتے۔ ان کی اس بکواس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ واقعہ اگر تم جنتی ہو تو جنت میں جانے کے لئے موت کی تمنا کرو' کیونکہ موت وہاں جانے کا ذریعہ ہے۔ ۷۔ خیال رہے کہ اللہ کی بخشش اور حضور کی ملاقات کے شوق میں موت کی تمنا بالکل جائز ہے' دنیاوی مصیبت سے تنگ آ کر موت کی دعا مانگنا حرام ہے۔ لہٰذا اس آیت میں اور حدیث میں کوئی تعارض نہیں' یہ تو موت کی تمنا کا ذکر تھا۔ خود کشی کرنا حرام ہے' خواہ کسی نیت سے ہو۔ ۸۔ اس میں غیب کی خبر ہے جو قیامت تک دیکھی جا رہی ہے۔ کفار دنیاوی زندگی پر بہت حریص ہوتے ہیں۔ اور موت سے بہت بھاگتے ہیں۔ مومن اگر زندگی چاہتا ہے تو صرف اس لئے کہ زیادہ نیکیاں کرے آخرت کا توشہ جمع کرے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا' دنیا کی چیزوں اور دنیا کی زندگی کی ہوس کرنا کفار کا کام ہے' مومن خدا کے فضل سے اس زندگی پر حریص نہیں ہوتا۔ توشۂ آخرت جمع کرنے کے لئے زندگی چاہنا اچھا ہے کہ یہ زندگی کی ہوس نہیں بلکہ آخرت کی تیاری ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ لمبی عمر یا زیادہ مال ملنا خدا کی رضا کی علامت نہیں' جب تک اس سے نیکی نہ کمائی جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے سلام و جواب سے اسلامی سلام و جواب افضل ہیں کیونکہ ان کے سلاموں میں صرف دنیا کی دعائیں ہیں' اسلامی سلام میں سلامتی کی دعا ہے جو دنیا و آخرت کو شامل ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ بھگوڑے مجرم کی سزا سخت ہے۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ

تم فرماؤ جو کوئی جبریل کا دشمن ہو لہ تو اس (جبریل) نے تمہارے دل پر ٹہ

بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى

اللہ کے حکم سے یہ قرآن اتارا اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتا اور ہدایت اور بشارت

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ

مسلمانوں کو تہ جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اسکے رسولوں

وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَإِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَلَقَدْ

اور جبریل تہ اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا ھ اور بیشک

أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ إِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾

ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ تہ

أَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

اور کیا جب کبھی کوئی عہد کرتے ہیں ان میں کا ایک فریق اسے پھینک دیتا ہے بلکہ ان میں بہتیروں

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

کو ایمان نہیں اور جب ان کے پاس تشریف لایا اللہ کے یہاں سے ایک رسول تہ

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا

ان کی کتابوں کی تصدیق فرماتا تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے ث

الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾ ز

اللہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی ٹہ گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے نہ

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ

اور اس کے پیرو ہوئے جو شیطان پڑھا کرتے تھے سلطنت سلیمان کے زمانہ میں لہ

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ

اور سلیمان نے کفر نہ کیا ہاں شیطان کافر ہوئے تہ

ا۔ شان نزول۔ ابن صوریا یہودی نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ چونکہ قرآن حضرت جبریل لاتے ہیں لہٰذا ہم قرآن کو نہیں مانتے اگر کوئی اور فرشتہ لاتا ہوتا تو مان لیتے اس پر یہ آیت اتری۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ قرآن کان پر' اور اسرار قرآن حضور کے دل پر رب کی طرف سے اترے' رب فرماتا ہے ثم ان علینا بیانہ لہٰذا حضور کے برابر کسی کو قرآن کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضور کو خود رب نے سکھایا۔ ۳۔ یعنی قرآن نیک اعمال کی ہدایت اور جنت کی خوش خبری صرف مسلمانوں کو دیتا ہے۔ ایمان کی ہدایت سارے انسانوں کو۔ دوسری جگہ ہے۔ ھُدًی لِّلنَّاس۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام حضرت میکائیل' بلکہ سارے فرشتوں سے افضل ہیں اسی لئے ان کا ذکر پہلے ہوا کیونکہ حضرت جبریل غذائے روح یعنی وحی لاتے ہیں' اور حضرت میکائیل غذائے جسم یعنی بارش لاتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں باپ سے استاد و پیر کا درجہ زیادہ ہے کہ جسم ماں باپ سے ملا اور علم و ایمان استاد و پیر سے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ خدا کے پیاروں سے عداوت خدا سے عداوت ہے اور خدا کے پیاروں کی محبت رب کی محبت ہے فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ یہ بھی معلوم ہوا کہ محبوب کے خدام بھی پیارے ہوتے ہیں۔ حضرت جبریل خادم انبیاء ہیں۔ اسی لئے خدا کو اتنے پیارے ہیں کہ ان کا دشمن رب کا دشمن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ سے عداوت سارے فرشتوں سے عداوت ہے۔ یہی حال انبیاء' اولیاء سے عداوت رکھنے کا ہے۔ ۶۔ فاسق اعتقادی یعنی کفار و منافقین یہ فسق کفر ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لانے سے پہلے رب کے قرب خاص میں حاضر تھے۔ وہاں سے رب کے بھیجے ہوئے آئے ہم لوگ دنیا میں آئے ہیں اور حضور بھیجے گئے ہیں۔ اسی لئے ہم رسول نہیں۔ حضور رسول ہیں ہم اپنے ذمہ پر آئے' حضور رب کی ذمہ داری پر۔ ۸۔ یہود کے چار فرقے تھے ایک توریت کے حقوق ادا کرنے والا جو بعد میں حضور پر بھی ایمان لائے۔ دوسرا وہ جو اعلانیہ توریت کی حدود توڑ کر سرکش ہوا۔ نَبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ میں ان کا ذکر ہے۔ تیسرا وہ جس نے جہالت سے عہد شکنی عملاً کی۔ اس کا اعلان نہ کیا۔ ان کے لئے كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ہے' چوتھے وہ جس نے بظاہر عہد مانے بباطن عناد کرتے رہے۔ یہ جاہل بنتے تھے ان کے لئے بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب پر عمل نہ کرنا اسے پیٹھ پیچھے ڈالنا ہے اگرچہ اسے روز پڑھے اور اچھے کپڑوں میں لپیٹ کر رکھے۔ جیسا کہ یہود توریت کی بہت تعظیم کرتے تھے' مگر حضور پر ایمان نہ لائے۔ تو اس پر عمل نہ کیا گیا۔ گویا اسے پس پشت ڈال دیا۔ ۱۰۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرنی چاہیے کہ یہ بے رخی اور بے توجہی کی علامت ہے۔ دوسرے یہ کہ بے عمل عالم جاہل کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی بدتر۔ ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے پھیلا۔ دوسرے یہ کہ اس کے پھیلانے والے شیاطین تھے۔ اس کی ابتدا فرشتوں سے نہیں۔ ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبروں سے دشمنوں کے الزام دور کرنا رب تعالیٰ کی سنت ہے کہ لوگوں نے حضرت سلیمان پر جادوگری کی تہمت لگائی۔ تو رب نے اس آیت میں اسے دفع فرمایا' دوسرے یہ کہ جادو کرنا کفر بھی ہوتا ہے جب اس میں کفریہ الفاظ ہوں۔

النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ

لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ (جادو) جو بابل میں دو فرشتوں

هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۗ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى

ہاروت و ماروت پر اترا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے

يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۗ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا

جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں تو اپنا ایمان نہ کھو تو ان سے سیکھتے وہ جس

مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۗ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ

جدائی ڈالیں مرد اور اس کی عورت میں اور اس سے ضرر نہیں پہنچا سکتے

بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ

کسی کو مگر خدا کے حکم سے اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے گا

وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۗ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ

نفع نہ دے گا اور بیشک ضرور انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا

فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۗ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۗ

آخرت میں اسکا کچھ حصہ نہیں اور بیشک کیا بری چیز ہے وہ جس کے بدلے انہوں نے اپنی

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ

جانیں بیچیں کسی طرح انہیں علم ہوتا اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو اللہ

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۗ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰٓاَيُّهَا

کے یہاں کا ثواب بہت اچھا ہے کسی طرح انہیں علم ہوتا اے ایمان والو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَ

راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر

اسْمَعُوْا ۗ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ

نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے

ع ۱۲

۱۔ ہاروت ماروت دو فرشتے ہیں جو تمام فرشتوں سے زیادہ عابد و زاہد تھے۔ ایک دفعہ بشکل انسانی دنیا میں قاضی و حاکم بنا کر بھیجے گئے ایک عورت زہرہ کا مقدمہ پیش ہوا۔ جس پر یہ عاشق ہو گئے اور اس کے عشق میں بہت گناہ کر بیٹھے' ادریس علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ان کے وسیلے سے توبہ تو قبول ہوئی مگر بابل کے کنوئیں میں قید کر دیئے گئے اور انہیں جادو کی تعلیم کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ پتہ لگا کہ نورانی فرشتے جب شکل انسانی میں آئیں ان میں کھانے پینے بلکہ جمع کرنے کی قوتیں پیدا ہو سکتی ہیں' موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن کر کھاتی تھی تلقف ما یافکون لہٰذا حضور بھی اللہ کے نور ہیں مگر بشری لباس میں آئے تو کھاتے پیتے سوتے جاگتے تھے۔ کبھی نورانیت کا ظہور ہوتا تو کھانے پینے سے بے نیاز بھی ہو جاتے تھے جیسے معراج میں اور روزہ وصال میں' عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان اور اصحاب کہف غار میں ہزاروں سال سے بغیر کھائے پیئے زندہ ہیں' یہ ہے نورانیت کا ظہور۔ ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو کے موجد شیاطین ہیں۔ فرشتے نہیں' یہ حضرات تو جادو میں پھنسنے کے بعد لوگوں کو اس سے بچانے کے لئے آئے تھے۔ دوسرے یہ کہ اکثر جادو کفر ہوتا ہے یا تو اس طرح کہ اس میں شرکیہ کلمے ہوتے ہیں' یا اس کی شرائط میں شرک ہوتا ہے تیسرے یہ کہ جادو سکھانا کفر نہیں جبکہ اس سے بچنے کے لئے اس کی برائی بیان کر کے سکھائے' ہاں اس پر عمل کرنے کیلئے سکھانا کفر ہے۔ جیساکہ شیاطین سکھاتے تھے' دیکھو بچنے کے لئے کلمات کفریہ فقہا سکھا دیتے ہیں' کفر جاننا کفر نہیں کفر ماننا اور اس پر عمل کرنا کفر ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جادو میں اثر ہے اگرچہ اس میں کفریہ کلمے ہوں دوسرے یہ کہ کفار بھی نقصان نفسانی پہنچا دیتے ہیں۔ جب جادو میں نقصان کی تاثیر ہے تو قرآنی آیات میں ضرور شفا کی تاثیر ہے رب فرماتا ہے۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ ایسے ہی جب کفار جادو سے نقصان پہنچا سکتے ہیں تو خدا کے بندے بھی کرامت کے ذریعہ نفع پہنچا سکتے ہیں' عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْىِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم سحر بھی خدائی علموں میں سے ایک علم ہے جس کی بقا رب کو منظور ہے (عزیزی) اسی لئے اس کے سکھانے کیلئے ملائکہ بھیجے۔ مسئلہ۔ جو جادو کفر ہے اس کا کرنے والا مرتد ہے اور جو جادو کفر نہیں مگر جادوگر لوگوں کو اس سے ہلاک کرتا ہے وہ ڈاکو کے حکم میں ہے۔ مسئلہ۔ جادو کو توڑنے کے لئے جادو سیکھنا کفر نہیں جبکہ اس میں کفریہ کلمات نہ ہوں۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نقصان پہنچانے کے لئے جادو سیکھنا حرام ہے لہٰذا دفع نقصان کے لئے جائز ہے' دوسرے یہ کہ اہل کتاب بھی جانتے تھے کہ جادو بری چیز ہے اس سے آخرت کی محرومی ہے۔ ۶۔ آخرت کی تھوڑی سی نعمت دنیا کی بڑی سے بڑی نعمت سے اعلیٰ ہے۔ ۷۔ حضور کی شان میں ہلکا لفظ بولنا حرام ہے اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو' اور توہین کی نیت سے بولنا کفر ہے' نیز جس لفظ کے دو معنی ہوں اچھے اور برے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ اور حضور کے لئے استعمال نہ کئے جائیں۔ تا کہ دوسروں کو بدگوئی کا موقعہ نہ ملے' اللہ تعالیٰ کو میاں نہ کہو کیونکہ میاں کے معنی مالک بھی ہیں اور خاوند بھی۔ لہٰذا اب اللہ کو مالک کے معنی میں بھی میاں نہ کہو۔ ۸۔ پتہ لگا کہ حضور کی بارگاہ کا ادب رب تعالیٰ خود سکھاتا ہے اور ان احکام کو خود جاری فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہلکا لفظ بولنا کفر ہے اسی لئے فرمایا گیا وَلِلْكٰفِرِيْنَ الخ۔ ۹۔ بعض دفعہ صحابہ حضور کے وعظ میں عرض کرتے تھے راعنا یارسول اللہ یعنی ہماری رعایت فرماتے ہوئے یہ کلام واضح فرما دیں۔

كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک وہ نہیں چاہتے

عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے ۱ اور اللہ اپنی رحمت سے خاص

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ

کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے جب کوئی آیت ہم منسوخ

اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ

فرمائیں ۲ یا بھلا دیں ۳ تو اس سے بہتر ۴ یا اس جیسی لے آئیں گے ۵ کیا تجھے خبر نہیں

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۶ کیا تجھے خبر نہیں کہ اللہ ہی کے لئے ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آسمان و زمین کی بادشاہی ۷ اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی

مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا

حمایتی نہ مددگار ۸ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے

رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ

ویسا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا ۹ اور جو ایمان کے بدلے

الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ

کفر لے وہ ٹھیک راستہ بہک گیا ۱۰ بہت کتابیوں

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ

نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ

اپنے دلوں کی جلن سے ۱۱ بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو

(بقیہ صفحہ ۲۴) یہود کی زبان میں یہ لفظ گالی تھا۔ انہوں نے بری نیت سے یہی لفظ کہنا شروع کیا۔ حضرت سعد نے یہود سے کہا کہ اگر تم نے آئندہ یہ لفظ بولا تو تمہاری گردن مار دوں گا کیونکہ آپ یہود کی زبان سے واقف تھے۔ یہود بولے کہ مسلمان بھی تو یہ لفظ بولتے ہیں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو بھی اس لفظ کے استعمال سے منع کر دیا گیا۔

۱۔ معلوم ہوا کہ کوئی کافر مشرک کبھی مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا جو انہیں خیر خواہ سمجھے گا وہ دھوکا کھائے گا ۲۔ شان نزول۔ کچھ کفار قرآن کریم کے بعض احکام منسوخ ہونے پر اعتراض کرتے تھے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ توریت و انجیل منسوخ نہیں ہو سکتی ان کے جواب میں یہ آیات اتریں۔ خیال رہے نسخ تین طرح کا ہے۔ نسخ تلاوت، نسخ حکم یا دونوں ۳۔ جیسے قرآن کہ توریت و انجیل سے بہتر ہے یا قرآن کی بعض ناسخ آیات بمقابلہ بعض منسوخ آیات سے افضل اور نافع ہیں۔ ۴۔ بعض موجودہ آیات دوسری بعض سے افضل ہیں، جیسے تین بار قل ھو اللہ کا ثواب پورے قرآن کے برابر ہے اور تین سو بار تبت یدا کا ثواب اتنا نہیں، حالانکہ دونوں رب کا کلام ہیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض آیات تلاوۃً یا حکماً منسوخ ہیں اور یہ نسخ مخلوق کے لئے تبدیل ہے مگر رب کے نزدیک ایک حکم کی مدت کی انتہا کا بیان ہے، جیسے طبیب بیمار کی حالت کے مطابق نسخہ میں تبدیلی کرتا ہے یہ ہی مطلب ہے بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا کا ۶۔ لہٰذا رب کو اختیار ہے کہ اپنے ملک میں جب تک چاہے جو چاہے جب چاہے قانون جاری کرے، جب تکوینی قانون میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے، دن جاتا ہے رات آتی ہے عالم میں ہر طرح تبدیلی ہوتی رہتی ہے تو تشریعی قانون میں بھی تبدیلی ہو سکتی ہے یہ تبدیلی مخلوق کی مصلحت کی وجہ سے ہے۔ ۷۔ جو خدا کے عذاب سے تمہیں بچا سکے۔ اولیاء انبیاء کی امداد در حقیقت رب ہی کی امداد ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الخ ان جیسی آیات میں رب تعالیٰ کے مقابلہ میں مدد کرنا مراد ہے کہ رب تو مدد کرنا نہ چاہے اور وہ رب کا مقابلہ کر کے مدد کر دیں یہ ناممکن ہے خیال رہے کہ وَلِيٌّ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ہیں اور ولی اللہ اور۔ ولی اللہ، اللہ کے دوست ہیں اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اللہ کے دشمن، اس میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ۸۔ شان نزول یہود نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ آپ سارا قرآن ایک دم اتروا کر لائیں، ان کے جواب میں فرمایا گیا کہ یہ سوال ایسا لغو ہے جیسا کہ تم لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہمیں خدا کو دکھا دو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ فساد انگیز سوال منع ہے، دوسرے یہ کہ بزرگوں کی بارگاہ میں زیادہ پوچھ گچھ کرنا بے ادبی ہے، قول کم کرو عمل زیادہ کرو۔ زیادہ باتیں کرنے والے عمل میں صفر ہوتے ہیں۔ ۹۔ غیر ضروری یا فساد پیدا کرنے والے سوال کرنا بھی گناہ ہیں۔ کیونکہ یہود نے حضور سے یہی کہا تھا کہ آپ اچانک پوری کتاب کیوں نہیں لاتے، موسیٰ علیہ السلام سے بھی کہا تھا کہ آپ ہمیں رب کیوں نہیں دکھاتے، اس قسم کے سوالات منع ہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حسد بڑی بُری بیماری ہے، جس سے ایمان بھی ختم ہو سکتا ہے، شیطان کو حسد نے برباد کیا۔ رب تعالیٰ حسد سے بچائے۔ شان نزول، یہود نے جنگ احد کے موقعہ پر مسلمانوں سے کہا تھا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو شکست نہ کھاتے۔ اس پر یہ آیت اتری۔

الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ

چکا ہے تو تم چھوڑ دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے لہ بیشک اللہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

ہر چیز پر قادر ہے اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو ۲ہ

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ

اور اپنی جانوں کیلئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے ۳ہ بیشک اللہ

اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا

تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۴ہ اور اہل کتاب بولے ہرگز جنت میں نہ جائے گا مگر

مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا

وہ جو یہودی یا نصرانی ہو ۵ہ یہ ان کی خیال بندیاں ہیں ۶ہ تم فرماؤ لاؤ

بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ

اپنی دلیل اگر سچے ہو ۷ہ ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا منہ جھکایا

لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اللہ کے لئے اور وہ نیکوکار ہے ۸ہ تو اس کا نیگ اس کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى

اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم ۹ہ اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں ۱۰ہ

عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ

اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں حالانکہ وہ

وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

کتاب پڑھتے ہیں ۱۱ہ اسی طرح جاہلوں نے ان کی سی

مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا

بات کہی. تو اللہ قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں جھگڑ

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ درگزر کرنے کا حکم جہاد کی آیات سے منسوخ ہے' نرمی کی تمام آیات کا یہی حکم ہے کہ وہ جہاد کی آیتوں سے منسوخ ہیں۔ ۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ نماز زکوٰۃ سے بہتر ہے کہ نماز کو زکوٰۃ پر مقدم کیا گیا۔ تمام شرعی احکام زمین پر ہی بھیجے گئے۔ مگر نماز معراج میں حضور کو عرش پر بلا کر عطاء ہوئی' یہ رب کا پیارا تحفہ ہے ۳۔ یا ان اعمال کا ثواب پاؤ گے یا بعینہٖ اعمال وہاں پاؤ گے' حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں اچھے اعمال اچھی صورت میں عامل کے سامنے آئیں گے۔ ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اس نیکی کی جزا ملے گی جو زندگی میں کر لی جائے' بعد موت بعض اللہ کے بندے ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کرتے ہیں مگر اس پر جزا نہیں۔ ہاں صدقہ جاریہ کا بدلہ بعد موت ملتا رہتا ہے کیونکہ یہ زندگی میں ہی کر لیا گیا تھا۔ اور اس کا نفع دائم ہے۔ اس سے ایصال ثواب کا مسئلہ حل ہو گیا کہ اگرچہ صالح مومن قبر میں اللہ کا ذکر کرتا ہے' مگر زندوں کا ذکر اللہ جس پر ثواب ملے گا اسی کا ایصال ثواب ہو سکتا ہے' ۵۔ شان نزول۔ مسلمانوں سے یہود مدینہ کہتے تھے کہ جنت میں صرف یہودی جائیں گے اور عیسائی کہتے تھے کہ جنت میں صرف عیسائی جائیں گے' یہ گفتگو مسلمانوں کو بہکانے کے لئے تھی' ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ان کی یہ بکواس ان کی اپنی رائے سے ہے۔ توریت و انجیل میں یہ نہ فرمایا گیا۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ نجات کا مدار نسب پر نہیں اور بے دلیل کسی قوم میں ہدایت کا منحصر ماننا طریقہ کفار ہے' ۷۔ معلوم ہوا کہ جو نفی کا دعویٰ کرے وہ بھی دلیل لائے کوئی دعویٰ بغیر دلیل قابل سماع نہیں خواہ ثبوت کا ہو یا نفی کا۔ دیکھو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں نفی و ثبوت دونوں کا دعویٰ ہے اور دونوں کی دلیل ضروری ہے' لہٰذا جو کہے کہ حضور کو علم غیب نہیں وہ بھی دلیل لائے ۸۔ معلوم ہوا کہ بغیر اسلام قبول کئے نیکی قبول نہیں۔ جڑ کٹ جانے پر شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے' اسلام جڑ ہے نیکیاں پانی۔ ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر خوش عقیدہ نیک اعمال اخلاص سے کرنے والا اللہ کا ولی ہے کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے بھی یہی فرمایا گیا اور یہاں ان لوگوں کے لئے بھی' دوسرے یہ کہ اب ہدایت صرف اسلام پر منحصر ہے جیسا کہ وهو محسن سے معلوم ہوا۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا الخ اور فرماتا ہے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ اگر ہر دین میں رہ کر نیکی سے فائدہ ہو جایا کرتا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی دعوت نہ دیتے بلکہ فرماتے کہ اپنے اپنے دین پر قائم رہو۔ اچھے کام کئے جاؤ۔ اسلام لانا ضروری ہے۔ ۱۰۔ شان نزول۔ ایک بار نجران کے عیسائیوں اور مدینہ کے یہودیوں میں بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مناظرہ ہوا۔ دوران مناظرہ انہوں نے خوب شور مچایا۔ یہود کہتے تھے کہ عیسائی کچھ نہیں' عیسائی کہتے تھے کہ یہودی کچھ نہیں' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۱۔ یہود توریت عیسائی انجیل پڑھتے ہیں' ان دونوں میں موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی تصدیق ہے' پھر ایک دوسرے کا انکار کرتے ہیں۔ اس کی یہاں تردید ہو رہی ہے۔

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ
رہے ہیں ۱ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے
أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا ۚ أُولَٰئِكَ مَا كَانَ
ان میں نامِ خدا لئے جانے سے ۲ اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ۳ ان کو نہ پہنچتا تھا کہ
لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ
مسجدوں میں جائیں ۴ مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے
وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ
اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ۵ اور پورب
وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ
پچھم سب اللہ ہی کا ہے ۶ تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے
عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ بَلْ لَهُ مَا فِي
۷ بے شک اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ اور بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی، پاکی ہے اسے
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ ﴿١١٦﴾ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ
بلکہ اسی کی ملک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے ۸ سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں نیا پیدا
وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ
کرنے والا آسمانوں اور زمین کا اور جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے
فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ
کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ۹ اور جاہل بولے اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا ۱۰
أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
یا ہمیں کوئی نشانی ملے۔ ان سے اگلوں نے بھی ایسی ہی کہی
مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۘ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۗ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ
ان کی سی بات ۱۱ ان کے دل ایک جیسے ہیں بے شک ہم نے نشانیاں کھول دیں

۱۔ خیال رہے کہ یہود و نصاریٰ نے ایک دوسرے کے پیغمبر کا انکار کیا اور ایک دوسرے کی کتابوں کے منکر ہوئے، اسلئے ان پر یہ عتاب آیا۔ اب مسلمان تمام پیغمبروں کو برحق مان کر یہودیوں اور عیسائیوں کی تردید کرتے ہیں لہٰذا اس میں اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اب آیت پر کوئی بھی اعتراض نہیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے وقت مسجد میں قفل لگا رکھنا منع ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان کو مسجد میں نماز سے روکنا منع ہے، کفار کو مسجد سے روکا جا سکتا ہے۔ رب فرماتا ہے إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔ اسی طرح کسی مسلمان کو شرعی مجبوری کی وجہ سے مسجد سے روکنا جائز ہے، جیسے جنبی کو، منہ کی بدبو والے کو لہسن پیاز، حقہ کی بو جس کے منہ سے آ رہی ہو اس کو یہ نماز سے روکنا نہیں بلکہ ایذا دہ چیز کو مسجد سے دور رکھنا ہے۔ جیسے کوڑے کو مسجد سے نکالنا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کے نزدیک دوسری مسجد بنانا کہ پہلی مسجد ویران ہو جائے منع ہے کہ یہ بھی مسجد کی ویرانی میں کوشش کرنا ہے۔ ۴۔ یہ آیت ان مشرکوں کے متعلق نازل ہوئی، جو مسلمانوں کو کعبہ معظمہ میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے اور صلح حدیبیہ میں بھی اس کا شان نزول منقول ہے۔ ۵۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ قرآن کی غیبی خبریں برحق ہیں کہ رب نے خبر دی تھی کہ عنقریب وہ وقت آئے گا کہ کفار خود حرم شریف میں نہ آ سکیں گے۔ مگر ڈرتے ہوئے اور ایسا ہی ہوا۔ دوسرے یہ کہ مسجد میں نعت خوانی، تلاوت قرآن، محفل میلاد شریف سے روکنے والا بھی اس وعید میں داخل ہے۔ کیونکہ یہ سب اللہ کا ذکر ہیں بشرطیکہ ان سے جماعت اولیٰ میں حرج نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ مسجد میں چراغاں، قلعی، جھاڑو وغیرہ سب مسجد کی آبادی کا ذریعہ ہیں، ان سے روکنے والا بھی اس وعید میں شامل ہے ۶۔ شان نزول صحابہ کرام کی ایک جماعت جو اندھیری رات میں سفر کر رہی تھی، نماز عشاء پڑھنے لگی۔ اندھیرے کی وجہ سے کسی کو قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو سکی۔ جس طرف جس کا دل جما اس طرف نماز پڑھ لی، بعد میں حضور کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ ایسی حالت میں جس طرف دل جمے ادھر ہی قبلہ ہے، یا یہ آیت مسافر کے سواری پر نفل پڑھنے کے متعلق ہے (خزائن وغیرہ) ۷۔ یا یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہے وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ یا مسافر جب سواری پر نفل پڑھے یا خائف جب بھاگتے ہوئے نماز پڑھے تب اس آیت پر عمل ہو گا۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کی ملک نہیں بن سکتا فوراً آزاد ہو جائے گا، جیسا کہ بل سے پتہ لگا کہ چونکہ آسمان زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملک ہیں لہٰذا اس کی اولاد نہیں بن سکتے۔ ۹۔ اس آیت میں رب کی قدرت کا ذکر ہے اور فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ اسی طرح خَلَقَكُمْ مِنْ نُطْفَةٍ وغیرہ آیات میں قانون کا ذکر ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، یعنی رب اس پر قادر ہے کہ کن سے ہر چیز پیدا کر دے مگر قانون یہ ہے کہ بچہ کو نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ وغیرہ سے بنائے یا امر سے مراد عالم امر ہے جیسے ارواح وغیرہ کہ وہ صرف کن سے پیدا ہوئیں، چنانچہ رب فرماتا ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي اور یہ عالم اجسام ہے اس کیلئے وہ آیات ہیں جو اوپر بیان ہوئیں۔ ۱۰۔ افراد کیلئے رب سے ہم کلامی یا دیدار کی تمنا کرنا کفر ہے۔ محبت و شوق میں یہ تمنا عین ایمان ہے۔ کفار کا منشا یہ تھا کہ ہم نبی کی بات نہ مانیں گے ہم سے خود رب تعالیٰ براہ راست کلام فرمائے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کہا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً تو بے ایمان ہوئے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ رَبِّ أَرِنِي یہ محبوبیت کی شان تھی۔ ۱۱۔ بغیر وسیلہ پیغمبر رب تک پہنچنے کی خواہش کرنا کفار کا کام ہے، جب رب ہم تک بغیر

(بقیہ صفحہ ۲۷) وسیلہ نبی نہیں پہنچتا حالانکہ وہ غنی ہے تو ہم اس تک بغیر وسیلہ کیسے پہنچیں' حالانکہ ہم محتاج ہیں۔
ا۔ یعنی جنت کی خوشخبری دینے والا۔ دوزخ سے ڈرانے والا۔ کیونکہ یہاں بشارت تصدیق کے ساتھ جمع نہیں ہوئی بلکہ ڈرانے کے ساتھ۔ حضور کسی نبی کی بشارت دینے والے نہیں بلکہ سب کی تصدیق فرمانے والے ہیں کیونکہ آخری نبی ہیں۔ ۲۔ یعنی دیگر انبیاء کرام کی امتیں ان کی تبلیغ کا انکار کریں گی۔ جس پر رب تعالیٰ تحقیقات فرمائے گا مگر ہمارے حضور کے متعلق کوئی کافر بھی یہ نہ کہہ سکے گا کہ آپ نے تبلیغ میں کوتاہی برتی۔ قیامت کے مقدمہ کی تحقیقات کا ذکر اس آیت میں ہے' لتکونوا

لِقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۱۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ بِالۡحَـقِّ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا

یقین والوں کیلئے۔ بیشک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈر سناتا ؎۱

وَّلَا تُسۡئَلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۱۹﴾ وَلَنۡ تَرۡضٰى عَنۡكَ

اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا ؎۲ اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ

الۡيَهُوۡدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمۡ‌ؕ قُلۡ اِنَّ هُدَى

راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو ؎۳ تم فرما دو اللہ ہی کی ہدایت

اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى‌ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ الَّذِىۡ

ہدایت ہے اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو

جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ‌ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۲۰﴾

ہوا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا تو اللہ سے تیرا کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور نہ مددگار ؎۴

اَلَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَتۡلُوۡنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖؕ

جنہیں ہم نے کتاب دی ہے ؎۵ وہ جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِهٖ‌ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کے منکر ہوں تو وہی

الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتِىَ الَّتِىۡۤ

زیاں کار ہیں۔ اے اولاد یعقوب (علیہ السلام) یاد کرو میرا احسان ؎۶

اَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَاَنِّىۡ فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاتَّقُوۡا

جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے اس زمانہ کے سب لوگوں پر تمہیں بڑائی دی ؎۷ اور ڈرو ؎۸

يَوۡمًا لَّا تَجۡزِىۡ نَفۡسٌ عَنۡ نَّفۡسٍ شَيۡئًا وَّلَا يُقۡبَلُ

اس دن سے کہ کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہوگی ؎۹ اور نہ اس کو کچھ لے کر

مِنۡهَا عَدۡلٌ وَّلَا تَنۡفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾

چھوڑیں اور نہ (کافر) کو کوئی سفارش نفع دے اور نہ ان کی مدد ہو ؎۱۰

وقف منزل

شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب جو دوزخ میں جائے تم سے یہ سوال نہ ہوگا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہ لائے ۳۔ مطلب یہ ہے کہ کافر مومن سے کبھی راضی نہیں ہو سکتے۔ ان سے اتفاق کی دو ہی صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ مومن ہو جاویں دوسرے یہ کہ معاذ اللہ ہم ان کی طرح کافر ہو جائیں۔ ان دو صورتوں کے سوا اگر اتفاق ہو تو ان کی خود غرضی کی بنا پر ہوگا۔ جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ۴۔ خیال رہے کہ ولی اور مددگار نہ ہونا رب کا عذاب ہے' مومن کے لئے اللہ نے ولی اور مددگار مقرر فرمائے' رب فرماتا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ درحقیقت کتاب اس کو ملتی ہے جسے اس پر عمل کی توفیق ملے اور ہدایت حاصل ہو فقط اہل کتاب ہو جانا اور کتاب کو غلط طریقہ سے پڑھ لینا کافی نہیں۔ کتاب اللہ کو جو صحیح معنی میں پڑھے گا۔ وہ یقیناً مومن ہو گا۔ کیونکہ توریت و انجیل میں حضور پر ایمان لانے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اب جو حضور پر ایمان لایا وہ اس کتاب پر عامل ہے۔ اور جو ایمان نہ لایا وہ عامل نہیں۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی اولاد ہونا باعث عزت ہے اور رب کی رحمت ہے۔ دوسرے یہ کہ رب کی نعمتوں کا چرچا کرنا، ذکر کرنا شکر کی قسم ہے اس سے محفل میلاد کا ثبوت ہوا۔ ۷۔ یعنی اس زمانہ میں بنی اسرائیل تمام انسانوں' فرشتوں اور تمام مخلوقات سے افضل تھے۔ کیونکہ یہ نبیوں کی اولاد تھے اور ان میں صالحین بہت تھے اب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے اور سرکشی کر کے ذلیل ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ عزت حضور کے قدم سے وابستہ ہے۔ جو ان کا ہو گیا عزت پا گیا۔ جو ان سے پھر گیا ذلیل ہو گیا۔ ۸۔ خیال رہے کہ اگر تقویٰ کے بعد آگ وغیرہ کا ذکر ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں بچنا۔ جیسے واتقوا النار اور اگر اس کے بعد قیامت یا اللہ کا ذکر ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں ڈرنا جیسے اتقوا اللہ' لہذا یہاں ڈرنا مراد ہے۔ کیونکہ اللہ سے یا قیامت سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ ۹۔ یہاں پہلے نفس سے مراد ہر جان ہے اور دوسرے نفس سے مراد کفار ہیں۔ یعنی کافر کا بدلہ کوئی نہ بنے گا۔ مومن کا ذکر دوسری آیت میں ہے' یہ تمام عذاب کفار کے ہیں۔ ۱۰۔ یہ تمام چیزیں کافروں کے لئے ہیں۔ مسلمانوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مسلمانوں کا فدیہ کفار ہیں اور ان کے لئے شفاعت و مدد بھی ہے' جیسا کہ دوسری آیات سے ثابت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔

وَاِذِ ابۡتَلٰۤى اِبۡرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ

اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں

اِنِّىۡ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ ؕ

فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں ۲ عرض کی اور میری اولاد سے

قَالَ لَا يَنَالُ عَهۡدِى الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَيۡتَ

فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا ۳ اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا ؕ وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ

لوگوں کیلئے مرجع اور امان بنایا ۴ اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ ۵

مُصَلًّى ؕ وَعَهِدۡنَاۤ اِلٰٓى اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ اَنۡ طَهِّرَا

اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم اور اسماعیل کو کہ میرا گھر خوب ستھرا

بَيۡتِىَ لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡعٰكِفِيۡنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۱۲۵﴾ وَ

کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجود والوں کیلئے ۶ اور جب

اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اجۡعَلۡ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارۡزُقۡ

عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے ۷ اور اس کے رہنے والوں کو

اَهۡلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ

طرح طرح کے پھلوں سے روزی دے جو ان میں سے اللہ اور پچھلے دن پر

الۡاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنۡ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيۡلًا ثُمَّ اَضۡطَرُّهٗۤ

ایمان لائیں. فرمایا اور جو کافر ہوا تھوڑا برتنے کو اسے بھی دوں گا ۸ پھر اسے عذاب

اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذۡ يَرۡفَعُ اِبۡرٰهٖمُ

دوزخ کی طرف مجبور کروں گا اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم

الۡقَوَاعِدَ مِنَ الۡبَيۡتِ وَاِسۡمٰعِيۡلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ

اس گھر کی نیویں اور اسماعیل ۹ یہ کہتے ہوئے اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما

۱۔ یا کچھ شرعی احکام جیسے جیسے مونچھ ترشوانا۔ ناک میں پانی کا استعمال۔ مسواک۔ ناخن ترشوانا۔ بغل۔ زیر ناف کے بال کی صفائی۔ ختنہ' پانی سے استنجا کہ یہ چیزیں آپ پر فرض تھیں' یا آزمائش جیسے فرزند کا ذبح بیوی بچہ کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑنا وغیرہ۔ ۲۔ یہاں امامت سے مراد نبوت نہیں۔ کیونکہ نبوت تو پہلے ہی مل چکی تھی۔ تب ہی تو آپکا امتحان لیا گیا۔ بلکہ اس امامت سے مراد وہ خصوصی صفات ہیں جو آپ کو عطا ہوئے جیسے خلیل اللہ ہونا تمام انبیاء کا آپ کی اولاد میں ہونا۔ تمام دینوں میں ذکر ۳۔ ظالم فاسق کو بھی کہتے ہیں کافر کو بھی اور خطاکار کو بھی' یہاں تیسرے معنی ہرگز مراد نہیں' اگر عہد سے مراد نبوت ہو تو ظالم سے مراد فاسق ہو گا۔ اور اگر عہد سے مراد دینی پیشوائی ہو تو ظالم سے مراد کافر ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کے لئے دعا خیر کرنا سنت انبیاء ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق نبی نہیں ہو سکتا اور نبی فاسق نہیں ہو سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر مسلمانوں کا دینی پیشوا نہیں ہو سکتا اور مسلمانوں کو اس کی اتباع جائز نہیں' بلکہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے تو یزید فاسق کے مقابل جان دے دی۔ اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیا ۴۔ کہ سب مسلمان اپنی دینی ضرورتیں پوری کرنے کعبۃ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں' وہاں پہنچ کر حج و عمرہ کرتے ہیں اور ادھر منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں دعا کرتے ہیں اور ادھر ہی منہ کر کے دفنائے جاتے ہیں' وہاں قتل و غارت سے امن ہے۔ مومن کو وہاں پہنچ کر انشاء اللہ عذاب الٰہی سے امن ہے ۵۔ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے' جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا۔ وہ اب تک کعبہ شریف کے پاس موجود ہے۔ مصلی بنانے کے یہ معنی ہیں کہ اس کو سامنے لے کر طواف کے نفل ادا کرو۔ جیسا کہ آج بھی حاجی کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر کو نبی کی قدم بوسی حاصل ہو جائے اس کی عظمت ہو جاتی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ عین نماز کی حالت میں غیر اللہ کی تعظیم جائز ہے کہ مقام ابراہیم کا احترام نماز میں ہوتا ہے' لہٰذا عین نماز میں حضور کی تعظیم نماز کو ناقص نہ کرے گی بلکہ کامل بنائے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پتھر نبی کے قدم لگنے سے عظمت والا ہو گیا تو حضور کے ازواج و اصحاب کی عظمت کا کیا پوچھنا ہے۔ اس سے تبرکات کی تعظیم کا بھی ثبوت ملتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کو پاک صاف رکھا جائے۔ وہاں گندگی اور بدبودار چیز نہ لائی جائے۔ یہ سنت انبیاء ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف عبادت ہے اور پچھلی امتوں کی نمازوں میں رکوع سجود دونوں تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدوں کا متولی ہونا چاہیے اور متولی صالح انسان ہو ۷۔ یعنی حرم شریف کو نمازیوں معتکفین اور طواف والوں کے لئے تمام ظاہری و باطنی گندگیوں سے پاک و صاف رکھو۔ پتہ لگا کہ طواف و نماز و اعتکاف بڑی پرانی عبادتیں ہیں جو زمانہ ابراہیمی میں بھی تھیں ۸۔ خیال رہے کہ نیکی کر کے قبولیت کی دعا کرنا سنت خلیل ہے' لہٰذا بعد نماز جنازہ اور روزہ کے افطار کے وقت کی دعائیں بہتر ہیں کہ اس میں قبولیت کی دعا ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کبھی انبیاء کرام کی دعا کچھ ترمیم سے قبول کرتا ہے کہ پچھلی دعا میں تخصیص اور اس دعا میں تعمیم فرما کر قبول فرمائی' یہ دعا کا رد نہیں بلکہ ترمیم قبولیت ہے ۱۰۔ بعض بزرگ مسجد کی تعمیر نیک مسلمانوں سے کراتے ہیں اور باوضو بناتے ہیں' یہ آیت ان کی دلیل ہے کہ کعبہ خلیل اللہ نے بنایا اور یہ دعا پڑھتے ہوئے بنایا۔

ا۔ بلدا" فرمانے سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ شہر تھا اور ہمیشہ شہر رہے گا کبھی گاؤں نہ بنے گا۔ نیز یہاں اگرچہ پیداوار نہ ہو مگر یہاں کے لوگوں کو رزق ملے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی زبان کن کی کنجی ہوتی ہے' رب کی وہ مانتے ہیں رب ان کی مانتا ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ اولاد ابراہیم ہیں جن کے لئے حضرت ابراہیم نے یہ مقبول دعا مانگی۔ ۳۔ یعنی اس امت مسلمہ میں نبی آخر الزمان کو بھیج۔ حضرت ابراہیم نے ہمارے حضور کی تشریف آوری کی دعا کی۔ حضور دعاء ابراہیم و بشارت مسیح ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ حضور امت مسلمہ میں پیدا ہوئے اور حضور کے آباؤ اجداد موحد مومن تھے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم کی یہ دعا قبول ہوئی اللہ نے آپ کے والدین بلکہ تمام آباؤ اجداد کو شرک، کفر' اور زنا سے پاک و صاف رکھا۔ اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھئے جہاں (حضرت آمنہ و عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے) ایمان کی مفصل بحث ہے ۵۔ ابراہیم علیہ السلام نے حضور کے متعلق بہت سی دعائیں مانگیں جو رب تعالیٰ نے لفظ بلفظ قبول فرمائیں۔ حضور مومن جماعت میں پیدا ہوں۔ حضور مکہ معظمہ میں ہی پیدا ہوں۔ حضور صاحب کتاب رسول مرسل ہوں۔ حضور کو کتاب کے علاوہ حکمت بھی عطا ہو۔ یعنی حدیث۔ حضور تمام جہان کے معلم ہوں کہ سب ان سے سیکھیں۔ وہ بجز پروردگار کسی سے نہ سیکھیں۔ حضور کے پاس بیٹھنے والے سب پاک مومن ہوں۔ کوئی فاسق و فاجر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص صحابہ کو فاسق و فاجر کہے وہ ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کا منکر ہے جس خوش نصیب جماعت کو حضور جیسا مزکی اور پاک و صاف فرمانے والا معلم ملے وہ جماعت کیسی پاک ہو گی' یہ بھی معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ قبولیت دعا کی جگہ ہے۔ یہ بھی علم ہوا کہ ہر نیک کام کر کے قبولیت کی دعا کرنی چاہیے۔ ٦۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قرآن آسان نہیں ورنہ اس کی تعلیم کے لئے حضور نہ بھیجے جاتے' دوسرے یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے' اسی طرف والحکمۃ میں اشارہ ہے تیسرے یہ کہ اعمال سے طہارت نصیب نہیں ہوتی' طہارت نفسانی روحانی نگاہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیب ہوتی ہے' جیسا یُزَکِّیْهِمْ سے معلوم ہوا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ سچے دین کی پہچان ہے کہ وہ سلف صالحین کا دین ہو' یہ حضرات ہدایت کی دلیل ہیں' رب نے حقانیت اسلام کی دلیل یہاں دی کہ وہ ملت ابراہیمی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ہم خود اچھے نہیں' تو کسی اچھے کے ساتھ ہو جاویں۔ انجن کے پیچھے مال کا ڈبہ بھی کھنچ جاتا ہے' تسبیح کے دانوں کے ساتھ دھاگا بھی بک جاتا ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ مسلمان ہونا کمال نہیں۔ بلکہ مسلمان مرنا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر موت نصیب فرمائے۔ آمین' اس آیت میں مسلمان سے مراد دین ابراہیمی کا پیرو کار ہے۔

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿١٢٧﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ

بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا ا۔ اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے

لَكَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا

والا اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار ۲ اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے

وَتُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿١٢٨﴾ رَبَّنَا وَ

بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بیشک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان اے رب

ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ

ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے ۳ کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے ۴

یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے ۵ اور انہیں خوب ستھرا فرمائے ۶ بیشک تو ہی ہے

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿١٢٩﴾ ع وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ

غالب حکمت والا اور ابراہیم کے دین سے کون منہ پھیرے

ع ۸ ۱۵

اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا ۚ وَ

سوا اس کے جو دل کا احمق ہے۔ اور بیشک ضرور ہم نے دنیا میں اسے چن لیا اور بیشک وہ

اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿١٣٠﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ

آخرت میں ہمارے خاص قرب کی قابلیت والوں میں ہے ۷ جب کہ اس سے اس کے رب

اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٣١﴾ وَوَصّٰى بِهَاۤ

نے فرمایا گردن رکھ عرض کی میں نے گردن رکھی اس کیلئے جو رب ہے سارے جہان کا۔ اور اسی دین

اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ

کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو بیشک اللہ نے یہ دین

الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٣٢﴾ ؕ اَمْ كُنْتُمْ

تمہارے لئے چن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان ۸

شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ

بلکہ تم میں کے خود موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی لہ جبکہ اس نے اپنے بیٹوں سے فرمایا

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ

میرے بعد کس کی پوجا کرو گے۔ بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے

اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا

آباؤ ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کا ایک خدا ئه

وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٣﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا

اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں۔ یہ ایک امت ہے کہ گزر چکی انکے لئے ہے جو

كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا

انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو تم کماؤ اور انکے کاموں کی تم سے پرسش

يَعْمَلُوْنَ ﴿١٣٤﴾ وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا

نہ ہو گی ئه اور کتابی بولے یہودی یا نصرانی ہو جاؤ راہ پاؤ گے،

قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾

تم فرماؤ بلکہ ہم تو ابراہیم کا دین لیتے ہیں جو ہر باطل سے جدا تھے ئه اور مشرکوں سے نہ تھے ئه

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ

یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم

وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ

و اسماعیل و اسحاق و یعقوب ئه اور انکی اولاد پر ئه اور جو عطا کئے گئے

مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ

موسیٰ و عیسیٰ اور جو عطا کئے گئے باقی انبیاء ئه اپنے رب کے پاس سے

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾

ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق نہیں کرتے ئه اور اللہ کے حضور گردن رکھے ہیں۔

۱۔ شان نزول یہود کہتے تھے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہودی رہنے کی وصیت فرمائی تھی ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس وصیت یعقوبی سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کو سنبھالنا بہت ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین بڑی اہم چیز ہے۔ اسی لئے حضرت یعقوب نے اپنی اولاد کو اس پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر پیغمبر زادہ ہونا بے کار ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ رب وہ ہے جو ان انبیاء کرام کا رب ہے' یہ حضرات رب کی معرفت کی دلیل ہیں اس طرح سچا دین وہ جو صالحین کا دین ہو' رب وہ ہے جسے نبیوں ولیوں نے رب مانا۔ ۳۔ شان نزول۔ جب یہود دلائل میں عاجز ہو جاتے تو آخر کار کہہ دیتے تھے کہ اگر ہمارے عقائد و اعمال غلط بھی ہوئے تو ہمارے باپ داداؤں یعقوب علیہ السلام کے اعمال ہمارے کام آ جائیں گے اور ان سے ہماری نجات ہو جائے گی' ان کی تردید میں یہ آیت آئی۔ (روح البیان) اس سے معلوم ہوا کہ آخرت میں اپنا کسب کام آئے گا نہ کہ محض نسب۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدنی عبادت کوئی کسی کی طرف سے ادا نہیں کر سکتا' جیسا کسبت سے ظاہر ہے' مالی عبادت میں نیابت جائز ہے اور اعمال کا ثواب بخشا جا سکتا ہے ۴۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام خالص مومن تھے دین خالص وہ ہے جس میں کسی دین کا خلط ملط نہ ہو۔ یہی طریقہ ابراہیمی ہے۔ جیسے خالص سونے اور خالص دودھ کی قدر ہے ایسے ہی خالص ایمان کی منزلت ہے' پکا سنی وہ جس میں رفض' خوارج' وہابیت وغیرہ کا شائبہ بھی نہ ہو' اللہ نصیب کرے۔ ۵۔ اس میں یہود و نصاریٰ سب کا رد ہے کہ یہ لوگ اپنے کو ابراہیمی بھی کہتے ہیں اور شرک بھی کرتے تھے فرمایا گیا کہ ابراہیمی وہ جو ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہو' وہ مشرک نہ تھے تم مشرک ہو' ابراہیمی کیسے ہو گئے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابراہیم علیہ السلام کو رب نے وہ مقبولیت عامہ بخشی ہے کہ ہر دین والا ان کی نسبت پر فخر کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ صرف بزرگوں کی اولاد ہونا کافی نہیں۔ جب تک کہ بزرگوں کے سے کام نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اختلاف مٹانے کے لئے ان بزرگوں کی طرف رجوع کیا جانا چاہیے جو فریقین کے مانے ہوئے ہوں' جیسے فقہاء کے اختلاف کے موقع پر صحابہ کرام اور حدیث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی عظمت دکھانے کے لئے بانی دین کی عظمت دکھانا ضروری ہے کہ رب نے ملت ابراہیمی کی عظمت حضرت ابراہیم کی عظمت بیان کر کے ظاہر فرمائی۔ محفل میلاد شریف کا مقصود بھی یہی ہے ۶۔ اسحاق و یعقوب علیہما السلام پر علیحدہ علیحدہ صحیفے نہ اترے تھے بلکہ وہ ابراہیمی صحیفوں کے پیرو تھے اسی لئے ان کے لئے علیحدہ انزل نہ فرمایا گیا۔ بعض علماء اس آیت سے اس پر دلیل پکڑتے ہیں کہ ساری اولاد یعقوب نبی تھی' برادران یوسف علیہ السلام بھی' کیونکہ رب تعالیٰ نے ان سب کو سلسلہ انبیاء میں گنایا ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان سارے نبیوں پر لائے' تعداد مقرر نہ کرے' کیونکہ انبیاء کرام کی تعداد کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے درجوں میں فرق ہے۔ مگر نبوت میں فرق نہیں ۹۔ اس طرح کہ بعض نبیوں کو مانیں اور بعض کا انکار کریں' یا اپنی طرف سے نبیوں کے مراتب میں فرق نہیں کرتے اللہ نے جو فرق رکھا ہے اسے مانتے ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں کوئی عارضی نبی نہیں' سب اصلی ہیں' دوسرے یہ کہ سب نبیوں پر ایمان لانا فرض ہے ایک کا انکار بھی کفر ہے۔ ہاں ان کے مراتب میں فرق ہے' بعض بعض سے اعلیٰ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، مگر کوئی نبی کسی سے ادنیٰ نہیں وہ سب اعلیٰ ہیں۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان صحابہ کرام کی طرح ہو۔ جو ان کے خلاف ہو کافر ہے' وہ حضرات ایمان کی کسوٹی ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام دینی باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ایک کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے جیسا ساری باتوں کا انکار کفر ہے۔ (نوٹ) حضرت عثمان غنی کو جب مصریوں نے شہید کیا تو پہلے آپ کے ہاتھ پر تلوار ماری۔ آپ قران کریم پڑھ رہے تھے۔ اسی آیت پر خون گرا۔ آپ قرآن کو صاف کرتے جاتے تھے' اور کہتے جاتے تھے خدا کی قسم پہلے اس ہاتھ نے قرآن لکھا ہے' عرصہ تک اس قرآن کی زیارت لوگ کرتے رہے۔ خون کے نشان اس جگہ موجود تھے ۳۔ اس میں غیب کی خبر ہے کہ اگرچہ مسلمان

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْاۚ وَ اِنْ

پھر اگر وہ بھی یوں ہی ایمان لائے جیسا تم لائے۱ جب وہ ہدایت پا گئے۲ اور اگر

تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍۚ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُۚ وَ هُوَ

منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں۔ تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُؕ۝۱۳۷ صِبْغَةَ اللّٰهِۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ

کرے گا۳ اور وہی ہے سنتا جانتا۴ ہم نے اللہ کی رینی لی اور اللہ سے بہتر کس

اللّٰهِ صِبْغَةً٘ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ۝۱۳۸ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا

کی رینی۵ اور ہم اسی کو پوجتے ہیں۔ تم فرماؤ کیا اللہ کے بارے میں ہم سے

فِی اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْۚ وَ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْۚ

جھگڑتے ہو۶ حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی اور ہماری کرنی ہمارے ساتھ اور تمہاری

وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَۙ۝۱۳۹ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ

کرنی تمہارے ساتھ اور ہم نرے اسی کے ہیں۷ بلکہ تم یوں کہتے ہو کہ ابراہیم و

اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا

اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور ان کے بیٹے یہودی

اَوْ نَصٰرٰىؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُؕ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

یا نصرانی تھے، تم فرماؤ کیا تمہیں علم زیادہ ہے یا اللہ کو۸ اور اس سے بڑھ کر ظالم

كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

کون جس کے پاس اللہ کی طرف کی گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے۹ اور خدا تمہارے کوتکوں سے

تَعْمَلُوْنَ۝۱۴۰ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ

بے خبر نہیں وہ ایک گروہ ہے کہ گزر گیا ان کے لئے ان کی کمائی

لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۠۝۱۴۱

اور تمہارے لئے تمہاری کمائی۱۰ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی

تھوڑے اور بے سامان ہیں اور کفار زیادہ اور ساز و سامان والے۔ مگر آخر فتح مسلمانوں کی ہوگی اور بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا کہ مدینہ کے یہود کچھ قتل کئے گئے اور کچھ جلاوطن۔ اور قیامت تک مسلمان اگر مسلمان بن کر رہیں تو تھوڑے مسلمان بہت سے کافروں پر فتح پائیں گے۔ رب کا وعدہ ہے وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۴۔ شان نزول۔ عیسائی اپنے بچوں اور اپنے دین میں داخل ہونے والوں کو معمودیہ پانی میں رنگتے تھے جیسے آج کل ہولی میں ہندو۔ یہاں فرمایا گیا کہ ہم کو ان رنگوں کی ضرورت نہیں' ہمارے دل و جان ایمانی رنگ میں رنگے ہیں جو کبھی اترنے والا نہیں ۵۔ شان نزول۔ یہود کہتے تھے کہ اگر نبی کریم سچے نبی ہوتے تو بنی اسرائیل میں سے ہوتے' اس پر یہ آیت اتری۔ معلوم ہوا کہ حضور کے بارے میں جھگڑنا رب کے بارے میں جھگڑنا ہے۔ ۵۔ نرے اللہ کے لئے ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے رسول کا ہو جائے' جو رسول کا ہو گیا وہ اللہ کا ہو گیا۔ رب فرماتا ہے۔ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ یہ معنی نہیں کہ رسول کو بھی چھوڑ دے۔ جیسا کہ آج کل وہابیہ نے سمجھا۔ ۷۔ شان نزول یہود کہتے تھے ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے عیسائی کہتے تھے کہ عیسائی تھے ان کی تردید میں یہ آیت اتری کہ یہودیت و عیسائیت تو ان کے بعد دنیا میں آئیں وہ کیسے اس دین پر ہوئے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں سے مخالفین کے اعتراضات دور کرنا اور نبیوں کی حمایت کرنا سنت الہیہ ہے اور پیغمبروں پر الزام لگانا کفار کا طریقہ' جو انہیں الزام لگائے ان میں عیب نکالے' وہ شیطانی سنت پر عمل کر رہا ہے' جو ان کی حمایت کرے' وہ سنت رحمانی پر عامل ہے۔ ۹۔ دینی گواہی چھپانا کفر ہے' جو یہود کرتے تھے۔ عبادات کی گواہی چھپانا حرام ہے' جیسے رمضان کے چاند کی گواہیاں چھپانا۔ بعض گواہیاں چھپانا ثواب بھی ہیں جس سے چھپے حال مسلمان کی پردہ پوشی ہوتی ہو اور اگر گواہی چھپانے سے کسی کا حق مارا جاتا ہو تو بھی گواہی چھپانا حرام ہے۔ یہاں پہلی قسم کا چھپانا مراد ہے کہ یہود کے پاس حضور کی نبوت کی گواہیاں موجود تھیں' یعنی توراۃ کی آیات جو انہوں نے چھپائیں بلکہ بدلیں۔ اس لئے انہیں بڑا ظالم کہا گیا' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اپنے عقائد کا اور کلمہ طیبہ کا اعلان کرنا چاہیے' ہمارا مؤذن علانیہ اذان میں کہتا ہے اشھدان محمدا رسول اللہ اس میں تقیہ کیسا۔ ۱۰۔ یعنی چونکہ تم کافر ہو۔ لہٰذا تمہیں ان پیغمبروں کے نیک اعمال فائدہ نہیں دے سکتے اور چونکہ تمہارا کفران کی رضا سے نہیں لہٰذا تمہارے شرک و کفر سے انہیں نقصان نہیں پہنچ سکتا خیال رہے کہ بزرگوں کے نیک اعمال انشاء اللہ ہم جیسے گنہگار مسلمانوں کے کام آئیں گے' حضور نے ہماری طرف سے قربانی فرمائی اور جو کسی سے شرک کفر کرائے وہ اس کے کفر کا مجرم ہے لہٰذا اس آیت کا مطلب بالکل واضح ہے۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ

اب کہیں گے ۱ بے وقوف لوگ ۲ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے

قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ

اس قبلہ سے جس پر تھے ۳ تم فرما دو کہ پورب پچھم سب

الْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

اللہ ہی کا ہے ۴ جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل ۵ کہ تم لوگوں پر گواہ ہو ۶

النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا

اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ۷ اور اے محبوب تم پہلے

الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ

جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی

الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ

کرتا ہے (اور) کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے ۸ اور بے شک یہ

لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی ۹ اور اللہ کی شان نہیں کہ

لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

تمہارا ایمان اکارت کرے ۱۰ بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے ۱۱

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا ۱۲ آسمان کی طرف منہ کرنا ۱۳ تو ضرور ہم

قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ

تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ۱۴ ابھی اپنا منہ پھیر دو

۱۔ شان نزول۔ یہ آیت یہود یا مشرکین یا منافقین کے متعلق اتری جو تبدیلی قبلہ پر اعتراضات کرنے والے تھے۔ کیونکہ وہ نسخ کے قائل نہ تھے گزشتہ کتابوں میں حضور کو نبی قبلتین فرمایا گیا یہ تبدیلی قبلہ حضور کی نبوت کی دلیل تھی۔ مگر بدباطن یہود نے مشرکین کے ساتھ مل کر حضور کو جھٹلایا ۲۔ خیال رہے کہ حج ہمیشہ کعبہ ہی کا ہوا۔ بیت المقدس کا حج کبھی نہیں ہوا۔ لیکن آدم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک کعبۂ قبلہ رہا۔ مگر موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک بیت المقدس قبلہ رہا شروع اسلام میں مسلمانوں کا قبلہ بھی بیت المقدس تھا۔ ہجرت کے ایک سال ساڑھے پانچ ماہ کے بعد چھبیسویں رمضان ۲ھ پیر کے دن مسجد قبلتین میں نماز ظہر کی حالت میں تبدیلی قبلہ کا واقعہ ہوا۔ رب نے آئندہ ہونے والے اعتراض کو مع جواب پہلے ہی ذکر فرما دیا۔ ۳۔ یعنی بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے اب کعبہ کی طرف کیوں پھر گئے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص دینی مسائل کی حکمتیں نہ سمجھ سکے اور بے جا اعتراض کرے وہ احمق بیوقوف ہے اگرچہ دنیاوی کاموں میں کتنا ہی چالاک ہو ۴۔ یعنی ہم مشرق و مغرب کے پجاری نہیں۔ کہ سمتوں پر اڑے رہیں۔ ہم تو رب کے عابد ہیں وہ جدھر منہ کرنے کا ہم کو حکم دے ہم ادھر ہی منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں ۵۔ حضور کی امت زمانہ کے لحاظ سے سب سے پیچھے ہے اور درجہ کے لحاظ سے درمیانی' یعنی افضل جیسے دائرے میں مرکز یا پہیہ میں دھرا۔ یا تاروں میں سورج یا ہار کے بیچ میں بڑا پھول یا مسجد کا محراب نیز اس دین میں نہ دین موسوی کی طرح سختی ہے اور نہ دین عیسوی کی طرح نرمی۔ ہر چیز درمیانی ہے۔ ۶۔ اس سے بہت مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کو مسلمان ولی کہیں وہ ولی ہے دوسرے یہ کہ مسلمان جس چیز کو بہتر اور مستحب جانیں وہ مستحب ہے لہٰذا حضور غوث پاک کی ولایت حق ہے۔ محفل میلاد وغیرہ مستحب ہے کہ اس پر مسلمانوں کی گواہی قائم ہے۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کا اجماع شرعی دلیل ہے چوتھے یہ کہ خلفاء راشدین کی خلافت برحق ہے کیونکہ مسلمانوں نے اسے حق جانا اور ان کی خلافتوں پر مسلمان متفق ہوئے۔ ۷۔ قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے تقویٰ و طہارت کی بھی گواہی دیں گے۔ کہ یہ لوگ گواہی کے لائق ہیں فاسق نہیں اسی لئے عَلَيْكُمْ فرمایا۔ اور حضور کی یہ گواہی سنی سنائی نہ ہو گی کیونکہ سنی گواہی تو مومنین دے چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے تمام انبیاء کے حالات آنکھوں سے دیکھے اور اپنی امت کے ہر ظاہر و باطن حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ جنتی ہیں۔ کیونکہ حضور نے ان کے جنتی ہونے کی گواہی دی۔ خیال رہے' کہ قیامت میں دیگر انبیاء کی قومیں ان بزرگوں کی تبلیغ کا انکار کریں گی تو حضور کی امت ان انبیاء کے حق میں گواہی دے گی اور حضور اپنی امت کی تصدیق فرمائیں گے' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدمہ کی تحقیقات حاکم کی بے علمی کی دلیل نہیں کہ رب قیامت میں تحقیقات کے بعد فیصلہ فرمائے گا۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہوتے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں سن کر بھی گواہی دی جا سکتی ہے کیونکہ حضور کی امت حضور سے سن کر ہی یہ گواہی دے گی۔ شہید کے معنی گواہ بھی ہیں اور مطلع و نگہبان بھی۔ رب فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ لہٰذا مترجم کے یہ دونوں معنی بہت ہی مناسب ہیں ۸۔ تبدیلی قبلہ پر بہت سے ضعیف الاعتقاد اسلام سے پھر گئے' منافقین نے اسلام پر اعتراض شروع کر دیئے۔ پختہ اعتقاد والے قائم رہے' ان کا یہاں ذکر فرمایا گیا ۹۔ یہاں ایمان سے مراد نماز ہے یعنی جو لوگ تبدیلی قبلہ سے پہلے فوت ہو گئے ان کی تمام نمازیں اور

الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ

مسجد حرام کی طرف ۱ اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو ۲

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ

اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف

مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَلَئِنْ

سے حق ہے ۳ اور اللہ ان کے کوتکوں سے بے خبر نہیں اور اگر

اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا

تم ان کتابیوں کے پاس ۴ ہر نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی

قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ

پیروی نہ کریں گے ۵ اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو ۶ اور وہ آپس میں بھی

بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ

ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں ۷ اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی

مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ

خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل چکا تو اس وقت تو ضرور

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ

ستم گار ہو گا ۸ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے

كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ

بیٹوں کو پہچانتا ہے ۹ اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر

الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ

حق چھپاتے ہیں ۱۰ (اے سننے والے) یہ حق ہے ۱۱ تیرے رب کی طرف سے (یا حق وہی ہے

مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا

جو تیرے رب کی طرف سے ہو) تو خبردار تو شک نہ کرنا اور ہر ایک کیلئے توجہ کی ایک سمت ہے

وقف لازم — وقف منزل — ع ۱۷

(بقیہ صفحہ ۳۳) تمہاری بھی وہ نمازیں جو بیت المقدس کی طرف ہوئیں سب قبول ہیں۔ نماز دلیل ایمان ہے اس لئے اسے ایمان فرمایا گیا ۱۰۔ شان نزول۔ تبدیلی قبلہ کے بعد بعض صحابہ نے عرض کیا کہ حضور جو صحابہ تبدیلی قبلہ سے پہلے وفات پا گئے ان کی نمازیں نیز ہماری پچھلی نمازوں کا کیا حال ہے جو بیت المقدس کی طرف پڑھی گئیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ ان نمازوں کا ثواب ملے گا ۱۱۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شوق تھا کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہو جائے ایک دن نماز کی حالت میں حضور بجائے زمین آسمان کو ملاحظہ فرما رہے تھے انتظار وحی میں کہ اب تبدیلی قبلہ کا حکم آ جائے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں وہ نقشہ دکھلایا گیا یہاں سے معلوم ہو رہا ہے کہ تبدیلی قبلہ حضور کی خواہش کی بناء پر ہے جب حضور کی خواہش سے کعبہ قبلہ بن سکتا ہے تو اگر حضور مجھ جیسے گنہگار کی بخشش چاہیں تو خدا ضرور بخش دے گا ۱۲۔ یعنی آپ انتظار وحی میں عین نماز کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھتے ہیں ہم آپ کا یہ دیکھنا محبت سے دیکھ رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا نماز میں وحی کے انتظار میں آسمان کو دیکھنا مکروہ نہیں ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قبلہ کعبہ بننے میں حضور کا محتاج ہے' جب کعبہ حضور کا محتاج ہوا تو تمام مخلوق رحمت الٰہی ملنے میں حضور کی دست نگر ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام جہان رب کی رضا چاہتا ہے اور خود رب تعالیٰ حضور کو راضی فرماتا ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

۱۔ یعنی ابھی نماز کی حالت میں اپنا منہ کعبہ کی طرف موڑو۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کو منہ کرنا فرض ہے مگر دور والوں کے لئے سمت کعبہ کو منہ کرنا کافی ہے مکہ والوں کو عین کعبہ کی طرف جیسا کہ شطرہ سے معلوم ہوا۔ ۳۔ کیونکہ ان کی کتابوں میں حضور کے حالات طیبہ میں یہ بھی ہے کہ آپ امام القبلتین ہوں گے اگرچہ بظاہر انکار کرتے ہیں مگر ان کے دل جانتے ہیں تو یہ تبدیلی قبلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد ہے۔ معلوم ہوا کہ جس سینہ میں حضور کا کینہ ہے وہ کبھی ہدایت پر نہیں آ سکتا اسے قرآن و معجزات دلائل عقلی و نقلی مفید نہیں ہو سکتے ۵۔ یعنی اب تم کو بیت المقدس کی طرف نہ پھیرا جاوے گا۔ بلکہ کعبہ تمہارا قبلہ ہمیشہ رہے گا لہٰذا یہ آیت ان محکمات سے ہے جن کا نسخ نہیں ہو سکتا۔ ۶۔ یہود و نصاریٰ دونوں بیت المقدس کو قبلہ مانتے ہیں مگر یہود صخرہ کو اور عیسائی اس کے مشرقی مکان کو جہاں حضرت مریم حاملہ ہوئیں ۷۔ اس طرح کہ نہ تو یہود عیسائیوں کے قبلہ کو مانیں نہ عیسائی یہود کے قبلہ کی طرف رخ کریں۔ وہ آپس میں بھی متفق نہیں۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ خطرناک ہے اور عالم کا جہلاء کی خوشامد کرنا ان کا تابع بن جانا تباہی کا باعث ہے کیونکہ یہاں علم کی قید لگائی گئی۔ علم بڑی چیز ہے ۹۔ حضور کی پہچان ایمان نہیں بلکہ حضور کا ماننا ایمان ہے' جاننے اور ماننے میں بڑا فرق ہے' یہاں حضور کی پہچان کو بیٹے کی پہچان سے تشبیہ دی گئی حالانکہ حضور تو باپ کی مثل ہیں' اس کی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ باپ اپنے بیٹے کو دلائل سے جانتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور بیٹا اپنے باپ کو محض سن کر' دوسرے یہ کہ باپ اپنے بیٹے کو پیدائش سے پہلے ہی جانتا ہے مگر بیٹا اپنے باپ کو ہوش سنبھالنے کے بعد جانتا ہے' یہ کفار حضور کو پیدائش سے پہلے ہی دلائل سے پہچانتے تھے' ۱۰۔ علماء یہود کا وہی حاسد گروہ ہے جو حضور کے اوصاف کو چھپاتا تھا اور حق پسند علماء یہود حضور پر ایمان لائے۔ جیسے سیدنا عبداللہ ابن سلام، کعب احبار وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا گناہ عوام کے گناہ سے سخت تر ہے ۱۱۔ یعنی قرآن شریف یا حضور کے سارے احکام و فرمان یا تبدیلی قبلہ یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور کا

(بقیہ صفحہ ۳۴) کھانا پینا چلنا پھرنا سونا جاگنا ہر حال میں حق ہے اور رب کی طرف سے ہے اسی لئے حضور کے کسی فعل شریف پر اعتراض کفر ہے۔ خود فرماتے ہیں۔
اُكْتُبُوْا فَاِنَّهٗ لَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا الْحَقُّ (میری ہر بات لکھو کیونکہ اس منہ سے حق ہی نکلتا ہے) سبحان اللہ۔
ا۔ یعنی جسم کا قبلہ کعبہ ہے دل کا قبلہ رخ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نفس کا قبلہ ابلیس اور دنیا۔ یا ہر قوم کا قبلہ علیحدہ ہے۔ جس کی طرف وہ عبادت میں رخ کرتا ہے
۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنا اچھی چیز ہے' نیکیوں میں حرص محمود ہے دنیا میں حرص مذموم۔ مسئلہ

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ
کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے ۱ تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں ۲ تم
جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾ وَمِنْ حَيْثُ
کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا ۳ بے شک اللہ جو چاہے کرے اور جہاں سے آؤ ۴
خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ
اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو
وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾
اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف ۵ سے حق ہے۔ اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں
وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
اور اے محبوب تم جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو ۶
الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ
اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو
لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
کہ لوگوں کو تم پر کوئی حجت نہ رہے ۷ مگر جو ان میں ناانصافی
مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۗ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ
کریں ۸ تو ان سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور یہ اس لئے ہے کہ میں اپنی نعمت
وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ
تم پر پوری کروں اور کسی طرح تم ہدایت پاؤ ۹ جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے ۱۰
يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ
کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ۱۱ اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے ۱۲
وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ؕ فَاذْكُرُوْنِيْۤ اَذْكُرْكُمْ
اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا ۱۳ تو میری یاد

جو صف اول میں بیٹھا ہو۔ اور پیچھے آنے والے کو اپنی جگہ دے دے۔ تو اگر دینی لحاظ سے یہ احترام ہے۔ تو جائز ہے ورنہ نہیں ۳۔ یا اس طرح کہ قیامت میں اول اول سب مومن و کافر ایک جگہ جمع کر دیئے جائیں گے اسی لئے اسے حشر کہتے ہیں یا اس طرح کہ قیامت میں آخر وقت ہر شخص اپنی جماعت کے ساتھ ہو گا۔ کافر کفار کے ساتھ' مومن مومنین کے ساتھ' اسی لئے قیامت کو یوم الفصل کہتے ہیں' رب فرمائے گا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۴۔ یعنی شہر کے کسی گلی کوچہ میں ہو نماز میں منہ کعبہ کی طرف کرے یا جس جگہ بھی سفر یا حضر میں تم ہو منہ کعبہ ہی کو کرو۔ ۵۔ کیونکہ گزشتہ آسمانی کتب میں نبی آخر الزمان کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ نبی الحرمین امام القبلتین ہوں گے تو جیسے آپ کا ہجرت فرمانا ضروری تھا ویسے ہی آپ کے لئے تبدیلی قبلہ لازم تھی تا کہ وہ خبر پوری ہو جائے' چاہیے تو یہ تھا کہ اس علامت کو دیکھ کر یہود و نصاریٰ ایمان لے آتے لیکن وہ الٹے اور حجت بازی کرتے ہیں ۶۔ یعنی جس وقت بھی تم نکلو تو کعبہ ہی کو منہ کرو۔ یا سفر میں جہاں کہیں ہو تو کعبہ کو منہ کرو لہٰذا پہلے حیث میں جگہ کا عموم ہے اور یہاں مِنْ حَيْثُ میں وقت کی تعمیم ہے' یا پہلے مِنْ حَيْثُ میں مدینہ منورہ کے گلی کوچوں کی تعمیم ہے اور یہ مِنْ حَيْثُ دوسرے شہروں یا جنگل کی تعمیم کے لئے' یا پہلے مِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ میں حضور سے خطاب ہے اور یہاں ہر مسلمان سے لہٰذا آیت میں تکرار بالکل نہیں کئی طرح فرق ہو سکتا ہے' ۷۔ یعنی مشرکین مکہ کو اب یہ طعنہ دینے کا موقع نہ رہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود کو ابراہیمی کہتے ہیں مگر ابراہیمی قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے ۸۔ لہٰذا ان کے جلاب بھی یہ طعنہ دیں گے کہ ان مسلمانوں کا کوئی اعتبار نہیں کبھی کسی کو قبلہ بناتے ہیں اور کبھی کسی کو ایسے لوگوں کی پروا نہ کرو۔ یہ تو طعنے دیتے ہی رہیں گے اس سے معلوم ہوا کہ دین پر عمل کرنے میں کسی کے طَعْن وَتَشْنِيع کا خیال نہ کرنا چاہیے۔ جو شخص چھوٹی ہوئی سنت جاری کرے سو شہیدوں کا ثواب پائے گا کیونکہ شہید ایک مرتبہ زخم کھا کر فوت ہو جاتا ہے مگر یہ شخص ہمیشہ زبانوں کے زخم کھاتا رہتا ہے۔ ۹۔ یعنی تبدیلی قبلہ اس لئے ہوئی کہ تم پر نعمت پوری ہو کہ تمام امتیں تو ایک قبلہ کو رخ کرتی رہیں تمہارے قبلہ دو ہو جائیں ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی تشریف آوری رب العالمین کی اعلیٰ نعمت ہے۔ رب نے فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ الخ۔ دوسرے یہ کہ حضور سارے جہان کے نبی ہیں کیونکہ رسول میں کوئی قید نہیں کہ کس کے' رب فرماتا ہے لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا تیسرے یہ کہ نوع انسان کی عزت حضور کے ان میں تشریف لانے کی وجہ سے بڑھ گئی انسان تمام مخلوق سے افضل ہے حضور کی باعث جیسا کہ "مِنْكُمْ" سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ قرآن کی تلاوت' قرآن کے اسرار و احکام' قرآن کے فیوض و برکات سب حضور سے ملتے ہیں جیسا کہ يَتْلُوْا

(بقیہ صفحہ ۳۵) عَلَيْكُمْ سے معلوم ہوا۔ جس نے حضور کو چھوڑا اس نے قرآن کو قطعاً چھوڑ دیا۔ پانچویں یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی ضروری ہے اسی لئے کتاب کے بعد حکمت یعنی حدیث کا ذکر فرمایا۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکی صرف اعمال سے نہیں ملتی بلکہ نظر پاک مصطفوی سے ملتی ہے رب فرماتا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ۱۲۔ معلوم ہوا کہ حضور نے صحابہ کرام کو تمام امور غیبیہ بتا دیئے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت ہے' کسی کو یاد رہے کسی کو نہ رہے' یا حضور نے تمام مسائل شرعیہ سے واقف کر دیا مگر پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں۔ کیونکہ مسائل شرعیہ تو کتاب و حکمت کی تعلیم میں آ گئے۔ اس سے علوم غیبیہ ہی مراد ہونے چاہئیں۔

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

کرو میں تمہارا چرچا کروں گا ۱ اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو ۲ اے ایمان والو

اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

صبر اور نماز سے مدد چاہو ۳ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے ۴

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ

اور جو خدا کی راہ میں ۵ مارے جائیں ۶ انہیں مردہ نہ کہو ۷ بلکہ

اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ

وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں ۸ اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے

الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ

کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں

وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ

کی کمی سے ۹ اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔ کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے

مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں

عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت ۱۰ اور یہی لوگ

الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَاۗىِٕرِ اللّٰهِ ۚ

راہ پر ہیں۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں ۱۱

فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ

تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں ۱۲ کہ ان دونوں کے پھیرے

بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ

کرے ۱۳ اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے ۱۴

۱۔ یعنی مجھے زبان سے دل سے' اعضاء سے یاد کرو۔ لہٰذا اس میں تمام عبادات آ گئیں پھر تم مجھے اپنی زندگی میں یاد کرو میں تمہیں بعد موت یاد کروں گا کہ دنیا تم پر فدا ہو گی۔ جیسا کہ اولیاء اللہ کی قبور پر رونق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے' یا تم مجھے گناہ کر کے توبہ سے یاد کرو میں تمہیں مغفرت سے یاد کروں گا۔ تم مجھے خلوت یا جلوت میں یاد کرو۔ میں تمہیں اسی طرح یاد کروں گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے غرضیکہ یہ آیت بہت جامع ہے ۲۔ جب کفر شکر کے مقابل ہو تو اس کے معنی ناشکری ہیں اور جب اسلام یا ایمان کے مقابل ہو تو اس کے معنی بے ایمانی ہے یہاں ناشکری مراد ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر نماز فرض نہیں اسی لئے نو مسلم پر کفر کے زمانہ کی نمازیں قضا کرنا واجب نہیں ہوتیں۔ دوسرے یہ کہ خاص مصیبت میں خاص نماز پڑھنا بہتر ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صابر مومن شاکر سے افضل ہے کیونکہ شاکر کے لئے زیادتی نعمت کا وعدہ ہے کہ ارشاد ہوا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ مگر صابر کے ساتھ رب ہے صبر کی بہت سی قسمیں ہیں مصیبت پر صبر' اللہ کی اطاعت پر صبر یعنی استقامت وغیرہ ۵۔ شان نزول یہ آیت کریمہ شہداء کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض لوگ ان کی شہادت پر افسوس کرتے ہوئے کہتے تھے کہ وہ لوگ شہید ہو کر نعمتوں سے محروم ہو گئے۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ انہوں نے فانی زندگی اللہ کی راہ میں قربان کر کے دائمی زندگی حاصل کر لی ۶۔ جو مسلمان ظلماً قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ ان میں سے جو دین کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہو وہ بہت اعلیٰ درجہ والا ہے مگر یہ حیات ابدی ہر شہید کو عطا ہوتی ہے نبی کی زندگی ان سے بھی زیادہ قوی ہے کہ ان کا مال وارثت میں تقسیم نہیں ہوتا۔ ان کی بیویاں نکاح نہیں کر سکتیں ۷۔ یعنی نہ زبان سے انہیں مردہ کہو نہ دل سے ان کے مردہ ہونے کا اقرار کرو۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۸۔ یعنی شہدا کی زندگی احساس دنیاوی نہیں اسی لئے ان پر شرعی احکام مردے کے سے جاری ہوتے ہیں۔ جیسے قبر' دفن تقسیم میراث' ان کی بیویوں کا نکاح بعد عدت اور جگہ کر سکنا ۹۔ یعنی اللہ کا ڈر۔ رمضان کی بھوک۔ زکوٰۃ کے ذریعہ مال کا کم ہونا۔ اولاد جو دل کا پھل ہے اس کا مر جانا۔ یہ سب مومن کا امتحان ہے اور بھی اس کی بہت تفسیریں ہیں ۱۰۔ یعنی ایسے صابروں پر اللہ کی عام رحمتیں بھی ہیں اور خاص بھی ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس چیز کو صالحین سے نسبت ہو جائے وہ چیز عظمت والی بن جاتی ہے' صفا مروہ پہاڑ حضرت ہاجرہ کے قدم کی برکت سے اللہ کی نشانی بن گئے دوسرے یہ کہ معظم چیزوں کی تعظیم و توقیر دین میں داخل ہے اسی لئے صفا مروہ کی سعی حج میں شامل ہوئی۔ تیسرے یہ کہ برکت والے مقام پر اگر گناہ ہونے لگیں تو گناہوں کو مٹاؤ مگر ان مقامات کو معظم سمجھو کہ یہ دونوں پہاڑ

(بقیہ صفحہ ۳۶) باوجود بت رکھے جانے کے اسلام میں عظمت والے رہے ۱۲ا۔ بلکہ سعی نہ کرنے میں گناہ ہے کیونکہ صفا مروہ کی سعی واجب ہے' یعنی بت پرستوں کی بدمعاشی کی وجہ سے تم سعی نہ چھوڑو ۱۳ا۔ شان نزول' زمانہ جاہلیت میں صفا مروہ پہاڑوں پر دو بت اساف' نائلہ رکھے گئے تھے' کفار حج میں ان پہاڑوں کی سعی کرتے وقت ان بتوں کی قدم بوسی کرتے تھے' فتح مکہ پر یہ بت بھی یہاں سے ہٹا دیئے گئے مگر مسلمانوں کو صفا مروہ کی سعی گراں گزری کہ یہ فعل کفار سے مشابہ تھا۔ انہیں سمجھانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ تم یہ نہ دیکھو کہ یہاں بت رکھے گئے تھے بلکہ یہ دیکھو کہ ان پر حضرت ہاجرہ کے قدم پڑے جن کی برکت سے یہ پہاڑ شعائر اللہ بن گئے چونکہ ان بزرگوں نے اس سعی کو گناہ سمجھا تھا اس لئے ارشاد ہوا کہ سعی گناہ نہیں بلکہ سعی واجب ہے کہ نہ کرنا گناہ ہے ۱۴ا۔ یعنی جو نفلی عمرہ یا نفلی حج یا نفلی طواف کرے' تو رب اس کو ثواب دے گا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نفل ادا کرنے پر ثواب ہے نہ کرنے پر عذاب نہیں' دوسرے یہ کہ اللہ کے شکر کے معنی ہیں اپنے شاکر بندوں کے شکر کی جزا عطا فرمانا۔ جیسے اللہ کی توبہ کے معنی ہیں توبہ قبول فرمانا۔ اسی لئے اسے توّاب کہا جاتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ

بے شک وہ جو ل ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں ع

مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ

بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی

اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا

لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت مگر وہ جو توبہ کریں اور سنواریں

وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٠﴾

اور ظاہر کریں تو میں ان کی توبہ قبول فرماؤں گا ع اور میں ہی ہوں بڑا توبہ قبول فرمانے والا مہربان

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ

بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر ھ

لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٦١﴾ خَالِدِينَ

لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ک ہمیشہ رہیں گے

فِيهَا ۖ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿١٦٢﴾

اس میں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو ے اور نہ انہیں مہلت دی جائے ۸

وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾

اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان ۹

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا ۱۰

وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ

اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے ۱۱

النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ

اور وہ جو اللہ نے آسمان سے ۱۲ پانی اتار کر مردہ زمین کو

ا۔ شان نزول۔ یہ آیت ان علماء یہود کے متعلق نازل ہوئی جو توریت شریف کے احکام اور نعت مصطفوی کی آیتیں چھپاتے تھے۔ ۲۔ دینی مسائل کا چھپانا گناہ ہے خواہ اس طرح کہ ضرورت کے وقت بتائے نہ جائیں یا اس طرح کہ غلط بتائے جائیں۔ یہ دونوں گناہ علماء یہود کرتے تھے۔ کہ حضور کی نعت بتاتے نہ تھے۔ اور زنا کی سزا بدل دیتے تھے کہ بجائے رجم کے منہ کالا کراتے تھے ۳۔ خیال رہے کہ شریعت کا چھپانا گناہ ہے اور طریقت کا نااہل لوگوں پر ظاہر کرنا برا ہے کیونکہ شریعت عام لوگوں کے لئے بیان کی گئی اور طریقت خاص لوگوں کے لئے توبہ کے لئے گناہ کا کفارہ کرنا ضروری ہے کیونکہ آیات چھپانے والوں کے متعلق ارشاد ہوا کہ گزشتہ پر نادم ہوں آئندہ اپنا حال درست کریں اور چھپی ہوئی آیتیں ظاہر کر دیں' تب ان کی توبہ قبول ہو گی صرف توبہ توبہ کہہ لینا کافی نہیں ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ہر گناہ سے ہر وقت توبہ ہو سکتی ہے کیونکہ تابوا میں گناہ یا وقت کی قید نہیں' ہاں نزع کی حالت میں عذاب الٰہی دیکھ کر کفر سے توبہ قبول نہیں' رب نے فرعون سے فرمایا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ اور فرمایا وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ عَلَى الَّذِينَ ۵۔ مسئلہ جس کے کفر پر مرنے کا یقین نہ ہو اس پر لعنت نہ کی جائے نیز فاسق کا نام لے کر لعنت جائز نہیں ہاں وصف کے ساتھ لعنت کر سکتے ہیں' رب فرماتا ہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۶۔ یا تو ناس سے مراد مسلمان ہیں یا اس میں آخرت کا ذکر ہے کہ قیامت میں خود کافر بھی کفار پر لعنت کریں گے دوست دشمن ہو جائیں گے ۷۔ معلوم ہوا کہ کافر کو دوزخ میں جتنی تکلیف اول مرتبہ ہو گی اتنی ہی ہمیشہ رہے گی گنہگار مومن کا یہ حال نہ ہو گا اس کا عذاب ہلکا ہو جائے گا ۸۔ یعنی کفار کو کبھی عذاب سے چھٹی نہ ملا کرے گی یا پھر انہیں نیک اعمال کی یا توبہ کی مہلت نہ دی جائے گی۔ خیال رہے کہ یہ عام کفار کا حال ہے جو دوزخ میں پہنچے ہوں گے' بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں ابولہب کو پیر کے دن عذاب ہلکا ہوتا ہے کیونکہ اس نے اس دن حضور کی ولادت کی خبر پا کر اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ اور ثویبہ نے حضور کو دودھ پلایا تھا۔ یہ حکم خصوصی ہے۔ ۹۔ چونکہ رب کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔ اس لئے ایسے مواقع میں رحمت ہی کا ذکر فرماتا ہے۔ عمومی رحمت کے لحاظ سے وہ رحمان اور خصوصی رحمت کی وجہ سے وہ رحیم ہے کہ

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ

اس سے جلادیا[۱] اور زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلائے اور

تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ

ہواؤں کی گردش اور وہ بادل کہ آسمان و زمین کے بیچ میں حکم کا باندھا

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

ہے[۲] ان سب میں عقلمندوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں[۳] اور کچھ

يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ

لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں[۴]

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا

اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں[۵] اور کیسے ہو اگر دیکھیں ظالم وہ

اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ

وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کی سامنے آئے گا اس لئے کہ سارا زور خدا کو ہے اور اس

شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ

لئے کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے جب بیزار ہوں گے پیشوا اپنے

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ

پیروؤں سے[۶] اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی ان کی

الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً

سب ڈوریں[۷] اور کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا) میں[۸]

فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ

تو ہم ان سے توڑ دیتے جیسے انہوں نے ہم سے توڑ دی یونہی اللہ انہیں دکھائے گا

اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ

ان کے کام ان پر حسرتیں ہو کر[۹] اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں[۱۰]

(بقیہ صفحہ ۳۷) کبھی چھوٹی کبھی بڑی کبھی ٹھنڈی کبھی گرم کبھی اندھیری کبھی چاندنی کبھی آرام کبھی تکلیف۔ ۱۰۔ شان نزول۔ کفار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توحید الٰہی کے دلائل پوچھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۱۔ یعنی کشتیاں تجارتی سامان اور خود تاجروں کو اور ان کے بوجھل اسباب کو لے کر دریا سے پار ہو جاتی ہیں ڈوبتی نہیں۔ حالانکہ پانی میں بوجھل چیز ڈوب جانی چاہیے۔ خیال کرنا چاہیے۔ کہ جیسے لکڑی کے سہارے لوہا تیرتا ہے۔ انشاء اللہ حضور کے سہارے ہم گنہگار تیر جائیں گے۔ ۱۲۔ یعنی آسمان کی طرف سے اس طرح کہ سمندر کا پانی سورج کی گرمی سے بھاپ بن کر اوپر گیا۔ وہاں جم کر بادل بنا اور پھر ٹھنڈک سے زمین پر ٹپک پڑا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' یا یہ معنی ہیں کہ پانی کا خزانہ اگرچہ سمندر ہے جو زمین پر ہے مگر پانی کا ٹکسال جہاں پانی بنتا ہے' وہ آسمان ہے لہٰذا بارش آسمان سے ہی آتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝

۱۔ جیسے کہ زمین اپنی پیداوار میں آسمان کے پانی کی حاجت مند ہے۔ ایسے ہی مخلوق نگاہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہے کہ کسی کی کوئی نیکی ان کے وسیلہ کے بغیر قبول نہیں ہوتی۔ ہمارے اعمال تخم ہیں اور رضا مصطفوی رحمت کی بارش ۲۔ یہ کہ بادل ہوا وغیرہ تابع فرمان ہیں ہمیشہ تمہارے کام میں لگے ہیں' تم کو چاہیے کہ ہر حال میں اللہ و رسول کے تابع فرمان رہو۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم سائنس' علم ریاضی' ہیئت وغیرہ سیکھنا' رب کی معرفت حاصل کرنے کے لئے اچھا ہے۔ بشرطیکہ ان علوم کو دین کا خادم بنایا جائے اس سے پتہ لگانا چاہیے کہ جب زمانہ کو قرار نہیں۔ قومیں اور اشخاص ترقی و تنزل کے منازل سے گزرتے رہیں گے ۴۔ اس طرح کہ ان سے الوہیت کی طرح محبت کرتے ہیں جیسی محبت رب سے ہونی چاہیے وہ ان سے کرتے ہیں کیونکہ انہیں اللہ مانتے ہیں۔ مومن بندوں سے الوہیت کی محبت نہیں کرتا ۵۔ محبت کی بہت سی قسمیں ہیں سب میں قوی الوہیت اور بندگی والی محبت ہے۔ نبی سے نبوت کی محبت ولی سے ولایت کی محبت' باپ سے ابوت کی محبت' یہ سب اللہ کی محبت کے بعد ہیں ۶۔ مرنے کے بعد برزخ میں یا قیامت میں' یعنی اگر کفار اس عذاب کا خیال رکھیں تو کفر نہ کریں اور یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیشواؤں کا تابعین سے بیزار ہونا کفار کا عذاب ہے' نبی اپنے گنہگار امتی سے انشاء اللہ بیزار نہ ہوں گے بلکہ شفاعت کریں گے وہ جو حدیث میں آیا کہ میں زکوٰۃ نہ دینے والے کی شفاعت نہ کروں گا اس سے مراد منکر زکوٰۃ ہے' یا یہ کلام ڈرانے کے لئے ہے' ورنہ سرکار خود فرماتے ہیں کہ میری شفاعت گناہ کبیرہ والوں کے لئے بھی ہو گی اور وہ جو حدیث شریف میں آیا کہ تارک سنت شفاعت سے محروم ہے اس سے مراد بلندی درجات کی شفاعت ہے نہ کہ گناہ کی معافی والی شفاعت' لہٰذا آیات و احادیث میں تعارض نہیں ۷۔ قیامت میں کفار کے رشتے اور نسب کام نہ آئیں گے مسلمانوں کے کام آئیں گے قرآن کریم فرماتا ہے اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ اس لئے مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنت میں ہوں گے اپنے ماں باپ کے ساتھ کیونکہ اسباب کا منقطع ہو جانا کافروں کے عذاب میں ذکر ہوا ۸۔ مومن مرنے کے بعد دنیا میں لوٹ کر آنے کی تمنا کبھی نہ کرے گا وہ تو دنیاوی تکالیف سے چھوٹ گیا۔ یہ تمنا کفار کے لئے خاص ہے کیونکہ جو بات کفار کے عذاب کے سلسلہ میں بیان ہو مومن کو اس سے واسطہ نہیں ۹۔ یعنی قیامت میں تابع کفار اپنے سرداروں کی بیزاری دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش اب ہم اور یہ دنیا میں پھر واپس جائیں تو ان سے اس بیزاری کا بدلہ لیں کہ کبھی ان کی

(بقیہ صفحہ ۳۸) پیروی نہ کریں ۱۰۔ مومن کے اعمال انشاء اللہ قیامت میں اس کیلئے باعث حسرت نہ ہوں گے بلکہ باعث مسرت ہوں گے' اس طرح کہ ان کی نیکیاں مقبول ہوں گی' اور اکثر کے گناہ مغفور ہوں گے اگرچہ گنہگار حسرت کریں گے مگر کفار جیسی حسرت نہ ہو گی کافر کی نیکیاں بھی حسرت کا باعث ہوں گی کہ قبول نہ ہوں گی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کی دوزخ میں ہمیشگی نہیں۔

الناس ﴿۱۶۷﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۘ

اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں ہے حلال پاکیزہ ہے ۲

وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۶۸﴾

اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

اِنَّمَا یَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى

وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ اللہ پر وہ بات

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ

جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں ۳ اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے اتارے پر

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

چلو تو کہیں بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا

اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں نہ ہدایت ۵

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا

اور کافروں کی کہاوت اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو کہ خالی

یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا

چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے بہرے گونگے اندھے تو انہیں

یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا

کچھ نہیں اے ایمان والو کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری

رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

چیزیں ۶ اور اللہ کا احسان مانو اگر تم اسی کو پوجتے ہو ۷

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ

اس نے یہی ۸ تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت

۱۔ یہ آیت ان مشرکین کے متعلق آئی جو بتوں پر چھوٹے ہوئے جانوروں بحیرہ' سائبہ وغیرہ کا کھانا حرام سمجھتے تھے مقصد یہ ہے کہ ان جانوروں کا کھانا حرام نہ سمجھو اور مسلمان ہو جاؤ' حلال و طیب چیزیں کھاؤ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کھانا بھی حکم خداوندی ہے جو بھوکا رہ کر جان دے دے وہ گنہگار ہے۔ لہٰذا بھوک ہڑتال کرنا یا مرن برت رکھنا حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ حلال روزی کھانا ضروری ہے حرام کھانا منع ہے۔ حضور نے حضرت سعد سے فرمایا کہ اے سعد خوراک پاک کرو مقبول الدعاء بن جاؤ۔ تیسرے یہ کہ ولایت یہ نہیں کہ انسان حلال چیزوں کو اپنے پر حرام کرے بلکہ حرام سے بچنے کا نام ولایت ہے۔ چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کے نام پر پالا ہوا جانور حرام نہیں حلال ہے جب وہ رب کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ پانچویں یہ کہ کفار مومن ہونے کے بعد شرعی احکام کے مکلف ہوتے ہیں لہٰذا ہم کافروں کو شریعت پر عمل کرنے کے لئے مجبور نہیں کر سکتے ۲۔ جس چیز کو رب یا اس کے رسول نے حرام نہ فرمایا ہو وہ حلال ہے۔ اصل اشیاء میں اباحت ہے کیونکہ رب نے بے قید ان سب کو حلال طیب فرمایا ۳۔ یعنی تم جو کہتے ہو کہ بحیرہ و سائبہ وغیرہ جانور حرام ہیں ۳۔ انہیں خدا نے حرام نہ کیا تم رب پر بہتان باندھتے ہو اس سے باز آ جاؤ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا دلیل کسی چیز کو حرام کہنا شیطان کی پیروی کرنا ہے جیسے کفار مکہ بحیرہ' سائبہ جانوروں کو بلا دلیل حرام کہتے تھے۔ اس سے وہابیوں کو عبرت لینی چاہیے کہ وہ بلا دلیل فاتحہ میلاد شریف وغیرہ کو حرام کہہ دیتے ہیں ۵۔ گمراہ باپ دادوں کی پیروی کرنا شریعت کے مقابلہ میں حرام ہے بزرگان دین کی پیروی کرنا اور شرعی روشنی میں ان کی راہ چلنا بہت اعلیٰ چیز ہے رب فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور فرماتا ہے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ حضور فرماتے ہیں جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے' اس لئے یہاں ارشاد ہوا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ الخ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عبادت کی طرح بوقت ضرورت کھانا پینا بھی اہم فرض ہے کیونکہ اس پر تمام فرائض کی ادا موقوف ہے دوسرے یہ کہ ہمیشہ پاک اور حلال چیزیں کھانا چاہیے تقویٰ کے یہ معنی نہیں کہ اچھے کھانے چھوڑے بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ حرام چیزیں چھوڑ دے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نعمت کا شکریہ ادا کرنا دیگر عبادات کی طرح ضروری ہے کیونکہ یہاں بھی امر کا صیغہ ارشاد ہوا اور ہر نعمت کا شکریہ اس نعمت کی طرح ہو گا۔ دوسرے یہ کہ یہ تمام احکام مومنوں کے لئے ہیں اسی لئے اس مضمون کو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے شروع فرمایا کافر کچھ کھاتا پھرے ہمیں اس سے تعلق نہیں اسلامی سلطان اسے زبردستی نہ روکے گا ۸۔ یہاں انما کا حصر اضافی ہے حقیقی نہیں یعنی جن جانوروں کو تم نے حرام سمجھ رکھا ہے' جیسے بحیرہ وغیرہ وہ حرام نہیں۔ حرام صرف یہ ہیں جو ہم نے فرما دیئے۔ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا بلا حلال ہو جائے۔ حضور کا حرام فرمایا ہوا رب کے حرام کئے ہوئے کی طرح ہے۔ ۹۔ سور کے تمام اجزاء حرام ہیں گوشت مغز گردہ وغیرہ۔ رب فرماتا ہے اِنَّهٗ رِجْسٌ اور رجس یعنی پلید چیز حرام ہی

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا

اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ا تو جو ناچار ہو ۲ نہ یوں کہ خواہش سے

عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ

کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں ۳ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان

الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ

ہے ۴ وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب ۵ اور اس کے بدلے ذلیل قیمت

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ

لے لیتے ہیں ۶ وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں ۷

اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ښ

اور اللہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور نہ انہیں ستھرا کرے

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٤﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۸ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے ۹

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ

گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب تو کس درجہ انہیں آگ کی

عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ

سہار ہے یہ اس لئے کہ اللہ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری ۱۰

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ

اور بے شک جو لوگ کتاب میں اختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور پلے سرے کے

بَعِيْدٍ ﴿١٧٦﴾ ۧ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ

جھگڑالو ہیں کچھ اصل نیکی یہ نہیں ۱۱ کہ منہ

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

مشرق یا مغرب کی طرف کرو ہاں اصل نیکی یہ کہ

منزل ۱

(بقیہ صفحہ ۳۹) ہوتی ہے لیکن رب کی مرضی یہ تھی کہ سور کا گوشت میں حرام کروں اور اس کے باقی اجزا میرے حبیب حرام فرمائیں۔ جیسے اس نے صرف سور کو حرام کیا۔ باقی کتا بلا وغیرہ اس کے حبیب نے۔

ا۔ اور جس پر زندگی میں غیر خدا کا نام پکارا گیا وہ حلال ہے' جیسے بحیرہ اور سائبہ جانور یا جیسے زید کی گائے اور عمرو کا بکرا۔ جب گنگا کا پانی حرام نہیں اور خود گائے جو مشرکین کی معبود ہے حرام نہ ہوئی تو صرف ان کی طرف نسبت کیسے حرام کردے گی ۲۔ اس ناچاری کی کئی صورتیں ہیں۔ بھوک سے جان جاتی ہے اور سوا حرام کے کوئی حلال غذا موجود نہ ہو۔ کوئی شخص اسے حرام کھانے پر مجبور کرتا ہے۔ کوئی سخت بیمار ہے۔ طبیب حاذق یہ کہتا ہے کہ حرام ہی میں تیری شفا ہے۔ اس کے سوا کسی چیز سے تجھے آرام نہ ہو گا ایسی صورتوں میں حرام کھانا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر نہ کھائے اور مر جائے تو حرام موت مرے گا۔ اگر بلا قصد ضرورت سے کچھ زیادہ کھا گیا تو اللہ معاف فرمائے گا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجبوری کے وقت حرام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں دوسرے یہ کہ بقدر ضرورت ہی حلال ہوں گی زیادہ نہیں اگر چھٹانک سے کام نکل سکتا ہو تو آدھ پاؤ نہ کھاؤ ۴۔ معلوم ہوا کہ اگر ایسا مجبور اندازہ صحیح نہ کر سکے اور ضرورت سے کچھ زیادہ کھا جائے تو اللہ بخش دے گا وہ بڑا غفور اور رحیم ہے ۵۔ کتاب چھپانے کی کئی صورتیں ہیں۔ اصلی آیات ہی ظاہر نہ کی جاویں۔ آیات کے مطالب ظاہر نہ کئے جائیں۔ آیتوں کے غلط مطلب لوگوں کو بتائے جائیں۔ اللہ کے احکام بدلے جائیں ۶۔ شان نزول' یہود مدینہ حضور کی تشریف آوری سے پہلے سمجھے ہوئے تھے کہ نبی آخر الزمان بنی اسرائیل میں ہوں گے اس امید پر حضور کے اوصاف جو توریت میں تھے لوگوں کو سناتے تھے حضور کی تشریف آوری پر اپنی ریاست و آمدنی جاتے رہنے کے خوف سے در پردہ حضور سے حسد کرنے لگے اور حضور کی نعت کی آیات توریت چھپالیں یا بدل دیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ یہ لوگ توریت کی آیتیں دنیاوی مال و متاع کی خاطر بدلتے یا چھپاتے ہیں۔ یہ ہے ذلیل قیمت خریدنا ۷۔ یا اس طرح کہ یہ حرام غذائیں انہیں دوزخ میں پہنچائیں گی اور یا اس طرح کہ خود یہ غذائیں وہاں آگ کی شکل میں نمودار ہوں گی جسے یہ دوزخی لوگ کھائیں گے ۸۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حشر میں رب کا کلام نہ فرمانا بھی عذاب ہو گا۔ یا کلام رحمت نہ فرمانا عذاب ہو گا۔ دوسرے یہ کہ یہ تینوں عذاب ان چھپانے والے کافروں مجرموں کے لئے خاص ہیں' اللہ مسلمانوں کو ان سے بچائے گا۔ ان سے کلام بھی کرے گا ان کے گناہ بھی معاف فرمائے گا انہیں دردناک عذاب بھی نہ دے گا ۹۔ یعنی وہ ہدایت جس کے حاصل کرنے پر قادر تھے یا وہ ہدایت جو میثاق کے دن انہیں ملی تھی اور جس پر وہ پیدا ہوئے تھے ورنہ ان بدنصیبوں کے پاس ہدایت تھی ہی نہیں ۱۰۔ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے یا توریت شریف۔ پہلی صورت میں اختلاف سے مراد ہو گا نہ ماننا اور دوسری صورت میں اس سے مراد ہو گا صحیح طور پر نہ ماننا کیونکہ یہود قرآن کو تو بالکل نہ مانتے تھے اور توریت کو ماننے کے دعویدار تھے' مگر صحیح طور پر نہ مانتے تھے' ورنہ حضور پر ایمان لے آتے ۱۱۔ اگر اس آیت میں مسلمانوں سے خطاب ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ صرف کعبہ کو منہ کر کے نماز پڑھ لینا کافی نہیں۔ دل میں عقاید درست رکھو اس سے معلوم ہوا کہ ہر اہل قبلہ مومن نہیں بلکہ ان میں بعض مرتد بھی ہیں' جیسے مرزائی' اور رسول یا صحابہ کی

(بقیہ صفحہ ۴۰) توہین کرنے والے امام ابوحنیفہ قدس سرہ کا فرمان ہے کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ اس سے مراد وہ ہیں جن کے عقائد خراب نہ ہوں نہ کہ صرف کعبہ کو منہ کرکے نماز پڑھ لینے والے' جیساکہ شرح فقہ اکبر میں ہے اور اگر اس میں یہود و نصاریٰ سے خطاب ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اب بیت المقدس کا مشرقی یا مغربی حصہ قبلہ نہ رہا اب ادھر منہ کرنا بھلائی نہیں۔ مسلمان بنو اور کعبہ کو منہ کرو۔

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ

ایمان لائے ۱ اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر ۲

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے ۳ رشتہ داروں اور یتیموں

وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى

اور مسکینوں اور راہ گیر ۴ اور سائلوں کو ۵ اور گردنیں

الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ

چھڑانے میں اور نماز قائم رکھے ۶ اور زکوٰۃ دے ۷ اور اپنا قول پورا کرنے

بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ

والے جب عہد کریں ۸ اور صبر والے مصیبت اور

وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ

سختی میں اور جہاد کے وقت ۹ یہی ہیں جنہوں نے اپنی بات سچی

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کی اور یہی پرہیزگار ہیں ۱۰ اے ایمان والو ۱۱

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ

تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو آزاد کے

بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ

بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت ۱۲ تو جس کے لئے

عُفِىَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَىْءٌ فَاتِّبَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ

اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی ۱۳ تو بھلائی سے تقاضا ہو

وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اور اچھی طرح ادا یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے

۱۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے ایمان مقدم ہے' پہلے ایمان لاؤ' پھر نیک عمل کرو کیونکہ جڑ شاخوں سے پہلے ہوتی ہے۔ ایمان جڑ ہے اور اعمال شاخیں' ایمان میں سب سے اول رب پر ایمان ہے ۲۔ ایمان مفصل جو بچوں کو سکھایا جاتا ہے' اس کی اصل یہ آیت بھی ہے اور دوسری آیات بھی ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیارا مال راہ خدا میں دے اور زندگی و تندرستی میں دے جب خود اسے بھی مال کی ضرورت ہو۔ رب فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ○ اہل قرابت کو مقدم کرے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر اگر گھر میں مالدار ہو۔ لیکن سفر میں حاجت مند ہو گیا ہو تو صدقات' زکوٰۃ لے سکتا ہے اگر اس آیت سے غریب مسافر مراد ہوتا تو وہ اَلْمَسٰكِيْنَ میں آچکا تھا۔ خیال رہے کہ ابن السبیل اس راہ گیر کو کہتے ہیں جو سفر کر رہا ہو اور جو کسی جگہ مقیم ہو گیا وہ ابن السبیل نہیں ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اگرچہ سوال کرنا اکثر ممنوع ہے مگر سائل کو دینا جائز۔ اِلَّا السَّآئِلَ فِى الْمَسْجِدِ دوسرے یہ کہ بھکاری کی تحقیقات کرنا ضروری نہیں۔ اگر واقعۃً وہ غنی تھا اور تم نے اسے فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دے دی۔ پھر پتہ چلا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی ۶۔ نماز پڑھنا کمال نہیں۔ نماز قائم کرنا کمال ہے۔ ہمیشہ پڑھنا۔ دل لگا کر پڑھنا یہ قائم کرنا ہے ۷۔ اٰتَى الْمَالَ میں زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے خرچ مراد ہیں کیونکہ زکوٰۃ کا ذکر علیحدہ ہو رہا ہے۔ ۸۔ اس آیت سے سارے جائز وعدے مراد ہیں خواہ رب سے کئے ہوں یا رسول سے یا شیخ سے یا نکاح کے وقت بیوی سے یا کسی اور سے بشرطیکہ جائز وعدے ہوں' ناجائز وعدوں کو پورا کرنا حرام ہے ۹۔ باس کے معنی مطلق جنگ ہیں۔ مگر یہاں کفار سے جنگ مراد ہے یعنی جہاد کہ اس میں استقامت ثواب ہے اور مسلمانوں سے جنگ ختم کرنا ثواب ۱۰۔ یعنی ایمان و قول کا سچا وہ ہے جس کے عمل اچھے ہوں ۱۱۔ اس حکم میں نبی کریم داخل نہیں۔ نبی سے امتی کا قصاص نہیں لیا جاتا جیسے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِىِّ اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ میں حضور داخل نہیں ۱۲۔ یعنی قصاص میں قاتل ہی کو قتل کیا جائے گا آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت لہٰذا اگر مرد کو عورت نے قتل کر دیا تو قاتلہ عورت ہی کو قتل کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ اگر مومن ذمی کافر کو قتل کر دے تو اس مومن قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ حضور ذمیوں کے بارے میں فرماتے ہیں دماءھم کدماءنا ان کے خون ہمارے خون کی طرح ہیں وہ جو حدیث میں ہے کہ مومن کو کافر کے عوض قتل نہ کرو اس سے حربی کفار مراد ہیں لہٰذا آیت و حدیث صاف ہے ۱۳۔ جو قصاص بندے کا حق ہے بندے کے معاف کر دینے سے معاف ہو جاتا ہے خیال رہے کہ اگر باپ بیٹے کو قتل کر دے تو قصاص نہیں۔ یوں ہی مولیٰ غلام کو قتل کر دے تو قصاص نہیں۔ نیز پیغمبر پر امتی کا قصاص نہیں۔ حضور کا اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرمانا تعلیماً تھا۔

۱۔ اس طرح کہ قتل میں مقتول کے اولیاء کو معافی کا حق دیا قاتل کا قتل ہی واجب نہ فرمایا ۲۔ اس طرح کہ غیر قاتل کو قتل کر دیا جائے یا قاتل کو قصاص میں ناجائز ایذا دی جائے۔ جیسے ہاتھ پاؤں کاٹنا یا شکل بگاڑنا ۳۔ کفار سے بدلہ لو اپنے نفس سے بدلہ لو۔ ظالم مسلمان سے بدلہ لو۔ اگر گناہ ہو جائے تو بعد میں نیکی کر لو۔ اس میں دنیاوی اور دینی، زندگی ہے قصاص کے بغیر قوم مردہ ہے ۴۔ جب تک اسلام میں میراث کے احکام نہیں آئے تھے اس وقت تک مرنے والے پر وصیت کرنا واجب تھی۔ کیونکہ اس وقت صرف وصیت پر مال تقسیم ہوتا تھا جب میراث کے احکام آ گئے تو وصیت کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ ۵۔ خیرا سے معلوم ہوا کہ اپنے مال میں وصیت ہو گی دوسرے کے مال میں نہیں ۶۔ اب وارث کے لئے وصیت نہیں ہو سکتی۔ غیر وارث کے لئے ہو سکتی ہے، معلوم ہوا کہ قرآنی آیت، حدیث سے منسوخ ہو سکتی ہے کیونکہ وارث کے لئے وصیت قرآن سے ثابت ہے اور اس کا نسخ حدیث سے لا وصیۃ للوارث ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جائز وصیت میں تبدیلی کرنا گناہ ہے۔ دوسرے یہ کہ بدلنے والا خواہ مفتی ہو خواہ قاضی یا گواہ یا کوئی اور سب گنہگار ہیں ۸۔ یعنی جو عالم، حاکم، وصی، پنچ وغیرہ یہ معلوم کرے کہ مرنے والا وصیت میں کسی پر زیادتی کر رہا ہے، یا شرعی احکام کی پابندی نہیں کرتا، تو مرنے والے کو سمجھا بجھا کر درست کر دے تو گنہگار نہیں کیونکہ اس میں حق کی حمایت ہے نہ کہ حق کی مخالفت ۹۔ ماہ رمضان شریف کے، خیال رہے کہ اسلام میں اولاً صرف عاشورہ کا روزہ فرض تھا۔ یعنی سال میں ایک۔ پھر ہر مہینہ میں تین روزے فرض ہوئے۔ تیرھویں، چودھویں، پندرھویں چاند کی، پھر ماہ رمضان کے روزے، اس آیت سے فرض ہوئے۔ اور ان روزوں کی فرضیت منسوخ ہو گئی یہ آیت ان روزوں کی ناسخ ہے۔ معلوم ہوا کہ حدیث قرآن شریف سے منسوخ ہوتی ہے۔ دیکھو اول روزوں کی فرضیت حدیث سے ثابت تھی۔ ان کے لئے کوئی آیت نہ آئی اور اس کی فرضیت نسخ قرآن سے ثابت روزہ بعد ہجرت ۲ھ میں فرض ہوا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ شرعی عبادات کے مکلف کفار نہیں اسی لئے مسلمان ہونے کے بعد وہ زمانہ کفر کی عبادتیں قضا نہیں کرتے ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ روزہ بڑی پرانی عبادت ہے۔ گزشتہ دینوں میں بھی تھا، دوسرے یہ کہ روزہ تقویٰ کا ذریعہ ہے، کیونکہ گناہ نفس امارہ کراتا ہے اور روزہ سے نفس کمزور پڑتا ہے۔ تیسرے یہ کہ انسان کو اپنے نیک اعمال پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے، بلکہ رب کا فضل مانگتا رہے اس لئے یہاں لعل فرمایا گیا۔ یہ امید ہمارے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لحاظ سے۔ ۱۲۔ انتیس یا تیس دن۔ اس لئے گھبرانہ جانا۔ جس رب نے تم کو گیارہ ماہ کھلایا پلایا اگر ایک ماہ صرف دن میں کھانے پینے سے منع فرما دے تو ضرور اس کی اطاعت کرو۔

وَرَحْمَةٌ ۭ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ

اور تم پر رحمت [1] تو اس کے بعد جو زیادتی کرے [2] اس کے لئے دردناک

اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

عذاب ہے اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے [3] اے عقلمندو

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ

کہ تم کہیں بچو تم پر فرض ہوا [4] کہ جب تم میں کسی کو

الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَۨا ښ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَ

موت آئے اگر کچھ مال چھوڑے [5] تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور

الْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَي الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ ۭ

قریب کے رشتہ داروں کے لئے موافق دستور یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر [6]

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَمَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَي

تو جو وصیت کو سن سنا کر بدل دے تو اس کا گناہ انہیں

الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ ۭ فَمَنْ

بدلنے والوں پر ہے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے [7] پھر جسے

خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَھُمْ

اندیشہ ہوا کہ وصیت کرنے والے نے کچھ بے انصافی یا گناہ کیا تو اس نے ان میں

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

صلح کرا دی [8] تو اس پر کچھ گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو

اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَي الَّذِيْنَ

تم پر روزے [9] فرض کئے گئے [10] جیسے اگلوں پر

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ

فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے [11] گنتی کے دن ہیں [12]

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ

تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے

اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ

اور دنوں میں اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک

مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ

مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کیلئے بہتر ہے اور روزہ

تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ

رکھنا تمہارے لئے زیادہ بھلا ہے اگر تم جانو رمضان کا

رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ

مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت

وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ

اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ

مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى

مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو

سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ

اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے

وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا

اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ

اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا

کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو اور اے

سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ

محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی

۱۔ یعنی ایسا بیمار ہو کہ روزہ اسے نقصان دے اور جس بیمار کو روزہ مفید ہو نقصان نہ دے تو قضا کرنے کی اجازت نہیں ۲۔ یعنی وہ سفر جس پر شرعی احکام مرتب ہوں' ۵۷ میل کی مسافت پر گھر سے باہر جائے۔ اور کہیں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے ۳۔ معلوم ہوا کہ مسافر پر خواہ مخواہ روزہ قضا کر دینا فرض نہیں اسے اجازت ہے کہ خواہ روزہ سفر میں رکھ لے یا قضا کر دے۔ بخلاف نماز قصر کے کہ وہ مسافر پر لازم ہے۔ جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے ۴۔ یہاں باب افعال مادہ کے سلب کے لئے ہے یا لا پوشیدہ ہے۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں' بلکہ محکم ہے اس سے مراد وہ شخص ہے جس میں اب بھی روزہ کی طاقت نہ ہو اور آئندہ آنے کی امید نہ ہو' جیسے بہت ضعیف' بوڑھا یا مرض موت اور اگر کفارہ دینے کے بعد طاقت آ گئی۔ تو پھر روزہ قضا کرنا ہو گا ۵۔ یا دو وقت ایک مسکین کو کھانا کھلادے یا ایک مسکین کو فطرہ کی بقدر گندم دے دے یعنی قریباً سوا دو سیر ۶۔ معلوم ہوا کہ فدیہ میں زیادتی کر سکتے ہیں کمی نہیں کر سکتے تطوع سے یہی مراد ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ مسافر کو اگرچہ روزہ قضا کر دینے کی اجازت ہے۔ مگر روزہ رکھ لینا زیادہ بہتر ہے۔ ۸۔ یعنی روزوں کے لئے ماہ رمضان اس لئے منتخب ہوا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم لوح محفوظ سے منتقل ہو کر آسمان اول پر لایا گیا۔ جہاں سے آہستہ آہستہ ۲۳ سال میں حضور پر اترا۔ چونکہ یہ مہینہ نزول قرآن کا ہے۔ لہٰذا اس میں روزے رکھو۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں سوائے ماہ رمضان کسی مہینہ کا نام نہیں' جیسے حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہیں اور حضرت زید کے سوا کسی صحابی کا نام نہیں ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جس وقت کو کسی اشرف چیز سے نسبت ہو جائے وہ قیامت تک اشرف ہے۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ اس میں نعمت تو ایک بار آ چکی مگر جب وہ تاریخ یا مہینہ آئے تو اس نعمت کی یادگار منائی جائے۔ تیسرے یہ کہ اس وقت میں خوشی منانا عبادت کرنا محمود ہے لہٰذا عید میلاد کی خوشی بہتر ہے۔ ۱۰۔ قرآن شریف کے ۲۳ نام ہیں' جن میں سے ایک نام قرآن ہے۔ یعنی جمع کرنے والی کتاب' جس نے سارے انسانوں کو ایک دین اسلام پر جمع کر دیا یا پڑھی ہوئی کہ اس کا نزول لکھ کر نہ ہوا۔ دوسرا نام فرقان ہے۔ یعنی کافر و مومن حرام حلال میں فرق کرنے والی کتاب۔ دیکھو ہماری تفسیر نعیمی کا مقدمہ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا روزہ فرض ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی رمضان بھر بے ہوش رہے اس پر روزہ فرض نہیں کیونکہ اس نے ماہ رمضان پایا ہی نہیں اور جو ایک ساعت کے لئے ہوش میں آ گیا اس پر سارے روزے فرض ہو گئے ۱۲۔ یعنی رمضان کی فرضیت سے قضا کی اجازت نہ جاتی رہی۔ اب بھی تم سفر و مرض کی وجہ سے قضا کر سکتے ہو۔ لہٰذا یہ آیت مکرر نہیں ۱۳۔ یعنی رمضان کے انتیس یا تیس دن پورے کرو۔ خیال رہے کہ چاند کے ثبوت میں دیکھنے یا گواہی کا اعتبار ہے۔ حساب' جنتری' نجومیوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایسے ہی تار' اخبار یا ریڈیو کی افواہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ ۱۴۔ اس سے نماز عید' اس کی خوشی میں اس دن تکبیریں کہنا۔ عبادت کرنا رمضان کی توفیق کی خوشی منانا سب کچھ ثابت ہوا۔ مگر یہ خوشی رمضان جانے کی نہیں۔ بلکہ اس میں توفیق خیر ملنے کی ہے۔ ۱۵۔ شان نزول۔ بعض لوگوں نے حضور سے پوچھا کہ کیا رب ہم سے دور ہے کہ اسے آواز سے پکاریں یا قریب ہے کہ آہستہ عرض کریں۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ یعنی میری رحمت قریب ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ اس میں اشارۃً یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اے محبوب جو تمہارے پاس آ کر مجھے ڈھونڈے تو میں قریب ہوں اور جو تم سے دور

(بقیہ صفحہ ۴۳) رہے تو میں بھی اس سے دور ہوں۔ رب فرماتا ہے۔ جَآءُوْكَ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

۱۔ یعنی بندے کی پکار پر لبیک فرماتا ہوں اور یہ لبیک پیغمبر کی معرفت سے ہم تک پہنچ جاتی ہے' رہا بندے کا سوال پورا کرنا وہ کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں' بندہ کبھی بری چیز بھی مانگ لیتا ہے ۲۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر تم چاہتے ہو کہ رب تمہاری مانے تو تم رب کی مانو' اس کی نہ مان کر اپنی بات منوانا خیال خام ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسول کی بات سننا عمل کرنا رب ہی کی اطاعت ہے ۳۔ یہ حلت قطعی ہے جس کا انکار کفر ہے۔ کبھی مباح یا مستحب کا انکار بھی کفر ہوتا ہے ۴۔ شان نزول' اسلام میں اولاً رمضان کی راتوں میں بھی اپنی بیوی سے صحبت حرام تھی۔ حضرت عمر و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ فعل واقع ہو گیا۔ مقدمہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا۔ اس پر یہ آیت اتری اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خطا چھوٹوں کے لئے عطا کا ذریعہ ہوتی ہے' عالم کا ظہور آدم علیہ السلام کے گندم کھانے کے صدقہ سے ہے۔ ہماری اطاعتوں سے ان کی خطائیں افضل ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں خیانت سے مراد غلطی، لغزش، خطا ہے نہ وہ جو گناہ کبیرہ ہے' جیسے انبیاء کرام کی خطا کو قرآن میں ظلم فرمایا گیا ہے ۵۔ اس سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ رب نے صحابہ کی گزشتہ غلطی کو معاف فرما دیا کوئی کفارہ وغیرہ لازم نہیں فرمایا یہ ان کی خصوصیت ہے دوسرے یہ کہ اب جو کوئی ان بزرگوں کی اس لغزش کو برائی سے یاد کرے وہ سخت مجرم ہے' رب معافی کا اعلان کر چکا تو تم بگڑنے والے کون ۶۔ یعنی طلب اولاد کے لئے صحبت کرو نہ کہ محض شہوت پوری کرنے کو لہٰذا متعہ ناجائز ہے کہ اس میں صرف پیاس بجھانا مقصود ہوتی ہے' یا یہ معنی ہیں کہ صحبت صرف فرج میں ہو۔ لہٰذا عورت کے ساتھ لواطت یا بغل یا ران میں صحبت کرنا حرام ہے یا یہ مطلب ہے کہ رمضان کی راتوں میں عبادت زیادہ کرو۔ ان کاموں میں ایسے مشغول نہ ہو کہ عبادت سے غافل ہو جاؤ ۷۔ شان نزول' اسلام میں اولاً حکم یہ تھا کہ روزہ افطار کر کے سونے سے پہلے جو کھا لیا کھا لیا سوتے ہی کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا حضرت صرمہ ابن قیس ایک محنت مشقت کرنے والے آدمی تھے ایک دفعہ رمضان میں روزہ افطار کر کے سو گئے پھر آنکھ کھلی تو بیوی نے کھانا پیش کیا نہ کھایا اور کل پھر روزہ رکھ لیا۔ دوپہر کو بے ہوش ہو گئے تب یہ آیت اتری اور صبح سے پہلے تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات آنے پر روزہ افطار کر دینا فرض ہے لہٰذا روزہ وصال یعنی بغیر افطار' روزہ پر روزہ ناجائز ہے اس حکم میں حضور داخل نہیں۔ حضور کے لئے صوم وصال جائز تھا ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اعتکاف میں صحبت کرنا حرام ہے خواہ اعتکاف نفلی ہو یا سنت یا فرض' دوسرے یہ کہ مرد کا اعتکاف صرف مسجد میں ہو سکتا ہے گھر وغیرہ میں نہیں ہو سکتا۔ اعتکاف کے معنی ہیں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا' یہ تین قسم کا ہے۔ فرض جس کی نذر مان لی جائے۔ یہ کم از کم ایک دن رات کا ہوتا ہے سنت' یہ رمضان کا آخری پورا عشرہ' ان دونوں اعتکافوں میں روزہ ضروری ہے' اعتکاف نفل' یہ ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے' اس میں روزہ لازم نہیں۔ جب مسجد میں آئے' اعتکاف کی نیت کرے۔

الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ

جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں

لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ

کہ کہیں راہ پائیں روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا

الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ۭ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ

تمہارے لئے حلال ہوا وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس

لَّهُنَّ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ

اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ

تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب ان سے صحبت کرو

وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى

اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو اور کھاؤ اور پیو یہاں تک

يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ

کہ تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے

مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا

(پو پھٹ کر) پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں

تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ

کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ

یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے

اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ وَلَا تَاْكُلُوْٓا

لوگوں سے اپنی آیتیں کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے اور آپس میں ایک دوسرے

اَمۡوَالَكُمۡ بَيۡنَكُمۡ بِالۡبَاطِلِ وَتُدۡلُوۡا بِهَاۤ اِلَى الۡحُكَّامِ
کا مال ناحق نہ کھاؤ ۱؎ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ ۲؎

لِتَاۡكُلُوۡا فَرِيۡقًا مِّنۡ اَمۡوَالِ النَّاسِ بِالۡاِثۡمِ وَاَنۡتُمۡ
کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا لو جان

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۸﴾ يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَهِلَّةِ ؕ قُلۡ هِىَ مَوَاقِيۡتُ
بوجھ کر ۳؎ تم سے نئے چاند کو پوچھتے ہیں ۴؎ تم فرما دو وہ وقت کی

ع ۲۳

لِلنَّاسِ وَالۡحَجِّ ؕ وَلَيۡسَ الۡبِرُّ بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُيُوۡتَ
علامتیں ہیں ۵؎ لوگوں اور حج کے لئے اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں ۶؎ چھت

مِنۡ ظُهُوۡرِهَا وَلٰـكِنَّ الۡبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاۡتُوا الۡبُيُوۡتَ
توڑ کر آؤ ۷؎ ہاں بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں

مِنۡ اَبۡوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۸۹﴾ وَقَاتِلُوۡا
دروازوں سے آؤ ۸؎ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور

فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ الَّذِيۡنَ يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ؕ
اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں ۹؎ اور حد سے نہ بڑھو

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الۡمُعۡتَدِيۡنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقۡتُلُوۡهُمۡ حَيۡثُ
اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو ۱۰؎ اور کافروں کو جہاں پاؤ

ثَقِفۡتُمُوۡهُمۡ وَاَخۡرِجُوۡهُمۡ مِّنۡ حَيۡثُ اَخۡرَجُوۡكُمۡ وَ
مارو ۱۱؎ اور انہیں نکال دو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا ۱۲؎

الۡفِتۡنَةُ اَشَدُّ مِنَ الۡقَتۡلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوۡهُمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ
اور ان کا فساد تو قتل سے بھی سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس

الۡحَـرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوۡكُمۡ فِيۡهِ ۚ فَاِنۡ قٰتَلُوۡكُمۡ فَاقۡتُلُوۡهُمۡ ؕ
ان سے نہ لڑو جب تک وہ تم سے وہاں نہ لڑیں اور اگر تم سے لڑیں تو انہیں قتل کرو

۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ حرام ذریعہ کی کمائی بھی حرام ہے، جیسے گانا، ناچنا، داڑھی مونڈنے، سینما کی اجرتیں کہ یہ سب حرام ہیں ۲؎ یعنی ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھانا بھی حرام ہے اور ان کا ناجائز ذریعوں پر حکام کی مدد لینا بھی جرم ہے ۳؎ معلوم ہوا کہ جھوٹی گواہی، جھوٹی وکالت، جھوٹے فتویٰ، جھوٹے مقدمہ کی پیروی و کوشش کی اجرتیں حرام ہیں ہاں اگر غلطی سے اسے سچا سمجھا تو حرام نہیں۔ اس لئے فرمایا وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۴؎ یعنی یہ کہ چاند گھٹتا بڑھتا کیوں ہے۔ سورج کی طرح ہمیشہ یکساں کیوں نہیں نکلتا اس کے جواب میں اس کا فائدہ بتایا گیا نہ کہ گھٹنے بڑھنے کی وجہ۔ کیونکہ یہ جواب زیادہ مفید تھا۔ ۵؎ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے کاروبار چاند کی تاریخوں سے ہونے چاہئیں کہ رب نے چاند کو وقت کی علامت بنایا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ قمری مہینے شمسی مہینوں سے افضل ہیں کہ قمری مہینوں کی جنتری آسمان پر ہے، چاند سے ہی تاریخ کا کچھ نہ کچھ پتہ لگ جاتا ہے اور شمسی مہینوں کی جنتری صرف زمین پر ہے ۶؎ شان نزول، کفار عرب احرام کی حالت میں گھر میں دروازے سے جانا گناہ سمجھتے تھے۔ پچھیت یا چھت کے راستے سے آتے جاتے تھے۔ اس کی تردید میں یہ آیت اتری، اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو بغیر ممانعت کے ناجائز سمجھنا جہلاء کا کام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عبث اور لغو کاموں کو ثواب کا ذریعہ جاننا بھی احمقوں کا کام ہے۔ ثواب ہر اس جائز خیر کام پر ہے جو خیر نیت سے کیا جاوے۔ ۷؎ یہ امر اباحت کے لئے ہے یعنی احرام و غیر احرام ہر حال میں دروازے سے آنا جائز ہے لہٰذا اس کے معنی یہ نہیں کہ ضرورۃً بھی چھت سے آنا منع ہے ۸؎ فی الحال لڑتے ہوں یا آئندہ جنگ کی تیاری کرتے ہوں۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے۔ کفار کے چھوٹے بچے، بوڑھے آدمی، گوشہ نشین، عابد گھر میں رہنے والی عورتیں جنہیں جنگ سے کوئی تعلق نہ ہو انہیں قتل نہ کیا جائے گا ۹؎ حد سے بڑھنے کی کئی صورتیں ہیں، جن کو قتل کرنا منع ہے انہیں قتل کرنا۔ معاہدے کے خلاف جنگ کرنا جنہیں دعوت اسلام نہ پہنچی ہو ان کے ساتھ بغیر دعوت دیئے جنگ کرنا۔ جو کفار جزیہ پر راضی ہو جائیں انہیں قتل کرنا وغیرہ یہ سب منع ہے ۱۰؎ معلوم ہوا کہ ذاتی دشمن کو معاف کرنا اچھا ہے مگر قومی اور دینی دشمنوں سے بدلہ لینا ضروری ہے کیونکہ انہیں معاف کرنا قوم یا دین کو برباد کرنا ہے، ذاتی معاملات میں معافی بہتر ہے ۱۱؎ چنانچہ فتح مکہ کے دن جو لوگ اسلام لائے وہ مکہ میں رہے، جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا وہ یا تو قتل ہوئے جیسے ابن خطل وغیرہ یا بھاگ گئے جیسے حضرت عکرمہ جو بعد میں واپس آ کر ایمان لائے، اس سے معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں کفار کو رہنے کی اجازت نہ دی جاوے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو حجاز میں صرف مومن رہیں ۱۲؎ مسجد حرام سے مراد کعبہ معظمہ ہے۔ یا وہ مسجد جس میں کعبہ واقع ہے اور عند سے مراد حرم شریف کے حدود ہیں جو مکہ معظمہ سے کئی کئی میل چوطرفہ ہیں حدود حرم کا یہ ادب دکھایا گیا کہ وہاں جنگ کی ابتداء نہ کی جائے۔ اس لئے وہاں اس مجرم کو سزا نہیں دیتے جو باہر سے جرم کر کے وہاں پناہ لے لے۔

كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٩١﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر وہ باز رہیں[1] تو بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿١٩٢﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ

مہربان ہے اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے[2] اور ایک اللہ

الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۖ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى

کی پوجا ہو[3] پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر

الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٩٣﴾ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ

ظالموں پر[4] ماہ حرام کے بدلے ماہ حرام[5] اور ادب کے بدلے ادب

قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ

ہے تو جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی

بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

جتنی اس نے کی[6] اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ

اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا

اللہ ڈر والوں کے ساتھ ہے[7] اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو[8] اور اپنے

تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ

ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو[9] اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٩٥﴾ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ

اللہ کے محبوب ہیں اور حج[10] اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو[11] پھر اگر

اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ

تم روکے جاؤ[12] تو قربانی بھیجو جو میسر آئے[13] اور اپنے سر نہ منڈاؤ

حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ۭ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے[14] پھر جو تم میں

ا۔ یعنی کفرو شرک سے کیونکہ کافر کی مغفرت نہیں ہوتی مقصد یہ ہے کہ اگر اب بھی یہ لوگ ایمان لے آئیں تو ان کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کا مقصود کفار کا مٹانا نہیں ہے بلکہ کفر کا زور توڑنا ہے تا کہ اسلام کی اشاعت میں دشواری نہ واقع ہو ۳۔ اس طرح کہ مسلمانوں کو رب کی عبادت کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے یا یہ مطلب ہے کہ مکہ معظمہ میں صرف مسلمان ہی رہیں جو ایک اللہ کی عبادت کریں۔ دوسری قوم نہ رہے ۴۔ معلوم ہوا کہ ظالم مسلمان کو قتل کیا جائے گا۔ جیسے ڈاکو قاتل باغی وغیرہ اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے ۵۔ یعنی ٦ھ میں کفار مکہ نے جب تمہیں عمرہ کرنے سے ماہ ذیقعد میں روکا اور تم سے جنگ کرنے کو آمادہ ہو گئے۔ حالانکہ حرم اور ذیقعد ماہ حرام میں جنگ کرنا سخت جرم تھا تو اگر تم نے ان کے جواب میں اس وقت دفاعی جنگ کی تیاری کرتے ہوئے حدیبیہ میں بیعت رضوان کی، اور پھر ۷ھ ذیقعد میں عمرہ قضا ادا کر لیا تو کوئی جرم نہیں اس آیت میں ان لوگوں کو جواب دیا گیا جو مسلمانوں کی حدیبیہ والی تیاری جنگ پر اعتراض کرتے تھے کہ انہوں نے حرم شریف اور ماہ ذیقعد میں جو ماہ محترم ہے جنگ پر آمادگی کیوں کی ٦۔ زیادتی کے بدلے کو زیادتی فرمانا ایسا ہی ہے جیسے برائی کی سزا کو برائی فرمانا ورنہ زیادتی کرنے کی سزا زیادتی نہیں وہ تو عین انصاف ہے، مشاکلت کی وجہ سے اسے زیادتی کہہ دیا گیا۔ رب فرماتا ہے جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۷۔ یعنی رحمت و کرم کے ساتھ اس کی تفسیر یہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ اس کے یہ معنی نہیں کہ اللہ کافروں فاسقوں سے بے خبر ہے۔ رب فرماتا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۸۔ جہاد میں اور علم دین میں اور ان تمام جگہوں میں جہاں خرچ کرنے سے اللہ و رسول راضی ہوں۔ ۹۔ کیونکہ صدقات اور خیرات کو بند کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہلاکت کے اسباب سے بھی بچنا فرض ہے۔ جیسے خودکشی کرنا بھوک ہڑتال کر کے اپنے آپ کو ہلاک کرنا۔ زہر کھانا، طاعون کی جگہ جانا وغیرہ ۱۰۔ حج و عمرہ میں دو طرح فرق ہے ایک یہ کہ حج میں وقوف عرفات بھی ہے عمرہ میں نہیں اس میں صرف طواف و سعی ہے دوسرے یہ کہ عمرہ سال بھر ہو سکتا ہے مگر حج مخصوص تاریخوں میں ہی ہوتا ہے کبھی عمرے کو حج اصغر اور حج کو حج اکبر کہہ دیتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ قران افضل ہے یعنی ایک ساتھ حج و عمرے کا احرام باندھنا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر واجب عبادت شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی نفلی حج یا نفلی عمرہ کا احرام باندھ لے تو اس کا پورا کرنا اس آیت سے ضروری ہو گیا۔ اسی طرح جو نفلی نماز یا روزہ شروع کر دے اسے پورا کرے ۱۲۔ اس طرح کہ احرام باندھنے کے بعد بیماری یا دشمنی کی وجہ سے حج ادا نہ کر سکے ۱۳۔ یعنی جو مسلمان حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے مگر کسی مجبوری کی وجہ سے حج یا عمرہ نہ کر سکے تو وہ حرم شریف میں ذبح کے لئے جانور بھیج دے اور لے جانے والے سے ذبح کی تاریخ مقرر کرے اس تاریخ پر وہ تو حرم میں جانور ذبح کر دے اور یہ سر منڈا کر احرام کھول دے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ احصار کا جانور صرف حرم میں ہی ذبح ہو سکتا ہے۔ حدیبیہ کا کچھ حصہ حرم میں داخل ہے جہاں حضور نے صلح حدیبیہ کے وقت ذبح فرمایا۔

ا۔ سر کی تکلیف سے ہر وہ تکلیف مراد ہے جس کی وجہ سے محرم سر منڈانے پر مجبور ہو جائے' جیسے سرسام یا سر کا سخت درد' کہ طبیب حاذق سر منڈانے کا حکم دے' ایسے ہی جوئیں لیکیں اور دوسری تکلیف دہ چیزیں ان سب کو شامل ہیں ۲۔ یعنی جو محرم مجبوری کی وجہ سے سر منڈائے' تو تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا دے فی مسکین سوا دو سیر گندم یا جانور ذبح کرے' خیال رہے کہ نماز کا واجب چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر حج کا واجب چھوٹ جائے تو قربانی واجب۔ ۳۔ یا اسی طرح کہ احرام باندھنے کے بعد اللہ کے فضل سے کوئی رکاوٹ ہی نہ پیدا ہو یا رکاوٹ پیدا تو ہوئی تھی مگر دور ہو گئی اور ابھی اتنا وقت باقی تھا کہ حج پالے۔ لہٰذا امنتم دونوں صورتوں کو شامل ہے تو اسے اب حج کرنا یا عمرہ کرنا لازم ہو گیا۔ (نوٹ ضروری) صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور کی طرف سے صلح کی گفتگو کرنے عثمان غنی مکہ معظمہ گئے کفار نے کہا کہ آپ عمرہ کر لو۔ جواب دیا کہ کعبہ دل اور قبلہ ایمان' رسول اللہ تو رکے ہوئے ہوں اور میں عمرہ کر لوں یہ نہیں ہو سکتا۔ عثمان غنی نے حضور کے احصار کو اپنا احصار تصور فرمایا' یہ کمال ایمان تھا۔ آداب دانائی اور ہیں سوختہ جان روائی کچھ اور ۴۔ یعنی یہاں تمتع لغوی معنی میں ہے جو قرآن اور شرعی تمتع دونوں کو شامل ہے جو شخص تمتع اور قرآن کرے وہ شکریہ کی قربانی دے اور چونکہ یہ قربانی شکریہ کی ہے جرمانہ کی نہیں لہٰذا اس جانور سے خود بھی کھا سکتا ہے اور ہر امیر غریب کو دے سکتا ہے ۵۔ ساتویں آٹھویں نویں ذی الحج۔ ۶۔ یعنی تمتع یا قران کا جائز ہونا غیر مکی کے لئے ہے مکہ کے رہنے والے کے لئے نہ تمتع ہے نہ قرآن کیونکہ اسے حج کے زمانے میں عمرہ کرنا ہی منع ہے۔ خیال رہے کہ یہاں مسجد حرام سے پورا حرم شریف اور اس کے مضافات کا علاقہ مراد ہے لہٰذا جو کوئی میقات کی حدود کے اندر رہتا ہو اس کا یہی حکم ہے کہ زمانہ حج میں عمرہ نہ کرے اہل سے مراد بیوی یعنی جس کی بیوی مکہ معظمہ میں رہتی ہو اس کو تمتع کرنا منع ہے۔ معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہے ۷۔ حج کے ارکان صرف ساتویں ذی الحجہ سے بارھویں تک ادا ہوتے ہیں مگر شوال، ذی قعدہ کو بھی حج کے مہینے اسی لئے کہا گیا کہ ان میں احرام باندھنا بلا کراہت جائز ہے اور اس احرام سے تمتع یا قران ہو سکتا ہے۔ ۸۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ احرام شوال سے پہلے نہ باندھے۔ حج کے مہینے پورا شوال' ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں' جھگڑے سے مراد دنیاوی جھگڑے ہیں' دینی مناظرے جائز ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقامات میں جیسے نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ ویسے ہی گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہو جاتا ہے' مکہ معظمہ میں نیکی کا ثواب اگر ایک لاکھ ہے تو گناہ کا عذاب بھی ایک لاکھ فسق و فجور تو ہر جگہ

مَّرِيضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ

بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے [۱] تو بدلہ دے روزے

اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۟ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ

یا خیرات یا قربانی [۲] پھر جب تم اطمینان سے ہو [۳] تو جو حج سے عمرہ ملانے

اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

کا فائدہ اٹھائے [۴] اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے مقدور نہ ہو

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ

تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے [۵] اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى

یہ پورے دس ہوئے یہ حکم [۶] اس کے لئے ہے جو مکہ کا رہنے والا

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ

نہ ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب

الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ

سخت ہے حج کے کئی مہینے ہیں جانے ہوئے [۷] تو جو ان میں حج کی نیت کرے [۸]

الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا

تو نہ عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو نہ کوئی گناہ نہ کسی سے جھگڑا حج کے وقت [۹]

تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ

تک [۱۰] اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ

الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

پرہیزگاری ہے [۱۱] اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو [۱۲] تم پر کچھ گناہ نہیں

جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ

کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو [۱۳] تو جب عرفات

ع ۸ | ۲۴ — وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہی گناہ ہے مگر حج میں مکہ معظمہ میں زیادہ گناہ ہے اس لئے فی الحج کی قید لگائی گئی اس کے معنی یہ نہیں کہ حج کے بعد بے خوف فسق و فجور لڑائی جھگڑے کیا کرو ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اسباب سفر ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ ضروری ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ حج کے لئے بھیک مانگنا قرض لینا جائز نہیں' جب مال ہو تو حج کرے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقیری ہزار گناہوں کا سبب ہے' فقیر چور' ڈاکو' بھکاری بن جاتا ہے فرمایا گیا کہ حج میں توشہ ساتھ رکھو تاکہ متقی رہو' چوری اور بھیک سے بچو ۱۲۔ معلوم ہوا کہ عقل وہی ہے جو اللہ سے خوف پیدا کرے۔ جس عقل سے دنیا بنے دین نہ بنے وہ بے عقلی ہے عقل نہیں' ابوجہل بے عقل تھا اور حضرت بلال عقلمند تھے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حج میں تجارت کرنا کرایہ پر اونٹ لے جانا جائز ہے اس سے حج میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بشرطیکہ ارکان حج ادا کرنے میں کوئی کمی نہ آنے پائے۔ اس

(بقیہ صفحہ ۴۷) سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کا اجرت پر نماز پڑھانا۔ اجرت پر مسجد کی خدمت کرنا نماز کو خراب نہیں کرے گا۔ عرس بزرگان میں دوکانیں لے جانا وہاں جائز کاروبار کرنے کی بھی دلیل یہ آیت ہے' حج میں دکانیں بازار کاروبار سب ہوتے ہیں' یہ آیت ان لوگوں کے جواب میں نازل ہوئی جو حج میں تجارتی کاروبار کو برا سمجھتے تھے وہ کہتے تھے کہ عبادت میں دنیا کو شامل نہ کرو'

مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَ

سے پلٹو ۱ے تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس ۲ے اور

اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ

اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی ۳ے اور بیشک اس سے پہلے تم

الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ

بہکے ہوئے تھے ۴ے پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے

وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۹﴾ فَاِذَا

ہیں ۵ے اور اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر جب

قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ

اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے

اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا

۶ے بلکہ اس سے زیادہ اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں

فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَ مِنْهُمْ

دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ۷ے اور کوئی یوں

مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ

کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں

حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ

بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا ۸ے ایسوں کو ان کی کمائی

مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ

سے بھاگ ہے ۹ے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے ۱۰ے اور اللہ کی یاد کرو

فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَاۤ

گنے ہوئے دنوں میں ۱۱ے تو جو جلدی کرکے دو دن میں چلا جائے تو اس پر کچھ

النصف

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حج میں عرفات جانا فرض ہے کیونکہ عرفات سے لوٹنا جب ہی ہو سکتا ہے جب پہلے وہاں پہنچ جاوے' دوسرے یہ کہ امیر و فقیر ارکان حج میں سب برابر ہیں اسلام سے پہلے امیر لوگ مزدلفہ میں ہی ٹھہر جاتے تھے غریب لوگ عرفات جاتے تھے۔ رب نے سب سے خطاب کیا کہ تم سب عرفات سے چلو۔ عرفات عرف سے بنا۔ جس کے معنی ہیں پہچاننا اور اعتراف و اقرار کرنا۔ حضرت آدم بی بی حوا سے اس جگہ ملے۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو پہچانا۔ نیز اسی جگہ پر حاجی اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں لہٰذا اس جگہ کو عرفات اور اس دن کو عرفہ کہا گیا ۲۔ حج میں مزدلفہ میں قیام واجب ہے اور مشعر حرام پہاڑ کے پاس ٹھہرنا افضل ہے وہاں اللہ کا ذکر زیادہ چاہیے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مقامات پر وہ دعائیں پڑھی جائیں اور وہ ذکر کئے جائیں جو حضور سے منقول ہوں کہ رب نے اسی کی ہدایت فرمائی تا کہ ذکر کے اثر کے ساتھ زبان کی تاثیر بھی جمع ہو جائے اور بہت مفید ہو ۴۔ کہ تم عقائد' اعمال' عبادات' معاملات سب باتوں میں غلطی کرتے تھے۔ حضور کے صدقہ سے تمہاری بگڑی بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور اللہ کی بڑی نعمت ہیں اس کا بڑا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ ۵۔ یہاں افیضوا میں قریش سے خطاب ہے اور الناس سے عام حجاج مراد ہیں۔ یعنی قریشیو! تم بھی عرفات جایا کرو اور دیگر حاجیوں کے ساتھ وہاں سے ہی واپس پلٹا کرو ۶۔ معلوم ہوا کہ ذکر بالجہر اچھی چیز ہے کیونکہ حکم دیا گیا کہ حج سے فارغ ہو کر رب کا ویسے ہی ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادوں کا کرتے تھے۔ اور کفار عرب اپنے باپ داداؤں کا ذکر علانیہ طور پر مجمع لگا کر کرتے تھے۔ تو اب اللہ کا ذکر بھی علانیہ کرنا چاہیے۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف دنیا طلب کرنا بری چیز ہے ہر عبادت میں ہر دعا میں اللہ کی رضا کی تلاش کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ دوسرے سخی تو مانگنے پر ناراض ہوتے ہیں' رب ایسا کریم ہے کہ نہ مانگنے یا کم مانگنے پر ناراض ہوتا ہے۔ لہٰذا خوب مانگو' اور ہر وقت مانگو۔ خیال رہے کہ یہ آیت ان کافروں کے لئے ہے جو آخرت کے قائل نہ تھے۔ اس لئے صرف دنیا چاہتے تھے۔ لہٰذا ارشاد ہوا کہ انہیں آخرت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ ۸۔ یہ دعا جامع الدعوات ہے کہ تھوڑے لفاظ میں دین و دنیا کی تمام بھلائیاں اس میں مانگی گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا بھی کسب اور عمل ہے دوسرے یہ کہ ہر نیک عمل کے ساتھ دعا مانگنا بہتر ہے' اس لئے نماز جنازہ کے بعد دعا مانگی جاتی ہے۔ کہ نماز جنازہ بھی نیک عمل ہے ۱۰۔ یعنی عنقریب حساب لے گا۔ نیکیوں میں جلدی کرو یا تمام خلقت کا حساب چند ساعتوں میں لے گا۔ قیامت کا باقی دن حضور کی عزت افزائی نعت خوانی اور اظہار عظمت میں صرف ہو گا۔ کیونکہ یہی قیامت کا اصل مقصود ہے۔ رب فرماتا ہے عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۱۱۔ یعنی ایام تشریق میں منیٰ میں ٹھہر کر اللہ کا ذکر کرو۔ ذکر اللہ سے اللہ کی عبادت' تکبیر کہنا مراد ہے کیونکہ حج کا تلبیہ تو دسویں ذی الحجہ جمرہ عقبہ

(بقیہ صفحہ ۴۸) پر کنکر مارتے ہی ختم ہو گیا۔
۱۔ معلوم ہوا کہ منیٰ سے بارہ ذی الحجہ کو بھی واپس آ سکتے ہیں اور تیرہ کو بھی، تیرہ کو واپس آنا افضل ہے۔ اور تیرھویں تاریخ کو رمی جمار زوال سے پہلے بھی کر سکتے ہیں تفصیل کتب فقہ میں ہے، مگر تیرھویں کا قیام تقویٰ کے لئے ہو۔ اپنے نام و نمود کے لئے نہ ہو ۲۔ شان نزول یہ آیت اخنس ابن شریق منافق کے متعلق نازل ہوئی جو حضور کی مجلس شریف میں بہت چکنی چپڑی باتیں بناتا تھا۔ اور حضور کی محبت کا دم بھرتا تھا۔ اور غائبانہ مسلمانوں میں فساد پھیلاتا۔ اور ان کے مال مویشی ہلاک کرتا اور،

إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۗ
گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لئے ؎۱
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ
اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے اور بعض
النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
آدمی وہ ہے کہ دنیا کی زندگی میں اس کی بات تجھے بھلی لگے ؎۲ اور
يُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾
اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ لائے ؎۳ اور وہ سب سے بڑا کر جھگڑالو ہے ؎۴
وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ
اور جب پیٹھ پھیرے تو زمین میں فساد ڈالتا پھرے اور کھیتی اور
الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾ وَاِذَا قِيْلَ
جانیں تباہ کرے اور اللہ فساد سے راضی نہیں اور جب اس سے کہا جائے
لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۗ
کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی ؎۵ ایسے کو دوزخ کافی ہے
وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ
اور وہ ضرور بہت برا بچھونا ہے اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے
ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾
اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے ؎۶
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۠ وَّلَا
اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہو ؎۷ اور
تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۗ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾
شیطان کے قدموں پر نہ چلو ؎۸ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ؎۹

ان کے مال میں آگ لگاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر عمل دعوئی محبت منافقوں کا طریقہ ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ جھوٹ پر اللہ کو گواہ لانا یا اس کی قسم کھانا جرم پر جرم ہے بلکہ حرام چیز پر اللہ کا ذکر کرنا حرام ہے شراب پینے یا جوا کھیلنے یا رشوت لینے پر بسم اللہ نہ پڑھے کہ اس سے رب کے نام کی توہین ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ زیادہ چکنی چپڑی باتیں کرنے والے اکثر دل کے چور ہوتے ہیں۔ دیکھو اخنس ابن شریق زبان کا بہت میٹھا تھا مگر عمل کا خراب تھا۔ اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ انسان کو معاملات سے آزماؤ نہ کہ زبان سے۔ ہر چمکنے والا سونا نہیں ۵۔ یعنی وہ منع کرنے پر اور زیادہ گناہ و فساد کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ عالم کی بات ماننا میری عزت کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا کہ چھوٹے گناہ پر اڑ جانا گناہ کبیرہ ہے ۶۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت صہیب ابن سنان رومی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے ہوئے راستہ میں مشرکین کے گھیرے میں آ گئے۔ اور اپنے سارے مال کا پتہ مشرکوں کو دے کر ان سے چھوٹے اور مدینہ منورہ پہنچے اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ کہ ان کی نیکیوں کی قبولیت قرآن میں آ گئی۔ دوسروں کو یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو سکتا ہے ۷۔ شان نزول۔ سیدنا عبداللہ ابن سلام یہود کے سردار تھے۔ اور ان کے دین میں اونٹ کا گوشت حرام تھا اسلام لانے کے بعد آپ نے اونٹ کے گوشت سے اس لئے پرہیز کیا کہ اسلام میں اس کا کھانا فرض نہیں اور یہودیت میں حرام ہے لہٰذا اس کے نہ کھانے سے ہم پر کوئی گناہ نہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری جس میں بتایا گیا کہ اسلام میں دوسرے دینوں کی رعایت کرنا ٹھیک نہیں۔ پکے مسلمان بنو۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈوانا۔ مشرکوں کا سا لباس پہننا ایمانی کمزوری کی علامت ہے جب مسلمان ہو گئے تو سیرت و صورت میں ہر طرح مسلمان ہو۔ گندے گلاس میں اچھا شربت نہیں پیا جاتا۔ مشرکوں کی سی صورت میں قرآن پڑھنا مناسب نہیں۔ اپنے ظاہر و باطن دونوں کو سنبھالو۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کا دوسرے مذاہب، یا دوسرے دین والوں کی رعایت کرنا شیطانی دھوکے میں آنا ہے۔ اونٹ کھانا اسلام میں فرض نہیں۔ مگر یہودیت کی رعایت کے لئے نہ کھانا بڑا سخت جرم ہے۔ ہندوستان میں گائے کی قربانی ہندوؤں کو راضی کرنے کے لئے بند کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔ یا کسی جگہ اذان بند کرنا یا اذان آہستہ آواز سے دینا سب اسی میں داخل ہے۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا
اور اگر اس کے بعد بھی بچلو کہ تمہارے پاس روشن حکم آچکے تو جان لو

اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ
کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے ۱؎ کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہی کہ اللہ کا عذاب

اللّٰهُ فِىْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِىَ الْاَمْرُ ؕ
آئے ۲؎ چھائے ہوئے بادلوں میں اور فرشتے اتریں اور کام ہو چکے

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾ سَلْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اور سب کاموں کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔ بنی اسرائیل سے پوچھو ۳؎

كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ
ہم نے کتنی روشن نشانیاں انہیں دیں اور جو اللہ کی

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُيِّنَ
آئی ہوئی نعمت کو بدل دے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے ۴؎ کافروں

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ
کی نگاہ میں دنیا کی زندگی آراستہ کی گئی ۵؎ اور مسلمانوں سے ہنستے ہیں ۶؎ اور

اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ
ڈر والے ان سے اوپر ہوں گے قیامت کے دن ۷؎ اور خدا جسے چاہے

مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً
بے گنتی دے ۸؎ لوگ ایک دین پر تھے ۹؎ پھر اللہ

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ
نے انبیاء بھیجے ۱۰؎ خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے

مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا
ساتھ سچی کتاب اتاری ۱۱؎ کہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناواقفی کے گناہ کا اور حکم ہے اور واقف ہونے کے بعد گناہ کا کچھ اور حکم ہے' واقف کا گناہ سخت ہے ۲۔ اللہ آنے جانے سے پاک ہے' وہ مکان اور مکانیات سے مبرا ہے لہٰذا یہاں اس کے عذاب یا رحمت کا آنا مراد ہے۔ نیکوں پر رحمت' بروں پر عذاب آتا ہے لہٰذا یہاں عذاب پوشیدہ ہے۔ مضاف الیہ اس کا قائم مقام ہے۔ ۳۔ یہ پوچھنا انہیں قائل کرنے اور شرمندہ کرنے کے لئے ہے۔ اور ان کی اپنی نافرمانیوں اللہ کی مہربانیوں کا اقرار کرانے کے لئے ہے ۴۔ یہود نے توریت کی ان آیات میں خصوصیت سے تحریف و تبدیلی کی۔ جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مذکور تھے ان کے متعلق یہ ارشاد ہوا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آیات اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں۔ ان میں لفظی یا معنوی تحریف کرنا بڑے عذاب کا باعث ہے۔ اس سے غلط مفسرین کو عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ ۵۔ دنیا کی زندگی وہ ہے' جو نفس کی خواہشات میں صرف ہو اور جو توشہ آخرت جمع کرنے میں خرچ ہو وہ بفضلہ تعالیٰ دینی زندگی ہے۔ اس میں وہ لوگ داخل ہیں جو آخرت سے غافل ہیں ۶۔ معلوم ہوا، کہ غریب مسلمانوں کا مذاق اڑانا کسی مومن کو ذلیل یا کمینہ جاننا کافروں کا طریقہ ہے۔ فاسق و کافر اگرچہ مالدار ہے' ذلیل ہے۔ مومن اگرچہ غریب ہو کسی قوم سے ہو عزت والا ہے بشرطیکہ متقی ہو۔ ۷۔ خیال رہے کہ قیامت کے دن متقیوں کی عزت کا ظہور ہو گا۔ یہ جنت میں ہوں گے اور کفار دوزخ میں' ورنہ حقیقۃً آج بھی متقی فاسقوں سے اوپر ہیں۔ رب فرماتا ہے اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۸۔ یعنی دنیا میں مطلب یہ ہے کہ دنیا میں مال کی زیادتی محبوبیت کی علامت نہیں۔ بہت دفعہ کافر مالدار ہو جاتے ہیں مومن غریب' امام حسین شہید ہو گئے۔ یزیدیوں کی بظاہر فتح ہوئی۔ محبوبیت کی علامت توفیق خیر ہے۔ ۹۔ حضرت حسن ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک وقت وہ بھی گزرا ہے' جب نور نبوت دنیا سے غائب ہو چکا تھا۔ اور لوگ سب کافر ہو گئے تھے۔ تب اللہ نے پیغمبر بھیجے (تفسیر کبیر) یا یہ مطلب ہے کہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک لوگ مومن رہے پھر ان میں اختلاف نمودار ہوا۔ بعض مومن بعض کافر ہوئے پھر رب نے پیغمبر بھیجے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اتفاق و اتحاد توڑنے کے لائق ہیں' اگر لوگ فسق و فجور' کفر و شرک میں اتفاق کرلیں تو اسے توڑ دینا چاہیے۔ یہ تنظیم اچھی نہیں' تنظیم خیر پر اچھی ہے۔ ۱۱۔ معهم فرمایا۔ عَلَيْهِمْ نہ فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو کہ ہر نبی پر علیحدہ نئی کتاب نہ اتری۔ بعض پر نئی آئی اور بعض پہلی کتاب کی تبلیغ فرماتے تھے۔ خیال رہے کہ کتابیں کل چار اتریں اور صحیفے ایک سو دس آدم علیہ السلام پر تیس' حضرت شیث علیہ السلام پر' پچاس حضرت ادریس علیہ السلام پر دس حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دس۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس۔

فِيهِ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ

کردے اور کتاب میں اختلاف انہیں نے ڈالا جن کو دی گئی تھی بعد اس کے

مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۖ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ

کہ ان کے پاس روشن حکم آچکے ۱ آپس کی سرکشی سے تو اللہ نے ایمان والوں کو وہ حق بات

آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَاللَّهُ

سوجھا دی جس میں جھگڑ رہے تھے ۲ اپنے حکم سے اور اللہ

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۲۱۳﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ

جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے ۳ کیا اس گمان میں ہو

أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا

کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد

مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا

نہ آئی ۴ پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے

حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ

یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے

نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ ﴿۲۱۴﴾ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

گی اللہ کی مدد ۵ سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے ۶ تم سے پوچھتے ہیں کیا

يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ

خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو ۷ تو وہ ماں باپ

وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ

اور قریب کے رشتہ داروں ۸ یتیموں اور محتاجوں اور راہ گیر کے لئے ہے

وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿۲۱۵﴾ كُتِبَ

اور جو بھلائی کرو ۹ بے شک اللہ اسے جانتا ہے

۱۔ یعنی بے پڑھے لوگوں نے تو انبیا کی اطاعت کی اور پڑھے لکھوں کا بیڑا غرق ہوا۔ صرف اس لئے کہ کہیں ہماری آمدنی یا عزت میں فرق نہ آجائے۔ یہ اہل علم انبیاء کے مخالف ہوتے رہے' اس میں حضور کو تسلی ہے۔ کہ اگر عام علماء یہود آپ کی مخالفت کرتے ہیں تو آپ ملول نہ ہوں۔ پہلے ہی سے یہ دستور رہا ہے' ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھگڑالو وہ کہلائے گا جو باطل پر ہو۔ علماء حقانی جھگڑالو نہیں' پولیس اور ڈاکوؤں میں جنگ ہو تو پولیس جھگڑالو نہیں بلکہ ڈاکو جھگڑالو ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ہدایت ربانی دستگیری نہ کرے تو علم نرا جھگڑا اور فساد ہے۔ اگر رب کے فضل کے ساتھ ہو تو جھگڑے دفع کرنے والا ہے۔ کبھی علم بھی گمراہی کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسے شیطان کا علم۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدھے راستہ کی ہدایت رب کے فضل سے ملتی ہے۔ علم' نسب' قوم' نبی کی اولاد ہونا اس کے لئے کافی نہیں ۴۔ شان نزول۔ احزاب کے دن مسلمانوں کو سخت بھوک' سردی' خوف پہنچے ان کی تسلی کے لئے یہ آیات نازل ہوئیں ۵۔ یہ کلمہ انتہائی شدت کے وقت ان حضرات کے منہ سے نکلا۔ نہ کسی شبہ کی بنا پر نکلا' نہ رب پر ناراضگی کی وجہ سے اس سے معلوم ہوا۔ کہ بے قرار کا یہ کہنا کہ خدایا! تو کب ہماری مدد کرے گا۔ یہ بھی ایک قسم کی دعا ہے۔ دعا کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ ۶۔ یعنی انبیاء کرام اور مومنین سے کہا گیا کہ مت گھبراؤ نصرت الٰہی قریب ہے۔ یا اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام! اللہ کی مدد قریب ہے ۷۔ اس سے اشارۃً دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ راہ خدا میں حلال مال خرچ کرے۔ جیسا کہ خیر سے معلوم ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ، شب برات کا حلوہ اور میت کی فاتحہ اس کھانے پر کرنا جو میت کو مرغوب تھی اس سے مستنبط ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی زندگی میں خیرات کرنا بہت اچھا ہے۔ جیسا کہ اَنْفَقْتُمْ سے معلوم ہوا ۸۔ معلوم ہوا کہ صدقہ اور خیرات پہلے قرابت داروں کو دو۔ پھر دوسروں کو۔ البتہ زکوٰۃ ماں باپ اور اپنی اولاد یا اپنی بیوی یا خاوند کو نہ دے۔ باقی کو دے سکتا ہے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف مالی عبادت پر قناعت نہ کرے بلکہ ہر قسم کی عبادت کرے کیونکہ مَآ اَنْفَقْتُمْ کے بعد مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فرمایا گیا۔ دوسرے یہ کہ ہر عبادت میں صرف فرائض پر کفایت نہ کرے۔ نوافل بھی ادا کرے' جیسا کہ مِنْ خَيْرٍ سے معلوم ہوا۔ فرائض روحانی غذائیں اور نوافل روحانی میوے ہیں' پھل فروٹ وغیرہ۔

عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا

تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے ل اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری

شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ

لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ

شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ

تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۲ تم سے پوچھتے ہیں

عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۗ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ

ماہ حرام میں لڑنے کا حکم تم فرماؤ اس میں لڑنا بڑا

كَبِيْرٌ ۗ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ

گناہ ہے ۳ اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس پر ایمان نہ لانا اور مسجد حرام

الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

سے روکنا اور اسکے بسنے والوں کو نکال دینا اللہ کے نزدیک یہ گناہ اس سے بھی بڑے ہیں ۴

وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ

اور ان کا فساد قتل سے سخت تر ہے ۵ اور ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے

حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۗ وَمَنْ

یہاں تک کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں اگر بن پڑے ۶ اور تم میں جو

يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ

کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان لوگوں

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ

کا کیا اکارت گیا ۷ دنیا میں اور آخرت میں ۸ اور وہ دوزخ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

والے ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا وہ جو ایمان

ا۔ یعنی نفس پر بھاری نہ کہ ناپسند۔ اس لئے صحابہ کرام رب کے حکم کو ناپسند نہ کرتے تھے۔ ناپسندیدگی تو کفر ہے اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض ہے مگر جب کہ اس کے شرائط پائے جاویں یہ کبھی فرض کفایہ ہوتا ہے کبھی فرض عین۔ یہ بھی خیال رہے کہ فرض کے اسباب جمع کرنے بھی فرض ہوتے ہیں للذا جب جہاد فرض ہو تو جہاد کی تیاری بھی فرض ہے۔ رب فرماتا ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ ۲۔ انسان دنیاوی مصائب اور دعا قبول نہ ہونے پر رب سے ناراض نہ ہو۔ بلکہ سمجھے کہ اس میں میری ہی کوئی بہتری ہو گی۔ مریض میٹھی دوا مانگتا ہے۔ مگر طبیب کڑوی پلاتا ہے ۳۔ شان نزول۔ شروع اسلام میں سال میں چار ماہ جنگ حرام تھی۔ رجب' ذی قعدہ' ذی الحجہ اور محرم' مشرکین عرب بھی اس حرمت کے ہمیشہ سے قائل تھے۔ ایک بار عبداللہ بن جحش نے یکم رجب کو تیسویں جمادی الاخر سمجھ کر مشرکین سے جہاد کیا۔ اس پر بہت اعتراضات ہوئے تب یہ آیت کریمہ اتری۔ خیال رہے کہ رب نے صحابہ کے اس جہاد کو کبیرہ نہ فرمایا بلکہ عام حکم دیا۔ کیونکہ ان کا یہ جہاد غلطی سے تھا۔ اور کبیر لغوی معنی میں ہے نہ کہ بمعنی گناہ کبیرہ۔ کیونکہ اس وقت بھی ان مہینوں میں جنگ کرنا گناہ کبیرہ نہ تھا۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ مسجد میں عبادت کرنے سے بلاوجہ روکنا اور مسلمانوں کو ان کے وطن سے نکالنا سخت جرم اور بڑا گناہ ہے' دوسرے یہ کہ ایک مجرم دوسرے قصور وار کو طعنہ دینے کا حق نہیں رکھتا۔ تاوقتیکہ اپنے گناہوں سے باز نہ آ جائے۔ کیونکہ رب نے کفار سے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو ایک غلطی پر طعنہ دے رہے ہو اپنے گریبان میں منہ ڈالو۔ ۵۔ خلاصہ جواب یہ ہوا۔ کہ عبداللہ ابن جحش نے غلط فہمی کی بنا پر یہ جنگ کی للذا وہ گنہگار نہ ہوئے تم اپنی خبر لو۔ تم دیدہ دانستہ اتنے بڑے بڑے جرم کر کے مسلمانوں کی ادنیٰ غلطی پر اعتراض کرتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول بندوں پر جو اعتراض ہو رب اس کا جواب دیتا ہے۔ خود انہیں جواب کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس سے صحابہ کی شان معلوم ہوئی ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کبھی مومن کا دوست نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ صحابہ کرام پر بفضلہ تعالیٰ کافروں کا داؤ نہیں چل سکتا۔ ان کے ایمان محفوظ ہیں جیسا کہ اِنِ اسْتَطَاعُوْا سے معلوم ہوا۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ ارتداد سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں للذا اگر کوئی حاجی مرتد ہو جائے' پھر ایمان لائے تو وہ دوبارہ حج کرے۔ پہلا حج ختم ہو چکا۔ اس طرح زمانہ ارتداد میں جو نیکیاں کیں وہ قبول نہیں۔ کافر اصلی کی نیکیاں بعد قبول اسلام قابل ثواب ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتد کی توبہ قبول ہے۔ اگرچہ وہ اصل کافر سے سخت تر ہے ۸۔ مرتد کے اعمال دنیا میں تو اس طرح برباد ہوتے ہیں۔ کہ عورت نکاح سے نکل جاتی ہے۔ وہ اپنے کسی رشتہ دار کی میراث نہیں پاتا۔ اس کا مال مال غنیمت بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے قتل کا حکم ہے' اس کے ساتھ محبت کے سارے تعلقات حرام ہو جاتے ہیں۔ اس کی کسی طرح کی مدد کرنا جائز نہیں۔ اور آخرت میں اس طرح برباد ہوتے ہیں کہ ان کی کوئی جزا نہیں۔ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو خاتمہ بالخیر نصیب کرے۔

ف خیال رہے کہ رب نے مختلف مقامات پر مختلف اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔ کبھی صرف نماز و روزہ کبھی زکوۃ کا، کبھی ہجرت کا، کبھی جہاد کا بھی، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیات مختلف موقعوں پر اتریں۔ جب صرف نماز و زکوۃ ہی فرض ہوئی تھی تب صرف ان ہی کا ذکر فرمایا گیا اور جب روزہ یا ہجرت و جہاد بھی فرض ہو گئے تو ان کا بھی ذکر فرمایا گیا۔ لہٰذا آیات میں کسی قسم کا تعارض نہیں ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کبھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ امید رکھتا ہے جس میں خوف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اصلی بخشش صرف رحمت الٰہی سے ہوگی نہ کہ نیک اعمال سے، تیسرے یہ کہ سچی امید وہ ہے جو اعمال کرنے کے بعد ہو۔ اعمال چھوڑنا پھر امید کرنا مذاق ہے امید نہیں ۳۔ مجاہدین اسلام جو عبداللہ ابن جحش کی سرکردگی میں جہاد کو گئے اور غلطی سے رجب کی پہلی تاریخ میں جہاد کر بیٹھے اور پچھلی آیت میں ان کی معافی کا اعلان ہوا تو بعض نے سمجھا کہ اچھا اس جنگ میں گناہ تو نہ ہوا مگر ثواب بھی نہ ملے گا۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں اعلان ہوا۔ کہ یہ حضرات ثواب کے مستحق ہیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مجتہد اگر غلطی کرے تب بھی ثواب کا مستحق ہے دوسرے یہ کہ غلطی سے نماز خلاف قبلہ کی طرف ہو جائے یا بے خبری میں روزہ ان دنوں میں رکھ لیا جائے جن میں روزہ منع ہے پھر پتہ لگے تو یہ عبادتیں درست ہیں اور ثواب کا باعث ہیں ۴۔ جوئے کو میسر اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہارنے والے کا مال آسانی سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جس چیز میں مال کا جانا آنا شرط غیر معلوم پر موقوف ہو تو وہ جوا ہے لہٰذا اس زمانے کی معمہ بازی خالص جوا ہے اسی طرح سٹہ اور وہ تجارتیں جن میں مالی ہار جیت ہے سب حرام ہیں ایسے ہی تاش شطرنج وغیرہ ۵۔ کہ کفار ان کے ذریعے سے کچھ روپے کما لیتے ہیں ۶۔ اس میں اشارۃً دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ یہ آیت شراب کے حرام ہونے کے بعد نازل ہوئی، ورنہ اسے گناہ نہ کہا جاتا۔ دوسرے یہ کہ شراب نوشی کا کبیرہ گناہ ہونا اضافی ہے یعنی نفع سے گناہ زیادہ۔ ورنہ شراب نوشی و جوا گناہ صغیرہ ہیں جو ہمیشگی سے کبیرہ بن جاتے ہیں ۷۔ یہاں ایک فعل چھپا ہوا ہے۔ یعنی ضروریات سے بچا ہوا خیرات کرو اگر یہ امر وجوب کے لئے ہے تو زکوۃ کی آیت سے منسوخ ہے اور اگر استحباب کے لئے ہے تو اب بھی باقی ہے۔ کیونکہ نفلی صدقے دینا بھی ثواب ہے ۸۔ یعنی اپنی ضروریات کو سوچ لو اور فاضل کو بھی۔ اگر تخمینہ میں غلطی ہو گئی تو معافی ہے۔ ۹۔ یتیم وہ نابالغ بچہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو، اگر اس کے پاس مال ہو اور اپنے کسی ولی کی پرورش میں ہو اس کے احکام اس آیت میں مذکور ہیں کہ ولی خواہ اس یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر اس پر خرچ کرے یا علیحدہ رکھ کر

اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ

لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کیلئے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے ۱

اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲۱۸)

وہ رحمت الٰہی کے امید وار ہیں ۲ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۳

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ

تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں ۴ تم فرماؤ کہ ان دونوں میں

كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ

بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ دنیوی نفع بھی ۵ اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا

وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ

ہے ۶ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو فاضل بچے ۷ اسی طرح

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ (۲۱۹) فِي

اللہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم دنیا اور آخرت کے کام

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ

سوچ کر کرو ۸ اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں ۹ تم فرماؤ

اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ؕ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ

ان کا بھلا کرنا بہتر ہے ۱۰ اور اگر اپنا ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

۱۱ اور خدا خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اللہ چاہتا تو

لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۲۲۰) وَلَا تَنْكِحُوا

تمہیں مشقت میں ڈالتا بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے اور شرک والی عورتوں

الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ

سے نکاح نہ کرو جب تک مسلمان نہ ہو جائیں ۱۲ اور بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ

جس میں یتیم کی بہتری ہو۔ لیکن ملانا خراب نیت سے نہ ہو ۱۰۔ اگرچہ اس آیت کا نزول یتیموں کی مالی اصلاح کے بارے میں ہوا۔ مگر لفظ اصلاح میں ساری مصلحتیں داخل ہیں۔ یتیموں کے اخلاق، اعمال، تربیت، تعلیم سب کی اصلاح کرنی چاہیے۔ یوں سمجھو کہ یتیم سارے اولیا بلکہ ساری مسلم قوم کی اولاد ہیں ۱۱۔ کیونکہ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان آپس میں بھائی ہیں اور بھائی کا مال بھائی کو جائز طریقہ سے کھانا جائز ہے۔ لہٰذا اگر ان کے آٹے نمک وغیرہ کا کچھ حصہ ملانے سے تمہارے شکم میں پہنچ گیا تو تم پر کوئی پکڑ نہیں ۱۲۔ شان نزول۔ یہ آیت مرثد غنوی کے حق میں اتری۔ جس کا زمانہ جاہلیت میں ایک عورت عناق سے تعلق تھا۔ یہ مسلمان ہو کر مدینہ منورہ ہجرت کر کے آ گئے اور پھر خفیہ طور پر مسلمانوں کو مکہ سے نکالنے کے لئے مکہ بھیجے گئے۔ عناق کو ان کے آنے کی خبر ہوئی۔ وہ آئی اور طالب وصال ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور اسلام میں زنا حرام ہے، تو وہ بولی اچھا مجھ سے نکاح کر لو۔

مِنۡ مُّشۡرِکَۃٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَتۡکُمۡ ۚ وَلَا تُنۡکِحُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ
سے اچھی ہے اگرچہ وہ تمہیں بھاتی ہو اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو
حَتّٰی یُؤۡمِنُوۡا ؕ وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَیۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِکٍ وَّلَوۡ
جب تک وہ ایمان نہ لائیں ۲ اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ
اَعۡجَبَکُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ یَدۡعُوۡنَ اِلَی النَّارِ ۚۖ وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا
تمہیں بھاتا ہو وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں ۳ اور اللہ جنت اور
اِلَی الۡجَنَّۃِ وَالۡمَغۡفِرَۃِ بِاِذۡنِہٖ ۚ وَیُبَیِّنُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ
بخشش کی طرف بلاتا ہے اپنے حکم سے ۳ اور اپنی آیتیں لوگوں کیلئے بیان کرتا ہے
لَعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۲۱﴾ وَیَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡمَحِیۡضِ ؕ
کہ کہیں وہ نصیحت مانیں اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم
قُلۡ ہُوَ اَذًی ۙ فَاعۡتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الۡمَحِیۡضِ ۙ وَلَا
تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے
تَقۡرَبُوۡہُنَّ حَتّٰی یَطۡہُرۡنَ ۚ فَاِذَا تَطَہَّرۡنَ فَاۡتُوۡہُنَّ
نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں پھر جب پاک ہو جائیں ۵ تو ان کے پاس
مِنۡ حَیۡثُ اَمَرَکُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ
جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا ۶ بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے
وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُکُمۡ حَرۡثٌ لَّکُمۡ ۪ فَاۡتُوۡا
والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو
حَرۡثَکُمۡ اَنّٰی شِئۡتُمۡ ۫ وَقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ
آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو ۷ اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو ۸ اور اللہ سے ڈرتے رہو
وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّکُمۡ مُّلٰقُوۡہُ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۲۲۳﴾ وَلَا تَجۡعَلُوا
اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو اور اللہ کو اپنی

(بقیہ صفحہ ۵۳) آپ نے فرمایا' یہ بھی حضور سے پوچھ کر۔ واپس آکر آپ نے یہ مسئلہ حضور سے دریافت کیا۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری' خیال رہے کہ مش
سے مراد اہل کتاب کے سوا تمام کافر عورتیں ہیں۔ کیونکہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال ہے' باقی تمام کافر عورتوں سے حرام۔ ہاں اگر مسلمان عورت عیسائی
جائے تو اس سے بھی نکاح حرام ہے کہ وہ مرتدہ ہے' اہل کتاب نہیں۔
۱۔ یہاں مشرک سے مراد کافر ہے۔ کیونکہ مومنہ عورت کا نکاح کسی کافر مرد سے جائز نہیں۔ اسی طرح اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ میں شرک سے مراد کفر ہے حضور کا منک
مشرک ہے اگرچہ خدا کو ایک مانے۔ جیسے شیطان ۲۔ تو ممکن ہے کہ اگر مومنہ عورت کافر کے نکاح میں جاوے تو وہ اسے کافر بنائے۔ اس میں دینی خطرہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کے ساتھ بھی مومنہ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ جیسے شیعہ' مرزائی' قادیانی' چکڑالوی وغیرہ۔ اس کے تجربے ہو بھی چکے ہیں' کہ ایسے نکاح کامیاب نہیں ہوتے۔ ۳۔ اس پوری آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ مومن و کافر کفو نہیں اگرچہ رشتہ دار ہوں۔ دوسرے یہ کہ اگر مشرکہ عورت اہل کتاب بن جاوے تو اس سے مسلمان مرد نکاح کر سکتا ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورت سے مسلمان مرد کا نکاح حلال ہے۔ تیسرے یہ کہ مشرک مرد اگر عیسائی ہو جائے تو اس سے مسلمان عورت کا نکاح درست نہیں۔ چوتھے یہ کہ کفار کی صحبت مسلمان کو جائز نہیں' کیونکہ وہ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں پانچویں یہ کہ اللہ تعالٰی کے احکام ہزارہا حکمت پر مبنی ہیں' اگرچہ ہمیں اس کی خبر نہ ہو' وہ ہمیں جنت کی طرف بلاتا ہے' ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت سے لواطت حرام ہے' کیونکہ حیض کی حالت میں بالکل علیحدگی کا حکم دیا گیا۔ اگر یہ حلال ہوتی۔ تو اس کا استثناء فرما دیا جاتا۔ نیز جیسے حیض گندگی ہے' ویسے ہی لواطت گندگی ہے علت ایک رہے تو حکم بھی ایک۔ ۵۔ اگر دس دن سے کم میں حیض بند ہو تو غسل کے بعد یا بقدر غسل دیر سے' اور اگر دس دن پر بند ہو' تو فوراً صحبت کر سکتے ہو' اس لئے تطهرن کے معنی ہیں کہ خوب پاک ہو جائیں یعنی غسل بھی کر لیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ عورت سے لواطت حرام ہے۔ کیونکہ صحبت کرنے میں قید لگائی گئی من حیث امرکم اللہ کی' اور اللہ کا حکم ادھر نہیں ۷۔ لیٹ کو بیٹھ کر' کھڑے کھڑے' بشرطیکہ صحبت صرف فرج میں ہو۔ کیونکہ یہ ہی راستہ کھیتی ہے' جس سے اولاد ہوتی ہے غرضیکہ یہاں انّٰی کیفیت کے عموم کے لئے ہے' نہ کہ محل صحبت کے عموم کے لئے۔ لڑکے سے لواطت کی حرمت کی صریح آیت موجود ہے۔ ۸۔ یعنی بیویوں میں مشغول ہو کر عبادات سے غافل ہو جاؤ۔ یا صحبت سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرو' تا کہ اولاد نیک ہو۔ بغیر بسم اللہ کے صحبت میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے۔

اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا

قسموں کا نشانہ نہ بنا لو لہ کہ احسان اور پرہیزگاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی

بَیْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۴﴾ لَا یُؤَاخِذُکُمُ

قسم کر لو ئہ اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا

اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْۤ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا

ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے تہ ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو

کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِیْنَ

کام تمہارے دلوں نے کئے ئہ اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے وہ جو قسم کھا

یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِہِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَۃِ اَشْھُرٍ ۚ فَاِنْ

بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی ۵ انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر

فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ

اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے تہ اور اگر چھوڑ دینے کا ارادہ پکا کر لیا

فَاِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۲۷﴾ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ

ئہ تو اللہ سنتا جانتا ہے اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے

بِاَنْفُسِہِنَّ ثَلٰثَۃَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا یَحِلُّ لَہُنَّ اَنْ یَّکْتُمْنَ

رہیں تین حیض تک ئہ اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو

مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِیْۤ اَرْحَامِہِنَّ اِنْ کُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰہِ

اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا ۹ہ اگر اللہ اور قیامت پر ایمان

وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُہُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّہِنَّ فِیْ ذٰلِکَ

رکھتی ہیں اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے

اِنْ اَرَادُوْۤا اِصْلَاحًا ؕ وَلَہُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْہِنَّ

پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے نہ اگر ملاپ چاہیں اور عورتوں کا حق بھی ایسا ہی ہے جیسا

۱۔ عبداللہ ابن رواحہ نے قسم کھائی تھی کہ میں اپنے بہنوئی نعمان ابن بشیر سے نہ کلام کروں گا نہ ان کے گھر جاؤں گا اور ان کے مخالفین سے ان کی صلح نہ کراؤں گا۔ اس پر یہ آیت اتری' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زیادہ قسمیں کھانا برا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اچھے کام کے لئے قسم کھائی جائے تو قسم توڑ دے' پھر کفارہ دے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زیادہ قسمیں کھانا منع ہے زیادہ قسموں سے رزق گھٹتا ہے دوسرے یہ کہ قسموں کو گناہ کرنے یا نیکی نہ کرنے کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے کہ ہم نماز کیسے پڑھیں ہم تو نہ پڑھنے کی قسم کھا چکے ہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں میں صلح کرانی بہترین عبادت ہے' جیسے ان میں فساد پھیلانا بدترین جرم ہے' ۳۔ ایسی بے قصدی قسم کو قسم لغو کہتے ہیں نہ اس میں کفارہ ہے نہ گناہ اور اگر گزشتہ چیز پر جھوٹی قسم کھائے تو گناہ ہے کفارہ نہیں اسے قسم غموس کہتے ہیں اور اگر آئندہ پر قسم کھا کر توڑ دے تو کفارہ ہے اسے قسم منعقدہ کہتے ہیں' ان قسموں کا ذکر دوسری جگہ آئے گا ۴۔ مذہب حنفی میں کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ سے یہ مراد ہے کہ دیدہ دانستہ جھوٹ پر قسم کھائے اگر کسی واقعہ پر سچ سمجھ کر قسم کھائی اور وہ غلط نکلا تو یہ قسم لغو ہے گناہ نہیں' امام شافعی کے نزدیک قسم لغو وہ ہے جو بلا قصد منہ سے نکل جائے' جیسے لکھنؤ والے بولتے ہیں' آیئے واللہ۔ جایئے واللہ' یہ واللہ شافعی مذہب میں قسم لغو ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایلاء صرف منکوحہ بیوی سے ہو سکتا ہے لونڈی سے نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ متعہ خالص زنا ہے کیونکہ ممتوعہ عورت بیوی نہیں ہوتی۔ اسی لئے مذہب شیعہ میں اس سے ایلاء نہیں ہو سکتا لہٰذا متعہ حرام ہے ۶۔ یہ قسم کھانا کہ میں اپنی بیوی سے چار ماہ تک صحبت نہ کروں گا اسے ایلاء کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قسم توڑے اور چار ماہ کے اندر صحبت کرے' یا منہ سے کہہ دے یا صحبت کا وعدہ کرے۔ تب تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے۔ ورنہ چار ماہ کے بعد عورت کو طلاق بائنہ پڑ جائے گی اس آیت میں اسی کا بیان ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ایلاء میں چار ماہ تک رجوع نہ کرے تو طلاق واقع ہو گی نکاح فسخ نہ ہو گا۔ لہٰذا اس کے بعد دوسری طلاق بھی پڑ سکتی ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ بالغہ عورت اپنے نفس کی خود مختار ہے' کسی ولی کو اس پر جبر کا حق نہیں کیونکہ یہاں نکاح سے روکے رکھنے کا خود عورتوں کا حکم دیا گیا۔ یہ نہ فرمایا گیا کہ اے ولیو' تم انہیں روکے رہو۔ مسئلہ :۔ طلاق میں اس عورت پر عدت واجب ہو گی جس کے ساتھ خلوت صحیحہ یا صحبت ہو چکی ہو۔ ورنہ نہیں جیسا کہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عدت والی عورت کو چاہیے کہ اپنا حمل یا حیض نہ چھپائے نہ اس میں غلطی بیانی کرے' ورنہ اگر غلط بیانی کی وجہ سے رجعت یا نکاح ثانی میں غلطی ہوئی۔ تو وہ گنہگار ہو گی۔ دوسرے یہ کہ عدت اور حمل وغیرہ میں صرف عورت ہی کا قول معتبر ہے' اگر خاوند کہتا ہے کہ ابھی عدت نہیں گزری وہ کہتی ہے کہ گزر گئی ہے اور مدت بھی اتنی گزر چکی ہے کہ جس میں عدت پوری ہو سکتی ہے تو عورت ہی کی بات مانی جائے گی۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ صرف رجوع کافی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق رجعی میں عورت کی مرضی ضروری نہیں۔ صرف مرد کا رجوع کافی ہے' ہاں ظلم کے لئے رجوع کرنا سخت برا ہے۔ بلکہ نبھانے کے لئے رجوع کرنا چاہیے۔

بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ
ان پر ہے شرع کے موافق لہ اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے ۲ اور اللہ غالب

حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾ اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ
حکمت والا ہے یہ طلاق دو بار تک ہے ۳ پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا

تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ
نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے ۴ اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں

اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ
سے کچھ واپس لو ۵ مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے

اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ
پھر اگر تمہیں خوف ہو ۶ کہ وہ دونوں ٹھیک انہیں حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر

عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا
کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے ۷ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے

تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ
ظالم ہیں پھر اگر تیسری طلاق اسے دی ۸ تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی

حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ
جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے ۹ پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے

عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ
تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں ۱۰ اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں

اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾
نبھائیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانشمندوں کے لئے

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت پر مرد کا حق خدمت ہے اور مرد پر عورت کا حق پرورش۔ دوسرے یہ کہ اپنی لونڈی سے نکاح جائز نہیں کیونکہ بیوی کا خاوند پر قانونی حق ہوتا ہے اور لونڈی کا مولی پر کوئی حق نہیں۔ لہٰذا زوجیت اور اومیت کا اجتماع نہیں ہو سکتا ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کہتا ہے کہ شوہر و بیوی کے حقوق برابر ہیں وہ جھوٹا ہے مرد عورت سے افضل ہے۔ اس کے حقوق زیادہ ہیں کیونکہ عورت کا خرچہ اور مہر مرد کے ذمہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے حقوق بھی زیادہ ہوں گے' انصاف کا یہ ہی تقاضا ہے ۳۔ یعنی طلاق رجعی جس میں عدت کے اندر مرد کو رجوع کا حق ہوتا ہے۔ وہ دو طلاقیں ہیں۔اَلطَّلَاقُ فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ طلاق رجعی صریح ہوتی ہے اور طلاق کنایہ اکثر بائنہ ہوتی ہے۔ جس میں دوبارہ نکاح کرنا پڑتا ہے ۴۔ بھلائی سے روکنا یہ ہے کہ عدت میں رجوع کرے مگر آباد کرنے کے لئے نہ کہ برباد کرنے کے لئے اور نکوئی سے چھوڑنا یہ ہے کہ تیسری اور دے کر مغلظہ کر دے۔ جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ یا عدت گزر جانے دے رجوع نہ کرے کہ وہ طلاق بائنہ بن جاوے۔ ۵۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ زوجین ایک دوسرے سے دیا ہوا ہبہ واپس نہیں لے سکتے زوجیت مانع رجوع ہے۔ مانع رجوع کل سات ہیں جن کو فقہاء نے دمع خزقہ میں جمع فرمایا۔ لفظ ز سے زوجیت مراد ہے' اسی طرح خاوند بیوی سے مہر بھی واپس نہیں لے سکتا۔ ۶۔ اس میں قوم کے سردار' ولی یا زوجین کے وارثوں کو خطاب ہے جو اختلاف کے موقع پر بیچ بچاؤ کرتے ہیں ۷۔ اس طلاق کا نام خلع ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت جمیلہ بنت عبداللہ کے حق میں اتری۔ جنہوں نے اپنے خاوند ثابت بن قیس سے مہر کا باغ واپس دے کر طلاق حاصل کی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خلع طلاق ہے فسخ نکاح نہیں کیونکہ یہاں فدیہ دینے کا ذکر فرمایا۔ جو عورت کا کام ہے۔ مرد کے کام کا ذکر نہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ شوہر کا کام وہی ہے جو اوپر گزرا یعنی طلاق۔ دوسرے یہ کہ عورت کا کام خلع میں صرف فدیہ دینا ہے' طلاق مرد ہی دے گا نہ کہ حاکم یا خود عورت' تیسرے یہ کہ خلع میں جو فدیہ طے ہو جائے وہ دینا پڑے گا۔ اگرچہ مہر سے زیادہ ہو۔ لیکن مہر سے زیادہ لینا مکروہ ہے۔ چوتھے یہ کہ خلع میں مال عورت دے گی اگر کوئی اور شخص مال دے کر طلاق حاصل کرے عورت کو خبر بھی نہ ہو تو خلع نہیں' جیسا کہ پنجاب میں رواج ہے پانچویں یہ کہ خلع میں طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ کیونکہ فدیہ وہ مال ہے جو خاوند کو دے کر جان چھڑائی جائے اور طلاق رجعی میں عورت کی جان چھوٹتی نہیں۔ ۸۔ یعنی دو طلاقوں کے بعد خواہ بغیر مال کے دی جائیں یا مال لے کر یعنی خلع کی شکل میں اس سے معلوم ہوا۔ کہ خلع کے بعد بھی طلاق ہو سکتی ہے۔ اور خلع طلاق ہے۔ فسخ نکاح نہیں ورنہ اس کے بعد یہ طلاق نہ ہوتی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلالہ میں صرف دوسرا نکاح کافی نہیں' بلکہ دوسرے خاوند کی صحبت ضروری ہے' کیونکہ تنکح کے معنی ہیں صحبت اور لفظ زوجاً سے نکاح ثابت ہوا۔ ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تین طلاقوں میں حلالہ کے بعد پھر پہلے خاوند سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں' دوسرے یہ کہ اگر اب دوبارہ نکاح ہو تو اس میں مرد عورت دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ اس لئے یتراجعا اور ظنّا تثنیہ کے صیغے ارشاد ہوئے۔ تیسرے یہ کہ حلالے کے بعد جو نکاح ہوگا' اس میں پھر خاوند تین طلاقوں کا مالک ہوگا۔ کیونکہ یہاں یتراجعا فرمایا گیا ہے۔ رجوع کے معنی ہیں پہلی حالت کی طرف واپس ہونا' اور پہلی حالت میں تین طلاق کی ملکیت تھی۔ لہٰذا اب بھی یہی ہوگی۔

۱۔ یا اس طرح کہ تیسری طلاق اور دے دو یا اس طرح کہ عدت گزر جانے دو۔ رجوع نہ کرو ۲۔ اس طرح کہ عورت کو رکھنے کی نیت نہ ہو۔ اس کی عدت بڑھانے یا اس سے کچھ لینے' یا اسے پریشان کرنے کی نیت سے رجوع کرو۔ یہ سخت ظلم اور جرم ہے ۳۔ شان نزول۔ یہ آیت ثابت ابن یسار انصاری کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور جب عدت ختم ہونے لگی' تو محض عدت بڑھانے اور عورت کو پریشان کرنے کے لئے رجوع کر لیا۔ کئی بار ایسا کیا۔ ۴۔ یعنی احکام الٰہی کو مذاق نہ سمجھو اور ظلم کے لئے نکاح یا طلاق کو استعمال نہ کرو۔ ورنہ عورت سے زیادہ تم کو نقصان پہنچے گا۔ کہ اللہ کے مجرم بنو گے۔ ۵۔ کہ تمہیں اپنے حبیب کی امت میں بنایا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے کہ اس میں خدا کی بڑی نعمت یعنی حضور کی تشریف آوری کا ذکر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۶۔ معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے' کیونکہ کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد حدیث شریف ۷۔ جو یہ خیال رکھے کہ میرے ہر کام رب جانتا ہے وہ انشاء اللہ کبھی گناہ کی جرأت نہ کرے گا۔ یہ دھیان تقوٰی کی اصل ہے۔ جاننا ماننا اور ہے خیال رکھنا کچھ اور۔ یہاں واعلموا سے خیال رکھنا مراد ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بالغہ عورت اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔ ولی کی اجازت لازم نہیں کیونکہ یہاں نکاح کو عورت کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ ہاں غیر کفو میں نکاح نہیں کر سکتی' جس میں عورت کے میکے والوں کو شرم و عار ہو ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نکاح میں کوئی ناجائز بات پر رضامندی کی نہ جائے' اگر کی بھی گئی تو وہ معتبر نہ ہو گی۔ یہاں تک کہ اگر نکاح میں شراب یا خنزیر پر مقرر کیا گیا۔ تو یہ معتبر نہ ہو گا۔ مہر مثل وغیرہ دینا ہو گا۔ اس لئے بالمعروف کی قید لگائی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی کو بلاوجہ اس کی پسندیدہ جگہ نکاح کرنے سے روکنا ہزارہا خرابیوں کا باعث ہے۔ ہمیشہ اولاد کی پسندیدہ جگہ نکاح کراؤ۔ یا انہیں خود کرنے دو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام شریعہ مسلمانوں پر جاری ہیں نہ کہ کفار پر۔ کیونکہ یہاں اعلان فرما دیا گیا۔ کہ یہ نصیحت مومنوں کو دی جا رہی ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آلگے تو اس وقت تک یا بھلائی

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ

کے ساتھ روک لو یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دو ۱ اور انہیں ضرر دینے کے لئے

ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ

روکنا نہ ہو کہ حد سے بڑھو ۲ اور جو ایسا کرے وہ اپنا ہی نقصان

نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا

کرتا ہے ۳ اور اللہ کی آیتوں کو ٹھٹھا نہ بنا لو ۴ اور یاد کرو

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ

اللہ کا احسان جو تم پر ہے ۵ اور وہ جو تم پر کتاب اور

وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ

حکمت ۶ اتاری تمہیں نصیحت دینے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۳۱﴾ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے ۷ اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ

ان کی میعاد پوری ہو جائے تو اے عورتوں کے والیو انہیں نہ روکو اس سے کہ

اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ

اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں ۸ جب کہ آپس میں موافق شرع رضامند ہو جائیں ۹ یہ نصیحت

يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

اسے دی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو

الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ

یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ ہے ۱۰ اور اللہ جانتا ہے اور

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ

تم نہیں جانتے ۵ اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو

حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

پورے دو برس ۶ اس کے لئے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے ۷

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے

بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

حسب دستور ۸ کسی جان پر بوجھ نہ رکھا جائے گا مگر اس کے مقدور بھر

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ

ماں کو ضرر نہ دیا جائے اس کے بچہ سے اور نہ اولاد والے کو اس کی اولاد سے یا ماں

بِوَلَدِهٖ ۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ

ضرر نہ دے اپنے بچہ کو ۹ اور نہ اولاد والا اپنی اولاد کو، اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر

اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ

بھی ایسا ہی واجب ہے ۱۰ پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا

فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا

چاہیں تو ان پر گناہ نہیں ۱۱ اور اگر تم چاہو کہ دائیوں سے اپنے بچوں کو

اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ

دودھ پلواؤ تو بھی تم پر مضائقہ نہیں ۱۲ جب کہ جو دینا ٹھہرا تھا ۱۳

اٰتَیْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ

بھلائی کے ساتھ انہیں ادا کردو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ

اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ

اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور تم میں جو مریں ۱۴ اور بیبیاں

۱۔ شان نزول۔ یہ مذکورہ آیت معقل ابن یسار کے حق میں نازل ہوئی جن کی بہن عاصم ابن عدی کے نکاح میں تھیں، انہوں نے طلاق دے دی۔ عدت کے بعد پھر عاصم نے انہیں سے دوبارہ نکاح پڑھنا چاہا۔ مگر معقل راضی نہ ہوئے۔ تب یہ آیت اتری ۲۔ دو سال سے پہلے بھی دودھ چھڑا سکتے ہیں۔ اگر ماں باپ اس میں مصلحت دیکھیں۔ ہاں دو برس کے بعد دودھ نہیں پلا سکتے ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بچہ باپ کا ہے پرورش کا خرچہ اس پر ہے، دوسرے یہ کہ بعد طلاق اگر ماں دودھ پلانا چاہے۔ تو باپ دوسری عورت کو بچہ نہیں دے سکتا۔ تیسرے یہ کہ ماں دودھ پلانے کی اجرت بعد طلاق کے لے سکتی ہے، چوتھے یہ کہ دودھ کی اجرت روٹی کپڑا بھی ہو سکتا ہے اگرچہ اس میں خبر نہیں ہوتی کہ کتنا کھائے گی اور کتنا پہنے گی ۴۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ بچہ باپ کا ہے کیونکہ باپ کو رب نے مولود لہ فرمایا۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہوں گے۔ مثلاً یہ کہ نسب باپ سے ہے ماں سے نہیں، اگر باپ سید ہے اور ماں غیر سید تو بچہ سید ہے۔ خرچہ باپ کے ذمہ ہوگا نہ کہ ماں کے ذمہ، دودھ اور تعلیم باپ پر ہے نہ کہ ماں پر۔ دائی کی تنخواہ باپ دے گا نہ کہ ماں ۵۔ اس طرح کہ مطلقہ ماں کو بغیر اجرت دودھ پلانے پر مجبور کیا جاوے اور باپ کا نقصان یہ ہے کہ بچہ کی مطلقہ ماں زیادہ اجرت مانگتی ہو۔ دوسری عورت کم، تو باپ کو اس پر مجبور کیا جاوے کہ اس کی ماں ہی سے دودھ پلوائے۔ یہ دونوں باتیں نہ ہوں گی۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم بچہ کے ولی بچہ کی پرورش کریں۔ اور جو ذمہ داریاں باپ پر تھیں وہ اب اس ولی پر ہوں گی۔ بچہ کے ولی وہ عصبات ہیں جو میراث کے مستحق ہوں پھر دیگر لوگ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دو برس سے پہلے بھی بچہ کا دودھ چھڑایا جا سکتا ہے۔ جب بچہ کا اس میں فائدہ ہو۔ یعنی دو برس سے زیادہ دودھ نہ پلایا جائے کم پلایا جا سکتا ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ چاہیں تو کسی دوسری دائی سے بھی بچہ کو دودھ پلوا سکتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ جو کچھ دائی سے طے ہوا ہو وہ بخوشی دیدیں ہمارے حضور کو حضرت شفاء بنت عبداللہ، حضرت ثویبہ اور حضرت حلیمہ نے دودھ پلایا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کا خرچہ تنخواہ وغیرہ باپ پر واجب ہے، ماں وغیرہ پر نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر خود ماں دودھ پلانا چاہے۔ تو باپ جبراً دائی سے نہ پلوائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر بچہ دائی یا بکری کے دودھ سے پلا ہو۔ تو ماں کا حق مادری کم نہ ہو جائے گا۔ یوں ہی اگر بعد طلاق ماں بچہ کے باپ سے تنخواہ لے کر دودھ پلائے۔ تو بھی حق مادری وہ ہی رہے گا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے فرعون سے تنخواہ لے کر آپ کی پرورش کی تو اس سے حق مادری میں فرق نہ آیا ۱۰۔ وفات میں بہرحال عدت واجب ہے خلوت ہوئی ہو یا نہ مگر طلاق میں بغیر خلوت عدت نہیں۔ رب فرماتا ہے وَاِذَا طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا اس لئے کہ اس آیت میں خلوت وغیرہ کی قید نہ لگائی گئی۔ اور یہ عدت غیر حاملہ کی ہے۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ جیساکہ دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

مِنۡكُمۡ وَيَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا يَّتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ

چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے

اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ وَّعَشۡرًا ۚ فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا

آپ کو روکے رہیں ۲ تو جب ان کی عدت پوری جائے تو اے والیو

جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا فَعَلۡنَ فِىۡۤ اَنۡفُسِهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ

تم پر مواخذہ نہیں ۳ اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں ۴

وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۲۳۴﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ

اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں

فِيۡمَا عَرَّضۡتُمۡ بِهٖ مِنۡ خِطۡبَةِ النِّسَآءِ اَوۡ اَكۡنَنۡتُمۡ

جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیام دو ۵ یا اپنے دل میں

فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمۡ سَتَذۡكُرُوۡنَهُنَّ وَلٰـكِنۡ

چھپا رکھو اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کی یاد کرو گے ہاں

لَّا تُوَاعِدُوۡهُنَّ سِرًّا اِلَّاۤ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا

ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی بات کہو جو شرع میں

مَّعۡرُوۡفًا ؕ وَلَا تَعۡزِمُوۡا عُقۡدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى

معروف ہے اور نکاح کی گرہ پکی نہ کرو ۵ جب تک

يَبۡلُغَ الۡكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ

لکھا ہوا حکم اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل

مَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُ ۚ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ

کی جانتا ہے ۶ تو اس سے ڈرو ۷ اور جان لو کہ اللہ

غَفُوۡرٌ حَلِيۡمٌ ﴿۲۳۵﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ اِنۡ طَلَّقۡتُمُ

بخشنے والا حلم والا ہے تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورتوں کو

۱۔ نکاح اور اسباب نکاح سے۔ یعنی بناؤ سنگار سے بھی رکیں۔ یہ حکم نابالغہ 'بالغہ اور بوڑھی تمام عورتوں پر شامل ہے جن کے خاوند مر گئے ہوں ان سب کی عدت یہی ہے ۲۔ اس سے اشارۃً دو مسئلے معلوم ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ عورت پر عدت میں سوگ کرنا ضروری ہے۔ یعنی بناؤ سنگار چھوڑنا دوسرے یہ کہ اگر عدت میں عورت بناؤ سنگھار کرے تو اس کے ورثا بھی گنہگار ہیں۔ جو اسے منع نہ کریں۔ باوجود طاقت کے گناہ سے نہ روکنا بھی گناہ ہے۔ ۳۔ یعنی زینت اور بناؤ سنگار' کیونکہ سنگار عدت میں کرنا منع ہے۔ جب عدت بھی گزر گئی تو حرمت بھی جاتی رہی' بشرطیکہ ناجائز سنگار نہ کریں اور بے پردہ نہ پھریں۔ جیسا کہ بالمعروف سے معلوم ہوا۔

۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عدت کے زمانے میں نکاح کا پیغام صراحتہً دینا منع ہے دوسرے یہ کہ کنایتہً پیغام دینا جائز ہے۔ مثلاً اس کی عدت کا خرچہ یہ شخص خود برداشت کرے جو نکاح کرنا چاہتا ہے' یا کہے کہ مجھے نکاح کی ضرورت ہے۔ یا کہے کہ تجھے رب تکلیف نہ ہونے دے گا ۵۔ یعنی نکاح کرنا تو کیا معنی نکاح کا ارادہ بھی نہ کرو۔ مسئلہ :۔ عدت کے اندر نکاح باطل ہے اور اگر غلطی سے یہ سمجھتے ہوئے نکاح ہو جاوے کہ عدت گزر گئی حالانکہ نہیں گزری تھی تو نکاح فاسد ہے۔ نکاح فاسد اور باطل کا فرق ہمارے فتاوٰی نعیمیہ میں ملاحظہ کرو۔ ۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ ارادہ گناہ پر پکڑ ہو گی۔ گناہ کا ارادہ بھی گناہ ہے' خیال گناہ گناہ نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ دیدہ دانستہ عدت میں نکاح کرنا باطل ہے کیونکہ یہاں فرمایا گیا وَلَا تَعۡزِمُوۡا ارادہ نہ کرو۔ کیونکہ ارادہ دانستہ چیز کا ہوتا ہے۔ ۷۔ اَنۡفُسِكُمۡ فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام مسلمانوں پر جاری ہیں کفار پر نہیں' کفار پر ان کے مذہب کے مطابق ہمارا حاکم فیصلہ کرے گا۔ ان کو دینی آزادی حاصل ہو گی' ہاں سیاسی احکام ان پر بھی جاری ہوں گے لہٰذا ان میں سے جو چوری کرے گا۔ اس کا ہاتھ کٹے گا۔

النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚۖ
طلاق دو جب تک تم نے ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو لہ یا کوئی مہر مقرر نہ کر لیا ہو ٹ
وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ
اور ان کو کچھ برتنے کو دو ٹ مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگ
قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾
دست پر اس کے لائق حسب دستور کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر ٹ
وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ
اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی ٹ
قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ
اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے
اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ
مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں ٹ یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی
النِّكَاحِ ۭ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا
گرہ ہے ٹ اور اے مردو تمہارا زیادہ دینا پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے ٹ اور آپس
الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾
میں ایک دوسرے پر احسان کو بھلا نہ دو ٹ بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے
حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۤ وَقُوْمُوْا
نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور ٹ اور بیچ کی نماز کی ٹ اور کھڑے ہو
لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ
اللہ کے حضور ادب سے ٹ پھر اگر خوف میں ہو ٹ تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب
اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا
اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اس نے سکھایا جو تم نہ

ا۔ ہاتھ لگانے سے مراد صحبت کرنا ہے اور خلوت صحیحہ صحبت کے حکم میں ہے خلوت صحیحہ خاوند بیوی کا تنہائی میں جمع ہونا اور صحبت کا مانع عورت کی طرف سے نہ ہونا ہے۔ بعض صورتوں میں مرد کے مانع کا بھی اعتبار ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر مثل آدھا واجب نہیں ہوتا۔ یا کل ہوتا ہے یا بالکل نہیں۔ یعنی اگر عورت سے بغیر ذکر مہر نکاح کیا تو اگر خلوت کے بعد طلاق دے دی تو کل مہر مثل لازم آئے گا اور اگر خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو بالکل مہر واجب نہیں۔ صرف ایک جوڑا دے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح بغیر مہر کے جائز ہے۔ مہر کا ذکر نکاح کے لئے شرط نہیں بلکہ اگر یہ بھی کہہ کر نکاح کیا ہو کہ مہر بالکل نہ دوں گا تب بھی نکاح ہو جائے گا اور اگر بعد خلوت طلاق دی تو مہر مثل واجب ہو گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طلاق میں زوج مستقل ہے۔ یعنی جیسے نکاح عورت، مرد، دونوں کی رضا سے ہوتا ہے، ایسے ہی طلاق میں قید نہیں۔ صرف خاوند طلاق دے سکتا ہے۔ عورت قبول کرے یا نہ کرے ۳۔ اگر کسی عورت سے بغیر مہر مقرر کئے نکاح کیا اور صحبت و خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو اسے صرف جوڑا دیا جاوے۔ یہ جوڑا بقدر وسعت ہو گا۔ امیر پر قیمتی کپڑے کا جوڑا غریب پر معمولی۔ اگر مہر مقرر ہو پھر قبل خلوت طلاق ہو تو مقررہ مہر کا نصف ملے گا ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس عورت سے بغیر ذکر مہر نکاح کیا ہو۔ پھر بغیر خلوت طلاق دے دی ہو۔ تو اسے جوڑا یعنی کرتہ، پاجامہ، دوپٹہ دینا واجب ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ جوڑا خاوند کی حیثیت کا ہو گا۔ یہ دونوں مسئلے لفظ علیٰ اور لفظ قدرہٗ سے معلوم ہوئے ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر بغیر خلوت ہوئے خاوند مر جائے تو عورت کو پورا مہر مقررہ ملے گا۔ مہر کا آدھا ہونا طلاق قبل خلوت میں ہے ۶۔ عورت کی معافی یہ ہے کہ نصف سے بھی کم مہر وصول کرے باقی معاف کر دے، اور مرد کی معافی یہ ہے کہ نصف سے زیادہ یا پورا مہر مقرر کردہ دے دے ۷۔ معلوم ہوا کہ نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی گئی ہے، طلاق کا اس کو ہی حق ہے عورت کو نہیں۔ نہ خلع میں نہ بغیر خلع۔ یعنی خلع میں مرد کی مرضی پر طلاق موقوف ہو گی۔ آج کل عوام نے جو خلع کے معنی سمجھے ہیں کہ عورت اگر مال دے دے تو بہر حال طلاق ہو جاوے گی خواہ مرد طلاق دے یا نہ دے، یہ غلط ہے ۸۔ یعنی طلاق کی صورت میں عورت کو تم زیادہ دینے کی کوشش کرو اس سے معاف کرانے کی کوشش نہ کرو کہ تم حاکم ہو حاکم دیتا ہوا اچھا معلوم ہوتا ہے نہ کہ لیتا ہوا۔ ۹۔ یعنی طلاق کے بعد آپس میں حسد و کینہ نہ ہو، اسلامی اور قرابت کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے ۱۰۔ اس نگہبانی میں ہمیشہ نماز پڑھنا باجماعت پڑھنا درست پڑھنا صحیح وقت پر پڑھنا سب داخل ہیں۔ یہ آیت اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کی تفسیر ہے۔ ۱۱۔ بیچ کی نماز سے عصر کی نماز مراد ہے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ فرض نمازیں، پانچ ہیں، کیونکہ بیچ کی نماز وہ کہلائے گی جس کے آس پاس برابر عدد ہوں اور عدد کم از کم دو ہیں، ایک تو عدد نہیں، تو نمازیں پانچ ہوئیں، عصر کی نماز کی تاکید دو وجہ سے ہے، ایک تو اس وقت دن و رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ دوسرے اس وقت کاروبار چمکتے ہیں۔ سیر و تفریح ہوتی ہے۔ ۱۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نماز میں قیام فرض ہے۔ "قُوْمُوْا" امر ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز جماعت سے پڑھنی چاہیے قُوْمُوْا جمع ہے۔ تیسرے یہ کہ نماز میں کھانا پینا، بات چیت کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ قٰنِتِيْنَ سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ نماز میں گفتگو کرنا اس آیت سے منسوخ ہے اور امام کے پیچھے قرات کرنا وَاَنْصِتُوْا سے منسوخ ہے۔ ۱۳۔ یعنی اتنا خوف بڑھ جائے کہ ایک جگہ ٹھہرنا ناممکن ہو جائے اور اگر ٹھہرنا ممکن ہو تو اس کے لئے وہ طریقہ ہے، جو اس آیت میں مذکور ہے وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

جانتے تھے [1] اور جو تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ

اَزْوَاجًا ۚۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ

جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں [2] سال بھر تک نان نفقہ دینے

اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ

کی بے نکالے [3] پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں [4] جو انہوں نے اپنے معاملہ

فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾ وَ

میں مناسب طور پر کیا [5] اور اللہ غالب حکمت والا ہے اور

لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾

طلاق والیوں کے لئے بھی مناسب طور پر نان و نفقہ ہے [6] یہ واجب ہے پرہیزگاروں پر

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾ اَلَمْ

[7] اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے تمہارے لئے اپنی آیتیں کہ کہیں تمہیں سمجھ ہو [8] اے محبوب

تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ

کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے [9] اور وہ ہزاروں تھے

حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ

موت کے ڈر سے [10] تو اللہ نے ان سے فرمایا مر جاؤ [11] پھر انہیں زندہ فرما دیا

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے [12] مگر اکثر لوگ

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا

ناشکرے ہیں اور لڑو اللہ کی راہ میں [12] اور جان لو کہ

اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ

اللہ سنتا جانتا ہے ہے کوئی جو اللہ کو قرض [13]

ع ۳۱ / ۱۵

۱۔ یعنی زیادہ خوف کی حالت میں تو پیدل و سوار نماز پڑھ لینے کی اجازت ہے، مگر اطمینان کی حالت میں نماز کے تمام ارکان قیام و قعود وغیرہ ادا کرنا لازم ہے۔ آج کل بلا ضرورت جو مسافر ریل میں بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ اگر وقت جا رہا ہو اور گاڑی ٹھہرتی نہ ہو۔ تو جیسے بن پڑے پڑھ لے۔ مگر بعد میں اس کا اعادہ کرے ۲۔ یہ آیت میراث کی آیت سے منسوخ ہے اب بعد وفات عورت کو خرچہ نہ ملے گا۔ بلکہ میراث ملے گی، لہٰذا یہ آیت دو طرح منسوخ ہوئی۔ نان و نفقہ دینے میں اور ایک سال کی مدت کے بارے میں ۳۔ یہ آیت سب کے نزدیک عدت کی آیت سے منسوخ ہے کیونکہ اب وفات کی عدت یا وضع حمل ہے یا چار ماہ دس دن ہیں، اور یہاں ایک سال کا ذکر ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت عورت کو خاوند کے مرنے کے بعد ایک سال تک خاوند کے گھر رہنے کا بھی حق تھا اور کھانے پینے کا بھی، لیکن یہ عورت کا اپنا حق تھا اگر چاہے رہے چاہے نہ رہے۔ مگر ایک سال تک نکاح نہ کر سکتی تھی۔ اب یہ حکم منسوخ ہو چکا ۵۔ یعنی جائز زینت اور خوشبو لگانا سوگ چھوڑ دینا، دوسرے نکاح کی تیاری کرنا، اس سے معلوم ہوا کہ اس وقت بھی عورت پر ایک سال کی عدت واجب نہ تھی بلکہ حکم یہ تھا کہ اگر وہ پہلے خاوند کے حق میں بیٹھنا چاہے تو ایک سال تک اسے خاوند کے مال سے نان و نفقہ دینا پڑتا تھا۔ یعنی عورت خود مختار تھی اور مرد کے ورثاء پابند تھے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عدت طلاق میں نان و نفقہ طلاق دینے والے خاوند پر ہے۔ وفات میں عورت کو چونکہ میراث ملتی ہے لہٰذا عدت کا خرچہ خاوند کے مال سے نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شرعی احکام فقط عقل سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ ورنہ ان کے لئے آیات اتارنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ دوسرے یہ کہ شریعت کے سارے احکام ایسے نہیں جن کی حکمت عقل نہ معلوم کر سکے۔ بہت سے وہ احکام ہیں جن کی حکمتیں عقل سے معلوم ہو جاتی ہیں، مسائل کی حکمتیں ہماری کتاب اسرار الاحکام میں ملاحظہ کرو۔ ۸۔ یہ واقعہ شہر واسط علاقہ داوردان کا ہے، وہاں کے لوگ طاعون سے بچنے کے لئے بھاگے تھے اور مر گئے پھر عرصہ کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوئے ۹۔ موت کا ڈر اچھا بھی ہے اور برا بھی، اگر اس ڈر سے انسان گناہوں سے توبہ کرے تو اچھا ہے اور اگر اس کی وجہ سے انسان نیک اعمال چھوڑ دے یا گناہ پر راغب ہو جائے تو برا ہے، جیسے بعض لوگ موت کے خوف سے حج و جہاد سے گھبراتے ہیں۔ داوردان والوں کا یہ خوف دوسری قسم کا تھا۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ موت سے بچنے کے لئے وبائی مقام سے بھاگنا برا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگلے پچھلے سارے واقعات حضور کی نگاہ میں ہیں، کیونکہ یہ واقعہ صدیوں پہلے کا تھا۔ لیکن فرمایا گیا کہ کیا تم نے نہ دیکھا؟ یعنی دیکھا ہے ۱۱۔ ابن عربی نے فرمایا کہ جو موت سزاءً ہو اس کے بعد زندہ کیا جاتا ہے اور جو موت قضاءً ہو اس کے بعد زندہ کرنے کا قانون نہیں۔ حسن فرماتے ہیں کہ داوردان والوں کی یہ موت عمر ختم ہونے سے پہلے واقع ہوئی۔ پھر اپنی عمر پوری کرنے کے لئے انہیں زندہ فرمایا گیا۔ یہ لوگ حضرت حزقیل ابن یوذی علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوئے تھے جو موسیٰ علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تھے پہلے خلیفہ یوشع بن نون علیہ السلام دوسرے کالب بن یوحنا تیسرے حضرت حزقیل بن یوذی (روح البیان) ۱۲۔ حربی کافروں سے لڑو۔ اسلام کو فروغ دینے کے لئے لڑو۔ نہ صرف ملک گیری یا حصول مال کے لئے۔

(بقیہ صفحہ ٦١)

☆ جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است ☆ جنگ مومن سنت پیغمبری است ☆

۱۳۔ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حاجت مند کو بوقت ضرور قرض دینا بھی ثواب ہے بلکہ بعض صورتوں میں قرض دینا صدقے سے بہتر ہے کیونکہ صدقہ تو غیر ضرورت مند بھی لے لیتا ہے مگر قرض ہمیشہ حاجت مند ہی لیتا ہے۔

قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ

حسن دے ل تو اللہ اس کے لئے ۲ بہت گنا بڑھا دے ۳ اور اللہ

يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ

تنگی اور کشائش کرتا ہے ۴ اور تمہیں اسی کی طرف پھر جانا اے محبوب کیا تم نے

مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ

نہ دیکھا بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو جو موسیٰ کے بعد ہوا ۵ جب اپنے ایک پیغمبر سے

لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ

بولے ہمارے لئے کھڑا کر دو ایک بادشاہ ۶ کہ ہم خدا کی راہ میں لڑیں نبی نے فرمایا کیا تمہارے

عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا

انداز ایسے ہیں کہ تم پر جہاد فرض کیا جائے تو پھر نہ کرو ۷ بولے

وَمَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ

ہمیں کیا ہوا کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم نکالے گئے ہیں اپنے

دِیَارِنَا وَاَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا

وطن اور اپنی اولاد سے ۸ تو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا ۹ منہ پھیر گئے

اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَقَالَ

مگر ان میں کے تھوڑے ۱۰ اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو اور ان سے

لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ

ان کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت ۱۱ کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے

قَالُوْۤا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ

بولے اسے ہم پر بادشاہی کیونکر ہو گی ۱۲ اور ہم اس سے زیادہ سلطنت

بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ

کے مستحق ہیں ۱۳ اور اسے مال میں بھی وسعت نہیں دی گئی فرمایا اے

۱۔ قرض حسن وہ کہلاتا ہے جس کا مقروض پر تقاضا نہ ہو۔ دیدے تو بہتر ورنہ معاف۔ اس میں چند شرطیں ہیں۔ دینے والے میں اخلاص ہو۔ خوشدلی سے دیا جاوے۔ مال حلال خرچ کرے۔ اس کے بدلہ میں جلدی نہ کرے۔ کبھی ہر صدقہ کو قرض حسن کہہ دیتے ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کو فقیر بڑے پیارے ہیں کیونکہ امیروں سے قرض لیا اور فقیروں کو دے دیا۔ جس کے لئے قرض لیا جاوے وہ پیارا ہے۔ ۳۔ صدقہ سے دنیا میں بھی مال میں برکت ہوتی ہے اور آخرت میں بھی اجر و ثواب۔ اور ماں باپ کی خدمت ان نیکیوں میں سے ہے جن کا بدلہ دنیا و آخرت دونوں جگہ ملتا ہے ۴۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ قبض و بسط ہر چیز میں ہوتا ہے ولی۔ عالم' مالدار' بادشاہ ایک حال پر ہمیشہ نہیں رہتے شعر:۔

گہے برطارم اعلیٰ نشینم
گہے برپشت پائے خود نہ بینم

۵۔ یہ واقعہ حضرت شموئیل علیہ السلام کے زمانہ کا ہے۔ جب بنی اسرائیل جالوت بادشاہ کے مقابل جنگ کرنے بھیجے گئے تھے۔ جالوت قوم عمالقہ کا بڑا ظالم بادشاہ تھا جو بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کی وجہ سے ان پر مسلط کر دیا گیا تھا۔ جیسے ایک زمانہ میں فرعون ٦۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نبی کے دروازہ سے بادشاہت بھی ملتی ہے۔ وہ قاسم نعمت الٰہیہ ہوتے ہیں۔ اب بھی حضور کے دروازے سے سلطنت' حکومت تقسیم ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں نبوت اور سلطنت جمع نہیں ہوتی تھی ورنہ حضرت شموئیل علیہ السلام خود ہی بادشاہ ہوتے۔ طالوت کو مقرر نہ فرماتے حضرت داؤد و سلیمان و یوسف علیہم السلام میں نبوت و سلطنت جمع ہوئیں۔ غرضیکہ نبوت اور سلطنت دونوں اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ۷۔ یعنی پھر تم پر دو گناہ ہوں گے' ایک جہاد نہ کرنے کا۔ دوسرے اللہ کے مقرر کئے ہوئے بادشاہ کی نافرمانی کا۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے بدلہ لینے کی نیت سے جہاد کرنا بھی درست ہے' یہ جہاد بھی جہاد فی سبیل اللہ کی ہی ایک شق ہے' جالوت نے بنی اسرائیل کے شاہی خاندان کے چار سو چالیس آدمیوں کو گرفتار کیا تھا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سنت انبیاء ہے' پہلے پیغمبروں اور ان کی امتوں پر فرض تھا ۱۰۔ یعنی ہزاروں میں سے صرف تین سو تیرہ۔ یہی تعداد اصحاب بدر کی ہے' جنہوں نے نہر کا پانی ایک چلو پیا تھا وہی جہاد کر سکے اور جنہوں نے زیادہ پیا۔ وہ بزدل ہو گئے ۱۱۔ طالوت حضرت بنیامین ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ دراز قد تھے' اس لئے طالوت کہلاتے تھے۔ حضرت شموئیل کو حکم الٰہی آیا تھا۔ کہ جس کا قد آپ کے اس عصا کے برابر ہو وہ بادشاہ ہے' طالوت برابر ہوئے۔ لہٰذا سلطنت کے لئے مقرر ہوئے حضرت شموئیل خود بادشاہ نہ ہوئے کہ اس وقت نبوت اور سلطنت کا اجتماع نہ تھا ۱۲۔ یہ ان کی پہلی نافرمانی ہوئی کہ رب کے حکم کے مقابلہ میں اپنا قیاس کیا۔ اور کج بحثی کی۔ حالانکہ رب کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی کام ہے ۱۳۔ یعنی وہ غریب ہیں۔

اللّٰہُ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ

اللہ نے تم پر چن لیا لہ اور اسے علم اور جسم میں کشادگی

الْجِسْمِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

زیادہ دی لہ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا

عَلِيْمٌ ﴿٢٤٧﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

علم والا ہے اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے

التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا

پاس تابوت ٣ جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی

تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ

ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی ٤ اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٤٨﴾

بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو ۵

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

پھر جب طالوت لشکروں کو لے کر شہر سے جدا ہوا۔ بولا بے شک اللہ

مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ ۚ

تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے ٦ تو جو اس کا پانی پئے وہ میرا نہیں ٧

وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّىْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ

اور جو نہ پئے وہ میرا ہے ٨ مگر وہ جو ایک چلو اپنے ہاتھ سے

بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۭ فَلَمَّا

لے لے ٩ تو سب نے اس سے پیا مگر تھوڑوں نے ١٠ پھر جب

جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ

طالوت اور اس کے ساتھ کے مسلمان نہر کے پار گئے ١١ بولے ہم میں آج طاقت

(بقیہ صفحہ ٦٢) اور سلطنت کے کاروبار کے لئے مال و دولت کی بڑی ضرورت رہتی ہے۔ لہٰذا وہ سلطنت کے لائق نہیں۔

١۔ معلوم ہوا کہ علم عبادت سے افضل ہے کہ عابد کے لئے گوشہ مسجد ہے اور عالم کے لئے تخت خلافت' یہ بھی معلوم ہوا کہ مال سے علم افضل ہے۔ خلافت الٰہیہ علم سے حاصل ہوتی ہے' نہ کہ مال سے' یہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ عالم اور تندرست ہونا چاہیے۔ جس سے مملکت کے کام بخوبی انجام پا جائیں۔ آج کل حکومت کا مدار صرف مال اور کثرت رائے پر ہے۔ یہ غلط ہے ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ سلطنت نسب اور مال پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ علم اور شجاعت و بہادری پر ہونی چاہیے۔ علم سے مراد دینی سیاست کا علم ہے اس سے یہ دلیل پکڑنا کہ صرف سیاستدان ہی خلیفہ ہونا چاہئیں غلط ہے' کیونکہ ابوبکر صدیق تمام صحابہ میں زیادہ عالم تھے۔ اس لئے حضور نے اپنی وفات شریف کے وقت انہیں نماز کا امام بنایا' حضرت فاروق اعظم کی سیاست آج تک مثال بنی ہوئی ہے ٣۔ یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق تھا۔ تین ہاتھ لمبا دو ہاتھ چوڑا' اس میں انبیاء کرام کی قدرتی تصویریں تھیں اور توریت کی تختیاں اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا آپ کے کپڑے اور نعلین شریف اور حضرت ہارون کا عمامہ شریف اور کچھ منّ کے ٹکڑے ٤۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات مشکل کشا اور باذن خدا حاجت روا ہیں' اسی لئے میت کے ساتھ بزرگوں کے تبرکات رکھے جاتے ہیں۔ دیکھو حضرت موسیٰ کے تبرکات جنگ میں فتح کے لئے رکھے جاتے تھے ٥۔ معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جو مقبول بندوں کے تبرکات کی تاثیر کا قائل ہو' اس کا انکار رب کی قدرت کا انکار ہے' چنانچہ وہ صندوق سکینہ فرشتے لائے اور طالوت کے سامنے رکھ دیا۔ جنگ کی حالت میں یہ صندوق اسلامی فوج کے آگے رہتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے مسلمانوں کو فتح بخشتا تھا۔ آپ کے بعد بنی اسرائیل میں یہ صندوق رہا۔ وہ لوگ ہر مشکل کے وقت اس صندوق کو آگے رکھ کر دعائیں کرتے تھے جو قبول ہوتی تھیں۔ جنگوں میں ساتھ لے جاتے اور فتح پاتے تھے' پھر بعد میں بنی اسرائیل میں وہابی نجدی خیالات کے پیدا ہو گئے جنہوں نے اس صندوق کی بے حرمتی کی۔ اور مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ جب یہ صندوق طالوت کے سامنے آیا تو وہ مطمئن ہو گئے اور طالوت نے ستر ہزار اسرائیلی جوان چھانٹے۔ جنہیں جالوت کے مقابل جہاد میں لے گئے ٦۔ بنی اسرائیل کا یہ سفر جہاد سخت گرمی میں تھا' موسم کی گرمی جنگل کی تپش' دھوپ کی سخت حرارت سے ان مجاہدین کو سخت پیاس لگی۔ تب طالوت نے انہیں خبر دی کہ عنقریب ایک نہر آوے گی مگر یہ تمہارے امتحان کا وقت ہے پانی نہ پینا' طالوت یہ سب کچھ حضرت شموئیل علیہ السلام کی وحی سے کہہ رہے تھے ٧۔ یعنی میری جماعت کا نہیں اور وہ میرے ساتھ جہاد میں نہ جا سکے گا یہ مطلب نہیں کہ وہ کافر ہے۔ کیونکہ ہر گناہ کفر نہیں ہوتا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا یعنی اس کا زیادہ پانی پینا دل میں نفاق پیدا کرے گا یا یہ علامت کفر ہوگی ٨۔ یعنی وہ میری جماعت کا ہے یا میرے دین کا یا میرے ساتھ مجاہد ہے' کیونکہ جو وقتی طور پر پیاس کی شدت برداشت نہ کر سکا۔ وہ آئندہ جہاد کی سختیاں بھی نہ جھیل سکے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجاہدوں کو سختی برداشت کرنے کا عادی بنانا اور اس میں ان کا امتحان لینا سنت انبیاء ہے' آج کل پریڈ اور بھاگ دوڑ وغیرہ اسی وجہ سے کرائی جاتی ہے' ان سب کا ماخذ یہ آیت ہے اس وقت یہ پانی نہ پینا اشد واجب تھا بلکہ پانی پینا ذریعہ کفر بن گیا جیسا کہ اگلی عبارت سے معلوم ہو رہا ہے ٩۔ یعنی شدت کی گرمی' سفر کا حال' پیاس کی شدت اور رب کا یہ حکم صبر کا پورا امتحان تھا۔ کہ اگر یہ لوگ یہاں صبر کر گئے تو آئندہ بھی جہاد کی مشقتوں پر صبر کر

(بقیہ صفحہ ۶۳) سکیں گے اور اگر یہاں گھبرا گئے تو آئندہ بھی جہاد نہ کریں گے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ ہمیشہ مخلص بندے تھوڑے ہوتے ہیں کہ ہزاروں میں سے صرف ۳۱۳ مخلص نکلے۔ رب فرماتا ہے قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ نہر پر رہ جانے والے کافر قرار دیئے گئے۔ اس لئے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا ہر حکم واجب العمل ہے۔ اگرچہ وہ کسی مصلحت کی بنا پر ہی ہو۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ پانی پینے والے نہر پر ہی رہ گئے تھے" جب صابر لوگ اس کنارے پر پہنچ گئے تو اس طرف سے ان بے صبروں نے پکار کر کہا کیونکہ یہ لوگ نہر سے آگے گئے ہی نہ تھے۔

لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ
نہیں ۱ جالوت اور اس کے لشکروں کی۔ بولے وہ جنہیں اللہ سے
اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ
ملنے کا یقین تھا ۲ کہ بارہا کم جماعت غالب آئی ہے
فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾
زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے ۳ اور اللہ صابروں کے ساتھ ہے ۴
وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ
پھر جب سامنے آئے جالوت اور اس کے لشکروں کے عرض کی اے رب
اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
ہمارے ہم پر صبر انڈیل اور ہمارے پاؤں جمے رکھ اور کافر لوگوں
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ
پر ہماری مدد کر ۵ تو انہوں نے ان کو بھگا دیا ۶ اللہ کے حکم سے
وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ
اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو اور اللہ نے اسے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی ۷
وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ
اور اسے جو چاہا سکھایا ۸ اور اگر اللہ لوگوں میں بعض سے بعض کو دفع
بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ
نہ کرے ۹ تو ضرور زمین تباہ ہو جائے ۱۰ مگر اللہ سارے جہان پر
عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ
فضل کرنے والا ہے یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم اے محبوب تم پر
بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾
ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں اور تم بے شک رسولوں میں ہو ۱۱

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت بہادری پیدا کرتی ہے اور نبی کی مخالفت بزدلی لاتی ہے، سچے نبی خود بہادر ہوتے ہیں۔ جھوٹے نبی بزدل، دیکھو قادیانی نے ڈر کی وجہ سے حج نہ کیا ۲۔ کبھی ظن بمعنی یقین بھی آتا ہے۔ ان مومنوں کو رب سے ملنے کا کامل یقین تھا۔ یقین کے بغیر ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا یہاں بھی ظن بمعنی یقین ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی عصمت پر یقین ضروری ہے، ۳۔ فتح و نصرت زیادتی اسباب اور زیادتی جماعت پر موقوف نہیں، یہ اللہ کے فضل و کرم پر موقوف ہے، اگر وہ کرم کر دے تو ابابیل فیل کو ہلاک کر دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن کو رب پر کامل توکل چاہیے۔ ہاں اسباب پر عمل توکل کے خلاف نہیں رب فرماتا ہے۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ ۴۔ یعنی اللہ مدد اور رحمت سے صابروں کے ساتھ ہے غضب و قہر سے بے صبروں کے ساتھ اور علم و قدرت سے سب کے ساتھ ہے۔

۵۔ جہاد کے موقعہ پر مقابلہ کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے اور ایسی حالت میں بزرگوں کا ساتھ اچھا ہے ۶۔ یعنی طالوت بادشاہ کی اس چھوٹی اور تھوڑی جماعت نے زیادہ اور طاقتور فوج کو شکست دے دی۔ ۷۔ یعنی داؤد علیہ السلام کو سلطنت او[ر نب]وت دونوں عطا فرمائیں اس طرح کہ آپ کا نکاح طالوت بادشاہ کی بیٹی سے ہوا۔ کیونکہ انہوں نے اعلان کیا تھا کہ جو جالوت کو قتل کرے میں اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دوں گا۔ پھر طالوت کے بعد آپ سریر آراء سلطنت ہوئے۔ ۸۔ جمل وغیرہ تفسیروں میں ہے کہ حضرت ایشا داؤد علیہ السلام کے والد مع اپنے تمام فرزندوں کے طالوت کے لشکر میں تھے، داؤد علیہ السلام ان سب میں کم عمر اور کمزور تھے، بیماری سے اٹھے تھے رنگ مبارک زرد تھا، طالوت نے شموئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ جالوت بہت شاہ زور ہے آپ رب سے دعا فرمادیں کہ یہ مارا جائے۔ تب وحی الٰہی آئی کہ اسے داؤد علیہ السلام قتل کریں گے، چنانچہ آپ گوپھن لئے ہوئے اس کے مقابل ہوئے۔ اس نے بہت متکبرانہ بکواس کی مگر آپ نے گوپھن کے ذریعہ ایک پتھر مارا جو اس کی کنپٹی پر پڑا اور مر گیا۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نیک بندوں کی برکت سے دوسروں کی بلائیں بھی دفع فرماتا ہے۔ اور مجاہدین کے ذریعے کفار کے زور کو توڑتا ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں ہزارہا مصلحتیں ہیں اگر گھاس نہ کاٹی جائے۔ تو کھیت برباد ہو جاوے۔ اگر آپریشن کے ذریعے مواد نہ نکالا جائے تو بدن بگڑ جائے۔ اگر چور ڈاکو نہ پکڑے جائیں تو امن برباد ہو جاوے۔ ایسے ہی جہاد کے ذریعے مغرور اور باغی کفار کو دبایا نہ جاوے تو نیک بندے نہ جی سکیں، جہاد پر اعتراض کرنا حماقت ہے۔ ۱۱۔ یعنی گم شدہ تاریخی حالات اور علوم غیبیہ کی عطا آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ کہ آپ نے نہ علم تاریخ حاصل کیا، نہ مؤرخین کی صحبت میں رہے، پھر ایسے درست حالات بیان فرمائے۔ معلوم ہوا کہ آپ سچے رسول صاحب وحی ہیں۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ۱ ان میں کسی سے

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ۭ وَاٰتَيْنَا

اللہ نے کلام فرمایا ۲ اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا ۳ اور ہم نے

عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۭ

مریم کے بیٹے عیسیٰ ۴ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی ۵

وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ

اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے ۶

بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ

بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں لیکن وہ تو مختلف ہو گئے ان میں کوئی ایمان

اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا

پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

مگر اللہ جو چاہے کرے ۷ اے ایمان والو ۸

اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا

اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو ۹ وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ

بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ

خرید و فروخت ہے اور نہ کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت ۱۰ اور کافر خود

الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ڬ لَا

ہی ظالم ہیں ۱۱ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا ۱۲

تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارے انبیاء نبوت میں برابر ہیں کوئی اصلی اور کوئی نقلی نہیں ہے۔ سب کو اللہ نے رسل فرمایا دوسرے یہ کہ نبوت کے علاوہ دیگر فضائل میں انبیاء کے درجے مختلف ہیں بعض بعض سے اعلیٰ اور ہمارے حضور سب سے اعلیٰ ہیں تیسرے یہ کہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بعض رسول بعض سے اعلیٰ ہیں، یہ نہیں کہہ سکتے کہ بعض بعض سے ادنیٰ ہیں۔ اس میں ان کی توہین ہے، جیسا کہ فضلنا سے معلوم ہوا ۲۔ یعنی زمین پر بے واسطہ کلام موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے ——— رب نے ہمارے حضور سے معراج میں جو بے پردہ کلام فرمایا وہ زمین پر نہ تھا ۳۔ بعضہم سے حضور مراد ہیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور تمام نبیوں سے افضل ہیں دوسرے یہ کہ ان کی افضلیت ہمارے خیال و گمان و وہم سے باہر ہے، کیونکہ درجات کی حد بیان نہ فرمائی گئی، یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں۔ مراتب میں مختلف ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا ہوئے اگر ان کا کوئی والد ہوتا تو انہیں ماں کی طرف نسبت نہ کی جاتی رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ نیز قرآن نے سوائے مریم کے کسی عورت کا نام نہ لیا ۵۔ روح القدس سے مراد حضرت جبریل ہیں جو ہر وقت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے مدد کرتے ہیں اور غیر خدا کی مدد شرک نہیں۔ حضرت جبریل خدا کے بندے ہیں۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار رہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کی مدد در حقیقت رب ہی کی مدد ہے کہ رب نے جبریل کی مدد کو اپنی مدد فرمایا ۶۔ یعنی ان انبیاء کرام کے بعد ان کی امتیں آپس میں لڑتی رہیں۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ آپ کی امت میں بھی آپ کے بعد جنگیں ہوں گی اور ایسا ہی ہوا کہ صدیق اکبر نے مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی فرمائی۔ حضرت علی و معاویہ میں جنگ ہوئی۔ ۷۔ یعنی گزشتہ امتوں میں جو جنگیں ہو چکیں یا آپ کی امت میں جو خانہ جنگیاں ہوں گی وہ سب اللہ کے ارادہ و مشیت سے ہیں۔ اس ارادہ میں ہزارہا حکمتیں ہیں، اس میں مسئلہ تقدیر کی طرف اشارہ ہے اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ وغیرہ تمام عبادات اہل ایمان پر ہیں کافروں پر نہیں اور بغیر ایمان کوئی عبادت درست نہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی ہر نعمت میں سے خیرات کرنی چاہیے۔ علم، مال، تندرستی، اولاد، وقت سب میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ ۱۰۔ کافروں کے لئے نہ دوستی کام آئے نہ کسی کی شفاعت اس لئے آگے فرمایا وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ مسلمانوں کے لئے دونوں چیزیں باذن الٰہی مفید ہوں گی، رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ، ۱۱۔ ظلم کے معنی ہیں کسی کی چیز ناحق برتنا۔ مالک کی چیز برتنے کا حق فرمانبردار غلام کو ہے نہ کہ نافرمان کو، کافر نافرمان ہے اس کا رب کی چیز برتنا ظلم ہے۔ نیز برات کی دعوت وہ کھاتے ہیں جو دولہا کے متعلقین میں سے ہوں۔ بے تعلق آدمی چور بن کر کھاتا ہے۔ حضور عالم کے دولہا ہیں۔ مومنین بندے ان کے غلام، اور کافران کے دشمن۔ لہٰذا کافر ظالم اور چور بن کر کھاتے ہیں ۱۲۔ اس آیت کا نام آیۃ الکرسی ہے۔ حدیث شریف میں اس کے بڑے فضائل ارشاد ہوئے۔ جان و مال کی حفاظت اور ایمان پر خاتمہ کے لئے یہ اکسیر ہے۔ سوتے وقت پڑھ کر سوئے محفوظ رہے گا۔ ہر نماز کے بعد پڑھے جنتی ہوگا

فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾ لَاۤ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۵۶﴾ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾

زمین میں وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے ۱ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ۲ اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے ۳ اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور زمین ۴ اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا کچھ زبردستی نہیں دین میں ۵ بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گمراہی سے تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے ۶ اس نے بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں ۷ اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے ۸ اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں ۹ وہ انہیں نور سے اندھیریوں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں ۱۰ انہیں ہمیشہ اس میں رہنا

(بقیہ صفحہ ۶۵) گا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندے رب کے ہاں شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کی شفاعت دھونس کی نہ ہو گی اذن کی ہو گی لہٰذا جو بالکل شفاعت کا انکاری ہو وہ بے ایمان ہے اور جو مشرکین عرب کی طرح دھونس کی شفاعت مانے وہ بھی بے دین ہے۔ خیال رہے کہ شفاعت کرنے والے حسب ذیل ہیں۔ انبیاء، اولیاء، علماء، مشائخ، حجر اسود، قرآن مجید، کعبہ، ماہ رمضان، مسلمانوں کے نابالغ بچے، شفاعت تین طرح کی ہو گی۔ میدان محشر سے نجات کے لئے گناہوں کی معافی کے لئے بلندی درجات کے لئے پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ دوسری سے گنہگار مسلمان۔ تیسری سے نیک کار ۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں کے اگلے پچھلے اعمال جانتا ہے۔ یا شفیع المذنبین لوگوں کے اگلے پچھلے گناہ جانتے ہیں کیونکہ علم کے بغیر شفاعت ناممکن ہے، طبیب جانتا ہے کہ قابل علاج کون ہے اور لا علاج کون شفیع المذنبین جانتے ہیں کہ قابل شفاعت کون ہے اور ناقابل شفاعت کون۔ لہٰذا یہ جزو حضور کی نعت بھی ہے۔ (روح البیان) ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے اپنے بندوں کو اپنا علم دیا ہے، ہر ایک کو بقدر وسعت ۴۔ کرسی سے مراد یا اللہ کا علم ہے یا اس کی قدرت یا عرش اعظم یا عرش اور ساتویں آسمان کے درمیان، اسی کو علم ہیئت والے آٹھواں آسمان یا فلک البروج کہتے ہیں اور عرش کو نواں آسمان یا فلک اطلس ۵۔ خیال رہے کہ کسی کو جبراً مسلمان بنانا جائز نہیں مگر مسلمان کو جبراً مسلمان رکھنا ضروری ہے لہٰذا کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، یا تو وہ اسلام لائے، یا قتل کیا جاوے لہٰذا آیت اور حدیث میں تعارض نہیں۔ رب نے مرتدین بنی اسرائیل سے فرمایا تھا فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اپنے آپ کو قتل کے لئے پیش کر دو۔ معلوم ہوا کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا ۶۔ یہاں کفر لغوی معنی میں ہے یعنی انکار کرنا معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں اللہ کا ماننا اور شیطانی عقائد سے بچنا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جب ہی قبول ہے کہ اس کے دشمنوں سے بیزاری ہو کیونکہ شیطان کے انکار کو رب نے ایمان سے پہلے بیان فرمایا اس کی طرف لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اشارہ ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اسلام پر مضبوطی سے وہ ہی قائم رہ سکتا ہے جو بے دینوں کی صحبت، ان کی الفت ان کی کتابیں دیکھنے ان کے وعظ سے دور رہے کیونکہ اسی مضبوطی کو شیطان کے انکار پر موقوف رکھا گیا سانپ اور چور سے اس لئے بچو کہ وہ جان و مال کے دشمن ہیں، بے دین کی صحبت سے اس لئے بچو کہ وہ ایمان کے دشمن ہیں رب فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین ۹۔ تو مسلموں کو کفر سے نکال کر گمراہی سے توبہ کرنے والوں کو گمراہی سے نکال کر دائمی صالحین کو کفر و گمراہی سے بچا کر، لہٰذا یہ آیت سب کو عام ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں، اللہ کا والی ہونا اس طرح ہے کہ وہ خود مومنوں کا والی ہے، اور اس کے انبیاء اولیاء بھی ان کے والی، رب فرماتا ہے انما ولیکم اللّٰہ و رسولہ والذین اٰمنوا لہٰذا اس آیت سے نبی ولی کی مدد کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ حضور کے بارے میں فرماتا ہے لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور، تا کہ لوگوں کو آپ نکالیں تاریکی سے روشنی کی طرف ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں بعض کفار بعض کفار کے مددگار ہیں، لیکن آخرت میں مددگار نہ رہیں گے، لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں وما للظّٰلمین من انصار بخلاف مومن کے کہ اللہ رسول اور نیک بندے ان کے دنیا و آخرت میں والی وارث ہیں کہ یہ حضرات مسلمانوں کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ بخشے گا ۱۱۔ یہاں نور سے مراد وہ دینی فطرت ہے جس پر ہر بچہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ کافر پہلے مومن تھا ہی نہیں۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ شیطان نے اسے اسلام سے نکال کر کفر

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر کہ

اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَ

اللہ نے اسے بادشاہی دی جبکہ ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور

يُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ

مارتا ہے بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں ۲ ابراہیم نے فرمایا تو

اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ

اللہ سورج کو لاتا ہے پورب سے تو اس کو پچھم سے لے آ ۳

الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

تو ہوش اڑ گئے کافر کے ۴ اور اللہ راہ نہیں دکھاتا

الظَّالِمِينَ ۝ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ

ظالموں کو یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر ۵ اور وہ

خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ

ڈھئی پڑی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیونکر جلائے گا ۶ اللہ

بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ

اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس ۷ پھر زندہ کر دیا

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا

قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَ

یا کچھ کم فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے ۸ اور اپنے کھانے اور

شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ

پانی کو دیکھ کر اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کر جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں ۹

(بقیہ صفحہ ٦٦) میں داخل کر دیا یا یہ آیت مرتدین کے متعلق ہے ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ والا ہونا دوزخ میں ہمیشہ رہنا کفار کے لئے خاص ہے۔ مسلمان اگرچہ کتنا ہی گناہگار ہو مگر وہ دوزخ والا نہیں گھر والا اور ہے مہمان اور۔

۱۔ اس سے مراد نمرود ابن کنعان بادشاہ ہے جو تمام روئے زمین کا بادشاہ تھا۔ آپ کے زمانہ میں تھا' آپ نے اسے توحید و رسالت کی تبلیغ فرمائی تب اس نے یہ کج بحثی کی اور غالباً یہ بحث آگ میں ڈالنے کے بعد کی ہے واللہ اعلم۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے مناظرہ کرنا سنت انبیاء ہے ۲۔ یہ کہہ کر اس نے دو قیدی بلائے ایک کو قتل کر دیا۔ دوسرے کو چھوڑ دیا اور بولا کہ اسے میں نے زندہ کر دیا۔ اسے مار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقابل کی کج بحثی پر طول نہ ہونا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مقابل ایک دلیل سے نہ سمجھے تو دوسری دلیل پیش کی جاوے ۳۔ یہ حکم اس مردود کا عجز دکھانے کے لئے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے مدعی نبوت سے اس لئے معجزہ طلب کرنا کہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو جائز ہے۔ اور اگر اس کی نبوت کا احتمال رکھتے ہوئے معجزہ مانگا تو کافر ہو گیا ۴۔ خیال رہے کہ نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے یہ نہ کہا کہ آپ رب سے کہو کہ وہ سورج کو مغرب کی طرف سے نکالے اس لئے کہ وہ قرائن سے سمجھ چکا تھا کہ حضرت ابراہیم کی دعا سے ابھی سورج ڈوب کر مغرب کی طرف سے نکلے گا اور میری خدائی کرکری ہو جائے گی' کیونکہ وہ آگ گلزار ہونے کا واقعہ دیکھ چکا تھا (روح المعانی) حضور نے سورج مغرب کی طرف سے نکال کر دکھا دیا۔ جو والد نے فرمایا تھا۔ ان کے فرزند نے کر دکھایا ۵۔ یہ واقعہ عزیر علیہ السلام کا ہے۔ بستی سے مراد بیت المقدس ہے۔ جبکہ اسے بخت نصر بادشاہ نے برباد کر دیا تھا۔ اور عزیر علیہ السلام دراز گوش پر سوار ہو کر وہاں سے گزرے۔ آپ کے ساتھ ایک برتن میں انگور کا رس اور کچھ کھجوریں تھیں۔ تمام شہر میں پھرے کوئی آدمی نہ دیکھا۔ تب آپ نے یہ فرمایا اور دراز گوش سے اتر کر سو گئے۔ جان قبض کر لی گئی ۶۔ یا تو اس میں زندہ کرنے کی کیفیت و نوعیت کا سوال ہے یا یہ تعجب کے لئے ہے غرضیکہ انکار کے لئے نہیں۔ کیونکہ قیامت کا ماننا ایمان کا رکن ہے ۷۔ یہ اس لئے فرمایا کہ رب نے ان کی توجہ اس حالت میں دنیا سے ہٹا دی تھی۔ ورنہ انبیاء کرام اور صالحین بعد وفات دنیا سے خبردار رہتے ہیں اور تصرف کرتے ہیں' اسی لئے موسیٰ علیہ السلام حضور کے حجۃ الوداع میں شریک ہوئے اور سارے نبی معراج کی رات حضور کے مقتدی بنے۔ قبرستان میں سلام کیا جاتا ہے ۸۔ عزیر علیہ السلام کو اس موقعہ پر وفات کی حالت میں اس دنیا سے ایسے بے توجہ کر دیا گیا جیسے کہ تعریس کی رات میں اللہ نے حضور کو بے توجہ فرما دیا اور نماز فجر قضا ہو گئی۔ ورنہ آپ کو نیند میں غفلت نہیں ہوتی تھی۔ اسی لئے نیند سے آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا ۹۔ یعنی کھانا پانی جلد خراب ہونے والی چیز ہے وہ تو خراب نہ ہوئی اور مردے کا جسم جو کچھ دیر میں بگڑتا ہے۔ وہ خراب ہو گیا اور ہڈیاں بھی سفید پڑ گئیں۔

اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا

اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان

ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ

دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا تو بولا میں خوب جانتا ہوں ؎۲

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ

کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ؎۳ اور جب عرض کی ابراہیم نے ؎۴ اے رب

اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ

میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی

بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے ؎۵ فرمایا تو اچھا چار پرندے

مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ

لے کر اپنے ساتھ ہلا لے ؎۶ پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر

جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ

رکھ دے پھر انہیں بلا ؎۷ وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ؎۸

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِیْنَ

اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ؎۹ ان کی کہاوت جو

یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ؎۱۰ اس دانہ کی طرح

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ

جس نے اوگائیں سات بالیں ؎۱۱ ہر بال میں سو دانے

وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۱﴾

اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے ؎۱۲ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

۱۔ اس طرح کہ آپ کے دیکھتے دیکھتے گدھے کے سارے اجزا جمع ہو گئے جسم پر کھال بال چڑھے اور زندہ ہو کر رینگنے لگا پھر آپ اس گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلہ میں تشریف لے گئے' اندازے سے اپنا مکان معلوم فرما کر دروازے پر آواز دی کہا' عزیر کا یہی گھر ہے' ایک بوڑھی اندھی اپاہج عورت وہاں تھی آپ کا نام سن کر بہت روئی اور بولی کہ آج سو برس کے بعد کون عزیر کا نام لے رہا ہے وہ تو سو برس سے لاپتہ ہیں' یہ آپ کی لونڈی تھی آپ نے فرمایا کہ میں ہی عزیر ہوں' سو سال مردہ رہ کر زندہ ہوا ہوں اس نے عرض کی کہ میری روشنی نگاہ کے لئے دعا فرمائیں' آپ نے دعا فرمائی آنکھیں کھل گئیں اور آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھ رب کے حکم سے۔ اس کے ہاتھ پاؤں درست ہو گئے اور اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا۔ پھر وہ عورت اس جگہ پہنچی جہاں لوگوں کا اجتماع تھا۔ اس مجمع میں آپ کا بیٹا بھی موجود تھا۔ جس کی عمر ایک سو اٹھارہ برس تھی اور پوتا بھی۔ بڑھیا نے لوگوں سے کہا کہ عزیر زندہ ہو کر آ گئے ہیں' دیکھو میں ان کی دعا سے تندرست ہو گئی ہوں تب لوگوں نے یقین کیا اور آپ کی علامت دیکھ کر پہچان لیا۔ اسی وجہ سے آپ کو یہود خدا کا بیٹا کہتے ہیں ۲۔ یعنی اب خوب جانتا ہوں کیونکہ پہلے یقین تھا اور اب عین الیقین ہو گیا' یعنی پہلے سن کر جانتا تھا اب دیکھ کر معلوم کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا ایمان کبھی بالشہادۃ بھی ہوتا ہے لہٰذا وہ امتی سے زیادہ یقین والے ہوتے ہیں' ہمارے حضور نے معراج میں رب اور جنت دوزخ سب ہی غیبی چیزوں کا مشاہدہ فرما لیا آپ کا ایمان بالشہادۃ ہوا ۳۔ لطیفہ۔ قرآنی معمہ بتاؤ وہ کون بزرگ ہیں جو خود چالیس سال کے اور بیٹا ایک سو چالیس کا اور پوتا نوے برس کا وہ حضرت عزیر ہیں کیونکہ آپ جو سو برس تک وفات یافتہ رہے' جب فوت ہوئے تو چالیس سال کے تھے جب اٹھے تو آپ کی عمر وہی تھی۔ سبحان اللہ ۴۔ ابراہیم علیہ السلام ایک دفعہ سمندر کے کنارہ سے گزرے ملاحظہ فرمایا کہ وہاں ایک نعش پڑی ہوئی ہے' جب سمندر کا پانی چڑھتا ہے تو اس کا گوشت مچھلیاں کھاتی ہیں' جب پانی اترتا ہے تو جنگلی جانور اور چیل کوے کھاتے ہیں یہ ملاحظہ فرما کر آپ کو شوق ہوا کہ مردہ زندہ ہونے کا نظارہ دیکھیں' تب آپ نے رب سے عرض کی ۵۔ یعنی علم الیقین سے ترقی کر کے میں عین الیقین حاصل کر لوں یعنی کمال سے اعلیٰ کمال کی طرف منتقل ہو جاؤں ۶۔ تاکہ تمہیں ان کی پہچان ہو جائے اور ان کے زندہ ہونے پر معلوم کر لو یہ وہی ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ کبھی بے جان جانوروں کو بھی پکارنا جائز ہے فیض دینے کے لئے' تو گزشتہ نبیوں ولیوں کو پکارنا بھی جائز ہے فیض لینے کے لئے ۸۔ چنانچہ آپ نے مور' مرغ' کبوتر' کوا پالا پھر انہیں ذبح کر کے قیمہ بنایا ان کے اجزا ایک دوسرے سے ملائے اور چار پہاڑوں پر رکھ دیئے ان کے سر اپنے پاس رکھے پھر انہیں آواز دی ان کے اجزاء بحکم الٰہی اڑے اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوئے۔ ہوا میں ان کے اجسام تیار ہوئے اور پھر اپنے سروں سے مل کر زندہ ہو گئے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندے جب کسی بات پر ضد کریں تو رب ان کی ضد پوری فرماتا ہے دوسرے یہ کہ ہمارے ایمان کے لئے ایمان بالغیب شرط ہے مگر انبیاء کرام کا ایمان بالشہادۃ بھی ہوتا ہے ۱۰۔ خواہ نفلی صدقہ کرے یا واجب اس میں ایصال ثواب کے لئے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ بھی داخل ہے لہٰذا تیجہ چالیسواں سب ہی شامل ہیں (خزائن العرفان) ۱۱۔ اگانے والا رب تعالیٰ ہے مگر یہاں دانہ کی طرف اس کی نسبت کر دی گئی معلوم ہوا کہ سبب کی طرف فعل کی نسبت جائز ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت عثمان غنی کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک کے

(بقیہ صفحہ ۶۸) موقعہ پر ایک ہزار اونٹ مع سامان چندہ میں دیئے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال یکساں ہوتے ہیں مگر ثواب میں فرق یا اس لئے کہ اخلاص اور حسن نیت میں فرق ہوتا ہے یا اس لئے کہ مقبول بارگاہ کا تھوڑا عمل زیادہ ثواب کا باعث ہے حضور فرماتے ہیں کہ میرا صحابی ایک صاع جو خیرات کرے اور تم پہاڑ بھر سونا تو اس کے جو تمہارے سونے سے زیادہ ثواب کا باعث ہیں۔

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ

وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱ پھر

لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَّهُمْ

دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ۲ ان کا

أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ

نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور

لَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٢٦٢﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ

نہ کچھ غم ۳ اچھی بات کہنا اور در گزر کرنا ۴

خَيْرٌ مِّن صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ

اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پروا

حَلِيمٌ ﴿٢٦٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم

حلم والا ہے ۵ اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر

بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ

اور ایذا دے کر ۶ اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے

النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ

خرچ کرے ۷ اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ

ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے ۸ اب اس پر زور کا پانی پڑا

فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا

جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا ۹ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ

كَسَبُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٢٦٤﴾

پائیں گے ۱۰ اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا ۱۱

۱۔ یعنی جو لوگ اپنے ہر مال میں سے ہر وقت ہر کار خیر میں ہر قسم کا خرچ کرتے رہتے ہیں جیسا کہ ینفقون اور اموالهم سے عموم وقت و عموم حال معلوم ہوا۔ ۲۔ احسان رکھنا یہ ہے کہ دوسروں کے سامنے اس کا ذکر کریں۔ اور فقیر کو رسوا کریں۔ اذیٰ تکلیف دینا یہ ہے کہ اسے طعنہ دیں۔ ان سے صدقات کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ بلکہ مسلمان کو ایذا دینے کا عذاب لازم ہو جاتا ہے ۳۔ یا اس سے روز قیامت کا رنج و غم مراد ہے کہ مومنین اس سے آزاد ہوں گے۔ رب فرماتا ہے لا یحزنهم الفزع الاکبر یا دنیا میں وہ رنج و غم مراد ہیں جو رب سے حجاب بن جائیں ورنہ خدا کا خوف عین ایمان ہے نیز سانپ بچھو دشمن سے اندیشہ اس کے خلاف نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عصا کے سانپ بن جانے پر خوف ہوا اور فرعون کے متعلق جناب باری میں عرض کیا۔ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَىٰ اس سے معلوم ہوا کہ صالح مومن ولی اللہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی صفات اولیاء کے قرآن نے بیان فرمائے ہیں ۴۔ یعنی فقیر کو نرمی سے منع کر دینا۔ اور اگر وہ اس منع کرنے پر نازیبا الفاظ کہے تو اس کو درگزر کر دینا اس دینے سے بہتر ہے جس کے بعد فقیر کو ستایا جاوے یا بدنام کیا جاوے۔ کیونکہ مال دینے میں فقیر کے قالب کو راحت دینا ہے اور قول معروف سے اس کے دل کی پرورش ہے ۵۔ یعنی رب تعالیٰ غنی ہو کر بھی حلیم ہے کہ بندوں کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ تو تم بھی فقراء اور اپنے ماتحتوں کی خطاؤں سے درگزر کیا کرو۔ حلم سنت الہیہ ہے۔ سبحان اللہ! کیسے پاکیزہ اخلاق کی کیسی نفیس تعلیم ہے ۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ اگر صدقہ ظاہر کرنے سے فقیر کی بدنامی ہو تو صدقہ اسے چھپا کر دو کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ ایسی صورت میں صدقہ کو ظاہر کرنا اذیٰ میں داخل ہے ۷۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو علم دین سکھایا تو اس کے جزا کی بھی بندے سے امید نہ رکھے نہ اسے طعنے دے کیونکہ یہ بھی علمی صدقہ ہے ۸۔ یہ منافقوں کے صدقات کا حال ہے کہ وہ رب کے لئے نہیں بلکہ دکھلاوے کے لئے خیرات کرتے ہیں، پھر طعنے وغیرہ دے کر سب ضائع کر لیتے ہیں خیال رہے کہ علانیہ صدقہ دینا اگر ریا کے لئے ہے تو برا ہے اگر لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے ہے تو اچھا ہے رب فرماتا ہے ان تبدوا الصدقت فنعما ھی ۹۔ منافق کا دل گویا پتھر کی چٹان ہے، اس کی عبادات خصوصاً صدقات و ریا کی خیراتیں گویا وہ گرد و غبار ہیں جو چٹان پر پڑ گئیں۔ جن میں تخم کی کاشت نہیں ہو سکتی، رب تعالیٰ کا ان سب کو رد فرما دینا گویا وہ پانی ہے جو سب مٹی بہا کر لے گیا۔ پتھر کو ویسا ہی کر گیا لہٰذا یہ مثال بہت موزوں ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ ظاہر عبادات کی پائیداری اخلاص اور نیت کی درستی سے ہے۔ جس قدر اخلاص زیادہ اس قدر عمل کا پھل اور اس کی مضبوطی زیادہ۔ ۱۱۔ یعنی کافر کو نیک اعمال کی راہ نہیں ملتی کیونکہ یہ نیکی ایمان سے قبول ہوتی ہے اگر اسے نیکی کی راہ ملتی تو کفر سے توبہ کر کے نیکی کرتا۔ یا یہ معنی ہیں کہ جو علم الٰہی میں کافر ہیں گے انہیں ایمان کی توفیق نہیں ملے گی ورنہ لاکھوں کافر ایمان لے آئے اور ان کا ایمان قبول ہوا۔

ا۔ اموال جمع فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ مومن اپنے ہر مال میں سے ہر کار خیر میں خرچ کرے صرف زکوٰۃ پر ہی قناعت نہ کرے۔ کپڑا' کھانا' پیسہ' بلکہ زمین جائیداد میں سے اللہ کی راہ میں دے' اس انفاق میں محفل میلاد شریف اور فاتحہ بزرگان بھی داخل ہے۔ کہ یہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ اور اعمال کا ثواب نیت اور اخلاص کے مطابق ملتا ہے اسی لئے ہمارا پہاڑ بھر سونا خیرات کرنا صحابہ کے سوا سیر جو کی خیرات کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم کو ان کا سا اخلاص نصیب نہیں اسی طرح کسی مقبول ربانی فقیر کو صدقہ دینا فاسق فقیر کو صدقہ دینے سے افضل ہے۔ جیسی زمین ویسا ہی بیج کی پیداوار صدقہ تخم ہے اور فقیر

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ

اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں ۱ خرچ کرتے ہیں

اللّٰهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ

اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے ۲ جو بھوڑ پر ہو

أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَإِنْ

اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا پھر اگر

لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

زور کا مینہ اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے ۳ اور اللہ تمہارے کام دیکھ

بَصِيرٌ ﴿٢٦٥﴾ أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ

رہا ہے ۴ کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو

مِّنْ نَّخِيلٍ وَّأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

کھجوروں اور انگوروں کا ۵ جس کے نیچے ندیاں بہتیں

الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ

اس کے لئے اس میں ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا

الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ

اور اس کے ناتواں بچے ہیں ۶ تو آیا اس پر ایک بگولا

فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

جس میں آگ تھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے

الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٦٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ ۷ اے ایمان والو

آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا

اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو ۸ اور اس

زمین ۳۔ یعنی جیسے بلند اور اچھی زمین میں کھیتی ضرور ہوتی ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی مومن کے صدقہ کا ثواب ضرور ملتا ہے' خواہ صدقہ معمولی ہو یا زیادہ۔ وہاں دل کی کیفیت دیکھی جاتی ہے نہ کہ فقط مال کی مقدار ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے طاقتور زمین میں تخم اچھا اگتا ہے ایسے ہی بعض زمینوں میں نیکیاں پھلتی پھولتی ہیں۔ جیسے کہ مسجد نبوی میں ایک نیکی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے ۵۔ یہ باطل صدقہ کی نفیس مثال ہے۔ جیسے اگر کسی کا لہلہاتا باغ اس کے بڑھاپے میں اجڑ جائے تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی باطل اور ریاکار کے صدقہ قیامت میں اس کے کام نہ آویں گے جب اسے سخت ضرورت ہو گی ۶۔ یعنی اسے مال کی ضرورت زیادہ اور کمانے کی طاقت نہ رہے ایسے ہی قیامت میں نیک اعمال کے ثواب کی ضرورت ہو گی' اور اب نیکیاں کرنے کی طاقت نہ ہو گی۔ خیال رہے کہ مومن قبر میں بھی نماز اور تلاوت قرآن کرتا ہے مگر ان پر ثواب نہیں ملتا۔ ثواب زندگی کے اعمال کا ہے۔ اسی لئے زندے لوگ مردوں کو ثواب بخشتے ہیں کہ اب مردے ثواب کے کام خود نہیں کر سکتے ۷۔ اس مثال سے یہ سمجھایا گیا کہ اولاً تو نیکی ریا کے لئے نہ کرو۔ پھر نیکی کے بعد اب کوئی گناہ ایسا نہ کرو جس سے نیکی برباد ہو جائے۔ ورنہ قیامت میں ایسے پچھتاؤ گے۔ جیسے یہ باغ والا ایسے نازک وقت میں باغ جل جانے سے پچھتاتا ہے' خیال رہے کہ جیسے بعض نیکیوں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی بعض گناہوں سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں' رب فرماتا ہے ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کسب کرنا تجارت نوکری اور تمام حلال پیشے کرنا چاہئیں۔ بے کار رہنا برا ہے' دوسرے یہ کہ اپنی کمائی سے خیرات کرنا بہتر ہے۔ تیسرے یہ کہ جو اپنا پسندیدہ مال ہو اس میں سے خیرات کرے' چوتھے یہ کہ مال حلال سے خیرات دے۔ پانچویں یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے بلکہ کچھ اپنے خرچ کے لئے بھی رکھے۔ جیسا کہ مما سے معلوم ہوا۔ چھٹے یہ کہ صرف زکوٰۃ دینے پر ہی قناعت نہ کرے بلکہ اور صدقہ نفل بھی دیتا رہے۔ جیسا کہ انفقوا کے اطلاق سے معلوم ہوا۔

أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ

میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ل اور خاص ناقص کا ارادہ نہ

مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ إِلَّا أَن

کرو کہ دو تو اسمیں سے اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس

تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾

میں چشم پوشی نہ کرو ۲ اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے

الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ ۖ

شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا ۳

وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللَّهُ

اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٢٦٨﴾ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَ

وسعت والا علم والا ہے ۴ اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے ۵ اور

مَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ

جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی ۶

وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ وَمَا أَنفَقْتُم

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے اور تم جو خرچ کرو

مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ

یا منت مانو ۷ اللہ کو اس کی

يَعْلَمُهُ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ إِن

خبر ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۸ اگر

تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۖ وَإِن تُخْفُوهَا

خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے ۹ اور اگر چھپا کر

ا۔ یہ آیت امام اعظم قدس سرہ کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ زمین کی ہر پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے تھوڑی ہو یا زیادہ اس کا پھل سال بھر تک رہے یا نہ رہے کیونکہ یہاں ما عام ہے' اس کی تائید ان روایات سے ہے' جن میں فرمایا گیا کہ جس زمین کو بارش سے سیراب کیا گیا اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ اور جس کو کنوئیں سے سیراب کیا گیا اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے' جس روایت میں ہے کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں۔ اس سے مراد تجارتی زکوٰۃ ہے نہ کہ پیداوار کی زکوٰۃ کیونکہ اس زمانہ میں ایک وسق چالیس درہم کا تھا تو پانچ وسق دو سو درہم کے ہوئے اور یہ ہی تجارتی زکوٰۃ کا نصاب ہے ۲۔ شان نزول۔ بعض لوگ اللہ کے نام پر ردی کھجوریں صدقہ دیتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت اتری۔ یعنی جب تم رب سے جزا اچھی چاہتے ہو تو اس کی راہ میں مال بھی اعلیٰ درجے کا اپنا پسندیدہ خرچ کرو ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک کام میں خرچ کرنے میں فقیری کا خوف اور برے کاموں میں دلیری سے خرچ کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ رب محفوظ رکھے جو لوگ شادی بیاہ میں برے مراسم میں پیسہ خرچ کرنے کا مشورہ دیں۔ اور صدقات سے روکیں وہ شیطان ہیں۔ ان کے مشورہ سے کوسوں دور بھاگنا چاہیے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بفضلہ تعالیٰ خیرات سے کبھی مال نہیں گھٹتا بلکہ بڑھتا ہے۔ آفات بھی دور ہوتے ہیں۔ "وَاسِعٌ عَلِيمٌ" میں اسی طرف اشارہ ہے ۵۔ حکمت سے مراد علم دینی ہے۔ یعنی کتاب و سنت کا علم۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مال کے صدقہ سے علم کا صدقہ افضل ہے کہ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ دوسرے یہ کہ علم دین فقط کتابیں پڑھنے سے نہیں آتا بلکہ رب کے فضل سے آتا ہے محض قرآن و حدیث پڑھنے سے ہدایت نہیں ملتی جب تک کہ رب کی مہربانی نہ ہو۔ جیسے ریڈیو کی چٹی سے وہاں کی آواز آتی ہے جہاں کی سوئی لگا دی جائے۔ ایسے ہی قرآن و حدیث کا پڑھانے والا اگر بے دین ہے' تو قرآن سے کفر سکھائے گا ۶۔ معلوم ہوا کہ علم دین تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے' مال' عبادت' سلطنت سے اعلیٰ علم ہے چونکہ حضور سب سے بڑے نبی لہذا حضور سب نبیوں سے بڑے عالم ہیں آدم علیہ السلام کو رب نے تمام چیزوں کا علم دیا تو یقیناً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بھی زیادہ علم عطا فرمایا۔ سرکار خود فرماتے ہیں۔ فَتَجَلّٰى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ علم کا صدقہ سب سے بہتر ہے ۷۔ شرعی نذر صرف اللہ ہی کے لئے ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں غیر لازم عبادت کو لازم کر لینا۔ ہاں اس نذر کا مصرف اولیاء اللہ کے غریب مجاور بھی ہو سکتے ہیں۔ لغوی نذر بمعنی نذرانہ مخلوق کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے ایک لونڈی نے نذر مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ حضور کو جنگ احد سے سلامت لائے تو میں دف بجاؤں گی۔ یہ نذر لغوی ہے۔ نذر شرعی کا پورا کرنا فرض ہے نذر لغوی کا پورا کرنا بہتر ہے کہ وعدہ پورا کرنا چاہیے ۸۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے دنیا و آخرت میں رب نے بہت مددگار مقرر فرمائے۔ رب فرماتا ہے إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الخ بے یار و مددگار ہونا کفار کے لئے عذاب ہے۔ ۹۔ خیال رہے کہ فرض صدقہ ظاہر کر کے دینا افضل ہے تا کہ اس پر بخل کا الزام نہ لگے اور نفلی صدقہ چھپا کر دینا افضل مگر چندہ کے موقعہ پر اس نیت سے ظاہر کر کے دینا تا کہ اور بھی دیں جائز بلکہ بہتر ہے' اگر صدقہ ظاہر کر کے دینا بالکل منع ہوتا تو صحابہ کرام کے خصوصاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صدقات روایات میں نہ آتے۔

۱۔ صدقات سے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں' آفات دور ہوتی ہیں اسی لئے یہاں کچھ گناہ فرمایا۔ ۲۔ یعنی آپ ان کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں اور نہ آپ سے یہ سوال ہو گا کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے' اس سے معلوم ہوا کہ ہم سب حضور کے محتاج ہیں۔ حضور ہم سے غنی ہمارے ایمان لانے سے حضور کی شان بڑھتی نہیں۔ کافر رہنے سے آپ کی شان میں فرق نہیں آتا جیسے سورج کہ اسے کوئی نور مانے یا نہ مانے وہ روشن ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کی مشیت سے ملتی ہے صرف محبت سے نہیں ملتی کیونکہ اللہ کو ہر بندے سے ربوبیت کی محبت ہے ورنہ اس کے لئے روزی نہ اتارتا۔ ان میں نبی نہ بھیجتا' مگر اس محبت سے سب کو

وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ

فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ

مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾

گناہ گھٹیں گے ۱ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ۲ ہاں اللہ راہ دیتا ہے

يَّشَآءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا

جسے چاہتا ہے ۳ اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے ۴

تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لئے ۵ اور جو مال دو

خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ

تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیئے جاؤ گے ۶ ان فقیروں

الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کے لئے ۷ جو راہ خدا میں روکے گئے ۸ زمین میں چل

ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ

نہیں سکتے ۹ نادان انہیں تونگر سمجھے

مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْــَٔلُوْنَ

بچنے کے سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا ۱۰ لوگوں سے سوال

النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے ۱۱ اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے

بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ

جانتا ہے وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں

ایمان و ہدایت نہ ملی' معلوم ہوا کہ محبت اور ہے اور مشیت کچھ اور ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمیشہ اللہ کی راہ میں حلال اور اعلیٰ چیز دے جیسا کہ من خیر سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ فقیر پر احسان نہ دھرے کیونکہ خیرات اپنے لئے دی ہے ۵۔ خیال رہے کہ بزرگوں کے نام پر جو خیرات کی جاتی ہے وہ خیرات تو اللہ کی رضا کے لئے ہوتی ہے ثواب اس بزرگ کو جیسے حضرت سعد نے کنواں کھدوا کر فرمایا تھا کہ یہ ام سعد کے لئے ہے لہٰذا گیارہویں شریف وغیرہ اس آیت کے خلاف نہیں ۶۔ یعنی تمہارے نیک اعمال کی جزا میں کمی نہیں کی جاوے گی پوری جزا ضرور ملے گی لہٰذا اس آیت میں زیادتی کی نفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کی نیکیوں سے کہیں زیادہ جزا دے گا فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ الخ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ واجب صدقہ فقیر کو ہی دیں گے نہ کہ امیر کو۔ نفلی صدقہ فقیر کو دینا بہتر ہے صدقہ جاریہ میں سب برابر ہیں' جیسے کنوئیں کا پانی قبرستان مسجد وغیرہ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بمقابلہ بھکاری کے اس فقیر کو دینا افضل ہے جو مانگنے سے شرمائے۔ ۸۔ اس میں غریب طلباء' علماء بھی داخل ہیں کیونکہ یہ بھی اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں کما نہیں سکتے۔ ۹۔ چل نہ سکنے کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ طلب معاش کے لئے سفر میں رہیں تو دینی خدمات بند ہو جائیں اس سے معلوم ہوا کہ ایسے طلباء' علماء جنہوں نے اپنے آپ کو خدمت دینی کے لئے وقف کر دیا ہو ان کا خرچہ مسلمانوں کے ذمے ہیں جیسے اصحاب صفہ تھے کہ اگر یہ لوگ کمائی میں لگ جائیں تو دینی کام بند ہو جائیں' اس ہی لئے امامت' تعلیم علم دین پر اجرت لینا جائز ہے' حضرت عثمان کے سوا تمام خلفا راشدین نے خلافت پر تنخواہ لی۔ حالانکہ خلافت بھی دینی خدمت ہے ۱۰۔ یعنی ان کے اترے ہوئے چہرے' پھٹے لباس' رنگ زرد ان کے فقرو فاقہ کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ چیزیں ان کے اختیار میں نہیں بے اختیار ظاہر ہوتی ہیں ۱۱۔ یہ ترجمہ نہایت ہی نفیس ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہاں سوال ہی کی نفی ہے نہ کہ گڑگڑانے کی۔ جیسا کہ اوپر والی آیت سے ظاہر ہوا۔

وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

اور دن میں چھپے اور ظاہر ۱؎ ان کے لئے ان کا نیگ ہے ان کے

رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم ۲؎

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ

وہ جو سود کھاتے ہیں ۳؎ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا

الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ

ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر ۴؎ مخبوط بنا دیا ہو ۵؎ یہ اس لئے

بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ

کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے ۶؎ اور اللہ نے

اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ

حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود ۷؎ تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت

مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى

آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا ۸؎ اور اس کا کام خدا کے

اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

سپرد ہے ۹؎ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي

میں مدتوں رہیں گے ۱۰؎ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو ۱۱؎ اور بڑھاتا ہے

الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾

خیرات کو ۱۲؎ اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار ۱۳؎

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور

۱؎ شان نزول۔ یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ چھپا کر بھی کرے اور علانیہ بھی بلکہ صدقہ فرض علانیہ کرے اور صدقہ نفل چھپا کر جیسے پنج گانہ اور جمعہ، عیدین کی نماز علانیہ پڑھے۔ تہجد خفیہ ادا کرے، خیال رہے کہ صدیق اکبر نے چالیس ہزار اشرفیاں چار طرح خیرات کیں۔ دس ہزار دن میں اور اتنی ہی رات میں اتنی ہی چھپا کر اتنی ہی علانیہ ۲؎۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر بڑے اجر کے مستحق ہیں۔ ان کے اعمال بڑے مقبول ہیں وہ اللہ کے ولی ہیں۔ دنیا و آخرت کے رنج و غم سے آزاد ہیں، ان کا لقب عتیق ہے ۳؎۔ سود خوار ظاہر میں انسان حقیقت میں شیطان ہے کہ اسے غریب پر رحم نہیں آتا، اسے برباد کر کے اپنے کو بناتا ہے لہٰذا اسی شکل میں قیامت میں ہو گا ۴؎۔ یعنی سود خوار قیامت میں ایسے مخبوط الحواس ہوں گے اور ایسے گرتے پڑتے کھڑے ہوں گے، جیسے دنیا میں وہ شخص جس پر بھوت سوار ہو کیونکہ سود خوار دنیا میں لوگوں کے لئے بھوت بنا ہوا تھا۔ ۵؎۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسیب حق ہے اور وہ انسان کو دیوانہ بنا دیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خدائی کاموں کو بندوں کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کیونکہ دیوانہ کرنا، بیمار کرنا رب کا کام ہے۔ مگر یہاں جن کی طرف نسبت کیا گیا ۶؎۔ یہ لوگ سود کو اس قدر حلال و طیب جانتے تھے۔ کہ تجارت کو سود سے تشبیہ دیتے تھے ۷؎۔ قرض پر جو نفع لیا جائے وہ سود ہے، ایسے ہی متحد الجنس کو زیادتی سے فروخت کیا جائے وہ سود ہے۔ جیسے سیر گندم سوا سیر کے عوض بیچنا۔ سود کی بہت سی صورتیں ہیں جو فقہ میں مذکور ہیں۔ ہماری تفسیر نعیمی میں اس کا مطالعہ کرو ۸؎۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جو شخص حرمت سود کے بعد بھی سود لیتا رہا وہ گزشتہ لئے ہوئے سود کا بھی مجرم ہو گا۔ حلت سود کے زمانے کا سود اس کے لئے قابل معافی ہو گا جو اب سود سے باز آ جاوے ۹؎۔ جب چاہے جو چاہے جس پر چاہے حرام فرما دے اس پر اعتراض نہیں ہاں اس کے احکام کی حکمتیں سوچنا منع نہیں بلکہ ثواب ہے ۱۰؎۔ اگر سود کو حلال جان کر لیا تو کافر ہوا۔ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اور اگر حرام جان کر لیا تو فاسق ہوا۔ بہت عرصہ دوزخ میں رہے گا ۱۱؎۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے سود میں برکت نہیں یہ کافر کی غذا ہو سکتی ہے مومن کی نہیں گندگی کا کیڑا گندگی کھا کر جیتا ہے بلبل پھول کو۔ لہٰذا اپنے آپ کو کفار پر قیاس نہ کرو کافر سود لے کر ترقی کرے گا مومن زکوٰۃ دیکر دوسرے یہ کہ سود کے پیسہ سے زکوٰۃ خیرات قبول نہیں ہوتے۔ سود مٹانے کی یہ بھی ایک صورت ہے ۱۲؎۔ دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ دنیا میں برکت دے کر آخرت میں ایک کا سات سو یا اس سے بھی زیادہ عطا فرما کر ۱۳؎۔ معلوم ہوا کہ حرام کا مرتکب ناشکرا بھی ہے۔ گنہگار بھی اطاعت شکر ہے اور مطیع شکر گزار ہے۔

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ

نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۲۷۷ يٰۤاَيُّهَا

اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ

والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا

الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۷۸ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا

ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو

فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ

تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر توبہ کرو

فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا

تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں

تُظْلَمُوْنَ ۝۲۷۹ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى

نقصان ہو اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی

مَيْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر

تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸۰ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى

جانو اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف

اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ

پھرو گے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائیگی اور ان پر

لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۲۸۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ

ظلم نہ ہوگا اے ایمان والو جب تم ایک مقرر مدت تک

ا۔ معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا کمال نہیں نماز قائم کرنا کمال ہے' نماز ہمیشہ پڑھنا' درست پڑھنا' دل لگا کر پڑھنا' نماز قائم کرنا ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن پرہیز گار ولی اللہ ہے' کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے بھی فرمایا گیا اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور یہاں اس مومن کے لئے بھی یہی فرمایا گیا۔ ولایت عمل سے بھی حاصل ہوتی ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر مومن کو تقویٰ پرہیز گاری ضروری ہے' دوسرے یہ کہ تقویٰ ایمان کے بعد ہے' ایمان تقویٰ کے لئے ایسی شرط ہے جیسے وضو نماز کے لئے ۴۔ یعنی اگر سود حرام ہونے سے پہلے مقروض پر سود لازم ہو گیا تھا کچھ لے لیا تھا کچھ باقی تھا کہ یہ آیت سود کی حرمت کی نازل ہو گئی تو جو سود اس سے پہلے لے لیا تھا وہ واپس نہ کیا جاوے گا اور اب بقایا سود نہ لیا جائے گا۔ یہی حکم اس کافر کا بھی ہو گا۔ جس کا لوگوں پر سودی قرض تھا۔ اور اب وہ مسلمان ہو گیا۔ اس ہی طرح جو کافر مسلمان ہو اور اس کے نکاح میں چھ سات بیویاں ہوں تو اب اسلام لا کر چار سے زیادہ کو علیحدہ کرنے پڑے گا اس آیت سے اس کے قسم کے بہت سے مسائل مستنبط ہوں گے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ سودی کاروبار کفار کی علامت ہے مومن کی شان نہیں۔ کفار کی علامت اختیار کرنا حرام ہے اور کفر کی علامت اختیار کرنا کفر ہے جیسے زنار باندھنا۔ سر پر چوٹی رکھانا' صلیب کو سجدہ کرنا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دھوتی' لنگوٹی' ہیٹ وغیرہ مسلمان کو جائز نہیں۔ کہ فی زمانہ یہ کفار یا فساق کی علامت ہیں ۶۔ خیال رہے کہ دو گناہوں پر اعلان جنگ دیا گیا ہے' ایک سود لینے پر دوسرے ولی اللہ سے عداوت رکھنے پر' جیسا کہ حدیث میں ہے۔ معلوم ہوا کہ سود لینا سود دینے سے زیادہ سخت جرم ہے کہ سود دینے والے کو اعلان جنگ نہیں وہ جو حدیث میں ہے کہ دونوں برابر ہیں وہاں اصل گناہ میں برابری مراد ہے نہ کہ مقدار گناہ میں یہ بھی خیال رہے کہ کافر مومن سے سود نہیں لے سکتا اور اگر کافر' کافر سے سود لے تو حاکم اسے نہ روکے کہ کفار کو دینی آزادی ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ سود حرام ہونے سے پہلے جو سود لیا گیا وہ حلال تھا وہ رقم اصل قرض سے نہ کٹے گی بلکہ اب پورا قرض لینا جائز ہو گا ۸۔ مسئلہ قرض میں مدت معتبر نہیں' جب چاہے قرض خواہ مطالبہ کر لے۔ دین میں مدت کا اعتبار ہے کہ پہلے تقاضا نہیں کر سکتا' دست گردان قرض ہے اور تجارتی قرض دین کہلاتے ہیں۔ یہ آیت قرض و دین دونوں کو شامل ہے کہ تنگ دست مدیون یا مقروض کو مہلت دینا ثواب ہے۔ معلوم ہوا کہ مقروض کو معافی دینا صدقہ ہے' مگر اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی' اس کے لئے یہ صورت کرے کہ تنگ دست مقروض کو زکوٰۃ دے۔ قبضہ کے بعد اس سے اپنا قرض وصول کرے ۹۔ یعنی تم اپنے مجبور مقروض کو معافی دو تا کہ روز قیامت اللہ تمہیں بھی معافی دے' تم بھی اس کے مقروض ہو رحم کرو تا کہ رحم کئے جاؤ۔ اس سے بہت مسائل نکل سکتے ہیں ۱۰۔ یعنی نہ ان کی نیکیاں گھٹائی جاویں اور نہ گناہ زیادہ کئے جاویں۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ سب سے آخری یہی آیت کریمہ اتری جس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیس دن یا نو دن یا سات دن دنیا میں تشریف فرما رہے۔

بِدَيۡنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكۡتُبُوۡهُ ؕ وَلۡيَكۡتُبۡ

کسی دین کا لین دین کرو ۱ تو اسے لکھ لو ۲ اور چاہیئے کہ تمہارے درمیان

بَّيۡنَكُمۡ كَاتِبٌ ۢ بِالۡعَدۡلِ ۚ وَلَا يَاۡبَ كَاتِبٌ اَنۡ يَّكۡتُبَ

کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے ۳ جیسا کہ اسے

كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلۡيَكۡتُبۡ ۚ وَلۡيُمۡلِلِ الَّذِىۡ عَلَيۡهِ

اللہ نے سکھایا ہے ۴ تو اسے لکھ دینا چاہیئے ۵ اور جس بات پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے ۶

الۡحَـقُّ وَلۡيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبۡخَسۡ مِنۡهُ شَيۡـئًا ‌ؕ

اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے ۷ اور حق میں سے کچھ رکھ نہ چھوڑے

فَاِنۡ كَانَ الَّذِىۡ عَلَيۡهِ الۡحَـقُّ سَفِيۡهًا اَوۡ ضَعِيۡفًا

پھر جس پہ حق آتا ہے اگر بے عقل یا ناتوان ہو ۸

اَوۡ لَا يَسۡتَطِيۡعُ اَنۡ يُّمِلَّ هُوَ فَلۡيُمۡلِلۡ وَلِيُّهٗ

یا لکھا نہ سکے تو اس کا ولی انصاف سے

بِالۡعَدۡلِ ؕ وَاسۡتَشۡهِدُوۡا شَهِيۡدَيۡنِ مِنۡ رِّجَالِكُمۡ ۚ

لکھائے اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے ۹

فَاِنۡ لَّمۡ يَكُوۡنَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٌ وَّامۡرَاَتٰنِ مِمَّنۡ

پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں

تَرۡضَوۡنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰٮهُمَا

ایسے گواہ جن کو پسند کرو ۱۰ کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے

فَتُذَكِّرَ اِحۡدٰٮهُمَا الۡاُخۡرٰى ‌ؕ وَلَا يَاۡبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا

تو اس ایک کو دوسری یاد دلادے ۱۱ اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے

مَا دُعُوۡا ؕ وَلَا تَسۡـَٔـمُوۡۤا اَنۡ تَكۡتُبُوۡهُ صَغِيۡرًا اَوۡ كَبِيۡرًا

سے انکار نہ کریں ۱۲ اور اسے بھاری نہ جانو کہ دین چھوٹا ہو یا بڑا ۱۳

۱۔ دَین میں مدت مقررہ کا اعتبار ہے کہ وقت سے پہلے مطالبہ کرنے کا حق نہیں۔ قرض میں مدت معتبر نہیں پہلے بھی مطالبہ کر سکتا ہے ۲۔ یہ امر استحبابی ہے' امر کبھی استحباب کے لئے بھی ہوتا ہے بعض مستحب بلکہ بعض جائز کام بھی ایسے قطعی ہوتے ہیں' جن کا انکار کفر ہے' جیسے قرض لکھ لینے کا مستحب ہونا اور رمضان کی راتوں میں بیوی سے صحبت جائز ہونا۔ رب فرماتا ہے ۔اُحِلَّ لَكُمۡ لَيۡلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ ۳۔ یعنی ضرور لکھ دے خواہ معاوضہ لے کر یا بغیر معاوضہ کہ کاتب کو دستاویز لکھنے پر اجرت لینا جائز ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيۡدٌ فتویٰ لکھنے پر اجرت بھی اسی میں داخل ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم کے علم کا شکریہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے علم سے فیض پہنچادے' ہر نعمت کا شکریہ علیحدہ ہے' جسے لکھنا آتا ہے وہ اپنی تحریر سے لوگوں کی حاجت نکالے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیع نامہ بائع لکھے کہ میں نے فروخت کر دیا۔ قرض میں مدیون لکھے کہ میں نے اتنا قرض لیا۔ کرایہ نامہ کرایہ دار لکھے کہ میں نے فلاں مکان اتنے کرایہ پر لیا۔ خریدار یا قرض دینے والا یا اجرت پر دینے والا نہ لکھے۔ جس پر حق ہو اسی کی طرف سے تحریر ہونی چاہیے ۶۔ یعنی تحریر میں صحیح واقعہ لکھوائے' قیمت یا مبیع اسی طرح قرض وغیرہ کی تحریر میں زیادتی کمی نہ کرے۔ اس کا بیان اگلے جملہ میں ہے وَلَا يَبۡخَسۡ مِنۡهُ شَيۡـئًا یہ حکم کاتب کو بھی ہے اور املاء بولنے والے کو بھی۔ سب کو خوف خدا چاہیے ۔ ۷۔ یہاں بے عقل سے مراد دیوانہ اور ناتواں سے مراد بچہ اور زیادہ بوڑھا ہے اور لا یستطیع سے مراد گونگا یا وہ شخص جس کی زبان اور ہو اور جہاں کتابت ہو رہی ہو وہاں کی زبان کچھ اور ہو۔ ان تینوں صورتوں میں دوسرا آدمی املاء بولے ۸۔ اس اضافہ میں یہ بتایا گیا کہ مسلمان کے گواہ مسلمان ہوں۔ ہاں کافر کے گواہ کافر بھی ہو سکتے ہیں ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گواہ مسلمان بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ متقی مسلمان گواہ ہوں فاسق نہ ہو' تیسرے یہ کہ صرف عورتیں گواہ نہیں بن سکتیں۔ مگر ان چیزوں میں جن کی اطلاع عورتوں کو ہی ہو سکتی ہے' جیسے بچہ جننا' باکرہ ہونا وغیرہ' چوتھے یہ کہ معاملات میں یا دو مرد گواہ ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ زنا میں چار مرد ہی گواہ ہو سکتے ہیں۔ اس سے کم نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو گواہی میں جب شامل کرنا چاہیے جبکہ نرے مرد نہ ملتے ہوں ۱۰۔ کیونکہ قدرتی طور پر عورتوں کا حافظہ مردوں سے کم ہے' قوت ادا بھی ان کی کمزور ہے۔ اسی لئے امامت و بادشاہت' قضا' نبوت مردوں سے خاص ہیں۔ شرعاً عورت نماز کی امام نہیں ہو سکتی' اسی طرح عورت قاضی نہیں بن سکتی کہ اس پر پردہ ضروری ہے اور یہ کام پردہ میں نہیں ہو سکتے۔ بلقیس کا بادشاہ زمانہ ہونا زمانہ کفر میں تھا۔ سلیمان علیہ السلام پر ایمان لا کر آپ کی ماتحت رہی ۱۱۔ معلوم ہوا کہ حقوق کی گواہی دینا فرض ہے اس کو چھپانا حرام ہے۔ خیال رہے کہ گواہ کا خرچ مدعی کے ذمہ ہے رب فرماتا ہے وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيۡدٌ' لٰہذا سفر خرچ مدعی ادا کرے گواہ گواہی پر اجرت نہیں لے سکتا کہ یہ فرض ہے ۱۲۔ یہ امر بھی استحبابی ہے اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ جھگڑے نہ واقع ہوں اور اگر وجوب کے لئے ہے تو منسوخ ہے۔

إِلَى أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ

اس کی میعاد تک لکھت کرلو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اس میں گواہی خوب ٹھیک

وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی سردست کا سودا دست بدست

تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ

ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں [۱]

وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ

اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کرلو اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو

وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ

(یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) [۲] اور جو تم ایسا کرو تو یہ تمہارا فسق ہوگا [۳] اور اللہ سے ڈرو

وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٨٢﴾ وَإِن كُنتُمْ

اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر

عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ ۖ

تم سفر میں ہو [۴] اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا [۵]

فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ

اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو [۶] تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا

أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ

اپنی امانت ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ [۷]

وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے [۸] اور اللہ تمہارے کاموں

عَلِيمٌ ﴿٢٨٣﴾ لِّلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِن

کو جانتا ہے۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے [۹] اور اگر

۱۔ اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ ادھار کے کاروبار نہ لکھنا گناہ ہے کیونکہ مفہوم مخالف سے مسئلہ شرعی ثابت نہیں ہوا کرتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں جناح سے مراد حرج اور مضائقہ ہو۔ یعنی نقدی لین دین میں چونکہ جھگڑے کا احتمال نہیں اس لئے نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ۲۔ اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ لکھنے والے اور گواہ کو نقصان نہ دیا جاوے اس طرح کہ لکھنے والے کی اجرت یا گواہ کا آمد و رفت کا کرایہ وغیرہ نہ دیا جاوے۔ ان کا وقت برباد کیا جاوے خیال رہے کہ کاتب کتابت کی اجرت لے سکتا ہے لہٰذا عالم دین فتوٰی بتانے مسئلہ بتانے کی اجرت نہ لے کہ یہ حرام ہے' اس پر تبلیغ دین فرض ہے' لیکن فتوٰی لکھنے یا کچہری میں جانے کی اجرت لے سکتا ہے ایسے ہی گواہ گواہی پر اجرت نہ لے کہ حق گواہی دینا فرض ہے۔ مگر وقت صرف ہونے کی اجرت لے سکتا ہے۔ ایسے ہی آمد و رفت کا کرایہ لے سکتا ہے دوسرے یہ کہ کاتب و گواہ نقصان نہ دے کہ بوقت ضرورت تحریر نہ کرے یا گواہی نہ دے ۳۔ یعنی کاتب یا گواہ کو نقصان پہنچانا گناہ ہے۔ اس صورت میں یہ آیت محکم ہے یا بغیر لکھت پڑھت قرض کا معاملہ کرنا گناہ ہے تو آیت منسوخ ہے کیونکہ اب یہ تحریر فرض نہیں ۴۔ خواہ اس طرح کہ راستہ طے کر رہے ہو یا اس طرح کہ کسی جگہ عارضی طور پر ٹھہر گئے ہو۔ اور وہاں قرض کی ضرورت درپیش آجاوے اور وہاں لکھنے والا نہیں جو دستاویز نویسی جانتا ہو تو کچھ گروی رکھ دو ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ گروہ میں مرتہن کا قبضہ ضروری ہے اور ادائے قرض تک وہ چیز مرتہن کے قبضہ میں رہے گی۔ گروی رکھنے کا حکم بھی استحبابی ہے اور سفر کی قید اتفاقی ہے' خود وطن میں بھی گروی رکھنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ایک یہودی سے بیس صاع جو قرض لئے اور اپنی زرہ اس کو گروی دی۔ رہن میں ملک مقروض کی ہوگی اور قبضہ قرض خواہ کا ۶۔ یعنی اطمینان کی وجہ سے بغیر لکھت پڑھت اور بغیر گرو رکھے قرضہ دے دیا۔ لہٰذا امانت سے مراد دینی قرض ہے جس کی یہ صفت ہو ۷۔ یعنی حقوق العباد کی گواہی جس سے کسی بندے کا حق وابستہ ہو چھپانا حرام ہے' اسی طرح حقوق شرعی کی گواہی جیسے ماہ رمضان عیدین کے چاند کی گواہی چھپانا حرام ہے۔ ۸۔ یعنی ایسی گواہی چھپانا بڑا گناہ ہے جو دل پر اثر کرتی ہے جیسے کہ متبرک چیزوں کی تعظیم بڑی پرہیزگاری ہے۔ جس سے دل ستھرا ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے ﴿وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ معلوم ہوا کہ گناہوں کے مختلف درجات ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حقوق العباد ضائع کرنا بڑا گناہ ہے۔ ۹۔ یعنی عالم اجسام میں ہر چھوٹی بڑی چیز کا حقیقۃً رب مالک ہے۔ چونکہ ہماری نگاہ کے سامنے یہی عالم ہے اس لئے اسی کا ذکر فرمایا ورنہ رب تعالیٰ اپنے ماسوا کا مالک ہے اس سے معلوم ہوا کہ عارضی طور پر بندے کا مالک ہو جانا رب کی ملکیت کے منافی نہیں۔ چنانچہ ہم اپنے گھربار کے' بادشاہ ملک کا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے بہ عطاالٰہی مالک ہیں۔

تُبْدُوا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ

تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب

اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ

لے گا ۱؎ تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا ۲؎ اور

اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ

اللہ ہر چیز پر قادر ہے رسول ایمان لایا اس پر

اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ

جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے ۳؎ سب نے مانا

بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ

اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ۗ

کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے ۴؎ اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ

تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی جان پر بوجھ

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَیْهَا مَا

نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر ۵؎ اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان

اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ

ہے جو برائی کمائی ۶؎ اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں

رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی

اے رب ہمارے ۷؎ اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ

اگلوں پر رکھا تھا ۸؎ اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں

ا۔ وسوسہ اور برے خیالات جو بغیر اختیار دل میں پیدا ہوں وہ معاف ہیں ان کا حساب نہیں اور برے ارادے جس میں انسان عمل کرنے کا قصد بھی کرے مگر کسی مجبوری سے نہ کر سکے اس پر پکڑ ہے۔ کفر کا ارادہ کفر ہے گناہ کا ارادہ گناہ ہے۔ لہٰذا اس معنی سے یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ۲۔ یعنی جس گنہگار کو چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے' یہ معنی نہیں کہ جس نیک کار کو چاہے سزا دے بغیر جرم جیسا کہ دیانند سرسوتی نے سمجھا یعنی ساری وحی پر خواہ قرآن ہو یا حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایمان لائے اور سارے صحابہ کرام بھی ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کا ایمان ہم سب کے ایمان پر مقدم ہے کہ حضور کے ذریعہ ہمیں ایمان ملا اسی لئے رسول کا ذکر پہلے فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور ایمان میں ہمارے مثل نہیں۔ اور نہ لفظ مومن میں حضور کا شمار ہے اسی لئے خصوصیت سے آپ کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ ہم محض مومن ہیں حضور ہمارے ایمان ہیں' ہمارا ایمان محض بالغیب اور حصولی ہے حضور کا ایمان بالشہادۃ اور حضوری بھی کہ حضور کو اپنی نبوت کا علم حضوری رب اور جنت دوزخ کا مشاہدہ فرمایا۔ تیسرے یہ کہ سارے صحابہ سچے پکے مومن ہیں کہ رب نے ان کے ایمان کی تصدیق فرمائی چوتھے یہ کہ نبی اور مومن کے ایمان کی نوعیت میں فرق ہے اگر دونوں کا ایمان یکساں ہوتا تو سب کے ایمان کا ذکر ایک ہی لفظ سے کیا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہے اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اگر ہم یہ کہیں تو بے ایمان ہو جاویں۔ پانچویں یہ کہ مومنین کے لفظ میں نبی داخل نہیں ہوتے اس لئے رب نے رسول کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ اور مومنوں کا علیحدہ۔ ۴۔ اسی طرح کہ یہود و نصاریٰ کی طرح بعض نبیوں پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کر دیں۔ ہاں انبیاء کرام کے مراتب میں فرق ہے یا یہ معنی ہیں کہ ہم اصل نبوت میں فرق نہیں کرتے کہ بعض کو اصلی نبی جانیں اور بعض کو ظلی بروزی مرزائیوں کی طرح یا یہ مطلب ہے کہ ہم اپنی طرف سے نبیوں میں فرق نہیں کرتے کہ محض اپنی رائے سے بعض کو بعض سے افضل مان لیں' بہرحال یہ آیت اس کے خلاف نہیں تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اسی طرح فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لانے کا حال ہے۔ کہ ایمان سب پر ہے مگر مراتب میں فرق کرنا ضروری ہے ۵۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ لہٰذا غریب پر زکوٰۃ نادار پر حج' بیمار پر نماز میں قیام فرض نہیں فرماتا۔ یہ آیت کریمہ بہت سے احکام کا ماخذ ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنی فرائض دوسرے کی طرف سے ادا نہیں ہو سکتے کیونکہ کسب بدنی کام کو کہتے ہیں ثواب اعمال ضرور بخشا جا سکتا ہے اس کی یہاں نفی نہیں' ۷۔ دعا کے وقت اللہ کو پکارنا اور رب یا اس نام سے پکارنا جو اپنے مقصد کے موافق ہو بہتر ہے۔ بیمار کہے یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ محتاج پکارے یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ گنہگار پکارے یَا غَفَّارَ الذُّنُوْبِ اسی لئے رب کے نام بہت ہیں' کیونکہ بندوں کی حاجات بہت ہیں۔ رَبَّنَا یَا اَللّٰهُمَّ زیادہ محبوب ہے۔ ۸۔ جیسے بعض گناہوں کی توبہ میں خودکشی کرنا۔ ناپاک کپڑے کا جلانا' گندی کھال کاٹنا اور جرم کی سزا نہایت ہی سخت ہونا۔ جیسا کہ یہود وغیرہ پر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مسلمانوں کو دینا چاہتا ہے' اس لئے ان کو مانگنے کی تعلیم دے رہا ہے۔

لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

سہار نہ ہو اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے اور ہم پر مہر کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے

اٰیَاتُہَا ۲۰۰	۳ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ ۸۹	رُکُوْعَاتُہَا ۲۰

سورۃ آل عمران مدنی ہے اس میں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ؕ﴿۵﴾ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اس نے تم پر یہ سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری لوگوں کو راہ دکھاتی اور فیصلہ اتارا بے شک وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے

ا۔ یعنی ایسی چیزیں ہم پر واجب نہ فرما جن کے ادا کرنے میں ہم کو بہت دشواری ہو۔ خیال رہے کہ ناممکن چیز کی تکلیف نہیں دی جاتی لہٰذا یہاں وہ مراد نہیں ہے۔ رب فرماتا ہے لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا. یا ہم پر ایسی بیماری وغیرہ نہ ڈال جسے ہم سہار نہ سکیں۔ یہ آیت دین دنیا کی تمام آفات کو شامل ہے ۲۔ چھوٹے گناہوں کی معافی کا ذکر ہوا' وَاعْفُ عَنَّا میں۔ بڑے گناہوں کی معافی کا ذکر ہوا' وَاغْفِرْ لَنَا میں آئندہ گناہوں سے بچنے نیک کام کرنے کی توفیق کا ذکر ہوا' وَارْحَمْنَا میں اور بھی اس کی توجیہ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۳۔ اس کو سورت آل عمران کہنے سے معلوم ہوا کہ بیوی اور بیٹی آل ہیں۔ کیونکہ عمران کے کوئی بیٹا نہ تھا صرف بیوی حنا تھیں اور بیٹی مریم۔ لہٰذا حضور کی ازواج اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور ساری اولاد حضور کی آل ہے۔ اس میں روافض و خوارج دونوں کا رد ہے۔ یہ سورت ہجرت کے بعد اتری لہٰذا مدنی ہے اور اس میں تین ہزار چار سو اسی کلمے چودہ ہزار پانچ سو حرف ہیں۔ لہٰذا یہ سورت ان بڑی سورتوں میں سے ہے جنہیں مئین کہتے ہیں ۴۔ شان نزول ایک بار نجران کے عیسائیوں کا وفد حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسلام کو اس لئے نہیں مانتے کہ اسلام عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بندہ کہتا ہے خدا کا بیٹا نہیں مانتا' اگر وہ رب کے بیٹے نہیں تو بتایئے ان کا باپ کون ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بیٹا اپنے باپ کا ہم جنس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حی . قیوم . ازلی ، ابدی ، بذات خود عالم الغیب و الشہادۃ ہے عیسیٰ علیہ السلام میں یہ صفات نہیں پھر وہ خدا کے بیٹے اور الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں اس پر وہ خاموش ہو گئے حضور کے کلام کی تصدیق میں سورہ آل عمران کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ضروری نوٹ) اس وفد نے مسجد نبوی شریف میں اپنی عبادت اس وقت شروع کر دی جب مسلمان نماز عصر پڑھ رہے تھے۔ مسلمانوں نے بعد نماز ان کو ان کی عبادت سے نہ روکا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ اب ہم مشرکوں کو اپنی مسجدوں میں پوجا پاٹ کرنے کی اجازت دیں۔ ان کو نہ روکنا ایسا تھا جیسے ایک بدوی نے مسجد نبوی شریف میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تو حضور نے فرمایا کہ اسے نہ روکو۔ اس سے مسجدوں میں پیشاب پاخانہ کی اجازت نہ ہو گی۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد کوئی کتاب آنے والی نہیں نہ کوئی نیا نبی تشریف لانے والا ہے کیونکہ قرآن کا کام صرف اگلی کتابوں کی تصدیق ہے کسی کتاب کی یا نبی کی بشارت دینا نہیں تصدیق گزشتہ کی ہوتی ہے بشارت آئندہ کی۔ نیز قرآن سے ان کتابوں کی تصدیق ہوتی ہے تو قرآن کریم نے ان کتابوں کو سچا کر دیا اور ان کا نام دنیا میں روشن کیا کہ قرآن کے آنے سے وہ تمام کتابیں سچی ہو گئیں' کیونکہ ان کتابوں نے قرآن کی تشریف آوری کی پیش گوئی کی تھی' اگر قرآن نہ آتا تو ان کی یہ پیش گوئی سچی کیسے ہوتی ۶۔ یعنی توریت و انجیل میں وہ آیات اتاریں جو حق و باطل میں فیصلہ کر دیں۔ یا آپ پر قرآن اتارا۔ یعنی ماہ رمضان' شب قدر میں لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف' کیونکہ انزال کے معنی ایک دم اتارنا ہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں اور نہ یہ آیت دوسری آیات سے متعارض ہے ۷۔ ان کفار سے مراد نجران کے عیسائی ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔ اللہ کی آیات سے مراد حضور کا وہ کلام ہے جو آپ نے مناظرانہ انداز میں ان سے فرمایا۔ آیات وہ علامات ہیں جن سے عیسیٰ علیہ السلام کی عبدیت معلوم ہوتی ہے۔ ۸۔ یعنی الٰہ وہ ہے جو آسمان و زمین کی ہر چیز کو ہر وقت بغیر کسی کی تعلیم و اعلام کے جانے یہ وصف کسی بندے میں

(بقیہ صفحہ ۷۸) نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو علم غیب دیا بھی نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے۔ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ حضور فرماتے ہیں فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ اسی لئے رب نے ہر چیز لوح محفوظ میں لکھ دی تا کہ اس کے ذریعے ان خاص بندوں کو علوم عطا فرمائے جائیں جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے' دیکھو رب تعالیٰ حی ہے۔ سمیع ہے بصیر ہے ہم بھی حی ہے سمیع ہے بصیر ہیں مگر فرق وہی ہے جو ہم نے عرض کیا۔

ا۔ معلوم ہوا کہ رب کے مقبول بندوں کے کام رب کے کام ہیں کیونکہ رحم میں بچہ بنانا فرشتہ کا کام ہے مگر چونکہ وہ رب کے حکم سے ہے اس لئے رب کا کام قرار پایا۔

فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ
ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے ۱؎ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا

الْحَكِیْمُ ۞ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ
حکمت والا وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں

اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ
صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں ۲؎ اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے ۳؎

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا
وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے

تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ؔۚ
پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو ۴؎

وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؔۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی
اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے ۵؎ اور پختہ

الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ
علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ۶؎

وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞ رَبَّنَا لَا تُزِغْ
اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے ۷؎ اے رب ہمارے دل

قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ
ٹیڑھے نہ کر ۸؎ بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت

رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۞ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ جَامِعُ
عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا ۹؎ اے رب ہمارے بیشک تو سب لوگوں کو

النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ
جمع کرنے والا ہے ۱۰؎ اس دن کے لئے جس میں کوئی شبہ نہیں بے شک اللہ کا وعدہ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وقف لازم

یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کی شکل و صورت انسان کے اعمال کا نتیجہ نہیں' رب کی مشیت سے ہے مگر آخرت میں اعمال کے مطابق صورت ہو گی یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ' ۲۔ اس طرح کہ شرعی احکام انہیں سے معلوم ہوتے ہیں اور مسائل فقہیہ کی وہی آیات دلیل ہیں عمل انہیں پر ہوتا ہے۔ ۳۔ یعنی یا تو ان کے معنی سمجھ میں نہیں آتے جیسے مقطعات اور یا ظاہری معنی درست نہیں بیٹھتے جیسے آیات صفات' ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ متشابہات کی تاویلیں کرنا فساد کے لئے حرام ہے اور دفع فساد کے لئے جائز ہے' جیسے بعض علماء کرام متشابہات کے کچھ معنی بتاتے ہیں مگر اس پر اعتماد نہیں کرتے تا کہ لوگ گمراہوں کی تاویل سے بچیں یہ گناہ نہیں ۵۔ اور اس نے اپنے نبی کو بتایا رب فرماتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ، اور ظاہر ہے کہ رب نے حضور کو سارا قرآن سکھایا اور سارے قرآن میں متشابہات بھی داخل ہیں نیز اگر متشابہات کا علم حضور کو بھی نہ دیا گیا ہو تا تو ان کا نازل فرمانا عبث ہوتا جیسے اردو جاننے والے سے عربی میں گفتگو کرنا جسے وہ سمجھ نہ سکے۔حق یہ ہے کہ متشابہات رب و محبوب کے درمیان اسرار ہیں اور حضور کے طفیل بعض اولیاء اللہ و علماء کو ان کا علم دیا گیا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ پختہ عالم کی شان یہ ہے کہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کے جاننے کا دعویٰ نہ کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اجمالاً ایمان جائز ہے جیسے سارے انبیاء پر ایمان لانا۔ خبر نہیں وہ کتنے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی احکام کی وجہیں سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں' ایمان و عمل واجب ہے۔ دوا بہر حال فائدہ کرتی ہے اس کے اجزاء ترکیب ہمیں معلوم ہوں یا نہ ہوں ایسے ہی عوام مومن جو عربی نہیں جانتے انہیں بغیر ترجمہ سمجھے بھی قرآن مفید ہے اگر ترجمہ سمجھنا ضروری ہوتا تو متشابہات آیات نہ اتاری جاتیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ بے علم رہنا اور اس کے علم کی کوشش نہ کرنا بھی عبادت و ثواب ہے' جس چیز سے رب راضی ہو وہی عبادت ہے۔ متشابہات کے متعلق بے علمی ظاہری کرنے سے ہی رب راضی ہے لہٰذا یہی ثواب و عبادت ہے ۸۔ اس طرح کہ ہم ہدایت کا رستہ چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کریں۔ جیسے ہدایت ملنا اللہ کی رحمت ہے' ایسے ہی ہمارا ہدایت پر رہنا بھی اس کی بڑی نعمت ہے' ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا مومن بھی اپنے خاتمہ سے خوف کرتا رہے۔ دل رب کے قبضہ میں ہے۔ جن سے جنت کا وعدہ ہو چکا ہے ان کا یہ آیت پڑھنا ہمیں تعلیم دینے کے لئے۔ ۱۰۔ اس طرح کہ قیامت کے دن سارے اولین و آخرین ایک وقت میں ایک جگہ ایسے جمع ہوں گے کہ ان کی زبانیں بھی ایک ہی ہوں گی۔ سب سے عربی زبان میں حساب کتاب ہو گا اگرچہ دیگر مخلوقات بھی اس جگہ جمع ہو گی لیکن چونکہ انسانوں کا جمع فرمانا اصل مقصود تھا اس لئے خصوصیت سے انسانوں کا ذکر فرمایا گیا لہٰذا اس آیت میں اور حدیث میں تعارض نہیں۔

الْمِيعَادَ ۝٩ ع إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ

نہیں بدلتا ؎ بے شک وہ جو کافر ہوئے ان کے

أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ

مال اور انکی اولاد اللہ سے انہیں کچھ نہ بچا سکیں گے ؎ اور وہی

هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝١٠ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ

دوزخ کے ایندھن ہیں جیسے فرعون والوں اور ان سے

مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ

اگلوں کا طریقہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ؎ تو اللہ نے ان کے گناہوں پر انکو پکڑا

وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝١١ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا

اور اللہ کا عذاب سخت فرما دو کافروں سے کہ

سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ

کوئی دم جاتا ہے کہ تم مغلوب ہو گے ؎ اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بہت ہی

الْمِهَادُ ۝١٢ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۖ

برا بچھونا بے شک تمہارے لئے نشانی تھی دو گروہوں میں جو آپس میں

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ

بھڑ پڑے ؎ ایک جتھہ اللہ کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کافر ؎

يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ ۚ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ

کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں ؎ اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے

مَن يَشَاءُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝١٣

جسے چاہتا ہے بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے ؎

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ

لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت ؎ عورتیں اور بیٹے

ا۔ معلوم ہوا کہ وعدہ خلافی یعنی جھوٹ الٰہ برحق ہونے کے منافی ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممکن مانتے ہیں وہ گویا اس ذات کریم سے الوہیت کا سلب ممکن مانتے ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ مومن کی اولاد و مال مومن کو عذاب سے بچائیں گے صالح اولاد اور خیرات و صدقات سے عذاب دفع ہو گا۔ یہ کام نہ آنا کفار کے لئے عذاب کے طور پر بیان ہوا جس سے مسلمان محفوظ ہیں بفضلہ تعالیٰ ۳۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کے عذاب سے سلطنت اور فوج و خزانہ بھی نہیں بچا سکتے دوسرے یہ کہ ہمیشہ نبی کے جھٹلانے پر ہی عذاب آتا ہے۔ فرعون نے چار سو برس دعویٰ خدائی کیا اور بے گناہ بچے ذبح کرائے ہلاک نہ ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا مارا گیا۔ رب فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا تیسرے یہ کہ کفار کو گناہوں پر بھی عذاب ہو گا۔ وہ لوگ شرعاً احکام کے مکلف نہیں مگر عند اللہ عذاب کے حق میں مکلف ہیں اسی لئے ارشاد ہوا بِذُنُوبِهِمْ ۴۔ شان نزول۔ بدر کی فتح کے بعد مسلمانوں سے یہود مدینہ نے کہا تھا کہ مکہ والے طریقہ جنگ سے ناواقف تھے تو ہار گئے اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو ہم دکھا دیں گے کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں انہی بدبختوں کے جواب میں یہ آیت اتری ۵۔ اس میں غیبی خبر ہے اور رب کے فضل سے کچھ دن بعد ایسا ہی ہوا۔ خیال رہے کہ مغلوب ہونے میں ان کفار کا قتل ہونا۔ وطن سے نکالا جانا۔ ان پر جزیہ مقرر ہونا۔ سب ہی شامل ہیں چنانچہ یہود مدینہ کے لئے یہ سب کچھ ہوا بنی قریظہ قتل کئے گئے۔ بنی نضیر کو دیس نکالا دے کر خیبر بھیجا گیا اور ان پر جزیہ مقرر ہوا۔ ۶۔ میدان بدر کی جنگ میں جو سترہ رمضان ۲ھ جمعہ کے دن ہوئی جس میں کفار قریبا ایک ہزار تھے اور ان کے ساتھ بہت سامان جنگ تھا۔ مسلمان کل تین سو تیرہ (۳۱۳) تھے، اور اکثر نہتے تھے مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے چھ زرہ آٹھ تلواریں ستر اونٹ تھے۔ اس کے باوجود مسلمانوں کو کامل فتح ہوئی اور کفار کو شکست فاش۔ لہٰذا یہ فتح اللہ کی نشانیوں میں سے بڑی نشانی ہے ۷۔ کفار کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ ان کا سردار عتبہ ابن ربیعہ تھا۔ ان کے پاس سو گھوڑے، سات سو اونٹ اور بہت زیادہ ہتھیار وغیرہ تھے۔ اس کے باوجود کفار کو یہ محسوس ہوا کہ مسلمان ہم سے دوگنے ہیں ۸۔ اس سے صحابہ کی کرامت کا ثبوت ہوا کہ وہ کفار کی نگاہ میں دوگنے نظر آئے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ میں ذکر اللہ اور تقویٰ مومن کا بڑا ہتھیار ہے۔ رب فرماتا ہے إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فتح نصرت محض زیادہ تعداد یا سامان پر موقوف نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ۱۰۔ یعنی کافروں کے لئے شیطان نے یہ چیزیں ایسی مرغوب کر دیں کہ وہ آخرت سے غافل ہو گئے ان میں پھنس گئے۔ مومن ان چیزوں سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَ

اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور

الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ

نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾

دنیا کی پونجی ہے لـہ اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ـہ

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ

تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتادوں پرہیز گاروں کے لئے ان کے

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

رب کے پاس جنتیں ہیں تـہ جن کے نیچے نہریں رواں ـہ ہمیشہ ان میں رہیں

فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

گے اور ستھری بیبیاں ـہ اور اللہ کی خوشنودی ـہ اور اللہ

بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا

بندوں کو دیکھتا ہے وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ـہ

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ

تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے صبر والے

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ

اور سچے اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچنے والے اور پچھلے پہر سے معافی

بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

مانگنے والے ـہ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ـہ اور فرشتوں نے

وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

اور عالموں نے ـہ انصاف سے قائم ہوکر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا

ا۔ یہ تمام چیزیں اگر دنیا کے لئے رکھی جائیں تو دنیا ہیں۔ اگر خدمت دین کے لئے رکھی جائیں تو دین بن جاتی ہیں جیسے نمازی کا گھوڑا جوڑا وغیرہ یا سنت رسول سمجھ کر بیوی بچوں کی پرورش کرنا۔ دنیا مثل صفر کے ہے۔ صفر اکیلا ہو تو بے کار ہے اور اگر عدد کے ساتھ مل جاوے تو اسے دس گنا کر دیتا ہے۔ دنیا اگر دین سے ملے تو اسے دس گنا بنا دیتی ہے جیسے حضرت عثمان غنی کا مال ۲۔ یعنی جنت اور وہاں کی نعمتیں' لہٰذا انسان کو لازم ہے کہ دنیا میں پھنس کر اس سے محروم نہ ہو جائے۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت صرف پرہیز گاروں کے لئے ہے جیسا لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا کے لام اور اس کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا ۴۔ دوسرے یہ کہ ایک متقی کو چند جنتیں لیں گی کچھ اپنی کچھ کفار کی وارثت جیسے کہ جنات کی جمع سے معلوم ہوا ۴۔ یعنی دودھ' شہد' شراب طہور اور پانی کی نہریں خیال رہے کہ وہاں نہریں ہوں گی دریا نہ ہوں گے۔ کیونکہ نہر میں وہ حسن ہوتا ہے جو دریا میں نہیں ہوتا۔ نیز دریا غیر اختیاری ہوتا ہے اور نہر اختیاری' نیز دریا مفید بھی ہوتا ہے اور نقصان دہ بھی' نہر صرف فائدہ مند ہے نقصان دہ نہیں' شاہی قلعہ وغیرہ میں نہریں ہی لائی جاتی ہیں دریا نہیں لائے جاتے' اس لئے وہاں جنتی کے مکانات میں نہریں ہو گی ۵۔ جنتی کو تین طرح کی بیویاں ملیں گی ایک تو اپنی دنیا کی بیوی جو اپنے نکاح میں فوت ہوئی۔ دوسرے کفار کی مومن بیویاں جو خود جنت میں آگئیں اور ان کے خاوند دوزخ میں گئے یا جو کنواری لڑکیاں مومنہ فوت ہوئیں۔ تیسری جنتی حوریں چنانچہ ہمارے حضور کو حضرت مریم اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ عطا ہوں گی' یہ تمام بیویاں حیض' گھنونی چیزوں وغیرہ اور گندے اخلاق سے پاک ہوں گی جیسا کہ مطہرۃ سے معلوم ہوا ۶۔ اس طرح کہ رب ان سے راضی ہو گا۔ اس کے ناراض ہونے کا خطرہ نہ ہو گا یہ نعمت جنت کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہو گی ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو گنہگار کہنا جائز ہے مگر اپنے آپ کو بے ایمان کہنا کفر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے وسیلہ سے دعا کرنی چاہیے۔ انسان اپنے ضعیف الاعتقاد ہونے کا بھی اعلان یا اقرار نہ کرے' یہ نہ کہے کہ میں بہت ضعیف الاعتقاد ہوں۔ مومن اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے بھی دعا کرے کہ خدایا اگر تو نے میرا فلاں کام قبول کیا ہو تو میری یہ دعا قبول فرما جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت دعا اور استغفار زیادہ اچھے ہیں کیونکہ اس وقت ساری مخلوق ذکر الٰہی کرتی ہے سوا کتے کے۔ اگر ایک کا بھی ذکر قبول ہوا تو انشاء اللہ سب کا قبول ہو گا۔ آخری نصف شب سے آفتاب نکلنے تک کو سحر کہتے ہیں۔ سنت فجر پڑھ کر فرضوں سے پہلے ستر بار استغفار پڑھنے کے بڑے فضائل ہیں اس سے رزق میں برکت اور گھر میں اتفاق و اتحاد ہوتا ہے ۹۔ شان نزول۔ شام کے علماء یہود میں سے دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ کی کتاب میں سب سے بڑی گواہی کس کی ہے اس پر یہ آیت اتری۔ معلوم ہوا کہ رب کی گواہی بڑی ہے' انبیاء کی گواہی ہر چیز کی گواہی رب کی گواہی ہے اور خود رب کا اپنی توحید کا اعلان فرمانا یہ رب کی گواہی ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ علماء بڑی عزت والے ہیں کہ رب نے انہیں اپنی توحید کا گواہ اپنے ساتھ بنایا' مگر علماء دین جو علماء ربانی ہیں نہ وہ جو اخوان الشیاطین ہیں' علماء ربانی وہ ہیں جو خود اللہ والے ہیں اور لوگوں کو اللہ والے بناتے ہیں۔ جن کی صحبت سے خدا کی کامل محبت نصیب ہوتی ہے۔ جس عالم کی صحبت سے اللہ کے خوف حضور کی محبت میں کمی آئے وہ عالم نہیں' ظالم ہے' خیال رہے کہ اولوا العلم میں انبیاء کرام۔ اولیاء

(بقیہ صفحہ ۸۱) عظام۔ علماء اعلام تمام حضرات شامل ہیں۔

ل۔ قرآنی اصطلاح میں اسلام دین محمدی کا نام ہے بلا قرینہ یہی معنی مراد ہوتے ہیں' رب فرماتا ہے ﴿هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ہاں قرائن کے وقت اس کے معنی اطاعت کے بھی ہیں جیسے ﴿فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴾ یا جیسے ﴿تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا﴾ اگر اس کے معنی ہر جگہ اطاعت کے ہوں تو پھر کفار بھی اطاعت کر کے اللہ کے پیارے بن جاویں' یہ بھی معلوم ہوا کہ دین محمدی کے سوا تمام دین باطل ہیں بعض وہ ہیں جو پہلے سے ہی باطل تھے' جیسے مشرکین کا دین' بعض وہ جو پہلے حق تھے اب منسوخ ہو کر باطل ہو گئے' جیسے یہودیت' نصرانیت' سورج کے ہوتے کسی چراغ کی ضرورت نہیں' بغیر اسلام قبول کئے کوئی اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ۲۔ پھوٹ میں پڑنے والا وہ ہو گا جو صحیح راستہ چھوڑ کر غلط اختیار کرے اور جو صحیح دین پر قائم ہے وہ نہ پھوٹ میں پڑتا ہے نہ پھوٹ ڈالتا ہے اگر کبھی ڈاکوؤں اور پولیس میں جنگ ہو تو ڈاکو مجرم ہیں پولیس برحق اگرچہ لڑتے دونوں ہیں ۳۔ یہاں کتابیوں سے مراد علماء اہل کتب ہیں اور علم آچکنے سے یہ مراد ہے کہ انہیں نبی آخر الزماں کی وہ تمام علامات معلوم ہیں جو توریت و انجیل میں مذکور ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ وہ سب علامتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں ۴۔ ان بد نصیبوں کو دو طرح جلن اور حسد ہوا ایک یہ کہ نبی آخر الزماں بنی اسرائیل میں کیوں نہیں ہوئے' بنی اسماعیل سے کیوں ہوئے' دوسرے یہ کہ خود ہم یا ہماری اولاد کیوں نبی نہ ہوئے ہم تو مالدار بھی ہیں اور جتھے والے بھی' اس سے معلوم ہوا کہ حسد بُری بلا ہے' سب کو شیطان نے گمراہ کیا اور شیطان کو حسد نے ۵۔ یعنی حاسد کا خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت جلد حساب دینا ہے' یہ خیال ان کے دلوں سے حسد نکال دے گا ۶۔ یعنی ان سے مناظرہ نہ کرو بلکہ اپنے اسلام و ایمان کا اعلان فرما کر انہیں تبلیغ فرماؤ اور پھر ان سے اعراض فرماؤ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پختگی ایمان ایسی یقینی ہے کہ رب تعالیٰ نے اس کی گواہی دی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوائی' جو ان کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ۸۔ ان پڑھوں سے مراد یا تو مشرکین عرب ہیں اور یا اہل کتاب کے عوام' جاہل لوگ پہلی صورت میں' اوتوا الکتب سے مراد سارے یہود نصاریٰ ہیں اور دوسری صورت میں ان کے علماء ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی یہودی نصرانی مسلم نہیں۔ مسلم صرف وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ گردن رکھنے سے مراد اسلام قبول کرنا ہے ۱۰۔ یعنی ان کے کفر کا آپ سے سوال نہ ہو گا۔ معلوم ہوا کہ جیسے رب اپنی ربوبیت میں بندوں کے ماننے سے بے نیاز ہے ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت میں دنیا والوں سے غنی ہیں کسی کے انکار سے سورج کا نور گھٹ نہیں جاتا مگر تمام عالم حضور کا انکاری ہو جائے تو ان کے مرتبہ میں کمی نہیں آتی ۱۱۔ یہاں اللہ کی آیتوں سے مراد یا تو قرآنی آیات ہیں' یا حضور کے معجزات' کفار پر آیات قرآنیہ پر ایمان لانا فرض ہے اور ایمان لانے کے بعد عمل کرنا ضروری' دوسری بات زیادہ قوی ہے ۱۲۔ گزشتہ واقعات کو حال سے تعبیر فرمایا۔ ذہن میں نقشہ قائم فرمانے کے لئے اور ان کفار کے باپ دادا کے کام خود ان کی طرف نسبت کئے' کیونکہ یہ ان سے راضی تھے' بنی اسرائیل نے ایک دن میں صبح کے وقت تینتالیس پیغمبروں کو قتل کیا اور اسی شام کو ایک سو بارہ عالموں' عابدوں کو تہ تیغ کیا۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے سچے راستے کی ہدایت کی تھی' ۱۳۔ یعنی ان مجرموں کی دو سزائیں ہیں۔ دنیا و آخرت میں نیکیاں

الْحَكِيْمُ ۝۱۸ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ وَمَا

حکمت والا بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے ل اور

اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا

پھوٹ میں نہ پڑے کتابی ۲ مگر بعد اس کے کہ انہیں

جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۗ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

علم آچکا ۳ اپنے دلوں کی جلن سے ۴ اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو

فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۱۹ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ

تو بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۵ پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو

اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا

فرمادو میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوں ۶ اور جو میرے پیرو ہوئے ۷ اور

الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ۗ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ

کتابیوں اور ان پڑھوں سے ۸ فرماؤ ۹ کیا تم نے گردن رکھی پس اگر وہ گردن رکھیں جب تو راہ پاگئے

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۲۰

اور اگر منہ پھیریں تو تم پر تو یہی حکم پہنچا دینا ہے ۱۰ اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ

وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے ۱۱ اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے

بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ

اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں ۱۲

النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۱ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ

انہیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی یہ ہیں وہ جن کے اعمال

اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۲

اکارت گئے دنیا و آخرت میں اور ان کا کوئی مددگار نہیں ۱۳

[ع]

(بقیہ صفحہ ۸۲) برباد ہونا کہ نہ تو نیکیوں کی برکت سے ان سے دنیاوی مصیبتیں دفع ہوں نہ آخرت میں ثواب ملے۔ دوسرے یہ کہ آخرت میں ان کا مددگار کوئی نہ ہو گا۔ مومنوں کی نیکیاں ہر جگہ کام آئیں گی اور ان کے مددگار بھی ہیں۔

ا۔ شان نزول۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار یہود کے بیت راس میں جا کر انہیں دعوت اسلام دی یہود بولے کہ آپ کس دین پر ہیں آپ نے فرمایا دین ابراہیم علیہ السلام پر وہ بولے ابراہیم علیہ السلام تو یہودی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توریت لاؤ۔ فیصلہ ہو جائے گا وہ اس پر راضی نہ ہوئے تب یہ آیت

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا کتاب اللہ کی طرف

إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَ

بلائے جاتے ہیں کہ وہ ان کا فیصلہ کرے پھر ان میں کا ایک گروہ اس سے

هُم مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ

روگرداں ہو کر پھر جاتا ہے یہ جرات انہیں اس لئے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے

إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا

گی مگر گنتی کے دنوں ۲ اور ان کے دین میں انہیں فریب دیا اس جھوٹ نے جو

يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَ

باندھتے تھے ۳ تو کیسی ہوگی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس دن کیلئے جس میں شک نہیں

وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ قُلِ

اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی ۴ اور ان پر ظلم نہ ہوگا یوں عرض کر ۵

اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ

اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے ۶ اور جس سے چاہے

الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ ۖ

سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے ۷ اور جسے چاہے ذلت دے

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٦﴾ تُولِجُ اللَّيْلَ

ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے ۸ بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے ۹ تو دن کا حصہ رات

فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۖ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے ۱۰ اور مردہ سے زندہ

الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۖ وَتَرْزُقُ مَن تَشَاءُ

نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے ۱۱ اور جسے چاہے بے گنتی

اتری دوسری روایت میں ہے کہ یہود کے عالی خاندان میں سے ایک شخص نے زنا کیا توریت میں زنا کی سزا سنگسار کرنا تھی ان لوگوں نے حضور کے پاس فیصلہ بھیجا اس خیال سے کہ شاید رجم کا حکم نہ دیں آپ نے رجم کا حکم دیا تو ان کے عالم بولے کہ زنا کی سزا رجم نہیں ہے آپ نے ظلم کیا۔ حضور نے فرمایا توریت لاؤ۔ ابن صوریا یہود کا بڑا عالم تھا اس نے رجم کی آیت پر انگلی رکھ لی آگے پیچھے سے پڑھ دیا۔ سیدنا عبداللہ ابن سلام نے اس سے انگلی اٹھوائی تو رجم کا حکم نکل آیا۔ وہ دونوں رجم کر دیئے گئے' تب یہ آیت اتری' بہر حال کتاب سے مراد توریت ہے اور کتاب کے حصہ والوں سے مراد یہود کے علماء ہیں ۲۔ یعنی خواہ ہم کتنے ہی گناہ کریں شرک کریں کفر کریں۔ ہم کو صرف اتنی ہی مدت عذاب ہو گا جتنی مدت ہمارے باپ دادوں نے بچھڑا پوجا تھا کیونکہ ہم رب کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے' ہمارے سارے قصور معاف ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ پر امن کفار کا کام ہے اس سے ڈر اور امید دونوں چاہیے' امن سے گناہ پر دلیری ہوتی ہے امید سے ڈر پیدا ہوتا ہے ۴۔ اس طرح کہ کسی کی نیکی کا بدلہ کم یا گناہ کا بدلہ زیادہ نہ دیا جاوے گا۔ ہاں نیکیاں بڑھا دینا یا گناہ گھٹا دینا ضرور واقع ہو گا کہ یہ اللہ کا فضل ہے لہٰذا یہ آیت معافی کے خلاف نہیں ۵۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فارس و روم کی فتح کی خبر دی تو منافقین اور یہود نے مذاق اڑایا کہ کہاں وہ محفوظ ملک اور کہاں یہ مسلمان' اس پر آیت اتری' دعاؤں کے اول قل فرمانے میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اے محبوب! الفاظ دعا تو ہمارے ہوں اور زبان تمہاری یا اس کی جسے تم اجازت دو۔ وظیفوں کی اجازت کی یہ آیت اصل ہے' ۶۔ عالم اجسام کا نام ملک اور عالم ارواح یا عالم انوار کا نام ملکوت ہے' اجسام پر ظاہری سلطنت بندوں کو عطا ہو جاتی ہے مگر عالم ارواح پر رب تعالیٰ کی سلطنت ہے یا ظاہری قوانین دیگر سلاطین بھی جاری کرتے ہیں مگر تکوینی قانون جیسے موت و حیات' خوش نصیبی' بدنصیبی' یہ رب تعالیٰ کے ہی ہیں' رب فرماتا ہے بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ جن اولیاء انبیاء کا تکوین امور میں تصرف قرآن و حدیث سے ثابت ہے' وہ باذن پروردگار ہے یہ حضرات نائب خدا ہوتے ہیں ۷۔ اس طرح کہ عزت والے کام کی توفیق بخشے کہ وہ بندے تیری توفیق سے ایمان و نیک اعمال اختیار کریں' یہ مطلب نہیں کہ بندہ ذلت کے کام کرے اور اسے عزت دے دی جائے' رب فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ. یہ ہی ذلت کا حال ہے ۸۔ ادب کے لئے صرف خیر کا ذکر فرمایا ورنہ درحقیقت ہر خیر و شر رب کے قبضہ میں ہے مگر ادب یہ ہے کہ صرف خیر کو اس کی طرف نسبت دی جاوے ۹۔ یعنی ہر ممکن چیز پر تو قدرت رکھتا ہے خیال رہے کہ ناممکن اور واجب چیزیں شئی نہیں۔ اور نہ وہ رب تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہیں' لہٰذا اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے جھوٹ کا امکان ماننا جہالت ہے۔ اس کی پوری تفسیر ہماری تفسیر نعیمی میں

(بقیہ صفحہ ۸۳) دیکھو ۱۰۔ اس طرح کہ سردی کے موسم میں دن کا کچھ حصہ رات میں داخل فرما دیتا ہے۔ جس سے رات لمبی ہو جاتی ہے اور گرمیوں میں رات کے کچھ حصہ کو دن میں داخل فرما کر رات کو دن بنا دیتا ہے۔ مسلمانوں کے ملک پر کفار کو سلطنت دینا گویا رات کو دن میں داخل کرنا ہے اور کفار کے ملک پر مسلمانوں کا راج قائم کرنا گویا رات میں دن کو داخل فرماتا ہے ۱۱۔ کافر سے مومن اور مومن سے کافر پیدا فرماتا ہے۔ بدبخت سے نیک بخت اور نیک بخت سے بدبخت ظاہر کرتا ہے' انسان سے نطفہ اور نطفے سے انسان بناتا ہے' انڈے سے چڑیا اور چڑیا سے انڈا۔

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ

دے لہ مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنا لیں تہ

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ

مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ

اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ

علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو تہ اور اللہ تمہیں اپنے غضب

اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨﴾ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ

سے ڈراتا ہے ھ اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے تم فرما دو کہ اگر تم اپنے جی کی بات

صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي

چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے اور جانتا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۵ اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚۖ وَّ

جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور

مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًاۢ

جو برا کام کیا ۶ امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور

بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾

کا فاصلہ ہوتا ۷ اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ

اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۸ تم فرما دو

۱۔ حساب بمعنی گمان بھی آتا ہے اور بمعنی شمار بھی یعنی جسے چاہے بغیر اس کے خیال و گمان کے عطا فرماتا ہے' رب فرماتا ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. یا جسے تو چاہے اتنا دے کہ وہ گنتی نہ کر سکے ۲۔ شان نزول۔ یہ آیت غزوہ احزاب کے موقعہ پر نازل ہوئی جب عبادہ ابن صامت نے عرض کی تھی کہ پانچ سو یہودی میرے دوست و حلیف ہیں اگر حکم ہو تو ان سے اس جہاد میں مدد لی جائے اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی حرام ہے' ان سے جہاد میں مدد لینا سخت ضرورت کے وقت جائز ہے بلاوجہ نہیں۔ رب فرماتا ہے وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۳۔ اس آیت سے شیعوں کا تقیہ ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں صرف خوف کے وقت تک کفار سے اچھا برتاؤ کرنے کی اجازت دی گئی ہے مگر پھر کفار ہی میں رہنا اور ان سے دنیاوی نفع حاصل کرنے کی اجازت نہیں۔ اس کے لئے وہ آیت ہے اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا مجبوری کی جگہ سے ہجرت کر جانا فرض ہے' اس لئے حضور نے مکہ میں تقیہ فرما کر قیام نہ فرمایا بلکہ وہاں سے ہجرت فرمائی۔ خیال رہے کہ یہ ظاہری برتاؤ بھی صرف جائز ہے اگر نہ کرے اور شہید ہو جاوے تو بہت بہتر ہے' امام حسین رضی اللہ عنہ نے تقیہ نہ کیا جان دے دی' نیز ثابت ہوا کہ بوقت ضرورت کفار سے مدد لینا جائز ہے ۴۔ خیال رہے کہ کفر چھپانا ایمان ظاہر کرنا نفاق ہے اور ایمان چھپانا ضرورت کے موقعہ پر شرعی تقیہ ہے اور ایمان چھپا کر کفر ظاہر کرنا دھوکا دہی کے لئے شیعوں کا تقیہ ہے۔ یہاں دوسری قسم کی احتیاط کا ذکر ہے اس لئے فرمایا گیا کہ اللہ اپنے غضب سے ڈراتا ہے یعنی تیسری قسم کا تقیہ کیا تو مار کھاؤ گے ۵۔ رب تعالیٰ ہمارے اعمال سے ازلی و ابدی خبردار ہے یہ نہیں کہ جب ہم کام کر لیں تو اسے خبر ہو کیونکہ ہم اور ہمارے اعمال نئی چیزیں ہیں اور جہاں فرمایا کہ لِنَعْلَمَ یا حَتّٰی نَعْلَمَ تاکہ اللہ جان لے اس سے مراد علم ظہور ہے جسے علم انفصالی کہا جا سکتا ہے لہذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ اس طرح کہ قیامت میں اچھے اعمال اچھی شکل میں اور برے اعمال بری شکل میں عامل کے سامنے ہوں گے چنانچہ بے زکوٰۃ کا مال گنجے سانپ کی شکل میں نمودار ہو گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۷۔ قُلْ کہیں تو دوسروں سے کہلوانے کے لئے ہوتا ہے جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور کہیں دوسروں کو روکنے کے لئے ہوتا ہے جیسے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یہاں قل دوسروں کے روکنے کے لئے ہے' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا رب تک نہیں پہنچا سکتا اور کسی کی اتباع مطلقاً جائز نہیں ہر ولی شیخ وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا سکتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تک تانگے والا کراچی تک نہیں پہنچا سکتا بلکہ ریل تک پہنچا دے گا اور ریل کراچی تک اور نیز ہر ایک کی اتباع جائز کاموں میں ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا حکم دیں وہ اس کے لئے جائز بلکہ واجب ہو جائے گی۔ رب تعالیٰ کی اطاعت لازم مگر اس کی اتباع ناممکن ہے' مطلق اتباع صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہو سکتی ہے' اس لئے رب نے اپنی اتباع کا حکم نہیں دیا بلکہ

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا ۸ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ

بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اولاد

وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ

اور عمران کی آل کو سارے جہان سے ۲ یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے ۳

بَعْضٍ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ

اور اللہ سنتا جانتا ہے جب عمران کی بی بی ۴ نے عرض کی

رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ

اے رب میرے میں تیرے لئے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ

میں رہے ۵ تو تو مجھ سے قبول کرلے بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا پھر جب اسے جنا بولی

رَبِّ اِنِّىْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ

اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی ۶ اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ

اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں ۷ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ۸ اور میں

اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾

اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے ۹

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ

تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا ۱۰ اور اسے اچھا پروان چڑھایا ۱۱

وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ

اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا ۱۲ جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس

(بقیہ صفحہ ۸۴) اطاعت کل۔ حضور کی اطاعت و اتباع دونوں لازم ۸۔ اس سے پتہ لگا کہ حضور کی اتباع محبت والی چاہیے نہ کہ محض ظاہری یا خوف و لالچ والی' ایسی اتباع تو منافق بھی کرتے تھے اس لئے اس مضمون کو محبت سے شروع کیا گیا اور محبت ہی پر ختم کیا گیا۔ یہ بھی پتہ لگا کہ ایمان اور ہماری عبادات اصلی بھی ہیں اور نقلی بھی۔ حضور کی ذات کریم اصلی اور نقلی ایمان کی کسوٹی ہے' پھر حضور کی جس درجہ کی کامل اطاعت ہو گی۔ اس درجہ کی محبوبیت حاصل ہو گی دینے والا ایک ہے مگر لینے والے مختلف' جیسے بجلی کا پاور یکساں آتا ہے مگر جس قوت کا قمقمہ ہو اسی قدر پاور حاصل کرتا ہے ۹۔ شان نزول۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے بت پرستی کی وجہ دریافت کی تو وہ بولے کہ ہم اللہ کی محبت میں ان کی پوجا کرتے ہیں تب یہ آیت اتری (خزائن العرفان) یا یہود مدینہ کہا کرتے تھے کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت نہیں۔ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ تب یہ آیت اتری۔ یہ ہی قوی ہے کیونکہ سورۃ آل عمران مدنی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو حضور کی اتباع ضروری ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو حضور کی اتباع کرتے (حدیث) یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ بھائی بن کر حضور کے برابر آؤ۔ نہ باوا بن کر آگے بڑھو۔ بلکہ غلام بن کر پیچھے رہو' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اللہ کے محبوب اکبر ہیں کہ ان کا مطیع غلام بھی اللہ کا محبوب ہے۔

۱۔ خیال رہے کہ بعض وسیلے منزل مقصود پر پہنچ کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں جیسے ریل' بعض وسیلے کبھی چھوٹ نہیں سکتے' جیسے روشنی کے لئے چراغ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قسم کے وسیلہ ہیں کہ کوئی شخص خدا تک پہنچ کر حضور کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اس لئے رب نے اپنے ساتھ اپنے حبیب کا ذکر فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ سے سرتابی کرنے والا کافر ہے اسی لئے آگے فرمایا۔ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۲۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد ہونا بھی دینی عزت کا باعث ہے کہ آل ابراہیم علیہ السلام اس لئے افضل ہوئے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مومن اولاد تھے۔ ۳۔ یعنی ابراہیمی اور آل عمران ایک دوسرے کے ساتھ متعلق اور دینی مددگار ہیں تو اے یہود اگر تم سچے ابراہیمی ہوتے تو مومن ہوتے اور ایمان میں ہماری مدد کرتے لہٰذا تم اپنے اس دعوٰی میں جھوٹے ہو معلوم ہوا کہ بزرگوں کی سچی اولاد وہ جو ان کے نقش قدم پر چلے۔ صحیح سید وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کام کرے ۴۔ یہاں عمران سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کے نانا عمران ابن ماثان ہیں اور ان کی بیوی حنہ بنت فاقوذا ہیں۔ قرآن کریم نے سوا حضرت مریم کے کسی عورت کا نام نہ لیا۔ دوسرے عمران ابن یصہیر ابن لاوی ابن یعقوب علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے والد ہیں' ان دونوں عمرانوں میں اٹھارہ سو برس کا فاصلہ ہے ۵۔ حنہ لاولد تھیں بڑھاپے میں اولاد کے آثار نمودار ہوئے سمجھیں کہ میرے پیٹ میں لڑکا ہے' نذر مان لی کہ میں اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کرتی ہوں۔ کیونکہ بیت المقدس میں صرف لڑکے خادم ہوتے تھے اب بھی اگر مسلمان اپنے بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کردیں تو وقف لغوی درست ہے۔ رب فرماتا ہے فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ ۶۔ آپ کا یہ عرض کرنا اظہار افسوس کے لئے تھا اور آپ کو لڑکی پیدا ہونے کا افسوس نہ تھا کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے بلکہ اپنی نذر پوری نہ ہو سکنے کا افسوس تھا۔ نہ یہ مقصود تھا کہ رب بے علم ہے اسے خبر دیں اس لئے ارشاد ہوا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۷۔ یعنی کوئی لڑکا اس لڑکی کی طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تمام جہان کی عورتوں سے افضل روح اللہ علیہ السلام کی ماں

(بقیہ صفحہ ۸۵) ہوں گی' یہ رب کی خاص عطا ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت مریم اس وقت تمام جہان کی عورتوں سے افضل تھیں' اب حضرت عائشہ صدیقہ' حضرت خدیجۃ الکبریٰ' فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن تمام اولین و آخرین بیویوں سے افضل ہیں معلوم ہوا کہ بعض عورتیں بعض مردوں سے افضل ہیں' اگرچہ مطلقاً مرد' مطلقاً عورت سے افضل' رب فرماتا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۸۔ قرآن کریم میں حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہ آیا' رمضان کے سوا کسی مہینہ کا اور حضرت زید کے سوا کسی صحابی کا نام نہ آیا' اس سے معلوم ہوا کہ ماں بھی بچہ کا نام رکھ سکتی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کے نام اچھے رکھے

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ

نیا رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے

حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ

یہاں پکارا زکریا اپنے رب کو بولا اے رب میرے

مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ

تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا ۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق

وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ

کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے بولا

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ

اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو پہنچ گیا بڑھاپا اور میری عورت

عَاقِرٌ ۚ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ

بانجھ فرمایا اللہ یوں ہی کرتا ہے جو چاہے عرض کی اے میرے

اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ

رب میرے لئے کوئی نشانی کر دے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں

اِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾

سے بات نہ کرے مگر اشارہ سے اور اپنے رب کی بہت یاد کر اور کچھ دن رہے اور تڑکے اس کی پاکی بول

ع ۱۲

جاویں کیونکہ مریم کے معنی ہیں خادمہ' آپ بیت المقدس کی خدمتگار تھیں' لہٰذا یہ نام بہت عمدہ اور کام کے مطابق تھا ۹۔ رب نے ان کی دعا ایسی قبول فرمائی کہ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام شیطان سے بالکل محفوظ رہے۔ کہ ان سے کبھی کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مریم کی والدہ حنہ کو یہ معلوم تھا کہ یہ بچی زندہ رہے گی اور صاحب اولاد ہو گی' لہٰذا اس میں کرامت ولیہ کا ثبوت ہے کیونکہ آپ نے حضرت مریم کی زندگی کی دعا نہ مانگی بلکہ یہ فرمایا ۱۰۔ اس طرح کہ باوجود لڑکی ہونے کے خدمت بیت المقدس کے لئے منظور فرمالیا ورنہ لڑکے ہی وہاں ہوتے تھے ۱۱۔ چنانچہ آپ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا دوسرے بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں ۱۲۔ بیت المقدس کے خدام جنہیں احبار کہا جاتا تھا۔ جن کی تعداد ۲۷ تھی۔ یہ لوگ ہارون علیہ السلام کی اولاد تھے' ان کے سردار زکریا علیہ السلام تھے جو حضرت مریم کے خالو تھے۔ حضرت عمران ان سب سے بڑے اور ان سب کے امام تھے تو ہر شخص کی تمنا یہ تھی کہ مریم کی پرورش میں کروں مگر زکریا علیہ السلام اس کام کے لئے منتخب ہوئے' آپ بہت محبت سے حضرت مریم کی پرورش فرمانے میں مشغول ہو گئے۔

۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کرامت ولی برحق ہے' کیونکہ حضرت مریم کو بے موسم غیبی پھل ملنا ان کی کرامت تھی دوسرے یہ کہ بعض بندے مادر زاد ولی ہوتے ہیں ولایت عمل پر موقوف نہیں دیکھو حضرت مریم لڑکپن میں ولیہ تھیں' تیسرے یہ کہ ولی کو اللہ تعالیٰ علم لدنی اور عقل کامل عطا فرماتا ہے کہ حضرت مریم نے زکریا علیہ السلام کے سوال کا جواب ایسا ایمان افروز دیا کہ سبحان اللہ چوتھے یہ کہ بعض اللہ والوں کے لئے جنتی میوے آتے ہیں۔ حضرت مریم کو یہ پھل جنت سے ملتے تھے۔ پانچویں یہ کہ حضرت مریم کی پرورش جنتی میووں سے ہوئی نہ کہ ماں کے دودھ' یا دنیاوی غذاؤں سے (خزائن العرفان) کیونکہ والدہ محترمہ تو ان کے پیدا ہوتے ہی احبار کے سپرد کر گئی تھیں' اور ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کے لئے کوئی دائی مقرر کی گئی ہو۔ ۲۔ یعنی حضرت مریم کے پاس کھڑے ہو کر بیٹے کی دعا کی' اس سے معلوم ہوا کہ ولی کے پاس دعا مانگنا سنت نبی ہے اور وہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے' خواہ زندہ ولی کے پاس دعا کرے یا قبروں کے پاس' رب فرماتا ہے اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ الخ اسی سے یہ بھی مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جس شہر میں قبور صالحین ہوں' اس شہر کا احترام کرے ۳۔ معلوم ہوا کہ بیٹے کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے مگر نفس کے لئے نہیں بلکہ رب کے لئے کہ وہ دیندار' صالح ہو تا کہ ہمیں قبر میں اس کی نیکیوں سے آرام پہنچے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو علم غیب دیا ہے کیونکہ اس پکارنے والے فرشتے کو خبر تھی کہ آپ کو بیٹا ملے گا۔ اور وہ بیٹا نبی ہو گا۔ اور ان صفات کا مالک ہو گا' یہ علوم غیبیہ ہیں بلکہ علوم خمسہ ہیں۔ جب زکریا

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا ۱

وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ

اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا ۲ اے مریم

اقْنُتِىْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِىْ وَارْكَعِىْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر ۳

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے

لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا

جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم انکے پاس

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

نہ تھے ۴ جب وہ جھگڑ رہے تھے ۵ اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ

اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک ۶ کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ

عیسٰی مریم کا بیٹا رو دار ہوگا دنیا اور آخرت میں اور

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّ

قرب والا اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں ۷

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِىْ وَلَدٌ وَّ

اور خاصوں میں ہوگا ۸ بولی اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا

لَمْ يَمْسَسْنِىْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ

مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے

(بقیہ صفحہ ۸۶) علیہ السلام کی زوجہ حاملہ ہوئیں تو زکریا علیہ السلام کو بھی خبر تھی کہ اس حمل میں لڑکا ہے اور وہ ان صفات سے موصوف ہوگا۔ علم غیب نبی اور علم غیب فرشتہ سب ثابت ہوئے۔ ۵۔ یعنی وہ کلمۃ اللہ عیسٰی علیہ السلام کا وزیر خاص ہوگا۔ ۶۔ حصور وہ جو قوت کے باوجود عورت سے رغبت نہ کرے۔ دنیا سے بے رغبتی کی بنا پر اس کے معنی نامرد نہیں۔ کیونکہ انبیاء کرام نامردی سے محفوظ ہیں ۷۔ کہ میری عمر ایک سو بیس سال کی اور میری بیوی کی عمر اٹھانوے سال کی ہے۔ سوال سے مقصود یہ تھا کہ آیا ہم دونوں کو جوانی واپس دے دی جاوے گی۔ یا اس ہی طرح بڑھاپا ہوتے ہوئے فرزند ملے گا۔ ان کا مقصود یہی ہے لہٰذا زکریا علیہ السلام پر کوئی اعتراض نہیں ۸۔ یعنی یونہی اس ہی حالت میں فرزند ملے گا کہ تم بوڑھے ہوگے اور فرزند بخشا جائے گا۔ اللہ ہر بات پر قادر ہے ۹۔ جس نشانی سے میں اپنی زوجہ محترمہ کا حاملہ ہونا پہچان لوں اور اسی وقت سے تیرے ذکر خاص میں مشغول ہو جاؤں ۱۰۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے' ایک یہ کہ صالح فرزند ملنے پر رب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ عقیقہ' صدقہ' خیرات' نوافل سب اسی نعمت کا شکریہ ہے۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کے معجزات ان کی پیدائش سے پہلے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی زبان شریف میں دنیاوی کلام کی طاقت نہ رہنا۔ ذکر اللہ کی طاقت رہنا۔ یحیٰی علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ جو ان کے ظہور سے پہلے ظاہر ہوا۔ اسی طرح بعد وفات بھی معجزات کا ظہور ہوتا ہے ۱۱۔ اگرچہ ہر وقت تسبیح و تہلیل بہتر ہے لیکن صبح شام خصوصیت سے زیادہ بہتر ہے کہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا نیز اس وقت خصوصیت سے ساری مخلوق اللہ کی یاد کرتی ہے۔

۱۔ چنانچہ حضرت مریم اس زمانہ میں تمام جہان کی عورتوں سے افضل تھیں' پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تمام عورتوں سے افضل ہیں رب نے فرمایا يٰنِسَآءَ النَّبِىِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۲۔ حضرت مریم' عیسٰی علیہ السلام کی ماں بیت المقدس کی خادمہ گناہ سے پاک۔ رب کی عابدہ تھیں' خیال رہے کہ فرشتوں کا یہ کلام وحی تبلیغ نہ تھی کیونکہ یہ وحی نبی سے خاص ہے اور عورت نبی نہیں ہوتی ۳۔ اس طرح کہ تم کو بزرگوں کی اولاد میں سے کیا اور باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کے لئے منظور فرمالیا۔ حالانکہ یہ خدمت صرف مرد کر سکتے تھے زکریا علیہ السلام کو تمہارا کفیل بنایا جنتی میووں سے تم کو پرورش کیا اور آگے چل کر روح اللہ کی ماں بننے کا شرف تمہارے مقدر میں لکھا۔ تمہارا چرچہ بہت عام کیا ۳۔ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اس امت کی نمازوں میں رکوع تھا دوسرے یہ کہ عورتیں مردوں کی جماعت میں پردے کے ساتھ علیحدہ رہ کر نماز پڑھ سکتی ہیں' تیسرے یہ کہ عورت خود جماعت نہیں کرا سکتی اس طرح کہ عورت امام بنے کیونکہ رٰكِعِيْنَ جمع مذکر فرمایا گیا چوتھے یہ کہ واو ترتیب نہیں چاہتا کیونکہ رکوع سجدے سے پہلے ہوتا ہے مگر یہاں سجدے کا ذکر پہلے ہے رب فرماتا ہے يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ حالانکہ عیسٰی علیہ السلام کا آسمان پر جانا پہلے ہے اور وفات بعد میں ۴۔ یعنی اس جسم شریف کے ساتھ اور پھر آپ کفار کو یہ خبریں سنا رہے ہیں۔ تو یہ علم آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کے مشاہدہ میں تمام گزشتہ اور آئندہ حالات ہیں رب فرماتا ہے اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا اور فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ خیال رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور نبوت کے لحاظ سے ہر وقت ہر جگہ جلوہ گر ہیں اور ہر شی سے خبردار گزشتہ واقعات کو ملاحظہ فرما رہے

إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَ

جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے لہ اور

يُعَلِّمُهُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ﴿٤٨﴾

اللہ اسے سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنِّى قَدْ جِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ

اور رسول ہو گا بنی اسرائیل کی طرف تہ یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی

مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّىٓ أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ ٱلطِّينِ كَهَيْـَٔةِ

لایا ہوں تہ تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں

ٱلطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًۢا بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَأُبْرِئُ

پھر اس میں پھونک مارتا ہوں شہ تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے لہ اور میں

ٱلْأَكْمَهَ وَٱلْأَبْرَصَ وَأُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم

شفا دیتا ہوں شہ مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو شہ اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم

بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِى بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ

سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو شہ بیشک ان باتوں

لَءَايَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے

يَدَىَّ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى حُرِّمَ

پہلی کتاب توریت کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام

عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٥٠﴾

تھیں لہ اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا

إِنَّ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾

حکم مانو بیشک میرا تمہارا سب کا رب اللہ ہے تو اسی کو پوجو تہ یہ ہے سیدھا راستہ

(بقیہ صفحہ ۸۷) ہیں (تفسیر صاوی شریف) ۵۔ اس لئے کہ خدام بیت المقدس میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ مریم میری پرورش میں رہیں کیونکہ آپ ان کے سردار عمران کی صاحبزادی تھیں تو قلموں کو دریا میں ڈالا گیا کہ جس کا قلم نہ بہے وہ مریم کو لے یہ قرعہ اندازی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بزرگوں کی اولاد کی خدمت کرنا سعادت ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ قرعہ ڈالنا جائز ہے بلکہ بہتر ہے ۶۔ عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کے جسم شریف کی پیدائش کلمہ کن سے ہوئی باپ یا ماں کے نطفہ سے نہ ہوئی' رب فرماتا ہے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا ہوئے۔ ورنہ آپ کی نسبت ماں کی طرف نہ ہوتی بلکہ باپ کی طرف ہوتی رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ مسیح کے معنی ہیں چھو کر اچھا کرنے والا اور مردے زندہ کرنے والا۔ یا بہت سفر کرنے والا۔ یہ آپ کا لقب ہے نام شریف عیسیٰ ہے ۸۔ اس طرح کہ اولاً" آپ آسمان پر جائیں گے اور پھر قریب قیامت زمین پر اتر کر لوگوں سے کلام کریں گے۔ لہٰذا جیسے آپ کا بچپن میں کلام کرنا معجزہ ہے' ایسے ہی پکی عمر میں اس طرح کلام کرنا معجزہ ہے' اس سے آپ کا آسمان پر جانا اور پھر واپس آنا بھی معجزہ ثابت ہوا ۹۔ ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام کی بہت سی صفات بیان ہوئیں۔ کلمۃ اللہ ہونا۔ مسیح ہونا' حضرت مریم کا بیٹا ہونا۔ کسی مرد کا بیٹا نہ ہونا۔ دنیا میں عزت والا ہونا۔ کہ قرآن کے ذریعے سارے عالم میں ان کے نام کی دھوم مچا دی گئی۔ آخرت میں خصوصی عزت والا ہونا کہ قیامت میں انہی کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خلوق الٰہی کو پتہ لگے گا۔ بارگاہ الٰہی میں بہت قرب و منزلت رکھنے والا ہونا وغیرہ' معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی نعت خوانی سنت الٰہیہ ہے رب تعالیٰ توفیق بخشے۔

ا۔ یعنی تم کنواری ہی رہو گی اور فرزند پیدا ہو جاوے گا اللہ بڑا قدرت اور حکمت والا ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے لہٰذا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین' قریش مکہ اسلام سے پہلے عیسائی نہ تھے کیونکہ یہ لوگ بنی اسماعیل تھے حضور کے والدین دین ابراہیمی پر تھے۔ ۳۔ یہاں آیت سے مراد جنس معجزہ ہے جس سے نبی کی نبوت ثابت ہوتی ہو۔ اسی لئے آپ نے آیت کی تفسیر میں اپنے چند معجزے بیان فرمائے جو آگے آ رہے ہیں ۴۔ ہماری شریعت میں کاغذی تصویر یا مٹی کی صورت جاندار کی بنانا حرام ہے اس سے پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام یہ صورتیں اظہار معجزے کے لئے بناتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے تصویریں بنوائی تھیں' اظہار کمال کے لئے رب فرماتا ہے يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ ۵۔ اس میں اولیاء کے دم و درود کا ثبوت ہے' ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو موت اور زندگی کا اختیار دیا تھا حالانکہ یہ وہ چیز ہے جہاں کسی کا اختیار نہیں چلتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے رب نے زندگی اور وفات کا اختیار دیا۔ میں نے آخرت کو اختیار فرمایا ۶۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو عرض پر چمگادڑ کی شکل بنا کر اس میں پھونک ماری تو وہ زندہ ہو کر اڑنے لگی۔ چمگادڑ عجیب پرندہ ہے کہ اس کے دانت ہیں پستان سے دودھ نکلتا ہے بغیر پروں کے اڑتی ہے ہنستی ہے انڈے نہیں دیتی' بچے جنتی ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ ربانی کام صالحین کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں کیونکہ شفا دینا رب کا کام ہے لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ دافع بلا ہیں اولاد دیتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مردے زندہ کرتا

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِىْٓ

پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا ۱ بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں

اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا

اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں ۲ ہم اللہ پر

بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ

ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں اے رب ہمارے ہم اس پر ایمان لائے جو تو

وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا

نے اتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے ۳ اور کافروں نے

وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ

مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی ۴ اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے یاد کرو جب

يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ

اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا ۵ اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا ۶

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ

اور تجھے کافروں سے پاک کر دوں گا ۷ اور تیرے پیروؤں کو ۸ قیامت تک تیرے منکروں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ

پر غلبہ دوں گا ۹ پھر تم سب میری طرف پلٹ کر

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا

آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ فرما دوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو تو وہ جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا

کافر ہوئے میں انہیں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب

وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

کروں گا ۱۰ اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا ۱۱ اور وہ جو

(بقیہ صفحہ ۸۸) ہوں' میں لاعلاج بیماروں کو اچھا کرتا ہوں' میں غیبی خبریں دیتا ہوں' حالانکہ یہ تمام کام رب کے ہیں ۸۔ خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں علم طب کا بہت زور تھا۔ جالینوس حکیم آپ ہی کے زمانہ میں تھا۔ اور اطبا کے نزدیک تین چیزیں ناممکن ہیں۔ مردہ زندہ کرنا' مادر زاد اندھے اچھے کرنا۔ تمام بدن کے کوڑھی کو تندرست کرنا۔ آپ نے یہ تین کام کر کے دکھا دیئے معلوم ہوا کہ نبی کو وہ معجزے دیئے جاتے ہیں جن کا اس زمانہ میں چرچا ہو اگر قادیانی نبی ہوتا تو چاہیے تھا کہ وہ سائنسی ایجادات کی قسم کا معجزہ دکھاتا ۔ جس سے سائنس فیل ہو جاتی ۹۔ عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے جلائے' عاذر جو آپ کا دوست تھا موت کے تین دن بعد اسے زندہ کیا اور عرصہ تک زندہ رہے' اس کے اولاد بھی ہوئی' ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ جا رہا تھا آپ نے زندہ فرمایا وہ لوگوں کے کندھوں سے کود پڑا' عرصہ تک زندہ رہا اولاد ہوئی' ایک چنگی کے محصول والے کی لڑکی' سام ابن نوح علیہ السلام جنہیں وفات پائے ہزارہا سال ہو چکے تھے۔ آپ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور انہیں زندہ فرمایا۔ مگر انہوں نے عرض کیا کہ اب مجھے زندگی کی خواہش نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات کو زندہ فرمایا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اس دولہا کی قبر گجرات پنجاب میں ہے اس کا نام کبیر الدین ہے اور شاہ دولہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں ان کی قبر شریف زیارت گاہ خاص و عام ہے ان کی عمر چھ سو برس ہوئی ۱۰۔ خیال رہے کہ تَاْكُلُوْنَ اور تَدَّخِرُوْنَ مضارع ہے جس میں زمانہ حال اور استقبال دونوں کا احتمال ہوتا ہے یا معنی یہ ہیں کہ جو تم سب لوگ کھا کر آؤ یا جو کچھ سال رواں کے لئے گندم لکڑی وغیرہ جمع کرو۔ وہ سب مجھ سے پوچھ لو۔ یا ہر شخص عمر بھر میں جو کچھ کھائے گا یا جمع کرے گا آج ہی سب کچھ میں بتا سکتا ہوں یعنی ہر دانہ کے متعلق جانتا ہوں کہ یہ کس کی قسمت کا ہے' اب بتاؤ ہمارے حضور کا علم کتنا ہے یہ تمام علوم حضور کے سمندر علم کے قطرے ہیں معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کا معجزہ ہے' ۱۱۔ جیسے اونٹ کا گوشت مچھلی اور کچھ پرندے دین موسوی میں حرام تھے عیسیٰ علیہ السلام نے حلال فرمائے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نسخ تصدیق کے خلاف نہیں کہ آپ توریت کی تصدیق بھی کرتے ہیں اور اسے منسوخ بھی فرماتے ہیں دوسرے یہ کہ انبیاء کرام باذن الٰہی حلال و حرام فرمانے کے مختار ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں حلال کرتا ہوں ۱۲۔ یعنی میں اتنی قدرتوں اور علم کے باوجود اللہ نہیں بلکہ بندہ ہوں اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء اولیاء میں معجزات یا کرامات ماننا شرک نہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ہم نے انہیں رب مان لیا' اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنا چاہیے۔

۱۔ یعنی ارادۂ قتل جو یہودیوں نے کر لیا تھا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی ایذا کا ارادہ کرنا بھی کفر ہے۔ ان کی تعظیم و خدمت' ایمان ہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بوقت مصیبت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سنت پیغمبر ہے' دوسرے یہ کہ نبی کی مدد گویا خدا کی مدد ہے کہ ان لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی۔ مگر انہیں انصار اللہ کہا گیا۔ اب بھی ان کے دین والوں کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کا نام انصار ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنے ایمان کا اعلان کرنا چھپا کر نہ رکھنا سنت ہے' چوتھے یہ کہ اپنے ایمان پر نبی کو گواہ بنانا محمود ہے ۳۔ شَاهِدِيْنَ سے مراد یا تو امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو قیامت میں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ

ایمان لائے اور اچھے کام کئے لہ اللہ ان کا نیگ انہیں بھرپور دے گا ۲ اور ظالم اللہ

لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ

کو نہیں بھاتے یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں ۳ کچھ آیتیں

وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ

اور حکمت والی نصیحت عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے ۴

اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾

اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے ۵

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ

اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا ۶ پھر اے محبوب

حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ

جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کرتے ہیں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو

تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ

آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں ۷ اور تمہاری عورتیں

وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۟ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ

اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں ۸ پھر مباہلہ کریں ۹ تو جھوٹوں پر اللہ کی

اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ

لعنت ڈالیں ۱۰ یہی بے شک سچا بیان ہے ۱۱

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾

اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۱۲ اور بے شک اللہ ہی غالب ہے حکمت والا

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ

پھر اگر وہ منہ پھیریں ۱۳ تو اللہ فسادیوں کو جانتا ہے تم فرماؤ

(بقیہ صفحہ ۸۹) نبیوں کی گواہی دے گی یا انبیاء کرام ہیں جنہوں نے اللہ کی توحید کی سب سے پہلے گواہی دی ۴ہ۔ کہ ان قاتلین کے ایک آدمی کو عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا اور انہوں نے اسے عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی دے دی۔ مکر سے مراد خفیہ تدبیر ہے ۵۔ واؤ ترتیب نہیں چاہتا۔ کبھی خلاف ترتیب بھی ذکر ہو جاتا ہے رب فرماتا ہے وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ کیونکہ آپ کا آسمان پر اٹھنا پہلے ہے اور وفات بعد میں۔ مگر بیان میں اس کے برعکس ہے جیسے رکوع سجدے سے پہلے ہے ۶۔ یعنی آسمان پر جہاں فرشتے رہتے ہیں کوئی بے دین نہیں، جیسے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا' اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں یعنی شام کی سرزمین میں جہاں نور اسلام درخشاں ہے۔ آج بھی مسجد میں جانے والا' کعبہ کو جانے والا کہتا ہے کہ میں رب کے پاس جا رہا ہوں۔ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہے' آپ قریب قیامت اتریں گے اور دین اسلام کی اشاعت کریں گے نکاح کریں گے' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روضۂ خضرا میں دفن ہوں گے (حدیث شریف) چالیس سال زندہ رہیں گے ۷۔ اس طرح کہ کفار کے نرغے سے تمہیں بچا لوں گا وہ تمہیں سولی نہ دے سکیں گے ۸۔ خواہ وہ اس زمانہ کے صحیح عیسائی ہوں یا مسلمان کیونکہ ہر مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے' ان کی پیروی کرتا ہے کیونکہ قرآن کا ماننا عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی ہے وہ اس کا حکم دے گئے ہیں۔ مسلمان ہر نبی کا پیرو ہے کیونکہ ہر نبی نے قرآن کا حکم دیا ہے ۹۔ منکروں سے مراد یا سارے کفار ہیں یا یہود اور غلبہ سے مراد یا سلطنت کا غلبہ ہے یا دینی غلبہ یا دلائل کا غلبہ' لہٰذا اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ قیامت تک تو مسلمان یہود پر غالب رہیں اور قیامت کے بعد یہود غالب آ جائیں کیونکہ اس غلبہ کی انتہا قیامت ہے' قیامت کے بعد دوسری قسم کا غلبہ مسلمانوں کو ملے گا جس کا ذکر ثم کے بعد آ رہا ہے ۱۰۔ دنیا میں عذاب' قتل' قید' جزیہ قائم ہوتا ہے' آخرت کا عذاب دوزخ ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کفار پر عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے بہت سے مددگار بنا دے گا۔ جو کہتا ہے کہ دنیا و آخرت میں میرا مددگار کوئی نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کر رہا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ

۱۔ معلوم ہوا کہ ہر مومن کو نیک اعمال کی ضرورت ہے کوئی شخص کسی درجہ میں پہنچ کر اعمال سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک اعمال بقدر طاقت کرنے لازم ہیں ۲۔ کسی کو برابر کسی کو دوگنا' کسی کو سات سو گنا کسی کو بے حساب' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اجر پورا ملے گا۔ انعام علاوہ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوب بندے کا کام رب کا کام قرار پاتا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پڑھنا حضرت جبریل کا کام تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم تلاوت کرتے ہیں ایسے ہی کبھی اللہ کا پیارا رب کے کام کو کہہ دیتا ہے کہ یہ میرا کام ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں زندہ کرتا ہوں' حضرت جبریل نے بی بی مریم سے فرمایا کہ میں تمہیں ستھرا بیٹا دوں گا (قرآن) ۴ہ۔ کہ جیسے آدم علیہ السلام بغیر نطفہ کے بنے ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام۔ جب آدم علیہ السلام خدا کے بیٹے نہ ہوئے تو عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ۵۔ یعنی اس کی قدرت یہ ہے اگرچہ قانون یہ ہے کہ بچہ ماں باپ کے نطفہ سے ہو لہٰذا تم رب کے قانون اور قدرت دونوں کو مانو ۶۔ یعنی نہ تو اس میں شک کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور نہ اس میں شک کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام خالص بندے ہیں' اللہ یا اللہ کے

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے ۱

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے

بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا

کو رب نہ بنا لے ۲ اللہ کے سوا پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو

اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۶۴ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ

تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں ۳ اے کتاب والو ابراہیم کے باب میں

فِیْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ

کیوں جھگڑتے ہو ۴ توریت و انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد

بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۵ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا

تو کیا تمہیں عقل نہیں ۵ سنتے ہو یہ جو تم ہو اس میں جھگڑے جس کا تمہیں

لَـكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَـيْسَ لَـكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ

علم تھا تو اس میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا

يَعْلَمُ وَاَنْـتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۶ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا

ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ یہودی تھے اور

نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ

نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے ۶ اور مشرکوں سے

الْمُشْرِكِيْنَ ۝۶۷ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

نہ تھے بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان

وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۶۸

کے پیرو ہوئے ۸ اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے ۹

(بقیہ صفحہ ۹۰) بیٹے نہیں لہٰذا قادیانی اور عیسائی دونوں ہی بے دین ہیں ۷۔ نواسوں کو بیٹا اور بیٹی کو اپنی کو نساء کہہ سکتے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر حضرات حسنین، فاطمۃ الزہرا، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لے کر مباہلہ کے لئے گئے تھے۔ بلکہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی بیٹوں میں داخل تھے۔ کہ چھوٹے بھائی تھے اور قاعدہ ہے کہ انسان ایسے موقعہ پر اپنی اور اپنی اولاد ہی کی قسم کھاتا ہے، احباب، ازواج کی قسم نہیں کھاتا۔ یہ آیت کریمہ اہل بیت اطہار کی انتہائی عظمت بیان فرما رہی ہے، ابن عساکر نے بروایت امام جعفر صادق عن محمد باقر روایت کی کہ حضور مباہلہ میں ان چار حضرات کے ساتھ خلفاء ثلاثہ اور ان کی اولاد کو بھی ساتھ لے گئے (روح المعانی) ۸۔ اپنی جانوں کو بلانے کے معنی ہیں اپنے کو حاضر کر دینا رب فرماتا ہے فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مناظرہ سے اوپر درجہ مباہلہ کا ہے یعنی مخالف دین کے ساتھ بددعا کرنی دوسرے یہ کہ مباہلہ دینی یقینی مسائل میں ہونا چاہیے نہ کہ غیر یقینی مسائل ہیں۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑا عالم چھوٹے عالم سے مناظرہ بھی کرے اور مباہلہ بھی جب وہ چھوٹا دنیا میں فساد پھیلا رہا ہو، دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيْمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ہیں مگر آپ نے یہود کے نجرانی پادریوں سے مناظرہ بلکہ مباہلہ فرمایا۔ دوسری جگہ رب نے فرمایا: قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ، یہاں جھوٹے سے عقیدے کا جھوٹا یعنی کافر مراد ہے خیال رہے کہ کافر پر لعنت جائز ہے مرے ہوئے کافر کو نام لے کر لعنت نہ کرے جب تک کہ اس کا کفر پر مرنا یقین سے معلوم نہ ہو، فاسق پر نام لے کر لعنت نہیں کر سکتے وصف فسق سے لعنت کر سکتے ہیں یعنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹے چور پر لعنت، یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں پر جو جھوٹا ہے لعنت، لعنت کے معنی ہیں رحمت الٰہی سے دوری ۱۱۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ کے لئے علی مرتضیٰ، فاطمۃ الزہرا، حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کو لے کر میدان مباہلہ میں پہنچ گئے، یہود نجران نے ان کی نورانی چمکتی صورتیں دیکھ کر مباہلہ کی ہمت نہ کی اور صلح کر لی اگر وہ مباہلہ کرتے، تو ہلاک ہو جاتے (حدیث شریف) ۱۲۔ معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کی ہم جنس ہوتا ہے، اس طرح بیوی خاوند کی ہم جنس، تو اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے یا مریم خدا کی بیوی ہوتیں تو وہ بھی الٰہ اور خدا ہوتیں۔ حالانکہ رب کے سوا کوئی الٰہ نہیں، محبوبیت، مملوکیت، ہم جنس ہونے کا تقاضا نہیں کرتیں۔ یہ غیر جنس سے بھی ہو جاتی ہے، انسان کا مملوک جانور اور اس کا محبوب فرشتہ وغیرہ ہو جاتے ہیں ۱۳۔ یعنی توحید قبول کرنے سے یا عیسیٰ علیہ السلام کو عبداللہ ماننے سے یا مباہلہ کرنے سے۔ پہلے دو احتمال زیادہ ظاہر ہیں۔

۱۔ یعنی توریت و انجیل و قرآن سب میں اس کا حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ عقائد میں تمام شریعتیں برابر ہیں، اعمال میں فرق ہے ۲۔ یعنی امتی نبی کو اللہ نہ سمجھیں کہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام اور نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھ لیا۔ یا جاہل عالم کو رب نہ جانے کہ ان عالموں کو حرام و حلال کا مالک سمجھے اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت کرے لہٰذا یہ جملہ کلمۃ سواء کا بیان ہے، خیال رہے کہ نبی اور امتی میں کلمۃ سواء کے یہی معنی ہیں جو بیان ہوئے۔ ورنہ امتی نبی کے برابر کسی شئی میں نہیں ہو سکتا، امتی مومن ہے، نبی ایمان ہے نبی کا کلمہ ہے اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اگر ہم اس طرح کہیں تو کافر ہو جائیں ۳۔ یعنی تم مسلمان نہیں معلوم ہوا کہ مسلمان صرف حضور کے امتی کو کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ یہود اور عیسائی اپنے راہبوں پادریوں کو سجدے کرتے، ان سے اپنے گناہ معاف کرواتے تھے یہ ان کا اپنے

بقیہ صفحہ ۹۶ پر

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا

کتابیوں کا ایک گروہ دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کر دیں لہ اور وہ

يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں اور انہیں شعور نہیں لہ اے کتابیو

لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ يٰٓاَهْلَ

اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو تہ حالانکہ تم خود گواہ ہو اے کتابیو

الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ

حق میں باطل کیوں ملاتے ہو لہ اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٧١﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

تمہیں خبر ہے ہ اور کتابیوں کا ایک گروہ بولا وہ جو

اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ

ایمان والوں پر اترا صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور

وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ

شام کو منکر ہو جاؤ شائد وہ پھر جائیں لہ اور یقین نہ لاؤ مگر اس کا جو

تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى

تمہارے دین کا پیرو ہو کہ تم فرما دو کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے (یقین کا ہے کا نہ

اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ

لاؤ) اس کا کہ کسی کو ملے جیسا تمہیں ملا لہ یا کوئی تم پر حجت لا سکے تمہارے رب کے پاس تم

الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾

فرما دو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے لہ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾

اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے لہ اور اللہ بڑے فضل والا ہے

۱ شان نزول۔ یہ آیت ان یہود کے متعلق نازل ہوئی جو حضرت معاذ ابن جبل حذیفہ ابن یمان، عمیر ابن یاسر رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کو یہودی بنانے کی کوشش کرتے تھے اور ان پر داؤ چلانے کی ہوس خام میں پھنسے ہوئے تھے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے ایمان کی رب تعالیٰ نے گارنٹی دے دی کہ انہیں کوئی گمراہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ رب کی امان میں ہیں لہٰذا کوئی بھی صحابہ کی طرح مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر ایک کا ایمان خطرے میں ہے سوائے صحابہ کے۔ رب فرماتا ہے والزمھم کلمۃ التقوٰی وکانوا احق بھا واھلھا اور فرماتا ہے کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان رب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہی فرمایا ہے کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان ۳۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار رب کی ساری آیتوں کا انکار ہے لہٰذا آپ کا ماننا سب کا ماننا ہے کیونکہ اہل کتاب نے حضور کا انکار کیا، رب نے اس انکار کو آیات الٰہیہ کا انکار قرار دیا ۴۔ یہاں حق سے مراد توریت و انجیل کی اصل آیات ہیں جو رب کی طرف سے نازل ہوئیں اور باطل سے مراد یہود کی بنائی یا اپنی طرف سے ملائی ہوئی عبارتیں ہیں۔ مفسرین تفسیر یں اس طرح ممتاز کر کے عبارتیں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید علیحدہ معلوم ہوتا ہے لہٰذا یہ اس آیت میں داخل نہیں ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام اللہ کو انسانی کلام سے خلط ملط کرنا جس سے امتیاز نہ رہے حرام ہے اس لئے سورتوں کے نام ممتاز کر کے لکھے جاتے ہیں، رکوع، نصف وغیرہ کے اشارے حاشیہ پر تفسیری عبارت آیت سے فرق کر کے لکھی جاتی ہے دوسرے یہ کہ غلط مسئلہ بتانا حق چھپانا حرام ہے خصوصاً عقائد میں ۶۔ مسلمانوں کو مرتد کرنے کی یہ چال یہود خیبر کے بارہ راہبوں نے سوچی تھی کہ صبح کو یہود کی ایک جماعت ایمان لائے شام کو مرتد ہو جائے یہ کہہ کر کہ اسلام میں کوئی خوبی نہیں اور نہ نبی اسلام وہ نبی ہیں جن کی خبر ہماری کتب میں تھی، پہلے سے قرآن نے ان کی اس سازش کی خبر دے کر انہیں ناکام کر دیا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار اسلام مٹانے کیلئے وہ تدبیریں سوچتے ہیں جو شیطان کو بھی نہ سوجھیں دوسرے یہ کہ مرتد کی سزا قتل اس لئے رکھی گئی ہے کہ ارتداد سے اصلی مسلمانوں کے بہکنے کا خطرہ ہے اور مرتد حکومت الٰہیہ کا باغی ہے، موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بچھڑے کے پجاری یہود کو قتل کرایا گیا ارشاد ہوا فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۷۔ یعنی نبوت صرف بنی اسرائیل کو ملی ہے، ان کے سوا کسی اور قبیلہ کو نہ ملی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل میں سے ہیں لہٰذا وہ نبی نہیں سارے یہود صرف اس بہانہ سے لوگوں کو اسلام سے روکتے تھے، ان علماء یہود کا ہی مقولہ ہے یعنی تم زبان سے اسلام کی حقانیت کا اقرار کر لینا مگر دل سے نہ کرنا۔ اسلام کو باطل جاننا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ یہود کی تعلیم ہے اور تقیہ باز درپردہ یہودی ہے تقیہ کی پوری بحث ہماری تفسیر نعیمی میں مطالعہ کرو ۸۔ خیال رہے کہ نبوت کا بنی اسرائیل سے خاص ہونا یہود کا بہتان تھا اس کا ذکر کتب الٰہیہ میں کہیں نہ تھا مگر قرآن کریم نے اعلان فرما دیا کہ نبوت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے خاص کر دی گئی۔ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ، لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی مرزا نبی نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم کی اولاد نہیں، اللہ نے نبوت اولاد ابراہیمی سے خاص فرما دی ۹۔ یعنی اللہ نے جس چیز میں قید نہ لگائی تم لگانے والے کون۔ نبوت میرا فضل ہے جسے چاہوں دوں، میں نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے خاص نہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اعمال سے نہیں ملتی۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے، آدم علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام پیدائشی نبی ہیں، ایسے ہی ولایت بھی اعمال پر موقوف نہیں کبھی عمل سے اور کبھی بغیر عمل عطاء رب سے ملتی ہے۔ حضرت مریم بچپن شریف میں ہی ولی تھیں۔ حالانکہ اس وقت تک کوئی عمل نہ کیا تھا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسے اللہ خاص کر دے اسے کوئی عام نہیں کر سکتا۔

(بقیہ صفحہ ۹۲) ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ اللہ نے بند فرمادیا۔ تو اب جو دعوٰی نبوت کرے وہ جھوٹا ہے۔

ا۔ شان نزول' یہ آیت حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ اور فخاص ابن عاذورا کے حق میں نازل ہوئی' عبداللہ ابن سلام کے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا۔ جس کی نہ تحریر تھی نہ گواہی' مطالبہ کے وقت آپ نے اسی طرح ادا فرمادیا۔ فخاص کے پاس ایک شخص نے صرف ایک اشرفی امانت رکھی لیکن مانگتے وقت وہ اس سے انکاری ہو گیا حالانکہ یہ دونوں اس وقت یہودی تھے' عبداللہ ابن سلام بعد میں اسلام لے آئے' اس سے معلوم ہوا کہ امانت داری تعریف کے قابل صفت ہے' اگرچہ غیر مسلم میں ہو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہونہار کی علامتیں پہلے سے ہی معلوم ہو جاتی ہیں' ہندی میں کہاوت ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات' یہ بھی معلوم ہوا کہ خیانت بری چیز ہے ۲۔ یعنی بار بار تقاضا کرتا رہے اور لوگوں کے سامنے اسے یاد دلاتا رہے جس کی وجہ سے انکار نہ کر سکے' یعنی اللہ کے خوف سے نہیں بلکہ انسانوں کے خوف سے وہ ادا کرتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ حکومت کے ڈر، آدمیوں کے خوف سے نیکی کرنا قابل تعریف نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کا مال مارنا' امانت میں خیانت کرنا حرام ہے' اگرچہ کافرہی کا کیوں نہ ہو' قرض' امانت سب کا ادا کرنا لازم ہے' بددیانتی کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ان کفار کی امانتیں میرے پاس ہیں جو مجھے اس وقت قتل کا ارادہ کر رہے ہیں تم یہ امانتیں ادا کر کے مدینہ آجانا۔ سبحان اللہ! ۴۔ یعنی کہتے ہیں کہ توریت میں رب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اپنے دین والوں کے علاوہ کی امانتیں کھا جایا کرو۔ معاذ اللہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کسی سے وعدہ کیا جائے اسے ضرور پورا کیا جائے خواہ رب سے کیا ہو یا عام انسانوں سے' یا نبی سے یا اپنے پیر سے یا بوقت نکاح بیوی سے یا کسی اور عزیز سے اس آیت سے عہد کے متعلق بہت مسائل نکلتے ہیں ۶۔ اس وعید میں جھوٹی قسم کھا کر مال لے لینے والے رشوت لے کر جھوٹی گواہی دینے والے یا جھوٹے فیصلے کرنے والے' دام لے کر جھوٹے فتوے دینے والے' محنتانہ لے کر جھوٹوں کی جھوٹی وکالت کرنے والے سب ہی داخل ہیں' اللہ محفوظ رکھے۔ ۷۔ علماء فرماتے ہیں کہ رب ان سے محبت کا کلام اور رحمت کی نظر نہ فرمائے گا۔ غضب کا کلام فرمائے گا۔ صوفیاء کے نزدیک دوزخ میں رب ان سے بالکل کلام نہ فرمائے گا اور یہ کلام نہ فرمانا ان پر انتہائی عذاب ہو گا۔ کیونکہ وہاں بندے کے دل میں عشق الٰہی کی آگ بھڑک گئی ہو گی پھر اس محبوب کا حجاب فرمانا' یقینی عذاب ہو گا۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ

اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے

اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ

ادا کر دے گا اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو

اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے ۲ یہ اس لئے کہ وہ کہتے

قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

ہیں ان پڑھوں کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ۳ اور اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى

جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں ۴ ہاں کیوں نہیں جس نے

بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ

اپنا عہد پورا کیا ۵ اور پرہیزگاری کی اور بیشک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں وہ

الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا

جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں ۶

اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ

آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے

وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ

نہ ان کی طرف نظر فرمائے ۷ قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے ۸ اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ

دردناک عذاب ہے ۹ اور ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل کرتے

بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ

ہیں ۱۰ کہ تم سمجھو یہ بھی کتاب میں ہے ۱۱ اور وہ

رب فرماتا ہے كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو رب سے ہم کلامی اور اس کا دیدار ہو گا۔ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْمَوْتَ عَلَى الْاِيْمَانِ ۸۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کی معافی نہ ہونا کفار کے لئے بطریق عذاب ہو گا مومن کے لئے گناہوں کی ضرور معافی ہو گی۔ خواہ تمام کی خواہ بعض پر کچھ سزا مل جاوے اور بعض کی معافی ہو جائے۔ ۹۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین شخصوں سے اللہ تعالٰی کلام نہ فرمائے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک فرمائے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ احسان جتانے والا ٹخنوں سے نیچے تہ بند لٹکانے والے جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچنے والا۔ اور یہ ہی آیت تلاوت فرمائی ۱۰۔ یعنی اپنی ملاوٹی عبارتوں کو توریت کی طرح پڑھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر قرآن کو تجوید قرآنی اور قرآنی لہجے میں نہ پڑھا جائے۔ اس پر آیات و رکوع وغیرہ نہ لگائے۔ دلائل الخیرات اور حزب البحر

(بقیہ صفحہ ۹۳) وغیرہ کی، احزاب میں یہ بات نہیں ہے۔ وہاں صرف حزب مقرر کئے گئے ہیں۔ قرآنی کوئی چیز نہ کی گئی اا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر قرآن کو اس طرح پڑھنا یا لکھنا جس سے اس کا قرآن ہونے کا شبہ ہو منع ہے۔ اس لئے عربی تفاسیر میں قرآنی آیت اور عربی تفسیری عبارت میں فرق کر کے لکھتے ہیں۔ بلکہ جلد ساز بھی قرآن اور دوسری کتابوں کی جلدوں میں فرق رکھتے ہیں۔ تا کہ شبہ واقع نہ ہو۔

ا۔ معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ سخت ہے اس لئے قرآن کریم نے اکثر جگہ وَهُمْ يَعْلَمُونَ فرمایا ۲۔ یہ نجران کے عیسائیوں کے اس قول کا رد ہے۔ کہ

الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ

کتاب میں نہیں اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ اللہ کے

عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾

پاس سے نہیں اور اللہ پر وہ دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں [1]

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

کسی آدمی کا یہ حق نہیں [2] کہ اللہ اسے کتاب اور حکم و

وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ

پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے

دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ

ہو جاؤ [3] ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ [4] اس سبب سے کہ تم

الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ

کتاب سکھاتے ہو [5] اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا

تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۗ اَيَاْمُرُكُمْ

کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرا لو [6] کیا تمہیں کفر کا حکم

بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ

دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہولئے [7] اور یاد کرو جب اللہ نے

مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

پیغمبروں سے ان کا عہد لیا [8] جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ

پھر تشریف لائے تمہارے پاس [9] وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے [10] تو تم

بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى

ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا

ع ۴

ہم کو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے رب مانو' یا ابو رافع یہودی اور رئیس نصرانی کے اس بکواس کی تردید ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو پوجیں اور آپ کو رب مانیں حضور نے فرمایا استغفر اللہ۔ بہرحال اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے رسول سے دشمنوں کے الزام دور فرماتا ہے' یہ ان کی انتہائی محبوبیت کی دلیل ہے ۳۔ عباد عبد کی جمع ہے عبد عابد کو بھی کہتے ہیں اور خادم کو بھی' یہاں عباد بمعنی پجاری ہے عبد یعنی خادم کی نسبت غیر اللہ کی طرف بھی ہو سکتی ہے' رب فرماتا ہے۔ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اس معنی سے عبدالنبی اور عبدالرسول کہا جاتا ہے ۴۔ یعنی انبیاء کرام عالم ربانی بننے کا حکم دیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عالم ربانی ہونا رحمت ہے اور عالم نفسانی یا عالم شیطانی ہونا عذاب ہے اللہ محفوظ رکھے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم سیکھنے اور سکھانے کا مقصد ہے' اللہ والا بننا۔ جس عالم کو یہ نصیب نہ ہوا اس کو علم کا مقصد میسر نہ ہوا۔ عالم کو چاہیے کہ نیک عمل اختیار کرے۔ ۶۔ قرآن شریف میں رب بمعنی معبود و خالق بھی آیا ہے اور بمعنی مربی اور پرورش کرنے والا بھی' یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔ دوسرے معنی کے لحاظ سے بندے کو بھی قرآن نے رب فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ اور ارشاد ہے رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا پہلے معنی سے کسی کو رب سمجھنا شرک ہے اور پیغمبر شرک کی تعلیم نہیں دیتے۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ شان نزول' ابو رافع یہودی نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مانیں اور آپ کی عبادت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاذ اللہ میں غیر خدا کی عبادت کا حکم نہیں دیتا۔ نہ اس لئے بھیجا گیا ہوں' نیز نجران کے عیسائیوں نے کہا تھا کہ ہم کو عیسیٰ علیہ السلام حکم دے گئے ہیں کہ انہیں رب مانیں ان کی تردید میں یہ آیت اتری ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی عبادت کرنا کفر ہے مگر نبی کی اطاعت اور تعظیم ایمان ہے۔ رب فرماتا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ. انہیں عبداللہ مان کر ان کی فرمانبرداری اطاعت رب ہے ۸۔ از آدم علیہ السلام تا عیسیٰ علیہ السلام سب سے یہ عہد لیا گیا اور اسی عہد کے ذریعہ ان کی امتوں سے بھی عہد ہو گیا کیونکہ امت پیغمبر کے تابع ہوتی ہے' امام کا معاہدہ ساری قوم کا معاہدہ ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اگلوں پچھلوں سب کے پاس تشریف لائے اور سارے اگلے پچھلے حضور کے امتی ہیں' آپ کو رب نے عالمین کی رحمت' نذیر' بشیر اور نبی بنایا۔ اور اگلے لوگ بھی عالمین میں داخل ہیں۔ اس لئے سارے نبیوں نے شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی' اور نماز بھی نماز محمدی پڑھی' نماز عیسوی یا موسوی نہ پڑھی ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ عہد صرف حضور کے لئے لیا گیا کیونکہ تمام کتب اور انبیاء کی تصدیق سب سے آخری نبی ہی

ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا

بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا ۱؎ فرمایا تو ایک دوسرے سے پر گواہ ہو جاؤ

وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ

اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے

ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَیْرَ دِیْنِ

تو وہی لوگ فاسق ہیں ۲؎ تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین

اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

چاہتے ہیں ۳؎ اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں ۴؎

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ

خوشی سے اور مجبوری سے ۵؎ اور اسی کی طرف پھریں گے یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ

مَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ

پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسماعیل

وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ

اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر ۶؎ اور جو کچھ ملا موسیٰ اور

عِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ

عیسیٰ اور انبیاء کو ان کے رب سے ۷؎ ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق

مِّنْهُمْ ۪ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ

نہیں کرتے ۸؎ اور ہم اسی کے حضور گردن جھکائے ہیں ۹؎ اور جو اسلام کے سوا

الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ

کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا ۱۰؎ اور وہ آخرت میں

مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ كَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا

زیاں کاروں سے ہے کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے ۱۱؎ جو ایمان

(بقیہ صفحہ ۹۴) کر سکتا ہے۔ وہ حضور ہی ہیں' دوسرے یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی کوئی کتاب نہیں آ سکتی' کیونکہ حضور صرف مصدق ہیں کسی نبی کے مبشر نہیں' تصدیق پچھلوں کی ہوتی ہے اور بشارت اگلوں کی ۱۱۔ اگرچہ سارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دن ہی ایمان لا چکے تھے مگر وہ ایمان فطری تھا ایمان شرعی دنیا میں آ کر اختیار کیا جاتا ہے یہ ہی شرعی ایمان ثواب و جزا کا ذریعہ ہے' جیسے سارے انسان میثاق کے دن اللہ پر ایمان لا چکے تھے مگر اس ایمان کی وجہ سے سب کو مومن نہ کہا جاوے گا ورنہ سارے کافر مومن ہوں گے۔ یہاں ایمان سے شرعی ایمان مراد ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء سے دین محمدی کی مدد کا عہد لیا گیا۔ حالانکہ رب جانتا تھا کہ حضور کے زمانہ میں یہ حضرات وفات پا چکے ہوں گے اور موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی اس طرح کہ شب معراج پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں' اس طرح اب بھی حضور کی مدد اپنی امت پر برابر جاری ہے اگر ان کی مدد نہ ہو تو ہم کوئی نیکی نہیں کر سکتے۔

۱۔ اس اقرار کی اہمیت دکھانے کے لئے یہاں بلیٰ نہ کہلوایا گیا جیسے توحید کے اقرار میں بلیٰ کہا گیا۔ بلکہ اَقْرَرْنَا کہلوا لیا اور سب نبیوں کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا خود اپنی شاہی گواہی شامل فرمائی میثاق کے دن تین عہد لئے گئے سب سے اپنی الوہیت کا' نبیوں سے حضور کا' علماء بنی اسرائیل سے تبلیغ کا' یہاں دوسرے عہد کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اہم چیز کے اقرار میں صرف ہاں یا جی ہاں کہلوانا کافی نہیں صاف الفاظ کہلوانے چاہئیں' نکاح میں ایجاب کے بعد ہاں نہ کہا جائے بلکہ کہا جاوے گا۔ میں نے قبول کیا' ایسے ہی اہم تجارتی معاملات وغیرہ میں ۲۔ یہاں فاسق . معنی کافر ہے حضور کا انکار کفر ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا تمام دین' دین اللہ کے سوا ہیں خواہ شرک ہو یا یہودیت یا مجوسیت' اسی طرح دعویٰ اسلام کرنے والوں میں جو فرقہ حضور سے پھرا ہو وہ دین الٰہی پر نہیں' خیال رہے کہ یہاں فاسق . معنی کافر ہے یعنی فاسق اعتقادی اور یہاں محال کو محال پر معلق کیا گیا ہے جیسے اِن كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بڑے سے بڑا آدمی حضور سے پھر جاوے وہ کافر و زندیق ہے' ان سرکار کی چوکھٹ کی غلامی کا نام ولایت ہے ۴۔ یعنی جنات' فرشتے اور تمام عاقل' جاندار اور غیر جاندار چیزیں' معلوم ہوا کہ بے جان چیزوں میں بھی سمجھ بوجھ ہے۔ ۵۔ یعنی کافر و منافق بھی مرتے وقت عذاب دیکھ کر ایمان لے آتے ہیں مگر یہ ایمان قابل قبول نہیں ۶۔ یعنی ابراہیمی صحیفے کہ یہ تمام بزرگ ان ہی پر عامل تھے ان میں سے ہر ایک کو کتب یا صحیفے نہ دیئے گئے ۷۔ خیال رہے کہ ہم اپنے نبی پر بھی ایمان لائے اور اگلے تمام پیغمبروں پر بھی لیکن ان دونوں ایمانوں میں دو طرح فرق ہے ایک یہ کہ ان بزرگوں پر اجمالی ایمان ہے۔ حضور پر تفصیلی' دوسرے یہ کہ ان کے احکام کی اطاعت ہم پر لازم نہیں' حضور کی اطاعت لازم ہے ۸۔ یعنی سب پر ایمان لاتے ہیں اس آیت سے حضور کی عظمت و قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ حضور نے اپنی امت کو حکم دیا۔ کہ سارے نبیوں کو مانو سب نے بلا چون و چرا مان لیا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں نے اپنی امتوں سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ وہ نہ لائے معلوم ہوا کہ حضور کی زیادہ اطاعت کی گئی اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کا دین منسوخ ہونے سے ان کی نبوت منسوخ نہیں ہوتی ورنہ ان پر ایمان لانا ضروری نہ ہوتا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ایمان کا اپنے قول و عمل و صورت و سیرت سے اعلان کرے' تقیہ کر کے دین کو نہ چھپائے اور اپنی صورت و اخلاق

(بقیہ صفحہ ۹۵) کافروں کی طرح نہ بنائے ۱۰ے اس طرح کہ آخرت میں اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہو گی اور کوئی گناہ معاف نہ ہو گا ۱۱ے شان نزول' یہ آیت ان علماء یہود و نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی تشریف آوری سے پہلے لوگوں کو خوشخبریاں دیتے تھے' حضور کی طفیل سے دعائیں کرتے تھے' مگر تشریف آوری کے بعد حضور کے مخالف ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ جس بدنصیب کو پیغمبر سے عناد ہو اسے ہدایت نصیب نہیں ہوتی انہی کے متعلق حضور نے فرمایا۔ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ ۱۲ے اس سے وہ عیسائی اور یہودی مراد ہیں' جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے اور آپ کے طفیل دعائیں کرتے تھے' لوگوں کو آپ کی بشارت دیتے تھے' مگر آپ کے تشریف لانے پر آپ کے انکاری ہو گئے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایسے لوگ مرتد نہیں کہے جاویں گے کیونکہ اس ایمان کا اعتبار شرعاً نہیں' دوسرے یہ کہ حاسد کو ہدایت بہت مشکل سے ملتی ہے' جو غلطی سے اسلام نہ لائے اس کی ہدایت آسان ہے۔ جیسا کہ کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ سے معلوم ہوتا ہے۔

بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ

۱ کر کافر ہو گئے ۱ اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں

الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۶ اُولٰۗىِٕكَ

آ چکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ۲ ان کا بدلہ

جَزَاۗؤُھُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ

یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی

اَجْمَعِيْنَ ۝۸۷ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

سب کی ۳ ہمیشہ اس میں رہیں ۴ نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو ۵

وَلَا ھُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۸۸ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ

اور نہ انہیں مہلت دی جائے مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۸۹ اِنَّ

اور آپا سنبھالا ۶ تو ضرور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۷ بے شک

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ

وہ جو ایمان لا کر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے ۸ ان کی توبہ ہرگز

تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ۝۹۰ اِنَّ الَّذِيْنَ

قبول نہ ہو گی ۹ اور وہی ہیں بہکے ہوئے وہ جو کافر

كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ

ہوئے اور کافر ہی مرے ۱۰ ان میں کسی سے زمین بھر سونا

مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ

ہرگز قبول نہ کیا جاوے گا اگرچہ اپنی خلاصی کو دے ان کے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۹۱

لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی یار نہیں ۱۱

ا۔ خیال رہے کہ یہاں ایمان سے مراد شرعی ایمان نہیں ہے' ورنہ وہ لوگ مرتد مانے جاتے بلکہ ایمان غیر شرعی مراد ہے جو انہیں توریت و انجیل کے ذریعہ حضور پر اعتقاد نصیب ہوا تھا یہ ایمان فطری کی طرح تھا ۲۔ جب تک وہ ظالم رہے' اگر ظلم سے توبہ کرے تو ہدایت مل جاتی ہے یہاں ظالم سے مراد حسد کا کافر ہے ۳۔ یعنی قیامت میں سارے لوگ انہیں لعنت کریں گے مسلمان بھی اور ان کی اپنی جماعت بھی "ناس" سے مراد مسلمان ہیں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ یعنی لعنت میں' اس طرح کہ ان پر ہمیشہ لعنت پڑتی رہے گی اس سے معلوم ہوا کہ نام لے کر لعنت صرف کافر ہی پر ہو سکتی ہے فاسق مومن پر نہیں ۵۔ یعنی جیسی سختی اول وقت ہو گی ویسی ہی ہمیشہ رہے گی اور یہ ہو سکتا ہے کہ بعض کافروں کو اول سے ہی عذاب ہلکا ہو جیسے ابوطالب وغیرہ' اس لئے دوزخ کے کئی طبقے ہیں جن کے عذاب مختلف ہیں۔ بعض کے عذاب نرم ہیں یا یہ مطلب ہے کہ حسد کے کافروں پر عذاب سخت ہو گا۔ دیگر کافر پر عذاب نرم ہو گا۔ لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کی دو شرطیں ہیں' ایک تو گزشتہ پر ندامت' دوسرے آئندہ کے لئے اپنے حال کی اصلاح۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ ہر گناہ کی ہوتی ہے حتیٰ کہ کفر کی' مگر ہر گناہ کی توبہ کی نوعیت علیحدہ ہے ۷۔ شان نزول۔ حارث ابن سوید انصاری مرتد ہو کر کفار سے جا ملے تھے۔ پھر شرمندہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرا بھیجا کہ کیا میری توبہ قبول ہے' ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ پھر وہ حاضر بارگاہ ہو کر تائب ہوئے اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مرتد کی توبہ قبول ہے۔ البتہ بعض مرتدین کی توبہ پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے' جیسے بار بار مرتد ہونے والا حضور کا گستاخ کہ وہ توبہ کے بعد بھی قتل ہو گا ۸۔ معلوم ہوا کہ کفر میں زیادتی کمی ہوتی ہے مگر یہ کیفیت کی زیادتی کمی ہے نہ کہ مقدار میں' رب فرماتا ہے اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا ۹۔ معلوم ہوا کہ کافر کی نہ گناہوں سے توبہ قبول ہو نہ کوئی نیکی قبول ہو سب کچھ مردود ہے' بغیر وضو نماز درست نہیں۔ بغیر ایمان اعمال صالح نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں توبہ سے مراد گناہوں سے توبہ ہے نہ کہ کفر سے۔ کیونکہ کفر سے توبہ کافر کی بھی قبول ہے ۱۰ے اس سے معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے اگر کوئی شخص تمام عمر مومن رہا مرتے وقت کافر ہو گیا تو اس آیت میں شامل ہے اور اگر کوئی ساری عمر کافر رہا۔ مرتے وقت مومن ہو کر مرا۔ تو اس آیت سے خارج ہے ۱۱ے

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے ۱ جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو ۲ اور

تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ

تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے ۳ سب

الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ

کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے ۴ مگر وہ جو یعقوب نے

اِسۡرَآءِیۡلُ عَلٰى نَفۡسِهٖ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰىةُ ؕ

اپنے اوپر حرام کر لیا تھا ۵ توریت اترنے سے پہلے

قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰىةِ فَاتۡلُوۡهَاۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۹۳﴾

تم فرماؤ توریت لا کر پڑھو اگر سچے ہو

فَمَنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ

تو اس کے بعد جو اللہ پر جھوٹ باندھے تو

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۹۴﴾ قُلۡ صَدَقَ اللّٰهُ ۟ فَاتَّبِعُوۡا

وہی ظالم ہیں ۶ تم فرماؤ اللہ سچا ہے تو ابراہیم کے

مِلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ﴿۹۵﴾

دین پر چلو جو ہر باطل سے جدا تھے ۷ اور شرک والوں میں نہ تھے

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا

بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے ۸

وَّهُدًى لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۶﴾ فِیۡهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ

برکت والا اور سارے جہان کا رہنما ۹ اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے

اِبۡرٰهِیۡمَ ۚ وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى

ہونے کی جگہ ۱۰ اور جو اس میں آئے امان میں ہو ۱۱ اور اللہ کیلئے لوگوں پر

الربع

وقف جبرئیل علیہ السلام

۱۔ بھلائی سے مراد تقویٰ اور اطاعت الٰہی ہے یا اس کی نعمتیں ہیں تو پانے سے مراد اولاً پانا ہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے۔ کچھ خیرات کرے کچھ اپنے خرچ کے لئے رکھے۔ اس لئے مما فرمایا۔ دوسرے یہ کہ ہر مال میں سے خرچ کرے اس لئے ما کو عام رکھا گیا۔ تیسرے یہ کہ صرف فرض پر کفایت نہ کرے بلکہ صدقہ نفلی بھی دیا کرے۔ اس لئے تنفقون کو عام رکھا گیا۔ چوتھے یہ کہ اپنی پیاری چیز اللہ کی راہ میں خیرات کرے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ شکر کی بوریاں خرید کر خیرات کرتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان بوریوں کی قیمت ہی کیوں نہ خیرات فرما دیں۔ تو فرمایا کہ مجھے شکر مرغوب ہے اور یہی آیت کریمہ تلاوت کی۔ پانچویں یہ کہ خیرات کی قبولیت اخلاص پر موقوف ہے۔ زیادتی و کمی پر موقوف نہیں ۳۔ یعنی رب یہ بھی جانتا ہے کہ تم نے کیا مال خرچ کیا۔ اور یہ بھی جانتا ہے کہ کس نیت سے خرچ کیا۔ لہٰذا اخلاص سے خیرات کرو۔ اچھے مال کا ذکر تو پہلے فرمایا، اچھی نیت کا ذکر یہاں ہوا ۴۔ شان نزول۔ مدینہ کے یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا کہ آپ اپنے کو ابراہیمی فرماتے ہیں اور اونٹ کا گوشت دودھ حلال جان کر استعمال فرماتے ہیں۔ ملت ابراہیمی میں یہ دونوں حرام تھے ہم اصلی ابراہیمی ہیں کہ دونوں کو حرام جانتے ہیں۔ ان کی تردید میں آپ نے فرمایا کہ دین ابراہیمی میں یہ چیزیں حلال تھیں۔ تو وہ بولے کہ یہ تو نوح علیہ السلام کے زمانہ سے حرام ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا توریت لاؤ تمہیں اس میں دکھا دیں گے کہ دین ابراہیمی میں یہ حلال تھیں۔ وہ لوگ اپنی رسوائی کے خوف سے توریت نہ لائے۔ تب یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسخ ہمیشہ سے ہوتا رہا۔ لہٰذا قرآن کی بعض آیات کے منسوخ ہونے پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف لدنی ہے کہ آپ توریت و انجیل سے خبردار ہیں۔ غیبی علوم اللہ نے عطا فرمائے ہیں ۵۔ اگلی شریعتوں میں حلال کو حرام کر لینے کی بھی منت ہوتی تھی۔ اس قاعدے کی بنا پر یعقوب علیہ السلام نے ایک بیماری میں منت مانی کہ اپنے پر اونٹ کا دودھ گوشت حرام فرما لیا تھا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر پر جھوٹ باندھنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے کیونکہ یہود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تہمت باندھی کہ ان کے ہاں اونٹ کا گوشت حرام تھا مگر رب نے فرمایا کہ انہوں نے رب پر افترا باندھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ سخت برا ہے ۷۔ یعنی دین محمدی کی پیروی کرو کہ اس کی پیروی ملت ابراہیمی کی پیروی ہے۔ کیونکہ یہ ملت اس ملت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ ہے کہ ہر بے دین سے علیحدہ رہے۔ صلح کل ہونا ملت ابراہیمی کے خلاف ہے خالص گھی اور خالص سونے کی قیمت ہے۔ ایسے ہی بازار قیامت میں خالص مومن کی قدر ہوگی ۸۔ شان نزول۔ یہود نے کہا تھا کہ ہمارا قبلہ یعنی بیت المقدس کعبہ سے افضل ہے اور کعبہ سے پرانا ہے۔ ان کے رد میں یہ آیت کریمہ اتری۔ لہٰذا یہ آیت تبدیلی کعبہ کے بعد اتری ہے۔ خیال رہے کہ فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے جو آسمان میں ہے بالکل اس کے مقابل کعبہ شریف ہے۔ ان آیات میں کعبہ معظمہ کی بہت سی خصوصیات ارشاد ہوئیں۔ نمبر۱ سب سے پہلا عبادت گاہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے اس کی طرف نماز پڑھی۔ نمبر۲ تمام لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ بیت المقدس مخصوص وقت میں خاص لوگوں کا قبلہ رہا۔ نمبر۳ مکہ معظمہ میں واقع ہے جہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ نمبر۴ ہمیشہ سے حج صرف اسی کا ہوا۔ کبھی بیت المقدس کا نہ ہوا ۹۔ اس میں بہت سی

(بقیہ صفحہ ۹۷) متبرک چیزیں ہیں۔ مقام ابراہیم، صفا مروہ، حجر اسود، رکن یمانی، عرفات، منیٰ وغیرہ ساری مخلوق کے لئے جائے امن ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پتھر سے پیغمبر کے قدم چھو جائیں وہ متبرک اور شعائر اللہ اور آیۃ اللہ بن جاتا ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ظاہر ہے کہ یہ دونوں پہاڑ حضرت ہاجرہ کے قدم پڑ جانے سے شعائر اللہ بن گئے۔ مقام ابراہیم اس پتھر کا نام ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ یہ پتھر کعبۃ اللہ کی دیواروں کی اونچائی کے مطابق خود بخود اونچا ہوتا جاتا تھا۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو حرم شریف ہی میں جرم کرے اور قتل کا مستحق بنے، اسے امن نہ ہوگی۔ کیونکہ آیت کا منشا یہ ہے کہ جو مستحق قتل حرم سے باہر ہو جائے۔ پھر حرم میں پناہ لے وہ امن میں ہے۔

النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ

اس گھر کا حج کرنا ہے ۱ جو اس تک چل سکے ۲

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ﴿٩٧﴾ قُلْ

اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پروا ہے ۳ تم فرماؤ

يٰأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيٰتِ اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ شَهِيدٌ

اے کتابیو اللہ کی آیتیں کیوں نہیں مانتے ۴ اور تمہارے کام اللہ کے

عَلٰى مَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٨﴾ قُلْ يٰأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّونَ

سامنے ہیں تم فرماؤ اے کتابیو کیوں اللہ کی راہ سے

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَأَنْتُمْ

روکتے ہو اسے جو ایمان لائے ۵ اسے ٹیڑھا کیا چاہتے ہو اور تم خود

شُهَدَاءُ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغٰفِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٩﴾ يٰأَيُّهَا

اس پر گواہ ہو ۶ اور اللہ تمہارے کوتکوں سے بے خبر نہیں ۷ اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ

والو ۸ اگر تم کچھ کتابیوں کے کہے پر چلے

أُوتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمٰنِكُمْ كٰفِرِينَ ﴿١٠٠﴾

تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر کر چھوڑیں گے ۹

وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ آيٰتُ اللَّهِ

اور تم کیونکر کفر کروگے تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم

وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۗ وَمَنْ يَعْتَصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ

میں اس کا رسول تشریف فرما ہے ۱۰ اور جس نے اللہ کا سہارا لیا ۱۱ تو ضرور

إِلٰى صِرٰطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿١٠١﴾ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

وہ سیدھی راہ دکھایا گیا ۱۲ اے ایمان والو اللہ سے

۱۔ یہاں ناس سے مراد مسلمان ہیں کیونکہ کافر پر کوئی عبادت فرض نہیں سوا ایمان کے، اس سے معلوم ہوا کہ جنات اور فرشتوں پر حج فرض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وجوب حج کا سبب بیت اللہ ہے کیونکہ رب نے حج کو بیت اللہ کی طرف منسوب فرمایا۔ لہٰذا عمر میں حج صرف ایک بار فرض ہوگا کیونکہ سبب حج ایک ہی ہے ۲۔ اس میں راستہ کا امن، تندرستی، سواری سب ہی داخل ہیں، معلوم ہوا کہ حج فرض ہونے کی شرط یہ استطاعت ہے جو یہاں مذکور ہوئی ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرض اعتقادی کا منکر کافر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حج فرض اعتقادی ہے۔ معنی یہ ہیں کہ جو حج کا انکار کر کے کافر ہو جاوے رب اس سے بے پرواہ ہے ۴۔ یہاں اللہ کی آیتوں سے مراد توریت کی وہ آیات ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے یا قرآن کریم کی آیات یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ۵۔ یعنی جن ضعفاء مومنین کے دل میں ابھی ایمان مضبوط نہیں ہوا تم انہیں یہ کہہ کر کیوں بہکاتے ہو کہ یہ وہ نبی نہیں جن کی خبر توریت و انجیل میں ہے۔ اس سے مراد اکابر صحابہ نہیں ۶۔ گواہ وہ جو واردات سے واقف ہو اور اس کو دیکھا ہو اسے جانتا ہو خود گواہی دے یا نہ دے۔ لہٰذا معنی یہ ہوئے کہ تم نے توریت کی وہ آیات دیکھی ہیں جن میں اسلام کی حقانیت مذکور ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ گمراہ کرنے کا گناہ گمراہ ہونے والے کے برابر یا اس سے بھی زیادہ ہے جس کی سزا سخت ہے۔ ۸۔ شان نزول۔ شاس ابن قیس یہودی مسلمانوں کی مجلس پر گزرا جس میں انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج نہایت محبت سے باتیں کر رہے تھے۔ اسلام سے پہلے ان کی آپس میں بہت جنگ تھی اسے ان کا اتفاق بہت شاق گزرا۔ ایک نوجوان یہودی سے کہا کہ تو انہیں ان کی گزشتہ جنگیں یاد دلا کر انہیں لڑا دے۔ اس نے کچھ قصیدے لکھے جن میں ان کی گزشتہ جنگوں کا ذکر تھا۔ ان قصائد کو سن کر ان انصار کو اپنی گزشتہ جنگیں یاد آ گئیں اور پھر لڑ پڑے۔ قریب تھا کہ خون ریزی ہو جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوراً موقعہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا جاہلیت کی باتیں کرتے ہو۔ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے اور روتے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری (روح و خزائن) اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہاں کفر سے عملی کفر مراد ہے یعنی نفسانی جنگ جو کافروں کا کام ہے مسلمانوں کی شان سے دور ہے۔ دوسرے یہ کہ لڑتے ہوؤں کو ملا دینا سنت رسول ہے۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑانا یہود کا کام ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ کافر کی بات بغیر سوچے سمجھے نہ ماننی چاہیے اگرچہ وہ بظاہر اچھی بات ہی کہہ رہا ہو کیونکہ اس میں اس کی کوئی چال ضرور ہوتی ہے۔ ۱۰۔ یعنی اے جماعت صحابہ تم کافروں کی

(بقیہ صفحہ ۹۸) طرح آپس میں کیسے لڑ سکتے ہو' تم صحبت یافتہ رسول ہو۔ تم نے قرآن مجید صاحب قرآن کی زبان مبارک سے سنا ہے' تم کفر اعتقادی و عملی سے محفوظ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد صحابہ میں جو جنگیں ہوئیں وہ نفسانی نہ تھیں جو کفار میں ہوا کرتی ہیں بلکہ اختلاف اجتہادی کی بنا پر تھیں جو ان کی جنگوں کو نفسانی مانے وہ اس آیت کا منکر ہے ۱۱۔ اس طرح کہ اس کے رسول کا سارا پکڑے اس لئے اس سے پہلے رسول کا ذکر فرمایا۔ ۱۲۔ صراط مستقیم جیسے اچھے عقیدوں کو کہا جاتا ہے ایسے ہی اچھے اعمال کو۔ یہاں میل جول سے رہنے کو صراط مستقیم فرمایا گیا۔

اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے ۱ اور ہرگز نہ مرنا مگر اور تم مسلمان ۲

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَ

اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو ۳ سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا ۴

اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ

اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو ۵ جب تم میں بیر تھا اس نے تمہارے

بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ

دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے ۶ اور تم

عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ

ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا ۷ اللہ تم

یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ لْتَكُنْ

سے یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم ہدایت پاؤ اور تم میں

مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں ۸

وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے ۹

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ

اور ان جیسے نہ ہونا جو آپس میں پھٹ پڑ گئے اور ان میں پھوٹ پڑ گئی ۱۰ بعد

مَا جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ

اس کے کہ روشن نشانیاں انہیں آ چکی تھیں اور ان کے لئے بڑا عذاب

عَظِیْمٌ ﴿۱۰۵﴾ یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ

ہے ۱۱ جس دن کچھ منہ اونجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے ۱۲

۱۔ یعنی بقدر طاقت' اس کی تفسیر وہ آیت ہے (فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ) اس آیت کا بیان ہے نہ کہ ناسخ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام پر خاتمہ ہونے کا اعتبار ہے اگر عمر بھر مومن رہے' مرتے وقت کافر ہو جائے تو وہ اصلی کافر کی طرح ہے۔ اللہ اچھا خاتمہ نصیب فرمائے ۳۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ حبل اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک ہے لہذا آل رسول کی غلامی ہدایت و نجات کا ذریعہ ہے اور بعض کے نزدیک حبل اللہ خود حضور ہیں جیسے کنوئیں میں گرا ہوا آدمی رسی پکڑ کر اوپر آتا ہے۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نیچے والے لوگ حق تک پہنچتے ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ اتفاق وہ اچھا ہے جو اللہ رسول کی اطاعت پر کیا جاوے۔ ان کا رستہ چھوڑ کر اتفاق کرنا اتفاق نہیں بلکہ لعنت ہے۔ صحابہ کی لڑائیاں فرقہ بندی کی نہ تھیں' اجتہادی تھیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا ایک دوسرے کو یاد دلانا بہتر عبادت ہے۔ لہذا محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر ہوتا ہے جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے ۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنا دیا حضور خود مسلمانوں کے بھائی نہیں باپ اپنی اولاد کو بھائی بھائی کر دیتا ہے خود ان کا بھائی نہیں بنتا۔ اس ہی لئے حضور کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں' بھاوج نہیں۔ ۷۔ اس طرح کہ تم میں اپنا رسول بھیجا اور تم کو ان کی اطاعت کی توفیق بخشی۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے دوزخ سے بچنے کا وسیلہ عظمیٰ ہیں اور رب کی اعلیٰ نعمت ہیں۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ پورا پورا عالم دین بننا فرض کفایہ ہے' ہر شخص پر فرض نہیں ہر شہر میں ایک عالم بن جاوے کافی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی چیزوں میں ایک کی خبر معتبر ہے کیونکہ ایک عالم جو مسئلہ بتائے قبول ہو گا اگرچہ بتانے والا ایک ہی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم دین پر تبلیغ ضروری ہے قولی بھی اور عملی بھی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ کرنے والا عالم بہت کامیاب ہے تبلیغ دین بہترین جہاد ہے بلکہ تلوار کا جہاد بھی تبلیغ دین کے لئے ہے تلوار قرآن کا راستہ صاف کرتی ہے اور قرآن تلوار کی حفاظت کرتا ہے کہ غلط نہ چلے ۱۰۔ خیال رہے کہ نااتفاقی اور پھوٹ کا مجرم وہ شخص ہو گا جو مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر نئی راہ نکالے۔ جو اسلام کی راہ پر قائم ہے وہ مجرم نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى لہذا جماعت اہل سنت حق پر ہے اور باقی سب فرقے پھوٹ ڈالنے والے ہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ خطرناک بھی ہے اور کبھی سخت عذاب کا باعث بھی۔ ایک عالم کی غلطی پورے عالم کو گمراہ کر سکتی ہے۔ اس لئے یہاں ارشاد ہوا۔ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر کافر و مومن کی پہچان چہرے ہی سے ہو جائے گی کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ لہذا مرتدین کو حوض کوثر پر حضور صلی اللہ علیہ

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ

تو وہ جن کے منہ کالے ہوئے کیا تم ایمان لا کر

اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿١٠٦﴾

کافر ہوئے لہ تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ

وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ

اور وہ جن کے منہ اونجالے ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٧﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ

وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے ۲ یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم ٹھیک ٹھیک

بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي

تم پر پڑھتے ہیں اور اللہ جہان والوں پر ظلم نہیں چاہتا ۳ اور اللہ ہی کا ہے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿١٠٩﴾ ع

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں ۴ جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ

اور برائی سے منع کرتے ہو ۵ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی

اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں

وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ

اور زیادہ کافر ۶ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا

وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١١١﴾

اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد نہ ہو گی ۷

(بقیہ صفحہ ۹۹) وسلم کا یہ فرمانا کہ یہ میرے صحابہ ہیں طعنہ کے طور پر ہو گا نہ کہ ناواقفی کی بنا پر جیسے دوزخی سے رب فرمائے گا ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ یہ بطور طعن ہے۔ ایسے ہی سرکار کا یہ قول۔

۱۔ یعنی میثاق کے دن ایمان لا کر یا زبان سے ایمان لا کر دل سے کافر ہوئے یا واقعۃً مومن ہو کر کافر ہوئے لہٰذا یہ یا تو سارے کافروں سے خطاب ہے یا منافقوں سے یا مرتدین سے ۲۔ اس سے کالے منہ والوں کا بھی حال معلوم ہو گیا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کتنا ہی گنہگار ہو مگر انشاء اللہ قیامت میں اس کا منہ کالا نہ ہو گا۔ چہرے کی سیاہی کفار کے لئے ہے۔ ہاں گنہگاروں کے چہروں پر داغ دھبے اور غبار وغیرہ ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ انسان کا چہرہ رب تعالیٰ کی چلتی پھرتی کتاب ہو گی جیسے آج دنیا میں بہت سی اندرونی بیماریاں چہرے سے پہچانی جاتی ہیں ایسے ہی قیامت میں کفر و ایمان تقویٰ و طغیان چہرے سے معلوم ہو گا۔ علماء اولیاء سب کے چہرے خصوصی پہچان رکھیں گے ۳۔ اس طرح کہ کسی کو بغیر جرم عذاب نہیں دیتا ہے اور کسی کی نیکی کا ثواب کم نہیں فرماتا۔ (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے جو فوت ہو گئے وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنتی ہوں گے ۴۔ خیال رہے کہ حضور کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ بنی اسرائیل کا عالمین سے افضل ہونا اس وقت ہی تھا۔ مگر حضور کی امت کا افضل ہونا دائمی ہے جیسا کہ کنتم سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی امت تمام عالم کی استاذ ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان مبلغ ہونا چاہیے۔ جو مسئلہ معلوم ہو دوسرے کو بتائے اور خود اس کی اپنے عمل سے تبلیغ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا ماننا اللہ کا ماننا ہے حضور کا منکر رب کا منکر ہے۔ اس لئے فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا منکر درحقیقت رب کا منکر ہے۔ حضور کو ماننا رب کو ماننا ہے۔ دیکھو رب نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اہل کتاب کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ ایمان لاتے۔ حالانکہ تمام اہل کتاب اللہ کو مانتے تھے کوئی اللہ کا منکر نہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فاسق کافر کو بھی کہا جاتا ہے بلکہ جب یہ لفظ ایمان کے مقابل بولا جائے تو وہاں اس سے کفر ہی مراد ہوتا ہے۔ اسے علم کلام والے فسق جحودی کہتے ہیں ۷۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ صحابہ کرام کو یہود و نصاریٰ کے مقابل فتح ہو گی۔ یہ وعدہ پورا ہوا کہ پچاس ہزار مسلمانوں کو سات لاکھ عیسائیوں پر فتح بخشی۔ جنگ یرموک و قادسیہ اس آیت کی زندۂ جاوید تفسیر ہیں۔

ع ۲ / ۲

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ

ان پر جما دی گئی خواری لہ جہاں ہوں اماں نہ پائیں لہ مگر اللہ کی ڈور

اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ

اور آدمیوں کی ڈور سے لہ اور غضب الہی کے سزاوار ہوئے اور

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ

ان پر جما دی گئی محتاجی لہ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیتوں سے کفر کرتے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا

اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے لہ یہ اس لئے کہ

عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ

نافرمانبردار اور سرکش تھے سب ایک سے نہیں کتابیوں میں کچھ

الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ

وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں لہ اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں رات کی گھڑیوں میں لہ

وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

اور سجدہ کرتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں لہ اور

يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ

بھلائی کا دیتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں پر دوڑتے

فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا

ہیں لہ اور یہ لوگ لائق ہیں اور وہ جو بھلائی

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ

کریں ان کا حق نہ مارا جائے گا لہ اور اللہ کو معلوم ہیں ڈر والے وہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِىَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ

جو کافر ہوئے ان کے مال اور اولاد

ا۔ یعنی ان اہل کتاب پر جو حضور کے زمانہ میں موجود تھے اور انہوں نے حضور کی اطاعت نہ کی اور ہو سکتا ہے کہ اس سے سارے یہود مراد ہوں۔ کہ ان کی عادات اور خصلتیں ذلیلوں کی سی ہوں گی اور ہمیشہ دوسروں کی رعایا بن کر رہیں گے۔ اور اگر کبھی انہیں حکومت مل بھی جاوے؛ تو وہ عارضی ہو گی اور انشاء اللہ ان کی یہ حکومت کسی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہو گی۔ جیسے کسی کمزور کو کسی بڑے مضبوط پہلوان کے مقابلہ میں اکھاڑے میں اتار دیا جائے تاکہ خوب ذلیل ہو۔ آج جو فلسطین میں یہود کی عارضی حکومت قائم ہو گئی ہے انشاء اللہ کسی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت اور خواری کا لازم ہونا صرف ان یہود پر تھا جنہوں نے رب تعالیٰ کی یہ نافرمانیاں کیں جو یہاں مذکور ہیں۔ لہٰذا اگر کسی وقت یہود کی سلطنت قائم ہو جاوے' جیسا کہ آج فلسطین میں ہو گئی تو اس آیت کے خلاف نہیں بلکہ حدیث شریف میں تو خبر دی گئی ہے کہ آخر زمانہ میں مسلمانوں کی یہودیوں سے جنگ ہو گی۔ یہودی مارے جائیں گے حتیٰ کہ اگر کوئی یہودی پتھر کی آڑ لے گا تو پتھر پکارے گا کہ یہ یہودی ہے اسے مارو۔ اگر ان کی سلطنت قائم ہونے والی نہ تھی تو اس خبر کے کیا معنی ۳۔ یعنی دوسری قوموں کی امن میں رہیں گے۔ مسلمانوں کی پناہ میں رہیں یا عیسائیوں کی۔ آج فلسطین میں یہودیوں کی سلطنت امریکہ کی مہربانی کا نتیجہ ہے ۴۔ چنانچہ یہود بڑے مال دار ہو کر بھی دلی غنی نہیں ہوتے' محتاجوں فقیروں کی طرح رہتے ہیں جیسے پرانے ہندو بنئے کہ اگرچہ لکھ پتی ہوں مگر نہ انہیں چین کا ٹکڑا نہ اچھا کپڑا نصیب۔ حسرت کی زندگی گزارتے ہیں ۵۔ یعنی ان کے عقیدہ میں بھی وہ قتل ناحق تھا کہ وہ اس کی کوئی وجہ بیان نہ کر سکتے تھے ورنہ قتل نبی تو ناحق ہی ہوتا ہے ۶۔ جب سیدنا عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھ والے حضور پر ایمان لائے تو یہود نے کہا کہ یہ بدترین لوگ ہیں۔ اگر بدتر نہ ہوتے تو اسلام میں داخل نہ ہوتے۔ ان کی تردید میں یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ یہ بہترین جماعت ہو گی۔ ۷۔ یعنی اسلام لا کر نماز تہجد کے پابند ہیں اور قرآنی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے ارکان میں سجدہ بہت افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کی عبادت و نماز و تلاوت دن کی ان عبادات سے بہتر ہے کیونکہ جو دل کی یکسوئی رات کو میسر ہوتی ہے' دن کو نصیب نہیں ہوتی۔ خیال رہے کہ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ کا واؤ حالیہ نہیں کیونکہ نماز کے سجدہ میں تلاوت قرآن نہیں ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام رات نماز پڑھنا بہتر نہیں کچھ سونا چاہیے۔ اسی لئے اٰنَآءَ الَّيْلِ فرمایا گیا۔ جن بزرگوں سے تمام رات نماز پڑھنا ثابت ہے اس میں چند راز تھے ۸۔ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ میں حضور پر ایمان لانا بھی داخل ہے۔ کیونکہ حضور کو بغیر مانے اللہ کا ماننا ایمان باللہ نہیں۔ ۹۔ یعنی نیکی کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں یا نیک کام میں بلاوجہ دیر نہیں لگاتے۔ خیال رہے کہ نماز عشاء دیر سے پڑھنا يُسَارِعُوْنَ کے خلاف نہیں کیونکہ عشاء کا وقت مستحب یہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسابقت فی الخیرات اور چیز ہے' حسد اور حرص کچھ اور ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر خواہ کتنی ہی نیکی کرے وہ آخرت میں بخشش اور رحمت الٰہی کا حقدار نہیں کیونکہ نیکی کی درستی کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضوء۔ جڑ کٹ چکنے کے بعد شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے۔

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

ان کو اللہ سے کچھ نہ بچالیں گے ۱ اور وہ جہنمی ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ

کہاوت اس کی جو اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں ۲ اس ہوا کی سی ہے جس میں

فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ

پالا ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پر پڑی جو اپنا ہی برا کرتے تھے تو اسے بالکل مار گئی

وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ لٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ۳ اے ایمان والو ۴

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ

غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ ۵ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں

خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ

کرتے ان کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے بیر ان کی باتوں سے جھلک اٹھا

وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ

۶ اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سنا دیں اگر

كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَ لَا يُحِبُّوْنَكُمْ

تمہیں عقل ہو سنتے ہو یہ جو تم ہو تم تو انہیں چاہتے ہو ۷ اور وہ تمہیں نہیں چاہتے

وَ تُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَ اِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ

اور حال یہ کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو ۸ اور وہ جب تم سے ملتے ہیں کہتے

وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ

ہیں ہم ایمان لائے ۹ اور اکیلے ہوں تو تم پر انگلیاں چبائیں غصہ سے تم فرما دو

مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾

کہ مر جاؤ اپنی گھٹن میں ۱۰ اللہ خوب جانتا ہے دلوں کی بات

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن کا مال اور اولاد اللہ کے فضل سے عذاب دفع کریں گے۔ جو مال راہ خدا میں خرچ کیا اور نیک اولاد کی برکت سے عذاب دور ہو گا کیونکہ اولاد و مال کا عذاب کو دفع نہ کرنا کفار کا عذاب ہے جس سے مومن محفوظ ہے ۲۔ اس خرچ سے مراد یا تو یہود کے وہ خرچ ہیں جو اپنے پادریوں، جوگیوں پر خرچ کرتے تھے، یا کفار اور مشرکین کے سارے خیرات و صدقات ہیں یا ریاکار کے تمام وہ خرچ مراد ہیں جو دکھلاوے کے لئے کئے جاویں۔ چونکہ ان کے اعمال حقیقۃً اللہ کے لئے نہیں، لہٰذا ان پر آیت کی بیان ہوئی مثال بخوبی چسپاں ہے۔ یعنی جیسے برفانی ہوا کھیت کو تباہ کر دیتی ہے، ایسے ہی طغیانی ہوا اعمال کی کھیتی کو پامال کر ڈالتی ہے ۳۔ یعنی ان کے صدقات کا باطل ہونا خود ان کے اپنے بے ایمان ہونے کی وجہ سے ہے، اور یہ بے ایمانی ان کے اپنے اختیار سے ہے لہٰذا وہ ظالم ہوئے ۴۔ شان نزول، بعض مسلمان اپنے قرابت دار اور رشتہ دار یہودیوں وغیرہ سے قرابت یا پڑوس کی بنا پر دوستی و میل جول رکھتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستانہ تعلقات، دعوت، ہدیہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا وغیرہ سب ناجائز ہیں اور تجربہ نے بتایا کہ مسلمان کو ان کی دوستی سے نقصان پہنچا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان بادشاہ کافروں، مرتدوں کو کلیدی جگہ پر نہ لگائے جیسے وزارت عظمیٰ، وزارت خارجہ جس سے یہ لوگ غداری کرنے کا موقعہ پائیں۔ اسی طرح کفار کو اپنا راز دار بنانا جائز نہیں حتیٰ کہ اگر مسلمان کے نکاح میں عیسائی یا یہودی عورت ہو تو اسے بھی اپنے خصوصی راز پر اطلاع نہ دے ورنہ دھوکہ کھائے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر کبھی مومن کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ ۶۔ یعنی یہ کفار بہ تکلف تم سے دوستی ظاہر کرتے ہیں مگر پھر بھی ان کے منہ سے بے اختیار ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے ان کی دلی دشمنی ظاہر ہو جاتی ہے اور جو عداوت کی آگ ان کے سینوں میں بھڑک رہی ہے وہ تو کہیں زیادہ ہے۔ جسے رب فرماوے، اکبر سمجھ لو وہ کیسی آگ ہو گی۔ رب تعالیٰ خالق ہے۔ خالق کو اپنی مخلوق کا حال زیادہ معلوم ہے تمام کافروں کا یہ ہی حال ہے جیسا کہ مِنْ دُوْنِكُمْ سے معلوم ہوا۔ ۷۔ یہ خطاب ان مسلمانوں سے ہے جو کفار سے قرابت داری کی بنا پر طبعی طور پر ان سے محبت رکھتے تھے۔ یہ محبت قریباً غیر اختیار ہوتی ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صحابہ کرام کے دلوں میں کفار سے وہ محبت تھی جو علامت نفاق ہے ۸۔ یعنی تم تو توریت و انجیل پر ایمان رکھتے ہو مگر وہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے۔ جب وہ اپنے کفر میں اتنے پختہ ہیں تو تم اپنے ایمان میں پختہ کیوں نہیں ہوتے ۹۔ یہ تمام اہل کتاب کا حال نہیں بلکہ ان میں سے منافقین کا حال ہے، اس کی تفسیر پہلے پارہ کے شروع میں گزر چکی ہے۔ ۱۰۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ ان بد نصیبوں کے جلنے سے مسلمانوں کا کچھ نہ بگڑے گا۔ ان کا سورج یوں ہی چڑھا رہے گا۔ یہ چمگادڑوں کی طرح جلتے رہیں گے اور الحمد للہ، ایسا ہی ہوا۔ بلکہ تاقیامت انشاء اللہ دین اسلام غالب رہے گا۔ کفار اگرچہ جلتے رہیں۔ مسلمان خواہ مغلوب ہوں یا غالب۔

إِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ

تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم کو برائی پہنچے تو اس پر

يَفْرَحُوا بِهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ

خوش ہوں ؁ اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری کئے رہو تو انکا داؤں تمہارا کچھ نہ

شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۱۲۰﴾ وَإِذْ غَدَوْتَ

بگاڑے گا بے شک ان کے سب کام خدا کے گھیرے میں ہیں اور یاد کرو اے محبوب جب

مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ

تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے ؃ مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے اور

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۲۱﴾ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا

اللہ سنتا جانتا ہے ؄ جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں

وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۲۲﴾

؄ اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ

اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے ؅ تو اللہ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۱۲۳﴾ إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ

سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا

يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ

تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار

الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ ﴿۱۲۴﴾ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَ

فرشتہ اتار کر ؆ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور

يَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ

کافر اسی دم تم پر آ پڑیں ؆ تو تمہارا رب تمہاری مدد کو

ع ۱۲

۱۔ یعنی کفار اگرچہ ظاہری طور پر تمہاری مصیبت پر غم خواری کی باتیں کر دیں۔ لیکن درپردہ خوش ہوتے ہیں جیسا کہ آج کل بھی دیکھا جا رہا ہے۔ اگر کوئی کافر سلطنت کسی مصیبت میں مسلمانوں کی مدد کرتی ہے تو اپنی خود غرضی کے ماتحت' نہ کہ مسلمانوں کی محبت میں' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہونا کفار کا طریقہ ہے ۲۔ اس سے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اہل بیت رسول اللہ ہونا معلوم ہوا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہی تشریف لے گئے تھے جنہیں رب نے اہل فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا الخ وہاں بھی اہل سے مراد بیوی ہیں۔ ۳۔ ان آیات میں جنگ احد کی طرف اشارہ ہے جو ۳ھ میں مدینہ منورہ سے تین میل دور احد پہاڑ کے دامن میں واقع ہوئی۔ کفار مکہ جنگ بدر میں شکست کھا کر غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔ ایک سال تک تیاری کرنے کے بعد وسط شوال ۳ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھ آئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ کفار احد پر آ گئے ہیں تو حضور نے تمام صحابہ بلکہ عبداللہ ابن ابی ابن سلول کو مشورہ کے لئے بلایا۔ بعض صحابہ اور اس منافق کی رائے ہوئی کہ جنگ مدینہ منورہ میں رہ کر مدافعانہ طور پر کی جائے۔ یہی حضور والا کی رائے عالی بھی تھی۔ مگر بعض جوشیلے نوجوانوں کی رائے تھی' کہ میدان میں جا کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔ آخر کار یہ ہی طے ہوا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس معہ جماعت صحابہ کے ۱۰ شوال ۳ھ یوم یکشنبہ کو میدان احد میں تشریف فرما ہوئے۔ ابن ابی منافق کی رائے نہ مانی گئی تھی وہ دل میں ناراض ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے ۳۰۰ ساتھیوں سے کہا کہ جب گھمسان کا رن پڑے تو تم میدان سے بھاگ جانا تا کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ جائیں۔ مسلمان مع ان منافقین کے ایک ہزار تھے۔ بعد میں سات سو رہ گئے۔ منافقوں کے بھاگ جانے کی وجہ سے حضور نے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ احد کے درہ پر مقرر فرمایا کہ اس طرف سے کفار کو آنے نہ دیں۔ رب کے فضل سے مسلمانوں کو بہت شاندار فتح ہوئی کفار بھاگ گئے۔ یہ پچاس حضرات سمجھے کہ اب فتح تو ہو ہی چکی' چلو ہم بھی غنیمت حاصل کریں۔ عبداللہ ابن جبیر نے منع بھی کیا مگر نہ مانے' درہ خالی ہو گیا۔ شکست خوردہ کفار یہ درہ خالی دیکھ کر پیچھے پلٹے اور اس درے سے مسلمانوں پر پیچھے آن پڑے۔ جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد میں مال پر نظر نہ رکھی جائے ورنہ خرابی ہو گی۔ اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خطا اجتہادی معاف ہے جیسا کہ عبداللہ ابن جبیر کے ساتھیوں سے ہوا۔ ۴۔ خزرج میں سے بنی سلمہ اور اوس میں سے بنی حارث' دونوں انصاری تھے انہوں نے میدان جہاد سے بھاگ جانے کا قصد کیا یہ سمجھ کر اس وقت مصلحت اسی میں ہے انہوں نے اجتہادی غلطی کی معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ بلکہ گناہ سے انسان اللہ کی رحمت یا ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ کیونکہ جہاد سے بزدل ہونے کا ارادہ گناہ کبیرہ کا ارادہ ہے مگر اس کے باوجود ارشاد ہوا کہ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا اور اللہ مومن ہی کا ولی ہے نہ کہ کافر کا۔ اب جو انہیں برا کہے بے ایمان ہے ۵۔ جنگ بدر ۱۷ یا ۲۱ رمضان ۲ھ میں جمعہ کے دن ہوئی مسلمان ۳۱۳ تھے' کفار قریباً ایک ہزار۔ مسلمان بے سرو سامان تھے۔ کفار سامان سے لیس تھے۔ بدر ایک کنواں ہے جو ایک شخص مسمّٰی بدر ابن عامر نے کھودا تھا۔ اب وہاں چھوٹی سی بستی ہے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے' اب مدینہ پاک کے راستے میں آتا ہے ۶۔ یعنی اولاً" تین ہزار فرشتے اترے پھر دو ہزار اور اترے جن

(بقیہ صفحہ ۱۰۳) سے مل کر پانچ ہزار ہو گئے لہٰذا اس آیت میں اور اگلی آیت میں کوئی تعارض نہیں ۷۔ یا تو یہ رب کا کلام ہے جو اس نے اپنے حبیب کی تصدیق کے لئے فرمایا۔ یا حضور ہی کا کلام ہے جو رب نے نقل فرمایا۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضور کو بدر میں آنے والی مدد کی خبر تھی کیونکہ یہ آیات تائید میں آئیں جن میں حضور کی غیبی خبروں کی تائید کی گئی۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدر میں شرکت کرنے والے تمام مہاجرین و انصار صابر اور متقی ہیں۔ ان کے صبر اور تقویٰ پر قرآن گواہ ہے۔ کیونکہ ان کی مدد کے لئے فرشتے بدر میں اترے جنہیں بعض صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدر میں شرکت کرنے والے فرشتے دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں کہ رب نے ان پر خاص نشان لگا دیئے ہیں جن سے وہ دوسروں پر ممتاز ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور غازیان اسلام کی خدمت اعلیٰ عبادت ہے کہ یہ خدام فرشتے دوسرے فرشتوں سے افضل۔ لہٰذا حضور کے صحابہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں کہ وہ حضرات وہ خوش نصیب ہیں جنہیں حضور کی خدمت نصیب ہوئی ۲۔ یعنی بدر میں یہ فرشتے کافروں کو ہلاک کرنے نہ آئے تھے ورنہ ایک فرشتہ ہی کافی تھا جیسا کہ قوم لوط وغیرہ کا حال ہوا۔ بلکہ وہ صرف تمہاری جماعت بڑھانے' اور تمہاری مدد کرنے آئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اللہ کے پیارے ہیں کہ ان کی خدمت کے لئے فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ ۳۔ یعنی بدر میں کافر تین طرح کے ہو گئے ایک وہ جو مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ دوسرے وہ جو گرفتار ہو گئے تیسرے وہ جو نامراد ہو کر بھاگ گئے حالانکہ انہیں اپنی فتح کا یقین تھا۔ یہ ذلت انتہائی ہے۔ ۴۔ یعنی بدر میں آنے والے کافروں کے دو حصے کئے جائیں گے۔ ایک وہ جو تمہارے ہاتھوں قتل ہوں گے جیسے ابوجہل' ابولہب' امیہ وغیرہ دوسرے وہ جو ناکام واپس ہوں گے جیسے ابوسفیان وغیرہ۔ اس دوسرے گروہ میں سے اکثر لوگ بعد میں ایمان لے آئے۔ ۵۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر معونہ والے کفار کے لئے بددعا کی جنہوں نے دھوکہ سے صحابہ کرام کو ساتھ لے جا کر شہید کیا تھا۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری اور حضور کو بددعا سے روک دیا گیا۔ حضور نماز فجر کی دوسری رکعت میں بعد رکوع ان کافروں پر بددعا کیا کرتے تھے۔ جسے قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ اس آیت سے قنوت نازلہ منسوخ ہوئی ۶۔ اس آیت کا مطلب یہ نہیں کہ اے محبوب تمہیں ان کفار پر بددعا کرنے کا اختیار یا حق نہیں' ورنہ گزشتہ انبیاء کرام کفار پر بددعا کر کے انہیں ہلاک نہ کراتے' بلکہ مطلب یہ

بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا

پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا ۱ اور یہ فتح

جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ

اللہ نے نہ کی مگر تمہاری خوشی کے لئے اور اسی لئے کہ اس سے تمہارے دلوں کو چین ملے ۲

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ

اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس سے اس لئے کہ کافروں

طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا

کا ایک حصہ کاٹ دے ۳ یا انہیں ذلیل کرے کہ نامراد

خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ

پھر جائیں ۴ یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں ۵ یا انہیں توبہ کی

عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى

توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں ۶ اور اللہ ہی کا ہے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۷ جسے چاہے بخش دے

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾ يٰۤاَيُّهَا

اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ۸ اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪

والو سود دونا دون نہ کھاؤ ۹

وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْۤ

اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں فلاح ملے ۱۰ اور اس آگ سے بچو جو

اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

کافروں کیلئے تیار کر رکھی ہے اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار رہو ۱۱

ہے کہ یہ بددعا آپ کی شان کے لائق نہیں کیونکہ آپ رحمت للعالمین ہیں ۷۔ یعنی سارا عالم اجسام جسے ملک کہتے ہیں مافی السموات سے علویات مراد ہیں اور مافی الارض سے سفلیات مراد ہیں۔ ارواح وغیرہ کو ملکوت کہتے ہیں۔ چونکہ صرف اجسام ہی ہمارے سامنے ہیں لہٰذا اکثر اسی کا ذکر ہوتا ہے ۸۔ یعنی جس مجرم کو چاہے بخشے اور جس مجرم کو چاہے عذاب دے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ نیکوکار کو بھی عذاب دے جیسا کہ دیانند سرسوتی نے سمجھا۔ کیونکہ یہ ظلم بھی ہے اور خلاف وعدہ بھی ۹۔ دونادوں کی قید اتفاقی ہے کیونکہ سود سوایا ڈیوڑھا بھی حرام ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گنہگار گناہ کی وجہ سے کافر نہیں ہو جاتا۔ سود خواروں کو الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے خطاب سے پکارا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سود لینے والے دینے والے سے زیادہ گناہ گار ہیں۔ اسی لئے اس پر زیادہ زور ہے ۱۰۔ اپنے نیک اعمال پر نازاں نہ ہو بلکہ

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ

اس امید پر کہ تم رحم کئے جاؤ اور دوڑو ا اپنے رب کی بخشش

رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ

اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آجائیں ۲ پرہیزگاروں کے

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

لئے تیار کر رکھی ہے ۳ وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں ۴

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ

اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ۵

اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا

اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں ۶ اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی

فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا

یا اپنی جانوں پر ظلم کریں ۷ اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی

لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪ۙ وَلَمْ

معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے ۸ اور

يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ

اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں ۹ ایسوں کو

جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِىْ

بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ

نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا کیا اچھا

الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ

نیگ ہے تم سے پہلے کچھ طریقے برتاؤ میں آچکے ہیں

(بقیہ صفحہ ۱۰۴) قبولیت کی امید رکھے اور رد ہونے سے ڈرتا رہے کہ اس دریا میں بہت جہاز ڈوب چکے ہیں۔ شیطان کے واقعہ سے عبرت پکڑے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم یکساں ہے کہ دونوں تقوٰی کے لئے ضروری ہیں اور بلا تامل و چون و چرا دونوں اطاعتیں لازم ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ رسول کا ساتھ ساتھ ذکر کرنا سنت الٰہیہ ہے شرک نہیں۔

ا۔ اس طرح کہ توبہ اور اداء عبادات میں جلدی کرو اور اس میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان ہر وقت کو اپنا آخری وقت سمجھ کر اللہ کی عبادت کرے ۲۔ یعنی جب جنت کی چوڑائی کا یہ حال ہے تو اس کی لمبائی کتنی ہوگی عموماً لمبائی چوڑائی سے زیادہ ہوتی ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ جنت بنی تو پرہیزگاروں کے لئے ہے' ان کی طفیل بعض بے عمل یا بدعمل بھی وہاں پہنچ جائیں گے جیسے مسلمانوں کے ناسمجھ فوت شدہ بچے اور وہ گنہگار جو حضور کی شفاعت سے بخشے جاویں۔ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ ۴۔ شادی بیاہ کے موقعہ پر شکریہ میں صدقہ و خیرات کرنا' اسی طرح نعمتیں ملنے پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا نفقہ سراء میں داخل ہے۔ اور موت وغیرہ کے موقعہ پر میت کو ایصال ثواب کے لئے خرچ کرنا۔ دیگر مصیبتوں میں مصیبت ٹالنے کے لئے خیرات کرنا رنج کا خرچ ہے۔ بہرحال اس سے مراد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہی ہے ۵۔ خیال رہے کہ معافی اور درگزر اپنے حقوق میں کی جا سکتی ہے۔ اللہ رسول کے مجرم کو معاف نہیں کیا جا سکتا مرتد کو قتل کیا جائے گا اور چور کے ضرور ہاتھ کٹیں گے۔ اس آیت کا یہی مقصد ہے ۶۔ فضیل ابن عیاض فرماتے ہیں کہ احسان کے عوض احسان کرنا بدلہ ہے اور برائی کے عوض برائی کرنا مجازات اور سزا ہے۔ برائی کے عوض بھلائی کرنا کرم اور جود ہے اور بھلائی کے عوض برائی کرنا خباثت ہے۔ اسے آیت میں کرم وجود کا ذکر ہے انہیں محسن فرمایا گیا ہے ۷۔ فاحشہ سے مراد وہ گناہ ہے جس کی شریعت میں سزا ہے جیسے زنا' چوری اور ظلموں سے وہ گناہ مراد ہیں جن کی سزا مقرر نہیں جیسے نماز چھوڑنا۔ اور ہر جرم کی توبہ علیحدہ قسم کی ہے۔ یا فاحشہ سے مراد گناہ کبیرہ اور ظلم سے مراد صغیرہ' یا فاحشہ سے مراد وہ گناہ جو دوسروں کی تکلیف کا باعث ہو اور ظلم سے مراد وہ گناہ جو ایسا نہ ہو ۸۔ اس میں گنہگاروں کو توبہ کی دعوت عامہ ہے کہ نیک تو اس کے ہیں' گنہگار کس کے ہیں۔ وہ دروازہ سب کے لئے کھلا ہے۔ خیال رہے کہ حقوق العباد صاحب حق معاف کرتا ہے مگر یہ معافی بھی اللہ کے فضل و کرم سے ہے۔ ذنب کی معافی صرف اللہ کے فضل و کرم سے ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ بڑے سے بڑا بھی قابل معافی ہے رب سے ناامید نہ ہو۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ صغیرہ پر اڑ جانا گناہ کبیرہ بنا دیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کے لئے اصرار مضر ہے کہ توبہ بھی کرتا جاوے اور گناہ بھی بلکہ قبول توبہ کے لئے گزشتہ گناہ پر ندامت اور آئندہ کے لئے ترک کا حتمی ارادہ ضروری ہے۔ شان نزول تیہان خرما فروش کے پاس ایک حسین عورت خرما خریدنے آئی اس نے کہا کہ یہ خرمے اچھے نہیں ہیں۔ بہترین خرمے گھر میں ہیں۔ اسے اندر لے گئے اور وہاں جا کر اس کا بوسہ لے لیا۔ چمٹا لیا۔ اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر۔ یہ سنتے ہی اسے چھوڑ دیا اور شرمندہ ہو کر حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ایک روایت یہ ہے کہ دو شخصوں میں بڑا پیار تھا۔ ایک جہاد کے لئے گیا۔ دوسرے کے سپرد اپنا گھر بار کر گیا۔ ایک روز اس مجاہد کی بیوی نے اس انصاری سے گوشت منگایا۔ جب اس ثقفی کی

(بقیہ صفحہ ۱۰۵) عورت نے گوشت لینے کو ہاتھ بڑھایا تو اس نے ہاتھ چوم لیا۔ چومتے ہی سخت شرمندگی ہوئی۔ جنگل میں نکل گیا۔ منہ پر طمانچہ مارتا اور سر پر خاک ڈالتا شروع کیا۔ جب ثقفی اپنے گھر واپس آیا تو عورت سے اپنے اس انصاری دوست کا حال پوچھا۔ وہ بولی کہ اللہ ایسے دوست سے بچائے۔ ثقفی اس کو تلاش کے بعد حضور کی خدمت میں لایا۔ اس کے حق میں یہ آیات اتریں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں واقعے اس کا شان نزول ہوں۔ (خزائن العرفان)

۱۔ یعنی اے کفار عرب ان زمینوں کی طرف سفر کرو جہاں پہلے کفار آباد تھے جنہوں نے اپنے رسولوں کی مخالفت کی ان پر عذاب الٰہی آیا اور وہ تباہ کر دیئے گئے۔ ان کی

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تو زمین میں چل کر دیکھو ۱ کیسا انجام ہوا جھٹلانے

الْمُكَذِّبِينَ (۱۳۷) هَٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَ

والوں کا ۲ یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور

مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ (۱۳۸) وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَ

پرہیزگاروں کو نصیحت ہے اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ

أَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (۱۳۹) إِن يَمْسَسْكُمْ

تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو ۳ اگر تمہیں کوئی تکلیف

قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ

پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی تکلیف پا چکے ہیں ۴ اور یہ دن ہیں

نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ

جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں ۵ اور اس لئے کہ اللہ پہچان کرا دے

آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ

ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے ۶ اور اللہ دوست نہیں

الظَّالِمِينَ (۱۴۰) وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

رکھتا ظالموں کو ۷ اور اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کو نکھار دے اور

يَمْحَقَ الْكَافِرِينَ (۱۴۱) أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا

کافروں کو مٹا دے ۸ کیا اس گمان میں ہو ۹ کہ جنت میں چلے

الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ

جاؤ گے ۱۰ اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر

وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ (۱۴۲) وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ

والوں کی آزمائش کی ۱۱ اور تم تو موت کی تمنا کیا کرتے تھے

اجڑی بستیاں دیکھ کر عبرت پکڑو اور حضور پر ایمان لاؤ۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا عذاب دیکھنا ہو تو عذاب والی بستیوں کو دیکھو اور اگر اللہ کی رحمت کا پتہ لگانا ہو تو رحمت والی بستیوں کو دیکھے۔ جہاں اللہ کے پیارے سو رہے ہیں اور ان کے دم قدم سے رونقیں لگی ہوئی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مقصد کے لئے سفر کرنا جائز ہے۔ لہٰذا عرس وغیرہ میں سفر کرنا درست ہے ۳۔ اللہ کا یہ وعدہ بالکل سچا ہے ہم نااہلوں نے شرط پوری نہ کی جس کی وجہ سے پست ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ خصوصاً خلفائے راشدین سچے اور مخلص مومن تھے کیونکہ رب نے ایمان کی شرط پر سربلندی کا وعدہ فرمایا' اور انہیں سربلندی خلافت اور حکومت سب کچھ بخشی معلوم ہوا کہ ان میں وہ شرط موجود تھی ۴۔ یعنی اے مسلمانو! اگر تمہیں جنگ احد میں تکلیف پہنچی تو کفار کو بھی جنگ بدر میں ایسی ہی تکلیف پہنچی تھی۔ مگر وہ بددل نہ ہوئے تو تم بددل کیوں ہوتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلم قوم کو کفار کے حالات سنا کر غیرت اور جوش دلانا اچھا ہے ۵۔ یعنی دنیا کی سربلندی اور پستی باری باری سے قوموں کو ملا کرتی ہے کسی ایک قوم کا اس پر اجارہ نہیں۔ درخت کبھی ننگا ہوتا ہے کبھی سرسبز۔ چاند کبھی چھوٹا کبھی بڑا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ شکست بھی مسلمان کے لئے ترقی درجات کا باعث ہے' مار آئے تو غازی مر گئے تو شہید' نیز شکست کھرے کھوٹے کی کسوٹی ہے ۷۔ قرآن کریم میں ظالم کافر کو بھی کہا گیا ہے اور گنہگار کو بھی۔ یہاں کافر مراد ہے کیونکہ مومن کے مقابلہ میں بولا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر خواہ کتنے ہی نیک کام کرے خدا کا پیارا نہیں کیونکہ وہ رب کا باغی ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا قتل اس کے گناہوں سے نکھر جانے کا ذریعہ ہے اور کافر کا قتل' اس کے مٹانے کا ذریعہ' قتل ایک ہے مگر انجام میں فرق ہے ۹۔ یہ سوال کی شکل میں نہی ہے یعنی بدگمانی نہ کرو۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صحابہ کرام کو یہ گمان یا ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کیونکہ وہ حضرات غلط عقیدوں سے محفوظ تھے

تھے ۱۰۔ جزاء کے لئے۔ آدم علیہ السلام کا جنت میں رہنا تعلیم کے لئے تھا کہ دنیا کو جا کر اس طرح بسائیں۔ اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج میں جنت میں جانا گواہی کے لئے تھا۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں جنت عملی کا ذکر ہے۔ بعض لوگوں کو عطا کے طور پر بھی جنت ملے گی جیسے مسلمانوں کے چھوٹے بچے جو اپنے ماں باپ کے طفیل جنت میں جائیں گے۔ یا ہم جیسے گنہگار جو انشاء اللہ رؤف و رحیم مولا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ جنت میں پہنچیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۱۔ حضرت مترجم قدس سرہ نے یہاں علم کے معنی آزمائش فرمائے تا کہ معلوم ہو کہ اس علم سے علم ظہور مراد ہے جو آزمائش کے بعد ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی قدیم ہے۔ لہٰذا آیت بے غبار ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ احد میں بھاگ جانے والے عتاب کے مستحق ہیں۔ لیکن ان کی معافی کا

(بقیہ صفحہ ۱۰۶) اعلان ہو چکا ہے۔ اب جو ان پر اعتراض کرے وہ قرآن کا منکر ہے۔

ف یعنی جو لوگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ انہیں اس پر ندامت تھی۔ اور آئندہ جہاد میں شرکت کی تمنا۔ مگر احد میں ان کے قدم اکھڑ گئے۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ موت کی تمنا نہ کرنی چاہیے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ ۲۔ یہ حصر اضافی ہے۔ یعنی وہ صرف رسول ہیں رب نہیں۔ اور ہمیشہ رہنا رب کی صفت ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور میں رسالت کے سوا اور کوئی وصف نہ ہو۔ حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ صفات بخشے جو ہمارے وہم و گمان سے بھی باہر ہیں ۳۔ خواہ وفات پا چکے ہوں یا زندہ موجود ہوں مگر ان کی شریعت منسوخ ہو چکی ہو اور وہ دنیا والوں کی ظاہر آنکھوں سے چھپ چکے ہوں۔ جیسے حضرت ادریس و عیسیٰ و الیاس و خضر علیہم السلام۔ اس لئے یہاں اللہ تعالیٰ نے موت کا لفظ نہ فرمایا۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلیل پکڑنا غلط ہے۔ ۴۔ یعنی کیا اسلام سے پھر جاؤ گے۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جبکہ جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہو جانے کی خبر اڑ گئی تو بعض منافق اور کفار نے بعض نو مسلمانوں سے کہا کہ جن کے دم کی بہار تھی وہ وفات پا چکے۔ اب اپنے پرانے دین کی طرف لوٹ جاؤ۔ اس پر فرمایا گیا کہ نبی کی وفات سے دین فنا نہیں ہو جاتا ۵۔ کیونکہ دین تو باقی رہے گا۔ اسلام کسی کا محتاج نہیں۔ سب اسلام کے محتاج ہیں۔ دیکھو سرداران قریش نے نخرے کئے تو وہ ایک طرف کر دیئے گئے اور مدینہ منورہ کے مساکین سے اسلام کی اشاعت کرا دی گئی۔

تم تو جس خاک کو چاہو وہ بنے بندۂ پاک
میں نبی کس کو بناؤں جو خفا تم ہو جاؤ!

۶۔ یعنی ان تمام صحابہ کو جنہوں نے اس وقت ثابت قدمی دکھائی معلوم ہوا کہ تمام ثابت قدم صحابہ اعلیٰ درجہ کے شاکر ہیں اور جن کے قدم اکھڑ گئے تھے وہ بارگاہ رب سے معافی پا چکے ہیں۔ سب اللہ کے پیارے ہیں درجے مختلف ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سے بھاگنا بہت برا ہے کہ اس سے موت ٹل نہیں سکتی اور ثابت قدمی سے انسان مر نہیں جاتا ۸۔ یعنی جو جہاد میں صرف غنیمت کا مال حاصل کرنے گیا اسے آخرت کا ثواب نہ ملے گا دنیا کے آرام اور راحتیں اس کے عمل کا بدلہ ہو جائیں گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسے دنیا ضرور مل جاوے گی لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۹۔ یعنی اس کو دنیا بھی دیں گے اور دین بھی۔ کیونکہ اس میں دنیا عطا فرمانے کی نفی نہیں ۱۰۔ جہاد ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ سب سے پہلے آپ نے جہاد فرمایا۔ آپ سے پہلے کسی نبی نے جہاد نہ کیا تھا۔ آپ کے بعد بہت سے پیغمبروں کی شریعت میں جہاد تھا ۱۱۔ علماء مشائخ، متقی لوگ جو اللہ کو راضی کرنے کی کوشش میں لگے رہیں۔ صوفیا کی اصطلاح میں اللہ والے وہ ہیں جو اس کے رسول والے ہو جائیں۔ رب فرماتا ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ اور فرماتا ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۱۲۔ یعنی تمہارے نبی ان تمام نبیوں کے سردار ہیں اور تم تمام ان امتوں سے افضل ہو تو چاہیے کہ تمہاری بہادری اور استقامت ان سے زیادہ ہو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ افضل کو افضل نیکیاں کرنی چاہئیں۔ وہ تمام ماتحتوں سے عمل میں بڑھ کر ہو۔ سیدوں، عالموں، مشائخ کو دوسروں سے زیادہ نیک ہونا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ دوسروں کے اعمال دکھا کر سنا کر کسی کو جوش دلانا سنت الٰہیہ ہے۔ بلکہ تاریخی حالات کا بھی اس نیت سے جاننا بہتر ہے۔ ۱۳۔

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ
اس کے ملنے سے پہلے ف تو اب وہ تمہیں نظر آئی آنکھوں

تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
کے سامنے اور محمد تو ایک رسول ہیں ف ان سے پہلے اور

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ
رسول ہو چکے ف تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم

عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ
الٹے پاؤں پھر جاؤ گے ف اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ

يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا
نقصان نہ کرے گا ف اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا ف اور کوئی جان

كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا
بے حکم خدا مر نہیں سکتی سب کا وقت لکھا رکھا

مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا
ہے ف اور جو دنیا کا انعام چاہے ف ہم اس میں سے اسے دیں

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِى
اور جو آخرت کا انعام چاہے ہم اس میں سے اسے دیں ف اور قریب ہے کہ ہم

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ
شکر والوں کو صلہ عطا کریں اور کتنے ہی انبیا نے جہاد کیا ف ان کے ساتھ بہت خدا

كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
والے تھے ف تو نہ سست پڑے ان مصیبتوں سے جو اللہ کی راہ میں انہیں پہنچیں

وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾
اور نہ کمزور ہوئے اور نہ دبے ف اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں ف

(بقیہ صفحہ ۱۰۷) طاعت پر قائم رہنے والا بھی صابر ہے اور گناہوں سے بچنے والے بھی۔ مصیبتوں میں نہ گھبرانے والے بھی۔ صبر کی بہت سی قسمیں ہیں۔ یہاں تیسرے معنی مراد ہیں جیسے کہ موقع اور محل سے معلوم ہو رہا ہے۔
۔ یعنی رسولوں کے ساتھی کیونکہ رسول گناہ اور اسراف سے معصوم ہوتے ہیں۔ اور ان متقیوں کا اپنے کو گنہگار کہنا تواضعا" اور انکسارا" تھا۔ لطف جب ہے کہ بندہ اپنے کو گنہگار کہے اور رب اسے ابرار فرمائے۔ ۲۔ تا کہ ہم کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ خیال رہے کہ جہاد میں ثابت قدمی رب تعالیٰ کی خاص عطا سے میسر ہوتی ہے۔ یہ اسباب اور تعداد پر موقوف نہیں ۳۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جہاد کے وقت دعا مانگنی چاہیے۔ کیونکہ جہاد بھی نماز روزے کی طرح عبادت ہے جس کے ساتھ دعا بہتر ہے دوسرے یہ کہ دعا سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہیے جیسے حمد الٰہی اور درود شریف پڑھنا کہ یہ سب دعا کے آداب ہیں، تیسرے یہ کہ جہاد میں اپنے سامان اور فوج کی تعداد پر بھروسہ نہ کرے رب کے کرم پر کرے۔ چوتھے یہ کہ کوئی نیک کار اپنی نیکی پر پھول نہ جائے۔ رب کو بھول نہ جائے۔ ۴۔ دنیا کا ثواب فتح و ظفر ہے اور آخرت کا ثواب جنت اور گناہوں کی معافی وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ آخرت کا ثواب دنیا کے انعام سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی لئے وہاں لفظ حُسن زیادہ فرمایا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی خدمت کرنے والے کو دنیا بھی ملتی ہے ۵۔ کیا لطف کی بات ہے کہ وہ اپنے کو مذنبین کہتے ہیں اور رب انہیں محسنین فرماتا ہے۔ گویا اپنی عجز و گنہگاری کا اقرار اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ ۶۔ اس آیت سے وہ اطاعت خارج ہے جو کافر بادشاہ کی مسلمان رعایا کرتی ہے کہ وہ دینی اطاعت نہیں اور دنیاوی اطاعت بھی خوشی سے نہیں مجبوراً ہے۔ خیال رہے کہ کافروں سے سارے کافر مراد ہیں خواہ مشرکین ہوں یا یہود و نصاریٰ خواہ ان کے خوشامدی منافق۔ ۷۔ یہ آیت بہت عبرتناک ہے۔ وہ صحابہ کرام جو تمام امت سے افضل و اعلیٰ ہیں، جب انہیں یہ فرمایا گیا تو ہم کس شمار میں ہیں۔ کوئی شخص اپنے ایمان کو لازوال سمجھ کر کفار کی صحبت اختیار نہ کرے۔ آدم علیہ السلام نبی تھے اور جنت جیسے محفوظ مقام میں رہتے تھے۔ جب ابلیس نے انہیں بھی دھوکا دے دیا تو ہم معصوم نہیں اور دنیا جگہ محفوظ نہیں۔ مسلمان پر فرض ہے کہ کافر سے علیحدگی اختیار کرے اور ان کی رائے، مشورہ پر اندھا دھند عمل نہ کرے ورنہ دھوکا کھائے گا۔ ۸۔ لہٰذا تم اس کی اطاعت کرو۔ ہر ایک اپنے مولیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو تم اس کی اطاعت کیوں نہ کرو ۹۔ اس آیت میں غیب کی خبر ہے جب ابو سفیان جنگ احد کے بعد واپس ہوئے تو راستہ میں خیال کیا کہ کیوں لوٹ آئے۔ سب مسلمانوں کو ختم کیوں نہ کر دیا' یہ اچھا موقعہ تھا۔ واپس ہونے پر آمادہ ہوئے کہ قدرتی طور پر ان تمام کے دلوں میں مسلمانوں کا ایسا رعب طاری ہوا کہ مکہ چلے گئے۔ رب کا وعدہ سچا ہے۔ مسلمان سچے رہیں تو قیامت تک ان کا رعب کفار کے دل میں رہے گا۔ ہمارے برے کرتوت سے ہماری ہوا خیزی ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۱۰۔ یعنی رب نے جو تم سے فتح کا وعدہ کیا تھا کہ فرمایا تھا کہ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ اور فرمایا تھا۔ إِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وہ وعدہ احد میں پورا ہو چکا تھا کہ تم کفار پر غالب آ چکے تھے۔ پھر تم نے غنیمت حاصل کرنے کے لئے احد کا درہ چھوڑ دیا جس سے کفار لوٹ پڑے اور فتح شکست سے بدل گئی۔ یہ شکست تمہاری اپنی غلطی سے ہوئی۔

وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

وہ کچھ بھی نہ کہتے تھے[1] سوا اس دعا کے کہ اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ

وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا

اور جو زیادتیاں ہم نے اپنے کام میں کیں اور ہمارے قدم جمادے[2] اور ہمیں

عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿١٤٧﴾ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا

ان لوگو پر مدد دے[3] تو اللہ نے انہیں دنیا کا انعام دیا[4]

وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٤٨﴾

اور آخرت کے ثواب کی خوبی۔ اور نیکی والے اللہ کو پیارے ہیں[5]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا

اے ایمان والو اگر تم کافروں کے کہے پر چلے[6]

يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ

تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا دیں گے پھر ٹوٹا کھا کے پلٹ جاؤگے[7] بلکہ

اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ﴿١٥٠﴾ سَنُلْقِي فِي

اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ سب سے بہتر مددگار[8] کوئی دم جاتا

قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ

ہے[9] ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا

مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۖ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۚ وَبِئْسَ

جس پر اس نے کوئی سمجھ نہ اتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا برا

مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴿١٥١﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ

ٹھکانا ناانصافوں کا اور بیشک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا[10] اپنا وعدہ

إِذْ تَحُسُّونَهُم بِإِذْنِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ

جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم

فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرَاكُمْ مَّا تُحِبُّونَ ۚ

میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تھا تمہاری خوشی کی بات ۱؎

مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيدُ الْآخِرَةَ ۚ

تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا ۲؎

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۗ

پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے اور بے شک اس نے تمہیں معاف کر

وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۵۲﴾ إِذْ تُصْعِدُونَ

دیا ۳؎ اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے

وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَّالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي

اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے ۵؎ اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں

أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ

پکار رہے تھے ۶؎ تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا ۷؎ اور معافی اس لئے سنائی کہ جو ہاتھ سے

مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۵۳﴾

گیا ۸؎ اور جو افتاد پڑی اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ۹؎

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا

پھر تم پر غم کے بعد چین کی نیند اتاری ۱۰؎ کہ تمہاری ایک

يَّغْشَىٰ طَائِفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ

جماعت کو گھیرے تھی ۱۱؎ اور ایک گروہ کو اپنی جان کی

أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ

پڑی تھی اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے ۱۲؎ جاہلیت کے سے گمان

يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۗ قُلْ إِنَّ

کہتے کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے ۱۳؎ تم فرما دو

ا۔ بزدلی اس طرح کہ مال غنیمت کی طرف راغب ہو گئے اور محبت مال بزدلی کا ذریعہ ہے اور جھگڑا اس طرح کیا کہ تمہارے سردار عبداللہ بن جبیر نے تم کو بہت منع کیا کہ درہ نہ چھوڑو۔ تم نے ان کی بات نہ مانی اور ان کی مخالفت کرتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئے حالانکہ امیر کی اطاعت واجب ہے۔ ۲۔ یعنی کفار کا بھاگ جانا اور تمہارا غالب آ جانا۔ کیونکہ جنگ احد میں پہلے کفار بھاگ چکے تھے مگر احد کا درہ خالی ہونے سے دوبارہ لوٹے جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا۔ ۳۔ یعنی جو مرکز چھوڑ کر غنیمت لینے چلے گئے۔ وہ طالب دنیا تھے جیسے عبداللہ ابن جبیر کے ساتھی جو درہ احد پر ناکہ روکنے کھڑے کئے گئے تھے اور جو مرکز سے نہ ہٹے اور اپنے امیر ابن جبیر کے ساتھ ڈٹے رہے اور شہید ہو گئے وہ طالب آخرت تھے۔ خیال ہے کہ یہاں دنیا سے مراد وہ دنیا نہیں جو دین کے مقابل ہو وہ مذموم ہے بلکہ اگر غنیمت حاصل کرنا غلط طریقہ سے ہو تو وہ دنیا ہے اور قانونی طور پر ہو تو دین ہے جہاد کا رکن ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ احد کی جنگ میں جن مومنوں کے قدم اکھڑ گئے ان کی معافی ہو گئی اب جو ان کے اس واقعہ کو ان کی توہین کی نیت سے بیان کرے وہ بے ایمان ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کا گندم کھا لینا معاف ہو چکا۔ اب جو ان پر طعن کرے وہ کافر ہے بلکہ جس قصور کی معافی کا رب اعلان فرما دے وہ ہماری اطاعتوں سے بہتر ہے جن کی قبولیت کا کوئی یقین نہیں ۵۔ جنگ احد میں جب کفار پیچھے سے آ پڑے تو مسلمان گھبرا کر بھاگ پڑے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم، اور کچھ صحابہ کرام اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس جماعت سے آوازیں دی جا رہی تھیں کہ اللہ کے بندو ادھر آؤ مگر گھبراہٹ اور شور میں یہ لوگ یہ نہ سن سکے۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ احد میں حقیقۃً مسلمانوں کو شکست نہیں ہوئی کیونکہ سردار کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا شکست مانا جاتا ہے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صحابہ کا فعل حضور کا فعل ہے کہ پکارنے والے صحابہ تھے مگر فرمایا گیا کہ تم کو رسول پکار رہے تھے۔ دوسرے یہ کہ جن آیتوں میں فرمایا گیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارو، وہاں پکارنے سے مراد پوجنا ہے ورنہ مصیبت کے وقت کسی بندے کو مدد کے لئے پکارنا جائز ہے کہ اس آفت میں مسلمانوں کو مدد کے لئے پکارا گیا ۷۔ یعنی تم نے جو ہمارے نبی کو غم پہنچایا اس کے بدلے میں تم کو ہزیمت کا غم دیا گیا۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی بعض لوگوں کی غلطی سب کو مصیبت میں ڈال دیتی ہے۔ کیونکہ درہ چھوڑنے والے صحابہ کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے سب کو یہ ہزیمت ہوئی۔ دوسرے یہ کہ اللہ اپنے پیاروں کی معمولی سی خطا پر پکڑ فرما لیتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی معمولی سی خطا پر عتاب آ گیا۔ تیسرے یہ کہ عتاب اور دنیاوی تکلیف ان کی خطا کا کفارہ بن جاتا ہے۔ آخرت میں ان کا معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ ۸۔ یعنی اس معافی کے اعلان نے تمہارے دل کے زخموں کے لئے مرہم کا کام دیا کہ تم اس خوشی میں شہید ہونے، زخمی ہونے وغیرہ کے تمام غم بھول گئے۔ ۹۔ یعنی تمہارے عملوں اور نیتوں کو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ ہٹ جانے والوں کی نیت خراب نہ تھی غلطی فہمی ہوئی ۱۰۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہوا کہ جنگ احد میں اس قدر پریشانی کے باوجود صحابہ پر نیند ایسی غالب تھی، کہ ان کے ہاتھ سے ہتھیار گر جاتے تھے۔ یہ سکینہ کا نزول تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مصیبت کے وقت قدرتی سکون و چین عطا فرماتا ہے۔ اب بھی اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ۱۱۔ اس دن نیند مومن اور منافق میں فارق تھی۔ جو اونگھ رہے تھے وہ مومن تھے کیونکہ ان کے دل اللہ کے فضل سے

(بقیہ صفحہ ۱۰۹) مطمئن تھے اور جو پریشان تھے وہ منافق تھے کیونکہ ان پر سکینہ کا نزول نہ ہوا تھا ۱۲۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اور اب دین اسلام ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد نہ کرے گا۔ ۱۳۔ یہ استفہام انکاری ہے یعنی ہم مجبوراً" جنگ احد میں آئے اگر ہمارا اختیار ہوتا تو ہرگز نہ آتے جس کی تفسیر اگلی آیت فرما رہی ہے لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ الخ اس سے معلوم ہوا کہ دینی کام کرنے پر اگر تکلیف پہنچ جائے تو صابر رہنا مومن کی شان ہے اور بے صبری کی بکواس بکنا منافقوں کی پہچان ہے۔

الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ

کہ اختیار تو سارا اللہ کا ہے اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے

لَكَ ؕ یَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا

کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے

هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ كُتِبَ

جاتے تم فرمادو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جن کا مارا جانا

عَلَیْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَ لِیَبْتَلِیَ اللّٰهُ مَا

لکھا جا چکا تھا اپنی قتل گاہوں تک نکل کر آتے اور اس لئے کہ اللہ تمہارے

فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ

سینوں کی بات آزمائے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے

اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا

اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے بیشک وہ جو تم میں

مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ

سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں انہیں شیطان ہی نے

الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ

لغزش دی ان کے بعض اعمال کے باعث اور بیشک اللہ نے انہیں

عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۵۵﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

معاف فرمادیا بے شک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ

ان کافروں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے اپنے بھائیوں کی نسبت کہا

اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا

جب وہ سفر یا جہاد کو گئے کہ ہمارے

۱۔ ان کے دل میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح کے وعدے غلط ہیں اگر درست ہوتے تو ہم کو یہاں شکست کیوں ہوتی مگر مسلمانوں کے خوف سے یہ کہہ نہ سکتے تھے ۲۔ بکواس عبداللہ ابن ابی منافق نے کی تھی کہ ہم لوگ تو مجبوراً" کفار مکہ سے لڑنے آ گئے تھے۔ نہ آتے تو نہ مارے جاتے ۳۔ کیونکہ جیسے موت کا وقت مقرر ہے ایسے ہی موت کی جگہ بھی متعین ہے۔ جہاں جہاں جسے جسے مرنا ہے' وہاں ہی مرے گا ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنگ احد میں شرکت کرنا اور وہاں جنگ کرنا مومنوں کی علامت تھی اور وہاں نہ جانا' یا جا کر چپکے سے لوٹ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھنا مشرکوں اور منافقوں کی نشانی تھی جیسے کہ عبداللہ ابن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کو لیکر واپس ہو گیا تھا دوسرے یہ کہ آزمائشیں اللہ تعالیٰ کے علم کے لئے نہیں بلکہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے ہوتی ہیں کہ لوگ دھوکا میں نہ رہیں اسی لئے آگے ارشاد ہوا۔ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو جنگ میں شکست یا دوسری مصیبتیں کھرے کھوٹے میں فرق کرنے کے لئے آتی ہیں کہ مخلص کون ہے اور منافق کون۔ دوسرے یہ کہ یہ فرق اللہ کے علم کے لئے نہیں ہوتا' وہ تو ہر ایک کے دل کی حالت جانتا ہے' بلکہ مخلوق کے علم کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا مصیبت میں بھی حکمت ہے۔ ۶۔ جنگ احد میں چودہ اصحاب کے سوا جن میں حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے باقی تمام اصحاب کے قدم اکھڑ گئے تھے۔ (خزائن العرفان) ۷۔ اس آیت میں جنگ احد کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس صحابہ کو احد کے درہ پر مقرر فرمایا جن کا سردار عبداللہ ابن جبیر کو مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ جب تک ہم نہ کہیں یہاں سے نہ ہٹنا۔ پہلے حملے ہی میں کفار کے قدم اکھڑ گئے مسلمان غالب آئے۔ تب ان درہ والوں نے کہا کہ چلو ہم بھی غنیمت لوٹیں۔

عبداللہ ابن جبیر نے منع فرمایا مگر یہ لوگ سمجھے کہ فتح ہو چکی اب ٹھہرنے کی کیا ضرورت ہے۔ درہ چھوڑ دیا۔ بھاگتے ہوئے کفار نے درہ کو خالی دیکھا تو پلٹ کر درہ کی راہ سے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ جس سے جنگ کا نقشہ بدل گیا یہاں اس کا ذکر ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صحابہ کرام کا جنگ احد میں بھاگ جانا گناہ نہ تھا کیونکہ رب نے اسے لغزش و خطا فرمایا جو بغیر ارادہ واقع ہو جائے جیسے آدم علیہ السلام کے لئے فرمایا فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ وہی یہاں فرمایا۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے خاص بندوں کو شیطان گمراہ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ مگر دھوکا انہیں بھی دے سکتا ہے۔ لغزش ان سے بھی کرا سکتا ہے۔ جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے صادر ہوئی لہٰذا یہ آیت اِنَّ عِبَادِیْ الخ کے خلاف نہیں۔ ۹۔ یعنی غلط فہمی میں جدا ہو کر احد کا درہ جو مرکزی مقام تھا۔ خالی چھوڑ

(بقیہ صفحہ ۱۱۰) دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی معمولی غلطی بڑی مصیبت کا باعث بن جاتی ہے۔ ۱۰۔ سبحان اللہ 'کیا پیارا اعلان ہے ان بزرگوں کی اس لغزش پر ہماری طاعات قربان۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدقے سے ہمارے گناہوں کی معافی دے (احمد یار) یعنی ان کی لغزش کی بھی معافی دے دی گئی۔ اس اعلان کے بعد جو ان صحابہ پر اس لغزش کا طعن دے وہ بے ایمان ہے۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ احد کا درہ چھوڑنے والوں سے تو یہ خطا ہوئی کہ درہ چھوڑ دیا اور بھاگ جانے والوں سے یہ خطا ہوئی کہ وہ ثابت قدم نہ رہے۔ پہلی خطا کا ذکر بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا میں ہوا اور دوسری خطا کا ذکر تَوَلَّوْا مِنْكُمْ میں اور وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ میں، دونوں خطاؤں کی معافی کا اعلان ہوا۔ ان

عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ

پاس ہوتے تو نہ مرتے ۱ اور نہ مارے جاتے اس لئے کہ اللہ ان کے دلوں میں

حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۗ وَاللّٰهُ

اس کا افسوس رکھے ۲ اور اللہ جلاتا اور مارتا ہے ۳ اور اللہ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ

تمہارے کام دیکھ رہا ہے اور بے شک اگر تم اللہ کی راہ میں مارے

اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ

جاؤ یا مر جاؤ ۴ تو اللہ کی بخشش اور رحمت ان کے سارے دھن

مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى

دولت سے بہتر ہے ۵ اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ کی

اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ

طرف اٹھنا ہے ۶ تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کیلئے نرم دل ہوئے

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠

اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي

تو تم انہیں معاف فرماؤ ۷ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے

الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

مشورہ لو ۸ اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بیشک توکل والے

يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا

اللہ کو پیارے ہیں ۹ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب

غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ

نہیں آ سکتا ۱۰ اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر

کے طفیل اللہ مجھ گنہگار کو بھی معافی دے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی کسی کی خطا کا اثر دوسروں پر پڑ جاتا ہے۔ کہ پہلوں کی خطا دوسروں کی خطا کا ذریعہ بن گئی۔ ۱۲۔ یہاں کفروا سے مراد کھلے کافر ہیں اور ان کے بھائیوں سے مراد منافقین ہیں۔ جو منافق مجبوراً جہاد میں چلے جاتے تھے اور وہاں مرجاتے یا مارے جاتے تھے ان پر کفار کف افسوس مل کر یہ کہتے تھے۔ یا کفروا سے مراد منافقین ہیں اور ان کے بھائیوں سے مراد وہ مخلص مومن ہیں جو رشتہ میں ان منافقوں کے بھائی برادر تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ منافق اور کھلے کافر ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ کافروں کی سی باتیں بھی منہ سے نہ نکالا کریں۔ صورت' سیرت اعمال میں ان سے ممتاز رہیں۔ بے صبری کے الفاظ منہ سے نہ نکالنا چاہیے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ زیادہ اگر مگر کفار کی علامت ہے۔ مومن رب کی تقدیر پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی رضا پر راضی رہتا ہے۔ یہ علامت ہمیشہ ہی موجود رہے گی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر پر شاکر و صابر نہ ہونے سے غم و تکلیف زیادہ ہوتے ہیں صبر و شکر راحت قلبی کا ذریعہ ہے۔ دنیا میں زیادہ مشغولیت بھی موت کو سخت بنا دیتی ہے۔ اور آخرت سے تعلق موت کو آسان کر دیتا ہے اسی لئے بزرگوں کی موت کو وصال یا عرس کہتے ہیں ۳۔ یعنی حقیقۃً موت و حیات دینے والا رب ہی ہے۔ ہاں مجازاً" کبھی بندوں کی طرف نسبت کر دیا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ میں اللہ کے حکم سے مردے جلا دیتا ہوں۔ ۴۔ اللہ کی راہ میں مرنا یہ ہے کہ اللہ کا کام کرتے کرتے موت آ جاوے۔ عبادت کرتے ہوئے ذکر کرتے ہوئے' علمی خدمت کرتے ہوئے مرنا سب اللہ کی راہ میں مرنا ہے اور سب کا نتیجہ مغفرت ہے ۵۔ یعنی کفار کی جمع کی ہوئی تمام دولت سے یہ اللہ کی راہ کی موت بہتر ہے۔ خیال رہے کہ کافر کی کمائی بہتر نہیں اسے بہتر کہا گیا ان کی سمجھ کے لحاظ سے یعنی جس دولت کو وہ اچھی چیز سمجھتے ہیں اس سے یہ بہتر ہے۔ ۶۔ یہاں عبدیت کے تین مقاموں کا ذکر فرمایا گیا۔ بعض لوگ دوزخ کے خوف سے عبادت کرتے ہیں ان کے لئے ارشاد ہوا لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ بعض لوگ جنت کے لالچ سے اطاعت کرتے ہیں۔ ان کے حق میں ارشاد ہوا وَرَحْمَةٌ بعض لوگ محض عشق الٰہی میں اسے پوجتے ہیں۔ ان کے متعلق ارشاد ہوا۔ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ (روح المعانی و خزائن العرفان) ۷۔ سبحان اللہ خود معافی دے کر رب اپنے حبیب سے ان کی سفارش فرما رہا ہے کہ تم بھی انہیں معافی دے دو اور پہلے کی طرح مقرب بارگاہ بنا لو۔ ۸۔ شان نزول۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں اتری کہ آپ ان سے مشورہ فرما لیا کریں حضور فرماتے ہیں کہ مجھے رب نے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مشورہ لینے کا حکم فرمایا۔ (حاکم۔ خزائن

يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تمہاری مدد کرے ۱ اور مسلمانوں کو ۲ اللہ ہی پر بھروسہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَمَنْ

چاہیے ۳ اور کسی نبی پر یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ کچھ چھپا رکھے ۴

يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ

اور جو چھپا رکھے وہ قیامت کے دن اپنی چھپائی چیز لے کر آئے گا پھر ہر جان کو ان

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ

کی کمائی ۵ بھرپور دی جائے گی ۶ اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۷ تو کیا جو اللہ کی

رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ

مرضی پر چلا ۸ وہ اس جیسا ہوگا جس نے اللہ کا غضب اوڑھا ۹ اور اس

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بری جگہ پلٹنے کی وہ اللہ کے یہاں درجہ بدرجہ ہیں ۱۰

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى

اور اللہ ان کے کام دیکھتا ہے بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا ۱۱

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا ۱۲ جو ان پر

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے ۱۳ اور انہیں کتاب و حکمت

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

سکھاتا ہے ۱۴ اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ

کیا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے کہ اس سے دونی تم پہنچا چکے ہو ۱۵

(بقیہ صفحہ ۱۱۱) محرقہ) اس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات سرکار کے شاندار وزیر ہیں۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دنیا میں اسباب پر عمل اور مشورہ کر لینا سنت ہے دوسرے یہ کہ مشورہ اور اسباب پر عمل توکل کے خلاف نہیں۔ مومن کا اعتماد رب پر ہی ہوتا ہے۔ ان سب پر عمل بھی رب کے حکم سے ہے ۱۰۔ یعنی اگر رب کی مدد چاہتے ہو تو رب پر بھروسہ کرو۔ جب وہ مدد کرے تو سب ایک طرف اور رب ایک طرف۔

۱۔ یعنی اس کے رسوا کردینے اور چھوڑ دینے کے بعد نہ کہ خود رب تعالیٰ کے بعد ۲۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ توکل کی تین علامتیں ہیں۔ نمبر ۱ بندہ غیر خدا کو اپنا مددگار نہ جانے۔ نمبر ۲ خدا کے سوا کسی کو اپنے رزق کا خازن نہ سمجھے۔ نمبر ۳ خدا کے سوا کسی کو اپنے علم کا مقصود نہ جانے۔ یہ توکل وہ ہے جو بے حساب جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب اللہ کرم کرے تو اس کے بندے مدد کرتے ہیں۔ بندوں کی مدد رب کی مدد۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ الخ ۴۔ غلول اس خیانت کو کہتے ہیں جو مال غنیمت میں کی جائے۔ شان نزول۔ ایک جنگ میں مال غنیمت میں ایک چادر گم ہو گئی۔ بعض منافقوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے رکھ لی ہوگی۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقسیم غنیمت کے بغیر ناجائز طریقہ پر کچھ لینا سخت جرم ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی گناہوں سے معصوم ہیں۔ گناہ اور نبوت میں وہی نسبت ہے جو اندھیرے اور اجالے میں ہے تیسرے یہ کہ نبی پر بدگمانی منافقوں کا کام ہے، کفر ہے۔ چوتھے یہ کہ نبی رب کے ایسے پیارے ہیں کہ رب ان پر سے لوگوں کے اتہام اٹھاتا ہے۔ ان کی صفائی دیتا ہے ۵۔ یعنی نبی تو گرفتاروں کو چھڑوانے والے ہیں اگر وہ خود ہی گرفتار ہوں تو انہیں کون چھڑوائے لہٰذا یہ ناممکن ہے ۶۔ اس طرح کہ نہ ان کی نیکیوں کی جزا میں کمی ہو اور نہ گناہوں کی سزا میں زیادتی کی جاوے۔ نہ بغیر گناہ کئے کسی کو سزا دی جاوے ۷۔ جیسے مہاجرین و انصار اور تمام صالح مومنین کہ انہوں نے اپنے عقائد و اعمال درست کر کے رب کو راضی کرلیا۔ ۸۔ جیسے کفار اور منافقین جنہوں نے رب کو ناراض کرلیا۔ یہ جماعتیں برابر نہیں۔ مومن، کافر، منافق مخلص ایک دوسرے سے ممتاز ہیں ۹۔ یعنی ہر ایک کی منزلیں اور مقامات جداگانہ ہیں۔ بروں کے الگ مقام اور اچھوں کے الگ۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے کہ لفظ مَنَّ قرآن شریف میں اور نعمتوں پر ارشاد نہ ہوا۔ وجہ یہ ہے کہ تمام نعمتیں فانی ہیں اور ایمان باقی، یہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اور تمام نعمتوں کو نعمت بنانے والے حضور ہیں۔ اگر ان نعمتوں سے گناہ کئے جائیں تو وہ عذاب بن جاتی ہیں۔ نیز ہاتھ پاؤں وغیرہ رب کے آگے شکایت بھی کریں گے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفارش فرمائیں گے۔ لہٰذا حضور نعمت مطلقہ ہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے کسی قوم کسی ملک، کسی وقت سے خاص نہیں۔ کیونکہ یہاں رسول بغیر قید کے مذکور ہوا۔ بعض قرائت میں انفس کے ف کو زبر ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری بہترین نسب شریف میں ہوئی۔ آپ قریشی، ہاشمی، مطلبی ہیں جو تمام نسبوں سے اعلیٰ نسب ہے آپ عربی ہیں جو تمام سے افضل ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ پاکی صرف نیکیوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ نیکیاں تو پاکی کے سبب ہیں۔ پاکی نگاہ کرم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ نیکیاں تخم ہیں اور حضور کی نگاہ کرم رحمت کا پانی۔ بغیر پانی

(بقیہ صفحہ ۱۱۲) تخم بیکار ہے جیسے کہ شیطان کی عبادات بیکار ہوئیں لہٰذا کوئی متقی اور ولی حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث بھی ضروری ہے اس لئے کتاب و حکمت دو چیزیں فرمائیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن کی صحیح سمجھ صرف اپنے علم و عقل سے نہیں ہو سکتی بلکہ قرآن سخت ترین علم ہے اسی لئے اس کی تعلیم کے لئے رب نے اپنے رسول کو بھیجا۔ بڑے استاد بڑی کتاب پڑھاتے ہیں' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خود رب نے قرآن سکھایا کہ فرمایا اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○ ۱۴۔ یعنی اگر جنگ احد میں تمہارے ستر مسلمان شہید ہو گئے تو اس سے پہلے جنگ بدر میں ان کفار کے ستر آدمی تمہارے

قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تو کہنے لگو کہ یہ کہاں سے آئی تم فرما دو کہ وہ تمہاری ہی طرف سے آئی بے شک اللہ

عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى

سب کچھ کر سکتا ہے ۱؎ اور وہ مصیبت جو تم پر آئی جس دن دونوں فوجیں ۲؎

الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۶۶﴾

ملی تھیں وہ اللہ کے حکم سے تھی ۳؎ اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ایمان والوں

وَ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَ قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا

کی اور اس لئے کہ پہچان کرا دے ان کی جو منافق ہوئے ۴؎ اور ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا

راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ ۵؎ بولے اگر ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور

لَّاتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ یَوْمَىٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِیْمَانِ ۚ

تمہارا ساتھ دیتے وہ اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں ۶؎

یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ

اپنے منہ سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ۷؎ اور اللہ کو معلوم ہے

بِمَا یَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَ قَعَدُوْا

جو چھپا رہے ہیں وہ جنہوں نے اپنے بھائیوں کے بارے میں کہا ۸؎ اور آپ بیٹھ رہے

لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ

کہ وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے تم فرما دو تو اپنی ہی موت ٹال دو

الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ

اگر سچے ہو ۹؎ اور جو اللہ کی راہ میں

قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ

مارے گئے ۱۰؎ ہرگز انہیں مردہ خیال نہ کرنا ۱۱؎ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں

ہاتھوں ہلاک اور ستر آدمی گرفتار ہوئے جب وہ اس مصیبت سے نہ گھبرائے اور ایک سال بعد پھر تم پر حملہ آور ہو گئے تو تم کیوں ہمت ہارتے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کا حال سنا کر جوش دلانا اچھی چیز ہے۔

۱۔ شَیْءٌ قرآن کریم کی اصطلاح میں معلوم موجود' ممکن کو کہا جاتا ہے خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ میں شیء بمعنی موجود ہے۔ و هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ میں شَیْءٌ بمعنی معلوم ہے۔ ممکن ہو یا واجب یا محال۔ اور عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ میں بمعنی ممکن ہے لہٰذا اس سے امکان کذب کا مسئلہ ثابت کرنا انتہائی حماقت ہے کیونکہ باری تعالیٰ کا کذب محال بالذات ہے اس مسئلہ کی نفیس تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں مطالعہ کرو ۲۔ یعنی احد کے دن جو تمہیں بظاہر شکست ہوئی یہ اللہ کے ارادے سے ہوئی۔ اس میں مصلحت تھی۔ بزرگوں کی خطا بھی رب کے اذن سے ہوتی ہے اور اس میں رب کی حکمت ہوتی ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولین بارگاہ الٰہی کی خطا بھی رب کی طرف سے ہوتی ہے اور اس میں ہزارہا حکمتیں ہوتی ہیں۔ تمام دنیا کا ظہور آدم علیہ السلام کی ایک لغزش کا نتیجہ ہے۔ ان کی لغزشیں بھی ہماری اطاعتوں سے افضل ہیں صحابہ کرام کا احد پہاڑ کے درہ سے ہٹ جانا غلطی تھا۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہمارے اذن سے تھا۔ اس میں وہ مصلحتیں تھیں جو آگے مذکور ہیں ۴۔ یعنی یہ احد کی شکست مومن و منافق کی کسوٹی ہے جو صابر رہے وہ مومن جنہوں نے زبان طعن دراز کی وہ منافق ہیں۔ سبحان اللہ! صحابہ کی خطا بھی مومن کافر کی کسوٹی ہے۔ اب جو بدبخت ان پر زبان طعن دراز کرے وہ منافق ہے اور جس کے دل میں ان کا احترام ہو وہ مومن ہے غرضیکہ یہ شکست تاقیامت مومن اور منافق کی کسوٹی ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ میدان جہاد میں جا کر لڑنا بھی عبادت ہے اور دشمن کے مقابل ڈٹنا تاکہ وہ حملہ آور نہ ہو سکے یہ بھی عبادت ہے اور بلا عذر یا باوجود ضرورت کے جہاد سے باز رہنا منافقوں کی علامت ہے نیز جھوٹے بہانے بنانا کہ ہم فن جنگ کے ماہر نہیں وغیرہ' سب منافقوں کی علامات ہیں۔ مسلمان کو اس سے پرہیز چاہیے۔ ۶۔ یعنی ایمان تو ان کا زبانی ہے کفر دلی ہے اور زبان سے دل زیادہ قوی ہے۔ بدن سے وہ مسلمانوں کے قریب ہیں دل سے کافروں کے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارگاہ میں قرب بدنی سے قرب روحانی زیادہ قوی ہے۔ ابو جہل دور رہا اور اویس قرنی قریب۔ ۷۔ کیونکہ وہ منہ سے تو یہ کہتے ہیں ہم جنگ کرنا نہیں جانتے لیکن دل میں یہ کہتے ہیں کہ کفار کو اپنا دشمن نہ بناؤ۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھوں تباہ ہو جانے دو۔ اس قسم کے لوگ ہمیشہ ہی مسلمانوں میں رہے اور رہیں گے ۸۔ یہاں بھائیوں سے مراد نسبی قرابت دار ہیں نہ کہ دینی بھائی۔ کیونکہ شہداء احد مخلص مومن تھے اور یہ لوگ منافق' اور ان منافقوں کی یہ بکواس افسوس کے لئے نہ تھی بلکہ طعنہ کے طور پر تھی۔ وہ تو مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہوتے تھے ۹۔ تفسیر خزائن العرفان میں

يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

روزی پاتے ہیں لہ شاد ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا

وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ

اور خوشیاں منا رہے ہیں اپنے پچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے ۲

خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے نہ کچھ غم ۳

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ

خوشیاں مناتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل کی اور یہ کہ

لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ

اللہ ضائع نہیں کرتا اجر مسلمانوں کا ۴ وہ جو اللہ و رسول کے بلانے پر

وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ

حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا ۵ ان کے نکوکاروں ۶

اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ

اور پرہیزگاروں کے لئے بڑا ثواب ہے وہ جن سے لوگوں

لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان

فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾

کا ایمان اور زائد ہوا ۸ اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ

تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے کہ انہیں کوئی برائی

سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾

نہ پہنچی ۹ اور اللہ کی خوشی پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

(بقیہ صفحہ ۱۱۳) ہے کہ جس دن ابن ابی نے یہ کہا اس دن ستر منافق مرے ۱۰۔ یہاں شہداء کی پانچ صفات بیان ہوئیں۔ وہ کامل زندگی والے ہیں وہ اللہ کے پاس ہیں۔ انہیں روزی ملتی رہتی ہے۔ وہ دنیا اور دنیا والوں کے انجام سے باخبر ہیں۔ جوان' تندرست' آزاد کی زندگی کامل ہے۔ پیٹ کے بچے' نومولود' سوتے ہوئے اور بیمار' قیدی کی زندگی ناقص ہے۔ شہدا کی تمام قوتیں اعلیٰ ہیں اور کامل زندہ ہیں۔ احیاءٌ کی تنوین تعظیمی ہے۔ شہید کی روح زندگی میں مقید ہے مگر بعد شہادت ایک قدم میں مدینہ منورہ پہنچ جاتی ہے۔ ۱۱۔ اگرچہ یہ آیت شہداء احد کے حق میں اتری مگر تاقیامت تمام شہداء کی زندگی ثابت فرما رہی ہے۔ کیونکہ آیت کی عبارت عام ہے اس میں کوئی قید نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کے جسم و روح دونوں ہی زندہ ہیں اسی لئے ان کے اجسام قبر میں گلنے سے محفوظ رہتے ہیں جس کا بکثرت مشاہدہ ہوا۔ البتہ ان کی حیات ہماری حس سے بالاتر ہے اس لئے ان پر موت کے بعض احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ حیات شہداء کی بحث ہماری تفسیر نعیمی پارہ دوم میں ملاحظہ کرو۔

۱۔ یہاں روزی سے مراد صرف روحانی روزی یعنی ثواب قبر نہیں وہ تو تمام مومنوں کو ہوتا ہے بلکہ جنت کے میوے اور وہاں کے عیش مراد ہیں کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور جو چاہے کھاتی پیتی ہیں۔ ۲۔ یعنی جو مومن ابھی تک شہید نہیں ہوئے' آئندہ شہید ہو کر ان کے پاس پہنچنے والے ہیں' ان کے استقبال کی خوشیاں منا رہے ہیں اور ان کے انتظار میں ہیں ۳۔ اس پوری آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک تو شہیدوں کا زندہ ہونا۔ دوسرے یہ کہ وہ شہداء پسماندگان کے خاتمہ کو جانتے ہیں اور اب بھی ان کے حالات سے خبردار ہیں کہ وہ زندہ ہیں' نیکیاں کر رہے ہیں اور آئندہ شہید ہو کر ہم سے ملیں گے۔ ورنہ خوشی کے کیا معنی۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب کسی مسلمان کی بیوی اس سے لڑتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ اسے مت ستا یہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔ معلوم ہوا کہ حور دور سے سنتی دیکھتی اور ہر ایک کے انجام کو بھی جانتی ہے۔ پھر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا کیا پوچھنا۔ حضور تو اعلم الاولین و الآخرین ہیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے اجر ضائع و برباد ہیں کیونکہ انہوں نے شرط قبول نہیں کی یعنی ایمان۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شہداء کا ثواب بہت ہے کیونکہ اوروں نے مال' وقت وغیرہ راہ الٰہی میں خرچ کیا۔ اور شہید نے جان دی۔ جان سب سے اعلیٰ ہے تو اس کا ثواب بھی کامل ہے۔ اور خدا تعالیٰ مومن کی نیکی برباد نہیں کرتا۔ نیز معلوم ہوا کہ اس بارگاہ کے بے ادب مومن ہی نہیں معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کفر ہے اور بے ادب کافر' کیونکہ حضور کی آواز پر اونچی آواز کرنے سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں ۵۔ شان نزول جنگ احد کے بعد مدینہ منورہ میں خبر پہنچی کہ ابوسفیان پھر مدینہ پر چڑھائی کرنے آ رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے مقابلہ میں اپنی روانگی کا اعلان فرمایا۔ زخمی صحابہ بھی حضور کے ہمراہ اسی حال میں روانہ ہو گئے۔ آٹھ میل جا کر مقام حمراء الاسد پر پتہ لگا کر ابوسفیان مرعوب ہو کر مکہ چلے گئے۔ ان صحابہ کی تعریف میں یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا رب کا بلانا ہے اور حضور کے پاس آنا رب کے پاس آنا ہے کیونکہ حضور نے بلایا تھا رب نے فرمایا۔ اِسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اس آیت میں من بیانیہ ہے تبعیضیہ نہیں۔ کیونکہ وہ سب صحابہ نیکوکار پرہیزگار ہیں۔ ہاں یہ بتایا گیا کہ اجر کا سبب ان کی پرہیزگاری ہے۔ ۸ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں زیادتی و کمی ہو سکتی ہے۔ مگر

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ

وہ تو شیطان ہی ہے لہ کہ اپنے دوستوں سے دھمکاتا ہے تو ان سے نہ ڈرو ۲

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ

اور مجھ سے ڈرو۔ اگر ایمان رکھتے ہو اور اے محبوب تم ان کا کچھ غم نہ کرو

يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ

جو کفر پر دوڑتے ہیں ۳ وہ اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے ۴ .

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ

اور اللہ چاہتا ہے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہ رکھے اور ان کے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ

لئے بڑا عذاب ہے ۵ وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر مول لیا ۶

لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ

اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، اور ہرگز کافر اس

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا

گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لئے بھلا ہے ہم

نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

تو اسی لئے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں ۷ اور ان کیلئے ذلت کا عذاب ہے ۸

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ

اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو ۹ جب تک

حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ

جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے ۱۰ اور اللہ کی شان یہ

لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ

نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ۱۱ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے

(بقیہ صفحہ ۱۱۴) مقدار کی نہیں بلکہ کیفیت کی۔ کیونکہ مقدار جسم میں ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈر اور خوف مومن کا ایمان بڑھاتے ہیں گھٹاتے نہیں اور دنیاوی آفتیں مسلمان کے لئے رحمتیں ہیں۔ ۸۔ شان نزول۔ یہ واقعہ بدر صغریٰ کا ہے جو جنگ سے احد سے ایک سال بعد ۴ھ مقام بدر میں واقع ہوا کہ ابوسفیان نے احد میں کہہ دیا تھا کہ یا رسول اللہ آئندہ بدر میں پھر ہماری آپ کی جنگ ہو گی۔ مسلمان وہاں پہنچ گئے مگر ابوسفیان مرعوب ہو کر وہاں نہ پہنچے بلکہ ابوسفیان نے نعیم ابن مسعود اشجعی سے کہا کہ کسی تدبیر سے مسلمانوں کو بھی بدر میں آنے سے روک دے۔ نعیم نے مدینہ آ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو کہا تم وہاں نہ جاؤ ابوسفیان بہت لشکر لے کر آئے ہیں۔ مسلمانوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت ہر شدت کے وقت پڑھنی چاہیے۔ ۹۔ جب صحابہ کرام بدر صغریٰ کے موقعہ پر میدان جنگ میں پہنچے تو وہاں کوئی مقابل نہ پایا۔ اتفاقاً اس کے قریب ہی میں سوق بن کنانہ کا میلہ لگا ہوا تھا جو آٹھ دن رہتا تھا۔ ان حضرات کے پاس جو سامان تھا وہ وہاں لے گئے اور خوب نفع سے فروخت کیا۔ صحیح سلامت اور خوب نفع کما کر مدینہ منورہ واپس ہوئے اس لشکر کا نام جیش السویق رکھا گیا۔ کیونکہ لوگوں نے خوشی میں کہا کہ یہ حضرات ستو کھا کر نفع کما لائے۔ رب کو راضی کر آئے (روح) اس سے معلوم ہوا کہ دینی سفر میں دنیاوی کاروبار کر لینا ممنوع نہیں۔ لہٰذا حاجی سفر حج میں تجارت کر سکتا ہے۔ رب نے اسے نعمت اللہ اور فضل فرمایا۔ ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شیطان کی پیروی کرے وہ بھی شیطان ہے اور جو اس کی بات مانے وہ شیطان کا دوست ہے۔ شیطان جن و انس دونوں سے بچو۔

۲۔ اس میں قیامت تک کے مسلمانوں کی ہمت افزائی ہے کہ تمام کفار و منافقین ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اگر ان کے دل میں اللہ کا خوف ہو جس کے دل میں رب کا خوف ہو اس سے دنیا ڈرتی ہے وہ دنیا سے نہیں ڈرتا۔ ۳۔ اس میں غیب کی خبر ہے کہ اے پیارے حبیب! اگرچہ یہ کفار، منافقین، مرتدین، یہود، عیسائی جمع ہو جاویں لشکر اور پیسہ جمع کریں لیکن آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اللہ آپ کو فتح و نصرت دے گا اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ جنگ یرموک میں چالیس ہزار مسلمانوں کے مقابل سات لاکھ عیسائی یہودی تھے۔ مگر فتح مسلمانوں کی ہوئی ۴۔ یعنی رسول اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے۔ بہت جگہ قرآن کریم رب کا ذکر فرماتا ہے اور اس سے مراد رسول ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ اور مراد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۵ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ہمارا اپنا نقصان ہے ان کا نقصان نہیں۔ ہم ان کے حاجت مند ہیں۔ وہ ہم سے بے نیاز ہیں۔ ۶ اس طرح کہ پہلے مسلمان تھا۔ پھر مرتد و کافر ہو گیا۔ یا جو ایمان پر قدرت رکھتے ہوئے مسلمان نہ ہوئے کافر رہے۔ پہلی صورت میں یہ آیت مرتدین کے متعلق ہے دوسری صورت میں منافقین اور کھلے کفار کے متعلق ہے۔ ۷ اس سے معلوم ہوا کہ لمبی عمر جب اچھی ہے کہ نیک اعمال میں گزرے ورنہ عذاب ہے۔ لہٰذا مومن و متقی کی لمبی عمر نعمت ہے۔ کافر فاجر کی لمبی عمر عذاب کیونکہ مومن اس عمر میں نیکیاں بڑھائے گا اور کافر گناہ زیادہ کرے گا۔ اس سے ایک باریک مسئلہ معلوم ہوا۔ وہ یہ کہ جب کفر کی نحوست کی وجہ سے عمر زیادہ اور مال کثیر مل جاتا ہے تو نیک اعمال کی برکت سے ضرور عمر و مال میں برکت ہو سکتی ہے۔ شیطان کو بہکانے کے لئے عمر دراز اور بہت قوت عطا ہوئی ۸ اس سے معلوم ہوا کہ ذلت اور رسوائی کا عذاب کفار سے خاص ہے۔ قیامت میں رب تعالیٰ گنہگار مسلمانوں کو وہاں کی رسوائی سے

مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَ

جسے چاہے ۶ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور

تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ

پرہیزگاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے ۷ اور جو بخل کرتے ہیں ۸

يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا

اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ۹ ہرگز اسے اپنے

لَّهُمْ ۭ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۭ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ

لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

دن ان کے گلے کا طوق ہوگا ۱۰ اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ ع لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ

اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۱۱ بے شک اللہ نے سنا جنہوں

الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ

نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ۱۲ اب ہم لکھ رکھیں گے

مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا

ان کا کہا اور انبیاء کو ان کا ناحق شہید کرنا ۱۳ اور فرمائیں گے کہ چکھو

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ

آگ کا عذاب یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور

اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ

اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۱۴ وہ جو کہتے ہیں اللہ نے ہم سے

اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا

اقرار کر لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جب تک ایسی قربانی کا

ع ۱۸ ۹ — وقف لازم

(بقیہ صفحہ ۱۱۵) بچائے گا۔ حتیٰ کہ اس کے گناہوں کا حساب بھی خفیہ ہو گا۔ ۵ یعنی اے صحابہ! یہ حال رہے گا نہیں کہ منافق و مومن ملے جلے رہیں بلکہ عنقریب اللہ کے رسول منافقوں کو چھانٹ کر دکھا دیں گے باذن الٰہی۔ اب جو کہے کہ (معاذ اللہ) اکثر صحابہ چھپے ہوئے منافق تھے جو حضور کے بعد خلیفہ بھی بن گئے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ حضور نے وفات سے بہت پہلے مخلص، منافق علیحدہ کر کے دکھا دیئے تھے۔ ۶ اس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان منافقوں کے رسوا فرمانے کی اجازت دیدے گا۔ پھر حضور ان کی پردہ پوشی نہ فرمائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بھی ہر کافر مومن و منافق کو پہچانتے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان کا کیا پوچھنا۔ اب جو کہے کہ حضور کو مخلص و منافق کی پہچان نہ تھی وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اس آیت کا ظہور اس طرح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں منافقوں کو نام بہ نام پکار کر نکال دیا تھا جس سے ان کا نفاق خوب کھل گیا۔

۱۱ اس غیب سے وہ غیب مراد ہے جو دلائل سے بھی معلوم نہ ہو سکے جیسے آئندہ واقعات اور ان چیزوں کا علم جو اللہ کا اپنا غیب ہے۔ اس کی تفسیر اس آیت سے ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ، ورنہ جو غیب دلائل سے معلوم ہو سکے جیسے اللہ کی ذات و صفات اس پر تو ایمان ضروری۔ رب فرماتا ہے يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ اور بغیر علم ایمان کیسے ہو سکتا ہے۔ ۱ شان نزول۔ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری ساری امت کو پیدائش سے پہلے مجھ پر پیش فرمایا اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون نہیں۔ منافقوں نے اس وعظ شریف کا مذاق اڑایا اور بولے کہ ہم درپردہ کافر ہیں مگر حضور ہم کو مومن سمجھے ہوئے ہیں اور دعویٰ یہ کہ لوگوں کی پیدائش سے پہلے آپ مومن و کافر کو پہچانتے ہیں۔ اس پر حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ ہمارے علم پر طعن کرتے ہیں۔ اچھا آج سے قیامت تک ہونے والے واقعات میں سے جو چاہو پوچھ لو۔ عبداللہ ابن حذافہ سہمی نے عرض کیا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم اللہ کے رب ہونے، آپ کے نبی ہونے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں۔ تب حضور نے ارشاد فرمایا کہ آئندہ اس قسم کے طعنوں سے کیا باز رہو گے۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے ہر واقعہ کی خبر دی اور اپنے خاص غیب پر مطلع فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے علم پر اعتراض کرنا منافقوں کا کام ہے تیسرے یہ کہ حضور کو ایسی پوشیدہ باتوں کی بھی خبر ہے جس کی خبر دوسروں کو نہیں ہوتی۔ حذافہ کا عبداللہ کا باپ ہونا یہ وہ پوشیدہ خبر ہے جس کی خبر سوا ان کی ماں کے کسی کو نہیں مگر آپ اسے بھی جانتے ہیں ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تمام رسولوں پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے علم غیب کا انکار کر کے حضور پر ایمان لانے کا دعویٰ کرنا قابل قبول نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ حضور کے تمام اوصاف حمیدہ کو مانے۔ کیونکہ ان منافقوں نے حضور کے علم غیب کا انکار کیا تو ارشاد ہوا کہ اللہ رسول پر ایمان لاؤ تیسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی ضروری ہے۔ کوئی مومن کسی درجہ پر پہنچ کر اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ۳۔ حقوق کا ادا نہ کرنا بخل ہے خواہ انسانوں کا حق ادا نہ کرے، یا شریعت کا، یا اللہ تعالیٰ کا۔ لہٰذا زکوٰۃ دینے والا۔ اپنے حاجت مند ماں باپ بچوں اہل قرابت پر خرچ نہ کرنے والے

بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ

حکم نہ لائے جسے آگ کھائے ۳ تم فرمادو مجھ سے پہلے ،بہت رسول کھلی نشانیاں ۳

قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ

اور یہ حکم لے کر آئے جو تم کہتے ہو ۴ پھر تم نے انہیں کیوں شہید کیا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ

اگر سچے ہو ۵ تو اے محبوب اگر وہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ

تو تم سے اگلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ۵ جو صاف نشانیاں اور صحیفے اور

الْمُنِیْرِ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ

چمکتی کتاب لے کر آئے تھے ۶ ہر جان کو موت چکھنی ہے ۷ اور تمہارے بدلے تو

اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ

قیامت ہی کو پورے ملیں گے ۸ تو جو آگ سے بچا کر جنت میں

وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ

داخل کیا گیا وہ مراد کو پہنچا اور دنیا کی زندگی تو یہی

اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِیْۤ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ

دھوکے کا مال ہے ۹ بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں

وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

میں ۱۰ اور بے شک ضرور تم اگلے کتاب والوں

وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِیْرًاؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا

اور مشرکوں سے ،بہت کچھ برا سنو گے ۱۱ اور اگر تم صبر کرو

وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴿۱۸۶﴾ وَ اِذْ

اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور یاد کرو

(بقیہ صفحہ ۱۱۶) بخیل ہے۔ ۱۴ اس سے معلوم ہوا کہ بخل صرف مال کا ہی نہیں ہوتا بلکہ علم میں بھی ہوتا ہے کیونکہ ما عام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جسے جو ملا ہے رب تعالیٰ کے فضل سے ملا اپنے استحقاق سے نہیں ملا ۱۵ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ مال سانپ بن کر قیامت میں مالک کے گلے میں پڑے گا اور یہ کہہ کر اسے ڈستا جاوے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں (خزائن) ۱۶ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کے باوجود رب کی نعمتیں ملنا رب کا عذاب ہے کہ یہ شہد میں زہر ہے اور گناہ یا خطا پر فوراً عتاب یا پکڑ ہو جانا رب کی رحمت ہے کہ انسان جلد توبہ کر لیتا ہے ۱۷ شان نزول۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ کون ہے جو رب تعالیٰ کو اچھا قرض دے تو یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگ رہا ہے تو ہم غنی ہوئے اور اللہ تعالیٰ فقیر' اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۱۸ یعنی یہ یہود آج کے مجرم نہیں بڑے پرانے پاپی ہیں۔ سب جرموں میں گرفتار ہوں گے ۱۹ اس طرح کہ بغیر جرم کسی کو سزا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے چھوٹے بچے جو لڑکپن میں فوت ہو جاویں وہ دوزخی نہیں۔ کیونکہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا اور رب بغیر جرم دوزخ نہیں دیتا۔

۱۔ شان نزول۔ یہود کہتے ہیں کہ توریت شریف میں ہم کو یہ حکم ہے کہ ہم اس نبی پر ایمان لاویں جو اپنے دعوٰی کے ثبوت میں ایک جانور ذبح کرے اور اس کا گوشت غیبی آگ آسمان سے اتر کر جلا جاوے چونکہ آپ یہ معجزہ نہ لائے اس لئے ہم آپ پر ایمان نہیں لاتے۔ ان کے رد میں یہ آیت اتری ۲۔ یعنی سارے رسول معجزات لائے قربانی کے سوا کیونکہ قربانی کا ذکر تو آگے آ رہا ہے ۳۔ یعنی ان میں سے بعض نے قربانی کا معجزہ بھی دکھا دیا۔ جیسے زکریا اور یحییٰ علیہما السلام۔ انہیں یہود نے قتل کیا۔ ۴۔ یعنی اے یہودیو! اگر تم ان انبیاء پر ضرور ایمان لاتے ہو جو قربانی پیش کر کے دکھا دیں تو تم نے قربانی دکھانے والے نبیوں زکریا و یحییٰ علیہما السلام وغیرہ کو قتل کیوں کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ تم صرف بہانے بناتے ہو۔ خیال رہے کہ اگرچہ ان گزشتہ نبیوں کو پچھلے یہود نے شہید کیا تھا مگر چونکہ یہ موجودہ یہودی ان کے حامی تھے اس لئے ان کے قتل کا ذمہ دار انہیں بھی بنایا گیا۔ ۵۔ تو جیسے ان حضرات نے ان کے جھٹلانے پر صبر فرمایا آپ بھی صبر فرمائیں خیال رہے کہ حضور کے صبر کی مثال ملنا غیر ممکن ہے۔ کفار مکہ کے ہاتھوں عمر بھر ایذائیں پہنچیں مگر فتح مکہ میں سب کو معافی دے دی ۶۔ خیال رہے کہ صحیفہ مثل رسالہ کے ہوتا تھا جو رب کی طرف سے آتا تھا۔ اس میں عبادات کا طریقہ اور کچھ احکام ہوتے تھے۔ کتاب باقاعدہ پوری کتاب۔ ربانی صحیفے کل سو اترے۔ کتابیں کل چار اتریں یہاں کتاب سے مراد توریت و انجیل ہے۔ ۷۔ یعنی انسان ہوں یا جن یا فرشتہ۔ غرضیکہ اللہ کے سوا ہر زندہ کو موت آنی ہے اور ہر چیز فانی ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں جو بعض گناہوں پر عذاب اور بعض نیکیوں پر رب کی رحمت آ جاتی ہے یہ اس کا حقیقی بدلہ نہیں یہاں مجرم کو سزا ایسی ہے جیسے مقدمہ سے پہلے ملزم کو حوالات اور نیک کار کو رحمت ایسی ہے جیسے ملازم سرکار کو بھتہ۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی زندگی وہ ہے جو دنیا کے جھگڑوں میں گزار دی جائے۔ وہ نرا دھوکا ہے۔ اولیاء صالحین کی زندگی دنیاوی ہوتی ہی نہیں۔ وہ آخرت کمانے میں خرچ ہوتی ہے لہٰذا وہ دھوکا نہیں' نہ اسے فنا ہے وہ ابدالآباد تک باقی ہے۔ ۱۰۔ جیسے زکوٰۃ و جہاد کا فرض ہونا اور دنیا میں آفات جان و مال پر آنا۔ پہلے سے اس لئے اطلاع دے دی گئی تا کہ یہ چیزیں آسان ہو جاویں ۱۱۔ جیسے بے جا طعن و تشنیع اور بہتان لگانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے کافر مسلمانوں کے

اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی لہ کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلے ذلیل دام حاصل کئے لہ تو کتنی بری خریداری ہے لہ

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾

ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے ان کی تعریف ہو ﻫ ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﻫ

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾

اور اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی لہ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش لہ اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں لہ ہیں عقل مندوں کیلئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں لہ کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے لہ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ

(بقیہ صفحہ ۱۱۷) دشمن ہیں۔ ۱۲۔ اگر اس کے یہ معنی ہوں کہ ان پر جہاد نہ کرو صبر سے ان کی ایذائیں برداشت کرتے رہو تو یہ آیت جہاد کی آیات سے منسوخ ہے اور اگر یہ معنی ہوں کہ تم بدلہ میں اہل کتاب کے پیغمبروں کو برا نہ کہو' بلکہ ان کا احترام ہی کرو تو یہ آیت محکم ہے۔ کسی کافر کا بدلہ لینے کے لئے بزرگوں کی توہین نہ کی جائے کیونکہ وہ پیغمبر ہمارے بھی رسول ہیں۔ ہمارا ان پر ایمان ہے۔

۱۔ اہل کتاب کے علماء سے یہ خصوصی عہد لیا گیا تھا یا تو میثاق کے دن یا توریت میں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ عہد میثاق کے دن ہی لیا گیا ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دین بیچ کر جتنی دولت بھی وصول کی جاوے وہ تھوڑی ہے وہ خالص دنیا ہے اور دنیا کتنی بھی زیادہ ہو قلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ روپیہ لے کر احکام شرعی چھپانا، بدلنا یہ آیات الٰہی کو بیچنا ہے۔ قرآن چھاپ کر فروخت کرنا' تعلیم قرآن پر اجرت لینا' امامت بدرسی پر تنخواہ لینا یہ اس میں داخل نہیں ورنہ علماء متاخرین اسے جائز نہ کہتے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی مسئلہ چھپانا حرام ہے۔ علماء پر واجب ہے کہ اپنے علم سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائیں بلکہ انہیں چاہیے کہ اپنا لباس اپنی وضع علما کی سی رکھیں تا کہ لوگ انہیں عالم سمجھ کر مسائل دریافت کر لیں۔ عالم کا غیر عالم کے لباس میں رہنا بہتر نہیں کہ خطرہ ہے کہ یہ بھی علم چھپانے میں داخل ہو جاوے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ بزدلوں کو خان بہادر کا' اور جاہلوں کو شمس العلماء کا خطاب دینا اور ان خطاب یافتہ لوگوں کا اس پر خوش ہونا طریقہ کفار ہے۔ اسی طرح بے علم لوگوں کا مولوی عالم، مولوی فاضل بن جانا اور اس کی ڈگری پر خوش ہونا طریقہ جہال ہے۔ کیونکہ آج کل بعض جاہل تدبیر کر کے مولوی فاضل وغیرہ کی ڈگریاں حاصل کر لیتے ہیں۔ ۵۔ یہ وعید ان کفار کے لئے ہے جو لوگوں کو گمراہ کرنے یا گمراہ رکھنے پر خوش ہوتے ہیں اور اپنی تعریف چاہتے ہیں۔ ۶۔ یہ حصر حقیقی ملکیت کے لحاظ سے ہے یعنی حقیقی مالک' بادشاہ رب ہی ہے دوسرے اس کی عطا سے مجازی طور پر بادشاہ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب' مدد' حسیب ہونے کے متعلق جو حصر کی آیات آئی ہیں ان سے بھی حقیقی معنی ہی مراد ہیں جیسے لَہٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یا كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا اور كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ ۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت بیدار ہو کر آسمان پر نظر فرما کر یہ آیت کریمہ میعاد تک پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس پر افسوس ہے جو یہ آیات پڑھے اور آسمان و زمین کی حکمتوں پر غور نہ کرے۔ لہذا علم جغرافیہ و سائنس حاصل کرنا بھی ثواب ہے بشرطیکہ یہ علوم اسلامی عقائد کے مؤید ہوں۔ ۸۔ کہ ان کو دیکھ کر رب کی وحدانیت اس کے علم و قدرت معلوم کریں اور یقین کریں کہ قوموں کا بھی یہی حال ہے کبھی کوئی قوم عروج پر اور کبھی دوسری۔ اس عروج پر فخر نہ کریں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقلمند وہ ہے جو اپنی زندگی اللہ کی یاد میں گزارے اگرچہ دنیا زیادہ نہ کمائے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر ہر حال میں چاہیے۔ اسی لئے ذکر اللہ کے لئے وضو وغیرہ کی قید بھی نہیں لگائی۔ کیونکہ مرتے وقت کس کا وضو ہوتا ہے مگر کلمہ پڑھ کر مرتے ہیں۔

هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَا

بے کار نہ بنایا پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے[۱] اے رب

اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا

ہمارے بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رسوائی دی اور

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا

ظالموں کا کوئی مددگار نہیں[۲] اے رب ہمارے ہم نے ایک منادی

مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ

کو سنا[۳] کہ ایمان کے لئے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم

فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا

ایمان لائے[۴] اے رب ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں

سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا

محو فرما دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر[۵] اے رب ہمارے اور ہمیں دے وہ

وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت[۶] اور ہمیں قیامت کے دن رسوا

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ

نہ کر بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا[۷] تو ان کی دعا سن لی

رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ

ان کے رب نے[۸] کہ میں تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا[۹]

ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو[۱۰] تو وہ جنہوں نے ہجرت کی

وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ

اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے رب کی حمد کرنا اور اللہ کو رَبَّنَا کہہ کر پکارنا اور بار بار رَبَّنَا یا سُبْحٰنَكَ عرض کرنا بفضلہ تعالیٰ دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے ۲۔ اس سے پتہ لگا کہ جو ظالم یعنی کافر نہ ہو اس کے مددگار اللہ کی طرف سے بہت ہیں۔ چنانچہ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مددگار نہ ہونا کافر کا عذاب ہے جس سے مسلمان محفوظ ہے۔ کافر بے یار و مددگار ہے۔ مسلمان کے مددگار اللہ، رسول، صالح مومنین، اولیاء، ملائکہ سب ہیں۔ ماشاء اللہ۔ اور فرماتا ہے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرًا یعنی اس کے بعد فرشتے مددگار ہیں ۳۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا کو۔ معلوم ہوا کہ دین کے علماء کی تبلیغ ان کی آوازیں بالواسطہ حضور ہی کی تبلیغ اور حضور ہی کی ندا ہے کہ ان کی بات سننا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سننا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم سب کا ایمان حضور کی ندا کی برکت سے ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مسلمان اپنے کو گنہگار سمجھے مگر کافر نہ سمجھے۔ اپنے کفر کا اقرار بھی کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنے ایمان کے وسیلہ سے دعا کرنی چاہیے۔ جب اپنے ایمان کا وسیلہ بنانا درست ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا بھی بالکل صحیح ہے۔ ۵۔ یعنی ہم مرتے وقت نیکوں کے زمرہ میں ہوں۔ نیکی کرتے کرتے مریں۔ یا جب دنیا سے نیک اٹھ جاویں، بد ہی رہ جاویں تو ہمیں بھی موت عطا فرما دے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ آخر زمانہ میں مومنین اٹھ جائیں گے ۶۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا وعدہ درحقیقت رب کا وعدہ ہے جس کے پورا فرمانے کے لئے رب سے عرض کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ہونے کا وعدہ فرما لیں۔ وہ یقیناً جنتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا میں پیغمبر کے وعدے کا حوالہ دیا جاوے تا کہ قبول سے قریب تر ہو جاوے۔ لہٰذا رات کے آخری حصہ میں دعا قبول ہونے کا مصطفوی وعدہ ہے۔ تہجد میں اس کے حوالہ سے دعا مانگنی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کی رسوائی بڑا عذاب ہے اللہ اس سے بچائے۔ ۷۔ یعنی ہمیں تیرے وعدہ خلاف ہونے کا خطرہ نہیں۔ خطرہ اپنے متعلق ہے کہ ہم اس وعدہ والوں کے زمرہ میں رہیں یا نہ رہیں۔ اے مولیٰ ہمیں ان میں ہی رکھ ۸۔ خیال رہے کہ دعا میں پانچ بار ربنا کہنے پر قبولیت کی امید قوی ہے کہ ان آیات میں پانچ بار رَبَّنَا فرمایا گیا، اسی پر قبولیت کا وعدہ ہوا۔ ۹۔ یعنی مسلمانوں کے عمل ضائع نہیں فرماتا۔ اس لئے یہاں مِنْكُمْ فرمایا گیا کافروں کے عمل نیک برباد ہیں۔ برے عمل برقرار ہوں گے۔ ہاں بعض گناہ ایسے بھی ہیں جن سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ مگر اس صورت میں رب نے برباد نہ فرمائیں بلکہ بندے نے خود برباد کر لیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ احکام کی آیتوں میں خطاب مردوں سے ہے مگر عورتیں بھی ان میں شامل ہیں کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ تم مرد عورتیں آپس میں ایک ہو۔ لہٰذا احکام اور ان کی جزا ثواب تم سب کو شامل ہے شان نزول۔ یہ آیت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس عرض پر نازل ہوئی کہ میں ہجرت میں عورتوں کا کچھ ذکر نہیں سنتی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ جہاد یا شہادت گناہوں کا کفارہ ہے مگر حقوق کا کفارہ نہیں کیونکہ سَیِّئَات گناہ صغائر کو کہتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ، اور فرماتا ہے۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ خیال رہے کہ فِيْ سَبِيْلِيْ کا تعلق گزشتہ تین چیزوں سے ہے۔ یعنی ہجرت کرنا۔ گھر سے نکالا جانا۔ ایذا دیا جانا۔ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہو تب یہ وعدہ ہے۔ ۲۔ اس میں فرمایا گیا کہ رب کی عطا تمہارے اعمال کے لائق نہ ہو گی بلکہ ہماری شان کریمہ کے مطابق ہو گی لہٰذا وہ ثواب تمہارے خیال و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ ۳۔ یعنی تم کافروں کی آزادی اور مال داری سے یہ نہ سمجھو کہ کافر اللہ کے مقبول ہیں ورنہ انہیں دنیا کی نعمتیں کیوں ملیں۔

وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ

اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا ۱

لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں

ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ

اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب

الثَّوَابِ ۝۱۹۵ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي

ہے ۲ اے سننے والے کافروں کا شہروں میں اہلے گہلے پھرنا ہرگز تجھے

الْبِلَادِ ۝۱۹۶ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۟ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ

دھوکا نہ دے ۳ تھوڑا برتنا ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور

بِئْسَ الْمِهَادُ ۝۱۹۷ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

کیا ہی برا بچھونا ۴ لیکن وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کیلئے

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں

نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ

اللہ کی طرف کی مہمانی ۵ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں

لِّلْاَبْرَارِ ۝۱۹۸ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ

کے لئے سب سے بھلا ۶ اور بے شک کچھ کتابی ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان

بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ

لاتے ہیں ۷ اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو انکی طرف اترا ان کے دل اللہ

لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ

کے حضور جھکے ہوئے اللہ کی آیتوں کے بدلے ذلیل دام نہیں لیتے ۸ یہ وہ ہیں

دولہا کی نچھاور عالم لوگ لوٹتے ہیں۔ مومن دولہا ہے۔ یہ دنیا اسی کی نچھاور ہے جسے کفار برت رہے ہیں۔ اس لئے جب مومن نہ رہیں گے تو قیامت آ جاوے گی۔ ۴۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ مسلمانوں کی اس عرض کرنے پر نازل ہوئی کہ کفار عیش میں ہیں اور ہم تنگی میں۔ انہیں بتایا یہ گیا کہ کفار کا یہ عیش مٹھائی میں زہر ہے۔ اس سے دھوکہ نہ کھاؤ ۵۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جنتیوں کی ہمیشہ ایسی خاطر تواضع کی جاوے گی۔ جیسی مہمان کی ہوتی ہے کہ میزبان اس میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا۔ ہم بھی تمہاری خاطر میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جنتی اپنی جنت کے مالک نہ ہوں گے صرف مہمان کی حیثیت رکھیں گے۔ لَهُمْ جَنّٰتٌ کے لام سے معلوم ہوتا ہے کہ جنتی جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مالک ہوں گے۔ لام ملکیت کا ہے۔ ۶۔ یعنی آخرت کی نعمتیں جو نیکوں کو ملیں گی وہ دنیا کی نعمتوں سے کہیں بہتر ہیں کہ وہ باقی ہیں اور یہ فانی۔ یا یہ مطلب ہے کہ نیکوں کی نیکیاں جو اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جاویں وہ تمام دنیا سے افضل ہیں۔ خیال رہے کہ مقبول اعمال اللہ کے پاس رہتے ہیں۔ مردود اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقۃً اللہ پر ایمان لانے والا وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے۔ کیونکہ سارے اہل کتاب اللہ کو مانتے تھے مگر فرمایا کہ ان میں سے بعض اللہ کو مانتے ہیں ان سے مراد سیدنا عبداللہ ابن سلام، کعب احبار وغیرہ رضی اللہ عنہم وہ حضرات ہیں جو پہلے یہود کے بڑے عالم تھے۔ ۸۔ شان نزول۔ بادشاہ حبشہ نجاشی یعنی اصحمہ کا حبشہ میں انتقال ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کی خبر صحابہ کو دی اور فرمایا کہ چلو ان پر نماز پڑھیں۔ جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ حبشہ کی زمین اور نجاشی کی میت آپ کے سامنے تھیں۔ حضور نے نماز جنازہ پڑھی۔ منافقوں نے طعنہ دیا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں جسے کبھی دیکھا بھی نہیں۔ اس پر یہ آیت اتری معلوم ہوا کہ جنازہ کی نماز کی شرط یہ ہے کہ میت امام کے سامنے ہو۔

۱۔ کہ ساری مخلوق کا حساب چند گھنٹوں میں فرمالے گا۔ مگر اس کے باوجود قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے۔ باقی دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی اور اظہار عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو گی۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے

لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ

جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ جلد حساب

الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا

کرنے والا ہے لہ اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے

وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

رہو اور سرحد پر اسلامی ملک کی نگہبانی کرو ۲ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ کامیاب

آیاتہا ۱۷۶ | ۴ سُوْرَةُ النِّسَاۤءِ مَدَنِيَّةٌ ۹۲ | رکوعاتہا ۲۴

سورۃ نساء مدنی ہے اس میں ۱۷۶ آیات ہیں اور ۲۴ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو ۳ جس نے تمہیں ایک جان سے

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا

پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا ۴ اور ان دونوں سے

رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاۤءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاۤءَلُوْنَ

بہت مرد و عورت پھیلا دیئے ۵ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو ۶

بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾

اور رشتوں کا لحاظ رکھو ۷ بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ

اور یتیموں کو ان کے مال دو ۸ اور ستھرے کے بدلے گندا

بِالطَّيِّبِ ۪ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ

نہ لو ۹ اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ ۱۰

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ملک کی سرحد پر رہنا بھی عبادت ہے کیونکہ وہاں کفار کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے اس لئے وہاں ہر شخص جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اور تیاری جہاد، جہاد کی طرح عبادت ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ کافر تو ایمان لے آئیں اور مومن گناہ چھوڑ کر نیکی اختیار کریں۔ تقویٰ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اور ناس میں مومن و کافر سب داخل ہیں۔ جنات سے خطاب نہیں۔ ۴۔ یعنی سارے انسانوں کو حضرت آدم و حوا سے بطور نسل و ولادت پیدا فرمایا۔ مگر حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا۔ دیکھو انسان کے جسم سے بہت سے کیڑے پیدا ہوجاتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں کہلاتے۔ جیسے گھر کے ایک خاندان کی انتہا ایک شخص پر ہوتی ہے۔ ایسے ہی سارے انسانوں کی انتہا ایک انسان پر ہے وہ آدم علیہ السلام ہیں ۵۔ اس میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ ہر انسان دوسرے کی خیر خواہی کرے کیونکہ یہ سب ایک ہی جڑ کی شاخیں ہیں اور ایک ہی شاخ کے پھل پھول۔ نیز کوئی مسلمان نسل اور قومی فخر نہ کرے۔ کیونکہ سب قوموں کی اصل ایک ہے۔ ۶۔ ایک دوسرے سے رب کے نام پر مانگتے ہو کہ کہتے ہو اللہ کے واسطے مجھے یہ دو جس کا نام کریم ہے۔ کہ تمہاری کار سازی کرتا ہے تو بتاؤ کہ نام والا خود کیسا ہے۔ ۷۔ کہ رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرو رشتے قطع نہ کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو رزق کی کشائش اور عمر میں برکت چاہے وہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ ۸۔ شان نزول۔ ایک شخص کے پاس اس کے یتیم بھتیجے کا مال تھا جب وہ یتیم بالغ ہوا تو اس نے چچا سے اپنے مال مانگا۔ چچا نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس شخص نے یہ آیت سن کر فوراً مال بھتیجے کے حوالے کیا۔ اور کہا اللہ رسول کی اطاعت سب سے بہتر ہے ہم اس کے مطیع ہیں۔ (خزائن العرفان) خیال رہے کہ اس بالغ کو یتیم فرمانا گزشتہ کے لحاظ سے ہے ورنہ بالغ ہو کر بچہ یتیم نہیں رہتا۔ انسان کا وہ بچہ یتیم ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ جانور کا وہ بچہ یتیم ہے جس کی ماں مرجائے موتی وہ یتیم ہے جو سیپ میں اکیلا ہو اسے در یتیم کہتے ہیں۔ بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ ۹۔ یعنی اپنا مال جو حلال ہے وہ یتیم کے مال میں رکھ کر اس کا مال اس کے عوض نہ لو کیونکہ وہ حرام ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب اس سے ظلم مقصود ہو ۱۰۔ جب یتیم کا مال اپنے مال سے ملا کر کھانا حرام ہوا تو علیحدہ طور پر کھانا بھی ضرور حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کو ہبہ دے سکتے ہیں مگر اس کا ہبہ لے نہیں سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وارثوں میں جس کے یتیم بھی ہوں اس کے ترکہ سے نیاز، فاتحہ خیرات کرنا حرام ہے اور اس کھانے کا استعمال حرام۔ اولاً مال تقسیم کرو۔ پھر بالغ وارث اپنے مال سے خیرات کرے۔

اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝۲ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا

بے شک یہ بڑا گناہ ہے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں

فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

انصاف نہ کرو گے ۱ تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں

مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا

دو دو اور تین تین اور چار چار ۲ پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو

فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا

برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو ۳ یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو ۴ یہ اس سے زیادہ

تَعُوْلُوْا ؕ ۝۳ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ

قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دو ۵ پھر اگر وہ

طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا

اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے کھاؤ رچتا پچتا ۶

مَّرِیْٓـًٔا ۝۴ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ

اور بے عقلوں کو ان کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں ۷

اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَ

جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے ۸ اور انہیں اسی میں سے کھلاؤ اور پہناؤ

قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۵ وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی

اور ان سے اچھی بات کہو ۹ اور یتیموں کو آزماتے رہو ۱۰ یہاں تک

اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا

کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال

فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا

انہیں سپرد کر دو ۱۱ اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے

۱۔ شان نزول۔ بعض لوگ اپنی زیر پرورش یتیمہ لڑکی سے محض اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیتے تھے ان سے رغبت نہ رکھتے تھے اس لئے ان کی زوجیت کے حقوق ادا نہ کرتے تھے۔ اس سے روکنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی فرمایا گیا کہ ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں ۲۔ اس حکم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں۔ آپ کو جس قدر چاہیں بیویاں حلال تھیں۔ خیال رہے کہ ایک مرد کو چند بیویاں کرنے کا اس لئے اختیار دیا گیا کہ عورتیں مردوں سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں اور مرد جنگ و جہاد میں مارے جاتے ہیں۔ اگر چند بیویاں حلال نہ ہوں تو عورتوں کی کھپت کہاں ہو گی۔ نیز اس میں نسل کی زیادتی اور تعداد کی کثرت ہے آج کثرت تعداد پر حکومتیں قائم ہوتی ہیں۔ مگر ایک عورت کو چند خاوند رکھنے کی اجازت نہیں کیونکہ اس سے بچہ کی نسل مشتبہ ہو جاوے گی خبر نہ ہو گی کہ یہ بچہ کس کا ہے کون پرورش کرے ۳۔ جو حقوق زوجیت ادا کرنے اور عدل و انصاف پر قادر نہ ہو اسے چند بیویاں رکھنا حرام ہے۔ لیکن یہ کام جرم ہے نکاح حلال ہو گا اولاد حلال کی ہو گی ۴۔ لونڈی کی کوئی حد نہیں۔ جتنی چاہو رکھو۔ نیز لونڈی کے حقوق مولیٰ پر لازم نہیں نہ وہ زوجیت کے حقوق کی مستحق ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مہر کی مستحق خود عورت ہے نہ کہ اس کے ولی۔ دوسرے یہ کہ خاوند پر لازم ہے کہ عورت کا قبضہ کرا دے۔ مہر تین طرح کا ہوتا ہے مہر معجل مہر موجل اور مہر غیر مصرح ان تینوں کے علیحدہ احکام ہیں مہر معجل میں عورت وطی سے پہلے ہی مطالبہ کر سکتی ہے ۶۔ بعض علماء اس آیت سے فرماتے ہیں کہ عورت کا مہر بڑی برکت والی چیز ہے اگر کسی کے بچہ کو شفا نہ ہوتی ہو تو وہ اپنے مہر سے اس کا علاج کرے۔ اور درود شریف ہماری پہلی ماں حضرت حوا کا مہر ہے لہٰذا ہمارے لئے شفا ہے مگر یہ جب ہے کہ عورت بخوشی دے جبراً لینا یا دیا ہوا مہر واپس لینا حرام ہے رب فرماتا ہے فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا لہٰذا دونوں آیتوں میں تعارض نہیں ۷۔ اس ترجمہ میں یہ اشارہ ہے کہ اَمْوَالَكُمْ میں اموال کی نسبت تم کی طرف قبضہ کی نسبت ہے نہ کہ ملکیت کی اور ان مالوں سے یتیم کے وہ ذاتی مال مراد ہیں جو ان کے ولیوں کے پاس امانۃً محفوظ ہیں۔ یعنی ناسمجھ یتیموں کو مال نہ دو ورنہ وہ ضائع کر دیں گے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مال سنبھالنا بھی عبادت ہے کیونکہ دین و دنیا کے ہزاروں کام اس سے انجام پاتے ہیں اور فرائض کے شرائط بھی فرض ہوتے ہیں۔ جیسے نماز کے لئے وضو ۹۔ اچھی بات یہ انہیں تعلیم دلانا انہیں اچھے اخلاق سکھانا انہیں ان کے مال دیئے جانے کی تسلی دینا سب ہی داخل ہیں۔ سبحان اللہ قرآن کریم نے بچوں کا پالنا کس اعلیٰ طریقہ سے سکھایا۔ بچوں سے ابے تبے کر کے نہ بولو آپ جناب سے بولو تا کہ وہ بھی ایسا بولنے کے عادی ہوں۔ ۱۰۔ اس طرح کہ انہیں کچھ پیسے خرچ کرنے کو دو کچھ سودا سلف ان سے منگواؤ تا کہ پتہ لگے کہ ان میں سمجھ سوچ پیدا ہوئی کہ نہیں اور آئندہ مال کو سنبھال سکیں گے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ مال کمانا کمال نہیں مال خرچ کرنا کمال ہے۔ کمانا سب جانتے ہیں۔ خرچ کرنا کوئی کوئی جانتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کے ساتھ دنیا بھی بچوں کو سکھانا ضروری ہے ۱۱۔ اس آیت میں صاحبین کی دلیل ہے کہ اگر بچہ بالغ ہو کر بھی مال نہ سنبھال سکے تو اس کا مال کبھی اس کے سپرد نہ کیا جائے امام صاحب کے نزدیک پچیس سال کی عمر میں سپرد کر دیا جائے۔ اٹھارہ برس بلوغ کی انتہائی مدت ہے۔ سات سال اور انتظار دیکھو (روح) دلائل کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ بہرحال اس آیت سے معلوم ہوا کہ مال کی حفاظت بہت اہم ہے کہ اس پر دین و دنیا کے بہت سے کام موقوف ہیں۔

أَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ

نہ ہو جائیں [1] اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو

كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ

حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے [2] پھر جب تم ان

اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

کے مال انہیں سپرد کرو تو ان پر گواہ کر لو [3] اور اللہ کافی ہے

حَسِيْبًا ۝٦ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

حساب لینے کو مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ

وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ

اور قرابت والے [4] اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے

وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝٧

ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت [5] حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا [6]

وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ

پھر بانٹتے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین [7]

فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝٨

آ جائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو [8] اور ان سے اچھی بات کہو

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً

اور ڈریں وہ لوگ [9] کہ اگر اپنے بعد ناتواں اولاد چھوڑتے تو

ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ ۠ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا

ان کا کیسا انہیں خطرہ ہوتا تو چاہیے کہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات

سَدِيْدًا ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا

کریں [10] وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو

١۔ بعض اولیاء یتیم کی شادی ان کے مال سے بہت دھوم سے کرتے ہیں۔ جن میں بہت ناجائز خرچ کر ڈالتے ہیں وہ ان یتیموں کے دشمن ہیں اور اسی آیت میں داخل ہیں اور جو غریب اولیاء یتیم کے مال سے حق پرورش حق سے زیادہ لیں وہ بھی اس میں داخل ہیں ٢۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت دینی خدمت پر بھی اجرت لینا جائز ہے۔ دیکھو یتیم کا پالنا دینی کام ہے مگر فقیر وارث کو حق ہے کہ یتیم کے مال سے اس کی اجرت لے اسی لئے خلفائے راشدین نے خلافت پر اجرت لی۔ سوا عثمان غنی کے رضی اللہ عنہم۔ لہٰذا امامت' دینی مدرسی پر اجرت لے سکتے ہیں۔ ٣۔ یہ امر استحبابی ہے۔ ہر مالی معاملہ جس میں جھگڑے کا اندیشہ ہو اس میں گواہ بنانا بہت اچھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا۔ کبھی وجوب کے علاوہ اور معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ٤۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کے ہوتے پوتا اور بیٹی کے ہوتے نواسا میراث نہیں پا سکتا کیونکہ پوتے سے بیٹا اور نواسے سے بیٹی قریب تر ہے ٥۔ شان نزول' اوس ابن صامت رضی اللہ عنہ نے وفات پائی ایک بیوی ام کجہ اور تین بیٹیاں دو چچا سوید' عرفطہ چھوڑے۔ ان دونوں چچاؤں نے حضرت اوس کے سارے مال پر قبضہ کر لیا۔ ان کی بیوی اور بیٹیوں کو محروم کر دیا جیسا کہ جاہلیت میں رواج تھا۔ حضرت اوس کی بیوی بچے حضور کی بارگاہ میں فریادی ہوئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری پھر بعد میں يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ الخ آیت اتری اور حضرت اوس رضی اللہ عنہ کا مال حضور نے اس طرح تقسیم فرمایا کہ ١/٨ ان کی بیوی کو ٢/٣ لڑکیوں کو باقی چچاؤں کو (روح) ٦۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کو میراث دینا بیٹی کو نہ دینا صریحی ظلم اور قرآن کے خلاف ہے دونوں میراث کے حقدار ہیں ٧۔ جو میراث سے محروم ہو گئے ہیں۔ محمد ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد نے تقسیم میراث کے وقت ایک بکری ذبح فرما کر ان مساکین رشتہ داروں کی دعوت کر دی جو میراث سے محروم ہو گئے تھے۔ اس سے میت کے تیجہ' دسویں' چالیسویں کا ثبوت ہوا کہ اس میں یہ بھی مصلحت ہے (یہ آیت ان تمام فاتحہ کا ماخذ ہے۔) (خزائن العرفان)۔ ٨۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر چچا کی وجہ سے دادا کی میراث سے پوتا محروم ہو گیا تو دادا کو چاہیے کہ اسے وصیت کر کے مال کا مستحق بنا جاوے اور اگر دادا نے ایسا نہ کیا تو وارثوں کو چاہیے کہ اپنے حصہ میں سے اسے کچھ دے دیں۔ اس میں مسلمانوں نے بہت سستی کی ہے مگر خیال رہے کہ نابالغ اور غیر موجود وارث کے حصہ میں سے نہ دیا جائے ٩۔ یعنی یتیموں کے ولی اور وصی جن کے ذمہ یتیموں کی پرورش ہے یہ سمجھ کر پرورش کریں کہ اگر ہمارے بچے یتیم رہ جائیں تو کوئی انہیں پرورش کرے تو وہ کیسی پروش چاہتے ہیں۔ ایسی ہی پرورش وہ دوسرے کے یتیم کی کریں۔ یہ آیت کریمہ اخلاق کی بہترین تعلیم ہے۔ ہمیشہ دوسرے کے ساتھ وہ معاملہ کرو جو اپنے ساتھ چاہتے ہو۔ جو اپنے لئے پسند نہ کرو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔ ١٠۔ یعنی مرنے والے کے پاس بیٹھنے والے سیدھی بات کریں کہ اسے صدقہ اور اچھی وصیت کا مشورہ دیں اور اولاد کے لئے ترکہ چھوڑ جانے کے فضائل اسے بتائیں جان کنی کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین کریں۔ یتیموں سے سیدھی بات یہ ہے کہ یتیم کا ولی یا وصی اس سے اچھا برتاؤ کرے اچھی تعلیم دے۔ کمانا سکھائے۔ غرضیکہ اس سے وہ معالمہ کرے جو اپنی اولاد سے کرتا ہے۔

اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۰﴾

اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں ۱ اور کوئی دم جاتا ہے کہ بھڑکتے دھڑے میں جائیں گے ۲

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِىْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے ۳ تمہاری اولاد کے بارے میں ۴ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں

الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ

کے برابر ہے ۵ پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی

ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ

دو تہائی ۶ اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا ۷

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ

اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا

اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ

اگر میت کی اولاد ہو ۸ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو ۹ اور ماں باپ چھوڑے ۱۰

فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ

تو ماں کا تہائی ۱۰ پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں ۱۱ تو ماں کا چھٹا

مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِىْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَ

بعد اس وصیت کے جو کر گیا ۱۲ اور دین کے ۱۳ تمہارے باپ اور

اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً

تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا ۱۴ یہ حصہ باندھا

مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾ وَلَكُمْ نِصْفُ

ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے اور تمہاری بیبیاں

مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ

جو چھوڑ جائیں ۱۵ اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو ۱۶ پھر اگر ان کی

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب میت کے یتیم یا غائب وارث ہوں تو مال مشترک میں سے اس کی فاتحہ تیجہ وغیرہ حرام ہے کہ اس میں یتیم کا حق شامل ہے۔ بلکہ پہلے تقسیم کرو۔ پھر کوئی بالغ وارث اپنے حصہ سے یہ سارے کام کرے ورنہ جو بھی وہ کھائے گا دوزخ کی آگ کھائے گا۔ قیامت میں اس کے منہ سے دھواں نکلے گا ۲۔ حدیث شریف میں ہے کہ یتیم کا مال ظلماً کھانے والے قیامت میں اس طرح اٹھیں گے کہ ان کے منہ' کان اور ناک سے بلکہ ان کی قبروں سے دھواں اٹھتا ہو گا جس سے وہ پہچانے جائیں گے کہ یہ یتیموں کا مال ناحق کھانے والے ہیں ۳۔ اولاد کی میراث کے متعلق رب تم کو تاکیدی حکم دیتا ہے خیال رہے کہ اہل عرب وصیت کو بہت اہتمام سے پورا کرتے تھے اس لئے ہر تاکیدی حکم کو وصیت کہہ دیا جاتا ہے ۴۔ یہاں اولاد سے مراد بلاواسطہ اولاد ہے۔ یعنی بیٹے بیٹیاں۔ پوتے اور نواسے اس سے خارج ہیں کیونکہ وہ بیٹے کے ہوتے ہوئے محروم ہوتے ہیں جیسا کہ سلے وَالْاَقْرَبُوْنَ سے معلوم ہو چکا۔ للذا بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے یا نواسے کو میراث دلوانا صراحۃً قانون اسلامی کی مخالفت ہے۔ اس جگہ اولاد کو عام سمجھنا اور بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو اور بیٹی کے ہوتے ہوئے یتیم نواسہ کو میراث دلوانا بڑی جہالت ہے۔ آج تک کسی مسلمان نے اس کی جرأت نہ کی۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ بیٹا ذی فرض نہیں ہے عصبہ ہے اور بیٹے کے ہوتے ہوئے بیٹی بھی عصبہ بن جاتی ہے کیونکہ قرآن کریم نے ان کا حصہ مقرر نہ فرمایا۔ آدھا یا تہائی بلکہ اگر کوئی ذی فرض نہ ہو تو سارے مال کو بیٹا' بیٹی اس طرح بانٹ لیں اور اگر ہو تو اس سے بچے ہوئے کو۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹی ذی فرض ہے اگر بیٹا نہ ہو اور عصبہ ہے اگر ساتھ بیٹا بھی چھوڑا ہو کیونکہ بیٹے کے ساتھ تو بیٹی کا حصہ مقرر نہ فرمایا اور صرف بیٹی کے لئے حصہ مقرر فرمایا گیا۔ ۷۔ حضرت استاذی مرشدی مراد آبادی قدس سرہ نے اس سے ثابت فرمایا کہ اگر صرف ایک بیٹا چھوڑا ہو تو اسے کل مال ملے گا۔ کیونکہ جب ایک بیٹی آدھا لیتی ہے اور بیٹے کا حصہ بیٹی سے دگنا ہوتا ہے تو لڑکے کو کل مال ملنا چاہیے۔ (سبحان اللہ) ۸۔ یعنی بیٹا بیٹی یا پوتا پوتی۔ کہ اگر ان میں سے کوئی بھی ہو تو ماں کو ۱/۶ ملے گا۔ ۹۔ اور نہ خاوند یا بیوی ہو کیونکہ ان کے ہوتے ہوئے ماں کو بیوی یا خاوند کا حصہ نکالنے کے بعد باقی کا تہائی ملے گا نہ کہ کل کا ۱۰۔ مردہ کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں ماں ذی فرض ہے' اور باپ عصبہ۔ کیونکہ یہاں ماں کا حصہ تو قرآن شریف نے مقرر فرمایا مگر باپ کا ذکر نہ فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ باپ کو باقی بچا ہوا یعنی ۲/۳ ملے گا۔ کیونکہ پہلے فرما دیا ہے۔ وَوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ ۱۱۔ اخوۃ کی جمع سے معلوم ہوا کہ ایک سے زیادہ بہن یا بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ ۱۲۔ یعنی جائز وصیت جو تہائی سے زیادہ نہ ہو اور کسی وارث کو نہ کی گئی ہو ناجائز وصیت مراد نہیں ۱۳۔ یہاں قرض سے مراد انسانوں کا قرض ہے اللہ کا قرض مراد نہیں للذا اگر میت کے ذمہ زکوۃ رہ گئی ہو تو وہ وصیت پر مقدم نہ ہو گی۔ یہ بھی خیال رہے کہ قرضہ وصیت پر مقدم ہے مگر وصیت کی اہمیت دکھانے کے لئے پہلے وصیت کا ذکر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ ولو اور لو ترتیب نہیں چاہتے۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے حصے عقل و قیاس سے مقرر نہیں کئے جا سکتے۔ اس کے معلوم کرنے میں عقل عاجز ہے۔ یا نص چاہیے یا اجماع مجتہدین جو نص کی قائم مقام ہے۔ ۱۵۔ بیوی کے چھوڑے ہوئے مال میں اس کا جہیز خاوند کا دیا ہوا مال' چڑھایا ہوا زیور' خاوند کے ذمہ مہر سب داخل ہیں۔ ان میں یہی احکام جاری ہوں گے ۱۶۔ یعنی ان کے پیٹ کی اولاد خواہ تمہارے نطفے سے ہو یا دوسرے خاوند کے نطفے سے لڑکی

لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ

اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت

وَصِيَّةٍ يُّوصِينَ بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا

وہ کر گئیں اور دین نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں

تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ

کو چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو انکا

فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ

تمہارے ترکہ میں آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور قرضہ

بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَاَةٌ

نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد

وَّلَهٗٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ

کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اسکا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا

فَإِنْ كَانُوٓا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ

پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ

میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو

وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿۱۲﴾ تِلْكَ حُدُودُ

یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے یہ اللہ کی حدیں ہیں

اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِي

اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائیگا جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ

نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے

(بقیہ صفحہ ۱۲۴) ہو یا لڑکا۔ ولد مذکر مونث دونوں کو شامل ہے۔ ابن صرف بیٹے کو اور بنت بیٹی کو کہتے ہیں اور یہاں ولد میں پوتے پوتی بھی شامل ہیں۔

ا۔ یعنی نسب والی اولاد۔ لہٰذا اس میں نواسا نواسی شامل نہ ہوں گے۔ کیونکہ نسب دادا سے ہوتا ہے نہ کہ نانا نانی سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ بیوی خواہ ایک ہی ہو یا چند ان کا یہ ہی ہو گا یعنی ۱/۴ یا ۱/۸ ۳۔ میت کی صلبی اولاد بیوی کا حصہ آٹھواں کر دیتی ہے جو اس عورت یا خاوند سے ہو یا دوسرے سے۔ لہٰذا اس میں روافض کی دلیل نہیں بن سکتی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج حضور کے بعد وراثت کی مستحق نہ تھیں۔ کیونکہ کسی سے اولاد نہ تھی۔ کیونکہ قرآن کی اس آیت میں یہ قید نہیں کہ وہ اولاد تم سے ہو ورنہ منکم فرمایا جاتا۔ خیال رہے کہ ولد میں پوتا پوتی بھی داخل ہے۔ ۴۔ ما کے عموم سے معلوم ہوا کہ منقولی اور غیر منقولی ہر قسم کے مال میں حصے ہوں گے ۵۔ خیال رہے کہ وارث کو وصیت جائز نہیں اور تہائی سے زیادہ کی وصیت جائز نہیں۔ اگر زیادہ کی وصیت کر گیا ہو تو تہائی میں ہی جاری ہو گی زیادہ میں نہیں ۶۔ اس قرض میں عورت کا مہر بھی داخل ہے لہٰذا مردہ خاوند کے مال سے پہلے اس کی بیوی کا مہر دیا جاوے گا پھر میراث جاری ہو گی۔ آج کل جو مہر کا اعتبار نہیں کرتے محض غلط ہے ۷۔ اس سے میراث کے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلالہ وہ شخص ہے جس کے اصول و فروع نہ ہوں۔ نہ ماں باپ وغیرہ نہ اولاد۔ دوسرے یہ کہ اخیافی بھائی بہن یعنی ماں شریکے ذی فرض ہو سکتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ اخیافی اولاد کے حصے میں لڑکا لڑکی برابر کے حصے دار ہیں یہاں لڑکا لڑکی سے دگنا نہ پاوے گا ۸۔ چونکہ اخیافی بھائی بہن ماں کے رشتہ سے میراث پاتے ہیں اور ماں کو تہائی سے زیادہ کسی صورت میں بھی میراث نہیں ملتی اس لئے اس کی اولاد کو بھی اس سے زیادہ نہ ملے گی۔ (خزائن) خیال رہے کہ جماعت کی نماز اور میراث کے مسائل میں دو بھی جماعت کے حکم میں ہیں کہ بہت سوں کو وہی حق ملتا ہے جو دو کو۔ اور دو مقتدیوں سے بھی امام آگے کھڑا ہو گا جیسے زیادہ کے آگے کھڑا ہوتا ہے۔ یہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ دو اور زیادہ جماعت ہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز وصیت جاری نہ کی جائے گی اور اس کا اثر میراث کے حصوں پر نہ پڑے گا۔ ناجائز وصیت کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وارث کو وصیت کرے۔ دوسرے یہ کہ کسی کو تہائی سے زیادہ کی وصیت کرے تو تہائی درست ہو گی اور باقی غیر درست۔ تیسرے یہ کہ حرام کام میں خرچ کرنے کی وصیت کرے کہ میرے بعد نوحہ والیوں کو اتنا دینا۔ فلاں مندر یا گرجے میں اتنا دینا کہ مسلمان کے لئے یہ حرام ہے اور یہ وصیت بالکل جاری نہ ہو گی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث میں حدیث پاک ایسے قبول ہو گی جیسے قرآن کریم کی یہ آیت۔ کیونکہ میراث کے کچھ احکام یہاں مذکور ہوئے اور پھر فرما دیا گیا کہ جو حکم مانے اللہ رسول کا یعنی باقی احکام رسول اللہ سے پوچھ لو وہ بتا دیں گے۔ چنانچہ بحکم حدیث پاک پوتی پڑپوتی وغیرہ، اگر میت کی اولاد نہیں تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت کی ایک بیٹی بھی ہے تو پوتی کو چھٹا حصہ۔ اور اگر میت کے بیٹا بھی ہے "تو پوتی محروم۔ اور اگر میت کے دو لڑکیاں ہیں تو بھی پوتی محروم۔ لیکن اسی صورت میں اگر پوتا بھی ساتھ ہے تو وہ مع پوتے کے عصبہ ہو گی۔" میراث کی پوری تفصیل کے لئے ہماری کتاب علم المیراث کا مطالعہ فرماؤ جو مختصر مگر نہایت جامع ہے۔

الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

بڑی کامیابی ۱ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے ۲ اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے

يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ ع

اللہ اسے آگ میں داخل کریگا جس میں ہمیشہ رہے گا ۳ اور اسکے لئے خواری کا عذاب ہے

وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا

اور تمہاری عورتوں میں جو بدکاری کریں ۴ ان پر خاص اپنے میں کے

عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ

چار مردوں کی گواہی لو ۵ پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو اپنے

فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ

گھروں میں بند رکھو ۶ یہاں تک کہ انہیں موت اٹھا لے ۷ یا اللہ ان کی

اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ﴿۱۵﴾ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا

کچھ راہ نکالے ۸ اور تم میں جو مرد عورت ایسا کام کریں ان کو ایذا دو ۹

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نیک ہو جائیں ۱۰ تو ان کا پیچھا چھوڑ دو بیشک اللہ بڑا توبہ

تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ

قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۱ وہ توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے فضل سے لازم کر لیا

يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ

ہے وہ انہی کی ہے جو نادانی سے برائی کر بیٹھیں پھر تھوڑی دیر میں توبہ کرلیں ۱۲

فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

ایسوں پر اللہ رحمت سے رجوع کرتا ہے اور اللہ علم و حکمت

حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

والا ہے ۱۳ اور وہ توبہ ان کی نہیں جو گناہوں میں لگے

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقسیم میراث میں ظلم کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے۔ اور انصاف کرنا رحمت کا موجب ہے۔ اس سے ان مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو اپنی لڑکیوں کو محروم کر دیتے ہیں۔ ۲۔ میراث کے احکام یا تمام احکام میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو وراث ماننے والا دوزخی ہے کیونکہ وہ اللہ کا بھی مخالف ہے اور اس کے رسول کا بھی۔ ۳۔ اگر احکام خدا و رسول کو غلط جانتا ہے تو وہ کافر ہے۔ ابد الاباد دوزخ میں رہے گا۔ اور اگر انہیں حق جان کر ان پر عمل نہیں کرتا تو بہت روز تک دوزخ میں رہے گا کہ وہ فاسق ہے۔ ۴۔ جب فاحشہ معرفہ ہو کر آئے تو اس سے مراد زنا ہوتی ہے۔ لہٰذا یہاں الفاحشہ سے مراد زنا ہے۔ ۵۔ یعنی ان کو گواہ بنا لو۔ اس صورت میں تو عام مسلمانوں سے خطاب ہے۔ یا ان سے گواہی ادا کراؤ تب اس میں حکام سے خطاب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ احکام بیویوں کے متعلق ہیں لونڈیوں کے یہ حکم نہیں اس لئے نِسَآئِكُمْ فرمایا گیا۔ ۶۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ نمبر ۱ زنا کے گواہ چار ہوں گے۔ نمبر ۲ چاروں مرد ہوں کوئی عورت نہ ہو۔ نمبر ۳ چاروں متقی آزاد ہوں جیسا کہ مِنْكُمْ سے معلوم ہوا۔ نمبر ۴ جب خاوند اپنی بیوی کے زنا پر چار گواہ بنائے تو پھر لعان نہ ہو گا بلکہ عورت پر زنا کی سزا یعنی رجم ہو گی۔ اگر گواہ کوئی خاوند کے پاس نہ ہو تو لعان ہے۔ نمبر ۵ فاسقہ عورت کو طلاق دے دینا واجب نہیں بلکہ فسق سے روکنا واجب ہے جیسا کہ فَاَمْسِكُوْهُنَّ سے معلوم ہوا۔ ۷۔ یعنی اپنی زانیہ بیویوں کو گھروں میں ایسا قید کرو کہ باہر نہ نکل سکیں۔ یہاں تک کہ ان کی زندگی ختم ہو جاوے یا زنا کی سزا نازل ہو۔ ۸۔ یہ آیت حدود اور سزاؤں کی آیت سے منسوخ ہے۔ اور نسخ کی طرف اسی آیت میں اشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ انہیں موت آنے یا سزا کا قانون بننے تک قید میں رکھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیات اور احکام میں نسخ جائز بلکہ واقع ہے۔ ۹۔ یعنی زبانی ایذا جیسے جھڑکنا۔ شرم دلانا اور بدنی ایذا مار پیٹ۔ یہ آیت بھی حد زنا کی آیت سے منسوخ ہے۔ خیال رہے کہ پہلی آیت میں مِنْ نِّسَآئِكُمْ فرمایا گیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ وہاں شادی شدہ عورتیں مراد ہیں۔ یہاں فرمایا گیا وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا جس سے معلوم ہوا کہ اس سے کنوارا اور کنواری مراد ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ پچھلی آیت میں فاحشہ سے مراد خود عورت کا عورت سے بذریعہ سحق زنا کرنا ہے اور وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا سے مراد مرد کا مرد سے لواطت کرنا ہے۔ اس صورت میں یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور اب اس سے یہ معلوم ہوا کہ لواطت اور سحق میں حد مقرر نہیں بلکہ تعزیر ہے۔ یعنی قاضی جو سزا چاہے دے۔ یہ ہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ (خزائن العرفان) اسی لئے لوطی کی سزائیں صحابہ کرام نے مختلف دیں اگر اس میں حد ہوتی تو ایک سزا دی جاتی اختلاف نہ ہوتا۔ ۱۰۔ یعنی گزشتہ پر نادم ہو جائیں اور آئندہ کے لئے نیک بن جانے کے آثار ان پر ظاہر ہو جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعزیر والا مجرم اگر تعزیر سے پہلے صحیح معنی میں توبہ کرے تو اس پر خواہ مخواہ تعزیر لگانا ضروری نہیں ۱۱۔ کہ بڑے بڑا گنہگار مجرم بھی اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو توبہ کرے۔ خیال رہے کہ توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا۔ لوٹنا۔ اگر یہ بندے کی صفت ہو تو معنی ہوں گے گناہ یا ارادہ گناہ سے رجوع کرنا اور اگر رب تعالیٰ کی صفت ہو تو معنی ہوں گے ارادہ سزا سے رجوع فرمانا۔ یا بندے کی توبہ قبول فرمانا۔ ۱۲۔ موت سے پہلے کا وقت قریب ہی میں داخل ہے۔ خیال رہے کہ کفر سے توبہ نزع کے وقت بلکہ موت دیکھ کر قبول نہیں اور گناہ سے توبہ اس وقت بھی قبول ہے۔ جہالت سے مراد حماقت ہے۔ نادانی، بیوقوفی

السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

رہتے ہیں[1] یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے تو کہے اب

اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ

میں نے توبہ کی اور نہ ان کی جو کافر مریں

اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے[2] اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ

تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی[3]

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے

اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ

لو[4] مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں[5] اور ان سے اچھا

بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا

برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں

شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ

ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے[6] اور اگر تم ایک

اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ

بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو[7] اور اسے ڈھیروں مال

قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا

دے چکے ہو[8] تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو[9] کیا اسے واپس لوگے جھوٹ باندھ کر

وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ

اور کھلے گناہ سے[10] اور کیونکر اسے واپس لوگے حالانکہ تم میں ایک دوسرے کے سامنے

(بقیہ صفحہ ۱۲۶) ہے۔ عالم جب گناہ کرے تو وہ عملاً جاہل ہے ۱۳۔ لہٰذا اسلام میں توبہ کا قانون بنانا عین حکمت و علم پر مبنی ہے۔ جن دینوں میں توبہ نہیں اس کے پیرو کار گناہ پر زیادہ دلیر ہوتے ہیں کیونکہ مایوسی جرم پر دلیر کر دیتی ہے۔ معافی کی امید توبہ کراتی ہے۔ پھانسی والے مجرم کو علیحدہ کوٹھڑی میں بند کرتے ہیں کہ کوئی اور خون نہ کر دے۔ کیونکہ وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہے۔

۱۔ یعنی دلی گناہ فساد عقیدہ اور جسمانی گناہ فساد اعمال سب کچھ کرتے رہے۔ کیونکہ کفر ہی وہ گناہ ہے جس کی توبہ موت کے وقت قبول نہیں یا سیئات سے گناہ ظاہری مراد لئے جاویں تو لزوم قبول کی نفی ہے نہ کہ قبول کی جیسا کہ عَلَی اللّٰہِ سے معلوم ہوا ۲۔ لہٰذا ایسوں کے لئے دعا مغفرت کرنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح کافر پر نماز جنازہ نہیں اسے مرحوم یا رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ کہنا حرام ہے ۳۔ جیسا کہ اسلام سے پہلے اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ مال کے ساتھ میت کی بیوی کے وارث بن جاتے تھے کہ جہاں چاہے اس کا نکاح کراتے نہ چاہے نہ کراتے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب عورت ناپسند ہو تو اسے اس لئے طلاق نہ دینا کہ یہ خلع کرے یا کچھ مال دے یا مہر واپس کرے سخت مکروہ ہے۔ خلع اس صورت میں ہونا چاہیے جب عورت کو مرد سے نفرت ہو اور علیحدگی چاہے۔ اس کی تفصیل فقہ میں ہے ۵۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت اس کے متعلق ہے جو اپنی بیوی سے نفرت کرے مگر طلاق نہ دے یہ خواہش کرے کہ عورت کچھ مال دے تو طلاق دوں جیسا کہ آج کل عام حالت ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اہل عرب اپنی بیوی کو طلاق دیتے تھے پھر رجوع کر لیتے۔ ایسا ہی کرتے رہتے تھے۔ نہ بساتے تھے، نہ آزاد کرتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت آئی۔ غرضیکہ جب عورت کی طرف سے قصور ہو اور وہ مرد کو ستاتی ہو اس لئے اسے طلاق دینا پڑے تو خلع جائز ہے۔ اگر مرد کا قصور ہو تو مال لینا منع ہے۔ ۶۔ یعنی بد خلق یا بدصورت بیوی کو طلاق دینے میں جلدی نہ کرو ممکن ہے کہ رب تعالیٰ اسی بیوی سے تمہیں ایسی لائق اولاد دے جس میں تمہارے لئے بہت خیر ہو جائے ۷۔ اس طرح کہ اسے چھوڑو، دوسری سے نکاح کرو ۸۔ عطیہ یا مہر۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خاوند، بی بی سے ہبہ واپس نہیں لے سکتا۔ زوجیت مانع رجوع ہے۔ دوسرے یہ کہ زیادہ مہر باندھنا جائز ہے۔ حدیث شریف میں جو ممانعت ہے وہ تنزیہی ہے۔ ۹۔ اس لئے کہ یہاں جدائی تمہاری طرف سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب مرد اپنی ناپسندیدگی کی وجہ سے طلاق دینا چاہے تو اسے خلع کرنا منع ہے ۱۰۔ اہل عرب جب اپنی بیوی کو ناپسند کرتے اور طلاق دینا چاہتے تو اسے جھوٹی تہمت لگاتے تھے تا کہ عورت پریشان ہو کر اپنا مہر وغیرہ واپس کر کے طلاق لے۔ اس آیت میں اس سے منع فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاک عورت کو بہتان لگانا گناہ کبیرہ ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی عصمت کے متعلق ادنیٰ شک کرنا کفر ہے کہ ان کی گواہی رب دے چکا ہے۔ ان کی عصمت ایسی یقینی ہے۔ جیسی اللہ تعالیٰ کی توحید۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلوت صحیحہ ہو جانے سے پورا مہر دینا پڑتا ہے اور اگر خاوند نے پورا مہر دے دیا تھا پھر خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو آدھا واپس لے سکتا ہے۔ ۲۔ نکاح کے وقت دولہا کو کلمہ وغیرہ پڑھا کر نکاح کیا جاوے تا کہ نکاح کا عہد و پیمان مضبوط ہو جائے۔ وعدہ کی مضبوطی کے لئے بھی کلمہ پڑھایا جاتا ہے۔ یہ آیت کلمہ پڑھانے کی دلیل ہے۔ اسی لئے ہمارے ملک میں رواج ہے کہ عورت اور مرد دونوں کو کلمے پڑھا کر نکاح کرتے ہیں ۳۔ اگر نکاح سے مراد عقد نکاح ہے تو معلوم ہوا کہ سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے اگرچہ باپ نے خلوت سے پہلے اسے طلاق دے دی ہو۔ اور اگر نکاح سے مراد صحبت ہے تو معلوم ہوا کہ جس عورت سے

إِلَىٰ بَعْضٍ وَّأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٢١﴾ وَلَا

بے پردہ ہو لیا اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں ۲ اور

تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو ۳ مگر جو ہو گزرا ۴ وہ بے شک

إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٢٢﴾ حُرِّمَتْ

بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ حرام ہوئیں

عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ

تم پر تمہاری مائیں ۵ اور بیٹیاں ۶ اور بہنیں ۷ اور پھوپھیاں اور خالائیں ۸

وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ

اور بھتیجیاں اور بھانجیاں ۹ اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ۱۰

وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَ

اور دودھ کی بہنیں ۱۱ اور تمہاری عورتوں کی مائیں ۱۲ اور

رَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي

ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ۱۳ ان بیبیوں سے جن سے تم

دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا

صحبت کر چکے ہو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ

ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیبیاں ۱۴

أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا

اور دو بہنیں اکٹھی کرنا ۱۵ مگر جو

قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٣﴾

ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اپنا باپ صحبت کرے حرام یا حلال بیوی بنا کر یا لونڈی بنا کر سب عورتیں بیٹے پر حرام ہیں کیونکہ یہ عورتیں بیٹے کی ماں کی طرح ہیں۔ ۴۔ یعنی جاہلیت کے زمانہ میں تم نے جو ایسے نکاح کر لئے اور اب وہ عورتیں مر بھی چکیں تم پر اس کا گناہ نہیں کیونکہ وہ گناہ قانون بننے سے پہلے تھے مسئلہ: اگر مجوسی اسلام لائے اور اس کے نکاح میں اپنی ماں یا بہن ہے تو اسے چھوڑ دینا فرض ہے لیکن اس نے زمانہ کفر میں جو نکاح کئے ہوں، ان سے جو اولاد ہو چکی ہو وہ اولاد حلالی ہو گی۔ کیونکہ کفار پر شرعی احکام جاری نہیں ۵۔ جن کے پیٹ سے تم پیدا ہوئے اس میں نانی دادی وغیرہ بھی داخل ہیں۔ سوتیلی ماؤں کی حرمت کا ذکر پہلے ہو چکا ۶۔ اس میں پوتیاں، نواسیاں بلکہ ان کی اولاد بھی داخل ہے کہ ان سب سے نکاح حرام ہے۔ ۷۔ اس میں بھانجیاں، بھتیجیاں اور ان کی اولاد بھی داخل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اپنی اولاد اور اپنی اصول حرام ہیں۔ ماں باپ کی ساری اولاد حرام۔ اس کی تصریح خود اسی آیت میں آگے آ رہی ہے ۸۔ صرف یہ حرام ہیں ان کی اولاد حلال کیونکہ یہ اصول بعیدہ یعنی دادا نانا کی اولاد ہیں۔ ان کا یہ ہی حکم ہے کہ خالہ زاد پھوپھی زاد لڑکی حلال ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی رشتہ سے سات عورتیں حرام ہیں جن کا قاعدہ یہ ہے کہ اپنے سارے فروع حرام اپنے سارے اصول حرام اصولِ قریبہ کے سارے فروع حرام اور اصول بعیدہ کے قریبہ فروع حرام، فروع بعیدہ حلال۔ لہٰذا خالہ پھوپھی حرام ہیں مگر ان کی اولاد حلال۔ کیونکہ یہ اصول بعیدہ یعنی دادا، نانا کی اولاد ہیں مگر بھائی بہن کی تمام اولاد حرام کیونکہ بھائی بہن اصول قریبہ یعنی ماں باپ کی اولاد ہیں ۱۰۔ ڈھائی سال کی عمر میں جس عورت کا دودھ تھوڑا سا بھی پی لیا جاوے وہ عورت اور اس کی اولاد اور اصول سب اس بچہ پر حرام ہیں۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ دودھ کے رشتہ کی حرمت نسب کی طرح ہے۔ شعر:

از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند
واز جانب شیر خوار زوجان و فروع

۱۲۔ جس عورت سے نکاح کر لیا اس کی ماں حرام ہو گئی خواہ اس سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو ۱۳۔ یہ قید اتفاقی ہے اپنی بیوی کی بیٹی جو دوسرے خاوند سے ہو، وہ حرام ہے اگرچہ ہماری پرورش میں نہ ہو۔ مگر یہ سوتیلی لڑکی صرف ہمارے لئے حرام ہے ہماری اولاد کے لئے حلال اور ہمارے لئے بھی جب حرام ہے جبکہ بیوی سے صحبت کر لی اور اگر بغیر صحبت طلاق دی یا وہ فوت ہو گئی تو اس کی بیٹی حلال ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ملاحظہ کرو۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ اپنے پالک یعنی متبنّیٰ کی بیوی حلال ہے۔ ۱۵۔ ہر وہ دو عورتیں جن کا رشتہ ایسا ہو کہ جو بھی ان میں سے مرد ہو تو دوسری عورت اس پر حرام ہو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے جیسے دو بہنیں۔ یا خالہ بھانجی، پھوپھی بھتیجی وغیرہ۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں ۱؎ مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری

كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ

ملک میں آجائیں ۲؎ یہ اللہ کا نوشتہ ہے تم پر ۳؎ اور انکے سوا جو رہیں وہ تمہیں

تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا

حلال ہیں ۴؎ کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو ۵؎ قید لاتے نہ پانی گراتے ۶؎ تو جن

اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ

عورتوں کو نکاح میں لانا چاہو ۷؎ ان کے بندھے ہوئے مہر انہیں دو ۸؎

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ

اور قرار داد کے بعد اگر تمہارے آپس میں کچھ رضامندی ہو جاوے تو اس میں گناہ نہیں

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ

۹؎ بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے اور تم میں بے مقدوری کے باعث

طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا

جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ

کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں ۱۰؎ اور اللہ تمہارے

اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ

ایمان کو خوب جانتا ہے تم میں ایک دوسرے سے ہے تو ان سے نکاح کرو ۱۱؎

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

ان کے مالکوں کی اجازت سے ۱۲؎ اور حسب دستور ان کے مہر انہیں دو ۱۳؎

مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ

قید میں آتیاں نہ مستی نکالتی اور نہ یار بناتی ۱۴؎

منزل ۱

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ گم شدہ خاوند کی عورت اس وقت تک دوسرے پر حرام ہے جب تک کہ اس کی موت کا ظن غالب جو قریب یقین ہے' نہ ہو جاوے۔ ایسے ہی جن عورتوں کے نکاح ناجائز طور پر حکام وقت توڑ دیں' وہ سب حرام ہیں کیونکہ یہ خاوند والی عورتیں ہیں۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ کافر کا نکاح اختلاف ملک کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے۔ کہ مرد تو دار الحرب میں رہے اور عورت گرفتار ہو کر دار الاسلام میں آ جائے۔ مومن کے لئے یہ حکم نہیں ۳۔ جس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور جو ان میں سے کسی کی حرمت کا انکار کرے وہ کافر ہے ۴۔ خیال رہے کہ عورت کی حرمت کی چار وجہیں ہیں۔ نمبرا کفر۔ نمبر ۲ سسرالی رشتہ۔ نمبر ۳ دودھ۔ نمبر ۴ نسب۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حرام ہونے کے لئے دلیل درکار ہے۔ حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت انہیں کیونکہ فرمایا کہ اس کے سوا سب حلال ہیں۔ اس کی پوری بحث ہمارے فتاویٰ میں دیکھو۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو چیز مال نہ ہو وہ مہر نہیں بن سکتی جیسے خاوند کی خدمت یا قرآن شریف پڑھا دینا۔ دوسرے یہ کہ بہتر یہ ہے کہ مرد کی طرف سے عورت کو پیغام دیا جائے نہ کہ اس کا برعکس کیونکہ یہاں مردوں سے خطاب ہوا کہ تم تلاش کرو ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے کیونکہ اس سے صرف شہوت رانی مقصود ہوتی ہے نہ کہ اولاد کا حاصل کرنا اور یہ زنا کی قسم ہے۔ ابتداء اسلام میں یہ اسی طرح حلال تھا جیسے شراب۔ ۷۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس منکوحہ بی بی سے تم نفع یعنی صحبت کر لو اسے پورا مہر دو۔ اس متعہ سے مراد شیعہ فرقہ کا متعہ نہیں کیونکہ یہ متعہ تو غیر مسافحین سے نکل گیا اس متعہ سے صرف شہوت پوری کرنا مقصود ہوتا ہے نہ کہ اولاد حاصل کرنا۔ نکاح دائمی کا مقصود صرف شہوت رانی نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا مہر ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اور قرضوں کا ادا کرنا۔ لہٰذا مہر اتنا باندھنا چاہیے جتنا ادا ہو سکے۔ ۹۔ اس طرح کہ یا تو عورت کچھ کم کر دے یا بالکل معاف کر دے یا خاوند مہر بڑھا دے یا عطیہ دے ۱۰۔ اس سے مراد اپنی لونڈی نہیں کیونکہ اپنی لونڈیوں سے نکاح نہیں ہوتا۔ بغیر نکاح ہی صحبت حلال ہے۔ مومنہ کی قید استحبابی ہے کیونکہ کتابیہ لونڈی سے نکاح حلال ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ مسئلہ' جو آزاد عورتوں سے نکاح کر سکے وہ لونڈی سے نکاح نہ کرے یہ حکم استحبابی ہے ہاں جس کے نکاح میں آزاد عورت ہو وہ لونڈی سے نکاح نہیں کر سکتا ۱۱۔ یعنی لونڈیوں سے نکاح کرنے میں شرم و عار نہ کرو۔ کیا خبر ایمان میں کون افضل ہو' آزاد عورت یا لونڈی۔ بزرگی ایمان و تقویٰ سے ہے نہ کہ محض آزاد ہونے سے ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کسی کی لونڈی سے نکاح اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ خود اپنی لونڈی سے مولیٰ نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے بغیر نکاح صحبت حلال ہے نیز نکاح میں زوجین میں سے ہر ایک کے دوسرے پر حقوق ہوتے ہیں مگر لونڈی کا حق مالک پر نہیں ہوتا۔ لہٰذا نکاح میں اور لونڈی ہونے میں ضد ہے ۱۳۔ اس طرح کہ ان کے مالکوں کو ادا کرو کیونکہ ان کا مہر ان کے مالکوں کو دینا گویا خود ان لونڈیوں ہی کو دینا ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ معلوم ہوا کہ لونڈی سے بھی نہ متعہ حلال ہے نہ زنا۔ مسافحات سے متعہ حرام ہوا اور متخذات اخدان سے ظاہر و خفیہ زنا۔ کفار عرب اپنی لونڈیوں سے زنا کرا کر اس کی آمدنی خود کھاتے تھے۔

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ

جب وہ قید میں آجائیں پھر برا کام کریں تو ان پر اس سزا کی آدھی

مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ

ہے[۱] جو آزاد عورتوں پر ہے[۲] یہ اس کے لئے جسے تم میں

الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

سے زنا کا اندیشہ ہے اور صبر کرنا تمہارے لئے بہتر ہے[۳] اور اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ

مہربان ہے اللہ چاہتا ہے کہ اپنے احکام تمہارے لئے بیان کردے[۴] اور تمہیں

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اگلوں کی روشیں بتادے[۵] اور تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائے اور اللہ علم و

حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۫ وَيُرِيْدُ

حکمت والا ہے[۶] اور اللہ تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے[۷] اور جو

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾

اپنے مزوں کے پیچھے پڑے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھی راہ سے بہت الگ ہوجاؤ[۸]

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ

اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے اور آدمی کمزور

ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ

بنایا گیا[۹] اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ

نہ کھاؤ[۱۰] مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی

مِّنْكُمْ ۫ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾

کا ہو[۱۱] اور اپنی جانیں قتل نہ کرو[۱۲] بیشک اللہ تم پر مہربان ہے

ع ۴ / ۱

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کنواری لونڈی اگر زنا کرائے تو اس کو پچاس کوڑے لگائے جائیں یعنی آزاد کی آدھی سزا۔ دوسرے یہ کہ شادی شدہ لونڈی زنا کرائے تو اسے رجم نہیں ہو گا کیونکہ رجم کا آدھا نہیں ہو سکتا۔ ۲۔ یہاں محصنت سے مراد آزاد کنواری عورتیں ہیں نہ کہ شادی شدہ عورتیں۔ کیونکہ شادی شدہ آزاد عورت کی سزا زنا سنگسار کرنا ہے وہ آدھا نہیں ہو سکتا۔ کنواری کی سزا سو کوڑے جس کا نصف پچاس ۳۔ یعنی بہتر تو یہی ہے کہ لونڈی سے نکاح نہ کرو کیونکہ تمہاری اولاد لونڈی کے مولیٰ کی غلام ہو گی۔ ہاں اگر زنا کا خطرہ ہو تو کر لو۔ خیال رہے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے میں تین شرطیں ہیں۔ دو ناکح میں اور ایک منکوحہ میں۔ ناکح میں آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ رکھنا اور زنا کا خطرہ ہونا۔ منکوحہ میں اس کا مومنہ ہونا' کافرہ نہ ہونا۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک یہ کوئی شرط نہیں۔ اس کے دلائل کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کرو۔ یہ بھی خیال رہے کہ زنا کے خطرے کے وقت نکاح فرض ہے اگر قدرت ہے ویسے سنت ہے۔ اور جو زوجیت کے حقوق ادا کرنے پر قادر نہ ہو اسے نکاح کرنا منع ہے حتیٰ کہ نامرد کی بیوی حکومت کے ذریعہ کچھ شرائط کے ماتحت نکاح فسخ کرا سکتی ہے ۴۔ حرام و حلال عورتیں اور نکاح کی مصلحتیں' چونکہ جانور و انسان کی پیداوار میں فرق صرف نکاح سے ہے اس لئے رب نے اس کے احکام قدرے تفصیل سے بیان فرمائے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل واضح فرما دیئے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ گزشتہ انبیاء کے جو شرعی مسائل قرآن یا حدیث میں بغیر تردید نقل ہوئے وہ ہمارے لئے بھی لائق عمل ہیں جیسے رب فرماتا ہے کہ زبور میں ہم نے حکم دیا تھا۔ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الخ مگر جو تردید کے ساتھ نقل ہوئے وہ ہمارے لئے لائق عمل نہیں جیسے کہ رب فرماتا ہے۔ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ ۶۔ لہذا اس کا ہر حکم بلا تامل قبول کر لو۔ کیونکہ اس کا ہر حکم کسی نہ کسی مصلحت پر مبنی ہے ۷۔ کہ تم دنیاوی کاروبار کرتے ہوئے بھی رب کی طرف متوجہ رہو۔ اس لئے رب نے ہمارے تمام مشاغل پر پابندیاں لگا دیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا باقی تمام ادیان میں شہوت رانی' تن پروری خواہش نفسانی کی پیروی ہے۔ ۹۔ مرد عورت کے بغیر اور عورت مرد کے بغیر گزارہ نہیں کر سکتے۔ لہذا نکاح کے مسائل بہت تفصیل سے بیان فرما دیئے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرام کام کی اجرت حرام ہے کہ وہ باطل ذریعہ سے حاصل ہوئی۔ لہذا گانا بجانا' جھوٹی وکالت' ڈاڑھی مونڈنے' تصویر سازی کی اجرتیں حرام ہیں کہ یہ حرام ذریعوں سے حاصل ہوئیں۔ اس سے ہزارہا مسائل معلوم ہوئے۔ جوا' شراب کی قیمت' خیانت' سود' سب حرام ہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جبری بیع درست نہیں۔ لہذا حکومت کے ضبط کئے ہوئے مالوں کا نیلام خریدنا حرام ہے کہ یہ بیع رضا سے نہیں' کیونکہ وہاں مالک راضی نہیں ہوتا اور حاکم مالک نہیں۔ دیوالیے کے مال کا نیلام کچھ شرائط کے ماتحت جائز ہے۔ یوں ہی کسی کی دکان' زمین پر جبراً قبضہ کر لینا اور تھوڑا کرایہ مالک کی مرضی کے خلاف دینا بھی حرام ہے کیونکہ معاملات میں رضائے فریقین شرط ہے۔ ۱۲۔ اگر حلال سمجھ کر خودکشی کرے تو کفر ہوا اور دائمی عذاب میں گرفتار ہو گا۔ اور اگر حرام جانتے ہوئے کی تو جہنم کا داخلہ عارضی ہو گا۔ لہذا خودکشی' بھوک ہڑتال سے مرنا حرام ہے۔

۱۔ "ظلما" کی قید اس لئے لگائی گئی کہ جن صورتوں میں مومن کا قتل جائز ہے' اس صورت میں قتل کرنا جرم نہیں جیسے قاتل زانی کو حکومت کے حکم سے ہلاک کرنا یا ڈاکو کو مار ڈالنا ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ سے بچنا' صغیرہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے' کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر نص میں کوئی دنیاوی یا اخروی سزا مقرر فرمائی ہو جیسے شرک' "ظلما"' قتل' زنا و چوری وغیرہ۔ اور گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنا کبیرہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حسد حرام ہے بلکہ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ شیطان اسی سے مارا گیا۔ حسد کے معنی ہیں جلنا یعنی دوسرے سے نعمت کا زوال چاہنا اور اپنے لئے اس کا حصول' رہا غبطہ یہ دنیاوی نعمتوں میں حرام ہے۔ دینی چیزوں میں جائز ہے۔ غبطہ کے معنی ہیں اپنے لئے بھی نعمت چاہنا جس کا ترجمہ ہے رشک۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک خاوند کی بیوی اور نیک بیوی کا خاوند اعمال سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک کو نیک عمل کی ضرورت ہے۔ ۵۔ شان نزول۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا تھا کہ اگر ہم مرد ہوتے تو جہاد کرتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی فرمایا گیا کہ تم اپنے اپنے فرائض منصبی پورے کرو۔ تمہیں تمہارا ثواب ملے گا۔ یعنی تم خاوند کی اطاعت پاک دامنی اختیار کر کے جہاد کا ثواب پا سکتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر گھر میں پردے سے رہنا فرض ہے ۶۔ یعنی اگر وہ فضل فرمائے تو تھوڑے عمل پر زیادہ ثواب دے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اللہ کے فضل سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کا فضل مانگنا بہترین دعا اور جامع دعا ہے کیونکہ اس کا فضل ہر چیز کو شامل ہے ۷۔ جس کو جو دیا اپنے علم و حکمت سے دیا۔ لہٰذا کسی پر حسد کرنا درپردہ رب تعالیٰ کے انتخاب پر اعتراض کرنا ہے ۸۔ خیال رہے کہ والدین صرف سگے ماں باپ کو کہتے ہیں۔ اس میں نہ سوتیلے ماں باپ داخل نہ دادا دادی' نانا نانی وغیرہ۔ رب فرماتا ہے۔ والوالدٰت یرضعن اولادھن حولین کاملین دیکھو بچے کو دودھ پلانا سگی ماں پر ہے نہ سوتیلی ماں پر نہ دادی نانی پر۔ اور فرماتا ہے۔ ان امھاتھم الا الّٰئی ولدنھم دادا دادی اقربون میں داخل ہیں نہ کہ والدان میں۔ لہٰذا بیٹے کے ہوتے پوتا محروم' ام اور اب میں یہ سب داخل ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ اور فرماتا ہے وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ اور فرماتا ہے اٰبَآئِکَ اِبْرٰھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ، ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نزدیکی قرابت والے کے ہوتے دور والا محروم ہو گا۔ لہٰذا بیٹے کے ہوتے پوتا' پوتی' نواسا' نواسی محروم کیونکہ اقرب تفضیل کا صیغہ ہے۔ ۱۰۔ یعنی اگر کوئی مجہول النسب کسی سے کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے اگر تو پہلے مر جاوے تو میں تیرا وارث اور اگر میں تجھ سے پہلے مر جاؤں تو تو میرا وارث یا وصی۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ

اور جو ظلم و زیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اسے آگ میں داخل کریں

نَارًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ اِنْ تَجْتَنِبُوْا

گے ۱ اور یہ اللہ کو آسان ہے اگر بچتے رہو

كَبٰۗىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ

کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور

مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ

تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے ۲ اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک

عَلٰي بَعْضٍ ۭ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ۭ وَلِلنِّسَاۗءِ

کو دوسرے پر بڑائی دی ۳ مردوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ ہے ۴ اور عورتوں کے

نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۭ وَسْــَٔـلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ

لئے ان کی کمائی سے حصہ ۵ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو ۶ بے شک

اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا

اللہ سب کچھ جانتا ہے ۷ اور ہم نے سب کیلئے مال کے مستحق

تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ

بنا دیئے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ ۸ اور قرابت والے ۹ اور وہ جن سے تمہارا حلف

فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

بندھ چکا ۱۰ انہیں ان کا حصہ دو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے ۱۱

شَهِيْدًا ۝ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَي النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ

مرد افسر ہیں ۱۲ عورتوں پر اس لئے کہ اللہ نے ان میں

اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ

ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ۱۳ اور اس لئے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کئے ۱۴

علم المیراث میں ملاحظہ فرماؤ۔ ۱۱۔ لہٰذا اپنی قسمیں پوری کرو اور جس سے جو جائز معاہدہ کیا ہو اسے نبھاؤ۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی شوہر کے حقوق برابر نہیں۔ مرد کے حق زیادہ ہیں اور یہ عین انصاف ہے کیونکہ مرد پر عورت کا خرچہ اور مہر واجب ہے۔ عورت پر مرد کا کوئی مالی حق نہیں لہٰذا مرد کا رتبہ زیادہ ہونا چاہیے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مرد عورت سے افضل ہے اسی لئے نبوت' امامت' قضاء' اذان' خطبہ وغیرہ مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔ کیونکہ عورت پر پردہ فرض ہے اور یہ کام پردہ میں رہ کر نہیں ہو سکتے۔ نیز نسائی عوارض بھی ان کاموں میں حارج ہیں۔ ۱۴۔ یعنی مرد کو عورت پر دو وجہ سے بزرگی ہے۔ ایک ذاتی۔ دوسری عارضی' ذاتی فضیلت مرد ہونا ہے۔ عارضی فضیلت عورت کو خرچہ دینا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی مرد کسی وجہ سے عورت کو خرچہ نہ دے یا نہ دے سکے' جب بھی

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ

تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں جس طرح اللہ نے

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ

حفاظت کا حکم دیا ۱ اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ ۲ اور

فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا

ان سے الگ سوؤ ۳ اور انہیں مارو ۴ پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر

عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ﴿۳۴﴾ وَاِنْ خِفْتُمْ

زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو بے شک اللہ بڑا بلند ہے ۵ اور اگر تم کو میاں

شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ

بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو ۶ تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک

اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دیگا

كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ﴿۳۵﴾ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا

بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے ۷ اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ

وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ

ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو ۸ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ

اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے ۹ اور کروٹ کے ساتھی ۱۰

وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ

اور راہ گیر ۱۱ اور اپنے باندی غلام سے ۱۲ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا

مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَ

کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا جو آپ بخل کریں ۱۳

(بقیہ صفحہ ۱۳۱) عورت سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ جنس مرد جنس عورت سے افضل ہے نہ کہ مرد کی ہر فرد عورت کی ہر فرد سے افضل۔ ہم جیسے لاکھوں مرد حضرت عائشہ صدیقہ اور فاطمۃ الزہرا کے نعلین کے برابر بھی نہیں۔ جنس اور چیز ہے فرد کچھ اور۔

۱۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عورت کا خرچ مرد پر واجب ہے دوسرے یہ کہ مرد کے گھربار کی حفاظت عورت کے ذمہ ہے۔ تیسرے یہ کہ عورت پر خاوند کا ادب و احترام لازم ہے۔ لہٰذا عورت مرد کو نام لے کر نہ پکارے۔ مرد سے اپنی خدمات نہ لے' چوتھے یہ کہ مال کمانا مرد کا، مال خرچ کرنا عورت کا' برکت کا باعث ہے۔ مرد چرخہ نہ کاتیں۔ عورت بی اے' بی۔ ٹی ہو کر نوکری کرنے نہ نکلے۔ اگر عورت کو بھی کمائی کرنی لازم ہوتی تو مرد پر عورت کا خرچہ نہ ہوتا ۲۔ یعنی عورتوں کو خاوندوں کی نافرمانی کے برے نتائج بتاؤ جو دنیا و آخرت میں پیش آویں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو چاہیے کہ خود بھی شرعی احکام سے واقف ہو اور بیوی کو بھی سکھائے ۳۔ ان سے صحبت نہ کرو۔ بات چیت ترک کرکے مکمل ترک موالات اور اس کا بائیکاٹ کر دو کہ اس سے بہتر عورت کا کوئی علاج نہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ افسر اپنے ماتحت کو سزا دے سکتا ہے مگر ماتحت افسر کو سزا نہیں دے سکتا خاوند بیوی کو ادب کے لئے مار سکتا ہے مگر بیوی خاوند کو نہیں مار سکتی۔ یہی حال استاد شاگرد' پیر مرید اور باپ بیٹے وغیرہ کا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ افسر پر ماتحت کا قصاص نہیں شاگرد استاد سے' بیٹا باپ سے' بیوی خاوند سے امتی نبی سے قصاص نہیں لے سکتا۔ قصاص میں یک گونہ برابری ہے ۵۔ یعنی جب رب تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمالیتا ہے تو تم بھی عورت کی معذرت قبول کر لیا کرو اور توبہ کے بعد اسے تنگ نہ کیا کرو ۶۔ اے خاوند اور بیوی کے ولیو۔ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اور بیوی میں صلح کرا دینا بہترین عبادت ہے۔ ایسے ہی مسلمانوں میں صلح کرانا بہت اچھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صلح کے لئے پنچ مقرر کر دینا اعلیٰ چیز ہے اسی لئے حضرت علی مرتضیٰ اور امیر معاویہ نے صلح کے لئے ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص کو اپنا پنچ مقرر فرمایا ۷۔ معلوم ہوا کہ غیر خدا کو حکم اور حاکم بنانا جائز ہے۔ یہ اس آیت کے خلاف نہیں اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ کیونکہ وہاں حکم سے مراد حقیقی یا تکوینی حکم ہے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ماں باپ کا حق تمام رشتہ داروں سے زیادہ ہے اسی لئے رب نے اپنی عبادت کے ساتھ ان کی اطاعت کا حکم دیا۔ اور تمام قرابت داروں سے پہلے ان کی اطاعت کا ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ ماں باپ کی خدمت ہر طرح کی جاوے۔ بدنی بھی اور مالی بھی ۹۔ یعنی جس کا گھر تمہارے گھر سے ملا ہوا ہو اور جو محلہ دار تو ہو مگر اس کا گھر تم سے ملا ہوا نہ ہو یا جو تمہارا پڑوسی بھی ہو اور رشتہ دار بھی۔ اور وہ جو صرف پڑوسی ہو' رشتہ دار نہ ہو یا وہ جو پڑوسی بھی ہو مسلمان بھی اور وہ جو صرف پڑوسی ہو مسلمان نہ ہو' غرضیکہ پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ کی بہت سی تفسیریں ہیں (روح) ۱۰۔ یعنی بیوی یا سفر کا ساتھی یا اپنا ہم سبق یا پیر بھائی یا مسجد میں برابر بیٹھنے والا۔ غرضیکہ کروٹ کے ساتھی کی بہت سی تفسیریں ہیں۔ (خزائن العرفان)۔ ۱۱۔ اس میں مہمان بھی شامل ہے اور مسافر بھی۔ مہمان کی خاطر تواضع مسلمان کا طرۂ امتیاز ہے۔ مہمان وہ جو ہم سے ملاقات کرنے کے لئے ہمارے بلانے پر یا بغیر بلائے باہر سے آئے۔ جو اپنے کام کے لئے آیا وہ مہمان نہیں۔ جیسے حاکم کے پاس مقدمہ والے یا مفتی کے پاس مستفتی ۱۲۔ اس طرح کہ غلاموں باندیوں سے طاقت سے زیادہ کام نہ لو۔ ان سے سخت کلامی نہ کرو۔ انہیں بقدر ضرورت

يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

اور اوروں سے بخل کے لئے کہیں اور اللہ نے جو انہیں اپنے فضل سے دیا ہے

مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۳۷

اسے چھپائیں ۱؎ اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۲؎

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچتے ہیں ۳؎ اور ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا

اللہ اور نہ قیامت پر اور جس کا مصاحب شیطان ہوا تو کتنا برا

فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝۳۸ وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

مصاحب ہے ۴؎ اور ان کا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ اور قیامت

الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ

پر اور اللہ کے دیئے میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ۵؎ اور اللہ ان کو

عَلِيْمًا ۝۳۹ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ

جانتا ہے اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا ۶؎ اور اگر کوئی نیکی

حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۴۰

ہو تو اسے دونی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے ۷؎

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ

تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں

عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ۝۴۱ يَوْمَىِٕذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں ۸؎ اس دن تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر

عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ

کیا اور رسول کی نافرمانی کی ۹؎ کاش انہیں مٹی میں دبا کر زمین برابر کر دی جائے ۱۰؎ اور کوئی بات اللہ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ صفحہ ۱۳۲) کھانا کپڑا دو۔ خیال رہے کہ لونڈی غلاموں کے یہ حقوق مولیٰ پر ہیں۔ اگر ان میں کوتاہی کی تو رب پکڑ فرماوے گا۔ لیکن وہ ان حقوق ٥ مطابہ سے نہیں کر سکتے۔ لہٰذا فقہا کا فرمان قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں ۱۳۔ حقوق ادا نہ کرنا بخل ہے۔ زکوۃ' صدقات واجبہ' بیوی بچوں وغیرہ کا ضرور دینا بخل ہے۔ اسی طرح علم کا چھپانا علمی بخل ہے۔ مال و حال دونوں کے سخی بنو۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی نعمت کا ظاہر کرنا شکر میں داخل ہے اور فخر اور شیخی مارنا جرم ہے۔ حضور نے فرمایا اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دیدہ دانستہ حضور کے فضائل بیان نہ کرنا یا ان میں تبدیلی کرنا کفر ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت ان علماء یہود کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور کے وہ اوصاف حمیدہ چھپاتے تھے جو توریت میں مذکور ہیں۔ اس سے موجودہ زمانے کے علماء کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو حضور کی نعت خود بھی نہیں کہتے اور کہنے والوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

۳۔ بخل کا ذکر ہو چکا۔ اب فضول خرچی کا ذکر ہے۔ اس میں دکھاوے کے لئے خیرات، نام نمود کے لئے شادی بیاہ کی بے جا رسموں میں خرچ وغیرہ سب ہی اسراف یعنی فضول خرچی میں داخل ہیں ۴۔ دنیا میں تو اس طرح کہ جو شیطان کو خوش کرے شیطان اس کے ساتھ رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ کھاتا پیتا صحبت کرتا ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ ہر جائز کام کو بسم اللہ سے شروع کرے اور آخرت میں اس طرح کہ وہ شیطان کے ساتھ ایک زنجیر میں بندھا ہو گا ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کی ہر نعمت میں سے کچھ خیرات کرے اسی لئے مما ارشاد ہوا دوسرے یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے بعض کرے جیسے کہ من تبعیضیہ سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ حلال روزی سے خیرات کرے۔ اسی لئے اس رزق کو رب کی طرف نسبت فرمایا۔ ۶۔ کہ کسی کے اعمال خیر بلا سبب برباد فرما کر جزا نہ دے یا مجرم کو جرم سے زیادہ سزا دے' یہ ناممکن ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ رب اپنے فضل سے عذاب میں کمی اور ثواب میں زیادتی فرمائے گا۔ یہ دونوں فضل کی قسمیں ہیں۔ مگر یہ دونوں فضل مومن کے لئے ہیں۔ ۸۔ ہر نبی اپنی امت کے نیک و بد کی گواہی دیں گے اور امت محمدی ان نبیوں کی گواہ ہو گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے گواہ ہوں گے۔ مگر ان کی گواہیوں میں فرق ہو گا کہ آپ کی امت کی گواہی تو آپ سے سن کر ہو گی۔ اور آپ کی گواہی چشم دید ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے پچھلے تمام حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اسی لئے کفار حضور کی گواہی پر وہ اعتراض نہ کر سکیں گے جو امت کی گواہی پر اعتراض کریں گے کہ یہ لوگ بغیر دیکھے گواہی کیسے دے رہے ہیں ۹۔ یعنی ان کے عقیدے اور اعمال دونوں خراب ہوئے۔ عقیدے کی خرابی کَفَرُوْا میں اور عمل کی خرابی عَصَوُا الرَّسُوْلَ میں مذکور ہے۔ انسان کو چاہیے کہ عقیدہ اور اعمال دونوں کو درست کرے ورنہ آگے چل کر مصیبت پڑے گی۔ ۱۰۔ جیسا کہ جانور ایک دوسرے کا بدلہ دلوا کر مٹی کر دیئے جاویں گے۔ ایسا ہی کفار کی تمنا ہو گی کہ میں بھی مٹی کر دیا جاتا۔ رب فرماتا ہے وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا

اللہ حدیثا ﴿۴۲﴾ یایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوۃ

سے نہ چھپا سکیں گے اے ایمان والوں نشہ کی حالت میں نماز کے

وانتم سکری حتی تعلموا ما تقولون ولا جنبا

پاس نہ جاؤ[۱] جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو اور نہ ناپاکی کی

الا عابری سبیل حتی تغتسلوا وان کنتم مرضی او

حالت میں[۲] بے نہائے مگر مسافری میں اور اگر تم بیمار ہو[۳] یا سفر میں

علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم

[۴] یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو

النساء فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا

چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمم کرو[۵] تو اپنے منہ اور

فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ان اللہ کان عفوا

ہاتھوں کا مسح کرو[۶] بے شک اللہ معاف فرمانے والا بخشنے

غفورا ﴿۴۳﴾ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتب

والا ہے[۷] کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کو کتاب سے ایک حصہ ملا[۸]

یشترون الضللۃ ویریدون ان تضلوا السبیل ﴿۴۴﴾

گمراہی مول لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ سے بہک جاؤ[۱۰]

واللہ اعلم باعدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ

اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو[۱۱] اور اللہ کافی ہے

نصیرا ﴿۴۵﴾ من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن

والی اور اللہ کافی ہے مددگار[۱۲] کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے

مواضعہ ویقولون سمعنا وعصینا واسمع غیر مسمع

پھیرتے ہیں[۱۳] اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں

شان نزول۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کے گھر صحابہ کی دعوت تھی۔ کھانے کے بعد شراب کا دور چلا۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ امام نشہ میں تھے۔ قل یایھا الکفرون پڑھی اور ہر جگہ لا چھوڑ گئے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس وقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی اس سے معلوم ہوا کہ بے ہوشی' جنون' نیند کی حالت جب ایسی ہو کہ پتہ نہ لگے کہ کیا پڑھ رہا ہے تو اس حالت میں نماز نہ پڑھے جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ اس آیت کے نزول پر نماز کے اوقات میں شراب پینا حرام ہوا پھر مطلقاً حرام کر دیا گیا۔ اس سے پتہ لگا کہ نشہ یا بے ہوشی میں کفریہ بات منہ سے نکلنے سے کافر نہ ہو گا ۲۔ اس کا تعلق حتی تغتسلوا سے ہے یعنی جنابت کی حالت میں بغیر غسل کئے نماز کے قریب نہ جاؤ لیکن اگر مسافر ہو اور پانی نہ پاؤ تو تیمم کر کے بھی نماز پڑھ سکتے ہو۔ مسافر کی قید اس لئے ہے کہ پانی نہ ملنا اکثر سفر ہی میں ہوتا ہے۔ اگلی آیت میں اس کی تفصیل آ رہی ہے ۳۔ ایسی بیماری جس میں پانی کا استعمال مضر ہوتا ہے یا تو تجربہ سے یا طبیب حاذق کے بتانے سے ۴۔ یعنی شہر سے باہر جہاں پانی موجود نہ ہو۔ لہذا سفر سے مراد شرعی سفر نہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقط عورت کو چھونے یا ذکر کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں جاتا کیونکہ یہاں جیسے پاخانہ سے آنے سے مراد پاخانہ پھر کر آنا ہے' ایسے ہی عورت کو چھونے سے مراد یا صحبت کرنا ہے چمٹنا" برہنہ ہو کر صحبت کرنے سے غسل فرض ہوتا ہے اور ننگا چمٹنے سے وضو۔ غرضیکہ صرف ہاتھ لگانا مراد نہیں ۶۔ مٹی کی جنس بھی مٹی میں سے ہی ہے جنس مٹی ہر وہ چیز ہے جو زمین سے پیدا ہو اور آگ میں نہ گلے نہ راکھ بنے۔ جیسے کان کو ئلہ اور پہاڑ کا نمک پتھر وغیرہ۔ ان سب سے تیمم جائز ہے پانی کا نمک اگرچہ گلتا جلتا نہیں مگر پانی سے بنتا ہے۔ لہذا تیمم کے لائق نہیں ۷۔ شان نزول۔ غزوہ بنی مصطلق سے واپس آتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ کا ہار گم ہو گیا۔ اس کی تلاش کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام لشکر وہاں جنگل میں ہی ٹھہر گئے۔ نماز کا وقت آیا پانی نہ تھا تب یہ آیت اور تیمم کا حکم آیا۔ حضرت اسید ابن حضیر نے عرض کیا کہ اے آل ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں تمہاری برکت سے مسلمانوں کو بہت آسانیاں ہوتی ہیں۔ اس واقعہ سے حضرت عائشہ صدیقہ کی عظمت کا پتہ لگا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل کا تیمم ایک ہی طرح ہو گا کیونکہ رب نے دونوں نجاستوں حدث اصغر اور اکبر کا ذکر فرما کر طریقہ تیمم ایک ہی بیان فرمایا ۹۔ کہ توریت کے ایک حصہ پر ایمان لائے اور دوسرا حصہ کے منکر ہو گئے یا موسیٰ علیہ السلام کو مانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا ۱۰۔ یعنی خود تو ایمان لاتے نہیں الٹا تمہیں گمراہ نہیں کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ انسان شیطان سے زیادہ خطرناک ہے کہ خاص اولیاء اللہ کو گمراہ کرنے سے شیطان مایوس ہو چکا مگر یہ لوگ مایوس نہ ہوئے کوشش میں لگے ہوئے ہیں ۱۱۔ لہذا رب نے جس کے متعلق فرما دیا کہ یہ تمہارا دشمن ہے اسے دشمن جانو اگرچہ وہ تمہارا ظاہری دوست یا اولاد یا بیوی ہو۔ رب فرماتا ہے ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم اس سے معلوم ہوا کہ بے دین' اگرچہ عزیز اور قریبی رشتہ دار ہو مگر مومن کا دشمن ہے اور مومن اگرچہ اجنبی ہو مومن کا دوست ہے ۱۲۔ یعنی تمہیں ان کے داؤں سے محفوظ رکھے گا اس سے معلوم ہوا کہ بفضلہ تعالیٰ حضور کے صحابہ گمراہی سے محفوظ رہے۔ بلکہ جن پر صحابہ کرام کی نظر عنایت ہو جائے وہ رب کے فضل و کرم سے گمراہی سے بچا رہتا ہے ۱۳۔ شان نزول۔ رفاعہ ابن زید اور مالک ابن خشم وغیرہ یہودی زبان موڑ کر حضور سے کلام سلام کرتے تھے اور منہ سے سمعنا کہتے تھے۔ دل سے عصینا منہ

وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا

اور راعنا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر ۲؎ اور دین میں طعنہ کیلئے ۳؎ اور اگر وہ کہتے کہ

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ

ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں ۳؎ تو ان کیلئے بھلائی

وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

اور راستی میں زیادہ ہوتا ۴؎ لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی انکے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا

مگر تھوڑا ۵؎ اے کتاب والو ایمان لاؤ اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی

لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى

تصدیق فرماتا ۶؎ قبل اس کے کہ ہم بگاڑ دیں کچھ مونہوں کو ۷؎ تو انہیں پھیر دیں ان کی

اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَكَانَ

پیٹھ کی طرف ۸؎ یا انہیں لعنت کریں جیسی لعنت کی ہفتہ والوں پر ۹؎ اور خدا کا

اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۴۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ

حکم ہو کر رہے ۔ بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے ۱۰؎ اور

يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ

کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے ۱۱؎ اور جس نے خدا کا شریک

افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ

ٹھہرایا اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا ۱۲؎ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ

کرتے ہیں ۱۳؎ بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے اور ان پر ظلم نہ ہوگا دانہ خرما کے ڈورے برابر

كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾

دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں ۱۴؎ اور یہ کافی ہے صریح گناہ

(بقیہ صفحہ ۱۳۴) سے وَاسْمَعْ کہتے تھے۔ دل میں غیر مسمع کہہ کر کوستے تھے اس طرح اپنی بدباطنی کا ثبوت دیتے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت اتری۔ ۱۔ اس طرح کہ راعنا راعینا بن جاتا جس کے معنی ہیں چرواہا۔ یا رعونت ۔ بمعنی حماقت سے مشتق۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس لفظ میں برے معنی کا احتمال بھی ہو وہ اللہ و رسول کی شان میں بولنا حرام ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ یہ بدباطن یہود حضور کی بارگاہ میں ایسی گستاخیاں کر کے جاتے اور پھر اپنے دوستوں سے کہتے کہ اگر حضور سچے نبی ہوتے تو ہماری اس تدبیر کو سمجھ جاتے کہ ہم منہ سے کچھ بولتے ہیں اور دل میں کچھ اور ہے ہم رَاعِنَا اور معنی سے بولتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے علم پر طعن کرنا در حقیقت دین اسلام پر طعن ہے اور یہودیوں کا طریقہ ہے کہ اسے رب نے طعن فی الدین قرار دیا۔ موجودہ زمانہ کے گستاخوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ ۳۔ یعنی بجائے رَاعِنَا کے اُنْظُرْنَا بولتے جس میں برے معنی کی گنجائش نہ ہوتی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے ادب میں ہمارا ہی فائدہ ہے اور بے ادبی میں ہمارا ہی نقصان۔ اس سے اس سرکار کا کچھ نہیں بگڑتا۔ سورج کی تعریف کرو یا برائی وہ نور ہی ہے ۵۔ اس طرح کہ صرف خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں نبی کے منکر اور صرف خدا کو ماننا ایمان کے لئے کافی نہیں۔ صرف خدا کو تو شیطان بھی مانتا ہے یا وہ صرف اپنے نبیوں کو مانتے ہیں۔ آپ کے منکر ہیں۔ یہ بھی ایمان کے لئے کافی نہیں ۶۔ یعنی قرآن تمہاری کتابوں کو سچا کہتا ہے یا سچا کرتا ہے کہ انہوں نے قرآن کی آمد کی خبر دی تھی۔ اگر قرآن نہ آتا تو وہ تمام کتب جھوٹی ہو جاتیں یا سچا کہلواتا ہے کہ صرف وہی کتب اور صحیفے اور وہی نبی دنیا میں چمکے جن کو قرآن نے چمکایا۔ باقی کو دنیا بھول گئی۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ مسخ وغیرہ عذاب خصوصی طور پر قیامت تک آتے رہیں گے۔ حضور کی تشریف آوری پر عام مسخ ختم ہو گیا ۸۔ یعنی جیسے سر کا پچھلا حصہ یکساں ہے ایسے ہی اسے بھی کر دیں کہ اس میں نہ آنکھیں رہیں نہ ناک منہ وغیرہ ۹۔ جن یہودیوں نے ممانعت کے باوجود ہفتہ کو بہانہ سے مچھلی کا شکار کیا وہ بندر بنا دیئے گئے یہ مسخ قیامت کے قریب واقع ہو گا۔ دنیا میں ہی یا قیامت میں واقع ہو گا۔ اس میں فرق نہیں ہو سکتا۔ ۱۰۔ یہاں شرک ۔ بمعنی کفر ہے لہٰذا حضور کا ہر منکر مشرک ہے خواہ رب کو ایک مانے یا چند۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا جو کفر پر مر جاوے اس کی بخشش ناممکن ہے۔ اس لئے کافر کو مرحوم وغیرہ کہنا منع ہے۔ قرآن میں شرک ۔ بمعنی کفر آتا ہے۔ ۱۱۔ مقصد یہ ہے کہ جو کفر پر مرے گا اس کی بخشش ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ بڑے سے بڑا گناہ بخشش کے قابل ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا حق العبد ہو یا حق اللہ مگر بخشش کی نوعیتوں میں فرق ہے اللہ کے حق کی بخشش اور طرح ہو گی، بندے کے حق کی بخشش اور طرح۔ حق العبد بندے سے معاف کرا دیئے جاویں گے، باقی حقوق کچھ شفاعت سے کچھ دوزخ میں عارضی طور پر داخل کر کے۔ ۱۲۔ یہاں بھی شرک سے مراد کفر ہی ہے۔ ہر کافر بڑا طوفان باندھنے والا ہے۔ روح البیان میں فرمایا کہ یہ دونوں آیتیں حضرت وحشی (قاتل امیر حمزہ) کے حق میں آئیں جنہوں نے حضور کی خدمت میں کہلوا کر بھیجا کہ میں اسلام لانا چاہتا ہوں مگر یہ آیت مجھے اسلام سے روکتی ہے وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ الخ میں تو مشرک بھی ہوں اور مومن کا قاتل بھی۔ اس پر یہ آیت اور چند دوسری آیات اتریں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ اپنے نام کے ساتھ صاحب یا القاب خود لکھنا منع ہے کہ یہ اپنی ستھرائی بیان کرنے میں داخل ہے۔ ایسے ہی اپنی تعریف اپنے منہ سے بیان کرنا درست نہیں۔ ہاں رب کی نعمت کے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ

کیا تم نے وہ نہ دیکھے ۱؎ جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا ۲؎ ایمان لاتے ہیں

بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ

بت اور شیطان پر ۳؎ اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے

اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿٥١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

زیادہ راہ پر ہیں یہ ہیں جن پر

لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿٥٢﴾ؕ

اللہ نے لعنت کی اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار نہ پائے گا ۴؎

اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ

کیا ملک میں ان کا کچھ حصہ ہے ۵؎ ایسا ہو تو لوگوں کو تل بھر

نَقِيْرًا ﴿٥٣﴾ۙ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ

نہ دیں یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں ۶؎ اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے

فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ

فضل سے دیا ۷؎ تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی ۸؎ اور انہیں بڑا

مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿٥٤﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ

ملک دیا ۹؎ تو ان میں کوئی اس پر ایمان لایا ۱۰؎ اور کسی نے اس سے منہ

عَنْهُ ؕ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا

پھیرا ۱۱؎ اور دوزخ کافی ہے بھڑکتی آگ جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا

سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ

عنقریب ہم انکو آگ میں داخل کریں گے ۱۲؎ جب کبھی انکی کھالیں پک جائیں گی ہم انکے

جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا

سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے ۱۳؎ کہ عذاب کا مزہ لیں بیشک اللہ غالب حکمت

(بقیہ صفحہ ۱۳۵) اظہار کے لئے جا : ہے۔ غور فرماتے ہیں۔ اما سید ولد آدم ۱۴۔ یعنی جو کفار اپنے کو بڑا اور مومنوں کو چھوٹا سمجھتے ہیں وہ رب پر افترا کرتے ہیں کیونکہ رب نے مومنوں کو بڑا اور کافروں کو ذلیل فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی برائی کرنا غضب الٰہی کا باعث ہے۔

۱۔ شان نزول۔ کعب ابن اشرف اور اس کے ساتھی ستر یہودی مشرکین مکہ کے پاس پہنچے اور انہیں حضور سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ قریش بولے کہ ہمیں خطرہ ہے کہ تم بھی کتابی ہو' ان سے قریب تر ہو۔ اگر ہم نے ان سے جنگ کی اور تم ان سے مل گئے تو ہم کیا کریں گے۔ اگر ہمیں اطمینان دلانا ہو تو ہمارے بتوں کو سجدہ کرو۔ ان بدنصیبوں نے سجدہ کر لیا۔ ابو سفیان بولے کہ بتاؤ ہم ٹھیک راستہ پر ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کعب بولا کہ تم ٹھیک راہ پر ہو۔ اس پر یہ آیت اتری ۲۔ یعنی علم کا' نہ کہ عمل کا' کیونکہ کعب بن اشرف یہود کا پادری تھا۔ معلوم ہوا کہ کتاب الٰہی کے دو حصے ہوتے ہیں۔ علم و عمل اللہ دونوں نصیب فرماوے۔ عمل کے بغیر علم وبال ہے ۳۔ طاغوت' طغی سے بنا۔ بمعنی سرکشی جو رب سے سرکش ہو اور سرکش بنائے وہ طاغوت ہے خواہ جنی شیطان ہو یا انسانی شیطان۔ قرآن کریم نے سرداران کفر کو بھی طاغوت کہا۔ جو نبی کو طاغوت کہے وہ بے دین ہے جیسے حسین علی واں۔ بچرانوالہ۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے انبیاء' اولیاء' چھوٹے بچے وغیرہ باذن الٰہی مددگار ہوں گے۔ ملعونوں کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ جو کہے کہ کوئی مددگار میرا نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ اور فرماتا ہے۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۵۔ شان نزول' یہود کہتے تھے کہ نبوت اور حکومت کے ہم ہی حقدار ہیں کیونکہ ہم بنی اسرائیل ہیں تو حضور کی اتباع اور عرب کی اطاعت کیسے کریں۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری۔ ۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان' تقویٰ' نبوت اللہ کا فضل ہے اس میں کسی کی شیخی نہیں ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبوت اور علم دین اللہ کی بڑی ہی نعمت ہیں کہ رب نے حضرت ابراہیم کے فضائل میں اس کا ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ نبوت حضرت ابراہیم کے بعد ان کی اولاد میں خاص کر دی گئی کہ کوئی غیر ابراہیمی نبی نہ ہوا لہٰذا مرزا قادیانی نبی نہیں کیونکہ وہ سید نہیں بلکہ مغل تھا تیسرے یہ کہ بزرگوں کی اولاد ہونا اور اعلیٰ خاندان سے ہونا بھی خدا کی نعمت ہے۔ دیکھو حضور کے بعد خلافت قریش سے مخصوص کر دی گئی کہ فرمایا اَلْخِلَافَةُ فِي الْقُرَيْشِ بلکہ صواعق محرقہ میں ہے کہ قطب الاقطاب ہمیشہ سید ہی ہو گا امام مہدی سیدوں میں سے ہوں گے ۹۔ دنیاوی سلطنت جیسے حضرت یوسف و داؤد سلیمان علیہم السلام۔ کہ اللہ نے انہیں نبوت اور سلطنت دونوں بخشیں۔ ایسے ہی اگر ہم نے اپنے محبوب کو نبوت و سلطنت بخشی تو تم کو کیوں برا لگا ۱۰۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار وغیرہ رضی اللہ عنہم۔ ۱۱۔ کہ ایمان سے محروم رہا۔ جیسے کعب بن اشرف وغیرہ۔ اس سے پتہ لگا کہ علم جب ہی مفید ہے جب رب کا فضل شامل حال ہو۔ عبداللہ بن سلام بھی توریت کے عالم تھے اور کعب بن اشرف بھی۔ مگر وہ ایمان لائے یہ کافر رہا۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انکار رب کی تمام آیتوں کا انکار ہے اور انکار کا انجام نار ہے۔ ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ دوزخ کی آگ کافر کے ہر عضو پر پہنچے گی مگر صرف کھال جلے گی۔ رب فرماتا تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ دوسرے یہ کہ اتنی سخت آگ میں رہنے کے باوجود انہیں موت نہ آوے

حَكِيمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ

والا ہے ۱ے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ہم انہیں باغوں میں

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ۲ے ان میں ہمیشہ رہیں گے

لَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا ﴿۵۷﴾

ان کے لئے وہاں ستھری بیبیاں ہیں ۳ے اور ہم انہیں وہاں داخل کریں گے جہاں سایہ ہی سایہ

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا

ہوگا ۴ے بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو ۵ے اور یہ کہ

حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ

جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو ۶ے بے شک اللہ

نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ﴿۵۸﴾ يَا أَيُّهَا

تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے ۷ے اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي

والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں

الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ

حکومت والے ہیں ۸ے پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے ۹ے تو اسے اللہ

وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

اور رسول کے حضور رجوع کرو ۱۰ے اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو ۱۱ے

ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿۵۹﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ

یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ۱۲ے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ

يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ

ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے

(بقیہ صفحہ ۱۳۶) گی۔ بلکہ ہربار کھال پکنے کے بعد دوسری کھال ایسے بن جاوے گی جیسے آج چھالے کے نیچے نئی کھال تیار ہوجاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس طرح کا عذاب کافروں کو ہوگا مومن گنہگار کے عذاب کی نوعیت یہ نہ ہوگی۔

۱۔ کہ وہ ہر قسم کے عذاب دینے پر قادر ہے اور ہر عذاب میں اس کی حکمت ہے' وہ اس پر قادر ہے کہ ایسی سخت آگ میں رہ کر بھی کافر کو موت نہ آئے۔ دیکھو کہ زمین میں لوہے بلکہ فولاد کو دفن کردو تو اسے گلا کر فنا کردیتی ہے مگر دانہ کو فنا نہیں کرتی۔ یہ اس کی قدرت ہے۔ ۲۔ کہ ہر جنتی کو کئی جنتیں دی جاویں گی۔ مختلف اعمال کی مختلف جنتیں پھر کفار کے حصے کی جنت کے بھی یہ ہی وارث ہوں گے جیسے نہریں بہت ایسے ہی ہر جنتی کی جنتیں بہت۔ ۳۔ ہر جنتی کو کئی کئی بیویاں عطا ہوں گی۔ اپنی دنیا کی مومنہ بیوی، حور عین اور دنیا کی وہ مومنہ عورتیں جن کے خاوند دوزخ میں گئے کہ یہ تمام بیویاں حیض' نفاس' تھوک' رینٹ' میل' کج خلقی وغیرہ تمام جسمانی و قلبی گندگیوں سے پاک و صاف ہوں گی ۴۔ اس طرح کہ وہاں دھوپ ہوگی ہی نہیں کیونکہ سورج نہ ہوگا۔ رب کے نور کی تجلی ہوگی یہ مطلب نہیں کہ دھوپ ہو پھر درخت سایہ کرے ۵۔ امانت خواہ مال کی ہو یا اعمال کی یا علم کی یا اسرار الٰہی کی۔ جو اس کے اہل ہوں انہیں سپرد کی جاوے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ عثمان ابن طلحہ جو کعبہ کے کلید بردار تھے ان سے فتح مکہ کے دن کعبہ کی چابی لی گئی۔ پھر دوسرے صحابہ نے خواہش کی کہ یہ خدمت ہمارے سپرد کی جائے اور چابی ہم کو عنایت ہو اس پر یہ آیت اتری اور چابی حسب سابق عثمان ابن طلحہ کو عطا ہوئی۔ اور آج تک انہی کی اولاد میں یہ چابی ہے۔ عثمان ابن طلحہ یہ امانتداری ملاحظہ کرکے ایمان لے آئے مگر تفسیر خزائن العرفان میں حضرت صدر الافاضل مراد آبادی قدس سرہ نے فرمایا کہ صحیح تر یہ ہے کہ عثمان ابن طلحہ ۸ھ میں یعنی فتح مکہ سے قریباً دو سال پہلے اسلام لا چکے تھے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال نزول اگرچہ خاص موقعہ پر ہوا مگر حکم عام ہے ۶۔ علماء فرماتے ہیں کہ حاکم پانچ باتوں میں مدعی مدعی علیہ کے درمیان برابری کرے اپنے پاس آنے جانے کی اجازت میں۔ نشست میں کہ دونوں کو یکساں دے۔ توجہ میں کہ دونوں کی طرف یکساں کرے۔ کلام سننے میں فیصلہ دینے میں کہ حق کا فیصلہ دے ۷۔ لہٰذا اے حاکمو خیال رکھو کہ تمہارا ابھی کوئی حاکم ہے جو تمہارے فیصلوں کو دیکھ رہا ہے تمہاری باتیں سن رہا ہے کل تمہیں بھی اس کے دربار میں پیش ہونا ہے ۸۔ خواہ دینی حکومت والے ہوں جیسے عالم' مرشد کامل فقیہ' مجتہد یا دنیاوی حکومت والے جیسے اسلامی سلطان اور اسلامی حکام۔ لیکن دینی حکام کی اطاعت دنیاوی حکام پر بھی واجب ہوگی۔ مگر ان دونوں کی اطاعت میں یہ شرط ہے کہ نص کے خلاف حکم نہ دیں ورنہ ان کی اطاعت نہیں۔ حضور کی اطاعت ہر حکم میں واجب ہے اگرچہ کسی کو قرآن کے خلاف ہی حکم دیں۔ اس کے حق میں وہی نص ہوگی۔ حضرت علی کو فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرے نکاح کی اجازت نہ ہونا۔ حضرت خزیمہ انصاری کی ایک گواہی دو کی برابر ہونا اسی میں داخل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں رسول کو اولی الامر سے علیحدہ بیان فرمایا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ میں ملاحظہ کرو۔ اس آیت سے مسئلہ تقلید بھی ثابت ہوتا ہے۔ ۹۔ تم میں اور حاکموں میں کسی مسئلہ شرعی میں اختلاف ہو جاوے (روح البیان) تو اسے نص سے سلجھاؤ۔ معلوم ہوا کہ حضور حاکموں کے حاکم' سلطانوں کے سلطان ہیں ۱۰۔ فقہاء کی طرف رجوع کرنا بھی رسول ہی کی طرف رجوع کرنا ہے کیونکہ فقہاء

(بقیہ صفحہ ۱۳۷) حضور ہی کا حکم سناتے ہیں۔ جیسے حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ایسے ہی عالم دین کی فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے۔ یوں ہی سلطان اسلام کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان دعویٰ ہے اور عمل اس کی دلیل ہے۔ جو منہ سے کہے کہ میں اللہ رسول کو مانتا ہوں اور عمل کرے کفار کے سے قانون کے امریکہ و انگلستان کے اس کا دعویٰ ناقص و بے دلیل ہے۔ ۱۲۔ یعنی اگرچہ شریعت کے بعض احکام نفس پر گراں ہیں جیسے زکوٰۃ' جہاد کا فرض ہونا' سود کا حرام ہونا لیکن انجام ان کا اچھا ہے مسلم قوم سود لے کر فنا ہوگی زکوٰۃ دے کر زندہ رہے گی۔

مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ

پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں ۱؎

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں ۲؎ اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ

يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝۶۰ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى

انہیں دور بہکا دے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ

ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر

عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۱ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ

پھر جاتے ہیں ۳؎ کیسی ہوگی جب ان پر کوئی افتاد پڑے بدلہ

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ

اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۴؎ پھر اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی

اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝۶۲ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ

قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی اور میل ہی تھا ۵؎ ان کے دلوں کی تو بات اللہ

اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ

جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی کرو ۶؎ اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًاۢ بَلِيْغًا ۝۶۳ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا

ان سے رسا بات کہو اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر

لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے ۷؎ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر

جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ

ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں ۸؎ اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے

۱۔ شان نزول۔ بشر منافق کا ایک یہودی کے ساتھ کچھ جھگڑا تھا۔ یہودی نے کہا کہ چلو حضور سے فیصلہ کرائیں۔ منافق بولا کہ چلو کعب بن اشرف سے فیصلہ کرائیں۔ یہودی نے کعب ابن اشرف کو پنچ ماننے سے انکار کر دیا اور مقدمہ بارگاہ نبوی میں پیش ہوا۔ حضور نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ بشر منافق اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ پھر یہ دونوں حضرت عمر فاروق کے پاس یہ مقدمہ لائے۔ یہودی نے آپ سے عرض کیا کہ بارگاہ نبوی میں میرے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے مگر بشر راضی نہ ہوا اور آپ کے پاس لایا فاروق اعظم نے اسے قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو فیصلہ مصطفوی سے راضی نہ ہو اس کا فیصلہ یہ ہے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ منافق کھلے کافروں سے بدتر ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کے فیصلہ کی اپیل کہیں نہیں ہو سکتی۔ آپ کا فیصلہ رب کا فیصلہ ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور کے حکم سے راضی نہ ہونا کفر ہے اور وہ شخص مرتد واجب القتل ہے۔ کیونکہ یہ شخص بظاہر مسلمان تھا آج شرعاً مرتد ہوا اور قتل کیا گیا۔ چوتھے یہ کہ عدل میں اپنے پرائے کا خیال نہ چاہیے منافق گو ظاہری مسلمان تھا مگر فیصلہ یہودی کے لئے ہوا۔ پانچویں یہ کہ سرداران کفر طاغوت یعنی انسانی شیطان ہیں کہ کعب ابن اشرف یہودی کو طاغوت فرمایا گیا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بخوشی کفار کو حکم یا حاکم بنانا ان کے قوانین پر فریفتہ ہونا سخت جرم ہے' مجبوری کی معافی ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ شریعت کا حکم ہوتے ہوئے امریکہ' لندن والوں کے قانون کو اچھا سمجھنا منافقانہ طریقہ ہے۔ ۴۔ یعنی وہ بشر فاروق اعظم کے ہاتھوں جہنم میں پہنچا اور اس کے وارث جب خون کا بدلہ مانگیں تو بدلہ نہ دلوایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور رب نے فاروق اعظم کے اس فعل کو سراہا ۵۔ چنانچہ بشر کے وارثوں نے بہانہ بنایا کہ حضور بشر آپ سے منحرف نہ تھا بلکہ صلح کلی تھا سب میں اتفاق چاہتا تھا اس لئے کعب بن اشرف کے پاس مقدمہ لے جانا چاہا تھا۔ ۶۔ کیونکہ منافقوں کو شریعت میں قتل نہیں کیا جاتا۔ بشر کے وارثوں کو صرف سمجھا دو۔ ۷۔ یعنی اگرچہ تم بھی دنیا میں آئے اور نبی بھی' مگر دونوں آمدوں کی منشا میں فرق ہے تم نبی و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے وہ تم پر حکومت کرنے کے لئے جہاز میں مسافر اور کپتان دونوں سوار ہیں۔ مگر مسافر پار لگنے کو کپتان پار لگانے کو۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر سوار ہوتے ہیں کپتان تنخواہ لے کر۔ کشتی اسلام میں تم پار لگنے کو سوار ہو' نبی پار لگانے کو لیطاع کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ نبی کے ہر قول کی اطاعت چاہیے اور ہر فعل کا اتباع ۸۔ اس آیت میں ظلم' ظالم' زمان و مکان کسی قسم کی قید نہیں۔ ہر قسم کا مجرم ہر زمانے میں خواہ کسی قسم کا جرم کرے تمہارے آستانہ پر آجاوے اور جاہ دک میں یہ قید نہیں کہ مدینہ مطہرہ میں ہی آئے بلکہ ان کی طرف توجہ کرنا یہ بھی ان کی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿٦٤﴾ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں ۱ تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ
نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں ۲ پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں
حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا
اس سے رکاوٹ نہ پائیں ۳ اور جی سے مان لیں ۴ اور اگر ہم ان پر فرض کرتے ۵
عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا
کہ اپنے آپ کو قتل کر دو یا اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل جاؤ ۶ تو ان میں
فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ
تھوڑے ہی ایسا کرتے ۷ اور اگر وہ کرتے جس بات کی انہیں نصیحت دی جاتی
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ
ہے تو اس میں ان کا بھلا تھا اور ایمان پر خوب جمنا ۸ اور ایسا ہوتا تو ضرور ہم انہیں
لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾
اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتے اور ضرور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کرتے ۹
وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ
اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے ۱۰ تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن
اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَ
پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء ۱۱ اور صدیق اور شہید اور
الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ
نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں ۱۲ یہ اللہ کا فضل ہے
مِنَ اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور اللہ کافی ہے جاننے والا ۱۳ اے ایمان والو

(بقیہ صفحہ ۱۳۸) نصیب۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ وہ شفاخانہ ہے جس میں ہر بیماری کی دوا ہے۔ کسی کو محروم واپس نہیں کیا جاتا کوئی آنے والا ہو۔ خیال رہے کہ ہمارے پاس حضور کا آنا اور ہے اور ہمارا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہونا کچھ اور۔ سورج کا ہمارے پاس آنا یہ ہے کہ وہ ہم پر چمک جائے۔ ہمارا سورج کے پاس آنا یہ ہے کہ ہم آڑ ہٹا کر اس کی دھوپ میں آ جائیں۔ لہٰذا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ اور جَآءُوْكَ میں فرق ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تواب اور رحیم اس کے لئے ہے جو حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو اور حضور اس کے لئے دعا فرمائیں ورنہ وہ قہار و جبار ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو آپ کے دروازہ پر آ جاوے وہ رب کو پاوے گا مگر صفت رحمت میں۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کا پتہ ہیں اسی پتے پر اللہ ملتا ہے۔ ۲۔ یعنی ایسوں کو اصل ایمان ہی نصیب نہ ہو گا۔ آیت میں ایمان کی نفی ہے نہ کہ کمال ایمان کی۔ مومن اگرچہ گناہ کرے مگر وہ حضور کے فیصلہ کو ناحق نہیں سمجھتا حق جانتا ہے اپنے کو ناحق' ظالم' گنہگار جانتا ہے لہٰذا ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں جو کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلامی احکام میں نقص نکالے اور عیسائی مشرکوں کے قانونوں کو اچھا جانے وہ اسلام سے خارج۔ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔ ۳۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خدا کے سوا کوئی حاکم بنانا جائز ہے خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو نائب جناب کبریاء ہیں۔ حضور کو حاکم ماننا رب ہی کو حاکم ماننا ہے۔ لہٰذا یہ اس کے خلاف نہیں ان الحکم الا للّٰہ کیونکہ وہاں تکوینی احکام یا حقیقی حکم مراد ہے دوسرے یہ کہ اب حضور کے پردہ فرمانے کے بعد علماء دین کو حاکم ماننا حضور ہی کو حاکم ماننا ہے کیونکہ یہ حضرات حضور کے نوکر چاکر اور اس آستانے کے کارندے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور کے احکام قبول کر لینا اور دل سے ان پر راضی نہ ہونا کفار کا طریقہ ہے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے سارے فیصلے ہمارے لئے برحق واجب العمل ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کے فیصلہ پر زبان اعتراض دراز کرنا یا نہ ماننا کفر و ارتداد ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر کوئی مجبوراً" حضور کا فیصلہ مان تو لے مگر دل سے راضی نہ ہو وہ بھی کافر ہے چوتھے یہ کہ مطلق امر وجوب کے لئے ہوتا ہے ۵۔ اس پوری آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ اہل مدینہ پہاڑی پانی سے اپنے کھیت سیراب کرتے تھے حضرت زبیر اور ایک انصاری کے کھیت ملے ہوئے تھے۔ ان دونوں کا اس پانی کے متعلق جھگڑا ہو گیا کہ پہلے کون اپنے کھیت کو پانی دے۔ یہ مقدمہ بارگاہ رسالت میں پیش ہوا۔ حضور نے فیصلہ فرمایا کہ پہلے حضرت زبیر پانی دیں پھر انصاری کیونکہ حضرت زبیر کا کھیت اوپر کی جانب تھا۔ یہ فیصلہ انصاری کو ناگوار گزرا۔ اس کے منہ سے نکل گیا کہ زبیر آپ کے پھوپھی زاد قریبی ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ ظاہر یہ ہے کہ اس وقت اس انصاری پر مرتد ہونے کا حکم نہ دیا گیا ہو گا۔ کیونکہ ان کا یہ واقعہ اس قانون بننے اور اس آیت کے نزول سے پہلے تھا قانون کے احکام اس کے بن جانے کے بعد جاری ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی مسلمان شخص ایسا کرے تو مرتد ہے ۶۔ اہل عرب پر جن میں مخلص و منافق سب شامل ہیں ۷۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر توبہ کے لئے مجرم کا اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دینا یا دیس نکالے کا حکم دیا جاتا تھا اس سے اسلامی ہجرت اور جہاد مراد نہیں وہ دونوں تو اسلام میں بھی ہیں لہٰذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۸۔ یعنی ایسے سخت احکام صرف مخلص مومنین صحابہ ہی مانتے' منافقین و کفار نہ مانتے' لہٰذا اس آیت سے شیعہ دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ صحابہ کرام نے

ع ۹

خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوا جَمِيْعًا ﴿۷۱﴾ وَ

ہوشیاری سے کام لو پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہوکر نکلو یا اکٹھے چلو ل اور

اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ

تم میں کوئی وہ ہے کہ ضرور دیر لگائے گا ٹ پھر اگر تم پر کوئی افتاد پڑے

قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿۷۲﴾

تو کہے خدا کا مجھ پر احسان تھا کہ میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا ٹ

وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ

اور اگر تمہیں اللہ کا فضل ملے ٹ تو ضرور کہے گویا تم میں اس میں

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا

کوئی دوستی نہ تھی اے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا ٹ تو بڑی

عَظِيْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ

مراد پاتا تو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیئے ٹ جو دنیا کی زندگی بیچ کر

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

آخرت لیتے ہیں ٹ اور جو اللہ کی راہ میں لڑے پھر مارا جائے

فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۷۴﴾ وَمَا لَكُمْ

یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا ثواب دیں گے ٹ اور تمہیں کیا ہوا

لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ

کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں ٹ اور کمزور مردوں اور

الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ

عورتوں اور بچوں کے واسطے ٹ یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب

اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ

ہمیں اس بستی سے نکال ٹ جس کے لوگ ظالم ہیں ٹ اور ہمیں اپنے پاس

(بقیہ صفحہ ۱۳۹) جس بہادرانہ طریقہ سے حضور پر جاں نثاری کی وہ دنیا جانتی ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رسول کی اطاعت و فرمانبرداری ایمان میں پختگی پیدا کرتی ہے اور بڑے ثواب کا باعث ہے ۱۰۔ اس سے ولایت اور قرب الٰہی کی راہ مراد ہے۔ کیونکہ وہ مخلص مومن تو پہلے ہی تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی نیک اعمال سے بھی ولایت مل جاتی ہے جسے ولایت کسبی کہتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے صحابہ ولی اللہ ہیں کیونکہ ان سب نے حضور کی اطاعت کی بلکہ اگر منافقین بھی یہ اطاعت کر لیتے تو وہ بھی ولی بن جاتے۔ ۱۱۔ شان نزول، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور کے ایسے سچے عاشق تھے کہ ان میں آپ کی جدائی کی تاب نہ تھی۔ ایک روز بہت غمگین و رنجیدہ ہو کر حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار نے رنج و غم کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ جب مجھے یہاں آپ کی جدائی برداشت نہیں ہوتی تو آخرت میں کیا حال ہو گا۔ وہاں حضور کا دیدار کس طرح پاؤں گا۔ حضور جنت کا اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور میں کہیں اور جگہ میرے لئے تو جنت وحشت کی جگہ بن جاوے گی۔ تب یہ آیت کریمہ اتری ۱۲۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کی اطاعت کرنے والے نبی بن جاویں گے تاکہ آئندہ سلسلہ نبوت جاری رہے جیسا کہ قادیانیوں نے اس سے سمجھا۔ ورنہ رب فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ چاہیے کہ صابر اللہ بن جاویں۔ ساتھ ہونا اور چیز ہے اور خود وہی بن جانا اور چیز ۱۳۔ خیال رہے کہ حضور کے چاہنے والے امتی کا حضور کے ساتھ جنت میں رہنا ایسا ہو گا جیسے سلطان کے خدام خاص کا سلطان کے ساتھ کوٹھی میں رہنا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اسی درجہ میں حضور کے برابر ہو جاوے گا۔ ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنت میں حضور کا قرب جنت کی بڑی نعمت ہو گی۔ دوسرے یہ کہ ہر مدعی محبت عاشق رسول نہیں۔ یہ تو اللہ کو ہی خبر ہے۔

ا۔ یعنی جہاد میں دشمن کی گھات سے بچو۔ ہتھیار اپنے ساتھ رکھو اور موقعہ کے مطابق تھوڑے یا بہت ان کے مقابلہ میں جاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بچاؤ کے لئے ہتھیار اور سامان رکھنا توکل کے خلاف نہیں ۲۔ یعنی منافقین، اس سے معلوم ہوا کہ عبادات میں سستی کرنا منافقوں کی علامت ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں سے علیحدہ رہنا اور اس پر خوش ہونا کفر ہے۔ اعمال میں، عقائد میں عام مسلمانوں کے ساتھ رہو۔ جو بکری ریوڑ میں رہے وہ بھیڑیئے سے محفوظ رہتی ہے۔ ۴۔ دشمن پر فتح اور مال غنیمت، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اپنی فتح کو رب تعالیٰ کا فضل جانیں محض اپنی بہادری کا نتیجہ نہ سمجھیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی نفع کے لئے مسلمانوں کے ساتھ رہنا یا ساتھ رہنے کی تمنا کرنا ایمان نہیں۔ یہ تو خود غرضی اور منافقوں کا طریقہ ہے، دین و دنیا میں ہر طرح ان کے ساتھ رہو ۶۔ تاکہ اسلام بلند ہو اور کفر کا زور ٹوٹے۔ مسلمانوں کو رب کی عبادت میں کوئی آڑ نہ ہو۔ یہی جہاد فی سبیل اللہ ہے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہاد میں اپنے نفس کے نفع کا بالکل خیال نہ ہو۔ ملک گیری صرف دین کی خدمت کے لئے ہو۔ دوسرے یہ کہ مجاہد اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر جائے۔ یہ سمجھ لے کہ میں شہید ہونے جا رہا ہوں جیسا کہ يَشْرُوْنَ سے ظاہر ہے۔ اگر یہ دو وصف مومن میں جمع ہو جاویں تو اللہ اس کو فتح دیتا ہے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۸۔ فتح مند کو دنیا میں غنیمت دے کر اور آخرت میں جنت دے کر، شہید یا شکست خوردہ کو آخرت میں بڑا اجر عطا فرما کر۔ بہرحال یہ ایسا سودا ہے جس میں گھاٹا کوئی نہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض ہے۔ بلاوجہ نہ کرنے والا ایسا ہی گنہگار ہو گا جیسے نماز چھوڑنے والا۔

لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

سے کوئی حمایتی دے دے اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی مددگار دے دے ۱

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ایمان والے اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور کفار شیطان

يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ

کی راہ میں لڑتے ہیں ۲ تو شیطان کے دوستوں سے لڑو

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

بیشک شیطان کا داؤ کمزور ہے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں

قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ

کہا گیا اپنے ہاتھ روک لو ۳ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ

پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا ۴ تو ان میں بعضے لوگوں سے ایسے

النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ

ڈرنے لگے ۵ جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زائد ۶ اور بولے اے رب ہمارے

كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ

تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا ۷ تھوڑی مدت تک ہمیں اور جینے دیا ہوتا

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫

تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے اور ڈر والوں کے لئے آخرت اچھی

وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ

اور تم پر تاگے برابر ظلم نہ ہوگا ۸ تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی

وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ

اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو ۹ اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے

(بقیہ صفحہ ۱۴۰) خیال رہے کہ جہاد کی فرضیت کچھ شرائط پر موقوف ہے جب وہ پائی جاویں تو فرض ہے کبھی فرض عین کبھی فرض کفایہ۔ ۱۰۔ اس سے پتہ لگا کہ عبادت الٰہی میں اللہ کی رضا کے ساتھ مسلمانوں کی خدمت کی نیت کرنا شرک نہیں ہے جائز ہے۔ دیکھو جہاد عبادت ہے مگر فرمایا گیا کہ اللہ کی راہ میں ان کمزور مسلمانوں کے لئے جہاد کرو۔ کمزور مرد و عورت وہ مسلمان تھے جو مکہ شریف سے ہجرت کرنے پر قادر نہ ہوئے مجبوراً وہاں رہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقام پر رہ کر اگر اللہ کی عبادت پر قدرت نہ ہو تو وہاں سے نکل جانا یا نکلنے کی دعا کرنا ضروری ہے۔ مکہ کے ضعیف مومن جو ہجرت نہ کر سکے وہ مکہ سے نکلنے کی دعائیں مانگتے تھے کیونکہ وہاں آزادی سے عبادت نہ کر سکتے تھے حالانکہ اب مکہ شریف میں رہنا باعث برکت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تقیہ اسلام کے خلاف ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور خلفاء راشدین ظالم نہ تھے۔ ورنہ علی مرتضیٰ پر مدینہ سے ہجرت کرنا واجب ہو جاتی۔ اور خلفاء ثلاثہ کے زمانے میں مدینہ میں بلاسخت مجبوری رہنا حرام ہوتا۔ رب فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا یہاں ظالم سے مراد جابر کفار ہیں جو مسلمانوں کو ستائیں اور دین پر انہیں قائم نہ رہنے دیں کسی ملک میں کفار کا صرف موجود ہونا ہجرت کو لازم نہیں کرتا۔

۱۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اس کے لئے مددگار مقرر فرما دیتا ہے اور جس پر قہر فرماتا ہے اسے بے یار و مددگار چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے مددگار بنانے کی دعا مانگنے کا حکم دیا۔ غیر خدا کی مدد شرک نہیں۔ بلکہ رب کی رحمت ہے۔ دعا کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ یا تو ہمیں مکہ سے نکال یا مددگار مجاہدین کو بھیج جو ہمیں کفار کے چنگل سے چھڑائیں۔ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ غازیان اسلام نے مکہ فتح فرمایا۔ ان کمزوروں کو ظالموں سے چھڑایا۔ ۲۔ شیطان کو راضی کرنے یا کفر پھیلانے یا محض ملک گیری کے لئے لڑتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مومن کی جنگ ان میں سے کسی چیز کے لئے نہ ہونی چاہیے صرف رضاء الٰہی کے لئے ہو۔ شعر

جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است

۳۔ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے پہلے جب کفار نے مسلمانوں کو بہت ستایا تو انہوں نے حضور سے اجازت چاہی کہ ہم کفار کو ترکی بہ ترکی جواب دیں' ان سے جنگ کریں۔ سرکار نے منع فرمایا اور فرمایا کہ نمازیں قائم کرو زکوٰۃ دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد نماز و زکوٰۃ کے بعد فرض ہوا۔ نماز ہجرت سے پہلے معراج میں فرض ہوئی۔ زکوٰۃ ۲ھ میں فرض ہوئی اور جہاد ۲ھ ۔ روزے بھی ۲ھ میں تحویل قبلہ کے بعد زکوٰۃ کے بعد فرض ہوئے ۴۔ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ پہنچنے پر۔ مکہ مکرمہ میں صرف نماز فرض ہوئی تھی جو معراج کی رات ملی۔ چونکہ مکہ معظمہ میں جہاد کی کوئی صورت ہی نہ تھی اس لئے رب تعالیٰ نے وہاں اسے فرض ہی نہ فرمایا ۵۔ اگر اس فریق سے مراد منافقین ہیں تب یہ خوف ضعف ایمان کی وجہ سے تھا اور اس سوال سے مقصود رب پر اعتراض کرنا اور حکم شرعی سے ناراضگی ہے اور اگر اس فریق سے مراد مومنین ہیں تو خوف سے خوف طبعی غیر اختیاری مراد ہے جو انسانیت کے عوارض میں سے ہے مگر اس خوف سے وہ خدا کی اطاعت کو نہیں چھوڑتا اور سوال سے مقصود حکمت دریافت کرنا ہے۔ تفسیر خزائن العرفان سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا احتمال قوی ہے ۶۔ صحابہ کرام کو یہ خوف طبع بشری کی بنا پر تھا یہ خلاف ایمان نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون و ہامان سے خوف ہوا تھا۔ رب فرماتا ہے قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى یہ

(بقیہ صفحہ ۱۴۱) خوف ایذا ہے اور لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ میں خوف اطاعت مراد ہے۔ وہ کسی مومن کو غیر اللہ سے نہیں ہوتا۔ غرض خوف بہت قسم کے ہیں۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں مرزا کو مخلوق کے خوف نے جہاد اور حج سے محروم رکھا۔ یہ خوف خلاف ایمان ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی تو کیا مومن بھی نہیں کیونکہ مخلوق سے ڈرنا اور جہاد سے گھبرانا مومن کی شان نہیں۔ مرزا انسان سے اتنا ڈرتا تھا کہ اس ڈر سے حج کو نہ گیا۔ اور جہاد سے اتنا گھبراتا تھا کہ جہاد کو منسوخ کہتا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد قیامت تک رہے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قوت ایمانی کے دو نتیجے ہوتے ہیں۔ خالق کا خوف' مخلوق سے بے خوفی' جیسا کہ صحابہ کرام اور اللہ کے

يَقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے

يَّقُولُوا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۭ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ فَمَالِ

تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی ۱ تم فرما دو سب اللہ کی طرف سے ہے ۲

هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَآ

تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے اے

اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ

سننے والے تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے ۳ اور جو برائی پہنچے وہ تیری

فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اپنی طرف سے ہے ۴ اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کیلئے رسول بھیجا ۵ اور اللہ

شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ

کافی ہے گواہ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے

تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ

منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا ۶ اور کہتے ہیں ہم نے حکم مانا

فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ

پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اسکے خلاف

الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

رات کو منصوبے گانٹھتا ہے ۷ اور اللہ لکھ رکھتا ہے ان کے رات کے منصوبے ۸ تو اے محبوب

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ

تم ان سے چشم پوشی کرو ۹ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کو تو کیا غور

الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ

نہیں کرتے قرآن میں ۱۰ اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں

مقبول بندوں کو نصیب ہوا۔ ۸۔ اس طرح کہ نیکی کا ثواب کم ملے یا نہ ملے یا بلا قصور عذاب دیا جاوے۔ لہٰذا خوشی سے جہاد کرو اجر پاؤ گے۔ ۹۔ لہٰذا بستر پر برسوں یا مہینوں بیمار رہ کر ایڑیاں رگڑ کر مرنے سے میدان جہاد میں شہید ہو کر مرنا بہتر ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ شہید کو موت کی تکلیف ایسی ہوتی ہے جیسے چیونٹی کا کاٹنا۔

۱۔ کہ جب سے آپ مدینہ میں آئے ہیں تب سے یہ آفتیں آ رہی ہیں۔ معاذ اللہ۔ حضور کی برکت سے یثرب مدینہ شریف بن گیا۔ وبا کی جگہ شفا کا مقام ہو گیا وہاں کی خاک خاک شفا ہو گئی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر راحت و مصیبت اللہ کے ارادے سے آتی ہے ہاں ہم اس کے اسباب مہیا کر لیتے ہیں۔ نیکی راحت کا ذریعہ ہے' گناہ مصیبت کا سبب۔ لہٰذا اس آیت میں اور اگلی آیت فمن نفسک میں کوئی تعارض نہیں۔ دونوں آیتیں اپنے اپنے مقام پر درست ہیں ۳۔ یعنی نیک اعمال کی توفیق ملنا رب کا فضل ہے اور نیک اعمال پر اللہ کی رحمتیں آنا اس کی عنایت ہے۔ ہمارے اعمال خیر کی علت نہیں بلکہ ظاہری سبب ہیں ۴۔ اس میں خطاب عام لوگوں سے ہے یعنی دنیاوی مصائب ہمارے گناہوں کی شامت سے آتے ہیں۔ رب فرماتا ہے وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ اللہ کے مقبولوں کو مصیبت ان کے درجے بلند کرنے کے لئے آتی ہے لہٰذا مصیبت کی وجہ میں فرق ہے ۵۔ یعنی اولین و آخرین سارے انسانوں کے آپ نبی ہیں۔ از آدم تا یوم قیامت سب انسان آپ کے امتی ہیں۔ اسی لئے رب نے نبیوں سے حضور کی اطاعت و ایمان کا عہد لیا اور معراج میں سب نبیوں نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی ۶۔ شان نزول۔ ایک بار سرکار نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے رب کی اطاعت کی۔ اس پر کچھ گستاخ منافقوں نے کہا کہ حضور یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مان لیں۔ ان کی تردید اور حضور کی تائید کے لئے یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت بہر حال لازم ہے قول میں' فعل میں' خصوصیات میں' ہر طرح آپ کا فرمان واجب العمل ہے۔ اگر کسی کو ایسا حکم دیں جو بظاہر حکم قرآن کے خلاف ہو تو اس پر اطاعت لازم۔ اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اس کے لئے ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ دیکھو۔ اکیلے خزیمہ انصاری کی گواہی دو کی طرح بنا دی۔ حضرت علی کے لئے فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام فرما دیا۔ حضرت سراقہ کو سونے کے کنگن پہنا دیئے ۔ ۷۔ شان نزول۔ یہ آیت منافقین کے بارے میں آئی جو حضور کے سامنے کہتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان لائے۔ آپ کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔ اور وہاں سے اٹھ کر اس کے خلاف کرتے تھے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوب بندوں کے کام خود رب کے کام ہیں۔ نامہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے۔ رب نے فرمایا' اللہ لکھتا ہے' ایسے ہی اللہ کے کام کو اس کے خاص بندے کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہمارا کام ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں باذن

اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝٨٢ وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ

بہت اختلاف پاتے ل اور جب ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا ڈر

الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰٓى

کی آتی ہے اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں ٢ اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں

أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ

کی طرف رجوع لاتے ٣ تو ضرور ان سے اس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں ٤

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ

اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ضرور تم شیطان کے پیچھے لگ جاتے

إِلَّا قَلِيْلًا ۝٨٣ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا

مگر تھوڑے ٥ تو اے محبوب اللہ کی راہ میں لڑو ٦ تم تکلیف نہ دیئے جاؤ گے مگر

نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّكُفَّ

اپنے دم کی اور مسلمانوں کو آمادہ کرو ٧ قریب ہے کہ اللہ کافروں کی

بَأْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَاللّٰهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَّأَشَدُّ تَنْكِيْلًا ۝٨٤

سختی روک دے ٨ اور اللہ کی آنچ سب سے سخت تر ہے اور اس کا عذاب سب سے کڑا

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ

جو اچھی سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے ٩

وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ

اور جو بری سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے ١٠

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ۝٨٥ وَإِذَا حُيِّيْتُمْ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ

بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَآ أَوْ رُدُّوْهَا ؕ إِنَّ اللّٰهَ

سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو یا وہی کہہ دو ١١ بیشک اللہ

(بقیہ صفحہ ١٤٢) اللہ مردے زندہ' بیمار اچھے کرتا ہوں حضرت جبریل نے فرمایا کہ اے مریم میں تمہیں بیٹا بخشوں گا حالانکہ یہ کام رب کے ہیں ٩۔ یعنی ان منافقوں کو منہ نہ لگاؤ یا انہیں قتل نہ کرو کیونکہ قتل کا حکم کفر کے ظاہر ہونے پر جاری ہوتا ہے۔ ان کا کفر چھپا ہوا ہے جس کی اطلاع ہم نے آپ کو دی۔ شریعت ظاہر پر ہے۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے۔ ١٠۔ معلوم ہوا کہ قرآن میں غور و فکر کرنا بھی عبادت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایک آیت سمجھ کر پڑھنا بغیر سمجھے ہزار آیات پڑھنے سے افضل ہے۔ ذکر قرآن ، نظر قرآن ، فکر قرآن سب عبادت ہے۔ مگر خیال رہے کہ ہر شخص کو قرآن کے مسائل پر غور کرنے کی اجازت نہیں ورنہ دین برباد ہو جاوے گا۔ اگر جاہل علم طب میں خود غور کر کے علاج کرے تو جان لے گا اور اگر قرآن میں غور کر کے مسائل نکالے تو ایمان لے گا۔ مگر خیال رہے کہ ہر شخص کا غور علیحدہ ہے۔ مجتہدین قرآن میں غور کر کے شرعی مسائل نکالیں۔ صوفیاء اس میں غور کر کے اسرار معلوم کریں۔ علماء اس میں غور کر کے احکام کی حکمتیں معلوم کریں۔ عوام اس میں غور کر کے ایمان تازہ کریں۔ ہر شخص سمندر میں نہ کودے۔

١۔ اس طرح کہ اس کی خبریں سچی نہ ہوتیں یا بعض آیات فصیح و بلیغ ہوتیں اور بعض اس کے خلاف 'نیز آیات میں تعارض ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی آیات آپس میں متعارض نہیں۔ اگر کہیں تعارض معلوم ہو تو یہ ہمارے علم و فہم کا قصور ہے ٢۔ یعنی ضعیف مسلمانوں کے پاس جن میں ابھی سمجھ بوجھ کامل نہیں' سیدھے سادے اور نیک ہیں۔ انہیں خبر نہیں کہ کونسی خبر اشاعت کرنے کے قابل ہے اور کونسی نہیں۔ ہر بات سن کر لوگوں میں پھیلا دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر خبر پھیلا دینا بھی فساد کا سبب بن جاتا ہے۔ ٣۔ ان سے مراد اہل علم صحابہ ہیں جیسے خلفاء راشدین اور عبداللہ ابن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم جو علم کے ساتھ سمجھ بھی رکھتے تھے ٤۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو مجتہدین پر پیش کرو اور ان سے سمجھ کر عمل کرو۔ خود اپنی رائے پر نہ اڑو ورنہ گمراہ ہو گے کیونکہ قرآن و حدیث ان امن و خوف کی باتوں سے زیادہ اہم ہے۔ جب ان کے متعلق ارشاد ہوا کہ' اولو الامر علماء پر پیش کرو تو یہ آیات و حدیث بھی پیش کرو۔ ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی صحابی گمراہ نہیں۔ کسی نے کسی وقت شیطان کی پیروی نہیں کی۔ سب اللہ کے فضل سے شیطان سے محفوظ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابہ یکساں درجہ والے نہیں بعض بہت ہی استقامت والے ہیں۔ بعض ان کے بعد ہیں ٦۔ یعنی بدر صغرٰی کے' موقعہ پر ابو سفیان سے وہ جنگ کرو جس کا ایک سال پہلے احد میں وعدہ ہو چکا ہے' اگر لوگ گراں سمجھیں تو اے محبوب تم اکیلے جاؤ۔ فتح تمہاری ہو گی۔ چنانچہ حضور ستر صحابہ کے ساتھ گئے۔ کفار مرعوب ہو کر مقابل نہ آئے ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدر صغرٰی میں جنگ کے لئے جانا سب پر فرض نہ تھا جو ستر صحابہ وہاں گئے وہ ثواب کے مستحق ہوئے جو نہ گئے وہ گنہگار نہ ہوئے ٨۔ کہ انہیں (کفار کو) مقابلہ کی ہمت ہی نہ پڑے اور ایسا ہی ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کا عسٰی فرمانا بھی یقینی حتمی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور بڑے بہادر ہیں کہ رب نے آپ کو اکیلے جنگ کا حکم دیا۔ ٩۔ معلوم ہوا کہ اچھی سفارش کرنا ثواب ہے اور بری سفارش گناہ کسی کو مصیبت سے چھڑانے کے لئے سفارش کرنا ثواب ہے اور کسی ظالم کو چھڑانے یا ظلم کرانے کے لئے سفارش حرام ہے۔ ١٠۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنا بھی حرام ہے اور گناہ کی رغبت دینا' گناہ کا مشورہ دینا یہ سب جرم ہیں یہی حال نیکی کا ہے۔ ١١۔ معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا فرض

(بقیہ صفحہ ۱۴۳) ہے۔ لطیفہ:۔ بعض سنتوں کا ثواب فرض سے زیادہ ہے۔ سلام سنت ہے اور جواب سلام فرض ہے۔ مگر ثواب سلام کرنے کا زیادہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ہر جگہ سے ہمارے سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ کیونکہ ہر نماز میں حضور کو سلام کیا جاتا ہے اور جواب دینا فرض ہے۔ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع۔ جیسے سونے والا یا استنجا کرنے والا وغیرہ۔ السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ کہنا بہتر جواب ہے اور صرف وعلیکم السلام کہنا رد سلام ہے۔ پہلا باحسن منہا سے مراد ہے اور دوسرا اَوْرُدُّوهَا سے مراد۔ اچھا جواب دینا بہتر ہے۔ رد سلام فرض لہٰذا فحیوا امر استحبابی اَوْرُدُّوهَا امر وجوب کے لئے۔

كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا (۸۶) اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

ہر چیز پر حساب لینے والا ہے اللہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَ مَنْ

وہ ضرور تمہیں اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں اور اللہ سے

اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا (۸۷) فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ

زیادہ کس کی بات سچی تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں

فِئَتَیْنِ وَ اللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ

دو فریق ہو گئے اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ان کے کوتکوں کے سبب کیا یہ چاہتے

تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ

ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو ہرگز تو اس کیلئے

لَهٗ سَبِیْلًا (۸۸) وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ

راہ نہ پائے گا وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب

سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِیَآءَ حَتّٰى یُهَاجِرُوْا فِیْ

ایک سے ہو جاؤ تو ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک اللہ کی راہ میں

سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ

گھر بار نہ چھوڑیں پھر اگر وہ منہ پھیریں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو

وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ لَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا (۸۹)

اور ان میں کسی کو نہ دوست ٹھہراؤ نہ مددگار

اِلَّا الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ

مگر وہ جو ایسی قوم سے علاقہ رکھتے ہیں کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے

اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ

یا تمہارے پاس یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت نہ رہی کہ تم سے لڑیں

۱۔ سلام کے مسائل فقہ کی کتابوں میں ملاحظہ کریں۔ یہاں چند مسائل عرض کئے جاتے ہیں۔ کافر، مرتد، مشرک کو سلام کرنا حرام ہے کہ وہ بددعا کے مستحق ہیں اور سلام میں دعا، جو سلام نہ سنے یا جواب نہ دے سکے، اسے سلام کرنا منع ہے۔ جیسے سونے والا یا نماز پڑھنے والا یا استنجا کرنے والا۔ جو مسلمان فسق و فجور کر رہا ہو اسے سلام کرنا مکروہ ہے جیسے جوا بجا رہا ہو تاش، شطرنج کھیل رہا ہو۔ گھر میں داخل ہوتے وقت اپنے بیوی بچوں کو سلام کرو۔ سنت یہ ہے کہ کھڑا بیٹھے کو اور سوار پیدل کو سلام کرے خالی گھر میں جاؤ تو یوں سلام کرو۔ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ کیونکہ حضور کی روح انور ہر امتی کے گھر میں جلوہ گر ہوتی ہے (حاضر و ناظر) اجنبی جوان عورتوں کو سلام نہ کرو کہ اس میں فتنہ کا خوف ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممتنع بالذات ہے کیونکہ پیغمبر کا جھوٹ ممتنع بالغیر اور رب تعالیٰ تمام سے زیادہ سچا تو اس کا سچا ہونا واجب بالذات ہونا چاہیے ورنہ اللہ کے صدق اور رسول کے صدق میں فرق نہ ہوگا ۳۔ جو منافق مسلمانوں کے ساتھ جہادوں میں شریک نہ ہوئے بلکہ ان کے خلاف کفار سے سازباز کی اور ان کی یہ حرکت مسلمانوں پر کھل گئی تو وہ شریعت کے مرتد اور ملت کے باغی ملک کے غدار، بہر حال قتل کے سزاوار ہیں۔ ان کے متعلق صحابہ کرام کی دو جماعتیں ہو گئیں۔ بعض ان کی ظاہری کلمہ گوئی کو دیکھ کر ان کے قتل کے مخالف تھے اور بعض ان کے اس ارتداد، غداری کو دیکھ کر ان کے قتل کے حامی تھے۔ رب نے دوسری جماعت کی حمایت کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مقابل کفار سے سازباز کرنے والا قتل کا مستحق ہے اگرچہ کلمہ ہی پڑھتا ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ محض ظاہری ایمان کے بعد کفر کا ظہور ارتداد ہے۔ منافق پہلے سے ہی جھوٹے تھے مگر بظاہر مسلمان تھے۔ اس غداری سے مرتد ہوئے ۴۔ شان نزول۔ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں اتری جن کو مدینہ کی ہوا موافق نہ آئی۔ اور وہ جنگ بدر میں حضور کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستہ میں مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر مکہ چلے گئے اور مشرکین سے مل گئے ان کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہوا کہ آیا یہ لوگ منافق ہیں یا مجاہر کافر ہیں اور بوقت موقعہ انہیں قتل کیا جائے یا نہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں (روح) معلوم ہوا کہ کفار سے محبت کبھی ارتداد کا سبب بن جاتی ہے ۵۔ یعنی یہ منافق کلمہ پڑھ کر تم میں نہیں آئے بلکہ تمہیں لینے آئے تھے کہ تم سے میل جول کر کے کفر میں داخل کریں۔ دیکھ لو اب وہ کے بھاگ گئے مشرکین سے مل گئے اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کو کافر کرنے کی کوشش کرنا کفر ہے ۶۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کافر، مرتد، بدمذہب کو دوست بنانا حرام ہے اگرچہ وہ کلمہ پڑھتا ہو اور اپنے کو مسلمان کہتا ہو جیسے اس زمانے کے منافق تھے ۷۔ اس طرح کہ

(بقیہ صفحہ ۱۴۴) مکہ سے پھر واپس آوے مگر اخلاص کے ساتھ اور یہ ہجرت ان کے خلوص ایمان کی دلیل ہو اور اگر اس سے منہ پھیریں کہ ہجرت نہ کریں' ایمان نہ لائیں تو انہیں جہاں پاؤ قتل کرو۔ ان کی ظاہری کلمہ گوئی کا اعتبار نہ کرو ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے اصل کافر کے لئے یا اسلام یا جزیہ یا قید یا قتل ہے۔ مگر مرتد کے لئے یا اسلام یا قتل ۹۔ معلوم ہوا کہ دینی امور میں مشرک سے مدد نہ لی جائے البتہ بوقت ضرورت الضرورات تبیح المحذورات پر عمل کرنا چاہیے۔ ۱۰۔ یعنی ایسے نیوٹل اور غیر جانبدار لوگوں کو قتل نہ کرو جو نہ تم سے لڑیں نہ اپنی کافر قوم کی تمہارے مقابلہ میں مدد کریں نہ تم سے مل کر ان سے جنگ کریں

اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۗ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ

یا اپنی قوم سے لڑیں اور اللہ چاہتا تو ضرور انہیں تم پر قابو دیتا تو وہ بیشک

فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ

تم سے لڑتے ۱ پھر اگر وہ تم سے کنارہ کریں اور نہ لڑیں اور صلح کا پیام ڈالیں ۲

السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰ سَتَجِدُوْنَ

تو اللہ نے تمہیں ان پر کوئی راہ نہ رکھی ۳ اب کچھ اور تم

اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ

ایسے پاؤ گے جو یہ چاہتے ہیں کہ تم سے بھی امان میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی

كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ

امان میں رہیں ۴ جب کبھی ان کی قوم انہیں فساد کی طرف پھیرے تو اس پر اوندھے

يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ

گرتے ہیں ۵ پھر اگر وہ تم سے کنارہ نہ کریں ۶ اور صلح کی گردن نہ ڈالیں اور اپنے ہاتھ نہ

فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ۭ وَ

روکیں تو انہیں پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کرو ۷ اور

اُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝۹۱ وَمَا

یہ ہیں جن پر ہم نے تمہیں صریح اختیار دیا ۸ اور مسلمان

كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـــًٔا ۚ وَمَنْ

کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر ۹ اور جو

قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـــًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ

کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور خون

مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۭ فَاِنْ كَانَ

بہا کہ مقتول کے لوگوں کو سپرد کی جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں ۱۰ پھر وہ اگر

بہر حال اس استثناء کا تعلق وَاقْتُلُوْهُمْ سے ہے نہ کہ ولیا سے کیونکہ کافر کو دوست بنانا جائز نہیں خواہ وہ حربی ہو یا ذمی' مستامن ہو یا معاہد' اس سے معلوم ہوا کہ معاہدہ پورا کرنا ضروری ہے اگرچہ کافر سے کیا جاوے رب فرماتا ہے اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۱۱۔ یعنی جن کفار سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے ان سے نہ لڑو۔ اپنا عہد پورا کرو یہ استثناء صرف قتل سے ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ انہیں دوست بناؤ۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی مسلمانوں کی قوت ایمانی کفار کے دلوں میں رعب کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ اللہ کی مہربانی اور اس کے کرم سے ہے۔ ۲۔ پچھلی آیت میں ان کفار کا ذکر تھا جن سے پہلے ہی معاہدہ ہو چکا ہے کہ اب عہد نہ توڑو اور ان سے نہ لڑو۔ اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جو ہم سے معاہدہ اور صلح کرنا چاہیں۔ اب تک ان سے صلح نہ تھی لہذا آیت میں تکرار نہیں یا یہ حصہ پچھلے حصہ کی تفصیل و تفسیر ہے۔ ۳۔ یعنی ان سے جنگ کی اجازت نہیں' صلح قبول کر لو۔ یہ آیت منسوخ ہے اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ سے اور اسلامی سلطان کو صلح کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے ۴۔ یعنی ان کا کلمہ پڑھنا ایمان کی نیت سے نہیں بلکہ تمہاری تلوار سے بچنے کے لئے ہے۔ زبان سے تمہارے ساتھ ہیں۔ اور دل سے کفار کے ساتھ جیسے بنی اسد اور غطفان کے منافقین ۵۔ اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جو برے ارادے سے ہم سے صلح کریں۔ بظاہر صلح کرتے ہیں اور جب موقع ملے تو کفار سے مل کر مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں۔ خزائن العرفان میں فرمایا کہ یہ آیت مدینہ منورہ کے دو قبیلوں اسد اور غطفان کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ لوگ منافق تھے جو مسلمانوں کو کلمہ پڑھ کر اور اپنی قوم کو ان سے خفیہ سازش کر کے خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر قوم کو خوش رکھنا۔ دو طرفہ ملنا منافقت ہے دوسرے یہ کہ اگر منافق پر کفر کی علامت پائی جائے جیسے جہاد میں کفار کو مدد دینا تو اس کو قتل کرنا جائز ہے ۶۔ اس طرح کہ نہ تم سے جنگ کریں اور نہ تمہارے مقابل کفار کو مدد دیں یہ مطلب نہیں کہ تم سے علیحدہ ہو کر کفار سے مل جاویں ۷۔ اس آیت نے ان تمام آیات کو منسوخ فرما دیا جن میں کفار سے نرمی کرنے' اعراض کرنے کا حکم تھا۔ ایسے ہی محترم مہینوں' رجب' شوال' ذیقعدہ' ذی الحجہ میں جہاد حرام ہونا بھی اس آیت سے منسوخ ہوا۔ اب ہر وقت ہر جگہ ہر حربی کافر کو قتل کرنا مجاہدین کو حلال ہے۔ یہ آیت محکم ہے قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتی۔ اس کو منسوخ ماننے والا اسلام سے خارج ہے جیسے قادیانی جو جہاد کو منسوخ کہتے ہیں ۸۔ خلاصہ یہ کہ کفار چند قسم کے ہیں ذمی جو مسلمانوں کی رعایا ہوں مستامن جو ہمارے ملک میں امن لے کر آویں۔ وہ حربی جو ان دونوں میں سے تو نہ ہوں مگر ان سے کچھ مدت کے لئے ہماری صلح ہو گئی ہو' وہ حربی جن سے کوئی مصالحت نہیں۔ آخری قسم کے کفار کا قتل جائز

(بقیہ صفحہ ۱۴۵) اور پہلے قسموں کے کفار کا قتل حرام ہے ۹۔ قتل خطا کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شکار کو مار رہا تھا مگر گولی مسلمان کو لگ گئی دوسرے یہ کہ مسلمان کو ہی کافر حربی سمجھ کر مارا' اور بعد قتل اس کا مومن ہونا معلوم ہوا۔ شان نزول :۔ یہ آیت عیاش ابن ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حارث ابن زید کے قتل کی قسم کھائی تھی۔ حارث ابن زید مسلمان ہو گئے عیاش کو ان کے اسلام لانے کی خبر نہ ہوئی اور انہوں نے حارث کو قتل کر دیا۔ بعد میں پتہ لگا کہ یہ تو مسلمان ہو چکے تھے۔ اسے قرآن نے قتل خطا قرار دیا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ ظلماً" قتل میں حق اللہ بھی ہے اور حق عبد بھی۔ کفارہ حقُ اللہ کا اثر ہے دیت حق عبد۔ لہٰذا مقتول کا وارث کفارہ معاف نہیں کر سکتا' دیت معاف کر سکتا ہے۔ حق العبد وہ ہوتا ہے جسے بندہ معاف کر سکے۔ حق اللہ کو بندہ معاف نہیں کر سکتا۔ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا کا تعلق دیت سے ہے نہ کہ غلام آزاد کرنے سے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی مسلمان کو خطأً قتل کر دے تو اس کی جزاء ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہے اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا یعنی سو اونٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ورثاء خون بہا معاف کر دیں تو ان کی مرضی خون بہا کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔
ا۔ یعنی اگر کوئی کافر حربی ایمان لے آیا اور اس کے ایمان کی مسلمان کو خبر نہ ہوئی اس لئے مسلمان نے اسے قتل کر دیا تو صرف کفارہ واجب ہے دیت نہیں کیونکہ اس کی قوم کافر ہے اور یہ مومن' مومن کی وراثت کافر کو نہیں ملتی ۲۔ دائمی معاہدہ ہو جیسے ذمی کافر یا عارضی معاہدہ جیسے مستامن۔ اگر ان میں سے کوئی مسلمان کے ہاتھ سے خطأً مارا جائے تو جو مسلمان کی قتل خطا کی جزا تھی وہی اس کی ہو گی۔ یعنی دیت اور کفارہ ۳۔ خیال رہے کہ قتل خطا کے کفارہ میں کافر غلام آزاد نہ کیا جاوے گا۔ باقی دیگر کفارات میں ہر طرح کا غلام آزاد کر سکتے ہیں۔ جیسے روزے کا یا ظہار کا کفارہ (حنفی) ۴۔ معلوم ہوا کہ ہر جرم کی توبہ علیحدہ ہے۔ توبہ کے لئے صرف منہ سے توبہ توبہ کہہ دینا کافی نہیں۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجتہاد کی غلطی پر جو مومن کا قتل واقع ہوا اس کا یہ حکم نہیں جیسے امیر معاویہ و علی رضی اللہ عنہما کی جنگ میں ہوا کیونکہ وہاں فریقین نے ایک دوسرے کو مباح الدم سمجھا۔ حضرت علی نے امیر معاویہ کو باغی جانا اور امیر معاویہ نے حضرت علی کو قتل عثمانی کے بدلہ لینے میں سستی کرنے والا سمجھا حضرت علی نے اس آیت سے استدلال کیا فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ امیر معاویہ نے اس آیت سے استدلال کیا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا بہر حال امیر معاویہ سے لغزش ہوئی دونوں اللہ کے پیارے ہیں۔ جیسے کوئی مسلمان کو غلطی سے کافر سمجھ کر قتل کر دے تو وہ قتل قتل عمد نہیں۔ ایسے ہی وہ ہوا ۶۔ یہ قتل کی قانونی سزا ہے لیکن اگر مقتول معاف کر دے رب تعالیٰ رحم فرما دے تو ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ عدل اور ہے اور فضل کچھ اور ۷۔ جہاں خلود کے ساتھ ابداً ہو گا وہاں اس کے معنی ہیشگی کے ہوں گے اور ابد کے بغیر اس کے معنی مدت دراز ہوں گے۔ یہاں بمعنی مدت دراز ہے مسلمان کے لئے جہنم میں ہیشگی نہیں۔ خیال رہے کہ مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرنا یا قتل مومن کو حلال جان کر قتل کرنا کفر ہے جس کی سزا دائمی جہنم ہے اس کے سوا کسی جھگڑے وغیرہ میں قتل کرنا فسق ہے جس کی سزا بہت عرصے تک دوزخ میں رہنا ہے۔ ۸۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ فاسق کو بغیر تعیین کئے ہوئے لعنت کرنا جائز ہے۔ جیسے کہا جاوے کہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت ۹۔ شان نزول۔ یہ آیت مرداس بن نہیک کے متعلق نازل ہوئی جو فدک کے رہنے والے تھے ساری قوم کافر تھی خود اکیلے مسلمان ہو گئے تھے ان کے اسلام کی مسلمانوں کو خبر نہ تھی جب لشکر

مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ

اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور خود مسلمان ہے لہ تو صرف ایک

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

مملوک مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں

مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ

معاہدہ ہے ٹہ تو اس کے لوگوں کو خون بہا سپرد کی جائے اور ایک مسلمان

رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

مملوک آزاد کرنا ۳ تو جس کا ہاتھ نہ پہنچے وہ لگاتار دو مہینے کے

مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا

روزے رکھے یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے ۴ اور اللہ جاننے والا

حَكِيْمًا ۝۹۲ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ

حکمت والا ہے اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے ۵ تو اس کا بدلہ

جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ

جہنم ہے ۶ کہ مدتوں اس میں رہے ۷ اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت

وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝۹۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

کی ۸ اور اس کے لئے تیار کر رکھا ہے بڑا عذاب اے ایمان والو

اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ

جب تم جہاد کو چلو تو تحقیق کر لو اور جو تمہیں سلام کرے اس سے

اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ

یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ۹ تم جیتی دنیا کا اسباب

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ؕ كَذٰلِكَ

چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہتیری غنیمتیں ہیں پہلے

(بقیہ صفحہ ۱۴۶) اسلام فدک کی طرف روانہ ہوا تو اہل فدک سب بھاگ گئے یہ اکیلے قائم رہے لشکر اسلام کو دیکھ کر انہوں نے کہا السلام علیکم۔ اسامہ بن زید سمجھے کہ یہ اپنی بکریاں بچانے کے لئے سلام کر رہے ہیں۔ انہیں قتل کر دیا اور بکریاں غنیمت بنا لیں۔ معلوم ہوا کہ جس میں مومن کی علامت ہو اور کفر کی کوئی نشانی نہ ہو اسے کافر نہ کہو۔ یہ مطلب نہیں کہ جو سلام کرے وہ مومن ہے اگرچہ ہزاروں کفر کرے۔ منافق سلام بھی کرتے نمازیں بھی پڑھتے تھے مگر انہیں بے ایمان کہا گیا۔ اس زمانہ میں سارے قادیانی وہابی وغیرہ سلام کرتے ہیں۔ صرف سلام کرنا اسلام نہیں ایسے ہی اپنے کو مسلمان کہنا ایمان نہیں جب تک کہ عقائد بھی ٹھیک نہ ہوں۔ رب فرماتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ

كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا لہ تو تم پر تحقیق کرنا لازم ہے بیشک

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ

اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ

جہاد سے بیٹھ رہیں ۳ اور وہ کہ راہ خدا میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ

اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں ۴ اللہ نے اپنے

الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ

مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے

دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ

بڑا کیا ۵ اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا ۶ اور اللہ نے جہاد والوں

الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ

کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے ۷ اس کی طرف سے

مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾

درجے اور بخشش اور رحمت ۸ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا

وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے

فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا

۹ ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے کہتے ہیں

اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ

کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی ۱۰ کہ تم اس میں ہجرت کرتے ۱۱

ا۔ یعنی جب تم مسلمان ہوئے تو صرف تمہارا زبانی کلمہ سن کر تمہیں مسلمان مانا گیا تھا اور تمہارے جان و مال محفوظ کر دیئے گئے تھے اگر دل کی گہرائی تلاش کی جاتی تو تم کو اس وقت مسلمان کیسے مانا جاتا۔ جو تمہارے ساتھ ہوا وہی تم دوسرے نو مسلموں سے برتاؤ کرو۔ رب کا تم پر احسان کہ تمہارا مسلمان ہونا مشہور فرما دیا۔ اب کوئی تمہارے اسلام میں تردد نہیں کرتا۔ اس سے پتہ لگا کہ اگر خطا اجتہادی سے مومن کا قتل واقع ہو جاوے تو نہ قتل پر قصاص ہے نہ دیت نہ وہ خود کافر ہو نہ گنہگار۔ دیکھو اسامہ ابن زید کو قرآن کریم نے مومن فرمایا۔ ان پر قصاص یا فدیہ یا دیت واجب نہ فرمائی۔ ۲۔ یعنی غنیمت حاصل کرنے کے لئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کافروں میں رہتا ہو اس کے ایمان کی مسلمانوں کو خبر نہ ہو تو اس کے قتل سے نہ کفارہ واجب ہو گا نہ دیت۔ پچھلی آیت میں وہ صورت مذکور ہوئی جہاں مسلمان کا اسلام سب کو معلوم ہو مگر اندھیرے وغیرہ کی وجہ سے پتہ نہ لگے اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جاوے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ جبکہ جہاد فرض عین نہ ہو۔ اگر فرض عین ہو گا تو بلا عذر بیٹھ رہنے والا سخت گنہگار ہو گا اور فرض ہونے کی صورت میں بیمار وغیرہ معذور سمجھے جاویں گے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ جہاد جان کا بھی ہوتا ہے مال کا بھی بلکہ قلم کا بھی، زبان کا بھی جیسا موقعہ ہو ویسا جہاد ہو گا ۵۔ شان نزول۔ جب اس آیت کا اگلا حصہ نازل ہوا تو حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم جو نابینا تھے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ میں نابینا ہوں جہاد میں کیونکر جاؤں اس پر آیت غیر اولی الضرر نازل ہوئی ۶۔ معلوم ہوا کہ سارے صحابہ عادل ہیں ان میں فاسق کوئی نہیں کیونکہ فاسق سے جنت کا وعدہ نہیں ہوتا۔ جو تاریخی واقعہ کسی صحابی کا فسق ثابت کرے وہ جھوٹا ہے۔ قرآن سچا ہے ۷۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجاہد غازی کو جنت میں سو درجے عطا فرماوے گا۔ ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہو گا جتنا آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد سے ایسے بڑے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں جو دیگر نیکیوں سے معاف نہیں ہوتے ۹۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ مکہ معظمہ کے ان مسلمانوں کے متعلق نازل ہوئی جو بظاہر مسلمان تو ہو گئے تھے مگر ہجرت فرض تھی اور یہ ہجرت کر بھی سکتے تھے مگر نہ کی۔ جنگ بدر میں مجبوراً کفار کے ساتھ آئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے ان کے متعلق فرمایا جا رہا ہے کہ کفار کے ساتھ رہنا اور بلاوجہ ہجرت نہ کرنا اپنے پر ظلم ہے۔ ان سے مرتے وقت فرشتے یہ گفتگو کریں گے۔ خیال رہے کہ حضور کی ہجرت کے بعد مسلمانوں کو بلا مجبوری مکہ میں رہنا حرام ہو گیا تھا اگرچہ کعبہ معظمہ وغیرہ سب کچھ تھا مگر دولہا کے نکل جانے سے برات بیکار ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی جس عالم کے پاس علم و عمل سب کچھ ہو مگر نبی کریم سے تعلق نہ ہو اس عالم سے دور بھاگو۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ یہ آیت ان لوگوں

(بقیہ صفحہ ۱۴۷) کے متعلق ہے جو اپنے کو ہجرت سے معذور سمجھتے تھے لیکن واقع میں معذور نہ تھے۔ واقعی معذوروں سے یہ باز پرس نہیں جیسا کہ دیگر آیات سے معلوم ہو رہا ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ اس سے تقیہ کی جڑ کٹ گئی کیونکہ مسلمان کو اس کی اجازت نہیں دی گئی کہ کافروں میں اپنا ایمان چھپا کر زندگی گزار دے اور ان کی خوشامد کرتا رہے۔ بلکہ دار الکفر سے ہجرت کرنا واجب قرار دیا گیا۔ اگر خلفائے ثلاثہ کی خلافتیں حق نہ ہوتیں اور ان کے زمانے میں حرمین طیبین دار الکفر بن گئے ہوتے تو علی المرتضیٰ یا ان سے جہاد کرتے یا وہاں سے ہجرت کر جاتے۔ جب علی المرتضیٰ امیر معاویہ سے بغاوت کی بنا پر اور امام حسین یزید سے اس کے فسق کی وجہ سے جنگ کر سکتے تھے تو علی المرتضیٰ بھی خلفاء ثلاثہ سے ضرور جنگ کرتے۔

فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۹۷
تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت بری جگہ پلٹنے کی

اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَ
مگر وہ جو دبا لئے گئے مرد اور عورتیں اور

الْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ
بچے جنہیں نہ کوئی تدبیر بن پڑے لہ نہ راستہ

سَبِيْلًا ۹۸ فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ؕ
جانیں ۲ تو قریب ہے ایسوں کو اللہ معاف فرمائے

وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۹۹ وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ
اور اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے اور جو اللہ کی راہ میں گھر بار

سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا
چھوڑ کر نکلے گا ۳ وہ زمین میں بہت جگہ اور گنجائش پائے گا ۴

وَّسَعَةً ؕ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى
اور جو اپنے ۵ گھر سے نکلا اللہ رسول کی طرف

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ
ہجرت کرتا ۶ پھر اسے موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۱۰۰ ع وَاِذَا
پر ہو گیا ۷ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب

ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
تم زمین میں سفر کرو تم پر گناہ نہیں کہ

اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ
بعض نمازیں قصر سے پڑھو ۸ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ

۱۔ یعنی جو واقعی معذور ہیں، ہجرت پر قادر نہیں، جیسے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جو جنگ بدر میں کفار کے ساتھ جبرا" آئے اس لئے حضور نے اعلان فرما دیا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ بخوشی ہمارے مقابل نہیں آئے مجبورا" لائے گئے ہیں ۲۔ ان وجوہ سے وہ ہجرت نہ کر سکے لہٰذا وہ معذور ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو سفر نہ کر سکے یا جسے دار الاسلام کا راستہ معلوم نہ ہو وہ سب معذور ہیں ۳۔ مکہ شریف سے مدینہ پاک کی طرف۔ کیونکہ یہ وعدہ اس وقت انہی مہاجرین سے تھا۔ اب اگر کسی مہاجر کو ہجرت کے بعد اچھی جگہ نہ ملے تو اس آیت کے خلاف نہیں وہ اس آیت کا منکر نہ ہو جاوے۔ رب تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ ۴۔ یعنی ہم ان مکہ کے مہاجروں کو مدینہ منورہ میں بہت گنجائش دیں گے۔ یہ وعدہ رب نے پورا فرمایا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ رب کی عبادت میں حضور کو راضی کرنے کی نیت عبادت کو مکمل کر دیتی ہے۔ شرک نہیں۔ ہجرت عبادت ہے جس میں الی اللہ ورسولہ فرمایا گیا۔ بخاری شریف میں ہے وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۶۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ حضرت جندع ابن ضمیرہ لیثی کے حق میں آئی۔ جو بہت ہی بوڑھے تھے۔ جب انہوں نے پچھلی آیت سنی تو کہنے لگے کہ میرے پاس مال بہت ہے۔ میں ہجرت پر قادر ہوں۔ معذورین میں داخل نہیں ہوں۔ اب میں ایک رات بھی مکہ معظمہ میں نہیں ٹھہروں گا۔ چنانچہ ان کو چارپائی پر لے کر لوگ چلے کیونکہ اونٹ پر بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ مقام تنعیم میں پہنچ کر ان پر آثار موت نمودار ہو گئے۔ انہوں نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا کہ اے اللہ! یہ میرا اور تیرے رسول کا ہاتھ ہے۔ میں اس پر بیعت کرتا ہوں جس پر تیرے رسول نے بیعت لی۔ یہ کہہ کر وفات پا گئے مشرکین تو خوب ہنسے کہ یہ مدینہ پہنچ نہ گئے؟ صحابہ مہاجرین کو خبر لگی تو بہت غمگین ہوئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جو نیکی کا ارادہ کرے مگر کر نہ سکے۔ وہ اس نیکی کا ثواب پائے گا دوسرے یہ کہ علم دین سیکھنے، حج، جہاد، زیارت مدینہ منورہ، طلب رزق حلال کے لئے وطن چھوڑنا۔ یہ اللہ رسول کی طرف ہجرت ہے تیسرے یہ کہ ایسے نازک موقعہ پر اس طرح کی بیعت قبول ہے۔ چوتھے یہ کہ جو حافظ یا طالبعلم حفظ یا طلب علم کے دوران میں مرجائے وہ قیامت کے دن علماء و حفاظ کے زمرہ میں اٹھے گا۔ ایسے ہی جو حاجی راستے میں فوت ہو جائے وہ حاجی ہے بلکہ ہر سال حج کا ثواب پائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ پانچویں یہ کہ مکہ مکرمہ میں رہنا عبادت ہے مگر جبکہ وہ حضور سے خالی نہ ہو۔ اس وقت مکہ کا چھوڑنا عبادت تھا رہنا حرام تھا۔ معلوم ہوا کہ ساری بہار حضور کے دم سے ہے۔ ۷۔ یعنی چار رکعت والی فرض نماز میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ

(بقیہ ...)

يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ

کافر تمہیں ایذا دیں گے ؎ بے شک کفار تمہارے کھلے

عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ

دشمن ہیں اور اے محبوب جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں

الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا

ان کی امامت کرو ؎ تو چاہیے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو ؎ اور وہ اپنے ہتھیار

اَسْلِحَتَهُمْ ۟ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ

لئے رہیں ؎ پھر جب وہ سجدہ کر لیں ؎ تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں ؎

وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ

اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے

وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ

مقتدی ہوں ؎ اور چاہیے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں ؎ کافروں کی تمنا

كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ

ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ

فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ

تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں ؎ اور تم پر مضائقہ

عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ

نہیں اگر تمہیں مینھ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار

مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ

ہو کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لئے رہو ؎

اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾ فَاِذَا

بیشک اللہ نے کافروں کیلئے خواری کا عذاب تیار کر رکھا ہے ؎ پھر جب

(بقیہ صفحہ ۱۴۸) سنت اور نفل میں قصر نہیں۔ نماز مغرب و فجر و وتر میں قصر نہیں جیسا کہ من الصلوٰۃ کے من سے معلوم ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ قصر پڑھنے میں گناہ نہیں۔ نہ پڑھنے سے آیت خاموش ہے۔ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قصر نہ پڑھنے والا ایسا ہی گنہگار ہے جیسا کہ فجر کے فرض چار پڑھنے والا۔ یہ اللہ کا صدقہ ہے اسے قبول کرو۔

ا۔ سفر میں خوف کی قید اتفاقی ہے کیونکہ اس زمانہ میں سفر خوف سے خالی نہ تھے۔ اب اگر خوف نہ بھی ہو جب بھی قصر واجب ہے جیسا کہ لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً سود دگنا' تگنا نہ کھاؤ' اس کے یہ معنی نہیں کہ سوایا یا ڈیوڑھا کھا لیا کرو ۲۔ شان نزول۔ غزوہ ذات الرقاع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صحابہ کے ساتھ باجماعت ادا فرمائی مشرکوں کو بہت رنج ہوا کہ ہم کو مسلمانوں کے قتل کا بہت اچھا موقعہ ملا مگر ہم چوک گئے بعض کفار بولے کہ مت گھبراؤ عنقریب ان کی عصر کی نماز کا وقت آ رہا ہے۔ وہ نماز تو مسلمانوں کو جان وہ مال و اولاد' ماں باپ سے زیادہ پیاری ہے جب مسلمان اس کے لئے کھڑے ہوں تو تم پوری قوت سے ان پر حملہ کر دینا۔ تب حضرت جبریل نے نماز خوف پیش کی اور یہ آیات نازل ہوئیں ۳۔ یعنی جب جہاد میں دشمن کا خطرہ بڑھ جاوے تو آپ نمازیوں کی دو جماعتیں کر دیں۔ ایک جماعت آپ کے ساتھ ایک رکعت ادا کرے دوسری دشمن کے مقابل رہے۔ دوسری رکعت میں یہ جماعت دشمن کے مقابل چلی جاوے اور وہ جماعت آپ کے پیچھے آ جاوے۔ پھر وہ اپنی ایک ایک بقیہ رکعت پڑھ لیں ۴۔ یعنی خود یہ لوگ جو آپ کے ساتھ رکعت پڑھ رہے ہیں ہتھیار نہ کھولیں۔ بلکہ مع اسلحہ کے نماز پڑھیں۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ نمازی وہ ہتھیار لیں جو نماز میں خلل نہ ڈالیں۔ جیسے تلوار' خنجر یا آج کل بندوق وغیرہ اور جب خود نماز پڑھنے والے ہتھیار ساتھ رکھیں تو دوسری جماعت جو دشمن کے مقابل کھڑی ہے وہ بدرجہ اولیٰ ہتھیار ساتھ رکھے گی۔ لہٰذا دونوں جماعتیں ہتھیار ساتھ لئے رہیں ۵۔ یعنی دونوں سجدے کر کے ایک رکعت یا مغرب میں پہلی جماعت دو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکے ۶۔ یعنی دشمن کے مقابل' خواہ دشمن قبلہ کی جانب میں ہو یا کسی اور سمت میں ۷۔ معلوم ہوا کہ نماز کی جماعت ایسی ضروری ہے کہ ایسی سخت جنگ کی حالت میں بھی کسی پر جماعت معاف نہ کی گئی۔ افسوس ان پر جو بلاوجہ جماعت چھوڑ دیتے ہیں ۸۔ پھر آپ تو اے محبوب دو رکعتیں پوری کر کے سلام پھیر دیں اور پہلی جماعت آ کر دوسری رکعت بغیر قرات کے ادا کرے کیونکہ وہ لاحق ہے اور اس کے بعد کی جماعت قرات کے ساتھ پہلی رکعت ادا کرے کیونکہ وہ مسبوق ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز خوف میں درمیان نماز میں چلنا پھرنا' کعبہ سے سینہ پھر جانا سب کچھ معاف ہے۔ وہ شخص نماز ہی میں رہے گا جیسا کہ اگر نمازی کا درمیان نماز وضو ٹوٹ جاوے تو وضو کرنے جانا پڑتا ہے اور وہ نماز ہی میں رہتا ہے۔ ۱۰۔ شان نزول۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن عوف اس جنگ میں بہت سخت زخمی تھے انہیں ہتھیار لے کر نماز پڑھنا بہت گراں تھا ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اس آیت سے بعض علماء نے اس پر دلیل پکڑی ہے کہ نماز خوف میں ہتھیار لے کر نماز پڑھنا واجب ہے لیکن اکثر کا قول یہ ہے کہ مستحب ہے ۱۱۔ شان نزول۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ غزوہ بنی انمار میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم بخشی۔ کوئی کافر مقابل نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم لشکر

(بقیہ صفحہ ۱۴۹) سے دور قضا حاجت کے لئے جنگل تشریف لے گئے حویرث ابن حارث محاربی کو پتہ چلا تو وہ فوراً تلوار سونتتے ہوئے سامنے آکھڑا ہوا اور بولا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب آپ کو میری تلوار سے کون بچائے گا۔ حضور نے نہایت بے پروائی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ۔ جب اس نے وار کرنے کا ارادہ کیا اوندھے منہ گر پڑا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ تلوار حضور نے اٹھائی اور فرمایا کہ بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ بولا کوئی نہیں۔ حضور نے فرمایا کلمہ پڑھ لے تو تجھے امان ہے۔ وہ بولا میں کلمہ تو نہیں پڑھتا۔ البتہ آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ نہ تو آپ سے لڑوں گا نہ آپ کے دشمن کی مدد کروں گا۔ اس پر حضور نے اسے چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی ایسے مقام پر جس کام کے لئے جاؤ احتیاط سے جاؤ۔

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُودًا

تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور

وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۚ

کروٹوں پر لیٹے ۱ پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو ۲

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا ﴿۱۰۳﴾

بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے ۳

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۖ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ

اور کافروں کی تلاش میں سستی نہ کرو ۴ اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے

فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۚ وَتَرْجُونَ مِنَ اللّٰهِ

تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسا تمہیں پہنچتا ہے اور تم اللہ سے وہ امید رکھتے ہو

مَا لَا يَرْجُونَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۱۰۴﴾ إِنَّآ

جو وہ نہیں رکھتے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اے محبوب

أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ

بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو ۵

بِمَآ أَرٰىكَ اللّٰهُ ۚ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ﴿۱۰۵﴾

جس طرح تمہیں اللہ دکھائے ۶ اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو ۷

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿۱۰۶﴾

اور اللہ سے معافی چاہو ۸ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ

اور ان کی طرف سے نہ جھگڑو جو اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے ہیں ۹

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿۱۰۷﴾

بے شک اللہ نہیں چاہتا کسی بڑے دغا باز گنہگار کو

۱۔ یعنی نماز کے علاوہ پھر ہر طرح ذکر اللہ کرتے رہو۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ جہاد میں غازی کی یہ شان چاہیے کہ ہاتھ میں تلوار اور زبان پر ذکر یار ہو۔ دوسرے یہ کہ فرض نماز کے بعد جو بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھتے یا درود شریف پڑھتے ہیں وہ جائز بلکہ بہتر ہے۔ یہ آیت اس کا ماخذ ہے۔ بعد نماز بلند آواز سے ذکر کی بہت سی احادیث ہیں ۲۔ تمام شرائط وغیرہ ادا کر کے یعنی یہ چلنے پھرنے کی اجازت نماز خوف میں تھی۔ اس کے بعد نہیں ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ سفر میں دو نمازیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ہر نماز کے لئے اس کا وقت قرآن سے ثابت ہے۔ جن احادیث میں دو نمازیں جمع کرنے کا ذکر ہے وہاں جمع صوری مراد ہے۔ یعنی پہلی نماز آخر وقت میں اور دوسری نماز اول وقت میں ادا کی ۴۔ شان نزول۔ جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ کفار مکہ کا پیچھا کرو تا کہ وہ پھر پلٹ کر نہ آجاویں تو صحابہ نے سخت زخمی ہونے کی شکایت کی۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی جب کفار اتنی ہمت کر جاتے ہیں کہ زخم کھا کر تمہارا پیچھا کرتے ہیں تو تم کیوں نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غازی کی ہمت بندھانے کے لئے کفار کی بہادری اور جرات کا ذکر کرنا جائز ہے۔ ۵۔ شان نزول۔ یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے متعلق نازل ہوئی جس نے اپنے پڑوسی قتادہ بن نعمان کی زرہ چرائی اور آٹے کی بوری میں رکھ کر ایک یہودی کے گھر امانۃً رکھ آیا۔ تلاش کرنے پر زرہ اور بوری یہودی کے گھر سے برآمد ہوئی۔ یہودی نے کہا کہ طعمہ رکھ گیا ہے۔ طعمہ کی قوم اپنی برادری کی حمایت میں یہ کوشش کرنے لگی کہ یہودی کا جرم ثابت ہو۔ طعمہ بری ہو جاوے۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ اس کی قوم نے جھوٹی گواہی دی کہ طعمہ بے قصور ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکثر حضور کے فیصلے دو چیزوں پر مبنی ہوتے تھے۔ کتاب اللہ' اور نور نبوت' لہٰذا حضور کے فیصلے ایسے اٹل تھے۔ جن کی اپیل ناممکن تھی۔ بعد میں علماء و قاضیوں کے فیصلے کتاب اللہ اور شہادتوں وغیرہ ہی پر ہوں گے لہٰذا کسی حاکم کا فیصلہ یقینی نہیں' قابل اپیل ہے۔ ۷۔ اس میں بظاہر خطاب حضور سے ہے لیکن در حقیقت قیامت تک کے حکام کو سنانا مقصود ہے کہ فیصلہ کرنے میں کوتاہی نہ کیا کریں۔ صحیح ملزم کو بغیر رو رعایت سزا پوری دیا کریں۔ دیکھو طعمہ بظاہر مومن تھا اور یہودی کافر تھا مگر فیصلہ اس موقعہ پر یہودی کے حق میں ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے صحابہ گناہوں سے محفوظ نہیں ہاں رب کے فضل سے گناہ پر قائم نہیں رہتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ اگرچہ کتنا ہی بڑا ہو لیکن اس سے انسان کافر نہیں ہوتا۔ کہ رب تعالیٰ نے طعمہ کے حمایتیوں کو کافر نہ فرمایا خائن فرمایا ۸۔ ظاہر یہ ہے کہ اس میں طعمہ سے خطاب ہے کہ تو اپنے ان گناہوں کی معافی چاہ اور اگر

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۱ اور ہر چیز پر

بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا ﴿۱۲۶﴾ ع وَیَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ ؕ

اللہ کا قابو ہے اور تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں ۲

قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ ۙ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فِی

تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے ۳ اور وہ جو تم پر قرآن میں

الْكِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ

پڑھا جاتا ہے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو انکا

مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

مقرر ہے ۴ اور انہیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو ۵

وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا

اور کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں

لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ

انصاف پر قائم رہو ۶ اور تم جو بھلائی کرو تو اللہ

اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِیْمًا ﴿۱۲۷﴾ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ

کو اس کی خبر ہے ۷ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے زیادتی یا

بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَآ

بے رغبتی کا اندیشہ کرے ۸ تو ان پر گناہ نہیں

اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ وَ

کہ آپس میں صلح کر لیں ۹ اور صلح خوب ہے ۱۰ اور

اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا

دل لالچ کے پھندے میں ہیں ۱۱ اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو

ع ۱۸ / ۱۵

۱۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صرف زمین و آسمان کی چیزیں اللہ کی ملک ہیں۔ باقی نہیں۔ چونکہ صرف محسوس چیزوں تک ہماری نگاہ پہنچتی ہے۔ اس لئے ان ہی کا ذکر ہوا۔ ۲۔ شان نزول۔ عرب میں دستور تھا کہ میت کی بیوی اور یتیم لڑکیوں کو میراث نہ دیتے تھے۔ نیز اگر یتیم خوبصورت ہوتی تو میت کے اولیاء تھوڑے مہر پر خود نکاح کر لیتے اور اگر بدصورت و مالدار ہوتی تو نہ خود اس سے نکاح کرتے نہ کسی اور سے کرنے دیتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیات آئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغہ لڑکی کو نساء کہا جا سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ میراث سے لڑکیوں کو محروم کرنا مشرکین عرب کا دستور ہے اور یہ ظلم عظیم ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حق العبد ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے مسائل بہت اہم ہیں کہ رب تعالیٰ نے جتنی تفصیل ان کی فرمائی اتنی تفصیل دوسرے احکام کی نہ فرمائی۔ نیز اس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تم کو فتویٰ دیتا ہے یعنی دوسرے مسائل کے مفتی انسان مگر ان کا فتویٰ دینے والا خود اللہ ہے۔ ۴۔ ان آیتوں میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم اب تک ایسا کرتے رہے اب آئندہ ایسا نہ کرنا۔ کیونکہ کفار کی میراث ان کے دین کے مطابق دی جاوے گی۔ حاکم اسلام اسی پر فیصلہ کرے گا۔ ۵۔ یعنی ان یتیم لڑکیوں کی بدصورتی اور غربت کی وجہ سے ان سے نکاح نہیں کرتے ۶۔ اس میں بہت صورتیں داخل ہیں۔ یتیموں کی وارثت کا حصہ پورا دینا ان کا مال کسی بہانہ سے ناحق نہ کھانا۔ ان پر ظلم نہ کرنا۔ انہیں اچھی تعلیم و تربیت دینا۔ غرضیکہ ان سے وہ سلوک کرنا جو اپنی اولاد سے کیا جاتا ہے۔ ۷۔ یعنی واجب حق کے سوا اور بھلائی جو تم یتیموں سے کرو گے اللہ سے ثواب پاؤ گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیموں کے ساتھ ان کے حق سے زیادہ سلوک کرنا چاہیے۔ ۸۔ خاوند کی زیادتی یہ ہے کہ اسے کھانے پینے کو نہ دے یا کم دے، مارے پیٹے یا بدزبانی کرے اور اعراض یہ ہے کہ بیوی سے دل سے محبت نہ کرے۔ بول چال ترک کر دے ۹۔ اس طرح کہ عورت اگر اس خاوند کے پاس رہنا ہی چاہے تو اپنے کچھ حقوق کا بوجھ خاوند سے کم کر دے یا مرد کچھ مشقت برداشت کرے کہ باوجود رغبت کم ہونے کے اس بیوی سے اچھا برتاؤ بالتکلف کرے۔ ۱۰۔ یعنی جدائی اور طلاق سے صلح بہتر ہے۔ کیونکہ طلاق اگرچہ جائز ہے مگر بری چیز ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ فطرت انسانی میں لالچ داخل ہے۔ ہر شخص اپنے آرام و آسائش کو بہت مقدم رکھتا ہے۔ اپنے پر مشقت گوارا کر کے دوسروں کے آرام کی کوشش نہیں کرتا۔ الا ماشآء اللہ۔

(بقیہ صفحہ ۱۵۰) حضورانور سے خطاب ہے تو اس بنا پر کہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہوتے ہیں۔ حضور نے چاہا تھا کہ گواہی پر فیصلہ فرمادیں۔ جیسا کہ شرعی قاعدہ ہے۔ فرمایا گیا کہ اس ارادے سے توبہ فرماویں۔ یا یہ مطلب ہے کہ ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت فرمادیں جنہوں نے طعمہ کی غلط حمایت کی کہ رب ان کی یہ خطا معاف فرمادے۔ اور آئندہ ایسی قومی حمایت سے بچائے جو گناہ کا باعث ہو یا ان کی گواہی قبول فرمالینے کے ارادہ سے معافی چاہیں ان کی گواہی پر جرح قدح فرماویں کیونکہ حسنات الابرار سیات المقربین' حاکم کا مدعی کی گواہی قبول کرنا برا نہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جھوٹوں کی وکالت جائز نہیں کیونکہ گنہگار کی گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے اور اس وکالت کی اجرت حرام ہے۔ کیونکہ حرام ذریعہ سے حاصل ہوئی۔

یَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ
آدمیوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے ۱ه
اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ یُبَیِّتُوْنَ مَا لَا یَرْضٰى مِنَ
اور اللہ ان کے پاس ہے ۲ه جب دل میں وہ بات تجویز کرتے ہیں جو اللہ
الْقَوْلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطًا ﴿۱۰۸﴾ هٰۤاَنْتُمْ
کو ناپسند ہے ۳ه اور اللہ ان کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے ۴ه سنتے ہو
هٰۤؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۫ فَمَنْ
جو تم ہو دنیا کی زندگی میں تو ان کی طرف سے جھگڑے تو ان کی
یُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَمْ مَّنْ یَّكُوْنُ
طرف سے کون جھگڑے گا اللہ سے قیامت کے دن ۵ه یا کون ان کا
عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۱۰۹﴾ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ
وکیل ہو گا اور جو کوئی برائی یا اپنی جان پر
نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۱۱۰﴾
ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش چاہے تو اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا ۶ه
وَمَنْ یَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا یَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ؕ وَكَانَ
اور جو گناہ کمائے تو اس کی کمائی اسی کی جان پر پڑے ۷ه اور اللہ
اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ یَّكْسِبْ خَطِیْٓئَةً
علم و حکمت والا ہے اور جو کوئی خطا یا گناہ
اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا
کمائے ۸ه پھر اسے کسی بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان
وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ وَ
اور کھلا گناہ اٹھایا اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا ۹ه

۱۔ یہ آیت تقویٰ و طہارت کی جڑ ہے۔ اگر انسان یہ خیال رکھے کہ میرا کوئی حال اللہ رسول سے چھپا ہوا نہیں تو گناہ کرنے کی ہمت نہ کرے۔ ۲۔ یعنی اللہ اپنے علم و قدرت کے لحاظ سے ان کے ساتھ ہے اس سے شرم و حیا چاہیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ اللہ کو اپنے ساتھ سمجھے تو گناہ کی ہمت نہ کرے۔ اسی طرح جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس حاضر و ناظر جانے کبھی گناہ نہ کرے۔ اس آیت میں اشارۃً پتہ لگا کہ کوئی بھی حضور کی نگاہ سے چھپا ہوا نہیں۔ کیونکہ یہاں یہ فرمایا کہ لوگوں سے چھپتے ہیں۔ یہ نہ فرمایا کہ آپ سے چھپتے ہیں اور لَا یَسْتَخْفُوْنَ میں رب نے اپنے حبیب کو اپنے ساتھ ذکر فرمایا یعنی مجھ سے اور میرے حبیب سے نہیں چھپ سکتے۔ رب فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا ۔ اللہ مومنوں کے ساتھ ہے کرم سے' نبیوں ولیوں کے ساتھ ہے عنایت اور مہربانی سے کفار کے ساتھ ہے قہر و غضب سے سب کے ساتھ ہے علم و قدرت سے۔ ۳۔ یعنی طعمہ کی قوم طعمہ کی طرفداری کے لئے خفیہ طور پر تدبیریں سوچتی تھی۔ کہ جیسے ہو سکے طعمہ کو بری کرایا جاوے تا کہ اپنی قوم بدنام نہ ہو ۴۔ یعنی اللہ کا علم و قدرت انہیں گھیرے ہے کیونکہ اللہ کی ذات محیط ہے نہ محاط۔ وہ جگہ اور جگہ میں ہونے سے پاک ہے ۵۔ خیال رہے کہ دھوکہ دینے کے لئے اللہ کی بارگاہ میں جھگڑنا ناممکن ہے۔ محبوبوں کی شفاعت اور اور چھوٹے بچوں کا اپنے ماں باپ کی بخشش کے لئے رب سے جھگڑنا آیات و احادیث سے ثابت ہے رب فرماتا ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ حضور نے ارشاد فرمایا کہ کچا بچہ رب سے اپنے والدین کی بخشش کے لئے ایسا جھگڑے گا جیسے قرض خواہ مقروض سے' اس سے فرمایا جاوے گا اَیُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ مگر یہ جھگڑا ناز کا ہو گا نہ کہ مقابلہ کا۔ لہٰذا اس آیت میں شفاعت کی نفی نہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ ہر گناہ کی توبہ ہے مگر طریقہ توبہ مختلف ہے۔ کفر کی توبہ ایمان ہے اور حقوق العباد کی توبہ اداء حقوق ہے ترک نماز کی توبہ ان کی قضا ہے۔ پھر سب کے احکام جدا ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ چوری یا قتل کرکے' جوا کھیل کر صرف منہ سے توبہ توبہ کہہ لینا کافی ہے۔ ۷۔ یعنی ہر شخص کو اپنے گناہ کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ یہ نہ ہو گا کہ کرے یہ اور بھرے کوئی اور۔ ہاں گناہ کرانے والا بھی اس مجرم کے ساتھ گرفتار ہو گا۔ ۸۔ یہاں گناہ سے مراد گناہ کبیرہ اور خطا سے مراد گناہ صغیرہ ہے۔ بے گناہ کو تہمت لگانا سخت جرم ہے۔ وہ بے گناہ خواہ مسلمان ہو یا کافر۔ کیونکہ طعمہ نے یہودی کافر کو بہتان لگایا تھا۔ ۹۔ یعنی اگر رب تعالیٰ نے آپ کو معصوم نہ بنایا ہوتا اور آپ پر تمام علوم ظاہر نہ کر دیئے ہوتے تو یہ آپ کو بہکا دیتے۔ بہکانے سے مراد دھوکہ دے کر غلط فیصلہ کرا لینا ہے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت رب فرماتا ہے۔ کوئی آپ کو بہکا نہیں سکتا۔ نیز صحابہ کرام کے لئے بھی یہی فرماتا ہے۔ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ پتہ لگا کہ حضور کی تجلی حضور کے صحابہ پر بھی پڑی کہ ان کا ایمان قطعی ہو گیا۔ اس میں غیب کی خبر ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل حفاظت کا بیان ہے۔ یعنی نہ آپ سے غلط فیصلہ کرا سکیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو معصوم بنایا اور نہ درست فیصلہ کرنے پر آپ کو دنیاوی نقصان پہنچا سکیں گے۔ کیونکہ اللہ آپ کا ناصر ہے۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن بھی رب کی طرف سے ہے۔ اور حدیث بھی۔ قرآن کے لفظ بھی رب کے ہیں۔ اور حدیث کا صرف مضمون رب کا ہے' الفاظ حضور کے اپنے ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ کوئی حضور کو دھوکا نہیں دے سکتا۔ کیونکہ دھوکا وہ کھائے جو بے خبر ہو۔ البتہ فیصلہ گواہی پر ہوتا ہے اگرچہ گواہی جھوٹی ہو۔ اور اس کے جھوٹ پر دلیل قائم نہ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے سارے علوم غیبیہ اپنے حبیب کو سکھا دیئے ۴۔ رب نے تمام دنیا کو قلیل فرمایا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ اور یہاں فرمایا کہ تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ معلوم ہوا کہ تمام دنیا حضور کے ملک کا ایک ادنیٰ حصہ ہے۔ ورنہ آپ پر فضل عظیم کیسے ہو گا۔ ۵۔ اس میں تمام مشورے داخل ہیں۔ حکومتوں کی کانفرنسیں' اسمبلی کے اجلاس' قومی پنچائتیں' خانگی امور میں مشورے اگر اچھی بات کے لئے ہیں تو مبارک ہیں ورنہ برے۔ ۶۔ یعنی خاوند' بیوی' باپ' بیٹے' دوست' احباب' محلے والے' شہر والے اسلامی حکومتیں جب لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دینا بڑی عبادت ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ناس سے مراد مسلمان ہوں۔ اور اگر ناس سے عام انسان مراد ہوں تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ کافروں کو رغبت اسلام دے کر مسلمان بنایا جائے تا کہ مسلمانوں سے ان کی صلح ہو جاوے یا اگر کافر و مسلم حکومتوں میں جنگ کے آثار ہوں اور مسلمانوں کے لئے صلح بہتر ہو تو بیچ میں پڑ کر صلح کرا دے جنگ روک دے وہ بھی اس ثواب کا مستحق ہے۔ کفار سے صلح جائز ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو اس پر احکام شرعیہ لازم نہیں' صرف عقیدہ توحید کافی ہے کیونکہ اس نے رسول کی مخالفت نہ کی نیز جو بے علمی میں گناہ کر بیٹھے اس پر مخالفت رسول کا گناہ نہ ہو گا۔ مخالفت رسول جب ہے کہ دیدہ و دانستہ حضور کی نافرمانی کرے۔ یہ بھی خیال رہے کہ مخالفت رسول فی العقیدہ کفر ہے اور فی العمل فسق۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ تقلید ضروری ہے کہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے۔ اسی طرح ختم فاتحہ' محفل میلاد' عرس بزرگان عامۃ المسلمین کے عمل ہیں اور مسلمان انہیں اچھا سمجھ کر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور حضور نے ارشاد فرمایا۔ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ اور فرمایا مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

رَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا

تو ان میں کے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکہ دے دیں اور وہ

يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَیْءٍ ؕ

اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا

مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾

جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے

لَا خَيْرَ فِیْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ

ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات

اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ

یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا اور جو

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ

اللہ کی رضا چاہنے کو ایسا کرے اسے عنقریب ہم بڑا

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ

ثواب دیں گے اور جو رسول کا خلاف کرے بعد

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ

اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا

الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ

راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں

وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ

گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی اللہ اسے نہیں بخشتا کہ

يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ

اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے لہ اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

ہے ٢ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ

یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو ٣ اور نہیں پوجتے

اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ

مگر سرکش شیطان کو ٤ جس پر اللہ نے لعنت کی اور بولا قسم ہے میں ضرور

مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ

تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا ۵ قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا

وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ

اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا ٦ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان

الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ

چیریں گے ٧ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے ٨ اور

مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ

جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے ٩ وہ

خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ؕ

صریح ٹوٹے میں پڑا شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ

اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے ١٠ ان کا

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾

ٹھکانا دوزخ ہے۔ اس سے بچنے کی جگہ نہ پائیں گے ١١

ا۔ شرک سے مراد کفر ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ اور مطلب یہ ہے کہ جو کفر پر مرجاوے اس کی مغفرت نہیں۔ گناہ پر مرنے والے کی مغفرت ہو سکتی ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ توبہ سے بھی کفر معاف نہیں ہو سکتا۔ عام اہل عرب پہلے کفار ہی تھے۔ ایمان لائے۔ کفر سے توبہ کی۔ بخشے گئے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گمراہی جو کفر تک نہ پہنچی ہو گناہ کبیرہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد تمام گناہ قابل مغفرت ہیں اگرچہ حقوق العباد کی مغفرت کا طریقہ یہ ہو گا کہ رب تعالیٰ صاحب حق سے معاف کراوے گا۔ دوسرے یہ کہ خلاف وعید جائز بلکہ واقع ہے وہ دراصل خلف ہی نہیں تمام گناہوں کی سزا مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ تیسرے یہ کہ اس بخشش کا یقین نہیں امید ہے کیونکہ لِمَنْ يَّشَآءُ، فرمایا گیا۔ لہٰذا یہ آیت گناہ پر جرات پیدا نہیں کرتی بلکہ گناہ سے روکتی ہے۔ کیونکہ یاس گناہ کراتی ہے۔ ۳۔ کفار عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہہ کر پوجتے تھے۔ نیز گزشتہ مری ہوئی بعض عورتوں کے بت بناتے تھے نیز بتوں کو زیور پہناتے تھے۔ جیسے آج مشرکینِ ہند گنگا، کالی وغیرہ کو عورت مان کر پوجتے ہیں ۴۔ حضور کا راستہ چھوڑ کر جس گمراہ کی اطاعت کی جاوے، شیطان کی پیروی ہے کیونکہ سب گمراہوں کو شیطان نے ہی گمراہ کیا ہے ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری لعنت ہے۔ کہ شیطان نے بھی رب کے سامنے تقیہ نہ کیا۔ جو اسے کرنا تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان کو رب نے اتنا وسیع علم اور قدرت بخشی کہ وہ بہکانے کے طریقے جانتا ہے اور ہر ایک کو پہچانتا ہے۔ تیسرے یہ کہ انبیاء و اولیاء کو شیطان بھی معصوم یا محفوظ جانتا ہے اس لئے اس نے من عبادك کہا جو انہیں گنہگار مانیں وہ شیطان سے بھی بدتر ہیں۔ ۶۔ خیال رہے کہ دنیا کی لمبی عمر، زیادتی مال وغیرہ کی وہ آرزو جو رب سے غافل کرے شیطانی کام ہے البتہ اللہ کے لئے یہ چیزیں چاہنا عبادت ہے۔ ۷۔ اس سے پتہ لگا کہ گائے کی تعظیم کرنا یا ہولی دیوالی میں جانوروں کے سینگ رنگنا یا مشرکین کی سی رسمیں کرنا سب شیطانی کام ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے بچنا لازم ہے بلکہ ان کے بڑے دن کی تعظیم، گنگا وغیرہ کا احترام کرنا کفر ہے۔ مسلمان کو ہر بری چیز سے نفرت چاہیے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے۔ جب بیماری کی یہ طاقت ہے تو علاج اور دوا کی طاقت زیادہ ہونی چاہیے۔ نبی ولی علاج ہیں شیطان بیماری، ڈاڑھی منڈانا بھی اس میں داخل ہے کہ یہ تغیر خلق اللہ ہے۔ جیسے عورت کو سر منڈانا حرام ہے ایسے ہی مردوں کو ڈاڑھی منڈانا۔ یہ آیت ان تمام آیتوں کی تفسیر ہے جن میں وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ بنانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس آیت نے بتایا کہ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ شیطان اور شیطانی لوگ ہیں۔ ولی اللہ اور ہیں، ولی من دون اللہ کچھ اور۔ اس کا بہت خیال چاہیے۔ ۱۰۔ کہ تم کفر کی وجہ سے بخشے جاؤ گے اور بری رسمیں تمہاری عزت افزائی کا ذریعہ بنیں گی۔ یہ دوسرا دھوکہ آج کل مسلمان بہت کھا رہے ہیں۔ وہ سمجھے ہیں کہ فضول خرچی کی رسمیں، کوٹھیاں، وزارتیں، عزت کا ذریعہ ہیں۔ یہ سب شیطانی دھوکا ہے ۱۱۔ یعنی کفار دوزخ میں جا کر وہاں سے نہ نکل سکیں گے۔ مگر مومن اپنی سزا پوری کر کے بخش دیئے جائیں گے۔ دوزخ میں ہمیشگی کفار کیلئے خاص ہے۔

اے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے (ا) یہ کہ ایمان' اعمال سے مقدم ہے کہ بغیر ایمان اعمال قبول نہیں۔ (۲) یہ کہ نجات کے لئے نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ کوئی مومن کسی درجہ کا ہو نیک اعمال سے مستغنی نہیں۔ (۳) یہ کہ اعمال نہ عین ایمان ہیں نہ جزو ایمان اس لئے کہ معطوف معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے۔ (۴) یہ کہ قیامت بہت ہی قریب ہے اگرچہ ہم کو دور معلوم ہو۔ ۲ے لہٰذا نیک اعمال کرنے والے کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ اب جو شخص صدیق اکبر اور تمام ان صحابہ کے جنتی ہونے میں شک کرے جن کے متعلق قرآن کریم نے وعدہ فرمالیا وہ کافر ہے کیونکہ وہ رب کو جھوٹا جانتا ہے۔ ۳ے شان نزول' یہود کہتے تھے کہ ہم کو صرف چالیس' روز عذاب ہو گا بقدر مدت بچھڑے کی پوجا کے۔ عیسائی کہتے تھے کہ حضرت عیسٰی سولی کھا گئے وہ ہمارا کفارہ ہو گیا۔ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ہمارے بت ہم کو عذاب نہ پہنچنے دیں گے۔ ان سب کی تردید کے لئے یہ آیت اتری ۴ے یعنی اے یہودیو' عیسائیو' مشرکو! تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے کہ تمہیں کوئی گناہ مضر نہیں۔ تم میں سے جو بھی گناہ کرے گا سزا پائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار احکام شرعیہ کے مکلف ہیں عذاب اخروی کے لحاظ سے لہٰذا انہیں کفر کی بھی سزا ملے گی اور گناہوں کی بھی ۵ے اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کفار کے لئے عذاب ہے۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالٰی بہت سے مددگار بنا دے گا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ۔ ۶ے نہ اس طرح کہ اس کی نیکیاں کم کر دی جائیں اور نہ اس طرح کہ گناہوں میں اضافہ کر دیا جاوے۔ اگر نیکیوں کی ضبطی ہو گی تو خود اس کے اپنے قصور سے ہو گی ۷ے وجہ' کے لفظی معنی چہرہ کے ہیں۔ مگر یہاں مراد ذات ہے۔ کیونکہ کسی کے آگے سر جھکا دینا گویا اپنی ذات کو اس کے سپرد کر دینا ہے ۸ے یعنی اعمال بھی نیک کرے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان کے بعد انسان نیک اعمال سے بے نیاز نہیں ہو جاتا۔ حتی المقدور نیکی کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ ایمان اعمال سے پہلے ہے۔ اس لئے مُحْسِنٌ کو اَسْلَمَ وَجْهَهٗ کے بعد بیان کیا ۹ے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی اطاعت کے لئے دین ابراہیمی کی پیروی لازم ہے جو اب دین محمدی میں پائی جاتی ہے۔ اس سے منہ موڑ کر صدقہ و خیرات وغیرہ سب برباد ہے۔ جب جڑ کٹ گئی ہو تو شاخوں کو پانی دینا عبث ہے۔ ۱۰ے خلت کے معنی ہیں غیر سے منقطع ہو جانا۔ اب اس گہری دوستی کو کہا جاتا ہے۔ جس میں دوست کے غیر سے انقطاع ہو جاوے۔ خلیل وہ ہے کہ اللہ کی رضا چاہے۔ محبوب و حبیب وہ ہے جس کی خود رب تعالٰی رضا چاہے۔ ہمارے حضور اللہ کے خلیل بھی ہیں حبیب بھی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ
اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے لہ کچھ دیر جاتی ہے کہ ہم انہیں
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں
اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ
رہیں اللہ کا سچا وعدہ ٹہ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات
قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾ لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ
سچی کام نہ کچھ تمہارے خیالوں پر ہے اور نہ کتاب والوں کی
الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ
ہوس پر تلہ جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا ہے اور اللہ کے سوا نہ
لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ
کوئی اپنا حمایتی پائے گا نہ مددگار ھے اور جو کچھ
يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ
بھلے کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور ہو
مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ
مسلمان تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے اور انہیں تل بھر نقصان
نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ
نہ دیا جائے گا ٹ اور اس سے بہتر کس کا دین جس نے اپنا منہ
وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ
اللہ کے لئے جھکا دیا ٹہ اور وہ نیکی والا ہے ٹ اور ابراہیم کے دین پر چلا جو ہر باطل
حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَلِلّٰهِ
سے جدا تھا ٹہ اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا گہرا دوست بنایا لہ اور اللہ ہی کا ہے

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ١ اور ہر چیز پر

بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا ﴿١٢٦﴾ ع وَ یَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ ؕ

اللہ کا قابو ہے اور تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں ٢

قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِیْهِنَّ ۙ وَ مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فِی

تم فرما دو کہ اللہ تمہیں ان کا فتویٰ دیتا ہے ٣ اور وہ جو تم پر قرآن میں

الْكِتٰبِ فِیْ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ

پڑھا جاتا ہے ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو ان کا

مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ

مقرر ہے ٤ اور انہیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو ٥

وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا

اور کمزور بچوں کے بارے میں اور یہ کہ یتیموں کے حق میں

لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ

انصاف پر قائم رہو ٦ اور تم جو بھلائی کرو تو اللہ

اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِیْمًا ﴿١٢٧﴾ وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ

کو اس کی خبر ہے ٧ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے زیادتی یا

بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ

بے رغبتی کا اندیشہ کرے ٨ تو ان پر گناہ نہیں

اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ ؕ وَ

کہ آپس میں صلح کر لیں ٩ اور صلح خوب ہے ١٠ اور

اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا

دل لالچ کے پھندے میں ہیں ١١ اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو

ع ١٨/١٥

١۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ صرف زمین و آسمان کی چیزیں اللہ کی ملک ہیں۔ باقی نہیں۔ چونکہ صرف محسوس چیزوں تک ہماری نگاہ پہنچتی ہے۔ اس لئے ان ہی کا ذکر ہوا۔ ٢۔ شان نزول۔ عرب میں دستور تھا کہ میت کی بیوی اور یتیم لڑکیوں کو میراث نہ دیتے تھے۔ نیز اگر یتیم خوبصورت ہوتی تو میت کے اولیاء تھوڑے مہر پر خود نکاح کر لیتے اور اگر بدصورت و مالدار ہوتی تو نہ خود اس سے نکاح کرتے نہ کسی اور سے کرنے دیتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیات آئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغہ لڑکی کو نساء کہا جا سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ میراث سے لڑکیوں کو محروم کرنا مشرکین عرب کا دستور ہے اور یہ ظلم عظیم ہے جو توبہ سے بھی معاف نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حق العبد ہے ٣۔ اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے مسائل بہت اہم ہیں کہ رب تعالیٰ نے جتنی تفصیل ان کی فرمائی اتنی تفصیل دوسرے احکام کی نہ فرمائی۔ نیز اس کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تم کو فتویٰ دیتا ہے یعنی دوسرے مسائل کے مفتی انسان مگر ان کا فتویٰ دینے والا خود اللہ ہے۔ ٤۔ ان آیتوں میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم اب تک ایسا کرتے رہے اب آئندہ ایسا نہ کرنا۔ کیونکہ کفار کی میراث ان کے دین کے مطابق دی جاوے گی۔ حاکم اسلام اسی پر فیصلہ کرے گا۔ ٥۔ یعنی ان یتیم لڑکیوں کی بدصورتی اور غربت کی وجہ سے ان سے نکاح نہیں کرتے ٦۔ اس میں بہت صورتیں داخل ہیں۔ یتیموں کی وارثت کا حصہ پورا دینا ان کا مال کسی بہانہ سے ناحق نہ کھانا۔ ان پر ظلم نہ کرنا۔ انہیں اچھی تعلیم و تربیت دینا۔ غرضیکہ ان سے وہ سلوک کرنا جو اپنی اولاد سے کیا جاتا ہے۔ ٧۔ یعنی واجب حق کے سوا اور بھلائی جو تم یتیموں سے کرو گے اللہ سے ثواب پاؤ گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیموں کے ساتھ ان کے حق سے زیادہ سلوک کرنا چاہیے۔ ٨۔ خاوند کی زیادتی یہ ہے کہ اسے کھانے پینے کو نہ دے یا کم دے، مارے پیٹے یا بدزبانی کرے اور اعراض یہ ہے کہ بیوی سے دل سے محبت نہ کرے۔ بول چال ترک کر دے ٩۔ اس طرح کہ عورت اگر اس خاوند کے پاس رہنا ہی چاہے تو اپنے کچھ حقوق کا بوجھ خاوند سے کم کر دے یا مرد کچھ مشقت برداشت کرے کہ باوجود رغبت کم ہونے کے اس بیوی سے اچھا برتاؤ باتکلف کرے۔ ١٠۔ یعنی جدائی اور طلاق سے صلح بہتر ہے۔ کیونکہ طلاق اگرچہ جائز ہے مگر بری چیز ہے۔ ١١۔ اس سے معلوم ہوا کہ فطرت انسانی میں لالچ داخل ہے۔ ہر شخص اپنے آرام و آسائش کو بہت مقدم رکھتا ہے۔ اپنے پر مشقت گوارا کر کے دوسروں کے آرام کی کوشش نہیں کرتا۔ الا ماشاء اللہ۔

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾ وَلَنْ

تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ۱ اور تم سے

تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ

ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو اور چاہے کتنی ہی حرص کرو ۲

فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ

تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ ۳ کہ دوسری کو ادھر میں لٹکتی چھوڑ دو ۴

وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا

اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو تو بے شک اللہ بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿١٢٩﴾ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ

مہربان ہے ۵ اور اگر وہ دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی کشائش سے تم میں

سَعَتِهٖ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿١٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا

ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا ۶ اور اللہ کشائش والا حکمت والا ہے ۷ اور

فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۸ اور بیشک تاکید فرما

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ

دی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور اور تم کو کہ اللہ

اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى

سے ڈرتے رہو ۹ اور اگر کفر کرو تو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۱۰ اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں

حَمِيْدًا ﴿١٣١﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ

سراہا ۱۱ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

۱۔ یعنی اے خاوندؤ! اگر تم اس کے باوجود کہ تم کو اپنی موجودہ بیوی ناپسند ہو پھر بھی اس سے اچھی طرح نبھا دو اور یہ سمجھو کہ عورت تمہارے پاس اللہ کی امانت ہے تو ہم بھی تم پر فضل و کرم فرمائیں گے۔ ۲۔ کیونکہ متقی انسان اگرچہ برتاوے میں برابری کرے اور اپنی ساری بیویوں سے عدل و انصاف کرے مگر دلی میلان قدرتی طور پر ان میں سے ایک کی طرف یقیناً زیادہ ہو گا۔ لیکن اس پر پکڑ نہیں۔ ہاں اگر برتاوے میں ظلم ہوا تو پکڑے جاؤ گے۔ ۳۔ کہ عملی طور پر عدل و انصاف نہ کرو ۴۔ اس طرح کہ نہ اسے طلاق دو، نہ اسے آباد کرو اور اس کا اچھا برتاوا، نان و نفقہ، صحبت ترک کر دو۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ خاوند اور بیوی میں صلح کرانا بڑا ثواب ہے۔ ۶۔ یعنی اگر زوجین میں صلح نہ ہو سکے اور طلاق واقع ہو جائے تو دونوں اللہ پر توکل کریں۔ اللہ عورت کو اچھا خاوند اور مرد کو اچھی بیوی عطا فرما دے گا۔ اور وسعت بھی بخشے گا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی عورت کو طلاق دے دینا کشائش رزق کا سبب بن جاتا ہے مرد و عورت دونوں کے لئے جیسے کبھی نکاح وسعت رزق کا ذریعہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ عورت بالکل مرد کی محتاج ہے اور نہ مرد بالکل عورت کا حاجت مند۔ سب رب کے حاجت مند ہیں۔ ایک کا دوسرے کے بغیر کام چل سکتا ہے۔ ۸۔ یعنی ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ ہے۔ اپنے فضل سے جس کو جس چیز کا چاہے عارضی طور پر مالک بنا دے۔ لہٰذا یہ آیت کریمہ کسی کی عارضی ملکیت کے منافی نہیں۔ قرآن کریم کی بہت سی حصر کی آیات میں ذاتی حصر ہے جیسے اسی کے پاس ہے قیامت کا علم وغیرہ۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ تقوٰی و طہارت کا حکم دائمی ہے۔ ہر دین میں اس کا حکم تھا۔ لہٰذا یہ سنت متوارثہ ہے بلکہ روزہ، اعتکاف، نکاح وغیرہ، عبادات بھی قدیمی عبادتیں ہیں ۱۰۔ یعنی اگر تم سب کافر ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ سارا عالم اس کی ملک ہے اس کے ہاں تمہاری اطاعتوں کی حاجت نہیں۔ محتاج تم ہو نہ کہ وہ۔ ۱۱۔ کہ عالم کا ہر ذرہ اس کی حمد کرتا ہے۔ رب سارے عالم کا محمود ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿١٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا

اور اللہ کافی ہے کارساز اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں

النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ

لے جائے اور اوروں کو لے آئے اور اللہ کو اس کی قدرت

قَدِيْرًا ﴿١٣٣﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ

ہے جو دنیا کا انعام چاہے تو اللہ

اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا

ہی کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا انعام ہے اور اللہ سنتا

بَصِيْرًا ﴿١٣٤﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ

دیکھتا ہے اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ

شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ

اللہ کے لئے گواہی دیتے چاہے اس میں تمہارا اپنا نقصان ہو یا ماں باپ کا

الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى

یا رشتہ داروں کا جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ہو بہرحال اللہ کو اس کا سب سے زیادہ

بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ

اختیار ہے تو خواہش کے پیچھے نہ جاؤ کہ حق سے الگ پڑو اور اگر

تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

تم ہیر پھیر کرو یا منہ پھیرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی

خَبِيْرًا ﴿١٣٥﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

خبر ہے اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور

رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے ان رسول پر اتاری

ع ۱۹ / ۱۶

۱۔ یا اس طرح کہ تمہیں موت دے کر دوسری قوم کو یہاں آباد کر دے۔ جیسے فرعون کے ملک کا بنی اسرائیل کو مالک بنا دیا۔ یا اس طرح کہ تمہاری حکومت ختم فرما کر تمہارا ملک دوسروں کو دے دے اور تم کو ان کی رعایا بنا دے۔ رب فرماتا ہے۔ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ یا اس طرح کہ تم اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو جاؤ۔ اور تمہارے گھربار دوسرے لوگ آباد کریں۔ جیسے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہود مدینہ سے سلوک ہوا کہ بنی قریظہ قتل کئے گئے اور بنی نضیر جلاوطن ہوئے۔ غرضیکہ وہ قادر مطلق ہے۔ ۲۔ یعنی جب رب کے پاس دنیا و آخرت سب کچھ ہے تو اس سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگو۔ مانگنے والے میں ہمت چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ نہ تو دنیا کو اپنا اصل مقصود بنایا جائے۔ کہ آخرت کو فراموش کر دے اور نہ بالکل ترک دنیا ہی کر دینی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر عبادات میں ثواب آخرت کی بھی نیت ہو اور دنیاوی آفات کے دفعیہ اور دنیاوی رحمت کے حصول کی بھی نیت ہو تو جائز ہے۔ چنانچہ نماز استسقاء بارش کے لئے اور نماز کسوف و خسوف گہن دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ ۳۔ اس میں حاکموں، گواہوں، عالموں، اور درویشوں اور بادشاہوں سب سے خطاب ہے۔ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق انصاف کرے۔ قوّامین مبالغہ فرما کر یہ بتایا گیا کہ مسلمان کی ہر بات، ہر عمل، زندگی کا ہر شعبہ انصاف پر مبنی ہو، اپنے گناہوں کا اقرار، نیکیوں میں قصور کا اعتراف غرضیکہ ہزارہا چیزیں انصاف میں داخل ہیں۔ ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ماں باپ کی خدمت، قرابت داروں سے سلوک اچھی چیز ہے مگر ذاتی معاملہ میں۔ دینی، قومی معاملات میں کسی کا لحاظ نہیں۔ دوسرے یہ کہ غنی کا رعب، فقیر پر رحم، انصاف کے لئے آڑ ہیں۔ اس آڑ کو ہٹانا لازم ہے۔ تیسرے یہ کہ رحم سے عدل افضل ہے۔ چوتھے یہ کہ اللہ کا حق سب سے زیادہ ہے۔ ۵۔ یعنی تاویلیں کر کے انصاف کا خون کرو اور ظلم کو انصاف کے رنگ میں دکھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجرم کے وکیل کا عدالت میں کج بحثی کر کے مجرم کو ناحق چھڑانے کی کوشش کرنا۔ حاکم کا غلط فیصلہ کرنا اور اسے درست ثابت کرنے کی کوشش کرنا، عالم کا غلط تاویلوں سے غلط مسئلہ کا درست ثابت کرنا، لیڈروں کا ناحق کو حق ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ سب ظلم میں داخل ہے اور سخت جرم ہے۔ قرآن کی صحیح تاویل بوقت ضرورت شرعیہ عین عبادت ہے اور غلط تاویل، تحریف و کفر ہے۔ ۶۔ یعنی اے زبانی ایمان لانے والو، دل سے ایمان لاؤ۔ یا اے دل سے ایمان لانے والو، ہمیشہ ایمان پر قائم رہو۔ لہٰذا آیت میں تحصیل حاصل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان وہی قابل قدر ہے۔ جو دنیا سے اپنے ساتھ جاوے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور پر ایمان کا وہی درجہ ہے۔ جو اللہ پر ایمان لانے کا درجہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا اچھا ہے۔ ۷۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یعنی قرآن شریف، چونکہ قرآن کریم کا نزول آہستہ ہوا، لہٰذا یہاں نزل فرمایا اور آگے انزل ارشاد فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضور پر ایمان لانا قرآن پر ایمان سے مقدم ہے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے مگر عمل صرف قرآن شریف پر ہی ہو گا۔ ان کتب کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ یہ رب کی ہیں ۲۔ یعنی ان میں سے کسی ایک کا انکار کرے یا یہ کہا جاوے کہ ان میں سے ایک کا انکار سب کا انکار ہے۔ لہٰذا جس نے حضور کو نہ مانا اس نے اللہ کو بھی نہ مانا۔ فرشتوں٬ رسولوں٬ قیامت٬ کسی کو نہ مانا٬ اس صورت میں واؤ اپنے ظاہری معنی پر ہی ہے ۳۔ یعنی ایسی گمراہی میں جو ہدایت سے بہت دور ہے۔ خیال رہے کہ گمراہی دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جس سے انسان اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسے تبرائی رافضی٬ بے ادب گستاخ٬ وہابی٬ قادیانی٬ دوسری وہ گمراہی جس سے انسان اسلام سے خارج ہو کر کفر میں داخل نہیں ہوتا۔ جیسے تفضیلی رفض یا غیر مقلدیت۔ پہلی قسم کی گمراہی کا نام گمراہی بعید ہے۔ اور دوسری کا نام گمراہی قریب ہے۔ یہاں پر پہلی گمراہی کا ذکر ہے۔ ۴۔ کفر میں بڑھنا یہ ہے کہ کفر پر ہی موت ہو جاوے اللہ بچائے۔ اور اگر ایمان پر موت ہوئی تو خواہ ہزار دفعہ کفر ہو معافی ہو جاوے گی اگرچہ بعض صورتوں میں شرعاً ایمان معتبر نہ ہو۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بار بار مرتد ہونے والے کا ایمان شرعاً معتبر نہیں (ردالمحتار) خصوصاً بحالت جنگ بلکہ بعض دفعہ عین جنگ کی حالت میں ایمان لانا بھی معتبر نہیں ہوتا جیسا کہ رب فرماتا ہے۔ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِیْمَانُهُمْ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ جبکہ ظاہری علامات بتا رہے ہیں کہ یہ دھوکا دینے کے لئے ایمان لا رہا ہے۔ جیسا کہ پاکستان بنتے وقت دیکھا گیا ۶۔ معلوم ہوا کہ کافروں سے محبت٬ دوستی رکھنا منافقوں کی علامت ہے خصوصاً مسلمانوں کے مقابلہ میں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی قومی غدار نہ اپنی قوم میں عزت پائے نہ دوسری قوموں میں۔ عزت دین پر قائم رہنے میں ہے۔ اسی طرح صلح کل عالم کہیں عزت نہیں پاتا۔ عزت اللہ کی ہے اس کی عطا سے اس کے رسول کی اور ان کے صدقہ سے سچے مسلمانوں کی۔ ۸۔ یعنی جہاں دین کا مذاق ہو رہا ہو وہاں بادل نخواستہ بھی نہ جاؤ اور اگر تم وہاں پہلے سے تھے کہ یہ جرم شروع ہو گئے تو وہاں سے ہٹ جاؤ اور اگر روک دینے کی طاقت ہو تو زورِ بازو یا زورِ زبان سے روک دو۔

وَالْكِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ

اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری ۱؎ اور جو نہ مانے

بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ

اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو ۲؎

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۳۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا ۳؎ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے

ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا

پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر کفر میں

كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ

بڑھے ۴؎ اللہ ہرگز نہ انہیں بخشے اور نہ انہیں راہ

سَبِیْلًا ﴿۱۳۷﴾ؕ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا

دکھائے ۵؎ خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لئے دردناک

اَلِیْمَا ﴿۱۳۸﴾ۙ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ

عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ

بناتے ہیں ۶؎ کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے

الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ﴿۱۳۹﴾ؕ وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ

ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے ۷؎ اور بیشک اللہ تم پر کتاب

فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا

میں اتار چکا کہ جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ ان کا انکار کیا جاتا ہے

وَ یُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا

اور ان کی ہنسی بنائی جاتی ہے ۸؎ تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر کرنا کفر کرانا کفر سے راضی ہونا سب کفر ہے اور سب درجہ میں برابر ہیں۔ بلکہ کفر کی مجلس میں جانا بھی حرام ہے شرکت کی غرض سے۔ لہٰذا بدمذہبوں کے جلسوں، ماتم کی مجلسوں نوحہ، تبرا کی محفلوں میں شریک ہونا حرام اگرچہ خود نہ کرے ہاں تردید کے لئے جانا اس سے خارج ہے ۲۔ یعنی منافق و کافر سب دوزخ میں ہوں گے اگرچہ ان کے مقامات علیحدہ ہوں رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یا یہ لوگ کبھی اکٹھے بھی کئے جایا کریں گے۔ لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں ۳۔ یعنی تمہارے ساتھ تھے کہ کلمہ نماز وغیرہ میں تمہارے ساتھ رہتے تھے یا جنگ میں تمہارے ساتھ چلے گئے تھے لہٰذا ہمیں بھی غنیمت کا

فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو لہ بے شک اللہ
جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ۝۱۴۰
منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا
الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ
وہ جو تمہاری حالت تکا کرتے ہیں تو اگر اللہ کی طرف سے
مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ
تم کو فتح ملے کہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے تہ اور اگر کافروں
لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ
کا حصہ ہو تو ان سے کہیں کیا ہمیں تم پر قابو نہ تھا
وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ
اور ہم نے تمہیں مسلمانوں سے بچایا ؎ تو اللہ تم سب میں قیامت کے
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَي
دن فیصلہ کردے گا ؎ اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ
الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝۱۴۱ ۧ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ
دے گا ؎ بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا
اللّٰهَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ
چاہتے ہیں ؎ اور وہی انہیں غافل کرکے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں
قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ
تو ہارے جی سے ؎ لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے
اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۴۲ ڭ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ڰ
مگر تھوڑا بیچ میں ڈگمگا رہے ہیں

حصہ دو۔ غرضیکہ زبان سے تمہارے ساتھ اور دل سے کافروں کے ساتھ رہ کر دو گھر کے مہمان بنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دو گھر کا مہمان بھوکا رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبانی، جسمانی ہمراہی بے کار ہے۔ جب دل سے دور ہو۔ ۴۔ یعنی اے کافرو! تمہاری فتح کا بڑا سبب ہم ہیں۔ اولاً تو اس لئے کہ ہم اگرچہ جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ میدان میں آگئے مگر تم سے لڑے نہیں اس لئے مسلمانوں کا حملہ ہلکا رہا۔ دوسرے ہم تمہارا کام کرنے جہاد میں آئے تھے کہ مسلمانوں کے جنگی راز سے تمہیں باخبر رکھتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا کافروں کی خفیہ پولیس بننا اور مسلمانوں کے راز انہیں بتانا منافقوں کا طریقہ ہے جس میں آج بہت مسلمان گرفتار ہیں ۵۔ یعنی عملی فیصلہ قیامت میں ہوگا کہ ہر شخص کو اس کے ساتھ رکھا جاوے گا، جس سے اسے محبت ہوگی۔ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا کے کافر و منافق متفق ہو کر اسلام اور مسلمانوں کو نہیں مٹا سکتے۔ مسلمان جہاں کہیں نقصان اٹھاتے ہیں اپنی غداری اور شامت اعمال کی وجہ سے اٹھاتے ہیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کے خلاف کافر کی گواہی جائز نہیں۔ مسلمان عورت کا کسی کافر مرد سے نکاح حلال نہیں۔ کسی کافر کو مسلمان غلام خریدنے کا حق نہیں۔ کافر مسلمان کا وارث اور مورث نہیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو یا مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرنا دراصل رب کو دھوکا دینے کی کوشش ہے۔ کیونکہ منافق رسول اور مسلمانوں کو فریب دینے کی کوشش کرتے تھے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ نماز میں سستی کرنا منافقوں کی علامت ہے۔ اس سستی کی کوئی صورتیں ہیں۔ بلاوجہ مسجد میں حاضر نہ ہونا۔ جماعت سے بلاوجہ نماز نہ پڑھنا۔ پیچھے مسجد میں پہنچنا بغیر کرتے یا بغیر ٹوپی کے سستی کے طور پر نماز پڑھنا۔ ارکانِ نماز درست نہ کرنا۔ ان سب سے بچنا چاہیے۔

ا۔ یعنی ان کا شمار نہ کافروں میں ہے نہ مسلمانوں میں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کفرو اسلام کے درمیان کوئی اور درجہ بھی ہے جس میں منافق ہیں نہ یہ مطلب ہے کہ منافق کافر نہیں۔ وہ پکے کافر ہیں۔ مگر ان کا شمار کافروں میں نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بے دین فرقے مذہبًا کافر اور قومی لحاظ سے مسلمانوں میں ان کا شمار ہے۔ نہ بالکل ادھر نہ بالکل ادھر، بلکہ بیچ کے دھر میں ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے ۲۔ یعنی کافروں سے دوستی کرنا منافقوں کا کام ہے۔ تم اس سے بچو۔ خیال رہے کہ مومن کافر کا رشتہ دار ہو سکتا ہے۔ مگر دوست نہیں ہو سکتا۔ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح حلال اس کے باوجود ان سے دوستی حرام۔ رشتہ اور ہے دوستی اور۔ دل کا

لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ

نہ ادھر کے نہ ادھر کے ۱ اور جسے اللہ گمراہ

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کرے تو تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائے گا۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ

کافروں کو دوست نہ بناؤ ۲ مسلمانوں کے

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ

سوا کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کیلئے

سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ

صریح حجت کر لو ۳ بے شک منافق دوزخ کے سب سے

الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾

نچلے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا ۴

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ

مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور سنورے ۵ اور اللہ کی رسی مضبوط تھامی

وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اور اپنا دین خالص اللہ کے لئے کر لیا تو یہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں ۶

وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾

اور عنقریب اللہ مسلمانوں کو بڑا ثواب دے گا ۷

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ

اور اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم حق مانو اور ایمان لاؤ

وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

اور اللہ ہے صلہ دینے والا جاننے والا ۸

میلان کچھ اور۔ ۳۔ کہ کل قیامت میں اللہ تعالیٰ تمہیں کفار کی دوستی کی وجہ سے دوزخ میں بھیجے کیونکہ وہاں ہر شخص اپنے دوست کے ساتھ ہو گا۔ ۴۔ اس آیت سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ منافق کھلے کافروں سے بدتر ہیں اور ان کا عذاب سخت ہے۔ دوسرے یہ کہ دوزخ کے تمام طبقوں میں نیچا طبقہ زیادہ خطرناک ہے کہ وہاں تمام دوزخیوں کے پیپ اور خون وغیرہ بہہ کر پہنچے ہیں۔ جیسے کہ جنت کے تمام طبقوں میں سب سے اونچا طبقہ اعلیٰ علیین بہترین ہے۔ تیسرے یہ کہ منافقوں کا مددگار کوئی نہیں، مومنوں کے مددگار رب نے بہت مقرر فرما دیئے ہیں جو کہتا ہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ اپنے منافق ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ ۵۔ یعنی منافقت سے توبہ کریں اور آئندہ اپنے حالات بدل دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بد سے بدتر کافر کی بھی توبہ قبول ہے اگر درست ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ کی صحت کی شرط یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اپنا گزشتہ حال بدل دے۔ اگر منہ سے توبہ کرتا رہے مگر کام وہی کئے جاوے تو وہ توبہ نہیں مذاق کرتا ہے۔ ۶۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھوں کا ساتھ بڑی اعلیٰ نعمت ہے کہ رب نے بطور انعام یہاں اس کا ذکر فرمایا ۷۔ جو تمہارے خیال وگمان اور وہم سے بھی وراء ہے غرضیکہ رب کی عطا اپنی شان کے لائق ہو گی نہ کہ تمہارے استحقاق کے لائق۔ ۸۔ خیال رہے کہ دنیا کے بادشاہ تین وجہ سے سزا دیتے ہیں۔ اپنے نقصان کے اندیشہ سے، نفسانی غصہ کی آگ بجھانے کے لئے۔ مجرم کے جرم کی وجہ سے۔ تیسری وجہ کی معافی ہو جاتی ہے۔ مگر پہلی دو صورتوں میں معاف نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مجرموں کو صرف تیسری وجہ سے سزا دے گا وہ پہلی دو وجہوں سے پاک ہے۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا

اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا لہ مگر مظلوم

مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا

سے تہ اور اللہ سنتا جانتا ہے تہ اگر تم کوئی

خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ

بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر یا کسی کی برائی سے درگزر کرو تہ تو بیشک اللہ معاف

عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

کرنے والا قدرت والا ہے وہ جو اللہ اور رسولوں کو نہیں مانتے

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَ

اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں ۵ اور

يَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّ

کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾

چاہتے ہیں کہ ایمان و کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

یہی ہیں ٹھیک کافر تہ اور ہم نے کافروں کیلئے ذلت کا

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

عذاب تیار کر رکھا ہے شہ اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان

وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ

لائے اور ان میں سے کسی پر ایمان میں فرق نہ کیا شہ انہیں عنقریب اللہ

يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع

ان کے ثواب دے گا لہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے محبوب اہل کتاب

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علانیہ گناہ کرنا یا جو گناہ خفیہ ہو گیا ہو اس کا اعلان کرنا گناہ ہے۔ اس میں جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی بکنا، کسی کے یا اپنے چھپے عیب ظاہر کرنا سب شامل ہیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مظلوم حاکم سے بلکہ اور لوگوں سے بھی ظالم کی برائی بیان کر سکتا ہے۔ یہ غیبت میں داخل نہیں اس سے ہزارہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ حدیث کے راویوں کا فسق وغیرہ بیان کرنا چور یا غاصب کی شکایت کرنا ملک کے غداروں کی حکومت کو اطلاع دینا سب جائز ہے۔ ۳۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ ایک شخص آپ کی شان میں زبان درازی کر رہا تھا۔ آپ نے بہت صبر کیا مگر وہ باز نہ آیا تب آپ نے بھی اسے جواب دیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اب تک ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تم نے خود جواب دیا تو وہ چلا گیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) یعنی مظلوم کا بدلہ لینا جائز مگر درگزر کرنا بہتر۔ لہٰذا آیت اور حدیث میں تعارض نہیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں علانیہ کی جائیں اور بعض خفیہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں۔ حج اور اداء زکوٰۃ علانیہ چاہئیں مگر تہجد کی نماز صدقہ نفلی چھپا کر افضل، یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے ذاتی مجرموں سے درگزر کرنا بہتر ہے۔ جیسا کہ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ سے معلوم ہوا۔ مگر دینی، قومی، ملکی مجرموں کو معاف کرنے کا کسی کو حق نہیں ۵۔ اس آیت نے بتایا کہ اللہ رسول کو ملانا ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ اور اللہ سے رسول کو الگ سمجھنا کفر بلکہ کفر کی جان ہے۔ جیسے لیمپ کی بتی کا نور چمنی کے رنگ سے ملا ہوتا ہے یا جیسے نوٹ کی سرکاری مہر اس کے کاغذ سے ملی ہوتی ہے۔ مہر کے بغیر کاغذ بیکار ہے۔ ایسے ہی نبوت کا توحید سے ملا رہنا ضروری ہے، رب نے کلمہ طیبہ میں اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام ملایا کہ اول جز میں اللہ آخر میں آیا اور دوسرے جز میں محمد اول۔ تا کہ اللہ و محمد کے درمیان حرف کا فاصلہ بھی نہ رہے۔ غرضیکہ نبی کو اللہ سے ملانا ایمان۔ ۶۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایک پیغمبر کا انکار بھی ویسا ہی کفر ہے۔ جیسے سارے پیغمبروں کا انکار، یہی حال قرآن کی آیتوں کا ہے۔ کہ ایک آیت کا انکار اور سارے قرآن کا انکار یکساں کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ کفر کی مقدار میں زیادتی کمی نہیں ہوتی۔ کہ آدھا یا چوتھائی کافر ہو۔ ہاں کیفیت کفر میں فرق ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی سخت کافر ہو کوئی نرم ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ بعض مومن گنہگاروں کو عذاب ہو گا۔ لیکن انہیں محشر میں ذلیل نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ ذلت وہاں کافروں کے لئے خاص ہو گی ۸۔ یہ آیت یہود و نصاریٰ کی تردید میں نازل ہوئی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے منکر تھے۔ اور بعض رسولوں کو مانتے تھے، بعض کے دشمن۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ و اہل بیت کو ماننا ضروری ہے، بعض کو حد سے بڑھا دینا اور بعض کا دشمن ہو جانا یہود کی سی بے ایمانی ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں کی جزا ملنا ایمان پر موقوف ہے۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ

تم سے سوال کرتے ہیں کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب

السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا

اتار دولہ تو وہ تو موسےٰ سے اس سے بھی بڑا سوال کر چکے کہ بولے ہمیں اللہ

اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ

کو علانیہ دکھادو تو انہیں کڑک نے آلیا ان کے گناہوں پر ٢

ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ

پھر بچھڑا لے بیٹھے بعد اس کے کہ روشن آیتیں ان کے پاس آچکیں ٣

فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَیْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿١٥٣﴾

تو ہم نے یہ معاف فرما دیا ٤ اور ہم نے موسیٰ کو روشن غلبہ دیا ٥

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِیْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ

پھر ہم نے ان پر طور کو اونچا کیا ان سے عہد لینے کو ٦ اور ان سے فرمایا کہ

ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِی

دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو ٧ اور ان سے فرمایا کہ ہفتہ میں حد سے

السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ﴿١٥٤﴾ فَبِمَا

نہ بڑھو ٨ اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا تو ان کی

نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ

کیسی بد عہدیوں کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور اس لئے کہ وہ آیاتِ الٰہی کے

الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ

منکر ہوئے ٩ اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے ١٠ اور انکے اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر

طَبَعَ اللّٰهُ عَلَیْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿١٥٥﴾

غلاف ہیں بلکہ اللہ نے انکے کفر کے سبب انکے دلوں پر مہر لگا دی ہے ١١ تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے

١۔ شانِ نزول۔ کعب ابن اشرف یہودی نے ایک بار حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہمارے پاس توریت کی طرح ایک کتاب ایک دم لائیے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ٢۔ خیال رہے کہ ان یہودیوں کا موسیٰ علیہ السلام سے کہنا کہ ہمیں خدا کو دکھادو عشق الٰہی کی بنا پر نہ تھا۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام پر بے اعتباری کی وجہ سے تھا۔ اسی لئے اس مطالبہ کی بناء پر ان پر یہ عذاب آیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا طلب دیدار کرنا عشق الٰہی کی بنا پر تھا۔ معلوم ہوا کہ نیت بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں، قابیل نے بھائی کو ستایا۔ بے ایمان ہوا۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے ان بھائی اور والد کو دکھ دیئے مگر ایماندار رہے۔ کیونکہ قابیل کا وہ کام ایک عورت کی محبت سے تھا۔ اور ان کا یہ کام یعقوب علیہ السلام کی محبت میں تھا۔ ٣۔ یعنی توریت شریف اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات۔ ٤۔ جب انہوں نے توبہ کی اس میں موجودہ یہودیوں کو تلقین ہے کہ تم بھی ایمان لے آؤ ہم معاف کر دیں گے ٥۔ کہ فرعونیوں کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کے دلوں میں آپ کی ایسی ہیبت قائم ہوئی کہ آپ کے فرمان پر سخت سے سخت حکم بھی مان لیتے تھے۔ بچھڑے کے پجاریوں نے آپ ہی کی ہیبت سے اپنے کو قتل کے لئے پیش کر دیا ٦۔ یعنی توریت شریف پر عمل کرنے کا عہد۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر توریت شریف کے سارے بھاری احکام ایک دم آن پڑے۔ وہ گھبرا گئے۔ اور بولے کہ سن تو لیا مگر، ہم سے عمل نہ ہو سکے گا۔ تب طور پہاڑ اکھیڑ کر ان پر مسلط کیا گیا کہ مانو ورنہ گرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا آہستہ آہستہ آنا اللہ کی رحمت تھا ٧۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شہر کی تعظیم چاہیے۔ کیونکہ یہ شہر اریحا کا دروازہ تھا جس میں انبیاء کرام کے مزارات تھے۔ بعض لوگ قرآن شریف یا بزرگوں کی قبروں کی طرف پیٹھ نہیں کرتے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کبھی مدینہ منورہ میں سواری پر نہ بیٹھے۔ ان سب بزرگوں کی دلیل یہ آیت ہے، رب نے موسیٰ علیہ السلام سے طویٰ جنگل کا ادب کرایا کہ فرمایا فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ یعنی جوتے اتار دو۔ ٨۔ یعنی ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار نہ کریں جیسے جمعہ پڑھنے والے مسلمانوں پر نماز جمعہ کے وقت دنیاوی کاروبار کرنا حرام ہیں۔ ایسے ہی ان لوگوں پر ہفتہ کے سارے دن میں شکار کھیلنا حرام تھا۔ ٩۔ یعنی پیغمبروں کے معجزات۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا انکار سارے کفروں سے بدتر کفر ہے ١٠۔ یعنی خود ان یہودیوں کے خیال میں بھی ان پیغمبروں کا شہید کرنا ناحق تھا، ورنہ واقع میں تو پیغمبر کا قتل حق ہو سکتا ہی نہیں ١١۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر اور بدکاریاں دل پر مہر لگ جانے کا باعث ہو جاتی ہیں۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾

اور اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا لہ اور مریم پر بڑا بہتان اٹھایا ؂

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اور ان کے اس کہنے پر کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو

رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

شہید کیا ؂ اور ہے یہ کہ انہوں نے نہ اسے قتل کیا اور نہ اسے سولی دی بلکہ ان کیلئے انکی شبیہ

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ

کا ایک بنا دیا گیا ؂ اور وہ جو اس کے بارے میں اختلاف کر رہے ہیں ضرور اس کی طرف سے

بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ﴿۱۵۷﴾

شبہ میں پڑے ہوئے ہیں انہیں اسکی کچھ بھی خبر نہیں ؂ مگر یہی گمان کی پیروی اور بیشک انہوں

بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

نے اس کو قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا ؂ اور اللہ غالب حکمت والا ہے

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ

کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے ؂

مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾

اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا ؂

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ

تو یہودیوں کے بڑے ظلم کے سبب ہم نے وہ بعض ستھری چیزیں کہ ان کیلئے حلال

اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾

تھیں ؂ ان پر حرام فرما دیں اور اس لئے کہ انہوں نے بہتوں کو اللہ کی راہ سے روکا ؂

وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ

اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے اور لوگوں کا مال

۱۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ ۲۔ کہ ان کی عصمت پر داغ لگایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکدامن مومنہ بی بی کو تہمت لگانا بدترین گناہ ہے۔ خصوصاً" جب کہ وہ بی بی خاص عظمت کی مالک ہو لہٰذا آج حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے والے سخت مجرم اور یہودیوں کی طرح عذاب الٰہی کے مستحق ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عصمت بی بی مریم رضی اللہ عنہا کی عصمت سے زیادہ اہم ہے کہ بی بی مریم کی گواہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دلوائی گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گواہی خود رب نے دی کہ اس بارے میں ۱۸' آیتیں اتاریں ۳۔ یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا۔ اور عیسائیوں نے ان کی تصدیق کی۔ دونوں جھوٹے اور رب نے دونوں کی تکذیب فرمائی ۴۔ اس طرح کہ جو منافق عیسیٰ علیہ السلام کا یہودیوں کو پتہ دینے کے لئے آپ کے گھر میں داخل ہوا۔ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل ہو گیا۔ اور آپ آسمان پر تشریف لے گئے۔ یہودیوں نے اسی منافق کو عیسیٰ علیہ السلام کے دھوکے میں سولی دے دی لیکن پھر خود بھی حیران تھے کہ ہمارا آدمی کہاں گیا۔ نیز اس کا چہرہ عیسیٰ علیہ السلام کا سا تھا۔ اور ہاتھ پاؤں اپنے سے۔ اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہو رہا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی آج عیسیٰ علیہ السلام کے قتل یا موت کا قائل ہو وہ یہود کی طرح جہالت میں گرفتار ہے' جیسے لاہوری یا قادیانی مرزائی۔ ۶۔ یہاں اٹھانے سے مراد جسمانی اٹھانا ہے نہ کہ فقط روحانی۔ رب فرماتا ہے وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ۔ اگر روحانی بلندی مراد ہوتی تو یہاں بل نہ فرمایا جاتا۔ کیونکہ روحانی بلندی شہید ہونے میں ہے نہ کہ شہید نہ ہونے میں ۷۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات واقع نہیں ہوئی کیونکہ آپ کی وفات سے پہلے سارے اہل کتاب آپ پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ ابھی یہودی آپ پر ایمان نہیں لائے دوسرے یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے۔ تیسرے یہ کہ آپ کی اس آمد پر سارے یہودی آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس طرح کہ سب مسلمان ہو جائیں گے ۸۔ یعنی قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود کے خلاف گواہی دیں گے۔ اور جو یہودی ان پر ایمان لا چکے ہوں گے ان کے ایمان کی' خیال رہے کہ چار پیغمبر زندہ ہیں۔ دو زمین میں حضرت خضر و الیاس اور دو آسمان میں۔ حضرت عیسیٰ و ادریس' حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت تشریف لائیں گے امت محمدی کے آخری ولی ہوں گے امام مہدی اور اصحاب کہف ان کی خدمت کریں گے نکاح کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔ (روح البیان) چالیس سال زمین پر قیام فرمائیں گے اور حضور کے روضہ میں دفن ہوں گے (حدیث) ۹۔ اس کا تفصیلی ذکر سورہ انعام کی اس آیت میں ہے۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا۔ الخ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ پچھلی امتوں پر عذاب الٰہی اس طرح بھی آتا تھا کہ ان پر شرعی احکام سخت کر دیئے جاتے تھے اب اس سے امن ہے ہماری شریعت بہت آسان ہے۔

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام حرام کمائیوں میں سود بد تر ہے۔ اسی لئے رب نے اسے علیحدہ ذکر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ سود رشوت، چوری، ناچ گانے کی مزدوری۔ یہ تمام چیزیں پہلی شریعتوں میں بھی حرام تھیں۔ کیونکہ یہ ظلم ہیں اور ظلم ہمیشہ حرام رہا ۲۔ یعنی اپنے کفر پر اڑے رہے اور جو توبہ کر گئے انہیں معافی دے دی گئی۔ ۳۔ راسخون فی العلم وہ عالم ہے جس کا علم اس کے دل میں اتر گیا ہو جیسے مضبوط درخت وہ ہے جس کی جڑیں زمین میں جگہ پکڑ چکی ہوں اس سے مراد خوش عقیدہ اور باعمل علماء ہیں جیسے سیدنا عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی جو یہود کے علماء تھے اور حضور علیہ السلام کے صحابی ہوئے ۴۔ خواہ وحی جلی سے

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا

ناحق کھا جاتے ۱ اور ان میں جو کافر ہوئے ۲ ہم نے ان کیلئے دردناک عذاب تیار

اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

کر رکھا ہے ہاں جو ان میں علم میں پکے ۳ اور ایمان والے ہیں

يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ

وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا ۴ اور جو تم سے پہلے اترا ۵

الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾

ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے ۶

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰي نُوْحٍ وَّالنَّـبِيّٖنَ

بیشک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ۷ جیسے وحی نوح اور اس کے بعد کے

مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَ

پیغمبروں کو بھیجی ۸ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ

اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں ۹ اور عیسیٰ اور ایوب

وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ

اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور

زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ

عطا فرمائی اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے اور

قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ

ان رسولوں کو جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا ۱۰ اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً

جیسے قرآن شریف یا وحی خفی سے جیسے حدیث شریف لہٰذا قرآن و حدیث سب پر ہی ایمان چاہیے۔ ۵۔ خیال رہے کہ پچھلی کتابوں پر ہمارا صرف اجمالی ایمان ہے اور قرآن کریم پر تفصیلی ایمان بھی ہے اور عمل بھی، اسی فرق کی وجہ سے رب تعالیٰ نے اترنے کا الگ الگ ذکر فرمایا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم باعمل کا ثواب دوسروں سے زیادہ ہے کیونکہ باعمل عالم دوسروں کو بھی نیک بنا دیتا ہے۔ چاہیے کہ عالم کا عمل سنت نبوی کا نمونہ ہو اور اس کی ہر ادا تبلیغ کرے اس سے اشارتاً یہ بھی معلوم ہوا کہ بے دین۔ یا بے عمل، عالم کا عذاب بھی دوسروں سے زیادہ ہے کیونکہ وہ گمراہ بھی ہے اور گمراہ کن بھی اور اس کی بد عملی دوسروں کو بھی بد عمل بنا دے گی ۷۔ یہاں تشبیہ صرف وحی بھیجنے میں ہے اگرچہ وحی کی نوعیت میں فرق ہے مثلاً حضرت نوح علیہ السلام پر جہاد کی وحی نہ ہوئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہیں جو ان کی نبوت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ جیسے آج کل کے بعض کلمہ گو ۸۔ خیال رہے کہ کفار کو تبلیغ فرمانے والے پہلے نبی نوح علیہ السلام ہیں۔ نیز آپ ہی سب سے پہلے شرعی احکام لانے والے ہیں۔ نیز حضرت نوح علیہ السلام پر کتاب الٰہی یکدم نہ آئی۔ یہود مدینہ کہتے تھے کہ چونکہ آپ پر قرآن ایک دم نہ آیا۔ لہٰذا ہم ایمان نہ لائیں گے ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ آئی جس میں فرمایا گیا ان پیغمبروں پر بھی کتب اور صحیفہ ایک دم نہ آئے تھے۔ تم ایمان ان پر لائے ہو ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ ۹۔ بعض علماء نے اس آیت کی بناء پر فرمایا۔ کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سارے فرزند نبی تھے اور نبی کا نبوت سے پہلے معصوم ہونا ضروری نہیں، ان صاحبوں سے جو خطائیں سرزد ہوئیں۔ وہ عطا نبوت سے پہلے تھیں، دوسرے علماء فرماتے ہیں کہ وہ سب نبی نہ تھے اور یہاں اسباط سے مراد ان سب کی اولاد ہے۔ کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد سارے اسرائیلی نبی آپ ہی کی اولاد میں ہوئے۔ اس صورت میں آئندہ عبارت والاسباط کی تفصیل یا تفسیر ہے ان علماء کے نزدیک نبی نبوت سے پہلے اور بعد میں گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ ۱۰۔ اس آیت میں ذکر فرمانے کی نفی ہے نہ کہ علم دینے کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے پیغمبروں کا علم دیا گیا۔ ان سب نے معراج کی رات حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی رب فرماتا ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ خلاصہ یہ کہ ہم نے بعض پیغمبروں کے تفصیلی حالات قرآن میں بیان فرما دیئے اور بعض کے اب تک بیان نہ فرمائے اس کے معنی یہ نہیں کہ آئندہ بھی بیان نہ کریں گے لہٰذا وہابی اس سے دلیل نہیں پکڑ سکتے۔

مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ﴿١٦٤﴾ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا

کلام فرمایا ۱؎ رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ

يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ

رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے ۲؎ اور

كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٦٥﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ

اللہ غالب حکمت والا ہے لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے ۳؎

اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ

جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے ۴؎ اور فرشتے گواہ ہیں

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿١٦٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا

۵؎ اور اللہ کی گواہی کافی ہے وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿١٦٧﴾ اِنَّ

کی راہ سے روکا بے شک وہ دور کی گمراہی میں پڑے ۶؎

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

جنہوں نے کفر کیا اور حد سے بڑھے ۷؎ اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا ۸؎

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿١٦٨﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

اور نہ انہیں کوئی راہ دکھائے ۹؎ مگر جہنم کا راستہ کہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ

فِيْهَآ اَبَدًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿١٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا

رہیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے اے لوگو

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ

تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ ۱۰؎ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے ہیں ۱۱؎

فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي

تو ایمان لاؤ اپنے بھلے کو اور اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل میں بہت شان والے ہیں کہ ان کا ذکر خصوصیت سے علیحدہ ہوا۔ کہ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء کو خاص عظمتیں بخشی ہیں، ایک نبی کی خصوصیت تمام نبیوں میں ڈھونڈنا غلطی ہے۔ دیکھو ہر نبی کلیم اللہ نہیں۔ ۲۔ اور یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ اگر ہمارے پاس رسول آتے تو ہم پرہیزگار ہوتے اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ پیغمبر بھیجنے سے پہلے کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی صحیح معرفت نبی کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ محض عقل سے ۳۔ اللہ کی گواہی یہ ہے کہ اس نے گزشتہ کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی اور حضور کو معجزات عطا فرمائے جیسے وزیر یا حاکم کا شاہی تمغہ بادشاہ کی گواہی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام، ایسے شاندار نبی ہیں کہ رب ان کی نبوت کا گواہ ہے، ۴۔ یعنی آپ خاص علوم غیبیہ اس قرآن میں ودیعت رکھے تا کہ قرآن کے ذریعہ سے اپنے محبوب کو وہ علوم عطا فرمائے۔ رب فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ، اور فرماتا ہے۔ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ، اس صورت میں بعلمہ کی ب تلبس کی ہے یا یہ معنی ہیں کہ یہ عظیم الشان کتاب جس شاندار بندے پر اتاری جان کر ہی اتاری۔ انہیں ہی اس کتاب کے لائق پایا۔ مصرعہ

خدا نے خدائی میں تجھ سا نہ پایا

رب فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ، اس بے مثل کتاب کے لئے ایسا بے نظیر ہی نبی چاہیے تھا (روح البیان) ۵۔ معلوم ہوا۔ کہ فرشتے بھی ہمارے رسول کا کلمہ شہادت پڑھتے ہیں۔ بلکہ قیامت میں سارے رسول ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھیں گے۔ معراج کی رات سارے پیغمبروں نے حضور علیہ السلام کے پیچھے جو نماز پڑھی وہ ہمارے حضور کی نماز تھی نہ کہ ان کے اپنے دینوں کی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بمقابلہ کافر کے کافر گر زیادہ برا ہے مومن سے مومن گر زیادہ اچھا۔ اس سے علماء سوء اور علماء دین کے مراتب کا حال معلوم ہوا۔ ۷۔ اس طرح کہ توریت پر ظلم کیا کہ اسے بدل دیا۔ لوگوں پر ظلم کیا کہ انہیں ایمان سے روکا۔ اپنی جانوں پر ظلم کیا کہ شرک کیا ۸۔ جب تک وہ کافر ہیں یا اگر کفر پر مریں ۹۔ دنیا میں نیک اعمال کی اور آخرت میں جنت کی حدیث شریف میں ہے۔ کہ مومن جنت میں اپنے ٹھکانے پر ایسے بے تکلف پہنچ جائے گا۔ جیسے ہمیشہ کا آنے جانے والا تھا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی حق ہیں اور ان کا ہر قول ہر فعل ہر ادا حق ہے، وہاں باطل کا گزر نہیں، جیسے آم کے درخت سے انگور نہیں حاصل ہوتے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ یا باطل یا گناہ سرزد نہیں ہوتے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں ہمارا آنا اور ہے۔ حضور کا آنا اور ہم اپنی ذمہ داری پر آئے ہیں۔ اور حضور رب کی ذمہ داری پر بھیجے گئے ہیں۔ جیسے ملک میں سیاح کا جانا اور وزیر اعظم کا دورہ۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا

اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو [1] اور اللہ پر نہ کہو

عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ

مگر سچ مسیح عیسیٰ مریم

مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ

کا بیٹا [2] اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ [3] کہ مریم کی طرف بھیجا

وَرُوْحٌ مِّنْهُ ؗ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا

اور اس کے یہاں کی ایک روح تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ

ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ

کہو [4] باز رہو اپنے بھلے کو اللہ تو ایک ہی خدا ہے

سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

پاکی اسے اس سے کہ اس کے کوئی بچہ ہو [5] اسی کا مال ہے جو آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾ لَنْ

اور جو کچھ زمین میں ہے [6] اور اللہ کافی کارساز مسیح

يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا

اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا [7] اور نہ

الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ

مقرب فرشتے اور جو اللہ کی بندگی سے

عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾

نفرت اور تکبر کرے [8] تو کوئی دم جاتا ہے کہ وہ ان سب کو اپنی طرف ہانکے گا

رکوع ۲۴ | ۱۵ع

۱۔ معلوم ہوا کہ غیر فرض کو فرض سمجھ لینا یا غیر حرام کو حرام مان لینا یا نبیوں میں خدا کے اوصاف ماننا' یہ سب دین میں زیادتی ہے اور یہود کا طریقہ۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد پیدا ہوئے ورنہ آپ کو باپ کی طرف نسبت کیا جاتا' رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اسی لئے قرآن کریم نے مریم کے سوا کسی بی بی کا نام نہ لیا۔ اور آپ کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ بھی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ بغیر نطفہ محض ربانی فیضان سے پیدا ہوئے جیسے بیت اللہ اور کلمۃ اللہ میں نسبتیں ہیں۔ ایسی ہی روح اللہ میں ہے ۳۔ کہ انہیں فقط کن سے پیدا فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش نطفہ سے نہیں ہوئی نہ ماں کے نہ باپ کے ۴۔ بعض عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے' بعض انہیں تیسرا خدا مانتے تھے اور بعض انہیں کو خدا مانتے تھے ان تینوں فرقوں کی تردید کے لئے یہ آیت کریمہ اتری۔ اللہ میں ایک فرقہ کی تردید ہے واحد میں دوسرے کی اور لہ ولد میں تیسرے کی ۵۔ کیونکہ بچہ اختیار کرنا مجبوری اور مغلوبی سے ہوتا ہے۔ موت کا خطرہ دشمنوں کا ڈر' شہوت کی مغلوبیت بچہ کا باعث ہے' رب ان سب سے پاک ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کا غلام نہیں بن سکتا۔ ملکیت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے اپنی ملکیت عامہ کو اس پر دلیل بنایا کہ عیسیٰ علیہ السلام رب کے بیٹے نہیں ورنہ وہ اس کے بندے نہ ہوتے ۷۔ شان نزول' نجران کے عیسائیوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا۔ کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیب لگاتے ہیں کہ انہیں اللہ کا بندہ کہتے ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اللہ کا بندہ ہونا باعث فخر ہے۔ نہ کہ باعث نفرت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے تو سب ہیں مگر پیغمبر خصوصی بندے ہیں۔ جن کی بندگی سے رب کی ربوبیت اور الوہیت ظاہر ہوتی ہے۔ بادشاہ کی سب لوگ رعایا ہیں مگر وزیر اعظم خصوصی شان والا ہے' ان کی بندگی پر دست قدرت کو بھی ناز ہے کہ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی عبادت اور رسول کی اطاعت سے تکبر کرنا ناحق ہے اور سخت جرم ہے تو یہ جرم معاذ اللہ انبیاء کرام سے کیسے صادر ہو سکتا ہے۔ یہ عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتہام ہے کہ وہ اپنے کو رب کا بیٹا بتاتے تھے' اور عبدیت کے منکر تھے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ

تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کی مزدوری انہیں

اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

بھر پور دے گا اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا لہ اور وہ جنہوں

اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ

نے نفرت اور تکبر کیا تھا انہیں دردناک سزا دے گا اور اللہ

لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

کے سوا نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار لہ

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ

اے لوگو سے بیشک تمہارے پاس سے اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی ھ اور ہم نے

اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ

تمہاری طرف روشن نور اتارا لہ تو وہ جو اللہ پر ایمان لائے

وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ ۙ

اور اس کی رسی مضبوط تھامی ئہ تو عنقریب انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا

وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ

اور انہیں اپنی طرف سیدھی راہ دکھائے گا اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں ۵

قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ

تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے ۵ اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو

لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ

بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں سے اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا

کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو لہ پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو نیک اعمال کی صرف جزا ہی نہ ملے گی۔ بلکہ رب کا وہ عطیہ جو رب کی شان کے لائق ہے وہ بھی ملے گا چنانچہ رب کا دیدار' جزا کا اضافہ' اور رب کا ہمیشہ راضی رہنا۔ یہ محض اس کے فضل سے ملے گا۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ بے یار و مددگار ہونا کفار کا عذاب ہے۔ رب نے مومن کے لئے بہت سے مددگار بنا دیئے ہیں ۳۔ اس ناس میں سارے انسانوں سے خطاب ہے کہیں ہوں یا کبھی ہوں اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کسی زمانہ کسی جگہ اور کسی قوم سے خاص نہیں جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں خدا کی خدائی میں حضور کی مصطفائی اور بادشاہی ہے ۴۔ یعنی اے تمام لوگو۔ تمہارے پاس وہ تشریف لائے جو سرتاپا اللہ کی معرفت کی دلیل ہیں۔ یعنی حضور علیہ السلام اللہ کا نور بھی ہیں' اللہ کی دلیل بھی ہیں حق بھی ہیں۔ حضور کے یہ تمام القاب قرآن میں ہیں ۵۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضور اللہ کی پہچان کی دلیل ہیں' دلیل کی تائید دعویٰ کی تائید ہوتی ہے۔ اور دلیل پر اعتراض دعویٰ پر چوٹ ہے۔ نیز حضور از سرتاپائے اقدس حق کی دلیل ہیں۔ آپ کا ہر عضو ایک معجزہ نہیں بلکہ بے شمار معجزات کا مجموعہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں کا سرمہ' عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی ہڈی کا سریش' کھاری کنویں کو میٹھا کرنے والا' جابر رضی اللہ عنہ کے تھوڑے آٹے میں پڑ کر بے بہا برکت دینے والا ہے۔ غرض کہ آپ خود سراپا معجزہ اور رب کی دلیل یعنی قرآن ہیں۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب شان حبیب الرحمان میں دیکھو ۶۔ اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ حضور کی آمد مقدم ہے' اور قرآن کی موخر۔ اسی لئے پہلے حضور پر ایمان لاتے ہیں پھر قرآن پڑھتے ہیں رب نے حضور کو نور بھی فرمایا ہے اور برہان بھی' برہان عقل سے اور نور حواس سے معلوم ہوتا ہے۔ ۷۔ بہ کی ضمیر برہان کی طرف لوٹ رہی ہے یعنی جو اللہ پر ایمان لا کر اللہ کی رسی جو رب کی برہان ہیں یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن مضبوطی سے تھامے وہ رحمت الٰہی کا مستحق ہے کنویں میں گرا ہوا رسی کو تھام کر اوپر آتا ہے' رسی سے باندھا ہوا ہی اوپر چڑھتا ہے' خیال رہے کہ رسی کا ایک کنارہ کھینچنے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے دوسرا کنارہ کھنچنے والے کے ہاتھ میں۔ ایسے ہی حضور کا ایک تعلق رب سے ہے دوسرا سارے عالم سے رب فرماتا ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ۸۔ کلالہ وہ ہے جو اپنے مرے بعد باپ و اولاد نہ چھوڑے ۹۔ یہ آیت حضرت جابر کے سوال کے جواب میں آئی آپ بیمار ہوئے حضور آپ کی بیماری پرسی کے لئے تشریف لے گئے آپ بے ہوش تھے۔ سرکار نے وضو فرما کر باقی پانی کا چھینٹا ان پر دیا۔ آپ ہوش میں آگئے اور پوچھا کہ میں لاولد ہوں میرے بعد میرے مال کا کیا ہوگا تب یہ آیت آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر تم اس بیماری میں مرو گے نہیں' چنانچہ انہیں صحت ہوئی۔ معلوم ہوا کہ سرکار لوگوں کی موت و زندگی سے خبردار ہیں۔ اور آپ کا دھوون شفا ہے ۱۰۔ نہ بیٹا نہ بیٹی۔ اگر بیٹی ہے تو عصبۂ بہن کو ملے گا وہ ذی فرض نہ ہوگی اور اگر بیٹا موجود ہے تو بھائی بہن سب محروم ایسے ہی باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے بھائی بہن محروم ہوتے ہیں۔

ا۔ خیال رہے کہ میراث کے مسائل میں وہ بھی جماعت ہے یعنی جو حق دو بہنوں یا بیٹیوں کا ہے وہی بہت سوں کا۔ اس حدیث کا یہی مطلب ہے کہ دو اور زائد جماعت ہیں ۲۔ پہلے صرف بہنوں کا ذکر تھا اور اب بھائی بہن دونوں کا۔ یعنی اگر بے اولاد نے بھائی بھی چھوڑے اور بہنیں بھی ۳۔ یعنی بھائی کے ساتھ بہن عصبہ بن جائے گی ذی فرض نہ رہے گی اور بھائی سے آدھا حصہ پائے گی' خیال رہے کہ یہاں اخیافی بہن کے سوا یعنی حقیقی اور علاتی بھائی بہن مراد ہیں۔ اخیافی کے احکام پہلے گزر چکے لہٰذا آیت میں تعارض نہیں ۴ہ اس سے معلوم ہوا کہ میراث کے مسائل بہت اہم ہیں کہ رب تعالیٰ نے جتنی تفصیل ان کی فرمائی اتنی اور کی نہ فرمائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میراث کے علم کو آدھا علم فرمایا۔ یعنی آدھے میں سارے علوم اور آدھے میں یہ اکیلا۔ ۵۔ ایمان والوں سے یا اہل کتاب کے مومن مراد ہیں تو عقود سے وہ عہد مراد ہوں گے جو رب تعالیٰ نے گزشتہ کتابوں میں ان سے لئے تھے توریت و انجیل کی حضور کی نعت والی آیتیں علانیہ بیان کرو۔ اس سے عام مسلمان مراد ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ رب سے یا نبی سے یا پیر سے یا بیوی اور خاوند سے یا ایک دوسرے سے کئے ہوئے وعدے پورے کرو۔ مگر اس میں جائز وعدے داخل ہوں گے۔ نہ کہ حرام وعدے' امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عید کے دن روزہ کی منت ماننے والا اپنی منت پوری کرے کہ اور دن روزہ رکھے ان کی دلیل یہ آیت بھی ہے ۶۔ اس میں ان کفار کا رد ہے جو بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور بحیرہ' سائبہ وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرام صرف وہ ہے جسے اللہ رسول حرام فرما دیں۔ حلال کے لئے خاص دلیل کی ضرورت نہیں۔ کسی چیز کا حرام نہ ہونا ہی حلال ہونے کی دلیل ہے۔ ۷۔ احرام کی حالت میں خشکی کا شکار کرنا حرام ہے دریائی شکار جائز خیال رہے کہ محرم کا شکار کیا ہوا نہ محرم کو حلال ہے نہ غیر کو (کتب فقہ) احرام خواہ حج کا ہو یا عمرہ کا ۸۔ معلوم ہوا کہ دینی عظمت والی چیزوں کا احترام کرنا بہت ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ اس شعائر اللہ میں خانہ کعبہ۔ بزرگوں کے مزارات۔ قرآن شریف' وغیرہ سب ہی داخل ہیں' بلکہ جس چیز کو اللہ کے مقبول بندوں سے نسبت ہو جائے وہ بھی شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ دیکھو حضرہاجرہ کے قدم صفا و مروہ پہاڑ پر پڑے تو وہ پہاڑ شعائر اللہ بن گئے رب فرماتا ہے۔ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ۹۔ محترم مہینے چار ہیں' رجب' ذیقعد' ذوالحجہ اور محرم' کہ زمانہ جاہلیت میں بھی کفار ان کا ادب کرتے تھے' اسلام نے بھی ان کا احترام باقی رکھا۔ اولاً' اسلام میں ان مہینوں میں جنگ حرام تھی' اب ہر وقت جہاد ہو سکتا ہے۔ لیکن ان کا احترام بدستور باقی ہے ۱۰۔ عرب والے قربانیوں کے گلوں میں کچھ نشان ڈال دیا کرتے تھے۔ تا کہ لوگ جان لیں کہ یہ قربانی ہے اور انہیں نہ چھیڑیں۔ ۱۱۔ شان نزول ایک بار شریح ابن ہند مدینہ منورہ آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے جاتے وقت مدینہ والوں کے مال مویشی ہانک لے گیا۔ مسلمانوں کو بہت رنج ہوا اگلے سال حج کے ارادہ سے ہدی کے جانور لے کر مکہ معظمہ چلا۔ صحابہ کرام نے چاہا کہ اس سے چار سال کا بدلہ لیں اور یہ تمام جانور چھین لیں۔ حضور نے منع فرمایا۔ حضور کی تائید میں یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے بدلے میں ہم شرعی حدود نہ توڑیں'

الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً

دو تہائی لے اور اگر بھائی بہن ہوں، مرد بھی اور عورتیں بھی تو

فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے اللہ تمہارے لئے صاف بیان

اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾

فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ گے اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

اٰیَاتُہَا ۱۲۰ | سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۲ | رُكُوْعَاتُهَا ۱۶

سورۃ مائدہ مدنی ہے اس میں سولہ رکوع اور ایک سو بیس آیتیں اور ۲۴۶۴ ۱۲ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ

اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو ہ تمہارے لئے

لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي

حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو ہ لیکن شکار حلال نہ سمجھو

الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱﴾

جب تم احرام میں ہو ہ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا

اے ایمان والو حلال نہ ٹھہراؤ اللہ کے نشان ہ اور نہ ادب والے مہینے ہ اور نہ

الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ

حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں ہ اور نہ

آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ

ان کا مال و آبرو جو عزت والے گھر کا قصد کر کے آئیں لہ اپنے رب کا فضل اور اس کی

وَرِضْوَانًا ۚ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۚ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ

خوشی چاہتے اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو ۲ اور تمہیں کسی قوم کی

شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

عداوت کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا

أَنْ تَعْتَدُوا ۘ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا

زیادتی کرنے پر نہ ابھارے ۳ اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور

تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ

گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو ۴ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک

اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢﴾ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

اللہ کا عذاب سخت ہے تم پر حرام ہے مردار ۵

وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ

اور خون اور سور کا گوشت ۶ اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ۷

وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ

اور جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا ۸ اور جو گر کر مرا اور جسے کسی

وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى

جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کر لو ۹ اور جو کسی تھان پر

النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ

ذبح کیا گیا ۱۰ اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا ۱۱ یہ گناہ کا کام ہے

الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا

آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی ۱۲ تو ان

تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا ۱۳

وقف لازم — ربع

۱۔ یہ امر اباحت کے لئے ہے مگر یہ اباحت ایسی قطعی ہے کہ اس کا منکر کافر ہے' کیونکہ احرام سے فارغ ہو کر شکار کرنا جائز ہے واجب نہیں۔ ہر قطعی چیز کا انکار کفر ہے خواہ فرض یا واجب یا مستحب۔ ۲۔ کفار مکہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے دن عمرہ سے روکا مسلمانوں سے فرمایا گیا کہ تم اس کے بدلہ میں انہیں کعبہ سے مت روکو خیال رہے کہ اب کافر کو روکا جائے گا کفر کی وجہ سے رب فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ غیر خدا سے مدد لینا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ امداد باہمی اچھی چیز ہے۔ مالی ہو یا جسمانی یا روحانی بشرطیکہ جائز چیز پر ہو ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی مدد کرنا بھی گناہ ہے چوری کرنا' چوری کرانا' چوری کا مال گھر میں رکھنا سب جرم ہیں' ایسے ہی نیکی کرنا اور کرانا نیکی پر مدد کرنا سب میں ثواب ہے ۵۔ یہاں گیارہ چیزوں کی حرمت کا ذکر فرمایا۔ مردار وہ جانور ہے۔ جس کا ذبح کرنا فرض ہو۔ اور بغیر ذبح مر جائے۔ اس کا صرف کھانا حرام ہے۔ دیگر بعض منافع جائز ہیں۔ مثلاً اس کی کھال پکا کر جوتے وغیرہ بنا سکتے ہیں۔ خون' سے بہتا ہوا خون مراد ہے۔ لہٰذا تلی اور کلیجی جائز ہے۔ ۶۔ چونکہ سور کا صرف گوشت ہی کھایا جاتا تھا۔ باقی اجزا کے کھانے کا رواج نہ تھا۔ اس لئے آیت میں لحم کی قید لگائی۔ یہ قید اتفاقی ہے ورنہ سور کے تمام اجزاء حرام ہیں بلکہ سور کی کوئی چیز کھانے کے سوا اور طرح بھی استعمال نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سور کو رب نے نجس العین فرمایا فَاِنَّهٗ رِجْسٌ سور کا گوشت قرآن مجید نے حرام کیا۔ اس کے باقی اجزاء حدیث شریف نے ۷۔ یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا۔ جیسے کفار عرب کا دستور تھا کہ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے۔ جانور کی زندگی میں اس پر غیر خدا کا نام لینا حرام نہیں کر دیتا۔ دیکھو بحیرہ اور سائبہ بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے۔ مگر حلال تھے۔ مسلمان انہیں ذبح کریں اور کھائیں' جب خود گنگا کا پانی اور مشرکین کے پوجا کی گائے کا پینا کھانا جائز اور مندر کے پتھر اور پیپل کے درخت کا استعمال جائز تو ان کے نام پر چھوڑا ہوا جانور کیوں حرام ہو گا ۸۔ خواہ لاٹھی سے مارا ہو۔ یا گولی سے یا غلہ سے حرام ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ بلی سے چھڑائی ہوئی مرغی۔ بھیڑیئے وغیرہ سے چھڑائی ہوئی بکری اگر زندگی میں ذبح کر لی جائے تو حلال ہے۔ ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور کسی تھان پر بھینٹ اور اس کی عبادت کی نیت سے ذبح کیا جائے وہ حرام ہے' اگرچہ اللہ کے نام پر ہی ذبح ہو۔ مسئلہ اگر کافر بھینٹ کا جانور تھان پر لے جا کر مسلمان سے ذبح کراوے اور مسلمان بسم اللہ سے ذبح کرے۔ وہ حلال ہے (عالمگیری) کیونکہ یہاں ذبح کرنے والے کی نیت بھینٹ کی نہیں۔ اور ذبح کرانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مااهل الخ اور ماذبح الخ میں تکرار نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ فال کھولنا نمبر۲ بدفالی لینا نمبر۳ پانسے ڈالنا سب حرام ہے۔ ہاں اچھی بات یا اچھے آدمی کی ملاقات سے نیک فال لینا جائز ہے ۱۲۔ یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن جو جمعہ کا دن تھا عصر کے بعد نازل ہوئی' یعنی کافر تمہارے دین پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے یا تمہیں کافر بنا سکنے سے مایوس ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی صحابہ کو کافر مانے وہ کفار سے بد تر ہے ۱۳۔ یعنی عقائد کا بیان احکام کی آیات کا نزول' اجتہاد کے قوانین آج سب مکمل ہو چکے اس کے بعد حکم کی آیت کوئی نہ آئے گی اور تمہارا دین منسوخ بھی نہ ہو گا۔

وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ

اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی [1] اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند

دِیۡنًا فَمَنِ اضۡطُرَّ فِیۡ مَخۡمَصَۃٍ غَیۡرَ مُتَجَانِفٍ

کیا [2] تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف

لِّاِثۡمٍ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳﴾ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ مَاذَاۤ

نہ جھکے [3] تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے [4] اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ

اُحِلَّ لَہُمۡ قُلۡ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَمَا عَلَّمۡتُمۡ

ان کیلئے کیا حلال ہوا [5] تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لئے پاک چیزیں [6] اور جو شکاری

مِّنَ الۡجَوَارِحِ مُکَلِّبِیۡنَ تُعَلِّمُوۡنَہُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ

جانور تم نے سدھالئے [7] انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے انہیں

اللّٰہُ فَکُلُوۡا مِمَّاۤ اَمۡسَکۡنَ عَلَیۡکُمۡ وَاذۡکُرُوا اسۡمَ

سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دیں [8] اور اس پر اللہ کا نام

اللّٰہِ عَلَیۡہِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۴﴾

لو [9] اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کو حساب کرتے دیر نہیں لگتی [10]

اَلۡیَوۡمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا

آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں [11] اور کتابیوں کا کھانا تمہارے لئے

الۡکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمۡ وَطَعَامُکُمۡ حِلٌّ لَّہُمۡ وَالۡمُحۡصَنٰتُ

حلال ہے [12] اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں

مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا

مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے

الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ اِذَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ اُجُوۡرَہُنَّ

کتاب ملی جب تم انہیں ان کے مہر دو [13]

۱۔ یعنی تمہیں فتح مکہ نصیب فرمائی۔ ظاہری اور باطنی امن عطا کی، کفر کی علامتیں مٹادیں۔ خیال رہے کہ ذات کی تکمیل کا نام اکمال ہے اور صفات کی تکمیل کا نام اتمام، لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ اسی لئے اَکۡمَلۡتُ کے ساتھ دین اور اَتۡمَمۡتُ کے ساتھ نِعۡمَتِیۡ فرمایا ۲۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ صرف اسلام خدا کو پیارا ہے یعنی دین محمدی، باقی سب دین مردود۔ دوسرے یہ کہ اس آیت کے نزول کے بعد قیامت تک اسلام کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔ تیسرے یہ کہ اصول دین میں زیادتی کمی نہیں ہو سکتی۔ اجتہادی فرعی مسئلے ہمیشہ نکلتے رہیں گے اس لئے دِیۡنَکُمۡ فرمایا مذھبکم نہ فرمایا چوتھے یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ دین کامل ہو چکا۔ سورج نکل آنے پر چراغ کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا قادیانی بے دین ہیں۔ پانچویں یہ کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی لاکھوں نیکیاں کرے خدا کو پیارا نہیں، جڑ کٹ جانے کے بعد پتوں کو پانی دینا بے کار ہے۔ ۳۔ یعنی اگر کسی مسلمان کو حلال چیز میسر نہ آئے اور بھوک پیاس سے جان پر بن جائے تو وہ جان بچانے کی بقدر حرام چیز کھا پی سکتا ہے۔ بشرطیکہ گناہ نہ کرے، یعنی زیادہ نہ کھائے اس میں وہ بیمار بھی داخل ہے جس کی حرام کے سوا کوئی دوا نہ ہو ۴۔ یعنی بحالت مجبوری و اضطرار جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت حرام چیز کھا لینا جائز ہے، اگر تم اس اندازے میں غلطی کرو اور ایک آدھ لقمہ زیادہ کھا جاؤ۔ تو ہم غفور رحیم ہیں معاف فرما دیں گے۔ لہٰذا آیت صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ یعنی کونسے جانور حلال ہیں جن کو شکار کر کے کھایا جاوے، خیال رہے کہ دریائی جانور سب حرام سوائے مچھلی کے خشکی کے بے خون والے جانور سب حرام سوائے ٹڈی کے، خون والے چرندے کیل والے حرام ہیں، پرندے شکاری پنجہ والے حرام ہیں۔ طیبات سے مراد حلال چیزیں ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے۔ نیز لذیذ چیزیں چھوڑنا تقویٰ نہیں، حرام سے بچنا تقویٰ ہے نہ کہ حلال کو حرام کر لینا ۷۔ خواہ درندہ ہو جیسے کتا اور چیتا یا شکاری پرندہ جیسے شکرہ، باز، شاہین وغیرہ، جب وہ ایسے سدھائے جائیں کہ کتا اور چیتا تو بغیر دیئے ہوئے اس کا گوشت نہ کھائیں اور باز اور شکرہ اشارہ پر لوٹ آئیں اس سے معلوم ہوا کہ بلی کی ماری ہوئی مرغی حرام ہے۔ ۸۔ یعنی تمہارے سدھائے ہوئے شکاری کتے جب شکار کر کے لاویں اور اس میں سے کچھ نہ کھائیں، تو اگرچہ جانور مرگیا ہو، حلال ہے اور اگر کتے نے کچھ کھا لیا ہو تو حرام ہے، کہ یہ اس نے اپنے لئے شکار کیا۔ تمہارے لئے نہ کیا ۹۔ یعنی ان شکاری جانوروں کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ دیا کرو ۱۰۔ کہ چند گھنٹوں میں ساری مخلوق کا حساب لے لے گا۔ قیامت کا باقی وقت شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار میں گزرے گا ۱۱۔ یعنی اہل کتاب پر ان کے گناہوں کی وجہ سے بعض پاک چیزیں بھی حرام کر دی گئی تھیں۔ اب آج سے وہ سب تم پر حلال ہیں ۱۲۔ یعنی اہل کتاب کا ذبیحہ اور ان کی عورتیں مسلمانوں کو حلال ہیں بشرطیکہ وہ اہل کتاب رہیں۔ موجودہ عام انگریز، دہریہ خدا کے منکر ہو چکے ہیں۔ لہٰذا نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے نہ عورتیں بلکہ اب تو عام انگریز ذبح کرتے بھی نہیں۔ نیز مسلمان عورت کا نکاح کتابی مرد سے حرام ہے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ ان کا مہر ان کے حوالے کر دو۔ یا اس کا وعدہ کر لو۔ خیال رہے کہ مہر کی تاکید کے لئے یہ ارشاد فرمایا گیا۔ ورنہ نکاح بغیر مہر کے ذکر سے بھی ہو جاتا ہے۔

مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ

قید میں لاتے ہوئے نہ مستی نکالتے ۱؎ اور نہ آشنا بناتے ۲؎

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ؗ وَهُوَ فِي

اور جو مسلمان کافر ہوا اس کا کیا دھرا سب اکارت گیا ۳؎ اور وہ

الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا

آخرت میں زیاں کار ہے اے ایمان والو جب نماز

قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ

کو کھڑے ہونا چاہو ۴؎ تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک

اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى

ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں

الْكَعْبَيْنِ ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ

دھوؤ ۵؎ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو ۶؎ اور اگر تم

مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا

یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ۷؎ اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا ۸؎ تو پاک مٹی سے

طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ

تیمم کرو ۹؎ تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو اللہ نہیں

اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ

چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے

لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۶

کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم احسان مانو

ع ۵

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے۔ کیونکہ متعہ میں صرف شہوت پوری کرنی ہوتی ہے نہ اولاد حاصل کرنا اور نہ عورت کو نکاح کی قید میں رکھنا۔ اسی لئے ممتوعہ عورت کو نہ طلاق ہو سکتی ہے۔ نہ خلع نہ ظہار نہ میراث' یہ مسائل کتب شیعہ میں بھی تفصیل وار موجود ہیں' ابتدائے اسلام میں متعہ ایسے ہی عارضی طور پر حلال ہوا تھا جیسے شراب ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ بھی حرام ہے اور خانگی عورتوں سے خفیہ زنا بھی حرام اور کسی لونڈی سے علانیہ زنا بھی سخت جرم۔ پہلی دو چیزیں تو غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ سے حرام سے ہوئیں اور تیسری چیز مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ سے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرتد کی ساری عبادات برباد ہو جاتی ہیں لیکن وہ اگر دوبارہ اسلام لائے تو اسے حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔ نمازوں وغیرہ کے اعادہ کی ضرورت نہیں (کتب اصول) یہ بھی معلوم ہوا کہ مرتد اصلی کافر سے بدتر ہے ۴۔ خیال رہے کہ یہاں قیام سے مراد وہ نہیں جو نماز میں فرض ہے کیونکہ وہ تو وضو سے پیچھے ہے' بلکہ نماز کے لئے اٹھنا اور چلنا مراد ہے' اسی لئے یہاں الی الصلوٰۃ فرمایا فی الصلوٰۃ نہ فرمایا ۵۔ معلوم ہوا کہ وضو میں نیت شرط نہیں سنت ہے کیونکہ یہاں ان اعضا کے دھونے کو مطلق رکھا گیا۔ نیز وضو میں کلی اور ناک میں پانی لینا فرض نہیں' کیونکہ قرآن کریم نے اس کا ذکر نہ فرمایا۔ بلکہ حدیث کی وجہ سے سنت ہے نیز پاؤں پر مسح نہ ہو گا بلکہ اسے دھویا جائے گا ۶۔ اِطَّهَّرُوْا باب اِفَّعُّل سے ہے یعنی خوب پاک اور صاف ہوؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ غسل میں ان اعضا کا دھونا بھی فرض ہے۔ جو بعض لحاظ سے ظاہر بدن ہیں۔ لہٰذا کلی اور ناک میں پانی لینا غسل میں فرض ہے وضو میں نہیں' کیونکہ وضو میں مبالغہ کا صیغہ ارشاد نہیں ہوا ۷۔ اگر عورت سے ننگا ہو کر چمٹا۔ تو وضو گیا اور اگر صحبت کر لی تو غسل گیا۔ ان دونوں صورتوں میں پانی نہ ملنے پر تیمم کیا جائے گا' اس سے معلوم ہوا کہ وضو اور غسل دونوں کا تیمم یکساں ہے ۸۔ پانی نہ ملنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پانی وہاں موجود نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ پانی تو ہو۔ لیکن اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو' یا بیماری سے' یا دشمن یا موذی جانور کی رکاوٹ کی وجہ سے' دیکھو امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں تیمم سے نمازیں پڑھیں حالانکہ دریائے فرات سامنے تھا۔ کیونکہ آپ وہاں پہنچنے پر قادر نہ تھے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مٹی اور مٹی کی جنس سے تیمم جائز ہے۔ جنس مٹی وہ ہے جو زمین سے پیدا ہو۔ اور آگ میں نہ راکھ ہو نہ گلے۔ لہٰذا پہاڑی نمک اور کان کے کوئلے سے تیمم جائز ہے۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ
اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر ۱ اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا
بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور مانا ۲ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ دلوں
عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
کی بات جانتا ہے ۳ اے ایمان والو
كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ ۡ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ
اللہ کے حکم پر خوب قائم ہو جاؤ انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ۴ اور تم کو کسی قوم کی
شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓي اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ
عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو انصاف کرو وہ پرہیزگاری سے زیادہ
لِلتَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۸
قریب ہے ۵ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ
ایمان والے نیکوکاروں سے اللہ کا وعدہ ہے ۶ کہ ان کے
مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا
لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۷ اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری
بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
آیتیں جھٹلائیں وہی دوزخ والے ہیں ۸ اے ایمان والو
اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا
اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو ۹ جب ایک قوم نے چاہا کہ تم پر دست درازی
اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
کریں تو اس نے ان کے ہاتھ تم پر سے روک دیئے ۱۰ اور اللہ سے ڈرو

۱۔ کہ تمہیں مسلمان بنایا اور تمہارے لئے آسان احکام بھیجے' ساری زمین کو مسجد اور پاک کرنے والا بنایا ۲۔ اس آیت میں بیعت عقبہ یا بیعت رضوان کی طرف اشارہ ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ انسان ہر نیکی رب کی توفیق سے کرتا ہے اس پر فخر نہ کرے بلکہ رب کا شکر ادا کرے۔ دوسرے یہ کہ بیعت عقبہ اور بیعت رضوان والے سارے صحابہ رب کے پیارے مقبول بندے ہیں۔ جنہیں رب نے اس بیعت کا شرف بخشا اسی بیعت کو یہاں نعمت اللہ فرمایا گیا۔ تیسرے یہ کہ ان سارے صحابہ نے ان بیعتوں کے سارے وعدے پورے کئے۔ وہ وعدے کے سچے تھے کیونکہ رب نے یہاں ان کے وعدے بغیر تردید ذکر فرمائے ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے اخلاص و نیاز مندی سے مطلع ہے' تمہیں اس کی بھی جزا دے گا۔ خیال رہے کہ دل کے برے خیالات کی معافی ہے۔ مگر نیک اداروں' اچھی نیتوں پر ثواب ہے' صوفیاء فرماتے ہیں کہ عشق کا بدلہ دیدار الٰہی ہے' ۴۔ قَوّٰمِيْنَ مبالغہ کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ انسان اپنے نفس اپنے اہل قرابت اور اہل عداوت غرض سب ہی سے انصاف کرے' اپنے گناہوں کا اقرار' قرابت داروں کے حق کا ادا کرنا۔ نبی کی اطاعت' رب کی عبادت سب اسی انصاف کی قسمیں ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ عدل و انصاف میں اپنے پرائے۔ مسلمان کافر۔ سب یکساں رکھے جائیں گے' اس آیت کی تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طے فرمائے ہوئے وہ مقدمے ہیں جن میں حضور نے مسلمانوں کے خلاف اور کافر کے حق میں فیصلے دیئے ۶۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اعمال پر ایمان مقدم ہے کہ ایمان کا ذکر پہلے ہوا۔ دوسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔ پھل وہی کھا سکتا ہے جو جڑ اور شاخوں کی حفاظت کرے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر متقی مسلمان سے اللہ نے مغفرت اور ثواب کا وعدہ فرما لیا۔ رب کے وعدے سچے ہیں' لیکن اعتبار خاتمہ کا ہے۔ ایمان سے نکل جانے والا خود اس وعدے سے نکل گیا۔ اللہ سچا ہے بندے جھوٹے ہو جاتے ہیں ۸۔ اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہیشگی صرف کافروں کے لئے ہے مومن کتنا ہی گنہگار ہو دوزخ میں ہیشہ نہ رہے گا۔ اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے دوزخی نہیں کیونکہ انہوں نے آیتوں کو جھٹلایا نہیں۔ ۹۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ کرام کے دوران سفر میں ایک جنگل میں قیام فرما تھے' دوپہر کا وقت تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف درختوں کے نیچے اور خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے آرام فرما تھے۔ حضور نے اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی تھی' ایک بدوی نے موقعہ پا کر اس تلوار پر قبضہ کر لیا اور حضور سے کہنے لگا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ' جبریل علیہ السلام نے وہ تلوار اس کے ہاتھ سے گرا دی' حضور نے اٹھالی اور فرمایا کہ بتا تجھے مجھ سے کون بچائے گا۔ اس نے کہا کوئی نہیں' تفسیر ابو السعود میں ہے کہ وہ بدوی مسلمان ہو گیا' (واللہ اعلم) اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے' چونکہ وہ بدوی اپنی ساری قوم کی طرف سے آیا تھا اس لئے اِذْ هَمَّ قَوْمٌ فرمایا گیا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت یاد کرنا حکم ربانی ہے۔ محفل میلاد شریف میں بھی اللہ کی بڑی نعمت کی یاد کی جاتی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت رب کی سب سے بڑی نعمت ہے' نیز نعمت کی یاد رب کا شکر ہے رب نے فرمایا وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور فرمایا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

وعلى الله فليتوكل المؤمنون ⑪ ولقد اخذ الله

اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسا چاہیے ۱؎ اور بے شک اللہ نے

ميثاق بني اسراءيل وبعثنا منهم اثني عشر

بنی اسرائیل سے عہد لیا ۲؎ اور ہم نے ان پر بارہ سردار

نقيبا وقال الله اني معكم لئن اقمتم الصلوة

قائم کئے ۳؎ اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو ۴؎

واتيتم الزكوة وامنتم برسلي وعزرتموهم و

اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور انکی تعظیم کرو ۵؎ اور

اقرضتم الله قرضا حسنا لاكفرن عنكم سياتكم

اللہ کو قرض حسن دو ۶؎ بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا ۷؎

ولادخلنكم جنت تجري من تحتها الانهر

اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا ۸؎ جن کے نیچے نہریں رواں

فمن كفر بعد ذلك منكم فقد ضل سواء

پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے ۹؎ وہ ضرور سیدھی راہ سے

السبيل ⑫ فبما نقضهم ميثاقهم لعنهم وجعلنا

بہکا ۱۰؎ تو ان کی کیسی بدعہدیوں پر ہم نے انہیں لعنت کی اور ان کے

قلوبهم قسية يحرفون الكلم عن مواضعه و

دل سخت کر دیئے ۱۱؎ اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں ۱۲؎ اور

نسوا حظا مما ذكروا به ولا تزال تطلع على

بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں اور تم ہمیشہ ان کی ایک ایک

خائنة منهم الا قليلا منهم فاعف عنهم و

دغا پر مطلع ہوتے رہو گے سوا تھوڑوں کے تو انہیں معاف کرو

ا۔ خیال رہے کہ طبیبوں سے دوا' اور بزرگوں سے دعا کرانا' توکل کے خلاف نہیں کہ یہ اسباب پر عمل ہے ۲۔ انبیاء کرام کے ذریعہ سے یہ عہد لیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کا کام رب کا کام ہے' کیونکہ یہ عہد نبیوں نے لیا تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے لیا ۳۔ نقیب نقب سے بنا۔ بمعنی کھودنا۔ اور کریدنا یہاں اس سے تحقیق اور تفتیش کرنا مراد ہے' یعنی قوم کے حالات سے باخبر رہنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی سرداری و نمبرداری اہل کو دینا جائز ہے' اس سے بہت سے سیاسی مسئلے مستنبط ہو سکتے ہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت العقبہ میں بارہ انصاریوں کو نقیب مقرر فرمایا تھا' جو مدینہ کے مسلمانوں کا دینی انتظام کریں اور ان کی اصلاح کرتے رہیں ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بنی اسرائیل پر نماز و زکوٰۃ فرض تھیں۔ اگرچہ وہ ہماری نماز و زکوٰۃ سے مختلف تھیں' چنانچہ ان پر دن رات میں دو نمازیں اور چہارم مال زکوٰۃ تھی۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا ہتھیار تقویٰ اور نیک اعمال ہیں کسی وقت خصوصاً جہاد میں ان سے غافل نہیں رہنا چاہیے' رب فرماتا ہے اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کی تعظیم ایسی اہم عبادت ہے کہ رب نے اس کا عہد لیا۔ اس تعظیم میں کوئی قید نہیں' لہٰذا ہر وہ تعظیم جو شرعاً" حرام نہ ہو وہ کی جائے انہیں سجدہ نہ کرو' انہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہو باقی جس قدر تعظیم ممکن ہو کرو ہر تعظیم ثواب ہے' اس میں نقل اور روایت کی ضرورت نہیں۔ ۶۔ مساکین پر خیرات گویا اللہ کو قرض دینا ہے جیسے کسی کی اولاد کے ساتھ سلوک صاحب اولاد پر قرض ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے زمانہ کفر کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں حقوق کی معافی نہیں ہوتی لہٰذا نو مسلم کو زمانہ کفر کا قرض ادا کرنا پڑے گا' نیز نیک اعمال کی برکت سے گناہ صغیرہ کی معافی ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ ۸۔ عالم برزخ سے گزرنے اور محشر کے میدان سے فارغ ہونے کے بعد ۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان بارہ نقیبوں کو قوم جبارین کے حالات کی تفتیش کے لئے بھیجا۔ جب کہ آپ بنی اسرائیل کو لے کر ان سے جنگ کرنے جا رہے تھے اور نقیبوں سے فرما دیا کہ تم جو کچھ دیکھ کر آؤ ہم سے کہنا اعلان نہ کرنا' ان لوگوں نے واپس آ کر علانیہ لوگوں سے کہا کہ جبارین نہایت قوی الجثہ اور جنگجو بہادر ہیں' سوائے حضرت کالب ابن یوقنا اور یوشع ابن نون کے سب نقیبوں نے عہد توڑ دیا۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے' اس صورت میں کفر سے مراد وہ بدعہدی ہے جو ان نقیبوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کی ۱۰۔ کہ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد پیغمبروں کا انکار کیا۔ بلکہ ان سے دشمنی کی۔ حضور کے اوصاف چھپائے جو توریت میں مذکور ہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کا نتیجہ سختی دل ہے' ایسے ہی نیکیوں سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ میں لفظی تحریف بھی جرم ہے۔ خواہ وہ تحریف ذاتی ہو یا وصفی' لہٰذا قرآنی حروف کو دیدہ و دانستہ صحیح مخارج سے ادا نہ کرنا ق' کو ک' اور ض' کو ظ' پڑھنا سخت گناہ ہے۔

وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۱۳ وَمِنَ الَّذِيْنَ

اور درگزرو بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں اور وہ جنہوں نے دعوٰی کیا

قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا

کہ ہم نصاریٰ ہیں ؎ ہم نے ان سے عہد لیا تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان

ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى

نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں تو ہم نے ان کے آپس میں قیامت کے دن تک بیر اور

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۭ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا

بغض ڈال دیا ؎ اور عنقریب اللہ انہیں بتا دے گا جو کچھ

يَصْنَعُوْنَ ۝۱۴ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا

کرتے تھے اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول

يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ

تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں

وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ

؎ اور بہت سی معاف فرماتے ہیں بیشک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن

مُّبِيْنٌ ۝۱۵ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ

کتاب ؎ اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے ؎ اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے

السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ

راستے اور انہیں اندھیریوں سے ؎ روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے

وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۱۶ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ

انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے ؎ بیشک کافر ہوئے

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ فَمَنْ

وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے ؎ تم فرمادو پھر

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذمی کافر جب تک جزیہ دیتا رہے' اس وقت تک اس کی معمولی بدعہدی سے درگزر کیا جائے' ہاں بعض بدعہدیاں وہ ہیں جن سے ذمہ ٹوٹ جاتا ہے بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس قوم کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا پھر توڑ دیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ان کی عہد شکنی سے مطلع فرمادیا اور درگزر کرنے کا حکم دیا (خزائن) ۲۔ اس میں اشارتاً فرمایا گیا کہ موجودہ عیسائی صرف نام کے نصاریٰ رہ گئے ہیں کام کے نہیں۔ کیونکہ انہوں نے مسیح علیہ السلام کی مدد کرنا چھوڑ دی اور آپ سے کئے عہدوں کو توڑ دیا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کے بہت سے فرقے رہیں گے۔ جن میں ہمیشہ جنگ اور عداوت رہے گی اب بھی انگلستان جرمنی وغیرہ کا حال دیکھ لو کہ اگرچہ ان میں کبھی سیاسی خود غرضیوں کی بنا پر ظاہری اتفاق ہو جاتے ہیں لیکن دل سب کے علیحدہ رہتے ہیں' ان کی نااتفاقی مرنے کے بعد بھی نہیں جاتی کہ ولایتی عیسائیوں کے قبرستان اور' مگر دیسیوں کے اور ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی کتب کے احکام سے واقف تھے' یہ بھی جانتے تھے کہ کون سے احکام اصلی ہیں اور کون سے جعلی' کسی کے چھپے بھید وہی ظاہر کر سکتا ہے جو بھید سے واقف ہو' لیکن حضور کو ان کتابوں کے درست کرنے کا حکم نہ تھا۔ کیونکہ وہ منسوخ ہو چکی تھی۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت رجم وغیرہ کو درست فرمابھی دیا ۵۔ ملا علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا کہ نور اور کتاب مبین دونوں حضور ہی ہیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مظہر صفات' مظہر ذات' مظہر احکام و اخبار ہیں۔ لہٰذا یہ عطف تفسیری بھی ہو سکتا ہے حضور اللہ کا نور اس طرح ہیں کہ آپ ذات باری سے پہلے فیض پانے والے اور آپ کے ذریعہ سے دوسرے لوگ فیض لینے والے ہیں یہ بھی پتہ لگا کہ کوئی نور محمدی کو بجھا نہیں سکتا کیونکہ یہ اللہ کا نور ہیں جیسے چاند سورج نیز اس کی کوئی پیائش نہیں کر سکتا جیسے سمندر کا پانی اور ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے بغیر قرآن کی سمجھ ناممکن ہے کیونکہ بغیر نور کتاب نہیں پڑھی جا سکتی قرآن کے نقوش چھونے کے لئے ضروری ہے کہ پانی سے جسم کا غسل کیا جائے اور قرآن کے اسرار چھونے کے لئے ضروری ہے کہ مدینہ طیبہ کے پانی سے دل کا غسل کیا جائے ۶۔ معلوم ہوا کہ اللہ جس کسی کو ہدایت دیتا ہے یا دے گا وہ حضور ہی کے ذریعہ سے ہے کوئی شخص حضور سے مستغنی نہیں ہو سکتا اسی لئے فرمایا یَھْدِیْ بِہٖ ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کفر بے شمار ہیں' ایمان صرف ایک' اسی لئے ظلمت کو جمع اور نور یعنی ایمان کو واحد فرمایا گیا۔ دوسرے یہ کہ ایمان کے لئے ضروری ہے کہ ہر کفر سے بچا جائے' تیسرے یہ کہ ایمان و کفر ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے' کیونکہ رب نے ایمان کو روشنی اور کفر کو تاریکی فرمایا۔ جیسے یہ دونوں ضدین ہیں ایسے ہی ایمان و کفر' لہٰذا کافر و مومن میں اتحاد و اتفاق ناممکن ہے۔ ۸۔ یعنی مومنوں کو نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے۔ کیونکہ عقائد کی ہدایت تو پہلے مذکور ہو چکی ۹۔ خیال رہے کہ بعض عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتے تھے اور بعض خدا کا بیٹا اور بعض تین معبودوں میں سے ایک' چنانچہ یعقوبیہ اور ملکانیہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ میں ایسا حلول کیا ہے جیسے پھول میں خوشبو اور آگ میں گرمی نے' اس لئے وہ خدا ہیں نجران کے عیسائیوں نے حضور کی بارگاہ میں یہی عرض کیا تھا انہی کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔

يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ
اللہ کا کوئی کیا کر سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کر دے مسیح

ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ
بن مریم اور اس کی ماں اور تمام زمین والوں کو[1] اور اللہ ہی

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ
کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین اور اس کے درمیان کی جو چاہے

مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۷ وَقَالَتِ
پیدا کرتا ہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور یہودی

الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ
اور نصرانی بولے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں[2] تم فرما دو

فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ
پھر تمہیں کیوں تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے[3] بلکہ تم آدمی ہو اس کی مخلوقات سے

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ
جسے چاہے بخشتا ہے اور جسے چاہے سزا دیتا ہے[4] اور اللہ ہی کے لئے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؗ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۱۸
سب سلطنت آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی اور اسی کی طرف پھرنا ہے

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى
اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم پر ہمارے

فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا
احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اسکے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا[5] کہ کبھی کہو ہمارے پاس کوئی خوشی

نَذِيْرٍ ؗ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
اور ڈر سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے[6] اور اللہ کو سب

۱۔ ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کی کئی طرح تردید ہے۔ ایک یہ کہ عیسیٰ کو موت آ سکتی ہے' دوسرے یہ کہ آپ ماں کے شکم سے پیدا ہوئے جس میں یہ صفتیں ہوں وہ اللہ نہیں ہو سکتا تیسرے کہ اللہ تعالیٰ تمام آسمانی اور زمینی چیزوں کا مالک ہے اور ہر چیز رب کا بندہ ہے اگر کسی میں رب نے حلول کیا ہوتا تو وہ اللہ کا بندہ نہ ہوتا۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ خالق ہے۔ اگر آپ میں الوہیت ہوتی تو آپ بھی خالق اور قادر ہوتے قدیر تک ان چاروں چیزوں کا بیان ہے ۲۔ شان نزول۔ حضور کی خدمت میں اہل کتاب کی ایک جماعت آئی حضور نے انہیں اسلام کی تبلیغ کی اور رب کے عذاب سے ڈرایا وہ بولے کہ آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں' ہم تو اللہ کے بیٹے ہیں تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم خدا کو ایسے پیارے ہیں جیسے بیٹا باپ کو۔ کہ بیٹا کتنا ہی برا ہو مگر باپ کو پیارا ہوتا ہے۔ ایسے ہی ہم ہیں۔ یہاں بیٹے سے مراد اولاد نہیں' کیونکہ وہ لوگ اپنے کو اس معنی میں خدا کا بیٹا نہ کہتے تھے' اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ اپنے کو اعمال سے مستغنی جاننا عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ آج کل بعض محبت اہل بیت کے مدعی حضرات اور بعض جاہل فقیروں کا یہی عقیدہ ہے یہ سمجھنا کفر ہے قرآن کریم نے ہر جگہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کا ذکر فرمایا ۳۔ یہود کا عقیدہ تھا کہ ہم چالیس دن دوزخ میں رہیں گے' یعنی بچھڑے کی پوجا کی مدت' اس آیت میں فرمایا جا رہا ہے۔ کہ اگر تم بیٹوں کی طرح رب کو پیارے ہو' تو تمہیں یہ سزا بھی کیوں ملے گی۔ تمہارے ان دونوں عقیدوں میں تعارض ہے ۴۔ یعنی جس مجرم کو چاہے بخشے جسے چاہے سزا دے یہ مطلب نہیں کہ جس بے قصور ہے بلا جرم عذاب دے دے۔ جیسا دیانند سرسوتی نے سمجھا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ اور بے قصور کو سزا دینا عدل کے خلاف ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری اہل کتاب امتوں کے نبی ہیں۔ کیونکہ حضور سارے انسانوں بلکہ ساری مخلوق الٰہی کے نبی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ حضور کی تشریف آوری سے بہت عرصہ پہلے انبیاء کرام کا آنا بند ہو چکا تھا۔ چنانچہ حضور کی ولادت ۵۶۹ء میں ہوئی' اس درمیان میں دنیا میں کوئی نبی تشریف نہ لائے۔ خیال رہے کہ اسی درمیانی زمانہ کا نام زمانہ فترت ہے' اس زمانہ کے لوگوں کو صرف عقیدہ' توحید کافی تھا۔ جیسے حضور کے والدین۔ یہ بھی خیال رہے کہ انبیاء کرام کے اس عرصہ میں نہ آنے میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے بہت گہرے اندھیرے کو سورج ہی دور کرتا ہے ۶۔ خیال رہے کہ یہاں بشارت کو ڈرانے کے ساتھ جمع فرمایا نہ کہ تصدیق کے ساتھ' یعنی حضور کو بشیر و نذیر تو فرمایا۔ مصدق اور مبشر نہ فرمایا۔ کیونکہ حضور عذاب سے ڈرانے والے اور ثواب کی بشارت دینے والے ہیں۔ آپ کسی پیغمبر کے بشیر نہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ لہٰذا آپ نے انبیاء کی تصدیق ہی کی ہے۔ بشارت کسی کی نہیں دی۔

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۹﴾ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا

قدرت ہے اور جب موسیٰ نے کہا اپنی قوم سے اے میری قوم اللہ کا

نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَ جَعَلَكُمْ

احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں سے پیغمبر کئے لہ اور تمہیں بادشاہ

مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۰﴾

کیا ٹہ اور تمہیں وہ دیا جو آج سارے جہان میں کسی کو نہ دیا تہ

یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ

اے قوم اس پاک زمین میں داخل ہو تہ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھی

لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤی اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ﴿۲۱﴾

ہے اور پیچھے نہ پلٹو کہ نقصان پر پلٹو گے

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ ۖۗ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا

بولے اے موسیٰ اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں ۵ اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں

حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں تو ہاں وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں

قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا

جائیں دو مرد کہ اللہ سے ڈرنے والوں میں سے تھے اللہ نے انہیں نوازا ۵

ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ

بولے کہ زبردستی دروازے میں ان پر داخل ہو اگر تم دروازے میں داخل ہو گئے

غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَ عَلَی اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۳﴾

تو تمہارا ہی غلبہ ہے ۵ اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے ۵

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا

بولے اے موسیٰ ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں

ا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی کی اولاد میں ہونا اور پیغمبر کی قوم سے ہونا شرافت کا سبب ہے' خدا کی نعمت ہے جبکہ ایمان کے ساتھ ہو' لہٰذا سید حضرات دیگر قوموں سے اشرف ہیں' کیونکہ وہ حضور کی اولاد ہیں اس سے پہلے بنی اسرائیل اسی لئے تمام جہان سے افضل تھے۔ کہ وہ اولاد انبیاء تھے یہ بھی معلوم ہوا کہ محفل میلاد شریف اچھی چیز ہے کیونکہ اس میں حضور کی تشریف آوری کا ذکر ہوتا ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ سلطنت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ بنی اسرائیل میں بعض وہ پیغمبر ہیں جو نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی' جیسے حضرت یوسف و حضرت داؤد علیہم السلام ۳۔ اس طرح کہ تم میں اولیاء اللہ پیدا فرمائے۔ تم پر من و سلویٰ اتارا' تمہارے دشمن فرعون کو بحر قلزم میں ڈبویا۔ تمہارے لئے دریا کو چیرا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور یاد رکھنا اچھا ہے گیارہویں شریف' بارہویں شریف' عرس بزرگان کا یہی منشا ہے ۴۔ ارض مقدس سے مراد شام کا علاقہ ہے اس پر قوم جبار قابض تھی بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ اس پر جہاد اور اس زمین پر راج کرو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس زمین میں بزرگان دین کے مزارات ہوں وہ شہر اور تمام علاقہ مقدس اور پاک ہو جاتا ہے' کیونکہ رب نے شام کو اسی لئے مقدس فرمایا کہ وہاں انبیاء کرام کے مزارات ہیں لہٰذا بغداد۔ اجمیر و سرہند کو شریف کہنا۔ مکہ کو معظمہ اور مدینہ کو منورہ کہنا بہت بہتر ہے' اس کا ماخذ یہی آیت ہے کہا جاتا ہے مزاج شریف یا اسم شریف ۵۔ اس قوم جبارین کی جسامت کا یہ عالم تھا کہ ان کے جوتے میں بنی اسرائیل کا ایک آدمی آ جاتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے حالات دیکھنے کے لئے بارہ نقیب بھیجے تھے۔ ان میں سے دس نے یہ حالات لوگوں کو بتا دیئے تب بنی اسرائیل گھبرا گئے اور یہ بولے (روح البیان) ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ کیونکہ ادخلوا فرمانے سے بنی اسرائیل پر اس مخالفت کی وجہ سے مختلف عذاب آئے ۷۔ یہ دونوں حضرات کالب ابن یوقنا موسیٰ علیہ السلام کے بہنوئی یعنی مریم بنت عمران کے خاوند اور یوشع ابن نون ابن فراثیم ابن یوسف علیہ السلام ہیں۔ جنہوں نے پہلے بھی قوم جبار کی خبر شائع نہ کی تھی ۸۔ اس میں غیب کی خبر ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں حضرات اس وقت ولی تھے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ فتح و نصرت کثرت پر موقوف نہیں اگر رب چاہے تو ابابیل سے فیل مروا دے۔

ا۔ آج کل وہابی بھی کہتے ہیں کہ اگر اولیاء میں کچھ قدرت ہے تو دشمن کے مقابلہ میں فوجیں نہ بھیجو ایک ولی کو بھیج دو انہوں نے یہ یہاں سے سیکھا ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ موسیٰ علیہ السلام کے صحابیوں سے کہیں افضل ہیں کیونکہ ان حضرات نے کسی سخت موقعہ پر بھی حضور کا ساتھ نہیں چھوڑا' اور ایسا روکھا جواب نہ دیا۔ بلکہ اپنا سب کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دیا۔ جیسے حضور تمام نبیوں کے سردار ہیں ایسے ہی حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ کے سردار ہیں ۳۔ یہاں ملک سے مراد قابو اور اختیار ہے' نہ کہ عرفی ملکیت' کیونکہ کوئی شخص نہ اپنی جان کا مالک ہوتا ہے نہ نبی کا' مطلب یہ ہے کہ مجھے صرف اپنے اور اپنے بھائی پر قابو ہے اور کسی پر نہیں۔ اس سے بنی اسرائیل کی سرکشی معلوم ہوئی کہ ان کے نبی بھی ان سے مایوس تھے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بروں سے علیحدگی اچھی چیز ہے جس کی موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی' دوسرے یہ کہ بدوں کی بدکاری سے نیک کاروں پر بھی سختی آ جاتی ہے' ان نافرمانوں کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو بھی مقام تیہ میں قیام فرمانا پڑا۔ تیسرے یہ کہ اچھوں کی صحبت سے برے بھی فیض حاصل کر لیتے ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے بنی اسرائیل کو مقام تیہ میں من و سلویٰ ملا۔ پتھر سے پانی کے بارہ چشمے ملے وہ لباس عطا ہوا جو اتنے عرصہ تک نہ گلا نہ میلا ہوا ۵۔ اس جنگل کا نام تیہ ہوا' یعنی بھٹکتے پھرنے کی جگہ' یہ میدان نو کوس مربعہ میں تھا۔ اس تنگ جنگل میں چھ لاکھ اسرائیلی اس طرح قید ہوئے کہ دن بھر چلتے مگر شام کو وہاں ہی ہوتے یہ ایک حیران کن معجزہ تھا' یہاں ہی ان لوگوں پر من و سلویٰ اتارا گیا اور اسی میدان میں حضرت ہارون اور موسیٰ علیہم السلام کی وفات ہوئی' پھر یوشع علیہ السلام نبی بنائے گئے۔ اور چالیس سال قید کے بعد آپ نے بنی اسرائیل کے ساتھ قوم جبارین پر جہاد کیا اور شام فتح فرمایا ۶۔ خیال رہے کہ تیہ والے بنی اسرائیلیوں میں جن کی عمر قید کے وقت بیس سال سے زائد تھی وہ سب اس مدت میں یہیں فوت ہو گئے اور جن لوگوں نے ارض مقدس میں داخل ہونے سے انکار کیا تھا' ان میں سے کوئی بھی وہاں داخل نہ ہو سکا ۷۔ یعنی ہابیل و قابیل کا واقعہ کہ حضرت حوا کے شکم سے ہابیل کے ساتھ لیوا پیدا ہوئی تھی اور قابیل کے ساتھ اقلیمہ' لہٰذا اس شریعت کی رو سے اقلیمہ قابیل پر حرام تھی اس پر لیوا حلال تھی مگر اقلیمہ زیادہ خوبصورت تھی قابیل نے اس سے ہی نکاح کرنا چاہا۔ آدم علیہ السلام نے منع فرمایا تو قابیل بولا کہ یہ آپ کی رائے ہے رب کا حکم نہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں قربانیاں پیش کرو۔ جس کی قربانی کو آگ جلا جائے وہ سچا ہے چنانچہ قابیل نے گندم کا ڈھیر اور ہابیل نے اونٹ یا بکری ذبح کر کے پہاڑ پر رکھی' غیبی آگ آئی اور گوشت جلا گئی گندم چھوڑ گئی' اس پر قابیل کو حسد ہوا۔ اور اس نے ہابیل کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قربانی بڑی پرانی عبادت ہے کہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں نے دی' دوسرے یہ کہ پچھلی امتوں میں قربانی کا گوشت کھانا جائز نہ تھا' ان کی مقبول قربانی کو قدرتی آگ جلا جاتی تھی اور مردود قربانی ویسے ہی پڑی رہتی تھی' قربانی کا گوشت کھانا ہماری امت کی خصوصیت ہے ۹۔ جب آدم علیہ السلام حج کے لئے گئے تو قابیل نے ہابیل کو اپنے اس ارادہ سے مطلع کیا اور دھمکایا ۱۰۔ یعنی تیری قربانی قبول نہ ہونے میں تیرا اپنا قصور ہے کہ تو متقی نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مظلوم اپنی جان کے بچاؤ کے لئے ظالم کا وار روکے یا اسے قتل کر دے تو فتویٰ یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں' مگر تقویٰ یہ ہے کہ

فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

تو آپ جائیے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں ۲

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ

موسیٰ نے عرض کی کہ رب میرے مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا ۳

بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ

تو تو ہم کو بے حکموں سے جدا رکھ ۴ فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے

عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَلَا

چالیس برس تک بھٹکتے پھریں زمین میں ۵ تو تم

تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ

ان بے حکموں کا افسوس نہ کھاؤ ۶ اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں

اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا

کی سچی خبر ۷ جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی ۸

وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا

اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم ہے میں تجھے قتل کر دوں گا ۹ کہا اللہ اسی

یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۷﴾ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ

سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے ۱۰ بے شک اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر

یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ

بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے

لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّیْۤ

قتل کروں ۱۱ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو مالک سارے جہان کا ۱۲

اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ

میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا ۱۳ اور تیرا گناہ ۱۴ دونوں تیرے ہی پلہ پڑے

(بقیہ صفحہ ۱۷۷) اس سے بچنا اور خود قتل ہو جانا بہتر' دیکھو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کے بچاؤ کے لئے ہاتھ بھی نہ اٹھایا اور شہید ہو گئے۔ آپ کے اس تقویٰ کا ماخذ یہ آیت ہے ۱۲۔ ہابیل قابیل سے زیادہ قوی تھے اگر آپ ہاتھ اٹھاتے تو قابیل مارا جاتا۔ اگرچہ آپ کا یہ فعل جائز ہوتا۔ لیکن شاید کچھ زیادتی سرزد ہو جاتی اس لئے اس سے باز رہے۔

اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۹ فَطَوَّعَتْ

تو تو دوزخی ہو جائے [1] اور بے انصافوں کی یہی سزا ہے تو اس کے نفس

لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ

نے اسے بھائی کے قتل کا چاؤ دلایا تو اسے قتل کر دیا [2] تو رہ گیا

الْخٰسِرِيْنَ ۝۳۰ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ

نقصان میں [3] تو اللہ نے ایک کوا بھیجا زمین کریدتا

لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى

کہ اسے دکھائے کیونکر اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے [4] بولا ہائے خرابی

اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ

میں اس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی لاش

سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝۳۱ مِنْ اَجْلِ

چھپاتا تو پچھتاتا رہ گیا [5] اس سبب

ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ

سے [6] ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی

نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا

بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے [7] تو گویا اس نے

قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا

سب لوگوں کو قتل کیا [8] اور جس نے ایک جان کو جلایا [9] اس نے سب

النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ

لوگوں کو جلایا اور بے شک ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے

ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ

ساتھ آئے پھر بے شک ان میں بہت اس کے بعد زمین میں زیادتی کرنے

۱۔ یعنی مجھے قتل کرنے کا گناہ' یہاں گناہ کی نسبت ہابیل کی جانب' فاعل کی طرف نہیں' گناہ تو قابیل کا تھا' یعنی قتل ہابیل بلکہ سبب کی طرف نسبت ہے یعنی وہ کام میرے سبب سے گناہ ہے رب فرماتا ہے جیسے وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ یا فرماتا ہے لیغفر لك الله ماتقدم من ذنبك یہاں ذنب کی نسبت حضور کی طرف نسبت سببی ہے' یعنی آپ کی وجہ سے جو لوگوں نے گناہ کئے ۲۔ یعنی تیرے پچھلے گناہ' مجھ پر حسد کرنا' والد کی نافرمانی کرنا حرام عورت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا' خدائی فیصلہ کو نہ ماننا (خزائن) ۳۔ کیونکہ تم حکم شریعت کا انکار کر کے اور فیصلہ ربانی کو نہ مان کر کافر ہو چکے ہو ۴۔ اس طرح کہ قابیل نے ہابیل کا سر ایک پتھر پر رکھا اور دوسرے پتھر سے کچل دیا' اور یہ طریقہ اسے شیطان نے سکھایا تھا۔ یہ قتل مکہ معظمہ یا بصرہ میں واقع ہوا' اس وقت ہابیل کی عمر بیس سال کی تھی ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان نے سب سے پہلا جرم قتل کا کیا' دوسرے یہ کہ حسد بڑی بری چیز ہے' حسد ہی نے شیطان کو برباد کیا' تیسرے یہ کہ دنیا میں سب سے پہلا فساد عورت کی وجہ سے ہوا' عورت فتنہ کی جڑ ہے۔ شعر۔

جھگڑے کی بنیادیں تین!

زن ہے زر ہے اور زمین

۶۔ قابیل کے سامنے دو کوے آپس میں لڑے' ان میں سے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا' پھر زندہ کوے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کرید کر غار کر کے مرے ہوئے کوے کو اس میں رکھا اور مٹی اوپر سے ڈال دی ۷۔ یہ پچھتانا توبہ کا نہ تھا' بلکہ دفن نہ کر سکنے کا تھا یا اس زمانہ میں فقط ندامت توبہ کے لئے کافی نہ تھی واللہ اعلم ۸۔ یعنی ظلماً" قتل بہت سے گناہوں کا باعث ہے کہ اسی قتل کی وجہ سے قابیل نبی زادہ ہونے کے باوجود ہلاک ہوا اور بنی اسرائیل نے بہت ناحق قتل کئے۔ انبیاء کرام کو شہید کیا۔ لہٰذا ہم نے یہ حکم دیا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کا ایجاد کرنا زبردست گناہ ہے۔ اور نیکی کا ایجاد کرنا زبردست نیکی ہے' اس سے اشارۃً "بدعت سیئہ اور حسنہ کی تقسیم معلوم ہوئی' کیونکہ موجد قتل کو تمام جہان کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ایسے ہی جو ایک جان کو بچائے اور پھر لوگ اس کی دیکھا دیکھی جانیں بچانا شروع کر دیں تو ان سب کی نیکیوں میں اس موجد کا بھی حصہ ہو گا لہٰذا ہر نیک و بد کام کے ایجاد کا یہی حال ہے' خیال رہے کہ یہاں فساد سے وہ جرم مراد ہے' جس سے مجرم قتل کا مستحق ہو جائے' جیسے ڈکیتی یا ارتداد ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو سزا ایک قتل کی ہے وہی بہت سے قتلوں کی' یعنی قصاص اور جو گناہ ایک قتل کا ہے وہی بہت سے قتلوں کا' یعنی دوزخ اور غضب الٰہی اگرچہ گناہ اور عذاب کی کیفیتوں میں فرق ہے ۱۱۔ یعنی موت سے بچا لیا' اور اس کی بہت صورتیں ہیں' کوئی بھوک پیاس سے مر رہا تھا' اسے کھلا پلا دیا' یا کوئی ظلماً" قتل ہو رہا تھا' اسے چھڑا لیا' لہٰذا یہاں جلانے کی نسبت سبب کی طرف ہے' اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت' دولت' ایمان' اولاد' جنت دیتے ہیں' دوزخ سے بچاتے ہیں' کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رب

لَمُسْرِفُوْنَ ﴿٣٢﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ

والے ہیں ۱ وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے

رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا

لڑتے ۲ اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن

اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ

کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف

خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ

کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمینوں سے دور کر دیئے جائیں ۳

خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا

عَظِيْمٌ ﴿٣٣﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا

عذاب مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی اس سے پہلے کہ تم ان پر قابو پاؤ ۴

عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يٰٓاَيُّهَا

تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۵ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو ۶

وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ

اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ ۷ بے شک

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

وہ جو کافر ہوئے ۸ جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کی برابر

وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ

اور اگر ان کی ملک ہو کر اسے دے کر قیامت کے عذاب سے اپنی

ع ٩ ٥

(بقیہ صفحہ ١٧٨) کی تمام نعمتوں کا سبب ہیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبیوں کی اولاد کا گناہ دوسروں کے گناہوں سے زیادہ سخت ہے کیونکہ یہاں بنی اسرائیل پر خصوصیت سے عتاب ہوا۔ ۲۔ شان نزول۔ قبیلہ عرینہ کے لوگ مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر ایمان لائے' مگر بیمار ہو گئے سرکار نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں میں جا کر ان کا دودھ اور پیشاب پیو' انہوں نے ایسا ہی کیا اور تندرست ہو گئے۔ مگر ایسی پھٹکار پڑی کہ پندرہ اونٹ لے کر بھاگ گئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے حضرت یسار رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ کہ انہیں پکڑ لائیں' مگر ان بد نصیبوں نے انہیں ہاتھ پاؤں کاٹ کر شہید کر دیا۔ پھر یہ سب گرفتار کر کے لائے گئے اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور سے جنگ رب سے جنگ ہے دوسرے یہ کہ ولی اللہ سے دشمنی اللہ رسول سے جنگ ہے۔ کیونکہ عرینہ والوں نے حضرت یسار رضی اللہ عنہ سے جنگ کی تھی اسے اللہ' رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ قرار دیا گیا۔ ۳۔ ڈاکو تین قسم کے ہیں لہٰذا ان کی سزائیں تین طرح کی ہوئیں ایک وہ جو صرف راستہ روکیں' دوسرے وہ جو مال بھی لوٹیں تیسرے وہ جو مال کے ساتھ کسی کو قتل بھی کر دیں' پہلوں کی سزا صرف شہر بدر کرنا۔ دوسروں کی سزا ہاتھ کاٹنا اور تیسرے گروہ کی سزا سولی ہے ۴۔ یعنی اگر ڈاکو گرفتاری سے پہلے سچی توبہ کر لیں۔ پھر پکڑے جائیں۔ تو تم انہیں ڈکیتی کی سزا نہ دو۔ ۵۔ اس توبہ سے وہ آخرت کے عذاب اور ڈکیتی کی سزا سے تو بچ جائیں گے مگر مال کی واپسی اور قصاص باقی رہے گا۔ اسی لئے یہاں فرمایا گیا کہ پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اعمال کے ساتھ انبیاء و اولیاء کا وسیلہ بھی ڈھونڈنا چاہیے کیونکہ اعمال تو اتقوا اللہ میں آ گئے تھے پھر تلاش وسیلہ کا حکم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسیلہ کی راہ میں کوشش کرنا چاہیے تا کہ وسیلہ حاصل ہو۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی متقی مومن بغیر وسیلہ رب تک نہیں پہنچ سکتا خیال رہے کہ اس حکم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں۔ کیونکہ آپ سب کا وسیلہ ہیں۔ آپ کا وسیلہ کون ہو سکتا ہے۔ ۸۔ یعنی حضور کے منکر ہوئے۔ حضور کا انکار ہر کفر کو شامل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے رب کا بھی انکار ہو سکتا ہے' اسی لئے یہ آیت وسیلہ کے بعد آئی۔

الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٣٦﴾

جان چھڑائیں تو ان سے نہ لیا جائے گا[۱] اور ان کے لئے دکھ کا عذاب ہے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ

دوزخ سے نکلنا چاہیں اور وہ اس سے

بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ

نہ نکلیں گے اور ان کو دوامی سزا ہے[۲] اور جو مرد

وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا

یا عورت چور ہو[۳] تو ان کا ہاتھ کاٹو[۴] ان کے کیے کا بدلہ[۵]

نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَنْ تَابَ

اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے تو جو اپنے

مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ

ظلم کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو اللہ اپنی مہر سے اس پر رجوع فرمائے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣٩﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ

گا[۶] بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے[۷] کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ کے لئے ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَ

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی سزا دیتا ہے جسے چاہے اور

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤٠﴾

بخشتا ہے جسے چاہے[۸] اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے[۹]

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ

اے رسول[۹] تمہیں غمگین نہ کریں وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں

فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ

کچھ وہ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ان کے

۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ مال کا فدیہ قبول نہ ہو سکنا کافروں کا عذاب ہے مومن کے صدقہ و خیرات قبول ہوں گے' اور اس کی برکت سے انہیں عذاب سے رہائی ہو گی۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہیشگی اور عذاب کا ہلکا نہ ہونا یکساں رہنا کفار کے لئے خاص ہے' مومن کے لئے دوزخ میں ہیشگی نہیں نیز اس کا عذاب ہلکا بھی کیا جاوے گا بلکہ بعض کی جان نکال لی جائے گی پھر دوزخ سے نکلنے پر ڈال دی جائے گی ہاں بعض کفار کو اول ہی سے عذاب ہلکا ہو گا اور بعض کو سخت اور بعض کے لئے شروع سے ہی کچھ دنوں میں ہلکا عذاب ہوا کرے گا ابو طالب ہلکے عذاب میں ہیں اور ابولہب پر پیر کے دن عذاب ہلکا ہوتا ہے ۳۔ چور وہ جو محفوظ مال محفوظ جگہ سے چھپ کر لے لہٰذا کافر حربی کا مال چھپ کر لینا چوری نہیں کیونکہ وہ مال محفوظ نہیں اور کھلی مسجد میں سے اٹھا لینا چوری نہیں کیونکہ مال اگرچہ محفوظ ہے لیکن جگہ محفوظ نہیں' راستہ باغ کھیت وغیرہ کا یہی حکم ہے اس سے ہزارہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں یعنی ان سے ہاتھ نہ کٹیں گے ۴۔ خیال رہے کہ چور کے ہاتھ کاٹے گئے مگر زانی کا عضو تناسل نہ کاٹا گیا تاکہ نسل منقطع نہ ہو جائے' نیز زنا سارے جسم سے ہوتا ہے مگر چوری صرف ہاتھ سے لہٰذا زانی کے سارے جسم کو سزا دی گئی' خیال رہے کہ زنا شہوت سے ہوتا ہے اور شہوت عورت میں زیادہ ہے لہٰذا وہاں عورت کا ذکر پہلے فرمایا گیا اور چوری میں قوت کو دخل ہے اور قوت مرد میں زیادہ ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ چور سے چوری کے ضائع شدہ مال کا ضمان نہ لیا جائے گا۔ کیونکہ رب نے ہاتھ کاٹنے کو چور کے سارے جرم کا بدلہ قرار دیا جیسا کہ ما کے عموم سے معلوم ہوا۔ ہاں اگر اس کے پاس مسروقہ مال موجود ہے تو وہ مالک کو واپس کرا دیا جائے گا ۶۔ معلوم ہوا کہ ہاتھ کاٹنے کے بعد چور سے توبہ بھی کرائی جائے کہ اس نے حق اللہ بھی ضائع کیا ہے خیال رہے کہ چوری کی سزا میں شرط یہ ہے کہ مسروقہ مال پونے تین روپیہ سے کم کا نہ ہو یعنی دس درہم' حاکم کے پاس مقدمہ پہنچ جائے چوری کا ثبوت چور کے اقرار یا دو گواہوں سے ہو جائے۔ یہ بھی خیال رہے کہ چوری حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے حق العبد ہے جسے مالک معاف کر سکتا ہے لیکن اس کے بعد حق اللہ بن جاتی ہے کہ مالک معاف نہیں کر سکتا ۷۔ یعنی اگر چور توبہ کرے تو عذاب آخرت سے بچ جائے گا نہ کہ دنیا کی سزا سے اس مغفرت سے یہی مراد ہے ۸۔ یعنی جس مجرم کو چاہے بخشے اور جس مجرم کو چاہے سزا دے یہ معنی نہیں کہ جس نیک کو چاہے بلا جرم سزا دے دے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو نام لے کر یا معمولی الفاظ سے پکارنا نہ چاہیے اللہ تعالیٰ نے سارے پیغمبروں کو نام لے کر پکارا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے القاب سے ہی پکارا۔ دوسرے یہ کہ لوگوں کے اثر نہ لینے سے عالم کو غمگین نہ ہونا چاہیے بارش سے بھر زمین فائدہ نہیں اٹھاتی۔

تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ
دل مسلمان نہیں ۲ اور کچھ یہودی جھوٹ خوب
لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ
سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں ۳ جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی
الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ
باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں
هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ
ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو ۴ اور جسے
يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ
اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا کچھ بنا نہ سکے گا ۵
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ
وہ ہیں کہ اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا ۶
لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
انہیں دنیا میں رسوائی ہے اور انہیں آخرت میں بڑا
عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ
عذاب بڑے جھوٹ سننے والے بڑے حرام خور ۷ تو اگر
جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ
وہ تمہارے حضور حاضر ہوں ۸ تو ان میں فیصلہ فرماؤ یا ان سے منہ پھیر لو اور اگر تم
تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ حَكَمْتَ
ان سے منہ پھیر لو گے تو وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ۹ اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾
تو انصاف سے فیصلہ کرو ۱۰ بے شک انصاف والے اللہ کو پسند ہیں

۱۔ یعنی وہ پہلے سے منافق تھے اب تو انہوں نے صرف اظہار کفر کیا ہے لہٰذا بِالْكُفْرِ سے مراد اظہار کفر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر منافق بھی کفر ظاہر کرے تو وہ شریعت میں مرتد ہو گا ۲۔ یعنی یہود سچ نہیں سنتے جھوٹ سنتے ہیں۔ تمہاری نہیں سنتے اپنے ان سرداروں کی سنتے ہیں جو تمہارے دربار میں حاضر نہیں ہوتے۔ ۳۔ یہود خیبر کے ایک شریف گھرانے میں ایک شادی شدہ جوڑے نے زنا کر لیا توریت میں زنا کی سزا سنگساری تھی' انہوں نے یہ مقدمہ حضور کی خدمت میں مدینہ پاک بھیجا۔ لیکن مقدمہ لے جانے والوں کو تاکید کر دی کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رجم کا حکم دیں تو ہرگز نہ ماننا۔ اور اگر کچھ اور حکم دیں تو مان لینا جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے یہاں کے علماء یہود کعب ابن اشرف وغیرہم کو سفارش کے لئے اپنے ساتھ لے لیا جب یہ مقدمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوا تو حضور نے رجم کا حکم دیا' انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے فدک کے پادری ابن صوریا کو مانتے ہو وہ بولے کہ ہمارا بڑا عالم وہی ہے' فرمایا اسے بلاؤ وہ حاضر ہوا اور اس نے سخت مجبوری کی حالت میں اقرار کیا تو زانی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سنگسار کیا گیا۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ یہ رجم بطور تعزیر ہو گا' نہ کہ بطور حد' کیونکہ حد رجم میں احصان شرط ہے' اور احصان میں اسلام شرط ہے اور وہ کافر تھے' نیز کفار پر ان کے سیاسی احکام جاری نہیں ہوتے۔ ۴۔ اس آیت کریمہ نے ان تمام آیتوں اور احادیث کی تفسیر فرما دی جن میں یہ ہے کہ آپ کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ رب کے مقابلہ میں کسی کو کچھ اختیار نہیں' مگر رب کی عطا سے بعض بندے مختار بھی ہوتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی صحبت سے وہی فیضیاب ہوتے ہیں' جو ان کے پاس اپنے کو خالی سمجھ کر ان سے کچھ حاصل کرنے کے لئے جائیں' جو پہلے سے ہی کوئی خاص رائے لے کر حاضر ہوں وہ کیسے فیض لیں' خالی ڈول کنوئیں سے پانی لاتا ہے' سفید کپڑے کا رنگنا آسان ہے جو پہلے ہی سے پختہ سیاہ ہو اس پر اور رنگ کیسے چڑھے ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کفار کی غیبت یعنی انہیں پس پشت برا کہنا جائز ہے' دوسرے یہ کہ رشوت اور سود وغیرہ حرام ہے۔ تیسرے یہ کہ جن کی آمدنی حرام و حلال سے مخلوط ہو ان کے ہدیہ قبول کرنا' ان سے تجارتی لین دین کرنا جائز ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس شاہ اسکندریہ کا ہدیہ قبول فرمایا اور صحابہ کرام نے انہیں یہودیوں سے قرض اور تجارتی لین دین کئے جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا کہ یہ حرام خور ہیں ۷۔ خیال رہے کہ حاکم کو اپنی رعایا کے مقدمات طے کرنا لازم ہیں مگر پنچ کو کسی کا پنچ بننا ضروری نہیں اختیاری ہے' یہاں دوسری صورت مراد ہے' کیونکہ اس وقت خیبر کے یہودی حضور کی رعایا نہ تھے بلکہ حضور کو پنچ بنا کر مقدمہ طے کرانا چاہتے تھے' اور آیت وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ میں حکومت کا فیصلہ مراد ہے لہٰذا یہ آیت اس سے منسوخ نہیں' خیال رہے' کہ فتویٰ اور چیز ہے اور پنچ کا فیصلہ کچھ اور مفتی کو فتویٰ دینا لازم ہے مگر پنچ کو پنچایت لازم نہیں ۸۔ کیونکہ رب تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہے ۹۔ سیاسی امور میں اسلام کے مطابق اور میراث اور عبادات میں ان کے دین کے مطابق۔

ا۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ یہودی آپ کے پاس فیصلہ کرانے نہیں آئے ہیں بلکہ آسانی چاہنے آئے ہیں ورنہ اس کا فیصلہ توریت ہی کے اندر موجود تھا۔ یعنی رجم' توریت کو تو یہ مانتے ہیں آپ کو تو مانتے ہی نہیں ۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر نبی کے پاس نئی کتاب نہ تھی کیونکہ توریت موسیٰ علیہ السلام پر آئی اور آپ کے بعد بہت سے پیغمبروں نے اس توریت پر حکم جاری کئے' خیال رہے کہ نبی تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور رسول ان میں سے تین سو تیرہ' مگر آسمانی کتابیں صرف چار ہیں' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توریت کے جو احکام اللہ رسول قرآن یا حدیث میں بغیر تردید ذکر فرمائیں۔ وہ ہم پر بھی لازم ہیں (تفسیر ابی سعود) ۳۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ کتاب الٰہی کی حفاظت عالموں پر فرض ہے الفاظ کی حفاظت ہو یا معانی کی یا احکام کی ۴۔ یعنی اللہ کے احکام بدلنا خواہ لوگوں کے خوف سے ہو یا اپنے نفع کے لالچ سے' حرام اور سخت جرم ہے' رہا قرآن مجید چھاپ کر فروخت کرنا یا تعویذ و تعلیم قرآن یا وعظ پر اجرت لینا یہ آیات الٰہی کا فروخت کرنا نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے' ایک صحابی نے سانپ کاٹے ہوئے پر تیس بکریاں اجرت مقرر کر کے سورہ فاتحہ دم کر دی جس سے مریض شفایاب ہوا۔ اور ان سب غازیوں نے وہ بکریاں وصول کر کے کھائیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ طیبہ پہنچ کر واقعہ عرض کیا گیا تو سرکار نے اس کا گوشت طلب فرما کر کھایا ۵۔ اس طرح کہ رب کے احکام کو غلط سمجھے اور دنیاوی قوانین کو صحیح' یا شاہی قوانین کو قانون الٰہی بتائے جیسا علماء یہود کرتے تھے۔ لہٰذا اب انگریزوں کے ملازم حکام کا انگریزی قوانین پر احکام جاری کرنا اس آیت میں داخل نہیں۔ کیونکہ یہ حکام مجبوراً" ایسا کرتے ہیں اور ان مروجہ احکام کو شرعی حکم نہیں سمجھتے ۶۔ یعنی اے مسلمانو ! تم بھی ایسا کیا کرو' رب تعالیٰ نے توریت کا یہ قانون قرآن شریف میں بیان کیا مگر ہم کو منع نہ فرمایا۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ

اور وہ تم سے کیونکر فیصلہ چاہیں گے حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں

اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ

اللہ کا حکم موجود ہے ۱؎ پھر اسی سے منہ پھیرتے ہیں اور وہ ایمان لانے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ

والے نہیں ۲؎ بے شک ہم نے توریت اتاری اس میں ہدایت اور نور ہے

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا

اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرمانبردار نبی ۳؎

وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ

اور عالم اور فقیہ کہ ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی

كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا

گئی تھی ۴؎ اور وہ اس پر گواہ تھے تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو

النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا

اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت

قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ

نہ لو ۵؎ اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے ۶؎ وہی لوگ

هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ

کافر ہیں اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا ۶؎ کہ جان کے بدلے

بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ

جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک

وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ

اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں

ع ۹ / ۱۰

قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ
بدلہ ہے ؎ پھر جو دل کی خوشی سے بدلہ کرا دے ؎ تو وہ اس کا گناہ اتار دے گا ؎ اور جو

لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾
اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے ؎ تو وہی لوگ ظالم ہیں ؎

وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا
اور ہم ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو لائے ؎ تصدیق کرتا

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ
ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی ؎ اور ہم نے اسے انجیل عطا کی

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ ۙ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
جس میں ہدایت اور نور ہے اور تصدیق فرماتی ہے توریت کی کہ اس سے

مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ ؕ
پہلے تھی ؎ اور ہدایت اور نصیحت پرہیزگاروں کو

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ
اور چاہیئے کہ انجیل والے حکم کریں اس پر جو اللہ نے اس میں اتارا ؎

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کریں تو وہی لوگ

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ
فاسق ہیں ؎ اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اتاری

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا
اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی اور ان پر محافظ و گواہ ؎

عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ
تو ان میں فیصلہ کرو اللہ کے اتارے سے ؎ اور اے سننے والے

۱۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ قصاص میں زخم و قتل وغیرہ میں برابری ہے' نوعیت قتل و زخم میں برابری ضروری نہیں' لہٰذا اگر کوئی شخص کسی کا سر کچل کر ہلاک کرے تو قاتل کو تلوار سے قتل کیا جائے گا نہ کہ سر کچل کر جیسے کہ کوئی شخص کسی چھوٹی بچی کو زنا سے ہلاک کرے' بہرحال نوعیت قتل میں برابری ضروری نہیں ۲۔ یعنی اگر مظلوم ظالم کو معاف کر دے نہ تو قصاص لے نہ مالی معاوضہ تو مظلوم کی یہ معافی ظالم کے ظلم کا بدلہ ہوگی اور وہ اب اس کی پاداش سے بری ہوگا' آخرت کے وبال سے بچنے کے لئے توبہ ضروری ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص حق العبد ہے' حق والے کے معاف کرنے سے معاف ہو جاتا ہے' حق العبد کی یہی پہچان ہے' حق اللہ کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتا ۴۔ اس طرح کہ احکام اسلامی کو غلط سمجھے مروجہ قانون کو حق جانے وہ کافر ہے ۵۔ یہاں ظالم سے مراد کافر و مشرک ہے' رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے' ورنہ آپ کو باپ کی طرف نسبت کیا جاتا۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں' ان کے تمام نبیوں کے بعد تشریف لائے اسی لئے انہیں مصدق کہا گیا ۷۔ انجیل توریت شریف کی ناسخ بھی ہے' اور تصدیق فرمانے والی بھی' کیونکہ انجیل نے توریت کو سچا کہا' ہاں اس کے احکام ختم کر دیئے' لہٰذا نسخ تصدیق کے خلاف نہیں' دیکھو ہمارا قرآن شریف تمام کتابوں کا ناسخ بھی ہے' اور مصدق بھی ۸۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام بھی توریت شریف کی تصدیق فرماتے تھے' اور انجیل شریف بھی' یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تشریف لا کر توریت کو سچا کر دیا۔ کیونکہ اس میں آپ کی آمد کی خبر تھی۔ ۹۔ اس حکم سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے' ورنہ اب انجیل کے باقی احکام کے مکلف عیسائی بھی نہیں۔ کیونکہ انجیل منسوخ ہو چکی مسلمان حاکم بھی ان پر اسلامی سزائیں جاری کرے گا' نہ کہ ان کے دین کی' ہاں عبادات میں ان کو مذہبی آزادی ہوگی ۱۰۔ یہاں فاسق سے مراد فاسق اعتقادی یعنی کافر ہے جیسا کہ پچھلی آیت سے معلوم ہوا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں جو اللہ کے احکام کو بیچ نہ سمجھے وہ کافر بھی ہے ظالم بھی اور فاسق بھی' اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ کچہریوں کو عدالت اور حاکموں کو عادل کہنا جائز نہیں کیونکہ ان میں اسلامی قوانین جاری نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام آسمانی کتابوں کے ماہر ہیں کیونکہ رب نے آپ کو توریت کا گواہ فرمایا اور گواہی بغیر علم ممکن نہیں' ۱۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلامی حاکم' کفار کے مقدمات میں قرآنی فیصلہ کرے گا۔ اور انہیں قرآنی سزائیں دے گا کہ ان کے چور کے ہاتھ کاٹے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء یہود کو توریت کی آیت رجم دکھا کر جو رجم کرایا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت آپ ان کے حاکم نہ تھے بلکہ حکم تھے۔

أَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ

ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اپنے پاس آیا ہوا حق چھوڑ کر ؎ ہم نے

شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً

تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا ؎ اور اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی

وَاحِدَةً وَلٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَآ آتَاكُمْ ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ

امت کر دیتا ؎ مگر منظور ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا اس میں تمہیں آزمائے ؎ تو بھلائیوں کی

إِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ

طرف سبقت چاہو تم سب کا پھرنا اللہ ہی کی طرف ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جس بات

تَخْتَلِفُونَ ﴿٤٨﴾ وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ اللّٰهُ وَلَا

میں تم جھگڑتے تھے اور یہ کہ اے مسلمان اللہ کے اتارے پر حکم کر ؎ اور ان

تَتَّبِعْ أَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَنۢ

کی خواہشوں پر نہ چل اور ان سے بچتا رہ کہ کہیں تجھے لغزش نہ دے دیں ؎ کسی

بَعْضِ مَآ أَنزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا

حکم میں جو تیری طرف اترا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو جان لو کہ اللہ

يُرِيدُ اللّٰهُ أَن يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ

ان کے بعض گناہوں کی سزا ان کو پہنچایا چاہتا ہے ؎ اور بیشک

كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ﴿٤٩﴾ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ

بہت آدمی بے حکم ہیں تو کیا جاہلیت کا حکم

يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ

چاہتے ہیں ؎ اور اللہ سے بہتر کس کا حکم یقین والوں

يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾ يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ

کے لئے اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست

ع ٧ ۔ ١١

١۔ اس سے معلوم ہوا کہ رشوت لے کر یا مروت یا رعایت یا نفسانی خواہش کی بنا پر عالم کا غلط فتویٰ دینا یا حاکم کا غلط حکم دینا سخت جرم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے سارے احکام حق اور عدل ہیں اس کے مقابل سارے احکام باطل اور ظلم ہیں۔ خیال رہے کہ اس میں خطاب ہر مسلمان سے ہے' اسی لئے اگلی آیت میں ارشاد ہوا لبعلکم ۲۔ یعنی گزشتہ انبیاء کرام عقائد میں متفق اور شرعی فرعی اعمال میں مختلف تھے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب بھی ہر قوم کے لئے جداگانہ احکام ہیں' کیونکہ اب سارے انسانوں کے لئے قرآنی احکام ماننا لازم ہیں اور سب اس کے مکلف ہیں ۳۔ اس طرح کہ اول سے آخر تک ایک ہی نبی اور ان کے شرعی احکام رہتے کوئی دین منسوخ نہ ہوتا اور سب کو اس کے ماننے کی توفیق مل جاتی مگر ایسا نہ ہوا ۴۔ یعنی مختلف انبیاء پر مختلف شریعتیں نازل ہونا بھی حکمت پر مبنی ہے کہ مقبول بندے اس پر سر جھکا دیتے ہیں' اور مردود ین اس نسخ اور اختلاف کو نہیں مانتے' بلکہ اس میں کج بحثی کرتے ہیں' نیز ہر زمانے میں اس وقت کے لحاظ سے احکام بھیجے گئے' قابل طبیب مریض کے حالات کے مطابق دوائیں اور غذائیں مختلف تجویز کرتا ہے ۵۔ خیال رہے کہ قرآن' حدیث' اجماع اور قیاس سب بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ میں داخل ہیں' قرآن وحی جلی ہے' حدیث وحی خفی' اجماع امت پر عمل کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے' قیاس قرآن و حدیث کا مظہر ہے ٦۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اپنے کو کفار کے فریب اور شیطان کے مکر سے محفوظ نہ جانے' جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی احتیاط کا حکم دیا گیا۔ تو ہم کس شمار میں ہیں۔ ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے نفس کا شریعت مطہرہ کے خلاف چاہنا اس پر عذاب الٰہی آنے کی علامت ہے۔ شعر

ہر کہ سیمائے راستاں دارد
سر خدمت بر آستاں دارد

٨۔ شان نزول۔ مدینہ منورہ میں یہود کے دو قبیلے تھے بنی نضیر اور بنی قریظہ جن میں آپس میں کشت و خون ہوتا رہتا تھا۔ مگر بنی نضیر اپنے مقتول کا بدلہ بنی قریظہ سے دگنا لیتے تھے اور ان کے مقتول کا بدلہ آدھا دیتے تھے۔ بنی قریظہ نے حضور سے اس ظلم کی فریاد کی حضور نے فرمایا کہ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہر ایک کا خون برابر ہے۔ سب کا بدلہ یکساں ہونا چاہیے۔ اس پر بنی نضیر راضی نہ ہوئے' تب یہ آیت کریمہ اتری اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی پر راضی نہ ہونا اور اپنے نفس کی پیروی کرنا کفار کا طریقہ ہے۔

وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ

نہ بناؤ ؎ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ؎ اور تم میں جو کوئی ان سے

مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہیں بے شک اللہ بے انصافوں کو راہ

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ

نہیں دیتا ؎ اب تم انہیں دیکھو گے جن کے دلوں میں آزار ہے کہ یہود و نصاریٰ کی طرف

فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى

دوڑتے ہیں کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے ؎ تو نزدیک ہے

اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا

اللہ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم ؎ پھر اس پر

عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

جو اپنے دل میں چھپایا تھا پچھتاتے رہ جائیں ؎ اور ایمان والے

اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ

کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش

اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب اکارت گیا ؎ تو رہ گئے نقصان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ

میں اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا ؎

فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ

تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا ؎ کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ

پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں

ا۔ شان نزول' یہ آیت کریمہ حضرت عبادہ ابن صامت صحابی اور عبداللہ ابن ابی منافق کے متعلق نازل ہوئی۔ حضرت عبادہ نے فرمایا کہ بڑے شان و شوکت والے یہودی میرے دوست ہیں' لیکن اب میں اللہ رسول کے سوا تمام کی دوستیوں سے بیزار ہوں' عبداللہ ابن ابی بولا کہ مجھے یہود کے ساتھ تعلقات رکھنا ضروری ہیں' مجھے ان سے محبت ہے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی گفتگو سن کر اس منافق سے فرمایا کہ یہود کی دوستی رکھنا تیرا ہی کام ہے عبادہ کا کام نہیں' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یہود و نصاریٰ سے دوستی و محبت اور بلا سخت ضرورت کے ان کی مدد کرنا۔ یا ان سے مدد لینا حرام ہے' دوسرے یہ کہ کفار سے محبت رکھنا منافقوں کی علامت ہے' تیسرے یہ کہ جب اہل کتاب سے محبت حرام تو مشرکین سے بدرجہ اولیٰ حرام' کیونکہ یہ ان سے بدتر ہیں۔ ٢۔ یعنی اسلام کے مقابلہ میں وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں لیکن حقیقت میں آپس میں ان کا سخت اختلاف ہے' رب فرماتا ہے وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ۔ اور فرماتا ہے تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ٣۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک عیسائی کاتب رکھا تھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ پوچھی' انہوں نے عرض کیا کہ یہ بڑا قابل کاتب ہے' اس کے بغیر حکومت بصرہ کا کام چلانا دشوار ہے' آپ نے فرمایا کہ اگر یہ مرگیا تو کیا کرو گے (خازن) اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت میں کفار کو کلیدی آسامیاں نہ دی جائیں ٤۔ اس کا یا تو یہ مطلب ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے ہم کو دنیاوی مصیبتیں آجانے کا خوف ہے۔ کیونکہ ہمارے سارے کاروبار ان کے ساتھ ہیں وہ سب بند ہو جائیں گے یا یہ مطلب ہے کہ اے مسلمانو اگر ہم تم سے ملیں اور اہل کتاب سے بگاڑ لیں تو کسی آفت ناگہانی کے موقع پر ہم تباہ ہو جائیں گے' کیونکہ تم تھوڑے اور غریب ہو اور وہ لوگ زیادہ اور مالدار ہیں' ہمارے کام وہ آئیں گے نہ کہ تم' ٥۔ یہاں فتح سے مراد عام فتوحات ہیں' یا فتح مکہ' اور حکم سے مراد کفار و مشرکین سے حجاز کا خالی کرالینا۔ یا مدینہ منورہ سے یہود کا نکالنا ہے' خیال رہے کہ یہاں اذ صنہ خلو کے لئے ہے اللہ نے دونوں خبریں سچی کر دیں ٦۔ منافقین کی شرمندگی کی وجہ یہ ہو گی کہ وہ دو گھر کے مہمان ہیں' دلی کافر اور زبانی مسلمان کفار فنا ہو جائیں گے' اور مدینہ پاک میں صرف مسلمان رہ جائیں گے تو منافق شرمندہ ہوں گے' معلوم ہوا کہ صلح کلی کا انجام ندامت ہے۔ ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ اور منافقت نیکیاں برباد ہو جانے کا باعث ہیں اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ ان منافقوں کے ظاہری نیک اعمال نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ نہ شرعاً" درست ہیں' نہ آخرت میں ان کا کوئی ثواب' آیت کا یہ مطلب نہیں کہ اولاً" ان کے اعمال درست تھے اب باطل ہوئے' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو کافروں سے صورت و سیرت میں اختلاف چاہیے نہ ان کی سی شکل بناؤ' نہ ان کے سے اخلاق بناؤ ٨۔ اس آیت کریمہ میں ایک غیبی خبر دی گئی ہے کہ بعض کلمہ پڑھنے والے مرتد ہو جائیں گے' چنانچہ ابوبکر صدیق کے زمانے میں کچھ لوگ زکوٰۃ کا انکار کر کے اور کچھ مسیلمہ کذاب پر ایمان لا کر مرتد ہو گئے تھے۔ ٩۔ یہاں قوم سے مراد ابوبکر صدیق اور ان کا لشکر ہے' اور انہیں لانے سے مراد ان حضرات کا برسراقتدار فرمانا ہے ورنہ وہ حضرات اس وقت بھی موجود تھے۔

وقف لازم
وقف منزل
عند البعض
وقف غفران

الربع

ا۔ اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کی خلافت کی حقانیت صاف طور پر مذکور ہے کیونکہ مرتدین سے جہاد آپ ہی نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا۔ حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے جہاد کافروں سے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جنگیں صرف باغیوں سے ہوئیں۔ مرتدین سے جہاد صرف حضرت صدیق اکبر نے کیا جو اس آیت میں مذکور ہے' خیال رہے کہ حضور کے زمانہ میں مرتدین پر جہاد نہیں ہوا ہاں قتل کئے گئے ۲۔ یہاں ولی بمعنی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ آیت خلافت مرتضوی کے لئے مخصوص ہو سکتی ہے۔ چند وجوہ سے ایک یہ کہ اللہ رسول کسی کے خلیفہ نہیں اور یہاں انہیں بھی ولی فرمایا گیا۔ اور ایک لفظ بیک وقت چند معنی میں استعمال نہیں ہو سکتا' دوسرے یہ کہ اس آیت کے نزول کے وقت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے' اگر آیت میں حضور کے بعد کا زمانہ مراد لیا جائے تو آپ کی خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہوتی۔ تین خلفاء کے بعد بھی بعد کا ہی زمانہ ہے' تیسرے یہ کہ انما حصر کے لئے ہے۔ اگر خلافت علی مرتضیٰ میں منحصر ہو جائے تو بقیہ گیارہ اماموں کی خلافت باطل' بہرحال یہاں ولی کے معنی یا دوست ہیں یا مددگار۔ ۳۔ شان نزول' یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ ابن سلام کے حق میں نازل ہوئی کہ جب انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہماری قوم نے چھوڑ دیا اور قسمیں کھا لیں کہ ہمارا بائیکاٹ کریں گے اس میں فرمایا گیا کہ تم کیوں غمگین ہوتے ہو اگر تم سے یہودی چھوٹ گئے تو تمہیں اللہ' رسول اور وہ مسلمان مل گئے جو زکوۃ بھی دیتے ہیں اور رکوع والی نماز بھی پڑھتے ہیں۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندوں کو دوست یا مددگار بنانا مومنوں کا طریقہ ہے ان سے محبت اللہ سے محبت ہے اور ان سے عداوت اللہ سے عداوت ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمیشہ مسلمان کو اپنی قوم میں رہنے سے عزت و غلبہ ملے گا۔ اپنی قوم سے کٹ کر کفار سے ملنا ذلت کا باعث ہے' وہی شاخ ہری رہتی ہے جو اپنی جڑ سے وابستہ ہو۔ ۵۔ شان نزول رفاعہ ابن زید اور سوید ابن حارث زبان سے اسلام ظاہر کرتے تھے دل میں کافر تھے' یعنی منافق بعض مسلمان ان سے محبت کرتے تھے ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (روح و خزائن) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دل کی تصدیق کے بغیر کلمہ پڑھنا اسلام کا مذاق اڑانا ہے دوسرے یہ کہ ہر کلمہ گو مسلمان نہیں اور نہ اس سے دوستی جائز ۶۔ اگر یہاں کافروں سے سارے کافر مراد ہیں۔ تو یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے کیونکہ اہل کتاب اور منافقین بھی کافر تھے۔ اور اگر اس سے مشرکین یا کھلے کافر مراد ہیں تو مطلب ظاہر ہے ۷۔ امام سدی فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک عیسائی رہتا تھا۔ جب موذن کہتا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو یہ کہا کرتا تھا' جل جائے جھوٹا۔ اللہ کی شان کہ اس کا خادم ایک رات آگ بجھانا بھول گیا۔ گھر والے سب سو گئے۔ آگ میں سے ایک شعلہ اٹھا اور وہ نصرانی اور اس کے تمام گھر والے جل گئے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ نماز پنج گانہ کے لئے اذان ہونی چاہیے' اذان کا ثبوت اس آیت سے ہے' دوسرے یہ کہ صالحین کے خواب شرعاً معتبر ہیں بلکہ اس پر شریعت کے احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اذان خواب میں دیکھی گئی تھی۔ جس کا قرآن نے اعتبار فرمایا۔ تیسرے یہ کہ دین کی کسی چیز کا مذاق اڑانا کفر ہے' دیکھو رب نے اذان کے مذاق اڑانے والوں کو کافر قرار دیا۔ ایسے ہی عالم' مسجد' خانہ کعبہ' نماز کہ ان میں سے کسی کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۚ ذٰلِكَ

لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے ۱ یہ اللہ

فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾

کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ

تمہارے دوست نہیں ۲ مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز

يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٥٥﴾

قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں ۳

وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ

اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٥٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

بنائے تو بے شک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے ۴ اے ایمان والو

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ

جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے وہ جو

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ

تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ۵ اور کافر ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ ۶

وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾ وَإِذَا نَادَيْتُمْ

اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو اور جب تم نماز کے لئے

إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

اذان دو ۷ تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ نرے بے عقل

قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٥٨﴾ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ

لوگ ہیں ۸ تم فرماؤ اے کتابیو تمہیں ہمارا کیا برا لگا

مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ

یہی نہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو ہماری طرف اترا اور اس پر جو پہلے اترا

مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ

اور یہ کہ تم میں اکثر بے حکم ہیں تم فرما دو کیا

اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ

میں بتا دوں جو اللہ کے یہاں اس سے بدتر درجہ میں ہیں وہ جن

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ

پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے کر دیئے بندر

وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

اور سور اور شیطان کے پجاری ان کا ٹھکانا زیادہ برا ہے

وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾ وَاِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا

یہ سیدھی راہ سے زیادہ بہکے اور جب تمہارے پاس آئیں تو کہتے ہیں

اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ وَاللّٰهُ

ہم مسلمان ہیں اور وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر اور اللہ

اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ

خوب جانتا ہے جو چھپا رہے ہیں اور ان میں تم بہتوں کو

يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ

دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی اور حرام خوری پر دوڑتے ہیں

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ

بیشک بہت ہی برے کام کرتے ہیں انہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے پادری

وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ

اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے

ا۔ یعنی اے کتابیو ' ہم تمہارے تمام پیغمبروں اور تمہاری تمام کتب کو حق مانتے ہیں۔ پھر تم ہم سے کیوں چڑتے ہو۔ صرف اسی لئے کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لائے ہیں' تم خود سوچ لو کہ ظالم ہم ہیں یا تم۔ خیال رہے کہ یہاں اکثر اس واسطے فرمایا گیا کہ ان میں سے بعض مومن تھے جیسے عبداللہ ابن سلام وغیرہ۔ شان نزول۔ تفسیر خازن میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ یہودی ایمان لانے کے لئے آئے اور پوچھا۔ کہ آپ نبیوں میں کس کس کو مانتے ہیں' ان کا منشا یہ تھا کہ اگر آپ عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہوں تو ہم ایمان نہ لائیں' جب انہیں پتہ لگا کہ حضور سارے نبیوں کو مانتے ہیں تو وہ پھر گئے اس پر یہ آیت اتری ۲۔ یعنی انبیاء کرام کو ماننے والے اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور ان میں سے ایک کا انکار کرنے والا اللہ کے غضب اور لعنت میں ہو گا ۳۔ یعنی اے یہودیو تم اپنے گزشتہ اور موجودہ حالات دیکھ کر خود فیصلہ کر لو۔ کہ تم اللہ کے محبوب ہو یا مردود' پچھلے زمانہ میں صورتیں تمہاری مسخ ہوئیں۔ سور بندر تم بنائے گئے بچھڑے تم نے پوجے۔ اب بھی بت پرستی تم کر رہے ہو' اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر بزرگوں کا نسب اور اشرف جگہ رہنا کام نہیں آتا۔ یہود اپنے اولاد انبیاء ہونے پر گھمنڈ کرتے تھے ۴۔ شان نزول۔ یہود کی ایک جماعت حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اظہار ایمان کرنے لگی۔ لیکن دل میں ان کے کفر تھا۔ ان کے متعلق یہ آیت اتری۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنصیب کو اچھی صحبت سے بھی فیض نہیں ملتا۔ بزرگوں کے پاس وہ جیسا آتا ہے ویسا ہی جاتا ہے' پیشاب سے بھرا ہوا ڈول کنوئیں سے کچھ نہ لائے گا۔ جب یہ لوگ نبی کی صحبت سے فائدہ حاصل نہ کر سکے تو دوسری صحبتوں کا کیا ذکر ہے' ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا مہربان ہے' کہ انہیں دشمنوں کی خفیہ سازشوں سے خبردار فرماتا ہے ۷۔ یہاں گناہ سے مراد توریت کی وہ آیات چھپانا ہے' جن میں حضور کی نعت تھی۔ اور زیادتی سے مراد توریت میں اپنی طرف سے بڑھا دینا ہے حرام خوری سے مراد وہ رشوتیں ہیں جو یہ لے کر توریت کے احکام بدل دیتے تھے ۸۔ معلوم ہوا کہ عالم دین کی اس پر بھی پکڑ ہو گی کہ وہ گناہ ہوتے ہوئے دیکھیں اور باوجود قدرت کے منع نہ کریں۔ عالم پر واجب ہے کہ خود بھی سنبھلے اور دوسروں کو بھی سنبھالے' یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء پر تبلیغ فرض ہے قلمی ہو یا زبانی یا عملی۔

لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ

بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ

مَغْلُوْلَةٌ ۚ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ

بندھا ہوا ہے ۱ ان کے ہاتھ باندھے جائیں ۲ اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے بلکہ

مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ۗ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا

اس کے ہاتھ کشادہ ہیں ۳ عطا فرماتا ہے جسے چاہے ۴ اور اے محبوب یہ جو

مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۗ

تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر میں ترقی

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۗ

ہوگی ۵ اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیر ڈال دیا ۶

كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ

جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا تا ہے ۷ اور زمین میں فساد

فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾

کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ

اور اگر کتاب والے ایمان لاتے ۸ اور پرہیزگاری کرتے تو ضرور ہم ان کے

سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ

گناہ اتار دیتے اور ضرور انہیں چین کے باغوں میں لے جاتے ۹ اور اگر وہ قائم

اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ

رکھتے توریت اور انجیل ۱۰ اور جو کچھ ان کی طرف ان کے رب

مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ

کی طرف سے اترا تو انہیں رزق ملتا اوپر سے اور ان کے پاؤں

۱ شان نزول، یہود مدینہ پہلے بڑے مالدار تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عناد اور دشمنی کی وجہ سے ان پر تنگدستی آگئی تو فحاص یہودی بولا کہ اللہ کے ہاتھ بندھ گئے، یعنی وہ بخیل ہوگیا۔ اس پر یہ آیت اتری، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ گناہوں سے روزی گھٹتی ہے اور نیکیوں سے رزق میں برکت ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ قوم میں سے ایک کا قول سب کا قول ہے اگر قوم منع نہ کرے۔ دیکھو یہ بکواس صرف فحاص نے کی تھی مگر رب نے فرمایا ان سب نے کہا ۲۔ یعنی دنیا میں یا آخرت میں۔ دنیا میں اس طرح کہ وہ بخیل و کنجوس ہو جائیں اور آخرت میں اس طرح کہ زنجیروں میں جکڑ کر دوزخ میں ڈالے جائیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ہوگا، یہود سے بڑھ کر کوئی قوم کنجوس نہیں ۳۔ ہاتھ کشادہ ہونے سے مراد ہے بے حد کرم اور مہربانی کہ دوستوں کو بھی نوازے اور دشمنوں کو بھی محروم نہ کرے ورنہ اللہ تعالیٰ ہاتھ اور ہاتھ کے کھلنے سے پاک ہے ۴۔ یعنی کسی کو امیر اور کسی کو غریب کرتا ہے لیکن اس وجہ سے نہیں کہ اس کے خزانے میں کچھ کمی یا کرم میں کچھ نقصان ہے بلکہ بندوں کے حالات کا تقاضا ہی یہ ہے اور اس میں ہزارہا مصلحتیں ہیں ۵۔ یعنی یہ قرآن ان بدنصیبوں کے کفر و سرکشی بڑھنے کا سبب ہے، جس قدر قرآن اترتا جائے گا ان کا انکار بڑھتا جائے گا مقوی غذا کمزور معدے والے کو بیمار کر دیتی ہے، اس میں غذا کا قصور نہیں، ایسے ہی سورج کی روشنی چمگادڑ کو اندھا کر دیتی ہے، اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کے دل میں حضور کی عظمت نہ ہو۔ اس کے لئے قرآن و حدیث کفر کی زیادتی کا سبب ہیں، جیسے آج بے دین مولویوں کو دیکھا جا رہا ہے، دین کی عظمت دین لانے والے محبوب کی عظمت سے ہے، دوسرے یہ کہ کفر میں زیادتی کمی ہوتی ہے مگر یہ زیادتی کیفیت میں ہے مقدار میں نہیں۔ کوئی آدھا یا پاؤ کافر نہیں۔ تیسرے یہ کہ مومن کے لئے قرآن۔ ایمان و عرفان کی زیادتی کا ذریعہ ہے، رب فرماتا ہے فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا ۶۔ اس میں ان کی آپس کی اصلی دشمنی کا ذکر ہے۔ ان کا اسلام کے مقابلہ میں ایک دوسرے سے مل جانا۔ یا کسی مصلحت سے دوستی کر لینا عارضی ہے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۷۔ یعنی یہ یہود کوشش کرتے ہیں کہ سارے کفار کو جمع کر کے مسلمانوں سے لڑا دیں۔ لیکن اکثر تو اس میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اور اگر کبھی جنگ ہو بھی جائے تو مسلمانوں کو فتح عظیم اور کفار کو شکست فاش ملتی ہے۔ غزوہ احزاب اور خلافت فاروقی کی جنگ قادسیہ و یرموک وغیرہ اس آیت کی زندہ جاوید تفسیریں ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انکار کر کے ساری کتابوں اور نبیوں کو مان لینا ایمان نہیں۔ حضور کی ذات گرامی ایمان کا مدار ہے، ان کو ماننا سب کو ماننا، ان سے پھرا سب سے پھرا دیکھو اہل کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے۔ تو رب نے فرمایا کہ اگر وہ ایمان لے آتے ۹۔ یعنی اگر اہل کتاب مسلمان ہو جاتے تو ان کے گزشتہ سارے گناہ مٹا دیئے جاتے اور وہ جنت کے مستحق ہو جاتے۔ معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے زمانہ کفر کے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ حقوق نہیں مٹتے وہ ادا ہی کرنے پڑتے ہیں ۱۰۔ اس طرح کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیتے، کیونکہ توریت و انجیل میں اس کا حکم ہے،

اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ

کے نیچے سے لہ ان میں کوئی گروہ اعتدال پر ہے اور ان میں اکثر بہت ہی برے

مَا يَعْمَلُوْنَ ۝۶۶ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

کام کر رہے ہیں تہ اے رسول پہنچا دو جو کچھ اتارا تمہیں تمہارے

مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا تہ

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى

اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے تہ بے شک اللہ کافروں

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۷ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى

کو راہ نہیں دیتا ہ تو تم فرما دو اے کتابیو تم کچھ بھی

شَىْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ

نہیں ہو جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل تہ اور جو کچھ تمہاری

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ

طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا تہ اور بیشک اے محبوب وہ جو تمہاری طرف تمہارے

اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ

رب کے پاس سے اترا تہ اس سے ان میں بہتوں کو شرارت اور کفر کی اور ترقی ہوگی تہ تو

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۸ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ

تم کافروں کا کچھ غم نہ کھاؤ بیشک وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تہ اور اسی طرح

هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی ان میں جو کوئی سچے دل سے اللہ

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور قیامت پر ایمان لائے تہ اور اچھے کام کرے تو ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے

ا۔ یعنی آسمان سے بارش اور زمین سے پیداوار میں برکتیں ہوتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کی پابندی اور اللہ کی اطاعت سے رزق میں وسعت ہوتی ہے ۲۔ یعنی سارے اہل کتاب یکساں نہیں، بعض اعتدال پسند ہیں وہ تو آپ پر ایمان لے آتے ہیں، جیسے عبداللہ ابن سلام وغیرہ بعض بہت متعصب انہیں ایمان نصیب نہیں ہوتا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تبلیغی حکم چھپایا نہیں، لہٰذا وقت وفات دوات اور قلم طلب فرمانا اور پھر کچھ نہ لکھنا کسی حکم تبلیغی کی بنا پر تھا۔ بلکہ گزشتہ بیان کئے ہوئے حکموں میں سے کوئی حکم تحریر فرمانا مقصود تھا ورنہ اس آیت کے خلاف ہو گا۔ ۴۔ یعنی کوئی کافر آپ کو شہید نہ کر سکے گا۔ اس آیت سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہرا دیا کرتے تھے، اس آیت کے نزول کے بعد وہ پہرا اٹھا دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا دیکھو سارے کافر حضور کے دشمن اور حضور اکیلے، مگر سب پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غالب آئے اور کسی کا داؤ آپ پر نہ چل سکا۔ جنگ احد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچنا اس آیت کے خلاف نہیں، خیال رہے کہ کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے جو پیغمبر شہید کئے گئے ان پر جہاد فرض نہ تھا۔ ۵۔ یعنی کفار جن و انس کو آپ پر قابو نہ ملے گا۔ دیگر مخلوق تو پہلے ہی آپ کی مطیع اور فرمانبردار ہے کہ شجر و حجر آپ کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور چاند سورج اشارے پر کام کرتے ہیں۔ ۶۔ اس طرح کہ حضور پر ایمان لے آؤ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب بھی توریت اور انجیل کے سارے احکام پر عمل کرو۔ کیونکہ وہ کتب منسوخ بھی ہیں۔ اور تحریف شدہ بھی ۷۔ اب یعنی قرآن کریم خلاصہ یہ کہ تمہارے نسب و اعمال سب بیکار ہیں۔ جب تک کہ تم قرآن کریم کو اپنا دستور العمل نہ بناؤ شعر

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی پر کتاب اترنا سب پر اترنا ہے۔ کیونکہ نبی اصل مقصود ہیں اور ساری امت ان کے تابع، اسی لئے ارشاد ہوا الیکم ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث مثل بارش کے ہیں۔ بارش بوئے ہوئے بیج کو اگا تو سکتی ہے مگر اسے بدل نہیں سکتی، جن کے دلوں میں شقاوت ازلی کا تخم ہے ان کے لئے قرآن و حدیث اس کی زیادتی کا باعث ہوں گے اور جن کے دل میں ایمان اور عرفان کا بیج ہے ان کا ایمان و عرفان بڑھے گا اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں، پھر قرآن وغیرہ پڑھاتے ہیں تاکہ کلمہ سے ایمان کا تخم بو کر قرآن و حدیث کا پانی دیا جائے ۱۰۔ یعنی جو زبانی کلمہ پڑھ کر قومی مسلمان بن گئے مگر دینی مومن نہ بنے جیسے منافقین، اس لئے آگے ارشاد ہو مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اس سے معلوم ہوا کہ قادیانی۔ چکڑالوی وغیرہ قومی مسلمان ہیں دینی مومن نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائی، یہودی صابئی وغیرہ مومن نہیں۔ اگرچہ تمام اگلی آسمانی کتابوں کو مانیں ورنہ آگے من امن نہ فرمایا جاتا۔

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي

اور نہ کچھ غم لہ بے شک ہم نے بنی اسرائیل

إِسْرَآءِيلَ وَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ رُسُلًا كُلَّمَا جَآءَهُمْ

سے عہد لیا اور ان کی طرف رسول بھیجے جب کبھی ان کے پاس کوئی

رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَ

رسول وہ بات لے کر آیا جو ان کے نفس کی خواہش نہ تھی ایک گروہ کو جھٹلایا اور

فَرِيقًا يَقْتُلُونَ ﴿٧٠﴾ وَحَسِبُوٓا أَلَّا تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا

ایک گروہ کو شہید کرتے ہیں ٢ اور اس گمان میں ہیں کہ کوئی سزا نہ ہوگی تو اندھے

وَصَمُّوا ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ

اور بہرے ہو گئے پھر اللہ نے انکی توبہ قبول کی ٣ پھر ان میں بہتیرے اندھے اور بہرے

مِّنْهُمْ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿٧١﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ

ہو گئے ٤ اور اللہ ان کے کام دیکھ رہا ہے بے شک کافر ہیں وہ جو

قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ

کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے ٥ اور مسیح نے

الْمَسِيحُ يَٰبَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ

تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب ٦ اور تمہارا رب

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

بے شک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے ٧ تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی

وَمَأْوَىٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿٧٢﴾ لَقَدْ كَفَرَ

اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے ٨ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ٩ بیشک کافر ہیں

الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَٰثَةٍ وَمَا مِنْ

وہ جو کہتے ہیں اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے ١٠ اور خدا تو

وقف لازم

ا۔ اس سے معلوم ہوا ہر صالح مسلمان ولی ہے کیونکہ یہی درجات اولیاء اللہ کے بیان ہوئے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کا خوف دنیا کی بے خوفی کا ذریعہ ہے ۲۔ جھٹلانے میں یہودی و نصاریٰ سب شریک تھے' مگر انبیاء کرام کو شہید کرنے والے صرف یہود ہیں کہ ان کے ہاتھوں بہت سے نبی شہید ہوئے۔ جن میں حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ علیہم السلام بھی ہیں۔ خیال رہے کہ کوئی نبی جہاد میں کافروں کے ہاتھ سے شہید نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف کے نہیں جن میں انبیاء کی فتح و نصرت کا وعدہ ہے' رب نے فرمایا۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىْ ۳۔ اس طرح کہ پہلے یہ لوگ بخت نصر بادشاہ کے پنجہ ظلم میں پھنسے رہے۔ جس نے بنی اسرائیل کو سخت ذلیل کیا اور بہت ایذائیں پہنچائیں پھر ایک فارسی بادشاہ کے ذریعہ انہیں نجات ملی۔ خیال رہے' کہ انبیاء کرام کو شہید کرنے والوں کی اولاد کی توبہ قبول ہوئی' نہ کہ خود قاتلین کی' نبی کے قاتل کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی اور توہین پیغمبر کی توبہ شرعاً" قبول نہیں ہوتی ۴۔ اس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا' مگر ناکام رہے' خیال رہے کہ کثیر' صموا کا فاعل نہیں' اس کا فاعل ضمیر ھم ہے کثیر اس کا بدل البعض ہے ورنہ صموا جمع نہ آتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بار تو سارے ہی بہرے گونگے ہو گئے تھے مگر دوسری بار سب نہیں اکثر ہوئے' کیونکہ یہاں کثیر فرمایا پہلے نہ فرمایا ۵۔ عیسائیوں میں یعقوبیہ اور ملکانیہ فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتا تھا۔ یہ لوگ حلول الوہیت کے قائل تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام میں الوہیت ایسی سرایت کی ہوئی ہے جیسے پھول میں رنگ و بو' اسی طرح شیعوں میں نصیریہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہتا ہے' ان کا مطلب بھی یہی ہے۔ ۶۔ یعنی ان عیسائیوں کی یہ بکواس خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہے کہ وہ تو اپنے کو رب کا بندہ کہتے تھے اور یہ انہیں رب کہنے لگے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے لئے اولاد ماننا شرک ہے اور وہ عیسائی جن کا یہ عقیدہ ہو مشرک ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں اہل کتاب اس لئے کہا جاتا ہے' کہ وہ آسمانی کتاب انجیل کے قائل ہیں۔ جو مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں مانتے تھے' وہ اس لئے مشرک کہلائے کہ کسی کتاب کو نہ مانتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو مان لینا کبھی شرک و کفر کو بھی ہلکا کر دیتا ہے اور کبھی اس سے کفر سخت بھی ہو جاتا ہے جیسے اسلام کے مرتد فرقے ۸۔ اس سے اشارۃً" معلوم ہوا کہ کوئی کافر اعراف میں نہ رہے گا' نیز اعراف دائمی مقام نہ ہو گا۔ بلکہ عارضی جن پر جنت حرام ہے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے' نہ کہ اعراف ۹۔ معلوم ہوا کہ رب نے مسلمانوں کے مددگار مقرر فرما دیئے ہیں' کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے جس سے مسلمان محفوظ ہیں ۱۰۔ عیسائیوں میں فرقہ مرقوسیہ اور نسطوریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ الٰہ تین ہیں باپ بیٹا روح القدس' اللہ کو باپ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کا بیٹا اور حضرت جبریل علیہ السلام کو روح القدس کہتے ہیں۔ بعض عیسائی حضرت مریم کو بجائے روح القدس کے خدا مانتے ہیں۔ تثلیث کا یہی مطلب ہے۔

اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ

نہیں مگر ایک خدا اور اگر اپنی بات سے باز نہ آئے تو

لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا

جو ان میں کافر رہیں گے ؎۱ ان کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا تو کیوں

يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾

نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور اس سے بخشش مانگتے ؎۲ اور اللہ بخشنے والا مہربان

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ

مسیح بن مریم نہیں مگر ایک رسول ؎۳ اس سے پہلے بہت

قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ

رسول ہو گزرے اور اس کی ماں صدیقہ ہے ؎۴ دونوں کھانا کھاتے

الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ

تھے دیکھو تو ہم کیسی صاف نشانیاں ان کے لئے بیان کرتے ہیں پھر دیکھو وہ

اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا

کیسے اوندھے جاتے ہیں تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہو جو

لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ

تمہارے نقصان کا مالک نہ نفع کا ؎۵ اور اللہ ہی سنتا

الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ

جانتا ہے تم فرماؤ اے کتاب والو اپنے دین میں ناحق

غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ

زیادتی نہ کرو ؎۶ اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے

قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾

اور بہتوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بہک گئے

۱۔ یعنی یہ سب کافر ہیں' لیکن جو مرتے وقت تک کافر رہیں گے وہ اس عذاب کے مستحق ہوں گے' کیونکہ خاتمہ کا اعتبار ہے' لہٰذا چاہیے کہ جلد توبہ کریں۔ اسی لئے آگے توبہ کا ذکر آ رہا ہے۔ ۲۔ یہاں توبہ سے مراد شرک سے باز آ جانا ہے اور استغفار سے مراد توحید کا اقرار کرنا۔ یا توبہ سے مراد برے عقیدوں سے توبہ کرنا اور استغفار سے مراد برے اعمال سے توبہ کرنا۔ یا گذشتہ کفر پر ندامت توبہ ہے اور آئندہ توحید پر قائم رہنے کا اقرار استغفار ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۳۔ یہ حصر الوہیت کے لحاظ سے ہے یعنی وہ اللہ نہیں اللہ کے بیٹے نہیں' صرف بندے اور رسول ہیں' یہ مطلب نہیں کہ ان میں رسالت کے سوا اور کوئی وصف نہیں' وہ کلمۃ اللہ بھی ہیں۔ روح اللہ بھی ہیں اور مسیح بھی' اسی طرح قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں حصر کا یہی مطلب ہے ۴۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے سچ بولے' اور صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے' اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی قوم بزرگوں کی شان میں زیادتی کرے تو تم ان بزرگوں کو گالیاں مت دو بلکہ ان کا احترام قائم رکھتے ہوئے اس قوم کی تردید کرو' دیکھو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ و مریم علیہم السلام کو خدا کہہ دیا' تو رب نے ان بزرگوں کا ذکر عزت ہی سے فرمایا۔ خیال رہے کہ یہاں کھانے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ کھانا بندگی کی بڑی دلیل ہے کھانے والا کھانے سے پہلے رزق حاصل کرنے میں کھاتے وقت اعضاء کی طاقت میں اور کھانے کے بعد ہضم وغیرہ میں رب کا حاجت مند ہوتا ہے تمام کاروبار کھانے کے لئے چل رہے ہیں' تمام بیماریاں کھانے سے ہیں ۵۔ یعنی بذات خود نفع نقصان کے مالک نہیں رب کی عطا سے عیسیٰ دافع بلا اور مشکل کشا ہیں' مردے زندہ کرتے تھے اور بیماروں کو اچھا۔ ۶۔ یعنی باطل زیادتی نہ کرو کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت ہی کا انکار کر دیا۔ اور عیسائیوں نے انہیں خدا مان لیا' اس سے معلوم ہوا کہ دین میں حق زیادتی جائز ہے' جیسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجماع و قیاس کا اضافہ اور اچھے اعمال کی ایجاد ے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں' گمراہوں کی پیروی بری ہے مقبولوں' ہادیوں کی پیروی اچھی' رب فرماتا ہے فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ اور فرماتا ہے۔ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

ا۔ اس طرح کہ ایلہ والوں نے ہفتہ کے دن شکار کیا۔ حالانکہ یہ ان کے دین میں حرام تھا' تو وہ داؤد علیہ السلام کی بددعا سے بندر اور سور بنا دیئے گئے اور مائدہ والوں نے خوان کی نعمتیں کھا کر بھی کفر کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے پانچ ہزار آدمی بندر اور سور بن گئے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی بددعا بڑی خطرناک ہے۔ اور ہمیشہ عذاب الٰہی اللہ والوں کی بددعا سے آیا۔ ۲۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ان کی سرکشی سے ملول نہ ہوں' یہ تو عادی مجرم اور پرانے سرکش ہیں' جس کی سزا میں بندر اور سور بن چکے ہیں' اب ان کا امن میں رہنا صرف اس وجہ سے ہے کہ تم رحمت عالم ہو۔ تمہاری موجودگی میں عذاب نہ آئے گا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ برائی سے روکنا اچھائی کا حکم کرنا واجب ہے تبلیغ بند ہونے پر عذاب الٰہی آنے کا اندیشہ ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے کبھی حرام ہے اور کبھی کفر ۵۔ معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی ان کی سی شکل و صورت بنانا۔ ان کے طور طریقہ اختیار کرنا' منافقوں کی علامت ہے' اللہ رسول کی محبت اور ان کے دشمنوں کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں' روشنی اور تاریکی کا اجتماع ناممکن ہے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر عداوت کافر محبت سے سخت تر ہے' دیکھو عیسائی کافر محبت ہے اور یہود اور مشرکین کافر عداوت' مگر ان دونوں کو اشد فرمایا گیا' جیسے شیعہ اور وہابی کہ شیعہ محبت میں گمراہ اور وہابی عداوت میں ۷۔ اس آیت میں بادشاہ حبشہ اور ان کے ساتھیوں کی تعریف ہے' جو پہلے عیسائی تھے' پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے' قرآن سن کر روئے جو مہاجر مسلمان حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ چلے گئے تھے' انہیں امن دیا' اور ان کی خدمتیں کیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ اور اخلاص کے پیغام بھیجے' خیال رہے کہ مکہ معظمہ سے گیارہ مرد چار عورتیں جن میں حضرت عثمان اور آپ کی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہما بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں' نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہجرت کر کے چلے گئے۔ پھر جب انہیں وہاں امن ملا تو لگاتار مسلمان وہاں جانے لگے' یہاں تک کہ وہاں بیاسی مرد جمع ہو گئے' عورتیں اس کے علاوہ' نجاشی بادشاہ نے ہی حضور کا نکاح ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے کر دیا' چار ہزار دینار مہر بھی خود ادا کیا' حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تھے اور ام حبیبہ حبشہ میں' اسی پر آیت کریمہ اتری تھی۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ الخ اور یہ نکاح ہی ابوسفیان کے نرم پڑ جانے کا باعث ہوا (روح البیان وغیرہ) ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قوم میں علماء اور درویشوں کا رہنا خدا کی رحمت ہے' دوسرے یہ کہ تکبر و غرور بڑی بُری چیزیں ہیں۔

لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ

لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد

وَعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾

اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر ۱ یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا ۲

كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا

جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ۳ ضرور بہت ہی برے

یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰی كَثِیْرًا مِّنْهُمْ یَتَوَلَّوْنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ

کام کرتے تھے ان میں تم بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے

لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ

ہیں کیا ہی بری چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا

وَفِی الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَلَوْ كَانُوْا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

۴ اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ

وَالنَّبِیِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِیَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِیْرًا

اور ان نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اترا تو کافروں سے دوستی نہ کرتے ۵ مگر ان

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ

میں تو بہتیرے فاسق ہیں ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر

اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً

دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے ۶ اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی

لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ

میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے تھے ہم نصاریٰ ہیں ۷ یہ اس

مِنْهُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور یہ غرور نہیں کرتے

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ
اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا ۱؎ ان کی آنکھیں دیکھو
تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ
کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں ۲؎ اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے کہتے ہیں
رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ
اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے ۳؎ اور ہمیں کیا ہوا کہ
بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا
ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور اس حق پر کہ ہمارے پاس آیا اور ہم طمع کرتے ہیں کہ
رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَأَثَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا
ہمیں ہمارا رب نیک لوگوں کے ساتھ داخل کرے ۴؎ تو اللہ نے ان کے کہنے کے بدلے
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
۵؎ انہیں باغ دیئے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے
وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
یہ بدلہ ہے نیکوں کا اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٨٦﴾ يَا أَيُّهَا
ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ ہیں دوزخ والے ۶؎ اے
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ
ایمان والو حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لئے
وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٧﴾ وَكُلُوا
حلال کیں ۷؎ اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں ۸؎ اور کھاؤ
مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنتُم
جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ ۹؎ اور ڈرو اللہ سے جس پر تم

ا۔ ہجرت سے پہلے حضور پر نور کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتیں کفار مکہ کی ایذا رسانی سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ان میں حضرت عثمان بھی تھے اور عورتوں میں حضرت رقیہ اور ام سلمہ بھی تھیں۔ پھر حضرت جعفر طیار اور دوسرے لوگ بھی حبشہ پہنچ گئے اس کا نام ہجرت اولیٰ ہے۔ ان مہاجرین کا پہلا قافلہ گیارہ مرد اور چار عورتوں کا ماہ رجب نبوت کے ظہور کے پانچویں سال حبشہ داخل ہوا تھا۔ جب کفار قریش کو پتہ لگا کہ مسلمانوں کو حبشہ میں امان مل گئی تو وہ بادشاہ حبشہ نجاشی کے پاس پہنچ کر مسلمانوں کے شاکی ہوئے کہ یہ لوگ فسادی ہیں، آپ کے ملک میں فساد پھیلائیں گے۔ نجاشی نے کہا کہ ہم ان مہاجرین سے بات کر کے غور کریں گے۔ چنانچہ مسلمانوں کو دربار میں بلایا گیا۔ نجاشی نے پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ حضرت جعفر نے سورۃ مریم کی تلاوت شروع فرما دی۔ تمام دربار کے نصرانی علماء اور خود نجاشی رونے لگے۔ نجاشی نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم سب کو میرے ملک میں بالکل امن ہے نجاشی ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے رضی اللہ عنہ اس آیت میں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ پھر حبشہ کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا جس میں ۷۰ آدمی تھے۔ حضور نے سورۃ یٰسین سنائی جس پر وہ لوگ بھی زار و قطار رونے لگے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی کے وقت عشق و محبت میں رونا اعلیٰ عبادت ہے۔ اسی طرح عذاب الٰہی کے خوف و رحمت الٰہی کی امید میں رونا عبادت ہے۔ نیز ہل ہل کر جنبش کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنا سنت ہے۔ کیونکہ یہ جنبش عاشقوں کی وجدانی حالت ہے جیسے نسیم سے نرم شاخیں حرکت کرتی ہیں۔ تلاوت کرنے والا نسیم رحمت الٰہی سے ہلتا ہے۔ ۳۔ یعنی وہ پرانے مومن صحابہ کرام جو پہلے سے کلمہ توحید کی شہادت دے چکے ہیں۔ ہمیں بھی اس گروہ میں شامل فرما اس سے معلوم ہوا کہ پرانا مسلمان اور نیا مسلمان ایمان میں برابر ہیں۔ حشر سب کا ایک ساتھ ہو گا ۴۔ حبشہ کے اس وفد کو جو مومن ہو کر حبشہ واپس آیا۔ یہود حبشہ نے ملامت کی کہ تم نے اسلام کیوں قبول کیا۔ اور انہوں نے یہ جواب دیا جو رب نے نقل فرمایا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نکتہ نواز ہے۔ اگر ایک لفظ قبول فرمالے تو سارے گناہ معاف فرما دے۔ ان وفد والوں کو صرف اس جواب پر بخش دیا۔ ان کے صدقہ سے اللہ ہمارے گناہ بھی بخش دے ۶۔ اس آیت میں ان یہود پر عتاب ہے جنہوں نے اس وفد کو ایمان لانے پر طعن دیا تھا۔ لہذا فاتحہ کی چیز کو حرام نہ جانو۔ کسی حلال کو قسم کھا کر حرام نہ کر لو۔ جو چیز رب نے حرام نہ کی ہو اسے حرام نہ سمجھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ حرمت کسی عارضہ کی وجہ سے پیدا ہو گی۔ حرمت کے لئے دلیل چاہیے اور حلال ہونے کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں ۸۔ شان نزول۔ یہ آیت ان صحابہ کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے حضور کے وعظ سے متاثر ہو کر عثمان ابن مظعون کے گھر میں بیٹھ کر ترک دنیا کا عہد کیا کہ ہم ٹاٹ پہنیں گے۔ ہمیشہ روزہ رکھیں گے۔ رات بھر عبادت کیا کریں گے۔ گوشت نہ کھائیں گے۔ نرم بستر پر نہ سوئیں گے۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں ترک دنیا حرام ہے۔ تصوف کے معنی یہ نہیں کہ حلال چیزیں چھوڑ دی جائیں۔ تصوف حرام سے بچنے سے حاصل ہوتا ہے ۹۔ حلال وہ چیزیں جو حرام نہ ہوں۔ طیب وہ جو گندی نہ ہوں۔ تھوک رینٹ وغیرہ حرام نہیں حلال ہیں مگر طیب نہیں نیز لذیذ مزیدار چیزیں طیب ہیں یعنی خوب مزیدار چیزیں کھاؤ مگر حلال ہوں حرام نہ ہوں۔

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ

تمہیں ایمان ہے لے اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر لے

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ

ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا ۳ تو ایسی قسم کا بدلہ

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ

دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے اپنے گھروالوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط

اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ

میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا تو جو ان میں سے

فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ

کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے ۴ یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ

وَاحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو ۵ اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ

تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

کہیں تم احسان مانو۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور

وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

بت ۶ اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام ۷

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

تو ان سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ ۸ شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم

يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ

میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں ۹

وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے ۱۰ تو کیا تم

۱۔ یعنی حلال و پاکیزہ چیزیں خوب کھاؤ پیو۔ مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ نیک اعمال سے غافل نہ رہو۔ دنیا مثل صفر کے ہے اگر دین سے خالی ہو تو بے کار اور اگر دین کے ساتھ ہو تو اسے دس گنا کر دیتی ہے۔ ۲۔ مذہب حنفی میں لغو وہ قسم ہے جو جھوٹے واقعہ پر غلط فہمی سے سچا سمجھ کر کھالی جائے۔ اس میں نہ کفارہ ہے نہ گناہ۔ کیونکہ اس میں جھوٹ کا ارادہ نہیں ہوتا ۳۔ یعنی نادانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ نہیں۔ دانستہ جھوٹی قسم پر پکڑ ہے۔ خیال رہے کہ قسم تین طرح کی ہے۔ قسم لغو، قسم غموس، قسم منعقدہ، قسم لغو ہم بتا چکے ہیں۔ اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ۔ قسم غموس یہ ہے کہ گزشتہ واقعہ پر دیدہ دانستہ جھوٹی قسم کھالی جائے۔ اس میں گناہ ہے کفارہ نہیں، منعقدہ قسم یہ ہے کہ آئندہ چیز پر قسم کھائے اور پوری نہ کرے اس میں کفارہ ہے یہاں تینوں قسموں اور قسم منعقدہ کے کفارہ کا ذکر ہے اس کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑا دینا ہے۔ اگر ان میں سے کچھ نہ کر سکے تو تین روزے رکھے ۴۔ خیال رہے کہ روزے سے کفارہ قسم جب ہی ادا ہو گا جب کھانا کپڑا دینے غلام آزاد کرنے پر قدرت نہ ہو، کفارہ کے روزے مسلسل رکھنے ضروری ہیں قسم کا کفارہ توڑنے کے بعد ادا ہو سکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔ ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قسم پورا کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے نہ کہ توڑنے کے لئے کیونکہ اس کی حفاظت کا حکم ہے۔ لہذا قسم توڑنے سے پہلے کفارہ نہیں دے سکتے، کیونکہ کفارہ کا سبب قسم نہیں بلکہ قسم کا توڑنا ہے اور سبب سے پہلے مسبب نہیں ہو سکتا۔ (حنفی) ۶۔ انگوری شراب جسے خمر کہتے ہیں، نجس بھی ہے اور حرام قطعی بھی نشہ دے یا نہ دے۔ مطلقاً حرام ہے۔ ایسے ہی جوا۔ بہرحال حرام، اور دوسری شرابیں اگر نشہ دیں تو یقیناً حرام ہیں۔ اس سے کم کی حرمت میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ حرام ہیں بت پوجنا، بت بنانا، بتوں کی تجارت سب حرام ہے۔ ایسے ہی فال کھولنا فال کھولنے پر اجرت لینا یا دینا سب حرام ہے۔ ۷۔ یعنی شیطان یہ کام کراتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ حرکات شیطان خود نہیں کرتا۔ دوسروں سے کراتا ہے۔ خود تو پکا موحد ہے۔ اس آیت سے وہ آیات منسوخ ہو گئیں جن میں شراب کے حلال ہونے کا ذکر ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نیک اعمال کرنے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ برے اعمال سے بچنا بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں تقویٰ کے دو پر ہیں۔ پرندہ ایک پر سے نہیں اڑتا۔ دوسرے یہ کہ نیکیاں کرنا اور برائیوں سے بچنا دنیا اور دکھلاوے کے لئے نہ ہونا چاہیے بلکہ کامیابی حاصل کرنے کو ہو ۹۔ اس طرح کہ شرابی لوگ نشہ میں کبھی آپس میں ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ جوئے میں ہارنے والے کے دل میں جیتنے والے کی طرف سے نفرت پیدا ہوتی ہے جس سے قتل تک کی نوبت آجاتی ہے۔ جس کا بارہا مشاہدہ کیا گیا۔ یہ تو ان کا دنیاوی نقصان ہے۔ دینی نقصان یہ ہے کہ نماز اور اللہ کے ذکر سے روکتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے، وہ بری ہے۔ چھوڑنے کے قابل ہے۔ اسی لئے جمعہ کی اذان کے بعد تجارت حرام ہے۔

مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا

باز آئے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ۱؎ اور ہوشیار رہو

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾

پھر اگر تم پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا دینا ہے ۲؎

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ

جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان پر کچھ گناہ نہیں ہے ۳؎

فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جو کچھ انہوں نے چکھا جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں

ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں ۴؎ اور اللہ نیکوں کو

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ

دوست رکھتا ہے اے ایمان والو ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا

بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ

ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں ۵؎ کہ اللہ پہچان

اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ

کراوے ان کی جو اس سے بن دیکھے ڈرتے ہیں پھر اس کے بعد جو حد سے بڑھے

فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ

اس کے لئے دردناک سزا ہے ۶؎ اے ایمان والو شکار نہ مارو جب تم احرام

وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا

میں ہو ۷؎ اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے ۸؎ تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی

قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ

جانور مویشی سے دے ۹؎ تم میں کے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں یہ قربانی ہو کعبہ

۱۔ اللہ کی اطاعت صرف اس کے احکام میں ہے۔ رسول کی اطاعت قولی احکام میں بھی ہے اور عملی سنتوں میں بھی۔ کہ جس کا حکم دیں وہ فرض یا واجب ہے۔ جو ہمیشہ عمل کریں وہ سنت موکدہ۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے نہ ماننے سے حضور پر نور پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سورج کے انکار سے اس کی روشنی میں کمی نہیں آجاتی۔ کیونکہ ان پر تبلیغ لازم تھی جو انہوں نے بدرجہ اتم فرمادی۔ ہم ہی ان کے حاجت مند ہیں وہ ہمارے حاجت مند نہیں ۳۔ اس سے پتہ لگا کہ شرعی حکم آنے سے پہلے انسان پر گناہ کی پکڑ نہیں کیونکہ ابھی وہ کام گناہ نہیں ہوا تھا سوا شرک کے کہ اگر کسی کو نبوت کے احکام نہ بھی پہنچیں' تب بھی اسے توحید کا اقرار کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ ہر ذرہ اس کی توحید کی گواہی دے رہا ہے۔ یہ آیت ان بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی جو شراب حرام ہونے سے پہلے وفات پا چکے تھے اور شراب استعمال فرماتے رہے تھے ۴۔ یہاں تقویٰ تین جگہ مذکور ہوا ہے۔ پہلے سے مراد برے عقیدوں سے بچنا ہے۔ دوسرے سے شراب' جوئے سے بچنا۔ تیسرے سے تمام بری باتوں سے بچنا مراد ہے۔ (خزائن العرفان) ۵۔ یہ آیت ایک واقعہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ ۶ھ ہجری میں صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا مسلمان احرام باندھے ہوئے تھے۔ احرام میں شکار حرام ہے۔ مگر رب تعالیٰ نے مسلمانوں کی آزمائش فرمائی کہ پرندے' چرندے' شکاری جانور ان کی سواریوں پر اس طرح چھا گئے کہ مسلمان اگر چاہتے تو ہاتھوں سے یا نیزوں سے شکار کر لیتے۔ تمام صحابہ کرام اول نمبر اس امتحان میں پاس ہوگئے ۶۔ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دو طرح کا خاص کرم فرمایا۔ ایک یہ کہ پہلے سے اس امتحان کی خبر دے دی کہ مسلمان آمادہ ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو ثابت قدم رکھا ورنہ طالوت کے ساتھی اسرائیلی نہر کے امتحان میں بہت سے فیل ہو گئے تھے۔ ہمارے حضور پر نور نے قبر کے امتحان کے سارے پرچے اور ان کے جوابات اپنی امت کو بتا دیئے۔ حالانکہ امتحان کے سوالات چھپائے جاتے ہیں۔ یہ اس امت پر رب کا احسان ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بحالت احرام خشکی کا شکار حرام ہے البتہ دیوانہ کتا' بھیڑیا' خونخوار درندے' چیل' کوا' چوہا مارنا حلال ہے۔ ایسے ہی مچھر' چیونٹی' کھٹمل مارنا معاف ہے۔ (خزائن العرفان) ۸۔ محرم جان بوجھ کر خشکی کا شکار کرے یا خطا سے' بہر حال جزا واجب ہے' جان بوجھ کا ذکر تو اس آیت میں ہے اور خطا کا ذکر حدیث شریف میں ہے ۹۔ من النعم امام اعظم کے نزدیک ما کا بیان ہے اور امام محمد و شافعی کے نزدیک مثل کا بیان ہے لہٰذا امام اعظم کے نزدیک مثل سے معنوی مثل مراد ہے۔ یعنی قیمت' اور امام شافعی کے ہاں مثل سے جانور مراد ہے' لہٰذا امام اعظم کے نزدیک شکار کی قیمت واجب ہوگی اور امام شافعی کے نزدیک اس کا ہم شکل پالتو جانور اور قیمت وہاں کی جائے گی جہاں شکار کیا گیا۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شکار کے کفارہ میں تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اس کی قیمت کا جانور حرم شریف میں لے جا کر قربانی کر دے۔ دوسرے یہ کہ اس قیمت کی گندم خرید کر ہر مسکین کو فطرے کے بقدر یعنی سوا دو سیر دے دے۔ تیسرے یہ کہ ہر سوا دو سیر کے عوض ایک روزہ رکھ لے ۲۔ اس آیت سے بحالت احرام شکار کرنے کی حرمت معلوم ہوئی۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ شکاری کو مدد دینا اس کی طرف اشارہ کرنا بھی محرم کے لئے حرام ہے اور محرم کا ذبیحہ شکار مردار ہو گا کہ نہ خود محرم کھا سکے نہ کوئی دوسرا آدمی حاجی ہو یا غیر حاجی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر محرم چند شکار کرے تو اس پر فی شکار ایک کفارہ واجب ہے۔ ۳۔ محرم کو دریائی شکار حلال ہے۔ دریائی شکار وہ جو دریا میں پیدا ہو اور خشکی کا وہ جو خشکی میں پیدا ہو۔ رہتا سہتا خواہ کہیں ہو۔ ۴۔ خیال رہے کہ دو شکار حرام ہیں۔ محرم کا اور حرم کا۔ حرم شریف میں رہنے والے شکاری جانور کو نہ حلال آدمی شکار کر سکتا ہے' نہ محرم۔ وہ اللہ کی امان میں ہیں۔ یہاں احرام کے شکار کی حرمت کا ذکر ہے جو احرام ختم ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر حرم کا شکار ہمیشہ ہر شخص کے لئے حرام ہے خواہ وہ شخص حلال ہو یا محرم۔ بلکہ حرم کے شکار کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے ۵۔ یعنی کعبہ معظمہ کے ذریعہ مسلمانوں کے دینی و دنیاوی امور قائم ہیں کہ وہاں خائف کو امن ملتی ہے۔ اس کعبہ سے اہل حجاز کا رزق وابستہ ہے۔ اس کعبہ سے نمازیں' حج' عمرہ قائم ہیں۔ لہذا یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ ۶۔ ہدی اور ماہ محرم سے بھی دینی دنیاوی امور وابستہ ہیں کہ اس کے گوشت سے غریبوں اور امیروں کا گزارہ ہے اور اس سے ایک رکن اسلامی ادا ہوتا ہے۔ ۷۔ اس لئے اللہ سے امید بھی رکھو اور اس کا خوف بھی۔ اس خوف و امید سے ایمان قائم ہے۔ ۸۔ اس میں حضور کی بے نیازی کا ذکر ہے کہ وہ تمہارے حاجت مند نہیں تم ان کے محتاج ہو۔ اگر کوئی بھی ان کی اطاعت نہ کرے تو ان کا کچھ نہ بگڑے کیونکہ وہ تبلیغ فرما چکے۔ سورج سے اگر کوئی نور نہ لے تو سورج کا نقصان نہیں۔

الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ

کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر

صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ

روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے اللہ نے معاف کیا جو ہو گزرا

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

اور جو اب کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا ۲

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ

حلال ہے تمہارے لئے دریا کا شکار ۳ اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

کو اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو ۴ اور اللہ سے ڈرو

الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو

الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ؕ

لوگوں کے قیام کا باعث کیا ۵ اور حرمت والے مہینہ اور حرم کی قربانی اور گلے میں علامت

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

آویزاں جانوروں کو ۶ یہ اس لئے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اور جو کچھ زمین میں اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے جان رکھو کہ اللہ کا

شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ ؕ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ

عذاب سخت ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۷ رسول پر نہیں

اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

مگر حکم پہنچانا ۸ اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو تم چھپاتے ہو

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ

تم فرما دو کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں اگرچہ تجھے گندے کی

كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ

کثرت بھائے ۱؎ تو اللہ سے ڈرتے رہو اے عقل والو تاکہ تم

تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ

فلاح پاؤ اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں

اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ

تو تمہیں بری لگیں ۲؎ اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے

الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے

حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا

والا حلم والا ہے ۳؎ تم سے اگلی ایک قوم نے انہیں پوچھا پھر ان سے

بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ

منکر ہو بیٹھے ۴؎ اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے ۵؎ کان چرا ہوا اور نہ بجار

وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ

اور نہ وصیلہ اور نہ حامی ۶؎ ہاں کافر لوگ اللہ پر جھوٹا افتراء

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيْلَ

باندھتے ہیں ۷؎ اور ان میں اکثر نرے بے عقل ہیں اور جب ان سے کہا جائے

لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا

آؤ اس طرف جو اللہ نے اتارا اور رسول کی طرف ۸؎ کہیں

حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ

وہ بہت ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادتی تعداد اور کثرت رائے دینی امور میں معتبر نہیں۔ ایک مسلمان سواد اعظم ہے' لاکھوں کفار یا بے دین سواد اعظم نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کافر' صالح' فاسق حلال' حرام' خبیث طیب برابر نہیں ہو سکتے۔ جو کہے کہ ہندو اور مسلمان آپس میں برابر اور بھائی بھائی ہیں۔ وہ اس آیت کے خلاف کہتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ بلکہ عالم و جاہل برابر نہیں۔ ۲۔ شان نزول بعض لوگ حضور پر نور سے اکثر بے فائدہ باتیں پوچھا کرتے تھے۔ حضور میرا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ وہ کہاں ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ناگوار خاطر مبارک ہوتا تھا ایک روز ارشاد فرمایا کہ اچھا جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔ ہم ہر بات کا جواب دیں گے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ حضورا میرا انجام کیا ہے۔ فرمایا جہنم۔ دوسرے نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا صداقہ یعنی تو حرامی ہے۔ اپنے باپ کے نطفے سے نہیں کیونکہ اس کی ماں کا خاوند کوئی اور تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ہمارے حبیب سے اپنے راز فاش نہ کراؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو ازل سے ابد تک سب کچھ روشن ہے۔ کس کا بیٹا ابتدا ہے۔ جہنم یا دوزخ میں جانا انتہا۔ مگر دونوں کی حضور کو خبر ہے اگرچہ ظاہر نہ فرمائیں۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور پرنور نے فرمایا کہ حج فرض ہے۔ کسی نے عرض کیا کہ کیا ہر سال۔ حضور نے خاموشی اختیار فرمائی۔ انہوں نے کئی بار یہ سوال کیا۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کر دیتا تو ہر سال ہی حج فرض ہو جاتا اور پھر تم نہ کر سکتے۔ جو میں بیان نہ کروں تم اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے مالک احکام بنایا ہے۔ آپ کی ہاں اور نہ شرعی احکام ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر چیز مباح ہے جب تک شریعت حرام نہ کرے جیسا کہ ' عفا اللہ عنہا سے معلوم ہوا ۳۔ اس سے اشارۃ" یہ بھی معلوم ہوا کہ وظیفہ وغیرہ میں پابندیاں مت لگواؤ۔ جیسے پہنچے بلا قید ادا کر لو۔ یہ صراحۃ" معلوم ہوا کہ جو چیز شریعت نے حرام نہ کی ہو وہ حلال ہے حدیث شریف میں ہے کہ حلال وہ جسے اللہ حلال کرے۔ حرام وہ جسے اللہ نے حرام فرمایا۔ اور جس سے خاموشی رہی وہ معاف ہے لہٰذا محفل میلاد شریف' عرس وغیرہ کو چونکہ اللہ رسول نے حرام نہ فرمایا لہٰذا حلال ہے ۴۔ یعنی اگلی امتوں نے نبیوں سے سوالات کر کر کے احکام سخت کرا لئے پھر انہیں نباہ نہ سکے۔ ۵۔ یعنی ان جانوروں کا گوشت حرام نہیں ہو گیا بلکہ حلال ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کا نام پکارنا اسے حرام نہیں کرا دیتا۔ ہاں ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارنا حرام کر دے گا۔ رب فرماتا ہے وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اگر یہ جانور حرام ہوتے تو پھر کافر بچے تھے۔ ۶۔ یہ چار جانور وہ تھے جنہیں مشرکین عرب بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے پھر ان کا گوشت دودھ حرام سمجھتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت اتری ایک بحیرہ' یہ وہ اونٹنی تھی جو پانچ بار بچہ دے دے اور آخر میں اس کے نر ہو۔ اس کا کان چیر دیتے تھے۔ دوسری سائبہ' یہ وہ اونٹنی تھی جس کے متعلق وہ بتوں کی نذر مانتے تھے کہ اگر بیمار اچھا ہو جاوے یا فلاں سفر سے بخیریت آ جاوے تو میری اونٹنی سائبہ ہے۔ یعنی بجار' تیسری وصیلہ' یہ وہ بکری تھی جس کے سات بچے پیدا ہو جاتے اور آخر میں نر مادہ جوڑا ہوتا' چوتھے حامی' یہ وہ اونٹ تھا جس سے دس بار گیابھ حاصل کر لیا جاتا تو اسے چھوڑ دیتے ۷۔ کہ ان جانوروں کو حرام سمجھتے ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے گئے تھے۔ حالانکہ وہ حلال ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے جانوروں کو حرام سمجھنا کفار کا طریقہ ہے۔ صحابہ کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال پر قبضہ کرتے تھے جن میں یہ جانور بھی ضرور ہوتے تھے مگر سب

لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں نہ راہ پر ہوں ۱؎ اے ایمان والو

عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ

تم اپنی فکر رکھو ۲؎ تمہارا کچھ نہ بگڑے گا جو گمراہ ہوا جبکہ تم راہ پر ہو ۳؎

اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تم سب کی رجوع اللہ ہی کی طرف ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا۔ جو تم

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا

کرتے تھے ۴؎ اے ایمان والو ۵؎ تمہاری آپس کی گواہی جب

حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا

تم میں کسی کو موت آئے ۶؎ وصیت کرتے وقت تم میں سے دو

عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ

معتبر شخص ہیں یا غیروں میں کے دو ۷؎ جب تم ملک

ضَرَبْتُمْ فِى الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ

میں سفر کو جاؤ پھر تمہیں موت کا حادثہ ۸؎ پہنچے

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ

ان دونوں کو نماز کے بعد روکو ۹؎ وہ اللہ کی قسم کھائیں

اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ

اگر تمہیں کچھ شک پڑے ۱۰؎ ہم حلف کے بدلے کچھ مال نہ خریدیں گے ۱۱؎ اگرچہ قریب کا

وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

رشتہ دار ہو اور اللہ کی گواہی نہ چھپائیں گے ایسا کریں تو ہم ضرور گنہگاروں میں ہیں

فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ

پھر اگر پتہ چلے کہ وہ کسی گناہ کے سزاوار ہوئے ۱۲؎ تو ان کی جگہ دو اور

(بقیہ صفحہ ۱۹۷) کو غنیمت بنا کر آپس میں تقسیم کر لیتے تھے اور کھاتے تھے۔ کوئی تحقیق نہ فرماتے تھے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ فقط قرآن کی طرف آنا کافی نہیں بلکہ قرآن والے محبوب کی طرف بھی رجوع ضروری ہے۔ یعنی قرآن کے ساتھ حدیث شریف کو بھی مانے' ہاتھ میں قرآن ہو اور دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ جب ہدایت ملتی ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں جاہل باپ دادوں کی رسم اختیار کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ صالحین کی اتباع ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اس لئے یہاں لَا يَعْلَمُوْنَ اور لَا يَهْتَدُوْنَ کی قید لگائی گئی ۲۔ دوسروں کی فکر میں اپنے سے غافل نہ ہو جاؤ بلکہ پہلے خود درست ہو پھر بعد میں دوسروں کو درست کرنے کی کوشش کرو ۳۔ عقائد درست کر کے اور اعمال کر کے' ان میں تبلیغ بھی شامل ہے۔ جو باوجود قدرت کے تبلیغ نہ کرے اور وہ راہ پر ہی نہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے کام رب کے کام ہیں کیونکہ یہ خبر دینا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا ہم خبر دیں گے ۵۔ شان نزول۔ حضرت بدیل جو عمرو ابن عاص کے غلام تھے دو نصرانیوں تمیم بن اوس اور عدی بن بداء کے ساتھ شام کی طرف بغرض تجارت گئے۔ شام پہنچتے ہی بدیل بیمار ہو گئے۔ انہوں نے چپکے سے اپنے سامان کی فہرست لکھ کر سامان میں رکھ دی اور جب مرنے لگے تو تمیم اور عدی کو وصیت کی کہ میرا یہ تمام مال مدینہ منورہ پہنچ کر میرے گھر والوں کو دیدیں۔ بدیل کی وفات کے بعد ان دونوں نصرانیوں نے بدیل کا سامان دیکھا تو اس میں ایک چاندی کا پیالہ جس پر سونے کا پانی پھرا تھا وہ بھی تھا۔ ان دونوں نے وہ پیالہ تو غائب کر دیا اور باقی سامان بدیل کے گھر والوں تک پہنچا دیا۔ گھر والوں نے جب اس فہرست کو دیکھا' تو پیالہ نہ پایا۔ انہوں نے دونوں نصرانیوں سے پوچھا۔ انہوں نے کہا ہم کو خبر نہیں۔ ہم نے تو جیسا مال پایا ویسا ہی تم تک پہنچا دیا۔ یہ مقدمہ حضور پر نور کی کچہری میں پیش ہوا۔ یہ دونوں وہاں بھی انکاری ہو گئے۔ پھر وہ پیالہ مکہ معظمہ میں پکڑا گیا۔ جس شخص کے پاس تھا اس نے کہا کہ ہم نے یہ پیالہ تمیم وعدی سے خریدا ہے۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان۔ تفسیر خازن۔ ترمذی شریف) ۶۔ یعنی علامات موت نمودار ہو جائیں اور بچنے کی امید نہ رہے کہ اکثر وصیت ایسی ہی حالت میں کی جاتی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی وصیت ہو سکتی ہے۔ اور اس پر بھی یہی احکام جاری ہیں۔ وصیت کی حقیقت ہے کسی کو بغیر عوض اپنے مال کا مالک بنانا موت پر معلق کر کے ۷۔ اس غیر سے مراد مدعی علیہ ہے نہ کہ کفار کیونکہ کافروں کی گواہی مسلمان پر درست نہیں۔ یعنی دوسرے قبیلہ کے مسلمان اس لئے ساتھ میں سفر کا ذکر فرمایا۔ ۸۔ عصر کی نماز کے بعد کیونکہ اس وقت لوگوں کے اجتماع کا وقت ہوتا ہے۔ نیز اہل عرب اس وقت جھوٹ بولنے سے پرہیز کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس وقت یا جس جگہ کو لوگ معظم جانتے ہوں وہاں لے جا کر قسم لی جاوے۔ چنانچہ حضور پر نور نے اپنے منبر کے پاس کھڑا کر کے ان سے قسمیں لیں۔ آج بھی اگر کسی ایسے شخص کو جو بزرگوں کے مزار کا بہت ادب کرتا ہو' مزار شریف پر لے جا کر قسم لی جاوے یا مسجد میں یا خانہ کعبہ کے پاس لے جا کر قسم لی جاوے تو بہتر ہے۔ ۹۔ ان کی امانت داری اور دینداری میں۔ (خزائن العرفان) ۱۰۔ یعنی مال کی خاطر جھوٹی قسم نہ کھائیں گے ۱۱۔ جیسے کہ یہاں تمیم اور عدی کا جھوٹ ثابت ہوا کہ پیالہ مکہ معظمہ میں پکڑا گیا۔

مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ

کھڑے ہوں لہ ان میں سے کہ اس گناہ یعنی جھوٹی گواہی نے انکا حق لے کر ان کو

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا

نقصان پہنچایا جو میت سے زیادہ قریب ہوں تو اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی زیادہ

وَمَا اعْتَدَيْنَاۤ ۖ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى

ٹھیک ہے ان دو کی گواہی سے اور ہم حد سے نہ بڑھے لہ ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہوں ۳ یہ قریب

اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ

تر ہے اس سے کہ گواہی جیسی چاہیئے ادا کریں یا ڈریں کہ کچھ قسمیں رد کر دی جائیں

تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا

ان کی قسموں کے بعد ۴ اور اللہ سے ڈرو اور حکم سنو

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ع يَوْمَ يَجْمَعُ

اور اللہ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا ۵ جس دن اللہ جمع

اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ۗ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۗ

فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا ۶ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں ۷

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ

بے شک تو ہی ہے غیبوں کو خوب جاننے والا جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے

مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ

عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر ۸ جب میں نے روح

بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَ

پاک سے تیری مدد کی ۹ تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور

اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ

جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل ۱۰

ع ۴ / ۱۴

وقف لازم

ا۔ یعنی میت کے وارثوں میں سے دو آدمی قسم کھائیں کہ یہ دونوں امین جھوٹے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مالی معاملات اور اکثر امور میں دو کی گواہی چاہیے۔ زنا میں چار کی گواہی ضروری ہے۔ رمضان کے چاند میں ایک کی خبر کافی ہے۔ جب ابر ہو۔ کبھی ایک گواہی اور جگہ بھی قبول ہو جاتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۲۔ چنانچہ جب پیالہ مکہ معظمہ میں ملا تو بدیل کے وارثوں میں سے دو آدمیوں نے قسم کھائی کہ یہ پیالہ ہمارے مورث کا ہے اور ہم سچے ہیں۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک معاملہ میں دو شخص مدعی ہو سکتے ہیں اور ان دونوں پر گواہی قائم کرنا واجب ہو گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مدعیٔ نفی پر بھی گواہی لازم ہے کیونکہ بدیل کے وارثین نفی کرنے والے ہی تو تھے۔ مگر رب نے ان پر بھی گواہی لازم فرمائی۔ بدیل کا واقعہ شان نزول میں بیان ہو چکا۔ ۴۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کے معاملات میں ایسی گواہیاں اس لئے لی جاویں تا کہ آئندہ لوگ اپنی رسوائی اور سزا کے خوف سے جھوٹ بولنا چھوڑ دیں۔ ۵۔ یعنی کافروں کو جوابات' قبر و حشر کی یا قیامت کے بعد جنت کی راہ نہ ملے گی۔ مومن بفضلہٖ تعالیٰ قبر و حشر میں صحیح جواب دے گا۔ اور جنت میں اپنے گھر بلا تکلف ایسے پہنچے گا جیسے ہیشہ کا رہنے والا ہے۔ یا دنیا میں کفار کو نیک اعمال کی راہ نہیں دیتا۔ کیونکہ اعمال کا نیک ہونا درستی عقاید پر موقوف ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ دنیا میں کافروں کو ایمان کی ہدایت نہیں دیتا۔ حضور نے کافروں ہی کو مسلمان بنایا۔ اب بھی ہزارہا کافر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوال ہر جگہ سائل کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا کچھ اور مقصد سے بھی ہوتا ہے۔ یہاں رب کا یہ پوچھنا کفار پر نبی سے مخالف دعویٰ کرانے کے لئے ہے ۷۔ یہ جواب اول قیامت میں ادب دربار کے لئے ہو گا یا ان کفار سے بیزاری اور شفاعت کے انکار کے لئے۔ پھر دوسرے وقت یہی نبی اپنی قوم کی شکایت فرمائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا لہٰذا اس آیت سے انبیاء کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی' نہ ان کا کذب لازم آتا ہے۔ نیز آیات میں کسی قسم کا تعارض بھی نہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ انبیاء کرام اپنی قوم کی تکالیف اور ان کی تکذیب کو بھول جاویں۔ قیامت میں تو ہر شخص کو دنیا کے کام یاد آ جائیں گے۔ رب فرماتا ہے يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ۸۔ آپ پر یہ احسان کہ آپ کو کلمۃ اللہ روح اللہ بنایا۔ حضرت جبریل کو آپ کا خادم بنایا۔ والدہ پر یہ احسان کہ انہیں تمام جہان کی عورتوں سے افضل کیا۔ کلمۃ اللہ کی والدہ بنایا۔ یہود کے الزام دفع کرنے کے لئے شیر خوار بچے کی گواہی دلوائی وغیرہ وغیرہ۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کی مدد برحق ہے۔ اور رب کی نعمت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام' ملائکہ سے افضل ہیں۔ کہ حضرت جبریل عیسیٰ علیہ السلام کے خادم خاص اور مؤید ہیں۔ ۱۰۔ یہ عطف' تفسیری ہے یعنی کتاب و حکمت سے مراد توریت انجیل ہے یا کتاب و حکمت سے تورات و انجیل کے اسرار ہیں اور توریت و انجیل سے مراد ان کتب کے الفاظ ہیں یا کتاب سے مراد قرآن مجید ہے اور حکمت سے مراد حدیث شریف حضرت مسیح نے پہلی بار زمین پر رہ کر تورات و انجیل پر عمل کرایا۔ قریب قیامت زمین پر آ کر لوگوں سے قرآن و حدیث پر عمل کرائیں گے۔ نہ کسی سے قرآن و حدیث سیکھیں گے نہ کسی کی تقلید کریں گے چونکہ قرآن توریت و انجیل سے افضل ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو رب بلاواسطہ سکھاتا ہے۔

۱؎ یہ آیت مشائخ کے دم درود کی دلیل ہے۔ ہمیشہ فیض دیتے وقت دم کیا جاتا ہے۔ حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونک ہی ماری تھی۔ حضرت اسرافیل پھونک مار کر ہی صور کے ذریعے لوگوں کو زندہ کریں گے۔ معلوم ہوا کہ پھونک میں اثر ہے۔ رب نے حضرت آدم میں روح پھونکی تھی۔ اب بھی صوفیاء کرام دم کرتے ہیں ۲؎۔ معلوم ہوا کہ نبی بحکم پروردگار دافع البلاء مشکل کشا ہوتے ہیں کیونکہ اندھا یا کوڑھی ہونا بلا ہے جو حضرت مسیح کے دم سے دفع ہوتی تھی۔ مدینہ پاک کی مٹی خاک شفا ہے۔ آب زمزم جو حضرت اسماعیل کی ایڑی سے پیدا ہوا شفا ہے حضرت ایوب کے پاؤں کا غسالہ شفا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ

اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک

فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی ۱؎ اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے

بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ

حکم سے شفا دیتا ۲؎ اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا ۳؎ اور جب میں نے

اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ

بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا ۴؎ جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو

كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَاِذْ اَوْحَيْتُ

ان میں کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ۵؎ اور جب میں نے

اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

حواریوں کے دل میں ڈالا ۶؎ کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ بولے ہم ایمان لائے

وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى

اور گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں ۷؎ جب حواریوں نے کہا ۸؎ اے عیسٰی

ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً

بن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے

مِّنَ السَّمَآءِ ۭ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

ایک خوان اتارے ۹؎ کہا اللہ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ۱۰؎

قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ

بولے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دل ٹھہریں ۱۱؎ اور ہم

اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

آنکھوں سے دیکھ لیں کہ آپ نے ہم سے سچ فرمایا اور ہم اس پر گواہ ہو جائیں ۱۲؎

۳؎۔ یعنی قبر میں دفن شدہ مردوں کو زندگی بخشتے تھے۔ چنانچہ آپ نے صدہا سال پیشتر فوت ہوئے حضرت سام بن نوح کی قبر پر جا کر انہیں زندہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی محبوبوں کی کرامت اور معجزے سے ان کو دوبارہ عمر دیتا ہے جو پہلے اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو چکے تھے۔ لہٰذا اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی کشتی کو مع سلامت نکالا ہو تو کیا بعید ہے۔ اس برات کے دولہا کا نام کبیر الدین ہے۔ لقب دریائی دولہا۔ اب انہیں شاہد ولہ کہا جاتا ہے۔ ان کی قبر شریف گجرات پاکستان میں ہے۔ ۴؎۔ اس طرح کہ یہود آپ کے قتل کے درپے ہو گئے اور سولی دینے کے ارادہ سے آپ کو قید کر دیا۔ رب نے آپ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اور وہ دشمن خائب و خاسر رہ گئے۔ ۵؎۔ آپ کے زمانہ میں طب کا بہت زور تھا۔ آپ کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا جو اس زمانہ میں رائج تھا۔ جیسے حضرت موسٰی کے زمانہ میں جادو کا بہت زور تھا تو اسی قسم کا آپ کا معجزہ دیا گیا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو آج کل سائنس کا زور ہے، اسے ایسی ایجاد عطا ہوتی جو ان تمام ایجادوں سے اعلٰی ہوتی ۶؎۔ جب وحی کی نسبت غیر نبی کی طرف ہو تو اس سے مراد دل میں ڈالا ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اور فرماتا ہے وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ وہی معنی یہاں مراد ہیں۔ ۷؎۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اپنا ایمان و اسلام چھپانا نہیں چاہیے، ظاہر کرنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ اپنے ایمان پر نبی کو بھی گواہ بنانا بہت اعلٰی ہے اور افضل ہے کہ یہ رب کے گواہ ہیں ۸؎۔ حواری حور سے بنا۔ بمعنی خالص سفیدی۔ عیسٰی علیہ السلام کے خاص صحابہ کو حواری کہا جاتا ہے۔ کہ یہ خالص اور مخلص مومن تھے۔ ان میں بعض دھوبی بعض مچھیرے بعض رنگریز تھے۔ یہ بارہ حضرات تھے ۹؎۔ ابھی یہ لوگ آداب سے ناواقف تھے۔ حضرت روح اللہ کو محض نام سے پکارا اور حق تعالٰی کے لئے ایسے الفاظ استعمال کئے۔ ناواقفوں پر ان باتوں کی پکڑ نہیں ہوتی۔ ۱۰؎۔ معجزات کا مطالبہ کرنا مومنوں کا کام نہیں۔ جو معجزہ مطالبہ کر کے دیکھا جاوے اس کے نہ ماننے پر عذاب آ جاتا ہے ۱۱؎۔ یعنی علم الیقین سے ترقی کر کے عین الیقین حاصل کریں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى، اور پھر فرمایا تھا وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے درجے مختلف ہیں۔ اور کوئی شخص نبی کی طرح مومن نہیں ہو سکتا۔ ۱۲؎۔ یعنی ہم آپ کی نبوت کے عینی گواہ بن جائیں اور بعد والے ہماری اس عینی گواہی سے فائدہ حاصل کریں۔ عیسٰی علیہ السلام نے انہیں تیس روزے رکھنے کا حکم دیا۔ ان سے فراغت حاصل ہونے پر ان سے بھی دعا کرائی اور خود بھی وہ دعا کی جو یہاں مذکور ہے۔ خیال رہے کہ اس آیت کریمہ میں دسترخوان سے کھانے غذاءً یا دواءً کھانا مقصود نہ تھا بلکہ تبرکاً کھانا مقصود تھا جس سے ان کے دلوں میں نور و سرور پیدا ہو۔ اطمینان سے مراد دل کا دائمی چین و سکون ہے اور صدقتنا کا مطلب یہ

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً

عیسٰی بن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان

مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً

اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلوں پچھلوں کی ۱ اور تیری طرف سے

مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ

نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ۲ اللہ نے فرمایا

اِنِّىْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّىْٓ

کہ میں اسے تم پر اتارتا ہوں پھر اب جو تم میں کفر کرے گا ۳ تو بیشک میں

اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

اسے وہ عذاب دوں گا کہ سارے جہان میں کسی پر نہ کروں گا ۴

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسٰی کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا ۵

اتَّخِذُوْنِىْ وَاُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ قَالَ سُبْحٰنَكَ

کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا عرض کرے گا پاکی ہے تجھے

مَا يَكُوْنُ لِىْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِىْ ۚ بِحَقٍّ ۗ اِنْ كُنْتُ

مجھے روا نہیں کہ وہ بات کہوں جو مجھے نہیں پہنچتی ۶ اگر میں نے ایسا کہا ہو

قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِىْ نَفْسِىْ وَلَآ اَعْلَمُ

تو ضرور تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا

مَا فِىْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا

جو تیرے علم میں ہے ۷ بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا میں

قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِىْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

نے تو ان سے نہ کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا ۸ کہ اللہ کو پوجو جو میرا بھی

ع ۱۵ / ۵

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ صفحہ ۲۰۱) ہے کہ آپ نے جو ہم کو مقبول الدعاء بندہ بنایا ہے ہمیں اس کا یقین اور آپ کی تصدیق ہو جائے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر نور کی ولادت کے دن کو عید میلاد منانا سنت پیغمبر سے ثابت ہے کیونکہ حضور پر نور کی ولادت مائدہ سے بڑی نعمت ہے۔ نیز اس سے نعمتوں کی تاریخیں منانا انہیں بڑا متبرک دن کہنا جائز بلکہ سنت نبی ہے۔ تقرر اور تعین بھی سنت ہے۔ عیسائیوں کا بڑا دن اسی کی یادگار ہے۔ ۲۔ رازق کے تین معنی ہیں نمبر ۱ رزق دینے والا نمبر ۲ رزق پیدا کرنے والا نمبر ۳ اور روزی پہنچانے والا۔ یہاں تیسرے معنی مراد ہیں۔ جو دوسروں کے لئے ظاہری طور پر رزق مہیا کرتے ہیں اور سبب رزق ہیں جیسے امیر فقیر کے لئے اور حاکم رعایا کے لئے، کہ وہ رزق کے ظاہری اسباب ہیں۔ اور اللہ تعالٰی حقیقی رازق مسبب الاسباب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حاجت برآری کے لئے بزرگوں سے دعا کرانا بہتر ہے۔ کیونکہ ان لوگوں نے مائدہ اتارنے کی خود دعا نہ کی بلکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے کرائی۔ دعا کے لئے الفاظ کی تاثیر کے ساتھ زبان کی بھی تاثیر چاہیے۔ کارتوس کے اثر کے لئے رائفل کی طاقت بھی درکار ہے۔ ۳۔ یہ خطاب تمام سے تھا نہ کہ صرف حواریوں سے یعنی جو یہ معجزہ دیکھ کر اس کا انکاری ہو گا وہ سخت سزا پائے گا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر معجزہ مانگا جاوے پھر ایمان نہ لایا جاوے تو عذاب آ جاتا ہے۔ ابوجہل نے بارہا معجزے طلب کئے اور دکھائے گئے پھر بھی ایمان نہ لایا۔ اور عذاب بھی نہ آیا۔ اس لئے کہ رب فرما چکا ہے (وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حاکم اگرچہ علیم ہو مگر تحقیق کے لئے اس قسم کے سوالات کر سکتا ہے۔ مقدمات کا فیصلہ تفتیش کے بعد ہونا عدل و انصاف ہے۔ ۶۔ یعنی کفر کی رغبت دینا میرا حق ہی نہیں کیونکہ میں تبلیغ ایمان کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جیسے آم کے درخت سے گنترہ نہیں پیدا ہو سکتا ایسے ہی نبی کی زبان سے ناحق بات نہیں نکل سکتی۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نفس کے معنی دل بھی ہیں اور ذات بھی۔ چونکہ صفات الٰہی غیر ذات نہیں اس لئے یہاں نفس فرما کر علم مراد لیا گیا اور مطلب اس کا یہ ہے کہ میں تیرے علم کو بغیر تیرے بتائے نہیں جان سکتا رب فرماتا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ، لہٰذا اس آیت سے نبی کے علم کی نفی نہیں ہو سکتی۔ وہ اعلم الخلق ہوتے ہیں۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا قول و فعل رب کے حکم سے ہوتا ہے۔ ان کی تبلیغ رب کے حکم سے اور ہماری تبلیغ نبی کے حکم سے ہے۔ اس لئے وہ حضرات رسول ہوتے ہیں دوسرے لوگ رسول نہیں اگرچہ تبلیغ کریں اور سارے وہ ہی کام کریں جو نبی کرتے ہیں۔

رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ

رب اور تمہارا بھی رب[۱] اور میں ان پر مطلع تھا جب تک ان میں رہا

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۭ وَاَنْتَ عَلٰى

پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان پر نگاہ رکھتا تھا[۲] اور ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ

تیرے سامنے حاضر ہے[۳] اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں[۴]

وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ

اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا[۵] اللہ نے

اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۭ لَهُمْ

فرمایا کہ یہ ہے وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا[۶] ان کے

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں[۷] ہمیشہ ہمیشہ ان میں

اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی[۸] یہ ہے بڑی

الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

کامیابی[۹] اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی

فِيْهِنَّ ۭ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾

سلطنت[۱۰] اور وہ ہر چیز پر قادر ہے[۱۱]

سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ مَکِّیَّۃٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰیَاتُھَا ۱۶۵ رُکُوْعَاتُھَا ۲۰

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے آسمان اور زمین بنائے[۱۲] اور اندھیریاں

منزل ۲

۱۔ اس میں عیسائیوں کے عقیدے کا رد ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کو رب کہتے تھے۔ فرمایا کہ میرا اور تم سب کا رب اللہ ہے ہم دونوں مربوب ہیں ۲۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ میری زندگی میں تو ان سے بے خبر تھا میں خبردار تھا۔ اور میری وفات کے بعد میں بے خبر تو خبردار ہو گیا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اپنی زندگی میں' میں ان کا ذمہ دار تھا کہ انہیں تبلیغ کروں بعد وفات میری ذمہ داری تبلیغ کی ختم ہو گئی اور ان کا معاملہ تیرے سپرد ہو گیا ۳۔ شہید' شہادت سے ہے جس کے معنی گواہی حاضری ہیں۔ شہید بمعنی گواہ اور حاضر۔ اللہ تعالیٰ مکانی حضور سے پاک ہے۔ تمام چیزیں اس کے حضور حاضر ہیں اور اس کا علم و قدرت ہر جگہ حاضر ہے۔ ۴۔ کوئی تجھے عذاب دینے سے روک نہیں سکتا۔ اور تو ان کے عذاب میں ظالم نہیں۔ کیونکہ تو مالک ہے۔ وہ تیرے بندے ہیں اور مالک کو حق ہے کہ اپنے غلام کو جرم پر سزا دے۔ لہذا کسے جرأت ہے کہ تجھ پر اعتراض کرے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ کافر کی شفاعت جائز نہیں۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام نے صراحۃً شفاعت نہ فرمائی اور رب نے بھی سچائی کو نجات کا مدار بتایا۔ ۶۔ یعنی جو دنیا میں سچے عقیدے سچے اعمال پر رہے وہ آج نفع میں ہیں اور جو جھوٹے عقیدے جھوٹے اعمال پر رہے وہ آج نقصان میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے دین کی بخشش نہیں اگرچہ بزرگوں کی اولاد ہو۔ اور کوئی شخص اعمال سے بے نیاز نہیں۔ جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔ ۷۔ لھم سے معلوم ہوا کہ جنت کے باغات جنت والوں کی ملک ہوں گے اور ہر جنتی کو چند قسم کے باغ عطا ہوں گے۔ اور ہر جنتی کے باغوں میں ایک نہر ہی نہ ہو گی بلکہ دودھ' شہد' پانی وغیرہ کی متعدد نہریں ہوں گی ۸۔ اس طرح کہ اللہ ان کے تھوڑے اعمال پر خوش یہ لوگ اللہ کے تھوڑے رزق پر راضی ہیں۔ رب ان کے گناہ بخشے گا۔ یہ لوگ اس کی بھیجی مصیبت پر رب سے ناراض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر سچے متقی کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ الفاظ صحابہ سے خاص نہیں ۹۔ رب کو راضی کر لینا ہی بڑی کامیابی ہے۔ بادشاہ بن جانا کمال نہیں نیک بندہ بن جانا کمال ہے۔ ۱۰۔ ظاہر پر ملکیت کا نام ملک ہے اور باطن پر قبضہ کا نام ملکوت۔ ملک تو بعطاء الٰہی بندوں کو بھی دیا جاتا ہے مگر ملکوت رب کا ہی ہے۔ بادشاہ پھانسی' جیل بھیج سکتا ہے۔ مگر مردے کو زندہ' خوبرو کو بدصورت نہیں کر سکتا۔ یعنی جسم پر بادشاہ کا راج ہو سکتا ہے روح پر نہیں اولیاء اللہ انبیاء کرام کے نائب و دست قدرت ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر ملکوتی تصرف ظاہر ہوتے ہیں۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ ناممکن اور واجب اس اصطلاح میں شئی نہیں کہلاتے وہ رب کی قدرت سے خارج ہیں۔ اس آیت سے رب کا جھوٹ بولنے پر قادر ماننا حماقت ہے کہ یہ ناممکن بالذات ہے ۱۲۔ اگرچہ آسمان بھی سات ہیں اور زمینیں بھی سات' لیکن آسمان ایک دوسرے سے فاصلے پر ہیں اور زمین کے طبقے آپس میں چنے ہوئے ہیں جیسے پیاز کے چھلکے۔ نیز ہر آسمان کی حقیقت مختلف ہے۔ مگر ہر زمین کی حقیقت مٹی ہے۔ اس لئے قرآن کریم میں ہر جگہ آسمان کو جمع اور زمین کو واحد فرمایا جاتا ہے۔ لہذا قرآنی آیات میں تعارض نہیں۔

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝۱

اور روشنی پیدا کی؎۱ اس پر کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں؎۲

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا؎۳ پھر ایک میعاد کا حکم رکھا؎۴

وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲ وَ

اور ایک مقررہ وعدہ اس کے یہاں ہے؎۵ پھر تم لوگ شک کرتے ہو اور

هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ

وہی اللہ ہے آسمانوں اور زمین کا؎۶ اسے تمہارا چھپا اور ظاہر

وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝۳ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ

سب معلوم ہے اور تمہارے کام جانتا ہے؎۷ اور ان کے پاس کوئی

اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝۴

بھی نشانی اپنے رب کی نشانیوں سے نہیں آتی مگر اس سے منہ پھیر لیتے ہیں

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ

تو بے شک انہوں نے حق کو جھٹلایا؎۸ جب ان کے پاس آیا تو اب خبر ہوا چاہتی ہے

اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا

اس چیز کی جس پر ہنس رہے تھے؎۹ کیا انہوں نے نہ دیکھا؎۱۰ کہ ہم نے ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ

پہلے کتنی سنگتیں کھپا دیں انہیں ہم نے زمین میں وہ جماؤ دیا جو تم کو

نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا

نہ دیا؎۱۱ اور ان پر موسلا دھار پانی بھیجا اور ان کے نیچے

الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ

نہریں بہائیں؎۱۲ تو انہیں ہم نے ان کے گناہوں کے سبب ہلاک کیا

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاریکیاں زیادہ ہیں اور روشنی صرف ایک جسمانی تاریکیوں کا بھی یہ ہی حال ہے اور روحانی تاریکیاں کفر و فسق کا بھی یہی ہی وطیرہ ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ شرک میں یہ ضروری ہے کہ بندے کو رب کے ساتھ کسی چیز میں برابر کیا جائے۔ جیسے کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں یا عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بیٹا مان کر انہیں رب کے برابر کرتے تھے۔ کیونکہ اولاد باپ کے ہم جنس ہوتی ہے۔ نیز مشرکین اپنے معبودوں کو رب کا بندہ مان کر بھی بعض صفات میں انہیں رب کے برابر مانتے تھے کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اس برابری کے عقیدے کے بغیر شرک کا تصور نہیں ہو سکتا۔ مومن اپنے نبی ولی کے لئے برابری کا وہم بھی نہیں کرتا۔ انہیں رب کا محض بندہ مانتا ہے۔ لہٰذا اس آیت کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا حماقت ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ تمہارے جد امجد حضرت آدم کو مٹی سے بنایا اور تمہیں ان کی نسل سے یا اس طرح کہ تمہیں نطفہ سے، نطفہ خون سے، خون غذا سے اور غذا مٹی سے بنائی۔ اس جگہ جسم کی پیدائش کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ مٹی پانی سے بنی اس لئے دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۴۔ جس میعاد کے پورا ہونے پر تم کو موت آوے گی۔ خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ نے جو مردے زندہ فرمائے اور ان میں سے بعض زندہ بھی رہے انہیں حضرت کی دعا سے دوبارہ عمر عطا ہوئی۔ یہاں قانون کا ذکر ہے اور وہ رب کی قدرت ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۵۔ مرنے کے بعد قبروں سے اٹھنے کا ۶۔ کہ ہر جگہ اس کی عبادت ہو رہی ہے۔ خیال رہے کہ جن و انس کے سوا کسی مخلوق میں مشرک کافر نافرمان نہیں۔ سب رب کے مطیع ہیں۔ ۷۔ لہٰذا ان سب کا تم سے حساب لے گا۔ ۸۔ قرآن کریم کو، یا حضور کو یا حضور کے معجزات کو یا رب تعالیٰ کے احکام خصوصی کو ۹۔ یا دنیا ہی میں یہ عذاب آ جائیں گے جیسے بدر وغیرہ کی شکست فاش یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں۔ یہ سب چیزیں بہت ہی نزدیک ہیں ۱۰۔ یہاں یا تو دیکھنے سے جاننا مراد ہے یا ان قوموں کی اجڑی بستیاں، ویران مکانات کا دیکھنا مراد ہے کیونکہ یہ واقعات ان لوگوں سے پہلے ہو چکے تھے مگر یہ لوگ اپنے سفروں میں ان کی بستیوں سے گزرتے تھے ۱۱۔ یعنی بدنی قوت، مالی طاقت، ظاہری ساز و سامان انہیں تم سے زیادہ عطا فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی طاقت رب کے عذاب کو دفع نہیں کر سکتی۔ ۱۲۔ اور یہ تاریخی واقعات اہل مکہ کو معلوم ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم تاریخ مبارک ہے۔ اور تاریخی واقعات اگر نصوص کے خلاف نہ ہوں تو معتبر ہیں۔

وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑥ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

اور ان کے بعد اور سنگت اٹھائی ٥ اور اگر ہم تم پر کاغذ میں کچھ

كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ

لکھا ہوا اتارتے کہ وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھوتے جب بھی کافر

كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ

کہتے کہ یہ نہیں مگر کھلا جادو ٥ اور بولے ان پر کوئی فرشتہ

عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ⑧

کیوں نہ اتارا گیا ٥ اور اگر ہم فرشتہ اتارتے تو کام تمام ہوگیا ہوتا ٥ پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا

اور اگر ہم نبی کو فرشتہ کرتے جب بھی اسے مرد ہی بناتے ٥ اور ان پر وہی شبہ رکھتے جس

يَلْبِسُوْنَ ⑨ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ

میں اب پڑے ہیں ٥ اور ضرور اے محبوب تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ٹھٹھا کیا گیا تو وہ

بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩

جو ان سے ہنستے تھے ان کی ہنسی انہیں کو لے بیٹھی ٥

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تم فرما دو زمین میں سیر کرو ٥ پھر دیکھو جھٹلانے والوں کا کیسا

الْمُكَذِّبِيْنَ ⑪ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ

انجام ہوا ٥ تم فرماؤ کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ٥ تم فرماؤ

لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اللہ کا ہے اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت لکھ لی ہے ٥ بیشک ضرور تمہیں قیامت کے دن

لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑫

جمع کرے گا اس میں کچھ شک نہیں وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی ایمان نہیں لاتے ٥

١۔ اس طرح کہ انہیں ہلاک کر دیا۔ دوسری قوموں کو ان بستیوں میں بسا دیا۔ جیسے فرعون اور فرعونی لوگ بعض جگہ ایسا بھی ہوا کہ وہ بستیاں پھر کبھی آباد ہوئی ہی نہیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود کی بستیاں۔ اس آیت میں قانون کلی کا ذکر نہیں ٢۔ شان نزول۔ نضر ابن حارث، عبداللہ ابن امیہ، نوفل ابن خویلد وغیرہ نے کہا تھا کہ ہم حضور پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک حضور ہمارے پاس اللہ کی کتاب تحریری شکل میں نہ لائیں اور فرشتے ہمارے سامنے آکر آپ کی رسالت کی گواہی نہ دیں کہ یہ کتاب اللہ کی ہے اور حضور رب کے رسول ہیں تب یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اے محبوب یہ بکواس کر رہے ہیں۔ اگر یہ چیزیں بھی آپ انہیں دکھا دیں، تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے، جادو ہی بتائیں گے۔ انہوں نے چاند پھٹتے دیکھا۔ کنکروں، پتھروں کو کلمہ پڑھتے سن لیا۔ تب بھی جادو ہی کہا۔ کیونکہ خوئے بدرا بہانہ بسیار ٣۔ جسے ہم دیکھتے ہیں نہ حضور پر ایک کیا بہت سے فرشتے نازل ہوتے تھے اور بعض اوقات انسانی شکل میں حاضر ہوتے تھے جنہیں صحابہ بھی دیکھتے تھے۔ ان کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آئے اور ہم اسے اسی صورت میں دیکھیں۔ ٤۔ یعنی ہلاک کر دیئے جاتے یا اس لئے کہ یہ فرشتے کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ دیکھتے تو مر جاتے۔ یا اس لئے کہ اگر معجزہ مانگ کر ایمان نہ لایا جاوے تو عذاب آجاتا ہے۔ پہلی وجہ زیادہ قوی ہے۔ کیونکہ ابوجہل نے منہ مانگے معجزے دیکھے۔ ہلاک نہ ہوا۔ ٥۔ تاکہ لوگ اس کا کلام سن سکیں۔ اور اس سے فیض لے سکیں جو نبی کی بعثت کا اصل منشاء ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت نبی نہیں ہو سکتی۔ رب فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ٦۔ یعنی فرشتے بھی شکل انسانی میں آتے تو پھر انہیں وہی شبہ ہوتا۔ ٧۔ اس میں حضور کو تسکین ہے کہ آپ ان کے مذاق سے ملول نہ ہوں، یہ تو کفار کا دائمی طریقہ ہے۔ ٨۔ یہاں زمین سے مراد وہ زمین ہے جہاں پچھلی قوموں پر عذاب آیا۔ اور اب تک وہاں اجڑی بستیوں کے آثار موجود ہیں اور یہ امر ترغیب کے لئے ہے نہ کہ وجوب کے لئے۔ ٩۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوف الٰہی پیدا کرنے کے لئے عذاب والی جگہ جا کر (سفر کر کے) دیکھنا بہتر رہے۔ لہٰذا رب کی رحمت دیکھنے کے لئے بزرگوں کے آستانے جہاں رب کی رحمتیں برستی ہیں، جا کر سفر کر کے دیکھنا بھی بہتر ہے کہ رب کی اطاعت کا شوق پیدا ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمانی قوت حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا باعث رحمت ہے۔ ١٠۔ اولاً" تو وہ خود ہی کہیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ وہ اس کے معتقد ہیں۔ اور اگر وہ یہ نہ کہیں تو تم خود یہ جواب دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بات خود بتائی ہو اسے پہلے مخاطب سے پوچھ کر بتانا زیادہ شاندار ہوتا ہے۔ اور وہ بات خوب یاد رہتی ہے۔ ١١۔ دنیا میں رحمت عامہ، رزق دینا، عذاب میں جلدی نہ فرمانا انبیاء کا بھیجنا اور آخرت میں رحمت خاصہ صرف مسلمانوں کے لئے۔ ١٢۔ اس سے وہ کفار مراد ہیں جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آچکا۔ جیسے ابولہب وغیرہ۔ ورنہ لاکھوں کافر حضور پر ایمان لائے اور لاتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ ضدی کافر کو ہدایت نہیں ملتی۔ جو غلط فہمی سے کافر ہوا اس کی ہدایت آسان ہے۔

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۗ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾
اور اسی کا ہے جو کچھ بستا ہے رات اور دن میں لہ اور وہی ہے سنتا جانتا
قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی بناؤں لہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے
وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ
اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے تہ تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن
مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْٓ
رکھوں تہ اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا ۵ تم فرماؤ اگر میں
اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾
اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے لہ
مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۗ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ
اس دن جس سے عذاب پھیر دیا جائے ضرور اس پر اللہ کی مہر ہوئی تہ اور یہی
الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ
کھلی کامیابی ہے اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور
اِلَّا هُوَ ۗ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
کرنے والا نہیں ۸ اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کر سکتا
قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۗ وَهُوَ الْحَكِيْمُ
ہے ۹ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر لہ اور وہی ہے حکمت
الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۗ قُلِ اللّٰهُ ۟ شَهِيْدٌۢ
والا خبردار تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی لہ تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے
بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۟ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ
مجھ میں اور تم میں تہ اور میری طرف اس قرآن کی وحی ہوئی کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں تہ

ا۔ یعنی سارا عالم کیونکہ رات و دن تمام مخلوق پر ہی آتے ہیں ۲۔ شان نزول۔ کفار عرب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رغبت دی کہ حضور اپنے باپ دادوں اور ملک والوں کے دین کی طرف لوٹ جاویں اور توحید کا ذکر چھوڑ دیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حق تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔ ۳۔ یعنی وہ سب سے بے نیاز اور سب اس کے حاجت مند ہیں۔ چاند سورج وغیرہ اگرچہ کھاتے نہیں مگر کھلاتے بھی نہیں۔ وہ غنی اور بے نیاز نہیں۔ رب کے محتاج ہیں ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نور مصطفیٰ اول مخلوق ہے اور رب کے پہلے عابد حضور ہی ہیں۔ اس صورت میں امرت میں اول پیدائش کے وقت کے حکم کا ذکر ہے۔ اس کی تفسیر وہ حدیث ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے نیز اس امت میں حضور سب سے پہلے رب کے عابد ہیں۔ کیونکہ نبی امت سے پہلے عابد و مطیع ہوتے ہیں۔ ۵۔ یہ نہ فرمایا کہ شرک نہ کرو کیونکہ یہ عبارت زیادہ بلیغ ہے۔ یعنی شرک کرنا تو بہت دور ہے مشرکین میں سے بھی نہ ہوؤ۔ شکل و صورت، سیرت اعمال، افعال سب میں مشرکین کے مخالف رہو۔ ۶۔ خیال رہے کہ یہاں ناممکن کو ناممکن پر معلق فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ حضور کا رب کی نافرمانی کرنا غیر ممکن ہے اور حضور کو قیامت میں عذاب ہونا بھی محال بالذات ہے۔ ان کی طفیل تو اوروں کے عذاب دور ہوں گے۔ اس کی مثال یہ آیت ہے لَوْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ۷۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں عذاب سے بچنا اللہ کے رحم و کرم سے ہو گا صرف اپنے اعمال اس کے لئے کافی نہیں اعمال تو سبب ہیں۔ ۸۔ یعنی اس کی مرضی کے خلاف اس کا بھیجا ہوا عذاب کوئی نہیں دفع کر سکتا۔ نیک اعمال اور بزرگوں کی دعا سے جو عذاب اٹھ جاتا ہے اسے رب ہی اٹھاتا ہے، اپنے فضل و کرم سے ان اسباب کے وسیلہ سے ۹۔ لہٰذا اس رب کی عبادت کرو۔ اس کے سوا عبادت کا مستحق کوئی نہیں۔ کیونکہ معبود وہ جو قدرت کاملہ رکھتا ہو۔ کسی کا حاجت مند نہ ہو ۱۰۔ اس میں ملک و ملکوت کے سارے بندے مراد ہیں۔ کوئی اس کے قابو سے باہر نہیں اور وہ کسی کے قابو میں نہیں۔ بعض نیک بندے جو رب سے ضد کر کے اپنی بات منوا لیتے ہیں یہ محبوبیت کی وجہ سے فضل و کرم سے ہوتا ہے نہ کہ غلبہ سے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں ۱۱۔ شان نزول اہل مکہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ آپ اپنی نبوت پر گواہ پیش کریں۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اللہ میرا گواہ ہے اور سب سے بڑا گواہ وہی ہے ۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی گواہی چند طرح دی۔ ایک یہ کہ اپنے خاص بندوں سے گواہی دلوا دی۔ دوسرے یہ کہ آپ پر جو کلام اتارا، اس میں آپ کی نبوت کا اعلان فرمایا۔ تیسرے یہ کہ آپ پر بہت سے معجزات اتارے۔ یہ سب رب کی گواہیاں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی گواہی دینا سنت رسول اللہ ہے اور حضور کی گواہی دینا سنت الٰہیہ ہے۔ ہمارے حضور کا گواہ خود رب ہے۔ اس لئے کلمہ شہادت میں دونوں گواہیاں جمع فرما دی گئیں تا کہ دونوں سنتوں پر عمل ہو جاوے۔ ۱۳۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ میرا گواہ نہ ہوتا تو مجھ پر اپنی آخری کتاب کیوں اتارتا۔ اس کا مجھ پر قرآن اتارنا ہی میری نبوت کی گواہی ہے۔

بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً

اور جن جن کو پہنچے لہ تو کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور خدا ہیں

اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ

تم فرماؤ کہ میں یہ گواہی نہیں دیتا تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے تہ اور میں بیزار ہوں

بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۘ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

ان سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو جن کو اللہ نے کتاب دی اس

یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا

نبی کو پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں تہ جنہوں نے اپنی جان

اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

نقصان میں ڈالی کہ وہ ایمان نہیں لاتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ

جھوٹ باندھے ۵ یا اس کی آیتیں جھٹلائے بیشک ظالم فلاح نہ

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ

پائیں گے اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے ۶ پھر مشرکوں سے

لِلَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَیْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ

فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تم دعوٰی

تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا

کرتے تھے ۷ پھر ان کی کچھ بناوٹ نہ رہی مگر یہ کہ وہ بولے

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ كَذَبُوْا

ہمیں اپنے رب اللہ کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے ۸ دیکھو کیسا جھوٹ

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

باندھا خود اپنے اوپر اور گم ہوگئیں ان سے جو باتیں بناتے تھے ۹

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نبوت اور قرآن کی ہدایت کسی زمان و مکان اور کسی قوم سے خاص نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو قرآن نہ پہنچے اس کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی ہے جیسا کہ اصحاب فترۃ کے لئے تھا۔ کیونکہ وہ لوگ من بلغ سے خارج ہیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان دار کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ایمان کا اعلان کردے اور تمام بے دینوں سے دور رہے۔ کفرو شرک و گناہ سے بیزار رہے۔ لہٰذا تقیہ کرنا مومن کی شان نہیں وہ تو منافقوں کا طریقہ ہے۔ مومن کو چاہیے کہ اپنی صورت' سیرت' رفتار و گفتار سے اپنے ایمان کا اعلان کرے۔ ۳۔ جیسے باپ بیٹے کو دلائل سے اس کی ولادت سے پہلے ہی سے جانتا ہے' ایسے ہی یہ لوگ حضور کو پہچانتے ہیں۔ بیٹا باپ کو صرف سن کر اور ہوش سنبھالنے کے بعد پہچانتا ہے۔ لہٰذا بیٹے کی پہچان زیادہ قوی ہے اس لئے اس ہی معرفت سے تشبیہ دی گئی ورنہ حضور تو مثل والد کے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو جاننا پہچاننا ایمان نہیں بلکہ انہیں ماننا ایمان ہے۔ ۴۔ اس طرح کہ وہ حسد کی وجہ سے ایمان نہ لائے اور ان کا نام ان لوگوں کی فہرست میں ہے۔ جو کفر پر مرنے والے ہیں۔ خیال رہے کہ شیطان کا کفر حسد کا تھا۔ نبی ولی صحابی سے حسد' بغض رکھنے والا مشکل سے ہی ایمان لا سکتا ہے۔ وہ شیطان کے قدم پر ہے۔ ۵۔ اس طرح کہ جو رب نے نہ فرمایا ہو اسے رب کی طرف نسبت کرے۔ اس میں وہ علماء بھی داخل ہیں جو دیدہ دانستہ قرآن کی غلط تفسیریں کریں کہ یہ بھی رب پر جھوٹ ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کفار کفار کے ساتھ ہوں گے اور مومن مومن کے ساتھ۔ رب فرماتا ہے وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ غرضیکہ قیامت میں معیت ایمان سے ہو گی۔ اللہ اچھوں کے ساتھ ہمیں اٹھائے۔ آمین ۷۔ ان کے بتوں کو شرکاء فرمانا انہیں ذلیل کرنے کے لئے ہو گا۔ جیسے رب دوزخی سے فرمائے گا۔ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ اس سے معلوم ہوا کہ مرتدین کو حضور کا حوض کوثر پر اصیحابی فرمانا بے علمی کی وجہ سے نہ ہو گا بلکہ انہیں شرمندہ اور ذلیل کرنے کو ہو گا۔ ورنہ ان کا منہ کالا ہوتا۔ ہاتھ بندھا ہوا ہوتا۔ ملائکہ کا روکنا ان کے کفر کی خاص علامت ہو گی ۸۔ اولاً" یہ لوگ اپنے جرموں کا انکار کریں گے پھر دوسرے وقت اقرار' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں نیز ان مشرکین کا یہ انکار دانستہ ہو گا ورنہ ہر شخص اپنے ہر عمل سے اس دن خبردار ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى اسی لئے فرمایا گیا۔ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ یعنی دیدہ دانستہ جھوٹ باندھا۔ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے۔ ۹۔ یعنی ان کے بت اور پادری جوگی کوئی کام نہ آئے جنہیں یہ لوگ افتراءً خدا کا شریک مانتے تھے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً

اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے ۱ اور ہم نے انکے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں

اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ

کہ اسے نہ سمجھیں ۲ اور ان کے کان میں ٹینٹ اور اگر ساری نشانیاں دیکھیں

لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ

تو ان پر ایمان نہ لائیں گے ۳ یہاں تک کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۲۵

ہوں تو کافر کہیں یہ تو نہیں مگر اگلوں کی داستانیں

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ

اور وہ اس سے روکتے اور اس سے دور بھاگتے ہیں ۴ اور ہلاک نہیں کرتے

اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۲۶ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا

مگر اپنی جانیں اور انہیں شعور نہیں اور کبھی تم دیکھو جب وہ آگ پر

عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ

کھڑے کئے جائیں گے ۵ تو کہیں گے کاش کسی طرح ہم واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب

رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲۷ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا

کی آیتیں نہ جھٹلائیں اور مسلمان ہو جائیں بلکہ ان پر کھل گیا جو پہلے

يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

چھپاتے تھے ۶ اور اگر واپس بھیجے جائیں تو پھر وہی کریں جس سے منع کئے گئے

وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۲۸ وَقَالُوْۤا اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

تھے اور بیشک وہ ضرور جھوٹے ہیں ۷ اور وہ بولے وہ تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے

وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝۲۹ وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ

اور ہمیں اٹھنا نہیں ۸ اور کبھی تم دیکھو جب اپنے رب کے حضور کھڑے کئے جائیں گے ۹

۱۔ شان نزول۔ ایک دفعہ ابو سفیان' ابو جہل' ولید' نضر وغیرہم کفار نے اتفاقاً حضور کی تلاوت قرآن سنی۔ لوگوں نے نضر سے پوچھا کہ حضور کیا کہتے ہیں۔ وہ بولا کہ زبان ہلاتے ہیں اور کہانیاں سناتے ہیں میری طرح۔ ابو سفیان بولے کہ مجھے تو ان کی باتیں سچی معلوم ہوتی ہیں۔ ابو جہل بولا۔ کہ اس کا اقرار کرنے سے مرجانا بہتر ہے۔ اس پر یہ آیت اتری (خزائن العرفان) ۲۔ یہ آیت اگرچہ ولید' نضر' ابو جہل کے متعلق نازل ہوئی لیکن اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو ان مردودوں کی طرح ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وہ ہی درست سمجھے گا جس کے دل میں صاحب قرآن سے محبت ہو ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر کو دیکھنے والی نگاہ اور ہے۔ اور حقیقت کو مشاہدہ کرنے والی اور نگاہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ حضور کو نگاہ ظاہری سے دیکھنا صحابی نہیں بناتا۔ ۴۔ شان نزول۔ یہ آیت ان تمام مشرکین کے متعلق نازل ہوئی جو نہ خود ایمان لاتے تھے نہ دوسروں کو ایمان لانے دیتے تھے۔ بلکہ لوگوں کو حضور کی مجلس میں آنے سے بھی روکتے تھے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابوطالب کے متعلق آئی جو مشرکین کو حضور کی ایذا سے روکتے تھے۔ مگر خود بھی صراحتہً ایمان نہیں لاتے تھے۔ (خزائن العرفان) ۵۔ کنارہ جہنم پر اس میں ڈالے جانے سے پہلے کافر اکٹھے کرکے کھڑے کئے جائیں گے تاکہ علیحدہ علیحدہ طبقوں میں جانے سے پہلے سب مل کر اپنی گزشتہ بد اعمالیوں پر کف افسوس تو مل لیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کو اپنے سارے کرتوت یاد آئیں گے۔ ۶۔ قیامت میں مشرکین سے فرمایا جائے گا کہ تمہارے جھوٹے معبود کہاں ہیں تو وہ اپنے شرک کو چھپانے کے لئے جھوٹی قسم کھا جائیں گے۔ کہ ہم مشرک نہ تھے۔ تب ان کے اعضاء ان کی بت پرستی کی گواہی دیں گے جس پر انہیں اقرار کرنا پڑے گا۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے (خزائن العرفان) پھر وہ عرض کریں گے کہ اچھا ہم کو دنیا میں دوبارہ بھیج دے' اب کفر نہ کریں گے' اس کا جواب آگے آرہا ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ عادی مجرم کے لئے دنیا میں عمر قید ہے اور آخرت میں دائمی جہنم۔ کیونکہ دنیا کی عمر موت پر ختم ہو جاتی ہے اور آخرت کی عمر کبھی ختم نہیں ہوتی۔ مجرم عادی وہ ہے جس کا یہ حال ہو کہ جب چھوٹے تب جرم کرے۔ اور بار بار جرم کرنے کا عادی ہو چکا ہو۔ لہٰذا یہ سزا بالکل برحق ہے۔ جرم سے زیادہ سزا نہیں۔ ۸۔ ہندوستان کے موجودہ مشرکین جو اواگون کے قائل ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ سزا جزا تو ہوگی مگر اسی دنیا میں ہوگی کہ مجرم کتا' بلا وغیرہ بن کر آویں گے اور اسی دنیا میں رہ کر جزا و سزا پائیں گے۔ دوسری دنیا اور قیامت کے منکر ہیں۔ مگر یہ عقلاً بھی غلط ہے۔ اس لئے کہ جب کتا' بلی بننے کے بعد کوئی تکلیف ہی محسوس نہ ہو تو پھر وہ سزا کیا ہوئی۔ نیز دنیا کی کوئی زندگی آرام و تکلیف سے خالی نہیں۔ رب کی سزا آرام سے اور جزا تکلیف سے خالی چاہیے۔ ۹۔ مگر رب سے حجاب میں رہ کر۔ کیونکہ رب تعالیٰ کا دیدار اہل جنت کے لئے ہی خاص ہے۔ رب فرماتا ہے۔ كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ

یہ سوال اقرار کرانے کے لئے ہے نہ کہ پوچھنے والے کی بے علمی کی وجہ سے۔ ۲۔ خیال رہے کہ یہ کلام یا تو فرشتوں کا ہو گا جسے رب کی طرف منسوب فرمایا گیا کیونکہ رب کے خاص بندوں کا کام اور کلام رب تعالیٰ کا کام و کلام قرار پاتا ہے۔ یا براہ راست رب تعالیٰ ہی ان نابکاروں سے کلام فرماوے گا۔ جس آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کفار سے کلام نہ کرے گا اس سے رحمت کا کلام مراد ہے اور یہ غضب کا کلام ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ قیامت سے پہلے علامات بہت ہوں گی۔ مگر خود قیامت کا آنا بے خبری میں اچانک ہو گا۔ ۴۔ اس طرح کہ قیامت کا انکار کیا اور اس کی تیاری نہ کی۔ غرضیکہ یہاں تقصیر سے عقیدے کی کوتاہی مراد ہے۔

قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا

فرمائے گا کیا یہ حق نہیں لہ کہیں گے کیوں نہیں ہمیں اپنے رب کی قسم فرمائے گا تو اب عذاب

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

چکھو بدلہ اپنے کفر کا لہ بے شک ہار میں رہے وہ جنہوں نے اپنے رب سے

بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا

ملنے کا انکار کیا یہاں تک کہ جب ان پر قیامت اچانک آگئی لہ بولے ہائے افسوس ہمارا اس پر

عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ

کہ اس کے ماننے میں ہم نے تقصیر کی لہ اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں لہ

اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ

ارے کتنا برا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں لہ اور دنیا کی زندگی نہیں مگر کھیل کود لہ

وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا

اور بے شک پچھلا گھر بھلا ان کے لئے جو ڈرتے ہیں لہ تو کیا تمہیں

تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ

سمجھ نہیں ہمیں معلوم ہے کہ تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں

فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے لہ بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار

يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا

کرتے ہیں لہ اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا

عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ

اس جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آئی لہ اور اللہ کی

لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

باتیں بدلنے والا کوئی نہیں اور تمہارے پاس رسولوں کی خبریں آ ہی چکی ہیں

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر پر اس کے برے اعمال سوار ہوں گے اور مومن اپنے بعض نیک اعمال پر سوار ہو گا۔ قربانی سواری بنے گی۔ کافر کی نیکیاں ہلکی اور گناہ بھاری ہوں گے۔ مومن کی نیکی وزنی اور گناہ ہلکے ہوں گے۔ معدہ خراب ہو تو کھانا بوجھ ہو کر ہم پر سوار ہوتا ہے۔ معدہ اچھا ہو تو کھانا ہلکا ہو کر خود سواری بن جاتا ہے۔ لہٰذا عقلی طور پر بھی یہ درست ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اعمال جسمانی شکل میں ہوں گے۔ ان میں بوجھ بھی ہو گا۔ اس لئے ان کا وزن بھی کیا جائے گا۔ خیال رہے کہ گناہوں میں گردن پر تو بہت بوجھ ہو گا اور کافروں کی گردن اتنی لمبی کر دی جائے گی جس پر سارے اعمال آ جاویں اور سارا مال و زر لاد دیا جاوے۔ مگر میزان میں مومن کے گناہ ہلکے اور کافر کے بھاری ہوں گے۔ ۷۔ دنیا کی زندگی وہ ہے جو نفس کی خواہشات میں گزر جاوے اور جو زندگی آخرت کے لئے توشہ جمع کرنے میں صرف ہو' وہ دنیا میں زندگی تو ہے مگر دنیا کی زندگی نہیں لہٰذا انبیاء و صالحین کی زندگی دنیا کی نہیں بلکہ دین کی ہے۔ غرضیکہ غافل اور عاقل کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے۔ ۸۔ اللہ تعالیٰ سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور نیک اعمال کے سوائے دنیا کی ہر چیز کھیل کود ہے جس کا نتیجہ کچھ نہیں ۹۔ شان نزول۔ ابو جہل کا ایک دوست اخنس ابن شریق ابو جہل کو تنہائی میں لے گیا اور اس سے پوچھا۔ سچ بتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں یا نہیں۔ میں کسی سے نہ کہوں گا۔ ابو جہل بولا کہ ہیں تو وہ بالکل سچے۔ ان کی زبان سے جھوٹ کبھی نکلا ہی نہیں۔ مگر میں اس لئے انہیں نہیں مانتا کہ ان کے خاندان یعنی قصیؓ کی اولاد میں تمام شرافتیں جمع پہلے ہی ہیں۔ اب اگر نبوت بھی ان میں پہنچ گئی تو باقی قریشیوں کے لئے کیا بچا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ بعض روایات میں ہے کہ ابو جہل نے کہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کو جھوٹا نہیں کہتے۔ ہم تو اس کتاب کو جھوٹا کہتے ہیں جو تم لائے (خزائن) رب نے فرمایا کہ اے حبیب! یہ تمہیں جھوٹا نہیں کہتے' مجھے کہتے ہیں ۱۰۔ کیونکہ آپ کو تو صادق، امین عقیل و فہیم مانتے تھے اور مانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو حضور کے کمال کا انکار کرے وہ مشرکین مکہ سے بھی بدتر ہے۔ ؎

میتوانی منکر یزداں شدن   منکر شان نبی نتواں بدن

اللہ کا انکار اس لئے کیا گیا کہ اسے کسی نے دیکھا نہیں۔ حضور کا انکار کیسے کرے گا انہیں اور ان کے معجزات کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ سبحان اللہ! رب نے کس انداز سے اپنے حبیب کو تسکین دی کہ یہ تو مجھے اور میری آیتوں کو جھٹلا رہے ہیں تمہیں تو نہیں جھٹلاتے ۱۱۔ یہ دوسری طرح حضور کی تسلی ہے کہ آپ سے پہلے بھی نبیوں کو جھوٹا کہا گیا۔ انہوں نے صبر کیا تو کفار کی ایذا پر صبر کرنا سنت انبیاء ہے۔ اس میں آپ کا ثواب بڑھے گا۔

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ

اور اگر ان کا منہ پھیرنا تم پر شاق گزرا ہے ۱ تو اگر تم سے ہو سکے

اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ

تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کر لو یا آسمان میں زینہ پھر ان کے لیے نشانی

بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ

لے آؤ ۲ اور اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا ۳ تو اے سننے والے تو

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝۳۵ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔ

ہرگز نادان نہ بن ۴ ماننتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں ۵

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝۳۶ وَقَالُوْا

اور ان مردہ دلوں کو اللہ اٹھائے گا ۶ پھر اس کی طرف ہانکے جائیں گے اور بولے

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ

ان پر نشانی کیوں نہ اتری ۷ ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ کہ اللہ قادر ہے

عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۷

کہ کوئی نشانی اتارے لیکن ان میں بہت نرے جاہل ہیں ۸

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ

اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے

اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

مگر تم جیسی امتیں ۹ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا ۱۰ پھر

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں

صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ

بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں ۱۱ اللہ جسے چاہے گمراہ کرے

النصف وقف غفران

وقف منزل عند البعض والمتقدمین

۱۔ شان نزول۔ حضور چاہتے تھے کہ سارے ہی کافر ایمان لے آویں۔ اس پر یہ آیت آئی۔ آپ کی یہ خواہش اس بنا پر نہ تھی کہ آپ کو ان کے کفر پر مرنے کی خبر نہ تھی بلکہ رحمت عالم کی رحمت کا تقاضا بے اختیاری ہوتا ہے جیسے مہربان طبیب آخر دم تک علاج کرتا ہے۔ اگرچہ جانتا ہے کہ یہ مریض اب بچے گا نہیں مگر اس کی رحمت و کرم کا یہ تقاضا ہے۔ ایسے ہی یہاں ہے۔ یہ آیت تسکین کی ہے۔ ۲۔ یہ عبارت انتہائی محبوبیت بتا رہی ہے۔ جیسے کوئی استاد نہایت محنتی شاگرد پر اس لئے ناراض ہو کہ وہ محنت زیادہ کیوں کرتا ہے۔ یہ ناراضگی شاگرد کی سعادت مندی اور استاد کی انتہائی مہربانی کی دلیل ہو گی۔ ورنہ ظاہر ہے کہ حضور سے کوئی خطا سرزد نہ ہوئی تھی۔ ہدایت کی خواہش اچھی ہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ سب ایمان لے آویں۔ مگر ارادہ یہ نہیں' ارادہ اور محبت میں فرق ہے۔ حضور کو بھی پسند یہی ہے کہ سب مومن ہو جاویں اور کوشش بھی اسی کی ہے۔ مگر ارادہ نہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ پہلے اَحْبَبْتَ فرمایا اور بعد میں مَنْ يَّشَآءُ ارشاد ہوا۔ ۴۔ یہ خطاب اور توبیخ حضور کے لئے نہیں ہو سکتی کیونکہ حضور مخلوق کی ہدایت پر بہت حریص تھے اور رب نے دوسرے مقام پر اس حرص کی تعریف فرمائی۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ یہ حرص تو بہت محمود ہے اور عتاب محمود پر نہیں ہوا کرتا لہٰذا آیت کا مقصد یہ ہے کہ اے مسلمان! اللہ پر اعتراض نہ کر کہ اس نے سب کو ہدایت کیوں نہ دے دی۔ ۵۔ یعنی قبولیت کا سننا جس میں یہ وصف ہو وہ زندہ ہے ورنہ مردہ۔ اس لئے آگے مردہ دل کفار کا ذکر فرمایا گیا۔ ۶۔ قیامت میں سزا کے لئے مطلب یہ کہ یہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ ۷۔ ان نشانیوں میں سے جو ہم مانگتے ہیں جیسے دنیا میں عذاب آ جانا۔ پتھر برسنا۔ وہ کہتے تھے۔ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ۔ ورنہ حضور نے ہزارہا معجزے دکھائے اور بہت سے ان کے منہ مانگے معجزے بھی ظاہر فرمائے۔ ان بدنصیبوں نے ان معجزات کو معجزہ ہی نہ مانا جیسے آج ضدی مناظر کہتا ہے کہ آپ نے کوئی دلیل نہ دی ۸۔ کہ اپنی موت خود اپنے منہ سے مانگ رہے ہیں۔ ان معجزات کا نہ اتارنا بھی حضور کی رحمت کی وجہ سے ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم حضور کو اپنی مثل نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ رب نے جانوروں کو ہماری مثل یہاں فرمایا۔ مگر پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جانور ہماری طرح ہیں تو ہم حضور کی طرح کیسے ہو گئے۔ رب فرماتا ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ تو خدا کے نور کو چراغ کی طرح نہیں کہہ سکتے ۱۰۔ کتاب سے مراد قرآن مجید یا لوح محفوظ ہے (جمل) یعنی ہم نے قرآن میں سارے علوم بیان کر دیئے کچھ بچا نہ رکھا۔ کیونکہ حضور سے زیادہ اور کون محبوب تھا جس کے لئے وہ علوم اٹھا رکھے جاتے۔ اس سے حضور کا علم غیب کلی ثابت ہوا۔ کیونکہ سارے علوم ان کتابوں میں اور یہ کتابیں حضور کے علم میں ہیں۔ نیز اگر کسی کو یہ علوم بتانا نہ ہوتے تو رب نے انہیں لکھا ہی کیوں۔ لکھنے کا منشاء یہ تو ہے نہیں کہ رب کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا۔ تو لامحالہ اس لئے لکھا کہ دوسروں کو بتایا جائے۔

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ

اور جسے چاہے سیدھے راستہ ڈال دے لہ تم فرماؤ بھلا بتاؤ

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ

اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو کیا اللہ کے سوا کسی اور

تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٠﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ

کو پکارو گے اگر سچے ہو بلکہ اسی کو پکارو گے

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا

تو وہ اگر چاہے جس پر اسے پکارتے ہو اسے اٹھالے ۲ے اور شریکوں کو

تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ

بھول جاؤ گے ۳ے اور بیشک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو انہیں سختی

بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٤٢﴾ فَلَوْلَآ اِذْ

اور تکلیف سے پکڑا کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں ۵ے تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر

جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ

ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑائے ہوتے ۶ے لیکن ان کے تو دل سخت ہو گئے اور شیطان نے

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا

ان کے کام ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ۷ے پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں

بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا

ان کو کی گئی تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے ۸ے یہاں تک کہ جب خوش

بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَقُطِعَ

ہوئے اس پر جو انہیں ملا ۹ے تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا ۱۰ے اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے ۱۱ے تو

دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٥﴾

جڑ کاٹ دی گئی ظالموں کی ۱۲ے اور سب خوبیاں سراہا اللہ رب سارے جہان کا ۱۳ے

ا۔ یعنی جیسے گونگا، بہرا، جب اندھیرے میں پھنس جائے تو ہدایت نہیں پا سکتا کہ اندھیرے کی وجہ سے آنکھیں بیکار ہو گئیں۔ اور کسی کی آواز سے اور اپنی پکار سے بھی ہدایت نہیں پاتا۔ کیونکہ وہ نہ خود بول سکتا ہے۔ نہ کسی کی سن سکتا ہے۔ ۲۔ صراط مستقیم اولیاء، انبیاء کا راستہ ہے جس فرقہ میں اولیاء نہ ہوں وہ صراط مستقیم نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ ۴۔ کفار مصیبت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں نہ کہ بتوں کو۔ اب بھی مشرکین ہند بیماریوں میں نمازیوں سے دم کراتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو مصیبت میں بھی خدا کو یاد نہ کرے وہ مشرکین سے زیادہ سخت دل ہے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں تکالیف اور مصیبتیں رب کی رحمتیں ہیں کہ بندوں کو رب کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور صالحین عاقلین کے درجات بلند کرتی ہیں۔ ۶۔ تا کہ عذاب دفع ہو تا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علامات عذاب دیکھ کر ایمان لے آنا۔ توبہ کرنا دفع عذاب کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ یونس علیہ السلام کی قوم نے کیا تھا۔ البتہ عذاب آ جانے پر توبہ اور ایمان مفید نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرعون کا حال ہوا حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ الخ ۷۔ معلوم ہوا کہ تمام عذابوں میں سخت تر عذاب دل کی سختی ہے۔ جس سے تعلیم نبی اثر نہ کرے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ و معاصی کے باوجود دنیاوی راحتیں ملنا اللہ کا غضب اور عذاب ہے کہ اس سے انسان اور زیادہ غافل ہو کر گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے۔ بلکہ کبھی خیال کرتا ہے کہ گناہ اچھی چیز ہے ورنہ مجھے یہ نعمتیں نہ ملتیں۔ یہ کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک کار پر تکالیف آنا رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے کہ اس سے اس صالح کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ ۹۔ رب کی نعمت پر خوش ہونا اگر فخر، تکبر اور شیخی کے طور پر ہو تو برا ہے اور طریقہ کفار ہے اور اگر شکر کے لئے ہو تو بہتر ہے۔ طریقہ صالحین ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا یہاں پہلی صورت مراد ہے ۱۰۔ مومن کی موت کے تین نام ہیں۔ (۱) وفات یعنی اپنا کام پورا کر دینے کا وقت۔ آگے آرام و انعام کا وقت۔ (۲) وصال یعنی یار سے ملنے کا ذریعہ (۳) شہادت یعنی رب کی بارگاہ میں حاضری کا ذریعہ۔ کافر کی موت کے بھی تین نام ہیں۔ تدمیر (تباہی) دَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ہلاکت اَهْلَكْنٰهُمْ اور اخذ اَخَذْنٰهُمْ یونہی مومن کی زندگی کا نام حیات طیبہ ہے، کافر کی زندگی کا نام مَعِيْشَةً ضَنْكًا ۱۱۔ اس سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اچانک موت بری ہے کہ اس میں توبہ کا وقت نہیں ملتا۔ مگر غافل کے لئے یہ عذاب ہے۔ مومن متقی کے لئے رحمت کہ بیماری کی تکلیف سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمان و موسیٰ و عزیر علیہم السلام کی وفات اچانک ہوئی۔ غافل بیمار ہو کر مرے تب بھی اچانک، مومن اچانک مرے تب بھی تیاری کر کے مرتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس قوم پر عذاب آتا ہے اس کی نسل نہیں چلتی۔ جو لوگ مسخ ہوئے وہ ہلاک کر دیئے گئے لہٰذا موجودہ بندر ریچھ ان کی نسل نہیں۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت اللہ کی نعمت ہے جس پر خدا کا شکر کرنا چاہیے۔ ابو جہل کے قتل پر حضور نے سجدہ شکر ادا کیا اور عاشورہ کے دن روزے کا حکم دیا کہ اس دن فرعون ہلاک ہوا۔ لہٰذا مومن کے مرنے پر انا للہ پڑھے اور موذی کافر کی موت پر الحمد للہ پڑھے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ

تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اللہ تمہارے کان آنکھ لے لے اور تمہارے دلوں

عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اُنْظُرْ كَيْفَ

پر مہر کردے [۱] تو اللہ کے سوا کون خدا ہے کہ تمہیں یہ چیزیں لا دے [۲] دیکھو ہم کس کس

نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ

رنگ سے آیتیں بیان کرتے ہیں پھر وہ منہ پھیر لیتے ہیں تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو

اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ

اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے اچانک یا کھلم کھلا تو کون تباہ ہوگا

اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ

سوائے ظالموں کے [۳] اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو

اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا

مگر خوشی اور ڈر سناتے [۴] تو جو ایمان لائے اور سنورے ان کو نہ کچھ

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اندیشہ نہ کچھ غم اور جنہوں نے ہماری آیتیں

بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ

جھٹلائیں انہیں عذاب پہنچے گا بدلہ ان کی بے حکمی کا [۵] تم فرما دو [۶]

لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں [۷] اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان

وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ قُلْ

لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے [۸]

هَلْ يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع

تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور انکھیارے تو کیا تم غور نہیں کرتے [۹]

۱۔ اس طرح کہ اس پر ناصح کی نصیحت اثر نہ کرے اور آنکھوں سے اللہ کی آیتیں دیکھ نہ سکے اور کانوں سے رب کا کلام سن نہ سکے اور ممکن ہے کہ اس آیت کے ظاہری معنی ہی مراد ہوں۔ ۲۔ یعنی کوئی نہیں لا سکتا۔ طبیب کی دوا' بزرگوں کی دعا بھی رب کی مرضی سے ہی اثر کرتی ہے۔ یہ چیزیں اسباب ہیں ۳۔ ظالم سے کافر مراد ہیں۔ یعنی عذاب الٰہی صرف کافروں کو ہلاک کرنے کے لئے آتا ہے۔ جانوروں یا بعض بے قصور لوگوں کا اس میں مرجانا ان کے لئے عذاب نہیں بلکہ صالحین کے اس کے عوض درجات بلند کر دیئے جائیں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ اس عذاب سے مراد ظاہری عذاب ہے جو گزشتہ امتوں پر آتے تھے۔ عذاب باطنی جیسے نااتفاقی' قحط' قتل و غارت۔ یہ گناہوں سے بھی آجاتے ہیں ۴۔ رب کی رحمت کی خوشخبری دینا' عذاب سے ڈرانا حضور کی بھی صفت ہے۔ مگر آئندہ آنے والے نبی کی خوشخبری دینا انبیاء کرام کی صفت تھی' ہمارے حضور کی صفت نہیں۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں۔ خیال رہے کہ جب بشارت نذارت کے ساتھ جمع ہو تو اس سے رحمت کی خوشخبری مراد ہوتی ہے۔ ۵۔ یہاں بے حکمی سے مراد کفر ہے۔ اور عذاب سے مراد دوزخ کا دائمی عذاب ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے فوت شدہ بچوں کو آخرت میں عذاب نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ عذاب کفر و فسق کا نتیجہ ہے اور ان بچوں سے یہ صادر نہ ہوا۔ ۶۔ شان نزول۔ کفار عرب حضور سے عرض کرتے تھے کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہم کو مال و دولت دیجئے۔ پہاڑوں کو سونا بنا دیجئے۔ آئندہ چیزوں کے بھاؤ بتا دیجئے۔ ان کے جواب میں یہ آیات آئیں جن میں فرمایا گیا کہ میں نے دعویٰ نبوت کیا ہے نہ کہ ان چیزوں کا دعویٰ۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر آپ نبی ہیں تو نکاح کیوں کرتے ہیں۔ جواب میں ارشاد ہوا کہ نکاح نہ کرنا فرشتوں کے لئے ضروری ہے نہ کہ نبی کے لئے ۷۔ اس میں دعویٰ کی نفی ہے' خزانہ پاس ہونے کی نفی نہیں۔ حضور نے فرمایا۔ اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ رب نے فرمایا۔ اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اسی طرح علم غیب کے دعویٰ کی نفی ہے نہ کہ علم غیب کی۔ اسی لئے مقولہ تین اور اقول دو ہیں۔ انی ملک میں قول مقولہ دونوں کی نفی اور اس سے پہلے قول کی نفی اور مقولے کا ثبوت ہے۔ یعنی نہ میں فرشتہ ہوں نہ فرشتہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔ باقی دو میں صرف قول کی نفی کہ "میرے پاس خزائن الٰہیہ ہیں اور مجھے رب نے علوم غیبیہ بخشے مگر میں یہ دعویٰ نہیں کرتا ۸۔ یعنی میں تم کو وہی دوں گا اور وہ بتاؤں گا جس کی مجھے رب کی طرف سے اجازت ہو گی۔ چنانچہ حضور نے باذن الٰہی قیامت تک کے سارے حالات صحابہ کرام کو ایک مجلس میں بتا دیئے اور لوگوں کو غنی کر دیا۔ رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اس سے حضور کی ملکیت اور علم عطائی کا ثبوت ہوا۔ حضرت ربیعہ کو جنت عطا فرمائی۔ دیکھو مسلم شریف۔ ۹۔ معجزات میں غور کرنا اور نبی کی شان معلوم کرنا مومن کا کام ہے۔ اس میں اندھا رہنا کافر کا کام۔

وَاَنۡذِرۡ بِهِ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡ يُّحۡشَرُوۡۤا اِلٰى رَبِّهِمۡ

اور اس قرآن سے انہیں ڈراؤ جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف یوں اٹھائے جائیں

لَيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ وَلِىٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ ﴿۵۱﴾

کہ اللہ کے سوا نہ ان کا کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارشی ۱ اس پر کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں

وَلَا تَطۡرُدِ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَ

اور دور نہ کرو ۲ ۴ انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور

الۡعَشِىِّ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗ ؕ مَا عَلَيۡكَ مِنۡ حِسَابِهِمۡ

شام اس کی رضا چاہتے ہیں ۳ تم پر ان کے حساب سے کچھ

مِّنۡ شَىۡءٍ وَّمَا مِنۡ حِسَابِكَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ فَتَطۡرُدَهُمۡ

نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں ۵ پھر انہیں تم دور کرو

فَتَكُوۡنَ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۵۲﴾ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعۡضَهُمۡ

تو یہ کام انصاف سے بعید ہے ۶ اور یوں ہی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے

بِبَعۡضٍ لِّيَقُوۡلُوۡۤا اَهٰٓؤُلَاۤءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِنَا ؕ

کے لئے فتنہ بنا دیا کہ مالدار کافر مسلمانوں کو دیکھ کر کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان

اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِاَعۡلَمَ بِالشّٰكِرِيۡنَ ﴿۵۳﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيۡنَ

کیا ہم میں سے ۷ کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو ۸ اور جب تمہارے حضور وہ حاضر

يُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلۡ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ كَتَبَ رَبُّكُمۡ عَلٰى

ہوں ۹ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ان سے فرماؤ ۱۰ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ

نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنۡ عَمِلَ مِنۡكُمۡ سُوۡۤءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ

کرم پر رحمت لازم کر لی ہے ۱۱ کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس

تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَصۡلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۵۴﴾

کے بعد توبہ کرے ۱۲ اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۳

۱۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے رب تعالیٰ مددگار اور شفیع سب ہی بنا دے گا۔ کیونکہ مددگار و شفیع کا نہ ہونا کفار کا عذاب ہے۔ جو کہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کرتا ہے کہ یہ کفار کا ہی حال ہے۔ ۲۔ اس میں صالحین کو خوشخبری ہے کہ وہ حضور کے دروازہ سے درکارے نہ جائیں گے' نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ لہٰذا جو حضور سے قرب چاہے وہ رب کی یاد کیا کرے یہ حکم تاقیامت جاری ہے۔ ۳۔ لفظ مرید یہاں سے حاصل کیا گیا کہ یعنی مرید وہ جو رب کی رضا جوئی کے لئے شیخ کی بیعت کرے ۴۔ شان نزول۔ کفار کے سردار ایک دفعہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ آپ کے اردگرد غرباء اور مساکین کا ہجوم ہے۔ بولے کہ ہم کو ان مساکین کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے شرم آتی ہے۔ اگر آپ انہیں اپنی مجلس شریف سے نکال دیں تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر رہیں۔ حضور نے منظور نہ فرمایا۔ حضور کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ آپ ان کفار کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں۔ نہ آپ سے اس کا سوال ہو گا۔ لہٰذا آپ ان کی ہدایت کی امید میں غرباء کو رد نہ کریں۔ ۵۔ خیال رہے کہ یہاں ظلم سے مراد نہ کفر ہے نہ کسی کو ستانا۔ کیونکہ کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دینا کسی طرح جرم نہیں۔ لہٰذا یہ معنی نہایت ہی موزوں ہیں کہ یہ کام آپ جیسے اخلاق مجسم کے کرم کریمانہ سے بعید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غرباء و مساکین سے الفت سنت انبیاء ہے۔ ۶۔ یعنی ہمیشہ سے کفار کا یہ دستور رہا کہ مسلمانوں کے فقر کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اسلام سچا اور کفر جھوٹا ہے تو مسلمان فقیر اور کفار مالدار کیوں ہیں ۷۔ یعنی ایمان و ہدایت مالداری پر موقوف نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ کس میں شکر کا مادہ ہے اور کس میں نہیں۔ شاکر کو ہدایت دیتا ہے۔ ۸۔ اس آیت میں قیامت تک کے مسلمان داخل ہیں۔ جو بھی اس سرکار کے دربار میں دل سے حاضر ہوا اگلی بشارت کا مستحق ہے۔ ہمارے پاس سورج کا آنا یہ ہے کہ وہ طلوع ہو جائے اور ہمارا سورج کے پاس آنا یہ ہے کہ ہم آڑ ہٹا دیں۔ حضور ہمارے پاس آ گئے "لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ" ہم غفلت کی آڑ پھاڑ کر حضور تک پہنچ سکتے ہیں۔ ۹۔ بھکاری تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو صاف صاف مانگ لیتے ہیں ان کے لئے ارشاد ہوا جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ دوسرے وہ جو سخی کو دعائیں دیتے ہیں' ان کے لئے ارشاد ہوا صَلُّوۡا عَلَيۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِيۡمًا تیسرے وہ جو منہ سے کچھ نہیں کہتے صرف سخی کے سامنے آ جاتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آیت ہے ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی غلامی کی برکت سے اللہ کی رحمت' گناہوں کی معافی سب کچھ نصیب ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمے کرم پر لازم فرمائیں نہ کہ کسی دوسرے نے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۱۔ خیال رہے کہ ہر گناہ کی توبہ جداگانہ ہے اگر حقوق مارے ہیں تو اس کی توبہ کے لئے ضروری ہے کہ حق ادا کرے پھر زبان سے توبہ کرے۔ اگر نمازیں نہ پڑھی ہوں تو توبہ یہ ہے کہ ان کی قضا کرے۔ اس کے بغیر توبہ کیسی۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کے دو رکن ہیں۔ ایک تو گزشتہ پر ندامت دوسرے آئندہ کی اصلاح۔ اگر ایک جز کی بھی کمی رہ گئی تو توبہ قبول نہیں۔ ثم فرمانے سے معلوم ہوا کہ بہت عرصہ کے بعد بھی توبہ قبول ہو جاتی ہے مرتے مرتے توبہ کر لے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ
اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں اور اس لئے کہ مجرموں کا راستہ
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّیْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ
ظاہر ہو جائے ۱؎ تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے ۲؎ کہ انہیں پوجوں جن کو تم
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ
اللہ کے سوا پوجتے ہو تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں چلتا ۳؎ یوں
ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی
ہو تو میں بہک جاؤں اور راہ پر نہ رہوں تم فرماؤ میں تو اپنے رب کی
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا
طرف سے روشن دلیل پر ہوں ۴؎ اور تم اسے جھٹلاتے ہو میرے پاس
تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ
نہیں جس کی تم جلدی مچا رہے ہو ۵؎ حکم نہیں مگر اللہ کا ۶؎ وہ حق فرماتا ہے
هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ
اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا تم فرماؤ اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی
بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾
کر رہے ہو تو مجھ میں تم میں کام ختم ہو چکا ہوتا ۷؎ اور اللہ خوب جانتا ہے ستمگاروں
وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ
کو اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے ۸؎ اور جانتا ہے
مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا
جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے
وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ
اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک ۹؎

ع ۱۴

۱۔ مومن کو چاہیے کہ ایمانیات بھی سیکھے اور کفریات بھی۔ ایمانیات تو اختیار کرنے کے لئے سیکھے اور کفریات بچنے کے لئے۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے کفار کے اقوال و اعمال قرآن کریم میں بیان فرمائے تا کہ لوگ اس سے بچیں اور راہ حق ظاہر ہو جائے ۲۔ یعنی نزول قرآن سے پہلے فطری طور پر اور نزول قرآن کے بعد شرعی طور پر رب نے مجھے بت پرستی سے منع فرمادیا ہے۔ اس لئے حضور نے کبھی بت پرستی نہ کی۔ کوئی گناہ نہ کیا۔ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور نہ کھایا۔ حضور کی اطاعت و عبادت، تقویٰ پرہیزگاری، نزول قرآن پر موقوف نہ تھی۔ آپ پیدائشی عابد و متقی ہیں۔ گویا آپ بولتا ہوا قرآن ہیں ۳۔ نہ اب اور نہ ظہور نبوت سے پہلے۔ کیونکہ رب نے مجھے گمراہی، بدعقیدگی سے محفوظ رکھا۔ ۴۔ روشن دلیل سے نور نبوت، نور قرآن، معرفت الٰہی مراد ہے۔ حضور ہمیشہ سے اس نور پر تھے اور دوسروں کے لئے حضور خود دلیل ہیں اسی لئے رب نے انہیں برہان و نور کہا۔ فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ رب کی برہان حضور ہی تو ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۵۔ یعنی عذاب الٰہی میرے پاس اور مستقل طور پر میرے قبضے میں نہیں ورنہ اب تک تم پر عذاب آگیا ہوتا کیونکہ میں خدا کے مجرموں کو مہلت نہ دیتا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نبی کی بددعا سے بھی عذاب نہیں آتا۔ وہ بعطاء الٰہی رب کی جنت و دوزخ کے مختار ہیں۔ حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت مانگتا ہوں۔ حضور نے اعلان فرمایا تھا۔ کہ جو بیررومہ خرید کر وقف کر دے اسے کوثر دوں گا۔ یا یہ مقصد ہے کہ تم مجھ سے عذاب مانگتے ہو مگر میرے پاس صرف رحمت ہی رحمت ہے عذاب نہیں۔ میں رحمت والا نبی ہوں۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۶۔ یعنی حقیقی حکم رب کا ہی ہے بادشاہ حاکم، قاضی، ولی، پیغمبر کے احکام رب کی عطا سے ہیں۔ اس میں عطا کی نفی نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اگر خدا کے سوا کسی کا حکم نہ ہوتا تو نبی کی، عالم کی، بادشاہ کی اطاعت کیسے واجب ہوتی ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ تمہارے ناپاک وجود سے زمین پاک کرا دی گئی ہوتی۔ معلوم ہوا کہ دشمنان خدا سے عداوت رکھنا انہیں ہلاک کرنا عین عبادت ہے اور یہ ہی اخلاق نبوی ہے۔ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۸۔ اس میں اعلام یعنی بتانے کی نفی نہیں بتانے کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ اس آیت سے نبی کے علم غیب کی نفی پکڑنا غلط ہے ورنہ منکرین کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ ہر ادنیٰ اعلیٰ چیز لوح محفوظ میں لکھی ہے۔ اور یہ لکھنا اس لئے نہیں کہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا لہٰذا لکھ لیا۔ بلکہ اپنے خاص مقرب بندوں کو بتانے کے لئے ہے جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے۔ اس آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ علم غیب حساب سے عقل سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ تو رب کی خاص ملک ہے۔ اس کے پاس ہے جسے وہ دے اسے ملے اور غیب کی کنجیاں سے مراد وہ پانچ علوم ہیں جو سورۃ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں۔ عندہ علم الساعۃ الخ چونکہ یہ پانچ چیزیں لاکھوں غیبوں کے کھل جانے کا ذریعہ ہیں اس لئے انہیں غیب کی کنجیاں فرمایا گیا۔

ا۔ لوح محفوظ کتاب مبین یعنی ظاہر کردینے والی کتاب اس لئے فرمایا گیا کہ لوح محفوظ علوم غیبیہ ان حضرات پر ظاہر کردیتی ہے جن کی نظر اس پر ہے جیسے بعض فرشتے اور انبیاء و اولیاء کرام۔ اگر اس پر کسی کی نظر نہ ہو تو وہ کتاب مبین نہ ہو گی۔ مولانا فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء — ازچہ محفوظ اند محفوظ از خطاء

۲۔ وہ روح سیلانی ہے جس سے بیداری ہوش و حواس قائم ہے۔ وہی نیند میں جسم سے نکل جاتی ہے۔ لیکن روح سلطانی یا روح مقامی جس سے زندگی قائم ہے' وہ موت کے وقت خارج ہو گی۔

إِلَّا فِي كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾ وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّىٰكُم بِالَّيْلِ

جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے ۲

وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ

اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں اٹھاتا ہے کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد

أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ

پوری ہو پھر اسی کی طرف پھرنا ہے پھر وہ بتا دے گا جو کچھ تم

تَعْمَلُونَ ﴿٦٠﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ

کرتے تھے اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور تم پر نگہبان

عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

بھیجتا ہے ۳ یہاں تک کہ جب تم میں کسی کی موت آتی ہے

تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿٦١﴾ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى

ہمارے فرشتے اس کی روح قبض کرتے ہیں ۴ اور وہ قصور نہیں کرتے ۵ پھر پھیرے جاتے

اللَّهِ مَوْلَىٰهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ

ہیں ۶ اپنے سچے مولیٰ اللہ کی طرف سنتا ہے اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے جلد حساب

الْحَٰسِبِينَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَٰتِ الْبَرِّ

کرنے والا ۷ تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی

وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَىٰنَا

آفتوں سے جسے پکارتے ہو گڑ گڑا کر اور آہستہ ۸ کہ اگر وہ ہمیں اس

مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّٰكِرِينَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُم

سے بچا دے تو ہم ضرور احسان مانیں گے تم فرماؤ اللہ تمہیں نجات دیتا ہے

مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾ قُلْ

اس سے اور ہر بے چینی سے پھر تم شریک ٹھہراتے ہو ۹ تم فرماؤ

ع ۱۴

۳۔ یعنی فرشتے جن میں سے' بعض ہمارے اعمال کی نگرانی کرتے ہیں اور بعض ہمارے اجسام کی۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اگرچہ قادر ہے کہ ہماری حفاظت براہ راست خود فرمائے مگر اسباب سے کرتا ہے۔ قدرت اور ہے' قانون کچھ اور دونوں کو ماننا ایمان ہے ۴۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ علاقے بٹے ہوئے ہیں۔ بعض جگہ بعض فرشتے روح قبض کرتے ہیں اور بعض جگہ دوسرے۔ بلکہ ملک الموت اور انکے خدام فرشتے ساری دنیا کی روح قبض کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ ہر جگہ حاضر ہیں اور ہر جگہ ناظر۔ کہ اس کے بغیر یہ کام انجام نہیں پا سکتا۔ ساری دنیا ان کے سامنے ایسی ہے۔ جیسے ہمارے سامنے ہتھیلی ۵۔ ان فرشتوں سے جان قبض کرنے میں سستی کوتاہی واقع نہیں ہوتی۔ وقت مقررہ سے ایک آن آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان فرشتوں کو ہر ایک کی موت کا وقت اور موت کی جگہ موت کی کیفیت معلوم ہے۔ یہ علوم خمسہ میں سے ہے۔ جب ان فرشتوں کے علم کا یہ حال ہے تو جو تمام خلق سے زیادہ اعلم ہیں مدینہ والے سلطان صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کے علوم کا کیا پوچھنا ۶۔ یعنی مرتے ہی ان کی روحیں بارگاہ الٰہی میں پیش ہو کر پھر قبر میں واپس لائی جاتی ہیں جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے ۷۔ چنانچہ قیامت میں سارے عالم کا سارا حساب دنیا کے چھوٹے دن کے آدھے کی بقدر ہو گا۔ یعنی ۴ گھنٹہ میں۔ باقی اتنا بڑا دن حضور کی نعت گوئی اور اظہار شان میں صرف ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۸۔ کفار جب جنگل یا سمندر میں پھنس جاتے تھے تو یہ دعائیں کرتے تھے پھر نجات پا کر کفر پر ہی قائم رہتے تھے۔ یہاں دعا مانگنے پر عتاب نہیں بلکہ اپنا وعدہ پورا نہ کرنے پر اظہار غضب ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں کہ کفار جو مصیبت میں پھنس کر نجات کی دعا کرتے تھے' رب انہیں نجات دے دیتا تھا۔ شیطان نے اپنی درازی عمر کی دعا کی جو قبول ہوئی۔

هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا

وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے تلے سے یا تمہیں بھڑادے مختلف گروہ کرکے اور ایک دوسرے کی سختی چکھائے دیکھو ہم کیونکر طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں کہ کہیں ان کو سمجھ ہو اور اسے جھٹلایا تمہاری قوم نے اور یہی حق ہے تم فرماؤ میں تم پر کچھ کڑوڑا نہیں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان جاؤ گے اور اے سننے والے جب تو انہیں دیکھے جو ہماری آیتوں میں پڑتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے جب تک اور بات میں نہ پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ اور پرہیزگاروں پر ان کے حساب میں سے کچھ نہیں ہاں نصیحت دینا شاید وہ باز آئیں اور چھوڑ دے ان کو جنہوں نے اپنا دین ہنسی کھیل بنا لیا

ا۔ معلوم ہوا کہ قوم کی جنگ و جدال خانہ جنگی رب کا عذاب ہے جس میں آج مسلمان گرفتار ہیں۔ اپنے بد اعمال کی وجہ سے ۲۔ اس سے مراد یا کفار ہیں کہ ان آیتوں سے کفار کو سمجھ ہو اور وہ ایمان لے آویں یا عام مسلمان ہیں کہ ان قدرتوں کو دیکھ کر یہ لوگ اپنی غفلت چھوڑ دیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب اس آیت کا یہ جملہ نازل ہوا کہ وہ قادر ہے کہ تم پر اوپر سے عذاب بھیجے تو حضور نے فرمایا کہ مولیٰ تیری پناہ' اور جب یہ نازل ہوا کہ تمہارے پاؤں کے نیچے سے تو فرمایا تیری پناہ۔ اور جب یہ نازل ہوا کہ تمہیں بھڑادے تو فرمایا یہ آسان ہے۔ (بخاری شریف) مسلم شریف میں ہے کہ حضور نے فرمایا۔ میں نے رب سے تین دعائیں کیں' ان میں سے دو قبول ہوئیں۔ ایک یہ کہ میری امت عام قحط سالی سے ہلاک نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ انہیں غرق سے بالکل تباہ نہ کیا جائے۔ یہ دونوں قبول ہوئیں۔ تیسری یہ کہ ان میں آپس میں جنگ و جدال نہ ہو۔ یہ قبول نہ ہوئی (خزائن العرفان) ۳۔ یعنی تمہاری ہدایت کا میں ذمہ دار نہیں کہ اگر تم ہدایت نہ پاؤ تو مجھ سے باز پرس ہو۔ جیسا کہ عام وکلاء سے پوچھا ہوتا ہے تم میرے حاجت مند ہو' میں تم سے بے نیاز ہوں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے دینوں کی مجلس جس میں دین کا احترام نہ ہوتا ہو' وہاں مسلمانوں کو جانا وہاں بیٹھنا حرام ہے' کفار کے جلسے' جلوس جن میں دین کے خلاف تقریریں کی جاتی ہیں' مسلمانوں کو سننے کے لئے جانا حرام ہے۔ ان کی تردید کے لئے جانے کا دوسرا حکم ہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو فرعونی دربار میں بھیجا گیا۔ اس کی باتیں سننے کے لئے نہیں بلکہ اس کی تردید کرنے کے لئے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی کاروبار کے لئے کفار کے پاس جانا۔ ان کے پاس نشست و برخاست جائز ہے۔ تبلیغ کے لئے بھی ان کے پاس جانا جائز بلکہ ثواب ہے۔ ۶۔ یعنی اگر بھول کر تم کفار کے جلسوں میں چلے جاؤ تو یاد آتے ہی وہاں سے ہٹ جاؤ۔ پھر نہ ٹھہرو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بری صحبت سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ برا یار برے سانپ سے بدتر ہے کہ برا سانپ جان لیتا ہے اور برا یار ایمان برباد کرتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ دین کرنے یا مناظرہ کرنے' تردید کرنے کے لئے کفار کے جلسوں میں جانا منع نہیں۔ نشست و برخاست اور چیز ہے اور مناظرہ و تبلیغ کچھ اور ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے دینوں سے تعلقات توڑ دینا ضروری ہیں۔ دنیاوی، دینی تمام رشتے توڑنے ضروری ہیں۔ ان سے نکاح' بیاہ' لین' دین کلام و سلام' نماز جنازہ و دفن' میراث سب مراسم ختم کرنے لازم ہیں۔ یہ بے دینی کے احکام ہیں۔ مسلمان گنہگار کو تبلیغ و نصیحت کی جاوے مگر ان سے ترک تعلق بلاوجہ نہ کیا جاوے۔ ہاں اگر ترک تعلق سے ان کی اصلاح ہوتی ہو تو عارضی طور پر یہ بھی کر دیا جاوے

ا۔ یعنی کفار کو تبلیغ کرتے رہو اگرچہ ان کے ایمان سے مایوسی ہو۔ وہ کفار جن کے متعلق قرآن نے خبر دے دی کہ یہ ایمان نہ لائیں گے انہیں بھی آخر تک تبلیغ کی گئی ٢۔ اس آیت میں کفار کے لئے شفاعت کی نفی ہے۔ جیسا کہ اول آیت اور آخر آیت سے ظاہر ہے یا بتوں کی شفاعت کی نفی ہے یا وجونس کی شفاعت کا انکار ہے مومنین کے لئے محبوبین کی شفاعت ثابت ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ نماز جنازہ شفاعت ہی پر مبنی ہے۔ رب نے فرمایا ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك الخ یہ آیت شفاعت کی چمکتی ہوئی دلیل ہے ٣۔ فدیہ قبول نہ ہونا کفار کا عذاب ہے۔ مومن کے لئے خود کفار فدیہ بنیں گے۔ نیک اعمال' قربانی' کفار گناہ کا فدیہ ہوں گے۔ ٤۔ اس سے معلوم ہوا کہ دردناک عذاب کفار کے لئے خاص ہے مومن گنہگار کو انشاء اللہ عذاب ہلکا ہو گا ٥۔ اس میں ان کفار کا رد ہے جو مومنین کو بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دین کی طرف لوٹ جانے کی دعوت دیتے تھے۔ اور طرح طرح کے لالچ دے کر بہکانے کی کوشش کرتے تھے۔ ڈراتے دھمکاتے بھی تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارتداد سخت جرم ہے۔ اور جاہل و ناواقف کے گناہ سے واقف کار عالم کا جرم بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ بعد اذ هدنا الله سے معلوم ہوا۔ اسی لئے اصلی کافر کو جزیہ پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ مگر مرتد کے لئے قتل ہے یا دوبارہ اسلام۔ اس سے جزیہ نہ لیا جائے گا ٦۔ اس آیت میں ہدایت والے اور گمراہ کی مثال اس مسافر سے دی گئی ہے۔ جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر میں جاوے جنگل میں پہنچ کر شیطان اسے بہکا دے اور غلط راستہ پر لگا دے ساتھی اسے پکارتے ہوں۔ اور وہ ان کی نہ مانتا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے گمراہ رشتہ دار ہمارے ساتھی نہیں بلکہ راہ مار ہیں اور صالح مسلمان اگرچہ اجنبی ہو مگر وہ روحانی اور ایمانی ساتھی ہے۔ اس ایک اجنبی پر ہزاروں بے دین رشتہ دار قربان ٧۔ اس میں اشارۃ" فرمایا جا رہا ہے کہ نماز وغیرہ ریاکاری کے لئے نہ پڑھ بلکہ رب کے خوف سے۔ اس لئے کہ تمہیں اس کی بارگاہ میں پیش ہو کر جواب دہی کرنا ہے ٨۔ یہاں حق سے مراد حکمت ہے یا درستی۔ یعنی آسمان کی ہر چیز حکمت سے ہے اور بالکل درست ہے۔ کہ اس سے رب تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

ع ١٤

وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ

اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور قرآن سے نصیحت دو ٢ کہیں کوئی جان اپنے کئے

بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ

پر پکڑی نہ جاوے اللہ کے سوا نہ اس کا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی ٣

وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ

اور اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اس سے نہ لئے جائیں یہ ہیں وہ جو اپنے کئے پر

اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ

پکڑے گئے ٤ انہیں پینے کو کھولتا پانی اور دردناک

اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ۞ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

عذاب بدلہ ان کے کفر کا ٥ تم فرماؤ کیا ہم اللہ کے سوا اس کو

اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا بَعْدَ

پوجیں جو ہمارا نہ بھلا کرے نہ برا اور الٹے پاؤں پلٹا دیئے جائیں بعد اس

اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ

کے کہ اللہ نے ہمیں راہ دکھائی ٦ اس کی طرح جسے شیطان نے زمین میں راہ بھلا دی

حَیْرَانَ ۪ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ یَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ

حیران ہے اس کے رفیق اسے راہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ ادھر آ تم فرماؤ کہ

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞

اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اس کیلئے گردن رکھ دیں جو رب ہے سارے

وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِیْۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۞

جہانوں کا اور یہ کہ نماز قائم رکھو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے ٧

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَیَوْمَ

اور وہی ہے جس نے آسمان و زمین ٹھیک بنائے ٨ اور جس دن

يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ

فنا ہونی ہر چیز کو کہے گا ہو جا وہ فوراً ہو جائیگی ۱؎ اس کی بات سچی ہے اور اسی کی سلطنت ہے جس

فِي الصُّوَرِ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٧٣﴾

دن صور پھونکا جاوے گا ۲؎ ہر چھپے اور ظاہر کا جاننے والا اور وہی ہے حکمت والا خبردار

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً ۖ

اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ ۳؎ آزر سے کہا کیا تم بتوں کو خدا بناتے ہو

إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٧٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُرِي

بیشک میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں پاتا ہوں ۴؎ اور اسی طرح ہم

إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ

ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ۵؎ اور اسلئے کہ وہ عین الیقین

الْمُوقِنِينَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا ۖ قَالَ

والوں میں ہو جائے ۶؎ پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا ایک تارا دیکھا بولے

هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ ﴿٧٦﴾ فَلَمَّا

اسے میرا رب ٹھہراتے ہو ۷؎ پھر جب وہ ڈوب گیا بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے

رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي ۖ فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ

پھر جب چاند چمکتا دیکھا بولے اسے میرا رب بتلاتے ہو پھر جب وہ ڈوب گیا کہا

يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿٧٧﴾ فَلَمَّا رَأَى

اگر مجھے میرا رب ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہیں گمراہوں میں ہوتا ۹؎ پھر جب سورج جگمگاتا

الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ ۖ فَلَمَّا أَفَلَتْ

دیکھا بولے اسے میرا رب کہتے ہو ۱۰؎ یہ تو ان سب سے بڑا ہے پھر جب

قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿٧٨﴾ إِنِّي وَجَّهْتُ

وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو ۱۱؎ میں نے اپنا

۱؎ یعنی دنیا میں تو لوگوں کی پیدائش بہت آہستگی سے ہوئی۔ کوئی کبھی پیدا ہوا کوئی کبھی۔ پھر ہر شخص پہلے بچہ تھا پھر جوان پھر بوڑھا۔ لیکن قیامت میں صرف کلمہ کن سے تمام مخلوق دوبارہ پیدا ہو جاوے گی۔ خیال رہے کہ یہاں کن فرمانے سے کاف نون اور صیغہ امر مراد نہیں بلکہ تعلقِ ارادہ مراد ہے۔ یعنی پیدا فرمانا چاہے گا تو پیدا ہو جاوے گی۔ لہٰذا آیت پر نہ تو یہ اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ ہو جا کس سے کہی جاوے گی اور سننے والا کون ہو گا۔ اور نہ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ پھر صور پھونکنا بیکار ہو گا۔ اور اس آیت کا دوسری آیت سے تعارض ہو گا۔ غرضیکہ آیت صاف ہے۔ ۲؎ پہلی بار یا دوسری بار اولاً" صور پھونکنے سے عالم فنا ہو گا اور دوسری بار پھونکنے سے دوبارہ پیدا ہو گا۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت میں کسی کی ظاہری بادشاہت بھی نہ ہو گی ۳؎ یہاں باپ سے مراد چچا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا۔ وہ موحد مومن تھے۔ چچا کا نام آزر تھا۔ یہ مشرک تھا (از قاموس و مسالک الحنفا لعلامہ سیوطی از خزائن العرفان) عرب میں عام طور پر چچا کو باپ کہا جاتا ہے قرآن کریم نے بھی چچا کو باپ بہت جگہ فرمایا ہے۔ وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ حضور نے حضرت عباس کو اپنا باپ فرمایا (مفردات راغب و تفسیر کبیر وغیرہ از خزائن العرفان) مگر لفظ والد صرف باپ کو کہا جاتا ہے۔ یونہی لفظ امّ ماں' نانی' دائی سب کو کہتے ہیں مگر والدہ صرف ماں کو' جناب ابراہیم نے بڑھاپے میں دعا یوں کی رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وہاں تارخ اور ان کی بیوی مراد ہیں وہ دونوں مومن ہیں۔ ۴؎ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی تبلیغ میں کسی قرابت دار یا چھوٹے بڑے کا لحاظ نہیں۔ حضرت ابراہیم نے چچا کو فرما دیا کہ تم گمراہ ہو۔ یہ ہی اخلاق انبیاء ہے۔ دوسرے یہ کہ تقیہ سنت انبیاء کے صریحی خلاف ہے۔ تیسرے یہ کہ بدعقیدہ کو نبی کی رشتہ داری کام نہ آئے گی۔ اہل مکہ کو یہی سنایا جا رہا ہے کہ اولاد ابراہیم ہونے پر فخر نہ کرو۔ ایمان قبول کرو۔ ۵؎ یعنی جیسے ہم نے ابراہیم کو دینی بصیرت بخشی کہ وہ دار الکفر میں پیدا ہونے کے باوجود مومن بلکہ مومن گر ہوئے ایسے ہی ہم نے ان کو دنیا کی چیزوں کی بصیرت بھی بخشی کہ انہیں عالم دکھایا ۶؎ یعنی ان کو عین الیقین حاصل ہو جائے۔ چنانچہ آپ کو ایک پتھر کی چٹان پر کھڑا کیا گیا اور فرمایا گیا۔ اوپر دیکھو۔ دیکھا تو عرش و کرسی۔ لوح و قلم' غرضیکہ تمام آسمانی چیزوں حتیٰ کہ جنت میں اپنا مقام سب کچھ دکھا دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ نیچے دیکھو۔ دیکھا تو زمین تحت الثریٰ تک اور اس کے اندر کی تمام چیزیں دکھائی گئیں۔ مگر ہمارے حضور کو آسمانوں کی سیر بھی کرائی گئی اور تمام چیزیں بھی دکھائی گئیں ۷؎ چونکہ نمرود نے آپ کی ولادت سے پہلے ہی بچوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اس لئے آپ کی والدہ نے آپ کو ایک محفوظ تہ خانہ میں پرورش کیا۔ آپ قریباً سات سال تک اس میں رہے۔ جب باہر تشریف لائے اور قوم کو دیکھا کہ وہ چاند و تاروں کی پوجا کرتے ہیں تو آپ نے بطور انکار یہ کلام فرمایا۔ خیال رہے کہ آپ کے اس کلام میں تاروں وغیرہ کی الوہیت کا اقرار نہیں ہے کہ یہ شرک ہے اور انبیاء کرام معصوم ہیں بلکہ ان سے انکاری سوال ہے کہ آیا میرے رب یہ ہیں ۸؎ اسی کو منطقی لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ دنیا ادلتی بدلتی رہتی ہے اور ہر بدلنے والی چیز نوپید ہے اور نوپید کو خالق کی ضرورت ہے۔ لہٰذا دنیا خالق کی حاجت مند ہے۔ سبحان اللہ اس لڑکپن میں یہ عقل و دانائی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کا علم لدنی ہوتا ہے۔ وہ بغیر کسی کے سکھائے پڑھائے عالم ہوتے ہیں ۹؎ یعنی مجھے رب نے اول ہی سے ہدایت یافتہ بنایا ہے لہٰذا میں گمراہوں میں سے نہیں ہوں ۱۰؎ شمس مؤنث حقیقی

(بقیہ صفحہ ۲۱۷) نہیں ہے اس لئے اسے مذکر و مؤنث دونوں طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ یہاں شمس کے لئے بازغۃ مؤنث اور ھذا مذکر ارشاد ہوا اور ھذا کو مذکر لانا لفظ رب کے ادب کے لئے ہے ۱۱۔ تُشْرِكُونَ صیغہ جمع مخاطب فرمانے سے معلوم ہوا کہ آپ نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا۔ جو کوئی ان آیات سے ان جناب کی طرف شرک منسوب کرے وہ خود جاہل اور بے دین ہے۔

ا۔ حنیف کے معنی ہیں تمام جھوٹے دینوں سے صاف۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن وہی ہے جو تمام جھوٹے دینوں سے بیزار اور متنفر ہو۔ یہی سنت ابراہیمی ہے۔ ۲۔

وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ

منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر ۱ اور میں

اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ

مشرکوں میں نہیں اور ان کی قوم ان سے جھگڑنے لگی کہا کیا اللہ کے بارے میں

فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ

مجھ سے جھگڑتے ہو وہ تو مجھے راہ بتا چکا ۲ اور مجھے ان کا ڈر نہیں جنہیں تم شریک بتاتے ہو ۳

اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا اَفَلَا

ہاں جو میرا ہی رب کوئی بات چاہے ۴ میرے رب کا علم ہر چیز کو محیط ہے تو کیا

تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا

تم نصیحت نہیں مانتے اور میں تمہارے شریکوں سے کیونکر ڈروں ۵ اور تم نہیں

تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ

ڈرتے کہ تم نے اللہ کا شریک اس کو ٹھہرایا جس کی تم پر اس نے کوئی

عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ

سند نہ اتاری تو دونوں گروہوں میں امان کا زیادہ سزاوار کون ہے ۶

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا

اگر تم جانتے ہو وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی

اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾

آمیزش نہ کی ۷ انہیں کے لئے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں ۸

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰي قَوْمِهٖ نَرْفَعُ

اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی ۹ ہم جسے چاہیں ۱۰

دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا

درجوں بلند کریں ۱۱ بیشک تمہارا رب علم و حکمت والا ہے اور ہم نے

ابراہیم علیہ السلام کی ہدایت فطری تھی کہ آپ بچپن شریف سے ہی عارف باللہ تھے۔ اس لئے آپ نے کبھی شرک، کفر کوئی گناہ نہ کیا۔ یہی حال سارے پیغمبروں کا ہے۔ کہ وہ رب سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ ۳۔ کسی کے ذریعہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نفع نقصان مخلوق سے پہنچ جاتا ہے۔ مگر رب کے ارادے سے مخلوق سبب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم نے ایسے خطرناک موقعہ پر بھی تقیہ نہ کیا بلکہ اپنے ایمان کا اعلان فرمادیا۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں مخلوق کی ایسی ہیبت نہیں آتی جو انہیں ادائے فرائض سے روک دے۔ ۵۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ تمام گفتگو اپنی قوم سے اس وقت فرمائی جب انہوں نے کہا کہ ہمارے بتوں سے خوف کرو۔ وہ تم کو نقصان پہنچا دیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ جس قوی و قادر رب سے ڈرنا چاہیے اس سے تم ڈرتے نہیں اور جن مجبور لکڑی، پتھروں سے نہ ڈرنا چاہیے ان سے مجھے ڈراتے ہو ۶۔ یعنی میں امن کا مستحق ہوں اور تم تم عذاب کے سزاوار ۷۔ اس آیت میں ایمان سے مراد لغوی ایمان ہے یعنی اللہ کو ماننا اور ظلم سے مراد ہے شرک، کفار مکہ اللہ کو مانتے تھے ساتھ میں بتوں کو بھی اور یہ سمجھتے تھے کہ یہ شرک توحید کی تکمیل ہے۔ ان کے رد میں یہ آیت اتری۔ اسے گنہگار مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۸۔ یعنی ایسے مخلص مومن کے لئے دنیا میں، قبر میں، آخرت میں امن ہے کہ وہ دنیا میں شرک سے قبر و حشر میں عذاب نار سے محفوظ رہتا ہے اگرچہ کبھی دنیاوی مصیبت آجاوے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کا علم لدنی ہوتا ہے کہ انہیں کسی کی شاگردی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے دلوں پر غیر اللہ کی ہیبت نہیں آتی۔ اگر قادیانی نبی ہوتا وہ دنیا میں کسی کا شاگرد نہ ہوتا۔ کفار کی غلامی میں اور لوگوں کے چندوں پر گزارہ نہ کرتا۔ اور لوگوں کے خوف کی وجہ سے حج نہ چھوڑتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا سورج وغیرہ کو ھذا ربی فرمانا شرک نہ تھا بلکہ رب کی بتائی ہوئی دلیل و حجت تھی۔ اسی لئے رب نے اسے حجتنا فرمایا۔ ۱۰۔ محض اپنے فضل و کرم سے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ بلندی درجات نہ قابلیت پر موقوف ہے نہ اپنے عمل پر یہ فضل ربانی ہے۔ لاکھوں برس کے ان عابد فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں جھکا دیا۔ جنہوں نے ابھی ایک سجدہ نہ کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ نبی ساری مخلوق سے اعلیٰ و افضل ہوتے ہیں۔ کوئی ان کی مثل نہیں ہوتا۔ اگر وہ ہماری مثل ہوں تو اس آیت کے خلاف ہوگا۔

۱۔ یعنی حضرت ابراہیم کی اولاد میں یہ سارے نبی ہوئے۔ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم ابو الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد والے تمام نبی آپ کی اولاد میں ہیں۔ رب فرماتا ہے وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ اگر قادیانی نبی ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہوتا ۲۔ یہاں راہ دکھانے سے مراد فطری ہدایت ہے جو انبیاء کرام کو رب تعالیٰ پیدائش سے پہلے ہی اپنی ذات و صفات، حق و باطل میں فرق کرنے کی ہدایت بخشتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس کا رسول ہوں۔ برکت والا ہوں۔ ۳۔ یعنی اچھی اولاد بھی نیک کاروں کی نیکی کا نتیجہ ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ نبوت نیک اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ نبوت کے ذریعہ نیکی ملتی ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی غبار نہیں۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی مثل کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ جب وہ تمام عالم سے افضل ہوئے تو جو بھی ہو گا عالم میں ہی ہو گا پھر وہ ان کی مثل کیسے ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ نبی فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ خیال رہے کہ یہاں عالمین سے مراد غیر نبی ہیں۔ لہٰذا اس سے نہ تو یہ لازم آتا ہے کہ یہ حضرات ہمارے حضور سے افضل ہوں اور نہ ہی یہ لازم آتا ہے کہ خود اپنے پر افضل ہوں۔ جو کسی غیر نبی کو نبی کی طرح مانے وہ گمراہ ہے ۵۔ بزرگی دی اور نبوت و رسالت بخشی۔ بعض اس لئے فرمایا کہ تمام نبی نہ تھے نیز ایسے ہی بعض انبیاء کے قرابت دار کافر تھے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی گمراہی غیر ممکن ہے کہ رب کی دی ہوئی ہدایت کو کوئی نہیں چھین سکتا۔ جیسے سورج و چاند کوئی بجھا نہیں سکتا۔ لہٰذا نہ ان پر شیطان کا داؤ چلے نہ کسی اور طاغوت کا۔ رب نے ابلیس سے فرمایا تھا۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۷۔ معلوم ہوا کہ ہدایت نبوت خاص کرم ہے جو خاص بندوں کو ملتا ہے۔ کوئی عمر بھر عبادت سے بھی نبی تو کیا صحابی نہیں بن سکتا۔ یہ ہدایت کسبی نہیں محض وہبی ہے۔ اس لئے فرمایا گیا۔ اللہ جسے چاہے دے ۸۔ یہاں شرک سے مراد کفر ہے یعنی اگر نبیوں نے کفر کیا ہوتا تو ان کے نیک اعمال برباد ہو جاتے کہ نہ ان کے نام رہتے نہ فیضان لیکن ان کے نام فیضان بلکہ کام تا ابد باقی ہیں چنانچہ جناب ابراہیم کا کعبہ صفا مروہ قربانی سب موجود ہیں۔ لہٰذا وہ حضرات مومن تھے۔ یونہی اگر صحابہ حضور کے بعد کافر ہو گئے ہوتے تو ان کا نام، کام، فیضان باقی نہ رہتے۔ مگر حضرت صدیق کی مسجد نبوی، عمر فاروق کی نماز تراویح۔ فتوحات اسلامیہ، جناب عثمان کا جمع کیا ہوا قرآن سب موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ مومن ہیں۔ ۹۔ یعنی آسمانی کتاب خواہ صحیفے کی شکل میں ہو یا باقاعدہ مکمل کتاب اور خواہ بلاواسطہ عطا فرمائی گئی ہو یا نبی کے واسطے سے۔ لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کو مستقل طور پر علیحدہ کتاب عطا ہوئی ہو۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو توریت ملی اور حضرت ہارون اور داؤد سے پہلے کے تمام نبی اسی توریت کے مبلغ ہوئے۔ آدم علیہ السلام کو صحیفے عطا ہوئے۔ ان کے بعد بہت سے رسول ان صحیفوں کے مبلغ ہوئے ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کوئی پیغمبر علم و حکمت سے خالی نہیں کیونکہ یہاں حکمت سے مراد کتاب الٰہی کی فہم اور ان کی خاص تعلیم ہے۔ دوسرے یہ کہ کوئی نبی اصل نبوت میں کسی دوسرے نبی کا تابع نہیں۔ تمام انبیاء مستقل اور ذاتی نبی ہیں۔ ہاں کتاب میں بعض نبی بعض کے تابع ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبوت کو علیحدہ طور پر بیان فرمایا لہٰذا قادیانی بروزی، ظلی، مراقی، مذاقی، الہونی، بھنگی، چرسی، نبی ہونا باطل محض ہے۔ ۱۱۔ کفار مکہ یا سرداران قریش یا وہ تمام کفار جو آخر دم تک ایمان لانے والے نہ تھے۔

لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ

انہیں اسحاق اور یعقوب عطا کئے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو

قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ

راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں سے [1] داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف

وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾

اور موسیٰ اور ہارون کو [2] اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو [3]

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾

اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں

وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا

اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ

وقت میں سب پر فضیلت دی [4] اور کچھ ان کے باپ دادا اور بھائیوں میں سے بعض کو [5]

وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾

اور ہم نے انہیں چن لیا اور سیدھی راہ دکھائی [6]

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے دے [7]

عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا [8]

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ

یہ ہیں جن کو ہم نے کتاب [9] اور حکم اور نبوت عطا کی [10]

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا

تو اگر یہ لوگ اس سے منکر ہوں [11] تو ہم نے اس کے لئے ایک ایسی قوم لگا رکھی ہے جو انکار

بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ

والی نہیں ۱؎ یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی تو تم انہیں کی راہ

اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا

چلو ۲؎ تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا ۳؎ وہ تو نہیں مگر

ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ

نصیحت سارے جہان کو ۴؎ اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی

قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ

جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا ۵؎ تم فرماؤ

اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى

کس نے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے ۶؎ روشنی اور لوگوں کے لئے

لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ

ہدایت ۷؎ جس کے تم نے الگ الگ کاغذ بنا لئے ۸؎ ظاہر کرتے ہو اور بہت سے

كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ

چھپا لیتے ہو ۹؎ اور تمہیں وہ سکھایا جاتا ہے جو نہ تم کو معلوم تھا نہ تمہارے باپ دادا کو ۱۰؎ اللہ

اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ

کہو ۱۱؎ پھر انہیں چھوڑ دو ان کی بے ہودگی میں انہیں کھیلتا ۱۲؎ اور یہ ہے برکت والی

اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ

کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو آگے تھیں اور اس لئے کہ

اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

تم ڈر سناؤ سب بستیوں کے سردار کو اور جو کوئی سارے جہان میں اسکے گرد ہیں ۱۳؎ اور جو آخرت

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

پر ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں اور اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں ۱۴؎

۱۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ آپ کا دین غالب ہو کر رہے گا خواہ یہ کفار مدد کریں یا نہ کریں اور اس مددگار قوم سے مراد یا مہاجرین و انصار یا سارے صحابہ یا قیامت تک کے سارے وہ مومن ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ خدمت دین کی توفیق بخشے۔ علماء اولیاء سلاطین۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی خدمت کی توفیق ملنا خاص عطیہ ربانی ہے کسی کی ذاتی نہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے پیغمبروں کی صفات سے موصوف ہیں کیونکہ یہاں اقتداء سے مراد اطاعت نہیں اس لئے کہ ہمارے رسول کسی نبی کے مطیع نہیں بلکہ سب ہمارے رسول کے تبع ہیں۔ لہٰذا حضور سارے نبیوں کے سردار ہیں۔ یعنی جو کمالات ان پیغمبروں نے دکھائے تم سب ظاہر فرماؤ اور تمام صفات کے جامع ہو جاؤ سبحان اللہ ۳۔ کیونکہ میں تم کو دینے آیا ہوں تم سے لینے نہیں آیا۔ بڑوں کو بڑے ہی اجرت دے سکتے ہیں۔ حضور کو اجرت رب ہی دے گا۔ تمام مخلوق تو ان کے در کی بھکاری ہے۔ نیز حضور مظہر ذات کبریا ہیں۔ رب بلا معاوضہ دیتا ہے۔ حضور بھی بلا معاوضہ عطا کرتے ہیں۔ نیز ہماری کوئی خدمت نبی پاک کی معمولی عطا کا معاوضہ نہیں بن سکتی۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کبھی اپنی نبوت کو گزر اوقات کا ذریعہ نہیں بناتے۔ اپنے کسب سے کھاتے اور کھلاتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے نبوت کا ڈھونگ رچا کر نوابوں کی سی زندگی گزاری۔ دوسرے یہ کہ حضور ساری مخلوق کے نبی ہیں اور قرآن ساری خلقت کے لئے ہدایت ہے خواہ فرشتے ہوں یا جنات۔ انسان، جانور، درخت، پتھر، غرضیکہ جس کا رب اللہ ہے۔ حضور اس کے نبی ہیں ۵۔ شان نزول۔ یہ آیت یہود کے ایک بڑے عالم مالک ابن صیف کے متعلق نازل ہوئی جو حضور سے مناظرہ کرنے آیا۔ پھر ناکام ہو کر ایسا مبہوت ہو گیا کہ بولا اللہ نے کسی انسان پر کچھ وحی نہ بھیجی جس پر خود اس کی قوم ناراض ہو گئی کہ تو نے ہمارا بھی بیڑہ غرق کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا منکر کبھی خدا کو پہچان سکتا ہی نہیں۔ خدا کی قدر وہی جان سکتا ہے جو نبی کی قدر جانے ۶۔ مالک ابن صیف تھا بڑا موٹا، خوب پلا ہوا، حضور نے پہلے اس سے پوچھا کہ کیا تو نے توریت کی یہ آیت دیکھی ہے کہ اللہ موٹے پادری کو پسند نہیں کرتا وہ بولا۔ ہاں حضور نے فرمایا کہ تو موٹا پادری ہے۔ بحکم توریت تو مردود ہے۔ مالک ابن صیف کو غصہ آ گیا اور بولا کہ اس نے کسی بشر پر کوئی کتاب اتاری ہی نہیں۔ یہاں الزام کے طور پر اس سے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر ایسا ہے تو موسیٰ علیہ السلام پر توریت کس نے اتاری تھی۔ خیال رہے کہ موٹے پادری سے مراد وہ پادری تھے جو حرام خوری کر کے خوب موٹے تازے ہو جاتے تھے ۷۔ یہاں لوگوں سے مراد صرف بنی اسرائیل ہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام صرف انہیں کے نبی تھے۔ خیال رہے کہ ایک جگہ توریت کو تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فرمایا گیا۔ کیونکہ جب توریت اتری تھی تو بیان لکل شئی تھی مگر جب حضرت موسیٰ سے وہ زمین پر گر گئی تو ہدایت باقی رہ گئی بیان کل شئی اٹھا لیا گیا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۸۔ توریت کا کچھ حصہ ظاہر کرنے کو منتخب کیا کچھ چھپا رکھنے کو کیونکہ توریت شریف صرف پادریوں کے قبضہ میں تھی۔ قرآن مجید کی طرح عام لوگوں کے پاس نہ تھی۔ قرآن کا تو بچہ بچہ حافظ ہے۔ الحمد للہ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے توریت کی حفاظت بنی اسرائیل کے ذمے فرمائی تھی۔ لہٰذا اس میں خلط ملط ہو گیا۔ لیکن قرآن کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لی لہٰذا محفوظ رہا۔ ۱۰۔ یعنی آج حضور کے ذریعہ تمہیں وہ علوم دیئے جا رہے ہیں جو تم سے پہلے کسی کو نہ دیئے گئے تھے۔ ان کی قدر کرو ۱۱۔ یعنی اگر مالک ابن صیف اب یہ نہ کہے کہ توریت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے [1] یا کہے مجھے وحی آئی ہے

اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَا

اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی [2] اور جو کہے ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا

اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ

اللہ نے اتارا [3] اور کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہیں

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ

اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں [4] آج تمہیں

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے

غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا

اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے [5] اور بیشک تم ہمارے پاس اکیلے

فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ

آئے جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا [6] اور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے جو مال متاع ہم نے

ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ

تمہیں دیا تھا [7] اور ہم تمہارے ساتھ تمہارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جنکا تم اپنے میں

اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ

ساجھا بتاتے تھے [8] بے شک تمہارے آپس کی ڈور کٹ گئی [9] اور تم سے گئے جو

مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ

دعویٰ کرتے تھے [10] بے شک اللہ دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے [11]

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ

زندہ کو مردہ سے نکالے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا [12]

(بقیہ صفحہ ۲۲۰) پر اتاری تھی تو تم خود فرمادو کہ اللہ نے اتاری تھی ۱۲۔ یعنی ان کے نہ ماننے پر ( ) غم نہ کرو یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ فرماؤ۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے بعد نہ کوئی آسمانی کتاب آنے والی ہے نہ نیا نبی۔ کیونکہ قرآن نے کسی نبی یا کتاب کی خوشخبری نہ دی۔ صرف گزشتہ کی تصدیق فرمائی ۱۴۔ خیال رہے کہ نماز کی حفاظت کمال ہے نہ کہ صرف پڑھ لینا۔

ا۔ اس طرح کہ غلط دعویٰ نبوت کرے یعنی کہے میں نبی ہوں حالانکہ وہ نبی نہ ہو ۲۔ شان نزول۔ یہ آیت مسیلمہ کذاب کے متعلق اتری جو یمن میں قبیلہ بنی حنیفہ میں پیدا ہوا۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضور کے عہد میں تھا اور صدیق اکبر کے زمانہ میں حضرت وحشی کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس جنگ میں خولہ بنت جعفر حنفیہ گرفتار ہو کر آئیں جو علی مرتضیٰ کی زوجہ ہوئیں انہیں کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے جن کی اولاد علوی کہلاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام جھوٹوں میں بڑا جھوٹا وہ ہے جو نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے۔ اسی لئے قانون قدرت ہے کہ دنیا پر اس کا جھوٹ ظاہر فرمادے۔ غلام احمد قادیانی نے جو بھی دعویٰ کیا اس میں جھوٹا ہوا۔ محمدی بیگم اس کے نکاح میں نہ آسکی۔ ثناء اللہ اس کی زندگی میں نہ مرے بلکہ وہ خود ثناء اللہ کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہوا۔ ۳۔ شان نزول۔ یہ آیت عبداللہ ابن ابی سرح کے متعلق نازل ہوئی جو کاتب وحی تھا پھر مرتد ہوا اور کہنے لگا کہ قرآن کی طرح میں بھی بنا سکتا ہوں۔ اور میں اور حضور مل کر آیات قرآنیہ بنایا کرتے تھے' وجہ اس کی یہ تھی کہ ایک بار وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ نازل ہوئی۔ حضور نے لکھوانا شروع کی۔ جب آخر آیت تک پہنچے تو اس کے منہ سے نکلا۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ. حضور نے فرمایا کہ آیت کا آخر یہی ہے لکھ لو۔ اس پر وہ مرتد ہو گیا۔ پھر فتح مکہ سے پہلے وہ ایمان لے آیا۔ (خزائن العرفان و روح البیان) مرقات میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ اس کی موت کفر پر ہوئی اور اس کی لاش کو زمین نے نکال پھینکا۔ واللہ اعلم ۴۔ فرشتوں کا یہ کلام اظہار غضب کے لئے ہے ورنہ جان نکالنا خود فرشتوں کا کام ہے نہ کہ کفار کا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر کو سخت موت زیادہ ہوتی ہے۔ جان کنی کی شدت کے ساتھ عذاب اور دنیا کے چھوٹ جانے کا صدمہ ہوتا ہے ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کو عذاب مرتے وقت ہی شروع ہو جاتا ہے کہ اس کی موت بھی عذاب قبر میں بھی عذاب اور آخرت میں بھی عذاب۔ دوسرے یہ کہ تکبر و غرور بڑی بُری عادت ہے اور ہر کافر متکبر ہے تکبر کی وجہ سے ہی نبی کی اطاعت نہیں کرتا ۶۔ چونکہ کافر مال و اولاد کی محبت میں ایسا گرفتار ہوتا ہے کہ رب کی یاد نہیں کرتا اور اپنے بتوں وغیرہ کے متعلق یہ غلط عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ مجھے خدا کے عذاب سے بچالیں گے۔ اس لئے اس سے عتاب کے طور پر یہ فرمایا جائے گا۔ ۷۔ یہ تمام چیزیں کافروں کے لئے ہیں۔ مومن کے ساتھ اس کے صدقات خیرات' زندوں کی دعائیں۔ حضور کی شفاعت سب کچھ ہوں گے۔ کافر اکیلا رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گا۔ مومن اپنی جماعت کے ساتھ ۸۔ اپنی ذات میں اس طرح کہ تم کہا کرتے تھے کہ ہمارا خالق تو رب ہے مگر اس رب کے مددگار یہ بت ہیں کہ اگر ان کی مدد رب کے شامل حال نہ ہو تو وہ دنیا کا انتظام نہیں کر سکتا۔ یا تم اپنی عبادتوں میں رب کے ساتھ انہیں بھی شریک کرتے تھے ۹۔ یہ تمام باتیں کفار کے لئے ہیں۔ انشاء اللہ مومنوں کی ڈوریں سلامت رہیں گی۔ ان کی رشتہ داریاں محبتیں کام آویں گی۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ

(بقیہ صفحہ ۲۲۱) امنوا الخ اور فرماتا۔ وَاَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الخ ۱۰۔ یعنی جن شیاطین نے تم سے وعدے کئے تھے کہ قیامت میں ہم تمہیں بخشوائیں گے۔ آج تم خوب بت پرستی کرلو وہ آج غائب ہوگئے۔ نہ دعویدار تمہارے ساتھ ہیں نہ ان کی مدد ۱۱۔ اب اس پر دلیل قائم فرمائی جارہی ہے۔ کہ ہم کسی کی مدد کے حاجت مند نہیں۔ غنی اور بے پرواہیں۔ جو ہم کو حاجت مند سمجھ کر ہمارا ولی کسی کو مانے وہ مشرک ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ یعنی جب ہم دانہ گٹھلی چیر کر پودے نکال سکتے ہیں۔ تو دوسرے کاموں میں غیر کے حاجت مند کیوں ہوں گے ۱۲۔ جان دار سبزہ کو بے جان دانہ دے۔ جان دار انسان کو بے جان نطفہ سے جاندار مرغ کو بے جان انڈے سے ایسے ہی عالم کو جاہل سے، ولی کو کافر سے، مومن کو منافق سے پیدا فرماتا ہے ایسے ہی اس کے برعکس بھی ہے۔ یہ سب اس کی حکمت کی قوی دلیل ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ

یہ ہے اللہ تم کہاں اوندھے جاتے ہو تاریکی چاک کرکے صبح نکالنے والا لہ اور اس نے رات کو

سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

چین بنایا اور سورج اور چاند کو حساب ٹہ یہ سادھا ہے زبردست جاننے

الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا

والے کا تہ اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے تارے بنائے کہ ان سے راہ پاؤ

فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾

خشکی اور تری کے اندھیروں میں ہم نے نشانیاں مفصل بیان کردیں علم والوں کیلئے ۵

وَهُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ

اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا ۶ پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے

مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾ وَهُوَ

اور کہیں امانت رہنا ۷ بیشک ہم نے مفصل آیتیں بیان کردیں سمجھ والوں کیلئے ۸ اور وہی

الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ

ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا ۹ تو ہم نے اس سے ہر اگنے والی چیز نکالی ۱۰

فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ

تو ہم نے اس سے نکالی سبزی جس میں سے دانے نکالتے ہیں ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے ۱۱

النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ

اور کھجور کے گابھے سے پاس پاس گچھے اور انگور کے باغ

وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا

اور زیتون اور انار ۱۲ کسی بات میں ملتے اور کسی بات میں الگ ۱۳ اس کا پھل

اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

دیکھو جب پھلے اور اس کا پکنا بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان

۱۔ صبح کے وقت مشرق کی طرف روشنی دھاگے کی طرح نمودار ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس خط نے تاریکی چاک کردی۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے۔ ایسے ہی وہ کفر کی ظلمت پھاڑ کر اس میں نبوت کا نور پھیلانے والا ہے ۲۔ اس طرح کہ چاند سے قمری مہینے اور سورج سے شمسی مہینے بنتے ہیں۔ چاند سے اسلامی عبادات اور سورج سے موسموں نمازوں کا حساب لگتا ہے غرضیکہ ان میں عجیب قدرت کے کرشمے ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی بھی اعلیٰ علم ہے کہ اس سے رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر ہوتی ہے۔ رب نے آسمانی اور زمینی چیزوں کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا ہے ۴۔ کہ تاروں سے سمت اور وقت کا پتہ لگتا ہے۔ اس سے خشکی اور دریا کے سفر طے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی صحابہ کرام کے ذریعے ہدایت ملتی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں صحابہ کرام کو تارے فرمایا ۵۔ یعنی تمام چیزیں علم والوں کی رہبری کرتی ہیں یہاں علم سے مرد وہ علم ہے جو معرفت الٰہی کا ذریعہ ہو۔ اس سے جو خالی ہو، وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ حضرت حوا بھی آدم سے ہی پیدا ہوئی ہیں اس لئے انسانوں کے اصل اصول صرف آدم ہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مرد عورت سے افضل ہے کہ اس کی اصل اصول ہے۔ اسی لئے قرآن شریف کے اکثر احکام میں مردوں سے خطاب ہے۔ عورتیں ان کی تابع ہو کر داخل ہیں ۷۔ مستقر سے مراد زندگی میں زمین پر رہنا ہے اور مستودع سے مراد بعد موت زمین کے اندر رہنا یا پہلے سے مراد ماں کے پیٹ میں رہنا ہے اور دوسرے سے مراد باپ کی پشت میں ٹھہرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا قیام اور ہمارا یہاں رہنا عارضی ہے۔ اصلی مقام آخرت ہے۔ اس لئے دنیا کو دار القرار یعنی بھاگ جانے کی جگہ اور آخرت کو دار القرار مستقل ٹھہرنے کی جگہ کہتے ہیں

۸۔ جنہیں دنیا کی سمجھ ہو۔ جو دنیا کو دیکھ کر آخرت کا پتہ لگالیں۔ ایسی سمجھ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ مگر ہر ایک کو نہیں ملتی۔ ۹۔ یعنی آسمان کی طرف سے یا آسمان کے سبب سے کہ سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر اڑا۔ پھر زمہریر کی ٹھنڈک سے بادل بنا پھر بارش بن کر ٹپکا۔ ورنہ بارش آسمان سے نہیں آتی بلکہ بادل سے آتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ پانی اور تمام چیزوں کا خزانہ آسمان ہے۔ سمندر اور کنوئیں وغیرہ میں وہاں سے پانی آرہا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۱۰۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس طرح دانہ بغیر پانی کی مدد کے اگ نہیں سکتا ایسے ہی ہمارے اعمال بغیر کسی کی نظر عنایت کے بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہو سکتے۔ شیطان کے پاس اعمال کا تخم کافی تھا۔ مگر اسے نبوت کا پانی نہ ملا۔ لہٰذا قبولیت کا پھل نہ لگا۔ ۱۱۔ جیسے گندم، جو وغیرہ کی بالیوں میں دیکھا جاتا ہے ۱۲۔ جیسے رب

يُؤْمِنُونَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا

والوں کے لیے ۱ اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو ۲ اور حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس

لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں جہالت سے ۳ پاکی اور برتری ہے اس کو

يَصِفُونَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ

ان کی باتوں سے بے کسی نمونہ کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں

وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ

سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں ۴ اور اس نے ہر چیز پیدا کی ۵ اور وہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو وہ ہر چیز پر نگہبان

وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ

ہے ۶ آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں ۷ اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں ۸

وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

اور وہی ہے نہایت باطن پورا خبردار تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں ۹ تمہارے رب

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَآ اَنَا

کی طرف تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو اور میں تم پر

عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا

نگہبان نہیں ۱۰ اور ہم اسی طرح آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کافر

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ

بول اٹھیں کہ تم تو پڑھے ہو ۱۱ اور اس لئے کہ اسے علم والوں پر واضح کر دیں اس پر چلو جو تمہیں

(بقیہ صفحہ ۲۲۲) تعالیٰ نے قالب کی پرورش کے لئے غذائیں اور پھل پیدا فرمائے غذا زندگی کے لئے اور پھل لذت کے لئے ایسے ہی قلب کی پرورش کے لئے شریعت اور طریقت بنائی۔ شریعت روحانی زندگی کی غذا ہے، طریقت اس زندگی کے لذیذ پھل ہیں۔ ایسے ہی فرائض غذا اور نوافل پھل ہیں ۱۳۔ کہ بعض درخت بعض کے ساتھ شاخوں، پتوں میں مشابہ ہوتے ہیں مگر پھول پھل میں علیحدہ، یہ تمام چیزیں قدرت الہیہ کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ ایسے ہی تمام انسان شکل و صورت میں مشابہ ہیں مگر پھل میں مختلف کوئی کافر ہے کوئی مومن کوئی فاسق ہے کوئی متقی، کوئی ولی ہے کوئی نبی ظاہری صورت کی یکسانیت دیکھ کر اولیاء، انبیاء کو اپنا مثل نہ سمجھو۔ نیم اور بکائن کا درخت یکساں معلوم ہوتا ہے مگر پھلوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ سونا اور پیتل دونوں پیلے ہیں۔ مگر حقیقت میں کوسوں کا فرق ہے۔

۱۔ یعنی اس سے دو باتیں معلوم کرو۔ ایک یہ کہ جو رب ایک پانی سے اتنی قسم کی سبزیاں پیدا فرمانے پر قادر ہے وہ ایک صور کی پھونک سے سارے عالم کو مارنے اور جلانے پر بھی قادر ہے لہٰذا قیامت برحق ہے دوسرے یہ کہ وہ رب ایک پیغمبر کی تعلیم سے گلشن ایمان و اسلام میں ہزارہا سبزے پیدا فرمانے پر قادر ہے۔ ولایت، قطبیت، غوثیت، علم، عمل و حکمت سب اس بارش نبوت سے پیدا ہوئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم نباتات سیکھنا بھی مفید ہے۔ ۲۔ مشرکین عرب، چاند، سورج کی طرح جنات کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ان کے نام کے بت بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے۔ اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معبود الہ وہ ہے جو خالق ہو۔ کسی کی مخلوق نہ ہو۔ ۳۔ ان بیوقوفوں نے یہ نہ سمجھا کہ اولاد نسل کی بقا کے لئے ہوتی ہے جو خود باقی ہے اسے نسل کی کیا حاجت، دیکھو، چاند، سورج تارے، قیامت تک باقی ہیں۔ ان کی اولاد نہیں۔ تو رب تعالیٰ جو ہمیشہ ہمیشہ باقی ہے وہ اولاد والا کیسے ہو سکتا ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اولاد وہ جو بیوی سے پیدا ہو۔ لہٰذا حضرت حوا، آدم کی بیٹی نہیں کیونکہ بیوی سے نہیں پیدا ہوئیں۔ اسی لئے وہ بیوی بنائی گئیں۔ خیال رہے کہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے۔ انسان کا بچہ گدھا نہیں ہوتا۔ لہٰذا خالق کا لڑکا لڑکی مخلوق کیسے ہو سکتی ہے ۵۔ یعنی ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے اور مخلوق اپنے خالق کی اولاد نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم اپنے اعمال کے خالق نہیں۔ ان کا بھی خالق اللہ ہے۔ کاسب ہم ہیں ۶۔ سب کے رزق، موت، عمل، اجل، سب اس کی نگہبانی میں ہیں اس کے باوجود ہم کو حکم ہے خُذُوْا حِذْرَكُمْ کفار سے بچاؤ کے اسباب اختیار کرو۔ مصیبت کے وقت حکام، حکیم کے پاس جاؤ کیونکہ یہ لوگ رب کی نگہبانی کے مظہر ہیں۔ ایسے ہی ضرورت کے وقت حاجت روائی کے لئے نبی، ولی کے دروازے پر جانا ضروری ہے توکل کے خلاف نہیں ۷۔ یعنی دنیا میں آنکھوں سے رب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خواب میں دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھنا ان آنکھوں سے نہیں حضور نے معراج میں انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھا۔ جنتی انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھیں گے۔ مگر یہ دیکھنا دنیا میں نہیں۔ معراج کے بارے میں رب نے فرمایا۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى بہشتی دیدار کے بارے میں فرمایا۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۸۔ یعنی علمی احاطہ میں۔ اس لئے کہ جسمانی احاطہ اور گھیرنا رب کیلئے ناممکن ہے۔ رب تعالیٰ اس سے پاک ہے جسمانی احاطہ وہ کر سکتا ہے جو خود جسم ہو جیسے دیوار اندر کی چیزوں کو۔ لوٹا پانی کو، شہر پناہ شہر کو گھیرے ہوتے ہیں۔ یہ رب کے لئے ناممکن ہے۔ ۹۔ یعنی حضور کے معجزات اور قرآن کریم کی آیات۔ بلکہ حضور خود رب کی دلیل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ

تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے ۱ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكُوْا ۗ وَمَا جَعَلْنٰكَ

منہ پھیر لو ۲ اور اللہ چاہتا تو وہ شرک نہیں کرتے ۳ اور ہم نے تمہیں ان پر

عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾ وَلَا تَسُبُّوا

نگہبان نہیں کیا اور تم ان پر کروڑے نہیں ۴ اور انہیں گالی نہ دو

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا

جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ

زیادتی اور جہالت سے ۵ یونہی ہم نے ہر امت کی نگاہ میں اس کے عمل بھلے کر دیئے

اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

ہیں پھر انہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے اور وہ انہیں بتا دے گا جو کرتے تھے

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ

اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی ۶ اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی

لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا

نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے تم فرما دو کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تمہیں

يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَنُقَلِّبُ

کیا خبر کہ جب وہ آئیں تو یہ ایمان نہ لائیں گے ۸ اور ہم پھیر دیتے ہیں ان

اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ

کے دلوں اور آنکھوں کو جیسا وہ پہلی بار اس پر ایمان نہ لائے تھے ۹

وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع

اور انہیں چھوڑ دیتے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں

(بقیہ صفحہ ۲۲۳) بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کریم میں ہدایت و ایمان کو بصارت اور کفر و ضلالت کو اندھاپن فرمایا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ پیغمبر کسی کے ذمہ دار نہیں۔ اگر تمام جہان گمراہ رہے تو نبی کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام جہان ایمان لے آوے تو ان کی نبوت میں زیادتی نہیں ہوتی سورج کے انکار سے اس کا نور گھٹ نہیں جاتا۔ اور اقرار سے بڑھ نہیں جاتا۔ لہٰذا ہم حضور کے محتاج ہیں۔ حضور اپنے رب کے سوا کسی کے حاجت مند نہیں۔ ۱۱۔ یعنی قرآنی آیات کے نزول کی دو حکمتیں ہیں۔ ایک یہ کہ سعید لوگ اس سے ہدایت پائیں۔ دوسرے یہ کہ بدنصیب یہ کہیں کہ آپ یہ قرآن کسی سے سیکھ کر ہم کو سناتے ہیں۔ چنانچہ کفار عرب کہتے تھے کہ بنی جبیر و یسار سے پڑھ کر ہم کو سناتے ہیں۔ خیال رہے کہ لِيَقُوْلُوْا میں لام عاقبت کا ہے نہ کہ تعلیلیہ، یعنی ان آیات کے نزول کا انجام یہ ہو گا (تفسیر خازن و بیضاوی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ قرآنی آیات کفار کی گمراہی کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔ جیسے بارش سے بعض درخت سوکھ جاتے ہیں۔

۱۔ خواہ وحی جلی ہو جیسے قرآن یا وحی خفی جیسے حدیث شریف۔ کیونکہ حدیث و قرآن دونوں ہی وحی ہیں۔ لہٰذا یہ آیت چکڑالویوں کی دلیل نہیں بن سکتی۔ ۲۔ یعنی فی الحال مشرکین سے روگردانی فرمالیں۔ ان پر سختی نہ کریں۔ جب جہاد کی آیات آویں تب جہاد فرمانا۔ لہٰذا یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے (خازن و بیضاوی) یا یہ معنی ہیں کہ آپ مشرکوں کی بات نہ مانیں۔ لہٰذا یہ آیت محکم ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ کفار کا کفر رب کے ارادے سے ہے ہاں اس کی رضا سے نہیں۔ ارادہ اور رضا میں بڑا فرق ہے۔ ۴۔ یعنی آپ ان کے ذمہ دار نہیں کہ ان کے کفر کا آپ سے سوال ہو کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے ۵۔ مسلمان کافروں کے بتوں کی برائیاں کرتے تھے۔ وہ بے وقوف شان الٰہی میں بکواس کرنے لگے۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بت پرستوں کے سامنے ان کے معبودوں کو برا نہ کہو ابن انباری فرماتے ہیں کہ یہ آیت آیات جہاد سے منسوخ ہے جب مسلمانوں میں طاقت آگئی کہ کفار کو رب کی شان میں گستاخی سے روک سکیں تو انہیں اس کی اجازت مل گئی۔ (خازن۔ خزائن العرفان) اس لئے خود قرآن کریم میں شیطان اور بتوں اور سرداران قریش کی برائیاں بھری پڑی ہیں۔ رب نے فرمایا اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ الخ۔ اور فرمایا عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ وغیرہ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اگر غیر ضروری عبادت ایسے فساد کا ذریعہ بن جائے جو ہم سے مٹ نہ سکے، تو اس کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ بتوں کی برائی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ واعظ و عالم اس طریقہ سے وعظ نہ کرے جس سے لوگوں میں ضد پیدا ہو جائے اور فساد و مار پیٹ تک نوبت پہنچے۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی کے متعلق یہ قوی اندیشہ ہو کہ اسے نصیحت کرنا اور زیادہ خرابی کا باعث ہو گا تو نہ کرے۔ چوتھے یہ کہ کبھی ضد سے انسان اپنا دین بھی کھو بیٹھتا ہے۔ کیونکہ کفار مکہ اللہ کو مانتے تھے۔ پھر حضور کی ضد میں اس کی شان میں بھی بے ادبی کرتے تھے ۶۔ معلوم ہوا کہ زیادہ قسمیں کھانا کفار کا طریقہ ہے۔ شیطان نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے قسم ہی کھائی تھی۔ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۔ ۷۔ شان نزول۔ کفار مکہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ حضرت موسیٰ عیسیٰ و صالح کے معجزات بیان فرماتے ہیں۔ اگر ہم کو ہماری منہ مانگی نشانیاں دکھا دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آویں فرمایا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ بولے کہ صفا پہاڑ سونے کا ہو جائے یا ہمارے بعض مردے جی کر آپ کی گواہی دے دیں۔ یا فرشتے ہمارے سامنے آجائیں۔ فرمایا اگر ان میں سے کچھ

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى

اور اگر ہم ان کی طرف فرشتے اتارتے ۱؎ اور ان سے مردے باتیں کرتے

وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا

اور ہم ہر چیز ان کے سامنے اٹھا لاتے جب بھی وہ ایمان لانے والے

اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

نہ تھے ۲؎ مگر یہ کہ خدا چاہتا ۳؎ اور لیکن ان میں بہت نرے جاہل ہیں ۴؎

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن کئے ہیں آدمیوں

الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ

اور جنوں میں کے شیطان ۵؎ کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے

زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ

بناوٹ کی بات دھوکے کو ۶؎ اور تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ

انہیں ان کی بناوٹوں پر چھوڑ دو ۷؎ اور اس لئے کہ اس کی طرف ان کے دل

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا

جھکیں ۸؎ جنہیں آخرت پر ایمان نہیں اور اسے پسند کریں اور گناہ کمائیں

مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّ

جو انہیں کمانا ہے ۹؎ تو کیا اللہ کے سوا میں کسی اور کا فیصلہ

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ

چاہوں ۱۰؎ اور وہی ہے جس نے تمہاری طرف مفصل کتاب اتاری ۱۱؎ اور جن کو

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ

ہم نے کتاب دی ۱۲؎ وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اترا ہے

۱؎ اسطرح کہ یہ کفار ان فرشتوں کو انکی شکل میں ظاہر طور پر دیکھیں ورنہ فرشتوں کو انسانی شکل میں صحابہ نے بارہا دیکھا ۲؎ شان نزول۔ کفار قریش مذاق میں حضور سے کہا کرتے تھے کہ اگر آپ سچے ہیں تو ہمارے پرانے مردے زندہ کرکے لائیے جو آپ کی حقانیت کی گواہی دیں یا فرشتے لائیے جو ہم سے آپ کی صداقت کے متعلق گفتگو کریں۔ ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ اگر ان کے یہ مطالبے پورے کر بھی دیئے جائیں تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے ان معجزات کو جادو کہہ کر ٹال دیں گے ورنہ حضور کی گواہی تو کنکریوں لکڑیوں نے دی تھی جسے کفار نے سنا تھا مگر وہ ایمان نہ لائے ۳؎ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ اور معجزات وغیرہ مستقل ہادی نہیں۔ ہدایت رب کے کرم سے ملتی ہے۔ یہ چیزیں ہدایت کا سبب

مرض کے دفعیہ کے لئے دوائیں ہیں کہ دوا ضرور کرنی چاہیے مگر بھروسہ رب پر چاہیے ۴؎ جب کفار نے مذکورہ معجزات مانگے تھے تو بعض مسلمانوں نے بھی عرض کیا تھا کہ حضور انہیں معجزات دکھا ہی دیئے جائیں تاکہ شاید ایمان لے آئیں۔ رب نے ان مسلمانوں کو سمجھایا کہ ایمان صرف معجزوں سے نہیں ملتا بلکہ رب کے کرم سے ملتا ہے۔ دیکھو حضور نے کنکروں، پتھروں، لکڑیوں سے کلمہ پڑھوا دیا۔ سورج کو لوٹایا، چاند کو چیر دیا۔ پھر بھی ان میں سے بہت لوگ ایمان نہ لائے تو اب تم ان کے ایمان کی حرص کیوں کرتے ہو۔ اکثر اس لئے فرمایا کہ بعض کفار غلط فہمی میں مبتلا تھے جو بعد میں ایمان لے آئے۔ ۵؎ اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جن و انس کے سوا تمام مخلوق الٰہی حضور کی مطیع و فرمانبردار، رب کی عبادت گزار ہے۔ کوئی کافر نہیں اور کوئی نبی کا دشمن نہیں۔ حضور کا فرمانا کہ میر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے وہاں میر پہاڑ سے مراد وہاں کے یہود باشندے ہیں نہ کہ وہاں کے پتھر ۶؎ اس سے معلوم ہوا کہ جو گمراہ کن شخص کسی کو شرع کے خلاف کام کی رغبت دے وہ انسانی شیطان ہے اگرچہ وہ اپنے عزیزوں میں سے ہو یا عالم کے لباس میں ہو ۷؎ اس سے معلوم ہوا کہ تمام نبیوں کے دشمن ضرور ہوئے ایسے ہی علماء و اولیاء کے دشمن ہونا ضروری ہیں۔ جس عالم کا کوئی بیدین دشمن نہ ہو وہ عالم خود بے دین ہے کہ بے دینوں کی مروت کرتا ہے۔ اس دشمنی میں حکمت الٰہیہ یہ ہے کہ جب تک کوئی مقابل نہ ہو، قوت کا پتہ نہیں لگتا۔ اگر تاریکی نہ ہوتی تو سورج کی قدر نہ ہوتی۔ اگر پیاس نہ ہو تو پانی کی قدر نہیں ۸؎ یعنی ان کفار کے اس مطالبہ کی طرف انہیں کے دل مائل ہوں گے جن کے ایمان ناقص ہیں وہ ان کی حمایت کریں گے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کا دل اپنے ہم جنس کی طرف جھکتا ہے۔ ۹؎ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی حمایت بھی گناہ ہے۔ چوری کا مال چھپانا، اسے فروخت کرنا سب جرم ہے ۱۰؎ معلوم ہوا کہ شرعی احکام میں نہ کسی کا مشورہ لیا جائے نہ کسی کو پنچ بنایا جائے۔ مشورہ اور پنچایت کی ضرورت ان چیزوں میں ہے جن میں شریعت کا فیصلہ وارد نہ ہو۔ اولاد کی شادی کے لئے مشورہ کرو مگر نماز و روزہ کے لئے کسی مشورہ کی ضرورت نہیں ۱۱؎ شان نزول۔ کفار مکہ نے عرض کیا تھا کہ یہود و نصاریٰ کے پوپ پادریوں کو ہم آپ اپنا پنچ بنالیں جو یہ فیصلہ کریں کہ ہم حق پر ہیں یا آپ۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ انہیں کچھ رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالیں گے۔ تب یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کتاوردت ہے کہ اے کافرو قرآن تمہاری طرف بھی آیا کیونکہ ان کی ہدایت کے لئے بھی آیا ہے ۱۲؎ یعنی آسمانی کتاب کی سچی سمجھ نصیب کی جیسے عبداللہ ابن اسلام وغیرہ یا یہ مطلب ہے کہ عام علماء اہل کتاب آپ کو حق جانتے ہیں اگرچہ اقرار نہ کریں کسی دنیاوی وجہ سے۔

بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ

تو اے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو۱ اور پوری ہے

كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ

تیرے رب کی بات سچ اور انصاف میں ۲ اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں ۳

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي

اور وہی ہے سنتا جانتا اور اے سننے والے زمین میں اکثر وہ ہیں کہ

الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

تو ان کے کہے پر چلے تو تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دیں ۴ وہ صرف گمان کے

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

پیچھے ہیں ۵ اور نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں ۶ تیرا رب خوب جانتا

اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

ہے ۷ کہ کون بہکا اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ۸ اگر تم اس کی آیتیں

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ

مانتے ہو ۹ اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ ۱۰ جس پر اللہ کا نام

عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا

لیا گیا وہ تم سے مفصل بیان کر چکا ۱۱ جو کچھ تم پر حرام ہوا مگر جب تمہیں

اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ

اس سے مجبوری ہو ۱۲ اور بے شک بہتیرے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں

بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ

بے جانے ۱۳ بیشک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے ۱۴

۱۔ یعنی حقیقت یہ ہے کہ جن پوپ پادریوں کو یہ کفار اپنا حکم بنانا چاہتے ہیں وہ بھی دل سے آپ کو حق مانتے ہیں۔ اگرچہ زبان سے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یا آئندہ کریں ۲۔ یا تو رب کی بات سے مراد وہ فیصلہ الٰہی ہے جو کفار و مومن کے متعلق ہو چکا یا اس سے تمام آسمانی کتابیں مراد ہیں۔ یا قرآن شریف۔ جو کچھ بھی مراد ہو مقصود بالکل ظاہر ہے۔ ۳۔ یعنی قرآن کتاب بر حق ہے اسے قیامت تک کوئی بدل نہیں سکتا۔ اس آیت کو نسخ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ نسخ میں کوئی بندہ آیت کو نہیں بدلتا بلکہ خود رب تعالیٰ اگلے حکم کی مدت ختم فرما دیتا ہے۔ جیسے قابل طبیب مریض کے حال میں تبدیلی ملاحظہ کر کے خود اپنا نسخہ بدلتا رہتا ہے۔ اگر مریض خود نسخے میں تبدیلی کرے تو مجرم ہے ۴۔ لہٰذا دینی امور میں صرف اللہ رسول کی پیروی کرو۔ ان کے مقابل کسی کی پیروی نہ کرو۔ علماء امت اور مجتہدین کی پیروی درحقیقت اللہ رسول کی ہی پیروی ہے کہ یہ حضرات ان ہی کے احکام سناتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث کے مقابل اپنے باپ دادوں کی پیروی کرنا مشرکوں کا طریقہ ہے۔ اس ظن سے مراد یہی بدگمانی ہے۔ اسے قیاس مجتہد سے کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا اس سے غیر مقلد دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۶۔ یعنی اپنے اندازے سے چیزوں کو حرام یا حلال کہتے ہیں۔ حالانکہ حلال وہ جسے اللہ رسول حلال فرما دیں اور حرام وہ جسے اللہ رسول حرام فرما دیں ۷۔ اور رب کے بتانے سے اس کے بعض بندے بھی یہ امور غیبیہ جانتے ہیں جیسے شہداء کے لئے قرآن فرماتا ہے۔ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا یا حدیث پاک میں ہے کہ حور پکارتی ہے کہ یہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر جنتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ جنتی حور اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے انجام کو جانتے ہیں ۸۔ ذبح کے وقت اس طرح کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا گیا ہو مگر یہ بھی شرط ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا اہل کتاب اگر مشرک مرتد بسم اللہ سے ذبح کرے جب بھی ذبیحہ حلال نہیں ۹۔ شان نزول۔ مشرکین کہتے تھے کہ مسلمان اپنا مارا تو حلال کہتے ہیں یعنی ذبح کیا ہوا۔ اور خدا کا مارا یعنی مردار کو حرام کہتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ جو اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا وہ حلال ہے جو اس کے نام پر ذبح نہ ہوا وہ حرام ہے۔ معلوم ہوا کہ حلال جانوروں کو حرام سمجھنا بے ایمانی ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بحیرہ اور سائبہ اگر خدا کے نام پر ذبح ہو جاویں تو حلال ہیں ایسے ہی ہندوؤں کے بچھڑے جو بتوں کے نام پر چھوٹے ہوئے ہیں۔ لہٰذا گیارہویں شریف کی گائے بھی حلال اور متبرک ہے کیونکہ وہ اللہ کے نام پر ذبح ہوتی ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قانون یہ ہے کہ حرام چیزوں کا مفصل ذکر ہوتا ہے۔ اور جس چیز کو حرام نہ فرمایا گیا ہو وہ حلال ہے۔ رب فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا الخ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جان جانے کے خطرے پر بقدر ضرورت مردار وغیرہ کھا لینا جائز ہے ۱۳۔ اس طرح کہ بحیرہ سائبہ بتوں پر چھوٹے ہوئے جانوروں کو تو حرام جانتے ہیں اور جو جانور غیر خدا کے نام پر ذبح ہوں یا خود مر جاویں انہیں حلال جانتے ہیں۔ حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ان جاہلوں کی بات نہ مانو ۱۴۔ اس میں ان لوگوں کو ڈرایا جا رہا ہے۔ جو بغیر علم محض اپنی رائے سے حرام و حلال کا غلط فتویٰ دیتے ہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی سبیل کے شربت کو حرام لکھا۔ مگر ہندوؤں کی دیوالی ہولی کی کچوری کو جائز قرار دیا۔ اس قسم کے علماء سوء کے لئے یہ آیت ہے۔

ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ

اور چھوڑ دو کھلا اور چھپا گناہ ۱؎ وہ جو گناہ کماتے ہیں

الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا تَاْكُلُوْا

عنقریب اپنی کمائی کی سزا پائیں گے ۲؎ اور اسے

مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَاِنَّ

نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ۳؎ اور وہ بے شک

الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ

حکم عدولی ہے ۴؎ اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں

اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ ع اَوَمَنْ كَانَ

۵؎ اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو ۶؎ اور کیا وہ کہ

مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ

مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا ۷؎ اور اس کیلئے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ

وہ اس جیسا ہو جائے گا جو اندھیریوں میں ہے ۸؎ ان سے نکلنے والا نہیں یونہی کافروں کی

زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا

آنکھ میں ان کے اعمال بھلے کر دیئے گئے ہیں ۹؎ اور اسی طرح ہم نے ہر بستی

فِىْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا

میں اس کے مجرموں کے سرغنہ کئے کہ اس میں داؤں کھیلیں ۱۰؎ اور

يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا

داؤں نہیں کھیلتے مگر اپنی جانوں پر اور انہیں شعور نہیں ۱۱؎ اور جب

جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ

ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی دیا ہی

۱۔ یعنی نہ علانیہ گناہ کرو نہ خفیہ ہر حال میں رب سے ڈرو یا نہ بدن کے گناہ کرو نہ دل کے نہ نیت اور ارادہ کے ۲۔ بدر کے میدان میں یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں ۳۔ معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جاوے تو جانور حلال ہے کیونکہ یہاں لَمْ يُذْكَرْ فرمایا گیا' جس کے معنی ہیں دیدہ دانستہ نہ ذکر کرنا یا غیر خدا کے نام پر ذبح کر دینا' یہ دونوں حرام ہیں ۴۔ یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کرنا نافرمانی ہے یا رب کے نام پر ذبح کئے کو حرام جاننا فسق ہے اور شیطان کی اطاعت ہے جو شرک تک پہنچا دیتی ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ بغیر علم دینی مسائل میں جھگڑنا یا محض جھگڑے کی نیت سے مناظرہ کرنا شیطان یا شیطانی لوگوں کا کام ہے۔ لیکن تحقیق حق کے لئے مناظرہ کرنا عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ ۶۔ جو شرک کرے وہ مشرک جو مشرکوں سے دینی محبت کرے وہ مشرک۔ جو مسلمانوں سے مذہبی نفرت رکھے وہ بھی مشرک و کافر ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ ایمان زندگی ہے اور کفر موت کہ اس سے روح مردہ ہو جاتی ہے لہذا اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى میں کفار ہی مراد ہیں ۸۔ نور کو واحد اور ظلمت کو جمع اس لئے فرمایا گیا کہ ہدایت تو ایک ہے مگر کفر بہت ہیں۔ اس ساری آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ ابو جہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نجاست پھینکی تھی جس سے حضور علیہ السلام کو بہت تکلیف ہوئی۔ امیر حمزہ شکار کو گئے تھے۔ واپسی پر جب انہیں پتہ لگا تو طیش میں آ گئے اور تیر و کمان لئے ہوئے اسی حالت میں ابو جہل کے پاس پہنچے۔ قریب تھا کہ کمان سے اس کا سر پھاڑ دیتے ابو جہل بہت خوشامد کرتا ہوا بولا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں تم انہیں کچھ نہیں کہتے۔ آپ فرمانے لگے کہ تم سے بڑھ کر بیوقوف کون ہے کہ خود پتھر کی مورت بناؤ اور اسے خود پوجنے لگو۔ یہ کہہ کر حضور کی خدمت میں آ کر ایمان سے مشرف ہو گئے اس موقعہ پر یہ آیت اتری ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مومن اپنے گناہ کو اچھا نہیں سمجھتا لہذا مومن رہتا ہے۔ لیکن کافر اپنی بدکرداریوں کو اچھا جانتا ہے' اس پر ناز کرتا ہے اس لئے وہ لائق مغفرت نہیں۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت امیر حمزہ اور ابو جہل کے متعلق نازل ہوئی۔ امیر حمزہ تو ایمان لے آئے اور ابو جہل کفر میں ہی گرفتار رہا۔ لہذا یہ دونوں برابر نہیں۔ یہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ قوم کے سرداروں کا بگڑنا قوم کو ہلاک کرنا ہے۔ رب فرماتا ہے وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا اسی طرح قوم کے پیشواؤں کا سنبھل جانا قوم کو سنبھال دینا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین کی طرف غریب زیادہ مائل ہوتے ہیں مالدار اکثر فسق کرتے ہیں ۱۱۔ کفار مکہ نے مکہ کے چاروں راستوں پر آدمی بٹھا دیئے تھے کہ کوئی آنے جانے والا حضور کے پاس نہ پہنچے اسے سمجھا دیا جائے۔ مگر ان کے سمجھانے سے بے خبر لوگوں کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہو جاتی تھی وہ شوق میں آ کر مسلمان ہو جاتے تھے۔ اس آیت میں ان کا ذکر ہے کہ یہ فریب تو کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو روکنے کے لئے مگر اس سے اور بھی اسلام کی اشاعت ہوتی ہے۔ انہیں شعور نہیں۔

مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ

نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا[1] اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت

رِسٰلَتَهٗ ؕ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ

رکھے[2] عنقریب مجرموں کو اللہ کے یہاں ذلت پہنچے گی

اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا كَانُوْا یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اور سخت عذاب بدلہ ان کے مکر کا[3]

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ یَّهْدِیَهٗ یَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ

اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے[4]

وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا

اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا سینہ تنگ خوب رکا ہوا کر دیتا ہے

حَرَجًا كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ ؕ كَذٰلِكَ یَجْعَلُ

گویا کسی کی زبردستی سے آسمان پر چڑھ رہا ہے[5] اللہ یونہی عذاب

اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ هٰذَا

ڈالتا ہے ایمان نہ لانے والوں کو[6] اور یہ تمہارے

صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ

رب کی سیدھی راہ ہے[7] ہم نے آیتیں مفصل بیان کر دیں

لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ

نصیحت ماننے والوں کے لئے ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے اپنے رب کے یہاں

وَ هُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ

اور وہ ان کا مولیٰ ہے یہ ان کے کاموں کا پھل ہے[8] اور جس دن ان سب کو

جَمِیْعًا ۚ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ

اٹھائے گا[9] اور فرمائے گا اے جن کے گروہ[10] تم نے بہت آدمی گھیر لئے

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے لئے چناؤ رب کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہ اعمال یا قومیت یا مال سے نہیں ملتی۔ جیسے موتی کے لئے ڈبہ خاص ہوتا ہے۔ ایسے ہی نبوت کے لئے سینے مخصوص ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کی دعا کرنا یا تمنا کرنا حرام ہے۔ کیونکہ ناممکن کی دعا نہ چاہیے۔ اب کسی کا نبی بننا ایسا ہی ناممکن ہے۔ جیسے خدا کا شریک ہونا۔ قصر نبوت کی آخری اینٹ لگ چکی ۲۔ شان نزول۔ ولید ابن مغیرہ نے کہا تھا کہ اگر نبوت حق ہے تو اس کا مستحق میں ہوں۔ کیونکہ عمر و مال میں حضور سے زیادہ ہوں۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری اور رسالت سے مراد وحی الٰہی' معجزات ہیں یعنی نبوت' ۳۔ معلوم ہوا کہ جو نبی کے خلاف تدبیریں کرے وہ خود ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ اس کا تجربہ ہو چکا اور ہو رہا ہے۔ وہابیہ کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے اسی طرح دین کی خدمت دونوں جہان میں عزت کا باعث ہے۔ ۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ سینہ کھولنے سے مراد وہ نور ہے جو مومن کے سینہ میں ڈالا جاتا ہے جس سے وہ سینہ ایمان کے لئے کھل جاتا ہے۔ اس کی تین علامتیں ہیں۔ دنیا سے نفرت' آخرت کی طرف رغبت اور موت سے پہلے اس کی تیاری (اللہ نصیب فرماوے) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان رب کی توفیق سے ملتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی کام بھاری معلوم ہونا۔ دنیاوی کام آسان محسوس ہونا' تنگی سینہ کی علامت ہے اور تنگی سینہ یہ ہے کہ اسباب کفر جمع ہو جاویں اور اسلام کے اسباب نہ مہیا ہو سکیں۔ اللہ بچائے۔ بعض پر ایمان بھاری ہوتا ہے۔ بعض پر نیک اعمال بھاری۔ بعض پر عشق' وجدان بھاری ہے۔ خیال رہے کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بندہ کفر کرنے پر مجبور ہے بلکہ وہ جو کفر و طغیان کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے۔ اس کی بدکرداریوں سے دل میں یہ حال پیدا ہوتا ہے۔ جیسے لوہا زنگ لگ کر بیکار ہو جاتا ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قلب کی سختی عذاب الٰہی ہے جو خود اپنے بد اعمال کا نتیجہ ہے عذاب آخرت اس عذاب کا نتیجہ ہو گا ۷۔ یعنی قرآن کریم یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہ راستہ ہے جو بلا تکلف رب تک پہنچا دیتا ہے۔ جیسے سیدھا راستہ منزل مقصود تک پہنچاتا ہے اس لئے اسے شریعت کہتے ہیں یعنی وسیع اور سیدھا راستہ جس پر ہر شخص آسانی سے چل سکے۔ طریقت بھی رب کا راستہ ہے مگر وہ ایسا تنگ اور پیچ دار ہے جس پر صرف واقف آدمی ہی چل سکتا ہے۔ شریعت جرنیلی سڑک ہے طریقت گلی کوچے۔ کہ شریعت دیر سے اور طریقت جلد مقصود پر پہنچاتی ہے۔ مگر شریعت عام لوگوں کو طریقت خاص کو ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنتی لوگ اپنی اپنی جنت کے مالک ہیں نہ کہ صرف مہمان جیسا کہ لہم کے لام سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ ان کی یہ ملکیت آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی جیسا کہ جملہ اسمیہ سے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ جنت میں ہر قسم کی سلامتی ہو گی۔ مرض' موت کسی کی مخالفت کا خطرہ نہ ہو گا اس لئے اسے دار السلام کہتے ہیں چوتھے یہ کہ جنت حاصل ہونے کا سبب نیک اعمال ہیں جیسا کہ بما کی ب سے معلوم ہوا لیکن یہ اکثریہ قاعدہ ہے۔ دیوانہ اور بچے اور وہ نو مسلم جو ایمان لاتے ہی فوت ہو گیا۔ بغیر اعمال کے جنتی ہے۔ بلکہ حضور کے اعمال طیبہ طاہرہ میں ہم جیسے گنہگاروں کا حصہ ہے۔ سخی کے مال میں فقیروں کا حصہ ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۹۔ قیامت میں اولاً سب اکٹھے ہوں گے اس لئے اسے حشر کہتے ہیں بعد میں اچھے بروں کی چھانٹ ہو جاوے گی اس لئے اسے یوم الفصل کہا جاتا ہے۔ سب کو اٹھانے سے مراد یا یہ ہے کہ مومن و کافر کو اکٹھا اٹھائے یا انسان و جن کو اکٹھا یا سعید و شقی کو اکٹھا ۱۰۔ یہ ان سرکش جنات سے خطاب ہے

وَقَالَ اَوْلِيٰٓـؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا

اوران کے دوست آدمی عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم میں ایک نے دوسرے سے

بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ

فائدہ اٹھایا ۱ اور ہم اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر فرمائی تھی ۲ فرمائے گا

النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ

آگ تمہارا ٹھکانا ہے ہمیشہ اس میں رہو مگر جسے خدا چاہے ۳ اے محبوب

رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ

بیشک تمہارا رب حکمت والا علم والا ہے اور یوں ہی ہم ظالموں میں ایک کو دوسرے پر مسلط

بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ

کرتے ہیں بدلہ ان کے کئے کا ۴ اے جنوں اور

الْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ

آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہ آئے تھے ۵ تم پر میری آیتیں پڑھتے

اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا

اور تمہیں یہ دن دیکھنے سے ڈراتے کہیں گے

شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا

ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی ۶ اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا

وَشَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ

اور خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے ۷ یہ اس لئے

اَنْ لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا

کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا ۸ کہ ان کے لوگ

غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ

بے خبر ہوں ۸ اور ہر ایک کیلئے ان کے کاموں سے درجے ہیں ۹ اور تیرا رب

(بقیہ صفحہ ۲۲۸) جنھوں نے انسانوں کو بہکایا۔ مومن جنات تو اللہ کی رحمت میں ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنات انسانوں کے دلوں میں برے خطرے پیدا کرتے ہیں۔ گمراہی کی راہ دکھاتے ہیں۔ خصوصاً شیطان اور اس کی ذریت۔

۱۔ یعنی انسانوں نے جنات سے فائدہ اٹھایا کہ جنات نے انہیں برے راہ دکھائے اور بد عملیوں کو ان کے لئے آسان کیا اور جنات نے انسانوں سے فائدہ اٹھایا۔ اس طرح کہ انسانوں نے ان کی پوجا کی۔ لہذا فائدے سے مراد دنیاوی فائدہ ہے جو درحقیقت نقصان ہی ہے ۲۔ یعنی موت یا قیامت۔ موت ہر شخص کا علیحدہ وقت ہے اور قیامت سب کا وقت لہذا لنا فرمانا بالکل درست ہے ۳۔ یعنی وہ کفار جن کا ایمان مشیت الٰہی میں آچکا وہ جہنم میں نہ جائیں گے کیونکہ وہ مومن ہو کر مریں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ بعض کفار دوزخ میں جا کر نکالے جائیں گے۔ ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ظالم حاکم کا مسلط ہونا اللہ کا عذاب ہے یزید امام حسین پر مسلط نہ ہوا بلکہ امام حسین رضی اللہ عنہ اس مردود پر مسلط ہوئے۔ اس کی سلطنت کے ٹکڑے اڑا دیئے جیسے حضرت موسیٰ فرعون پر اور ابراہیم علیہ السلام نمرود پر۔ دوسرے یہ کہ ظالم حاکم ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر اچھے حاکم چاہتے ہو تو اچھے اعمال کرو ۵۔ رسول صرف انسان ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ چونکہ یہاں جن و انس دونوں سے خطاب ہے لہذا مِنْكُمْ فرمایا گیا یا تغلیباً یہ ارشاد ہوا جیسے رب فرماتا ہے۔ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ حالانکہ موتی اور مونگا صرف کھاری سمندر سے نکلتا ہے۔ بہرحال اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنات میں نبی آئے' ہاں جنات کے لئے نبی آئے مگر انسان' اس سے معلوم ہوا کہ پچھلے نبی جنات کے بھی نبی ہوتے تھے۔ مگر ہمارے نبی سارے جنات کے نبی ہیں۔ ۶۔ کفار اولاً تو انبیاء کرام کی تبلیغ کا انکار کریں گے مگر ہاتھ پاؤں وغیرہ کی گواہی کے بعد اقرار کرلیں گے۔ لہذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۷۔ یعنی قیامت میں حساب کتاب سوال جواب رب تعالیٰ کی بے علمی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ جیسے دنیا میں بے خبروں پر عذاب نہیں ایسے ہی آخرت میں بھی بلکہ مجرموں کو بتا کر قائل کر کے عذاب دیا جاوے گا۔ ۸۔ اس آیت میں دو مسئلے بیان ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ بغیر بد عملی کے عذاب نہیں بھیجتا۔ دوسرے یہ کہ بغیر نبی کی تبلیغ پہنچے کسی کو بد عملیوں کی سزا نہیں مل سکتی۔ لہذا مشرکین کے فوت شدہ بچے دوزخی نہیں۔ نیز حضور کے والدین اور زمانہ فترت کے موحد لوگ دوزخی نہیں۔ یہ قانون دنیاوی عذاب کے لئے بھی ہے اور اخروی عذاب کے لئے بھی۔ بچوں اور نیک کاروں کو تکلیف عذاب نہیں بلکہ رحمت ہے ۹۔ یعنی جنتیوں کو جنت میں اعمال کے مطابق درجے دیئے جائیں گے ایسے ہی دوزخیوں کو دوزخ میں۔ یا یہ مطلب ہے کہ نیک اعمال کے درجے مختلف ہیں۔ ایک ہی عمل ایک شخص کے لئے زیادہ اجر کا باعث ہے دوسرے کے لئے کم اجر کا حدیث شریف میں ہے کہ قیامت میں اعمال کا بدلہ عقل کے بقدر ملے گا۔ لہذا اس آیت سے ہزارہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ عمل کے بدلے' جگہ' وقت' موقعہ ضرورت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں۔ جہاں مسجدیں بہت ہوں کنوئیں کم وہاں مسجد سے کنواں بنوانا زیادہ اچھا۔

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ط

ان کے اعمال سے بے خبر نہیں اور اے محبوب تمہارا رب بے پرواہ ہے رحمت والا

إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا

اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور جسے چاہے تمہاری جگہ لائے

يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ مِنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ﴿۱۳۳﴾

جیسے تمہیں اوروں کی اولاد سے پیدا کیا ۱؎

إِنَّ مَا تُوعَدُونَ لَآتٍ لا وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۱۳۴﴾

بے شک جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۲؎ ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہیں سکتے

قُلْ يَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ج

تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کئے جاؤ ۳؎ میں اپنا کام کرتا ہوں

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ لا مَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ ط

تو اب جاننا چاہتے ہو کس کا رہتا ہے آخرت کا گھر ۴؎

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۳۵﴾ وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ

بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے اور اللہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا

مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلَّهِ

کئے ان میں اسے ایک حصہ دار ٹھہرایا تو بولے یہ اللہ کا ہے

بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ج فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ

ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا ۵؎ تو وہ جو ان کے شریکوں کا ہے

فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ج وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَىٰ

وہ تو خدا کو نہیں پہنچتا ۶؎ اور جو خدا کا ہے وہ ان کے شریکوں کو

شُرَكَائِهِمْ ط سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ

پہنچتا ہے کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں ۷؎ اور یونہی بہت مشرکوں کی نگاہ

ا۔ اس طرح کہ تم کو عذاب بھیج کر تباہ کردے اور دوسرے لوگوں کو تمہاری زمین کا مالک کردے۔ دیکھو ابوجہل ہلاک ہوا۔ اس کے مال و متاع دوسروں کے قبضے میں پہنچے۔ یا اس طرح کہ تم اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو جاؤ۔ تمہاری اولاد تمہاری جانشین ہو۔ خلاصہ یہ کہ دنیا اور اس کے مال و متاع قابل اعتماد نہیں ۲۔ موت یا قیامت یا وہ عذاب جس کی حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی یہ سب چیزیں ضرور آئیں گی مگر اپنے وقت پر' دیر سے دھوکہ نہ کھاؤ بلکہ اس سے بچنے کے اسباب جمع کرو۔ کیونکہ نہ ہم مجبور ہیں نہ جھوٹی خبردینے والے۔ نہ تم طاقت ور کہ ہم سے مقابلہ کر کے بچ سکو لہٰذا مقابلہ نہ کرو بلکہ خوف کرو ۳۔ اس میں کفر یا گناہ کی اجازت نہیں بلکہ یہ اظہار غضب کے لئے فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے۔ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۴۔ اگرچہ آج بھی فیصلہ ہو چکا کہ مومن جنتی ہے اور کافر دوزخی لیکن عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا یا عذاب آتے وقت۔ وہی یہاں مراد ہے ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا بتوں کے نام پر کچھ وقف کرنا باطل ہے اور ان کی شرائط وقف غیر معتبر۔ اس لئے کہ ان سب کو قرآن نے بِزَعْمِهِمْ فرما کر باطل فرمایا ۶۔ یہاں کفار کی بد عملیوں کا ذکر ہے۔ ایک تو اپنی پیداوار کی خیرات کے دو حصے کرنا' ایک اللہ کے لئے' ایک بتوں کے لئے' دوسرے یہ کہ اگر بتوں کے حصہ میں گر جاوے تو نہ اٹھاویں۔ کفار عرب اللہ کا حصہ تو مہمانوں اور فقیروں پر خرچ کرتے تھے اور بتوں کا حصہ اپنے پر اور اپنے خدام پر' یہ خیرات کفر اور یہ تقسیم حماقت تھی۔ خیال رہے کہ اپنے مال سے گیارہویں یا ختم وغیرہ کے لئے پیسے نکالنا اس میں داخل نہیں کیونکہ یہ سب اللہ کے لئے خیرات ہے۔ ثواب ان کی روح کو ہے اس کا ثبوت قرآن کریم اور حدیث سے ہے رب فرماتا ہے وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ حضرت سعد نے اپنی ماں کے نام پر کنواں کھدوایا۔ اس کا نام بیرام سعد رکھا۔ بت کے نام پر مال نکالنا شرک ہے کہ اس میں رب سے برابری ہے۔ بزرگوں کے نام پر نکالنا درست کہ اللہ کے نام کی خیرات ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ کفار عرب اللہ کو بڑا معبود اور بتوں کو چھوٹا معبود سمجھ کر دونوں کی پوجا کرتے تھے۔ بدنی بھی اور مالی بھی۔ مالی پوجا کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ کہ اپنی پیداوار میں سے کچھ رب کی عبادت کی نیت سے نکالتے ہیں اور کچھ بتوں کی عبادت کے لئے یہ بھی خیال رہے کہ گندم وغیرہ جو بتوں کے نام پر نامزد کر دیجاوے وہ حرام نہ ہو جاوے گی حرام تو صرف وہ جانور ہے جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جاوے اس لئے صحابہ کرام جہاد میں کفار کا ہر قسم کا مال غنیمت بنا لیتے تھے۔ یہ تحقیق نہ کرتے تھے کہ یہ کس کے نام کا ہے ۷۔ یہاں رب نے ان کے اس کام پر عتاب فرمایا مگر ان چیزوں کو حرام نہ کہا۔ معلوم ہوا کہ جو حصہ کفار بتوں کے نام پر نکالتے تھے وہ حرام نہ ہو گیا بلکہ ان کا یہ کام شرک ہے مگر چیز حلال ہے جیسے بحیرہ سائبہ جانور چھوڑنا شرک لیکن وہ جانور حلال۔ اللہ کے نام پر ذبح کرو اور کھاؤ۔

لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ

میں ان کے شریکوں نے اولاد کا قتل بھلا کر دکھایا ہے لہ کر انہیں ہلاک

لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

کریں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کر دیں ۲ اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے ۳

مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿۱۳۷﴾ وَقَالُوا هَٰذِهِ

تو تم انہیں چھوڑ دو وہ ہیں اور ان کے افتراء ۴ اور بولے یہ مویشی

أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَن نَّشَاءُ

اور کھیتی روکی ہوئی ۵ ہے اسے وہی کھائے جسے ہم چاہیں اپنے جھوٹے

بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَّا

خیال سے ۶ اور کچھ مویشی ہیں جن پر چڑھنا حرام ٹھہرایا ۷ اور کچھ

يَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ ۚ سَيَجْزِيهِم

مویشی کے ذبح پر اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے ۸ عنقریب وہ

بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ

انہیں بدلہ دے گا ان افتراؤں کا اور بولے جو ان مویشی کے پیٹ میں ہے وہ

خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن

نرا ہمارے مردوں کا ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے اور مرا ہوا

مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ

نکلے تو وہ سب اس میں شریک ہیں ۹ قریب ہے اللہ انہیں ان کی باتوں کا بدلہ دے گا بیشک

حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۱۳۹﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُم

وہ حکمت و علم والا ہے بیشک تباہ ہوئے ۱۰ وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں ۱۱

سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللَّهُ افْتِرَاءً عَلَى

احمقانہ جہالت سے اور حرام ٹھہراتے ہیں ۱۲ وہ جو انہیں اللہ نے روزی دی اللہ پر جھوٹ

ا۔ یعنی انہوں نے اولاد میں بھی ایسی ہی تقسیم کر رکھی ہے کہ لڑکے کو زندہ رکھتے ہیں لڑکی کو ہلاک کر دیتے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے سرداروں کے بہکانے سے ہے۔ نیز یہ لوگ بعض اولاد کے ذبح کرنے کی منت مان لیتے تھے جیسے عبدالمطلب نے منت مانی تھی حضرت عبداللہ کے ذبح کرنے کی ۲۔ اس طرح کہ یہ لوگ پہلے دین اسماعیلی پر تھے پھر شیطان نے اس سے بہکا دیا اور شرک میں گرفتار کر دیا۔ وہ سمجھے کہ دین اسماعیلی یہی ہے۔ ۳۔ یہاں چاہنا بمعنی ارادہ کرنا ہے نہ کہ بمعنی پسند کرنا۔ پسند کرنے کو رضا کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کے ارادے سے ہو رہا ہے مگر اللہ صرف نیکیوں سے راضی ہے نہ کہ برائیوں سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم انہیں تبلیغ نہ کرو تبلیغ تو آخر دم تک کی جاوے گی۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے کفر و شرک پر غم نہ کرو۔ اپنے دل کو صدمہ نہ پہنچاؤ یا تم ایسے کام نہ کرو۔ تو اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہو گا۔ کیونکہ حضور تو ان سے پہلے ہی بیزار تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ کفار کے ایسے کہہ دینے سے وہ کھیتیاں حرام نہ ہو گئیں بلکہ جو بتوں کے نام پر کی گئیں وہ بھی حلال ہی رہیں ورنہ اس آیت میں ان پر اس وجہ سے عتاب نہ ہوتا ۶۔ چنانچہ وہ بتوں کے نام پر چھوڑی ہوئی پیداوار میں سے بت خانوں کے پجاریوں اور بتوں کے خدام کو دیتے تھے ۷۔ جنہیں وہ لوگ بحیرہ' سائبہ' حامی کہتے تھے کہ ان جانوروں کو وہ بتوں کے نام پر ایسا چھوڑ دیتے تھے جیسے آج ہندو سانڈ بجار کو بعض موجودہ روافض گھوڑے کو کہ اس پر سواری وغیرہ نہ کرتے تھے' کچھ کام نہ لیتے تھے آج کل ضلع گجرات میں یہ بیماری پھیل رہی ہے کہ بعض جہلائے امام حسین کے نام پر گھوڑا چھوڑ دیا ہے جو صرف محرم میں جلوس نکالنے اور ساتھ میں سینہ کوٹنے کے وقت استعمال کیا جاتا ہے ۸۔ اس میں کفار کی چند بد عملیوں کا ذکر ہے۔ ایک تو اپنے بعض کھیتوں کو بتوں کے نام پر وقف کرنا کہ اس کی پیداوار صرف مرد کھائیں عورتیں نہ کھائیں اور وہ آمدنی صرف وہ کھائیں جو ان بتوں کے خدام ہیں دوسرے جانور چھوڑ دینا بتوں کے نام پر جیسے بحیرہ سائبہ وغیرہ جن سے کوئی کام نہ لیا جاوے نہ کسی کھیت سے انہیں ہٹایا جائے یہ دونوں کام تو شرک ہیں۔ مگر ان چیزوں کا کھانا حرام نہیں۔ اس لئے جہاد میں صحابہ کرام ان تمام چیزوں پر قبضہ کر کے استعمال فرماتے تھے۔ تیسرے بتوں کے نام پر ذبح کرنا۔ یہ کام بھی شرک ہے اور اس کا کھانا بھی حرام کیونکہ مااھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے۔ ۹۔ کفار عرب کا عقیدہ تھا کہ بحیرہ' سائبہ' اونٹنی کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو صرف مرد کھا سکتے ہیں اور عورتیں نہیں کھا سکتیں اور اگر مردہ پیدا ہو تو عورت مرد سب کھا سکتے ہیں۔ اس آیت میں ان کے اس عقیدے کا ذکر ہے اور اس پر سخت وعید ہے ۱۰۔ شان نزول۔ قبیلہ ربیعہ اور مضر عام طور پر لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ لڑکوں کو زندہ رکھتے تھے۔ دوسرے قبیلے لڑکوں بھی قتل کر ڈالتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ یہ عمل دنیا و آخرت دونوں کی تباہی کا باعث ہے۔ حماقت تو دیکھو کہ کتے بلے پالے جاتے تھے انسان کے بچے ہلاک کئے جاتے تھے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب حمل میں جان پڑ جاوے تو گرانا حرام ہے کہ یہ بھی اولاد کا قتل ہے اس سے قبل ضرورت شرعی کی بنا پر جائز ہے (ردالمحتار) ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے کیونکہ اللہ نے ہر چیز ہمارے رزق کے لئے پیدا فرمائی ان میں سے جسے حرام فرما دیا وہ حرام ہے اور جسے حلال فرمایا یا سکوت فرمایا وہ حلال ہے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

اللّٰہِ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَھُوَ الَّذِیْۤ

باندھنے کو بے شک وہ بہکے اور راہ نہ پائی ؁ اور وہی ہے جس

اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ

نے پیدا کئے باغ کچھ زمین پر پھیلے ہوئے ؁ اور کچھ بے پھیلے اور کھجور

وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُکُلُہٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ

اور کھیتی جس میں رنگ رنگ کے کھانے اور زیتون اور انار کسی

مُتَشَابِھًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِہٍ ؕ کُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ

بات میں ملتے اور کسی میں الگ کھاؤ اس کا پھل ؁ جب پھل لائے

وَاٰتُوْا حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ ۫ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ

اور اس کا حق دو جس دن کٹے ؁ اور بے جا نہ خرچو ؁ بیشک بے جا خرچنے والے

الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَۃً وَّفَرْشًا ؕ کُلُوْا

اسے پسند نہیں ؁ اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اٹھانے والے اور کچھ زمین پر بچھے ؁ کھاؤ اس

مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ

میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو ؁

اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۴۲﴾ ثَمٰنِیَۃَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ

بے شک وہ تمہارا صریح دشمن ہے آٹھ نر و مادہ ؁ ایک جوڑ

اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّکَرَیْنِ حَرَّمَ

بھیڑ کا اور ایک جوڑ بکری کا تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر حرام کئے

اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْہِ اَرْحَامُ

یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ ؁ پیٹ میں

الْاُنْثَیَیْنِ ؕ نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ ۙ

لئے ہیں کسی علم سے بتاؤ ؁ اگر تم سچے ہو ؁

ا۔ معلوم ہوا کہ بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں یا کھیت کو حرام سمجھنا جھوٹ ہے اللہ پر بہتان ہے۔ وہ حلال ہیں کیونکہ رب نے ان کے اس حرام سمجھنے کو افتراء علی اللہ فرمایا۔ ۲۔ یعنی جو بے دین اپنے گناہوں کو خدا کی رضا کا سبب سمجھے اور کفر و شرک کو نجات کا ذریعہ جانے وہ کیسے ہدایت پر آوے ہدایت تو رب کے خوف سے ملتی ہے۔ انہیں ان کاموں میں بجائے خوف کے نجات کی امید ہے ۳۔ یعنی بعض بیل بوٹے ہیں اور بعض درخت جیسے خربوزے' تربوز وغیرہ اور جیسے آم سنگترہ وغیرہ۔ ان میں بعض بعض سے رنگ و بو میں مشابہ ہوتے ہیں جیسے انار' زیتون اور بعض مشابہ نہیں ہوتے ۴۔ یعنی ان کے پھلوں کو اپنی حماقت سے حرام نہ سمجھ لو' حلال ہیں۔ یا تقویٰ اس کا نام نہیں کہ اپنے پر مزے دار حلال چیزیں حرام کر لو۔ بلکہ تقویٰ اس کا نام ہے کہ حرام سے بچ جاؤ ۵۔ یہ آیت امام صاحب کی قوی دلیل ہے کہ ہر پیداوار میں زکوۃ ہے کم ہو یا زیادہ۔ اس کے پھل سال تک رہیں یا نہ رہیں کیونکہ رب نے بغیر قید سب پر فرمایا وَاٰتُوْا حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ فرما کر بتایا کہ سونے چاندی کی طرح پیداوار کی زکوۃ میں سال بھر تک مالک کے پاس رہنا ضروری نہیں۔ کاٹتے ہی زکوۃ دینا واجب ہے خیال رہے کہ کھیت کے دانے سال بھر تک ٹھہر جاتے ہیں مگر باغوں کے پھل نہیں ٹھہرتے لیکن ان سب کے متعلق فرمایا کہ ان کی پیداوار کی زکوۃ دو ۶۔ ناجائز جگہ خرچ کرنا بھی بیجا خرچ ہے اور سارا مال خیرات کر کے بال بچوں کو فقیر بنا دینا بھی بیجا خرچ ہے ضرورت سے زیادہ خرچ بھی بیجا خرچ ہے۔ اسی لئے اعضاء وضو کو چار بار دھونا اسراف مانا گیا ہے ۷۔ بیل تو بوجھ لادتے ہیں بکری' مرغی زمین پر بچھے ہیں۔ دونوں حلال ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جانوروں کو بلا دلیل حرام مان لینا شیطان کا اتباع ہے۔ جسے اللہ نے حرام نہ کیا وہ حلال ہی ہے۔ لہٰذا بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور یا کھیت اگر مسلمان کے قبضہ میں جائز طریقہ سے آجاویں تو ان کا کھانا حلال ہے جب خود گنگا کا پانی اور گائے کا گوشت حرام نہیں جو مشرکوں کے بت ہیں تو ان کی نسبت حرمت کیسے پیدا کر دے گی ۹۔ یعنی اونٹ' گائے' بھیڑ' بکری کے جوڑے آیا ان کے صرف نر حرام ہیں یا اصرف مادہ یا نر و مادہ دونوں جس کو حرام کہتے ہو اس کی دلیل لاؤ۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۱۰۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بھیڑ' بکری کے نہ تو نر بچے حرام کئے نہ مادہ تم کبھی نر کبھی مادہ کو حرام کر لیتے ہو۔ یہ تمہاری افتراء ہے ۱۱۔ یہاں علم سے مراد یقینی علم ہے ظن و گمان کا مقابل۔ معلوم ہوا کہ حرمت میں گمان کافی نہیں یقین ضروری ہے۔ ۱۲۔ یعنی اگر ان جانوروں کو حرام مانتے ہو۔ تم سچے ہو تو اس حرمت کی قطعی یقینی دلیل لاؤ۔ معلوم ہوا کہ حلت کے مدعی سے دلیل نہ مانگی جاوے گی بلکہ حرمت کے مدعی پر دلیل لانا لازم ہے۔ آج کل وہابی ہم سے ہر چیز کی حلت پر دلیل مانگتے ہیں اور خود حرمت کی دلیل نہیں پیش کرتے۔ یہ اصول قرآن کے صریح خلاف ہے۔ دیکھو رب نے ان جانوروں کے حرام ماننے والوں سے دلیل مانگی۔

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ

اور ایک جوڑا اونٹ کا اور ایک جوڑا گائے کا تم فرماؤ کیا اس نے دونوں نر

حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

حرام کئے یا دونوں مادہ یا وہ جسے دونوں مادہ پیٹ میں

الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ

لئے ہیں ؎ کیا تم موجود تھے جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا ؎

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے

بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٤﴾ قُلْ

گمراہ کرے بیشک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا ؎ تم فرماؤ

لَّاۤ اَجِدُ فِىْ مَاۤ اُوْحِىَ اِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ

میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی ہوئی کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام ؎

اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ

مگر یہ کہ مردار ہو ؎ یا رگوں کا بہتا خون ؎ یا بد جانوروں کا گوشت کہ

فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ

نجاست ہے ؎ یا بے حکمی کا جانور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ؎ تو جو ناچار ہوا

غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ وَعَلَى

نہ یوں کہ آپ خواہش کرے اور نہ یوں کہ ضرورت سے بڑھے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے؎

الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَ

اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور ؎ اور گائے اور بکری کی

الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ

چربی ان پر حرام کی ؎ مگر جو ان کی پیٹھ میں

ا۔ شان نزول۔ ایک بار مالک بن عوف جشمی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ ہم نے سنا ہے کہ آپ ان چیزوں کو منع کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا کرتے چلے آئے ہیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ نر و مادہ اپنے بندوں کے کھانے کے لئے پیدا فرمائے۔ تم نے ان میں سے بعض کو بلادلیل حرام کر دیا۔ اچھا بتاؤ جن جانوروں کو تم حرام کہتے ہو ان کی حرمت نر کی طرف سے آئی ہے یا مادہ کی طرف سے۔ مالک ابن عوف اس سوال کا جواب نہ دے سکا اور حیران ہو گیا۔ اس کی تائید میں یہ آیت اتری (خزائن العرفان) ۲۔ یعنی تم سے رب نے براہ راست فرمایا نہیں اور پیغمبر کے ذریعے ان جانوروں کی حرمت آئی نہیں تو اب حرام ہونے کی کیا سبیل رہی۔ لہٰذا تمہارا یہ قول نرا جھوٹ اور بہتان ہے۔ اور جو اللہ پر بہتان باندھے وہ سب سے بڑا ظالم ہے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ ان آیات سے موجودہ وہابیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو بلا دلیل حلال چیزوں کو حرام کہہ دیتے ہیں ۳۔ یعنی جب تک ظالم ظالم رہے، اسے اللہ راہ نہیں دکھاتا اور جب راہ دکھانے کا وقت آتا ہے تو بندہ ظالم نہیں رہتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ کافر کو درست اعمال کرنے کی راہ نہیں ملتی۔ اعمال کی راہ ایمان کے بعد ملتی ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت شریعت میں نہ ملے وہ حلال ہے حلال ہونے کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں حرام نہ پانے کو حلت کی دلیل بنایا گیا کہ چونکہ وحی الٰہی میں ان چیزوں کی حرمت نہ آئی لہٰذا حرام نہیں۔ ۵۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی تمہارے بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور حرام نہیں۔ اسلام میں صرف یہ جانور حرام ہیں اور بتوں والا جانور ان کے سوا ہے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا بلا وغیرہ حلال ہو جاوے ۶۔ معلوم ہوا کہ جما ہوا خون یعنی تلی، کلیجی حلال ہے کیونکہ یہ بہتا ہوا خون نہیں خیال رہے کہ اگر بہتا ہوا خون نکل کر جم جاوے وہ بھی حرام ہے کہ وہ بہتا ہوا ہی ہے اگرچہ عارضی طور پر جم گیا۔ ۷۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر نجس چیز حرام ہے۔ مگر ہر حرام چیز نجس نہیں۔ دوسرے یہ کہ سور کی ہر چیز کھال وغیرہ سب حرام ہے کیونکہ وہ کل نجس عین ہے۔ تیسرے یہ کہ سور کی کوئی چیز ذبح یا پکانے سے پاک نہیں ہو سکتی۔ جیسے پاخانہ۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور کی زندگی میں اس پر کسی کے نام پکارنے کا اعتبار نہیں بوقت ذبح کا اعتبار ہے۔ اس لئے یہاں دعی نہ فرمایا اھل فرمایا دوسرے یہ کہ بتوں کے نام پر جانور ذبح کرنا فسق اعتقادی یعنی کفر ہے اس لئے یہاں فسقا ارشاد ہوا۔ ۹۔ اس طرح کہ اس کے لئے اس مجبوری میں یہ چیزیں حلال ہوں گی یا اگر اندازے میں غلطی کر کے ضرورت سے زیادہ ایک آدھ لقمہ کھا لے تو پکڑ نہ ہو گی ۱۰۔ یہاں ناخن سے مراد انگلی ہے خواہ انگلیاں بیچ سے پھٹی ہوں جیسے کتا اور درندے یا نہ پھٹی ہوں بلکہ کھر کی صورت میں ہوں جیسے اونٹ اور بطخ شترمرغ وغیرہ، ہماری شریعت میں شترمرغ اونٹ وغیرہ حلال ہیں ۱۱۔ یعنی یہود پر ان کی سرکشی کے باعث گائے، بکری کا گوشت وغیرہ حلال تھے مگر چربی حرام تھی۔

ا۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ شریعتوں کے وہ احکام جو بطور سزا جاری کئے گئے تھے وہ ہمارے لئے لائق عمل نہیں اگرچہ نص میں مذکور ہو جاویں کیونکہ یہ امت مرحومہ ہے پچھلی امتوں کے سخت احکام ہم پر جاری نہیں۔ دیکھو یہود کو حق تعالیٰ نے ان کی سرکشی کے باعث ان طیب چیزوں سے محروم کر دیا تھا اونٹ شترمرغ بطخ اور گائے بکری کی چربی۔ مگر یہ سب چیزیں ہمارے دین میں حلال ہیں اس پر ساری امت کا اجماع ہے ۲۔ یعنی نبی کو جھوٹا کہنا عذاب کا باعث ہے لیکن پھر تم پر عذاب جلد نہ آنا اس لئے ہے کہ یہ نبی رحمت والے ہیں رب رحیم ہے اس کے حلم سے دھوکا نہ کھاؤ ۳۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ مشرک جو آئندہ کہنے والے تھے' اس سے پہلے ہی خبردار کر دیا

ظُهُورُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ

لگی ہو یا آنت یا ہڈی سے ملی ہو ہم نے یہ ان کی سرکشی کا

جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ

بدلہ دیا ا؎ اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں پھر اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو

فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ

تم فرماؤ کہ تمہارا رب وسیع رحمت والا ہے ۲؎ اور اس کا عذاب مجرموں پر

الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ

سے نہیں ٹالا جاتا اب کہیں گے مشرک کہ اللہ

شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ

چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے ۳؎ نہ ہمارے باپ دادا نہ ہم کچھ حرام ٹھہراتے ۴؎

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ

ایسا ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا یہاں تک کہ ہمارا عذاب چکھا ۵؎

قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ

تم فرماؤ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے ۶؎ کہ اسے ہمارے لئے نکالو ۷؎ تم تو نرے گمان

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلْ فَلِلّٰهِ

کے پیچھے ہو اور تم یوں ہی تخمینے کرتے ہو ۸؎ تم فرماؤ تو اللہ ہی کی

الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۴۹﴾

حجت پوری ہے ۹؎ تو وہ چاہتا تو سب کی ہدایت فرماتا ۱۰؎

قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ

تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اسے

حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ

حرام کیا ۱۱؎ پھر اگر وہ گواہی دے بیٹھیں تو تو اے سننے والے ان کے ساتھ گواہی نہ دینا ۱۲؎

۴۔ اس آیت میں مشیت سے مراد رضا مندی ہے اسی لئے ان کی تردید کی گئی ورنہ دنیا کی ہر خیر و شر رب کے ارادے سے ہے۔ وہ کفار یہ کہتے تھے کہ رب ہمارے کفر سے راضی ہے لہٰذا جھوٹے تھے۔ کفار مشیت اور رضا میں فرق نہ کر سکے۔ حالانکہ مشیت اور ہے رضا کچھ اور' دنیا کی ہر چیز اور ہمارا ہر کام اللہ کے ارادے اور اس کی مشیت سے ہے مگر ہر کام اس کی رضا سے نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کا جواز ثابت کرنے کی کوشش کرنا سخت عذاب کا سبب ہے۔ انہوں نے کفر کیا اور کہا کہ کفر سے رب راضی ہے اس لئے سخت عذاب کے مستحق ہوئے ۶۔ خیال رہے کہ رب کی مرضی وہی ہے جو پیغمبر کے ذریعہ معلوم ہو۔ مشیت ظاہر فرمانے کے لئے پیغمبر نہیں بھیجے جاتے۔ اگر خدا ان سے راضی ہوتا تو نبی کے ذریعے اس کا اعلان فرما دیتا۔ مشیت اور ہے' مرضی کچھ اور ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے اس سے دلیل مانگنا جائز ہے۔ لہٰذا جھوٹے نبی سے معجزہ مانگنا تا کہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو' نجومی سے غیبی خبر پوچھنا تا کہ وہ رسوا ہو جائز بلکہ ثواب ہے۔ ہاں اگر تصدیق یا شبہ کی بنا پر ہو تو کفر ہے لہٰذا قرآن کریم کی یہ آیت بالکل ظاہر ہے اور فقہا کا فتویٰ اس کے خلاف نہیں۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں تخمینے قیاس' اٹکل کافی نہیں۔ اس کے لئے یقین شرعی درکار ہے۔ ۹۔ جو رسولوں کی معرفت دنیا میں بھیجی گئی اس کے مقابل ظن' قیاس گمان' سب بیکار ہیں۔ ان کا ماننا کفر ہے ۱۰۔ اس طرح کہ تم سب کو ایمان کی توفیق بخشتا۔ یہاں ہدایت سے مراد راہ دکھانا نہیں ہے کہ وہ تو سب کو دی گئی ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کی حرمت نہ دکھائی جا سکے وہ حلال ہے اور یہاں شہداء سے مراد کتاب اللہ کی آیات یا ان کے پیغمبروں کے اقوال ہیں نہ کہ خود ان کی بکواس۔ جیسا کہ اگلی آیت میں ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کی تصدیق کرنا' اس کی وکالت کرنا۔ اس کے کام پر بے شک کہنا یا خوشی کا اظہار کرنا یا تصدیق کے لئے سر ہلانا سب حرام ہے کہ یہ ان کے ساتھ گواہی دینا ہے۔ گناہ کی امداد کرنا بھی گناہ ہے۔

أَهْوَآءَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اور ان کی خواہشوں کے ۲ پیچھے نہ چلنا جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں ۱ اور جو آخرت پر ایمان

بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ

نہیں لاتے اور اپنے رب کا برابر والا ٹھہراتے ہیں ۳ تم فرماؤ آؤ میں تمہیں

مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ

پڑھ سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا ۴ یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ

اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ

بھلائی کرو ۵ اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ۶ ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق

وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا

دیں گے ۷ اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو

بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ

چھپی ۸ اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو ۹

ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ

یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو اور یتیموں کے مال کے پاس

الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا

نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے ۱۰ اور ناپ

الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ

اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو ۱۱ ہم کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر اسکے

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ

مقدور بھر ۱۲ اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو ۱۳ اور اللہ ہی کا

اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ وَاَنَّ هٰذَا

عہد پورا کرو ۱۴ یہ تمہیں تاکید فرمائی کہ کہیں تم نصیحت مانو ۱۵ اور یہ کہ یہ ہے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنا سردار و پیشوا بنانا' ان کی اطاعت کرنا حرام ہے الا بالضرورۃ ایسے ہی ان کے بُرے قانون پر عمل کرنا منع ہے الا بالعذر اور جو قانون خلاف اسلام ہوں' انہیں درست سمجھنا کفر ہے اسلامی قانون ہے چور کے ہاتھ کاٹنا۔ کفار کا قانون ہے چور کو قید کرنا۔ جو قید کو اچھا سمجھے' ہاتھ کاٹنے کو برا وہ کافر ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی خواہشات نفسانی میں ان کی پیروی حرام ہے۔ نبی کی خواہش رحمانی ہے اس کی پیروی جائز کبھی مستحب کبھی واجب ہوتی ہے اور اسے اھواء نہیں کہہ سکتے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۳۔ توریت و انجیل میں' اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کی تعلیم سے پچھلی کتابیں جانتے ہیں۔ یا قرآن میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عقائد کے اور بعض اعمال کے مکلف ہیں۔ لہٰذا انہیں بچوں کو قتل کرنے عورت کو ستی ہونے' زنا جوئے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۴۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ اگرچہ کافر ہوں ان کا حق مادری پدری ادا کرنا ضروری ہے۔ اس احسان میں تمام قسم کے اچھے سلوک داخل ہیں۔ ان کا ادب لحاظ' ان پر ضرورت کے وقت مال خرچ کرنا بعد وفات ان کی فاتحہ و ختم سب ہی داخل ہیں ۵۔ اس میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو غریبی کی وجہ سے لڑکے لڑکیوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ جو مالدار صرف لڑکیوں کو قتل کرتے تھے ان کا ذکر دوسری آیات میں ہے لہٰذا من املاق کی قید بیان واقعہ کے لئے ہے احترازی نہیں ۶۔ یعنی تم اور تمہاری اولاد ہمارے بندے ہیں ان کا رزق ہمارے ذمہ کرم پر ہے تم کیوں انہیں قتل کرتے ہو۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ظاہر میں نیک رہنا' چھپ کر گناہ کرنا تقویٰ نہیں بلکہ ریا کاری ہے تقویٰ یہ ہے کہ ہر حال میں رب سے خوف کرے۔ ریا کار کھلے فاسق سے زیادہ خطرناک ہے۔ شعر

تن اجلا من کالا بگلے کے سے بھیک
اس سے تو کانگہ بھلا کہ اوپر نیچے ایک

رب تعالیٰ صحیح تقویٰ نصیب فرما دے۔ آمین! ۸۔ جو مسلمان قتل کا مستحق ہو جاوے۔ جیسے مرتد زانی قاتل اسے قتل کرنا حق ہے مگر یہ حق حاکم کو پہنچتا ہے۔ ہر مسلمان قتل نہیں کر سکتا ۹۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف نابالغ بچے کو یتیم کہہ سکتے ہیں بالغ یتیم نہیں جیسا کہ حتی یبلغ سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ یتیم وہ انسان کا بچہ ہے جس کا باپ فوت ہو گیا ہو۔ مگر جانوروں میں یتیم وہ بچہ جس کی ماں فوت ہو گئی ہو۔ موتی وہ یتیم ہے جو سیپ میں اکیلا ہو۔ تیسرے یہ کہ یتیم کا ولی' یتیم کے مال میں ہر وہ تصرف کر سکتا ہے جس میں یتیم کا نفع ہو۔ وہ کام ہرگز نہیں کر سکتا جس میں یتیم کا نقصان ہو۔ اس سے صدہا مسائل نکل سکتے ہیں یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ۱۰۔ اس طرح کہ کم نہ تولو زیادہ تول کر دینا یا خود کم تول کر لینا ممنوع نہیں۔ یعنی دوسرے کا نقصان نہیں کرنا چاہیے خود اپنے پر نقصان برداشت کرنا کبھی محمود ہے ۱۱۔ یعنی اگر بغیر قصد ناپ تول میں معمولی فرق ہو گیا یا یتیم کا کچھ مال بغیر ارادہ اپنے استعمال میں آ گیا تو اس کی معافی ہے ورنہ طاقت سے زیادہ بندوں پر بوجھ ہو جاوے گا۔ اعمال کی سزا جزاء میں نیت کا بڑا دخل ہے۔ ۱۲۔ خواہ گواہی دو یا فتویٰ یا حاکم بن کر فیصلہ کرو کچھ بھی ہو انصاف سے ہو اس میں قرابت یا وجاہت کا لحاظ نہ ہو سبحان اللہ اس آیت کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی زندگی شریف ہے یہ ہی عدل و انصاف مومن کا طرہ امتیاز ہے جسے آج ہم کھو بیٹھے۔ غرضیکہ عدل اور ہے سلوک اور حسن معاشرت کچھ اور۔ ۱۳۔ خواہ رب سے عہد کیا ہو یا رب کا نام لے کر نبی سے شیخ سے یا کسی اور مخلوق سے۔ سب کا پورا کرنا لازم ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۳۵) اس لئے نکاح کے وقت دولہا دلہن کو کلمے پڑھاتے ہیں تا کہ ان کے عہد' عہد اللہ بن جاویں ۱۴۔ وصیت' مرتے وقت کے اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کا تعلق موت کے بعد سے ہو۔ چونکہ اہل عرب وصیت پورا کرنے کا بہت ہی زیادہ اہتمام کرتے تھے اس لئے ہر تاکیدی حکم کو وصیت کہہ دیا جاتا ہے۔ ورنہ رب تعالیٰ وصیت کے ظاہری معنی سے پاک ہے کیونکہ وہ موت سے پاک ہے یعنی یہ ایسا تاکیدی حکم ہے۔ جیسے تمہارے نزدیک وصیت۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد کی درستی عبادت کی ادائیگی معاملات کی صفائی اور حقوق کا ادا کرنا سیدھا راستہ ہے۔ جو ان تینوں میں سے کسی میں کوتاہی کرے وہ

صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو ۱؎ اور اور راہیں نہ چلو ۲؎ تمہیں

فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ

اس کی راہ سے جدا کر دیں گی ۳؎ یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِیْ

پرہیزگاری ملے پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ۴؎ پورا احسان کرنے

اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

کو اس پر جو نکوکار ہے اور ہر چیز کی تفصیل ۵؎ اور ہدایت اور رحمت کہ

لَعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

کہیں وہ اپنے رب سے ملنے پر ایمان لائیں اور یہ برکت والی کتاب ہم نے

مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلُوْۤا

اتاری ۶؎ تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو ۷؎ کبھی کہو کہ

اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ

کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتری تھی اور ہمیں ان کے

كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ

پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی ۸؎ یا کہو کہ اگر ہم پر کتاب اترتی

عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ

تو ہم ان سے زیادہ ٹھیک راہ پر ہوتے ۹؎ تو تمہارے پاس تمہارے رب

مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

کی روشن دلیل اور ہدایت اور رحمت آئی ۱۰؎ تو اس سے زیادہ ظالم کون ۱۱؎

كَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِی الَّذِیْنَ

جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور ان سے منہ پھیرے ۱۲؎ عنقریب وہ جو ہماری آیتوں سے

سیدھے راستے پر نہیں۔ عبادات اور معاملات دو بازوؤں کی طرح ہیں جن میں سے ایک کے بغیر اڑنا ناممکن ہے۔ ۲۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ معاملات کی خرابی عبادات کی خرابی تک پہنچا دیتی ہے اور عبادات کی خرابی کبھی عقائد کی خرابی کا ذریعہ بن جاتی ہے ترک مستحب ترک سنت کا اور ترک سنت ترک فرض کا ذریعہ ہے چور کو پہلے دروازے پر ہی روکو۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے ۳۔ یعنی توریت شریف سب سے پہلے کتاب الٰہی موسیٰ علیہ السلام کو ہی عطا ہوئی۔ اس سے پہلے پیغمبروں کو صحیفے ملتے تھے۔ یہاں ثم ترتیب ذکری کے لئے ہے یعنی پھر یہ بھی یاد رکھو کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل کو بھی ایسی ہدایات کے لئے توریت دی گئی تھی تا کہ جو اس پر عمل کرے اس پر رب کی نعمت پوری ہو جاوے ۴۔ خیال رہے کہ اولاً توریت ہر چیز کی تفصیل تھی پھر موسیٰ علیہ السلام نے جب تختیاں جوش غضب سے پٹخ دیں تو توریت کا بہت سا حصہ اٹھا لیا گیا۔ اب اس میں صرف احکام باقی رہے تفصیل اٹھالی گئی۔ رب فرماتا ہے وَاَخَذَ الْاَلْوَاحَ وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ یَرْهَبُوْنَ یہاں تفصیل کا ذکر نہ آیا لہٰذا دونوں آیتوں میں تعارض نہیں ہمارا قرآن شریف تفصیل کل شئی آیا اور باقی رہا۔ ۵۔ قرآن اس لئے مبارک ہے کہ مبارک فرشتہ اسے لایا مبارک مہینے رمضان میں لایا مبارک ذات پر اترا رب و مربوب کے درمیان وسیلہ ہے جس کام پر اس کی آیات پڑھ دی جاویں۔ اس میں برکت ہو جاوے ۶۔ یعنی اگر رب کی رحمت چاہتے ہو تو قلب و قالب دونوں کو درست کرو۔ قالب تو قرآن کی پیروی سے اور قلب تقوٰی سے درست ہوں گے۔ خیال رہے کہ حدیث کی یا علماء امت کی پیروی بالواسطہ قرآن کریم کی پیروی ہے۔ رب فرماتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں یہ بھی خیال رہے کہ شریعت چار چیزوں کا نام ہے۔ قرآن' حدیث' اجماع امت' قیاس مجتہد ۷۔ یعنی عربی میں قرآن اس لئے اتارا تا کہ تمہیں یہ کہنے کی گنجائش نہ ہو کہ ہمارے عرب میں کوئی نبی نہ آیا جو کتابیں توریت و انجیل آئیں وہ عبرانی زبان میں تھیں جس کو ہم سمجھ نہ سکتے تھے۔ پھر ہدایت پر کیسے آتے اب تمہیں کوئی عذر باقی نہ رہا۔ تم یہود نصاریٰ کے محتاج نہ رہے ۸۔ شان نزول۔ کفار عرب کی ایک جماعت نے کہا تھا کہ توریت و انجیل یہود و نصاریٰ پر اتریں مگر وہ بے عقل ہدایت حاصل نہ کر سکے۔ اگر ہم پر کتاب آتی تو ہم بہت نفع اٹھاتے کیونکہ ہم ان کی طرح بے وقوف نہیں۔ یہ آیت کریمہ ان کے جواب میں آئی (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ اپنی عقل پر اعتماد نہ چاہیے۔ رب کے فضل پر بھروسہ کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ شیخی مارنے والے بھی کافر ہی رہے ایمان نہ لائے۔ اس لئے کہ انہوں نے عقل پر بھروسہ کیا۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کریم دلیل بھی ہے ہدایت بھی رحمت بھی۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ صفحہ ۲۳۶) ان تمام صفات سے موصوف ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن دنیا میں ہر ایک کے پاس اور ہر ایک کے لئے آیا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے پاس پہنچے ۱۰۔ یعنی سب سے بڑا ظالم وہ ہے جو نبی کے معجزات اور ان کی کتابوں کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کہ اسے دائمی عذاب کا مستحق بناتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کفر تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ ہے ۱۱۔ اس طرح کہ انہیں نہ مانے۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جھٹلانے والا اور انہیں نہ ماننے والا کفر میں برابر ہیں۔ جھٹلانا تو یہ ہے کہ انہیں جھوٹا کہے۔ نہ ماننا یہ ہے کہ نہ انہیں جھوٹا کہے نہ سچا۔ ان کی فرمانبرداری نہ کرے۔ دونوں کافر ہیں۔

يَصْدِفُونَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا

منہ پھیرتے ہیں ہم انہیں برے عذاب کی سزا دیں گے [۱] بدلہ ان کے

يَصْدِفُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

منہ پھیرنے کا کاہے کے انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے

اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَاْتِيْ

یا تمہارے رب کا عذاب [۲] یا تمہارے رب کی ایک نشانی آئے جس دن تمہارے

بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

رب کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا [۳] جو پہلے

اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ

ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی [۴] تم فرماؤ

انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ

رستہ دیکھو ہم بھی دیکھتے ہیں [۵] وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں [۶]

وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى

اور کئی گروہ ہو گئے [۷] اے محبوب تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں [۸] ان کا معاملہ اللہ ہی

اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ

کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ وہ کرتے تھے جو ایک

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں [۹] اور جو برائی لائے تو

فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ

اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر [۱۰] اور ان پر ظلم نہ ہوگا [۱۱] تم فرماؤ بیشک

هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ڬ دِيْنًا قِيَمًا

مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی [۱۲] ٹھیک دین ابراہیم

۱۔ یا دنیا میں جنگ بدر وغیرہ کے موقع پر یا برزخ میں عذاب قبر یا آخرت میں عذاب دوزخ۔ ۲۔ یہاں فرشتوں سے مراد موت کے فرشتے ہیں جو جان کنی کے وقت مردے کے پاس آتے ہیں۔ اور ایک نشان سے مراد آفتاب کا پچھم سے نکلنا ہے۔ اس وقت ہر شخص ایمان لے آئے گا۔ مگر اس وقت کا ایمان قبول نہ ہو گا ۳۔ یعنی جو پہلے کافر رہا ہو اور اب آفتاب مغرب سے نکلتا ہوا دیکھ کر ایمان لائے تو معتبر نہیں ورنہ جو بچے اس کے بعد پیدا ہوں ان کا ایمان معتبر ہونا چاہیے اور وہ ایمان کے مکلف ہونے چاہئیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اس علامت کے بعد توالد بند ہو جائے گا۔ عورتیں بانجھ ہو جاویں گی۔ پھر اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۴۔ یعنی کافر کو یہ نشان دیکھ کر نہ ایمان لانا فائدہ دے نہ نیک اعمال توبہ وغیرہ جواب شروع کرے۔ پرانے مومن کی نیکیاں فائدہ مند ہوں گی (روح البیان) ۵۔ یعنی اے کافرو تم ہماری ہلاکت کا انتظار کرو ہم تم پر عذاب آنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ آئندہ معلوم ہو جاوے گا کہ کس کا انتظار صحیح تھا کس کا غلط۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ کافر ہلاک ہوئے مسلمان غالب ۶۔ یعنی پیغمبر کا بتایا ہوا راستہ چھوڑ کر دین میں اور راستے اپنی رائے سے نکال لئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین میں نئے عقیدے گھڑنا اور انہیں اسلامی عقیدہ جاننا سخت بے دینی ہے ۷۔ یہود کے اکہتر فرقے ہوئے۔ عیسائیوں کے بہتر، مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوں گے۔ ایک جنتی باقی دوزخی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ان میں سے ہر ناری فرقے سے حضور بیزار ہیں اس لئے ان میں کوئی ولی نہیں ہوتا جس شاخ کا تعلق جڑ سے نہ ہو اس میں پھل پھول نہیں آتے۔ ناجی فرقے کا تعلق حضور سے رہے گا۔ اس میں ہمیشہ اولیاء اللہ ہوتے رہیں گے ۸۔ یعنی جو یہود و نصاریٰ دین میں فرقے بنا چکے، آپ ان سے بھی بیزار ہیں۔ وہ سب جہنمی ہیں۔ سوائے ان کے جو آپ کے راستہ پر ہوں۔ ۹۔ یہ قانون ہے اور اس سے زیادہ ہزارہا گنا تک عطا فرمانا رب کا فضل ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۱۰۔ خیال رہے کہ گمراہ کرنے والے کا گناہ سب گمراہوں کے برابر ہوتا۔ یہ اس جرم کی مثل ہی ہے۔ مثل وہ جسے قانون مثل کہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۱۔ اس طرح کہ انہیں جرم سے زیادہ سزا دے دی جاوے یا بغیر جرم کئے عذاب دیا جاوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے جو بچپن میں فوت ہو جاویں وہ دوزخی نہیں کیونکہ انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ظلم کے دو معنی ہیں۔ (۱) کسی غیر کی چیز میں بلا اجازت تصرف کرنا۔ (۲) بے قصور کو سزا دے دینا یا کام کرا کر اس کی اجرت نہ دینا۔ ان جیسی آیات میں ظلم کے دوسرے معنی مراد ہیں اور حدیث پاک کہ اگر خدا تمام دنیا کو دوزخ میں بھیج دے تو ظالم نہیں وہاں ظلم کے پہلے معنی مراد ہیں۔ ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو بلاواسطہ رب نے ہدایت دی۔ عقائد، اعمال ہر قسم کی، دوسرے یہ کہ حضور اول سے

(بقیہ صفحہ ۲۳۷) ہدایت پر تھے ایک آن کے لئے اس سے دور نہ ہوئے۔ جو ایک آن کے لئے بھی حضور کو ہدایت سے علیحدہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ حضور سب کے ہادی ہیں کسی کے مہدی نہیں۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں سے کفار کے الزام اٹھانا سنت الٰہیہ ہے جو ان کی عزت و عظمت پر اپنی جان و مال، تحریر و تقریر صرف کرتا ہے وہ اللہ کے نزدیک بہت مقبول ہے۔ دیکھو رب نے ابراہیم علیہ السلام سے کفار کا یہ طعن دفع فرمایا کہ آپ معاذ اللہ مشرک تھے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ بدنی عبادات نماز وغیرہ مالی عبادات سے

مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے لہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ

تم فرماؤ بیشک میری نماز اور میری قربانیاں ۲ اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ

لئے ہے جو رب سارے جہان کا ۳ اس کا کوئی شریک نہیں یہی حکم ہوا ہے

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ

اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں ۴ تم فرماؤ کیا اللہ کے سوا اور رب

رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ

چاہوں ۵ حالانکہ وہ ہر چیز کا رب ہے اور جو کوئی کچھ کمائے وہ اسی کے

اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ

ذمہ ہے ۶ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان، دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی ۷

اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ

پھر تمہیں اپنے رب کی طرف پھرنا ہے وہ تمہیں بتا دے گا جس میں اختلاف

تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ

کرتے تھے ۸ اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب

الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ

کیا ۹ اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی ۱۰

لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ

کہ تمہیں آزمائے اس چیز میں جو تمہیں عطا کی بیشک تمہارے رب کو عذاب کرتے

الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۵﴾

دیر نہیں لگتی ۱۱ اور بیشک وہ ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔

افضل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا ذکر قربانی سے پہلے کیا ۳۔ یعنی میری زندگی حیات دنیا نہیں بلکہ حیات دینی ہے۔ حیات دنیا وہ ہے جو رب سے غافل کرے اور دنیاوی کاروبار میں صرف ہو۔ اللہ کے لئے زندگی وہ ہے جو رب کے کاموں کے لئے وقف ہو۔ جئے تو دین کی خدمت اور رب کی یاد میں۔ مرے تو رب کی اطاعت کرتا ہوا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اپنے تقویٰ طہارت کو لوگوں پر ظہار کرنا ریا نہیں بلکہ اس کا اعلان ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کو علم تھا کہ ہماری آئندہ زندگی اور ہماری وفات حق پر ہو گی۔ یہ علوم خمسہ غیبیہ میں سے ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ ساری مخلوق میں سب سے پہلے مومن حضور ہیں۔ حضرت جبریل و میکائیل سے پہلے بھی آپ عابد بلکہ نبی تھے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں سب سے پہلے حضور نے بلیٰ فرمایا تھا۔ پھر اور انبیاء نے پھر دوسرے لوگوں نے ۵۔ شان نزول :۔ ولید بن مغیرہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ آپ ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں۔ اگر اس میں کچھ گناہ ہوا تو میں اپنے ذمہ لے لوں گا۔ آپ بری الذمہ ہوں گے۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ گناہ کر کے دوسرے کو اس کا عذاب بخشنا ناجائز ہے۔ اسے نیکی پر قیاس نہیں کر سکتے۔ نیک اعمال کا ثواب بخشنا جائز بلکہ سنت ہے ۷۔ اس طرح کہ مجرم بالکل بری ہو جاوے۔ ورنہ جرم کرانے والا ضرور مجرم کے ساتھ مجرم ہو گا۔ رب فرماتا وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ مگر وہ بوجھ اس کا اپنا ہو گا جرم کرانے کا نہ کہ دوسرے کا۔ اسی طرح جرم کا موجد تمام مجرموں کے برابر سزا پاوے گا۔ مگر وہ سزا بھی اپنے ایجاد جرم کی ہو گی یا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ اٹھانے پر بخوشی تیار نہ ہو گا۔ رب کی طرف سے اس پر ڈال دیا جاوے گا۔ لہٰذا آیات کا آپس میں اور آیات و حدیث میں کوئی تعارض نہیں ۸۔ رب کا عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا۔ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے ۹۔ اس طرح کہ تم ساری امتوں کے پیچھے آئے اور تم آخر الامم ہوئے۔ تم سب کے خلیفہ ہو۔ تمہارا خلیفہ کوئی امت نہ ہو گی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دین و دنیا دونوں لحاظ سے انسان یکساں نہیں آپس میں فرق ہے۔ نبیوں میں ولیوں میں مسلمانوں میں فرق مراتب۔ انہی مراتب پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی شرط ہے۔ رب فرماتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۱۱۔ یہ اس کی قدرت کا بیان ہے اور دیر لگنا اور عذاب نہ آنا گناہوں کے باوجود اس کی رحمت ہے۔ قدرت اور ہے رحمت کچھ اور۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ رب فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

آیَاتُهَا ۲۰۶ | سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ ۳۹ | رُكُوْعَاتُهَا ۲۴

سورۃ اعراف مکیہ ہے اس میں ۲۴ رکوع ۲۰۶ آیات اور ۳۳۲۵ کلمے اور حروف ۱۴۰۰۰ ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

الٓمّٓصٓ ① كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

اے محبوب ایک کتاب تمہاری طرف اتاری گئی تو تمہارا جی اس سے نہ رکے [۱]

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ②

اس لئے کہ تم اس سے ڈر سناؤ اور مسلمانوں کو نصیحت [۲]

اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ

لوگو اس پر چلو جو تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا اور اسے چھوڑ کر اور حاکموں

دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ③ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ

کے پیچھے نہ جاؤ [۳] بہت ہی کم سمجھتے ہو اور کتنی ہی بستیاں ہم نے

اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ④

ہلاک کیں تو ان پر ہمارا عذاب رات میں آیا [۴] یا جب وہ دوپہر کو سوتے تھے [۵]

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا

تو ان کے منہ سے کچھ نہ نکلا جب ہمارا عذاب ان پر آیا مگر یہی بولے

اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ⑤ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ

کہ ہم ظالم تھے [۶] تو بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس رسول گئے

وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ ⑥ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ

اور بے شک ضرور ہمیں پوچھنا ہے رسولوں سے [۷] تو ضرور ہم ان کو بتا دیں گے اپنے علم سے

وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ⑦ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ࣙالْحَقُّ ۚ فَمَنْ

اور ہم کچھ غائب نہ تھے [۸] اور اس دن تول ضرور ہونی ہے [۹] تو جن کے

۱۔ یعنی اس کی تبلیغ فرمانے میں تردد نہ کریں اور ان کفار کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں۔ یہ خطاب بھی بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے مگر درحقیقت امت کے تمام مبلغین سے ہے۔ ورنہ سرکار کو کبھی کسی کی پرواہ نہ ہوئی۔ ان کی شان تو بہت بلند و بالا ہے۔ جس پر ان کا کرم ہو جاوے وہ دنیا سے بے نیاز اور لاپرواہ ہو جاوے۔ ۲۔ یعنی قرآن اعمال صالحہ کی نصیحت صرف مسلمانوں کو فرماتا ہے۔ کفار اس کے مکلف نہیں یا اس کی نصیحت سے صرف مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ہدایت سارے عالم کے لئے ہے ۳۔ اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یعنی شیطان ولی من دون اللہ ہے۔ اس کو ولی بنانا کفر ہے۔ اولیاء اللہ کو ولی نہ بنانا بے دینی ہے۔ حدیث قدسی میں ہے مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ دوسری جگہ رب فرماتا ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بہر حال شیطان کافروں کا ولی من دون اللہ ہے۔ اکثر جگہ من دون اللہ سے یہی مراد ہے۔ تیسری جگہ ہے اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ ۴۔ رات کے آخری حصہ میں صبح کے قریب جب سب لوگ خواب راحت میں مست ہوتے ہیں تا کہ بھاگ نہ سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات کا آخری حصہ ذاکروں کے لئے نزول رحمت کا وقت ہے، غافلوں کے لئے نزول عذاب کا۔ اسی لئے اس وقت تہجد کی نماز بہت بہتر ہے کہ غضب الٰہی کی آگ ٹھنڈی ہو جاوے ۵۔ غرضیکہ ان پر ایسے وقت عذاب آیا جب انہیں اس کے آنے کا وہم بھی نہ تھا اکثر پر رات کے آخری حصہ میں اور بعض پر دوپہر کو آرام کرنے کے وقت، عذاب آنے سے پہلے کوئی اس کی علامت بھی نہ ہوتی تھی۔ اچانک آ جاتا تھا ورنہ وہ آرام میں مشغول نہ ہوتے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب دیکھ کر توبہ یا ایمان قبول نہیں ہوتا۔ ایمان یاس قبول نہیں، توبہ یاس جو گناہوں سے ہو، قبول ہے ۷۔ یعنی ان امتوں سے پوچھا جاوے گا کہ تمہیں تمہارے رسولوں نے تبلیغ کی یا نہیں اور رسولوں سے دریافت کیا جاوے گا کہ تمہاری قوم نے تم کو کیا جواب دیا تھا۔ مگر یہ سوال و جواب ہمارے حضور کے متعلق نہ ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ اور نہ کوئی بدباطن کافر یہ کہہ سکے گا کہ حضور نے تبلیغ نہیں فرمائی۔ ۸۔ یعنی قیامت میں ہمارا کفار سے اور انکے انبیاء کرام سے پوچھ گچھ فرمانا قانونی کاروائی کے لئے ہو گا نہ اس لئے کہ ہم کو اصل واقعہ کی خبر نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہ کے واقعہ تہمت میں لوگوں سے دریافت فرمانا قانونی کاروائی تھی۔ امت کی تعلیم کے لئے ۹۔ نیک و بد اعمال کا وزن ہو گا۔ یہ اعمال وہاں جوہر اور جسم ہوں گے یا اعمال کے دفتروں کا وزن ہو گا۔ بہر حال آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ عشق الٰہی اور محبت مصطفوی کا وزن نہ ہو گا کہ یہ عمل نہیں قلبی کیفیت ہے۔ ایسے ہی حضور کے اعمال کا وزن نہ ہو گا کیونکہ کوئی ترازو حضور کے اعمال تول نہیں سکتی۔ جیسے دنیا کی ترازو سمندر کا پانی اور ہوائیں نہیں تول سکتی۔ حضور کے نام میں اتنا وزن ہو گا کہ مجھ جیسے لاکھوں گنہگاروں کے گناہوں کے دفتر انشاء اللہ اس کے مقابل ہلکے ہو جائیں گے۔

ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸ وَ

پلے بھاری ہوئے ۱؎ وہی مراد کو پہنچے

مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا

اور جن کے پلے ہلکے ہوئے تو وہی ہیں جنہوں نے اپنی جان

اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝۹ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ

گھاٹے میں ڈالی ۲؎ ان زیادتیوں کا بدلہ جو ہماری آیتوں پر کرتے تھے ۳؎ اور بیشک

فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا

ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ دیا ۴؎ اور تمہارے لئے اس میں زندگی کے اسباب بنائے ۵؎ بہت ہی

تَشْكُرُوْنَ ۝۱۰ ع وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا

کم شکر کرتے ہو اور بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہارے نقشے بنائے ۶؎ پھر ہم نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ

ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو ۷؎ تو سب سجدہ میں گرے مگر ابلیس

لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝۱۱ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ

یہ سجدہ والوں میں نہ ہوا ۸؎ فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا

اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ

جب میں نے تجھے حکم دیا تھا بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ

وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝۱۲ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ

سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا ۹؎ فرمایا تو یہاں سے اتر جا ۱۰؎ تجھے نہیں پہنچتا کہ

لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝۱۳

یہاں رہ کر غرور کرے نکل ۱۱؎ تو ہے ذلت والوں میں ۱۲؎

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝۱۴ قَالَ اِنَّكَ مِنَ

بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں ۱۳؎ فرمایا تجھے

۱۔ قیامت میں پلہ اونچا ہونا وزنی ہونے کی علامت ہوگی اور نیچا ہونا ہلکے ہونے کی علامت کیونکہ مادی چیز نیچے کی طرف گرتی ہے اور نورانی چیز اوپر چڑھتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ ۲۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ وزن اعمال صرف ان لوگوں کے لئے ہے جن کے پاس نیکیاں بھی ہوں اور گناہ بھی۔ وہاں وزن اعمال کا اعمال سے ہوگا۔ لہٰذا کفار کے لئے وزن نہیں۔ رب فرماتا ہے فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ایسے ہی انبیاء کرام اور خاص صالحین کے لئے وزن نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ کفار کے پاس نیکیاں نہیں اور ان بزرگوں کے پاس گناہ نہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ کفار کے گناہ تولے جائیں گے۔ یہ آیت ان کی دلیل ہے۔ لہٰذا کفار کے نیکی کے پلے میں ان کے صدقہ و خیرات رکھے جائیں گے مگر ان میں وزن نہ ہوگا۔ کیونکہ نیکی کا وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ ۳۔ یعنی ان کا انکار کرتے تھے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی جائے سکونت زمین ہے۔ کچھ دیر کے لئے اس کا ہوا میں اڑنا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج میں آسمان پر تشریف لے جانا یا عیسیٰ علیہ السلام کا چوتھے آسمان پر رہنا یہ عارضی ہے۔ لہٰذا اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان میں قیام ایسا ہی عارضی ہے جیسے انسان کچھ دنوں سمندر میں یا ہوائی جہاز میں رہ لیتا ہے۔ ۵۔ غذا، پانی، ہوا، سورج کی روشنی سب یہاں ہی بھیجی کہ تمہیں ان کے لئے آسمان پر یا سمندر میں جانے کی حاجت نہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کے کام رب کے کام ہیں کہ ماں کے پیٹ میں بچہ بنانا فرشتہ کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ وہ ہمارا کام ہے اور اگر یہاں حضرت آدم علیہ السلام مراد ہوں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے تو یہ کام بلاواسطہ رب کا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو خود رب نے دست قدرت سے بنایا۔ اس ہی لئے انہیں بشر فرمایا۔ مباشرت سے یعنی دست قدرت سے بنائی ہوئی مخلوق ۷۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا اور آدم علیہ السلام ہی کو تھا۔ اگر سجدہ رب کو ہوتا اور آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو الیٰ ادم فرمایا جاتا۔ لہٰذا سجدہ تعظیمی شرک نہیں۔ ہاں اب حرام ہے ۸۔ یعنی سجدہ کرنے والوں کی جماعت میں ہی داخل نہ ہوا اس لئے کہ سجدہ کو واجب ہی نہ سمجھا۔ معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنے سے انسان جماعت مسلمین سے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں نماز کے انکار سے مسلمانوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ ۹۔ یعنی آگ مٹی سے افضل ہے اور جو افضل سے پیدا ہو وہ افضل یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ نہ آگ افضل ہے اور نہ افضل سے پیدا ہونے والا افضل۔ معلوم ہوا کہ نص کے مقابل قیاس کرنا شیطان کا کام ہے ۱۰۔ جنت سے، اس سے معلوم ہوا کہ جنت پہلے سے موجود ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت اوپر ہے زمین کے نیچے نہیں۔ کیونکہ اترنا اوپر سے ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ اس وقت سے شیطان کا جنت میں رہنا سہنا بند کر دیا گیا۔ مگر پھر بھی چھپ چھپا کر وہاں جایا کرتا تھا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اس کا آسمان پر جانا بند کر دیا گیا۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان مردود ہونے سے پہلے جنت میں رہتا تھا۔ ورنہ وہاں سے نکالے جانے کے کیا معنی نیز اس کی عزت بھی تھی ورنہ اب ذلیل کرنے کا مطلب کیا۔ مطلب مشہور ہے کہ وہ فرشتوں کا استاد تھا اسی لئے اسے معلم الملکوت کہا جاتا ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مدمقابل کی ہر بات اور ہر دلیل کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ رب نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا بلکہ مردود کر کے نکال دیا۔ تکبر کا انجام ذلت ہے ۱۳۔ دوسرے نفخہ تک، تاکہ مجھے موت نہ آئے کیونکہ وہ وقت موت کا ہو گا ہی نہیں۔

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ

مہلت ہے [1] بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا [2] میں ضرور تیرے سیدھے

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ

راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا [3] پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ

گا ان کے آگے اور انکے پیچھے اور داہنے اور بائیں سے [4]

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا

اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا [5] فرمایا یہاں سے نکل جا

مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ

رد کیا گیا راندہ ہوا [6] ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں

جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ

تم سب سے جہنم بھر دوں گا [7] اور اے آدم تو اور تیرے جوڑا

زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا

جنت میں رہو [8] تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ [9] اور اس پیڑ کے

هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ

پاس نہ جانا [10] کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے [11] پھر شیطان نے ان

لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ

کے جی میں خطرہ ڈالا [12] کہ ان پر کھول دے انکی شرم کی چیزیں جو ان سے

سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ

چھپی تھیں [13] اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے

الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ

منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

۱۔ یعنی پہلے نفخہ تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کچھ ترمیم سے قبول فرمائی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کچھ ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔ جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی سچ بولنا کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا' ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تا کہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ نہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو اسے کرنا تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے لھم کہا۔ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا۔ کیونکہ آنے والا چار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل و خوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کما ھو قول ابی حنیفہ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تا کہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے ۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم ، معنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں داؤں راد یا لہٰذا بری جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بد عقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾

والے ہو[1] اور ان سے قسم کھائی کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں[2]

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا

تو اتار لایا انہیں فریب سے[3] پھر جب انہوں نے وہ پیڑ چکھا ان پر ان کی

سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ

شرم کی چیزیں کھل گئیں[4] اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے[5]

وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ

اور انہیں ان کے رب نے فرمایا کیا میں نے تمہیں اس پیڑ سے منع نہ کیا[6]

وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا

اور نہ فرمایا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے[7] دونوں نے عرض کی

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا

کہ اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے[8] فرمایا اترو[9] تم میں ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ

دوسرے کا دشمن ہے[10] اور تمہیں زمین میں ایک وقت تک ٹھہرنا

اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ

اور برتنا ہے[11] فرمایا اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور

مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ

اسی میں اٹھائے جاؤ گے[12] اے آدم کی اولاد بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک

لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ

لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو[13] اور پرہیزگاری

۱۔ یعنی اس درخت میں یہ تاثیر ہے کہ اس کا پھل کھانے والا فرشتہ بن جاتا یا موت سے بچ جاتا ہے اور جب تم پیدا ہوئے تھے تب تم اس پھل کھانے کے قابل نہ تھے لہٰذا اس وقت تمہیں اس سے منع کر دیا تھا۔ وہ ممانعت وقتی طور پر عارضی تھی اب باقی نہیں۔ اب تم اسے ہضم کر سکتے ہو۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت آدم نے رب پر بدگمانی کی ہو کہ بلاوجہ اچھی چیز سے روک دیا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلا تقیہ شیطان نے کیا کہ دل میں آدم علیہ السلام سے دشمنی رکھ کر زبان سے دوستی ظاہر کی۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام نے گناہ نہ کیا۔ گناہ میں ارادہ ضروری ہے۔ جو کچھ ہوا خطاءً ہوا۔ اس لئے اس کا ذمہ دار ابلیس کو بنایا۔ جو آدم علیہ السلام کو گنہگار مانے وہ گمراہ ہے۔ ۴۔ آدم علیہ السلام کو یہ وہم بھی نہ تھا کہ کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھا سکتا ہے۔ آپ نے گندم وغیرہ کھایا نہیں فقط چکھا تھا کہ جنتی لباس اتار لیا گیا ۵۔ اس سے پہلے ان کے تمام جسم پر ناخن کا لباس تھا۔ اس خطا کے بعد وہ ناخن تمام جگہ سے سکڑ کر صرف انگلیوں کی نوکوں پر رہ گیا۔ (تفسیر روح البیان) اور ان بزرگوں نے انجیر کے پتے جسم شریف پر لپیٹے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ستر کھولنا آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی معیوب ہے۔ عقل انسانی اسے برا سمجھتی ہے۔ ورنہ ان پر ستر کے شرعی احکام اس وقت تک نہ آئے تھے۔ اب جو ننگا ہونا پسند کرتے ہیں وہ فطرت انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ فرشتوں سے پردہ نہیں، رب سے حیا ہے ۶۔ گندم چکھتے وقت رب کا منع نہ فرمانا بعد میں منع فرمانا ان حکمتوں کی بنا پر ہے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے ۷۔ مگر تم بھول گئے اور دوست دشمن میں فرق نہ کر سکے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہی شخص کامیاب رہ سکتا ہے جو دوست دشمن میں تمیز کرے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ توبہ و استغفار ہمارے دادا کی میراث ہے۔ ہم کو ضرور کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ خطا کو اپنی طرف نسبت کرنی چاہیے۔ اور نیک کام کو رب کی طرف۔ یہ سنت نبوی ہے۔ شیطان نے اپنی گمراہی کو رب کی طرف نسبت کیا کہ بولا بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ وہ مردود ہوا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ دونوں حضرات یہ دعا رَبَّنَا ظَلَمْنَا الخ جنت میں پہلے ہی سے مانگ چکے تھے۔ پھر دنیا میں تشریف لا کر کئی سو سال روتے رہے۔ پھر رب کی طرف سے کچھ دعائیہ کلمات انہیں القاء ہوئے۔ جن سے توبہ قبول ہوئی اور وہ دعائیہ کلمے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرنا تھا۔ جن کا ذکر اس آیت میں ہے فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ جن لوگوں نے ان کلمات سے رَبَّنَا ظَلَمْنَا مراد لیا وہ اس آیت کے بظاہر خلاف ہے کیونکہ یہ کلمات تو وہ دونوں زمین پر آنے سے پہلے ہی عرض کر چکے تھے ۱۰۔ شیطان انسان اور انسان شیطان کا یا بعض انسان بعض کے / کافر مومن کے / مومن کافر کے دشمن ہیں ۱۱۔ یعنی انسان اور شیاطین کا مقام زمین ہے مگر عارضی۔ پھر بعد موت شیاطین اور ان کے ساتھیوں کا اصل مقام دوزخ ہو گا۔ مومنوں کا دائمی مقام جنت ہو گا۔ ۱۲۔ قیامت کے دن یہ رب کا قانون ہے مگر قدرت یہ بھی ہے کہ بعض کو قیامت میں زمین سے نہ اٹھائے جیسے حضرت ادریس علیہ السلام کو وہ یہاں سے وفات پا کر جنت میں پہنچ چکے اور اب مع جسم وہاں زندہ ہیں۔ وہاں سے نہ نکلیں گے۔ رب فرماتا ہے وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر رہنا عارضی ہے۔ پھر آپ زمین پر تشریف لائیں گے یہاں ہی وفات پائیں گے۔ یہاں سے ہی اٹھیں گے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ لباس صرف انسانوں کے لئے بنایا گیا۔ فرشتے اور دیگر مخلوق اس سے علیحدہ

ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾

کا لباس وہ سب سے بھلا لہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ کہیں وہ نصیحت مانیں

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ

اے آدم کی اولاد ۲ خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت

مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ؕ

سے نکالا اتروا دیئے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں ۳

اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ؕ اِنَّا

بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں ۴ کہ تم انہیں نہیں دیکھتے بیشک

جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَ

ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا ہے ۵ جو ایمان نہیں لاتے ۶ اور

اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ

جب کوئی بے حیائی کریں ۷ تو کہتے ہیں ہم نے اس پر اپنے باپ دادا کو پایا ۸

اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ

اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ۹ تم فرماؤ بیشک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا کیا اللہ

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۟ وَ اَقِيْمُوْا

پر وہ بات لگاتے ہو جس کی تمہیں خبر نہیں تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے ۱۰

وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ

اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اس کی عبادت کرو نرے اس کے

لَهُ الدِّيْنَ ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِيْقًا هَدٰى

بندے ہو کر ۱۱ جیسے اس نے تمہارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے ۱۲ ایک فرقے کو راہ دکھائی

وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ

اور ایک فرقے کی گمراہی ثابت ہوئی ۱۳ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں

(بقیہ صفحہ ۲۴۲) ہیں۔ جنات اگر لباس پہنتے ہوں تو وہ انسان کی طفیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ستر کا لباس پہننا فرض ہے اور لباس زینت پہننا مستحب۔

ا۔ یعنی رب نے تین طرح کے لباس اتارے۔ دو جسمانی ایک روحانی جسمانی لباس بعض تو ستر عورت کے لئے بعض زینت کے لئے ہیں دونوں اچھے ہیں۔ اور روحانی لباس ایمان تقویٰ اعمال صالحہ ہیں۔ یہ تمام لباس آسمان سے اترے ہیں کیونکہ بارش سے روئی اون اور ریشم ہوتی ہے۔ یہ بارش آسمان سے آتی ہے اور وحی سے تقویٰ نصیب ہوتا ہے۔ وحی بھی آسمان سے آتی ہے۔ ۲۔ اس میں مومن' کافر' ولی' عالم' پرہیز گار سب سے خطاب ہے۔ کوئی اپنے کو ابلیس سے محفوظ نہ جانے ۳۔ یعنی حضرت آدم و حوا کے ستر ایک دوسرے کو نظر پڑے بے پردگی کے ساتھ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتوں اور جنات وغیرہ سے پردہ نہیں۔ پردہ صرف انسانوں سے ہے۔ دوسرے یہ کہ خاوند بیوی بھی ایک دوسرے کے سامنے آزادی سے ننگے نہ رہیں۔ بلکہ اکیلے میں بھی انسان ستر چھپائے۔ رب تعالیٰ سے شرم کرے۔ ۴۔ یعنی شیطان اور اس کی ذریت سارے جہان کے لوگوں کو دیکھتے ہیں لوگ انہیں نہیں دیکھتے۔ جہاں کسی نے کسی جگہ اچھے کام کا ارادہ کیا اسے اس کی نیت کی خبر ہو گئی فوراً بہکایا۔ جب رب نے گمراہ گر کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سارے عالم کے ہادی ہیں انہیں بھی حاضر و ناظر بنایا تا کہ دوا بیماری سے کمزور نہ ہو۔ افسوس ان پر ہے جو شیطان کی وسعت علم و نظر کا اقرار کریں اور حضور کے لئے انکاری ہو جائیں ۵۔ معلوم ہوا کہ شیطان اولیاء من دون اللہ ہے۔ جہاں ولی من دون اللہ کی برائی آئی ہے وہاں شیطان مراد ہے نہ کہ اولیاء اللہ۔ یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے۔ ۶۔ یعنی شیطان بظاہر کفار کا دوست ہے اور کفار دل سے شیطان کے دوست ہیں ورنہ شیطان در حقیقت کفار کا بھی دوست نہیں وہ تو ہر انسان کا دشمن ہے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ وہاں حقیقت کا ذکر ہے اور یہاں ظاہری حال کا ۷۔ جیسے عورتوں مردوں کا ننگے ہو کر طواف کرنا اور بے پردگی و دیگر بے غیرتی کے کام ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل و بدکار کی تقلید کفار کا کام ہے متقی علماء کی تقلید مومنوں کی شان ہے ۹۔ یہ ان کا صریح فریب ہے کیونکہ مشرکین مکہ کسی نبی کسی آسمانی کتاب کے قائل نہ تھے۔ پھر انہیں حکم الٰہی کیسے پہنچا۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۱۰۔ عدل درمیانی حال کا نام ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہے یہ لفظ عقائد و اعمال اور ذاتی و قومی معاملات سب کو شامل ہے اس لئے آگے عبادت کا ذکر ہے اور مسجد' مصدر میمی بمعنی سجدہ ہے۔ سجدہ سے مراد نماز ہے اور ادعوا سے مراد عبادت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کعبہ کو منہ کرنا فرض ہے یا مسجد سے مراد خود مسجد ہے تو معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز کے لئے مسجد بہتر ہے۔ نماز کے لئے جماعت واجب اور مسجد کی حاضری اکثر واجب کبھی غیر واجب۔ (روح البیان) ۱۱۔ یہاں وادعوا میں دعا صرف پکارنے کے معنی میں نہیں بمعنی عبادت ہے۔ یعنی صرف رب کی عبادت کرو۔ ۱۲۔ جیسے تم پہلے نیست تھے پھر ہست کیا ایسے ہی پھر تم کو نیست کر دے گا۔ پھر ہست کرے گا مقصود یہ ہے کہ جب تم کو آخر کار اس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے تو اس کی عبادت کرو یا مقصد یہ ہے کہ تم ننگے بے ختنہ پیدا ہوئے ایسے ہی پھر قیامت میں اٹھو گے ۱۳۔ یعنی تمام لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ کچھ کافر بھی رہیں گے۔ جن کے متعلق علم الٰہی میں آ چکا کہ یہ کفر میں رہیں گے وہ کیسے ایمان لائیں۔

ا۔ یہ آیت اولیاء من دون اللہ کی تقسیم ہے۔ اکثر جگہ ولی من دون اللہ میں یہی مراد ہے اولیاء اللہ و اولیا من دون اللہ میں بڑا فرق ہے۔ اولیاء اللہ برحق ہیں اور اولیاء من دون اللہ باطل۔ نیز اولیاء اللہ کو خدا کا بیٹا وغیرہ ماننا بھی اولیاء من دون اللہ میں داخل ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز جہاں تک ہو سکے اچھے لباس میں پڑھے اور مسجد میں اچھی حالت میں آوے۔ بدبو دار کپڑے بدبو دار منہ لے کر مسجد میں نہ آوے۔ ایسے ہی ننگا مسجد میں داخل نہ ہو ۳۔ کفار عرب حج کے زمانہ میں گوشت چھوڑ دیتے تھے اور غذا بھی نہایت معمولی اور بہت کم کھاتے تھے۔ مسلمانوں نے بھی اس کی اجازت چاہی' ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ معلوم ہوا کہ ترک دینا عبادت نہیں ترک گناہ عبادت ہے۔ لَا تُسْرِفُوْا میں بہت چیزیں داخل ہیں بھوک سے زیادہ کھانا' بلاوجہ مال خرچ کرنا' کسی جائز چیز کو حرام سمجھ لینا یہ سب اسراف ہے (روح البیان و خزائن العرفان) ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے۔ حرمت کے لئے دلیل کی ضرورت ہے حلت کے لئے کوئی دلیل خاص ضروری نہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ یہ نہیں کہ انسان لذیذ حلال چیزیں چھوڑ دے۔ بلکہ حرام سے بچنا تقویٰ ہے۔ حلال نعمتیں خوب کھاؤ پیو' محرمات سے بچو ۶۔ معلوم ہوا کہ اچھی نعمتیں رب نے مومنوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں کفار ان کی طفیل کھا رہے ہیں۔ لہٰذا جو کوئی کہے کہ فقیری اس میں ہے کہ اچھا نہ کھائے' اچھا نہ پہنے' وہ جھوٹا ہے' اچھا کھاؤ' اچھا پہنو اچھے کام کرو۔ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۷۔ یعنی دنیا میں اگرچہ کفار مسلمانوں کے طفیل نعمتیں کھا لیتے ہیں مگر قیامت میں کسی کافر کو کسی نوعیت سے نعمتیں نہ ملیں گی ۸۔ اس میں بھی خطاب ان مشرکین عرب سے ہے۔ جو ننگے ہو کر طواف کعبہ کرتے تھے اور اللہ کی نعمتوں کو اپنے پر حرام کر لیتے تھے ۹۔ فواحش فاحشہ کی جمع ہے۔ فاحشہ وہ گناہ ہے جسے عقل بھی برا سمجھے اور اس کی برائی حد سے زیادہ ہو جیسے شرک و کفر یا زنا وغیرہ۔ ان کا علانیہ کرنا ظاہری فاحشہ ہے۔ جیسے کفار کا کفر۔ اور چھپ کر کرنا باطن فاحشہ جیسے زنا۔ ان کے علاوہ دوسری ممنوع چیزیں اثم میں داخل ہیں خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۰۔ اللہ نے کسی شرک کے جواز کی دلیل نہ اتاری۔ لہٰذا سارے شرک و کفر اس میں داخل ہیں۔ یہ قید احترازی نہیں بلکہ بیان واقعہ کی ہے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بغیر علم مسئلہ بتانا۔ وعظ کہنا۔ کوئی عقیدہ اختیار کرنا سخت ممنوع ہے کہ یہ اللہ پر بہتان ہے یہ آیت سب کو شامل ہے۔ ۱۲۔ ان کے عذاب کا یا ان کی مہلت کا۔ اس سے پہلے وہ ہلاک نہیں ہوتے لہٰذا کفار مکہ کی ہلاکت کا ایک وقت ہے۔

اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

کو والی بنایا ۱ اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا

اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ ۲ اور کھاؤ

وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور پیو اور حد سے نہ بڑھو ۳ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کیلئے نکالی ۴

وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي

اور پاک رزق ۵ تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہے ۶

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ

دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کی ہے ۷ ہم یوں ہی

نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ

مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے تم فرماؤ میرے رب نے تو

رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَ

بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں ۸ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی ۹ اور گناہ اور

الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

ناحق زیادتی اور یہ کہ اللہ کا شریک کرو جس کی اس نے سند نہ

بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

اتاری ۱۰ اور یہ کہ اللہ پر وہ بات کہو جس کا علم نہیں رکھتے ۱۱

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اور ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے ۱۲ تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ

نہ پیچھے ہو نہ آگے ہو اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں کے

رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى

رسول آئیں [۲] میری آیتیں پڑھتے تو جو پرہیزگاری کرے [۳]

وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور سنورے تو اس پر نہ کچھ خوف اور نہ کچھ غم

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ

اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا [۴] وہ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَمَنْ اَظْلَمُ

دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا تو اس سے بڑھ کر

مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ

ظالم کون جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں

اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا

انہیں ان کے نصیب کا لکھا پہنچے گا [۵] یہاں تک کہ جب

جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے آئیں [۶] تو ان سے کہتے ہیں کہاں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے [۷] کہتے ہیں وہ ہم سے گم ہو گئے اور اپنی جانوں پر

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ قَالَ ادْخُلُوْا

آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ کافر تھے [۸] اللہ ان سے فرماتا ہے

فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

کہ تم سے پہلے جو اور جماعتیں جن اور آدمیوں کی آگ میں گئیں انہیں

۱۔ اس آیت میں قانون کا ذکر ہے اور تقدیر کی تبدیلی والی آیت میں رب کی قدرت کا ذکر ہے۔ رب فرماتا ہے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داؤد کی عمر چالیس سال زیادہ ہو گئی۔ لہٰذا یہ واقعات اس آیت کے خلاف نہیں۔ شیطان کی دعا سے اس کی عمر لمبی کر دی گئی۔ رب نے فرمایا انک من المنظرین جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو سکتی ہے۔ تو صالحین کی دعا یا نیک اعمال سے بھی عمریں بڑھ سکتی ہیں بگڑی تقدیریں بن سکتی ہیں۔ ۲۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضور ہی تمام انسانوں بلکہ تمام خلق کے نبی ہیں۔ لہٰذا یہ جمع تعظیم کے لئے ہے۔ یا رسل سے مراد سارے پیغمبر ہیں۔ بہر حال اس میں میثاق کے دن کے عہد و پیمان کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے اپنی ربوبیت کا اقرار سب سے کرایا ایسے ہی حضور کی نبوت کا اقرار سب سے لیا ۳۔ تقویٰ سے مراد نیک اعمال اختیار کرنا اور اصلاح سے مراد برائیوں سے بچنا ہے یا تقویٰ سے مراد آئندہ اچھے کام کرنا اور اصلاح سے مراد گناہوں کا کفارہ وغیرہ دے کر اپنے کو درست کر لینا ہے۔ لہٰذا تکرار نہیں ۴۔ خیال رہے کہ کفار کے مقابل تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان کے مقابل تکبر حرام ہے۔ نبی کے مقابل تکبر کفر ہے۔ یہاں تیسرا تکبر مراد ہے۔ یہی تکبر شیطان نے کیا۔ اس کا انجام معلوم ہے۔ اس لئے انہیں اصحاب النار اور خالدون فرمایا کہ یہ دونوں حال کافروں کے ہیں ۵۔ یعنی لوح محفوظ یا ان کے نوشتہ تقدیر میں ان کا جو رزق یا عمر لکھا ہے وہ تو انہیں ملے ہی گا۔ پھر عذاب آوے گا۔ اس سے اصلی رزق و عمر مراد ہے۔ ورنہ بد عملی سے رزق و عمر گھٹ جاتے ہیں۔ جیسے نیکی سے عمر و رزق میں برکت ہو جاتی ہے۔ لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں ۶۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ جان نکالنے صرف ملک الموت علیہ السلام نہیں آتے بلکہ ان کے ساتھ ان کے ماتحت فرشتے اور بھی آتے ہیں۔ ملک الموت کا آنا اس آیت میں مذکور ہے۔ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ اور ماتحتوں کا آنا اس آیت سے معلوم ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ کہ یہ جان نکالنے والے فرشتے بیک وقت ہر جگہ پہنچ کر مرنے والوں کی جان نکال لیتے ہیں تو ایک وقت میں چند جگہ موجود ہو جانا اللہ والوں کے نزدیک باذن الٰہی مشکل نہیں۔ ایسے ہی قبر میں سوال کرنے والے ماں کے پیٹ میں بچہ بنانے والے فرشتے یہ طاقت رکھتے ہیں۔ حاضر ناظر ہونا بعض بندوں کی صفت ہے۔ ۷۔ یہ سوال مشرکین سے ان کے بتوں کے متعلق ہو گا۔ مومن کی مدد موت کے وقت ضرور ہوتی ہے۔ اسی لئے آگے فرمایا گیا۔ مَا كُنَّا كٰفِرِيْنَ مسلمانوں کو حکم ہے کہ مرنے والے کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھیں۔ تا کہ اسے کلمہ یاد آوے۔ یہ مومنوں کی مدد ہے لہٰذا اس آیت کو مومنین یا اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ بہر حال موت یا اس کے بعد کسی کی مدد نہ پہنچنا کفار کا عذاب ہے ۸۔ یہ اقرار اور وقت ہو گا اور اپنے کفر کا انکار دوسرے وقت ہو گا۔ لہٰذا اس آیت اور دوسری آیت وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ میں کوئی تعارض نہیں۔

فِی النَّارِ ؕ کُلَّمَا دَخَلَتۡ اُمَّۃٌ لَّعَنَتۡ اُخۡتَہَا ؕ حَتّٰۤی اِذَا

میں جاؤ [۱] جب ایک گروہ داخل ہوتا ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے [۲] یہاں تک کہ جب

ادَّارَکُوۡا فِیۡہَا جَمِیۡعًا ۙ قَالَتۡ اُخۡرٰىہُمۡ لِاُوۡلٰىہُمۡ رَبَّنَا

سب اس میں جا پڑے تو پچھلے پہلوں کو کہیں گے [۳] اے رب

ہٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوۡنَا فَاٰتِہِمۡ عَذَابًا ضِعۡفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ

ہمارے انہوں نے ہم کو بہکایا تھا تو انہیں آگ کا دونا عذاب دے [۴]

قَالَ لِکُلٍّ ضِعۡفٌ وَّ لٰکِنۡ لَّا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَالَتۡ اُوۡلٰىہُمۡ

فرمائے گا سب کا دونا ہے [۵] مگر تمہیں خبر نہیں [۶] اور پہلے پچھلوں سے

لِاُخۡرٰىہُمۡ فَمَا کَانَ لَکُمۡ عَلَیۡنَا مِنۡ فَضۡلٍ فَذُوۡقُوا

کہیں گے تو تم کچھ ہم سے اچھے نہ رہے [۷] تو چکھو

الۡعَذَابَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡسِبُوۡنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا

عذاب بدلہ اپنے کئے کا [۸] وہ جنہوں نے ہماری آیتیں

بِاٰیٰتِنَا وَ اسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ

جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے [۹]

وَ لَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ

اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک سوئی کے ناکے اونٹ داخل نہ

الۡخِیَاطِ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۰﴾ لَہُمۡ مِّنۡ

ہو [۱۰] اور مجرموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں انہیں آگ ہی

جَہَنَّمَ مِہَادٌ وَّ مِنۡ فَوۡقِہِمۡ غَوَاشٍ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی

بچھونا اور آگ ہی اوڑھنا [۱۱] اور ظالموں کو ہم ایسا ہی بدلہ

الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

دیتے ہیں [۱۲] اور وہ جو ایمان لائے اور طاقت بھر اچھے کام کئے [۱۳]

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر ایک اس ہی کے ساتھ ہو گا جس سے دل کا تعلق ہو گا۔ زمانہ اور جگہ ایک ہو یا مختلف ۲۔ یعنی ہر قسم کا کافر اپنی قسم کے کافر کو لعنت کرے گا۔ ہندو ہندو کو عیسائی عیسائی کو، یہودی یہودی کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس لعنت کے عذاب سے مسلمان محفوظ ہوں گے ان کا پردہ رہے گا۔ ۳۔ یعنی اولاد اپنے باپ دادوں کو یا تابعین اپنے پیشواؤں کو، اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کے عذابوں سے ایک عذاب وہاں وآپس کی نااتفاقی بھی ہے جیسے جنت کے ثوابوں میں سے ایک ثواب وہاں کا اتفاق و محبت ہے۔ دنیا میں جس مومن کے گھر میں صلح ہے وہ جنتی گھر ہے ۴۔ کیونکہ ہم نے صرف ایک گناہ کیا یعنی کافر ہونا۔ انہوں نے دو گناہ کئے خود گمراہ ہونا۔ ہم کو گمراہ کرنا۔ اور یہ دگنا عذاب ایسا ہو کہ ہم بھی دیکھیں ۵۔ کیونکہ تم سب گمراہ اور گمراہ کن ہو۔ ہر شخص گمراہ ہو کر اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کو گمراہ کرتا ہے۔ لہٰذا جتنا عذاب تم اوروں کے لئے چاہتے ہو اتنا ہی تم کو بھی ہے ۶۔ کہ کس کو کتنا عذاب ہے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہر دوزخی اپنے حال میں ایسا گرفتار ہو گا کہ سمجھے گا سب سے بڑھ کر میں ہی تکلیف میں ہوں۔ ۷۔ یعنی دنیا میں کیونکہ اگر ہم میں کفر اور تکفیر اور تضلیل تھی تو تم میں کفر اور کفار کی تقلید تھی۔ نیز تم بھی اپنے بچوں کے کافر کن تھے۔ نیز نفس کفر میں ہم تم دونوں شریک تھے۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں کہ ، وَلَیَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَہُمۡ وَاَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِہِمۡ ۸۔ یعنی تم اپنے کئے کا مزہ چکھو ہم اپنے کئے کا۔ کفر و بد عملی، پیغمبروں کی اہانت، مسلمانوں کو ستانا ہم تم دونوں ہی کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے ناسمجھ بچے جو اس ہی حال میں فوت ہو گئے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے کسب شر نہ کیا ۹۔ اس طرح کہ زندگی میں ان کی نیکیاں بارگاہ الٰہی تک نہیں پہنچتیں کیونکہ غیر مقبول ہیں۔ مرتے وقت ان کی روح کے لئے دروازہ آسمان نہیں کھلتا۔ مومن کی زندگی میں اس کے اعمال کے لئے اور موت کے بعد روح کے لئے آسمان کا دروازہ کھلتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۰۔ اور یہ ناممکن ہے کہ اس میں اجتماع ضدین ہے اور ناممکن پر جو موقوف ہو وہ بھی ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ اونٹ بڑا ہے۔ اور سوئی کا ناکہ چھوٹا۔ اونٹ بڑا رہے اور ناکہ چھوٹا رہے تو اونٹ کا اس میں داخل ہونا محال ہے۔ ہاں اگر ناکہ بڑا کر دیا جائے یا اونٹ چھوٹا تو دوسری بات ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱۔ صرف اوپر نیچے کا ذکر فرمایا۔ کیونکہ دایاں بایاں خود ہی سمجھ میں آ گیا۔ یعنی ہر طرف سے انہیں آگ گھیرے ہو گی ۱۲۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں آگ کا ہر طرف سے گھیر لینا کفار کے لئے ہے گنہگار مسلمان کو اگرچہ کچھ دن دوزخ میں رکھا جائے گا مگر دوزخ اسے گھیرے گی نہیں۔ ابو طالب بھی اس سے مستثنٰی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے ۱۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے۔ پہلے مومن بنو۔ بعد میں نیک کام کرو۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص نیک اعمال سے بے نیاز نہیں خواہ کسی طبقہ اور کسی جماعت کا ہو۔

لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

ہم کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتے ۱؎ وہ جنت والے ہیں

هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ

انہیں اس میں ہمیشہ رہنا اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے

غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ

کھینچ لئے ۲؎ ان کے نیچے نہریں بہیں گی اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ

الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَاۤ اَنْ

کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی ۳؎ اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ

هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ نُوْدُوْۤا

دکھاتا بے شک ہمارے رب کے رسول حق لائے ۴؎ اور ندا ہوئی

اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

کہ یہ جنت تمہیں میراث ملی ۵؎ صلہ تمہارے اعمال کا

وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ

اور جنت والوں نے دوزخ والوں کو پکارا ۶؎ کہ ہمیں تو مل گیا

وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا

جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے

وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَیْنَهُمْ

سچا وعدہ تمہیں دیا تھا ۷؎ بولے ہاں اور بیچ میں منادی نے پکار دیا

اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ

کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر ۸؎ جو اللہ کی راہ سے

عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ

روکتے ہیں اور اسے کجی چاہتے ہیں ۹؎ اور آخرت کا انکار

۱۔ یعنی ہر مسلمان اپنی طاقت کے مطابق نیک اعمال کرلے۔ جنت کا مستحق ہے۔ امیر صدقہ دے کر فقیر مومن صالح صدقہ لے کر جنتی ہیں اور کوئی بھی جنت میں پہنچ کر وہاں سے نہ نکلے گا۔ جیساکہ خالدون سے پتہ لگا۔ ۲۔ شان نزول :۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ رب نے ان کے سینے میں کسی کی طرف سے کینہ نہ چھوڑا۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں ہے۔ میں اور عثمان اور طلحہ اس میں شامل ہیں۔ بہرحال اس میں رفض کی جڑ کٹ گئی ۳۔ یعنی رب نے ہم کو دنیا میں ایسے عقائد و اعمال کی توفیق دی جس کی برکت سے ہم یہاں پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کا شکر اس کی حمد جنت میں بھی ہو گی۔ باقی عبادتیں' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' جہاد وہاں ختم ہو چکی ہوں گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اپنی طاقت یا علم یا عبادت سے نہیں ملتی۔ رب کا خاص عطیہ ہے ورنہ شیطان پکا مومن ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کے پاس یہ سب چیزیں موجود تھیں۔ ۴۔ دنیا میں انہوں نے نبیوں کی تصدیق سن کر کی تھی۔ اور جنت کا مشاہدہ کر کے عینی تصدیق کریں گے۔ ۵۔ جنت کو دو وجہ سے میراث فرمایا گیا۔ ایک یہ کہ کفار کے حصہ کی جنت بھی وہ ہی لیں گے جیسے کفار ان کے حصہ کی دوزخ لیں گے۔ دوسرے یہ کہ جنت کا ملنا' اللہ کے فضل و کرم سے ہے نہ کہ اپنے کمال سے جیسے میراث میں دوسرے کا مال محض قرابت سے ملتا ہے نیک اعمال تو اس فضل کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں ۶۔ یہاں دوزخ والوں سے مراد کفار جہنمی ہیں نہ کہ گنہگار مومن' کیونکہ جنتی مسلمان ان گنہگاروں کو طعن نہ دیں گے بلکہ ان کی شفاعت کر کے وہاں سے نکالیں گے۔ جیساکہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا ۷۔ یعنی ہمارے تمہارے رب نے نیکی پر جنت کا وعدہ فرمایا تھا اور سرکشی پر دوزخ سے ڈرایا تھا۔ بولو سچ ہوا یا نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ڈرانے کو بھی وعدہ کہہ دیا جاتا ہے۔ یعنی وعید وعدہ سے تعبیر کردی جاتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کے وعدے وعید رب ہی کے وعدے وعید ہیں کیونکہ ان سے براہ راست کلام کرنے والے پیغمبر تھے ۸۔ پکارنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں یا دوسرا فرشتہ جس کی یہ ڈیوٹی ہو گی اور ظالمین سے مراد کفار ہیں جیساکہ اگلی آیت سے پتہ لگ رہا ہے ۹۔ اگرچہ روکنا دنیا میں ہی ہو چکا تھا لیکن چونکہ اس کا نتیجہ آج ظاہر ہو رہا ہے' اس لئے حال سے تعبیر فرمایا گیا گویا وہ قیامت میں روک رہے ہیں۔

كُفِرُوْنَ ۝٤٥ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ

رکھتے ہیں ۱ اور جنت و دوزخ کے بیچ میں ایک پردہ ہے ۲ اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے ۳

يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ

کہ دونوں فریق کو ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے ۴ اور وہ جنتیوں کو پکاریں گے

اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۟ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ۝٤٦

کہ سلام تم پر ۵ یہ جنت میں نہ گئے اور اس کی طمع رکھتے ہیں ۶

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا

اور جب ان کی آنکھیں دوزخیوں کی طرف پھریں گی کہیں گے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝٤٧ ع وَنَادٰٓى

اے ہمارے رب ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر ۷ اور اعراف والے

اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا

کچھ مردوں کو پکاریں گے جنہیں انکی نشانی سے پہچانتے ہیں ۸ کہیں گے

مَآ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٤٨

تمہیں کام آیا تمہارا جتھا اور وہ جو تم غرور کرتے تھے

اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۭ

کیا یہ ہیں وہ لوگ ۹ جن پر تم قسمیں کھاتے تھے کہ اللہ ان پر اپنی رحمت کچھ

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝٤٩

نہ کرے گا ۱۰ ان سے تو کہا گیا کہ جنت میں جاؤ نہ تم کو اندیشہ نہ کچھ غم ۱۱

وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا

اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا

عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ

کچھ فیض دو ۱۲ یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے بیشک

وقف لازم یا خلاف

ع ۵ / ۱۲

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفر و عناد اور بد عملی کی وجہ قیامت کا انکار ہے۔ اگر بندے کے دل میں قیامت کا خوف ہو تو جرم کرنے کی ہمت ہی نہ کرے ۲۔ تا کہ دوزخ کا اثر جنت میں اور جنت کا اثر دوزخ میں نہ آسکے اور حق یہ ہے کہ یہ پردہ اعراف ہی ہے چونکہ یہ پردہ بہت اونچا ہو گا اس لئے اسے اعراف کہا جاتا ہے۔ اس پر صرف انسان ہوں گے اور صرف بالغ مرد جیسا کہ رجال سے معلوم ہوا۔ ۳۔ ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اعراف والے حضرت عباس، حمزہ، جعفر و علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔ جو اپنے محبین کو چہرے کی سفیدی سے اور اپنے دشمنوں کو چہرے کی سیاہی سے پہچانیں گے (صواعق) بعض نے فرمایا کہ وہ انبیاء کرام ہوں گے بعض نے فرمایا کہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں گناہ برابر تھے۔ اور بھی اس میں چند قول ہیں ۴۔ یعنی جنت دوزخ میں داخلے سے پہلے ہی وہ ہر ایک کو پہچانیں گے لہٰذا حضور بھی ہر سعید و شقی کو ضرور پہچانیں گے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نورانی مخلوق لاکھوں کوس کی معمولی آواز سن لیتی ہے۔ کیونکہ جنت آسمانوں سے بھی زیادہ اونچی ہے۔ اور دوزخ نہایت ہی گہری۔ مگر پھر بھی جنتی لوگ دوزخیوں کو چیخ و پکار سن لیں گے تو دنیا میں بھی نورانی لوگ دور والوں کی فریاد سن لیتے ہیں۔ حضرت سلیمان نے دور سے چیونٹی کی باتیں سن لیں رب فرماتا ہے فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا۔ اسی طرح اصحاب اعراف دور کے لوگوں کا حال دیکھیں گے اور کلام سنیں گے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعراف کے لوگ جنتی لوگوں سے کم درجے والے ہوں گے ورنہ طمع کے کیا معنی لہٰذا یہ قول قوی ہے کہ اعراف والے وہ ہیں جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہیں ۷۔ یعنی ہم کو دوزخ والوں میں سے نہ کر۔ یہ دعا محض برکت کے لئے ہو گی ورنہ وہ جگہ دعا کرنے کی نہیں۔ دعا و عبادت دنیا میں ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و مجرم نشانی سے پہچانے جائیں گے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور کو قیامت میں مومن و منافق کی پہچان نہ ہو ۹۔ یہ سوال عتاب کے طور پر ہو گا نہ کہ پوچھنے کے لئے ۱۰۔ یعنی دنیا میں ان جنتیوں کی غریبی فقیری دیکھ کر تم قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ انہیں آخرت میں بھی اللہ کی رحمت نہ ملے گی۔ دیکھو آج یہ کیسے مزے میں ہیں اور تم کیسی مصیبت میں۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں مومن کی فقیری یا کافر کی امیری سے دھوکا نہ کھانا چاہیے۔ ۱۱۔ یعنی جنت میں نہ آئندہ کا خوف ہو گا نہ گزشتہ کا غم۔ نہ بیماری ہے نہ آزاری، نہ کوئی اندیشہ نہ نااتفاقی۔ نہ عداوت نہ آپس کے بغض۔ اس ایک جملہ میں تمام تکلیف دہ چیزوں کی نفی ہو گئی۔ ۱۲۔ جب اعراف والے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو دوزخی لوگ عرض کریں گے کہ خدایا ہمارے کچھ عزیز و اقارب جنت میں ہیں ہم کو اجازت دے کہ ہم انہیں دیکھیں ان سے کچھ بات چیت کریں انہیں اجازت دی جاوے گی۔ دوزخی تو اہل جنت کو پہچان لیں گے مگر جنتی دوزخ والوں کو نہ پہچان سکیں گے۔ کیونکہ دوزخیوں کے منہ بگڑ چکے ہوں گے۔ یہ دوزخی جنتیوں کو نام لے کر پکاریں گے کہ ہمیں پانی دو ہمیں کھانا دو، ہم جل گئے ہیں ہم پر پانی ڈالو۔ اس پر جنتی لوگ وہ جواب دیں گے جو آگے آ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت اوپر ہے اور دوزخ نیچے کیونکہ افیضوا افاضہ سے ہے جس کے معنی اوپر سے نیچے منتقل ہونے کے ہیں۔

اللّٰہُ حَرَّمَہُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ﴿۵۰﴾ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا

اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے ۱ جنہوں نے اپنے دین کو

دِیْنَہُمْ لَہْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْہُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فَالْیَوْمَ

کھیل تماشہ بنا لیا ۲ اور دنیا کی زیست نے انہیں فریب دیا ۳ تو آج ہم انہیں

نَنْسٰہُمْ کَمَا نَسُوْا لِقَآءَ یَوْمِہِمْ ہٰذَا وَمَا کَانُوْا

چھوڑ دیں گے ۴ جیسا انہوں نے اس دن کے ملنے کا خیال چھوڑا تھا ۵ اور جیسا ہماری آیتوں

بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰہُمْ بِکِتٰبٍ فَصَّلْنٰہُ

سے انکار کرتے تھے ۶ اور بیشک ہم انکے پاس ایک کتاب لائے ۷ جسے ہم نے ایک

عَلٰی عِلْمٍ ہُدًی وَّرَحْمَۃً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ہَلْ

بڑے علم سے مفصل کیا ۸ ہدایت و رحمت ایمان والوں کے لئے ۹ کا ہے کی راہ

یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَہٗ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُہٗ یَقُوْلُ

دیکھتے ہیں ۱۰ مگر اس کی کہ اس کتاب کا کہا ہوا انجام سامنے آئے جس دن اس کا بتایا انجام

الَّذِیْنَ نَسُوْہُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا

واقع ہوگا ۱۱ بول اٹھیں گے وہ جو اسے پہلے سے بھلائے بیٹھے تھے کہ بیشک ہمارے رب کے

بِالْحَقِّ فَہَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ

رسول حق لائے تھے ۱۲ تو ہیں کوئی ہمارے سفارشی جو ہماری شفاعت کریں ۱۳ یا ہم واپس

نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَسِرُوْٓا

بھیجے جائیں کہ پہلے کاموں کے خلاف کام کریں ۱۴ بے شک انہوں نے اپنی جانیں

اَنْفُسَہُمْ وَضَلَّ عَنْہُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ

نقصان میں ڈالیں ۱۵ اور ان سے کھوئے گئے جو بہتان اٹھاتے تھے ۱۶ بیشک

رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ

تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی مومن کو دوزخی کافر سے بالکل محبت نہ ہوگی نہ رحم آوے گا۔ اگرچہ اس کا باپ یا بیٹا یا دوست ہو کہ مانگنے پر بھی ادھر پانی نہ پھینکے گا خیال رہے کہ یہاں حرام سے مراد شرعی حرام نہیں کیونکہ وہاں شرعی احکام جاری نہ ہوں گے بلکہ مراد کامل محرومی ہے۔ رب فرماتا ہے وَحَرٰمٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَہْلَکْنٰہَآ اَنَّہُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ یہاں بھی حرام ،بمعنی محروم ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ اپنی نفسانی خواہشوں سے جسے چاہا حرام کہا جسے چاہا حلال اور مومنوں کا مذاق اڑایا۔ ۳۔ کہ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول گئے اور بال بچوں کی محبت میں گرفتار ہو کر اللہ کے حبیب سے محبت کا رشتہ قائم نہ کر سکے ۴۔ یعنی دوزخ یا عذاب میں یا ہم رحم نہ کریں گے۔ مطلق چھوڑنا مراد نہیں کیونکہ وہ رب کی پکڑ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس سے کبھی نہ چھوٹیں گے۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ یہاں نسیان اپنے معنی میں نہیں کیونکہ رب تعالیٰ کے لئے ناممکن ہے۔ ۵۔ یعنی دیدہ دانستہ قیامت کا انکار کیا لہٰذا یہاں نسیان سے مراد بھول نہیں بلکہ بھول کے لازمی معنی ہیں۔ کیونکہ وہ عمداً قیامت کے منکر تھے ۶۔ یعنی قرآن شریف جو ان کی زبان' ان کے ملک میں نازل ہوا جس سے انہیں بہت عزت ملی کہ تمام جہان ان کا دست نگر ہو گیا معلوم ہوا کہ قرآن کریم سب کے لئے عموماً اور اہل عرب کے لئے خصوصاً بڑی نعمت ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف میں ہر علم تفصیل وار مذکور ہے۔ جسے رب قوت قدسیہ دے وہ اس سے ہر علم حاصل کر سکتا ہے۔ ۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی رحمت عامہ سارے عالم کے لئے ہے کہ اس کی برکت سے دنیا میں ظاہری عذاب آنے بند ہو گئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر رحمت خاصہ اور ہدایت صرف مومنوں کے لئے ہے لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں۔ رب حضور کے بارے میں فرماتا ہے۔ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور فرماتا ہے وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسے حضور سے ایمان نہ ملے اسے اور کسی ذریعہ سے ایمان نہیں مل سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا آخری ذریعہ ہیں۔ اور اب حضور کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا ۱۰۔ اس دن سے مراد یا تو ان کی موت کا دن ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ کر یہ کہیں گے یا قیامت کا دن مگر دوسرا احتمال زیادہ قوی ہے اور آئندہ مضمون کے مناسب ۱۱۔ حضور کا تشریف لانا گویا تمام رسولوں کا تشریف لانا ہے۔ دیکھو عرب میں حضور کے سوا کوئی رسول حضرت اسماعیل علیہ السلام کے وقت سے تشریف نہ لائے مگر یہاں جمع فرمایا گیا ۱۲۔ قیامت میں کفار جب دیکھیں گے کہ مسلمانوں کی شفاعت نبیوں ولیوں علماء چھوٹے بچوں ماہ رمضان خانہ کعبہ وغیرہ نے کی تب کف افسوس ملتے ہوئے یہ کہیں گے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کی شفاعت ہوگی۔ دوسرے یہ کہ کفار کی شفاعت نہ ہوگی۔ تیسرے یہ کہ شفاعت کرنے والے بہت ہوں گے اسی لئے وہ شفعاء جمع کے صیغے سے کہیں گے۔ لیکن اول قیامت بے کسی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا شفاعت کوئی نہ کرے گا۔ اسی لئے شفیع المذنبین حضور ہی کا لقب ہے۔ شفاعت کبریٰ حضور ہی کریں گے۔ دروازہ شفاعت آپ کے ہی ہاتھ پر کھلے گا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ اس طرح کہ ایمان اور نیک اعمال اختیار کریں۔ کفر اور گناہوں سے بچیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان بھی عمل میں سے ہے یعنی عمل قلب' جہاں ایمان کے ساتھ عمل کا ذکر ہو وہاں جسم کے عمل مراد ہوتے ہیں ۱۴۔ اس طرح کہ ایمان و عمل کا وقت ضائع کر بیٹھے اور بعد میں پچھتائے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ جھوٹے معبود ان کا ساتھ چھوڑیں گے محبوبین خدا ہم گنہگاروں کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اگر وہ بھی ساتھ چھوڑ دیں تو فرق کیا

(بقیہ صفحہ ۲۴۹) ہے۔

ا۔ تا کہ بندے بھی اپنے کام میں جلدی نہ کیا کریں آہستگی سے کریں۔ چھ دن سے مراد چھ دن کی مقدار کا وقت ہے ورنہ اس وقت دن رات نہ تھے۔ سورج پیدا نہ ہوا تھا ۲۔ یہاں ڈھانکنے سے مراد زائل کرنا ہے یعنی رات کی اندھیری دن کی روشنی کو اور پھر آئندہ دن کی روشنی رات کی اندھیری کو دور کر دیتی ہے۔ ڈھانکنے کے عرفی معنی مراد نہیں کہ موجود تو ہو مگر غلاف میں چھپی ہوئی کیونکہ دن کے وقت رات نہیں ہوتی اور رات کے وقت دن نہیں ہوتا ورنہ دو ضدیں جمع ہوں گی۔ ۳۔ کہ

سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي الَّيْلَ

بنائے ۱ پھر عرش پر استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے رات دن کو

النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ

ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے ۲ کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے ۳ اور سورج اور چاند اور تاروں

مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ

کو بنایا سب اس کے حکم کے دبے ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا ۴ بڑی برکت والا

اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ

ہے اللہ رب سارے جہان کا ۵ اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ ۶

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۵۵﴾ ع وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

بیشک حد سے بڑھنے والے ۷ اسے پسند نہیں ۸ اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ ۹

بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ

اس کے سنورنے کے بعد ۱۰ اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور طمع کرتے ۱۱ بیشک اللہ کی رحمت

اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ

نیکوں سے قریب ہے ۱۲ اور وہی ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے ۱۳

الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ

اس کی رحمت کے آگے مژدہ سناتی یہاں تک کہ جب اٹھا لائیں بھاری

سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ

بادل ۱۴ ہم نے اسے کسی مردہ شہر کی طرف چلایا ۱۵ پھر اس سے پانی اتارا

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ

پھر اس سے طرح طرح کے پھل نکالے ۱۶ اسی طرح ہم مردوں

الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ

کو نکالیں گے ۱۷ کہیں تم نصیحت مانو اور جو اچھی زمین ہے اس کا

دن رات کا ایسا سلسلہ قائم فرمایا جو کبھی ٹوٹتا نہیں اور چاند سورج نہ کبھی ٹھہریں نہ خراب ہوں نہ مرمت کیلئے کسی کارخانہ میں بھیجے جاویں۔ انسان اپنی چیز کو بگاڑ سکتا ہے رب کی چیز کو نہیں۔ ۴۔ یا اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کا ہی ہے عالم خلق او عالم امر' عالم امر تو وہ چیزیں ہیں جو فقط امر کن سے بنیں جیسے فرشتے' ارواح وغیرہ اور عالم خلق وہ جو کسی مادے سے بنا۔ جیسے عالم اجسام جو مٹی پانی وغیرہ سے بنے۔ عالم امر کو ملکوت بھی کہتے ہیں اور عالم اجسام کو ملک۔ اسی لئے رب کو مالک الملک و الملکوت کہا جاتا ہے۔ ۵۔ عالم اللہ کے سوا کو کہتے ہیں کبھی ہر نوع کو علیحدہ عالم کہا جاتا ہے۔ جیسے عالم انسان' عالم حیوانات' عالم اشجار وغیرہ۔ اس لحاظ سے عالم کو جمع فرما دیا جاتا ہے۔ جیسے علم اور علوم علم جنس ہے مگر قسموں اور نوعیتوں کے لحاظ سے جمع بولا جاتا ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ دعا اور ذکر اکثر آہستہ ہونا چاہیے۔ یہ سب مانتے ہیں کہ دعا اور ذکر آہستہ بھی جائز ہے اور علانیہ بھی۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ بہتر کیا ہے۔ حق فیصلہ یہ ہے کہ اگر اظہار میں ریا کا اندیشہ ہو تو آہستہ بہتر ہے اور اگر دوسروں کو بھی ذکر و دعا کی رغبت دینا مقصود ہو تو علانیہ افضل ہے۔ رب فرماتا ہے اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ اور فرماتا ہے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اگر اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرنا منع ہوتا تو اذان' حج کا تلبیہ جہری نمازوں میں قرات' تکبیر تشریق اونچی آوازوں سے نہ ہوا کرتیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو ۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا ۔ ذکر یا جہر میں حد سے زیادہ جہر کرنا بھی ناپسند ہے۔ اسی لئے فقہا فرماتے ہیں کہ امام ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے قرات نہ کرے اسی وجہ سے لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانا بہتر نہیں کہ اس میں ضرورت سے زیادہ جہر ہے۔ یہ مسائل اس آیت سے مستنبط ہیں۔ رب فرماتا ہے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۸۔ حد سے بڑھنے کی بہت صورتیں۔ ناجائز دعائیں مانگنا جیسے خدایا مجھے نبی بنا دے یا مجھے کبھی موت نہ آئے جہاں آہستگی بہتر ہو وہاں علانیہ ذکر یا دعا کرنا جیسے جہاد وغیرہ میں' جب کفار پر چھپ کر حملہ کرنا ہو۔ دعا میں غیر ضروری قیدیں لگانا۔ خدایا مجھے جنت کا سفید محل دے۔ جس میں پچاس درخت انگور کے ہوں وغیرہ ۹۔ کفر و فسق و گناہ نہ کرو کہ اس سے دنیاوی مصیبتیں آتی ہیں فساد پھیلتے ہیں بخل سے قحط زنا سے وبا آتے ہیں ۱۰۔ یعنی اب جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے زمین میں ایمان تقویٰ عدل و انصاف قائم ہو گیا تو تم کفر و شرک ظلم و ستم نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ اگرچہ فساد پھیلانا ہر حال برا ہے مگر جہاں اصلاح ہو چکی ہو وہاں فساد پھیلانا زیادہ برا ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ دعا و عبادات میں خوف و امید دونوں چاہیے انشاء اللہ جلد قبول ہوں ۱۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کی رحمت ہیں لہٰذا محسنین سے قریب ہیں رب فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۱۳۔ قرآن میں رحمت کی ہوا کو ریاح عذاب کی ہوا کو ریح کہ

نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖۚ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا

سبزہ اللہ کے حکم سے نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں نہیں نکلتا مگر تھوڑا

نَكِدًاؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾

بمشکل [1] ہم یونہی طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ان کیلئے جو احسان مانیں [2]

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا

بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا [3] تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ

کو پوجو [4] اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بیشک مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب

یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ

کا ڈر ہے اس کی قوم کے سردار بولے ہم تمہیں کھلی گمراہی میں

ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ

دیکھتے ہیں [5] کہا اے میری قوم مجھ پر گمراہی کچھ نہیں [6] میں تو

رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ

رب العالمین کا رسول ہوں [7] تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا

وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَ

اور تمہارا بھلا چاہتا اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے [8] اور

عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ

کیا تمہیں اس کا اچنبا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں کے

لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ

ایک مرد کی معرفت [9] کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تم ڈرو اور کہیں تم پر رحم ہو [10] تو انہوں نے اسے

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ

جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے نجات دی اور اپنی آیتیں جھٹلانے والوں

(بقیہ صفحہ ۲۵۰) جاتا ہے ۱۴۔ سمندر سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود ہوا بادل نہیں بن جاتی بلکہ سمندر کا پانی بھاپ بن کر طبقہ زمہریر میں پہنچتا ہے۔ پھر ہواؤں کے ذریعہ دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بھاپ میں بوجھ ہوتا ہے کیونکہ بادل جمی ہوئی بھاپ ہی کا نام ہے۔ اسے قرآن کریم نے بھاری فرمایا ۱۵۔ جہاں عرصے سے بارش نہ ہوئی تھی اور زمین خشک پڑی تھی معلوم ہوا کہ ہر چیز کی موت علیحدہ ہے۔ ۱۶۔ کیونکہ بارش کے پانی کے بغیر کبھی پھل پھول نہیں ہوتے۔ کنوئیں دریا کے پانی بارش کی جگہ کام نہیں دیتے ۱۷۔ جیسے بارش کی برکت سے خشک لکڑیوں کو ہرا بھرا کر کے پھولوں سے لاد دیتے ہیں ایسے ہی صور کی آواز سے مردوں کو زندہ فرمادیں گے۔

۱۔ یعنی بارش زمین یا زمین میں بوئے ہوئے تخم کو نہیں بدل سکتی۔ ایسے ہی قرآن کریم فطرت نہیں بدلتا۔ اس سے کوئی صدیق بن جاتا ہے کوئی زندیق۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے نااہل گمراہ بھی بن جاتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا غافل لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے قرآن روحانی بارش ہے۔ ۳۔ نوح علیہ السلام کا نام شریف یشکر یا عبدالغفار ابن ملک ابن متوشلخ ابن اخنوق ہے۔ اخنوق ادریس علیہ السلام کا نام شریف ہے۔ آپ کی عمر قریباً پندرہ سو برس ہوئی۔ چونکہ آپ خوف الٰہی میں گریہ و نوحہ بہت کرتے رہے اس لئے آپ کا لقب نوح علیہ السلام ہوا۔ آپ کے زمانے میں بہن سے نکاح حرام ہوا ۴۔ ایمان لاؤ یا ایمان لا کر عبادت کرو کیونکہ کافر پر عبادت فرض نہیں ہوتی۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انبیاء کرام کے مطیع اکثر غریب و مسکین ہوتے ہیں۔ امیر اور سرداران کے مخالف۔ مگر مرزا قادیانی کے مطیع اکثر امراء اور وجاہت والے ہوئے غرباء علیحدہ رہے دوسرے یہ کہ نبی کو گمراہ کہنا مشرکوں کا طریقہ ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اور گمراہی جمع نہیں ہو سکتیں اور کوئی نبی ایک آن کے لئے بھی گمراہ نہیں ہو سکتے کیونکہ لکن کا بعد لکن سے پہلے کے ساتھ جمع نہیں ہوا کرتا۔ اگر نبی گمراہ ہوں تو انہیں ہدایت کون کرے۔ ۷۔ کیونکہ جب دنیاوی بادشاہ نااہل بے علم، ناسمجھ کو اپنا وزیر یا حاکم نہیں بناتے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ رب العالمین کم عقل یا گمراہ یا کم علم کو نبوت جیسا عہدہ عطا فرمادے۔ اس میں رب کی توہین ہے کہ اس کا انتخاب غلط ہو۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی شان پوسٹ مین کی طرح صرف احکام پہنچا دینا نہیں بلکہ وہ احکام پہنچاتے بھی ہیں انہیں لوگوں میں جاری بھی کرتے ہیں اور قبول بھی کراتے ہیں۔ یہ ان کی نصیحت ہے اور رب کی طرف سے خصوصی علم بھی لے کر آتے ہیں۔ جو دوسروں کو نہیں ملتے۔ رسالات کے جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ وہ حضرات عقائد، اعمال، تصوف یعنی شریعت و طریقت کے تمام مسائل پہنچاتے ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ نبوت مردوں سے خاص ہے کوئی عورت نبی نہیں ہوئی رب فرماتا ہے وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ نیز نبوت صرف انسانوں میں ہے کوئی جن یا فرشتہ نبی نہیں ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت ہمیشہ اعلیٰ خاندان کے اعلیٰ افراد کو عطا ہوئی تا کہ انہیں کوئی نظر حقارت سے نہ دیکھ سکے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی یوسف علیہ السلام کے دامن سے داغ غلامی دھونے کے لئے سات برس کی قحط سالی بھیجی اور تمام دنیا کو ان کا غلام بنا دیا۔ ایک نبی کے احترام کے لئے تمام دنیا کو مصیبت میں مبتلا فرما دیا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبیوں کا انسانوں میں آنا اللہ تعالیٰ کی انسانوں پر خاص رحمت ہے کہ اس سے انسانیت ہمیشہ فخر کرے گی۔

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا عَمِينَ ﴿٦٤﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ

کو ڈبو دیا [1] بے شک وہ اندھا گروہ تھا [2] اور عاد کی طرف [3] ان کی

أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ

برداری سے ہود کو بھیجا کہا اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو [4] اس کے سوا تمہارا کوئی

إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا

معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں اس کی قوم کے سردار بولے

مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ

بے شک ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں [5] اور بے شک ہم تمہیں جھوٹوں

مِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿٦٦﴾ قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي

میں گمان کرتے ہیں کہا اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ اور میں تو

رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦٧﴾ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي

پروردگار عالم کا رسول ہوں [6] تمہیں اپنے رب کی رسالتیں پہنچاتا ہوں

وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ﴿٦٨﴾ أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ

اور تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں [7] اور کیا تمہیں اس کا اچنبا ہوا کہ تمہارے پاس تمہارے

مِنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوا

رب کی طرف سے ایک نصیحت آئی تم میں سے ایک مرد کی معرفت کہ وہ تمہیں ڈرائے [8] اور یاد

إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي

کرو جب اس نے تمہیں قوم نوح کا جانشین کیا اور تمہارے بدن کا

الْخَلْقِ بَسْطَةً ۖ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾

پھیلاؤ بڑھایا [9] تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو کہ کہیں تمہارا بھلا ہو [10]

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ

بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو [11] کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے

ع ۱۵

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے دشمنوں پر اس وقت تک دنیاوی عذاب نہیں آتا جب تک وہ پیغمبر کی نافرمانی نہ کریں رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا آپ کی کشتی میں چالیس مرد چالیس عورتیں تھیں مگر آپ کی اولاد کے سوا کسی کی نسل نہ چلی۔ اس لئے آپ کو آدم ثانی کہتے ہیں ۲۔ یعنی ان کے پاس نبوت کی شان دیکھنے والی آنکھ نہ تھی۔ ان کے دل اندھے تھے اگرچہ آنکھیں کھلی تھیں۔ اس لئے بہت سے نابینا صحابی بن گئے۔ اور بہت سے انکھیارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے باوجود صحابی تو کیا مومن بھی نہ بنے ۳۔ قوم عاد دو ہیں عاد اولیٰ جن کے پیغمبر ہود علیہ السلام ہیں جو یمن میں آباد تھے' عاد ثانیہ جنہیں ثمود کہتے ہیں ان کے پیغمبر صالح علیہ السلام ہیں۔ ان دونوں میں سو برس کا فاصلہ ہے۔ پہلے عاد ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ حضرت ہود کا نسب یہ ہے۔ ہود ابن عبداللہ ابن رباح ابن خلود ابن عاد ابن عوص ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام (روح البیان) ۴۔ بندگی سے مراد ایمان لانا ہے کہ یہ تمام بندگیوں کی اصل ہے۔ ۵۔ جو کوئی نبی کی عقل یا علم کسی سے کم مانے وہ بے دین ہے۔ وہ حضرات علم و عقل کے انتہائی درجہ میں ہوتے ہیں۔ اس قوم کا کفر یہ بیان ہوا کہ انہوں نے اپنے کو ہود علیہ السلام سے زیادہ عقلمند سمجھا۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اور سفاہت جمع نہیں ہو سکتی نبی کامل عقل والے ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہدایت پر ہوتے ہیں۔ ایک آن کے لئے بھی رب سے غافل نہیں ہوتے ورنہ لکن کے معنی درست نہیں ہو سکتے خیال رہے کہ تمام جہان کی عقل نبی کی عقل کی نسبت سے ایسی ہے جیسے قطرہ سمندر کی نسبت سے۔ اور تمام رسولوں کی عقل حضور کی نسبت سے ایسی ہے جیسے قطرہ سمندر کی نسبت سے۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جاہلوں کی بدتمیزی پر تحمل کرنا سنت انبیاء ہے۔ دیکھو ہود علیہ السلام نے ان کی سخت اور بدتمیز گفتگو کا جواب سختی سے نہ دیا بلکہ نرمی سے دیا۔ دوسرے یہ کہ اپنے فضائل بیان کرنا تبلیغ کے لئے یا خدا کے شکر کے لئے سنت انبیاء ہے فخر کے لئے نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم تاریخ بھی اچھی چیز ہے بشرطیکہ صحیح ہو۔ اور گزشتہ قوموں کے حالات سے سبق لینا ضروری ہے۔ نیز اللہ کی نعمتوں میں غور کرنا عبادت ہے کہ اس سے بہت عبرت ہوتی ہے ۹۔ اللہ نے انہیں سلطنت اور قوت بدنی عطا فرمائی تھی چنانچہ شداد ابن عاد جیسا بڑا بادشاہ انہیں میں ہوا۔ ان میں پست قد آدمی ساٹھ ہاتھ اور لمبا آدمی سو ہاتھ کا تھا۔ بڑے قوت والے اور شہ زور تھے ان کا سر خیمہ کے برابر آنکھیں پرندوں کے گھونسلوں کی طرح تھیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ خدا کی نعمتوں کو یاد کرنا اور یاد رکھنا عبادت۔ اس میں محفل میلاد شریف بھی داخل ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا چرچا ہے اور ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ ۱۱۔ ہود علیہ السلام بستی سے دور عبادت خانے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جب کوئی وحی تبلیغی آتی تو بستی میں آ کر لوگوں کو سنایا کرتے تھے۔ تب قوم یہ جواب دیتی تھی۔ لہٰذا یہاں آنے سے مراد جنگل سے بستی میں آنا ہے۔

ا۔ یعنی بت' اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے مقابلہ میں جاہل باپ داووں کی ناجائز رسموں کی پابندی کفار کا طریقہ ہے۔ سارے عالم کے لوگ پیغمبر کے فرمان کے مقابلہ میں جھوٹے ہیں اور پیغمبر سچے وہاں کثرت رائے کا اعتبار نہیں ہوتا۔ ۲۔ یعنی ہم تم کو تمہاری پاک سیرت و صورت اور تمہارے معجزے دیکھ کر سچا نہیں مانیں گے۔ بلکہ عذاب دیکھ کر سچا مانیں گے یچ ہے خدا جب دین لیتا ہے عقل بھی چھین لیتا ہے۔ ۳۔ قرآن کریم میں آئندہ یقینی واقعات کو ماضی سے تعبیر فرمادیتے ہیں۔ چونکہ عذاب آنا یقینی تھا للذا فرمایا گیا کہ سمجھو عذاب آ ہی گیا۔ ۴۔ جن کی حقیقت کچھ نہیں صرف فرضی نام ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مشرکوں نے جن بتوں کو گھڑ

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ

انہیں چھوڑ دیں ۱ تو لاؤ جس کا ہمیں وعدے دے رہے ہو اگر

الصّٰدِقِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ

سچے ہو ۲ کہا ضرور تم پر تمہارے رب کا عذاب اور غضب پڑ گیا ۳

وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ فِیْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ

کیا مجھ سے خالی ان ناموں میں جھگڑ رہے ہو جو تم نے اور تمہارے

اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا

باپ دادا نے رکھ لئے ۴ اللہ نے ان کی کوئی سند نہ اتاری ۵ تو راستہ دیکھو

اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿٧١﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ

میں بھی تمہارے ساتھ دیکھتا ہوں ۶ تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھ

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

والوں کو اپنی ایک بڑی رحمت فرما کر نجات دی ۷ اور جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے

بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٢﴾ ع وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ

انکی جڑ کاٹ دی ۸ اور وہ ایمان والے نہ تھے ۹ اور ثمود کی طرف ۱۰ انکی برادری

صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

سے صالح کو بھیجا ۱۱ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ

کوئی معبود نہیں بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی یہ اللہ

نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ

کا ناقہ ہے ۱۲ تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے

اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾

اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ ۱۳ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے

رکوع ۱۷ — وقف لازم

رکھا ہے۔ مہادیو' گنیش' ہنومان وغیرہ یہ سب فرضی نام ہیں۔ نہ یہ مخلوق کبھی تھی نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ ہنومان کے چوتڑوں پر دم' گنیش کے منہ پر سونڈ' کسی کے سر پر سینگ ایسے انسان کبھی ہوئے نہیں صرف فرضی قصے ہیں۔ اب بعض جاہل مسلمانوں کا ان کو ولی یا نبی کہنا نری حماقت ہے۔ ان کی انسانیت بلکہ ان کی ہستی ہی ثابت نہیں پھر ولایت و نبوت کیسی ۵۔ کہ کسی نبی نے اس مخلوق کا ذکر نہ فرمایا ایسے ہی ہندوؤں کے بتوں کرشن' رامچندر وغیرہ کی کسی نبی کسی رسول نے خبر نہ دی للذا ان کا ثبوت نہیں ۶۔ اپنی ہلاکت و عذاب کے تم بھی منتظر رہو میں بھی انتظار کرتا ہوں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی ولی اور کوئی مومن اللہ کی رحمت سے بے نیاز نہیں سب اس کی رحمت کے حاجت مند ہیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کو رسول کی طفیل اور ان کی ہمراہی کی برکت سے رحمت ملتی ہے اسی لئے فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ. جس سے معلوم ہوا کہ نبی کی ہمراہی نجات کا سبب ہے۔ ۸۔ اس طرح کہ ان کا ایک فرد باقی نہ بچا اور نسل بھی ختم کر دی گئی۔ آئندہ کوئی ان کا نام لیوا نہ رہا ۹۔ چنانچہ پہلے ان پر تین سال قحط آیا۔ بارش بند ہو گئی۔ ان کی ایک جماعت دعا کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوئی۔ دعا کی۔ واپس آنے پر ان پر دو قسم کے بادل بھیجے گئے۔ کالے اور سفید اور فرمایا گیا کہ ان میں کونسا بادل پسند کرتے ہو۔ وہ بولے کالا۔ کالا بادل آیا اور بجائے بارش کے ان پر ایسی آندھی آئی کہ سارے کا فر ہلاک کر دیئے گئے۔ ہود علیہ السلام بمعہ باقی مسلمانوں کے مکہ معظمہ میں تشریف لا کر مقیم رہے اور یہاں ہی آپ کی وفات ہوئی اور مطاف میں دفن ہوئے۔ ۱۰۔ ثمود بھی عرب کا قبیلہ ہی تھا یہ لوگ ثمود ابن ارم ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھے ان کا مقام حجر میں تھا جو حجاز و شام کے درمیان واقع ہے۔ ۱۱۔ آپ کا نام صالح ابن عبید ابن آصف ابن فاتح ابن عبید ابن حاذر ابن ثمود ہے۔ چونکہ آپ قوم ثمود میں سے ہی تھے' اس لئے آپ کو اس قوم کا بھائی فرمایا گیا ورنہ نبی امت کے بھائی نہیں ہوتے وہ تو باپ سے زیادہ عظمت رکھتے ہیں اسی لئے نبی کی بیویاں امت کی بھاوجیں نہیں ہوتیں بلکہ ان کی مائیں ہوتی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ قوم ثمود قوم عاد کے بعد ہوئی اور صالح علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کے بعد ہیں (روح) ۱۲۔ جو اللہ کی قدرت سے بغیر ماں باپ پیدا ہوا۔ یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالٰی کے سوار ہونے کا ناقہ ہے۔ جیسا کہ دیانند سرسوتی نے اپنی بیوقوفی سے سمجھا۔ قوم ثمود کے سردار جندع ابن عمرو نے صالح علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو پہاڑ کے اس پتھر سے ایسی صفات کی اونٹنی پیدا کریں۔ اگر ہم نے یہ معجزہ دیکھ لیا تو آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے ایمان کا وعدہ لے کر رب سے دعا کی۔ سب کے سامنے وہ پتھر پھٹا اور اسی شکل و صورت کی پوری جوان اونٹنی' نمودار ہوئی اور پیدا ہوتے ہی اپنے برابر بچہ جنا۔ یہ دیکھ کر جندع تو ایمان

(بقیہ صفحہ ۲۵۳) لے آیا مع اپنے خاص لوگوں کے' باقی اپنے وعدے سے پھر گئے اور کفر پر قائم رہے۔ اب یہ اونٹنی اس جگہ رہتی بستی رہی (روح) ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حلال چیز کا کھانا نقصان دے تو اس سے پرہیز کرے۔ اونٹ کا گوشت حلال ہے لیکن چونکہ اس اونٹنی کو ذبح کرنے پر عذاب الٰہی آنے کا خوف تھا لہٰذا اس سے بچنا لازم ہو گیا۔ آج بھی بعض بزرگوں کے جنگل کا شکار تجربہ سے مضر ثابت ہوا۔ بعض بزرگوں کے تالاب کی مچھلیاں وغیرہ یہ چیزیں حرام نہیں بلکہ نقصان دہ ہیں لہٰذا ان سے بچنا ایسا ہے جیسے بلغمی مزاج والے کا بادی چیزوں سے پرہیز کرنا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ

اور یاد کرو جب تم کو عاد کا جانشین کیا ۱ اور ملک میں جگہ دی

فِی الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا

کہ نرم زمین میں محل بناتے ہو ۲

وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ

اور پہاڑوں میں مکان تراشتے ہو تو اللہ کی نعمتیں یاد کرو

وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ

اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو ۳ اس کی قوم کے

الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا

تکبر والے ۴ کمزور مسلمانوں سے بولے

لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ

کیا تم جانتے ہو ۵ کہ صالح اپنے رب کے رسول

مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾

ہیں ۶ بولے وہ جو کچھ لے کر بھیجے گئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں ۷

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ

متکبر بولے جس پر تم ایمان لائے ہمیں اس سے

كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ

انکار ہے ۸ پس ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں ۹ اور اپنے رب کے حکم سے

رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ

سرکشی کی اور بولے اے صالح ہم پر لے آؤ جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر

مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا

تم رسول ہو تو انہیں زلزلہ نے آلیا ۱۰ تو صبح کو اپنے

۱۔ اس طرح کہ قوم عاد کو ہلاک کر کے تم کو بسایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتوں کا یاد کرنا عبادت ہے۔ میلاد شریف بھی عبادت ہے۔ کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ہے جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔ ۲۔ قوم ثمود نے گرمیوں کے لئے بستی میں محل بنائے تھے اور سردی کے موسم کے لئے پہاڑوں میں گرم مکانات تعمیر کئے تھے۔ جیسا کہ آج کل بھی دولت مند لوگ کرتے ہیں۔ ان کی عمریں اتنی لمبی ہوتی تھیں کہ مکانات ان کی موجودگی میں فنا ہو جاتے تھے۔ (روح البیان) ۳۔ یعنی زمین میں کفر و گناہ نہ کرو کہ اس سے رب کے عذاب آتے ہیں اور فساد پھیلتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ چوری' ڈکیتی' شراب' جوا وغیرہ چھوڑ دو ۴۔ یعنی جو واقع میں تو بڑے نہ تھے اپنے کو بڑا سمجھتے تھے۔ متکبر' اور متکبر جب انسان کے لئے بولا جائے تو اس کے یہ ہی معنی ہوتے ہیں اور جب رب تعالیٰ کے لئے ارشاد ہو تو اس کے معنی ہیں بہت ہی بڑا جو ہمارے خیال و قیاس سے باہر ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ آپ کی قوم کے کچھ کمزور اور غریب لوگ تو آپ پر ایمان لائے مگر سردار مالدار ایمان نہ لائے۔ ہمیشہ نبیوں کے ساتھ یہی برتاؤ ہوا کہ ان کی پیروی غرباء و مساکین نے کی۔ ۶۔ ان بدنصیبوں کا یہ سوال مذاق اور ٹھٹھے کے طور پر تھا۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے اس سوال کو ان کے کفریات میں ذکر فرمایا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اجمالی قبول ہے۔ جیسے کہ ہم تمام نبیوں پر اجمالی ایمان لائے ہیں۔ خبر نہیں کہ نبی کتنے ہیں۔ ایسے ہی حضور کے تمام احکام پر اجمالی ایمان لائے خبر نہیں کتنے ہیں ۸۔ یہاں عجیب لطف ہے کہ مومنین نے اپنا ایمان رسالت پر مبنی فرمایا اور کہا کہ جو کچھ لے کر وہ بھیجے گئے ہم اس پر ایمان لے آئے اور کفار نے اپنا کفر ان کے ایمان پر مبنی کیا کہ جس پر تمہارا ایمان ہے ہم اس کے انکاری ہیں۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ایمان عام مسلمانوں کا سا چاہیے ۹۔ اگرچہ اونٹنی کی کوچیں ایک شخص قیدار نے کاٹی تھیں لیکن چونکہ سب کے مشورے سے کاٹی تھیں لہٰذا یہ کام سب کی طرف منسوب ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر کی رائے دینا بھی کفر ہے۔ انہوں نے بدھ کے دن کوچیں کاٹیں۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم تین دن کے بعد ہلاک ہو جاؤ گے۔ پہلے دن تمہارے چہرے زرد' دوسرے دن سرخ' تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ اتوار کے دن دوپہر کے قریب اولاً ہولناک آواز میں گرفتار ہوئے جس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے۔ پھر سخت زلزلہ قائم کیا گیا۔ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ قوم ثمود میں ایک عورت تھی صدوق' جو نہایت حسینہ جمیلہ مالدار تھی۔ اس کی لڑکیاں بھی بہت خوبصورت تھیں۔ چونکہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی سے اس کے جانوروں کو دشوار ہوتی تھی اس لئے اس نے مصدع ابن دہر کو بلا کر کہا کہ اگر تو اونٹنی کو ذبح کر دے تو میری جس لڑکی سے چاہے نکاح کر لینا۔ یہ دونوں اونٹنی کی تلاش میں نکلے اور دونوں نے اسے ذبح

(بقیہ صفحہ ۲۵۴) کیا۔ مگر قیدار نے ذبح کیا اور مصدع نے ذبح پر مدد دی۔ ۱۰۔ اس طرح ولا "حضرت جبرئیل نے چیخ ماری جس سے سخت زلزلہ پیدا ہوا اور وہ ہلاک ہو گئے لہٰذا چیخ کی آیت اور زلزلہ کی آیت میں تعارض نہیں۔

۱۔ ان کی ہلاکت کے بعد اولاً حضرت صالح علیہ السلام مع مومنوں کے اس بستی سے نکل کر جنگل میں چلے گئے۔ پھر ان کی ہلاکت کے بعد وہاں سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ روانگی کے وقت ان کی لاشوں پر گزرے تو ان لاشوں سے خطاب کر کے بولے۔ ۲۔ اس سے پتہ لگا کہ مردے سنتے ہیں کیونکہ صالح علیہ السلام نے ان کی موت کے بعد یہ کلام اور خطاب فرمایا اور اللہ کے خاص بندے تو بعد وفات دور سے بھی سن لیتے ہیں۔ اسی لئے ہر نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو التحیات میں سلام کرتا ہے۔ حالانکہ جو سلام نہ سن سکے اسے سلام کرنا منع ہے۔ جیسے سویا ہوا یا بے ہوش۔ ایسے ہی جو سلام کا جواب نہ دے سکے اسے بھی سلام کرنا منع ہے۔ جیسے نماز میں یا قضائے حاجت میں مشغول ۳۔ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ آپ سدوم کے نبی تھے اور ابراہیم علیہ السلام شام اور فلسطین کے پیغمبر۔ آپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کر کے شام میں آئے تھے اور ابراہیم علیہ السلام کی بہت خدمت کی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آپ نبی بنائے گئے ۴۔ یعنی اغلام' جس کی تفسیر اگلی آیت میں ہے۔ فاحشہ وہ گناہ ہے جسے عقل بھی برا سمجھے۔ کفر اگرچہ بدترین گناہ کبیرہ ہے مگر اسے رب نے فاحشہ نہ فرمایا کیونکہ نفس انسانی اس سے گھن نہیں کرتی۔ بہتیرے عاقل اس میں گرفتار ہیں۔ مگر اغلام تو ایسی بری چیز ہے کہ جانور بھی اس سے متنفر ہیں سوائے سور کے ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اغلام بازی قوم لوط کی ایجاد ہے اسی لئے اسے لواطت کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ لڑکوں سے اغلام حرام قطعی ہے اس کا منکر کافر ہے تیسرے یہ کہ ان احکام کے کفار بھی مکلف ہیں کیونکہ یہ معاملات ہیں ہاں وہ عبادات کے مکلف نہیں ۶۔ اس طرح کہ اپنی بیویوں کو منہ نہیں لگاتے یا ان کے قابل نہیں رہے۔ کیونکہ لوطی مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے دن برے آتے ہیں تو اوندھی سوجھتی ہے۔ کسی بستی میں اللہ کے پیارے بندوں کا رہنا اس جگہ امن رہنے کا ذریعہ ہے اور ان کا وہاں سے نکل جانا عذاب کا ذریعہ۔ وہ لوگ خود انہیں نکال کر اپنے عذاب کا سامان کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی میں بڑے شہر کو بھی قریہ کہہ دیتے ہیں۔ کیونکہ سدام بڑا شہر تھا۔ لہٰذا جس حدیث میں ہے کہ جمعہ قریہ جواثی میں پڑھا گیا' اس

فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ

گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے تو صالح نے ان سے منہ پھیرا ۱ اور کہا

یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ

اے میری قوم بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچادی اور تمہارا بھلا چاہا

لَكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لُوْطًا اِذْ

مگر تم خیرخواہوں کے غرضی ہی نہیں ۲ اور لوط کو بھیجا ۳

قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا

جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا وہ بے حیائی کرتے ہو ۴ جو تم سے پہلے جہان

مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

میں کسی نے نہ کی ۵ تم تو مردوں کے پاس شہوت سے

شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾

جاتے ہو عورتیں چھوڑ کر ۶ بلکہ تم لوگ حد سے گزر گئے

وَ مَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ

اور اس کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا مگر یہی کہنا کہ ان کو اپنی بستی

مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ

سے نکال دو ۷ یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں تو ہم نے اسے

وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖؗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۸۳﴾

اور اس کے گھر والوں کو ۸ نجات دی مگر اس کی عورت ۹ وہ رہ جانے والوں میں ہوئی ۱۰

وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور ہم نے ان پر ایک مینہ برسایا ۱۱ تو دیکھو کیسا انجام ہوا

الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ

مجرموں کا ۱۲ اور مدین کی طرف ان کی برادری سے شعیب علیہ السلام کو بھیجا ۱۳ کہا

سے مراد شہر جواثی ہے کیونکہ جمعہ گاؤں میں جائز نہیں جن لوگوں نے لفظ قریہ دیکھ کر فرمایا کہ جواثی گاؤں تھا اور گاؤں میں جمعہ جائز ہے۔ ان کی یہ دلیل غلط ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بال بچے بیوی سب نبی کے اہل بیت میں شامل ہیں۔ لہٰذا حضور کی ازواج اور اولاد سب آل رسول اور اہل بیت نبی ہیں۔ ۹۔ اس عورت کا نام واہلہ تھا۔ آپ پر ایمان نہ لائی بلکہ اپنی قوم کی جاسوسی کرتی تھی۔ معلوم ہوا کہ نبی کی بیوی کافرہ ہو سکتی ہے۔ زانیہ نہیں ہو سکتی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ۔ آپ کی دو لڑکیاں تھیں۔ رعوز اور ریثا۔ یہ دونوں اور سارے مسلمان بچا لئے گئے۔ باقی لوگ ہلاک کر دیئے گئے ۱۰۔ اس طرح کہ پہلے تو زمین کا تختہ لوٹا گیا کہ حضرت جبرئیل نے اس پورے طبقہ کو آسمان تک اٹھایا پھر الٹا کر کے گرا دیا۔ پھر اس الٹے ہوئے پر ایسے پتھر برسے جو گندھک اور آگ سے مرکب تھے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ

(بقیہ صفحہ ۲۵۵) وہاں کے باشندے زمین میں دھنسائے گئے اور جو سفر میں تھے وہ بارش سے ہلاک ہوئے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ بدکاری تمام جرموں سے بڑا جرم ہے کہ قوم لوط پر ایسا عذاب آیا جو دوسری معذب قوموں پر نہ آیا تھا۔ اب بھی اسلام میں زانی کی وہ سزا ہے جو قاتل کی بھی نہیں۔ یعنی سنگسار کرنا۔ دوسرے یہ کہ مجرموں کے تاریخی حالات پڑھنا۔ ان میں غور کرنا بھی عبادت ہے تا کہ اپنے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو۔ اسی طرح محبوب قوموں کے حالات میں غور کرنا محبوب ہے تا کہ اطاعت کا جذبہ پیدا ہو۔ ۱۲۔ یعنی شعیب ابن میکیل ابن یشجر ابن مدین۔ مدین نے لوط علیہ السلام کی بیٹی ریتا سے نکاح کیا جس سے بہت اولاد ہوئی کہ ان سے یہ بستی بس گئی اور اس بستی کا نام مدین رکھا گیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام وجیہہ و خوبصورت تھے آپ کی بیٹی صفورا موسیٰ علیہ السلام کے نکاح میں تھیں

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ

اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک

جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی تو ناپ اور تول

وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

پوری کرو ۱ اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ

اور زمین میں انتظام کے بعد فساد نہ پھیلاؤ ۲ یہ تمہارا

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ

بھلا ہے اگر ایمان لاؤ ۳ اور ہر راستہ پر یوں نہ

صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

بیٹھو ۴ کہ راہ گیروں کو ڈراؤ اور اللہ کی راہ سے انہیں روکو

مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْا اِذْ كُنْتُمْ

جو اس پر ایمان لائے اور اس میں کجی چاہو اور یاد کرو جب تم

قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

تھوڑے تھے اس نے تمہیں بڑھا دیا ۵ اور دیکھو فسادیوں کا کیسا انجام ہوا ۶

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْۤ اُرْسِلْتُ

اور اگر تم میں ایک گروہ اس پر ایمان لایا جو میں لے کر بھیجا گیا

بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ

اور ایک گروہ نے نہ مانا ۷ تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ اللہ

اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

ہم میں فیصلہ کرے اور اللہ کا فیصلہ سب سے بہتر ۸

۱۔ معلوم ہوا کہ بعض احکام کے کفار بھی مکلف ہیں کیونکہ حضرت شعیب نے اپنی کافر قوم کو ناپ تول درست کرنے کا حکم دیا۔ اور نہ ماننے پر عذاب الٰہی آگیا۔ بلکہ قیامت میں کافروں کو نماز چھوڑنے پر بھی عذاب ہو گا۔ رب فرماتا ہے قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ البتہ عبادات کفار پر شرعاً واجب نہیں ۲۔ یعنی یہاں نبی تشریف لے آئے۔ نبوت کے احکام جاری فرما دیئے اس سے بستی کی اصلاح ہو گئی۔ اب تم کفر و گناہ سے فساد برپا نہ کرو۔ ۳۔ یعنی اگر تم ایمان لا کر ناپ تول درست کرو اور فساد سے باز آ جاؤ تو تمہارے لئے بہت بہتر ہے کہ آخرت میں اس کا ثواب پاؤ گے۔ حضور فرماتے ہیں کہ سچا تاجر قیامت میں نبیوں کے ساتھ ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو صفائی معاملات کا اجر آخرت میں نہ ملے گا۔ آخرت کا اجر مومن کے لئے ہے۔ ۴۔ یہ لوگ مدین کے راستوں پر بیٹھ جاتے تھے۔ ہر راہ گیر سے کہتے تھے کہ مدین شہر میں ایک جادوگر ہے اس کے پاس نہ جانا۔ ان کا نام شعیب علیہ السلام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے بعض لوگ مسافروں پر ڈکیتی کرتے تھے ۵۔ یعنی تم تھوڑے تھے تمہیں بہت کر دیا۔ غریب تھے امیر کر دیا۔ کمزور تھے قوی کر دیا۔ ان نعمتوں کا تقاضا ہے کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو کہ مجھ پر ایمان لاؤ ۶۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام بھی شعیب علیہ السلام کا ہے۔ آپ اپنی قوم سے فرما رہے ہیں کہ اپنے سے پہلی امتوں کے تاریخی حالات معلوم کرنا قوم کے بننے بگڑنے سے عبرت پکڑنا حکم الٰہی ہے۔ ایسے ہی بزرگان دین خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری شریف کا مطالعہ بہترین عبادت ہے اس سے تقویٰ، رب کا خوف عبادت کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ ۷۔ جیسے بارش سے زمین کا ہر رقبہ سرسبز نہیں ہوتا کچھ محروم بھی رہتا ہے۔ ایسے ہی نبی کی تعلیم سے سارے انسان ہدایت پر نہیں آتے بعض محروم رہتے ہیں۔ بلکہ نبوت کی بارش سے دل کے حال کا ظہور ہوتا ہے۔ قدرت نے جیسا تخم سینے میں ودیعت رکھا ہے اسی کا ظہور ہو گا۔ ۸۔ دنیاوی حکام بھی حاکم ہیں مگر مجازی۔ جن کے حکم میں غلطی ہو سکتی ہے۔ رب تعالیٰ حاکم حقیقی ہے جس کے حکم میں نہ غلطی کا احتمال ہے۔ نہ اس کے حکم کی کہیں اپیل ہے۔ لہٰذا یہ آیت بالکل حق ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
اس کی قوم کے متکبر سردار بولے لہ

لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ
اے شعیب قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے مسلمانوں کو لہ اپنی بستی

قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا
سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آجاؤ کہا کیا اگرچہ ہم

كٰرِهِیْنَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا
بیزار ہوں تہ ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر تمہارے دین میں

فِیْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا یَكُوْنُ لَنَاۤ
آجائیں بعد اس کے کہ اللہ نے ہمیں اس سے بچایا ہے تہ اور ہم مسلمانوں میں کسی

اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا
کا کام نہیں کہ تمہارے دین میں آئے مگر یہ کہ اللہ چاہے ھ جو ہمارا رب ہے ہمارے رب

كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا
کا علم ہر چیز کو محیط ہے تہ ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا اے ہمارے رب ہم میں

وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ﴿۸۹﴾
اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر شہ اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے شہ

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ
اور اس کی قوم کے کافر سردار بولے کہ اگر تم شعیب کے تابع

شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
ہوئے تو ضرور تم نقصان میں رہو گے ؂ تو انہیں زلزلہ نے آلیا

فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾ ۚۖ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا
تو صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ناہ شعیب کو جھٹلانے والے

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قوم کے سردار ہی قوم کی ہلاکت کا باعث بنتے ہیں اگر یہ درست ہو جائیں تو قوم کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیتے ہیں۔ قوم شعیب کے سردار اسی بے ادبی سے ہلاک ہوئے۔ ۲۔ یعنی اصل مقصود تو تمہارا نکالنا ہے۔ تمہاری وجہ سے تمہارے ساتھی مومنوں کو بھی نکال لیں گے معلوم ہوا کہ کفار بھی جانتے تھے کہ نبی اور عام مومنوں میں فرق ہے۔ لفظ مومن میں نبی داخل نہیں ہوتے خیال رہے کہ معک کا تعلق نکالنے سے ہے۔ یعنی انہیں بھی تمہارے ساتھ نکال دیں گے۔ ایمان میں مومن نبی کے برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ نبی ایمان میں مقدم ہوتے ہیں ۳۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم دل سے تمہارے دین سے بیزار ہوں اور تقیہ کرکے زبان سے اس کا اقرار کر لیں۔ معلوم ہوا کہ تقیہ بری چیز ہے۔ ۴۔ اس طرح کہ مجھے اول ہی سے کفر سے دور رکھا' اور میرے ساتھیوں کو کفر سے نکال لیا۔ ایمان کی توفیق دے دی۔ کیونکہ نبی کسی وقت بھی گنہگار نہیں ہو سکتے' چہ جائیکہ ان سے کفر صادر ہو ۵۔ کسی مسلمان کا گمراہ کرنا' اس سے نبی خارج ہیں کیونکہ وہ معصوم قطعی ہوتے ہیں' وہ گمراہ نہیں ہو سکتے۔ نیز گمراہی یا تو نفس امارہ سے آتی ہے۔ یا شیطان کے اغوا سے۔ انبیاء کرام کے نفس امارہ ہوتے ہی نہیں بلکہ مطمئنہ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اور شیطان انہیں گمراہ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کافر کا کفر اللہ کی مشیت اور ارادے سے ہے مگر اس کی رضا سے نہیں۔ ۶۔ یہ آیت ان آیات کی تفسیر ہے جن میں فرمایا گیا کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ یعنی اللہ کا علم اس کی قدرت گھیرے ہوئے ہے۔ رب گھیرنے اور گھرنے سے پاک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے توکل سے خبردار ہے۔ امید ہے کہ اب وہ ہم سب کو کفر کی طرف لوٹنے سے بچائے گا۔ ۷۔ یعنی فیصلہ ظاہر فرما دے۔ اس طرح کہ کفار کو ہلاک فرما دے اور مومنوں کو نجات دے دے' ورنہ قولی فیصلہ تو نبی کی زبان سے ہی ہو چکا تھا ۸۔ یعنی اگرچہ دنیاوی حکام سلطان وغیرہ بھی فیصلے کرتے رہتے ہیں' مگر تیرا فیصلہ سب سے اعلیٰ ہے۔ ۹۔ اس طرح کہ تم کو تجارتی لین دین میں پورا تولنا پڑے گا جس سے تمہیں تجارتوں میں بجائے نفع کے نقصان ہو گا۔ سرداران کفر کا یہ قول ان لوگوں سے تھا جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیاطین دنیاوی نقصان دکھا کر دین سے روکتے ہیں ۱۰۔ اس طرح کہ پہلے تو ان پر ایک چیخ آئی۔ پھر زلزلہ۔ کیونکہ سورۂ ہود میں ہے وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ان پر دوزخ کا دروازہ کھولا گیا۔ جس سے سخت گرمی ہو گئی۔ وہ تہہ خانوں میں بھاگے۔ وہاں بھی گرمی تھی۔ وہاں سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگے' وہاں ابر کا ٹکڑا نمودار ہوا۔ سب وہاں جمع ہو گئے۔ وہ بادل آگ بن کر بھڑک اٹھا اور تمام لوگ جل کر فنا ہو گئے۔ لہٰذا دار سے مراد ان کی بستی ہے' نہ کہ ان کے گھر۔ کیونکہ وہ گھروں سے نکل کر جنگل میں فنا ہوئے تھے۔ رب فرماتا ہے۔ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ

شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا

گویا ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے شعیب کو جھٹلانے والے ہی

كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ

تباہی میں پڑے تو شعیب نے ان سے منہ پھیرا لے اور کہا اے میری قوم

لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ

میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی لے تو کیونکر غم

اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۳﴾ ع وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ

کروں کافروں کا تا اور نہ بھیجا ہم نے کسی بستی میں

مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

کوئی نبی مگر یہ کہ اس کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں پکڑا لکھ

لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ

کہ وہ کسی طرح زاری کریں شہ پھر ہم نے برائی کی جگہ بھلائی بدل

الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ

دی لہ یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے اور بولے بیشک ہمارے باپ دادا کو رنج و

وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ

راحت پہنچے تھے تو ہم نے انہیں اچانک ان کی غفلت میں پکڑ لیا شہ اور اگر

اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ

بستیوں والے ایمان لاتے اور ڈرتے تو ضرور ہم ان پر آسمان اور زمین

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ

سے برکتیں کھول دیتے لہ مگر انہوں نے تو جھٹلایا تو ہم نے انہیں

بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾ اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ

ان کے کئے پر گرفتار کیا لہ کیا بستیوں والے نہیں ڈرتے کہ ان

ا۔ یعنی قوم کی ہلاکت کے بعد جب آپ اس محفوظ جگہ سے منتقل ہوئے' جہاں آپ محدود تھے تو ان بے جان نعشوں پر گزرے اور ان سے یہ کلام کیا (روح البیان وغیرہ) اس ف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام ان کی وفات کے بعد کا ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں' کیونکہ شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے ان کی ہلاکت کے بعد کلام فرمایا۔ حضور نے ابو جہل وغیرہ سے بعد ان کی ہلاکت کے ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر کلام فرمایا ۳۔ یعنی تم لوگ اس قابل نہیں کہ تم پر رنج و غم کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی ہلاکت یا موت پر غم کرنا جیسا کہ بعض مسلمانوں نے تلک یا گاندھی کی موت پر سیاہ کپڑے پہنے' یا اس کے مرثیے لکھے' یہ سب ناجائز ہے۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے' ابو جہل کی موت کی خبر پا کر سجدہ شکر ادا کیا' کسی کی موت پر خوشی نہیں بلکہ دنیا فتنہ سے خالی ہو گئی' اس پر خوشی ہے۔ گلے ہوئے عضو کے کٹ جانے پر رنج و غم کیسا۔ ۴۔ یہاں لوگوں سے مراد کفار ہیں۔ اور سختی سے مراد فقیری اور دوسری بیرونی مصائب ہیں۔ اور تکلیف سے مراد بیماری آزاری وغیرہ داخلی مصیبت ہیں۔ یعنی آخر کار ان پر تکالیف بھیجیں تا کہ ایمان لاویں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مصیبت و آرام امتحان ہیں۔ مصیبت میں صابر' آرام میں شاکر رہنا چاہیے۔ گناہوں کے باوجود عیش ملنا سخت عذاب ہے اور نیک کاروں پر تکلیف آنا رب کی رحمت ہے۔ اگر صبر کی توفیق ملے ۶۔ یا اس لئے کہ ان نعمتوں کے شکریہ میں ایمان قبول کر لیں یا اس لئے کہ غافل ہو کر اور زیادہ گناہ کر لیں پہلی صورت میں یہ نعمتیں رحمت تھیں' دوسری صورت میں عذاب تھیں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ مصیبت میں رب کی طرف رجوع نہ کرنا' اس کو اتفاقیات میں سے ماننا غافل قوم کی علامت ہے۔ صحابہ کرام ہر بیماری میں سوچتے تھے کہ کس غلطی کی وجہ سے یہ تکلیف آئی اور ہر نعمت پر خوف کرتے تھے کہ کہیں یہ نعمت رب کا عذاب نہ ہو۔ بیدار دل کی یہی علامت ہوتی ہے۔ اللہ نصیب کرے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیاوی مصائب رفع کرنے کے لئے نیک اعمال کرنے جائز ہیں۔ اسی لئے بارش کے لئے نماز استسقاء اور گرہن میں نماز کسوف پڑھتے ہیں ۹۔ یعنی عاقل بالغ کافروں کو تو ان کی بد عملیوں کی وجہ سے قسم قسم کے عذاب میں پکڑ لیا۔ اور ان کے بچوں اور جانوروں وغیرہ کو ان کے تابع ہو کر۔ گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔ لہذا آیت پر اعتراض نہیں۔

يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ

پر ہمارا عذاب رات کو آئے جب وہ سوتے ہوں ل یا بستیوں

اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ

والے نہیں ڈرتے کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جب وہ کھیل

يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ

رہے ہوں ۲ کیا اللہ کی خفی تدبیروں سے بے خبر ہیں تو اللہ کی خفی تدبیر سے

اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ

نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے ۳ اور کیا وہ جو زمین کے مالکوں کے بعد اس کے

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ

وارث ہوئے انہیں اتنی ہدایت نہ ملی ۴ کہ ہم چاہیں تو انہیں ان کے گناہوں پر آفت پہنچائیں

وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى

اور ہم ان کے دلوں پر مہر کرتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں سنتے ۵ یہ بستیاں ہیں جن کے

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

احوال ہم تمہیں سناتے ہیں ۶ اور بیشک ان کے پاس ان کے رسول

بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ

روشن دلیلیں لے کر آئے تو وہ اس قابل نہ ہوئے کہ وہ اس پر ایمان لاتے جسے پہلے

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا

جھٹلا چکے تھے ۷ اللہ یوں ہی چھاپ لگا دیتا ہے کافروں کے دلوں پر ۸ اور ان

لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

میں اکثر کو ہم نے قول کا سچا نہ پایا ۹ اور ضرور ان میں اکثر کو بے حکم ہی پایا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

پھر ان کے بعد ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اسکے درباریوں

ا۔ یہاں بستیوں والوں سے مراد مکہ مکرمہ اور آس پاس کی بستیوں والے ہیں اور نہ ڈرنے سے مراد بے خوفی کا نہ ڈرنا ہے جو کفر ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنی آپ کے ہوتے ہوئے ان پر عذاب نہ آئے گا رب کی ہیبت اس کا خوف ایمان کی دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بادل دیکھ کر بھی خوف کرتے تھے اور رب کی وعدہ خلافی کا خوف کفر ہے۔ نیز رب کی ہیبت کا دل سے نکل جانا کفر کی دلیل ہے وہی اس جگہ مراد ہے۔ ۲۔ کیونکہ عذاب الٰہی اکثر غفلت کے وقت آتا ہے اور غفلت زیادہ تر رات کے آخری حصہ میں یا دوپہر کے وقت ہوتی ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کی ہیبت کا دل سے نکل جانا سخت نقصان کا ذریعہ ہے۔ رب کی ڈھیل یا اس کا کسی بندہ کو گناہ پر نہ پکڑنا خفیہ تدبیر ہے۔ ۴۔ یعنی انہیں غور کرنا چاہیے کہ جیسے ان کے مورثوں کے پاس یہ دنیا نہ رہی' وہ مر گئے یہ ان کی جائیدادوں کے مالک ہو گئے' ایسے ہی ان کے پاس نہ رہے گی۔ ان کے بعد دوسروں کو ملے گی۔ خیال رہے کہ مکہ والوں پر کبھی ظاہری عذاب نہ آیا یعنی مسخ خسف وغیرہ۔ اصحاب فیل پر عذاب آیا۔ مگر وہ مکہ والے نہ تھے اور جن بستیوں میں عذاب ظاہری آیا۔ وہاں رہنا وہاں کا پانی پینا بلکہ وہاں ٹھہرنا بھی ناجائز ہے۔ لہٰذا اس آیت کی یہ تفسیر قوی ہے جو ہم نے بیان کی کہ یہاں مورثوں کی موت مراد ہے جس کے بعد اس کے وارث اس کا مال سنبھال لیتے ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ دوسروں کی موت سے نصیحت نہ لینا' برابر گناہوں میں مشغول رہنا' غفلت قلب کی علامت ہے۔ زیارت قبور اسی لئے مسنون ہے کہ اس سے عبرت حاصل ہو۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ برباد شدہ قوموں کے حالات پڑھنا عبرت کے لئے بہت بہتر ہیں... ایسے ہی انبیاء کرام' اولیاء اللہ کے حالات معلوم کرنا' تا کہ عبادت کا شوق ہو' بہت ضروری ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی توہین یا عداوت دل پر مہر ہو جانے کا سبب ہے۔ رب اس سے بچائے۔ یہ مہر ایسی ہوتی ہے جیسے لوہے کا زنگ سے گل جانا۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ نبی کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے جس سے اس میں ہدایت قبول کرنے کی اہلیت نہیں رہتی۔ اب جن کو حضور سے تعلق نہیں' انہیں قرآن کی سمجھ بھی الٹی ہی آتی ہے نعوذ باللہ منہا ۹۔ کفار عرب مصیبت میں گرفتار ہو کر وعدہ کرتے تھے کہ اگر اب نجات مل گئی تو ہم ایمان لے آئیں گے اور نجات ملنے پر ایمان نہ لاتے تھے۔ یہاں اس کا ذکر ہے۔

مَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کی طرف بھیجا۱؎ تو انہوں نے ان نشانیوں پر زیادتی کی تو دیکھو کیسا انجام ہوا

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ

مفسدوں کا اور موسیٰ نے کہا اے فرعون میں پروردگار عالم کا

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى

رسول ہوں ۲؎ مجھے سزاوار ہے کہ اللہ پر نہ کہوں مگر

اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

سچی بات ۳؎ میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں

فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ

تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ چھوڑ دے ۴؎ بولا اگر تم کوئی نشانی لے کر

بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ فَاَلْقٰى

آئے ہو تو لاؤ اگر سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا

عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ

عصا ڈال دیا وہ فوراً ایک اژدہا ظاہر ہو گیا ۵؎ اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا

بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ

تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگمگانے لگا ۶؎ قوم فرعون کے سردار بولے یہ تو

هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۹﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

ایک علم والا جادوگر ہے ۷؎ تمہیں تمہارے ملک سے نکالا چاہتا ہے

فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي

تو تمہارا کیا مشورہ ہے بولے انہیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرا اور شہروں

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾

میں لوگ جمع کرنے والے بھیج دے کہ ہر علم والے جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں ۸؎

۱۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام سے پہلے جو نبی گزرے۔ ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں بہت پایہ کے نبی ہیں۔ پہلے صاحب کتاب ہیں۔ اس لئے آپ کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ورنہ تمام نبیوں میں آپ بھی آ گئے تھے۔ اور آیات سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں نہ کہ تورات کی آیتیں۔ کیونکہ تورات شریف ہلاکت فرعون کے بعد عطا ہوئی تھی نیز کفار کتاب ماننے کے مکلف نہیں ہوتے وہ نبی کو ماننے کے مکلف ہوتے ہیں۔ اس زمانے میں ہر بادشاہ مصر کا لقب فرعون ہوتا تھا۔ اس سے پہلے اسے عزیز مصر کہتے تھے اور اب خدیو مصر کہلاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے فرعون کا نام مصعب بن ریان تھا۔ آپ تمام مصر والوں کے نبی تھے خواہ وہ قبطی ہوں یا سبطی یا اسرائیلی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے نبی کی پہچان فرض ہوتی ہے۔ پھر دوسری چیزوں کی۔ اسی لئے ہمارے حضور نے سب سے پہلی تبلیغ میں فرمایا کہ مجھے پہچانو' میں کیسا ہوں۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی جھوٹ سے معصوم ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا فرمانا۔ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ لہٰذا تبلیغ تھی جھوٹ نہ تھا۔ اسی طرح آپ کا اپنی بیوی کو بہن فرمانا توریہ تھا جھوٹ نہ تھا۔ نبوت اور جھوٹ میں وہی نسبت ہے جو اندھیرے اور اجالے میں۔ ان کا کذب محال ہے اور رب کا جھوٹ محال بالذات ۴۔ یعنی انہیں اپنی غلامی سے آزاد کر دے تاکہ وہ میرے ساتھ ملک شام چلے جائیں ۵۔ یعنی موٹائی میں اژدہا تھا' تیز رفتاری میں پتلے سانپ کی طرح تھا۔ زرد رنگ کا۔ ایک میل اونچا کھڑا ہو گیا۔ نچلا جبڑا زمین پر' اونچا فرعونی محل کی چوٹی پر تھا۔ جب فرعون کی طرف رخ کیا تو فرعون تخت سے اتر کر گوز مارتا بھاگا۔ اور درباری ایسے بھاگے کہ بہت سے کچل کر مر گئے۔ فرعون چیخا کہ میں ایمان لاتا ہوں اور اسے پکڑ لو اور تمہارے ساتھ میں بنی اسرائیل کو بھیجتا ہوں۔ ۶۔ اس سے پتہ لگا کہ نبی کو معجزات اس قسم کے ضرور دیئے جاتے ہیں جس کا اس وقت زور ہو۔ چونکہ اس زمانے میں جادو کا زور تھا لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزات عطا ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانے میں طب کا زور تھا لہٰذا انہیں اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا بخشنا' مردے زندہ کرنے کے معجزے عطا ہوئے اگر قادیانی نبی ہوتا تو اسے سائنس کی ایجادات کی قسم کے معجزے ملتے کیونکہ آج کل اسی کا زور ہے ۷۔ چونکہ آپ مصر سے عرصہ تک لاپتہ رہے تھے اس لئے فرعونی سمجھے کہ آپ جادو سیکھنے گئے تھے اور کسی ماہر استاد جادوگر کی شاگردی کر کے جادو میں ماہر ہو گئے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں مکہ والوں ہی میں رکھا اور حلیمہ دائی کے ہاں بہت ہی کمسنی میں رہے تاکہ کسی بدبخت کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے۔ چنانچہ فرعون نے ہارون علیہ السلام پر الزام نہ لگایا ۸۔ تاکہ ان کا مقابلہ ہو جائے اور موسیٰ علیہ السلام کو شکست ہو۔

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا

اور جادوگر فرعون کے پاس آئے بولے کچھ ہمیں انعام ملے گا اگر ہم

نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿١١٤﴾

غالب آجائیں بولا ہاں اور اس وقت تم مقرب ہو جاؤ گے ١

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ

بولے اے موسیٰ یا تو آپ ڈالیں یا ہم ڈالنے والے

الْمُلْقِيْنَ ﴿١١٥﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ

ہوں کہا تمہیں ڈالو ٢ جب انہوں نے ڈالا لوگوں کی نگاہوں پر جادو

النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿١١٦﴾ وَ

کر دیا ٣ اور انہیں ڈرایا اور بڑا جادو لائے ٤ اور

اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ

ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنا عصا ڈال تو ناگاہ اُن کی بناوٹوں

مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٨﴾

کو نگلنے لگا ٥ تو حق ثابت ہوا اور ان کا کام باطل ہوا ٦

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿١١٩﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ

تو یہاں وہ مغلوب پڑے اور ذلیل ہو کر پلٹے اور جادوگر سجدے میں

سٰجِدِيْنَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ

گرا دیئے گئے ٧ بولے ہم ایمان لائے جہان کے رب پر جو رب ہے

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ

موسیٰ اور ہارون کا ٨ فرعون بولا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے

اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ

کہ میں تمہیں اجازت دوں ٩ یہ تو بڑا جعل ہے جو تم سب نے شہر میں پھیلایا ہے ١٠

١۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے منہ سے سچی بات نکلوا دی کہ وہ جادوگر مومن ہو کر غالب آئے' اور اللہ کے مقرب بن گئے۔ یہ جادوگر کل ستر ہزار تھے جن میں چار سردار تھے۔ شابور' عادور' حطط شمعون' جب انہیں پتہ لگا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا آپ کے سونے کے حال میں بھی سانپ بن کر پہرہ دیتا ہے تو ان کے دل میں بیٹھ گیا کہ یہ جادو نہیں کیونکہ جادو' خود جادوگر کی بیداری میں کام کر سکتا ہے۔ نیند میں نہیں کر سکتا۔ (روح) ٢۔ معلوم ہوا کہ کفر یا گناہ کو باطل کرنے کے لئے اس کی اجازت دینا منع نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جادو کرنے کی اجازت دی مگر باطل کرنے کے لئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی تعظیم کرنے سے ایمان مل جاتا ہے۔ اسی ادب کی وجہ سے ان جادوگروں کو ایمان اور شہادت نصیب ہوئی کہ انہوں نے اجازت حاصل کر کے جادو کیا۔ ٣۔ معلوم ہوا کہ اکثر جادو کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی صرف لوگوں کی نگاہ کچھ کا کچھ دیکھ لیتی ہے۔ مگر معجزے میں جو نظر آتا ہے' ویسا ہی واقعہ میں ہوتا ہے۔ یہ ہی کرامت کا حال ہے۔ رب فرماتا ہے سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ٤۔ یعنی تین سو اونٹ بھر کر لاٹھیاں لائے تھے جنہیں سانپوں کی شکلوں میں دکھا دیا گیا۔ تمام میدان سانپوں سے بھر گیا۔ ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی چیز کسی اور شکل میں ہو جاوے تو اس کی بعض خصوصیات بھی اس میں آ جاتی ہیں۔ عصا لاٹھی تھی۔ لاٹھی کھایا پیا نہیں کرتی۔ مگر جب سانپ کی شکل میں ہوئی تو کھانے پینے لگی۔ اس سے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ حضرت جبریل کا انسانی شکل میں آنا تو لباس پہننا حضرت ملک الموت کی موسیٰ علیہ السلام کے طمانچے سے آنکھ کا نکل جانا۔ وغیرہ یہ سب اسی شکل کے احکام ہیں جو اس وقت ان کی تھی۔ حضور اللہ کا نور ہیں۔ مگر جب انسانی شکل میں ہیں تو کھاتے پیتے بھی ہیں۔ نکاح بھی کرتے ہیں۔ وصال کے روزے میں تکلیف نہ ہونا' نورانیت کی جلوہ گری ہے ٦۔ معلوم ہوا کہ معجزہ کے مقابل جادو نہیں ٹھہرتا۔ حضور پر جو جادو ہوا وہاں معجزے سے مقابلہ نہ تھا خفیہ کیا گیا۔ جیسے بعض انبیاء کرام کو شہید کر دیا گیا۔ جادو کا نبی پر اثر کرنا ایسا ہے جیسا تلوار کا ان کے اجسام پر اثر کرنا۔ ٧۔ یعنی وہ خود سجدے میں نہ گرے' بلکہ توفیق خداوندی نے دستگیری کی اور رب کی طرف سے گرائے گئے۔ شعر

مری طلب بھی تمہارے کرم کا صدقہ ہے
قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

٨۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب کی دلیل اور پہچان ہیں۔ یعنی رب العالمین وہ ہے جسے یہ دونوں پیغمبر رب فرما دیں نہ کہ فرعون۔ اور رب تعالیٰ کی درست و مقبول معرفت وہی ہے جو نبی کے ذریعہ حاصل ہو۔ ٩۔ یہاں قبل سے مراد بغیر ہے۔ یعنی بغیر میری اجازت تم ایمان کیوں لے آئے' جیسے قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے ماں' باپ' بادشاہ کی اجازت کی ضرورت نہیں بلکہ فرائض نماز و حج ماں' باپ بادشاہ کی اجازت کے بغیر بھی ادا کرنے لازم ہیں۔ ١٠۔ یعنی تم سب شاگرد ہو۔ موسیٰ علیہ السلام تمہارے استاد ہیں۔ تم نے خفیہ سازباز کر کے یہ مقابلہ کیا اور تم جان بوجھ کر ہار گئے۔ یہ مقابلہ اسکندریہ کے علاقہ میں ہوا تھا۔

۱۔ دریا کے کنارے کھجور کے درختوں میں تا کہ لوگوں کو عبرت ہو۔ صاحب روح البیان نے فرمایا کہ سولی کا موجد فرعون ہے۔ اب اسلام میں ڈاکو کی سزا سولی ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں خوف غیر اللہ نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی نبی کی صحبت کی برکت سے آن کی آن میں ولی ہو جاتا ہے۔ دیکھو آج ہی یہ جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور آج ہی انہیں یہ قوت قلبی نصیب ہو گئی۔ کہ سولی کا بھی انہیں خوف نہیں۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ مومن کامل کی پہچان یہ ہے کہ کفار اس سے ناخوش ہوں۔ کفار کی ناخوشی قوت ایمانی کی دلیل ہے جس سے کافر بھی خوش ہوں اور مسلمان بھی وہ منافق ہے۔ آج تک صحابہ کرام پر کفار تبرے کر رہے ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ صحبت موسیٰ علیہ السلام نے ان پرانے کافروں کو ایک دن میں ایمان، صحابیت، شہادت، تمام مدارج طے کرا دیئے، صحبت کا فیض سب سے زیادہ ہے۔ ۵۔ کیونکہ جادوگروں کے سجدہ میں گر جانے سے چھ لاکھ آدمی ایمان لے آئے، تو یہ سردار گھبرا کر کہنے لگے، موسیٰ علیہ السلام کو قتل کیوں نہیں کرتا ۶۔ فرعون کے دربار میں آنے والے، خود فرعون کی پوجا کرتے تھے۔ اور دور رہنے والوں کے لئے فرعون کے نام پر پتھر، لکڑی وغیرہ کے بت بنوا دیئے گئے تھے، جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ الھتک سے یہی مراد ہے۔ ۷۔ نساء عربی میں جوان لڑکی پر بولا جاتا ہے مگر یہاں چھوٹی لڑکیوں پر نساء بولا گیا۔ کیونکہ وہ آئندہ نساء بننے والی تھیں۔ مجازاً انہیں نساء بولا گیا۔ جیسے طالب علم کو عالم کہہ دیتے ہیں ۸۔ یعنی ہماری برتری اور بنی اسرائیل سے بہتر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ یہ محض منہ سے کہتے تھے، مگر ان کے دل دھڑکتے تھے ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ فرعون پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رعب چھا گیا تھا۔ اسی لئے آپ سے کچھ تعرض نہ کیا بلکہ آپ کی قوم کے بچوں پر ظلم ڈھاتا رہا۔ ۱۰۔ جب بنی اسرائیل کو پتہ چلا کہ اب بھی ہمارے لڑکے ذبح کئے جائیں گے تو وہ پریشان ہوئے۔ خیال رہے کہ اب فرعون کی یہ حرکت صرف اپنا بھرم باقی رکھنے کے لئے تھی ورنہ جن کی روک تھام کے لئے پہلے بچوں کو ذبح کراتا تھا وہ تو پیدا ہو چکے تھے۔ تب آپ نے بنی اسرائیل کو صبر کی تلقین فرمائی۔ ۱۱۔ اس میں اشارۃً فرمایا جا رہا ہے کہ تم پرہیز گار بن کر رہو۔ انشاء اللہ ملک مصر کے تم ہی مالک ہو گے۔ خیال رہے کہ فرعون نے اپنی چار سو برس کی عمر میں تین سو بیس سال ایسے آرام سے گزارے کہ کبھی اس کا سر بھی نہ دکھا۔ بعد میں اس پر عذاب آئے۔

لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ لَاُقَطِّعَنَّ

کہ شہر والوں کو اس سے نکال دو تو اب جان جاؤ گے قسم ہے کہ میں تمہارے

اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ

ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا پھر تم سب کو سولی

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا

دوں گا [۱] بولے ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں [۲] اور تجھے

تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ

ہمارا کیا برا لگا یہ ہی نہ کہ ہم اپنے رب کی نشانیوں پر ایمان لائے جب وہ ہمارے پاس

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ

آئیں [۳] اے رب ہمارے ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان اٹھا [۴] اور قوم

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ

فرعون کے سردار بولے [۵] کیا تو موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لئے چھوڑتا

لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ

ہے کہ وہ زمین میں فساد پھیلائیں اور موسیٰ تجھے اور تیرے ٹھہرائے ہوئے معبودوں کو چھوڑ دے [۶]

سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ

بولا اب ہم ان کے بیٹوں کو قتل کریں گے اور ان کی بیٹیاں زندہ رکھیں گے [۷] اور ہم بیشک [۸]

قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ

ان پر غالب ہیں [۹] موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اللہ کی مدد چاہو

وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ڗ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ

اور صبر کرو [۱۰] بیشک زمین کا مالک اللہ ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے

مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا

وارث بنائے اور آخر میدان پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے [۱۱] بولے ہم ستائے گئے آپ

ا۔ یعنی ہم کو تو امید تھی کہ آپ کے ظہور کے بعد ہمارے بچوں کا قتل بند ہو جاوے گا' کیونکہ قتل کی وجہ جاتی رہی۔ لیکن اب بھی ہم کو وہ مصیبت درپیش ہے۔ کب ہماری مدد ہو گی ۲۔ معلوم ہوا کہ رب نے موسیٰ علیہ السلام کو غیب کا علم دیا تھا کہ آئندہ پیش آنے والے واقعات بلاکم و کاست بیان فرمادیئے اور جیسا آپ نے فرمایا' ویسا ہی ہوا' کہ فرعون مع اپنی قوم کے ہلاک کیا گیا۔ اور بنی اسرائیل ملک کے مالک ہوئے۔ ۳۔ فرعون نے تین سو بیس سال تو نہایت آرام سے گزارے اور پھر اس پر قحط ڈالا گیا۔ کیونکہ وہ بھوک کی تکلیف سے "بے خبر تھا' تا کہ اس تکلیف سے ایمان لے آئے۔ مگر نہ لایا معلوم ہوا کہ دنیاوی تکالیف رب کے وارنٹ ہیں۔ ۴۔ یعنی فرعونی دیہاتیوں کی کھیتیاں اور شہری لوگوں کے باغات بے برگ و بار کر دیئے۔ کھیتوں میں غلہ کم' باغوں میں پھل بہت کم کر دیئے تا کہ توبہ کریں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کو منحوس جاننا اور نیک اعمال کو نحوست سمجھنا کفار کا کام ہے۔ ہمارے گناہ منحوس وہ حضرات مبارک ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ وجعلنی مبارکا اینما کنت. بلکہ ان لوگوں کے تبرکات بھی مبارک اور برکت والے ہوتے ہیں ۶۔ یہاں اکثر فرمایا گیا' کیونکہ بعض قبطی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے۔ اگرچہ وہ تھوڑے تھے' ۷۔ تب موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کے لئے بددعا فرمائی کہ مولا اب ان کی سرکشی حد سے بڑھ گئی انہیں مختلف عذابوں میں جتلا فرما۔ چنانچہ ان پر وہ پانچ چھ عذاب آئے جن کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ ۸۔ اتنی کثرت سے بارش ہوئی کہ فرعونیوں کے گھروں میں پانی گلے گلے کھڑا ہو گیا۔ جو بیٹھا وہ ڈوب گیا۔ جو کھڑا رہا اس کے گلے گلے پانی رہا۔ بنی اسرائیل اس سے محفوظ رہے۔ سنیچر سے سنیچر تک سات دن یہ عذاب رہا۔ تب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ ۹۔ طوفان ختم ہونے پر وہ ایمان نہ لائے تو صرف ایک ماہ کے بعد قبطیوں پر ٹڈی کا عذاب آیا جو قبطیوں کے کھیت' گھروں کی چھتیں' سامان کیلیں تک کھا گئیں۔ پھر یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور ایمان کا وعدہ کیا۔ آپ کی دعا سے یہ عذاب دفع ہوا اس عذاب میں بھی ایک ہفتہ یعنی شنبہ سے شنبہ تک گرفتار رہے۔ ۱۰۔ ایک مہینہ آرام سے گزارا۔ ایمان نہ لائے تو ان پر گھن یا جوں کا عذاب آیا یہ کیڑے فرعونیوں کے جسم تک چاٹ گئے۔ دس بوری چکی پر جاتیں تو بمشکل تین سیر آٹا آتا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس نادم ہو کر آئے۔ یہ عذاب بھی ایک ہفتہ رہا شنبہ سے شنبہ تک ۱۱۔ جوں کے عذاب کے بعد یہ لوگ وعدہ سے پھر گئے۔ ایک ماہ آرام سے گزرا۔ پھر ان پر مینڈک کا عذاب آیا کہ جہاں فرعونی بیٹھتے وہاں مینڈک ہی مینڈک ہو جاتے۔ کھانوں میں' پانی میں' چولہوں میں' چکی میں مینڈک ہی مینڈک تھے۔ یہ عذاب بھی ان پر ایک ہفتہ رہا۔ آخر تنگ آکر پھر موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں روتے ہوئے آئے اور ایمان کا وعدہ کیا۔ تب عذاب دفع ہوا۔ ۱۲۔ مینڈک کا عذاب ختم ہونے پر یہ لوگ عہد سے پھر گئے۔ تب ان پر خون کا عذاب آیا کہ کنوئیں' چشمے' سالن' روٹی' سب میں تازہ خون ہو گیا۔ فرعون نے حکم دیا کہ قبطی اسرائیلی کے ساتھ ایک برتن میں کھائیں تو اسرائیلی کی طرف شوربا اور اس کی طرف خون ہوتا۔ اگر اسرائیلی کے برتن سے پانی قبطیوں کے برتن میں ڈالتے تو آتے ہی خون ہو جاتا۔ حتیٰ کہ قبطیوں نے اسرائیلیوں سے اپنے منہ میں کلیاں کرائیں تو اسرائیلی کے منہ میں پانی ہوتا تھا۔ اور قبطی کے منہ میں پہنچ کر خون بن جاتا تھا۔

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ

کے آنے سے پہلے اور آپ کے تشریف لانے کے بعد [۱] کہا

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَیَسْتَخْلِفَكُمْ

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے اور اس کی جگہ زمین کا

فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنَاۤ

مالک تمہیں بنائے [۲] پھر دیکھے کیسے کام کرتے ہو اور بیشک ہم نے فرعون والوں

اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ

کو برسوں کے قحط [۳] اور پھلوں کے گھٹانے سے پکڑا [۴]

لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا

کہ کہیں وہ نصیحت مانیں [۵] تو جب انہیں بھلائی ملتی کہتے یہ ہمارے

لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی

لئے ہے اور جب برائی پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں سے

وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ

بدشگونی لیتے [۶] سن لو ان کے نصیبہ کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے لیکن ان

اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ

میں اکثر کو خبر نہیں [۷] اور بولے تم کیسی بھی نشانی لے کر ہمارے

مِنْ اٰیَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۲﴾

پاس آؤ کہ ہم پر اس سے جادو کرو ہم کسی طرح تم پر ایمان لانے والے نہیں [۸]

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ

تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان [۹] اور ٹڈی [۱۰] اور گھن یا کلنی یا جوئیں [۱۱]

وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا

اور مینڈک [۱۲] اور خون [۱۳] جدا جدا نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا

ا۔ کہ رب نے تم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا معلوم ہوتا ہے کہ فرعون دل سے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا قائل تھا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبول دعا کے لئے بزرگوں کے آستانہ پر جانا انسان کا فطری تقاضا ہے جو اس سے روکے وہ درحقیقت فطرت سے روکتا ہے، کبھی کامیاب نہ ہو گا۔ دیکھو فرعون کافر تھا۔ مگر مصیبت کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتا تھا۔ یہ فطری تقاضا تھا ۲۔ معلوم ہوا کہ خدائی کاموں کو بندہ کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کیونکہ عذاب اٹھانا رب کا کام ہے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت کیا گیا اور رب نے اس پر اعتراض نہ کیا اور یہ نہ فرمایا کہ چونکہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے فریاد رسی کی

وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿۱۳۳﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ
اور وہ مجرم قوم تھی اور جب ان پر عذاب پڑتا
قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ
کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے ۱
كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ
بیشک اگر تم ہم سے عذاب اٹھا دو گے ۲ تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے
بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلٰىٓ أَجَلٍ
ساتھ کر دیں گے ۳ پھر جب ہم ان سے عذاب اٹھا لیتے ۴ ایک مدت کے لئے
هُمْ بٰلِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿۱۳۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ
جس تک انہیں پہنچنا ہے ۵ جبھی وہ پھر جاتے تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ۶
فَأَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوا
تو انہیں دریا میں ڈبو دیا ۷ اس لئے کہ ہماری آیتیں جھٹلاتے اور ان سے
عَنْهَا غٰفِلِينَ ﴿۱۳۶﴾ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا
بے خبر تھے ۸ اور ہم نے اس قوم کو جو دبا لی گئی تھی اس
يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي
زمین کے پورب و پچھم کا مالک کیا ۹ جس میں ہم نے
بٰرَكْنَا فِيهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى
برکت رکھی ۱۰ اور تیرے رب کا اچھا وعدہ
بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ بِمَا صَبَرُوا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ
بنی اسرائیل پر پورا ہوا ۱۱ بدلہ ان کے صبر کا اور ہم نے برباد کر دیا جو کچھ
يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿۱۳۷﴾
فرعون اور اس کی قوم بناتی اور جو چنائیاں اٹھاتے تھے ۱۲

درخواست کی لہٰذا وہ مشرک ہو گیا ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی کے توسل کا فرعون بھی قائل تھا۔ جو اس وسیلہ کا منکر ہے وہ فرعون سے زیادہ گمراہ ہے۔ ۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی دعا کافروں کو بھی فائدہ دے جاتی ہے تو ہم گنہگار مومنوں کو کیوں نہ فائدہ دے گی۔ ۵۔ یعنی ان کا یہ دفع عذاب عارضی ہوتا تھا۔ ہم تو جانتے تھے کہ یہ لوگ کافر رہیں گے اور ڈوب کر ہلاک ہوں گے۔ ۶۔ موسیٰ علیہ السلام کا یا مظلومین بنی اسرائیل کا اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا بدلہ کفار سے رب خود لیتا ہے۔ اور مظلوم کا بدلہ قدرت لیتی ہے، اگرچہ کچھ دیر ہو۔ ۷۔ دریائے قلزم میں۔ عربی میں یم بہت گہرے دریا کو کہتے ہیں، جس کی تہہ آسانی سے نہ معلوم ہو سکے۔ ۸۔ یعنی دیدہ دانستہ ان میں غور نہ کرتے تھے۔ یہاں بے خبری سے عرفی بے خبری مراد نہیں ورنہ رب تعالیٰ بے خبر کو عذاب نہیں دیتا۔ نیز ارشاد ہوا۔ کذبوا اور جھٹلانا اس کا کام ہو سکتا ہے جو خبردار ہو۔ ۹۔ یعنی بنی اسرائیل کو پورے مصر و شام کا مالک بنا دیا۔ فرعون کے غرق ہو جانے کے بعد۔ یہاں زمین سے مراد ہے مصر و شام کی زمین۔ اور پورب پچھم سے مراد اس کا پورا علاقہ ہے۔ اور وراثت سے مراد فرعون کے بعد مالک ہونا۔ لہٰذا اس آیت پر وہ اعتراضات نہیں ہو سکتے جو نادان لوگوں نے بے سمجھی میں کئے ۱۰۔ دینی برکت بھی اور دنیاوی برکت بھی کہ شام کے علاقہ میں پھل فروٹ سبزہ بہت کثرت سے ہے۔ اور وہ جگہ انبیاء کرام کی قیامگاہ اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا زینہ ہے کہ وہاں سے آسمانی معراج شروع ہوئی۔ ۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے تمام وہ وعدے پورے فرمائے جو آپ نے بنی اسرائیل سے کئے۔ معلوم ہوا کہ نبی کے وعدے رب پورے فرماتا ہے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل بہت عرصہ کے بعد مصر میں آباد ہوئے۔ جب فرعونی عمارتیں، باغات برباد ہو چکے تھے ان کی عمارتوں کو استعمال نہ کیا۔ خیال رہے کہ یہ بربادی ویرانی کی وجہ سے ہوئی۔ ورنہ شہر مصر پر عذاب الٰہی نہ آیا تھا۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار اتارا ۱؎ تو ان کا گزر ایک ایسی قوم پر

یَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤی اَصْنَامٍ لَّهُمْۚ قَالُوْا یٰمُوْسَی اجْعَلْ

ہوا کہ اپنے بتوں کے آگے آسن مارے تھے ۲؎ بولے اے موسیٰ ہمیں ایک

لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

خدا بنا دے ۳؎ جیسا ان کے لئے اتنے خدا ہیں بولا تم ضرور جاہل لوگ ہو ۴؎

اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا

یہ حال تو بربادی کا ہے جس میں یہ لوگ ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں نرا

یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ

باطل ہے ۵؎ کہا کیا اللہ کے سوا تمہارا اور کوئی خدا تلاش کروں ۶؎ حالانکہ اس نے تمہیں زمانے

عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَ اِذْ اَنْجَیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

بھر پر فضیلت دی ۷؎ اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں ۸؎ فرعون والوں سے

یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِۚ یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ

نجات بخشی کہ تمہیں بری مار دیتے تمہارے بیٹے ذبح کرتے

یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اور تمہاری بیٹیاں باقی رکھتے ۹؎ اور اس میں ۱۰؎ تمہارے رب کا بڑا

عَظِیْمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا

فضل ہوا اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ فرمایا اور ان میں دس اور

بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةًۚ وَ قَالَ مُوْسٰی

بڑھا کر پوری کیں ۱۱؎ تو اس کے رب کا وعدہ پوری چالیس رات کا ہوا ۱۲؎ اور موسیٰ نے

لِاَخِیْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ

اپنے بھائی ہارون سے کہا میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا ۱۳؎ اور فسادیوں کی

۱۔ دریا سے مراد بحر قلزم ہے نہ کہ دریائے نیل' قلزم مکہ معظمہ اور مصر کے درمیان ایک شہر ہے۔ طور کے قریب' اس شہر سے یہ دریا گزرتا ہے اس لئے اسے قلزم کہتے ہیں یہ پار لگنا دسویں محرم جمعہ کے دن ہوا' اس لئے اس دن روزہ رکھنا سنت ہے ۲۔ یہ لوگ کنعان کی اولاد اور قبیلہ عمالقہ سے تھے۔ انہی سے جنگ کرنے کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا تھا۔ یہ بت گائے کی شکل کے تھے یہاں سے بنی اسرائیل کے دل میں بچھڑا پوجنے کا شوق پیدا ہوا جس کا نتیجہ بعد میں گائے پرستی کی شکل میں نمودار ہوا ۳۔ یہ عرض سارے بنی اسرائیل نے نہ کی تھی۔ کیونکہ ان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور دیگر بزرگان دین اولیاء اللہ بھی تھے۔ بلکہ ان عوام نے کی تھی جو ابھی تک راسخ الایمان نہ ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر کا وہم و خیال کفر نہیں' ارادہ کفر' کفر ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کہنے والوں کو مرتد قرار نہ دیا ورنہ ان کو سزا دی جاتی۔ یا کم از کم کفر سے توبہ کا حکم دیا جاتا۔ ۴۔ کہ تم اتنے معجزات دیکھ کر بھی نہ سمجھ سکے کہ عبادت کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں معلوم ہوا کہ انسان بہت بھولنے والا ہے۔ ۵۔ یعنی عنقریب یہ بت پرست اور ان کے بت ہمارے ہاتھوں ہلاک کئے جائیں گے۔ تم بت پرست نہیں بلکہ بت شکن ہو۔ اس میں غیب کی خبر ہے اور بعد میں وہی ہوا جو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ ۶۔ یعنی وہ خدا نہیں جو تلاش کر کے بنا لیا جائے بلکہ خدا وہ ہے جس نے تم کو اتنی بزرگی دے دی' جو اتنے احسانات کرنے پر قادر ہے وہی لائق عبادت ہے۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی اولاد ہونا اور نبی کی قوم ہونا فضیلت کا باعث ہے۔ بنی اسرائیل کی فضیلت کی وجہ یہ تھی کہ وہ انبیاء کی اولاد تھے۔ اسی طرح اب سید حضرات افضل ہیں بشرطیکہ مومن ہوں۔ ایمان چھوڑنے کے بعد تو سید ہی نہیں رہتا۔ خیال رہے کہ بنی اسرائیل اس وقت تمام جہانوں سے افضل تھے۔ دوسرے یہ کہ خیال کفر کفر نہیں ورنہ یہ لوگ افضل نہ رہتے ۸۔ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں موجود یہود سے خطاب ہے' یا اس وقت کے یہود سے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت یہ خطاب ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبعین کو بھی آل کہا جاتا ہے کیونکہ فرعونی پولیس یہ عذاب دیتی تھی نہ کہ فرعون کی اولاد ۹۔ یعنی فرعون تمہاری لڑکیوں کو اس لئے زندہ چھوڑتا تھا کہ بڑی ہونے پر ان سے اپنی خدمت لے ۱۰۔ اس نجات دینے میں یا اس مصیبت میں تم پر اللہ کا فضل یا اس کی آزمائش ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ طور پر آ کر ایک ماہ روزے رکھو تب تم کو توراۃ دی جاوے گی۔ آپ نے ذیقعدہ کا سارا مہینہ روزے رکھے۔ پھر مسواک کر کے بارگاہ الہٰی میں حاضر ہوئے حکم ہوا کہ تمہارے منہ سے روزے کی خوشبو نہیں آتی۔ اچھا اب دس روزے اور رکھو تا کہ پھر وہی خوشبو تمہارے منہ میں پیدا ہو۔ ایسا ہی کیا اور دسویں ذی الحجہ کو توراۃ دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ چالیس کا عدد فیضان الہٰی کے لئے بہت موزوں ہے۔ خیال رہے کہ روزے میں مسواک بالکل ممنوع ہونا اور مسواک کر لینے پر دس روزے اور رکھنا موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے۔ اس سے ہم مسواک کو منع نہیں کر سکتے اور نہ مسواک روزہ توڑتی ہے۔ ۱۱۔ اس سے صوفیاء کے چلے کا ثبوت ہوا۔ ہمارے حضور نے بھی اولاً چھ ماہ غار حرا میں چلے کئے پھر حضور پر وحی آنی شروع ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات دن سے افضل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دن رات وہاں رہے مگر ذکر رات ہی کا ہوا ۱۲۔ واقعہ یہ ہوا کہ جب موسیٰ علیہ السلام تیس روزے رکھ چکنے کے بعد توراۃ لینے کو جانے لگے تو آپ کو اپنے دہن

(بقیہ صفحہ ۲۶۵) مبارک میں کچھ بو محسوس ہوئی۔ تو آپ نے مسواک کرلی۔ جب بارگاہ الٰہی میں پہنچے تو رب تعالیٰ نے فرمایا۔ موسیٰ تمہیں خبر نہیں کہ ہم کو روزہ دار کے منہ کی بو مشک سے زیادہ پسند ہے۔ اچھا اب دس روزے اور رکھیں۔ ۱۳۔ موسیٰ علیہ السلام نے طور پر تورات لینے کے لئے جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا عارضی خلیفہ بنایا۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہاد میں جاتے وقت علی مرتضیٰ کو مدینہ میں اپنا نائب فرمایا۔ اس میں بلا فصل خلافت کا ثبوت نہیں۔ کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے مستقل خلیفہ نہ تھے۔ بلکہ ان سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔

سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا

راہ کو دخل نہ دینا اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا

وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ

اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں

تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ

فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا

فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا

تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر

وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ

دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش پھر جب ہوش ہوا بولا پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع

اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى

لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے

اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَبِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ

لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو لے جو میں نے

مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى

تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں ہو اور ہم نے اس کے لئے

الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ

تختیوں میں لکھ دی ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل اور

شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ

فرمایا اے موسیٰ اسے مضبوطی سے لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ

کریں عنقریب میں تمہیں دکھاؤں گا بے حکموں کا گھر اور میں اپنی آیتوں سے انہیں

۱۔ یعنی بعض بنی اسرائیل سرکش ہیں۔ ان کی رائے پر عمل نہ کرنا۔ ان کی اصلاح کرنا خیال رہے کہ حضرت ہارون کا خلیفہ موسیٰ علیہ السلام بننا ایسا تھا جیسا وزیر اعظم کا بادشاہ کا خلیفہ بننا۔ ورنہ ہارون علیہ السلام مستقل نبی تھے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام کے وزیر تھے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا۔ قوم بت پرستی میں مشغول ہو گئی۔ ہمارے حضور نے فرمایا۔ اَللّٰهُ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى اُمَّتِيْ اس کی برکت ہے کہ آج تک مسلمان اسلام پر قائم ہیں (روح) ۲۔ موسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا شوق دیدار میں تھی۔ اور بنی اسرائیل نے جو موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ ہم کو خدا دکھاؤ یہ سرکشی اور موسیٰ علیہ السلام پر بے اعتمادی کی بنا پر تھا۔ لہٰذا آپ کی یہ آرزو کمال پائی اور ان کی یہ آرزو باعث عتاب بنی ۳۔ کیونکہ دیدار الٰہی کا دروازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ شریف سے کھلے گا۔ جب وہ دیکھ لیں گے پھر دوسرے دیکھ سکیں گے۔ چنانچہ قیامت میں ہر مومن کو دیدار ہو گا۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو طور پر کلام سے اور ہمارے حضور کو اپنے دیدار سے نوازا ۴۔ یعنی رب نے اپنی صفات کی تجلیوں میں سے ایک ہلکی سی تجلی طور پر ڈالی۔ کیونکہ تجلی ذات پہاڑ پر نہ ڈالی گئی تھی اس تجلی کی حقیقت کو ہماری عقل نہیں پا سکتی۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی پر بے ہوشی طاری ہو سکتی ہے' عارضی طور پر' لہٰذا صحابہ کا طلب قرطاس کے موقعہ پر عرض کرنا اَهَجَرَ اَسْتَفْهِمُوْهُ اسی مسئلہ پر مبنی تھا۔ صحابہ کا مقصود یہ تھا کہ آیا حضور بیماری کی غشی میں یہ کلام فرما رہے ہیں' یا واقعی اس آیت سے مجذوب فقیروں کے جذب کا ثبوت بھی ہوتا ہے۔ وہ حضرات ولایت موسوی پر ہوتے ہیں۔ اور جذب کی حالت میں شرعی احکام کے مکلف نہیں رہتے۔ موسیٰ علیہ السلام نویں ذی الحجہ جمعرات سے بے ہوش ہوئے اور دسویں ذی الحجہ جمعہ کو ہوش میں آئے۔ اس مدت میں آپ نے کوئی شرعی عمل نہ فرمایا۔ جب مصری عورتیں جمال یوسفی پر فریفتہ ہو کر بے خودی میں اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور یہ جرم قرار نہ دیا گیا تو ان مستان جمال الٰہی کا کیا پوچھنا۔ غرضیکہ مجذوب فقیروں کے جذب کی اصل یہ آیت ہے۔ ۶۔ یعنی آئندہ ایسی آرزو نہ کروں گا۔ یہ توبہ گناہ یا خطا سے نہ تھی بلکہ اس جرأت سے تھی۔ عارفوں کی توبہ اور ہے۔ عاشقوں کی توبہ کچھ اور ۷۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے پیاروں کی ضد پوری کرتا ہے۔ اگرچہ وہ کسی ایسی چیز کی ضد کریں جو نہ ہو سکے موسیٰ علیہ السلام نے ان آنکھوں سے دیدار الٰہی کی تمنا کی جو مشکل ہے۔ رب فرماتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ مگر رب نے ان کی ضد پوری فرمائی اور ان سے خود اقرار کرا لیا کہ آئندہ ایسی آرزو نہ کروں گا یہ حضرات رب کی مانتے ہیں' رب ان کی مانتا ہے۔ اس کی تفسیر وہ حدیث ہے لو اقسم علی اللہ لابرہ آپ اپنی قوم میں اول مومن ہیں ۸۔ یعنی موجودہ لوگوں میں نبوت شریعت اور ہم کلامی رب صرف آپ کو عطا ہوئی حضرت

الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ وَإِنْ يَرَوْا

پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق اپنی بڑائی چاہتے ہیں ۱ اور اگر سب

كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ

نشانیاں دیکھیں ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کی راہ دیکھیں اس میں

لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ۚ وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ

چلنا پسند نہ کریں ۲ اور اگر گمراہی کا راستہ نظر پڑے تو اس میں چلنے کو

سَبِيلًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا

موجود ہو جائیں یہ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان

غَافِلِينَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ

سے بے خبر بنے ۳ اور جنہوں نے ہماری آیتیں اور آخرت کے دربار کو جھٹلایا

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا

ان کا سب کیا دھرا اکارت گیا ۴ انہیں کیا بدلہ ملے گا مگر وہی جو

يَعْمَلُونَ ﴿۱۴۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ

کرتے تھے اور موسیٰ کے بعد اس کی قوم اپنے زیوروں سے ایک

حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا

بچھڑا بنا بیٹھی ۵ بے جان کا دھڑ گائے کی طرح آواز کرتا ۶ کیا نہ دیکھا کہ وہ ان سے

يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا

نہ بات کرتا ہے ۷ اور نہ انہیں کچھ راہ بتائے ۸ اسے لیا اور وہ

ظَالِمِينَ ﴿۱۴۸﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ

ظالم تھے ۹ اور جب پچھتائے ۱۰ اور سمجھے کہ ہم

قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا

بہکے بولے اگر ہمارا رب ہم پر مہر نہ کرے اور ہمیں نہ بخشے

ع ۱۷ ۷

وقف لازم

(بقیہ صفحہ ۲۶۶) ہارون علیہ السلام تشریعی نبی اور صاحب کتاب نہ تھے یا یہ معنی ہیں کہ نبوت اور دنیا میں بلاواسطہ رب سے ہمکلامی آپ ہی کو دی گئی۔ ہمارے حضور نے دوسری دنیا میں جاکر رب کا دیدار اور اس سے کلام کیا۔ ۹۔ تورات شریف زبرجد کی تختیوں میں تھی جس میں احکام شرعیہ اور علوم غیبیہ سب درج تھے۔ مگر جب موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے تختیاں گر گئیں تو احکام باقی رہے اور علوم غیبیہ اٹھالئے گئے۔ رب فرماتا ہے وَاَخَذَ الْاَلْوَاحَ وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًی وَّرَحْمَةٌ وہاں تفصیل کا ذکر نہیں۔ ۱۰۔ یعنی تورات کی ساری باتیں قبول کریں کیونکہ وہ سب اچھی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتاب سے ہدایت نبی کی معرفت ملتی ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا۔ وامر قَوْمَكَ ۱۱۔ یعنی اب تم مصر میں جاکر فرعون کے مکانات اور منزلیں دیکھو گے' یا سفروں میں عاد و ثمود کی اجڑی ہوئی بستیوں کا نظارہ کرو گے۔

ا۔ بڑائی حق بھی ہوتی ہے اور ناحق بھی۔ جہاد میں کفار کے مقابل اپنی شان بتانا اور دکھانا حق والی بڑائی ہے۔ جو عبادت ہے۔ مسلمانوں کے مقابل شیخی مارنا ناحق بڑائی ہے جو حرام ہے۔ اولیاء اللہ انبیاء کرام کے مقابل بڑائی کفر ہے۔ اور شیطان کا طریقہ' یہاں یہی تیسری بڑائی مراد ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ غرور وہ آگ ہے جو دل کی تمام قابلیتوں کو جلا کر برباد کر دیتی ہے خصوصاً" جب کہ اللہ کے مقبولوں کے مقابل تکبر ہو۔ اللہ کی پناہ' قرآن و حدیث سے ہر کوئی ہدایت نہیں لے سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ۔ تکبر ہی نے ابلیس میں حسد کی آگ بھڑکائی' اور اس کی تمام عبادات برباد کر کے رکھ دیں ۳۔ یہاں آیات سے مراد انبیاء کرام اور ان کے معجزات ہیں۔ لہذا آیت میں دور لازم نہیں آتا۔ یعنی چونکہ انہوں نے ہمارے نبی اور ان کے معجزات کو جھٹلایا' لہذا وہ کتاب اللہ کی آیات سے فائدہ حاصل نہ کر سکے اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں' قرآن پڑھا کر مسلمان نہیں کرتے۔ پہلے دل میں صاحب قرآن جلوہ گر ہوتے ہیں' پھر ہاتھ میں قرآن آتا ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ کفر سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں' گناہ قائم رہتے ہیں۔ جیسے ایمان لانے سے گناہ مٹ جاتے ہیں اور نیکیاں قائم رہتی ہیں۔ ۵۔ چونکہ سامری نے ساری قوم کے مشورہ اور ان کی مدد سے بچھڑا بنایا تھا۔ لہذا ساری قوم کو بنانے والا قرار دیا گیا اور چونکہ زیور بنی اسرائیل کے قبضہ میں تھا۔ اس لئے ان کا زیور کہا گیا۔ ورنہ وہ زیور فرعون کا تھا۔ ۶۔ اس طرح کہ سامری نے اس بچھڑے کے منہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک ڈالی جس سے اس میں زندگی پیدا ہو گئی۔ ۷۔ یعنی بنی اسرائیل جانتے تھے کہ رب وہ ہے جو قادر مطلق' علیم' خبیر اور ہادی ہو اور بواسطہ نبی مخلوق سے کلام فرمائے۔ پھر بھی وہ بچھڑے کو رب مان بیٹھے ۸۔ حضرت جبرئیل کی گھوڑی کی ٹاپ کی مٹی اگرچہ طیب و طاہر تھی مگر فرعونی سونا گندہ تھا۔ لہذا بچھڑے کی آواز سے لوگ گمراہ ہوئے۔ اسی طرح خبیث انسان کے علم سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ اگر یہ سونا طیب و طاہر ہوتا تو اس کی آواز سے لوگوں کو ہدایت ملتی' گمراہ نہ ہوتے۔ قرآن و حدیث روحانی ریڈیو کی پٹی ہے۔ اگر دل کا کنکشن حضور سے ہے تو قرآن سے ہدایت ملے گی اور اگر دل کا تعلق ابلیس سے ہے تو عالم پڑھائے گا قرآن مگر سکھائے گا طغیان۔ اللہ دل کا تعلق درست رکھے۔ جو ڈبہ انجن سے کٹ جائے اس کا کچھ کرایہ نہیں' نہ کچھ قدر و قیمت ہے۔ ۹۔ کیونکہ انہوں نے غیر خدا کی پوجا کی' بچھڑے کے سامنے ناچتے گاتے تھے۔ تفسیر روح البیان نے فرمایا کہ ناچنا گانا بجانا' ان بچھڑے کے پجاریوں کی سنت ہے صوفیاء کرام کا وجد بے اختیاری ہوتا ہے۔ جو اختیار سے یا ریا کے لئے وجد کرے

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى

تو ہم تباہ ہوئے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹا

قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ

غصہ میں بھرا جھنجھلایا ہوا ۱؎ کہا تم نے کیا بری میری جانشینی

مِنْۢ بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ

کی میرے بعد ۲؎ کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی اور تختیاں ڈال دیں ۳؎

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ

اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا ۴؎ کہا اے میرے ماں جائے قوم نے

الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ

مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں ۵؎ تو مجھ پر دشمنوں

بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

کو نہ ہنسا اور مجھے ظالموں میں نہ ملا

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ

عرض کی اے رب میرے مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے ۶؎ اور ہمیں اپنی رحمت کے اندر لے لے

وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا

اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے بیشک وہ جو بچھڑا لے

الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ

بیٹھے عنقریب انہیں ان کے رب کا غضب اور ذلت ۷؎ پہنچنا ہے

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

دنیا کی زندگی میں اور ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں بہتان بازوں کو ۸؎

وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا

اور جنہوں نے برائیاں کیں اور ان کے بعد توبہ کی

(بقیہ صفحہ ۲۶۷) وہ اسی سنت اسرائیلی کا عامل ہے۔ ۱۰۔ ہاتھوں کے بل گرنا کنایہ ہے شرمندہ اور نادم ہونے سے۔ یہ ہی توبہ کی حقیقت ہے کہ گزشتہ پر ندامت اور آئندہ کے لئے عہد ہو۔

۱۔ آپ کو جھنجھلاہٹ اور غصہ سامری پر تھا' نہ کہ حضرت ہارون علیہ السلام پر' کیونکہ رب نے موسیٰ علیہ السلام کو پہلے سے بتا دیا تھا کہ انہیں سامری نے گمراہ کیا ہے۔ لہٰذا اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ ۲۔ یہ خطاب حضرت ہارون علیہ السلام اور تمام مومنین سے ہے جو بچھڑے کی عبادت سے محفوظ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف اپنے کو درست کر لینا کافی نہیں' دوسروں کو بھی ہدایت دینا ضروری ہے ۳۔ اس ڈالنے سے تختیوں کی بے حرمتی مقصود نہ تھی' بلکہ جوش غضب میں یہ ہوا۔ جیسے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑ لینا اور انہیں مارنا۔ ورنہ کتاب اللہ کی بے حرمتی اور نبی کی اہانت کفر ہے۔ اور آپ کا یہ غضب رب کے لئے تھا نہ کہ نفس کے لئے' اس سے معلوم ہوا کہ ایسی غضب کی حالت میں انسان معذور ہوتا ہے۔ بے خودی پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔ مصری عورتوں نے بے خودی میں خود اپنے کو زخمی کر لیا اور کوئی گرفت نہ ہوئی ۴۔ معلوم ہوا کہ رب کے لئے غصہ کرنا سنت انبیاء ہے اور اس غصہ میں بڑے چھوٹے کا فرق اٹھ جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام رتبہ میں حضرت ہارون علیہ السلام سے بڑے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام عمر میں آپ سے بڑے تھے۔ اس کے باوجود آپ نے ان کی داڑھی پکڑ لی۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ انہوں نے تبلیغ میں کوتاہی فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ طیش میں جب انسان بے خود ہو جائے تو اس پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے' دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بڑے بھائی کی توہین کرنا جو نبی تھے' تورات کی تختیوں کو پٹک دینا۔ چونکہ یہ سب کچھ بے خودی میں ہوا لہٰذا اس پر کوئی گرفت نہ ہوئی۔ اس سے مجذوب فقراء کے متعلق بہت سے احکام مستنبط ہو سکتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب حالات نازک ہوں' اور خطرہ جان کا ہو تو تبلیغ نہ کرنا بھی جائز ہے۔ دیکھو حضرت ہارون علیہ السلام نے جب حالات بگڑتے دیکھے۔ تو گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رعب و دبدبہ رب کی طرف سے ہے جو کسی کسی کو ملتا ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قوم مرعوب ہوئی۔ حضرت ہارون علیہ السلام سے نہ ہوئی ۶۔ یہ دعا مغفرت امت کی تعلیم کے لئے ہے' ورنہ انبیاء کرام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں' اس لئے اپنے بھائی کو اس میں شامل فرمایا۔ حالانکہ بظاہر ان سے کچھ کوتاہی سرزد نہ ہوئی تھی۔ اس سے پتہ لگا کہ اگر استاد یا پیر' شاگرد یا مرید کو بلاوجہ بھی مار دے تو اس پر قصاص نہیں ۷۔ یعنی ماں' باپ' بھائی' برادر سب سے بڑھ کر تو مہربان ہے۔ یہ دعا آپ نے اس لئے مانگی کہ دوسرے لوگ یہ سن کر خوش نہ ہوں کہ بھائیوں میں چل گئی اور حضرت ہارون علیہ السلام کا غم غلط ہو جائے ۸۔ چنانچہ سامری بہت ذلیل و خوار ہو کر مرا' آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہو گا۔

وَاٰمَنُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٥٣﴾

اور ایمان لائے تو اس کے بعد تمہارا رب بخشنے والا مہربان ہے

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۚۖ

اور جب موسیٰ کا غصہ تھما تختیاں اٹھا لیں لہ

وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ

اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت ہے ان کے لئے جو اپنے رب سے

يَرْهَبُوْنَ ﴿١٥٤﴾ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا

ڈرتے ہیں ۲ے اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر مرد ہمارے وعدہ کے

لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ

لئے چنے ۳ے پھر جب انہیں زلزلہ نے لیا ۴ے موسیٰ نے عرض کی اے رب

شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا

میرے تو چاہتا تو پہلے ہی انہیں اور مجھے ہلاک کر دیتا ۵ے کیا تو ہمیں اس کام

بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ

پر ہلاک فرمائے گا جو ہمارے بے عقلوں نے کیا ۶ے وہ نہیں مگر تیرا آزمانا ۷ے

تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ

تو اس سے بہکائے جسے چاہے اور راہ دکھائے جسے چاہے ۸ے تو ہمارا

وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾

مولا ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر مہر کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ

اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی لکھ ۹ے اور آخرت میں

اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ

بے شک ہم تیری طرف رجوع لائے ۱۰ے فرمایا میرا عذاب میں جسے

لہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو اتنا غصہ آیا تھا کہ حالت جذب پیدا ہو گئی تھی اور جو کچھ صادر ہوا' اسی حالت جذب میں ہوا' اس حالت کے دور ہوتے ہی ادب و احترام سے تختیاں اٹھالیں۔ معلوم ہوا کہ بے خودی میں اگر عظمت والی کتاب ہاتھ سے گر جائے تو گناہ نہ ہو گا ۲ے۔ معلوم ہوا کہ اب اس ڈالنے کے بعد جو آپ نے تورات کو اٹھایا' تو اس میں تفصیل کل شئی باقی نہ رہی' اٹھالی گئی۔ صرف ہدایت اور رحمت باقی رہ گئی' ورنہ جب آپ کو تورات طور پر دی گئی تھی تو اس میں تفصیل کل شئی بھی تھی جیسا کہ پچھلے صفحہ میں گزرا۔ معلوم ہوا کہ قرآن تفصیل کل شئی کے لئے آیا بھی تھا اور باقی بھی رہا' اور تورات اولاً" تفصیل تھی مگر باقی نہ رہی۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳ے۔ موسیٰ علیہ السلام پہلی بار رب سے مناجات کرنے اور تورات لینے تشریف لے گئے تھے۔ اور اس بار مجرم اور گائے کے پجاری قوم کے نمائندے بن کر معذرت فرمانے کے لئے ستر آدمیوں کو لے کر تشریف لے گئے' کیونکہ بنی اسرائیل بارہ گروہ تھے۔ ہر گروہ میں سے ٦ آدمی چنے' ٢ بڑھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ستر آدمی لانے کا حکم ہوا ہے' تم بہتر ہو گئے۔ دو صاحب یہاں ہی رہ جائیں مگر رہ جانے کے لئے کوئی راضی نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ رہ جانے والے کو جانے والے کی طرح ہی ثواب ملے گا۔ یہ سن کر کالب اور یوشع علیہما السلام رہ گئے اور کل ستر آدمی آپ کے ہمراہ گئے۔ (روح) ۴ے۔ کوہ طور پر پہنچ کر موسیٰ علیہ السلام تو رب تعالیٰ سے ہمکلامی میں مشغول ہوئے اور ان ستر آدمیوں پر ایسا زلزلہ آیا کہ سب فوت ہو گئے۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ زلزلہ اس لئے آیا تھا کہ انہوں نے رب تعالیٰ کے دیکھنے کی آرزو کی تھی۔ خازن نے فرمایا کہ چونکہ یہ مومنین گائے کے پجاریوں سے علیحدہ نہ ہوئے تھے' ان کے ساتھ رہے تھے' اس لئے یہ زلزلہ میں گرفتار ہوئے۔ یہ ہی سیدنا ابن عباس کا قول ہے ۵ے۔ یعنی یہاں آنے سے پہلے بنی اسرائیل کے سامنے' تاکہ اس وقت مجھ پر ان کے قتل کی تہمت نہ لگتی۔ اب جو میں اکیلا واپس جاؤں گا تو بنی اسرائیل کہیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام ان کو مروا آئے ہیں۔ اے مولا! میری عزت تیرے ہاتھ میں ہے ٦ے۔ اس میں رب تعالیٰ پر اعتراض نہیں' بلکہ اس کی بارگاہ میں دعا کرنا مقصود ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستر آدمی بے ہوش نہ ہوئے تھے۔ بلکہ فوت ہی ہو گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس قصور کی وجہ سے یہ زلزلہ آیا' وہ ان سب سے صادر نہ ہوا تھا' بعض سے صادر ہوا تھا۔ یعنی دیدار الٰہی کی تمنا کرنا یا گائے کے پجاریوں کے ساتھ رہنا۔ یعنی ان لوگوں کو اپنا کلام سنانا' یا ان کا پجاریوں کے پاس رہنا۔ یا ان کا یہاں فوت ہو جانا تیرا امتحان ہے۔ یعنی تیرے امتحان میں سب پاس نہیں ہوتے۔ جسے تو چاہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ ۸ے۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بعض کے قصور کی وجہ سے کبھی بے قصوروں پر عتاب یا بلا آ جاتی ہے۔ گیہوں کے ساتھ گھن پس جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شفاعت نبی برحق ہے جس سے دنیا و دین کی آفتیں ٹل جاتی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سب کی یہ شفاعت فرمائی۔ جو ان کے کام آئی ۹ے۔ ہماری تقدیر میں دین و دنیا کی بھلائی لکھ دے یا فرشتوں کے صحیفوں میں اور کتاب لازوال میں آپ نے لکھنے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ تحریر پختہ مانی جاتی ہے۔ دنیا کی بھلائی سے توفیق خیر اور مخلوق میں اچھا ذکر اور تمام قوموں سے اشرف بنانا مراد ہے اور آخرت کی خیر سے قیامت میں مغفرت اور اظہار شان مراد ہے۔ ۱۰ے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اس سب جماعت یا ساری قوم کی طرف سے عرض کیا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر اپنی امت کے مختار مطلق ہوتے ہیں کہ ان کی توبہ

بقیہ صفحہ ۲۶۹) بارگاہ الٰہی میں پیش فرماتے ہیں۔
ا۔ یعنی اے موسیٰ آپ کی دعا کچھ ترمیم کے ساتھ قبول ہوئی۔ آپ تمام قوم کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگ رہے ہیں مگر آخرت کی بھلائی سب کو نہ ملے گی بعض کو ملے گی ۲۔ ہاں دنیا کی رحمت، رزق وغیرہ تمام مخلوق، مومن و کافر کو عطا ہوگی۔ اس میں موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا رد نہیں۔ بلکہ کچھ ترمیم کے ساتھ قبول فرمانا ہے ۳۔ یعنی اے موسیٰ علیہ السلام یہ شان تو امت محمدیہ کے پرہیزگاروں اور متقیوں کی ہے کہ دنیا و آخرت میں وہ میری خاص رحمتوں اور مخصوص عنایتوں میں ہوں گے

أَشَاءُ ۚ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا
چاہوں دوں ا، اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے ۲ تو عنقریب میں نعمتوں کو
لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم
ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر
بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٦﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ
ایمان لاتے ہیں ۳ وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے
النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا
غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے ۴
عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم
اپنے پاس توریت اور انجیل میں ۵ وہ انہیں بھلائی کا
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ
حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں
لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ
ان کے لئے حلال فرمائے گا ۶ اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا ۷ اور ان پر سے
عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ
وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا ۸
فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا
تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں ۹ اور اسے مدد دیں اور اس نور
النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾
کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا ۱۰ وہی بامراد ہوئے ۱۱
قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ
تم فرماؤ اے لوگو ۱۲ میں تم سب کی طرف اس اللہ کا

ان کے لئے یہ تمام فضائل لکھ دیئے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے نیک اعمال تو پچھلی امتوں کو بتائے مگر ان کی بدعملیاں ظاہر نہ فرمائیں کیونکہ یہ امت اگرچہ گنہگار ہے مگر محبوب کی امت ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے اوصاف حمیدہ توراۃ و انجیل میں مذکور تھے۔ جس کی وجہ سے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے بنی اسرائیل جانتے پہچانتے تھے۔ بلکہ حضور کی امت، حضور کے صحابہ کے فضائل بھی ان کتب میں تفصیل وار مذکور تھے۔ اس جگہ رب نے حضور کے سات فضائل موسیٰ علیہ السلام کو سنائے۔ وہ نبی ہیں امی یعنی ماں کے شکم سے علم والے ہیں، اچھی باتوں کا حکم فرمانے والے، بری باتوں کو حرام فرمانے والے، مشکل کشا، حاجت روا، دافع البلاء، صاحب الجود و العطا ہیں۔ جیسا کہ یضع عنھم الخ سے معلوم ہوتا ہے ۵۔ چنانچہ انجیل میں ہزارہا تبدیلیوں کے باوجود اب بھی ایسی آیتیں موجود ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریاں ہیں۔ چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی چھپی ہوئی یوحنا کی انجیل باب ۱۴، آیت ۱۶ میں یہ ہے اور باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا، کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔ مددگار پر حاشیہ میں ہے، وکیل یا شفیع، ظاہر ہے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد شفیع سوا ہمارے حضور کے اور کوئی نہیں آیا۔ جن کا دین منسوخ نہیں۔ پھر ۲۹۔۳۰ آیت میں ہے۔ اس کے بعد میں تم سے بہت باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے، اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں، اس کتاب کے ۱۶ویں باب کی ۷ آیت میں ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آوے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ (خزائن العرفان) ۶۔ یعنی جو حلال و طیب چیزیں بنی اسرائیل پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے حرام ہو گئیں تھیں وہ نبی آخر الزمان انہیں حلال فرما دیں گے۔ اور خبیث و گندی چیزوں کو حرام فرمائیں گے خیال رہے کہ خدا نے صرف چند چیزوں کو حرام فرمایا سور اور مردار وغیرہ۔ باقی تمام خبائث حضور نے حرام فرمائے۔ کتا بلی وغیرہ ۷۔ یعنی وہ رسول ان خبیث و گندی چیزوں کو حرام کریں گے جن میں سے بعض پچھلی شریعتوں میں حلال تھیں۔ جیسے شراب وغیرہ، معلوم ہوا، رب نے حضور کو حرام و حلال فرمانے کا اختیار دیا۔ یہاں حرام فرمانے والا حضور کو قرار دیا۔ ۸۔ یعنی توراۃ کے سخت احکام کو نرم فرمائیں گے۔ جیسے توبہ کے لئے قتل ہونا، اور گندے کپڑے کو جلانا، گندے جسم کو کاٹ ڈالنا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تعظیم قولاً عملاً ہر طرح لازم ہے بلکہ رکن ایمان ہے اور جو تعظیم حرام نہ ہو، وہ کی جائے، ثبوت کی ضرورت نہیں۔ سجدہ نہ کرو، باقی ہر طرح کی تعظیم کرو۔ ۱۰۔ یعنی قرآن و حدیث، کیونکہ حدیث بھی وحی الٰہی ہے، اس کی اتباع بھی ایسی ہی لازم ہے

۹ / ۶ / ۹

(بقیہ صفحہ ۲۷۰) جیسی قرآن کی' اس لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور کی میراث تقسیم نہ کی کہ حدیث نے یہی فرمایا تھا ۱۱۔ اس سے پتہ لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دنیا و آخرت میں بھلائی لکھ دینے کی دعا اپنی امت کے لئے فرمائی۔ تو رب نے فرمایا کہ یہ شان امت محمدی کی ہے۔ تمہاری امت کو نہیں مل سکتی۔ سبحان اللہ! اور ساتھ ہی حضور کے فضائل اور امت مرحومہ کے مناقب انہیں سنا دیئے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی امت پہلے بھی عالم میں مشہور تھی مگر اس امت کی نیکیاں شائع کر دی گئی تھیں اور ان کے گناہوں کا ذکر نہ کیا تھا بلکہ صحابہ کرام بھی مشہور کر دیئے گئے۔ رب فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

رسول ہوں لہ کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ۲ اسی کو ہے اس کے سوا ئے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ

کوئی معبود نہیں جلائے اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے

رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

رسول بے پڑھے ۳ غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں ۴

كَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَمِنْ

اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ اور موسیٰ کی

قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق کی راہ بتاتا اور اسی سے انصاف کرتا

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۭ وَاَوْحَيْنَآ

اور ہم نے انہیں بانٹ دیا بارہ قبیلے گروہ گروہ ۶ اور ہم نے وحی بھیجی

اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ

موسیٰ کو جب اس سے اس کی قوم نے پانی مانگا ۸ کہ اس پتھر پر

بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ

اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ

عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ وَظَلَّلْنَا

نکلے ۸ ہر گروہ نے اپنا گھاٹ پہچان لیا اور ہم نے ان پر

عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۭ

ابر سائبان کیا اور ان پر من و سلویٰ اتارا ۹

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا

کھاؤ ہماری دی ہوئی پاک چیزیں اور انہوں نے ہمارا کچھ

۱۲۔ اگرچہ حضور تمام مخلوق کے نبی ہیں مگر چونکہ انسان سب سے اشرف ہے باقی اس کے تابع' اس لئے صرف انسانوں کا ذکر فرمایا۔ رب فرماتا ہے لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا

۱۔ اس خطاب میں اس وقت کے موجودہ انسان اور قیامت تک ہونے والے سب داخل ہیں۔ سب پر آپ کی اطاعت واجب ہے۔ بلکہ اگر گزشتہ تمام انسان بھی داخل ہوں' تو مضائقہ نہیں کیونکہ حضور پر ایمان لانا سب پر لازم تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نبوت زمان و مکان سے مقید نہیں۔ اس لئے رب نے حضور کی رسالت کا عہد انبیاء کرام سے لیا تھا۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ خیال رہے کہ یہاں صرف انسانوں سے خطاب ہے۔ دوسری جگہ فرمایا گیا۔ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا رب اللہ ہے' اس کے نبی حضور ہیں ۲۔ یعنی اللہ کی بادشاہی زمین و آسمان میں ہے' ایسے ہی میری نبوت زمین و آسمان میں ہے وزیر اعظم کی وزارت ساری مملکت میں ہوتی ہے ۳۔ یہاں ماں کے پیٹ سے عالم بغیر کسی سے پڑھے ہوئے' جہان کے معلم' امی کے معنی ہیں ماں والے' یعنی ماں کے شکم سے عالم پیدا ہونے والے' صلی اللہ علیہ وسلم ۴۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاواسطہ رب پر ایمان لائے اور تم ان کے وسیلہ اور ان کے توسط سے ایمان لاؤ۔ معلوم ہوا کہ نفس ایمان میں ہم اور حضور میں فرق ہے۔ حضور کی اتباع کے معنی ہیں بے سوچے سمجھے ان کی اطاعت کرنی' اپنے آپ کو ان کے ہاتھ میں ایسے دے دینا جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں۔ ۵۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی بہت سی امت گمراہ ہو گئی۔ مگر ایک جماعت حق پر بھی قائم رہی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہ حق پرست قوم خفیہ طور پر ان نافرمانوں سے علیحدہ ہو کر چین کے ماوراء میں آباد ہو گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں ان سے ملاقات کی اور انہوں نے حضور کو موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچایا حضور پر ایمان لائے (روح البیان) ۶۔ یہ دوسرا واقعہ ہے اور اس سے موسیٰ علیہ السلام کی ساری جماعت مراد ہے۔ نہ وہ خاص مومنین جو چین میں آباد تھے۔ چونکہ یہ یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کی اولاد میں تھے' اس لئے ہر قبیلہ کو امتیاز کے لئے علیحدہ کیا گیا اور میدان تیہ میں ان کے لئے علیحدہ علیحدہ جگہ بنا دیں ۷۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتیں اس کے محبوبوں سے مانگنا جائز ہے کہ پانی دینا رب کا کام ہے مگر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مانگا اور رب نے اس پر اعتراض نہ کیا ۸۔ اس میں موسیٰ علیہ السلام کے بڑے معجزے کا ذکر ہے کہ لاٹھی مار کر پتھر سے بارہ چشمے مقام تیہ میں نکال دیئے۔ مگر ہمارے حضور نے انگلیوں سے پانچ چشمے جاری فرما دیئے ۹۔ من ایک میٹھا حلوہ تھا جو رات کو شبنم کی طرح جم جاتا تھا۔ چونکہ یہ نعمت بلامنت ملتی تھی اس لئے من یعنی رب کا احسان و عطیہ کہلاتی تھی۔ اور سلویٰ قدرتی

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ

نقصان نہ کیا لیکن اپنی ہی جانوں کا برا کرتے تھے ۱ اور یاد کرو جب ان سے فرمایا گیا

اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ

اس شہر میں بسو ۲ اور اس میں جہاں چاہو کھاؤ ۳

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ

اور کہو گناہ اترے اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہو ہم تمہارے

لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ

گناہ بخش دیں گے ۴ عنقریب نیکوں کو زیادہ عطا فرمائیں گے تو ان میں کے

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ

ظالموں نے بات بدل دی ۵ اس کے خلاف جس کا انہیں حکم تھا

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا

تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیجا ۶ بدلہ ان کے

يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع وَسْـَٔــلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ

ظلم کا اور ان سے حال پوچھو اس بستی کا ۷ کہ دریا

حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ

کنارے تھی جب وہ ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھتے ۸ جب

تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ

ہفتے کے دن ان کی مچھلیاں پانی پر تیرتی ان کے سامنے آتیں اور جو دن

لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا

ہفتے کا نہ ہوتا نہ آتیں اسی طرح ہم انہیں آزماتے تھے

كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ

ان کی بے حکمی کے سبب ۹ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا ۱۰

وقف لازم — معانقة — النصف

(بقیہ صفحہ ۲۷۱) پرندوں کے نمکین کباب۔

۱۔ کہ انہوں نے مَنّ وسلوٰی کی قدر نہ جانی' دوسری غذائیں مانگیں نیز کچھ شکریہ ادا نہ کیا جس سے من و سلوٰی اترنا بند ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی نحوست سے اللہ کی نعمتیں چھن جاتی ہیں ۲۔ اس شہر سے مراد بیت المقدس ہے جو انبیاء کرام کا شہر ہے۔ معلوم ہوا کہ مقدس شہر میں رہنا سہنا بھی اللہ کی ایک نعمت ہے۔ مدینہ والے خوش نصیب ہیں کہ دیار محبوب میں رہتے ہیں۔ ان کے شہر میں مرنا بھی رحمت ہے یہ شہر بیت المقدس یا مقام اریحا تھا۔ اریحا میں قوم جبارین رہتی تھی۔ عمالقہ جن کا سردار عوج بن عنق تھا (روح) یعنی تم کو عام اجازت ہے کہ ان کافروں کے باغات اور کھیتیاں کھاؤ پیو۔ تم کو نہ شرعاً ممانعت ہو گی نہ کسی اور کی طرف سے' کیونکہ غازی مسلمان حربی کفار کی ہلاکت کے بعد ان کے مال کھا سکتے ہیں۔ یا بیت المقدس کی ہر چیز خرید کر کھاؤ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے شہر کی تعظیم چاہیے اور بزرگوں کے قرب سے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ گناہ بخشوانے کے لئے بزرگوں کے شہر میں جانا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ اور عبادت بزرگوں کے شہر میں زیادہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ ان سے فرمایا گیا کہ وہاں جا کر یہ کہو حطۃ یہ بنی اسرائیل بجائے حطۃ کے حنطۃ کہتے ہوئے شہر میں گئے جس کے معنی ہیں گندم دے۔ مغفرت مانگنے کا حکم تھا۔ گندم مانگتے گئے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ وظیفے کے الفاظ نہ بدلے جائیں۔ ورنہ اثر نہ ہو گا۔ جس طرح شیخ سے وظیفہ پہنچے۔ اسی طرح پڑھا جائے۔ ۶۔ وہ عذاب طاعون کی وبا تھی جس سے ایک ساعت میں چوبیس ہزار اسرائیلی فوت ہو گئے۔ اب یہ طاعون مسلمانوں کے لئے رحمت ہے جو کوئی صابر ہو کر اس سے مرے وہ شہید ہے' جہاں طاعون ہو وہاں نہ جاؤ۔ اور اگر تمہاری جگہ پر طاعون آ جائے تو نہ بھاگو جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ ۷۔ وہ بستی شہر ایلہ تھی جو مدین اور طور کے درمیان دریا کے کنارے پر واقع تھی۔ یا طبریہ شام یا خود مدین تھی۔ بہرحال یہ بڑا شہر تھا۔ عربی میں شہر کو بھی قریہ کہہ دیتے ہیں۔ ان کا گزارہ مچھلیوں پر تھا اور ہفتہ کے دن شکار کرنا ان پر حرام تھا۔ قدرت خدا ہفتہ کو مچھلیاں بہت نمودار ہوتیں۔ آگے پیچھے بہت کم۔ ان سے صبر نہ ہو سکا اور بہت سے آدمی ہفتہ کو شکار کر بیٹھے جس سے ان پر عذاب آ گیا۔ ۸۔ جیسے اسلام میں جمعہ عظمت والا دن ہے ایسے ہی یہودیوں کے نزدیک ہفتہ معظم دن تھا۔ اس دن ان پر شکار اور دنیاوی کاروبار حرام تھے۔ اسلام میں صرف جمعہ کی اذان سے نماز تک فقط ان لوگوں پر کاروبار حرام ہے جن پر نماز جمعہ فرض ہے۔ مسلمانوں پر اللہ کی خاص رحمت ہے۔ ۹۔ ایلہ والے تین گروہ ہو گئے۔ ایک وہ جنہوں نے ہفتہ کو شکار کر لیا۔ دوسرے وہ جو ان سے علیحدہ ہو گئے۔ اور انہیں بہت منع کیا یہاں تک کہ علیحدہ محلہ میں چلے گئے اور درمیان میں دیوار بنا لی۔ تیسرے وہ جنہوں نے خاموشی اختیار کی۔ نہ شکار کیا نہ کرنے والوں کو منع کیا۔ ۱۰۔ یہ تیسرے گروہ کا ذکر ہے جنہوں نے خاموشی اختیار کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ اس پر بالکل راضی نہ تھے بلکہ ان سے مایوس تھے اس لئے غالب یہ ہے کہ یہ لوگ بھی نجات پا گئے کیونکہ کفر سے راضی ہونا کفر ہے۔

لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ

کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جنہیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت

عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ

عذاب دینے والا ۱ بولے تمہارے رب کے حضور معذرت کو اور شاید انہیں

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ

ڈر ہو پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انہیں ہوئی تھی

اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ

ہم نے بچالئے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے ۲ اور ظالموں کو برے

ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾

عذاب میں پکڑا ۳ بدلہ ان کی نافرمانی کا

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً

پھر جب انہوں نے ممانعت کے حکم سے سرکشی کی ہم نے ان سے فرمایا ہو جاؤ بندر

خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى

دھتکارے ہوئے ۴ اور جب تمہارے رب نے حکم سنا دیا کہ ضرور قیامت کے دن تک

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ

ان پر ایسے کو بھیجتا رہوں گا ۵ جو انہیں بری مار چکھائے ۶ بیشک

رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۚۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾

تمہارا رب ضرور جلد عذاب والا ہے ۷ اور بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ

اور انہیں ہم نے زمین میں متفرق کر دیا گروہ گروہ ۸ ان میں کچھ نیک ہیں

وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ

اور کچھ اور طرح کے ۹ اور ہم نے انہیں بھلائیوں اور برائیوں سے آزمایا ۱۰

ا۔ معلوم ہوا کہ جس کے ایمان کی امید نہ رہے اسے تبلیغ نہ کرنا' اس سے کنارہ کشی کر لینا بھی جرم نہیں ہے لیکن تبلیغ کرنا بہتر ہے۔ ۲۔ تیسری جماعت یعنی کنارہ کشی کرنے والوں کا ذکر نہ ہوا۔ ظاہر یہ ہے کہ وہ بھی نجات پا گئے کیونکہ پکڑ صرف ظالموں کی ہوئی اور وہ ظالموں سے نہ تھے اور نہ ظالموں سے راضی ۳۔ اس طرح کہ داؤد علیہ السلام نے انہیں بددعا دی اور وہ رات کو اپنے گھروں میں گئے اور تمام بندر بن گئے۔ صبح کو جب نکلے تو مومنین تحقیقات کے لئے دیوار پر چڑھے۔ دیکھا وہاں بندر بھرے ہیں۔ اس طرف کو دے وہ بندر ان کے پاس جمع ہو گئے۔ ہر ایک کو پہچانتے اور روتے تھے مگر بات نہ کر سکتے تھے۔ تیسرے دن سب ہلاک ہو گئے۔ یہ موجودہ بندر ان کی نسل سے نہیں کیونکہ مسخ شدہ قوم کی نسل نہیں چلتی ۴۔ اس طرح کہ ان کی شکلیں تو بندروں کی سی ہو گئیں مگر نفس ناطقہ اور روح انسانی ہی رہی۔ لہٰذا اس سے آریہ آواگون کے مسئلہ پر دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ آواگون میں روح اور نفس میں تبدیلی ماننی پڑتی ہے۔ روح کی تبدیلی ناممکن ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا' بعض قوموں کا سور بن جانا اسی قبیل سے ہے ۵۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود پر بخت نصر' سنجاریب' اور رومی عیسائی بادشاہوں کو مسلط فرمایا' جو اپنے زمانوں میں یہود کو سخت ایذائیں پہنچاتے رہے۔ پھر مسلمان سلاطین ان پر مقرر ہوئے۔ پھر انگریزوں کی غلامی میں رہے اور اب اگرچہ فلسطین میں یہود کی سلطنت قائم ہو گئی ہے مگر انشاء اللہ یہ سلطنت عارضی ہو گی اور یہ سلطنت کسی بڑی ذلت کا پیش خیمہ ہو گی۔ جیسے کسی کمزور کو کسی پہلوان کے مقابل اکھاڑے میں کھڑا کر دیا جائے تاکہ شکست کا مزہ اور ذلت کا لطف اٹھائے۔ ۶۔ یعنی وقتاً فوقتاً" یہود پر قیامت تک سختی کرنے والے بادشاہ اور حکام مقرر ہوتے رہیں گے جو انہیں ایذائیں پہنچاتے رہیں گے اس سے پتہ لگا کہ کبھی آباؤ اجداد کے گناہ کا نتیجہ اولاد کو بھی دیکھنا پڑتا ہے۔ خصوصاً جب یہ اولاد ان کی ایسی حرکات سے راضی ہو۔ کیونکہ شکار تو خاص جماعت نے کیا تھا اور تاقیامت ان کی اولاد پر یہ عذاب آتا رہے گا ۷۔ یعنی یہود پر رب تعالیٰ کا عذاب اس کے علاوہ ہو گا جو بوقت موت اور قبر و حشر میں ان پر مسلط ہو گا۔ ۸۔ یعنی انہیں دنیا میں یکجا نہ رکھا بلکہ انہیں بکھیر دیا۔ یہ بھی خدا کا عذاب تھا' کیونکہ قوم کا بکھر جانا اس کی طاقت کو ختم کر دیتا ہے۔ نیز ان کی جماعتیں متفرق کر دیں کہ ہمیشہ ان کا آپس میں دھول جوتا ہوتا رہا۔ ۹۔ یعنی اے محبوب! موجودہ یہودیوں میں کچھ نیک بھی ہیں جیسے عبداللہ بن سلام اور کعب احبار وغیرہ جو آپ پر ایمان لائے۔ اور کچھ خراب ہیں۔ جو برابر دین بدلنے پر ڈٹے ہوئے جیسے موجودہ عام یہودی ۱۰۔ اس طرح کہ کبھی ان پر ارزانی' تندرستی' عزت دنیاوی کے دروازے کھول دیئے اور کبھی ان پر قحط' بیماریاں' مصیبتوں' ذلتوں کو مسلط کر دیا۔ کیونکہ بعض تو مصیبت میں رب کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بعض راحتوں میں۔

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

کہ وہ رجوع لائیں پھر انکی جگہ کے بعد وہ ناخلف آئے ۱ کہ

وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى

کتاب کے وارث ہوئے اس دنیا کا مال لیتے ہیں ۲ اور کہتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ

کہ اب ہماری بخشش ہو گی ۳ اور اگر ویسا ہی مال ان کے پاس اور آئے

يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ

تو لے لیں ۴ کیا ان پر کتاب میں عہد نہ لیا گیا

اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا

کہ اللہ کی طرف نسبت نہ کریں مگر حق ۵ اور انہوں نے اسے

فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ

پڑھا اور بے شک پچھلا گھر بہتر ہے پرہیز گاروں کو

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ

تو کیا تمہیں عقل نہیں ۶ اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں ۷ اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

انہوں نے نماز قائم رکھی ہم نیکوں کا نیگ نہیں گنواتے

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا

اور جب ہم نے پہاڑ ان پر اٹھایا ۸ گویا وہ سائبان ہے اور سمجھے

اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا

کہ وہ ان پر گر پڑے گا ۹ لو جو ہم نے تمہیں دیا زور سے اور یاد کرو

مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ

جو اس میں ہے کہ کہیں تم پرہیزگار ہو ۱۰ اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے

ع ۹ / ۱۱

۱۔ یعنی حضور کے زمانے میں موجودہ یہودی (مدارک) جنہوں نے تورات کا علم حاصل کر کے غلط استعمال کیا۔ ۲۔ یعنی رشوت لے کر شریعت کا حکم بدل دیتے تھے، جھوٹے فتوی دیتے تھے۔ لہذا قرآن چھاپ کر فروخت کرنا۔ تعلیم قرآن پر اجرت لینا اس سے علیحدہ ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ رب پر امن کفر ہے۔ اس سے امید ایمان ہے۔ یہ رب پر امن تھی امید میں انسان گناہوں سے توبہ کرلیتا ہے۔ امن میں اور زیادہ گناہ کرتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ سمجھ کر گناہ کرنا کہ کل توبہ کرلیں گے، یہ بھی رب پر امن کی ایک قسم ہے ۴۔ یہود میں کوئی قاضی ایسا نہ تھا جو رشوت نہ لیتا تھا، دوسرے اسے ملامت کرتے تھے۔ مگر جب وہ قاضی مرجاتا اور یہ ملامت کرنے والے خود قاضی مقرر ہوتے تو یہ بھی رشوت لینی شروع کر دیتے ۵۔ یعنی تورات میں ان بدنصیبوں نے پڑھا ہے کہ گناہ پر قائم رہنے والے کو نہ بخشا جائے گا یہ جانتے ہوئے وہ رشوت خوری پر قائم ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ گناہ بھی بخش دیا جائے گا۔ یہ دیدہ دانستہ رب پر تہمت ہے۔ خیال رہے کہ ہر صغیرہ گناہ ہمیشہ کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ بمقابلہ جاہل کے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اکثر عالم گناہ کر کے اسے جائز ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیز عالم کے پیرو کار اس گناہ میں بھی عالم کی پیروی کرتے ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ موت، قبر، حشر، پلصراط اور تمام آئندہ حالات نیک کاروں کے لئے اللہ کی رحمت ہیں اور بدکاروں کے لئے رب کا عذاب۔ ۷۔ شان نزول: یہ آیت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان جیسے علماء یہود کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے تورات کو نہ بدلا نہ چھپایا۔ اس کی بدولت وہ حضور پر ایمان لائے۔ اور جلیل القدر صحابی ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ۸۔ جبریل علیہ السلام نے وہ پہاڑ اکھیڑ کر ان پر سائبان کی طرح لاکھڑا کیا۔ مگر چونکہ رب تعالٰی کے محبوب بندوں کا کام رب کا کام ہے لہذا فرمایا گیا کہ ہم نے اکھیڑا ۹۔ یہ دیکھ کر سب اسرائیلی سجدے میں گر گئے، مگر اس طرح کہ دایاں رخسارہ زمین پر رکھا اور بائیں آنکھ سے پہاڑ کو دیکھ رہے تھے کہ کہیں گر نہ جائے چنانچہ یہود اب تک ایسے ہی سجدہ کرتے ہیں۔ پیشانی زمین پر نہیں رکھتے (خزائن العرفان) ۱۰۔ جب پوری تورات ایک دم موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس لائے تو وہ اس کی پابندیاں دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور قبول سے انکار کر دیا۔ تب ان پر طور یا فلسطین کا کوئی پہاڑ جس کا سایہ ایک کوس میں تھا، جڑ سے اکھیڑ کر ان پر سائبان کی طرح کر دیا گیا اور کہا گیا کہ قبول کرو ورنہ تم پر گرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ۲۳ سال میں آہستہ آہستہ اترنا بھی اللہ کی رحمت ہے اس طرح عمل آسان ہوا۔ آزاد طبیعت ایک دم سارے احکام کی پابندی نہیں کر سکتی۔

۱۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد اور اولاد کی پشت سے ان کی اولاد اس طرح قیامت تک ہونے والے لوگ چیونٹیوں کی شکل میں پھیلائے گئے۔ ۲۔ یعنی بعض کو بعض پر گواہ بنایا' اس طرح کہ اولا" ان کے دلوں میں توحید کے دلائل قائم فرمائے جس سے انہوں نے توحید کا اقرار کیا۔ پھر ایک دوسرے کو اس پر گواہ بنالیا گیا ۳۔ یہ عہد و میثاق عام روحوں سے لیا گیا۔ جن میں انبیاء' اولیاء' مومنین' کفار' منافقین سب ہی تھے۔ سب سے پہلے بلٰی ہمارے حضور کی روح انور نے کہا۔ حضور سے سن کر تمام نبیوں کی روحوں نے بلٰی کہا۔ انبیاء سے سن کر دیگر مخلوق نے' مگر کفار نے مجبورا" کہا' مومنین نے خوشی سے ۴۔ یعنی توحید اور دلائل توحید کی' رب نے یہاں اقرار لے لیا۔ پھر انبیاء کے ذریعے تمہیں اس اقرار کی خبر دی جاوے گی۔ جیسے ماں اپنے بچے کو اس کے لڑکپن کی بھولی ہوئی باتیں سناتی ہے تو بچہ مان لیتا ہے۔ ایسے ہی پیغمبر نے ہم کو ہمارا بھولا ہوا عہد یاد دلایا۔ ماننا چاہیے لہٰذا تم یہ نہ کہہ سکو گے کہ ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔ یہ اقرار منہ بند کرنے کو ہے ۵۔ یعنی اس عہد و اقرار کے بعد تم اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم کفر و شرک میں اس لئے بے قصور ہیں کہ ہمارے باپ دادا مشرک تھے' ہم ان کی وجہ سے مشرک ہوئے۔ قصور اس میں ان کا ہے نہ کہ ہمارا اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام میں بے علمی معتبر نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ محض تقلید سے دین اختیار نہ کرنا چاہیے۔ ۶۔ یعنی چونکہ قرآن کریم تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے۔ اور لوگوں میں سے بعض ڈر سے' بعض لالچ سے بعض دلائل سے مانتے ہیں۔ لہٰذا اس قرآن کریم میں ہر طرح کی آیات مذکور ہیں۔ کہ جو جس چیز سے مان سکے مان لے ۷۔ یعنی بلعم بن باعورا جو بنی اسرائیل کا بڑا عالم و عابد تھا' معلوم ہوا کہ علم سے ایمان نہیں ملتا۔ ایمان رب کے فضل سے ملتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کا ملنا اور ہے اور ایمان کا سنبھالنا کچھ اور' اللہ ایمان پر قائم رکھے۔ آمین! ۸۔ معلوم ہوا کہ جو نبی کی غلامی سے نکل جاوے وہ اللہ کی کتاب' اللہ کی رحمت' اللہ کے فضل' ایمان و عرفان غرضیکہ سب سے نکل جاتا ہے۔ بلعم نے یوشع علیہ السلام پر بددعا کرنی چاہی تو تمام چیزوں سے نکال دیا گیا۔ ۹۔ بلعم بن باعورا بنی اسرائیل کا بڑا عالم و عابد تھا' اسم اعظم جانتا تھا' مقبول الدعاء تھا' جبارین کی بستی میں رہتا تھا۔ جب یوشع علیہ السلام نے اس بستی پر حملہ کیا تو قوم جبارین کی ایک جماعت اس کے پاس آئی اور بولی کہ ہم تیرے پڑوسی ہیں۔ ہمارے لئے دعا اور یوشع علیہ السلام کے لئے بددعا کر۔ اولا" تو اس نے انکار کیا مگر قوم کے تحفے اور بیوی کی ضد کی وجہ سے پہاڑ پر جا کر بددعا کرنے لگا۔ تو اس کے منہ سے بددعا میں بجائے یوشع علیہ السلام کے اپنی قوم کا نام نکلتا تھا۔ پھر اس کی زبان نکل پڑی' سینے تک آ گئی اور وہ کتے کی طرح ہانپنے لگا۔ اسی حالت میں ہلاک ہو گیا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ محض قرآن جاننے' قرآن پڑھنے سے بلندی نہیں ملتی۔ یہ تو اللہ کے فضل و کرم سے ملتی ہے۔ منافقین بھی قرآن کریم پڑھتے تھے۔ دیکھو رب نے فرمایا کہ اگر ہم چاہتے تو تورات شریف کی آیتوں کی وجہ سے اس کو بلندی بخشتے۔ ۱۱۔ علماء کو نفسانی خواہش کا تابع نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ربانی عالم بنائے' شیطانی یا نفسانی عالم نہ بنائے کہ حضور سے عداوت رکھ کر لوگوں کو قرآن سناتا پھرے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا گستاخ عالم کتے کی مثل ہے رب کے نزدیک کہ نہ دنیا میں عزت نصیب ہو' نہ آخرت میں۔ کیونکہ بلعم بن باعورا رب کا منکر نہ ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام کا مخالف ہو گیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتا بنا کر ہلاک کر دیا۔ علم وہی نافع ہے جو ایمان کا ذریعہ ہو۔

معانقہ

بَنِیٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ

رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی ۱ اور انہیں خود ان پر

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا

گواہ کیا ۲ کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے ۳

اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾

کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی ۴

اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّیَّةً

یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے

مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾

بعد بچے ہوئے تو کیا تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کیا ۵

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾

اور ہم اسی طرح آیتیں رنگ رنگ سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کہیں وہ پھر آئیں

وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ

۶ اور اے محبوب انہیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں ۷ تو وہ ان سے

مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ

صاف نکل گیا ۸ تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا ۹ اور ہم

شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ

چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے اٹھا لیتے ۱۰ مگر وہ تو زمین پکڑ گیا

وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ

اور اپنی خواہش کا تابع ہوا ۱۱ تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو

یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ

زبان نکالے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے ۱۲ یہ حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری

ا۔ یعنی تاقیامت نبی کے دشمن آیات الٰہیہ کے منکروں کا حال ان کتوں کا سا ہو گا۔ یہ نہ سمجھو کہ بلعم بن باعورا ایک ہی تھا جو مرگیا تھا' بلکہ تاقیامت ایسے بلعم ہوتے رہیں گے۔ ٢۔ معلوم ہوا کہ عقل اور علم جب ہی درست کام کرتے ہیں جب اللہ کا فضل شامل حال ہو۔ شیطان کا علم و عقل اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا کہ فضل شامل حال نہ تھا۔ رب کے گمراہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان کے اپنے ارادے کی وجہ سے رب اس میں گمراہی پیدا کر دے۔ جیسے قتل کے وقت رب تعالیٰ مقتول میں موت پیدا فرما دیتا ہے۔ لہٰذا اس گمراہی میں بندہ مجرم ہے۔ جیسے قتل میں قاتل سزا کا مستحق ہے ٣۔ معلوم ہوا کہ کافر جن جہنم میں جائیں گے۔ لیکن ان کے جنت میں جانے کی کوئی صریح آیت نہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ نیک جن جانوروں کی طرح مٹی بنا دیئے جائیں گے۔ ان کا ثواب یہی ہے کہ عذاب سے بچ جاویں ٤۔ معلوم ہوا کہ جو زبان حمد الٰہی و نعت پیغمبر نہ بولے' وہ گونگی ہے۔ جو کان اللہ کا کلام نہ سنیں۔ وہ بہرے ہیں۔ جو آنکھ اس کی دلیلیں نہ دیکھے وہ اندھی ہے کیونکہ اپنے مقصود پیدائش کو ادا نہیں کرتی یہ بھی معلوم ہوا کہ جن و انس میں ہدایت پر کم ہیں اور گمراہ زیادہ۔ اسی لئے قیامت میں آدم علیہ السلام کو حکم ہو گا کہ اپنی اولاد میں سے فی ہزار ایک جنت کا حصہ نکالو اور ۹۹۹ دوزخ کا حصہ ٥۔ معلوم ہوا کہ انسان اگر ٹھیک رہے تو فرشتوں سے بڑھ جاوے۔ اور اگر الٹا چلے تو جانوروں سے بھی بدتر ہو جاوے کہ جانور تو اپنے برے بھلے کو جانتا ہے۔ یہ نہیں جانتا۔ کتا سونگھ کر منہ ڈالتا ہے مگر یہ انسان بغیر تحقیق ہی حرام حلال سب کھا جاتا ہے ٦۔ شان نزول۔ ابو جہل کہتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اور وہ اللہ اور رحمان دو کو پکارتے ہیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری۔ حدیث شریف میں ہے' کہ اللہ کے ۹۹ نام ہیں جس نے انہیں یاد کر لیا جنتی ہو گیا۔ خیال رہے کہ رب کے نام اور حضور کے نام ایک ہزار ہیں۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان ناموں کو یاد کرنا جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ یہ مطلب نہیں' کہ اس کے صرف ننانوے نام ہیں ٧۔ خیال رہے کہ خدا اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے بلکہ مالک کا ترجمہ ہے۔ گویا اس کا ایک وصف ہے۔ لہٰذا اُسے خدا تو کہہ سکتے ہیں مگر رام یا پربھو نہیں کہہ سکتے۔ جیسے ستار کا ترجمہ پردہ پوش کر لیا جاوے۔ ٨۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو ایسے ناموں سے یاد کرنا جو اس کی شان کے لائق نہ ہوں' یا جن کے ایک معنی تو اچھے ہوں' دوسرے برے' ناجائز ہے۔ اسے میاں نہ کہو' رام' کرشن' وغیرہ ناموں سے نہ پکارو' حق یہ ہے کہ رب تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں۔ یعنی شریعت سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں ٩۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انشاء اللہ ہمیشہ حق پرستوں کی جماعت دنیا میں رہے گی۔ دوسرے یہ کہ اہل حق جس مسئلہ پر اجماع کر لیں' وہ حق اور یقیناً" درست ہے۔ تیسرے یہ کہ اہل حق کو اہل باطل انشاء اللہ نقصان نہ پہنچا سکیں گے' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾

آیتیں جھٹلائیں تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں ١

سَآءَ مَثَلَا ِۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ

کیا بری کہاوت ہے ان کی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جان

كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ

کا برا کرتے تھے جسے اللہ راہ دکھائے تو وہی راہ پر ہے

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ

اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے ٢ اور بیشک

ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ

ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن ٣ اور آدمی وہ دل رکھتے ہیں

لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَ

جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور

لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ

وہ کان جن سے سنتے نہیں ٤ وہ چوپایوں کی طرح ہیں

بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ

بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ٥ وہی غفلت میں پڑے ہیں اور اللہ ہی کے ہیں بہت

الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ

اچھے نام ٦ تو اسے ان سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں

فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ

حق سے نکلتے ہیں ٧ وہ جلد اپنا کیا پائیں گے ٨ اور ہمارے

خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ ع

بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائیں اور اس پر انصاف کریں ٩

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ؕ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ؔۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ

اور جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں جلد ہم انہیں آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دوں گا بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے کیا سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو جنون سے کچھ علاقہ نہیں وہ تو صاف ڈر سنانے والے ہیں کیا انہوں نے نگاہ نہ کی آسمانوں اور زمین کی سلطنت میں اور جو جو چیز اللہ نے بنائی اور یہ کہ شاید ان کا وعدہ نزدیک آگیا ہو تو اس کے بعد کون سی بات پر یقین لائیں گے جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور انہیں چھوڑتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کو ٹھہری ہے تم فرماؤ اس کا علم تو میرے رب کے پاس ہے اسے وہی اس کے وقت پر ظاہر کرے گا بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں تم پر نہ آئے گی مگر اچانک تم سے ایسا پوچھتے ہیں گویا

۱۔ معلوم ہوا کہ بدکار کو دنیا کی نعمتیں ملنا رب کی ڈھیل ہے جس سے اس کی سرکشی اور بڑھ جاتی ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی مجنون' گونگے بہرے نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ حضرات تبلیغ کرنے دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ اور یہ عیوب تبلیغ میں حارج ہیں موسیٰ علیہ السلام پر دیدار جمال الٰہی سے عارضی غشی ایسی طاری ہوئی تھی جیسے رات کو نیند' قادیانی مرزا نے خود لکھا ہے کہ مجھے مراق ہے مراق جنون کی ایک قسم ہے لہٰذا وہ اپنی تحریر سے خود ہی دعوئی نبوت میں جھوٹا ہے ۳۔ یہاں نظر سے مراد یا تو بصارت سے دیکھنا ہے یا بصیرت سے غور کرنا ہے اور ملکوت اس تکوینی ملکیت کو کہتے ہیں جو اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں' اس لئے دنیاوی بادشاہوں کو ملک کا مالک کہہ دیتے ہیں۔ مگر ملکوت کا مالک نہیں کہتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ہیئت و سائنس پڑھنا ثواب ہے۔ اگر اس کو معرفت الٰہی کا ذریعہ بنایا جائے' یہ بھی پتہ لگا کہ جیسے نماز و روزہ وغیرہ عبادات ادا کرنے چاہئیں ایسے ہی عالم کی چیزوں میں غور و فکر بھی کرنا چاہیے کہ اس سے معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے اسی لئے رب تعالیٰ نے اس کا جگہ جگہ قرآن کریم میں حکم دیا۔ ۴۔ آسمان و زمین کے علاوہ اور تمام مخلوق میں جہاں تک ہمارے علم کی رسائی ہے' جیسے چاند' تارے' نباتات' پہاڑ' درخت وغیرہ بلکہ خود ہماری ہستی ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان ہر وقت کو اپنا آخری وقت سمجھے' اور کسی نیکی کو آئندہ کے لئے نہ چھوڑے۔ لمبی امیدیں کفار کی غفلت ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ قرآن آخری کتاب ہے اور حضور آخری نبی' جسے حضور سے یا قرآن سے ایمان نہ ملا اسے کہیں سے نہیں مل سکتا۔ جو حضور کے دروازے سے محروم ہے' وہ رب ہی کے گھر سے محروم ہے ۷۔ اس طرح کہ اس کی گمراہی اللہ کے علم میں آچکی ہو یا اس کی بدکاریوں کے باعث رب نے گمراہی کی مہر اس کے دل پر کر دی ہو' وہ ہدایت پر نہیں آسکتا' اور جس کی گمراہی عارضی ہو' وہ صحبت نیک وغیرہ سے ہدایت پر آجاتا ہے۔ جیسے کوئلہ سفید نہیں ہو سکتا مگر عارضی سیاہی دھل سکتی ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کا کسی بندے کو چھوڑ کر اس سے بے پرواہ ہو جانا عذاب ہے کہ بندہ کفر و شرک طغیانی کرتا رہے کوئی پکڑ نہ ہو اور بندہ کی معمولی بات پر گرفت ہو جانا' اس کی رحمت ہے۔ آدم علیہ السلام کی ایک بے قصد خطا پر گرفت فرمائی۔ یہ اس کا کرم خاص تھا۔ ۹۔ شان نزول۔ ایک بار یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ فرمائیں قیامت کب آئے گی۔ ہم کو قیامت کی تاریخ کا پتہ ہے۔ ان کی تردید میں یہ آیت آئی (روح' خزائن) یہود نے حضور کا امتحان لینے کی غرض سے یہ جھوٹ بولا تھا کہ ہمیں اس کی خبر ہے ۱۰۔ اس آیت میں قیامت کا علم حضور کو دینے کا انکار نہیں۔ بلکہ اس سے سکوت ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم دیا۔ خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت ان دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ہیں اور فرمایا کہ قیامت جمعہ کو ہوگی۔ ہزارہا نشانیاں قیامت کی ارشاد فرمائیں۔ اسی لئے رب نے یہاں فرمایا۔ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ یہ نہ فرمایا کہ تم نہیں جانتے ۱۱۔ لہٰذا قیامت آنے سے پہلے اس کا ظاہر فرما دینا میرے واسطے منع ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضور کو قیامت کا علم تو ہے' اظہار کی اجازت نہیں ۱۲۔ یعنی قیامت آسمانوں زمینوں والوں پر بھاری ہے کہ تمام فرشتے اور ایماندار' جن و انس اور تمام جانور اس کے خوف سے لرز رہے ہیں۔ ۱۳۔ یعنی ارادہ الٰہی یہ ہے کہ قیامت اچانک آئے۔ اگر میں اس کا وقت بتا دوں تو اچانک نہ رہے گی لہٰذا اس کی خبر دینا ارادہ الٰہی کے خلاف ہے۔ اس میں خبر دینے کی نفی ہے۔ آیت سے یہ بھی معلوم ہوا

حَفِيٌّ عَنْهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

تم نے اسے خوب تحقیق کر رکھا ہے لہ تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے ٹہ پاس ہے لیکن بہت

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٧﴾ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا

لوگ جانتے نہیں سے تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار

وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ

نہیں ہے مگر جو اللہ چاہے ھ اور اگر میں غیب جان لیا کرتا لہ تو یوں ہوتا۔

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ ۚ إِنْ أَنَا إِلَّا

کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی ٹہ اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی ٹہ میں تو یہی ڈر اور خوشی

نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٨﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ

سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں ٹہ وہی ہے جس نے تمہیں ایک

مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ

جان سے پیدا کیا ٹہ اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا کہ اس سے چین

إِلَيْهَا ۖ فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ ۖ

پائے پھر جب مرد اس پر چھایا اسے ایک ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اسے لئے پھرا کی

فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا

پھر جب بوجھل پڑی دونوں نے لہ اپنے رب سے دعا کی ضرور اگر تو ہمیں جیسا چاہیے

لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿١٨٩﴾ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا

بچہ دے گا بیشک ہم شکر گزار ہوں گے لہ پھر جب اس نے انہیں جیسا چاہیے بچہ عطا

لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا ۚ فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٩٠﴾

فرمایا انہوں نے اس کی عطا میں اس کے ساجھی ٹھہرائے لہ تو اللہ کو برتری ہے ان کے شرک

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩١﴾

سے لہ کیا اسے شریک کرتے ہیں جو کچھ نہ بنائے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں ٹہ

(بقیہ صفحہ ۲۷۷) کہ قیامت تم پر اچانک آوے گی۔ نہ کہ مجھ پر مجھے تو خبر ہے اور خطاب نوع انسان سے ہے

۱۔ یعنی تمہیں قیامت کا علم تحقیقی و استدلالی نہیں دیا گیا بلکہ علم لدنی روحانی بخشا گیا۔ علوم عقلیہ کی مطلقاً" اشاعت کی جا سکتی ہے لیکن علم لدنی کا اظہار ضروری نہیں۔ شریعت کو ظاہر کرو، اسرار کو چھپاؤ۔ اس لئے یہاں حفی فرمایا علیم نہ فرمایا۔ تفسیر صاوی میں اسی جگہ ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو تمام علوم غیبیہ عطا فرمائے لیکن بعض کے چھپانے کا حکم دیا ۲۔ کسی کو انکل، قیاس، اندازے اور علوم عقلیہ سے معلوم نہیں ہو سکتی جسے رب بتائے اس کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ ۳۔ کہ قیامت کا علم اسرار الٰہیہ میں سے ہے اسے پوچھنا نہ چاہیے۔ اس لئے تم سے پوچھتے ہیں۔ ۴۔ شان نزول غزوہ بنی مصطلق سے واپسی کے وقت راستہ میں ہوا تیز چلی۔ جس سے غازیوں کے اونٹ گھوڑے بھاگ گئے۔ حضور نے فرمایا کہ مدینہ منورہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا۔ اور پھر فرمایا کہ دیکھو ہمارا ناقہ کہاں ہے۔ عبداللہ بن ابی منافق بولا۔ کہ حضور کا عجیب حال ہے کہ مدینہ میں مرنے والوں کی خبر دے رہے ہیں اور اپنے ناقہ کی خبر نہیں۔ حضور پر اس کی یہ بکواس بھی چھپی نہ رہی۔ اور فرمایا کہ بعض منافق ہمارے علم پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اچھا ہماری اونٹنی اس گھاٹی میں ہے۔ اس کی نکیل ایک درخت میں الجھ گئی ہے۔ دیکھا گیا تو ایسا ہی تھا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (تفسیر کبیر و خزائن العرفان) ۵۔ یعنی میں اللہ کے چاہنے سے نفع، نقصان کا مالک ہوں نہ کہ اس کے بغیر چاہے، چنانچہ ہمارے حضور تمام خدائی کے رب کی عطا سے مالک ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ نیز خود فرماتے ہیں کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں بخش دی گئیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ رب فرماتا ہے۔ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی جو انہیں عطا ہوئی۔ ۶۔ یعنی اگر میں ذاتی طور پر غیب جان لیا کرتا جس کے لئے قدرت لازم ہے۔ تو ہر چیز جمع کر لیتا۔ اس آیت میں منکرین غیب کی دلیل نہیں بن سکتی۔ کیونکہ بعض علوم غیب عطائی طور پر وہ بھی مانتے ہیں۔ ۷۔ یہاں خیر سے مراد دنیا کی راحتیں، خوشیاں، ظاہری طور پر دشمنوں پر فتح مندی وغیرہ ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو خیر کثیر عطا فرمائی۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی۔ اور حضور کو حکمت کا بانٹنے والا بنایا۔ ۸۔ لیکن مجھے دنیاوی تکالیف وغیرہ تو پہنچتی رہتی ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ مجھے ذاتی طور پر علم غیب ایک چیز کا بھی نہیں۔ اگر اس سے علم غیب کی عطا کا انکار کیا جاوے تو لازم آوے گا کہ حضور کو ایک چیز کا بھی علم نہیں۔ اور یہ قطعی نصوص کے خلاف ہے۔ ۹۔ کیونکہ میرے ڈرانے اور بشارت سے صرف مومن ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۱۰۔ اے قریشیو! تم سب کو ایک جان یعنی قصی سے پیدا کیا اور قصیٰ کی جنس سے اس کی بیوی بنائی، تا کہ قصیؓ کو سکون و راحت نصیب ہو ۱۱۔ یعنی قصیٰ اور اس کی بیوی دونوں نے۔ ۱۲۔ اچھے بچے ملنے پر تیری عبادت اور شکریہ ادا کریں گے ۱۳۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہاں قریش سے خطاب ہے کہ تمہیں اس نے قصی کی اولاد بنایا۔ اور قصیٰ نے اپنے چاروں بیٹوں کا نام عبد مناف، عبدالعزیٰ، عبد قصیؓ، عبدالدار رکھا۔ ۱۴۔ یشرکون کو جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کا نہیں بلکہ عام مشرکین ماں، باپ کا حال بیان ہو رہا ہے۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام نبی ہیں۔ نبی شرک نہیں کر سکتے۔ کیونکہ نبی کی اطاعت واجب اور مشرک کی مخالفت لازم۔ اگر کوئی نبی بھی ہو اور مشرک

(بقیہ صفحہ ۲۷۸) بھی تو اجتماع ضدین ہو گا۔ اللہ نے انبیاء کو گناہوں سے معصوم فرمایا۔ پھر ان سے شرک کیسے سرزد ہو سکتا ہے۔ ۱۵۔ یہاں خلق ۔بمعنی گھڑنا اور بنانا ہے نہ کہ ۔بمعنی پیدا کرنا۔ یعنی یہ بت' خود مشرکین کے ہاتھ سے گھڑے ہوئے ہیں' پھر پوجا کے لائق کیسے ہو گئے چونکہ مشرکین ان بتوں کو عاقل سمجھتے تھے۔ اس لئے عاقلین کا صیغہ ارشاد ہوا۔ یعنی یخلقون' ورنہ وہ بے جان اور بے سمجھ ہیں۔ اسی لئے انہیں ما فرمایا گیا جو غیر عاقلوں کے لئے آتا ہے۔ للذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٢﴾

اور نہ وہ ان کو کوئی مدد پہنچا سکیں اور نہ اپنی جانوں کی مدد کریں لہ

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ

اور اگر تم انہیں راہ کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے نہ آئیں تم پر ایک سا ہے

اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿١٩٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

چاہے انہیں پکارو یا چپ رہو تہ بے شک وہ جن کو تم

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ

اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں تہ تو انہیں پکارو

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ اَلَهُمْ

پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو تہ کیا ان کے

اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۫

پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں

اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۫ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ

یا انکی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں ہ یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں

بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿١٩٥﴾

تم فرماؤ کہ اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤں چلو اور مجھے مہلت نہ دو ہ

اِنَّ وَلِیِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ٘ وَهُوَ يَتَوَلَّى

بیشک میرا ولی اللہ ہے شہ جس نے کتاب اتاری اور وہ نیکوں کو

الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا

دوست رکھتا ہے اور جنہیں اس کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری

يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٧﴾

مدد نہیں کر سکتے اور نہ خود اپنی مدد کریں ہ

ا۔ یعنی وہ تمہاری مدد تو کیا کریں گے' خود انہیں اگر کوئی توڑ دے' یا کتا اٹھا لے جائے' تو اپنے کو بچا نہیں سکتے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ کی قبور کی تعظیم ایسی ہے جیسے کعبہ معظمہ کی توقیر اور حجر اسود' یا مقام ابراہیم کی تعظیم و توقیر' یا قرآن شریف کا احترام۔ کیونکہ یہ رب کی طرف نسبت رکھتی ہیں۔ للذا ان کا احترام کیا جاتا ہے۔ اس آیت کو مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ انہیں معبود کوئی نہیں جانتا۔ ۲۔ یعنی نہ ان میں چلنے پھرنے کی طاقت ہے نہ سننے سمجھنے کی قوت۔ پھر وہ عبادت کے لائق کیسے ہو گئے۔ خیال رہے کہ رب قوی و قادر ہے۔ اس کی قدرت عالم کے ذریعہ ہم کو محسوس و معلوم ہوئی۔ اگرچہ بلاواسطہ اسے دیکھا نہیں گیا۔ ۳۔ یعنی محض بندہ ہونے میں تمہاری مثل ہیں' ورنہ بعض ان معبودوں سے انسان افضل ہیں جیسے چاند تارے وغیرہ' یا لات' منات پتھر وغیرہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم نبی کو مثل نہیں کہہ سکتے اگرچہ انہیں بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فرمایا گیا جیسے کہ ہم انسانوں کو پتھروں کی مثل نہیں کہہ سکتے حالانکہ انہیں بھی مثلکم فرمایا گیا۔ تعجب ہے کہ بعض لوگ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نبی کی طرح ہیں یہ نہیں کہتے کہ ہم ابو جہل' ابولہب کی طرح ہیں۔ یہ دورخی کیسی جب تم ایمان کی وجہ سے ابو جہل کی مثل نہیں تو نبی بھی نبوت کی وجہ سے تمہاری مثل نہیں ۴۔ اس میں کہ وہ تمہاری سنتے اور حاجت روائی کرتے ہیں' للذا عبادت کے لائق ہیں اور ایسا تو ہے نہیں ۵۔ اس آیت کا یہ منشا نہیں کہ جو چل پھر سکے' سن سکے' پکڑ سکے۔ وہ معبود بن سکتا ہے' ورنہ بندر اور گائے میں یہ قوتیں ہیں بلکہ منشا یہ ہے کہ ان پتھروں' درختوں میں تو وہ قوت و طاقت بھی نہیں جو تم میں ہے۔ پھر تم ان کی پوجا کیسے کرتے ہو۔ للذا یہ آیت بالکل صاف ہے۔ اس پر کچھ غبار نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ بت تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ ان میں کوئی طاقت نہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کو رب تعالیٰ بے حد جرأت عطا فرماتا ہے کہ اکیلے ہونے کے باوجود اس طرح اپنے مقابلے کیلئے سب کو پکارتے ہیں۔ اگر مرزا نبی ہوتا تو اس میں بھی ایسی جرأت ہونی چاہیے تھی۔ مگر وہ لوگوں کے خوف سے حج بھی نہ کر سکا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے حضور کو اپنے بتوں سے ڈرایا تھا۔ ۷۔ خیال رہے کہ حقیقی والی و ناصر اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے خاص بندے اس کے مظہر ہیں۔ وہ بھی مجازی طور پر والی و ناصر ہیں رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا جیسے حقیقی شافی' حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے' لیکن بعض دواؤں کو دافع بخار' قبض کشا' شربت فریاد رس کہہ دیتے ہیں اور بادشاہ کو ملک کا مالک' اپنے گھربار کا مالک کہا جاتا ہے۔ للذا نہ تو آیات میں تعارض ہے' نہ نبی' ولی کو حاجت روا' مشکلکشا ماننا شرک ہے۔ پیاسے کا کنوئیں پر جانا شرک نہیں' تو گنہگار کا حضور کے دروازے پر جانا شرک کیوں ہو گا۔ ۸۔ اس طرح کہ اگر کتا ان کا چڑھاوا لے جاوے تو وہ چھین نہیں سکتے' اگر ان پر مکھیاں بھنک

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ

اور اگر تم انہیں راہ کی طرف بلاؤ تو نہ سنیں اور تو انہیں دیکھے

يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الْعَفْوَ

کہ وہ تیری طرف دیکھ رہے ہیں اور انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا ۱؎ اے محبوب معاف

وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا

کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو ۲؎ اور اے سننے

يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ

والے اگر شیطان تجھے کوئی کوچا دے ۳؎ تو اللہ کی پناہ مانگ. بیشک وہی

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ

سنتا جانتا ہے. بیشک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال

مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَ

کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ۴؎

اِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

اور وہ جو شیطانوں کے بھائی ہیں شیطان انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر کمی نہیں کرتے

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ

اور اے محبوب جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ تو کہتے ہیں ۵؎ تم نے دل سے کیوں نہ بنائی

اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰۤى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ

تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے یہ

وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَاِذَا قُرِئَ

تمہارے رب کی طرف سے آنکھیں کھولنا ہے اور ہدایت اور رحمت مسلمانوں کیلئے ۶؎ اور جب

الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾

قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو ۷؎ کہ تم پر رحم ہو ۸؎

(بقیہ صفحہ ۲۷۹) رہی ہوں تو انہیں اڑا نہیں سکتے۔

۱؎ یعنی ان بتوں کی آنکھیں کھلی ہوتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم کو دیکھ رہے ہیں۔ مگر پتھر کی آنکھیں کیا دیکھیں۔ دیکھتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں مگر دیکھتے نہیں صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ کفار نبی کو دیکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ کیونکہ دیکھنے والی نگاہ ان کے پاس نہیں۔ وہ صرف ان کی بشریت کو دیکھتے ہیں۔ انہیں نبوت نظر نہیں آتی۔ بصیرت سے حضور کو دیکھنے والا صحابی ہو جاتا ہے۔ اور صرف بصر سے دیکھنے والا صحابی نہیں۔ بعض حضرات نابینا تھے اور صحابی تھے کہ وہ بصیرت رکھتے تھے ایک بزرگ نے فرمایا کہ جو مجھے دیکھ لے وہ جنتی ہو جاوے۔ کسی نے کہا کہ ابو جہل نے حضور کو دیکھا۔ وہ جنتی نہ ہوا تو تمہارے دیکھنے سے جنتی کیسے ہو سکتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ اس نے محمد بن عبداللہ کو دیکھا تھا محمد رسول اللہ کو نہ دیکھا' اور یہ ہی آیت پڑھی (روح) ۲؎ یعنی اپنے ذاتی دشمنوں کو معاف فرما دو اور جو تمہاری ذات سے جہالت کا برتاؤ کرے' اس سے بے توجہی اور درگزر فرماؤ نہ کہ اللہ رسول کے دشمنوں سے۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور اس میں اعلیٰ اخلاق کی تعلیم ہے۔ جس سے دشمن بھی دوست بن جاویں ۳؎ اس طرح کہ تمہیں غصہ دلائے اور اپنے دشمن سے لڑنے پر آمادہ کرے تو اعوذ باللہ پڑھ لیا کرو۔ خیال رہے کہ اعوذ باللہ دفع غصہ کے لئے بڑی اکسیر ہے۔ اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے۔ کیونکہ حضور کو اللہ نے شیطان سے محفوظ رکھا ہے' بلکہ آپ کا شیطان مومن ہو چکا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۴؎ معلوم ہوا کہ جس گناہ سے توبہ نصیب ہو جاوے وہ اس نیکی سے افضل ہے۔ جس سے غرور' تکبر پیدا ہو۔ شیطان کی عبادات سے آدم علیہ السلام کا گندم خطاءً کھانا افضل تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ پر فوراً نادم ہونا چاہیے۔ توبہ میں دیر نہ کرنی چاہیے کیونکہ رب نے یہاں یہ صفت اپنے مقبول بندوں کی بیان فرمائی۔ ۵؎ یہاں آیت سے مراد قرآنی آیت ہے۔ جب کبھی وحی کچھ روز کے لئے بند ہو جاتی تو کفار بطور مذاق یہ کہتے تھے۔ نیز کفار کبھی مذاقاً" کہتے کہ فلاں قسم کی آیت قرآن میں آنی چاہیے جس میں ایسے احکام ہوں۔ اور جب نہ آتی تو مذاق اڑاتے۔ ۶؎ کیونکہ اس سے نفع صرف مسلمان اٹھاتے ہیں۔ قرآن کی رحمت عامہ سارے عالم کے لئے ہے۔ یعنی دنیا میں ہدایت دینا اور دنیا میں عذاب سے امن لیکن رحمت خاصہ' ہدایت ایمان وغیرہ اور آخرت کی رحمت صرف مسلمانوں کے لئے ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ یہ ہی حال قرآن والے محبوب کا ہے' آپ رحمۃ للعالمین بھی ہیں اور مومنوں پر بھی رحیم ۷؎ اس آیت سے ذکر بالجہر کا ثبوت ہے' کیونکہ سننا اور خاموش رہنا جب ہو گا جب کہ تلاوت قرآن بلند آواز سے ہو۔ خیال رہے کہ قرات قرآن کا حکم اور ہے' تعلیم قرآن کا حکم کچھ اور' بہت سے بچے مل کر قرآن یاد کر سکتے ہیں۔ اگرچہ آواز اونچی ہو کہ وہ تعلیم قرآن ہے قرات قرآن نہیں۔ چند آدمیوں کا مل کر بلند آواز سے قرآن پڑھنا منع ہے۔ بلکہ خاموش رہ کر سننا ضروری ہے۔ بعض لوگ ختم شریف میں مل کر زور سے تلاوت کرتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے ۸؎ اس آیت سے معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا' مقتدی کو منع ہے' خواہ امام جہری قرات کرے یا آہستہ اگر مقتدی پر سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہوتا تو رکوع میں مل جانے سے اس کو رکعت نہ ملتی۔ امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔ جمہور صحابہ کا مذہب یہی ہے۔ یہ آیت مقتدی کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے روکنے کے لئے ہے۔ کیونکہ نماز میں بات

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ

اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز

الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ

نکلے لہ زبان سے صبح اور شام ٹہ اور غافلوں میں

الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ

نہ ہونا بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں ۳ اس کی عبادت سے

عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾

تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بولتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں

اٰيَاتُهَا ۷۵ | ۸ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ ۸۸ | رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

سورہ انفال مدنی ہے اس میں دس رکوع اور پچھتر آیتیں ایک ہزار پچھتر کلمات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ

اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں ؏ تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ و

الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَ

رسول ہیں ۵ تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو ۶ اور

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱﴾ اِنَّمَا

اللہ ورسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے ہو ۸ ایمان

الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں ۸

وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى

اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے ۹ اور اپنے

(بقیہ صفحہ ۲۸۰) چیت کرنا اس آیت سے منسوخ ہوا وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ

۱۔ معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں ذکر خفی ذکر جہری سے افضل ہے کیونکہ اس میں ریا کا احتمال نہیں ہوتا۔ نیز قرآن سنتے وقت اگر ذکر الٰہی کرنا ہو تو آواز سے نہ کرو' بلکہ خاموشی سے کرو۔ اس لئے یہ حکم گزشتہ آیت سے بعد دیا گیا۔ جب یہ عوارض نہ ہوں' تو ذکر بالجہر افضل ہے۔ رب فرماتا ہے۔ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ ۲۔ چونکہ فجر اور عصر کے بعد نوافل منع ہیں' لہٰذا ان وقتوں میں ذکر اللہ کی ترغیب دی گئی تا کہ مومن کا کوئی وقت غفلت میں نہ گزرے ۳۔ یعنی مقرب فرشتے' یہاں پاس سے مراد مکانی قرب نہیں بلکہ رتبہ کا قرب ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جب اللہ کے مقرب فرشتے عبادت اور سجدے کرتے ہیں تو تم بھی کرو ۴۔ انفال نفل کی جمع ہے ' بمعنی زیادتی۔ چونکہ غنیمت کا مال غازی کے ثواب پر زیادہ ہے اور یہ مال صرف مسلمانوں کے لئے حلال ہوا۔ پچھلی امتوں پر حرام تھا اس لئے اسے انفال کہا گیا۔ قربانی کا گوشت اور مال غنیمت کی حلت اس امت کی خصوصیت سے ہے۔ عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں جب تقسیم غنیمت میں غازیوں کا اختلاف ہوا اور بدمزگی کی نوبت آگئی۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں تقسیم غنیمت کا حضور کو اختیار دیا گیا اور حضور نے برابر تقسیم فرما دیا ۵۔ مال غنیمت کی نسبت اللہ کی طرف عزت افزائی کے لئے ہے' اور حضور کی طرف اختیارات کی بنا پر (روح البیان) یعنی یہ مال بہت طیب و طاہر ہے کیونکہ رب کا عطیہ ہے اور اس کے احکام میں حضور مختار ہیں' جو چاہیں حکم دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا شرک نہیں بلکہ ایمان ہے' جیسے اللہ رسول نے ہمیں ایمان دیا اللہ رسول نے ہمیں غنی کر دیا ۶۔ یعنی غنیمت کی تقسیم میں لڑائی جھگڑا نہ کرو جیسے حضور تقسیم فرما دیں راضی ہو جاؤ ۷۔ خیال رہے کہ اللہ کی اطاعت صرف اس کے احکام میں ہوگی اور حضور کی اطاعت حکم میں بھی ہوگی اور ان کے افعال طیبہ میں بھی جسے اتباع کہتے ہیں۔ اسی لئے اطاعت کے ساتھ اللہ رسول کا ذکر ہے اور اتباع میں صرف رسول کا ذکر فرمایا گیا' فاتبعونی اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت تقاضائے ایمان ہے۔ ۸۔ ذات و صفات کی آیات سے تو ہیبت الٰہی پیدا ہو اور آیات عذاب سے خوف آیات رحمت سے شوق و ذوق پیدا ہو' آنکھوں سے آنسو جاری ہوں' اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں عشق کی جلوہ گری نہ ہو' وہ کامل مومن نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن خضوع و خشوع اور حضور قلبی سے پڑھنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کا اس جہان میں رب سے ڈرنا آئندہ بے خوفی کا ذریعہ ہے۔ رب فرماتا ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان میں کیفیت کی زیادتی ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اعمال کمال ایمان کا ذریعہ ہے۔

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا

رب ہی پر بھروسہ کریں ۱؎ وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں ۲؎ یہی سچے مسلمان ہیں ۳؎

لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝۴

ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا

جس طرح اے محبوب تمہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد کیا ۴؎ اور

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ

بیشک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا ۵؎ سچی بات میں تم سے جھگڑتے تھے بعد اس

بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ

کے کہ ظاہر ہو چکی گویا وہ آنکھوں دیکھی موت کی طرف ہانکے

يَنْظُرُوْنَ ۝۶ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ

جاتے ہیں ۶؎ اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں ۷؎

اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ

میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں

لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ

۸؎ اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے اور کافروں کی

دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ

جڑ کاٹ دے ۹؎ کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا

لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ

پڑے برا مانیں مجرم ۱۰؎ جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں

۱۔ توکل دو قسم کا ہے' اسباب والا اور ترک اسباب والا۔ یہاں دونوں توکل مراد ہیں۔ عوام کا توکل اسباب والا ہے خواص کا ترک اسباب والا۔ ۲۔ یہ آیت بہت سے مسائل کی جامع ہے نماز ہمیشہ پڑھنی چاہیے۔ صحیح وقت پر صحیح طریقے سے دل لگا کر پڑھنی چاہیے۔ ہر واجب و فرض نماز پڑھنی چاہیے۔ یہ تمام مسائل وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ سے معلوم ہوئے۔ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔ حلال مال خرچ کرے بعض مال خیرات کرے۔ بعض مال بچوں کے لئے رکھے۔ ہر کار خیر میں خرچ کرے۔ صرف زکوۃ پر کفایت نہ کرے' اپنے بال بچوں' اہل قرابت پر بھی خرچ کرے۔ ہمیشہ خرچ کرتا رہے ایک بار خرچ کر کے بس نہ کر دے۔ یہ تمام مسائل ممارزقنهم سے ثابت ہوئے اس کی مزید تفسیر ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو ۳۔ یہ تمام صفات سارے صحابہ میں موجود ہیں۔ لہٰذا وہ قرآن کی گواہی سے مومن برحق ہیں جو ان میں سے کسی کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا انکار کر رہا ہے ۴۔ اس میں حضور کا مدینہ طیبہ سے میدان بدر کی طرف صحابہ کو لے کر تشریف لے جانا مراد ہے جبکہ ابوسفیان شام سے تجارتی قافلہ لے کر مکہ معظمہ واپس جا رہے تھے۔ تو حضور صحابہ کی جماعت لے کر ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے ادھر مکہ والوں کو جب خبر لگی کہ ہمارا قافلہ راستہ میں روکا جانے والا ہے تو ابوجہل کفار کی بڑی بھاری جماعت اور بہت ساز و سامان ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ اور بدر کے میدان میں کفر و اسلام کا مقابلہ ہو گیا۔ مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ کفار قریباً ایک ہزار تھے۔ مسلمان نہتے بے سرو سامان اور کفار ہتھیار بند اور بہت بڑے سامان کے ساتھ تھے ادھر ابوسفیان بدر کے راستہ سے کترا کر دوسرے راستہ سے بخیریت مکہ معظمہ پہنچ گئے ادھر بعض مسلمانوں نے حضور سے عرض کیا کہ ہم تو قافلہ روکنے کے لئے آئے تھے۔ اس عظیم الشان جنگ کے لئے تیار نہ تھے۔ حضور کو یہ عرض ناگوار خاطر ہوئی۔ حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ ہم کسی طرح بھی مرضی مبارک کے خلاف کرنے والے نہیں حضور جہاں چاہیں ہم کو لے چلیں' ہم تیار ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو سمندر میں کود جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ پر توکل کرو اور چلو' فتح تمہاری ہو گی۔ حضور نے جنگ سے ایک دن پہلے زمین پر خط کھینچ کر فرمایا کہ یہاں فلاں کافر مارا جائے گا اور یہاں فلاں۔' چنانچہ ایسا ہی ہوا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کراہت اور جھگڑا ایمان کے خلاف نہیں تھا۔ اسی لئے انہیں رب نے مومن فرمایا۔ یہ کراہت طبعی ناپسندی کے معنی میں ہے نہ کہ مقابلہ کی کراہت۔ لہٰذا قرطاس کے موقعہ پر جو حاضرین بارگاہ میں اختلاف ہو گا وہ بھی خلاف ایمان نہیں رائے دینے کا اختلاف کفر نہیں۔ مخالفت کا جھگڑا کفر ہے اسی طرح حضرت علی اور امیر معاویہ کا اختلاف ہے کہ جب حضور سے اختلاف رائے کفر نہیں ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف رائے کفر کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کی بحث ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر میں دیکھو ۶۔ یعنی کفار قریش کا مقابلہ انہیں ایسا ہیبت ناک معلوم ہوتا تھا ۷۔ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ اور ابوجہل کا لشکر ۸۔ جنگ بدر کے موقعہ پر مسلمان مدینہ منورہ سے جنگ کے ارادے سے نہ نکلے تھے۔ بلکہ ابوسفیان کے قافلہ کی نیت سے نکلے تھے کہ اسے روک لیا جائے اور اس کا سامان مال و دولت چھین لیا جاوے جس سے آئندہ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ہتھیار خریدیں گے' مگر وہ قافلہ دوسرے راستہ سے نکل گیا اور کفار مکہ جنگ کے لئے آ گئے۔ غیر ذات الشوکۃ سے ابوسفیان کا یہی قافلہ مراد ہے ۹۔ اس طرح کہ جنگ بدر واقع ہو جس میں سرداران قریش مسلمان بچوں کے ہاتھوں مارے جاویں اور بہت سامان مسلمانوں کو ملے'

(بقیہ صفحہ ۲۸۲) بہت سے کفار قیدی ہو کر تمہارے ہاتھ لگیں اور آخر کار ایمان لاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی دنیاوی مصائب کا انجام بڑا شاندار ہوتا ہے۔ ۱۰۔ مجرمین سے مراد مشرکین ہیں یعنی کفار کو مسلمانوں کی یہ فتح بہت بھاری پڑی اور غلبہ حق ناگوار ہوا

ا۔ میدان بدر میں حضور نے مسلمانوں کی قلت اور کفار کی کثرت ملاحظہ فرما کر بارگاہ الٰہی میں دعا کی اور عرض کیا کہ اگر تو نے اس ٹوٹی پھوٹی مسلمانوں کی جماعت کو ہلاک کر دیا تو دنیا میں کوئی تیرا نام لیوا نہ رہے گا۔ رب نے حضور کی دعا قبول فرمائی۔ اس موقعہ پر یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی دعا ساری امت کی دعا ہے کہ دعا صرف حضور نے کی مگر رب نے فرمایا تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ جمع مذکر، تم سب مدد مانگتے تھے۔ ۲۔ چنانچہ جنگ بدر میں اولاً ایک ہزار فرشتے آئے۔ پھر تین ہزار۔ پھر پانچ ہزار۔ صحابہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ان کے آگے کافر بھاگا جا رہا ہے۔ اچانک کوڑے کی آواز آئی اور کافر خود بخود قتل ہو گیا ۳۔ معلوم ہوا کہ یہ فرشتے کفار کی ہلاکت کے لئے نہ آئے تھے ورنہ ایک ہی فرشتہ کافی تھا۔ صرف مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے تھے۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اصحاب بدر ایسے عظمت والے ہیں کہ ان کے دوش بدوش ملائکہ کفار سے لڑے۔ دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسی شان والے ہیں کہ فرشتوں نے حضور کے ماتحت اسلام کی خدمت کی۔ کیونکہ اس جنگ میں حضور سپہ سالار اعظم تھے اور یہ تمام فرشتے خدام بارگاہ ۵۔ جنگ بدر میں مسلمان قدرتی طور پر اونگھ رہے تھے اور منافق پریشان تھے۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں، مناظرہ میں اونگھ اللہ کی رحمت ہے کہ یہ اطمینان قلب اور کفار سے بے خوفی کی علامت ہے۔ نماز میں اونگھ شیطانی اثر ہے۔ ۶۔ کہ تم اس پانی سے وضو اور غسل کر سکو کیونکہ مسلمان جس جانب بدر میں تھے' اس طرف پانی کی بہت تنگی تھی۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ طہارت سے مراد بے وضوئی ہے اور رجز شیطان سے مراد بے غسلی یعنی احتلام ہے کیونکہ احتلام شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ (روح) ۷۔ اس ناپاکی سے وسوسہ مراد ہے نہ کہ بدعقیدگی کیونکہ صحابہ بدعقیدہ نہیں ہو سکتے۔ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کے لئے سکینہ تابوت آیا تھا اور ان مومنوں کے لئے فرشتے ۸۔ بدر کے دن مشرکین نے پانی والے میدان پر قبضہ کر لیا۔ اور مسلمان ریتلے حصہ میں اترے جس سے ان کے پاؤں دھنستے تھے۔ بعض حضرات کو وضو کی بعض کو غسل کی حاجت ہوئی اور تمام غازیوں کو سخت پیاس تھی۔ شیطان نے بعض کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو تم یہاں ایسی مشکلات میں کیوں پھنستے اور مشرکین ایسے

لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ ⑨

تمہیں مدد دینے والا ہوں لے ہزاروں فرشتوں کی قطار سے ٹے

وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَئِنَّ بِہٖ قُلُوْبُکُمْ

اور یہ تو اللہ نے نہ کیا مگر تمہاری خوشی کو تے اور اس لئے کہ تمہارے دل چین پائیں

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ

اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے ٹے بے شک اللہ غالب

حَکِیْمٌ ⑩ اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَۃً مِّنْہُ وَیُنَزِّلُ

حکمت والا ہے جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے چین تھی ھ اور

عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَہِّرَکُمْ بِہٖ وَیُذْہِبَ

آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کرے نہ اور شیطان کی

عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ

ناپاکی تم سے دور فرما دے شہ اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور

وَیُثَبِّتَ بِہِ الْاَقْدَامَ ⑪ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی

اس سے تمہارے قدم جما دے شہ جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی

الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ

بھیجتا تھا ہ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو نہ

سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا

عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا لہ تو کافروں کی

فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْہُمْ کُلَّ بَنَانٍ ⑫ ؕ

گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ لہ

ذٰلِکَ بِاَنَّہُمْ شَآقُّوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۚ وَمَنْ یُّشَاقِقِ

یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی ۱۳ اور جو اللہ اور اس کے

آرام کی جانب کیوں ٹھہرتے۔ آئندہ تم کو فتح پانے کی کیا امید ہے۔ رب تعالیٰ نے بارش بھیجی جس سے یہ ریتہ جم کر زمین چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی۔ غسل اور وضو ہو گئے۔ پانی برتنوں میں بھر لئے اور پیاس بجھالی گئی۔ مسلمانوں کے دل مطمئن ہوئے اور یہ بارش آئندہ فتحیابی کی نیک فال ہوئی۔ شیطانی وسوسے دور ہوئے' صحابہ کے دل بہت خوش ہوئے۔ اس آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ ۹۔ یہاں وحی سے مراد الہام اور دل میں ڈالنا ہے اور فرشتوں سے وہ فرشتے مراد ہیں جو مسلمانوں کی مدد کے لئے بدر میں حاضر ہوئے تھے اور اس کلام کا مقصد یہ نہیں کہ فرشتوں کو ڈر تھا جو رب نے دور فرمایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں مقصد یہ ہے کہ اے فرشتو! اس جہاد میں شرکت کی وجہ سے تمہاری شان بہت بلند ہو گئی کہ تم کو ہماری معیت نصیب ہو گئی۔ خیال رہے کہ جیسے صحابہ میں بدر کے صحابہ تمام سے افضل ہیں' ایسے ہی

(بقیہ صفہ ۲۸۳) فرشتوں میں وہ فرشتے افضل ہیں جو بدر میں موجود تھے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں کے ذریعہ جہاد میں مسلمانوں کو ثابت قدمی' دل کا اطمینان نصیب ہوتا ہے ایسے ہی حضور کے وسیلہ سے اللہ کی تمام نعمتیں ملتی ہیں۔ ۱۱۔ کہ وہ قدرتی طور پر مسلمانوں سے ڈریں گے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے فضل سے مومن کے دل میں کفار کا خوف نہیں آتا۔ بلکہ کفار کو مومن کی ہیبت ہوتی ہے' ایمان مومن کا بڑا ہتھیار ہے۔ ۱۲۔ اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ کفار کو جوڑوں پر مارو۔ اس آیت میں نبوت کے فن کا ثبوت ہے جس میں دشمن کے ہر جوڑ پر چوٹ مارنا سکھایا جاتا ہے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں مسلمانوں کو کافر پر اس لئے غصہ چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔ اس وقت اپنی ذاتیات کو دخل نہ دیا جائے۔ غرضیکہ جہاد ملکی جنگ نہ ہو بلکہ دینی جنگ ہو۔ دنیاوی جنگ فساد ہے۔ دینی جنگ جہاد۔

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ

رسول سے مخالفت کرے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے یہ تو چکھو[۱]

فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

اے ایمان والو جب کافروں کے لام[۲] سے تمہارا مقابلہ ہو

زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىٕذٍ

تو انہیں پیٹھ نہ دو[۳] اور جو اس دن انہیں پیٹھ دے گا

دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰى فِئَةٍ

مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو

فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ

تو وہ[۴] اللہ کے غضب میں پلٹا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے

وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ

اور کیا بری ہے جگہ پلٹنے کی[۵] تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا[۶]

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى وَلِیُبْلِیَ

اور اے محبوب[۷] وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی[۸] اور اس لئے کہ

الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ

کہ مسلمانوں کو اس سے اچھا انعام عطا فرمائے[۹] بے شک اللہ سنتا

عَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۸﴾

جانتا ہے یہ تو لو[۱۰] اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ کافروں کا داؤں سست کرنیوالا ہے

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَهُوْا

اے کافرو اگر تم فیصلہ مانگتے ہو تو یہ فیصلہ تم پر آچکا[۱۱] اور اگر باز آؤ تو

۱۔ یعنی بدر کی شکست کا عذاب' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کے دنیاوی عذاب آخرت کے عذاب کو ہلکا نہ کریں گے وہ اس کے علاوہ ہو گا دوسرے یہ کہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب کے مقابل بہت تھوڑی ہے اس لئے اسے فرمایا گیا یہ چکھو ۲۔ لام اردو زبان میں بڑی بھاری فوج کو کہتے ہیں کافروں میں مشرکین' یہود' عیسائی سب داخل ہیں۔ یہ حکم کفار سے جنگ کا ہے مسلمانوں کی دنیاوی جنگ میں جو پیٹھ دکھائے اور صلح کرے' وہ ثواب کا مستحق ہے' بلکہ صلح کرانا بھی ثواب ہے ۳۔ یعنی بھاگنا تو بڑا گناہ ہے بھاگنے کے ارادے سے ان کی طرف پیٹھ بھی نہ پھیرو اگرچہ کفار زیادہ ہوں اور مسلمان تھوڑے' پھر بھی یہ حکم ہے آخری چیز' قتل ہے جو مومن کے لئے شہادت ہے ۴۔ جہاد میں پیٹھ پھیرنے کی یہاں تین نوعیتیں بیان ہوئیں۔ جنگی چال کہ اولاً" بھاگنا پھر اچانک پلٹ کر حملہ کرنا۔ مسلمان غازی اپنی فوج سے کٹ کر کافروں میں گھر گیا تھا' بھاگ کر اپنی فوج میں جا پہنچے' فرار ہو کر میدان جنگ چھوڑ دینا۔ پہلے دو محمود ہیں۔ تیسرا مردود۔ معلوم ہوا کہ جہاد سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہے۔ اگر یہ بھاگنا سخت معذوری کی وجہ سے ہو تو اس کا اور حکم ہے۔ جنگ احد اور جنگ حنین میں جن صحابہ کے قدم اکھڑ گئے تھے' ان کی عام معافی کا اعلان ہو چکا رب نے فرمایا عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اب جو کوئی ان پر اس وجہ سے زبان طعن دراز کرے وہ بے دین ہے۔ آدم علیہ السلام کی خطا کی معافی کا اعلان ہوا' اب ان پر طعن کرنا بے ایمانی ہے۔ گناہ کبیرہ قریباً ستر ہیں۔ ان میں سے جہاد سے بھاگ جانا بھی ہے (روح البیان) ۵۔ شان نزول۔ جب جنگ بدر سے مسلمان واپس ہوئے تو کوئی کہتا تھا میں نے فلاں کافر کو مارا۔ کوئی کہتا تھا کہ میں نے فلاں کافر کو قتل کیا۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ تم اس فتح و نصرت کو اپنی قوت بازو کا نتیجہ نہ سمجھو رب کی طرف سے جانو اور اس کا شکر کرو' مومن کی یہ ہی شان چاہیے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبوں کا فعل رب کا فعل ہوتا ہے اور مومن خدائی طاقت سے کام کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں رب کی طاقت ہوتی ہے ۷۔ یہاں نبی اور صحابہ کے کاموں میں فرق یہ ہے کہ صحابہ سے قتل کی بالکل نفی فرما دی مگر حضور کے مٹھی بھر خاک پھینکنے کی بالکل نفی نہ فرمائی۔ بلکہ اِذْ رَمَیْتَ فرما کر ثابت بھی رکھا۔ جنگ بدر میں حضور نے ایک مٹھی خاک شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فرما کر کفار کی طرف پھینکی جو تمام کافروں کی آنکھوں میں پڑ گئی۔ یہی واقعہ اس آیت میں بیان ہو رہا ہے۔ ۸۔ یعنی بدر کے تمام واقعات اس لئے ہوئے کہ مسلمانوں کو غنیمت' فتحمندی کا انعام دیا جائے۔ یہاں بلاء بمعنی انعام ہے۔ انعام بھی بڑا بھاری۔ کیونکہ

(بقیہ صفحہ ۲۸۴) جیسے مصیبت آزمائش ہے' ایسے ہی انعام بھی سخت آزمائش ہے۔ ۹۔ سبحان اللہ! کیا پیارا خطاب ہے کہ اے محبوب کے غلامو! یہ فتحمندی اور غنیمت تو فی الحال لے لو۔ ابھی دنیا اور آخرت میں اور بہت کچھ ملے گا۔ عطا بھی ہے اور عزت افزائی بھی ۱۰۔ کفار مکہ جب جنگ کے لئے بدر کی طرف چلے تو انہوں نے غلاف کعبہ سے لپٹ کر دعا مانگی کہ اے اللہ! ہم میں سے جو حق پر ہو اس کی فتح ہو اور فتح مسلمانوں کو ہوئی۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ یعنی تمہارا مانگا ہوا فیصلہ ہے جس سے اسلام کی حقانیت ظاہر ہو گئی۔

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ

تمہارا بھلا ہے [۱] اور اگر تم پھر شرارت کرو تو ہم پھر سزا دیں گے اور تمہارا جتھا

عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَأَنَّ اللّٰهَ مَعَ

تمہیں کچھ کام نہ دے گا چاہے کتنا ہی بہت ہو [۲] اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ

مسلمانوں کے ساتھ ہے [۳] اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا

وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا

حکم مانو [۴] اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو [۵] اور ان

تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے [۶]

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ

بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ۚ

ہیں جن کو عقل نہیں [۷] اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی جانتا تو انہیں سنا دیتا [۸]

وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور اگر سنا دیتا جب بھی انجام کار منہ پھیر کر پلٹ جاتے [۹] اے ایمان والو

اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ

اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو [۱۰] جب رسول تمہیں [۱۱] اس چیز کیلئے بلائیں جو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ

تمہیں زندگی بخشے گی [۱۲] اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اسکے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے [۱۳]

اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ

اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم میں خاص ظالموں

ع ۹ ۲

۱۔ یعنی اگر تم اپنے کفر اور مسلمانوں سے لڑنے سے باز آ جاؤ تو تمہارا ہی بھلا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری نیکی خود ہمارے ہی لئے فائدہ مند ہے۔ اللہ و رسول پر اس میں احسان نہیں۔ ۲۔ یہ غیب کی خبر ہے جو رب نے پوری فرما دی حضور کے زمانے اور صحابہ کرام کے عہد خلافت میں تھوڑے مسلمان بہت کافروں پر غالب آئے۔ جنگ یرموک میں جو عہد فاروقی میں ہوئی' عیسائی سات لاکھ تھے' مسلمان چالیس ہزار مگر فتح مسلمانوں کو ہوئی۔ اب بھی اگر مجاہدین اخلاص سے جہاد کریں تو اللہ تھوڑوں کو بہت پر فتح دیتا ہے۔ ۳۔ اللہ تعالیٰ کا ساتھ مکانی نہیں بلکہ کرم کے ساتھ ہے۔ علم الٰہی کا ساتھ ہونا۔ مومنوں سے خاص نہیں۔ اللہ کا علم تو ہر چیز کے ساتھ ہے۔ غرضیکہ اللہ کا غضب کافروں کے ساتھ ہے اور اس کا کرم مومنوں کے ساتھ' اس کا علم سب کے ساتھ ۴۔ خیال رہے کہ اطاعت تو اللہ تعالیٰ کی بھی واجب ہے۔ حضور کی بھی اور حضور کی نیابت میں علماء دین کی بھی' ماں باپ وغیرہ کی بھی۔ مگر اتباع صرف حضور ہی کا ہو گا۔ اطاعت صرف فرمان میں ہوتی ہے' اتباع قول و فعل سب میں یعنی جو حضور کو کرتے دیکھو وہ کرو ہر حدیث کی بھی اتباع نہیں۔ حضور کی خصوصیات ہم نہیں کر سکتے۔ جیسے نو بیویاں رکھنا۔ امر کی اطاعت واجب ہے مشورہ میں اختیار ہوتا ہے ۵۔ یعنی رسول اللہ سے' ضمیر اپنے قریبی مرجع کی طرف لوٹتی ہے۔ اور وہ رسولہ ہے معلوم ہوا کہ رسول سے پھرنا اللہ سے پھرنا ہے اس لئے عنہ میں واحد کی ضمیر لائی گئی حالانکہ اس سے پہلے اللہ و رسول دونوں کا ذکر ہے۔ ۶۔ جیسے منافقین کہ منہ سے کہہ دیتے حضور سن لیا۔ مگر عمل نہیں کرتے۔ کافر سے ممتاز رہے ۷۔ شان نزول۔ یہ آیت بنی عبدالدار بن قصیّ کے متعلق اتری جو کہتے تھے کہ جو کچھ حضور لائے۔ ہم اس سے بہرے اندھے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو نبی سے فائدہ نہ اٹھائے وہ جانوروں سے بدتر ہے۔ دیکھو نوح علیہ السلام کو حکم تھا کہ کشتی میں جانوروں کو سوار کر لو مگر کافر کو نہ بٹھانا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس زبان' آنکھ' کان عقل سے حضور کی معرفت نصیب نہ ہو وہ گونگی' اندھی' بہری ہے اور وہ عقل بے عقلی ہے۔ سارے بنی عبدالدار جنگ احد میں مارے گئے۔ ان میں صرف دو شخص ایمان لائے۔ مصعب بن عمیر اور سویبط بن حرملہ (خزائن العرفان) ۸۔ یعنی اگر ان کے دلوں میں ایمان ہوتا تو انہیں حق سننے اور اس پر عمل کی توفیق ملتی۔ ایمان سب پر مقدم ہے۔ ۹۔ یعنی اگر یہ کفار حضور کی محبت و عظمت کے بغیر کچھ سن بھی لیں' تب بھی اس پر قائم نہ رہیں گے' بدنصیب ایمان لانے کے بعد بھی مرتد ہو جاتا ہے ۱۰۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا بلانا اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے۔ کیونکہ بلاواسطہ رب کسی کو نہیں بلاتا۔ دوسرے یہ کہ مسلمان کسی حال میں بھی ہو حضور کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاوے بلکہ اگر کوئی نمازی بحالت نماز حضور کے بلانے پر حاضر ہو اور جس کام کو سرکار

(بقیہ صفحہ ۲۸۵) بھیجیں وہ کر بھی آئے جب بھی نماز ہی میں ہوگا جتنی رکعات رہ گئی تھیں وہی پوری کرے گا۔ اگر نمازی کا وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ حضور کو سلام کرنا نماز فاسد نہیں کرتا۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ اللہ بھی حضور کے واسطے سے بلاتا ہے۔ قرآن و حدیث ایک ہی زبان سے ادا ہوتی ہیں یعنی حضور کی زبان سے جس کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ یہ قرآن ہے ہم نے اسے قرآن مان لیا اور جس کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ یہ حدیث ہے' ہم نے اسے حدیث مان لیا۔ زبان ایک ہے مگر کلام کی نوعیتیں دو ہیں۔ لہٰذا بلانے والے تو حضور ہی ہوں گے۔ کہیں اپنا نام لے کر کہیں رب کا نام لے کر' کہیں رب کا حکم سنا کر۔

ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
ہی کو نہ پہنچے گا اور جان لو کہ اللہ کا عذاب
الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ
سخت ہے اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے ملک میں دبے ہوئے
فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ
ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں جگہ دی
وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ
اور اپنی مدد سے زور دیا اور ستھری چیزیں تمہیں روزی دیں کہ کہیں تم
تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ
احسان مانو اے ایمان والو اللہ اور رسول سے دغا
الرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا
نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت اور جان رکھو
اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ
کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے اور اللہ کے پاس بڑا
عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ
ثواب ہے اے ایمان والو اگر اللہ سے ڈرو گے تو تمہیں وہ دے گا جس سے
لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ
حق کو باطل سے جدا کر لو اور تمہاری برائیاں اتار دے گا اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بڑے فضل والا ہے اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے
لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۗ وَيَمْكُرُوْنَ وَ
کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور

اس لئے ادعکم میں دعا صیغہ واحد ارشاد ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پر عمل کرنا اتنا ہی لازم ہے جتنا قرآن پر ۱۲۔ اس سے مراد کلمہ طیبہ یا حضور کا وعظ یا جہاد یا قرآن کریم ہے۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ چونکہ وہ تمہیں ہمیشہ ایسی چیز کے لئے بلاتے ہیں جو تمہاری زندگی کا باعث ہے لہٰذا ان کے بلانے پر فورا حاضر ہوا کرو۔ یہ قید احترازی نہیں' بلکہ بیان واقعہ ہے۔ ۱۳۔ کبھی اس طرح کہ اچانک موت آ جاتی ہے' کبھی ارادہ خیر دل میں پیدا ہو کر رہ جاتا ہے' غرضیکہ ہزار رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں لہٰذا حضور کی اطاعت میں جلدی کیا کرو۔

۱۔ جب گناہ زیادہ ہو جاویں اور پیشوایان قوم اچھی باتوں کا حکم دینا بری باتوں سے روکنا چھوڑ دیں تو عذاب عام نازل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا علماء کو یہ خیال نہ چاہیے کہ لوگ گمراہ ہوتے ہوں تو ہوں ہم کو کیا ہم تو نیکی کر رہے ہیں اگر کشتی میں ایک سوراخ کر دے تو عام سواریاں ہلاک ہوں گی۔ ۲۔ اس میں خطاب مہاجرین مومنین سے ہے' ان کو وہ حال یاد دلایا جا رہا ہے جو ہجرت سے پہلے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمتیں یاد کرنا اور اپنا گزرا ہوا وقت یاد رکھنا اعلیٰ عبادت ہے۔ کہ اس سے اللہ کے شکر کی توفیق ملتی ہے۔ یعنی تم ڈرتے تھے کہ کفار ہم کو ہلاک کر دیں یا تم کو مکہ معظمہ سے نکال دیں ۳۔ یعنی تم کو مدینہ منورہ میں جگہ بخشی اور انصار کے مال میں تمہارا حصہ کیا۔ پھر جہاد میں غنیمت عطا فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ مدینہ پاک میں رہنا اللہ کی نعمت ہے اور غنیمت اعلیٰ درجہ کی طیب روزی ہے ۴۔ امانت میں مال' راز' عزت و آبرو سب قسم کی امانتیں داخل ہیں۔ یعنی کسی کا مال نہ مارو۔ کسی کے خفیہ راز جو تم سے کہے گئے فاش نہ کرو۔ ایک دوسرے کو ذلیل نہ کرو ۵۔ شان نزول یہ آیت ابولبابہ صحابی کے بارے میں آئی جنہوں نے مدینہ کے یہود بنی قریظہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک راز فاش کر دیا بنی قریظہ اپنے مکانات میں محصور ہو گئے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ تم سعد بن معاذ کے فیصلہ پر راضی ہو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ ابولبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیں۔ ہم ان سے مشورہ کر لیں۔ ابولبابہ کو بھیجا گیا تو انہوں نے پوچھا کہ سعد بن معاذ کیا فیصلہ کریں گے تو انہوں نے اپنے حلق پر انگلی پھیر کر اشارہ کر دیا کہ سب کو قتل کا حکم دیں گے۔ پھر ابولبابہ شرمندہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ کی خیانت کی اور اپنے کو مسجد کے ستون سے بندھوا دیا۔ اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہ کھلوں گا جب تک حضور مجھے خود نہ کھولیں۔ جب حضور کے سامنے یہ واقعہ پیش ہوا تو فرمایا کہ اگر لبابہ میرے پاس آ جاتے تو میں ان کے لئے دعاء مغفرت کر دیتا۔ مگر جبکہ وہ مسجد میں پہنچ گئے ہیں تو اب میں اس وقت تک ان کو نہ کھولوں گا جب تک رب تعالیٰ ان کی توبہ قبول نہ فرمائے۔ سات روز تک یہ بندھے رہے' آٹھویں دن توبہ قبول ہوئی۔ لوگوں نے بشارت پہنچائی تو فرمایا مجھے حضور ہی کھولیں تو کھلوں گا اس واقعہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اس سے

يَمۡكُرُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيۡرُ الۡمٰكِرِيۡنَ ﴿۳۰﴾ وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ

اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا ۱ اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر اور جب ان پر ہماری

اٰيٰتُنَا قَالُوۡا قَدۡ سَمِعۡنَا لَوۡ نَشَآءُ لَقُلۡنَا مِثۡلَ هٰذَاۤ ۙ

آیتیں پڑھی جائیں تو کہتے ہیں ہاں ہم نے سنا ہم چاہتے تو ایسی ہم بھی کہہ دیتے

اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذۡ قَالُوا اللّٰهُمَّ

یہ تو نہیں مگر اگلوں کے قصے ۲ اور جب بولے کہ اے اللہ

اِنۡ كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا

اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر

حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ

برسا ۳ یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا اور اللہ کا کام نہیں

اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ

کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو ۴ اور اللہ انہیں

وَهُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا لَهُمۡ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمۡ

عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں ۵ اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب

يَصُدُّوۡنَ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ وَمَا كَانُوۡۤا اَوۡلِيَآءَهٗ ؕ

نہ کرے وہ تو مسجد حرام سے روک رہے ہیں ۶ اور وہ اس کے اہل نہیں اس کے

اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۴﴾

اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں ۷ مگر ان میں اکثر کو علم نہیں

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمۡ عِنۡدَ الۡبَيۡتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصۡدِيَةً ؕ

اور کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی ۸

فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ

تو اب عذاب چکھو ۹ بدلہ اپنے کفر کا بے شک کافر

۱۔ اس طرح کہ حضرت جبریل کے ذریعہ آپ کو ان کی سازباز کی اطلاع دے دی اور مکڑی کے جالا کے ذریعہ آپ کو بچالیا۔ ۲۔ شان نزول۔ نضر بن حارث کہتا تھا کہ قرآن شریف انسانی کلام ہے' اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کلام گھڑلیں۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری یہ اس کی محض بکواس تھی۔ قرآن کریم نے تو سارے کفار عرب کو اپنے مقابلہ کے لئے للکارا' سارے فصحاء ایک آیت بھی قرآن کریم کی طرح نہ بنا سکے۔ ۳۔ شان نزول۔ نضر بن حارث اور اس کے ساتھی اپنے ماتحتوں میں اپنی حقانیت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر طور پر انہیں سنا کر یہ دعا کرتے تھے کہ لوگ سمجھیں کہ ان لوگوں کو اپنی حقانیت اور قرآن کے غلط ہونے کا پورا یقین ہے۔ تب ہی ایسے جزم سے ایسی دعا کر رہے ہیں ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ہر وقت ہر مسلمان کے ساتھ ہیں اس لئے ہم پر ہمارے گناہوں کی وجہ سے عذاب نہیں آتا۔ کیونکہ عذاب نہ آنے کی وجہ حضور کی موجودگی ہے' رب فرماتا ہے' اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ اور فرماتا ہے۔ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ حضور اللہ کی رحمت ہیں اور سب سے قریب ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صدیق اکبر فاروق اعظم کی قبروں میں عذاب نہیں کیونکہ حضور ان کے پاس ہیں اور وہ آغوش مصطفیٰ میں سو رہے ہیں۔ جو انہیں عذاب میں مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ۵۔ یعنی ان کے محلوں میں مکانوں میں فقراء مسلمین بھی ہیں۔ جو دعا مغفرت کر رہے ہیں' یا ان کفار کی پشتوں میں مومن اولاد بھی ہے جو آئندہ پیدا ہو کر استغفار پڑھا کرے گی۔ اگر یہ لوگ ہلاک کر دیئے جاویں تو وہ اولاد کیسے پیدا ہو' یا ان میں سے بعض لوگ ایمان لا کر استغفار پڑھا کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کی برکت سے عذاب دور ہو جاتا ہے۔ علی مرتضٰی فرماتے ہیں کہ دنیا میں دو امان ہیں۔ حضور کی ذات اور استغفار حضور نے تو پردہ فرمالیا' استغفار قیامت تک رہے گی ۶۔ یعنی ان لوگوں پر عذاب ضرور آئے گا کیونکہ انہوں نے یہ گناہ مذکور کئے ہیں۔ اگرچہ عذاب کی نوعیت کچھ اور ہو۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے کفار کو شکست دی۔ آخرت کا عذاب اس کے علاوہ ہے۔ معلوم ہوا کہ مسلمان کو بلاعذر مسجد سے روکنا سخت جرم ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ کوئی کافر اور فاسق ولی نہیں ہو سکتا۔ تقویٰ کے چار درجے ہیں' اس لئے ولایت کے بھی چار درجے ہوئے۔ کفر سے بچنا' گناہوں سے بچنا' مشکوک چیزوں اور شبہات سے بچنا' غیر اللہ سے بچنا۔ غیر اللہ وہ جو رب سے غافل کرے۔ اگر نماز و دیگر عبادات ریا کے لئے ہوں تو وہ غیر اللہ ہیں اور اگر کھانا رب کے لئے ہو تو وہ غیر نہیں۔ مگر بعض لوگ ہر بھنگی چرسی کو ولی سمجھ لیتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ بعض لوگ بے دینوں کو ولی جانتے ہیں۔ یہ بھی دھوکہ ہے ۸۔ شان نزول۔ قریش مکہ بیت اللہ میں آ کر تالیاں اور سیٹیاں بجاتے تھے اور اسے عبادت جانتے تھے۔ جب حضور نماز پڑھتے تو یہ لوگ یہ حرکتیں کرتے اور خوش ہوتے کہ ہم بھی نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر یہ آیت اتری اس سے معلوم ہوا کہ تالیاں' سیٹیاں بجانا کفار کا طریقہ ہے آج بھی عیسائی اپنی مجلسوں میں خوشی سے تالیاں بجاتے ہیں۔ مسلمان ان کی نقل کرتے ہیں۔ یہ نہ چاہیے کفار کی نقل بھی بری ہے۔ ۹۔ یعنی جنگ بدر کی شکست' قتل اور قید کا عذاب چکھو۔ معلوم ہوا کہ ہزیمت کفار کے لئے عذاب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بدعملی اور کفر کی سزا کچھ دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ مگر اس سے آخرت کی سزا کم نہیں ہوتی۔

كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

اپنے مال خرچ کرتے ہیں لہ کہ اللہ کی راہ سے روکیں تو اب انہیں

فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۥ

خرچ کریں گے پھر وہ ان پر پچھتاوا ہوں گے ۲ پھر مغلوب کردیئے جائیں گے ۳

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۶ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ

اور کافروں کا حشر جہنم کی طرف ہو گا ۴ اس لئے کہ اللہ

الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ

گندے کو ستھرے سے جدا فرمادے ۵ اور نجاستوں کو تلے اوپر رکھ کر

عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ

سب ایک ڈھیر بنا کر جہنم میں ڈال دے ۶

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۳۷ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا

وہی نقصان پانے والے ہیں تم کافروں سے فرماؤ اگر وہ باز رہے تو جو

يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ۚ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ

ہو گزرا وہ انہیں معاف فرمادیا جائے گا ۷ اور اگر پھر وہی کریں تو

سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۸ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ

اگلوں کا دستور گزر چکا اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فساد باقی نہ رہے ۸

وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا

اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے ۹ پھر اگر وہ باز رہیں تو اللہ ان کے

يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳۹ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

کام دیکھ رہا ہے اور اگر وہ پھریں تو جان لو کہ اللہ تمہارا

مَوْلٰىكُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۴۰

مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار

ع ۹ / ۱۸

۱۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کے لشکر پر' شان نزول۔ یہ آیت ان بارہ قریشیوں کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے بدر کے موقعہ پر تمام لشکر کفار کا خرچہ اپنے ذمہ لیا تھا۔ چنانچہ روزانہ دس اونٹ ذبح ہوتے تھے رب نے ان کے اس خرچ کو اسلام کے مقابلہ میں خرچ کرنا قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے دینی پھیلانے کے لئے رسالے' مدرسے وغیرہ پر خرچ کرنا' سب اس میں داخل ہیں۔ ۲۔ اس لئے کہ مال خرچ ہو گا اور کچھ کام نہ بنے گا۔ گویا خود یہ مال ہی ان کے لئے حسرت ہو گا۔ یہ کلام مبالغۃً" فرمایا گیا۔ ۳۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ جنگ بدر میں کفار کو شکست ہو گی۔ یا اگرچہ کبھی ظاہری فتح کفار کو دے دی جاوے مگر انجام کار فتح مسلمانوں کی ہو گی۔ اور ایسا ہی ہوا ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گئے بھی تو ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔ جمع ہو کر نہ جائیں گے۔ تا کہ رسوائی نہ ہو۔ جہنم کی طرف حشر اور اجتماع کفار کا عذاب ہے جس سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بچائے گا۔ ۵۔ مسلمانوں کی کامیابی' کفر و اسلام' مومن و کافر میں چھانٹ کا ذریعہ ہے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے مقابلے میں کفار ایک ہیں عیسائی یہودی' ہندو اسلام کے مٹانے کے لئے ایک ہو جاتے ہیں۔ کفر نجاست ہے' ایمان طہارت ہے کفر تاریکی ہے۔ اسلام نور ہے۔ ہر کفر جھوٹ ہے' اسلام سچ ہے۔ لہٰذا وہ سب آپس میں مل سکتے ہیں۔ لیکن اسلام سے نہیں مل سکتے مگر اس کے باوجود انشاء اللہ غلبہ اسلام کو ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی برکت سے کافر کا کفر اور زمانہ کفر کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ حقوق العباد میں جو شرعی حق یا حق اللہ ضائع ہوا' وہ بھی معاف ہو جاتا ہے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ اگر مشرک کسی کا قرض مار کر مسلمان ہو جاوے تو قرض معاف نہ ہو گا ۸۔ معلوم ہوا کہ جہاد کا یہ مقصد نہیں کہ کفار کو جبراً" مسلمان بنایا جائے بلکہ مقصود یہ ہے کہ کفر کا زور ہے کیونکہ کفر مٹانے کے لئے جہاد نہیں ہوتا بلکہ کفر کا زور توڑ دیا جائے تا کہ اسلام کا راستہ صاف ہو جائے ۹۔ خیال رہے کہ یہاں فتنہ سے مراد خود کفر نہیں بلکہ کفر کا زور توڑنے کے لئے ہوتا ہے۔ دوسری جگہ رب فرماتا ہے حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ اس میں یہ ہی بتایا گیا ہے کیونکہ جب کفار نے جزیہ دینا منظور کر لیا تو ان کا زور ٹوٹ گیا۔ حضور فرماتے ہیں۔ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہاں حتیٰ کے معنی ہیں تاکہ' یعنی مجھے حکم دیا گیا کہ کفار سے جنگ کروں کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ یعنی جہاد میں مال کی نیت سے نہ جائیے۔ نیت اشاعت اسلام کی ہو' لہٰذا قرآن کی آیات اور آیت و حدیث میں تعارض نہ رہا۔ مقصد یہ ہے کہ دین خوب چمک جاوے اور کسی کافر کو مسلمان پر جبر کر کے اعمال صالح سے روکنے کی جرات نہ رہے۔ تلوار قرآن کا راستہ صاف کرنے کے لئے اور قرآن تلوار کو غلط چلانے سے روکنے کے لئے ۱۰۔ اس کی مدد کے ہوتے ہوئے تمہیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ اولیاء انبیاء کی مدد رب ہی کی مدد ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ

اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو ۱ تو اس کا پانچواں حصّہ

خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَ

خاص اللہ ۲ اور رسول اور قرابت والوں ۳ اور یتیموں اور

الْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ

محتاجوں ۴ اور مسافروں کا ہے ۵ اگر تم ایمان لائے ہو ۶ اللہ پر

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى

اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن اتارا ۷ جس دن دونوں فوجیں

الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۴۱ اِذْ اَنْتُمْ

ملی تھیں اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ۸ جب، تم نالے کے

بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى

اس کنارے تھے اور کافر پرلے کنارے اور قافلہ تم

وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی

سے ترائی میں ۹ اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور

الْمِیْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬

وقت پر برابر نہ پہنچتے ۱۰ لیکن یہ اس لئے کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے

لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ

۱۱ کہ جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو جئے دلیل سے

بَیِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۴۲ اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ

جئے ۱۲ اور بیشک اللہ ضرور سنتا جانتا ہے ۱۳ جب کہ اے محبوب اللہ

فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ

تمہیں کافروں کو تمہاری خواب میں تھوڑا دکھاتا تھا ۱۴ اور اے مسلمانو اگر وہ تمہیں بہت کر کے دکھاتا

۱۔ جہاد میں جو مال کفار سے جبراً لیا جاوے وہ غنیمت ہے۔ تھوڑا ہو یا بہت، مال غنیمت کے کل پانچ حصے کئے جاتے ہیں۔ اس میں سے چار حصے مجاہدین کے ہیں۔ اور ایک حصے کے پھر پانچ حصے ہوتے ہیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول کا حصہ اللہ ہی کا حصہ ہے۔ اگر اللہ کے حصے سے مراد اور کوئی حصہ ہوتا جو علاوہ حضور کے حصے کے ہے تو چھ حصے بن جاتے ہیں پانچ نہ رہتے۔ غرضیکہ اس حصے کا اللہ کی طرف نسبت کرنا برکت کے لئے ہے۔ اور حضور کی طرف نسبت کرنا استحقاق کے لئے۔ اس سے حضور کا قرب الٰہی معلوم ہوتا ہے۔ ۳۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار حضور کی زندگی میں تو قرابت کی وجہ سے اور حضور کی وفات کے بعد فقر اور مسکنت کی وجہ سے لیں گے۔ یعنی اس خمس میں بنی مطلب، بنی ہاشم وغیرہم مساکین کو دیا جاوے گا اس طرح کہ حضور کی حیات شریف میں اس خمس کے پھر پانچ حصے کئے جاتے تھے جن میں سے ایک حصہ یعنی کل غنیمت کا پچیسواں حصہ حضور کو اور ایک حصہ حضور کے اہل قرابت اور تین حصے فقراء و مساکین کے ہوتے تھے۔ حضور کی وفات کے بعد اہل قرابت کا حصہ فقراء و مساکین پر صرف ہو گا۔ اب وہ حصہ سادات فقراء کو ملے گا۔ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا یہی فرمان ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ حضور، محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمناف ہیں۔ عبدالمناف کے چار بیٹے تھے۔ ہاشم، مطلب، عبد شمس، نوفل، حضرت عثمان عبدالشمس کی اولاد میں تھے اور جبیر ابن مطعم نوفل کی اولاد میں۔ حضور نے خیبر کی غنیمت میں ان دونوں بزرگوں کو خمس میں سے کچھ نہ دیا تو ان صاحبوں نے وجہ پوچھی تو سرکار نے فرمایا کہ ہاشم و مطلب کی اولاد نے اسلام میں بڑا تعاون کیا۔ معلوم ہوا کہ محض قرابتداری استحقاق کا سبب نہیں نصرت سبب ہے۔ جو حضور کی وفات سے ختم ہو چکی ۵۔ مسافر اگرچہ اپنے گھر میں غنی ہو، مگر جب سفر میں اسے حاجت پڑ جاوے تو اسے بھی دیا جائے وہ مسافر خواہ اولاد رسول ہو یا اور مسلمان۔ خیال رہے کہ حضور کے ذی قربیٰ بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں۔ عبدالشمس اور نوفل کی اولاد اگرچہ قریشی ہیں مگر اس خمس کے مستحق نہیں ۶۔ یہاں اِنْ شک و تردد کے لئے نہیں بلکہ اس سے کلام کی اہمیت کا اظہار مقصود ہے۔ جیسے کوئی باپ اپنے فرمانبردار فرزند سے کہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو ہمیشہ فرمانبرداری کرنا۔ کیونکہ صحابہ سچے مومن متقی بلکہ مومنوں کے سردار ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ ۷۔ یہاں یوم الفرقان سے مراد جنگ بدر کا دن ہے اور دو جماعتوں سے مراد مومن و کافر ہیں۔ بدر کا واقعہ سترہ رمضان ۲ھ میں ہوا۔ ۸۔ چنانچہ اس قدرت والے نے تم تھوڑوں اور کمزوروں کو بڑی جماعت کفار پر فتح دے دی۔ یہ اس کی قدرت کی اعلیٰ دلیل ہے۔ ۹۔ یعنی بدر میں تم تو اس میدان کے قریبی کنارہ پر تھے جو مدینہ کی طرف ہے اور کفار دوسری جانب جو مکہ کی طرف ہے اور ابوسفیان کا قافلہ سمندر کے کنارے کنارے مسلمانوں سے تین میل کے فاصلے سے نکل گیا۔ گویا رب نے اس آیت میں جنگ کا نقشہ بتایا کہ اس طرح صف آرائی ہوئی۔ ۱۰۔ یعنی تم اور کفار اگر اول سے جنگ کا وقت مقرر کرتے تو تم ان کی زیادتی اور اپنی کمی دیکھ کر گھبرا جاتے اور وقت پر میدان میں نہ پہنچتے۔ مگر ہم چاہتے تھے کہ اچانک جنگ ہو جاوے اور دنیا فتح اسلام کا نظارہ کر لے ۱۱۔ اس لئے اس نے تم کو اور کفار مکہ کو بغیر پہلے طے کئے ہوئے بھڑا دیا اور پھر تم کو وہ فتح دی جو قیامت تک بطور یادگار قائم رہے گی ۱۲۔ یعنی بدر کا واقعہ دلیل حقانیت اسلام ہے۔ اب مومن آنکھوں دیکھ کر ایمان پر قائم رہے گا اور کافر دیکھ بھال کر صرف ضد و عناد سے کافر رہے گا۔ یہاں زندگی سے مراد

(بقیہ صفحہ ۲۸۹) ایمان ہے اور ہلاکت سے مراد کفر ہے ۱۳۔ اللہ سنتا تو سب کی ہے مگر مانتا سب کی نہیں۔ مانتا ان کی ہے جو رب کی مانتے ہیں۔ دیکھو جنگ بدر میں حضور نے فتح اسلام کی دعا مانگی۔ رب نے کیسی قبول فرمائی۔ ۱۴۔ حضور نے خواب میں ان کفار کو بہت تھوڑا دیکھا اور صحابہ کو وہ خواب سنائی تو ان کے دل مضبوط ہوئے خیال رہے کہ حضور کو صرف وہ کافر دکھائے گئے جو کفر پر مرنے والے تھے لہذا حضور کا خواب بالکل درست تھا۔ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدر کے دن مسلمانوں کی آنکھ نے بھی کافروں کو تھوڑا ہی محسوس کیا۔

وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ

تو ضرور تم بزدلی کرتے ۱ اور معاملہ میں جھگڑا ڈالتے ۲ مگر اللہ نے بچالیا ۳ بیشک

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ

وہ دلوں کی بات جانتا ہے اور جب لڑتے وقت تمہیں

الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ

کافر تھوڑے کرکے دکھائے اور تمہیں انکی نگاہوں میں تھوڑا کیا ۳ کہ

لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے ۴ اور اللہ کی طرف سب کاموں کی

الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً

رجوع ہے ۵ اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو ۶

فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٤٥﴾

تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو ۷ کہ تم مراد کو پہنچو ۸

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو ۹ اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی

وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۖ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ

کروگے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی ۱۰ اور صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنیوالوں

الصَّابِرِينَ ﴿٤٦﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ

کے ساتھ ہے ۱۱ اور ان جیسے نہ ہونا جو اپنے گھر سے نکلے

دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ

اتراتے اور لوگوں کے دکھانے کو ۱۲ اور اللہ کی راہ

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٤٧﴾

سے روکتے ۱۳ اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں ۱۴

۱۔ یعنی تم میں کوئی جنگ کی رائے دیتا' کوئی اس کے خلاف' معلوم ہوا کہ اختلاف اگرچہ پیغمبر سے ہو کفر نہیں' نہ مذموم ہے۔ اطاعت حکم کی ضروری ہے ۲۔ تم کو بزدلی اور اختلاف رائے سے بچالیا۔ یہ تھوڑا دکھانے کی حکمت کا بیان ہے۔ ۳۔ چنانچہ مسلمانوں کو ایسا معلوم ہوا کہ کافر ستر یا اس سے بھی کم ہیں اور ابو جہل وغیرہ کفار کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمان دس بیس سے زیادہ نہیں۔ اگر مسلمان کفار کی نگاہ میں زیادہ دکھائی دیتے تو وہ بغیر جنگ کئے بھاگ جاتے اور اسلام کی شوکت ظاہر نہ ہوتی۔ پھر جنگ شروع ہو چکنے کے بعد کفار کو مسلمان بہت ہی زیادہ نظر آنے لگے۔ جس سے ان پر رعب چھا گیا۔ سبحان اللہ ۴۔ اسلام کا غلبہ کفر کی مغلوبیت ۵۔ فتح و نصرت اس کی مدد سے ہے۔ لہذا آئندہ مسلمانو محض اسباب پر نظر نہ کرو۔ خالق اسباب پر توکل کرو۔ ۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنگ کی دعا نہ کرو اور جب آ پڑے تو بھاگو نہیں اور دشمن کو حقیر نہ جانو پوری تیار کرو ۷۔ معلوم ہوا کہ جنگ میں ذکر اللہ زیادہ چاہیے ہاتھ میں تلوار ہو۔ منہ میں قرآن ہو۔ اسی طرح اس وقت اللہ رسول کی فرمانبرداری اشد ضروری ہے اور آپس کا اتفاق لازم ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں مومن کی فتح تین چیزوں پر موقوف ہے۔ ثابت قدمی' رب کی یاد کی کثرت اور دل کا اخلاص' کہ ملک گیری کی نیت سے جہاد نہ ہو بلکہ محض اللہ رسول کی رضا کے لئے ہو۔ جہاد میں نماز تو کیا جماعت نماز بھی حتی الامکان نہ چھوڑے۔ ایسے موقعہ کے لئے نماز خوف کی قرآن نے تعلیم دی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد چونکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ اس لئے اس میں نام و نمود کا دخل نہ ہو' صرف دین اسلام کی حفاظت کی نیت ہو اور فخر و تکبر نہ ہو۔ ہاں کفار کے سامنے بہادری کی باتیں کرنا فخر نہیں۔ بلکہ بہتر ہے ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آپس کے جھگڑے کمزوری کا سبب ہیں۔ دوسرے یہ کہ نااتفاقی دور کرنے کے لئے اللہ رسول کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اس سے اتفاق نصیب ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جنگ میں اللہ تعالیٰ فتح و نصرت کی ہوا بھیجتا ہے۔ یعنی صبا۔ اگر ان ہدایتوں پر عمل نہ ہو تو وہ ہوا نہ آئے گی۔ (روح البیان) یا ہوا جانے سے مراد ہے اپنی ہیبت کا اٹھ جانا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ یوں تو ہر حال میں اللہ رسول کی فرمانبرداری ضروری ہے لیکن جہاد میں زیادہ ضروری ہے تاکہ اس کی برکت سے فتح نصیب ہو۔ اس لئے عین جنگ میں خطرے کے وقت بھی جماعت معاف نہیں بلکہ وہاں نماز خوف پڑھی جاوے جس کا ذکر قرآن شریف میں گذر چکا۔ ان پر افسوس ہے جو بلاوجہ نماز چھوڑ دیتے ہیں ۱۲۔ شان نزول۔ یہ آیت ان کفار قریش کے متعلق آئی جو گھمنڈ و غرور کرتے ہوئے بدر میں آئے یہاں تک کہ ابو سفیان نے ابو جہل کو کہلا بھیجا کہ تمہارا قافلہ بخیریت پہنچ گیا اب واپس آ جاؤ مگر وہ نہ مانا آخر کار یہ سب جنگ میں مارے گئے۔ اے مسلمانو! اس سے عبرت پکڑو اور جہاد میں فخر نہ کرو ۱۳۔ یعنی کفار تو اللہ

(بقیہ صفحہ ۲۹۰) رسول سے روکنے کے لئے جنگ کو آتے ہیں، تم اللہ رسول کا نام بلند کرتے ہوئے جہاد میں شرکت کرو تاکہ تمہاری اور ان کی جنگ کی نوعیت میں فرق ہو ۱۴۔ لہٰذا کفار کو ان کے ہر عمل بد کی سزا دی جاوے گی۔ کسی کو دنیا میں بھی اور سب کو آخرت میں۔ خیال رہے کہ کفار شرعی احکام کے دنیا میں مکلف نہیں۔ مگر آخرت میں عذاب کے متعلق مکلف ہیں۔

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

اور جبکہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام بھلے کر دکھائے ۱ اور بولا آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں ۲ اور تم میری پناہ میں ہو تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں ۳ میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا میں اللہ سے ڈرتا ہوں ۴ اور اللہ کا عذاب سخت ہے جب کہتے تھے منافق اور وہ جن کے دلوں میں آزار ہے ۵ کہ یہ مسلمان اپنے دین پر مغرور ہیں ۶ اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے ۷ اور کبھی تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں ۸ مار رہے ہیں ان کے منہ پر اور انکی پیٹھ پر ۹ اور چکھو آگ کا عذاب ۱۰ یہ بدلہ ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۱۱ جیسے فرعون والوں ۱۲

۱۔ اس طرح کہ کفار عرب نے حضور کی مخالفت میں جو حرکتیں کیں شیطان نے شکل انسانی میں آکر ان سب کی بہت تعریف کی اور اس پر انہیں قائم رہنے کی رغبت دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ہمارے عیبوں کی تعریف کرے یا ہم کو گناہوں کی رغبت دے وہ شیطان ہے۔ اگرچہ شکل انسانی میں ہو ۲۔ جنگ بدر کے دن ابلیس سراقہ بن مالک سردار بنی کنانہ کی شکل میں شیاطین کی جماعت لئے ہوئے کفار عرب کے پاس آیا اور کہا کہ تم بے فکر رہو بنی کنانہ سے تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ میں اور میری یہ ساری جماعت تمہارے ساتھ ہے۔ جنگ جب شروع ہوئی تو اس کا ہاتھ حارث ابن ہشام کے ہاتھ میں تھا۔ اس مردود نے جب فرشتے اترتے دیکھے تو اپنا ہاتھ حارث کے ہاتھ سے چھڑا کر بھاگنے لگا۔ حارث نے پکارا کہ کہاں جاتا ہے وہ بولا جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ اس آیت میں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ برے دوست انسان کو مصیبت میں پھنسا کر الگ ہٹ جاتے ہیں اس لئے ان کی پیروی نہ چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان انسان وغیرہ کی شکل میں نمودار ہو سکتا ہے۔ یہی طاقت فرشتوں میں بھی ہے مگر وہ نوری ہیں یہ ناری ہے ۳۔ میں تو تم کو یہاں تک پہنچانے آیا تھا۔ اب تم جانو اور مسلمان۔ یہ میدان جنگ ہے اور یہ تم اور وہ ۴۔ معلوم ہوا کہ خدا کا ہر خوف ایمان کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ وہ خوف جو اطاعت پیدا کرے۔ قدرت کا خوف تو شیطان کو بھی ہے ۵۔ منافقین اور کچھ ضعیف الاعتقاد نو مسلم جب میدان بدر میں پہنچے اور انہوں نے کفار کی کثرت اور ان کے سامان جنگ کی فراوانی دیکھی تو ڈر گئے اور مرتد ہو کر یہ بولے ۶۔ یعنی ان مسلمانوں کو اسلام پر اتنا ناز ہے کہ اتنے تھوڑے اور بے سامان ایسی بڑی جماعت کے مقابلے میں آ گئے۔ ۷۔ یہ کلام رب کا ہے جو ان مرتدین کی تردید میں ارشاد ہوا۔ ۸۔ یہاں لو تری میں عام مسلمانوں سے خطاب ہے اور کفار سے وہ سارے کافر مراد ہیں جو بدر میں مارے گئے۔ ملائکہ سے مراد حضرت عزرائیل اور ان کے تمام خدام فرشتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب جان نکالتے ہیں۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ مرتے وقت ملائکہ کی مار کفار کے لئے بطور عذاب ہے۔ مومن اس سے محفوظ ہے مومن کا اس وقت فرشتے احترام بھی کرتے ہیں اور نرمی بھی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو مرتے وقت بھی اور قبر میں بھی آگ کا عذاب ہوتا ہے۔ مگر دوزخ میں داخلہ قیامت کے بعد ہو گا۔ لہٰذا اس سے عذاب قبر کا ثبوت ہو سکتا ہے اور بھی کئی آیتوں سے اس کا ثبوت ہے۔ ۱۱۔ یعنی عذاب قبر تمہارے بد عملوں کا نتیجہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے والا چغل خور اس عذاب میں گرفتار ہو گا۔ ایسے ہی مسجد میں روشنی کرنے سے قبر میں نور ہوتا ہے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ متبعین کو بھی آل کہتے ہیں۔ فرعون لاولد تھا۔ اور اپنی پولیس اور فوج سے ظلم کراتا تھا۔ اس فوج کو آل فرعون کہا گیا۔ لہٰذا اس معنی سے حضور کے سارے صحابہ بلکہ ساری امت آل رسول ہے۔ آل کے یہ معنی ایسے عام ہیں کہ اس میں اہل بیت، صحابہ اور ساری امت شامل ہے۔

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ
اور ان سے اگلوں کا دستور وہ اللہ کی آیتوں کے منکر ہوئے تو اللہ نے انہیں ان کے

اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾
گناہوں پر پکڑا [۱] بے شک اللہ قوت والا سخت عذاب والا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى
یہ اس لئے کہ اللہ کسی قوم سے جو نعمت انہیں دی تھی بدلتا نہیں

قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ
جب تک وہ خود نہ بدل جائیں [۲] اور بیشک اللہ سنتا

عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ ۙ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
جانتا ہے [۳] جیسے فرعون والوں اور ان سے اگلوں کا دستور [۴]

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ
انہوں نے اپنے رب کی آیتیں جھٹلائیں تو ہم نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب

وَاَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾
ہلاک کیا اور ہم نے فرعون والوں کو ڈبو دیا اور وہ سب ظالم تھے [۵]

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بیشک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ ۖ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ
اور ایمان نہیں لاتے [۶] وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا

ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ
پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور

لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ
ڈرتے نہیں [۷] تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا

۱۔ دنیا میں عذاب بھیج کر، قبر میں اور حشر میں سخت عذاب میں گرفتار کر کے۔ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ کفار کے انکار سے ملول نہ ہوں۔ ایسا ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ ۲۔ کفار مکہ کو اللہ نے امن، گھر بیٹھے روزی، عزت عطا فرمائی۔ آخر میں نبی آخر الزمان کو ان میں بھیجا۔ جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے۔ انہوں نے ان نعمتوں کی ناقدری ہی کی، بت پرستی، بدعملی، حضور کی مخالفت کی تو رب نے ان سے امن، روزی سب کچھ چھین لیا۔ شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔ ناشکری سے عذاب آتا ہے۔ ۳۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اس آیت کا بھی منشا یہ ہے کہ رب تعالیٰ کسی قوم سے اپنی دی ہوئی نعمتیں نہیں چھینتا تاوقتیکہ وہ قوم اپنا حال خود نہ بدل لے کہ فرمانبرداری چھوڑ کر نافرمانی کرنے لگے۔ یہ مطلب نہیں کہ کسی قوم کو بغیر اس کے نیک اعمال کئے نعمت نہیں دیتا۔ اس کا کرم ہماری قابلیت پر موقوف نہیں، بلکہ اس کا عذاب ہماری بدکاریوں کی بنا پر ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

شعر

داد حق را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد اوست

مکہ معظمہ والوں کو صدہا نعمتوں سے نوازا۔ پہلے سے وہ کونسی نیکیاں کرتے تھے۔ حضرت مریم کو پیدائشی ولی، حضرت آدم کو پیدائشی نبی و مسجود ملائکہ بنا دیا۔ لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ فرعون سے اگلی قومیں قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ ان سب کو اللہ نے بے بہا نعمتیں بخشی تھیں مگر ناشکری کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں کے تاریخی حالات پڑھنا عبرت کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح قصص اولیاء کا مطالعہ کرنا تاکہ رب کی عبادت کا شوق پیدا ہو بہت اچھا ہے۔ رب تعالیٰ نے اسی لئے ہر طرح کے قصے قرآن شریف میں بیان کئے ۵۔ اگرچہ فرعونی لوگ سخت ظالم تھے اور اس کے ماتحت اس سے کم، مگر عذاب سب پر آیا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار جانور ہیں بلکہ جانور سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ کوئی جانور کفر نہیں کرتا۔ کوئی بت پرستی نہیں کرتا حالانکہ وہ بے عقل ہے اور یہ عاقل ہو کر رب کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس لئے کافر انسان کو عذاب ہو گا۔ جانوروں کو نہیں ہو گا ۷۔ شان نزول۔ یہ آیات یہود مدینہ بنی قریظہ کے متعلق نازل ہوئیں۔ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط پر صلح فرمائی تھی کہ نہ حضور سے جنگ کریں نہ جنگ کرنے والوں کی مدد کریں۔ مگر انہوں نے مشرکین مکہ کی ایک جنگ کے موقعہ پر حضور کے مقابلہ میں مدد کی۔ بعد میں کہنے لگے کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ پھر عہد کیا۔ لیکن بعد میں پھر کفار کی مدد کی آیت کا مقصد یہ ہے کہ اول کفر ہی بڑا عیب ہے لیکن جب اس کے ساتھ بدعہدی بھی ہو تو اور بھی سخت ترین عیب ہے۔ مومن پر بھی اپنا عہد پورا کرنا لازم ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا

۱۔ اس طرح کہ انہیں آئندہ تم سے لڑنے کی ہمت نہ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ میں ہر وہ جائز طریقہ استعمال کرنا درست ہے۔ جو کفار کی ہمت توڑے۔ ان کے جانور ہلاک کرنا' ان کے باغات و کھیتوں میں آگ لگانا' ان کی جائیدادوں کو برباد کرنا وغیرہ۔ بچوں' عورتوں کا قتل شریعت میں جائز نہیں۔ ۲۔ یعنی اگر تم نے کسی کافر قوم سے معاہدہ کیا تھا۔ مگر علامات اور قرینوں سے پتہ لگا کہ یہ لوگ عہد شکنی کریں گے۔ تو اولاً انہیں اطلاع دے دو کہ فلاں تاریخ ہم تم پر حملہ کریں گے، پھر حملہ کر دو۔ غرضیکہ سانپ کے کاٹنے سے پہلے اس کا سر کچل دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں بغیر اطلاع دیئے حملہ کر دینا جائز نہیں کیونکہ یہ بدعہدی ہے۔ ۳۔

فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

قتل کرو جس سے ان کے پسماندوں کو بھگاؤ ۱ اس امید پر کہ شاید انہیں عبرت ہو

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ

اور اگر تم کسی قوم سے دغا کا اندیشہ کرو تو ان کا عہد ان کی طرف

عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا

پھینک دو برابری پر ۲ بیشک دغا والے اللہ کو پسند نہیں اور ہرگز

يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾

کافر اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے ۳ بیشک وہ عاجز نہیں کرتے

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ

اور ان کے لئے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے ۴ اور جتنے

رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ

گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے

وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ

دشمن ہیں ۵ اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں جنہیں تم نہیں جانتے ۶ اللہ

يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ

انہیں جانتا ہے ۷ اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے

اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ

تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے ۸ اور اگر

جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ

وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ

بے شک وہی ہے سنتا جانتا ۹ اور اگر وہ تمہیں فریب

یعنی جو کفار جنگ بدر سے بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے وہ اپنے کو ہماری قدرت اور پکڑ سے باہر نہ سمجھیں۔ ہم ہر طرح پکڑنے پر قادر ہیں۔ جو بیمار اچھا ہو جائے جو مصیبت زدہ آفت سے نکل جائے۔ وہ اپنے کو اللہ کی پکڑ سے باہر نہ جانے۔ اس آیت سے عبرت ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ تیاری جہاد بھی عبادت ہے اور جہاد کی طرح حسب موقع فرض ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عبادت کے اسباب عبادت ہیں اور گناہ کے اسباب جرم گناہ۔ حج فرض کے لئے سفر کرنا فرض۔ چوری کے لئے سفر کرنا حرام ہے۔ تیاری جہاد کرنے والا مجاہد کی طرح حساب قبر سے محفوظ ہو گا اور قیامت میں انشاء اللہ مجاہدین کے ساتھ اٹھے گا۔ بلکہ جہاد کی صحیح تمنا بھی عبادت ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کو ڈرانا دھمکانا اپنی قوت دکھانا بہادری کی باتیں کرنا جائز ہیں۔ حتیٰ کہ غازی اپنی سفید ڈاڑھی کو سیاہ کر سکتا ہے۔ کافروں کے دل میں رعب ڈالنے کے لئے ویسے سیاہ خضاب منع ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے پیارے بندوں کا دشمن اللہ کا دشمن ہے کیونکہ وہ کفار اللہ کو تو اپنا رب مانتے تھے مسلمانوں کے دشمن تھے۔ رب نے انہیں اپنا دشمن قرار دیا۔ ۶۔ پھر صحابہ کرام بھی حضور کے بتا دینے سے منافقین کو پہچان گئے تھے حتیٰ کہ آج تک عبداللہ ابن ابی وغیرہ منافقت میں مشہور ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! تمہارے دو دشمن ہیں۔ ایک کھلے یعنی کفار اور دوسرے چھپے ہوئے یعنی منافقین جنہیں تم اب تک نہیں پہچانتے۔ دونوں سے محتاط رہو۔ ۷۔ یعنی تمہاری آستینوں کے سانپ منافقین کہ کفار پر سختی کرنے سے ان پر ہیبت چھا جاتی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ اس سے مراد کافر جنات بھی ہیں کیونکہ غازی کے گھوڑے کی آواز سے ان جنات کو خوف آتا ہے۔ اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے ۸۔ یعنی جہاد وغیرہ میں خرچ کرنا برباد نہ ہو گا۔ بلکہ اصل مع نفع واپس ہو گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو جہادوں کی برکت سے غنی کر دیا۔ آخرت کا ثواب علاوہ ہے۔ ۹۔ یعنی ان سے صلح قبول کر لو۔ یہ حکم تب ہے جبکہ صلح میں مسلمانوں کا فائدہ ہو جیسا کہ قرائن سے معلوم ہو رہا ہے۔ خیال رہے کہ مشرکین و کفار سے صلح اور جزیہ لینا جائز ہے۔ مگر مرتدین سے صرف جنگ یا اسلام نہ ان سے صلح جائز نہ جزیہ۔ رب فرماتا ہے۔ تقاتلونهم او یسلمون

۱۔ یعنی اگر کفار فریب دینے کے لئے صلح کی پیش کش کریں تو اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے فریب سے بچائے گا کہ تمہیں کسی طریقہ سے خبر دے دے گا ۲۔ بدر میں اللہ کی مدد تو وہ تھی جو فرشتوں کے ذریعے آئی اور مسلمانوں کی مدد وہ تھی جو مہاجرین و انصار کے ذریعے پہنچی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا شرک نہیں بلکہ سنت انبیاء ہے اور یہ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کے خلاف نہیں عیسیٰ علیہ السلام نے مصیبت کے وقت فرمایا تھا۔ من انصاری الی اللہ ۳۔ یعنی انصار مدینہ کے دو گروہوں اوس و خزرج کے درمیان صدیوں سے ایسی عداوتیں پڑی ہوئی تھیں کہ کسی تدبیر سے دور نہ ہو سکتی تھیں۔ تمہاری برکت سے اللہ نے ان کے سینے کینہ سے پاک و صاف فرما دیئے۔ یہ آپ کا خاص معجزہ ہے۔ معلوم ہوا کہ آپس کا اتفاق رب کی نعمت ہے۔ ۴۔ اے محبوب تمہارے ذریعہ، خیال رہے کہ دریا کا رخ پھیر دینا۔ پہاڑ جگہ سے ہٹا دینا آسان ہے۔ مگر بگڑی قوم کو بنانا۔ بچھڑوں کو ملانا بہت مشکل ہے۔ یہ کام حضور نے مدینہ منورہ آتے ہی کر دکھایا۔ اور صرف دس سال کی تھوڑی مدت میں عرب جیسے بگڑوں کو بنا دیا۔ شعر

بدخلق جو تھے وہ نیک ہوئے، لڑتے تھے ہمیشہ وہ ایک ہوئے
جھگڑے، تو نے آ کر میٹ دیئے تیری فہم و ذکا کا کیا کہنا

۵۔ معلوم ہوا کہ مخلوق پر اعتماد کرنا رب پر توکل کے خلاف نہیں کیونکہ فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور یہ مومنین کافی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک اور محبوب بندوں کو اللہ کے ساتھ ملا کر ذکر کرنا شرک نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہے (کہ اللہ رسول بھلا کرے) کیونکہ قرآن نے فرمایا کہ اے نبی تمہیں اللہ اور یہ اتباع کرنے والے مومن کافی ہیں۔ یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر نازل ہوئی۔ یہ ہی عبداللہ ابن عباس کا فرمان ہے۔ لہٰذا یہ آیت مکیہ ہے اور مَنِ اتَّبَعَکَ لفظ اللہ پر معطوف ہے (روح البیان) حضرت عمر کے ایمان سے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہوئی۔ حضور نے ان کی دعا بدھ کو مانگی اور آپ جمعرات کو ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر ۲۶ سال تھی ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جہاد بہت اعلیٰ عبادت ہے جس کی رغبت دلانے کا حضور کو حکم دیا گیا۔ جو جہاد سے روکے وہ شیطان ہے جیسے مرزا قادیانی۔ دوسرے یہ کہ جہاد کی ہر جائز طریقہ سے رغبت دینا جائز ہے۔ غازی کی تنخواہ مقرر کرنا، اس کے بیوی بچوں کی پرورش کرنا، بہادروں کی قدردانی کرنا سب اس میں داخل ہیں۔ ۷۔ اس میں بشارت بھی ہے اور خاص حکم بھی۔ بشارت تو یہ ہے کہ غازی رب کے فضل سے اپنے سے دس گنا کفار پر فتح حاصل کیا کریں گے اور رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایک دس کے مقابلے سے نہ بھاگے بلکہ ڈٹ جاوے۔ پھر یہ حکم اگلی آیت اَلۡـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ سے منسوخ ہو گیا۔ لہٰذا نسخ خبر نہیں ہوا بلکہ نسخ حکم ہوا۔ ۸۔ کیونکہ وہ اللہ کے لئے نہیں بلکہ نفسانی خواہشوں کے لئے ایسے لڑتے ہیں۔ جیسے جانور آپس میں لڑتے بھڑتے تھے۔ لہٰذا وہ ان کے مقابل نہیں ٹھہر سکتے جو خاص اللہ کے لئے لڑیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ملک کے لئے یا قوم کے لئے لڑنا جہالت ہے۔ مومن صرف اللہ رسول کے لئے لڑتا ہے ۹۔ کمزوری ایمان نہیں بلکہ کمزوری ابدان مراد ہے۔ یعنی پہلے تو سو کے مقابلہ میں دس مسلمانوں کو ڈٹ جانا فرض تھا اب سو کافروں کے مقابلے میں پچاس کو ڈٹ جانا فرض رہ گیا۔

یَّخۡدَعُوۡكَ فَاِنَّ حَسۡبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِیۡۤ اَیَّدَكَ

دیا چاہیں تو بیشک اللہ تمہیں کافی ہے وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا

بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ

اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا ۲ اور ان کے دلوں میں میل کر دیا ۳

لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ

اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل

بَیۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیۡنَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ عَزِیۡزٌ

نہ ملا سکتے ۴ لیکن اللہ نے ان کے دل ملا دیئے ۵ بیشک وہی ہے غالب

حَکِیۡمٌ ﴿۶۳﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسۡبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ

حکمت والا اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے

مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۴﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ

مسلمان تمہارے پیرو ہوئے ۵ اے غیب کی خبریں بتانے والے مسلمانوں کو جہاد

عَلَی الۡقِتَالِ ؕ اِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ عِشۡرُوۡنَ صٰبِرُوۡنَ

کی ترغیب دو ۶ اگر تم میں کے بیس صبر والے ہوں گے

یَغۡلِبُوۡا مِائَتَیۡنِ ۚ وَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّائَةٌ یَّغۡلِبُوۡۤا

دو سو پر غالب ہوں گے ۷ اور اگر تم میں کے سو ہوں تو کافروں

اَلۡفًا مِّنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَفۡقَهُوۡنَ ﴿۶۵﴾

کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے ۸

اَلۡـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنۡکُمۡ وَعَلِمَ اَنَّ فِیۡکُمۡ

اب اللہ نے تم پر سے تخفیف فرمائی اور اسے علم ہے کہ تم

ضَعۡفًا ؕ فَاِنۡ یَّکُنۡ مِّنۡکُمۡ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغۡلِبُوۡا

کمزور ہو ۹ تو اگر تم میں سو صبر والے ہوں دو سو پر غالب

مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفَيْنِ
آئیں گے اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب ہوں گے

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ
اللہ کے حکم سے [۱] اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے کسی نبی کو لائق نہیں [۲]

اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ
کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے [۳]

تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ
تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو [۴] اور اللہ آخرت چاہتا ہے [۵]

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ
اور اللہ غالب حکمت والا ہے اگر اللہ پہلے ایک بات لکھ نہ چکا ہوتا [۶]

لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا
تو اے مسلمانو تم نے جو کافروں سے بدلے کا مال لے لیا اس میں تم پر بڑا عذاب آتا [۷]

مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ ۗ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
تو کھاؤ جو غنیمت تمہیں ملی حلال پاکیزہ [۸] اور اللہ سے ڈرتے رہو [۹] بیشک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ ع يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ
بخشنے والا مہربان ہے [۱۰] اے غیب کی خبریں بتانے والے جو قیدی تمہارے

اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی [۱۱]

خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ
تو جو تم سے لیا گیا اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دیگا

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۰﴾ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے [۱۲] اور اے محبوب اگر وہ تم سے دغا چاہیں گے

۱۔ معلوم ہوا کہ فتح و نصرت اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے نہ کہ محض ہماری بہادری سے جب وہ چاہے تو ابابیل سے فیل مروا دیتا ہے۔ ۲۔ صحابہ کی آرزو تھی کہ بغیر جنگ ابو سفیان کے قافلے سے مال چھین لیا جائے مگر جنگ کی شکل بن گئی۔ اس پر رب نے جنگ کی حکمت کا ذکر فرمایا کہ بغیر جنگ کفار کو قید کرنا نبی کی شان نہیں جنگ میں نبی کی بہادری ہے ۳۔ شان نزول جنگ بدر میں ۷۰ کفار گرفتار ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق صحابہ سے مشورہ کیا ابوبکر صدیق نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا کہ شاید یہ لوگ آئندہ مسلمان ہو جائیں۔ اور فی الحال مسلمانوں کو فدیہ کے مال سے قوت حاصل ہو۔ عمر فاروق نے سب کے قتل کا مشورہ پیش کیا کہ یہ لوگ اصل کفر ہیں اور کفار کی جڑیں ہیں۔ ان کے قتل سے کفر کمزور اور اسلام قوی ہو گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے ان تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۴۔ یہاں خطاب عام مسلمانوں سے ہے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مال سے مراد فدیہ کا مال ہے۔ یعنی تمہاری نظر فدیہ کے مال پر ہے اور ہم تم کو آخرت کا بڑا ثواب دینا چاہتے ہیں خیال رہے کہ یہ مال چاہنا بھی گناہ نہ تھا۔ کیونکہ جنہوں نے فدیہ کی رائے دی وہ قوت جہاد حاصل کرنے کے لئے دی اس لئے رب نے اس کو جرم قرار نہ دیا۔ ۵۔ کہ تمہیں آخرت میں بڑا ثواب عطا فرمائے۔ بدر کے قیدیوں کا فدیہ فی کس چالیس اوقیہ سونا تھا جس کے سولہ سو درہم یا پانچ سو روپیہ مروجہ ہو ۶۔ کہ اجتہادی غلطی کرنے والوں پر عذاب نہ کرے گا یا اصحاب بدر کو عذاب نہ دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب بدر پر عذاب نہیں ہو سکتا نہ دنیا میں نہ آخرت میں یہ بھی معلوم ہوا کہ مجتہد کی خطا معاف ہے اگرچہ کیسی ہی خطا کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ سے مشورہ فرمانا اور صدیق اکبر کی رائے پر قیدیوں سے فدیہ قبول فرما لینا اجتہاد کے جواز کا اعلان کر رہا ہے اگر اجتہاد بالکل منع ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ مشورہ ہرگز نہ کرتے ۷۔ اخذتم میں ان صحابہ سے خطاب ہے جو فدیہ لینے پر راضی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے خارج ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اگر عذاب آتا تو عمر فاروق بچ جاتے کیونکہ ان کی رائے عالی فدیہ کے خلاف تھی۔ یہ آیت ان آیات میں سے ہے جو عمر فاروق کی رائے کے مطابق نازل ہوئیں۔ خیال رہے کہ صحابہ کرام کی یہ خطا بہت ہی عطا کا ذریعہ بنی کہ جو لوگ اس قید سے چھوٹ کر گئے ان میں سے آخر کار بہت ایمان لے آئے۔ سارے عالم کا ظہور حضرت آدم کی ایک خطا کے صدقہ میں ہوا۔ ان بزرگوں کا ایمان لانا، صحابی بننا، اسلام کی خدمات کرنا، ابوبکر صدیق کی اسی خطا کا صدقہ ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس آیت میں ناممکن کو ناممکن پر معلق فرمایا گیا جیسے لَوْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ الخ ورنہ صحابہ پر عذاب آنا ناممکن تھا۔ کیونکہ رب کا وعدہ سچا ہے اور وہ ان سے وعدہ مغفرت فرما چکا ہے۔ لہٰذا یہ آیت رحمت کی ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو فدیہ کفار بدر سے لیا گیا تھا وہ حلال طیب ہے۔ لہٰذا فدیہ لینا جرم نہ تھا۔ بلکہ انتظار وحی نہ فرمانے پر عتاب ہوا پھر قانون بھی وہی بنا جو عمل پہلے کیا گیا۔ رب فرماتا ہے فَاِمَّا مَنًّاۢ بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً اگر یہ فدیہ لینا جرم ہوتا تو جو مال حاصل کیا گیا تھا وہ حرام ہوتا کیونکہ گناہ سے کمایا ہوا مال حرام ہوتا ہے۔ جیسے چوری اور جوئے کا مال ۹۔ اوپر کی آیت اترنے کے بعد صحابہ کرام نے لئے ہوئے فدیہ سے ہاتھ روک لئے اور اسے استعمال کرنا نہ چاہا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری۔ ۱۰۔ شان نزول۔ جنگ بدر میں کفار کے ساتھ حضرت عباس بھی آئے تھے اور ان کے ذمہ لشکر کفار کا ایک دن کا کھانا تھا

فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ

تو اس سے پہلے اللہ کی خیانت کر چکے ہیں ۱ جس پر اس نے اتنے تمہارے

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

قابو میں دے دیئے ۲ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کیلئے

جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

گھر بار چھوڑے ۳ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور

الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ

وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں

بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ

ہیں ۴ اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی ۵ تمہیں ان کا

مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ

ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں اور اگر وہ

اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى

دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے، مگر ایسی

قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

قوم پر کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے ۶ اور اللہ تمہارے کام

بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ

دیکھ رہا ہے اور کافر آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہیں ۷

اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾

ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا ۸

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں

(بقیہ صفحہ ۲۹۵) جس کے لئے بیس اوقیہ سونا ساتھ لائے تھے۔ مگر اتفاقاً جس دن ان کے کھانا دینے کی باری تھی اسی دن جنگ ہو گئی اور کھانے کا موقعہ نہ آیا اور حضرت عباس گرفتار ہو گئے۔ جب قیدیوں پر فدیہ لازم کیا گیا۔ تب آپ نے عرض کیا کہ یہ سونا میرے فدیہ کے حساب میں لگا لیا جاوے۔ حضور نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا۔ فدیہ علیحدہ دو۔ حضرت عباس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا چچا عباس، مکہ کی گلیوں میں بھیک مانگ کر گزارا کرے۔ تو حضور نے فرمایا کہ وہ سونا کہاں ہے جو آپ چلتے وقت میری چچی ام الفضل کو دے آئے تھے جسے ام الفضل نے فلاں جگہ دفن کیا ہے۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ رب کے بتانے سے تو حضرت عباس نے خفیہ طور پر اسلام قبول کر لیا۔ اس واقعہ پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) فتح مکہ کے دن آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا ۱۔ رب تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا فرمایا۔ چنانچہ جب حضور کے پاس بحرین سے اسی ہزار روپیہ آیا تو حضور نے ظہر کا وضو فرما کر نماز سے پہلے پہلے تمام تقسیم فرمایا اور حضرت عباس کو اتنا عطا فرمایا جو ان سے اٹھ نہ سکا۔ حضرت عباس فرماتے تھے کہ جو مجھ سے فدیہ لیا گیا تھا اس سے بہتر تو مل گیا۔ دوسرے وعدے یعنی مغفرت کی امید رکھتا ہوں۔

۱۔ یعنی جو قیدی اب اسلام لا کر آئندہ اس سے پھر جائیں تو آپ رنج نہ کریں کیونکہ یہ لوگ میثاق کے دن مجھ سے وعدے کر کے دنیا میں پہنچ کر پھر گئے ایسوں کا پھرنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو رب کا عہد پورا نہ کرے اسکے کسی عہد و پیمان کا اعتبار نہیں۔ وہ بندوں کے عہد سے پھر سکتا ہے۔ ۲۔ یعنی جیسے رب نے اتنے کفار کو بدر کے دن تمہارے قابو میں دے دیا کہ وہ مارے بھی گئے اور قیدی بھی ہوئے۔ اسی طرح ہی اگر آئندہ یہ قیدی مرتد ہو گئے تو اللہ تعالیٰ پھر انہیں تمہیں قابو دیدے گا وہ قادر ہے ۳۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ شریعت میں مہاجر وہ ہے جو اللہ رسول اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے کسی اور مقصد کے لئے گھر بار چھوڑنے والا مہاجر نہیں۔ یہ ہی جہاد کا حکم ہے کہ کفار سے محض اللہ و رسول کے لئے لڑنے والا مجاہد ہے اور کسی وجہ سے لڑنے والا مجاہد نہیں۔ اور جہاد جیسے جان سے ہوتا ہے ویسے ہی مال سے ہوتا ہے ۴۔ یہ آیت میراث کی آیت سے منسوخ ہو گئی۔ مہاجر و انصار ایک دوسرے کے وارث تھے۔ اگرچہ ان میں قرابتداری بالکل نہ ہو۔ اور غیر مہاجر باپ مہاجر بیٹے کا وارث نہ تھا۔ اب یہ حکم نہیں۔ اب وارثت قرابت نسبی سے ملے گی بشرطیکہ اختلاف دین نہ ہو ۵۔ اس سے معلوم ہوا ابتداءً میراث ملنے کی دو شرطیں تھیں۔ اتحاد فی الدین اور ہجرت۔ اس کی ناسخ یہ آیت ہے واولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض خیال رہے کہ یہ نسخ فتح مکہ سے ہوا جبکہ ہجرت فرض نہ رہی (روح) ۶۔ اس میں تین مسئلے بیان ہوئے ایک یہ کہ غیر مہاجر مومن اگر کسی کافر قوم سے دینی وجہ سے جنگ کریں اور وہ تم سے مدد مانگیں تو مدد دو۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی دینی جنگ میں مدد کرے۔ دوسرے یہ کہ مدد دینا جہاد میں ضروری ہے نہ کہ محض دنیاوی جھگڑوں میں۔ تیسرے یہ کہ اگر مسلمانوں کی جنگ کسی ایسی کافر قوم سے ہے جن کا ہمارے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے تو ہم اب ان کے خلاف مدد نہیں دے سکتے کیونکہ اس میں بدعہدی ہے بلکہ اب یہ کوشش کی جائے کہ ان کفار اور ان مسلمانوں میں صلح ہو جائے اگر صلح ناممکن ہے۔ تو ہم غیر جانبدار رہیں۔ سبحان اللہ کیسی نفیس تعلیم ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر میں توارث نہیں۔ کافر کافر کا وارث ہے۔ نیز مشرک عیسائی کا، عیسائی مشرک کا وارث نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان میں بھی اختلاف دین ہو گیا۔ بلکہ کفار میں اختلاف دار بھی محرومی کا باعث

اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ

لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے

حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ہیں لہ ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ٹہ اور جو بعد کو

مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ مِنْكُمْ

ایمان لائے تہ اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ

اور رشتے والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں ٹہ

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۵﴾

بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اٰیاتہا ۱۲۹	۹ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِیَّةٌ ۱۱۳	رُکوعاتہا ۱۶

سورہ توبہ مدنی ہے اس میں سولہ رکوع ایک سو انتیس آیتیں اور چار ہزار اٹھتر کلمے ہیں

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ

بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ

مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ؕ ﴿۱﴾ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ

تھا اور وہ قائم نہ رہے ٹہ تو چار مہینے زمین پر

اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ

چلو پھرو اور جان رکھو کہ تم اللہ کو تھکا نہیں سکتے اور یہ کہ

اللّٰهَ مُخْزِی الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲﴾ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ

اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے تہ اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے

اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ

رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن تہ کہ اللہ بیزار ہے

(بقیہ صفحہ ۲۹۶) ہے۔ یعنی ایک ملک کا کافر دوسرے ملک کے کافر کا وارث نہیں ۸۔ یعنی اگر مسلمانوں نے ایک دوسرے کی مدد نہ کی بلکہ ایک کو پٹتا ہوا دیکھ کر دوسرا خاموش رہا تو بڑا فتنہ فساد ہو گا مسلمانوں کو جینا مشکل ہو گا۔

ا۔ یعنی وہ انصار جنہوں نے مہاجرین کو مدینہ منورہ میں اس طرح ٹھہرایا کہ اپنے گھر، مال و متاع میں برابر کا شریک کر لیا اور ان کی ہر طرح مدد کی یہ سچے پکے مومن ہیں۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کی مدد برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کی خدمت سچے ایمان کی علامت ہے۔ تیسرے یہ کہ سارے انصار سچے مومن ہیں۔ چوتھے یہ کہ مہاجرین کی مدد کرنے کا بڑا درجہ ہے اور انصار کی جماعت بڑی ہی شان والی ہے۔ پانچویں یہ کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا شرک نہیں۔ کفر نہیں بلکہ سنت انبیاء ہے۔ اسی لئے اس جماعت کا نام انصار ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے مددگاروں کا نام نصاریٰ ہے۔ ۲۔ اس آیت سے تمام مہاجرین و انصار کا سچا مومن ہونا اور ان کا صاحب درجات ہونا معلوم ہوا۔ ان میں سے کسی کے ایمان یا متقی ہونے کا انکار کفر ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ تمام صحابہ عادل ہیں، فاسق کوئی نہیں۔ اگر کسی سے کوئی جرم سرزد ہو گیا تو توبہ نصیب ہو جاتی ہے اس پر باقی نہیں رہتے ۳۔ مہاجرین کے چند طبقے ہیں ایک وہ جنہوں نے پہلی بار ہی مدینہ پاک کو ہجرت کی جنہیں مہاجرین اولین کہا جاتا ہے۔ دوسرے وہ جنہوں نے حبشہ کو پھر حبشہ سے مدینہ کو ہجرت کی، انہیں صاحب ہجرتین کہتے ہیں۔ تیسرے وہ جنہوں نے صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کی۔ انہیں ہجرت ثانیہ والے کہتے ہیں۔ یہاں مہاجرین اولین مراد ہیں ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہجرتؔ سے وراثت منسوخ ہو چکی۔ دوسرے یہ کہ اب وراثت کا دارو مدار نسبی قرابتداری پر ہے جنہیں اولوالارحام بتا رہا ہے کیونکہ دودھ کے رشتے سے کوئی وارث نہیں۔ سسرالی رشتہ میں صرف بیوی، خاوند ایک دوسرے کے وارث ہیں، تیسرے یہ کہ ذوی الارحام ماموں خالہ وغیرہ بھی وارث ہیں۔ جیسا کہ ہمارا مذہب ہے ۵۔ چونکہ اس سورۃ میں حضرت کعب ابن مالک وغیرہ صحابہ کرام کی توبہ کی قبولیت کا ذکر ہے۔ اس لئے اسے سورۃ توبہ کہا گیا۔ سورہ توبہ میں بسم اللہ نہ لکھی گئی کیونکہ حضرت جبرئیل نے اس سورۃ کے ساتھ بسم اللہ نہ پڑھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بسم اللہ لکھنے کا حکم نہ دیا۔ سیدنا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورۃ امان اٹھانے کے لئے آئی لہٰذا یہاں بسم اللہ نہ لکھی گئی۔ حضرت براء فرماتے ہیں کہ سورتوں میں آخری سورۃ یہی ہے (خزائن العرفان و روح البیان) ۶۔ مسلمانوں اور عرب مشرکین کے درمیان عہد و معاہدے تھے۔ لیکن بنی حمزہ اور بنی کنانہ کے سوا سب کافروں نے وہ عہد توڑ دیئے۔ تب مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم کفار کو چار مہینوں کا نوٹس دے دو کہ اس عرصہ میں وہ خوب سوچ بچار کر لیں یا اپنی احتیاط کر لیں۔ اس مدت کے بعد یا انہیں اسلام قبول کرنا ہو گا یا قتل۔ یہ سورۃ فتح مکہ کے ایک سال بعد ۹ھ میں نازل ہوئی۔ اسی ۹ھ کے حج میں حضور نے ابوبکر صدیق اور علی مرتضیٰ کو اس سورۃ کا اعلان فرمانے کے لئے مکہ معظمہ بھیجا اور حکم دیا کہ سال آئندہ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ کوئی ننگا طواف نہ کرے اور چار ماہ گزرنے کے بعد اس عہد کی مدت ختم ہو جائے گی۔ پھر یا اسلام قبول ہو گا یا قتل معلوم ہوا کہ مشرکین عرب سے جزیہ نہ لیا جائے گا۔ ان کے لئے یا اسلام ہے یا قتل ۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر حج جمعہ کا ہو تو حج اکبر ہے

(بقیہ صفحہ ۲۹۷) کیونکہ جمعہ کے ایک حج کا ثواب ستر حج کے برابر ہے۔ حضور کا حجۃ الوداع جمعہ ہی کو ہوا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا کام اللہ کا کام ہے کیونکہ حج اکبر کے دن اعلان تو حضور کی طرف سے ہوا مگر رب نے فرمایا کہ اللہ رسول کی طرف سے اعلان ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ رسول کا ذکر بغیر ف' وغیرہ فاصلہ کے سنت الٰہیہ ہے۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول دیتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے حضور بیزار ہو جاویں اس سے اللہ بھی بیزار ہے۔ لہٰذا جس سے حضور راضی ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے۔

الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ

مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کرو تو تمہارا بھلا ہے ۱

وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ ؕ

اور اگر منہ پھیرو تو جان لو کہ تم اللہ کو تھکا سکو گے ۲

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ۝۳ اِلَّا الَّذِيْنَ

اور کافروں کو خوشخبری سناؤ درد ناک عذاب کی ۳ مگر وہ مشرک

عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا

جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہیں کی

وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ

اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی ۴ اور ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت

اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴ فَاِذَا

تک پورا کرو بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے پھر جب

انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

حرمت والے مہینے نکل جائیں ۵ تو مشرکوں کو مارو ۶

حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ

جہاں پاؤ ۷ اور انہیں پکڑو اور قید کرو

وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا

اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو ۸ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو ۹ بے شک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

بخشنے والا مہربان ہے ۱۰ اور اے محبوب اگر کوئی مشرک

۱۔ نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تم ان کے دین و دنیا میں محتاج ہو وہ تمہارے حاجت مند نہیں سورج سے اگر ہم روشنی لیں تو ہمارا ہی بھلا نہ کہ سورج کا ۲۔ یعنی اے مشرکین عرب اور اے عہد توڑنے والے کافرو! اگر تم اب کفر سے توبہ کر کے ایمان نہ لائے تو تم اللہ و رسول کو عاجز نہ کر سکو گے۔ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ دیگر ممالک کے کفار سے جزیہ بھی قبول کر لیا جاتا ہے۔ مگر مشرکین عرب سے صرف اسلام قبول ہے ۳۔ دنیا میں قتل و غارت کا عذاب' آخرت میں دوزخ کا عذاب اس سے معلوم ہوا کہ یہ تمام عذاب کفار کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے گا۔ دنیا میں مسلمانوں کا کفار کے ہاتھوں قتل یا قید ہو جانا رب کی طرف سے امتحان ہے۔ جو بلندی مراتب کا ذریعہ ہے' عذاب نہیں ۴۔ جیسے بنی بکر قبیلہ نے حضور کے حلیف بنی خزاعہ کے مقابل ان کے دشمنوں کی مدد کی۔ وہ بھی اس عہد توڑنے والوں میں داخل ہیں۔ ۵۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہاں حرمت والے مہینوں سے مراد ان کفار کی امان کے مہینے ہیں جو مسلسل چار تھے لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں اور جن مہینوں میں جنگ اول اسلام میں حرام تھی۔ وہ رجب' ذیقعد' ذی الحجہ' محرم ہیں اب ان میں جہاد جائز ہے چونکہ ان امان کے مہینوں میں ان کفار سے جنگ حرام تھی اس لئے انہیں اشہر حرم فرمایا گیا۔ ۶۔ چنانچہ بنی حمزہ کے معاہدہ کے نو ماہ باقی تھے ان کی یہ مدت پوری فرمائی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ چار ماہ صرف ان کفار کے لئے تھے۔ جنہوں نے خود عہد شکنی کی تھی۔ ۷۔ حل میں یا حرم میں نہ زمان انہیں امن دے گا نہ مکان (روح و خزائن العرفان) ۸۔ معلوم ہوا کہ جہاد میں ہر وہ شے استعمال کرنا جائز ہے جو شرعاً منع نہ ہو کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ ہر طرح ان کی تاک میں بیٹھو یعنی ہر طرح ان کو شکست دو ۹۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مکرہ یعنی مجبور کا ایمان معتبر ہے جیسا کہ فَاِنْ تَابُوْا سے معلوم ہوا۔ یعنی اگر کفار جنگ کی حالت میں کفر سے توبہ کر لیں یہ توبہ قبول ہے۔ خوشی سے ہو یا ڈر کر۔ دوسرے یہ کہ نماز و زکوٰۃ مسلمان ہو جانے اور کفر سے سچی توبہ کی علامت ہے۔ کیونکہ یہ دونوں تمام نیکیوں کی جڑ ہیں۔ تیسرے یہ کہ جو کافر قیدی ایمان تو لے آوے مگر نماز نہ پڑھے وہ رہائی کا مستحق نہیں کیونکہ فخلوا کو نماز قائم کرنے پر موقوف رکھا ۱۰۔ یعنی توبہ اور نماز و زکوٰۃ کی برکت سے کفر اور کفر کے زمانے کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ مسئلہ اگر کسی کو جبراً" مسلمان کیا گیا ہو' پھر وہ مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہ کیا جاوے گا بلکہ دوبارہ اسلام لانے پر مجبور کیا جاوے گا۔ جیسے مرتدہ عورت (روح)

اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ

تم سے پناہ مانگے ١ تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے

أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهٗ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾

اس کی امن کی جگہ پہنچا دو یہ اس لئے کہ وہ نادان لوگ ہیں

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ

مشرکوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے پاس کوئی عہد کیونکر

رَسُوْلِهٖٓ إِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

ہوگا ٢ مگر وہ جن سے تمہارا معاہدہ مسجد حرام کے

الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ۗ

پاس ہوا ٣ تو جب تک وہ تمہارے لئے عہد پر قائم رہیں تم انکے لئے قائم رکھو ٤

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٧﴾ كَيْفَ وَإِنْ يَّظْهَرُوْا

بے شک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں ٥ بھلا کیونکر ان کا حال تو یہ ہے

عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ إِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۗ يُرْضُوْنَكُمْ

کہ تم پر قابو پائیں تو نہ قرابت کا لحاظ کریں ٦ نہ عہد کا اپنے منہ سے تمہیں راضی

بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَأَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨﴾

کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں انکار ہے اور ان میں اکثر بے حکم ہیں ٧

إِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ

اللہ کی آیتوں کے بدلے تھوڑے دام مول لئے ٨ تو اس کی

سَبِيْلِهٖ ۗ إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩﴾ لَا يَرْقُبُوْنَ

راہ سے روکا بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں کسی مسلمان میں

فِيْ مُؤْمِنٍ إِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۗ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ﴿١٠﴾

نہ قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا اور وہی سرکش ہیں ٩

١۔ یعنی ان چار ماہ گزرنے کے بعد ان مشرکین میں سے جنہیں قتل کا حکم دیا گیا ہے، اگر کوئی مشرک امان مانگے تو اسے کچھ عرصے کے لئے امن دے دو۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کافر مستامن ذمی کی طرح دار الاسلام میں محفوظ ہے۔ کہ نہ اسے قتل کیا جاوے نہ اس کا مال چھینا جاوے۔ دوسرے یہ کہ مستامن کو ہمیشہ دار الاسلام میں رہنے کی اجازت نہیں۔ تیسرے یہ کہ مدت امن گزر جانے کے بعد اسے سلامتی سے دار الاسلام سے نکال دیا جائے اگر وہ مومن یا ذمی نہ بنے۔ چوتھے یہ کہ مستامن کو اسلام کی تبلیغ کی جائے شاید وہ ایمان لے آوے ٢۔ یعنی نہیں ہو گا۔ کیونکہ وہ بار بار عہد توڑ چکے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو عہد شکنی کرے، اس کے عہد کے ہم بھی پابند نہیں ٣۔ یعنی صلح حدیبیہ کے موقع پر بنی حمزہ قبیلہ سے آپ نے معاہدہ فرمایا اور انہوں نے کوئی عہد شکنی نہ کی۔ ان کے معاہدہ کی مدت پوری کرو ٤۔ یعنی مدت معاہدہ کے اندر جب تک وہ اپنے عہد پر قائم رہیں، تم بھی قائم رہو۔ اگر وہ اس دوران میں عہد توڑ دیں تو تم بھی ان سے جنگ کرو ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کافر سے بدعہدی کرے وہ بھی متقی نہیں۔ اس پر افسوس ہے، جو مومن کے ساتھ دھوکہ بازی بدعہدی سے باز نہ آئے عبادات و معاملات کی درستی تقوٰی کے دو پر ہیں جیسے پرندہ دو پروں کا حاجت مند ہے، ایسے ہی متقی کو یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں۔ ٦۔ کفار کا یہ حال ہمیشہ رہا اور رہے گا کہ وہ مسلمان کے مقابلہ میں نہ قرابتداری کا لحاظ کریں نہ کسی عہد و پیان کا۔ اس لئے ان پر اعتماد کرنا مومن کی شان نہیں۔ عاقل ایک سوراخ سے دو بار نہیں کاٹا جاتا۔ مسلمان پر بھی لازم ہے کہ اللہ رسول کے حکم کے مقابلے میں کسی کے دباؤ کا اعتبار نہ کرے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ اگر ماں، باپ، پیر، استاد یا آفیسر نماز سے منع کریں تو نہ مانو۔ اس ہی طرح کسی قرابت کا بھی لحاظ نہیں۔ ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کفار اپنے اصول کے پابند اور وعدے کے پکے بھی ہوتے ہیں۔ اسی لئے یہاں فرمایا گیا "اکثرھم" یہاں فسق سے مراد بدعہدی ہے۔ ٨۔ یعنی دنیاوی آمدن کے لالچ میں ایمان نہ لائے اور ابوسفیان کے تھوڑے سے لالچ کی وجہ سے تم لوگوں سے عہد شکنی کر بیٹھے اللہ کی آیتوں سے مراد یا قرآن کی آیات ہیں یا حضور سے معاہدہ۔ جس کے پورا کرنے کا حکم آیات قرآنیہ میں ہے۔ ٩۔ یعنی یہ کفار تھوڑے پیسوں پر آیات الہیہ کو بدل دیتے ہیں۔ لوگوں کو اچھے راستے سے روکتے رہتے ہیں۔ مومنوں کی قرابتداریوں وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے۔ انہیں ستاتے ہیں۔ یہ لوگ حد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو گمراہ کرنا یا کسی کی گمراہی کا سبب بننا، یونہی کسی کو نیک اعمال سے روکنا یا کسی کو گناہ کا مشورہ دینا سب جرم ہے اور اسی آیت کے ماتحت داخل ہے۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو میلاد شریف ختم بزرگان اور دوسرے نیک اعمال سے بلاوجہ مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کی راہ سے روکنا ہے۔ کیونکہ یہ سارے کام اللہ کے لئے کئے جاتے ہیں۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں ۱ اور زکوٰۃ دیں

فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ

تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں ۲ اور ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں

یَّعْلَمُوْنَ ⑪ وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

جاننے والوں کے لئے ۳ اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں

عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ

توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں ۴ تو کفر کے سرغنوں سے

الْكُفْرِۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ⑫

لڑو بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس امید پر کہ شاید وہ باز آئیں ۵

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ

کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے

الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍؕ اَتَخْشَوْنَهُمْۚ

نکالنے کا ارادہ کیا ۶ حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے ۷ کیا ان سے ڈرتے ہو

فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ⑬

تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو ۸

قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَیُخْزِهِمْ

تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا

وَیَنْصُرْكُمْ عَلَیْهِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ⑭

اور تمہیں ان پر مدد دے گا ۹ اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا ۱۰

وَیُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِهِمْؕ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ

اور ان کے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا اور اللہ جس کی چاہے توبہ

۱۔ یعنی نماز و زکوٰۃ کو فرض سمجھیں یا اسے پابندی سے ادا کریں۔ یعنی اعتقاد میں یا عمل میں نماز قائم کریں (روح البیان) ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اخوت اسلامی عالمگیر اخوت ہے۔ ملکی قومیں اخوتیں عارضی اور محدود ہیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ کہ نبی کا بھائی جیسے اخوانکم سے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ مسلمان کا خون حرام ہے کیونکہ وہ بھائی ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عالم وہ جس کی نظر تفصیل آیات پر ہو۔ اس کے بغیر عالم نہیں اگرچہ دوسرے علوم میں ماہر ہو۔ دوسرے یہ کہ قرآن و حدیث عالم کے لئے ہیں عوام کے لئے علماء کی اطاعت لازم ہے اگر جہلاء قرآن و حدیث سے استنباط شروع کر دیں تو دین ایک مذاق بن کر رہ جائے گا۔ ختم تو موتی جوہری کی دکان سے ملیں گے نہ کہ سمندر سے ۴۔ معلوم ہوا کہ اگر ذمی کافر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے یا اسلام پر اعتراضات کا منہ کھولے تو اس کا عہد اور ذمہ ٹوٹ جائے گا' سے قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ ذمی کفار پر ہمارے اسلام کا احترام ضروری ہے ۵۔ یعنی اسلام پر اعتراضات کرنے اور مسلمانوں کو ستانے والوں سے جہاد کرو۔ معلوم ہوا کہ جہاد کا مقصود کفار کا فنا کرنا یا انہیں جبراً" مسلمان بنانا نہیں بلکہ ان کا زور توڑ دینا ہے۔ ۶۔ یعنی مدینہ کے یہود جنہوں نے حضور کے معاہدہ کو توڑا اور مدینہ منورہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نکل جانے پر مجبور کرنے کی کوشش کی۔ احزاب میں یا مکہ کے مشرکین جنہوں نے صلح حدیبیہ کے عہد کو توڑا اور اس سے پہلے وہ حضور کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر چکے تھے (روح البیان) ۷۔ خیال رہے کہ جن کفار سے ہماری صلح ہو چکی ہو' ان سے جنگ میں پہل کرنی حرام ہے۔ کہ یہ عہد شکنی ہے۔ دوسرے کافروں پر مسلمان بخوشی ابتدائی حملہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اس آیت میں قادیانیوں کی دلیل نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ ایک خوف وہ ہے جو اطاعت کا جذبہ پیدا کرے۔ دوسرا خوف وہ ہے جو نفرت پیدا کر دے جیسے بادشاہ کا خوف' سانپ کا خوف' مومن کو مخلوق کا پہلا خوف نہیں ہوتا کہ وہ ڈر کی وجہ سے ایمان یا اطاعت الٰہی چھوڑ دے۔ دوسرا خوف ہو سکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو سانپ سے خوف ہوا تھا۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سارے وعدے پورے فرمائے جس کی تاریخ شاہد ہے۔ یہ آیات حضور کے معجزہ ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ کفار سے اپنا بدلہ لینا جس سے مسلمانوں کے دلوں کی بھڑاس نکلے جائز ہے مگر ظلم و زیادتی نہ ہو۔ بلکہ بعض وقت بدلہ لینا ضروری ہے۔

ا۔ یعنی بعض اہل مکہ بعد کو توبہ کر کے ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو سفیان، عکرمہ اور عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب حضرات ایمان لے آئے۔ رب تعالیٰ کی یہ خبر بھی سچی ہوئی۔ ۲۔ سبحان اللہ! بہت نفیس ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کا جاننا اللہ تعالیٰ کا جاننا ہے۔ ان جہادوں کے ذریعے مخلص و منافق کو مسلمان پہچانیں گے۔ ورنہ رب تو علیم و خبیر ہے ۳۔ یعنی اے لوگو! کیا تم چاہتے ہو کہ تم پر جہاد فرض نہ ہو۔ یہ نہ ہو گا۔ جہاد تو مخلص اور منافق میں چھانٹ کا ذریعہ ہے۔ مومن خوشی سے جانبازی کرتے ہیں منافق ایسے موقعہ پر کفار کی جاسوسی ۴۔ معلوم ہوا کہ کفار کو نہ تو مسلمانوں کی مسجدوں میں نماز کی اجازت ہے

يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑮ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا

قبول فرمائے ۱؎ اور اللہ علم و حکمت والا ہے کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا

جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ۲؎ ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ

وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑯ مَا كَانَ

بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے ۳؎ مشرکوں کو

لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ

نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدیں آباد کریں ۴؎ خود اپنے کفر

عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ

کی گواہی دے کر ۵؎ ان کا تو سب کیا دھرا اکارت ہے ۶؎

وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ⑰ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ

اور وہ ہمیشہ آگ میں رہیں گے اللہ کی مسجدیں وہی آباد

اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ

کرتے ہیں ۷؎ جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں

الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى

اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو

اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ⑱ اَجَعَلْتُمْ

قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں ۸؎ تو کیا تم نے

سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اس کے برابر ٹھہرا لی ۹؎

ع ٨

نہ ان سے مسجدوں میں چندہ لیا جاوے۔ کیونکہ مسجد بنانا اور وہاں نماز پڑھنا یہ سب مسجد کے آباد کرنے میں داخل ہے جس کا حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ اسی طرح مسجد کی خدمت کے لئے مسلمان مقرر ہوں۔ حضور نے جو یہودی لڑکے کو مسجد میں جھاڑو کی اجازت دی تھی اس کی بنا ایمان کی امید پر تھی۔ نیز نجران کے عیسائیوں نے جو مسجد نبوی میں اپنی عبادت کی وہ حضور کی اجازت سے نہ تھی انہوں نے خود شروع کر دی۔ ہاں شروع کر دینے کے بعد ان کی نماز تڑوائی نہ گئی۔ جیسے ایک بدوی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تو اس کا پیشاب روکا نہ گیا بلکہ فراغت کے بعد مسجد دھلوا دی گئی ۵۔ یعنی بت پرستی اور مسجد کی آبادی جمع نہیں ہو سکتیں۔ یہ حکم تمام کفار کا ہے خواہ وہ مسلمانوں میں شمار ہوتے ہوں جیسے مرزائی وغیرہ یا نہ شمار ہوتے ہوں جیسے یہودی وغیرہ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی نیکیاں جیسے مساجد کی خدمت، مسافر خانہ، کنویں وغیرہ بنانا سب برباد ہے کسی پر کوئی ثواب نہیں۔ ہاں بعض کفار کو بعض نیکیوں کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو جاوے گی۔ جیسے ابو طالب وغیرہ جو ہلکے عذاب میں ہیں ۷۔ اس سے مراد مسجدوں کی تعمیر وہاں جھاڑو و صفائی وہاں چراغاں روشنی وغیرہ۔ وہاں اعلیٰ فرش بچھانا سب ہی ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسجدیں بنانے، انہیں آباد کرنے وغیرہ کا حق صرف مسلمانوں کو ہے۔ کفار کی بنائی ہوئی مسجد، مسجد نہیں جیسے مسجد ضرار۔ دوسرے یہ کہ مسجد کی آبادی کا شوق ایمان کی علامت ہے۔ اسی طرح مسجدوں سے نفرت یا مسجدیں برباد کرنے کا جذبہ کفر کی علامت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ تراویح میں ختم رمضان کے وقت مسجد میں چراغاں کرنا بہت کار ثواب ہے کہ یہ بھی آبادی مسجد میں داخل ہے۔ حضرت سلیمان بیت المقدس میں ایسے روشنی فرماتے تھے کہ کوسوں تک اس کی روشنی میں عورتیں چرخہ کات لیتی تھیں۔ حضرت دحیہ کلبی مسجد نبوی میں چراغاں کرتے تھے (روح وغیرہ) ۸۔ مسجد نبوی میں سب سے پہلے اعلیٰ فرش حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈالے۔ اس سے پہلے صرف بجری تھی۔ اس کی عالیشان عمارت سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بنائی۔ اس میں سب سے پہلے قندیلیں تمیم داری نے روشن کیں۔ عہد فاروقی میں رمضان کی تراویح کے موقعہ پر آپ نے چراغاں کیا اور حضرت علی نے عمر فاروق کو نور قبر کی دعا دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں کبریت احمر کی روشنی کی جس کی روشنی بارہ مربع میل میں ہوتی تھی اور اسے چاندی سونے سے آراستہ فرمایا (روح البیان) یہ سب حضرات اللہ تعالیٰ کے پیارے تھے۔ ۹۔ شان نزول۔ مشرکین مکہ مہاجر مسلمانوں کو طعن دیتے تھے کہ یہ لوگ خانہ کعبہ چھوڑ کر چلے گئے اور فخر کرتے تھے کہ ہم خدام کعبہ ہیں۔ ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی ایسی طرفداری فرماتا ہے کہ جو کوئی ان پر اعتراض کرے خود جواب دے

(بقیہ صفحہ ۳۰۱) ہے۔ سبحان اللہ یہ قرب الٰہی کی انتہا ہے۔
۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کی فرمانبرداری تمام عبادات سے اعلیٰ ہے کہ مہاجرین کو ان مکہ والوں سے افضل قرار دیا گیا۔ جو مکہ میں رہ کر خانہ کعبہ کی خدمت میں رہے۔ کیونکہ مکہ والے کعبہ کے پاس رہے اور مدینہ والے مہاجر کعبہ والے کی خدمت میں رہے کعبے کو دیکھنے والا حاجی ہوتا ہے۔ اور کعبہ والے کو دیکھنے والا صحابی بنتا ہے۔ لاکھوں حاجی ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچتے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی عبادت' کعبہ کی خدمت' حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ معتبر نہیں۔ سب عبادتوں میں

كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ
جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد
اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں
الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۹ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
دیتا ۲ وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ
و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے ۳ اللہ کے
دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰
یہاں ان کا درجہ بڑا ہے ۴ اور وہی مراد کو پہنچے
يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّ
ان کا رب انہیں خوشی سناتا ہے ۵ اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور
جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝۲۱ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ
ان باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے ہمیشہ ہمیشہ ان میں
اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۲۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ۶ اے ایمان والو
اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَاۗءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاۗءَ
اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو ۷
اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے
مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۳ قُلْ اِنْ كَانَ
دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں ۸ تم فرماؤ اگر تمہارے

وقف لازم

ایمان کی شرط ہے۔ بغیر وضو نماز نہیں ہوتی اور بغیر ایمان کوئی عبادت نہیں ہوتی ۳۔ جہاد کی تین صورتیں ہیں۔ فقط جان سے جہاد جو مساکین کرتے تھے۔ فقط مال سے جو غنی مگر معذور مومن کا عمل تھا کہ غازی کو جوڑا گھوڑا وغیرہ دے دیتے تھے۔ جان و مال دونوں سے کہ غنی قادر مسلمان دوسرے مسکین غازیوں کو سامان بھی دیتے' خود بھی میدان میں جاتے۔ یہ آیت کریمہ ان تینوں مجاہدوں کو شامل ہے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ مہاجرین انصار سے افضل ہیں اگرچہ دونوں اللہ کے پیارے ہیں ۴۔ دوسرے مسلمانوں سے' نہ کہ محض کافروں سے' کافروں کا اللہ کے ہاں درجہ ہی کہاں ہے کہ یہ کہا جاوے کہ کافروں سے زیادہ مجاہد کا درجہ ہے۔ کافر کتے بلے سے زیادہ ذلیل ہے۔ نوح علیہ السلام کو کشتی میں جانوروں کو سوار کرنے کی اجازت تھی مگر کافر کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی رب تعالیٰ کفار کے لئے فرماتا ہے۔ اُولٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے کام رب کے کام ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کو خوشی سنانا حضور کا کام ہے اسی لئے آپ کا نام بشیر ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم خوشی سناتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں بخشش اور جنت کی نعمتیں صرف اپنے عمل کا نتیجہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہیں۔ نیک اعمال تو اس کا فضل حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے اللہ نصیب کرے۔ ۶۔ یہ آیت کریمہ بظاہر مہاجرین صحابہ کے لئے ہے۔ ان بزرگوں کا جنتی ہونا یقینی ہے۔ ان میں سے بعض کا تو نام لے کر جنتی ہونے کا اعلان فرما دیا گیا جیسے حضرات عشرہ مبشرہ وغیرہم۔ جو ان میں سے کسی کے ایمان یا تقویٰ کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ تمام حقوق سے بڑھ کر اللہ رسول کا حق ہے۔ اس کے مقابل نہ ماں ماں ہے نہ باپ باپ نہ بھائی بھائی۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کافر بے خبری سے کفر میں گرفتار ہے اس کا یہ حکم نہیں۔ اسے محبت کے ساتھ سمجھا بجھا کر مسلمان بناؤ۔ جو کفر پر مصر ہو اس سے علیحدہ ہو جاؤ۔

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ

باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں ۱ اور تمہارا کنبہ ۲

اَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا

اور تمہاری کمائی کے مال ۳ اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے

وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں ۴ اللہ اور اس کے رسول

وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ

اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں ۵ تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ

بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۴

اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ

بے شک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی ۶ اور حنین

حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ

کے دن ۷ جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ

شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ

کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہو گئی ۸ پھر تم

وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝۲۵ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ

پیٹھ دے کر پھر گئے ۹ پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری

عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا

اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر ۱۰ اور وہ لشکر اتارے

لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ

جو تم نے نہ دیکھے ۱۱ اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر بیوی اور کافر ماں باپ وغیرہ اہل قرابت کے حقوق شرعیہ ادا کرنا جائز ہے۔ مگر ان سے دلی محبت کرنا حرام ہے۔ دل کا میلان اللہ رسول کے دشمنوں کی طرف نہ ہونا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار سے دلی محبت رکھنا کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب خالق و مخلوق کے حقوق کا مقابلہ ہو جائے۔ تو خالق کا حق مقدم ہے ۲۔ عشیرہ میں سارے سسرال، نسبی قرابتدار اور قومی بھائی داخل ہیں ۳۔ مال میں کمائی کا ذکر اس لئے فرمایا کہ اپنی کمائی کا مال میراث وغیرہ سے زیادہ پیارا ہوتا ہے کیونکہ محنت سے ملتا ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی چیزوں سے محبت کرنا حرام نہیں۔ ہاں اللہ رسول کے مقابلہ میں ان سے محبت کرنی حرام حرام ہے۔ ناجائز محبتیں بھی حرام ہیں۔ ۵۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے کہ فرمایا حضور نے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں، اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے طبعی محبت چاہیے نہ کہ محض عقلی کیونکہ انسان کو اولاد وغیرہ سے طبعی محبت ہوتی ہے۔ یہاں اس سے مقابلہ فرمایا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ سے محبت اس قسم کی چاہیے۔ جس قسم کی محبت اللہ سے ہوتی ہے۔ یعنی عظمت و اطاعت والی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے ساتھ حضور سے محبت کرنی شرک نہیں بلکہ ایمان کا رکن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دل میں حضور کی محبت نہ ہونا کفر ہے۔ کیونکہ اس پر عذاب کی وعید ہو رہی ہے۔ ۶۔ جیسے جنگ بدر، خیبر، حدیبیہ، فتح مکہ اور بنی قریظہ و نضیر میں۔ ۷۔ حنین طائف و مکہ معظمہ کے درمیان ایک جنگل ہے جہاں فتح مکہ کے بعد مسلمانوں اور قبیلہ ہوازن و قبیلہ ثقیف میں جنگ عظیم ہوئی۔ اس جنگ میں مسلمان بارہ ہزار تھے۔ اور کفار چار ہزار بعض مسلمانوں نے کہا کہ آج ہم ضرور غالب آئیں گے کیونکہ ہم کفار سے تین گنا ہیں، اللہ کی شان کہ پہلے مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ مسلمان غنیمت میں مصروف ہو گئے۔ کفار بھاگے ہوئے لوٹ پڑے۔ تیراندازی بہت سخت کی جس سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ یہاں تک کہ حضور کے ہمراہ سوائے حضرت عباس اور ابو سفیان کے کوئی نہ رہا۔ اس دن حضور کی شجاعت کا ظہور ہوا کہ تمام کفار نے آپ کا خچر گھیر لیا تھا۔ مگر جب آپ تلوار لے کر خچر سے نیچے اترے تو سب کائی کی طرح پھٹ گئے۔ ۸۔ یہ زمین تنگ ہونے کا بیان ہے کہ وہ وسیع میدان باوجود اس قدر وسعت کے تم پر ایسا تنگ ہوا کہ تم وہاں ٹھہر نہ سکے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ حنین میں بھاگ جانے والے مسلمان مومن ہی رہے ان کی معافی ہو گئی ان پر رب نے سکینہ اتارا۔ اب جو ان پر اعتراض کرے وہ ان آیات کا منکر ہے۔ نیز یہ بھاگ جانے والے ہی واپس ہوئے اور انہوں نے ہی معرکہ فتح کیا لہذا یہ فتح گزشتہ کا کفارہ ہو گئی۔ ۱۰۔ یعنی فرشتے جو مسلمانوں کی شوکت بڑھانے کے لئے جنگ حنین میں آئے تھے اس جنگ میں فرشتوں نے جنگ نہ کی تھی۔ جنگ تو صرف بدر میں کی تھی۔

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى

یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

دے گا [۱] اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو

اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ

مشرک نرے ناپاک ہیں [۲] تو اس برس کے بعد

الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً

وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں [۳] اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے

فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ

تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کردے گا اپنے فضل سے اگر چاہے [۴] بیشک

اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

اللہ علم و حکمت والا ہے [۵] لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے

بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ

اللہ پر اور قیامت پر [۶] اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ

حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے [۷] اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے [۸] یعنی

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ

وہ جو کتاب دیئے گئے [۹] جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ

عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ

نہ دیں [۱۰] ذلیل ہو کر [۱۱] اور یہودی بولے

عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ

عزیز اللہ کا بیٹا ہے [۱۲] اور نصرانی بولے مسیح اللہ

۱۔ چنانچہ ہوازن کے باقی لوگوں کو اللہ نے اسلام کی توفیق دی جو حضور کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے۔ حضور نے ان کے قیدی چھوڑ دیئے کیونکہ یہ لوگ جناب حلیمہ کے ہم قوم تھے اس لئے ان کی یہ رعایت کی گئی ۲۔ خیال رہے کہ یہاں مشرکین سے مراد سارے غیر مسلم ہیں اور نجس جیم کے زبر سے ہے یعنی سخت گندے اور گھنونے۔ گندگی سے مراد عقیدوں کی گندگی ہے یا جسم کی۔ کیونکہ کفار جنابت سے غسل نہیں کرتے۔ نجاسات کو پاک جانتے ہیں جیسے مشرکین ہند کہ گائے کے پیشاب کو پاک سمجھتے ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین کو مسلمانوں کی مسجدوں میں عبادت الٰہی کرنے کا حق نہیں کیونکہ یہاں قریب نہ ہونے سے عبادت کے لئے قریب نہ ہونا مراد ہے۔ اور تمام مسجدیں احترام میں مسجد حرام کی طرح ہیں ۴۔ یعنی یہ نہ سمجھو کہ اگر حج میں کفار شریک نہ ہوئے تو تمہاری تجارتیں نہ چلیں گی۔ اللہ مسلمانوں کی جماعت میں اتنی برکت دے گا کہ مسلمان حاجیوں سے اہل مکہ کے تمام کاروبار چلیں گے۔ رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا جو آج تک دیکھا جا رہا ہے۔ اگر چاہے' اس لئے فرمایا کہ مسلمانوں کا توکل اللہ پر رہے نہ کہ آنے والے حاجیوں پر۔ ۵۔ لہٰذا اس نے جو کفار کو حج وغیرہ سے روکنے کا حکم دیا' اس میں اس کی ہزارہا حکمتیں ہیں جو تمہیں بعد کو ظاہر ہو جائیں گی ۶۔ معلوم ہوا کہ جو مسلمان نہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کو مانتا ہی نہیں اگرچہ دعویٰ کرے۔ کیونکہ رب کی معرفت کا ذریعہ صرف حضور کی معرفت ہے۔ عیسائی' یہودی مشرک کوئی بھی رب کو نہیں مانتے۔ ان سب سے جہاد کیا جاوے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد' نماز' زکوٰۃ کی طرح تاقیامت جاری رہے گا۔ جو اسے منسوخ مانے وہ مرتد ہے۔ جیسے قادیانی کیونکہ اس آیت میں جہاد کا حکم مطلقاً" دیا گیا کسی وقت سے مقید نہ کیا گیا۔ ۷۔ جو چیزیں قرآن میں حرام کی گئیں وہ اللہ کی حرام فرمائی ہوئی ہیں۔ جیسے سور مردار وغیرہ اور جو چیزیں حدیث پاک میں حرام فرمائی گئیں' وہ رسول اللہ نے حرام فرمائیں جیسے کتا' بلا وغیرہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے حرام فرمانے کا اختیار دیا ہے ۸۔ یہاں حق سے مراد یا سچا دین ہے یا غیر منسوخ اور باقی دین یا حق تعالیٰ کا نام ہے یعنی سچا دین یا ہمیشہ رہنے والا۔ منسوخ نہ ہونے والا دین یا اللہ تعالیٰ کا دین۔ پہلی صورتوں میں حق دین کی صفت ہے اور آخر صورت میں دین کا مضاف الیہ (روح) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حق سے مراد حضور کی ذات مبارک ہو یعنی محمد رسول اللہ کا دین ۹۔ مِنْ بیانیہ ہے اور یہ لَا يُؤْمِنُوْنَ کا بیان ہے۔ یعنی بے ایمان اہل کتاب کفار سے لڑو' جہاد کرو۔ ۱۰۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کفار عرب میں صرف اہل کتاب سے جزیہ لیا جائے گا۔ مشرکین عرب کے لئے یا قتل ہے یا اسلام۔ دوسرے یہ کہ جزیہ نقد وصول کیا جائے گا ادھار نہیں۔ تیسرے یہ کہ کافر کو اپنا جزیہ خود لے کر حاضر ہونا ضروری ہو گا۔ نوکر وغیرہ کے ذریعے نہیں بھیج سکتا۔ کیونکہ عن ید فرمایا۔ چوتھے یہ کہ کافر پا پیادہ قاضی کے پاس آئے گا جیسے کہ وَهُمْ صٰغِرُوْنَ سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ حنفیہ کے نزدیک عجم کے مشرکین اہل کتاب کی طرح جزیہ دیں گے۔ شوافع کے نزدیک نہیں۔ کوئی مشرک جزیہ نہ دے گا۔ اسلام یا قتل کا مستحق ہو گا۔ دونوں کی دلیل یہ ہی آیت ہے ۱۱۔ یہ جزیہ عجم کے تمام مشرکین پر بھی ہو گا۔ خیال رہے کہ جزیہ حق حفاظت ہے۔ چونکہ سلطان اسلام کفار کی حفاظت کرتا ہے' کفار کے آرام و آسائش کا انتظام کرتا ہے' اس کے عوض ان سے کچھ مال لیا جاتا ہے۔ جیسے آج حکومتیں ٹیکس لیتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں مسلمانوں سے جانوروں کی زکوٰۃ وغیرہ بہت سی قسم کے مال لئے جاتے ہیں ۱۲۔ شان

اللّٰہِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ

کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں ۱ اگلے کافروں کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى

سی بات بناتے ہیں ۲ اللہ انہیں مارے ۳ کہاں

يُؤْفَكُوْنَ ۝۳۰ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا

اوندھے جاتے ہیں انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا

خدا بنا لیا ۴ اور مسیح بن مریم کو ۵ اور انہیں حکم نہ تھا

اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ

مگر یہ کہ ایک اللہ کو پوجیں ۶ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسے پاکی ہے

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۱ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ

ان کے شرک سے ۷ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے

بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ

بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے

كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۳۲ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

برا مانیں کافر ۸ وہی ہے جس نے اپنا رسول ۹

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ

ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ۱۰ کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ۱۱

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۳۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

پڑے برا مانیں مشرک ۱۲ اے ایمان والو بے شک

كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ

بہت پادری اور جوگی ۱۳ لوگوں کا مال

النصف

(بقیہ صفحہ ۳۰۴) شان نزول یہود کی ایک جماعت حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ ہم آپ کو کیسے مانیں آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا۔ دوسرے یہ کہ آپ عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں سمجھتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان)

۱۔ یعنی ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں۔ صرف ان کے منہ کی بکواس ہے۔ ۲۔ یعنی مشرکین عرب جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے تھے۔ ان اہل کتاب نے نبیوں کو خدا کا بیٹا بتایا تھا پھر فرق کیا رہا۔ لیکن چونکہ اہل کتاب اس شرک کے باوجود ایک پیغمبر کو بھی مانتے ہیں اس لئے انہیں اہل کتاب کہا گیا اور ان کے احکام ہلکے ہوئے ۳۔ یہ کلام اظہار غضب و عتاب کے لئے ہے نہ کہ بددعا کے لئے۔ رب تعالیٰ بددعا سے پاک ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے مقابلے میں جس کی دینی اطاعت کی جائے گی گویا اسے رب بنا لیا گیا اور اللہ کے فرمان کے ماتحت علماء اولیاء صالحین کی اطاعت عین رسول کی اطاعت ہے۔ رب فرماتا ہے اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ عیسائی یہودی رب کے مقابل اپنے پادریوں جوگیوں کی بات مانتے تھے اور اپنے گناہ ان سے معاف کراتے۔ اس لئے یہ فرمایا گیا۔ مسلمان کسی ولی پیر کے متعلق یہ معاملہ نہیں کرتے ۵۔ انہیں بھی خدا بنا لیا کہ انہیں خدا کا بیٹا مان لیا۔ بیٹا باپ کی جنس ہوتا ہے۔ ۶۔ یعنی توریت و انجیل میں بھی انہیں یہ حکم دیا گیا تھا ۷۔ معلوم ہوا کہ یہ اہل کتاب بھی مشرک ہیں اگرچہ ان کے احکام جداگانہ ہیں ۸۔ اس جگہ نور سے مراد حضور بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اگلی آیت میں حضور کا ذکر ہے۔ وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ ملا علی قاری نے موضوعات کبیر کے آخر میں فرمایا کہ قرآن کریم میں ہر جگہ نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہاں نور بجھانے سے مراد حضور کا دین مٹانا ہے۔ یا قرآن کو شائع نہ ہونے دینا یا حضور کا ذکر روکنا' حضور کے فضائل سے چڑ جانا کہ ان کی ان حرکتوں سے حضور کی شان میں فرق نہیں آتا۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور اللہ کی شان کے مظہر ہیں۔ اگر رب کو پہچاننا ہو تو یوں پہچانو کہ رب وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ کو رسول بنا کر بھیجا۔ لہٰذا حضور ذات و صفات کے مظہر ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ سچا دین اور ہدایت حضور کے ساتھ ایسے وابستہ ہیں جیسے آفتاب کے ساتھ روشنی۔ کہ حضور کو چھوڑ کر نہ ہدایت ملتی ہے نہ سچا دین کیونکہ یہاں الصاق کی ب' ارشاد ہوئی۔ اگر صرف قرآن سے ہدایت مل جاتی تو حضور کو دنیا میں کیوں بھیجا جاتا۔ دوسرے یہ کہ حضور کبھی ہدایت اور سچے دین سے الگ نہ ہوئے کیونکہ یہ دونوں حضور کے ساتھ بھیجے گئے ہیں جو انہیں ایک آن کے لئے بھی ہدایت سے الگ مانے وہ بے دین ہے۔ ۱۱۔ اس طرح کہ آپ کے دین سے تمام آسمانی دین منسوخ فرما دے۔ آپ کے دین کو دوسرے دینوں پر دینی غلبہ رہے۔ آج بھی قرآن تمام دینی کتابوں پر' مسجدیں تمام دینی عبادت گاہوں پر' حضور کا چرچا تمام دینی پیشواؤں پر غالب ہے جو آج بھی دیکھا جا رہا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری پر تمام دنیا میں صرف اسلام رہے گا۔ باقی تمام دین مٹ جائیں گے۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جو حضور کی عظمت و عزت کو ناپسند کرے وہ مشرک ہے ۱۳۔ احبار علمائے یہود کا اور رہبان ان کے جوگیوں کا لقب تھا۔ اس آیت میں مسلمانوں کے مولوی پیر داخل نہیں۔ جیسا کہ آج کل بعض وہابیوں نے سمجھا۔ کیونکہ یہ آیت صحابہ کے زمانے میں اتری۔ وہ حضرات کسی کا مال ناجائز طور پر نہ کھاتے تھے اور نہ کسی کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔

النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ

ناحق کھا جاتے ہیں ۱ اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا

اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا ۲ اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى

خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا

عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ

جائے گا جہنم کی آگ میں ۳ پھر اس سے داغیں گے انکی پیشانیاں اور کروٹیں

وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا

اور پیٹھیں ۴ یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا ۵ اب چکھو مزا اس

كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا

جوڑنے کا بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ

عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

مہینے ہیں ۶ اللہ کی کتاب میں ۷ جب سے اس نے آسمان اور

الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ

زمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں ۸ یہ سیدھا دین ہے

فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ

تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو ۹ اور مشرکوں سے ہر وقت

كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں ۱۰ اور جان لو کہ اللہ

مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ

پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۱۱ ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر

۱۔ معلوم ہوا کہ حرام کام کی اجرت اور جو کام خود اپنے پر فرض ہے اس کی اجرت باطل ہے۔ گا بجا کر پیسے لینا یا غلط وکالت کی کمائی۔ نماز فرض کی اجرت، تبلیغ دین جو اپنے پر فرض ہو اس کی اجرت بھی حرام ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ) جائز کام کی اجرت جائز ہے۔ جیسے تعلیم قرآن، امامت، کہیں جا کر وعظ کہنے کی اجرت جائز ہے۔ جب اور لوگ بھی یہ کام کرنے والے موجود ہوں۔ کیونکہ اس وقت یہ امور اس پر فرض نہیں ۲۔ یعنی ناجائز طور پر اس طرح کہ اس میں سے زکوٰۃ و صدقات واجبہ ادا نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مال جمع کرنا جائز ہے جبکہ حقوق مالیہ ادا کئے جاویں۔ اگر مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکوٰۃ کیسے واجب ہوتی۔ زکوٰۃ تو سال بھر تک مال جمع رہنے پر واجب ہوتی ہے۔ نیز حضرت عثمان اور زبیر ابن عوام وغیرہ صحابہ کرام غنی کیونکر ہوتے۔ اسی لئے مال میں فضول خرچی حرام فرما دی گئی۔ تا کہ اس سے مال برباد نہ ہو ۳۔ اتنا گرم کیا جاوے گا کہ سفید پڑ جاوے گا (خزائن) ۴۔ کیونکہ دنیا میں کنجوس مالدار فقیر کو دیکھ کر منہ بگاڑتا تھا۔ پھر اس کی طرف سے کروٹ پھیر لیتا تھا۔ پھر پیٹھ دکھا کر چل دیتا تھا۔ لہٰذا ان ہی تین اعضاء کو داغا جائے گا۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو اللہ کے لئے جوڑ کر رکھا جائے وہ برا نہیں۔ لہٰذا وقف مال میں زکوٰۃ نہیں۔ خواہ لاکھوں روپیہ ہوں۔ خیال رہے کہ اپنے لئے جوڑنے میں اپنی ذات کے لئے، اپنی اولاد کے لئے، اپنے عزیز و اقارب کے لئے جوڑنا سب ہی داخل ہیں۔ جب اس سے اللہ کی رضا مقصود نہ ہو۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ رب کے ہاں قمری مہینوں کا اعتبار ہے کیونکہ محترم مہینے قمری ہی تھے۔ اسی لئے ہماری تمام عبادتیں زکوٰۃ، روزے، حج، قمری مہینوں سے ہوتے ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا بعض دفعہ سال میں تیرہ مہینے بنا دینا گمراہی ہے۔ سال کے بارہ مہینے چاہئیں اور مہینہ کے دن ۲۹ یا ۳۰ ہوں۔ ان لوگوں نے موسم کی پابندی کے لئے یہ تمام حرکات کیں ۸۔ تین تو ملے ہوئے ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ایک علیحدہ یعنی رجب، یہ اسلام سے پہلے ہی محترم مانے جاتے تھے، اسلام میں بھی۔ مگر اب ان مہینوں میں جہاد کرنا حرام نہیں رہا۔ ہاں ان کا احترام اب بھی باقی ہے کہ ان میں عبادات کی جاویں، گناہ سے بچا جاوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام مہینے، تمام دن، تمام ساعتیں درجے میں برابر نہیں تو انسان آپس میں برابر کیسے ہو سکتے ہیں ۹۔ یعنی خصوصیت سے ان چار مہینوں میں گناہ نہ کرو کہ ان میں گناہ کرنا اپنے پر ظلم ہے۔ یا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو ۱۰۔ یعنی ہر وقت ہر جگہ ہر اس کافر سے لڑو جو تم سے لڑے یعنی حربی۔ اس سے حرام مہینوں میں جنگ کی ممانعت منسوخ ہو گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذمی اور مستامن کافر سے جنگ کرنی حرام ہے۔ ان کے خون ہمارے خون ہیں ۱۱۔ لہٰذا جہاد کے وقت تقویٰ و طہارت اختیار کرو۔ یہ تمہارے لئے بہترین ہتھیار ہے۔

ا۔ کفار عرب محترم مہینوں یعنی رجب' ذی قعدہ' ذی الحجہ' محرم کی حرمت کے بڑے معتقد تھے اور اس زمانے میں جنگ حرام سمجھتے تھے لیکن اگر کبھی دوران جنگ میں یہ مہینے آ جاتے تو انہیں ناگوار گذرتا اس لئے محرم کو صفر اور بجائے اس کے صفر کو محرم بنا لیتے یا جب کبھی حرمت کے ہٹانے کی ضرورت محسوس کرتے تو ایسے ہی مہینوں کا تبادلہ کر لیتے تھے۔ اس طرح تحریم کے مہینے سال میں گردش کرتے رہتے تھے۔ اس تبدیلی کا نام نسئی ہے۔ جس کی برائی یہاں بیان ہوئی۔ چونکہ مہینوں دنوں کا تقرر رب تعالٰی کی طرف سے ہے اس لئے اس میں تبدیلی کرنی سخت جرم ہے اگر آج کوئی دو شنبہ کو جمعہ بنا کر اس دن جمعہ کی نماز پڑھے یا ربیع الاول کو بقرعید بنا کر اس

يُضِلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ

میں بڑھنا ۱ اس سے کافر بہکائے جاتے ہیں ۲ ایک برس اسے ۳ حلال ٹھہراتے ہیں

عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ

اور دوسرے برس اسے حرام مانتے ہیں ۴ کہ اس گنتی کے برابر ہو جائیں جو اللہ نے حرام

اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

فرمائی ۵ اور اللہ کے حرام کئے ہوئے حلال کر لیں ان کے برے کام ان کی آنکھوں میں بھلے لگتے ہیں ۶

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝٣٧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ

اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا ۷ اے ایمان والوں تمہیں کیا ہوا ۸

اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى

جب تم سے کہا جاوے خدا کی راہ میں کوچ کرو تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھ

الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ

جاتے ہو ۹ کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کر لی

فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝٣٨

اور جیتی دنیا کا اسباب آخرت کے سامنے نہیں مگر تھوڑا ۱۰

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا

اگر نہ کوچ کرو گے تو تمہیں سخت سزا دے گا ۱۱ اور تمہاری جگہ اور لوگ

غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ

لے آئے گا ۱۲ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

قَدِيْرٌ ۝٣٩ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ

ہے اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو ۱۳ تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اِذْ

کی شرارت سے ۱۴ انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا ۱۵ صرف دو جان سے ۱۶ جب وہ دونوں غار میں تھے ۱۷

میں قربانی و حج کرے وہ ایسے ہی کافر ہو گا جیسے اللہ تعالٰی یا حضور کا منکر کافر ہے کہ اس میں احکام اسلامی کا انکار اور رب تعالٰی کے تقرر کا مٹانا ہے۔ ٢۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مہینوں اور وقتوں میں تبدیلی کفار کا طریقہ ہے' دوسرے یہ کہ کفر میں زیادتی کمی ہو سکتی ہے۔ بعض کافر بعض سے سخت تر ہیں۔ مگر یہ زیادتی کیفیت کفر میں ہے نہ کہ مقدار کفر میں ٣۔ اب بھی مشرکین ہند کچھ سال کے بعد لوند کا مہینہ لگاتے ہیں۔ حضرت آمنہ کا حاملہ ہونا ماہ رجب میں تھا مگر اس سال کفار نے اسے ذی الحجہ بنا کر حج کیا تھا۔ اس لئے روایات میں آتا ہے کہ حمل شریف کا استقرار منٰی میں رمی جمرہ کے بعد ہوا۔ یہ ہی اس کا مطلب ہے ورنہ حمل شریف کے ٩ ماہ نہیں بنتے۔ ٤۔ کیونکہ جس سال کفار محرم کو صفر بنا کر اس میں جنگ کریں تو گویا اس سال انہوں نے حرام جنگ کو حلال بنا لیا ٥۔ یعنی وہ کفار ہر سال چار مہینے ہی حرام بناتے ہیں اور ان چار کی پابندی کرتے ہیں۔ لیکن ان کی تخصیص و تعین میں فرق کر لیتے ہیں ٦۔ یعنی مہینوں میں تبدیلی گناہ ہے مگر شیطان نے انہیں سمجھا دیا کہ نیکی ہے۔ اب وہ یہ کام نیکی سمجھ کر کرتے ہیں ٧۔ یعنی اللہ تعالٰی کافروں کو نیک اعمال کی توفیق نہیں دیتا یا جب تک وہ کافر رہیں انہیں اپنے تک پہنچنے کی راہ نہیں دکھاتا یا قیامت میں کفار کو جنت کی راہ نہ دکھائے گا۔ بہر حال آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ ہزارہا کفار کو ہدایت مل جاتی ہے اور وہ مسلمان ہو جاتے ہیں ٨۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ سے مسلمان کافر نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ اللہ تعالٰی نے جہاد میں سستی کرنے والوں کو مومن فرمایا حالانکہ جہاد میں سستی کرنا گناہ ہے۔ ٩۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر مسلمانوں کو جہاد کی رغبت دینے کے لئے نازل ہوئی۔ یہ غزوہ ماہ رجب ٩ھ میں غزوہ طائف کے بعد واقع ہوا۔ تبوک مدینہ منورہ سے ١٤ منزل کے فاصلہ پر شام کی جانب واقع ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غزوہ بڑے اہتمام سے کیا۔ اس موقعہ پر قحط سالی۔ مسلمانوں پر سخت تنگی تھی۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ اس غزوہ میں عثمان غنی نے دس ہزار مجاہدوں کو سامان جہاد۔ دس ہزار اشرفیاں۔ نو سو اونٹ' سو گھوڑے مع سامان دیئے اور اس غزوہ میں ابو بکر صدیق نے اپنے گھر کا سارا مال' عمر فاروق نے آدھا مال حاضر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضٰی کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنا کر چھوڑا اور خود تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ اس غزوہ میں عبد اللہ ابن ابی منافق مع تمام منافقوں کے ثنیۃ الوداع تک جا کر واپس لوٹ آیا۔ اس غزوہ میں تبوک کا کنواں جس میں پانی بہت تھوڑا تھا حضور کی کلی کی برکت سے پانی سے بھر گیا جو تمام غازیوں اور ان کے جانوروں کو کافی ہوا۔ اس غزوہ میں جنگ نہ ہوئی بلکہ ہرقل بادشاہ روم پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا۔ اکیدر پر جو دومۃ الجندل کا حاکم تھا اور ایلہ کے حاکم پر جزیہ مقرر فرما کر حضور نے واپسی فرمائی۔ اس غزوہ کے بعد حضرت

(بقیہ صفحہ ۳۰۷) کعب ابن مالک اور ہلال ابن امیہ اور مرارہ ابن ربیع کا بائیکاٹ کیا گیا تھا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے ۱۰۔ اس طرح کہ یہ سب فانی ہے اور آخرت باقی لہٰذا یہ تھوڑا ہے اور آخرت بہت ۱۱۔ اس طرح کہ تم کو قحط سالی وغیرہ دوسری آفتوں کے ذریعہ ہلاک کر دے گا معلوم ہوا کہ گناہ دنیاوی آفتوں کا سبب ہیں جیسے کہ نیک اعمال رحمت کا باعث ہیں ۱۲۔ جو حضور کے مطیع دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے والے ہوں گے جیسے اہل یمن اور اہل فارس (روح) معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا دین ہمارا محتاج نہیں بلکہ ہم اس کے محتاج ہیں۔ نیز اسلام کی اشاعت ہم پر موقوف نہیں۔ ہم سے پہلے بھی اسلام تھا اور ہمارے بعد بھی رہے گا ۱۳۔ تو اللہ تعالیٰ غیب سے

يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۚ فَأَنْزَلَ

جب اپنے یار سے فرماتے تھے ۱ غم نہ کھا ۲ بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے ۳ تو اللہ نے اس

اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا

پر اپنا سکینہ اتارا ۴ اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں ۵

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ ۗ وَكَلِمَةُ اللَّهِ

اور کافروں کی بات نیچے ڈالی ۶ اللہ ہی کا

هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٠﴾ انْفِرُوا خِفَافًا وَ

بول بالا ہے ۷ اور اللہ غالب حکمت والا ہے کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے ۸

ثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ

اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے ۹

اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ لَوْ كَانَ

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر جانو اگر کوئی

عَرَضًا قَرِيبًا وَسَفَرًا قَاصِدًا لَاتَّبَعُوكَ وَلَٰكِنْ

قریب مال یا متوسط سفر ہوتا ۱۰ تو ضرور تمہارے ساتھ جاتے ۱۱ مگر ان پر

بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۚ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ

تو مشقت کا راستہ دور پڑ گیا ۱۲ اور اب اللہ کی قسم کھائیں گے ۱۳ کہ ہم سے بن

اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنْفُسَهُمْ ۚ

پڑتا تو ضرور تمہارے ساتھ چلتے اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں ۱۴

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿٤٢﴾ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ

اور اللہ جانتا ہے کہ وہ بے شک ضرور جھوٹے ہیں اللہ تمہیں معاف

لِمَ أَذِنْتَ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا

کرے ۱۵ تم نے انہیں کیوں اذن دے دیا جب تک نہ کھلے تھے ۱۶ تم پر سچے

ع ۵ ۱۲

ان کی مدد فرمائے گا۔ جیسے ہجرت کے موقع پر کی تھی۔ لہٰذا فقد کی ف جزائیہ نہیں بلکہ پوشیدہ جزا کی دلیل ہے اور آیتہ کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ سبحان اللہ بہت پاکیزہ ترجمہ ہے۔ یعنی یہاں فعل کی نسبت سبب کی طرف ہے کیونکہ کفار حضور کی ہجرت کا سبب تھے ورنہ ہجرت رب تعالیٰ کے حکم سے ہوئی ۱۵۔ خیال رہے کہ حضور کو مکہ مکرمہ سے باہر لے جانے والا رب ہے نہ کہ مشرکین۔ وہ تو شہید کرنا چاہتے تھے لیکن چونکہ اس ہجرت کا سبب یہ کفار تھے اس لئے انہیں فاعل قرار دیا گیا۔ یہ بھی خیال رہے ثَانِيَ اثْنَيْنِ أَخْرَجَهُ کی ہ ضمیر سے حال ہے تو معنی یہ ہوئے کہ مشرکین نے اس حال میں نکالا کہ وہ دو میں کے ایک تھے یعنی ابوبکر صدیق کو بھی نکالا۔ ۱۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق جو حضور کے یار غار ہیں۔ لفظ یار غار اس آیت سے حاصل ہوا۔ آج بھی دلی دوست اور باوفا یار کو یار غار کہا جاتا ہے

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ابوبکر صدیق کی صحابیت قطعی ایمانی قرآنی ہے لہٰذا اس کا انکار کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدیق اکبر کا درجہ حضور کے بعد سب سے بڑا ہے کہ انہیں رب نے حضور کا ثانی فرمایا۔ اس لئے حضور نے انہیں اپنے مصلے پر امام بنایا۔ آپ چار پشت کے صحابی ہیں۔ والدین بھی، خود بھی، ساری اولاد بھی، اولاد کی اولاد بھی صحابی، جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے بعد خلافت صدیق اکبر کے لئے ہے۔ رب تعالیٰ انہیں دوسرا بنا چکا پھر انہیں تیسرا یا چوتھا کرنے والا کون ہے وہ تو قبر میں بھی دوسرے ہیں، حشر میں بھی دوسرے ہوں گے ۲۔ مجھ پر غم نہ کھاؤ کیونکہ صدیق اکبر کو اس وقت اپنا غم نہ تھا خود تو سانپ سے کٹوا چکے تھے حضور پر فدا ہو چکے تھے اگر اپنا غم ہوتا تو حضور کو کندھے پر اٹھا کر گیارہ میل پہاڑ کی بلندی پر نہ چڑھتے اور اکیلے غار میں اندھیرے میں داخل نہ ہوتے سانپ سے نہ کٹواتے۔ ان کا یہ غم بھی عبادت تھا اور حضور کا تسکین دینا بھی عبادت چنانچہ رب تعالیٰ نے ان دونوں ہستیوں کو مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈوں کے ذریعے بچایا ۳۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ میرے ساتھ میرا رب ہے یعنی تمہارے ساتھ رب نہیں میرے ساتھ ہے۔ مگر حضور نے فرمایا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی میرے ساتھ بھی ہے اور تمہارے ساتھ بھی جس کے ساتھ رب ہو وہ کبھی گمراہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ابوبکر صدیق کے ساتھ تھا اور رہا جیسے حضور کے ساتھ ۴۔ معلوم ہوا کہ سکینہ کا نزول صدیق اکبر پر ہوا کیونکہ اس وقت بے چینی انہیں کو تھی۔ حضور کا قلب مبارک تو پہلے سے ہی چین میں تھا۔ نیز اس سے قریب میں صدیق اکبر کا ہی ذکر ہوا۔ لصاحبہ اور ضمیر حتی الامکان قریب کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ حضرت صدیق کا خیال تھا کہ کافر غار کے منہ پر آ گئے۔ اگر حضور پر مطلع ہو گئے تو حضور کو دکھ دیں گے۔ ۵۔ غزوہ بدر و حنین و

ا۔ غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین بیماری آزاری کے بہانے بنا کر حضور سے گھر رہ جانے کی اجازت چاہنے لگے۔ حضور نے اجازت دے دی۔ اس کے متعلق یہ آیات ہیں۔ حضور کی یہ اجازت بے علمی کی بنا پر نہ تھی بلکہ دیگر مصلحتوں پر ۲۔ اللہ پر ایمان رکھنے میں رسول اللہ پر ایمان رکھنا بھی داخل ہے کیونکہ ایمان سے مراد ایمان صحیح ہے وہ وہی ہے جو رسول کے ساتھ ہو ورنہ اللہ کو منافق بھی مانتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کے موقع پر معذرتیں کرنا منافق کی علامت تھی ۳۔ یعنی جہاد کے موقعہ پر بہانہ بنا کر رہ جانے کی اجازت مانگنا منافقین کی علامت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر ایمان نہ لانا درحقیقت رب کا انکار ہے کیونکہ منافق اللہ کو

وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ
اور ظاہر نہ ہوئے تھے جھوٹے [1] اور وہ جو اللہ اور قیامت پر
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا
ایمان رکھتے ہیں [2] تم سے چھٹی نہ مانگیں گے اس سے کہ اپنے
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾
مال اور جان سے جہاد کریں اور اللہ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو
اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ
تم سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ
نہیں رکھتے [3] اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں [4] تو وہ اپنے شک میں
رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ
ڈانواں ڈول ہیں انہیں نکلنا منظور ہوتا
لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ
تو اس کا سامان کرتے [5] مگر خدا ہی کو ان کا اٹھنا ناپسند ہوا تو ان
فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ
میں کاہلی بھر دی اور فرمایا گیا [6] کہ بیٹھ رہو بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ [7] اگر
خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا
وہ تم میں نکلتے تو ان سے سوا نقصان کے تمہیں کچھ نہ بڑھتا [8] اور تم میں فتنہ
خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ
ڈالنے کو تمہارے بیچ میں غرابیں دوڑاتے اور تم میں ان کے جاسوس
لَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا
موجود ہیں [9] اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو بیشک انہوں نے پہلے ہی فتنہ

تو مانتے تھے حضور کے منکر تھے مگر ارشاد ہوا۔ کہ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ۴۔ اس طرح کہ اسلام کی حقانیت اور کفر کے بطلان پر انہیں یقین نہیں۔ نہ اس کے عکس کا یقین ہے۔ اگر مسلمانوں کو فتح ہوئی تو بولے کہ شاید اسلام برحق ہے اور اگر کفار کو فتح ہو گئی تو بولے کہ شاید یہ لوگ برحق ہیں ورنہ انہیں فتح کیوں ہوتی۔ یا یہ مطلب ہے کہ انہیں اللہ رسول کے وعدوں پر یقین نہیں حضور کی خبروں پر اطمینان نہیں معلوم ہوا کہ جو حضور کے علم غیب یا آپ کی خبروں کی حقانیت میں تردد کرے وہ منافق ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو دلی اطمینان عطا فرماتا ہے۔ جتنا ایمان قوی اتنا ہی اطمینان قوی اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۵۔ یعنی منافقین ظاہر تو یہ کرتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک میں جانے کو تیار تھے لیکن اچانک بیماری لاچاری کی وجہ سے رک گئے لیکن جھوٹے ہیں کیونکہ انہوں نے سفر جہاد کی کوئی تیاری پہلے سے ہی نہ کی۔ ان کی نیت اول سے نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیاری جہاد بھی عبادت ہے ۶۔ یعنی انکے بال بچوں یا ساتھیوں نے یا شیطان نے انہیں مشورہ دیا یا اللہ تعالیٰ نے غیبی طور پر ان کے دل میں ڈالا۔ پہلی صورت میں قول سے مراد ظاہر طور پر کہنا ہے اور دوسری صورت میں دل میں ڈالنا مراد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو انہیں جہاد میں جانے کا حکم دیا۔ آخری معنی زیادہ قوی ہیں کہ روش کلام کے مطابق ہیں اس لئے ترجمہ میں' فرمایا گیا کہا ۷۔ عورتوں' بوڑھوں' بچوں' بیماروں کے ساتھ ۸۔ اس طرح کہ تمہیں کافروں سے ڈراتے' آپس میں لڑاتے' تمہارے سامنے کافروں کی تعریفیں اور مسلمانوں کی برائیاں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافق نیکی بھی بری نیت سے کرتا ہے۔ مسجد میں جوتی چرانے جاتا ہے۔ ۹۔ تمہاری باتیں اس لئے سنتے ہیں کہ کفار تک پہنچائیں وہ منافق ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی کلمہ گو کا کفار کا جاسوس بننا نفاق کی علامت ہے۔ اس صورت میں لھم کی ضمیر کفار کی طرف ہے یا یہ معنی ہیں کہ اے مسلمانو تم میں بعض نو مسلم ایسے بھولے بھالے۔ ضعیف الاعتقاد لوگ موجود ہیں جو منافقوں کی بات سن لیتے ہیں اور ان کے بھڑکانے سے بھڑک جاتے ہیں

۱۔ غزوہ تبوک سے پہلے جنگ احد میں کہ عبداللہ بن ابی منافق تمہیں بزدل بنانے کے لئے اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر احد سے لوٹ گیا جبکہ مسلمانوں پر شدت کا وقت تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے پہلے دھوکا ہو چکا ہو' اس سے آئندہ احتیاط لازم ہے۔ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں کاٹا جاتا۔ ۲۔ یعنی منافقین کی تدبیریں رب کے فضل سے آپ کے حق میں الٹی ہوئیں کہ انہوں نے احد۔ تبوک وغیرہ میں مسلمانوں کو مغلوب کرنے کفار کو فاتح بنانے کی بہت کوششیں کیں۔ مگر رب کے کرم سے اس کا اثر الٹا ہوا کہ احد میں کفار کا منشا پورا نہ ہوا اور تبوک میں کفار صلح وغیرہ پر تیار ہو گئے۔ اگر مسلمان پختہ مومن بنیں تو انشاء اللہ ان کے خلاف

الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتّٰى جَآءَ

چاہا تھا [1] اور اے محبوب تمہارے لئے تدبیریں الٹی پلٹیں [2] یہاں تک کہ

الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُونَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْهُمْ

حق آیا اور اللہ کا حکم ظاہر ہوا اور انہیں ناگوار تھا [3] اور ان میں کوئی تم سے

مَّنْ يَّقُولُ ائْذَنْ لِّي وَلَا تَفْتِنِّي ۚ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ

یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے [4] سن لو وہ فتنہ ہی

سَقَطُوا ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكٰفِرِينَ ﴿۴۹﴾

میں پڑے [5] اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو

إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۖ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ

اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے [6] اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے [7]

يَّقُولُوا قَدْ أَخَذْنَآ أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّ

تو کہیں ہم نے اپنا کام پہلے ہی ٹھیک کر لیا تھا [8] اور خوشیاں

هُمْ فَرِحُونَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ

مناتے پھر جائیں تم فرماؤ ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے

اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۵۱﴾

لئے لکھ دیا [9] وہ ہمارا مولیٰ ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَآ إِلَّآ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۖ

تم فرماؤ تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر دو خوبیوں میں سے ایک کا [10]

وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ يُّصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ

اور ہم تم پر اس انتظار میں ہیں کہ اللہ تم پر عذاب ڈالے اپنے پاس

مِّنْ عِنْدِهٖٓ أَوْ بِأَيْدِينَا ۖ فَتَرَبَّصُوٓا إِنَّا مَعَكُمْ

سے [11] یا ہمارے ہاتھوں تو اب راہ دیکھو ہم بھی تمہارے ساتھ

کفار کی تدبیریں ہمیشہ الٹی پڑیں گی ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و منافقین ہماری خوشی پر بظاہر خوش ہو جاتے ہیں۔ مبارکباد دیتے ہیں مگر ان کے دل جلتے ہیں ۴۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جد ابن قیس منافق سے فرمایا کہ جنگ تبوک میں چلنے کی تیاری کرو۔ وہ بولا کہ میری قوم جانتی ہے کہ مجھے عورتوں سے بہت رغبت ہے اگر میں ان رومیوں کے مقابل گیا تو مجھے خطرہ ہے کہ ان کی حسین عورتیں دیکھ کر ان پر فریفتہ ہو جاؤں اور فتنہ میں پڑ جاؤں۔ مجھے وہاں نہ لے جایئے۔ فتنہ میں واقع نہ فرمایئے۔ تب یہ آیت اتری ۵۔ کیونکہ جہاد میں نہ جانا۔ حضور کا حکم نہ ماننا' مذاق اڑانا۔ بڑا بھاری فتنہ ہے ۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور کی مصیبت پر خوش ہونا کافروں کا کام ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی خوشی پر غم کرنا منافقوں کی علامت ہے۔ مسلمان ہمیشہ اپنی قوم کے رنج و خوشی میں برابر کے شریک ہیں۔ ایک عضو کے بیمار ہونے پر سارے اعضاء بے قرار ہوتے ہیں جسے قرار ہو وہ بیکار ہوتا ہے یعنی سوکھا ہوا ۷۔ مصیبت سے مراد قتل یا زخم یا ہزیمت ہے اور بظاہر خطاب حضور سے ہے۔ لیکن درحقیقت تمام مسلمانوں سے خطاب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگ میں پشت نہ دی۔ جو یہ کہے۔ توبہ کا حکم دیا جائے گا حضور اشجع الاشجعین ہیں۔ آپ جیسا بہادر کوئی نہ ہوا۔ ۸۔ اس طرح کہ جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ راہ خدا میں تکلیف سے بچ جانا نقصان ہے اور تکلیف برداشت کرنی فائدہ ہے جو راہ حق میں زیادہ خرچ کرے وہ نفع میں ہے اور جو کم خرچ کرے وہ نقصان میں ہے۔ وہاں کا معاملہ یہاں کے برعکس ہے ۹۔ اگر لنا میں لام نفع کا ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ ہر رنج و راحت ہمارے لئے فائدہ مند ہے ۱۰۔ غنیمت یا شہادت کا۔ معلوم ہوا کہ مومن کی مصیبت بھی اللہ کی رحمت ہے کہ وہ اس پر صابر رہ کر بڑا ثواب حاصل کرتا ہے۔ شہادت وغیرہ اس کی قسمیں ہیں۔ مومن کی مثال یہ ہے کہ مار آئے تو غازی' مر گئے تو شہید لٹ گئے تو روزہ لوٹ لائے تو عید۔ بہرحال نفع ہی نفع ہے ۱۱۔ اس طرح کہ تمہیں کفر پر موت آئے اور تم عذاب قبر اور عذاب حشر میں گرفتار ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ثمود و عاد کی طرح تم پر غیبی عذاب آوے۔ اس لئے کہ خاص طور پر مسخ و خسف اب بھی آ سکتے ہیں۔ حضور کی تشریف آوری سے عام غیبی عذاب بند ہوئے ہیں نہ کہ خاص عذاب چنانچہ قرب قیامت بعض لوگوں کی صورتیں مسخ بھی ہوں گی اور بعض زمین میں دھنسائے جائیں گے۔

مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ

راہ دیکھ رہے ہیں تم فرماؤ کہ دل سے خرچ کرو یا ناگواری سے تم سے ہرگز

مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ

قبول نہ ہوگا بیشک تم بے حکم لوگ ہو[۱] اور وہ جو خرچ کرتے ہیں

تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ

اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے[۲]

وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ

اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے[۳] اور خرچ نہیں کرتے

اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ

مگر ناگواری سے[۴] تو تمہیں ان کے مال اور ان کی اولاد کا

اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ

تعجب نہ آئے[۵] اللہ یہی چاہتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان چیزوں سے ان پر

الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَيَحْلِفُوْنَ

وبال ڈالے[۶] اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے[۷] اللہ کی قسمیں کھاتے

بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ

ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں اور تم میں سے ہیں نہیں[۸] ہاں وہ لوگ

يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا

ڈرتے ہیں اگر پائیں کوئی پناہ یا غار یا سما جانے کی جگہ

لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ

تو رسیاں تڑاتے ادھر پھر جائیں گے[۹] اور ان میں کوئی وہ ہے کہ

فِى الصَّدَقٰتِ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ

صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے[۱۰] تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں

۱۔ شان نزول۔ جد ابن قیس منافق نے غزوہ تبوک میں جانے سے معذرت کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں خود تو نہ جاؤں گا ہاں خرچ جہاد کے لئے مال دوں گا۔ اس پر یہ آیت آئی خیال رہے کہ یہاں انفقوا امر وجوب کے لئے نہیں ہو سکتا بلکہ یہ جملہ خبریہ کے معنی میں ہے اور قبول نہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبول نہ فرمائیں گے۔ یا رب تعالیٰ قبول نہ فرمائے گا۔ روح البیان نے فرمایا کہ پھر جد ابن قیس مخلص مسلمان ہو گیا اور خلافت عثمانی میں فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ کافر کی عبادت قبول نہیں۔ اسی شاخ میں پھل لگتا ہے جو جڑ سے وابستہ ہو۔ اعمال کے قبول ہونے کی شرط حضور کی غلامی ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سستی سے نماز پڑھنا منافقوں کا طریقہ ہے۔ اس سے بہت سے مسائل فقہیہ نکالے جا سکتے ہیں۔ تنگ وقت میں نماز پڑھنا۔ بغیر جماعت نماز پڑھنے کا عادی ہو جانا۔ ننگے سر نماز پڑھنا۔ کھلے بٹن یا آستین چڑھائے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ یہ کاہلی کی علامات ہیں۔ ۴۔ کیونکہ منافق اس خیرات کے ثواب کے قائل نہیں صرف اپنے نفاق کو چھپانے کے لئے خیرات کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو چندہ کسی کی رو رعایت یا طعن سے بچنے یا فخر کے طور پر دیا جائے اس پر ثواب نہیں ۵۔ اس میں مسلمانوں کو خطاب ہے کہ تم ان منافقوں کی مالداری پر حیرت نہ کرو کہ جب یہ مردود ہیں تو انہیں اتنا مال کیوں ملا ورنہ حضور کی نگاہ میں ان کے مال کی مچھر کے پر برابر بھی عزت نہ تھی ۶۔ اس طرح کہ محنت سے جمع کریں۔ مشقت سے اس کی حفاظت کریں اور حسرت سے چھوڑ کر مریں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ جو مال، اولاد رب سے غافل کرے وہ رب کا عذاب ہے اللہ اس سے بچائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مالدار کی جان بڑی مصیبت سے نکلتی ہے اور اسے دگنی تکلیف ہوتی ہے۔ دنیا سے جانے اور مال چھوڑنے کی مومن کی جان آسانی سے نکلتی ہے کہ وہ اسے حضور سے ملنے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ اس لئے اس کی موت کے دن کو عرس کہا جاتا ہے یعنی شادی اور دولہا سے ملاقات کا دن۔ موت ایک ریل ہے جو مجرم کو پھانسی کی جگہ اور دولہا کو برات کی جگہ پہنچاتی ہے۔ مومن کے لئے موت ملنے کا دن ہے کافر کے لئے چھوٹنے کا دن ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ کرنا منافقوں کا کام ہے، مومن کا کام نہیں، دوسرے یہ کہ قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت دینا منافق کی علامت ہے۔ مومن کو اس کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اسے لوگ ویسے ہی مومن سمجھتے ہیں۔ یہ علامات آج بھی دیکھی جا رہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ جب عمل قول کے مطابق نہ ہو تو قول کا کوئی اعتبار نہیں منافق قسمیں کھا کر اپنے ایمان کا ثبوت دیتے تھے مگر رب نے فرمایا کہ وہ تم مسلمانوں میں سے نہیں ہیں۔ چوتھے یہ کہ مسلمان دو طرح کے ہیں۔ دینی مسلمان اور قومی مسلمان۔ منافقین قومی مسلمان تھے دینی نہ تھے۔ اس لئے انہیں مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی۔ انہیں کفار کی طرح قتل نہ کیا گیا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مومن نہ تھے ماھُمْ مِنْكُمْ کے یہ ہی معنی ہیں۔ آج بھی مسلمانوں کے تہتر فرقے قومی مسلمان ہیں۔ مگر ہر فرقہ دینی مسلمان نہیں۔ ہاں ان کا شمار مسلم قوم میں ہے۔ ۹۔ یعنی تمہارے پاس سے بھاگ جاویں تا کہ تمہاری شکل تک بھی نہ دیکھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص اپنی جنس سے میلان رکھتا ہے۔ منافق مسلمانوں میں ایسا ہے جیسے طوطی کے ساتھ کوا ۱۰۔ شان نزول۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت کا مال تقسیم فرما رہے تھے کہ حرقوص ابن زہیر تمیمی نے جس کو ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا۔ کہا کہ یا رسول اللہ آپ انصاف کریں۔ عم[illegible]ق نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو منع فرمایا اور

(بقیہ صفحہ ۳۱۱) ارشاد ہوا کہ اس کی پشت سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تم سے بڑھ کر نمازی اور قرآن خواں ہوں گے مگر دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (خوارج - وہابی) اس کے متعلق یہ آیت اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے کسی فعل شریف پر اعتراض کرنا کفر ہے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی نفع پر حضور سے راضی ہو جانا اور نفع نہ ہونے کی صورت میں ناراض ہو جانا منافق کی خاص علامت ہے' ایسا آدمی حضور پر ایمان نہیں لایا بلکہ اپنے نفس پر ایمان لایا ہے۔ یہ کتے سے بدتر ہے کہ کتا مالک کی مار کھا کر بھی اس کا دروازہ نہیں چھوڑتا ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نے ہمیں

يُعْطَوْا مِنْهَآ إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا

اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں ؁ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی

مَآ آتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ ۙ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِينَا

ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا ؁ اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے ؁ اب دیتا ہے

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُولُهٗٓ ۙ إِنَّآ إِلَى اللّٰهِ رَاغِبُونَ ﴿٥٩﴾

ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ؁ ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِينِ وَالْعٰمِلِينَ

زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لئے ہے جو محتاج اور نرے نادار ہوں اور جو اسے تحصیل کر

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِينَ

کے لائیں ؁ اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے ؁ اور گردنیں چھوڑانے میں ؁

وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ

اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں ؁ اور مسافر کو ؁ یہ ٹھہرایا ہوا ہے

اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ

اللہ کا ؁ اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی

النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ

خبریں دینے والے کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں ؁ تم فرماؤ تمہارے بھلے کیلئے

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ

کان ہیں ؁ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں ؁ اور جو تم میں

آمَنُوا مِنْكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ

مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں ؁ اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ؁ انکے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ

دردناک عذاب ہے ؁ تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کرلیں ؁

ایمان دیا' دوزخ سے بچایا وغیرہ وغیرہ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ رسول دیتے ہیں اور آئندہ بھی دیں گے بلکہ جو اللہ دیتا ہے حضور کے ذریعے سے دیتا ہے ۳۔ مال ملے یا نہ ملے اللہ تعالٰی کا فضل ہی ہم کو کافی ہے یہ مومن کی علامت ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی ہر نعمت حضور دیتے ہیں کیونکہ یہاں اللہ تعالٰی کی عطا اور حضور کی عطا بغیر کسی قید کے مذکور ہوئی ۵۔ عامل وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بادشاہ اسلام کی طرف سے مقرر ہوں۔ ان کی تنخواہ زکوٰۃ سے دی جاوے اگرچہ وہ غنی ہوں بشرطیکہ سید ہاشمی نہ ہوں۔ سید حضرات اگر عامل ہوں تو انہیں دوسرے مال سے تنخواہ دو' زکوٰۃ سے نہ دو۔ خیال رہے کہ ظاہر مال' جانور یا پیداوار کی زکوٰۃ سلطان اسلام وصول کرتے تھے۔ باطنی مال سونے چاندی کی زکوٰۃ خود مالدار دیتے تھے۔ لیکن اب دونوں زکوٰتیں خود مالدار دے کیونکہ سلاطین کے عدل کی امید نہیں ۶۔ یعنی وہ کفار جن کے ایمان کی امید ہو یا وہ نومسلم جن کے دلوں میں ابھی ایمان جاگزین نہیں ہوا ہو یا وہ سخت کافر جس کے فتنے کا اندیشہ ہو پہلی اور تیسری قسمیں خارج ہو چکیں' دوسری قسم اب بھی مصرف زکوٰۃ ہے ۷۔ اس طرح کہ مکاتب غلام کو زکوٰۃ سے مال دو کہ وہ بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جاوے۔ مکاتب وہ غلام ہے جسے مولا نے کہہ دیا ہو کہ اتنا روپیہ دے دے تو تو آزاد ہے ۸۔ یعنی بے سامان غازی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ صرف ان لوگوں کو دی جاوے جو یہاں مذکور ہوئے۔ انہیں مالک کیا جاوے۔ لہٰذا مسجد' خانقاہ' مردے کے کفن میں نہ دی جاوے کیونکہ یہ ان آٹھ کے علاوہ ہیں نیز ان کا کوئی مالک نہیں ہوتا ۹۔ اگرچہ مسافر اپنے وطن میں غنی ہو مگر سفر میں تنگدست ہو گیا ہو تو اسے بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ ۱۰۔ یعنی یہ احکام طے شدہ ہیں لہٰذا ان کی پابندی کی جاوے (مسئلہ) زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ خود ان میں سے ایک ہی کو زکوٰۃ دے یا سب مصارف میں خرچ کرے۔ ۱۱۔ جو کوئی کچھ کہہ دے بغیر تحقیق کئے مان لیتے ہیں (شان نزول) منافقین اپنی مجلسوں میں حضور کی شان میں بکواس بکا کرتے تھے۔ بعض بولے کہ اگر ہماری باتوں کی خبر حضور کو پہنچ گئی تو غضب ہو جاوے گا تو جلاس بن سوید بولا کہ کوئی حرج نہیں ہم حضور کے سامنے انکاری ہو جائیں گے اور قسم کھا جائیں گے وہ تو نرے کان ہیں ہر ایک بات مان لیتے ہیں ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری ۱۲۔ یعنی اے منافقو! ان کا ہر بات کی تحقیق نہ فرمانا تمہارے لئے بھلا ہے۔ اگر وہ راز فاش فرمانے کے عادی ہوتے تو تمہاری خیر نہ ہوتی۔ وہ تو پردہ پوش ہیں ۱۳۔ یعنی وہ اگرچہ ہر ایک کی بات پر خاموش ہو جاتے ہیں مگر یقین صرف مومن کی بات پر کرتے ہیں ان کی خاموشی بھی رحمت و خیر ہے ۱۴۔ حضور کی رحمت عامہ تو سارے عالم کے لئے ہے اور رحمت خاصہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے لہٰذا یہ آیت رحمۃ للعالمین ہونے کے خلاف نہیں ۱۵۔ اپنے قول یا فعل یا کسی حرکت سے ۱۶۔ اس سے دو مسئلے

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا
اور اللہ اور رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے لہ اگر ایمان رکھتے
مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ
تھے کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ
وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ
اور اسکے رسول کا ۲ تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہے گا ۳ یہی بڑی
الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ
رسوائی ہے منافق ڈرتے ہیں کہ ان پر کوئی سورت ایسی اتری
عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ
جو ان کے دلوں کی چھپی جتا دے ۴ تم فرماؤ
اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾
ہنسے جاؤ ۵ اللہ کو ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں ڈر ہے ۶
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ
اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ۷ کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے
قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾
تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو
لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ
بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر ۸ اگر ہم تم میں سے کسی
عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا
کو معاف کریں ۹ تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ
مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ
مجرم تھے منافق مرد اور منافق عورتیں ایک تھیلی کے

(بقیہ صفحہ ۳۱۲) معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کام سے حضور کو ایذا ہو وہ حرام ہے' اگر کسی کی نماز سے حضور کو ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے اور اگر کسی وقت نماز قضا کرنے سے حضور راضی ہوں تو قضا کرنی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کو ایذا دینا کفر ہے کیونکہ دردناک عذاب کفار کو ہی ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور کو ایذا دینا اور ہے اور کسی کے کسی کام سے ایذا پہنچ جانا کچھ اور۔ ایذا دینا کفر ہے۔ ورنہ ہمارے گناہوں سے بھی حضور کو ایذا پہنچتی ہے مگر اس سے ہم کافر نہیں ہوتے۔ یا حضور کو ایذا دینے کے لئے گناہ کرنا کفر ہے۔ ۷۔ا۔ شان نزول یہ آیت ان منافقوں کے متعلق نازل ہوئی جو اکیلے میں اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آ کر جھوٹی قسمیں کھا جاتے تھے کہ ہم نے ایسا نہ کیا ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ نمبر ۱ عبادات میں اللہ کے ساتھ حضور کو راضی کرنے کی نیت کرنی شرک نہیں ایمان کا کمال ہے۔

ا۔ حضور کے نام پر رب کی عبادت کرنا ثواب ہے جیسے حضور کے نام کی قربانی یا حج کرنا کہ یہ ان کی رضا کا ذریعہ ہے۔ حضور نے اپنی امت کے نام کی قربانی فرمائی تھی ۲۔ اس طرح کہ ان کے احکام کو ناحق جان کر خلاف کرے۔ لہٰذا اس سے وہ گنہگار مسلمان خارج ہیں جو اللہ رسول کے احکام کو حق جان کر اپنے کو گنہگار جانتے ہوئے اس کے خلاف عمل کر بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ اول چیز کفر ہے اور دوسری چیز کفر نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور رسوا ہونا کافروں کے لئے ہے' گنہگار مومن اگر دوزخ میں جائے گا تو عارضی طور پر صاف ہونے کے لئے۔ جیسے گندا سونا بھٹی میں رکھا جاتا ہے صاف ہونے کے لئے اور کوئلہ بھٹی میں جاتا ہے وہاں ہی جلنے کے لئے۔ کفار دوزخ کے کوئلے ہیں اور گنہگار مسلمان گندا سونا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی ادنیٰ مخالفت بھی کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت کا وہ ہی درجہ ہے جو اللہ کی مخالفت کا ہے۔ حضور کی مخالفت دینی یا دنیاوی امور میں سے کسی میں ہو کفر ہے ۴۔ خیال رہے کہ عَلَيْهِمْ، تُنَبِّئُهُمْ کی ضمیریں مسلمانوں کی طرف اور قُلُوْبِهِمْ کی ضمیر منافقوں کی طرف لوٹتی ہے۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا حضور پر اترنا گویا امت پر اترنا ہے کیونکہ قرآن سے امت کی ہدایت مقصود ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور تو منافقوں کو پہلے ہی سے جانتے ہیں منافقوں کی آیات اترنے سے مسلمان انہیں پہچان جائیں گے۔ اس لئے تنبئہم میں ضمیر جمع لائی گئی۔ تیسرے یہ کہ حضور پردہ پوش ہیں۔ منافقوں کو حتی الامکان رسوا نہیں فرماتے۔ قرآن ان بدنصیبوں کے راز فاش فرماتا ہے۔ ۵۔ اسلامی احکام پر یا اللہ رسول پر' اس سے مقصود منافقوں کو جھڑکنا ہے نہ کہ انہیں ہنسنے کی اجازت دینا ۶۔ رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا کہ آخر کار منافق بالکل رسوا کر دیئے گئے ۷۔ شان نزول۔ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافقوں میں سے دو آپس میں بولے کہ حضور کا خیال ہے کہ ہم روم پر غالب آ جائیں گے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ تیسرا خاموش تھا' مگر ان کی باتوں پر ہنستا تھا۔ حضور نے ان تینوں کو بلا کر پوچھا تو وہ بولے کہ ہم تو راستہ کاٹنے کے لئے دل لگی کرتے جا رہے تھے۔ اس پر آیت اتری۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم دیا کہ جو تنہائی میں باتیں کی جاویں حضور کو ان کی خبر ہے۔ دوسرے یہ کہ کفر کی باتیں سن کر رضا کے طور پر خاموش رہنا یا ہنسنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ رضا با لکفر کفر ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین ہے کیونکہ ان منافقوں نے حضور کی توہین کی تھی مگر فرمایا اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ یعنی حضور کا مذاق اڑانا اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام آیتوں کا مذاق اڑانا ہے۔ لہٰذا حضور

بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ

چٹے بٹے ہیں ۱ برائی کا حکم دیں اور بھلائی سے منع کریں ۲ اور

وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ

اپنی مٹھی بند رکھیں ۳ وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا بیشک

الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ

منافق وہی پکے بے حکم ہیں ۴ اللہ نے منافق مردوں

وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ

اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے

حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُقِيمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِينَ

وہ انہیں بس ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور انکے لئے قائم رہنے والا عذاب ہے ۵ جیسے وہ

مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَ

جو تم سے پہلے تھے تم سے زور میں بڑھ کر تھے اور انکے مال اور اولاد تم سے

أَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ

زیادہ ۶ تو وہ اپنا حصہ برت گئے تو تم نے اپنا حصہ برتا

كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ

جیسے اگلے اپنا حصہ برت گئے اور تم بیہودگی میں پڑے

كَالَّذِي خَاضُوا ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

جیسے وہ پڑے تھے ان کے عمل اکارت گئے ۷ دنیا

وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ يَأْتِهِمْ

اور آخرت میں ۸ اور وہی لوگ گھاٹے میں ہیں کیا انہیں اپنے سے

نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۙ

اگلوں کی خبر نہ آئی ۹ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود

وقف لازم

(بقیہ صفحہ ۳۱۳) کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی گستاخی کفر ہے اگرچہ گستاخی کی نیت نہ کرے کیونکہ استہزاء کو کفر قرار دیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا گستاخ مرتد ہے ۹۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ ان تین میں سے ایک خاموش رہنے والے کو توبہ نصیب ہوگی اور اس کی معافی ہو جائے گی اور باقی دو کو توبہ نصیب نہ ہوگی اور وہ گرفتار عذاب ہوں گے۔ چنانچہ اس تیسرے نے سچی توبہ کی۔ ان کا نام یحییٰ ابن حمیرا شجعی تھا۔ یہ خلافت صدیقی میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی نعش کا پتہ نہ لگا۔ انہوں نے توبہ کر کے دعا کی تھی کہ مولا مجھے اپنی راہ میں ایسی شہادت نصیب کر کہ نہ مجھے غسل و کفن دینے والا کوئی ہو نہ دفن کرنے والا (خزائن العرفان) مولا اس کے طفیل مجھ گنہگار کو بھی بخش دے مجھ بدکار کو توبہ کی توفیق دے۔

۱۔ یعنی اصل نفاق میں سب یکساں ہیں اگرچہ بعض سردار ہیں اور بعض ماتحت لیکن ان میں سے مومن کوئی نہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ اچھی باتوں سے روکنا کافروں کا طریقہ ہے۔ اس سے وہابیہ کو عبرت چاہیے کہ وہ ہمیشہ کار خیر سے ہی روکتے ہیں۔ رب فرماتا ہے مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ وہابی کھیل تماشے روکنے پر زور نہیں دیتے ہیں جب روکتے ہیں تو اللہ رسول کے ذکر سے یا اچھی مجلسوں سے' اللہ سمجھ دے ۳۔ اس طرح کہ راہ خدا میں مال خرچ نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی اس سے روکتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بزرگان دین کی فاتحہ وغیرہ سے بلاوجہ مسلمانوں کو روکتے ہیں۔ یہ خرچ بھی راہ خدا میں خرچ ہے۔ ۴۔ فاسق سے مراد فاسق اعتقادی ہے یعنی کافر' نہ کہ فاسق عملی کہ وہ مسلمان ہوتا ہے۔ فسق کی تین قسمیں ہیں جن میں فسق اعتقادی بدترین قسم ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک منافق و کافر کا حکم ایک ہی ہے۔ شریعت میں منافقوں پر جہاد نہیں کیونکہ شریعت کے احکام ظاہر پر ہیں۔ ۶۔ جیسے قوم عاد و ثمود بہت زیادہ اور شہ زور تھے۔ مگر پیغمبر کی مخالفت نے ان کا بیڑہ غرق کر دیا۔ تم بھی اپنا انجام سوچ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مادی طاقت روحانی طاقت کے مقابلہ میں شکست کھاتی ہے۔ ستر ہزار جادوگر اکیلے موسیٰ علیہ السلام کے مقابل شکست کھا گئے تمام جہان کی طاقتیں پیغمبر تو کیا ایک ولی کی طاقت کے مقابل فیل ہیں۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مخالفت پیغمبر کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ گناہ قائم رہتے ہیں کفر ضبطی اعمال کا سبب ہے دوسرے یہ کہ قیاس برحق ہے اور شرعی قیاس کا اسلام میں اعتبار ہے کیونکہ رب نے یہاں قیاس فرما کر اپنے بندوں کو سمجھایا کہ اے موجودہ منافقین و کفار تمہارے باطل عقیدے اور بے ہودگیاں پچھلے کفار کی طرح ہیں' تو تمہارا انجام بھی انہیں کی طرح ہو گا یعنی ہلاکت۔ یہ ہی قیاس ہے کہ علت مشترکہ کی وجہ سے حکم مشترک کر دینا۔ رب فرماتا ہے فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ۸۔ نیک اعمال کا دنیا میں بھی فائدہ ہوتا ہے۔ مصیبتوں سے نجات' رزق میں وسعت ہر طرح کی عزت۔ رب فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور آخرت میں بھی۔ یعنی رب کی بخشش وغیرہ۔ کافر کی نیکیوں کا نہ دنیا میں فائدہ نہ آخرت میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے دم درود دعائیں تعویذ فائدہ مند نہیں ہوتے' برباد ہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح تاریخ پڑھنا تا کہ عبرت اور سبق حاصل ہو بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ قرآن پاک میں بزرگوں اور کفار کے صحیح حالات اسی لئے بیان ہوئے۔ عرس بزرگان دین اور میلاد شریف کے جاری کرنے کا منشا بھی یہی تھا کہ مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کریمہ اور بزرگان دین کے صحیح حالات کا پتہ لگتا رہے۔ جس سے ان کے عقیدے اعمال

وَقَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ

اور ابراہیم کی قوم [۱] اور مدین والے اور وہ بستیاں کہ الٹ دی گئیں [۲]

اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ

ان کے رسول روشن دلیلیں ان کے پاس لائے تھے تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا [۳]

وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝۷۰ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظالم تھے [۴] اور مسلمان مرد

وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ

اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں [۵] بھلائی کا

بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

حکم دیں اور ہر برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں

وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓىِٕكَ

اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر

سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝۷۱ وَعَدَ اللّٰهُ

عنقریب اللہ رحم کرے گا [۶] بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے [۷] اللہ نے مسلمان

الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے [۸] جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ

نہریں رواں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا [۹] بسنے کے باغوں میں

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۷۲

اور اللہ کی رضا سب سے بڑی [۱۰] یہی ہے بڑی مراد پانی [۱۱]

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ

اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) [۱۲] جہاد فرماؤ کافروں اور منافقوں پر اور ان پر

(بقیہ صفحہ ۳۱۴) درست ہوں۔

۱۔ یعنی نمرود اور اس کے متبعین جو باوجود اتنی قوت کے ایک مچھر سے ہلاک کر دیئے گئے وہ رب ابابیل سے فیل کو ہلاک کر سکتا ہے۔ ۲۔ یعنی قوم لوط کی پانچ بستیاں سدوم اور اس کے گرد کے گاؤں جو ایسے الٹے گئے کہ اوپر کا طبقہ نیچے اور نیچے کا اوپر۔ رب فرماتا ہے فَجَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا یہ قوم عاد و ثمود و لوط کی بستیاں اہل عرب کے سفروں میں راستہ پر پڑتی تھیں جن کے اجڑے ہوئے کھنڈر اس وقت تک موجود تھے جنہیں وہ دن رات دیکھتے تھے مگر غور نہ کرتے تھے انہیں غور کرنے کا حکم دیا گیا۔ ۳۔ اس طرح کہ بغیر جرم سزا دے یا جرم سے زیادہ عذاب بھیجے۔ خیال رہے کہ ظلم کے معنی ہیں دوسرے کی چیز اس کی اجازت بغیر استعمال کرنی۔ یہ معنی رب تعالیٰ کے لئے بنتے ہی نہیں کیونکہ ہر چیز اس کی اپنی ملک ہے۔ لہٰذا رب کے متعلق ظلم کے یہ ہی معنی ہیں اور وہ اس سے پاک ہے ۴۔ ہر کافر ظالم، کیونکہ وہ رب کی ملک میں ناجائز تصرف کرتا ہے وہ خود اور ان کے مال و اولاد اللہ کی ملک ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ایک دوسرے کے ولی ہیں اور وہ جو فرمایا گیا کہ مَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ وہاں مراد ہے اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست و مددگار نہیں غرضیکہ وَلِیٌّ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ہے اور ولی اللہ کچھ اور۔ یہ بھی خیال رہے کہ مومنوں کی یہ ولایت موت سے ٹوٹ نہیں جاتی بلکہ باقی رہتی ہے اس لئے بعد موت زندہ مومن مردوں کے لئے دعائیں اور ایصال ثواب کرتے ہیں رب فرماتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ الآیہ حضرت علی ہمیشہ حضور کی طرف سے قربانی کرتے تھے جو اس سے روکے وہ ایمانی کام نہیں کرتا ۶۔ اس طرح کہ دنیا میں انہیں شیطان سے بچاتا ہے۔ مرتے وقت ایمان کی سلامتی بخشتا ہے۔ قبر میں نور اور آسان جواب عطا فرماتا ہے۔ قیامت میں نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں عطا فرمائے گا میزان میں نیکیاں بھاری، گناہ ہلکے فرما دے گا اور حساب قیامت آسان کرے گا۔ یہ پانچ عطائیں پانچ نمازوں کی برکت سے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے (روح البیان) ۷۔ کہ رب جسے دے اسے کوئی چھین نہیں سکتا اور جسے نہ دے اس کو کوئی دے نہیں سکتا۔ انبیاء و اولیاء اس کی بارگاہ میں دعا کر کے اس سے دلواتے ہیں۔ اس کے مقابل کوئی کچھ نہیں کر سکتا ۸۔ یہاں مومن سے وہ مومن مراد ہیں جنہیں ایمان پر خاتمہ نصیب ہو جاوے اس آیت سے معلوم ہوا کہ صرف ایمان جنتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ اگرچہ مومن کے پاس نیک اعمال نہ ہوں۔ نیک اعمال تو اول ہی سے جنتی ہونے اور جنت کے بلند درجات پانے کا ذریعہ ہیں۔ گنہگار مومن آخر کار جنتی ہو گا۔ دوزخ میں ہیشگی کفار کے لئے خاص ہے۔ مومن کے ناسمجھ بچے ماں باپ کے تابع ہیں ۹۔ جو موتی، سرخ یاقوت، زبرجد وغیرہ کے ہوں گے ان کی عمدگی ہماری عقل و وہم سے وراء ہے۔ ۱۰۔ یعنی جنت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت یہ ہو گی کہ اللہ جنتیوں سے راضی ہو گا۔ کبھی ان پر ناراض نہ ہو گا۔ محبوب کی رضا عاشق کے لئے بڑی نعمت ہے۔ خیال رہے کہ اللہ کی رضا اور اللہ کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہ ہو گا یہ خاص عطیہ رب ہو گا دنیا میں اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس سے اللہ کے نیک بندے راضی ہوں اور اسے نیک اعمال کی توفیق ملے۔ جب رب کسی سے راضی ہوتا ہے تو فرشتوں میں اعلان ہوتا ہے کہ ہم اس سے راضی ہیں تم بھی اس سے راضی ہو جاؤ اور تمام زمین والوں کے دلوں میں اس کی محبت پڑ جاتی ہے بزرگان دین کی طرف دلوں کا مائل ہونا ان کے محبوب الٰہی ہونے کی علامت ہے ۱۱۔ یعنی

عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾
سختی کرو ۱ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ۲
يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ
اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا ۳ اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی
الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا
بات کہی ۴ اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انہیں نہ
لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ
ملا ۶ اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل
رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ
سے غنی کر دیا ۷ تو اگر وہ توبہ کریں تو ان کا بھلا ہے
وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي
اور اگر منہ پھیریں تو اللہ انہیں سخت عذاب کرے گا دنیا
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ
اور آخرت میں اور زمین میں کوئی نہ ان کا حمایتی ہوگا
وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ
اور نہ مددگار ۷ اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا
فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾
کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو
فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ
جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر
مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ
کر پلٹ گئے ۸ تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا

(بقیہ صفحہ ۳۱۵) اللہ کی تھوڑی رضامندی بڑی کامیابی ہے۔ اللہ اپنے کرم سے نصیب فرمائے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو نام لے کر نہ پکارے اچھے القاب سے پکارے جب رب تعالیٰ ان کو نام لے کر نہیں پکارتا تو ہم کس شمار میں ہیں، رب فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ

۱۔ یہاں کفار سے مراد حربی کفار ہیں اور کفار سے جہاد تلوار سے ہے منافقین سے جہاد زبانی سختی اور قوی دلائل سے مسلمان پر نرم ہونا کافروں پر سخت ہونا مومن کی پہچان ہے عطا فرماتے ہیں کہ اس آیت سے تمام نرمی کرنے کی آیات منسوخ ہو گئیں (روح) ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کھلے کافر اور منافق دوزخی ہونے میں برابر ہیں اگرچہ دنیا میں ان کے احکام مختلف ہیں ۳۔ شان نزول۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے برے انجام کا ذکر فرمایا تو ایک شخص جلاس نے کہا کہ اگر حضور سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہوئے۔ عامر ابن قیس نے یہ خبر حضور کے گوش گزار کر دی۔ حضور نے جلاس سے پوچھا وہ قسم کھا گیا کہ میں نے یہ نہیں کہا عامر نے مجھ پر تہمت باندھی ہے پھر عامر نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے سچ کہا ہے اور عامر نے دعا کی کہ مولا سچے کی تصدیق فرما دے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ اتری۔ روایت میں ہے کہ جلاس نے توبہ کر لی اور مخلص مومن بن گیا (خزائن العرفان) ۴۔ کہ حضور کی خبر میں شک کیا اور اسے اگر مگر سے بیان کیا ۵۔ یعنی ظاہری طور پر مسلمان ہونے کے بعد ظاہری کافر بھی ہو گئے کیونکہ منافقین درحقیقت تو پہلے ہی کافر تھے۔ جلاس نے عامر کے قتل کی کوشش کی مگر نہ کر سکا ۶۔ ظاہر ہے کہ فضلہ کی ضمیر رسول کی طرف لوٹتی ہے۔ کیونکہ رسول قریب ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور ایسے غنی ہیں کہ دوسروں کو بھی غنی فرما دیتے ہیں جو انہیں فقیر کہے وہ بے ادب اور بدنصیب ہے اگر توہین کی نیت سے کہے تو کافر ہے۔ رب فرماتا ہے وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى رب انہیں غنی کر چکا۔ دوسرے یہ کہ کسی کا اللہ رسول پر کچھ حق نہیں۔ انہوں نے جسے جو دیا اپنے فضل سے دیا رب کی مخلوق ان کے در کی بھکاری ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نعمتیں دیتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ بے ایمان اللہ رسول کی نعمتیں پا کر سرکش ہو جاتے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ بے یار و مددگار ہونا کفار، منافقین کے لئے ہے۔ رب تعالیٰ نے مومن کے لئے بہت سے مددگار مقرر فرما دیئے ہیں فرمایا اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الخ ۸۔ شان نزول۔ یہ آیت ثعلبہ ابن حاطب کے متعلق نازل ہوئی جو پہلے غریب تھا۔ حضور سے عرض کیا کہ میری امیری کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا تیرے لئے غریبی ہی اچھی ہے اس نے قسم کھا کر کہا کہ اگر میں امیر ہو جاؤں تو بہت شکریہ ادا کروں گا حضور نے دعا فرما دی۔ اللہ نے اس کی بکریوں میں ایسی برکت دی کہ مدینہ میں نہ رہ سکیں۔ ثعلبہ انہیں لے کر جنگل میں چلا گیا۔ جماعت کی نماز سے محروم ہو گیا پھر زکوٰۃ سے انکاری ہو گیا اور جب حضور کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے اس کی زکوٰۃ لینے اس کے پاس گئے تو بولا زکوٰۃ کیا بھاری ٹیکس ہے جاؤ میں سوچ لوں تو دوں گا۔ اس کی یہ شکایت حضور کی بارگاہ میں پیش ہوئی پھر وہ زکوٰۃ لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا مگر حضور نے قبول نہ فرمائی۔ عہد صدیقی و فاروقی میں زکوٰۃ لایا قبول نہ ہوئی۔ خلافت عثمانی میں کافر ہو کر مرا۔

ا۔ یعنی وقت موت تک کیونکہ موت کے بعد عالم برزخ میں نہ کوئی کافر رہے گا نہ منافق سب ایمان لے آئیں گے اگرچہ وہ ایمان قبول نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ثعلبہ کا نفاق پر مرنا قطعی اور یقینی ہے۔ اس کا بار بار زکوٰۃ لے کر حاضر ہونا بھی نفاق کے طور پر تھا نہ کہ اخلاص کی بنا پر اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے کرام نے وہ مال قبول نہ فرمایا۔ اگر توبہ کے طور پر ہوتا تو ضرور قبول ہو جاتا کہ توبہ کفر کی بھی قبول ہو جاتی ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ کبھی بعض گناہ بد عقیدگی تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ غریبی میں خدا کو یاد کرنا اور امیری میں بھول جانا یا اپنی نذر اور وعدے پورے نہ کرنے منافقت کی علامت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کا بڑا

اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ

اس دن تک کہ اس سے ملیں گے ۱ بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا ۲

وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ

اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ان کے دل کی چھپی

سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ اَلَّذِيْنَ

اور ان کی سرگوشی کو جانتا ہے ۳ اور یہ کہ اللہ سب غیبوں کا بہت جاننے والا ہے وہ

يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِى الصَّدَقٰتِ

جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں ۴

وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ

اور ان کو جو نہیں پاتے ۵ مگر اپنی محنت سے تو ان سے ہنستے ہیں ۶

مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾

اللہ ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۷

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ

تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار

لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ

ان کی معافی چاہو گے ۸ تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا ۹ یہ اس

بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

لئے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے منکر ہوئے ۱۰ اور اللہ فاسقوں

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ ع فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ

کو راہ نہیں دیتا ۱۱ پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے

خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْۤا اَنْ يُّجَاهِدُوْا

کہ وہ رسول کے پیچھے بیٹھ رہے ۱۲ اور انہیں گوارا نہ ہوا کہ ۱۳ اپنے مال

ع ۸ / ۱۶

عذاب یہ ہے کہ ایمان و تقوٰی سے محروم ہو جاوے دنیاوی تکالیف تو کبھی اللہ کی رحمت ہوتی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے وعدہ کرنا اللہ سے وعدہ کرنا ہے کیونکہ اس نے حضور سے وعدہ کیا تھا۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ حضور کے دروازے کا نکالا ہوا کہیں امن نہیں پاتا۔ ۴۔ ایک دفعہ حضور نے مسلمانوں کو صدقے کی رغبت دی بعض صحابہ بہت مال لائے۔ انہیں منافقوں نے ریا کار کہا۔ بعض تھوڑا مال لائے انہیں کہا خدا کو اتنے مال کی کیا ضرورت ہے۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ۵۔ اس آیت سے موجودہ روافض کو عبرت پکڑنی چاہیے جو صحابہ کرام کی ہر عبادت کو نفاق یا دکھلاوے پر محمول کرتے ہیں صحابہ پر طعن کرنا منافق کا کام ہے ۶۔ چنانچہ ابو عقیل انصاری اس موقعہ پر صرف ایک صاع کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آج رات تمام شب میں نے پانی کھینچ کر دو صاع کھجوریں حاصل کیں۔ ایک صاع گھر رکھ آیا ہوں اور ایک صاع حضور کی بارگاہ میں لایا ہوں حضور نے نہایت خوشی سے قبول فرمائیں معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں مال کی مقدار نہیں دیکھی جاتی بلکہ دلوں کا خلوص دیکھا جاتا ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ صالح بندوں کا مذاق اڑانا، انہیں الزام لگانا، رب سے مقابلہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا بدلہ لیتا ہے۔ ۸۔ اس وقت تک منافقوں کے لئے دعا مغفرت کرنی ممنوع نہ تھی۔ پھر منع فرما دیا گیا۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا یہاں ستر سے عدد مراد نہیں بلکہ بہت زیادہ مراد ہے۔ ۹۔ اس نہ بخشنے کی وجہ آگے بیان ہو رہی ہے کہ وہ اللہ رسول کے منکر ہیں اور جو ان کا منکر ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے اپنی رحمت عامہ کی بنا پر دعا بھی کر دیں، تب بھی رب نہیں بخشتا کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ رسول کے دشمن جنت میں جائیں۔ اس نہ بخشنے میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے۔ محبوب کا حسن بے اختیاری ہے مگر محب کی محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے دشمن نہ بخشے جاویں نیز دعا کرانے میں اور دعا لینے میں بڑا فرق ہے ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر کو کسی کی دعائے مغفرت فائدہ نہیں دیتی۔ اس کی بخشش ناممکن ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کے صحابہ کا انکار، ان کا مذاق اڑانا، حضور کا انکار ہے اور حضور کا انکار رب تعالیٰ کا انکار ہے کیونکہ ان منافقوں نے صحابہ کا مذاق اڑایا تھا جس کو رب نے كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قرار دیا۔ ۱۱۔ پھر اس کے بعد منافقین نے حضور سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ حضور ہمارے لئے دعائے مغفرت فرما دیں تب یہ پوری آیت اتری۔ علماء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی توبہ عند القاضی قبول نہیں (درمختار) ممکن ہے کہ یہ آیت اس مسئلے کی اشارۃً دلیل بن جاوے ۱۲۔ اور غزوہ تبوک میں نہ گئے بہانے بنا کر بیٹھ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ پر فخر کرنا کفر ہے اور حضور کی ساتھ ان کی راحت و تکلیف میں شریک نہ ہونا مومن کی شان سے بعید ہے جیسے کہ حضور کی خوشی پر خوشی منانا

(بقیہ صفحہ ۳۱۷) ایمان کا رکن ہے فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کی برکت سے نیک اعمال پر دلیری پیدا ہوتی ہے اور کفر و نفاق کی وجہ سے کم ہمتی پیدا ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ منافق پر عشاء اور فجر کی نمازیں بہت بھاری ہیں۔ رب فرماتا ہے فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى جس کو گناہ آسان معلوم ہوں نیک کام بھاری۔ سمجھو اس کے دل میں نفاق ہے رب تعالیٰ محفوظ رکھے۔

ا۔ غزوہ تبوک کے موقعہ پر موسم بہت گرم تھا۔ اور وہ جگہ بھی بہت گرم تھی زمان و زمین کی گرمی جمع ہو گئی تب ان لوگوں نے یہ کہا ۲۔ دوزخ کی آگ کسی چیز سے نہیں بجھ سکتی سوا دو چیزوں کے، مومن کی آنکھ کے آنسو سے جو خوف الٰہی یا عشق مصطفوی میں بہے مومن کے جسم کا گرد و غبار جو راہ الٰہی طے کرنے میں پڑے جیسے جہاد، یا طلب علم، حج وغیرہ کے سفر میں۔ روح البیان نے فرمایا کہ اس غزوہ تبوک کے موقعہ پر ابوخیثمہ نے سفر سے دوپہر کے وقت واپس آ کے دیکھا کہ ان کے باغ میں ٹھنڈا پانی، گرم روٹی، خوبصورت بیویاں حاضر ہیں۔ فرمایا کہ انصاف کے خلاف ہے کہ حضور تبوک کے تپتے ہوئے ریتے میں ہوں اور میں باغ میں ٹھنڈا پانی اور گرم روٹیاں استعمال کروں۔ گھر میں نہ گھسے اسی حالت میں تلوار لے کر چل پڑے اور حضور کے قدموں میں پہنچ گئے۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کے صدقے میں ہم جیسے لاکھوں گنہگار بخشے جائیں گے ۳۔ یہ دونوں امر بمعنی خبر ہیں یعنی منافقین دنیا میں تھوڑا ہنسیں گے اور آخرت میں زیادہ روئیں گے کیونکہ مسلمانوں کی تکلیف پر ہنسنا سخت گناہ ہے اس کے لئے امر کیسے آ سکتا ہے۔ دوزخی ہزاروں سال آنسوؤں سے پھر خون سے روئیں گے پھر روئیں گے حتیٰ کہ آنکھیں خشک ہوں گی ۴۔ یعنی اب جو آپ غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ پہنچیں گے تو منافقین دھوکہ دہی کے لئے کہیں گے کہ حضور ہم کو اجازت دیں کہ آئندہ جہاد میں آپ کے ہمراہ چلیں۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ وہ ایسا کہیں گے لیکن اگر مکر سے بیان فرمایا گیا ۵۔ یہ خبر بمعنی ممانعت ہے یعنی اب تم کو آئندہ جہاد میں شریک ہونے کی اجازت نہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ بے دینوں سے علیحدہ رہنا چاہیے اگرچہ وہ اپنے کو مسلمان ہی کہیں۔ ہر کلمہ گو مسلمان نہیں، منافق کلمہ گو تھے مگر انہیں جہاد میں شرکت سے روک دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ بے دینوں کو مسلمان اپنی مساجد میں نماز پڑھنے سے روک سکتے ہیں جیسے کہ منافقوں کو جہاد سے روک دیا گیا حالانکہ نماز کی طرح جہاد بھی عبادت ہے۔ تیسرے یہ کہ کبھی منافقین پر ظاہری کفار کے احکام بھی جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ ان منافقوں کو زمانہ نبوی میں مسجدوں سے نہ روکنا ظاہری

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا

اور جان سے اللہ کی راہ میں لڑیں اور بولے

لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ

اس گرمی میں نہ نکلو ا تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے ۲

لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا

کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت

كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاِنْ رَّجَعَكَ

روئیں ۳ بدلہ اس کا جو کماتے تھے پھر اے محبوب اگر اللہ تمہیں

اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ

ان میں سے کسی گروہ کی طرف واپس لے جائے اور وہ تم سے جہاد کیلئے نکلنے

فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ

کی اجازت مانگے ۴ تو تم فرمانا کہ تم کبھی میرے ساتھ نہ چلو اور ہرگز میرے ساتھ کسی

عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ

دشمن سے نہ لڑو ۵ تم نے پہلی دفعہ بیٹھ رہنا پسند کیا

فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ

تو بیٹھ رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ ۶ اور ان میں سے کسی کی میت پر

مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا

کبھی نماز نہ پڑھنا ۷ اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک وہ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ

اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے ۸ اور ان کے مال

اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ

یا اولاد پر تعجب نہ کرنا اللہ یہی چاہتا ہے کہ اسے دنیا میں ان پر

اسلام کا حکم تھا اور انہیں جہاد سے روکنا ان کے باطنی کفر کا حکم ۶۔ یعنی چونکہ تم نے غزوہ تبوک سے بیٹھ رہنا پسند کیا تو اب ہمیشہ بیٹھے ہی رہو۔ تمہیں کسی جہاد میں جانے کی اجازت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنصیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا چمگادڑ سورج سے نور نہیں لے سکتا اور فیض اٹھانے والے بقدر وسعت ظرف فیض لیتے ہیں بجلی کی پاور یکساں ہی آتی ہے مگر قمقمے اتنا ہی نور لیتے ہیں جتنا ان کا اپنا ظرف ہوتا ہے حضور کی صحبت یکساں تھی مگر صدیق و فاروق وغیرہما رضی اللہ عنہم کے ظرف مختلف تھے ۷۔ اس آیت سے نماز جنازہ کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ کافروں کا جنازہ پڑھنے سے روکا گیا۔ معلوم ہوا کہ مومن کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ کافر کی قبر کی زیارت منع ہے اور حضور کو آمنہ خاتون کی قبر کی اجازت دی گئی۔ لہٰذا وہ مومنہ تھیں۔ ہاں ان کی مغفرت کی دعا سے روکا

بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾
وبال کرے ١ه اور کفر ہی پر ان کا دم نکل جائے ٢ه

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا
اور جب کوئی سورت اترے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول

مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا
کے ہمراہ جہاد کرو ٣ه تو انکے مقدور والے تم سے رخصت مانگتے ہیں ٤ه اور کہتے ہیں

ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ
ہمیں چھوڑ دیجئے کہ بیٹھ رہنے والوں کیساتھ ہولیں ٥ه انہیں پسند آیا کہ پیچھے رہنے والی

الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾
عورتوں کیساتھ ہو جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ٦ه تو وہ کچھ نہیں سمجھتے

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا
لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ ایمان لائے ٧ه انہوں نے اپنے

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫
مالوں اور جانوں سے جہاد کیا اور انہیں کے لئے بھلائیاں ہیں ٨ه

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ
اور یہی مراد کو پہنچے اللہ نے ان کے لئے تیار کر رکھی ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ
بہشتیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ
یہی بڑی مراد ملنی ہے ٩ه اور بہانے بنانے والے گنوار آئے ١٠ه

مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ
کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے

(بقیہ صفحہ ٣١٨) کیونکہ وہ بے گناہ تھیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے ٨۔ شان نزول۔ عبداللہ ابن ابی منافق جب مرگیا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے حضور سے عرض کیا کہ حضور اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں اور اپنی قمیص اس کو عطا فرمادیں کیونکہ وہ یہ وصیت کرگیا تھا اور اس وقت تک منافقوں کی نماز جنازہ سے منع بھی نہیں کیا گیا تھا۔ نیز حضور کو یہ خبر تھی کہ اس سے ایک ہزار کافر ایمان لائیں گے۔ حضرت عمر نے اس کے خلاف رائے دی مگر حضور نے اس کی میت کو اپنی قمیص بھی دے دی اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس کے بعد ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر ایسا مردود بھی حضور کے لباس سے برکت چاہتا ہے' ایمان لے آئے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے تبرکات قمیص' لعاب شریف وغیرہ قبر میں بھی مومن کے کام آتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کافر منافق کو کوئی تبرک آخرت میں فائدہ نہیں دے گا۔ تیسرے یہ کہ مردے کے کفن میں یا قبر میں متبرک چیزیں رکھنا تا کہ قبر کا عذاب دفع ہو جائز بلکہ سنت ہے چوتھے یہ کہ اس خوف سے کہ یہ متبرک چیزیں مردے کی آلائش سے خراب ہوں گی چیزیں رکھنا نہ چھوڑے۔ آب زمزم پیتے ہیں اور معلوم ہے کہ پیٹ میں جا کر پیشاب بن جاتا ہے۔ غرضیکہ اس آیت و حدیث سے مردے کو کفنی دینا اور غلاف کعبہ میں دفن کرنا ثابت ہے ١۔ کہ ان چیزوں میں ایسے مشغول ہو جائیں کہ رب کی یاد نہ کر سکیں معلوم ہوا کہ جو مال و اولاد رب کی یاد سے روکے وہ باطل ہے۔ ٢۔ یعنی مرتے وقت تک ان چیزوں کی مشغولیت انہیں رب کی طرف متوجہ نہ ہونے دے' رب کی پناہ ٣۔ بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ ایمان کے بعد جہاد کا درجہ ہے اور جہاد اعلیٰ درجے کی عبادت ہے کہ رب نے اسے ایمان کے بعد ذکر فرمایا۔ مگر حق یہ ہے کہ نماز سب سے اعلیٰ درجے والی عبادت ہے کہ جہاد اس کے قائم کرنے کے لئے ہے۔ یہ آیت اس خصوصی موقعہ کے لحاظ سے ہے جب جہاد کی سخت ضرورت تھی ٤۔ معلوم ہوا کہ مجبور لوگوں کا اجازت لے کر رہ جانا منع نہیں ٥۔ وہ بچے' عورتیں' بیمار' ناچار لوگ جو جہاد میں شریک نہ ہو سکیں' ان کے ساتھ ہمیں بیٹھے رہنے کی اجازت دے دیں۔ ٦۔ کہ آئندہ بھی ایمان نہ لا سکیں گے اور یہ مہران کے کفر و نفاق کے باعث ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بعض بد عملیاں دل پر کفر کی مہر لگ جانے کا باعث ہوتی ہیں ٧۔ یہاں معیت سے زمانے اور کیفیت کی معیت مراد نہیں ہے کیونکہ حضور کا ایمان تمام خلق کے ایمان سے پہلے ہے اور سب کے ایمان سے اعلیٰ ہے۔ صرف موافقت ایمان مراد ہے۔ یعنی اس طرح اخلاص و جذبہ سے ایمان لائے جیسے ہمارے حبیب ایمان لائے ہیں۔ بلقیس نے کہا تھا۔ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ معلوم ہوا کہ حضور ایمان کی کسوٹی ہیں جس کا ایمان ان کے موافق ہو صحیح ہے جو خلاف ہو باطل ہے ٨۔ دنیا کی بھلائیاں' قبر کی بھلائیاں' آخرت کی بھلائیاں سب ہی اس میں شامل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجاہد کے مال و اعمال میں برکت ہوتی ہے اور قبر کے حساب و عذاب و وحشت اور نزع کی شدت سے امن ملتا ہے اور آخرت میں درجات نصیب ہوتے ہیں۔ سیدنا زبیر ابن عوام کے مال کی برکت کا یہ حال تھا کہ ان کی شہادت کے بعد ان کے تہائی مال سے وصیت پوری کی گئی۔ پھر آٹھواں حصہ ان کی چار بیویوں میں تقسیم ہوا تو ہر ایک کو دو دو لاکھ ملے ٩۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ جنت کی اور وہاں کی تمام نعمتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ تمام اپنے مستحقین کے نام پر لگائی جا چکی ہیں۔ اس لئے حضور نے معراج میں جنت کی سیر فرمائی اور اپنے

(بقیہ صفحہ ۳۱۹) غلاموں کے مکانات' باغات دیکھے۔ پھر بعض کو ان کی خبر دی۔ تیسرے یہ کہ جنتی اپنی اپنی جنت کے پورے پورے مالک ہوں گے۔ وہاں صرف مہمان کی طرح غیر مالک نہ ہوں گے۔ ہاں مہمانوں کی سی خاطر ہو گی۔ ۱۰۔ یعنی عامر ابن طفیل اور اس کی جماعت کے لوگ جو غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضور اگر ہم آپ کے ساتھ جہاد میں گئے تو قبیلہ بنی طے کے لوگ ہمارے گھر بار لوٹ لیں گے۔ سرکار نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے تم سے بے نیاز کر دے گا اور مجھے میرے رب نے تمہارے حال کی خبر دے دی ہے۔ ان لوگوں نے یہ جھوٹ بولا تھا۔

كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اللہ اور رسول سے جھوٹ بولا تھا ١ جلد ان میں کے کافروں کو ٢

مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٩٠ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا

دردناک عذاب پہنچے گا ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں ٣ اور نہ

عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا

بیماروں پر اور نہ ان پر جنہیں خرچ کا مقدور

يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى

نہ ہو ٤ جب کہ اللہ اور رسول کے خیرخواہ رہیں ٥ نیکی

الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٩١

والوں پر کوئی راہ نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ

اور نہ ان پر جو تمہارے حضور حاضر ہوں کہ تم انہیں سواری عطا فرماؤ تم

لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ

سے یہ جواب پائیں کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں ٦ اس پر یوں واپس

مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝٩٢

جائیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو ابلتے ہوں اس غم سے کہ خرچ کا مقدور نہ پایا ٧

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ

مواخذہ تو ان سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں اور وہ

اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ

دولتمند ہیں ٨ انہیں پسند آیا کہ عورتوں کے ساتھ پیچھے بیٹھ رہیں اور اللہ نے

اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٩٣

ان کے دلوں پر مہر کر دی تو وہ کچھ نہیں جانتے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے جھوٹ بولنا اللہ سے جھوٹ بولنا ہے کیونکہ ان بدنصیبوں نے حضور سے جھوٹ بولا۔ رب نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ سے جھوٹ بولا۔ ۲۔ یعنی ان منافقوں میں سے جو کھلے کافر بن جاویں' انہیں دنیا میں قتل و غارت کا عذاب ہو گا یا ان منافقوں میں سے جو آخر دم تک کفر پر قائم رہیں' انہیں آخرت کا دردناک عذاب ہو گا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ سارے منافق باطنی طور پر کافر تھے ۳۔ جھوٹے عذر داروں کے بعد صحیح معذوروں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ یہ تین قسم کے لوگ ہیں بڈھے بیمار اور وہ تنگدست جن کے پاس سامان جہاد نہیں۔ معلوم ہوا کہ ان تینوں پر وہ سفر والا جہاد فرض نہ تھا ۴۔ بعض نادار صحابہ نے حضور سے درخواست کی تھی کہ ہم کو سواریاں عنایت ہو جاویں تاکہ ہم بھی جہاد میں شرکت کر سکیں۔ سرکار کے پاس فالتو سواریاں نہ تھیں تو وہ روتے ہوئے واپس ہو گئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس سے چند مسئلے معلوم

ہوئے ایک یہ کہ دینی ضرورت پوری کرنے کو مانگنا جائز ہے۔ لہٰذا نادار طالب علم بقدر ضرورت مانگ سکتا ہے۔ جہاد کی طرح علم دین سیکھنا بھی عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خیرات کرنا چاہیے کیونکہ صحابہ کے پاس خود اپنے جہاد میں جانے کے لئے سواریاں تھیں جو ان فقراء کو نہ دیں۔ تیسرے یہ کہ جس جہاد میں سفر کرنا پڑے اس کے فرض ہونے کے لئے سواری شرط ہے جیسے حج کہ ہر مکہ والے پر فرض ہے مگر باہر والے صرف مالداروں پر فرض ہے غریبوں پر نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ حضور کی خیر خواہی رب تعالیٰ کی خیر خواہی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نیکی نہ کر سکے مگر نیکوں کا دل سے خیر خواہ رہے تب بھی انشاء اللہ نیکوں میں شمار ہو گا۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ مجبور مسلمان جو جہاد میں شریک نہ ہو سکیں وہ مدینہ میں رہ کر اللہ رسول کی خیر خواہی میں مجاہدین کے بچوں کی خدمت کریں ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور سے بھیک مانگنا مومن کے لئے

عزت ہے دوسرے یہ کہ نیکی نہ کر سکنے پر افسوس کرنا عبادت ہے۔ ۷۔ شان نزول۔ بعض صحابہ جہاد میں جانے کے لئے حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور سے سواری مانگی۔ حضور نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں تمہیں سواری کیسے عطا فرمائی جاوے۔ وہ لوگ روتے ہوئے واپس ہوئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ ان لوگوں پر جہاد میں شرکت نہ کرنے پر کچھ عتاب نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں لااجد فرمانا معذرت کے لئے ہے سائل کو رد کرنے کے لئے نہیں۔ حضور کی زبان پر رد کرنے کے لئے کبھی لا نہ آیا (حدیث) یہ بھی خیال رہے کہ یہاں لااجد فرمانا ظاہری اعتبار سے ہے۔ ورنہ حضور خزانۂ الٰہیہ کے مالک ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اس معذرت میں امت کو معذرت کرنے کی تعلیم ہے۔ لہٰذا دیوبندی وہابی اس سے سند نہیں پکڑ سکتے ۸۔ اس سے

ا۔ یعنی اے مسلمانوں جب تم غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ پہنچو گے تو غزوہ سے رہ جانے والے منافقین جھوٹے بہانے بنا کر تم کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس میں غیبی خبر ہے جو ہو بہو درست ہوئی۔ یہ پیچھے رہ جانے والے ۸۰ مردوں سے کچھ زیادہ تھے (روح) ۲۔ یہاں یہ نہ فرمایا کہ جب تم مدینہ لوٹ کر جاؤ گے کیونکہ بعض منافقین مسلمانوں کے مدینہ منورہ میں پہنچنے سے پہلے بہانہ بنانے کے لئے ان کے پاس پہنچ گئے تھے (روح) ۳۔ پتہ لگا کہ بارگاہ رسالت میں اپنے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت ہی نہیں' وہاں شیخی کام نہیں آتی۔ انہیں ہر شخص کی حقیقت کا پتہ ہے' وہاں شیخی نہ مارو' معافی چاہو' عذر نہ کرو' توبہ کرو' اللہ توفیق دے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کے پاس جا کر توبہ کرنی اچھی ہے۔ یہاں اس پر عتاب نہ ہوا۔ بلکہ جھوٹے بہانے پر عتاب فرمایا گیا۔ ۴۔ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ عملی گناہ کی توبہ اچھے عمل سے ہو گی۔ صرف زبانی توبہ کافی نہیں۔ کیونکہ یہاں ارشاد ہوا' کہ آئندہ دیکھا جائے گا کہ غزوات میں شرکت کرتے ہو یا نہیں۔ جہاد سے رہ جانے کی توبہ آئندہ جہادوں میں شرکت کرنی ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ و رسول کو دکھانے کے لئے نیک اعمال کرنے ریا نہیں۔ حضور کی رضا رب کی رضا ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور ہمارے ظاہر و باطن اعمال دیکھ رہے ہیں کیونکہ یہاں عمل میں کوئی قید نہیں فرمایا گیا کہ تمہارے سب چھپے کھلے کام اللہ رسول دیکھیں گے۔ چوتھے یہ کہ حضور کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا جائز ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول نے چاہا تو یہ ہو گا۔ اللہ رسول نے ہم کو ایمان دیا۔ دولت بخشی ۵۔ قیامت میں' لہٰذا نیکی بھی کرو اور نیت بھی ٹھیک رکھو کیونکہ وہ غیب و شہادت سب کچھ جانتا ہے۔ ۶۔ پھر جتانے کے بعد سزا دے گا کافروں کی بدیاں علانیہ ظاہر فرما دے گا اور مومن کی نیکیاں' جیسا کہ دوسری آیات میں مذکور ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافق و گمراہ زیادہ قسمیں کھا کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ الحمد للہ مومنوں کو اس کی ضرورت نہیں پڑتی ۸۔ انہیں برا بھلا نہ کہو۔ ان کا نفاق آشکارانہ کرو ۹۔ یعنی منافقوں کے ساتھ کلام' سلام' اٹھنا' بیٹھنا' کھانا' پینا میل ملاپ سب چھوڑ دو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو منافقین کے ساتھ تعلق رکھنے سے منع فرما دیا تھا' کیونکہ اب ان کی اصلاح کی امید نہ رہی تھی۔ (خزائن العرفان) خیال رہے کہ یہ اعراض رضامندی کا نہیں بلکہ ناراضگی اور تحقیر کا اعراض ہے (روح) اس سے معلوم ہوا کہ مرتد بے دینوں سے کامل علیحدگی اختیار کرنی چاہیے ۱۰۔ کہ کسی پانی سے پاک نہیں ہو سکتے جو نگاہ مصطفوی سے پاک نہ ہوا تو اب کس سے پاک ہو گا' عارضی ناپاکی دور ہو جاتی ہے' نجاست عین کیسے

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ لَّا

تم سے بہانے بنائیں گے ۱؎ جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ۲؎ تم فرمانا بہانے

تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ

نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے ۳؎ اللہ نے ہمیں تمہاری

اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ

خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے ۴؎ پھر

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے ۵؎ جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں جتا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

دے گا جو کچھ تم کرتے تھے ۶؎ اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جب

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ

تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے ۷؎ اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو ۸؎ تو ہاں تم ان کا خیال

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا

چھوڑو ۹؎ وہ تو نرے پلید ہیں ۱۰؎ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے بدلہ اس کا

يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ

جو کماتے تھے ۱۱؎ تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ ۱۲؎

تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ

تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بیشک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّ

نہ ہو گا ۱۳؎ گنوار کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں ۱۴؎ اور

اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي

اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول پر اتارے اس سے جاہل

جائے ۱۱۔ شان نزول یہ آیت جد بن قیس' معتب بن قشیر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی جن کے بائی کاٹ کا حکم دیا گیا تھا' یا عبداللہ بن ابی منافق کے متعلق جس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ آئندہ جہادوں میں جایا کروں گا ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافق نیک کام بھی مخلوق کو راضی کرنے کے لئے کرتا ہے۔ مومن کا یہ کام نہیں' وہ رضاء الٰہی کے لئے سب کام کرتا ہے ریا نفاق عملی ہے ۱۳۔ اس میں عام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تمہارا ان کی جھوٹی قسموں پر اعتبار کر کے راضی ہو جانا انہیں فائدہ مند نہیں' ورنہ جس سے حضور راضی ہو جاویں اس سے اللہ تعالیٰ یقیناً" راضی ہے فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان دھوکہ سے کافروں پر اعتماد کرے تو گنہگار نہیں۔ کیونکہ یہاں مسلمانوں پر عتاب نہ فرمایا گیا ۱۴۔ معلوم ہوا کہ علم و حکمت بمقابلہ گاؤں کے شہر میں زیادہ ہوتے ہیں اور جہالت و

(بقیہ صفحہ ۳۲۱) بے عملی گاؤں میں زیادہ اہل عرب کہتے ہیں اَلْعِلْمُ فِی الْاَمْصَارِ وَالْجَهْلُ فِی الْقُرٰی علم شہروں میں ہے اور جہالت گاؤں میں' کیونکہ وہاں اہل علم کی صحبت میسر نہیں ہوتی۔

۱۔ کیونکہ دیہات میں علم کی روشنی نہیں پہنچتی اور اچھی صحبت میسر نہیں ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ اعرابی کو امام بنانا ٹھیک نہیں (روح) ۲۔ خیال رہے کہ ملک عرب میں رہنے والے کو عربی کہتے ہیں جس کی جمع عرب آتی ہے' اور جنگل میں بسنے والے دیہاتیوں کو اعرابی کہتے ہیں جس کی جمع اعراب ہے' یہاں یہ دوسرے معنی مراد ہیں

رَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ
رہیں ۳ اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور کچھ گنوار ۳ وہ ہیں کہ جو
يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ
اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو اسے تاوان سمجھیں ۳ اور تم پر گردشیں آنے کے انتظار میں ہیں
عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ
انہیں پر ہے بری گردش ۴ اور اللہ سنتا جانتا ہے اور کچھ
الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ
گاؤں والے وہ ہیں جو ۵ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ۶ اور جو خرچ کریں
مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ
اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ۷ ہاں ہاں
اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ
وہ ان کیلئے باعث قرب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کریگا ۸ بیشک
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ
اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور سب میں اگلے پہلے
الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ
مہاجر و انصار ۹ اور جو بھلائی کے ساتھ انکے پیرو ہوئے ۱۰
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ
اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ۱۱ اور انکے لئے تیار کر رکھے ہیں
تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا
باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ
یہی بڑی کامیابی ہے ۱۲ اور تمہارے آس پاس کے کچھ

۳۔ یعنی یہ لوگ صدقہ و خیرات اور حج میں خرچ تو کرتے ہیں مگر ٹیکس کی طرح صحیح سمجھ بوجھ کر۔ معلوم ہوا کہ وہ صدقہ قبول کے لائق ہے جو خوشدلی سے کیا جائے ۴۔ یعنی وہ یہ انتظار کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا زور کم ہو اور وہ مغلوب ہوں۔ شان نزول۔ یہ آیت قبیلہ اسد غطفان و تمیم کے دیہاتیوں کے متعلق نازل ہوئی۔ اس میں غیبی خبر دی گئی ہے کہ تم پر نہیں بلکہ ان پر گردش آئے گی اور وہ ہمیشہ مغلوب رہیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کا بدخواہ ذلیل و خوار رہتا ہے۔ جیسا کہ بارہا کا تجربہ ہے ۵۔ اس آیت میں یا تو قبیلہ مزینہ والے مراد ہیں' یا اسلم و غفار اور جہینہ کے لوگ' اس سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ کا کرم شامل حال ہو تو دور والے فیض پا لیتے ہیں' ورنہ نزدیک والے بھی محروم رہتے ہیں۔ ابوجہل مکہ میں رہ کر کافر رہا اور یہ لوگ حضور سے دور رہتے ہوئے بھی مومن' متقی پرہیزگار ہوئے سبحان اللہ وہاں قرب روحانی قبول ہے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ اور قیامت کا ماننے والا وہی ہے جو حضور پر ایمان لائے کیونکہ دوسرے گنوار بھی اللہ تعالیٰ اور قیامت کو مانتے تھے مگر انہیں منکرین میں شامل کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ تمام اعمال پر ایمان مقدم ہے' ایمان جڑ ہے اور نیک اعمال شاخیں۔ خیال رہے کہ اللہ اور قیامت کے ایمان میں تمام ایمانیات داخل ہیں۔ لہٰذا قیامت' جنت دوزخ' حشر' نشر سب ہی پر ایمان ضروری ہے جیسے ہم کہتے ہیں نماز میں الحمد پڑھنا ضروری ہے یعنی پوری سورۃ فاتحہ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ حضور کی خوشنودی کی نیت کرنی شرک نہیں بلکہ قبولیت کی دلیل ہے رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ صحابہ صدقات میں حضور کی رضا کی نیت کرتے تھے۔ اس میں ایصال ثواب اور فاتحہ کا ثبوت ہے یعنی نیک عمل پر عرض کرنی کہ حضور انکے متعلق دعا فرمائیں کہ مولیٰ قبول فرما کر ان لوگوں کو ثواب دے۔ فاتحہ میں یہی کہا جاتا ہے کہ اس صدقے وغیرہ کا ثواب فلاں کو دے۔ اب بھی چاہیے کہ صدقہ لینے والا دینے والے کو دعا خیر دے۔ ۸۔ اس آیت میں ان کے صدقات کی قبولیت کی خبر ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صحابہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ان کی نیکیوں کی رسید عرش اعظم سے آ چکی ہماری کسی نیکی کی قبولیت کی خبر نہیں۔ ۹۔ سابقین اولین یا وہ حضرات صحابہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ یا اہل بدر' یا بیعت رضوان والے' سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں۔ اور مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق اور بچوں میں حضرت علیٰ مرتضیٰ' اس سے معلوم ہوا کہ پرانا مسلمان ہونا بھی اچھی صفت ہے اور آڑے وقت میں حضور کی خدمت کرنی بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ ۱۰۔ یعنی قیامت تک کے تمام وہ مسلمان جو مہاجرین و انصار کی اطاعت و پیروی کرنے والے ہیں یا باقی صحابہ کرام' ان سب سے اللہ راضی ہے مگر اگلے امام ہیں اور پچھلے مقتدی ۱۱۔ اس سے تین مسئلے معلوم

الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا

گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے ۱؎ ان کی خو

عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ

ہو گئی ہے نفاق ۲؎ تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں ۳؎ جلد ہم انہیں دوبارہ

مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ وَاٰخَرُوْنَ

عذاب کریں گے ۴؎ پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور کچھ اور ہیں

اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا ؕ

جو اپنے گناہوں کے مقر ہوئے اور ملایا ایک کام اچھا اور دوسرا برا ۵؎

عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰۲﴾

قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے ۶؎ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ

ہے اے محبوب ان کے مال سے زکوٰۃ تحصیل کرو ۷؎ جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر

بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ

دو ۸؎ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو ۹؎ بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے ۱۰؎

سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ

اور اللہ سنتا جانتا ہے کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ

توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دست قدرت میں لیتا ہے ۱۱؎ اور یہ کہ

اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَى

اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۲؎ اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام

اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى

دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان ۱۳؎ اور جلد اس کی طرف پلٹو گے

(بقیہ صفحہ ۳۲۲) ہوئے ایک یہ کہ قیامت تک وہی مسلمان حق پر ہیں جو تمام مہاجرین و انصار صحابہ کے پیروکار ہیں۔ لہٰذا روافض و خوارج باطل پر ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر متقی سنی مسلمان کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ لفظ صرف صحابہ کے لئے خاص نہیں۔ تیسرے یہ کہ جب رب تعالٰی صحابہ کے غلاموں سے راضی ہے تو خود صحابہ سے کتنا راضی ہو گا ۱۲۔ اس سے چند مسائل ثابت ہوئے ایک یہ کہ سارے صحابہ عادل ہیں' جنتی ہیں ان میں کوئی گنہگار فاسق نہیں' دوسرے یہ کہ کوئی مومن صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کہ ان کے جنتی ہونے کا وعدہ الٰہی ہو چکا۔ تیسرے یہ کہ جو تاریخی واقعہ یا روایت ان میں سے کسی کا فسق ثابت کرے' وہ مردود ہے کہ کہ اس آیت کے خلاف ہے۔ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جن میں سے بعض کے فضائل خصوصی منقول ہیں مگر کل کے لئے یہ آیت ہے جیسے حضرات انبیاء

ربع

۱۔ اگرچہ مدینہ ہر شہر کو کہتے ہیں مگر یہاں مدینہ منورہ مراد ہے کہ جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو یہ شہر ہی مراد ہوتا ہے۔ اس مبارک شہر کے بہت سے نام ہیں مدینہ' طیبہ' طابہ' بطحٰی' اسے یثرب کہنا منع ہے ۲۔ یعنی مدینہ منورہ کی آس پاس کی بستیوں میں منافق بستے تھے' جیسے قبیلہ جہینہ' مزینہ' اسلم' اشجع' غفار کے منافقین (روح) ۳۔ اس میں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ اظہار غضب ہے جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کے متعلق اپنے دوست سے کہے کہ اس خبیث کو تم نہیں جانتے اسے تو میں ہی جانتا ہوں یا یہ آیت منافقین کا علم دینے سے پہلے کی ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۴۔ دنیا میں اور قبر میں عذاب دیں گے' پھر آخرت میں وہ دونوں عذاب آخرت کے عذاب کے اعتبار سے بہت چھوٹے ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن حضور نے کچھ منافقوں کو نام بنام پکار کر مسجد سے نکالا۔ یہ رسوائی بھی ان کا عذاب ہوئی ۵۔ یہاں برے عمل سے مراد غزوہ تبوک سے رہ جانا ہے ۶۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ ان مخلص مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اس کے بعد توبہ کی اور نادم ہوئے یہاں تک کہ بعض حضرات نے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے بندھوا دیا کہ جب تک حضور اپنے دست اقدس سے نہ کھولیں گے ہم نہ کھلیں گے۔ حضور نے جب یہ ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ان کو اس وقت تک نہ کھولوں گا' جب تک رب تعالٰی نہ کھلوائے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور نے انہیں کھولا۔ انہوں نے کھلنے کے بعد عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ! ہمارے یہ مال ہماری اس لغزش کا سبب ہوئے۔ ہم ان مالوں کو صدقہ کرتے ہیں' آپ قبول فرمائیں اور ہمارے لئے دعا کریں ہم کو پاک فرمائیں' تب اگلی آیت نازل ہوئی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (خزائن العرفان) ۷۔ اور اپنے دست مبارک سے فقراء کو دو تا کہ تمہارے ہاتھ شریف کی برکت سے ان کے صدقات زیادہ قبول ہوں' صحابہ کرام اپنے صدقات حضور سے خیرات کراتے تھے۔ اب بھی مسلمان ایصال ثواب کے وقت پہلے حضور کی بارگاہ میں ثواب کا ہدیہ کرتے ہیں' پھر دوسروں کے لئے' یہ بھی اس آیت سے ثابت ہے۔ پنجاب میں کچھ پڑھ کر کسی بزرگ سے کہتے ہیں کہ اس کا ثواب آپ کی ملک کیا آپ فلاں کو بخش دیں' یہ بھی اس آیت سے ثابت ہے بہرحال ہر مسلمان حضور کا محتاج ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکیزگی حضور کی نگاہ کرم سے ملتی ہے۔ عبادات اس نگاہ کرم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ کیونکہ فرمایا کہ اس صدقہ کے ذریعے تم انہیں پاک کر دو ۹۔ معلوم ہوا کہ رب

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام تمہیں جتا دے گا

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ

اور کچھ موقوف رکھے گئے ہیں[۱] اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے[۲] یا انکی توبہ قبول

عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا

کرے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان

ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ

پہنچانے کو[۳] اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو[۴] اور اسکے انتظار

حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ

میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے[۵] اور وہ ضرور قسمیں کھائیں

اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ

گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں[۶] اس مسجد میں

فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ

تم کبھی کھڑے نہ ہونا[۷] بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی

اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا

گئی ہے[۸] وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى

ہونا چاہتے ہیں[۹] اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں[۱۰] تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی

تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر[۱۱] وہ بھلا یا وہ جس نے اپنی نیو چنی ایک

عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ

گراؤ گڑھے کے کنارے[۱۲] تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا[۱۳] اور اللہ

(بقیہ صفحہ ۳۲۳) تعالیٰ حضور کی دعا سے بندوں کو دیتا ہے۔ کیونکہ فرمایا گیا کہ ان کے لئے دعا کرو ۹۔ بعض مفسرین نے اس سے نماز جنازہ کا ثبوت دیا (روح) ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ذات کریمہ اور حضور کی دعا مومن کے دل کا چین ہے ۱۱۔ لہٰذا کسی بندے کو رب تعالیٰ سے ناامید نہ ہونا چاہیے۔ خیال رہے کہ مختلف جرموں کی توبہ بھی مختلف ہے۔ کفر سے توبہ یہ کہ ایمان لے آوے۔ حقوق العباد مارے ہوں تو ان کی توبہ یہ ہے کہ ادا کرے یا صاحب حق سے معافی حاصل کرے۔ حقوق شرعیہ رہ گئے ہوں تو ان کی توبہ یہ ہے کہ گزشتہ کا بدلہ کرے، اگر شرائط توبہ جمع ہوں تو توبہ ضرور قبول ہو گی۔ یہ رب تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے آستانہ پر حاضری دے کر توبہ کرنی زیادہ قبولیت کا باعث ہے دوسرے یہ کہ جو صدقہ حضور کے ہاتھ سے خیرات کرایا جاوے وہ بہت محبوب ہے صحابہ کا اس پر عمل تھا ۱۲۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی توبہ قبول نہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ قاضی اسلام اسے معافی نہیں دے سکتا۔ وہ سزا اور حد شرعی کے اعتبار سے قتل کیا جائے گا۔ لہٰذا یہ فقہی مسئلہ اس آیت کے خلاف نہیں کیونکہ یہاں عنداللہ توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے، جیسے بار بار مرتد ہو جانے والے کی توبہ کا حکم ہے ۱۳۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بند کوٹھڑی میں عمل کرے، رب تعالیٰ اسے فاش کر دیتا ہے۔ (روح البیان) اسی لئے بعض اولیاء کے نیک اعمال آج تک مشہور ہیں اور لوگ ان کی تعریفیں کر رہے ہیں اگرچہ انہیں پردہ فرمائے صدیاں گزر چکیں۔ اس کے بعد بدکاروں کا حال ہے۔

۱۔ یعنی غزوہ تبوک سے رہ جانے والے کچھ لوگ وہ ہیں[۱] خیال رہے کہ غزوہ تبوک سے رہ جانے والے تین گروہ تھے۔ ایک بہانہ خور منافقین دوسرے وہ مخلصین مومنین جنہوں نے فوراً توبہ کر لی۔ تیسرے وہ جنہوں نے دیر سے توبہ کی اس آیت میں تیسری جماعت مراد ہے ۲۔ کہ ان کی توبہ قبول نہ فرماوے، اس طرح کہ انہیں مقبول توبہ کی توفیق نہ دے اس سے معلوم ہوا کہ دعا کی طرح کبھی توبہ بھی دیر سے قبول ہوتی ہے اور اس دیر میں صدہا حکمتیں ہوتی ہیں۔ حضرت کعب بن مالک وغیرہ کی توبہ بہت روز بعد قبول ہوئی ۳۔ مدینہ منورہ کے بعض منافقوں نے مسجد قبا شریف کے قریب اس نیت سے ایک مسجد بنائی تھی کہ مسجد قبا کی جماعت گھٹ جائے۔ نیز ان کی نیت یہ تھی کہ ابو عامر راہب فاسق جب کبھی مدینہ منورہ میں خفیہ طور پر آیا کرے تو مسلمانوں کے خلاف یہاں سازشیں کی جایا کریں اور حضور سے عرض کیا کہ ہم نے بوڑھوں بیماروں کے لئے یہ مسجد بنوائی ہے اور درخواست کی کہ آپ وہاں ایک نماز برکت کے لئے پڑھ لیں۔ حضور کو اس سے منع فرما دیا گیا اور حضور نے وہ مسجد ڈھانے کا حکم دیا۔ حسب الحکم ڈھا کر جلا دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز مسجدوں میں نماز نہ پڑھنی چاہیے ۴۔ تا کہ مسجد قبا میں جمع ہو کر نماز پڑھنے والے نمازی متفرق ہو جائیں۔ کچھ اس مسجد میں آ جایا کریں اور وہاں کی جماعت گھٹ جائے ۵۔ اس طرح کہ اس مسجد میں جمع ہو کر اسلام کے خلاف تدبیریں سوچا کریں۔ گویا دن کو یہ مسجد ہو اور رات کو کمیٹی گھر ۶۔ اس سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہو سکتا ہے کہ ایک مسجد کے قریب بلاوجہ شرعی دوسری مسجد نہ بنائی جائے کہ پہلی مسجد ویران ہو گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سازشیں کرنے کے ارادہ سے مسجد نہ بنائی جائے کہ یہ بھی مسجد ضرار کے حکم میں ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار مرتدین، منافقین کی وقف کردہ مسجدوں میں نماز نہ پڑھی جائے وہ مسجدیں اسلامی مسجدیں نہیں، اور نہ انکا وقف درست ہے۔ نہ ان کا مسجدوں جیسا احترام ہو

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ

ظالموں کو راہ نہیں دیتا ۷ وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ انکے دلوں میں

بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاللّٰهُ

کھٹکتی رہے گی ۸ مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ۹ اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١١٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

علم و حکمت والا ہے بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور

اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

جان خرید لئے ہیں ۱۰ اس بدلے پر کہ انکے لئے جنت ہے ۱۱ اللہ کی راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمہ کرم پر سچا

فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ

وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں ۱۲ اور اللہ سے زیادہ قول کا

مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ

پورا کون تو خوشیاں مناؤ ۱۳ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾ اَلتَّاۗىِٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ

بڑی کامیابی ہے ۱۴ توبہ والے ۱۵ عبادت والے سراہنے والے

السَّاۗىِٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

روزے والے رکوع والے سجدہ والے بھلائی کے بتانے والے

وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ

اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے ۱۶ اور خوشی سناؤ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا

مسلمانوں کو نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی

(بقیہ صفحہ ۳۲۴) گا۔ اگر کوئی کافر مسلمان کو روپیہ کا مالک کر دے پھر وہ مسلمان اپنی طرف سے اس روپیہ کی مسجد بنا دے تو درست ہے کیونکہ ملکیت بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ تفسیر مدارک میں فرمایا کہ جو مسجد فخر یا ریا یا رضا الٰہی کے سوا کسی اور غرض سے یا حرام کمائی سے بنائی جائے وہ بھی مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔ جہاں تک ممکن ہو مسجد اخلاص اور حلال کمائی سے بنائے ۸۔ اس سے مراد مسجد قبا شریف ہے جو پرانے مدینہ میں واقع ہے' نئے مدینہ سے تین میل دور۔ اس مسجد شریف کی بناء خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور جب تک حضور وہاں قیام فرما رہے اس مسجد میں نماز پڑھتے رہے۔ پھر نئے مدینہ میں تشریف لے جانے کے بعد ہر سنیچر کو مسجد قبا میں تشریف لاتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس مسجد سے مسجد نبوی شریف مراد ہے مگر قول اول قوی ہے۔ ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ صالحین کی مسجد بھی دیگر مساجد سے افضل ہوتی ہے کیونکہ مسجد قبا کی برتری اس سے بیان کی گئی اس میں ستھرے لوگ ہیں ۱۰۔ شان نزول' یہ آیت کریمہ مسجد قبا والوں کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کے نزول پر حضور نے ان صاحبوں سے پوچھا کہ تم کیسی طہارت کرتے ہو کہ رب تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اولاً ڈھیلوں سے پھر پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ خزائن العرفان نے فرمایا کہ ڈھیلوں سے استنجا حضور کی سنت ہے' سرکار نے اسے کبھی نہ چھوڑا۔ اگر نجاست مقعد سے بڑھ کر بقدر درہم پھیل جائے تو پانی سے استنجا کرنا واجب ہے ورنہ سنت مستحبہ ۱۱۔ اپنے ایمان کی' یا اپنے اعمال کی یا اس مسجد شریف کی۔ اس سے مراد مسجد قبا والے انصار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرات قرآن کریم کی گواہی سے متقی پرہیزگار ہیں' اور ان بزرگوں نے مسجد نہایت اخلاص سے بنائی۔ ان کی تعمیر قبول ہوئی۔ اب جو ان انصار کے ایمان یا تقویٰ میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ۱۲۔ اپنے اقرار ایمان کی یا اپنے ظاہری نماز روزے کی یا اس مسجد ضرار کی۔ اس سے مراد وہ منافقین ہیں جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ ۱۳۔ سبحان اللہ کیسی پیاری تشبیہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسجد ضرار اور منافقین کے سارے اعمال اس عمارت کی طرح ہیں جو دریا کے نیچے سے کاٹی ہوئی زمین پر بنا دی جاوے۔ وہ زمین مع اس عمارت کے دریا میں گر جائے۔ ایسے ہی منافقین کی مسجدیں ہیں کہ ان کی مسجد بھی دوزخ میں ہے' اور وہ خود بھی۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ وہ مسجد حضور کے حکم سے گرا دی گئی اور میں نے اس سے دوزخ کا دھواں نکلتے ہوئے دیکھا (روح البیان)

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کی میٹھی باتوں اور ظاہری نیکیوں کو دیکھ کر اس کے نیک ہونے کا یقین نہ کر لینا چاہیے۔ ہر چمکدار چیز سونا نہیں ہوتی ۲۔ یعنی ان منافقوں کو اس مسجد کے ڈھائے جانے کا صدمہ موت تک رہے گا۔ خواہ اپنی موت مریں یا قتل ہو کر ہلاک ہوں ۳۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان منافقوں کو اس وقت تک مسجد گرائے جانے کا صدمہ رہے گا جب تک کہ ان کے دل نفاق سے شرمندہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں۔ اور یہ لوگ مخلص مسلمان نہ ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ کفر و نفاق کا علاج ایمان و اخلاص ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اصلی بدبختی نبی کی صحبت سے بھی دور نہیں ہوتی۔ پھر اور کس چیز سے دور ہو سکتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بناء فساد کو مٹا دینا چاہیے' اگرچہ وہ اچھی شکل میں ہو۔ منافقین کی یہ عمارت اگرچہ مسجد کی شکل میں تھی مگر فساد کی جڑ تھی لہٰذا گرا دی گئی لیکن اگر کسی اعلیٰ مقام میں فساد ڈال دیا گیا ہو تو وہاں سے فساد مٹاؤ' اس متبرک چیز کو

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ
بخشش چاہیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں جب کہ انہیں کھل چکا
لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ
کہ وہ دوزخی ہیں اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا
لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ
وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدہ کے سبب جو اس سے کر چکا تھا پھر جب ابراہیم کو
اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۚ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿١١٤﴾
کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس سے تنکا توڑ دیا بیشک ابراہیم ضرور آہیں کرنے والا متحمل ہے
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى
اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ فرمائے جب تک انہیں
يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١١٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ
صاف نہ بتادے کہ کس چیز سے انہیں بچنا ہے بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے بیشک اللہ
لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ
ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا نہ تمہارا
دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿١١٦﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى
کوئی والی اور نہ مددگار بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان
النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ
غیب کی خبریں بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی
سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ
گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر
مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١٧﴾
جائیں پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا بیشک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے

(بقیہ صفحہ ۳۲۵) نہ گراؤ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولیٰ و غلام کی بیع جائز ہے کہ رب نے اپنے بندوں سے سودا فرمایا۔ شان نزول بعض انصار نے بیعت اسلام کرتے وقت عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جو چاہیں اللہ کے لئے اور اپنے لئے شرط لگالیں، ہم اس پر کار بند رہیں گے تو حضور نے فرمایا کہ اللہ کے لئے تو یہ شرط ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور میرے لئے یہ شرط ہے کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند نہ کرو وہ میرے لئے بھی پسند نہ کرو تو انہوں نے پوچھا کہ ان شرطوں کے پورا کرنے پر ہم کو کیا ملے گا، تو فرمایا جنت۔ تو عرض کیا۔ یہ تو بڑے نفع کا سودا ہے، اس پر یہ آیت کریمہ اتری (روح البیان) ۵۔ لہٰذا ہر مومن کو جہاد پر آمادہ رہنا چاہیے تا کہ جنت کا مستحق ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن مجاہد آج بھی جنت کا مالک ہے قیامت کے بعد اس پر قبضہ کرے گا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین موسوی اور دین عیسوی میں بھی جہاد کا حکم تھا اور تمام مجاہدین سے یہ وعدہ کیا گیا تھا ۷۔ اور اگر جہاد کا موقع مل جائے تو خوشی خوشی ایسے جاؤ جیسے دولہا اپنی برات میں جاتا ہے۔ حضرت ضرار بن ازور بغیر زرہ پہنے شوق شہادت میں جہاد کرتے تھے۔ اب بھی بعض مسلمان غسل کر کے کپڑے بدل کر، عطر مل کر عید کی سی خوشیاں مناتے ہوئے جہاد میں جاتے ہیں۔ یہ اس ہی آیت پر عمل ہے ۸۔ اس سے بڑھ کر کیا کامیابی ہو سکتی ہے کہ رب ہمارا خریدار بن جائے اور ہم سے وہ جان خریدے جو اس کی ہی دی ہوئی ہے، خود ہی عطا فرما دے، خود ہی خریدے، معلوم ہوا کہ رب کی نعمت پر خوشی منانا اچھا ہے ۹۔ یعنی یہ لوگ بھی جنت کے حقدار ہیں۔ اگر کسی مومن کو جہاد نصیب نہ ہو تو یہ عبادات کرے (روح) اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ توبہ تمام عبادات پر مقدم ہے۔ ۱۰۔ مذکورہ بالا نیک اعمال مومن مخلصین کی علامات ہیں۔ مومن کے لئے خود نیک ہونا کافی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی نیک بنانے کے لئے کوشش کرنی ضروری ہے اور تبلیغ صرف علماء ہی پر لازم نہیں بلکہ ہر مسلمان پر ضروری ہے جیسا کہ وَالنَّاهُوْنَ سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کو ہر قسم کے نیک عمل کرنے چاہئیں اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا ضروری ہے جیسا کہ والحافظون، سے معلوم ہوا۔ کبھی ایک قطرہ پانی جان بچا لیتا ہے۔ اور کبھی ایک چھوٹی چنگاری گھر جلا دیتی ہے۔ کوئی نیکی چھوٹی سمجھ کر چھوڑ نہ دو اور کوئی گناہ چھوٹا سمجھ کر نہ کرلو۔

۱۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کی وفات کے وقت جب انہوں نے کلمہ طیبہ زبان سے ادا نہ کیا تو فرمایا چچا میں تمہارے لئے دعا مغفرت کروں گا جب تک کہ مجھے منع نہ کر دیا جائے تب یہ آیت اتری۔ ابوطالب کی وفات نبوت کے دسویں سال یعنی ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی بعض مومنین نے حضور سے اجازت چاہی کہ اپنے کافر باپ دادوں کے لئے دعا مغفرت کریں، تب یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی قبر انور کی زیارت کی اجازت چاہی جو دے دی گئی مگر جب دعا مغفرت کی اجازت چاہی تو منع فرما دیا گیا اور یہ آیت اتری یہ تیسرا قول محض غلط ہے۔ حضور کی والدہ مومنہ تھیں۔ اگر کافرہ ہوتیں تو ان کی قبر کی اجازت نہ دی جاتی۔ دعا مغفرت سے اس لئے منع کیا گیا کہ وہ بالکل بے گناہ تھیں۔ مغفرت گنہگار کے لئے مانگی جاتی ہے۔ اسی لئے بچہ کے جنازہ پر اس کے لئے دعا مغفرت نہیں کی جاتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ مولا میری اولاد میں ایک مسلم جماعت رکھ، اور اس مسلم جماعت میں نبی آخر الزمان پیدا فرما۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اس سے معلوم ہوا کہ کسی مشرک کافر کو مرحوم۔ رحمۃ

باقی صـ ۹۶۲ پر

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ

اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے ۱ یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع

عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

ہو کر ان پر تنگ ہو گئی ۲ اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے ۳

وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ

اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول

لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١١٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کی کہ تائب رہیں، بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اے ایمان والو اللہ

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١١٩﴾ مَا كَانَ

سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۴ مدینہ والوں ۵

لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ

اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا ۶

يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ

کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں ۷ اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان

عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ

پیاری سمجھیں ۸ یہ اس لئے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں

وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَــــُٔـوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ

پہنچتی ہے ۹ اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو

الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ

غیظ آئے ۱۰ اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں ۱۱ اس سب کے بدلے ان کے لئے

عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢٠﴾

نیک عمل لکھا جاتا ہے ۱۲ بے شک اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا ۱۳

ع ۴ ۸

۱۔ یہ تین حضرات حضرت کعب بن مالک ہلال بن امیہ مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اور حضور کے واپس تشریف لانے پر ان حضرات نے منافقوں کی طرح کوئی بہانہ نہ بنایا' بلکہ اپنے قصور کا اقرار کر لیا۔ حضور نے ان کے مکمل بائی کاٹ کا حکم دے دیا کہ کوئی مسلمان ان سے کلام و سلام نہ کرے' ان کے سلام کا جواب نہ دے' حتی کہ یہ حضرات اپنی بیویوں کے پاس بھی نہ جا سکتے تھے۔ اس حکم کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کوئی پہچانتا ہی نہیں پچاس راتیں ان پر اسی حالت میں گزریں۔ پھر ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس آیت میں یہ ہی ذکر ہے۔ ۲۔ اور انہیں مدینہ کی وسیع زمین میں ایسی جگہ نہ ملی جہاں وہ ایک ساعت کے لئے آرام کریں ۳۔ کیونکہ انہیں اے محبوب آپ کے ناراض ہونے کا صدمہ ہے' اور پھر کوئی بات پوچھنے والا نہیں' جسے اپنے غم کی کہانی سنائیں۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خطار کار بندے کے لئے بائیکاٹ بہترین اصلاح ہے' رب نے حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب فرمایا تو ان سے کلام بند کر دیا۔ ہمارے حضور نے ایک دفعہ اپنی ازواج پاک سے چند روز کے لئے بے تعلقی رکھی ہم کو بھی حکم ہے کہ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ اپنی بیویوں کی اصلاح کے لئے کچھ روز ان سے بے تعلق ہو جاؤ۔ دوسرے یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے احکام شرعیہ کا مالک بنایا ہے کہ جو جس کے لئے چاہیں حرام یا حلال فرمائیں۔ سلام کا جواب دینا فرض ہے' مگر بائی کاٹ کے زمانہ میں حضرت کعب کے سلام کا جواب دینا حرام ہو گیا' حضرت کعب کی بیوی باوجود نکاح قائم رہنے کے ان پر حرام ہو گئی۔ تیسرے یہ کہ مدینہ منورہ میں رہنا عبادت ہے' مگر جب کہ مدینہ والا محبوب راضی ہو۔ مسلمانوں کو غزوہ تبوک کے موقعہ پر مدینہ منورہ میں رہنا جرم اور میدان تبوک پہنچ جانا فرض ہو گیا۔ اگر وہ راضی ہوں تو ہمارے سینہ کو مدینہ بنا دیں۔ ناراض ہوں تو مدینہ کی زمین بھی ہمارے لئے مدینہ نہ رہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ ۴۔ معلوم ہوا کہ جس فرقہ میں اولیاء اللہ ہیں وہی برحق ہے کہ یہ صادقین کا فرقہ ہے۔ اس ہی شاخ میں پھل پھول لگتے ہیں جس کا تعلق جڑ سے قائم ہو' وہ فرقہ صرف اہلسنت و الجماعت ہے۔ دیکھو بنی اسرائیل میں ہزارہا اولیاء پیدا ہوئے مگر جب سے ان کا دین منسوخ ہو گیا' ولایت بند ہو گئی۔ لہٰذا ہمیشہ سچوں کے ساتھ رہو اور اس فرقے میں رہو جس میں سچے لوگ ہوں ۵۔ مدینہ والوں سے مراد وہ تمام حضرات ہیں جو مدینہ منورہ میں رہتے ہوں خواہ مہاجر ہوں یا انصار' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو بھی مدینہ والوں ہی میں شمار فرماتا ہے۔ جو وہاں ایمان و اخلاص کے ساتھ باہر سے پہنچ جاویں دوسرے یہ کہ غریب آدمی حج اسلام کرے تو ادا ہو جائے گا۔ کیونکہ مکہ معظمہ پہنچ جانے والا مسلمان وہاں کا باشندہ مانا جاتا ہے اور مکہ والے پر حج فرض ہونے کے لئے غنا شرط نہیں ۶۔ یعنی غزوہ تبوک میں مدینہ منورہ کے تمام باشندوں مہاجر انصار پر فرض تھا کہ غزوہ تبوک میں حضور کے ساتھ سفر کریں ۷۔ بغیر شرعی مجبوری کے۔ یہ مجبوری یا تو بڑھاپا۔ بیماری' لڑکپن ہے یا خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کہ تم مدینہ ہی میں ہماری نیابت میں رہو جیسے جنگ بدر سے حضرت عثمان کی غیر حاضری اور غزوہ تبوک سے علی مرتضیٰ کی غیر حاضری رضی اللہ عنہما اس قید کو اس آیت کے اگلے جزو میں بیان فرمایا جا رہا ہے ۸۔ بلکہ ان پر فرض تھا کہ حضور پر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ جیسے پروانہ شمع پر ۹۔ جہاد' روزہ' حج' سفر طلب علم سب ہی اللہ کی راہ میں داخل ہیں مگر یہاں جہاد مراد ہے جیسا کہ موقعہ سے معلوم ہو رہا ہے ۱۰۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ٣٢٧) کفار کی زمین میں فاتحانہ قدم رکھیں جس سے ان کے دل جلیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے اللہ کے دوستوں کو راضی کرنا عبادت ہے ایسے ہی اللہ کے دشمنوں کو جلانا بھی عبادت ہے۔ ١١۔ اس میں کفار کو قتل کرنا' انہیں زخمی کرنا انہیں قید کرنا۔ انکے مال غنیمت میں لینا سب شامل ہیں اور یہ سب عبادت ہیں۔ ١٢۔ معلوم ہوا کہ مجاہد غازی کا ہر کام عبادت ہے جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہے' اور اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ سفر حج اور سفر طلب علم کو بھی یہ درجات عطا کرے کیونکہ یہ سارے سفرفی سبیل اللہ ہیں۔ ١٣۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد بڑی نیکی ہے' اور جہاد کرنے والا محسن خیال رہے کہ جہاد مومن کے لئے بھی بھلائی ہے اور کافر کے لئے بھی

وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا

اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا ۱ اور جو

يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ

نالا طے کرتے ہیں ۲ سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے سب سے

أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ

بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا

لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ

کہ سب کے سب نکلیں ۳ تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک

طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ

جماعت نکلے ۴ کہ دین کی سمجھ حاصل کریں ۵ اور واپس آکر اپنی قوم کو

إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾ يَا أَيُّهَا

ڈر سنائیں ۶ اس امید پر کہ وہ بچیں اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ

والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں ۷

وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ

اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں ۸ اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے

الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن

ساتھ ہے ۹ اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں کوئی

يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ

کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی دی ۱۰ تو وہ جو ایمان والے ہیں

آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾

ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی ۱۱ اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں ۱۲

١۔ چھوٹا خرچ حضرت علی کا تھا کہ آپ نے کچھ کھجوریں غزوہ تبوک میں خیرات فرمائیں اور بڑا خرچ حضرت عثمان کا تھا کہ آپ نے نو سو اونٹ اس غزوہ میں خیرات دیئے۔ ٢۔ خواہ اپنے ملک میں یا دشمن کے ملک میں۔ یعنی غازی کا پورا سفر عبادت ہے بلکہ اس کی ہر جنبش عبادت الہی میں داخل ہے ٣۔ اس طرح کہ تمام مسلمان جہاد یا طلب علم کے سفر میں چلے جاویں اور وطن خالی چھوڑ جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عموماً" جہاد اور مکمل علم دین سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ ٤۔ اور ایک جماعت گھر میں رہے معلوم ہوا کہ اگر بستی میں ایک شخص بھی مکمل عالم دین ہو جائے تو سب کا فرض ادا ہوگیا ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ علوم دینیہ میں علم فقہ سب سے افضل ہے۔ آج کل لوگوں نے اس سے لاپرواہی کر دی ہے اور قرآن کے کچے جھوٹے ترجموں کے پیچھے پڑ گئے۔ رب فرماتا ہے جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر عطا کی گئی۔ اور بقدر ضرورت فقہ سیکھنا فرض عین ہے لہذا روزے' نماز' پاکی' پلیدی کے احکام سیکھنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے کہ یہ عبادات سب پر فرض ہیں اور تاجر پر تجارت کے مسائل' ملازم پر نوکری کے مسائل سیکھنا فرض' امام شافعی فرماتے ہیں کہ علم دین سیکھنا نفل' نماز سے افضل ہے (خزائن) ٦۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مکمل علم دین سیکھنا عین فرض نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے۔ دوسرے یہ کہ غیر مجتہد یا غیر عالم کو مجتہد یا عالم کی تقلید کرنی چاہیے۔ تیسرے یہ کہ دینی چیزوں میں ایک کی خبر معتبر ہے کیونکہ ایک عالم کے بتائے ہوئے مسائل مسلمانوں کو ماننے چاہئیں ٧۔ سب سے پہلے اپنے نفس امارہ سے جہاد کرنا چاہیے کہ سب سے قریب تر کافر یہ ہے پھر دوسرے کفار سے' صوفیاء کرام قریبی کافر سے یہی مراد لیتے ہیں۔ علماء کے نزدیک یہ ہے کہ جہاد ترتیب وار کرو جیسا حضور نے کیا ٨۔ اس آیت سے تمام نرمی کی آیات منسوخ ہیں' اس آیت میں ہر قسم کی مضبوطی و سختی داخل ہے۔ یعنی اپنے دل مضبوط رکھو اور مصیبت میں گھبرانہ جاؤ۔ اپنے پاس سامان جہاد اعلیٰ درجہ کا بقدر طاقت رکھو۔ کفار سے گفتگو نہایت بہادرانہ کرو۔ بدلے کا موقع آئے تو ایسا بدلہ لو جو انہیں یاد رہے۔ اگر مناظرہ کرنا پڑے تو بھی نہایت مضبوطی سے کرو۔ صرف زیادہ تعداد کافی نہیں کسی نے اسکندر سے کہا کہ دارا کی فوج دس لاکھ ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ قصائی بکروں کی زیادہ بھیڑ سے نہیں گھبراتا۔ ٩۔ یعنی جہاد میں تقویٰ اختیار کرو کہ یہ مومن کا بڑا ہتھیار ہے ١٠۔ یعنی منافقین میں سے بعض بعض سے بطور دل لگی یہ سوال کرتے ہیں۔ ان کا مقصود اس آیت کا مذاق اڑانا ہے وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا ١١۔ یا تو اس زیادتی سے زیادتی کیفیت مراد ہے یا مومن کی زیادتی کہ جو سورۃ اترتی جاتی ہے وہ لوگ اس پر ایمان لاتے جاتے ہیں۔ یہ فرق ایمان تفصیلی میں ہے۔ ایمان اجمالی سب کا یکساں ہے۔ ١٢۔ یعنی آیات قرآنیہ کے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا

اور جن کے دلوں میں آزار ہے لہ انہیں اور پلیدی پر پلیدی

اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ

بڑھائی لہ اور وہ کفر ہی پر مر گئے لہ کیا انہیں نہیں سوجھتا

اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ

کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے جاتے ہیں لہ

ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَآ

پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں اور جب کوئی

اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ

سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے لہ کہ کوئی تمہیں

مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

دیکھتا تو نہیں پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے انکے دل پلٹ دیئے

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

کہ وہ نا سمجھ لوگ ہیں لہ بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ

سے وہ رسول لہ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے لہ

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ

تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے لہ مسلمانوں پر کمال مہربان پھر اگر

تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ

وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے لہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں

تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

نے اس پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے لہ

(بقیہ صفحہ ۳۲۸) اترنے پر خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ ان میں بشارت وغیرہ پاتے ہیں' ہمارے ہاں جب بچہ سورہ اقرأ شروع کرتا ہے تو خوب خیرات کرتے ہیں۔ یہ بھی آیات پر خوشی منانے کی ایک قسم ہے

۱۔ معلوم ہوا کہ جس دل میں حضور سے محبت نہ ہو' اس میں قرآن و حدیث سے کفر ہی پیدا ہو گا۔ قرآن رحمت کا پانی ہے۔ پانی سے اندرونی بیج ہی اگتا ہے۔ پانی بیج کو بدل نہیں سکتا۔ نیز بارش کا پانی پڑنے سے گندی نالی کی گندگی اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ پہلے تو ان آیات کے منکر تھے جو اس وقت تک نازل ہو چکی تھیں' اس آیت کے اترنے پر اس کے بھی منکر ہوئے روح البیان نے فرمایا کہ رجس اور نجس میں فرق یہ ہے کہ اکثر نجس طبعی نجاست پر بولا جاتا ہے اور رجس عقلی خباثت پر' لہٰذا بعض چیزیں رجس بھی ہیں نجس بھی اور بعض رجس ہیں نجس نہیں اور بعض اس کے برعکس ۳۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں نبی سے عداوت ہو اسے توبہ کی توفیق بہت کم ملتی ہے' اکثر اس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ محفوظ رکھے ۴۔ بیماریوں اور قحط سالیوں اور مصیبتوں سے' اس سے معلوم ہوا کہ مومن ہر مصیبت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے اپنے گناہ کا نتیجہ یا آزمائش سمجھتا ہے' کافر کی نگاہ صرف موسم کی خرابیوں اور دنیاوی اسباب پر ہوتی ہے ۵۔ یعنی آنکھوں اور نگاہوں سے اس سورت کا انکار کرتا ہے یا مذاق اڑاتا ہے' یا اس مجلس سے نکل بھاگنے کے راستے اور موقعہ کی تلاش کے لئے اشارے بازیاں کرتا ہے' دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ مجلس ذکر سے بھاگنے کی کوشش کرنی ان مجالس سے نفرت کرنی منافقوں کا طریقہ ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ جو حضور کے آستانے سے نکلا وہ رب کے دروازے سے نکالا گیا۔ اس کے برعکس جو حضور کا ہوا وہ اللہ کا ہوا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ بعض سخی بلا کر دیتے ہیں بعض آ کر جیسے کنواں اور بادل' حضور آ کر دینے والے داتا ہیں جیسا کہ جآء سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضور ہر مومن کے دل و جان میں جلوہ گر ہیں جیسا کہ کم جمع سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ حضور سارے انسانوں کے نبی ہیں جیسے کہ رسول کے اطلاق سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ حضور نہایت شاندار نبی ہیں جیسے کہ رسول کی تنوین سے معلوم ہوا۔ پانچویں یہ کہ حضور کو اپنی امت سے وہ تعلق ہے جو روح کو جسم سے ہوتا ہے کہ اس کے ہر عضو کی تکلیف سے خبردار ہوتی ہے جیسا کہ اَنْفُسِكُمْ سے معلوم ہوا۔ اسی لئے آگے ارشاد ہوا عَزِيْزٌ عَلَيْهِ چھٹے یہ کہ حضور اللہ تعالیٰ کی صفات سے موصوف اور اس کے مظہر ہیں کیونکہ اللہ بھی رؤف رحیم ہے اور حضور کو بھی رؤف رحیم فرمایا گیا ہے' ساتویں یہ کہ حضور کی رحمت سارے جہان کے لئے ہے مگر رافت صرف مسلمانوں کے لئے۔ خیال رہے کہ اگر عزیز پر وقف کیا جائے تو آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ مسلمانوں کو جانوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں' ان کے ذمہ کرم پر تمہارے تمام گناہ ہیں' یہ معنی روح البیان نے ارشاد فرمائے۔ بعض قرأت میں اَنْفَسِكُمْ کی ف پر زبر ہے جس کے معنی ہیں کہ حضور نفیس ترین جماعت میں تشریف لائے کہ عربی' قریشی' مطلبی' ہاشمی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم' اور آپ کے تمام آباء و اجداد مومن ہیں' نیز ان کی امت تمام امتوں سے افضل' ان کے ماں باپ تمام نبیوں کے ماں باپ سے افضل' ان کا مدینہ منورہ تمام نبیوں کے شہروں سے افضل غرضیکہ افضلیت اور نفاست ان کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی ولادت مکہ میں ہے

(بقیہ صفحہ ۳۲۹) رہائش مدینہ میں مگر تشریف آوری ہر مسلمان کے سینہ میں جیسے سورج رہتا ہے چوتھے آسمان پر مگر چمکتا ہے سارے جہان پر پھر جیسے سورج کا عام فیض یعنی روشنی تو ہر جگہ ہے مگر خاص فیوض خاص جگہ چنانچہ وہ کھیتوں میں دانہ پکاتا ہے چمن میں پھول کھلاتا ہے باغوں میں پھل پکاتا ہے' بدخشاں کے پہاڑوں میں لعل و یا قوت بناتا ہے ایسے ہی حضور کا عام فیض یعنی تبلیغ ہر ایک کو پہنچا مگر ایمان صرف مومنوں کو ملا۔ عرفان عام اولیاء اللہ کو تطبیت اور غوثیت کا جام خاص اولیا کو صحابیت مخصوص جماعت کو۔ حضور کی وفات سے حضور کی ولادت یعنی ظہور ختم ہوا تشریف آوری ختم نہ ہوئی۔ آپ ہمیشہ کے لئے آ گئے جیسے سورج کے غروب سے اس کا

اٰيَاتُهَا ١٠٩ | ١٠ سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ ٥١ | رُكُوْعَاتُهَا ١١

سورۃ یونس مکی ہے اس میں گیارہ رکوع ایک سو نو آیات اور ایک ہزار آٹھ سو تیس کلمے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ؎ کیا لوگوں کو اس کا

عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ

اچنبا ہوا ؎ کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر

النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ

سناؤ ؎ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے ان کے رب کے

صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا

پاس سچ کا مقام ہے ؎ کافر بولے بیشک یہ تو

لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ② اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

کھلا جادوگر ہے ؎ بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

آسمان ؎ اور زمین چھ دن میں بنائے ؎ پھر عرش پر استویٰ فرمایا ؎

عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا

(جیسا اس کی شان کے لائق ہے) کام کی تدبیر فرماتا ہے ؎ کوئی سفارشی نہیں مگر

مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ

اس کی اجازت کے بعد ؎ یہ ہے اللہ تمہارا رب تو اس کی بندگی کرو

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ

تو کیا تم دھیان نہیں کرتے ؎ اسی کی طرف تم سب کو پھرنا ہے اللہ کا

المنزل ٣

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ظہور ختم ہوتا ہے۔ نہ کہ وجود ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دکھ درد سے خبردار ہیں کیونکہ ہماری تکلیف کی خبر کے بغیر قلب مبارک پر گرانی نہیں آسکتی۔ جیسے حضور کی رسالت ہر وقت ہے ایسے ہی آپ کی خبرداری ہر ساعت ۹۔ یعنی اور لوگ تو اپنی اور اپنی اولاد کی خیر کے حریص ہوتے ہیں مگر یہ رسول رحمت اپنی امت کی خیر پر حریص ہیں ۱۰۔ نبی پاک اللہ کی بے نیازی کے مظہر اتم ہیں ۱۱۔ ان ساری آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کا میلاد شریف ارشاد فرمایا ان کی تشریف آوری اور ان کے فضائل۔ معلوم ہوا کہ حضور کا میلاد پڑھنا سنت الہیہ ہے گزشتہ نبیوں نے بھی ان کا میلاد شریف پڑھا۔ لہٰذا میلاد سنت انبیاء بھی ہے۔

۱۔ حکمت والی کتاب سے مراد قرآن شریف ہے یا لوح محفوظ یعنی جو آیات حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سناتے ہیں وہ نہ جادو ہیں نہ شعر نہ کہانت بلکہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی آیات ہیں یا یہ قرآن شریف کے اجزاء ہیں جس کے ہر کلمے میں ہزارہا حکمتیں ہیں۔ اس کا کوئی حکم بیکار نہیں۔ ۲۔ جب حضور نے باذن الٰہی اعلان نبوت فرمایا تو مشرکین مکہ بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبوت جیسا عہدہ ایک انسان کو ملے' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن و روح) ان بے وقوفوں نے لکڑی' پتھروں کو تو خدا مان لیا مگر حضور کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا ڈرانا عام انسانوں کو ہے مگر بشارت صرف مومنوں کو ہے' دوسرے یہ کہ حضور تمام اولین و آخرین کے نبی ہیں ۴۔ قدم سے مراد قدم کی جگہ ہے یعنی مقام مطلب یہ ہے کہ قیامت میں سب ہی رب کے حضور کھڑے ہوں گے مگر کافر و مومن کے مقام میں فرق ہو گا قدم صدق سے مراد یا اللہ کی رحمت ہے یا حضور کی شفاعت' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر شفاعت سے فرمائی ہے (روح) مومن کو یہ دونوں چیزیں نصیب ہوں گی ۵۔ کفار کے اس قول میں ان کے اپنے عجز اور حضور کی عظمت کا اقرار ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مافوق العادت چیزیں دیکھتے تھے یعنی معجزات' تو اسے جادو کہتے تھے ۶۔ یعنی تعجب ہے کہ تم بشر کے نبی ہونے کا تو انکار کرتے ہو' مگر لکڑی' پتھر کو خدا مان لیتے ہو' حالانکہ خدا وہ ہے جو سب کا خالق ہو' سب سے پہلے ہو اور یہ چیزیں مخلوق ہیں۔ تمہارے بس میں ہیں السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے مراد عالم اجسام یعنی ملک ہے ۷۔ یہاں یوم سے مراد وقت ہے جیسے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ میں کیونکہ دن رات صبح و شام تو سورج سے حاصل ہوتے ہیں مگر وقت اس پر موقوف نہیں' زمانہ اگرچہ حادث ہے' مگر سورج وغیرہ سے پہلے ہے۔ رب نے چھ وقتوں میں اس لئے آسمان زمین بنائے تا کہ بندوں کو تعلیم ہو کہ کاموں میں جلدی نہ کیا کریں۔ توبہ' ادائے قرض' لڑکی کا نکاح' میت کا دفن' ان میں جلدی چاہیے باقی کام اطمینان سے کرنے چاہئیں۔ نیز یہاں وقت پیدائش کا ذکر ہے اور فَيَكُوْنُ میں طریقہ پیدائش کا۔ یعنی رب نے چھ دن میں بنائے مگر کن فرما کر

اللّٰہِ حَقًّا ؕ اِنَّہٗ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ لِیَجۡزِیَ

سچا وعدہ لہ۔ بیشک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالۡقِسۡطِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ

کہ ان کو جو ایمان لائے ۲ اور اچھے کام کئے انصاف کا صلہ دے ۳ اور کافروں

کَفَرُوۡا لَہُمۡ شَرَابٌ مِّنۡ حَمِیۡمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِیۡمٌۢ

کے لئے پینے کو کھولتا پانی ۴ اور دردناک عذاب بدلہ

بِمَا کَانُوۡا یَکۡفُرُوۡنَ ﴿۴﴾ ہُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ

ان کے کفر کا ۵ وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا

ضِیَآءً وَّ الۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّ قَدَّرَہٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ

بنایا اور چاند چمکتا ۶ اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں ۷ کہ تم برسوں

السِّنِیۡنَ وَ الۡحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰہُ ذٰلِکَ اِلَّا بِالۡحَقِّ ۚ

کی گنتی اور حساب جانو ۸ اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق ۹

یُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۵﴾ اِنَّ فِی اخۡتِلَافِ

نشانیاں مفصل بیان فرماتا ہے علم والوں کیلئے ۱۰ بیشک رات اور دن کا

الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ

بدلتا آنا ۱۱ اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا

لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَّقُوۡنَ ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ

ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کیلئے ۱۲ بیشک وہ جو ہمارے ملنے کی امید

لِقَآءَنَا وَ رَضُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ اطۡمَاَنُّوۡا بِہَا

نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے ۱۳

وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوۡنَ ﴿۷﴾ اُولٰٓئِکَ مَاۡوٰىہُمُ

اور وہ جو ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں ۱۴ ان لوگوں کا ٹھکانا

(بقیہ صفحہ ۳۳۰) اسے ڈھالنے کو ٹنے پیٹنے کی ضرورت نہیں ۸۔ یعنی عرش میں احکام تکوینیہ نافذ فرمائے کہ وہاں سے عالم پر احکام جاری ہوتے ہیں جیسے دارالخلافہ سے قوانین بن کر ملک میں جاری ہوتے ہیں ۹۔ یہاں تدبیر امر رب تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور دوسری جگہ فرشتوں کے متعلق ارشاد ہوا۔ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا لیکن ان آیتوں میں تعارض نہیں، رب تعالیٰ احکام نافذ کرتا ہے، اور فرشتے ان احکام کو جاری کرتے ہیں۔ لہٰذا حقیقۃً مدبر امر رب تعالیٰ ہے اور اس کی عطا سے فرشتے ۱۰۔ اس میں بتوں کی شفاعت کا انکار ہے، اور انبیاء، و اولیاء علماء صالحین کی شفاعت کا اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں حضور کو شفاعت کا اذن دے چکا ہے، فرماتا ہے وَصَلِّ عَلَیۡہِمۡ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ۔ قیامت میں حضور کا سجدہ فرمانا عرض معروض کرنے کی اجازت کے لئے ہو گا۔ نہ کہ شفاعت کا استحقاق حاصل کرنے کو ۱۱۔ یعنی رب تو وہ شان والا ہے جس کی بارگاہ میں اس کی اجازت سے انبیاء و اولیاء شفیع ہیں۔ رب کی عظمت شفاعت کرنے والوں کی عظمت سے معلوم کرو۔

۱۔ چونکہ قیامت کا اصل مقصود نیکیوں کی جزا دینا ہے، اس لئے اس کو وعدے سے تعبیر کیا۔ خطرناک چیز سے ڈرانے کا نام وعید ہے ۲۔ خیال رہے کہ عدل تو کافر و مومن سب کے ساتھ ہو گا۔ مگر مومن کو عدل کے علاوہ فضل بھی ملے گا۔ جنت کا داخلہ، وہاں کی نعمتیں عدل سے ہیں مگر دیدار الٰہی محض فضل سے۔ نیز مومن کے عدل میں بھی فضل شامل ہے ۳۔ یعنی نیکوں نے دنیا میں انصاف کیا کہ رب کی اطاعت کی۔ اس کا بدلہ انہیں ملے گا یا اللہ تعالیٰ انہیں انصاف سے بدلہ دے گا۔ نہ ان کے ثواب میں کمی کرے نہ عذاب میں زیادتی۔ یہ انصاف رحمت کے خلاف نہیں، ظلم کے خلاف ہے ۴۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ کھولتا ہوا پانی، کچ لہو، دردناک عذاب صرف کفر کی سزا ہے۔ فاسق مسلمان اس سے محفوظ رہیں گے ۵۔ اس سے اشارۃً فرمایا گیا کہ کافروں کے ناسمجھ بچے جو فوت ہو گئے ہوں، انہیں عذاب نہ ہو گا کیونکہ انہوں نے کفر نہیں کیا ۶۔ یہاں ضیاء سے مراد جلال والی گرم روشنی ہے، اور نور سے مراد جمال والی ٹھنڈی روشنی، یا ضیاء سے مراد ذاتی روشنی ہے اور نور سے مراد دوسرے سے حاصل کی ہوئی روشنی۔ چاند سورج سے نور لیتا ہے یا ضیاء سے مراد ایسی تیز روشنی ہے جو تمام چراغوں کو بجھا دے نور سے مراد ہلکی خوشگوار روشنی ہے۔ جو چراغ نہ بجھائے ۷۔ سورج کے لئے بارہ برج، منزلیں مقرر کیں۔ حمل، ثور، جوزا، ربیع کے لئے سرطان، اسد، سنبلہ، گرمی کے لئے میزان۔ عقرب، قوس، خریف کے لئے جدی، دلو، حوت، سردی کے لئے۔ اور چاند کے لئے اٹھائیس منزلیں۔ ہر برج کی ۲ ۱/۳ منزلیں۔ سورج یہ بارہ برج ایک سال میں طے کرتا ہے، اور چاند انتیس یا تیس دن میں یہ اٹھائیس منزلیں طے کرتا ہے۔ ۸۔ موسم، کھیت کی پیداوار وغیرہ اور نمازوں کا حساب سورج سے اور حساب حج، روزے وغیرہ چاند سے معلوم کرو۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاند کے مہینے اللہ کے اپنے مہینے ہیں اور شمسی مہینوں سے افضل ہیں، کہ ان کی جنتری آسمان پر ہے اسی لئے اکثر اسلامی کام چاند کے حساب سے ہوتے ہیں جیسے زکوٰۃ عید، روزے وغیرہ۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ضرورت پوری کرنے کے لئے شمسی مہینوں سے کام لے لیا کریں مگر اپنے حساب میں چاند کے مہینوں کا حساب رکھا کریں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی اور علم ہیئت بڑے مفید علم ہیں۔ اس سے اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ ان سے دینی علوم میں مدد لی جائے ۱۱۔ مقدار اور کیفیات میں دن رات کا بدلتا رہنا، کبھی ٹھنڈے، کبھی گرم، کبھی لمبے، کبھی چھوٹے، رات کے مقدم

(بقیہ صفحہ ۳۳۱) کرنے سے معلوم ہوا کہ رات پہلے ہے' دن بعد میں۔ اور رات دن سے افضل ہے کہ رات مناجات عاشقاں کا وقت ہے۔ دن محنت و فراق کا زمانہ ہے۔ ہر رات میں ساعت اجابت ہوتی ہے۔ مگر دنوں میں صرف جمعہ میں۔ یعنی ہفتہ میں صرف ایک دن اجابت کی ساعت ہوتی ہے ۱۲۔ چونکہ ان چیزوں میں غور کر کے ایمان و عرفان صرف خوف خدا رکھنے والوں کو میسر ہوتا ہے اس لئے انہی کا ذکر فرمایا۔ کافر یہ چیزیں دیکھ کر زیادہ سرکش ہو جاتے ہیں۔ آج اکثر سائنس دانوں نے سائنس میں ترقی کر کے رب کا انکار کر دیا۔ ۱۳۔ کہ دنیا کو اپنا دار القرار سمجھ بیٹھے حالانکہ یہ دار الفرار یعنی بھاگنے کی جگہ ہے ۱۴۔ آیات سے مراد حضور کی ذات آپ

النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

دوزخ ہے ۱ بدلہ ان کی کمائی کا بے شک جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ تَجْرِيْ مِنْ

کام کئے ۲ ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا ۳ ان کے نیچے

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا

نہریں بہتی ہوں گی ۴ نعمت کے باغوں میں ان کی دعا اس میں یہ ہوگی ۵ کہ

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَّاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ

اللہ تجھے پاکی ہے اور انکے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے ۶ اور ان کی دعا کا خاتمہ

اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ

یہ ہے کہ سب خوبیوں سراہا اللہ جو رب ہے سارے جہان کا ۷ اور اگر اللہ لوگوں پر برائی

لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ

ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی جلدی کرتے ہیں ۸ تو ان کا وعدہ

اَجَلُهُمْ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ

پورا ہو چکا ہوتا ۹ تو ہم چھوڑتے انہیں جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ

کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں ۱۰ اور جب آدمی کو ۱۱ تکلیف پہنچتی ہے

دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا

ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے پھر جب ہم اس کی تکلیف

عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ

دور کر دیتے ہیں ۱۲ چل دیتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

۱۳ یوں ہی بھلے کر دکھائے ہیں حد سے بڑھنے والوں کو ان کے کام ۱۴

کے معجزات' آپ کی صفات اور قرآن شریف کی آیات ہیں۔ غفلت سے مراد ان کا انکار کرنا' یہ کفر ہے۔ اس کی وہ جزا ہے جو آگے مذکور ہے

ا۔ جہاں انہیں ہمیشہ رہنا۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمان اگرچہ بعض صورتوں میں دوزخ میں جائیں گے مگر دوزخ ان کی منزل ہوگی نہ کہ ٹھکانہ ۲۔ یعنی بقدر موقعہ اور بقدر طاقت لہٰذا جو کافر مومن ہوتے ہی مر جاوے ایسے ہی مسلمانوں کے ناسمجھ بچے جنتی ہیں کہ انہیں کسی عمل کا وقت ہی نہ ملا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ایسے ہی جو صحابہ اس وقت وفات پا گئے جب شرعی احکام بالکل نہ آئے تھے یا بہت کم آئے تھے جیسے حضرت خدیجہ اور ورقہ بن نوفل وغیرہ۔ یہ تمام جنتی ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ جنتی اپنے گھربار کو خود پہچان لے گا۔ کسی رہبر کی ضرورت نہ ہو گی یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کا داخلہ ایمان کی وجہ سے' اور وہاں کی نعمتیں اور درجات اعمال کی وجہ سے ہوں گے۔ یا محض رحمت الٰہی سے' مگر رب تعالیٰ کا دیدار اور حضور کی معیت یہ خاص فضل پروردگار ہو گا۔ ۴۔ یعنی جنتی لوگوں کے محلات کے نیچے دودھ' شہد' شراب طہور' خالص پانی کے دریا نہ بہیں گے بلکہ نہریں بہیں گی۔ نہر اور بحر میں فرق ہم پہلے بتا چکے ہیں ۵۔ یعنی جب رب تعالیٰ سے کچھ عرض و معروض کریں گے تو پہلے اس کی حمد و ثنا کریں گے جیسا کہ شاہی دربار کا قاعدہ ہے۔ آج بھی نمازی پہلے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھتا ہے۔ گویا وہ نماز کی حالت میں جنت میں ہوتا ہے ۶۔ کہ جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے تو سلام کریں گے۔ یا فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے معلوم ہوا کہ بوقت ملاقات سلام کرنا اور بوقت رخصت حمد الٰہی کرنا جنتی لوگوں کا مشغلہ ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کو [illegible]ت ہوا کرے گی۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں تمام عبادات ختم ہو جائیں گی۔ مگر حمد الٰہی وہاں بھی ہو گی۔ حضور کی نعت بھی بالواسطہ رب کی حمد ہی ہے۔ ۸۔ کافر کبھی شر کو ایسی جلدی چاہتا ہے جیسے خیر کو' کہ کہتا ہے' یا اللہ مجھے آج ہی ہلاک کر دے' ہم پر فوراً عذاب نازل فرما دے وغیرہ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہماری تمام دعائیں قبول نہ ہونا بھی رحمت ہے کہ ہم کبھی برائی کو بھلائی سمجھ لیتے ہیں' جیسے نادان بیمار طبیب سے میٹھی اور خوشنما دوا مانگتا ہے۔ مگر طبیب نہیں دیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غصّہ میں اپنے کو یا اپنے بال بچوں کو کوسنا نہ چاہیے ہر وقت رب تعالیٰ سے خیر ہی مانگے۔ نہ معلوم کون ساعت قبولیت کی ہو ۹۔ شان نزول۔ نضر بن حارث نے کہا تھا کہ خدایا اگر اسلام سچا دین ہے اور ہم اسے قبول نہیں کرتے تو ہم پر پتھر برساوے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں فرمایا گیا کہ بندہ جوش میں اپنے اور اپنے مال و عیال کے لئے بددعائیں کر لیتا ہے مگر رب کرم سے قبول نہیں فرماتا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ سرکش اور غافل کو لمبی عمر ملنی رب کا عذاب ہے' جیسے صالحین کی لمبی عمریں رب کی رحمت ہیں کہ کافر لمبی عمر میں گناہ زیادہ

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ

اور بیشک ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ہلاک فرمادیں جب وہ حد سے بڑھے لہ اور انکے رسول

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے ٹہ اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے ہم یوں ہی

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۱۳ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ

بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین

مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۴ وَاِذَا تُتْلٰى

کیا تہ کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو ٹہ اور جب ان پر

عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں ۵ تو وہ کہنے لگتے ہیں جنہیں ہم سے ملنے کی امید نہیں

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ

کہ اسکے سوا اور قرآن لے آئیے ٹہ یا اسی کو بدل دیجئے، تم فرماؤ مجھے نہیں پہنچتا کہ

اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى

میں اسے اپنی طرف سے ٹہ بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی

اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

ہوتی ہے ۵ میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا

عَظِيْمٍ ۝۱۵ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ

ڈر ہے ۵ تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے

بِهٖ ۫ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۶

خبر دار کرتا ٹہ تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں لہ

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۱۲ یا اسکی آیتیں

(بقیہ صفحہ ۳۳۲) کرے گا اور مومن نیکیاں بڑھائے گا ۱۱۔ یہاں آدمی سے مراد کافر آدمی ہے، اس لئے آگے انہیں مسرفین فرمایا گیا۔ یعنی کافر مصیبت کے وقت تو کھڑے اور بیٹھے ہم کو یاد کرتا ہے اور ہم سے دعائیں کرتا ہے اور آرام کے وقت ہم کو بھول جاتا ہے۔ مگر مومن ہر حال میں رب کو یاد رکھتا ہے۔ آرام میں شکر کے ساتھ۔ تکلیف میں صبر کے ساتھ۔ خوشی پر الحمد للہ پڑھتا ہے۔ غم پر انا للہ غرضکہ یاد اللہ ہی کو کرتا ہے۔ ۱۲۔ اس کی دعا کی وجہ سے یا ویسے ہی اپنے فضل و کرم سے، اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں البتہ آخرت میں ان کی کوئی دعا قبول نہ ہوگی۔ رب فرماتا ہے وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں ۱۳۔ یعنی مصیبت دور ہونے پر پھر پہلے کی طرح کفر و گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور اپنی تکلیف کا زمانہ بھول جاتا ہے۔ مومن اس مصیبت کو یاد رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ شکر کرتا رہتا ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ صرف مصیبت میں رب کو یاد کرنا اور آرام میں اسے بھول جانا طریقہ کفار ہے، مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر مومن کی صفت ہے

۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ گنہگار مومن اگرچہ کیسا ہی گناہ کرے مگر حد میں رہ کر کرتا ہے۔ کافر کتنا ہی چھوٹا گناہ کرے مگر حد سے نکل کر کرتا ہے۔ ایمان لانا حد میں رہنا ہے اور ایمان سے نکلنا حدِّ بندگی سے نکلنا ہے ۲۔ روشن دلیلوں سے مراد گزشتہ انبیاء کرام کے مختلف معجزات ہیں جو زمانوں کے لحاظ سے انہیں عطا ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا زور تھا۔ تو آپ کو اس کے مطابق معجزے ملے۔ جیسے مردے زندہ کرنا، اندھے کوڑھی اچھے کرنا وغیرہ۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا شور تھا، تو آپ کو اس زمانے کے مطابق معجزے ملے۔ لاٹھی کا سانپ بننا، ہاتھ کا سورج کی طرح چمکنا ۳۔ یہاں زمین سے مراد مطلق زمین ہے نہ کہ عرب شریف کی زمین، کیونکہ عرب کی زمین میں ان سے پہلے کوئی نبی نہ آئے جن کو جھٹلانے سے وہاں عذاب آیا ہو۔ ۴۔ یعنی تم لوگ گزشتہ لوگوں کی زمین میں آباد ہو تمہارے بعد دوسری قومیں اسی زمین میں آباد ہوں گی۔ جیسے یہ زمین ان سے تم تک پہنچی، ایسے ہی تم سے دوسروں تک پہنچے گی۔ لہٰذا اچھے اعمال کرو تاکہ اجر بھی پاؤ اور آئندہ نسلیں تمہیں اچھائی سے یاد کریں ۵۔ شان نزول۔ کفار مکہ کی ایک جماعت نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں، تو آپ کوئی دوسرا قرآن لائیں جس میں ہمارے بتوں کی برائی نہ ہو، اور ان کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو۔ اور اگر دوسرا قرآن اس طرح کا نازل نہ ہو سکے تو آپ خود ہی بنا لیں یا اس قرآن میں ہماری مرضی کے مطابق ترمیم کر دیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) خیال رہے کہ ان کفار کی یہ بکواس یا تمسخر کے لئے تھی یا امتحان کے طور پر، کچھ بھی ہو، وہ اپنے ارادے میں خائب و خاسر رہے ۶۔ یعنی ایسا قرآن لائیں جس میں ہمارے بتوں کی برائی نہ ہو۔ یا اس قرآن میں سے اس قسم کی آیات نکال دیں یا ان میں تبدیلی کر دیں ۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے تو نہیں بدل سکتا۔ ہاں رب تعالیٰ سے عرض کر کے بدلوا سکتا ہوں۔ جیسا کہ تحویل قبلہ وغیرہ واقعات میں ہوا کہ حضور کی مرضی کے مطابق آیات اتریں۔ بلکہ حضرت فاروق کی برکت سے رمضان شریف کی شب میں بیوی سے صحبت جائز ہوئی۔ لہٰذا وہابی اس آیت سے دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ اور حضور کو بالکل غیر مختار ثابت نہیں کر سکتے حضور کے اختیارات رب کی عطا سے ہیں۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی عبارت، اعراب، طریقہ تحریر سب رب کی طرف سے

بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

جھٹلائے بے شک مجرموں کا بھلا نہ ہوگا ۱؎ اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ

جو ان کا کچھ بھلا نہ کرے اور نہ برا ۲؎ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں

شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّــُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ

ہمارے سفارشی ہیں ۳؎ تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اسکے علم میں

فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں ۴؎ اسے پاکی اور برتری ہے ان کے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ

شرک سے ۵؎ اور لوگ ایک ہی امت تھے ۶؎ پھر مختلف ہوئے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا

اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی ۷؎ تو یہیں انکے اختلافوں کا

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ

ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی

مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ

کیوں نہیں اتری ۸؎ تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً

تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں ۹؎ اور جب کہ ہم آدمیوں کو رحمت کا مزہ

مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِىْۤ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ

دیتے ہیں کسی تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تھی ۱۰؎ جبھی وہ ہماری آیتوں کے ساتھ داؤں چلتے ہیں ۱۱؎

اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾

تم فرمادو اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے بیشک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں ۱۲؎

(بقیہ صفحہ ۳۳۳) ہے۔ تلاوت کا طریقہ بھی' ان میں سے کسی میں تبدیلی جائز نہیں ۹۔ اس آیت میں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا گیا ہے۔ یعنی اگر بالفرض میں بھی رب کا گناہ کروں اور قرآن کریم میں تبدیلی کروں تو مجھے بھی عذاب کا خطرہ ہو گا جیسے رب کا فرمان' کہ اگر رب کے بیٹا ہوتا تو پہلے میں اسے پوجتا ورنہ نہ حضور کا گناہ ممکن ہے نہ یہ خوف' خیال رہے کہ انبیاء کرام کو رب کا خوف بہت زیادہ ہوتا ہے مگر عذاب کا خوف نہ ہے نہ ہو گا وہ تو لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ کے مصداق ہیں بلکہ انہیں ہیبت الٰہی ہوتی ہے ۱۰۔ کیونکہ نہ میں نے کسی سے کچھ پڑھا نہ سیکھا۔ رب تعالیٰ نے مجھے سکھایا اور تمہیں تعلیم دینے کا حکم دیا۔ لہٰذا میرا قرآن پڑھنا' اس کے اسرار بیان کرنا' اس کے حکم سے ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور کا ہر کام رب کے حکم سے ہے ۱۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نبوت سے پہلے احکام قرآنی سے خبردار تھے۔ ظہور نبوت کے بعد تبلیغ شروع فرمائی اس لئے حضور نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا رب کے عابد اور نمازی پہلے سے ہی تھے۔ بلکہ جب پہلی وحی آئی تو حضور اعتکاف اور عبادات میں مشغول تھے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر مجھے جھوٹ بولنے' فسق و فجور کی عادت ہوتی تو اس سے پہلے ہی کلام گھڑ کر رب کی طرف نسبت کر دیا کرتا ۱۲۔ اس طرح کہ جھوٹی آیتیں لوگوں کو سنائے اور رب کی طرف ان کی نسبت کرے' یا غیر خدا کی پوجا کرے' بلکہ ہر کفر اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے نیز جھوٹی حدیثیں گھڑنا بھی اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے

۱۔ چنانچہ تجربہ ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ہمیشہ ذلیل و خوار ہوئے اور خراب حال میں مرے جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا حال اور ہمارے زمانہ میں غلام احمد قادیانی کا انجام گواہی دے رہا ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ ان کی عبادت سے کچھ فائدہ نہ ان کے نہ پوجنے سے کچھ نقصان۔ بلکہ معاملہ برعکس ہے' لہٰذا اس آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ پتھروں' چاند' سورج کو پوجتے تھے اور ان چیزوں سے بڑے فائدے پہنچتے ہیں۔ ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی سفارش سے ہمارے دنیاوی کاروبار چلا رہا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قیامت اور جنت دوزخ کے قائل نہ تھے نیز وہ بتوں کے متعلق دھونس کی شفاعت کے قائل تھے کیونکہ وہ بتوں کو الٰہ مان کر شفیع مانتے تھے اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نیز وہ غیر شفیع کو شفیع مانتے تھے۔ اسلامی شفاعت سے تین طرح فرق کرتے تھے۔ لہٰذا وہ مشرک تھے ۴۔ یعنی ان بتوں کی شفاعت نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں۔ اگر ہوتی تو رب تعالیٰ کے علم میں ہوتی۔ علم الٰہی کی نفی سے اصل نفی مراد ہے۔ ۵۔ خیال رہے کہ مشرکین کا ان بتوں کو شفیع مان کر پوجنا شرک تھا' یا دھونس و برابری کی شفاعت ماننا شرک تھا اس لئے یہاں یشرکون' فرمایا گیا انبیاء و اولیاء کی شفاعت برحق ہے۔ وہ شفاعت' وجاہت کی' محبت کی' اذن کی ہو گی۔ اسے شرک سمجھنا حماقت ہے۔ لہٰذا یہ آیت وہابیوں کی دلیل نہیں بن سکتی ۶۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ میں قتل ہابیل تک سارے لوگ مومن تھے یا طوفان نوح کے بعد زمین پر سب مومن رہ گئے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے سارے عرب مومن تھے پھر عمر بن لحی نے بت پرستی کی ابتداء کی۔ اس صورت میں لوگوں سے مراد خاص اہل عرب ہیں' یا اول فطرت میں سب لوگ مومن تھے کہ ہر بچہ ایمان پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہاں آکر کچھ ایمان پر رہتے ہیں کچھ کافر ہو جاتے ہیں (خزائن و روح) ۷۔ یعنی یہ فیصلہ کہ عذاب قیامت' قیامت کے بعد ہو گا۔ یا ہر امت کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ ۸۔ جو ہم چاہتے ہیں' جیسے صفا پہاڑ کو سونا بنا دینا' یا صالح علیہ السلام کی طرح پتھر سے

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ حَتّٰۤی اِذَا كُنْتُمْ
وہی ہے کہ تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی
فِی الْفُلْكِ وَ جَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا
میں ہو اور وہ اچھی ہوا سے انہیں لے کر چلیں اور اس پر
جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ
خوش ہوئے ۱؎ ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف سے لہروں نے
مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ
انہیں آلیا اور سمجھ لئے کہ ہم گھر گئے اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں ۲؎
لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ لَىِٕنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ
نرے اس کے بندے ہوکر ۳؎ کہ اگر تو اس سے ہمیں بچالے گا تو ہم ضرور شکر
الشّٰكِرِیْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ
گزار ہوں گے پھر جب اللہ انہیں بچالیتا ہے جبھی وہ زمین میں ناحق
بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ ۙ
زیادتی کرنے لگتے ہیں ۴؎ اے لوگو تمہاری زیادتی تمہارے ہی جانوں کا وبال ہے
مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؗ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ
۵؎ دنیا کے جیتے جی برت لو پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے ۶؎ اس وقت ہم تمہیں
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ
جتا دیں گے جو تمہارے کوتک تھے دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے ۷؎ جیسے وہ
اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ
پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب
مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ
گھنی ہوکر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا

(بقیہ صفحہ ۳۳۴) اونٹ وغیرہ نکال دینا' گویا ان لوگوں نے حضور کے بے شمار معجزات کا اعتبار ہی نہ کیا۔ ۹۔ تاویلات نجمیہ میں فرمایا کہ اس آیت میں غیب سے مراد عالم ملکوت ہے' جو ہم لوگوں سے پوشیدہ ہے' جہاں سے آیات قرآنیہ اور انبیاء کرام کے معجزات اترتے ہیں۔ تو مقصد یہ ہے کہ تمہارے مطلوبہ معجزات ظاہر کرنے پر میں بذات خود قادر نہیں' اللہ کے ارادے سے ظاہر فرماتا ہوں۔ اب جو انہیں نہ مان کر دوسرے معجزات مانگے وہ عذاب الٰہی کا مستحق ہے' لہٰذا اب تم عذاب کا انتظار کرو ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ کا ادب یہ ہے کہ رحمتوں کو اس کی طرف نسبت کرو اور آفات کو نہ کرو۔ کیونکہ رحمت کے لئے ارشاد ہوا اَذَقْنَا النَّاسَ ہم مزا چکھلویتے ہیں۔ اور تکلیف کے لئے فرمایا مَسَّتْهُمْ رب کی طرف نسبت نہ فرمایا گیا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے ۱۱۔ کفار مکہ پر سات سال تک قحط سالی مسلط رہی۔ قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں۔ پھر جب ان پر بارش ہوئی تو بجائے شکر کے اللہ کے دین کو برباد کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ غافلوں کا یہی حال ہے۔ وہ شکر نہیں کرتے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کاتبین اعمال کفار پر بھی مقرر ہیں جو ان کے ہر قول و عمل کو لکھتے ہیں۔ البتہ گناہ لکھنے والا فرشتہ تو لکھتا رہتا ہے اور نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اس پر گواہ رہتا ہے۔ وہ کچھ نہیں لکھتا کیونکہ ان کی نیکی نیکی نہیں۔ جیسے اللہ کے خاص مقبولوں کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسرا فرشتہ گواہ ہوتا ہے۔ (تفسیر روح البیان)

۱۔ معلوم ہوا کہ رب کی نعمت پر تکبر کرنا اترانا برا ہے۔ شکر کی خوشی کرنا محبوب ہے۔ اگر یہ خوشی خدا کے شکر کی کرتے تو اس کے فرمانبردار بن جاتے ۲۔ یعنی کفار آرام میں اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور مصیبت میں بتوں کو۔ خیال رہے کہ بوقت مصیبت اللہ کے مقبول بندوں کو مدد کے لئے پکارنا کفر نہیں۔ قیامت کی آفت میں سب شفیع کو ہی ڈھونڈیں گے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق اور علم القرآن میں دیکھو۔ یہ آیت بت پرستوں کے متعلق ہے۔ ۳۔ یعنی صرف اللہ کو پکارتے ہیں' بتوں کو نہیں پکارتے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کو پکارنا' اس سے دعا مانگنا عبادت ہے مگر جب ایمان کے ساتھ ہو۔ کافر کے یہ کام بھی کفر میں شمار ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایمان اضطراری معتبر نہیں۔ ایمان اختیاری کا اعتبار ہے۔ کیونکہ کفار مضطر ہو کر ایمان اختیار کرتے تھے جب اضطرار ختم ہو جاتا تو ان کا ایمان بھی ختم ہو جاتا۔ اسی لئے مرتے وقت کافر کا ایمان معتبر نہیں۔ گنہگار مومن کی توبہ قبول ہے فرعون کا ایمان بوقت غرقابی اسی لئے قبول نہ ہوا۔ ۴۔ یعنی وہ خود بھی اپنے کو ناحق سمجھتے ہیں ورنہ فساد کبھی حق کا ہوتا ہی نہیں۔ لہٰذا یہ قید اتفاقی نہیں احترازی ہے۔ ۵۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ تمہارے فسادات سے اسلام رک نہ سکے گا بلکہ اس سے تم پر ہی وبال پڑے گا' ایسا ہی ہوا' سورج کو پھونکیں مارنے سے سورج نہیں بجھتا' پھونکنے والا ہی تھکتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا سامان کافر کے لئے بعد موت کام نہیں آتا' لیکن مومن کو اس کی دنیا بعد موت بلکہ قیامت میں بھی کام آئے گی' وہ دنیا میں صدقہ جاریہ کر کے جاتا ہے بلکہ خود بھی دنیا کو اللہ کے لئے استعمال کرتا ہے۔ جس پر ثواب کا مستحق ہوتا ہے ۷۔ خیال رہے' کہ کافر کی زندگی حیات دنیا ہے اور مومن کی زندگی دینی زندگی ہے' کیونکہ کافر کی زندگی خودی کے لئے ہے اور مومن کی زندگی خدا کے لئے وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لہٰذا یہاں کفار کی زندگی کی یہ مثال بیان ہو رہی ہے مومن کی زندگی دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہے' اللہ نصیب فرمادے۔

الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ

سنگار لے لیا ؁ اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ

قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا

یہ ہمارے بس میں آ گئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں ؂ تو ہم نے اسے

حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ؃ ہم یوں ہی آیتیں مفصل

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ

بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کیلئے ؄ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف

السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾

پکارتا ہے ؅ اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے ؆

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ

بھلائی والوں ؇ کیلئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد ؈ اور ان کے منہ پر نہ

وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

چڑھے گی سیاہی اور نہ خواری ؉ وہی جنت والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ؊ اور جنہوں نے برائیاں کمائیں ؋ تو برائی کا بدلہ

سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

اسی جیسا اور ان پر ذلت چڑھے گی ؁؁ انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی

عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ

نہ ہوگا ؁؂ گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے ٹکڑے چڑھا دیئے

مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾

ہیں ؁؃ وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ؁؄

۱۔ دنیاوی زندگی کو بارش کے پانی سے تشبیہ چند وجہ سے دی گئی ہے' اولاً" یہ کہ کنوئیں' تالاب کا پانی قبضہ میں ہوتا ہے مگر بارش کا پانی قبضہ میں نہیں ہوتا' ایسے ہی دنیا کے حالات ہمارے قبضہ سے باہر ہیں' دوسرے یہ کہ بارش کبھی ضرورت سے زیادہ آ جاتی ہے' کبھی کم' کبھی بالکل نہیں' ایسے ہی دنیا کا حال ہے۔ تیسرے یہ کہ بارش آنے کا وقت معلوم نہیں ہوتا ایسے ہی دنیا ہے چوتھے یہ کہ اگر بارش نہ ہو تو مصیبت' اگر زیادہ ہو' تو آفت' ایسے ہی دنیا نہ ہو' تو تکلیف زیادہ ہو تو آفت ہے ۲۔ ایسے ہی کافر بہت مشقت سے دنیا جمع کرتا ہے' جب جمع ہو جاتی ہے' تو سمجھتا ہے' کہ اب یہ میری ہو چکی' ہر طرح اس پر تصرف کروں گا کہ اچانک یا تو مرجاتا ہے یا دنیا اس سے ایسی رخصت ہو جاتی ہے' کہ کف افسوس ملتا رہ جاتا ہے' خیال رکھو کہ بارش کا پانی باغ میں پڑ کر پھول اگاتا ہے۔ اور خار میں پہنچ کر کانٹے' دنیا کافر کے پاس پہنچ کر کفر بڑھاتی ہے اور مومن کے پاس جا کر ایمان میں برکت دیتی ہے' ابوجہل نے مال سے دوزخ خرید لیا' عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس مال سے جنت' بلکہ وہاں کا کوثر خرید لیا' یہ تشبیہ مرکب ہے اور نہایت اعلیٰ ۳۔ ایسے ہی دنیا اکثر ایسے وقت دھوکا دے جاتی ہے۔ جب اس کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب اس کے قبضہ میں آجانے کی امید قوی ہو چکتی ہے۔ اس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے لہٰذا اس پر کبھی گھمنڈ نہ کرنا چاہیے ۴۔ یعنی دنیا کی ناپائیداری اور یہاں مصیبتوں کا اچانک آ جانا بھی عقلمند کو درس عبرت دیتا ہے۔ اس سے ان کا ایمان اور قوی ہو جاتا ہے۔ بلکہ بہت سے غافل دنیا کھو کر اپنی آنکھیں کھول لیتے ہیں رب کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں ۵۔ دار السلام سے مراد جنت ہے جہاں موت اور تمام امراض سے سلامتی اور امن ہے۔ جنت کا اول عطا درمیان رضا' آخر بقا ہے۔ یا دار السلام حضور کا اور مقبول بندوں کا دل ہے' جو سلام یعنی رب تعالیٰ کا گھر ہے اور نفسانی عیوب' حسد' کینہ وغیرہ سے پاک ہے ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول کا بلانا اللہ کا ہی بلانا ہے۔ کیونکہ انہیں حضور بلاتے تھے۔ مگر رب نے فرمایا کہ اللہ بلاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جنت سلامتی کا گھر ہے کہ وہاں نہ فنا ہے نہ کوئی آفت' نہ مصیبت تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی دعوت تو عام ہے مگر اس کی ہدایت خاص ہے۔ بلایا سب کو جا رہا ہے مگر ہدایت کسی کسی کو ملتی ہے۔ سیدھی راہ سے مراد اسلام ہے جو جنت کا سیدھا راستہ ہے۔ ۷۔ بھلائی و احسان سے مراد ایمان و تقوٰی ہے کہ ایمان دل کی بھلائی ہے اور تقوای جسم کی بھلائی۔ یا احسان سے مراد اخلاص فی العبادت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو نماز ایسی پڑھے کہ تو رب کو دیکھ رہا ہے ورنہ ایسی پڑھ کہ رب تجھے دیکھ رہا ہے۔ سبحان اللہ! ۸۔ حسنیٰ سے مراد جنت ہے اور زیادۃٌ سے مراد دیدار الٰہی کیونکہ یہ کسی عمل کی جزا نہیں۔ یا حسنیٰ سے مراد اعمال کی جزا اور زیادۃٌ سے مراد زیادتیاں۔ جیسے ایک کا دس گنا یا اس سے بھی زیادہ ۹۔ بلکہ مومن کے منہ انشاء اللہ اجیالے ہوں گے' اولیاء اللہ کے منہ چمکیلے' انبیاء کرام اور خاص محبوبوں کے چہرے سورج سے زیادہ منور ہوں گے۔ لہٰذا چہروں سے مرتبوں کی پہچان بھی ہو جائے گی۔ ۱۰۔ نہ موت پا کر نکلیں نہ زندہ رہ کر' معلوم ہوا کہ جو شخص جزا و ثواب کے لئے جنت میں داخل ہو جائے گا وہ وہاں سے نکالا نہ جائے گا۔ آدم علیہ السلام اور معراج میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ثواب و جزا کے لئے جنت میں تشریف نہ لے گئے تھے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ یہ آیت حدیث معراج کے خلاف نہیں' ۱۱۔ یہاں برائیوں سے مراد عقیدے کی برائیاں ہیں نہ کہ اعمال کی۔ کیونکہ جو سزا بیان ہو رہی ہے وہ کفار کی ہے۔ بدعملی سے مومن

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ
اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے ۱؎ پھر مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو
أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا
تم اور تمہارے شریک ۲؎ تو ہم انہیں مسلمانوں سے جدا کر دیں گے اور انکے شریک
كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿۲۸﴾ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا
ان سے کہیں گے تم ہمیں کب پوجتے تھے ۳؎ تو اللہ گواہ کافی ہے ہم میں
وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ
اور تم میں کہ ہمیں تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی ۴؎ یہاں ہر جان
تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ
جانچ لے گی جو آگے بھیجا ۵؎ اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے ۶؎ جو انکا
الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۳۰﴾ قُلْ مَنْ
سچا مولیٰ ہے اور انکی ساری بناوٹیں ان سے گم ہو جائیں گی ۷؎ تم فرماؤ ۸؎
يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ
تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے ۹؎ یا کون مالک ہے کان
وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ
اور آنکھوں کا ۱۰؎ اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے
الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ
مردہ کو زندہ سے ۱۱؎ اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ
فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۱﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا
۱۲؎ تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے ۱۳؎ تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب پھر حق کے بعد
بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿۳۲﴾ كَذَٰلِكَ
کیا ہے مگر گمراہی ۱۴؎ پھر کہاں پھرے جاتے ہو یوں ہی ثابت

ربع ۳ / ۸

(بقیہ صفحہ ۳۳۶) کافر نہیں ہو جاتا ۱۲۔ کیونکہ وہاں دل کی حالت چہرے سے ظاہر ہو گی جیسے دنیا میں بعض اندرونی بیماریاں چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہیں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو بچانے والے ہوں گے۔ کیونکہ بچانے والوں کا نہ ہونا' کفار کا عذاب ہے۔ پیغمبر اور نیک اولاد مشائخ و علماء محشر میں سب مسلمانوں کے کام آویں گے۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر چہروں ہی سے معلوم ہو جاویں گے۔ رب فرماتا ہے يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ اور فرماتا ہے تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ' لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ حضور کو مرتدین کی پہچان نہ ہو گی بلکہ مومنوں میں بھی گنہگار و نیک کار چہروں سے ممتاز ہوں گے ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں کالا منہ صرف کافروں کا ہو گا جنہیں دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے گنہگاروں کے منہ پر غبار ہو گا اور دیگر آثار سیاہی کے علاوہ جیسا کہ پیشہ ور بھکاری کے منہ پر گوشت نہ ہو گا اور بیویوں میں انصاف نہ کرنے والے کی ایک کروٹ نہ ہو گی۔ بخیل کے کندھوں پر اس کا مال کالے سانپ کی شکل میں سوار ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

۱۔ اس سے پتہ لگا کہ قیامت میں اولاً سارے کافر و مومن اکٹھے کھڑے ہوں گے۔ پھر مومن کفار سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ ارشاد ہو گا۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ مومنوں کو چاہیے کہ دنیا میں بھی شکل و صورت و سیرت میں کفار سے ممتاز رہیں ۲۔ یعنی لات و منات و عزیٰ وغیرہ بت اس میں وہ انبیاء کرام داخل نہیں جن کو ان کی قوم نے پوجا' جیسا کہ بعض کا گمان فاسد ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بتوں کو قوت گویائی دے گا۔ وہ اپنے پجاریوں کی مخالفت کریں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں شرکاء سے مراد فرشتے اور انبیاء نہیں کیونکہ یہ حضرات تو مشرکین کے کرتوت سے خبردار تھے۔ پھر وہ کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ نیز یہ آیت مکی ہے اس میں مشرکین مکہ سے خطاب ہے اور مشرکین مکہ انبیاء کو نہ مانتے تھے ۴۔ کیونکہ ہم بے جان' بے شعور لکڑی پتھر تھے' یا ہم تم سے پہلے مر کر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو چکے تھے۔ تمہاری خبر کیا رکھتے۔ یہ کلام یا تو لکڑی' پتھروں کا ہو گا جن کی پوجا کی جاتی تھی' یا ان کا جن کے نام پر یہ بت تراشے گئے جیسے لات' منات وغیرہ۔ لہٰذا آیت بالکل ظاہر ہے۔ ۵۔ یعنی جنت و دوزخ میں جانے سے پہلے میدان قیامت ہی میں ہر ایک کو اپنے اعمال کی حقیقت اور کیفیت معلوم ہو جائے گی ۶۔ رب تعالیٰ کی سزا و جزا کی طرف' یعنی دوزخ و جنت' مبارک ہیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنے اعمال کو خود جانچتے رہتے ہیں۔ حساب دینے سے پہلے اپنا حساب خود لے لو ۷۔ یعنی یہ بت وغیرہ ان کے کام نہ آئیں گے باطل و بے حقیقت ثابت ہوں گے۔ ورنہ حقیقتہً گم نہ ہوں گے بلکہ انہیں ایذا دینے کے لئے دوزخ میں ان کے ساتھ ہوں گے حتیٰ کہ سورج و چاند بھی وہاں ہوں گے ۸۔ ان کافروں سے پوچھو' بطور سرزنش' معلوم ہوا کہ ہر پوچھنا' پوچھنے والے کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا۔ یہ سوال اقرار کرانے کے لئے ہے ۹۔ سمانوں سے بارش برسا کر' اور زمین سے سبزہ اگا کر لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ سب کا معدن آسمان ہے مگر زمین بعض کا خزانہ ہے ۱۰۔ تمہارے کان' آنکھیں اور ان کی قوتیں کس کے قبضہ میں ہیں کہ جب چاہے تمہیں دے دے اور جب چاہے تم سے چھین لے معلوم ہوا کہ اپنی بے بسی سے رب کی قدرت' یعنی محتاجی سے رب کی غنا معلوم ہوتی ہے صوفیاء فرماتے ہیں جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے رب تعالیٰ کو پہچان لیا۔ ۱۱۔ انسان کو نطفہ سے اور نطفہ انسان سے' مومن کافر سے اور کافر مومن سے' جاہل عالم سے اور عالم جاہل سے ۱۲۔ یعنی کفار رب تعالیٰ کو

(بقیہ صفحہ ۳۳۷) مالک، خالق اور مدبر امر مانتے ہیں، پھر اپنے بتوں کو رب کی مثل مانتے ہیں کہ رب کو ان کا حاجت مند مانتے ہیں، لہٰذا وہ مشرک ہیں، رب فرماتا ہے کہ کفار بتوں سے کہیں گے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور بعض کفار تو اپنے بتوں کو مستقل خالق وغیرہ مانتے تھے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ وہ حضور کا انکار کر کے رب کی ان تمام صفات کے اقراری تھے لہٰذا مشرک ہی رہے۔ سچا موحد وہ ہے جو حضور کے توسط سے رب کو مانے خیال رہے کہ حقیقی مدبر امر رب تعالیٰ ہے مگر اس کے بنائے اس کے بعض بندے بھی مدبر امر ہیں۔ رب تعالیٰ فرشتوں کے متعلق فرماتا ہے۔ وَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ایسے ہی بعض تکوینی اولیاء عالم کی تدبیر اور انتظام کرنے پر مامور ہیں جنہیں غوث و قطب وغیرہ کہا جاتا ہے ۱۳۔ یعنی کیوں نہیں ڈرتے اللہ سے یا کیوں نہیں بچتے دوزخ سے، اس طرح کہ میرا دامن پکڑ لو۔ میرا دامن کونین میں امن کا ذریعہ ہے ۱۴۔ یعنی اللہ کی عبادت حق اور بتوں کی پوجا گمراہی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض اعمال کو بھی گمراہی کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ وہ بدعقیدگی کی علامت ہوں، ورنہ گمراہی عقیدے کا نام ہے، ہدایت کا مقابل

حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾
یونہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر[۱] تو وہ ایمان نہیں لائیں گے[۲]

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ
تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ اوّل بنائے پھر فنا کے بعد دوبارہ

قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ
بنائے[۳] تم فرماؤ اللہ اوّل بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا[۴] تو کہاں اوندھے

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ
جاتے ہو، تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ حق کی راہ دکھائے[۵] تم فرماؤ کہ اللہ

يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ
حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق کی راہ دکھائے[۶] اس کے حکم پر چلنا چاہیئے

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ
یا اس کے جو خود ہی راہ نہ پائے جب تک راہ نہ دکھایا جائے[۷] تو تمہیں کیا ہوا

تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا
کیسا حکم لگاتے ہو اور ان میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر[۸] بیشک گمان

يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾
حق کا کچھ کام نہیں دیتا[۹] بیشک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے[۱۰]

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے[۱۱]

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ
ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے[۱۲] اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے[۱۳]

الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں[۱۴] پروردگار عالم کی طرف سے ہے کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے

۱۔ یہاں فاسقوں سے مراد وہ فاسق اعتقادی کفار ہیں جن کے کفر پر مرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے، اور رب کی بات سے مراد اللہ کا یہ فرمان ہے۔ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ یعنی ہم ان سے دوزخ بھریں گے ۲۔ کیونکہ ان کا نام رب تعالیٰ کے ہاں کفار کی فہرست میں آ چکا ہے۔ وہ اپنے اختیار خوشی سے ہمیشہ بری باتیں ہی اختیار کریں گے ۳۔ یعنی واقع میں نہ کہ ان کے عقیدے میں، کیونکہ مشرکین عرب قیامت کے قائل نہ تھے اور سورۃ یونس مکیہ ہے اس میں خطابات مشرکین مکہ سے ہو رہے ہیں ۴۔ اس طرح کہ ہر ایک کے اصلی اجزاء پر دوبارہ بدن قائم فرمائے گا۔ اگرچہ اس وقت شکل و صورت میں فرق ہو گا۔ لیکن چونکہ اصلی اجزا وہی ہوں گے اس لئے اس بنانے کا نام اعادہ ہوا جیسے آج ہم ایک بوڑھے آدمی کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جو فلاں کے گھر پیدا ہوا تھا حالانکہ اس وقت شکل اور تھی، اور اب اور لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ اس طرح کہ دنیا میں رسول بھیجے۔ ان پر معجزات اور کتابیں اتاریں اور دنیا والوں کے سامنے دلائل قدرت قائم فرمائے ۶۔ حواس و عقل بخشے، پیغمبر بھیجے، ان پر وحی نازل فرمائے۔ یہ سب تمہاری ہدایت کے لئے ہے تمہیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے ۷۔ اس طرح کہ بتوں کو جب تک تم خود اٹھا کر دوسری جگہ نہ رکھو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہاں شرکاء سے مراد ان کے بے جان بت ہیں نہ کہ انبیاء کرام کیونکہ وہ حضرات تو ہدایت دینے ہی کے لئے بھیجے گئے۔ رب فرماتا ہے اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۸۔ یعنی بت پرستوں کے پاس اپنی بت پرستی کے درست ہونے کی کوئی دلیل نہیں صرف اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کے باپ دادے کرتے چلے آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بے دین کو خود اپنے مذہب پر یقین نہیں ہوتا۔ یہاں اکثر اس لئے فرمایا گیا کہ بعض بُت پرست وہ بھی تھے جن کو اپنے جھوٹے ہونے اور اسلام کے سچے ہونے کا یقین کامل تھا۔ محض اپنی آمدنی اور عزت قائم رکھنے کے لئے ڈٹے ہوئے تھے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے فرمان کے مقابلہ میں اپنے قیاس و گمان گمراہی کا سبب ہیں اور شریعت کے مطابق قیاس و گمان ہدایت کا موجب ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۱۰۔ کہ وہ عقاید میں محض گمانوں پر کاربند ہیں حالانکہ مسائل عقیدہ یقینی چاہئیں جن کا ماخذ وحی الٰہی ہے نہ کہ ان کے اٹکل پچو قیاس و گمان ۱۱۔ کفار کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود قرآنی آیات بنا لیتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۳۳۸) اور پھر رب کی طرف منسوب فرمادیتے ہیں (نعوذ باللہ) اس آیت میں ان کی بلیغ تردید ہے کہ قرآن کی ایک آیت تم سارے فصحاء بلغاء سے نہ بن سکی تو حضور تمہا سارا قرآن کیسے بنا لیتے ہیں۔ جس کی مثل پر انسان قادر نہ ہو' وہ خدائی چیز ہے جیسے سورج' چاند' تارے وغیرہ۔ تو اس ہی دلیل سے تم نے قرآن کا کلام اللہ ہونا جان لیا ہوتا۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد کوئی نبی کوئی کتاب آنے والی نہیں کیونکہ قرآن صرف تصدیق کرتا ہے کسی نبی کی بشارت نہیں دیتا۔ پچھلوں کی تصدیق ہوتی ہے اور آئندہ کی بشارت ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قرآن میں لوح محفوظ کی پوری تفصیل ہے اور لوح محفوظ میں سارے علوم ہیں اور سارا

اَفْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

اسے بنا لیا ہے ۱؎ تم فرماؤ تو اس جیسی ایک سورۃ لے آؤ ۲؎ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا

سب کو بلا لاؤ ۳؎ اگر تم سچے ہو بلکہ اسے جھٹلایا جس

لَمْ یُحِیْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا یَاْتِهِمْ تَاْوِیْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ

کے علم پر قابو نہ پایا ۴؎ اور ابھی انہوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا ۵؎ ایسے

كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام

الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا

ہوا ۶؎ اور ان میں کوئی اس پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر

یُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ

ایمان نہیں لاتا ہے ۷؎ اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے ۸؎ اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں

فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِیْٓـُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ

تو فرما دو کہ میرے لئے میری کرنی ۹؎ اور تمہارے لئے تمہاری کرنی تمہیں میرے

وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُوْنَ

کام سے علاقہ نہیں اور مجھے تمہارے کام سے تعلق نہیں ۱۰؎ اور ان میں کوئی وہ ہیں جو

اِلَیْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾

تمہاری طرف کان لگاتے ہیں ۱۱؎ تو کیا تم بہروں کو سنا دو گے اگرچہ انہیں عقل نہ ہو ۱۲؎

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْظُرُ اِلَیْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعُمْیَ وَلَوْ كَانُوْا

اور ان میں کوئی تمہاری طرف تکتا ہے ۱۳؎ کیا تم اندھوں کو راہ دکھا دو گے اگرچہ وہ

لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْـًٔا وَّلٰكِنَّ

نہ سوجھیں ۱۴؎ بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ۱۵؎ ہاں لوگ ہی

قرآن حضور کے علم میں' لہٰذا حضور کو رب نے سارے علوم بخشے ۱۴۔ اب جو اس آیت میں شک کرے کہ قرآن میں سارے علوم ہیں وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اور جو اس میں شک کرے کہ حضور کو قرآن کا پورا علم ہے وہ اس آیت کا منکر ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ قرآن پاک کی عبارت' اس کی ترتیب' اعراب' سب کچھ رب کی طرف سے ہیں۔ جو ترتیب سے انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے

۱۔ کفار مکہ قرآن کریم کے متعلق کبھی کہتے تھے کہ حضور نے خود بنا لیا کبھی کہتے کہ انہیں کوئی سکھا جاتا ہے۔ کبھی کہتے تھے کہ شعر ہے۔ کبھی کہتے جادو ہے۔ مختلف آیات میں ان کی مختلف بکواس کی تردید کی گئی ہے۔ یہاں ان کے پہلے اتہام کی تردید ہے۔ ۲۔ یعنی چھوٹی سی سورت جو قُلْ هُوَ اللّٰهُ یا اِنَّا اَعْطَیْنٰا کے برابر ہو جیسا کہ سورت کی تنکیر سے معلوم ہوتا ہے' ثابت ہوا کہ قرآن بے مثل ہے ' ایسے ہی قرآن والے محبوب بے مثل ہیں' بلکہ ان کی ازواج مطہرات بھی بے مثل ہیں۔ رب فرماتا ہے لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اگر کفار نے ایک آیت بھی اس کی مثل بنائی ہوتی تو آج تک اسے شائع کرتے معلوم ہوا کہ نہ بنی' نہ بن سکتی ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ خدائی مصنوع اور انسانی مصنوع میں فرق یہ ہے کہ جس کی مثل انسان سے بن سکے وہ انسانی چیز ہے ورنہ خدائی مصنوع ہے۔ بجلی و گیس انسانی چیزیں ہیں جگنو خدائی مصنوع ہے' دوسرے یہ کہ ماسوا اللہ کو مدد کے لئے بلانا جائز ہے ۴۔ یا تو اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ کفار نے قرآن کا بے سوچے سمجھے انکار کر دیا محض اندھی تقلید میں' یا یہ مطلب ہے کہ ایسی کتاب اعظم کا انکار کیا جس کے علوم و حکمتوں کو عقل انسانی نہیں گھیر سکتی۔ ۵۔ یعنی قرآن کریم فصاحت و بلاغت میں بھی معجزہ ہے اور غیبی خبریں دینے میں بھی۔ ان بدنصیبوں نے قرآنی خبروں کے وقوع کا انتظار تو کیا ہوتا۔ ۶۔ ایسے ہی انکا انجام بھی ہو گا یا ہونا چاہیے' اور اس سے معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے۔ یعنی علت مشترکہ کیوجہ سے حکم مشترک کرنا۔ جو قیاس کا انکار کرے اور وہ ان آیات کا منکر ہے ۷۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ موجودہ مکہ والے نہ تو سارے ایمان لائیں گے نہ سارے ایمان سے محروم رہیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑی سے بڑی مفید چیز سے بھی تمام لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ سورج سے چمگادڑ اور بارش سے شور زمین فائدہ نہیں اٹھاتی ۸۔ یعنی قرآن کے منکرین بعض غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور بعض حسد و عناد میں' پہلوں کو ہدایت مل سکے گی۔ دوسروں کو نہیں کیونکہ یہ مفسدین ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور کی نیکیاں ہم گنہگار مسلمانوں کا بیڑا پار کر دیں گی۔ حضور کی نیکیاں کفار کے کام نہ آئیں گی کیونکہ اس مضمون کو تکذیب پر معلق کیا گیا۔ حضور نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور ہماری شفاعت فرمائیں گے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبی

(بقیہ صفحہ ۳۳۹) کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان سے بری نہیں بلکہ انشاء اللہ اس کی نیکیاں قبول کرانے گناہ بخشوانے کے ذمہ دار ہیں رب فرماتا ہے۔ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ تمہارے گناہ ان کے ذمہ ہیں۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی یہ بھی ایک قراۃ بیان فرمائی اور یہ معنی کئے دیکھو روح البیان زیر آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ یا یہ مطلب ہے کہ اے کافرو! میرے اعمال سے تم کو فائدہ نہیں اور تمہارے اعمال سے مجھے نقصان نہیں۔ مسلمان حضور کے اعمال سے فائدہ اٹھائیں گے ۱۱۔ یعنی تمہارا کلام خوب غور سے سنتے ہیں مگر قبول کرنے کے لئے نہیں بلکہ عیب نکالنے کی نیت سے اور مذاق اڑانے کے لئے اس سے معلوم ہوا کہ وہی سننا فائدہ مند ہوتا ہے جو ماننے

النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ

اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ۱؎ اور جس دن انہیں اٹھائے گا گویا دنیا

يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ۭ قَدْ

میں نہ رہے تھے ۲؎ مگر اس دن کی ایک گھڑی ۳؎ آپس میں پہچان کریں گے ۴؎ کہ

خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾

پورے گھاٹے میں رہے وہ جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا اور ہدایت پر نہ تھے ۵؎

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا

اور اگر ہم تمہیں دکھادیں کچھ ۶؎ اس میں سے جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں ۷؎ یا تمہیں پہلے ہی اپنے

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ

پاس بلالیں ۸؎ بہرحال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے ۹؎ پھر اللہ گواہ ہے ان کے کاموں

اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

پر اور ہر امت میں ایک رسول ہوا ۱۰؎ جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ان پر انصاف کا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

فیصلہ کردیا جاتا ۱۱؎ اور ان پر ظلم نہیں ہوتا اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا ۱۲؎ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَاۗءَ

سچے ہو ۱۳؎ تم فرماؤ میں اپنی جان کے برے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو

اللّٰهُ ۭ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۭ اِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اللہ چاہے ۱۴؎ ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے ۱۵؎ جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ

نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں ۱۶؎ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب تم پر

بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

رات کو آئے یا دن کو ۱۷؎ تو اس میں وہ کونسی چیز ہے کہ مجرموں کو جس کی جلدی ہے ۱۸؎

کی نیت سے سنا جائے حضور کو دیکھنا صحابی بنادیتا ہے مگر ہر دیکھنا نہیں، جو محبت و ایمان سے ہو، ماں باپ اور عالم دین کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے مگر وہ دیکھنا جو محبت سے ہو ۱۲۔ اس آخری عبارت سے معلوم ہوا کہ یہاں بہروں سے مراد دل کے بہرے ہیں یعنی کفار، ورنہ کان کے بہرے کبھی عاقل بھی ہوتے ہیں۔ ۱۳۔ یعنی صرف دماغ والی آنکھوں سے، دل کی آنکھوں سے نہیں جس سے صحابی بن جائے۔ جو حضور کو محمد بن عبداللہ ہونے کے لحاظ سے دیکھے وہ محروم ازلی ہے اور جو محمد رسول اللہ ہونے کے لحاظ سے دیکھے وہ جنتی ہے اس لئے ان دیکھنے والوں کو اللہ نے اندھا فرمایا یعنی دل کے اندھے جنہیں ہدایت نہ نصیب ہو سکے۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ جمال مصطفوی کو دیکھنے والی نگاہ اور ہوتی ہے جس سے یہ اندھے ہیں وہی نگاہ انسان کو صحابی بناتی ہے، ورنہ ابوجہل نے حضور کو دیکھا مگر صحابی نہ بنا کیونکہ اس نے اس نگاہ سے نہ دیکھا جو نبی کو دیکھنے کی ہے، ہم ماں کو اور نظر سے دیکھتے ہیں، بہن کو اور نظر سے، بیوی کو اور نظر سے، ایسے ہی حضور کو اور نظر سے دیکھو ۱۵۔ اس لئے اس نے ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے اور ان پر وحی اتاری تا کہ جسمانی پرورش کی طرح روحانی پرورش بھی فرمادے

۱۔ کہ کفر کرکے اپنے نفس کو دوزخ کا مستحق کرلیتے ہیں، اپنے پر ظلم کرنے والا، دوسروں پر ظلم کرنے والوں سے زیادہ ظالم ہے کیونکہ اپنے نفس کا حق ہم پر سب سے زیادہ ہے ۲۔ اس ترجمہ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اس ٹھہرنے سے دنیا میں ٹھہرنا مراد ہے نہ کہ قبر میں رہنا۔ لہٰذا معتزلہ اس سے عذاب قبر کی نفی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایک گھڑی ہے ۳۔ نہ کہ رات کی ایک گھڑی، کیونکہ دن کی گھڑیاں ہر شخص کو محسوس ہوتی ہیں، رات کی گھڑیاں محسوس نہیں ہوتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن اپنی دنیاوی زندگی کا اندازہ صحیح کرے گا۔ مومن ہوش میں ہوگا کافر عقل و حواس کھو چکے ہوں گے ۴۔ قیامت کے حالات مختلف ہوں گے۔ ایک وقت تو ایک دوسرے کو پہچانیں گے دوسرے وقت نہ پہچانیں گے لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ کفار قبور سے اٹھتے وقت ایک دوسرے کو پہچانیں گے، پھر وحشت قیامت میں نہ پہچان سکیں گے ۵۔ کافر اپنی تجارت میں بڑے گھاٹے میں رہا کہ اس نے ایمان بیچ کر کفر اور آخرت بیچ کر دنیا اختیار کی۔ ۶۔ خیال رہے یہاں دکھانے سے مراد اس حیات ظاہری شریف میں دکھانا ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات بھی تمام عالم کو کف دست کی طرح ملاحظہ فرمارہے ہیں۔ ہر ایک کا سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں ۷۔ یہاں دکھانے کے مقابلہ میں نہ دکھانا ارشاد نہ فرمایا بلکہ وفات دینا ارشاد ہوا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور وفات کے بعد دنیا سے بے خبر ہیں۔ ۸۔ مجبوراً موت کے بعد، خیال رہے کہ رب کی طرف اختیاری طور پر رجوع کرنا باعث ثواب ہے، اضطراری رجوع تو کافروں کو بھی ہوگا ۹۔ یہاں وہ امتیں مراد

أَثُمَّ إِذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ۚ آلْآنَ وَقَدْ كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾

تو کیا جب ہو پڑے گا اس وقت اس کا یقین کرو گے کیا اب مانتے ہو پہلے تو اس کی جلدی مچا رہے تھے

ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ

پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ عذاب چکھو ۲ تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا

إِلَّا بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾ وَيَسْتَنبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ

مگر وہی جو کماتے تھے ۳ اور تم سے پوچھتے ہیں کیا وہ حق ہے ۴ تم فرماؤ

إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾ وَلَوْ أَنَّ

ہاں میرے رب کی قسم بے شک وہ ضرور حق ہے ۵ اور تم کچھ تھکا نہ سکو گے ۶ اور اگر

لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهِ ۗ وَأَسَرُّوا

ہر ظالم جان ۷ زمین میں جو کچھ ہے سب کی مالک ہوتی ضرور اپنی جان چھڑانے میں دیتی

النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ ۚ

اور دل میں چپکے پشیمان ہوئے ۸ جب عذاب دیکھا اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

دیا گیا ۹ اور ان پر ظلم نہ ہو گا سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَالْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا

اور زمین میں ۱۰ سن لو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر ان میں اکثر کو خبر

يَعْلَمُونَ ﴿٥٥﴾ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾

نہیں ۱۱ اور وہ جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھرو گے ۱۲

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ

اے لوگو ۱۳ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں

لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾

کی صحت ۱۴ اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے ۱۵

وقف النبی علیہ السلام

۱۔ یعنی عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں ہوتا۔ یونس علیہ السلام کی قوم علامات عذاب دیکھ کر ایمان لے آئی تھی اس لئے ان کی توبہ قبول ہو گئی اور فرعون کی نہ ہوئی ۲۔ کفار سے یہ فرمایا جانا حشر میں ہو گا نہ کہ قبر میں کیونکہ قبر کا عذاب دائمی نہیں اس لئے یہاں ثم فرمایا گیا۔ لہٰذا اس آیت سے یہ دلیل پکڑنی کہ عذاب قبر کی کوئی حقیقت نہیں غلط ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کو قیامت میں نیکیاں نہ کرنے اور گناہ کرنے کا بھی عذاب ہو گا جیسا کہ تَكْسِبُونَ سے معلوم ہوا کیونکہ کفار عذاب کے لحاظ سے اعمال کے مکلف ہیں' رب فرماتا ہے قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ دوسرے یہ کہ کفار کے چھوٹے بچوں کو عذاب نہ ہو گا کیونکہ الا سے معلوم ہوا کہ عذاب صرف بد عملی یا کفر سے ہو گا ۴۔ یعنی عذاب دنیا یا عذاب آخرت جس کا آپ ہم سے وعدہ فرماتے ہیں۔ یہ سوال مذاق کے طور پر تھا ۵۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں سے مذاق کے طور پر باتیں پوچھنا کفار کا طریقہ ہے کیونکہ ان کفار کا یہ سوال پوچھنے کے لئے نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ ایسے بے ہودہ سوالات کے جوابات دینا بھی سنت نبی ہے کیونکہ یہ بھی تبلیغ ہی ہے۔ تیسرے یہ کہ جواب سوال سے زیادہ دینا بہتر ہے جبکہ اس میں نفع ہو۔ ۶۔ رب کے عذاب سے بچنے کی تدبیر صرف اس کی اطاعت ہے' وہاں زور و زر کام نہیں آتا' زاری کام آتی ہے۔ ۷۔ ظالم سے مراد کافر و مشرک ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۸۔ یہ ایک وقت ہو گا اور دوسرے وقت وہ لوگ اپنی پشیمانی ظاہر کر دیں گے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ رب فرماتا ہے يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۹۔ خیال رہے کہ قانون کے مطابق فیصلہ فرمانا انصاف ہے' کفر و شرک کی سزا دائمی عذاب قانون ربانی کے مطابق ہے لہٰذا یہ عین انصاف ہوا۔ اس لئے آیت پر اعتراض نہیں کہ چند سال کے کفر کی سزا دائمی عذاب ظلم ہے' معاذ اللہ ۱۰۔ لہٰذا کافر کسی چیز کا مالک نہ ہو گا دنیا میں بھی ان کی ملکیت ظاہری ہے۔ رب کی چیزوں کے مالک اس کے پیارے بندے ہیں اور ہوں گے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ رب کے وعدوں میں جھوٹ کا امکان بھی ماننا جاہلوں کا کام ہے۔ رب کے سارے وعدے یقیناً" سچے ہیں جن کا خلاف ہونا محال بالذات ہے ۱۲۔ اے کافرو بعد موت جبراً" رب ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ مومن تو دنیا میں بھی رب کی طرف راغب تھا۔ نیز مومن جبراً" لے جایا نہیں جاتا وہ تو خوشی خوشی یہ کہتا ہوا جاتا ہے ع۔ یار خنداں رود بجانب یار ۱۳۔ ہر زمانے کے اور ہر زمین کے لوگو! کیونکہ قرآن کریم تمام کے لئے آیا جیسے سورج کی روشنی پہلی کتابیں چراغ تھیں قرآن کریم سورج ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن دلی بیماریوں کی شفا ہے رب فرماتا ہے شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ لہٰذا قرآن سے دم درود' تعویذ کرنا جائز ہے۔ قرآن کریم جیسے روحانی بیماریوں کا علاج ہے ایسے ہی جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔ اگر کسی کو الو' گدھا کہہ دیا جائے تو وہ غصہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب جانوروں کے نام میں یہ تاثیر ہے تو رب کے نام میں بھی دفع مرض کا اثر ضرور ہے ۱۵۔ یہاں قرآن کریم کی چار صفات مذکور ہیں چونکہ ان صفات سے فائدہ صرف مسلمان ہی اٹھاتے ہیں اس لئے انہی کا ذکر فرمایا گیا۔ ورنہ قرآن کریم تو سارے عالم کے لئے ہدایت و شفا ہے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت [1] اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں [2] وہ

خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

ان کی سب دھن دولت سے بہتر ہے [3] تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے

لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ

تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام اور حلال ٹھہرا لیا [4] تم فرماؤ

آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ

کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو [5] اور کیا گمان

الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا [6]

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرتا ہے [7] مگر اکثر لوگ

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ

شکر نہیں کرتے [8] اور تم کسی کام میں ہو [9] اور اس کی طرف سے کچھ

مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ

قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام کرو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں

شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ

جب تم اس کو شروع کرتے ہو [10] اور تمہارے رب سے [11] ذرہ بھر کوئی

مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ

چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے

اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾

چھوٹی [12] اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو [13]

۱۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ کا فضل حضور ہیں اور اللہ کی رحمت قرآن کریم۔ رب فرماتا ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور بعض نے فرمایا کہ اللہ کا فضل قرآن ہے اور رحمت حضور ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۲۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے نزول کے مہینے یعنی رمضان میں اور حضور کی ولادت کے مہینے یعنی ربیع الاول میں خوشی منانا عبادات کرنا بہتر ہے' کیونکہ رب کی رحمت ملنے پر خوشی کرنی چاہیے اور حضور تو رب کی بڑی اعلیٰ نعمت ہیں' یہ خوشی رب کی نعمتوں کا شکریہ ہے ۳۔ یعنی یہ خوشی منانا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے کیونکہ یہ خوشی عبادت ہے جسکا ثواب بے حساب ہے۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ کی حلال چیزوں کو حرام سمجھنا بھی گمراہی ہے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنا بھی گمراہی ہے۔ لہٰذا محفل میلاد شریف و بزرگوں کی فاتحہ وغیرہ کو بلا دلیل شرعی حرام سمجھ لینا بے دینی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ رب تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ۵۔ کفار' بحیرہ' سائبہ' وصیلہ وغیرہ بتوں پر چھوڑے ہوئے جانوروں کو حرام سمجھتے تھے ان پر عتاب فرمانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ یہ جانور حلال ہیں' انہیں حرام جاننا اللہ پر بہتان باندھنا ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ غیر خدا کے نام پر پالا ہوا یا چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں اگر اللہ کے نام پر ذبح کر دیا جاوے اور ذابح مسلمان ہو تو حلال ہے۔ دوسرے یہ کہ محفل میلاد شریف، گیارہویں شریف اور ایصال ثواب کے کھانے حرام نہیں۔ انہیں حرام کہنے والے اللہ پر افترا باندھتے ہیں۔ اللہ کے نام کی برکت سے حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ تیسرے یہ کہ بھوک ہڑتال کرنی حرام ہے کہ اس میں اللہ کے حلال رزق کو اپنے پر حرام کر لینا ہے اور اگر اس سے مر گیا تو حرام موت مرے گا۔ چوتھے یہ کہ کھیل کود' تماشہ' سود' فوٹو وغیرہ کو حلال کرنے کی کوشش کرنے والے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں' جسے رب نے حرام کر دیا۔ ہم حلال کرنے والے کون ہیں۔ ۶۔ اس سے موجودہ وہابی عبرت پکڑیں جو جوئے' شراب' سینما پر ناراض نہیں ہوتے۔ اگر ناراض ہوتے ہیں تو حضور کے ذکر خیر یا ایصال ثواب پر ۷۔ کہ ان میں انبیاء کرام۔ اولیاء اللہ، علماء پیدا فرما کر انہیں حلال و حرام سے واقف فرما دیا۔ ۸۔ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ تمام مخلوق سے زیادہ احسان اللہ نے انسانوں پر فرمایا کہ انہیں عقل بخشی۔ ان میں اولیاء' انبیاء بھیجے دوسرے یہ کہ تمام مخلوق سے زیادہ ناشکر انسان ہے کہ انسان کے سوا کوئی مخلوق کافر نہیں کسی مخلوق میں بد عملی نہیں بجز جنات۔ تیسرے یہ کہ ہمیشہ شاکرین تھوڑے اور ناشکرے زیادہ ہوتے ہیں ۹۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم' اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن' ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم میں ہیں' رب فرماتا ہے۔ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا اور فرماتا ہے اِنَّهٗ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۱۰۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن بہتر عمل ہے کیونکہ اسے خصوصیت سے بیان فرمایا ورنہ عمل میں تو یہ بھی آ گیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر انسان خیال رکھے کہ مجھے رب دیکھ رہا ہے تو کبھی گناہ کی ہمت نہ کرے ۱۱۔ تین آیات یاد رکھو۔ ایک یہ کہ ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں ہے' دوسرے یہ کہ ساری لوح محفوظ تفصیل وار قرآن شریف میں ہے' رب فرماتا ہے تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ تیسرے یہ کہ سارا قرآن اور قرآنی علوم حضور کے علم میں ہیں' رب فرماتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لہٰذا سارے علوم حضور کو حاصل ہیں ۱۲۔ تمام علوم لوح محفوظ میں اس لئے لکھ دیئے گئے کہ لوح محفوظ ملاحظہ فرمانے والوں کو ان سب کی اطلاع ہو۔ ورنہ رب کو اپنے بھولنے کا اندیشہ نہ تھا۔ اسی لئے لوح کو مبین فرمایا گیا۔

ع ۱۱

(بقیہ صفحہ ۳۴۲) یعنی رب کے مقبول بندوں پر روشن یا ان پر علوم غیبیہ ظاہر کرنے والی

ا۔ اللہ کے مقبول بندے اولیاء اللہ کہلاتے ہیں اور اس کے مردود اولیاء من دون اللہ' رب فرماتا ہے اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ان مقبولوں میں بعض تو تقوٰی طہارت وغیرہ سے مقبول ہو جاتے ہیں یہ ولایت کسبی ہے۔ بعض مادرزاد ولی ہوتے ہیں یہ ولایت عطائی دیکھو بی بی مریم مادرزاد ولیہ تھیں۔ آدم علیہ السلام پیدا ہوتے ہی مسجود ملائکہ ہوئے اور بعض لوگ کسی کی نگاہ کرم سے ولی بن جاتے ہیں' اسے ولایت وہبی کہتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر کہ آناً فاناً مومن صحابی شہید ہوئے۔ یا حبیب نجار جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں آناً فاناً ولی ہو گئے یہ آیت تینوں قسم کے ولیوں کو شامل ہے' جہاں ولی کی برائی ارشاد ہوئی وہ ولی من دون اللہ ہیں ۲۔ ولی دو قسم کے ہیں' ولی تشریعی' ولی تکوینی' ولی تشریعی ہر نیک مسلمان ہے جسے قرب الٰہی حاصل ہو۔ تکوینی ولی وہ ہے جسے عالم میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہو' ولی تشریعی تو ہر چالیس متقی مسلمانوں میں ایک ہوتا ہے' اور ولی تکوینی کی جماعت مخصوص ہے' غوث قطب' ابدال وغیرہ اس جماعت کے افراد ہیں۔ یہ تمام قیامت کے ڈر و رنج سے یا دنیا کے مضر خوف و غم سے محفوظ ہیں ۳۔ جتنا انہیں موقعہ ملے' خیال رہے کہ بعض لوگ متقی ہو کر ولی بنتے ہیں اور بعض حضرات ولی ہو کر متقی ہوتے ہیں۔ یہاں پہلی قسم کا ذکر ہے لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں کہ حضرت مریم نے زکریا علیہ السلام کے پاس پہنچ کر ۴ سال کی عمر میں تقوٰی اختیار نہ کیا تھا مگر ولی تھیں۔ اور آدم علیہ السلام پیدائش سے پہلے متقی نہ بنے تھے مگر خلیفۃ اللہ تھے ۴۔ اس طرح کہ خلق کے منہ سے خود بخود نکلتا ہے کہ یہ ولی ہے جیسے حضور غوث پاک یا خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہم' یہ ولی کی بڑی علامت ہے مقبولیت فی الخلق قبول خالق کی علامت ہے ۵۔ اس طرح کہ وفات کے وقت اور قبر سے اٹھتے وقت فرشتے ان کی ولایت کی گواہی دیں گے اور صاحب قبر کی کامیابی پر بشارت' قبروں سے اٹھتے وقت جنت کا مژدہ اور رضا الٰہی کی خوشخبری سنائیں گے ۶۔ لہٰذا اولیاء اللہ کے جو مراتب مقرر فرمائے گئے اور ان سے جو وعدے کئے گئے سب برحق ہیں' اللہ کی شان ہے کہ اولیاء اللہ کا ذکر گیارہویں پارے دسویں سورۃ کے گیارہویں رکوع میں ہے' رب تعالٰی کو گیارہویں بڑی پسند ہے ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ دین حق وہ ہے جس میں اولیاء ہوں دوسرے یہ کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ مخلوق کے منہ سے اس کو ولی کہلایا جائے لہم البشرٰی کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ لوگ اسے ولی اور جنتی کہیں۔ تیسرے کہ نبوت تو حضور پر ختم ہو گئی مگر ولایت قیامت تک رہے گی۔ اولیاء اللہ آتے رہیں گے کیونکہ ان کا آنا اسلام کی حقانیت کی زندہ دلیل ہے جس شاخ پر پھل پھول لگیں اس کی جڑ زندہ ہوتی ہے اور اس شاخ کا تعلق جڑ سے قائم ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کو شرعی احکام پر عمل کرنے میں کسی مخلوق کا خوف مانع نہیں ہوتا ۸۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم' کیونکہ سورج کو سیاہ کہ دینے سے سورج سیاہ نہیں ہو جاتا بلکہ سیاہ کہنے والا سیاہ رو ہوتا ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ رب کی سلطنت غیر محدود ہے لہٰذا حضور کی رسالت غیر محدود۔ وزیر اعظم کی وزارت سلطنت کی تمام حدود میں ہوتی ہے۔ حضور مملکت الٰہیہ کے وزیر اعظم کی مثل ہیں۔ خیال رہے کہ رب تعالٰی کسی کو وزیر بنانے سے پاک ہے رب کا وزیر کوئی نہیں مملکت کے وزراء ہیں ۱۰۔ یعنی ان مشرکین کے پاس شرک کی کونسی دلیل ہے کوئی نہیں جیسا کہ آگے بیان ہو رہا ہے ۱۱۔ ان کے پنڈت وغیرہ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى

وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ

کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں

اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ

سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۚ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾ اَلَآ اِنَّ

بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے وہی سنتا جانتا ہے سن لو بے شک

لِلّٰهِ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ

اللہ ہی کے ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں اور کاہے کے پیچھے

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۚ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

جا رہے ہیں وہ جو اللہ کے سوا شریک پکار رہے ہیں وہ تو پیچھے نہیں جاتے

اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ

مگر گمان کے اور وہ تو نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے وہی ہے جس نے تمہارے لئے

لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ اِنَّ فِىْ

رات بنائی کہ اس میں چین پاؤ اور دن بنایا تمہاری آنکھیں کھولتا بیشک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے بولے اللہ نے اپنے لئے

وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۚ هُوَ الْغَنِىُّ ۚ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى

اولاد بنائی پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں

وقف لازم

الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ

ہے اور جو کچھ زمین میں ۱؎ تمہارے پاس اس کی کوئی بھی سند نہیں کیا اللہ پر وہ

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۸ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ۲؎ تم فرماؤ وہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝۶۹ مَتَاعٌ فِى الدُّنْيَا

ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا ۳؎ دنیا میں کچھ برت لینا ہے

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ

پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا پھر ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے

بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۷۰ ع وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ

بدلہ ان کے کفر کا ۴؎ اور انہیں نوح کی خبر پڑھ کر سناؤ ۵؎ جب اس

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِىْ وَتَذْكِيْرِىْ

نے اپنی قوم سے کہا ۶؎ اے میری قوم اگر تم پر شاق گزرا ہے میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَ

نشانیاں یاد دلانا ۷؎ تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ۸؎ تو مل کر کام کرو اور

شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا

اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کر لو تمہارے کام میں تم پر کچھ گنجلک نہ رہے ۹؎ پھر

اِلَىَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝۷۱ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ

جو ہو سکے میرا کر لو اور مجھے مہلت نہ دو ۱۰؎ پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تم سے کچھ اجرت

مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ

نہیں مانگتا ۱۱؎ میرا اجر تو نہیں مگر اللہ پر اور مجھے حکم ہے کہ میں

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۷۲ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ

مسلمانوں سے ہوں ۱۲؎ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس

رکوع ۱۲

(بقیہ ۳۴۳) اپنے گمان کی اور ان کے ماننے والے اپنے بڑوں کے گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں ظن و قیاس کافی نہیں، کتاب و سنت درکار ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وحی کے مقابل قیاس کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ اس قسم کا قیاس کرنے والا سب سے پہلا شیطان ہے کہ اس نے رب کے حکم کے مقابل قیاس کیا ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات دن کی پیدائش انسانوں کے لئے ہے دوسری مخلوق انسان کی طفیل ان سے فائدہ اٹھا رہی ہے بلکہ سارا عالم انسان کی خاطر بنا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا انسانوں میں بھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اصلی مقصود عالم ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات میں آرام اور دن میں کام کرنا چاہیے۔ رات کو بلاوجہ جاگنا ٹھیک نہیں ۱۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رات کو بلا ضرورت نہ جاگو۔ اول رات میں سو جاؤ، آخر رات میں تہجد کے لئے جاگنا سنت ہے۔ جسم کا آرام سونے میں ہے۔ تہجد میں روح کا چین لِتَسْكُنُوْا دونوں کو شامل ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ وہ کان سننے والے ہیں جو رب کی آیات سنیں۔ جو کان آیات الٰہیہ نہ سنیں، اور چیزیں سنیں، وہ درحقیقت بہرے ہیں کہ اپنے مقصود کو پورا نہیں کرتے ۱۶۔ اس طرح کہ مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو رب کا بیٹا کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اولاد باپ کی مثل ہوتی ہے۔ خدا کی مثل اور برابر کسی کو ماننا شرک ہے خیال رہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین شرکیہ عقیدے میں قریباً یکساں ہیں۔ مگر چونکہ یہود و نصاریٰ کسی پیغمبر کو بھی مانتے ہیں اس کی برکت سے ان کے احکام مشرکین سے ہلکے ہو گئے کہ ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہوا اور اہل کتاب کا ان کو لقب ملا۔ ۱۷۔ نہ اسے فنا ہے نہ کسی کا خوف اور اولاد یا تو نسل قائم رکھنے کے لئے ہوتی ہے یا مخالف کے مقابل میں قوت بازو بننے کے لئے

۱۔ اس آیت میں کفار کی اس بکواس کے تین رد فرمائے گئے پہلا سبحانہ، سے کہ وہ ہر عیب سے پاک ہے، اس کے لئے اولاد بھی عیب ہے کیونکہ وہ فنا سے پاک ہے دوسرے لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ الخ سے کہ وہ ہر ماسوا کا مالک ہے اور باپ اولاد کا مالک نہیں ہو سکتا۔ تیسرے ان عندکم الخ سے کہ تمہارے پاس اس بکواس کی کوئی دلیل نہیں ۲۔ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات مانو جو پیغمبر کے ذریعے معلوم ہوں کہ وہاں عقل کی رسائی نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ جھوٹا نبی کبھی کامیاب نہیں ہوتا جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اس زمانہ کے دجال قادیانی کا حال ہوا۔ خیال رہے کہ اولاً تو جھوٹے نبی کے ہاتھ پر کوئی عجیب شے صادر نہیں ہوتی۔ اگر ہو تو اس کے دعویٰ کے خلاف ہوتی ہے جس سے اس کا جھوٹا ہونا اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ اس آیت کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم جھوٹے ہو اور جھوٹا کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر میں سچا نبی نہ ہوتا تو میں کامیاب نہ ہوتا مگر میری کامیابی اور سچے معجزے تم رات دن دیکھ رہے ہو۔ ۴۔ اس آیت میں اس اعتراض کا جواب ہے کہ بہت سے جھوٹے دنیا میں آرام سے دیکھے جاتے ہیں فرمایا گیا کہ یہ عارضی آرام ہے، اس کا اعتبار کوئی نہیں، انجام خراب ہی ہے ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ انبیاء کرام کے حالات سے واقف پہلے ہی سے تھے۔ قرآن کریم میں ان واقعات کا ذکر لوگوں کو سنانے کے لئے ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے سچے قصے پڑھنا سننا عبادت ہے تاریخ کا مطالعہ بہتر ہے، خیال رہے کہ نوح علیہ السلام دنیا میں چوتھے نبی ہیں، آپ کا نام یشکر اور لقب نوح ہے کیونکہ آپ خوف الٰہی سے نوحہ و گریہ بہت کرتے تھے آپ آدم ثانی ہیں، آپ کے وقت میں بہن بھائی کا

(بقیہ صفحہ ۳۴۴) نکاح حرام ہوا۶۔ جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنی قوم کہنا جائز ہے' اس لفظ سے ان کو اپنی طرف مائل کرنا ہے۔ خیال رہے کہ لفظ قوم' ہم پیشہ ہم وطن ہم زبان اور اپنی برادری سب پر بولا جاتا ہے ۷۔ نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کو قتل کی دھمکی دی تھی۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا۔ ورنہ وہ قوم آپ کو سخت سے سخت ایذا تو دیتی ہی تھی۔ ۸۔ لہٰذا میں تمہاری ایذار سانی کے سبب حق کی تبلیغ نہ چھوڑوں گا۔ معلوم ہوا کہ ایک استقامت ہزارہا کرامت سے افضل ہے۔ ۹۔ اس طرح کہ مجھے مٹانے کی تمام تدبیریں کرلو تا کہ بعد کو نہ پچھتاؤ کہ فلاں ایذا نہ پہنچائی' یا قتل کی فلاں تدبیر نہ کی

مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ جَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ

کے ساتھ [۱] کشتی میں تھے ان کو نجات دی اور انہیں ہم نے نائب کیا [۲] اور جنہوں نے ہماری

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۷۳﴾

آیتیں جھٹلائیں ان کو ہم نے ڈبو دیا تو دیکھو [۳] ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ

پھر اس کے بعد اور رسول [۴] ہم نے ان کی قوموں کی طرف بھیجے تو وہ ان کے

بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ

پاس روشن دلیلیں لائے تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے پہلے جھٹلا

قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ

چکے تھے [۵] ہم یونہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر [۶] پھر

بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں

مَلَا۠ئِهٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ﴿۷۵﴾

کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا [۷] تو انہوں نے تکبر کیا [۸] اور وہ مجرم لوگ تھے

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ

تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا بولے یہ تو ضرور کھلا جادو

مُّبِیْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ

ہے [۹] موسیٰ نے کہا کیا حق کی نسبت ایسا کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا

اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا

کیا یہ جادو ہے اور جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے [۱۰] بولے کیا تم ہمارے پاس

لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا

اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا [۱۱] اور زمین میں

۱۰۔ یہ ہیں لا خوف علیہم کے معنی کہ اکیلے ہیں مگر کسی کا خوف دل میں نہیں۔ اگر قادیانی نبی تو کیا ولی بھی ہوتا تو افغانستان تبلیغ کرنے ضرور جاتا' اور مخلوق کے خوف سے حج سے نہ رکتا۔ خیال رہے کہ خوف دو طرح کا ہے۔ ایک نفرت والا دوسرا اطاعت والا۔ جیسے سانپ سے خوف اور بادشاہ سے خوف' اللہ کے پیاروں کو پہلی قسم کا خوف تو مخلوق سے ہوتا ہے' جیسے موسیٰ علیہ السلام کا سانپ سے خوف' دوسری قسم کا خوف نہیں ہوتا ۱۱۔ جس کے فوت ہو جانے کا مجھے افسوس ہو۔ معلوم ہوا کہ بے غرض وعظ بہت اعلیٰ ہے ۱۲۔ یہاں مسلمان لغوی معنی میں ہے یعنی اللہ کے مطیع، رب فرماتا ہے فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ اصطلاحی مسلمان نبی کے امتی کو کہا جاتا ہے خصوصاً" سید الانبیاء کی امت کو' اس معنی سے نبی کو مسلمان نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی کے امتی نہیں ہوتے جیسے اللہ تعالیٰ لغوی معنی سے مؤمن ہے مگر اصطلاحی معنی سے اسے مومن کہنا درست نہیں

۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ان مومنوں کو کشتی نے نہ بچایا بلکہ نوح علیہ السلام کی ہمراہی نے بچایا۔ کشتی تو اس ہمراہی کا ظرف تھی۔ خیال رہے کہ نبی کی ہمراہی عقائد ،اعمال میں ہونی ضروری ہے ۲۔ یعنی کشتی والوں کو کفار کی ہلاکت کے بعد زمین کا مالک بنایا اور ہلاک شدگان کا وارث قرار دیا' یا نوح علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور ان کے بعد مومنوں کو ان کا خلیفہ بنایا ۳۔ اس کے ظاہری معنی سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی نگاہ گزشتہ اور آئندہ چیزیں ملاحظہ کرلیتی ہے کہ گزشتہ امتوں کا عذاب گزر چکا تھا مگر فرمایا گیا کہ دیکھو ، کہیں فرمایا کہ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ جس سے پتہ لگا کہ آپ نے قوم عاد کا عذاب دیکھا۔ اس طرح حضور نے معراج میں جنتی' دوزخی لوگوں کو ملاحظہ فرمایا' حالانکہ ان کا وہاں داخلہ قیامت کے بعد ہو گا۔ غرضیکہ نبی کی نظر موجود' معدوم' چھپی' غائب' چیزوں کو مشاہدہ فرمالیتی ہے۔ حضور نے ایک بار آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ وہ وقت ہی ہے جب علم دین دنیا سے اٹھ جائے گا۔ حالانکہ یہ وقت قریب قیامت آئے گا۔ مگر فرمایا یہ، معلوم ہوا کہ دیکھ رہے ہیں ۴۔ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں صرف مومن بچے تھے۔ کافر سب ہلاک ہو گئے تھے۔ مگر ان باقی ماندگان کی اولاد میں شیطانی اغوا سے کفرو شرک پھیل گیا۔ تو ان میں صالح و ہود و ابراہیم علیہم السلام اپنے اپنے وقتوں میں بھیجے گئے۔ خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام ساتویں نبی ہیں۔ اس طرح کہ اولاً" حضرت آدم' پھر شیث' پھر ادریس' پھر نوح' پھر صالح' پھر ہود علیہم السلام تشریف لائے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام آپ کے بعد سارے پیغمبر آپ ہی کی اولاد ہیں اور ابراہیمی کہلائے ۵۔ یعنی شریعت کے احکام اور پیغمبروں کے ارشادات یعنی جب انہوں نے ایک پیغمبر کا انکار کیا تو پھر بعد میں اور رسولوں کا بھی انکار کرتے ہی رہے۔ کسی کو نہ مانا۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کا دل نبی کی محبت سے خالی ہو تو اس میں کوئی ہدایت اثر نہیں

الْكِبْرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿۷۸﴾

تمہیں دونوں کی بڑائی رہے۔ اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں ۱؎

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَاءَ

اور فرعون بولا ہر جادوگر علم والے کو میرے پاس لے آؤ ۲؎ پھر جب

السَّحَرَةُ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿۸۰﴾

جادوگر آئے ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے ۳؎

فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُم بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ

پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے ۴؎ اب

اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۸۱﴾

اللہ اسے باطل کر دے گا ۵؎ اللہ مفسدوں کا کام نہیں بناتا ۶؎

وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿۸۲﴾

اور اللہ اپنی باتوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے ۷؎ پڑے برا مانیں مجرم

فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّن قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ

تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے کچھ لوگ ۸؎ فرعون اور

مِّن فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَن يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ

اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں انہیں ہٹنے پر مجبور نہ کر دیں ۹؎ اور بیشک فرعون

لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ

زمین پر سر اٹھانے والا تھا ۱۰؎ اور بیشک وہ حد سے گزر گیا ۱۱؎ اور موسیٰ نے

مُوسَىٰ يَا قَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا

کہا ۱۲؎ اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اسی پر بھروسہ کرو

إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا

اگر تم اسلام رکھتے ہو ۱۳؎ بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ۱۴؎

ع ۸/۱۳

(بقیہ صفحہ ۳۴۵) کرتی' اس پر مہر لگ جاتی ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سارے مصریوں کے نبی تھے۔ خواہ وہ اسرائیلی ہوں یا قبطی' لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی ہیں' اس فرعون کا نام مصعب بن قابوس بن ریان تھا اور اس زمانے میں ہر بادشاہ مصر کا لقب فرعون ہوتا تھا جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں اسے عزیز کہتے تھے اور اب خدیو مصر کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام سلطان اور حضرت ہارون وزیر تھے ۸۔ یعنی چھوٹا تھا مگر بڑا بنا۔ اِسْتِکْبَار کے یہ ہی معنی ہیں اور فرعون و فرعونی پہلے ہی سے عادی مجرم تھے۔ عقائد میں' کافر اعمال میں بڑے ظالم تھے۔ ۹۔ کیونکہ آپ کا معجزہ اس زمانہ کے جادو سے ملتا جلتا نظر آیا۔ وہ جادوگر بھی بانس کو اژدہا بنا کر دکھا دیتے تھے۔ ہر زمانے میں نبی کو اسی قسم کا معجزہ ملا۔ جس کا اس زمانے میں زور تھا ۱۰۔ کیونکہ مدعی نبوت کے ہاتھ پر جادو نہیں کام کرتا۔ اگر کوئی جادو سیکھ کر دعویٰ نبوت کر دے اور پھر جادو کو بجائے معجزہ کے استعمال کرنا چاہے تو جادو یا تو کام کرے گا نہیں' یا الٹا کرے گا۔ یہ قانون قدرت ہے۔ تو اگر میں جادوگر ہوتا اور پھر دعویٰ نبوت کرتا۔ تو میرا معجزہ میری تائید نہ کرتا ۱۱۔ فرعون اور اس کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا اور فرعون کی اطاعت و فرمانبرداری

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر پر بدگمانی کفر ہے۔ فرعونیوں نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ بدگمانی کی کہ آپ مصر کی بادشاہت چاہتے ہیں اور بادشاہت حاصل کرنے کے لئے نبوت کو بہانہ بنا رہے ہیں' جیسے قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کو اپنی و اولاد کی گذر اوقات کا ذریعہ بنایا' کہ فقیر تھا بعد میں چندہ بٹور کر اور بہشتی مقبرہ کی قبریں فروخت کر کے نواب بن گیا۔ اب تک اس کی اولاد اسی جھوٹی نبوت کی آڑ میں شاہانہ زندگی بسر کر رہی ہے' دوسرے یہ کہ نبی پر اعتماد نہ کرنا اور اپنی عقل و علم پر اعتماد کرنا کفر ہے۔ کیونکہ یہ سب لوگ ڈوبتے وقت ایمان لائے مگر قبول نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی آنکھ پر ایمان تھا نہ کہ نبی کے فرمان پر ۲۔ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے۔ مسئلہ: جادوگر سے جادو کرانا' اسے باطل کرنے کے لئے جائز ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ القوا اور نبی کے مقابلے کے لئے جادو کرانا کفر ہے' ویسے ہی کرانا حرام ہے خصوصاً جب کہ اس سے کسی کو ایذا پہنچائی جائے۔ ۳۔ آپ کا یہ فرمان جادو باطل کرنے کے لئے تھا۔ اس میں جادو کی اجازت نہیں بلکہ عملی تبلیغ ہے لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا جیسے رب نے کفار سے فرمایا کہ تم بھی قرآن جیسی سورت بناؤ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی پر جادو اور معجزہ مشتبہ نہیں ہوتا۔ وہ معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ محض نظر بندی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو معجزے کے مقابل میں بالکل بیکار ہوتا ہے ہاں جادو کا اثر نبی پر ہو سکتا ہے جیسے تلوار اور زہر کا اثر یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جادو سے خوف نہ ہوا' شبہ پڑ جانے کا خوف ہوا تھا ۵۔ میرے معجزے کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ رب نے موسیٰ علیہ السلام کو علم غیب بخشا تھا کہ آپ نے اگلے آنے والے واقعہ کی پہلے ہی خبر دے دی۔ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو کرنا فساد ہے اور جادوگر مفسد' دوسرے یہ کہ فساد کے لئے بقا نہیں۔ خیال رہے کہ جادو محض دھوکہ نہیں بلکہ اس کی کچھ حقیقت ہے۔ یہی اہلسنّت کا مذہب ہے۔ ۷۔ یعنی اس وعدے کی بنا پر جو اس نے مجھ سے کیا ہے' یا فقط کن فرمانے سے ہی حق غالب اور باطل مغلوب ہو جاتا ہے ۸۔ یعنی اولاً" صرف تھوڑے اسرائیلی ہی ایمان لائے' فرعون کی ہیبت کی وجہ سے ہزارہا

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا

الٰہی ہم کو ظالم لوگوں کے لئے آزمائش نہ بنا ١

بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى

اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے ٢ اور ہم نے موسیٰ

مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا

اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کیلئے مکانات بناؤ

وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ

اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ کرو ٣ اور نماز قائم رکھو ٤ اور مسلمانوں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ

خوشخبری سناؤ ٥ اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے تو نے فرعون اور

فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

اس کے سرداروں کو آرائش اور مال دنیا کی زندگی میں دیئے ٦

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ

اے رب ہمارے اسلئے کہ تیری راہ سے بہکا دیں ٧ اے رب ہمارے ان کے مال برباد کردے

وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا

اور ان کے دل سخت کردے ٨ کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا

عذاب نہ دیکھ لیں ٩ فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی ١٠ تو ثابت

فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

قدم رہو ١١ اور نادانوں کی راہ نہ چلو

وَجٰوَزْنَا بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے ١٢ تو فرعون اور اسکے لشکر نے

(بقیہ صفحہ ۳۴۶) جادوگروں اور باقی اسرائیلی لوگوں کا ایمان لانا بعد میں ہوا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ فرعون کی قوم کے تھوڑے آدمی ایمان لائے' یا یہ مطلب ہے کہ بنی اسرائیل کے وہ بچے جو ان کی ماؤں نے قتل کے ڈر سے فرعونی عورتوں کے سپرد کردیئے تھے' جو تھوڑے تھے وہی ایمان لائے۔ یعنی وہ تھے تو اسرائیلی مگر ان کا شمار فرعونیوں میں تھا۔ (خزائن العرفان) ۹۔ اس طرح کہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جانے پر مجبور کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے کلمہ پڑھنا شرط ہے۔ صرف دل میں ایمان رکھنا' زبان سے خاموش رہنا مومن ہونے کے لئے کافی نہیں' دیکھو جو لوگ فرعون کے خوف سے ایمان کا اعلان نہ کر سکے ان کے متعلق رب نے فرمایا ما امن یہ لوگ ایمان نہ لائے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفسانی خواہش کے لئے سربلند ہونا طریقہ کفار ہے اور دینی سربلندی کی کوشش کرنا سنت انبیاء ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ پہلی سربلندی سرکشی ہے اور دوسری سربلندی تبلیغ دین۔ ۱۱۔ کہ بندہ ہو کر بندگی کی حد سے گزرنے کی کوشش کرنے لگا اور الوہیت کا مدعی ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ حد میں رہنا اللہ کی بڑی نعمت ہے' پانی حد سے بڑھ کر طوفان بن جاتا ہے' آدمی حد سے بڑھ کر شیطان ۱۲۔ آپ کا یہ فرمانا ان لوگوں سے ہے جو ایمان لا چکے تھے' اس میں اشارۃً اگلی پیش آنے والی مصیبتوں کی خبر ہے کہ تم پر مصائب آئیں گے۔ صبر کرنا ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان و اسلام ایک ہی ہے دوسرے یہ کہ کمال ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ رب پر پورا توکل رکھے۔ خیال رہے کہ یہاں توکل سے مراد یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی سے خوف نہ کیا جائے ۱۴۔ اب ہمارا قدم پیچھے نہ ہٹے گا۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کر دکھایا۔ معلوم ہوا کہ اپنے اخلاص کا اعلان کرنا خصوصاً نبی کی بارگاہ میں ظاہر کرنا ریا نہیں بلکہ کمال ہے

۱۔ یعنی انہیں ہم پر غلبہ نہ دے جس سے وہ سمجھیں کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر' اس دھوکہ سے وہ باطل پر اور زیادہ جم جائیں ۲۔ اس طرح کہ ہم ان کے ظلم سے' ان کے فریب سے' ان کا منہ دیکھنے سے بچیں' وہ ہلاک ہو جائیں۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ رہنے سہنے کے گھروں میں گھریلو مسجد بنانا' جسے مسجد بیت کہا جاتا ہے' سنت انبیاء ہے کہ مسلمان گھر کا کوئی حصہ پاک و صاف رکھیں' نماز کے لئے' اس میں عورت اعتکاف کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ گھروں میں کچھ نماز پڑھنی چاہیے۔ فرض مسجد میں ہوں' سنت نفل گھر میں ۴۔ گھروں میں چھپ کر' کیونکہ اس وقت ان لوگوں کو علانیہ نماز پڑھنے کی طاقت نہ تھی۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کعبہ معظمہ ہی تھا۔ اس کی پوری بحث ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ گھر بنانا بھی سنت انبیاء اور عبادت ہے۔ بشرطیکہ فخر کے لئے نہ ہو' ضرورت پوری کرنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ گھر میں نماز کی جگہ مقرر کرنی سنت ہے۔ تیسرے یہ کہ خوف کے وقت چھپ کر گھروں میں نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ بنی اسرائیل اس زمانہ میں ایسے ہی نماز پڑھتے تھے۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کعبہ معظمہ ہی تھا۔ اس رخ پر انہیں گھر بنانے کا حکم دیا گیا تھا۔ چوتھے یہ کہ مصیبت کے وقت خوشخبریاں دینا سنت پیغمبر ہے۔ پانچویں یہ کہ دین موسوی میں نماز فرض تھی۔ اس وقت زکوٰۃ کا حکم اس لئے نہ دیا گیا کہ بنی اسرائیل غریب و مساکین تھے۔ جب ان کے پاس مال آیا تو پھر ان پر مال کا چوتھائی حصہ زکوٰۃ نکالنی فرض ہوئی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ غافل کے لئے مال غفلت کا باعث ہے۔ خیال رہے کہ یہ

(بقیہ ۳۴۷) لام انجام کا ہے' ورنہ رب نے یہ مال بدمعاشی کے لئے نہ دیا تھا۔ شکر کے لئے دیا تھا مگر اس بدنصیب کے لئے فساد کا باعث بنا۔ انجام خراب ہوا۔ ۷۔ یعنی فرعونیوں کے مال کا انجام گمراہ گری ہے۔ وہ اس کے ذریعے لوگوں کو ایمان سے روکتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دلوں میں کبھی کسی کے مال کا لالچ پیدا نہیں ہوتا۔ ۸۔ اس طرح کہ ان کے دلوں میں ایمان قبول کرنے کی گنجائش نہ رہے جسے مہر لگ جانا کہا جاتا ہے معلوم ہوا کہ دل کی سختی بڑا عذاب ہے' اس سے اللہ بچائے اس کی علامت یہ ہے کہ آنکھ سے آنسو نہ بہے' دل اچھوں کی طرف مائل نہ ہو ۹۔ چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ فرعونیوں کے درہم' دینار پھل اور

وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ

ان کا پیچھا کیا ۱ سرکشی اور ظلم سے، یہاں تک کہ جب اسے ڈوبنے نے آلیا ۲

قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ

بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی

بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَ

اسرائیل ایمان لائے ۳ اور میں مسلمان ہوں ۴ کیا اب

قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْیَوْمَ

اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا ۵ آج ہم

نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ

تیری لاش کو اترا دیں گے کہ تو اپنے پچھلوں کے لئے نشانی ہو ۶ اور بیشک

كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ

لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ۷ اور بے شک ہم

بَوَّاْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ

نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی ۸ اور انہیں ستھری

مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ

روزی عطا کی ۹ تو اختلاف میں نہ پڑے مگر علم آنے کے بعد ۱۰

اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا

بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس بات میں

فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ

جھگڑتے تھے ۱۱ اور اے سننے والے اگر تجھے کچھ شبہ ہو اس میں جو ہم نے تیری طرف

اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

اتارا ۱۲ تو ان سے پوچھ دیکھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں ۱۳

کھانے کی چیزیں پتھر ہو گئیں۔ انہیں ایمان کی توفیق نہ ملی اور ڈوبتے وقت ایمان لائے مگر قبول نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی زبان، کن کی کنجی ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کے کافر رہنے کی دعا کرنا کفر نہیں ۱۰۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی ہارون علیہ السلام نے آمین کہا تھا اس سے معلوم ہوا کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ کرنی بہتر ہے' رب فرماتا ہے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اسی لئے نماز میں آمین آہستہ کہنی چاہیے۔ اس دعا کے چالیس برس بعد فرعون کے مال برباد ہوئے اور وہ ہلاک ہوا ۱۱۔ یعنی تبلیغ کئے جاؤ مومنوں کو احکام کی' اور فرعونیوں کو ایمان کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کافر کے ایمان کی امید نہ ہو' اسے بھی تبلیغ کی جائے۔ ۱۲۔ جو دعا کی قبولیت میں جلدی کرتے ہیں' دیر کی حکمت نہیں جانتے' کبھی تاخیر دعا سے دعا مانگنے والے کے درجات بلند ہوتے ہیں ۱۳۔ دریا سے مراد بحر قلزم ہے' اور اس نکالنے میں حکمت یہ تھی کہ خاص مصر شہر پر عذاب نہ آئے کہ پیغمبر کی بستی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا کام رب کا کام ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام لے گئے تھے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم لے گئے اس لئے ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے

ع ۹ / ۱۴

۱۔ اس طرح کہ جب فرعونی لوگ صبح کو جاگے تو دیکھا کہ کوئی اسرائیلی ان کی خدمت کے لئے نہ آیا پھر اسرائیلیوں کا محلہ دیکھا تو خالی پایا کیونکہ یہ سب حضرات راتوں رات مصر سے جا چکے تھے تو فرعونی تیز سواریوں پر سوار ہو کر بنی اسرائیلیوں کے نشانات پر چل پڑے۔ بظاہر یہ پکڑنے جا رہے تھے مگر حقیقتہً رب کی پکڑ میں جا رہے تھے ۲۔ اس طرح کہ پانی ان کے منہ تک آگیا اور لگام کی طرح لگ گیا (روح البیان) ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ یعنی وہ اختیار کرو جو نیک بندوں کا ہو' توحید وہی معتبر ہے جو صالحین کی مانی اور بتائی ہوئی ہو۔ یہ حضرات دلیل توحید اور راہ حق کی پہچان ہیں ۴۔ فرعون نے تین طرح اپنے ایمان کا اقرار و اعلان کیا۔ اٰمَنْتُ اٰمَنَتْ بِهٖ الخ سے وَاَنَا الخ مگر قبول نہ ہوا۔ کیونکہ عذاب' یا ملائکہ عذاب دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں ۵۔ اس طرح کہ نہ خود ایمان لایا نہ دوسروں کو لانے دیا۔ عصیتَ میں اس کے ایمان نہ لانے کا ذکر ہے اور مفسدین میں ایمان نہ لانے دینے کا۔ خزائن العرفان میں ہے کہ ایک دفعہ جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس تحریری سوال لائے کہ تیرا کیا حکم ہے اس غلام کے بارے میں جو اپنے مولا کی نعمتوں میں پرورش پائے' پھر اس سے سرتابی کر کے خود مولا ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اس نے جواب لکھا کہ میرا حکم ہے کہ اس کو بحر قلزم میں ڈبو دیا جائے۔ جب خود ڈوبنے لگا تو حضرت جبریل نے وہی تحریر دکھا دی اور فرمایا کہ شور نہ مچا تو خود ہی یہ سزا تجویز کر چکا ہے۔ ۶۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ کلام حضرت جبریل کا ہے جو فرعون کی ہلاکت کے بعد آپ نے فرمایا۔ معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں اور ان سے کلام کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے حضور نے ابو جہل وغیرہ

(بقیہ ۳۴۸) سے ان کی ہلاکت کے بعد خطاب فرمایا۔ حضرت صالح و شعیب علیہما السلام نے اپنی عذاب یافتہ قوم کی لاشوں سے خطاب فرمائے ہیں اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب علم القرآن میں ملاحظہ کرو۔ اور خلفک سے مراد یا تو وہ بنی اسرائیل ہیں جو پار لگ چکے تھے یا آئندہ آنے والی نسلیں چنانچہ سنا گیا کہ اب تک کسی عجائب خانہ میں فرعون کی لاش رکھی ہے' جسے دیکھ کر لوگ عبرت پکڑتے ہیں ۷۔ اس طرح کہ ان واقعات کو سن کر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ عذاب والی قوموں کے حالات پڑھنے' سننے' سنانے ان سے عبرت حاصل کرنی عبادت ہے۔ ۸۔ کہ انہیں مصر اور فرعون کی چیزوں کا مالک بنا دیا۔ انہیں شام' القدس' اردن' کی سرسبز و شاداب زمینوں میں آباد کیا ۹۔ تیہ کے میدان میں من و سلویٰ اور شام کے علاقہ میں لذیذ اور حلال پھل۔ مگر ان سے شکریہ ادا نہ ہوا۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس علم کے ساتھ معرفت نہ ہو وہ علم رب کا عذاب ہے اور حجاب' رب فرماتا ہے وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ اور جو علم معرفت الٰہی کا ذریعہ ہو' وہ رحمت ہے' رب فرماتا ہے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا ۱۱۔ یہاں فیصلہ سے مراد عملی فیصلہ ہے کیونکہ قولی فیصلہ قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتابوں میں ہو چکا ہے' وہاں فیصلہ اس طرح ہو گا کہ نیکوں کو جنت اور بدوں کو دوزخ عطا ہو گی ۱۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے' آیت کا مقصد یہ ہے کہ اے سننے والو! اگر تمہیں ان قصوں میں کچھ تردد ہو تو علماء یہود سے پوچھ لو' وہ ان کی تصدیق کریں گے۔ پھر پتہ لگا لو کہ حضور سچے رسول ہیں کیونکہ آپ تاریخ پڑھے بغیر ایسی غیبی اور سچی خبریں دے رہے ہیں' ان آیات میں حضور سے خطاب نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ ان کتاب پڑھنے والوں سے مراد عبداللہ بن سلام جیسے علماء یہود ہیں جو حضور پر ایمان لا چکے تھے رضی اللہ عنہم ورنہ یہودی علماء تو کبھی حضور کی تصدیق کرنے پر تیار نہ تھے

لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

بے شک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا[1] تو تو ہرگز شک

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

والوں میں نہ ہو[2] اور ہرگز ان میں نہ ہونا[3] جنہوں نے اللہ کی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

آیتیں جھٹلائیں کہ تو خسارے والوں میں ہو جائے گا۔ بیشک وہ جن پر

حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ

تیرے رب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے[4] ایمان نہ لائیں گے اگرچہ سب

جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

نشانیاں ان کے پاس آئیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں[5]

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا

تو ہوئی ہوتی نہ کوئی بستی[6] کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان کام آتا ہاں

قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

یونس کی قوم[7] جب ایمان لاتے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ

میں ہٹا دیا[8] اور ایک وقت تک انہیں برتنے دیا[9] اور اگر

شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا

تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے[10]

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں[11]

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ

اور کسی جان کی قدرت نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم سے[12]

ا۔ حق سے مراد یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قرآن کریم' یا دین اسلام ۲۔ یعنی شک کرنا تو بہت دور ہے شک والی جماعت سے بھی نہ ہونا یعنی اپنی شکل و صورت اور طریقہ گفتگو بھی کفار کی سی نہ بناؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی شکل و صورت سے بھی انسان کو نفرت چاہیے ۳۔ نہ عقیدۃ نہ جماعۃ' یعنی نہ تو اللہ کی آیتیں جھٹلاؤ' نہ جھٹلانے والوں کی حمایت کرو نہ ان کی مجلس میں جاؤ نہ ان کے وعظ سنو' نہ ان کی کتابیں شوق سے دیکھو' غرض کہ کسی طرح ان کے سے نہ بنو' ورنہ عذاب میں گرفتار ہو گے ۴۔ جن کے متعلق لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ یہ کفر پر مریں گے یا اس وقت ایمان لائیں گے جب کہ ایمان فائدہ نہ دے گا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفر میں مجبور ہو جاویں ۵۔ یا نزع کا عذاب' یا قبر کا' یا حشر کا' اس وقت یہ ایمان لائیں گے۔ مگر وہ ایمان قبول نہ ہو گا کیونکہ وقت کے بعد ہے۔ ۶۔ ان بستیوں میں سے جو ہلاک کی گئیں' ۷۔ آپ یونس بن متی ہیں متی آپ کی والدہ کا نام ہے۔ آپ کی قوم مقام نینوا میں دجلہ کے کنارے موصل کے قریب آباد تھی۔ آپ نے بہت عرصہ پہلے انہیں تبلیغ کی' وہ ایمان نہ لائے آپ نے ان کے لئے بددعا کی۔ حکم الٰہی آیا' انہیں اطلاع دے دو کہ تین دن بعد عذاب آئے گا۔ آپ انہیں یہ خبر دے کر خود پہاڑوں میں جا چھپے۔ جب عذاب کی علامت سیاہ بادل نمودار ہوئے تو یہ سب لوگ آپ کی تلاش میں نکلے نہ پانے پر بارگاہ الٰہی میں عاجزی کی۔ مرد عورتیں جنگلوں میں نکل گئے۔ سچی توبہ کی اور ایک دوسرے کے دبائے ہوئے مال واپس کئے ان کی دعا قبول ہوئی اور عذاب دفع ہوا۔ تلاش نبی نے انہیں بچا لیا۔ ۸۔ قوم یونس سے عذاب دور ہونا' یا تو ان کی خصوصیات میں سے

(بقیہ صفحہ ۳۴۹) ہے' معلوم ہوا کہ قانون کچھ اور ہے اور قدرت کچھ اور۔ یا اس لئے تھا کہ وہ لوگ عذاب کی علامات دیکھ کر نزول عذاب سے پہلے ہی ایمان لے آئے ۹۔ یعنی جو عمریں ان کی تھیں' اتنا انہیں زندہ رکھا۔ اس واقعہ سے پتہ لگا کہ عمریں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں اور تقدیر میں تبدیلی ہوتی ہے۔ دیکھو اس قوم کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کرنے والا عذاب نمودار ہو گیا۔ قریب تھا کہ زندگی ختم ہو جائے اور پھر توبہ کی وجہ سے عذاب دور ہو گیا اور عرصہ تک یہ لوگ زندہ رہے۔ ۱۰۔ یعنی آپ چاہتے ہیں کہ سب ہی ایمان لے آویں مگر یہ حکمت الٰہی کے خلاف ہے۔ کفار رب کی صفت اضلال کے مظہر ہیں۔ دوزخ بھی بھرنا ضروری ہے۔ خیال رہے کہ

يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ

اور عذاب ان پر ڈالتا ہے جنہیں عقل نہیں تم فرماؤ

انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي

دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا ہے لہ اور آیتیں اور

الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ

رسول انہیں کچھ نہیں دیتے جن کے نصیب میں ایمان نہیں تو انہیں کاہے

يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ

کا انتظار ہے لہ مگر انہیں لوگوں کے سے دنوں کا جو ان سے پہلے ہو

قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ

گزرے لہ تم فرماؤ تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

انتظار میں ہوں پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں

كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا

گے بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو نجات دینا لہ تم فرماؤ اے

النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ

لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو تو میں تو اسے نہ

اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ

پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہاں اس اللہ کو

اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ

پوجتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا اور مجھے حکم ہے کہ

اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ

ایمان والوں میں ہوں لہ اور یہ کہ اپنا منہ دین کے لئے

مشیت یعنی ارادہ اور محبت میں بڑا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کفار کا کفر چاہتا ہے مگر اسے پسند نہیں کرتا۔ کفر سے راضی ہونا برا ہے مگر کافر کے کفر کا ارادہ کرنا حکمت ہے۔ کافر اور کفر صدہا عبادات کا ذریعہ ہیں۔ اگر کفر نہ ہو تو جہاد شہادت، غنیمت، تبلیغ سب کچھ بند ہو جاویں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کسی کو جبراً مسلمان بنانا درست نہیں رب فرماتا ہے لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ حضور نے چاند چیر دیا۔ ڈوبا سورج واپس کر لیا مگر ابوجہل کا دل چیر کر اس میں ایمان نہ بھرا کیونکہ اضطراری ایمان قبول نہیں ۱۲۔ جب اللہ چاہتا ہے تو بندہ اپنے اختیار سے ایمان قبول کرتا ہے۔ اپنے چاہنے کی وجہ سے وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جب اللہ ہدایت کا ارادہ نہ کرے تو بندہ اپنی رغبت سے کفر پر رہتا ہے' اس رغبت کا عذاب پاتا ہے۔ لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بندہ مجبور ہے کیونکہ بندہ کی رغبت بھی مشیت الٰہی میں داخل ہے

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی و ہیئت اعلیٰ علوم ہیں۔ اس سے رب کی قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ ۲۔ گویا یہ لوگ گزشتہ امتوں کی طرح عذاب الٰہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ کلام بطور تمثیل ہے ورنہ کفار مکہ نہ اپنے کو عذاب کا مستحق جانتے تھے اور نہ عذاب کے انتظار میں تھے۔ اس قسم کے محاورے عرب میں بھی رائج تھے اور ہمارے ہاں بھی ہیں ۳۔ ایام سے مراد عذاب کا زمانہ ہے اور پہلوں سے مراد قوم نوح' قوم لوط و ثمود وغیرہ ہیں۔ اس سے قیاس کا ثبوت ہوتا ہے کہ چونکہ ان کی بدمعاشیاں ان قوموں کی طرح ہیں' لہٰذا ان کی طرح ہی عذاب کے مستحق ہیں ۴۔ اس لئے کہ جب کسی قوم پر عذاب آتا ہے تو وہاں سے پیغمبر اور ان کے ساتھی نکال لئے جاتے ہیں جیسے لوط و صالح و ہود علیہم السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ کر لیا گیا۔ قیامت تک اللہ تعالیٰ مومنوں کو شر کفار سے بچائے گا یا انہیں فتح دے کر یا موت عطا فرما کر۔ موت مومن کا تحفہ ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنا دین چھپانا نہیں چاہیے۔ تقیہ کرنا منافقوں کا کام ہے۔ سب سے پہلے تقیہ ابلیس نے کیا' کہ آدم علیہ السلام کے پاس دوست بن کر پہنچا حالانکہ دشمن تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ رب نے اپنے محبوب اور ان کے غلاموں کو حکم دیا کہ اپنے عقائد کا پوری طرح اعلان کر دو۔ بلکہ چاہیے یہ کہ مومن کا ایمان اس کے چہرے' لباس سے ظاہر ہو' کفار کی سی شکل بنانا بھی گویا عملی تقیہ ہے تقیہ کے تین رکن ہیں۔ ایمان چھپانا کفر ظاہر کرنا' دھوکہ کے لئے کرنا سخت ضرورت کے وقت جان بچانے کے لئے کفر بول دینا ایسا ہی ہے جیسے ضرورت پر مردار کھا لینا۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اللہ کے پیاروں کے کام اللہ کے کام ہوتے ہیں' جان نکالنا ملک الموت کا کام ہے مگر فرمایا گیا کہ اللہ موت دیتا ہے' دوسرے یہ کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے کو مومنوں کی

(بقیہ صفحہ ۳۵۰) جماعت میں رکھے' عقائد و اعمال میں ان کے خلاف راہ اختیار نہ کرے' اکیلی بھیڑ کو بھیڑیا پھاڑتا ہے

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے ضروری ہے کہ تمام بدعقیدگیوں سے پاک و صاف ہو' دوسرے یہ کہ شرک کرنا تو کیا اپنے کو مشرکین میں سے نہ بنائے شکل و صورت اعمال و لباس میں ان سے الگ ہو ۲۔ اس آیت میں پوجنے کی ممانعت ہے' نہ کہ پکارنے یا مدد لینے سے کیونکہ دوسری آیات میں پکارنے کا بھی حکم ہے۔ رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اور حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا۔ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ اگرچہ پتھروں لکڑیوں میں نفع و نقصان ہیں مگر وہ نفع و نقصان جو

لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۵﴾

سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا ۱

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَلَا

اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ

یَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰۶﴾

برا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو ظالموں سے ہوگا ۲

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا

اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں

هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ یُصِیْبُ

اس کے سوا ۳ اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنیوالا کوئی نہیں ۴

بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۷﴾

اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

تم فرماؤ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا ۵

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

تو جو راہ پر آیا وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا ۶ اور جو

ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ

بہکا وہ اپنے برے کو بہکا ۷ اور کچھ میں کڑوڑا

بِوَكِیْلٍ ﴿۱۰۸﴾ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى

نہیں ۸ اور اس پر چلو جو تم پر وحی ہوتی ہے ۹ اور صبر کرو یہاں تک

یَحْكُمَ اللّٰهُ ۖۚ وَهُوَ خَیْرُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾

کہ اللہ حکم فرمائے ۱۰ اور وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والا ہے

الوہیت کا مدار ہے' وہ کسی مخلوق میں نہیں یعنی بالذات مشکلیں حل کرنا' فریاد سننا وغیرہ۔ اسی کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ ۳۔ لہٰذا بیماروں کا طبیبوں کے پاس جانا' مظلوموں کا حاکموں کی کچہری میں پہنچنا' اس خیال سے نہیں کہ یہ اللہ کی بھیجی ہوئی مصیبتوں کو ٹال دیں گے۔ بلکہ اس خیال سے ہوتا ہے کہ ان کے سبب و ذریعہ سے اللہ مصیبت ٹال دے گا جیسا کہ پیاسے کا کنویں پر جانا' بھوکے کا مالداروں کے پاس جانا' اس طرح گنہگار کا نبی ولی کے دروازوں پر حاضری دینا ہے کہ مغفرت کا ذریعہ ہے نہ شرک ہے' نہ کفر ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ الٰہی کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ ہاں نیک اعمال اور بزرگوں کی دعا سے خود رب تعالٰی تبدیل فرما دیتا ہے۔ اس لئے اس کا نام تواب ہے یعنی توبہ کرنے والے سے ارادہ عذاب سے رجوع فرمانے والا۔ آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ساٹھ برس کے سو برس ہو گئی ۵۔ حق سے مراد حضور ہیں' دوسری جگہ حضور کو برہان یعنی دلیل تیسری جگہ حضور کو نور فرمایا گیا۔ حضور یہ سب کچھ ہیں۔ حضور کے حق ہونے کے یا یہ معنی ہیں کہ حق کے بھیجے ہوئے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ ان کے قول و فعل حق ہیں جیسے آم کے درخت سے جامن پیدا نہیں ہو سکتا ایسے ہی حضور سے باطل سرزد نہیں ہو سکتا۔ یا حق کے یہ معنی ہیں کہ حضور ایمان ہیں' ان کا مقابل شرک و کفر ہے' یا یہ معنی ہیں کہ حضور کے مقابل کو فنا ہے' اور حضور کو حضور کے دین کو بقا ہے کیونکہ حضور فنا فی اللہ کے درجہ میں ہیں' یا حق سے مراد قرآن کریم ہے کہ اس کی ہر ہر بات حق ہے یا اس سے مراد اسلام ہے کہ اس کے عقائد اعمال حق ہیں۔ ۶۔ کہ ہدایت کا فائدہ اسے ضرور پہنچے گا۔ اگرچہ اولاد کی ہدایت سے ماں باپ کو بھی ثواب ملتا ہے لیکن خود وہ محروم نہیں ہوتا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہاری ہدایت نہ قبول کرنے سے ہمارے محبوب کا کوئی نقصان نہیں' ہدایت قبول کرنے نہ کرنے کا نفع و نقصان خود تمہارے لئے ہے ۷۔ کیونکہ

ع ۱۱ / ۱۷

گمراہی کی سزا گمراہ کو ضرور ملتی ہے' اگرچہ گمراہ کرنے والے اور لاپرواہ ماں باپ پر بھی وبال پڑتا ہے' رب فرماتا ہے۔ قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوگ گمراہ رہیں تو حضور پر اس کی ذمہ داری نہیں' نہ حضور سے اس بارے میں سوال ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ لہٰذا ہم حضور کے حاجت مند ہیں' حضور کو ہماری حاجت' ضرورت نہیں لہٰذا یہ آیت کریمہ حضور کی نعت شریف ہے کیونکہ اس میں حضور کی بے نیازی کا ذکر ہے ۹۔ خواہ وحی حقیقی جیسے قرآن و حدیث یا وحی حکمی جیسے حضور کے اجتہادات۔ اس لئے حضور نے اجتہاد پر خود بھی عمل فرمایا اور مجتہدین کو اس کا حکم دیا' اجتہاد کی پوری بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ لہٰذا اس آیت سے نہ غیر مقلد وہابی دلیل پکڑ سکتے ہیں۔ نہ چکڑالوی ۱۰۔ مشرکین سے جہاد کرنے اور اہل کتاب سے جزیہ لینے کا (خزائن العرفان)

(بقیہ صفحہ ۳۵۱) خیال رہے کہ مشرکین عرب سے کسی امام کے نزدیک جزیہ نہیں صرف اہل کتاب سے جزیہ لیا جاوے گا۔ مشرکین عجم میں اختلاف ہے ہمارے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان سے جزیہ لیا جاوے گا امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کے لئے صرف اسلام یا جنگ ہے۔

ا۔ سورۃ ہود مکیہ ہے سوائے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ اور فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ الخ اور اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ اور اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ کے' اس میں دس رکوع' ایک سو تیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو کلمے اور نو ہزار پانچ سو سرسٹھ حروف ہیں (خزائن العرفان) ۲۔ سبحان اللہ نہایت نفیس ترجمہ ہے۔ یعنی احکمت، حکم۔ بمعنی مضبوط سے مشتق نہیں'

اٰيَاتُهَا ۱۲۳ | ۱۱ سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ ۵۲ | رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

سورۃ ہود مکیہ ہے اس میں دس رکوع ایک سو تئیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو کلمے ہیں لہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں ۲ پھر تفصیل کی گئیں ۳ حکمت والے

خَبِيْرٍ ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ

خبردار کی طرف سے ۴ کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی۔ بیشک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر

وَّبَشِيْرٌ ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ

اور خوشی سنانے والا ہوں ۵ اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو ۶

يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ

تمہیں بہت اچھا برتنا دے گا ایک ٹھہرائے وعدہ تک اور ہر فضیلت

كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

والے کو اس کا فضل پہنچائے گا ۷ اور اگر منہ پھیرو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

کا خوف کرتا ہوں ۸ تمہیں اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے ۹ اور وہ ہر شے پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا

قادر ہے ۱۰ سنو وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں کہ اللہ سے پردہ کریں

مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

۱۱ سنو جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے ۱۲ بیشک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے

بلکہ حکمت سے مشتق ہے کیونکہ قرآن کریم کی تمام آیات اس وقت محکم نہ تھیں بعض منسوخ ہونے والی تھیں مگر ساری آیتیں حکمت سے بھری تھیں۔ جو منسوخ ہوئیں۔ ان کے نسخ میں حکمت ہے اور جو باقی رہیں ان کی بقا میں حکمت ۳۔ یہاں ثم' رتبہ کی ترتیب کے لئے ہے نہ کہ زمانے کی۔ یعنی آیات قرآنیہ میں' عقائد' اعمال' قصص وغیرہ تفصیل وار مذکور میں ۴۔ یعنی جب کلام والا' علیم' حکیم' خبیر ہے تو کلام میں بھی علم و حکمت غیبی خبریں ہیں کیونکہ کلام کا حال کلام والے کی صفات سے معلوم ہوتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں نہ کہ کسی نبی کی' آمد کی' اس لئے اسے نذیر کے ساتھ بیان فرمایا ۶۔ گزشتہ سے معافی مانگنا استغفار ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا توبہ ہے۔ کبھی دونوں ایک ہی معنی میں آتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار سے دنیاوی بلائیں ٹلتی ہیں اور راحتیں ملتی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ ، ۔ فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا ۷۔ یعنی جنت میں بقدر عمل ہر مومن کو درجے عنایت فرمائے گا۔ یا نیکی کی برکت سے آئندہ اور زیادہ نیکیاں کرنے کی توفیق بخشے گا۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو اپنے اور اپنے غلاموں کے متعلق عذاب کا خوف نہیں' حضور کو ان کے مراتب بتا دیئے گئے اور معراج میں دکھا دیئے گئے۔ ہاں حضور کو رب کا خوف یعنی اس کی ہیبت کمال درجے کی ہے۔ یہ خوف ایمان کا رکن ہے۔ ۹۔ سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے مگر مومن کو خوشی سے اور کافر کو مجبورا" یہاں جبری رجوع مراد ہے اس لئے صرف کفار سے خطاب ہے ۱۰۔ وہ روزی دینے' موت دینے' بعد موت اٹھانے پر قادر ہے۔ شے سے مراد ممکنات ہیں نہ کہ واجب اور ناممکن ۱۱۔ شان نزول۔ یہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جو استنجا اور مجامعت کے وقت برہنہ ہوتے ہوئے رب سے شرماتے تھے' یا ان منافقوں کے متعلق آئی جو حضور کے سامنے اپنے منہ چھپاتے تھے کہ حضور ہم کو دیکھ نہ لیں۔ مگر اول ظاہر ہے کہ یہ آیت مکی ہے مکہ میں منافق نہ تھے ۱۲۔ لہذا رب سے چھپنے کے لئے ستر چھپانے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ حیاء و غیرت کے لئے ستر پوشی کرو۔ خیال رہے کہ تنہائی میں بھی ننگا ہونا منع ہے۔ اس لئے نہیں کہ رب سے چھپا جاوے بلکہ اس لئے کہ اس میں شرم و حیا کا اظہار ہے' رب کا حکم ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک میرے حجرے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق دفن تھے' میں بے حجاب اندر چلی جاتی تھی۔ کہ ایک میرے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم مدفون تھے اور ایک میرے والد۔ مگر جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تب سے میں بغیر حجاب اندر نہ گئی۔ کیونکہ حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے' حیا فرمایا' حجاب نہ فرمایا۔ غرض کہ حیا اور ہے حجاب کچھ اور۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر میں مدفون بندے زائرین کو دیکھتے جانتے اور پہچانتے ہیں اور یہ کہ

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا

اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں لہ جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو لہ

وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ

اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا اور کہاں سپرد ہو گا ۲ سب کچھ ایک صاف بیان

مُّبِیْنٍ ۝۶ وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

کرنے والی کتاب میں ہے ۳ اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن

فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ لِیَبْلُوَكُمْ

میں بنایا ۴ اور اس کا عرش پانی پر تھا کہ تمہیں آزمائے

اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَىِٕنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ

تم میں کس کا کام اچھا ہے ۵ اور اگر تم فرماؤ کہ بے شک تم مرنے کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ

اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ تو نہیں

اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۷ وَلَىِٕنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ

مگر کھلا جادو ۷ اور اگر ہم ان سے عذاب کچھ گنتی کی

اِلٰۤی اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا یَوْمَ

مدت تک ہٹا دیں ۸ تو ضرور کہیں گے کس چیز نے روکا ہے سن لو جس دن

یَاْتِیْهِمْ لَیْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا

ان پر آئے گا ان سے پھیرا نہ جائے گا اور انہیں گھیرے گا وہی عذاب

كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ وَلَىِٕنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ

جس کی ہنسی اڑاتے تھے اور اگر ہم آدمی کو ۹ اپنی کسی رحمت کا

مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَیَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹

مزہ دیں پھر اسے اس سے چھین لیں ضرور وہ بڑا ناامید ناشکرا ہے

(بقیہ صفحہ ۳۵۲) ان سے شرم و حیا بھی کرنی چاہیے اور ان کا ادب بھی۔

۱۔ زمین پر چلنے والے کا اس لئے ذکر فرمایا کہ ہم کو انہیں کا مشاہدہ ہوتا ہے' ورنہ جنات' ملائکہ وغیرہ سب کو رب روزی دیتا ہے۔ اس کی رزاقیت صرف حیوانوں میں منحصر نہیں' پھر جو جس روزی کے لائق ہے اس کو وہی ملتی ہے بچہ کو ماں کے پیٹ میں اور قسم کی روزی ملتی ہے' اور پیدائش کے بعد دانت نکلنے سے پہلے اور طرح کی' بڑے ہو کر اور طرح کی' غرضیکہ دابۃ میں بھی عموم ہے اور رزق میں بھی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ بہت بیوقوف ہے' جو رزق کی فکر میں اپنی مغفرت کی فکر نہ کرے' کیونکہ رزق کا رب نے وعدہ فرمایا مغفرت کا وعدہ نہیں فرمایا۔ بلکہ ارشاد فرمایا يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ فکر اپنی نجات کی چاہیے اللہ نصیب کرے ۳۔ یعنی زندگی میں کہاں رہے گا۔ اور بعد موت کہاں دفن ہو گا۔ یا کس باپ کی پشت میں اور کس ماں کے رحم میں' کس طرح اور کب تک رہے گا۔ یا عالم ارواح میں کس صف میں تھا۔ اور آئندہ قیامت میں کس صف میں ہو گا۔ خیال رہے کہ میثاق کے دن ارواح کی چار صفیں تھیں' پہلی صف میں انبیاء' دوسری میں اولیاء اللہ تیسری میں تمام مومنین چوتھی میں کفار منافقین کی ارواح تھیں (روح البیان وغیرہ) ۴۔ خیال رہے کہ ہر چیز کا لوح محفوظ میں لکھا جانا اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا خطرہ تھا اس لئے لکھ لیا۔ بلکہ اس لئے ہے کہ لوح محفوظ دیکھنے والے بندے اس پر اطلاع پائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں انہیں بھی ہر ایک کے مستقر اور مستودع کی خبر ہے۔ کیونکہ یہ سب لوح محفوظ میں تحریر ہے اور لوح محفوظ ان کے علم میں ہے' لوح محفوظ کو مبین اس لئے فرمایا گیا کہ وہ خاص بندوں پر علوم غیبیہ بیان کر دیتی ہے ۵۔ آسمان بھی سات ہیں اور زمین بھی سات' لیکن آسمانوں کی حقیقتیں مختلف ہیں۔ کوئی تانبہ کا' کوئی چاندی کا کوئی سونے کا۔ اور تمام زمینوں کی حقیقت صرف مٹی ہے' نیز آسمانوں میں فاصلہ ہے اور زمین کے طبقات میں فاصلہ نہیں ایک دوسرے سے ایسی چپٹی ہیں جیسے پیاز کے چھلکے کہ دیکھنے میں ایک معلوم ہوتی ہے' اس لئے آسمان جمع فرمایا جاتا ہے اور زمین واحد بولی جاتی ہے۔ خیال رہے کہ آسمانوں کی پیدائش دو دن میں۔ زمین کی پیدائش دو دن میں اور حیوانات' درخت وغیرہ کی پیدائش دو دن میں ہوئی' دن سے مراد اتنا وقت ہے' ورنہ اس وقت دن نہ تھا دن تو سورج سے ہوتا ہے اور اس وقت سورج نہ تھا ۶۔ یعنی یہ تمام مخلوقات تمہاری خاطر بنائی۔ تا کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ اور نیک اعمال کرو۔ رب نے سب کچھ تمہارے لئے بنایا۔ کچھ تم بھی اس کے لئے کرو

۷۔ یعنی جیسے جادو کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی مگر اثر کرتا ہے' ایسے ہی معاذ اللہ آپ کا کلام باطل ہے مگر دلنشین اور دلکش ہے کہ جس پر اثر کر جاتا ہے وہ آپ ہی کا ہو جاتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر سے عذاب دفع نہیں ہوتا' ہاں مؤخر ہوتا ہے کافر اس تاخیر سے دھوکا کھا جاتا ہے اور طغیان میں زیادتی کرتا ہے' چنانچہ ان کا حضور سے یہ سوال کرنا مذاق کے طور پر تھا نہ کہ خوف کی بنا پر ۹۔ آدمی سے مراد یا کافر انسان ہے یا غافل' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے ناامیدی کفار کا کام ہے' رحمتوں کا آنا شکر کے لئے ہوتا ہے اور جانا صبر کے لئے۔ لہٰذا یہ آنا جانا دونوں ہی اللہ کی رحمت ہیں۔

وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَیَقُوْلَنَّ

اور اگر ہم اسے نعمت کا مزہ دیں اس مصیبت کے بعد جو اسے پہنچی تو ضرور کہے گا

ذَهَبَ السَّیِّاٰتُ عَنِّیْؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌۙ۝۱۰ اِلَّا الَّذِیْنَ

کہ برائیاں مجھ سے دور ہوئیں ۱؎ بیشک وہ خوش ہونے والا بڑائی مارنے والا ہے ۲؎ مگر

صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

جنہوں نے صبر کیا ۳؎ اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش

وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ۝۱۱ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ

اور بڑا ثواب ہے تو کیا جو وحی تمہاری طرف ہوتی ہے اس میں سے کچھ تم

وَ ضَآىِٕقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ

چھوڑ دو گے ۴؎ اور اس پر دل تنگ ہو گے ۵؎ اس بنا پر وہ کہتے ہیں انکے ساتھ

عَلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِیْرٌؕ

کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ آتا ۶؎ تم تو ڈر سنانے والے ہو ۷؎

وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌؕ۝۱۲ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُؕ

اور اللہ ہر چیز پر محافظ ہے ۸؎ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے جی سے بنا لیا ۹؎

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّ ادْعُوْا

تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ ۱۰؎ اور اللہ کے سوا

مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ

جو مل سکیں سب کو بلا لو ۱۱؎ اگر تم

صٰدِقِیْنَ۝۱۳ فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ

سچے ہو تو اے مسلمانو اگر وہ تمہاری اس بات کا جواب نہ دے سکیں ۱۲؎ تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے

بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝۱۴

علم ہی سے اترا ہے ۱۳؎ اور یہ کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو کیا اب تم مانو گے

۱؎ وہ اب نہ آئیں گی۔ یہ سمجھ کر وہ مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے بجائے شکر کے بداعمالیاں کرتا ہے' جیسا آج دیکھا جا رہا ہے کہ امیر لوگ شفا پانے پر کنجر نچاتے ہیں' شادی بیاہ میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں ۲؎ معلوم ہوا کہ شیخی کی خوشی منع ہے۔ شکریہ کی خوشی عبادت ہے' رب فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا (یونس) شیخی میں نظر اپنی ذات پر ہوتی ہے اور شکریہ میں توجہ رب کی طرف ہوتی ہے شیخی غفلت اور شکریہ کی خوشی جذبۂ اطاعت پیدا کرتی ہے' رب شیخی سے بچائے شکر کی خوشی ہمارے نصیب کرے ۳؎ اس طرح کہ راحت میں نفس کو فخر کرنے سے روکا اور مصیبت میں گھبراہٹ سے' یا جنہوں نے اللہ کی اطاعت پر صبر کیا کہ اس پر قائم رہے' غرضیکہ صبر ہر حال میں ہونا چاہیے ۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے ساری وحی کی تبلیغ فرما دی کوئی چھپائی نہیں' لہٰذا وفات کے وقت جو کاغذ و قلم طلب فرمایا اور کچھ لکھنے کا ارادہ فرمایا' وہ ان ہی تبلیغ کئے ہوئے احکام میں سے کچھ تھا جو یہ کہے کہ آپ نے کچھ احکام نہیں پہنچائے وہ اس آیت کا منکر ہے ۵؎ (شان نزول) عبداللہ بن امیہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں اور آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے تو اس نے آپ پر خزانے کیوں نہ اتارے' یا آپ کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ مقرر فرمایا، جو آپ کی رسالت کا گواہ ہوتا' اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۶؎ یعنی جو ہم دیکھتے' ورنہ حضور کے پاس خزانے ہیں اور حضور پر فرشتے بھی اترتے ہیں خود فرماتے ہیں اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئیں' مگر چونکہ وہ کفار کی نگاہوں سے پوشیدہ تھیں' اس لئے انہوں نے یہ کہا' خیال رہے کہ حضور پر فرشتے آتے بعض صحابہ نے بھی دیکھے' بارہا حضرت جبریل کو دیکھا۔ بدر میں فرشتوں کا معائنہ کیا ۷؎ یعنی اے محبوب تم اس مذاق اور تمسخر کی پرواہ نہ کرو' آپ کے ذمہ ان کی ہدایت نہیں' آپ تبلیغ فرمائیں' وہ مانیں یا نہ مانیں ۸؎ حضور کی حقانیت کی روشن دلیل یہ ہے کہ باوجود یکہ آپ کے پاس ظاہری سامان کوئی نہیں' پھر بھی آپ کا دین اور آپ کا نام دنیا میں پھیلا ۹؎ یہ سوال اقراری ہے یعنی کفار مکہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن خود دل سے گھڑ لیا ہے ۱۰؎ کیونکہ دنیاوی چیزوں کی پہچان یہی ہے کہ دنیا والے اس کی مثل بنا سکیں اور خدائی چیزوں کی علامت یہ ہے کہ بندوں کی طاقت سے ان کا بنانا باہر ہو' ہم اس قاعدے سے چیونٹی اور جگنوں کو رب کی مصنوع کہتے ہیں' اور ریل و گیس کو مخلوق کی صنعت' خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے اولاً کفار سے فرمایا کہ قرآن کی مثل لاؤ' پھر فرمایا۔ اچھا دس سورتیں ہی اس جیسی لے آؤ۔ پھر فرمایا کہ اچھا ایک ہی سورت ایسی لے آؤ۔ بہرحال آیات میں تعارض نہیں ۱۱؎ یہاں من دون اللہ' سے مراد اللہ کے دشمن بت یا کفار ہیں' نہ کہ اولیاء انبیاء' یہ مطلب نہیں کہ اے عیسائیو! تم عیسیٰ و عزیر و موسیٰ علیہم السلام کو قرآن کے مقابلہ کے واسطے لے آؤ۔ یا عبداللہ بن سلام و کعب احبار سے مدد لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد لینا جائز ہے ۱۲؎ یہ شک اور تردد سننے والوں کے لحاظ سے ہے ورنہ رب تعالیٰ تو جانتا ہے کہ وہ سب مل کر بھی قیامت تک قرآن کی مثل ایک سورت بھی نہ بنا سکیں گے ۱۳؎ یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن یہ جان کر اتارا ہے کہ اس کے لائق صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' یا قرآن اللہ تعالیٰ کے علم پر مشتمل ہے' لہٰذا حضور کو اللہ نے اپنا علم دیا۔ کیونکہ انہیں قرآن دیا اور قرآن میں اللہ کا علم ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ

جو دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل

اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ

دے دیں گے ۱ اور اس میں کمی نہ دیں گے یہ ہیں

الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا

وہ جن کے لئے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ ۲ اور اکارت گیا جو

صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ

کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے ۳ تو کیا وہ جو اپنے

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ

رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو ۴ اور اس پر اللہ کی طرف سے گواہ آئے ۵ اور اس سے

كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ

پہلے موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت وہ اس پر ایمان لاتے ہیں ۶

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا

اور جو اس کا منکر ہو سارے گروہوں میں تو آگ اس کا وعدہ ہے تو اے

تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ

سننے والے تجھے کچھ اس میں شک نہ ہو بے شک وہ حق ہے ۷ تیرے رب کی طرف سے لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

بہت آدمی ایمان نہیں رکھتے اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ

جھوٹ باندھے ۸ وہ اپنے رب کے حضور پیش کئے جائیں گے اور

يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ

گواہ کہیں گے ۹ یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ۱۰

۱۔ اس طرح کہ دنیا کی نعمتوں کو ان کے اعمال کا بدلہ بنا دیں گے' یہ مطلب نہیں کہ جو مانگیں وہ انہیں دے دیا جائے' یعنی دنیا میں جو کچھ رزق وغیرہ انہیں ملے گا وہ ان کی نیکیوں کا بدلہ ہو جائے گا۔ مومن خواہ کتنے ہی آرام سے رہے اس کی نیکیوں کا عوض آخرت میں ہے ۲۔ ان آیات میں یا تو وہ مشرکین مراد ہیں جو صدقہ و خیرات' صلہ رحمی وغیرہ کرتے ہیں' رب انہیں وسعت رزق دے کر یہاں ہی بدلہ کر دیتا ہے' یا وہ منافقین مراد ہیں جو صرف مال غنیمت کے لئے جہاد میں جاتے تھے' ان کی جزا وہی مال ہو گیا (خزائن) اس سے معلوم ہوا کہ دنیا صفر ہے اور آخرت عدد' اگر صفر اکیلا ہو تو خالی ہے اور اگر عدد کے ساتھ مل جائے۔ تو اسے دس گنا بنا دیتا ہے' عثمان غنی اور ابو جہل کی دنیا میں فرق ظاہر ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی رب تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں جیسے نماز کے لئے وضو شرط جواز ہے ایسے ہی اعمال کے لئے ایمان شرط قبول ہے ۴۔ اس سے مراد وہ علماء یہود ہیں جو ایمان لا کر حضور کے صحابی بنے' جیسے عبداللہ ابن سلام اور ان کے ساتھی۔ روشن دلیل سے مراد حقانیت اسلام کے عقلی دلائل ہیں اور گواہ سے مراد قرآن کریم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کیا یہ اہل کتاب جن کو یہ نعمتیں میسر ہوں' ان کی طرح ہو سکتے ہیں جو محض ضد اور عناد سے اسلام سے دور ہیں ہرگز نہیں ۵۔ اس گواہ سے مراد عبداللہ بن سلام اور وہ علماء یہود ہیں جو قرآن کی حقانیت پر ایمان لائے' ۶۔ معلوم ہوا کہ صرف ایمان پر بھروسہ نہ کرے' بلکہ ہمیشہ رب پر دھیان رکھے' گناہ کر کے اس کی مغفرت پر اور نیکی کر کے اس کے فضل و کرم سے قبول فرمانے پر۔ نیکی تخم ہے اور اس کی رحمت بارش کا پانی۔ تخم بارش کا محتاج ہے اور ہمارے اعمال اس کے کرم کے حاجت مند ہیں ۷۔ یعنی یہ قرآن کریم حق ہے یا آپ کے مخالفوں کا جہنمی ہونا برحق ہے' یا آپ کے غلاموں کا جنتی ہونا یقینی چیز ہے کہ قرآن پر کبھی باطل نہیں آ سکتا لہٰذا کافر جنتی اور مومن دائمی دوزخی نہیں ہو سکتا (روح) اس آیت سے صدہا ایمانی اور فقہی مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں' صحابہ کا جنتی ہونا ابو جہل کا دوزخی ہونا یقینی ہے ۸۔ اس طرح کہ اس کی طرف اولاد یا شرک کو نسبت کرے' یا اس کی کتاب میں ملاوٹ کرے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا بڑا گناہ ہے' حضور پر جھوٹ باندھنا بھی رب پر جھوٹ باندھنا ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ کسی مقدمہ میں گواہی لینا حاکم کے بے علم ہونے کی دلیل نہیں' رب بھی گواہی لے کر قیامت میں فیصلہ فرمائے گا' لہٰذا حضور کا حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت کے وقت گواہی وغیرہ طلب فرمانا۔ تحقیقات کرنا بے علمی کی بنا پر نہ تھا' بلکہ امت کو مقدمہ کی تحقیقات کرنے کی تعلیم دینا مقصود تھا۔ اس آیت میں گواہ سے مراد انبیاء اور فرشتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نبی اور فرشتے ہمارے اعمال سے خبردار ہیں ورنہ گواہی کیسے دیتے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار و منافقین کو قیامت میں رسوا کیا جائے گا اور ان کی بدکاریاں بے ایمانیاں اعلانیہ بیان ہوں گی۔ بلکہ کفار کے چہرے مہرے ان کی بے ایمانی کی نشاندہی کریں گے۔ مسئلہ اللہ تعالیٰ گنہگار مومن کی پردہ پوشی فرماوے گا۔ کہ ان کے نیک اعمال کا اعلان ہو گا' برے اعمال صیغۂ راز میں رکھے جائیں گے' دیکھو گزشتہ امتوں کی بدکاریاں قرآن کریم میں مذکور ہوئیں' جس سے وہ رسوا ہوئیں' قرآن کے بعد کوئی کتاب اترے گی نہیں' ہماری بدنامی بھی نہ ہوگی۔ گزشتہ کتابوں میں امت محمدیہ کی نیکیاں مذکور تھیں' بدیاں مذکور نہ تھیں۔ رب فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ

ا۔ اس آیت میں وہ کفار و مشرکین بھی شامل ہیں جو ایمان کا سیدھا راستہ چھوڑ کر کفر و الاٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں اور وہ مرتدین بھی شامل ہیں جو قرآن کی معنوی تحریف کر کے صحابہ کبار اور عام مسلمانوں کے خلاف راستہ اختیار کرتے ہیں اور آیات کے وہ معنی کرتے ہیں جو متواتر معانی کے خلاف ہیں اگر انہیں آخرت کا ڈر ہوتا تو یہ جرأت نہ کرتے ۲۔ یعنی وہ دنیا میں بھی ہمارے قابو میں ہیں ہم جب چاہیں' ان کو عذاب میں گرفتار کر دیں۔ اور آخرت میں تو ہوں گے ہی ۳۔ دون کا ترجمہ جدا نہایت نفیس ہے کیونکہ دو دن کے معنی قصر ہیں (مفردات راغب) قصر کے معنی علیحدگی اور جدائی نہایت موزوں ہے' رب فرماتا ہے' ان تقصر وابن الصلٰوۃ اور فرماتا ہے۔ ومقصوین رب سے جدا ہو کر بندہ محض بیکار ہے۔ رب سے واصل ہو کر ہر طاقت کا مالک ہے جیسے بجلی کا تار کنکشن کٹنے پر بے کار ہے۔ کنکشن ہو جانے پر سبحان اللہ۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن کے لئے رب نے بہت مدد گار مقرر فرما دیئے ہیں' کیونکہ مدد گار نہ ہونا یہاں کفار کے عذاب کے سلسلہ میں بیان ہوا ہے۔ اگر مومن کے بھی مدد گار نہ ہوتے تو پھر یہ عذاب مومن کو بھی ہو جاتا مومن کے مدد گار رسول اللہ' اولیاء اللہ' نیک اعمال خانہ کعبہ وغیرہ ہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا ۵۔ معلوم ہوا کہ گمراہ گر کا عذاب گمراہ سے زیادہ ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ۶۔ یعنی انہوں نے اپنے کو ایسا کر لیا کہ حق سننے' دیکھنے پر قادر نہ رہے۔ جیسے کوئی اپنی آنکھ پھوڑ کر اندھا' بہرہ بن جاوے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان میں قدرتی طور پر یہ قدرت نہیں' ورنہ وہ مجرم نہ ہوتے ۷۔ یعنی بتوں کی معبودیت' اور ان کی شفاعت' جس کے وہ معتقد تھے۔ مگر وہاں یہ کچھ بھی نہ ہوگا ۸۔ یعنی آخرت میں گنہگار لوگ بھی نقصان میں رہیں گے لیکن کفار زیادہ نقصان میں ہوں گے کیونکہ آخر کار عذاب الٰہی سے گنہگار کا چھٹکارا ہو جائے گا۔ کفار کا چھٹکار کبھی نہ ہوگا ۹ یعنی جنتی وہ لوگ ہیں جن میں تین اوصاف ہوں ایمان' نیک اعمال' اور ہر حال میں اللہ کی طرف رجوع' راحت میں شاکر ہو کر مصیبت میں صابر ہو کر رب کی طرف رجوع کرتے رہیں ۱۰۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اور اس کی تفسیر ہے وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ معلوم ہوا کہ وہاں موتی اور اندھے' بہرے سے وہ کفار مراد ہیں جو کفر پر مرنے والے ہیں ۱۱۔ اگرچہ ظاہری شکل و شباہت میں گونگا اور بولنے والا، ایسے ہی بہرہ اور سننے والا یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ مگر معنوی فرق ہے' ایسے ہی نبی اور غیر نبی یکساں نہیں' اگرچہ شکل و شباہت میں ظاہری مشابہت ہے۔

وقف لازم

ع ۲

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ

ارے ظالموں پر خدا کی لعنت جو اللہ کی راہ سے روکتے

عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَیَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ

ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں اور وہی آخرت کے

كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اُولٰٓىِٕكَ لَمْ یَكُوْنُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ

منکر ہیں وہ تھکانے والے نہیں زمین میں

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ۘ یُضٰعَفُ

اور نہ اللہ سے جدا ان کے کوئی حمایتی انہیں عذاب پر

لَهُمُ الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا یَسْتَطِیْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا

عذاب ہوگا وہ نہ سن سکتے تھے اور نہ

كَانُوْا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

دیکھتے وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِی

اور ان سے کھوئی گئیں جو باتیں جوڑتے تھے خواہ نخواہ وہی آخرت میں

الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سب سے زیادہ نقصان میں ہیں بے شک جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

کام کئے اور اپنے رب کی طرف رجوع لائے وہ جنت والے ہیں

هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے دونوں فریق کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا

وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ ؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور دوسرا دیکھتا اور سنتا کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۟ۙ

اور بیشک ہم نے نوح کو۱ اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ میں تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں۲

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ

کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو۳ بیشک میں تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب

یَوْمٍ اَلِیْمٍ ۟ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

سے ڈرتا ہوں تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ

تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں۴ اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہاری پیروی کسی نے کی ہو

هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰی لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ

مگر ہمارے کمینوں نے۵ سرسری نظر سے اور ہم تم میں اپنے اوپر کوئی بڑائی

فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ۟ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ

نہیں پاتے بلکہ ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۶ بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو

كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ

اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت

فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ۟

بخشی۷ تو تم اس سے اندھے رہے کیا ہم اسے تمہارے گلے چپیٹ دیں اور تم بیزار ہو۸

وَیٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ

اور اے قوم میں تم سے کچھ اس پر مال نہیں مانگتا۹ میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور میں

وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّیْۤ

مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں۱۰ بے شک وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں لیکن میں

اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۟ وَیٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ

تم کو نرے جاہل لوگ پاتا ہوں۱۱ اور اے قوم مجھے اللہ سے کون بچالے گا

۱۔ نوح علیہ السلام کا نام شریف یشکر ہے۔ آپ آدم علیہ السلام کے زمین پر تشریف لانے کے ایک ہزار چھ سو بیالیس سال بعد ہوئے دمشق میں قیام تھا۔ کوفہ میں آپ دفن ہیں۔ ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی۔ ڈیڑھ ہزار سال عمر ہوئی (روح) میں نے آپ کی قبر شریف کی زیارت کی ہے الحمد للہ! بعض روایات میں ہے کہ آپ چالیس سال کی عمر میں نبی ہوئے اور ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اس حساب سے آپ کی عمر ایک ہزار پچاس سال ہوئی۔ واللہ اعلم ۲۔ چونکہ اس وقت قوم کافر تھی لہٰذا آپ نے بشارت کا ذکر نہ فرمایا ۳۔ یعنی ایمان لا کر صرف اللہ کی عبادت کرو۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر لہنا کفر کی جڑ اور گمراہی کی سیڑھی ہے۔ شیطان کی گمراہی کا سبب یہی ہوا۔ کہ اس نے آدم علیہ السلام کو صرف بشر جانا۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام کو یا تو رب نے بشر فرمایا یا خود انہوں نے' یا کفار نے' چوتھے کسی نے بشر نہ پکارا۔ اب جو حضور کو بشر کہہ کر پکارے سمجھ لے کہ وہ کون ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کے صحابہ کو برا کہنا نظر حقارت سے دیکھنا کافروں کا کام ہے' تمام صحابہ رسول کا احترام نہ ہو گا اسے ایمان نصیب ہے' تمام صحابہ کی عظمت ایمان کی نشانی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کے دل میں صحابہ رسول کا احترام نہ ہو گا اسے ایمان نصیب نہ ہو گا۔ بے ادب بے نصیب' بلکہ صحابہ کی طرف ہر منسوب چیز کا احترام چاہیے۔ ۶۔ یا تو کم میں خطاب صرف نوح علیہ السلام سے ہے۔ عربی زبان میں کبھی واحد کو جمع سے تعبیر کر دیتے ہیں یا خطاب آپ سے اور آپ کے متبعین سے ہے' وہ کہتے ہیں کہ اے نوح علیہ السلام آپ علم و مال میں ہم سے زیادہ نہیں پھر آپ نبی کیسے ہو گئے۔ آپ پر ایمان لانے والے عموماً کپڑا بنانے والے' جوتا سینے والے لوگ تھے۔ جنہیں یہ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۷۔ معلوم ہوا کہ نبوت اعمال سے نہیں ملتی' رب کی خاص رحمت ہے' ہاں یہ رحمت کبھی نبی کی دعا سے بھی ملی ہے جیسے حضرت ہارون و حضرت لوط کی نبوت ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ معجزے دکھانے کا مقصود صرف اپنی حقانیت ظاہر فرمانا ہوتی ہے نہ کہ قوم سے جبراً کلمہ پڑھوانا۔ ورنہ جب حضور کنکریوں سے کلمہ پڑھوا سکتے ہیں۔ تو ابو جہل سے کلمہ کیوں نہ پڑھوا لیا۔ کیونکہ جبری ایمان پر ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح جہاد کا مقصود کفر کا زور توڑنا ہے نہ کہ جبراً مسلمان بنانا۔ دوسرے یہ کہ ایمان اس کو نصیب ہو سکتا ہے۔ جس کے دل میں ایمانی چیزوں اور انبیاء سے نفرت نہ ہو' کراہت اور ایمان جمع نہیں ہوتے ۹۔ معلوم ہوا کہ تبلیغ پر اجرت لینا حرام ہے' نہ پیغمبروں نے اجرت لی' نہ علماء کو حلال۔ تعلیم دین وغیرہ کا اور حکم ہے ۱۰۔ قوم نے مطالبہ کیا کہ آپ غریب مومنوں کو اپنے پاس سے دور کر دیں۔ تا کہ ہم کو آپ کے پاس آنے میں شرم نہ آئے۔ تب آپ نے یہ فرمایا ۱۱۔ یعنی تم میں اتنا غرور کہ غریب مسلمانوں کے پاس بیٹھنا گوارا نہیں کرتے جہالت کی وجہ سے ہے۔ جہالت سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ علم سے عجز و نیاز۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومنین سے محبت سنت انبیاء ہے اور ان سے نفرت طریقۂ کفار ہے۔ دوسرا یہ کہ مومن فقراء کا دور ہو جانا عذاب الٰہی کا باعث ہے ۲۔ تا کہ تم میرے فقر کی وجہ سے میری نبوت کا انکار کرو۔ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ امیری کا ۳۔ ظاہری معنی میں یہ آیت وہابیوں کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ انبیاء کے لئے بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں۔ لہٰذا وہ اس سے نفی علم غیب پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ خیال رہے کہ بغیر غیب کے جانے ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ایمان علم کی اعلیٰ قسم ہے غیب جانے بغیر ایمان کیسا؟ اللہ کی ذات، قیامت، سب غیب ہے۔ لہٰذا اس آیت میں دعویٰ علم غیب کی نفی ہے، نہ کہ علم غیب کی، یعنی میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں۔ خیال رہے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نعمتیں دیتا ہے انہیں ضبط کی طاقت بھی دیتا ہے ۴۔ تا کہ تم میری بشریت کی وجہ سے میری نبوت کا انکار کرو۔ یہ ان کے اس قول کا رد ہے کہ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا اس سے معلوم ہوا کہ نبوت انسانوں سے خاص ہے۔ فرشتہ نبی نہیں ہوتا، رب فرماتا ہے اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ ۵۔ اس میں اشارۃً خبر دی گئی ہے کہ ان فقراء مومنین کو اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی خیر و بہتری دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ دنیا میں تو کفار ہلاک ہوئے اور یہ مومن ان کی جائیدادوں کے مالک بنے، اور آخرت میں جنت وغیرہ کے حقدار ہوئے، اللہ کے بندوں کے منہ سے جو نکلتا ہے کر رہتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو بلا دلیل منافق یا کافر کہنے والا ظالم ہے۔ شریعت کا حکم ظاہر پر ہے ۷۔ یعنی ساڑھے نو سو برس تک ہم سے جھگڑتے رہے نبی کی تبلیغ یا علماء کے وعظ کو جھگڑا فساد کہنا کافروں کا کام ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر یا بدعملی پر عذاب آنا ضروری نہیں، بلکہ یہ اللہ کے ارادے پر موقوف ہے (روح) ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بغیر مرضی الٰہی پیغمبر کی تعلیم اثر نہیں کر سکتی۔ تعلیم رسول ہدایت کا تخم ہے اور رب کی مہربانی رحمت کی بارش کی طرح ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی مشرکوں اور ان کے گناہوں سے بیزار ہیں۔ مومنوں اور ان کے گناہوں سے بیزار نہیں۔ ہاں گنہگار سے ناراض ہیں۔ مگر بیزار نہیں، ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ حضور فرماتے ہیں۔ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَآئِرِ مِنْ اُمَّتِیْ اگر ہم سے حضور الگ اور بیزار ہو جاویں تو ہمارا بیڑا غرق ہو جاوے۔ اس قل، میں خطاب یا نوح علیہ السلام سے ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۹۔ یعنی میں رب کا مقابلہ نہیں کر سکتا کہ وہ تمہیں گمراہ رکھنا چاہے اور میں تمہیں ہدایت دے دوں۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ لَاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ان جیسی نفی ملک کی آیات میں رب کے مقابل ملکیت کی نفی ہوتی ہے۔

اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ

اگر میں انہیں دور کروں گا ۱؎ تو کیا تمہیں دھیان نہیں اور میں تم سے نہیں کہتا

عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ

کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں ۲؎ اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں ۳؎ اور نہ یہ

اِنِّیْ مَلَكٌ وَّلَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْۤ اَعْیُنُكُمْ

کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں ۴؎ اور میں انہیں نہیں کہتا جن کو تمہاری نگاہیں حقیر

لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ

سمجھتی ہیں کہ ہرگز انہیں اللہ کوئی بھلائی نہ دے گا ۵؎ اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے

اِنِّیْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا

ایسا کروں تو ضرور میں ظالموں میں سے ہوں ۶؎ بولے اے نوح تم ہم سے جھگڑے

فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ

اور بہت ہی جھگڑے ۷؎ تو لے آؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو اگر تم

الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَاۤ

سچے ہو بولا وہ تو اللہ تم پر لائے گا اگر چاہے ۸؎ اور تم

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْۤ اِنْ اَرَدْتُّ

تھکا نہ سکو گے اور تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگر میں

اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ

تمہارا بھلا چاہوں جب کہ اللہ تمہاری گمراہی چاہے ۹؎ وہ تمہارا

رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ ؕ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ

رب ہے اور اسی کی طرف پھرو گے ۱۰؎ کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے جی سے بنا لیا تم

اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَاَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾

فرماؤ اگر میں نے بنا لیا ہوگا تو میرا گناہ مجھ پر ہے اور میں تمہارے گناہ سے الگ ہوں ۱۱؎

وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ

اور نوح کو وحی ہوئی کہ تمہاری قوم سے مسلمان نہ ہوں گے مگر

قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ

جتنے ایمان لا چکے ۵ تو غم نہ کھا اس پر جو وہ کرتے ہیں ۶ اور کشتی

الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ

بناؤ ہمارے سامنے ۷ اور ہمارے حکم سے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے بات

ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَیَصْنَعُ الْفُلْكَ ۫ وَكُلَّمَا مَرَّ

نہ کرنا وہ ضرور ڈوبائے جائیں گے ۵ اور نوح کشتی بناتا ہے اور جب اس کی

عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ؕ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا

قوم کے سردار اس پر گزرتے اس پر ہنستے ۶ بولا اگر تم ہم پر ہنستے ہو

مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ

تو ایک وقت ہم تم پر ہنسیں گے ۷ جیسا تم ہنستے ہو تو اب جان جاؤ گے کس پر

مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَیَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ

آتا ہے وہ عذاب کہ اسے رسوا کرے اور اترتا ہے وہ عذاب جو ہمیشہ

مُّقِیْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ

رہے یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور ابلا ۸ ہم نے فرمایا کشتی میں

فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ

سوار کرلے ہر جنس میں سے ایک جوڑا نر و مادہ ۹ اور جن پر بات پڑ چکی ہے ۱۰

عَلَیْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ ﴿۴۰﴾

ان کے سوا اپنے گھر والوں ۱۰ اور باقی مسلمانوں کو اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِیْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ

اور بولا اس میں سوار ہو اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ۱۱ بیشک میرا رب

۱۔ آپ پر تقریباً اسیؔ آدمی ایمان لائے آٹھ اپنے گھر کے۔ بہتر (۷۲) قوم کے ۲۔ یعنی یہ کفار جو کفرو شرک یا سرکشی یا آپ کو ایذا رسانی کر رہے ہیں' اس پر آپ ملول نہ ہوں۔ کچھ دن انہیں رنگ رلیاں کر لینے دو۔ اب ہلاک ہوا چاہتے ہیں' جیسے پھانسی کا ملزم حاکم پولیس کو گالیاں دیتا ہے تو کوئی اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کے کفر سے بیزار یا ناراض نہ ہوں' کفر سے بیزاری و ناراضی کمال ایمان ہے ۳۔ چنانچہ آپ نے ساگوان کی لکڑی سے بارہ سو گز لمبی چھ سو گز چوڑی' تین سو گز اونچی کشتی بنائی۔ جس میں تین طبقے رکھے ایک چرندے جانوروں کے لئے۔ دوسرا انسانوں کے لئے تیسرا پرندوں کے لئے ۴۔ یعنی یہ کفار جن کے کفر پر مرنے اور ہلاک ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے' ان کی سفارش و شفاعت نہ کرنا کہ ان کی ہلاکت قضا مبرم ہو چکی جو ٹل نہیں سکتی اور آپ کی بات خالی جائے یہ مناسب نہیں اس ممانعت شفاعت میں ان حضرات کی انتہائی عظمت شان ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن کفار کے کفر پر مرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے' ان کے لئے دعاء نجات کرنا منع ہے اور جو کافر ہو کر مر چکے ان کے لئے دعاء مغفرت حرام' رب فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِیْ قُرْبٰی ۶۔ اور کہتے تھے کہ اب تک تو آپ نبی تھے اب بڑھئی ہو گئے مگر دیوانے بڑھئی ہو کر بلا ضرورت خشکی میں کشتی بنا رہے ہو۔ خشکی کے لئے تو گاڑی بنائی ہوتی۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کشتی کے موجد ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر خوش ہونا۔ ان کے کفر کا مذاق اڑانا عبادت ہے' آیت کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ ہم دنیا میں تمہارے غرق پر' آخرت میں تمہارے حرق پر ہنسیں گے اور خوش ہوں گے ۸۔ ظاہر یہ ہے کہ تنور سے روٹی پکانے کا تنور مراد ہے یہ تنور کوفہ کی جامع مسجد کے دروازہ کی داہنی جانب واقع تھا۔ اب بھی وہاں کچھ آثار موجود ہیں۔ طوفان آنے کی یہ علامت فرمادی گئی تھی کہ جب اس تنور سے قدرتی طور پر پانی جوش مارے تو سمجھ لو کہ عذاب آگیا۔ فوراً کشتی میں سوار ہو جاؤ۔ تنور کے متعلق اور بھی کئی قول ہیں' یہ تنور آدم علیہ السلام کے زمانہ کا تھا اور پتھر کا تھا۔ میں نے اس جگہ کی زیارت کی ہے' اب وہاں تنور نہیں ہے۔ پانی اب بھی رہتا ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ کافر کتے بلے سے بھی زیادہ برا ہے' کیونکہ کتوں بلوں کو کشتی میں سوار کرنے کی اجازت تھی۔ کفار کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اور بیویاں سب اہل میں داخل ہیں۔ ۱۱۔ چنانچہ جب آپ کشتی چلانا چاہتے تو بسم اللہ پڑھتے چل پڑتی۔ اور جب اسے ٹھہرانا چاہتے تو بسم اللہ پڑھتے ٹھہر جاتی تھی۔ اب بھی جو شخص دریائی سواری میں سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو انشاء اللہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر کام پر بسم اللہ پڑھنا بڑی پرانی سنت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ کے ساتھ موقع کے مطابق الفاظ ملا دینا چاہیے' چنانچہ دوا پیتے وقت بسم اللہ الشافی بسم اللہ الکافی پڑھے اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہے دم کرتے وقت بسم اللہ اَذْقِیْكَ کہے۔

ا؎ کیونکہ کئی دن تک مسلسل بارش موسلادھار ہوتی رہی۔ زمین نے بجائے پانی چوسنے کے پانی اگلنا شروع کر دیا ۲؎۔ حضرت علی کی قرات میں ہے ابنھا یعنی آپ کی کافرہ بیوی واملہ کا بیٹا۔ بعض علماء نے اس بناء پر فرمایا کہ کنعان آپ کا سوتیلا بیٹا تھا۔ مگر حق یہ ہے کہ وہ آپ کا سگا بیٹا تھا ۳؎۔ یعنی ایمان لاکر کشتی پر سوار ہو جا۔ کیونکہ کشتی میں سوار ہونے کی صرف مومنوں کو اجازت تھی اس سے معلوم ہوا کہ یہ طغیانی ایک نوعیت سے عذاب تھی لہٰذا کنعان کا اس وقت ایمان لانا معتبر ہو جاتا۔ نیز اگر یہ پانی ہر طرح عذاب ہوتا تو پھر کسی مسلمان کو اس حصہ زمین پر آباد ہونا درست نہ ہوتا جہاں یہ طغیانی آئی۔ کیونکہ عذاب کی بستی میں ٹھہرنا منع ہے ۴؎۔ یہ گفتگو پہاڑوں کے

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف

ضرور بخشنے والا مہربان ہے اور وہی انہیں لئے جارہی ہے ایسی موجوں میں جیسے پہاڑ

وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ

۱؎ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا ۲؎ اور وہ اس سے کنارے تھا اے میرے بچے ہمارے

مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ

ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو ۳؎ بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا

يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا ۴؎ کہا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

مگر جس پر وہ رحم کرے اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا ۵؎

وَقِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ

اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک

وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ

کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہری ۶؎ اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ

انصاف لوگ اور نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب میرا بیٹا بھی تو میرا

اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ

گھر والا ہے ۷؎ اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑھ کر حکم والا ۸؎ فرمایا

يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا

اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ۹؎ بیشک اس کے کام بڑے نالائق ہیں ۱۰؎ تو مجھ سے

تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ

وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں ۱۱؎ میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ

پانی میں غرق ہو جانے سے پہلے کی ہے' آخر میں تمام پہاڑ بھی پانی میں غرق ہو گئے تھے ۵؎۔ کنعان کا ڈوبنا بھی نوح علیہ السلام کی دعا سے ہی ہوا تھا کیونکہ آپ نے دعا کی تھی رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اس دعا میں کسی کافر کا استثناء نہیں فرمایا گیا۔ نہ کنعان کا نہ کسی اور اپنے گھر والے کافر کا۔ لہٰذا اس میں آپ کی دعا کا رد نہیں۔ بلکہ پچھلی دعا کی قبولیت کی تکمیل ہوئی ۶؎۔ جودی پہاڑ موصل کے علاقہ میں واقع ہے۔ نوح علیہ السلام دسویں رجب کشتی پر سوار ہوئے اور دسویں محرم کو جمعہ کے دن جودی پہاڑ پر اترے اور شکریہ کا روزہ رکھا۔ شام کو مختلف غلے جمع کر کے پکا کر ملاحظہ فرمائے۔ (خزائن وغیرہ) دسویں محرم کو نجات موسیٰ علیہ السلام ملاقات یعقوب و یوسف علیہما السلام۔ نجات یونس علیہ السلام ہوئی ۷؎۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے، کہ نوح علیہ السلام رب کے کلام کا مطلب نہ سمجھ سکے کہ اھلک سے مراد مومن اہل بیت ہیں۔ بلکہ یہ متکلم کے کلام کو رحمت پر محمول کرنا ہے' جیسے قائل کا قول۔ وَمِثْلُكَ الْاَمِيْرُ يُحْمَلُ عَلَى الْاَدْهَمِ یہ غایت رحمت کی دلیل ہے۔ اھلی میں لغوی معنی مراد ہیں اور لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ میں مقصودی معنی مراد ہیں ۸؎۔ اس عرض میں کنعان کے بچنے کی دعا نہیں' کیونکہ وہ تو ڈوب چکا تھا اب بچنے کے کیا معنی مقصد یہ ہے اب میری قوم کہے گی کہ کنعان تو تمہارا گھر والا تھا وہ کیوں ڈوب گیا۔ میں اسے کیا جواب دوں ۹؎۔ یعنی تمہارا گھر والا وہ ہے جو تمہارے دین پر ہو ۱۰؎۔ یہاں عمل غیر صالح سے مراد بد عقیدگی بھی ہے کہ یہ دل کا عمل ہے اور کفار کی صحبت بھی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص شیعہ وہابی یا مرزائی ہو جاوے وہ سید نہیں۔ اگرچہ حضرت علی کی اولاد سے ہو۔ کیونکہ سید ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے۔ دیکھو کافر بیٹا مومن باپ کی میراث نہیں پاتا۔ قرابت نسبی اگرچہ دینی قرابت سے قوی ہے' لیکن بغیر قرابت دینی کے نسبی قرابت بیکار ہے ۱۱؎۔ یعنی اتنی ظاہر بات ہم سے نہ پوچھو۔ اس کا جواب تم خود ہی قوم کو دے دو۔ جیسے کوئی بڑا شاگرد استاد سے معمولی سوال کرے تو استاد کہے کہ نادان نہ بنو۔ یہ سوال تمہاری شان کے خلاف ہے۔

ا۔ خیال رہے کہ اس آیت میں حضرت نوح کے علم کی نفی مقصود نہیں' کیونکہ آپ یہ بھی جانتے تھے کہ کنعان میرا بیٹا ہے اور واقعی وہ بیٹا تھا۔ یہ بھی جانتے تھے کہ کافر ہے۔ یہ بھی جانتے تھے کہ کافر کی بخشش نہیں' کہ یہ عقاید کا مسئلہ ہے' اس میں اظہار غضب ہے رب منافقین کے بارے میں فرماتا ہے۔ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ اے محبوب ان بے ایمانوں کو تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔ یعنی ان کی شفاعت نہ کرو ۲۔ یہاں ناممکن کو ناممکن پر معلق فرمایا گیا ہے جیسے رب تعالیٰ کا یہ فرمان اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ الخ ورنہ نہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ نبی کی بخشش نہ فرمائے نہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ نقصان والوں سے ہوں۔ ان کے صدقہ سے ہزارہا گنہگار مومن بخشے جائیں گے

مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ

نادان نہ بن ا۔ عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے

مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَ تَرْحَمْنِيْۤ اَكُنْ مِّنَ

وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ

ہو جاؤں ۲۔ فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ ۳۔

وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ

جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے ۴۔ کچھ گروہوں پر اور کچھ گروہ وہ ہیں جنہیں ہم دنیا برتنے

مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ

دیں گے ۵۔ پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔ یہ غیب کی خبریں ہیں ہم تمہاری

اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕۛ

طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے ۶۔

فَاصْبِرْ ؕۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ

تو صبر کرو بے شک بھلا انجام پرہیزگاروں کا ۷۔ اور عاد کی طرف ان کے ہم قوم

هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ

ہود کو ۸۔ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو ۹۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ

تم نرے مفتری ہو اے قوم میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

میری مزدوری تو اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ۱۰۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں

وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ

اور اے میری قوم اپنے رب سے معافی چاہو ۱۱۔ پھر اس کی طرف رجوع لاؤ تم پر زور کا پانی

۳۔ برکتوں سے مراد زیادہ اولاد ہے اور اولاد میں انبیاء و اولیاء ہیں' کیونکہ بعد کی تمام دنیا نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے' اور سارے پیغمبروں کے آپ جد امجد ہیں ۴۔ یا تو کشتی کے ساتھی مراد ہیں یا قیامت تک ایمان کے ساتھی۔ یعنی مومنین ۵۔ اس سے آپ کی اولاد کے کفار مراد ہیں' کیونکہ دنیاوی سامان انہیں بھی ملے گا ۶۔ اس میں یہ نہ فرمایا کہ کتنے پہلے' قوم تو اس خبر دینے سے پہلے بالکل نہ جانتی تھی' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رب کے بتانے سے پہلے نہ جانتے تھے۔ مگر بتایا کب' اس کے لئے خود سرکار فرماتے ہیں۔ کہ اس نے دست رحمت میرے سینے پر رکھا۔ تو تمام چیزیں مجھ پر ظاہر ہو گئیں ۷۔ یعنی اگرچہ بعض دفعہ متقیوں پر آزمائش آ جاتی ہے مگر انجام کار غلبہ انہیں کا ہوتا ہے' یا یہ مطلب ہے کہ دنیا تو متقی و فاسق سب کو مل جاتی ہے' مگر آخرت کی بھلائی صرف متقیوں کے لئے ہے' خیال رہے کہ متقی کی بہت قسمیں ہیں' ایسے ہی آخرت کی بھلائی کی بھی بہت صورتیں ہیں' جس درجہ کا متقی ہو گا اسی درجہ کی بھلائی ملے گی۔ صحابہ کرام کی بھلائی اور درجہ کی ہے۔ اولیاء اللہ کی بھلائی کچھ اور بلکہ ہر مومن بھی مومن اور متقی ہے وہ بھی وہاں کی بھلائی کا مستحق ہے' ۸۔ یہاں بھائی نسبی اعتبار سے فرمایا گیا' کہ ہود علیہ السلام اس قوم کے ہم نسب تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں کو انہیں بھائی کہنے کی اجازت تھی ۹۔ خیال رہے کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے تو آیت کا مطلب یہ ہوا کہ کفر چھوڑو' ایمان قبول کرو' یا مطلب یہ ہے کہ ایمان لا کر رب کی عبادت کرو' جیسے بے وضو سے کہا جائے کہ نماز پڑھ' یعنی وضو کر پھر نماز پڑھ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مشرک عبادت کا مکلف نہیں ۱۰۔ سارے رسولوں نے اپنی قوموں سے یہ ہی فرمایا۔ کیونکہ خالص نصیحت وہ ہی کر سکتا ہے۔ جو بے غرض ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہیں۔ کہ اس نے نبوت کے بہانہ سے اپنا اور اپنی اولاد کا پیٹ پالا۔ بے غرض نصیحت کرنے والا یقینی سچا خیر خواہ ہوتا ہے ۱۱۔ اس طرح کہ ایمان لا کر کفر سے توبہ کرو' اور نیک اعمال کر کے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرو۔ یعنی زبانی توبہ اور عملی توبہ کرو۔

عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا

نیچے گا اور تم میں جتنی قوت ہے اس سے اور زیادہ دے گا لہ اور جرم کرتے ہوئے

مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ

روگردانی نہ کرو۔ بولے اے ہود تم کوئی دلیل لے کر ہمارے پاس نہ آئے ۲ اور ہم

بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

خالی تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے کے نہیں نہ تمہاری بات پر یقین لائیں ۳

اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ

ہم تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے کسی خدا کی تمہیں بڑی جھپٹ پہنچی ۴ کہا

اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾

میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم سب گواہ ہو جاؤ ۵ کہ میں بیزار ہوں ان سب سے جنہیں تم

مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ

اللہ کے سوا اس کا شریک ٹھہراتے ہو تم سب مل کر میرا برا چاہو ۶ پھر مجھے مہلت نہ دو میں نے

تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ

اللہ پر بھروسہ کیا ۷ جو میرا رب ہے اور تمہارا رب کوئی چلنے والا نہیں جس کی چوٹی

اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾

اس کے قبضہ قدرت میں نہ ہو بے شک میرا رب سیدھے راستہ پر ملتا ہے ۸

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَ

پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تمہیں پہنچا چکا جو تمہاری طرف لے کر بھیجا گیا ۹ اور

يَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ

میرا رب تمہاری جگہ اوروں کو لے آئے گا ۱۰ اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے

اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا

بے شک میرا رب ہر شے پر نگہبان ہے اور جب ہمارا حکم آیا

ا۔ جب ہود علیہ السلام کی قوم نے آپ کی بات نہ مانی، تو تین سال تک ان پر بارش نہ آئی۔ ان کی عورتیں بانجھ ہو گئیں، سخت قحط پڑ گیا تو وہ لوگ آپ کی خدمت میں معذرت کرتے ہوئے حاضر ہوئے، تب آپ نے یہ جواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار کی برکت سے مال میں اولاد میں برکت ہوتی ہے، بارشیں آتی ہیں، یہ قرآنی عمل ہے اور استغفار پڑھنے کا بہترین وقت بعد سنت فجر ہے ۲۔ ہمیشہ ضدی اور جھوٹے لوگ یہ ہی کہتے ہیں، ہزارہا قوی دلائل سن کر بھی کہتے ہیں کہ تم نے کوئی دلیل دی ہی نہیں ۳۔ یعنی ہم صرف تمہاری باتوں سے ایمان نہ لائیں گے کوئی قوی دلیل لاؤ۔ یہ ہے مقولہ کفار مومن کے لئے نبی کا فرمان ہزار دلائل سے بڑھ کر دلیل ہے۔ نبی کی نبوت کی دلیل ان کا معجزہ ہے جب معجزے سے ان کی نبوت مان لی تو پھر وہ خود توحید، ایمان، اعمال کی دلیل ہو گئے۔ مصرع۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ شیاطین نبی کی عقل پر غالب نہیں آ سکتے۔ اور نہ انہیں دیوانہ کر سکتے ہیں۔ نظر بد اور جادو کا نبی پر اثر ہو جانا ایسا ہے، جیسا تلوار اور زہر کا اثر ہو جانا۔ مگر شیطان کا ان پر اثر نہیں ہو سکتا۔ رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اس لئے رب نے اسے مقولہ کفار فرمایا ۵۔ یہاں بطور استہزاء اور انہیں ذلیل کرنے کے لئے یہ فرمایا گیا۔ شرعی گواہی اس سے مراد نہیں۔ کیونکہ مومن کا گواہ کافر نہیں ہوتا۔ نیز دشمن دشمن کا اپنی مخالفت پر گواہ نہیں ہوا کرتا ۶۔ یہ ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ کے معنی کا ظہور جس سے معلوم ہوا کہ نبی کے دل میں رب کے مقابل کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو پٹھانوں کے خوف سے حج نہ چھوڑتا ۷۔ آپ نے توکل کی اعلیٰ قسم پیش فرمائی۔ یعنی اسباب چھوڑنا، خالق اسباب پر نظر رکھنا ۸۔ اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدھے راستہ پر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جو انہیں چاہے وہ سیدھا راستہ اختیار کرے۔ وہ تب ملیں گے۔ ورنہ راستہ پر تو وہ ہوتا ہے جو منزل پر نہ پہنچا ہو۔ جیسے کہا جاوے کہ لاہور سیدھے راستہ پر ہے، رب نے حضور سے فرمایا اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۹۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ نبی اپنی امت تک سارے شرعی احکام اپنی حیات شریف میں پہنچا دیتے ہیں کوئی بات چھپا نہیں رکھتے، لہٰذا بوقت وفات حضور کا فرمانا کہ قلم دوات لاؤ میں کچھ لکھ دوں، نئے حکم کی تحریر کے لئے نہ تھا۔ بلکہ انہی بتائی ہوئی باتوں میں سے بعض باتیں لکھنا مقصود تھیں، اسی لئے بعد میں حضور نے تحریر بھی نہ فرمایا۔ ضروری باتیں تو حیات شریف ہی میں پہنچا دی تھیں ۱۰۔ یہ قانون قدرت ہے کہ اگر کوئی قوم دین کی خدمت نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے برباد کر کے دوسری قوم اس کی جگہ مقرر فرما دیتا ہے، ابوجہل وغیرہ نے سرکشی کی تو انہیں ہلاک فرما کر مدینہ طیبہ کے انصار سے دین کی خدمت لے لی۔ ہم اس کے حاجت مند ہیں۔ وہ سب سے بے نیاز ہے۔

نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَ

ہم نے ہود اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا ۱ اور

نَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ عَادٌ ۗ جَحَدُوْا

انہیں سخت عذاب سے نجات دی ۲ اور یہ عاد ہیں کہ اپنے

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ

رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی ۳ اور ہر بڑے سرکش

عَنِيْدٍ ﴿۵۹﴾ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

ہٹ دھرم کے کہنے پر چلے اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت ۴ اور قیامت کے دن

اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ﴿۶۰﴾

سن لو بیشک عاد اپنے رب سے منکر ہوئے ۵ ارے دور ہوں عاد ہود کی قوم ۶

ع ۵ ۱۰

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ثمود کی طرف ان کے ہم قوم صالح کو ۷ کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے

وقف لازم

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ۸

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ

اور اس میں تمہیں بسایا ۹ تو اس سے معافی چاہو پھر اس کی طرف رجوع لاؤ ۱۰ بیشک

رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا

میرا رب قریب ہے دعا سننے والا ۱۱ بولے اے صالح اس سے پہلے تو تم ہم میں ہونہار معلوم

مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا

ہوتے تھے ۱۲ کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا کے معبودوں کو

وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ

پوجیں ۱۳ اور بیشک جس بات کی طرف ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکا ڈالنے والے شک

۱۔ معلوم ہوا کہ مومن نبی کے ساتھ ہوتے ہیں اور نبی کی ہمراہی عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے ۲۔ آپ پر کل چار ہزار آدمی ایمان لائے جو عذاب سے محفوظ رہے' اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان و نیک اعمال نجات کا ذریعہ اور سبب ہیں۔ درحقیقت نجات رب کی رحمت سے ملتی ہے۔ اس لئے بِرَحْمَةٍ مِّنَّا فرمایا گیا ۳۔ معلوم ہوا کہ بغیر نبی کے انکار کے عذاب الٰہی نہیں آتا۔ اگرچہ انسان دعویٰ خدائی کرے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک پیغمبر کا انکار سارے پیغمبروں کا انکار ہے۔ کیونکہ قوم عاد کے پاس صرف ایک نبی ہود علیہ السلام تشریف لائے تھے اور فرمایا گیا جمع کا صیغہ رسلہ یعنی انہوں نے سارے رسولوں کا انکار کیا۔ اس لئے کہ سارے رسولوں کا دعویٰ ایک ہی ہے یعنی ایمان بالتوحید' لہٰذا ایک کا انکار سب کا انکار ہوا ۴۔ دنیا میں لعنت تو توبہ کی توفیق نہ ملنا اور عذاب کا آنا' بدنام ہونا اللہ کے بندوں کا ناراض ہونا ہے' قیامت کی لعنت منہ کالا ہونا۔ بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملنا اور فرشتوں کے ہاتھ گرفتار ہونا ہے ۵۔ اس طرح کہ اس کے پیغمبر کا انکار کیا اور پیغمبر کا انکار رب کا انکار ہے ۶۔ قوم عاد دو ہیں عاد ہود جنہیں عاد اول اور عاد قدیمہ بھی کہتے ہیں۔ دوسرے عاد ارم جنہیں عاد حدثیہ یا عاد جدیدہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے عاد کے ساتھ فرمایا گیا قوم ہود ۷۔ ان انبیاء کو' اخاھم فرما کر یہ بتایا گیا کہ وہ حضرات اسی قوم سے تھے' ابراہیم و لوط علیہما السلام کی طرح دوسری قوموں یا دوسری جگہ سے تشریف نہ لائے تھے' اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قوم کو اجازت تھی کہ وہ ان پیغمبروں کو بھیا کہہ کر پکارے' رب فرماتا ہے لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۸۔ اس طرح کہ تمہارے جد امجد آدم علیہ السلام کو زمین سے بنایا۔ ان کا زمین سے بنانا تم سب کا اس سے بنانا ہے' اسی لئے انہیں آدم اور تمہیں آدمی کہا جاتا ہے یعنی مٹی والا ۹۔ استعمر یا تو عمران سے بنا ہے یا عمر سے عمران بمعنی آبادی یعنی زمین کو تم سے آباد کیا یا تمہیں لمبی عمریں بخشیں' چنانچہ قوم ثمود کی عمریں تین سو برس سے ایک ہزار سال تک ہوتی تھیں۔ لیکن انہوں نے اس لمبی عمر سے لمبے گناہ کئے ۱۰۔ یہاں استغفار سے مراد زبانی توبہ ہے اور توبہ سے مراد عملی توبہ' زبانی توبہ عملی توبہ سے پہلے ہونی چاہیے۔ اسی لئے یہاں ثم فرمایا گیا۔ یا استغفار گزشتہ گناہوں سے معافی مانگنا ہے اور توبہ آئندہ گناہوں سے کنارہ کش ہو جانے کا معاہدہ کرنا یا استغفار بدعقیدگیوں سے علیحدگی کا نام ہے اور توبہ بدعملیوں سے دور رہنے کا نام بہرحال آیت میں تکرار نہیں ہے' اس سے معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار بڑی پرانی سنت ہے آدم علیہ السلام نے سب سے پہلی عبادت توبہ ہی کی ۱۱۔ یعنی اس کی رحمت توبہ کرنے والوں سے قریب ہے' اس کی تفسیر یہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۱۲۔ یعنی ہم کو تم سے یہ امید تھی کہ تم ہمارے سردار بنو گے' یہ اس لئے کہا کہ آپ ظہور نبوت سے پہلے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے' مہمان نوازی' غریبوں کی مدد' حاجت مندوں کی حاجت روائی آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام ظہور نبوت سے پہلے ہی اعلیٰ صفات کے مالک ہوتے ہیں لیکن مرزا قادیانی کا یہ حال نہیں اس کی ابتدائی زندگی بہت خراب ہے ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالح علیہ السلام نے کبھی بت پرستی نہ کی ورنہ وہ یہ کہتے کہ جن کی پوجا کل تک تم خود کرتے تھے آج انہیں اس سے روکتے ہیں بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے باپ دادوں نے بھی بت پرستی نہ کی' ورنہ وہ کہتے کہ جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے تھے اس سے ہمیں روکتے ہو۔ 'اٰبَاۗؤُنَا' سے ان کی کمال توحید معلوم ہوئی۔ خیال رہے کہ یہاں يَعْبُدُ مضارع بمعنی ماضی

(بقیہ صفحہ ۳۶۳) ہے' جیسا کہ روح البیان وغیرہ میں ہے ۱۴۔ یہاں شک سے مراد انکار ہے نہ کہ تردد' وہ تو صالح علیہ السلام کو بالکل سچا نہ مانتے تھے۔ جیسا کہ آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ یہاں اگر فرمانا شک کے لئے نہیں بلکہ اتمام حجت کے لئے ہے واجب پر تعلیق تاکید کے لئے ہوتی ہے ۲۔ بعض لوگ بعض اولیاء کے جنگل میں شکار نہیں کرتے' وہاں کی لکڑی نہیں جلاتے ان کی دلیل یہ آیت ہے' کہ صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا گوشت شرعاً حرام نہ تھا اونٹ حلال ہے' مگر نقصان دہ تھا' اس سے عذاب الٰہی آ جاتا تھا۔ اس لئے اس سے بچنے کا حکم دیا گیا۔ ایسے ہی ان جنگلوں کے جانور یا لکڑیاں حرام نہیں' مگر نقصان دہ ہوتی ہیں' جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے بچتے ہیں' جیسے کہ طبیب کسی کو گائے کے گوشت یا ارد کی دال سے منع کر دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب والی جگہ کے پانی پینے سے منع فرمایا۔ بلکہ اس سے گوندھے ہوئے آٹے کو بھی پھینکوا دیا۔ حرمت کی وجہ سے نہیں' بلکہ نقصان کی وجہ سے ۳۔ یعنی اسے زخمی نہ کرو' اسے ذبح نہ کرو۔ اگر کسی کے کھیت سے کھائے تو اسے نہ نکالو اس اونٹنی کا یہ لوگ دودھ پیتے تھے' اسکا دودھ ساری قوم کو کافی ہوتا تھا۔ حالانکہ وہ ڈیڑھ ہزار تھے' اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے معجزے کا احترام چاہیے' اس کی بے حرمتی پر عذاب الٰہی آنے کا خطرہ ہوتا ہے' پاکستان میں ایک بھینس کے بچہ ہوا جس کی پیشانی پر محمد لکھا ہوا تھا۔ گجرات میں مرغی کے انڈے پر محمد اور احمد لکھا ہوا دیکھا گیا۔ بعض پتھروں پر حضور کے نام لکھے دیکھے گئے' ایسا ایک پتھر میرے پاس بھی ہے ان تبرکات کو مٹانا نہ چاہیے۔ بلکہ ان کا احترام ضروری ہے۔ کہ یہ نبی کے معجزے ہیں' ان کی بے حرمتی لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ میں داخل ہے ۴۔ انہوں نے بدھ کی رات کو اس اونٹنی کے پاؤں کاٹے اور ہفتہ کی صبح کو ان پر عذاب آیا۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے دن تمہارے چہرے پیلے پڑ جائیں گے' دوسرے روز سرخ تیسرے دن کالے' ایسا ہی ہوا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول آئندہ کے حالات بہ تعلیم الٰہی جانتے ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ صالح علیہ السلام کو تعلیم الٰہی سے اس قوم کی موت کا وقت معلوم تھا کہ تین دن کے بعد مرے گی' یہ علوم خمسہ میں سے ہے۔ ۶۔ یہاں معیت سے ایمانی ہمراہی مراد ہے نہ کہ وقت کی ہمراہی' کیونکہ نبی کا ایمان امت کے ایمان سے پہلے ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ نے ان سب بزرگوں کو پہلے ہی وہاں سے نکال دیا' ان کے پیچھے کفار پر عذاب آیا جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے ۷۔ یہ آواز حضرت جبریل علیہ السلام کی آواز تھی' جس کی ہیبت سے ان کے دل پھٹ گئے آج بھی بجلی کی کڑک اور بم کی آواز سے موت واقع ہو جاتی ہے دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے فاخذتھم الرجفۃ انہیں زلزلے نے پکڑ لیا ہو سکتا ہے کہ اس آواز سے زمین میں زلزلہ بھی پیدا ہو گیا ہو' جیسا آج دھماکے سے زمین ہل جاتی ہے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۸۔ کیونکہ وہ نبی کے انکاری ہوئے' اور نبی کا انکار رب کا انکار ہے۔

يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ

میں ہیں ۱۲ بولا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں ۱ اور

مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ

اس نے مجھے اپنے پاس سے رحمت بخشی تو مجھے اللہ سے کون بچائے گا اگر میں اس کی نافرمانی

فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ

کروں تو تم مجھے سوا نقصان کے کچھ نہ بڑھاؤ گے اور اے میری قوم یہ اللہ کا ناقہ ہے

اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا

تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو ۲ کہ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح

تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا

ہاتھ نہ لگانا ۳ کہ تم کو نزدیک عذاب پہنچے گا تو انہوں نے اس کی

فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ

کوچیں کاٹیں ۴ تو صالح نے کہا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو ۵ یہ وعدہ ہے کہ

مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جھوٹا نہ ہوگا پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے صالح اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں

مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا ۶ اور اس دن کی رسوائی سے۔ بیشک تمہارا رب

هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

قوی عزت والا ہے اور ظالموں کو چنگھاڑ نے آ لیا ۷

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا

تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے گویا کبھی یہاں بسے ہی

فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾

نہ تھے سن لو بیشک ثمود اپنے رب سے منکر ہوئے ۸ ارے لعنت ہو ثمود پر

ع ۶/۸

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا

اور بیشک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے سلام ۱

قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾

کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بچھڑا بھنا لے آئے ۲

فَلَمَّا رَآ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ

پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے انکی اوپری سمجھا اور جی

مِنْهُمْ خِيْفَةً ۗ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ

ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا ۳ بولے ڈریئے نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے

لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

گئے ہیں اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی ۴ تو ہم نے اسے

بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ

اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی ۵ بولی

يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ

ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا ۶ اور میں بوڑھی ہوں ۷ اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے بیشک

هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

یہ تو اچنبے کی بات ہے ۸ فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبا کرتی ہو

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ

اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اس گھر والو ۹ بیشک وہی ہے سب خوبیوں والا

مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ

عزت والا، پھر جب ابراہیم کا خوف زائل ہوا ۹ اور اسے

الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ

خوشخبری ملی ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا ۱۰ بیشک ابراہیم

۱۔ جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے حسین لڑکوں کی شکل میں یہ خوشخبری دینے آئے کہ حضرت سارہ کے شکم سے اسحاق علیہ السلام پیدا ہوں گے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ انبیاء کرام کی تشریف آوری بہت شاندار ہوتی ہے کہ ان کی بشارتیں پہلے دی جاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ فرشتوں کو رب نے علم غیب بخشا ہے جس سے وہ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں تیسرے یہ کہ ملاقات کے وقت سلام کرنا سنت ملائکہ اور سنت انبیاء ہے' چوتھے یہ کہ سنت یہ ہے کہ آنے والا سلام کرے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت کھانا' مہمانوں کو کھلانا سنت ابراہیمی ہے' اور مہمان کی تواضع کھانے سے کرنا' اگرچہ واقفیت نہ ہو سنت ہے ۳۔ کیونکہ اس زمانے میں نووارد کا میزبان کے گھر سے کچھ نہ کھانا جنگ کی علامت تھی۔ کہ یہ لڑنے آیا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کا خوف توکل اور نبوت کے خلاف نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر فرشتہ کسی اور کام کے لئے آئے تو ہو سکتا ہے کہ پیغمبر اسے نہ پہچانے۔ مگر جب شرعی وحی لے کر آئے گا تو پیغمبر کا پہچاننا لازم ہے ۴۔ خوشی کی وجہ سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر خوشی منانا اچھا ہے ۵۔ یعنی اے سارہ تم یعقوب علیہ السلام کو بھی اپنی گود میں کھلاؤ گی۔ تمہاری عمر اتنی دراز ہو گی کہ پوتے کی بہاریں دیکھو گی۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا کام رب کا کام ہے۔ خوشخبری فرشتوں نے دی' رب نے فرمایا ہم نے دی ۶۔ یا تو یہ کلام تعجب کے طور پر ہے یا کیفیت ولادت کے بارے میں سوال ہے کہ آیا ہم دونوں دوبارہ جوان کئے جاویں گے' پھر بچہ ملے گا یا اسی طرح بوڑھے ہونے کی حالت میں' یہ کلام افسوس کا نہیں' خوشی کا ہے ۷۔ کہ ایک سو بیس برس کے بوڑھے اور ننانوے برس کی بوڑھی بانجھ بی بی کے اولاد ہو۔ معلوم ہوا کہ بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے' خصوصاً" ایسا صالح فرزند۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت میں داخل ہے۔ یہاں حضرت سارہ کو' علیکم سے اس لئے خطاب فرمایا۔ کہ انہیں اہل بیت کہا گیا ہے جو مذکر ہے۔ ۹۔ یہ معلوم ہو کر کہ یہ لوگ فرشتے ہیں۔ اس لئے نہیں کھاتے آپ کا خطرہ دور ہو گیا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے پیارے اللہ پر ناز فرماتے ہوئے اس سے جھگڑتے بھی ہیں' اور اس پر ضد بھی کرتے ہیں' ان کی یہ ضد رب کو پسند ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب کے پیاروں سے جھگڑنا رب سے جھگڑنا ہے' کہ ابراہیم علیہ السلام فرشتوں سے جھگڑتے تھے' رب نے فرمایا ہم سے جھگڑے۔ خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع پر قوم لوط کی شفاعت نہ کی بلکہ ضمناً" تاخیر عذاب کی کوشش کی۔

لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ﴿٧٥﴾ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا

تحمل والا بہت آہیں کرنیوالا رجوع لانیوالا ہے ۱ اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ

إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ

بیشک تیرے رب کا حکم آچکا اور بیشک ان پر عذاب آنے والا ہے

غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ

کہ پھیرا نہ جائے گا ۲ اور جب لوط کے یہاں ہمارے فرشتے آئے اسے ان کا

بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ﴿٧٧﴾

غم ہوا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا ۳ اور بولا یہ بڑی سختی کا دن ہے

وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِن قَبْلُ كَانُوا

اور اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی آئی ۴ اور انہیں آگے ہی سے برے

يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ ۚ قَالَ يَا قَوْمِ هَٰؤُلَاءِ بَنَاتِي

کاموں کی عادت پڑی تھی کہا اے قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں

هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي

ہیں ۵ یہ تمہارے لئے ستھری ہیں تو اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا

ضَيْفِي ۖ أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ﴿٧٨﴾ قَالُوا لَقَدْ

نہ کرو ۶ کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں ۷ بولے تمہیں

عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ

معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ۸ اور تم ضرور جانتے

مَا نُرِيدُ ﴿٧٩﴾ قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ

ہو جو ہماری خواہش ہے بولے اے کاش مجھے تمہارے مقابل زور ہوتا یا کسی

رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿٨٠﴾ قَالُوا يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن

مضبوط پائے کی پناہ لیتا ۹ فرشتے بولے اے لوط ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں ۱۰

۱۔ یعنی آپ بہت رقیق القلب تھے' کفار کی ہلاکت نہ چاہتے تھے' چاہتے تھے کہ قوم لوط کو کچھ اور تامل اور غور کا موقعہ مل جائے' شاید وہ ایمان لے آویں' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے لئے شفاعت نہیں' مومنوں کے لئے شفاعت ہے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقدیر مبرم کسی صورت میں نہیں ٹل سکتی دوسرے یہ کہ انبیاء کرام کی رب کی بارگاہ میں وہ عزت ہے کہ رب ان کو تقدیر مبرم کے خلاف دعا کرنے سے روک دیتا ہے' تا کہ انکی زبان خالی نہ جاوے ۳۔ آپ مہمانوں کی آمد سے تنگ دل نہ ہوئے' بلکہ اپنی قوم کی بد عملی سے' کیونکہ یہ فرشتے نہایت حسین لڑکوں کی شکل میں تھے' مہمانوں سے تنگ دل ہونا پیغمبر کی شان کے خلاف ہے' یہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے رخصت ہو کر بستی سدوم میں پہنچے ۴۔ کیونکہ انہیں لوط علیہ السلام کی کافرہ بیوی نے خبردے دی تھی کہ ہمارے گھر نہایت حسین لڑکے آئے ہیں ۵۔ تمہاری بیویاں جو میری قومی بیٹیاں ہیں۔ اس کی تفسیروہ آیت ہے وَتَذَرُوْنَ مَاخَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ اس سے پتہ لگا کہ آپ اس مردود قوم کی بیویوں کو اپنی بیٹیاں فرمارہے ہیں' جیسے بزرگ اپنے چھوٹوں کو بیٹا یا بیٹی کہہ دیا کرتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہمانوں کی خدمت اور ان کی حفاظت سنت انبیاء ہے۔ اگرچہ ان کو پہچانتا بھی نہ ہو ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول اپنے مہمانوں کو ستانے والوں پر ناراض اور ان کی خدمت کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں' اسی لئے اہل مدینہ اب بھی زائرین کی خدمت کرتے ہیں' کہ یہ لوگ صاحب عرس کے مہمان ہیں۔ ان کی خدمت سے صاحب عرس خوش ہوں گے' ان سب کی اصل یہ آیت ہے ۷۔ یعنی اگر تم ضد سے میری بات نہیں مانتے تو تم میں اگر کوئی عقلمند ہو جو تمہیں ان حرکتوں سے روکے اس کی مان لو' یہ کلام آپ نے نہایت پریشانی کی حالت میں کیا ۸۔ یعنی ہم کو ان کی طرف رغبت نہیں' یا ہم عورت کے قابل نہیں رہے' کیونکہ اغلام کرنے والا عورت پر قادر نہیں ہوا کرتا۔ ورنہ وہ ان کی بیویاں تھیں ۹۔ معلوم ہوا کہ قوم کی یا ظاہری طاقت کی پناہ لینا شرک نہیں۔ نبی کا فعل ہے آپ نے اس پر افسوس کیا کہ میری قوم میں میرا مددگار کوئی نہیں ۱۰۔ اس قوم پر عذاب لائے ہیں۔ نہ کہ آپ پر وحی کیونکہ وحی لانے والے فرشتے کو نبی ضرور پہچانتے ہیں' ورنہ وہ وحی یقینی نہ رہے' خیال رہے کہ فرشتوں کا خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آنا گویا مجرموں کو موقع واردات پر پکڑنے کے لئے تھا۔ جیسے پولیس مجرم کے پاس سادہ وردی میں پہنچ کر جرم کرتے ہوئے مجرم موقعہ پر پکڑتی ہے۔ جس سے مقدمہ کا ثبوت قوی ہو جاتا ہے۔

يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا
وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے تو اپنے گھر والوں کو راتوں رات لے جاؤ اور تم میں کوئی

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ
پیٹھ پھیر کر نہ دیکھے لہ سوائے تمہاری عورت کے ۲ اسے بھی وہی پہنچنا ہے جو

اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ
انہیں پہنچے گا ۳ بے شک ان کا وعدہ صبح کے وقت ہے ۴ کیا صبح قریب

بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا
نہیں ۵ پھر جب ہمارا حکم آیا ہم نے اس بستی کے اوپر کو اس کا

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾
نیچا کر دیا ۶ اور اس پر کنکر کے پتھر لگاتار برسائے ۷

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾
جو نشان کئے ہوئے تیرے رب کے پاس ہیں اور وہ پتھر کچھ ظالموں سے دور نہیں ۸

النصف

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا
اور مدین کی طرف ۹ ان کے ہم قوم شعیب کو کہا اے میری قوم اللہ کو

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ
پوجو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ناپ اور تول میں

وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
کمی نہ کرو ۱۰ بیشک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور مجھے تم پر گھیر لینے والے

عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ
دن کے عذاب کا ڈر ہے ۱۱ اور اے میری قوم ناپ اور تول انصاف

الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو ۱۲

۱۔ نہ اپنے گھر بار کو، نہ مال و متاع کو، نہ قوم کے لوگوں کو ۲۔ معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت پر غم کرنا بھی گناہ اور ہلاکت کا سبب ہے کیونکہ آپ کی یہ بیوی اسی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ کہ اس نے آپ کے ساتھ جاتے ہوئے قوم کی ہلاکت محسوس کر کے کہا ہائے میری قوم، یہ کہتے ہی ایک پتھر اس کی کھوپڑی پر بھی پڑا۔ وہاں ہی ڈھیر ہو گئی، یہ پتھر پکی ہوئی مٹی کے تھے، ہر پتھر پر مجرم کا نام لکھا تھا۔ ان پتھروں نے بم کا کام دیا۔ ہر پتھر اپنے نام والے پر پڑا ۳۔ معلوم ہوا کہ ان فرشتوں کو باعلام الٰہی معلوم تھا کہ کون کافر مرے گا اور کون مومن ہو کر، اور یہ لوگ کب اور کہاں ہلاک ہوں گے، یہ تینوں باتیں علوم خمسہ میں سے ہیں حضور کا علم تمام فرشتوں سے زیادہ ہے ان پر یہ کیسے مخفی رہے ۴۔ معلوم ہوا کہ صبح صادق کا وقت محبوبوں پر رحمت آنے کا وقت ہے اور مردودوں پر عذاب آنے کا وقت ہے اس لئے اس وقت استغفار پڑھنا۔ عبادات کرنا افضل ہے ۵۔ لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ان کی ہلاکت بہت جلد چاہتا ہوں، تب فرشتوں نے عرض کیا کہ سویرا قریب ہی ہے آپ اسے دور نہ سمجھیں ۶۔ یعنی ان پانچ بستیوں کا تختہ الٹ دیا۔ ان میں بڑا شہر سدوم تھا۔ ان کی کل آبادی چار لاکھ تھی۔ جبریل علیہ السلام نے ان شہروں کے نیچے ہاتھ ڈال کر اتنا اونچا اٹھایا۔ کہ وہاں کے مرغوں کی آوازیں آسمان پر پہنچنے لگیں۔ اور ایسا اچانک اٹھایا کہ برتنوں کا پانی تک نہ چھلکا۔ سونے والے جاگ نہ سکے ۷۔ معلوم ہوا کہ بدکاری بہت ہی فحش اور سخت گناہ ہے۔ کہ قوم لوط پر اتنا سخت عذاب آیا۔ جتنا اوروں پر نہ آیا۔ اسی لئے اسلام میں قتل کی سزا قتل، مگر زنا کی سزا رجم ہے ۸۔ یعنی جہاں وہ پتھر پڑے تھے وہ جگہ ان کفار مکہ سے دور نہیں، ان کے راستہ میں پڑتی ہے، یا وہ عذاب ان پر بھی آ سکتا ہے۔ صرف آپ کی ذات انہیں اس عذاب سے بچائے ہوئے ہے رب فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۹۔ قوم مدین یا شہر مدین کی طرف، مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک فرزند کا نام تھا۔ ان کی اولاد کو قبیلہ مدین اور ان کی بستی کو قریہ مدین کہا گیا ۱۰۔ اس قوم نے پیمانے چھوٹے بڑے اور ترازو کے باٹ کم زیادہ رکھے ہوئے تھے، چھوٹے پیمانوں اور ہلکے باٹوں سے دیتے تھے۔ اور بڑے پیمانے اور بھاری باٹوں سے لیتے تھے ۱۱۔ ایسا عام عذاب جس سے کوئی بچ نہ سکے، خیال رہے کہ جب گناہ عام ہو جاوے تو عذاب آتا ہے جس میں بے گناہ جانور اور بچے بھی گرفتار ہو جاتے ہیں، اس کو عذاب محیط کہا جاتا ہے ۱۲۔ معلوم ہوا کہ کفار بھی معاملات کے مکلف ہیں۔ اگرچہ عبادات شرعاً ان پر واجب نہیں، لہٰذا کافر پر نماز فرض نہیں۔ مگر ٹھیک تولنا اس پر بھی لازم ہے، چوری کرنا اس پر بھی حرام ہے لہٰذا کافر کو مسلمان سے سود لینے سے حکومت اسلامیہ روکے گی۔ معاملات کی خرابی سے کفار پر دنیا و آخرت میں عذاب ہوا اور ہو گا۔ رب فرماتا ہے وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ جس سے معلوم ہوا کہ زندہ دفن کی گئی لڑکی کی وجہ سے اس کے کافر ماں باپ پر عذاب ہو گا۔

وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ

اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو لہ اللہ کا دیا جو بچ رہے وہ تمہارے لئے

لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۸۶﴾

بہتر ہے اگر تمہیں یقین ہو لہ اور میں کچھ تم پر نگہبان نہیں لہ

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا یَعْبُدُ

بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا

اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِیْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ

کے خداؤں کو چھوڑ دیں یا اپنے مال میں جو چاہیں نہ کریں ہاں جی

لَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الرَّشِیْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ

تمہیں بڑے عقلمند نیک چلن ہو لہ کہا اے میری قوم بھلا بتاؤ تو اگر میں

عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَرَزَقَنِیْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ

اپنے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں ۵ اور اس نے مجھے اپنے پاس سے

اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰی مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ

اچھی روزی دی ۶ اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ

اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ

اس کے خلاف کرنے لگوں ۷ میں تو جہاں تک بنے سنوارنا ہی چاہتا ہوں ۸ اور میری

عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ﴿۸۸﴾ وَیٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ

توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں ۸ اور

شِقَاقِیْۤ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ

اے میری قوم تمہیں میری ضد یہ نہ کموادے کہ تم پر پڑے جو پڑا تھا نوح کی قوم یا ہود کی

هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِیْدٍ ﴿۸۹﴾

قوم یا صالح کی قوم پر اور لوط کی قوم تو کچھ تم سے دور نہیں ۹

ا۔ ڈکیتی و چوری کرتے ہوئے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال میں برکت ہے حرام میں بے برکتی۔ بکری سال میں ایک دو بچے دیتی ہے اور کتیا دس بارہ۔ اور بکریاں ہزاروں ذبح ہوتی ہیں کتا کوئی ذبح نہیں ہوتا۔ مگر ریوڑ بکریوں کے دیکھے جاتے ہیں نہ کہ کتوں کے۔ حلال کی تھوڑی روزی حرام کی بہت روزی سے بہتر ہے ۳۔ شعیب علیہ السلام کے دین میں جہاد نہ تھا صرف زبانی تبلیغ کا حکم تھا آپ تمام دن وعظ فرماتے' اور تمام رات نماز پڑھتے تھے ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کی توہین کی نیت سے تعریف کے الفاظ بولنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ یہ تعریف نہیں بلکہ مذاق اور دل لگی ہے' خیال رہے کہ نعت گو اور نعت خواں نعت میں اپنی اپنی نیت درست کریں۔ کفار نے اپنے نبی کو حلیم اور رشید کہا۔ لفظ اچھے تھے مگر نیت گندی تھی ۵۔ روشن دلیل سے مراد نبوت اور وحی ہے۔ اگر فرمانا قوم کی حالت کی بنا پر ہے ورنہ آپ کی نبوت اور وحی ایسی حق الیقین تھی کہ جس میں شک کی گنجائش نہ تھی' ۶۔ روحانی روزی یعنی ہدایت، نبوت اور وحی جس سے دائمی زندگی وابستہ ہے یا جسمانی حلال روزی' جس میں حرام کا شائبہ بھی نہ ہو۔ حضرت شعیب علیہ السلام بہت بڑے مالدار تھے۔ جائیداد جانور وغیرہ بہت تھے' (روح البیان) ۷۔ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء گناہ کا ارادہ بھی نہیں کرتے کیونکہ گناہ کرانا یا نفس امارہ کا کام ہے یا شیطان کا۔ انبیاء کرام کا نفس امارہ نہیں ہوتا رب فرماتا ہے۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ۔ اور شیطان ان پر مسلط نہیں' رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اس آیت میں بتایا گیا میں ممنوع کام کرنا تو کیا معنی اس کا ارادہ بھی نہیں کرتا۔ جب انبیاء کرام ارادہ گناہ سے محفوظ ہیں تو گناہ کیا معنی جو انہیں گنہگار مانے وہ شیطان سے بد تر ہے۔ کیونکہ شیطان نے کہا تھا کہ میں خاص بندوں پر غلبہ نہ پا سکوں گا اور یہ بدنصیب انہیں گنہگار یا گمراہ مانتا ہے ۸۔ آپ کے اس کلام شریف میں اس جانب اشارہ ہے کہ کوئی شخص بغیر رب تعالیٰ کی دستگیری کے محض اپنی عقل سے ہدایت نہیں پا سکتا۔ یعنی ہدایت رب کے ہاتھ میں ہے۔ تم کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو تا کہ رحمت الٰہی تمہاری دستگیری کرے معلوم ہوا کہ رب سے براہ راست تعلق صرف پیغمبر کا ہے' ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگ اللہ تک پہنچ سکتے ہیں ۹۔ یعنی قوم لوط کی ہلاکت بمقابلہ قوم نوح و قوم ہود کے قریب ہے' ورنہ قوم لوط کو ہلاک ہوئے بھی ہزاروں سال گزر چکے تھے۔ کیونکہ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم زمانہ تھے۔ اور شعیب علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے ہم زمانہ ہیں۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ

اور اپنے رب سے معافی چاہو پھر اسکی طرف رجوع لاؤ بیشک میرا رب مہربان محبت

وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ

والا ہے لہ بولے اے شعیب، ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں ۲ اور

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۫

بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں ۳ اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا ۴ تو ہم نے تمہیں

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ

پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہیں عزت نہیں ۵ کہا اے میری قوم کیا تم

عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ؕ

پر میرے کنبے کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا ۶

اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا

بیشک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے اور اے قوم تم اپنی جگہ

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ؕ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ

اپنا کام کئے جاؤ ۷ میں اپنا کام کرتا ہوں اب جانا چاہتے ہو کس پر آتا ہے وہ

يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ؕ وَارْتَقِبُوْٓا

عذاب کہ اسے رسوا کرے گا اور کون جھوٹا ہے اور انتظار کرو

اِنِّيْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا

میں بھی تمہارے ساتھ انتظار میں ہوں ۸ اور جب ہمارا حکم آیا ۹ ہم نے شعیب

وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ

اور اس کے ساتھ کے مسلمانوں کو اپنی رحمت فرما کر بچا لیا ۱۰ اور ظالموں کو چنگھاڑ نے

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾

آلیا ۱۱ تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے

۱۔ بہت سے پیغمبروں نے اپنی قوموں کو توبہ، استغفار کا حکم دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توبہ بڑی اہم چیز ہے، یہ بھی خیال رہے کہ ہر گناہ کی توبہ علیحدہ ہے، کفر کی توبہ ایمان لانا ہے حقوق العباد کی توبہ انہیں ادا کر دینا ہے، علانیہ گناہ کی توبہ علانیہ ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کا کلام ایمانی عقل سے سمجھ میں آتا ہے۔ ظاہری عقل اس کے لئے کافی نہیں بلکہ انکے دیکھنے کے لئے بھی ایمانی نگاہ درکار ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ولی کی طاقتوں کا انکار کرنا انہیں کمزور سمجھنا کفار کا کام ہے، رب تعالیٰ نے انہیں وہ طاقت بخشی ہے کہ ان کے مقابل کوئی طاقت کام نہیں کرتی ۴۔ یعنی تمہارے وہ عزیز، قرابتدار جو ہمارے دین میں ہیں اگر ہم تمہیں دکھ پہنچائیں تو انہیں قرابت داری کا پاس ہو گا۔ تمہاری حمایت میں وہ ہم سے لڑ پڑیں گے، اس لئے ہم تم سے کچھ نہیں کہتے، جیسے کفار مکہ ابو طالب کے لحاظ سے حضور کی رعایت کرتے تھے اور ایذا رسانی سے ڈرتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ جو خود ذلیل ہو وہ نبی کی عزت کیا جانے، یہ ہی موجودہ زمانے میں اسماعیل کی ذریت کے قول ہیں، ان سب کا ماخذ قوم شعیب کی یہ بکواس ہے، ۶۔ معلوم ہوا کہ نبی کے فرمان کو پیٹھ دینا در حقیقت رب کے فرمان کو پیٹھ دینا ہے اور ان کی فرمانبرداری رب کی اطاعت ہے ۷۔ اس میں ان کفار کو شرک و بت پرستی کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ اظہار غضب مقصود ہے جیسے رب نے فرمایا فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اور موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا تھا اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۸۔ یعنی تم تو میری ہلاکت کا انتظار کرو کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے بت شعیب علیہ السلام اور مومنوں کو تباہ کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ آئندہ زمانہ خود بتا دے گا کہ تباہ کون ہوا، میں یا تم، یہ کلام بھی اظہار غضب کے لئے ہے۔ ۹۔ یہاں امر سے مراد شرعی امر نہیں بلکہ تکوینی امر ہے یعنی ان کی ہلاکت کا حکم، جو فرشتوں کو سنا دیا گیا تھا ۱۰۔ کہ انہیں وہاں سے نکال دیا کیونکہ نبی کی موجودگی میں عذاب نہیں آتا رب فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ نیز صالحین کی موجودگی عذاب روکتی ہے ۱۱۔ اس طرح کہ حضرت جبریل نے ہیبت ناک آواز سے کہا مُوْتُوْا جَمِيْعًا سب مر جاؤ (خزائن العرفان) سورہ اعراف میں ہے کہ انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا۔ حق یہ ہے کہ دونوں ہی عذاب آئے چیخ سے زلزلہ پیدا ہوا۔

كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ

گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے ارے دور ہوں مدین جیسے دور ہوئے

ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

ثمود لہ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی آیتوں ۲ اور صریح غلبہ کے

مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ

ساتھ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا ۳ تو وہ فرعون کے

فِرْعَوْنَ ۚ وَمَاۤ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ

کہنے پر چلے اور فرعون کا کام راستی کا نہ تھا ۴ اپنی قوم کے آگے ہوگا

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾

قیامت کے دن تو انہیں دوزخ میں لا اتارے گا ۵ اور وہ کیا ہی برا گھاٹ اترنے کا

وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ

اور ان کے پیچھے پڑی اس جہان میں لعنت اور قیامت کے دن ۶ کیا ہی برا

الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ

انعام جو انہیں ملا یہ بستیوں کی خبریں ہیں کہ ہم تمہیں سناتے ہیں ان میں کوئی کھڑی

مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْۤا

ہے اور کوئی کٹ گئی ۷ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ خود انہوں نے

اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ

اپنا برا کیا تو ان کے معبود جنہیں اللہ کے سوا پوجتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ

ان کے کچھ کام نہ آئے ۸ جب تمہارے رب کا حکم آیا

وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ

اور ان سے انہیں ہلاک کے سوا کچھ نہ بڑھا اور ایسی ہی پکڑ ہے تیرے رب کی

ا۔ قوم ثمود اور قوم عاد دونوں ایک ہی قسم کے عذاب میں مبتلا ہوئیں' لیکن قوم صالح یعنی ثمود کو نیچے سے چیخ نے پکڑا' اور قوم شعیب کو اوپر سے' اولاً یہ لوگ سخت گرمی میں گرفتار ہوئے پھر ایک بادل نمودار ہوا' جہاں ٹھنڈی ہوا تھی یہ سب وہاں جمع ہو گئے کہ اچانک وہاں چیخ آئی جس سے زمین میں زلزلہ پیدا ہوا' اور تمام علاقہ آگ سے بھڑک گیا' یہ سب ہلاک ہو گئے۔ ۲۔ موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطا ہوئے' عصا' ید بیضا' طوفان' ٹڈی' جوں' مینڈک' خون' مال کی بربادی' ہلاکت جان کے عذاب۔ یہ ساتوں عذاب فرعونیوں پر آئے ۳۔ چونکہ فرعون اور فرعونی لوگ بنی اسرائیل پر غالب تھے اس لئے یہاں انہی کا ذکر ہوا۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیلیوں کے بھی نبی تھے۔ نیز اگلا مضمون فَاتَّبَعُوْۤا اَمْرَ فِرْعَوْنَ قبطیوں کے متعلق تھا۔ اس لئے انہی کا یہاں ذکر فرمایا ۴۔ یعنی فرعون کی گمراہی بالکل ظاہر تھی۔ کہ بندہ ہو کر دعویٰ خدائی کرتا تھا۔ پھر بھی وہ لوگ اس کے کہنے پر چلے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر کافر اپنے سردار کے ساتھ ہو گا۔ اور ان شاء اللہ ہر مومن اپنے سردار اور اپنے امام کے ساتھ ہو گا' لہٰذا کسی کی بیعت ضروری ہے' کیونکہ فرعونی صرف شیطان کے ساتھ نہ ہوں گے بلکہ فرعون کے ذریعے شیطان کے ہمراہ ہوں گے' ایسے ہی مومن براہ راست حضور کے ہمراہ نہ ہوں گے' بلکہ اپنے مشائخ کے ذریعہ سے حضور تک پہنچیں گے' اسی لئے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس کا کوئی مرشد نہیں' اس کا مرشد شیطان ہے۔ ۶۔ دنیا میں قیامت تک ہر آنے والی نسل انہیں برائی سے یاد کرے گی' اور آخرت میں تمام اولین و آخرین ان پر لعنت کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی رسوائی اور نیک لوگوں کا ہمیشہ کسی پر لعنت کرنا خدا کا عذاب ہے اور ذکر خیر اور اچھا چرچا اللہ کی رحمت ہے' ۷۔ یعنی عذاب والی بستیوں میں سے بعض کے کھنڈر پائے جاتے ہیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود کی اجڑی بستیاں' اور بعض کے نشان بھی مٹ گئے جیسے قوم نوح کی بستیاں جن کے فقط قصے رہ گئے ان کا نام و نشان نہیں رہا ۸۔ یعنی جھوٹے معبودوں کی عبادت انہیں کام نہ آئی۔ یہاں يَدْعُوْنَ پوجنے کے معنی میں ہے۔ خیال رہے کہ بتوں کی عبادت تو بہرحال جھوٹی ہے' کیونکہ خود معبود جھوٹے ہیں۔ رب کی عبادت اگر نبی کی تعلیم سے کی جاوے تو سچی' جو نبی کی مخالفت کے ساتھ کی جائے تو جھوٹی' یعنی معبود سچا مگر یہ عابد اور ان کی عبادت جھوٹی۔ یہ دونوں عبادتیں کار آمد نہ ہوں گی۔ کفار مکہ کعبہ معظمہ کا حج کرتے تھے۔ گزشتہ کافر قومیں رب کی عبادت بھی کرتی تھیں' مگر سب بے کار بلکہ نقصان دہ تھیں ۹۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ بے ایمانوں کی صحبت اور ان کی اطاعت ہلاکت کا باعث ہے' جیسے ایمانداروں کی صحبت اور ان کی اطاعت رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے۔

إِذَآ أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ إِنَّ أَخْذَهٗٓ أَلِيْمٌ

جب بستیوں کو پکڑتا ہے ان کے ظلم پر ۱؎ بے شک اس کی پکڑ دردناک

شَدِيْدٌ ﴿۱۰۲﴾ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ

کڑی ہے بے شک اس میں نشانی ہے اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے

الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ

ڈرے ۲؎ وہ وہ دن ہے جس میں سب لوگ اکٹھے ہوں گے اور وہ دن حاضری

مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗٓ إِلَّا لِأَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ ۭ يَوْمَ

کا ہے ۳؎ اور ہم اسے پیچھے نہیں ہٹاتے مگر ایک گنی ہوئی مدت کیلئے جب وہ

يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

دن آئے گا کوئی بے حکم خدا بات نہ کرے گا ۴؎ تو ان میں کوئی بدبخت ہے اور کوئی خوش نصیب

فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ

۵؎ تو وہ جو بدبخت ہیں وہ تو دوزخ میں ہیں وہ اس میں گدھے کی طرح

شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ

رینگیں گے ۶؎ وہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان و

الْأَرْضُ إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا

زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا ۷؎ بیشک تمہارا رب جب

يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

جو چاہے کرے اور وہ جو خوش نصیب ہوئے ۸؎ وہ جنت میں ہیں ہمیشہ اس

فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ

میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں مگر جتنا تمہارے رب نے چاہا

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ

یہ بخشش ہے کبھی ختم نہ ہوگی ۹؎ تو اے سننے والے دھوکہ میں نہ پڑ اس سے جسے

۱؎ معلوم ہوا کہ انسانوں کے گناہ کی وجہ سے دیگر حیوانات بھی عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں، جیسے جانوروں کی برکت سے کبھی انسانوں پر رحمت کی بارش وغیرہ ہو جاتی ہے ۲؎ آیت سے مراد عبرت اور نصیحت ہے، مقصد یہ ہے کہ ان واقعات کو سنیں گے سب، مگر عبرت صرف وہ لوگ حاصل کریں گے، جن کے دل میں خوف خدا ہو بے خوف کسی چیز سے عبرت نہیں لیتا ۳؎ بعض علماء نے شاہد و مشہود میں شاہد سے مراد حضور کی ذات پاک اور مشہود سے مراد قیامت کا دن لیا ہے۔ ان کی دلیل یہ آیت ہو سکتی ہے اور رب کا وہ فرمان بھی یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا غرض کہ قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو خود قرآن کرے ۴؎ یعنی نفع مند کلام، معذرت یا شفاعت، یا سوال کا درست جواب، اذن الٰہی کے بغیر نہ ہو سکے گا ان کے علاوہ اور کلام بھی ہوں گے، جیسے کفار کا جھوٹ بولنا، کہ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ رب کی قسم ہم تو مشرک نہ تھے وغیرہ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۵؎ یعنی آج دنیا میں بعض لوگ خوش نصیب ہیں، بعض بدنصیب، دل کی نرمی، زیادہ رونا، دنیا سے نفرت، شرم و حیا خوش نصیب ہونے کی علامات ہیں اور دل کی سختی، آنکھوں کی خشکی، دنیا کی رغبت، بے حیائی لمبی امیدیں بدبختی کی نشانیاں ہیں۔ (خزائن العرفان) یا قیامت میں بعض سعید ہوں گے، بعض شقی، منہ اجیالا ہونا داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ ہونا ہاتھ کھلے ہونا وہاں سعید کی پہچان ہو گی۔ اس کے برعکس بدبخت کی پہچان۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے دیوانہ وغیرہ بھی انہیں دو جماعتوں میں داخل ہیں، کیونکہ رب نے ان کے لئے کوئی تیسری قسم بیان نہ فرمائی ۶؎ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گنہگار مسلمان اگرچہ دوزخ میں عارضی طور پر جائیں گے مگر ان کی آوازیں گدھے وغیرہ کی سی نہ ہوں گی۔ یہ کفار کے لئے خاص ہے، ۷؎ یعنی ہمیشہ، کیونکہ رب کی مشیت کی کبھی حد ہی نہ آوے گی۔ یعنی آسمان و زمین کی بقا کے برابر وہ دوزخ میں رہیں گے اور اس کے علاوہ جب تک ہم اور رکھنا چاہیں، اس اور رکھنے کی حد کوئی نہیں رب فرماتا ہے خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ لہٰذا نہ تو آیات میں تعارض ہے اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جنت اور دوزخ کو فنا ہے۔ اس آیت کے اخیر میں ہے عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ یہ عطیے کبھی ختم نہ ہوں گے ۸؎ خواہ اپنے آپ جیسے نیک کار مسلمان، یا دوسروں کے طفیل، جیسے مسلمانوں کی چھوٹی اولاد یا مجھ جیسے گنہگار جو حضور کی طفیل انشاء اللہ سعید ہوں گے، یہ سب جنتی ہیں، ۹؎ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ سے معلوم ہوا کہ جنت اور وہاں کی نعمتوں کو فنا نہیں، دائمی ہیں۔ لہٰذا اس آیت کے وہ ہی معنی کرو جو ہم نے کئے۔

ا۔ یعنی اے قرآن پڑھنے والے مسلمان گزشتہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات سن کر شک نہ کرنا کہ شاید بت پرستی حق ہو۔ لہٰذا اسے حضور سے تعلق نہیں' اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ سرداران کفر پر تمام پیروی کرنے والوں کا عذاب ہو گا مگر اس سے ان کے تابع کافروں کا عذاب کم نہ ہو گا۔ جیسے کہ ایمان والوں کے پیشواؤں کو سب کے برابر ثواب ملے گا مگر نیکی کرنے والے کا ثواب کم نہ ہو گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کر دینے سے عامل کا ثواب نہیں گھٹتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیاس شرعی برحق ہے' کیونکہ رب تعالیٰ نے موجودہ کافروں کو گزشتہ کافروں پر قیاس فرمایا کفر اور بدعملی کے مشترک ہونے کی وجہ سے ۳۔ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب کتاب پیغمبر ہیں اور تورات شریف پہلی آسمانی کتاب ہے' آپ کی امت میں آپ کی وفات کے بعد اصل کتاب میں جھگڑے پڑ گئے' کسی کے پاس اصل تورات رہی اور کسی کے پاس تحریف شدہ۔ الحمد للہ قرآن کریم کے متعلق مسلمانوں میں یہ اختلاف نہ ہوا' نہ ہو گا' تحریف سے یہ محفوظ رہے گا ۴۔ یعنی ہمارا فیصلہ ہو چکا کہ ان پر عذاب اور حساب قیامت میں ہو گا' اس لئے ابھی انہیں نہیں پکڑتے ۵۔ اس طرح کہ مومن کی نیکیوں میں کمی اور کافر کے گناہوں میں زیادتی نہ فرمائے گا۔ مومن کی نیکیوں میں زیادتی' گنہگار کے گناہوں کی معافی اس کے خلاف نہیں' لہٰذا اس آیت سے اللہ کی رحمت کا انکار نہیں کیا جا سکتا ۶۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں' کہ ایک استقامت ہزار کرامتوں سے بہتر ہے' استقامت یہ ہے' کہ بندہ رنج و غم' مصیبت و راحت میں اللہ کی بندگی سے منہ نہ موڑے ہر حال میں راضی بہ رضا رہے' استقامت ہی ولایت کی جڑ ہے' جس سے حضور کی ہمراہی ملتی ہے' ۷۔ یہاں ظالم سے مراد کافر اور سارے گمراہ و مرتدین ہیں' اور ان کی طرف جھکنے سے مراد ان سے محبت یا میل جول رکھنا ان کے اعمال سے راضی ہونا۔ ان کے مقابلہ میں پلپلا پن دکھانا، ان کی خوشامد کرنا' سب ہی ہے' کسی بے دین سے یہ کوئی معاملہ نہ کیا جاوے ۸۔ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب مددگار مقرر فرما دیتا ہے کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کی طرف دلی میلان کفر ہے کہ رب نے اس کی یہ سزا ارشاد فرمائی' یعنی عذاب آنا اور مددگار نہ ہونا ۹۔ اس آیت سے اشارۃً پانچ وقت کی نماز ثابت ہے' کیونکہ صبح و شام کی نمازیں دن کے کناروں کی نمازیں ہیں۔ ایسے ہی ظہر و عصر اور عشاء کی نماز زلفاً میں داخل ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں سے برائیاں معاف ہو جاتی ہیں' اور نیکوں کے طفیل بروں کو معافی ملتی ہے' حسنات اور سیئات عام ہیں' (شان نزول) اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک شخص نے غلطی سے اجنبی عورت کو نظر بد سے دیکھ لیا۔ اور کوئی خفیف سی حرکت کی۔ پھر نادم ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس پر یہ آیت اتری' اس نے پوچھا کہ کیا یہ میرے لئے خاص ہے فرمایا نہیں۔ میری ساری امت کے لئے ہے' گناہ صغیرہ نیکیوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں ۱۱۔ یعنی قرآن اگرچہ سب ہی کے لئے نصیحت ہے' مگر اس کی نصیحت سے فائدہ صرف ماننے والے اٹھائیں گے جیسے رب کا فرمان هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بھی ہیں اور رحمت للمؤمنین بھی۔ لہٰذا نہ تو آیات میں تعارض ہے نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قرآن سب کے لئے نصیحت نہیں

هٰۤؤُلَاۤءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ

یہ کافر پوجتے ہیں ۱ یہ ویسا ہی پوجتے ہیں جیسے پہلے ان کے باپ دادا پوجتے

قَبْلُ ؕ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

تھے اور بیشک ہم ان کا حصہ انہیں پورا پھیر دیں گے جس میں کمی نہ ہو گی ۲

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ۳ تو اس میں پھوٹ پڑ گئی اگر تمہارے رب

سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ

کی ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو جبھی ان کا فیصلہ کر دیا جاتا ۴ اور بیشک وہ اس کی طرف سے

مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ

دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں اور بیشک جتنے ہیں ایک ایک کو تمہارا رب اس کا عمل

اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ

پورا بھر دے گا ۵ اسے ان کے کاموں کی خبر ہے تو قائم رہو جیسا تمہیں

اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

حکم ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے ۶ اور اے لوگو سرکشی نہ کرو بیشک وہ تمہارے

بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ

کام دیکھ رہا ہے اور ظالموں کی طرف نہ جھکو ۷ کہ تمہیں آگ چھوئے گی

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں پھر مدد نہ پاؤ گے ۸

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ

اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں ۹ بیشک

الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ۱۰ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو ۱۱

ع ۹

وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا

اور صبر کرو کہ اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا ۱ تو کیوں نہ

كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ

ہوئے تم سے اگلی سنگتوں میں ایسے جن میں بھلائی کا کچھ حصہ لگا رہا ہوتا ۲

عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا

کہ زمین میں فساد سے روکتے ہاں ان میں تھوڑے تھے وہی جن کو ہم

مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا

نے نجات دی اور ظالم اسی عیش کے پیچھے پڑے رہے جو انہیں دیا گیا ۳ اور

مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ

وہ گنہگار تھے ۴ اور تمہارا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو بے وجہ ہلاک کر دے اور

اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ

ان کے لوگ اچھے ہوں ۵ اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ

ایک ہی امت کر دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے ۶ مگر جن پر

رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۭ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ

تمہارے رب نے رحم کیا اور لوگ اسی لئے بنائے ہیں ۷ اور تمہارے رب کی

رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

بات پوری ہو چکی کہ بے شک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ

ملا کر ۸ اور سب کچھ ہم تمہیں رسولوں کی خبریں سناتے

الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ

ہیں ۹ جس سے تمہارا دل ٹھہرائیں ۱۰ اور اس سورت میں تمہارے پاس حق

۱۔ اگرچہ کبھی اجر دیر سے ملتا ہے غرضیکہ اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ۲۔ اولوا بقیۃ سے مراد علماء ربانی ہیں، یعنی علم و فضل والوں سے باقی لوگ مقصد یہ ہے کہ گزشتہ قوموں کی عام گمراہی کا باعث یہ ہوا کہ ان میں علماء ربانی نہ رہے، اگر وہ رہتے تو اس طرح گمراہی نہ پھیلتی، حضور نے فرمایا کہ میری امت میں ہمیشہ ایک جماعت حق پر قائم رہے گی۔ وہ اہل سنت و الجماعت اور ان کے علماء ہی ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء حق کی پیروی نجات کا ذریعہ ہے اور مالداروں کی اطاعت گمراہی کا ۴۔ عوام اس لئے مجرم تھے کہ بدکاریاں کرتے تھے اور علماء اس لئے مجرم تھے کہ انہیں منع نہ کرتے تھے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے، ظلم الوہیت کے منافی ہے، دوسرے یہ کہ جہاں نیک لوگ ہوں، وہاں عذاب نہیں آتا۔ ان کا وجود امن کا تعویذ ہے ۶۔ چنانچہ دیکھ لو کہ انسان اپنی بولی، غذا، طریق زندگانی اور دین و ملت میں مختلف ہیں، یکساں نہیں، رب کا یہ فرمان بالکل حق ہے۔ خدا کی شان تو دیکھو کہ جانوروں میں کوئی کافر مشرک نہیں، یہ بیماری صرف انسان یا جنات میں ہے ۷۔ یعنی اس اختلاف کے لئے جیسا کہ رب نے فرمایا وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یا رحمت فرمانے کے لئے، اسی لئے اس کا نام ارحم الراحمین ہے، خیال رہے کہ انسان کی پیدائش کی حکمت عبادت ہے یعنی اس کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔ رب فرماتا ہے اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مگر انسان کی پیدائش کا نتیجہ اختلاف ہے، جیسا یہاں ارشاد ہوا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۸۔ اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوا کہ بدکار جنات بدکار انسانوں کی طرح دوزخ میں جائیں گے مگر سورۂ احقاف و سورۂ جن کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن جن صرف دوزخ سے نجات پا جائیں گے، یعنی ان کے لئے جنت نہیں، لہٰذا صحیح یہ ہی ہے کہ جنت صرف مومن انسانوں کے لئے ہے، خیال رہے کہ چاند، سورج، بت وغیرہ بھی دوزخ میں جائیں گے مگر عذاب پانے کے لئے نہیں۔ بلکہ عذاب دینے کے لئے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں (وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ) ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے رسولوں کے قصے سنا دیئے اور بتا دیئے کچھ قرآن کریم میں اور کچھ رازداری کے ساتھ حضور سب رسولوں سے خبردار ہیں، ۱۰۔ تا کہ کفار کا برابر تاؤ دیکھ کر آپ کے قلب پاک کو ایذا نہ ہو، اور برداشت کی قوت پیدا ہو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ والوں کے ذکر سے دل کو چین ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے پیارے ہیں کہ پروردگار ان کی دل جمعی کا انتظام فرماتا ہے۔ ان کا دل گھبرانے نہیں دیتا۔

الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ

آیا اور مسلمانوں کو پند و نصیحت ۱ے اور کافروں

لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۭ اِنَّا

سے فرماؤ تم اپنی جگہ کام کئے جاؤ ۲ے ہم اپنا کام

عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ

کرتے ہیں اور راہ دیکھو ہم بھی راہ دیکھتے ہیں اور اللہ ہی کیلئے ہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ

آسمانوں اور زمین کے غیب ۳ے اور اسی کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے تو اس کی

وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

بندگی کرو اور اس پر بھروسہ رکھو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں

ع ۱۰

اٰيَاتُهَا ۱۱۱ | ۱۲ سُوْرَةُ يُوْسُفَ مَكِّيَّةٌ ۵۳ | رُكُوْعَاتُهَا ۱۲

سورہ یوسف مکی ہے اس میں ۱۱۱ آیات اور ۱۲ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

الۗرٰ ۣ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ ۣ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ

یہ روشن کتاب کی آیتیں ہیں ۵ے بیشک ہم نے اسے

قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ

عربی قرآن اتارا ۶ے کہ تم سمجھو ۷ے ہم تمہیں سب سے

عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا

اچھا بیان سناتے ہیں ۸ے اس لئے کہ ہم نے تمہاری طرف اس

الْقُرْاٰنَ ڰ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾

قرآن کی وحی بھیجی اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی ۹ے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی نصیحت صرف مسلمانوں کے لئے ہے' عقائد وغیرہ کی ہدایت سارے انسانوں کے لئے' ۲۔ یہ حکم انتہائی غضب کے اظہار کے لئے ہے' معلوم ہوا کہ امر کبھی وجوب کے سوا دیگر معنی کے لئے بھی آتا ہے' اس آیت میں بدکاری کرنے کی اجازت نہیں دی گئی ۳۔ وہ جس کو چاہے اس پر اطلاع دے' جیسے رب فرماتا ہے لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ' آسمان و زمین کی ہر چیز اللہ کی ملک ہے' اب وہ جسے چاہے سلطنت بخشے۔ لہٰذا اس آیت سے انبیاء' اولیاء کے علوم غیب کی نفی نہیں ہو سکتی ورنہ یہ آیت منکرین کے بھی خلاف ہو گی' کیونکہ انبیاء کو بعض علم غیب تو وہ بھی مانتے ہیں ۴۔ (شان نزول) سورۃ یوسف کا شان نزول یہ ہے کہ یہود کے علماء نے عرب کے سرداروں کو سکھلایا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ اولاد حضرت یعقوب علیہ السلام ملک شام سے مصر میں کیسے پہنچی' اور ان کے مصر میں آباد ہونے کا کیا سبب ہوا' اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کیا واقعہ ہے اس پر یہ سورۃ شریف اتری' یہ سورت مکیہ ہے' اس کے بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات اور ایک ہزار چھ سو کلمات اور سات ہزار ایک سو چھیاسٹھ حروف ہیں ۵۔ قرآن کو مبین یا تو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ تمام اولین و آخرین کی باتیں ظاہر فرماتا ہے' یا اس لئے کہ احکام شرعیہ حلال و حرام کو واضح طور پر بیان فرماتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے لئے یہ ہی عربی عبارت ضروری ہے اس کے ترجمے قرآن نہیں' نہ انہیں نماز میں پڑھ سکیں' نہ ان کی تلاوت کا ثواب' ۷۔ اے عرب والو' اور تمہارے ذریعے دوسرے لوگ سمجھیں۔ گویا حضور کا عرب میں اور قرآن کا عربی میں آنا تم لوگوں پر رب کا بڑا احسان ہے' اس سے تمام دنیا تمہاری حاجت مند ہو گئی۔ یا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا عربی زبان میں آنا تم لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے' نہ کہ حضور کو سمجھانے کے لئے وہ تو ہر زبان سمجھتے ہیں' وہ تو جانوروں پتھروں کی بولیاں بھی جانتے ہیں' کیوں نہ جانیں کہ تمام دنیا کے نبی ہیں' اور نبی اپنی قوم کی زبان جانتا ہے' آج حضور کے آستانہ پر ہر زبان میں عرض و معروض کی جاتی ہے۔ حضور سب کی سنتے سمجھتے ہیں' کوئی فرشتہ ترجمہ کر کے بتانے پر مقرر نہیں' ۸۔ یوسف علیہ السلام کے قصہ کو سب سے اچھا قصہ اس لئے فرمایا گیا۔ کہ اس میں عجیب حکمتیں اور عبرتیں ہیں۔ بادشاہوں اور رعایا کے احوال۔ عورتوں کی عادات' دشمنوں کی ایذاؤں پر صبر' دشمن پر قابو پا کر اسے معاف کر دینا' جوانی میں پاک دامنی اور دنیا کی بے ثباتی' انبیاء کرام کا علم غیب' تبرکات کا دافع امراض ہونا' نبی کے دور کے حالات سے خبردار ہونا۔ غرضیکہ یہ قصہ ایمانی و اعمالی ہے' اور بے شمار حکمتوں پر مشتمل ہے۔ ۹۔ یعنی نزول قرآن سے پہلے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور نزول قرآن کے بعد بے خبر اور غافل نہیں عالم کے اگلے پچھلے واقعات سے خبردار ہیں۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ براوران یوسف علیہ السلام مومن' صالح اور صحابی ہیں' کیونکہ انہیں یوسف علیہ السلام نے تاروں کی شکل میں دیکھا۔ حضور فرماتے ہیں اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ ۲۔ جب یوسف علیہ السلام نے یہ خواب دیکھا تب آپ کی عمر شریف بارہ برس تھی' جمعہ کی شب لیلتہ القدر میں یہ خواب دیکھا' اس سے پہلے آپ ایک اور خواب دیکھ چکے تھے کہ گیارہ لاٹھیاں دائرہ کی شکل میں زمین پر گڑی ہیں' اور ایک چھوٹی لاٹھی ان سب پر گھوم رہی ہے' یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کے متعلق بھی کہہ دیا تھا' کہ اپنے بھائیوں کو نہ سنانا خیال رہے کہ سجدہ کے معنی ہیں پیشانی زمین پر رکھنا تو آپ نے گیارہ تارے اور چاند' سورج کو انسانی شکل میں

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ

یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ

كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ﴿٤﴾

تارے ۱؎ اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا ۲؎

قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا

کہا اے میرے بچے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ۳؎ کہ وہ تیرے ساتھ

لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٥﴾

کوئی چال چلیں گے ۴؎ بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے

وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ

اور اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا ۵؎ اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا

الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ

سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا اور یعقوب کے گھر والوں پر ۶؎

كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ ۚ

جس طرح تیرے پہلے دونوں باپ دادا ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی

إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦﴾ ۞ لَّقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ

بیشک تیرا رب علم و حکمت والا ہے ۷؎ بیشک یوسف اور اسکے بھائیوں

وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ ﴿٧﴾ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ

میں پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ۸؎ جب بولے کہ ضرور یوسف

وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا

اور اسکا بھائی ۹؎ ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں بیشک

لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨﴾ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ

ہمارے باپ صراحۃً ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں ۱۰؎ یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں

ع ۱۱

ملاحظہ فرمایا تھا جس کی پیشانی ہوتی ہے یا یہاں سجدہ سے مراد تواضع اور عاجزی و انکساری ہے' پہلے معنی زیادہ قوی ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ خواب ہر شخص کو نہ سنائی جاوے۔ خصوصاً" عداوت رکھنے والے اور ناسمجھ "آدمی کو" خواب کی اول تعبیر کا اعتبار ہوتا ہے۔ ۴۔ یعنی تمہیں ہلاک کرنے کی خفیہ تدبیر کریں گے' اس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ جانتے تھے کہ ہلاک نہ کر سکیں گے کیونکہ یہ خواب برحق ہے' اس کی تعبیر ہو کر رہے گی۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمشدگی کے زمانہ میں یعقوب علیہ السلام' یوسف علیہ السلام سے بے خبر نہ تھے اور نہ ان کی موت کا یقین کر چکے تھے' کیونکہ خود انہوں نے یہ تعبیر دی تھی کہ اے یوسف تمہیں نبوت اور علم وغیرہ عطا ہو گا تو حضرت یوسف علم و نبوت حاصل کئے بغیر کیسے وفات پا سکتے تھے۔ بعض علماء کرام نے اس آیت سے اس پر دلیل پکڑی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی نبی نہ تھے' کیونکہ نبوت کے لئے چناؤ صرف یوسف علیہ السلام کا ہوا۔ واللہ اعلم ۶۔ یعنی میری ساری اولاد پر نعمت پوری فرماوے گا اور سلطنت سے نوازے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ برادران یوسف علیہ السلام نبی یا ولی ہیں' بعض علماء نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے تمام بھائی نبی ہوئے۔ اللہ و رسولہ اعلم' ۷۔ لہٰذا اس نے جسے نبوت کے لئے چنا' بالکل حق چنا۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا رب علیم و حکیم ہے' اس نے مجھے علم و حکمت بخشی ہیں جو کچھ خبر دے رہا ہوں' اس کی عطا سے دے رہا ہوں اس میں خطا نہیں ہو سکتی ۸۔ یہاں پوچھنے والوں سے وہ یہود مراد ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوسف علیہ السلام کا حال' اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے کنعان سے مصر کی طرف جانے کی وجہ پوچھی تھی۔ جب حضور نے مکمل واقعہ بیان فرمایا۔ اور انہوں نے تورات و انجیل کے مطابق پایا' تو انہیں تعجب ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کسی سے پڑھا نہ آپ علماء کی صحبت میں بیٹھے تو ایسے مخفی واقعہ کو بالکل ٹھیک ٹھیک کیسے بیان فرما دیا (خزائن) اس سے آپ کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے' ۹۔ خیال رہے کہ یعقوب علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں' لایا اور راحیل' اور دو لونڈیاں تھیں' زلفہ اور بلہہ' ان چاروں کے بطن سے بارہ بیٹے اور کچھ بیٹیاں تھیں چنانچہ لایا کے شکم سے ایک بیٹی دنیہ اور چھ بیٹے تھے' روبیل' شمعون' لادی' یہودا' یشجر' زبالون' راحیل کے شکم سے دو فرزند ہوئے۔ یوسف علیہ السلام اور بنیامین' زلفہ لونڈی کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے' جاد اور آشر بلہہ کے بطن سے دو لڑکے ہوئے' دان اور نفتالی' راحیل پہلے بانجھ تھیں ان کی اولاد بڑھاپے میں ہوئی' یہ بنیامین کی ولادت کے سال میں وفات پا گئیں۔ اس وقت یوسف علیہ السلام کی عمر دو برس تھی' ان سب میں یوسف علیہ السلام والد کو بہت پیارے تھے ۱۰۔ یعنی یعقوب علیہ السلام کی ضرورت کے وقت ہم زیادہ کام آ سکتے ہیں' کیونکہ ہم پوری جماعت

(بقیہ صفحہ ۳۷۵) ہیں اور جوان و تندرست ہیں' وہ یہ نہ سمجھے کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ بچپن میں فوت ہو چکی ہیں والد کو ان پر زیادہ مہربان ہونا چاہیے کیونکہ وہ
بے ماں کے بچے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بعض اولاد سے زیادہ محبت ہونا برا نہیں' کمزور اور چھوٹا بچہ عموماً" زیادہ پیارا ہوتا ہے' ہاں اولاد میں انصاف نہ کرنا
منع ہے اللہ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی رائے کی مخالفت کفر نہیں۔ کیونکہ برادران یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کو جو کہ نبی تھے ایذا دی اور ان کی رائے
کو غلط قرار دیا۔ لیکن قرآن کریم نے اسے کفر قرار نہ دیا نہ بعد ملاقات یوسف علیہ السلام نے ان سے توبہ کرا کر انہیں دوبارہ مسلمان کیا۔ لہٰذا امیر معاویہ کو محض علی

اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ

پھینک آؤ لہ کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اس کے بعد

قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ۝۹ قَالَ قَآىِٕلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوْا یُوْسُفَ

پھر نیک ہو جانا ٢ ان میں ایک کہنے والا بولا یوسف کو مارو نہیں ٣

وَ اَلْقُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ یَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ

اور اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی چلتا اسے آ کر لے جائے

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ۝۱۰ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا

اگر تمہیں کرنا ہے بولے اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوا کہ یوسف کے معاملہ میں

عَلٰی یُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ۝۱۱ اَرْسِلْهُ مَعَنَا

ہمارا اعتبار نہیں کرتے اور ہم تو اسکے خیر خواہ ہیں ٤ کل اسے ہمارے ساتھ

غَدًا یَّرْتَعْ وَ یَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۱۲ قَالَ اِنِّیْ

بھیج دیجئے کہ میوے کھائے اور کھیلے ٥ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں بولا بیشک

لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ

مجھے رنج دے گا کہ اسے لے جاؤ اور ڈرتا ہوں کہ اسے بھیڑیا کھالے ٦

وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ۝۱۳ قَالُوْا لَىِٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ

اور تم اس سے بے خبر رہو بولے اگر اسے بھیڑیا کھا جائے

وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۱۴ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ

اور ہم ایک جماعت ہیں جب تو ہم کسی مصرف کے نہیں ٧ پھر جب اسے لے گئے ٨

وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ

اور سب کی رائے یہی ٹھہری کہ اسے اندھے کنوئیں میں ڈال دیں ٩ اور ہم نے اسے وحی

اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۱۵

بھیجی ١٠ کہ ضرور تو انہیں ان کا کام جتا دے گا ایسے وقت کہ وہ نہ جانتے ہوں گے ١١

مرتضیٰ کی مخالفت کی وجہ سے فاسق وغیرہ نہیں کہا جا سکتا۔
یہاں ضلال سے مراد گمراہی نہیں کیونکہ نبی کو گمراہ جاننا کفر
ہے بلکہ یوسف علیہ السلام سے زیادہ محبت کرنا مراد ہے۔
ا۔ تا کہ انہیں بھیڑیا کھا جائے یا کوئی آدمی اٹھا کر لے
جاوے۔ جن علماء نے ان تمام بھائیوں کو نبی مانا ہے وہ کہتے
ہیں کہ پیغمبر کفر و شرک سے تو ہمیشہ معصوم ہوتے ہیں'
لیکن گناہ سے نبوت کے بعد معصوم ہوتے ہیں نہ کہ پہلے
اور یہ حضرات اس وقت نبی نہ تھے بعد میں بنے کیونکہ یہ
ارادہ سخت گناہ ہے۔ ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں
کی یہ ساری حرکات صرف یعقوب علیہ السلام کو اپنی
طرف مائل کرنے کے لئے تھیں' نفس کی خاطر نہ تھیں'
اسی لئے ان کو بھی توبہ نصیب ہو گئی' اور قابیل کی حرکات
نفس امارہ کے لئے تھیں' اسے توبہ نصیب نہ ہوئی' پتہ لگا
کہ پیغمبر کی محبت میں گناہ کر لینے کا بھی انجام اچھا ہوتا ہے
اور توبہ نصیب ہو جاتی ہے' یہاں نیک بن جانے سے مراد
ہے باپ کی خدمت کر کے انہیں راضی کر لینا ورنہ توبہ
کے ارادے سے گناہ کرنا کفر ہے کہ یہ اللہ پر امن ہے نیز
کسی کو ستا کر کسی کا حق مار کر توبہ کرنے سے انسان صالح
نہیں بن سکتا' حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتے ٣۔
کیونکہ بے گناہ کو مارنا سخت گناہ ہے۔ یہ یہودا نے کہا تھا جو
ان سب میں رقیق القلب تھے ٤۔ یعنی آج تک آپ نے
بھی یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ سیر و تفریح کرنے
جنگل نہ بھیجا' حالانکہ بھائی' بھائی کا قوت بازو ہوتا ہے
اگرچہ سوتیلا ہو ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو جائز
کھیل کھیلنا جائز ہے ایسے ہی جنگلی میوے جن کا کوئی مالک
نہ ہو کھانا جائز ہیں کیونکہ یعقوب علیہ السلام کسی باغ کے
مالک نہ تھے ٦۔ شاید بھیڑیئے سے مراد خود بھائی ہی ہوں۔
کیونکہ یعقوب علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یوسف علیہ السلام
نبی ہیں اور نبی کا گوشت کوئی جانور تو کیا قبر کی مٹی بھی
نہیں کھا سکتی' لہٰذا بھیڑیئے کے کھانے سے مراد خود
بھائیوں کا انہیں ہلاک کر دینا ہے اور اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ سے
یہ مراد ہو کہ تم ان کے رتبہ سے غافل ہو' ٧۔ چنانچہ
آپ نے یوسف علیہ السلام کو ان کے ساتھ جنگل کی طرف بھیج دیا اور چلتے وقت ابراہیم علیہ السلام کی وہ قمیص جو نمرود کی آگ میں جاتے وقت آپ کے گلے میں تھی
تعویذ بنا کر یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دی' اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات گلے میں ڈالنا حفاظت کے لئے جائز ہے ٨۔ آپ جب تک یعقوب علیہ
السلام کی نظر میں رہے اس وقت تک تو بھائی بہت پیار و محبت سے اپنے کندھوں پر اٹھائے رہے اور جب ان کی نظر سے اوجھل ہوئے تو یوسف علیہ السلام کو زمین پر
پٹک دیا' اور ہر ایک نے مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ یوسف علیہ السلام جس کے پاس جاتے وہی مارتا' جب بہت ظلم کر چکے تو یہودا نے کہا کہ تم بدعہدی کر رہے ہو تم
سے قتل کرنے کی نہ ٹھہری تھی' تب وہ اس سے باز آئے' ٩۔ چنانچہ ان لوگوں نے کنعان سے تین کوس دور بیت المقدس کے علاقہ میں یوسف علیہ السلام کو ایک ایسے

(بقیہ صفحہ ۳۷۶) کنوئیں میں ڈالا جو اوپر سے تنگ تھا نیچے سے کشادہ۔ ڈالتے وقت آپ کی قمیص اتارلی اور آپ کے دونوں ہاتھ باندھ کر کنوئیں میں لٹکا دیا۔ آدھے کنوئیں تک پہنچے تھے کہ چھوڑ دیا۔ جبریل امین فوراً کنویں میں پہنچے اور یوسف علیہ السلام کو اپنے پروں پر لے لیا اور ابراہیم علیہ السلام کی قمیص جو تعویذی شکل میں گلے میں پڑی تھی اتار کر پہنادی' جس سے اندھیرے کنویں میں روشنی ہو گئی ۱۰ے یہاں وحی سے مراد یا تو الہام ہے یا حضرت جبریل کا کلام کیونکہ اس وقت یوسف علیہ السلام نبی نہ تھے اور وحی نبی پر آتی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول کا کلام رب کا کلام ہے کہ حضرت جبریل نے بات کی اور رب نے کہا کہ ہم نے فرمایا ۱۱ے

وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ ۝۱۶ قَالُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّا

اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے ۱ے بولے اے ہمارے باپ ہم

ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا

دوڑ کرتے نکل گئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑا

فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا

تو اسے بھیڑیا کھا گیا ۲ے اور آپ کسی طرح ہمارا یقین نہ کریں گے اگرچہ ہم

صٰدِقِيْنَ ۝۱۷ وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ۭ

سچے ہوں اور اس کے کرتے پر ایک جھوٹا خون لگا لائے ۳ے

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ

کہا بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات تمہارے واسطے بنالی ہے ۴ے تو صبر اچھا

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝۱۸ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ

اور اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں ان باتوں پر جو تم بتا رہے ہو اور ایک قافلہ آیا ۵ے انہوں

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۭ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا

نے اپنا پانی لانے والا بھیجا تو اس نے اپنا ڈول ڈالا ۶ے بولا آہا کیسی خوشی کی بات ہے

غُلٰمٌ ۭ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۹

یہ تو ایک لڑکا ہے اور اسے ایک پونجی بنا کر چھپا لیا ۷ے اور اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ

اور بھائیوں نے اسے کھوٹے داموں گنتی کے روپلوں پر بیچ ڈالا اور انہیں اس میں

مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۝۲۰ وَقَالَ الَّذِي اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ

کچھ رغبت نہ تھی ۹ے اور مصر کے جس شخص نے اسے خریدا ۱۰ے وہ اپنی عورت سے

لِامْرَاَتِهٖٓ اَكْرِمِيْ مَثْوٰىهُ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ

بولا ۱۱ے انہیں عزت سے رکھو ۱۲ے شاید ان سے ہمیں نفع پہنچے یا ان کو ہم بیٹا بنالیں ۱۳ے

یعنی ایک وقت ایسا آوے گا کہ تم تخت شاہی پر جلوہ گر ہو گے اور یہ بھائی تمہارے حاجت مند ہو کر تمہارے پاس آویں گے اور تم انہیں آج کے واقعات یاد دلاؤ گے' اور یہ شرمندہ ہوں گے' رب فرماتا ہے آپ نے اس وقت فرمایا هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے یوسف علیہ السلام کو آئندہ واقعات کا پورا علم بخشا اور علم غیب عطا فرمایا' آپ اس کنویں میں تین دن رہے اس زمانے میں فرشتے اس کنویں کی زیارت کرنے آتے تھے' اور آپ کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے' اس وقت آپ کی عمر شریف بارہ برس تھی اسی سال کے بعد والد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ کنویں میں اللہ کا ذکر بہت فرماتے تھے۔

الثلثۃ

۱ے معلوم ہوا کہ ہر رونے والا سچا یا مظلوم نہیں ہوتا' کبھی ظالم اور جھوٹا بھی رویا کرتا ہے' اس سے قاضی اور مفتی صاحبان کو سبق لینا چاہیے ۲ے یعنی ہم تو تیر اندازی یا دوڑ کرتے ہوئے دور نکل گئے انہیں اپنے کپڑوں وغیرہ کے پاس چھوڑ گئے معلوم ہوا کہ دوڑ اور تیر اندازی بڑا پرانا مشغلہ ہے اس سے پہلے بھی رائج تھا' اس سے معلوم ہوا کہ حاکم ملزم کو دلیل کی تلقین نہ کرے' ان لوگوں کو بھیڑیئے کا بہانہ بنانا یعقوب علیہ السلام کے قول سے معلوم ہوا کہ آپ نے فرمایا تھا وَاَخَافُ اَنْ يَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ ۳ے اس طرح کہ ایک بکری ذبح کر کے اس کے خون میں قمیص رنگ لی' یعقوب علیہ السلام اس قمیص کو منہ پر رکھ کر بہت روئے اور فرمایا کہ عجیب سمجھ دار بھیڑیا تھا جس نے یوسف کو کھا لیا اور قمیص نہ پھاڑی' یہ لوگ قمیص پھاڑنا بھول گئے تھے' یہ معنی ہیں کذب کے' یعنی ان کا جھوٹ ظاہر تھا' ۴ے اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کے جھوٹے ہونے کا یقین فرمایا کیونکہ پیغمبر کے جسم کو تو قبر کی مٹی بھی نہیں کھاتی' بھیڑیا کیسے کھا سکتا ہے اور یوسف علیہ السلام کی نبوت ان کے خواب سے آپ معلوم کر چکے تھے' اسی لئے فرمایا کہ تم نے بناوٹ کی ہے اور آپ تلاش کے لئے جنگل نہ گئے' اسرار الٰہی جانتے تھے مگر ظاہر نہ فرماتے تھے ۵ے یہ قافلہ مدین سے آ رہا تھا مصر جا رہا تھا مگر راستہ بھول کر اس جنگل میں پہنچا' اس کنوئیں سے کچھ فاصلہ پر ڈیرا ڈالا' پہلے اس کنویں کا پانی کھاری تھا۔ یوسف علیہ السلام کی برکت سے میٹھا ہو گیا' جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب سے ہوا' ۶ے اس شخص کا نام مالک ابن ذعر خزاعی تھا۔ یہ شخص مدین کا رہنے والا تھا' جب اس نے کنویں میں ڈول ڈالا' تو یوسف علیہ السلام نے ڈول پکڑ لیا اور لٹک گئے' اس کے کھینچنے سے باہر تشریف لائے' وہ آپ کا حسن خداداد دیکھ کر حیران رہ گیا ۷ے یعنی اس ڈول والے' اور اس کے خاص ساتھیوں نے یوسف علیہ السلام کو چھپا لیا' تا کہ قافلہ والے شرکت کا دعویٰ نہ کریں۔ بھائی روزانہ بکریاں چرانے اس کنویں کے پاس آیا کرتے تھے اور خبر لیتے رہتے تھے' آج یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں نہ دیکھ کر قافلہ میں پہنچے تلاش کے بعد آپ کو

ع ۲/۱۲

(بقیہ صفحہ ۳۷۷) پایا' تو قافلہ والوں سے بولے کہ یہ ہمارا بھگوڑا غلام ہے' اگر تم چاہو' تو ہم سستے داموں تمہارے ہاتھ فروخت کردیں' یوسف علیہ السلام بوجہ خوف کے تردید سے خاموش رہے ۸۔ بخس سے مراد کھوٹے درہم ہیں یا حرام۔ کیونکہ جو حرام ذریعہ سے حاصل ہو' وہ حرام ہے' یا بے برکت وہ درہم چالیس سے کم تھے کیونکہ چالیس درہم اس زمانہ میں تولے جاتے تھے' اس سے کم گنے جاتے تھے' بیس یا بائیس' ۹۔ یہ بیچنے والے بھائی یا خریدنے والے اہل قافلہ' ان کی بے رغبتی کی وجہ یہ تھی کہ ان سے کہا گیا تھا یہ بھگوڑے غلام ہیں اور بھگوڑا ہونا عیب ہے' ۱۰۔ اس وقت مصر کا بادشاہ ریان بن ولید عمالقی تھا' اور اس کا وزیر اعظم قطفیر مصری

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهٗ

اور اسی طرح ہم نے یوسف کو اس زمین میں جماؤ دیا ۱ اور اس لئے کہ اسے

مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ

باتوں کا انجام نکالنا سکھائیں ۲ اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ

مگر اکثر آدمی نہیں جانتے ۳ اور جب اپنی پوری قوت کو

اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۲﴾

پہنچا ۴ ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ۵

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ

اور وہ جس عورت کے گھر میں تھا ۶ اس نے اسے لبھایا کہ اپنا آپا نہ روکے اور

الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ

دروازے سب بند کردیئے ۷ اور بولی آؤ تمہیں سے کہتی ہوں کہا اللہ کی پناہ وہ عزیز

رَبِّيْۤ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ

تو میرا رب یعنی پرورش کرنے والا ہے ۸ اس نے مجھے اچھی طرح رکھا بے شک ظالموں کا

هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذٰلِكَ

بھلا نہیں ہوتا۔ اور بیشک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب

لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا

کی دلیل نہ دیکھ لیتا ۹ ہم نے یونہی کیا کہ اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں ۱۰ بیشک وہ

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ

ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے ہے اور دونوں دروازے کی طرف دوڑے ۱۱ اور عورت نے

مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا جَزَآءُ

اس کا کرتہ پیچھے سے چیر لیا اور دونوں کو عورت کا میاں دروازے کے پاس ملا ۱۲ بولی کیا سزا ہے

تھا ۱۱۔ عزیز مصر کہتے تھے' اس نے آپ کو اس طرح خریدا کہ آپ کے وزن کے برابر سونا' اور اتنی ہی چاندی' اتنا ہی تاتاری مشک' اتنے ہی موتی' اتنا ہی ریشمی کپڑا دیا' اس وقت آپ کا وزن چار سو رطل یعنی قریبا پانچ من تھا' عمر شریف بارہ برس' خیال رہے کہ آپ کے خریدنے کی ہر شخص کو خواہش تھی ۱۱۔ اس عورت کا نام راعیل بنت رعاییل تھا' لقب زلیخا بروزن حسینہ' یا تصغیر سے ۱۲۔ حسن یوسفی کی جھلک کنعان کے کنویں پر اور طرح کی تھی' لہٰذا اس وقت قیمت چند درہم لگے' مگر بازار مصر میں اور طرح کی تھی کہ ایک نظارے کے لئے ہزاروں دینار لگے' زنان مصر کے سامنے اور طرح کی کہ ہاتھ کٹ گئے' قحط زدوں کے سامنے اور طرح کی تھی کہ پیٹ بھر گئے' جیسے سورج کی تجلی صبح کے وقت اور طرح ہوتی ہے دوپہر کو اور طرح کی شام کو اور طرح' بادل میں اور طرح کی' یونہی حسن محمدی دنیا میں اور طرح تھا' معراج میں اور طرح قبروں میں اور طرح' حشر میں اور طرح ۱۳۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کو کافروں کے گھر رکھ کر پرورش کرائی' معلوم ہوا کہ کافر کے ہدایا قبول کرنے جائز ہیں' انکے گھر ضرورۃً دعوت کھانا حلال ہے' اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو حرام غذا سے بچاتا ہے۔

۱۔ یعنی مصر کی زمین میں انہیں رہنے سہنے' چلنے پھرنے کا موقعہ عنایت فرمایا کہ عزت کے ساتھ جہاں چاہیں پھریں' مصر کا علاقہ ۴۰ میل لمبا ۴۰ میل چوڑا تھا ۲۔ احادیث سے مراد خوابیں اور تاویل سے مراد ان کی تعبیر ہے' آپ علم تعبیر میں امام اول ہیں' اور بلاواسطہ معلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ علم بخشا معلوم ہوا کہ ایمان جڑ ہے اور علم اس کا پھل' قوت ایمانی سے علم لدنی ملتا ہے (روح) ۳۔ کہ بعض مصیبتیں رب کی رحمتیں ہوتی ہیں' یوسف علیہ السلام کا مصیبت اٹھا کر مصر پہنچنا اللہ کی نعمتوں کا دروازہ ثابت ہوا ۴۔ یعنی جوانی کو' جوانی ۱۸ سال سے شروع ہو کر چالیس سال پر ختم ہوتی ہے' چالیس برس سے ساٹھ برس تک ادھیڑ عمر' پھر ساٹھ سے ایک سو بیس برس تک بڑھاپا' اس زمانہ کا ذکر ہے کہ جب عمریں لمبی ہوتی تھیں' یہاں اشدہ سے مراد بیس سال ہے ۵۔ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو علم لدنی بخشا کہ بلاواسطہ استاد' علم و فقہ' عمل صالح عنایت کیا انبیاء کا علم لدنی ہوتا ہے' خضر علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور ہمارے حضور کے بارے میں فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لہٰذا دنیا کا کوئی علم والا نبی کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ لوگ دنیاوی استادوں کے شاگرد ہوتے ہیں اور نبی رب کے شاگرد ۶۔ یعنی عزیز مصر کی بیوی' زلیخا' یہ جوان خوبصورت بادشاہ مغرب کی بیٹی تھی' یوسف علیہ السلام کو خواب میں دیکھ کر آپ پر عاشق ہو گئی تھی' اسے خواب سے ہی پتہ چلا تھا کہ آپ سے ملاقات مصر میں ہو سکے گی' اسی لئے اس نے اپنا نکاح عزیز مصر سے کیا تھا (روح البیان وغیرہ) اس کے باپ کا نام طیموس تھا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

باقی ص ۹۶۳ پر

ا۔ زلیخانے یوسف علیہ السلام کو ارادۂ زنا کی تہمت لگائی' زنا کی نہ لگائی' اگر آپ نے واقعی ارادہ کرلیا ہوتا تو زلیخا سچی ہوتی' مگر قرآن کریم نے اور گواہ نے اسے جھوٹا کہا' معلوم ہوا کہ آپ سے ارادۂ گناہ بھی صادر نہ ہوا۔ ان کی جناب اس سے پاک ہے۔ ۲۔ خود زلیخانے سزا اس لئے تجویز کی تا کہ عزیز مصر طیش میں آکر یوسف علیہ السلام کو قتل نہ کرادے اور وہ آپ سے محروم ہو جاوے' ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ارادۂ زنا صرف زلیخا سے صادر ہوا جیسا کہ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ کے حصر سے معلوم ہوا یوسف علیہ السلام سے ارادہ بھی صادر نہ ہوا۔ ورنہ حصر باطل ہو جاتا اور آپ کا یہ فرمانا جھوٹ ہوتا۔ دوسرے یہ کہ مجرم کی شکایت حاکم کے سامنے کرنا۔ اور اپنے پر سے تہمت دور کرنا سنت انبیاء ہے' حدیث پاک میں ارشاد ہوا کہ تہمت کی جگہ سے بچو ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں ایک کی گواہی معتبر ہے' کیونکہ قرآن کریم نے بغیر تردید یہ واقعہ نقل فرمایا' اب بھی خبرواحد دیانات میں قبول ہے یہی حال احادیث احاد کا ہے' اس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان معلوم ہوئی' کہ یوسف علیہ السلام کو تہمت لگی تو بچہ نے گواہی دی اور محبوبۂ محبوب کو تہمت لگی تو رب تعالیٰ نے خود گواہی دی ۵۔ واقعہ یہ ہوا کہ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام سے یہ کہا کہ میں آپ کو کیونکر سچا تسلیم کروں' تو آپ نے زلیخا کے ماموں کے شیر خوار بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھ لو' اس بچہ کی عمر صرف چار مہینہ تھی' گہوارے میں جھول رہا تھا' وہ بچہ فوراً بول پڑا اور وہ کہا جو قرآن شریف نے یہاں نقل فرمایا۔ خیال رہے کہ چند شیر خوار بچوں نے کلام کیا ہے' یوسف علیہ السلام کا یہ گواہ ۲ ہمارے ( ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ نے پیدا ہوتے ہی حمد الٰہی کی' (۳) عیسیٰ علیہ السلام' (۴) بی بی مریم' (۵) یحییٰ علیہ السلام' (۶) ابراہیم علیہ السلام' (۷) اس عورت کا بچہ جس پر زنا کی تہمت لگائی گئی تھی اور وہ بیگناہ تھی۔ (۸) خندق والی مصیبت زدہ عورت کا بچہ یعنی صاحب اخدود' (۹) حضرت آسیہ کی کنگھی کرنے والی کا بچہ' (۱۰) مبارک یمامہ' جس نے پیدا ہوتے ہی حضور کی حضور کے حکم سے گواہی دی۔ (۱۱) جریج راہب کا گواہ بچہ' اس آیت سے معلوم ہوا کہ علامات اور نشانیوں سے مقدمہ کے فیصلہ میں مدد لینی چاہیے' کیونکہ بچہ نے کہا کہ اگر یوسف علیہ السلام کا یہ ارادہ ہوتا تو زلیخا آپ کے پیچھے نہ بھاگتی' اور نہ آپ کو پکڑتی اور نہ کرتا پیچھے سے پھٹتا ۶۔ یعنی ساری عورتوں کا مکر مردوں کے مکر سے بڑا ہے کہ ان کی تہمت لگائی ہوئی جلد مان لی جاتی ہے' یا یہ کہ عورت کا فریب شیطان کے فریب سے بڑا ہے کہ شیطان چھپ کر فریب دیتا ہے اور یہ سامنے آکر' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ

مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ

اس کی جس نے تیری گھر والی سے بدی چاہی لہ مگر یہ کہ قید کیا جائے یا دکھ

اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ

کی مار ۲ کہا اس نے مجھ کو لبھایا کہ میں اپنی حفاظت نہ کروں ۳ اور عورت کے گھر والوں

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ

میں سے ایک گواہ نے گواہی دی ۴ اگر ان کا کرتہ آگے سے چرا ہے تو عورت سچی ہے ۵

وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ

اور انہوں نے غلط کہا اور اگر ان کا کرتہ پیچھے سے چاک ہوا

دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ

تو عورت جھوٹی ہے اور یہ سچے پھر جب عزیز نے اس کا کرتہ پیچھے

قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ

سے چرا دیکھا بولا بے شک یہ عورتوں کا چرتر ہے بے شک تمہارا چرتر

عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ

بڑا ہے ۶ اے یوسف تم اس کا خیال نہ کرو ۷ اور عورت تو اپنے گناہ کی

لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـئِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ

معافی مانگ ۸ بے شک تو خطاواروں میں ہے ۹ اور شہر میں کچھ عورتیں

فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ

بولیں ۱۰ کہ عزیز کی بی بی اپنے نوجوان کا دل لبھاتی ہے بیشک ان کی محبت

قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا

اس کے دل میں پیر گئی ہے ہم تو اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں ۱۱ تو جب

سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ

زلیخا نے ان کا چرچا سنا ۱۲ تو ان عورتوں کو بلا بھیجا اور ان کے لئے

عورت مطلقاً فریبی اور مکار ہے' اگر بعض اللہ کی بندیاں مقبول بارگاہ الٰہی ہوئیں تو وہ مردوں کے فیض سے' جیسے پانی فطرۃً ٹھنڈا ہے' مگر آگ کے فیض سے گرم ہو جاتا ہے' کیونکہ یہ کلام اگرچہ عزیز مصر کا ہے مگر رب نے بغیر تردید اسے نقل فرمایا گویا اس کی تائید کی'
شیطان کا مکر کمزور ہے اور عورت کے مکر کے بارے میں فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ عورت شیطان کا جال ہے جس کے ذریعہ وہ مردوں کو پھانستا ہے' دوسرے یہ کہ عورت کا فساد تمام فسادوں سے زیادہ ہے' سب سے پہلا قتل ہابیل کا عورت کی وجہ سے ہوا۔ تیسرے یہ کہ بمقابلہ ابلیس کے عورت کا فریب سخت تر ہے۔ کیونکہ رب نے شیطان کے بارے میں فرمایا اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا تمہارا مکر بڑا ہے' چوتھے یہ کہ ہر عورت کا یہ حال نہیں ہے۔ بعض مومنہ صالحہ عورتیں فرشتوں سے افضل ہیں رب نے بی بی مریم کے بارے میں

لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ

مسندیں تیار کیں اور ان میں ہر ایک کو ایک چھری دی لہ اور یوسف سے کہا

قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ

کہا ان پر نکل آؤ لہ جب عورتوں نے یوسف کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے

اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ

ہاتھ کاٹ لئے لہ اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں یہ تو نہیں

اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ

مگر کوئی معزز فرشتہ لہ زلیخا نے کہا تو یہ ہیں وہ جن پر تم مجھے طعنہ دیتی

فِيْهِ ؕ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ

تھیں اور بے شک میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تو انہوں نے اپنے آپ کو بچا لیا لہ

وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ

اور بے شک اگر وہ یہ کام نہ کریں گے جو میں ان سے کہتی ہوں تو ضرور قید میں پڑیں گے

الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا

اور وہ ضرور ذلت اٹھائیں گے لہ یوسف نے عرض کی اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے

يَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ

اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں لہ اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں

اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ

ان کی طرف مائل ہوں گا لہ اور نادان بنوں گا تو اس کے رب نے اس کی

لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا لہ بے شک وہی سنتا

الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ

جانتا ہے پھر سب کچھ نشانیاں دیکھ دکھا کر پچھلی مت انہیں یہی آئی لہ کہ ضرور

(بقیہ صفحہ ۳۷۹) فرمایا وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ اور حضور کی ازواج کے بارے میں فرمایا يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۷۔ یعنی نہ تم اس کا غم کرو نہ کسی سے یہ واقعہ بیان کرو میری عزت و لاج رکھو تم بچے ہو ۸۔ یعنی مجھ سے معافی مانگ 'یا یوسف علیہ السلام سے یا اللہ تعالیٰ سے ۹۔ یعنی تجھ سے "ارادہ گناہ صادر ہو' اور بے گناہ یوسف علیہ السلام کو تہمت لگانا' اس سے معلوم ہوا کہ زلیخا پہلے سے بدکردار نہ تھی' صرف ارادہ گناہ اس سے صادر ہوا' وہ بھی عشق کی بے خودی میں جیسے زنان مصر نے بیخودی عشق میں ہاتھ کاٹ لئے پھر بعد میں زلیخا نے توبہ کرلی۔ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے' لہٰذا یہ بھی درست ہے کہ بعد میں زلیخا یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آئیں' اور یہ بھی صحیح ہے کہ نبی کی بیوی بدکاری سے محفوظ رہتی ہے' اسی لئے رب نے زلیخا کے لئے ہلکا لفظ ارشاد فرمایا۔ خطاکار ۱۰۔ اگرچہ عزیز مصر نے اس واقعہ کو چھپانے کی بہت کوشش کی مگر پھر بھی بعض خاص لوگوں میں پھیل ہی گیا۔ یہاں عورتوں سے یا تو عام عورتیں مراد ہیں' یا پانچ عورتیں' باورچی' ساقی۔ منتظم اصطبل داروغہ جیل اور دربان کی بیویاں (روح) چونکہ عام طور پر اس قسم کے چرچے عورتیں زیادہ کرتی ہیں' اس لئے انہیں کے درمیان چہ میگوئیاں ہوئیں ۱۱۔ کہ زلیخا کو اپنی عزت کا بھی پاس نہیں' جو اپنے زر خرید سے دل لگا بیٹھی' خود ابھی تک جمال یوسف کی نادیدہ تھیں ۱۲۔ مکر کے معنی ہیں خفیہ تدبیر چونکہ ان کا یہ کلام بھی خفیہ ملاقات کے طور پر تھا' لہٰذا اسے مکر فرمایا گیا۔

۱۔ تا کہ اس چھری سے گوشت یا میوے کاٹ کر کھائیں' اسلام میں تکیہ لگا کر یا چھری کانٹے سے کھانا منع ہے' اس وقت اس کا رواج تھا ۲۔ اس وقت پردہ فرض نہ تھا اور زلیخا کو آپ کی تشریف آوری پر اصرار تھا۔ اگر آپ تشریف نہ لاتے' تو اس سے سخت اندیشہ تھا' اس عذر و مجبوری کی وجہ سے ایک جائز کام کیا' نیز امید تھی کہ جمال یوسفی دیکھ کر شاید ان میں سے کوئی ایمان لے آوے اور آپ کا حسن آپ کا معجزہ تھا۔ معجزہ دکھانا تبلیغ میں داخل ہے' لہٰذا آپ کو اس پر بھی اجر ملے گا۔ کیونکہ تبلیغ پر ثواب ملتا ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے خودی کی حالت میں انسان مکلف نہیں رہتا' اپنے کو زخمی کرنا سخت جرم ہے' مگر ان عورتوں کو اس پر ملامت نہ ہوئی' لہٰذا مستان دیدار الٰہی جو مجذوب ہوں' ان پر کوئی حکم شرع جاری نہیں' یوں ہی اب زلیخا کو برا نہ کہا جاوے ان سے جو ارادۂ گناہ صادر ہوا وہ بے خودی عشق میں' بعد میں ان کی توبہ بھی قرآن کریم نے بیان فرمائی انا راودتہ عن نفسہ وہ بدچلن نہ تھیں' نبی کی زوجہ بننے والی تھیں' اللہ تعالیٰ نبی کی بیوی کو بدکاری سے محفوظ رکھتا ہے' اس ارادے کے سوا ان کی بدکاری ثابت نہیں' اس سے بھی رب نے بچا لیا ۴۔ فرشتے خوبصورت اور پاکدامنی میں مشہور ہیں' ان عورتوں نے اس قدر حسن کے ساتھ انتہائی پاکدامنی' حیاء و غیرت دیکھ کر یہ کہا' اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہوں نے فرشتے دیکھے ہیں' یوسف علیہ السلام کے رخساروں کا عکس در و دیوار پر ایسا پڑتا تھا جیسے سورج کی دھوپ (روح) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے گناہ کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا' اگر آپ سے ارادۂ گناہ سرزد ہوتا تو زلیخا یہ اقرار کبھی نہ کرتی' رب بغیر تردید اس کا یہ قول نقل نہ فرماتا۔ ۶۔ یعنی انہیں جیل میں چوروں' ڈاکوؤں کے ساتھ رہنا پڑے گا جس میں انکی ذلت ہوگی ۷۔ معلوم ہوا کہ مقبول بندے مصیبت پر مصیبت کو ترجیح دیتے ہیں' کہ آپ نے جیل کی تکلیف اختیار کی مگر ان میں سے کسی کی بات نہ مانی ۸۔ یہ کلام یوسف علیہ السلام کا انتہائی عجز و انکسار پر مبنی ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باوجود معصوم ہونے کے

لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ

ایک مدت تک اسے قید خانہ میں ڈالیں اور اس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے[1]

فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَ

ان میں ایک بولا میں نے خواب دیکھا کہ شراب نچوڑتا ہوں[2] اور

قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا

دوسرا بولا میں نے خواب دیکھا کہ میرے سر پر کچھ روٹیاں ہیں جن میں

تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ

سے پرند کھاتے ہیں ہمیں اس کی تعبیر بتائیے بے شک ہم آپ کو

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا

نیکو کار دیکھتے ہیں[3] یوسف نے کہا جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے

نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا

پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا[4] یہ ان علموں میں سے ہے

عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ؕ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ

جو مجھے میرے رب نے سکھایا ہے[5] بیشک میں نے ان لوگوں کا دین نہ مانا جو اللہ پر ایمان

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْۤ

نہیں لاتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں[6] اور میں نے اپنے باپ دادا

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ

ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا دین اختیار کیا[7] ہمیں نہیں پہنچتا کہ کسی

بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا

چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں[8] یہ اللہ کا ایک فضل ہے ہم پر[9]

وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور لوگوں پر[10] مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے

(بقیہ صفحہ ۳۸۰) ہر وقت اپنے کو رب کا حاجت مند جانتے تھے' لہٰذا کوئی مسلمان اپنے کو محفوظ نہ سمجھے' ہمیشہ خطرناک جگہ سے پرہیز کرے' رب کی پناہ مانگتا رہے ۹۔ معلوم ہوا کہ معصیت کے مقابلہ میں مصیبت آسان ہے' اللہ معصیت سے بچائے' اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو ان کے پھندوں سے بچا کر جیل خانہ میں رکھا اور اسے احسان و انعام شمار کیا۔ گناہ سے بچا لینا اس کا فضل ہے' ۱۰۔ یعنی پہلے ان کی رائے تھی کہ اس واقعہ کا کوئی اثر نہ لیا جاوے مگر کچھ عرصہ بعد اسی میں مصلحت دیکھی کہ یوسف علیہ السلام کو جیل میں بھیج دیا جاوے تاکہ لوگوں کو آپ کے قصوروار ہونے کا یقین ہو' لیکن ان کے دل مانتے تھے کہ آپ بے قصور ہیں' اس وقت صرف دو تین روز کے لئے جیل خانہ بھیجا تھا' شاہ مصر کی تین جیلیں تھیں۔ جن قتل' جن عافیت' جن عذاب' جن قتل چالیس گز نیچے زمین میں تھی کہ مجرم کو اوپر سے گرایا جاتا تھا۔ وہ گرتے گرتے مرجاتا تھا۔ جن عذاب بھی زمین دوز تھی' اس میں اندھیرا اور سانپ بچھو تھے۔ جن عافیت زمین پر تھی جس میں مجرم رکھے جاتے تھے' آپ کو جن عافیت میں رکھا گیا۔

ا۔ ایک باورچی خانہ کا داروغہ دوسرا بادشاہ کا ساقی' ان دونوں پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دیا ہے' اس الزام میں یہ بھی قید میں ڈالے گئے ۲۔ ساقی نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں انگور کے باغ میں ہوں' وہاں انگور کے پکے ہوئے خوشے لگے ہیں' جسے میں نچوڑ رہا ہوں' باورچی کی خواب آگے آ رہی ہے ۳۔ آپ دن میں روزہ دار رہتے ہیں' رات کو نماز میں مشغول رہتے ہیں' قیدیوں کی مصیبت میں کام آتے ہیں' ایسے بزرگ کی تعبیر نہایت درست ہوتی ہے' ۴۔ اس میں اپنے علم غیب کا ذکر ہے کہ مجھے رب نے غیب کا علم دیا کہ تمہیں کھانے کے متعلق تمام باتیں پہلے ہی بتا سکتا ہوں کہ تم کب اور کیا کھاؤ گے' اور اس کھانے کا اثر کیا ہو گا' اور کھانا کہاں سے آئے گا یہ فقط مثال کے طور پر فرمایا تھا' ورنہ آپ علوم غیبیہ سے پورے پورے واقف تھے ۵۔ یعنی میرا یہ علم لدنی ہے۔ کسی استاد سے حاصل کیا ہوا نہیں' بلاواسطہ رب نے مجھے یہ علوم غیبیہ عطا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ نبی کے برابر کوئی عالم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ رب کے شاگرد ہیں۔ ۶۔ یعنی باوجود یکہ میں اپنے گھر میں بہت کم رہا' ان بزرگوں کی صحبت کم میسر ہوئی' اب تک زندگی کا اکثر حصہ مصر میں گزرا' جہاں لوگ بے دین ہیں' اس کے باوجود میں نے ان کا دین قبول نہ کیا' اپنے باپ دادوں کے دین پر رہا۔ یہاں 'ترک' کے معنی چھوڑنا نہیں بلکہ قبول نہ کرنا ہے' جیسا کہ مترجم قدس سرہ نے فرمایا۔ کیونکہ چھوڑنے کے معنی ہوتے ہیں قبول کر کے چھوڑ دینا' ہمارے حضور کفار مکہ میں رہے' مگر کفر تو کیا گناہ کے ارادے سے بھی محفوظ رہے' یہ ہے انبیاء کرام کی عصمت و عفت' ۷۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کسی حال میں بھی مشرک و کافر یا بد مذہب نہیں ہوتے' سب اپنے ماں باپ سے دین لیتے ہیں' اور یہ لوگ ماں باپ وغیرہم کو دین دیتے ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنا دین چھپانا نہ چاہیے' اس کا اعلان ضروری ہے' آپ کافروں کے ملک میں تھے مگر ایمان نہ چھپایا ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن باپ دادوں کے دین کی پیروی کرنی چاہیے جہاں باپ دادوں کی پیروی کی برائی آتی ہے' وہاں کافر باپ دادے مراد ہیں' دوسرے یہ کہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ وہ بزرگوں کا دین ہو جس دین میں انبیاء اولیاء نہیں وہ گمراہی ہے' تیسرے یہ کہ نبی زادہ ولی زادہ ہونا شرافت کا باعث ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اس بیان میں اپنا نبی زادہ ہونا بھی ظاہر فرمایا۔ یہ رب کی اس نعمت کا شکریہ ہے ۹۔ یعنی گروہ انبیاء پر اللہ کا

(بقیہ صفحہ ۳۸۱) یہ فضل ہے کہ وہ ہم کو ہر عقیدے اور عمل کی برائی سے بچاتا ہے' معلوم ہوا کہ نبی نبوت سے پہلے اور بعد بدعقیدگی' اور گندے اعمال سے محفوظ رہتے ہیں' جو انہیں کسی وقت بدعقیدہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے شرک سے مراد ہر بدعقیدگی ہے ۱۰۔ یعنی انبیاء کرام کی عصمت' ان پر بھی اللہ کا کرم ہے اور لوگوں پر بھی کہ ان کی عصمت کے طفیل لوگ گناہ سے بچتے ہیں' کپتان کی سلامتی پورے جہاز کی سلامتی ہے۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ
اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو کیا جدا جدا رب اچھے یا ایک اللہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً
جو سب پر غالب ۱ تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے

سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
اور تمہارے باپ دادا نے تراش لئے ہیں ۲ اللہ نے ان کی کوئی

سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ
سند نہ اتاری ۳ حکم نہیں مگر اللہ کا ۴ اس نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو ۵

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾
یہ سیدھا دین ہے ۶ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ
اے قید خانہ کے دونوں ساتھیو تمہارا ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا ۷

وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِيَ
رہا دوسرا وہ سولی دیا جائے گا تو پرندے اس کا سر کھائیں گے ۸ حکم ہو چکا

الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿۴۱﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ
اس بات کا جس کا تم سوال کرتے تھے ۹ اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے

اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰهُ
بچتا سمجھا اس سے کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس میرا ذکر کرنا ۱۰

الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ
تو شیطان نے اسے بھلا دیا کہ اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے یوسف کا ذکر کرے تو یوسف کئی

سِنِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ
برس اور جیل خانہ میں رہا ۱۱ اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھیں سات گائیں فربہ کہ

ع ۵ / ۱۵

۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کافر کو اپنا ساتھی' قوم وغیرہ کہنا' جائز ہے' اس طرح اگر باپ یا بھائی کافر ہوں تو انہیں اس رشتہ کے لحاظ سے ابا یا بھیا کہہ کر پکارنا درست ہے' قوم کفار کو بھائی کہہ کر پکارنا حرام ہے' جیسے ہندو بھائی وغیرہ' رب فرماتا ہے فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا دوسرے یہ کہ تبلیغ میں الفاظ نرم اور دلائل قوی استعمال کرنے چاہئیں۔ تیسرے یہ کہ مرتے وقت ایمان کی تلقین کرنا سنت ہے' آپ نے معلوم کر لیا تھا کہ باورچی عنقریب پھانسی چڑھے گا تو اسے یہ تلقین فرمائی' ۲۔ معلوم ہوا کہ مشرکوں کے اکثر بت صرف خیالی گھڑی ہوئی صورتیں ہیں' حقیقت کچھ نہیں' جیسے ہندوؤں کے ہنومان' کشن' گنیش وغیرہ کچھ نہیں۔ محض خیالی چیزیں ہیں کہ کسی کا منہ بندر کا' کسی کا ہاتھی کا' یہ کوئی چیزیں نہیں ہیں جو مسلمان انہیں نبی ثابت کرنے کی کوشش کرے وہ بیوقوف ہے پہلے ان کا وجود تو ثابت کر لو ۳۔ یعنی ان بتوں کے رب ہونے پر وحی الٰہی نہیں آئی' نہ کسی نبی نے فرمایا' سند سے مراد یہ ہی دو چیزیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں صرف قیاس کافی نہیں' نبوت کی سند ضروری ہے ۴۔ حکم سے حقیقی یا تکوینی حکم مراد ہے حکم تشریعی میں مخلوق بھی حاکم ہو سکتی ہے' اس کا یہ مطلب نہیں کہ رب کے سوا کسی کو کسی طرح کا حاکم نہ مانو' رب فرماتا ہے فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا یہ حصر حقیقی حکم کے لحاظ سے ہے حکم تشریعی میں انبیاء کرام مختار ہوتے ہیں' دیگر احکام میں بادشاہ اور حکام کو اختیارات ہوتے ہیں ۵۔ اس وقت اکثر مصر والے ستارہ پرست تھے' اور کچھ لوگ پتھروں' درختوں وغیرہ کو بھی پوجتے تھے' موحد کوئی نہ تھا' وہاں پہلے توحید کے مبلغ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ۶۔ جس پر انبیاء کرام ہیں اور رب تک پہنچتا ہے ۷۔ یعنی ساقی تو پھر اپنے عہدے پر بحال ہو جاوے گا تین دن جیل میں رہ کر آزاد ہو جاوے گا' انگور کے تین خوشوں سے یہ تین دن مراد ہیں ۸۔ یعنی باورچی کو تین دن بعد سولی دی جاوے گی' اس کی نعش سولی پر سوکھے گی' اور چیل' کوے اس کا گوشت کھائیں گے روٹیوں کے تین ٹوکروں سے تین دن مراد ہیں' اس پر وہ دونوں بولے کہ ہم ہنسی کر رہے تھے' خواب کچھ نہیں تھا۔ تو آپ نے یہ جواب دیا کہ اب جو میرے منہ سے نکل چکا وہ اٹل ہے ہو کر رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا دنیا میں سب سے پہلے اس کو سولی دی گئی (روح) ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو پیغمبر کے منہ سے نکل جاتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے یعنی تم نے خواب دیکھا ہو یا نہ' اب جو میں نے کہہ دیا وہ ٹل نہیں سکتا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو رب کہہ سکتے ہیں یعنی مربی اور پرورش کرنے والا' یہ بھی معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت بندوں سے مدد حاصل کرنا شرک نہیں' بلکہ جائز ہے۔ سنت پیغمبر ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اپنی خلاصی کے لئے اس قیدی کو وسیلہ اختیار فرمایا ۱۱۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ یوسف علیہ السلام نے ماسوا اللہ سے فریاد کی اس سے ساقی آپ کا ذکر بادشاہ سے بھول گیا مگر یہ غلط ہے۔ ورنہ پھر فرمایا جاتا کہ ساقی کو اللہ نے بھلا دیا بھلانے کو شیطان کی طرف نسبت نہ فرمایا جاتا نیز بندوں سے مدد لینا سنت انبیاء ہے عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا تھا مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ذوالقرنین نے فرمایا تھا اَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ یعقوب علیہ السلام

سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

انہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری اور دوسری

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْيَایَ اِنْ

سات سوکھی ۱ے اے درباریو میری خواب کا جواب دو اگر

كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ

تمہیں خواب کی تعبیر آتی ہو ۲ے بولے پریشان خوابیں ہیں

وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ

اور ہم خواب کی تعبیر نہیں جانتے ۳ے اور بولا وہ جو ان

نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ

دونوں میں سے بچا تھا اور ایک مدت بعد اسے یاد آیا میں تمہیں اسکی تعبیر بتاؤں

فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِیْ

گا مجھے بھیجو ۴ے اے یوسف اے صدیق ۵ے ہمیں تعبیر دیجئے

سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ

سات فربہ گایوں کی جنہیں سات دُبلی کھاتی ہیں اور سات

سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ اِلَى

ہری بالیں اور دوسری سات سوکھی شاید میں لوگوں کی طرف ۶ے کر

النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ

جاؤں شاید وہ آگاہ ہوں ۷ے کہا تم کھیتی کرو گے سات

سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ

برس لگاتار ۸ے تو جو کاٹو اسے اس کی بال میں رہنے دو ۸ے

اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِیْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ

مگر تھوڑا جتنا کھالو ۹ے پھر اس کے بعد سات کرے برس آئیں گے

(بقیہ صفحہ ۳۸۲) نے گندم لینے اپنے بیٹوں کو مصر میں بھیجا اگر یہ برا تھا تو معاذ اللہ ان سب بزرگوں پر عتاب ہونا چاہیے تھا بلکہ صرف یہ تھی کہ جو مقدر میں ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے ۱۱ے یعنی سات برس، مگر یہ مدت اس تعبیر دینے کے بعد کی ہے، اس سے پہلے آپ پانچ سال رہ چکے تھے کل بارہ برس جیل میں رہے : اُذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ کے حرف بھی بارہ ہیں۔

اے یعنی سات موٹی گایوں کو دبلی گایوں نے کھالیا اور سبز بالیوں کو خشک نے چوس لیا، اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز کی قدرتی شکل و صورت ہے لحظ وار زانی، سبز و خشک بالیوں کی شکل میں خواب میں دکھائی گئیں، ایسے ہی قیامت میں اعمال کی مختلف شکلیں ہوں گی جو عمل کرنے والا دیکھے گا ۲ے تو خود تعبیر دو۔ ورنہ تعبیر جاننے والے سے پوچھ کر بتاؤ ۳ے خواب چند طرح کی ہوتی ہے، رب کی طرف سے، شیطانی وسوسہ سے، نفسانی خیالات جو دن بھر انسان کو رہتے ہیں۔ پہلی خواب رؤیا صادقہ ہے اور باقی احلام، انہیں اضغاث اس لئے کہتے ہیں کہ ضغث کے معنی ہیں۔ مختلف تنکوں کا مجموعہ، یعنی جھاڑو، یہ بھی مختلف خیالات فاسدہ کا مجموعہ ہوتی ہے، ۴ے مجھے جیل خانے بھیجو، وہاں ایک بڑے عالم ہیں، جو علم تعبیر میں بڑے ماہر ہیں، کیونکہ وہ یوسف علیہ السلام کی مہارت تعبیر آنکھوں سے دیکھ چکا تھا ۵ے صادق وہ جو قول کا سچا ہے، صدیق وہ جو قول و فعل و عقیدے کا سچا ہو۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے، صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے، صادق وہ جس کا کلام واقعہ کے مطابق ہو۔ صدیق وہ کہ واقعہ اس کے کلام کے مطابق ہو۔ جیسا وہ کہے ویسا ہی ہو جاوے، جیسا کہ یہ باورچی آزمائش کر چکا تھا ۶ے یعنی بادشاہ اور اس کے اراکین سلطنت اس تعبیر سے خبردار ہوں، یا آپ کے فضل و کمال اور علم سے واقف ہو جائیں وہ ابھی تک آپ کو پہچان نہ سکے، کہ آپ کیسے موتی ہیں لعل ہیں، ۷ے تزرعون لفظاً خبر اور معنیً امر ہے۔ یعنی پہلے سات سال بارشیں وقت پر ہوں گی، ان میں خوب کھیتیاں کر لو۔ لگاتار تخم کی بجائی کرو۔ کیونکہ ان برسوں کے بعد سات سال خشک ہوں گے، جن میں پیداوار بالکل نہ ہو گی تب تمام دنیا کو یہ جمع شدہ غلہ کام آوے گا ۸ے اس سے معلوم ہوا کہ نبی دنیاوی اور دینی تمام رازوں سے خبردار ہوتے ہیں۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام نے کاشت کاری کا ایسا قاعدہ بیان فرمایا جو کامل کاشت کار کو ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بالی یا بھوسے میں گندم کی حفاظت ہے، اس سے پتہ چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کھجور کی تلقیح سے منع فرما کر پھر اجازت دے دی، یہ بے خبری کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ ان لوگوں کے جلدی کرنے پر تھا۔ اگر یہ لوگ جلدی نہ کرتے، تو بغیر تلقیح کامیاب ہوتے، اور اظہار ناراضگی کے لئے فرمایا اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ پھر یوسف علیہ السلام کا بادشاہ مصر سے فرمانا کہ مجھے خزانے سپرد کر دو، اور پھر تمام دنیا میں غلہ کی تقسیم کا ایسا انتظام فرمانا، اس سے پتہ چلا کہ نبی سلطنت کرنا بغیر سیکھے ہوئے جانتے ہیں، ان کا علم صرف شرعی مسائل میں محدود نہیں ہوتا۔ ورنہ پھر مولوی میں اور نبی میں فرق کیا ہے ۹ے یعنی بقدر ضرورت کھانے بھر کا گندم بھوسے سے نکال لو، کیونکہ گندم بھوسہ سے نکل کر ایک سال سے زیادہ نہیں ٹھہرتا، بالی اور بھوسے میں عرصہ نکال جاتا ہے۔ اس میں اشارۃً ارشاد فرمایا کہ ابھی سے تم لوگ کم کھانے کی عادات ڈالو۔ سخت زمانہ آ رہا ہے۔

ا۔ یعنی ان خشک سالوں کا ذخیرہ کیا ہوا سارا گندم کھا لو گے' البتہ اس قدر بچے گا' جسے تم بو سکو' یعنی بیج' اس سے معلوم ہوا کہ آئندہ کے لئے کچھ پس انداز کرنا توکل کے خلاف نہیں' بلکہ اس کا حکم ہے' رب فرماتا ہے وَلَاتَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ہمیشہ انسان کو اپنی آمدنی سے کچھ بچانا چاہیے' نہ معلوم آئندہ کیسا وقت آئے' یہ بھی معلوم ہوا کہ گندم کا ذخیرہ کرنا جائز ہے۔ جبکہ اس سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو' ورنہ حرام ہے۔ جسے عربی میں احتکار کہتے ہیں' یعنی لوگ بھوکے مریں اور یہ گندم جمع کرے گرانی کے انتظار میں ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی کفار کے خواب بھی سچے ہو جاتے ہیں' کیونکہ بادشاہ مصر کافر تھا' دوسرے یہ کہ

سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا
کہ کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لئے پہلے جمع کر رکھا تھا مگر تھوڑا
مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ
جو بچا لو ۱ پھر ان کے بعد ایک برس آئے گا جس میں لوگوں
يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ
کو مینہ دیا جائے گا اور اس میں رس نچوڑیں گے ۲ اور بادشاہ بولا کہ انہیں
ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ
میرے پاس لے آؤ ۳ تو جب اسکے پاس ایلچی آیا ۴ کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ
فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ
جا پھر اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے
اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ
بیشک میرا رب ان کا فریب جانتا ہے ۵ بادشاہ نے کہا اے عورتو تمہارا کیا کام تھا
رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا
جب تم نے یوسف کا جی لبھانا چاہا ۶ بولیں اللہ کو پاکی ہے ہم نے
عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ
ان میں کوئی بدی نہ پائی ۷ عزیز کی عورت بولی اب
حَصْحَصَ الْحَقُّ ؗ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ
اصلی بات کھل گئی ۸ میں نے ان کا جی لبھانا چاہا تھا ۹ اور وہ بیشک
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ
سچے ہیں ۱۰ یوسف نے کہا یہ میں نے اس لئے کیا کہ عزیز کو معلوم ہو جائے کہ
وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾
میں نے پیٹھ پیچھے اس کی خیانت نہ کی اور اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا ۱۱

ع ۷ ۱۲

حالات اور مصائب وغیرہ کی شکلیں ہیں' جو خواب میں نظر آتی ہیں' جیسے قیامت میں اعمال کی شکلیں ہوں گی ۳۔ یعنی ساقی جب بادشاہ کے پاس پہنچا' اور اسے یہ تعبیر سنائی' تو بادشاہ کو یوسف علیہ السلام کی قوت علمی کا پتہ چلا اور وہ سمجھ گیا کہ ایسی علم و حکمت کا مالک قوت عملی میں بھی نہایت اعلیٰ ہو گا۔ لہٰذا یہ سب انتظام ان کے سپرد کرو۔ میں یہ انجام نہیں دے سکتا۔ ۴۔ یا وہی ساقی آیا تھا یا دوسرا خاص قاصد پہلا احتمال زیادہ قوی ہے' اور اس نے آ کر آپ کو بادشاہ کا پیغام سنا کر جیل سے چلنے کی درخواست پیش کی آپنے اس سے فرمایا ۵۔ معلوم ہوا کہ اپنے سے تہمت دور کرنا' اور اپنا معاملہ صاف کرنا سنت انبیاء ہے' کیونکہ یوسف علیہ السلام اس وقت تک جیل سے باہر تشریف نہ لائے' جب تک کہ اپنی پاکدامنی کا خود الزام لگانے والیوں سے اقرار نہ کرا لیا ۶۔ کیا تم نے یوسف علیہ السلام سے کسی قسم کا کوئی قصور محسوس کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تفتیش میں ان لوگوں سے تحقیق کی جاوے جنہیں واقعہ سے تعلق ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خود ان عورتوں نے بھی یوسف علیہ السلام کی خواہش کی تھی یا آپ سے زلیخا کی سفارش کی تھی اسی لئے فرمایا گیا رَاوَدْتُّنَّ تم سب نے جی لبھایا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصر کے لوگ اللہ کو بھی مانتے تھے اور ہو سکتا ہے کہ یہ عورتیں یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر موحدہ، مومنہ بن چکی ہوں' کیونکہ یہ کلام مسلمانوں کا سا ہے ۸۔ یعنی سب لوگوں پر' ورنہ خاص خاص پر تو اس دن ہی یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی ظاہر ہو چکی تھی' اللہ کی شان ہے کہ پہلے تو یوسف علیہ السلام اپنی خلاصی کی کوشش فرما رہے تھے' اور آج بادشاہ اور ساری سلطنت کے لوگ خوشامد سے آپ کو باہر تشریف لانے کی درخواست کر رہے ہیں ۹۔ یہ حضرت زلیخا کی توبہ کا اعلان رب نے فرمایا کیونکہ اپنے قصور کا اقرار توبہ ہے لہٰذا اب زلیخا کو برے لفظوں سے یاد کرنا حرام ہے' کیونکہ وہ یوسف علیہ السلام کی مریبہ' صحابیہ اور ان کی زوجہ پاک تھیں' رب نے بھی ان کے قصوروں کا ذکر فرما کر ان پر غضب ظاہر نہ فرمایا۔ کیونکہ وہ توبہ کر چکی تھیں' توبہ کرنے والا گنہگار بالکل بے گناہ کی طرح ہوتا ہے' زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی زوجہ ہونا مسلم و بخاری وغیرہ کی حدیث سے بھی ثابت ہے حضور نے مرض وفات میں اپنی ازواج سے فرمایا اِنَّكُنَّ اَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ صواحب صاحبہ کی جمع ہے۔ بمعنی زوجہ' رب فرماتا ہے وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ یعنی تم یوسف علیہ السلام کی زوجہ زلیخا کی طرح ہو۔ معلوم ہوا حضرت زلیخا یوسف علیہ السلام کی زوجہ ہیں' صواحب جمع فرمانا اسی لئے ہے کہ مشبہ جمع ہے جیسے صحابہ کو کہا جاتا ہے شموس الہدیٰ' یا اقمار ایمان' ۱۰۔ تب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ ان تمام عورتوں نے آپ کی پاکدامنی کا اقرار کر لیا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ صبر رب کی بڑی نعمت ہے یہ خود تو کڑوا معلوم ہوتا ہے مگر اس کا پھل بہت میٹھا ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ
اور میں اپنے نفس کو بے قصور نہیں بتاتا لہ بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر
اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞۵۳ وَقَالَ
جس پر میرا رب رحم کرے ۲ بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے اور بادشاہ
الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا
بولا انہیں میرے پاس لے آؤ کہ میں انہیں خاص اپنے لئے چن لوں ۳ پھر جب
كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۞۵۴ قَالَ
اس سے بات کی ۴ کہا بیشک آج آپ ہمارے یہاں معزز معتمد ہیں ۵ یوسف نے کہا
اجْعَلْنِيْ عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۞۵۵
مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بے شک میں حفاظت والا علم والا ہوں ۶
وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا
اور یوں ہی ہم نے یوسف کو اس ملک پر قدرت بخشی ۷ اس میں جہاں
حَيْثُ يَشَاۗءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاۗءُ وَلَا نُضِيْعُ
چاہے رہے ہم اپنی رحمت جسے چاہیں پہنچائیں اور ہم نیکوں کا
اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۞۵۶ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
نیگ ضائع نہیں کرتے اور بے شک آخرت کا ثواب ان کے لئے بہتر جو
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۞۵۷ وَجَاۗءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ
ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ۸ اور یوسف کے بھائی آئے ۹
فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۞۵۸ وَلَمَّا
تو اس کے پاس حاضر ہوئے تو یوسف نے انہیں پہچان لیا اور وہ اس سے انجان رہے اور جب
جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ
ان کا سامان مہیا کر دیا ۱۰ کہا اپنا سوتیلا بھائی میرے پاس لے آؤ

ا۔ یوسف علیہ السلام نے بطور انکسار بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ بادشاہ مصر کے قاصد سے فرمایا کہ میرا پاکدامن رہنا زلیخا کی طرف التفات نہ کرنا اپنا کمال نہیں میرے رب کا فضل ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بندہ اپنے نیک اعمال پر نازاں نہ ہو' رب کا شکر کرے اس آیت کا منشا یہ نہیں کہ انبیاء کے نفس پاک نہیں ہوتے وہ رب کے فضل سے گناہ سے معصوم ہوتے ہیں ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نفس انسانی امّارہ ہے کوئی اپنے نفس پر مطمئن نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کرام گناہ سے معصوم ہوتے ہیں کیونکہ ان کے نفس مَا رَحِمَ رَبِّيْ میں داخل ہیں' امّارہ نہیں' نیز شیطان کی ان تک رسائی نہیں رب فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اسی لئے یوسف علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ میرا نفس امارہ ہے ۳۔ شاہ مصر نے یوسف علیہ السلام کا حلم و علم' امانتداری' قیدیوں سے اچھا سلوک' صبر و شکر کا حال سنا تو اس کے دل میں آپ کا بڑا وقار پیدا ہو گیا' اور آپ کی ملاقات کے لئے بے چین ہو گیا (خزائن العرفان)' ۴۔ بادشاہ نے معزز لوگوں کی جماعت شاہانہ لباس اور سواریاں جیل خانے بھیجیں' ان لوگوں نے خلعت پیش کی اور بادشاہ کا پیغام عرض کیا' یوسف علیہ السلام نے قبول فرمایا' اور تمام قیدیوں کے حق میں دعا خیر فرمائی اور انہیں وداع کیا اور شاہانہ شان و شوکت سے روانہ ہوئے جب شاہی محل کے دروازے پر پہنچے تو فرمایا حَسْبِيَ اللّٰهُ مجھے اللہ کافی ہے' بادشاہ ستر زبانیں جانتا تھا۔ اس نے ہر زبان میں آپ سے کلام کیا' آپ نے اسی زبان میں جواب دیا اور عربی و عبرانی زبان میں بھی کلام فرمایا تو بادشاہ ان زبانوں کو نہ سمجھ سکا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف کل تیس سال تھی' اس جواں سالی میں آپ کے یہ علوم دیکھ کر بادشاہ حیران رہ گیا (خزائن العرفان و روح البیان) ۵۔ بادشاہ نے خود آپ کی زبان مبارک سے خواب کی تعبیر سنی' اور کہا کہ مجھ میں اس بار کے اٹھانے کی طاقت نہیں' خود آپ یہ انتظام فرمائیں ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جب دوسرے لوگ نااہل ہوں' تو اہل کو عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے حکومت چاہنا' عہدہ عظمیٰ حاصل کرنا جائز ہے' دوسرے یہ کہ اس عہدے کے لئے اپنا استحقاق' قابلیت کا اظہار درست ہے' تیسرے یہ کہ کافر بادشاہ کی ملازمت کرنا جائز ہے' چوتھے یہ کہ جن محکموں کی آمدن حرام و حلال سے مخلوط ہو' ان میں ملازمت کر کے تنخواہ لینا درست ہے پانچویں یہ کہ کفار کے ہدیے قبول کرنا جائز ہے' چھٹے یہ کہ کافر ظالم بادشاہ کی طرف سے قاضی وغیرہ بن کر عدل و انصاف کرنا جائز ہے' ساتویں یہ کہ اپنا دین چھپانا حرام ہے' اس کا اظہار ضروری ہے آٹھویں یہ کہ انبیاء کرام قدرتی طور پر تمام علوم دینیہ و دنیاویہ سے واقف ہوتے ہیں' دیکھو یوسف علیہ السلام نے اس سے پہلے نہ تو بادشاہت کی تھی نہ کاشتکاری' مگر فرماتے ہیں اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ یہ علم کسی مدرسہ میں نہ سیکھے تھے ۷۔ ایک سال بعد بادشاہ نے آپ کو بادشاہ بنا دیا اور عزیز کے مرنے کے بعد زلیخا سے حضرت یوسف کا نکاح کر دیا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک کاروں کو دنیا میں جو کچھ انعام مل جاتے ہیں وہ آخرت کے انعامات میں وضع نہ ہوں گے آخرت میں کہیں اس سے زیادہ ملے گا' پھر دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ۹۔ یوسف علیہ السلام نے ان فراخی کے سات سال میں غلہ کی کاشت کرا کر بے شمار انبار جمع کر لئے زمانہ قحط کا آگیا بارش بند ہو گئی' پہلے سال لوگوں نے اپنے پچھلے ذخیرے کھائے دوسرے سال بازار غلہ سے خالی ہو گیا تو سب لوگ روپیہ پیسہ دے کر یوسف علیہ السلام سے غلہ خریدنے لگے تیسرے سال جواہر' زیور' مال مویشی کے عوض یوسف علیہ السلام سے غلہ خریدا چوتھے سال اپنے غلام باندیاں دے کر غلہ نے ۔۔'

(بقیہ صفحہ ۳۸۵) پانچویں سال اپنی تمام غیر منقولہ جائیدادیں یوسف علیہ السلام کو دے کر غلہ خریدا' چھٹے سال اپنے بچے فروخت کر کے غلہ خریدا' ساتویں سال خود اپنے کو یوسف علیہ السلام کے ہاتھ فروخت کر دیا' اور سب آپ کے غلام بن گئے' وہاں کی ساری عورتیں یوسف علیہ السلام کی لونڈیاں اور سارے مرد آپ کے غلام ہو گئے' یوسف علیہ السلام نے ان سب کو آزاد فرمایا اور ان کے تمام مال و متاع جائیدادیں واپس فرما دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس پیارے نبی کے دامن سے غلامی کا دھبہ دور کرنے کے لئے اور بچھڑے ماں باپ ملانے کے لئے یہ قحط بھیجا تھا۔ پیغمبر کی عزت ایسی عظیم ہوتی ہے کہ اس کے لئے عالم کو پریشان کیا جا سکتا ہے' چنانچہ اس سلسلے میں آپ کے بھائی بھی غلہ لینے آئے' بنیامین کو ساتھ نہ لائے ۱۰۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالے ہوئے چالیس سال یا قریباً اسی سال کا عرصہ ہو چکا تھا وہ سمجھتے تھے کہ یوسف علیہ السلام وفات پا چکے ہوں گے' انہوں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم نبی زادے ہیں' آپ نے پوچھا گیارہواں بھائی کہاں ہے تو بولے وہ ہمارے غمزدہ باپ کا سہارا ہے' اسے باپ کے پاس چھوڑ آئے ہیں۔

أَلَا تَرَوْنَ أَنِّيٓ أُوفِي ٱلْكَيْلَ وَأَنَا۠ خَيْرُ ٱلْمُنزِلِينَ ﴿٥٩﴾ فَإِن

کیا تمہیں دیکھتے کہ میں پورا ماپتا ہوں اور میں سب سے بہتر مہمان نواز ہوں ۱؎ پھر اگر

لَّمْ تَأْتُونِي بِهِۦ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِندِي وَلَا تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾

اسے لیکر میرے پاس نہ آؤ گے تو تمہارے لئے میرے یہاں ماپ نہیں اور میرے پاس نہ پھٹکنا

قَالُوا۟ سَنُرَٰوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَٰعِلُونَ ﴿٦١﴾ وَقَالَ

بولے ہم اس کی خواہش کریں گے اس کے باپ سے اور ہمیں یہ ضرور کرنا اور یوسف نے

لِفِتْيَٰنِهِ ٱجْعَلُوا۟ بِضَٰعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ

اپنے غلاموں سے کہا ان کی پونجی انکی خورجیوں میں رکھ دو شاید وہ اسے

يَعْرِفُونَهَآ إِذَا ٱنقَلَبُوٓا۟ إِلَىٰٓ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾

پہچانیں ۲؎ جب اپنے گھر کی طرف لوٹ کر جائیں شاید وہ واپس آئیں ۳؎

فَلَمَّا رَجَعُوٓا۟ إِلَىٰٓ أَبِيهِمْ قَالُوا۟ يَٰٓأَبَانَا مُنِعَ مِنَّا ٱلْكَيْلُ

پھر وہ جب اپنے باپ کی طرف لوٹ کر گئے ۴؎ بولے اے ہمارے باپ ہم سے غلہ روک

فَأَرْسِلْ مَعَنَآ أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَٰفِظُونَ ﴿٦٣﴾

دیا گیا ہے ۵؎ تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے کہ غلہ لائیں اور ہم ضرور اس کی حفاظت

قَالَ هَلْ ءَامَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَآ أَمِنتُكُمْ عَلَىٰٓ أَخِيهِ مِن

کریں گے ۶؎ کہا کیا اس کے بارے میں تم پر ویسا ہی اعتبار کر لوں جیسا پہلے اسکے بھائی کے

قَبْلُ فَٱللَّهُ خَيْرٌ حَٰفِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ﴿٦٤﴾

بارے میں کیا تھا ۷؎ تو اللہ سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہ ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان ۸؎

وَلَمَّا فَتَحُوا۟ مَتَٰعَهُمْ وَجَدُوا۟ بِضَٰعَتَهُمْ رُدَّتْ

اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا اپنی پونجی پائی کہ ان کو پھیر دی

إِلَيْهِمْ قَالُوا۟ يَٰٓأَبَانَا مَا نَبْغِي هَٰذِهِۦ بِضَٰعَتُنَا رُدَّتْ

گئی ہے بولے اے ہمارے باپ اب ہم اور کیا چاہیں یہ ہے ہماری پونجی کہ ہمیں واپس

۱۔ لہٰذا تمہارے بھائی بنیامین کو یہاں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے گی' یوسف علیہ السلام نے ان سب کی بہت خاطر تواضع فرمائی تھی ۲۔ اس قیمت کو پہچان لیں اور سمجھ لیں کہ ہماری امداد کے لئے رقم واپس کی گئی یا نعمت کا حق پہچانیں اور مجھے اپنا محسن جانیں' اور دوبارہ بنیامین کو لے کر آئیں ۳۔ یعنی یا تو اس مہربانی کو دیکھ کر دوبارہ پھر آویں' یا یہ رقم واپس کرنے کے لئے آویں اور سمجھیں کہ غلطی سے آ گئی ہے' کیونکہ نبی زادے مشکوک چیز نہیں رکھتے مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے' جیسا کہ آئندہ کلام سے معلوم ہو رہا ہے' ۴۔ تو سامان کھولنے سے پہلے یعقوب علیہ السلام سے بادشاہ کی بہت تعریف کی' یہاں تک کہا کہ اگر ہمارا بھائی بھی ہوتا' تو اس سے زیادہ ہماری خاطر تواضع نہ کرتا ۵۔ یعنی شاہ مصر نے ہم سے کہہ دیا ہے کہ اگر ہم بنیامین کو نہ لے گئے تو غلہ نہ پائیں گے بنیامین جائیں گے تو ہم کو بھی غلہ ملے گا۔ ان کا حصہ علاوہ ہو گا۔ اس لئے اب بنیامین کا جانا ضروری ہے ۶۔ انہیں بخیریت واپس لائیں گے ہم ذمہ دار ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ جس سے ایک بار دھوکہ ہو جاوے اس سے آئندہ احتیاط کرے' حدیث شریف میں ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں کاٹا جاتا ۸۔ یوسف علیہ السلام کو بھیجتے وقت آپ اللہ کا ذکر بھول گئے تھے' اس لئے جدائی ہو گئی' اب رب یاد آ گیا جس سے بچھڑے ہوئے بھی مل گئے' اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو معمولی لغزش پر فوراً مطلع کر دیا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر مصیبت دفع کرنے کے لئے اکسیر ہے

ا۔ یہ حضرات سمجھ گئے کہ دیدہ و دانستہ بادشاہ نے یہ رقم واپس رکھ دی ہے' اپنی عنایت سے' اس کو استعمال کرلینا جائز ہے معلوم ہوا کہ جس چیز کے متعلق حلال ہونے کا گمان غالب ہو تو اس کو استعمال کر سکتے ہیں ۲۔ تا کہ یہ حفاظت ہمارے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے' ایک بار تو ہم چوک گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت نہ کر سکے' اس بار اور آزمالیں' خیال رہے کہ اس دفعہ بنیامین کی حفاظت کا وعدہ نہایت اخلاص سے کر رہے ہیں' پہلے یوسف علیہ السلام کی حفاظت کا وعدہ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت تھا۔ لہٰذا یہ وعدہ درست تھا۔ اس لئے یعقوب علیہ السلام نے اگلا کلام ارشاد فرمایا ۳۔ یعنی ہم اس بادشاہ کی کرم نوازی اور دریا دلی آزما

اِلَيْنَا وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ

کردی گئی ۱ اور ہم اپنے گھر کے لئے غلہ لائیں اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں ۲ اور ایک اونٹ

ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝۶۵ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى

کا بوجھ اور زیادہ پائیں یہ دینا بادشاہ کے سامنے کچھ نہیں ۳ کہا میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ

تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّحَاطَ

نہ بھیجوں گا جب تک تم مجھے اللہ کا یہ عہد نہ دے دو ۴ کہ ضرور اسے لے کر آؤ گے مگر یہ

بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ

کہ تم گھر جاؤ ۵ پھر جب انہوں نے یعقوب کو عہد دے دیا کہا اللہ کا ذمہ ہے ان باتوں پر

وَكِيْلٌ ۝۶۶ وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ

جو ہم کہہ رہے ہیں ۶ اور کہا اے میرے بیٹو ایک دروازے سے نہ داخل ہونا

وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ

اور جدا جدا دروازوں سے جانا ۸ میں تمہیں اللہ سے بچا نہیں

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَ

سکتا ۹ حکم تو سب اللہ ہی کا ہے ۱۰ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور

عَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۶۷ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ

بھروسہ کرنے والوں کو اسی پر بھروسہ چاہیے اور جب وہ داخل ہوئے جہاں

حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ

سے ان کے باپ نے حکم دیا تھا ۱۰ وہ کچھ انہیں اللہ سے بچا نہ سکتا ۱۱

مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ۭ وَاِنَّهٗ

ہاں یعقوب کے جی کی ایک خواہش تھی ۱۲ جو اس نے پوری کر لی۔ اور بیشک

لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۸

وہ صاحب علم ہے ۱۳ ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ۱۴

چکے ہیں۔ اس کے نزدیک اتنا غلہ دے دینا کچھ مشکل نہیں' ہمیں زیادہ معلوم ہوتا ہے' اس کے نزدیک معمولی چیز ہے' چونکہ یوسف علیہ السلام اس غلہ بلکہ تمام چیزوں کے مالک تھے۔ اس لئے آپ کو اختیار تھا کہ کسی سے قیمت لیں کسی سے نہ لیں' بعد میں تو آپ نے سب کی قیمتیں واپس کردیں' لہٰذا آپ کے اس فعل شریف پر کوئی اعتراض نہیں کہ آپ نے بادشاہ کا غلہ اپنے بھائیوں کو بغیر قیمت کیوں دے دیا۔ ۴۔ یعنی اللہ کی قسم کھاؤ اور یہ اس لئے فرمایا کہ پہلی بار دھوکہ دیا جا چکا تھا' اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت قسم کھانا اور قسم کھلانا دونوں جائز ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ آئندہ پیش آنے والے واقعہ اور بنیامین کے روک لئے جانے سے خبردار ہیں' یعنی اگر بنیامین کا لانا تمہارے قبضہ سے باہر ہو جائے تو خیر ۶۔ یعنی تمہاری قسم کھانے کے بعد بھی میرا بھروسہ اللہ پر ہے' نہ کہ کسی اور پر' اس سے معلوم ہوا کہ توکل کے معنی یہ ہیں کہ اسباب پر عمل کرے اور مسبب الاسباب پر نظر رکھے ۷۔ یعنی شہر مصر میں' اس وقت مصر کے چار دروازے تھے' یہ اس لئے فرمایا تا کہ نظر بد سے محفوظ رہیں' پہلی دفعہ اس لئے نہ فرمایا تھا کہ اس وقت مصر والوں کو پتہ نہ تھا کہ یہ ایک ہی باپ کی اولاد ہیں' یہ لوگ خوبصورت جوان تھے اور پہلی بار بادشاہ کے منظور نظر رہنے کی وجہ سے لوگوں میں مشہور بھی ہو چکے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نظر حق ہے اور اس میں اثر ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر بد سے بچنے کی تدبیر کرنا سنت پیغمبر ہے ۸۔ یعنی یہ مشورہ نظر بد سے بچنے کی تدبیر ہے اور تدبیر تقدیر کو نہیں بدل سکتی تفسیر خازن نے فرمایا کہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونے کا حکم اس لئے دیا کہ بنیامین اس حیلہ سے یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہیں' اس طرح کہ وہ لوگ دو' دو ہو جائیں' اور بنیامین اکیلے رہ جائیں تو انہیں یوسف علیہ السلام رکھ لیویں اس سے معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے واقف تھے' ۹۔ یعنی حکم تکوینی صرف اللہ کا ہے

ع ۸ ۲

کوئی اس کا شریک نہیں' دنیا کے حکام مجازی طور پر قانونی حکم کے رب کی طرف سے مختار ہیں' لہٰذا اس آیت پر کچھ اعتراض نہیں' رب فرماتا ہے کہ اگر خاوند و بیوی میں کچھ جھگڑا ہو جاوے تو فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ایک حکم مرد کی طرف سے ایک عورت کی طرف سے بھیجو' وہ آیت اس کے خلاف نہیں ۱۰۔ یعنی فرزندان یعقوب علیہ السلام اپنے والد کے حکم کے مطابق علیحدہ علیحدہ دروازوں سے شہر میں داخل ہوئے' معلوم ہوا کہ باپ کی فرمانبرداری رب کو بڑی پیاری ہے کہ ان کی اس فرمانبرداری کا بہت محبت سے ذکر فرمایا ۱۱۔ یعنی تدبیر تقدیر کو نہیں بدل سکتی' ہاں بزرگوں کی دعا سے تقدیریں بدل جاتی ہیں آدم علیہ السلام کی دعا سے' داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ۶۰ سال کے سو برس ہو گئی' بلکہ دعا خود تقدیر ہے' قرآن فرما رہا ہے کہ شیطان کی دعا سے اس کو عمر دراز دی گئی ۱۲۔ یعنی بنیامین کا یوسف علیہ

(بقیہ صفحہ ۳۸۷) السلام سے ملادینا آپ کی خواہش تھی جسے آپ نے اس تدبیر سے پورا کرلیا' یعقوب علیہ السلام بڑے علم والے ہیں' ۱۳۔ یعنی یوسف علیہ السلام کے گزشتہ اور آئندہ تمام حالات کا انہیں علم ہے اور کیوں نہ ہو حضرت یعقوب خود ہی یوسف علیہ السلام کی خواب کی تعبیر میں فرما چکے ہیں وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ الخ ۱۴۔ یعنی اللہ کے پیاروں کے علوم کا اکثر لوگ انکار کرتے ہیں' وہ یہی کہتے ہیں کہ یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام بے خبر تھے

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ

اور جب وہ یوسف کے پاس گئے اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی لہ کہا یقین جان میں

اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ

ہی تیرا بھائی ہوں تو یہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا غم نہ کھا ٹہ پھر جب ان کا سامان

بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ

مہیا کر دیا پیالہ اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھ دیا ٹہ پھر ایک منادی نے

مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا وَاَقْبَلُوْا

ندا کی اے قافلہ والو بے شک تم چور ہو ٹہ بولے اور ان کی طرف

عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ

متوجہ ہوئے تم کیا نہیں پاتے بولے بادشاہ کا پیمانہ نہیں ملتا ۵

وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ

اور جو اسے لائے گا اسکے لئے ایک اونٹ کا بوجھ ہے ٹہ اور میں اس کا ضامن ہوں ٹہ

لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا

بولے خدا کی قسم تمہیں خوب معلوم ہے کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہ آئے اور نہ ہم

سٰرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۷۴﴾

چور ہیں ٹہ بولے پھر کیا سزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہو ٹہ

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ كَذٰلِكَ

بولے اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے اسباب میں ملے وہی اس کے بدلے میں غلام بنے ہمارے

نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ

یہاں ظالموں کی یہی سزا ہے ٹہ تو اول ان کی خرجیوں سے تلاشی شروع کی اپنے

ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ

بھائی کی خرجی سے پہلے پھر اسے اپنے بھائی کی خرجی سے نکال لیا ٹہ ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی ٹہ

۱۔ ان حضرات نے یوسف علیہ السلام کو خبر دی کہ ہم بنیامین کو لے آئے' آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا' پھر ان سب بزرگوں کی شاندار مہمانی فرمائی۔ علیحدہ دسترخوان بچھائے۔ ہر دسترخوان پر دو صاحبوں کو بٹھایا۔ بنیامین اکیلے رہ گئے تو رو پڑے دل میں سوچا کہ اگر آج یوسف علیہ السلام ہوتے تو میرے ہمراہ بیٹھتے' یوسف علیہ السلام نے بنیامین سے کہا کہ تم اکیلے رہ گئے آؤ میرے ساتھ دسترخوان پر بیٹھو ۲۔ یوسف علیہ السلام نے کھانا ملاحظہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر میں تمہارے بھائی کی جگہ ہو جاؤں تو کیسا' بنیامین نے عرض کیا کہ آپ جیسا بھائی کسے میسر ہو سکتا ہے' مگر یعقوب علیہ السلام کا نور نظر ہونا اور راحیل کا لخت جگر ہونا آپ کو کیسے حاصل ہو سکتا ہے' اس پر یوسف علیہ السلام رو پڑے اور چپکے سے فرمایا میں یوسف ہوں' مگر راز ظاہر نہ کرنا بنیامین سن کر بے خود ہو گئے اور عرض کیا کہ اب میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا' آپ نے فرمایا کہ تمہیں روکنے کی کوئی صورت نہیں' اس کے سوائے کہ کوئی ناپسندیدہ بات تمہاری طرف منسوب کی جائے۔ بنیامین نے عرض کیا کوئی مضائقہ نہیں (خزائن العرفان) تب اگلا واقعہ پیش آیا' اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوا' اس میں بنیامین کو ذلیل کرنا مقصود نہ تھا معاذ اللہ ۳۔ غلہ میں پیانہ یا تو خود رکھ دیا' یا کسی سے رکھوا دیا۔ پھر محافظ سامان سے پیانہ طلب فرمایا' اس نے ڈھونڈا مگر نہ پایا تو دوڑا ہوا اس قافلہ کی طرف گیا اور یہ کہا' وہ سمجھا کہ ابھی انہیں کو ناپ کر غلہ دیا ہے یہ ہی لوگ لے گئے ہوں گے ۴۔ یہ کلام یوسف علیہ السلام کا نہیں' ورنہ جھوٹ ہوتا۔ بلکہ بلانے والے کا کلام ہے' وہ اصل واقعہ سے بے خبر تھا' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ جو بادشاہ کے پانی پینے کا تھا' جواہرات سے جڑا ہوا' اس وقت اس سے غلہ ناپ کر دیا جاتا تھا' یہ پیالہ بنیامین کے سامان میں رکھ دیا گیا اور قافلہ کنعان کے راستہ پر چل پڑا ۶۔ یعنی جو کوئی وہ پیالہ لاوے اسے ایک اونٹ غلہ انعام دیا جاوے گا' آج کل گمشدہ چیز کی تلاش پر انعام کا اعلان کرتے ہیں' اس کا ماخذ یہ آیت ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ مال کی ضمانت یا کفالت جائز ہے اور لفظ زعیم سے ضمانت ہو جاتی ہے۔ آج بھی ضامن بن جانے کا رواج ہے۔ اس کا ماخذ یہ آیت کریمہ ہے ۸۔ کیونکہ ہم دوبار مصر آ چکے ہیں۔ تم نے ہمارا تقوٰی و طہارت آزما لیا' ایسے متقی لوگ چور نہیں ہوتے' ہم تو چوری کا چارہ بھی اپنے اونٹوں کو نہیں دیتے۔ گھر سے اپنے لئے کھانا' سواریوں کے لئے چارہ لے کر چلتے ہیں ۹۔ یعنی اگر تمہارے پاس چیز نکل آئے تو تم اپنی سزا خود تجویز کرو' اس سے معلوم ہوا کہ کسی جرم پر سزا آپس میں طے کر لینا بھی درست ہے بشرطیکہ وہ سزا خلاف شرع نہ ہو' ۱۰۔ یعنی دین یعقوبی میں چوری کی سزا یہ ہے کہ مالک مال چور کو جب تک چاہے اپنا غلام بنا کر رکھے مگر وہ اس کو فروخت کرنے کا حق نہ رکھتا تھا صرف اس سے خدمت لیتا تھا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی حیلے درست ہیں کیونکہ یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو روکنے کا ایک حیلہ ہی اختیار فرمایا اور یہ بالکل

مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِىْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ

بادشاہی قانون میں اسے نہیں پہنچتا تھا کہ اپنے بھائی کو لے لے ۱ مگر یہ کہ خدا

اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ

چاہے ہم جسے چاہیں درجوں میں بلند کریں اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا

عَلِيْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ

ہے ۲ بھائی بولے اگر یہ چوری کرے ۳ تو بیشک اس سے پہلے اس کا بھائی چوری کر چکا

فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِىْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ

ہے ۴ تو یوسف نے یہ بات اپنے دل میں رکھی اور ان پر ظاہر نہ کی جی میں کہا تم

اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا

بدتر جگہ ہو ۵ اور اللہ خوب جانتا ہے جو باتیں بناتے ہو ۶ بولے

يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا

اے عزیز اس کے ایک باپ ہیں بوڑھے بڑے ۷ تو ہم میں اس کی جگہ

مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ

کسی کو لے لو بیشک ہم تمہارے احسان دیکھ رہے ہیں ۸ کہا خدا کی پناہ

اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا

کہ ہم لیں مگر اسی کو جس کے پاس ہمارا مال ملا جب تو ہم ظالم

لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ

ہوں گے ۹ پھر جب اس سے نا امید ہوئے ۱۰ الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے۔ ان کا بڑا

كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا

بھائی بولا کیا تمہیں خبر نہیں کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لیا تھا ۱۱

مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِىْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ

اور اس سے پہلے یوسف کے حق میں تم نے کیسی تقصیر کی ۱۲ تو میں یہاں

ع ۹ ۲

(بقیہ صفحہ ۳۸۸) جائز حیلہ تھا کسی پر ظلم نہ تھا' رب تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو ایک حیلہ کی تعلیم فرمائی تھی کہ خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا الخ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر مار دو ۱۲۔ خیال رہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس حیلہ میں نہ تو جھوٹ بولا کیونکہ آپ کے خادم نے کہا تھا کہ تم چور ہو نہ کہ آپ نے اور خادم بے خبر تھا' نہ آپ نے بھائی کو چوری کا بہتان لگایا' بلکہ جو کچھ کیا گیا خود بنیامین کے مشورہ سے کیا گیا' اسی لئے رب نے اس کی تعریف فرمائی اور فرمایا كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ یہ تدبیر یوسف کو ہم نے سکھائی کہ انہوں نے اس معاملہ میں پہلے بھائیوں سے قانون پوچھ لیا اور بنیامین کا روکنا آسان ہو گیا' راز بھی فاش نہ ہوا ورنہ مصر کا قانون چور کو مارنا' اور اس سے دو گنا مال وصول کرنا تھا۔ نیز یہ معلوم ہوا کہ انبیاء کے کام درپردہ رب کے کام ہوتے ہیں' ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے' دیکھو بنیامین کو روکنے کا یہ حیلہ یوسف علیہ السلام نے کیا' مگر رب نے فرمایا کہ یہ سب کچھ انہیں ہم نے سکھایا

۱۔ یعنی اگر یوسف علیہ السلام پہلے ہی بھائیوں سے یہ سزا طے نہ کر لیتے تو مصری قانون سے بنیامین کو نہ روک سکتے تھے۔ ان کا قانون چور کو غلام بنا لینے کا نہ تھا ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یوسف علیہ السلام کے سارے بھائی عالم دین تھے مگر یوسف علیہ السلام ان سب سے زیادہ عالم تھے' دوسرے یہ کہ علم دین بلندی مرتبہ کا ذریعہ ہے عالم غیر عالم سے افضل ہے۔ ۳۔ یعنی اولاً' تو بنیامین نے چوری نہیں کی غلطی سے پیالہ ان کے سامان میں پڑ گیا ہو گا۔ اور اگر واقعی چوری کی ہے تو ہم نے مشورہ نہیں دیا ہم اور ماں کے شکم سے ہیں' یہ دوسری ماں کے شکم سے' ان کے سگے بھائی یوسف علیہ السلام نے بھی ایک دفعہ چوری کی تھی ۴۔ اس طرح کہ یوسف علیہ السلام نے بچپن شریف میں اپنے نانا کا بت چرا لیا تھا اور اسے توڑ کر نجاست میں ڈال دیا تھا۔ یہ درحقیقت بت پرستی سے روکنا تھا نہ کہ چوری' انہوں نے بطور طعن یہ کہا ۵۔ کہ یوسف علیہ السلام کے اس مبارک کام کو چوری کہتے ہو اور جو کچھ تم نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا اس پر شرمندہ نہیں ہوتے' خیال رہے کہ جو کوئی بت چرا لائے یا توڑ دے یا طبلہ' سارنگی وغیرہ چرا لائے یا توڑ ڈالے اس کے ہاتھ نہ کٹیں گے کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے کفریا فسق مٹانے کے لئے یہ کام کیا چوری کرنا مقصود نہ تھا ۶۔ یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ واقعہ وہ نہیں جو تم کہتے ہو' نہ یوسف علیہ السلام نے چوری کی تھی اور نہ بنیامین نے' وہ بت شکنی تھی اور یہ بنیامین کو روکنے کی تدبیر ۷۔ جو یوسف علیہ السلام کے فوت ہو جانے سے بہت غمگین رہتے ہیں اور بنیامین سے تسکین حاصل کرتے ہیں بنیامین کے یہاں رک جانے سے وہ بہت بے قرار ہو جائیں گے کیونکہ ان کا رہا سہا سہارا بھی جاتا رہے گا ۸۔ کیونکہ قانون اور چیز ہے اور مہربانی کچھ اور مہربانی قانون سے اوپر ہے' اس سے معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کے دین میں چور کی سزا حق العبد تھی نہ کہ حق اللہ ورنہ وہ اس معافی کی سفارش نہ کرتے ہماری شریعت میں بھی مقدمہ حاکم کے پاس پہنچنے سے پہلے چوری حق العبد ہوتی ہے اور حاکم کے پاس پہنچ کر حق اللہ بن جاتی ہے کہ پھر بندہ معاف نہیں کر سکتا ۹۔ کیونکہ ہم کو رب کی طرف سے بنیامین کو روکنے کا حکم ہوا ہے' نیز ہم نے بنیامین سے ہی روک لینے کا وعدہ کیا ہے اب اگر ہم ان کو چلا جانے دیں اور تم کو رکھ لیں تو رب کے الہام کی مخالفت کریں گے اور بنیامین سے وعدہ خلافی کیونکہ اس وقت چوری کی سزا حق العبد تھی' جسے بندہ معاف کر سکتا ہے ۱۰۔ یہ وہ واقعہ ہے جس کی خبر یعقوب علیہ السلام نے چلتے وقت اشارۃً دے دی تھی کہ فرما دیا تھا الا ان یحاط بکم مگر یہ کہ تم سب گھر جاؤ' دیکھو نبی کی نظر کمال ہوتی ہے ۱۱۔ کہ بنیامین کی حفاظت کرنا اور بخیریت اپنے ساتھ لانا' ہم نے ان کی حفاظت نہ کی۔ ورنہ سامنے کھڑے ہو کر ان کی خورجی بھرواتے اور بند کرواتے' تاکہ پیالہ اس سے نہ نکلتا اور نہ وہ بنیامین کو روک سکتے' یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہم پہلے ہی بدعہدی کر چکے ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جرم پر شرمندہ ہونا توبہ کی اصل ہے' یہ لوگ گزشتہ واقعہ پر نادم

أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتّٰى يَأْذَنَ لِيْٓ أَبِيْٓ أَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ

سے نہ ٹلوں گا یہاں تک کہ میرے باپ اجازت دیں یا اللہ مجھے حکم فرمائے ١

وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ

اور اس کا حکم سب سے بہتر اپنے باپ کے پاس لوٹ کر جاؤ پھر عرض کرو کہ اے ہمارے باپ

اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا

بیشک آپکے بیٹے نے چوری کی ٢ اور ہم تو اتنی ہی بات کے گواہ ہوئے تھے جتنی ہمارے

لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿٨١﴾ وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَ

علم میں تھی اور ہم غیب کے نگہبان نہ تھے اور اس بستی سے پوچھ دیکھئے جس میں ہم تھے ٣ اور

الْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ۭ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلْ

اس قافلے سے جس میں ہم آئے اور ہم بے شک سچے ہیں ٤ کہا تمہارے نفس

سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ۭ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ عَسَى اللّٰهُ

نے تمہیں کچھ حیلہ بنا دیا ٥ تو اچھا صبر ہے قریب ہے کہ اللہ

اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿٨٣﴾

ان سب کو مجھ سے لا ملائے ٦ بے شک وہی علم و حکمت والا ہے

وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰٓاَسَفٰى عَلٰي يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ

اور ان سے منہ پھیرا اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں

عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا

غم سے سفید ہو گئیں تو وہ غصہ کھاتا رہا ٧ بولے خدا کی قسم آپ ہمیشہ

تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ

یوسف کی یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ گور کنارے جا لگیں یا جان سے

الْهٰلِكِيْنَ ﴿٨٥﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ

گذر جائیں ٨ کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں ٩

(بقیہ صفحہ ٣٨٩) ہوئے۔ اس لئے معافی مل گئی' توبہ کے لئے فقط توبہ توبہ بولنا ضروری نہیں' جو لفظ یہ معنی دے دے وہ توبہ ہے' ان حضرات کا دل میں یہ سوچنا ہی توبہ تھا۔ اب جو انہیں برا کہے وہ ظالم ہے۔

١۔ یعنی مصر ہی میں رہوں گا تاوقتیکہ یا تو اباجان مجھے کنعان آنے کی اجازت دے دیں' یا بادشاہ مصر بنیامین کو چھوڑ دے' اب میں ان کے سامنے کس منہ سے جاؤں۔ یہ یہودا کا کلام ہے' جو ان سب میں عمر میں بڑے تھے' بعد میں یہ ہی یعقوب علیہ السلام کے پاس یوسف علیہ السلام کی خوشخبری لے کر گئے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ گفتگو روبیل کی ہے' جو عقل میں ان سب میں بڑے تھے۔ ٢۔ یعنی ان کی طرف چوری کی نسبت کی گئی' اس لئے آگے فرماتے ہیں کہ ہم غیب کے نگہبان نہیں' رب جانے واقعہ میں وہ چور ہیں کہ نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے پاس مال برآمد ہو جانے پر بھی دیکھنے والا یقین سے اسے چور نہیں کہہ سکتا۔ حاکم بھی تحقیق کے بعد ہاتھ کاٹنے کا حکم دے۔ محض مال برآمد ہو جانے پر ہاتھ نہ کٹوا دے ٣۔ معلوم ہوا کہ عربی زبان میں قریہ شہر کو بھی کہتے ہیں' دیکھو انہوں نے مصر کو قریہ کہا۔ لہٰذا جہاں جمعہ کے لئے قریہ استعمال ہوا وہاں معنی شہر ہیں اور جمعہ گاؤں میں نہیں ہو سکتا ٤۔ چونکہ ایک دفعہ پہلے یہ حضرات غلط بیانی سے کام لے چکے تھے اس لئے اب انہیں خیال تھا کہ ابا جان کو ہمارے سچ کا بھی اعتبار نہ ہو گا اس لئے کہا کہ مصر والوں سے پوچھ لیجئے' انسان کو چاہیے کہ ہمیشہ سوچ کر بولے' ٥۔ اس اَنْفُسُكُمْ میں یوسف علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو جدا کرنے میں بھی میرے بیٹوں ہی نے حیلہ کیا تھا اور بنیامین کو بھی جدا کرنے میں میرے بیٹے یعنی یوسف علیہ السلام نے حیلہ کیا۔ ورنہ بنیامین بھلا کیسے چوری کر سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام' یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے خبردار تھے' اور اَنْفُسُكُمْ جمع فرما کر یہ بتایا کہ نہ تم بادشاہ کو ہمارا قانون بتاتے' نہ بنیامین وہاں روکے جاتے' کیونکہ ان کے قانون میں چوری کی یہ سزا نہیں تھی ٦۔ اس سے پتہ لگا کہ یعقوب علیہ السلام جانتے تھے کہ بنیامین حضرت یوسف کے پاس مصر میں ہیں' کیونکہ ہِمْ جمع کے لئے آتا ہے۔ جو کم از کم تین پر بولی جاتی ہے' اور وہاں یہودا ہی رہ گئے تھے لہٰذا تیسرے یوسف علیہ السلام ہی ہوئے آپ کو یہ بھی خبر تھی کہ عنقریب وہ سب مجھ سے ملیں گے یاتینی کے معنی یہ نہیں کہ وہ لوگ مجھ سے ملنے کنعان میں آئیں گے بلکہ معنی یہ ہیں کہ مجھ سے ملنے آئیں گے اور ایسا ہی ہوا کہ جب یعقوب علیہ السلام مصر تشریف لے گئے تو یوسف علیہ السلام اور بنیامین آپ کے استقبال کے لئے شہر سے باہر تشریف لائے' ٧۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیاروں کے فراق میں رونا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی نابینا ہو سکتے ہیں' یعقوب علیہ السلام اسی برس تک لگاتار روتے رہے حتیٰ کہ بینائی جاتی رہی' اور یوسف علیہ السلام کی قمیص ڈالنے پر آنکھیں روشن ہوئیں' رب فرماتا ہے فَارْتَدَّ بَصِيْرًا جیسے شعیب علیہ السلام خوف الٰہی میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے (روح) تیسرے یہ کہ یعقوب علیہ السلام کا یہ گریہ و زاری بظاہر یوسف علیہ السلام کے فراق میں تھی اور در پردہ عشق الٰہی میں تھا۔ یہ محبت اس حقیقی عشق کا ذریعہ بن گئی۔ (روح) ورنہ آپ یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے خبردار تھے۔ خود فرما چکے تھے کہ اللہ مجھے ان سے ملائے گا' چوتھے یہ کہ جس رونے میں نوحہ نہ ہو' وہ منع نہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کی وفات پر آنسوؤں سے روئے تھے ٨۔ یہ عرض و معروض آپ کے صاحبزادوں اور دیگر اہل قرابت نے کی یہ ملامت نہ تھی بلکہ آپ کے حال پر ترس کھا کر صبر دینے کی تھی ٩۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنا صبر

(بقیہ صفحہ ۳۹۰) کے خلاف نہیں' ہاں بے صبری کے کلمات منہ سے نکالنا' یا لوگوں سے شکوے کرنا' بے صبری ہے۔ یعقوب علیہ السلام اسی برس تک روئے' مگر ایک بار بھی کوئی بے صبری کی بات منہ شریف سے نہ نکلی

ا۔ مجھے خبر ہے کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں' بخیریت ہیں اور مجھ سے ملیں گے' ایک بار آپ نے ملک الموت سے بھی پوچھا تھا کہ کیا تم نے میرے یوسف کی روح قبض کر لی ہے' انہوں نے کہا تھا نہیں' نیز جبریل امین سے بھی دریافت فرمایا تھا۔ انہوں نے بھی عرض کیا تھا کہ وہ بخیریت ہیں (روح و خزائن العرفان) نیز یوسف علیہ السلام کی خواب کی تعبیر بھی خود آپ ہی دے چکے تھے۔

وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا

اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ۱ اے بیٹو جاؤ یوسف اور اس کے

مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ

بھائی کا سراغ لگاؤ ۲ اور اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو

اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

بے شک اللہ کی رحمت سے نا امید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ ۳

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا

پھر جب وہ یوسف کے پاس پہنچے بولے اے عزیز ہمیں اور ہمارے گھر والوں کو مصیبت

الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

پہنچی ۴ اور ہم بے قدر پونجی لے کر آئے ہیں ۵ تو آپ ہمیں پورا ناپ دیجئے اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

ہم پر خیرات کیجئے ۶ بے شک اللہ خیرات والوں کو صلہ دیتا ہے ۷

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ

بولے کچھ خبر ہے تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا ۸ جب

اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ

تم نادان تھے ۹ بولے کیا سچ مچ آپ ہی یوسف ہیں ۱۰ کہا

اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ

میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ۱۱ بے شک اللہ نے ہم پر احسان کیا ۱۲ بیشک

يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

جو پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا ۱۳

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

بولے خدا کی قسم بیشک اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اور بیشک ہم خطاوار تھے ۱۴

۲۔ یعنی بنیامین جہاں ہیں وہاں یوسف علیہ السلام ہیں' معلوم ہوا کہ آپ اصل حال سے خبردار ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ تلاش محبوب کے لئے سفر کرنا سنت انبیاء ہے یعقوب علیہ السلام نے بچوں کو تلاش یوسف کے لئے سفر کا حکم فرمایا' لہذا بزرگان دین سے ملاقات کے لئے سفر خواہ ان کی زندگی میں ہو یا بعد وفات عرس وغیرہ پر جائز ہے ۳۔ یہاں کافر سے مراد ناشکرے اور بے صبر لوگ ہیں' رب فرماتا ہے وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کبھی قبولِ دعا یا حصولِ مدعا میں دیر لگے تو آدمی تنگدل نہ ہو ۴۔ یہ تیسری بار بھائیوں کی حاضری ہے جس کا مقصد غلہ حاصل کرنا بھی تھا اور تلاش یوسف علیہ السلام بھی' کیونکہ یعقوب علیہ السلام نے اس کا حکم دیا تھا ۵۔ کچھ اون اور کچھ ردی کھوٹے درم جسے تاجر قبول نہ کریں' بعض روایات میں ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے ایک خط بھی تحریر فرما کر فرزندوں کے حوالہ کیا۔ جس میں بادشاہ مصر یعنی یوسف علیہ السلام کی طرف بہت دردناک مضمون تحریر فرمایا یہ مضمون روح البیان وغیرہ میں درج ہے' ۶۔ یہاں صدقہ سے مراد کھوٹی پونجی لے کر غلہ دینا ہے' جیسے کہ حدیث شریف میں مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنے کو صدقہ فرمایا گیا۔ شرعی صدقہ زکوۃ وغیرہ مراد نہیں کیونکہ انبیاء کرام شرعی صدقہ نہیں کھاتے اور اگر یہ مراد ہوتی تو اپنی کھوٹی پونجی کا ذکر نہ فرماتے۔ معلوم ہوا کہ صدقہ کبھی مہربانی پر بولا جاتا ہے بلکہ ہر وہ کام جس پر ثواب ملے' صدقہ ہے' جیسے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنے کو صدقہ کہا گیا ہے ۷۔ بھائیوں کا یہ حال سن کر یوسف علیہ السلام پر گریہ طاری ہو گیا' اور آنکھوں مبارک سے آنسو جاری ہو گئے (خزائن العرفان) پھر آپ نے حسب ذیل سوال فرمایا ۸۔ یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنا اور بنیامین کو بھائی سے اکیلا کر دینا' ورنہ ان بزرگوں نے بنیامین کو براہ راست کوئی تکلیف نہ دی تھی ۹۔ یعنی اپنے اور میرے انجام سے بے خبر تھے' یہ فرمان مہربانی کے طور پر ہے' نہ کہ عتاب کے طور پر' یہ فرما کر آپ مسکرائے' آپ کے دانتوں کا نور دیکھ کر بھائیوں نے آپ کو پہچانا اور بولے ۱۰۔ یہ حضرات پہلے دو بار میں دربار یوسفی میں پہنچ کر بھی یوسف علیہ السلام کے پاس نہ پہنچے' انہیں نہ پا سکے آج اپنی بے کسی دکھائی ، عجز و انکسار اختیار کیا تو یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے' دربار محمدی کا بھی یہی حال ہے' رب فرماتا ہے وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ الخ وہاں بھی جَآءُوْكَ سے یہی آنا مراد ہے ۱۱۔ یعنی سگا بھائی' یا وہ بھائی جس پر اللہ نے احسان فرمایا ورنہ بھائی تو یہ بھی تھے ۱۲۔ ہم سے مراد خود اپنی ذات مبارک اور بنیامین ہیں۔ احسان سے مراد بچھڑوں کا بخیریت مل جانا اور زمانہ مصیبت میں صبر و شکر کرنا ہے' ورنہ تمام بھائیوں کو اللہ نے ایمان و تقویٰ طہارت بخشی غرضیکہ احسان خصوصی مراد ہے ۱۳۔ اس کا ثبوت ہمارا یہ واقعہ ہے کہ رب نے

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ

کہا آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے لہ اور وہ سب

أَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ

مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے میرا یہ کرتا لے جاؤ ۲ اسے میرے باپ کے منہ

عَلٰى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۹۳﴾

پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی ۳ اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ

جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ نے کہا بیشک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں

لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ ﴿۹۴﴾ قَالُوا تَاللّٰهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلٰلِكَ

اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا ہے ۴ بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی

الْقَدِيمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ

میں ہیں ۵ پھر جب خوشی سنانے والا آیا ۶ اس نے وہ کرتا یعقوب

فَارْتَدَّ بَصِيرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ

کے منہ پر ڈالا اسی وقت اس کی آنکھیں پھر آئیں ۷ کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں

اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا يٰٓأَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا

معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے ۸ بولے اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی معافی

ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خٰطِئِينَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ

مانگئے بے شک ہم خطا وار ہیں ۹ کہا جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے

رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰى

چاہوں گا بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے ۱۰ پھر جب وہ سب یوسف کے

يُوسُفَ آوٰى إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ

پاس پہنچے ۱۱ اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی ۱۲ اور کہا مصر میں داخل ہو

(بقیہ صفحہ ۳۹۱) عزت کے ساتھ بچھڑوں کو ملا دیا ۱۳۔ یہ الفاظ ان بزرگوں کی توبہ کے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات نے جو کچھ کیا تھا۔ یوسف علیہ السلام کی دشمنی میں نہ کیا تھا۔ بلکہ ان کی مخالفت میں کیا۔ کیونکہ نبی کی دشمنی کفر و ارتداد ہے اور مرتد سے تجدید ایمان کرائی جاتی ہے صرف معمولی توبہ نہیں کرائی جاتی' اس سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ حضرت علی کے دشمن نہ تھے۔ خون عثمانی کی وجہ سے مخالف تھے۔ دشمنی اور مخالفت میں زمین و آسمان کا فرق ہے' اختلاف رائے نبی کی بھی کفر نہیں' اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کچھ رائے دیں' تو اس پر عمل ضروری نہیں' ان کا حکم ماننا فرض ہے' خیال رہے کہ یہاں خطا سے مراد عمد کا مقابل نہیں' بلکہ خطا رائے مراد ہے۔ یعنی جو ہم نے رائے قائم کی تھی وہ غلط تھی۔

۱۔ برادران یوسف علیہ السلام کے ذمہ حق العبد اور حق اللہ دونوں تھے۔ یوسف علیہ السلام نے حق العبد کو تو خود معاف فرما دیا لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ فرما کر' اور حق اللہ کی معافی کے لئے دعا فرما دی کہ اللہ تمہیں معاف کرے' پیغمبر کی دعا قبول ہوتی ہے' رب تعالیٰ نے ان کی دعا کا بغیر تردید ذکر فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان سب بھائیوں کی مغفرت ہو گئی ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ اس قمیص سے مراد وہی کرتہ ہے جو آپ اس وقت پہنے ہوئے تھے' اور اس اضافت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرتے میں اس لئے شفا امراض کی تاثیر پیدا ہوئی' کہ اسے میرے جسم سے مس ہو گیا۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام کی تھی جو منتقل ہوتی ہوئی آپ تک پہنچی تھی ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یعقوب علیہ السلام روتے روتے نابینا ہو چکے تھے' ورنہ اب آنکھیں کھل جانے اور ان کے انکھیارا ہو جانے کی کیا وجہ۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے تبرکات' ان کے جسم سے چھوئی ہوئی چیزیں بیماریوں کی شفا' دافع بلا مشکل کشا ہوتی ہیں' تو خود وہ حضرات یقیناً' دافع بلا' و مشکل کشا ہیں' رب تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام سے فرمایا تھا' اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ. اپنا پاؤں زمین پر رگڑو' اس سے پانی کا چشمہ پھوٹے گا' اسے پیو اور غسل کرو، شفا ہو گی' مدینہ پاک کی مٹی خاک شفا ہے کہ اسے حضور کے قدم سے مس نصیب ہوا ۴۔ یہ کلام آپ نے اپنے پوتوں اور دیگر اہل قرابت سے فرمایا' ورنہ تمام فرزند تو اس وقت مصر میں تھے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یوسف علیہ السلام کے جسم شریف میں کوئی خاص مہک اور خوشبو تھی دوسرے یہ کہ پیغمبر خدا کی طاقت سے دیکھتے' سنتے اور سونگھتے ہیں' سیکڑوں میل دور سے آپ یہ خوشبو سونگھ رہے تھے جو آپ کی قمیص میں بس گئی تھی جیسے ہمارے حضور کے پسینہ شریف میں گلاب کی خوشبو تھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے کئی میل سے چیونٹی کی آواز سن لی' تیسرے یہ کہ انبیاء کرام کی صفات کا اظہار ہر وقت نہیں ہوتا۔ یہ تو بجلی کی چمک کی طرح ہے کبھی ظاہر کبھی پوشیدہ ۵۔ یعنی چونکہ آپ کو ہر وقت یوسف علیہ السلام کا خیال رہتا ہے اس لئے یہ خیال بندھ گیا' ورنہ انہیں وفات پائے عرصہ گزر چکا۔ اس سے معلوم ہوا کہ لفظ ضلال کے معنی صرف گمراہی نہیں' اور بہت سے معنی بھی ہیں ۶۔ یعنی یہودا یوسف علیہ السلام کے بڑے بھائی' یہ ہی یوسف علیہ السلام کی خون آلود قمیص لائے تھے' اور انہوں نے ہی کہا تھا کہ انہیں بھیڑیا کھا گیا ان کی مرضی تھی کہ آج یوسف علیہ السلام کی زندگی کی خبر بھی میں ہی پہنچاؤں تا کہ یہ اس گناہ کا کفارہ بن جائے' یہودا کی خوشی کا یہ حال تھا کہ سر اور پاؤں سے ننگے اسی ۸۰ کوس تک بھاگتے چلے آئے مصر سے جو کھانا راستہ کے لئے لائے تھے۔ وہ بھی راہ میں پورا نہ کھایا (خزائن العرفان)

(بقیہ ۳۹۲) ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیماروں پر بزرگوں کے تبرکات ڈالنا چھڑکنا سنت پیغمبر ہے مردے کے کفن میں کلمہ شریف لکھ کر رکھنا' یا پیر کی قمیص' تہبند رکھنا اس آیت سے مستنبط ہو سکتا ہے' کیونکہ یہ تبرکات بڑی بڑی مشکل حل کر دیتے ہیں ۸۔ یعنی میں جانتا تھا کہ وہ زندہ اور بخیریت ہیں بلکہ ان کی ہر حالت سے خبردار تھا ۹۔ قالوا کے جمع فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر صرف یہودا نہ آئے تھے' بلکہ دسوں بھائی آئے تھے مگر پہلے خوشخبری یہودا نے سنائی تھی' چونکہ ظلم کی معافی کے لئے شرط یہ ہے کہ مظلوم معاف کرے' اس لئے ان صاحبوں نے یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی یعنی ہم کو آپ بھی معاف فرما دیں' اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کی درخواست فرما دیں ۱۰۔ اس وقت دعا نہ فرمانا اس لئے تھا کہ ابھی دل میں جوش نہ تھا جو قبولیت کے لئے اکسیر ہے یا وقت سحر کا انتظار تھا۔ یا ملاقات یوسف علیہ السلام کا اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے ۱۱۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد اور تمام اہل و اولاد کے لانے کے لئے دو سو سواریاں اور بہت سامان بھیجا تھا۔ چنانچہ کل تہتر افراد کنعان سے مصر روانہ ہوئے' جب مصر کے قریب پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے چار ہزار فوج لے کر آپ کا شاندار استقبال کیا۔ مصر کے تمام باشندے اس شاندار جشن کے نظارہ کے لئے نکل پڑے اس وقت یعقوب علیہ السلام یہودا کے ہاتھ پر ٹیک لگائے تشریف لا رہے تھے' ملاحظہ فرمایا کہ تمام جنگل زرق برق سواروں' ریشمی پھریروں سے بھرا پڑا ہے' پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں' یہودا نے عرض کیا' کہ آپ کے نور نظر یوسف علیہ السلام اور ان کا لشکر ہے جو آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہیں' جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ اوپر دیکھئے' تمام وہ فرشتے اس نظارہ کے لئے حاضر ہیں جو آپ کے ساتھ غم میں رویا کرتے تھے۔ یہ دسویں محرم جمعہ کا دن تھا' جب باپ بیٹے قریب ہوئے تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔ تجھ پر سلام ہو اے رنج و غم مٹانے والے' پھر دونوں لپٹ کر خوب روئے' (خزائن العرفان) ۱۲۔ یہاں ماں سے مراد یوسف علیہ السلام کی خالہ لیہ ہیں جو اس وقت یعقوب علیہ السلام کے نکاح میں تھیں' یہ ملاقات شہر سے باہر خیمہ میں ہوئی' جو یوسف علیہ السلام نے استقبال کے لئے تیار کرایا تھا

شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا

اللہ چاہے تو امان کے ساتھ لہ اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور سب ٢ اس کے

لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ

لئے سجدہ میں گرے ٣ اور یوسف نے کہا اے میرے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے

قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ

٤ بیشک اسے میرے رب نے سچا کیا اور بے شک اس نے مجھ پر احسان کیا کہ مجھے قید

مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ

سے نکالا ٥ اور آپ سب کو گاؤں سے لے آیا بعد اسکے کہ شیطان نے مجھ

نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ

میں اور میرے بھائیوں میں ناچاقی کرا دی تھی ٦ بے شک میرا رب جس بات کو

لِّمَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ

چاہے آسان کر دے بے شک وہی علم و حکمت والا ہے ٧ اے میرے رب بیشک

مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ

تو نے مجھے ایک سلطنت دی ٨ اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا ٩

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ

مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں ١٠ یہ کچھ غیب کی

اَنْۢبَاۗءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا

خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا

اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

کام پکا کیا تھا اور وہ داؤں چل رہے تھے ١١ اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ

ا۔ پہلے کنعان والوں کو شاہان مصر سے خوف رہتا تھا' اس لئے وہ مصر نہ آتے تھے اسی لئے آپ نے یہ فرمایا اور مصر کا یہ داخلہ پہلی ملاقات کے چند روز بعد ہوا۔ ۲۔ یعنی والدین اور گیارہ بھائی' یہاں سجدہ سے مراد وہی عرفی سجدہ ہے' یعنی پیشانی زمین پر رکھنا۔ بلا دلیل قرآن کی آیات میں تاویل نہیں چاہیے اور یہ سجدہ یوسف علیہ السلام کو تھا نہ کہ رب تعالیٰ کو' جیسا کہ لہ سے معلوم ہوتا ہے' جو مشائخ زمانہ اس آیت سے سجدہ تعظیمی کا جواز ثابت کرتے ہیں' انہیں چاہیے کہ وہ اپنے مریدوں کو سجدہ کیا کریں' مریدوں سے اپنے کو سجدہ نہ کرایا کریں' کیونکہ یہاں یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا ہے' یعنی باپ نے فرزند کو' یا پیر نے مرید کو بہرحال یہ سجدہ تحیہ تھا نہ سجدہ عبادت نہ تعظیمی' دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند اور ہاجرہ کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑا بحکم الٰہی' تو یہ حکم خصوصی تھا۔ ان کے دین کا شرعی مسئلہ نہ تھا۔ سجدہ تعظیمی کی کچھ بحث ہم پہلے پارہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کی آیت میں کر چکے ہیں ۳۔ اس سے یہ قطعی طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ سجدہ تعظیمی دین یعقوبی میں جائز تھا کیونکہ ان صاحبوں نے صرف اس موقعہ پر یہ ہی ایک سجدہ کیا اور وہ بھی خواب پورا کرنے کو' جیسے کہ حضرت ابراہیم

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ

لائیں گے اور تم اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے ۱؎ یہ تو نہیں مگر

اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ

سارے جہان کو نصیحت اور کتنی نشانیاں ہیں آسمانوں

وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَمَا

اور زمین میں کہ اکثر لوگ ان پر گزرتے ہیں اور ان سے بے خبر رہتے ہیں اور ان میں

يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اَفَاَمِنُوْٓا

اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے ۲؎ کیا اس سے نڈر

اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ

ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آکر گھیر لے ۳؎ یا قیامت ان پر اچانک

السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ

آجائے اور انہیں خبر نہ ہو تم فرماؤ یہ میری راہ ہے ۴؎

اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ وَ

میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

ہیں ۵؎ اور اللہ کو پاکی ہے اور میں شریک کرنے والا نہیں ۶؎ اور ہم نے تم سے

مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ

پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے ۷؎ جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

تو کیا یہ لوگ زمین میں چلے نہیں تو دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ؕ

ہوا ۸؎ اور بے شک آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ۹؎

ع ۵

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱؎ کیونکہ انبیاء کرام نبوت اور تبلیغ پر کسی سے کچھ اجرت لینے سے معصوم و محفوظ ہیں ۲؎ شان نزول' یہ آیت کفار مکہ کے متعلق نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کو خالق رزاق مان کر بتوں کو پوجتے تھے اور اپنے تلبیہ میں کہتے تھے' تیرا کوئی شریک نہیں' سوائے ایک شریک کے' یعنی لا الہ بھی کہتے تھے اور شرک بھی کرتے تھے' اور اللہ کو ایک مان کر اس کے بیٹے بیٹیاں مانتے تھے' ۳؎ معلوم ہوا کہ امید اور امن میں بڑا فرق ہے' امید میں خوف رہتا ہے اور امن میں بے خوفی ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ پر امن کفر ہے اور امید ایمان ہے' یہاں عذاب سے مراد وہ عذاب ہے جو اسباب کے ماتحت آوے' جیسے جنگوں میں قتل و قید یا جیسے قحط وغیرہ کیونکہ مافوق الاسباب کے متعلق رب نے وعدہ فرما دیا تھا کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ اور قیامت سے مراد موت ہے موت ہر شخص کی چھوٹی قیامت ہے' خیال رہے کہ اچانک موت غافل کے لئے عذاب اور مومن عاقل کے لئے رب کی رحمت ہے کیونکہ کافر غافل موت کی تیاری پہلے سے نہیں کرتا اور مومن ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ حضرت ابراہیم' داؤد و سلیمان علیہم السلام کی وفات اچانک ہوئی' اچانک موت وہ نہیں جس سے پہلے بیماری نہ ہو بلکہ وہ ہے کہ اس سے پہلے تیاری نہ ہو' ۴؎ یعنی اسلام' اس سے معلوم ہوا کہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ کے نبی اور اولیاء اللہ کا دین ہو جو ان کے خلاف ہو وہ دین حق نہیں آج اہلسنت کے سوا تمام دین اولیاء اللہ کا دین نہیں' لہٰذا وہ باطل ادیان ہیں ۵؎ ان سے مراد صحابہ کرام اور اولیاء عظام ہیں' ہر شخص کو لازم ہے کہ ان کی اتباع کرے رب فرماتا ہے وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۶؎ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کسی وقت بھی مشرک نہیں ہوتے' نہ ظہور نبوت سے پہلے نہ بعد میں' رب فرماتا ہے مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى دوسرے یہ کہ اپنا ایمان چھپانا درست نہیں' ایمان کو اس طرح ظاہر کرو' کہ تمہارے قول و فعل' صورت' سیرت سے تمہارا مومن ہونا ظاہر ہو' کفار کی شکل بنانا بھی اپنا ایمان چھپانا ہے ۷؎ شان نزول کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ اللہ نے انسان کو نبی کیوں بنایا' فرشتے نبی بنا کر کیوں نہ بھیجے' ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ اس پر کیا تعجب کرتے ہو' پہلے ہی سے انسان نبی ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ فرشتہ' جن' عورت کبھی نبی نہ ہوئے' البتہ بعض انبیاء کو نبوت بچپن میں ہی عطا ہوئی' رب فرماتا ہے وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت سے مرد افضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت' قضاء' امامت مردوں کے لئے خاص فرمائیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی شہروں میں ہوتے ہیں' یعقوب علیہ السلام اور آپ کی اولاد گاؤں کے نہ تھے بلکہ اپنے مال مویشی کی وجہ سے وہاں عارضی قیام پذیر تھے ۸؎ اس میں سوال انکاری ہے کہ مکہ والے اپنے کاروبار تجارت کے سلسلہ میں قوم عاد و ثمود کے اجڑے ہوئے دیار پر گزرتے ہیں اور انہیں یہ بھی خبر ہے کہ وہ سب اپنے نبی کی مخالفت سے ہلاک ہوئے پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے ۹؎ اس سے معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں خواہ کتنا ہی عیش و آرام سے ہو مگر آخرت کا عیش یہاں سے کہیں زیادہ پائے گا اور کافر اگرچہ کتنا ہی مصیبت میں ہو مگر آخرت کا عذاب سخت تر پائے گا۔ لہٰذا مومن عیش میں بھی دنیا سے بیزار رہتا ہے کافر مصیبت میں بھی دنیا پر فریفتہ ہوتا ہے' اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ دنیا مومن کی جیل ہے کافر کی جنت' اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ مومن دنیا میں یقیناً" تکلیف میں رہے اور کافر راحت میں۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠٩﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوٓا

تو کیا تمہیں عقل نہیں یہاں تک جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی ۱ اور لوگ سمجھے

أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۖ

کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا ۲ اسوقت ہماری مدد آئی تو جسے ہم نے چاہا بچا لیا گیا

وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١١٠﴾ لَقَدْ كَانَ

اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے پھیرا نہیں جاتا بے شک ان کی

فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ مَا كَانَ حَدِيثًا

خبروں سے عقلمندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں ۳ یہ کوئی بناوٹ کی بات

يُّفْتَرَىٰ وَلَٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ

نہیں لیکن اپنے سے اگلے کلاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ﴿١١١﴾ ع

کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت ۴

آیاتہا ۴۳ | ۱۳ سُورَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ ۹۶ | رکوعاتہا ۶

سورۃ الرعد مدنی ہے اس میں ۴۳ آیتیں چھ رکوع اور آٹھ سو پچیس کلمے ہیں ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمٓرٰ ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ ۗ وَالَّذِيٓ أُنْزِلَ إِلَيْكَ

یہ کتاب کی آیتیں ہیں ۶ اور وہ جو تمہاری طرف تمہارے رب کے

مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١﴾

پاس سے اترا ۷ حق ہے مگر اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ۸

اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا

اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بے ستونوں کے کہ تم دیکھو ۹

۱۔ معلوم ہوا کہ اسباب سے ناامیدی بری نہیں' بلکہ بعض وقت ثواب ہے' اللہ تعالیٰ سے ناامیدی بری ہے' اسباب سے ناامیدی اعلیٰ درجہ کا توکل ہے ۲۔ یعنی ان انبیاء کی قوم کے کفار نے گمان کیا کہ نبیوں کی ارشاد فرمائی ہوئی عذاب کی خبریں غلط تھیں' یہ گمان نہ تو نبیوں نے کیا اور نہ ان پر ایمان لانے والوں نے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ رحمت الٰہی کے آنے میں اگر دیر لگے تو گھبرانا نہ چاہیے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگان دین کے قصے ایمان و تقویٰ سکون قلب حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں' دوسرے یہ کہ عقلمند وہ ہی ہے جو ان قصوں سے عبرت حاصل کرکے مومن ہو جاوے۔ کافر خواہ کتنا ہی چالاک ہو' بے وقوف ہے' جو گائے بھینس صرف گوبر پیشاب کرے' دودھ نہ دے' وہ ذبح کے قابل ہے جو عقل صرف دنیا بنائے دین حاصل نہ کرے' وہ ہلاکت کے لائق ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کے بعد کوئی اور نبی و کتاب نہیں آنے والی' کیونکہ قرآن میں کسی کی بشارت نہیں' تصدیق ہے' بشارت آئندہ کی ہوتی ہے' یعنی قرآن کا ایک نفع تو گزشتہ نبیوں کو ہوا۔ کہ اس کی برکت سے تمام دنیا میں ان کی تصدیق ہو گئی' ایک نفع اے محبوب آپ کو ہوا کہ یہ آپ کے لئے تمام علوم غیبیہ کی تفصیل ہے جو لوح محفوظ میں ہے' اور ایک نفع سارے مومنوں کو ہوا کہ انہیں قرآن کے ذریعہ سے ہدایت اور رحمت ملی' خیال رہے کہ قرآن کی ایک ہدایت و رحمت تو عام لوگوں کو ملی یعنی راہنمائی اور غیبی عذابوں سے نجات اور ایک ہدایت و رحمت صرف مسلمانوں کو ملی یعنی مقصود تک پہنچنا اور جنت کا استحقاق' لہٰذا آیت صاف ہے ۵۔ سورہ رعد مکی ہے یعنی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی' سوائے دو آیتوں کے کہ وہ مدنی ہیں' ایک تو لَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا الخ دوسرے يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا اس میں چھ رکوع اور ۴۳ آیات آٹھ سو پچیس کلمے تین ہزار پانچ سو چھ حروف ہیں بعض علماء نے اس سورت کو مدنی فرمایا' ۶۔ تلک میں گزشتہ اور آئندہ ساری آیات کی طرف اشارہ ہے یا سورہ رعد کی آیات کی طرف' کتاب سے مراد قرآن ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث دونوں ہی حق ہیں کیونکہ یہاں وَالَّذِيٓ أُنْزِلَ فرمایا گیا' حدیث بھی رب کی طرف سے اتری ہوئی ہے' فرق صرف یہ ہے کہ قرآن میں لفظ بھی رب کے ہیں' حدیث میں لفظ تو حضور کے ہیں اور مضمون رب کا' اس لئے حدیث شریف کی تلاوت نماز میں نہیں ہوتی' مگر احکام شرعیہ کے لئے قرآن و حدیث یکساں رکھتے ہیں' بلکہ وَالَّذِيٓ سے حدیث شریف مراد ہو تو بہتر ہے کیونکہ کتاب کا ذکر تو پہلے ہو چکا' اب وَالَّذِيٓ میں کوئی اور چیز چاہیے معطوف ہمیشہ معطوف علیہ سے غیر ہوتا ہے ۸۔ اس طرح کہ کفار میں سے کوئی اسے شعر کہتا ہے کوئی جادو' کوئی کہانت' اس سے معلوم ہوا کہ مؤثر کی تاثیر متاثر کی قابلیت پر موقوف ہے' بارش شور زمین میں سبزہ نہیں اگا سکتی' سورج چمگادڑ کو روشنی نہیں پہنچا سکتا ۹۔ یعنی ایسے ستون نہیں جو تمہیں نظر آئیں' ورنہ آسمانوں کے ستون ہیں' اللہ کی قدرت' عدل و انصاف' اولیاء اللہ' انبیاء کرام یہ اس کے ستون ہیں' یا تم دیکھ رہے ہو کہ آسمان کے ستون نہیں' یا ضمیر ھَا کا مرجع آسمان ہیں' یعنی تم آسمانوں کو دیکھ رہے ہو کہ بغیر ستون قائم ہیں' خیال رہے کہ آسمان بذات خود نظر نہیں آتا۔ شفاف ہے' ہاں اس کے چاند سورج' تارے نظر آ رہے ہیں' یہ بالواسطہ آسمان کا نظر آتا ہے۔

ع ۱۲ / ۶

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ

پھر عرش پر استویٰ فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے ۱ اور سورج اور چاند کو مسخر کیا

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ

ہر ایک ایک ٹھہرائے ہوئے وعدہ تک چلتا ہے ۲ اللہ کام کی تدبیر فرماتا ہے ۳ اور مفصل

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِيْ

نشانیاں بتلاتا ہے کہیں تم اپنے رب کا ملنا یقین کرو اور وہی ہے جس نے

مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ

زمین کو پھیلایا ۴ اور اس میں لنگر ۵ اور نہریں بنائیں اور زمین میں

الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ

ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے بنائے ۶ رات سے دن کو چھپا لیتا

النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَفِي

ہے بیشک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو ۷ اور زمین

الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّ

کے مختلف قطعے ہیں اور ہیں پاس پاس ۸ اور باغ ہیں انگوروں کے اور

زَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ

کھیتی اور کھجور کے پیڑ ایک تھالے سے اگے اور الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا

وَّاحِدٍ ۫ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ؕ

جاتا ہے ۹ اور پھلوں میں ہم ایک کو دوسرے سے بہتر کرتے ہیں۔ بیشک اس

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝۴ وَاِنْ تَعْجَبْ

میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے اور اگر تم تعجب کرو تو اچنبھا

فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ

تو ان کے اس کہنے کا ہے ۱۰ کہ کیا ہم مٹی ہو کر پھر نئے بنیں گے ۱۱

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عرش آسمان کے علاوہ کوئی اور مخلوق ہے، علم ہیئت والوں کا قول غلط ہے کہ نویں آسمان کا نام عرش اور آٹھویں کا نام کرسی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرش کی پیدائش آسمانوں سے پہلے ہے مگر اس پر استواء اور توجہ فرمانا' آسمانوں کے بعد' رب فرماتا ہے وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے برابر ہوگیا نہ یہ کہ عرش پر بیٹھ گیا۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ عرش پر قبضہ فرمایا یا عرش کو اپنے احکام کا منبع بنایا' اسے انوار کا تجلی گاہ قرار دیا' جیسے کہا جاتا ہے اِسْتَوٰى عَلٰى سَرِيْرِهٖ ۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ زمین گھومتی ہے نہ آسمان' بلکہ آسمان میں تارے ایسے گھوم رہے ہیں' جیسے دریا کے پانی میں تیرنے والا' رب فرماتا ہے كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ اس گردش سے لوگوں کے فائدے ہیں ۳۔ حقیقتہً مدبر عالم رب تعالیٰ ہے اور مجازاً اس کے بندے مدبر ہیں' رب تعالیٰ فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا بعض اولیاء اللہ تدبیر عالم کرتے ہیں جنہیں تکوینی اولیاء اللہ کہا جاتا ہے ۴۔ پانی پر اس طرح کہ پانی میں گھل نہیں جاتی' ورنہ مٹی پانی میں گھل جاتی ہے نیز جنبش نہیں کرتی' ورنہ پانی پر ہر چیز تیرا کرتی ہے اور تیرنے کو جنبش ضروری ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی کیونکہ لنگر ڈالنے سے زمین کا روکنا اور جنبش سے محفوظ رکھنا مقصود ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ سائنس سیکھنا رب کی قدرتیں معلوم کرنے کے لئے جائز ہے لیکن غلط مسائل سائنس جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں' ان پر اعتقاد کر لینا خرابی ایمان کا باعث ہے غرضیکہ سائنس کو قرآن و حدیث کا خادم بناؤ۔ مقابل نہ بناؤ ۶۔ کھٹے میٹھے' کالے سفید' چھوٹے بڑے' گرم سرد' خشک تر' اس سے معلوم ہوا کہ ان چیزوں میں بھی رب نے جوڑے رکھے ہیں' علم جہل' ہدایت گمراہی' ایمان کفر وغیرہ یہ سب جوڑے ہی ہیں پھل کے درختوں کا زمین چیر کر اوپر نکلنا' اور درمیان میں چیر کر جڑ کی رگوں کا پھیلانا قدرتی بات ہے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارا عالم معرفت الٰہی کا دفتر ہے مگر سمجھ دار کے لئے' دوسرے یہ کہ فکر اور غور و خوض اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے' ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے ۸۔ اس طرح کہ کوئی حصہ شور ہے کوئی قابل زراعت کوئی پتھریلا ہے کوئی ریتلا' کوئی سفید ہے کوئی سیاہ پھر ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں مخلوط نہیں ہوتے ۹۔ ایسے ہی انسانوں کا حال ہے کہ سب شکل و صورت میں آدمی ہیں' ایک ہی قرآن سب کی ہدایت کے لئے آیا ہے۔ مگر پھر کوئی مومن ہے کوئی کافر' کوئی غافل ہے کوئی عاقل کوئی نبی ہے کوئی ولی وغیرہ وغیرہ ۱۰۔ یعنی اے محبوب اگر آپ کو اس پر تعجب ہے کہ یہ کفار اتنے معجزات دیکھنے کے باوجود آپ کو جادوگر کہتے ہیں نبی نہیں مانتے تو اس سے بڑھ کر قابل تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ میری قدرتوں کو دیکھنے کے باوجود' مجھے دوبارہ عالم بنانے پر قادر نہیں مانتے' غرض یہ ہے کہ آپ ان کے انکار پر تعجب نہ کریں نہ افسوس' ان کی تو عادت ہی یہ ہے' ۱۱۔ انہوں نے یہ نہ سوچا کہ ہر چیز کی ایجاد مشکل ہوتی ہے اور ایجاد کے بعد بنانا آسان ہے' جب رب نے ہر چیز کی ایجاد فرمائی' تو موت کے بعد اٹھانا کیا مشکل ہے' خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے۔

ا۔ رب کے انکار کی چند صورتیں ہیں' اس کی ذات کا انکار' جیسے دہریوں کا عقیدہ' اس کی توحید کا انکار' جیسے مشرکین کا عقیدہ' اس کی صفات کا انکار جیسے جہمیہ کا عقیدہ' اس کے محبوں کا انکار' جیسے عام کفار کا عقیدہ یا اس کے نبی کی عظمت کا انکار' جیسے نبی کی توہین کرنے والوں کا عقیدہ یہ سب رب ہی کے انکار کی صورتیں ہیں رب فرماتا ہے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۲۔ معلوم ہوا کہ گلے میں طوق وغیرہ کا ہونا کفار کے لئے ہو گا' گنہگار مومن اس ذلت و رسوائی سے محفوظ رہیں گے' کیونکہ یہ کفار کا عذاب ہے' کفر کا بدلہ' ایسے ہی ہمیشہ دوزخ میں رہنا یا رسوائی ہونا' یہ سب کفار کے لئے ہے' مومن کا انجام نجات ہے ۳۔ یہاں سیئہ سے مراد عذاب ہے اور حسنہ سے مراد امن و عافیت' استعجال سے مراد وقت سے پہلے مانگنا' یعنی کفار مکہ امن و عافیت کا وقت گزرنے سے پہلے ہی عذاب مانگتے ہیں' رب نے کچھ وقت ان کے امن کا رکھا ہے کچھ عذاب کا' جب امن کا وقت گزر جاوے گا تب عذاب آوے گا۔ مگر یہ اس سے پہلے ہی عذاب مانگتے ہیں' مذاق اور دل لگی کے طور پر' لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ حسنہ سے مراد جنت یا مغفرت نہیں' نہ کفار اس کے مستحق ہیں ۴۔ کہ ہر قوم کو اس کے وقت پر عذاب آیا اور یہ عذاب پیغمبر کے انکار کی وجہ سے آیا' ان چیزوں سے انہیں عبرت پکڑنی چاہیے ۵۔ یہاں ظلمھم سے مراد کفر ہے اور مغفرت سے مراد عارضی معافی یعنی عذاب جلد نہ بھیجنا' لہذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ کہ وہاں مغفرت سے مراد بخشش ہے' اسی لئے یہاں اس آیت میں عذاب کا ذکر ہے' یعنی یہ ڈھیل بھی کفار کے لئے عذاب ہے ۶۔ یعنی وہ معجزات حضور نے کیوں نہ دکھائے جو ہم مانگتے ہیں جیسے احد پہاڑ کو سونے کا بنا دینا مکہ معظمہ میں نہریں نکال دینا عصا موسوی دکھانا وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ انبیاء کرام عام معجزات دکھاتے ہیں جن سے عام لوگ ان کی نبوت معلوم کریں ہر شخص کا مطلوبہ معجزہ دکھاتے رہنا تو ایک قسم کا کھیل ہے' اس لئے گزشتہ رسولوں نے عمومی معجزات ایک دو دکھائے' ہمارے حضور نے چھ ہزار سے زیادہ معجزات دکھائے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگلے پیغمبر خاص قوم کے خاص جگہ کے خاص وقت تک رسول ہوتے تھے ہمارے حضور کی نبوت ان تمام خصوصیتوں سے پاک ہے جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں' دوسرے یہ کہ آپ کے معجزات بھی عام قوموں کے لئے آئے' چنانچہ قرآن کی ہر آیت معجزہ اور قیامت تک کے انسانوں کے لئے معجزہ ہے' تمام پیغمبروں کے معجزوں کے قصے رہ گئے حضور کے معجزات موجود ہیں ۸۔ یعنی رب جانتا ہے کہ کس کے پیٹ میں نر ہے کس کے شکم میں مادہ' اور کون بچہ کم مدت میں پیدا ہو گا

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ

وہ ہیں جو اپنے رب سے منکر ہوئے ۱ اور وہ ہیں جن کی گردنوں میں

اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۵

طوق ہوں گے اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اسی میں رہنا ۲

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ

اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں رحمت سے پہلے ۳ اور ان سے اگلوں

مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۭ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ

کی سزائیں ہو چکیں ۴ اور بیشک تمہارا رب تو لوگوں کے ظلم پر بھی

لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۶

انہیں ایک طرح کی معافی دیتا ہے اور بیشک تمہارے رب کا عذاب سخت ہے

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ

اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں

رَّبِّهٖ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۷ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا

اتری ۶ تم تو ڈر سنانے والے اور ہر قوم کے ہادی ۷ اللہ جانتا ہے جو

تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۭ

کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں ۸

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۸ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے ۹ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ۱۰

الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۹ سَوَاۗءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ

سب سے بڑا بلندی والا برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو

جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۱۰

آواز سے ۱۱ اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے

کون زیادہ میں' انسان کے حمل کی کم مدت چھ ماہ اور زیادہ مدت دو سال ہے جو بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو جائے وہ جیتا نہیں' وہ درحقیقت سقط یعنی حمل گر جاتا ہے ہر جانور کے حمل کی مدت علیحدہ ہے ۹۔ اور یہ اندازہ لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے تا کہ اس اندازہ کا علم ان بندوں کو بھی ہو جاوے جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے' اس تحریر کا یہ مقصد ہے ۱۰۔ یعنی جو چیزیں تمہارے لئے غیب ہیں یا حاضر وہ سب کو جانتا ہے' ورنہ اللہ کے لئے کوئی چیز غیب نہیں خیال رہے کہ غائب وہ جو کسی حس سے چھپا ہو' جیسے رنگ ناک سے غائب اور خوشبو' بدبو آنکھوں سے پوشیدہ لیکن غیب وہ جو تمام حواس اور بداہت عقل سے پوشیدہ ہو۔ غائب کا مقابل حاضر اور غیب کا مقابل شہادت ہے یہ بھی خیال رہے کہ سارے غیب و شہادت کا علم رب کی خصوصی صفت ہے کہ کسی کو عطاء نہ ہوئی' بعض غیب و شہادت کا علم وہ ہے جو مخلوق کو

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ

آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے ۱ کہ بحکم خدا اس کی

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا

حفاظت کرتے ہیں ۲ بیشک اللہ کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود

مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ

اپنی حالت نہ بدل دیں ۳ اور جب اللہ کسی قوم سے برائی چاہے تو وہ پھر نہیں سکتی ۴

وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ

اور اس کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہیں ۵ وہی ہے تمہیں بجلی دکھاتا ہے

الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ ۚ

ڈر کو اور امید کو ۶ اور بھاری بدلیاں اٹھاتا ہے ۷

وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ

اور گرج اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی بولتی ہے ۸ اور فرشتے اس کے ڈر سے ۹

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ

اور کڑک بھیجتا ہے تو اسے ڈالتا ہے جس پر چاہے اور وہ

يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ

اللہ میں جھگڑتے ہوتے ہیں اور اس کی پکڑ سخت ہے اسی کا پکارنا

الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ

سچا ہے ۱۰ اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں ۱۱ وہ ان کی کچھ بھی نہیں سنتے

لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ

مگر اسکی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اس کے منہ میں پہنچ

وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

جائے ۱۲ اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دعا بھٹکتی پھرتی ہے ۱۳

(بقیہ ۳۹۷) بھی دیا گیا۔ لہٰذا یہاں دونوں الف لام استغراقی ہیں اور آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱۔ ذکر بالجہر رب کو سنانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے غافل دل اور دوسرے غافلوں کو جگانے، عالم کی چیزوں کو گواہ بنانے کے لئے ہے۔

۱۔ کہ ہر انسان کے ساتھ ساٹھ یا کم و بیش فرشتے حفاظت کے لئے رہتے ہیں، اور ہر بالغ عاقل کے ساتھ دو فرشتے دائیں بائیں نامہ اعمال لکھنے کے لئے رب فرماتا ہے۔ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ۔ فجر کی نماز کے بعد رات کے فرشتے چلے جاتے ہیں، اور عصر کے بعد دن کے فرشتے روانہ ہو جاتے ہیں۔ نیز فجر و عصر میں رات و دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں، رب فرماتا ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۲۔ معلوم ہوا کہ محافظ فرشتے ہر انسان کے ساتھ ہر وقت رہتے ہیں، اسی لئے اگر ایک آدمی کو بھی سلام کرنا ہو، تو اسے السلام علیکم جمع کی ضمیر سے بولتے ہیں، تا کہ فرشتوں کو بھی یہ سلام ہو جائے یہ فرشتے جنات و دیگر آفات سے انسان کو بچاتے ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کی شامت سے عذاب آتا ہے، شیطان کا حال تباہ ہوا نافرمانی کی وجہ سے بلعم باعور نافرمانی سے برباد ہوا۔ قوم داؤد علیہ السلام گناہ کی وجہ سے بندر، سور بن گئی ۴۔ یعنی کسی کافر قوم کو ہلاک کرنا چاہے تو اسے کوئی طاقت نہیں بچا سکتی، بیماری کا علاج کرنا یا مصیبت میں دعائیں کرنا اس کے خلاف نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ کافروں کا مددگار کوئی نہیں مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے والی، وارث، مددگار مقرر فرمائے ہیں۔ حمایتی نہ ہونا کفار پر عذاب ہے جس سے مومن محفوظ ہے ۶۔ چمکنے والی بجلی کو برق اور گرنے والی کو صاعقہ کہتے ہیں، بادل کی گرج کو رعد کہا جاتا ہے، برق دیکھ کر بارش کی امید ہوتی ہے اور صاعقہ کا خوف، ایسے ہی برق سے مسافروں کو خوف ہوتا ہے اور گھر والوں کو بارش کی امید سے خوشی ۷۔ اس طرح کہ لاکھوں من پانی، اولا، اور برف ہوا میں اڑتا پھرتا ہے۔ ۸۔ ایک فرشتہ کا نام ہے، جو رب کی تسبیح کرتا ہے، بادل کی گرج سن کر لوگ تسبیح و تحمید کرتے ہیں۔ یا خود گرج رب کی سبوحیت کی دلیل ہے، جو شخص بادل کی گرج کے وقت یہ دعا پڑھ لے تو وہ انشاء اللہ بجلی سے محفوظ رہے گا۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۹۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں کو بھی خدا کا خوف ہے مگر یہ خوف عظمت بارگاہ اور ہیبت کا ہے، یہی خوف انبیاء کرام کو ہوتا ہے، ہم گنہگاروں کو اس کے عذاب کا ڈر ہے اللہ نصیب کرے، شیطان کو خدا کا خوف ہے مگر بدمعاشی کا، اس نے خود کہا تھا۔ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ غرضیکہ ڈر مختلف قسم کے ہیں اور ہر قسم کا حکم علیحدہ ۱۰۔ یعنی اللہ کی عبادت برحق ہے اور بتوں کی پوجا باطل، یا امداد کے لئے اللہ کو پکارنا برحق ہے۔ مخلوق کو پکارنا باطل ہے خیال رہے کہ مصیبت میں حاکم حکیم ولی کو پکارنا درحقیقت رب کو پکارنا ہے۔ یعنی پوجا کرتے ہوئے یا معبود سمجھ کر انہیں پکارتے ہیں اس آیت میں ماسوا اللہ کو پکارنا مراد نہیں، اس کا تو رب نے حکم دیا ہے فرماتا ہے۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اور فرمایا وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ ہم نماز میں پڑھتے ہیں، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ۱۲۔ یعنی جیسے پانی بے شعور ہے فقط پکارنے سے اوپر چڑھ کر کسی کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ایسے ہی بت بے شعور ہیں، وہ کسی کی فریاد نہیں سن سکتے بلکہ کافر کی تو رب بھی نہیں سنتا کہ وہ بغیر وسیلہ رب کو پکارتا ہے، وہ اس کی سنتا ہے جو اولیاء کے وسیلہ سے اس تک پہنچنے کی کوشش کرے، رب فرماتا ہے۔ جَآءُوْكَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ۱۳۔ یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کافروں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ شیطان کی پوری دعا رب نے قبول نہ کی، بلکہ رد کر دی، کیونکہ اس نے

(بقیہ صفحہ ۳۸۹) دوسرے نفخہ تک زندگی مانگی تھی یا یہ معنی ہیں کہ دوزخ میں پہنچ کر ان کی دعا قبول نہ ہوگی' یا یہ معنی ہیں کہ وہ جو بتوں سے دعائیں مانگتے ہیں' سب برباد ہیں' یا یہ مشرکین جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں' وہ برباد ہے' اس کا کچھ نفع نہیں' بہر حال آیت پر کوئی اعتراض نہیں' کفار کی بعض دعاؤں کا قبول ہو جانا اس کے خلاف نہیں۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور خواہ مجبوری سے [1]

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

اور ان کی پرچھائیاں ہر صبح و شام [2] تم فرماؤ کون رب ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ

اور زمین کا تم خود ہی فرماؤ اللہ تم فرماؤ تو کیا اس کے سوا تم نے وہ حمایتی بنالئے ہیں

لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

جو اپنا بھلا برا نہیں کر سکتے ہیں [3] تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے

الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ

اندھا اور انکھیارا یا کیا برابر ہو جائیں گی اندھیریاں اور اجالا [4]

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ

کیا اللہ کے لئے ایسے شریک ٹھہرائے ہیں جنہوں نے اللہ کی طرح کچھ بنایا تو انہیں انکا اور

عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

اسکا بنانا ایک سا معلوم ہوا، تم فرماؤ اللہ ہر چیز کا بنانے والا ہے [5] اور وہ اکیلا سب پر

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ ۢ بِقَدَرِهَا

غالب ہے، اس نے آسمان سے پانی اتارا [6] تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے [7] تو پانی کی رو

فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ

اس پر ابھرے ہوئے جھاگ اٹھا لائی اور جس پر آگ دہکاتے

عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ

ہیں [8] گہنا یا اور اسباب بنانے کو [9] اس سے بھی ویسے ہی

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۬ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ

جھاگ اٹھتے ہیں۔ اللہ بتاتا ہے کہ حق اور باطل کی یہی مثال ہے [10] تو جھاگ تو پھک

۱۔ مومن خوشی سے منافق مجبوراً اس سے معلوم ہوا کہ نماز سستی سے پڑھنا منافق کی علامت ہے ۲۔ اس طرح کہ ہر ایک کی پرچھائیں صبح کو مغرب کی طرف بڑھتی ہے' اور شام کو مشرق کی طرف۔ پرچھائیں کی یہ حرکتیں رب تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کی پرچھائیں حقیقتہً رب تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہے تو افسوس ہے کہ بندہ نہ کرے وہ اس پرچھائیں سے بھی بدتر ہوا ۳۔ ولی اللہ اور ولی من دون اللہ میں بڑا فرق ہے۔ اللہ کے دوست ولی اللہ ہیں انہیں ماننا ایمان کی نشانی ہے اور ولی من دون اللہ' اللہ کے وہ دشمن ہیں جنہیں کفار اپنا مددگار مانتے تھے' اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ انہیں ماننا کفر ہے قرآن میں جہاں ولی من دون اللہ کی برائی بیان ہوئی وہاں یہی مراد ہے' یا ان جیسی آیتوں میں ان کفار سے خطاب ہے' جنہوں نے اولیاء اللہ کو بجائے اولیاء اللہ ماننے کے اللہ مان لیا' جیسے یہود و نصاریٰ کہ انہوں نے نبیوں کو رب یا رب کا فرزند مانا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ کفر بہت ہیں' ایمان صرف ایک لہٰذا ظلمات جمع اور نور واحد ارشاد ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے جہان کے کفار ایک مومن کے برابر نہیں ہو سکتے ۵۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے خلق پر قادر ہے نہ کہ کسب پر' وہ ہر برائی سے پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال اور اچھی بری چیز کا خالق رب ہے' بری چیز کا پیدا کرنا برا نہیں ۶۔ یعنی آسمان کی طرف سے' یا آسمانی سبب سے' کیونکہ سورج کی گرمی وغیرہ سے سمندر کا پانی گرم ہو کر اوپر اڑتا ہے پھر اوپر کی ٹھنڈک سے بادل بن کر برستا ہے' ورنہ بارش خود آسمان سے نہیں آتی۔ یا یہ مطلب ہے کہ بارش سمندر سے ہوتی ہے۔ مگر سمندر میں پانی آسمان سے آتا ہے' پانی کا خزانہ سمندر ہے' مگر ٹکسال آسمان' رب فرماتا ہے۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ اسی لئے دعا میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتے ہیں کیونکہ آسمان ہمارے رزق کا اصل خزانہ ہے نہ اس لئے کہ آسمان میں رب رہتا ہے' وہ تو جگہ سے پاک ہے ۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب کی دین بہت ہے مگر اس کا لینا اپنے برتن کے مطابق ہے ع جھولی ہی میری تنگ ہے تیرے یہاں کمی نہیں ایک چھٹانک کے قابل برتن میں ایک من کیسے سمائے ۸۔ جیسے سونا چاندی وغیرہ دھاتیں جن کا زیور بنانے کے لئے انہیں آگ میں تپایا جاتا ہے ۹۔ متاع سے مراد زیور کے علاوہ دیگر استعمال کی چیزیں ہیں۔ جیسے برتن وغیرہ ۱۰۔ خلاصہ مثال یہ ہے کہ باطل اس جھاگ کی طرح ہوتا ہے' جو سیلاب پر یا سونا چاندی وغیرہ دھاتوں پر پگھلاتے وقت ہوتا ہے' اور حق اصل متاع یا سونے چاندی کی طرح ہے کہ جھاگ اوپر اور یہ چیزیں نیچے مگر جھاگ کے لئے بقا نہیں' ان چیزوں کے لئے بقا ہے' ایسے ہی کبھی باطل حق پر چھا جاتا ہے' مگر آخر کار باطل ہلاک ہوتا ہے اور حق کی فتح ہوتی ہے

فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي
کر دور ہو جاتا ہے لہ اور وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں
الْاَرْضِ ۗ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيْنَ
رہتا ہے اللہ یوں ہی مثالیں بیان فرماتا ہے لہ جن لوگوں نے
اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ۗ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا
اپنے رب کا حکم مانا لہ انہیں کے لئے بھلائی ہے لہ اور جنہوں نے اس کا حکم نہ
لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ
مانا لہ اگر زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اور اس جیسا اور ان کی ملک میں ہوتا تو اپنی
لَافْتَدَوْا بِهٖ ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ
جان چھڑانے کو دے دیتے لہ یہی ہیں جن کا برا حساب ہوگا لہ اور ان کا ٹھکانا
جَهَنَّمُ ۗ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ
جہنم ہے اور کیا ہی برا بچھونا لہ تو کیا وہ جو جانتا ہے جو کچھ تمہاری طرف
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۗ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ
تمہارے رب کے پاس سے اترا حق ہے وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے لہ نصیحت وہی مانتے
اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا
ہیں جنہیں عقل ہے لہ وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں لہ اور قول
يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ
باندھ کر پھرتے نہیں اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا
اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ
اللہ نے حکم دیا لہ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں لہ اور حساب کی برائی
سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿۲۱﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ
سے اندیشہ رکھتے ہیں لہ اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو لہ

۱۔ اس سے پتہ لگا کہ باطل کا شور زیادہ اور حق کا زور زیادہ۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ نہ ہو گا کہ حق والوں پر کبھی مصیبت آئے ہی نہیں' آئے گی' اور ضرور آئے گی' لیکن آخر کار فتح ان کی ہو گی لیکن صبر چاہیے ۳۔ اس طرح کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر کام میں اطاعت کی' ورنہ براہ راست رب تعالیٰ کسی کو حکم نہیں دیتا ۴۔ بھلائی سے مراد جنت ہے کیونکہ وہاں ہر قسم کی بھلائی ہے خصوصاً" رب کا دیدار نصیب ہو گا صوفیاء فرماتے ہیں 'کہ جنت اس لئے محبوب ہے کہ وہ دیدار کی جگہ ہے' اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ جنت کے مالک ہوں گے کیونکہ لام ملکیت کا ہے ۵۔ اس طرح کہ ایمان قبول نہ کیا' یہاں کفار مراد ہیں' جیسا کہ آئندہ مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے۔ گناہ گار مسلمان رب کے احکام کو مانتا تو ہے' مگر بد بختی سے عمل نہیں کرتا' نہ ماننا کچھ اور ہے' اور عمل نہ کرنا کچھ اور ۶۔ لیکن مومن دنیا میں ہی اپنا فدیہ دے چکا' زکوۃ' کفارے' قربانی فدیہ ہی تو ہے' لہذا یہ بھی کفار کیلئے ہے مومن کے لئے نہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مسلمانوں کا حساب آسان ہو گا بلکہ بعض کی صرف پیشی ہو کر معافی ہو جائے گی کیونکہ برا حساب کفار کے لئے ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کا ٹھکانہ دوزخ نہیں اگر وہ دوزخ میں گیا تو عارضی طور پر۔ بھٹی کوئلہ کا ٹھکانا ہے' سونے کا نہیں' یہ اس کی ایک عارضی منزل ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ جو حضور کو نہ پہچان سکے وہ اگرچہ آنکھوں والا ہو' مگر اندھا ہے آنکھوں کا منشا اس نے پورا نہ کیا' مومن اگرچہ نابینا ہو مگر وہ انکھیارا ہے کہ دل روشن رکھتا ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ عقل وہی ہے جو راہ ہدیٰ کی رہبری کرے اور عقلمند وہ ہے جو اس ہدایت کو قبول کرے۔ ابو جہل بے وقوف تھا اور حضرت بلال عقلمند' ۱۱۔ اللہ کے عہد سے یا تو میثاق کے دن کا عہد مراد ہے یعنی توحید و رسالت کا اقرار یا مخلوق سے تمام وہ عہد جو اللہ کے نام کے ساتھ کئے جاویں' اس صورت میں شیخ' ماں' باپ' زوجین اور تمام اہل حقوق کے حقوق اس میں داخل ہوں گے ۱۲۔ رب نے بعض رشتے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور بعض کے توڑنے کا' نبی' شیخ' مومنین سے رشتہ غلامی یا رشتہ محبت جوڑو کفار سے رشتہ محبت توڑو' اسی طرح حضور کے اہل قرابت سے رشتہ محبت جوڑو' کافر ماں' باپ اور کافر اہل قرابت کے نسبی حقوق ادا کرو۔ مگر ان سے محبت نہ رکھو' یہ آیت بے شمار مسائل کا ماخذ ہے' ۱۳۔ یعنی نیکیاں کر کے بھی رب کی ہیبت و خوف ان کے دل میں ہوتا ہے' اپنے اعمال پر نازاں نہیں ہوتے' یہ مطلب نہیں کہ اس کی وعدہ خلافی سے ڈرتے ہیں کہ یہ خوف کفر ہے ۱۴۔ اس طرح کہ قیامت اور قبر کے حساب سے پہلے روزانہ خود اپنا حساب کر لیتے ہیں' ۱۵۔ معلوم ہوا کہ محض مجبوری کی بنا پر صبر کوئی کمال نہیں' یہ صبر تو کفار بھی کرتے ہیں' رضا الٰہی کے لئے صبر کرنا کمال ہے' اور یہی مومن کی خصوصیات سے ہے' اسی پر اجر ملے گا' قادر ہو کر معافی دینا رب کی رضا کے لئے محمود ہے۔

رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

اور نماز قائم رکھی ۱؎ اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ

اور ظاہر کچھ خرچ کیا ۲؎ اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں ۳؎

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا

انہیں کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں ۴؎

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾

اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے ۵؎

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ ۶؎ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے ۷؎

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے ہیں ۸؎ اور زمین میں فساد

فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾

پھیلاتے ہیں ۹؎ ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا گھر

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا

اللہ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے اور کافر

بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ

دنیا کی زندگی پر اترا گئے ۱۰؎ اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابل نہیں مگر کچھ

۱۔ اس طرح کہ ہمیشہ نماز پڑھی۔ صحیح وقت پر پڑھی، صحیح طریقہ سے پڑھی، نماز پڑھنا کمال نہیں، نماز قائم کرنا کمال ہے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے ہر جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ بعض خرچ کرے کل خرچ کرنا فرض نہیں جیسا کہ مِن تبعیضیہ سے معلوم ہوا دوسرے یہ کہ صرف مال میں خیرات نہ کرے، ہر چیز میں سے کرے، جیسا کہ مَا کے عموم سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ صرف ایک بار خرچ کرنے پر قناعت نہ کرے، بلکہ کرتا رہے، دوسری جگہ رب فرماتا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ چوتھے یہ کہ نہ ہمیشہ خفیہ خیرات کرے، نہ ہمیشہ علانیہ بلکہ دونوں طرح خیرات کرے۔ علانیہ اس لئے خیرات کرے کہ دوسرے بھی کریں اور خفیہ اس لئے کہ ریا نہ ہو۔ فرض صدقہ علانیہ دے، اور نفل صدقہ خفیہ دے ۳۔ یعنی اپنے ذاتی معاملات میں خطا پر عطا ظلم پر صبر سختی پر نرمی کرتے ہیں یا رب کی بارگاہ میں گناہ کو توبہ سے، کفر کو ایمان سے دفع کرتے ہیں جہالت کو علم سے دفع کرتے ہیں ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ صالح اولاد کے مومن ماں باپ و قرابتدار اس صالح کے درجہ میں ہوں گے۔ تاکہ سب ساتھ رہیں۔ انشاء اللہ حضور کے والدین کریمین اولاد و ازواج اور ان کے سچے غلام ان کے صدقہ میں ان کے ہی ساتھ رہیں گے، دوسرے مقام پر رب فرماتا ہے۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ جس سے معلوم ہوا کہ صالح ماں باپ کی اولاد ان کے درجہ میں ہو گی اگرچہ ان کے برابر اعمال نہ کئے ہوں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے جنت میں جایا کریں گے لیکن جزا کے لئے نہیں بلکہ جنتی لوگوں کی خدمت کے لئے، بعض فرشتے ہمیشہ جنت میں رہیں گے، اور بعض فرشتے آتے جاتے رہا کریں گے، مگر یہ رہنا اور آنا جانا صرف خدمت کے لئے ہو گا نہ کہ جزا کے لئے، جزا کے لئے صرف انسان ہی جنت میں جائیں گے، جنات یا فرشتوں کے لئے جنت نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہر جنتی کے مکانوں کے چند دروازے ہوں گے، اور فرشتوں سے پردہ نہ ہو گا وہ سلام کیا کریں گے ۶۔ رب کی اطاعت پر صبر، اس کی معصیت سے صبر، لوگوں کی تکلیف پر صبر، غرض تمام قسم کے صبر اس میں شامل ہیں، لہٰذا یہ آیت صرف شہداء یا مصیبت زدگان کے لئے خاص نہیں ۷۔ کفر و شرک کر کے، لہٰذا یہ آیت گنہگار مومن کو شامل نہیں، وہ کسی فرض کا منکر نہیں، بعض کا تارک ہے اور ترک پر بھی نادم ہے ۸۔ اس طرح کہ پیغمبر، علماء، اولیاء کی اطاعت نہیں کرتے اور بتوں کی، شیطان کی عبادت کرتے ہیں جوڑنے والے رشتوں کو توڑتے ہیں اور توڑنے والے کو جوڑتے ہیں ۹۔ کفر اور گناہ کر کے، کیونکہ زمین پر عذاب وغیرہ آنا بندوں کے گناہوں کا باعث ہے، ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی نعمتوں پر فخریہ خوش ہونا طریقہ کفار ہے، اور شکریہ کا خوش ہونا طریقہ مومنین، رب فرماتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

ا۔ خیال رہے کہ دنیا کی زندگی وہ ہے جو دنیاوی مشاغل اور رب سے غفلت میں گزرے' اس کی ہر جگہ برائیاں ہیں اور اسی کے لئے فنا ہے' مگر جو زندگی آخرت کی تیاری میں گزرے وہ بفضلہ تعالیٰ اخروی زندگی ہے' یہی حیات طیبہ ہے' اسے کبھی فنا نہیں' رب فرماتا ہے۔ بَلۡ اَحۡيَآءٌ مومن و کافر فاسق و پرہیزگار کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے' بعض لوگ سوتے ہوئے بھی جاگتے ہیں اور بعض جاگتے ہوئے بھی سوتے ہیں بعض جیتے جی مرے ہوئے ہیں بعض مر کر بھی زندہ ہیں ۲۔ یعنی ہمارے مانگے ہوئے معجزے کیوں ظاہر نہ ہوئے' جیسے احد پہاڑ کو سونا بنا دینا اور مکہ مکرمہ میں نہریں بہا دینا وغیرہ' حالانکہ منہ مانگے معجزے پر عذاب آجاتا ہے' اگر ایمان نہ لایا جائے

اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ

دن برت لینا ۱؎ اور کافر کہتے ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی

عَلَيۡهِ اٰيَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنۡ

طرف سے کیوں نہ اُتری ۲؎ تم فرماؤ بیشک اللہ جسے چاہے گمراہ

يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

کرتا ہے اور اپنی راہ اسے دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع لائے ۳؎ وہ جو ایمان

وَتَطۡمَٮِٕنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ

لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں ۴؎

تَطۡمَٮِٕنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

دلوں کا چین ہے ۵؎ وہ جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ طُوۡبٰى لَهُمۡ وَحُسۡنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ

کام کئے ان کو خوشی ہے ۶؎ اور اچھا انجام اسی طرح ہم

اَرۡسَلۡنٰكَ فِىۡۤ اُمَّةٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهَاۤ اُمَمٌ

نے تم کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے امتیں ہو گزریں ۷؎

لِّتَتۡلُوَا۟ عَلَيۡهِمُ الَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَهُمۡ

کہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ ۸؎ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ

يَكۡفُرُوۡنَ بِالرَّحۡمٰنِ ؕ قُلۡ هُوَ رَبِّىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

رحمن کے منکر ہو رہے ہیں ۹؎ تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی

هُوَ ۚ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوۡ اَنَّ

نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اس کی طرف میری رجوع ہے۔ اور اگر کوئی

قُرۡاٰنًا سُيِّرَتۡ بِهِ الۡجِبَالُ اَوۡ قُطِّعَتۡ بِهِ الۡاَرۡضُ

ایسا قرآن آتا جس سے پہاڑ ٹل جاتے یا زمین پھٹ جاتی یا مردے باتیں کرتے

۳۔ یعنی ایمان محض معجزات دیکھنے سے نہیں ملتا' بلکہ فضل ربانی سے ملتا ہے ورنہ تم نے بہت معجزے دیکھے اور ایمان نہ لائے اگر تمہارے منہ مانگے معجزے دکھا بھی دیئے گئے تب بھی تمہیں ایمان نہ ملے گا۔ اگر اس وقت تم ایمان نہ لا کر ہلاک ہو جاؤ گے معجزہ مانگنے والوں کو ایمان نہیں ملتا بلکہ رجوع الی اللہ کرنے والوں کو ملتا ہے ۴۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ذکر اللہ سے مراد حضور ہوں' رب فرماتا ہے۔ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ ذِكۡرًا رَّسُوۡلًا اور فرماتا ہے اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُذَكِّرٌ تو معنی یہ ہوئے' کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوں کا چین ہے' چونکہ حضور محبوب عالم اور اصل مخلوق ہیں' ہر شئی کو محبوب سے چین اور اصل پر پہنچ کر راحت ہوتی ہے ۵۔ یا تو اس لئے کہ بے چینی گناہوں سے ہوتی ہے اور ذکر اللہ گناہ مٹاتا ہے لہٰذا چین حاصل ہوتا ہے۔ یا اس لئے کہ اللہ کا ذکر روح کے دیس کا ذکر ہے اور پردیسی کے ذکر سے چین ہوتا ہے۔ بہرحال اللہ کا ذکر مومن کے دل کا چین ہے' جیسے دوا سے مرض' پانی سے پیاس' روٹی سے بھوک' سورج سے رات چلی جاتی ہے ایسے ہی اللہ کے ذکر سے اور حضور کے چرچے سے مومن کے رنج و غم دور ہو کر راحت و چین حاصل ہوتے ہیں' حضور سے تو جانوروں کو بھی چین نصیب ہوئے' اگرچہ اللہ کے عذاب کے ذکر سے مومن کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے مگر یہ خوف بھی اطمینان قلب کا ذریعہ ہے کہ ایسے دل میں دنیا والوں کا خوف نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ ۶۔ دنیا میں بھی مرتے وقت بھی آخرت میں بھی یا طوبیٰ سے مراد جنت ہے یا درخت طوبیٰ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں' اور آپ کی امت آخری امت' کیونکہ حضور کے بعد کسی اور امت کے آنے کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے تمام دین منسوخ ہو گئے' جیسا کہ خلت سے معلوم ہوا۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت بھی عبادت ہے اور حضور کی نعت بھی' یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے احکام قرآنی حضور سے لئے جائیں گے ایسے ہی تلاوت کا طریقہ' اس کے آداب بھی حضور سے لئے جاویں ۹۔ (شان نزول) صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صلحنامہ لکھا گیا' تو اس میں لکھا گیا بسم اللہ الرحمن الرحیم' کفار نے کہا کہ ہم رحمن کو نہیں جانتے' آپ پرانی بسم اللہ لکھوایئے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اس پر ...

ا۔ شان نزول' کفار مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ آپ قرآن پڑھ کر مکہ کے پہاڑوں کو ہٹادیں' زمین کو کھیتی کے لئے میدان بنادیں' زمین مکہ میں پانی کے چشمے' نہریں جاری کردیں' اور ہمارے باپ دادوں کو زندہ کرکے لادیں' تا کہ وہ آپ کی حقانیت کی گواہی دیں' اس پر یہ آیت کریمہ اتری' فرمایا گیا کہ اگر معجزات دکھا بھی دیئے گئے تو بھی یہ ایمان نہ لائیں گے چنانچہ حضور نے انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کئے اور پتھر' جانوروں سے کلمہ پڑھوایا۔ چاند پھاڑا' سورج واپس کیا مگر جو نہ ماننے والے تھے' نہ مانے۔ اس میں غیبی خبر بھی ہے جو سچی ہوئی' اس سے معلوم ہوا کہ ایمان معجزے دیکھنے سے نہیں ملتا یہ محض رب کے فضل و کرم سے ملتا ہے' ورنہ ابو جہل کبھی کافر نہ رہتا ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو ان کفار کے ایمان کی امید نہ رکھنی چاہیے' جن کے کفر پر مرنے کا فیصلہ الٰہی ہو چکا ہے۔ لہٰذا ان مردودوں کے مطالبہ کے وقت اظہار معجزے کی خواہش نہ کرنا چاہیے' دوسرے یہ کہ کافر کا کفر' گمراہ کی گمراہی رب کے ارادہ سے ہے' لیکن رب کی رضا سے نہیں' رضا اور ارادہ اور امر میں بڑا فرق ہے' اللہ نے ذبح اسماعیل کا حکم دیا' مگر نہ اس کا ارادہ کیا نہ اسے چاہا' نہ اس سے راضی تھا ایسے ہی ان کفار کو ایمان کا حکم دیا اور ان کے ایمان سے راضی بھی ہے مگر نہ اس کا ارادہ کیا' نہ اسے چاہا' یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے یہ نہ چاہا کہ ان کفار کو مجبور کرکے ان کے بغیر راضی ہوئے انہیں ہدایت دے دے کہ یہ ہدایت ثواب کا باعث نہیں ہدایت بندے کے اپنے اختیار سے چاہیے ۳۔ قتل' قید قحط سالیاں' آپس کی جنگیں' جو عین مکہ معظمہ میں واقع ہوں۔ ۴۔ یعنی مکہ معظمہ سے باہر جنگیں ہوں۔ جن کا اثر ان لوگوں تک پہنچے ۵۔ آپ کو فتح و نصرت کا یا قیامت کا ۶۔ معلوم ہوا کہ گناہوں پر ڈھیل ملنا سخت عذاب ہے اور گناہوں پر زیادہ نعمتیں ملنا تو خدا کی پناہ بہت ہی سخت عذاب ہے کہ یہ لڈو میں زہر ہے' اللہ محفوظ رکھے ۷۔ یعنی ایسے علیم و خبیر رب کی مثل وہ بت کیسے ہو سکتے ہیں جو اپنے سے بھی بے خبر ہیں پھر ان کی عبادت کیسی ۸۔ اور جس چیز کا علم رب کو نہ ہو وہ محض باطل اور جھوٹ ہی ہو گی۔ کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے لہٰذا رب کے شریک کا کوئی وجود ہی نہیں' یہاں لازم کی نفی سے ملزوم کی نفی کی گئی ہے ۹۔ یعنی سرداران کفر کی بکواس کفار کو بھلی معلوم ہوتی ہے' جیسے صفراوی بخار والے کو کڑوی چیز میٹھی محسوس ہوتی ہے۔

اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ

جب بھی یہ کافر نہ مانتے ۱ بلکہ سب کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں تو کیا

يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى

مسلمان اس سے نا امید نہ ہوئے کہ اللہ چاہتا تو سب آدمیوں کو ہدایت

النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ

کر دیتا ۲ اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے پر سخت دھمک پہنچتی

بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ

رہے گی ۳ یا ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی ۴

حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾

یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آئے ۵ بے شک اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا

ع ۵ / ۱۰

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ

اور بیشک تم سے اگلے رسولوں پر بھی ہنسی کی گئی تو میں نے

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾

کافروں کو کچھ دنوں ڈھیل دی پھر انہیں پکڑا ۶ تو میرا عذاب کیسا تھا

اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ

تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ

اور وہ اللہ کے شریک ٹھہراتے ہیں ۷ تم فرماؤ ان کا نام تو لو یا اسے وہ

بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ

بتاتے ہو جو اس کے علم میں ساری زمین میں نہیں ۸ یا یوں ہی اوپری بات

بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ

بلکہ کافروں کی نگاہ میں ان کا فریب اچھا ٹھہرا ہے ۹ اور راہ سے

السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

روکے گئے ۱ اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ۲

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

انہیں دنیا کے جیتے عذاب ہوگا ۳ اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے

اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ

سخت ہے اور انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں ۴ احوال اس جنت کا کہ ڈر

الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

والوں کے لئے جس کا وعدہ ہے ۵ اس کے نیچے نہریں بہتی ہیں

اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖۗ

اس کے میوے ہمیشہ ۶ اور اس کا سایہ ۷ ڈر والوں کا تو یہ انجام ہے

وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

اور کافروں کا انجام آگ ۸ اور جن کو ہم نے کتاب دی ۹ وہ

يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ

اس پر خوش ہوئے جو تمہاری طرف اترا ۱۰ اور ان گروہوں میں کچھ وہ ہیں

يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ

کہ اس کے بعض سے منکر ہیں ۱۱ تم فرماؤ مجھے تو یہی حکم ہے ۱۲ کہ اللہ کی بندگی کروں اور اس

اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ

کا شریک نہ ٹھہراؤں میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے پھرنا اور اسی طرح

اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ

ہم نے اسے عربی فیصلہ اتارا ۱۳ اور اے سننے والے اگر تو ان کی خواہشوں پر

بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ

چلے گا بعد اس کے کہ تجھے علم آچکا ۱۴ تو اللہ کے آگے نہ تیرا کوئی حمایتی

۱۔ کہ نفس امارہ شیطان اور برے ساتھیوں نے انہیں ایمان سے روک دیا ۲۔ یعنی جس کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آ چکا' اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا یا جس کی بدعقیدگی اس کے اختیار سے اس کے دل میں مضبوط ہو چکی' اس کو ہدایت کی کوئی راہ نہیں' لہٰذا اس آیت میں بندے کا مجبور ہونا لازم نہیں' جسے ہم قتل کریں' اسے بھی موت اللہ ہی نے دی' مگر مجرم ہم بھی ہیں' ایسے ہی جو بت پرستی کر کے مشرک ہوا اسے بھی اللہ نے گمراہ کیا مگر مجرم وہ بھی ہے ۳۔ قتل' قید قحط وغیرہ کہ کفار کے لئے یہ دنیاوی عذاب ہیں' اور مومن کے لئے ترقی درجات کا باعث' غیبی' عام عذاب آنا حضور کی برکت سے بند ہو چکا ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کے لئے اللہ تعالیٰ بچانے والا مقرر فرمائے گا۔ کیونکہ عذاب سے بچانے والا نہ ہونا کفار کے لئے ہے ۵۔ جو خدا کے خوف سے شرک و گناہ چھوڑ دیں' یا صرف شرک و کفر چھوڑ دیں ۶۔ یعنی ان میووں کی نوع بھی ہمیشہ اور ان کے افراد بھی ہمیشہ کہ ایک خوشہ کھا بھی لیا جاوے گا اور پھر ویسا ہی رہے گا اس کے بہت دلائل ہیں آج سمندر کا پانی' ہوا' دھوپ' علم' استعمال سے کم نہیں ہوتے' ایسے ہی وہ بھی کم نہ ہوں گے ۷۔ وہ بھی ہمیشہ ہے' اس لئے کہ وہاں سورج نہیں جو سایہ دور کر دے ۸۔ یعنی دوزخ' اگرچہ وہاں کے بعض طبقے ٹھنڈے بھی ہیں' یہاں جز' سے کل مراد ہے۔ ۹۔ یعنی جنہیں توراۃ' انجیل کا علم دیا۔ جس کی برکت سے وہ ایمان لے آئے' اس سے تمام اہل کتاب مراد نہیں' بلکہ عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم جیسے بابرکت نورانی حضرات مراد ہیں' جو یہود کے بڑے عالم تھے اور حضور کے صحابہ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تشریف آوری یا قرآن کے نزول پر خوشیاں منانا رب کو محبوب ہے' لہٰذا شب قدر اور شب ولادت دونوں میں خوشیاں مناؤ' عبادتیں کرو کہ شب قدر قرآن کے آنے کی رات ہے' اور شب ولادت قرآن والے کے تشریف لانے کی شب ہے' ایسی خوشی منانا عبادت ہے ۱۱۔ یعنی جو اہل کتاب آپ سے دشمنی رکھتے ہیں' وہ قرآن کریم کی بعض چیزیں مانتے ہیں اور بعض کے انکاری' جو احکام ان کے موافق ہوں انہیں مان لیتے ہیں' اور جو ان کے خلاف ہوں ان کے انکاری ہو جاتے ہیں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کے ایک کلمہ کا انکار بھی ایسا ہی کفر ہے' جیسا سارے قرآن کا انکار' دوسرے یہ کہ قرآن کو اپنے نفس کے مطابق بنانا کفر ہے بلکہ اپنے نفس و عقل کو قرآن کے مطابق اور اس کے تابع بناؤ ۱۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مامور ہیں' اگرچہ اعمال میں فرق ہے کہ بعض وہ چیزیں حضور پر واجب یا حرام ہیں' جو امت پر نہیں' اس کی نفیس بحث ہماری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو ۱۳۔ یعنی جیسے گزشتہ رسولوں کے صحیفے اور کتابیں ان کی زبان میں دی گئیں' ایسے ہی آپ کو قرآن کریم عربی میں عطا ہوا۔ کہ آپ کی اصلی زبان عربی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ ترجمہ قرآن' قرآن نہیں' نہ اس کی تلاوت نماز میں جائز ہے' نہ بے غسل کا اسے پڑھنا ممنوع' ۱۴۔ معلوم ہوا کہ عالم گنہگار کا عذاب جاہل گنہگار سے زیادہ ہے۔

ا۔ (شان نزول) بعض کفار نے اعتراض کیا تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہوتے تو آپ نکاح نہ کرتے' بیوی بچے نہ رکھتے تارک الدنیا ہوتے' ان کے جواب میں یہ آیت اتری ۲۔ اس طرح کہ بغیر بیوی و اولاد صرف یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے عمر شریف گزاری' باقی تقریباً تمام انبیاء کرام نے نکاح فرمایا یعنی نکاح سنت انبیاء ہے۔ جسے فطرت کہتے ہیں' ایسے ہی زیادہ بیویاں رکھنا بھی نبوت کے خلاف نہیں' داؤد علیہ السلام کی ۹۹ بیویاں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیویاں تھیں' اور وہ نبی تھے ہندوؤں کے بعض اوتار کنھیا اور راجہ جسرت وغیرہ کی چند بیویاں تھیں۔ کنھیا کی بیویاں ایک ہزار تھیں ۳۔ یعنی تمام معجزے

وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ

ہو گا نہ بچانے والا اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ۱؎

وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ

اور ان کے لئے بیبیاں اور بچے کئے ۲؎ اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی

اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾

نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ۳؎ ہر وعدہ کی ایک لکھت ہے ۴؎

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾

اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے ۵؎

وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

اور اگر ہم تمہیں دکھا دیں کوئی وعدہ جو انہیں دیا جاتا ہے یا پہلے ہی اپنے پاس بلائیں ۶؎

فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ

تو بہر حال تم پر تو صرف پہنچانا ہے اور حساب لینا ہمارا ذمہ کیا انہیں

يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ

نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے آ رہے ہیں ۷؎

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ

اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں ۸؎ اور اسے حساب لیتے

الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

دیر نہیں لگتی ۹؎ اور ان سے اگلے فریب کر چکے ہیں ۱۰؎

فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ

تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے ۱۱؎ جانتا ہے جو کچھ کوئی جان کمائے

وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ

اور اب جاننا چاہتے ہیں کافر کسے ملتا ہے پچھلا گھر ۱۲؎ اور کافر

رب کے حکم سے ہوتے ہیں' مگر بعض معجزے نبی کی ذات کو لازم رہتے ہیں جیسے یوسف علیہ السلام کے لئے حسن اور بعض معجزے نبی کے اپنے اختیار سے صادر ہوتے ہیں مگر باذن اللہ' جیسے عصا موسوی کا سانپ بن جانا' کہ جب آپ اسے اپنے اختیار سے چھوڑتے تھے' تو باذن اللہ سانپ بن جاتا تھا۔ اور بعض میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا جیسے آیات قرآنی کا نزول ۴۔ یہ کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ کلام الٰہی میں نسخ کیوں ہے فرمایا گیا کہ جیسے تکوینی احکام موت' زندگی وغیرہ کی مدت مقرر ہے' ایسے ہی شرعی احکام کی بھی ایک مدت معین ہے نسخ اس مدت کا بیان ہے لہٰذا اس پر کچھ اعتراض نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ بعض تقدیروں میں رد و بدل ہوتا ہے اور بعض میں نہیں' پہلی کو محو و اثبات کہتے ہیں دوسری کو حتم مقضی' دعاؤں اور نیک اعمال سے پہلی تقدیر میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ دوسری تقدیر میں رد و بدل ناممکن ہے' بعض علماء نے فرمایا کہ اس میں بندوں کے معاف شدہ اور باقی رہنے والے گناہ مراد ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس میں منسوخ اور محکم آیات و احکام مراد ہیں' اور بھی اس میں چند قول ہیں ۶۔ یعنی کفار کے جن عذابوں کی آپ نے پیشین گوئی فرمائی ہے' ان میں سے بعض تو آپ کی ظاہری حیات شریف میں آ جائیں گے جیسے بدر و حنین میں ان کی شکست اور بعض آپ کے پردہ فرمانے کے بعد ظاہر ہوں گے اگرچہ حضور وفات کے بعد بھی عالم کو دیکھتے سنتے ہیں مگر یہ دیکھنا اور نوعیت کا ہے' حیات شریف میں دیکھنا اور نوعیت کا ہے' اس لئے یہاں وفات کا مقابلہ معائنہ سے کیا گیا' لہٰذا اس آیت سے حضور کے نہ دیکھنے پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی' دیکھو ہر نمازی قیامت تک نماز میں حضور کو سلام عرض کرتا ہے۔ حالانکہ نہ سننے والے کو سلام کرنا منع ہے ۷۔ اس طرح کہ مجاہدین کفار کے علاقے برابر فتح فرما رہے ہیں جس سے دارالکفر کے حدود گھٹ رہے ہیں اور دارالاسلام کے حدود بڑھ رہے ہیں' یہ آیت مدنی ہے اگرچہ سورۃ رعد مکیہ ہے کیونکہ مکی آیات میں جہاد کا ذکر نہیں ہوتا' اس کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ تمہارے سارے علاقے مسلمان فتح کر لیں گے اور ایسا ہی ہوا ۸۔ یہاں حکم سے مراد تکوینی حکم ہیں' جن میں بندوں کا اختیار نہیں ہے' جیسے موت و حیات ۹۔ چنانچہ قیامت میں ساری مخلوقات کے مکمل حسابات دنیا کے آدھے دن کی مدت میں ہو جائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (جلالین) قیامت کا باقی دن شفیع کی تلاش اور حضور کی نعت گوئی میں صرف ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۱۰۔ جیسے عاد و ثمود وغیرہ جنہوں نے اپنے نبیوں کے قتل کی تدبیریں کیں' اس میں حضور کو تسلی دی گئی ہے کہ جیسا معاملہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ کر رہی ہے آپ سے پہلے پیغمبروں سے بھی ان کی قوم نے ایسے ہی کیا تھا ۱۱۔ لہٰذا اسکے بغیر ارادہ کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا' اے محبوب آپ مطمئن رہیں' یہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ۱۲۔ یا تو دنیا میں جان لیں

(بقیہ صفحہ ۴۰۵) گے مسلمانوں کی فتوحات دیکھ کر یا موت کے وقت یا قبر میں پہنچ کر یا محشر میں' چونکہ ہر آنے والی چیز قریب ہے اس لئے فرمایا بعلم عنقریب جان لیں گے' آخری صورتوں میں سارے کفار مراد ہیں' اول صورت میں صرف کفار مکہ ؟

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی نبوت کا اللہ تعالیٰ گواہ ہے' جیسا کہ اس کی توحید کے حضور گواہ' اسی لئے رب پر اعتراضات کو حضور دفع فرماتے ہیں اور حضور پر اعتراضات کو اللہ تعالیٰ اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ کی گواہی معجزات' قرآنی آیات اور عالم کی چیزوں کا حضور کے تابع فرمان ہونا ہے' دوسرے یہ کہ جو حضور کو رسول نہ مانے' یا آخری نبی نہ مانے' یا حضور کے دین کو غیر منسوخ نہ مانے' وہ کافر ہے ۲۔ اس سے علم کی افضلیت معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے علماء کی گواہی اپنے ساتھ بیان فرمائی اور یہاں علماء سے یہود و نصارٰی کے وہ تمام علماء مراد ہیں' جنہوں نے حضور کی حقانیت کی گواہیاں دیں ۳۔ سورہ ابراہیم مکیہ ہے سواء اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا الخ دو آیتوں کے' اس سورہ میں سات رکوع' باون آیات آٹھ سو اکسٹھ کلمات' تین ہزار چار سو چونتیس حروف ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ لوگوں کو ظلمت کفر سے نکال کر ایمان کی روشنی میں داخل کرتے ہیں' کوئی شخص صرف قرآن سے بغیر حضور کے واسطے ہدایت نہیں پا سکتا' ۵۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کریم لوگوں کو تاریکی سے نکالنے کے لئے آیا ہے' نہ کہ حضور کو' حضور تو اول ہی سے نور ہیں اور نزول قرآن سے پہلے آپ نمازی' عابد و زاہد تھے' دوسرے یہ کہ ہم لوگ نزول قرآن کے بعد بھی حضور کے محتاج ہیں۔ قرآن کریم تخم ہے حضور رحمت کی بارش' جیسے تخم کو زمین میں بو دیئے جانے کے بعد بارش کی حاجت ہے۔ ایسے ہی ہم قرآن سن کر سیکھ کر حضور کی نگاہ کرم کے محتاج ہیں' بہت لوگوں کو بغیر قرآن صرف حضور سے ہدایت ملی ہے' جیسے حضرت ورقہ ابن نوفل بحیرہ راہب' یا وہ کفار جو عین حالت جنگ میں صرف کلمہ پڑھ کر حضور کی زیارت کر کے شہید ہو گئے۔ نہ قرآن سنا نہ کوئی عمل کیا۔ لیکن صرف قرآن سے بغیر حضور کی وساطت کسی کو ہدایت نہ ملی۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر بغیر توریت صرف موسیٰ علیہ السلام کے توسل سے مومن' صحابی' شہید' صابر سب کچھ بن گئے تیسرے یہ کہ حضور تاقیامت تمام انسانوں کے رہبر ہیں۔ جب جسے ہدایت و نور ملے گا' حضور سے ملے گا۔ کیونکہ رب نے' الناس بغیر کسی قید کے فرمایا چوتھے یہ کہ حضور کی بعثت اصلاً" تو انسانوں کے لئے ہے دوسری مخلوق جنات وغیرہ انسانوں کے تابع ہے۔ اس لئے یہاں خصوصیت سے انسانوں کا ذکر ہوا' لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ حضور جنات وغیرہ و تاریکی سے نہ نکالیں ۶۔ یہ سب اللہ کی مخلوق درحقیقت اسی ہی کی مملوک ہیں' اگرچہ ظاہری طور پر اس کے بعض بندے بھی مالک ہوتے ہیں ۷۔ کفار عرب اسلام سے اس لئے محروم رہے کہ انہیں اپنی آمدنیاں بند ہو جانے اور اپنی ریاست جاتے رہنے کا اندیشہ تھا' لہٰذا کفار پر یہ آیت بخوبی چسپاں ہے ۸۔ یا اس طرح کہ لوگوں کو غلط راستے پر لگاتے ہیں' یا اس طرح کہ اسلام میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں' اس سے ان علماء کو عبرت پکڑنی چاہیے' جو نئے نئے مذہب نکالتے ہیں اور اپنے کو عالم دین کہتے ہیں ۹۔ یعنی چونکہ یہ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ گر بھی' لہٰذا ان کا عذاب بھی سخت ہے۔

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے [۱]

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے [۲]

اٰیَاتُھَا ۵۲ | ۱۴ سُوْرَۃُ اِبْرٰھِیْمَ مَکِّیَّۃٌ ۷۲ | رُکُوْعَاتُھَا ۷

سورہ ابراہیم مکی ہے اس میں ۵۲ آیات اور ۷ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الۗرٰ ۣ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ تم لوگوں کو اندھیریوں

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ

سے اجالے میں لاؤ [۴] ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو

الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

عزت والا سب خوبیوں والا ہے [۵] اللہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ

اور جو کچھ زمین میں [۶] اور کافروں کی خرابی ہے ایک سخت

شَدِيْدِۨ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

عذاب سے جنہیں آخرت سے دنیا کی زندگی

عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ

پیاری ہے [۷] اور اللہ کی راہ سے روکتے

يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۳﴾ وَمَآ

اور اس میں کجی چاہتے ہیں [۸] وہ دور کی گمراہی میں ہیں [۹] اور ہم

اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا ۱؎ کہ وہ انہیں صاف بتائے ۲؎

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ

پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور وہی

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ

عزت حکمت والا ہے اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں لے کر

اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ

بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیریوں سے اجالے میں لا ۳؎ اور انہیں اللہ کے

بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

دن یاد دلا ۴؎ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکر گزار کو ۵؎

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا یاد کرو اپنے اوپر اللہ کا احسان ۶؎

اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ

جب اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی جو تم کو بری مار دیتے تھے ۷؎

وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَفِيْ

اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیاں زندہ رکھتے اور اس

ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ

میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا ۸؎ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ

سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا ۹؎ اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب

لَشَدِيْدٌ ۝ وَقَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَمَنْ

سخت ہے اور موسیٰ نے کہا اگر تم اور زمین میں جتنے ہیں ۱۰؎ سب

۱؎ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے تمام زبانیں سکھائی ہیں کیونکہ ہر نبی اپنی قوم مبعوث کی زبان جانتے ہیں اور دنیا کی ساری قومیں حضور کی امت اور حضور کی مبعوث الیہ قوم ہیں' لہٰذا حضور سب کی زبانیں جانتے ہیں' احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ' ہرنی' چڑیاں' لکڑیاں حضور سے کلام کرتی تھیں اور حضور سمجھ لیتے تھے اور کیوں نہ ہو کہ سرکار تمام انبیاء سے زیادہ عالم ہیں' آدم علیہ السلام کو ہر زبان بتائی گئی۔ سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولی کا علم دیا گیا جو قرآن سے ثابت ہے' ۲؎ اپنی قوم کو بلاواسطہ اور دوسروں کو علماء کے ترجموں کے ذریعہ سے' چنانچہ آج تمام دنیا میں علماء تبلیغ فرما رہے ہیں' یہ حضور ہی کی تبلیغ ہے ۳؎ معلوم ہوا کہ نبی کفر سے نکال کر روشنی ایمان میں مخلوق کو داخل کرتے ہیں' ظلمات کو جمع فرمانے سے معلوم ہوا کہ کفر' ضلالت' بدعملی' ہر خرابی سے نکالنا پیغمبر ہی کا کام ہے' ان کی مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ میلاد' معراج و شب قدر میں علماء سے وعظ کرانا محمود ہے کہ وہ واعظین اللہ کے دن یاد دلاتے ہیں' دوسرے یہ کہ جن دنوں کو اللہ کے پیاروں سے کوئی خاص نسبت ہو جاوے' وہ اللہ کے دن بن جاتے ہیں' یہاں ایام اللہ سے مراد یا تو قوم عاد و ثمود پر عذاب آنے کی تاریخیں ہیں' یا بنی اسرائیل پر من و سلوٰی اترنے کی' اور فرعون کے غرق ہونے کی' اگلی آیت سے اس دوسری تفسیر کو قوت حاصل ہوتی ہے ۵؎ یعنی کفار پر عذاب آنے کی تاریخیں اور ابرار کو انعامات ملنے کی تاریخیں اللہ کی نشانیاں ہیں مگر صابروں شاکروں کے لئے ۶؎ یا اس طرح کہ ان باتوں کا ذکر و تذکرہ کیا کرو' یا اس طرح کہ جب وہ تاریخیں آئیں تو عبادات کیا کرو۔ چنانچہ یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے' کیونکہ اس دن فرعون ڈوبا تھا' اس یادگار میں اسلام میں بھی یہ روزہ اولاً فرض تھا' اب سنت ہے معلوم ہوا کہ بزرگان دین کی یادگاریں منانا' بڑی تاریخوں میں عبادات کرنا سنت انبیاء ہے ۷؎ فرعون کے ظلموں کو عذاب یا بمعنی لغوی فرمایا گیا یعنی سخت تکلیف یا بمعنی اصطلاحی یعنی بنی اسرائیل کے جرموں کی سزا جو رب نے دی' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر کافر و ظالم حکام کا تسلط ہونا رب کا دنیاوی عذاب ہے اور ہمارے برے اعمال کا نتیجہ ہے اور اچھے حکام رب تعالیٰ کی رحمت اور نیک اعمال کا نتیجہ ہیں ۸؎ یعنی اس نجات دینے میں اللہ کا بڑا فضل ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر و ظالم کی ہلاکت' اس کی موت اللہ کی رحمت ہے جیسے علماء و صالحین کی وفات ہمارے لئے مصیبت ہے' ظالم کی موت پر خوشی کرنا اچھا ہے ۹؎ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نعمت کا شکر کرنا چاہیے اور نعمتیں تو مختلف ہیں لہٰذا ان کے شکر بھی مختلف' کفار معصیت سے شکر کرتے ہیں' مومن عبادت سے' دیکھ لو ہولی' دیوالی میں کیا ہوتا ہے۔ اور عید بقر' عید الفطر میں کیا ہوتا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت میں زیادتی ہوتی ہے' اور صبر اللہ تعالیٰ ملتا ہے' لہٰذا شکر سے صبر افضل ہے ۱۰؎ جن و انس' اس سے حضرات انبیاء کرام علیحدہ ہیں کیونکہ ان کا کفر محال ہے یا یہ ناممکن کو فرض کیا گیا جیسے لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ خلاصہ یہ ہے رب تعالیٰ تمہاری اطاعت سے بے نیاز ہے' اس میں تمہارا ہی نفع ہے' نافرمانی میں تمہارا اپنا ہی نقصان ہے۔

ع ۱۴

۱۔ یعنی آ چکی ہیں یا توارات میں' یا وہ لوگ تاریخ سے خبردار تھے' یا ان قوموں کی اجڑی ہوئی بستیوں پر گزرا کرتے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ تاریخ کا علم معتبر ہے' اگر نص کے خلاف نہ ہو' ایسے ہی کسی واقعہ کی شہرت اس کا ثبوت ہے ۲۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کی قوم اور قوم شعیب و قوم لوط وغیرہم ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ تمام انبیاء اور ان کی امتوں کا تفصیلی علم ہم کو نہیں ملا' لہٰذا ان پر اجمالی طور پر ایمان لانا چاہیے۔ کہ سارے نبی برحق ہیں' دوسرے یہ کہ کوئی شخص اپنا نسب آدم علیہ السلام تک نہ بیان کرے کہ کسی کو اس تفصیل کی خبر نہیں' تیسرے یہ کہ حضور کا نسب شریف عدنان تک تو معلوم ہوا ہے' آگے یقینی نہیں'

فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿۸﴾
کافر ہو جاؤ تو بے شک اللہ بے پرواہ سب خوبیوں والا ہے

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ
کیا تمہیں ان کی خبریں نہ آئیں جو تم سے پہلے تھی نوح کی قوم

وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ
اور عاد اور ثمود اور جو ان کے بعد ہوئے انہیں اللہ ہی جانے

إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ
ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے تو وہ اپنے ہاتھ

فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَ
اپنے منہ کی طرف لے گئے اور بولے ہم منکر ہیں اس کے جو تمہارے ہاتھ بھیجا

إِنَّا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿۹﴾ قَالَتْ
گیا اور جس راہ کی طرف ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں وہ شک ہے کہ بات کھلنے نہیں دیتا

رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ
ان کے رسولوں نے کہا کیا اللہ میں شک ہے آسمان اور زمین کا بنانے والا

يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ
تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے اور موت کے مقرر

إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۚ قَالُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ
وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے بولے تم تو ہمیں جیسے آدمی

مِثْلُنَا تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ
ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا

آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿۱۰﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ
پوجتے تھے اب کوئی روشن سند ہمارے پاس لے آؤ ان کے رسولوں نے ان سے کہا

عدنان موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھے' انہیں سے عرب عدنان کا سلسلہ چلتا ہے' چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور ان کی امتوں کا تفصیلی علم دیا۔ معراج میں سارے نبیوں سے حضور کی ملاقات ہوئی۔ اور سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی' رب فرماتا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ ۴۔ اللہ نے ہر نبی کو معجزے عطا فرمائے مگر جب ہم کو ہر پیغمبر کی تفصیل وار خبر نہیں' تو ان کے معجزوں کی تفصیل کیسے معلوم ہو سکتی' ہاں بغیر معجزہ کوئی پیغمبر نہیں آئے' ایسے ہی ہر پیغمبر پر تبلیغ کی وحی آنی ضروری ہے ۵۔ حیرت یا غصہ ظاہر کرنے کے لئے یا پیغمبروں کے منہ پر ہاتھ رکھا' ان کی تبلیغ روکنے کے لئے یعنی ایسی بات نہ کہو' پہلی تفسیر قوی ہے کہ عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے منقول ہے ۶۔ یعنی معاذ اللہ تمہارے جھوٹے ہونے کا ہم کو یقین ہے اور توحید و ایمان کے برحق ہونے میں ہمیں شک ہے۔ کفر و انکار اور چیز کا ہے شک دوسری چیز کا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی میں شک کرنا درحقیقت رب میں شک کرنا ہے' جیسے کہ نبی کا ماننا رب کا ماننا ہے' کیونکہ یہاں کفار نے نبی میں شک کیا تھا' جسے اللہ کے بارے میں شک کرنا قرار دیا گیا کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظہر ہیں' رب نے جسمانی تربیت کے لئے ظاہری غذائیں و دوائیں پیدا فرمائیں' روحانی پرورش کے لئے قرآن اور اسلام کے احکام بذریعہ نبی بھیجے' اب نبی کا انکار رب کی ربوبیت کا انکار ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ نبی کا بلانا خود رب کا بلانا ہے' کیونکہ ان قوموں کو براہ راست رب نے نہ بلایا تھا بلکہ ان کے رسولوں نے بلایا تھا۔ مگر فرمایا گیا کہ تمہیں رب بلاتا ہے' اس لئے رسول کی اطاعت رب کی اطاعت ہے' ۹۔ یعنی کفر کے زمانہ کے بعض گناہ' اسلام لانے کی برکت سے بخش دے' کچھ گناہ اس لئے فرمایا کہ حقوق العباد معاف نہیں ہوتے' جب تک کہ خود بندہ معاف نہ کرے ۱۰۔ کفر کی جڑ پیغمبر کو اپنی مثل جاننا ہے شیطان بھی اسی سے کافر ہوا' اور دیگر قومیں بھی اسی سے ہلاک ہوئیں' جب تک کہ دل میں پیغمبر کی عظمت نہ ہو' اس وقت تک ان کے دین کا وقار ہرگز قائم نہیں ہو سکتا ۱۱۔ باپ دادوں کی یہ پیروی حرام ہے' یعنی شریعت اور حکم رسول کے مقابلہ میں اور بزرگان دین کی پیروی ایمان کا رکن ہے' رب فرماتا ہے۔ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ بلکہ راہ حق کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ مقبولین بارگاہ کا راستہ ہو ۱۲۔ یعنی جو معجزات تم نے دکھائے' وہ تو کچھ شمار ہی میں نہیں' ہماری تسلی ان سے نہ ہوئی جو معجزے ہم مانگ رہے ہیں' وہ دکھاؤ۔

ع ۶

الثلثة

ا۔ یہ ہی لفظ کافروں کے منہ سے نکلے تو کفر ہے' نبی کے منہ سے نکلے تو ان کا کمال ہے' خیال رہے کہ نبی کو بشریا تو رب نے فرمایا یا خود نبی نے اپنے کو' یا کفار نے' ان تینوں کے سوا کسی نے انہیں بشر نہ کہا' اب جو انہیں بشر کہہ کر پکارے' وہ نہ رب ہے' نہ نبی' تو لا محالہ بے ایمان ہی ہے' رب فرماتا ہے۔ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا ۲۔ یعنی تم نے میری ظاہری شکل تو دیکھی' مگر اندرونی وصف اور رب کا فضل نہ دیکھا۔ معلوم ہوا کہ نبی کو دیکھنے والی نگاہ اور ہی ہوتی ہے جو انسان کو صحابی بنا دیتی ہے ۳۔ یا تو ہر دفعہ حکم آتا ہے' یا ایک بار دے دیا جاتا ہے' پھر وہ معجزات اپنے اختیار سے دکھاتے رہتے ہیں' جیسے ہم کو اجازت دے دی گئی ہے' پھر ہم اپنے اعضاء اپنے

اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰی

ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان ۱ مگر اللہ اپنے بندوں میں

مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِیَكُمْ

جس پر چاہے احسان فرماتا ہے ۲ اور ہمارا کام نہیں کہ ہم تمہارے پاس

بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ

کچھ سند لے آئیں مگر اللہ کے حکم سے ۳ اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَی اللّٰهِ وَقَدْ

چاہیے ۴ اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں اس نے

هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَی

تو ہماری راہیں ہمیں دکھا دیں اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور

اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ ع وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے ۵ اور کافروں نے اپنے

لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ

رسولوں سے کہا ہم ضرور تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین پر ہو

فَاَوْحٰۤی اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ

جاؤ ۶ تو انہیں ان کے رب نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور ان ظالموں کو ہلاک کریں گے اور ضرور ہم تم

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ

کو ان کے بعد زمین میں بسائیں گے ۷ یہ اس کے لئے ہے جو میرے حضور کھڑے ہونے

وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ﴿۱۵﴾

سے ڈرے ۸ اور میں نے جو عذاب کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے اور انہوں نے فیصلہ مانگا ۹

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَیُسْقٰی مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍ ﴿۱۶﴾

اور ہر سرکش ہٹ دھرم نامراد ہوا ۱۰ جہنم اس کے پیچھے لگی ۱۱ اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا ۱۲

اختیار سے استعمال کرتے رہتے ہیں' تو ہماری ہر جنبش اور ہر حرکت رب کے حکم سے ہے مگر اس میں ہمارے اختیار کو بھی دخل ہے۔ لہٰذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انبیاء کرام معجزات میں بالکل بے اختیار ہوتے ہیں' دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب بھی لاٹھی پھینکتے تھے' سانپ بن جاتی تھی' ہر دفعہ آپ رب سے باقاعدہ اجازت نہ چاہتے تھے' یوسف علیہ السلام کا حسن معجزہ تھا جو ہر وقت آپ کے ساتھ تھا' اس آیت کا مقصد یہ ہے' کہ جو معجزے تم مانگ رہے ہو' وہ ہم کو عطا نہیں ہوئے' اور ہم بغیر عطاء رب معجزات ظاہر نہیں کر سکتے' لہٰذا آیت پر کوئی غبار نہیں ۴۔ یعنی مجھے تمہاری مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں' کیونکہ جب میرے غلام مومن رب پر متوکل ہیں۔ تو میں نبی ہوں' مجھے اس پر توکل کیوں نہ ہو' اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نبی نہ تھا وہ لوگوں کے خوف سے حج تک نہ کر سکا۔ پٹھانوں کے ڈر سے کابل تبلیغ کے لئے نہ گیا' یہ باتیں توکل کے خلاف ہیں ۵۔ یہاں توکل سے مراد بھروسہ پر قائم رہنا ہے تفسیر خزائن العرفان میں ہے' کہ توکل کی حقیقت بدن کو عبودیت میں ڈالنا' دل کو ربوبیت سے متعلق کرنا' عطا پر شکر اور بلا پر صبر کرنا۔ جسے یہ چار باتیں حاصل ہیں وہ متوکل ہے ۶۔ خیال رہے کہ یہاں عود کے معنی لوٹنا اور واپس ہونا نہیں' کیونکہ انبیاء کرام کبھی ان مشرکین کے دین میں نہ تھے' پھر واپسی کیسی' نیز ان کفار کا اس ملک کو اپنی زمین سمجھنا اور پیغمبر سے کہنا کہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے یہ بھی کفر ہے' زمین اللہ کی ہے اور اس کے رسولوں کی' اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو کفر کی رغبت دینا کفر ہے' جو کوئی کسی عورت کو نکاح توڑنے کے لئے کفر کی رغبت دے وہ خود کافر ہو جائے گا اور اس کا اپنا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ ارتداد کی وجہ سے ۷۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اپنے پڑوسی کو ستاتا ہے اللہ تعالیٰ اسی مظلوم پڑوسی کو اس ظالم کے مکان کا مالک بنا دیتا ہے' خیال رہے کہ جس زمین پر عذاب آوے' وہاں مسلمانوں کو رہنا منع ہے' لہٰذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ جس جگہ ان پر عذاب آوے گا اسی جگہ تم کو بسایا جائے گا ۸۔ یعنی کفار کو ہلاک کر کے مومنوں کو ان کے ملک کا مالک بنانا' صرف ان پیغمبروں کی امتوں سے خاص نہ تھا۔ قیامت تک یہ قانون جاری ہے کہ بدکاروں کو ہلاک فرما کر نیک کاروں کو ان کی جگہ کا مالک بنایا جائے گا۔ ۹۔ یعنی پیغمبروں نے اپنے رب سے فتح و نصرت مانگی' یا ان کی امتوں نے اپنے نبی کے وسیلہ سے نصرت مانگی۔ تو اللہ نے مومنوں و فتح دی اور کفار کو ہلاک فرمایا ۱۰۔ کہ مرتے ہی دوزخ کا عذاب' اور بعد قیامت دوزخ کا داخلہ ہو گا۔ خیال رہے کہ کافروں کو قبر میں دوزخ کا عذاب ہو گا کہ وہاں کی کھڑکی کھل جاوے گی۔ جس سے دوزخ کی گرمی اور بدبو آوے گی' گنہگار مسلمان کو قبر کی وحشت' تنگی و تاریکی کا عذاب تو ہو گا۔ مگر دوزخ کا عذاب نہ ہو گا ۱۱۔ یعنی دوسرے دوزخیوں کا خون و پیپ اس کا پانی ہو گا جسے یہ پئے گا۔ یہ سرداران کفر کا

(بقیہ صفحہ ۴۰۹) حال ہو گا۔ جنہوں نے دوسروں کو گمراہ کیا۔
ا۔ یعنی دوزخی کے ہر رونگٹے میں اسباب موت ہواخل ہوں گے، مگر پھر بھی موت نہ آوے گی، اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کو فنا نہیں اور دوزخی کافروں کو کبھی عذاب سے نجات نہیں جو اس کا منکر ہے، وہ اس آیت کا انکاری ہے، ۲۔ یہاں کفار کے اعمال سے ان کے وہ کام مراد ہیں، جنہیں وہ نیکی سمجھ کر کرتے تھے، جیسے غریبوں کی دستگیری، کنویں کھدوانا، سبیل اور مسافر خانے بنوانا وغیرہ، نہ کہ نماز و روزہ کیونکہ وہ یہ نہ کرتے تھے ۳۔ اس لئے کہ نیک کام پانی ہے اور اچھا عقیدہ جڑ ہے، جڑ کٹ جانے پر پانی دینا کام نہیں آتا ۴۔ یعنی ایسی گمراہی جو ثواب سے دور رکھے، کہ خواہ کتنے ہی نیک اعمال کرے، مگر ثواب نہ پائے، کمزور زمین پر عمارت گر جاتی ہے، کمزور عقائد پر نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں ۵۔ یہاں حضور سے خطاب ہے اور حق عبث کا مقابل ہے۔ یعنی اے محبوب تم نے تو دیکھا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین میں ہزارہا حکمتیں رکھی ہیں، ان میں سے کچھ عبث و بے کار پیدا نہ فرمایا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سارے عالم سے پہلے پیدا ہوا۔ اور حضور نے ہر چیز کو پیدا ہوتے دیکھا۔ دوسرے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آسمان و زمین کی حکمتوں اور ہر چیز کو تاثیر سے واقف ہیں، جن کا پتہ آج تک سائنس والوں کو بھی نہ ملا ۶۔ اس میں کفار مکہ سے خطاب ہے، اور ایسا ہی ہوا کہ ابو جہل وغیرہ ہلاک کئے گئے اور وہاں مسلمان آباد ہوئے، ان سرداروں نے اکڑ دکھائی تو مدینہ منورہ کے مساکین سے دین کی خدمت لے لی گئی ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور دنیا کے معاملات انہیں یاد ہوں گے کہ ہم فلاں کافر کی پیروی کرتے تھے، دوسرے یہ کہ مومنین صالحین اپنے پیرو کاروں کی بلائیں باذن پروردگار ٹال دیں گے، شفاعت وغیرہ کے ذریعہ، یہ دیکھ کر ہی کفار اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ تم بھی ہماری بلائیں ٹالو، جیسے گنہگار مسلمانوں کی آفات ان کے نیک کاروں کی شفاعت سے ٹل گئیں، تب ان کے سردار وہ جواب دیں گے جو آگے مذکور ہے، بہر حال یہاں کفار کی گفتگو کا ذکر ہے، یہ آیت مسلمانوں پر چسپاں کرنا گمراہی اور جہالت ہے، ۸۔ ان کا یہ کلام بھی بے ادبی کا ہے کہ گمراہی کو رب کی طرف نسبت کیا اس آیت نے صاف صاف بتا دیا کہ یہ گفتگو گمراہوں اور کافروں کی ہے، نہ کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کی اپنے معتقدین سے، جیسے کہ آج جاہل وہابیوں نے سمجھا

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ
بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہو گی اور اسے ہر طرف

مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾
سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں ۱ اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۣ اشْتَدَّتْ
اپنے رب سے منکروں کا حال ایسا ہے کہ ان کے کام ہیں ۲ جیسے راکھ کہ اس پر ہوا

بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
کا سخت جھونکا آیا آندھی کے دن میں ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ

عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ
لگا ۳ یہی ہے دور کی گمراہی ۴ کیا تو نے نہ دیکھا کہ

اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ
اللہ نے آسمان و زمین حق کے ساتھ بنائے ۵ اگر چاہے تو

يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى
تمہیں لے جائے اور ایک نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ پر کچھ

اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا
دشوار نہیں ۶ اور سب اللہ کے حضور علانیہ حاضر ہوں گے۔ تو جو کمزور تھے

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ
بڑائی والوں سے کہیں گے ہم تمہارے تابع تھے کیا تم سے ہو سکتا ہے

مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ
کہ اللہ کے عذاب میں سے کچھ ہم پر سے ٹال دو ۷ کہیں گے

هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا
اللہ ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تمہیں کرتے ۸ ہم پر ایک سا ہے چاہے بیقراری کریں یا صبر سے رہیں

ا۔ یعنی دنیا میں آفتوں، مصیبتوں پر صبر بڑے اجر کا سبب تھا مگر اب دوزخ میں رہ کر صبر کریں یا بے صبری اب یہاں سے رہائی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دنیا دار العمل تھی۔ آخرت دار الجزاء ہے۔ ۲۔ اور کفار دوزخ میں پہنچ جاویں گے، اسے ملامت کریں گے، کہ تو ہم کو یہاں لایا۔ تیرے وعدے کیا تھے اور ہوا کیا اس سے معلوم ہوا کہ شیطان دوزخ میں سزا پائے گا۔ اور کفار اس سے ملاقات کریں گے اس کو پہچانیں گے، ظاہر یہ ہے کہ یہاں شیطان سے مراد ابلیس ہی ہے ۳۔ اپنے ایجنٹ یعنی سرداران کفار کے ذریعہ کہ نہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے، نہ سزا جزا ہے، بت پرستی اچھی چیز ہے معلوم ہوا کہ کفار کے پیشواؤں کا کلام درپردہ ابلیس کا کلام ہے۔ ابلیس نے ان سرداروں کے وعدہ کرنے کو اپنا وعدہ قرار دیا۔ ورنہ خود ابلیس نے براہ راست کسی سے وعدہ نہ کیا تھا ۴۔ اس طرح کہ نہ میرے پاس اپنے وعدے پر کچھ دلائل تھے نہ تم پر زور اور جبر، یہاں سلطان سے مراد وہ سلطان نہیں جس کی نفی مقبولین بارگاہ سے کی گئی کہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ وہاں بہکا سکنا مراد ہے ۵۔ کہ تم نے رب کی نہ مانی۔ میری مانی، بتاؤ تمہارا قصور ہے یا نہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے، خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا، وہ بڑا موحد ہے، ایسا موحد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیت نہ کیا۔ کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بو آتی تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کرکے ساری ایمانی چیزوں کا ماننا ایمان نہیں، شیطان رب تعالیٰ کی ذات صفات، جنت، دوزخ، حشر، نشر سب کا قائل تھا مگر کافر رہا۔ کیوں، صرف اس لئے کہ نبی کا منکر تھا، جس پر مدار ایمان ہے، وہ نبوت کا عقیدہ ہے، اس لئے قبر میں توحید اور دین کا سوال کرنے کے بعد حضور کی پہچان کرائی جاتی ہے ۷۔ کہ ان کا وہاں مددگار کوئی نہیں، اور جن سے انہیں آس تھی، وہ ایسا کورا جواب دے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے بہت مددگار مقرر فرماوے گا ۸۔ اس سلام کی ابتداء آدم علیہ السلام کے وقت سے ہوئی۔ کہ آپ نے نور محمدی اپنے انگوٹھے کے ناخن میں دیکھ کر اسے سلام کیا۔ رب تعالیٰ نے حضور کی طرف سے جواب دیا ۹۔ کلمہ طیبہ سے مراد کلمہ توحید اور ساری اچھی باتیں ہیں، جیسے قرآن، تسبیح، حمد الٰہی، نعت رسول، دین کی تبلیغ وغیرہ تمام کلمات اس میں داخل ہیں، کہ جب دل میں جاگزیں ہو جاویں، تو پھر نکلتے نہیں ۱۰۔ جیسے مضبوط درخت کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں، اور شاخیں اوپر چلی جاتی ہیں، ایسے ہی کلمہ طیبہ دل میں قائم ہے اور اس کی شاخیں تمام اعضا میں پھیلی ہوتی ہیں، کہ آنکھ، کان، ناک، وغیرہ کو برائیوں سے روکتا ہے

رکوع ۴

مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ﴿۲۱﴾ وَ قَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ

ہمیں کہیں پناہ نہیں لہ اور شیطان کہے گا جب فیصلہ ہو چکے

الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ

گا بے شک اللہ نے تم کو سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے جو تم کو وعدہ دیا تھا ؔ

فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَ مَا كَانَ لِیَ عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ

وہ میں نے تم سے جھوٹا کیا اور میرا تم پر کچھ قابو نہ تھا ؔ مگر یہی کہ

اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَ لُوْمُوْۤا

میں نے تم کو بلایا تم نے میری مان لی، تو اب مجھ پر الزام نہ رکھو خود اپنے اوپر

اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ

الزام رکھو ؔ نہ میں تمہاری فریاد کو پہنچ سکوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکو

اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ

وہ جو پہلے تم نے مجھے شریک ٹھہرایا تھا میں اس سے سخت بیزار ہوں ؔ بیشک ظالموں

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۲﴾ وَ اُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا

کے لئے دردناک عذاب ہے ؔ اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ

باغوں میں داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں

فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ

اپنے رب کے حکم سے اس میں ان کے ملتے وقت کا اکرام سلام ہے ؔ کیا تم نے نہ دیکھا

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ

اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی پاکیزہ بات کی ؔ جیسے پاکیزہ درخت جس کی

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ

جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ؔ ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے

حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةِ ۟اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ۫ وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ﴿۲۷﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ؕ وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِیْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ

اپنے رب کے حکم سے ۱؎ اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں، اور گندی بات کی مثال جیسے ایک گندہ پیڑ ۲؎ کہ زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا ۳؎ اب اسے کوئی قیام نہیں ۳؎ اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ۴؎ اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے ۵؎ اور اللہ جو چاہے کرے کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اتارا ۶؎ وہ جو دوزخ ہے اس کے اندر جائیں گے اور کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ۷؎ اور اللہ کیلئے برابر والے ٹھہرائے ۸؎ کہ اس کی راہ سے بہکا دیں تم فرماؤ کچھ برت لو کہ تمہارا انجام آگ ہے میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں ۹؎ اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے

۱؎ کلمہ طیبہ بھی زندگی میں نیک اعمال، موت کے وقت حسن خاتمہ، قبر میں وحشت کا دفع، حشر میں، حساب میں کامیابی کے پھل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ نصیب کرے۔ ۲؎ جیسے بستیا ماسی، لہسن، گندنا وغیرہ بدبودار درخت جن کی نہ تو جڑیں زمین میں پھیلی ہوتی ہیں، نہ شاخیں اوپر جاتی ہیں۔ زمین پر ہی پھیلا ہوتا ہے اور جلد اکھیڑ دیا جاتا ہے، بے دین ایک بات پر نہیں ٹھہرتا، بات کا کچا اور پھر جانے والا ہوتا ہے ۳؎ رب کا انکار حضورؐ کی توہین وغیرہ کہ کافر مرتے وقت ہی اپنا دین بھول جاتا ہے، حتیٰ کہ قبر میں بھی نہیں کہہ سکتا کہ میرا فلاں دین تھا۔ ھٰا۔ ھٰا۔ لاادری ہی پکارتا ہے۔ ۴؎ اس آیت میں عذاب قبر کا ثبوت ہے یعنی مؤمن دنیا میں بہر حال ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے۔ یہاں کے رنج و خوشی اسے اسلام سے نہیں ہٹاتے اور مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھ کر گناہوں سے توبہ کر کے مرتا ہے، حساب قبر پر اس کا دل مطمئن رہتا ہے، جس سے بہ آسانی جواب دے لیتا ہے مگر کافر دنیا میں تو رنج و غم، راحت و مصیبت میں ثابت قدم نہیں رہتا۔ اور قبر میں اس کا دل ٹھکانے نہیں رہتا۔ لہٰذا آخرت سے مراد قبر ہے کہ یہ بھی دنیا کی بعد کی زندگی ہے، ۵؎ کہ ان کے ظلم کی وجہ سے ان میں گمراہی پیدا فرما دیتا ہے، یعنی کسب بندہ کی طرف سے ہوتا ہے اور خلق رب کی طرف سے، جیسے گردن کاٹنے سے رب موت پیدا فرما دیتا ہے۔ تو قتل کرنا بندے کا کام ہے اور موت دینا رب کا کام ہے۔ ۶؎ اللہ کی نعمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اور نعمت بدلنے والے کفار مکہ، ان کا کفر اور سرکشی یہ نعمت بدلنا ہے یعنی ہم نے مکہ معظمہ کے باشندوں پر اتنا بڑا انعام کیا۔ کہ ان میں اپنا رسول بھیجا۔ مگر انہوں نے بجائے اطاعت کے ان کی نافرمانی کی۔ لہٰذا اگرچہ اس آیت میں ذکر تو کفار مکہ کا ہے، مگر اس میں سارے گستاخ داخل ہیں ۷؎ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گنہگار مسلمان اگرچہ دوزخ میں جائیں گے مگر دوزخ ان کا ٹھکانا نہ ہو گا، بلکہ ایک منزل کی طرح ہو گا۔ کہ وہاں کچھ رہ کر پاک و صاف ہو کر جنت میں جائیں گے، کیونکہ رب نے دوزخ کو کفار کا ٹھکانہ فرمایا ۸؎ اس سے معلوم ہوا کہ شرک کا دار و مدار اللہ تعالیٰ کی برابری پر ہے، اگر کسی کو اللہ کا بندہ ہی مان کر کسی وصف میں اس کا مقابل اور برابر مانا جاوے تو ماننے والا مشرک ہو گا۔ چنانچہ کفار اپنے بتوں سے قیامت میں یوں کہیں گے، اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اگر یہ عقیدہ نہ ہو، تو شرک نہیں، کفار کا بتوں کو مختار ماننا شرک اور مومن کا پیغمبروں کو رب کا بندہ مان کر رب کی عطا سے عالم کا مختار ماننا عین ایمان ہے، جیسے حاکم یا بادشاہ کو اپنی مملکت میں مختار ماننا، اسی لئے گنگا کی تعظیم شرک ہے، آب زمزم کی عظمت ایمان، بت کی طرف سجدہ شرک ہے، کعبہ کی طرف سجدہ ایمان ۹؎ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو نماز و روزہ و زکوٰۃ کی تبلیغ نہ کی جاوے گی۔ انہیں صرف ایمان کی تبلیغ ہو گی۔ کیونکہ رب نے حکم دیا کہ مومنوں کو نماز، زکوٰۃ، صدقہ و خیرات کی تبلیغ فرمائی جاوے،

يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی نہ یارانہ لے اللہ ہے جس نے آسمان

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا لہ تو اس سے کچھ پھل

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

تمہارے کھانے کو پیدا کئے لہ اور تمہارے لئے کشتی کو مسخر کیا

لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ

کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے لہ اور تمہارے لئے

لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ

ندیاں مسخر کیں اور تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے ۵ جو برابر چل رہے ہیں لہ اور

وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۭ وَاِنْ تَعُدُّوْا

تمہارے لئے رات اور دن مسخر کئے اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا لہ اور اگر اللہ کی

نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ

نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے لہ بے شک آدمی بڑا

كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ

ظالم بڑا ناشکرا ہے لہ اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی اے میرے رب اس شہر کو

اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ

امان والا کر دے لہ اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا لہ اے

اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ

میرے رب بیشک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیئے لہ تو جس نے میرا ساتھ دیا

فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

وہ تو میرا ہے لہ اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے لہ

ع ۵/۱۷

ا۔ کہ کسی کو کچھ دے کر نیک اعمال خرید لئے جائیں' یا کسی سے اعمال مانگ لئے جائیں' اپنے ہی عمل کام دیں گے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بندہ کسی کی طرف سے بدنی فرائض ادا نہیں کر سکتا۔ نہ نماز پڑھ سکے' نہ روزہ رکھ سکے' مالی اعمال دوسرے کی طرف سے ہو سکتے ہیں' جیسے حج بدل' یا ادا زکوٰۃ یا قربانی کسی کی طرف سے جب وہ اپنا مختار کر دے' خیال رہے کہ اس دن سے مراد یا موت کا دن ہے یا قیامت کا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنوؤں اور دریاؤں کا پانی بھی آسمان سے ہی آیا ہے' اس لئے اگر بارش نہ ہو تو سب خشک ہو جاتے ہیں ۳۔ جن میں سے بعض کو غذاء" اور بعض کو دواء" کھاتے ہو مقصد یہ ہے کہ عالم کی ساری چیزیں تمہاری خاطر بنائیں' ہم کو ان کی ضرورت نہیں تو انصاف یہ ہے کہ تم بھی کچھ کام ہمارے لئے کیا کرو' ہماری عبادت کیا کرو' اور وہ بھی حقیقتہ" تمہارے ہی لئے ہے ۴۔ اور تم ان کیفیتوں سے فائدے اٹھاؤ۔ ورنہ پانی بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اس کا قوام پتلا ہے' پھر اس کشتی کے ذریعہ تمام بھاری چیزیں سمندر میں تیر جاتی ہیں ایسے ہی ہم تو دنیا میں غرق ہو جاتے لیکن انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے طفیل دونوں جہاں میں تر جاتے ہیں ۵۔ لیکن کشتیوں اور چاند سورج کی تسخیر میں یہ فرق ہے کہ کشتیوں میں ہمارے ارادے کو دخل ہے' مگر چاند' سورج میں اصلا" دخل نہیں' اس کے باوجود وہ سب ہماری ہی خاطر ہیں' رب کو ان سے کوئی نفع نہیں ۶۔ کہ نہ کبھی ٹوٹے پھوٹتے ہیں' تا کہ مرمت کے لئے بھیجے جائیں' اور نہ کبھی آرام کے لئے چھٹی لیتے ہیں' لاکھوں برس سے مسلسل گھوم رہے ہیں تا کہ تم کام اور آرام کے لئے وقت مقرر کرو۔ اور لاکھوں قسم کے فائدے اٹھاؤ ۷۔ یہاں من تبعیضیہ ہے یعنی تمہاری ہر قسم کی منہ مانگی مرادوں میں سے بعض عطا فرمائیں' یا کل تکثیر کے لئے ہے اور من بیانیہ۔ یعنی تمہیں بہت سی منہ مانگی مرادیں بخشیں' جیسے رب فرماتا ہے۔ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ مقصد یہ ہے کہ کروڑوں نعمتیں تمہارے بغیر مانگے تمہیں بخشیں' جن کا ذکر ہو چکا۔ اور بہت سی نعمتیں تمہیں منہ مانگی دیں ہم تمہاری طلب تم سے زیادہ جانتے ہیں' ہماری عطا تمہارے مانگنے پر موقوف نہیں ۸۔ کیونکہ تمہارے ہر رونگٹے پر کروڑوں نعمتیں ہیں اور جب تمہیں اپنے بالوں کا شمار نہیں تو ان نعمتوں کا شمار کیسے ہو سکتا ہے' تمہاری گنتی سنکھ پر ختم ہو جاتی ہے اور وہاں سنکھ سے ابتداء ہوتی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص حضورؐ کے فضائل نہیں گن سکتا کیونکہ دنیا کی نعمتیں قلیل ہیں' رب فرماتا ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ اور حضور کے فضائل عظیم ہیں رب فرماتا ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور فرماتا ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ جب ہم قلیل یعنی تھوڑی کو نہیں گن سکتے' تو عظیم یعنی بڑی کو کیسے شمار کر سکتے ہیں' ۹۔ یہاں آدمی سے مراد یا ابوجہل' ابولہب وغیرہ ہیں یا مطلقا کافر و مشرک' جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہو رہا ہے ۱۰۔ یعنی مکہ شریف ہمیشہ شہر رہے کبھی ویران نہ ہو اور یہاں کوڑھ' جذام' برص' دجال کے داخلہ' قتل و غارت سے امن رہے' ۱۱۔ ظاہر یہ ہے کہ بَنِيَّ سے صلبی اولاد مراد ہے۔ یعنی بیٹے اور وہ تمام حضرات شرک سے محفوظ رہے اور اگر مطلقا اولاد مراد ہو تو معنی ہوں گے کہ میری ساری اولاد شرک میں گرفتار نہ ہو' ان میں مومن ضرور رہیں' رب نے ان کی دعا قبول فرمائی' قیامت تک سارے سید گمراہ نہیں ہو سکتے' ان میں مومن ضرور رہیں گے' کیونکہ یہ حضرات اولاد ابراہیم ہیں۔ قطب الاقطاب ہمیشہ سید ہی ہو گا۔ (صواعق محرقہ) ۱۲۔ یعنی یہ بت لوگوں کی گمراہی کا سبب بنے' ورنہ بت بے جان ہیں' بولتے نہیں ۱۳۔ میری شفاعت سے اس کے گناہ معاف فرما' یہ دعا آپ نے

(بقیہ صفحہ ۴۱۳) قیامت تک کے مومنوں کے لئے فرمائی' اس سے معلوم ہوا کہ مومن پیغمبر کی لمان میں رہتے ہیں' کیونکہ وہ نبی کے غلام بن جاتے ہیں۔ لہٰذا رب ان پر کرم فرماتا ہے ۱۴۔ تو چاہے تو انہیں توبہ کی توفیق دے اور بعد ایمان ان کے سارے گناہ بخش دے' لہٰذا اس آیت میں کافر کے لئے دعائے مغفرت نہیں۔
۱۔ یعنی حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیل اور ان کی اولاد کیونکہ اسماعیل علیہ السلام کا وہاں ٹھہرانا در حقیقت ان کی اولاد کا وہاں ٹھہرانا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام عرب کی اصل ہیں' کہ اہل عرب آپ کی اولاد میں ہیں جس وقت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ کو مکہ معظمہ میں چھوڑ گئے تھے' اس وقت وہاں

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ
اے ہمارے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی ۱؎ جس میں کھیتی
زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس ۲؎ اے ہمارے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں ۳؎
فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ
تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے ۴؎
وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ رَبَّنَآ
اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے ۵؎ شاید وہ احسان مانیں اے ہمارے رب
اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَي
تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ۶؎ اور اللہ پر کچھ چھپا
اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿۳۸﴾ اَلْحَمْدُ
نہیں ۷؎ زمین میں اور نہ آسمان میں سب خوبیاں
لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَي الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ
اللہ کو جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق دیئے ۸؎
اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿۳۹﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ
بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے ۹؎ اے میرے رب مجھے نماز کا قائم
الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ﴿۴۰﴾
کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے
رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ
اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو ۱۰؎ اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب
الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ
قائم ہوگا ۱۱؎ اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے

آبادی کوئی نہ تھی' بے آب و دانہ جنگل تھا۔ آپ کی دعا سے وہاں یہ رونقیں لگیں اس کا مفصل واقعہ ہماری تفسیر نعیمی پارہ الٓمٓ میں مطالعہ فرماؤ ۲۔ اگرچہ اس وقت تک آپ نے خانہ کعبہ تعمیر نہ فرمایا تھا۔ لیکن تعمیر نوحی کے نشانات باقی تھے' اور وہ جگہ مقرر تھی' اسی لئے یہ فرمایا۔ محرم کے معنی عزت و حرمت والا ہے' یا یہ معنی ہیں کہ وہاں خارجی آدمی کو بغیر احرام داخلہ حرام ہے۔ یا وہاں شکار حرام ہے یا وہاں دجال کا جانا حرام ہے' یا وہ جگہ طوفان نوحی سے محفوظ رہی (روح البیان) ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ مکہ معظمہ میں قیام کا مقصود صرف عبادت ہے اسی لئے رب نے وہاں کھیتی باڑی نہ رکھی' تاکہ وہاں کے لوگوں کو دنیاوی الجھنیں نہ ہوں' دوسرے یہ کہ تمام عبادات میں نماز افضل ہے کہ آپ نے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا یہ بھی معلوم ہوا' کہ مکہ مکرمہ میں نماز دوسری جگہ کی نماز سے بہتر ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے منہ سے جو کچھ نکلتا ہے ہو کر رہتا ہے آج تک مکہ مکرمہ شہر ہے وہاں کی زمین کھیتی باڑی کے لائق نہیں پھر بھی وہاں کے لوگ بھوکے نہیں مرتے' دنیا کماتی ہے وہ کھاتے ہیں' عام طور پر مسلمانوں کے دل مکہ مکرمہ کی طرف جھکتے ہیں' جو فرمایا وہ ہوا۔ ۵۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے مکہ معظمہ کے قریب طائف اور وادی فاطمہ کے جنگل پھلوں سے بھر دیئے' جن کی وجہ سے مکہ شریف کے بازار ہر قسم کے پھل سے بھرپور رہتے ہیں جو پھل وہاں مل جاتے ہیں وہ اور جگہ مشکل سے ملتے ہیں ۶۔ یعنی بعض دعائیں صراحتہً عرض کر دیں اور بعض تمنائیں دل میں ہیں جیسے حضرت سارہ کے بطن شریف سے بیٹا ملنا' کیونکہ یہ دعا حضرت اسحاق کی پیدائش سے پہلے تھی (روح البیان) مگر رب کو سب خبر ہے ۷۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی تائید فرمائی کہ واقعی انہوں نے ٹھیک فرمایا' رب تعالیٰ ہر ظاہر چھپے کو جانتا ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ بیٹا اللہ کی نعمت ہے خصوصاً جب کہ صالح یا ولی یا نبی ہو' کہ اس سے دنیا و آخرت دونوں کامل ہو جاتی ہیں۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل و اسحاق علیہما السلام کی پیدائش کو اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے شمار کیا۔ لیکن لڑکیوں سے گھبرانا مومن کی شان نہیں' ۹۔ ابراہیم علیہ السلام فرزند کی دعا مانگ کر عرض کرتے تھے' اِسْمَعْ يَا اِيْل اے اللہ سن لے یعنی آمین جب اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ نے اس دعا کی یادگار میں ان کا نام اسماعیل رکھا۔ ابراہیم علیہ السلام کی اس وقت عمر شریف ۹۹ سال تھی اور اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت آپ کی عمر ایک سو بارہ برس تھی' حضرت اسماعیل اسحاق علیہ السلام سے تیرہ برس بڑے تھے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی رب سے ناامید نہ ہو' دعا میں بار بار رَبَّنَا کہتا جاوے' دعا سے پہلے اور بعد رب تعالیٰ کی حمد کر دعا کے بعد آمین کہے یا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ کہے' ۱۰۔ یہاں والدین سے مراد جناب ابراہیم کے سگے والد تارخ اور آپ کی والدہ حلی بنت نمر ہیں یہ دونوں مومن تھے ان کے لئے.

(بقیہ صفحہ ۴۱۴) آپ نے بڑھاپے میں دعاءِ مغفرت کی یعنی حضرت اسمٰعیل و اسحاق کی ولادت کے بعد آزر آپ کا دور کا چچا تھا۔ جس سے آپ اپنی جوانی ہی میں بیزار ہو چکے تھے اور وہ کفر پر مر چکا تھا۔ قرآن مجید میں اب اور ام ماں باپ' دادا' دادی' چچا وغیرہ سب کو کہہ دیا جاتا ہے مگر والدین صرف سگے ماں باپ کو ہی کہا جاتا ہے ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا اپنی ذات سے شروع کرے' دوسرے یہ کہ ماں باپ کو دعا میں شامل رکھا کرے تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کے حق میں دعائے خیر کرے' چوتھے یہ کہ آخرت کی دعا ضرور مانگے صرف دنیا کی حاجات پر قناعت نہ کرے۔

الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ

کام سے ۱ انہیں ڈھیل نہیں دے رہا ہے مگر ایسے دن کے لئے جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی

الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ

رہ جائیں گی ۲ بے تحاشا دوڑتے نکلیں گے ۳ اپنے سر اٹھائے ہوئے کہ انکی پلک

اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾ؕ وَ اَنْذِرِ النَّاسَ

ان کی طرف لوٹتی نہیں اور انکے دلوں میں کچھ سکت نہ ہوگی ۴ اور لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ

یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ

۵ جب ان پر عذاب آئے گا تو ظالم کہیں گے ۶ اے ہمارے رب

اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ

تھوڑی دیر ہمیں مہلت دے ۷ کہ ہم تیرا بلانا مانیں اور رسولوں کی

الرُّسُلَ ؕ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ

غلامی کریں تو کیا تم پہلے قسم نہ کھا چکے تھے کہ ہمیں دنیا سے کہیں ہٹ کر جانا

مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ۙ وَّ سَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا

نہیں ۸ اور تم ان کے گھروں میں بسے جنہوں نے اپنا برا

اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَیَّنَ لَكُمْ كَیْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا

کیا تھا ۹ اور تم پر خوب کھل گیا ہم نے ان کے ساتھ کیسا کیا ۱۰ اور ہم نے

لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ

تمہیں مثالیں دے دے کر بتا دیا ۱۱ اور بیشک وہ اپنا سا داؤں چلے اور انکا داؤں

مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ

اللہ کے قابو میں ہے ۱۲ اور ان کا داؤں کچھ ایسا نہ تھا جس سے یہ پہاڑ ٹل

الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ

جائیں ۱۳ تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف

۱۔ یعنی اے مظلوم صبر کر' اللہ ظالم سے غافل نہیں' ضرور بدلہ لے گا۔ ۲۔ کافروں' مجرموں کو حقیقی سزا آخرت میں ملے گی۔ دنیاوی عذاب تو عارضی اور معمولی جھڑک ہیں' جس سے وہاں کی سزا کم نہ ہوگی' جیسے حوالات جیل کے مقابلہ میں ۳۔ اپنی قبروں سے اسرافیل علیہ السلام کی طرف جہاں وہ صور پھونک رہے ہوں گے ۴۔ یعنی پلک نہ جھپکائیں گے آنکھیں کھلی رہ جائیں گی' یا اس دن اپنے کو یا کسی اور کو نہ دیکھ سکیں گے اوپر ہی کو دیکھتے اور تکتے رہیں گے' دل کسی کی طرف متوجہ نہ ہوں گے سب ننگے اٹھیں گے مگر کوئی کسی کو نہ دیکھے گا ۵۔ یعنی سارے لوگوں کو خواہ مومن ہوں یا کافر' اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں کے نبی ہیں' تاقیامت آپ کی نبوت قائم ہے کیونکہ الناس میں کوئی قید نہیں' تاقیامت علماء اولیاء حضور کی نیابت میں لوگوں کو ڈراتے رہیں گے ۶۔ ظالم سے مراد مشرک ہے رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ' کیونکہ جسے خدا بخش دے گا وہ کبھی بھی دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہ کرے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ۷۔ یعنی عمل کی مہلت دے' اس طرح کہ ہم کو دنیا میں واپس بھیج دے کیونکہ دنیا ہی عمل کی جگہ ہے نہ کہ آخرت' وہ تو جزا کی جگہ ہے' ۸۔ شعر' آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے۔ کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا' آج وہ مناتے ہیں ہم نہیں مانتے' کل ہم منائیں گے وہ نہ مانیں گے' رب تعالیٰ آج ان کی اطاعت کی توفیق دے ۹۔ یہاں سکنہ سے مراد عارضی طور پر سفر میں ٹھہرنا ہے' اہل عرب اپنے سفروں میں عاد و ثمود کی زمینوں پر گزرا کرتے تھے' وہاں منزل بھی کیا کرتے تھے' ورنہ وہ بستیاں اجڑی ہوئی پڑی تھیں۔ وہاں آبادی نہ ہوئی' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور مع صحابہ قوم ثمود کے جنگل پر گزرے۔ تو فرمایا یہاں نہ ٹھہرو' ان کے کنویں کا پانی نہ پیو' جہاں عذاب الٰہی آجاوے وہاں پھر آبادی کیسی' نوح

(بقیہ صفحہ ۴۲۶)

رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ تُبَدَّلُ

کرے گا [1] بیشک اللہ غالب ہے بدلہ لینے والا جس دن بدل دی جائے گی

الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ

زمین اس زمین کے سوا اور آسمان [2] اور لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے [3]

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَ تَرَى الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىٕذٍ

ایک اللہ کے سامنے جو سب پر غالب ہے، اور اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ

مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾ سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ

بیڑیوں میں ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے [4] انکے کرتے رال کے ہونگے [5]

وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿۵۰﴾ لِیَجْزِیَ اللّٰهُ كُلَّ

اور انکے چہرے آگ ڈھانپ لے گی اس لئے کہ اللہ ہر جان کو

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾ هٰذَا

اس کی کمائی کا بدلہ دے بے شک اللہ کو حساب کرتے کچھ دیر نہیں لگتی [6] یہ

بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَ لِیُنْذَرُوْا بِهٖ وَ لِیَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ

لوگوں کو حکم پہنچانا ہے [7] اور اس لئے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں اور اس لئے کہ وہ

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ لِیَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع

جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے [8] اور اس لئے کہ عقل والے نصیحت مانیں

ایاتہا ۹۹ | ۱۵ سُوْرَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ ۵۴ | رکوعاتہا ۶

سورہ حجر مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ننانوے آیتیں اور چھ سو چون کلمے دو ہزار سات سو ساٹھ حروف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱﴾

یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی [1]

(بقیہ صفحہ ۴۱۵) اس لئے طوفان کے بعد زمین پر رہنا بسنا درست ہوا۔ اگرچہ طوفان ساری زمین پر آیا تھا ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعض چیزوں کے ثبوت کے لئے صرف شہرت کافی ہوتی ہے' جیسے نسب' نکاح، بستی کیونکہ ان زمینوں کا قوم عاد و ثمود کی بستیاں ہونا شہرت سے ہی ثابت تھا' دوسرے یہ کہ تاریخی واقعات بلاوجہ رد نہیں کئے جاسکتے' ہاں اگر نص کے خلاف ہوں تو رد کئے جائیں گے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ قیاس شرعی حق ہے کیونکہ آیت کا منشاء یہ ہے کہ وہ لوگ کفر کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور کفر تو تم بھی کر رہے ہو' لہٰذا تم بھی ہلاک ہونے کے لائق ہو۔ علت کے اشتراک سے حکم مشترک ہوتا ہے' اسی کو فقہ میں قیاس کہتے ہیں ۱۲۔ حضرت مترجم قدس سرہ کے ترجمہ میں ان نافیہ ہے اور جبال سے مراد آیات الہیہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے مکر ہوا کی طرح ہیں' جیسے ہوا پہاڑوں کو نہیں اڑا سکتی' ایسے ہی کفار کی خفیہ تدبیریں' احکام شرعیہ' آیات الہیہ کو نہیں ہٹا سکتیں۔ اس آیت کے اور بھی معانی کئے گئے ہیں۔ مگر یہ معنی بہت اعلیٰ ہیں۔ بعض مفسرین نے یہ معنی کئے کہ اگرچہ ان کے مکر ایسے شدید سخت تھے کہ پہاڑ بھی ٹل جائیں' مگر آپ کا دین اور صحابہ کرام اپنے مرکز سے نہ ہٹے۔ یہ حضرات پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہیں۔

۱۔ یعنی اے مسلمان' یا اے محبوب آئندہ کبھی ایسا گمان بھی نہ کرنا' کہ اللہ اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدے پورے نہ کرے' وہ ضرور ان کے دین کو غالب' کفار کو مغلوب کرے گا۔ کیونکہ وعدہ خلافی یا تو مجبوری کی وجہ سے ہوتی ہے' اللہ عزیز و غالب ہے' مجبور نہیں یا بے غیرتی کی وجہ سے ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ ذو انتقام ہے' اپنے محبوبوں کے بدلے دشمنوں سے ضرور لیتا ہے ۲۔ قیامت میں پہلے تو آسمان و زمین کے صفات و حالات بدل جائیں گے کہ زمین ایک میدان ہو جاوے گی' جہاں نہ غار ہو گا۔ نہ ٹیلہ' آسمان کے تارے جھڑ جائیں گے اور سرخ چمڑے اور کبھی تیل کی گاد کی طرح ہو جاوے گا جسے قرآن میں مُھل اور دہان فرمایا گیا۔ یہ دوسرے نفخہ سے پہلے ہو گا پھر حساب و کتاب کے وقت زمین و آسمان کی ذات ہی بدل جاوے گی کہ زمین چاندی کی اور آسمان سونے کا ہو گا۔ لہٰذا روایات میں تعارض نہیں ۳۔ اپنی اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر میں حاضر ہوں گے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ لوگ تو اب بھی اللہ کے سامنے ہی ہیں' اس سے چھپے ہوئے نہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ محشر میں کفار اور مومن ظاہری علامات سے ہی پہچان لئے جائیں گے کافروں کے منہ کالے' ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے اور پاؤں بیڑیوں میں بندھے ہوئے' مومن اس کے برعکس ہوں گے رب فرماتا ہے۔ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ کسی مجرم سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہو گی ہر مجرم اپنے ساتھی شیطان کے ساتھ بندھا ہو گا اس کی اور بھی چند تفسیریں ہیں مگر یہ تفسیر بہتر ہے ہر انسان کے ساتھ شیطان پیدا ہوتا ہے ۵۔ یعنی ان کے جسم پر رال لپیٹ دی جائے گی' جو مثل قمیص کے ہو گی' رال میں بدبو' گرمی ہوتی ہے اور اسے آگ جلد لگتی ہے' سرابیل سربال کی جمع ہے۔ بمعنی قمیص' سراویل واؤ سے۔ بمعنی پائجامہ اور آگ ان کے سارے جسموں کو جلائے گی حتیٰ کہ چہرے بھی' اسی کا ذکر آگے ہے وَ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۶۔ کہ تین چار گھنٹہ میں تمام خلق کا حساب لے لے گا' قیامت کے باقی دراز حصے میں حضور کی شان کا اظہار ہو گا۔ کبھی شفیع کی تلاش' پھر مقام محمود پر حضور کی جلوہ گری' پھر تمام عالم کا' پھر خالق، عالم کا حضور کی نعت پڑھنا اتنا بڑا دن اس کام میں صرف ہو گا۔ اگر قیامت صرف حساب کے لئے

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿۲﴾

بہت آرزوئیں کریں گے کافر ۱؎ کاش مسلمان ہوتے

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ

انہیں چھوڑو ۲؎ کہ کھائیں ۳؎ اور برتیں اور امید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا

يَعْلَمُونَ ﴿۳﴾ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ

چاہتے ہیں ۴؎ اور جو بستی ہم نے ہلاک کی اس کا ایک جانا ہوا نوشتہ

مَعْلُومٌ ﴿۴﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿۵﴾

تھا ۵؎ کوئی گروہ اپنے وعدہ سے نہ آگے بڑھے نہ پیچھے ہٹے ۶؎

وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ

اور بولے اے وہ جن پر قرآن اترا ۷؎ بے شک تم

لَمَجْنُونٌ ﴿۶﴾ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ

مجنون ہو ۸؎ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے اگر تم

مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۷﴾ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ

سچے ہو ۹؎ ہم فرشتے بیکار نہیں اتارتے اور وہ اتریں

وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ﴿۸﴾ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

تو انہیں مہلت نہ ملے ۱۰؎ بے شک ہم نے اتارا ہے

الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ

یہ قرآن ۱۱؎ اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں ۱۲؎ اور بیشک ہم نے تم

قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۰﴾ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ

سے پہلے اگلی امتوں میں رسول بھیجے ۱۳؎ اور ان کے پاس کوئی رسول

رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿۱۱﴾ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ

نہیں آتا مگر اس سے ہنسی کرتے ہیں ایسے ہی ہم اس ہنسی کو ان مجرموں کے

۱؎ مرتے وقت عذاب کے فرشتے دیکھ کر اور قبر میں پھر محشر میں مگر اس وقت یہ آرزو کرنا کام نہ دے گا' کافر سے ہر قسم کا کافر مراد ہے خواہ مشرک ہو یا یہود و نصاریٰ' یا مرزائی قادیانی وغیرہ ۲؎ یعنی ان پر غم نہ کرو یا ان کی پرواہ نہ کرو۔ یا جب تک وہ کافر ہیں' انہیں سور کھانے' شراب پینے سے نہ روکو' یہ مطلب نہیں کہ انہیں دین کی تبلیغ نہ کرو' لہٰذا یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ۳؎ اس سے اشارۃً یہ مسئلہ نکل سکتا ہے کہ کفار احکام شرعیہ کے مکلف نہیں جو چاہیں حرام' حلال کھائیں اور جو چاہیں حرام حلال چیزیں برتیں حاکم اسلام انہیں اس سے نہ روکے' معاملات دیگر چیزیں ہیں لہٰذا کافر کو چوری وغیرہ سے روکا جاوے گا ۴؎ مرتے وقت' اس سے معلوم ہوا کہ لذت طلبی اور لمبی امیدیں مومن کی شان نہیں' کافر کا غفلت سے کھانا برتنا جرم ہے اور مومن متقی کا سونا بھی عبادت ہے' ۵؎ یعنی ہر قوم کے عذاب کا وقت لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے' تو جن بندوں کی نگاہ لوح محفوظ پر ہے انہیں یہ سب معلوم ہے کیونکہ یہ تحریر رب کے علم کے لئے نہیں' بلکہ ان بندوں کو بتانے کے لئے ہے' چنانچہ عذاب کے فرشتے اس تحریر کو دیکھ کر ہی عذاب لاتے ہیں اور پیغمبر وہ تحریر ملاحظہ کر کے پہلے خبر دے دیتے ہیں ۶؎ یہاں اجل سے مراد تقدیر مبرم ہے جس میں تبدیلی قطعی ناممکن ہے' یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا۔ مگر وہ ایمان لے آئی عذاب ٹل گیا۔ یہ ٹلنا تقدیر معلق کا تھا ابلیس نے اپنی درازی عمر کی دعا کی جو قبول ہو گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ۶۰ سال کے سو سال ہو گئی یہ تمام تبدیلیاں قضاء معلق میں ہیں لہٰذا آیات قرآنیہ میں تعارض نہیں' رب فرماتا ہے۔ يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ یا آیت کا منشا یہ ہے کہ کوئی قوم اپنے اختیار سے آگے پیچھے نہیں ہٹ سکتی' اگر رب تعالیٰ ہٹانا چاہے تو وہ قادر مطلق ہے ۷؎ ان کا یہ کہنا قرآن کی تصدیق کے لئے نہ تھا بلکہ مذاق کے لئے تھا۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہارے خیال میں اور دعوے میں یہ قرآن اترا۔ ورنہ کفار تو قرآن اترنے کے منکر تھے' اس لئے آگے فرمایا۔ يَسْتَهْزِئُونَ ۸؎ حضور کو مجنون کہنے والا عبداللہ بن امیہ تھا' پھر اوروں نے اس کے اتباع میں کہا (روح) اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر پر کبھی جنون نہیں آتا' وہ حضرات گونگا پن' بہرہ پن' دیوانگی سے محفوظ ہوتے ہیں' سب سے اعلیٰ عقل کے مالک ہوتے ہیں' ۹؎ جو ظاہر ظہور تمہاری مدد کریں اور تمہارے سچے ہونے کی گواہی دیں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین عرب فرشتوں کے قائل تھے بلکہ انہیں خدا کی بیٹیاں مانتے تھے دوسرے یہ کہ انہوں نے کنکر' پتھروں کو کلمہ پڑھتے سنا تھا' اس لئے اب فرشتوں کا مطالبہ کیا۔ ورنہ وہ وہی مطالبہ کرتے کہ پتھروں سے کلمہ پڑھوا دو ۱۰؎ یعنی فرشتے اپنی اصل صورت میں یا کفار پر فرشتے عذاب ہی لے کر آتے ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لے کر اور بعض مومنین پر رب کی رحمت لے کر آتے ہیں' جیسے بی بی مریم اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر فرشتوں کا خوشخبری لے کر آنا' لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱؎ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ عربی میں تعظیم کے لئے جمع کا صیغہ واحد پر بولتے ہیں دوسرے یہ کہ مقبول بندوں کے کام رب کے کام قرار پاتے ہیں (یعنی بندوں کے کام رب کے کام قرار پائے) قرآن کا اتارنا فرشتوں کا کام ہے' مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے اتارا۔ تیسرے یہ کہ لوح محفوظ اوپر ہے نیچے نہیں کیونکہ نزول اوپر سے اترنے کو کہا جاتا ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ ہی قرآن اتارتا ہے اور وہ ہی محفوظ رکھتا ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے ۱۲؎ یعنی قرآن کے الفاظ اور [illegible]

(بقیہ صفحہ ۴۱۷) احکام سب رب نے محفوظ فرمادیئے مگر الفاظ تو اس طرح کہ اس میں تبدیلی ناممکن ہے اور معانی و احکام اس طرح کہ اگرچہ بعض لوگ تحریف کی کوشش کرتے ہیں مگر اصلی احکام مٹنے نہیں پاتے وہ بعینہٖ موجود رہیں گے' اسی لئے رب نے حضور کی حدیثوں کو قیامت تک کے لئے باقی رکھا اور علماءُ مشائخ کا سلسلہ قائم فرمایا' اس سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف قرآن کی معنوی حفاظت کا ذریعہ ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ ہر زمانہ اور ہر زمانہ والوں کے لئے علیحدہ علیحدہ رسول تشریف لائے' ہمارے حضور سارے عالم کے لئے ہیں' چراغ ہر گھر کا علیحدہ ہے مگر سورج سب کا ایک ہے۔

فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ خَلَتْ

دلوں میں راہ دیتے ہیں ۱ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور اگلوں کی

سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ

راہ پڑ چکی ہے اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں

فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ

کہ دن کو اس میں چڑھتے جب بھی یہی کہتے کہ ہماری نگاہ

أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَسْحُورُونَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ

باندھ دی گئی ہے ۲ بلکہ ہم پر جادو ہوا ہے ۳ اور بے شک

جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ﴿۱۶﴾

ہم نے آسمان میں برج بنائے ۴ اور اسے دیکھنے والوں کیلئے آراستہ کیا ۵

وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ﴿۱۷﴾ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ

اور اسے ہم نے ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا ۶ مگر جو چوری چھپے سننے

السَّمْعَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ﴿۱۸﴾ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا

جائے ۷ تو اس کے پیچھے پڑتا ہے روشن شعلہ ۸ اور ہم نے زمین پھیلائی ۹

وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ

اور اس میں لنگر ڈالے ۱۰ اور اس میں ہر چیز اندازے

شَيْءٍ مَوْزُونٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ

سے اگائی ۱۱ اور تمہارے لئے اس میں روزیاں کر دیں

وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ﴿۲۰﴾ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا

اور وہ کر دیئے جنہیں تم رزق نہیں دیتے ۱۲ اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے

عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ﴿۲۱﴾

پاس خزانے نہ ہوں ۱۳ اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے

ع ۱

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جس دل پر ایمان کی مہر لگ جاوے۔ وہاں نبی کی توہین' مذاق' کفر داخل نہیں ہونے پاتا' جہاں یہ مہر نہ ہو وہاں ہر چیز پہنچ جاتی ہے' دوسرے یہ کہ ہر شے کا خالق رب ہے' اگرچہ اسباب کے کسب کرنے والے ہم ہیں' کفار کفر کا کسب کرتے تھے تو ان کے دل میں اس دل لگی کا خلق رب کی طرف سے ہوا' جیسے کسی کو قتل ہم کریں' تو رب اس کی موت پیدا فرما دے' لہٰذا آیت صاف ہے ۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جس دل میں نبی کی عداوت ہو اسے ایمان کی توفیق نہیں ملتی' جب ایمان ملنے والا ہوتا ہے تو پہلے نبی کی عظمت دل میں پیدا ہوتی ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب دل میں عناد ہو' تو کوئی معجزہ اسے کارگر نہیں ہوتا ۴۔ بارہ برج جو سات سیارہ ستاروں کی منزلیں ہیں' برج یہ ہیں' حمل' ثور' جوزا' سرطان' اسد' سنبلہ' میزان' عقرب' قوس' جدی' دلو' حوت' ان کی تفصیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' ۵۔ اس طرح کہ برج آٹھویں آسمان کے حصے ہیں اور ستارے مختلف آسمانوں پر ہیں' مگر یہ تمام پہلے آسمان پر نظر آتے ہیں' لہٰذا دیکھنے والوں کی نگاہ میں پہلے آسمان کی زینت ہیں' شریعت میں آسمان سات ہیں' فلاسفہ کے نزدیک نو یعنی آٹھویں آسمان کا نام کرسی ہے' نویں کا نام عرش' ۶۔ پہلے شیاطین آسمانوں پر جا کر فرشتوں کے کلام سنا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت شریف پر تین آسمانوں سے روک دیئے گئے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف پر تمام آسمانوں سے روک دیئے گئے (خزائن العرفان) ۷۔ بعض وقت شیاطین آسمان کے پہرہ دار فرشتوں سے چھپ کر کچھ وہاں کی باتیں سن لیتے ہیں کیونکہ رب سے چھپنا غیر ممکن ہے' اب وہ شیطان شعلہ سے مارا جاتا ہے' خیال رہے کہ شیطان کا فرشتے سے چھپ کر وہاں پہنچنا ایسا ہی ہے جیسا ابلیس کا آدم علیہ السلام کے پاس جنت میں پہنچ جانا ہوا۔ یہ سب رب کے ارادے کے ماتحت ہے اور اس ارادے میں لاکھوں حکمتیں ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ خود تارا نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ آگ کا شعلہ تارے سے نکلتا ہے جو شیطان کو گولی کی طرح لگتا ہے۔ ۹۔ زمین پھیلانے سے مراد ہے اس کا وسیع کرنا نہ کہ لمبا چوڑا کرنا۔ کیونکہ زمین گول ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی' بلکہ ٹھہری ہوئی ہے۔ کیونکہ لنگر کشتی روکنے کے لئے ڈالا جاتا ہے' اگر زمین میں حرکت و جنبش ہو تو پھر پہاڑ پیدا فرمانے کا کیا فائدہ ہے' جب جہاز کو لنگر سے روک دیا جاتا ہے' تو پھر وہ بالکل جنبش نہیں کرتا ۱۱۔ اس طرح کہ جس چیز کی جس وقت اور جس ملک میں جس قدر ضرورت ہو وہاں اسی قدر وہ چیز پیدا فرماتا ہے' بنگال میں چاول زیادہ پیدا ہوتے ہیں' پنجاب میں گندم' پھر کہیں قحط کہیں فراخی' اس میں بھی ہزارہا حکمتیں ہیں' یہ سب چیزیں اندازے میں داخل ہیں ۱۲ لونڈی باندیاں جانور' جو رزق تو ہمارا کھاتے ہیں' اور کام تمہارا کرتے ہیں

وَأَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بارور کرنے والیاں ؎۱ تو ہم نے آسمان سے پانی اتارا ؎۲

فَأَسْقَيْنٰكُمُوهُ ۚ وَمَآ أَنْتُمْ لَهُ بِخٰزِنِينَ ﴿۲۲﴾ وَإِنَّا

پھر وہ تمہیں پینے کو دیا اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں اور بیشک

لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُونَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ عَلِمْنَا

ہمیں جلائیں اور ہمیں ماریں اور ہمیں وارث ہیں ؎۳ اور بیشک ہمیں معلوم ہیں

الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ﴿۲۴﴾

جو تم میں آگے بڑھے ؎۴ اور بیشک ہمیں معلوم ہیں جو تم میں پیچھے رہے ؎۵

وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ

اور بیشک تمہارا رب ہی انہیں قیامت میں اٹھائے گا بیشک وہی علم و حکمت والا ہے

ع ۲

خَلَقْنَا الْإِنْسٰنَ مِنْ صَلْصٰلٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿۲۶﴾

اور بیشک ہم نے آدمی کو بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی ؎۶

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ﴿۲۷﴾

اور جن کو اس سے پہلے بنایا بے دھوئیں کی آگ سے ؎۷

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خٰلِقٌۢ بَشَرًا مِنْ

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی کو بنانے والا

صَلْصٰلٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ﴿۲۸﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ

ہوں بجتی مٹی سے جو بدبودار سیاہ گارے سے ہے ؎۸ تو جب میں اسے ٹھیک کر

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ ﴿۲۹﴾

لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں ؎۹ تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿۳۰﴾ إِلَّآ إِبْلِيسَ

؎۱۰ تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گرے ؎۱۱ سوائے ابلیس کے

(بقیہ صفحہ ۴۱۸) ۱۳۔ یہاں خزانہ سے مراد تکوینی خزانے ہیں' یعنی ہم ہر چیز کے پیدا فرمانے پر قادر ہیں نہ کہ کسی جگہ میں چیزیں جمع کر کے رکھ لی ہیں' اسی معنی کے لحاظ سے ارشاد ہوا قُلْ لَّآ أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَآئِنُ اللّٰهِ یعنی میں چیزیں پیدا کرنے پر قادر نہیں ہوں' خالق رب ہی ہے' پھر خود فرماتے ہیں۔ أُوتِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں بخشی گئیں۔

ا۔ قرآن شریف میں رحمت کی ہوا کو ریاح اور قہر کی ہوا کو ریح فرمایا جاتا ہے' جو ہوا بارش لانے والی ہے وہ بھی افضل ہے کہ رحمت کی پڑوسی ہے' اس لئے ان ہواؤں کے چلتے وقت دعا مانگنا بہتر ہے' اور غضب کی ہوا چلتے وقت رب کی پناہ مانگنا چاہیے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۲۔ بارش کا پانی جو آسمان کی طرف یا آسمانی اسباب گرمی وغیرہ سے آتا ہے' لہٰذا آیت پر فلاسفہ اعتراض نہیں کر سکتے اس بارش کی برکت سے کنوؤں' چشموں میں پانی بڑھتا ہے اور بعض جگہ وہی پانی پیا جاتا ہے' ۳۔ اس طرح کہ سب فنا ہو جائیں گے اور ہم باقی رہیں گے یہ مطلب نہیں' کہ آج ہم مالک نہیں ہیں' مثال میں ہر طرح مساوات ضروری نہیں' ۴۔ شان نزول۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی صف اول کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہ کو وہاں کھڑے ہونے کا ازحد اشتیاق ہوا۔ حتیٰ کہ بعض حضرات نے چاہا کہ اپنے مکانات فروخت کر کے مسجد کے قریب مکان لے لیں تا کہ نماز میں اول وقت حاضر ہو کر صف اول میں جگہ لیا کریں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ رہو' رب تعالیٰ نیتوں سے واقف ہے' تم کو اجر دے گا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری' معنی یہ ہیں کہ جو نمازی اگلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں ہم انہیں بھی جانتے ہیں اور جو بمجبوری پچھلی صف میں جگہ پاتے ہیں وہ بھی ہمارے علم میں ہیں (روح و خزائن) ۲۔ بعض منافقین جماعت کی صف آخر میں کھڑے ہوتے تھے تا کہ رکوع میں پیچھے والی عورتوں کو تاکنے کا موقعہ ملے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری (روح) ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز پنجگانہ کے لئے جلدی مسجد میں پہنچنا اور صف اول میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنا افضل ہے خیال رہے کہ نماز جنازہ میں صف آخر افضل ہے اور بقیہ نمازوں میں صف اول بہتر۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا ۶۔ یعنی آدم علیہ السلام کو ایسی مٹی سے بنایا جو پہلے گارا تھی' پھر سوکھ کر کھنکناتی ہوئی بن گئی ۷۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جنات کی پیدائش انسان سے پہلے ہے دوسرے یہ کہ شیطان انسان' کے مسامات میں نفوذ کر جاتا ہے' کیونکہ اس کی پیدائش ایسی آگ سے ہے جو نفوذ کر سکے ۸۔ یہ خبر رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں اور ابلیس کو دی تھی' چونکہ جماعت فرشتوں ہی کی تھی' ابلیس صرف ایک تھا اس لئے اس کا ذکر نہ فرمایا۔ صرف فرشتوں کا ذکر ہوا۔ یہاں آدم علیہ السلام کو بشر فرمانے میں آپ کی انتہائی نعت ہے۔ بشر مباشرت سے بنا یعنی رب نے اسے خود اپنے دست قدرت سے بلاواسطہ فرشتوں کے بنایا۔ فرماتا ہے لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ مطلب یہ ہے کہ میرے دست قدرت کی خاص صنعت' خیال رہے کہ آدم علیہ السلام اخیری مخلوق ہیں۔ جیسے ہمارے حضور آخر انبیاء ۹۔ معلوم ہوا کہ سجدہ صرف جسم آدم کو نہ تھا بلکہ روح آدم کو تھا۔ چونکہ جسم اس کا تجلی گاہ تھا لہٰذا اسے بھی سجدہ ہوا اور نہ نفخ روح کی قید نہ ہوتی ۱۰۔ فرشتوں کا یہ سجدہ آدم علیہ السلام کی شریعت کا حکم نہ تھا۔ کیونکہ ابھی آدم علیہ السلام کی شریعت آئی ہی نہ تھی' نیز احکام شرعیہ انسانوں کے لئے ہوتے ہیں' نہ کہ

(بقیہ صفحہ ۴۱۹) فرشتوں کے لئے' نیز صرف ایک بار ہی فرشتوں نے یہ سجدہ کیا' ہر دفعہ سجدہ نہ ہوا لہٰذا اس آیت سے سجدہ تعظیمی کے جواز پر دلیل پکڑنا جائز نہیں'
اا۔ کلھم سے معلوم ہوا کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا' اور اجمعون سے معلوم ہوا کہ الگ الگ نہ کیا بلکہ ایک ساتھ کیا۔ ظاہر یہ ہے کہ سارے فرشتوں نے سجدہ کیا۔
خواہ وہ زمینی ہوں یا آسمانی' بعض لوگوں نے بعض فرشتوں کو اس سے مستثنٰی فرمایا ہے' روح البیان نے یہاں فرمایا کہ یہ سجدہ در حقیقت نور محمدی کو تھا۔
ا۔ یہ سوال عتاب اور ناراضگی کے اظہار کے لئے تھا' نہ کہ وجہ پوچھنے کے لئے معلوم ہوا کہ سوال کی وجوہ بہت سی ہو سکتی ہیں ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

اَبٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ
اس نے سجدہ والوں کا ساتھ نہ مانا فرمایا اے ابلیس
مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ
تجھے کیا ہوا کہ سجدہ کرنے والوں سے الگ رہا ا۔ بولا مجھے زیبا نہیں
لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ
کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے
مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾
سے تھی ۲ فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے ۳
وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ قَالَ رَبِّ
اور بیشک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے ۴ بولا اے میرے رب
فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ
تو مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں ۵ فرمایا تو ان میں ہے
الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ
جن کو اس معلوم وقت کے دن تک مہلت ہے ۶ بولا اے میرے رب
بِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ
قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انہیں زمین میں بھلاوے دوں گا ۷ اور ضرور میں ان سب
اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾
کو بے راہ کروں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ۸
قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ
فرمایا یہ راستہ سیدھا میری طرف آتا ہے ۹ بے شک میرے بندوں پر تیرا
لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾
کچھ قابو نہیں نہ سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں ۱۱

ایک یہ کہ مخلوقات میں نبی کو بشر کہنے والا سب سے پہلا شیطان ہے' اب جو کوئی نبی کی برابری کے لئے بشر کہے وہ شیطان کی پیروی کرتا ہے' دوسرے یہ کہ شیطان نے آدم علیہ السلام کے جسم کو دیکھا' نور اور روح کو نہ دیکھا' تو جس کی نگاہ نبی کی بشریت پر ہی ہو اس کا انجام شیطان کا سا ہو گا تیسرے یہ کہ رب تعالٰی کے فرمان کے مقابل اپنی رائے قائم کرنا ابلیسی کام ہے لہٰذا نص کے مقابل قیاس جائز نہیں ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جاہل کی بکواس کا جواب نہ دینا سنت الٰہیہ ہے' دیکھو رب نے ابلیس کی بکواس کا جواب نہ دیا۔ بلکہ نکال دیا' دوسرے یہ کہ ظہور فسق سے پہلے فسق کے احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ رب نے شیطان کو تب نکالا جب اس کی سرکشی ظاہر ہوئی' اگرچہ رب پہلے ہی جانتا تھا کہ شیطان کا انجام یہ ہو گا ۴۔ یعنی قیامت تک تجھ پر سب کی لعنت ہو گی' اور قیامت کے بعد دائمی عذاب لہٰذا قیامت کا دن اس لعنت کی انتہا ہے۔ ۵۔ شیطان نے قیامت کے اٹھنے کے وقت تک کی زندگی مانگی تھی' تا کہ موت سے بچ جائے۔ کیونکہ اٹھنے کے بعد موت کا وقت نکل چکا ہو گا۔ لیکن اس کی یہ عرض منظور نہ ہوئی اور اسے پہلے نفخہ تک کی زندگی دی گئی۔ لہٰذا پہلے نفخہ پر شیطان بھی سب کے ساتھ مر جائے گا چالیس سال تک مردہ رہے گا۔ پھر دوسرے نفخہ پر سب کے ساتھ اٹھے گا (روح) بہر حال اس کی بعض دعا قبول ہوئی اور بعض رد ۶۔ معلوم ہوا کہ کوئی دعا کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہے اور دعا سے عمر بڑھ جاتی ہے' تقدیر میں تبدیلی ہو جاتی ہے' کیونکہ شیطان کی یہ درازی عمر اس خبیث کی اس دعا ہی سے ہوئی' تو نبی کی دعا کا کیا پوچھنا ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان دراصل صرف انسان کا دشمن ہے' انسان کی وجہ سے اوروں کا بھی دشمن ہے کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی وجہ سے نکالا گیا۔ اس کا بدلہ ان کی اولاد سے لے رہا ہے' نیز یہ کہ تقیہ کرنا۔ جھوٹ بولنا' اتنا بڑا گناہ ہے کہ ابلیس نے بھی نہ کیا لہٰذا تقیہ باز جھوٹا آدمی شیطان سے بد تر ہے ۸۔
پتہ لگا کہ انبیاء کرام معصوم ہیں' کیونکہ گناہ کرانے والے یا شیطان ہے یا نفس امارہ' انبیاء کے نفوس امارہ نہیں ہوتے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ الا ما رحم ربی اور شیطان ان سے گناہ کرا سکتا نہیں جو نبی کو معصوم نہ مانے وہ شیطان سے بد تر ہے ۹۔ یعنی تیرے اغوا اور بہکانے سے بچ جانا اور میری اطاعت پر ثابت قدم رہنا وہ راستہ ہے۔ جو سیدھا مجھ تک پہنچا دیتا ہے' صوفیاء کے نزدیک اعمال کا اخلاص صراط مستقیم ہے۔ کیونکہ ریا شرک خفی ہے ۱۰۔ اسی سے معلوم ہوا کہ سارے انبیاء معصوم ہیں اور بعض اولیاء کاملین محفوظ' یعنی کسی نبی سے گناہ سرزد نہیں ہو سکتا' اور بعض اولیاء سے کوئی گناہ نہ ہوا۔ جیسے حضرات خلفائے راشدین اور بعض اولیائے کاملین ۱۱۔ اس طرح کہ خود تیری بھی فرمانبرداری کریں' یا تیرے اتباع کرنے والوں کی پیروی کریں' یہ آیت سب کو شامل ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کو شیطان مجبوراً گمراہ نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی اپنی خوشی سے' اسی لئے اتبعک

(بقیہ صفحہ ۴۲۰) فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ تمام انبیاء و اولیاء شیطان سے پناہ مانگتے رہے، کیونکہ اگرچہ وہ شیطان کے تسلط سے معصوم یا محفوظ ہیں، مگر وسوسہ سے کوئی امن میں نہیں حضرت علی فرماتے ہیں کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اس کو نماز میں وسوسے آتے ہیں، کیونکہ شیطان کفار سے فارغ ہو چکا ہے۔

۱۔ اس طرح کہ جو کافر ہو گئے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے، اور جو مومن ہو کر بد عملی میں گرفتار ہوں گے، وہ عارضی طور پر وہاں قیام کریں گے ۲۔ دوزخ کے سات طبقے ہیں اور ہر طبقے کا ایک دروازہ۔ ہر مجرم اپنے جرم کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ طبقے میں ہوں گے جہنم، لظی، حطمہ، سعیر، سقر، جحیم، اور ہاویہ ۳۔ یعنی دوزخ کے سات طبقے ہیں، ایسے ہی شیطان کے اتباع کرنے والے بھی سات قسم کے لوگ ہیں ان میں سے ہر ایک جماعت کے لئے علیحدہ درجہ ہے، جیسا کافر ویسے ہی درجہ کا مستحق ہو گا ۴۔ یا اس طرح کہ ہر ایک متقی کو مختلف جنتیں عطا ہوں گی، یا متقی لوگ مختلف قسم کے ہیں ہر قسم کا جنتی علیحدہ طبقے میں ہو گا۔ متقی وہ جو بد عقیدگی اور فسق عمل سے محفوظ رہے ۵۔ یہ کلام فرشتوں کا ہو گا جو جنتی لوگوں سے جنت کے دروازے پر پہنچ جانے پر کریں گے، یعنی اب تمہیں نہ تو جنت سے نکالا جاوے گا نہ بیماری آزاری تم پر آوے گی، نہ موت چکھنی ہو گی ۶۔ یعنی جن جنتی لوگوں کے دلوں میں جو کینہ وغیرہ تھے، وہ یہاں دور کر دیئے جاویں گے، جیسے حضرت علی و امیر معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہ حضرات ۷۔ عمل، اگر یہ آیت کسی حلوے وغیرہ شیرینی پر لکھ کر ان لوگوں کو کھلائی جاوے جن کا آپس میں بغض ہو تو انشاء اللہ ان میں محبت پیدا ہو جاوے گی ۸۔ معلوم ہوا کہ جب جنتی جزاء کے لئے جنت میں جاویں گے، تب نہ نکالے جائیں گے۔ حضرت آدم اور حضور علیہ الصلوۃ و السلام کا معراج میں جنت میں داخلہ جزاء کے لئے نہ تھا۔ حضرت آدم کا وہاں رہنا تربیت کے لئے تھا تا کہ زمین میں اس طرح آبادی کریں، اور حضور کا داخلہ سیر کے لئے تا کہ مشاہدہ کی گواہی دیں، اس لئے وہاں سے باہر تشریف لے آئے رب فرماتا ہے۔ قُلْنَا اهْبِطُوْا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۹۔ شان نزول ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ پر گزرے، جو آپس میں ہنس رہے تھے فرمایا کہ میں تم کو ہنستا ہوا کیوں دیکھتا ہوں، وہ حضرات اس عتابانہ کلام سے ڈر گئے، اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح البیان) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا مدار خوف و امید پر ہے، اس کی رحمت سے امید، عذاب سے خوف لازم ہے ۱۰۔ حضرت جبریل علیہ السلام، اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے جو ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کی بشارت دینے مہمانوں کی شکل میں آئے، جنہیں آپ پہچان نہ سکے، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مہمانی جان

ربما ۱۴ — ۴۲۱ — الحجر ۱۵

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِيْۤ اَنِّيْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰۤى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝

اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے ۱ اس کے سات دروازے ہیں ۲ ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک حصہ بٹا ہوا ہے ۳ بیشک ڈر والے باغوں اور چشموں میں ہیں ۴ ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امان میں ۵ اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے ۶ آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے ۷ نہ انہیں اس میں کچھ تکلیف پہنچے نہ وہ اس میں سے نکالے جائیں ۸ خبر دو میرے بندوں کو کہ بیشک میں ہی ہوں بخشنے والا مہربان اور میرا ہی عذاب دردناک عذاب ہے ۹ اور انہیں احوال سناؤ ابراہیم کے مہمانوں کا ۱۰ جب وہ اس کے پاس آئے تو بولے سلام ۱۱ کہا ہمیں تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے ۱۲ انہوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں ۱۳ کہا کیا اس پر مجھے بشارت دیتے ہو کہ مجھے بڑھاپا پہنچ گیا اب کاہے پر بشارت دیتے ہو ۱۴

منزل ۳

پہچان پر موقوف نہیں، اجنبی بھی ملنے آ جاوے تو وہ مہمان ہے دوسرے یہ کہ جائز ہے کہ نبی کسی وقت فرشتے کو نہ پہچانیں، جب کہ وہ وحی الٰہی لے کر نہ آئے ہوں۔ وحی کی صورت میں نبی کا پہچاننا ضروری ہے، ورنہ وحی مشکوک ہو گی ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو ہم سے ملنے کے لئے آئے، وہ ہمارا مہمان ہے، خواہ اسے بلایا ہو یا نہ، دوسرے یہ کہ آنے والے کو سلام کرنا سنت ہے نہ کہ بیٹھے ہوئے کو ۱۲۔ کیونکہ وہ بے وقت آئے تھے اور کھانا بھی قبول نہ فرمایا۔ اس زمانہ میں یہ دشمنی کی علامت تھی، اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے ڈرنا، نبوت کی شان کے خلاف نہیں، موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے خوف فرمایا تھا۔ یہ خوف ایذا ہے نہ کہ خوف اطاعت، انہیں خوف اطاعت غیر اللہ کا نہیں ہوتا۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کو علوم خمسہ رب نے دیئے ہیں، کہ انہیں باعلام الٰہی

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾

کہا ہم نے آپ کو سچی بشارت دی ہے آپ ناامید نہ ہوں [۱]

قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾

کہا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے [۲]

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ

کہا پھر تمہارا کیا کام ہے اے فرشتو [۳] بولے ہم ایک مجرم قوم کی طرف

اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ

بھیجے گئے ہیں [۴] مگر لوط کے گھر والے [۵] ان سب کو ہم بچا لیں گے

اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

مگر اس کی عورت ہم ٹھہرا چکے ہیں کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے [۶]

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ

تو جب لوط کے گھر فرشتے آئے [۸] کہا تم تو کچھ بیگانہ

مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ

لوگ ہو [۹] کہا بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ لائے ہیں جس میں یہ لوگ شک

يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

کرتے تھے [۱۰] اور ہم آپ کے پاس سچا حکم لائے ہیں اور ہم بے شک سچے ہیں

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا

تو اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے لے کر باہر جائیے [۱۱] اور آپ ان کے پیچھے چلئے [۱۲]

يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

اور تم میں کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے اور جہاں کو حکم ہے سیدھے چلے جائیے [۱۳]

وَقَضَيْنَاۤ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ

اور ہم نے اسے اس حکم کا فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ان کافروں کی جڑ کٹ

(بقیہ صفحہ ۴۲۱) معلوم تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹا ہو گا۔ اور وہ نبی اور علیم ہو گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت کے لئے علم لازم ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے ۱۳۔ یعنی کیا ہم خاوند بیوی دوبارہ جوان کئے جاویں گے' یا اسی طرح بوڑھے رہیں گے اور بیٹا ہو جاوے گا۔ غرض کہ اس میں رب کی قدرت کا انکار نہیں۔ بلکہ فرزند پیدا ہونے کی نوعیت کا سوال ہے یا اس سوال کا منشا اظہار تعجب ہے۔

۱۔ یعنی آپ دونوں ایسے ہی بڈھے رہیں گے' اور بیٹا عطا ہو گا۔ اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو چکے تھے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند سے فرمایا تھا۔ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اے میرے بچے شرک نہ کرنا' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الحال وہ شرک کر رہا تھا ۲۔ معلوم ہوا کہ یہ سوال انکار کی وجہ سے نہ تھا بلکہ نوعیت پوچھنے کے لئے تھا نیز آپ مایوس نہ تھے' رب سے مایوسی نبی کی شان کے خلاف ہے ۳۔ یعنی اب تم اس کے بعد کیا کرو گے' شاید آپ نے علامات سے پہچان لیا کہ یہ فرشتے صرف بشارت کے لئے نہیں آئے' کچھ اور بھی کریں گے اس لئے یہ سوال فرمایا ۴۔ عذاب نازل کرنے کے لئے' مگر تحقیقات کے بعد' جیسا کہ اگلی آیات سے معلوم ہو رہا ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ آل بیوی بچوں سب کو کہا جاتا ہے بلکہ متبعین بھی آل میں داخل ہیں' کیونکہ لوط علیہ السلام کی مومن اولاد اور سب متبعین کو نجات دینا رب کا کام ہے' مگر فرشتوں نے کہا ہم نجات دیں گے' بچا لیں گے' لہٰذا مومن یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ بحکم پروردگار عذاب سے بچائیں گے' یا کہ یا رسول اللہ مجھے دوزخ سے بچا لو ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک بختی' بدبختی کا علم رب نے فرشتوں کو دیا ہے' فرشتے جانتے ہیں کہ کون مومن مرے گا اور کون کافر' دوسرے یہ کہ رب کو بندے کے ساتھ ملا کر ایک صیغہ جمع کا بولا جا سکتا ہے۔ فرشتوں نے لوط علیہ السلام سے فرمایا کہ ہم ٹھہرا چکے ہیں یعنی ہم نے اور رب نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول بھلا کرتے ہیں' اللہ رسول دین و دنیا کی نعمتیں دیتے ہیں ۸۔ خوبصورت لڑکوں کی شکل میں لوط علیہ السلام کے گھر مقام سدوم میں ۹۔ معلوم ہوا کہ یہ ہو سکتا ہے کہ پیغمبر فرشتہ کو نہ پہچانیں' مگر اس وقت جب کہ وہ وحی لے کر نہ آئے ہوں' وحی کے وقت پہچان ضروری ہے' ورنہ کلام الٰہی مشتبہ ہو جائے گا آپ کا مطلب یہ تھا کہ نہ تو تم یہاں کے رہنے والے ہو۔ نہ تم پر علامت سفر ہے کوئی علامت ہے' آخر تم ہو کون مسافر یا مقیم ۱۰۔ یعنی عذاب الٰہی جس سے آپ انہیں ڈراتے تھے اور یہ انکار کرتے تھے یا شک بمعنی انکار ہے۔ کیونکہ قوم لوط عذاب کی انکاری تھی' چونکہ نبی کی خبر میں شک بھی کفر ہے اس لئے اسے شک سے تعبیر فرما دیا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لوط پر سوائے ان کے بعض گھر والوں کے اور کوئی ایمان نہ لایا' ورنہ یہاں اس مومن کا بھی ذکر ہوتا' یہ بھی معلوم ہوا کہ جب تک صالحین کسی بستی میں رہیں' وہاں عذاب نہیں آتا۔ اس لئے عذاب سے پہلے یہ بندے وہاں سے علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں ۱۲۔ تاکہ آپ خبردار رہیں' کہ ان میں سے کوئی رہ تو نہیں گیا' اور ان سب کو رب کا حکم پہنچاتے رہیں' کہ کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے' اس سے معلوم ہوا کہ محافظ کبھی پیچھے بھی رہتے ہیں' جو کوئی رجال غیب کی طرف پیٹھ کر کے جنگ یا مناظرہ میں جائے ان شاء اللہ فتح پائے' اس پشت پناہی کا ماخذ یہ آیت ہو سکتی ہے' رجال غیب کے مقامات کی تاریخیں ہمارے رسالہ تصوف میں مذکور ہیں ۱۳۔ یعنی ملک شام کی طرف جہاں جانے کا ان بزرگوں کو حکم تھا۔

۱۔ اس طرح کہ کفار کا بچہ بھی نہ بچے گا۔ جس سے ان کی نسل چلے' یہ تمام ہلاکت کے عذاب حضور کی تشریف آوری سے بند ہو گئے ۲۔ فاسد نیت اور بے ارادے سے' لیکن وہ یہ واقعہ اس گفتگو سے پہلے ہوا' جو اوپر مذکور ہوئی' جیسا کہ دوسری آیات میں مذکور ہے' کیونکہ لوط علیہ السلام اپنی قوم کے آنے کے وقت تک ان فرشتوں کو پہچان نہ سکے تھے' جیسا کہ آپ کے اس کلام شریف سے معلوم ہو رہا ہے' ورنہ ان فرشتوں کو مہمان فرمانا جھوٹ ہوتا اور جھوٹ نبی کے لئے غیر ممکن ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کی عزت و احترام' خاطر تواضع سنت انبیاء ہے اگرچہ میزبان اس سے واقف بھی نہ ہو ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کی بے عزتی

مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾

جاتے ہی لہ اور شہر والے خوشیاں مناتے آئے ۲ہ

قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں مجھے فضیحت نہ کرو ۳ہ اور اللہ سے ڈرو

وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾

اور مجھے رسوا نہ کرو ۴ہ بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ اوروں کے معاملہ میں دخل نہ دو

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ

۵ہ کہا یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں ۶ہ اگر تمہیں کرنا ہے اے محبوب تمہاری جان کی قسم

لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں ۷ہ تو دن نکلتے انہیں چنگھاڑ نے

مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا

آلیا ۸ہ تو ہم نے اس بستی کا اوپر کا حصہ اس کے نیچے کا حصہ کر دیا ۹ہ اور ان پر کنکر

عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کے پتھر برسائے ۱۰ہ بے شک اس میں نشانیاں ہیں فراست

لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿۷۶﴾ اِنَّ فِيْ

والوں کے لئے اور بیشک وہ بستی اس راہ پر ہے جو اب تک چلتی ہے۔ بے شک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ

نشانیاں ہیں ایمان والوں کو ۱۱ہ اور بیشک جھاڑی والے ضرور ظالم

لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾

تھے ۱۲ہ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ۱۳ہ اور بیشک یہ دونوں بستیاں کھلے راستے پر پڑتی ہیں ۱۴ہ

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ

اور بیشک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۱۵ہ اور ہم نے ان کو

میزبان کی رسوائی کا باعث ہے' جیسے کہ مہمان کے احترام میں میزبان کی عزت ہوتی ہے ۵۔ یعنی مسافروں کو پناہ نہ دیا کرو' یہ بدبخت مسافر کو پریشان کرتے تھے اور آپ بقدر طاقت ان مسافروں کی حمایت فرماتے تھے' جس سے وہ چڑتے تھے' ۶۔ یعنی تمہاری بیویاں' جو میری قوم کی بیٹیاں اور گویا میری بیٹیاں ہیں اس کی تفسیر وہ آیت ہے' وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اس سے معلوم ہوا کہ قوم کا بزرگ اپنے چھوٹوں کو اپنا بیٹا بیٹی کہہ سکتا ہے اگرچہ دین میں اختلاف ہو' یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی قوم کے والد کے مثل ہوتے ہیں نہ کہ بھائی کی طرح ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی جان خدا تعالیٰ کو بڑی پیاری ہے کہ رب نے حضور کے سوا کسی کی جان کی قسم نہ فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافر اگرچہ بظاہر ہوش میں ہو مگر بے ہوش ہے' جس عقل و ہوش سے اچھے برے کاموں کی تمیز نہ ہو سکے وہ بے عقلی اور بے ہوشی ہے' اور ایسا آدمی بھٹک ہی رہا ہے' یہاں اس سے یا تو کفار مکہ مراد ہیں یا قوم لوط' اول زیادہ ظاہر ہے' اس صورت میں یہ جملہ معترضہ ہے ۸۔ یعنی سورج نکلتے وقت ان کو حضرت جبریل نے ایک چیخ مار کر ہلاک فرما دیا ۹۔ اس طرح کہ جبریل علیہ السلام اس خطہ کی زمین کو اٹھا کر آسمان کے قریب لے گئے اور وہاں سے اوندھا کر کے پھینک دیا' اس سے معلوم ہوا کہ خاص بندوں کے کام رب کی طرف نسبت ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ اوندھا کرنا حضرت جبریل کا کام تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے ایسا کیا۔ ۱۰۔ اس آیت سے اشارۃً" زانی کو رجم یعنی سنگسار کرنا معلوم ہوتا ہے' یہ بھی پتہ لگا' کہ لواطت یا زنا بدترین جرم ہیں کہ قوم لوط پر تمام قوموں سے زیادہ خطرناک عذاب آیا' خیال رہے کہ لواطت پر مذہب حنفیہ میں حد مقرر نہیں حاکم جس طرح چاہے' لوطی کو ہلاک کرے۔ قتل سے یا غرق سے یا جس طرح چاہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور دین' عقل و فراست اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے کہ اس سے تقویٰ و طہارت نصیب ہوتی ہے' بے عقل' غافل' کافر ایسے واقعات کو اتفاقی یا ارضی و سماوی تاثیرات سے مانتا ہے مگر عاقل مومن ان کو مخلوق کی بد عملی کا نتیجہ جان کر رب کا خوف دل میں پیدا کرتا ہے' جیسا کہ آج بھی دیکھا جا رہا ہے ۱۲۔ یعنی شعیب علیہ السلام کی قوم چونکہ ان کی بستیاں نہایت سرسبز و شاداب زمین کے گنجان باغوں میں تھیں' اس لئے انہیں جھاڑی والے فرمایا گیا ۱۳۔ اپنے رسول شعیب علیہ السلام کا بدلہ' کہ انہیں آگ کے عذاب سے ہلاک کیا' ۱۴۔ امام کے معنی ہیں پیشوا' عام راستہ کو امام اس لئے کہتے ہیں کہ مسافر اس کی پیروی کرتا ہے' اسی طرح لوح محفوظ اور نامہ اعمال کو بھی قرآن کریم میں امام فرمایا۔ یعنی قوم لوط' و قوم شعیب کی بستیاں مکہ والوں کے کھلے راہ پر واقع ہیں جن پر یہ لوگ اپنے سفروں میں گزرتے رہتے تھے' پھر عبرت کیوں نہ پکڑتے ۱۵۔ حجر مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک مقام ہے' جہاں قوم ثمود آباد تھی' جس کے رسول

(بقیہ صفحہ ۴۲۳) حضرت صالح علیہ السلام تھے' اس سے معلوم ہوا' کہ ایک نبی کی مخالفت تمام رسولوں کی مخالفت ہے' کیونکہ قوم ثمود نے صرف صالح علیہ السلام کو جھٹلایا' مگر رب نے فرمایا کہ قوم ثمود نے تمام رسولوں کی تکذیب کی' ایسے ہی ایک صحابی کا انکار درپردہ تمام صحابہ اور اہل بیت کا انکار ہے' اس سے موجودہ زمانہ کے گستاخوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔

ا۔ پتھر سے اونٹنی کا پیدا ہونا' تمام اونٹوں سے زیادہ بڑا ہونا۔ فوراً بچہ دینا۔ بہت دودھ دینا' کنوئیں کا سارا پانی پی لینا' غرضیکہ یہ ایک اونٹنی بہت سے معجزات کا مجموعہ

اٰیٰتِنَا فَکَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَکَانُوْا یَنْحِتُوْنَ
اپنی نشانیاں دیں ا تو وہ ان سے منہ پھیرے رہے ۲ اور وہ پہاڑوں میں
مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا اٰمِنِیْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ
گھر تراشتے تھے بے خوف ۳ تو انہیں صبح ہوتے چنگھاڑ
مُصْبِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾
نے آلیا ۴ تو ان کی کمائی کچھ ان کے کام نہ آئی ۵
وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا
اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عبث نہ بنایا ۶
بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ
اور بے شک قیامت آنے والی ہے ۷ تو تم اچھی طرح
الْجَمِیْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۶﴾ وَلَقَدْ
در گزر کرو ۸ بے شک تمہارا رب ہی بہت پیدا کرنے والا جاننے والا ہے اور بیشک
اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ﴿۸۷﴾
ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن ۹
لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ
اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی ۱۰
وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾
اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو ۱۱
وَقُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ﴿۸۹﴾ کَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى
اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف ڈر سنانے والا (اس عذاب سے) جیسا ہم نے بانٹنے
الْمُقْتَسِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ﴿۹۱﴾
والوں پر اتارا جنہوں نے کلام الٰہی کو تکے بوٹی کر لیا ۱۲

تھی' اس لئے یہاں آیات جمع فرمایا گیا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ۲۔ کہ بجائے ایمان لانے کے اونٹنی کو قتل کر دیا۔ انہوں نے یہ تو دیکھا کہ اونٹنی ایک دن کا سارا پانی پی لیتی ہے' مگر یہ نہ دیکھا کہ دودھ اتنا دیتی ہے' جو ساری قوم کو کافی ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ معجزہ دیکھ کر اس کو ایمان ملتا ہے جس پر رب کرم فرمائے ۳۔ کہ نہ اس کے گر جانے کا اندیشہ' نہ چوروں کے نقب لگانے کا خطرہ' یا یہ معنی ہیں کہ وہ رب تعالیٰ سے بے خوف تھے' پہلی صورت میں یہ امن رب کی نعمت ہے' دوسری صورت میں رب کا عذاب ۴۔ اکثر عذاب الٰہی صبح کو آیا' اسی لئے نماز فجر و نماز تہجد رکھی گئی ہے کہ ان عابدوں کے طفیل عذاب لوٹ جائے ۵۔ یعنی ان کے مضبوط قلعے اور سارا مال و متاع عذاب الٰہی کو دفع نہ کر سکا۔ ان کی ہلاکت اتوار کی صبح کو ہوئی۔ تین دن پہلے علامات عذاب شروع ہو گئے تھے' چنانچہ پہلے دن ان کے منہ زرد پڑ گئے دوسرے دن سرخ ہو گئے' تیسرے دن سیاہ' چوتھے روز ہلاکت (روح البیان) صالح علیہ السلام نے اپنی مومن جماعت کے ساتھ وہاں سے فلسطین' پھر فلسطین سے مکہ معظمہ میں بیس سال قیام فرما کر وہاں ہی انتقال فرمایا (روح) ۶۔ معلوم ہوا کہ طیب اور خبیث چیز کے پیدا فرمانے میں حکمت ہے' کفر برا ہے لیکن اس کا پیدا کرنا برا نہیں۔ شیطان خبیث ہے مگر اس کا پیدا کرنا حکمت سے خالی نہیں ۷۔ یعنی دنیاوی عذاب' ان کی سرکشی کا پورا بدلہ نہ ہوئے۔ اصل بدلہ قیامت میں دیا جاوے گا ۸۔ یعنی ان کی ایذاؤں پر صبر کرو۔ کوئی بدلہ نہ لو' یہ آیت جہاد کی آیات سے منسوخ ہے' اب کفار سے بقدر طاقت ضرور بدلہ لیا جاوے گا' ۹۔ یعنی سورہ فاتحہ اور قرآن کریم اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ سورہ فاتحہ سات آیات ہیں' اس پر تمام کا اجماع ہے' دوسرے یہ کہ سورہ فاتحہ بہترین سورۃ ہے' کیونکہ رب تعالیٰ نے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا۔ تیسرے یہ کہ سورۃ فاتحہ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاوے گی' جیسے کہ مثانی سے معلوم ہوا۔

چوتھے یہ کہ سورۃ فاتحہ ہجرت سے پہلے بھی نازل ہوئی۔ اور اس کے بعد بھی۔ کیونکہ مثانی کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں' یعنی بار بار اترنے والی' پانچویں یہ کہ قرآن بڑی عظمت والی کتاب ہے' اس لئے اس کی صفت عظیم فرمائی گئی۔ لہٰذا قرآن کی طرف پشت' پاؤں کرنا ممنوع ہے' بے وضو' بے غسل' اسے چھونا حرام ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو چاہیے کہ کافر اور کافر کے مال و متاع کو کبھی عزت کی نگاہ سے نہ دیکھے' وہ کتے کی مثل ہیں' دوسرے یہ کہ مومن اگرچہ مسکین ہو' مگر اس کی عزت کرے اور اس کے لئے نرم رہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی آغوش کرم ہر مومن کے لئے کھلی ہے ۱۱۔ شان نزول مکہ معظمہ میں یہود کے سات قافلے بہت مال و متاع لے کر تجارت کے لئے آئے۔ بعض مومنین کے دل میں حسرت ہوئی کہ کاش یہ مال مسلمانوں کا ہوتا۔ کیونکہ مسلمان اس وقت بہت

(بقیہ صفحہ ۴۲۴) تنگ دست تھے' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جن میں بظاہر حضور سے خطاب ہے' لیکن بباطن ہر مسلمان سے' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ مسلمانوں کے لئے نرم رہے ۱۲۔ یہاں بانٹنے والوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں' اور قرآن سے مراد یا تورات و انجیل ہیں کہ ان لوگوں نے ان کتب کی بعض آیات باقی رکھیں' بعض بدل دیں' یا قرآن سے قرآن شریف ہی مراد ہے کہ ان میں سے کسی نے اسے شعر کہا کسی نے کہانت کہا' کسی نے جادو بتایا اور معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب اس طرح اتاری' جس طرح یہود و نصاریٰ پر تورات و انجیل اتاری تھیں۔

فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾

تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے ل جو کچھ وہ کرتے تھے تو علانیہ کہہ دو

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۴﴾

جس کا بات کا تمہیں حکم ہے ۲ اور مشرکوں سے منہ پھیر لو

اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ

بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں ۳ جو اللہ کے ساتھ

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ لَقَدْ نَعْلَمُ

دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب جان جائیں گے ۴ اور بیشک ہمیں

اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو تو اپنے رب کو سراہتے

رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَ اعْبُدْ رَبَّكَ

ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو ۵ اور مرتے دم

حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ﴿۹۹﴾

تک ۶ اپنے رب کی عبادت میں رہو ۷

اٰیَاتُهَا ۱۲۸ | ۱۶ سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّیَّةٌ ۷۰ | رُكُوْعَاتُهَا ۱۶

سورۂ نحل مکیہ ہے اس میں سولہ رکوع اور ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا

اب آتا ہے اللہ کا حکم تو اس کی جلدی نہ کرو ۹ پاکی اور برتری ہے اسے ان

یُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ یُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى

شریکوں سے ملائکہ کو ایمان کی جان یعنی وحی لے کر ۱۰ اپنے جن بندوں پر چاہے

ا۔ یہ سوال عذاب و عتاب کے لئے ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب اکبر ہیں' کہ رب نے اپنی قسم فرمائی تو ان کے ذریعہ سے' کہ تمہارے رب کی قسم ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ حرام ہے' اپنے دین کا اعلان چاہیے' سیرت و صورت سے اس کا اظہار کرے دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم چھپایا نہیں' سب کچھ ظاہر فرما دیا' رب فرماتا ہے۔ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ جو کہے کہ حضور کو حکم تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین کریں' مگر صحابہ کے خوف سے نہ کیا وہ کافر ہے کہ ان آیات کا منکر ہے ۳۔ یہ آیت پانچ سرداران قریش کے بارے میں اتری' عاص بن وائل اسود بن مطلب' اسود بن عبد یغوث' حارث بن قیس' ولید بن مغیرہ' یہ لوگ حضور کو ایذا دیتے اور مذاق اڑاتے تھے' یہ سب بری موت سے ہلاک کئے گئے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی عزت و عظمت کا محافظ ہے' اور حضور کے بدگوؤں سے بدلہ لیتا ہے ۴۔ چنانچہ یہ پانچوں بدر سے پہلے برے حال میں مرے (روح البیان) اسود بن مطلب اپنا سر درخت سے ٹکرا ٹکرا کر مرا' اور کہتا تھا کہ نہ معلوم کون میرا سر ٹکرا رہا ہے' حارث نے مچھلی کھائی' شدت کی پیاس سے مرا وغیرہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی رنج و غم دور کرنے کے لئے کافی ہے' رب فرماتا ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دشمنوں میں پھنسا ہو' اس کے لئے اللہ کا ذکر اور تقویٰ مضبوط قلعہ ہے' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کی ایذا سے ملال ہوتا تھا۔ اس ملال کو دفع فرمانے کے لئے ذکر الٰہی کا حکم دیا گیا۔ خیال رہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں۔ کہ ہمیشہ حق تعالیٰ ان کی دلجوئی فرماتا ہے۔ رنج و غم دور فرماتا ہے' ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ولی ہو جائے۔ عبادات سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ جب حضور کو آخر دم تک عبادت کا حکم دیا گیا' تو ہم کیا چیز ہیں ۷۔ یہاں یقین سے مراد موت ہے' کیونکہ اس کا آنا یقینی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ شرعی تکلیفات کی انتہا موت پر ہے کہ موت آتے ہی سارے شرعی احکام ختم ہو جاتے ہیں۔ مگر اللہ والے بعد موت بھی رب کی یاد کرتے ہیں۔ بعض صحابہ کو سنا گیا کہ وہ اپنی قبروں میں سورہ ملک پڑھتے تھے' ۸۔ سورہ نحل مکیہ ہے' مگر آیت فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ سے آخر سورت تک کی آیتیں مدنیہ ہیں۔ اس سورت میں ۱۶ رکوع اور ایک سو اٹھائیس آیتیں اور دو ہزار آٹھ سو چالیس کلمے' اور سات ہزار سات سو سات حروف ہیں ۹۔ شان نزول۔ کفار مکہ فخریہ اور دل لگی کے طور پر کہا کرتے تھے کہ وہ عذاب کب آوے گا جس سے آپ ہم کو ڈرایا کرتے ہیں' ان کے جواب میں یہ آیت اتری' اس میں اللہ کے حکم سے یا تو بدر کے دن کا عذاب مراد ہے جو کفار مکہ پر اترا یا قبر کا عذاب یا قیامت کا' کہ یہ چیزیں ہماری نگاہ میں دور ہیں مگر رب تعالیٰ کے نزدیک بالکل قریب ہیں ۱۰۔ وحی کو روح

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ

اتارتا ہے ۱ کہ ڈر سناؤ ۲ کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں

اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝۲ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

تو مجھ سے ڈرو اس نے آسمان اور زمین بجا بنائے وہ

تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ

ان کے شرک سے برتر ہے اس نے آدمی کو ایک نتھری بوند سے بنایا

فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۝۴ وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ

۳ تو جبھی کھلا جھگڑالو ہے اور چوپائے پیدا کئے ان میں تمہارے لئے

فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَلَكُمْ فِيْهَا

گرم لباس اور منفعتیں ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو ۴ اور تمہارا ان میں

جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶

تجمل ہے جب انہیں شام کو واپس لاتے ہو اور جب چرنے کو چھوڑتے ہو ۵

وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا

اور وہ تمہارے بوجھ اٹھا کر لے جاتے ہیں ایسے شہر کی طرف کہ تم اس تک نہ پہنچتے مگر

بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۚ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۷

ادھ مرے ہو کر ۶ بے شک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے ۷

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ؕ

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے ۸

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ

اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں ۹ اور بیچ کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے ۱۰

وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹ ع

اور کوئی راہ ٹیڑھی ہے ۱۱ اور چاہتا تو تم سب کو راہ پر لاتا ۱۲

(بقیہ صفحہ ۴۲۵) اس لئے کہا گیا۔ کہ اس سے جان زندہ ہوتی ہے' جان جسم کو زندہ کرتی ہے اور وحی جان کو' جو اس سے الگ رہا مردہ ہے' وحی لانے والے صرف جبریل ہیں مگر انہیں تعظیم کے لئے ملائکہ جمع فرمایا گیا یا بعض آیات کے نزول کے وقت حضرت جبریل کے ساتھ اور فرشتے بھی ہوتے تھے' اس لئے جمع ارشاد ہوا۔
۱۔ یہ یہود و نصارٰی کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ نبوت بنی اسرائیل سے خاص ہے' یا قریش کے اس طعن کا جواب ہے کہ نبوت کسی مالدار آدمی کو ملنی چاہیے تھی' اس سے قادیانی دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ خود رب تعالٰی نے ہی نبوت حضور پر ختم فرما دی۔ یہ ختم نبوت اسی کے مشیت و ارادہ سے ہوا ۲۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم' یا اے مسلمانو! یا اے علماء اسلام' کیونکہ تبلیغ ہمیشہ رہے گی۔ ہر مسلمان بقدر طاقت تبلیغ کرے۔ ۳۔ انسان سے مراد اولاد آدم ہے اور ان میں سے بھی عیسٰی علیہ السلام مستثنٰی ہیں' غرضیکہ انسان کو نطفے سے پیدا فرمانا قانون ہے' اور بغیر نطفہ پیدا فرمانا قدرت ہے' رب تعالٰی فرماتا ہے۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ. لہٰذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں' نطفہ سے مراد ماں باپ دونوں کا نطفہ ہے' باپ کے نطفہ سے ہڈی ہے اور ماں کے نطفہ سے گوشت بال وغیرہ' اسی لئے نسب باپ سے ہے (شان نزول) یہ آیت ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی' جو ایک بار ایک مردہ کی گلی ہوئی ہڈی اٹھا لایا' اور کہنے لگا کہ کیا اللہ تعالٰی اس کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس پر یہ آیت اتری' جس میں فرمایا گیا کہ جو رب پہلے ایک بوند پانی سے انسان کو پیدا فرما سکتا ہے' وہ گلی ہوئی ہڈی میں بھی جان ڈال سکتا ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر جانور حلال نہیں' بعض حرام' جن سے کھانے کے علاوہ دوسرے نفع حاصل ہوتے ہیں' جیسے گدھا' خچر' گھوڑا وغیرہ دوسرے یہ کہ حلال جانور کا بھی ہر حصہ کھایا نہیں جاتا' جیسا کہ منہا سے معلوم ہوا چنانچہ دبر' ذکر' خصیے' پتہ' مثانہ' خون وغیرہ حرام ہیں۔ جن کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے' بعض جانور ایسے ہیں۔ جن سے کسی قسم کا نفع لینا حلال نہیں' جیسے سور' ۵۔ اہل عرب کی دولت جانور تھے' جنہیں یہ لوگ صبح کو گھر سے جنگل لے جاتے' اور شام کو جنگل سے گھر لاتے اور اس کو بہت اچھا محسوس کرتے تھے ۶۔ یعنی اے عرب والو' اگر اونٹ خچر وغیرہ سواریاں پیدا نہ ہوتیں' تو تم لوگ دور دراز کے شہروں تک مشکل سے پہنچتے اور نہایت مصیبتوں سے اپنا تجارتی سامان پہنچاتے اب تم کو آسانی ہو' اس کا شکریہ ادا کرو ۷۔ یہ گھوڑے' خچر' اونٹ وغیرہ روزی تو رب کی کھاتے ہیں۔ اور کام تمہارا کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی رحمت ہے۔ کہ ان کے دلوں میں تمہارا رعب پیدا کر دیا اور انہیں تم سے الفت دے دی' ورنہ وحشی جانور تمہارے بس میں نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا حرام ہے' کیونکہ رب تعالٰی نے اسے گدھے اور خچر کے ساتھ ذکر کیا' اور اس کی پیدائش کی دو حکمتیں بیان فرمائیں سواری اور زینت معلوم ہوا کہ ان تینوں کا حکم ایک ہی ہے اور گدھا' خچر تو حرام ہے' لہٰذا یہ بھی حرام ہے ۹۔ اس میں قیامت تک پیدا ہونے والی تمام سواریوں کا اجمالی ذکر ہے' موٹر' ہوائی جہاز' ریل وغیرہ' غرضیکہ قرآن کریم کی اس آیت نے بہت سے علوم غیبیہ ظاہر فرما دیئے' جن کا تعلق سواریوں سے ہے یا ان کے علاوہ ہے ۱۰۔ یعنی دین اسلام اور مذہب اہل سنت کیونکہ اسلام میں نہ دین موسوی جیسی سختی ہے' نہ دین عیسوی جیسی نرمی' اور مذہب اہل سنت میں نہ رفض و خروج کی طرح زیادتی ہے نہ دیگر مذہبوں کی طرح کمی' لہٰذا درمیانی راستہ یہی ہے' یہ [illegible] ب تعالٰی تک پہنچاتا ہے ۱۱۔ اس سے تمام قسم [illegible] کے کفر مراد ہیں' جو ہمارے

(بقیہ صفحہ ۴۲۶) شمار سے باہر ہیں' یہ تمام ٹیڑھے راستے ہیں' جنہیں اختیار کرکے رب تک نہیں پہنچ سکتے' جیسے شرک' یہودیت' نصرانیت' مرزائیت' وہابیت' رفض و خروج وغیرہ ۱۲۔ یہ ترجمہ نہایت اعلیٰ اور نفیس ہے' ہدایت کے معنی راہ دکھانا بھی ہے اور راہ پر لگانا بھی پہلی قسم کی ہدایت سب کو کی گئی۔ مگر دوسری قسم کی ہدایت مسلمانوں کو ہوئی' کفار کو نہ ہوئی' مگر اس سے بندہ مجبور نہیں' اپنے اختیار سے کفر اختیار کرتا ہے' اس لئے سزا جزا کا مستحق ہے' رب فرماتا ہے. وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰہ، معلوم ہوا کہ بندہ نہ تو پتھر کی طرح مجبور ہے۔ نہ رب کی طرح مستقل بالاختیار' جبر میں قدر اور قدر میں جبر ہے۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ
وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا ۱؎ اس سے تمہارا پینا ہے ۲؎
وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِیْهِ تُسِیْمُوْنَ ﴿۱۰﴾ یُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ
اور اس سے درخت ہیں جن سے چراتے ہو ۳؎ اس پانی سے تمہارے لئے
الزَّرْعَ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ النَّخِیْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ
کھیتی اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور انگور اور
مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ
ہر قسم کے پھل ۴؎ بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے
یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ۙ وَ الشَّمْسَ
والوں کو ۵؎ اور اس نے تمہارے لئے مسخر کئے رات اور دن ۶؎ اور سورج
وَ الْقَمَرَ ؕ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
اور چاند اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں ۷؎ بے شک اس میں نشانیاں
لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ
ہیں عقلمندوں کو ۸؎ اور وہ جو تمہارے لئے زمین میں پیدا کیا
مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾
رنگ برنگ ۹؎ بے شک اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو ۱۰؎
وَ هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا
اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا مسخر کیا ۱۱؎ کہ اس میں سے تازہ
طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى
گوشت کھاتے ہو ۱۲؎ اور اس میں سے گہنا نکالتے ہو جسے پہنتے ہو ۱۳؎ اور تو
الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ
اس میں کشتیاں دیکھے کہ پانی چیر کر چلتی ہیں ۱۴؎ اور اس لئے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور

۱۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ آسمان نبوت یعنی حضور کے ذریعہ قرآن' حدیث کا پانی اتارا جس سے تمہیں ایمان بھی ملا جو گویا تمہارے پینے میں کام آیا۔ اور اعمال کے درخت بھی اس سے اگے۔ ان اعمال کے درختوں سے تمہارے نفس بھی فائدہ اٹھاتے ہیں' جو تمہاری سواریاں ہیں۔ اور تمہارے جان و دل بھی' ۲۔ کیونکہ کنوؤں کا پانی بھی بارش کے فیض سے ہے۔ اگر بارش نہ ہو تو کنویں وغیرہ خشک ہو جائیں' لہٰذا یہ حکم سارے جہان کے لئے ہے ۳۔ اگرچہ بارش سے تمام سبزے پیدا ہوتے ہیں مگر چونکہ انسانوں کا عام نفع ان ہی درختوں سے ہے جس سے وہ خود کھائیں یا جانوروں کو چرائیں' اس لئے خصوصیت سے ان کا ہی ذکر فرمایا ۴۔ صوفیاء کے نزدیک شریعت ایمانی کھیتی ہے۔ جس سے ایمانی زندگی قائم ہے۔ شرعی اعمال اس کھیت کے غلے اور دانے ہیں' طریقت ایمانی باغ ہے اور طریقت کے اعمال چلے وغیرہ اس باغ کے لذیذ میوے' یہ سب کچھ قرآن شریف سے ہیں' جس کا ماخذ قرآن اور حدیث نہ ہو وہ گمراہی ہے ۵۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کھیت باغ سے افضل ہے اور کھیتی باڑی کرنا باغبانی سے افضل کیونکہ کھیتی سے زندگی قائم ہے' باغ لذت اور مزہ کے لئے ہوتے ہیں' اس لئے کھیت کا پہلے ذکر فرمایا دوسرے یہ کہ زیتون کھجور انگور دوسرے میووں سے افضل ہیں' اس لئے ان کو خصوصیت سے ذکر فرمایا تیسرے یہ کہ دنیا میں رب نے سارے پھل پیدا نہ فرمائے' سارے تو جنت میں ہی ہوں گے' دنیا میں ہر پھل میں سے بعض پیدا فرمائے اسی لئے من کل فرمایا گیا۔ چوتھے یہ کہ فقط ذکر سے فکر افضل ہے فکر سے انسان ولی بن جاتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم کا سارا نظام ہمارے لئے ہے' رب کو ان کی حاجت نہ تھی' تو ہم کو بھی چاہیے کہ کچھ کام رب کے لئے کیا کریں تاکہ کچھ تو اس کا شکر ادا ہو ۷۔ یعنی چاند تارے' سورج وغیرہ تمہاری خاطر اپنی ڈیوٹیاں اس طرح دے رہے ہیں' کہ نہ کبھی تھکیں نہ چھٹی لیں' خیال رہے کہ ان رات و دن' چاند تاروں وغیرہ سے جیسے جسمانی زندگیاں وابستہ ہیں' ایسے ہی ایمانی زندگیاں بھی وابستہ ہیں' کہ انہی سے روزے' نماز' زکوٰۃ' حج وغیرہ ادا ہوتے ہیں' غرضیکہ یہ ظاہری باطنی انعامات اپنے میں لئے ہوئے ہیں ۸۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ہر ذرہ معرفت الٰہی کا دفتر ہے' لیکن عقل کی ضرورت ہے' دوسرے یہ کہ اللہ کے نزدیک وہی عقل اچھی ہے جو رب کو پہچانے' جو عقل رب تک نہ پہنچائے وہ بے عقلی ہے' تیسرے یہ کہ علم طب' ریاضی وغیرہ اعلیٰ علوم ہیں' اگر ان سے رب کی قدرتوں میں غور کیا جائے ۹۔ صوفیاء کے مشرب میں اس کا مطلب یہ ہے کہ دل کی زمین میں ایمان' اخلاص' عشق الٰہی' محبت مصطفوی کے رنگ برنگے پھل پھول پیدا کئے' یوں ہی اس دل میں کفر' نفاق' فسق' بے ادبی کے رنگ برنگے [illegible] اس سے رب کی قدرت کا پتہ لگاؤ ۱۰۔ یہاں یاد سے مراد وہ یاد ہے' جو غور و فکر

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ
کہیں احسان مانو ا اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے
اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾
کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کانپے ۲ اور ندیاں اور رستے کہ تم راہ پاؤ
وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ
اور علامتیں ۳ اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں ۴ تو کیا جو بنائے
كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنْ تَعُدُّوْا
وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے ۵ تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے ۶ اور اگر اللہ کی
نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾
نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے ۷ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۸
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِيْنَ
اور اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو ۹ اور اللہ کے سوا
يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّ
جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود
هُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ
بنائے ہوئے ہیں مردے ہیں ۱۰ زندہ نہیں، اور انہیں خبر نہیں
اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ
لوگ کب اٹھائے جائیں گے ۱۱ تمہارا معبود ایک معبود ہے ۱۲ تو وہ جو
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ
آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں اور وہ
مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ
مغرور ہیں ۱۳ فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چھپاتے

(بقیہ صفحہ ۴۲۷) کے ساتھ ہو' جیساکہ ذال کے شد سے معلوم ہوا۔ ذکر اور ہے۔ تذکر کچھ اور ۱۱۔ جس میں کشتیاں' جہازوں کے ذریعے پہنچ کر کھانے کے لئے مچھلیاں' پہننے کے لئے موتی مونگے نکال لیتے ہیں' دریا میں جاکر بخیریت وہاں سے نکل آنا اس لئے کہ رب نے اسے تمہارا تابع کر دیا کہ تمہیں غرق نہیں کرتا ۱۲۔ عربی لغت میں مچھلی کے گوشت کو بھی لحم کہا جاتا ہے۔ مگر اصطلاح اس کے خلاف ہے' اس لئے جو لحم کھانے کی قسم کھائے وہ مچھلی کھا سکتا ہے' کیونکہ قسم کا مدار عرف پر ہے ۱۳۔ یعنی سمندر سے موتی مرجان نکلتے ہیں' جنہیں تمہاری عورتیں تمہارے لئے پہنتی ہیں اور تم بھی موتی کے بٹن وغیرہ استعمال کرتے ہو ۱۴۔ صوفیاء کے نزدیک طریقت سمندر ہے شریعت کشتی' یا قرآن و حدیث سمندر ہے فقہ اس کی کشتی' کہ فقہ کے بغیر قرآن و حدیث ہلاکت کا باعث ہے' اس سمندر کو امام کی کشتی میں طے کرو۔

ا۔ یعنی کشتیوں کے ذریعہ تم دریاؤں میں سفر کر کے تجارت چمکاتے ہو۔ بعض لوگ اس راستہ سے حج کرتے ہیں' بعض لوگ کشتیوں کے ذریعہ مچھلی وغیرہ کا شکار کرتے' دریا سے موتی مونگا نکالتے ہیں' یہ سب فضل تلاش کرنے میں شامل ہے' اس کا شکریہ لازم ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی' کیونکہ لنگر جہاز کو روکنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں' اگر اب بھی زمین حرکت کرتی ہو' تو پہاڑوں کا لنگر ڈالنا بیکار ہوا۔ آسمان بھی حرکت نہیں کرتا صرف تارے ایسے گردش کر رہے ہیں' جیسے دریا میں تیرنے والا' رب فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ کل پہاڑ چھ ہزار چھ سو تہتر ہیں' چھوٹی پہاڑیاں علاوہ (روح) ۳۔ یعنی دریا و خشکی میں ایسی علامتیں مقرر فرمائیں' جن کے ذریعہ منزل مقصود تک پہنچنا آسان ہوتا ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ تارے وقت اور سمت معلوم کرنے کی علامتیں ہیں' ان سے غیبی حال معلوم کرنا حرام ہے لہٰذا علم توقیت حق ہے اور علم نجوم باطل۔ ۵۔ کفار عرب اپنے بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے' اس کے باوجود انہیں خدا کی طرح جانتے تھے' اس لئے انہیں پوجتے تھے۔ اس آیت میں اس کی تردید فرمائی۔ یعنی مخلوق خالق کی طرح نہیں ہو سکتی' تو اس کی طرح معبود کیسے ہو گی ۶۔ خیال رہے کہ تعظیم اللہ تعالیٰ کی بھی ہے اور اس کے بعض خاص بندوں کی بھی' مگر عبادت صرف رب کی ہونی چاہیے' عبادت میں معبود کو رب یا رب کی مثل مان کر تعظیم کی جاتی ہے' نماز میں کعبہ کی تعظیم ہے' اور رب کی عبادت مگر مشرک کا سجدہ بھی بت کی طرف ہے اور عبادت بھی بت کی' لہٰذا وہ فعل شرک ہے' مومن کا آب زمزم کی تعظیم کرنا عین ایمان ہے مشرک کا گنگا جل کی تعظیم کرنا شرک ہے ۷۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ نعمتیں داخلی ہم کو عطا فرمائیں اور کچھ خارجی' اور دونوں ہمارے شمار سے باہر ہیں' چہ جائیکہ ان کا شکریہ ادا ہو ۸۔ کہ باوجود بندوں کے کفر و سرکشی کے اپنی نعمتیں بند نہیں فرماتا۔ اور بڑے سے بڑا گناہ توبہ سے معاف فرما دیتا ہے۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں کو ازل سے جانتا ہے وہ علیم و قدیم ہے اور ہمارے کام کرنے کی حالت میں بھی ہمارے کاموں کو دیکھتا ہے' یہ مشاہدہ فرمانا حادث ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہوا يَعْلَمَ اللّٰهُ تا کہ اللہ جان لے' یا فرمایا گیا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا ابھی تک اللہ نے مجاہدوں کو نہ جانا' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۰۔ اس سے مشرکین عرب کے بت مراد ہیں' یعنی درخت' پتھر' وغیرہ حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں' ان کے مراتب عالی کا دوسری آیات میں ذکر ہے' بلکہ فرشتے بھی اس آیت سے خارج ہیں' رب تعالیٰ شہداء کے بارے میں فرماتا ہے۔ کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ لہٰذا اس آیت میں نبیوں کو داخل ماننا غلط ہے ۱۱۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۴۲۸) ان بے جان بتوں کو نہ تمہاری موجودہ عبادت کی خبر ہے' نہ انہیں تمہارے اگلے حالات کا علم ہے' کہ تم قبروں سے کب اٹھو گے' ایسی بے شعور چیز کی عبادت کرنا بالکل حماقت ہے ۱۲۔ اللہ تعالیٰ ذاتاً" بھی ایک ہے اور صفاتاً" بھی ایک' لہٰذا جو کوئی رب کو ایک مان کر کسی اور میں اس کی سی صفات مانے وہ بھی ایسا ہی مشرک ہے' جو رب کی ذات میں شریک کرے ۱۳۔ یعنی کفار میں دو عیب ہیں' انکار اور تکبر' اس لئے یہ لوگ نبی کے قول اور دلائل پر بھی ایمان نہیں لاتے' اس سے معلوم ہوا کہ تکبر مومن کی صفت نہیں۔

وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ﴿٢٣﴾ وَ

اور جو ظاہر کرتے ہیں ۱ بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا ۲ اور

إِذَا قِيلَ لَهُم مَّاذَا أَنزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوا أَسَاطِيرُ

جب ان سے کہا جائے تمہارے رب نے کیا اتارا ۳ کہیں اگلوں کی

الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۙ

کہانیاں ہیں ۴ کہ قیامت کے دن اپنے بوجھ پورے اٹھائیں ۵

وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ أَلَا سَاءَ

اور کچھ بوجھ ان کے جنہیں اپنی جہالت سے گمراہ کرتے ہیں ۶ سن لو کیا ہی برا بوجھ

مَا يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ

اٹھاتے ہیں ۷ بے شک ان سے اگلوں نے فریب کیا تھا ۸ تو اللہ نے انکی

بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن

چنائی کو نیو سے لیا تو اوپر سے ان پر چھت

فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾

گر پڑی اور عذاب ان پر وہاں سے آیا جہاں کی انہیں خبر نہ تھی ۹

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ

پھر قیامت کے دن انہیں رسوا کرے گا ۱۰ اور فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ

الَّذِينَ كُنتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا

شریک جن میں تم جھگڑتے تھے ۱۱ علم والے کہیں گے ۱۲

الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٢٧﴾

آج ساری رسوائی اور برائی کافروں پر ہے

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ ۖ

وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں ۱۳ اس حال پر کہ وہ اپنا برا کر رہے تھے ۱۴

ا۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ دل کی نیت و عقائد بھی ٹھیک کرو جو چھپے ہوئے ہیں اور اعمال بھی درست رکھو جو ظاہر ہیں' صورت بھی مسلمانوں کی سی بناؤ اور سیرت بھی اور ظاہری گناہوں سے بھی بچو' باطنی سے بھی اللہ توفیق دے' ۲۔ یعنی خواہ کافر متکبر ہو یا مومن اللہ کو ناپسند ہیں' خیال رہے کہ تکبر حق بھی ہوتا ہے اور باطل بھی' اسی لئے اللہ کا نام ہے متکبر' لیکن استکبار ہمیشہ ناحق غرور کو کہتے ہیں' جہاد میں کفار کے مقابل تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان بھائیوں سے تکبر و غرور حرام ہے' اللہ و رسول کے سامنے تکبر کفر و ارتداد ہے' یہاں یہ تیسرا تکبر مراد ہے' کفار عرب کو اسی تکبر کی بیماری تھی' بارگاہ الٰہی میں عجز و انکسار قبول ہے ۳۔ شان نزول' یہ آیت نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی۔ جس نے جھوٹے قصے کہانیاں یاد کر رکھی تھیں اور لوگوں سے کہتا تھا۔ کہ قرآن بھی جھوٹے قصوں کا مجموعہ ہے اور مجھے بھی کہانیاں بہت سی یاد ہیں ۴۔ اساطیر اسطورہ کی جمع ہے اسطورہ چھوٹی کہانیوں کو بھی کہتے ہیں اور لغو بیہودہ قصوں کو بھی' جن سے فائدہ کوئی نہ ہو۔ کفار عرب قرآن کریم کے قصوں کو انہیں معانی سے اسطورہ کہتے تھے۔ یعنی جھوٹی اور بے کار کہانیاں نعوذ باللہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کو گناہوں کی کامل سزا نہ ملے گی' بہت کی معافی ہو جاوے گی۔ ۶۔ یعنی سردار کفار پر اپنے گناہوں کا بھی بوجھ ہو گا اور ان متبعین کفار کا بھی جو ان کے بہکانے سے گمراہ بدکار ہوئے ایسے ہی علماء و مشائخ کو اپنے نیک اعمال کا بھی ثواب ملے گا اور ان متبعین کا بھی جو ان کی ہدایت سے نیک بنے ۷۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ گمراہ کرنے والا' سارے تابعین کا بوجھ اٹھائے گا مگر وہ خود بھی بوجھ میں ہوں گے۔ مگر بخوشی نہ اٹھائے گا' مجبوراً" اٹھانا پڑے گا ۸۔ اس مراد یا تو نمرود بن کنعان ہے جس نے بہت اونچا محل بنوایا' تا کہ آسمان والوں خصوصاً" رب تعالیٰ سے جنگ کرے' اس کی بلندی پانچ ہزار گز تھی' رب کی قدرت سے ایسی ہوا چلی۔ جس سے عمارت گر گئی اور بہت لوگ اس سے دب کر مر گئے' یا اس سے مراد عام پچھلی امتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے بطور مثال بیان فرمایا کہ کفار مکہ کے فریب اس قسم کے ہیں جیسے پچھلی قوموں نے اپنے پیغمبروں سے کئے' اور ان میں وہ ناکام ہوئے جیسے کوئی بڑی اونچی عمارت بنائے اور وہ عمارت گر جاوے' جس میں وہ خود ہی دب جاوے ۹۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نمرود جیسے سرکش بادشاہ کو مچھر جیسی کمزور چیز سے ہلاک کیا۔ اور فیل والوں کا ابابیل سے فنا کیا' قوم عاد جیسی بہادر قوم کو ہوا سے غارت کیا' اللہ کی فوج ہر جگہ ہر وقت موجود ہے اس سے ڈرنا چاہیے ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر دنیاوی عذاب آخرت کے عذاب کو کم نہ کرے گا' وہ عذاب علیحدہ ہو گا' دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمان گنہگار کو اگرچہ عذاب دے گا مگر اسے رسوا نہ فرمائے گا۔ رسوائی کفار کے لئے خاص ہے' گنہگار مومن کو عذاب ایسا چھپ کر ہو گا کہ کسی کو خبر تک نہ ہو گی' ۱۱۔ رب کا یہ کلام کفار پر عتاب

(بقیہ صفحہ ۴۲۹) کے لئے ہو گا۔ اور ان کے بتوں کو اپنا شریک فرمانا ان پر غضب کے لئے یعنی جن بتوں کو تم میرا شریک کہتے تھے بتاؤ وہ کہاں ہیں' اس آیت میں انبیاء اولیاء داخل نہیں کہ کوئی مسلمان انہیں خدا کا شریک نہیں مانتا اور وہ اپنے غلاموں کی امداد رب کے حکم سے ضرور کریں گے۔ ۱۲۔ علم والوں سے مراد امتوں کے نبی' ان کے علماء' اولیاء اور امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علماء اولیاء ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا درجہ دنیا میں بھی اعلیٰ ہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ ہو گا۔ کہ رب تعالیٰ نے ان ہی کا قول نقل فرمایا ہے۔ ۱۳۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے کام اس کے خاص بندوں کی طرف نسبت کئے جا سکتے ہیں

فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى إِنَّ

اب صلح ڈالیں گے کہ ہم تو کچھ برائی نہ کرتے تھے [1] ہاں کیوں نہیں بیشک

اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا أَبْوَابَ

اللہ خوب جانتا ہے جو تمہارے کوتک تھے [2] اب جہنم کے دروازوں

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾

میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو [3] تو کیا ہی برا ٹھکانہ مغروروں کا [4]

وَقِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ

اور ڈر والوں سے کہا گیا تمہارے رب نے کیا اتارا بولے خوبی [5]

لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ

جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ان کیلئے بھلائی ہے [6] اور بیشک پچھلا

الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

گھر سب سے بہتر [7] اور ضرور کیا ہی اچھا گھر پرہیزگاروں کا بسنے کے باغ

يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا

جن میں جائیں گے ان کے نیچے نہریں رواں انہیں وہاں ملے گا

مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۱﴾

جو چاہیں [8] اللہ ایسا ہی صلہ دیتا ہے پرہیزگاروں کو

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ

وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں [9] یہ کہتے ہوئے

سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾

کہ سلامتی ہو تم پر [10] جنت میں جاؤ [11] بدلہ اپنے کئے کا [12]

هَلْ يَنْظُرُوْنَ إِلَّآ أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ

کاہے کے انتظار میں ہیں [13] مگر اس کے کہ فرشتے ان پر آئیں یا تمہارے

کیونکہ موت دینا رب کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ انہیں فرشتے وفات دیتے ہیں لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ عزت دیتے ہیں حضور جنت دیتے ہیں' دوسرے یہ کہ جان نکالنا حضرت عزرائیل کا کام ہے مگر ان کے ساتھ ان کے خدام فرشتے بھی ہوتے ہیں لہٰذا اس آیت اور دوسری آیت میں تعارض نہیں قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ جیسے رب فرماتا ہے۔ ينزل الملائكة بالروح من امره دیکھو وحی لانا حضرت جبریل علیہ السلام کا کام ہے مگر ملائکہ جمع فرمایا گیا ہے' تیسرے یہ کہ خاتمہ کا اعتبار ہے جو کفر پر مرے وہ کافر ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان و کفر میں خاتمہ کا اعتبار ہے جو عمر بھر کافر رہے مگر مرتے وقت مومن ہو جاوے وہ مومن ہے' اور جو مومن رہے اور مرتے وقت کافر ہو جاوے وہ کافر ہے' جن آیات میں کفار کی برائی مذکور ہے ان سب میں یہی مراد ہے

ا۔ ظاہر ہے کہ کفار دیدہ دانستہ انکار کریں گے کہ ہم کافر بدکار نہ تھے' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دین و اعمال کو بھول جائیں' اس لئے انکار کریں' جیسے کہ قبر میں کافر کہے گا۔ هاه لا ادری مجھے نہیں خبر کہ میرا دین کیا ہے مگر مومن کو اپنے اعمال یاد بھی رہیں گے۔ اور وہ اقرار بھی کرے گا ۲۔ علیم و خبیر حاکم کے سامنے ملزم کا انکار مفید نہیں' اس کے باوجود خود کافر کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سے گواہی دلوا دی جائے گی مگر یہ گواہی رب کے علم کے لئے نہیں' بلکہ مجرم کی زبان بندی کرنے کے لئے ہو گی ۳۔ معلوم ہوا کہ مومن خواہ کیسا ہی بڑا مجرم ہو' دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا' آخرکار وہاں سے نکلے گا ۴۔ معلوم ہوا کہ انسان کا تکبر جھوٹا ہے اسی لئے جرم ہے یا جو غرور نبی کے مقابلہ میں ہو وہ جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی برحق ہے' لہٰذا اس کے لئے تکبر صفات کریمہ میں سے ہے ۵۔ عرب کے دیہاتی باشندے حج کے موقع پر مکہ معظمہ آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حالات کی تحقیقات کرتے تھے' جب کافروں سے پوچھتے تو ان میں سے کوئی تو حضور کو جادوگر کہتا تھا کوئی دیوانہ' کوئی شاعر' معاذ اللہ' اور جب صحابہ سے ملتے تھے تو صحابہ کرام حضور کے اوصاف حمیدہ اور قرآن کریم کے فضائل بتاتے تھے' اس واقعہ کا اس میں ذکر ہے (خزائن العرفان) معلوم ہوا کہ جمال یار تو ایک ہے۔ مگر دیکھنے والوں کی نگاہیں مختلف ہیں۔ ۶۔ پہلی بھلائی سے مراد ایمان' اور نیک اعمال ہیں اور دوسری بھلائی سے مراد جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے بلکہ دنیا میں اچھی زندگی' فتح و کامیابی اور اللہ کی بڑی نعمتیں عمدہ رزق ۷۔ اس لئے کہ وہاں موت نہیں کوئی تکلیف نہیں اللہ کی ناراضگی نہیں' آپس کی نااتفاقی نہیں' اس خیر کو حاصل کرنے کے لئے اعمال بھی خیر چاہئیں ۸۔ یعنی دنیا میں تو ہم جو چاہیں وہ تم کرو۔ جنت میں جو تم چاہو گے ہم کریں گے' خیال رہے کہ دنیا میں ہمارے ساتھ نفس امارہ بھی ہے اور دل بھی' نفس بری خواہشیں کرتا ہے اور دل اچھی خواہشیں' اس لئے یہاں ہماری ہر بات ماننے کے قابل نہیں' مگر جنت میں نفس امارہ نہ ہو گا۔ لہٰذا

(بقیہ صفحہ ۴۳۰) وہاں جنتی اچھی خواہشیں ہی کرے گا۔ اسی لئے وہاں ہماری ہربات مانی جاوے گی ۹۔ معلوم ہوا کہ اعتبار خاتمہ کا ہے' متقی وہ جس کا خاتمہ تقویٰ پر ہو' یہ بھی معلوم ہوا کہ جان نکالنے کے وقت بہت فرشتے حاضر ہوتے ہیں' ملک الموت اور ان کے خدام' یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فرشتے سارے عالم میں بیک وقت موجود ہوتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ موت کے فرشتے مومن کو سلام کر کے آتے ہیں اور جنت کی خوشخبریاں دے کر جان نکالتے ہیں' تا کہ نزع آسان ہو ۱۱۔ یا توفی الحال روحانی طور پر کہ تمہاری روحیں پرندوں کی شکل میں جنت کی سیر کریں یا تمہاری قبر میں جنت کی ہوائیں آتی رہیں گی یا بعد قیامت میں جنت میں جانا کیونکہ جسمانی طور پر جنت کا داخلہ بعد قیامت ہو گا۔ ۱۲۔ خیال رہے کہ جنت کا حصول تین طرح ہو گا اپنے عمل سے متقیوں کے لئے' کسی دوسرے کے عمل کی برکت سے' جیسے مسلمانوں کے نابالغ فوت شدہ بچے بغیر کسی عمل کے' جیسے وہ مخلوق جو جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جاوے گی' یہاں خطاب پہلی قسم والوں سے ہو رہا ہے' رب فرماتا ہے اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ لیکن چونکہ عام طور پر جنت اعمال کے عوض ملے گی' اس لئے قرآن کریم میں اس کا ذکر بہت زیادہ ہوتا ہے' علماء فرماتے ہیں کہ جنت کا داخلہ اللہ کے فضل سے ہو گا اور وہاں درجات اپنے اعمال سے (روح) ۱۳۔ یعنی جو آپ کو دیکھ کر آپ کا کلام سن کر بھی ایمان نہ لائے' وہ یا تو موت کا انتظار کر رہا ہے' یا دنیاوی عذاب کا' جیسے جنگ بدر و حنین کی شکست اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا آخری وسیلہ ہیں' جسے آپ سے ہدایت نہ ملی' اسے کہیں ہدایت نہیں مل سکتی

اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ

رب کا عذاب آئے ان سے اگلوں نے ایسا ہی کیا [۱]

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور اللہ نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے [۲]

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

تو ان کی بری کمائیاں ان پر پڑیں [۳] اور انہیں گھیر لیا اس نے

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ

جس پر ہنستے تھے اور مشرک بولے [۴]

شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ

اللہ چاہتا تو اس کے سوا کچھ نہ پوجتے [۵] نہ ہم اور نہ ہمارے

وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ

باپ دادا اور نہ اس سے جدا ہو کر ہم کوئی چیز حرام ٹھہراتے [۶]

كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى

ایسا ہی ان سے اگلوں نے کیا تو رسولوں

الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ

پر کیا ہے مگر صاف پہنچا دینا [۷] اور بیشک ہر امت میں

كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا

ہم نے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کو پوجو [۸] اور شیطان

الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ

سے بچو تو ان میں کسی کو اللہ نے راہ دکھائی اور کسی پر گمراہی

حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

ٹھیک اتری [۹] تو زمین میں چل پھر

۱۔ یعنی قوم عاد و ثمود وغیرہ بھی کفر پر اڑے رہے' عذاب دیکھ کر نبی کی سچائی محسوس کی مگر اس وقت کا ماننا بیکار ہے عذاب دفع نہیں ہوتا ۲۔ ظلم کے معنی ہیں غیر کی چیز اسکی بغیر اجازت استعمال کرنا' ہم رب کے ہیں اس کی مرضی کے خلاف عمل کرنا ظلم ہے گنہگار مسلمان بھی ظالم ہے اور کافر بھی' البتہ کافر بڑا ظالم ہے' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۳۔ یہاں سیئات سے مراد کفر و گناہ کی سزائیں ہیں رب فرماتا ہے۔ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ. برائی کا بدلہ برائی ہے ۴۔ یعنی مشرکین مکہ حضور سے مذاق کے طور پر یہ کہتے تھے ۵۔ خیال رہے کہ یہاں مشیت سے مراد راضی ہونا ہے انکا مطلب یہ تھا کہ رب شرک سے راضی ہے اس لئے ہم شرک کرتے ہیں' یہ عقیدہ کفر ہے اور اگر مشیت ارادہ کے معنی میں ہو' تو مسئلہ نہایت درست ہے کیونکہ دنیا کا ہر کام رب کی مشیت اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے' رب فرماتا ہے۔ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ان بد نصیبوں نے ارادہ اور رضا میں فرق نہ کیا' اس لئے ان کا یہ قول بے ادبی اور کفر ہوا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو اللہ و رسول نے حرام نہ کیا ہو انہیں حرام جاننا اور اس حرمت کو حکم شرعی سمجھنا کفار کا طریقہ ہے کہ وہ بحیرہ' سائبہ وغیرہ جانوروں کو حرام سمجھتے تھے اور کہتے تھے' کہ رب نے حرام فرمایا ہے' اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو بلا دلیل شرعی ہر چیز کو حرام کہہ دیتے ہیں دلیر ہیں کہتے ہیں کہ گیارہویں شریف حرام' میلاد شریف حرام وغیرہ ۷۔ یعنی پیغمبر کے ذمہ لوگوں کو ایمان پر مجبور کرنا نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر مخلوق سے بے نیاز ہوتے ہیں اگر کوئی بھی ایمان نہ لائے تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ سبحان اللہ ۸۔ یعنی ایمان لا کر یا کہو کہ ایمان لانا بھی عبادت ہے ورنہ مشرک ایمان سے پہلے عبادات کے مکلف نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے بے دینوں سے بچنا بہت ضروری ہے ۹۔ یعنی کسی نبی سے سب لوگوں نے ہدایت حاصل نہ کی' سورج سے سب نور حاصل نہیں کرتے' چمگادڑ محروم

(بقیہ صفحہ ۴۳۱) رہتا ہے' بارش سے ہر زمین سرسبز نہیں ہوتی' بنجر زمین بے فیض رہتی ہے تو اے محبوب اگر بعض بدبخت آپ پر ایمان نہیں لاتے تو آپ غمگین کیوں ہوتے ہیں۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی اور قہر ربانی کا مشاہدہ کرنا ہو تو کفار کی بستی دیکھو لہٰذا' اگر رحمت الٰہی کا نظارہ کرنا ہو' تو اولیاء اللہ کے آستانے دیکھو' وہاں کے نظارے کرو' نیز بزرگان دین سے ملاقات کے لئے سفر کرنا بہتر ہے جب کفار کی اجڑی بستیوں کی طرف سفر کر کے جانا جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ

کر دیکھو ۱ کیسا انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ۲ اگر تم ان کی

تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ

ہدایت کی حرص کرو ۳ تو بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے ۴

وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ

اور انکا کوئی مددگار نہیں ۵ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے

لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ۭ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

کہ اللہ مردے نہ اٹھائے گا ہاں کیوں نہیں سچا وعدہ اس کے ذمہ پر ۶

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اس لئے کہ انہیں

الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ

صاف بتا دے جس بات میں جھگڑتے تھے اور اس لئے کہ کافر جان لیں کہ

كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ

وہ جھوٹے تھے ۷ جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے

نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ

کہ ہم کہیں ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے ۸ اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار

مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ

چھوڑے مظلوم ہو کر ۹ ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے ۱۰

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ

اور بیشک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے ۱۱ کسی طرح لوگ جانتے وہ جنہوں

صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ۱۲ اور ہم نے تم سے

ع ۵ / ۱۱ — وقف لازم

کہ تاریخ و جغرافیہ سیکھنا ثواب ہے کہ اس سے رب کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے' لیکن یہ جب ہی ہے کہ تاریخ و جغرافیہ صحیح ہو اور صحیح نیت سے پڑھے ۳۔ (شان نزول) حضور جانتے تھے کہ سب کافر ایمان نہ لائیں گے' بعض کے دوزخی ہونے کی خبر بھی دے دی تھی' اس کے باوجود آپ کی کوشش یہ تھی کہ سارے ہی ایمان لے آویں' ان بعض کے ایمان نہ لانے پر حضور کو صدمہ ہوتا تھا' اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' خیال رہے کہ حضور کا یہ حرص فرمانا' حضور کا کمال تھا' رحمتہ للعالمین ہونے کا ظہور تھا اس حرص پر بھی آپ کو ثواب ملے گا کہ یہ تبلیغ کی قسم ہے محبوب کا حسن بے اختیاری ہے اس آیت کو حضور کی بے علمی یا کم علمی پر دلیل بنانا بڑی حماقت ہے ۴۔ یعنی جسے گمراہ رہنے اور گمراہی پر مرنے کے لئے پیدا فرما دے اس کے ایمان نہ لانے میں آپ پر کوئی باز پرس نہیں' خیال رہے کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالٰی نے اس لئے پیدا فرمایا کہ یہ لوگ اپنے اختیار سے گمراہ رہیں' ان کی یہ گمراہی اور ان کا یہ برا اختیار دونوں اللہ کے علم میں آ چکے لہٰذا بندہ مجبور نہیں باذن الٰہی مختار ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کافروں کے لئے ہے مومنوں کے لئے رب بہت سے مددگار مقرر فرمائے گا' یہ آیت حضور کی انتہائی نعت ہے' جیسے لائق شاگرد سبق زیادہ لینا چاہے اور استاد کم پڑھائے اور کہے کہ تم کتنی بھی حرص کرو۔ تمہیں سبق اتنا ہی ملے گا۔ یہ استاد کا کرم ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض چیزیں اللہ تعالٰی کے ذمہ کرم پر واجب ہیں' مگر یہ وجوب خود اس کے اپنے ذمہ واجب فرما لینے سے ہے نہ کہ دوسرے کے واجب کرنے سے ۷۔ یعنی قیامت کا اصل مقصود پیغمبروں کی حقانیت کا اظہار ہے۔ حساب و کتاب تو تبعًا ہو گا کیونکہ حساب و کتاب تو بہت جلد ہو جاوے گا مگر قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے باقی وقت میں کیا ہو گا' اظہار عزت رسول' کفار کی رسوائی' مومنین کی عزت افزائی ہو گی ۸۔ یعنی ہماری قدرت یہ ہے کہ' کن سے ہر چیز بنا دیں' مگر بعض مخلوق کو مٹی سے بعض کو کسی اور چیز سے بڑی مدت میں بنایا' وہ قدرت ہے یہ حکمت' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' قانون اور چیز ہے قدرت کچھ اور' عالم ارواح اور حضرت عیسٰی علیہ السلام' کن سے ہی پیدا ہوئے یہ رب کی قدرت ہے ۹۔ یہ آیت ان سب مہاجرین صحابہ کے حق میں نازل ہوئی جو مشرکین کے مکہ کے ظلموں سے تنگ آ کر حبشہ' پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما گئے' اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہجرت عبادت ہے جو نفس کی خاطر نہ ہو' رضا الٰہی کے لئے ہو' ہر عبادت کا یہی حال ہے ۱۰۔ یعنی مدینہ منورہ میں' چنانچہ رب تعالٰی نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا۔ خیال رہے کہ یہ وعدہ صرف اولین مہاجرین صحابہ سے تھا جو پورا ہو چکا' ہمیشہ ہر مہاجر کے لئے یہ وعدہ نہیں' بہت مہاجر اچھی جگہ نہیں پاتے' بے کسی کی حالت میں فوت ہو جاتے ہیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعض لحاظ سے مدینہ منورہ مکہ معظمہ

(بقیہ صفحہ ۴۳۲) سے افضل ہوا۔ کیونکہ افضلیت تو حضور کے قدم سے وابستہ ہے ۱۱۔ یعنی مہاجرین کو مدینہ منورہ میں آرام مل جانا آخرت کے ثواب کو کم نہ کرے گا' جیسے سرکاری حکام کا بھتہ یا سفر خرچ تنخواہ کم نہیں کر دیتا ۱۲۔ صبر اور توکل سلوک کا انتہائی مقام ہے اس سے معلوم ہوا کہ سارے مہاجرین اولین ولایت کے انتہا درجے پر تھے جس کی گواہی رب دے رہا ہے' چونکہ یہ آیت مکی ہے اس لئے اس میں صرف مہاجرین اولین داخل ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ وطن چھوڑنے پر صبر کرنا بڑی فضیلت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت ہجرت مکہ معظمہ کو حسرت کی نگاہ سے دیکھ کر فرمایا کہ اگر میں تجھ سے نکالا نہ جاتا' تو نہ نکلتا (روح)

مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ

پہلے نہ بھیجے مگر مرد ۱؎ جن کی طرف ہم وحی کرتے تو اے لوگو علم والوں سے

الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِؕ

پوچھو اگر تمہیں علم نہیں ۲؎ روشن دلیلیں اور کتابیں لے

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ

کر ۳؎ اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اتاری کہ تم لوگوں سے بیان کردو

اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ الَّذِیْنَ

جو انکی طرف اترا اور کہیں وہ دھیان کریں ۴؎ تو کیا جو لوگ برے مکر کرتے

مَكَرُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ

ہیں ۵؎ اس سے نہیں ڈرتے کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے ۶؎

اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾

یا انہیں وہاں سے عذاب آئے جہاں سے انہیں خبر نہ ہو

اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ

یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے ۷؎ کہ وہ تھکا نہیں سکتے یا انہیں

یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۴۷﴾

نقصان دیتے دیتے گرفتار کرلے ۸؎ کہ بیشک تمہارا رب نہایت مہربان رحم والا ہے ۹؎

اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا

اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جو چیز اللہ نے بنائی ہے اس کی پرچھائیاں

ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ

داہنے اور بائیں جھکتی ہیں ۱۰؎ اللہ کو سجدہ کرتی ۱۱؎ اور وہ اس کے حضور

دٰخِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا

ذلیل ہیں ۱۲؎ اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو

النصف

۱۔ اس سے معلوم ہوا' کہ نبی ہمیشہ انسان مرد' بالغ ہوئے کوئی مخلوق انسان کے علاوہ نبی نہیں' عورت نبی نہیں' نابالغ بچے' دیوانہ نبی نہیں ہوئے۔ ہاں بعض انبیاء کو بچپن میں نبوت ملی۔ مگر پھر بالغ ہو کر بھی نبی رہے ۲۔ یہ آیت ان مشرکین کے رد میں اتری جو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بشر کو نبی نہیں بنا سکتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے۔ کیونکہ نہ جاننے والے پر ضروری ہے کہ وہ جاننے والے سے پوچھے' تقلید میں بھی یہی ہوتا ہے کہ غیر مجتہد اجتہادی مسائل اپنے امام سے پوچھتا ہے ۳۔ بینات سے مراد معجزات ہیں' اور کتابوں سے مراد صحیفے اور آسمانی کتابیں سب ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو معجزے عطا فرمائے' کوئی نبی بغیر معجزہ نہ تشریف لائے' اس ہی طرح کوئی پیغمبر کتاب الٰہی یا صحیفہ آسمانی سے خالی نہیں تھے' خواہ نئی کتاب ہو یا پرانی بہرحال یہ آیت بہت سے مسائل کا ماخذ ہے ۴۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے' ایک یہ کہ قرآن کریم کا نام ذکر بھی ہے' کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے باعث عزت و نصیحت ہے' گزشتہ اور آئندہ واقعات کا تذکرہ ہے۔ حضور کی یادگار ہے' دوسرے یہ کہ قرآن تبلیغ کے لئے اترا نہ کہ چھپانے کے لئے تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم قرآن چھپایا نہیں۔ سب شائع فرما دیئے' چوتھے یہ کہ قرآن میں فکر و تدبر اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے لہٰذا قاری سے عالم افضل ہے اور تلاوت قرآن سے تدبر قرآن اعلیٰ ہے کیونکہ نزول قرآن کا اصل مقصد تفکر ہے ۵۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو ستانے کی خفیہ تدبیریں سوچتے رہتے ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاص لوگوں پر اب بھی غیبی عذاب آسکتا ہے' بلکہ آیا بھی ہے اور آوے گا بھی' ہاں عام عذاب آنا حضور کی تشریف آوری سے بند ہو گیا۔ یہ گفتگو اس عذاب میں ہے جو خلاف عادت الٰہیہ ہے' جیسے آسمان سے پتھر برسنا۔ صورتیں مسخ ہونا' رہا ظاہری عذاب' جیسے جنگ میں شکست یہ تو آتے ہی رہیں گے ۷۔ یعنی دریا اور خشکی کے سفروں میں انہیں ہلاک کر دے کہ گھر لوٹ کر نہ آسکیں ۸۔ یہاں چار قسم کے عذابوں کا ذکر ہوا۔ زمین میں دھنس جانا۔ قارون کی طرح زمین پر رہتے ہوئے عذاب آجانا۔ سفر میں عذاب آنا' یہ تینوں اچانک عذاب تھے' پہلے علامات عذاب آنا۔ پھر عذاب آنا' مقصود یہ ہے کہ اے کافرو تم ہر طرح ہمارے قبضہ میں ہو۔ پھر ہماری فرمانبرداری اور پیغمبر کی اطاعت کیوں نہیں کرتے ۹۔ اس لئے عذاب جلدی نہیں بھیجتا اور اگر تم اب بھی توبہ کرلو تو رحمت الٰہی آغوش میں لینے کو تیار ہے' یہ بھی خیال رکھو کہ حلیم اور رحیم کی پکڑ بہت سخت ہے' جب پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں' اس لئے عذاب کے ساتھ ان اسماء طیبہ کا ذکر ہوا لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰۔ یعنی ہر چیز کا سایہ سورج کی حرکت کے مطابق حرکت کرتا ہے' جب سورج مشرق میں ہوتا ہے تو یہ مغرب میں۔ جب سورج جنوب میں تو یہ شمال میں' یہ اپنے سایہ کی

(بقیہ صفحہ ۴۳۳) حرکت بدلنے پر بھی قادر نہیں' تو خود کیوں نہیں رب کی اطاعت کرتے ۱۱۔ یعنی ان کے سایہ رب کے مطیع ہیں' یہاں سجدہ سے مراد اطاعت ہے' نہ کہ اصطلاحی سجدہ' اور ہو سکتا ہے کہ یہی عرفی سجدہ مراد ہو' تو وہ سمجھ سے بالا ہے' ہر چیز رب کی بارگاہ میں ساجد ہے' اگرچہ ہم کو نظر نہ آوے ۱۲۔ یعنی مشرکین خود یا ان کے سایہ تابع فرمان ہیں' کہ تکوینی احکام میں مجبور محض ہیں' اس کے چلانے پر چلتے ہیں' مارنے پر مرجاتے ہیں سلانے پر سو جاتے ہیں' جگانے پر جاگ اٹھتے ہیں' تو چاہیے کہ تشریعی احکام میں بھی اللہ کی فرمانبرداری کریں

فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا

کچھ زمین میں چلنے والا ہے اور فرشتے اور وہ غرور

يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۴۹ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ

نہیں کرتے [۱] اپنے اوپر اپنے رب کا خوف کرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو

مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝۵۰ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ

انہیں حکم ہو [۲] اور اللہ نے فرمادیا [۳] دو خدا نہ ٹھہراؤ

اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝۵۱

وہ تو ایک ہی معبود ہے تو مجھی سے ڈرو [۴]

وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ؕ

اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے [۵] اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے [۶]

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝۵۲ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ

تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے سے ڈرو گے۔ اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب

اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ۝۵۳ ۚ

اللہ کی طرف سے ہے [۷] پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اسی کی طرف پناہ لے جاتے

ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ

ہو [۸] پھر جب وہ تم سے برائی ٹال دیتا ہے تو تم میں ایک گروہ اپنے رب کا شریک

يُشْرِكُوْنَ ۝۵۴ ۙ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ

ٹھہرانے لگتا ہے [۹] کہ ہماری دی نعمتوں کی ناشکری کریں تو کچھ برت لو کہ عنقریب

تَعْلَمُوْنَ ۝۵۵ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا

جان جاؤ گے، اور انجانی چیزوں کے لئے [۱۰] ہماری دی ہوئی روزی میں سے حصہ

مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ

مقرر کرتے ہیں [۱۱] خدا کی قسم تم سے ضرور سوال ہونا ہے جو کچھ جھوٹ

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جن و انس کے سواء کوئی مخلوق مشرک یا کافر یا نافرمان نہیں' دوسرے یہ کہ انسان کے بعد تمام مخلوق میں فرشتے افضل ہیں' اسی لئے رب نے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتے مکلف ہیں مگر ان کے احکام ان کے لائق ہیں' دوسرے یہ کہ وہ نافرمانی سے معصوم ہیں' ہاروت و ماروت کا جرم اس وقت ہوا جب ان سے ملکی قوت زائل کر کے بشری قوت انہیں بخشی گئی' لہٰذا وہ واقعہ عصمت ملائکہ کے خلاف نہیں' خیال رہے کہ اسلام میں صرف فرشتے اور پیغمبر معصوم ہیں' ان کے سوا کوئی نہیں ہاں بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں' ۳۔ ساری مخلوق کو جن و انس ہو' یا اور مخلوقات' توحید کا حکم ایسا عام ہے کہ اس میں کسی بندے کی خصوصیت نہیں' ہر مخلوق اس کی مکلف ہے ۴۔ الوہیت کا خوف اللہ کے سوا کسی کا نہیں چاہیے' ایذاء کا خوف اور دوسرے خوف مخلوق سے بھی ہو سکتے ہیں' موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے یا سانپ سے ڈرنا' ہمارا حاکم یا بادشاہ سے خوف کرنا' الوہیت نہیں' یہ ایذا کا خوف ہے یا ان کی عظمت کی ہیبت' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' ۵۔ مخلوق اور حقیقی مملوک اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں' ہاں مملوک کا کسی اور کا مالک ہو جانا' عطائی' عارضی' مجازی ہے بلکہ جو اللہ کا پیارا ہو جاتا ہے تمام دنیا اس کی ملک بن جاتی ہے ۶۔ یعنی اس کے دین و اطاعت کو زوال نہیں۔ وہ دنیا و آخرت میں ثابت و لازم ہے' دوسرے دین انسان مرتے ہی بھول جاتا ہے' آخرت میں کسی کی اطاعت نہ ہو گی رب کے سوا ۷۔ یعنی بلاواسطہ اور بعض واسطہ سے تم تک پہنچتی ہیں' جیسے سورج کا نور اور چراغ کی روشنی وغیرہ' ۸۔ مشرکین عرب مصیبتوں میں صرف رب سے دعائیں مانگتے تھے' اور راحت و سکون میں بت پرستی کرتے تھے' ان کا حال اس آیت میں بیان ہوا۔ خیال رہے کہ مصیبت میں طبیب' یا حاکم' یا نبی' یا پیر کے پاس دعا' یا دوا' یا فریاد کے لئے جانا اس کے خلاف نہیں کہ یہ مدد الٰہی کے مظہر ہیں ۹۔ یعنی جن بتوں کی ذلت و خباثت وہ نہیں جانتے' انہیں معبود سمجھے بیٹھے ہیں ۱۰۔ کفار اپنے کھیت' جانوروں وغیرہ میں سے کچھ حصہ بتوں کے نام پر نامزد کر دیتے تھے' کہتے تھے هٰذَا لِلّٰهِ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا' یہ شرک ہے' لیکن اگر مسلمان اپنی کمائی سے کچھ حصہ فقراء' مساکین' بزرگوں کی فاتحہ کے لئے مقرر کر دے تو مباح ہے' ... فرماتا ہے وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ

ا۔ اس سے دو مسئلہ نکل سکتے ہیں' ایک یہ کہ اپنی کمائی میں سے بتوں کا حصہ نکالنا گناہ ہے کہ ان کی الوہیت غیر معلوم ہے مگر اولیاء اللہ کے نام کا کچھ نکالنا حلال' کہ ان کی ولایت قرآن و حدیث سے معلوم ہے۔ دوسرے یہ کہ بتوں کے نام کا حصہ نکالنا اگرچہ گناہ ہے مگر اس سے وہ حصہ حرام نہ ہو جائے گا۔ اگر مسلمان کے ہاتھ لگے' یا غنیمت میں آ جائے۔ تو کام میں لائے' بحیرہ' سائبہ جانور اگر مومن اللہ کے نام پر ذبح کردے تو حلال ہیں کیونکہ یہاں رب نے کفار کے اس حصہ نکالنے کو حرام قرار دیا۔ مگر اس حصہ کو حرام نہ فرمایا' صحابہ کرام جہاد میں کفار کے ہر قسم کے مال استعمال کرتے تھے' اگرچہ بتوں کے نام کے ہوں ۲۔ بنی خزاعہ اور بنی کنانہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حالانکہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے' نیز اولاد باپ کے ملک نہیں ہو سکتی' تو اگر فرشتے رب کی لڑکیاں ہوتے تو خود رب ہوتے' رب کے بندے نہ ہوتے ۳۔ یعنی بیٹے' مقصد یہ ہے کہ یہ ایسے بدتمیز ہیں کہ اپنے لئے بیٹے چاہتے ہیں' اور رب کے لئے بیٹیاں ثابت کرتے ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑکی پیدا ہونے پر رنج کرنا کافروں کا طریقہ ہے' ہاں لڑکے کی تمنا کرنی دینی خدمت کے لئے سنت انبیاء ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب والے اس کا مذاق اڑاتے تھے جس کے لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ لڑکی کو جانور سے بدتر جانتے تھے' اونٹنی کے مادہ پیدا ہوتی تو کچھ طعن نہ کرتے لیکن عورت کے لڑکی ہوتی تو رنج و غم طعن و تشنیع کرتے ۶۔ تاکہ اس لڑکی سے ذلت کے کام لے' جیسے گھر کے جانوروں کی خدمت کرنا' یا یہ مطلب ہے کہ خود قوم میں ذلیل ہو کر بیٹی کو زندہ رکھے ۷۔ جیسا کہ کفار معز' خزاعہ' تمیم لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے ۸۔ کہ لڑکی کو اتنا ذلیل جانتے ہوئے خدا تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے لئے ہلکی چیزیں ثابت کرنا کفر ہے جیسے جھوٹ' موت وغیرہ ۹۔ کہ دنیا میں ان کے عقیدے اور اعمال خراب' لڑکیوں کو زندہ گاڑنا شراب خوری' چوری' بخل' مرتے وقت موت خراب' آخرت میں انجام خراب ۱۰۔ ترجمہ نہایت ہی اعلیٰ ہے' یہاں مثل ۔ بمعنی کہاوت یا مثال نہیں' رب فرماتا ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ بلکہ ۔ بمعنی شان ہے' یعنی رب کی شان اونچی ہے' وہ اولاد سے پاک اس کا کوئی شریک نہیں' ساری خوبیوں سے موصوف' تمام برائیوں سے منزہ ۱۱۔ یعنی اگر رب تعالیٰ دنیا میں انسانوں کی ہر گناہ پر پکڑ فرماتا' ورنہ آخرت میں تو ہر گناہ کی گرفت ہو گی' اور دنیا میں بھی بعض گناہوں پر پکڑ ہو جاتی ہے' عذاب الٰہی آ جاتا ہے' لہذا یہاں ظلم سے مراد ہر بد عملی اور ہر بد عقیدگی ہے ۱۲۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا کہ زمین پر رہنے والے سارے ہلاک کر دیئے گئے دریائی جانور

تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا

باندھتے تھے ۱ اور اللہ کیلئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں ۲ پاکی ہے اسکو اور اپنے لئے

يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ

جو اپنا جی چاہتا ہے ۳ اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو

مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ

دن بھر اسکا منہ کالا رہتا ہے ۴ اور وہ غصہ کھاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس

مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى

بشارت کی برائی کے سبب ۵ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا ۶ یا اسے مٹی میں

التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ

دبا دے گا ۷ ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں ۸ جو آخرت پر ایمان نہیں

بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَهُوَ

لاتے انہیں کا برا حال ہے ۹ اور اللہ کی شان سب سے بلند ۱۰ اور

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ

وہی عزت و حکمت والا ہے ۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے ظلم پر گرفت کرتا ۱۱

مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

تو زمین پر کوئی چلنے والا نہیں چھوڑتا ۱۲ لیکن انہیں ایک ٹھہرائے وعدے تک مہلت

مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

دیتا ہے، پھر جب ان کا وعدہ آئے گا ۱۳ نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں

وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ

نہ آگے بڑھیں ۱۴ اور اللہ کے لئے وہ ٹھہراتے ہیں جو اپنے لئے ناگوار ہے

تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ

۱۵ اور انکی زبانیں جھوٹ کہتی ہیں کہ ان کے لئے بھلائی ہے ۱۶ تو آپ ہی ہوا کہ

ع ۱۴

زمین پر نہ تھے' پانی میں تھے' نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی بھی اس وقت زمین پر نہ تھے کشتی میں تھے' اس سے پتہ لگا کہ انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے جانوروں پر بھی عذاب آ جاتا ہے' کیونکہ تمام جانور انسانوں کے تابع ہیں' گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ ۱۳۔ اس وعدے سے مراد یا تو مجرم کی عمر کا ختم ہونا ہے' یا ان کے عذاب کا مقررہ وقت' یا قیامت کے مختلف عذابوں کے مختلف وقت ہیں ۱۴۔ یہاں اجل سے مراد تقدیر مبرم ہے یعنی علم الٰہی جس میں تبدیلی ہرگز نہیں ہو سکتی' لیکن تقدیر معلق جسے محو و اثبات بھی کہتے ہیں وہ اولتی بدلتی رہتی ہے' رب فرماتا ہے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ حدیث شریف میں ہے کہ نیک اعمال سے عمر بڑھ جاتی ہے' آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر شریف بجائے ساٹھ سال کے سو برس ہو گئی۔

اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ

ان کے لئے آگ ہے ۱ اور وہ حد سے گزرے ہوئے ہیں خدا کی قسم ہم نے تم سے پہلے کتنی

اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ

امتوں کی طرف رسول بھیجے تو شیطان نے ان کے کوتک انکی آنکھوں میں بھلے کر دکھائے ۲

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا

تو آج وہی ان کا رفیق ہے ۳ اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے اور ہم نے تم پر یہ کتاب

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا

نہ اتاری مگر اس لئے کہ تم لوگوں پر روشن کر دو ۴ جس بات میں

فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ

اختلاف کریں ۵ اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے ۶ اور اللہ

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ

نے آسمان سے پانی اتارا ۷ تو اس سے زمین کو زندہ کر دیا اس

مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ

کے مرے کے پیچھے ۔ بے شک اس میں نشانی ہے ان کو جو کان رکھتے ہیں ۸ اور

اِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ

بیشک تمہارے لئے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے ۹ ہم تمہیں پلاتے ہیں

مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾

اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے ۱۰ گوبر اور خون کے بیچ میں سے خالص دودھ

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ

گلے سے سہل اترتا پینے والوں کیلئے ۱۱ اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے کہ اس سے نبیذ

سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

بناتے ہو اور اچھا رزق ۱۲ بے شک اس میں نشانی ہے عقل

ع ۵ / ۱۴

(بقیہ صفحہ ۴۳۵) لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۵۔ یعنی بیٹیاں اور شریک کہ دونوں چیزیں اپنے لئے پسند نہیں کرتے، مگر رب کے لئے مانتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ ۱۶۔ شان نزول، کفار کہتے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہوں اور قیامت واقعی آئے تو بھی ہمیں جنت ہی ملے گی وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّىْۤ اِنَّ لِىْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى اس بکواس کی تردید میں یہ آیت اتری، ورنہ وہ قیامت کے قائل نہ تھے، یعنی کام جہنم کے کر کے جنت کے امیدوار ہیں، جو بو کر گندم کاٹنے کی آس لگائے ہوئے ہیں

۱۔ یعنی ہمیشہ دوزخ میں رہنا، لہٰذا آیت کا حصر درست ہے ۲۔ یہاں اعمال سے مراد کفر و شرک اور گناہ ہیں، کیونکہ کفر و شرک بھی دل کا عمل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو نیکی سمجھ کر کرنا کفر ہے اور گناہ سمجھ کر کرنا فسق، جو پہلے جرم سے ہلکا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص برائی کو اچھائی ثابت کرے، وہ شیطان ہے، ایسے ہی جو اچھائی کو برا بتائے وہ بھی ابلیس ہے ۳۔ اس ولایت سے مراد دنیا کی جھوٹی دوستی ہے، اور جن آیات میں فرمایا گیا کہ ظالمین کا کوئی ولی نہیں، اس سے مراد بھی دوستی آخرت کی ہے، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ قرآن کریم صرف تلاوت کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ یہ شفا بھی ہے، ہدایت بھی ہے، رب کا قانون بھی ہے، اس کی رحمت بھی ہے، غرضیکہ مومن کو تخت پر بھی کام آتا ہے اور تختہ پر بھی، دوسرے یہ کہ قرآن کریم اس کے لئے ہدایت، رحمت وغیرہ ہے جو قرآن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے قبول کرے، اسی لئے ارشاد ہوا کہ تم لوگوں پر روشن کرو۔ حضور کا توسل چھوڑ کر قرآن گمراہ کرتا ہے رب فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ۵۔ دینی یا دنیاوی امور میں، اس سے معلوم ہوا کہ اپنے ہر اختلاف میں قرآن شریف کو حکم بنانا چاہیے، مگر حضور کے توسل سے علماء دین کے ذریعہ سے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی خاص رحمت مسلمانوں سے خاص ہے، رب فرماتا ہے۔ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ، اور عام رحمت تمام خلق کے لئے ہے، رب فرماتا ہے۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ عام رحمت دنیا میں عذاب الٰہی نہ آنا، رزق اولاد وغیرہ ملنا، کہ حضور کے صدقے سے سب کو یہ نعمتیں مل رہی ہیں، خاص رحمت ایمان، تقویٰ نور ولایت، قرب الٰہی کہ یہ چیزیں صرف مومنوں کو ملتی ہیں۔ حضور کی عطا سے، کافر ان سے محروم ہیں ۷۔ یعنی آسمان کی طرف سے یا آسمانی خزانہ سے یا آسمان کے اسباب سے، کیونکہ اگرچہ بارش سمندر سے آتی ہے، مگر گرمی آسمان سے آتی ہے، جو اس پانی کو بھاپ بنا کر اوپر اٹھاتی ہے، پھر پانی بنا کر نیچے گراتی ہے ۸۔ عقل والے بارش دیکھ کر دو نتیجے نکالتے ہیں، ایک یہ کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ صور کی آواز سے مردے زندہ فرما دے گا، دوسرے یہ کہ بزرگوں کے وعظ نصیحت، مردہ دلوں کو زندگی بخش ہیں، غافل دل خشک زمین ہے، کامل کی نگاہ بارش کا پانی جس کا سمندر مدینہ منورہ ہے ۹۔ کہ دودھ کے جانوروں کو دیکھ کر ایمان و ایمانیات کے بہت مسائل حل کر سکتے ہیں ۱۰۔ بھوسہ اور گھاس ان خشک چیزوں سے دودھ نکالنا قدرت کی بڑی دلیل ہے ۱۱۔ کہ خشک گھاس، چارے سے گوبر، خون، دودھ سب کچھ بنتا ہے، مگر دودھ میں گوبر و خون کا نہ رنگ ہوتا ہے نہ بو، نہ مزہ، کفار کہتے تھے کہ مرنے کے بعد جسموں کے اجزاء بکھر جائیں گے، پھر ان میں فرق و امتیاز کیسے ہو سکے گا اس شبہ کا جواب اس آیت میں دیا گیا، کہ دیکھو بھوسہ، چارہ میں سے خون، گوبر، دودھ نکالا جاتا ہے، اور ایک دوسرے میں خلط نہیں ہونے پاتا، ایسی صحیح چھانٹ ہوتی ہے کہ سبحان اللہ! ایسا قدرت والا رب اس دن بھی اجزاء کی چھانٹ فرمانے پر قادر ہے،

(بقیہ صفحہ ۴۳۶) صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اے انسان جیسے رب نے تجھے خالص دودھ پلایا' جس میں گوبر' خون کی بالکل آمیزش نہیں تو بھی رب کی بارگاہ میں خالص عبادت پیش کر جس میں ریا وغیرہ کی آمیزش نہ ہو۔ (خزائن العرفان' روح) ۱۲۔ جیسے چھوہارے' کشمش' منقیٰ' رس' رُب' سرکہ وغیرہ' خیال رہے کہ سکر شراب کو بھی کہتے ہیں اور نبیذ یعنی شربت زلال کو بھی' اگر یہاں سکر سے شراب مراد ہے' تو یہ آیت شراب کی حرمت سے پہلے کی ہے اسی لئے شراب کا مقابلہ اچھے رزق سے کیا گیا۔ تا کہ معلوم ہوا کہ شراب خبیث رزق ہے' اور اگر سکر سے مراد نبیذ ہو تو اس میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کی دلیل ہے کہ انگور یا کھجور کا نبیذ حلال ہے اگر نشہ نہ دے' اگرچہ دو تہائی جل جاوے' اور ایک تہائی باقی رہے (خزان العرفان)

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ

والوں کو اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ۱ کہ پہاڑوں

مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾

میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں

ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ سُبُلَ رَبِّكِ

پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا ۲ اور اپنے رب کی راہیں چل ۳ کہ تیرے لئے

ذُلُلًا ۭ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ

نرم و آسان ہیں اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے ۴

فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِّلنَّاسِ ۭ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

جس میں لوگوں کی تندرستی ہے ۵ بے شک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے

يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ڐ وَمِنْكُمْ

والوں کو ۶ اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرے گا ۷ اور تم میں

مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَىْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ

کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے کہ جاننے کے بعد کچھ نہ

شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ

جانے ۸ بے شک اللہ سب کچھ جانتا سب کچھ کر سکتا ہے ۹ اور اللہ نے تم میں

عَلٰي بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَاۗدِّيْ

ایک کو دوسرے پر رزق میں بڑائی دی ۱۰ تو جنہیں بڑائی دی ہے وہ اپنا رزق

رِزْقِهِمْ عَلٰي مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ

اپنے باندی غلاموں کو نہ پھیر دیں گے کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں ۱۱

سَوَاۗءٌ ۭ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

تو کیا اللہ کی نعمت سے مکرتے ہیں ۱۲ اور اللہ نے تمہارے لئے

ع ۹ | ۱۵

۱۔ یعنی قدرتی طور پر اس کے دل میں ڈالا بغیر ماں باپ کے سکھائے جیسے مچھلی کے بچہ کے دل میں تیرنا ڈالا۔ غرضیکہ یہاں وحی لغوی معنی میں ہے' معلوم ہوا کہ شہد کی مکھی بڑی عظمت والی ہے' خیال رہے کہ شہد حلال ہے' اور شہد کی مکھی کھانا حرام' اور اس کا قتل کرنا منع ہے' شہد کی مکھی کی بیع امام ابوحنیفہ علیہ الرحمتہ کے نزدیک جائز نہیں مگر شہد کے تابع ہو کر (روح) ۲۔ یعنی جہاں چاہے جیسے' جو چاہے کھائے' پھل پھول' چنانچہ یہ مکھی پھل اور پھول کی تلاش میں بہت دور نکل جاتی ہے۔ لیکن اپنا گھر نہیں بھولتی' بے تکلف لوٹ آتی ہے' ۳۔ رب کی راہوں سے مراد وہ راستے ہیں' جو رب نے اسے بتا دیئے' سمجھا دیئے' ۴۔ رنگ برنگے شہد سفید' پیلا' سرخ' سبز' سیاہ شہد کے رنگوں کا اختلاف چوسے ہوئے پھولوں کے رنگ مختلف ہونے کی وجہ سے ہے' نیز جوان مکھی کا شہد سفید' ادھیڑ کا پیلا' بوڑھی کا سرخ ہوتا ہے' شہد کی مکھی مختلف پھولوں' پھلوں کے رس چوس کر لاتی ہے' اور اپنے گھر میں اگل دیتی ہے۔ ۵۔ مثنوی شریف میں فرمایا کہ شہد کی مکھی چمن سے پھولوں کا رس چوس کر حضور پر درود شریف پڑھتی ہوئی آتی ہے' اس کی برکت سے اس شہد میں شفا ہے' کیونکہ درود شریف شفا ہے' یہ درود شریف قدرتی طور پر اس مکھی کو سکھایا گیا ہے' اس درود شریف کی مٹھاس شہد میں ہے تو جیسے درود شریف کی برکت سے پھولوں کے پھیکے رس میٹھے بن جاتے ہیں' انشاء اللہ درود شریف کی برکت سے ہماری پھیکی عبادات میں مقبولیت کی شیرینی آوے گی' ۶۔ جیسے رب تعالیٰ مختلف پھولوں کے رس شہد کی مکھی کے ذریعہ شہد میں جمع فرما دیتا ہے اگر وہ قادر کریم قیامت میں بکھرے ہوئے اجزاء جمع فرما کر مردوں کو زندہ فرما دے تو کیا بعید ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کے کام رب تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں' کیونکہ جان قبض کرنا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ ہم جان قبض کرتے ہیں ۸۔ انسان پر یہ حالت ۶۰ برس کی عمر کے بعد آتی ہے' جب کہ تمام قوتیں بیکار' اور حواس ناکارہ ہو جاتے ہیں' سب پڑھا لکھا' بھول جاتا ہے' سیدنا عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ متقی مومن کی یہ حالت نہیں ہوتی' وہ بڑھاپے میں زیادہ عقل والا ہوتا ہے' ہاں خاص مومنوں کو کبھی اللہ کی طرف توجہ کامل ہو جاتی ہے۔ جس سے یہ جہان بھول جاتا ہے۔ (خزائن) ۹۔ خیال رہے کہ انسانی عمر کی ۵ منزلیں ہیں' سات برس تک طفولیت یعنی لڑکپن' چودہ برس تک صِبا یعنی بچپن' تیس سال تک شباب یعنی جوانی' پھر کہول یعنی ادھیڑ عمر' پھر بڑھاپا' اپنی ان حالتوں کو دیکھ کر پتہ لگاؤ کہ ہم کسی اور کے ہاتھ میں ہیں' مرنے کے بعد جب تک چاہے گا ہمیں مردہ رکھے گا اور جب چاہے گا زندہ فرما دے گا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ امیری اپنی عقل و علم سے میسر نہیں ہوتی' بڑے بڑے احمق'

(بقیہ صفحہ ۴۳۷) جاہل' مالدار ہیں' بڑے بڑے عاقل و دانا خوار' یہ بھی رب تعالیٰ کی ہستی کی دلیل ہے ۱۱۔ جب تم اپنے غلاموں کو اپنی برابر نہیں کرتے تو میں اپنے بندوں کو اپنے برابر کیسے کروں' ہاں بعض غلاموں کو اپنے اختیار سے ہم بہت کچھ دے دیتے ہیں' ایسے ہی رب اپنے بعض مقبول بندوں کو اپنے فضل سے خدائی کا مالک بنا دیتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ رب کے برابر نہیں ہوتے' بلکہ اس کے بندے ہی رہتے ہیں' غرضیکہ اس آیت میں دینے کی نفی نہیں' بلکہ برابری کا انکار ہے' یہی مومن و کافر میں فرق ہے ۱۲۔ کہ رب کو چھوڑ کر اور کو پوجتے ہیں یا حضور کی نبوت کا انکار کرتے ہیں' یہ نہیں سمجھتے کہ رب تعالیٰ مالک ہے' جسے چاہے نعمت سے مالا مال کر دے' جب سارے انسان مال میں یکساں نہیں' تو احوال میں یکساں کیسے ہو سکتے ہیں

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مرد کا نکاح صرف انسان عورت سے ہی ہو سکتا ہے' جن یا جانور سے نہیں ہو سکتا۔ جنت میں حوریں بیویاں ہوں گی' مگر وہ عالم دوسرا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کی اولاد انسان ہی ہو گی۔ لہٰذا اگر عورت کے سانپ پیدا ہو' تو وہ خراب غذا ہے' لڑکا نہیں' اسی لئے اس سے عدت نہیں پوری ہو سکتی' اور اس کے بعد جو خون آوے گا وہ نفاس نہیں' اس پر مرجانے کے بعد نماز جنازہ نہیں' غرضیکہ بچہ کے احکام اس پر جاری نہیں ہو سکتے ۲۔ جن سے تمہاری نسل چلے' اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اللہ کی بڑی نعمت ہے خصوصاً مومن اولاد ۳۔ جسمانی روزی جیسے مختلف غلے دانے' پھل' میوے اور روحانی رزق' جیسے ایمان' تقویٰ' نیک زندگی' جو مختلف مشائخ کرام کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے' اس کے باغ و کھیت' بارش نرالی ہے' اللہ نصیب کرے' ۴۔ نہ کہتے ہیں کہ یہ نعمتیں ہمارے بتوں نے دی ہیں' حقیقی رازق کا ذکر نہیں کرتے' جھوٹے معبودوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ ۵۔ یعنی وہ بت نہ فی الحال مالک ہیں' نہ آئندہ مالک ہو سکتے ہیں' کیونکہ خود دوسروں کے بنائے ہوئے بے جان بے عقل ہیں' یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے' جن میں ماسوا اللہ کو پکارنے سے منع فرمایا گیا ہے' وہاں پکارنے سے مراد پوجنا ہے ۶۔ یعنی کسی کو اللہ کی طرح نہ بناؤ' وہ بے مثل بے مثال ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۷۔ اپنی نہیں' کیونکہ اس کی مثال کوئی نہیں۔ بلکہ بت پرستوں کے شرک و کفر کی مثال' لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں' نہ کوئی اعتراض ۸۔ یہ سوال انکار کے لئے ہے' یعنی ہرگز نہیں' تو جب غلام اور آقا برابر نہیں' حالانکہ دونوں اللہ کے بندے ہیں' تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی بندہ کیسے برابر ہو سکتا ہے' اسی طرح نبی کے ساتھ امتی کیسے ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے' نبی تو مولیٰ کے مولیٰ ہیں' ۹۔ یعنی بعض کو خبر ہے' اور جنہیں خبر ہے وہ ایمان قبول کر لیتے ہیں' یا یہ مطلب ہے کہ بعض جان کر ضد سے کافر ہیں

لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

تمہاری جنس سے عورتیں بنائیں ۱ اور تمہارے لئے تمہاری عورتوں میں سے بیٹے اور

بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ

پوتے نواسے پیدا کئے ۲ اور تمہیں ستھری چیزوں سے روزی دی ۳ تو کیا جھوٹی

يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ

بات پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے منکر ہوتے ہیں ۴ اور اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ

ایسوں کو پوجتے ہیں جو انہیں آسمان اور زمین سے کچھ بھی روزی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾

دینے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ کچھ کر سکتے ہیں ۵

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

تو اللہ کے لئے مانند نہ ٹھہراؤ ۶ بے شک اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا

نہیں جانتے اللہ نے ایک کہاوت بیان فرمائی ۷ ایک بندہ ہے دوسرے

لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا

کی ملک آپ کچھ مقدور نہیں رکھتا اور ایک وہ جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی

حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ

عطا فرمائی تو وہ اس میں سے خرچ کرتا ہے چھپے اور ظاہر کیا وہ برابر

يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

ہو جائیں گے ۸ سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان میں اکثر کو خبر نہیں ۹

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ

اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی دو مرد ایک گونگا جو کچھ کام نہیں

ا۔ وہ غلام نہ اپنی کہہ سکے نہ دوسرے کی سمجھ سکے' یہ کافر کی مثال ہے خیال رہے کہ ابکم مادر زاد گونگے کو کہتے ہیں' عارضی گونگے کو اخرس کہا جاتا ہے' ابکم ناقابل علاج ہوتا ہے ۲۔ کیونکہ وہ مولیٰ کی خدمت تو کیا کرے گا' اپنی ضروریات بھی پوری نہیں کر سکتا۔ مولیٰ ہی کو تکلیف دیتا ہے۔ ۳۔ یعنی وہ غلام عاقل بھی ہے' صحیح الاعضاء بھی' یہ مومن کی شان اور اس کی مثال ہے' اس مثال سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جو زبان حق نہ بولے وہ گویا گونگی ہے اگرچہ بہت بولتی ہو' دوسرے یہ کہ مومن وہ اچھا جو خود بھی نیک ہو' دوسروں کو بھی نیک بنائے' تیسرے یہ کہ اللہ کے نزدیک مومن و کافر برابر نہیں' تو نبی اور غیرنبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ ۴۔ یہاں لِلّٰہ کا لام ملکیت ہے' یعنی ہر چیز اللہ کی مخلوق اور اس کی ملک ہے' یا اس میں اللہ کے علم کا بیان ہے کہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے' بہرحال یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ خَلَقَ لَكُمْ تمہارے لئے پیدا فرمائیں' کیونکہ وہاں لام نفع کا ہے۔ یعنی تمہارے نفع کے لئے' ہر چیز مخلوق تو اللہ کی ہے مگر نفع ہم اٹھاتے ہیں ۵۔ یعنی آسمانوں و زمین کی چھپی ہوئی چیزیں اللہ کی ملک اور اس کے علم میں ہیں کہ اس کے بغیر دیئے کوئی مالک نہیں اور اس کے بغیر بتائے کوئی عالم نہیں' اس آیت میں رب کی عطا اور بتانے کی نفی نہیں' جیسے رب فرماتا ہے لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ تمام آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ کی ملک ہیں مگر اس کی عطا و دین سے بادشاہ ملک کے اور ہم اپنے گھر بار کے مالک ہیں' جیسے یہ ملکیتیں رب کی ملکیت عامہ کے خلاف نہیں' ایسے ہی انبیاء اولیاء کے غیبی علوم رب کے علم کے خلاف نہیں ۶۔ یا تو یہ مطلب ہے کہ قیامت میں سب کی فنا پلک جھپکتے ہو جاوے گی' یا دوسرے نفخہ کے وقت سب پلک جھپکتے زندہ ہو جاویں گے' علامات قیامت میں دیر لگے گی' نہ کہ قیام قیامت میں' یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کا دن باوجود اتنا بڑا ہونے کے بعض صالحین کو پلک جھپکنے کی مقدار میں گزر جائے گا۔ ۷۔ لہٰذا قیامت میں ساری مخلوق کو ایک آن میں فنا کر دینا' اور پھر آن واحد میں سب کو پیدا فرما دینا اس کے نزدیک کچھ مشکل نہیں' برسات میں بارش کے چند قطرے گرنے پر کروڑوں مینڈکیاں اور رات کو بے شمار پروانے پیدا ہو جاتے ہیں آناً فاناً ۸۔ یہ عام انسانوں کا حال ہے۔ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیحدہ ہیں' کیونکہ یہ حضرات سیکھے سکھائے عارف باللہ پیدا ہوئے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ الخ غرضیکہ یہ قانون ہے اور وہ قدرت' قانون کا قدرت سے مقابلہ نہ کرنا چاہیے' قانون کے ہم پابند ہیں' رب پابند نہیں ۹۔ تا کہ تم ان کے ذریعہ اپنی جہالت دور کرو' خیال رہے کہ کان کا ذکر اس لئے پہلے فرمایا۔ کہ اس سے وحی سنی جاتی ہے اسی لئے بعض انبیاء کرام کبھی نابینا کر دیئے گئے مگر کوئی نبی گونگا بہرہ نہیں ہوا (روح) ۱۰۔ اس طرح کہ ہر عضو کو اس کام میں استعمال کرو' جس کے لئے وہ پیدا ہوا' ہر عضو کا شکریہ علیحدہ ہے ۱۱۔ ورنہ چاہیے تو یہ تھا کہ پرندے فضا میں ٹھہر نہ سکیں گر جائیں کیونکہ بھاری چیز زمین کی طرف مائل ہوتی ہے' ہوا میں نہیں ٹھہرتی حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ کہ بعض مخلوق وہ بھی ہے۔ جو بالکل ہوا ہی میں رہتی ہے وہاں ہی انڈے دیتی ہے وہاں ہی پیدا ہو کر رہتی سہتی ہے۔ اور وہاں ہی مرجاتی ہے' جیسے پانی میں مچھلی (روح) چنانچہ اصحاب فیل پر جو ابابیل آئی وہ انہیں میں سے تھی۔

عَلٰى شَیْءٍ وَّ هُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَیْنَمَا یُوَجِّهْهُّ

کر سکتا ۱ اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے ۲ جدھر بھیجے کچھ

لَا یَاْتِ بِخَیْرٍؕ هَلْ یَسْتَوِیْ هُوَ وَ مَنْ یَّاْمُرُ

بھلائی نہ لائے کیا برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا

بِالْعَدْلِ وَ هُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۷۶﴾ وَ لِلّٰهِ

حکم کرتا ہے ۳ اور وہ سیدھی راہ پر ہے اور اللہ ہی

غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ مَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا

کیلئے ہیں ۴ آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ۵ اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر

كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ

جیسے ایک پلک کا مارنا بلکہ اس سے بھی قریب ۶ بیشک اللہ سب کچھ کر سکتا

قَدِیْرٌ ﴿۷۷﴾ وَ اللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا

ہے ۷ اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ

تَعْلَمُوْنَ شَیْــٴًـاۙ وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ

جانتے تھے ۸ اور تمہیں کان اور آنکھ

وَ الْاَفْـٕدَةَۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ

اور دل دیئے ۹ کہ تم احسان مانو ۱۰ کیا انہوں نے پرندے نہ دیکھے

مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُؕ

حکم کے باندھے آسمان کی فضا میں انہیں کوئی نہیں روکتا سوا اللہ کے ۱۱

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ

بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کو اور اللہ نے

لَكُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ

تمہیں گھر دیئے بسنے کو اور تمہارے لئے چوپایوں کی کھالوں سے کچھ گھر

ع ۱۶

الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ
بنائے ۱ جو تمہیں ہلکے پڑتے ہیں تمہارے سفر کے دن اور منزلوں
اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ
پر ٹھہرنے کے دن اور ان کی اون اور ببری اور بالوں سے کچھ گرستی
اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا
کا سامان ۲ اور برتنے کی چیزیں ایک وقت تک ۳ اور اللہ نے تمہیں اپنی بنائی ہوئی
خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ
چیزوں سے سائے دیئے ۴ اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی ۵ اور تمہارے
لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ
لئے کچھ پہناوے بنائے ۶ کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری
بَاْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ
حفاظت کریں ۷ یونہی اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے ۸ کہ تم فرمان
تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ
مانو ۹ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اے محبوب تم پر نہیں ۱۰ مگر صاف
الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا
پہنچا دینا ۱۱ اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں ۱۲ پھر اس سے منکر ہوتے ہیں
وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ
اور ان میں اکثر کافر ہیں ۱۳ اور جس دن ہم اٹھائیں گے ہر امت میں سے ایک
اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ
گواہ ۱۴ پھر کافروں کو نہ اجازت ہو ۱۵ نہ وہ
يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ
منائے جائیں ۱۶ اور ظلم کرنے والے جب عذاب دیکھیں گے

ع ۱۷

۱۔ خیمے اور راوٹی جو عام طور پر سفر میں کام آتی ہیں کبھی وطن میں بھی استعمال ہوتی ہیں ۲۔ اوڑھنے بچھانے کی اعلیٰ چیزیں کمبل 'نمدے' غالیچہ' اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان جانوروں کے بال و کھال پاک ہیں' ان کا استعمال جائز ہے (خزائن العرفان) خیال رہے کہ سوائے سور اور انسان کے باقی تمام جانوروں کے بال و کھال یا ذبح کر لینے سے' یا پکا لینے سے پاک ہو جاتے ہیں (کتب فقہ) خیال رہے کہ بکری بھیڑ کے بالوں کو صوف اور اونٹ کے بالوں کو وبر کہا جاتا ہے' ۳۔ جیسے سفر کے مکانات معمولی اور کمزور بنائے جاتے ہیں اور رہنے سہنے کا گھر پختہ اور مضبوط' اسی طرح ہمارے یہ دنیاوی اجسام سفر کے کمزور مکانات ہیں' جو ایک کانٹے کی بھی برداشت نہیں کر سکتے' اور جنت میں ایسے مضبوط جسم ملیں گے کہ سبحان اللہ' کیونکہ وہ دائمی ہوں گے' لہٰذا ان جسموں کو دائمی نہ جانو ۴۔ جیسے درخت' بادل' پہاڑ کے غار' مکانات کی چھتیں وغیرہ' یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں۔ سایہ دیتی ہیں' ایسے ہی حضرات اولیاء و انبیاء کرام مخلوق کو اپنے سایہ میں رکھتے ہیں ۵۔ چونکہ اہل عرب جنگوں اور گرمیوں میں پہاڑوں کے غاروں میں زیادہ پناہ لیا کرتے تھے' اسی لئے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا ۶۔ یعنی سوتی لباس' چونکہ عام عرب میں گرمی زیادہ ہوتی ہے' اس لئے صرف گرمی کا یہاں ذکر ہوا۔ ورنہ لباس سردی' گرمی دونوں سے بچاتا ہے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر جانوروں کو پر یا بال بخشے' جو سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈے ہوتے ہیں' انسان بشر تھا یعنی ظاہری چمڑے والا کہ اس پر نہ زیادہ بال نہ پر' لہٰذا اس کے لئے لباس بنایا۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے۔ ۷۔ یعنی لوہے کی زرہ وغیرہ' جو جنگ میں تیز تلوار کا وار روکتی تھی' ۸۔ اے انسانو تم پر' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق سے زیادہ انسان کو نعمتیں بخشیں' مگر انسان ایسی نافرمانیاں کرتا ہے جو کوئی نہیں کرتا ۹۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جب رب نے اس فانی جسم کے لئے اتنے انتظامات فرمائے تو باقی رہنے والی روح کے لئے بہت زیادہ انتظامات فرمائے ہوں گے' اس کے لئے بھی کوئی امن کی جگہ' کچھ غذائیں' کچھ دوائیں' کچھ روحانی طبیب ضرور پیدا فرمائے ہوں گے' ۱۰۔ یعنی اے محبوب اگر یہ اب بھی ایمان نہ لائیں' تو آپ غم نہ کریں' کیونکہ آپ پر تبلیغ تھی' نہ کہ انہیں مسلمان بنانا۔ اور آپ تبلیغ پوری پوری کر چکے' ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور نے تمام شرعی احکام کی مکمل تبلیغ فرما دی۔ کچھ چھپایا نہیں' دوسرے یہ کہ حضور ہم سے بے نیاز ہیں ۱۲۔ بعض علماء نے فرمایا۔ کہ یہاں اللہ کی نعمت سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' یعنی یہ کفار آپ کو پہچانتے ہوئے' ضد سے انکار کرتے ہیں (خزائن العرفان) اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یا وہ تمام نعمتیں مراد ہیں جو اوپر ذکر ہوئیں ۱۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہیں' کہ کفر پر ہی مریں گے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' کیونکہ فی الحال وہ سب منکر تھے اور ہر منکر کافر ہوتا ہے خیال رہے کہ یہ اکثریت اضافی نہیں ۱۴۔ ان کے پیغمبر یا علماء و صالحین' اول قول زیادہ قوی ہے' یہ حضرات ان کے کفر و عناد پر گواہی دیں گے ۱۵۔ دنیا میں واپس آنے کی یا عذر و معذرت کرنے کی' مگر معذرت کرنے کی اجازت نہ ہونا دوزخ میں پہنچ کر ہو گا۔ کہ کفار سے فرمایا جاوے گا۔ اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۱۶۔ اس طرح کہ نہ وہ رب کو منا سکیں گے نہ رب تعالیٰ انہیں منائے گا۔ بخلاف مومنوں کے'

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَا

اسی وقت سے نہ وہ ان پر سے ہلکا ہو نہ انہیں مہلت ملے لہ اور شرک

رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ

کرنے والے جب اپنے شریکوں کو دیکھیں گے ٹہ کہیں گے اے ہمارے رب یہ

شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ فَاَلْقَوْا

ہیں ہمارے شریک کہ ہم تیرے سوا پوجتے تھے ٹہ تو وہ ان پر بات پھینکیں گے

اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ

کہ تم بے شک جھوٹے ہو ٹہ اور اس دن اللہ کی طرف عاجزی

يَوْمَئِذِ ِۨالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۸۷﴾

سے گریں گے ھ اور ان سے گم ہو جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے ٹہ

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ

جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا ہم نے عذاب

عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾

پر عذاب بڑھایا بدلہ ان کے فساد کا ٹہ

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر

اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَ

گواہی دے ٹہ اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے ٹہ اور

نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى

ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے ٹہ اور ہدایت

وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ

اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو لہ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے

الثلثۃ

ع ۱۲ / ۶ / ۱۸

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب کبھی ہلکا نہ ہونا اور مہلت نہ ملنا۔ کافروں کے لئے خاص ہے' مومن گنہگار ان دونوں سے محفوظ ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ ۲۔ یہاں شریکوں سے مراد کفار کے وہ سردار ہیں جو انہیں بہکاتے تھے' اور وہ بت جن کی یہ لوگ دنیا میں پوجا کرتے تھے' اسے انبیاء کرام و اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں' یہ پجاری اور بت سب دوزخ میں ہوں گے' بوقت ملاقات بارگاہ الٰہی میں پجاری یہ عرض کریں گے' وہاں دنیا کی دوستیاں دشمنی میں بدل جائیں گی ۳۔ معلوم ہوا کہ کفار کو دنیا کے اعمال یاد ہوں گے' اور ایک دوسرے کو پہچانیں گے' نہ پہچاننے کا وقت دوسرا ہو گا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۴۔ نہ ہم نے تم کو اپنی عبادت کا حکم دیا تھا۔ اور نہ ہم رب کے شریک ہیں' تم ہم کو شریک کہہ کر جھوٹ بول رہے ہو۔ ۵۔ تا کہ یہ گرنا دنیا کے کفر و شرک کا کفارہ ہو جائے اور رب تعالیٰ انہیں معافی دے دے' اس گرنے سے مراد رب کو راضی کرنے کی کوشش ہے' وہ سجدہ جو قیامت میں ساق دیکھ کر ہو گا' وہ سجدہ تو صرف مسلمانوں کو نصیب ہو گا۔ ۶۔ یعنی جن بتوں کو مشرکین اپنا مددگار سمجھتے تھے' وہ ان کی مدد نہ کریں گے' بلکہ ان کے خلاف گواہی دیں گے' اور پتھر' چاند' سورج وغیرہ انہیں زیادہ عذاب کے باعث ہوں گے' گم ہونے سے یہ ہی مراد ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ گر کا عذاب گمراہ سے زیادہ ہے کیونکہ اس کا جرم بھی زیادہ ہے' خود گمراہ ہونا اور دوسرے کو گمراہ کرنا' خیال رہے کہ یہ جتنوں کو گمراہ کرے گا اتنوں کا عذاب دیا جاوے گا' چنانچہ اس کی آگ زیادہ تیز ہو گی' اس کے سانپ بچھو زیادہ زہریلے اور تمام دوزخیوں کا خون و پیپ اس کی غذا ہو گی ۸۔ اس سے مراد یا تو ہر قوم کے نبی ہیں' یا ہر کافر' مجرم کے ہاتھ پاؤں وغیرہ' اول قول زیادہ قوی ہے' جیسا کہ اس آیت کے آخر سے معلوم ہو رہا ہے' خیال رہے کہ انبیاء کرام کی یہ گواہی اپنی کافر قوم کے خلاف ہو گی' جیسا کہ علیٰ سے معلوم ہوا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر امت کے ہر فرد بشر کے ہر حال کا مشاہدہ فرما چکے ہیں' کیونکہ حضور کی یہ گواہی محض سنی سنائی نہ ہو گی' کیونکہ یہ گواہی پر گواہی ہے جو دیکھی ہوئی ہونی چاہیے۔ اس لئے حضور نے دو قبر والوں کے متعلق خبر دی کہ ایک چغلخور تھا' دوسرا پیشاب سے بے احتیاطی کرنے والا۔ دیکھو بخاری' خیال رہے کہ مقدمہ کا دار و مدار گواہ پر ہوتا ہے' قیامت کے مقدمہ کا دار و مدار حضور کی گواہی پر ہو گا۔ اس کی نہایت لذیذ و نفیس تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو ۱۰۔ یعنی قرآن کریم دین و دنیا کی ہر چیز کا روشن بیان ہے' رب فرماتا ہے ما فرطنا فی الکتاب من شئی ہم نے قرآن کریم میں کوئی چیز چھوڑی نہیں' اسی لئے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور سے پوچھا کہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہیں تو فوراً فرمایا ہاں عمر کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں معلوم ہوا کہ حضور زمین پر تو سارے امتوں کے نیک اعمال کی گنتی جانتے ہیں اور آسمانوں کے تمام چھوٹے بڑے تاروں کے شمار سے واقف ہیں' برابری وہی بتا سکتا ہے جو دونوں کی تعداد جانے ۱۱۔ خیال رہے کہ قرآن کی رحمت عامہ' ہدایت عامہ' بشارت عامہ تو سارے عالم کے لئے ہے' مگر خاص رحمت اور خاص ہدایت مسلمانوں کے لئے ہی ہے' یہاں اس خاص رحمت و ہدایت وغیرہ کا ذکر ہے

بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ

انصاف اور نیکی ۱؎ اور رشتہ داروں کے دینے کا ۲؎ اور

يَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ

منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے ۳؎ تمہیں نصیحت فرماتا ہے

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا

کہ تم دھیان کرو، اور اللہ کا عہد پورا کرو ۴؎ جب قول باندھو اور قسمیں

تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ

مضبوط کرکے نہ توڑو ۵؎ اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن

عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَلَا

کر چکے ہو ۶؎ بے شک اللہ تمہارے کام جانتا ہے اور اس

تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۭ

عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کرکے توڑ

تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ

دیا ۷؎ اپنی قسمیں آپس میں ایک بے اصل بہانہ بناتے ہو کہ کہیں ایک گروہ دوسرے

هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ ۭ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ۭ وَلَيُبَيِّنَنَّ

گروہ سے زیادہ نہ ہو ۸؎ اللہ تو اس سے تمہیں آزماتا ہے ۹؎ اور ضرور تم پر صاف

لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۲﴾

ظاہر کردے گا قیامت کے دن ۱۰؎ جس بات میں جھگڑتے تھے ۱۱؎

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ

اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت کرتا ۱۲؎ لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَلَتُسْئَلُنَّ عَمَّا

جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے ۱۳؎ اور ضرور تم سے تمہارے کام

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم سارے بندوں کو ہے مسلمان ہوں یا کافر' اسی لئے یہاں یامرکم نہ فرمایا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انصاف توحید ہے اور مخلوق کی خیر خواہی نیکی ہے' بعض روایات میں ہے کہ اخلاص اور دل جمعی سے عبادت کرنا احسان ہے ۲۔ رشتہ داروں میں سارے دور و نزدیک کے رشتہ دار داخل ہیں اور دینے میں ہر قسم کا حق ادا کرنا شامل ہے' خواہ مالی حق ہو' یا بدنی یا ایمانی' رشتہ داروں کی مال سے' بدن سے خدمت کرو' انہیں ایمان اور نیک اعمال کی رغبت دو' اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں کا حق غیروں سے زیادہ ہے ۳۔ ہر شرمناک کام بے حیائی ہے جیسے چوری' زنا' اور ہر ناجائز کام منکر ہے جیسے کفرو شرک وغیرہ اور ظلم و تکبر سرکشی ہے' خیال رہے کہ یہاں تین چیزوں کا حکم اور تین چیزوں سے ممانعت ہے' عدل کا مقابل فحشاء ہے' احسان کا مقابل منکر اور ایتاءِ ذی القربیٰ کا مقابل بغی ہے' یہ آیت کریمہ تمام اچھی بری باتوں کی جامع ہے' اس آیت کو سن کر عثمان بن مظعون ایمان لائے' اور ولید بن مغیرہ اور ابو جہل جیسے سخت کافروں نے بھی اقرار کیا کہ یہ تعلیم نہایت اعلیٰ ہے' اسی لئے ہر خطبہ کے آخر میں یہ آیت پڑھی جاتی ہے (خزائن العرفان) ۴۔ خواہ اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہو یا اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے' یا کسی اور بندہ سے اللہ کا نام لے کر عہد کیا ہو' اس میں سارے وعدے داخل ہیں' لہٰذا اس میں وقت نکاح کی شرائط' مرشد کامل سے بیعت کے وعدے سب ہی داخل ہیں' اس ہی لئے نکاح کے وقت کلمے پڑھائے جاتے ہیں تاکہ معاہدہ مضبوط ہو جاوے ۵۔ یہاں قسموں سے مراد وہ چیزیں ہیں' جن پر قسم کھائی جاوے' اور اللہ کا ذکر کرنا اس کی مضبوطی ہے لہٰذا آیت میں مضمون کی تکرار نہیں ۶۔ اس طرح کہ اس کے نام کی قسم کھا کر دوسروں کو اطمینان دلا چکے ہو' خیال رہے کہ ہر وعدہ پورا کرنا ضروری ہے' لیکن قسم والا وعدہ پورا کرنا بہت ہی ضروری' اسی لئے اس کے خلاف کرنے پر کفارہ واجب ہوتا ہے' یہ بھی خیال رہے کہ ناجائز وعدہ ہرگز پورا نہ کرے اگرچہ اس پر قسم کھالی ہو۔ ۷۔ مکہ معظمہ میں ایک عورت ریطہ بنت سعد بن تیم تھی' جس کو وہم کی بیماری تھی' وہ روزانہ دوپہر تک سوت کاتتی' اپنی لونڈیوں سے بھی کتواتی تھی' پھر خود ہی وہم کی وجہ سے اسے توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی تھی' اس آیت میں اس کا تذکرہ ہے ۸۔ اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ ایک قوم سے حلف کرتے پھر جب دوسری قوم کو اس سے زیادہ مالدار اور قوت والا پاتے تو پہلے حلف کو توڑ کر اس سے حلف کر لیتے گویا اپنی قسموں کو بدعہدی کا ذریعہ بناتے تھے' جیسے آج ممبری کے ووٹ کے وقت رائے دہندگان کا حال ہوتا ہے' کہ قسمیں کھا کر پھر جاتے ہیں ۹۔ یعنی ایک قوم کے حلف کے بعد دوسری طاقتور قوم کا تمہیں دکھا دینا تمہاری آزمائش ہے جس سے سچے جھوٹے میں فرق ہوتا ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ قیامت میں کفار کے گناہ علانیہ ظاہر کئے جائیں گے اور ان کی نیکیوں کا کوئی ذکر ہی نہ ہو گا' مگر مسلمانوں کی نیکیاں علانیہ ظاہر کی جائیں گی' گناہوں کی یا تو معافی ہو جائے گی یا ان کا حساب خفیہ لیا جاوے گا تاکہ مجرم کی رسوائی نہ ہو ۱۱۔ یعنی عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا اور قولی فیصلہ بذریعہ انبیاء کرام دنیا میں بھی کر دیا گیا ہے لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں' جن میں ارشاد ہے کہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۱۲۔ اس طرح کہ سب کو اسلام کی توفیق دے دیتا اور سارے لوگ مسلمان ہو جاتے مگر یہ حکمت کے خلاف تھا' جیسے دنیا امیر' غریب' بیمار تندرست' کالے اور گوروں سے قائم ہے' ایسے ہی آخرت کی بہار کافر و مومن سے ہے کہ جنت' دوزخ دونوں بھر جاویں اور رب کا قہر و رحم ظاہر ہو ۱۳۔ اس طرح

(بقیہ صفحہ ۴۴۲) کہ ایمان و ہدایت کی توفیق عطا فرمادے یا انسان کے دل میں برائی کی طرف میلان پیدا کردے کہ انسان اپنے اختیار سے کفرو گناہ کرے' بہرحال یہ آیت انسان کے اختیار کے خلاف نہیں۔

ا۔ یہ سوال حساب و کتاب کے لئے ہو گا نہ کہ رب تعالیٰ کے علم کے لئے' کہ وہ تو خود علیم و خبیر ہے ۲۔ یعنی جھوٹ اور فریب کے لئے قسم نہ کھاؤ کہ اب ایمان کیسے لائیں' ہم تو قسم کھا چکے ہیں کہ کافر رہیں گے' اس صورت میں یہ خطاب کافروں سے ہے' یا یہ معنی ہیں کہ نیک اعمال سے رکنے یا گناہ کرنے کے لئے قسم کو بہانہ نہ بناؤ کہ ہم تو قسم کھا چکے ہیں۔ نیکی کیسے کریں ۳۔ یعنی اسلام لا چکنے کے بعد نیکیوں سے محروم ہو جاؤ۔ **مسئلہ** جو کوئی کسی اچھی بات سے رکنے یا گناہ کرنے پر قسم کھالے' وہ قسم توڑ دے' اس معنی پر اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے' یا اے کافرو اگر تمہارے دل اسلام کی طرف مائل ہو جائیں تو قسموں کو ایمان سے رکنے کے لئے آڑ نہ بناؤ تو کفار سے خطاب ہے۔ اس صورت میں اگلا کلام بالکل صاف ہے ۴۔ لوگوں کو اے کافرو' یا خود رکتے تھے' نیک اعمال سے قسموں کا بہانہ بنا کر' اے مسلمانو' اس صورت میں السوء سے مراد دنیاوی عذاب ہیں ۵۔ آخرت میں کفر کا' یا گناہ کرنے کا' یا نیکی نہ کرنے کا ۶۔ اس طرح کہ دنیا کے لالچ میں میثاق کے دن والے عہد کو توڑ دو' اے مسلمانو! تم نے جو بیعت کے وقت حضور سے عہد کئے ہیں' وہ عہد کفار مکہ سے کچھ دام لے کر نہ توڑ دو' اور اسلام سے نہ پھرو ۷۔ دنیا میں فتح و نصرت' غنیمت آخرت میں ثواب اور رب کی رضا۔ ۸۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو نیکی ریا کے لئے کی جاوے' وہ تمہارے پاس رہے گی اور تمہاری طرح وہ بھی فنا ہو جائے گی' اور جو نیکی رب کے لئے کرو گے' وہ رب کے پاس رہے گی' اور باقی ہو گی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مومنوں کو ثواب اپنی شان کے لائق دے گا نہ کہ مومن کے لائق' لہٰذا وہ ثواب ہماری عقل و گمان سے باہر ہے ۱۰۔ اچھی زندگی میں مختلف قول ہیں' بعض کے نزدیک قناعت' رضا بالقضا اچھی زندگی ہے' بعض کے نزدیک عبادات میں لذت آنا اچھی زندگی ہے' مومن غریب بھی ہو تو آرام سے ہے کافر مالدار بھی تکلیف میں ہے کہ ہوس والا ہے مومن قناعت والا' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیکیوں کا اچھا نتیجہ کبھی دنیا میں بھی ملتا ہے' آخرت کا بدلہ اس کے علاوہ ہے دوسرے یہ کہ طیب زندگی اللہ کی اعلیٰ نعمت ہے ۱۱۔ اس سے پتہ لگا کہ نیک اعمال کے لئے ایمان شرط ہے ۱۲۔ اعوذ پڑھنا تو اس آیت سے معلوم ہوا' اور بسم اللہ پڑھنا حضرت سلیمان کے خط سے معلوم ہوا جو آپ نے بلقیس کو لکھا تھا' وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ' حضور نے بھی حدیبیہ میں صلح نامہ پر اولا "بسم اللہ" تحریر فرمائی قرآن کی ہر سورت کے اول بسم اللہ لکھی گئی لہٰذا اعوذ اور بسم اللہ دونوں پڑھنی چاہیے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اَيْمَانَكُمْ دَخَلًاۢ بَيْنَكُمْ

پوچھے جائیں گے ۱ اور اپنی قسمیں آپس میں بے اصل بہانہ نہ بنا لو ۲

فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا

کہ کہیں کوئی پاؤں جمنے کے بعد لغزش نہ کرے ۳ اور تمہیں برائی چکھنی ہو بدلہ اس

صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾

کا کہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے ۴ اور تمہیں بڑا عذاب ہو ۵

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ

اور اللہ کے عہد پر تھوڑے دام مول نہ لو ۶ بیشک وہ جو اللہ کے پاس

هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ

ہے تمہارے لئے بہتر ہے ۷ اگر تم جانتے ہو جو تمہارے پاس

يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ

ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے ۸ اور ضرور ہم صبر کرنے

صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

والوں کو ان کا وہ صلہ دیں گے جو انکے سب سے اچھے کام کے قابل ہو ۹

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ

ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے ۱۰ اور ضرور انہیں ان کا نیگ دیں

بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

گے جو ان کے سب سے بہتر کام کے لائق ہو ۱۱ تو جب تم قرآن پڑھو

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ

تو اللہ کی پناہ مانگو شیطان مردود سے ۱۲ بیشک اس کا

ا۔ اس طرح کے شیطان اولیاء اللہ کو گمراہ نہیں کر سکتا اور نہ ان سے گناہ کرا سکتا ہے اور جن عام مسلمانوں پر رب کا فضل ہے انہیں کافر پیغمبروں اور بعض مرتد گمراہ نہیں کر سکتا رہا شیطان کا وسوسہ وہ بعض وقت انبیاء کو بھی ہو جاتا ہے۔ رب فرماتا۔ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۲۔ براہ راست دوست کافر بھی نہیں کرتے شیطانی کاموں سے رغبت شیطانی انسانوں سے محبت' شیطان کی دوستی ہے' یہی تمام گناہوں کی جڑ ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندے جیسے انبیاء و اولیاء گناہوں سے معصوم یا محفوظ ہوتے ہیں کیونکہ گناہ کرانے والا شیطان ہے اور اس کا علم پر قابو نہیں' نہ انہیں گمراہ کر سکے نہ ان سے گناہ سرزد کرائے غلط فہمی اور لغزش دوسری چیز ہے' آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی گناہ نہ ہوا ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ آیات قرآنی میں نسخ واقع ہوا۔ نسخ تلاوت بھی اور نسخ احکام بھی نسخ پر اعتراض کرنا اور اس کی حکمت نہ سمجھنا کفار کا طریقہ ہے اگر کلام الٰہی میں نسخ نہ ہوتا۔ تو آج تورات و انجیل کیوں منسوخ ہوتیں۔ نسخ رب کی بے علمی کی دلیل نہیں' بلکہ ہمارے حالات کی تبدیلی نسخ کا سبب ہے ۵۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی حکمت اور اپنے بندوں کی مصلحت خوب جانتا ہے۔ جس وقت جو حکم نازل فرمایا' اس وقت وہی موزون تھا۔ اگر طبیب نسخوں میں تبدیلی کرتا ہے' تو بیمار کی حالت کا اندازہ کر کے۔ ۶۔ (شان نزول) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب سخت احکام نازل ہوتے تھے۔ تو مسلمان نہایت بہادری سے ان پر عمل کرتے تھے مگر ان پر دشواری ہوتی تھی' کچھ روز بعد نرم احکام آ جاتے تھے' تو کفار کہتے تھے کہ حضور اپنے صحابہ سے مذاق کرتے ہیں' سب کچھ اپنی طرف سے کہتے ہیں' اگر یہ کلام رب کا ہوتا تو جو نرم حکم آج آیا ہے' وہ اس سے پہلے ہی کیوں نہ آ گیا۔ کیا رب جانتا نہ تھا کہ اس منسوخ حکم سے کام نہ چلے گا۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری ۷۔ یعنی اکثر کافر تو لاعلمی کی وجہ سے نسخ پر اعتراض کرتے ہیں' انہیں نسخ کی حکمتیں معلوم نہیں' اور کچھ وہ بھی ہیں' جو نسخ کی حکمتیں جانتے ہوئے اس پر اعتراض کرتے ہیں' محض ہٹ دھرمی کی بنا پر' نسخ کی پوری بحث مع سوال و جواب ہماری تفسیر نعیمی کے تیسرے پارہ میں ملاحظہ کرو۔ ۸۔ حق سے مراد موقع و ضرورت کے مطابق' بغیر کمی بیشی ہے حضرت جبریل کو روح القدس اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خود بھی روح ہیں' اور روح بخشتے بھی ہیں' عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ جبریل بخش تھے قرآن فرماتا ہے۔ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا پھر وہ ہر قسم کے عیوب سے پاک و منزہ ہیں' لہٰذا روح القدس ہیں ۹۔ اس لئے کہ مسلمان نسخ کی حکمتیں سوچیں' تو ان کے ایمان اور زیادہ پختہ ہو جائیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل مسلمانوں کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ رب کا کام حضرت جبریل کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ ۱۰۔ اور

لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾

کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں لے

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ

اس کا قابو تو انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں ٹہ اور اسے شریک ٹھہراتے ہیں تہ اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلیں تہ اور

اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ

اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے ہ کافر کہیں تم تو دل سے بنا لاتے ہو تہ بلکہ

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ

ان میں اکثر کو علم نہیں تہ تم فرماؤ اسے پاکیزگی کی روح نے اتارا

مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى

تمہارے رب کی طرف سے ٹھیک ٹھیک ہ کہ اس سے ایمان والوں کو ثابت قدم کرے

وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ

ہ اور ہدایت اور بشارت مسلمانوں کو ٹہ اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں

اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ

یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے لا جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان

اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان تلہ بیشک وہ جو اللہ کی

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ

آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں راہ نہیں دیتا تلہ اور ان کے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا

لئے درد ناک عذاب ہے، جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر

کافروں کے لئے گمراہی اور ڈر ہے' قرآن کریم ایک ہے۔ مگر تاثیریں مختلف ہیں ۱۱۔ (شان نزول) عبید بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے دو عجمی غلام تھے' یسار اور جبیر جو لوہے پر صیقل کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان سے گفتگو فرمایا کرتے اور ان کی باتیں سنا کرتے تھے' مشرکین مکہ نے الزام لگا دیا کہ حضور ان غلاموں سے سیکھ کر قرآن پڑھتے ہیں' ان کے رد میں یہ آیت اتری' یہاں بشر سے مراد وہ دونوں غلام ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنی بات پر بھی قرار نہیں ہوتا۔ یہ لوگ کبھی قرآن کریم کو جادو کہتے' کبھی شعر کبھی کچھ اور' انہیں اپنی بات پر خود اعتماد نہ تھا ۱۲۔ جس قرآن کی مثل بنانے سے عرب کے فصیح و بلیغ بھی عاجز ہیں۔ اسے عجمی غلام کیسے بنا سکتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن لفظ و معنی دونوں کا نام ہے' لہٰذا قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں ۱۳۔ کہ وہ ایمان قبول کر لیں' ورنہ قرآن کریم تمام عالم

(بقیہ صفحہ ۴۴۴) کو راہ دکھانے کے لئے ہی آیا ہے

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جھوٹ گناہ کبیرہ اور بدترین جرم ہے' دوسرے یہ کہ نبی جھوٹ سے بالکل معصوم و محفوظ ہوتے ہیں۔ ان کی زبان جھوٹ کے لئے نہیں بنی' اس کی پوری بحث ہماری کتاب عصمت انبیاء میں ملاحظہ کرو۔ لہٰذا تقیہ کرنا بدترین جرم ہے ۲۔ اس طرح کہ اللہ کے رسول کا یا اس کے احکام کا انکار کرے کہ یہ سب اللہ ہی کا انکار ہے ۳۔ (شان نزول) یہ ساری آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ کہ کفار نے انہیں اور ان کے

يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾ مَنْ

ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں ۱ جو

كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ

ایمان لاکر اللہ کا منکر ہو ۲ سوا اس کے جو مجبور کیا جاوے اور اسکا دل

مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا

ایمان پر جما ہوا ہو ۳ ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو

فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾

ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے ۴

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ

یہ اس لئے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی آخرت سے پیاری جانی ۵

وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٠٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

اور اس لئے کہ اللہ (ایسے) کافروں کو راہ نہیں دیتا ۶ یہ ہیں وہ جن کے

طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۖ وَ

دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے ۷ اور

أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ﴿١٠٨﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ

وہی غفلت میں پڑے ہیں آپ ہی ہوا کہ آخرت میں وہی

هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿١٠٩﴾ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا

خراب ہیں ۸ پھر بے شک تمہارا رب ان کے لئے جنہوں نے اپنے گھر چھوڑے

مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ

بعد اس کے کہ ستائے گئے ۹ پھر انہوں نے جہاد کیا اور صابر رہے بیشک تمہارا رب

بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١٠﴾ يَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ

اس کے بعد ضرور بخشنے والا ہے مہربان ۱۰ جس دن ہر جان اپنی ہی طرف جھگڑتی

والد یاسر اور والدہ سمیہ کو پکڑ لیا' اور ان کے والدین کو نہایت ہی بیدردی سے قتل کر دیا کیونکہ انھیں مرتد ہونے کو کہا۔ ان بزرگوں نے نہ مانا' اسلام میں سب سے پہلے شہید یہ ہی دو بزرگ ہیں' حضرت عمار کمزور تھے۔ کفار کے عذاب کی طاقت نہ رکھتے تھے' انہوں نے اپنے منہ سے وہی کہہ دیا۔ جو کفار نے کہلوایا' پھر روتے ہوئے حضور کے پاس آئے حضور نے ان کے آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری مسئلہ جان کے خوف کے وقت کفریہ بات منہ سے نکال دینا جائز ہے' بشرطیکہ دل میں ایمان ہو۔ لیکن پھر وہاں ٹھہرے نہیں موقعہ پاکر فوراً وہاں سے نکل جاوے' اور اگر کفر نہ بکے اور قتل ہو جاوے تو شہید ہے' اور بڑے ثواب کا مستحق ہے مسئلہ مرتد کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں' اور یہ اصلی کافر سے زیادہ سخت ہے' اللہ کے پیاروں کی خطا' دوسروں کے لئے عطاء اور ان کا کفر اوروں کے لئے ایمان بن جاتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ۔ ہرچہ گیرد علتی علت شود۔۔ کفر گیرد ملتی ملت شود ۴۔ اس سے روافض کا تقیہ ثابت نہیں ہوتا' کیونکہ یہ جان بچانے کے لئے کفر صرف منہ سے بولنا ہے' اور تقیہ میں دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے جھوٹ بولنا ہے' اسی لئے ایسے مجبور کو حکم ہے کہ فوراً اس جگہ سے بھاگ جاوے اور مجبوری دور ہوتے ہی اپنے ایمان کا اعلان کر دے۔ ۵۔ خیال رہے کہ دنیاوی زندگی کو آخرت کے لئے پیارا جاننا مومن کا کام ہے کہ وہ اس زندگی کو آخرت کا توشہ جمع کرنے کا ذریعہ بناتا ہے اور آخرت کے مقابلہ میں پیارا جاننا کفار کا کام ہے' حضرت عمار نے اسی لالچ میں کفر منہ سے بولا کہ حضور کی صحبت اور زیادہ نصیب ہو جاوے ۶۔ یعنی کافر جب تک کافر رہے' اسے اعمال صالح کی ہدایت نہیں ملتی' یا جس کا کفر پر خاتمہ علم الٰہی میں آچکا ہے' اسے ہدایت ایمان نہیں ملتی' یا جو کافر ہو کر مرا' اسے جوابات قبر اور قیامت کے دن صحیح جواب کی ہدایت نہ ملے گی لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں لاکھوں کافر ہدایت پاکر مسلمان ہو

گئے' یہ اس آیت کے خلاف نہیں ۷۔ کہ ان کے گناہوں کے زیادتی کی وجہ سے اب ان کا یہ حال ہو گیا کہ قرآنی آیتیں ان کے کان تک پہنچتی نہیں۔ دل میں اترتی نہیں آنکھیں معجزات دیکھتی نہیں لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جب اللہ نے ان کے دل کان زبان پر مہر کر دی' تو ان کا کیا قصور' ان کے قصوروں کی وجہ سے تو مہر ہوئی' جیسے قتل کے بعد رب تعالیٰ مقتول میں موت پیدا فرما دیتا ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ سب سے بڑی بدنصیبی دل کی غفلت ہے اور سب سے بڑی خوش نصیبی دل کی بیداری ہے' ۹۔ (شان نزول) یہ آیت عمار بن یاسر حضرت بلال' حضرت صہیب' حضرت خباب جیسے بزرگوں کے حق میں نازل ہوئی' جو مہاجر بھی ہیں' مجاہد بھی' صابر بھی مظلوم بھی ۱۰۔ کہ ان کے نیک اعمال کی برکت سے ان کے زمانہ کفر کے تمام گناہ اور لغزشیں معاف فرما دے گا۔ معلوم ہوا کہ نیکیوں کی برکت سے گناہ معاف

(بقیہ صفحہ ۴۴۵) ہوتے ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ مجاہد' غازی' مہاجر کی تمام برائیاں معاف ہو جاتی ہیں۔
ا۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ کافر کے جسم و روح میں جھگڑا ہو گا۔ جسم کہے گا کہ میں بے قصور ہوں۔ روح نے مجھ میں آ کر مجھ سے گناہ کرائے' روح کہے گی کہ میں بے دست پا تھی۔ تیرے ہاتھ تھے تو نے گناہ کئے' رب تعالیٰ مثال بیان فرمائے گا کہ اگر ایک اندھے کے کندھے پر لنگڑا سوار ہو کر چوری کرے تو دونوں مجرم ہیں' جسم اندھا ہے' روح لنگڑی' لہٰذا دونوں دوزخ میں جاؤ' اس آیت میں اسی کا ذکر ہے (خزائن العرفان) ۲۔ یہ آیت مکہ کے کافروں کی کہاوت بیان فرما رہی ہے۔ کہ ان لوگوں کو امن بھی تھا۔ اور بغیر مشقت روزی بھی ملتی تھی' انہوں نے بجائے شکر کے حضور کا انکار کیا۔ اور رب تعالیٰ کی مخالفت' تو حضور کی بددُعا سے ان پر ایسی سخت قحط سالی آئی کہ مردار کھانے پڑے اور پھر مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا گیا۔ کہ ہر وقت مسلمانوں کے حملہ کا ڈر رہنے لگا۔ ناشکروں کی بے قدری کا انجام یہی ہے۔ خیال رہے کہ مکہ والوں پر اللہ کا بڑا فضل ہے' پیداوار کے ملکوں میں بارہا قحط پڑے' لوگ ہلاک ہوئے' مگر اس بنجر زمین میں آج تک قحط سالی اور بھوک سے ہلاکت نہ سنی گئی' حضور کے زمانہ کا قحط تو ان کی اپنی بدعملی کا نتیجہ تھا۔ پھر ہر طرف سے وہاں رزق اس کثرت سے پہنچتا ہے کہ حج کے زمانہ میں لاکھوں باہر کے حجاج وہاں پہنچتے ہیں۔ سب کو نہایت فراخ روزی پھل انڈے بھی ملتے ہیں اور قربانی کے جانور ہمارے ہاں سے بھی سستے میسر ہو جاتے ہیں' اگر ہمارے ملکوں میں اتنا مجمع مہینوں رہے تو لوگوں کو روٹی نہ ملے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض گناہ خصوصاً ناشکری کا عذاب دنیا میں بھی آ جاتا ہے' مگر یہ پورا عذاب نہیں' پورا عذاب تو آخرت میں ہو گا' جیسے حوالات مجرم کی پوری سزا نہیں' وہ تو مقدمہ کے بعد ہو گی ۴۔ اس طرح کہ ان مکہ والوں پر قحط سالی اور مسلمانوں کا خوف مسلط کر دیئے گئے ۵۔ ان مکہ والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں انصاف سے رائے قائم نہ کی کہ انہیں بجائے نبی رسول کہنے کے شاعر اور جادوگر کہا ۶۔ بظاہر یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔ حلال وہ جو حرام نہ ہو' طیب وہ جو بدمزہ نہ ہو' لذیذ اور مزیدار ہو۔ یعنی تقویٰ یہ نہیں کہ انسان لذیذ کھانے چھوڑ دے بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ گناہ چھوڑ دے' یا حلال وہ جو خود حرام نہ ہو' طیب وہ جسے انسان خود حرام نہ کرے لہٰذا سود حرام ہے اور رشوت وغیرہ کی کمائی خبیث ہے طیب نہیں' لیکن اگر حلال چیز کو بت کے نام پر لگا دیا تو نہ وہ حرام ہے۔ نہ خبیث' بلکہ حلال طیب ہے' اس کو حرام نہ جانو' کیونکہ یہ آیت اس عقیدے کی تردید میں آئی ہے کہ بحیرہ' سائبہ وغیرہ جانور

عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ

آئے گی اور ہر جان کو اسکا کیا پورا بھر دیا جائے گا اور ان پر

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً

ظلم نہ ہو گا ۱؎ اور اللہ نے کہاوت بیان فرمائی ایک بستی کی کہ امان و اطمینان

مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ

سے تھی ہر طرف سے اس کی روزی کثرت سے آتی تو وہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری

بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا

کرنے لگی تو اللہ نے اسے یہ سزا چکھائی کہ اسے بھوک اور ڈر کا پہناوا پہنایا ۲؎

كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ

بدلہ ان کے کئے کا ۳؎ اور بیشک ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول تشریف لایا تو

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ

انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب نے پکڑا ۴؎ اور وہ بے انصاف تھے ۵؎ تو اللہ کی دی

اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ

ہوئی روزی حلال پاکیزہ کھاؤ ۶؎ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

پوجتے ہو ۷؎ تم پر تو یہی حرام کیا ہے ۸؎ مردار اور خون ۹؎ اور سور کا

الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ

گوشت ۱۰؎ اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا ۱۱؎ پھر جو لاچار ہو نہ

بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا

خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا ۱۲؎ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ کہو اسے

لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا

جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ

حرام ہیں' جن کا ذکر آگے آ رہا ہے ۷۔ رب کا شکر اعتقادی بھی کرو' عملی بھی اور قولی بھی کیونکہ آیت کریمہ میں مطلقاً شکر کا حکم دیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اعتقادی شکر ہے' آپ کی اطاعت کرنا عملی شکر اور زبان سے حمد و نعت کہنا قولی شکر ہے ۸۔ یہ حصر اضافی ہے یعنی بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں بلکہ صرف یہی مذکورہ جانور حرام ہیں' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کتا وغیرہ حرام نہ ہوں' نیز جب خود بت گائے اور گنگا کا پانی حلال ہے تو ان کے نام کا جانور کیوں حرام ہو گیا' اس سے معلوم ہوا کہ حلت کے ثبوت کے لئے نص ضروری نہیں' حرمت کے لئے نص ضروری ہے' یعنی جس چیز کے حرام و حلال ہونے کا قرآن و حدیث میں بالکل ذکر نہ ہو وہ حرام نہ ہو گی حلال ہو گی۔ رب فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ ۹۔ خیال رہے کہ جس جانور کا ذبح ضروری ہے اگر وہ بغیر ذبح مر جاوے تو حرام ہے'

حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

حرام ہے ۱ کہ اللہ پر جھوٹ باندھو بیشک جو اللہ پر جھوٹ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ

باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا ۲ تھوڑا برتنا ہے اور ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا

دردناک عذاب اور خاص یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ

قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

چیزیں جو پہلے تمہیں ہم نے سنائیں ۳ اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہی

كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ

اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۴ پھر بے شک تمہارا رب ان کیلئے جو

عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ

نادانی سے برائی کر بیٹھیں ۵ پھر اس کے بعد توبہ کریں اور

وَاَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

سنور جائیں ۶ بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا مہربان ہے

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ

بیشک ابراہیم ایک امام تھا ۷ اللہ کا فرمانبردار اور سب سے جدا ۸ اور مشرک

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ

نہ تھا ۹ اس کے احسانوں پر شکر کرنے والا اللہ نے اسے چن لیا ۱۰

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ

اور اسے سیدھی راہ دکھائی ۱۱ اور ہم نے اسے دنیا میں بھلائی دی ۱۲

وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ

اور بے شک وہ آخرت میں شایانِ قرب ہے ۱۳ پھر ہم نے تمہیں وحی بھیجی

(بقیہ صفحہ ۴۴۶) مچھلی اور ٹڈی کا ذبح واجب ہی نہیں لہٰذا یہ میتہ میں داخل نہیں، ایسے ہی بہتا ہوا خون حرام ہے، کلیجی، تلی بھی اگرچہ خون ہیں مگر بہتا ہوا نہیں اس لئے وہ حلال ہیں ۱۰۔ سور کا صرف گوشت ہی کھایا جاتا تھا، اس لئے اس کو حرام فرمایا گیا ورنہ سور کے ہر عضو کا استعمال مطلقاً" حرام ہے، حتیٰ کہ اس کے بال کو بھی کسی کام میں نہیں لا سکتے، گوشت کا ذکر اتفاقی ہے احترازی نہیں ۱۱۔ اس طرح کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا خواہ خدا کا نام بالکل نہ لیا گیا ہو یا خدا کا نام بھی لیا گیا ہو ۱۲۔ لاچاری کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بھوک سے مر رہا ہو، حرام کے سوا کوئی چیز نہیں کہ کھائے، دوسرے یہ کہ سخت بیمار ہے اور مسلمان متقی حاذق طبیب کہہ دے کہ تیری شفا اس حرام کے سوائے کسی میں نہیں، ان دونوں صورتوں میں بقدر ضرورت حرام کھا لینا جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز ضرورۃ" حلال ہو گی، اس سے زیادہ حرام رہے گی، اگر سور کی ایک بوٹی سے جان بچتی ہے تو دو کھانا حرام ہیں، اس سے بہت فقہی مسائل نکل سکتے ہیں

۱۔ یعنی حرام و حلال اپنی طرف سے نہ بناؤ، رب کی ہر چیز حلال ہے۔ سوا ان چیزوں کے جسے اللہ و رسول نے حرام فرما دیا۔ رب فرماتا ہے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ لہٰذا بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور جب وہ رب کے نام پر ذبح ہوں تو حلال ہیں کہ رب نے انہیں حرام نہ کیا ۲۔ اس سے معلوم ہوا، کہ بغیر دلیل کسی چیز کو حرام کہہ دینا اللہ پر جھوٹ ہے جو میلاد شریف کی شیرینی فاتحہ کے کھانے بغیر ثبوت حرام کہتے ہیں، وہ جھوٹے ہیں یہ تمام چیزیں حلال ہیں، کیونکہ انہیں اللہ و رسول نے حرام نہ فرمایا، حضور فرماتے ہیں کہ حلال وہ جسے اللہ حلال فرمائے۔ حرام وہ جسے اللہ حرام فرما دے اور جس سے خاموشی ہے وہ معاف ہے رب فرماتا ہے۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۳۔ یعنی سورہ انعام شریف میں، ارشاد ہوا۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِىْ ظُفُرٍ ۴۔ یعنی یہودیوں کی بغاوت اور گناہوں کی وجہ سے ان پر بہت سی طیب چیزیں حرام فرما دی گئیں، اے مسلمانو! وہ تم پر حرام نہیں، رب فرماتا ہے، وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ، یعنی یہود پر اولا" تو وہ طیبات حلال تھیں پھر حرام کر دی گئیں ۵۔ یعنی اسے حرام جانتے ہوئے کر بیٹھیں، جیسے عام گنہگار مسلمان، کیونکہ حرام کو حلال جاننا کفر ہے ۶۔ یعنی گزشتہ پر شرمندہ ہوں اور آئندہ اس سے دور رہیں ۷۔ یعنی دینی پیشوا۔ معلم خیر، توحید والوں کے رئیس تحقیق والوں کے پیشوا، مشرکین کے دشمن ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے گھی، سونا وہی قیمتی ہے، جو خالص ہو۔ غیر کی اس میں ملاوٹ نہ ہو، ایسے ہی مومن وہ قیمتی ہے جس میں بے ایمانی کی ملاوٹ نہ ہو۔ بے ایمانوں سے محبت نہ ہو۔ اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ ہر دین والے کو اپنا بھائی سمجھو ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا، آپ کا چاند، سورج کو هٰذَا رَبِّىْ فرمانا تردید کے لئے تھا یعنی کیا یہ میرے رب ہیں؟ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کلام کی تائید فرماتے ہوئے فرمایا۔ حُجَّتُنَاۤ اٰتَيْنٰهَاۤ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ جو انہیں ایک آن کے لئے بھی مشرک مانے وہ خود بے دین ہے، ۱۰۔ نبوت اور خلت اور نبیوں کے باپ ہونے کے لئے، خیال رہے کہ ان اعمال کی وجہ سے آپ کا یہ چناؤ نہیں ہے بلکہ اس چناؤ کی وجہ سے آپ سے وہ اعمال ہوئے کیونکہ نبوت کسبی نہیں ہوتی محض عطائی ہوتی ہے، اسی لئے یہاں ف نہ آئی ۱۱۔ یعنی بچپن ہی سے رب نے انہیں ہدایت دی کہ کسی وقت بھی آپ سے کوئی گناہ صادر نہ ہوا یہ معنی نہیں نعوذ باللہ پہلے آپ ہدایت پر نہ تھے پھر ہدایت دی کیونکہ پہلے ارشاد ہوا۔ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۲۔ اس طرح کہ انہیں نبوت، بہت

(بقیہ صفحہ ۴۴۷) زیادہ مال' ہر دین میں ان کی تعظیم' دراز عمر' نیک اولاد عبادت کی توفیق بخشی' مکہ معظمہ میں ان کی بہت سی یادگاریں باقی رکھیں' حضور کو ان کی اولاد میں پیدا فرمایا' درود ابراہیمی نمازوں میں لازم فرمادیا وغیرہ آپ کے ہاں پانچ ہزار کتے جانوروں کی حفاظت کے لئے تھے' جن کے گلے میں سونے کے طوق تھے۔ اور عیسائی یہودی مسلمان سب ان کی تعظیم کرتے ہیں' ہندو بھی انہیں کرشن مان کر احترام کرتے ہیں ۱۳۔ کہ ہمارے حضور کے بعد درجہ انہیں کا ہو گا' سب سے پہلے آپ کو لباس پہنایا جاوے گا کیونکہ قبروں سے تمام لوگ ننگے اٹھیں گے تمام جنتیوں میں آپ کے چہرے پر داڑھی ہو گی تمام جنتی آپ کا ادب کریں گے۔

اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ

کہ دین ابراہیم کی پیروی کرو [1] جو ہر باطل سے الگ تھا اور مشرک

الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا

نہ تھا [2] ہفتہ تو انہیں پر رکھا گیا تھا جو اس میں مختلف ہوگئے [3]

فِیْهِ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَیَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا

اور بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس بات میں

فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ

اختلاف کرتے تھے [4] اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ [5] پکی تدبیر

وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ

اور اچھی نصیحت سے [6] اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو [7]

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ

بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا [8] اور وہ

اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ

خوب جانتا ہے راہ والوں کو اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمہیں

مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَىٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۲۶﴾

تکلیف پہنچائی تھی [9] اور اگر تم صبر کرو تو بے شک صبر والوں کو صبر سب سے اچھا [10]

وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ

اور اے محبوب تم صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ

وَ لَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

کھاؤ اور ان کے فریبوں سے دل تنگ نہ ہو [11] بے شک اللہ ان کے ساتھ

الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ ع

ہے جو ڈرتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں [12]

۱۔ یہاں اتباع سے مراد موافقت ہے نہ کہ اصطلاحی تابعداری' کیونکہ حضور حضرت ابراہیم کے امتی نہیں' ہاں حضور کی شریعت ان کے موافق ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر سب سے بڑا احسان یہ فرمایا کہ ہمارے حضور کو ان کی اولاد میں پیدا فرمایا۔ اور اسلام کو ان کی شریعت کے موافق بنایا۔ جس سے تمام جہان میں ان کا چرچا ہو گیا۔ جن پیغمبروں کو حضور نے ظاہر فرما دیا وہ ظاہر ہو گئے۔ ورنہ ان کے نام بھی چھپ گئے اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نبوت سے پہلے بھی دین ابراہیمی پر تھے' اور قدرتی طور پر رب تعالیٰ کے عابد و ساجد اور تمام محرمات سے بچنے والے تھے (روح) ۳۔ خیال رہے کہ سنیچر کا دن یہود کے ہاں معظم تھا۔ اور اتوار کا دن عیسائیوں کے ہاں' اور جمعہ ہمارے ہاں عظمت والے ہیں۔ مگر ان کے دنوں اور ہمارے دن میں تین طرح فرق ہے ایک یہ کہ ان کے دن خود ان کے اپنے انتخاب سے تھے' ہمارا یہ دن رب کے انتخاب سے ہے' دوسرے یہ کہ ان پر ان کے پورے دن میں سخت پابندیاں تھیں' ہم پر جمعہ کے دن صرف نماز کے وقت نہایت ہلکی پابندیاں ہیں' اس لئے وہ نبھا نہ سکے' تیسرے یہ کہ ان سب پر ان دنوں کی پابندیاں لازم تھیں' مسلمانوں میں جمعہ کی پابندیاں صرف ان پر ہیں جن پر نماز جمعہ فرض ہے۔ ۴۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہود سے فرمایا تھا کہ تم اپنی عبادت کے لئے جمعہ چن لو اور فرمایا تھا کہ ہفتہ میں ایک دن خاص کر لو' عام یہود نے سنیچر کی رائے دی' تھوڑے سے لوگ جمعہ پر متفق ہوئے لہٰذا ان کو سنیچر کا دن خاص کر دیا گیا' کہ اس دن شکار نہ کریں جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی رائے کی موافقت کی' وہ تو ان پابندیوں پر قائم رہے' باقی لوگ پابندی نہ کر سکے اور اس دن میں شکار کر بیٹھے' جس کی وجہ سے وہ بندر' سور بنا دیئے گئے (روح' خزائن العرفان) اس مسخ کا واقعہ سورہ اعراف میں گزر چکا' یہ ان کا اختلاف تھا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ

ع ۱۶ / ۲۲

پیغمبر کا حکم ماننا ضروری ہے' رائے ماننا ضروری نہیں' دوسرے یہ کہ پیغمبر کی رائے بڑی مبارک اور برکت والی ہوتی ہے۔ اس کی مخالفت سے کبھی مصیبت آ جاتی ہے ۵۔ یعنی ساری مخلوق کو اسلام کی طرف بلاؤ' اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں کے رسول ہیں اور قیامت تک آپ کی تبلیغ جاری ہے۔ صحابہ کرام کو بلاواسطہ حضور نے تبلیغ فرمائی' بعد والوں کو علماء کے واسطہ سے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام اللہ کا راستہ ہے' اس کے سوا باقی تمام دین شیطان کا راستہ ہیں' رب فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۶۔ حکمت تو یقینی دلائل ہیں' اور نصیحت' رغبت دینا۔ ڈرانا۔ گزشتہ قوموں کے واقعات سنانا ۷۔ جس شخص کے لئے جیسا مناظرہ مفید ہو' ویسا کرو' یا ہدایت کی نیت سے مناظرہ کرو' نہ کہ فساد کے لئے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بے دینوں سے دین کے لئے مناظرہ کرنا اچھا ہے'

آیَاتُهَا ۱۱۱ | ۱۷ سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَكِّیَّةٌ ۵۰ | رُكُوْعَاتُهَا ۱۲

سورۃ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات ہیں ؎۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

پاکی ہے اسے ؎۲ جو اپنے بندہ کو ؎۳ راتوں رات لے گیا ؎۴ مسجد

الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ

حرام سے مسجد اقصیٰ تک ؎۵ جس کے گردا گرد ہم نے برکت رکھی ؎۶

لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱ وَاٰتَیْنَا

کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں ؎۷ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے ؎۸ اور ہم نے موسیٰ

مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

کو کتاب عطا فرمائی ؎۹ اور اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا ؎۱۰ کہ

اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۝۲ ؕ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا

میرے سوا کسی کو کارساز نہ ٹھہراؤ ؎۱۱ اے انکی اولاد جن کو ہم نے نوح

مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝۳ وَقَضَیْنَآ اِلٰى

کے ساتھ سوار کیا ؎۱۲ بیشک وہ بڑا شکر گزار بندہ تھا ؎۱۳ اور ہم نے

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ

بنی اسرائیل کو کتاب میں وحی بھیجی ؎۱۴ کہ ضرور تم زمین میں

مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا ۝۴ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا

دو بار فساد مچاؤ گے ؎۱۵ اور ضرور بڑا غرور کرو گے پھر جب ان میں پہلی بار کا وعدہ آیا ہم

بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا

نے تم پر اپنے بندے بھیجے سخت لڑائی والے ؎۱۶ تو وہ شہروں کے اندر

۱۔ قتادہ نے فرمایا کہ اس میں آٹھ آیات مدنی ہیں وان کادو یفتنونک سے نصیرا تک' اس کا نام سورہ اسراء اور سورہ سبحان بھی ہے ۲۔ ہر عیب اور نقصان سے پاک جو کوئی اس اسم الٰہی کا وظیفہ کرے یعنی سبحان' یا' یا سبحان پڑھا کرے' اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاک فرمائے گا' ہر اسم الٰہی کی تجلی عامل پر پڑتی ہے جو یا غنی کا وظیفہ پڑھے خود غنی اور مالدار ہو جاوے ۳۔ اس آیت میں حضور کے جسمانی معراج کا ذکر ہے جو نبوت کے گیارہویں سال تقریباً ۶۲۱ء میں ستائیسویں رجب پیر کی آخر رات بیداری کی حالت میں ہوئی خواب کی معراجیں اس سے پہلے اور بعد بہت سی ہوئیں' اس جسمانی معراج میں نماز پنج گانہ فرض ہوئی کیونکہ عبد جسم اور روح دونوں کو کہتے ہیں' نیز فقط خواب کی معراج پر کفار اتنا شور نہ مچاتے نیز خواب کی معراج کو سبحان الذی سے شروع نہ فرمایا جاتا' یہ کلمہ بہت عجیب اور عظیم الشان چیز پر بولا جاتا ہے' خیال رہے کہ حضور دنیا میں شان رسالت سے تشریف لائے اور رب کی بارگاہ میں شان عبدیت سے حاضر ہوئے' اس لئے یہاں عبدہ فرمایا اور سورہ فتح میں ارشاد ہو اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ الخ ۴۔ یہاں مسجد حرام سے مراد حرم شریف اور مکہ معظمہ ہے کیونکہ یہ معراج حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر سے ہوئی رب فرماتا ہے۔ ھدیا بلغ الکعبۃ یہاں کعبہ سے مراد حدود حرم ہیں اور فرمایا عندالمسجدالحرام ایسے ہی یہاں ہے' لہٰذا اس آیت پر اعتراض نہیں' جانا اور ہے جسے ذہاب کہتے ہیں' لیجانا اور (اذہاب) ملانا کچھ اور۔ یہاں لیجانا فرما کر یہ بتایا کہ معراج میں ہم محبوب کے ساتھ تھے ساتھ رہے ساتھ لے گئے ۵۔ یعنی بیت المقدس چونکہ یہ مسجد مکہ معظمہ سے بہت دور ایک ماہ کے راستے پر ہے اس لئے اسے مسجد اقصیٰ کہتے ہیں اور اگر اقصیٰ سے وہ دور والی مسجد مراد ہو جو زمین سے دور ساتویں آسمان پر ہے یعنی بیت المعمور تو اس لفظ سے آسمانی معراج کا ثبوت ہو گا' خیال رہے کہ بیت المقدس تک معراج قطعی یقینی ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانی معراج کا منکر گمراہ ہے اور اگر اس لئے انکار کرتا ہے کہ آسمان کے کھلنے اور پھٹنے کو ناممکن جانتا ہے تو کافر ہے کیونکہ فلاسفہ کے پھندے میں پھنسا ہے ۶۔ بیت المقدس کی زمین میں بہت برکتیں ہیں' سر سبز زمین بھی' پھلوں سے لدے ہوئے باغات' جاری نہریں اور شفاف چشمے بھی اور دینی برکتیں بھی ہیں' اکثر انبیاء کرام اسی سرزمین میں تشریف لائے' وہ ہی زمین انبیاء کرام کی آرام گاہ نزول وحی کی جگہ ہے ۷۔ یعنی اپنے حبیب کو آسمان اور لامکان میں بلا کر وہ آیتیں دکھائیں جو اور تمام رسولوں نے سنی تھیں' جیسے رب کی ذات' عرش و کرسی' لوح و قلم' جنت و دوزخ وغیرہ تمام آیات۔ تا کہ اور انبیاء کرام کی گواہی سنی ہوئی ہو اور حضور کی گواہی دیکھی ہوئی' رب فرماتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا دیکھنے والے گواہ کے بعد کسی گواہ کی ضرورت نہیں رہتی' اس لئے اب کوئی نبی نہیں بن سکتا' رب فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ دین مکمل ہو گیا کیونکہ عینی گواہ تشریف لا چکا۔ خلیل کو ملکوت دکھائے حبیب کو اپنا جمال اور آیات' ۸۔ اس آیت میں بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ تک تو فرشی معراج یعنی بیت المقدس تک کا ذکر ہے اور لنریہ میں آسمانی معراج کا اور اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ میں لامکانی معراج کا اور فرشی معراج کو عرشی معراج کی دلیل یا تمہید قرار دیا کہ اگر تم اس فرشی معراج کو مان لو تو اگلی آسمانی اور لامکانی معراج کا انکار نہ کر سکو گے' اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ بے شک وہ محبوب بندہ ہی سننے دیکھنے والا ہے یعنی ان آیات کے دیکھنے اور بلاواسطہ رب کے دیدار و کلام کی تاب صرف اسی میں ہے' لہٰذا معراج صرف اسے ہی کرائی گئی ۹۔ توریت شریف یکدم کوہ طور پر بلا کر' خیال رہے کہ

خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝٥ ثُمَّ رَدَدْنَا

تمہاری تلاش کو گھسے ؎ اور یہ ایک وعدہ تھا جسے پورا ہونا تھا پھر ہم نے ان پر

لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ

الٹ کر تمہارا حملہ کر دیا ؎ اور تم کو مالوں اور بیٹوں سے مدد دی

وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ۝٦ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۟

اور تمہارا جتھا بڑھا دیا اگر تم بھلائی کرو گے اپنا بھلا کرو گے

وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا

اور اگر برا کرو گے تو اپنا ؎ پھر جب دوسری بار کا وعدہ آیا ؎ کہ دشمن تمہارا

وُجُوْهَكُمْ وَ لِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ

منہ بگاڑ دیں ؎ اور مسجد میں داخل ہوں ؎ جیسے پہلی بار داخل ہوئے

مَرَّةٍ وَّ لِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝٧ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ

تھے اور جس چیز پر قابو پائیں تباہ کر کے برباد کر دیں ؎ قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر

یَّرْحَمَكُمْ ۚ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ

رحم کرے ؎ اور اگر تم پھر شرارت کرو تو ہم پھر عذاب کریں گے ؎ اور ہم نے جہنم کو

لِلْكٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝٨ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ

کافروں کا قید خانہ بنایا ہے ؎ بیشک وہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے

هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ

؎ اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں کہ ان کے لئے

اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۝٩ وَّ اَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ

بڑا ثواب ہے ؎ اور یہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ؎

اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝١٠ؑ وَ یَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ

ہم نے انکے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور آدمی برائی کی دعا کرتا ہے ؎

(بقیہ صفحہ ٤٤٩) توریت شریف چھٹی رمضان کو، اور انجیل شریف تیرھویں رمضان اور ابراہیمی صحیفے یکم رمضان کو عطا ہوئے (تفسیر نعیمی وغیرہ) ١٠ـ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے اور توریت صرف اس قوم کے لئے ہدایت تھی قرآن کریم کے لئے ارشاد ہوا ھُدًی لِّلنَّاسِ ١١ـ یہاں وکیل سے مراد کچہریوں کے وکیل نہیں بلکہ یا تو مراد معبود ہے یا حقیقی مشکل کشا کار ساز ورنہ مجازی مشکل کشا اور کار ساز بندے بھی ہوتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں اندھوں کو انکھیارا، کوڑھیوں کو اچھا کر سکتا ہوں، یوسف علیہ السلام کی قمیص نے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن کر دیں۔ کیسی مشکل کشائی اور کار سازی کی ١٢ـ یعنی یہ سب لوگ ان کی اولاد تھے، جو طوفان کے وقت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار تھے خیال رہے کہ صرف اولاد نوح کی نسل چلی اسی لئے انہیں آدم ثانی کہتے ہیں ١٣ـ نوح علیہ السلام کا نام یَشْکُرْ تھا۔ آپ خوف الٰہی میں گریہ وزاری کرتے تھے اس لئے آپ کا لقب نوح، نوحہ کرنے والا ہوا ١٤ـ توریت میں موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ ١٥ـ یعنی زمین شام میں تم دو دفعہ بڑے فساد پھیلاؤ گے، پہلی بار توریت کی مخالفت شعیار علیہ السلام کا قتل اور ارمیا علیہ السلام کو قید کر دینا ہے، دوسری بار زکریا و یحییٰ علیہما السلام کا قتل اور عیسیٰ علیہ السلام کا ارادہ قتل ہے، (روح) ١٦ـ یعنی جالوت، یا بخت نصر بادشاہ یا سنجارب، اس سے معلوم ہوا، کہ بد عملی کی وجہ سے بادشاہ ظالم مقرر ہوتے ہیں، کیونکہ ظالم بادشاہ بھی کبھی عذاب الٰہی ہوتا ہے۔ شیاء علیہ السلام کے قتل کر دینے پر یہ ظالم بادشاہ بنی اسرائیل پر آئے۔

١ـ یعنی تمہیں تلاش کر کے قتل کیا۔ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کا بدلہ خود لیتا ہے ٢ـ یعنی جب تم نے توبہ کی تو رب نے تمہیں اتنی دولت و قوت بخشی کہ پھر تم نے ان ظالموں سے بدلہ لینے کے لئے ان پر حملہ کیا۔ معلوم ہوا کہ توبہ و نیکی کی برکت سے دولت و عزت ملتی ہے ٣ـ اس سے معلوم ہوا کہ عربی میں کبھی لام بمعنی علیٰ بھی آتا ہے، یعنی نقصان کے لئے اس سے بہت مسئلے مستنبط ہو سکتے ہیں، یہاں بھی لام بمعنی علیٰ ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تم برے کام کرو گے تو اس کا وبال خود تم پر ہو گا، یہ نہ ہو گا کہ کرو تم اور بھرے کوئی، وہاں دوسرے کی برائی کا وبال اپنے پر بھی پڑتا ہے، جب ہم نے اس سے کرایا ہو ٤ـ یعنی جب تم نے دوسرا فساد پھیلایا کہ یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا تو تم پر روم و فارس کے بادشاہ مسلط کر دیئے، چنانچہ ہردوس شاہ روم جب بیت المقدس میں داخل ہوا تو وہاں خون بہتا دیکھا۔ پوچھا کہ کس کا خون ہے، یہودی بولے قربانی کا وہ بولا تم جھوٹے ہو۔ یہ کہہ کر اس نے ستر ہزار یہودی مار دیئے، تب یہودی بولے کہ یہ یحییٰ علیہ السلام کا خون ہے، یحییٰ علیہ السلام کا قتل عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد ہوا (روح) ٥ـ یعنی وہ بادشاہ تمہیں اتنا ستائیں کہ تمہارے چہروں پر پریشانی کے آثار نمودار ہو جاویں، جیسا کہ ہردوس اور دوسرے بادشاہوں کے زمانوں میں ہوا ٦ـ یعنی وہ ظالم بادشاہ بیت المقدس میں داخل ہوں، اور اس کی بے حرمتی کریں، اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہماری مسجدوں کی بے حرمتی کفار کے ہاتھوں سے ہوتی ہے ٧ـ اس طرح کہ تمہارے شہروں تمہارے مال و متاع کو برباد کر دیں، صوفیاء کرام فرماتے ہیں، کہ زکوٰۃ نہ دینے سے قحط سالی اور زنا سے قتل و غارت، خونریزی پھیلتی ہے ٨ـ یعنی تم سے دوسرے فساد کے وقت کہا گیا تھا کہ اگر توبہ کر لو تو معاف کر دیں گے، چنانچہ انہوں نے توبہ کی اور معافی ہوئی، پروردگار کا امید دلانا یقین کے لئے ہوتا ہے ٩ـ چنانچہ یہود نے ہمارے حضور کو جھٹلایا تو بنی

(بقیہ صفحہ ۴۵۰) قریظہ قتل کئے گئے اور بنی نضیر مدینہ پاک سے نکالے گئے (روح) ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دنیا کے عذاب آخرت کے عذاب کے علاوہ ہیں' اور دنیاوی عذابوں سے آخرت کے عذاب گھٹتے نہیں۔ ۱۱۔ جنت تک یا خدا تک پہنچانے والی سیدھی راہ توحید اور تمام رسولوں کو ماننا اور ان کی اطاعت ۱۲۔ جو مسلمان بقدر طاقت نیک اعمال کرے' اس کے لئے دنیا میں بھی ثواب ہے اور آخرت میں بھی ۱۳۔ اس طرح کہ یا تو آخرت کو مانتے ہی نہیں' جیسے مشرکین یا اسے مانتے تو ہیں مگر غلط طریقہ سے' جیسے بعض عیسائی' کہ جنت کے تو قائل ہیں مگر وہاں کی نعمتوں کے قائل نہیں' یا حضور کی شفاعت وغیرہ کو نہیں مانتے' یہ سب آخرت کے منکر ہیں۔

دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ⑪ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ

جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے [۱] اور ہم نے رات

وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ

اور دن کو دو نشانیاں بنایا [۲] تو رات کی نشانی مٹی ہوئی رکھی اور دن کی نشانی دکھانے

مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

والی [۳] کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو [۴] اور برسوں کی گنتی اور

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ⑫

حساب جانو [۵] اور ہم نے ہر چیز خوب جدا جدا ظاہر فرما دی [۶]

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰۗىِٕرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ

اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگا دی [۷] اور اس کے لئے قیامت

الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ⑬ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ

کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہوا پائے گا فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ پڑھ [۸] آج تو خود

الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ⑭ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ

ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے [۹] جو راہ پر آیا وہ اپنے ہی بھلے کو

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

راہ پر آیا [۱۰] اور جو بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان

وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ⑮

دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی [۱۱] اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں

وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا

[۱۲] اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کے خوشحالوں پر احکام بھیجتے ہیں [۱۳]

فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ⑯ وَكَمْ

پھر وہ اس میں بے حکمی کرتے ہیں [۱۴] تو اس پر بات پوری ہو جاتی ہے تو ہم اسے تباہ کر کے برباد کر دیتے ہیں [۱۵]

۱۴۔ معلوم ہوا کہ غصے میں اپنے یا کسی مسلمان کے لئے بددعا کرنی اچھی نہیں ہمیشہ منہ سے اچھی بات نکالنی چاہیے۔ نہ معلوم کونسا وقت قبولیت کا ہو۔
۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ نضر ابن حارث کافر نے کہا تھا کہ اے اللہ اگر اسلام سچا دین ہے تو مجھ پر پتھر برسا۔ اس کی یہ دعا قبول ہوئی اور قتل کیا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد کافر ہیں بعض نے فرمایاں کہ یہاں انسان سے مراد ہر وہ آدمی ہے جو غصے میں اپنے یا اپنے بچوں کو سنتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہر دعا قبول کر لیا کرے تو یہ لوگ ہلاک ہو جاویں۔ ۲۔ چونکہ رات دن سے پہلی ہوتی ہے اس لئے اس کا ذکر پہلے اور دن کا ذکر بعد میں ہوا۔ یعنی رات' دن کا آنا جانا' گھٹنا بڑھنا' ٹھنڈا گرم ہونا بتا رہا ہے' کہ زمانہ اثر نہیں کرتا جو اس زمانے کو بدل رہا ہے وہ مؤثر حقیقی ہے' ۳۔ یعنی رات اندھیری اور دن روشن بنایا' تا کہ رات میں آرام اور دن میں کام کرو خیال رہے کہ سونا جسم کا آرام ہے اور تہجد کی نماز روح کا آرام ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیکار رہنا کمائی نہ کرنا گناہ ہے اللہ نے ہاتھ پاؤں برتنے کو دیئے ہیں' انہیں بیکار نہ کرو' برتو' دن کمائی کے لئے روشن کیا گیا' دوسرے یہ کہ رزق اللہ کا فضل ہے' محض ہماری کمائی کا نتیجہ نہیں' لہٰذا اپنے ہنر پر ناز نہ کرو اس کا فضل مانگو ۵۔ دن رات کے آنے جانے سے منٹ' گھنٹے' پہر' تاریخ' مہینے' سال صدیاں بنتی ہیں' جن سے عمر وغیرہ تمام چیزوں کے حساب درست ہوتے ہیں۔ ۶۔ یعنی دین و دنیا کی ہر چیز قرآن شریف میں یا لوح محفوظ میں تفصیل وار بیان فرما دی تو جن کی نظر ان پر ہے انہیں ہر چیز معلوم ہے ۷۔ حضرت مجاہد نے فرمایا کہ ہر شخص کی نیک بختی اور بد بختی کی تختی اللہ نے اس کے گلے میں ڈال دی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والے ہر شخص کی قسمت جانتے ہیں۔ اور اگر قسمت سب سے چھپانے کی چیز ہوتی تو اس کی تحریر ہر ایک کے گلے میں کیوں لٹکائی جاتی' حدیث شریف میں ہے کہ کاتب تقدیر فرشتہ ماں کے پیٹ میں بچے کی عمر' نیک بختی بد بختی' رزق' غرضیکہ تمام حالات زندگی لکھ دیتا ہے وہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ فرشتہ ہر شخص کے ہر حال سے خبردار ہے کیونکہ اس نے خود ہی تو لکھا ہے پھر نبی کے علم کا کیا پوچھنا ۸۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی بے پڑھا نہ رہے گا اور سب کی زبان عربی ہو گی' کیونکہ یہ پڑھنے کا حکم سب کو دیا جائے گا' عالم ہو یا جاہل خواہ کسی زبان کا ہو ۹۔ جو کوئی دنیا میں اپنا حساب خود کرتا رہے گا اسے آخرت کا حساب آسان ہو گا انشاء اللہ ۱۰۔ آیات کا منشا یہ ہے کہ انسان کو اپنی ہدایت و نیک اعمال کا بدلہ ضرور ملے گا' یہ نہ ہو گا کہ نیکی تو یہ کرے جزا کسی اور کو دی جائے' خود یہ محروم رہے' ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نیکی سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچ جاوے' لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب کے بھی خلاف نہیں اور احادیث کے خلاف بھی نہیں' رب فرماتا ہے۔ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا نیز کوئی شخص

اَهۡلَكۡنَا مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡۢ بَعۡدِ نُوۡحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

اور ہم نے کتنی ہی سنگتیں نوح کے بعد ہلاک کر دیں ۱ اور تمہارا رب کافی ہے

بِذُنُوۡبِ عِبَادِهٖ خَبِيۡرًاۢ بَصِيۡرًا ﴿۱۷﴾ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ

اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار دیکھنے والا ۲ جو یہ جلدی والی چاہے ۳

الۡعَاجِلَةَ عَجَّلۡنَا لَهٗ فِيۡهَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِيۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا

ہم اسے اس میں جلد دے دیں جو چاہیں جسے چاہیں ۴ پھر اس کے لئے

لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصۡلٰٮهَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ﴿۱۸﴾ وَمَنۡ اَرَادَ الۡاٰخِرَةَ

جہنم کر دیں کہ اس میں جائے مذمت کیا ہوا دھکے کھاتا اور جو آخرت چاہے

وَسَعٰى لَهَا سَعۡيَهَا وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓـئِكَ كَانَ سَعۡيُهُمۡ

اور اس کی سی کوشش کرے ۵ اور ہو ایمان والا ۶ تو انہیں کی کوشش ٹھکانے

مَّشۡكُوۡرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَۤاءِ وَهٰٓؤُلَۤاءِ مِنۡ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ

لگی ۷ ہم سب کو مدد دیتے ہیں ان کو بھی اور ان کو بھی ۸ تمہارے رب کی عطا سے

وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحۡظُوۡرًا ﴿۲۰﴾ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ فَضَّلۡنَا

اور تمہارے رب کی عطا پر روک نہیں ۹ دیکھو ہم نے ان میں ایک کو ایک پر

بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ وَلَلۡاٰخِرَةُ اَكۡبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكۡبَرُ

کیسی بڑائی دی اور بیشک آخرت درجوں میں سب سے بڑی اور فضل میں سب سے

تَفۡضِيۡلًا ﴿۲۱﴾ لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا

اعلیٰ ہے ۱۰ اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو بیٹھ رہے گا مذمت

مَّخۡذُوۡلًا ﴿۲۲﴾ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ

کیا جاتا بیکس ۱۱ اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور

بِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ

ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو ۱۲ اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو

(بقیہ صفحہ ۴۵۱) اپنے نیک اعمال کا دوسرے پر احسان نہ رکھے وہ اپنے لئے کرتا ہے ۱۱۔ اس طرح کہ دوسرا بالکل ہلکا ہو جاوے ورنہ گناہ کرانے والے پر گناہ کرنے والوں کا بوجھ ہو گا' رب فرماتا ہے۔ وَلَيَحۡمِلُنَّ اَثۡقَالَهُمۡ وَاَثۡقَالًا مَّعَ اَثۡقَالِهِمۡ اور فرماتا ہے۔ وَمِنۡ اَوۡزَارِ الَّذِيۡنَ يُضِلُّوۡنَهُمۡ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ بہرحال آیات کا آپس میں تعارض نہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی محض رب کی نافرمانی پر نہیں آتا بلکہ نبی کی نافرمانی پر آتا ہے' فرعون نے دعویٰ خدائی کیا' اسی ہزار بچے قتل کرائے' مگر اس پر عذاب اس ہی وقت آیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے بددعا دی' مولانا فرماتے ہیں' شعر ہیچ قومے را خدا رسوانہ کرد۔ تادلے صاحب دلے نہ آمد بدرد ۱۳۔ یا تو خصوصی احکام جو فقراء پر نہیں' جیسے زکوٰۃ' صدقات' یا عمومی احکام جیسے نماز روزہ مگر خصوصیت سے مالداروں کا اس لئے ذکر ہوا کہ فقراء' غرباء ان کے تابع ہوتے ہیں' یہ اطاعت کر لیں تو وہ بھی کر لیں ۱۴۔ اور ان کی وجہ سے ان کے ماتحت غریب لوگ بھی فاسق و فاجر ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ سرداران قوم کو زیادہ احتیاط کرنی چاہیے۔ ان کے ساتھ دوسرے بھی ہیں

۱۔ جیسے قوم عاد ثمود اور قوم لوط وغیرہ کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی مخالفت کی' لہٰذا مکہ والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اگلا گرے پچھلا ہوشیار ۲۔ نامہ اعمال فرشتوں سے لکھوانا گواہ شاہد مقرر کرنا' ہمارے اپنے علم کے لئے نہیں مجرم کے لئے ہے' ۳۔ طلب دنیا تب بری ہے جب کہ بندہ رب سے غافل ہو کر طلب کرے' یا حلال حرام کی پرواہ نہ کرے' یا آخرت پر ایمان نہ رکھے' صرف دنیا ہی کو اصل متاع سمجھے یا دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنائے جیسے کافر و فاسق اور ریاکار ۴۔ یعنی دنیا اتنی ہی ملے گی' جتنی نصیب میں ہے خواہ اسے فکر سے حاصل کرو یا فراغت سے لہٰذا بندے کو چاہیے کہ دنیا کے لئے آخرت برباد نہ کرے مومن کا دل دنیا میں رہتا ہے اس میں دنیا نہیں رہتی۔ اس میں دین رہتا ہے' پانی میں کشتی تیرتی ہے۔ کشتی میں پانی ہو تو ڈوبتی ہے ۵۔ اس قید سے معلوم ہوا کہ فقط زبان سے کہنا کہ ہم آخرت چاہتے ہیں کافی نہیں بلکہ اس کے لئے تیاری اور کوشش بھی ضروری ہے یعنی اچھے عقیدے اور اللہ رسول کی فرمانبرداری ۶۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں نیکیوں کے لئے ایمان ایسا ضروری ہے جیسے نماز کے لئے وضو' یا بہترین غذا کے لئے زہر سے خالی ہونا۔ ایمان جڑ ہے اعمال شاخیں ۷۔ معلوم ہوا کہ نیکی قبول ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ 'ایمان' 'نیت خیر' یعنی آخرت کمانے کی نیت اور کوشش' ان کے بغیر ہوس خام ہے (خزائن العرفان) ۸۔ یعنی دنیا دار اور طالب آخرت سب کے لئے ہم نے دنیا میں اسباب جمع فرما دیئے ہیں' روزی سب کو مل رہی ہے' دنیا میں زہر بھی موجود ہے تریاق بھی' شیطان بھی ہے راہ نما بندے بھی ۹۔ اسی لئے دنیا کی نعمتیں فاسق و متقی' مومن و کافر سب کو مل رہی ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ دنیا و دین کی نعمتیں صرف ہماری کوشش کا نتیجہ نہیں۔ اللہ کے فضل سے ملتی ہیں۔ بندہ شیخی نہ مارے ۱۰۔ یعنی جیسے دنیا میں سب یکساں نہیں' درجے سب کے مختلف ہیں۔ ایسے ہی آخرت میں سب یکساں نہیں درجے مختلف ہوں گے' جو آخرت کے اختلاف مراتب کا انکار کرے وہ درحقیقت چشم بصیرت سے دنیا میں غور نہیں کرتا' پیغمبروں ہر نیکی کا وہ درجہ ہو گا جو ہماری بڑی سے بڑی نیکیوں کا نہیں ہو سکتا۔ صحابی کا سوا سیر جو خیرات کرنا ہمارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے بہتر ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیکس اور بے یار و مددگار ہونا کفار و مشرکین کے لئے ہے' اللہ تعالیٰ مومن کے لئے بہت یار و مددگار

(بقیہ صفحہ ۴۵۲) مقرر فرمائے گا جیسے اولیاء ۱۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ رب کی عبادت مخلوق کی اطاعت پر مقدم ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی اطاعت رب کی عبادت میں داخل ہے' دوسرے یہ کہ تمام رشتہ داروں میں ماں باپ کی فرماں برداری مقدم ہے کہ رب تعالیٰ نے اسے اپنی عبادت کے ساتھ فرمایا۔ تیسرے یہ کہ ماں باپ کافر بھی ہوں' جب بھی ان کے حقوق ادا کرے' کیونکہ رب نے والدین کو بغیر قید کے ارشاد فرمایا' چوتھے یہ کہ ماں باپ کی جسمانی خدمت بھی کرے اور مالی بھی' کیونکہ احسان بغیر کسی قید کے ذکر ہوا' پانچویں یہ کہ عبادت رب کے سوا کسی کی جائز نہیں۔ اطاعت اللہ کی بھی ہوگی' رسول کی بھی۔

أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا

پہنچ جائیں ۱ تو ان سے ہوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا ۲ اور ان سے تعظیم کی

قَوْلًا كَرِيمًا ﴿٢٣﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

بات کہنا ۳ اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے ۴

وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ﴿٢٤﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا

اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن میں پالا ۵

فِي نُفُوسِكُمْ ۚ إِن تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ

تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم لائق ہوئے تو بیشک وہ توبہ کرنے

غَفُورًا ﴿٢٥﴾ وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ

والوں کو بخشنے والا ہے ۶ اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے ۷ اور مسکین اور مسافر کو ۸

السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ﴿٢٦﴾ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا

اور فضول نہ اڑا ۹ بے شک فضول اڑانے والے

إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ﴿٢٧﴾ وَإِمَّا

شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے ۱۰ اور اگر

تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُل

تو ان سے منہ پھیرے اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید

لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿٢٨﴾ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ

ہے تو ان سے آسان بات کہہ ۱۱ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ ۱۲

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ

اور نہ پورا کھول دے کہ تو بیٹھ رہے ۱۳ ملامت کیا ہوا تھکا ہوا ۱۴ بے شک

رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ

تمہارا رب جسے چاہے رزق کشادہ دیتا اور کستا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو خوب

۱۔ یوں تو ہمیشہ ہی ماں باپ کی خدمت ضروری ہے مگر ضرورت کے وقت بہت ضروری۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلا ضرورت ان کی خدمت مستحب ہے اور ضرورت کے وقت واجب ہے لہٰذا بیماری' لاچاری میں ان کی خدمت واجب ہے ۲۔ مسئلہ اولاد منہ سے ایسی بات نہ نکالے جس سے معلوم ہو کہ ان کی طرف سے طبیعت پر گرانی ہے' مسئلہ ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے ماں باپ سے نوکروں کا سا برتاؤ نہ کرے بیٹا ماں باپ کو اپنا حقیر نوکر نہ رکھے ۳۔ کہ انہیں اچھے اور نرم الفاظ سے پکارے' ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا کو یا ابت کہہ کر پکارا یعنی اے ابا جان' ڈانٹ ڈپٹ کر ان سے کلام نہ کرے ان کی بڑھاپے کی بد خلقی برداشت کرے' کیونکہ بڑھاپے میں طبیعت چڑ چڑی اور دل وہمی ہو جاتا ہے غصہ جلد آتا ہے ۴۔ یعنی عملی طور پر ان سے اچھا برتاؤ کر' اور ان پر خرچ کرنے میں تامل نہ کر' کیونکہ تیری مجبوری کے وقت انہوں نے تجھے پرورش کیا' اب ان کی مجبوری کے وقت ان کی خدمت کر ۵۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ کوئی شخص ماں باپ کے حقوق پورے ادا نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ان کے حق میں دعا خیر بھی کرے' دوسرے یہ کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کا تیجا چالیسواں فاتحہ وغیرہ کرنی چاہیے کہ اس میں بھی ان کے لئے دعاء خیر ہے' تیسرے یہ کہ کافر ماں باپ کے لئے ہدایت دعا کرے' ۶۔ یعنی اگر تمہارے دل میں ماں باپ کی خدمت کا شوق ہے لیکن اس کا موقعہ نہیں ملا تو رب تعالیٰ اس پر پکڑ نہ فرمائے گا۔ کیونکہ وہ ارادوں اور نیتوں کو جانتا ہے ۷۔ ماں باپ کے ساتھ ان کی اولاد بھی یعنی بھائی بہن اور ان کے قرابت داروں یعنی اپنے عزیزوں کی بھی خدمت کرو' بعض علماء نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ حضور کے رشتہ دار قرابت داروں کے حقوق ادا کرے کیونکہ ماں باپ سے جان ملی اور حضور سے ایمان نصیب ہوا ۸۔ فقیر و مسافر مسلمان اگرچہ اپنے رشتہ دار نہ ہوں مگر زکوٰۃ' صدقات سے ان کی بھی مدد کرو کہ رب نے تم کو تمہاری ضرورت سے زیادہ مال اسی لئے دیا ہے' بھینس کو اس کے بچے کی ضرورت سے زیادہ دودھ اسی لئے دیا گیا ہے کہ دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھائیں ۹۔ جائز مقام پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں اور ناجائز خرچ کو تبذیر کہا جاتا ہے' تبذیر' اسراف سے زیادہ بری ہے اس لئے تبذیر پر سخت وعید ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنیما' جوا' شراب خوری' اور ناجائز جگہ پر خرچ کرنا فضول خرچی ہے جس کی سزا سخت ملے گی جیسے اچھی جگہ خرچ کرنا ثواب ہے ایسے ہی بری جگہ خرچ کرنا گناہ ہے ۱۱۔ (شان نزول) حضرت بلال' صہیب' سالم و خباب رضی اللہ عنہم وغیرہم فقہاء صحابہ کرام کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ضروریات کے لئے سوال کرتے تھے اگر کبھی حضور کے پاس کچھ نہ ہوتا تو سرکار خاموش رہتے' اس کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ اگر تمہارے عزیزوں یا کسی

(بقیہ صفحہ ۴۵۳) مسکین کو مالی ضرورت درپیش ہو اور تم اس وقت اس کی مدد نہ کر سکو تو ان سے نرم بات کرو، نرم بات سے مراد یا تو دعاخیر ہے یا آئندہ کے لئے اچھا وعدہ، غرضیکہ مجبوری میں سائل کو جھڑکو نہیں، رب فرماتا ہے وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۱۲۔ یعنی بخیل و کنجوس نہ بنو کہ ضروریات پر بھی خرچ نہ کرو، یا حق والوں کے حق ادا نہ کرو ۱۳۔ (شان نزول) ایک یہودی عورت اور مسلمان بی بی میں اس پر گفتگو ہوئی کہ موسیٰ علیہ کلیم اللہ زیادہ سخی تھے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہودیہ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ اپنی ضروریات سے بچا ہوا سارا مال خیرات فرما دیتے تھے۔ مسلمہ بی بی نے بطور آزمائش حضورؑ کی خدمت میں اپنی بچی

خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۳۰﴾ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ

جانتا دیکھتا ہے ۱ اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے

نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِیَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا ﴿۳۱﴾

ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی بیشک ان کا قتل بڑی خطا ہے ۲

وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَآءَ سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾

اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ ۳ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی بری راہ ۴

وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَنْ

اور کوئی جان جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے ناحق نہ مارو ۵ اور جو

قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ

ناحق مارا جائے تو بیشک ہم نے اس کے وارث کو قابو دیا ہے ۶ تو وہ قتل میں حد سے

فِّی الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ

نہ بڑھے ۷ ضرور اس کی مدد ہونی ہے ۸ اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ ۹

اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰى یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَ اَوْفُوْا

مگر اس راہ سے جو سب سے بھلی ہے ۱۰ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے ۱۱ اور عہد

بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ

پورا کرو بے شک عہد سے سوال ہونا ہے ۱۲ اور ماپو تو

اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ذٰلِكَ خَیْرٌ

پورا ماپو اور برابر ترازو سے تولو ۱۳ یہ بہتر ہے

وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۳۵﴾ وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ

اور اس کا انجام اچھا اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں ۱۴ بیشک

السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾

کان اور آنکھ اور دل ۱۵ ان سب سے سوال ہونا ہے ۱۶

بھیجی اور عرض کیا مجھے قمیض کی ضرورت ہے عطا ہو، اتفاقاً حضور کے پاس اس وقت صرف وہی قمیض مبارک تھی جو زیب تن فرمائے ہوئے تھے وہ ہی اتار کے عطا فرما دی اور خود دولت خانے میں تشریف فرما ہو گئے، یہاں تک کہ اذان ہو گئی، صحابہ کرام نماز کے لئے جمع ہوئے، مگر سرکار تشریف نہ لائے، اس پر یہ آیت کریمہ اتری، اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اور اپنے بچوں کی ضرورت صدقہ پر مقدم ہیں، ان سے بچے تو خیرات کرے یہ شریعت کا حکم ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنا سب کچھ حضور کی بارگاہ میں حاضر کر دینا یہ سلطان عشق کا فتویٰ تھا۔

ا۔ لہٰذا اس نے جسے غریب کیا وہ بھی درست ہے اور جسے امیر کیا اس میں بھی حکمت ہے ۲۔ (شان نزول) اہل عرب اپنی چھوٹی بچیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے، امیر تو اس لئے کہ کوئی ہمارا داماد نہ بنے اور ہماری مونچھ نیچی نہ ہو، غریب و مفلس اس لئے کہ ہم انہیں شادی میں جہیز کہاں سے دیں گے اور انہیں کہاں سے کھلائیں گے، ان غریبوں کو اس حرکت سے روکنے کے لئے یہ آیت کریمہ اتری، یہاں خطاء سے مراد گناہ کبیرہ ہے، خیال رہے کہ اس قسم کے احکام مومن و کافر سب پر جاری ہیں، لہٰذا کسی کافر کو قتل نفس کی اجازت نہ ہو گی ۳۔ یعنی زنا کے اسباب سے بھی بچو، لہٰذا بدنظری، غیر عورت سے خلوت عورت کی بے پردگی وغیرہ سب ہی حرام ہیں بخار روکنے کے لئے نزلہ روکو، طاعون سے بچنے کے لئے چوہوں کو ہلاک کرو، پردہ کی فرضیت، گانے بجانے کی حرمت، نگاہ نیچی رکھنے کا حکم یہ سب زنا سے روکنے کے لئے ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ زنا قتل سے بدتر جرم ہے، کیونکہ قتل کی سزا قتل ہے مگر زنا کی سزا سنگسار کرنا ہے، کیونکہ زنا گناہ بھی ہے اور بے حیائی بھی، اور نسل انسانی کا خراب کرنا بھی ۵۔ خیال رہے کہ حربی کی جان لینا حلال ہے۔ مومن یا ذمی یا معاہد کی جان لینا حرام، البتہ تین صورتوں میں مومن کا قتل جائز ہے، قتل کے بدلے میں، یا زنا یا ڈکیتی کے عوض، حَرَّمَ اللہُ سے پہلا فائدہ حاصل ہوا اور اِلَّا بِالْحَقِّ سے یہ فوائد،

لہٰذا یہ آیت بہت سے شرعی احکام کا ماخذ ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصاص حق العبد ہے، اگر ولی چاہے تو معاف کر دے، یہ بھی معلوم ہوا کہ ولی مقتول نہ تو مثلہ کرے نہ غیر قاتل کو قتل کرے، یہ واجب نہیں کہ طریقہ قتل یکساں ہو۔ بلکہ قاتل کو تلوار سے قتل کیا جاوے، اگرچہ اس نے اور طرح قتل کیا ہووے۔ قتل میں حد سے بڑھنے کی چند صورتیں ہیں، ایک کے بدلے چند قتل کرنا۔ معاف کر کے پھر قتل کرنا، ناحق جیسے ہاتھ پاؤں کاٹ کر، قتل کے بعد ناک، کان وغیرہ اعضا کا کاٹنا یعنی مثلہ کرنا یہ سب حرام ہے، زمانہ جاہلیت میں لوگ ایسا کیا کرتے تھے ۸۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ عبداللہ ابن عباس نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، کہ خون عثمان کے مطالبہ میں امیر معاویہ برحق ہیں، کیونکہ وہ عثمان غنی کے صحیح ولی ہیں، اگر تم نے قصاص میں سستی کی تو امیر معاویہ تمام ملک پر چھا جائیں گے، اور آپ نے اس آیت سے

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ

اور زمین میں اتراتا نہ چل[۱] بیشک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ

اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا[۲] یہ جو کچھ گزرا ان میں کی بری بات تیرے

رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤی اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ

رب کو ناپسند ہے یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف

الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ

بھیجی حکمت کی باتیں[۳] اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا

مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِیْنَ وَاتَّخَذَ

جائے گا طعنہ پاتا دھکے کھاتا[۴] کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے چن دیئے اور اپنے لئے

مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا ﴿۴۰﴾ ع

فرشتوں سے بیٹیاں بنائیں[۵] تم بڑا بول بولتے ہو

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا یَزِیْدُهُمْ

اور بیشک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان فرمایا کہ وہ سمجھیں[۶] اور اس سے انہیں

اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا

نہیں بڑھتی مگر نفرت[۷] تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ بکتے ہیں جب تو

لَّابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی

وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے[۸] اسے پاکی اور برتری

عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ

ان کی باتوں سے بڑی برتری[۹] اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور

وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ

زمین اور جو کوئی ان میں ہیں[۱۰] اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی

(بقیہ صفحہ ۴۵۴) استدلال کیا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بعض ورثاء نابالغ ہوں، تو میت کے مال سے فاتحہ وغیرہ نہ کی جاوے نہ وہ کھانا کسی کو حلال ہے بلکہ بالغ ورثاء اپنے حصے سے یہ کار خیر کریں، کیونکہ یتیم کا مال کھانا دوزخ کی آگ کھانا ہے، لوگ اس سے بہت غافل ہیں، بلکہ نابالغ یتیم سے پانی بھروا کر بھی نہ لیا جاوے کہ وہ پانی اس یتیم کا مال ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کا ولی یتیم کے مال سے تجارت وغیرہ کر سکتا ہے، جس سے اس کا مال بڑھے کہ یہ احسن میں داخل ہے، ایسے ہی اس کا روپیہ بنک وغیرہ میں اس کے نام پر رکھنا جائز ہے کہ یہ حفاظت کی قسم ہے ۱۱۔ بارہ برس سے اٹھارہ برس تک کی عمر جوانی کی ہے، یعنی کم از کم بارہ برس، بڑھ کر اٹھارہ برس، لیکن اب فتوٰی قول صاحبین پر ہے، یعنی بڑھ کر پندرہ سال، اس سے معلوم ہوا کہ بالغ کو یتیم نہیں کہا جاتا ۱۲۔ خواہ اللہ سے عہد کیا ہو یا رسول سے، یا شیخ و استاذ سے، یا کسی قرابت دار عزیز سے یا اجنبی سے، اس میں ہر جائز عہد داخل ہے ۱۳۔ دیتے وقت ناپ تول پورا کرنا فرض ہے کچھ نیچا تول دینا مستحب، حضور نے ارشاد فرمایا یازِن وَاَرجِح تول دو اور کچھ نیچا تول دو، لیتے وقت پورا تول یا ناپ کر لو، نیچا نہ لو، اس کا انجام اچھا ہے کہ برکت بھی ہے اور لوگوں میں نیک نامی بھی، جس سے تجارت چمکتی ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ بغیر علم فتوٰی دینا مسائل بیان کرنا حرام ہے کہ وہ بھی اس آیت میں داخل ہے۔ ۱۵۔ یعنی دل کے برے ارادے یا برے عقیدوں پر پکڑ ہو گی، ہاں دل کے وسوسے جو بے اختیار دل میں آ جاویں وہ معاف ہیں، لہٰذا آیات، اور حدیث میں تعارض نہیں ۱۶۔ یعنی ان ظاہری باطنی اعضاء کے متعلق قیامت میں سوال ہو گا کہ تم نے ان سے ناجائز کام تو نہیں کئے اس لئے ان سے جائز کام ہی کرو، یہ سوالات رب کے علم کے لئے نہیں، بلکہ مجرم سے اقرار جرم کرانے کو ہوں گے۔

ع ۴

۱۔ معلوم ہوا کہ فخر و تکبر کی چال اور متکبرین کی سی بیٹھک وغیرہ سب ممنوع ہیں، ہمارے چلنے پھرنے بیٹھنے اٹھنے میں تواضع و انکساری چاہیے گفتگو نرم، چلنا آہستگی سے، وقار کے ساتھ ہو۔ اس پر بہت سے مسائل متفرع ہیں، جن میں فقہائے ہاتھی کی سواری، شیر کی کھال کی پوستین پہننے سے منع فرمایا، ان کا ماخذ یہ آیت ہے ۲۔ یعنی شیخی میں فائدہ کوئی نہیں گناہ لازم ہو جاتا ہے لہٰذا شیخی چھوڑو، عجز، انکساری قبول کرو سربلند درختوں پر پھل چھوٹا ہوتا ہے، تواضع کرنے والی بیل پر بڑے پھل لگتے ہیں جیسے کدو، تربوز، وغیرہ متکبر آگ میں باغ نہیں لگتے عاجز خاک میں ہی لگتے ہیں ۳۔ یہاں حکمت سے وہ احکام مراد ہیں، جن کو عقل سلیم بھی درست مانے، حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضور کو دیکھا کبھی اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھا، حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب سے میں اسلام لایا کبھی جھوٹ نہ بولا۔ کوڑے کچرے والے مکان میں بادشاہ نہیں بیٹھتا، گنہگار دل و زبان میں نور ایمان کیسے جلوہ گر ہو (روح) ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن گنہگار کو طعنوں، دھکوں سے دوزخ میں محفوظ رکھے گا۔ اس کی رسوائی نہ فرمائے گا، کیونکہ یہ دونوں کفار کے عذاب ہیں شعر۔

جو یہاں عیب کسی پہ نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے مری حشر میں رسوائی ہو

۵۔ (شان نزول) مشرکین عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں بتاتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ بدنصیبو اپنے لئے لڑکیاں پسند نہیں

بِحَمۡدِهٖ وَلٰكِنۡ لَّا تَفۡقَهُوۡنَ تَسۡبِيۡحَهُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ

اُس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے لہ بے شک وہ حلم والا

حَلِيۡمًا غَفُوۡرًا ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ جَعَلۡنَا بَيۡنَكَ وَ

بخشنے والا ہے اور اے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم میں اور

بَيۡنَ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسۡتُوۡرًا ۙ‏ ﴿۴۵﴾

ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ؎ ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا ؎

وَّجَعَلۡنَا عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ اَكِنَّةً اَنۡ يَّفۡقَهُوۡهُ وَفِىۡۤ اٰذَانِهِمۡ

اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف ڈال دیئے ہیں ؎ کہ اسے نہ سمجھیں اور انکے کانوں میں

وَقۡرًا‌ ؕ وَاِذَا ذَكَرۡتَ رَبَّكَ فِى الۡقُرۡاٰنِ وَحۡدَهٗ وَلَّوۡا

ٹینٹ ؎ اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کی یاد کرتے ہو وہ پیٹھ پھیر کر

عَلٰۤى اَدۡبَارِهِمۡ نُفُوۡرًا ﴿۴۶﴾ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَسۡتَمِعُوۡنَ

بھاگتے ہیں نفرت کرتے ؎ ہم خوب جانتے ہیں جس لئے وہ سنتے ہیں

بِهٖۤ اِذۡ يَسۡتَمِعُوۡنَ اِلَيۡكَ وَاِذۡ هُمۡ نَجۡوٰۤى اِذۡ يَقُوۡلُ

جب تمہاری طرف کان لگاتے ہیں ؎ اور جب آپس میں مشورہ کرتے ہیں جبکہ ظالم

الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا ﴿۴۷﴾ اُنۡظُرۡ

کہتے ہیں تم پیچھے نہیں چلے مگر ایک ایسے مرد کے جس پر جادو ہوا ؎ دیکھو

كَيۡفَ ضَرَبُوۡا لَكَ الۡاَمۡثَالَ فَضَلُّوۡا فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ

انہوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں ؎ تو گمراہ ہوئے کہ راہ نہیں

سَبِيۡلًا ﴿۴۸﴾ وَقَالُوۡۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا

پا سکتے ؎ اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا

لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ خَلۡقًا جَدِيۡدًا ﴿۴۹﴾ قُلۡ كُوۡنُوۡا حِجَارَةً

سچ مچ نئے بن کر اٹھیں گے ؎ تم فرماؤ کہ پتھر یا لوہا

الربع

(بقیہ صفحہ ۴۵۵) کرتے اللہ کے لئے لڑکیاں ثابت کرتے ہو' کیا خدا نے اچھی چیز یعنی لڑکے تمہیں دیئے بری چیز اپنے لئے رکھی' اب بھی مشرکین ہند اکثر بتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ بیماری مشرکین کی پرانی ہے' ہندو گورا' پاربتی' گنگا' جمنا' کالی وغیرہ کو عورت ہی مانتے ہیں ہندوستان کو بھارت ماتا کہتے ہیں ۶۔ دلیلوں سے مثالوں سے' حکمتوں سے عبرتوں سے' قصوں سے' اور ایک ہی مضمون کو چند جگہ مختلف پیرایوں میں سمجھایا۔ کیونکہ بعض لوگ دلائل سے مانتے ہیں بعض ڈر سے بعض مثالوں سے قرآن کریم سب کے لئے آیا ہے' تو سب کی سمجھ کا لحاظ ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ جس دل میں حضور کی عظمت و محبت نہ ہو اسے قرآن کریم نفع نہیں دے گا بلکہ نقصان پہنچائے گا' بعض درختوں کو بارش جلا دیتی ہے' کمزور معدہ والوں کو اچھی غذا بیمار کر دیتی ہے اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر قرآن دیتے ہیں ۸۔ یعنی وہ معبود رب سے مقابلہ کرتے اور اس کے سارے ملک پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے' کیونکہ دوسرے کا دست نگر و محتاج ہونا عیب ہے اور ہر ایک اپنے عیب کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے لہٰذا وہ معبودین بھی خود مختار ہونے کے لئے یہ کرتے اور اگر اپنے عجزو بے بسی پر راضی ہوتے تو وہ الٰہ نہ ہوتے' لہٰذا یہ دلیل برہان قطعی ہے' صرف قناعت کی نہیں ۹۔ یعنی رب کے لئے شریک ماننا اسے کمزور و ضعیف ماننا ہے' دوسروں کو مدد کے لئے وہ شریک کرتا ہے جو خود کام نہ کر سکے۔ اللہ کی شان اس سے بلند ہے۔ ۱۰۔ یعنی فرشتے اور دیگر مخلوقات کیونکہ جن و انسان کے سوا کسی مخلوق میں کوئی مشرک و کافر نہیں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز زبان قال سے رب کی تسبیح خوان ہے صرف زبان حال سے نہیں کیونکہ حال تو ہر عاقل سمجھ جاتا ہے' ہاں ان کا قال سمجھ سے وراء ہے' بعض صالحین وہ قال بھی جانتے ہیں اور ان کی تسبیح سنتے ہیں چنانچہ صحابہ کرام کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے' ستون کے رونے کی آواز سنی' خیال رہے کہ اگرچہ ہر چیز تسبیح پڑھتی ہے' لیکن ان تسبیحوں کی تاثیروں میں فرق ہے اس ہی لئے سبزے کی تسبیح سے میت کے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے اگرچہ خود کفن اور قبر کی مٹی بھی تسبیح پڑھ رہی ہے اس ہی لئے قبروں پر پھول و سبزہ ڈالتے ہیں' ایسے ہی کافر و مومن کی تسبیح کی تاثیر میں فرق ہے' بلکہ خود مومنوں میں ولی اور غیر ولی کی عبادات میں فرق ہے ۲۔ (شان نزول) جب آیت تَبَّتْ يَدَا نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی جمیلہ پتھر لے کر وہاں آئی جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اس نے حضور کو نہ دیکھا' ابوبکر صدیق کو دیکھا اور آپ سے بولی کہ تمہارے آقا کہاں ہیں' وہ میری ہجو کرتے ہیں صدیق اکبر نے فرمایا کہ شعر گوئی نہیں کرتے وہ یہ کہتی ہوئی واپس ہوئی کہ میں ان کا سر کچلنے کے لئے یہ پتھر لائی تھی' ابوبکر صدیق نے حضور سے دریافت کیا کہ اس نے حضور کو نہ دیکھا کیا وجہ ہوئی' سرکار نے فرمایا کہ رب تعالیٰ نے میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل فرما دیا' اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (خزائن العرفان) ۳۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفار تک آپ کا نور و فیض نہیں پہنچتا' اس لئے وہ ہدایت پر نہیں آتے' اگر یہ آڑ اٹھ جائے اور آپ ان تک پہنچ جائیں تو انہیں ایمان و عرفان سب کچھ مل جائے شعر۔

کفر و اسلام کے جھگڑے تیرے چھپنے سے بڑھے ☆ تو اگر پردہ اٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے

(بقیہ صفحہ ۴۵۶) ۴۔ جس سے وہ قرآن کریم کو درست طور پر سمجھ نہیں سکتے' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی صحیح سمجھ ایمان اور تقوٰی سے حاصل ہوتی ہے' اس کے بغیر ذہن الٹا کام کرتا ہے جیسا آج کل دیکھا جا رہا ہے' ہر کتاب نور سے پڑھی جاتی ہے' قرآن کا نور تقوٰی ہے' ہر مفسر کو متقی ہونا چاہیے' اللہ توفیق دے ۵۔ معلوم ہوا کہ جس دل کو حضور سے وابستگی نہ ہو وہ قرآن نہ سن سکتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے قرآن کا فہم صاحب قرآن کے احترام سے ہے ۶۔ کیونکہ وہ شرک کے خوگر ہیں جب توحید کے مضامین سنتے ہیں تو نفرت کرتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ بدنصیب آدمی کہیں سے بھی ہدایت نہیں پا سکتا جسے حضور کے دروازے سے ہدایت نہ ملی اسے پھر کہاں ملے گی' تمام جگہ کے گناہ حضور کے دروازے پر معاف کراتے ہیں' حضور کے دروازے پر جو گناہ کئے کہاں معاف کرائیں گے ۷۔ یعنی کفار قرآن کریم سنتے بھی ہیں تو مذاق کے لئے یہ سننا بھی گناہ ہے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالٰی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن سے خود بدلہ لیتا ہے کہ کفار نے حضور کو مسحور کہا تو رب تعالٰی نے انہیں ظالم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ جھوٹے کو ایک بات پر قرار نہیں ہوتا' چنانچہ کفار کبھی تو حضور کو ساحر یعنی دوسروں پر جادو کرنے والا کہتے تھے' اور کبھی خود ہی حضور کو مسحور یعنی جس پر دوسرے نے جادو کیا ہو۔ کبھی آپ کو مجنون کہتے جس میں بالکل عقل نہیں اور کبھی شاعر کہتے جس میں بہت عقل ہوتی ہے' معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی بات پر اعتماد نہ کرتے تھے ۹۔ اس آیت میں رب تعالٰی نے کفار کا شکوہ اپنے حبیب سے فرمایا' لطف یہ ہے کہ حضور نے رب سے عرض نہ کیا۔ مولٰی دیکھ تو یہ مجھے کیا کہہ رہے ہیں' بلکہ رب نے حضور سے شکوہ کیا اس میں حضور کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے' جیسا کہ ذوق والوں سے پوشیدہ نہیں ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی شان میں ہلکے لفظ استعمال کرنے' ہلکی مثالیں دینا کفر ہے' دوسرے یہ کہ حضور کے ذاتی و عنادی دشمن کو ایمان کی توفیق نہیں ملتی۔ شیطان کو بھی عناد ہی کی بیماری تھی۔ ۱۱۔ کفار مکہ کا یہ سوال تعجب و انکار کے لئے تھا۔ یعنی مرنے اور ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد پھر جسم کا بننا۔ اس میں روح پھونکا جانا غیر ممکن ہے' وہ اپنی ابتداء کو بھول گئے' معترض آنکھ بند کر کے اعتراض کرتا ہے۔

۱۔ فولاد وغیرہ جسے زندگی سے کوئی تعلق نہ ہو' جب بھی تمہیں زندہ کیا جائے گا چہ جائیکہ ہڈیاں یا مٹی بن جانا کہ ان میں تو پہلے جان تھی' خیال رہے کہ کونوا امر کا صیغہ ہے مگر یہ امر واجب کرنے کے لئے نہیں' بلکہ منکرین کو الزام دے کر خاموش کرنے کے لئے ہے' ۲۔ چونکہ یہ کفار اپنے موجد کو بھول چکے تھے' اس لئے اپنے لوٹانے والے کو بھول گئے ۳۔ کفار نے دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق تین باتیں پوچھیں..... کیسے زندہ کرے گا' کون زندہ کرے گا' کب زندہ کرے گا' تینوں سوالوں کے جوابات علیحدہ علیحدہ نہایت نفیس طریقہ سے دیئے گئے ۴۔ رب تعالٰی کا عسٰی فرمانا یقین پر دلالت کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیامت بہت قریب ہے' کیونکہ حضور کی تشریف آوری قیامت کی بڑی علامت ہے' حضور نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا کہ ہم اور قیامت ایسے ہیں جس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم دیا ہے' ۵۔ صور کی آواز کے ذریعے اپنی قبروں سے میدان محشر کی طرف' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندوں کے کام رب کے کام ہیں' کیونکہ قبروں سے اٹھانا' میدان شام کی طرف بلانا' صور پھونکنا حضرت اسرافیل علیہ السلام کا کام ہو گا۔ مگر رب نے فرمایا کہ رب تعالٰی تمہیں بلائے گا ۱ ایسے ہی بہت دفعہ بندہ رب کے کاموں کے

أَوْ حَدِيدًا ﴿٥٠﴾ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ
ہو جاؤ یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو ۱
فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ
تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا ۲ تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار
مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ
پیدا کیا تو اب تمہاری طرف مسخرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب
هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ﴿٥١﴾ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ
ہے ۳ تم فرماؤ شاید نزدیک ہی ہو ۴ جس دن وہ تمہیں بلائے گا ۵
فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا
تو تم اس کی حمد کرتے چلے آؤ گے ۶ اور سمجھو گے کہ نہ رہے تھے مگر
قَلِيلًا ﴿٥٢﴾ وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ
تھوڑا ۷ اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو ۸
إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ
بے شک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے ۹ بے شک شیطان
لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿٥٣﴾ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِن يَشَأْ
آدمی کا کھلا دشمن ہے تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے وہ چاہے تو
يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ
تم پر رحم کرے ۱۰ چاہے تو تمہیں عذاب کرے اور ہم نے تم کو ان پر کڑوڑا بنا کر
وَكِيلًا ﴿٥٤﴾ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ
نہ بھیجا ۱۱ اور تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں
وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا
اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو ایک پر بڑائی دی اور داؤد کو

(بقیہ صفحہ ۴۵۷) متعلق کہہ دیتا ہے کہ یہ میرا کام ہے' حضرت جبریل نے بی بی مریم سے کہا تھا کہ میں تمہیں بیٹا دوں گا ۶۔ معلوم ہوا کہ آخرت میں تمام عبادات ختم ہو جائیں گی مگر حمد الٰہی وہاں بھی ہو گی' لیکن یہ حمد تکلیفی نہ ہو گی بلکہ روحانی غذا ہو گی' جیسے دنیا میں سانس لینا کافروں کو اس وقت حمد الٰہی کرنا فائدہ مند نہ ہو گا ۷۔ آخرت کی زندگی کے مقابلے میں' کیونکہ اس کے مقابل دنیا اور برزخ کی زندگی تھوڑی ہے یا قیامت کی دہشت کی وجہ سے ان کو اپنی لمبی عمریں چھوٹی معلوم ہوں گی' بعد کو وہ اپنی عمر اور عمر کے سارے واقعات یاد کریں گے (روح البیان) ۸۔ یہ مختصر سی آیت عقائد' عبادات' معاملات کے لاکھوں مسائل کو شامل ہے' اس آیت کا

دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝۵۵ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

زبور عطا فرمائی ۱؎ تم فرماؤ پکارو انہیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو ۲؎

فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝۵۶

تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا ۳؎

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ

وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں ۴؎ وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ

اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ

ڈھونڈتے ہیں ۵؎ کہ ان میں کون کون زیادہ مقرب ہے اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝۵۷ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

سے ڈرتے ہیں ۶؎ بیشک تمہارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے اور کوئی بستی نہیں مگر یہ

اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا

کہ ہم اسے روز قیامت سے پہلے نیست کر دیں گے ۷؎ یا اسے سخت

عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۵۸

عذاب دیں گے ۸؎ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا

اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے

الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا

جھٹلایا ۹؎ اور ہم نے ثمود کو ناقہ دیا آنکھیں کھولنے کو تو انہوں نے اس پر

بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝۵۹ وَاِذْ قُلْنَا

ظلم کیا ۱۰؎ اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو ۱۱؎ اور جب ہم نے تم سے

لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ

فرمایا کہ سب لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں ۱۲؎ اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں

شان نزول یہ ہے کہ مشرکین عرب مسلمانوں سے بدکلامیاں کرتے تھے' مسلمانوں نے حضور کو بارگاہ میں شکایت کی' اس وقت یہ آیت کریمہ اتری جس میں فرمایا گیا کہ ان کی جاہلانہ باتوں کا جواب جاہلانہ طور پر نہ دیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہے 'يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ' ہو سکتا ہے کہ اس آیت میں واغلظ سے سخت دلیل مراد ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ دلیل قوی دو' مگر بات بے ہودہ منہ سے نہ نکالو۔ خیال رہے کہ اس میں کلمہ طیبہ، تلاوت قرآن مسائل بیان کرنے' لوگوں سے نرم اور میٹھی باتیں کرنی' جس سے دل پر اثر پڑے' سب ہی داخل ہیں ۹۔ اس طرح کہ تمہیں غصہ دلواتا اور بھڑکاتا ہے کہ ترکی بہ ترکی جواب دو' جس سے لڑائی فساد کی نوبت آ جائے' ایسے موقع پر ضبط سے کام لو' اخلاق محمدی کا نمونہ بنو ۱۰۔ اے کافرو کہ اللہ تمہیں ایمان اور اعمال خیر کی توفیق دے' یا اے مسلمانو کہ تمہارے نیک اعمال قبول کرے لہٰذا کسی کافر کے کفر اور اپنے ایمان کے متعلق یقین نہ کرو کہ ہمیشہ باقی رہے گا' کافر کے ایمان کی امید ہے اور مومن کے بگڑ جانے کا خطرہ' رب کی پناہ مانگو ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کفار کے اعمال کے ذمہ دار نہیں' دوسرے یہ کہ حضور انشاء اللہ مومنوں کے ذمہ دار ہیں کہ شفاعت سے بخشوائیں۔ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ۔

۱۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبری ہے' یا داؤد علیہ السلام نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی' مگر نبوت بڑی نعمت تھی یا یہودی سمجھے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی تشریف نہ لائے گا مگر حضرت داؤد تشریف لے آئے ایسے ہی ہمارے حبیب بھی نبی ہو گئے تو کیا حرج ہے' زبور میں ڈیڑھ سو سورتیں تھیں مگر ان میں دعائیں اور عملیات تھے (روح خزائن) ۲۔ (شان نزول) کفار عرب ایک بار سخت قحط میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ کتے اور مردار کھا گئے' تو حضور کی بارگاہ میں فریادی ہوئے اور حضور سے دعا کی التجا کی' اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن العرفان) خیال رہے کہ ادعوا امر کا صیغہ ہے مگر یہ طعنہ کے لئے ارشاد ہوا۔ اس میں کفار کو بت پرستی کی اجازت نہیں دی گئی' یعنی بتوں کو پکار کر دیکھ لو' وہ قحط سالی دور نہیں کر سکتے' تو ایسے مجبوروں کو پوجتے کیوں ہو ۳۔ یعنی یہ معبود نہیں نہ تو اس پر قادر ہیں کہ تکلیف مٹا دیں' نہ اس پر کہ تم سے منتقل کر کے دوسرے پر ڈال دیں' کشف اور تحویل میں یہ ہی فرق ہے ۴۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام' عزیر علیہ السلام اور فرشتے اور مومن جنات' حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان کفار عرب کے بارے میں آئی جو مومن جنات کو پوجتے تھے' حالانکہ وہ جن حضور پر ایمان لا چکے تھے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈنا لازم ہے' رب فرماتا ہے' وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے بعض معبودین بھی وسیلہ چاہتے ہیں' جیسے مومن جنات اور فرشتے' کہ قیامت میں یہ سب

(بقیہ صفحہ ۴۵۸) ہمارے حضور کا وسیلہ پکڑیں گے ۶۔ پھر کافر انہیں کس طرح معبود سمجھتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اور فرشتے سب ہی رب سے خوف و امید رکھتے ہیں' کیوں نہ ہو کہ ایمان خوف و امید ہی پر قائم ہے ۷۔ صور کے پہلے نفخہ کے وقت' لہٰذا قیامت سے مراد یہاں اٹھنے کا وقت ہے جس سے پہلے سب کی ہلاکت ہو چکی ہو گی ۸۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جس جگہ زنا اور سود کی کثرت ہو جائے' وہاں ہلاکت بھیجی جاتی ہے' بعض علماء نے فرمایا کہ ہلاکت نیک بستیوں کے لئے ہے اور عذاب مجرم بستیوں کے لئے (روح) ۹۔ (شان نزول) کفار مکہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ سچے نبی ہیں' تو صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیں' اور پہاڑوں کو مکہ معظمہ کی زمین سے ہٹا دیں' وحی الٰہی آئی کہ اگر آپ چاہیں تو ہم ان کے یہ مطالبے پورے کر دیں' لیکن اگر پھر بھی ایمان نہ لائے تو ہلاک کر دیئے جائیں گے اور اگر آپ چاہیں تو ان کو ابھی باقی رکھا جائے' اور ان کے یہ مطالبے پورے نہ کئے جائیں (خزائن العرفان) اس موقعہ پر یہ آیت اتری' لہٰذا یہاں نشانیوں سے ان کے منہ مانگے معجزات مراد ہیں ورنہ حضور نے اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر معجزات دکھائے' خیال رہے کہ جو قوم منہ مانگے معجزے مانگے اور پھر ایمان نہ لائے وہ ہلاک کر دی جاتی ہے' لہٰذا ان معجزوں کا نہ دکھانا بھی رب کی رحمت تھی ۱۰۔ کہ اس اونٹنی کو ناحق قتل کیا اور یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے' لہٰذا انہوں نے اونٹنی پر بھی ظلم کیا اور اپنے پر بھی ۱۱۔ عنقریب آنے والے عذاب سے' یعنی منہ مانگے معجزے' آئندہ عذاب الٰہی آنے کا پیش خیمہ ہوتے ہیں ۱۲۔ یعنی رب تعالیٰ کا علم اور قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے' نہ کہ خود رب تعالیٰ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گھیرنے اور گھرنے سے پاک ہے۔

اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي

دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو ۱ اور وہ پیڑ جس پر قرآن میں

الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝۶۰

لعنت ہے ۲ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں تو انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو ۳ تو ان سب نے سجدہ کیا

اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۝۶۱ قَالَ

سوا ابلیس کے. بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ۴

اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى

بولا دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا ۵ اگر تو نے مجھے قیامت تک

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۶۲ قَالَ

مہلت دی تو ضرور میں اسکی اولاد کو پیس ڈالوں گا ۶ مگر تھوڑا ۷ فرمایا

اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ

دور ہو ۸ تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بیشک تم سب کا بدلہ جہنم ہے

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝۶۳ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ

بھرپور سزا ۹ اور ڈگا دے ان میں سے جس پر قدرت پائے

بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ

اپنی آواز سے ۱۰ اور ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا اور ان کا ساجھی ہو

فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ

مالوں اور بچوں میں ۱۱ اور انہیں وعدہ دے اور شیطان انہیں وعدہ نہیں دیتا

اِلَّا غُرُوْرًا ۝۶۴ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ

مگر فریب سے ۱۲ بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں ۱۳

۱۔ اس میں معراج آسمانی کا ثبوت ہے' کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے معراج میں آیات الٰہیہ بیداری میں لامکان پر جا کر دیکھیں' جس کا مشرکین نے انکار کیا اور فتنہ اٹھایا۔ اگر صرف خواب کی معراج ہوتی تو نہ اس کا انکار ہوتا نہ فتنہ' یہاں دکھاوے سے مراد معراج کی رات کی وہ سیر ہے جس کی خبر حضور نے مکہ والوں کو دی تو کفار نے مذاق اڑایا' اور بعض ضعیف الاعتقاد لوگ مرتد ہو گئے' اور حضرت ابوبکر سن کر صدیق بن گئے' غرضیکہ معراج کو مان کر کوئی صدیق بنا اور کوئی انکار کر کے زندیق ہوا ۲۔ یعنی تھوہر کا درخت جو جہنم کی تہ میں اگے گا' اس کی شاخیں دوزخ کے ہر طبقے میں ہوں گی اور وہی دوزخیوں کی خوراک ہو گی' جب حضور نے یہ خبر کفار کو دی تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ دوزخ کی آگ بھی عجیب ہے کہ انسانوں پتھروں کو جلا دے گی اور ہرے درخت کو نہ جلا سکے گی' غرضیکہ اس کا ذکر کفار کے لئے فتنہ بنا' ان اندھوں نے یہ نہ دیکھا کہ جو رب سمندر کیڑے کو آگ میں زندہ رکھ سکتا ہے جس کے حکم سے شتر مرغ انگارے کھا لیتا ہے' ترک میں سمندر کی کھال کی تولیہ بنائی جاتی تھیں جو آگ میں نہیں جلتی تھیں' اگر اس کے حکم سے تھوہر کا درخت آگ میں نہ جلے تو کیا مشکل ہے' ۳۔ تعظیمی سجدۂ ان کے سامنے زمین پر پیشانی رکھ کر' یہ حکم شرعی نہ تھا کیونکہ اس وقت تک کسی نبی کی شریعت نہیں آئی تھی' نیز شریعت کے احکام زمین پر انسانوں کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ فرشتوں کے لئے' نیز یہ سجدہ صرف ایک بار ہوا۔ اگر حکم شرعی ہوتا تو برابر ہوتا رہتا ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ رب کے حکم کے مقابل اپنا قیاس دوڑانا کفر اور شیطانی عمل ہے دوسرے یہ کہ نبی کے اندرونی نور کا احترام نہ کرنا صرف ظاہر کو دیکھ کر انہیں خاکی یا بشر کہے جانا شیطان

باقی صفحہ ۹۶۵ پر

ا۔ کہ اپنے خاص بندوں کو تیرے تمام فریبوں سے محفوظ رکھے گا ۲۔ معلوم ہوا کہ دریا کا سفر مبارک ہے' اگر دین یا دنیاوی فوائد کے لئے ہو جیسے حج یا تجارت وغیرہ اور بلاضرورت منع ہے' لہٰذا حدیث و قرآن میں تعارض نہیں ۳۔ مشرکین عرب جب دریا میں مخالف ہوا یا طوفان میں پھنس جاتے تو صرف رب سے دعائیں مانگتے اور اس کو پکارتے تھے کسی بت کو نہ پکارتے تھے' پھر وہاں سے نجات پاکر جب خشکی پر آتے تو پھر شرک میں گرفتار ہو جاتے' اس آیت میں ان کی اس حرکت کا ذکر ہے ۴۔ کہ نعمت الٰہی پاکر اسے راضی کرنے کی بجائے اس کو ناراض کرنے والے کام کرتے ہیں۔ یہ عیب ہر غافل میں ہے اس لئے الانسان فرمایا' جو غافل مومن اور کافر کو شامل ہے ۵۔ جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسایا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے رب تعالیٰ تمہیں سمندر میں ڈبونے پر قادر ہے ایسے ہی خشکی میں بھی زمین پر دھنسانے پر قادر ہے' خشکی و تری سب اس کے فرمان میں ہیں' ہر جگہ اور ہر وقت تم لوگ اس کے قبضے میں ہو اور اس کی رحمت کے محتاج۔ پھر خشکی پر آکر کفر کرنا کتنی بڑی بے وقوفی ہے' اس آیت میں اگرچہ کافروں کو خطاب ہے مگر ہم غافلوں کو بھی عبرت پکڑنی چاہیے' رب کو دینا بھی آتا ہے اور چھیننا بھی ۶۔ جیسے قوم لوط پر بھیجے تھے' ان آیتوں سے امکان کذب پر دلیل نہیں پکڑ سکتے' اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد عام عذاب نہ بھیجنے کا وعدہ ہے کہ ارشاد ہو مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ خاص وقتوں میں خاص عذاب آسکتا ہے بلکہ آئے گا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ اس طرح کہ تمہیں پھر سمندر کا سفر درپیش آجائے اور پھر وہاں پھنس جاؤ تم کس بوتے پر رب تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہو' جہاں جس کی موت لکھی ہے وہاں اسے ضرور ہی جانا پڑتا ہے اور وہاں پہنچ کر اسے موت آجاتی ہے (خدا کرے میری موت مدینہ منورہ کی ہو ایمان کے ساتھ (احمد یار) ۸۔ اس آیت میں کفار کے عقیدہ شفاعت کی نفی ہے' ان کا عقیدہ تھا کہ بتوں کی شفاعت دھونس والی ہے' رب تعالیٰ پر ان کا دباؤ ہے مومن ایسی شفاعت کے قائل نہ تھے' نہ ہیں' نہ ہو سکتے ہیں ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان دیگر تمام مخلوقات سے افضل و اشرف ہے اسی لئے اسے اشرف المخلوقات کہتے ہیں' انسان ہی میں نبی ولی ہیں' انسان ہی کو اچھی صورت' تمام چیزوں پر غلبہ' دنیا و آخرت کی تدبیریں' عقل و رائے عطا فرمائیں' تمام چیزیں اس کے لئے پیدا فرمائیں' دوسرے یہ کہ فاسق و کافر کی انسانیت دیگر مخلوق سے افضل ہے' اگرچہ وہ خود جانوروں سے بھی بدتر ہے حقیقت انسان اور چیز ہے' اسی لئے کفار دوزخ میں شکل انسانی میں نہ جائیں گے ۱۰۔ خشکی میں جانوروں پر ریل میں' موٹر و ہوائی جہاز وغیرہ اور دریا میں کشتیوں جہازوں وغیرہ میں یہ اس کی رحمت و قدرت ہے کہ تمام چیزیں انسان کے لئے مسخر اور تابع فرمائیں' انسان کو چاہیے کہ اللہ و رسول کے تابع رہے مصرع سب ہمارے واسطے ہیں ہم خدا کے واسطے ۱۱۔ حلال اور مزیدار جسمانی نعمتیں اور روحانی غذائیں' بیل کھیتی باڑی میں محنت زیادہ کرتا ہے مگر اسے گھاس و بھوسا ہی ملتا ہے انسان محنت کم کرتا ہے مگر دانہ پھل' دودھ گھی کھاتا ہے یہ رب کی مہربانی ہے ۱۲۔ یہاں اکثر سے مراد کل ہیں' رب فرماتا ہے۔ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ یعنی سارے کافر جھوٹے ہیں یا فرماتا ہے۔ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا یہ سارے کافر گمانوں کے پیرو ہیں' لہٰذا جنس انسان فرشتوں سے بھی افضل ہے کیونکہ فرشتوں میں عقل ہے شہوت نہیں' جانوروں میں شہوت ہے عقل نہیں' انسانوں میں دونوں ہیں' اس لئے جنت صرف انسانوں کے لئے ہے' نبوت' ولایت صرف انسان میں (ماخوذ از خزائن العرفان)

وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾ رَبُّكُمُ الَّذِیْ يُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ

اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو ا تمہارا رب وہ ہے کہ تمہارے لئے دریا میں کشتی

فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾

رواں کرتا ہے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو ۲ بے شک وہ تم پر مہربان ہے

وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ

اور جب تمہیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے سوا جنہیں پوجتے ہیں سب

اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ

گم ہو جاتے ہیں ۳ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہو اور

كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ

آدمی بڑا ناشکرا ہے ۴ کیا تم اس سے نڈر ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا کوئی کنارہ تمہارے ساتھ

يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾

دھنسا دے ۵ یا تم پر پتھراؤ بھیجے ۶ پھر اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ

اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ

یا اس سے نڈر ہوئے کہ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے ۷ پھر تم پر جہاز

عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ

توڑنے والی آندھی بھیجے تو تم کو تمہارے کفر کے سبب ڈبو دے پھر اپنے لئے

لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ

کوئی ایسا نہ پاؤ کہ اس پر ہمارا پیچھا کرے ۸ اور بے شک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی ۹

وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا ۱۰ اور ان کو ستھری چیزیں روزی دیں ۱۱

وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾

اور ان کو اپنی بہت مخلوق سے افضل کیا ۱۲ جس دن ہم

ع

(بقیہ صفحہ ۴۶۰) رب نے فرمایا اَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ اور فرمایا وَآلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہیے۔ شریعت میں تقلید کرکے اور طریقت میں بیعت کرکے تا کہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو' اگر کوئی صالح امام نہ ہوگا' تو اس کا امام شیطان ہوگا اس آیت میں تقلید اور بیعت' مریدی سب کا ثبوت ہے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں کوئی بے پڑھا نہ ہوگا سب لوگ تحریر پڑھ لیا کریں گے اگرچہ دنیا میں بعض لوگ جاہل بھی تھے دوسرے یہ کہ تمام لوگوں کی زبان اس دن عربی ہوگی' کیونکہ نامۂ اعمال کی تحریر عربی

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ

ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے ۱ تو جو اپنا نامہ داہنے ہاتھ میں

بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ

دیا گیا یہ لوگ اپنا نامہ پڑھیں گے ۲ اور تاگے بھر ان کا حق نہ دبایا

فَتِيْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ

جائے گا اور جو اس زندگی میں اندھا ہو وہ آخرت میں اندھا ہے

اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۷۲﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ

اور اور بھی زیادہ گمراہ ۳ اور وہ تو قریب تھا کہ تمہیں کچھ لغزش

عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ

دیتے ۴ ہماری وحی سے جو ہم نے تم کو بھیجی ۵ کہ تم ہماری طرف کچھ اور نسبت

وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ

کردو ۔ اور ایسا ہوتا تو وہ تم کو اپنا گہرا دوست بنالیتے ۔ اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے

كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ

تو قریب تھا کہ ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے ۶ اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دونی

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ

عمر اور دو چند موت کا مزہ دیتے پھر تم ہمارے

لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾ وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ

مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پاتے ۷ اور بیشک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین

الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ

سے ڈگا دیں ۸ کہ تمہیں اس سے باہر کردیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۷۶﴾ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا

پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا ۹ دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ۱۰

زبان میں ہے۔ لیکن کسی کو ترجمہ کرانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ حساب قبر بھی عربی میں ہوگا ۳۔ یعنی دنیا میں جس کا دل اندھا رہا' ہدایت قبول نہ کی' وہ آخرت میں نجات اور جنت کی راہ دیکھنے سے اندھا ہوگا۔ بلکہ وہاں اس کا اندھا پن زیادہ ہوگا کہ دنیا میں ہدایت کا امکان تھا آخرت میں یہ امکان بھی نہ ہوگا۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں ' فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ' ظاہری آنکھیں اس دن سب کی تیز ہوں گی۔ ۴۔ (شان نزول) بنی ثقیف کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اگر آپ ہماری تین باتیں منظور فرمالیں تو ہم آپ کی بیعت کرلیں' اولاً ہم نماز میں جھکیں گے نہیں' یعنی رکوع سجدہ نہ کریں گے' دوم ہم اپنے بتوں کو نہ پوجیں گے' مگر سال میں ایک دفعہ ان کے چڑھاوے' نذرانے وصول کرلیا کریں گے' سوم ہم اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے نہ توڑیں گے یہ بھی کہنے لگے' آپ ہم کو ایک خاص عزت بخشیں' جو دوسروں کو نہ بخشی ہو۔ اور اگر کوئی عرب آپ سے اس کی وجہ پوچھے تو فرمادیں کہ اللہ کا حکم ایسا ہی ہے۔ حضور نے یہ باتیں نامنظور فرمائیں اس موقعہ پر یہ آیت اتری۔ جس میں حضور کی استقامت کی تعریف فرمائی گئی معلوم ہوا کہ حضور کو رب نے قدرتی طور پر استقامت بخشی ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ کفار لغزش دینے کے قریب تھے' آپ لغزش پانے کے قریب نہ تھے' اسی لئے صیغہ جمع کا فرمایا ۶۔ یعنی آپ قریب جھکنے کے ہو جاتے ۷۔ یہ آیت ایسی ہے' جیسے رب تعالیٰ کا فرمان لَوْكَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ اگر رب کے بیٹا ہوتا تو اسے پہلے میں پوجتا' نہ رب کی اولاد ممکن نہ اسے حضور کا پوجنا ممکن' ایسے ہی نہ حضور کا کفار کی طرف قریب المیلان ہونا ممکن نہ آپ پر دنیاوی و دینی عذاب الٰہی آنا ممکن۔ اس آیت میں بھی لَوْ ہے اور یہاں بھی' اس سے معلوم ہوا کہ جاننے والے کا گناہ نہ جاننے والے سے سخت تر ہے ۸۔ (شان نزول) عرب کے مشرکوں نے چاہا کہ سب مل کر حضور کو عرب سے باہر کردیں۔ مگر اللہ کے فضل و کرم سے وہ اس پر قادر نہ ہوئے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۹۔ کیونکہ نبی کے تشریف لے جانے کے بعد عذاب الٰہی آجاتا ہے' ایسے ہی مومنوں سے بستی کا خالی ہو جانا عذاب کا باعث ہے ۱۰۔ یعنی جس قوم نے اپنی بستیوں سے اپنے رسول کو نکالا تو انہیں بھی وہاں رہنا نصیب نہ ہوا' عذاب میں گرفتار ہوئے۔

وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿۷۷﴾ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ

اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے [۱] نماز قائم رکھو [۲] سورج ڈھلنے

الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ إِنَّ قُرْاٰنَ

سے رات کی اندھیری تک [۳] اور صبح کا قرآن [۴] بے شک صبح کے

الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً

قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں [۵] اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو [۶] یہ خاص تمہارے

لَّكَ ۖ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿۷۹﴾ وَقُلْ

لئے زیادہ ہے [۷] قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد

رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ

کریں [۸] اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا

صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيرًا ﴿۸۰﴾

[۹] اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے [۱۰]

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ

اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا [۱۱] بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا

زَهُوقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ

[۱۲] اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا [۱۳] اور

لِّلْمُؤْمِنِينَ ۙ وَلَا يَزِيدُ الظّٰلِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَإِذَآ

رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے [۱۴] اور جب

أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَإِذَا

ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور

مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ

اسے برائی پہنچے تو ناامید ہو جاتا ہے [۱۵] تم فرماؤ سب اپنے کینڈے پر کام کرتے ہیں

۱۔ خیال رہے کہ رب کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا اگر وہ خود اپنی قدرت دکھانے کو تبدیلی فرمادے تو ہو سکتا ہے' اہل مکہ نے حضور کو مکہ سے باہر کر دیا' مگر پھر بھی ان پر عذاب نہ آیا بلکہ اکثر کو ایمان کی توفیق مل گئی یہ رب کا فضل' حضور کی رحمت ہے ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہ جلایا۔ حضرت اسماعیل کو چھری نے ذبح نہ کیا یہ سب قانون کی تبدیلیاں اللہ کی قدرت سے ہیں دوسرا کوئی نہیں بدل سکتا ۲۔ یعنی ہمیشہ پڑھو درست پڑھو' دل لگا کر پڑھو' خیال رہے کہ نماز پڑھنا کمال نہیں بلکہ نماز قائم کرنا کمال ہے' اسی لئے رب نے ہر جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ۳۔ اس میں چار نمازیں آگئیں۔ ظہر' عصر' مغرب' عشاء کیونکہ یہ چاروں نمازیں سورج ڈھلنے سے رات گئے تک پڑھی جاتی ہیں ۴۔ یعنی فجر کی نماز' اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں قرآن کی تلاوت فرض ہے یہاں جز فرما کر کل مراد لیا گیا ۵۔ کہ فجر کے وقت رات کے محافظین اور کاتبین فرشتے جانے نہیں پاتے کہ دن کے محافظین و کاتبین آ جاتے ہیں یہ دونوں جماعتیں نماز فجر میں شرکت کرتی ہیں محافظین فرشتے ساٹھ ہیں۔ کاتبین دو ہر شخص کے ساتھ باسٹھ فرشتے رہتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے ساتھ نماز اچھی ہے اور جس قدر یہ نیک بندے زیادہ ہوں اسی قدر نماز کا ثواب زیادہ ہے ۶۔ یعنی نیند چھوڑو' ہجود نیند ہے اور تہجد نیند ترک کرنا اس سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد رات میں ہی ہو گی' دوپہر کی نیند چھوڑ کر تہجد نہیں پڑھ سکتے کہ من الیل فرمایا گیا' یہ بھی معلوم ہوا کہ تہجد کے لئے پہلے کچھ سونا شرط ہے۔ کہ بغیر سوئے تہجد نہیں بعد میں بھی کچھ سو لینا سنت ہے تہجد رات کے آخری چھٹے حصے میں پڑھنی بہتر ہے' جو بغیر نماز عشاء پڑھے ہوئے سو کر اٹھا تہجد نہیں پڑھ سکتا تہجد کم از کم دو رکعت ہے زائد سے زائد بارہ رکعتیں ہیں حضور اکثر آٹھ پڑھتے تھے ۷۔ صحیح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز تہجد فرض تھی۔ حضور کی امت پر سنت موکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر بستی میں ایک بھی پڑھ لے سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب سنت کے تارک ہوئے ۸۔ خالق بھی اور ساری مخلوق بھی' یہ ہی وہ مقام ہے جہاں تشریف فرما ہو کر حضور شفاعت کبریٰ کا دروازہ کھولیں گے' یہ مقام حضور کے لئے خاص ہے جس پر سب رشک کریں گے' اس سے معلوم ہوا کہ بڑے درجے والوں کو زیادہ عبادت کرنی چاہیے' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا محمد ہونا مقام محمود پر ہی پورے طور پر ظاہر ہو گا کہ حضور اس دن خالق و مخلوق کے محمد ہوں گے ۹۔ یعنی جہاں میرا جانا ہو صدق سے ہو اور جہاں سے نکلنا ہو سچائی سے ہو۔ مکہ سے نکلنا مدینہ' پاک میں داخل ہونا' قبر میں جانا قیامت میں قبر سے اٹھنا' عزت کے ساتھ ہو' عبادت میں داخل ہونا' عبادت سے فارغ ہونا خشوع و خضوع کے ساتھ ہی ہو (تفسیر خزائن العرفان) مسلمان جب بھی کہیں جائے یہ دعا پڑھ کر داخل ہو ۱۰۔ لشکر' خدام' دلیل ایسی عطا فرما جس سے تیری طرف سے دشمن پر غلبہ نصیب ہو' اس سے معلوم ہوا کہ جس سے رب راضی ہو اس کے لئے اچھے مددگار مقرر فرما دیتا ہے' ۱۱۔ یعنی حضور تشریف لائے نور آیا' اندھیرا گیا' اسلام آیا کفر گیا' قرآن آیا شیطان گیا خیر آئی شر گئی' ہدایت آئی گمراہی گئی' مگر یہ سب کچھ اس دولہا کے دم قدم سے ہوا جس کے دم کی یہ ساری بہار ہے سب کچھ وہ ہی لائے صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔ فتح مکہ کے دن جب حضور کعبہ معظمہ میں تشریف لے گئے تو آپ کے ہاتھ شریف میں ایک قمچی تھی' یہ آیت پڑھتے اور بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ گر جاتا۔ حالانکہ سب بت لوہے اور رانگ سے جڑے ہوئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور خود حق ہیں جس کو حضور

فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۴﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

تو تمہارا رب خوب جانتا ہے کون زیادہ راہ پر ہے اور تم سے روح کو

عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ

پوچھتے ہیں تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے ۱ اور تمہیں

الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْۤ

علم نہ ملا مگر تھوڑا ۲ اور اگر ہم چاہتے تو یہ وحی جو ہم نے تمہاری طرف کی

اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ﴿۸۶﴾ اِلَّا

اسے لے جاتے ۳ پھر تم کوئی نہ پاتے کہ تمہارے لئے ہمارے حضور اس پر وکالت کرتا

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ﴿۸۷﴾

مگر تمہارے رب کی رحمت ۴ بے شک تم پر اس کا بڑا فضل ہے ۵

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی

بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ

مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگرچہ ان میں

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ

ایک دوسرے کا مددگار ہو ۶ اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن

هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؗ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا

میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی ۷ تو اکثر آدمیوں نے نہ مانا مگر

كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ

ناشکری کرنا اور بولے کہ ہم تم پر ہرگز نہ ایمان لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے لئے

الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ

زمین سے کوئی چشمہ بہادو ۸ یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی

(بقیہ صفحہ ۴۶۲) حضور سے نسبت ہو جائے وہ حق ہے جو ان سے بے تعلق ہے وہ باطل ہے اگر نماز کو حضور سے تعلق نہ ہو تو وہ نماز باطل ہے اور اگر دنیاوی کاروبار حضور سے وابستہ ہوں تو حق ہیں ۱۳۔ روحانی شفاء' کیونکہ روح عالم امر کی چیز ہے اس کی غذائیں اور دوائیں اس ہی عالم کی چاہئیں' جیسے کہ جسم عالم خلق کی چیز ہے اس کی دوائیں غذائیں اسی عالم کی ہیں' چونکہ قرآن اور صاحب قرآن کے فرمان عالم امر ہی کے ہیں لہٰذا یہ ہی روحانی غذائیں ہیں' ناپاک کپڑے پر سارا قرآن پڑھ کر دم کرو' پاک نہ ہو گا' کیونکہ جب ناپاکی اس دنیا کی ہے تو پانی بھی یہاں کا چاہیے' اور کافر کو سات سمندروں میں غسل دو پاک نہ ہو گا صرف کلمہ شریف سچے دل سے پڑھ لینے سے پاک ہو گا' کیونکہ کفر کی ناپاکی اس دنیا کی ہے تو اس کا پانی بھی وہاں کا ہی چاہیے' یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قرآن ہر ظاہری باطنی بیماری کے لئے شفا ہے لہٰذا اس کا دم اس کا تعویذ گنڈا سب جائز ہوا ۱۴۔ دیکھ لو آج بھی بعض لوگ وہ کھانا نہیں کھاتے' جس پر قرآن شریف پڑھ دیا جاوے' ان کے لئے تو قرآن شریف نقصان ہی کا باعث ہوا ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ آرام میں رب کو بھول جانا اور صرف مصیبت میں لمبی دعائیں مانگنا اور اگر قبولیت میں دیر ہو تو مایوس ہو جانا کافر یا غافل کی علامت ہے' مسلمانوں کو چاہیے کہ ان تینوں عیبوں سے پاک و صاف رہیں خیال رہے کہ یہاں انسان سے کافر یا غافل مراد ہے۔

۱۔ یعنی روح عالم امر کی مخلوق ہے اور تم عالم جسم کے تو تم اس کی حقیقت نہیں معلوم کر سکتے (تفسیر ابن عربی) کفار قریش علماء یہود کے پاس جا کر بولے کہ کوئی تدبیر بتاؤ' جس سے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہہ سکیں' انہوں نے کہا کہ تم ان سے تین سوال کرو' اصحاب کہف کا واقعہ ذوالقرنین کا واقعہ' روح کی حقیقت' اگر وہ تینوں سوالوں کا جواب دے دیں تو بھی سچے نبی نہیں اگر تینوں کا جواب نہ دیں تب بھی سچے نہیں اگر پہلے دو کا جواب دیں اور تیسرے کا نہ دیں' تو سچے نبی ہیں' چنانچہ انہوں نے آ کر حضور سے یہ سوالات کئے' حضور نے پہلے دو کے جواب مفصل ارشاد فرمائے مگر روح کی حقیقت بیان نہ فرمائی ۲۔ یعنی اے پوچھنے والو! تم کو علم کم دیا گیا نہ کہ مجھے' مجھے تو رب نے بہت علم دیا' روح تو خود حضور کے نور سے ہی پیدا ہوئی ہے' اس کی خبر آپ کو کیسے نہ ہو' علم روح کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں مطالعہ کرو ۳۔ اس طرح کہ قرآن کریم کو ورق اور سینوں سے مٹا دیتے جیسا کہ قرب قیامت میں ہو گا ۴۔ کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے قیامت تک قرآن محفوظ فرمایا' قیامت کے قریب قرآن کریم اٹھا لیا جائے گا' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا علم و حفظ اللہ کی مہربانی سے حاصل ہوتا ہے ۵۔ اس طرح کہ رب نے آپ کو نبیوں کا سردار بنایا' آپ پر قرآن اتارا۔ شفاعت کبریٰ اور مقام محمود آپ کو بخشا' آپ کے دین میں تاقیامت علماء' اولیاء پیدا فرمائے' کون ہے جو آپ کی عظمت کماحقہ' جان سکے ۶۔ (شان نزول) مشرکین عرب نے کہا تھا کہ اگر ہم چاہیں تو قرآن کی مثل بنا لیں اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری' جب انسان چاند سورج کی مثل نہیں بنا سکتا' تو قرآن کی مثل کیسے بنا سکے گا' چنانچہ کفار عرب نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر قرآن کریم کی ایک آیت کی مثل نہ بن سکی' خیال رہے کہ یہاں جن میں فرشتے بھی داخل ہیں کیونکہ وہ بھی ہماری نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں (روح البیان) ۷۔ یہاں مثل سے مراد ہیں عجیب و غریب معانی ان کے دلائل' گزشتہ واقعات' ڈرانا' خوشخبریاں دینا' چونکہ انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہیں اور قرآن کریم سارے انسانوں کے لئے آیا' لہٰذا اس میں سب چیزیں ہونی

(بقیہ صفحہ ۴۶۳) چاہئیں' امام جعفر ابن محمد صادق فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی عبادت عوام کے لئے ہے اور اس کے اشارے خواص کے لئے اس کے لطائف اولیاء اللہ کے لئے اس کے حقائق انبیاء کرام کے لئے' مولانا فرماتے ہیں ۔ ظاہر قرآن چو شخص آدمی ست ☆ کہ نقوشش ظاہر و جانش خفی ست ☆ ۸۔ (شان نزول) سرداران قریش جب قرآن کریم کے مقابلے سے عاجز رہے تو کعبہ معظمہ کے پاس جمع ہوئے اور وہاں حضور کو بلوایا اور بولے کہ آج ہم نے آپ کو فیصلہ کن بات کے لئے بلایا ہے اگر آپ چاہیں تو ہم ملک و دولت' اچھی بیوی' بادشاہت آپ کو دے دیں' اگر آپ کو کوئی دماغی بیماری ہے تو ہم آپ کا علاج کرا دیں' خرچہ ہم پر ہو گا۔

عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ

باغ ہو پھر تم اس کے اندر بہتی نہریں رواں کرو یا تم ہم پر آسمان گرا دو

كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ

جیسا تم نے کہا ہے ۱ٌ ٹکڑے ٹکڑے یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن

قَبِیْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی

لے آؤ ۲ٌ یا تمہارے لئے طلائی گھر ہو یا تم آسمان میں

السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا

چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم

نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا

پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں ۳ٌ تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں

رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ

مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا ۴ٌ اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا ۵ٌ جب انکے پاس

الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ۶ٌ

قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓىٕكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَىٕنِّیْنَ

تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے چین سے چلتے ۷ٌ تو

لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى

ان پر ہم رسول بھی آسمان سے فرشتہ اتارتے ۸ٌ تم

بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ

فرماؤ اللہ بس ہے گواہ میرے تمہارے درمیان ۹ٌ بے شک وہ اپنے بندوں کو

خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۹۶﴾ وَ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ

جانتا دیکھتا ہے ۱۰ٌ اور جسے اللہ راہ دے وہی راہ پر ہے اور جسے

ع ۱۰/۹

حضور نے فرمایا کہ ان میں سے کچھ بھی نہیں صرف تم اللہ کو ایک اور مجھے اس کا سچا رسول مان لو' اس میں ہی تمہاری خیر ہے' ورنہ میں تمہاری سختیوں پر صبر کروں گا' اور رب کے فیصلے کا انتظار' تب وہ بولے کہ اچھا اگر آپ سچے رسول ہیں' تو آپ مکہ معظمہ میں چار نہریں جاری فرمادیں' مکہ کے جنگل پہاڑوں سے صاف کر دیں' ہمارے باپ دادوں کو زندہ فرمادیں کہ وہ آ کر تمہاری گواہی دیں' یا اپنی گواہی کے لئے کوئی فرشتہ اتار دیں یا کم از کم آپ کے پاس اچھے باغات اور سونے چاندی کے خزانے ہونے چاہئیں' امیہ بولا کہ میں تو آپ پر جب ایمان لاؤں گا کہ آپ سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھ جائیں اور وہاں سے ایسی کتاب لائیں جو ہم بھی پڑھیں' ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) معلوم ہوا کہ مقابلہ کے لئے معجزہ مانگنا طریقہ کفار ہے' اور ایمان کے لئے مانگنا درست ہے۔ ا۔ کہ قیامت میں آسمان گر جائے گا تو آج ہی گرا دو ۲۔ جو ہمارے سامنے آ کر تمہاری تصدیق کریں ۳۔ اس طرح کہ ہمارے سامنے فرشتہ آئے اور لکھی ہوئی مکمل کتاب آپ کو دے جائے' ہم فرشتہ کو بھی دیکھیں' اس کے ہاتھ سے کتاب ملتی ہوئی بھی ملاحظہ کریں' یہ ساری بکواس محض نہ ماننے کی نیت سے دل لگی اور مذاق کے طور پر تھی' اگر یہ مطالبے پورے کر بھی دیئے جاتے تو بھی وہ ایمان نہ لاتے ۴۔ اس جواب کا منشاء یہ نہیں کہ حضور ان میں سے کوئی مطالبہ بھی پورا نہ فرما سکتے تھے' بلکہ منشا یہ ہے کہ تمہارے یہ مطالبے منظور نہیں' کیونکہ اگر ان میں سے کوئی معجزہ دکھایا گیا اور پھر بھی تم ایمان نہ لائے تو ہلاک کر دیئے جاؤ گے' جیسا کہ عادت الٰہیہ ہے' یعنی حضور کو ان سب پر قدرت ہے مگر دکھانے کی اجازت نہیں آگ نے جناب خلیل کو جلایا نہیں' چھری نے جناب اسماعیل کو ذبح نہیں کیا کیونکہ اجازت نہ تھی' حضور کے اختیار قدرت کا یہ حال ہے کہ حضور نے کنکروں سے کلمہ پڑھوا دیا۔ انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا کر دکھائے فرشتے بارہا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے' جو صحابہ نے دیکھے بہر حال نہ کرنا اور ہے نہ کر سکنا کچھ اور' خیال رہے کہ حضور خود اپنے کو بشر فرمائیں تو آپ کا یہ کمال ہے اگر ہم برابری کے دعوٰی سے بشر کہیں تو کافر ہو جائیں' پیغمبروں نے اپنے کو ظالم' ضال فرمایا ہے ہم کو یہ حق نہیں کہ ان کے حق میں یہ لفظ استعمال کریں ۵۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کی بشریت پر نظر رکھنا ایمان سے روک دیتا ہے' جنہوں نے محمد ابن عبد اللہ کو دیکھا وہ کافر رہے' جیسے ابو جہل' جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ صحابی ہو گئے جیسے رسول صدیق اکبر ۶۔ یعنی یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ بشر کو رسول بنا کر بھیجے' رسالت کے لئے کوئی فرشتہ یا کم از کم جن چاہیے ان بے وقوفوں کی حماقت تو دیکھو کہ انسان کے بشر ہونے پر تعجب کرتے تھے مگر لکڑی پتھروں کو خدا مان لیتے تھے ۷۔ خیال رہے کہ زمین پر بعض فرشتے رہتے تو ہیں مگر بستے نہیں' ان کا اصل مقام عالم غیب ہے اس لئے یَمْشُوْنَ مُطْمَىٕنِّیْنَ فرمایا گیا ہے' یہاں زمین پر

(بقیہ صفحہ ۴۶۴) فرشتے ایسے رہتے ہیں جیسے کسی جگہ حکام و پولیس انتظام کے لئے مقیم ہوں' ان کا وطن اور جگہ ہو' لہذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ زمین پر فرشتوں کا رہنا احادیث سے ثابت ہے' ۸۔ یعنی اگر زمین میں بجائے انسانوں کے فرشتے بستے ہوتے تو نبی بھی فرشتہ ہی آتا' کیونکہ نبی تبلیغ کے لئے تشریف لاتے ہیں اور قوم کو تبلیغ وہ ہی کر سکتا ہے جو قوم کی زبان' اس کے طور طریقوں سے واقف ہو' ان کے دکھ دردوں سے خبردار ہو اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ نبی قوم کی جنس سے ہو۔ تعجب ہے کہ کفار فرشتوں کو انسان سے افضل سمجھتے تھے اس لئے کہتے تھے کہ فرشتہ نبی کیوں نہ ہوا' حالانکہ انسان فرشتوں سے افضل ہے' فرشتوں نے انسان کو سجدہ کیا نہ کہ انسان نے فرشتوں کو ۹۔ حضور کے معجزات سے بے جان چیزوں کا کلمہ پڑھنا آفتاب و چاند کا حضور کی اطاعت کرنا' یہ سب رب کی گواہی ہے پھر تاقیامت اللہ کے مقبول بندوں کا مومن ہونا بھی رب کی گواہی کی بنا پر ہے' ۱۰۔ کہ کون ہدایت پر ہے کون گمراہی پر اور کس کا انجام کس حال میں ہو گا' آپ سے یہ مطالبے کرنے ان کے انجام خراب ہونے کی علامت ہے۔

يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ

گمراہ کرے تو ان کیلئے اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ پاؤ گے ۱ اور ہم انہیں

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ

قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے اندھے اور گونگے اور بہرے ۲ ان کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ

جہنم ہے جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے ۳ یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ

بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا

انہوں نے ہماری آیتوں سے انکار کیا ۴ اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

گے تو کیا سچ مچ ہم نئے بن کر اٹھائے جائیں گے ۵ اور کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ

جس نے آسمان اور زمین بنائے ۶ ان لوگوں کی مثل بنا سکتا ہے

يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى

۷ اور اس نے ان کے لئے ایک میعاد ٹھہرا رکھی ہے جس میں کچھ شبہ نہیں ۸ تو

الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ

ظالم نہیں مانتے بے ناشکری کئے تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں

رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ وَكَانَ

کے مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں ۹ اور آدمی

الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ

بڑا کنجوس ہے ۱۰ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں

بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ

دیں ۱۱ تو بنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ ان کے پاس آیا تو اس سے

النصف

ع ۱۱

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے دنیا اور آخرت میں مددگار مقرر فرما دیئے ہیں' کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث سے وہ ہی فیض لیتا ہے جس کے دل میں ہدایت کا تخم قدرت نے بویا ہو' قرآن و حدیث رحمت کی بارش ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ آخرت میں دل کا حال اعضاء پر ظاہر ہو گا۔ جس کا دل اندھا تھا وہاں اس کی آنکھ اندھی ہو گی اور جس کا دل بہرا تھا وہاں اس کے کان بہرے ہوں گے مگر یہ اول قیامت میں ہو گا پھر سب کو نہایت تیز آنکھیں اور کان دیئے جائیں گے رب فرماتا ہے۔ "فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ" گویا قبر سے محشر تک اندھا بہرا جائے گا اور وہاں پہنچ کر انکھیارا ہو گا۔ لہذا آیات میں تعارض نہیں مختلف آیتوں میں مختلف وقتوں کا ذکر ہے ۳۔ تا کہ کفار کو آس کے بعد یاس بہت تکلیف کا باعث ہو' کیونکہ دوزخ کے ٹھنڈے ہونے سے انہیں امید ہو گی' پھر بھڑک جانے سے ان کی آس ٹوٹ جائے گی ۴۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام عذاب کفار کے لئے ہیں' مومنوں کے عذاب کی نوعیت کچھ اور ہو گی' اگرچہ مومن کتنا ہی گنہگار ہو' خیال رہے کہ ایک آیت کا انکار تمام آیتوں کا انکار ہے' اور حضور کی ایک صفت کا انکار سارے قرآن بلکہ تمام کتابوں کا انکار ہے ۵۔ یعنی نئے طریقہ سے بغیر نطفہ کے صرف مٹی سے اور اس جسم کی نوعیت اس جسم سے جدا ہو گی' یہ کیسے ہو سکتا ہے' خیال رہے کہ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہیں بلکہ مذاق اڑانے اور انکار کرنے کے لئے تھا ۶۔ یعنی بغیر مادہ اور بغیر کسی مثال کے' تو اگر وہ تمہیں بھی بغیر نطفہ کے پیدا فرما دے' تو کیا حرج ہے ۷۔ خیال رہے کہ محشر میں جسم انسان کے اصلی اجزاء وہ ہی ہوں گے جو دنیا میں تھے اسی طرح روح بھی وہ ہی ہو گی' لیکن ترکیبی اجزاء اور ہوں گے' اس لئے گورے کافر وہاں کالے ہوں گے' اور کالے مسلمان گورے' کافروں کے جسم بہت بڑے' اس لئے یہاں مثل فرمایا۔ روح اور اجزاء اصلیہ کے لحاظ سے وہی ہوں گے اور اجزاء ترکیبیہ کے لحاظ سے مثل ۸۔ ہر چیز کا ایک وقت ہے' بیماری' شفا' کامیابی' قبولیت دعا' تمام اپنے وقت پر ہوں گی' قبولیت میں جلدی نہ کرنی چاہیے' رب سے دعا مانگو' اس کو مشورہ نہ دو' اسی طرح کفار کا انبیاء سے مطالبہ کرنا کہ ابھی عذاب لے آؤ۔ یہ مطالبہ وقت سے پہلے تھا ۹۔ یعنی اے کافرو اگر تم لوگ رب کی نعمتوں کے مالک ہوتے تو کسی کو ایک شمہ نہ دیتے' صرف اپنے پر خرچ کرتے اور یہ خرچ بھی بڑی احتیاط سے کرتے کہ

(بقیہ صفحہ ۴۶۵) کہیں ختم نہ ہو جائے' اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کو اپنی تمام نعمتوں کا مالک بنا دیا۔ فرماتا ہے اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں دی گئیں' اور فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں' لہٰذا یہ آیت حضور کی غیر مختاری کی دلیل نہیں بن سکتی' ۱۰۔ یہاں انسان سے مراد کافر' غافل کنجوس انسان ہے نہ کہ سارے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کی مثل تو دنیا بھر میں ناممکن ہے' ۱۱۔ ان میں سے بعض تو معجزے تھے اور بعض فرعون پر عذاب جو بالواسطہ معجزے تھے' عصا' ید بیضا' زبان شریف کی لکنت جو جاتی رہی' دریا کا پھٹنا طوفان' ٹڈی' مینڈک' جوئیں' خون وغیرہ۔

فِرْعَوْنُ اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾ قَالَ لَقَدْ

فرعون نے کہا اے موسیٰ میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا ۱؎ کہا یقیناً تو

عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

خوب جانتا ہے کہ انہیں نہ اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے مالک نے ۲؎

بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ

دل کی آنکھیں کھولنے والیاں اور میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے ۳؎ تو

اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

اس نے چاہا کہ ان کو زمین سے نکال دے ۴؎ تو ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو سب

جَمِیْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا

کو ڈبو دیا ۵؎ اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا اس زمین

الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ﴿۱۰۴﴾

میں بسو ۶؎ پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا ہم تم سب کو گھال میں لے آئیں گے ۷؎

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا

اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا اور حق ہی کے لئے اترا ۸؎ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر

وَّنَذِیْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی

خوشی اور ڈر سناتا ۹؎ اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو

مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ

اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا ۱۰؎ تم فرماؤ کہ تم لوگ اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ ۱۱؎

اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ

بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا جب ان پر پڑھا جاتا ہے

یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّیَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ

ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں ۱۲؎ اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو

وقف لازم

۱۔ یعنی اے اسرائیلیو' جب فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ کہہ دیا تو اگر تم آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہو تو کیا بعید ہے یہ کفار کی پرانی عادت ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کی نبوت دل سے جانتا تھا مگر زبان سے انکاری تھا' جیسے ابلیس آدم علیہ السلام کی نبوت' اور ابوجہل حضور کی رسالت کو جانتا تھا' فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے معجزے آپ کے بچپن شریف میں ہی دیکھے تھے ۳۔ یہاں ظن بمعنی یقین ہے معلوم ہوا کہ پیغمبر ہر شخص کے انجام سے خبردار ہوتے ہیں کہ آپ نے فرعون سے پہلے ہی فرما دیا۔ کہ تو ہلاک ہوگا۔ تجھے ایمان کی توفیق نہ ملے گی اور ایسا ہی ہوا۔ خیال رہے کہ سعادت و شقاوت پر خاتمہ ہونا علوم خمسہ میں سے ہے جس کا علم انبیاء کرام کو رب دیتا ہے ہمارے حضور نے خبر دے دی کہ ابوبکر جنتی ہیں۔ حسین جنتی ہیں۔ فلاں دوزخی ہے وغیرہ ۴۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو قتل و ہلاک کر کے روئے زمین سے نکال دے' ورنہ جب موسیٰ علیہ السلام مصر سے چلے' تو انہیں پکڑنے کے لئے فرعون نے پیچھا کیا اگر مصر سے نکالنا چاہتا تو وہ تو وہاں سے چلے گئے تھے ۵۔ جو کفر میں فرعون کے ساتھی تھے وہ ڈوبے' ورنہ بعض قبطی جو ایمان لا چکے تھے وہ غرق نہ ہوئے' جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے ۶۔ کہ جس زمین پر عذاب نہ آیا ہو وہاں رہنا جائز ہے' فرعون مصر سے نکل کر ڈبو دیا گیا' ورنہ جس سرزمین پر عذاب آیا وہاں ٹھہرنا بھی منع ہے چہ جائیکہ وہاں رہنا' اس زمین سے مراد شام کی زمین ہے یا مصر و شام دونوں کی ۷۔ یعنی نیک و بد مومن و کافر ایک ساتھ محشر میں جمع ہونگے' پھر ان کی چھانٹ ہوگی' رب فرمائے گا وامتازوا الیوم ایھا المجرمون ۸۔ یعنی جیسا رب نے اتارا تھا ویسا ہی اترا' راستہ میں خلط ملط نہ ہوا۔ نیز جیسا اترا تھا ویسا ہی ہم تک پہنچا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ سچے امین ہیں' یہ آیت وبالحق انزلنہ وبالحق نزل ہر بیماری کا علاج ہے' بیماری کی جگہ ہاتھ رکھ کر یہ پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ شفاء ہوگی' محمد ابن سماک کو حضرت خضر علیہ السلام نے یہ دعا بتائی تھی (روح البیان) ۹۔ یعنی ان کی ہدایت تمہارے ذمہ نہیں' نہ تم سے قیامت میں ان کے متعلق یہ سوال ہو کہ یہ ایمان کیوں نہ لائے رب فرماتا ہے۔ ولا تسئل عن اصحب الجحیم لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہیں کچھ اختیار نہ دیا گیا۔ حضور تو باذن پروردگار مختار ہیں ۱۰۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا آہستہ نزول لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو سارے قرآنی احکام کے پہلے ہی ماہر تھے' جیسا کہ علی الناس سے معلوم ہوا' اس سے حضور نبوت کے ظہور سے پہلے بھی قرآن پر عامل تھے' دوسرے یہ کہ قرآن کی قرأت میں حضور کی نقل چاہیے' اپنی طرف سے تجوید کے مسائل نہ گھڑو' تیسرے یہ کہ قرآن کریم کی تلاوت آہستگی سے ٹھہر ٹھہر کر چاہیے' چوتھے یہ کہ جیسے قرآن کی قرأت حضور سے حاصل ہوگی ایسے ہی قرآن کے اسرار و تفسیر بھی حضور ہی سے ملے گی' تفسیر بالرائے حرام ہے اس کی نفیس تحقیق ہماری تفسیر نعیمی اور جاء الحق کے مقدمہ میں دیکھو ۱۱۔ اس آیت

میں کفار کو کفر کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا' بلکہ رب نے اپنے اور اپنے محبوب کی بے نیازی ظاہر فرمائی کہ تمہارے ایمان سے ہمارا بھلا نہیں' اور تمہارے کفر سے ہمارا کچھ بگڑتا نہیں' تمہارا ہی بھلا برا ہے' ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء اہل کتاب پہلے سے ہی حضور کی آمد کے منتظر اور قرآن کریم کے نزول کے معترف تھے اور حضور کو دیکھ کر' قرآن سن کر ایمان لے آئے' جیسے عبداللہ ابن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہ 'اے مسلمانو تم بھی ان کی پیروی میں سجدہ کرو' یہ سجدہ یا تو سجدہ شکر تھا' یا سجدہ عظمت الٰہی۔

ا۔ یعنی جو وعدہ ہماری کتب میں کیا گیا تھا نبی آخر الزمان کی آمد اور قرآن کے نزول سے پورا ہوا اور ہماری کتابیں سچی ہوئیں ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تلاوت قرآن پر رونا سنت ہے' دوسرے یہ کہ قرآن کریم دل میں نرمی اور خشوع و خضوع پیدا کرتا ہے ۳۔ (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دراز سجدہ فرمایا۔ جس میں آپ بار بار فرماتے تھے یااللہ یا رحمٰن ابوجہل بولا کہ ہم کو تو دو معبودوں کی پرستش سے منع فرماتے ہیں اور خود دو معبودوں کو پکارتے ہیں' اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری' جس میں فرمایا گیا کہ نام دو ہیں مگر نام والا ایک ہی ہے ۴۔ ننانوے سے بھی زیادہ نام جن کے معنی بہت پاکیزہ ہیں۔ چونکہ مانگنے والوں کی حاجات مختلف تھیں تو رب کے نام بھی مختلف ہوئے۔ تاکہ ہر بھکاری اپنی حاجت کے مطابق نام لے کر دعا کرے' اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو برے ناموں سے یاد کرنا منع ہے اسے رام' پربھو' پرماتما نہ کہو' خیال رہے کہ خدا رب کا نام نہیں بلکہ مالک کا ترجمہ ہے جیسے خالق کا ترجمہ پالنہار' یہ جائز ہے ۵۔ لہٰذا لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانی منع ہے' کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اونچی آواز نکلتی ہے جو کہ نماز میں ممنوع ہے' اس ہی طرح جب مقتدی تھوڑے ہوں' تو زیادہ چیخ کر قراءت کرے (شان نزول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں بلند آواز سے قراءت فرماتے تھے' تو کفار رب کو گالیاں دیتے تھے' تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' اس لئے اب بھی ظہر و عصر میں آہستہ قراءت کی جاتی ہے۔ تاکہ مسلمان اس زمانے کی اپنی مجبوری یاد رکھیں ۶۔ جیسا کہ مشرکین عرب اور یہود و نصاریٰ کہتے تھے۔ مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں اور یہود عزیر علیہ السلام کو' اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بیٹا کہتے تھے' ۷۔ جیسا کہ مشرکین عرب اور مشرکین ہند کا عقیدہ ہے' مجوسی کہتے ہیں کہ خیر کا خالق یزدان ہے اور شر کا خالق اہرمن' معتزلہ کہتے ہیں کہ بندہ خود اپنے اعمال کا خالق ہے یہ سب شریک فی الملک بنانے کی صورت ہیں ۸۔ اس میں ان مشرکین کی تردید ہے جن کا عقیدہ یہ تھا کہ رب نے بعض بندوں کو اس لئے اپنا ولی بنایا ہے کہ وہ اکیلا سارے عالم کا انتظام نہیں کر سکتا کیونکہ

إِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ

بے شک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہونا تھا ا اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے

يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدة قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوِ

ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے ۲ تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو

ادْعُوا الرَّحْمَٰنَ ۖ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ ۚ

یا رحمٰن کہہ کر ۳ جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں ۴

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ

اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو ۵ نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ

ذَٰلِكَ سَبِيلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ

میں راستہ چاہو اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ

وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن

اختیار نہ فرمایا ۶ اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ۷ اور کمزوری

لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۖ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا ﴿۱۱۱﴾ ع

سے کوئی اس کا حمایتی نہیں ۸ اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو ۹

آیاتہا ۱۱۰ | ۱۸ سُورَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ ۶۹ | رکوعاتہا ۱۲

سورہ کہف مکیہ ہے اس میں بارہ رکوع ایک سو دس آیات ایک ہزار پانچ سو ستر کلمے ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ عَلَىٰ عَبْدِهِ الْكِتَابَ وَ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری ۱ اور اس

لَمْ يَجْعَل لَّهُ عِوَجًا ۜ ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا

میں اصلا کجی نہ رکھی ۲ عدل والی کتاب اللہ کے سخت عذاب سے

وہ کمزور ہے' اسلامی عقیدے کے اولیاء اور مشرکین کے عقیدے کے اولیاء میں یہ فرق ہوا کہ اسلام میں رب نے اعزازی طور پر بعض کو اپنا ولی بنایا' فرشتوں وغیرہ کے ذمہ انتظام عالم کیا نہ کہ کمزوری کی بنا پر ۹۔ نماز میں اور خارج نماز اللہ اکبر کہا کرو۔ حدیث شریف میں ہے' کہ اللہ تعالیٰ کو چار کلمے بڑے پیارے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ سُبْحَانَ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بعض قادری مشائخ ہر نماز کے بعد یہ آیت وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ سے آخر تک ایک بار بلند آواز سے پڑھ کر اونچی آواز سے تکبیر کہتے ہیں ۱۰۔

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور پر قرآن اتارنا رب تعالیٰ کی کمال شان کا مظہر ہے' اس لئے رب نے اپنی معرفت اس صفت سے کرائی' دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے عبد مطلق ہیں اور یہ عبدیت مطلقہ حضور کی انتہائی نعت ہے' باقی تمام جہان رب کے عبد مقید ہیں (روح) اس لئے حضور اللہ

مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

ڈرائے لہ اور ایمان والوں کو جو نیک کام کریں بشارت دے ٹ

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۲ مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝۳

کہ ان کے لئے اچھا ثواب ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے ٹ

وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝۴ مَا لَهُمْ بِهٖ

اور ان کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنایا ہے اس بارے میں نہ وہ

مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ

کچھ علم رکھتے ہیں نہ ان کے باپ دادا ۵ کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے

اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝۵ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ

نکلتا ہے ۶ نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں تو کہیں تم اپنی جان پر

نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ

کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں

اَسَفًا ۝۶ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ

غم سے ۷ بیشک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے ۸ کہ انہیں آزمائیں

اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝۷ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا

ان میں کس کے کام بہتر ہیں ۹ اور بیشک جو کچھ اس پر ہے ایک دن ہم اسے پٹ پر

صَعِيْدًا جُرُزًا ۝۸ ؕ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ

میدان کر چھوڑیں گے ۱۰ کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے

وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝۹ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ

ہماری ایک عجیب نشانی تھے ۱۱ جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ

اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

لی ۱۲ پھر بولے اے ہمارے رب ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے

(بقیہ صفحہ ۴۶۷) کے عبد حقیقی ہیں، تمام عالم حضور کا محتاج ہے، حضور صرف رب کے حاجت مند ہیں ۱۱۔ نہ تو اس قرآن کی عبارت میں خرابی ہے نہ معانی میں اختلاف، نہ خبریں جھوٹی، نہ مضامین میں تناقض

۱۔ یا تو وہ کتاب، یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کفار یا غافلوں کو دنیاوی یا اخروی عذابوں سے ڈرائیں ۲۔ خیال رہے کہ قرآن کریم نیک مومنوں کو خوشخبری دینے والا ہے اور گنہگار مومنوں کی امید بندھانے والا کہ فرمایا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ لہٰذا نیک عمل کی قید درست ہے، صوفیاء کی اصطلاح میں نیک عمل وہ ہیں جو اللہ رسول کی رضا کے لئے کئے جائیں لہٰذا ریا کی نماز بد عملی ہے اور اللہ کی رضا کے لئے کھانا پینا سونا جاگنا بھی نیکی ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص جزا کے لئے جنت جا کر وہاں سے نہ نکلے گا ۴۔ وہ عیسائی یہودی اور مشرکین عرب ہیں اس آیت میں عام کے بعد خاص کا ذکر ہوا ۵۔ یہاں علم کے معنی جاننا نہیں ہیں بلکہ حق چیز کا جاننا ہے۔ غلط چیز کا جاننا جہالت مرکبہ کہلاتا ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کا فانی ہونا، مجبور ہونا، محتاج ہونا، مخلوق کے مشابہہ ہونا، شریک والا ہونا، سب کچھ لازم آتا ہے لہٰذا اس کے لئے اولاد ماننا صدہا کفریات کا سبب ہے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ میں اپنے فرض منصبی سے زیادہ کوشش فرماتے ہیں اور اللہ کے بندوں پر ان کے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں، دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ حضور پر ایسا مہربان ہے کہ ماں باپ بھی اپنی اولاد پر ایسے مہربان نہیں ہوتے کہ وہ اپنے محبوب کی ہر حالت قلبی کی ہر وقت خبر گیری فرماتا ہے ۸۔ انسان، جانور، کھیتی باڑیاں، باغ باغیچے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کو رب نے بیکار پیدا نہ فرمایا، بعض چیزیں بری ہیں مگر ان کا پیدا کرنا برا نہیں کفار برے مگر کفار کا پیدا کرنا برا نہیں اگر کافر نہ ہوتے تو میدان جہاد کی زینت مسلمانوں کو غزوہ اور غنیمت و شہادت کیسے نصیب ہوتے، کفر کے وجود سے مومن کی بہت سی عبادات قائم ہیں اس کی تحقیق کے لئے ہماری تفسیر نعیمی کا مطالعہ کرو جہاں شیطان کے پیدا فرمانے کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں ۹۔ کون ہے جو حلال چیزوں کو اختیار کرتا ہے اور حرام سے بچتا ہے اور کون ہے جو اس میں فرق نہیں کرتا خیال رہے کہ رب کا امتحان لینا اپنے علم کے لئے نہیں بلکہ اپنے بندوں پر ظاہر فرمانے کے لئے ہے تاکہ قیامت میں کوئی اعتراض نہ کر سکے ۱۰۔ یعنی قیامت میں روئے زمین پر کھیت و باغ وغیرہ کچھ نہ رہیں گے تو ایسی فانی چیز سے دل کیا لگانا ۱۱۔ رقیم، یا کتے کو کہتے ہیں رومی زبان میں، یا اصحاب کہف کے جنگل کا نام ہے یا ان کی بستی کا یا اس تختی کا جس پر اصحاب کہف کے نام کندہ کر کے کہف کے دروازے پر لگائی گئی تھی ۱۲۔ اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ اصحاب کہف انسان ہیں دوسرے یہ کہ وہ سب مرد ہیں، تیسرے یہ کہ وہ سب جوان ہیں ان میں کوئی بچہ یا بڈھا نہیں جیسا کہ فِتْيَةٌ سے معلوم ہوا۔ قوی یہ ہے کہ انکی تعداد سات ہے، یملیخا۔ مکسلمینا۔ مرطونس۔ بینونس۔ سارینونس۔ ذونوانس۔ کشفیط۔ طنونس۔ کتے کا نام قطمیر ہے۔ (خازن و خزائن) ان ناموں میں تاثیر یہ ہے کہ اگر لکھ کر دروازہ پر لگا دیئے جائیں تو مکان جلنے سے محفوظ رہتا ہے، مال پر رکھ دیئے جاویں تو چوری نہیں ہوتا۔ کشتی میں لگا دیئے جائیں تو ڈوبنے سے حفاظت ہوتی ہے۔ کہیں آگ لگی ہو تو کپڑے پر لکھ کر آگ میں پھینک دیں تو آگ بجھ جاتی ہے، بچے کے گلے میں ڈالیں تو رونے اور ام الصبیان کی بیماری سے حفاظت ہوتی ہے، ان کا تعویذ بنا کر بازو پر

(بقیہ صفحہ ۴۶۸) باندھا جاوے تو قیدی آزاد ہو جائے' بے عقل' عقلمند ہو جائے۔ (جمل و خزائن)

ا۔ اصحاب کہف کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ عیسٰی علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عام لوگ بت پرست ہو گئے' شہر افسوس میں یہ سات حضرات ایمان پر قائم تھے' دقیانوس بادشاہ کا زمانہ تھا' جو ہر مومن کو قتل کرا دیتا تھا۔ یہ حضرات ایمان بچانے کے لئے بھاگے اور قریب کے ایک پہاڑ کے غار میں جا چھپے' وہاں سو گئے' کچھ نقدی سکہ اور ایک کتا ان کے ساتھ تھا' کتا دروازہ غار پر سو گیا' پہاڑ کا نام ۔ بنجلوس اور غار کا نام جیروم تھا۔ یہ حضرات رب کی قدرت سے تین سو سال تک سوتے رہے' ادھر دقیانوس ہلاک ہوا' کئی سلطنتیں گزریں' آخر کار ایک بادشاہ بید روس نامی ہوا' جو مومن صالح تھا' ساٹھ سال اس نے سلطنت کی' اس کے زمانے میں لوگ قیامت کے منکر ہو گئے' اس نے دعا مانگی کہ مولا کوئی ایسی نشانی دکھا جو قیامت میں اٹھنے پر دلیل ہو۔ اصحاب کہف اس دوران میں بیدار ہوئے جن کے چہرے ہشاش بشاش تھے' انہوں نے ۔ یملیخا سے کہا کہ تم بازار جاؤ اور کچھ کھانا لاؤ مگر اپنا پتہ کسی کو نہ بتانا۔ یملیخا جو شہر میں آئے تو شہر کا نقشہ بدلا ہوا پایا۔ یہ بہر حال ایک نانبائی کی دکان پر گئے' روٹی خریدی' جب اسے پیسے دیئے تو وہ بولا کہ یہ سکہ تو آج سے تین سو سال پہلے دقیانوس کے زمانے کا ہے تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ اس کو پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے حاکم بولا کہ شاید تمہیں کوئی خزانہ ہاتھ لگا ہے' بتاؤ وہ خزانہ کہاں ہے؟ ۔ یملیخا نے اپنا واقعہ اسے سنایا۔ تب بادشاہ اور دیگر حکام اور شہر والے انہیں دیکھنے غار پر پہنچے۔ بادشاہ بید روس نے ان لوگوں سے مصافحہ کیا اور اپنی رعایا سے کہا کہ جو رب ان بزرگوں کو تین سو سال تک سلا کر اٹھا سکتا ہے وہ قیامت میں مردے بھی زندہ فرما سکتا ہے' یہ حضرات پھر اپنی جگہ جا کر سو گئے۔ بادشاہ نے وہاں غار کے دروازے پر مسجد بنانے کا حکم دیا۔ وہاں لوگ ہر سال جمع ہوتے تھے اور عید کی طرح خوشی مناتے تھے (تفسیر خازن و خزائن وغیرہ) معلوم ہوا کہ بزرگوں کا عرس منانا بڑی پرانی رسم ہے' جو مومنوں میں رائج ہے۔

۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کرامت اولیاء برحق ہے' اصحاب کہف بنی اسرائیل کے اولیاء ہیں۔ ان کا بے آب و دانہ اتنی مدت زندہ رہنا کرامت ہے' دوسرے یہ کہ کرامت ولی سے سوتے میں بھی صادر ہو سکتی ہے' اسی طرح بعد موت بھی' ان کے جسموں کو مٹی کا نہ کھانا یہ بھی کرامت اولیاء ہے ۳۔ یعنی لوگ اصحاب کہف کے غار میں ٹھہرنے کی مدت میں اختلاف کریں گے دیکھیں کون صحیح بتاتا ہے ۴۔ اپنے الہام سے یا عیسٰی علیہ السلام کے بعض حواریوں کے فیض صحبت سے'

وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ فِی

اور ہمارے کام میں ہمارے لئے راہ یابی کے سامان کر ۵ تو ہم نے اس غار میں انکے کانوں پر

الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ

گنتی کے کئی برس تھپکا ۱ پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دو گروہوں میں کون ان کے

اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا ﴿۱۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ

ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے ۳ ہم ان کا ٹھیک ٹھیک حال تمہیں سنائیں

بِالْحَقِّ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ﴿۱۳﴾ وَّ

وہ کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے ۴ اور ہم نے ان کو ہدایت بڑھائی اور

رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ

ہم نے ان کی ڈھارس بندھائی ۵ جب کھڑے ہو کر بولے کہ ہمارا رب وہ ہے جو آسمان

وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا

اور زمین کا رب ہے ہم اس کے سوا کسی معبود کو نہ پوجیں گے ۶ ایسا ہو تو ضرور ہم نے حد سے

شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَوْ لَا

گزری ہوئی بات کہی ۷ یہ جو ہماری قوم ہے اس نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں کیوں

یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

نہیں لاتے ان پر کوئی روشن سند تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا

پر جھوٹ باندھے ۸ اور جب تم ان سے اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں

اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ

سب سے الگ ہو جاؤ ۹ تو غار میں پناہ لو ۱۰ تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت

وَیُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا

پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا ۱۱ اور اے محبوب تم سورج کو

۵۔ یعنی ہم نے انہیں ہدایت پر قائم رکھا اور بادشاہ کے سامنے انہیں مقابلے میں گفتگو کرنے کی ہمت دی ۶۔ یہاں دعا ۔ بمعنی پوجنا ہے نہ کہ ۔ بمعنی پکارنا' یہ مطلب نہیں کہ ہم خدا کے سوا کسی کو پکاریں گے نہیں' دینی و دنیاوی کاموں کے لئے دن رات پکارا جاتا ہے' ابراہیم علیہ السلام نے مردہ جانوروں کو پکارا ہم ہر التحیات میں حضور کو پکار کر سلام کرتے ہیں ۷۔ یعنی انہوں نے دقیانوس سے کہا کہ تیرے بنائے ہوئے بتوں کو نہ پوجیں گے' ۸۔ جب بادشاہ سے یہ سب کچھ کہہ چکے تو آپس میں یوں گفتگو کرنے لگے ۹۔ یعنی اس کافر قوم میں نہ رہو۔ چلو کہیں گوشہ میں جا چھپیں' جہاں ان کے فتنہ سے بچ کر رب کی عبادت کیا کریں' ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالٰی ہم کو گوشہ عافیت ضرور دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فتنوں کے زمانہ میں خلقت سے علیحدگی اپنے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ کر کے

(بقیہ صفحہ ٤٦٩) کفار میں رہنا حرام ہے وہاں سے موقعہ ملتے ہی نکل جانا چاہیے۔ رب فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً دیکھو اصحاب کہف نے تقیہ نہ کیا۱۲ یعنی تمہارے دین پر قائم رہنے کی وجہ سے رب تمہاری مشکلیں آسان فرمادے گا

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور نے اصحاب کہف کو دیکھا ہے' ان کے آرام فرمانے کے رخ کا بھی مشاہدہ فرمایا۔ جیسا کہ معراج کے واقعات میں مذکور ہے۔ ۲۔ یعنی ان کا غار جنوب رخ واقع ہوا ہے کہ سورج نکلتے وقت بائیں اور غروب کے وقت داہنے ہو جاتا ہے اور ان پر کسی وقت دھوپ نہیں پہنچتی یہ ہی تفسیر زیادہ قوی ہے ۳۔ کہ ہر

طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ

کو دیکھو گے۱ کہ جب نکلتا ہے تو ان کی غار سے داہنی طرف بچ جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہے

تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ذٰلِكَ مِنْ

تو ان سے بائیں طرف کترا جاتا ہے۲ حالانکہ وہ اس غار کے کھلے میدان میں ہیں۳ یہ اللہ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ

نشانیوں سے ہے جسے اللہ راہ دے تو وہی راہ پر ہے۴ اور جسے گمراہ کرے

فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿١٧﴾ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ

تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے۵ اور تم انہیں جاگتا سمجھو اور وہ

رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ

سوتے ہیں۶ اور ہم ان کی داہنی بائیں کروٹیں بدلتے ہیں ۷ اور

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۸ اے سننے والے اگر تو انہیں

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَكَذٰلِكَ

جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے۹ اور ان سے ہیبت میں بھر جائے۱۰ اور یونہی ہم

بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ

نے انکو جگایا کہ آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں۱۱ ان میں ایک کہنے والا بولا۱۲ تم یہاں

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا

کتنی دیر رہے کچھ بولے ایک دن رہے یا دن سے کم۱۳ دوسرے بولے تمہارا رب خوب جانتا ہے

لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

جتنا تم ٹھہرے۱۴ تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو ۱۵

فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ

پھر وہ غور کرے کہ وہاں کونسا کھانا زیادہ ستھرا ہے۱۶ کہ تمہارے لئے اس میں سے کھانے کو لائے۱۷

وقت انہیں تازہ ہوائیں پہنچتی رہتی ہیں یعنی وہ کھلے میدان میں ہونے کے باوجود دھوپ سے محفوظ ہیں' یا تو ان کی یہ کرامت ہے یا کچھ رخ ہی ایسا ہے اول بات زیادہ قوی ہے کیونکہ اسے رب نے اپنی آیات فرمایا ۴۔ یعنی ہدایت والا اولیاء اللہ کی کرامات کا قائل ہوتا ہے گمراہ کرامات اولیاء کا منکر رہتا ہے وہ یا بحث کرتا ہے یا شرک کے فتوے دیتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مرشد رہبر اور مومن کے لئے دونوں ہیں' آج جتنے بے پیرے بے نورے ہیں سب گمراہ بے دین ہیں ٦۔ معلوم ہوا کہ وہ اب بھی سو رہے ہیں زندہ ہیں فوت نہیں ہو گئے ان کی آنکھیں کھلی ہیں جس سے دیکھنے والا انہیں بیدار سمجھے' اگر وہ حضرات فوت ہو چکے ہوتے تو انہیں رقود نہ فرمایا جاتا کیونکہ میت کو سوتا ہوا نہیں کہا جاتا ٧۔ سال میں دو دفعہ یا صرف ایک دفعہ عاشورہ کے دن' پہلا قول سیدنا ابو ہریرہ کا ہے دوسرا قول سیدنا عبداللہ ابن عباس کا (روح و خزائن) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے خاص بندوں کے کام رب کے کام کہلاتے ہیں کیونکہ یہ کروٹیں بدلوانا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ انہیں ہم کروٹیں بدلواتے ہیں' دوسرے یہ کہ اصحاب کہف زندہ ہیں کیونکہ کروٹیں سوتا ہوا بدلتا ہے نہ کہ مرا ہوا' رب تعالیٰ اس پر قادر تھا کہ وہ حضرات کروٹیں نہ بدلیں۔ پھر بھی مٹی نہ کھائے ٨۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی صحبت کا کتے پر اتنا اثر ہوا کہ اس کا ذکر عزت سے قرآن میں آیا اور اس کے نام کے وظیفے پڑھے جانے لگے اس کو دائمی زندگی نصیب ہوئی۔۔ مٹی اسے نہیں کھاتی' تو جس انسان کو نبی کی صحبت نصیب ہو اس کا کیا پوچھنا یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام عبادات سے بڑھ کر اچھی صحبت اختیار کرنا ہے کہ اس کا فائدہ انسانوں پر محدود نہیں ٩۔ اس سے معلوم ہوا کہ کرامت ولی بیخبری میں بھی صادر ہو سکتی ہے کیونکہ اصحاب کہف کی یہ نیند اور رعب ان کی کرامت ہے ١٠۔ یہ رعب و ہیبت اصحاب کہف کی حفاظت کے سبب ہیں حضرت امیر معاویہ جنگ روم کے موقعہ پر اس غار پر پہنچے تو آپ نے اس غار میں داخل ہونا چاہا۔ حضرت ابن عباس نے منع فرمایا اور یہ ہی آیت پڑھی' امیر معاویہ نے ایک جماعت اس غار میں بھیجی تو وہ سب وہاں جل گئے (خزائن) ظاہر یہ ہے کہ اس میں خطاب مسلمانوں سے ہے' نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ حضور نے تو رب کو دیکھا اور نہ گھبرائے تو اصحاب کہف تو پھر بندے ہیں' رب فرماتا ہے۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى میرے حبیب نے مجھے دیکھ کر پلک بھی نہ جھپکایا اور نہ وہ بہکے' نیز بعض روایات میں ہے کہ حضور نے معراج میں اصحاب کہف کو ملاحظہ فرمایا' وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ١١۔ اس میں اصحاب کہف کے

(بقیہ صفحہ ۴۷۰) تین سو سال کے بعد جگانے کی حکمت کا ذکر ہے کہ دیکھنے والوں کو ایمان نصیب ہو اور خود اصحاب کہف کا ایمان قوی سے قوی تر ہو جائے۔۔۔ ۱۲۔ یعنی مکسلمینا جو ان تمام میں بڑے اور ان سب کے سردار ہیں (خزائن) ۱۳۔ چونکہ اولیاء اللہ کی کرامت لوگوں کو دکھانی منظور تھی' اس لئے رب نے انہیں سونے کی حالت میں اس جہان سے بے خبر کر دیا اور اپنی طرف متوجہ کر لیا جیسے عزیز علیہ السلام کو رب نے سو برس وفات یافتہ اور ادھر سے بے خبر رکھا۔ تا کہ ان کے معجزے کا ظہور ہو' ورنہ اللہ کے مقبول سوتے میں اور بعد وفات اس عالم سے خبردار ہوتے ہیں' رب فرماتا ہے۔ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حضور فرماتے ہیں میری آنکھیں سوتی

وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ﴿١٩﴾ إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا

اور چاہیئے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے بیشک اگر وہ تمہیں جان لیں

عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا

گے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے یا اپنے دین میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا

إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ

نہ ہوگا اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی کہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ

اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ

سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں جب وہ لوگ انکے معاملہ میں

بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ

باہم جھگڑنے لگے تو بولے انکے غار پر کوئی عمارت بنا دو ان کا رب انہیں خوب جانتا

قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم

ہے وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد

مَّسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ

بنائیں گے اب کہیں گے کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے

خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ

پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا بے دیکھے الاؤ تکا بات اور کچھ کہیں گے

سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا

سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تم فرماؤ میرا رب ان کی گنتی خوب جانتا

يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا

ہے انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے تو ان کے بارے میں بحث نہ کرو مگر اتنی ہی بحث جو

وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴿٢٢﴾ وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ

ظاہر ہو چکی اور انکے بارے میں کسی کتابی سے کچھ نہ پوچھو اور ہرگز کسی بات کو نہ کہنا

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف التاء او بعد الكاف من النصف الاول واللام الثانية من النصف الاخير ۱۲

ع ۳ / ۱۵

دل نہیں سوتا اس ہی لئے نیند سے حضور کا وضو نہ جاتا تھا کہ بے خبری نہ ہوتی تھی' سارے نبی معراج میں حضور کے پیچھے نماز پڑھ گئے' بہت سے نبی حج وداع میں شریک ہوئے اس لئے یہاں قرآن فرما رہا ہے۔ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لہٰذا وہابیوں کا یہ قول غلط ہے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو جاتے ہیں اگر ایسا ہوتا تو قبرستان میں مردوں کو سلام نہ کیا جاتا۔ کیونکہ بے خبر کو سلام نہیں ۱۴۔ کیونکہ یہ حضرات سورج نکلتے وقت غار میں داخل ہوئے تھے اور آفتاب ڈوبتے وقت اٹھے تھے' وہ سمجھے کہ آج ہی ہم سوئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ اجتہاد کرنا جائز ہے کیونکہ ان بزرگوں نے تخمینہ اور اجتہاد سے ہی مدت بیان کی یہ بھی معلوم ہوا کہ غلبہ ظن پر جو حکم لگایا جائے اس پر یقین نہ کرنا چاہیے ان بزرگوں نے اپنی حجامتیں بڑھی ہوئی' ناخن لمبے دیکھے تو تردد کرنے لگے کہ ایک دن میں اتنی حجامت کیسے بڑھ گئی تو بولے کہ اللہ جانے ہم کتنا سوئے ۱۵۔ دقیانوسی سکہ جو یہ حضرات اپنے ساتھ غار میں لے گئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ توشہ یا پیسہ ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں ۱۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر سے خرید و فروخت جائز ہے دوسرے یہ کہ کافر کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کے لئے حرام نہیں' کیونکہ شہر میں سب دکاندار کافر تھے' موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے گھر برسوں کھانا کھایا' ہمارے حضور نے ظہور نبوت سے پہلے برسوں ابو طالب کے گھر کھانا کھایا' ہاں بخاری شریف میں ہے کہ حضور نے نبوت سے پہلے بھی بتوں کے نام کا ذبیحہ کھایا' تیسرے یہ کہ مزیدار ستھرا کھانا۔ تقویٰ کے خلاف نہیں ۱۷۔ انہیں تھوڑی بھوک صرف اس لئے لگائی گئی کہ اس کے ذریعہ ان کی کرامت ظاہر ہو۔ اور لوگ کرامت اولیاء پر ایمان لائیں ورنہ جو رب انہیں اتنا عرصہ بغیر غذا کے سلا سکتا ہے وہ اب بھی بھوک روکنے پر قادر تھا' اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا آسمان پر بغیر غذا کے زندہ رہنا کچھ مشکل نہیں یہ تو اصحاب کہف کے لئے بھی ثابت ہے

۱۔ خیال رہے کہ وَلْيَتَلَطَّفْ کا دوسرا لام قرآن کریم کے پہلے آدھے میں ہے اور ط دوسرے نصف میں۔ ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جب اپنے ایمان کے اعلان کرنے پر قدرت نہ ہو تو ایمان چھپانا جائز ہے مگر کفار میں رہنا سہنا حرام۔ موقعہ پاتے ہی وہاں سے نکل جائے لہٰذا اس سے تقیہ کا ثبوت نہیں ہوتا' دوسرے یہ کہ کفر میں لوٹنے کو ایسا ناپسند کرنا چاہیے جیسے آگ میں گرنے کو' تیسرے یہ کہ کوئی متقی پرہیزگار اپنے ایمان و تقویٰ پر بھروسہ نہ کرے' رب کا فضل مانگتا رہے دیکھو اصحاب کہف کو خطرہ تھا کہ آج ہم مجبوراً کفر میں جتلا کئے گئے تو شاید پھر کفر سے ہمارے دل لگ جائیں اور اسلام کی طرف نہ واپس ہوں اور آخرت خراب ہو' یہ مراد ہے لَن تُفْلِحُوا سے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ یعنی اصحاب کہف کو جگانے انہیں بھوک لگانے اور بازار میں بھیجنے میں یہ حکمتیں تھیں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا کھانا پینا بھی کبھی لوگوں کے ایمان کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی قبروں پر قبہ گنبد

إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ﴿٢٣﴾ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ

کہ میں کل یہ کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے ۱؎ اور اپنے رب کی یاد کر

إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ

جب تو بھول جائے ۲؎ اور یوں کہو کہ قریب ہے کہ میرا رب مجھے اس سے نزدیک تر

مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ

راستی کی راہ دکھائے ۳؎ اور وہ اپنے غار میں تین سو برس

سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ

ٹھہرے نو اوپر ۴؎ تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے ۵؎

لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ

اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب وہ کیا ہی دیکھتا اور کیا ہی سنتا ہے

مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ

اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں ۶؎ اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں

أَحَدًا ﴿٢٦﴾ وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ

کرتا ۸؎ اور تلاوت کرو جو تمہارے رب کی کتاب تمہیں وحی ہوئی ۹؎

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾

اس کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور ہرگز تم اسکے سوا پناہ نہ پاؤ گے ۱۰؎

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے

وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ

ہیں ۱۱؎ اسکی رضا چاہتے ۱۲؎ اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں ۱۳؎

تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا

کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے ۱۴؎ اور اس کا کہا نہ مانو جسکا دل ہم نے

(بقیہ صفحہ ۴۷۱) بنانا درست ہے کیونکہ رب نے ان کا یہ قول بغیر تردید نقل فرمایا جو علامت جواز ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے قرب میں مسجد بنانی بہتر ہے کہ وہاں نماز زیادہ قبول ہوتی ہے' اسی لئے حضور کی مسجد میں ایک رکعت کا ثواب پچاس ہزار ہے' کیوں قریب محبوب کی وجہ سے یہاں عَلَیۡہِمۡ سے مراد ان کے قریب ہے نہ کہ خاص ان کی آرام گاہ پر یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات اور ان کے مقامات کی زیارت کرنی مسلمانوں کا بہت پرانا طریقہ ہے ان لوگوں نے مسجد یا قبہ بنانے کی تجویز اس لئے کی تھی کہ زائرین کو آسانی ہو ۶۔ یعنی اس زمانہ نبوی میں جو لوگ اصحاب کہف کا قصہ بیان کرتے ہیں ان میں آپس میں اختلاف ہے کوئی ان کی تعداد کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ اور ۷۔ یعنی یہ دونوں اندازے غلط ہیں وہ نہ تین ہیں نہ پانچ ۸۔ یعنی مسلمان' جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر کے کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید نہ فرمائی۔ معلوم ہوا کہ یہ قول صحیح ہے اور اصحاب کہف کی تعداد سات ہے (روح و خزائن) ۹۔ معلوم ہوا کہ تھوڑے بندوں کو اصحاب کہف کی تعداد کا علم دیا گیا ان میں ہمارے حضور بھی یقیناً داخل ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس اور علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان تھوڑے علماء میں سے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کی تعداد کا علم عطا فرمایا (روح و خزائن) روح البیان نے اس جگہ اصحاب کہف کے نام کچھ فرق سے بیان فرمائے ۱۰۔ یعنی ان کی جہالت ظاہر فرمانے کے لئے ان سے اس معاملہ میں زیادہ بحث نہ فرما دیں کہ ایسے مناظرے پاکیزہ اخلاق والوں کی شان کے خلاف ہیں۔ صرف اسی قدر گفتگو کریں جتنی تفصیل قرآن کریم میں صراحۃً مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اصحاب کہف کے واقعہ کا بہت تفصیلی علم بخشا ہے لیکن اس کے اظہار سے منع فرمایا اغیار اظہار کے لائق نہیں ۱۱۔ کیونکہ آپ کو تو رب نے بتا دیا ہے پھر ان سے پوچھنے کی کیا ضرورت.

۱۔ (شان نزول) مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ سے اصحاب کہف کا حال دریافت کیا تو حضور نے فرمایا پھر بتائیں گے اور انشاء اللہ فرمانا یاد نہ رہا تو کئی روز تک وحی نہ آئی اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے حضور سے اصحاب کہف کے واقعہ کی تفصیل بیان نہ فرمائی تھی۔ ۲۔ یعنی انشاء اللہ کہنا یاد نہ رہے تو جب یاد آئے کہہ لیں' روح البیان نے فرمایا کہ اس جملہ کے نزول کے وقت حضور نے انشاء اللہ فرما لیا' اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نماز پڑھنی بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے ۳۔ یعنی مجھے ایسے معجزے عطا فرمائے جو ان معجزوں سے زیادہ قوی ہوں ابھی صرف اصحاب کہف کا واقعہ پوچھ کر ہی میرا امتحان کر رہے ہو ایک روز آوے گا کہ میں منبر شریف پر قیام فرما کر قیامت تک پیش آنے والے واقعات میں سے ایک ایک کا ذکر کروں گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۴۔ یعنی شمسی مہینوں میں سے تین سو سال اور قمری مہینوں سے نو سال زیادہ۔ چونکہ اس وقت شمسی مہینے ہی مروج تھے اس لئے اس طرح ارشاد ہوا یعنی اہل عرب نے اہل کتاب کی مدت پر ۹ سال زیادہ کئے ۵۔ نجران والے اس آیت کو سن کر بولے کہ تین سو سال تو ٹھیک ہے یہ نو سال کی زیادتی کیسی' اس پر یہ آیت کریمہ اتری کہ تم قمری اور شمسی مہینوں کا فرق نہیں جانتے خیال رہے کہ چاند کے حساب سے ہر سال میں قریباً دس دن بڑھ جاتے ہیں۔ تو تین سال میں قریباً ایک ماہ بڑھے گا اور ۳۶ سال میں ایک سال کا فرق ہو گا۔ یہ تقریبی فرق ہے ہر سو برس میں تین سال کا فرق ہوتا ہے ۶۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا سننا' دیکھنا ایسا قوی ہے کہ تم کو اس سے تعجب ہو جاوے ابصر اور اسمع تعجب کے وزن ہیں ۷۔

(بقیہ صفحہ ۴۷۲) یعنی زمین و آسمان والوں کا اللہ کے سوا کوئی مددگار حقیقی نہیں یا کافروں کا کوئی واقعہ میں مددگار نہیں جنہیں وہ مددگار سمجھے بیٹھے ہیں دھوکے میں ہیں لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۸۔ حقیقی حکم اسی کا ہے اس کے سوا جو حاکم ہیں وہ مجازی ہیں لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ ۹۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن عبادت ہے خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے ۱۰۔ جو رب کے مقابل ہو کر اس کی بھیجی ہوئی تکلیف و مصیبت کو ٹال دے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ کیونکہ بزرگوں کا مصیبتوں کو ٹال دینا اللہ کے حکم سے ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ اچھوں کے ساتھ رہنا اچھا ہے اگرچہ وہ فقراء ہوں اور بروں کے ساتھ رہنا برا ہے اگرچہ وہ مالدار ہوں' یہ بھی معلوم ہوا کہ صبح و شام خصوصیت سے رب کا ذکر کرنا بہت افضل ہے' رب فرماتا ہے وَاذْكُرُوا اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو صالح' غریب بڑے پیارے اور محبوب ہیں کیونکہ ان کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں اور محبوب ٹوٹے دلوں کی آس ہیں ۱۲۔ (شان نزول) سرداران قریش نے عرض کیا تھا' کہ ہم اسلام تو قبول کرلیں لیکن ان فقراء و مساکین مسلمانوں کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے ہم کو شرم آتی ہے اگر آپ ان غریبوں کو اپنی مجلس شریف سے علیحدہ کردیں تو صرف ہم ہی نہیں بلکہ بہت خلقت ایمان قبول کرلے گی' اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ اس سے معلوم ہوا کہ تھوڑے مخلص مسلمان بہت سے ریاکاروں سے بہتر ہیں عطر تھوڑا اچھا پیشاب بہت سا بھی اچھا نہیں' اللہ تعالیٰ اس عطر کے ہمراہ رکھے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ کرم ہمیشہ اپنی امت کے صالحین پر ہے خواہ وہ کہیں اور کسی زمانے میں ہوں حضور کی نگاہ میں ہیں' اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی ثابت ہوتا ہے ۱۴۔ یعنی نہیں چاہو گے' کیونکہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تمہاری فطرت بنائی ہے' ہم خوب جانتے ہیں کہ تمہارے دل میں ان کی طرف میلان نہیں یہ سوال انکاری ہے۔

قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾

اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اسکا کام حد سے گزر گیا

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ

اور فرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو

شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ

چاہے کفر کرے بیشک ہم نے ظالموں کے لئے وہ آگ تیار کر رکھی ہے جسکی

سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ

دیواریں انہیں گھیر لیں گی اور اگر پانی کیلئے فریاد کریں تو انکی فریاد رسی ہوگی اس پانی سے کہ چرخ

يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۲۹﴾

دیئے ہوئے دھات کی طرح ہے کہ انکے منہ بھون دے گا کیا ہی برا پینا ہے اور دوزخ

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِيْعُ

کیا ہی بری ٹھہرنے کی جگہ بیشک جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم ان کے نیگ ضائع

اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴿۳۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ

نہیں کرتے جن کے کام اچھے ہوں ان کے لئے بسنے کے باغ ہیں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ

ان کے نیچے ندیاں بہیں وہ اس میں سونے کے کنگن پہنائے جائیں

مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ

گے اور سبز کپڑے کریب اور قنادیز کے پہنیں گے

وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ نِعْمَ

وہاں تختوں پر تکیہ لگائے کیا ہی اچھا ثواب اور جنت کیا ہی

الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا

اچھی آرام کی جگہ اور ان کے سامنے دو مردوں کا

۱۔ اس میں قیامت تک کے مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ غافلوں' متکبروں' ریاکاروں' مالداروں کی نہ مانا کریں' مخلص صالح غرباء و مساکین مسلمانوں کی اطاعت کیا کریں ان مالداروں کی بات ماننا دنیا و دین برباد کر دیتا ہے' اور ان غرباء کے ساتھ رہنا دونوں جہان درست کر دیتا ہے' اسی لئے اکثر انبیاء اولیاء غربا میں ہوئے۔ ۲۔ یعنی تمہاری وجہ سے فقراء صحابہ کو مجلس شریف سے علیحدہ نہ کیا جائے گا' تم اسلام لاؤ یا نہ لاؤ' لہٰذا یہ فرمان غضب کے اظہار کے لئے ہے یہ مطلب نہیں کہ اسلام قبول کرنے نہ کرنے کی رب نے اجازت دے دی' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقراء صحابہ کا بڑا درجہ ہے ۳۔ چونکہ تم کو غرباء کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے شرم آتی ہے اور جنت فقراء کی جگہ ہے لہٰذا تم کو دوزخ میں رکھا جائے گا' جہاں سردار ہی سردار ہوں گے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کھولتا پانی' اور یہ غذاء صرف کفار کے لئے ہوگی' گنہگار مومن کو اللہ اس سے بچائے گا۔ کیونکہ کفر کا عذاب مسلمان کو نہیں پہنچتا ۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ وہ پانی گاڑھا ہوگا تیل کی تلچھٹ کی طرح جب وہ منہ کے قریب ہوگا۔ تو منہ کی کھال جل کر گر پڑے گی' بعض کا قول ہے' کہ وہ پگھلا ہوا سیسہ ہے اللہ کی پناہ (خزائن) ۶۔ کہ نہ ان کے نیک اعمال کا بدلہ کم دیا جاوے نہ بالکل برباد کر دیئے جائیں بشرطیکہ وہ خود اپنی نیکیاں برباد نہ کر گیا ہو۔ رب کسی کی نیکی برباد نہیں کرتا۔ بندہ خود برباد کرے تو اس کی خوشی ۷۔ یعنی ہمیشہ بسنے کے کہ نہ وہاں سے نکالے جاویں' نہ کسی کو موت آوے اللہ نصیب کرے ۸۔ ہر جنتی کو تین کنگن پہنائے جائیں گے' ایک

رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ

حال بیان کرو ۱ کہ ان میں ایک کو ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے

وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝۳۲ كِلْتَا

اور ان کو کھجوروں سے ڈھانپ لیا اور انکے بیچ بیچ میں کھیتی رکھی ۲ دونوں

الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا

باغ اپنے پھل لائے ۳ اور اس میں کچھ کمی نہ دی ۴ اور دونوں کے

خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝۳۳ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ

بیچ میں ہم نے نہر بہائی ۵ اور وہ پھل رکھتا تھا ۶ تو اپنے ساتھی سے بولا اور وہ

يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝۳۴ وَدَخَلَ

اس سے ردو بدل کرتا تھا ۷ میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا

جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ

ہوں ۸ اپنے باغ میں گیا اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا بولا ۹ مجھے گمان نہیں کہ یہ

هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۝۳۵ وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ

کبھی فنا ہو ۱۰ اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو ۱۱ اور اگر میں

رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ۝۳۶

اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی ۱۲ تو ضرور اس باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا ۱۳

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ

اس کے ساتھی نے اس سے الٹ پھیر کرتے ہوئے جواب دیا کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے

مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝۳۷ لٰكِنَّا۠

جس نے تجھے مٹی سے بنایا ۱۴ پھر نتھرے پانی کی بوند سے پھر تجھے ٹھیک مرد کیا ۱۵ لیکن میں تو

هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ۝۳۸ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ

یہی کہتا ہوں کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا ہوں ۱۶ اور کیوں نہ ہوا کہ جب

(بقیہ صفحہ ۴۷۳) سونے کا' ایک چاندی کا' ایک موتیوں کا' جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے وہاں تک' دنیا میں مردوں کو زیور پہننا اس لئے حرام تھا کہ وہاں جہاد ہوتے تھے اگر ان کے ہاتھوں میں کنگن پڑ جاتے تو تلوار کیسے اٹھاتے' جنت میں جہاد ہو گا نہیں' اس لئے وہاں زیور جائز ہو گا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کو سبز رنگ بہت پسند ہے' اسی لئے جنت کی زمین سبز' شہداء کی روحوں کا رنگ سبز' حضور کے روضہ کا رنگ سبز وغیرہ۔

ا۔ یعنی مومنوں اور کافروں کو یہ دو مثالیں سناؤ تا کہ ہر فریق عبرت پکڑے اور اپنا اپنا انجام سوچ لے' اس سے معلوم ہوا کہ قیاس مجتہد برحق ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء کو چاہیے' کہ مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کیا کریں۔ ۲۔ خیال رہے کہ آس پاس سبز باغ اور بیچ میں ہرا بھرا کھیت دیکھنے میں بہت ہی خوشنما ہوتا ہے' اس سے مالک تمام ضروریات پوری کرتا ہے' کھیت سے غذا اور باغ سے پھل حاصل ہوتے ہیں' "کھجور" اور "انگور" بہترین غذا اور میوہ ہے ۳۔ یعنی کھجور اور انگور کے دونوں باغوں میں خوب بہار آئی پھل خوب لگے ۴۔ یعنی نہ تو یہ ہوا' کہ پھل کم آئے اور نہ یہ کہ پھل لگ کر قبل از وقت جھڑ گئے' پورے پھل آئے اور پورے ہی تیار ہوئے ۵۔ باغ کے بیچ میں نہر خوبصورتی زینت اور باغ کے ترو تازہ رہنے کا باعث ہے ۶۔ یعنی مالک باغ کے پاس اس باغ کے علاوہ اور بھی بہت مال سونا چاندی وغیرہ تھا یا انگور' کھجور کے سوا اور بھی میوے کا مالک تھا ۷۔ یعنی یہ شیخی خورہ کافر اور اس کا پڑوسی مومن آپس میں آمنے سامنے مناظرانہ گفتگو کرتے تھے تو یہ شیخی کے طور پر مومن کو ذلیل کرنے کے لئے بولا۔ لہٰذا یہ کلام جرم ہوا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخی مارنا کفار کا کام ہے اور رب کی نعمت پر حمد الٰہی کرنا مومن کا کام' رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اسی طرح مومن کو ذلیل جاننا کفار کا کام ہے ۹۔ یعنی وہ کافر بھی تھا' ناشکرا بھی' متکبر بھی رب کی نعمت پا کر یہ عیب پڑ گئے' معلوم ہوا کہ دنیاوی دولت غافل کے لئے زیادہ جرم کرنے کا باعث ہو جاتی ہے' روح البیان نے فرمایا کہ اس کا نام قطروس تھا اور یہ قصہ صرف تمثیل کے لئے نہیں بلکہ واقع شدہ ہے ۱۰۔ یعنی میری عمر بھر' اس سے ابد الاباد مراد نہیں' کیونکہ بے وقوف کفار بھی مانتے ہیں کہ ایک باغ ہمیشہ نہیں رہ سکتا' اس لئے یہ ہی معنی ہونے چاہئیں ۱۱۔ یعنی مجھے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا کہ قیامت قائم ہو' بلکہ یقین ہے کہ قیامت نہ آوے گی لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ کفار تو قیامت نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ برے اعمال کر کے جنت کی آس لگانی کافروں کا شیوہ ہے' جو بو کر گندم کاٹنے کی امید نہ رکھو ۱۳۔ یعنی اولاً تو قیامت ہو گی ہی نہیں اگر فرض کرو ہوئی بھی تو مجھے وہاں بھی باغ ہی ملیں گے' کیونکہ جیسے دنیا میں آرام و مال ملا' ایسے وہاں بھی ملے گا۔ یہاں مال ملنا رب کی رضا کی علامت ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت وغیرہ اسلامی عقائد کا انکار درحقیقت رب تعالیٰ کا انکار ہے' کیونکہ وہ کافر رب کا منکر نہ تھا' اس نے کہا تھا کہ اگر میں اپنے رب کی طرف پھیرا گیا' لیکن چونکہ قیامت کو نہ مانتا تھا' لہٰذا مومن پڑوسی نے اس سے یہ خطاب کیا ۱۵۔ تو جو رب تعالیٰ تجھے مٹی اور نطفے سے انسان بنا سکتا ہے وہ بعد مرنے کے قیامت میں دوبارہ پیدا کر سکتا ہے ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو اپنے ایمان کا اعلان کرنا چاہیے' اپنے نیک اعمال ظاہر کرنا' تا کہ دوسرے اس کی پیروی کریں' ثواب ہے یہ ریا میں داخل نہیں۔

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نظر بد حق ہے اور اس سے بچنے کے لئے یہ پڑھنا چاہیئے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب فرماتا ہے وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ دوسرے یہ کہ مومن نور الٰہی سے دیکھتا ہے' مومن نے جو کچھ خبر دی' وہ بچی ہوئی' واقعی اس باغ پر عذاب آگیا ۲۔ یا تو دنیا میں یا آخرت میں مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں' کیونکہ اس کافر نے اس مومن کے دنیاوی باغ کو ہی کمتر اور حقیر تر جانا تھا۔ اگلا مضمون بھی دنیاوی عذاب کے متعلق ہے ۳۔ تیری زندگی ہی میں کہ تو اس باغ کو برباد ہوتا ہوا دیکھے اور کف افسوس ملے ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن نور الٰہی سے دیکھتا ہے اس کا اندازہ صحیح ہوتا ہے کہ اس مومن نے جیسا کہا ویسا ہی ہوا' یہ

جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ

تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا جو چاہے اللہ ہمیں کچھ زور نہیں مگر اللہ کی مدد کا ۱ اگر تو مجھے

اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ

اپنے سے مال و اولاد میں کم دیکھتا تھا تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے

خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ

اچھا دے ۲ اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں اتارے ۳ تو وہ پٹ پر

فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ

میدان ہو کر رہ جائے ۴ یا اس کا پانی زمین میں دھنس جائے ۵ پھر تو

تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ

اسے ہرگز تلاش نہ کر سکے اور اس کے پھل گھیر لئے گئے ۶ تو اپنے ہاتھ

كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا

ملتا رہ گیا ۷ اس لاگت پر جو اس باغ میں خرچ کی تھی اور وہ اپنی ٹیٹوں پر گرا ہوا تھا

وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ

۸ اور کہہ رہا ہے اے کاش میں نے اپنے رب کا کسی کو شریک نہ کیا ہوتا ۹ اور اس کے پاس

فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾

کوئی جماعت نہ تھی کہ اللہ کے سامنے اس کی مدد کرتی نہ وہ بدلہ لینے کے قابل تھا ۱۰

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ

یہاں کھلتا ہے کہ اختیار سچے اللہ کا ہے ۱۱ اس کا ثواب سب سے بہتر اور اسے ماننے کا انجام

عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ

سب سے بھلا اور ان کے سامنے زندگانی دنیا کی کہاوت بیان کرو جیسے ایک پانی

اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

ہم نے آسمان سے اتارا ۱۲ تو اس کے سبب زمین کا سبزہ گھنا ہو کر نکلا

کرامتِ مومن یا فراستِ مومن ہے جب مومن کے الہام یا فراست کا یہ حال ہے تو ولی یا نبی کے علم و فراست کا کیا درجہ ہو گا۔ وہ ہمارے اندازے سے باہر ہے ۵۔ یعنی نہر اور کنوئیں کا پانی اس طرح خشک ہو جائے کہ نظر نہ آئے' یا اتنا نیچا ہو جاوے کہ حاصل نہ ہو سکے ۶۔ یعنی جیسا مومن نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ اس پھلوں سے لدے ہوئے باغ پر بجلی یا آفت آسمانی آئی' جس سے تمام باغ جل گیا' اس سے معلوم ہوا کہ ناشکری کی وجہ سے باغ و کھیت برباد ہوتے ہیں' ۷۔ حسرت اور ندامت کی وجہ سے' انسان ہاتھ ملتا ہے یا انگلی کاٹتا ہے یا ہتھیلی چباتا ہے یہاں اس کا نقشہ کھینچا گیا ہے ۸۔ یعنی انگور کی وہ چھتیں جن پر انگور کی بیل پھیلی ہوتی ہے گری پڑی تھیں اور کھجور کی جڑیں اکھڑی پڑی تھیں' ایسا برباد ہو چکا تھا کہ اب پانی وغیرہ دینے سے آباد نہیں ہو سکتا تھا ۹۔ معلوم ہوا کہ یہ اس کی توبہ ہو گئی' کیونکہ دنیا کی زندگی میں جرم پر ندامت توبہ ہے' یہاں یہ ذکر نہ ہوا کہ آیا وہ توبہ قبول ہوئی یا نہیں' اور اسے وہ باغ پھر ملایا نہیں' ظاہر ہے کہ توبہ تو قبول ہو گئی' مگر باغ نہ ملا' جیسا کہ اگلی آیت میں آ رہا ہے ۱۰۔ یعنی نہ تو اس کے حمایتی اس کا برباد شدہ باغ درست کر سکے' نہ خود وہ' کیونکہ اب اس کے پاس اتنی طاقت نہ رہی تھی' نہ جانی نہ مالی۔ بدلہ لینے سے مراد دوسرا باغ لگانا ہے ۱۱۔ یعنی ایسے واقعات دیکھ کر انسان کو عین الیقین سے اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے ۱۲۔ دنیا کو آسمانی پانی سے تشبیہ دی' نہ کہ کنوئیں کے پانی سے' اس لئے کہ آسمانی پانی اپنے قبضہ میں نہیں ہوتا۔ نیز اس کے آنے نہ آنے کی خبر نہیں ہوتی' نیز کبھی ضرورت سے زیادہ برس جاتا ہے اور کبھی ضرورت سے کم اور کبھی بالکل نہیں۔ یہ ہی حال دنیا کا ہے' اس آیت کی بہت نفیس تفسیر ہماری کتب مواعظہ نعیمیہ میں مطالعہ کرنی چاہیے۔ خیال رہے کہ جس دنیا کے ساتھ دین شامل ہو پھر وہ دنیا نہیں رہتی' اس کے لئے فنا نہیں وہ باقی رہتی ہے' رب فرماتا ہے' وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ اور فرماتا ہے' وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ اور جو دنیا دین سے خالی ہو' وہ فانی بھی ہے حقیر بھی' تمام برائیاں اس دنیا کی ہیں جو دین سے خالی ہو۔

۱؎ یعنی جیسے کھیت کا حال ہے کہ اس کی موجودہ سبزی قابل اعتبار نہیں۔ نہ معلوم کب گرم ہوا چل جائے' جو اسے برباد کردے' ایسے ہی دنیا کے مال متاع' جوانی' حسن' طاقت کا بھروسہ نہیں کہ ذرا سی آفت میں سب فنا ہو جاتی ہیں' ہری ہری کھیتی' گلبن گلے' تب جانو جب منہ تک آئے ۲؎ یعنی خدا تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے اور فنا کرنے پر پوری طرح قادر ہے' دنیا کو سبزہ سے اس لئے تمثیل دی گئی کہ وہ سب کے سامنے ترو تازہ و شاداب ہو کر پھر فنا ہوتا ہے سب دیکھتے ہیں' حتیٰ کہ اس کی سبزی' شگفتگی تو کیا' نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا کہ کبھی ہوا بھی تھا کہ نہیں ۳؎ جب کہ انہیں دنیا کے لئے برتا جاوے اور اگر دونوں کو آخرت کا ذریعہ بنایا جاوے

فَاَصۡبَحَ هَشِيۡمًا تَذۡرُوۡهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

کہ سوکھی گھاس ہو گیا جسے ہوائیں اڑائیں ۱؎ اور اللہ ہر چیز پر

شَىۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلۡمَالُ وَالۡبَنُوۡنَ زِيۡنَةُ الۡحَيٰوةِ

قابو والا ہے ۲؎ مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا

الدُّنۡيَا ۚ وَالۡبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيۡرٌ عِنۡدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

سنگار ہے ۳؎ اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ۴؎ ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں

وَّخَيۡرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَيَوۡمَ نُسَيِّرُ الۡجِبَالَ وَتَرَى الۡاَرۡضَ

بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے ۵؎ اور تم زمین کو صاف

بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرۡنٰهُمۡ فَلَمۡ نُغَادِرۡ مِنۡهُمۡ اَحَدًا ﴿۴۷﴾ وَعُرِضُوۡا

کھلی ہوئی دیکھو گے ۶؎ اور ہم انہیں اٹھائیں گے تو ان میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے ۷؎ اور

عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ؕ لَقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا كَمَا خَلَقۡنٰكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ

سب تمہارے رب کے حضور پرا باندھے پیش ہوں گے ۸؎ بیشک تم ہمارے پاس ویسے ہی آئے

بَلۡ زَعَمۡتُمۡ اَلَّنۡ نَّجۡعَلَ لَكُمۡ مَّوۡعِدًا ﴿۴۸﴾ وَوُضِعَ الۡكِتٰبُ

جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار بنایا تھا ۹؎ بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لئے کوئی وعدہ کا

فَتَرَى الۡمُجۡرِمِيۡنَ مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا فِيۡهِ وَيَقُوۡلُوۡنَ

وقت نہ رکھیں گے اور نامہ اعمال رکھا جائیگا ۱۰؎ تو تم مجرموں کو دیکھو گے کہ اس کے لکھے سے ڈرتے ہونگے اور

يٰوَيۡلَتَنَا مَالِ هٰذَا الۡكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً

کہیں گے ہائے خرابی ہماری اس نوشتہ کو کیا ہوا نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا

اِلَّاۤ اَحۡصٰٮهَا ۚ وَوَجَدُوۡا مَا عَمِلُوۡا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظۡلِمُ رَبُّكَ

جسے گھیر نہ لیا ہو ۱۱؎ اور اپنا سب کیا انہوں نے سامنے پایا ۱۲؎ اور تمہارا رب کسی پر ظلم

اَحَدًا ﴿۴۹﴾ وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰۤٮِٕكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا

نہیں کرتا ۱۳؎ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو ۱۴؎ تو سب نے سجدہ کیا

تو یہ باقیات الصالحات ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ نیک بیٹا صدقہ جاریہ ہے کہ مرے بعد بھی اس کا نفع قبر میں حشر میں پہنچتا رہتا ہے ۴؎ یعنی وہ نیکیاں جو دنیا میں برباد نہ ہو جاویں' بلکہ آخرت میں ہمارے ساتھ جاویں' اس میں عبادات' اچھے معاملات' صدقات جاریہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ لڑکیاں ہیں' جن میں کوئی شخص مبتلا کر دیا جاوے کہ اس کی لڑکیاں بہت ہوں ۵؎ اس طرح کہ زمین سے اکھڑ کر بادل کی طرح پھرتے ہوں گے' پھر ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں گے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶؎ اس طرح کہ زمین پر نہ پہاڑ رہے گا نہ غار' نہ درخت' نہ کوئی عمارت' ساری زمین چٹیل میدان ہو گی ۷؎ یعنی قبر میں کوئی نہ رہے گا۔ سب اٹھا لئے جائیں گے' انسان بھی اور دوسری مخلوق بھی ۸؎ برہنہ بدن اور برہنہ پاؤں' بے ختنہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے' مجرم سزا کے لئے' مومن جزاء کے لئے' انبیاء اولیاء گواہی کے لئے پیش ہوں گے ۹؎ ہر شخص کا نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں' مومن کا دائیں ہاتھ میں اور کافر کا بائیں ہاتھ میں ۱۰؎ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کافر کے تمام بڑے چھوٹے گناہ لکھے جاتے ہیں' صرف عقائد کفریہ کی ہی تحریر نہیں ہوتی' دوسرے یہ کہ کافر کی نیکیاں نہیں لکھی جاتیں۔ کیونکہ نیکی کی درستی کی شرط ایمان ہے جو اس نے قبول نہیں کیا۔ یا اس کی دنیا کی راحتیں ہی اس کی نیکیوں کا بدلہ ہو چکیں' رب فرماتا ہے۔ وَقَدِمۡنَاۤ اِلٰى مَا عَمِلُوۡا مِنۡ عَمَلٍ فَجَعَلۡنٰهُ هَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا تیسرے یہ کہ ہر کافر ہر نیکی کرنے اور ہر گناہ سے بچنے کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکلف ہے۔ یعنی اس پر فرض ہے کہ ایمان لا کر نماز پڑھے' اور اس پر شراب حرام ہے' کہ ان دونوں قسم کی نافرمانیوں پر اسے عذاب ہو گا' اگرچہ شرعاً وہ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں' خیال رہے کہ یہاں صغیرہ سے مراد چھوٹے گناہ ہیں۔ اور کبیرہ سے مراد بڑے گناہ' جیسے غیر عورت سے بوس و کنار صغیرہ گناہ ہے اور زنا کبیرہ گناہ ۱۱؎ اس سے معلوم ہوا

کہ قیامت میں کوئی بے پڑھا نہ ہو گا' سب پڑھ سکیں گے اور سب عربی سے واقف ہوں گے' کیونکہ کتاب کی تحریر عربی میں ہو گی' بلکہ مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے کہ قبر میں سوالات عربی میں ہوتے ہیں اور سارے لوگ عربی میں جواب دیتے ہیں' اور قیامت میں سب اعمالنامے پڑھ لیں گے' خیال رہے کہ یہاں حاضر سے مراد ان اعمال کی تحریر کی حاضری ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفار کی خود بدکاریاں مختلف دہشت ناک شکلوں میں حاضر ہوں ۱۳؎ اس طرح کہ بغیر کئے گناہ تحریر فرما دیئے جائیں۔ یا کسی کو جرم سے زیادہ سزا دی جائے غرضیکہ کفار کے لئے عدل اور مومن پر اللہ کا فضل ہو گا۔ خیال رہے کہ فضل عدل کے خلاف نہیں' بلکہ ظلم عدل کے خلاف ہے۔ ۱۴؎ تحیتہ و تعظیم کا سجدہ آدم علیہ السلام کو مسجود لہ بنا کر' یہ نہیں کہ سجدہ عبادت کا ہو اور مسجود لہ رب تعالیٰ ہو مسجود الیہ آدم علیہ السلام کیونکہ یہ

(بقیہ صفحہ ۴۷۶) لادم کے لام کے خلاف ہیں۔

۱۔ چونکہ ابلیس فرشتوں میں رہتا تھا' اس لئے وہ بھی اس حکم میں داخل تھا۔ خیال رہے کہ ابلیس جنات کا مورث اعلیٰ ہے' جیسے انسان کے آدم علیہ السلام' اس کا پہلا نام عزازیل تھا۔ گمراہ ہونے کے بعد ابلیس لقب ہوا۔ یعنی دھوکہ باز ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے شیطان رب کا مطیع بندہ تھا' اب' نافرمان ہوا ۳۔ معلوم ہوا کہ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شیطان اور اس کی ذریت ہے' اور صالحین اولیاء اللہ ہیں' اولیاء اللہ اور ہیں' اولیاء من دون اللہ اور' جہاں اولیاء من دون اللہ کا ذکر ہے' وہاں پر یہ ہی مراد ہیں' رب فرماتا ہے۔ اَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ یہ آیت کریمہ ان تمام آیات کی تفسیر ہے' جن میں اولیاء من دون اللہ اختیار کرنے کی ممانعت ہے ۴۔ یعنی جنت تمہارا گھر تھا' میں نے تمہارے گھر سے تمہارے دشمن کو تمہاری خاطر نکالا۔ تو تمہارا دل رب کا گھر ہے' تم میرے گھر سے شیطان کو کیوں نہیں نکالتے' تمہاری وجہ سے شیطان میرا دشمن ہوا پھر تم اس کو اپنا دوست بنائے بیٹھے ہو ۵۔ یعنی ہم نے شیطان اور اس کی ذریت کو آسمان و زمین کی پیدائش اور انسانوں کی پیدائش کے وقت نہ بلایا تھا' پھر وہ میرے شریک کیسے ہو گئے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ نے اپنی کمزوری کی بناء پر کسی کو اپنا قوت بازو نہ بنایا وہ اس سے پاک ہے۔ خود فرماتا ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اظہار محبوبیت کے لئے اپنے مقرب بندوں کے سپرد دنیاوی انتظامات فرمائے' جیسے فرشتے مدبرات امر اور انبیاء کرام' اولیاء اللہ' لیکن مردود بندوں کے ذمہ کوئی تکوینی انتظام نہ فرمایا۔ اسی لئے یہاں مضلین کا ذکر فرمایا ۷۔ یعنی اپنی مدد کے لئے اپنے جھوٹے معبودوں کو پکارو' یہ ان کی بے کسی و مجبوری ظاہر فرمانے کے لئے ہو گا ۸۔ یعنی ان کی مدد نہ کریں گے ورنہ وہ قولی جواب تو دیں گے کہ تم خود گمراہ تھے' ہم نے تمہیں گمراہ نہ کیا۔ جیسا کہ دوسری آیات میں ہے' ۹۔ موبق' یا تو دوزخ کا ایک طبقہ ہے یا اس سے مراد مطلقاً" ہلاکت کی جگہ ہے ۱۰۔ کیونکہ ان کے سامنے اپنے دوزخی ہونے کی بہت سی علامات موجود ہوں گی ۱۱۔ کیونکہ لوگوں کی طبیعتیں مختلف ہیں' کوئی دلیل سے مانتا ہے کوئی ڈر سے' کوئی لالچ سے اور قرآن سارے انسانوں کے لئے آیا۔ لہٰذا اس میں سب کچھ ہے ۱۲۔ یہاں انسان سے مراد نضر ابن حارث ہے جو آخر دم تک اپنی ضد پر قائم رہا اور ایمان نہ لایا۔

رکوع ۱۹

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ

سوا ابلیس کے قوم جن سے تھا تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا ۱

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ

بھلا کیا اسے اور اس کی اولاد کو میرے سوا دوست بناتے ہو ۵ اور وہ

لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝۵۰ مَاۤ اَشْهَدْتُّهُمْ

تمہارے دشمن ہیں ظالموں کو کیا ہی برا بدل ملا ۶ نہ میں نے آسمانوں اور

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا

زمین کے بناتے وقت انہیں سامنے بٹھا لیا تھا نہ خود ان کے بناتے وقت ۷

كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝۵۱ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا

اور نہ میری شان کہ گمراہ کرنے والوں کو بازو بناؤں ۸ اور جس دن فرمائے گا کہ پکارو

شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا

میرے شریکوں کو جو تم گمان کرتے تھے ۷ تو انہیں پکاریں گے وہ انہیں جواب

لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝۵۲ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ

نہ دیں گے ۸ اور ہم ان کے درمیان ایک ہلاکت کا میدان کر دیں گے ۹ اور مجرم دوزخ کو دیکھیں

فَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝۵۳

گے تو یقین کریں گے کہ انہیں اس میں گرنا ہے ۱۰ اور اس سے پھرنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ

اور بیشک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان

مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝۵۴ وَمَا مَنَعَ

فرمائی ۱۱ اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے ۱۲ اور آدمیوں کو

النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا

کس چیز نے اس سے روکا کہ ایمان لاتے جب ہدایت ان کے پاس آئی اور اپنے رب سے

رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

معافی مانگتے ۱ مگر یہ کہ ان پر اگلوں کا دستور آئے یا ان پر قسم قسم کا عذاب

قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ

آئے ۲ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوشی اور ڈر سنانے والے ۳

وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ

اور جو کافر ہیں وہ باطل کے ساتھ جھگڑتے ہیں ۴ کہ اس سے حق کو

الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾ وَمَنْ

ہٹا دیں ۵ اور انہوں نے میری آیتوں کی اور جو ڈر انہیں سنائے گئے تھے انکی ہنسی بنالی اور اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ

بڑھ کر ظالم کون جسے اسکے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو وہ ان سے منہ پھیر لے اور اس کے ہاتھ

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

جو آگے بھیج چکے اسے بھول جائے ۶ ہم نے انکے دلوں پر غلاف کر دیئے ہیں ۷ کہ

يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى

قرآن نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں گرانی ۸ اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ

فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ

تو جب بھی ہرگز کبھی راہ نہ پائیں گے ۹ اور تمہارا رب بخشنے والا مہر والا ہے

لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ

اگر وہ انہیں ان کے کئے پر پکڑتا تو جلد ان پر عذاب بھیجتا ۱۰ بلکہ ان کے

لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ

لئے ایک وعدہ کا وقت ہے ۱۱ جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے اور یہ

الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ ع

بستیاں ہم نے تباہ کر دیں جب انہوں نے ظلم کیا اور ہم نے انکی بربادی کا ایک وعدہ کر رکھا تھا ۱۲

۱۔ یہاں ہُدٰی سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات' یا قرآن مجید ہے چونکہ حضور اکثری ہدایت اور بڑے ہادی ہیں' اس لئے آپ کو مُطْلَقًا ھدیٰ نکرہ کر کے فرمایا گیا' یعنی ایسی ہدایت کاملہ آجانے پر بھی ان سرکشوں کا ایمان نہ لانا' بڑے عذاب آجانے کی تمہید ہے' جسے حضور سے ہدایت نہ ملے وہ کہیں سے ہدایت نہیں پا سکتا ۲۔ معلوم ہوا کہ جو دلائل اور سمجھانے سے نہ مانے وہ جوتے کھانا چاہتا ہے۔ ضد کا علاج صرف عذاب الٰہی ہے ۳۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی بے نیازی ظاہر فرمائی' کہ ان کے ذمہ صرف خوشخبری اور ڈر سنانا ہے' ہدایت ان پر لازم نہیں' لہٰذا اگر تمام جہان گمراہ رہے تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ گمراہ خود تباہ ہوں گے' یہ حضرات رب تعالیٰ کی شان غناء کے مظہر ہوتے ہیں' ۴۔ کیونکہ وہ انبیاء کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں' برابری کا دعوٰی کرتے' ان سے مناظرے کرتے ہیں ۵۔ یعنی اپنی پھونکوں سے سورج کا نور بجھانا چاہتے ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ گناہوں کو بھول جانا مردودوں کا طریقہ ہے۔ گناہ یاد رکھنا اور نیکی بھول جانا صالحین کا طریقہ ہے' اپنے گناہ اور دوسروں کی نیکی ضرور یاد رکھو ۷۔ اس غلاف وغیرہ کی نسبت رب کی طرف خلق کی نسبت ہے' یعنی ان کی ضد و عناد کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں پر پردے' کانوں میں بوجھ ڈال دیئے جیسے کہا جائے' کہ مقتول کو اللہ نے موت دے دی یعنی موت پیدا کر دی۔ ۸۔ اس لئے کہ ان کے دلوں میں تمہاری عظمت نہیں' قرآن وہاں پہنچتا ہے جہاں قرآن والے محبوب کی محبت پہنچ چکی ہو۔ اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں پھر قرآن پڑھاتے ہیں' لہٰذا اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کفار بے قصور ہوں' اس سے معلوم ہوا کہ بے دین کو قرآن کریم کی سچی سمجھ نصیب نہیں ہوتی' جیسا کہ آج کل دیکھا جا رہا ہے' ۹۔ اس سے وہ کفار مراد ہیں' جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آچکا ہے' ورنہ لاکھوں کافر ایمان لائے ۱۰۔ یعنی اگر ہم ہر گناہ کی جلدی پکڑ کر لیا کرتے تو اب تک ان پر کبھی کا عذاب آچکا ہوتا' ہمارے ہاں جلدی نہیں کیونکہ جلدی وہ حاکم کرتا ہے جسے مجرم کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو' رب کا مجرم کہاں بھاگے گا' وہ تو ہر وقت گرفت میں ہے' سبحان اللہ سچا وہ بادشاہ جس کے قبضہ سے کوئی باہر نہیں ۱۱۔ وہ قیامت کا دن ہے یا مرنے کا' یا قبر میں دفن ہونے کا' مسلمانوں کے مقابل جنگوں میں شکست فاش پانے کا' ۱۲۔ یعنی پچھلے کفار پر بھی جلد عذاب نہ آیا تھا۔ بلکہ ان کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا' اس وقت وہ ہلاک ہوئے۔

۱۔ ایک بار موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی جماعت میں بہت شاندار وعظ فرمایا' وعظ کے بعد کسی نے پوچھا کہ آپ سے بڑا عالم بھی کوئی ہے فرمایا نہیں' رب نے فرمایا اے موسیٰ تم سے بڑے عالم خضر علیہ السلام ہیں' آپ نے رب سے ان کا پتہ پوچھا' فرمایا مجمع بحرین میں رہتے ہیں' وہاں کی نشانی یہ بتائی' کہ جہاں بھنی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی جاوے اور پانی میں سرنگ بن جائے' وہاں وہ ہیں' آپ مچھلی لے کر اور یوشع علیہ السلام کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے' یہاں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔
۲۔ وہ خادم حضرت یوشع ابن نون ابن افرائیم ابن یوسف علیہ السلام ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے' اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ آپ کے لائق شاگرد' اس سے معلوم ہوا کہ شاگرد' استاد کا خادم ہوتا ہے ۳۔ بحر فارس و بحر روم' جہاں خضر علیہ السلام سے ملاقات کی جگہ مقرر ہوئی تھی' اس لئے آپ نے وہاں جانے کا ارادہ فرمایا ۴۔ اس واقعہ سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے' ۱طلب علم کے لئے سفر کرنا سنت پیغمبر ہے' ۲استاد کے پاس جانا' ۳اسے گھر نہ بلانا سنت ہے' ۴علم کی زیادتی چاہنا بہتر ہے' ۵سفر میں توشہ ساتھ رکھنا اچھا ہے' ۶سفر میں اچھا ساتھی ہونا بہتر ہے' ۷استاد کا ادب کرنا ضروری ہے' ۸استاد کی بات پر اعتراض نہ کرنا چاہیے' ۹طریقت والے کبھی خلاف شرع کریں تو اس کی کوئی خفیہ وجہ ضرور ہوتی ہے' دراصل وہ کام خلاف شریعت نہیں ہوتا اس لئے جلد ان سے بدظن نہ ہونا چاہیے' مگر یہ پیر کامل کے احکام ہیں' ۱۰علم صرف کتاب سے نہیں آتا' استاد کی صحبت سے بھی آتا ہے' بزرگوں کی صحبت کیمیا کا اثر رکھتی ہے' ایک معمولی لوہا کاریگر کا ہاتھ لگنے سے قیمتی اوزار بن جاتا ہے تو معمولی انسان کامل کی صحبت سے شان والا بن جاتا ہے۔ ۵۔ وہاں ایک پتھر کی چٹان تھی اس کے نیچے آب حیات کا چشمہ تھا ان دونوں بزرگوں نے وہاں آرام فرمایا' بھنی ہوئی مچھلی ناشتہ کے لئے ساتھ تھی اسے جو وہ پانی لگا تو زندہ ہو کر پانی میں اتر گئی اور پانی میں محراب بن گئی۔ یوشع علیہ السلام بیدار تھے اور یہ دیکھ رہے تھے' مگر جب موسیٰ علیہ السلام جاگے تو وہ آپ سے یہ واقعہ عرض کرنا بھول گئے۔ اور دونوں صاحب وہاں سے روانہ ہو گئے ۶۔ یہ ان بزرگوں کا معجزہ تھا یا اس پانی کی تاثیر تھی کیونکہ وہاں حضرت خضر علیہ السلام تشریف رکھتے تھے' بزرگوں کے ملک کی ہوا میں زندگی بخشنے کی تاثیر ہوتی ہے لہٰذا مدینہ پاک کی مٹی بھی شفا بخش سکتی ہے ۷۔ موسیٰ علیہ السلام کو مجمع بحرین سے آگے بڑھ کر تکلیف محسوس ہوئی' معلوم ہوا کہ طلب علم میں تکلیف اٹھانا سنت ہے' ۸۔ معلوم ہوا کہ شیطان نبی کو گمراہ نہیں کر سکتا' اور ان سے گناہ نہیں کرا سکتا۔ مگر ان سے بھول چوک صادر کرا سکتا ہے ۹۔ کیونکہ اس بھنی ہوئی مچھلی کا جانا ہی ہمارے منزل مقصود پر پہنچ جانے کی علامت ہے۔ رب نے یہ ہی فرمایا تھا ۱۰۔ یعنی خضر علیہ السلام' آپ کا نام شریف بلیا ابن ملکان ابن فالخ ابن عامر ابن شالخ ابن ارفخشد ابن سام ابن نوح علیہ السلام ہے' آپ کی کنیت ابو العباس اور لقب شریف خضر' خا کہ زبر اور ض کا زیر' آپ ان چار پیغمبروں میں سے ہیں جو قیامت تک زندہ رہیں گے' دو زمین پر حضرت خضر و الیاس دو آسمان پر حضرت ادریس و عیسیٰ علیہ السلام (روح) آپ کو خضر اس لئے کہتے ہیں کہ اگر آپ خشک زمین پر بیٹھ جاویں تو وہاں سبزہ اگ آتا ہے۔ آپ کے متعلق اور بھی بہت سے قول ہیں ۱۱۔ یعنی بغیر کسی سے پڑھے ہوئے مادر زات عالم اور اکثر انبیاء کرام کا علم لدنی ہوتا ہے آدم علیہ السلام کو بھی یہی علم دیا گیا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ
اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا ۲ میں باز نہ رہوں گا جب تک وہاں نہ پہنچوں
الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا
جہاں دو سمندر ملے ہیں ۳ یا قرنوں چلا جاؤں ۴ پھر جب وہ دونوں ان دریاؤں کے ملنے کی جگہ
نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿۶۱﴾ فَلَمَّا
پہنچے اپنی مچھلی بھول گئے ۵ اور اس نے سمندر میں اپنی راہ لی سرنگ بناتی ۶ پھر جب
جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۫ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ
وہاں سے گزر گئے موسیٰ نے خادم سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لاؤ بے شک ہمیں اپنے اس
سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَاۤ اِلَى
سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا ۷ بولا بھلا دیکھئے تو جب ہم نے اس
الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَاۤ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا
چٹان کے پاس جگہ لی تھی تو بیشک میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے
الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ
بھلا دیا ۸ کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے تو سمندر میں اپنی راہ لی
عَجَبًا ﴿۶۳﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا
اچنبھا ہے موسیٰ نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے ۹ تو پیچھے پلٹے اپنے قدموں کے نشان
قَصَصًا ﴿۶۴﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً
دیکھتے تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا ۱۰ جسے ہم نے اپنے پاس
مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿۶۵﴾ قَالَ لَهٗ
سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا ۱۱ اس سے موسیٰ نے
مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ
کہا کیا میں تمہارے ساتھ رہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں

رُشْدًا ﴿۶۶﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ

تعلیم ہوئی [۱] کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے [۲] اور اس بات پر

تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ

کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں [۳] کہا عنقریب اللہ

شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ

چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے [۴] اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا [۵] کہا تو اگر

اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ

آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا [۶] جب تک میں

مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ

خود اس کا ذکر نہ کروں [۷] اب دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوئے [۸]

خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ

اس بندہ نے اسے چیر ڈالا [۹] موسیٰ نے کہا کیا تم نے اسے اس لئے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبا دو

شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ

بیشک یہ تم نے بُری بات کی [۱۰] کہا میں نہ کہتا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر

صَبْرًا ﴿۷۲﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ

سکیں گے کہا مجھ سے میری بھول پر گرفت نہ کرو [۱۱] اور مجھ پر میرے

مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا

کام میں مشکل نہ ڈالو پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک

غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ

لڑکا ملا [۱۲] اس بندہ نے اسے قتل کر دیا موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان [۱۳] بے کسی

نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

جان کے بدلے قتل کر دی [۱۴] بے شک تم نے بہت بری بات کی [۱۵]

۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک شاگرد کا استاد کے ساتھ رہنا دوسرے اس کی خدمت کرنا تیسرے اس کا ادب کرنا چوتھے نبی کا علم طریقت میں دوسرے کی شاگردی کرنا ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اسی علم سے فرمایا کہ تم صبر نہ کر سکو گے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ آپ کا یہ فرمان اندازے اور تخمینے سے نہ تھا بلکہ علم یقین سے تھا ۳۔ معلوم ہوا کہ علم ظاہر کا نام شریعت ہے اور علم باطن کا نام طریقت' وہ اسرار ہیں موسیٰ علیہ السلام شریعت کے امام تھے مگر خضر علیہ السلام طریقت کے ماہر اس لئے خضر علیہ السلام نے جو کام کئے بظاہر شریعت کے مخالف تھے' ۴۔ یعنی میں اپنے نفس پر قابو رکھوں گا موسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد اپنے علم خصوصی کی بنا پر تھا بلکہ اندازے اور تخمینے پر تھا' اس ہی لئے آپ نے انشاء اللہ فرمایا اور خضر علیہ السلام نے انشاء اللہ نہ فرمایا۔ نیز موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ آپ مجھے صابر پائیں گے' یہ نہ فرمایا۔ کہ میں صبر کروں گا ۵۔ یعنی آپ مجھے جو حکم دیں گے اس پر عمل کروں گا' اس سے معلوم ہوا کہ استاد حاکم ہوتا ہے شاگرد محکوم ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ خضر علیہ السلام پر ان کی شریعت کی اتباع لازم نہیں' اگر یہ حضرات حضور سے پہلے آتا تو ان کو حضور کے دین کی اتباع کرنی پڑتی ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو علم حاصل کرنے کے لئے موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے پاس گئے' وہ علم شریعت نہ تھا بلکہ علم طریقت تھا' ورنہ رب تعالیٰ حضرت جبریل کے ذریعہ اس کی وحی فرما دیتا۔ حضرت خضر کے پاس نہ بھیجتا نیز حضرت خضر اشارات سے اس کی تعلیم نہ فرماتے بلکہ عبارات سے فرماتے جیسا کہ علماء کا دستور ہے' دوسرے یہ کہ علم طریقت زبان سے نہیں' بلکہ صحبت اور نظر سے سکھایا جاتا ہے (شعر) طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چھپائی جاتی ہے ☆ توحید کی مے پیالوں سے نہیں' آنکھوں پلائی جاتی ہے ☆ ۸۔ اور کشتی والوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان کر بغیر کرایہ سوار کر لیا' خیال رہے کہ خضر علیہ السلام کا کشتی میں سوار ہونا احتیاج اور ضرورت کے طور پر نہ تھا' بلکہ اس مصلحت کی بنا پر تھا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے' ورنہ حضرت خضر پانی میں ڈوبنے سے محفوظ ہیں ۹۔ کیونکہ آپ نے کشتی کا وہ تختہ توڑا تھا جو پانی میں رہتا ہے لیکن پانی کشتی میں نہ بھرا' اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے معجزوں' کراماتوں کی برکت سے ڈوبی ہوئی کشتیاں تر جاتی ہیں' اگر خضر علیہ السلام اوپر کا تختہ توڑتے۔ تو موسیٰ علیہ السلام یہ فرماتے کہ آپ سواریوں کو ڈبو دیں گے ۱۰۔ یعنی مجھے یقین ہے کہ کشتی ٹوٹ جانے سے آپ نہ ڈوبیں گے' لیکن کشتی کے دوسرے سوار ڈوب جائیں گے اور دوسروں کو ڈبونا اچھا کام نہیں اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہ فرمایا کہ آپ ڈوب جائیں گے' بلکہ فرمایا کہ کشتی والوں کو ڈبو دیں گے ۱۱۔ مجھے آپ کا عہد لینا اور اپنا یہ وعدہ کچھ بھی یاد نہ رہا شریعت میں بھول چوک پر گناہ نہیں' لہٰذا آپ بھی درگزر فرمائیں' اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو بھول چوک ہو جاتی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ پیر کو چاہیے کہ لوگوں کو ادھر ادھر مرید بنانے پر حریص نہ ہو۔ بلکہ مرید صادق کا امتحان کرے (روح) ۱۲۔ جو خوبصورت' بلند قامت تھا' اس کا نام جیسور تھا بچوں میں کھیل رہا تھا۔ خضر علیہ السلام اسے دیوار کی آڑ میں لے گئے' اور اس کا سر گردن سے اکھیڑ لیا ۱۳۔ یعنی بے گناہ' کیونکہ ابھی وہ نابالغ تھا۔ شریعت کا مکلف نہ تھا' بغیر نفس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر باہوش سمجھ دار بچہ کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ ورنہ موسیٰ علیہ السلام زکیہ کے بعد بغیر نفس نہ فرماتے ۱۴۔ پہلے امراً فرمایا تھا' یہ نکراً فرمایا کیونکہ ٹوٹی کشتی جڑ سکتی

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾

کہا میں نے آپ سے نہ کہا تھا [۱] کہ آپ ہر گز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے [۲]

قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ ۢبَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ

کہا اس کے بعد میں تم سے کچھ پوچھوں تو پھر میرے ساتھ نہ رہنا [۳]

قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَاۤ

بیشک میری طرف سے تمہارا عذر پورا ہو چکا [۴] پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب

اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

ایک گاؤں والے کے پاس آئے [۵] ان دہقانوں سے کھانا مانگا [۶] انہوں نے انہیں

يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ

دعوت دینی قبول نہ کی [۷] پھر دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار پائی کہ گرا چاہتی ہے اس

فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ

بندہ نے اسے سیدھا کر دیا [۸] موسیٰ نے کہا تم چاہتے تو اس پر کچھ مزدوری لے لیتے [۹] کہا یہ

هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ

میری اور آپ کی جدائی ہے [۱۰] اب میں آپ کو ان باتوں کا پھیر بتاؤں گا [۱۱]

تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ

جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا [۱۲] وہ جو کشتی تھی وہ کچھ محتاجوں کی تھی [۱۳]

يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ

کہ دریا میں کام کرتے تھے تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں [۱۴] اور ان کے پیچھے ایک

مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ

بادشاہ تھا کہ ہر ثابت کشتی زبردستی چھین لیتا [۱۵] اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں

اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا

باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر

(بقیہ صفحہ ۴۸۰) ہے مگر مرا آدمی زندہ نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ پہلے سے زیادہ سخت ہے۔

۱۔ یہاں لک فرمایا گیا پہلے لک نہ تھا تا کہ معلوم ہو کہ یہاں عتاب زیادہ ہے ۲۔ اس پورے واقعہ سے معلوم ہوا کہ صاحب شریعت پیغمبر دوسرے پیغمبر کے تبع ہو سکتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام صاحب کتاب ہیں مگر خضر علیہ السلام کی اتباع کے لئے ان کے پاس گئے۔ لہٰذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر آ کر دین محمدی کی پیروی کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ قادیانی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ایک نبی دوسرے نبی کی پیروی نہیں کر سکتا۔ حالانکہ اب دین عیسوی منسوخ ہو چکا ہے' اس وقت دین موسوی منسوخ نہیں ہوا تھا۔ پھر بھی موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے تبع ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام نبی تھے مگر وہاں کی ان کی نبوت کا ظہور نہ تھا۔ یونہی قرب قیامت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا ظہور نہ ہو گا۔ حضور کے امتی ہوں گے ۳۔ اس طرح کہ مجھے اپنی صحبت سے علیحدہ کر دیں' نہ کہ آپ علیحدہ ہو جائیں' کہ یہ ادب کے خلاف ہے ۴۔ یعنی میری جانب سے تین دفعہ غلطی ہو جانے پر آپ مجھے علیحدہ فرمانے میں معذور ہوں گے۔ آپ پر وعدہ خلافی کا اعتراض نہ ہو سکے گا ۵۔ وہ بستی انطاکیہ تھی بڑا شہر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عربی میں شہر کو بھی قریہ کہتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ مہمانی جان پہچان پر موقوف نہیں جو ہم سے ملنے آئے وہ مہمان ہے' اسکا حق ہے ۶۔ یعنی مہمان کا حق' نہ وہ سوال جو شان انبیاء سے دور ہے۔ اسی لئے اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فرمایا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان اپنا حق مہمانی طلب کر سکتا ہے ۷۔ روح البیان میں بحوالہ تفسیر کبیر ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر انطاکیہ والے حضور کی خدمت میں بہت سونا لائے اور عرض کیا کہ حضور یہ سونا قبول فرمالیں اور' ابوا کی ب کو ت بنا دیں تا کہ معنی یہ ہوں جائیں کہ انطاکیہ والے مہمانی لائے اور ہماری بدنامی نہ ہو۔ قبول نہ ہوا۔ فرمایا گیا کہ یہ کلام اللہ کی تحریف ہے ۸۔ وہ دیوار سو ہاتھ اونچی تھی۔ خضر علیہ السلام نے ہاتھ کے اشارہ سے بطور کرامت اسے سیدھا کر دیا۔ یہ دیوار جھک گئی تھی۔ گرنے کے قریب تھی۔ اسی لئے رب نے اَقَامَ' واحد کا صیغہ ارشاد فرمایا۔ اگر دونوں صاحبوں نے اینٹ گارے سے درست کیا ہوتا تو اَقَامَا تثنیہ فرمایا جاتا۔ ۹۔ کیونکہ بے مروتوں کے ساتھ سلوک نہ کرنا چاہیے۔ نیز ہم بھوکے ہیں مزدوری کے پیسے ہمارے کام آتے۔ ۱۰۔ یعنی یہ جدائی کا وقت ہے۔ آپ کا یہ اعتراض جدائی کا سبب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخ مرید کے' استاد شاگردوں کے ایک دو قصوروں کی معافی دیا کرے۔ پہلے ہی قصور پر صحبت سے علیحدہ نہ کر دیا کرے۔ ۱۱۔ یعنی ان کاموں کے راز اور حکمتیں بتاؤں گا تا کہ آپ مطمئن ہو کر جائیں ۱۲۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کی شاگردی کرنے چاہی لیکن کی نہیں۔ نہ اس علم پر بعد میں آپ نے عمل کیا۔ رب تعالیٰ نے ان کو کہہ دیا کہ تم سے زیادہ جاننے والے بندے بھی ہیں۔ ۱۳۔ جس میں وہ مزدوری کرتے تھے' نہ ان کی ملکیت کیونکہ مسکین وہ ہے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو' یا انہیں محتاج کہا گیا' ترحم کے لئے۔ اس لئے آگے ارشاد ہوا يعملون بالبحر غرض یہ کہ یہ آیت امام ابو حنیفہ کے خلاف نہیں ۱۴۔ معلوم ہوا کہ عیب کو رب کی طرف نسبت نہ کرنی چاہیے۔ اسی لئے آپ نے اس کو صرف اپنی طرف نسبت کر کے اردت فرمایا یعنی میں نے چاہا ورنہ سب کچھ رب کی مرضی سے آپ نے کیا تھا ۱۵۔ اور عیب دار کشتی کو چھوڑ دیتا۔ لہٰذا آپ نے کشتی عیب دار کر دی تاکہ ان غریبوں کو بچ رہے' یہ پھر اس کی مرمت کر لیں اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح کے لئے دوسرے

وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ

چڑھادے [۱] تو ہم نے چاہا [۲] کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی

اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ

میں قریب عطا کرے [۳] رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی [۴]

فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا

اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی

صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

تھا [۵] تو آپ کے رب نے چاہا [۶] کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں [۷] اور

كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ؕ

اپنا خزانہ نکالیں آپ کے رب کی رحمت سے [۸] اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا [۹]

ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

یہ پھیر ہے ان باتوں کا جس پر آپ سے صبر نہ ہو سکا [۱۰] اور تم سے ذوالقرنین

عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿۸۳﴾

کو پوچھتے ہیں [۱۱] تم فرماؤ میں تمہیں اس کا مذکور پڑھ کر سناتا ہوں [۱۲]

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾

بے شک ہم نے اسے زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا [۱۳]

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

تو وہ ایک سامان کے پیچھے چلا [۱۴] یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پہنچا [۱۵]

تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ قُلْنَا

اسے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا پایا [۱۶] اور وہاں ایک قوم ملی ہم نے فرمایا

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ

اے ذوالقرنین یا تو تو انہیں عذاب دے [۱۷] یا ان کے ساتھ بھلائی اختیار

ع ۱

(بقیہ صفحہ ۴۸۱) کی چیز میں بلا اس کی اجازت تصرف کرنا جائز ہے' اگر کسی کے گھر میں آگ لگ جاوے تو اس سے بغیر پوچھے کچھ حصہ گرا دینا جائز بلکہ ثواب ہے۔ اس بادشاہ کا نام جلندی بن کرتھا جو اندلس کی بستی قرطبہ کا بادشاہ تھا۔ کشتی کے مزدور اس سے بے خبر تھے۔ معلوم ہوا کہ بادشاہ کو رعایا کی چیز جبراً لینا غصب میں داخل اور حرام ہے۔ مالی جرمانے حرام اور ان کی نیلام خرید ناحرام ہے کہ یہ غیر مالک کی فروخت ہے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اولیاء کو لوگوں کے انجام اور سعادت و شقاوت کا پتہ ہوتا ہے کیونکہ حضرت خضر کو اس بچے کی شقاوت کی خبر تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں وَلَا يَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۲۔ معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے لئے ایک ہی صیغہ جمع کا استعمال ہو سکتا ہے' کیونکہ فاردنا میں جمع سے مراد خضر علیہ السلام اور رب تعالیٰ ہے ۳۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان ماں باپ کو ایک نیک بیٹی عطا کی جو ایک پیغمبر کے نکاح میں آئی اور اس بیٹی کی اولاد میں ستر پیغمبر ہوئے (روح) اس جیسور نامی بچے کی ماں کا نام سوی اور باپ کا نام زہیر تھا۔ خیال رہے کہ خوف کفر پر قتل کر دینا اب کسی ولی یا عالم کو جائز نہیں۔ یہ حضرت خضر کی خصوصیات میں سے تھا ۴۔ جن کے نام احرم اور حریم تھے۔ ان کے آٹھویں باپ کا نام کاشح تھا جو صالح اور سیاح تھا۔ سونا' چاندی اس دیوار کے نیچے دفن تھا جس کے وارث یہ بچے تھے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ باپ کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے وسیلہ کا ثبوت ہوا اور نبی امت کے مثل باپ کے ہیں تو انشاء اللہ حضور کی نیکیاں ہم گنہگاروں کے کام آئیں گی رب فرماتا ہے۔ وَفِىْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ تو نبی کی نیکیوں میں ہمارا بھی حصہ ہے خیال رہے کہ وہ ان بچوں کا آٹھواں باپ تھا جیسا صواعق محرقہ میں ہے' روح البیان میں ہے کہ حرم شریف کے کبوتر اس کبوتری کی اولاد ہیں جس نے ہجرت کی رات غار ثور پر انڈے دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کبوتری کی برکت سے اس کی اولاد کا اتنا احترام فرمایا تو قیامت تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا کتنا احترام ہوگا ۶۔ معلوم ہوا کہ اگر باغ فدک حضور کی میراث اور فاطمہ زہرا کا حق ہوتا تو اللہ تعالیٰ ضرور بی بی فاطمہ کو دلواتا کہ اسے کوئی نہ لے سکتا جب اس نیک باپ کی میراث کی حفاظت کے لئے حضرت خضر کو بھیجا' دیوار بنوا کر اس کو محفوظ کر دیا' تو حضرت فاطمہ کی میراث یونہی ضائع کروادی یہ ناممکن ہے' معلوم ہوا کہ باغ فدک وغیرہ حضور کی میراث تھی ہی نہیں بلکہ وقف تھیں ۷۔ معلوم ہوا کہ یتیم صرف نابالغ کو کہتے ہیں' بالغ یتیم نہیں کہلاتا۔ ۸۔ جو ان بچوں پر رب نے فرمائی ان کے باپ کے وسیلہ سے کہ ایک نبی کو ان کی ٹوٹی ہوئی دیوار ٹھیک کرنے کے لئے بھیجا۔ سبحان اللہ! وسیلہ بڑی اعلیٰ چیز ہے ۹۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے الہام اور اس کی وحی سے کیا۔ خیال رہے کہ خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے مگر حق یہ ہے کہ وہ نبی ہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو ولی کا شاگرد بنانا بہت بعید سا ہے۔ جو لوگ اس آیت کی بنا پر ولی کو نبی سے افضل جانتے ہیں وہ کافر ہیں (مدارک) خضر و الیاس علیہما السلام زندہ ہیں (خازن) ۱۰۔ یہ کہہ کر خضر علیہ السلام نے حسب ذیل وصیتیں فرما کر موسیٰ علیہ السلام کو رخصت کیا۔ تم مخلوق کے نافع بنو۔ مضر نہ بنو' ہمیشہ ہشاش بشاش چہرہ رکھو' منہ چڑھائے نہ رہو' لوگوں کی خوشامد نہ کرو۔ بلاوجہ کہیں نہ جاؤ' زیادہ نہ ہنسو۔ کسی گنہگار کو اس کی توبہ کے بعد عار نہ دلاؤ۔ ہمیشہ اپنی خطا پر رویا کرو۔ آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ آخرت کی فکر رکھو۔ (روح) ۱۱۔ یہود نے بطور امتحان حضور سے پوچھا تھا کہ وہ کون بادشاہ ہے جس نے مشرق و مغرب کی سیر کی' اس پر یہ

حُسْنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ

کرے عرض کی گروہ جس نے ظلم کیا اسے تو ہم عنقریب سزا دیں گے ۱؎ پھر اپنے

اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ

رب کی طرف پھیرا جائے گا وہ اسے بری مار دیگا ۲؎ اور وہ جو ایمان لایا اور نیک

صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا

کام کیا تو اس کا بدلہ بھلائی ہے اور عنقریب ہم اسے آسان کام کہیں

يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ

گے ۳؎ پھر ایک سامان کے پیچھے چلا ۴؎ یہاں تک کہ جب سورج نکلنے کی جگہ پہنچا

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا

اسے ایسی قوم پر نکلتا پایا ۵؎ جن کے لئے ہم نے سورج سے کوئی آڑ نہیں رکھی ۶؎

سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ

بات یہی ہے اور جو کچھ اس کے پاس تھا سب کو ہمارا علم محیط ہے ۷؎ پھر ایک

اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ

سامان کے پیچھے چلا ۸؎ یہاں تک کہ جب دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا ۹؎

مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾

ان سے ادھر کچھ ایسے لوگ پائے کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے ۱۰؎

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ

انہوں نے کہا ۱۱؎ اے ذو القرنین بے شک یاجوج و ماجوج زمین میں فساد مچاتے

فِى الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ

ہیں ۱۲؎ تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ مال مقرر کر دیں اس پر کہ آپ ہم میں

بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ

اور ان میں ایک دیوار بنا دیں ۱۳؎ کہا وہ جس پر مجھے میرے رب نے قابو دیا ہے

(بقیہ صفحہ ۴۸۲) آیت اتری ۱۲۔ ذوالقرنین کا نام اسکندر بن فیلقوس یونانی تھا۔ ساری دنیا کے آپ بادشاہ ہوئے' خضر علیہ السلام آپ کے خالہ زاد بھائی اور وزیر تھے۔ بعض علماء نے آپ کو نبی مانا ہے۔ کل چار بادشاہ تمام دنیا کے مالک ہوئے۔ دو مومن حضرت سلیمان اور سکندر ذوالقرنین دو کافر' بخت نصر اور نمرود۔ ذوالقرنین کی عمر سولہ سو برس ہوئی۔ بیت المقدس کے قریب قریہ زور میں وفات پائی۔ آپ کو ذوالقرنین اسی لئے کہتے ہیں کہ آپ نے سورج کے دونوں قرنوں یعنی مشرق و مغرب کی سیر فرمائی۔ ۱۳۔ یعنی ضروریات سلطنت میں سے ہر ضروری چیز ہم نے انہیں بخشی ۱۴۔ یعنی ایک خاص مقصد لے کر آپ روانہ ہوئے۔ یہاں سبب سے مراد سبب سفر اور سامان سے مراد کوئی خاص مقصد سفر ہے یا سبب سے مراد راستہ ہے ۱۵۔ یعنی جانب مغرب میں آبادی ختم ہونے کی جگہ جس کے آگے آبادی نہ تھی نہ آبادی ہو سکتی تھی کیونکہ برف کی دلدل تھی۔ لہذا یہ آیت سائنس کے خلاف نہیں' زمین و آسمان گول ہیں' سورج کسی وقت درحقیقت ڈوبتا نہیں بلکہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے ۱۶۔ یعنی محسوس یہ ہوا کہ اس سے معلوم ہوا کہ مغرب کی طرف سردی اتنی ہوتی ہے کہ وہاں پانی برف کی دلدل بن گیا ہے یہاں دن رات ایک سال کا ہوتا ہے۔ آفتاب ڈوبتے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دلدل میں ڈوب رہا ہے۔ جیسے سمندر کے مسافر کو سورج پانی میں ڈوبتا معلوم ہوتا ہے ۱۷۔ معلوم ہوا کہ بعض بندے رب کی طرف سے مختار ہوتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے ذوالقرنین کو دونوں چیزوں کا اختیار دیا۔ جسے چاہیں سزا دیں جسے چاہیں بخشیں۔

۱۔ یعنی جو کفر پر قائم رہے گا اور ہماری تبلیغ کے باوجود ایمان نہ لائے گا اسے ہم قتل کریں گے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر و مرتد کو جو دنیا میں سزا مل جاتی ہے یہ آخرت کی سزا میں شمار نہ ہو گی۔ وہاں کی مستقل سزا علیحدہ ہے ۳۔ یعنی اس سے کام آسان لیں گے اور اجرت اچھی دیں گے۔ معلوم ہوا کہ مومن ہر آسانی کا مستحق ہے ۴۔ یعنی وہاں سے واپس ہو کر مشرق کی طرف چلے' ممالک فتح کرنے کے لئے یا چشمہ آب حیات کی تلاش میں' بلکہ روایات میں ہے کہ آپ کو چشمہ آب حیات میسر نہ ہوا خضر علیہ السلام کو میسر ہوا۔ بعض نے کہا کہ سکندر بھی اگرچہ وہاں پہنچ گئے مگر مطلقاً نہ پیا۔ (از خزائن) ۵۔ یعنی مشرق کی جانب وہ جگہ جہاں انسانی آبادی ختم تھی' ورنہ زمین گول ہے' ہر جگہ آفتاب کا مشرق ہے

۶۔ یعنی نہ وہاں کوئی درخت یا عمارت تھی' نہ ان لوگوں کے جسم پر کپڑا۔ زمین وہاں کی اتنی نرم تھی کہ اس پر کوئی عمارت بن نہ سکتی تھی' یہ لوگ دن چڑھے غاروں میں چھپ رہتے اور سورج ڈھلے نکل کر کام کاج کرتے۔ مچھلی گزارہ کرتے تھے ۷۔ یعنی سامان جنگ' بے شمار لشکر' سامان سلطنت' یا حکمرانی کی قابلیت سکندر کے پاس اس قدر تھی کہ اس کو ہم ہی جانتے ہیں' تمہارے وہم و گمان میں نہیں آ سکتا ۸۔ مشرق و مغرب کے درمیان کا راستہ یعنی جانب شمال روانہ ہوئے۔ ۹۔ جہاں جانب شمال انسانی آبادی ختم ہو جاتی تھی وہاں دو بڑے عالیشان پہاڑ دیکھے جن کے اس طرف قوم یاجوج ماجوج آباد تھی۔ دو پہاڑوں کے بیچ کے راستہ سے اس طرف آ کر قتل و غارت کیا کرتی تھی۔ یہ جگہ ترکستان کے مشرقی کنارہ پر واقعہ تھی (روح) ۱۰۔ کیونکہ ان کی بولی عجیب و غریب تھی' نہ وہ کسی کی سمجھتے تھے' نہ ان کی کوئی سمجھتا تھا۔ ان لوگوں نے اشاروں کنایوں سے کچھ کام چلایا۔ ۱۱۔ یا اشاروں سے

[illegible]

فَاَعِیۡنُوۡنِیۡ بِقُوَّۃٍ اَجۡعَلۡ بَیۡنَکُمۡ وَبَیۡنَہُمۡ رَدۡمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوۡنِیۡ

بہتر ہے ۱ تو میری مدد طاقت سے کرو ۲ میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دوں ۳ میرے

زُبَرَ الۡحَدِیۡدِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا سَاوٰی بَیۡنَ الصَّدَفَیۡنِ قَالَ

پاس لوہے کے تختے لاؤ ۴ یہاں تک کہ جب ۵ دیوار دونوں پہاڑوں کے کناروں سے برابر کر

انۡفُخُوۡا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَعَلَہٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوۡنِیۡۤ اُفۡرِغۡ عَلَیۡہِ

دی کہا دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ کر دیا کہا لاؤ میں اس پر گلا ہوا تانبا انڈیل

قِطۡرًا ﴿ؕ۹۶﴾ فَمَا اسۡطَاعُوۡۤا اَنۡ یَّظۡہَرُوۡہُ وَمَا اسۡتَطَاعُوۡا لَہٗ

دوں ۵ تو یاجوج و ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ

نَقۡبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ ہٰذَا رَحۡمَۃٌ مِّنۡ رَّبِّیۡ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّیۡ

کر سکے ۶ کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا وعدہ آئیگا

جَعَلَہٗ دَکَّآءَ ۚ وَکَانَ وَعۡدُ رَبِّیۡ حَقًّا ﴿ؕ۹۸﴾ وَتَرَکۡنَا بَعۡضَہُمۡ

اسے پاش پاش کر دے گا ۷ اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے ۸ اور اس دن ہم انہیں

یَوۡمَئِذٍ یَّمُوۡجُ فِیۡ بَعۡضٍ وَّنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰہُمۡ

چھوڑ دیں گے کہ ان کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا آوے گا ۹ اور صور پھونکا جائیگا تو ہم سب

جَمۡعًا ﴿ۙ۹۹﴾ وَّعَرَضۡنَا جَہَنَّمَ یَوۡمَئِذٍ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ عَرۡضَا ﴿ۙ۱۰۰﴾

کو اکٹھا کر لائیں گے ۱۰ اور ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے لائیں گے ۱۱

الَّذِیۡنَ کَانَتۡ اَعۡیُنُہُمۡ فِیۡ غِطَآءٍ عَنۡ ذِکۡرِیۡ وَکَانُوۡا

وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا اور حق بات

لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ سَمۡعًا ﴿۱۰۱﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ

سن نہ سکتے تھے ۱۲ تو کیا کافر ۱۳ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے

یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا

بندوں کو ۱۴ میرے سوا حمایتی بنا لیں گے ۱۵ بے شک ہم نے کافروں کی

ع ۱۹ / ۲

(بقیہ صفحہ ۴۸۳) دشواری نہ تھی ۱۲۔ یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ بہت شہ زور اور بڑے فسادی تھے۔ اس طرف آکر ان لوگوں کے کھیت و باغات اجاڑ جاتے، خشک چیزیں لے جاتے اور سانپ بچھو تک کھا جاتے تھے۔ انسانوں اور درندوں تک کو کھا لیتے تھے۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ سام، حام، یافث، عرب و روم، سام کی اولاد ہیں۔ حبشی اور قوم نوبہ حام کی اولاد، اور ترک و یاجوج و ماجوج یافث کی اولاد۔ (روح) یاجوج ماجوج ایسے قد آور تھے کہ ان میں لمبے آدمی کا قد ایک سو بیس گز تھا (روح) تمام جسم بالوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ۱۳۔ یعنی مال ہم سے لیں اور انتظام آپ کریں۔ ایسی دیوار بنا دیں جس سے یاجوج ماجوج ادھر نہ آسکیں اور ہم امن میں ہو جائیں

۱۔ یعنی مجھے رب تعالیٰ نے ہر قسم کا سامان اور دولت بخشی ہے، تم سے کچھ لینے کی حاجت نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کے خلاف نہیں۔ اللہ کے مقابل مددگار ڈھونڈنا شرک ہے۔ ذوالقرنین نے اس کام میں رعایا سے مدد مانگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ۳۔ یعنی مال و سامان ہم خرچ کریں گے جسمانی کام تم کرو۔ یا اجرت لے کر یا یونہی رضاکارانہ طور پر دوسرے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ وہ لوگ تو مال دینے پر بھی آمادہ تھے۔ ۴۔ چنانچہ پانی تک بنیاد کھدوائی۔ پگھلے ہوئے تانبے کے پتھر جمائے۔ اور لوہے کے تختے اوپر نیچے چنے جن کے درمیان میں لکڑی اور کوئلہ بھر دیئے، جن میں آگ لگا دی گئی، جس سے لوہا پگھل کر ایک جان ہو گیا، اس طرح وہ دیوار اونچی کر کے پہاڑ کے برابر کر دی گئی ۵۔ تا کہ یہ گلا ہوا تانبہ اس دیوار کا پلاستر بن جاوے۔ جیسے آج کل دیوار پر سیمنٹ ۶۔ یعنی دیوار اونچی اور چکنی ہونے کی وجہ سے وہ چڑھ نہ سکے اور سخت مضبوط ہونے کی وجہ سے سوراخ نہ کر سکے ۷۔ معلوم ہوا کہ ذوالقرنین کو رب تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا کہ قریب قیامت جو واقعہ ہونے والا تھا یعنی اس دیوار کا پاش پاش ہو جانا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، آپ نے اسی وقت ارشاد فرما دیا۔ چنانچہ قریب قیامت ایسا ہی ہو گا ۸۔ حدیث شریف میں ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو کھودتے ہیں، جب قریب ٹوٹنے کے آتی ہے تو کہتے ہیں چلو باقی کل پھر کھودیں گے جب دوسرے دن آتے ہیں تو وہ دیوار پہلے سے زیادہ مضبوط ہوتی ہے بحکم پروردگار، قریب قیامت میں وہ کہیں گے چلو کل توڑیں گے انشاء اللہ، انشاء اللہ کی وجہ سے دوسرے دن انہیں دیوار ویسے ہی ٹوٹی ملے گی۔ جیسی کل چھوڑ گئے تھے۔ چنانچہ وہ اسے گرا لیں گے اور اس طرف آ جائیں گے، بڑا فساد مچائیں گے، سوا بیت المقدس، مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ کے باقی ہر جگہ پہنچیں گے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہلاک ہو گے (خزائن) ۹۔ زیادہ تعداد کی وجہ سے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج قریب قیامت نکلیں گے ۱۱۔ اس طرح کہ دوزخ کافروں کو سامنے نظر آوے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مومنوں کو دوزخ کا پتہ بھی نہ لگے گا۔ ان سے چھپی رہے گی۔ ۱۲۔ کیونکہ ان کے دلوں میں حضور کا بغض تھا جس دل میں قرآن والے محبوب سے الفت نہ ہو، وہاں قرآن کیسے پہنچے ۱۳۔ یہود و نصاریٰ یا تمام کفار ۱۴۔ یعنی حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو یا بتوں کو، کیونکہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں ۱۵۔ خیال رہے کہ دون کے لغوی معنی ہیں قصر (مفردات راغب) یعنی علیحدگی اور کٹ جانا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمُقَصِّرِیۡنَ لہذا من دون اللہ وہ ہے جو خدا سے علیحدہ ہو کٹا ہوا ہو یعنی بے تعلق پھر من دون اللہ دو قسم کے ہیں۔ واقعی، اور کفار کے عقیدے میں واقعی من دون اللہ تو بت وغیرہ ہیں۔ دوسرے من دون اللہ۔

جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ

مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے ۱ تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتادیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل

اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کرکن کے ہیں ان کے جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی

وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں ۲ یہ لوگ جنہوں نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا

اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا ۳ تو ان کا کیا دھرا سب اکارت ہے ۴

نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ

تو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے ۵ یہ انکا بدلہ ہے جہنم

بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ

اس پر کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کی ہنسی بنائی ۶ بیشک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے فردوس کے باغ

جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ

ان کی مہمانی ہے ۷ وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے ان سے جگہ بدلنا نہ

عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ

چاہیں گے ۸ تم فرما دو اگر سمندر میرے رب کی باتوں کیلئے سیاہی

رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ

ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی ۹

جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

اگرچہ ہم ویسا ہی اور اسکی مدد کو لے آئیں ۱۰ تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں ۱۱ تو میں تم جیسا ہوں

(بقیہ صفحہ ۴۸۴) وہ نبی ولی جن میں کفار نے خدائی مان کر رب سے بے تعلق مان لیا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے عقیدے میں۔ لہٰذا یہ انبیاء ان کے عقیدے میں تو من دون اللہ ہیں مگر واقع میں اولیاء اللہ۔ اسی لئے رب نے انبیاء کے اختیار کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا بِاِذْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ نبی کو رب کا بندہ اور اس سے متعلق مانو تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ ادھر سے بے تعلق ہو کر کچھ نہیں کر سکتے۔ بجلی کا تار پاور ہاؤس سے متعلق ہو کر سب کچھ کر سکتا ہے' اس سے کٹ کر کچھ نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ نیز فرماتا ہے۔ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا اور فرماتا ہے۔ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور فرماتا ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ان سب آیات میں دُون بمعنی علیحدہ' جدا اور دور ہے۔

۱۔ قرآن کریم میں اکثر من دون اللہ مردود ان بارگاہ الٰہی پر بولا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ خدا کے پیارے ہیں' اولیاء من دون اللہ وہ بت اور دشمنان خدا ہیں جنہیں مشرکین نے معبود بنا رکھا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ نیز فرماتا ہے۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ان سب آیتوں میں بت ہی مراد ہیں' رب فرماتا ہے۔ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ اور فرماتا ہے۔ اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یہاں دون سے مراد مقابل ہے' اولیاء اللہ اور انبیاء کرام کو اس آیت سے کوئی نسبت نہیں۔ یا آیت کا مقصد یہ ہے کہ مجھے ناراض کر کے میرے نبیوں کو دوست بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ میرے نبیوں' ولیوں کو معبود بناتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت کرنی کفر ہے' خواہ نبی ولی کی پوجا کی جاوے' یا بتوں کی معبود صرف رب تعالیٰ ہی ہے کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدکار سے زیادہ بدنصیب وہ نیک کار ہے جو محنت مشقت اٹھا کر نیکیاں کرے مگر اس کی کوئی نیکی اس کے کام نہ آوے' وہ دھوکے میں رہے کہ میں نیک کار ہوں۔ خدا کی پناہ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں' اور کفر نیکی برباد کر دیتا ہے۔ لہٰذا حضور کی ادنیٰ سی بے ادبی بھی کفر ہے' کیونکہ حضور کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنے پر ضبطی اعمال ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۴۔ معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں برباد ہیں کیونکہ جو شاخ درخت سے کٹ جاوے وہ پانی سے ہری نہیں ہو سکتی۔ جس نے پیغمبر سے رشتہ غلامی توڑ دیا وہ کسی نیکی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ مومن کی معمولی نیکی بھی کار آمد ہے کیونکہ یہ درخت سے وابستہ ہے ۵۔ یا اس طرح کہ ان کفار کے نیک اعمال تولے ہی نہ جائیں گے' ان کے لئے میزان ہو گی ہی نہیں' یا یہ کہ تولے تو جائیں گے مگر ان میں کوئی وزن نہیں ہو گا۔ دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں مگر میزان میں کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے۔ دیکھو' کوفہ کے خوارج بڑے عابد و زاہد تھے' مگر بحکم حدیث اسلام سے خارج ہو گئے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام کفروں سے بڑھ کر کفر نبی کی توہین اور ان کا مذاق اڑانا ہے جس کی سزا دنیا و آخرت میں ملتی ہے۔ خیال رہے کہ اولیاء اللہ اور علماء دین نبی کے نائب ہیں' ان کی توہین در پردہ نبی کی توہین ہے (روح) ۷۔ فردوس' جنت کے تمام طبقوں میں اعلیٰ طبقہ ہے' سب سے اونچا' اس کے اوپر عرش الٰہی ہے جہاں سے اس میں نہریں آتی ہیں۔ مہمانی اس لئے فرمایا کہ وہاں جنتی مومنوں کی خاطر تواضع مہمانوں کی طرح ہو گی' ورنہ وہ لوگ اس کے مالک ہوں گے اور دائمی مالک' ۸۔ جیسے دنیا میں لوگ بری جگہ چھوڑ کر اچھی جگہ لیتے رہتے ہیں' جنت میں ایسا نہ ہو گا' وہاں ہر جگہ اچھی ہو گی ۹۔ شان نزول :۔ ایک بار یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے قرآن کی دو آیتیں آپس میں متقابل ہیں

(بقیہ صفحہ ۴۸۵) ایک جگہ ہے کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا۔ دوسری جگہ ہے کہ جسے حکمت دی گئی اسے بہت خیر دی گئی۔ ہم کو تو حکمت دی گئی۔ پھر ہمیں تھوڑا علم کیسے ملا۔ اسی پر یہ آیت کریمہ اتری۔ جس میں فرمایا گیا کہ مخلوق کا علم کتنا ہی زیادہ ہو لیکن رب کے علم کے مقابل بہت ہی تھوڑا ہے۔ یہاں کلمات الٰہی سے مراد اللہ کا علم، اس کی حکمت ہے، ۱۰۔ یہاں دو سمندروں کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں سات سمندر کا۔ معلوم ہوا کہ رب کے علوم غیر متناہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے علوم رب کے علم کے مقابل وہ نسبت بھی نہیں رکھتے جو قطرے کو سمندر سے ہے کیونکہ وہ متناہی کی متناہی سے نسبت ہے اور یہ متناہی کی غیر متناہی سے۔

يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾

مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے[۱] تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے[۲] اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے[۳]

رکوعاتہا ٦	سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۴۴ — ١٩	اٰیاتہا ٩٨

سورۃ مریم مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۹۸ آیتیں ۷۸۰ کلمے اور ۳۷۸۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كهيعص ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾

یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی[۴] جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا[۵] عرض کی اے میرے رب میری ہڈی کمزور ہو گئی[۶] اور سر سے بڑھاپے کا بھبھوکا پھوٹا[۷] اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا[۸] اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے[۹] اور میری عورت بانجھ ہے[۱۰] تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے[۱۱] وہ میرا جانشین ہو اور اولاد یعقوب کا وارث ہو[۱۲] اور اے میرے رب اسے پسندیدہ کر[۱۳]

بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام اور کلمات اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور کے محامد و اوصاف تحریر سے باہر ہیں۔ ۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ جمال کبریا ہیں اور آئینہ میں تب ہی پورا عکس آتا ہے جب کہ اس کی ایک جانب شفاف ہو اور دوسری جانب مسالہ ہو۔ حضور ایک طرف نور ہیں، دوسری طرف آپ پر بشریت کا غلاف ہے تا کہ مکمل آئینہ ہوں۔ یہاں بشریت والی جانب کا ذکر ہے اور قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ میں دوسری جانب کا۔ قل فرما کر اشارۃً بتایا گیا کہ اپنے کو تواضعاً بشر صرف تم ہی کہہ سکتے ہو۔ دوسرے کو یہ کہہ کر پکارنے کی اجازت نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ۔ بادشاہ اپنی رعایا سے کہے کہ میں تمہارا خادم ہوں تو یہ اس کا کمال ہے۔ مگر دوسرا کہے تو سزا پائے گا۔

۱۔ یعنی میں بشر صاحب وحی ہوں، جیسے کہا جاوے کہ انسان حیوان ناطق ہے ناطق نے انسان کو تمام جانوروں سے ممتاز کر دیا۔ ایسے ہی وحی نے حضور کو تمام انسانوں سے ممتاز کر دیا۔ مثلیت صرف بشریت یعنی ظاہری چہرے مہرے میں ہے جیسے جبریل جب شکل بشری میں آتے تھے تو کپڑے، سفید اور بال سیاہ رکھتے تھے۔ اس کے باوجود وہ نور تھے۔ ایسے ہی حضور ظاہری چہرے مہرے میں بشر، حقیقت میں نور ہیں۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ خیال رہے کہ انبیاء نے اپنے کو ظالم۔ ضال خطا وار وغیرہ فرمایا ہے۔ اگر ہم یہ الفاظ ان کی شان میں بولیں تو کافر ہو جائیں۔ ایسے ہی حضور سے فرمایا گیا کہ اپنے کو بشر کہو۔ اگر ہم برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ کہیں تو بے ایمان ہیں۔ جیسے قرآن میں عربی حروف ہیں مگر بے مثال ہیں لہٰذا کتاب اللہ ہے۔ یونہی حضور میں بشری صفات ہیں پھر بے مثال ہیں لہٰذا رسول اللہ ہیں آپ کی بے مثالیت کو یُوْحٰی اِلَیَّ نے بیان فرمایا ۲۔ یعنی جو رب کا دیدار چاہے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ سب سے کلام فرمائے گا مگر دیدار الٰہی صرف مسلمانوں کو ہو گا ۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی سورہ کہف کی شروع کی دس آیتیں یاد کرے، وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے اور جو کوئی ہفتہ میں ایک بار پوری سورۃ کہف پڑھے تو ایک ہفتہ تک ہر فتنہ سے محفوظ رہے (خزائن) ۴۔ زکریا علیہ السلام رجیم بن سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی اولاد سے ہیں۔ یہ حضرات حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضرت ہارون لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک و صالح بیٹا اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ رب نے اس سورۃ میں فرزند صالح کو رحمت فرمایا۔ خصوصاً جب کہ بڑھاپے میں عطا ہو ۵۔ معلوم ہوا کہ دعا میں آہستگی بہتر ہے، رب فرماتا ہے۔ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً۔ اس دعا کے وقت آپ کی عمر شریف اسی برس تھی۔ اولاد کوئی نہ تھی ۶۔ یعنی میں اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں کہ ہڈی جیسی مضبوط چیز بھی کمزور ہو گئی۔ پھر گوشت و پوست کا کیا پوچھنا۔ خلاصہ یہ کہ بڑھاپے کی کمزوری حد

(بقیہ صفحہ ۴۸۶) کو پہنچ گئی۔ ۷۔ یعنی سر کے تمام بال سفید ہو چکے ہیں۔ کوئی سیاہ نہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بال شریف سفید ہوئے تھے ۸۔ یعنی آج تک تو نے تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مقبول الدعا ہوتے ہیں' اسی لئے ان سے دعائیں کرائی جاتی ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا کے وقت اپنی عجز و معذوری کا ذکر کرنا بہتر ہے۔ دوسرے یہ کہ مولیٰ تعالیٰ کے گزشتہ انعاموں کا ذکر بھی سنت انبیاء اور قبولیت دعا کا ذریعہ ہے گویا اس صورت میں بندہ رب کے کرم کو کرم کا ذریعہ بناتا ہے ۹۔ کہ میرے چچازاد بھائی میرے بعد دین کو بگاڑ دیں گے' کیونکہ وہ لوگ بنی اسرائیل میں بدترین لوگ تھے۔ (روح خزائن) غرضیکہ یہ دعا دین کے لئے ہے ۱۰۔ آپ کی زوجہ کا نام ایشاع بنت فاقوذ ہے۔ آپ حضرت حنہ کی بہن ہیں اور حنہ حضرت مریم کی والدہ ہیں۔ لہٰذا آپ حضرت مریم کی خالہ اور زکریا علیہ السلام بی بی مریم کے خالو ہوئے۔ اس وقت حضرت ایشاع کی عمر بھی ستر برس سے زیادہ تھی۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹے کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے مگر اس لئے کہ وہ توشہ آخرت ہو۔ ہاں بیٹی پیدا ہونے پر غم کرنا کفار کا طریقہ ہے ۱۲۔ علم اور نبوت میں نہ کہ مال میں' کیونکہ انبیاء کا مال میراث نہیں۔ اسی لئے مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد یا نائب کرنے کی کوشش کرنا برا نہیں۔ لہٰذا امیر معاویہ کو اس وجہ سے طعن نہیں کر سکتے کہ انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا ولیعہد کیا۔ کیونکہ یزید کا فسق امیر معاویہ کے بعد ظاہر ہوا۔ ۱۳۔ یعنی اسے نبوت سے سرفراز فرما۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۚ

اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں لہ ایک لڑکے کی جن کا نام یحییٰ ہے اسکے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا ۲

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۚ

عرض کی اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا میری عورت تو بانجھ ہے ۳ اور میں بڑھاپے سے سوکھ جانے کی حالت کو پہنچ گیا

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝۹

فرمایا ایسا ہی ہے ۴ تیرے رب نے فرمایا وہ مجھے آسان ہے اور میں نے تو اس سے پہلے تجھے اس وقت بنایا جب تو کچھ بھی نہ تھا ۵

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝۱۰

عرض کی اے میرے رب مجھے کوئی نشانی دیدے ۶ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات دن لوگوں سے کلام نہ کرے بھلا چنگا ہو کر ۷

فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝۱۱

تو اپنی قوم پر مسجد سے باہر آیا ۸ تو انہیں اشارہ سے کہا کہ صبح و شام تسبیح کرتے رہو ۹

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝۱۲

اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام ۱۰ اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی ۱۱

وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ۝۱۳ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝۱۴

اور اپنی طرف سے مہربانی اور ستھرائی اور کمال ڈر والا تھا ۱۲ اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے والا تھا زبردست نافرمان نہ تھا

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝۱۵

اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا ۱۳

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ

اور کتاب میں مریم کو یاد کرو ۱۴

۱۔ رب تعالیٰ نے بذریعہ فرشتوں کے حضرت زکریا سے یہ فرمایا۔ دوسری جگہ ہے فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے ۲۔ یعنی جیسے ان کا نام بے مثال ہے ایسے ہی ان کے بعض کام بھی بے مثال ہوں گے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ بے مثال تارک الدنیا اور عابد و زاہد تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم لوگ اپنے بچوں کا نام خود رکھتے ہیں مگر نبیوں کے نام رب تعالیٰ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے نام و کام کا کفیل ہوتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ہمارے حضور کے بارے میں فرمایا تھا۔ اِسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ان کا اسم شریف احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم ۳۔ آیا ہم دونوں جوان کئے جاویں گے' یا اسی حالت میں ہی بچہ دیا جائے گا۔ اس میں رب کی قدرت کا انکار نہیں۔ اس کا جواب ملا کہ كَذٰلِكَ یعنی اسی حالت بڑھاپے میں آپ کو فرزند عطا ہوگا ۴۔ یعنی آپ اور آپ کی بیوی صاحبہ بڈھے ہی رہیں گے اور بیٹا عطا ہوگا آپ کی جوانی واپس نہ ہوگی ۵۔ لہٰذا جو نیست کو ہست کر سکتا ہے' وہ بڑھاپے میں اولاد بھی بخش سکتا ہے کوئی تعجب نہیں ۶۔ جس سے مجھے اپنی زوجہ کے حاملہ ہونے کی خبر ہو جائے اور میں اس وقت سے تیرے شکر میں مشغول ہو جاؤں ۷۔ یعنی آپ کی زبان صرف ذکر اللہ کرے گی۔ لوگوں سے کلام نہ کرے گی۔ معلوم ہوا کہ آپ کو گنگ کی بیماری نہ ہوگی کیونکہ انبیاء کرام اس بیماری سے محفوظ ہیں اس لئے سویا فرمایا۔ ۸۔ یعنی آپ مسجد میں اپنے خاص مصلے سے نماز فجر ادا کرنے کے لئے آئے' جہاں نمازی آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے' یہ واقعہ دعا اور بشارت سے بہت عرصہ کے بعد ہوا۔ کیونکہ زکریا علیہ السلام کی دعا بی بی مریم کے لڑکپن میں ہوئی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت مریم کی عمر بیس یا تیرہ سال تھی۔ اس کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام حضرت یحییٰ کے ہم عمر ہیں صرف چھ ماہ بڑے ہیں (روح) ۹۔ معلوم ہوا کہ ایسے موقع پر پیغمبر اشاروں سے بھی تبلیغ فرماتے ہیں' ان کا کوئی وقت تبلیغ سے خالی نہیں ہوتا ۱۰۔ یعنی یحییٰ علیہ

(بقیہ صفحہ ۴۸۷) السلام پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں ہم نے ان سے ' یہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب تعالیٰ کے شاگرد ہوتے ہیں کسی انسان کے نہیں۔ کیوں کہ یہاں کتاب سے مراد توراۃ شریف ہے اور تھامنے سے مراد ان پر پورا عمل کرنا ہے' عمل بغیر علم ناممکن ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ یحییٰ علیہ السلام ان رسولوں میں سے ہیں جنہیں بچپن ہی سے نبوت ملی۔ اس میں زکریا علیہ السلام کی دعا کی قبولیت کا ظہور ہے کہ انہوں نے عرض کیا تھا کہ اسے پسندیدہ کر یعنی نبوت دے' رب نے ان کی ہر بات قبول فرمائی ۱۲۔ یعنی ہم نے یحییٰ علیہ السلام کو بغیر کسی واسطہ کے اپنی طرف سے علم' دل کی نرمی' پاکی و طہارت' تقویٰ و دیانت بخشی اور اپنے والدین کا

إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ
جب اپنے گھر والوں سے پورب کی طرف ایک جگہ الگ گئی [۱] تو ان سے ادھر
مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ
ایک پردہ کر لیا [۲] تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی بھیجا [۳] وہ اس کے
لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ
سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا [۴] بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی
إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ
ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے [۵] بولا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک
غُلَامًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي
ستھرا بیٹا دوں [۶] بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ
بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ
نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں کہا یوں ہی ہے [۷] تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ
هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ
مجھے آسان ہے اور اسلئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے
أَمْرًا مَقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾
ایک رحمت اور یہ کام ٹھہر چکا ہے [۸] اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر اسے لئے ہوئے ایک دور جگہ میں
فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي
چلی گئی [۹] پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا [۱۰] بولی ہائے کسی طرح میں اس
مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادَاهَا مِنْ
سے پہلے مر گئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی [۱۱] تو اسے اس کے تلے سے پکارا
تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾
[۱۲] کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہا دی ہے [۱۳]

خدمت گزار بنایا۔ چنانچہ آپ سے کبھی کوئی گناہ صادر نہ ہوا۔ یہ تمام صفات آپ کو تین سال کی عمر میں حاصل ہوئیں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حضرت زکریا اپنی ولادت' زندگی' وفات' قبر' حشر' غرضیکہ ہر جگہ اللہ کی امان میں رہتے ہیں یحییٰ علیہ السلام کو بوقت ولادت شیطان نے نہ چھوا جیسا کہ عام بچوں کو چھوتا ہے (روح) ۱۴۔ یعنی ہم مریم کا واقعہ قرآن میں اتارتے ہیں' آپ ان لوگوں کو پڑھ کر سنائیں تا کہ بی بی مریم کی عصمت و پاکدامنی کا ڈنکا دنیا کے گوشے گوشے میں بج جائے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ قرآن کریم نے حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہ لیا۔ مریم کے معنی ہیں عابدہ' خادمہ آپ بچپن شریف سے بیت المقدس کی خادمہ اور وہاں کی عابدہ تھیں۔

۱۔ اپنی خالہ ایشاع کے مکان سے بیت المقدس کی شرقی جانب غسل خانہ میں غسل کے لئے گئیں (روح البیان) یا بیت المقدس کے شرقی حصہ میں علیحدہ عبادت کرنے تشریف لے گئیں (خزائن) ۲۔ غسل کے لئے یا عبادت کے لئے تا کہ انہیں کوئی نہ دیکھ سکے۔ اس وقت حضرت مریم کی عمر تیرہ یا بیس سال تھی

۳۔ یعنی حضرت جبریل جن پر روحانیت کا غلبہ ہے یا جو روح اللہ کے ساتھی ہیں' یا جو روح یعنی وحی لانے پر مقرر ہیں' یا جو روح بخشتے ہیں کہ ان کے دم سے عیسیٰ علیہ السلام ہوئے اور ان کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک سے سامری کے بچھڑے میں جان پڑی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بشر آدمی کے بشرہ اور ظاہری شکل کو کہتے ہیں جب حضرت جبریل بشری شکل میں نمودار ہوئے تو ان کی ملکی حقیت بدل نہ گئی تھی۔ جیسے حضور علیہ الصلوۃ بشر ہیں صورۃً نور ہیں۔ حقیقتہً' صورت اور حقیقت میں فرق ہے ۵۔ تو یہاں سے چلا جا کیونکہ میں غسل خانہ میں تنہا ہوں۔ آپ اس وقت غسل سے فارغ ہو کر کپڑے پہن چکی تھیں۔ اس کلام سے آپ کی انتہائی پاکدامنی اور تقویٰ کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے چیخ کر کسی اور کو آواز نہ دی بلکہ رب تعالیٰ کی پناہ پکڑی تا کہ اس واقعہ کی کسی کو خبر نہ ہو ۶۔ معلوم ہوا کہ جبریل علیہ السلام باذن الٰہی بیٹا دے سکتے ہیں۔ اسی طرح حضور کی بارگاہ سے اولاد اور تمام رب کی نعمتیں ملتی ہیں۔ اس سے پتہ لگا کہ رب کی نعمتوں کو بندے کی طرف نسبت کر سکتے ہیں لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اولاد' ایمان' عزت' جنت دیتے ہیں۔ حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت مانگتا ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتوں سے پردہ نہیں کہ وہ انسان نہیں۔ دیکھو حیوانات سے پردہ نہیں۔ ۷۔ کہ تمہیں بغیر مرد کے چھوئے بیٹا عطا ہو' تا کہ رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر ہو ۸۔ لہٰذا اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی (خیال رہے کہ تقدیر معلق میں تبدیلی ہو جاتی ہے مگر مبرم میں نہیں) یہ کہہ کر حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونک دیا جس سے آپ حاملہ ہو گئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ

(بقیہ صفحہ ۴۸۸) بزرگوں کے دم میں تاثیر ہے۔ نیز اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش نطفہ سے نہیں' نہ ماں کے نہ باپ کے' دوسرے یہ کہ آپ ایک حیثیت سے بشر اور دوسری حیثیت سے روح ہیں۔ اسی لئے آپ کو روح اللہ کہا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ چونکہ آپ فرشتہ کی پھونک سے پیدا ہوئے' لہٰذا آپ کی پھونک میں مردہ زندہ کرنے' بیمار اچھا کرنے' مٹی میں جان ڈالنے کی تاثیر تھی۔ چوتھے یہ کہ اصل کا اثر فرع میں بھی آتا ہے۔ حضرت جبریل کا اثر آپ میں تھا۔ وہ روح الامین ہیں تو آپ روح اللہ ۹۔ شہر ایلیا سے ٦ میل دور بیت اللحم کے جنگل میں آپ راتوں رات چھپ کر نکل گئیں کیونکہ وضع حمل کے آثار ظاہر ہو گئے تھے اور آپ کسی سے یہ راز شرم کی وجہ سے کہہ نہ سکتی تھیں۔ ہمارے حضور بے شب معراج جبریل نے عرض کیا کہ اس جگہ دو رکعت نماز پڑھ لیں یہ حضرت عیسیٰ کی جائے پیدائش ہے (نسائی' بیہقی از روح البیان) میں نے اس جگہ کی زیارت کی ہے۔ ۱۰۔ یہ درخت خشک تھا۔ پتے' شاخیں' کچھ نہ تھیں' صرف ڈنڈ رہ گیا تھا اسی لئے قرآن کریم نے جذع النخلۃ فرمایا نخل نہ فرمایا۔ آپ اس جڑ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں' درد کی شدت تھی ۱۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم کے حاملہ ہونے اور وضع حمل میں دراز فاصلہ تھا۔ فوراً وضع حمل نہ ہوا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ سوائے یوسف نجار کے کسی اور کو اس حمل کی اطلاع نہ تھی حضرت مریم سے ایک دن حضرت یحییٰ کی والدہ نے کہا کہ جب میں تمہارے سامنے آتی ہوں تو میرے پیٹ کا بچہ تمہارے پیٹ کے بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ ۱۲۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جنگل کے نشیبی حصہ سے حضرت مریم کو پکار کر فرمایا ۱۳۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایڑی یا حضرت جبریل علیہ السلام کے پر سے پیدا ہوئی۔ لہٰذا اس کا پانی شفا ہے جیسے آج آب زمزم۔

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا

اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا ۱ تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی ۲

جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ

تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ ۳ پھر اگر تو کسی

الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا ۴ میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے ۵

فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾ ۚ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۭ

تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی ۶ تو اسے گود میں لے اپنی قوم کے پاس آئی

قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـــًٔا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ

۷ بولے بیشک اے مریم تو نے بہت بری بات کی ۸ اے ہارون کی بہن ۹

مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾ ښ

تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ

اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا ۱۰ وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے

صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ڜ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ

میں بچہ ہے ۱۱ بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ اس نے مجھے کتاب دی ۱۲ اور مجھے غیب

نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ ۙ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ

کی خبریں بتانے والا نبی کیا ۱۳ اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں ۱۴ اور مجھے

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ ښ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ

نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی ۱۵ جب تک جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے

وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ

والا ۱۶ اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا ۱۷ اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن

۱۔ جہاں آپ دردزہ کے وقت بیٹھیں تھی۔ وہاں کھجور کا ایک گھنا ہوا درخت خشک ڈنڈ تھا۔ فرمایا گیا کہ اسے ہلاؤ تمہارے ہاتھ کی برکت سے ابھی یہ ڈنڈ ہرا ہو گا ابھی بار آور ہو گا ابھی اس کے پھل پک کر تم پر گریں گے تم کھا لینا۔ آپ کا ہاتھ اس لئے لگوایا تا کہ معلوم ہو کہ ولی کے ہاتھ کی برکت سے سوکھے ڈنڈ ہرے ہو جاتے ہیں تو ان کی نظر سے خشک دل بھی ہرے ہو جائیں گے ۲۔ اس میں ولیہ کی کرامت کا ثبوت ہے' یا نبی کا ارہاص ہے کیونکہ خشک درخت سے پھل گرنا عجیب بات ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولادت کے وقت عورت کو کھجوریں کھلائی جائیں تو اس سے مشکل آسان ہوتی ہے' اب بھی دردزہ میں میں چھوہارے دم کر کے عورت کو کھلائے جاتے ہیں' اس کی اصل یہ آیت کریمہ ہے ۳۔ یعنی کھجوریں کھاؤ' پانی پیؤ اور اپنے خوبصورت فرزند سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرو۔ فرزند کو قرۃ العین کہتے ہیں' اس کی اصل یہ آیت ہے ۴۔ یعنی اشارے سے، کیونکہ اس زمانے میں چپ کے روزے میں بولنا حرام تھا۔ یعنی اگر تم سے کوئی پوچھے کہ یہ بچہ کیسے ہو گیا تو اشارے سے کہہ دینا کہ میرا روزہ ہے میں نہ بولوں گی۔ ۵۔ یعنی آج روزہ رکھ لیا ہے خاموشی کا اور اے مریم ابھی سے روزہ شروع کر دو۔ خیال رہے کہ حضرت مریم نے صبح سے پہلے کھجوریں کھائی اور پانی پیا تھا صبح سے انہیں روزہ رکھوا دیا گیا کہ نہ کچھ کھائیں' نہ کسی سے بولیں۔ لہٰذا اس میں جھوٹ کی تعلیم نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہلوں کا جواب خاموشی ہے ٦۔ اس دین میں چپ کا روزہ بھی ہوتا تھا مگر ہماری شریعت میں یہ منسوخ ہے' اور فَقُوْلِيْ سے مراد اشارۃ" کہنا ہے نہ کہ زبان سے کہنا ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بی بی مریم نفاس اور کمزوری سے محفوظ

وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ

میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں لے یہ ہے

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾

عیسیٰ مریم کا بیٹا لے سچی بات ۳ے جس میں شک کرتے ہیں ٤ے

مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى

اللہ کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنا بچہ ٹھہرائے پاکی ہے اس کو جب کسی کام کا حکم

اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ

فرماتا ہے تو یوں ہی کہ اس سے فرماتا ہے ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے ۵ے اور عیسیٰ نے کہا بیشک اللہ

رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ

رب ہے میرا اور تمہارا تو اس کی بندگی کرو یہ راہ سیدھی ہے ٦ے پھر جماعتیں آپس میں

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ

مختلف ہو گئیں ۷ے تو خرابی ہے کافروں کے لئے ایک بڑے دن کی

مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا

حاضری سے ۸ے کتنا سنیں گے اور کتنا دیکھیں گے ۹ے جس دن ہمارے پاس حاضر ہوں

لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ وَاَنْذِرْهُمْ

گے مگر آج ظالم کھلی گمراہی میں ہیں اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے

يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا

کے دن کا ۱۰ے جب کام ہو چکے گا ۱۱ے اور وہ غفلت میں ہیں اور نہیں مانتے

يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَ

۱۲ے بیشک زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب کے وارث ہم ہوں گے ۱۳ے اور وہ ہماری

اِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾ ۧ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ڛ اِنَّهٗ كَانَ

ہی طرف پھریں گے ۱٤ے اور کتاب میں ابراہیم کو یاد کرو بیشک وہ صدیق تھا ۱۵ے

(بقیہ صفحہ ٤٨٩) رہیں ورنہ عورتیں بعد ولادت چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوتیں اور آپ فوراً اپنی قوم کے پاس بچہ کو لے کر تشریف لے آئیں کیونکہ ان کھجوروں اور اس غیبی پانی نے شفاء' صحت' قوت' سب کچھ بخش دی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے شفا اور قوت ملتی ہے۔ ۸ے یہ واقعہ ظہر کے وقت ہوا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت رات کے وقت ہوئی' اس وقت آپ آدھے دن کے تھے' اس میں اور بھی چند قول ہیں (روح) ۹ے ہارون سے مراد یا نبی اسرائیل کا ایک نیک آدمی ہے جو نیکی اور پرہیزگاری میں مشہور تھا' نام اس کا ہارون تھا' یعنی اے ہارون جیسی نیک بی بی' یا حضرت مریم کے علاقاتی بھائی کا نام ہارون تھا جو نہایت نیک تھا۔ تھا۔ یا اس سے ہارون علیہ السلام مراد ہیں آپ چونکہ ان کی اولاد میں تھیں' تو انہیں ہارون کی بہن کہہ دیا گیا جیسے عرب والے نبی تمیم کو اخا تمیم کہہ دیتے ہیں' ورنہ حضرت ہارون اور بی بی مریم میں ایک ہزار آٹھ سو برس کا فاصلہ ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰ے یعنی اس بچہ سے پوچھو۔ آپ نے گھبرا کر یہ اشارہ کر دیا اور اصل بات فرمانی بھول گئیں ۱۱ے یعنی پالنے میں جھولنے کے لائق بچہ ہے ورنہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اپنی والدہ کی گود میں تھے نہ کہ پالنے میں مطلب یہ ہے کہ اے مریم! کیا تم ہم سے مذاق کر رہی ہو کہ ایسی بات کہتی ہو ۱۲ے یعنی انجیل شریف' معلوم ہوا کہ آپ نزول انجیل سے پہلے انجیل سے خبردار تھے' جیسے کہ ہمارے حضور نزول قرآن سے پہلے قرآنی احکام سے باخبر تھے اسی لئے آپ وحی آنے سے پہلے عابد' زاہد' پاکباز تھے خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تیس سال کی عمر میں رسالت ملی۔ لہٰذا آپ کی نبوت رسالت سے پہلے ہے (روح) ۱۳ے اس سے معلوم ہوا کہ نبی عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں قرآن کریم کا فرمانا ہے مَاكُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ اس میں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی' یعنی آپ عقل سے نہ جانتے تھے۔ دیکھو عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی اللہ کی توحید' اپنی رسالت' نیک اعمال' معاملات کی کیسی نفیس تقریر فرمائی ۱٤ے یعنی ہر جگہ لوگوں کو برکتیں پہنچانے والا' ان کے لئے نافع اور معلم خیر ہوں۔ معلوم ہوا کہ نبی کی ذات شریف اور نام سے برکتیں نصیب ہوتی ہیں ۱۵ے یعنی بدن اور نفس کی پاکی کیونکہ انبیاء پر مالی زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی اور عیسیٰ علیہ السلام نے تو کبھی مال جمع ہی نہ کیا' ان پر زکوٰۃ کیسی۔ خیال رہے کہ یہاں جینے سے مراد زمین پر جینا ہے ورنہ آسمان میں آپ پر نماز فرض نہیں ۱٦ے معلوم ہوا کہ آپ بے باپ کے پیدا ہوئے ورنہ آپ فرماتے کہ ماں باپ سے بھلائی کرنے والا' اس لئے آپ کو قرآن میں عیسیٰ بن مریم فرمایا گیا ہے ۱۷ے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بدعقیدگی' بدعملی' بدخلقی' سخت دلی سے معصوم ہوتے ہیں کیونکہ بدعقیدہ بدعمل بدبخت ہوتے ہیں۔

ا ے معلوم ہوا کہ نبی' ولادت' زندگی' وفات' حشر ہر جگہ اللہ کے امن میں رہتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حضرات اپنے انجام سے خبردار ہوتے ہیں' جو کہے کہ حضور کو اپنی بھی خبر نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہو گا وہ ان آیتوں کا منکر ہے خیال رہے کہ آپ نے سب سے پہلے اپنی عبدیت کا ذکر فرمایا کیونکہ لوگ عنقریب آپ کو اللہ کا بیٹا کہنے والے تھے اس کی تردید کی نیز آپ نے اپنی ماں کی پاکدامنی کا ذکر نہ فرمایا کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسا ستھرا بیٹا طیبہ طاہرہ ماں کے شکم سے ہی ہو سکتا ہے کیونکہ ناجائز بچہ بلکہ حرامی کی نسل میں کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ نبوت تو بہت اعلیٰ ہے ورنہ الزام لگا تھا ماں کو اور آپ نے تعریف کی اپنی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے

باقی ص ٩٦٥ پر

صِدِّيۡقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا

(نبی) غیب کی خبریں بتاتا جب اپنے باپ سے بولا ا؎ اے میرے باپ کیوں ایسے کو

لَا يَسۡمَعُ وَلَا يُبۡصِرُ وَلَا يُغۡنِىۡ عَنۡكَ شَيۡـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ

پوجتا ہے جو نہ سنے نہ دیکھے اور نہ کچھ تیرے کام آئے ۲؎ اے میرے باپ

اِنِّىۡ قَدۡ جَآءَنِىۡ مِنَ الۡعِلۡمِ مَا لَمۡ يَاۡتِكَ فَاتَّبِعۡنِىۡۤ اَهۡدِكَ

بیشک میرے پاس وہ علم آیا جو تجھے نہ آیا ۳؎ تو تو میرے پیچھے چلا آ ۴؎ میں تجھے

صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّيۡطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ

سیدھی راہ دکھاؤں اے میرے باپ شیطان کا بندہ نہ بن ۵؎ بیشک شیطان

كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اَنۡ يَّمَسَّكَ

رحمٰن کا نافرمان ہے ٦؎ اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کا

عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَكُوۡنَ لِلشَّيۡطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ

کوئی عذاب پہنچے ۷؎ تو تو شیطان کا رفیق ہو جائے بولا کیا

اَرَاغِبٌ اَنۡتَ عَنۡ اٰلِهَتِىۡ يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ۚ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ

تو میرے خداؤں سے منہ پھیرتا ہے اے ابراہیم بیشک اگر تو باز نہ آیا ۸؎

لَاَرۡجُمَنَّكَ وَاهۡجُرۡنِىۡ مَلِيًّا ﴿۴٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيۡكَ ۚ

تو میں تجھے پتھراؤ کروں گا اور مجھ سے زمانہ دراز تک بے علاقہ ہو جا۔ کہا بس تجھے سلام ہے ۹؎

سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّىۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِىۡ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعۡتَزِلُكُمۡ

قریب ہے کہ ۱۰؎ میں تیرے لئے اپنے رب سے معافی مانگوں گا ۱۱؎ بیشک وہ مجھ پر مہربان ہے اور

وَمَا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَاَدۡعُوۡا رَبِّىۡ ۖ عَسٰۤى

میں ایک کنارے ہو جاؤں گا تم سے اور ان سب سے جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو ۱۲؎ اور اپنے رب کو پوجوں گا

اَلَّاۤ اَكُوۡنَ بِدُعَآءِ رَبِّىۡ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعۡتَزَلَهُمۡ وَمَا

قریب ہے کہ میں اپنے رب کی بندگی سے بدبخت نہ ہوں ۱۳؎ پھر جب ان سے اور اللہ کے

ا۔ یہاں باپ سے مراد چچا آزر ہے نہ کہ حقیقی والد یعنی تارخ اور چچا کو عرف میں باپ کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک حضور کے آباء و امہات میں کوئی مشرک نہیں ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ہم آپ کے نور کی گردش کو پاک پشتوں اور پاک شکموں میں دیکھ رہے ہیں ۲۔ یعنی دین و دنیا میں تیری مشکل کشائی نہ کر سکے جو اللہ کی صفت ہے' ورنہ پتھر' لوہا دنیا میں بہت کام آتے ہیں' ان سے بڑے فائدے پہنچتے ہیں' وہ ہمارے خادم ہیں نہ کہ ہمارے رب' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ لہٰذا تو مجھ سے علم حاصل کرنے میں شرم و عار نہ کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جاہل باپ' عالم بیٹے کی شاگردی کرنے اور عامی باپ' صوفی صافی' فرزند کے مرید ہونے میں نہ شرمائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے علم لدنی ہوتے ہیں اور وہ دنیا کو سکھانے آتے ہیں سیکھنے نہیں آتے ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کے والد اگرچہ ابوۃ کے لحاظ سے بڑے ہوتے ہیں مگر نبی کے امتی اور تابعدار ہوتے ہیں ۵۔ یعنی کفر کر کے شیطان کی پوجا نہ کر۔ خیال رہے کہ کافر و مشرک اپنے کفر و شرک میں شیطان کی عبادت کر کے اس کا بندہ یا مطیع ہوتا ہے۔ یہاں بندہ بمعنی بندگی کرنے والا ہے نہ کہ بمعنی مخلوق۔ کہ اس معنی سے خود شیطان اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے ٦۔ کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ اور نافرمان کی اطاعت نافرمان بنا دیتی ہے۔ نعمت سے محروم کر کے مشقت و عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے ۷۔ اگر تو میرے دامن میں پناہ نہ لے، معلوم ہوا کہ پیغمبر کا دامن عذاب الٰہی سے پناہ کی جگہ ہے' ان آیات سے معلوم ہوا کہ کافر باپ یا کافر بیٹے کو ابا جان یا بیٹا کہہ کر پکارنا جائز ہے' ان کے شرعی حقوق پدری بھی ادا کرنے ضروری ہیں لیکن دل سے انہیں اپنا دوست نہ سمجھے اور انہیں ہدایت کرتا رہے۔ ۸۔ میرے بتوں کو برا کہنے اور مجھے توحید کی تبلیغ کرنے سے ۹۔ یعنی تجھے دور سے ہی سلام ہے' مسئلہ کافر کو سلام کرنا منع ہے کیونکہ سلام میں مغفرت یا جنتی ہونے کی دعا ہوتی ہے اور کافر کے لئے دعا مغفرت حرام ہے' رب فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ یہ سلام تحیت نہ تھا بلکہ متارکت تھا۔ اظہار ناراضگی کے لئے ۱۰۔ نماز تہجد کے وقت یا کسی اور قبولیت دعا کے موقعہ پر تیرے لئے دعا کروں گا۔ معلوم ہوا کہ بیٹے کا باپ کے ساتھ بڑا سلوک یہ ہے کہ اس کو کوشش سے یا دعا سے ہدایت پر لائے۔ ۱۱۔ اس طرح کہ میرے مولیٰ میرے باپ کو ایمان کی توفیق دے تاکہ وہ مومن ہو کر مغفرت کا مستحق ہو جائے ورنہ کافر کے لئے یہ دعا منع ہے ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اسلام میں تقیہ حرام ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنا دین نہ چھپایا۔ دوسرے یہ کہ بدمذہبوں کے ساتھ نشست و برخاست منع ہے کہ حضرت ابراہیم کافر چچا سے علیحدہ ہو گئے ۱۳۔ یعنی بتوں کے پجاری بدبخت ہوتے ہیں' اللہ کا عابد خوش نصیب' اس سے معلوم ہوا کہ عبادت الٰہی سے بدنصیبی دور ہوتی ہے خوش نصیبی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا کوئی مسلمان اپنے کو بدبخت یا بدنصیب نہ کہے' اگر ہم بدنصیب ہوتے تو ہم کو حضور کا کلمہ نصیب نہ ہوتا۔

؎ سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی ☆ سلام اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی

ا۔ اس طرح کہ شہر بابل سے شام کی طرف ہجرت فرما گئے اس سے یہ معلوم ہوا کہ تقیہ بری چیز ہے کہ آپ تقیہ فرما کر بابل میں نہ رہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک بیٹا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے' دوسرے یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رب نے اتنی دراز عمر عطا فرمائی کہ انہوں نے اپنے پوتے یعقوب علیہ السلام کو دیکھا تیسرے یہ کہ ہجرت مقبول کی برکت سے اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتیں بھی مہاجر کو عطا فرماتے ہیں خیال رہے کہ اسماعیل علیہ السلام' حضرت اسحاق علیہ السلام سے بڑے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت اسحاق بہت سے انبیاء کے والد ہیں' اس لئے انہیں خصوصیت سے بیان فرمایا ۳۔ بہت مالدار اور انبیاء کرام کا والد ہونا' خانہ کعبہ کی تعمیر کا شرف' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی اولاد میں ہونا' غرض کہ بے شمار خصوصی رحمتیں ۴۔ کہ یہودی' عیسائی' داؤدی مسلمان سارے دین والے آپ کی تعریف کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض مشرکین بھی آپ کو کرشن کہہ کر آپ کا احترام کرتے ہیں۔ مجھ سے خود ایک مذہبی ہندو نے کہا کہ جنہیں تم ابراہیم کہتے ہو انہیں ہم کرشن جی کہتے ہیں اور حضرت اسماعیل کو ارجن ۵۔ موسیٰ علیہ السلام یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اسی لئے ان کا ذکر حضرت اسماعیل علیہ السلام سے پہلے فرمایا تاکہ دادے' پوتے کے ذکر میں فاصلہ نہ ہو۔ ورنہ حضرت اسماعیل موسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے ہیں ۶۔ رسول تو ہمارے اور نبی مخلوق کے' اس لئے رسول کو نبی پر مقدم فرمایا۔ خیال رہے کہ رسالت کا تعلق خالق سے اور نبوت کا خلق سے ہے (از روح البیان وغیرہ) ۷۔ طور' مصر و مدین کے راستہ میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام کو اپنی زوجہ بی بی صفورا کو مدین سے مصر لاتے ہوئے نبوت بخشی گئی۔ ندا یہ تھی يٰمُوْسٰٓى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ ایمن سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی داہنی جانب ہے' مصر آتے ہوئے یا ایمن کے معنی برکت والی جانب ۸۔ بلا واسطہ جبریل کلام فرمایا۔ اسی لئے آپ کا لقب کلیم اللہ ہوا۔ خیال رہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو راز کی باتیں رب نے فرمائیں وہ سب حضور کو بتا دیں اور جو حضور سے معراج میں راز و نیاز فرمائے وہ کسی کو نہ بتائے بلکہ ارشاد فرمایا۔ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى معلوم ہوا کہ سب باہر کے دوست ہیں حضور درون سرا ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ ہارون علیہ السلام کو نبوت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے عطا ہوئی اس سے اللہ کے پیاروں کی عظمت کا پتہ لگا کہ ان کی دعا سے وہ نعمت ملتی ہے جو بادشاہوں کے خزانوں میں نہ ہو۔ تو ان کی دعا سے اولاد یا دنیا کی دیگر نعمتیں مل جائیں تو کیا مشکل ہے ۱۰۔ جو ابراہیم علیہ السلام کے بڑے فرزند اور آپ کے جد امجد ہیں ۱۱۔ آپ نے رب سے اور مخلوق سے جو وعدے کئے تمام پورے کئے۔ سارے نبی سچے وعدے والے ہوتے ہیں مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام اس وصف میں بہت مشہور تھے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں آتا ہوں' آپ یہاں ٹھہریں تو آپ اس کے انتظار میں تین دن اسی جگہ ٹھہرے رہے' ذبح کے وقت صبر کا وعدہ پورا فرمایا ۱۲۔ سب اولاد و خدام کو اور ساری قوم جرہم کو ۱۳۔ معلوم ہوا کہ اپنے بال بچوں کو نماز کا حکم دینا رب کو بڑا پیارا اور سنت انبیاء ہے۔ جو خود تو نمازی ہو مگر اپنی اولاد کو نمازی نہ بنائے اس کی پکڑ کا اندیشہ ہے ۱۴۔ ادریس علیہ السلام کا نام شریف اخنوخ ہے' آپ نوح علیہ السلام کے پردادا ہیں اور شیث علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔ نوح علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ (ادریس) بن برد بن سلوس بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام' ادریس علیہ السلام نے سب سے پہلے قلم سے لکھا' سلے کپڑے پہنے' ترازو پیمانے بنائے' ہتھیار باندھے'

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ

سو ان کے معبودوں سے کنارہ کر گیا ۱؎ ہم نے اسے اسحاق اور

يَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ

یعقوب عطا کئے ۲؎ اور ہر ایک کو غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا اور ہم نے انہیں

رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ ع وَاذْكُرْ

اپنی رحمت عطا کی ۳؎ اور ان کے لئے سچی بلند ناموری رکھی ۴؎ اور کتاب میں

فِی الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ؗ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا

موسیٰ کو یاد کرو ۵؎ بیشک وہ چنا ہوا تھا اور رسول تھا غیب کی خبریں بتانے والا ۶؎

نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ

اور اسے ہم نے طور کی داہنی جانب سے ندا فرمائی ۷؎ اور اسے اپنا راز کہنے کو

نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾

قریب کیا ۸؎ اور اپنی رحمت سے اسے اس کا بھائی ہارون عطا کیا غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) ۹؎

وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ؗ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ

اور کتاب میں اسماعیل کو یاد کرو ۱۰؎ بے شک وہ وعدہ کا سچا تھا ۱۱؎

الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ ۚ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ

اور رسول تھا غیب کی خبریں بتاتا اور اپنے گھر والوں کو

بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾

نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا ۱۲؎ اور اپنے رب کو پسند تھا

وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ؗ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ ۙ

اور کتاب میں ادریس کو یاد کرو ۱۳؎ بیشک وہ صدیق تھا غیب کی خبریں دیتا

وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھا لیا ۱۵؎ یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ۱۶؎

(بقیہ صفحہ ۴۹۲) قابیل کی اولاد سے جہاد کیا۔ علم حساب ایجاد فرمایا (خزائن، وح) ۱۵۔ یعنی موت دے کر پھر زندہ فرما کر اسی جسم سے جنت میں پہنچا دیا۔ خیال رہے کہ چار نبی زندہ ہیں۔ دو زمین پر حضرت خضر و الیاس علیہما السلام اور ایک آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک جنت میں حضرت ادریس علیہ السلام ۱۶۔ لہٰذا ان کے ساتھ رہو۔ رب فرماتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔

ا۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام، نوح علیہ السلام کے پوتے، اور آپ کے اس فرزند کی اولاد میں سے ہیں جو کشتی میں سوار تھے، یعنی سام ۲۔ حضرت اسحاق و اسماعیل ۳۔

عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ
غیب کی خبریں بتانے والوں میں سے آدم کی اولاد سے اور ان میں جن کو ہم

حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ
نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا ۱ اور ابراہیم ۲ اور یعقوب کی اولاد سے ۳

وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ
اور ان میں سے جنہیں ہم نے راہ دکھائی اور چن لیا جب ان پر رحمٰن کی آیتیں پڑھی جائیں ۴

الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ
گر پڑتے سجدہ کرتے اور روتے ۵ اور ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے ۶

خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ
جنہوں نے نمازیں گنوائیں ۷ اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ

يَلْقَوْنَ غَيًّا ۙ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
میں غی کا جنگل پائیں گے ۸ مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۹

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ۙ
تو یہ لوگ جنت میں جائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا جائے گا ۱۰

جَنّٰتِ عَدْنِ ۣ الَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ
بسنے کے باغ جن کا وعدہ رحمٰن نے ۱۱ اپنے بندوں سے غیب میں کیا ۱۲

اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا
بے شک اس کا وعدہ آنے والا ہے وہ اس میں کوئی بیکار بات نہ سنیں گے ۱۳

اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ تِلْكَ
مگر سلام ۱۴ اور انہیں اس میں ان کا رزق ہے صبح و شام ۱۵ یہ وہ

الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝
باغ ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے کریں گے جو پرہیزگار ہے ۱۶

موسیٰ و ہارون و زکریا و یحییٰ و عیسیٰ علیہم السلام۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ نیک اولاد سے ماں، باپ کو شرف حاصل ہوتا ہے ۴۔ جو آیات کہ ان پیغمبروں کی کتب میں تھیں، جب وہ پڑھی جاتی تھیں تو ہدایت والے لوگ روتے ہوئے سجدوں میں گر جاتے تھے۔ لہٰذا اے مسلمانو تم بھی سجدہ کرو تاکہ ان کی نقل ہو اس لئے یہاں مسلمانوں پر سجدہ واجب ہے، معلوم ہوا کہ اچھوں کی نقل بھی اچھی ہے ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام الٰہی کی تلاوت کرنی اور تلاوت کرا کر سنی گزشتہ پیغمبروں کی سنت ہے یعنی فطرت ہے، دوسرے یہ کہ تلاوت قرآن خشوع و خضوع سے کرنی محبوب ہے تیسرے یہ کہ آیات پڑھ کر یا سن کر، اللہ و رسول کے عشق، یا عذاب کے خوف، یا دل کے ذوق میں گریہ زاری کرنی خدا کو بڑی پیاری ہے اور اکثر نبیوں کی سنت ہے ۶۔ یہود، عیسائی اور دیگر ان بزرگوں کے نام لیوا جو ان کے خلاف عمل کرتے تھے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نمازوں میں سستی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس سستی کی کئی صورتیں ہیں، نماز نہ پڑھنا، بے وقت پڑھنا، بلاوجہ بغیر جماعت پڑھنا، ہمیشہ نہ پڑھنا، ریاکاری سے پڑھنا وغیرہ ۸۔ غیّ دوزخ کے ایک جنگل کا نام ہے جس کی گرمی سے دوزخ کے دوسرے طبقے بھی پناہ مانگتے ہیں۔ وہاں زانی، سود خوار، ماں باپ کے نافرمان، جھوٹی گواہیاں دینے والے رکھے جائیں گے (خزائن) ۹۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پہلے کفر سے بیزاری پھر ایمان لانا پھر نیک اعمال کرنا ضروری ہیں۔ ترتیب یہی ہے ۱۰۔ اس طرح کہ ان کی نیکیوں کی جزا بلاوجہ کم کر دی جائے۔ اگر کسی مسلمان کی نیکیاں ضبط یا کم کی جائیں گی تو اس کے اپنے قصور سے ۱۱۔ رحمٰن فرمانے سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنت جس کو ملے گی رب کی رحمت سے ملے گی نہ کہ محض اپنی کوشش سے ۱۲۔ یعنی اس حال میں کہ جنت مومنوں سے غائب تھی اور وہ جنت سے دور، پھر وہ اس وعدے پر ایمان لائے ۱۳۔ یعنی جنت میں ناجائز اور بیکار بات نہ تو خود کریں گے نہ ان سے کوئی کرے گا۔ اس میں اشارۃً حکم ہے کہ دنیا میں لغو باتوں سے بچو، بے فائدہ کلام نہ کرو ۱۴۔ جنتی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں گے یا فرشتے، یا رب کی طرف سے سلام سنیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں سلام جنت کا کلام ہے، وہاں بھی ملاقات اور رخصت کے وقت سلام ہوا کرے گا ۱۵۔ یعنی ہمیشہ، کیونکہ وہاں صبح و شام نہ ہو گی۔ بعض نے فرمایا کہ جنتیوں پر اتنے وقفہ سے ملائکہ کھانا حاضر کیا کریں گے ان کے احترام کے طور پر، ورنہ خود جس وقت جتنا چاہیں گے کھائیں گے کوئی پابندی نہ ہو گی ۱۶۔ یعنی وراثت کی جنت صرف پرہیزگاروں کو ملے گی کہ جنتی اپنے حصہ کے ساتھ کفار کا حصہ بھی لے گا۔ مگر عطائی جنت بغیر عمل ملے گی۔ جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور وہ قوم جو جنت بھرنے کے لئے پیدا کی جائے گی ۱۷۔ ... ت میں حضرت جبریل کا وہ کلام رب نے نقل فرمایا جو انہوں نے حضور کی

(بقیہ صفحہ ۴۹۳) خدمت میں عرض کیا ایک بار کفار نے حضور سے اصحاب کہف کے بارے میں دریافت کیا تو حضور نے فرمایا۔ کل بتائیں گے مگر چالیس دن یا پندرہ دن بالکل وحی نہ آئی۔ پھر جب جبریل امین وحی لے کر آئے تو حضور نے ان سے فرمایا کہ اتنی دیر میں کیوں آئے۔ انہوں نے عرض کیا بندہ مامور ہوں۔ جب حکم ہوتا ہے حاضر ہوتا ہوں۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا

اور جبریل نے محبوب سے ۲ عرض کی ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی کا جو

خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ

ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان ہے ۱ اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سب کا مالک تو اسے پوجو اور اسکی بندگی پر

لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ

ثابت رہو ۲ کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو ۳ اور آدمی کہتا ہے کہ

ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ

کیا جب میں مر جاؤں گا تو عنقریب جلا کر نکالا جاؤں گا ۴ اور کیا آدمی کو یاد نہیں کہ

اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ

ہم نے اس سے پہلے اسے بنایا اور وہ کچھ نہ تھا ۵ تو تمہارے رب کی قسم ۶ ہم انہیں

وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ۚ ثُمَّ

اور شیطانوں سب کو گھیر لائیں گے ۷ اور انہیں دوزخ کے آس پاس حاضر کریں گے گھٹنوں

لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ

کے بل گرے۔ پھر ہم ہر گروہ سے نکالیں گے ۸ جو ان میں رحمٰن پر سب سے زیادہ بیباک

عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ۚ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾

ہوگا ۹ پھر ہم خوب جانتے ہیں جو اس آگ میں بھوننے کے زیادہ لائق ہیں ۱۰

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ۚ

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو ۱۱ تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضروری ٹھہری ہوئی

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾

بات ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے ۱۲ اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے ۱۳

ا۔ سامنے سے مراد آخرت، پیچھے سے دنیا، درمیان سے مراد ازل سے ابد تک کی خبریں اور حالات ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوشی و غم ہر حال میں ہمیشہ عبادت کرنی کمال ہے، اور یہی محبوب ہے۔ صرف خوشی یا صرف غم میں عبادت کرنی کمال نہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے ۳۔ رب کی شان، کہ کفار نے بھی اپنے کسی بت کا نام اللہ نہ رکھا تھا فرمایا جا رہا ہے کہ جب نام میں بھی کوئی رب کا شریک نہیں تو کام میں کیسے شریک ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور سے پہلے کسی نبی یا ولی کا نام محمد نہ رکھا۔ حضور کا یہ مبارک نام بھی اچھوتا رہا ۴۔ شان نزول، یہ آیت ولید بن مغیرہ اور ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو مرنے کے بعد زندگی کے منکر تھے ۵۔ یعنی اے ولید جب تجھے اللہ پہلی بار نیست سے ہست کر چکا۔ تو کچھ نہ تھا تجھے سب کچھ کر چکا تو تیرے مرنے کے بعد دوبارہ زندگی بخشا کیا مشکل ہے۔ ایجاد مشکل ہوتی ہے، دوبارہ بنانا آسان ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے ایسے محبوب ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی قسم فرماتا ہے حضور کی نسبت سے یعنی تمہارے رب کی قسم۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ جس کو جس سے تعلق ہو گا اسی کے ساتھ حشر ہو گا شیطان والوں کا حشر شیطانوں کے ساتھ اولیاء اللہ کے غلاموں کا حشر اولیاء اللہ کے ساتھ اس لئے انسان کو چاہیے کہ اچھوں سے تعلق رکھے۔ قیامت میں ہر کافر اپنے اس شیطان کے ساتھ بندھا ہو گا جو دنیا میں اس کا قرین تھا ۸۔ یعنی قیامت کے بعد دوزخ میں جاتے ہوئے عوام کفار اپنے سرداروں کے ساتھ بندھے ہوں گے مگر بعد میں انہیں علیحدہ کر دیا جائے گا تا کہ سرداران کفر کو علیحدہ درجہ میں رکھا جائے اور ماتحت لوگوں کو علیحدہ درجہ میں ۹۔ کفر اگرچہ یکساں ہے اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ مگر کفار مختلف قسم کے ہیں۔ ہر قسم کے کافر کو اس قسم کا عذاب ہو گا جس کا وہ مستحق ہے۔ ابو طالب اور ابو جہل عذاب میں برابر نہیں ہو سکتے کہ وہ حضور کے خادم تھے اور ابو جہل حضور کا دشمن، سرداران کفر کو عام کفار سے اس لئے نکالا جائے گا کہ انہیں عذاب سخت ہو گا ۱۰۔ یعنی ہم جانتے ہیں کہ کون کافر کس طبقہ کے لائق ہے اسے وہاں ہی بھیجا جائے گا۔ اور کون پہلے پھینکا جائے گا اور کون بعد میں ۱۱۔ کیونکہ دوزخ جنت کے راستہ میں ہے۔ دوزخ پر پل صراط ہے سب وہاں سے گزریں گے۔ کفار پار نہ لگ سکیں گے۔ مومن پار لگ جائیں گے کوئی نور نظر کی طرح کوئی ہوا کی طرح کوئی تیز گھوڑے کی طرح گزریں گے۔ ۱۲۔ یعنی مسلمانوں کو پل صراط پر بھی دوزخ کی گرمی نہ چھوئے گی بلکہ دوزخ کی آگ پکارے گی کہ اے مومن جلد گزر جا تیرے نور نے میری لپٹ بجھا دی ۱۳۔ جو پل صراط سے پھسل کر دوزخ میں گر جاویں گے کافر وہاں ہمیشہ رہیں گے اور بعض گنہگار مومن جو گر جائیں گے اپنی سزا بھگت کر نکال دیئے جائیں گے۔ یہاں ظالم سے مراد کافر ہے اور چھوڑ دینے سے مراد ہمیشہ وہاں رکھنا ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں کافر مسلمانوں سے

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ

کہتے ہیں ۱ؕ کون سے گروہ کا مکان اچھا اور مجلس بہتر ہے

نَدِيًّا ۝۷۳ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ

۲ؕ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپا دیں کہ وہ ان سے بھی سامان اور نمود

اَثَاثًا وَّرِءْيًا ۝۷۴ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ

میں بہتر تھے ۳ؕ تم فرماؤ جو گمراہی میں ہو تو اسے رحمٰن خوب ڈھیل دے

لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا

۴ؕ یہاں تک کہ جب وہ دیکھیں وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا

الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ۭ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ

جاتا ہے ۵ؕ یا تو عذاب یا قیامت تو اب جان لیں گے ۶ؕ کہ کس کا

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ۝۷۵ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

برا درجہ ہے اور کس کی فوج کمزور اور جنہوں نے ہدایت پائی اللہ انہیں

اهْتَدَوْا هُدًى ۭ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ

اور ہدایت بڑھائے گا ۷ؕ اور باقی رہنے والی نیک باتوں کا تیرے رب کے یہاں سب سے

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝۷۶ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ

بہتر ثواب ۸ؕ اور سب سے بھلا انجام ۹ؕ تو کیا تو نے اسے دیکھا جو ہماری آیتوں سے منکر ہوا اور کہتا

لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ۝۷۷ ۭ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ

ہے مجھے ضرور مال و اولاد ملیں گے ۱۰ؕ کیا غیب کو جھانک آیا ہے یا رحمٰن کے پاس

الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝۷۸ ۙ كَلَّا ۭ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ

کوئی قرار رکھا ہے ہرگز نہیں ۱۱ؕ اب ہم لکھ رکھیں گے ۱۲ؕ جو وہ کہتا ہے

۱۔ شان نزول' مالدار کفار قریش خوب بناؤ سنگھار کر کے' اپنے بالوں میں تیل ڈال کر' اچھے کپڑے پہن کر' فخرو تکبر سے غریب مسلمانوں سے یہ کہا کرتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت آئی۔ (خزائن العرفان) ۲۔ یعنی چونکہ دنیا میں ہم تم سے مزے میں ہیں کہ تم غریب ہو' ہم امیر' تو اگر بقول تمہارے قیامت ہوئی بھی تب بھی ہم وہاں تم سے اچھے ہوں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ ہمارے کفر سے راضی ہے تمہارے اسلام سے ناراض۔ تب ہی تو ہم کفار تم مسلمانوں سے عیش میں ہیں۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی ٹیپ ٹاپ کو آخرت کی بہتری کی دلیل بنانا کفار کا طریقہ ہے یہ چیزیں کبھی آخرت کا وبال بھی بن جاتی ہیں ۳۔ جیسے فرعون ہامان' قارون اور ان کے ساتھی۔ لہٰذا دنیا کی مالداری آخرت کی نجات کی دلیل نہیں ۴۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ بندے کو گناہ' کفر' سرکشی کے باوجود مال' دراز عمر' دنیاوی آرام ملنا عذاب الٰہی کی علامت ہے۔ ایسے انسان سے دور بھاگو۔ اور تقویٰ و طہارت کے باوجود دنیاوی تکالیف آنی رب کی رحمت کی علامت ہے۔ ایسوں کے پاس بیٹھو۔ ۵۔ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل یا گرفتاری کے وقت' یا مرتے وقت یا قبر میں یا محشر میں' ان سب میں محشر کا عذاب سخت ہے کہ وہاں عذاب بھی ہے اور رسوائی بھی۔ ۶۔ ظاہر ظہور طور پر دیکھ کر ورنہ بعض کفار دل سے آج بھی جانتے ہیں کہ وہ عذاب کے مستحق ہیں مگر اس کا ظہور اس دن ہو گا ۷۔ یا دنیا میں اس طرح کہ انہیں ہدایت پر استقامت اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے گا۔ یا روز قیامت کہ اس دن علم الیقین سے عین الیقین بخشے گا کہ جو کچھ دنیا میں سن کر جانا تھا آج آنکھوں سے دیکھ لیں گے ۸۔ ہر وہ نیکی جو دنیا میں برباد نہ ہو جائے وہ باقیات الصالحات میں داخل ہے۔ اخلاص سے ایمان لانا' اخلاص کی عبادات' سچے معاملات' یہ آیت سب کو شامل ہے' اللہ تعالیٰ نصیب کرے ۹۔ لہٰذا کافر کا مال آخرت کا وبال ہے۔ مومن کی غریبی بھی آخرت کے عیش کا باعث ہے تو کافر کی امیری سے مومن کی غریبی بہتر ہے۔ ۱۰۔ شان نزول' حضرت خباب کا عاص بن وائل سہمی پر کچھ قرض تھا۔ آپ اس کے پاس تقاضے کو گئے۔ عاص بولا کہ اسلام چھوڑ دو تو قرض ادا کر دوں گا۔ حضرت خباب نے فرمایا۔ تو مر بھی جائے اور پھر مر کر اٹھے' تب بھی میں اسلام نہ چھوڑوں گا۔ عاص بولا۔ کیا میں مر کر پھر زندہ ہوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں تو وہ بولا کہ اچھا مر کر اٹھنے کے بعد مجھے مال اولاد ملے گا، تب ہی آپ کا قرض ادا کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام کا مذاق اڑانا کفار کا طریقہ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ کر کے رحمت کے امیدوار رہنا' نیک اعمال نہ کرنا' کفار کا طریقہ ہے ۱۱۔ یعنی نہ اس نے رب سے اس کا اقرار کرا لیا ہے' نہ وہ غیب جھانک آیا ہے۔ یا اسے ہرگز مال و اولاد نہ ملے گا۔ انشاء اللہ مسلمانوں کو ان کی مومن اولاد بھی ملے گی اور مال کا بدلہ بھی ۱۲۔ یعنی ہمارے فرشتے کراماً کاتبین۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے خاص بندوں کا کام رب کا کام ہے۔ ایسے ہی رب کا کام ان بندوں کا کام ہے۔

لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾

اور اسے خوب لمبا عذاب دیں گے ۱؎ اور جو چیزیں کہ رہا ہے انکے ہمیں وارث ہوں گے ۲؎ اور ہمارے

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾

پاس اکیلا آئیگا ۳؎ اور اللہ کے سوا اور خدا بنا لئے کہ وہ انہیں زور دیں

كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾

ہرگز نہیں کوئی دم جاتا ہے کہ وہ انکی بندگی سے منکر ہونگے اور ان کے مخالف ہو جائیں گے ۴؎

اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾

کیا تم نے نہ دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان بھیجے ۵؎ کہ وہ انہیں خوب اچھالتے ہیں ۶؎

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ

تو تم ان پر جلدی نہ کرو ہم تو ان کی گنتی پوری کرتے ہیں ۷؎ جس دن ہم پرہیزگاروں کو

الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ

رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر ۸؎ اور مجرموں کو جہنم کی طرف

اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ

ہانکیں گے پیاسے ۹؎ لوگ شفاعت کے مالک نہیں ۱۰؎ مگر وہی جنہوں نے

عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾

رحمٰن کے پاس قرار رکھا ہے ۱۱؎ اور کافر بولے رحمٰن نے اولاد اختیار کی

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـــًٔـا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ

بے شک تم حد کی بھاری بات لائے قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں

وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا

اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر اس پر کہ انہوں نے

لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾

رحمٰن کے لئے اولاد بتائی ۱۲؎ اور رحمٰن کے لائق نہیں کہ اولاد اختیار کرے ۱۳؎

۱۔ جس کی کبھی انتہا نہیں، دائمی ہوگا۔ ۲۔ یعنی جن چیزوں کا یہ نام لے رہے، مال اولاد وغیرہ، اس کی موت کے بعد ان کے ہم ہی وارث ہوں گے۔ اس کے کچھ کام نہ آویں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا مال و اولاد بعد موت بھی کام آتے ہیں ۳۔ یعنی وہ مال و اولاد سے اکیلا آئے گا۔ اگرچہ شیطان کے ساتھ بندھا ہوا ہوگا۔ لہٰذا اس آیت کا ان آیات سے تعارض نہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ ہر شخص اپنے امام کے ساتھ ہوگا وغیرہ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام و اولیاء مومنوں کی عبادات و طاعات کی گواہی دیں گے انکار نہ کریں گے ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بدعملی کی وجہ سے انسان پر شیطان مسلط ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ برے ساتھی اللہ کا عذاب ہیں تیسرے یہ کہ بری باتوں کی رغبت دینا شیطان اور شیطانی لوگوں کا کام ہے ۶۔ یعنی شیطان اور شیطانی لوگ کفار کو شرک اور کفر اور گناہوں پر خوب رغبت دیتے ہیں اور گناہوں پر طرح طرح کے سبز باغ دکھاتے ہیں۔ جب اس پر مصیبت آتی ہے تو الگ ہو جاتے ہیں۔ جیسے لوگ مسلمانوں کو زکوٰۃ سے ڈراتے اور سود پر امیدیں بندھاتے ہیں یا خیرات سے روکتے اور بیاہ شادی کی حرام رسموں میں خوب خرچ کراتے ہیں ۷۔ ان کے برے اعمال کی یا ان کی سانسوں کی، یا ان کی میعاد عذاب پوری ہونے کی مدت ۸۔ کہ قیامت میں کافروں کی حاضری ایسی ہوگی جیسے مجرم کی حاضری حاکم کے سامنے اور مومنوں کی حاضری ایسی ہوگی جیسے معزز مہمانوں کی حاضری مہربان میزبان کے سامنے۔ حاضری ایک ہے مگر نوعیت میں فرق ۹۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کافروں کا دوزخ میں داخلہ نہایت ذلت اور رسوائی سے ہوگا اور مومنوں کا جنت میں داخلہ نہایت عزت و احترام سے دوسرے یہ کہ فرشتوں کے کام کو رب اپنا کام قرار دیتا ہے کہ دوزخیوں کو ہانکنا فرشتوں کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا ہمارا کام ہے۔ تیسرے یہ کہ کافر میدان محشر میں پیاسے ہوں گے مومنوں کے لئے حوض کوثر کی ایک نہر میدان محشر میں آئے گی جس سے مرتدین روک دیئے جائیں گے ۱۰۔ اس میں یا تو بتوں کی شفاعت کا انکار ہے، یا کفار کے لئے مطلق شفاعت کی نفی ۱۱۔ یعنی جنہیں شفاعت کا اذن مل چکا ہے خیال رہے کہ ہمارے حضور کو دنیا میں رب نے شفاعت کی اجازت دے دی ہے، وہاں سجدہ فرما کر اذن حاصل کرنا کلام کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے ہوگا۔ لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں۔ بارگاہ شاہی کا ادب یہ ہوتا ہے کہ اس سے اجازت لے کر بات کی جائے ۱۲۔ یعنی رب کے لئے اولاد ثابت کرنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمادے تو آسمان پھٹ جائیں۔ پہاڑ ٹکڑے ہو جائیں۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد اپنی غلام نہیں بن سکتی، کیونکہ اولاد کا والدین پر حق ہوتا ہے اور غلام کا آقا پر کوئی حق نہیں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر باپ اپنے بیٹے کو خریدے جو کسی کا غلام تھا تو بیٹا فوراً آزاد ہو جائے گا۔ اس لئے رب نے ان کفار کی تردید میں اپنی مخلوق کی عبدیت کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ سب ہی اللہ کے بندے ہیں۔ مگر بندگی میں فرق ہے۔ بعض وہ بندے ہیں جو رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ بندے ہیں کہ رب انہیں راضی کرنا چاہتا ہے۔

ا۔ یعنی قیامت میں سب کی بندگی کا ظہور ہو گا۔ سارے چھوٹے بڑے بندے غلاموں کی طرح نیاز مندی کرتے رب کے حضور حاضر ہوں گے کوئی بیٹا یا اولاد بن کر نہ آئے گا۔ ۲۔ یعنی اس کے ساتھ مال اولاد اور کوئی مددگار نہ ہو گا نہ شفیع' ہاں شیطان اور گمراہ کرنے والے پیشوا ہوں گے لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی حاضری اولاد مال اولیاء اللہ کے ساتھ ہو گی۔ رب فرماتا ہے۔ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۳۔ یعنی ہم اپنے پیارے بندوں کی محبت قدرتی طور پر لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں کہ لوگ بلا ظاہری وجہ کے ان سے الفت کرتے ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولی کی علامت یہ ہے کہ خلقت اسے ولی کہے اور اس کی طرف قدرتی طور پر دل کھنچیں۔ رب فرماتا ہے۔ لہم البشری فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة دیکھ لو۔ آج اولیاء اللہ قبور میں سو رہے ہیں اور لوگ ان کی طرف کھنچے جا رہے ہیں۔ حالانکہ انہیں کسی نے دیکھا بھی نہیں۔ یہ ہے رب کی دی ہوئی محبوبیت۔ ہمارے حضور کی محبت میں لکڑیاں تک روئی ہیں۔ ۵۔ اس آیت کے چند معنی ہو سکتے ہیں۔ تمہاری زبان میں آسان کیا' یعنی قرآن عربی زبان میں اتارا۔ تمہاری زبان پر آسان کیا یعنی قرآن رب نے تمہارے لئے اتنا آسان کیا کہ تمہیں کسی سے پڑھنے سیکھنے کی ضرورت نہ پڑی۔ قرآن کی قراۃ' تجوید' اس کے معانی' اس کے احکام اس کے اسرار سب رب نے تمہیں سکھائے۔ تمہاری زبان سے آسان کیا۔ یعنی دنیا والوں کو قرآن ملنا غیر ممکن تھا کہ وہ لوگ فرشی ہیں' قرآن کریم عرشی۔ لیکن تمہاری زبان پاک کی برکت سے دنیا کو قرآن میسر ہوا۔ سبحان اللہ قرآن کا ترجمہ تو ابوجہل اور ابولہب بھی جانتے تھے مگر حضور سے بے تعلق تھے کافر رہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی بشیر و نذیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن شریف ڈر اور خوشخبری کا ذریعہ ہے۔ جو حضور سے جدا ہو کر صرف قرآن اختیار کرے' اس کے دل میں ڈر و امید جو ایمان کا رکن ہے' حاصل نہیں ہو سکتی۔ ۷۔ یعنی اے محبوب تم ان ہلاک شدہ قوموں کو دنیا میں نہیں دیکھتے نہ ان کے زمین پر چلنے پھرنے کی آواز سنتے ہو' سب نیست و نابود ہو گئے۔ ہاں اب جہاں قید ہیں وہاں انہیں حضور کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں حضور نے معراج میں ہر قسم کے مجرموں کو دوزخ میں ملاحظہ فرمایا۔ لہٰذا اس آیت سے وہابی دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۸۔ سورہ طٰہٰ مکی ہے' اس میں آٹھ رکوع ایک سو پینتیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو اکتالیس کلمے اور پانچ ہزار دو سو بیالیس حرف ہیں (خزائن) ۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عبادت فرماتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا۔ تمام رات نماز پڑھتے اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ایمان نہ لانے پر بہت زیادہ افسوس فرماتے تھے اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اے محبوب ہم نے آپ پر قرآن کریم اس لئے نہیں اتارا کہ اس کی وجہ سے آپ جسمانی یا روحانی مشقت میں پڑ جاویں ۱۰۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی نعت ہے کہ دوسروں کو اعمال زیادہ کرنے کا حکم ہے مگر حضور کو اعمال کم کرنے کی ہدایت ہے کیونکہ حضور پہلے ہی سے حد سے زیادہ اعمال فرماتے ہیں ۱۱۔ کیونکہ قرآن کریم سے وہی فائدہ اٹھائے گا ورنہ قرآن کریم سارے انسانوں کے لئے نصیحت ہے لہٰذا آیت پر آریوں کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ

آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے ۱

عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ

بیشک وہ ان کا شمار جانتا ہے اور ان کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے اور ان میں ہر

اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ایک روز قیامت اس کے حضور اکیلا حاضر ہوگا ۲ بے شک وہ جو ایمان لائے ۳ اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا

کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کر دے گا ۴ تو ہم نے یہ

يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ

قرآن تمہاری زبان میں یوں ہی آسان فرمایا ۵ کہ تم اس سے ڈر والوں کو خوشخبری دو اور

قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ

جھگڑالو لوگوں کو اس سے ڈر سناؤ ۶ اور ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپائیں کیا تم

تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

ان میں کسی کو دیکھتے ہو یا ان کی بھنک سنتے ہو ۷

آیاتہا ۱۳۵ ۲۰ سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ ۴۵ رکوعاتہا ۸

سورہ طٰہٰ مکی ہے اس میں ۱۳۵ آیات اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۸

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا

اے محبوب ۹ ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ ۱۰

تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ

ہاں اس کو نصیحت جو ڈر رکھتا ہو ۱۱ اس کا اتارا ہوا جس نے زمین

وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾

اور اونچے آسمان بنائے ۱ وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا ۲

لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ

جیسا اس کی شان کے لائق ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور جو کچھ

الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ

انکے بیچ میں اور جو کچھ اس گیلی مٹی کے نیچے ہے اور اگر تو بات پکار کر کہے تو وہ تو بھید کو جانتا

اَخْفٰى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾

ہے اور اسے جو اس سے بھی زیادہ چھپا ہے ۳ اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ

ہیں سب اچھے نام ۴ اور کچھ تمہیں موسیٰ کی خبر آئی جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی

لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّىْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

سے کہا ٹھہرو ۵ مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں تمہارے لئے اس میں سے کوئی

بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِىَ

چنگاری لاؤں ۶ یا آگ پر راستہ پاؤں پھر جب آگ کے پاس آیا ۷

يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾ اِنِّىْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ

ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں ۸ تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بیشک تو پاک

الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ ؕ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾

جنگل طوٰی میں ہے ۹ اور میں نے تجھے پسند کیا ۱۰ اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے

اِنَّنِىْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ

بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کیلئے نماز

لِذِكْرِىْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ

قائم رکھ ۱۱ بیشک قیامت آنے والی ہے قریب تھا کہ میں اسے سب سے چھپاؤں ۱۲ کہ

وقف لازم

۱۔ یعنی سارا عالم اجسام' چونکہ زمین ہم سے قریب ہے اور آسمان دور' لہٰذا زمین کا ذکر پہلے فرمایا کہ ہم اس کے تفصیلی حالات سے خبردار ہیں۔ ۲۔ عرش بادشاہ کے تخت کو کہتے ہیں اور استوٰی اس پر بیٹھنے کو' اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پاک ہے۔ لہٰذا یہ آیت متشابہات میں سے ہے یعنی جو استوٰی رب کی شان کے لائق ہے نہ کہ ہماری طرح بیٹھنا۔ ۳۔ بھید وہ جسے ہم جانیں دوسرا شخص نہ جانے' اور اخفٰی وہ جسے ہم بھی نہ جانیں جیسے ہمارے آئندہ کے اعمال جو ہم کریں گے' یا بھید ہمارے خفیہ اعمال جو لوگوں سے پوشیدہ ہیں اور اخفٰی ہمارے دل کے وسوسے و خیال یا بھید ہمارے اسرار جن کی ہمیں خبر ہے اور اخفٰی اللہ تعالیٰ کے اسرار جن تک کسی کا خیال بھی نہیں پہنچ سکتا' مقصود یہ ہے کہ تم علانیہ بھی گناہ نہ کرو اور چھپ کر بھی' کیونکہ ہم کو ہر چیز کی خبر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ علانیہ خدا کا ذکر نہ کرو' اذان' حج کا تلبیہ' تکبیر تشریق سب ہی بلند آواز سے ہوتی ہیں۔ ہاں بندہ ذکر بالجہر یہ سمجھ کر نہ کرے کہ رب آہستہ ذکر سنتا ہی نہیں' بلکہ اپنا دل بیدار کرنے' سوتوں کو جگانے اوروں کو رغبت دینے کے لئے کرے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام بہت ہیں کیونکہ اس کے صفات بہت' نام صفات کے مظہر ہیں۔ نیز بندوں کی حاجات بہت ہیں لہٰذا اسکے نام بھی بہت تا کہ ہر حاجت مند اپنی حاجت کے مطابق نام سے پکارے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بی بی کو اہل کہا جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ اس وقت صرف آپکی بیوی صفورا تھیں جنہیں اہل فرمایا گیا اور اہل مذکر ہے اس لئے امکثوا مذکر فرمایا۔ لہٰذا آل محمد میں حضور کی ازواج یقیناً داخل ہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ وہ آگ صرف موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی' حضرت صفورا نے نہ دیکھی۔ یہ بھی پتہ لگا کہ آگ بغیر اجازت لی جا سکتی ہے۔ شاید اس لئے فرمایا کہ آپ کو آگ لانیکا یقین نہ تھا۔ ۷۔ یہاں موسیٰ علیہ السلام کا وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ آپ اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کی اجازت حاصل کرکے اپنی زوجہ بی بی صفورا کو لے کر مدین سے مصر کیطرف اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے چلے۔ شام کے بادشاہوں کے خوف سے سڑک چھوڑ دی' جنگل کا راستہ اختیار فرمایا۔ حضرت صفورہ حاملہ تھیں' رات کے وقت کوہ طور کے قریب پہنچ کر آپ کو درد زہ شروع ہوا۔ رات اندھیری تھی' سخت سردی پڑ رہی تھی' آگ اور دائی کی ضرورت پیش آئی۔ موسیٰ علیہ السلام دور سے روشنی ملاحظہ فرما کر سمجھے کہ وہاں آگ ہے' وہاں عناب یا بنفشہ کا سبز درخت دیکھا جو اوپر سے نیچے تک روشن تھا' مگر نہ تو آگ سے اس کی سبزی میں فرق آیا نہ درخت کے سبز پانی سے آگ بجھی تھی۔ ۸۔ یہ آواز اس درخت سے آ رہی تھی' وہ درخت اللہ نہ تھا بلکہ اس کے کلام کا مظہر تھا' جیسے ریڈیو کی پیٹی نہیں بولتی بلکہ بولنے والے کی آواز کا مظہر ہوتی ہے اسی طرح جن مجذوبوں نے جوش میں آکر انا الحق' یا سبحانی ما اعظم شانی کہدیا وہ خود نہ بول رہے تھے بلکہ اس درخت کی طرح کسی کے کلام کے مظہر تھے۔ لہٰذا حضرت منصور مومن تھے اور فرعون اَنَا رَبُّكُمْ کہہ کر کافر ہوا کہ وہ اتارہ کر رب بنا۔ ۹۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ متبرک جنگلوں کا بھی ادب کرنا چاہیئے جیسے مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کے جنگل جو حرم کہلاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ادب کے لئے جوتا اتارنا سنت نبوی ہے۔ لہٰذا مسجدوں میں جوتا اتارنا اچھا ہے اگرچہ جوتا میں نجاست نہ ہو' تیسرے یہ کہ حضور دنیٰ فتدلیٰ سے شب معراج میں مشرف ہوئے مگر کہیں ثبوت نہیں کہ حضور کو نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نعلین شریف عرش اعظم سے افضل ہیں جیسے حضور کی قبر انور۔ ۱۰۔ یہ کلام موسیٰ علیہ السلام نے بغیر فرشتہ کے واسطہ

(بقیہ صفحہ ۴۹۸) کے سنا اور ہر رونگٹے سے سنا۔ اسی لئے آپکو کلیم اللہ کہا جاتا ہے۔ ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ایمان کے بعد نماز بہت اہم فریضہ ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز رب کی یاد کے لئے ہونی چاہئے نہ کہ لوگوں کو دکھانے کیلئے' تیسرے یہ کہ نمازی بندہ کو رب بھی یاد فرماتا ہے کیونکہ اس آیت کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ تو نماز قائم رکھ تا کہ میں تیری یاد کروں ۱۲۔ مگر نہ چھپایا بلکہ اسکی آمد' اور علامات اور حالات انبیاء کرام کے ذریعہ سب کو بتادیئے تا کہ لوگ اس دن کی تیاری کریں۔ قیامت کے وقوع کا دن ،تاریخ ،مہینہ حضور کو بتادیا۔ حضور نے فرمایا کہ قیامت جمعہ کو آویگی یہ بھی روایت ہے کہ محرم کے مہینہ عاشورہ کے دن

نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ

ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ پائے تو ہرگز تجھے اسکے ماننے سے وہ باز نہ رکھے جو اس پر ایمان نہیں

بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾

لاتا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا ۱ پھر تو ہلاک ہو جائے اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے ۲ اے موسٰی

قَالَ هِىَ عَصَاىَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى

۳ عرض کی یہ میرا عصا ہے ۴ میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے

غَنَمِىْ وَلِىَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور کام ہیں ۵ فرمایا اسے ڈال دے اے موسٰے

فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِىَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ

تو موسٰی نے اسے ڈال دیا تو جبھی وہ دوڑتا ہوا سانپ ہو گیا ۶ فرمایا اسے اٹھالے اور ڈر

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى

نہیں اب ہم اسے پھر پہلی طرح کر دیں گے ۷ اور اپنا ہاتھ اپنے بازو

جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾

سے ملا ۸ خوب سپید نکلے گا بے کسی مرض کے ایک اور نشانی

لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ

کہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں فرعون کے پاس جا ۹

اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِىْ صَدْرِىْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِىْٓ

اس نے سر اٹھایا عرض کی اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے ۱۰ اور میرے

اَمْرِىْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِىْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِىْ ﴿۲۸﴾

لئے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے ۱۱ کہ وہ میری بات سمجھیں ۱۲

وَاجْعَلْ لِّىْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِىْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِى ﴿۳۰﴾

اور میرے لئے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کر دے وہ کون میرا بھائی ہارون

آوے گی۔ سنہ نہ ارشاد فرمایا تا کہ بالکل راز فاش نہ ہو جائے۔ اتنا بتادیا کہ ہم اور قیامت دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح پڑوسی ہیں جیسے پڑوسی کو پڑوسی کی خبر ہوتی ہے ایسے ہی ہم کو قیامت کی خبر ہے۔

۱۔ یعنی اے مسلمان! کافروں کے کہنے میں نہ آ' قیامت کا انکار نہ کر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ سوال پوچھنے والے کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا بلکہ اس میں کچھ اور بھی حکمتیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا کسی موقعہ پر حضور کا کسی سے کچھ پوچھنا حضور کے بے خبر ہونے کی دلیل نہیں رب کو معلوم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ شریف میں لاٹھی ہے مگر پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے ۳۔ اس لاٹھی میں اوپر کی طرف دو شاخیں تھیں اور اس کا نام بنعہ تھا۔ اس سوال فرمانیکا منشاء یہ تھا کہ اس لاٹھی کو یہاں ہی سانپ بنا کر موسیٰ علیہ السلام کو دکھادیا جائے تا کہ فرعون کے پاس یہ معجزہ ظاہر ہونے پر خود موسیٰ علیہ السلام کو خوف نہ ہو۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ عشق و ادب میں جب مقابلہ ہو تو عشق غالب آتا ہے کیونکہ ادب کا تقاضا ہے کہ بات چھوٹی کی جاوے مگر عشق کا تقاضا ہے کہ محبوب سے لمبی گفتگو کرو تا کہ دیر تک ہمکلامی قائم رہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے سوال صرف یہ تھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ جواب یہ ہونا چاہیے تھا کہ لاٹھی ہے مگر سوال سے زیادہ جواب عشق کے باعث تھا۔ ۵۔ یعنی وہ لاٹھی موٹائی میں اژدہا اور رفتار میں باریک سانپ کی طرح تیز ہو گئی۔ رب فرماتا ہے فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ اور فرماتا ہے كَاَنَّهَا جَآنٌّ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ عصا کا یہ معجزہ رب کی طرف سے تھا مگر اس کے لئے وہ خاص لاٹھی اور موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ شرط تھا کہ آپ کے ہاتھ میں دوسری لاٹھی اور دوسرے کے ہاتھ میں یہی لاٹھی سانپ نہ بن سکتی تھی۔ اسی لئے فرمایا۔ خذ تم پکڑو معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمتیں قدرتیں اس کے محبوبوں کے ہاتھوں سے ملتی ہیں۔ ۷۔ یعنی دائیں ہتھیلی بائیں بغل میں ڈال کر نکالئے ، سورج کی طرح چمکے گی۔ کسی مرض سے نہیں' بلکہ بطور معجزہ' جب دوبارہ وہاں ہی ڈالوگے تو اصلی حالت پر آجائے گی۔ ۸۔ یعنی پیغمبر ہو کر' معلوم ہوا کہ آپ سارے مصر والوں کے رسول تھے خواہ سبطی ہوں یا قبطی ۹۔ کہ میں نبوت کا بار اٹھاسکوں۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ گونگا یا بہرہ نبوت کے لائق نہیں کیونکہ تبلیغ بغیر کان اور زبان کے نہیں ہوسکتی۔ طلاقت زبان رب کی بڑی نعمت ہے۔ ۱۱۔ موسیٰ علیہ السلام نے بچپن شریف میں انگارا منہ میں رکھ لیا تھا جس کی وجہ سے زبان شریف میں لکنت ہو گئی تھی۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ آپ فرعون کی گود میں کھیل رہے تھے آپ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ کر منہ پر تھپڑ مارا۔ فرعون غصہ ہوا اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا بی بی آسیہ نے فرمایا کہ یہ ناسمجھ بچہ ہے' یہ تو آگ اور سونے میں فرق نہیں کرسکتا۔ چنانچہ فرعون نے ایک طشت میں آگ اور دوسرے میں یاقوت سرخ آپکے

اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ ﴿۳۱﴾ وَ اَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۳۲﴾ كَیْ نُسَبِّحَكَ

اس سے میری کمر مضبوط کر ۱؎ اور اسے میرے کام میں شریک کر ۲؎ کہ ہم بکثرت تیری

كَثِیْرًا ﴿۳۳﴾ وَّ نَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ﴿۳۵﴾

پاکی بولیں اور بکثرت تیری یاد کریں ۳؎ بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے ۴؎

قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَ لَقَدْ مَنَنَّا

فرمایا اے موسیٰ تیری مانگ تجھے عطا ہوئی ۵؎ اور بیشک ہم نے تجھ

عَلَیْكَ مَرَّةً اُخْرٰۤى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّكَ مَا یُوْحٰۤى ﴿۳۸﴾

پر ایک بار اور احسان فرمایا ۶؎ جب ہم نے تیری ماں کو الہام کیا جو الہام کرنا تھا

اَنِ اقْذِفِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاقْذِفِیْهِ فِی الْیَمِّ فَلْیُلْقِهِ

کہ اس بچہ کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے تو دریا اسے کنارے پر

الْیَمُّ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّیْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَ اَلْقَیْتُ

ڈالے ۸؎ کہ اسے وہ اٹھا لے جو میرا دشمن ۹؎ اور اس کا دشمن اور میں نے تجھ پر

عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ ۚ۬ وَ لِتُصْنَعَ عَلٰى عَیْنِیْ ﴿۳۹﴾ اِذْ

اپنی طرف کی محبت ڈالی ۱۰؎ اور اس لئے کہ تو میری نگاہ کے سامنے تیار ہو ۱۱؎ تیری

تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ

بہن چلی ۱۲؎ پھر کہا کیا میں تمہیں وہ لوگ بتا دوں جو اس بچہ کی پرورش کریں ۱۳؎

فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَ

تو ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھیر لائے کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کرے ۱۴؎

قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫ۥ

اور تو نے ایک جان کو قتل کیا تو ہم نے تجھے غم سے نجات دی ۱۵؎ اور تجھے خوب جانچ لیا

فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ ۙ۬ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى

تو تو کئی برس مدین والوں میں رہا ۱۶؎ پھر تو ایک ٹھہرائے وعدہ پر

(بقیہ صفحہ ۴۹۹) سامنے رکھے۔ آپ نے آگ والے طشت میں ہاتھ ڈال کر انگارہ منہ میں ڈال لیا۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون کو دعا سے نبوت ملی تھی۔ یہ نبوت وہبی ہے جیسے بعض انبیاء کو وراثت میں نبوت ملی جیسے یحییٰ و سلیمان علیہما السلام۔ نیز اس سے دو مسئلے اور بھی معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے ماسوا سے قوت و مدد حاصل کرنی' توکل کے بھی خلاف نہیں اور توحید کے بھی منافی نہیں۔ دوسرے یہ کہ اپنے عزیز کو اپنا جانشین بنانا حرام نہیں' لہٰذا امیر معاویہ کا یزید کو اپنا جانشین کرنا فسق نہیں۔ صدیق اکبر کا حضرت عمر کو خلیفہ بنانا گناہ نہیں۔ علی مرتضیٰ کا اپنے فرزند امام حسن کو اپنا جانشین کرنا جرم نہیں۔ ۲۔ نبوت اور تبلیغ میں' تا کہ فرعون کے پاس میں اکیلا نہ جاؤں کوئی تائید کرنے والا ساتھ ہو ۳۔ یہاں تسبیح سے مراد اللہ کی عبادت اور ذکر اللہ مراد اسکے دین کی تبلیغ ہے۔ یا تسبیح سے مراد نماز میں اللہ کا ذکر اور ذکر اللہ سے مراد نماز سے خارج اسکی یاد ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر جماعت سے کرنا اور بزرگوں کے پاس بیٹھ کر کرنا بہت افضل ہے۔ ۴۔ کہ مجھے مددگار کی ضرورت ہے اور اس کے لئے حضرت ہارون بہت موزوں ہیں۔ رب نے آپکی یہ تمام دعائیں قبول فرمائیں ۵۔ یعنی تمہاری تمام دعائیں قبول ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون کو نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ملی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی لکنت زبان بالکل تو نہیں مگر بہت حد تک دور ہو گئی جس سے آپ تبلیغ پر قادر ہو گئے مگر پھر بھی کچھ اثر باقی رہا۔ اسی لئے فرعون نے کہا تھا لایکاد یُبین جب پیغمبر کی دعا سے نبوت ملی ہے تو اولاد' سلطنت' شفا بھی ضرور ملے گی لہٰذا ان سے دعا کرانی بہتر ہے ۶۔ یہاں مَنٌّ' کے معنی احسان فرمانا ہے نہ کہ احسان جتانا۔ خیال رہے کہ اللہ رسول کا احسان جتانا شکر کی رغبت کا باعث ہے۔ دوسروں کا احسان جتانا تکلیف کا سبب ہے۔ اسی لئے ہمارے لئے احسان جتانا منع ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اے موسیٰ اب نبوت عطا فرمانا بھی ہمارا احسان ہے۔ اس سے پہلے فرعون سے تمہیں بچانا بھی ہمارا کرم تھا۔ ہم قدیم الاحسان ہیں ۷۔ خواب میں یا دل میں ڈالکر بطور الہام معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ولیہ تھیں کہ الہام ولایت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ۸۔ یہ امر بمعنی خبر ہے یعنی دریا اسے کنارے پر ڈال دے گا۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کی والدہ حضرت یوحانذ کو یہ غیبی خبر دے دی گئی تھی کہ تمہارا بچہ دریائے نیل میں ہلاک نہ ہوگا بلکہ تمہیں صحیح و سالم فرعون کے گھر ملے گا۔ چنانچہ حضرت یوحانذ نے سانوم بڑھئی سے ایک تابوت بنوا کر اس کی درازیں قیر سے بند کرکے اندر روئی بچھا کر موسیٰ علیہ السلام کو اس میں لٹا کر دریائے نیل میں بہا دیا۔ دریائے نیل سے ایک نہر فرعون کے محل کو جاتی تھی۔ یہ صندوق اس نہر میں پڑ کر فرعون کے محل میں پہنچا فرعون اس وقت اپنی بیوی حضرت آسیہ کے ساتھ نہر کے کنارے پر بیٹھا تھا۔ صندوق نکلوایا۔ کھول کر آپ کو دیکھ کر یہ دونوں آپ پر ایسے عاشق ہوئے کہ سبحان اللہ غرضیکہ جن کی خاطر اسی ہزار اسرائیلی بچے قتل کرائے تھے انہیں خود اپنی گود میں پالا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کا دشمن درحقیقت اللہ کا دشمن ہے کیونکہ فرعون بنی اسرائیل خصوصاً موسیٰ علیہ السلام کا دشمن تھا رب نے اسے اپنا دشمن قرار دیا۔ ایسے ہی اللہ کے پیاروں کا پیارا رب کا پیارا ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبیت و مقبولیت خلق بھی بعض انبیاء کا معجزہ ہے۔ ہمارے حضور ہمیشہ ساری مخلوق کے محبوب ہیں۔ یہ محبوبیت بھی حضور کا معجزہ ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ دوسروں کو انکے ماں باپ پالتے ہیں مگر اپنے

وقف لازم

قَدَرٍ یّٰمُوْسٰی ﴿۴۰﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِیْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ

حاضر ہوا اے موسٰی ا اور میں نے تجھے خاص اپنے لئے بنایا تو اور تیرا بھائی دونوں

وَاَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ

میری نشانیاں لے کر جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا ۲ دونوں فرعون کے پاس جاؤ

اِنَّهٗ طَغٰی ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ

بے شک اس نے سر اٹھایا تو اس سے نرم بات کہنا ۳ اس امید پر کہ وہ دھیان کرے

اَوْ یَخْشٰی ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَاۤ

یا کچھ ڈرے ۴ دونوں نے عرض کیا اے ہمارے رب بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی

اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَ

کرے ۵ یا شرارت سے پیش آئے فرمایا ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور

اَرٰی ﴿۴۶﴾ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا

دیکھتا ۶ تو اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں ۷

بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰیَةٍ

تو اولاد یعقوب کو ہمارے ساتھ چھوڑ دے ۸ اور انہیں تکلیف نہ دے بیشک ہم تیرے پاس

مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ﴿۴۷﴾ اِنَّا

تیرے رب کی طرف سے نشانی لائے ہیں اور سلامتی اسے جو ہدایت کی پیروی کرے ۹ بیشک

قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَ

ہماری طرف وحی ہوئی ہے کہ عذاب اس پر ہے جو جھٹلائے اور منہ

تَوَلّٰی ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰی ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْۤ

پھیرے ۱۰ بولا تو تم دونوں کا خدا کون ہے اے موسٰی ۱۱ کہا ہمارا رب وہ ہے جس

اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ

نے ہر چیز کو اس کے لائق صورت دی ۱۲ پھر راہ دکھائی ۱۳ بولا اگلی سنگتوں کا

(بقیہ صفحہ ۵۰۰) محبوبوں کا خود رب تعالیٰ خاص انتظام فرماتا ہے۔ حضور سے فرمایا۔ فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا تم ہماری نگاہوں میں رہتے ہو۔ ۱۲۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام مریم بنت عمران تھا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام بھی مریم بنت عمران ہی تھا مگر وہ عمران اور ہیں ۱۳۔ فرعون نے شہر کی دائیاں طلب کیں جو موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کریں مگر آپ نے کسی کا دودھ قبول نہ فرمایا۔ تب مریم نے فرمایا کہ مصر میں ایک دائی اور بھی ہے جس کا دودھ نہایت اعلیٰ ہے چنانچہ حضرت یوحانذ کو بلایا گیا جو موسیٰ علیہ اسلام کی والدہ ہیں۔ رب نے وعدہ پورا فرمایا ۱۴۔ اس طرح کہ فرزند انہیں مل جائے اور فرعون کے ہاں سے کھانا اور معقول تنخواہ بھی مقرر ہو جائے ۱۵۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارہ برس کی عمر شریف میں ایک قبطی کو طمانچہ مارا تھا جس سے وہ مرگیا اور موسیٰ علیہ السلام فرعون کے خوف سے مدین چلے گئے یہاں وہ وقت آپکو یاد دلایا گیا ۱۶۔ مدین مصر سے آٹھ منزل فاصلہ پر ہے جہاں شعیب علیہ السلام رہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام وہاں آٹھ یا دس سال رہے اور شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی حضرت صفورہ سے نکاح کیا۔

ا۔ اپنی چالیس سال کی عمر شریف پر، جس عمر شریف میں عام طور پر نبوت عطاء فرمائی گئی اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کی پیدائش کے مقصد مختلف ہیں انبیاء کرام رب کے لئے پیدا ہوئے اور دیگر لوگ رب کی عبادت کے لئے۔ رب فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اور فرق ہے رب کی عبادت کے لئے ہونے میں اور رب کے لئے ہونے میں۔ ۲۔ کیونکہ اللہ کا ذکر ہر مشکل آسان فرما دیتا ہے ۳۔ مگر ہمارے رسول کو حکم ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ۔ کیونکہ حضور خود رحیم ہیں اور موسیٰ علیہ السلام جلال والے تھے۔ یا یہ وجہ ہے کہ فرعون نے آپ کو پرورش کیا تھا اس لئے وہ نرمی کا مستحق تھا۔ ۴۔ یہ امید مخلوق کے لحاظ سے ہے نہ کہ رب کے لئے۔ رب تو جانتا تھا کہ فرعون کافر ہی مریگا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسباب اور موذی انسان اور موذی جانوروں سے خوف کرنا خلاف شان نبوت اور خلاف توکل نہیں۔ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ سے یا قیامت کا خوف مراد ہے، یا وہ خوف جو نقصان دہ ہو، کہ خالق سے ہٹا دے۔ خوف ایذا مخلوق سے ہو سکتا ہے۔ ۶۔ یعنی میری مدد، نصرت تمہارے ساتھ ہے، صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے پاس رب ملتا ہے۔ پیغمبر رب کا پتہ ہیں۔ رب فرماتا ہے جَآءُوْكَ لَوَجَدُوا اللّٰهَ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی معرفت سب سے مقدم ہے۔ پہلے نبی کو پہچانو، پھر انکے ذریعہ خدا کو پہچانو۔ اس لئے پہلی تبلیغ میں حضور نے کفار کو اپنی پہچان کرائی کہ پوچھا۔ كَیْفَ اَنَا فِیْكُمْ تم نے مجھے کیسا پایا ۸۔ انہیں غلامی سے آزاد کردے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہم سب کو مصر سے باہر بھیج دے۔ آپکو مصر میں رہنا تھا لہٰذا وَلَا تُعَذِّبْهُمْ اس آیت کی تفسیر ہے ۹۔ اگر کفار کو سلام کرنا پڑ جائے تو انہیں الفاظ سے کرے کیونکہ کافر کو سلامتی کی دعا دینا برا ہے، اسی طرح اسے مرحوم یا علیہ الرحمتہ کہنا برا ۱۰۔ ہماری اطاعت اور رب تعالیٰ کی عبادت سے، موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تو ایمان قبول کرلے تو تجھے کبھی بڑھاپا نہ آئیگا۔ کبھی تیری سلطنت نہ جائیگی۔ کھانے پینے، نکاح کی لذتیں مرتے وقت تک پاتا رہے گا۔ مرنے کے بعد جنت میں جائے گا۔ فرعون ہدایت کی طرف مائل ہوگیا۔ مگر ہامان نے کہا۔ کیا تو خدائی کے بعد بندگی قبول کرتا ہے۔ اور معبود ہو کر عابد بنا جاتا ہے۔ تب وہ ایمان سے باز رہا (خزائن) ۱۱۔ فرعون نے صرف موسیٰ علیہ السلام سے اس لئے خطاب کیا کہ وہ جانتا تھا کہ آپ سلطان ہیں، ہارون علیہ السلام وزیر۔ ۱۲۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۵۰۱) ہر جانور کو وہ صورت بخشی جو اس کے مناسب ہو۔ ہاتھی کو گردن چھوٹی دی تو سونڈ عنایت کی۔ اونٹ کو سونڈ نہ دی تو گردن لمبی کر دی۔ یا ہر عضو کو وہ صورت بخشی جو اس کے مناسب تھی۔ پاؤں کی شکل اور ہے' ہاتھ کی اور ۱۳۔ دنیا کی راہ دکھائی عقل بخش کر آخرت کی راہ دکھائی انبیاء بھیج کر۔

۱۔ یعنی قوم عاد و ثمود کا۔ فرعون نے چاہا کہ موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ سے پھیر کر پرانے قصے سنانے میں لگا دے تا کہ لوگ آپ کے کلام شریف سے اثر نہ لیں۔ اس لئے آپ نے سوال کا جواب نہ دیا بلکہ ٹال دیا اور پھر تبلیغ شروع کر دی۔ ۲۔ یعنی لوح محفوظ میں' اس نہ بتانے کی وجہ نہ یہ تھی کہ آپ کو ان قوموں کے حالات معلوم نہ تھے آپ تو فرعون سے خود فرما چکے اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ۔ بلکہ وجہ وہ تھی جو ابھی ہم نے عرض کی ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام احوال کا لوح محفوظ میں لکھنا' اسلئے نہیں کہ رب تعالیٰ کے بھولنے بہکنے کا اندیشہ ہے بلکہ یہ تحریر اپنے ان محبوب بندوں کو اطلاع دینے کے لئے ہے۔ جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے' اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرما دیا تا کہ فرعون اس مغالطہ میں نہ آئے۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو ان قوموں کی خبر تو ہے مگر بتانا منظور نہیں ۴۔ اس کے بعد رب تعالیٰ بطور جملہ معترضہ موسیٰ علیہ السلام کے کلام کی تائید فرماتے ہوئے مکہ والوں سے یوں خطاب فرماتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر گھاس وغیرہ میں نر و مادہ اور جوڑا ہے' رب فرماتا ہے وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ یا یہ کہ ایک دوسرے کے مقابل پیدا کیا گرم اور سرد خشک اور تر' مضر اور مفید' جیسے انسانوں میں کافر' مومن' عالم' جاہل ۶۔ یہ دونوں حکم اباحت کے لئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں ہم نے تمہارے لئے بنائیں تمہیں چاہیئے کہ تم بھی کچھ کام ہمارے لئے کیا کرو ۷۔ معلوم ہوا کہ بعد موت سب زمین میں ہی جائینگے۔ یا براہ راست اس میں دفن ہونگے یا اس طرح کہ جل جاویں' یا انہیں شیر وغیرہ کھائے۔ پھر انکے اجزاء اصلیہ زمین میں رہیں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ جو سمندر میں ڈوب جائیں اور انہیں مچھلیاں کھالیں وہ بھی زمین میں ہی گئے کیونکہ سمندر کا پانی بھی زمین پر ہے۔ اسلئے انسان کو قدرتی طور پر زمین سے محبت ہے۔ کہ یہ زمین اس کی معاش و معاد ہے۔ جنت کا راستہ یہاں سے ہی نکلتا ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے فعل رب کے فعل ہیں کہ معجزات تو موسیٰ علیہ السلام نے دکھائے مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے دکھائے ۹۔ اس طرح کہ معجزوں کو جادو بتایا اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر۔ معلوم ہوا کہ جسے نبی کے ذریعہ ہدایت نہ ملے اسے کہیں سے ہدایت نہیں مل سکتی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کا دل مانتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے نبی ہیں کیونکہ جادوگر کسی بادشاہ کو اسکے ملک سے نہیں نکال سکتے ورنہ فرعون کے ملک میں بہت جادوگر تھے۔ ان سے فرعون کبھی نہ ڈرا اور نہ کسی سے ایسی گفتگو کی' وہ سب اس کے غلام بنکر رہتے تھے ۱۱۔ یعنی لاٹھیوں رسیوں کو سانپ بنانا کیونکہ جادوگر ایسے کرتب دکھایا کرتے تھے ۱۲۔ یہاں سُوًی سے مراد یا تو ہموار اور وسیع میدان ہے جہاں لوگ کثرت سے جمع ہو کر بے تکلف بیٹھ سکیں' یا درمیان کی جگہ جو فرعون کے محل اور موسیٰ علیہ السلام کے گھر کے بیچ میں ہو۔ خیال رہے کہ فرعون نے لوگوں کو سمجھایا کہ موسیٰ علیہ السلام جو مصر سے اتنے روز غائب رہے' آپ جادو سیکھنے گئے ہونگے حالانکہ آپ مدین گئے تھے شعیب علیہ السلام کے پاس' اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے مکہ میں رکھا کہ کفار مکہ یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ کہیں سے جادو سیکھ کر آئے ہیں ۱۳۔ اس میلے سے مراد

الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ

کیا حال ہے کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے

لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

میرا رب نہ بہکے نہ بھولے وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا

مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور تمہارے لئے اس میں چلتی راہیں رکھیں اور آسمان سے پانی اتارا

فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَ

تو ہم نے اس سے طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے تم کھاؤ

ارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى ﴿۵۴﴾

اور اپنے مویشیوں کو چراؤ بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کو

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً

ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں

اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَلَقَدْ اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾

دوبارہ نکالیں گے اور بیشک ہم نے اسے اپنی سب نشانیاں دکھائیں تو اس نے جھٹلایا اور نہ مانا

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ یٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾

بولا کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اپنے جادو کے سبب ہماری زمین سے نکال دو اے

فَلَنَاْتِیَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ

موسیٰ تو ضرور ہم بھی تمہارے آگے ویسا ہی جادو لائیں گے تو ہم میں اور اپنے میں

مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ

ایک وعدہ ٹھہرا دو جس سے نہ ہم بدلیں نہ تم ہموار جگہ ہو موسیٰ نے کہا

مَوْعِدُكُمْ یَوْمُ الزِّیْنَةِ وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾

تمہارا وعدہ میلے کا دن ہے اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کئے جائیں ۱۳

(بقیہ صفحہ ۵۰۲) فرعونیوں کا کوئی خاص میلہ ہے جہاں سب لوگ جمع ہوئے، آراستہ ہو کر خوشیاں مناتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت شرعی کے وقت مسلمان کو کفار کے میلہ میں جانا جائز ہے کہ موسیٰ علیہ السلام مقابلہ کے لئے کفار کے میلہ میں گئے' ابراہیم علیہ السلام بت شکنی کے لئے بت خانہ میں گئے ۱۴۔ یعنی اس مقابلہ کا تمام علاقہ میں اعلان کردیا جائے اور مناظرہ کا وقت چاشت کا ہو تا کہ روشنی کافی ہو لوگوں کو اصل واقعہ دیکھنے میں اشتباہ نہ ہو۔ خیال رہے کہ عربی زبان میں دن کے حصوں کے حسب ذیل نام ہیں۔ فجر' صباح' غداۃ' بکرۃ' ضحوہ' ہجیرہ' ظہیرہ' رواح' مساء' عصر' اصیل' عشاء اولیٰ' عشاء آخرہ۔ (روح البیان وغیرہ)۔

فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ

تو فرعون پھرا اور اپنے داؤں اکٹھے کئے [۱] پھر آیا ان سے موسیٰ نے

مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ

کہا تمہیں خرابی ہو اللہ پر جھوٹ نہ باندھو [۲] کہ وہ تمہیں عذاب سے

بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ

ہلاک کردے اور بیشک نامراد رہا جس نے جھوٹ باندھا [۳] تو اپنے معاملہ میں باہم مختلف

بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ

ہو گئے [۴] اور چھپ کر مشورت کی بولے بے شک یہ دونوں ضرور جادوگر ہیں

يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا

چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے نکال دیں اور تمہارا اچھا

بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ

دین لے جائیں [۵] تو اپنا داؤں پکا کرلو پھر پرا باندھ کر آؤ [۶]

وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ

اور آج مراد کو پہنچا جو غالب رہا [۷] بولے اے موسیٰ یا تو

اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ

تم ڈالو یا ہم پہلے ڈالیں [۸] موسیٰ نے کہا بلکہ

اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ

تمہیں ڈالو [۹] جبھی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے

سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً

خیال میں [۱۰] دوڑتی معلوم ہوئیں [۱۱] تو اپنے جی میں موسیٰ نے خوف

مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ

پایا [۱۲] ہم نے فرمایا ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے [۱۳] اور ڈال تو دے

۱۔ بہتر ہزار جادوگر اور ان کا سامان ۲۔ یعنی معجزوں کو جادو نہ بتاؤ کہ یہ جھوٹ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کو جھوٹ کی طرف نسبت کرنا رب تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی نافرمانی عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ دیکھو اب تک فرعونی اور فرعون کفر و شرک کرتے تھے مگر ان پر عذاب نہ آیا۔ موسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اب عذاب آجائیگا کیونکہ تم مجھ سے سرتابی کرتے ہو۔ ۴۔ اس طرح کہ بعض جادوگر بولے کہ موسیٰ علیہ السلام ہماری طرح ہی جادوگر ہیں اور بعض نے کہا نہیں وہ سچے نبی ہیں۔ جادوگروں کا کلام ایسا دلکش اور سچا نہیں ہوتا۔ یا مقابلہ کی نوعیت میں آپس میں جھگڑنے لگے کہ کس طرح ان کا مقابلہ کریں کہ ہماری فتح ظاہر ہو۔ ۵۔ اس طرح کہ تمہیں فرعون کی پوجا سے ہٹا کہ رب تعالیٰ کی عبادت میں مشغول کردیں' فرعون کی پرستش اس وقت ان کی نگاہ میں اچھی تھی ۶۔ تا کہ موسیٰ علیہ السلام پر تمہارے پرے اور صفیں دیکھ کر ہیبت طاری ہو۔ چنانچہ وہ بہتر صفیں بن کر سامنے آئے۔ ہر صف میں ایک ہزار جادوگر تھے (روح وغیرہ) ۷۔ کہ اگر ہم غالب آئے تو فرعون کے مقرب بن جاویں گے اگر موسیٰ علیہ السلام غالب آئے تو فرعون کے دل میں ان کی عظمت قائم ہو جاوے گی۔ ۸۔ اللہ تعالیٰ کو ان جادوگروں کا یہ ادب بہت پسند آیا کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام پر پیش قدمی نہ کی بلکہ ادب سے اجازت چاہی۔ اس ادب کی بدولت انہیں دولت ایمان نصیب ہوئی (روح۔ خزائن) ۹۔ اس حکم میں جادو کرنے کی اجازت دینا مقصود نہیں بلکہ جادو [illegible] باطل کرنا مقصود ہے کہ لوگ پہلے باطل کا زور دیکھ [illegible] کا توڑ بھی دیکھیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں [illegible] موسیٰ علیہ السلام نے حرام کام کی اجازت کیوں دی۔ ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو میں حقیقت نہیں بدلتی' بلکہ دیکھنے والے کے خیال اور آنکھ پر اثر ہوتا ہے' جیسا کہ یخیل الیہ سے ظاہر ہوا دوسرے یہ کہ جادو کا اثر نبی کے خیال اور آنکھ پر بھی ہو سکتا ہے۔ ہمارے حضور کے حافظہ پر جادو کا اثر ہو گیا تھا۔ یہ اثر ایسے ہے جیسے تلوار اور زہر کا اثر' یہ نبوت کے خلاف نہیں۔ ۱۱۔ ظاہر یہ ہے کی الیہ کہ ضمیر موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یعنی آپ کو بھی ایسا محسوس ہوا کہ لاٹھیاں اور رسیاں چل رہی ہیں کیونکہ جادو کا اثر نبی کے خیال پر ہو سکتا ہے۔ ۱۲۔ حضرت موسیٰ کو ان کے جادو کا خوف نہ ہوا بلکہ خوف اس کا ہوا کہ اب میرا معجزہ اور جادو خلط ملط ہو جاویں گے۔ حق باطل سے ممتاز نہ ہوگا' کیونکہ میری لاٹھی بھی سانپ بنے گی اور انہوں نے بھی سانپ ہی بنا کر دکھا دیئے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو سانپوں سے ڈر نہ ہوا تھا' بلکہ اپنے غالب نہ ہونے کا اور معجزہ اور جادو کے خلط کا خوف تھا۔

ا۔ اس میں غیب کی خبر ہے کہ آئندہ ایسا ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کا عصا سب کچھ نگل گیا۔ اس سے پتہ لگا کہ جب لاٹھی سانپ کی شکل میں ہو گئی تو کھائے گی، پئے گی۔ مگر ہو گی لاٹھی۔ یہ کھانا، پینا اس کی اس شکل کا اثر ہو گا۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں جب بشری لباس میں آئے تو نوری بشر تھے، یہ کھانا، پینا، نکاح، وفات، اسی بشریت کے احکام ہیں، اور معراج کی سیر، وصال کے روزوں میں بھوک پیاس نہ لگنا وغیرہ نورانیت کی جلوہ گری ہے۔ دیکھو ہاروت و ماروت فرشتے جب شکل انسانی میں دنیا میں بھیجے گئے تو وہ کھاتے پیتے بھی تھے بلکہ ان میں عورت کی خواہش بھی تھی اس کے باوجود وہ نوری فرشتے تھے ٢۔ یعنی خود نہ گرے بلکہ توفیق ربانی نے گرایا کہ انہوں نے اس کے کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ادب کیا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے ادب سے ہدایت، ایمان سب کچھ ملتا ہے اور پیغمبر کی بے ادبی سے ساری نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کا واقعہ۔

مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ

جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے وہ انکی بناوٹوں کو نگل جائے گا ا وہ جو بنا کر لائے ہیں وہ تو جادوگر

سٰحِرٍ ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُ حَیْثُ اَتٰی ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ

کا فریب ہے اور جادوگر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے تو سب جادوگر سجدے میں

سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰی ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ

گرالئے گئے ٢ بولے ہم اس پر ایمان لائے جو ہارون اور موسیٰ کا رب ہے ٣ فرعون بولا کیا تم

لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ

اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں ٤ بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے

السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

تم سب کو جادو سکھایا تو مجھے قسم ہے ضرور میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف

وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَاۤ

کے پاؤں کاٹوں گا ٥ اور تمہیں کھجور کے ڈنڈ پر سولی چڑھاؤں گا ٦ اور ضرور تم جان جاؤ گے کہ ہم

اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰی ﴿۷۱﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰی مَا

میں کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے ٧ بولے ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے ان روشن

جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ

دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئیں ٨ ہمیں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم تو تو کر چک

اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۷۲﴾ ؕ

جو تجھے کرنا ہے ٩ تو اس دنیا ہی کی زندگی میں تو کرے گا

اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَ مَاۤ اَكْرَهْتَنَا

بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہماری خطائیں بخش دے ١٠ اور وہ جو تو نے ہمیں

عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ

مجبور کیا جادو پر ١١ اور اللہ بہتر ہے اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ١٢ بے شک جو اپنے

الثلثة

٣۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام رب کی پہچان کا ذریعہ اور اس کی دلیل ہیں کہ انہوں نے عرض کیا کہ ہم حضرت موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لائے۔ یعنی رب وہ ہے جسے یہ حضرات رب کہیں نہ کہ فرعون، اگرچہ اسے سارے فرعونی رب کہیں۔ اس لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ کا رب کہا حالانکہ وہ سب کا رب ہے ٤۔ یعنی میری اجازت کے بغیر، کیونکہ فرعون سے ایمان کی اجازت کی توقع ہی نہ تھی۔ یہ ایسے ہے جیسے لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ ٥۔ یہ ہے حق کی ہیبت، کہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کچھ نہ کہا، جو کہا جادوگروں سے کہا حالانکہ خود ہی کہا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے استاذ ہیں ٦۔ یا تو فی علیٰ کے معنی میں ہے، یا مراد یہ ہے کہ تم کو سولی دے کر بہت عرصہ تک درخت کی شاخوں میں رکھوں گا کہ وہ درخت گویا تمہارا گھر بن جائے گا۔ ٧۔ میرا عذاب یا موسیٰ علیہ السلام کے رب کا۔ اس کے جواب میں جادوگروں نے کہا ٨۔ جادوگروں نے یہ غور کیا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ بن جانا بھی جادو سے تھا تو ہماری اتنی لاٹھیاں اور رسیاں کہاں گئیں کہ وہ عصا سب کو نگل گیا، اور اس کا وزن ایک ماشہ بھی نہ بڑھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم خواہ کوئی ہو اچھا ہے کہ اس سے کبھی ہدایت مل جاتی ہے۔ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کی حقانیت اپنے جادو کے فن سے جانی۔ اور ایمان لے آئے ٩۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک نگاہ فیض سے کافر جادوگر، مومن پھر صحابی پھر صابر پھر شہید ہوئے کہ یہ سب کچھ ایک دن کے اندر ہو گیا۔ اس مدرسہ و معلم کے قربان، یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں جرات ہوتی ہے کہ جادوگروں نے مومن ہو کر فرعون سے کہہ دیا کہ جو ہو سکے تو کر لے۔ مرزا قادیانی لوگوں کے خوف سے حج نہ کر سکا۔ ١٠۔ یعنی اس ایمان کی برکت سے اللہ ہمارے تمام گناہ بخش دے۔ معلوم ہوا کہ ایمان معافی سیات کا ذریعہ ہے۔ ١١۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب جادوگر موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر راضی نہ تھے۔ فرعون کے مجبور کرنے پر مقابلہ میں آ گئے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا مقابلہ تمام کفروں سے بدتر کفر ہے۔ کہ ان بزرگوں نے خطایا کے بعد اس جرم کا علیحدہ اور خصوصیت سے ذکر کیا ورنہ یہ بھی خطایا میں داخل تھا ١٢۔ لہٰذا اللہ کا ثواب و عذاب بھی زیادہ باقی رہے گا۔ یہ کلام فرعون کے اس بکواس کا جواب تھا کہ تم دیکھ لو گے کہ کس کا عذاب زیادہ ٹھہرتا ہے۔

يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ

رب کے حضور مجرم ہو کر آئے تو ضرور اس کے لئے جہنم ہے جس میں نہ

فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿٧٤﴾ وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

مرے نہ جئے [1] اور جو اس کے حضور ایمان کے ساتھ آئے کہ اچھے

الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿٧٥﴾ جَنّٰتُ

کام کئے ہوں تو انہیں کے درجے اونچے [2] بسنے کے

عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں

وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿٧٦﴾ ع وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ

اور یہ صلہ ہے اس کا جو پاک ہوا [3] اور بے شک ہم نے موسیٰ کو وحی کی

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ

کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل [4] اور ان کے لئے دریا میں سوکھا راستہ

يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

نکال دے [5] تجھے ڈر نہ ہوگا کہ فرعون آلے اور نہ خطرہ [6] تو ان کے پیچھے فرعون پڑا

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ؕ ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ

اپنے لشکر لے کر [7] تو انہیں دریا نے ڈھانپ لیا جیسا ڈھانپ لیا اور فرعون نے

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ

اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی [8] اے بنی اسرائیل بے شک

اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ

ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی [9] اور تمہیں طور کی داہنی طرف کا وعدہ

الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ

دیا [10] اور تم پر من اور سلویٰ اتارا [11] کھاؤ جو پاک چیزیں

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جادوگروں کو ایمان لاتے ہی سارے عقاید اسلامیہ کا لدنی علم عطا فرما دیا کہ انہوں نے عقائد کے ایسے اعلیٰ مسائل بغیر کسی سے سیکھے ہوئے بیان کئے۔ ۲۔ کہ انشاء اللہ جنت میں داخلہ ایمان سے ہو گا' اور بلندی درجات نیک اعمال سے' اور یہ جنت کسی کے لئے ہے' کسی کے طفیل بھی جنت ملے گی اور درجات بلند ہوں گے' جیسے مومنوں کے بچے فوت شدہ اور دیوانے ۳۔ دل برے عقیدوں سے اور بدن برے اعمال سے' وہ اول سے ہی جنت کا مستحق ہے اور جس کا دل تو پاک رہا مگر اعمال برے کرتا رہا وہ معافی یا سزا پانے کے بعد جنت میں پہنچے گا۔ اس کے بعد فرعون نے ان تمام بزرگوں کو سولی دے دی' فرعون نے سب سے پہلے انہیں کو سولی دی ۴۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے لئے بددعا فرمائی' رب نے قبول فرمائی۔ چالیس سال کے بعد اس کی قبولیت کا ظہور ہوا' اور یہ حکم ہوا۔ معلوم ہوا کہ کبھی دعا کا اثر دیر سے بھی ہوتا ہے۔ ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قانون قدرت یہ ہے کہ رب کی قدرت اس کے پیاروں کے ہاتھوں پر ظاہر ہو' تا کہ رب کی قدرت کے ساتھ ان کی عظمت کا بھی یقین ہو' رب کو اس دریا کا خشک کرنا مقصود تھا' مگر موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے اسے ظاہر کیا۔ دوسرے یہ کہ آپ کے عصا سے متضاد معجزے ظاہر ہوئے۔ اسی عصا سے پتھر سے پانی نکالا اور اسی سے دریا کا پانی خشک کیا۔ ۶۔ دریا میں ڈوب جانے کا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نویں محرم گزار کر عاشورہ کی اول شب میں چھ لاکھ ستر ہزار بنی اسرائیل کو لے کر دریائے قلزم کی طرف روانہ ہوئے (روح) صبح فرعون کو پتہ لگا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے تعاقب میں بہت جماعت لے کر نکلا' دوپہر کو بنی اسرائیل تک پہنچ گیا۔ ۷۔ جس کا مقدمتہ الجیش چھ لاکھ کی نفری تھی۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ فرعون اور سارے فرعونی لوگ کفر پر مرے' فرعون کا ڈوبتے وقت ایمان لانا' معتبر نہ ہوا۔ جو فرعون کو مومن مانے وہ قرآن کریم کی بہت سی آیات کا منکر ہے۔ ۹۔ عدو' واحد و جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ اس سے مراد فرعون اور سارے فرعونی ہیں ۱۰۔ یعنی جو مصر سے شام کو جاتا ہے' اس کی دائیں طرف کا پہاڑی حصہ' ورنہ پہاڑ کا دایاں بایاں نہیں ہوتا۔ رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ کوہ طور کے دائیں حصہ میں حاضر ہو کر اعتکاف فرمائیں اور تورات شریف لے جائیں۔ چونکہ نبی سے وعدہ ساری امت سے وعدہ ہوتا ہے اس لئے وعدہ کو سب کی طرف نسبت فرمایا ۱۱۔ جب تم میدان تیہ میں مقید کر دیئے گئے وہاں تمہارے کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ من میٹھا حلوہ تھا اور سلویٰ نمکین کباب جو قدرتی طور پر ان کو ملتا تھا۔

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ

ہم نے تمہیں روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو[۱] کہ تم پر میرا غضب

غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾

اترے اور جس پر میرا غضب اترا بے شک وہ گرا[۲]

وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ

اور بیشک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی[۳] اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا

اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾ قَالَ هُمْ

پھر ہدایت پر رہا[۴] اور تو نے اپنی قوم سے کیوں جلدی کی اے موسیٰ[۵] عرض کی کہ وہ

اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿۸۴﴾ قَالَ

یہ ہیں میرے پیچھے اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو[۶]

فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾

فرمایا تو ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو بلا میں ڈالا[۷] اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا[۸]

فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ

تو موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹا غصہ میں بھرا افسوس کرتا[۹] کہا اے میری قوم

اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۭ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ

کیا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ نہ کیا تھا[۱۰] کیا تم پر مدت لمبی

الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

گزری[۱۱] یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اترے تو تم نے میرا

فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ

وعدہ خلاف کیا[۱۲] بولے ہم نے آپ کا وعدہ اپنے اختیار سے خلاف

بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا

نہ کیا[۱۳] لیکن ہم سے کچھ بوجھ اٹھوائے گئے[۱۴] اس قوم کے گہنے کے[۱۵] تو ہم نے انہیں ڈال دیا

۱۔ اس طرح کہ کل کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھو۔ من و سلویٰ کھا کر گناہ نہ کرو' ایک دوسرے سے جنگ نہ کرو۔ ۲۔ دوزخ میں عذاب کے لئے' یا دنیا میں ذلیل و خوار ہوا۔ یا قرب الٰہی کی بلندی سے دوری حق کے غار میں گرا۔ ۳۔ یعنی گناہ کے مطابق توبہ کی۔ کفر سے توبہ ایمان لا کر' گناہ سے توبہ معافی چاہ کر' حقوق العباد سے توبہ وہ حقوق ادا کر کے' اور صاحب حق سے دیر کی معذرت کر کے ۴۔ حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ اب ہدایت اہل بیت کی محبت پر موقوف ہے۔ اسی طرح امام جعفر صادق سے منقول ہے (صواعق محرقہ) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ایمان و توبہ معتبر ہے جس پر خاتمہ نصیب ہو۔ یعنی وہ کامیاب ہے' جو خیریت سے کٹے۔ ۵۔ موسیٰ علیہ السلام رب سے ہمکلام ہونے کے لئے جب طور پر تشریف لے گئے۔ تو ستر بنی اسرائیل اپنے ہمراہ لے گئے تھے' قریب طور پہنچ کر شوق کلام الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ ان سب کو پیچھے چھوڑ کر اکیلے کوہ طور پر پہنچے۔ تب رب نے یہ سوال فرمایا۔ معلوم ہوا کہ کسی سے کچھ پوچھنا سائل کے بے علم ہونے کی دلیل نہیں' رب سب کچھ جانتا ہے مگر پھر سوال فرماتا ہے۔ ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اظہار شوق اور جذبۂ محبت اچھی چیز ہے۔ دوسرے یہ کہ اجتہاد جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ کبھی نبی بھی اجتہاد کرتے ہیں۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا یہ اجتہاد تھا کہ جلدی چلو' اس سے رب راضی ہو گا۔ اور رب نے یہ حکم نہ دیا تھا ۷۔ یعنی جو بنی اسرائیل آپ مصر چھوڑ آئے تھے حضرت ہارون کی سرکردگی میں' وہ آزمائش میں پڑ گئے۔ ۸۔ چونکہ سامری ان لوگوں کی گمراہی کا سبب تھا اس لئے اسی کی طرف گمراہی کو نسبت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ ہدایت دے سکتے ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے غصہ اور افسوس کرنا پیغمبر کی سنت ہے' اور اس پر ثواب ہے' بلکہ برائی دیکھ کر غصہ نہ کرنا جرم ہے ۱۰۔ یہاں حسنا سے مراد تورات شریف ہے۔ تورات شریف میں ایک ہزار سورتیں تھیں' ہر سورت میں ایک ہزار آیتیں۔ اس میں نور تھا۔ ہدایت تھی بنی اسرائیل کے لئے عزت تھی۔ ۱۱۔ یعنی میں ابھی چند روز گزرے کہ تمہارے پاس سے گیا ہوں۔ صرف چالیس دن طور پر قیام کیا ہے۔ اتنی تھوڑی مدت میں تم نے توحید کا سبق بھلا دیا۔ شرک میں مبتلا ہو گئے تو میری وفات کے بعد تمہارا کیا حال ہو گا۔ یا تم نے دیدہ دانستہ یہ جرم کیا اور غضب الٰہی کے مستحق ہو گئے ۱۲۔ اس طرح کہ تم نے مجھ سے دین پر قائم رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ پھر تم نہ رہے ۱۳۔ بلکہ سامری کے بہکانے پر ہماری عقل ٹھکانے نہ رہی اور اس شرک میں مبتلا ہو گئے۔ ۱۴۔ اوزار جمع وزر کی ہے۔ وزر کے معنی ہیں بوجھ۔ وزیر کو اسی لئے وزیر کہتے ہیں کہ سلطنت کا اس پر بوجھ ہوتا ہے۔

۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ موذی' حربی' کافر کا مال اگر عاریتہً بھی اپنے پاس ہو تو اس پر قبضہ کر لیا جائے ان کی ہلاکت کے بعد۔ کیونکہ بنی اسرائیل نے جو طلائی زیور فرعونیوں سے عاریتہً مانگا واپس نہ کیا کہ واپس کرنے میں راز فاش ہو جاتا۔ اب وہ اس زیور کے قابض ہوئے مگر چونکہ ان کی شریعت میں غنیمت کا مال خود کھانا جائز نہ تھا اس لئے اسے بچھڑا بنانے پر خرچ کیا۔ اس خبیث کے خبیث سونے نے بھی بنی اسرائیل میں فساد ہی ڈالا۔ بروں کا مال بھی برا ہوتا ہے۔

فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا

پھر اسی طرح سامری نے ڈالا ۱؎ تو اس نے ان کے لئے ایک بچھڑا نکالا بے جان کا دھڑ

لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰـهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۙ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾

گائے کی طرح بولتا ۲؎ تو بولے یہ ہے تمہارا معبود اور موسیٰ کا معبود موسیٰ تو بھول گئے ۳؎

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا

تو کیا نہیں دیکھتے کہ وہ انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا ۴؎ اور انکے کسی برے بھلے کا اختیار

وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ

نہیں رکھتا اور بیشک ان سے ہارون نے اس سے پہلے کہا تھا کہ اے میری قوم یوں ہی

اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ

ہے کہ تم اس کے سبب فتنہ میں پڑے اور بیشک تمہارا رب رحمٰن ہے ۵؎ تو میری پیروی کرو

وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى

اور میرا حکم مانو ۶؎ بولے ہم تو اس پر آسن مارے جمے رہیں گے جب تک ہمارے

يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ

پاس موسیٰ لوٹ کے آئیں ۷؎ موسیٰ نے کہا اے ہارون تمہیں کس بات نے روکا تھا جب

ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ

تم نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تھا کہ میرے پیچھے آتے ۸؎ تو کیا تم نے میرا حکم نہ مانا کہا اے میرے ماں جائے

لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ

نہ میری داڑھی پکڑو ۹؎ اور نہ میرے سر کے بال مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے تم

فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ

نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا ۱۰؎ اور تم نے میری بات کا انتظار نہ کیا ۱۱؎ موسیٰ نے

فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا

کہا اب تیرا کیا حال ہے اے سامری بولا میں نے وہ دیکھا جو لوگوں نے

ا۔ یعنی ہم نے اپنے پاس کے زیور آگ میں ڈالے گلانے کے لئے اور سامری نے اپنے قبضہ کا زیور ڈالا۔ سامری بنی اسرائیل کا ایک سنار اور قبیلہ سامرہ کا ایک عزت والا مرد تھا۔ ۲۔ اس بچھڑے کا بولنا حضرت جبریل کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک کے اثر سے تھا' نہ کہ کچھ سوراخوں کی وجہ سے جو اس کی ناک میں کئے گئے تھے۔ جس میں سے ہوا گزرتی اور سیٹی کی طرح آواز نکلتی کیونکہ یہ قرآن کریم کی اگلی آیت کے خلاف ہے ۳۔ اور رب کو ڈھونڈنے کوہ طور پر گئے۔ رب تو یہیں آگیا۔ ۴۔ خیال رہے کہ یہاں رب تعالیٰ نے نفع و نقصان کے مالک ہونے کی نفی فرمائی ہے' نہ کہ اس کے نافع و ضار ہونے کی کیونکہ دنیا کی ہر چیز خصوصاً" سونا نفع ضرور دیتا ہے۔ مگر نفع دینا اور ہے نفع کا مالک ہونا کچھ اور' الوہیت کا مدار دوسری چیز ہے نہ کہ پہلی۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ رحمٰن فرما کر یہ بتایا کہ اگر تم اب بھی توبہ کرو گے تو وہ قبول فرمالے گا کیونکہ رحمٰن ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے پیغمبر کی اطاعت ضروری ہے۔ نبی کی مخالفت کر کے توحید وغیرہ کام نہیں آتی۔ لطیفہ روافض کہتے ہیں کہ حضرت علی حضور کے بعد ایسے تھے جیسے حضرت ہارون' موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ' مگر پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے تقیہ کر کے خلفاء ثلاثہ کی بیعت کرلی۔ حالانکہ حضرت ہارون نے تقیہ نہ فرمایا' اور بت پرستوں کے ساتھ شامل نہ ہوئے۔ تو بقول روافض حضرت علی' حضرت ہارون کی مثل نہ ہوئے۔ حضرت علی نے اس وقت نہ فرمایا کہ اتبعونی واطیعوا امری، ۷۔ یہ بہانہ بازی کے طور پر کہا تھا نہ کہ توبہ کے وعدے پر' اگر توبہ کا ارادہ ہوتا تو آج ہی کر لیتے۔ یہ سن کر حضرت ہارون بارہ ہزار مومن اسرائیلیوں کے ساتھ ان مرتدین سے علیحدہ ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام واپسی پر یہ بت پرستی ملاحظہ فرما کر طیش میں آ گئے اور اس حالت میں حضرت ہارون کے سر کے بال داہنے ہاتھ میں اور داڑھی شریف بائیں ہاتھ میں پکڑ کر فرمانے لگے ۸۔ یعنی تم فوراً کوہ طور پر پہنچ کر مجھے ان کی حرکات کی خبر دیتے ۹۔ اس سے پتہ چلا کہ داڑھی ایک مشت ہونی چاہیے یعنی چار انگل جو پکڑنے میں آ سکے۔ یہ ہی سنت انبیاء ہے۔ حضور وضو میں داڑھی کا خلال فرماتے تھے اور داڑھی میں خلال جب ہی ہو سکتا ہے کہ بڑی ہو۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بزرگ غلطی سے سزا دے دے تو قصاص نہیں۔ استاذ' باپ' نبی پر قصاص نہیں ہوتا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون پر بلا قصور یہ سختی کر دی مگر قصاص نہ لیا گیا' نہ رب نے انہیں معافی مانگنے کا حکم دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کی آپس کی جنگ میں چھوٹوں کی دخل دینے کا حق نہیں۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے اس واقعہ پر قیاس آرائی کرے۔ اسی طرح صحابہ کرام کی جنگوں کا حال ہے کہ مسلمان اس میں بحث نہ کریں حضور کا اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرمانا تعلیم عدل کے لئے تھا ۱۱۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے غضب کے جوش اور حالت بے خودی میں حضرت ہارون کی داڑھی پکڑلی۔ کچھ تحقیقات نہ فرمائی تھی۔

بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا

نہ دیکھا[۱] تو ایک مٹھی بھر لی فرشتہ کے نشان سے پھر اسے ڈال دیا[۲]

وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ

اور میرے جی کو یہی بھلا لگا[۳] کہا تو چلتا بن کہ دنیا کی زندگی میں

فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ

تیری سزا یہ ہے کہ تو کہے چھو نہ جا[۴] اور بیشک تیرے لئے ایک وعدہ کا وقت

تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ

ہے[۵] جو تجھ سے خلاف نہ ہوگا اور اپنے اس معبود کو دیکھ کہ جس کے سامنے تو دن بھر آسن مارے رہا قسم

ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ

ہے ہم ضرور اسے جلائیں گے پھر ریزہ ریزہ کرکے دریا میں بہائیں گے[۶] تمہارا معبود تو وہی اللہ ہے

اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ

جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں ہر چیز کو اس کا علم محیط ہے[۷] ہم ایسا ہی تمہارے سامنے اگلی خبریں

اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾ ۖۚ مَنْ

بیان فرماتے ہیں[۸] اور ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا فرمایا[۹] جو

اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ ۙ خٰلِدِيْنَ

اس سے منہ پھیرے تو بیشک وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا[۱۰] وہ ہمیشہ

فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾ ۙ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ

اس میں رہیں گے[۱۱] اور وہ قیامت کے دن ان کے حق میں کیا ہی برا بوجھ ہوگا جس دن صور

وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ ۚۖ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ

پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو اٹھائیں گے نیلی آنکھیں[۱۲] آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں

لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

گے کہ تم دنیا میں نہ رہے مگر دس رات[۱۳] ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے جب کہ ان میں سب سے بہتر رائے

۱۔ یعنی میں نے حضرت جبریل کو دیکھا یا ان کی گھوڑی کی خاک کی تاثیر بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی تھی۔ اگرچہ اس دن حضرت جبریل علیہ السلام ظاہر ظہور آئے تھے کہ ان کی گھوڑی فرعون کے گھوڑے نے بھی دیکھ لی تھی۔ لیکن گھوڑی کی ٹاپ سے گھاس اگتی لوگوں نے نہ دیکھی صرف سامری نے دیکھی۔ ادھر اور کسی کا دھیان نہ گیا۔

۲۔ جس سے بچھڑے میں جان پیدا ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ حضرت جبریل کے گھوڑے کی ٹاپ کی خاک زندگی بخش ہے مگر چونکہ سونا فرعونیوں کا تھا اس لئے بچھڑے کی آواز سے لوگ گمراہ ہوئے' ہدایت پر نہ آئے۔ اسی طرح قرآن و حدیث جب بے دینوں کی زبان سے نکلے تو اس سے لوگ گمراہ ہوں گے' ہدایت پر نہ آئیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچھڑے کی ناک' منہ میں سوراخ نہ تھے جس سے بانسری کی طرح آواز نکلتی بلکہ حضرت جبریل کے گھوڑے کی ٹاپ کی خاک کی تاثیر تھی۔ جب حضرت جبریل کی گھوڑی کی خاک بے جان سونے میں جان پیدا کر سکتی ہے تو بزرگوں کے قدموں کی خاک مردہ دلوں کو ضرور زندہ کر دیتی ہے۔ ۳۔ یعنی جو کچھ میں نے کیا اپنی نفسانی خواہش سے کیا نہ تو کسی نے مجھے کہا' نہ مجھے الہام ہوا۔ چونکہ سامری کے اس کلام میں ندامت و شرمندگی کی جھلک تھی۔ اس لئے آپ نے اسے قتل نہ فرمایا۔ ورنہ مرتد کی سزا قتل ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی زبان' کن کی کنجی ہوتی ہے جو ان کے منہ سے نکل جائے وہ باذن اللہ ہو کر رہتا ہے۔ چنانچہ سامری کے جسم میں یہ تاثیر پیدا ہو گئی کہ جو کوئی اسے چھو جاتا' اسے بھی بخار آ جاتا اور خود سامری کو بھی۔ لہٰذا سامری لوگوں سے کہتا تھا کہ مجھے نہ چھونا۔ مجھ سے علیحدہ رہنا۔ اور جانوروں کی طرح سب سے علیحدہ رہتا تھا جیسا کلیم اللہ کے منہ سے نکلا ویسا ہو کر رہا ۵۔ یعنی عذاب آخرت اس کے علاوہ ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سامری نے توبہ نہ کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سامری کے انجام سے خبردار تھے' کہ کافر مرے گا۔ عذاب ہو گا وغیرہ ۶۔ معلوم ہوا کہ بت یا لہو کے آلات توڑ دینے پر ضمان واجب نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کسی شرابی کی شراب پھینک دے یا ڈھول پھاڑ دے تو اس پر قیمت واجب نہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس بچھڑے کی قیمت نہیں لی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان چیزوں کا فنا کرنا تبلیغ ہے' مال برباد کرنا نہیں ۷۔ غالب یہ ہے کہ یہ کلام موسیٰ علیہ السلام کا ہے' اور ممکن ہے کہ رب تعالیٰ کا کلام ہو' اہل عرب سے خطاب فرماتے ہوئے ۸۔ تمہارے علم کے لئے نہیں' بلکہ لوگوں کو سنانے کے لئے' ورنہ تم کو تو علم لدنی بخشا گیا جیسا کہ اگلی آیت میں ارشاد ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور کو علم لدنی عطا ہوا جس سے آپ پہلے ہی سے عالم کے حالات سے خبردار تھے' یہ قرآن اس علم کا بیان ہے اور لوگوں کی تعلیم کے لئے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور حضور فرماتے ہیں فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ اور فرماتا ہے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۱۰۔ اپنے کفر اور گناہوں کا۔ اور جسے گمراہ کیا ہے' ان کی گمراہی و گناہوں کا بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار تمام گناہوں کا بوجھ نہ اٹھائیں گے۔ ان کے کل یا بعض گناہوں میں معافی بھی ہو جائے گی انشاء اللہ ۱۱۔ عذاب کی ہمیشگی صرف کفار کے لئے ہے۔ مسلمان اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو' اسے ہمیشہ عذاب نہ ہو گا۔ ۱۲۔ قیامت میں کفار کی چند کھلی علامتیں ہوں گی۔ منہ کالا' آنکھیں نیلی' ہاتھ بندھے ہوئے۔ نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں' اور مومن کا حال اس کے برعکس ہو گا۔ لہٰذا قیامت میں کافر و مومن کی پہچان ہر شخص کو ہو

(بقیہ صفحہ ۵۰۸) گی جو کہے کہ حضور کافر و مومن کو نہ پہچان سکیں گے وہ اس آیت کے خلاف ہے ۱۳۔ قیامت میں کفار کا تخمینہ ہو گا۔ آخرت کی ہولناکیوں کو دیکھ کر کفار دنیاوی عیش و آرام کو بہت تھوڑا محسوس کریں گے۔

ا۔ شان نزول، حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی ثقیف کے ایک شخص نے حضور سے عرض کیا کہ قیامت میں پہاڑوں کا کیا حال ہو گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں حضور کا ایسا درجہ ہے کہ حضور سے سوال ہو تو رب تعالیٰ جواب دیتا ہے۔ روح البیان نے فرمایا کہ دنیا میں کل بڑے پہاڑ

طَرِيقَةً إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ

رکھنے والا کہے گا کہ تم صرف ایک ہی دن رہے تھے۔ اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں لے

فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ﴿١٠٥﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾

تم فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کرکے اڑائے گا ۲ تو زمین کو پٹ پر ہموار کر چھوڑے گا

لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا ﴿١٠٧﴾ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ

کہ تو اس میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے اس دن پکارنے والے کے پیچھے دوڑیں گے ۳ اس

الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۖ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ

میں کجی نہ ہو گی اور سب آوازیں رحمٰن کے حضور پست ہو کر رہ جائیں گی ۴

فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا

تو تو نہ سنے گا مگر بہت آہستہ آواز ۵ اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی ۶ مگر اسکی

مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا

جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے ۷ اور اس کی بات پسند فرمائی وہ جانتا ہے جو

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾

کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ۸ اور ان کا علم اسے نہیں گھیر سکتا

۞ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ

اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رکھنے والے کے حضور ۹ اور بیشک نامراد رہا جس

ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا

نے ظلم کا بوجھ لیا اور جو کچھ نیک کام کرے اور ہو مسلمان ۱۰ تو اسے نہ

يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَ

زیادتی کا خوف ہو گا نہ نقصان کا ۱۱ اور یونہی ہم نے اسے عربی قرآن اتارا ۱۲ اور

صَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ

اس میں طرح طرح سے عذاب کے وعدے دیئے کہ کہیں انہیں ڈر ہو یا ان کے دل میں کچھ سوچ

چھ ہزار چھ سو تیس ہیں ۲۔ اس طرح کہ صور کی پہلی آواز پر پہاڑ پھٹ جائیں گے۔ پھر ہوا میں اون کی طرح اڑیں گے، پھر ریزہ ریزہ ہو کر ذرات کی طرح زمین پر گر جائیں گے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ مختلف آیتوں میں پہاڑوں کے مختلف حالات بیان ہوئے ۳۔ یعنی حضرت اسرافیل علیہ السلام کی آواز جو بذریعہ صور نفخہ ثانیہ کے وقت ہو گی۔ اور تمام جگہ پہنچے گی۔ سب زندہ ہو کر دوڑیں گے۔ ۴۔ یعنی رب تعالیٰ کی ہیبت کی وجہ سے تمام محشر میں خاموشی اور سناٹا ہو گا۔ یہ محشر کا پہلا حال ہو گا۔ عرض و معروض کرنا، آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ گچھ بعد میں ہو گی، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۵۔ قدموں کی آہٹ، چلنے کی سرسراہٹ یا تو قبروں سے میدان محشر کی طرف، یا خود میدان محشر میں شفیع کی تلاش میں یا اور کسی وجہ سے ۶۔ یعنی کفار کے لئے شفاعت ہو گی ہی نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے لئے شفاعت تو ہو مگر نفع نہ ہو۔ کیونکہ سالبہ موضوع نہ ہونے سے بھی صادق آ جاتا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں شفاعت سے مراد عذاب سے نجات ملنے کی شفاعت ہے، ورنہ بعض کفار کو تخفیف عذاب کی شفاعت ہو گی۔ ابوطالب بہت ہلکے عذاب میں ہوں گے ۷۔ یعنی انہیں پہلے ہی سے شفاعت کی اجازت مل چکی ہے اور ان کا لقب شفیع المذنبین ہو چکا ہے، قیامت میں کلام کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بارگاہ میں سجدہ فرمائیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بخشش کی شفاعت کے لئے دو شرطیں ہیں۔ ایک شفیع کا محبوب ہونا، دوسرے مشفوع کا مومن ہونا۔ پہلے کا ذکر مَن اذن میں ہے دوسرے کا ذکر رضی میں ۸۔ یعنی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے گزشتہ و آئندہ حالات جانتا ہے مگر مخلوق خدا کی ذات و صفات اور اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ یا شفیع المذنبین مخلوق کے اگلے پچھلے حالات جانتے ہیں مگر مخلوق ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ بغیر علم شفاعت ناممکن ہے۔ جیسے طبیب بغیر مرض پہچانے علاج نہیں کر سکتا۔ (روح البیان۔ آیۃ الکرسی) ۹۔ یعنی ہر کافر و مومن عاجزی کا اظہار کرے گا۔ کسی میں تکبر نہ رہے گا۔ مگر کفار کا یہ عجز کام نہ آوے گا کیونکہ وہ دنیا میں سرکش رہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نیک اعمال قبول ہونے کے لئے ایمان شرط ہے، ہاں ایمان لانے کے بعد کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی قبول ہو جاتی ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ خیال رہے کہ قبول اور جواز میں فرق ہے۔ ۱۱۔ وہاں ظلم کا خوف تو کافر کو بھی نہ ہو گا۔ البتہ نقصان کا خطرہ ہو گا۔ یا ظلم سے مراد کافر کے ظلم ہیں جو اس نے اپنے نفس اور دوسروں پر کئے نہ کہ رب کے ظلم کا خوف۔ یا ظلم سے مراد بالکل جزا نہ ملنا ہے اور هَضمًا سے مراد ثواب کم ملنا ہے۔ ۱۲۔ یعنی جیسے اور انبیاء کرام پر کتابیں ان کی زبانوں میں آئیں، ایسے ہی ان محبوب پر کتاب عربی میں آئی۔

لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

پیدا کرے تو سب سے بلند ہے اللہ سچا بادشاہ اور قرآن میں جلدی نہ کرو لہ

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ؗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ

جب تک اس کی وحی تمہیں پوری نہ ہو لے اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ

عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ

دے ٢ اور بیشک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا ٣ تو وہ بھول گیا اور ہم

لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ ۧ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

نے تو اس کا قصد نہ پایا ۴ اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدہ میں

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ

گرے مگر ابلیس اس نے نہ مانا ۵ ہم نے فرمایا اے آدم بیشک یہ تیرا اور تیری بی بی کا

وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ

دشمن ہے تو ایسا نہ ہو کہ وہ تم دونوں کو جنت سے نکال دے پھر تو مشقت میں پڑے ٦ بیشک

لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ ۙ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ

تیرے لئے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو نہ ننگا اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے

لَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ

نہ دھوپ ٧ تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا ٨ بولا اے آدم کیا میں

اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ

تمہیں بتادوں ہمیشہ جینے کا پیڑ ٩ اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے ١٠ تو ان دونوں نے

لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؗ

اس میں سے کھا لیا اب ان پر انکی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں ١١ اور جنت کے پتے اپنے

وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ۖ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ

اوپر چپکانے لگے ١٢ اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی ١٣

ا۔ شان نزول؛ جبرئیل علیہ السلام جب قرآن لے کر حاضر ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ساتھ پڑھتے اور جلدی فرماتے تھے تا کہ قرآن کریم کے الفاظ بھول نہ جائیں۔ تب یہ آیت کریمہ' نازل ہوئی جس میں وعدہ فرمایا گیا کہ آپ بھولیں گے نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم سے کبھی سیر نہ ہونا چاہیے۔ علم کی حرص اچھی ہے۔ دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں بڑے عالم ہیں مگر انہیں حکم دیا گیا کہ زیادتی علم کی دعا مانگو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہمیشہ ترقی میں ہے رب فرماتا ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى یعنی ہر آخر گھڑی پہلی گھڑی سے اچھی ہے ۳۔ کہ یہ ممنوعہ درخت کھانا تو درکنار اس کے قریب بھی نہ جانا ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ آدم علیہ السلام نے عمداً" گندم نہ کھائی بلکہ وجہ ممانعت سمجھنے میں خطا ہو گئی۔ لہٰذا وہ گنہگار نہیں' دوسرے یہ کہ ہم جیسوں کے لئے بھوک چوک معاف ہے مگر انبیاء کرام پر اس سے بھی عتاب ہو جاتا ہے' ان کی عظمت شان کی وجہ سے۔تیسرے یہ کہ کوئی شخص اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔ آدم علیہ السلام معصوم تھے اور جنت جگہ محفوظ تھی۔ پھر بھی ابلیس کا داؤ چل گیا تو ہم کس شمار میں ہیں ۵۔ عقیدۃ" اور قولاً" اور عملاً" اس نے رب کے حکم کو غلط سمجھا ۶۔ کہ دنیا میں جا کر تم کو روزی کمانی پڑے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اسی مشہور جنت میں رکھے گئے تھے جو بعد قیامت نیکوں کو عطا ہو گی۔ کوئی دنیاوی باغ نہ تھا۔ کیونکہ اس باغ میں تو دھوپ بھی ہوتی ہے اور وہاں بھوک بھی لگتی ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم کا جنت میں یہ داخلہ جزاء و عمل کے لئے نہ تھا' بلکہ انہیں تربیت دینے کو تھا کہ جنت دیکھ کر آئیں اور دنیا کو اسی طرح آباد کریں اور بنائیں' جیسے اسکول میں طلبا کا رہنا جب جزا کے لئے داخلہ ہو گا نہ نکالا جائے گا ۔خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۹۔ اس وقت تک شیطان کا جنت میں جانا بالکل بند نہ ہوا تھا۔ کبھی کبھی چوروں کی طرح وہاں پہنچ جاتا تھا اس لئے آپ اس سے منع فرمایا تھا تب تمہارا معدہ اسے ہضم کرنے کے لائق نہ تھا اب تم میں کافی طاقت آچکی ہے اسے ہضم بھی کر سکو گے لہٰذا وہ ممانیت وقتی تھی جس کی معیاد ختم ہو چکی (از تفسیر عزیزی) اس صورت میں آدم علیہ السلام پر یہ اعتراض نہیں کہ انہیں رب کی ممانعت یاد تھی پھر کیوں کھا لیا۔ ۱۱۔ لہما سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم و حوا کے ستر جنات یا شیطان پر نہ کھلے صرف ایک دوسرے پر کھلے کیونکہ جنتی لباس ان سے اتار لیا گیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی خاوند ایک دوسرے کے سامنے برہنہ نہ رہا کریں کہ بے حیائی ہے ۱۲۔ انجیر کے پتے۔ معلوم ہوا کہ حیا' شرم اور ستر چھپانا انبیاء کرام کی سنت ہے ۱۳۔ یعنی جس مقصد کے لئے گندم کھائی تھی وہ حاصل نہ ہوا یعنی حیات دائمی خیال رہے کہ انبیاء کرام کے عصیان کے معنی گناہ نہیں بلکہ لغزش و خطا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے وجہ اور ید کے معنی یہ ہاتھ پاؤں نہیں۔ کسی چیز کے معنی منسوب الیہ کے لحاظ سے ضروری ہیں۔ آنکھ بیٹھ گئی۔ گلا بیٹھ گیا۔ دکان بیٹھ گئی۔ دل بیٹھ گیا۔ رعب بیٹھ گیا۔ ان میں بیٹھنے کے معنی الگ الگ ہیں۔

وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

پھر اسے اسکے رب نے چن لیا تو اس پر اپنی رحمت سے رجوع فرمائی تم دونوں مل کر جنت سے اترو تم میں ایک

عَدُوٌّ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ

دوسرے کا دشمن ہے ۱؎ پھر اگر تم سب کو میری طرف سے ہدایت آئے ۲؎ تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا

فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ

وہ نہ بہکے نہ بدبخت ہو ۳؎ اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کے

لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ

لئے تنگ زندگانی ہے ۴؎ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے ۵؎ کہے گا ۶؎

رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ

اے رب میرے مجھے تو نے کیوں اندھا اٹھایا میں تو انکھیارا تھا فرمائے گا یونہی تیرے پاس

اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ

ہماری آیتیں آئیں تھیں ۶؎ تو نے انہیں بھلا دیا اور ایسے ہی آج تیری کوئی خبر نہ لے گا ۷؎ اور

نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جو حد سے بڑھے اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور بیشک

اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ

آخرت کا عذاب سب سے سخت تر اور سب سے دیرپا ہے ۸؎ تو کیا انہیں اس سے راہ نہ ملی کہ ہم نے ان سے

يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع

پہلے کتنی سنگتیں ہلاک کردیں کہ یہ انکے بسنے کی جگہ چلتے پھرتے ہیں ۹؎ بیشک اسمیں نشانیاں ہیں

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ

عقل والوں کو ۱۰؎ اور اگر تمہارے رب کی ایک بات نہ گزر چکی ہوتی ۱۱؎ تو ضرور عذاب انہیں لپٹ جاتا اور

مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

اگر نہ ہوتا ایک وعدہ ٹھہرایا ہوا ۱۲؎ تو انکی باتوں پر صبر کرو ۱۳؎ اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اسکی پاکی بولو

۱۔ یعنی تمہاری اولاد بعض بعض کی دشمن ہوگی۔ مومن کافر کی سعید شقی کے دشمن' نیز دنیاوی امور میں بعض بعض کے دشمن ہوں گے ۲۔ یہ اگر رب تعالٰی کے لئے شک کے واسطے نہیں بلکہ بندہ کے لئے ہے۔ کیونکہ بعض کو پیغمبر کی تعلیم پہنچے گی ا،، بعض کو نہیں۔ دیوانے' فترت والے لوگ اس تعلیم سے محروم رہیں گے ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت کرنے والا نہ دنیا میں بہکے' اور نہ آخرت میں بدنصیب ہو' ان کا دامن رحمت دنیا و دین میں جائے امن ہے۔ ۴۔ دنیا کی زندگی یا قبر کی یا آخرت کی' دنیا کی زندگی کی تنگی یہ ہے کہ نیک اعمال کی توفیق اور قناعت نصیب نہ ہو۔ حرص کی وجہ سے آرام نہ کر سکے ۵۔ یعنی قبر سے اٹھ کر میدان محشر تک اندھا ہو گا اور ٹھوکریں کھاتا ہوا یا سر کے بل وہاں پہنچے گا۔ پھر اس کی آنکھوں میں روشنی دے دی جائے گی دوسری جگہ فرماتا ہے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ. لہٰذا ان دونوں آیتوں میں مخالفت نہیں علیحدہ علیحدہ وقت اور علیحدہ علیحدہ جگہ کا ذکر ہے۔ ۶۔ کتاب اللہ کی آیتیں یا رب تعالٰی کی وحدانیت کے دلائل اور قوی حجتیں' تو نے ان میں غور نہ کیا۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے گناہ کا عذاب دنیا و آخرت میں پڑتا ہے یونہی نیکی کا فائدہ دونوں جہان میں ملتا ہے۔ جو مسلمان پنج گانہ نماز باجماعت کی پابندی کرے اسے رزق میں برکت' قبر میں فراخی نصیب ہو گی۔ صراط پر آسانی سے گزرے گا۔ جو جماعت کا تارک ہو گا۔ اس کی کمائی میں برکت نہ ہو گی۔ چہرے پر صالحین کے آثار نہ ہوں گے۔ لوگوں کے دلوں میں اس سے نفرت ہو گی۔ پیاس و بھوک میں جان کنی اور قبر کی تنگی میں مبتلا ہو گا۔ حساب سخت ہو گا ۸۔ لہٰذا جو اس عذاب سے بچنا چاہتا ہے وہ دنیا میں عبادات و ریاضات کی مشقت برداشت کرے۔ ۹۔ کفار مکہ تجارتی سفروں میں ان برباد شدہ قوموں کی بستیوں میں چلتے پھرتے تھے کیونکہ خاص مکہ معظمہ میں کسی قوم پر عذاب نہ آیا۔ اصحاب فیل پر مکہ معظمہ کے جنگل میں عذاب آیا جہاں عمارت نہ تھی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ جس عقل کے ذریعہ عبرت حاصل نہ ہو وہ بے عقلی ہے اگرچہ دنیاوی کاموں میں کتنی ہی تیز ہو ۱۱۔ وہ بات یہ کہ تمہاری امت دعوت پر دنیاوی عام عذاب نہ آئے گا۔ آخرت میں ہو گا جو بھی ہو گا ۱۲۔ قیامت کی آمد پر۔ ۱۳۔ یعنی صبر پر قائم رہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے صبر فرماتے تھے۔ یہ ایسا ہے جیسے رب فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا یعنی اے ایمان والو! ایمان پر قائم رہو یا اس میں مسلمانوں سے خطاب ہے۔ اگر آیت کا منشاء یہ ہے کہ کفار کی اذیتیں جھیلتے رہو۔ انہیں کچھ نہ کہو' تو یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے۔

طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ غُرُوۡبِهَا ۚ وَمِنۡ اٰنَآئِ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡ

سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے ۱ اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو

وَاَطۡرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرۡضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ

اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو ۲ اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا

اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ زَهۡرَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۙ

اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کیلئے دی ہے ۳ جیتی دنیا کی تازگی

لِنَفۡتِنَهُمۡ فِيۡهِ ؕ وَرِزۡقُ رَبِّكَ خَيۡرٌ وَّاَبۡقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاۡمُرۡ اَهۡلَكَ

تاکہ ہم انہیں اسکے سبب فتنہ میں ڈالیں اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیر پا ہے ۴

بِالصَّلٰوةِ وَاصۡطَبِرۡ عَلَيۡهَا ؕ لَا نَسۡـَٔلُكَ رِزۡقًا ؕ نَحۡنُ نَرۡزُقُكَ ؕ

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ ۵ کچھ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے ہم تجھے

وَالۡعَاقِبَةُ لِلتَّقۡوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوۡا لَوۡلَا يَاۡتِيۡنَا بِاٰيَةٍ مِّنۡ

روزی دیں گے ۶ اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کیلئے ۷ اور کافر بولے یہ اپنے رب کے پاس سے کوئی

رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمۡ تَاۡتِهِمۡ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوۡ اَنَّاۤ

نشانی کیوں نہیں لاتے ۸ اور کیا انہیں اس کا بیان نہ آیا جو اگلے صحیفوں میں ہے ۹ اور اگر ہم

اَهۡلَكۡنٰهُمۡ بِعَذَابٍ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَقَالُوۡا رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ

انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے

اِلَيۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَ

ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا ۱۰ کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اسکے کہ ذلیل و رسوا

نَخۡزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلۡ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوۡا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ

ہوتے ۱۱ تم فرماؤ سب راہ دیکھ رہے ہیں تو تم بھی راہ دیکھو تو اب جان جاؤ گے

مَنۡ اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِىِّ وَمَنِ اهۡتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

کہ کون ہیں سیدھی راہ والے اور کس نے ہدایت پائی ۱۲

ع ۱۷

۱۔ یہاں تسبیح و تحمید سے مراد نماز ہے۔ جز بول کر کل مراد لیا گیا ہے۔ فقط تسبیح و تحمید بھی ان اوقات میں بہت افضل ہے اگرچہ جائز ہر وقت ہے۔ ان دونوں جملوں میں نماز فجر و عصر مراد ہے۔ اور رات کی گھڑیوں میں نماز عشاء اور دن کے کناروں سے فجر و مغرب مراد چونکہ نماز فجر زیادہ اہم ہے اس لئے اس کی طرف دو دفعہ اشارہ فرمایا ۲۔ اس میں نماز پنج گانہ کی طرف اشارہ ہے لَعَلَّكَ تَرۡضٰى سے معلوم ہوا کہ ہماری نمازوں اور حضور کی نمازوں کے مقاصد میں فرق ہے۔ ہماری نمازیں گناہ کی معافی کے لئے ہیں۔ حضور کی نمازیں ترقی درجات کے لئے۔ کہ فرمایا لَعَلَّكَ تَرۡضٰى آپ کے درجات یہاں تک بڑھیں کہ آپ خوش ہو جاویں ۳۔ یعنی کافروں کی دولت و اولاد وغیرہ کو لالچ و وقعت کی نظر سے نہ دیکھو۔ یہ رحمت کی شکل میں عذاب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے مال و دولت پر غبطہ و رشک کرنا جائز ہے۔ اگر رب تعالیٰ حضرت عثمان کے دسترخوان کا ریزہ ہم کو بھی دے تو ہم بھی صدقات و خیرات کریں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۴۔ جو دنیا و آخرت میں مومن کو ملتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن کا رزق دائمی ہے۔ وہ صدقہ و خیرات کر کے ہمیشہ نفع پاتا ہے۔ ۵۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گھر میں رہنے والے تمام لوگ انسان کے اہل کہلاتے ہیں۔ بیویاں' اولاد' بھائی برادر وغیرہ دوسرے یہ کہ نمازی کامل وہ نہیں جو صرف خود نماز پڑھ لیا کرے۔ بلکہ وہ ہے جو خود بھی نمازی ہو اور اپنے سارے گھر والوں کو نمازی بنا دے۔ تیسرے یہ کہ حکم نماز کی نوعیتیں جداگانہ ہیں۔ چھوٹے بچوں اور بیوی کو مار کر نماز پڑھائے۔ بھائی برادر کو زبانی حکم دے۔ ۶۔ یعنی تجھے تیری اور تیری اولاد کی روزی کا ذمہ دار نہیں بنایا۔ اس کے کفیل ہم ہیں۔ اس آیت کا منشا یہ نہیں کہ انسان کمانا چھوڑ دے۔ کمائی کرنے کا حکم قرآن و حدیث میں بہت جگہ آیا ہے۔ منشاء یہ ہے کہ کمائی کی فکر میں آخرت سے غافل نہ ہو ۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ نیک اعمال سے روزی غیب سے ملتی ہے۔ رب فرماتا ہے وَمَنۡ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا وَّيَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَحۡتَسِبُ ۸۔ یعنی جن کا ہم مطالبہ کرتے ہیں جیسے سونے کا پہاڑ اور مکہ معظمہ کی زمین کا سبزہ زار ہو جانا۔ ۹۔ یعنی حضور کی تشریف آوری کی بشارت گذشتہ کتابوں میں ہونا اور پھر آپ کے دست مبارک پر ایسے معجزات ظاہر ہوئے جو اس سے پہلے کسی کے ہاتھ پر ظاہر نہ ہوئے تھے' ایمان لانے کے لئے کافی ہیں۔ ۱۰۔ یعنی اے محبوب اگر ہم بغیر نبی بھیجے کفار پر عذاب بھیج دیتے تو یہ لوگ شکایت کرتے کہ مولیٰ ہم میں کوئی رسول بھیجا ہوتا۔ پھر اگر ہم اس کی اطاعت نہ کرتے تو عذاب کے مستحق ہوتے اب انہیں اس شکایت کا بھی موقعہ نہیں ۱۱۔ بدر و احزاب وغیرہ میں جو عذاب مشرکین پر آئے وہ حضور کی تشریف آوری کے بعد آئے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۲۔ شان نزول، مشرکین عرب کہا کرتے تھے کہ ہم زمانے کے انقلاب کے منتظر ہیں کہ مسلمانوں پر کب آئیں اور یہ ہلاک ہوں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ا۔ لوگوں سے مراد کفار ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے اور حساب سے مراد حساب قبر یا حساب حشر ہے۔ چونکہ حضور آخری نبی ہیں لہٰذا اب قیامت ہی آوے گی۔ یا گزشتہ زمانہ کے لحاظ سے اب قیامت قریب ہے۔ یہ آیت منکرین قیامت کے جواب میں نازل ہوئی۔ اور یہاں کی ہر ساعت کو غنیمت جانے کہ دنیا کاشت کی جگہ ہے اور آخرت پھل کھانے کی جگہ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مشغول رہنا اور آخرت کی تیاری نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ مومن کو چاہیے کہ اس زندگی کو اس زندگی کا توشہ بنائے۔ ۳۔ کلام الٰہی قدیم ہے مگر اس کا ہمارے پاس آنا حادث سے ہے۔ یہاں آنے کے لحاظ سے محدث فرمایا گیا۔ ۴۔ یعنی وہ کفار قرآن کو صحیح ارادے سے نہیں سنتے۔ مذاق اڑانے' یا انکار کرنے کی نیت سے کان لگا کر سنتے ہیں۔ لہٰذا استماع اور لعب میں تعارض نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے وقت لہو و لعب کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ رب فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔ اس سے بہت سے فقہی مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی حضور کو علانیہ طور پر اپنے جیسا بشر کہتے ہوئے گھبراتے اور شرماتے تھے کیونکہ ہزارہا فرق وہ آنکھوں سے دیکھتے تھے' اس لئے خفیہ طور پر کہتے تھے۔ آج جو علانیہ طور پر حضور کو اپنے جیسا بشر کہے وہ ان کفار سے بدتر ہے۔ نیز نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا تمام کفریات کی جڑ ہے تمام کفر اس کی شاخیں ہیں ۷۔ شکل و صورت' کھانا پینا' زندگی موت دیکھ کر پہچان لو کہ وہ تم جیسے بشر ہیں۔ ہاں وہ جانتے ہیں تم جادو نہیں جانتے۔ معاذ اللہ ۸۔ لہٰذا ان کفار کو ان کے اس خفیہ قولوں کی سزا دے گا۔ اور مسلمانوں کو ان کی خفیہ عبادات و ایمان کی جزاء۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے کو خود اپنی بات کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس کو ایک بات پر قرار نہیں وہ کفار حضور کے کلام کو کبھی جادو، کبھی پریشان خواب، کبھی گھڑی باتیں کبھی شعر و کہانت اسی لئے کہتے تھے۔ خیال رہے کہ یہاں شعر سے مراد کلام منظوم نہیں بلکہ جھوٹا مگر حسین و باریک کلام مراد ہے۔ ۱۰۔ جیسے یدبیضا' عصاء موسوی۔ ناقہ صالح علیہ السلام۔ یا تو اہل کتاب کفار کا یہ قول ہے یا مشرکین کا' مگر پادریوں وغیرہم سے سن کر۔ ورنہ وہ مشرکین ان پیغمبروں کے قائل نہ تھے۔

ایاتھا ۱۱۲ ۲۱ سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآءِ مَكِّيَّةٌ ۷۳ رکوعاتھا ۷

سورۃ انبیاء مکی ہے اس میں سات رکوع ۱۱۲ آیتیں ۱۱۸۶ کلمے اور چار ہزار آٹھ سو نوے حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ

لوگوں کا حساب نزدیک ۱ اور وہ غفلت میں منہ

مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ

پھیرے ہیں ۲ جب ان کے رب کے پاس سے انہیں کوئی نئی نصیحت آتی ہے ۳

اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ

تو اسے انہیں سنتے مگر کھیلتے ہوئے ۴ ان کے دل کھیل میں پڑے ہیں ۵

وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ

اور ظالموں نے آپس میں خفیہ مشورت کی کہ یہ کون ہیں ایک تمہیں جیسے

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳

آدمی تو ہیں ۶ کیا جادو کے پس جاتے ہو دیکھ بھال کر ۷

قٰلَ رَبِّیْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَ

نبی نے فرمایا میرا رب جانتا ہے آسمانوں اور زمین میں ہر بات کو اور

هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ

وہی ہے سنتا جانتا ۸ بلکہ بولے پریشان خوابیں ہیں بلکہ ان کی

بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ

گڑھت ہے بلکہ یہ شاعر ہیں ۹ تو ہمارے پاس کوئی نشانی لائیں جیسے

اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ

اگلے بھیجے گئے تھے ۱۰ ان سے پہلے کوئی بستی ایمان نہ لائی

أَهْلَكْنٰهَا ۚ أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ

جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لائیں گے لہ اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے

إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن

مگر مرد ٢ جنہیں ہم وحی کرتے تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر

كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٧﴾ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا

تمہیں علم نہ ہو ٣ اور ہم نے انہیں خالی بدن نہ بنایا کہ

يَأْكُلُونَ ٱلطَّعَامَ وَمَا كَانُوا۟ خٰلِدِينَ ﴿٨﴾ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ

کھانا نہ کھائیں ٤ اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہیں ٥ پھر ہم نے اپنا وعدہ انہیں

ٱلْوَعْدَ فَأَنجَيْنٰهُمْ وَمَن نَّشَآءُ وَأَهْلَكْنَا ٱلْمُسْرِفِينَ ﴿٩﴾

سچا کر دکھایا ٦ تو انہیں نجات دی اور جن کو چاہی اور حد سے بڑھنے والوں کو ہلاک کر دیا

لَقَدْ أَنزَلْنَآ إِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠﴾

بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب اتاری جس میں تمہاری ناموری ہے ٧ تو کیا تمہیں

وَكَمْ قَصَمْنَا مِن قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنشَأْنَا

عقل نہیں اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں کہ وہ ستم گار تھیں ٨ اور ان کے

بَعْدَهَا قَوْمًا ءَاخَرِينَ ﴿١١﴾ فَلَمَّآ أَحَسُّوا۟ بَأْسَنَآ إِذَا

بعد اور قوم پیدا کی ٩ تو جب انہوں نے ہمارا عذاب پایا جبھی

هُم مِّنْهَا يَرْكُضُونَ ﴿١٢﴾ لَا تَرْكُضُوا۟ وَٱرْجِعُوٓا۟ إِلٰى

وہ اس سے بھاگنے لگے ١٠ نہ بھاگو اور لوٹ کے جاؤ ان

مَآ أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُونَ ﴿١٣﴾

آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئی تھیں ١١ اور اپنے مکانوں کی طرف شاید تم سے پوچھنا ہو

قَالُوا۟ يٰوَيْلَنَآ إِنَّا كُنَّا ظٰلِمِينَ ﴿١٤﴾ فَمَا زَالَت تِّلْكَ

١٢ بولے ہائے خرابی ہماری. بیشک ہم ظالم تھے ١٣ تو وہ یہی پکارتے رہے

ع ١

ا۔ یعنی یہ ان کفار کے بہانے ہیں ورنہ جن قوموں کے پاس ان کے رسول وہی معجزات لائے جو یہ آپ سے مانگ رہے ہیں وہ بھی ان پر ایمان نہ لائے۔ معجزات کو جادو ہی کہتے رہے، ماننے کے لئے ایک معجزہ کافی ہے، نہ ماننے والوں کے لئے ہزارہا معجزات بھی کافی نہیں ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمیشہ انسان اور مرد ہی ہوئے کوئی عورت یا جن یا فرشتہ وغیرہ نبی نہیں۔ بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ہمیشہ حسب نسب میں اونچے اور اعلیٰ خاندان میں ہوئے۔ رب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ابراہیم نبی ہمیشہ ابراہیمی ہوئے وجعلنا فی ذریته النبوة والکتاب، اور فرماتا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ ۔ جس سے معلوم ہوا کہ نبوت حضرت ابراہیم کی ذریت میں ہے۔ غرضیکہ ان آیات و احادیث سے بہت سے عقائد کے مسائل معلوم ہوئے۔ ٣۔ اس سے تقلید کا وجوب ثابت ہوا کیونکہ جو چیز معلوم نہ ہو وہ جاننے والے سے پوچھنا لازم ہے۔ لہٰذا غیر مجتہد کو اجتہادی مسائل مجتہدین سے پوچھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ انہیں خود اجتہاد کرنا حرام ہے۔ ٤۔ یہ آیت کفار کے اس بکواس کا جواب ہے کہ اگر حضور سچے نبی ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں اور اگر ہم جیسے بشر نہیں ہیں تو آپ وفات کیوں پائیں گے۔ خیال رہے کہ جیسے قرآن کے الفاظ ظاہر ہیں اور اسرار باطن۔ صرف الفاظ کافر بھی دیکھ لیتا ہے مگر اسرار صرف مومن ہی جانتا ہے ایسے ہی نبی کی بشریت ظاہر اور خصوصیت باطن ہے۔ کفار نے صرف ظاہر کو دیکھا صحابہ نے باطن کا مشاہدہ کیا۔ نبی کی بشریت دیکھنے والا صحابی نہیں ہوتا ورنہ ابو جہل بھی صحابی ہوتا۔ ٥۔ یعنی ہر مخلوق کے لئے فنا اور موت ضروری ہے موت نبوت کے منافی نہیں خواہ آ چکی ہو یا آنے والی ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی وفات ہونی ہے لہٰذا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ وفات پا چکے ٦۔ کہ ان کے مخالفوں کو ہلاک فرما دیا۔ اور ان بزرگوں کو بعد وفات دائمی زندگی بخشی ٧۔ ذکر کے معنی نصیحت، بیان، تذکرہ اور ناموری ہیں۔ یہاں ہر معنی درست ہیں۔ یعنی اے عرب والو! قرآن میں تمہارے لئے نصیحت ہے یا تمہاری ضروریات کا بیان ہے یا اس میں گزشتہ اور آئندہ واقعات کا تذکرہ ہے یا تمہاری عزت و شہرت ہے کہ اس قرآن کی وجہ سے عربی زبان اور ملک عرب اور تمہاری قوم کی دنیا بھر میں ہمیشہ عزت ہو گی۔ ٨۔ یعنی کافر تھیں۔ کیونکہ کافر اپنے پر اور اپنے اہل قرابت پر ظلم کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے ان الشرك لظلم عظيم ٩۔ ایسا ہی تمہارا حال ہو گا اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا۔ دیکھ لو سرداران قریش نے دین کی خدمت نہ کی تو رب نے انصار جیسی مسکین قوم سے دین کا کام لے لیا۔ ابو جہل وغیرہ کو بدر وغیرہ میں ہلاک کر دیا۔ ١٠۔ خزائن عرفان میں ہے کہ یمن میں ایک بستی ہے حصور۔ وہاں کے لوگوں نے نبی کو جھٹلایا اور انہیں قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر ظالم بادشاہ کو مسلط فرما دیا جس نے ان کو قتل و قید کیا تو یہ لوگ بستی چھوڑ کر بھاگے۔ اس پر فرشتوں نے بطور طنزیہ کہا۔ مگر یہ روایت اس صورت میں ہے کہ حضور سے پہلے عرب میں پیغمبر تشریف لائے ہوں۔ ١١۔ رب فرماتا ہے فاتوا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ. یہ دونوں امر تعجیز کے لئے ہیں۔ ١٢۔ کہ لوگ تم سے تمہاری مصیبتیں اور ان کی وجہ پوچھیں اور تم رو رو کر ان کو اپنا قصہ سناؤ اور اپنے کفر و شرک کا اقرار کرو۔ ١٣۔ یہ الفاظ توبہ کے ہیں مگر عذاب دیکھ کر توبہ قبول نہیں بالکل بیکار ہے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب آ جانے پر توبہ یا اپنے جرم کا اقرار بے فائدہ ہے۔ وہی درخت پھل دیتا ہے جو وقت پر بویا جائے۔ بے وقت کی بوئی ہوئی کھیتی پھل نہیں دیتی۔ بے وقت کی توبہ عذاب دفع نہیں کرتی ۲۔ بلکہ ان کی پیدائش میں حکمتیں ہیں تو تم کو بھی بے کار نہ بنایا حکمت سے بنایا۔ اگر فقط کھانے پینے کے لئے پیدا ہوئے ہوتے تو یہ کام تو جانور تم سے اچھا کر سکتے تھے معلوم ہوا کہ تم کو کسی بڑے کام کے لئے پیدا فرمایا۔ وہ کام معرفت الٰہی اور اطاعت پیغمبر ہے ۳۔ یعنی اگر ہمارے بال بچے ہوتے جیسا کہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں تو ہمارے پاس رہتے جیسا کہ عام طور پر دستور ہے کہ ہر شخص اپنے بال بچوں کو اپنے پاس رکھتا ہے وہ تم میں رہتے ۴۔ معلوم

دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

یہاں تک کہ ہم نے انہیں کر دیا کاٹے ہوئے بجھے ہوئے لہ

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾

اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے عبث نہ بنائے ۲ہ

لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ

اگر ہم کوئی بہلاوا اختیار کرنا چاہتے تو اپنے پاس سے اختیار کرتے ۳ہ

اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ

اگر ہمیں کرنا ہوتا بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں

فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

تو وہ اسکا بھیجا نکال دیتا ہے توجبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے ۴ہ اور تمہاری خرابی ہے ان

وَلَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَنْ عِنْدَهٗ

باتوں سے جو بناتے ہو اور اسی کے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اسکے

لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

پاس والے ۵ہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے ۶ہ اور نہ تھکیں ۷ہ

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا

رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے ۸ہ کیا انہوں نے

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ

زمین میں سے کچھ ایسے خدا بنا لئے ہیں کہ وہ کچھ پیدا کرتے ہیں اگر آسمان و زمین میں اللہ

اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ

کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ تباہ ہو جاتے ۹ہ تو پاکی ہے اللہ عرش کے مالک کو

عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا ۱۰ہ

ہوا کہ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے اور حق کا زور زیادہ۔ دیکھو قرآن کریم نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں حضور پر آیا مگر تمام کفرو شرک پر غالب آگیا۔ عصا موسوی تمام جادوؤں کو نگل گیا۔ آخر غلبہ حق کو ہوتا ہے اور ہو گا ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کی اور بیوی خاوند کی مملوک نہیں ہو سکتے کیونکہ رب نے فرمایا کہ آسمان و زمین کی تمام مخلوق میری ملک ہے پھر ان میں کوئی میرے زن و فرزند کیسے ہو سکتے ہیں۔ ۶۔ یعنی قرب حضوری رکھنے والے فرشتے جنہیں ملائکہ اقربین کہتے ہیں۔ جن فرشتوں کے ذمہ دنیا کا انتظام ہے انہیں مدبرات امر کہتے ہیں ۷۔ اللہ تعالیٰ بعض مقبول انسانوں کو بھی یہ طاقت و قوت دیتا ہے۔ وہ بشر صورت ملک سیرت رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صوم وصال کے موقعہ پر کئی کئی دن کھانا پینا چھوڑے رہتے تھے مگر کوئی ضعف نہ ہوتا تھا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ نے تین سال پانی نہ پیا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرت صدر الافاضل نے فرمایا ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت نے پندرہ روز تک کچھ نہ کھایا پیا۔ سولھواں دن پہلا رمضان کا تھا، تب افطار کیا اور آخر دم تک بہت معمولی غذا کھائی ۸۔ ان فرشتوں کے لئے تسبیح و تہلیل ایسی ہے جیسے ہمارے لئے سانس۔ جیسے ہم سانس لیتے ہوئے باتیں بھی کر لیتے ہیں ایسے ہی وہ فرشتے تسبیح و تہلیل کرتے ہوئے بھی مسلمانوں کے لئے دعائیں اور کفار پر لعنت کر لیتے ہیں، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۹۔ اس لئے کہ اگر ایسے چند خدا مانے جائیں جیسے مشرکین مانتے ہیں تو یہ مجبور محض ہیں اور مجبور و بے خبر کی الوہیت سے عالم تباہ ہو جائے گا جیسے غافل بادشاہ کی سلطنت سے ملک برباد ہو جاتا ہے اور اگر حقیقی قدرت و علم والے چند الٰہ ہوں تو یا اگر وہ دونوں متفق ہو کر عالم کا کام چلائیں تو ایک معلول کے لئے دو مستقل علتیں لازم آویں گی۔ یہ محال بالذات ہے اور اگر وہ دونوں الٰہ مختلف ہوں تو اجتماع ضدین بلکہ اجتماع نقیضین لازم آوے گا۔ یہ تمام چیزیں محال بالذات ہیں۔ (خزائن العرفان) ۱۰۔ یہاں پوچھنے سے مراد سرزنش اور حساب کا پوچھنا ہے یعنی کسی مخلوق کی جرأت نہیں کہ رب سے عتاب کی پوچھ گچھ کرے بلکہ رب تعالیٰ ان سے پوچھ گچھ کرے گا۔ رہا سوال یعنی بھیک مانگنا۔ اس میں معاملہ برعکس ہے کہ سب اس کے سوالی ہیں۔ رب فرماتا ہے يَسْئَلُهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ فرشتوں نے رب تعالیٰ سے آدم علیہ السلام کی پیدائش کی حکمت پوچھی تھی۔ وہ سوال ہی اور تھا

۱۔ دلیل عقلی یا نقلی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے سے دلیل مانگنا ذلیل کرنے کے لئے جائز ہے اور شک کی بناء پر دلیل مانگنا جرم ہے ۲۔ ساتھ والوں سے مراد حضور کی ساری امت ہے یعنی قرآن کریم میں میری امت کی نیکیوں اور گناہوں کی سزا اجزا کا ذکر ہے اور پچھلی امتوں کے حالات کا قرآن کریم نے بتایا کہ کسی امت میں شرک جائز نہ ہوا۔ لہٰذا یہ توحید کی دلیل نقلی ہے ۳۔ یہ کفار کے عوام کا حال ہے کہ بے شعوری اور بے علمی سے حق کا انکار کرتے ہیں۔ اور ان کے علماء جان بوجھ کر عناداً" منکر ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی امور سے بے علمی جرم ہے' ان کا سمجھنا فرض ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر نبی پر وحی آتی تھی' نبوت کے لئے وحی لازم و ضروری ہے۔ یہاں رسول سے مراد نبی ہیں۔ کبھی نبی و رسول میں فرق ہوتا ہے اور کبھی ایک دوسرے کے معنی میں آتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ سارے انبیاء عقائد میں متفق ہیں اعمال میں فرق ہے۔ کسی نبی کے دین میں شرک جائز نہیں ہوا لہٰذا سجدہ تعظیمی شرک نہیں کیونکہ بعض انبیاء کے زمانے میں ہوا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی تردید کے لئے بزرگوں کی توہین نہ کرو بلکہ اس طرح تردید کرو کہ بزرگوں کی عظمت باقی رہے کفار نے فرشتوں یا بعض پیغمبروں کو خدا کی اولاد مان کر ان کی پوجا کی تو رب نے ان محبوبوں کو برا نہ کہا بلکہ انہیں مکرم فرمایا۔ اس سے خوارج اور وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے۔ یہ آیت بنی خزاعہ کے متعلق نازل ہوئی جو فرشتوں کو رب تعالیٰ کی بیٹیاں مان کر پوجتے تھے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے معصوم ہیں۔ ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مومن گنہگار سے بھی راضی ہے' ایمان کی بنا پر' کیونکہ شفاعت گنہگاروں کی بھی ہو گی۔ یہ بھی پتہ لگا کہ رب تعالیٰ کافر سے بالکل ناراض ہے اگر گنہگار مومن سے بالکل ناراض ہوتا تو انہیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے پیارے خطاب سے نہ پکارتا۔ ۹۔ یعنی فرشتے باوجود معصوم ہونے کے ہیبت الٰہی سے کانپتے ہیں۔ خیال رہے کہ خشیت عظمت کے خوف کو کہتے ہیں اور اشفاق رب کی بے نیازی کے خوف کو۔ رب سے ڈرنا رکن ایمان ہے جو انبیاء اولیاء فرشتے سب کو حاصل ہے بلکہ جتنا ایمان قوی اتنا ہی خوف زیادہ ۱۰۔ یعنی ان فرشتوں میں بفرض محال' جیسے رب فرماتا ہے' اگر خدا کے بیٹا ہو تو پہلے میں اسے پوجوں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ کہنے ولا ابلیس ہے۔ وہ دوزخ میں جائے گا۔ چونکہ وہ فرشتوں میں رہتا تھا اس لئے منہم فرمایا گیا۔

ع ۲ ۹

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ

کیا اللہ کے سوا اور خدا بنا رکھے ہیں تم فرماؤ اپنی دلیل لاؤ [1]

هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

یہ قرآن میرے ساتھ والوں کا ذکر ہے [2] اور مجھ سے اگلوں کا تذکرہ بلکہ ان میں اکثر حق

لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

کو نہیں جانتے تو وہ روگردان ہیں [3] اور ہم نے تم سے پہلے کوئی

مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ

رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے [4] کہ میرے سوا کوئی معبود

اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا

نہیں تو مجھی کو پوجو [5] اور بولے رحمٰن نے بیٹا اختیار کیا

سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ

پاک ہے وہ بلکہ بندے ہیں عزت والے [6] بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے

وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا

اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہوتے ہیں [7] وہ جانتا ہے جو ان کے آگے

خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ

ہے اور جو ان کے پیچھے اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کیلئے جسے وہ پسند فرمائے [8]

خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ

اور وہ اسکے خوف سے ڈر رہے ہیں [9] اور ان میں [10] جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا

مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي

معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ

ستم گاروں کو کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان

۱۔ اس طرح کہ بارش نہ ہوتی تھی۔ پھر بارش ہوئی۔ یا اس طرح کہ پہلے سب آسمان چپٹے ہوئے تھے پھر ان میں فاصلہ فرمایا پہلی صورت میں رؤیت سے مراد ہے آنکھ سے دیکھنا۔ دوسری صورت میں دل سے دیکھنا یعنی غور کرنا ۲۔ معلوم ہوا کہ ہر حیوان پانی سے زندہ ہے یا نطفہ سے پیدا ہوا۔ سب کی اصل پانی ہے۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان بھی پانی سے بنے۔ آسمان پانی کی بھاپ ہے اور زمین پانی کی جھاگ۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی کیونکہ رب تعالیٰ نے پہاڑوں کو لنگر فرمایا۔ لنگر ڈال دینے پر جہاز جنبش نہیں کرتا۔ ایسے ہی زمین اب جنبش نہیں کرتی۔ ۴۔ جو نہ گرے نہ گھسے' حالانکہ نہ کسی ستون پر قائم ہے نہ کسی چیز میں لٹکا ہوا ہے صرف قدرت الٰہی سے قائم ہے۔ ۵۔ یعنی کفار ان نشانیوں میں غور نہیں کرتے معلوم ہوا کہ علم ریاضی اور علم الافلاک اعلیٰ علوم ہیں جبکہ ان کو معرفت الٰہی کا ذریعہ بنایا جاوے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کی فکر ہزار سال کے اس ذکر سے افضل ہے جو بغیر فکر کے ہو۔ ۶۔ تا کہ تم رات میں آرام اور دن میں کام کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات پہلے ہے اور دن بعد میں۔ یہ ہی اسلامی قانون ہے کہ غروب آفتاب سے تاریخ بدلتی ہے۔ عقل بھی یہی چاہتی ہے کیونکہ تاریکی نور سے پہلے ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین حرکت نہیں کرتے بلکہ مدار میں سب تارے ایسے تیر رہے ہیں جیسے پانی میں تیرنے والا۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا اور نیا فلسفہ یعنی سائنس بھی بکواس ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ آسمان کا قوام پانی یا ہوا کی طرح رقیق و پتلا ہے جس میں تارے تیر رہے ہیں۔ ٹھوس اور سخت نہیں۔ لہٰذا روسی راکٹ آج آسمانوں میں داخل ہو گیا ہو تو اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اس سے اس آیت کا ثبوت اور معراج کا اثبات ہو گا۔ ۸۔ حضور کے دشمن حضور کی وفات کا انتظار کرتے تھے اور خوش ہو کر کہتے تھے کہ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب آپ کی وفات ہو جائے گی۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ کوئی موت سے دور نہیں جسے بالکل موت نہ آئے۔ خضر و عیسیٰ علیہ السلام بلکہ مردود ابلیس کو بھی موت ضرور آنی ہے۔ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پا چکنا ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ قادیانیوں نے وہم کیا۔ غرضیکہ دراز عمر اور چیز ہے خلود کچھ اور۔ دنیا میں خلود کسی کے لئے نہیں ۹۔ عاشقوں کے لئے موت کا مزا لذیذ ہے اور غافلوں کے لئے سخت بدمزہ۔ موت ریل کی طرح کسی کو محبوب تک اور کسی کو جیل تک پہنچاتی ہے۔ ۱۰۔ کوئی خوشی سے اور کوئی ناخوش۔ ۱۱۔ شان نزول :۔ ابو جہل حضور کو دیکھ کر ہنسا کرتا تھا' مذاق کے لئے آوازیں کستا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ

اور زمین بند تھے تو ہم نے انہیں کھولا[1] اور ہم نے ہر جاندار

الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَجَعَلْنَا فِی

چیز پانی سے بنائی[2] تو کیا وہ ایمان نہ لائیں گے اور زمین میں ہم نے

الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۪ وَجَعَلْنَا فِیْهَا

لنگر ڈالے[3] کہ انہیں لے کر نہ کانپے اور ہم نے اس میں

فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ

کشادہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ راہ پائیں اور ہم نے آسمان کو

سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّهُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾

چھت بنایا نگاہ رکھی گئی[4] اور وہ اس کی نشانیوں سے روگرداں ہیں[5]

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ

اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن[6] اور سورج اور چاند

كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ

ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے[7] اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے

قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾

دنیا میں ہمیشگی نہ بنائی[8] تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے[9] اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور

الْخَیْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِیْنَ

بھلائی سے جانچنے کو اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کر آنا ہے[10] اور جب کافر

كَفَرُوْۤا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ

تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا[11] کیا یہ ہیں وہ جو

ا۔ یعنی نعوذ باللہ یہ نبی بہت معمولی حیثیت کے ہیں اور ہمارے بت بہت شاندار یہ اتنے معمولی ہو کر ایسے شانداروں کو برا کہتے ہیں ھذا الذی یہاں توہین کے لئے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو معمولی حیثیت کا آدمی کہنا کفر ہے وہ حضرات عبدیت کے اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس کے اوپر درجہ الوہیت ہی ہے ۲۔ یعنی جو آپ کو ہلکی نظر سے دیکھے وہ اللہ کا ذکر صحیح طور پر نہیں کر سکتا کیونکہ تم اللہ کی معرفت کا وسیلہ عظمیٰ ہو بلکہ تم خود ذکر اللہ ہو۔ اس لئے یہاں انہیں ذکر کا منکر قرار دیا گیا۔ ۳۔ خیال رہے کہ چند چیزوں میں جلدی اچھی ہے۔ گناہوں سے توبہ' نماز کی ادائیگی۔ لڑکی کی شادی جب کفو مل جائے۔ میت کی تجہیز و تکفین۔ یہ جلدی محبوب ہے دیگر چیزوں میں جلد بازی بری ۴۔ یعنی اسلام کی حقانیت کفر کے بطلان پر کھلے دلائل قائم کئے جائیں گے اور اس کے روشن نشانات دکھائے جائیں گے جیسے کمزور مسلمانوں کا قوی کفار پر غالب آنا۔ دن بدن اسلام کا عروج کفر کا زوال۔ باوجودیکہ مسلمان بے سرو سامان ہیں کفار ساز و سامان والے ۵۔ شان نزول :۔ نضر ابن حارث کہا کرتا تھا کہ جس عذاب سے آپ ہم کو ڈراتے ہیں وہ آتا کیوں نہیں۔ کب آئے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے جلدی کرنی رب سے جلدی کرنی ہے کہ نضر نے حضور سے ہی یہ کہا تھا اور رب فرماتا ہے مجھ سے جلدی نہ کرو۔ ۶۔ یہ اس جلدی کا بیان ہے لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کی تفسیر ہے ۷۔ یعنی کفار کو قبر یا حشر میں ہر طرف سے آگ گھیرے گی تو وہ کسی تدبیر سے آگ دفع نہ کر سکیں گے۔ گنہگار مومن کو آگ پہنچے گی بھی تو وہ بفضلہ تعالیٰ اس کے صدقات و خیرات کی برکت سے یا خوف خدا میں رونے کے آنسوؤں سے انشاء اللہ بجھ جاوے گی۔ نیز مومن کو آگ ہر طرف سے نہ پہنچے گی بلکہ اس کا دل' دماغ اور آثار سجود آگ سے محفوظ رہیں گے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کافروں کے لئے ہے۔ رب نے مومنوں کے لئے بہت مددگار بنائے ہیں فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ الخ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوزخ کی آگ کافروں کے چہروں کو بھی جلا دے گی لیکن گنہگار مومن کا چہرہ نہ جلائے گی۔ نشان سجدہ محفوظ رہے گا۔ مومن وہاں شکل انسانی میں ہو گا۔ کفار دوسری شکل میں ہوں گے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں سب کے حواس خراب نہ ہوں گے بعض کے حواس ٹھکانے رہیں گے جیسے رب تعالیٰ کے خاص بندے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ اور فرماتا ہے۔ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ ۱۰۔ لہٰذا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کمینوں کی کمینگی پر دل تنگ نہ ہوں۔ ۱۱۔ یعنی گزشتہ کفار انبیاء کرام کے عذاب کی خبروں پر مذاق اڑاتے تھے۔ اچانک ان پر وہ عذاب آ جاتے تھے۔ یہی حال' ان مذاق اڑانے والوں کا ہو گا ۱۲۔ اللہ کے سوا یعنی رات دن ہم ہی تمہاری حفاظت کرتے ہیں اور عذاب سے بچائے رکھتے ہیں ۱۳۔ مومن کو چاہیے کہ اللہ کے ذکر سے اپنی زبان تر رکھے۔ جو کوئی رات کو سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے تو اس کا سارا گھر چوری، آگ لگنے' آفات ناگہانی سے محفوظ رہے۔ نیز اللہ کے ذکر کی تری دوزخ کی آگ سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے گی۔

یَذْکُرُ اٰلِهَتَکُمْ وَهُمْ بِذِکْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ کٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

تمہارے خداؤں کو برا کہتے ہیں ۱؎ اور وہ رحمٰن ہی کی یاد سے منکر ہیں ۲؎

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا

آدمی جلد باز بنایا گیا ۳؎ اب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا ۴؎

تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ

مجھ سے جلدی نہ کرو ۵؎ اور کہتے ہیں کب ہو گا یہ وعدہ اگر تم

کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا حِیْنَ

سچے ہو ۶؎ کسی طرح جانتے کافر اس وقت کو

لَا یَکُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ

جب نہ روک سکیں گے اپنے مونہوں سے آگ اور نہ اپنی پیٹھوں سے ۷؎

وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ

اور نہ ان کی مدد ہو ۸؎ بلکہ وہ ان پر اچانک آپڑے گی تو انہیں بے حواس کر

فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ

دے گی ۹؎ پھر نہ وہ اسے پھیر سکیں گے اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی اور بیشک

اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ

تم سے اگلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ۱۰؎ تو مسخرگی کرنے والوں کا

سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ

ٹھٹھا انہیں کو لے بیٹھا ۱۱؎ تم فرماؤ شبانہ

یَّکْلَؤُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ

روز کون تمہاری نگہبانی کرتا ہے رحمٰن سے ۱۲؎ بلکہ وہ اپنے رب

عَنْ ذِکْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ

کی یاد سے منہ پھیرے ہیں ۱۳؎ کیا ان کے کچھ خدا ہیں جو ان کو ہم سے

اے تو اپنے پجاریوں کو کیا بچائیں گے۔ لہٰذا ان کی پوجا مفید نہیں مضر ہے۔ ۲۔ جیسے مسلمانوں کی مدد اور یاری ہوتی ہے اور ہو گی۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ لمبی عمر اور زیادتی مال' زیادہ آرام عذاب الٰہی ہے اگر گناہوں میں صرف ہو۔ اور رحمت الٰہی ہے اگر نیکیوں میں صرف ہو' شیطان کی لمبی عمر اس کے لئے زیادہ عذاب کا باعث ہے اور نوح علیہ السلام کی دراز عمر شریف عین رحمت پروردگار ہے۔ ۴۔ اس طرح کہ کفار کے ملک پر مسلمان قابض ہوتے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں کی سرحدیں لمبی اور کفار کی سرحدیں چھوٹی ہوتی جا رہی ہیں۔ اس سے عبرت پکڑیں یہ آیت مدنیہ ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے تو مسلمانوں نے فتوحات کی ہی نہیں تھیں۔ ۵۔ جن میں غلطی کا احتمال نہیں اپنے اندازے اور قیاس سے نہیں ڈراتا۔ جس میں غلطی کا امکان ہو ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر پر احکام سنا دینا لازم ہیں۔ دل میں اتارنا لازم نہیں۔ یہ رب کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ جو وعظ سے نفع حاصل نہ کرے' وہ بہرا ہے' اندھا ہے' مردہ ہے۔ اگرچہ بظاہر اس میں سب قوتیں موجود ہوں۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ کافر بہت بے صبرا ہوتا ہے۔ باتیں زیادہ کرتا ہے' وقت پر گھبرا بھی جلدی جاتا ہے۔ ۸۔ یہ ترازو ان کے لئے ہو گی جن کے گناہ اور نیکیاں دونوں ہوں۔ کفار کے لئے وزن نہیں کہ ان کے پاس نیکیاں نہیں۔ رب فرماتا ہے فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا اور خاص نیکو کاروں کے لئے بھی وزن نہیں کہ ان کے پاس گناہ نہیں۔ رب فرماتا ہے يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ یا ترازو تو سب کے لئے ہو گا مگر نیک اعمال کا وزن اخلاص سے ہو گا۔ ۹۔ یعنی قیامت کے دن ہم وزن اعمال کے لئے میزان قائم کریں گے جس میں ہر نیک و بد اعمال تولے جائیں گے یا خود اعمال ہی مختلف شکلوں میں نمودار ہوں گے اور ان کا وزن ہو گا۔ یا نامہ اعمال تولے جائیں گے میزان قیامت حق ہے اس کا انکار گمراہی ہے ۱۰۔ اگرچہ حساب و کتاب قیامت میں فرشتے لیں گے مگر ہماری مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ قانون کے لحاظ سے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ ۱۱۔ توریت شریف موسیٰ علیہ السلام کو تو بلاواسطہ دی گئی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطہ سے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔

مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ
بچاتے ہیں وہ اپنی ہی جانوں کو نہیں بچا سکتے لے اور نہ ہماری
مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝۴۳ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ
طرف سے انکی یاری ہو ۲ے بلکہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو برتاوا دیا
حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي
یہاں تک کہ زندگی ان پر دراز ہوئی ۳ے تو کیا نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو
الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝۴۴
اس کے کناروں سے گھٹاتے آ رہے ہیں ۴ے تو کیا یہ غالب ہوں گے
قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۫ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ
تم فرماؤ کہ میں تم کو صرف وحی سے ڈراتا ہوں ۵ے اور بہرے پکارنا نہیں سنتے
اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝۴۵ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ
جب ڈرائے جائیں ۶ے اور اگر انہیں تمہارے رب کے عذاب کی
عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۴۶
ہوا چھو جائے تو ضرور کہیں گے ہائے خرابی ہماری بے شک ہم ظالم تھے ۷ے
وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ
اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن ۸ے تو کسی جان پر کچھ
نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ
ظلم نہ ہو گا ۹ے اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے
اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝۴۷ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
لے آئیں گے اور ہم کافی ہیں حساب کو ۱۰ے اور بیشک ہم نے
مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا
موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ دیا ۱۱ے اور اجالا اور پرہیزگاروں

ا۔ معلوم ہوا کہ خوف خدا وہ مفید ہے جو بغیر دیکھے ہو۔ دیکھ کر تو شیطان بھی ڈر لیتا ہے۔ اس نے بدر میں عذاب کے فرشتوں کو دیکھ کر کہا تھا۔ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ مگر یہ خوف اسے مفید نہ ہوا ۲۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا نام ذکر بھی ہے کیونکہ اس میں اگلے پچھلوں کا تذکرہ ہے نیز معاش و معاد کے احکام بھی قرآن شریف کے بتیس نام ہیں۔ (تفسیر نعیمی) ۳۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کو توریت عطا فرمانے سے پہلے (روح) یا حضرت ابراہیم کے بلوغ تک پہنچنے سے پہلے۔ یعنی آپ مادر زاد مومن متقی تھے۔ نبوت بہت عرصے کے بعد عطا ہوئی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی غیر راہ نہ چلے' نہ عقائد میں نہ اعمال میں۔ جو انہیں کسی وقت بھی شرک یا گنہگار مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ کیونکہ رب نے یہاں خبر دی کہ ہم نے انہیں بچپن ہی میں ہدایت دی تھی۔ ہم انہیں جانتے تھے کہ یہ اس کے اہل ہیں۔ جس کی دستگیری رب فرمائے وہ گمراہ کیسے ہو سکتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی والدہ مومنہ تھیں اسی لئے قرآن کریم میں ان کی والدہ کا ذکر ایسے موقعہ پر کبھی نہ آیا۔ کسی نبی کی ماں مشرکہ نہ ہوئیں۔ یہاں باپ سے مراد چچا ہیں۔ آپ کے والد تارخ اور چچا آزر تھے۔ آزر اس دن ہلاک ہوا جس دن آپ کو نمرودی آگ میں ڈالا گیا۔ اسی آگ کے ایک شعلے نے اسے فنا کر دیا۔ آپ نے اس کی ہلاکت کے بعد کبھی اس کے لئے دعائے مغفرت نہ کی اور اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت جب کی جبکہ آپ صاحب اولاد ہو چکے تھے رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ، اب باپ' دادا' چچا سب کو کہتے ہیں مگر والد صرف باپ (تفسیر نعیمی) سورۃ انعام ۶۔ خیال رہے کہ بابل کے لوگ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی قوم چاند' سورج' تارے' نمرود اور نمرود کی ہم شکل مورتیوں کی پجاری تھی۔ نمرود اپنے کو بڑا خدا اور ان چیزوں کو چھوٹے خدا کہتا تھا۔ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۷۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی معاملہ میں کسی کی رعایت نہیں' کسی کا احترام نہیں اگرچہ وہ رشتے یا عمر میں بڑا ہو۔ دوسرے یہ کہ دین میں تقیہ جائز نہیں۔ تیسرے یہ کہ دین میں کثرت رائے کا اعتبار نہیں۔ اگر تمام دنیا کہے کہ رب دو ہیں وہ جھوٹے ہیں پیغمبر سچے ہیں ۸۔ قوم نے یہ اس لئے کہا کہ انہیں اپنے حق پر ہونے کا یقین کامل تھا۔ توحید ان کے نزدیک بہت عجیب شے تھی ۹۔ کیونکہ عبادت کے لائق وہ ہے جو قدیم ازلی ابدی ہو خالق ہو۔ چاند' تارے مورتیاں اور نمرود میں یہ دونوں صفتیں موجود نہیں پھر وہ معبود کیسے ہو گئے۔ اطاعت و عبادت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اطاعت ہر بڑے کی ہو سکتی ہے۔ عبادت سب سے بڑے یعنی خالق کی ہو سکتی ہے ۱۰۔ یہاں گواہی سے شرعی گواہی مراد نہیں کیونکہ خود مدعی گواہ نہیں ہو سکتا آپ اس وقت توحید کے مدعی تھے۔

لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ

کو نصیحت وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ۱

وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ

اور انہیں قیامت کا اندیشہ لگا ہوا ہے اور یہ ہے برکت والا ذکر

اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَاۤ

کہ ہم نے اتارا ۲ تو کیا تم اس کے منکر ہو اور بیشک ہم نے

اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ ﴿۵۱﴾

ابراہیم کو پہلے ہی سے اس کی نیک راہ عطا کر دی ۳ اور ہم اس سے خبردار تھے ۴

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ

جب اس نے اپنے باپ ۵ اور قوم سے کہا ۶ یہ مورتیں کیا ہیں جن کے

اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا

آگے تم آسن مارے ہو ۷ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی

عٰبِدِیْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِیْ

پوجا کرتے پایا کہا بے شک تم اور تمہارے باپ دادا سب کھلی

ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ

گمراہی میں ہو ۸ بولے کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو یا یونہی

مِنَ اللّٰعِبِیْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

کھیلتے ہو ۹ کہا بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو رب ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ

اور زمین کا جس نے انہیں پیدا کیا ۹ اور میں اس پر گواہ ہوں

مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ

میں سے ہوں ۱۰ اور مجھے اللہ کی قسم ہے میں تمہارے بتوں کا برا چاہوں گا کہ

ا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ دبنے کے لئے پیدا نہیں ہوتے۔ اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو پٹھانوں کے خوف سے حج جیسے فریضہ سے محروم نہ رہتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ کید کبھی اچھے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یعنی خفیہ تدبیر' یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کبھی تقیہ نہیں کرتے۔ تقیہ تو ابلیس کا کام ہے۔ رب فرماتا ہے وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ، ۲۔ اس قوم کا سالانہ میلہ لگتا تھا۔ اس دن وہ سارا دن جنگل میں رہتے۔ رنگ رلیاں کرتے تھے۔ شام کو جب واپس آتے تو پہلے مندر میں جا کر بتوں کو پوجتے' پھر اپنے گھروں کو جاتے' اتفاقاً اس مناظرہ کے دوسرے دن میلہ تھا۔ وہ بولے کہ اچھا آپ کل چل کر ہمارا میلہ دیکھ لیں۔

بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا
بعد اس کے کہ تم پھر جاؤ پیٹھ دے کر ۱ تو ان سب کو چورا کر دیا ۲ مگر ایک کو جو
كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالُوْا مَنْ
ان سب کا بڑا تھا کہ شاید وہ اس سے کچھ پوچھیں ۳ بولے کس نے
فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ قَالُوْا
ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا بیشک وہ ظالم ہے ان میں کے
سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالُوْا
کچھ بولے ہم نے ایک جوان کو انہیں برا کہتے سنا جسے ابراہیم کہتے ہیں ۴ بولے
فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ۝
تو اسے لوگوں کے سامنے لاؤ شاید وہ گواہی دیں ۵
قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝
بولے کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم
قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْــَٔلُوْهُمْ اِنْ
فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہوگا ۶ تو ان سے پوچھو
كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ
اگر بولتے ہوں تو اپنے جی کی طرف پلٹے اور بولے بے شک
اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ
تمہیں ستم گار ہو ۷ پھر اپنے سروں کے بل اوندھائے گئے ۸
لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ
کہ تمہیں خوب معلوم ہے یہ بولتے نہیں کہا تو کیا اللہ کے سوا ایسے
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْــًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝
کو پوجتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے اور نہ نقصان پہنچائے ۹

پھر کچھ گفتگو کریں۔ دوسرے دن آپ تو معذرت فرما کر شہر میں رہ گئے اور وہ سب لوگ باہر چلے گئے۔ آپ نے ان کے پیچھے مندر کے سارے بت توڑ دیئے اور بسولہ بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا ۳۔ اس بڑے بت سے یا ابراہیم سے۔ ۴۔ یہ خبر نمرود اور اس کے درباریوں کو پہنچی تو وہ لوگ ۵۔ کہ ان لوگوں نے بتوں کو توڑتے دیکھا' یا بتوں کو برا کہتے سنا۔ معلوم ہوا کہ نمرود جیسا ظالم و جابر بادشاہ بھی گواہی شاہدی کے بعد مقدمہ کے فیصلے کرتا تھا۔ آج جو حکام یک طرفہ بیان لے کر بغیر گواہی شاہدی کے فیصلہ کر دیتے ہیں وہ اس سے سبق لیں۔ مدعی' مدعا علیہ کے بیان لئے بغیر فیصلہ نہ ہونا چاہیے۔ ۶۔ کبیر ھم' سے مراد رب تعالیٰ ہے کیونکہ وہ رب تعالیٰ کو بڑا معبود اور بتوں کو چھوٹا معبود کہتے تھے۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا کام گویا رب کا کام تھا۔ لہٰذا اپنے اس فعل کو رب کی طرف نسبت فرمایا۔ یا وہ مطلب ہے جو مترجم قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ کلام استہزاء تھا کہ اس بڑے بت نے کیا ہو گا۔ جملہ تکیہ اور استہزاء میں کذب اور جھوٹ نہیں ہوتا۔ یہ جملہ انشائیہ ہوتا ہے۔ رب کافروں سے فرمائے گا۔ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ بہر حال آپ نے جھوٹ نہ بولا۔ ۷۔ کہ ایسی بے جان اور مجبور چیزوں کی پوجا کرتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام حق پر ہیں مگر اتنا سوچ لینا ایمان کے لئے کافی نہیں جب تک اقرار و اعتراف بھی نہ ہو' اس لئے وہ مشرک ہی رہے ۸۔ شیطان نے یا نفس امارہ نے انہیں پھر اوندھے کفر کی طرف لوٹایا مگر چونکہ ان کا پہلا سوچنا ایمان نہ تھا اس لئے اس لوٹنے کو ارتداد نہ قرار دیا گیا۔ ۹۔ یعنی ان کی عبادت نفع نہیں دیتی۔ اور انہیں توڑنا پھوڑنا نقصان نہیں دیتا۔ دیکھ لو میں نے توڑ دیا۔ مجھ سے یہ کچھ نہ بولے۔ ورنہ پتھر سے نفع بھی ہے، اور نقصان بھی۔ اس سے عمارات بنتی ہیں۔ کسی کو مارو تو سر پھٹ جاتا ہے۔

أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا
تف ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہو تو کیا تمہیں
تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ
عقل نہیں ۱ بولے ان کو جلا دو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو
كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا
اگر تمہیں کرنا ہے ۲ ہم نے فرمایا اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی
عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ
ابراہیم پر ۳ اور انہوں نے اس کا برا چاہا تو ہم نے سب سے
الْاَخْسَرِيْنَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ
بڑھ کر زیاں کار کر دیا ۴ اور ہم نے اسے اور لوط کو نجات بخشی ۵ اس زمین
الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ
کی طرف جس میں ہم نے جہان والوں کے لئے برکت رکھی ۶ اور ہم نے اسے اسحاق عطا
وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَ
فرمایا اور یعقوب پوتا اور ہم نے ان سب کو اپنے قرب خاص کا سزاوار کیا ۷ اور
جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ
ہم انہیں امام کیا ۸ کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں اور ہم نے انہیں وحی بھیجی
فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ
اچھے کام کرنے ۹ اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی ۱۰
وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا
اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم دیا ۱۱
وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ تَّعْمَلُ
اور اسے اس بستی سے نجات بخشی جو گندے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے دل میں خلق کا خوف نہیں ہوتا۔ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ یہ بھی معلوم ہوا کہ خالق کی راہ میں خلق کی رعایت نہیں کر سکتے۔ نہ بادشاہ کی، نہ باپ دادا کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکیلے تمام کفار سے اس دلیری اور جرأت سے کلام فرما رہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کو بعض وقت ڈانٹ ڈپٹ کرنا بھی سنت ابراہیمی ہے۔ کہ آپ نے ان سے فرمایا۔ تف ہے تم پر، رب فرماتا ہے وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ جو کہتے ہیں کہ ہر ایک کو اپنا بھائی سمجھو، وہ اس سے عبرت پکڑیں ۲۔ چنانچہ نمرود اور اس کی قوم نے آپ کو قید کر دیا اور بستی کوثی میں ایک ماہ تک لکڑیاں جمع کرتے رہے پھر بہت بڑی آگ جلائی جس کی تیزی سے پرندے ہوا میں اڑ نہ سکتے تھے۔ پھر آپ کو گوپھن میں رکھ کر آگ کی طرف پھینکا۔ اس وقت آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے حَسْبِىَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ راہ میں جبریل امین ملے۔ فرمانے لگے۔ کیا آپ کو کچھ حاجت ہے۔ فرمایا تم سے کچھ نہیں۔ عرض کیا کہ کیا رب سے ہے فرمایا۔ وہ خود جانتا ہے۔ آپ نے سمجھا یہ تھا کہ امتحان کے وقت دعا کرنی بھی مناسب نہیں۔ شاید بے صبری میں شمار نہ ہو جائے ہدہد اپنی چونچ میں پانی لا کر آگ پر ڈالتا تھا۔ گرگٹ دور سے پھونکیں مارتا تھا۔ نہ ہدہد کے پانی ڈالنے سے آگ بجھ گئی، نہ گرگٹ کی پھونک سے آگ روشن ہو گئی۔ مگر دل کا پتہ لگ گیا۔ اسی لئے گرگٹ کو مارنے کا حکم ہے ۳۔ یعنی گرمی سے ٹھنڈی ہو جا اور سردی سے سلامتی میں رہ۔ اگر "سلاما" نہ فرمایا جاتا تو آگ زیادہ ٹھنڈی ہو کر تکلیف کا باعث بن جاتی ۴۔ اس طرح کہ آپ کو آگ سے بچا لیا اور نمرود کو مچھر سے ہلاک کر دیا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ اگر مومن دنیا میں اچھی زندگی گزارنا چاہتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنا گھر آگ میں بنائے، رب تعالیٰ اسے گلزار کرے گا ۶۔ یعنی زمین شام جہاں دینی و دنیاوی برکتیں ہیں، وہ جگہ انبیاء کرام کی آرام گاہ ہے اور وہاں کثرت سے پھل اور نہریں ہیں، وہاں کی آب و ہوا نہایت نفیس ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نیک اولاد اللہ کی خاص رحمت ہے۔ نیک اولاد وہ اعلیٰ پھل ہے جو دارین میں کام آتا ہے۔ ۸۔ اس زمانے کے لوگوں کا کہ ان سب پر آپ کی اطاعت لازم تھی۔ یا تمام جہان کا ہمیشہ کے لئے انہیں نبی بنایا کہ بذریعہ انبیاء ان پر ایمان لانا سب پر فرض کیا ہے ۹۔ اشارۃً معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اول ہی سے صالح اور نیکی کرنے والے ہوتے ہیں۔ ۱۰۔ کہ لوگوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم کریں۔ ورنہ پیغمبر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ یا زکوٰۃ سے مراد طہارت قلب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَيًّا حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی زکوٰۃ نہ دی۔ مال ہی جمع نہ فرمایا۔ ۱۱۔ لوط علیہ السلام حضرت ہارون کے بیٹے اور ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ آپ حضرت ابراہیم کی دعا سے نبی ہوئے۔

الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۙ﴿۷۴﴾ وَ

کام کرتی تھی ؎ بے شک وہ برے لوگ بے حکم تھے اور

اَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

ہم نے اسے اپنی رحمت میں داخل کیا بیشک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ

اور نوح کو جب اس سے پہلے اس نے ہمیں پکارا تو ہم نے اسکی دعا قبول کی اور اسے

وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ

اور اس کے گھر والوں کو ؎ بڑی سختی سے نجات دی ؎ اور ہم نے ان لوگوں پر اس

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ

کو مدد دی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ؎ بے شک وہ برے لوگ تھے

سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ

تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ؎ اور داؤد اور سلیمان کو یاد کرو ؎

اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ

جب کھیتی کا ایک جھگڑا چکاتے تھے جب رات کو اس میں کچھ لوگوں کی بکریاں

الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا

چھوٹیں اور ہم ان کے حکم کے وقت حاضر تھے ہم نے وہ معاملہ سلیمان

سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ؗ وَّسَخَّرْنَا مَعَ

کو سمجھا دیا ؎ اور ان دونوں کو حکومت اور علم عطا کیا ؎ اور داؤد کے ساتھ

دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۷۹﴾

پہاڑ مسخر فرما دیئے کہ تسبیح کرتے اور پرندے ؎ اور یہ ہمارے کام تھے

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ

اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا ؎ کہ تمہیں تمہاری آنچ

ا۔ یعنی لڑکوں سے بدفعلی۔ یہ سدوم اور آس پاس کے رہنے والے لوگ تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار گو عبادات کے مکلف نہیں مگر درستی معاملات کے مکلف ہیں ۲۔ یعنی ان کی ایک بیوی کو اور مومن بچوں کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل میں داخل ہے۔ ۳۔ یعنی کافر قوم سے یا پانی کے طوفان سے، معلوم ہوا کہ کافروں کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس پر خوش ہونا چاہیے۔ ۴۔ اولاد نوح علیہ السلام کو معجزے دے کر پھر اس قوم کو غرق کر کے، اس دوسری خبر کا ذکر آگے ہے ۵۔ اس طرح کہ روئے زمین میں کوئی کافر نہ بچا۔ یہ آپ کی اس دعا کا اثر تھا۔ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۶۔ داؤد علیہ السلام اس وقت تخت سلطنت پر جلوہ گر تھے۔ نبی تھے اور حضرت سلیمان کمسن تھے۔ عمر شریف صرف گیارہ سال تھی۔ ایک مقدمہ داؤد علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا کہ چروا ہے کے بغیر قوم کی بکریاں رات کے وقت کسی کے کھیت میں پڑ گئیں۔ تمام کھیت خراب ہو گیا۔ ۷۔ یہ مقدمہ داؤد علیہ السلام نے اس طرح طے فرمایا کہ بکریاں کھیت والے کو دے دی جاویں کیونکہ ان بکریوں کی قیمت کھائے ہوئے کھیت کے برابر تھی۔ مدعی، مدعا علیہ جب وہاں سے رخصت ہوئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے آسان صورت بھی ہو سکتی ہے۔ داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو قسم دے کر فرمایا کہ بیان کرو۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کھیت والے کو بکریاں عاریتہً دلوا دی جاویں اور بکریوں والے اس کا کھیت پھر کاشت کریں جب کھیت اس حالت میں پہنچ جاوے جس پر خراب ہوتے وقت تھا تو کھیت والا مالکوں کو بکریاں واپس کر دے اور اپنے اس کھیت پر قبضہ کر لے۔ اس مدت میں کھیت والا بکریوں کا دودھ وغیرہ استعمال کرے۔ داؤد علیہ السلام نے یہی حکم جاری فرمایا۔ ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے کہ اجتہاد برحق ہے اور اہل اجتہاد کو اجتہاد کرنا چاہیے دوسرے یہ کہ نبی بھی اجتہاد کر سکتے ہیں کیونکہ ان دونوں حضرات کے یہ حکم اجتہاد سے تھے نہ کہ وحی سے۔ تیسرے یہ کہ نبی کے اجتہاد میں خطا بھی ہو سکتی ہے تو غیر نبی میں بدرجہ اولیٰ غلطی کا احتمال ہے۔ چوتھے یہ کہ خطا پر مجتہد گنہگار نہیں ہو گا، دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام سے خطا اجتہادی ہوئی مگر اس پر کوئی عتاب نہ آیا۔ پانچویں یہ کہ ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے ٹوٹ سکتا ہے۔ نص اجتہاد سے نہیں ٹوٹ سکتی۔ چھٹے یہ کہ نبی خطاء اجتہادی پر قائم نہیں رہتے۔ رب تعالیٰ اصلاح فرما دیتا ہے۔ ساتویں یہ کہ شریعت داؤدی میں کھیت کے نقصان کا یہ حکم تھا۔ ہماری شریعت میں اگر چرواہا ساتھ نہ ہو، بکریوں والے پر ضمان نہیں ۹۔ اس طرح کہ پہاڑ اور پرندے آپ کے ساتھ ایسی تسبیح کرتے تھے کہ سننے والے ان کی تسبیح سنتے تھے۔ ورنہ شجر و حجر اللہ کی تسبیح کرتے ہی رہتے ہیں ۱۰۔ یعنی زرہ بنانا۔ اس طرح کہ لوہا آپ کے ہاتھ شریف میں نرم ہو جاتا تھا۔ آپ جدھر چاہتے موڑ لیتے۔ اس سے آپ نے زرہ بنائیں جو جنگوں میں کام آتی ہیں۔

بَأْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ

ے بچائے تو کیا تم شکر کرو گے [1] اور سلیمان کیلئے تیز ہوا مسخر

عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا

کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی [2] اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت

فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ

رکھی [3] اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے اور شیطانوں میں سے

مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ

وہ جو اس کے لئے غوطہ لگاتے [4] اور اس کے سوا اور کام کرتے [5]

وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٨٢﴾ۙ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ

اور ہم انہیں روکے ہوئے تھے [6] اور ایوب کو (یاد کرو) [7] جب اس نے اپنے رب کو

مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٨٣﴾ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا

پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے [8] تو ہم نے اس کی

لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ

دعا سن لی تو ہم نے دور کر دی جو تکلیف اسے تھی اور ہم نے اسے اس کے گھر والے

مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى

اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور عطا کئے [9] اپنے پاس سے رحمت فرما کر اور بندگی

لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ

والوں کے لئے نصیحت اور اسماعیل اور ادریس [10] اور ذوالکفل کو (یاد کرو)

كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ۚۖ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ

وہ سب صبر والے تھے [11] اور انہیں ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا

اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ

بیشک وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہیں اور ذوالنون کو (یاد کرو) [12] جب چلا

١- اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا۔ کہ تمہیں اس نے حضرت داؤد کے ذریعہ زرہ بخشی۔ یا اے داؤد کی امت کہ اس نے تمہارے پیغمبر کو یہ نعمت بخشی۔ خیال رہے کہ داؤد علیہ السلام زرہ بنا کر فروخت فرماتے تھے۔ اس پر آپ کا گذارہ تھا۔ بیت المال سے کبھی کچھ نہ لیا (روح) آپ ہی زرہ کے موجد ہیں۔ ٢- اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت سلیمان کی سلطنت عام تھی۔ آپ جنات اور ہوا پر بھی حاکم تھے۔ دوسرے یہ کہ یہ کہنا شرک نہیں کہ فلاں کے حکم سے یہ کام ہوتا ہے۔ دیکھو رب نے فرمایا کہ حضرت سلیمان کے حکم سے ہوا چلتی تھی۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور کے حکم سے چاند پھٹا سورج واپس ہوا۔ حضور کے حکم سے بارشیں ہوئیں وغیرہ۔ یہ حکم عطاءِ خداوندی سے ہے ٣- کہ آپ اپنے پایۂ تخت سے صبح و شام ہوا میں اڑتے ہوئے ایک ایک ماہ کی مسافت پر سیر فرما آتے تھے۔ یہاں زمین سے مراد زمین شام ہے ٤- موتی وغیرہ نکالنے کے لئے ٥- عمارتیں بنانا' عجیب و غریب مصنوعات تیار کرنا ٦- کہ آپ کے حکم سے سرکشی نہ کر سکتے تھے اور اپنا کیا ہوا کام بگاڑتے نہ تھے' جیسا کہ ان کا دستور ہے۔ یہ عموم سلطنت آپ کا معجزہ تھا۔ ٧- ایوب علیہ السلام' اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ حران یعنی دمشق کی ایک بستی کے نبی تھے آپ کی سات لڑکیاں اور سات لڑکے اور بےشمار جانور تھے اور مال تھے خود بہت حسین و جمیل تھے' رب نے آپ کا امتحان لیا کہ تمام اولاد فوت ہو گئی۔ مکانات گر گئے۔ جانور ہلاک ہو گئے کھیتیاں برباد ہو گئیں۔ خود بیمار ہو گئے۔ تمام جسم شریف میں آبلے پڑ گئے اور سارا جسم شریف زخموں سے بھر گیا۔ آپ کی بیوی کے سوا سب نے آپ کو چھوڑ دیا۔ سات برس تک یہ آزمائش رہی۔ پھر آپ نے یہ دعا فرمائی۔ ٨- اس سے معلوم ہوا کہ اپنی حاجت پیش کرنی بھی دعا ہے' اور رب کی حمد و ثنا بھی دعا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا کے وقت رب کی حمد ضرور کرنی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا میں رب کی ایسی حمد کرنی چاہیے۔ جو دعا کے موافق ہو۔ یہ نہ کہے کہ اے قہار مجھ پر رحم فرما۔ یا اے ارحم الراحمین کفار کو غارت کر' بلکہ مطابق دعا اسے اعلیٰ ناموں سے یاد کرے۔ ٩- اس طرح کہ آپ کے پاؤں کی رگڑ سے غیبی چشمہ پیدا ہوا۔ اس کا پانی پینے اور نہانے سے اندرونی بیرونی بیماریاں دفع ہوئیں اور آپ کی فوت شدہ اولاد زندہ کی گئی۔ بیوی کو دوبارہ جوانی بخشی گئی۔ ١٠- حضرت ادریس کا نام شریف اخنوق ابن برد ابن مہلا بیل ہے آپ نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں۔ آپ جنت میں زندہ پہنچائے گئے۔ رب فرماتا ہے۔ وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ١١- اللہ کی عبادت' قوم کی تکلیف' قدرتی بلاؤں پر صابر تھے۔ ١٢- آپ کا نام یونس ابن متی ہے' لقب ذوالنون یعنی مچھلی والے نبی۔ کیونکہ آپ ایک مدت تک مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ آپ موصل کے علاقہ نینوا بستی کے نبی تھے۔

مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى
غصہ میں بھرا ۱ے تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے ۲ے تو اندھیریوں

فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ
میں پکارا ۳ے کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک

كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ
مجھ سے بے جا ہوا ۴ے تو ہم نے اس کی پکار سن لی اور اسے غم سے

مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ
نجات بخشی ۵ے اور ایسی ہی نجات دیں گے مسلمانوں کو ۶ے اور ذکریا کو

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ
جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر

الْوٰرِثِيْنَ ۚ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى
وارث ہے ۷ے تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحیٰی عطا فرمایا

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى
اور اس کے لئے اس کی بی بی سنواری ۸ے بیشک وہ بھلے کاموں میں جلدی

الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا
کرتے تھے اور ہمیں پکارتے تھے امید اور خوف سے اور ہمارے حضور

خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
گڑگڑاتے تھے ۹ے اور اس عورت کو جس نے اپنی پارسائی نگاہ رکھی ۱۰ے تو ہم نے اس میں

فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً
اپنی روح پھونکی ۱۱ے اور اسے اور اس کے بیٹے کو سارے جہان کے لئے

لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ
نشانی بنایا ۱۲ے بے شک تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے ۱۳ے

۱ے نینوائے والوں سے ناراض ہو کر' کیونکہ انہوں نے آپ کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ ایمان نہ لائے ۲ے یعنی عتاب نہ فرمائیں گے۔ یہ آپ سے خطاء اجتہادی ہوئی۔ کہ آپ نے رب کے حکم کا انتظار نہ فرمایا اور نینوائے بستی سے روانہ ہو گئے۔ بحر روم میں پہنچے کشتی میں سوار ہوئے بیچ سمندر میں پہنچ کر کشتی ٹھہر گئی۔ ملاحوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس کشتی میں کوئی بندہ اپنے مولیٰ سے بھاگا ہوا ہے۔ قرعہ ڈالا۔ آپ کا نام نکلا۔ آپ نے فرمایا واقعی میں ہی ہوں۔ اور خود سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ مچھلی آپ کو نگل گئی ۳ے رات کی' دریا کی' مچھلی کے پیٹ کی اندھیریاں ۴ے اگر یہ لفظ نبی کے لئے کوئی دوسرا بولے تو کافر ہو گا۔ ان کا اپنے متعلق یہ عرض کرنا کمال ہے۔ یہاں ظلم کے معنی خلاف اولیٰ کا کام سرزد ہو جانا ہے۔ کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے کسی حکم الٰہی کی خلاف ورزی نہ کی تھی۔ اس آیت میں یہ تاثیر ہے کہ اس کے ورد سے اڑی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ پیغمبر کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اثر رکھتے ہیں ۵ے کہ چالیس دن کے بعد مچھلی نے آپ کو دریا کے کنارے پر ڈالا۔ اس مچھلی کا پیٹ عرش اعظم سے افضل ہے کیونکہ پیغمبر کا مسکن رہا۔ اس دعا کی برکت سے آپ کو مچھلی کے پیٹ میں روشنی اور ہوا ملی۔ ۶ے اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جو اس دعا کا ورد کرے مصیبت کے وقت تو اسے نجات نصیب ہو گی ۷ے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ دین کی خدمت کے لئے بیٹے کی دعا اور فرزند کی تمنا کرنی سنت نبی ہے۔ دوسرے یہ کہ جیسی دعا مانگے' اسی قسم کے نام سے رب کو یاد کرے۔ چونکہ ان کا فرزند ان کے کمال کا وارث ہونا تھا' لہٰذا رب کو وارث کی صفت سے یاد فرمایا ۸ے اس طرح کہ وہ بانجھ تھیں انہیں قابل اولاد بنا دیا۔ نہ اس طرح کہ بوڑھی کو جوانی بخشی۔ کیونکہ رب نے پہلے ہی وحی بھیجی تھی۔ قال كَذٰلِكَ تمہارے بچہ ایسے ہی بڑھاپے کی حالت میں ہو گا ۹ے اس سے پتہ لگا کہ جو مقبول الدعاء ہونا چاہے وہ یہ تین کام کرے نیکیوں میں دیر نہ لگائے' ہر وقت رب سے دعائیں مانگے اور رب کے حضور عاجزی اور انکساری کرے۔ ۱۰ے یعنی بی بی مریم جو ہمیشہ کنواری رہیں اور نہایت پاکدامن۔ معلوم ہوا کہ عورت کے لئے پاکدامنی بہترین وصف ہے ۱۱ے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ فیض دینے کے لئے پھونک مارنا سنت ملائکہ ہے' دوسرے یہ کہ صالح بندے کے کام رب کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ رب تعالیٰ پھونک اور سانس سے پاک ہے۔ حضرت جبریل نے پھونک ماری تھی مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے پھونک ماری۔ اسی طرح فنا فی اللہ بندہ رب کے کاموں کو اپنی طرف نسبت کر سکتا ہے۔ حضرت جبریل نے فرمایا۔ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۱۲ے عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا ہونا اور کنواری مریم سے بچہ ہونا' یہ دونوں رب کی نشانیاں ہیں۔ ۱۳ے یعنی سارے نبیوں کا دین اسلام ہے۔ عقائد میں سب متفق ہیں۔

وَاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ

اور میں تمہارا رب ہوں تو میری عبادت کرو [۱] اور اوروں نے اپنے کام آپس میں ٹکڑے

كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ

ٹکڑے کر لئے سب کو ہماری طرف پھرنا ہے [۲] تو جو کوئی کچھ بھلے کام کرے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾

اور ہو ایمان والا تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں [۳] اور ہم اسے لکھ رہے ہیں [۴]

وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾

اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں [۵]

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ

یہاں تک [۶] جب کھولے جائیں گے یاجوج اور ماجوج [۷] اور وہ ہر

كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ

بلندی سے ڈھلکتے ہوں گے اور قریب آیا سچا وعدہ

فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا

تو جبھی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی [۸] کہ ہائے

قَدْ كُنَّا فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾

ہماری خرابی بے شک ہم اس سے غفلت میں تھے بلکہ ہم ظالم تھے [۹]

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ

بے شک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے

جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ

ایندھن ہو [۱۰] تمہیں اس میں جانا اگر یہ خدا ہوتے جہنم میں

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ

نہ جاتے [۱۱] اور ان سب کو ہمیشہ اس میں رہنا [۱۲] وہ اس

ا۔ یعنی جو دین بذریعہ انبیاء بھیجا گیا وہ پاک ہے اور لائق قبول ہے اسے اختیار کرو۔ پھر میری عبادت کرو۔ کیونکہ عقائد اعمال پر مقدم ہیں۔ خیال رہے کہ امت گروہ و جماعت کو بھی کہتے ہیں اور گروہ کے حاکم یعنی امام کو بھی اور گروہ کے عقیدے یعنی دین کو بھی۔ یہاں تیسرے معنی میں ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ وہاں امت بمعنی امام ہے لہٰذا آیت صاف ہے۔ ۲۔ یعنی لوگوں نے آسمانی دین کو چھوڑ کر عقل سے مختلف دین گھڑ لئے۔ خود بھی بکھر گئے اور ان کے اعمال بھی جداگانہ ہو گئے۔ یہ سب سزا کے مستحق ہیں۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام کے دینی اعمال مختلف رہے مگر ان کا یہ اختلاف بحکم الٰہی تھا جس میں ہزارہا حکمتیں تھیں وہ اختلاف پکڑ کا باعث نہیں۔ ان کا خود ساختہ اختلاف عذاب الٰہی کا سبب ہے۔ لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ۳۔ یعنی جو ایمان لا کر نیک اعمال کرے اسے جزاء دی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ بغیر ایمان کوئی نیکی قبول نہیں اور انشاء اللہ مومن کی نیکیاں برباد نہیں بلکہ اس کی محنت ٹھکانے لگے گی۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوبوں کے کام رب کے کام ہیں، کیونکہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے، مگر رب نے فرمایا ہم لکھ رہے ہیں ۵۔ یہاں حرام بمعنی ناممکن ہے۔ اور لَا يَرْجِعُوْنَ حرام کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار ہلاکت کے بعد دوبارہ دنیا میں نیک کام کرنے کے لئے نہ آ سکیں گے ابھی اس زندگی میں جو نیکی ہو سکے کریں، ایمان لائیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا معنی یہ ہیں کہ جو شقی ازلی ہیں، وہ حق کی طرف رجوع کرنے سے محروم ہیں ۶۔ یعنی کفار کا ہلاک ہوتا رہنا اس وقت تک ہو گا جب تک کہ یاجوج اور ماجوج نکلیں۔ یہ اَهْلَكْنَا کی انتہا ہے۔ اور بھی اس کے مطلب بیان کئے گئے ہیں ۷۔ یاجوج ماجوج انسانوں کے دو قبیلے ہیں۔ اس قدر زیادہ ہیں کہ نو حصے یہ ہیں اور دسواں حصہ باقی سارے انسان جب وہ نکلیں گے تو تمام دریاؤں کا پانی پی جائیں گے۔ ۸۔ سخت دہشت و وحشت کی وجہ سے، اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مومن ایسی دہشت سے محفوظ رہیں گے۔ رب فرماتا ہے وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۹۔ یہ لوگ پہلے تو اپنے کو غافل کہیں گے پھر کہیں گے کہ نہیں ہم دیدہ دانستہ مشرک ہوئے تھے۔ لیکن اس وقت کا اقرارِ گناہ کام نہ آئے گا۔ ۱۰۔ یعنی وہ بے جان چیزیں جو مشرکین کی معبود ہیں جہنم میں جائیں گی جیسے چاند، سورج، تارے، بعض درخت و پتھر جن کی پوجا ہوتی ہے۔ مگر یہ چیزیں عذاب پانے کو نہ جائیں گی بلکہ انہیں عذاب دینے کو کیونکہ قصور تو مشرکوں کا ہے نہ کہ ان بے جان چیزوں کا۔ لہٰذا جن انبیاء کی پوجا کی گئی ہے جیسے عیسیٰ و عزیز علیہم السلام، انہیں اس آیت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ما غیر ذی عقل کے لئے آتا ہے۔ نیز ان نبیوں کی عبادت نہیں کی گئی بلکہ ان کے غلط فوٹوؤں اور صلیب وغیرہ کی پوجا کی گئی۔ واقعی وہ بھی دوزخ میں جائیں گی۔ ۱۱۔ ان معبود چیزوں کو دوزخ میں بھیجنے کے دو مقصد ہوں گے۔ ایک تو کفار کے عذاب میں زیادتی کہ وہاں کی بھی گرمی ہو اور سورج کی بھی تپش۔ دوسرے ان کفار کو ان چیزوں کی بے بسی دکھا کر ان کی عبدیت و بندگی ظاہر کرنا۔ یہاں دوسرے مقصد کا ذکر ہے کہ اگر یہ چیزیں رب ہوتیں تو خود دوزخ میں کیوں آتیں ۱۲۔ یعنی معبودوں کو بھی اور ان کے پجاریوں کو بھی۔ پجاری عذاب پانے کے لئے اور جھوٹے معبود سورج وغیرہ عذاب دینے کو

فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝١٠٠ اِنَّ الَّذِيْنَ

میں رینگیں گے اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے۱ بے شک وہ جن

سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰىٓ ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝١٠١

کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۲

لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ

اور وہ اس کی بھنک نہ سنیں گے۳ اور وہ اپنی من مانتی خواہشوں

اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝١٠٢ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ

میں ہمیشہ رہیں گے۴ انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی

وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ

گھبراہٹ۵ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے

تُوْعَدُوْنَ ۝١٠٣ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ

وعدہ تھا۶ جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سجل فرشتہ نامہ

لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا

اعمال کو لپیٹتا ہے۷ ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے۸ یہ وعدہ

عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝١٠٤ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ

ہے ہمارے ذمہ ہم کو اس کا ضرور کرنا اور بیشک ہم نے زبور میں نصیحت

مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ

کے بعد لکھ دیا۹ کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے

الصّٰلِحُوْنَ ۝١٠٥ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ۝١٠٦

ہوں گے۹ بے شک یہ قرآن کافی ہے عبادت والوں کو۱۰

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝١٠٧ قُلْ اِنَّمَا

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے۱۱ تم فرماؤ مجھے تو

۱۔ یعنی ایک دوسرے کی چیخ و پکار نہ سنیں گے' یا تو دوزخ کی یا اپنی خطرناک آواز کی وجہ سے یا ہر کافر آگ کی پیٹی میں بند ہو گا۔ جس سے ایک دوسرے کی آواز نہ سن سکے گا۔ ۲۔ یعنی صالحین بندے' اگر کوئی ان کی پوجا بھی کرے' تب بھی انہیں جنہم سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔ ان معبودوں کو دوزخ میں جانا ہو گا جو یا تو بے جان ہیں یا خود کافر ہیں۔ یعنی سرداران کفر۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ یعنی ان مقبولوں کا دوزخ میں جانا تو بہت دور ہے وہ تو دوزخ کی آواز بھی نہ سنیں گے۔ خیال رہے کہ دوزخ کا جوش اور شور چالیس سال کی راہ سے سنا جاتا ہے۔ مگر یہ لوگ یہ بھی نہ سنیں گے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ قیامت کی گھبراہٹ سب کو ہو گی مگر صالحین اس سے محفوظ رہیں گے کیونکہ وہ دنیا میں رب کے خوف سے گھبرا چکے۔ ۵۔ شان نزول :۔ جب آیت مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حصب جهنم نازل ہوئی تو ابن زبعری بولا۔ کہ پھر تو عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر و تمام فرشتے علیہم السلام دوزخی ہیں کیونکہ ان کی بھی پوجا کی جاتی ہے۔ تب یہ آیت آئی ۶۔ نامہ اعمال لکھنے والا فرشتہ' انسان کے مرنے پر اس کا نامہ اعمال لپیٹ دیتا ہے۔ ۷۔ ننگا اور بے ختنہ یعنی قیامت میں ہر شخص ننگا اور بے ختنہ اٹھے گا۔ خیال رہے کہ اس سے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیحدہ ہیں۔ جیسا کہ تفاسیر میں ہے مگر ہیبت کی وجہ سے کوئی کسی کو نہ دیکھے گا۔ ۸۔ یعنی داؤد علیہ السلام کی کتاب میں پہلے ان کی امتوں کو نصیحتیں فرمائیں۔ پھر یہ پیش گوئی درج فرمائی۔ یا ذکر سے مراد توریت شریف ہے یعنی توریت کے بعد زبور نازل فرمائی جس میں یہ درج فرمایا۔ ۹۔ یعنی جنت کی زمین۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ۔ یہ شام کی زمین کہ نبی آخر الزمان کی امت فتح کرے گی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ یہ مطلب نہیں کہ جو زمین کا مالک ہو جاوے وہ صالح ہو۔ یہ عارضی ملکیت تو نمرود اور فرعون کو بھی مل گئی تھی۔ خیال رہے کہ جنتی مومن جنت میں اپنا حصہ بھی لیں گے اور کفار کا بھی کیونکہ رب تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے جنت و دوزخ دونوں میں جگہ رکھی ہے۔ ۱۰۔ یعنی قرآن کریم مومنوں عابدوں کو ہدایت و رہبری کے لئے کافی ہے بشرطیکہ اسے صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تفہیم کے ماتحت سمجھا جاوے۔ محض عقل سے سمجھ کافی نہیں ۱۱۔ خیال رہے کہ رب نے اپنے لئے رب العالمین فرمایا اور حضور کے لئے رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ معلوم ہوا کہ جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے' اس کے لئے حضور رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ کی رحمت مطلق ہے' تام ہے' کامل ہے' شامل ہے' عام ہے' عالم غیب و شہادت کو گھیرے ہوئے' دونوں جہان میں دائمی موجود ہے (روح) پھر حضور کی رحمت عامہ رزق وغیرہ ہر کافر و مومن کو پہنچتی ہے اور رحمت خاصہ ایمان و عرفان وغیرہ صرف مومنوں کو۔ رب فرماتا ہے۔ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ اگر کوئی شخص خود ہی اس رحمت کو اپنے لئے عذاب بنائے' تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ بارش سے بعض سبزے جل جاتے ہیں۔ سورج سے چمگادڑ کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ اس میں سورج و بارش کا قصور نہیں۔

ا۔ یہاں انما حصر اضافی ہے۔ یعنی مجھے صرف توحید کی وحی ہوئی' شرک کی نہ ہوئی۔ یہ مطلب نہیں کہ توحید کے سوا کسی حکم کی وحی نہیں ہوئی ۲۔ یعنی پہلے سے تمہیں جنگ کی اطلاع دے دی۔ اچانک تم پر حملہ نہ کیا۔ تا کہ ہماری طرح تم بھی جنگ کی تیاری کر لو۔ یا تم سب کو یکساں تبلیغ فرما دی۔ تبلیغی حکم کسی سے چھپایا نہیں۔ لہٰذا اس میں فرقہ باطنیہ کا رد ہے ۳۔ یعنی بغیر وحی الٰہی صرف اٹکل و قیاس سے نہیں جانتا کہ عذاب الٰہی دور ہے یا نزدیک لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ اور اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ حضور جانتے ہیں کہ قیامت قریب ہے خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت پہلی اور دوسری انگلیوں کی طرح ملے ہوئے ہیں ۴۔ یعنی اللہ تعالٰی تمہارے علانیہ کفر اور دلوں کے بغض و حسد مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازشوں کو جانتا ہے۔ سب کی سزا دے گا۔ ۵۔ یعنی تمہیں مہلت ملنا اور باوجود اس سرکشی کے تم پر عذاب نہ آنا' رحمت نہیں' بلکہ رب کا سخت عذاب ہے۔ ۶۔ اللہ تعالٰی نے حضور کی دعا خاص کا ذکر فرمایا اور اس دعا کے اثر کا ظہور جنگ بدر و حنین میں ہوا۔ کہ کفار کو باوجود زیادہ تعداد و سامان کے شکستیں ہوئیں۔ نہتے تھوڑے مسلمانوں کو فتوحات۔ یہ رب کا فیصلہ حق تھا ۷۔ سورۃ الحج مکیہ ہے سوا چھ آیتوں کے هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ یا مدنیہ ہے۔ اس میں دس ۱۰ رکوع' اٹھتر آیتیں' ایک ہزار دو سو اکیانوے کلمات اور پانچ ہزار چھتر حروف ہیں۔ ۸۔ اس طرح کہ کافر مومن بن جاویں۔ فاسق نیک کار ہو جاویں اور نیک کار نیکی پر قائم رہیں۔ غرضیکہ ہر شخص کو رب کا خوف چاہیے ۹۔ اس زلزلہ سے خاص زلزلہ مراد ہے جو قیامت کے قریب آفتاب مغرب سے طلوع ہونے سے متصل واقع ہو گا۔ یہ تمام زلزلوں سے سخت تر ہو گا۔ یا اس سے خاص قیامت کے دن کا زلزلہ مراد ہے۔

يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَّاحِدٌ فَهَلْ أَنتُم

یہی وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا نہیں مگر ایک اللہ ۱ تو کیا تم مسلمان

مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ ءَاذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَآءٍ

ہوتے ہو پھر اگر وہ منہ پھیریں تو فرما دو میں نے تمہیں لڑائی کا اعلان کر دیا برابری پر ۲

وَإِنْ أَدْرِيٓ أَقَرِيبٌ أَم بَعِيدٌ مَّا تُوعَدُونَ ﴿١٠٩﴾

اور میں کیا جانوں کہ پاس ہے یا دور ہے وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۳

إِنَّهُۥ يَعْلَمُ ٱلْجَهْرَ مِنَ ٱلْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا

بے شک اللہ جانتا ہے آواز کی بات اور جانتا ہے جو تم

تَكْتُمُونَ ﴿١١٠﴾ وَإِنْ أَدْرِى لَعَلَّهُۥ فِتْنَةٌ لَّكُمْ

چھپاتے ہو ۴ اور میں کیا جانوں شاید وہ تمہاری جانچ ہو ۵

وَمَتَٰعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿١١١﴾ قَٰلَ رَبِّ ٱحْكُم بِٱلْحَقِّ وَرَبُّنَا

اور ایک وقت تک برتوانا ۶ نبی نے عرض کی کہ اے میرے رب حق فیصلہ فرما دے ۷ اور ہمارے رب

ٱلرَّحْمَٰنُ ٱلْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿١١٢﴾ ع

رحمٰن ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بتاتے ہو

النصف ع ١٩

آیاتها ٧٨ | ٢٢ سورة الحج مدنية ١٠٣ | رکوعاتها ١٠

سورہ حج مکی ہے سوا چھ آیتوں (آیتوں ہذان خصمان الخ کے) یا مدنی اس میں دس رکوع ۷۸ آیتیں ہیں

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ ٱلسَّاعَةِ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو ۸ بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی

شَىْءٌ عَظِيمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ

سخت چیز ہے ۹ جس دن تم اسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے

ا۔ یعنی قیامت کی دہشت کا یہ عالم ہے کہ اگر اس وقت حاملہ یا مرضعہ عورتیں ہوتیں تو ان کے حمل گر جاتے' اور بچوں کو بھول جاتیں ورنہ اس دن نہ کسی کو حمل ہو گا نہ کوئی بچہ شیر خوار ہو گا۔ کیونکہ قیامت سے چالیس سال پہلے ولادت بند ہو چکی ہو گی۔ اگر قیامت سے پہلے مغرب سے آفتاب نکلنے کے وقت کا زلزلہ مراد ہے تو کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس وقت حمل وغیرہ سب ہوں گے ۲۔ بلکہ ہیبت الٰہی سے ہوش اڑ چکے ہوں گے۔ اس سے بھی حضور اور حضور کے خاص غلام علیحدہ ہیں ۳۔ جیسے نضر ابن حارث جو فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں مانتا تھا اور اس پر مسلمانوں سے جھگڑتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مناظرہ میں باطل والا آدمی جھگڑالو اور

عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا

دودھ پیتے کو بھول جائے گی ۱ اور ہر گابھنی اپنا گابھ ڈال دے گی

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ

اور تو لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور وہ نشہ میں نہ ہوں گے ۲ مگر ہے

عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿۲﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

یہ کہ اللہ کی مار کڑی ہے اور کچھ لوگ وہ ہیں کہ اللہ کے

يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ

معاملہ میں جھگڑتے ہیں ۳ بے جانے بوجھے ۴ اور ہر سرکش شیطان کے پیچھے

مَّرِيْدٍ ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ

ہو لیتے ہیں۔ جس پر لکھ دیا گیا ہے کہ جو اس کی دوستی کرے گا ۵ تو یہ

يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا

ضرور اسے گمراہ کر دے گا اور اسے عذاب دوزخ کی راہ بتائے گا اے

النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا

لوگو ۶ اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ

خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ

ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے ۷ پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھٹک سے ۸ پھر گوشت

عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ

کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے بنی ۹ تاکہ ہم تمہارے لئے اپنی نشانیاں

لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِى الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى

ظاہر فرمائیں ۱۰ اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں

اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

ایک مقررہ میعاد تک ۱۱ پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ ۱۲ پھر اس لئے کہ تم اپنی

حق پرست برحق ہوتا ہے۔ دونوں کو جھگڑالو نہیں کہا جا سکتا یہ آیت نضر ابن حارث کے متعلق نازل ہوئی ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کی ذات و صفات میں بغیر علم بحث کرنی بری ہے اسے بغیر جھگڑے مانو۔ پیغمبر کے قول پر اعتماد کرو۔ لیکن علماء دین تحقیق کے لئے اس کی ذات و صفات میں بحث کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ جھگڑا مقصود نہ ہو۔ صرف اعتراضات کا اٹھانا اور حق کی تحقیق کا قصد ہو۔ لہٰذا علم کلام برا نہیں' اچھا ہے ۵۔ اس طرح کہ برے عقیدے رکھے' یا برے اعمال کرے' یا برے لوگوں سے محبت کرے۔ غرضیکہ شیطانی چیزوں شیطانی لوگوں سے محبت شیطان سے محبت ہے۔ جیسے اللہ والوں سے محبت' اللہ سے محبت ہے۔ ۶۔ یعنی اے کافرو! اور قیامت کے منکرو' کیونکہ آئندہ مضامین اس کے مطابق ہیں ۷۔ یعنی آدم علیہ السلام کو' کیونکہ والد کا پیدا کرنا بالواسطہ اولاد کو پیدا فرمانا ہے یا اس طرح کہ ہر انسان کی پیدائش نطفہ سے' اور نطفہ خون سے خون غذا سے اور غذا مٹی سے ہے۔ ۸۔ اس آیت میں انسان کی پیدائش کا قانون بیان فرمایا گیا۔ اور حضرت آدم و عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں قدرت کا اظہار ہے لہٰذا آیات میں کچھ تعارض نہیں۔ اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کا باپ سے پیدا ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسے کہ قادیانی سمجھے ۹۔ اس طرح کہ پہلے اس گوشت کی بوٹی کا کوئی نقشہ نہیں ہوتا۔ پھر نقشہ بنتا ہے۔ اس میں محلقہ' گرا ہوا حمل مراد نہیں کیونکہ اس سے کسی کی پیدائش نہیں ہوتی۔ لہٰذا آیت صاف ہے ۱۰۔ جن میں تم ہوش سنبھالنے کے بعد غور کرو کہ ہم پہلے کیا تھے اور اب کیا بن گئے۔ یہ انقلابات کیسے ہوئے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حمل میں بچہ ٹھہرنے کی میعاد ایک حد پر محدود نہیں' جسے رب جتنا چاہے حمل میں رکھے۔ بعض بچے چھ ماہ اور بعض دو سال تک ماں کے پیٹ میں ٹھہرتے ہیں۔ اس میں اشارۃً فرمایا جا رہا ہے کہ ماں کا پیٹ تمہارے لئے جائے قرار نہ تھا عارضی مقام تھا' ایسے ہی دنیا جائے قرار نہیں' جائے فرار ہے۔ بھاگ جانے کی جگہ ہے۔ تمہیں ماں کے پیٹ میں بدن کامل کرنے کو رکھا اور دنیا میں روح کامل کرنے کو ٹھہرایا۔ ۱۲۔ بچے کو چھ سال کی عمر تک طفل' پھر صبی کہتے ہیں۔ (روح)

١۔ جوانی بلوغ سے لے کر تیس سال کی عمر تک ہے جس میں عقل کامل ہوتی ہے۔ ٢۔ جوانی سے پہلے یا جوانی ختم ہونے سے پہلے۔ یعنی بعض بچپن میں اور بعض جوانی میں مرجاتے ہیں ٣۔ یعنی بڑھاپے تک خیال رہے کہ عمر کے معنی ہیں جسم کی آبادی ٤۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ جو مسلمان تلاوت قرآن کا عادی ہو اس پر انشاء اللہ یہ حالت طاری نہ ہو گی۔ لہٰذا انبیاء کرام اور خاص اولیاء اللہ اس قانون سے علیحدہ ہیں۔ اگر انبیاء کرام بھی بڑھاپے میں اس حال کو پہنچ جایا کرتے تو ان پر تبلیغ فرض نہ رہتی اور نبوت سلب کرلی جاتی' ورنہ تبلیغ میں غلطی کا احتمال ہو جاتا لیکن وہ حضرات آخر دم تک صاحب وحی نبی رہتے ہیں' لہٰذا وہ اس سے محفوظ ہیں۔

أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ

جوانی کو پہنچو ١ اور تم میں کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے ٢ اور کوئی سب میں نکمی عمر تک

اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا

ڈالا جاتا ہے ٣ کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے ٤

وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ

اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اتارا

اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ⑤

تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اگا لائی ٥

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْىِ الْمَوْتٰى

یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ وہ مردے جلائے گا

وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ⑥ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ

اور یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے ٦ اور اس لئے کہ قیامت آنے والی

لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ⑦

اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں ٧

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ

اور کوئی آدمی وہ ہے کہ اللہ کے بارے میں یوں جھگڑتا ہے کہ نہ تو علم نہ

لَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ⑧ ثَانِىَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ

کوئی دلیل ٨ اور نہ کوئی روشن نوشتہ ٩ حق سے اپنی گردن موڑے ہوئے ١٠

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِى الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ

تاکہ اللہ کی راہ سے بہکا دے اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے ١١

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ⑨ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ

اور قیامت کے دن ہم اسے آگ کا عذاب چکھائیں گے یہ اس کا بدلہ ہے جو تیرے

٥۔ یعنی زمین میں اگرچہ ہر طرح کا دانہ بویا جائے مگر بغیر پانی کے خشک رہتی ہے' ایسے ہی انسان لاکھ عمل کرے مگر فیض نبوت کے بغیر بیکار۔ زمین پانی سے اور دل بزرگوں کے فیض سے ہرا بھرا ہوتا ہے۔ ہجرت کے بعد فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں رہنا حرام تھا۔ ہجرت واجب تھی۔ کیونکہ کعبہ اگرچہ اللہ کا گھر تھا مگر نبوت کے نور سے منور نہ تھا ٦۔ تشبیہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسے بارش سے خشک زمین سرسبز ہو جاتی ہے ایسے ہی صور کی آواز سے بے جان جسموں میں جان پڑ جائے گی ٧۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے جو موت اور حشر کے بیچ میں ہے۔ نہ محض یہ غار جو مردوں کا مدفن ہو' لہٰذا یہ جلنے والے' ڈوبنے والے وغیرہ سب ہی اٹھائے جائیں گے۔ آیت پر اعتراض نہیں ٨۔ اس سے پتہ لگا کہ اللہ کی راہ میں اللہ کے دین کی حمایت کے لئے علم ہوتے ہوئے کفار سے جھگڑا اچھا ہے۔ علم کلام صحیح طور پر پڑھنا پڑھانا درست ہے کہ وہ اللہ کے لئے علم کے ساتھ منکرین سے جھگڑنا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جھگڑالو وہ جو باطل پر ہو۔ حق والا جھگڑالو نہیں' بلکہ وہ حق کا حمایتی ہے۔ اگر ڈاکو و پولیس میں جنگ ہو تو ڈاکو مجرم ہے پولیس برحق ٩۔ یہ آیت ابو جہل وغیرہ کفار کے متعلق اتری' جو مسلمانوں سے مسئلہ توحید پر کج بحثی کیا کرتے تھے' یہاں علم سے مراد فطری علم ہے اور ہدایت سے مراد استدلال علم ہے۔ کتاب سے مراد وحی کا علم ہے۔ یعنی ان کی فطرت اور نظر خراب ہے' وحی سے دور ہیں۔ پھر سمجھ بوجھ کہاں سے آوے۔ ١٠۔ یعنی تکبر کرتا ہوا آپ کی مجلس سے نکل جاتا ہے کوشش کرتا ہے کہ مسلمانوں کو بہکاوے اور کفار کو ایمان نہ لانے دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو بزرگوں کی مجلس سے بھاگے وہ ہدایت پر نہیں آ سکتا۔ ١١۔ جنگ بدر میں قتل اور قیامت تک مسلمانوں کی لعنت۔

يَدَاكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ وَمِنَ

ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱ اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور کچھ

النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ

آدمی اللہ کی بندگی ایک کنارہ پر کرتے ہیں ۲ پھر اگر انہیں کوئی بھلائی

خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ اِنْقَلَبَ

بن گئی جب تو چین سے ہیں ۳ اور جب کوئی جانچ آکر پڑی منہ کے بل

عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ

پلٹ گئے ۴ دنیا اور آخرت دونوں کا گھاٹا یہی ہے صریح

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا

نقصان ۵ اللہ کے سوا ایسے کو پوجتے ہیں جو

لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾

ان کا برا بھلا کچھ نہ کرے ۶ یہی ہے دور کی گمراہی

يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ لَبِئْسَ

ایسے کو پوجتے ہیں جس کے نفع سے نقصان کی توقع زیادہ ہے ۷ بیشک

الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ

کیا ہی برا مولیٰ اور بے شک کیا ہی برا رفیق ۔ بیشک اللہ داخل کریگا انہیں جو ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ

رواں ۸ بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہے جو یہ خیال کرتا ہو

اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ

کہ اللہ اپنے نبی کی مدد نہ فرمائے گا دنیا اور آخرت میں ۹ تو اسے چاہیے

ع ۸

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے نا سمجھ بچے جو اس حال میں مرجائیں وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ کیونکہ دوزخ کفر یا بد عملی کا نتیجہ ہے ان سے کچھ بھی صادر نہ ہوا۔ نیز بغیر گناہ کے دوزخ میں بھیجنے کو رب نے یہاں ظلم فرمایا اور اللہ تعالیٰ ظلم سے پاک ہے۔ ۲۔ یہ آیت ان بدوی نو مسلموں کے متعلق نازل ہوئی جو ایمان لاتے۔ اگر ایمان کے بعد اولاد' دولت' تندرستی پاتے تو کہتے کہ اسلام سچا دین ہے۔ اور اگر اس کے خلاف ہوتا تو کہتے کہ اسلام برا دین ہے۔ (معاذ اللہ) جب سے ہم مسلمان ہوئے ہیں تب سے مصیبت میں پڑ گئے ۳۔ یہاں خیر سے مراد دنیاوی نعمتیں ہیں اور چین سے مراد دل کا سکون۔ یعنی یہ لوگ دنیاوی راحتوں کو حقانیت کی دلیل سمجھے بیٹھے ہیں کہ ذرا سی تکلیف پہنچنے پر اسلام سے دل برداشتہ ہو جاتے ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی صالحین کو بھی تکالیف پہنچ جاتی ہیں' آزمائش کے طور پر رب فرماتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ الخ اگرچہ تقویٰ و طہارت بلاؤں کو ٹالتا ہے اور رحمت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۵۔ یعنی انہیں پکارنا' پوجنا' دنیاوی نفع و نقصان سے خالی ہے۔ وہ معبود نہ تو پوجنے سے نفع دیں اور نہ نہ پوجنے سے نقصان' ورنہ آخرت میں ان کی پوجا سخت نقصان دے گی۔ اور خود یہ چاند' سورج' پتھر وغیرہ نفع بھی پہنچاتے ہیں اور نقصان بھی' پتھر سے ہزاروں کام لئے جاتے ہیں۔ اگر مار دیا جائے تو زخمی کر دیتا ہے۔ اسی طرح سورج سے ہزاروں فوائد ہیں۔ اور کبھی نقصان بھی پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ اس آیت میں نقصان سے مراد واقعی نقصان ہے۔ یعنی دنیا میں قتل' آخرت میں دوزخ۔ اور نفع سے مراد ان کا موہومی نفع ہے۔ (بتوں کی شفاعت وغیرہ) یعنی یہ کفار بتوں سے جس نفع کی امید رکھتے ہیں وہ تو بہت دور ہے کہ ناممکن ہے اور ان کا نقصان عنقریب دیکھ لیں گے۔ لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کے خلاف نہیں جس میں فرمایا گیا کہ یہ بت نہ نفع دیں گے نہ نقصان' اس آیت سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ بتوں کے نفع کی توقع تو ہے مگر کچھ دور۔ غرضیکہ بے غبار ہے۔ ۷۔ خیال رہے کہ ایمان جنت میں داخلے کا سبب ہے اور اعمال وہاں کی نعمتوں کا اور درجات کا باعث۔ یہ کسبی جنت کا ذکر ہے۔ عطائی جنت مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کو اور مجھ جیسے گنہگار کو کسی نیک کار کے طفیل ملے گی۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور کی مدد دنیا میں بھی فرمائے گا اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں اس طرح کہ ان کے دین کو غلبہ دے گا اور ان کے غلاموں کو عزت۔ آخرت میں اس طرح کہ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ انہیں مقام محمود دے گا۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی جلے، بھنے یا بکواس کیے، حضور کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ سورج کو برا کہے جاؤ، وہ چمکتا ہی رہے گا۔ حضور کے نام لیوا دین و دنیا میں پھلے پھولیں گے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ ارادہ ہدایت سب کے لئے نہیں۔ رضا ہدایت سب کے لئے ہے۔ یعنی رب پسند کرتا ہے کہ سب ہدایت پر آ جاویں مگر ارادہ یہ ہے کہ کچھ ہدایت پر آویں کچھ گمراہ رہیں۔ ارادہ اور محبت و رضا میں بہت فرق ہے۔ اسی لئے سب کو ہدایت کا حکم دیا مگر سب کو ہدایت نہ دی۔ بہت دفعہ حکم ارادہ کے خلاف دیا جاتا ہے۔ حضرت خلیل کو ذبح فرزند کا حکم دیا مگر اس کا ارادہ نہ فرمایا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ نہ مومن ہیں اور نہ مشرکوں مجوسیوں کی طرح

بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ

کر اوپر کو ایک رسی تانے پھر اپنے آپ کو پھانسی دے لے پھر دیکھے کہ اس کا داؤں کچھ لے

كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۞ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

گیا اس بات کو جس کی اسے جلن ہے ۱ اور بات یہی ہے کہ ہم نے یہ قرآن اتارا

وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

روشن آیتیں اور یہ کہ اللہ راہ دیتا ہے جسے چاہے ۲ بے شک مسلمان

وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ

اور یہودی اور ستارہ پرست اور نصرانی ۳ اور آتش پرست

وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ

اور مشرک ۴ بے شک اللہ ان سب میں قیامت کے دن فیصلہ

الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۞ اَلَمْ تَرَ

کر دے گا ۵ بے شک، ہر چیز اللہ کے سامنے ہے کیا تم نے نہ

اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي

دیکھا ۶ کہ اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں وہ جو آسمانوں اور

الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ

زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ

وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ

اور درخت اور چوپائے اور بہت آدمی ۷ اور بہت وہ ہیں

حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

جن پر عذاب مقرر ہو چکا ۸ اور جسے اللہ ذلیل کرے ۹ اسے کوئی

مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۞ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ

عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہے کرے یہ دو فریق ہیں

السجدۃ

کافر۔ اس لئے رب تعالیٰ نے ان سب کو علیحدہ بیان فرمایا اور ان سب کے شرعی احکام جداگانہ رکھے۔ کہ اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمانوں کا نکاح جائز، ان کا ذبیحہ حلال فرمایا۔ مشرکوں کا یہ سب کچھ حرام، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو چھوڑ کر سب کچھ ماننا ایمان نہیں۔ دیکھو یہود، نصاریٰ، قیامت، فرشتے، جنت، دوزخ، باقی انبیاء کرام، رب کی ذات اور بہت سے صفات کو مانتے تھے۔ مگر انہیں مومن نہ فرمایا گیا۔ مدار ایمان حضور ہیں۔ ۴۔ یعنی پتھروں، درختوں کے پجاری، لہٰذا آیت میں تکرار نہیں کہ مجوس و صابئ اگرچہ مشرک ہیں مگر پتھر پرست نہیں ۵۔ یعنی عملی فیصلہ کہ مومنوں کو جنت میں اور کفار کو دوزخ میں بھیجے گا۔ ورنہ قولی فیصلہ دنیا میں بھی فرما دیا ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ زمین و آسمان کی ساری مخلوق حضور کی نظر میں ہے اور سب کی عبادات و اعمال حضور دیکھ رہے ہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں کہ مجھ پر تمہارے رکوع سجود، تمہارے خشوع و خضوع چھپے نہیں۔ یعنی قیامت تک کے ہر مومن کی ہر حرکت سے خبردار ہیں۔ حضور نے دو قبر والوں کے متعلق فرمایا کہ ایک چغلخور تھا، دوسرا چرواہا تھا جو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن و انسان کے سوا کسی مخلوق میں کوئی کافر نہیں۔ سب رب کے ساجد و عابد ہیں کیونکہ رب نے انسانوں کے لئے کثیر فرمایا۔ اوروں میں یہ قید نہ لگائی۔ اور یہاں کثرت اضافی نہیں تا کہ اس آیت کے خلاف ہو کہ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ بلکہ کثرت حقیقیہ ہے۔ یعنی بہت سے مومن ہیں، بہت کافر۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس آیت میں سجدہ سے مراد امور تکوینیہ کی پابندی نہیں کہ وہ تو کافر بھی کرتا ہے بلکہ سجدہ عبادت مراد ہے۔ ۸۔ چاہیے کہ اس آیت پر سجدہ کرے تا کہ پہلے کثیر میں شامل ہو نہ کہ دوسرے کثیر میں اللہ کرم فرمائے ۹۔ کہ اسے شقی ازلی بنائے، اس کی بد عملیوں کے باعث، خیال رہے کہ مومن اگرچہ غریب ہو، عزت والا ہے، کافر اگرچہ امیر ہو ذلیل ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ

کہ اپنے رب میں جھگڑے ؎۱ تو جو کافر ہوئے ان کے لئے آگ کے

ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ يُصَبُّ مِن فَوْقِ رُءُوسِهِمُ

کپڑے بیونتے گئے ہیں اور ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا

الْحَمِيمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ﴿۲۰﴾

جائے گا جس سے گل جائے گا جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہے اور انکی کھالیں

وَلَهُم مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن

اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہیں ؎۲ جب گھٹن کے سبب

يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا

اس میں سے نکلنا چاہیں گے ؎۳ پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور حکم ہوگا کہ

عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿۲۲﴾ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ

چکھو آگ کا عذاب بے شک اللہ داخل کرے گا انہیں جو

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

ایمان لائے اور اچھے کام کئے بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں

الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا

بہیں ؎۴ اس میں پہنائے جائیں گے سونے کے کنگن ؎۵ اور موتی

وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ

اور وہاں انکی پوشاک ریشم ہے اور انہیں پاکیزہ بات کی ہدایت

الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿۲۴﴾ إِنَّ الَّذِينَ

کی گئی ؎۶ اور سب خوبیوں سراہے کی راہ بتائی گئی ؎۷ بے شک جنہوں نے

كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ

کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ کی راہ ؎۸ اور اس ادب والی مسجد سے ؎۹

ا۔ یعنی یہ پانچوں قسم کے کافر اور مومن آپس میں دشمن ہیں۔ ان کی دشمنی کا تعلق رب کی ذات سے ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر مومن میں کبھی حقیقی اتفاق نہیں ہو سکتا کیونکہ انہیں رب نے خصم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے بارے میں جھگڑا در حقیقت رب کے بارے میں جھگڑا ہے' کیونکہ یہود و نصاریٰ رب کے منکر نہ تھے' حضور کے منکر تھے۔ حضور کا دوست رب کا دوست ہے۔ حضور کا دشمن رب کا دشمن۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ آگ کے کپڑے' کھولتے' پانی کا غسل' کھولتا پانی پینا' لوہے کے گرزوں سے مار پڑنا' کفار کا عذاب ہے۔ رب تعالیٰ مومنوں کو اس سے محفوظ رکھے گا۔ بعض گنہگار مومن دوزخ میں اپنے گناہوں سے پاک و صاف ہونے جائیں گے۔ جیسے آگ میں گندا اور میلا سونا ۳۔ کبھی ایسا بھی ہو گا کہ دوزخ کا دروازہ کھلے گا۔ دوزخی نکلنے کے لئے اس طرف بھاگیں گے جب مصیبت اٹھاتے ہوئے وہاں پہنچیں گے تو دروازہ بند ہو جاوے گا۔ ایسا ہوا ہی کرے گا۔ ۴۔ چار نہریں پانی کی' دودھ کی' شہد کی اور شراباً طہوراً کی۔ جیسا کہ دوسری آیات میں ان کا ذکر ہے۔ ۵۔ جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک ہاتھوں میں کنگن پہنائے جائیں گے۔ یعنی کہنیوں تک ۶۔ معلوم ہوا کہ بری باتیں بندے خود کرتے ہیں اور اچھی باتیں رب کی توفیق سے نصیب ہوتی ہیں۔ دنیا میں بھی' قبر میں بھی' آخرت میں بھی کیونکہ اچھی باتوں کے لئے فرمایا گیا۔ ھدوا انہیں اس کی ہدایت دی گئی۔ اس پاکیزہ بات میں کلمہ طیبہ تلاوت قرآن کریم' دورد شریف' اور نعت خوانی' سچی اور اچھی ساری باتیں داخل ہیں۔ ۷۔ یہ وہی راستہ ہے جو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور فرماتا ہے۔ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ اسی راستے پر چلنے سے رب ملتا ہے' رب تعالیٰ نصیب کرے اور قائم رکھے ۸۔ کافروں کو ایمان لانے سے اور مسلمانوں کو اللہ کی عبادت سے' یا عمرہ کرنے والے مومنوں کو عمرہ کرنے سے تیسری صورت میں یہ آیت ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کے متعلق ہے جنہوں نے مسلمانوں کو مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے روکا تھا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر اور آیت مدنی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی کو مسجد حرام سے کبھی نہ روکے۔ اسی لئے حرم شریف کے دروازے رات کو بھی کھلے رہتے ہیں ۹۔ مسجد حرام خاص کعبہ کو بھی کہتے ہیں اور اس مسجد کو بھی جس میں کعبہ معظمہ واقع ہے اور پورے مکہ شریف کو بھی اور حدود حرم کو بھی حنفیوں کے نزدیک یہاں مکہ معظمہ مراد ہے' اور شافعیوں کے نزدیک صرف مسجد مبارک۔ اسی لئے حنفیوں کے نزدیک مکہ معظمہ کے مکانات کی بیع و کرایہ ممنوع ہے شوافع کے نزدیک جائز۔

ع ۲ ۹

الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاكِفُ

جسے ہم نے سب لوگوں کے لئے مقرر کیا اس میں ایک سا حق ہے وہاں کے رہنے

فِیْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ

والے اور پردیسی کا ۱ اور جو اس میں کسی زیادتی کا ناحق ارادہ کرے ۲ ہم اسے

مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ

دردناک عذاب چکھائیں گے ۳ اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک

الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ

بنا دیا ۴ اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر ۵ اور میرا گھر ستھرا رکھ

لِلطَّآىِٕفِیْنَ وَالْقَآىِٕمِیْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَ

طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کیلئے ۶ اور

اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ

لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے ۷ وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے ۸ پیادہ اور ہر

ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّیَشْهَدُوْا

دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں ۹ تاکہ وہ اپنے

مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ

فائدہ پائیں ۱۰ اور اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دونوں میں ۱۱

عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ

اس پر کہ انہیں روزی دی بے زبان چوپائے تو ان میں سے خود کھاؤ اور

اَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ

مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ ۱۲ پھر اپنا میل کچیل اتاریں ۱۳

وَلْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ﴿۲۹﴾

اور اپنی منتیں پوری کریں ۱۴ اور اس آزاد گھر کا طواف کریں ۱۵

ا۔ کہ دیسی پردیسی ہر ایک کو وہاں طواف و نماز کا ہر وقت حق ہے (شوافع) یا دیسی پردیسی ہر ایک کو مکہ میں رہنے کا یکساں حق ہے (حنفی) ۲۔ شان نزول نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن انیس کو ایک انصاری کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے آپس میں اپنی خاندانی عظمتیں بیان کیں۔ عبداللہ ابن انیس کو غصہ آیا اور انصاری کو قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خزائن العرفان) ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ میں گناہ کا ارادہ کرنے پر بھی پکڑ ہے مسئلہ، مکہ معظمہ میں ایک نیکی پر ایک لاکھ کا ثواب اور ایک گناہ پر ایک لاکھ کا عذاب اور گناہ کا ارادہ کرنے پر بھی پکڑ۔ مدینہ منورہ میں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار اور گناہ کا عذاب ایک اور ارادہ گناہ پر پکڑ نہیں ۴۔ یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت، اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل کا ٹکڑا کعبہ کی جگہ کے مقابل قائم فرما دیا۔ اور ہوا نے اتنی جگہ صاف کر دی جس سے آپ نے پہچان لیا کہ یہاں کعبہ بنانا چاہیے۔ خیال رہے کہ آدم علیہ السلام نے اولاً کعبہ بنایا جو طوفان نوح کے وقت غائب ہو گیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیر کعبہ کا حکم ہوا اور اس طرح وہ جگہ بتائی گئی ۵۔ یعنی شرک نہ کرنے پر قائم رہو، ورنہ انبیاء کرام ایک آن کے لئے بھی شرک نہیں کرتے، وہ گناہوں سے بھی معصوم ہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں جھاڑو دینا، انہیں صاف ستھرا رکھنا، وہاں کی زینت کرنا سنت ابراہیمی اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز، طواف، اعتکاف، بڑی پرانی عبادتیں ہیں اور مسجد کا متولی نیک آدمی چاہیے ۷۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے ابو قبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ایک ایک آواز دی کہ اللہ کے بندو۔ اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ قیامت تک پیدا ہونے والوں نے یہ آواز سنی جس نے جتنی بار لبیک کہا وہ اتنے ہی حج کرے گا اور جو روح خاموش رہی وہ حج نہ کر سکے گی (روح، خزائن) اس سے معلوم ہوا کہ دور سے غائبانہ ندا جائز ہے، لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں یا رسول اللہ حضرت عمر نے مدینہ منورہ سے حضرت ساریہ کو پکارا۔ حالانکہ وہ نہاوند میں جہاد کر رہے تھے۔ یا اس میں حضور کو حکم ہے آپ لوگوں میں حج کی فرضیت کا اعلان فرما دیں ۸۔ معلوم ہوا کہ کعبہ جانا گویا ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کی پکار کا اثر تاقیامت رہے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا معجزہ یہ بھی ہے کہ ان کی آواز مشرق و مغرب میں پہنچ جاوے اور موجود و معدوم سب سن لیں۔ یہ کرامت بعض اولیاء سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ خیال رہے کہ خانہ کعبہ پانچ بار بنا۔ آدم علیہ السلام نے بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے۔ قریش نے حضور کی نبوت سے پندرہ برس پہلے۔ پھر حضور کے بعد عبداللہ ابن زبیر نے پھر حجاج بن یوسف نے۔ آج حجاج کی تعمیر موجود ہے (روح) ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیادہ حج کرنا سواری کے حج سے افضل ہے۔ تکلیف سے حج میسر ہونا آرام کے حج سے افضل ہے۔ دور سے وہاں پہنچنا وہاں کے حج سے افضل ہے (روح) ۱۰۔ حج میں دینی نفع بھی ہیں اور دنیاوی بھی، تجارتی کاروبار، کرایہ سیر وغیرہ دنیوی نفع ہے اور مغفرت، گناہوں سے صفائی اور عبادت دینی نفع ۱۱۔ یعنی ذبح قربانی کے وقت دسویں سے بارھویں کی شام تک تکبیر یعنی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھیں۔ یہاں اس ذکر سے مراد تلبیہ نہیں کیونکہ تلبیہ جمرہ عقبہ کی رمی پر ختم ہو جاتا ہے۔ ۱۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قربانی ہدی، قران اور تمتع کا ذبیحہ خود بھی کھا سکتے ہیں۔ کفارہ کا ذبیحہ خود نہیں کھا سکتے۔ دوسرے یہ کہ بہتر یہ ہے کہ قربانی کا گوشت سب نہ کھایا جائے۔ تیسرے یہ کہ یہ

(بقیہ صفحہ ۵۳۴) گوشت سارا خیرات نہ کرے بلکہ کچھ کھائے کچھ خیرات کرے۔ ۱۳۔ یعنی حجامت کریں' ناخن ترشوائیں۔ زیر ناف بال صاف کریں کہ احرام سے کھلتے وقت حجامت فرض ہے باقی تمام مذکورہ چیزیں مستحب ۱۴۔ منت پورا کرنا فرض ہے بشرطیکہ اللہ کے لئے ہو اور جنس واجب کی ہو۔ گیارہویں شریف وغیرہ کی منت منت شرعی نہیں بلکہ منت لغوی ہے۔ یعنی نذرانہ۔ اس کا پورا کرنا بہت اچھا ہے۔ ۱۵۔ یہاں طواف سے طواف زیارت مراد ہے۔ جو احرام کھول دینے اور حجامت کے بعد ہوتا ہے۔ اس کا وقت دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کی شام تک ہے۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ
بات یہ ہے اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے ۱؎ تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے
رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
یہاں بھلا ہے ۲؎ اور تمہارے لئے حلال کئے گئے بے زبان چوپائے سوا انکے جنکی ممانعت تم پر
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ
پڑھی جاتی ہے ۳؎ تو دور ہو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات
الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ
سے ۴؎ ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا ساجھی کسی کو نہ کرو ۵؎ اور جو اللہ کا شریک
بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ
کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں
تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ
یا ہوا اسے کسی اور جگہ پھینکتی ہے ۶؎ بات یہ ہے اور جو
يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾
اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ۷؎
لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى
تمہارے لئے چوپایوں میں فائدے ہیں ایک مقررہ میعاد تک پھر انکا پہنچنا ہے ۸؎ اس
الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا
آزاد گھر تک ۹؎ اور ہر امت کے لئے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی ۱۰؎
اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ
کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر تو تمہارا معبود
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ
ایک معبود ہے ۱۱؎ تو اسی کے حضور گردن رکھو اور اے محبوب خوشی سنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب

ع ۸ ۱۱

۱۔ جن چیزوں کا احترام ہے ان کا ادب کرنا ضروری ہے اس میں خانہ کعبہ' قرآن شریف' ماہ رمضان' مسجد حرام' مدینہ منورہ کے در و دیوار کا ادب' حضور کی تمام سنتوں کی حرمت سب ہی داخل ہیں۔ ان کی تعظیم رب کی تعظیم ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی چیزوں کی تعظیم عبادت کی جڑ ہے۔ اگر دل میں تعظیم و محبت ہے تو عبادت قابل قبول ہے ورنہ نہیں۔ شیطان کی عبادات اسی لئے برباد ہوئیں کہ اس کے دل میں آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ تھی ۳۔ اس سے سورہ مائدہ کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ الخ۔ ۴۔ غلط عقیدوں' ناجائز مال' اور جھوٹ بولنے سے ۵۔ جیسے سونا اور دودھ وغیرہ خالص اچھا ہوتا ہے' ایسے ہی ایمان بھی خالص ہی قبول ہوتا ہے جس میں کسی کفر یا کافر کی آمیزش نہ ہو ۶۔ یہ تشبیہ مرکب ہے' ایمان بلندی ہے اور کفر گہرا غار' جو کفر میں گرا' اسے شیاطین، نفس امارہ تکہ بوٹی کر لیتے ہیں۔ ہر بری جگہ لئے پھرتے ہیں۔ اسے کہیں ٹھکانا نہیں ملتا۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ عبادات ظاہری تو ظاہر جسم کا تقوٰی ہیں اور دل میں بزرگوں اور ان کے تبرکات کی تعظیم ہونا دلی تقوٰی ہے۔ اللہ نصیب کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور یا پتھر کو عظمت والے سے نسبت ہو جائے' وہ شعائر اللہ بن جاتا ہے۔ قرآن نے ہدی کے جانور کو کعبہ کی نسبت سے اور صفا مروہ پہاڑ کو کعبہ والی ہاجرہ (رضی اللہ عنہا) کی برکت سے شعائر اللہ فرمایا۔ تفسیر روح البیان میں فرمایا کہ بزرگوں کی قبریں بھی شعائر اللہ ہیں اور جن لوگوں کو اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جائے وہ سب شعائر اللہ ہیں ۸۔ یہاں ہدی کا ذکر ہے جو صرف حرم شریف میں ہی ذبح ہو سکتی ہے۔ یہی احناف کا مذہب ہے۔ قربانی جو مالداروں پر واجب ہے وہ ہر جگہ کی جائے گی۔ رب فرماتا ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ نہ نماز کے لئے کوئی جگہ مقرر ہر جگہ پڑھی جاوے گی' نہ قربانی کے لئے خاص جگہ کی پابندی' ہر جگہ ہو گی۔ حج کی قربانی اور ہے جرم حج کا ذبح اور' اور ہدی اور ہے۔ قربانی کچھ اور' حضور ہمیشہ مدینہ پاک میں قربانی کرتے تھے ۹۔ یعنی جو ہدی تم حرم شریف میں ذبح کے لئے لے جاؤ' تمہیں جائز ہے کہ بوقت ضرورت ان پر سوار ہو جاؤ یا دودھ وغیرہ پیو۔ بعد ذبح بھی ان کے گوشت کھاؤ' ان کی کھال اون وغیرہ استعمال کرو' خیال رہے کہ ذبح سے پہلے بلا ضرورت ہدی پر سوار نہ ہو اور دودھ نہ پیئے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام سے پہلے بھی دوسری امتوں پر قربانیاں تھیں۔ یہ بڑی پرانی عبادت ہے۔ ہابیل اور قابیل نے بھی قربانی پیش کی تھی' رب فرماتا ہے۔ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا ۱۱۔ تو ذبح کے وقت صرف اسی کا نام لو۔ مسئلہ اگر ذبح پر خدا کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام بھی لے دیا گیا تو جانور حرام ہے۔ اگر رب کا نام بھول گیا تو حلال ہے۔ اگر جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو حرام۔

إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصّٰبِرِينَ عَلٰى

اللہ کا ذکر ہوتا ہے لہ ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو افتاد پڑے اسکے کے

مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

سہنے والے اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے کچھ

يُنْفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ

خرچ کرتے ہیں لہ اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے لہ ہم نے تمہارے لئے اللہ کی لہ

اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

نشانیوں سے کئے لہ تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے لہ تو ان پر اللہ کا نام لو

صَوَآفَّ ۚ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَ

ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے لہ پھر جب انکی کروٹیں گر جائیں تو ان میں سے

أَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۗ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ

خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ لہ ہم نے یوں ہی انکو تمہارے

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا

بس میں دے دیا لہ کہ تم احسان مانو اللہ کو ہرگز نہ انکے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ

دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۗ كَذٰلِكَ

ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے لہ یوں ہی انکو تمہارے

سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ

بس میں کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی اور اے محبوب

الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِينَ اٰمَنُوا ۗ

خوشخبری سناؤ نیکی والوں کو بے شک اللہ بلائیں ٹالتا ہے مسلمانوں کی لہ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾ أُذِنَ لِلَّذِينَ

بے شک اللہ دوست نہیں رکھتا ہر بڑے دغا باز ناشکرے کو پروانگی عطا ہوئی انہیں

ا۔ اس میں تلاوت قرآن' وعظ' ذکر کے حلقے' تنہائی میں اللہ کی یاد کرنا سب ہی داخل ہے۔ ۲۔ اس میں ہر کار خیر میں خرچ کرنا داخل ہے۔ زکوٰۃ' صدقہ فطر' قربانی' مسجدیں بنانا' بلکہ اولاد کی پرورش' ماں باپ پر خرچ کرنا' قرابت داروں سے سلوک سب ہی داخل ہیں۔ مگر سب مال خیرات نہ کرے۔ بعض کرے جیسا کہ من سے معلوم ہوا۔ ۳۔ یعنی قربانی کے اونٹ و گائے اللہ کی نشانیاں ہیں۔ ان کا احترام کرو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گائے بھی قربانی کا جانور ہے کہ' بدن میں داخل ہے دوسرے یہ کہ قربانی ہر جگہ دی جا سکتی ہے۔ صرف مکہ معظمہ میں ہی قربانی نہیں۔ تیسرے یہ کہ قربانی کی گائے' اونٹ سجانا' انہیں گھمانا سب جائز ہے کہ یہ شعائر اللہ کی تعظیم ہے۔ جو لوگ گائے کی قربانی کا انکار کرتے ہیں یا جو کہتے ہیں کہ قربانی صرف مکہ معظمہ میں ہے وہ اس آیت سے عبرت پکڑیں۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو کسی عظمت والی چیز سے نسبت کیا جاوے وہ شعائر اللہ بن جاتی ہے۔ صفا مروہ حضرت ہاجرہ کے قدم شریف کی برکت سے' اور ہدی کا جانور کعبہ معظمہ کی نسبت سے شعائر اللہ ہو گئے۔ اور شعائر اللہ کی تعظیم ایمان کی اصل ہے۔ قربانی کی تعظیم یہ ہے کہ اسے خوب فربہ کرے۔ خوشی سے ذبح کرے۔ بلا ضرورت اس پر سوار نہ ہو۔ اس کا دودھ نہ پئے۔ بعد ذبح اس کا گوشت تبرکاً کھائے ۵۔ دنیا میں بھی دین بھی، قربانی کا گوشت کھانا کھال بال اون استعمال کرنا دنیاوی نفع ہے اور ثواب' اخروی اجر ہے ٦۔ اونٹ کی ذبح میں سنت یہ ہے کہ اس کا ایک پاؤں ران سے باندھ کر تین پاؤں پر کھڑا کر کے گردن لمبائی میں چیرے اسے نحر کہتے ہیں۔ گائے بکری میں یہ نہیں ہے۔ ۷۔ اگر چاہو' کیونکہ قربانی کا گوشت نہ خود کھانا واجب ہے نہ دوسروں کو کھلانا۔ دونوں مستحب ہیں۔ اگر کوئی نہ کھائے تب بھی جائز ہے۔ ۸۔ کہ یہ جانور باوجود بہت قوت رکھنے کے تمہارے کہنے پر چلتے ہیں۔ تمہارا مقابلہ نہیں کرتے۔ دیکھو مکھی مچھر ہمارے بس میں نہیں اور اونٹ' گھوڑا' ہاتھی ہمارے بس میں ہیں۔ رب نے طاقت و جرأت جمع نہیں فرمائیں۔ ورنہ ہم ہلاک ہو جاتے۔ ۹۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اگر کسی کو کھانے کا ثواب بخشا جاوے تو اس وقت اصل کھانا نہیں پہنچتا' بلکہ اس کا ثواب جو تقوٰی کا نتیجہ ہے وہ پہنچتا ہے۔ ایصال ثواب کا مذاق اڑانے والے اس آیت سے عبرت پکڑیں۔ خیرات کے ثواب کا پہنچنا عقلاً' نقلاً ہر طرح ثابت ہے۔ اس کی مکمل بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی نیک عمل بغیر نیت قبول نہیں ہوتا ١٠۔ نیک اعمال کی برکت سے یا محبوب بندوں کی طفیل اور محض اپنے کرم سے اللہ تعالٰی دنیا میں بھی بلائیں ٹالتا ہے اور آخرت میں بھی ٹالے گا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ اور قرآنی آیات سے ثابت ہے۔

يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ

جن سے کافر لڑتے ہیں اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا ۱ اور بیشک اللہ انکی مدد کرنے پر ضرور

لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ

قادر ہے وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی

حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ

بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے ۲ اور اللہ اگر آدمیوں میں

النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ

ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھا دی جاتیں

وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ

خانقاہیں اور گرجا اور کلیسے ۳ اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام

كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ

لیا جاتا ہے ۴ اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اسکی جو اسکے دین کی مدد کریگا ۵ بیشک

عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا

ضرور اللہ قوت والا غالب ہے وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں ۶ تو نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ

برپا رکھیں ۷ اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور

نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ

برائی سے روکیں ۸ اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام ۹ اور اگر یہ

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ

تمہاری تکذیب کرتے ہیں تو بیشک ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد

وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ

اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین

۱۔ مکہ معظمہ میں کفار صحابہ کرام پر بہت ظلم کرتے اور ستم ڈھاتے تھے۔ صحابہ روزانہ حضور کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہوتے تھے کہ کسی کا سر پھٹا ہے، کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے، کسی کے پاؤں پر پٹی بندھی ہے۔ صحابہ کرام کفار سے بدلہ لینے کی اجازت چاہتے تھے۔ مگر حضور فرماتے تھے کہ صبر کرو۔ ابھی مجھے جہاد کی اجازت نہیں ملی۔ مدینہ منورہ پہنچ کر یہ آیت کریمہ اتری اور صحابہ کو جہاد کی اجازت دی گئی۔ (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ بغیر اذن الٰہی جہاد جائز نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی سے پہلے ایک قبطی کو مارا تو اس پر نادم ہوئے حالانکہ کافر کو مارنا ثواب ہے۔ ۲۔ یعنی مسلمانوں نے حق بات کہی اور کفار نے حق پر ناحق ظلم کیا۔ انہیں وطن سے نکالا۔ ۳۔ یہ اس زمانے کے لحاظ سے ہے جب دین عیسوی یا دین موسوی منسوخ نہیں ہوا تھا۔ گرجے اور **کلیسے** قابل احترام تھے اب نہ ان کا احترام ہے نہ ان کا گرا دینا ممنوع۔ اگر کہیں کے عیسائی مسلمان ہو جائیں تو اپنا گرجا گرا سکتے ہیں، اور وہاں مسجد بنا سکتے ہیں ہاں مسلمانوں کو حق نہیں کہ دوسروں کے عبادت خانے گرائیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر گزشتہ زمانہ میں جہاد نہ ہوئے ہوتے تو نہ یہودیوں کے عبادت خانے محفوظ رہتے اور نہ عیسائیوں کے۔ ۴۔ یعنی گزشتہ زمانوں میں بھی جہاد کی برکت سے **کلیسے**، گرجے، خانقاہیں وغیرہ کفار کے ہاتھوں سے محفوظ رہیں۔ اب بھی خانقاہیں مسجدیں جہاد ہی کے ذریعہ محفوظ رہ سکتی ہیں۔ انسان کی حفاظت کے لئے سانپ بچھو کو قتل کرو۔ ایمان کی حفاظت کے لئے جہاد کرو۔ یار کے پتھر سے یار کا شیشہ توڑو۔ ۵۔ اولیاء اللہ کی مدد کرنا، نبی کی خدمت، علم دین پھیلانا، سب اللہ کے دین کی مدد ہے۔ ۶۔ کہ کفار پر فتح دے کر انہیں بادشاہت حکومت عطا فرما دیں۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی سلطنت نفسانی خواہش کے لئے نہیں ہوتی بلکہ دین قائم کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است

لہٰذا جنگوں کی نوعیت مختلف ہے ۸۔ قوت و طاقت سے، کیونکہ حاکم قوت سے اور عالم زبان سے برائی روکیں۔ عوام دل سے برا جانیں لہٰذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ اگر مسلمانوں کے پاس بادشاہت نہیں تو وہ تبلیغ ہی نہ کریں۔ اس آیت کی تفسیر دیکھنی ہو تو خلفائے راشدین کی خلافتیں ملاحظہ کرو۔ وہ اس کی زندہ جاوید تفسیر ہیں ۹۔ آیت کا مطلب ہے کہ ان مومن غازیوں کی مدد اللہ کے ذمہ ہے۔ جو سلطنت پا کر شہوات میں مشغول نہیں ہوتے۔ بلکہ سلطنت کے ذریعہ اللہ کی زمین کو اللہ کی عبادات سے بھر دیتے ہیں۔ لوگوں کو گناہوں سے روکتے ہیں۔ پاکستانی مسلمانوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے۔ وہ سوچیں کہ انہوں نے پاکستان حاصل کر کے دین کی کیا خدمات انجام دیں۔

ا۔ مدین حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی کا نام ہے جسے مدین ابن ابراہیم نے بسایا ۲۔ کہ فرعونیوں نے آپ کو جھٹلایا نہ کہ بنی اسرائیل نے' اس لئے یہاں قوم نہ فرمایا گیا۔ یعنی کفار کا یہ پرانا دستور ہے لہٰذا اس سے آپ دل تنگ نہ ہوں ۳۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کی بدکاریوں سے دوسری مخلوق بھی ہلاک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جن بستیوں پر عذاب آئے وہاں حیوانات بھی تباہ ہوئے۔ رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ کیونکہ مخلوق میں اصل مقصود انسان ہی ہیں۔ جب انہیں ہی تباہ کر دینا ہے تو دیگر چیزوں کو باقی رکھ کر کیا ہو گا ۴۔ اسی حالت میں ابھی تک موجود ہیں جن کا یہ لوگ سفروں میں مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ ۵۔ یہ استفہام انکاری ہے۔ یعنی یہ لوگ ان اجڑی بستیوں پر گزرتے ہیں مگر عبرت نہیں پکڑتے اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے آستانوں پر حاضری دینی چاہیے۔ تاکہ وہاں کی رونق دیکھ کر نیک اعمال کا شوق پیدا ہو۔ خوف پیدا کرنے کے لئے کفار کے عذاب کی جگہ جاؤ۔ امید حاصل کرنے کے لئے صالحین کی قبروں پر جاؤ۔ جہاں رحمتیں اتر رہی ہیں ۶۔ یعنی کفار کے پاس بصارت تو ہے مگر بصیرت نہیں۔ بصارت دماغ کی آنکھوں میں اور بصیرت دل کی آنکھ میں ہوتی ہے۔ بصیرت پر ہدایت کا مدار ہے۔ بصیرت کا سرمہ اللہ کا ذکر' بزرگوں کی صحبت' تلاوت قرآن' پیٹ کا خالی رکھنا۔ تہجد کی نماز صبح کا استغفار ہے۔ (روح) ۷۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ کہ وہاں اندھوں سے مراد دل کے اندھے ہیں۔ ایسے ہی اس آیت کی تفسیر ہے۔ مَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ، لہٰذا کافر اگرچہ انکھیارا ہے۔ مگر اندھا ہے مومن اگرچہ نابینا ہو مگر انکھیارا ہے جیسے زندہ کافر مردہ ہے اور مردہ شہید زندہ ہے۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر عذاب مسلمانوں پر رحمت ہے۔ اسی لئے اسے وعدہ فرمایا گیا' وعید نہ فرمایا۔ دوسرے یہ کہ کفار کے لئے خلف وعید ممکن نہیں جیسے مومن کے لئے خلف وعدہ ممکن نہیں۔ البتہ مومن کے لئے خلف وعید ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے۔ (روح) چنانچہ کفار پر عذاب کا وعدہ بدر میں پورا ہوا۔ عذاب آخرت علاوہ ہے ۹۔ خیال رہے کہ دنیا میں سردی کا دن چھوٹا اور گرمی کا دن بڑا ہے۔ ایسے ہی آخرت کا دن ایک ہزار سال کا ہے اور قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں پھر قیامت کا دن بعض کو چند منٹ محسوس ہو گا۔ ۱۰۔ یعنی ان کے بسنے والے انسان ستم گار [illegible] کافر تھے' چونکہ انسان اشرف المخلوق ہے اور باقی اس کے تابع لہٰذا ان بستیوں کو ظالم فرما دیا گیا۔ اور عذاب آنے پر سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ ۱۱۔ لہٰذا تم اس دیر سے دھوکا نہ کھاؤ۔ غضب کی چکی دیر میں پیستی ہے مگر نہایت باریک پیستی ہے۔

مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوسَىٰ فَأَمْلَيْتُ لِلْكَافِرِينَ

والے ۱ اور موسیٰ کی تکذیب ہوئی ۲ تو میں نے کافروں کو ڈھیل دی

ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٤٤﴾ فَكَأَيِّنْ مِنْ

پھر انہیں پکڑا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور کتنی ہی بستیاں

قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ

ہم نے کھپا دیں ۳ کہ وہ ستم گار تھیں تو اب وہ اپنی چھتوں پر ڈھی

عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ ﴿٤٥﴾ أَفَلَمْ

پڑی ہیں ۴ اور کتنے کنوئیں بیکار پڑے اور کتنے محل گچ کئے ہوئے تو کیا

يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ

زمین میں نہ چلے ۵ کہ ان کے دل ہوں جن سے سمجھیں

بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى

یا کان ہوں جن سے سنیں تو یہ کہ آنکھیں

الْأَبْصَارُ وَلَٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ﴿٤٦﴾

اندھی نہیں ہوتیں ۶ بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ۷

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ

اور یہ تم سے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا ۸

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ﴿٤٧﴾

اور بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس ۹

وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ

اور کتنی بستیاں کہ ہم نے ان کو ڈھیل دی اس حال پر کہ وہ ستم گار تھیں ۱۰

ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿٤٨﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

پھر میں نے انہیں پکڑا ۱۱ اور میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے تم فرما دو اے لوگو

إِنَّمَآ أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَ

میں تو یہی تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں لہ تو جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٥٠﴾

اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ٢

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَٰتِنَا مُعَٰجِزِينَ أُولَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ

اور وہ جو کوشش کرتے ہیں ہماری آیتوں میں ہار جیت کے ارادہ سے وہ جہنمی

الْجَحِيمِ ﴿٥١﴾ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ

ہیں ٣ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ٤

وَلَا نَبِيٍّ إِلَّآ إِذَا تَمَنَّىٰٓ أَلْقَى الشَّيْطَٰنُ فِيٓ

سب پر کبھی یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے انکے

أُمْنِيَّتِهِۦ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَٰنُ ثُمَّ

پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا ٥ تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے

يُحْكِمُ اللَّهُ آيَٰتِهِۦ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا

ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے ٦ اور اللہ علم و حکمت والا ہے تاکہ شیطان

يُلْقِي الشَّيْطَٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کر دے ٧ ان کے لئے جن کے دلوں میں بیماری ہے

وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّٰلِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ

اور جن کے دل سخت ہیں اور بیشک ستمگار دھر کے جھگڑالو

بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ

ہیں ٨ اور اس لئے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا ہے کہ وہ تمہارے رب کے

مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِۦ فَتُخْبِتَ لَهُۥ قُلُوبُهُمْ

پاس سے حق ہے تو اس پر ایمان لائیں تو جھک جائیں اس کے لئے ان کے دل ٩

١۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور سارے انسانوں کے رسول ہیں۔ کسی خاص قوم سے آپ کی نبوت خاص نہیں، دوسرے یہ کہ حضور کا ڈرانا عام ہے اور بشارت خاص۔ کسی کو عذاب نار سے کسی کو عذاب فراق یار سے ڈراتے ہیں ٢۔ دنیا میں نیک اعمال کی توفیق۔ لوگوں کی نگاہ میں عزت و آبرو۔ آخرت میں جنت کی نعمتیں، رب کا دیدار، حضور کی شفاعت۔ ٣۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جو ضدی عالم جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرے اور آیات قرآنیہ کو اس پر سند لائے، وہ دوزخی ہے اسی طرح مناظرہ محض اپنی جیت کے لئے کرنا جس میں احقاق حق اور دین کی خدمت مقصود نہ ہو، کافروں کا کام ہے۔ اظہار حق کے لئے مناظرہ سنت پیغمبر ہے۔ رب فرماتا ہے وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ اور فرماتا ہے حَاجَّ إِبْرَٰهِيمَ فِي رَبِّهِۦٓ أَنْ آتَىٰهُ الخ۔ ٤۔ نبی اور رسول میں فرق ہے۔ نبی عام ہے رسول خاص یعنی ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں اور رسول تین سو تیرہ ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس پیغمبر کی شکل تو نہیں بن سکتا مگر آواز ان کی آواز سے مشابہ کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا۔ مَن رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي، لیکن جب بھی شیطان آواز میں مشابہت پیدا کر کے غلطی میں ڈال دے تو رب اس غلطی کو دور فرما دیتا ہے۔ شبہ باقی نہیں رہتا۔ ٦۔ شان نزول، جب سورہ والنجم نازل ہوئی تو حضور نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی بہت ٹھہر ٹھہر کر، تا کہ لوگ غور کر سکیں۔ جب وَمَنَوٰةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ فرما کر ٹھہرے تو شیطان نے مشرکین کے کان میں کہہ دیا۔ تِلْكَ الْغَرَانِيقُ الْعُلَىٰ وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجَىٰ یعنی یہ بت اونچی شان والے ہیں، انکی شفاعت کی امید ہے۔ کفار غلطی سے سمجھے کہ حضور نے یہ فرمایا ہے تو بہت خوش کر سجدہ شکر میں گر گئے کہ حضور نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ تب یہ آیت اتری۔ یہی روایت درست ہے اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ خیال رہے کہ اس وقت شیطان کی آواز لوگ سنا کرتے تھے اور کبھی اس سے غلطی بھی کھا جاتے تھے۔ بدر کی جنگ میں کفار سے شیطان نے کہا تھا۔ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ اور جنگ احد میں شیطان نے آواز دی تھی کہ حضور شہید ہو گئے ٧۔ چنانچہ مشرکین و کفار اس واقعہ سے اور شبہ میں پڑ گئے کہ جب حضور نے بتوں کی تردید کی تو بولے کہ حضور اپنی بات سے پھر گئے معاذ اللہ مگر مومنوں کو کوئی تردد نہ ہوا کیونکہ مسلمانوں کو شیطان کی اس آواز سے کوئی دھوکا نہ ہوا تھا۔ خیال رہے کہ شیطان کی آواز واقع میں حضور کی آواز سے مشابہ نہ ہوئی تھی کیونکہ حضور کی ہر چیز بے مثل ہے بلکہ باوجود فرق کے کفار دھوکا کھا گئے اپنی غلطی سے۔ اسی لئے قرآن نے فرمایا۔ أَلْقَى الشَّيْطَٰنُ لہٰذا اس آیت سے حضور کی بے مثالی پر اعتراض نہیں پڑ سکتا۔ ٨۔ یعنی وہ ایسے پکے دشمن ہیں کہ کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا انہیں راضی کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ٩۔ یعنی شیطان کی یہ حرکت مومنوں کے ایمان کی قوت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ شیطان نے پچھلے پیغمبروں کے ساتھ بھی یہی برتاوا کیا تھا اور رب نے اس کے داؤ کو بیکار کر دیا تھا۔ یہ حقانیت قرآن کی دلیل ہے۔

ا۔ یعنی آخرت میں جنت کی طرف یا دنیا میں نیکیوں کی طرف، ورنہ عقائد کی ہدایت تو انہیں مل چکی ہے۔ کہ وہ مومن ہو چکے اور تحصیل حاصل ناممکن ہے ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر ازلی کے لئے کوئی دلیل مفید نہیں وہ ہمیشہ شک میں گرفتار رہے گا۔ دوسرے یہ کہ موت کے وقت، یا قیامت میں یا عذاب الٰہی دیکھ کر کفار ایمان قبول کر لیتے ہیں مگر وہ اللہ کے نزدیک معتبر نہیں ۳۔ اس طرح کہ اس دن کوئی شخص سلطنت کا دعویٰ بھی نہ کرے گا اور کسی بادشاہ کا قانون نہ ہو گا۔ سوائے رب تعالٰی کے ورنہ حقیقی بادشاہت تو آج بھی اس کی ہی ہے ۴۔ اس طرح کہ ان کا خاتمہ بھی ایمان پر ہوا کیونکہ شریعت میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یہ بھی خیال

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾

اور بے شک اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا ہے ۱

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى

اور کافر اس سے ہمیشہ شک میں رہیں گے یہاں تک کہ

تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ

ان پر قیامت آجائے اچانک ۲ یا ان پر ایسے دن کا عذاب آئے جس کا پھل ان کیلئے

عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ

کچھ اچھا نہ ہو بادشاہی اس دن اللہ ہی کی ہے ۳ وہ ان میں فیصلہ کردے گا تو جو ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾

لائے ۴ اور اچھے کام کئے وہ چین کے باغوں میں ہیں

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں ان کے لئے

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ

ذلت کا عذاب ہے ۵ اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار

اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْۤا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا

چھوڑے ۶ پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انہیں اچھی روزی

حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ

دے گا اور بے شک اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے ۷ ضرور انہیں ایسی جگہ لے

مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾

جائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور بیشک اللہ علم و حلم والا ہے ۸

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ

بات یہ ہے اور جو بدلہ لے جیسی تکلیف پہنچائی گئی تھی پھر اس پر

رہے کہ جنت کا داخلہ ایمان سے ہے اور وہاں کے درجات اعمال سے۔ یہ جنت کسبی میں ہے ورنہ بعض لوگ غیر عمل جنت میں جائیں گے جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور وہ نو مسلم جو ایمان لاتے ہی فوت ہو گیا۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی بعض مسلمانوں کو دوزخ میں، اگرچہ عذاب دے گا مگر وہاں انہیں ذلیل نہ کرے گا۔ کیونکہ ذلت کفار کا عذاب ہے۔ انشاء اللہ گنہگار مومن کے عذاب کی کسی کو خبر بھی نہ ہو گی ۶۔ یہ فتح مکہ سے پہلے کے لحاظ سے ہے جب اہل مکہ پر ہجرت فرض تھی۔ یا اس وقت کے لحاظ سے ہو گی جب مسلمان دارالحرب میں گھر جاویں اور اپنی عبادت کی آزادی نہ پاویں۔ ورنہ جہاد کے لئے ہجرت شرط نہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو مومن ہجرت کر کے دارالاسلام میں آ جاوے، پھر خواہ جہاد میں شہید ہو یا اپنی موت مرے، اللہ اسے اجر دے گا۔ معلوم ہوا کہ ہجرت اس وقت ضروری تھی کہ بلاعذر ہجرت نہ کرنے والا مجرم تھا۔ ۷۔ یہاں رازق کے معنی ہیں، رزق کا کفیل و ضامن۔ اس معنی سے بعض بندے بعض کے رزق کے کفیل ہیں۔ جیسے ماں باپ اولاد کے لئے آقا غلام کے لئے مگر رب کی ضمانت رزق سب سے اعلیٰ ہے کہ وہ بے حساب بغیر ملال ہمیشہ دیتا ہے۔ آیت کا مطلب یہ نہیں کہ رزاق یعنی خالق رزق بہت ہیں، اللہ ان سے اچھا ہے، کہ یہ معنی تو عین شرک ہیں ۸۔ شان نزول:۔ بعض صحابہ نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ جو جہادوں میں شہید ہو گئے وہ تو بڑے درجہ والے ہیں۔ ہم لوگ جہادوں میں حضور کے ساتھ رہتے ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے لیکن اگر ہمیں بغیر شہادت موت آئی تو ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ اس پر یہ آیتہ کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ تم فکر نہ کرو تم شہید ہو یا ویسے وفات پاؤ جنت اور اچھا رزق دینے کے لئے نامزد ہو چکا۔ رب تم سے راضی ہو چکا۔ اب تمہیں بھی وہ دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

ا۔ شان نزول: ایک دفعہ ماہ محرم کے آخر میں مشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ چونکہ اس وقت محرم وغیرہ اشہر حرم میں جنگ ممنوع تھی اس لئے مسلمانوں نے لڑنا نہ چاہا مگر مشرکین نہ مانے اور انہوں نے جنگ شروع کر دی۔ مسلمانوں نے مجبوراً مقابلہ کیا اور رب تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کی۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو تسلی دی گئی کہ وہ اس مقابلہ کرنے میں مجرم نہیں ۲۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جیسے کبھی دن بڑے کبھی رات ایسے ہی کبھی کفار کا غلبہ ہے کبھی مومنوں کا تسلط۔ اس سے دل تنگ نہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہے ۳۔ یعنی جھوٹے معبود باطل ہیں اس آیت کو انبیاء اولیاء سے

بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۶۰

زیادتی کی جائے تو بیشک اللہ اس کی مدد فرمائے گا بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ۱

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ

یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ رات کو ڈالتا ہے دن کے حصہ میں اور دن کو لاتا ہے

النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۶۱

رات کے حصہ میں اور اس لئے کہ اللہ سنتا دیکھتا ہے ۲

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ

یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے پوجتے

مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ

ہیں وہی باطل ہے ۳ اور اس لئے کہ اللہ ہی بلندی بڑائی

الْكَبِيْرُ ۝۶۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۡ

والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا ۴

فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ

تو صبح کو زمین ہریالی ہو گئی ۵ بے شک اللہ پاک

خَبِيْرٌ ۝۶۳ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ

خبردار ہے اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۶

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶۴ۧ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

اور بیشک اللہ ہی بے نیاز سب خوبیوں سراہا ہے کیا تو نے دیکھا کہ اللہ نے تمہارے

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي

بس میں کر دیا جو کچھ زمین میں ہے ۷ اور کشتی کہ دریا میں اس کے حکم

الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۭ وَيُمْسِكُ السَّمَاۗءَ اَنْ تَقَعَ عَلَي

سے چلتی ہے اور وہ روکے ہوئے ہے آسمان کو کہ زمین پر نہ

ع ۱۵

کوئی تعلق نہیں، وہ سب حق ہیں کیونکہ حق کے ہیں، رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَاۗءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ حضور فرماتا ہے۔ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ، چونکہ ما غیر عقلی چیزوں کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا اگر عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کی کفار پوجا کرتے ہیں مگر اس سے یہ دونوں بزرگ باطل نہ کہے جائیں گے وہ حق ہیں، ان کا ہر فعل حق ہے۔ یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کفار کا غیر خدا کی پوجا کرنی باطل ہے اس صورت میں، ما مصدریہ ہو گا یا یوں کہو کہ اہل کتاب درحقیقت نبیوں کو نہیں پوجتے بلکہ ان کے مجسموں تصویروں اور صلیب کو پوجتے ہیں۔ واقعی یہ چیزیں باطل ہیں ۴۔ آسمان کی طرف سے یا آسمانی سبب سے بارش برسائی۔ ورنہ بارش خاص آسمان سے نہیں آتی بلکہ سورج کی گرمی سے سمندروں کا پانی بھاپ بن کا اڑتا ہے۔ اوپر جا کر ٹھنڈک سے جم کر بادل بن جاتا ہے مگر یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے ۵۔ ایسے ہی قیامت میں مردے زندہ ہوں گے اور انشاء اللہ مسلمانوں کو کمزوری کے بعد طاقت ملے گی۔ جیسے خشک زمین کو بارش کے ذریعہ سرسبزی ملتی ہے خیال رہے کہ اگرچہ کنوؤں کے پانی سے بھی سبزی ہو جاتی ہے، مگر بارش کے پانی سے عام سبزی اور مستقل ہوتی ہے۔ پھل بھی اسی سے لگتا ہے۔ ایسے ہی اگرچہ اپنی کوشش سے بھی عارضی عزت و قوت مل جاتی ہے مگر دائمی، حقیقی عظمت رب کے کرم سے حاصل ہوتی ہے ۶۔ حقیقی اور دائمی ملک اس کا ہے۔ اس کی عطا سے کچھ عارضی طور پر بعض بندوں کو عطا ہو جاتا ہے۔ ۷۔ جانور، آگ، پانی، دھاتیں وغیرہ کہ وہ تمہیں نفع پہنچاتی ہیں۔

الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ

گر پڑے ۱؎ مگر اس کے حکم سے بے شک اللہ آدمیوں پر بڑی مہر والا

رَّحِيمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ

مہربان ہے ۲؎ اور وہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا ۳؎ پھر تمہیں مارے گا پھر

يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ﴿٦٦﴾ لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا

تمہیں جلائے گا بے شک آدمی بڑا ناشکرا ہے ۴؎ ہر امت کیلئے ہم نے عبادت

مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ

کے قاعدے بنا دیئے کہ وہ ان پر چلے ۵؎ تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا

وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾

نہ کریں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ ۶؎ بیشک تم سیدھی راہ پر ہو ۷؎

وَإِن جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٦٨﴾

اور اگر وہ تم سے جھگڑیں تو فرما دو کہ اللہ خوب جانتا ہے تمہارے کوتک ۸؎

اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ

اللہ تم پر فیصلہ کر دے گا قیامت کے دن جس بات میں اختلاف

تَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ

کر رہے ہو ۹؎ کیا تو نے نہ جانا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ

زمین میں ہے بیشک یہ سب ایک کتاب میں ہے بیشک یہ اللہ پر آسان

يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ

ہے ۱۰؎ اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جن کی کوئی سند اس نے نہ

بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُم بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

اتاری اور ایسوں کو جن کا خود انہیں کچھ علم نہیں ۱۱؎ اور ستم گاروں کا

۱؎ یہ آیت اس آیت کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَن تَزُولَا یعنی آسمان حرکت مستقیمہ نہیں کر سکتا مگر قریب قیامت یہ حرکت کرے گا اور زمین پر گر پڑے گا۔ مطلب یہ ہے کہ آسمان نہ کسی چیز پر رکھا ہے نہ کسی میں ٹانگا ہوا ہے۔ پھر بھی نہیں گرتا۔ اسے کون روکے ہے سوا ہمارے۔ ۲؎ کہ انہیں نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے اور آفتوں سے بچاتا ہے' اور دنیاوی راحتوں کے لئے عرشی نعمتیں بخشتا ہے۔ انبیاء کرام' اولیاء اللہ کے ذریعے ۳؎ بے جان مٹی سے نطفہ بنا کر' پھر نطفے سے انسانی صورت بخش کر اعمال کرنے کے لئے زندگی بخشی پھر عمر ختم ہونے پر موت دے گا۔ پھر ثواب یا سزا کے لئے دائمی زندگی دے گا۔ ۴؎ یہاں انسان سے مراد یا کفار ہیں' یا غافل مسلمان' یا جنس انسان' اس سے انبیاء کرام' اولیاء اللہ کو کوئی تعلق نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۵؎ شان نزول۔ بدیل ابن ورقہ' بشر ابن سفیان وغیرہم نے کہا تھا کہ تم لوگ عجیب ہو کہ جس جانور کو تم مارو اسے حلال کہتے ہو اور جسے خدا تعالیٰ مارے' اسے حرام۔ ان کے جواب میں یہ آیت آئی۔ (خزائن العرفان) مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل ہر آسمانی دین میں تھے تو تم صرف مسلمانوں پر یہ اعتراض کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ ہر جانور کو رب ہی موت دیتا ہے مگر جس جانور کا خون رب کے نام پر بہایا جاوے وہ حلال ہے' اس کے سوا حرام ۶؎ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء مخلوق کو رب کی صفات کی طرف بلاتے ہیں حضور رب کی ذات کی طرف بلاتے ہیں۔ اسی لئے رب نے آپ کو دَاعِيًا إِلَى اللَّهِ فرمایا خیال رہے کہ حضور تاقیامت یہ دعوت دے رہے ہیں۔ تمام علماء صوفیاء کی تبلیغیں حضور کی دعوت ہے۔ ۷؎ یعنی جس راستے پر تم ہو وہ سیدھا ہے' تم راستہ کے سیدھا ہونے کی دلیل ہو۔ رب فرماتا ہے۔ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ معلوم ہوا کہ حضور کی صورت' سیرت سیدھا راستہ ہے۔ یا اے محبوب! تم لوگوں کو سیدھے راستہ پر بلاتے ہو۔ جو تم سے ملنا چاہے وہ سیدھی راہ چلے ۸؎ یعنی ان سے مناظرہ نہ کرو' صرف عذاب الٰہی سے ڈراؤ۔ معلوم ہوا کہ ہر باتونی' جھگڑالو سے مناظرہ نہ کرنا چاہیے۔ رب تعالیٰ نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا۔ بلکہ فرمایا۔ اخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۹؎ اب دنیا میں' کیوں کہ مرتے وقت اور محشر میں کوئی جھگڑا نہ کرے گا۔ سب اسلام مان لیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھگڑالو وہ ہے جو حق کا انکار کرے۔ حق پر رہنے والا' جھگڑالو نہیں۔ پولیس اور ڈاکوؤں میں جنگ ہو تو ڈاکو جھگڑالو ہیں نہ کہ پولیس ۱۰؎ کہ سارے غیبی واقعات ایک لوح محفوظ میں لکھ دیئے اور یہ تحریر اس لئے ہے کہ جو بندے لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں انہیں اب غیوب پر اطلاع دی جائے' ورنہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا خطرہ نہ تھا ۱۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ جو علم واقعہ کے مطابق نہ ہو' وہ جہالت ہے جسے جہل مرکب کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی دانست میں چند معبود جانتے تھے مگر ان کے اس جاننے کو نہ جاننا فرمایا گیا

مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٧١﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

کوئی مددگار نہیں لہ اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو تم ان کے

تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ

چہروں پر بگڑنے کے آثار دیکھو گے جنہوں نے کفر کیا ٢ قریب ہے کہ

يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ

لپٹ پڑیں ان کو جو ہماری آیتیں ان پر پڑھتے ہیں تم فرما دو

اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ

کیا میں تمہیں بتادوں جو تمہارے اس حال سے بھی بدتر ہے ٣ وہ آگ ہے اللہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٢﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

نے اس کا وعدہ دیا ہے کافروں کو اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ ٤ اے لوگو

ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

ایک کہاوت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو ٥ وہ جنہیں اللہ کے سوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا

تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بنا سکیں گے اگرچہ سب اس پر اکٹھے

لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ

ہو جائیں ٧ اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جائے تو اس سے چھڑا نہ

مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا

سکیں ٨ کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا ٩ اللہ کی قدر

اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٧٤﴾ اَللّٰهُ

نہ جانی جیسی چاہیے تھی ٩ بے شک اللہ قوت والا غالب ہے اللہ

يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ

چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے ١٠

ا۔ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب نے مددگار بنائے ہیں۔ کیونکہ مددگار نہ ہونا کافروں پر عذاب ہے۔ ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرہ دل کا آئینہ ہے۔ دل کے آثار چہرے پر نمودار ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ اس کے چہرے پر رب تعالیٰ کی حمد، حضور کی نعت شریف سن کر خوشی کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ کفار کے منہ بگڑ جاتے ہیں ٣۔ یعنی ابھی تم دوزخ وغیرہ کا ذکر سن کر جلتے بھنتے ہو، جب دوزخ دیکھو گے تو زیادہ بھنو گے۔ جنتی کا حال اس کے برعکس ہے کہ ابھی سن کر خوش ہوتا ہے پھر دیکھ کر زیادہ خوش ہوگا ٤۔ یہاں وعدہ بمعنی وعید ہے۔ رب تعالیٰ نے کفر پر مرنے والوں کو دوزخ کی یقینی خبر دی ہے۔ مومن گنہگار کو اگرچہ عذاب سے ڈرایا ہے مگر مغفرت کی امید بھی دلائی ہے کہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ لہٰذا یہ آیت صرف کفار پر چسپاں ہے۔ ٥۔ یعنی غور کرو۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا سننا کمال نہیں، بلکہ اس پر غور کرنا کمال ہے۔ رب فرماتا ہے فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ٦۔ یہ آیت مشرکین کے متعلق نازل ہوئی اور یہاں دعا سے مراد پوجنا ہے نہ کہ پکارنا، کیونکہ اللہ کے ماسوا کو پکارنا درست ہے رب نے پہاڑوں، زمین کو پکارا ہے۔ ہم کو حکم دیا۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ لہٰذا اس آیت کریمہ کو اولیاء یا انبیاء کرام پر چسپاں کرنا بے دینی ہے۔ ٧۔ چنانچہ بتوں پر، کفار زعفران شہد وغیرہ مل دیتے تھے اور ان پر مکھیاں بھنکتی تھیں۔ تو ایسے مجبور کی پوجا کرنی حماقت ہے۔ پوجا قوی و قادر کی کی جاوے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم، خانہ کعبہ، سنگ اسود بزرگوں کے مزارات کی کوئی پوجا نہیں کرتا۔ تعظیم کرتے ہیں لہٰذا یہ آیت وہاں چسپاں نہ ہوگی۔ کیونکہ ان کی تعظیم اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ چیزیں شعائر اللہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ وہابی اس آیت کو بزرگوں کے مزارات پر چسپاں کرتے ہیں مگر خود بھی خانہ کعبہ، قرآن کریم بلکہ مولوی اسماعیل کے بوسیدہ جھنڈے کی تعظیم کرتے اسے چومتے چاٹتے ہیں۔ وہاں یہ آیت کیوں بھول جاتے ہیں ٨۔ یعنی بت پرست اور بت یا مکھی اور شہد، یا مکھی اور بت ٩۔ اس لئے وہ مان بیٹھے کہ اکیلا رب اتنے بڑے جہان کا انتظام نہیں کر سکتا۔ اسے مددگار شریکوں کی ضرورت ہے۔ معاذ اللہ۔ ان کفار نے دنیا کو تو دیکھا مگر رب کی شان میں غور نہ کیا۔ ان کی مثال اس دیہاتی کی سی ہے جو مال گاڑی کے ٢٧ ڈبوں کو دیکھ کر کہے کہ اسے ایک انجن نہیں کھینچ سکتا۔ اس نے ڈبے دیکھے مگر انجن کا زور نہ دیکھا۔ جنہوں نے رب کو پہچانا، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے ایسے لاکھوں جہان بنا سکتا ہے اور چلا سکتا ہے۔ ١٠۔ وحی کے لئے، کہ بعض فرشتے، انبیاء کرام پر وحی لاتے اور انبیاء وحی لیتے ہیں کہ اللہ کے دین کی مدد کریں اور درجات حاصل کریں معلوم ہوا کہ جنات رسول نہیں ہوتے۔ یعنی یہ چناؤ اس کی عادت قدیمہ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ آئندہ بھی چنتا رہے گا تاکہ آئندہ نبی آنے کی توقع ہو۔ جنہیں چننا تھا چن لیا اور جنہیں چن لیا وہ دائمی نبی ہو گئے۔ کیونکہ نبی کی عظمت منسوخ نہیں ہوتی۔ شریعت منسوخ ہو سکتی ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ عظمت منسوخ ہو نہ شریعت۔ جیسے اب کسی فرشتے کا چناؤ نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی اب کسی انسان کا نبوت کے لئے چناؤ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا قادیانی اس آیت سے اجراء نبوت پر دلیل نہیں پکڑ سکتے

ا۔ لہٰذا جس کو جو درجہ عطا فرمایا ہے' اہل کو عطا فرمایا ہے نا اہل کو نہیں نااہل کو عطا کرنے والا خود نااہل ہوتا ہے اور رب تعالیٰ اس سے پاک ہے نیز نااہل کو عطا سے نقصان ہی ہوتا ہے اور عطا کی بربادی۔

☆ اہل را صحبت نااہل زیا نہا وارد ☆ آب در کوزہ ناپختہ گل آلود شود ☆

۲۔ خیال رہے کہ جہاں قرآن کریم میں سجدہ کا حکم رکوع کے ساتھ ہے وہاں نماز کا سجدہ مراد ہے۔ لہٰذا یہاں حنفیہ کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب نہیں ۳۔ اچھے اخلاق اور درست معاملات' لہٰذا عبادت اور خیر' علیحدہ علیحدہ ذکر فرمانے میں تکرار نہیں ۴۔ اپنے نفس سے' برے ساتھیوں' بری اولاد سے جہاد کرو کہ انہیں راہ راست پر لاؤ۔ اور کفار سے جہاد کرو اخلاص اور درستی نیت کے ساتھ' جس میں ریاکاری اور محض ملک گیری کی نیت نہ ہو۔ ۵۔ جہاد اور اپنی عبادات کے لئے' کیونکہ تم محبوب کی امت ہو۔ ٦۔ جیسی پچھلی امتوں پر تھی۔ تمہارے لئے نہایت آسان احکام بھیجے۔ تمام زمین تمہارے لئے مسجد بنائی۔ مٹی سے تیمم جائز کیا۔ سفر میں قصر کر دیا۔ ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ امت مصطفوی کا نام پہلی کتابوں میں بھی مسلمان ہی تھا۔ دوسرے یہ کہ مسلم صرف امت مصطفوی کو ہی کہا جا سکتا ہے دوسروں کو لغۃً بولا گیا ہے۔ رب فرماتا ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ اور فرماتا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ہمارے علاوہ جن بزرگوں کو مسلم فرمایا گیا تھا وہ لغۃً تھا ۸۔ ایں جگہ علیٰ' نقصان کے لئے نہیں اور گواہی سے مخالف گواہی مراد نہیں بلکہ گواہی تو امت کے مطابق ہو گی۔ مگر ساتھ ہی امت کی توثیق بھی ہو گی کہ یہ امت عادلہ ہے' فاسقہ نہیں اس لئے علیٰ' فرمایا گیا۔ قیامت میں یہ امت تمام نبیوں کے حق میں گواہی دے گی کہ مولیٰ انہوں نے اپنی امتوں کو تبلیغ کی تھی۔ یہ قومیں جھوٹی ہیں جو کہتی ہیں کہ ہم تک تیرے رسول نہ پہنچے پھر حضور اس امت کی گواہی دیں گے۔ کہ یہ مسلمان سچی گواہی دے رہے ہیں ۹۔ تا کہ تم قیامت میں گواہی کے قابل ہو کیوں کہ فاسق کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۷۵﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ

بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے جانتا ہے جو ان کے آگے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ یٰۤاَیُّهَا

اور جو ان کے پیچھے ہے ۱ اور سب کاموں کی رجوع اللہ کی طرف ہے اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا

ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو ۲ اور اپنے رب کی

رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ ۩ وَ

بندگی کرو اور بھلے کام کرو ۳ اس امید پر کہ تمہیں

جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ

چھٹکارا ہوا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا

وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ

۴ اس نے تمہیں پسند کیا ۵ اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی ۶ تمہارے

اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ۬

باپ ابراہیم کا دین اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے

مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا

اگلی کتابوں میں ۷ اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ

عَلَیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیْمُوا

ہو ۸ اور تم اور لوگوں پر گواہی دو تو نماز

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ

برپا رکھو اور زکوٰۃ دو ۹ اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو وہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ﴿۷۸﴾ ع

تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار

سجدہ عند الشافعی

ا۔ اس طرح کی جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مستحق ہوئے۔ دیدار الٰہی کے حقدار بنے' یا دنیا میں مقبول الدعاء ہوئے اور ان کی زندگی کامیاب ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ایمان اور تقویٰ دونوں جہان کی کامیابیوں کا ذریعہ ہے۔ اس سے دعائیں قبول' آفات دور' مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۲۔ اس طرح کہ نماز کی حالت میں ان کے دلوں میں رب کا خوف' اعضا میں سکون ہوتا ہے' نظر اپنے مقام پر قائم ہوتی ہے' نماز میں کوئی عبث کام نہیں کرتے۔ دھیان نماز میں رہتا ہے' نماز قائم کرنے کے یہ ہی معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے۔ ۳۔ یعنی ایسا کام نہیں کرتے جس میں دینی یا دنیاوی نفع نہ ہو' خیال رہے کہ معز کام باطل ہے اور بے فائدہ کام لغو' تقویٰ کے لئے ان دونوں سے بچے ۴۔ یعنی ہمیشہ زکوٰۃ دیا کرتے ہیں ۵۔ اس طرح کہ زنا اور لوازم زنا سے بچتے ہیں حتیٰ کہ غیر کا ستر بھی دیکھتے نہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن اپنی شرعی لونڈی سے صحبت کر سکتا ہے۔ مگر مولاۃ عورت اپنے غلام سے صحبت نہیں کرا سکتی ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے' کیونکہ جس عورت سے متعہ کیا جاوے' وہ لونڈی تو ہے نہیں اور بیوی بھی نہیں' اس لئے اس پر طلاق' خلع' ظہار' ایلاء نہیں ہوتا۔ نہ وہ میراث کی مستحق ہے۔ جب وہ کچھ بھی نہ ہوئی تو اس کی طرف رخ کرنا اِبْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ بعد ہجرت کچھ روز متعہ حلال فرمایا جانا عارضی تھا۔ جیسے شراب کی حلت عارضی تھی۔ نیز پتہ لگا کہ اغلام' جلق وغیرہ سب حرام ہیں۔ کیونکہ یہ بھی اِبْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ میں داخل ہے۔ شہوت پوری کرنے کے لئے صرف بیوی اور لونڈی ہے باقی تمام ذرائع حرام ہیں۔ مجبوری کی حالت میں روزے رکھے کہ اس سے شہوت کا زور ٹوٹ جائے گا۔ جلق لگانے پر ایک امت پر عذاب الٰہی آ چکا ہے۔ (از خزائن) ۸۔ اس طرح کہ مخلوق کی اور خالق کی امانت میں خیانت نہیں کرتے' خیال رہے کہ ہمارے اعضاء' رب کی امانتیں ہیں' ان سے گناہ کرنا امانت میں خیانت ہے۔ ایسے ہی اللہ سے' اس کے رسول سے اور دیگر مخلوق سے جو وعدے کئے سب پورے کرے ۹ نماز کی حفاظت کی تین صورتیں ہیں۔ ہمیشہ پڑھنا' صحیح وقت پر پڑھنا' صحیح طریقہ سے واجبات' سنن' مستحبات سے پڑھنا' نماز پڑھنی کمال نہیں بلکہ نماز قائم کرنی' اور اس کی حفاظت کرنی کمال ہے۔ صوفیاء کے مشرب میں نماز کی حفاظت یہ ہے کہ ایسے گناہوں سے بچے جن سے نیکی برباد ہو جاتی ہیں۔ مال کمانا بھی اچھا' اسے کما کر پھر اسے سنبھالنا بہت اچھا ہے' اللہ توفیق دے کہ مرتے وقت تک نماز' روزہ' حج وغیرہ کو سنبھالیں۔ خیریت سے یہ متاع منزل مقصود پر پہنچے ۱۰۔ اپنے دادا آدم علیہ السلام کی' لہٰذا جنت صرف انسانوں کے لئے ہے۔ یا مومن کافروں کا جنتی حصہ بھی لیں گے۔ خیال رہے کہ وارثت ملکیت کا اعلیٰ ذریعہ ہے جو نہ فسخ ہو سکے نہ باطل ہو سکے نہ ٹوٹ سکے۔ اسی لئے یہ کلمہ ارشاد ہوا۔

اٰیَاتُهَا ١١٨ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ ٢٣ رُكُوْعَاتُهَا ٦

سورۃ مومنون مکی ہے ہجرت سے پہلی اتری اس میں ۶ رکوع ۱۱۸ آیات ۱۸۴۰ کلمات ۴۸۰۲ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ﴿۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ﴿۴﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ﴿۹﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ

بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے ۱ جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں ۲ اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے ۳ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں ۴ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ۵ مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں ۶ کہ ان پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ۷ اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں ۸ اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں ۹ وہی لوگ وارث ہیں ۱۰ کہ فردوس کی میراث پائیں گے ۱۱

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۱۱﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۱ اور بیشک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی

سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾

مٹی سے بنایا ۲ پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں ۳

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ

پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا ۴

اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی ۵ تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

والا ہے ۶ پھر اس کے بعد تم سب ضرور مرنے والے ہو ۷ پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے

تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا

جاؤ گے ۸ اور بے شک ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں ۹ اور

كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ

ہم خلق سے بے خبر نہیں ۱۰ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک

بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ

اندازہ پر ۱۱ پھر اسے زمین میں ٹھہرایا ۱۲ اور بے شک ہم اس کے لے

لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ

جانے پر قادر ہیں ۱۳ تو اس سے ہم نے تمہارے لئے باغ پیدا کئے کھجوروں

اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور انگوروں کے تمہارے لئے ان میں بہت سے میوے ہیں ۱۴ اور ان میں سے کھاتے ہو ۱۵

وقف لازم

۱۔ اس طرح کہ نہ مریں نہ وہاں سے نکالے جاویں۔ ۲۔ اس طرح کہ مٹی سے غذا اور غذا سے خون خون سے نطفہ اور نطفہ سے انسان بنایا ۳۔ یعنی نطفہ کو ماں کے رحم میں محفوظ رکھا وہاں ہی رکھ کر مختلف رنگ بدلتا ہوا انسان بنایا ۴۔ خیال رہے کہ مذکورہ تبدیلیاں چالیس چالیس دن کے بعد ہوتی ہیں۔ چلہ بڑی برکت والی چیز ہے ۵۔ کہ اس میں روح پھونکی اور سمیع و بصیر بنایا۔ سبحان اللہ ۶۔ یہاں خلق بمعنی صورت گھڑنا اور شکل بنانا ہے رب فرماتا ہے وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اِنِّيْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ اور اگر بمعنی پیدا کرنا ہے تو یہاں مقابلہ مقصود نہیں عربی میں افضلیت بیان فرمانے کے لئے یہ صیغہ اسی طرح استعمال کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اس آیت کے یہ معنی نہیں کہ خالق بہت ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ بہتر ہے کہ یہ تو عین شرک ہے۔ محاورہ عرب کا لحاظ ضروری ہے کیونکہ قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ ۷۔ اپنی عمر پوری کر کے عیسٰی علیہ السلام کی چونکہ ابھی عمر پوری نہیں ہوئی تھی لہٰذا ان کی وفات نہ ہوئی۔ عمر اس دنیا میں رہ کر پوری ہوتی ہے۔ اسی لئے ماں کے پیٹ میں رہنے کا زمانہ عمر میں شمار نہیں ہوتا ۸۔ اپنی قبروں سے میدان محشر کی طرف ثواب و عذاب کے لئے۔ لہٰذا یہ آیت قبر میں اٹھنے اور حساب قبر کے خلاف نہیں ۹۔ یعنی سات آسمان جن میں فرشتوں کے آنے جانے کے راستے ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بندہ رب سے غافل ہے۔ رب غافل نہیں۔ بندہ اس سے دور ہے وہ دور نہیں بندہ اس تک نہ پہنچے مگر وہ بندے کے پاس ہے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پانی کا اصل کارخانہ آسمان میں ہے رب فرماتا ہے۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ سمندر تو اس کا خزانہ ہے جیسے خزانہ میں روپیہ رہتا ہے بنتا نہیں بنتا ٹکسال میں ہے۔ دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ ہر ملک میں اس انداز سے بارش بھیجتا ہے۔ جتنی وہاں کی ضروریات کے لئے کافی ہو۔ اسی لئے بنگال میں پنجاب سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔ ایسے ہی ہر زمانے میں ضرورت اور وقت کے مطابق بارش آتی ہے۔ اور ضرورت کو رب تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ ۱۲۔ اس طرح کہ نہ تو زمین کا پانی خشک ہو گیا نہ بگڑا بلکہ جمع رہا۔ جس سے تمہاری ضروریات پوری ہوئیں۔ بہت جگہ بارش کا پانی ہی پیا جاتا ہے۔ بلکہ کنوؤں میں پانی بارش کی وجہ سے ہی آتا ہے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ پانی خشک کر دیں یا بگاڑ دیں کہ پینے کے قابل نہ رہے۔ لہٰذا اس کا شکر کرو ۱۴۔ بہت سی قسم کے میوے۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ انگور اور کھجور محض میوہ نہیں کہ اس میں غذائیت بھی ہے لہٰذا جو کوئی میوہ نہ کھانے کی قسم کھائے وہ انگور یا کھجور کھانے سے حانث نہ ہو گا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے ان دونوں کو دیگر میووں سے علیحدہ بیان فرمایا ہے۔ ۱۵۔ یعنی میوہ جات کا کچھ حصہ تم کھاتے ہو اور بعض تمہارے جانوروں کی غذا ہے۔ چھلکا گٹھلی پھینک دیتے ہو۔ اشارۃً فرمایا گیا کہ مال میں سے کچھ زکوٰۃ بھی دیا کرو۔ سارا مال کھانے کی کوشش نہ کرو۔

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ

اور وہ پیڑ پیدا کیا کہ طور سینا سے نکلتا ہے ۱؎ لے کر اگتا ہے تیل

وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً

اور کھانے والوں کے لئے سالن ۲؎ اور بیشک تمہارے لئے چوپاؤں میں سمجھنے کا مقام

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ

ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو انکے پیٹ میں ہے ۳؎ اور تمہارے لئے ان میں بہت

كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

فائدے ہیں ۴؎ اور ان سے تمہاری خوراک ہے ۵؎ اور ان پر اور کشتی پر سوار

تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ

کئے جاتے ہو ۶؎ اور بیشک ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف بھیجا ۷؎ تو اس نے کہا

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا

اے میری قوم اللہ کو پوجو ۸؎ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں

تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

ڈر نہیں تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ

یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی ۹؎ چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے

عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا

اور اللہ چاہتا تو فرشتے اتارتا ۱۰؎ ہم نے تو یہ اپنے اگلے

بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ

باپ داداؤں میں نہ سنا ۱۱؎ وہ تو نہیں مگر ایک دیوانہ

جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

مرد تو کچھ زمانہ تک اسکا انتظار کئے رہو ۱۲؎ نوح نے عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما ۱۳؎

۱۔ یعنی درخت زیتون کہ یہ دوسرے درختوں سے زیادہ کار آمد ہے۔ یہ اگرچہ بہت جگہ پیدا ہوتا مگر اس کی اصل جگہ کوہ طور ہے اس لئے اس درخت اور اس جگہ کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ ۲۔ زیتون کا تیل چراغ میں جلتا ہے' دوا میں کام آتا ہے' سالن کی طرح کھایا جاتا ہے' یہ اس میں عجیب خوبیاں ہیں ۳۔ اس طرح کہ خشک بھوسہ اور گھاس اس کے پیٹ میں پہنچ کر دودھ نکلتا ہے۔ وہی چارہ کوئی اور جانور کھائے تو دودھ نہیں بنتا۔ یہ ہماری قدرت ہے۔ ۴۔ کہ ان کے بال' کھال' ہڈیاں سب ہی تمہارے کام آتی ہیں ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ حلال جانور کے بعض اعضا حرام ہیں۔ جیسے خون' پتہ' فرج خصیہ وغیرہ۔ کیونکہ منہا میں من بعضیت کے لئے ہے۔ یعنی تم ان جانوروں کے بعض اعضاء کو کھاتے ہو۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ خارجی نفع تو ہر جانور سے ہے مگر ان میں سے حلال بعض ہی ہیں ۶۔ یعنی ہم تمہیں ان جانوروں پر اور کشتیوں پر سوار کراتے ہیں۔ تم خود سوار نہیں ہو سکتے۔ خیال رہے کہ سب جانوروں پر سواری نہیں ہوتی۔ صرف اونٹ بیل وغیرہ پر ہوتی ہے ۷۔ اس وقت تمام انسان آپ کی قوم تھے کیونکہ انسان بہت تھوڑے تھے۔ لہٰذا نوح و آدم علیہما السلام اس وقت کے تمام انسانوں کے نبی تھے ۸۔ یعنی ایمان لاؤ یا ایمان لا کر عبادت کرو' کیونکہ کافر پر اسلام سے پہلے کوئی عبادت فرض نہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا آدمی سمجھنا اور ان کے فضائل خصوصی پر نظر نہ کرنا کافروں کا طریقہ ہے۔ اور ہمیشہ کافر اسی وجہ سے کفر کرتے رہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفر سے عقل بھی ماری جاتی ہے کیونکہ مشرکین درختوں' پتھروں وغیرہ کو خدا مان لیتے تھے مگر انسان کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ نبوت کا بوجھ انسان جیسی کمزور مخلوق نہیں اٹھا سکتی۔ یہ نہ سمجھے کہ نبی تبلیغ کے لئے آتے ہیں اور انسان کو تبلیغ انسان ہی کر سکتا ہے جو ان سے مل جل سکے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ادریس علیہ السلام اور نوح علیہ السلام میں بہت دراز مدت کا فاصلہ ہے جس میں حضرت ادریس کی تعلیم گم ہو کر رہ گئی تھی ورنہ وہ لوگ یہ نہ کہتے ۱۲۔ جس میں انہیں اس جنون سے آرام ہو جائے۔ اور یہ ایسی بہکی باتیں کرنا چھوڑ دیں۔ ۱۳۔ اس طرح کہ انہیں ہلاک کر دے۔ خیال رہے کہ آپ نے ان کے ایمان کی دعا نہ کی' ہلاکت کی دعا کی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ ایمان نہ لائیں گے خود فرمایا تھا لَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا معلوم ہوا کہ نبی لوگوں کے انجام سے خبردار ہوتے ہیں۔

ا۔ یعنی ہماری تعلیم سے ہماری حفاظت و نگرانی میں کشتی بناؤ۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام کشتی کے موجد ہیں۔ آپ نے رب کی تعلیم سے کشتی بنائی تھی، نہ کہ کسی سے سیکھ کر ۲۔ کوفہ کی جامع مسجد کے پاس والا تنور جب اس میں سے قدرتی طور پر پانی ابلنے لگے تو فوراً کشتی میں سوار ہو جانا کہ یہ طوفان آنے کی علامت ہے ۳۔ بیوی، بچے، یا سارے مومنین، یہ ہی زیادہ ظاہرہ ہے ۴۔ تمہارا بیٹا کنعان اور اس کی ماں واعلہ بھی انہیں ہلاک ہونے والے کفار سے ہے ۵۔ نوح علیہ السلام یا تو اس نہی کو بھول گئے یا ان سے خطا اجتہادی ہوئی کہ کنعان کو اپنا اہل سمجھے، اور اس سے مراد دوسرے لوگ سمجھے۔ اس لئے آپ نے وہ بات عرض کی تھی جو سورۂ ہود میں تفصیل سے مذکور ہوئی۔ ۶۔ یعنی اے نوح علیہ السلام۔ اب کسی کافر کے متعلق نجات کی سفارش نہ کرنا۔ کیونکہ اب ان سب کی غرقابی کا فیصلہ ہو چکا ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ کافر کتے بلے سے بھی بدتر ہیں کہ کتوں، بلوں کو تو کشتی میں سوار کرنے کی اجازت مل گئی، مگر کافروں کو سوار کرنے کی اجازت نہ تھی۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ کفار پر عذاب اور ان کی ہلاکت مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جس پر شکر کرنا چاہیے۔ اسی لئے حضور نے ابو جہل کے قتل پر سجدۂ شکر ادا کیا اور عاشورہ کے دن روزہ رکھا کہ اس دن فرعون غرق ہوا تھا۔ ۹۔ جہاں رزق جسمانی و روحانی نصیب ہو۔ چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ رب نے فرمایا۔ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ اور آپ کی نسل میں ایسی برکت ہوئی کہ تمام انسان آپ ہی کی اولاد سے ہوئے۔ ہر مسافر کو چاہیے کہ کسی منزل پر اترتے وقت یہ دعا پڑھ لیا کرے ۱۰۔ مومنوں کے لئے بھی اور کافروں کے لئے بھی۔ کافر سمجھ لیں کہ انبیاء کرام کی مخالفت کا انجام یہ ہوتا ہے۔ مومنین یقین کریں کہ نبی کی غلامی نجات کا باعث ہے، اور بری جگہ سے ہجرت ضروری ہے۔ اسی لئے اکثر نبی مہاجر ہوئے اور کافر اولاد باپ کی بزرگی سے فائدہ نہیں اٹھاتی، اور بہت سے فوائد ہیں۔ ۱۱۔ یعنی نوح علیہ السلام کے بعد پھر بہت قومیں دنیا میں ہوئیں جن میں ان کے رسول تشریف لائے جن کی مخالفت کی وجہ سے وہ قومیں ہلاک ہوئیں۔ ایسے ہی موجودہ کفار جو آپ کی مخالفت کر رہے ہیں ہلاکت کے مستحق ہیں ۱۲۔ جیسے ہود و صالح علیہما السلام اکثر پیغمبر اپنی اپنی قوم میں مبعوث ہوئے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام عقاید میں متفق اور عملی عبادات میں مختلف تھے جو کام کسی نبی کی شریعت میں ہو وہ شرک نہیں ہوتا۔ کیونکہ کوئی نبی شرک کی تعلیم دینے کے لئے تشریف نہ لائے۔

بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ

اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا تو ہم نے اسے وحی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے اور ہمارے

بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ فَاسْلُكْ

حکم سے کشتی بنا ۱ پھر جب ہمارا حکم آئے اور تنور ابلے ۲ تو اس میں بٹھا لے ہر

فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ

جوڑے میں سے دو اور اپنے گھر والے ۳ مگر ان میں سے

سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ

وہ جن پر بات پہلے پڑ چکی ۴ اور ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات

ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَ

نہ کرنا ۵ یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے ۶ پھر جب ٹھیک بیٹھ لے کشتی پر تو

مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

اور تیرے ساتھ والے ۷ تو کہہ سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں

نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ

ان ظالموں سے نجات دی ۸ اور عرض کر اے میرے رب

مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

مجھے برکت والی جگہ اتار ۹ اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے بیشک اس میں ضرور

لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ

نشانیاں ہیں ۱۰ اور بے شک ضرور ہم جانچنے والے تھے پھر ان کے بعد ہم نے اور

قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ

سنگت پیدا کی ۱۱ تو ان میں ایک رسول انہیں میں سے بھیجا ۱۲ کہ

اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع

اللہ کی بندگی کرو ۱۳ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِنْ هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِیْلٍ لَّیُصْبِحُنَّ نٰدِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ

اور بولے اس کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا ۱؎ اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی ۲؎ جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اس میں سے پیتا ہے ۳؎ اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو ۴؎ کیا تمہیں یہ وعدہ دیتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے اس کے بعد پھر نکالے جاؤ گے ۵؎ کتنی دور ہے کتنی دور ہے جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۶؎ وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے جیتے ہیں ۷؎ اور ہمیں اٹھنا نہیں ۸؎ وہ تو نہیں مگر ایک مرد جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ۹؎ اور ہم اسے ماننے کے نہیں ۱۰؎ عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما ۱۱؎ اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا۔ اللہ نے فرمایا کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ صبح کریں گے پچھتاتے ہوئے ۱۲؎ تو انہیں آ لیا سچی چنگھاڑ نے ۱۳؎ تو ہم نے انہیں گھاس کوڑا

۱۔ اس سے پتہ لگا کہ ہمیشہ مالدار' سردار' دنیاوی عزت والے لوگ پیغمبروں کے مخالف ہوئے۔ غرباء و مساکین زیادہ مومن ہوئے اب بھی یہی دیکھا جا رہا ہے کہ عموماً غرباء ہی دینی کام زیادہ کرتے ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا اور ان کے ظاہر کھانے پینے کو دیکھنا' باطنی اسرار کو نہ دیکھنا' ہمیشہ سے کفار کا کام رہا ہے۔ اولاً شیطان نے نبی کو بشر کہا' پھر ہمیشہ کفار نے کہا۔ قرآنی جزدان کو دیکھنا غافل کا کام ہے اور جزدان کے اندر قرآن کو دیکھنا مومن کا شیوہ ہے۔ ابو جہل صحابی نہ ہوا حضرت صدیق صحابی ہوئے' اگرچہ دونوں نے حضور کو دیکھا کیونکہ ابو جہل نے صرف بشریت کو دیکھا اور صدیق نے بشریت کے غلاف میں نور کو دیکھا ۳۔ یعنی اگر یہ نبی ہوتے تو فرشتوں کی طرح کھانے پینے کے حاجت مند نہ ہوتے۔ انہوں نے کھانے پینے کی ابتدا دیکھی' انتہا کا فرق نہ دیکھا۔ بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول چوستی ہیں۔ مگر یہ پھول کا رس بھڑ کے پیٹ میں پہنچ کر زہر اور شہد کی مکھی کے پیٹ میں پہنچ کر شہد بنتا ہے۔ ایسے ہی ہمارا کھانا غفلت کا باعث ہے۔ انبیاء کرام کی خوراک نورانیت کے ازدیاد کا ذریعہ ہے۔ ۴۔ ان بیوقوفوں نے نبی کی اطاعت میں ناکامی اور اور پتھروں کی عبادت میں کامیابی سمجھی۔ معلوم ہوا کہ کافر بڑا بے عقل ہوتا ہے۔ ۵۔ اپنی قبروں سے زندہ ہو کر' معلوم ہوا کہ وہ کافر اپنے مردے دفن کرتے تھے' ہندوؤں کی طرح جلاتے نہ تھے۔ ۶۔ یعنی جس قیامت وغیرہ کا یہ نبی وعدہ کرتے ہیں وہ ہماری عقل سے بہت دور ہے یا وقوع سے بہت دور ہے کہ آنا تو در کنار آ سکتی بھی نہیں ۷۔ اس طرح کہ کوئی مرتا ہے کوئی پیدا ہوتا ہے' ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ کفار آواگون کے قائل نہ تھے ۸۔ نہ آخرت میں نہ دنیا میں پھر کتا بلا بن کر آتا ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ لوگ روح کی بھی فنا مانتے تھے کہ روح مرنے پر فنا کر دی جاتی ہے ۹۔ کہ اپنے کو اللہ کا نبی بتایا اور مرنے کے بعد اٹھنے کی خبر کو اللہ کی طرف نسبت کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کفار اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے' دہریہ نہ تھے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے سب کچھ ماننا ایمان نہیں۔ ان کفار نے یہ نہ کہا کہ ہم رب کو نہیں مانتے بلکہ کہا کہ ہم پیغمبر کو نہیں مانتے۔ عذاب آ گیا۔ شیطان نبی کے سوا اور سب کچھ مانتا ہے مگر کافر ہے ۱۱۔ اس طرح کہ انہیں ہلاک فرما کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے ورنہ آپ انکی ہدایت کی دعا فرماتے ۱۲۔ عذاب دیکھ کر اپنے کفر پر شرمندہ ہوں گے مگر اس وقت کی شرمندگی فائدہ مند نہ ہو گی۔ توبہ کا بھی ایک وقت ہے جس کے بعد قبول نہیں ہوتی ۱۳۔ حضرت جبریل کی چیخ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ معلوم ہوا کہ انسان فرشتہ کی ایک چیخ برداشت نہیں کر سکتا۔ جب بجلی کی کڑک اور بادل کی گرج سے انسان مر جاتا ہے تو فرشتے کی چیخ تو بڑی چیز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں صالح علیہ السلام کی قوم ثمود مراد ہے' ورنہ قوم عاد آندھی سے ہلاک ہوئی تھی۔

غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ

کر دیا تو دور ہوں ظالم لوگ ۓ پھر ان کے بعد ہم

بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا

نے اور سنگتیں پیدا کیں ۷ کوئی امت اپنی میعاد سے نہ پہلے جائے

وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا

نہ پیچھے رہے پھر ہم نے اپنے رسول بھیجے ایک پیچھے دوسرا جب

جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا

کسی امت کے پاس اسکا رسول آیا انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اگلوں سے پچھلے

وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾

ملا دیئے ۳ اور انہیں کہانیاں کر ڈالا ۴ تو دور ہوں ۵ وہ لوگ کہ ایمان نہیں لاتے

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند

مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا

کے ساتھ بھیجا ۶ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف ۷ تو انہوں نے غرور کیا اور

قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا

وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے ۸ تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر

لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾

۹ اور ان کی قوم ہماری بندگی کر رہی ہے ۱۰ تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو ہلاک کئے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا

ہوؤں میں ہو گئے ۱۱ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی کہ ان کو ہدایت ہو ۱۲ اور

ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ

ہم نے مریم اور اس کے بیٹے کو نشانی کیا ۱۳ اور انہیں ٹھکانا دیا ایک بلند زمین ۱۴ جہاں بسنے کا مقام اور نگاہ

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار پر عذاب تب ہی آتا تھا جب کہ وہ نبی کی بددعا لیتے تھے۔ اس سے پہلے اگرچہ کتنی ہی سرکشی کرتے مگر عذاب نہ آتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۲۔ جیسے قوم شعیب و قوم لوط علیہم السلام وغیرہ۔ ان کے قصے ہماری عبرت کے لئے بیان ہو رہے ہیں۔ ۳۔ یعنی ایک دوسرے کو ہلاکت میں ملا دیا' ورنہ کفار نہ دوزخ میں ملے ہوئے ہوں گے نہ برزخ میں۔ ہر قسم کے کافروں کا علیحدہ ٹھکانا ہو گا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۴۔ اس طرح کہ ان قوموں کا ایک فرد بشر نہ بچا۔ صرف ان کے قصے رہ گئے جو قرآن کریم نے بیان کئے۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کیونکہ وہ انبیاء کی نظر کرم سے دور رہے ۶۔ یعنی معجزات یعنی عصا اور ید بیضا۔ خیال رہے کہ یہ معجزے صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے مگر دونوں بزرگوں کی طرف منسوب ہوئے ۷۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سارے مصر والوں کے نبی تھے۔ خواہ بنی اسرائیل ہوں یا قبطی یا جادوگر۔ اسی لئے دوسری جگہ یہ بھی ارشاد ہوا کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی تھے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر گناہوں کے باوجود دنیاوی نعمتیں ملتی ہوں تو خدا کا عذاب ہے۔ جیسے نیکیوں کے باوجود کبھی دنیاوی تکالیف کا آجانا رب کی خاص رحمت ہے۔ انبیاء کرام یا اولیاء اللہ پر مصائب آتے رہتے ہیں۔ ۹۔ کافر کی عقل ماری جاتی ہے کہ انہوں نے اپنے جیسے بشر فرعون کو تو خدا مان لیا مگر موسیٰ علیہ السلام کو باوجود معجزے دیکھنے کے نبی نہ مانا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی سے ہمسری کا دعویٰ ایمان سے روک دیتا ہے۔ دل میں پہلے نبی کی عظمت آتی ہے۔ پھر رب کی ہیبت پیدا ہوتی ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی ذلت کفار کی زیادہ گمراہی کا سبب ہے۔ کہ وہ اس سے اسلام کے باطل ہونے اور اپنے حق ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں۔ اس لئے یہ دعا کرنا چاہیے۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۱۱۔ یعنی ان کی ہلاکت کا سبب ان دونوں بزرگوں کو جھٹلانا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی عذاب نبی کی نافرمانی پر آتا ہے۔ رب کے منکر جب تک نبی کے انکاری نہ ہوئے' عذاب نہ آیا۔ ۱۲۔ یعنی بنی اسرائیل کو نیک اعمال کی ہدایت نصیب ہو کیونکہ تورایت شریف فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد عطاء ہوئی اور اس وقت سارے بنی اسرائیل ایمان لا چکے تھے ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ کیونکہ اگر ان کے والد ہوتے تو آپ کو ان کے والد کی طرف نسبت کیا جاتا۔ رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اسی لئے قرآن کریم نے حضرت مریم کے سوا کسی بی بی کا نام نہیں لیا ۱۴۔ جس کا نام ناصرہ ہے علاقہ ایلیا میں ہے۔ یہ دمشق کی بستیوں میں سے ایک مشہور بستی ہے۔ حضرت مریم نے یہود سے تنگ آ کر یہاں بارہ برس قیام فرمایا مع عیسیٰ علیہ السلام۔ یہ جگہ سطح سمندر سے بہت بلند ہے اسی لئے اسے ربوہ فرمایا گیا۔ یعنی بلند جگہ۔ (از روح وغیرہ) یہ سرسبز جگہ تھی۔ یہاں کثرت سے پانی کی نہریں تھیں۔

ا۔ یعنی اے رسولو! خوب مزیدار حلال چیزیں شوق سے کھاؤ پیو' حلال چیزیں حرام کر لینا تقویٰ نہیں بلکہ حرام سے بچنا تقویٰ ہے بعض لوگ گوشت نہیں کھاتے مگر نماز نہیں پڑھتے جھوٹ سے پرہیز نہیں کرتے۔ یہ صوفی نہیں ۲۔ یعنی ہم نے ہر زمانے کے اس وقت کے رسول کو یہ حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ حلال اور پاکیزہ غذا حاصل کرنی بڑی عبادت ہے۔ اس سے عبادات میں لذت آتی ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام پر بھی عبادات فرض ہیں۔ کوئی شخص خواہ کسی درجہ کا ہو' عبادت سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ ۴۔ کیونکہ تمام آسمانی دین عقاید میں یکساں ہیں۔ اعمال میں فرق تھا۔ خیال رہے کہ دین عقاید کا نام ہے۔ اعمال کو مذہب کہا جاتا ہے۔ تقویٰ کے معنی یہ نہیں کہ اچھے لذیذ کھانے چھوڑ دیئے جائیں' بلکہ حرام کاموں سے بچنا تقویٰ ہے ۵۔ اس طرح کہ عیسائی اور یہودی مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے ۶۔ یعنی انہوں نے رائے کو دین بنا لیا۔ اور اس پر خوش ہو گئے۔ جیسا کہ "لدیہم" سے معلوم ہوا ۷۔ ان کی موت آنے تک' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو جبراً" مسلمان بنانا جائز نہیں ۸۔ یعنی کفار دھوکا کھا گئے۔ وہ سمجھے کہ اگر کفر برا ہوتا اور ہم سے رب ناراض ہوتا تو ہم کو کفر کے باوجود مال و اولاد کیوں دیتا اور عموماً مسلمان غریب کیوں ہوتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کفر اچھا ہے۔ یہ دھوکا اب بھی غافل و کافر کھا جاتے ہیں ۹۔ کہ وہ اس مال و اولاد کی کثرت کو رب کی رحمت سمجھ بیٹھے حالانکہ یہی چیز ان کے لئے عذاب تھی۔ ۱۰۔ اس طرح کہ نیکیاں کرتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں۔ بلکہ مومن کا جتنا درجہ بلند ہوتا ہے' اتنا ہی خوف زیادہ ۔۱۱۔ اس طرح کہ ان سب کو حق مان کر عمل کرتے ہیں (روح) لہٰذا اس میں عمل بھی داخل ہے ۱۲۔ یعنی شرک اعتقادی (کفر) اور شرک عملی (ریاکاری) سے دور رہتے ہیں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ نیکی کرنا اور ڈرنا' کمال ایمان کی علامت ہے۔ گناہ کر کے ڈرنا کمال نہیں۔ شیطان نے بھی کہا تھا کہ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ پھر گناہ پر ہی قائم رہا۔ ہاں گناہ کر کے ڈرنا' کہ گناہ چھوڑ دے' کمال ہے اور گناہ کر کے نہ ڈرنا سخت جرم ہے۔ ۱۴۔ نہ معلوم کہ ہمارا حساب کیا ہو اور یہ اعمال قبول ہوں یا نہ ہوں۔ اس خوف سے اپنے تقویٰ پر ناز نہیں کرتے ۱۵۔ اس آیت میں نیک لوگوں کے دو وصف بیان ہوئے۔ ایک تو نیکی میں جلدی کرنا' دوسرے ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کرنا' نیکیوں کی حرص و ہوس بھی اچھی ہے۔

مَعِیْنٍ ﴿٥٠﴾ یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا

کے سامنے بہتا پانی اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ ۱ اور اچھا کام

صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿٥١﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ

کرو ۲ میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں ۳ اور بے شک یہ تمہارا دین

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا

ایک ہی دین ہے ۴ اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ڈرو۔ تو انکی امتوں

اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾

نے اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ۵ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش

فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿٥٤﴾ اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا

ہے ۶ تو تم انکو چھوڑ دو انکے نشہ میں ایک وقت تک ۷ کیا یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ

نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی

جو ہم ان کی مدد کر رہے ہیں مال اور بیٹوں سے ۸ یہ جلد جلد انکو بھلائیاں

الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ

دیتے ہیں بلکہ انہیں خبر نہیں ۹ بے شک وہ جو اپنے رب کے ڈر سے سہمے

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾

ہوئے ہیں ۱۰ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں ۱۱

وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ

اور وہ جو اپنے رب کا کوئی شریک نہیں کرتے ۱۲ اور وہ جو دیتے ہیں

مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾

جو کچھ دیں اور انکے دل ڈر رہے ہیں ۱۳ یوں کہ انکو اپنے رب کی طرف پھرنا ہے

اُولٰٓئِكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾

۱۴ یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی سب سے پہلے انہیں پہنچے ۱۵

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ

اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت بھر اور ہمارے پاس ایک

بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ

کتاب ہے کہ حق بولتی ہے [۱] اور ان پر ظلم نہ ہوگا [۲] بلکہ انکے دل اس سے غفلت

مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا

میں ہیں [۳] اور ان کے کام ان کاموں سے جدا ہیں [۴] جنہیں وہ

عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ

کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب ہم نے انکے امیروں کو عذاب میں پکڑا [۵]

اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا

تو جبھی وہ فریاد کرنے لگے۔ آج فریاد نہ کرو ہماری طرف سے

لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ

تمہاری مدد نہ ہوگی [۶] بے شک میری آیتیں تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم اپنی

عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا

ایڑیوں کے بل الٹے پلٹتے تھے۔ خدمت حرم پر بڑائی مارتے ہو رات کو وہاں

تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا

بیہودہ کہانیاں بکتے حق کو چھوڑے ہوئے [۷] کیا انہوں نے بات کو سوچا نہیں یا

لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ

انکے پاس وہ آیا جو انکے باپ دادا کے پاس نہ آیا تھا [۸] یا انہوں نے اپنے رسول کو نہ

فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ

پہچانا [۹] تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں یا کہتے ہیں اسے سودا ہے بلکہ وہ تو

جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَوِ

ان کے پاس حق لائے اور ان میں اکثر کو حق برا لگتا ہے [۱۰] اور اگر حق

۱۔ اس کتاب سے مراد یا لوح محفوظ ہے' یا ہر شخص کا نامۂ اعمال۔ خیال رہے کہ اس کا حق بولنا' رب کے علم کے لئے نہیں بلکہ خود عامل کی دہن دوزی کے لئے ہو گا ۲۔ نہ اس طرح کہ انہیں بغیر گناہ سزا دے دی جاوے' نہ اس طرح کہ انہیں ان کی نیکیوں کی جزا بلاوجہ نہ دی جاوے۔ خیال رہے کہ کسی کی نیکیوں کا قبول نہ ہونا خود اس کی اپنی کسی کوتاہی کی وجہ سے ہو گا۔ لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفار کے نابالغ بچے دوزخی نہیں کہ انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا اور بغیر گناہ سزا دینے کو رب نے ظلم فرمایا ۳۔ یعنی قرآن کریم سے' یا اپنے اعمال نامہ سے ۴۔ یعنی بدکاروں کے کام نیک کاروں کے کاموں کے علاوہ ہیں۔ وہ ان سے ممتاز ہیں۔ ۵۔ ظاہر یہ ہے کہ اس عذاب سے مراد دوزخ کا عذاب ہے۔ یعنی رب تعالیٰ اولاً کفار کے سرداروں کو دوزخ میں ڈالے گا۔ ان کے ماتحت دیکھتے ہوں گے اور خوشامدیں کرتے ہوں گے ۶۔ معلوم ہوا کہ رب کی طرف سے مومنوں کی امداد ہو گی۔ صالحین اور چھوٹی اولاد کی شفاعت' نیز نیکیاں قبول ہونا یہ سب رب کی مدد سے ہو گا ۷۔ اس آیت میں کفار مکہ کے تین جرم بیان ہوئے ایک تو قرآن کریم کو بغور نہ سننا۔ دوسرے یہ کہنا کہ ہم حرم شریف کے رہنے والے ہیں' ہم کو عذاب الٰہی نہ پہنچے گا۔ تیسرے کعبہ کے اردگرد جمع ہو کر بجائے عبادت کرنے کے قصے کہانیاں بکنا اور قرآن کا مذاق اڑانا' اس سے معلوم ہوا کہ متبرک مقامات پر رہنا کفار کے لئے مفید نہیں۔ شیطان فرشتوں میں رہتا تھا مگر مارا گیا۔ ۸۔ یعنی تم سے پہلے بھی دنیا میں نبی آئے اور ان کے دین لوگوں تک پہنچے۔ پھر تم کو حضور کے آنے پر تعجب کیوں ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور کا وصف آپ کی نبوت پر دلیل ہے۔ اور آپ نور کی طرح سب پر ظاہر ہیں۔ اور یہ نور اور دلیل ہونا قیامت تک رہے گا۔ کیونکہ یہاں استفہام انکاری ہے۔ ۱۰۔ یعنی ان کفار کا آپ کو دیوانہ یا کچھ اور کہنا اس وجہ سے ہے کہ انہیں حق پسند نہیں۔ اس لئے حق لانے والے بھی پسند نہیں۔ یہاں حق سے مراد یا اسلام ہے یا قرآن یا حضور کے سارے احکام' یا حضور کے سارے اوصاف' آپ خود حق ہیں۔ آپ کی ہر ادا حق' ہر کلام حق۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق انسانی خواہش کے تابع نہیں۔ ہاں بعض ایسے مقبولان بارگاہ بھی ہیں کہ ان کی رائے حق کے مطابق ہوتی ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ قریباً پندرہ احکام شرعی ان کی رائے کے مطابق آئے' جیسے عورتوں کا پردہ' شراب کی حرمت' مقام ابراہیم کا مصلے بنایا جانا وغیرہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ھوٰی اور رائے میں بڑا فرق ہے۔ ھوٰی نفسانی خواہشوں کو کہا جاتا ہے اور رائے ایمانی رائے کو کہتے ہیں۔ حق ھوٰی کے مطابق نہیں ہوتا' ایمانی رائے کے مطابق ہوتا ہے ۲۔ اس لئے کہ کفار شرک' کفر' ظلم چاہتے ہیں اگر قرآن کریم میں ایسے احکام آجاتے اور لوگ ان پر عمل کر کے کفر' شرک' ظلم' فسق کرتے تو یقیناً" عذاب کا نزول ہوتا

اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

ان کی خواہشوں کی پیروی کرتا ا‍ تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں

وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ

سب تباہ ہو جاتے ۲ بلکہ ہم تو ان کے پاس وہ چیز لائے جس میں انکی ناموری تھی ۳

مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۱ اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ

تو وہ اپنی عزت سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں کیا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو تمہارے

وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۷۲ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

رب کا اجر سب سے بھلا ہے اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ۵ اور بیشک تم انہیں سیدھی راہ کی

مُّسْتَقِيْمٍ ۝۷۳ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ

طرف بلاتے ہو اور بیشک جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ضرور سیدھی راہ سے

الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝۷۴ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ

کترائے ہوئے ہیں ۶ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو مصیبت ان پر پڑی ہے

ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۷۵ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ

ٹال دیں تو ضرور بھٹ بنا کریں گے اپنی سرکشی میں بہکتے ہوئے ۷ اور بیشک ہم نے انہیں

بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝۷۶

عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں ۸

حَتّٰٓى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا

یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر کھولا کسی سخت عذاب کا دروازہ ۹ تو وہ

هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝۷۷ ع وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ

اب اس میں ناامید پڑے ہیں اور وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لئے کان

وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۷۸ وَهُوَ

اور آنکھیں اور دل ۱۰ تم بہت ہی کم حق مانتے ہو ۱۱

۳۔ یعنی قرآن مجید' دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' اس پر عمل کر کے جنت کے مستحق بن جاتے اور دنیا والوں کے پیشوا ہو جاتے ۴۔ یعنی ان کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں کہ آپ ان سے ایمان پر کچھ اجرت مانگتے ہیں جو ان پر بھاری ہے' بلکہ سرکشی سے ایمان نہیں لاتے۔ معلوم ہوا کہ کسی نبی نے تبلیغ پر اجرت نہ لی ۵۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ رازق بہت ہیں' رب ان سے بہتر ہے' بلکہ عربی زبان میں مطلق کمال بیان کرنے کے لئے اس طرح کلام کرتے ہیں جیسے کہ رب نے فرمایا فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ اس کا مطلب بھی مقابلہ میں کمال بتانا نہیں' بلکہ رب کے کمال کا اظہار ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رزق ملنے کے اسباب و ذرائع میں سب سے اعلیٰ ذریعہ رب کی عبادت ہے' بادشاہوں اور امیروں کے ملازم ان کی خدمت کر کے رزق حاصل کرتے ہیں تو ان ملازموں کے لئے یہ امیر ذریعہ رزق ہوئے۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ خوف قیامت انسان کو نیک بناتا ہے۔ قیامت سے بے خوفی تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ ۷۔ حضور کی دعا سے مکہ معظمہ پر سات سال قحط سالی مسلط ہوئی یہاں تک کہ اہل مکہ نے درختوں کی چھالیں کھائیں۔ تب سرداران قریش نے ابوسفیان کو حضور کی خدمت میں دعا کے لئے بھیجا۔ ابوسفیان نے آکر عرض کیا کہ آپ رحمت اللعالمین ہونے کا دعویٰ فرماتے ہیں۔ اور مکہ والے بھوک سے ہلاک ہوئے جا رہے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ رب تعالیٰ قحط سالی دور فرمائے۔ حضور نے دعا فرمائی جس سے قحط سالی دور ہو گئی۔ یہ واقعہ اس آیت میں مذکور ہے۔ فرمایا گیا کہ یہ لوگ وقتی طور پر چاپلوسی کر رہے ہیں مصیبت ٹل جانے پر آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار بھی سمجھتے تھے کہ حضور کی دعا دافع بلا ہے۔ جو شخص اسلام کا دعویٰ کر کے حضور کی بارگاہ سے بھاگے' وہ ان کفار سے زیادہ بیوقوف ہے ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مصیبت کے موقعہ پر بھی رب تعالیٰ کی اطاعت نہ کرنی بڑی بدبختی کی دلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کی خدمت میں صرف دنیاوی غرض حاصل کرنے کے لئے جانا خود غرضی ہے' تقویٰ نہیں' دیکھو ابوسفیان اس وقت حضور کی بارگاہ میں آئے مگر رب نے فرمایا وہ جھکے نہیں ۹۔ اس سخت عذاب سے یا نزع کا عذاب مراد ہے یا قبر کا یا آئندہ اسلامی فتوحات کا جو کفار کے لئے عذاب ہیں۔ بہرحال آئندہ عذاب مراد ہیں۔ انہیں ماضی سے تعبیر فرمانا اس لئے ہے کہ وہ یقینی آنے والے ہیں چونکہ یہ آیت مکیہ ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جنگ بدر ہو جانے کے بعد یہ آیات اتریں ۱۰۔ تا کہ تم حق سنو' حق دیکھو' حق سمجھو۔ جس نے اپنی آنکھ' کان اور دل سے یہ کام نہ لئے اس نے ان نعمتوں کا شکریہ ادا نہ کیا ۱۱۔ مسلمان جتنا بھی رب کا شکر کریں وہ ان نعمتوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ تمام عمر کی ہماری عبادات ٹھنڈے پانی کے ایک گلاس کا شکریہ نہیں بن سکتیں۔ کفار تو بالکل شکر کرتے ہی نہیں' ان کا

الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ

اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا ۱ اور اسی کی طرف اٹھنا ہے اور وہی

الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِؕ

جلائے اور مارے ۲ اور اسی کے لئے ہیں رات اور دن کی تبدیلیاں ۳

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾

تو کیا تمہیں سمجھ نہیں بلکہ انہوں نے وہی کہی جو اگلے کہتے تھے۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾

بولے کیا جب ہم مر جائیں اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں کیا پھر نکالے جائیں گے ۴

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ

بے شک یہ وعدہ ہم کو اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا کو دیا گیا ۵ یہ تو نہیں مگر

اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ

وہی اگلی داستانیں تم فرماؤ کس کا مال ہے زمین اور جو کچھ اس میں ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾

اگر تم جانتے ہو اب کہیں گے کہ اللہ کا ۶ تم فرماؤ پھر کیوں نہیں سوچتے ۷

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۸۶﴾

تم فرماؤ کون ہے مالک ساتوں آسمانوں کا اور مالک بڑے عرش کا

سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ

اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کیوں نہیں ڈرتے تم فرماؤ کس کے ہاتھ ہے

مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ

ہر چیز کا قابو ۸ اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے خلاف کوئی پناہ نہیں دے

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾

سکتا اگر تمہیں علم ہو ۹ اب کہیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے تم فرماؤ پھر کس جادو کے فریب میں پڑے ہو ۱۰

(بقیہ صفحہ ۵۵۳) ظاہری شکر بھی نہیں۔

۱۔ اس طرح کہ دنیا میں انسانوں کو مختلف ملکوں میں آباد کیا اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق روزی بخشی' یا اس طرح کہ ایک آدمی سے اس کی نسل بڑھائی اور پھیلائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی اصلی جگہ زمین ہے اگرچہ بعض حضرات عارضی طور پر آسمان پر ہیں جیسے عیسٰی علیہ السلام' مگر یہ رہنا عارضی ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام کا پہلے جنت میں رہنا' یا حضور کا معراج میں آسمان پر جانا ۲۔ اس طرح کہ جلانے اور مارنے میں کوئی اس کا شریک نہیں' عیسٰی علیہ السلام کا مردے زندہ فرمانا' رب کے اذن سے تھا۔ آپ اس کے سبب ظاہری تھے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ سردی گرمی' زیادتی' کمی' روشنی' تاریکی یہ تمام تبدیلیاں رب کی طرف سے ہیں ۴۔ یہ استفہام انکاری ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گزشتہ نبیوں نے ہمارے باپ دادوں سے قیامت کا وعدہ کیا تھا مگر قیامت نہ آئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء گزشتہ کی تعلیم کچھ نہ کچھ ان تک پہنچی تھی۔ اور انہیں بعض باتیں یاد تھیں ۵۔ یہ ان کفار کا مقولہ ہے جو خدا کے قائل تھے۔ بعض ان میں دہریہ بھی تھے جو کہتے تھے۔ وَمَا یُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ یہ ان کا جواب نہیں لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ یعنی یہ کفار اللہ کے لئے ملک ملکوت خلق' ربوبیت سب کچھ مانتے ہیں اس لئے بے دھڑک اس کا اقرار کر لیتے ہیں مگر رب کی اطاعت نہیں کرتے ۷۔ اور رب پر ایمان کیوں نہیں لاتے' قیامت کو کیوں نہیں مانتے۔ معلوم ہوا کہ صرف رب کی ذات و صفات کا ماننا ایمان نہیں' نبوت کا قائل ہونا ضروری ہے۔

۸۔ ملک اور ملکوت میں کئی طرح فرق ہے۔ جسم پر قبضہ ملک ہے روح پر قبضہ ملکوت ہے۔ ظاہری قبضہ ملک' باطنی قبضہ ملکوت ہے۔ مِلک کا قبضہ مُلک' خلق کا قبضہ ملکوت ہے۔ اسی لئے ملک تو مخلوق کے لئے بھی ثابت ہو جاتا ہے' مگر ملکوت صرف رب کے لئے ہے جیل' پھانسی پر قادر بادشاہ بھی ہے۔ مگر موت' حیات' بیماری شفا پر رب کے سوا کوئی قادر نہیں ۹۔ یعنی ان تمام باتوں کے اقرار کرنے کے باوجود مشرک ہیں اس لئے کہ وہ رب کے بعض بندوں کو رب کے برابر مانتے ہیں اسی لئے وہ قیامت میں اپنے بتوں سے یوں کلام کریں گے۔ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نیز ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ بعض بندوں کی رب پر دسترس ہے۔ چونکہ رب تعالیٰ اکیلا دنیا کا انتظام نہیں کر سکتا' اس لئے اس نے بعض بندوں کو عالم کے انتظام میں شریک کر لیا ہے۔ اسی عقیدہ کی تردید اس آیت میں ہے۔ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلِیًّا مِّنَ الذُّلِّ اس لئے وہ مشرک ہوئے بعض کفار تو خدا کی اولاد بیوی مانتے ہیں۔ نیز جو نبی کا انکار کر کے رب کے تمام صفات مانے وہ ایسا ہی مشرک ہے۔ جیسے چند رب ماننے والا۔ کفار عرب ان باتوں کو مان کر اسی لئے کافر رہے کہ انہوں نے حضور کے بغیر وسیلہ یہ چیزیں مانی تھیں۔ ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ رب کی ذات و صفات کو حضور کے ذریعے سے مانے۔ رب فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى ۱۰۔ کہ یہ سب کچھ مان کر بھی مومن نہیں بنتے۔ بت پرستی نہیں چھوڑتے' تمہارا حال ایسا ہے کہ جیسے کسی نے تم پر جادو کر دیا ہے۔

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ

بلکہ ہم ان کے پاس حق لائے اور وہ بے شک جھوٹے ہیں ۱ اللہ نے کوئی بچہ اختیار

مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ

نہ کیا ۲ اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق

اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ

لے جاتا ۳ اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلی چاہتا پاکی ہے اللہ کو

عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا

ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ جاننے والا ہر نہاں و عیاں کا تو اسے بلندی

يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ

ہے انکے شرک سے تم عرض کرو کہ اے میرے رب اگر تو مجھے دکھائے جو انہیں وعدہ دیا جاتا

فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ

ہے ۴ تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا ۵ اور بیشک ہم قادر ہیں کہ

مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

تمہیں دکھا دیں جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں ۶ سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو

السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ

دفع کرو ۷ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں یہ بناتے ہیں ۸ اور تم عرض کرو کہ ۹ اے میرے

بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ

رب تیری پناہ شیاطین کے وسوسوں سے اور اے میرے رب تیری پناہ کہ وہ

يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

میرے پاس آئیں ۱۰ یہاں تک کہ جب ان میں کسی کو موت آئے ۱۱ تو کہتا ہے

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا

کہ اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجئے ۱۲ شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں اس میں جو چھوڑ آیا ہوں ۱۳

ع ۵ (۱۵) ۵

ا۔ یعنی ان کے عقیدے، قول، اعمال سب جھوٹے کیونکہ وہ قیامت کے منکر شرک کے قائل ہیں، حرام کو حلال جانتے ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ وہ بعض باتیں سچی کہتے ہیں مگر جھوٹے ہیں، جیسے منافقین کہتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں مگر جھوٹ بولتے تھے دل سے ان کے معتقد نہ تھے۔ ایسے ہی یہ کفار منہ سے کہہ دیتے تھے کہ خالق مالک، رب اللہ ہے مگر جھوٹے ہیں کیونکہ دل سے نہیں مانتے ۲۔ عیسائی تو رب تعالیٰ کے لئے بیٹا مانتے تھے اور مشرکین عرب فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہتے تھے۔ ان آیات میں ان سب کی تردید ہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے لئے خالق ہونا ضروری ہے مطلب یہ ہے کہ جب چند بادشاہوں میں ملک تقسیم ہو جاتا ہے تو اگر چند خالق ہوتے تو اپنا اپنا بنایا ہوا ملک تقسیم کر لیتے۔ سارے عالم کا ایک ہی رب نہ ہوتا۔ کوئی رب کسی سے دب کر نہ رہتا ورنہ نیاز مند ہوتا غنی نہ ہوتا۔ ۴۔ اس عذاب سے مراد دنیاوی عذاب ہے یعنی اگر میرے سامنے اور میری حیات ظاہری میں ان کفار پر دنیا میں عذاب آوے تو مجھے اس سے محفوظ رکھنا ۵۔ اس طرح کہ مجھے کفار کے عقاید، اعمال اور ان کے عذاب سے بچانا۔ یہ دعا اُمت کو سکھانے کے لئے ہے۔ ورنہ انبیاء کرام خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ سے معصوم ہیں۔ ان کی موجودگی میں کفار پر دنیاوی عام غیبی عذاب نہیں آسکتا۔ رب فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ تو ان پر یہ عذاب آنا تو ایسے ناممکن ہے جیسے معبود دو ہونا ۶۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کی حیات شریف میں کفار پر اسلامی فتوحات کے عذاب بھیجیں کہ آپ انہیں شکست خوردہ دیکھیں، رب نے حضور کو یہ دکھا بھی دیا، عذاب استیصال مراد نہیں کیونکہ اس کے متعلق وعدہ ہو چکا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ان پر ایسا عذاب نہ آئے گا۔ لہٰذا اس آیت سے امکان کذب کا ثبوت نہیں ہوتا۔ غیبی پتھر برسنا، صورتیں مسخ ہونا وغیرہ یہ عذاب کفار پر نہ آیا اور مطابق وعدہ الٰہی نہ آسکتا تھا ۷۔ یعنی توحید سے شرک کو دفع کرو۔ تقویٰ طہارت سے گناہوں کو، بھلائی سے برائی کو، نور سے ظلمت کو، دلائل سے ان کے اعتراضات کو، رحم و کرم، سے ان کی سختی کو، اخلاق سے ان کی کج خلقی کو، علم سے جہالت کو دفع فرماؤ۔ جہاد سے کفر کی سختی کو مٹاؤ۔ غرضیکہ اس آیت میں بڑی وسعت ہے احسن میں گرم، نرم تبلیغ، جہاد، سخت سزائیں سب داخل ہیں۔ طبیب کا مریض کو اپریشن کرنا ہی احسن ہے جس سے بیمار کو شفا ہو جائے۔ یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے ۸۔ اللہ تعالیٰ کے اور آپ کے متعلق کہ رب کے لئے شریک یا اولاد ثابت کرتے ہیں اور آپ کو دیوانہ یا شاعر کہتے ہیں ہم ان کو ان کی سزا دیں گے ۹۔ اس میں صوفیانہ اشارہ ہے اس طرف کہ دعا کی تاثیر کے لئے پاک زبان یا پاک زبان والے کی اجازت چاہیے کیونکہ "رب اعوذ بک" دعا ہے، قل میں حضور کی زبان شریف کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اے محبوب دعا ہماری بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو۔ کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے فضل و کرم سے شیطان کے وسوسوں سے بھی محفوظ ہیں اور حضور کی بارگاہ تک شیطان کی رسائی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ دعا سکھائی اور حضور نے یہ دعا مانگی اور حضور کی دعا قبول ہوئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ سمجھے۔ جب حضور نے شیطان سے پناہ مانگی تو ہم کیا چیز ہیں۔ ۱۱۔ یعنی کافر مرتے دم تک کفر پر ڈٹا رہتا ہے۔ مرتے وقت دنیا میں لوٹنے کی تمنا کرتا ہے جو پوری نہیں ہوتی معلوم ہوا کہ مومن دنیا میں دوبارہ آنے کی تمنا نہیں کرتا سوائے شہید کے۔ وہ چاہتا ہے کہ پھر دنیا میں جا کر جہاد کروں

(بقیہ صفحہ ۵۵۵) جیساکہ حدیث شریف میں ہے ۱۲۔ یہاں جمع کا صیغہ تعظیم کے لئے ہے جیسے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ یا ندا رب کو ہے اور عرض فرشتوں سے ہے جو دنیا سے اسے یہاں لائے تھے ۱۳۔ اس سے مراد یا دنیا ہے یا مال یا اولاد یعنی دنیاوی زندگی یا مال یا اولاد میں جو کوتاہیاں کر آیا ان کا بدلہ کروں۔

ا۔ مگر اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوگی۔ مرنے کے بعد دنیا میں کوئی عمل کے لئے واپس نہ ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا مردہ کو زندہ کرنا' یا حضرت عزیر علیہ السلام کا وفات کے بعد زندہ ہونا اس سے خارج ہے۔ کیونکہ دنیا کی یہ واپسی مردہ کی اپنی تمنا سے عمل کرنے کے لئے نہیں تھی بلکہ رب نے خود اپنی قدرت کے اظہار کے لئے زندہ

اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ

ہشت یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے ۱ اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک

يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ

جس میں اٹھائے جائیں گے ۲ تو جب صور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے ۳

يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے تو جن کی تولیں بھاری ہولیں وہی

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

مراد کو پہنچے ۴ اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں ۵ وہی ہیں

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِىْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ

جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ۶ ان کے منہ

وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى

پر آگ لپٹ مارے گی اور وہ اس میں منہ چڑائے ہوں گے ۷ کیا تم پر میری آیتیں

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

نہ پڑھی جاتی تھیں تو تم انہیں جھٹلاتے تھے ۸ کہیں گے اے رب ہمارے ہم پر

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا

ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے اے رب ہمارے ہم کو دوزخ سے

فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا

نکال دے پھر اگر ہم ویسے ہی کریں تو ہم ظالم ہیں ۹ رب فرمائے گا دھتکارے پڑے رہو

تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِىْ يَقُوْلُوْنَ

اس میں اور مجھ سے بات نہ کرو ۱۰ بے شک میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا ۱۱

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے ۱۲

فرمایا ۲۔ موت سے لے کر قیامت میں اٹھنے تک کے وقت کا نام برزخ ہے۔ یعنی ایک آڑ ہے جو دنیا کی طرف لوٹنے نہ دے گی۔ ۳۔ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب علیحدہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مومن سادات کو کام آئے گا۔ جیساکہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے (ردالمحتار) بلکہ قیامت میں سکون ہونے پر مومن قرابت دار بھی شفاعت کریں گے۔ کچے بچے' صالح ماں باپ' شیخ' استاذ کی شفاعت ہوگی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ اور فرماتا ہے۔ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ۴۔ یہ وہ نیک لوگ ہیں جن کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ وزنی ہیں۔ ۵۔ یعنی کفار جن کے پاس نیک اعمال تھے ہی نہیں' یا تھے مگر قبول نہ ہوئے جیسے کفار کے صدقات وغیرہ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض کفار کے لئے وزن ہوگا۔ اور دوسری جگہ فرمایا گیا۔ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا اس سے بعض دوسرے کفار مراد ہیں' یا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کفار کی نیکیوں صدقہ و خیرات وغیرہ میں بوجھ نہ ہوگا۔ ہلکے ہوں گے۔ کیونکہ نیکی کا وزن ایمان و اخلاص سے ہوتا ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ کی آگ مومن کا منہ نہ بگاڑے گی۔ خصوصاً سجدہ کی جگہ کو نہ جلا سکے گی۔ جیساکہ حدیث شریف میں ہے کہ یہاں منہ جھلسنا وغیرہ کافر کا عذاب فرمایا گیا۔ ۸۔ یعنی یہ منہ جھلسایا جانا تمہارے کفر و انکار کی سزا ہے ۹۔ دوزخی لوگ چالیس سال تک داروغۂ جہنم مالک کو پکاریں گے۔ اس کے بعد وہ فرمائے گا۔ دوزخ میں پڑے رہو' پھر دنیا کی عمر سے دگنی مدت تک رب کو پکاریں گے۔ تب انہیں وہ جواب دیا جائے گا جو اگلی آیت میں ہے۔ دنیا کی عمر تین لاکھ ساٹھ برس ہے۔ (خزائن العرفان یہی مقام) ۱۰۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِىْ ضَلٰلٍ یعنی آخرت میں کفار کی دعائیں برباد ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ شیطان نے اپنے لئے دراز زندگی مانگی جو کچھ ترمیم کے ساتھ قبول ہوئی ۱۱۔ یہ وہ متقی مسلمان ہیں جو نیک کار ہونے کے باوجود اپنے کو گنہگار سمجھتے ہیں اور رب سے معافی مانگتے ہیں۔ ۱۲۔ یعنی میرے بعض بندے باوجود متقی پرہیزگار ہونے کے اپنے کو گنہگار سمجھ کر ہماری بارگاہ میں دعائے مغفرت کرتے تھے۔ تو ان کا اور ان کی دعاؤں کا مذاق اڑاتے تھے۔ اس دعا سے معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ میں اپنے ایمان کے وسیلے سے دعا کرنی چاہیے' جیساکہ "آمنا" سے ظاہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مولیٰ ہم مجرم ہیں مگر باغی نہیں۔ مومن ہیں۔ ہمارے ایمان کی برکت سے ہم کو بخش دے۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ہنسی اڑانا' کفر بلکہ اشد کفر ہے کہ اس سے دل غافل ہو جاتا ہے۔ پھر بندہ رب کی یاد نہیں کرتا۔ یہ جرم معاف نہیں ہوتا' رب تعالیٰ اس کا بہت سخت بدلہ لیتا ہے۔ یہ آیت اُن کفار قریش کے بارے میں اتری جو حضرت عمار و یاسر و بلال رضی اللہ عنہم فقراء کا مذاق اڑاتے تھے۔ ۲۔ یعنی تم ان کی ہنسی اڑانے میں اتنے مشغول تھے کہ رب کو یاد نہ کر سکے۔ تو وہ لوگ تمہاری بد باطنی کی وجہ سے تمہارے لئے غفلت کا سبب بن گئے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' وہ حضرات تو اللہ کی یاد دلانے والے ہیں ۳۔ وہ بدلہ جو تمہارے وہم و گمان میں نہ آ سکے۔ اسی لئے یہاں بدلہ کی تفصیل نہ فرمائی گئی ۴۔ اللہ تعالیٰ کفار سے یہ فرمائے گا خیال رہے کہ کفار کو عذر و معذرت کی گفتگو سے روکا گیا تھا۔ یہ گفتگو سرزنش اور عتاب کی ہے' لہٰذا پچھلی آیت کے خلاف نہیں۔ ۵۔ کیونکہ آرام کی مدت بہت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔ دنیا کفار کے آرام کی جگہ تھی۔ یا دوزخ کی زندگی کے مقابل دنیا کی زندگی بہت تھوڑی محسوس ہو گی ۶۔ یعنی ان فرشتوں سے پوچھ لے جو ہماری عمریں اور اعمال لکھنے پر مقرر تھے ۷۔ یعنی اگر تم دنیا میں یہ جانتے ہوتے کہ یہاں کی عمر آخرت کے مقابلے بہت تھوڑی ہے وہاں سے نیک اعمال کر کے آتے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی عبادت نہ کرنا' اپنے کو عبث سمجھنا ہے کیونکہ ہماری زندگی کا اصلی مقصد رب کی عبادت ہے۔ ۹۔ یہ خطاب ان کفار سے ہو گا جو قیامت کے منکر تھے۔ جیسے عام مشرکین' یا ان کفار سے جو قیامت کو مانتے ہوئے اس کی تیاری نہ کرتے تھے۔ جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ ۱۰۔ اگرچہ عالم کے ہر ذرہ کا اللہ تعالیٰ رب ہے' مگر ادب یہ ہے کہ اس کی ربوبیت' اس کی مخلوق کی طرف نسبت کی جاوے' اسے کفار کا رب کہہ کر نہ پکارو۔ اسے حضور محمد مصطفیٰ کا رب کہہ کر پکارو ۱۱۔ یہ آیت ان تمام آیات کی تفسیر ہے جن میں غیر خدا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا۔ یعنی غیر خدا کو خدا کہہ کر نہ پکارو اور ان کی عبادت نہ کرو' ورنہ رب نے خود اپنے بندوں کو پکارا ہے اور پکارنے کا حکم دیا ہے' محض پکارنا شرک کیسے ہو سکتا ہے ۱۲۔ سند سے مراد نبی کا فرمان ہے یعنی نقلی دلیل کسی پیغمبر نے شرک کا حکم نہ دیا ورنہ کفار شرک پر عقلی بکواس تو بہت کرتے ہیں جسے وہ سند کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ۱۳۔ یعنی مشرکوں کو شرک کی اصلی سزا تو بعد قیامت ملے گی۔ حساب و کتاب کے بعد دنیاوی اور قبر کی تکالیف شرک کی اصلی سزا نہیں۔ حوالات کی سختی' حساب میں نہیں لگتی۔ جیل کی مدت مقدمہ کے فیصلہ کے بعد شروع ہوتی ہے ۱۴۔ میری امت کو' یا سارے مومنوں کو' خواہ اولین ہوں یا آخرین' اس میں حضور کی شفاعت کا ثبوت ہے کہ حضور سب کے شفیع ہیں۔

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ
تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنالیا یہاں تک کہ انہیں بنانے کے شغل میں میری یاد بھول گئے ۲
مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا
اور تم ان سے ہنسا کرتے۔ بیشک آج میں نے ان کے صبر کا انہیں یہ بدلہ دیا ۳
اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ
کہ وہی کامیاب ہیں فرمایا تم زمین میں کتنا ٹھہرے
عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ
برسوں کی گنتی سے ۴ بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ ۵
فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ
تو گننے والوں سے دریافت فرما ۶ فرمایا تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا اگر
اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ
تمہیں علم ہوتا ۷ تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار
عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ
بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں ۹ تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا
الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ
بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک ۱۰ اور جو
يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا
اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے ۱۱ جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں ۱۲ تو اس
حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ
کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے ۱۳ بیشک کافروں کو چھٹکارا نہیں اور تم عرض کرو
رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾
اے میرے رب بخش دے ۱۴ اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا۔

ا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو لکھا کہ اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو بالا خانوں پر بے پردہ نہ بٹھاؤ۔ انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔ انہیں چرخہ کاتنا اور سورۂ نور کی تعلیم دو (روح البیان وغیرہ) کیونکہ اس سورۃ میں پردہ' شرم وحیاء اور عصمت و عفت کے احکام ہیں۔ اس لئے خصوصیت سے اس کے سکھانے کا حکم دیا گیا۔ ۲۔ آیات کا وہ مجموعہ جس کا کوئی نام رکھ دیا گیا ہو' سورۃ کہلاتا ہے مکی سورۃ وہ ہجرت سے پہلے اتری۔ مدنی وہ جو ہجرت کے بعد آئی ۳۔ مسلمانوں پر' کیونکہ اس سورت کے اکثر احکام کفار پر نہیں ۴۔ یعنی اس صورت میں ضروری احکام کی روشن آیتیں نازل فرمائی گئی ہیں۔ جن

ایاتھا ۶۴ — ۲۴ سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۲ — رکوعاتھا ۹

سورۂ نور مدنی ہے اس میں نو رکوع چونسٹھ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان رحم والا

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ

یہ ایک سورۃ ہے ۲ کہ ہم نے اتاری اور ہم نے اس کے احکام فرض کئے ۳ اور ہم نے اس میں

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ

روشن آیتیں نازل فرمائیں کہ تم دھیان کرو ۴ جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ

کو سو ۵ کوڑے لگاؤ ۶ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ

اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر ۷

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ② اَلزَّانِيْ

اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو ۸ بدکار

لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا

مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر

زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَالَّذِيْنَ

بدکار مرد یا مشرک ۹ اور یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے ۱۰ اور جو پارسا

يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً

انہیں اسی کوڑے لگاؤ ۱۱ اور ان کی کوئی گواہی کبھی نہ

سے قریباً عالم کا نظام قائم ہے۔ یعنی زنا کرنے اور کسی بے قصور کو زنا کی تہمت لگانے کی سزائیں اور ان کے بقیہ احکام ۵۔ یہ آیت حنفیوں کی دلیل ہے کہ اس زنا کی حد صرف سو کوڑے ہیں۔ ایک سال کے لئے جلاوطن کرنا حد میں داخل نہیں۔ جن احادیث میں ایک سال جلاوطنی کا حکم بھی ہے۔ وہ تعزیری سزا ہے کہ اگر قاضی مناسب سمجھے تو یہ بھی دے دے۔ لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں۔ آیت میں حد شرعی کا ذکر ہے۔ حدیث میں تعزیر کا ۶۔ اس میں حکام سے خطاب ہے کیونکہ شرعی احکام' حکام ہی جاری کر سکتے ہیں۔ یہاں زانیہ زانی سے مراد وہ ہیں جو محصن نہ ہوں کیونکہ محصن زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے یعنی پتھر مار کر ہلاک کرنا۔ محصن وہ ہے جو آزاد ہو' مسلمان ہو' بالغ ہو' اور نکاح صحیح سے اپنی بیوی سے صحبت کر چکا ہو۔ ۷۔ یعنی شرعی سزائیں جاری کرنے میں کسی کی رعایت نہ کرو۔ نہ کمزور پر ترس کھا کر اسے معاف کرو' نہ بڑے آدمی کی بڑائی سے مرعوب ہو کر اسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوا کہ شرعی سزاؤں میں رعایت کرنی کفار کا طریقہ ہے۔ نیز اس رعایت کرنے سے دنیا میں جرم بڑھیں گے۔ اور ملکی انتظام میں فرق آئے گا۔ ۸۔ یعنی مجرموں کو علانیہ سزا دو تا کہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو۔ ۹۔ یہ آیت دو طرح منسوخ ہے۔ ایک اس طرح کہ ابتدا اسلام میں زانیہ سے نکاح کرنا حرام تھا۔ پھر اس آیت سے منسوخ ہوا۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ (روح و خزائن) دوسرے اس طرح کہ اب مومن کا نکاح مشرک سے نہیں ہو سکتا۔ رب فرماتا ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۱۰۔ شان نزول۔ بعض فقراء مہاجرین نے چاہا کہ مدینہ منورہ کی بدکار' مشرکہ' مالدار عورتوں سے نکاح کریں تا کہ ان کی دولت کام آوے اور وہ عورتیں ہمارے نکاح کی برکت سے فسق سے توبہ کر لیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں انہیں اس سے منع فرما دیا گیا (روح و خزائن) ۱۱۔ یعنی جو مسلمان پارسا عورت کے متعلق کہے کہ اس نے زنا کیا پھر اس کے ثبوت میں چار عینی گواہ پیش نہ کر سکے تو خود اس تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔ تہمت خواہ صراحۃً لگائے جیسے کہے کہ فلاں عورت نے زنا کرایا خواہ ضمناً۔ مثلاً کہے کہ فلاں عورت کا بچہ حرامی ہے۔ خیال رہے کہ اگر تین آدمی کہیں کہ ہم نے فلاں کو زنا کرتے دیکھا تو بھی انہیں یہ سزا لگ جائے گی۔ کیونکہ چار گواہ نہیں۔ اور اگر دو ہزار آدمی بھی کہیں کہ فلاں عورت نے زنا کیا مگر چشم دید گواہ نہ ہو تو بھی سب کو سزا۔

ا۔ اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ زنا کا ثبوت چار گواہوں سے ہو گا جو عینی گواہی دیں۔ دوسرے یہ کہ جو کسی پارسا عورت کو تہمت لگائے زنا کی اور ثابت نہ کر سکے تو اس پر حد قذف یعنی تہمت لگانے کی سزا ہے۔ تیسرے یہ کہ یہ سزا اسی کوڑے ہیں۔ چوتھے یہ کہ ایسی تہمت لگانے والے کی آئندہ کبھی گواہی قبول نہ ہو گی' وہ ہمیشہ کے لئے مردود الشہادت ہو گا۔ پانچویں یہ کہ ایسا شخص فاسق ہے۔ چھٹے یہ کہ زنا میں صرف دو مردوں کی گواہی قبول ہو گی۔ خیال رہے کہ یہ سارے احکام محصن عورت کو تہمت لگانے کے ہیں۔ محصنہ وہ عورت ہے جو بالغہ ہو' مسلمان ہو' آزاد ہو' عاقلہ ہو' زنا سے پاک ہو۔ جس عورت میں اتنے اوصاف نہ ہوں اسے زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف واجب نہیں۔ ۲۔ یعنی اگر تہمت لگانے والا سزا پا کر توبہ کرے تو وہ فاسق نہ رہے گا مگر اس کی گواہی اب بھی قبول نہ ہو گی۔ اِلَّا الَّذِيْنَ کا تعلق فاسقون سے ہے اور گواہی سے متعلق ارشاد ہو چکا کہ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو یعنی نہ توبہ سے پہلے نہ توبہ کے بعد ۳۔ زنا کا یا تو اس طرح کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو زنا کرتے دیکھا ہے۔ یا کہے کہ اس کا یہ حمل میرا نہیں حرام کا ہے۔ ۴۔ یعنی چار بار اشہد باللہ کہے' یہ کہنا گواہی کے قائم مقام ہو گا ۵۔ یہاں عذاب سے مراد زنا کی سزا ہے۔ یعنی رجم اور شہادت سے مراد شرعی گواہی نہیں' بلکہ اپنی پاکدامنی اور عصمت پر چار قسمیں کھانا مراد ہے۔ آیت کریمہ کی طرز سے معلوم ہوا کہ عورت کی یہ قسمیں صرف عورت کو سزا سے بچانے کا کام دیں گی۔ ان قسموں سے مرد پر کوئی اثر نہ ہو گا۔ ۶۔ اس تہمت لگانے میں ۷۔ خیال رہے کہ کسی مسلمان پر نام لے کر لعنت کرنا' یا غضب کی بددعا کرنا منع ہے سوائے لعان کے اگرچہ مسلمان کیسا ہی فاسق ہو مگر لعنت کا مستحق نہیں۔ ۸۔ اس کا نام لعان ہے۔ اگر خاوند اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونوں گواہی کے اہل ہوں اور عورت اس کا مطالبہ کرے تو مرد پر لعان واجب ہو جاتا ہے اگر مرد اس سے انکار کرے تو قید کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ یا تو لعان کرے' یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار۔ اگر اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے تو اس پر حد قذف اسی کوڑے واجب ہوں گے۔ ۹۔ تو تم مصیبت میں پڑ جاتے اور تم کو لعان وغیرہ کے احکام نہ معلوم ہوتے ۱۰۔ یہاں بڑے بہتان سے مراد ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا ہے۔ چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی ماں ہیں اور ماں کو تہمت لگانا بیٹے کی انتہائی بدنصیبی ہے اسی لئے اسے بڑا بہتان فرمایا گیا۔ اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ ۵ ھ ہجری میں غزوہ بنی مصطلق واقعہ ہوا جس میں ام المؤمنین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں واپسی پر غازیوں کا قافلہ ایک منزل پر ٹھہرا۔ صبح صادق سے پہلے ام المؤمنین رفع حاجت کے لئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس کی تلاش میں آپ کی دیر لگی۔ ادھر قافلہ نے کوچ کر یا۔ قافلہ والوں کو پتہ نہ لگا کہ ام المؤمنین موجود نہیں ہیں۔ آپ قافلہ کی جگہ واپس آ کر بیٹھ گئیں۔ حضرت صفوان قافلہ سے کچھ پیچھے ٹھہرائے گئے تھے تا کہ وہ قافلہ کا گرا پڑا سامان اٹھا لائیں جیسا کہ اس زمانے میں دستور تھا۔ جب حضرت صفوان یہاں پہنچے اور آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے اناللہ پڑھا ام المومنین پر غنودگی طاری تھی۔ اس آواز سے چونک پڑیں حضرت صفوان نے اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ آپ سوار ہو گئیں اور حضرت صفوان اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے آگے آگے چلنے لگے یہاں تک کہ لشکر تک پہنچا دیا۔ سیاہ دل' بدباطن منافقوں نے تہمت لگا دی اور بعض سادہ دل مسلمان بھی ان کے اس فریب میں آ گئے۔ ام المومنین کو اس تہمت کا بالکل

اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ
مانو اور وہی فاسق ہیں مگر جو اس کے بعد توبہ کر لیں

بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٥ وَالَّذِيْنَ
اور سنور جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہ جو

يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ
اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ
ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ

الصّٰدِقِيْنَ ۝٦ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ
سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٧ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ
جھوٹا ہو اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار

شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٨ وَالْخَامِسَةَ
بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں

اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٩
کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ
اور اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا

حَكِيْمٌ ۝١٠ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ
حکمت والا ہے تو تمہارا پردہ کھول دیتا بیشک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں تمہیں میں ایک

لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ لِكُلِّ امْرِئٍ
جماعت ہے اسے اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے ان میں ہر شخص

(بقیہ صفحہ ۵۵۹) پتہ نہ چلا' آپ بیمار ہو گئیں' ایک ماہ تک بیمار رہیں۔ اس دوران میں ام مسطح کے ذریعے آپ کو پتہ چلا تو آپ کا مرض اور بھی بڑھ گیا۔ آپ اپنے میکے تشریف لے گئیں اور اس غم میں اتنا روئیں کہ کئی رات بالکل نیند نہ آئی۔ اس موقعہ پر یہ آیات اتریں جن میں ام المؤمنین کی طہارت' عفت و عصمت کی خود رب نے گواہی دی۔ ان آیات کے نزول سے پہلے تمام مومنوں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل ام المؤمنین کی پاکدامنی پر مطمئن تھے۔ چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی ان بیوی کی پاکیزگی بالیقین معلوم ہے۔ (بخاری) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے جسم اطہر کو مکھی سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ رب تعالیٰ آپ کو بری عورت سے محفوظ نہ رکھتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رب نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کسی کا پاؤں اس پر نہ پڑے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ رب آپ کی اہلیہ کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگ جانے پر رب نے آپ کو نعلین شریف اتارنے کا حکم دیا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اب آپ کی اہل بیت کی آلودگی منظور فرمائے۔ اس ہی طرح اور مخلص مومنوں اور مومنات نے آپ کی عصمت کے گیت گائے۔ (خزائن و روح) ۱۱۔ یعنی کلمہ گویوں کی جو قومی لحاظ سے مسلمان مانے جاتے ہیں جیسے منافقین' یا مذہبی لحاظ سے تمہاری جماعت میں ہیں جیسے وہ مسلمان جو منافقین کے جال میں پھنس گئے ۱۲۔ کیونکہ تم کو اس واقعہ سے تہمت کے مسائل معلوم ہو گئے اور ام المومنین کے صدقہ تمام مسلم عورتوں کی آبروئیں بچ گئیں۔

مِنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ

کیلئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا [1] اور ان میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا [2]

مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱﴾ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ

اس کے لئے بڑا عذاب ہے [3] کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ

الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ

مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے

اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ

یہ کھلا بہتان ہے [4] اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے تو جب

لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾

گواہ نہ لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں [5]

وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتی

لَمَسَّكُمْ فِیْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۴﴾ ۚ اِذْ

تو جس چرچے میں تم پڑے اس پر تمہیں بڑا عذاب پہنچتا [6] جب تم

تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ

ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے سن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے

لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ

وہ نکالتے تھے جس کا تمہیں علم نہیں [7] اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک

عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾ وَ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ

بڑی بات ہے [8] اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ

اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾

ایسی بات کہیں الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے

۱۔ یعنی ہر ایک کو اس کے عمل کے بقدر سزا ملے گی' کسی نے بہتان لگایا' کوئی خاموش رہا شک کی بنا پر' کوئی سن کر ہنس دیا' غرضیکہ جیسا جرم کیا ویسا بدلہ ملے گا ۲۔ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق ہے جس نے یہ طوفان گڑھا اور اسے مشہور کیا ۳۔ دنیا و آخرت میں' دنیا میں تو اسی کوڑے اور گواہی کا رد ہونا۔ تاقیامت مسلمانوں کی ملامت اور آخرت میں دوزخ کا عذاب۔ معلوم ہوا کہ بڑوں کی گستاخی پر بڑا عذاب آتا ہے۔ ۴۔ اس میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو اس واقعہ میں تردد کرتے ہوئے خاموش رہے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلص مومنوں کو تردد نہ ہوا ورنہ معاذ اللہ وہ بھی اس عتاب میں داخل ہوتے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا جھوٹا بہتان ہونا غیب نہیں بلکہ بالکل ظاہر تھا جسے رب نے مبین فرمایا۔ لہٰذا حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔ ۵۔ یعنی ظاہر و باطن جھوٹے ہیں اور اگر گواہی لے آتے تو ظاہرا" جھوٹے نہ رہتے اگرچہ درحقیقت پھر بھی وہ اور ان کے سارے گواہ جھوٹے ہوئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۶۔ اس میں صرف ان لوگوں سے خطاب ہے جو تہمت میں شریک ہو گئے یا تردد کرتے ہوئے خاموش رہے یعنی تم کو توبہ کی مہلت اور توبہ کرنے پر معافی کا وعدہ ہے اسی لئے تم عذاب سے بچ گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کو تردد بھی نہ ہو' ورنہ وہ حضرات بھی معاذ اللہ اس عتاب میں داخل ہو جاتے' نعوذ باللہ ۷۔ اس طرح کہ نہ تم نے کچھ برائی دیکھی' نہ دیکھنے والے سے سنی' صرف بدگمانی سے کہا ۸۔ اس سے پتہ چلا کہ بعض صحابہ سے گناہ اور معصیت صادر ہوئی مگر وہ اس پر قائم نہ ہوئے۔ لہٰذا یہ درست ہے کہ صحابہ سارے عادل ہیں۔ رب نے ان کے بارے میں فرمایا ہے وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى اور فرماتا ہے۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔ ظاہر ہے کہ رب فاسق سے راضی نہیں ہوتا۔ نہ اس سے جنت کا وعدہ

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾

اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو ۱

وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور اللہ تمہارے لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے ۲ اور اللہ علم و حکمت والا ہے وہ لوگ

يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ

جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ۳ ان کے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ

دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم

لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَ

نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی ۴ اور

اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا

یہ کہ اللہ تم پر مہربان مہر والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے۔ اے ایمان والو شیطان کے

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ

قدموں پر نہ چلو ۵ اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ

يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

بے حیائی اور بری ہی بات بتائے گا ۶ اور اگر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت

وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ

تم پر نہ ہوتی تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہو سکتا ۷ ہاں اللہ

يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا

ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے اور قسم نہ کھائیں وہ جو

الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى

تم میں فضیلت والے ۸ اور گنجائش والے ہیں ۹ قرابت والوں

ع ۱۰ النصف ۸

(بقیہ صفحہ ۵۶۰) فرماتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کی پاکدامنی غیب نہیں بلکہ شہادت ہے۔ ایسی شہادت کہ اس میں شک کرنے والوں کو عتاب ہوا۔ جیسے حضرت حسان وغیرہ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہمت عائشہ صدیقہ کا بہتان ہونا بالکل ظاہر تھا۔ اسی لئے اسے بہتان نہ کہنے والوں اور توقف کرنے والوں پر عتاب ہوا لہٰذا عصمت عائشہ حضور پر کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔ لیکن اس حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ حضور کے گھر کا معاملہ تھا۔ یہ عتاب دوسروں پر ہے۔ حضرت عائشہ سے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل توقف نہیں تھا۔ لیکن حضور وحی آنے تک خاموش رہے کیونکہ اگر آپ اپنے علم کی بناء پر ام المؤمنین کی عصمت کی خبر دیتے تو منافق کہتے کہ آپ نے اپنے اہلبیت کی طرفداری کی۔ اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق بھی خاموش رہے بلکہ خود ام المؤمنین نے بھی لوگوں سے نہ کہا کہ میں بے قصور ہوں۔ حالانکہ آپ کو اپنی پاکدامنی یقین سے معلوم تھی۔

۱۔ خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس معاملہ میں مسلمانوں کی تین جماعتیں ہو گئیں۔ ایک وہ جو تہمت میں شریک ہو گئے دوسرے وہ جو گومگو اور تذبذب میں رہے۔ تیسرے وہ جنہوں نے صراحۃً فرما دیا کہ یہ کھلا جھوٹ ہے جیسے حضرت علی اور دیگر خلفاء راشدین پہلوں پر عذاب آیا' دوسروں پر عتاب ہوا۔ تیسروں پر رحمت الٰہی۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معاذ اللہ تذبذب رہا ہوتا جیسا کہ وہابی کہتے ہیں تو نعوذ باللہ آپ بھی تیسری جماعت میں داخل ہو جاتے معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت عائشہ کی عصمت کا پورا یقین تھا مگر ظاہر نہ فرمایا۔ کیونکہ یہ آپ کے گھر کا معاملہ تھا۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر خاموش رہے کیونکہ اپنی لخت جگر کا واقعہ تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب جو حضرت عائشہ پر تہمت لگائے یا ان کی جناب میں تردد میں رہے وہ مومن نہیں کافر ہے۔ ۲۔ احکام شرعیہ کی آیتیں' یا حضرت ام المؤمنین کی سچائی کی نشانیاں یا علامات ۳۔ جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافق جن کا کام ہے ہی فتنہ پھیلانا ۴۔ تو اے تہمت لگانے والو! تم پر ایسا بے نظیر عذاب آتا جو آج تک کسی پر نہ آیا کیونکہ تم نے بے نظیر نبی کی بے نظیر' طیبہ' طاہرہ' عفیفہ' محفوظہ' زوجہ کو بہتان لگایا ۵۔ یعنی شیطان کے سے کام نہ کرو کہ پاکدامنوں کی تہمت لگانا' اور ام المؤمنین جیسی طیبہ بی بی کے متعلق تردد کرنا خالص شیطانی کام ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ کی عظمت کا منکر شیطان کا متبع ہے' بے حیا ہے' بدکار ہے' اس سے بڑا بے حیا کون ہو گا کہ جو اپنی ماں کو تہمت لگائے۔ ۷۔ اس طرح کہ تہمت لگانے والوں اور تردد کرنے والوں کو کبھی توبہ کی توفیق نہ ملتی' یا ان میں سے کسی کی توبہ قبول نہ ہوتی ۸۔ اس سے پتہ لگا کہ ابوبکر صدیق رب تعالیٰ کی نظر میں بڑی عظمت والے ہیں اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امامت کے لئے اپنے آخر وقت میں منتخب فرمایا۔ امام افضل ہی کو بنایا جاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق بعد انبیاء افضل الخلق ہیں کیونکہ رب تعالیٰ نے انہیں اولوالفضل مطلقاً فرمایا بغیر کسی قید' لہٰذا آپ مطلقاً" بزرگی والے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ "منکم" میں خطاب تمام اہل بیت و صحابہ سے ہے تا کہ معلوم ہو کہ وہ تمام اہل بیت اور صحابہ سے افضل ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ والسعۃ کے بعد منکم نہ آیا کیونکہ صدیق اکبر سب صحابہ سے مالدار نہ تھے ۹۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جن کو دین و دنیا کی خوبیاں کامل طور پر بخشیں۔ شان نزول۔ یہ پوری آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کے ساتھ سلوک نہ

وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا

اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ معاف کریں

وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

اور درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے ۱؎ اور

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲؎ بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان

الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ

پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ

لئے بڑا عذاب ہے ۳؎ جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں ۴؎ اور

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ

ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں جو کچھ کرتے تھے اس دن اللہ انہیں ان کی سچی

اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ

سزا پوری دے گا ۵؎ اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح

الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ

حق ہے گندیاں گندوں کے لئے اور گندے

لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ

گندیوں کے لئے اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے

لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ

ستھریوں کے لئے ۶؎ وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں ۷؎ ان کیلئے

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

بخشش اور عزت کی روزی ہے ۸؎ اے ایمان والو

ع ۳ ۹

(بقیہ صفحہ ۵۶۱) کریں گے کیونکہ یہ حضرت ام المؤمنین کے بہتان میں شریک ہو گئے تھے۔ حضرت مسطح فقیر' مہاجر اور حضرت ابوبکر صدیق کے عزیز تھے۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے وظیفہ پر گزارہ کرتے تھے مگر ام المومنین کو تہمت لگانے میں شریک ہو گئے اور انہیں سزا یعنی اسی کوڑے لگائے گئے۔ مگر حضرت صدیق سے فرمایا گیا کہ اے ابوبکر! تم تم ہی ہو اور وہ وہ ہی ہیں۔ تم مسطح کا وظیفہ بند نہ کرو۔ تم تو انہیں اللہ کے لئے دیتے ہو۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑا گناہ بھی مسلمان کو اسلام سے خارج نہیں کرتا یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے خطا کار بھائی سے بھی بھلائی کرنی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کی سفارش فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مخلوق پر مہربانی کرنے سے رب مہربان ہوتا ہے ۲۔ جب یہ آیت حضور نے ابوبکر صدیق کو سنائی تو آپ نے عرض کیا کہ ہاں ضرور چاہتا ہوں کہ رب میری مغفرت کرے۔ یہ کہہ کر حضرت مسطح کا وظیفہ جاری کر دیا گیا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ ۳۔ اس سے مراد یا تو حضور کی ازواج پاک ہیں یا تمام مسلمان پاکدامن عورتیں اس سے معلوم ہوا کہ بے گناہ مومنہ کو تہمت لگانا گناہ کبیرہ ہے۔ ۴۔ مہر لگائے جانے سے پہلے' پھر بعد میں مہر لگے گی۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۵۔ جس کے وہ قانونی طور پر مستحق ہوں گے یعلوم ہوا کہ عربی میں دین سزا کو بھی کہتے ہیں۔ اسی لئے قیامت کو یوم الدین کہا جاتا ہے ۶۔ یعنی خبیث عورتیں' خبیث خصلتیں' خبیث باتیں تہمت وغیرہ خبیث لوگوں کے لئے ہیں۔ اچھے لوگ اس سے بچتے ہیں ۷۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ کوئی مہربان باپ اپنی اولاد کا نکاح بری عورت سے نہیں کرتا خوب دیکھ بھال کر تحقیقات کر کے نکاح کرتا ہے تو میں مہربان رب اپنے محبوب اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کسی بری عورت سے کیسے کراتا۔ اچھوں کے لئے اچھی اور بروں کے لئے بری عورتیں موزوں ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ خبیث لوگ' خبیث خصلتیں اور اچھے لوگ اچھی خصلتیں اختیار کرتے ہیں' تو مسلمانوں کی ماں اور سلطان انبیاء کی زوجہ' صدیق اکبر کی نور چشم حضرت صدیقہ کسی برے کام کا ارادہ بھی کیسے کر سکتی ہیں ۸۔ اس سے پتہ لگا کہ حضرت عائشہ صدیقہ بی بی مریم سے افضل ہیں کہ بی بی مریم کی گواہی عیسٰی علیہ السلام نے دی اور جناب عائشہ صدیقہ کی عصمت کی گواہی خود رب نے دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام سے افضل ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی گواہی بچہ نے دی اور حضور کی زوجہ کی گواہی رب نے دی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا اللہ کا ایک ہونا اور حضور کا رسول ہونا کیونکہ ان کے جنتی ہونے کی خبر اس آیت نے صراحۃً سنائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی لاکھوں خصوصیات میں سے چند یہ ہیں۔ (۱) آپ حضور کو کنواری ملیں (۲) آپ تمام عورتوں میں بہت بڑی عالمہ' زاہدہ' مفسرہ قرآن تھیں (۳) جبریل امین آپ کی تصویر حریر پر حضور کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یہ دنیا و آخرت میں حضور کی زوجہ ہیں (۴) آپ کے سینہ پر حضور کی وفات ہوئی (۵) آپ کے حجرے میں حضور دفن ہوئے۔ (۶) آپ کی عصمت کی رب نے گواہی دی۔ (۷) آپ کے بستر پر حضور پر وحی آئی۔ (۸) آپ کو جبریل امین سلام عرض کرتے تھے (۹) آپ پاک پیدا ہوئیں اور پاک ہیں۔ تاقیامت آپ کا حجرہ اقدس جن و انس و ملائکہ کی زیارت گاہ ہے۔ یہ حجرہ ہی حضور انور کا روضہ بنا۔ رضی اللہ عنہا۔ اللہ تعالیٰ اس طیبہ طاہرہ صدیقہ ماں کے طفیل ہم گنہگار اولاد پر رحم فرمادے۔ اچھے ماں باپ کے برے بچے بھی بخشے جاتے ہیں۔ وکان ابوھما صالحا

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر گھر میں بغیر اجازت نہ جاوے خواہ صراحۃً اجازت لے یا بلند آواز سے سلام یا الحمد للہ یا سبحان اللہ کہے' ملاقات ہونے پر پہلے سلام پھر کلام کرے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے گھر میں بغیر اجازت گھس جانا کسی کو جائز نہیں' نہ عام لوگوں کو نہ پولیس والوں کو' نہ بادشاہ کو' نہ پیر و فقیر کو' یہ حکم عام ہے اور حضور کے دولت خانہ میں بغیر اجازت حاضر ہونا فرشتوں کو بھی جائز نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ الخ اس حکم میں فرشتے بھی داخل ہیں۔ ۳۔ جو تمہیں اندر جانے کی اجازت دے ۴۔ یعنی کسی کے خالی مکان میں نہ جاؤ' ہاں جب مکان والا تمہیں اجازت دے کہ جاؤ میرے مکان میں داخل ہو جاؤ تو جاؤ ۵۔

قد افلح ۱۸ ۵۶۳ النور ۲۴

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ
اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو۲ اور
تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾
ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو۲
فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى
پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ۳ جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے
يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ
ان میں نہ جاؤ۴ اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو۵
اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
یہ تمہارے لئے بہت ستھرا ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے اس میں تم پر
جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ
کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں۶ اور ان کے برتنے کا
لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ
تمہیں اختیار ہے۷ اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۸ مسلمان
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ
مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۹ اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۱۰
ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ
یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے۱۱ بے شک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو
لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ
حکم دو۱۲ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۱۳ اور اپنی پارسائی کی
فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا
حفاظت کریں۱۴ اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۱۵

منزل ۴

نہ برا مناؤ اور نہ اجازت لینے پر اصرار کرو' روح البیان نے فرمایا کہ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک بی بی صاحبہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں کہ میں کبھی اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ کسی کا دیکھنا پسند نہیں کرتی بعض لوگ اس حال میں اندر آجاتے ہیں۔ تب یہ آیات کریمہ اتریں ۶۔ شان نزول۔ پچھلی آیت اترنے کے بعد صحابہ کرام نے حضور سے ان مسافر خانوں کے متعلق پوچھا جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان یا شام کے راستہ میں بنے ہیں کہ کیا ان میں بھی بغیر پوچھے اندر داخل نہیں ہو سکتے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس سے مراد مسافر خانے اور منزلیں ہیں۔ ۷۔ کیونکہ وہ وقف ہیں تمہیں وہاں ٹھہرنے' غسل کرنے' آرام کرنے کا حق ہے ۸۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ ان مقامات میں بھی بری نیت سے نہ جاؤ جو چوری کرنے یا غیر محرم عورتوں کو تکنے کے لئے جائے گا سزا پائے گا۔ ۹۔ اس طرح کہ جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں انہیں نہ دیکھیں۔ خیال رہے کہ امرد لڑکے کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اسی طرح اجنبیہ کا بدن دیکھنا حرام البتہ طبیب مرض کی جگہ کو اور جس عورت سے نکاح کرنا ہو اسے چھپ کر دیکھنا جائز ہے (مدارک و احمدی وغیرہ) ۱۰۔ اس طرح کہ زنا اور زنا کے اسباب سے بچیں کہ سواء اپنی زوجہ اور مملوکہ لونڈی کے کسی پر ستر ظاہر نہ ہونے دیں ۱۱۔ یعنی نیچی نگاہ رکھنا' اسباب زنا سے بچنا تہمت کے مقام سے بھاگنا بہت بہتر ہے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ احکام مومنہ عورتوں کے لئے ہیں۔ کافرہ عورت مردوں کے حکم میں ہے۔ مومنہ کو کافرہ سے پردہ کرنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے مرد اجنبی عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نابینا مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم نے عرض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں تو فرمایا۔ افعمیان انتما کیا تم دونوں بھی نابینا ہو ۱۳۔ یعنی اگر ضرورتاً ان عورتوں کو باہر جانا پڑے تو ان پابندیوں کے ساتھ جائیں۔ ورنہ بلا ضرورت گھروں سے نکلنا ہی ٹھیک نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ جب پیغمبر کی بیویوں کو جو مسلمانوں کی مائیں ہیں گھروں میں رہنے کی تاکید ہے تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔ ۱۴۔ کہ زنا اور اسباب زنا سے بچیں۔ حتیٰ کہ اپنی آواز بھی غیر محرم کو نہ سنائیں۔ آواز والا زیور نہ پہنیں جبکہ اجنبی سنتے ہوں اسی لئے عورت اذان نہیں کہہ سکتی۔ ۱۵۔ تفسیر احمدی اور خزائن عرفان میں فرمایا کہ یہ حکم نماز کا ہے یعنی نماز میں عورت چہرہ اور منہ کلائی سے نیچے ہاتھ' ٹخنے سے نیچے پاؤں ڈھکنے کی پابند نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ اعضا اجنبی مردوں کو دکھائے' رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ جب تم نبی کی ازواج سے کچھ سامان مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔ خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا تین عضو ستر عورت نہیں۔ ان کا چھپانا فرض نہیں مگر اجنبی کو دکھانا حرام ہے۔ خیال

(بقیہ صفحہ ۵۶۳) رہے کہ یہاں زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے جیسے سر جھومر کی جگہ ہے اور ہاتھ کنگن کی اور پاؤں پازیب اور جھانجن کی۔ ناک بلاق کی' کان بالی پہننے کی جگہ ہے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے صرف کرتا کافی نہیں بلکہ دوپٹہ بھی ضروری ہے تا کہ جسم کا اندازہ نہ ہو سکے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوپٹہ صرف سر پر ہی نہ ہو بلکہ اتنا بڑا ہو کہ سر و سینہ اور پیٹھ سب ڈھک دے' یہ بھی معلوم ہوا کہ دوپٹہ اتنے باریک کپڑے کا نہ ہو جو جسم چھپا نہ سکے۔ ۲۔ باپ سے مراد سارے اصول دادا'

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ

اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں ۱ اور اپنا سنگار ظاہر

زِينَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُولَتِهِنَّ

نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ ۲ یا شوہروں کے باپ یا

اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُولَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ

اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے ۳ یا اپنے بھائی یا اپنے

اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

بھتیجے یا اپنے بھانجے ۴ یا اپنے دین کی عورتیں ۵ یا اپنی کنیزیں

اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ

جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں ۶ یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد

الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ

نہ ہوں ۷ یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر

النِّسَآءِ ۪ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ

نہیں ۸ اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں ۹ کہ جانا جائے انکا چھپا ہوا

مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ

سنگار ۱۰ اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! ۱۱

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ

سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ ۱۲ اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں ۱۳

مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ

اور اپنے لائق بندوں ۱۴ اور کنیزوں کا ۱۵ اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں

اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ

غنی کر دے گا اپنے فضل کے سبب ۱۶ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے اور چاہیے کہ بچے رہیں ۱۷

پڑدادا وغیرہ ہیں اور بیٹوں سے مراد سارے فروع پوتا' نواسا وغیرہ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ شوہر اور محرموں سے پردہ نہیں۔ محرم وہ جس سے رشتہ کی بناء پر نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو' خواہ ذی رحم بھی ہو یا نہ ہو ۳۔ یعنی سوتیلے بیٹے کہ اب وہ بھی محرم ہو گئے۔ اگرچہ ذی رحم نہیں ۴۔ چچا' ماموں وغیرہ بھی اس حکم میں ہیں کہ ان سے پردہ نہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنہ عورت کافرہ عورت سے پردہ کرے۔ حضرت عمر نے حکم دیا تھا کہ کافرہ عورتیں مومنہ عورتوں کے ساتھ حمام میں نہ جائیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ مالکہ اپنے غلام سے پردہ کرے کیونکہ نا سے مراد لونڈیاں ہیں۔ ۷۔ بہت بوڑھے مرد بشرطیکہ صالح' نیک ہوں اور بالکل شہوت کے قابل نہ ہوں خیال رہے کہ خصی اور نامرد اور بدکار ہیجڑے سے پردہ واجب ہے۔ مومنہ عورتیں ان کے سامنے نہ ہوں۔ ۸۔ یعنی وہ چھوٹے بچے جو ابھی بلوغ کے قریب بھی نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ مراہق یعنی قریب البلوغ لڑکے سے پردہ چاہیے۔ ۹۔ اس سے معلوم کہ عورت کے زیور کی آواز بھی اجنبی نہ سنے' تو خود عورت کی آواز کا کیا پوچھنا اسی لئے عورت کو اذان دینا حرام ہے۔ اسی طرح عورتوں کو گانا' لاؤڈ اسپیکر یا ریڈیو پر تقریریں کرنا سب ممنوع ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ عورت بجنے والا زیور اول تو پہنے ہی نہیں اور اگر پہنے تو اتنا آہستہ پاؤں سے چلے کہ اس کی آواز نامحرم نہ سنے۔ حضور نے فرمایا کہ رب تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا جن کی عورتیں جھانجن پہنتی ہوں۔ (خزائن) ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گناہ سے انسان ایمان سے نہیں نکل جاتا کہ رب تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ان احکام مذکورہ میں کوتاہی کر چکے تھے۔ توبہ کا حکم دیا لیکن انہیں مومن فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کا مل جل کر توبہ کرنا زیادہ قبول ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر مسلمان توبہ کرے' خواہ گنہگار ہو یا نہ ہو ۱۲۔ مرد یا عورت' کنوارے یا غیر کنوارے' یہ امر استحبابی ہے اور ضرورت کے وقت وجوب کے لئے ہے اگر زنا کا خطرہ ہو۔

معلوم ہوا کہ لونڈی وغلام مولیٰ کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کر سکتے ۱۳۔ جو نکاح کے لائق ہوں۔ یا نیک و صالح ہوں' نالائقوں کا نکاح نہ کرو جو تمہیں اور اپنی بیویوں کو پریشان کریں ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبد کی نسبت غیر خدا کی طرف بھی کر سکتے ہیں۔ بمعنی خادم' لہٰذا عبدالنبی' عبدالرسول کہہ سکتے ہیں۔ حدیث میں اس کی ممانعت تنزیہی ہے جیسے انگور کو کرم کہنے سے منع فرمایا گیا۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا۔ كُنْتُ اَنَا عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ میں حضور کا عبد اور خادم تھا۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی نکاح غنا کا سبب ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ فقیر کو غنی کر دیتا ہے۔ عورت خوش نصیب ہوتی ہے۔ ۱۶۔ یعنی جو ناداری' غریبی کی وجہ سے نکاح نہ کر سکیں وہ اغلام' متعہ' جلق' مشت زنی سے بچیں کہ سب کام حرام ہیں۔ ایسے غریبوں کو حدیث شریف میں روزے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہ روزے سے نفس کمزور پڑ جاتا

الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ

وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ انہیں مقدور والا کردے

فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اپنے فضل سے لہ اور تمہارے ہاتھ کی ملک باندی غلاموں میں سے جو یہ چاہیں کہ کچھ مال

فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ

کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دو تو لکھ دو اگر ان میں کچھ بھلائی جانو ۳ اور اس پر انکی مدد کرو اللہ

اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ

کے مال سے جو تم کو دیا ۴ اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر جب کہ وہ

اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ

بچنا چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو ۵ اور جو

يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۳

انہیں مجبور کرے گا تو بیشک اللہ بعد اسکے کہ وہ مجبوری ہی کی حالت پر رہیں بخشنے والا مہربان ہے ۶

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ

اور بے شک ہم نے اتاریں تمہاری طرف روشن آیتیں ۷ اور کچھ ان لوگوں کا بیان

خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۴ اَللّٰهُ نُوْرُ

جو تم سے پہلے ہو گزرے ۸ اور ڈر والوں کے لئے نصیحت، اللہ نور ہے ۹

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ

آسمانوں اور زمین کا اسکے نور کی مثال ایسی ۱۰ جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے

اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ

وہ چراغ ایک فانوس میں ہے ۱۱ وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا

روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ

(بقیہ صفحہ ۵۶۴) ہے۔ شہوت ٹوٹتی ہے۔

ا۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے کیونکہ نادار کو صبر کا حکم کیا گیا۔ متعہ کی اجازت نہ دی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ متعہ کسی مجبوری میں بھی جائز نہیں جیسے کہ شراب و سور مخمصہ میں حلال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بی بی کے بغیر جان نہیں جاتی۔ ایسی حالت میں روزے رکھے اس سے مودودی کا رد بخوبی ہو گیا کہ اس جاہل نے ایسی صورت میں متعہ کی اجازت دی ہے۔ نیز جلق و اغلام کی حرمت بھی معلوم ہوئی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر کبھی استحباب کے لئے بھی آتا ہے' گویا رب اپنے بندوں کو مشورہ دے رہا ہے کیونکہ مکاتب کرنا فرض نہیں مستحب ہے۔ ۳۔ شان نزول۔ صبیح غلام نے اپنے مولا حویطب بن عبدالعزیٰ سے درخواست کی کہ مجھے مکاتب کر دو۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو مشورہ دیا گیا کہ اگر تم سمجھو کہ غلام مال ادا کر دے گا تو اسے مکاتب کر دو۔ اس میں حرج نہیں ۴۔ یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ وَفِی الرِّقَاب ورنہ اپنے غلام کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے یعنی مکاتب کو زکوٰۃ دو تاکہ وہ اپنا بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے ۵۔ شان نزول۔ یہ آیت عبداللہ ابن ابی بن سلول کے متعلق نازل ہوئی جو اپنی کنیزوں کو بدکاری کرنے پر مجبور کرتا تھا تاکہ اس کی آمدن سے مالدار ہو جاوے۔ ان کنیزوں نے اس کی شکایت حضور کی خدمت میں کی۔ خیال رہے کہ یہ قید اتفاقی ہے احترازی نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ بدکاری سے بچنا چاہیں تب تو انہیں اس پر مجبور نہ کرو اور اگر خود بدکاری کرنا چاہیں تو انہیں حرامکاری کی اجازت دے دو۔ ۶۔ یعنی جس کو زنا پر مجبور کیا گیا تو مجبور کرنے والا گنہگار ہو گا نہ کہ خود زنا کرنے والی۔ یہ حکم اس عورت کے لئے ہے جسے قتل کی دھمکی دے کر زنا کیا گیا۔ مرد کے لئے یہ حکم نہیں۔ اسی لئے اکراھھن فرمایا گیا۔ ۷۔ جس میں حرام و حلال احکام اور سزائیں تفصیل وار مذکور ہیں ۸۔ اس سے گزشتہ صالحین بھی مراد ہیں جن پر اللہ کی رحمتیں آئیں۔ اور کافر قومیں بھی مراد ہیں جن پر عذاب نازل ہوئے تاکہ رب سے امید اور خوف ہو۔ ۹۔ یعنی آسمانوں اور زمین کا موجد ہے' وجود نور ہے اور عدم تاریکی یا ان کے باشندوں کو ہدایت کرنے والا ہے یا زمین و آسمان کو سورج و چاند وغیرہ سے منور فرمانے والا ہے۔ یا نبی کے نور سے ان میں روشنی بخشنے والا ہے۔ ۱۰۔ اللہ کے نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ورنہ رب کی مثال نہیں ہو سکتی۔ خود فرماتا ہے۔ لیس کمثلہ شئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور اللہ کے نور ہیں' یا یہ کہو کہ اللہ کا جمال نور ہے اور حضور اس کی چمنی۔ اگر لیمپ پر سبز چمنی ہو تو گھر کے ہر گوشہ میں جہاں لیمپ کا نور پہنچے گا وہاں چمنی کا رنگ بھی پہنچے گا۔ اسی طرح تمام جہان میں نور اللہ کا ہے اور رنگ رسول اللہ کا۔ اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی واضح ہوا کہ جہاں اللہ کا نور ہے وہاں حضور کا رنگ ہے۔ ۱۱۔ یعنی جیسے وہ محفوظ شمع جو طاق فانوس وغیرہ سے محفوظ ہو' ہوا سے کچھ بجھ نہیں سکتی' ایسے ہی نور محمدی کسی طاقت سے بجھ نہیں سکتا اور جیسے زیتون کے تیل کا چراغ بالکل دھواں نہیں ایسے ہی دین اسلام میں کوئی دھواں اور غبار نہیں۔

ع ۱۰

غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ

پچھم کا ۱ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے ۲ نور پر

عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ

نور ہے ۳ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے ۴ اور اللہ مثالیں بیان

الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۟ۙ فِىْ بُيُوْتٍ

فرماتا ہے لوگوں کے لئے ۵ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ان گھروں میں ۶

اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا

جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے ۷ اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۟ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ

کرتے ہیں ان میں صبح اور شام ۸ وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا ۹ اور نہ خرید و

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ

فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے ۱۰ ڈرتے ہیں

يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۟ۙ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ

اس دن سے ۱۱ جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں ۱۲ تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے

اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ

ان کے سب سے بہتر کام کا ۱۳ اور اپنے فضل سے انہیں انعام زیادہ دے گا اور اللہ روزی دیتا

مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۟ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ

ہے جسے چاہے بے گنتی۔ اور جو کافر ہوئے ان کے کام ایسے ہیں

كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ

جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں ۱۴ کہ پیاسا اسے پانی سمجھے ۱۵ یہاں تک

لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ

جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا ۱۶ تو اس نے اس کا حساب پورا بھر دیا ۱۷

ا۔ یعنی وہ درخت زیتون نہ سرد ملک میں واقع ہے نہ گرم ملک میں' بلکہ اس ملک میں جہاں اس کے پھل اچھے ہوتے ہیں اور روغن خوب صاف و ستھرا نکلتا ہے۔ جو خوب روشنی دیتا ہے۔ ۲۔ یعنی اس روغن زیتون کی صفائی اس حد تک ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر آگ دکھائے ہی چمک اٹھے گا۔ ۳۔ یعنی بجلی کا قمقمہ خود بھی روشن ہو اور اس پر دوسرے انڈوں کی روشنی پڑ رہی ہو ایسے ہی حضرت کا سینہ مبارک تو طاق ہے اور حضور کا دل فانوس اور حضور کی نبوت جو درخت وحی سے روشن ہے وہ نور پر نور ہے۔ یعنی حضور خود بھی نور ہیں اور نبوت و قرآن کا اترنا نور پر نور آنا ہے۔ (خزائن) ۴۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ فیاض کی طرف سے فیض یکساں آ رہا ہے۔ مگر لینے والوں کے ظرف مختلف ہیں ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق حاصل کرتا ہے جیسے بجلی کا پاور یکساں آتا ہے مگر قمقمے جس پاور کے ہوں گے اسی قدر چمکیں گے۔ دوسرے یہ کہ ہدایت یافتہ ہونا ہمارا اپنا کمال نہیں' رب کی عطا ہے لہٰذا اس پر شکر کرے' فخر نہ کرے۔ ۵۔ یعنی یہ مثالیں لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہیں نہ کہ اے محبوب تمہیں سمجھانے کو۔ آپ تو سمجھے ہوئے بھیجے گئے ہیں ۶۔ گھروں سے مراد اللہ کے گھر ہیں۔ یعنی مسجدیں۔ خانہ کعبہ بھی اس میں داخل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ مسجد میں افضل ہے ۷۔ اس طرح کہ ان کی عمارت دوسری عمارتوں سے اونچی ہو۔ نیز ان کو پاک و صاف رکھا جائے۔ ان مسجدوں کی تعظیم و توقیر کی جائے۔ ان میں دنیاوی کاروبار نہ کئے جائیں غرضیکہ یہ آیت آداب مسجد کی اصل ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ صبح و شام اللہ کے ذکر کے لئے بہت اعلیٰ وقت ہیں کہ یہ زندگی کی دکان کھلنے اور بند ہونے کے اوقات ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھے وقت اور اچھی جگہ عبادت کرنی بہت اعلیٰ ہے ۹۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ عورتوں کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہیے اور مردوں کو مسجدوں میں اس لئے کہ یہاں مسجدوں میں ذکر کرتے وقت رجال فرمایا گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وقرن فی بیوتکن. اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دنیا کے مشاغل میں پھنسا ہو' اس کی عبادت رب کو بڑی محبوب ہے ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان کو بیکار نہیں رہنا چاہیے' کاروبار کرنا ضروری ہے دوسرے یہ کہ تمام دنیاوی کاروبار میں تجارت افضل ہے کیونکہ رب تعالیٰ نے اس کا ذکر خصوصیت سے فرمایا۔ تیسرے یہ کہ دنیاوی کاروبار میں مشغول ہو کر دین سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ نہ تارک دنیا ہو نہ تارک دین۔ چوتھے یہ کہ نماز زکوٰۃ سے افضل ہے کہ رب نے اس کا ذکر پہلے فرمایا ۱۱۔ یعنی صالحین نیکیاں بھی کرتے ہیں اور رب تعالیٰ سے خوف بھی کرتے ہیں کہ نہ معلوم قبول ہوں یا نہ ہوں۔ نیز وہ سمجھتے ہیں کہ رب کی عبادت کا حق ادا نہ ہو سکا ۱۲۔ دل اپنی جگہ سے ہٹ کر گلے میں آ پھنسیں گے اور آنکھیں پھٹ جائیں گی ۱۳۔ یہ جملہ تسبیح کے متعلق ہے یعنی وہ لوگ دنیا کے دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ رب سے ثواب حاصل کرنے کے لئے اس کا ذکر کرتے ہیں ۱۴۔ خیال رہے کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں اعمال کا بدلہ ہیں اور رب تعالیٰ کا دیدار اس کا انعام۔ یا ایک کا بدلہ سات سو تک عوض ہے' اس سے زیادہ انعام' یہ زیادتی ہمارے وہم و گمان سے باہر ہے ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں مردود ہیں جیسے جڑ کٹی ہوئی شاخوں کو پانی دینا بے سود ہے مگر خیال رہے کہ کافر کی نیکیاں برباد اور گناہ باقی ہوں گے جیسے مومنوں کے گناہ معاف اور نیکیاں قائم انشاء اللہ ۱۶۔ اسے سراب کہتے ہیں' دوپہر میں ریتہ دور سے پانی معلوم ہوتا ہے۔ پیاسا اسے پانی سمجھ کر وہاں جاتا ہے مگر اسے ریتہ ملتا ہے تو سخت

(بقیہ صفحہ ۵۶۶) مایوس ہو تا ہے۔ ایسے ہی کفار کے صدقات و خیرات کا حال ہے کہ قیامت میں بیکار ثابت ہوں گے ۱۷۔ یعنی اللہ کے غضب کو یا اس کی سزاو عقاب کو ۱۸۔ اس طرح کہ کافر کے لئے دنیاوی راحت و آرام اس کی نیکیوں کا بدلہ اقرار دے کر اس کا حساب بے باک کر دیا گیا۔ (اللہ کی پناہ)
۱۔ یعنی جیسے اندھیری اور بادل والی رات میں سمندر کی تہ میں چند اندھیریاں جمع ہو جاتی ہیں۔ پانی' موج' شب اور بادل کی اندھیریاں ایسے ہی کافر پر بہت سی اندھیریاں جمع ہیں۔ کفر' نفس امارہ' برے ساتھی' دنیا کی نعمتوں' برے پیشواؤں کی تعلیم کی اندھیریاں' ایسی جمع ہیں کہ اسے کچھ سوجھتا نہیں' ان تمام اندھیریوں کو کاٹنے والا مدینے کا سچا سورج ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۲۔ یعنی جسے حضور کی اطاعت کی توفیق نہ ملی' اسے نیک اعمال کی بھی توفیق نہ ملے گی' یا جو روز ازل نور کے چھینٹے سے محروم رہا' وہ دنیا میں ایمان نہ لائے گا۔ یا جس کے ایمان کا رب نے ارادہ نہ فرمایا اسے کوئی رہبر ہدایت نہیں دے سکتا۔ ۳۔ اس میں حضور سے خطاب ہے اور یہ استفہام انکاری ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کی تسبیح ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم کھانا کھاتے تھے اور کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ یہ تو ذروں کے علم کا حال ہے پھر آفتاب نبوت کا کیا کہنا ۴۔ یعنی آسمانوں کی ساری مخلوقات اور زمین کی تمام مخلوقات' سوائے کفار کے رب کی پاکیزگی بولتے ہیں ۵۔ یعنی زمین و آسمان کے درمیان ہوا میں اڑنے کی حالت میں ۶۔ معلوم ہوا کہ ہر جانور اختیاری تسبیح پڑھتا ہے جو رب نے بطور الہام انہیں سکھائی۔ اضطراری تسبیح مراد نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر حیوان کی تسبیح جدا ہے' جسے وہ قدرتی طور پر جانتا ہے۔ جیسے ہر جانور کی غذا الگ جسے وہ فطری طور پر جانتا ہے کہ کتا گھاس نہیں کھاتا' بکری گوشت نہیں کھاتی۔ ۷۔ اس میں بد عمل اور بد عقیدہ انسان کو تنبیہہ ہے کہ جانور تو اللہ کی یاد کریں اور تو اشرف المخلوقات ہو کر بدکاری کرے۔ کتنی شرم کی بات ہے ہم تیرے کام جانتے ہیں ۸۔ خیال رہے کہ جہاں تک سلطان کی سلطنت ہوتی ہے وہاں تک وزیر اعظم کی وزارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سلطنت الہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں' تو جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں۔ اسی لئے رب کی صفت ہے رب العالمین' حضور کی صفت ہے رحمتہ للعالمین ۹۔ اور وہاں پہنچاتا ہے جہاں بارش کا حکم ہو چکا ہے ۱۰۔ جیسے چھلنی سے پانی۔ اسی لئے دیکھا جاتا ہے کہ بہت بارش کے بعد بھی بادل ویسا ہی رہتا ہے۔ جیسا آیا تھا اگر خود بادل پانی بن کر برستا ہوتا تو چاہیے تھا کہ بارش کے بعد بادل ختم ہو جاتا لہذا آیت نہایت صحیح ہے۔ فلسفہ کے ڈھکوسلے اعتبار کے قابل نہیں ہیں ۱۱۔ یعنی اولوں کے پہاڑ برساتا ہے۔ یا جیسے زمین میں پتھر کے پہاڑ ہیں ایسے ہی آسمانوں پر برف کے پہاڑ ہیں جن سے اولے برستے ہیں ۱۲۔ یعنی ان اولوں سے بعض کے کھیت' گھر' جانور یا جان کو تباہ کر دیتا ہے اور بعض کو محفوظ رکھتا ہے۔ ۱۳۔ یعنی بجلی کی چمک ایسی تیز ہوتی ہے جس سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کی بصارت جاتی رہے گی۔

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ

اور اللہ جلد حساب کر لیتا ہے یا جیسے اندھیریاں کسی کنڈے کے دریا میں

مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا

اس کے اوپر موج، موج کے اوپر اور موج اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں

فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ

ایک پر ایک جب اپنا ہاتھ نکالے تو سوجھائی دیتا معلوم نہ ہو[۱] اور جسے اللہ نور

اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ

نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں[۲] کیا تم نے نہ دیکھا[۳] کہ اللہ کی تسبیح کرتے

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ

ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں[۴] اور پرندے پر پھیلائے[۵] سب نے جان رکھی

صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح[۶] اور اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے[۷] اور اللہ ہی کے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی[۸] اور اللہ ہی کی طرف پھر جانا، کیا تو نے نہ دیکھا کہ

يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى

اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادل کو[۹] پھر انہیں آپس میں ملاتا ہے پھر انہیں تہ پر تہ کر دیتا

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ

ہے تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکلتا ہے[۱۰] اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں

فِيْهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ

جو برف کے پہاڑ ہیں کچھ اولے[۱۱] پھر ڈالتا ہے انہیں جس پر چاہے اور پھیر دیتا ہے انہیں

يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ

جس سے چاہے[۱۲] قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھیں لے جائے[۱۳] اللہ بدلی کرتا ہے

الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ

رات اور دن کی ۱ بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو اور اللہ نے

خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ

زمین پر ہر چلنے والا پانی سے بنایا ۲ تو ان میں کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے ۳

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ

اور ان میں کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے ۴ اور ان میں کوئی چار پاؤں پر

عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

چلتا ہے ۵ اللہ بناتا ہے جو چاہے ۶ بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا

قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ

ہے۔ بے شک ہم نے اتاریں صاف بیان کرنے والی آیتیں اور اللہ جسے

يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ

چاہے سیدھی راہ دکھائے ۷ اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول

وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ

پر اور حکم مانا پھر کچھ ان میں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں ۸ اور وہ مسلمان

بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

نہیں ۹ اور جب بلائے جائیں اللہ اور اسکے رسول کی طرف ۱۰ کہ رسول ان میں

اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا

فیصلہ فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے، اور اگر ان کی ڈگری ہو تو

اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ

اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے ۱۱ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں

اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے ۱۲ بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں ۱۳

۱۔ اس طرح کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے اور دن جاتا ہے رات آتی ہے یا کبھی رات و دن ٹھنڈے ہوتے ہیں کبھی گرم۔ یا اس طرح کہ کبھی رات بڑی ہوتی ہے دن چھوٹا، کبھی اس کے برعکس یہ ہی قوموں کا حال ہے کہ کبھی کسی کو غلبہ کبھی کسی کو۔ اس سے عبرت پکڑو۔ ۲۔ اس قاعدے سے حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام خارج ہیں۔ حضرت آدم کے لئے رب فرماتا ہے۔ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ اور عیسیٰ علیہ السلام کے لئے فرمایا۔ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ حضرت عیسیٰ کی پیدائش نطفہ سے نہ ہوئی نہ ماں کے نہ باپ کے اور اگر پانی سے مراد وہ پانی ہے جو عالم کی اصل ہے تو استثنیٰ کی ضرورت نہیں خیال رہے کہ قانون اور ہے قدرت کچھ اور قانون کے پابند ہم ہیں نہ کہ حق تعالیٰ آگ کا جلا دینا قانون ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلانا رب کی قدرت ہے ایسے ہی سب کا نطفہ بننا قانون ہے اور بعض کا بغیر نطفہ پیدا ہونا رب کی قدرت ہے ۳۔ جیسے سانپ مچھلی اور بہت سے کیڑے مکوڑے۔ ۴۔ جیسے آدمی اور چڑیاں وغیرہ۔ خیال رہے کہ جنات کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر وہ انسانوں کی طرح دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بچے دیتے ہیں ۵۔ جیسے گائے، بھینس بکری اور اکثر چرندے، جانور، خیال رہے کہ چار ہاتھ پاؤں والی مخلوق بچے دیتی ہے، باقی انڈے دیتے ہیں، سوائے چھپکلی کے کہ اس کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر انڈے دیتی ہے۔ ۶۔ چنانچہ رب کی بہت سی مخلوق ہمارے علم سے باہر ہے۔ کتاب عجائب المخلوقات میں بہت سی عجیب قسم کی مخلوقات کا ذکر ہے ۷۔ یعنی انسان تین قسم کے ہیں۔ ظاہر و باطن مومن، ظاہر و باطن کافر، ظاہر مومن باطن کافر یعنی منافق۔ اللہ نے ان میں سے مومنوں کو ہدایت دی باقی دو گروہ کافر رہے ۸۔ یہ آیت بشر منافق کے متعلق نازل ہوئی جس کا ایک یہودی سے زمین کے بارے میں جھگڑا تھا جس میں یہودی سچا تھا اور منافق جھوٹا۔ سب جانتے تھے کہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت حق و صداقت کی عدالت ہے اس لئے یہودی نے حضور سے فیصلہ کرانا چاہا۔ مگر منافق نے کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے کی خواہش کی۔ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کو اپنا حاکم نہ ماننا کفر ہے۔ کیونکہ رب نے بشر پر کفر کا فتویٰ اسی لئے دیا کہ اس نے حضور کو اپنا حاکم نہ مانا۔ دوسرے یہ کہ منافق کلمہ گو اگرچہ قومی مسلمان تو ہیں مگر مذہبی مسلمان نہیں جیسے آج کل مسلمانوں کے بہت سے مرتد فرقے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بارگاہ رب کی بارگاہ ہے، ان کے ہاں حاضری رب کے حضور حاضری ہے کیونکہ انہیں حضور کی طرف بلایا گیا تھا، جسے رب نے فرمایا، اللہ و رسول کی طرف بلایا گیا۔ نیز حضور کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ جس کی اپیل ناممکن ہے حضور کے حکم سے منہ موڑنا رب تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑنا ہے ۱۱۔ یعنی منافقوں کا یہ حال ہے کہ جس مقدمہ میں وہ جھوٹے ہوتے ہیں اس میں اللہ کے حبیب کو حاکم نہیں مانتے اور جس مقدمہ میں وہ سچے ہوتے ہیں اس میں دوڑتے ہوئے حضور کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے آجاتے ہیں۔ وہ اپنے نفس کے پیروکار ہیں۔ یہی حال آج کل کے ان مسلمانوں کا ہے جو اسلام کو اپنی خواہش نفس کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جو نبی کو ظالم کہے وہ خدا کو ظالم کہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے رب تعالیٰ کا ظلم کرنا محال عقلی ہے ایسے ہی حضور کا ظلم کرنا محال عقلی ہے کیونکہ ایک ظلم کو رب نے اپنے اور رسول کی طرف نسبت فرمایا۔ وہ سچے، ان کا رب سچا صلی اللہ علیہ وسلم جو حضور پر بدگمانی کرے، وہ رب پر کرتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کا ذکر اللہ کے ذکر کے ساتھ سنت الہیہ ہے

(بقیہ صفحہ ٥٦٨) لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول بھلا کریں۔ اللہ و رسول نعمتیں دیتے ہیں ١٣۔ یعنی ان منافقوں کو یہ خوف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظلم کا فیصلہ فرمائیں گے بلکہ انہیں اپنے متعلق یقین ہے کہ اس مقدمہ میں ہم ظالم ہیں۔ حضور کا فیصلہ ہمارے خلاف ہو گا اس لئے حضور کی طرف نہیں آئے۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوْٓا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ

کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ

مراد کو پہنچے ١ اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے

وَيَتَّقْهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں ٢ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی

أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ

اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اگر تم انہیں حکم دو گے تو ضرور جہاد کو نکلیں گے ٣

مَّعْرُوْفَةٌ ۚ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٥٣﴾ قُلْ أَطِيْعُوا

تم فرماؤ قسمیں نہ کھاؤ ٤ موافق شرع حکم برداری چاہیئے بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو تم

اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا ٥ پھر اگر تم منہ پھیرو تو رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس

وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۚ وَمَا عَلَى

پر لازم کیا گیا ٦ اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ

الرَّسُوْلِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿٥٤﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

گے ٧ اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ٨ اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے

مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ٩ کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا ١٠ جیسی

اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ

ان سے پہلوں کو دی ١١ اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان

١۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکم پیغمبر میں عقل کو دخل نہ دو کہ اگر عقل نہ مانے تو قبول نہ کرو۔ بلکہ جیسے بیمار اپنے کو حکیم کے سپرد کر دیتا ہے ایسے ہی تم اپنے کو ان کے سپرد کر دو۔ مصرعؔ عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰؐ اگر اس پر عمل ہو گیا تو پھر دین و دنیا میں تم کامیاب ہو کیونکہ ہماری آنکھیں، عقل، علم چھوٹے ہو سکتے ہیں مگر وہ بےچوں کا بادشاہ یقیناً سچا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ٢۔ جیسے قابل طبیب کی دوا فائدہ کرتی ہے بیمار کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے ایسے ہی حضور کے احکام مفید ہیں خواہ ہماری سمجھ میں آویں یا نہ آویں۔ افسوس ہے کہ ولایتی دوا پر تو ہم کو اعتقاد ہے کہ بغیر اجزا معلوم کئے استعمال کرتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں تامل ہے ٣۔ منافقین قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اب جب بھی جہاد ہو گا ہم ضرور شرکت کریں گے۔ مگر وقت پر جھوٹے بہانے بنا کر رہ جاتے تھے۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ بہت قسمیں کھا کر اپنا اعتبار جمانا منافقوں کا کام ہے۔ مومن کو بفضلہٖ تعالیٰ قسموں کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ ٤۔ یعنی اپنے قول کو اپنے عمل سے سچا کر دکھاؤ قسموں سے سچا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اس بارگاہ میں عمل دیکھے جاتے ہیں نہ کہ محض زبانی دعوے۔ ٥۔ یعنی اللہ و رسول کی مطلقاً" اطاعت کرو۔ انکا ہر حکم مانو۔ خیال رہے کہ حضور مطاع مطلق ہیں ان کا ہر حکم بہر حال ماننا ضروری ہے آپ کے سوا اور بندے کی اطاعت مطلقاً" لازم نہیں بلکہ جائز حکم قابل اطاعت ہیں، ناجائز ناقابل اطاعت۔ یہ بھی خیال رہے کہ اطاعت اللہ تعالیٰ کی بھی ہو گی رسول اللہ کی بھی اور حاکم و عالم کی مگر اتباع صرف حضور کی ہو گی۔ نہ اللہ تعالیٰ کی، و نہ دوسرے بندے کی۔ اطاعت کے معنی ہیں حکم ماننا، اتباع کے معنی ہیں کسی کے سے اعمال کرنا۔ اس لئے قرآن مجید نے ایک جگہ فرمایا۔ فاتبعونی۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اتباع نہیں کر سکتے۔ وہ دن رات ہزاروں کو موت دیتا ہے اگر ہم ایک کو قتل کر دیں تو مصیبت آ جاوے ٦۔ یعنی صرف تبلیغ، وہ تمہاری ہدایت کے ذمہ دار نہیں، اگر تم سب کافر رہو تو ان کا کچھ نہیں بگڑتا ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت حضور کی اطاعت پر منحصر ہے۔ صرف ان کی پیروی سے ہدایت مل سکتی ہے۔ ٨۔ یعنی ان کے ذمہ تمہاری ہدایت نہیں۔ اگر تم سب کافر رہو تو بھی ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ کیونکہ وہ اپنا فرض ادا کر چکے ٩۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً" تیرہ سال مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرمائی اور صحابہ کرام نے کفار کی ایذائیں برداشت کیں پھر جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو کفار مکہ نے یہاں بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ہمیشہ اعلان جنگ دیتے رہے جس سے صحابہ کرام ہر وقت خطرے میں رہتے تھے۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ کیا کبھی ایسا وقت بھی آئے گا جب ہم کو امن ہو گا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری ١٠۔ خلافت سے مراد نیابت رسول اللہ ہے۔ رب ظاہری نیابت، ظاہری خلفاء راشدین کو مرحمت فرمائے گا۔ اور خلافت باطنی تمام اولیاء اللہ کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین صالحین متقی ہیں کیونکہ خلافت دینے کا وعدہ متقیوں سے تھا اور انہیں رب نے خلافت دی تو معلوم ہوا کہ وہ اس کے اہل تھے۔ ١١۔ جیسے بنی اسرائیل کو ہلاکت فرعون کے بعد مصر و شام کی خلافت مرحمت فرمائی۔

ا۔ چنانچہ رب نے یہ وعدہ پورا فرمایا کہ عہد صدیقی و فاروقی میں روم و فارس کے ملک فتح ہوئے اور مشرق و مغرب میں اسلام پھیل گیا۔ عہد صدیقی دو برس' تین ماہ خلافت فاروق دس سال چھ ماہ اور خلافت عثمانی بارہ سال' خلافت حیدری چار سال نو ماہ امام حسن کی خلافت چھ ماہ ہوئی ۲۔ یعنی ان فتوحات و امن کے وعدے اس بناء پر ہیں کہ یہ لوگ عقاید و اعمال میں درست رہیں۔ چنانچہ ان بزرگوں نے استقامت فی الدین کی مثال قائم فرمادی۔ اور رب تعالیٰ نے اپنا وعدہ کماحقہ پورا فرمایا ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز و زکوٰۃ کے ساتھ حضور کی فرمانبرداری بھی لازم ہے۔ صرف ان اعمال پر بھروسہ کر کے حضور سے بے نیاز نہ ہو جاؤ۔

الَّذِی ارْتَضٰی لَہُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّہُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِہِمْ اَمْنًا

کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا

یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ

میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے

فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

تو وہی لوگ بے حکم ہیں ۵ اور نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ

اور رسول کی فرمانبرداری کرو ۵ اس امید پر کہ تم پر رحم ہو ہرگز کافروں کو خیال

کَفَرُوْا مُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىہُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۵۷﴾

نہ کرنا کہ وہ کہیں ہمارے قابو سے نکل جائیں زمین میں ۴ اور انکا ٹھکانہ آگ ہے اور ضرور کیا ہی

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

برا انجام۔ اے ایمان والو چاہیے کہ تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام ۶

وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ

اور وہ جو تم میں ۷ ابھی جوانی کو نہ پہنچے ۸ تین وقت نماز صبح سے

الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ الظَّہِیْرَۃِ وَمِنْۢ بَعْدِ

پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو دوپہر کو ۹ اور نماز عشاء

صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ ۟ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّکُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْکُمْ وَلَا عَلَیْہِمْ

کے بعد ۱۰ یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ۱۱ ان تین کے بعد کچھ

جُنَاحٌۢ بَعْدَہُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَیْکُمْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ؕ

گناہ نہیں تم پر نہ ان پر آمد رفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس

کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴿۵۸﴾

۱۰ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے تمہارے لئے آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے ۱۱

دوسرے یہ کہ حضور کی اطاعت مطلقاً" واجب ہے خواہ وہ حکم عقل و قرآن کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ اسی لئے حضرت علی کو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح ممنوع رہا۔ ابو خزیمہ کی گواہی دو کے برابر ہوئی ۴۔ یعنی ان کفار نابکار کا زمین میں امن سے رہنا اس وجہ سے نہیں کہ وہ رب کے قابو سے باہر ہیں بلکہ یہ رب تعالیٰ کی ڈھیل ہے ۵۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری غلام حضرت مدلج بن عمرو کو عمر فاروق کو بلانے بھیجا۔ یہ وقت دوپہر کا تھا حضرت فاروق اعظم اپنے دولت خانہ میں بے تکلف تشریف فرما تھے۔ حضرت مدلج بغیر اطلاع گھر میں چلے گئے۔ جس سے حضرت عمر کو خیال ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لینے کا حکم ہو جاتا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) اس آیت میں خطاب مومن مردوں سے بھی ہے اور عورتوں سے بھی ۶۔ یعنی تمہاری لونڈی غلام اور قریب بلوغ بچے ان تین وقتوں میں تو تمہاری اجازت سے تمہارے گھروں میں آئیں ان کے سوا اور وقتوں میں بغیر اجازت لئے آ جا سکتے ہیں ۷۔ بلکہ ابھی قریب بلوغ نہیں۔ خیال رہے کہ بلوغ کی زیادہ سے زیادہ مدت مذہب حنفی میں پندرہ برس ہے اور کم از کم لڑکی کے لئے نو برس اور لڑکے کے لئے بارہ برس ہے ۸۔ اس سے مراد بالکل ننگا ہونا نہیں کہ ننگا ہونا تنہائی میں بھی بلا ضرورت منع ہے' رب سے شرم چاہیے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان اوقات میں عموماً" لوگ اپنے گھروں میں زیادہ پردے اور ستر کا لحاظ نہیں رکھا کرتے۔ عورتیں بغیر دوپٹہ کے مرد بغیر کرتہ کے رہتے ہیں۔ ۹۔ کیونکہ اس وقت عموماً" بیداری کا لباس اتار دیا جاتا ہے اور نیند کا معمولی لباس بنیان وتہ بند پہن لیا جاتا ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان تین وقتوں کے علاوہ دیگر اوقات میں بچے اور اپنے غلام بغیر اجازت گھر میں آ سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ کسی وقت بھی بغیر اجازت گھر میں نہیں آ سکتے ۱۱۔ یعنی چونکہ ان لوگوں کو کام کاج اور خدمت کے لئے گھر میں آنا جانا پڑتا ہے' اگر ان پر اذن و اجازت کی پابندی لگائی گئی تو بڑا حرج واقعہ ہو گا۔ اس لئے ان پر اجازت لازم نہیں کی گئی۔ ۱۲۔ یعنی رب تعالیٰ کے تمام احکام علم و حکمت پر مبنی ہیں خواہ تمہاری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا

اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں ا جیسے

اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ

ان کے اگلوں نے اذن مانگا اللہ یوں ہی بیان فرماتا ہے تم سے

آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي

اپنی آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں ۲ جنہیں

لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ

نکاح کی آرزو نہیں ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے

ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ

اتار رکھیں جب کہ سنگار نہ چمکائیں ۴ اور اس سے بھی بچنا ان کے لئے اور

لَهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَ

بہتر ہے ۵ اور اللہ سنتا جانتا ہے نہ اندھے پر تنگی اور نہ

لَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ

لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر روک ۶ اور نہ تم میں

أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ

کسی پر کہ کھاؤ اپنی اولاد کے گھر ۷ یا اپنے باپ کے گھر

أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ

یا اپنی ماں کے گھر ۸ یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر ۹

أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ

یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھوپھیوں کے گھر یا اپنے ماموؤں کے

أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ

یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر ۱۰ یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں ۱۱ یا اپنے دوست کے

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بالغ بیٹا' یا بھائی' اپنی ماں یا بہن پر بغیر کھنگارے نہ جائے۔ ممکن ہے کہ وہ کسی وجہ سے بے پردہ یا ننگی ہو ۲۔ یہ حکم آزاد مردوں کے لئے ہے غلام اگرچہ بالغ ہو' اپنی سیدہ کے پاس ان تینوں وقتوں کے علاوہ بے پردہ جا سکتا ہے۔ اسی لئے اطفال کے ساتھ منکم فرمایا۔ یعنی تم آزاد لوگوں میں سے' اس لئے معلوم ہوا کہ اپنے گھر میں جوان بیٹی ماں وغیرہ ہوں تو خبر کر کے داخل ہو' ہاں اگر صرف بیوی ہو تو بلا اذن بھی داخل ہو سکتا ہے کہ بیوی سے کوئی حجاب نہیں۔ ماں بیٹی وغیرہ سے شرم و حیا و حجاب ہے' ان کے چہرے ہاتھ' پاؤں کے علاوہ اور اعضا دیکھنا درست نہیں ۳۔ یعنی بوڑھی عورتیں جنہیں حیض آنا بند ہو چکا ہو اور اولاد کے قابل نہ رہیں یہ عمر اکثر پچپن سال ہوتی ہے۔ اس زمانے میں عورتیں عموماً" گوشہ نشینی اختیار کر لیتی ہیں۔ اس لئے انہیں قواعد فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہ حکم صرف بوڑھی عورتوں کے لئے ہے ۴۔ یعنی ایسی بوڑھیوں کو اجازت ہے کہ سر پر دوپٹہ' چادر نہ رکھیں لیکن پنڈلی وغیرہ کھولے رکھنے کی انہیں بھی اجازت نہیں۔ زینت سے مراد زینت کی جگہ ہے۔ ۵۔ یعنی ایسی بوڑھیوں کو بھی بہتر یہی ہے کہ دوپٹہ وغیرہ اوڑھے رہیں۔ پہلا حکم فتویٰ تھا' یہ حکم تقویٰ ہے۔ ۶۔ شان نزول۔ صحابہ کرام حضور کے ساتھ جہاد کو جاتے تو معذور صحابہ کو جو بوجہ عذر جہاد میں شرکت نہ کر سکتے تھے' اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے تھے کہ وہ ان کے گھروں کی دیکھ بھال رکھیں اور انہیں اجازت دے جاتے تھے کہ کھانے پینے کی چیزیں نکال کر کھائیں پئیں' وہ حضرات اس خرچ میں بہت حرج محسوس کرتے تھے' ان کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۷۔ خیال رہے کہ اولاد کا گھر اپنا گھر ہے' اور ان کی کمائی اپنی کمائی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ یہاں یہی مراد ہے کیونکہ کسی شخص کو خود اپنے گھر اور اپنی کمائی سے کھانے میں تردد ہوتا ہی نہیں۔ اس کا بیان فرمانا زیادہ مفید نہ ہوتا۔ لہذا اپنے گھر سے مراد اپنی اولاد کا گھر ہونا چاہیے۔ ایسے ہی بیوی کے لئے خاوند کا گھر اور اولاد کے لئے مولا کا گھر اپنا گھر ہے (روح البیان وغیرہ) ۸۔ باپ و ماں میں' دادا و نانا بھی شامل ہیں ۹۔ یعنی اگر بہن شادی کے بعد اپنے گھر آباد ہو اور بھائی ضرورۃً وہاں رہے یا بطور مہمان وہاں جائے تو اس کے گھر کھانا پینا نہ شرعاً" ممنوع ہے نہ عقلاً بعض نادان بہن یا بیٹی کے گھر کھانا عار سمجھتے ہیں۔ انہیں اس آیت پر نظر رکھنی چاہیے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے یعنی بیٹی یا بہن کے گھر کھانا معیوب سمجھنا بلکہ اگر بیٹی یا بہن امیر ہو' باپ یا بھائی فقیر یا معذور ہوں تو ان امیر بہن و بیٹی پر ان معذوروں کا نفقہ واجب ہے مگر عورتیں یہ نفقہ اپنے مال سے دیں' خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر نہ دیں ۱۰۔ کہ عام طور پر ان گھروں سے کھانے پینے میں عار و شرم محسوس نہیں ہوا کرتی۔ ۱۱۔ اس میں وکیل' مختار عام اور گھر کے کار پرداز سب ہی شامل ہیں جن کے متعلق گھر کے انتظامات ہوتے ہیں۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ

یہاں تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ ۱ے

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ

پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ۲ے ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ

عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

کے پاس سے مبارک پاکیزہ ۳ے اللہ یوں ہی بیان فرماتا ہے تم سے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ

آیتیں کہ تمہیں سمجھ ہو۔ ایمان والے تو وہی ہیں ۴ے جو اللہ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ

اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام

جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ

میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں ۵ے جب تک ان سے اجازت

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

نہ لے لیں ۶ے وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے

رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ

رسول پر ایمان لاتے ہیں ۷ے پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں ۸ے اپنے کسی کام کیلئے تو ان

لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

میں جسے تم چاہو اجازت دے دو ۹ے اور انکے لئے اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ

بخشنے والا مہربان ہے ۱۰ے رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ

كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے ۱۱ے بیشک اللہ جانتا ہے

۱۔ یعنی ان گھروں سے تمہیں کھانے پینے کی اجازت ہے' خواہ گھروالوں کے ساتھ کھاؤ یا ان کی غیر موجودگی میں۔ بشرطیکہ تمہیں معلوم ہو کہ وہ تمہارے اس کھانے پینے سے راضی ہیں۔ اس زمانے میں یہ حال تھا کہ دوست' دوست کے گھر سے اس کی غیر موجودگی میں جو چاہتا لے لیتا' اور گھر والے کو جب خبر ہوتی تو وہ بہت خوش ہوتا۔ اب چونکہ یہ فیاضی نہیں رہی۔ لہٰذا اب بے اجازت کھانا درست نہیں (تفسیر خزائن العرفان و مدارک و جلالین) امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ جو کوئی ذی رحم محرم کے گھر سے چوری کر لے اس کے ہاتھ نہ کٹیں گے۔ ان کی دلیل یہ آیت ہو سکتی ہے۔ اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو ان گھروں میں آنے جانے کی اجازت ہے تو جو مال گھر میں آزاد پڑا ہے وہ اس کے حق میں محفوظ نہ رہا اور غیر محفوظ مال کی چوری سے ہاتھ نہیں کٹتا۔ ۲۔ یعنی گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرو اگرچہ وہ تمہارے ماں باپ' بہن' بھائی' اولاد' بیوی ہی ہوں۔ بلکہ وہ بدمذہب نہ ہوں۔ مسئلہ اگر خالی مکان میں داخل ہوں تو یوں کہو السلام علی النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ملا علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا کہ مسلمانوں کے خالی گھروں میں حضور کی روح جلوہ گر ہوتی ہے اس لئے وہاں حضور کو سلام کیا جاتا ہے ۳۔ تحیتہ کے معنی ہیں حیات یعنی زندگی و سلامتی کی دعا کرنی۔ یعنی رب تعالیٰ نے تمہیں یہ سلام اس لئے سکھایا کہ یہ دعا زندگی ہے جس سے ایک دوسرے کے دل خوش ہوتے ہیں ۴۔ یعنی کامل مومن وہ ہیں جن میں آئندہ ذکر کئے ہوئے اوصاف ہیں کہ وہ عقاید کے پکے اور اعمال کے نیک ہوں۔ ۵۔ یعنی اگر حضور نے ان کو جمعہ و عید میں یا جہاد و تدبیر جنگ کے مشوروں کے لئے جمع فرمایا ہو تو بغیر حضور سے اجازت لئے ہوئے واپس نہ ہوں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ حضور کی مجلس پاک کا ادب یہ ہے کہ وہاں سے بے اجازت نہ جائے۔ اس لئے اب بھی روضۂ مطہرہ پر حاضری دینے والے بوقت وداع الوداعیہ سلام عرض کرتے ہوئے اجازت طلب کرتے ہیں۔ اس وقت قیامت کا نمونہ ہوتا ہے۔ ۷۔ یعنی مومنوں کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ سے اجازت لے کر آپ کی مجلس شریف سے جاتے ہیں اور منافق یونہی بغیر پوچھے ہوئے اٹھ جاتے ہیں' یہ اجازت چاہنا ایمان کی علامت ہے اور جہاد میں رہ جانے کی اجازت چاہنا منافقت کی پہچان ہے' رب فرماتا ہے اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۸۔ اس سے دربار رسول کا ادب معلوم ہوا کہ آئیں بھی اجازت لے کر اور جائیں بھی اذن حاصل کر کے جیسا کہ غلاموں کا مولا کے دربار میں طریقہ ہوتا ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ سلطان کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کے آداب خود رب تعالیٰ سکھاتا ہے بلکہ اسنے ادب کے قوانین بنائے اور یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں' وہاں تو فرشتے بھی بغیر اجازت حاصل کئے حاضر نہیں ہوتے اور سرکار مختار ہیں خواہ اجازت دیں یا نہ دیں ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی شفاعت برحق ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور کو شفاعت کا حکم دیا۔ دوسرے یہ کہ حضور کی شفاعت مومنوں کے لئے ہے کفار اس سے محروم ہیں تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بڑا مہربان ہے کہ اپنے حبیب کو ان کے لئے دعائے خیر کا حکم دیتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ اسی کے لئے غفور الرحیم ہے جس کی شفاعت حضور کر دیں اسی لئے حضور کے استغفار کے بعد اپنی مغفرت کا ذکر فرمایا۔ پانچویں یہ کہ ہر مومن حضور کی شفاعت کا محتاج ہے۔ دیکھو صحابہ کرام جو اولیاء اللہ کے سردار ہیں ان کے متعلق شفاعت کا حکم دیا گیا تو اوروں کا کیا پوچھنا۔ ۱۱۔ یعنی حضور کی پکار اور حضور کی طلب کو۔ ایک دوسرے کی طلب کی طرح نہ سمجھو کہ قبول کرو یا نہ کرو۔ بلکہ ان کی طلب پر فورا

(بقیہ صفحہ ۵۷۲) ہو جاؤ اگرچہ نماز میں ہو یا کسی اور کام میں' رب فرماتا ہے۔ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ یا حضور کو ایسے القاب و آواز سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو' انہیں بھیا ابا چچا بشر کہہ کر نہ پکارو۔ انہیں یا رسول اللہ' یا شفیع المذنبین وغیرہ ادب کے القاب سے یاد کرو۔
۱۔ شان نزول منافقین پر حضور کا وعظ سننا دشوار ہوتا تھا وہ چپکے سے کھسکتے کھسکتے مسجد کے کنارہ تک پہنچ جاتے اور پھر کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے مجلس پاک سے نکل جاتے تھے۔ ان کے متعلق یہ عتاب والی آیت نازل ہوئی ۲۔ تکلیف' قتل' زلزلے' ظالم بادشاہوں کا تسلط' ہولناک حادثے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت سے

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر۱ تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے۲ یا ان پر دردناک عذاب پڑے۳ سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن کو جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے تو وہ انہیں بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۴

آیاتها ۷۷ | ۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۲ | رکوعاتها ۶

سورہ فرقان مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۷۷ آیات ۸۹۲ کلمات ۳۷۰۳ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾

بڑی برکت والا ہے وہ۵ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر۶ جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۷ وہ جس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت۸ اور اس نے نہ اختیار فرمایا بچہ اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی نہیں۹ اور اس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی۱۰

دنیاوی عذاب بھی آ جاتے ہیں۔ آخرت کے عذاب اس کے علاوہ ہیں ۳۔ یعنی آخرت کا عذاب یا ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہونا۔ یہ لفظ "او" منع خلو کے لئے ہے اجتماع دونوں عذابوں کا ممکن ہے ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے کفار کا یہ حساب و کتاب انہیں روز محشر رسوا کرنے کے لئے ہوگا ۵۔ برکت کے معنیٰ ہیں دنیا و دین کی زیادتی اور کثرت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے تعلق تمہارے لئے دین و دنیاوی برکات اور زیادتیوں کا ذریعہ ہے۔ ۶۔ یعنی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور کی طرف جاتا ہے۔ خیال رہے عبد اور عبدہٗ میں بڑا فرق ہے' عبد تو رحمت الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہٗ کی رحمت الٰہی منتظر ہے۔ عبدہٗ وہ ہے جس کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو۔ حضور بے نظیر بندے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کلب یعنی کتا ذلیل ہے مگر کلبہم اصحاب کہف کا کتا عزت والا جسے ان کی برکت سے دائمی زندگی اور امن مل گئی ۷۔ گنہگاروں کو ڈر بالفعل سنا کر اور ملائکہ صالح انسانوں کو بالتقدیر اور بالفرض کہ اگر تم نے رب کی نافرمانی کی تو گرفت میں آ جاؤ گے جیسے کہ رب نے میثاق کے دن پیغمبروں سے فرمایا۔ وَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ لہٰذا آیت پر یہ شبہ نہیں کہ فرشتہ ڈر سنانے کے لائق نہیں ۸۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ حضور کی نبوت بھی آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ حضور مملکت الٰہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں۔ لہٰذا جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں حضور کی مصطفائی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے کہ حضور ساری خلقت کے رسول ہیں ۹۔ اس میں ان بت پرستوں کا رد ہے جو رب کے لئے شریک مانتے تھے۔ یا اس کے لئے اولاد ثابت کرتے تھے۔ کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ نعوذ باللہ منہ۔ ۱۰۔ یعنی رب نے ہر مخلوق کو وہی کچھ بخشا جس کی اسے حاجت تھی۔

ا۔ اور الٰہ وہی ہو سکتا ہے۔ جو خالق ہو۔ لہٰذا بت پرستوں کا بتوں کو خالق نہ مان کر الٰہ ماننا ان کے نظریہ سے بھی غلط ہے۔ ۲۔ یعنی یہ بے جان پتھر تمہیں تو کیا نفع نقصان پہنچائیں گے یہ تو اپنی جان سے مضر چیز دفع نہیں کر سکتے بعض لوگ یہ آیت قبور اولیاء اللہ پر منطبق کرتے ہیں مگر یہ محض غلط ہے۔ بتوں کی آیتیں اولیاء اللہ یا انبیاء کرام پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے۔ کوئی مسلمان ولی کی قبر کو پوجتا نہیں۔ احترام و پرستش میں بڑا فرق ہے کعبۃ اللہ، قرآن کریم کا ادب و احترام کیا جاتا ہے مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ مکھی نہیں اڑا سکتے، ان کا ادب کیسا ۳۔ یعنی کسی کی زندگی اور موت اور بعد موت اٹھنا، ان بتوں کے قبضہ میں نہیں لہٰذا وہ الٰہ کیسے۔ ان

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ

اور لوگوں نے اس کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ وہ کچھ نہیں بناتے اور

یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

خود پیدا کئے گئے ہیں ۱ اور خود اپنی جانوں کے برے بھلے کے مالک نہیں ۲

وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ﴿۳﴾ وَقَالَ

اور نہ مرنے کا اختیار نہ جینے کا نہ اٹھنے کا ۳ اور کافر

الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ

بولے ۴ یہ تو نہیں مگر ایک بہتان جو انہوں نے بنا لیا ہے اور اس پر

عَلَیْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚۛ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ﴿۴﴾

اور لوگوں نے انہیں مدد دی ہے ۵ بے شک وہ ظلم اور جھوٹ پر آئے ۶

وَقَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰى عَلَیْهِ

اور بولے اگلوں کی کہانیاں ہیں جو انہوں نے لکھ لی ہیں تو وہ ان پر صبح شام

بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ﴿۵﴾ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی

پڑھی جاتی ہیں ۷ تم فرماؤ اسے تو اس نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۶﴾

ہر چھپی بات جانتا ہے ۸ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ

اور بولے اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے ۹ اور بازاروں

فِی الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ

میں چلتا ہے ۱۰ کیوں نہ اتارا گیا ان کے ساتھ کوئی فرشتہ کہ ان کے ساتھ

نَذِیْرًا ﴿۷﴾ اَوْ یُلْقٰۤى اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ

ڈر سناتا ۱۱ یا غیب سے انہیں کوئی خزانہ مل جاتا یا ان کا کوئی باغ ہوتا جس میں

معانقة

چیزوں کے خود مشرکین بھی قائل ہیں۔ پھر بھی انہیں الٰہ مانتے ہیں ۴۔ جیسے نضر بن حارث، عبداللہ بن امیہ نوفل بن خویلد، اور ان کے اتباع کرنے والے لوگ جو کہتے تھے کہ قرآن کریم حضور کا بنایا ہوا ہے۔ ۵۔ یعنی عداس اور یسار وغیرہ یہود کہ انہوں نے حضور کو گزشتہ واقعات تورات وغیرہ سے بتائے ہیں اور حضور ان واقعات کو عربی عبارت میں بنا کر پیش کرتے ہیں اور اسے قرآن کہہ دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ کا بہتان لگانا ظلم بھی ہے اور بڑا جھوٹ بھی۔ تمام گناہوں سے بدترین یہ گناہ ہے ۷۔ یعنی یہی مشرکین یہ بھی کہتے ہیں کہ جیسے رستم و اسفندیار کے قصے، کہانیاں عام کتابوں میں لکھے ملتے ہیں، ایسے ہی قرآن کریم میں کہانیاں قصے ہی ہیں جنہیں مذہبی رنگ دے دیا گیا ہے۔ ۸۔ یعنی قرآن کریم میں غیبی خبریں بھی ہیں جہاں تک عقل انسانی کی رسائی نہیں۔ اس میں صرف گزشتہ تاریخی واقعات ہی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں غیبی خبروں کا ہونا اس کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ایسے ہی حضور کا علوم غیبیہ پر مطلع ہونا اور مطلع کرنا حضور کی نبوت کی دلیل ہے۔ جو حضور کے علم غیب کا انکار کرے وہ در حقیقت حضور کی نبوت کا منکر ہے۔ ۹۔ یعنی اگر یہ رسول ہوتے تو فرشتوں کی طرح کھانے پینے بازار جانے وغیرہ سے پاک ہوتے کیونکہ فرشتے رسول ہیں تو کھاتے پیتے نہیں یہ بھی اپنے کو رسول کہتے ہیں۔ تو کیوں کھاتے پیتے ہیں۔ بیوقوفوں کو یہ خبر نہ تھی کہ فرشتہ رسول بمعنی قاصد ہیں جو صرف پیغام پہنچاتے ہیں۔ وہ بھی نبی تک، یہ حضرات رسول بمعنی مبلغ ہیں جن کے ذمہ لوگوں کی اصلاح ہے اور اصلاح ہم جنس کر سکتا ہے ۱۰۔ کفار کی حماقت تو دیکھو کہ پتھروں، لکڑیوں کو الٰہ مان لیتے ہیں، مگر نبوت ماننے کے لئے ایسے بہانے بناتے تھے اور نبی میں خدائی صفات دیکھنا چاہتے تھے کہ نبی نہ کھائے نہ پئے نہ بازار جائے۔ ۱۱۔ یعنی حضور کے ساتھ ایسا فرشتہ چاہیے جسے ہم دیکھیں اور وہ ہم سے کہے کہ یہ رسول برحق ہیں۔ ورنہ حضور پر فرشتے نازل بھی ہوتے تھے اور صحابہ کرام بلکہ کفار نے بھی انہیں کئی بار انسانی شکل میں دیکھا اور محسوس کیا۔

مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

سے کھاتے لہ اور ظالم بولے تم تو پیروی نہیں کرتے مگر ایک ایسے مرد کی

مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا

جس پر جادو ہوا ۲ اے محبوب دیکھو کیسی کہاوتیں تمہارے لئے بنا رہے ہیں تو گمراہ ہوئے ۳

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ

کہ اب کوئی راہ نہیں پاتے ۴ بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے

جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

تو تمہارے لئے بہت بہتر اس سے کردے جنتیں جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ

بہیں اور کردے تمہارے لئے اونچے اونچے محل ۵ بلکہ یہ تو قیامت کو جھٹلاتے ہیں ۶

وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾ اِذَا رَاَتْهُمْ

اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اس کے لئے تیار کر رکھی ہے بھڑکتی ہوئی آگ جب

مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذَآ

وہ انہیں دور جگہ سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا ۷ اور جب

اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ

اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے ۸ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تو وہاں موت

ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا

مانگیں گے ۹ فرمایا جائے گا آج ایک موت نہ مانگو اور بہت سی موتیں

كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ

مانگو ۱۰ تم فرماؤ کیا یہ بھلا یا وہ ہمیشگی کے باغ جس کا وعدہ

الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا

ڈر والوں کو ہے وہ ان کا صلہ اور انجام ہے ۱۱ ان کے لئے وہاں

ع ۱ / ۱۶

۱۔ ان کا منشاء یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کھانے پینے سے بے نیاز کیوں نہ کر دیا یا تو انہیں کھانا کھانے کی حاجت ہی نہ ہوتی' اگر تھی تو غیبی خزانے ان پر آ جاتے جس سے انہیں کمانے کی ضرورت نہ ہوتی' یہ بھی انہوں نے ظاہر کے لحاظ سے کہہ دیا' ورنہ حضور کے قبضہ میں غیبی خزانے بھی تھے اور حضور جنتی باغوں پر قابض تھے' خود فرماتے ہیں۔ ادتیت مفاتیح خزائن الارض مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں' رب فرماتا ہے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم نے آپ کو کوثر بخش دیا۔ اور حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اس دیوار میں جنت دیکھی۔ اگر چاہتا تو ایک خوشہ توڑ لیتا مگر چونکہ ان چیزوں کا ظہور نہ تھا اس لئے کفار یہ کہا کرتے تھے ۲۔ معلوم ہوا کہ کفار کو خود اپنی بات پر قرار نہ تھا کبھی حضور کو جادوگر کہتے تھے اور کبھی کہتے کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ کبھی شاعر کہتے' کبھی کاہن' وہ خود اپنے قول سے جھوٹے تھے۔ ۳۔ یعنی آپ پر ایسی باتیں چسپاں کرنے والے گمراہ ہیں اور آئندہ راہ پانے کے نہیں۔ انہیں راہ ہدایت نہیں ملتی ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر کے ظاہری کھانے پینے کو دیکھنا' باطنی کمالات پر نظر نہ رکھنا کافروں کا طریقہ ہے۔ دوسرے یہ کہ معجزات مانگنا اور ان پر غور نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ اپنے بندوں کی شکایت اپنے حبیب سے کرتا ہے۔ یہ محبوبیت کے اظہار کے لئے ہے' چوتھے یہ کہ جس کی نظر انبیاء کے کمالات کو نہیں پا سکتی اسے نہ خدا کے کمالات معلوم ہو سکتے ہیں' نہ اسے کسی طرح ہدایت مل سکتی ہے۔ رب نے فیصلہ فرما دیا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا جیسے مسجد میں وہی آ سکتا ہے جو پاک ہو' ایسے ہی رب کی بارگاہ تک وہ پہنچ سکتا ہے جس کا دل پاک ہو جسم کی پاکی کے لئے کنوئیں وغیرہ کا پانی ہے اور دل کی پاکی کے لئے محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی درکار ہے ۵۔ یعنی ہم اس پر قادر ہیں کہ آپ کو یہ چیزیں ظاہر ظہور طور پر بخش دیں مگر یہ ہمارے قانون کے خلاف ہے کیونکہ پھر لوگوں کو ایمان بالغیب کیونکر حاصل ہو گا۔ ۶۔ یعنی یہ لوگ صرف آپ کے منکر نہیں بلکہ میرے کلام' میری قیامت اور میرے بھی منکر ہیں ۷۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں عقل و حواس' دیکھنا سننا سب کچھ ہے' وہ مومن و کافر کو پہچانتی ہے اسی لئے کفار کو دیکھ کر غصہ اور غضب کرے گی' اور مسلمانوں کو دیکھ کر ان پر سرد ہو جائے گی۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ کے کنارے سے نیچے دھکیلا جائے گا۔ وہ گرتا ہوا تہ میں پہنچے گا۔ دوسرے یہ کہ کفار وہاں موت کی تمنا کریں گے مگر موت نہ آئے گی۔ یہ دونوں عذاب انشاء اللہ مومن گنہگار کو نہ ہوں گے' نہ انہیں اوپر سے دھکا دیا' نہ ان کا تمنا موت کرنا بلکہ ان کی جان نکال دی جائے گی حدیث شریف میں ہے کہ گنہگار مومن دوزخ سے جلے ہوئے کوئلے کی شکل میں نکالے جائیں گے۔ پھر جنت کے پانی سے وہ ایسے اگیں گے جیسے کھیت میں سبزہ۔ خیال رہے کہ ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہو گا ۹۔ یعنی موت کی بہت دعائیں مانگو کیونکہ موت ایک ہی ہے زیادہ نہیں۔ یا یہ کلام تحکم کے طور پر ہے' یہ حکم وجوب کے لئے نہیں بلکہ غضب کے اظہار کے لئے ہے ۱۰۔ یعنی قانونی طور پر جنت نیک لوگوں کو بدلے کے طور پر ملے گی اور مسلمانوں کے چھوٹے بچوں کا جنت میں جانا رب تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے ہو گا۔ ایسے ہی بعض گنہگاروں کو معافی دے کر جنت کا ملنا۔

مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ﴿۱۶﴾

من مانتی مرادیں ہیں لہ جن میں ہمیشہ رہیں گے تمہارے رب کے ذمہ وعدہ ہے مانگا ہوا لہ

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ

اور جس دن اکٹھا کرے گا انہیں اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں ۳ پھر ان معبودوں

ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ؕ

سے فرمائے گا کیا تم نے گمراہ کر دیئے میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے ۴

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ

وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو، ہمیں سزاوار نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو

دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى

مولیٰ بنائیں ۵ لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ داداؤں کو برتنے دیا یہاں تک

نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا

کہ وہ تیری یاد بھول گئے ۶ اور یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے، تو اب معبودوں نے تمہاری

تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ

بات جھٹلا دی تو اب تم نہ عذاب پھیر سکو نہ اپنی مدد کر سکو ۷ اور تم میں

يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا

جو ظالم ہے ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے ۸ اور ہم نے تم سے

قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ

پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے ۹ کھانا کھاتے

وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ

اور بازاروں میں چلتے ۱۰ اور ہم نے تم میں ایک کو دوسرے کی جانچ

فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾ ع

کیا ہے ۱۱ اور اے لوگو کیا تم صبر کرو گے، اور اے محبوب تمہارا رب دیکھتا ہے

ع ۱۷ ۱

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ اپنے کفار قرابتداروں کی مغفرت چاہیں گے ہی نہیں نیز کسی بری چیز کی خواہش ہی ان کے دل میں پیدا نہ ہو گی۔ کیونکہ وہاں نفس امارہ نہ رہے گا اس لئے ان کی ہر بات مانی جائے گی۔ دنیا میں نفس امارہ کی وجہ سے بری خواہشیں بھی کر لیتے ہیں۔ جنت کی تمام خواہشیں پوری ہوں گی ۲۔ یعنی یہ جنت مانگنے کے لائق ہے' یا وہ جنت جسے دنیا میں مومن مانگا کرتے تھے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ کے سارے وعدے سچے ہیں شک تو اس میں ہے کہ ہم اس وعدے میں داخل ہیں یا نہیں۔ رب تعالیٰ سے یہ عرض کرنی کہ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ اسی بنا پر ہے کہ ہم کو اس وعدے میں اپنے داخل ہونے کا یقین نہیں ۳۔ اس سے مراد مشرکین کے بت ہیں پتھر' لکڑی' چاند' سورج وغیرہ اس میں حضرت مسیح و عزیر علیہما السلام داخل نہیں کیونکہ یہاں ما فرمایا گیا جو بے عقل چیزوں کے لئے آتا ہے رب فرماتا ہے۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تم اور تمہارے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں۔ یہاں بھی یہ ہی مراد ہیں ۴۔ یہ سوال مشرکین کو ذلیل کرنے کے لئے ہو گا ورنہ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ ان پتھروں' چاند' سورج نے مشرکین کو اپنی عبادت کا حکم نہ دیا تھا۔ ۵۔ یعنی جب ہم نے خود تیرے سوا کسی کو معبود نہ مانا تو انہیں یہ حکم کیسے دے سکتے تھے ۶۔ اس سے حق تعالیٰ پر اعتراض کرنا مقصود نہیں بلکہ یہ عرض کرنا کہ ان بدنصیبوں نے تیری ڈھیل سے غلط فائدہ اٹھایا کہ بجائے شکر کے کفر کیا ۷۔ یعنی اے کافرو! تم نے اپنے معبودوں کو الٰہ کہا اور انہوں نے تمہیں جھوٹا کر دیا اب یہ بت نہ تمہاری مدد کر سکیں گے نہ ہم کریں گے نہ تم ایک دوسرے کی مدد کر سکو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ گنہگار مسلمانوں کی مدد ہو گی

۸۔ یہاں ظالم سے مراد کافر و کافر گر ہے' ورنہ ہر کافر ظالم ہوتا ہے ۹۔ یعنی موجودہ کفار جو کہتے ہیں کہ اگر آپ نبی ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں' بازار میں کیوں جاتے ہیں ان کی یہ بکواس قابل توجہ نہیں۔ دنیا میں سارے انبیاء کھاتے پیتے بھی تھے اور بازار بھی جاتے تھے اس سے نبوت پر کیا اعتراض ہے۔ ۱۰۔ مگر نبی کے بازار جانے اور ہمارے بازار جانے میں فرق عظیم ہے ہم محض نفس امارہ کے لئے وہاں جاتے ہیں وہ رضائے الٰہی کے لئے اور ان کا وہاں کاروبار کرنا بھی تبلیغ ہے کہ لوگوں کو اس سے تجارت کے مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی ہماری عبادات اور نبی کی عبادات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جہاز کے مسافر پار لگنے کے لئے جہاز میں بیٹھتے ہیں اور جہاز کا کپتان پار لگانے کے لئے۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر اور کپتان تنخواہ لے کر سوار ہوتے ہیں۔ اسلام کی کشتی میں نبی اور امتی سب سوار ہیں مگر ہم پار لگنے کو' نبی پار لگانے کو ۱۱۔ یہ آیت ابوجہل' ولید بن عقبہ' عاص بن وائل اور نضر بن حارث وغیرہ سرداران قریش کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے حضرت بلال' ابوذر غفاری' عمار بن یاسر وغیرہم رضی اللہ عنہم فقراء صحابہ کو دیکھ کر کہا تھا کہ اگر ہم ایمان لائیں تو یہ فقراء ہم سے درجے میں افضل ہوں گے کیونکہ یہ ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں' یا ان جیسے ہو جائیں گے۔ گویا یہ حضرات ان بدنصیبوں کے لئے فتنہ بن گئے۔ اس کے شان نزول میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں جو تفسیر خزائن العرفان میں مذکور ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور بولے وہ جو ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے ۱؎ ہم پر فرشتے کیوں نہ

الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

اتارے ۲؎ یا ہم اپنے رب کو دیکھتے ۳؎ بے شک اپنے دل میں بہت ہی اونچی کھینچی

وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى

اور بڑی سرکشی پر آئے ۴؎ جس دن فرشتوں کو دیکھیں گے ۵؎ وہ دن مجرموں کی

يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَ

کوئی خوشی کا نہ ہوگا ۶؎ اور کہیں گے الٰہی ہم میں ان میں کوئی آڑ کردے رکی ہوئی ۷؎ اور

قَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾

جو کچھ انہوں نے کام کئے تھے ۸؎ ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾

ذرے کر دیا ۹؎ کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں ۱۰؎ جنت والوں کا اس دن اچھا

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾

ٹھکانہ اور حساب کے دوپہر کے بعد اچھی آرام کی جگہ ۱۱؎ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى

۱۲؎ اور فرشتے اتارے جائیں گے پوری طرح ۱۳؎ اس دن سچی بادشاہی رحمٰن کی ہے اور وہ دن

الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ

کافروں پر سخت ہے ۱۴؎ اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا ۱۵؎ کہ

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى

ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری

لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ

ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا ۱۶؎ بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے

۱؎ یعنی قیامت کے منکر خواہ رب کے بھی منکر ہوں یا نہ ہوں۔ دوسری بات زیادہ قوی ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۲؎ یعنی انسان نبی نہ ہونا چاہیے تھا بلکہ نبوت فرشتوں کو ملنی چاہیے تھی۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے سامنے فرشتے کیوں نہ آئے جو حضور کی گواہی دیتے ۳؎ اس طرح کہ نبی کے واسطے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ بندے بلاواسطہ رب سے فیض پاتے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کا انکار کرنا کفار کا شیوہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے دیدار کی تمنا کرنی اگر شوق و محبت میں ہو تو سنت کلیم اللہ ہے اور نبی کے انکار کی بنا پر ہو تو کفار کا طریقہ ہے۔ ۴؎ یعنی ان بے ہودوں نے اپنے کو اتنا بڑا سمجھ لیا کہ براہ راست فرشتوں یا اللہ تعالیٰ سے فیض لینے کے قابل اپنے کو سمجھ بیٹھے۔ نبی کے وسیلہ کے منکر ہو گئے ۵؎ اپنی موت کے وقت یا قیامت کے دن۔ کیونکہ حضور کی برکت سے فرشتے عذاب لے کر دنیا میں نہیں آئے۔ ۶؎ معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے ان کی موت خوشی کا وقت ہوتا ہے۔ اسی لئے صالحین کے موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے۔ ایسے ہی قیامت کا دن ان کے لئے سرور و شادمانی کا دن ہو گا۔ ۷؎ یعنی عذاب کے فرشتوں کو ہم سے چھپا دے۔ کیونکہ ان کے ہیبت ناک چہرے دیکھنے سے ہم کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن رحمت کے فرشتے دیکھ کر خوش ہوں گے اور ان کا قرب چاہیں گے ۸؎ نیک اعمال، جیسے صدقہ خیرات عزیزوں سے اچھا سلوک، یتیموں کی پرورش، کیونکہ کفار کے گناہ باقی رکھے جائیں گے صرف نیکیاں برباد ہوں گی۔ قبولیت نیکی کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو ۹؎ کہ اس کے عذاب کی میعاد ان نیکیوں سے نہ گھٹے گی۔ لیکن بعض کفار کی بعض نیکیوں کی وجہ سے عذاب ہلکا ضرور ہو گا۔ جیسے ابوطالب حضور کی خدمت کی وجہ سے جہنم سے باہر معذب ہوں گے یا ابولہب کو حضور کی ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے دوزخ میں انگلی سے پانی ملتا ہے۔ لہٰذا حدیث اور قرآن میں تعارض نہیں ۱۰؎ ھبا ان باریک ریزوں کو کہتے ہیں جو اندھیری کوٹھڑی میں کسی روزن کی دھوپ میں محسوس ہوتے ہیں۔ ذروں سے بھی باریک ہوتے، پکڑ میں نہیں آتے، مطلب یہ ہے کہ کفار کی نیکیاں ان بکھرے ہوئے ریزوں کی طرح برباد ہوں گی۔ ۱۱؎ یا تو مستقر سے مراد قبر ہے اور مقیل سے مراد جنت۔ مومن کی قبر جنت کا باغ ہوتی ہے۔ اور اس کا دائمی مقام خود جنت ہے یا ان دونوں سے مراد جنت کے دو حصہ ہیں مستقر وہ حصہ جہاں جنتی اپنے دوستوں سے ملاقات کرے گا اور مقیل وہ جگہ جہاں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے گا۔ یا مستقر دنیا ہے اور مقیل آخرت۔ مومن مسجد میں، کافر بت خانہ میں زندگی گزارتا ہے اور مسجد کہیں بہتر ہے۔ یا مستقر سے مراد حساب سے بعد کی جگہ ہے اور مقیل حساب کے دوران کی جگہ ۱۲؎ یعنی آسمان پھٹ جائے گا اور وہ بادل نظر آنے لگے گا جو آسمانوں سے اوپر اور آسمانوں کی آڑ میں ہے (روح البیان) ۱۳؎ اس طرح کہ اولاً پہلے آسمان کے فرشتے اتریں گے جن کی تعداد تمام جن و انس سے زیادہ ہے۔ پھر دوسرے، تیسرے آسمان پھٹیں گے اور وہاں کے فرشتے اترتے جائیں گے۔ ہر آسمان کے فرشتوں کی تعداد نچلے آسمان کے فرشتوں سے زیادہ ہو گی۔ (خزائن العرفان، روح) ۱۴؎ یعنی اس دن خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی ظاہری سلطنت بھی نہ ہو گی جیسا کہ دنیا میں تھا اور وہ دن کافروں پر سخت اور مومنوں پر نہایت ہی آسان ہو گا۔ مومنوں کو اتنا دراز دن ایسا معلوم ہو گا جیسے چار رکعت نماز پڑھنے کا وقت۔ ۱۵؎ شان نزول۔ یہ آیت عقبہ بن معیط کے متعلق نازل ہوئی جس نے اولاً کلمہ پڑھ لیا تھا پھر ابی بن خلف کے کہنے سے مرتد ہو گیا۔ حضور

الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ

پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دینا

خَذُولًا ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا

ہے ۱ اور رسول نے عرض کی ۲ کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے

الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿٣٠﴾ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا

کے قابل ٹھہرا لیا ۳ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنا دیئے تھے

مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ﴿٣١﴾ وَقَالَ

مجرم لوگ ۴ اور تمہارا رب کافی ہے ہدایت کرنے اور مدد دینے کو ۵ اور کافر بولے

الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَاحِدَةً ۚ

قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا ۶

كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ ۖ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ﴿٣٢﴾ وَلَا

ہم نے یوں ہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں ۷ اور ہم نے اسے

يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾

ٹھہر ٹھہر کر پڑھا ۸ اور وہ کوئی کہاوت تمہارے پاس نہ لائیں گے مگر ہم حق اور اس سے بہتر بیان

الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ

لے آئیں گے ۹ وہ جو جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے اپنے منہ کے بل ۱۰ ان کا ٹھکانا سب سے برا

شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

اور وہ سب سے گمراہ ۱۱ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی اور

وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى

اس کے بھائی ہارون کو وزیر کیا ۱۲ تو ہم نے فرمایا کہ تم دونوں جاؤ

الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ﴿٣٦﴾

اس قوم کی طرف جس نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ۱۳ پھر ہم نے انہیں تباہ کر کے ہلاک کر دیا ۱۴

ع ۳ | ۱۴ ۔ ۳

(بقیہ صفحہ ۵۷۷) نے اس کے قتل کی خبر دی چنانچہ وہ بدر میں مارا گیا۔ ابی بن خلف اس کا دوست تھا اسے قیامت میں اس کی دوستی پر ندامت ہو گی۔ آیت کا نزول اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اچھوں سے الفت' بروں سے نفرت۔ اس لئے کفار ان دونوں پر کف افسوس ملیں گے۔ کفار سے دینی محبت رکھنی کفر ہے اور دنیاوی محبت ضعف ایمان۔

ا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقرب بندے قیامت میں اپنے متوسلین کو بے مدد نہ چھوڑیں گے۔ ان کی مدد فرمائیں گے لہٰذا دنیا میں اچھوں کو دوست بنانا ضروری ہے جن کی مدد قیامت میں کام آئے۔ ۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں رب سے یہ شکایت کی' یا قیامت میں فرمائیں گے۔ ۳۔ کہ کسی نے اسے جادو کہا۔ کسی نے کہانت کسی نے شعر ۴۔ یعنی ہمیشہ سے کفار پیغمبروں کے دشمن رہے۔ ان کی دشمنی سے آپ تنگدل نہ ہوں۔ ہمیشہ اسی کا چرچا زیادہ ہوتا ہے۔ جس کے دشمن بہت ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کے مقابل فرعون۔ حضرت ابراہیم کے مقابل نمرود حضور کے مقابل ابوجہل وغیرہ اسی لئے پیدا کئے گئے کہ نبی کی طاقت کا پتہ لگے ۵۔ وہی آپ کی مدد فرمائے گا۔ خیال رہے کہ اللہ کے مقبولوں کی مدد بھی اللہ کی مدد ہے۔ یہ حضرات عون الٰہی کے مظہر ہیں۔ لہٰذا اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی بندے کی مدد نہ لی جائے۔ رب فرماتا ہے۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۶۔ یعنی جیسے تورات و انجیل ایک دم نازل ہوئیں' ایسے ہی قرآن کریم ایک دم کیوں نہ اترا۔ یہ اعتراض نہایت حماقت پر مبنی ہے کیونکہ قرآن کریم کے آہستہ اترنے میں اس کے معجزہ ہونے کی بڑی دلیل ہے کہ ہر آیت کے مقابلہ کرنے سے کفار کا عجز ظاہر ہو رہا ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کا طریقہ نزول' تورات و انجیل کے طریقہ نزول سے دو طرح سے اعلیٰ ہے۔ ایک یہ کہ وہ کتابیں ایک دم آئیں اور قرآن آہستہ آہستہ۔ دوسرے یہ کہ وہ کتابیں لکھی ہوئیں آئیں اور قرآن بولا ہوا۔ آہستہ آنے میں امت کو عمل کرنا نہایت آسان رہا۔ اور رب سے حضور کا سلسلہ کلام ہمیشہ قائم رہا۔ اور پڑھ کر اتارنے میں وہ معانی حاصل ہو سکتے ہیں جو لکھا ہوا دینے میں حاصل نہیں۔ کیونکہ بہت سے مفہوم گفتگو کے لب و لہجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے چاند' سورج کے متعلق فرمایا۔ هٰذَا رَبِّيْ یہ میرا رب ہے۔ اگر یہ جملہ خبریہ ہو تو شرک ہے۔ اگر سوال کے لب و لہجہ میں ہو تو عین ایمان ۸۔ اس طرح کہ تئیس سال کے عرصہ میں نازل فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کا کام رب کا کام ہے۔ کیونکہ قرآن پڑھنا حضرت جبریل کا کام تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے پڑھا۔ اس میں اشارۃً بندوں کو ہدایت ہے کہ قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کریں۔ رب فرماتا ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا لہٰذا سارا قرآن ایک دن میں جلدی جلدی نہ پڑھو کہ سوائے يَعْلَمُوْنَ اور تَعْلَمُوْنَ کے اور کچھ سمجھ میں نہ آوے۔ ۹۔ یہاں مثل سے مراد اعتراض ہے اور حق سے مراد اس کا جواب یعنی کفار آپ پر جو بھی اعتراض کریں گے ہم اس کا نہایت نفیس جواب دیں گے معلوم ہوا کہ حضور کو بارگاہ الٰہی میں وہ قرب حاصل ہے کہ اعتراض حضور پر ہو تو جواب رب دے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن دنیا کی طرح اپنے پاؤں پر بلا تکلف جنت کی طرف جائیں گے بلکہ بعض سواریوں پر ہوں گے۔ منہ کے بل راستہ طے کرنا کفار کے لئے ہو گا۔ کیونکہ جو چیزیں قرآن کریم میں کفار کے عذاب کے طور پر بیان ہوئیں' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھے گا ۱۱۔ اس سے

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ

اور نوح کی قوم کو جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا ل ہم نے انکو ڈبو دیا اور انہیں لوگوں کیلئے نشانی

اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۳۷ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَ

کر دیا ۲ اور ہم نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۳ اور عاد اور ثمود اور

اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝۳۸ وَكُلًّا ضَرَبْنَا

کنوئیں والوں کو ۴ اور ان کے بیچ میں بہت سی سنگتیں ہیں اور ہم نے سب سے مثالیں

لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝۳۹ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ

بیان فرمائیں اور سب کو تباہ کر کے مٹا دیا اور ضرور یہ ہو آئے ہیں اس بستی پر

الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا

جس پر برا برساؤ برسا تھا ۵ تو کیا یہ اسے دیکھتے نہ تھے بلکہ انہیں جی اٹھنے کی

لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝۴۰ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ

امید تھی ہی نہیں اور جب تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا ۷

اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝۴۱ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ

کیا یہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ۸ قریب تھا کہ یہ ہمیں ہمارے خداؤں

اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ

سے بہکا دیں اگر ہم ان پر صبر نہ کرتے ۹ اور اب جانا چاہتے ہیں جس دن

يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۴۲ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ

عذاب دیکھیں گے کہ کون گمراہ تھا ۱۰ کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش

اِلٰــهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝۴۳ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ

کو اپنا خدا بنا لیا ۱۱ تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے ۱۲ یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں

اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ

بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں ۱۳ وہ تو نہیں مگر جیسے

(بقیہ صفحہ ۵۷۸) چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تورات صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی نہ کہ حضرت ہارون کو تورات کی تبلیغ کا حکم دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ پیغمبر یکساں درجہ والے نہیں۔ بعض ان کے وزیر بعض سلطان ہیں۔ تیسرے یہ کہ کوئی نبی خدا تعالیٰ کا وزیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وزیر وہ جو بادشاہ کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کی مدد کرے اور سلطنت کا بوجھ اٹھائے۔ رب تعالیٰ ضرورتوں سے پاک اور بے نیاز ہے۔ اللہ الصمد ۱۲۔ یہاں قوم سے مراد فرعون اور فرعونی لوگ ہیں۔ آیتوں سے مراد تورات شریف کی آیات اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ تو ابھی فرعون کے پاس پہنچے ہی نہ تھے۔ بلکہ آیات سے مراد قدرت کی نشانیاں ہیں' جو رب کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قانون قدرت یہ ہے کہ نبی کو جھٹلائے بغیر کسی قوم پر عذاب نہیں آتا۔

ا۔ کیونکہ ایک رسول کا جھٹلانا۔ تمام رسولوں کا جھٹلانا ہے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ اس طرح کہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں کو ان کے قصے سنائے گئے یا کشتی والوں نے ان کفار کو غرق ہوتے ہوئے دیکھا اور عبرت پکڑی ۳۔ یعنی کافروں کے لئے رب فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۴۔ عاد ہود علیہ السلام کی قوم ہے' اور ثمود صالح علیہ السلام کی قوم۔ کنوئیں والے شعیب علیہ السلام کی قوم جن کے گھر کنوئیں کے آس پاس تھے۔ اس کنوئیں کو وزنی پتھر سے ڈھک دیتے تھے اور وقت مقررہ پر کھول کر پانی لیتے تھے ۵۔ گزشتہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات' ڈر اور امید کی آیات' جن سے سننے والوں کو عبرت ہو۔ ۶۔ وہ قوم لوط کی بستیاں ہیں جن پر پتھر برسے اور جو الٹ دی گئیں۔ اہل عرب تجارت کے لئے ملک شام جاتے تھے۔ راستہ میں یہ اجڑی ہوئی' الٹی ہوئی بستیاں دیکھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ تاریخی واقعات کے ثبوت کے لئے شہرت ہی کافی ہے۔ کیونکہ ان مقامات کا یہ حال اور ان کا ٹھکانہ اہل عرب کو شہرت سے معلوم تھا نہ کہ آیات قرآنیہ سے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کا مذاق اڑانا یا ان کی کسی چیز کو نظر حقارت سے دیکھنا' کفار کا طریقہ ہے ۸۔ جن کے پاس نہ دنیاوی شان و شوکت ہے نہ مال و متاع معلوم ہوا کہ نبوت بصارت سے نظر نہیں آتی۔ اس کے لئے بصیرت ایمان کی ضرورت ہے۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا نے حضور کو پہچان لیا اور آنکھوں والا ابوجہل آپ کو نہ دیکھ سکا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات کے قوی اثر کا کفار کو بھی اقرار تھا۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ہم پورے ضدی نہ ہوتے تو آپ کے معجزات کی وجہ سے کفر سے کبھی کے ہٹ چکے ہوتے۔ معلوم ہوا کہ ضد کا علاج ناممکن ہے ۱۰۔ کفار یا مومنین۔ کفار نے بت پرستی کو ہدایت اور ایمان کو گمراہی کہا تھا۔ رب نے اس کا جواب انہیں کے قول کے مطابق فرمایا کہ وہ آئندہ خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ گمراہ کون ہے' اور ہدایت پر کون۔ ۱۱۔ مشرکین عرب کا دستور تھا کہ ان میں سے ہر ایک کسی پتھر کو پوجتا رہتا تھا۔ پھر جب کبھی اس سے اچھا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینک کر دوسرے کو اٹھا لیتا اور اسے پوجنے لگتا۔ نیز ہر ایک اپنی خواہش میں آزاد تھا۔ جو چاہتا کرتا۔ اس آیت میں اسی کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ آزادی اچھی چیز ہے مگر بے قیدی اور لاقانونی بری چیز۔ یہاں الٰہ کے معنی مطاع ہیں اور ھوٰی سے مراد وہ خواہش ہے جو نص کے خلاف ہو۔ رمضان میں بے روزہ رہ کر کھانا پینا ھوی ہے۔ زکوٰۃ نہ دینا ھوی ہے ۱۲۔ ہرگز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کے نگہبان اور وکیل ہیں۔ کیونکہ نگہبان کا نہ ہونا کافروں کے لئے بیان ہوا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ ۱۳۔ ہرگز نہیں' یہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔

بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (۴۴) اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

بلکہ ان سے بھی بد تر گمراہ ۱ اے محبوب کیا تم نے اپنے رب کو نہ دیکھا ۲ کہ کیسا پھیلایا

وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا (۴۵)

سایہ ۳ اور اگر چاہتا تو اسے ٹھہرا یا ہوا کر دیتا ۴ پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل کیا ۵

ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا (۴۶) وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ

پھر ہم نے آہستہ آہستہ اسے اپنی طرف سمیٹا ۶ اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے

الَّيْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا (۴۷)

لئے پردہ کیا ۷ اور نیند کو آرام ۸ اور دن بنایا اٹھنے کے لئے ۹

وَهُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ

اور وہی ہے جس نے ہوائیں بھیجیں اپنی رحمت کے آگے مژدہ سناتی ہوئی ۱۰

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا (۴۸) لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا

اور ہم نے آسمان سے ۱۱ پانی اتارا پاک کرنے والا ۱۲ تاکہ ہم اس سے زندہ کریں کسی مردہ

وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا (۴۹) وَلَقَدْ

شہر کو اور اسے پلائیں اپنے بنائے ہوئے بہت سے چوپائے اور آدمیوں کو ۱۳ اور بیشک

صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا (۵۰)

ہم نے ان میں پانی کے پھیرے رکھے ۱۴ کہ وہ دھیان کریں، تو بہت لوگوں نے نہ مانا مگر ناشکری

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا (۵۱) ۖ فَلَا تُطِعِ

کرنا اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈر سنانے والا بھیجتے ۱۵ تو کافروں کا کہا

الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (۵۲) وَهُوَ الَّذِيْ

نہ مان اور اس قرآن سے ان پر جہاد کر بڑا جہاد ۱۶ اور وہی ہے جس نے

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ

ملے ہوئے رواں کئے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ

(بقیہ صفحہ ۵۷۹) وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ معلوم ہوا کہ ان آیتوں میں بہرے' اندھے' مردے سے مراد کفار ہیں جن کے دل مردہ آنکھیں' کان اندھے' بہرے ہیں کہ حق نہیں دیکھتے' نہیں سنتے۔

۱۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس عقل سے اللہ رسول کی پہچان نہ ہو وہ بے عقلی ہے۔ اصل مقصود وہ ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کی پہچان محض عقل سے نہیں ہوتی بلکہ رب کے فضل سے ہوتی ہے۔ دیکھو حضور کو پتھروں' سوکھی لکڑیوں نے پہچان لیا۔ اور نہ مانا تو ابو جہل نے یہ لوگ جانوروں سے بد تر اس لئے ہوئے کہ جانور رب کی تسبیح کرتے ہیں' چارہ دینے والے مالک کی پہچان و اطاعت کرتے ہیں۔ نفع' نقصان کی چیزیں جانتے پہچانتے ہیں اپنا گھر پہچانتے ہیں مگر کفار یہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ حضور نے رب کو دیکھا اور تمام مخلوقات بنتی ہوئی ملاحظہ کی ہے۔ کیونکہ حضور اول الخلق ہیں۔ ہر چیز آپ کے سامنے بنی' اسی لئے حضور نے پہلی وحی کے موقعہ پر حضرت جبریل کو پہچان لیا کہ یہ فرشتہ ہے اور جو کچھ بول رہا ہے وحی الٰہی ہے ورنہ اگر حضور کو جبریل کی پہچان نہ ہوتی تو آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ یقینی نہ رہتی ۳۔ خیال رہے کہ رات زمین کا سایہ ہے۔ یعنی ہم نے رات کے وقت عالم میں زمین کا سایہ وسیع کر دیا جس سے اندھیرا ہو گیا۔ ۴۔ اس طرح کہ سورج نکلتا ہی نہیں یا سورج تو نکلتا مگر اندھیرے کو دور نہ کرتا۔ رات نہ جاتی' دن نہ آتا۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر' یا رات کے آنے جانے پر' اس طرح کہ سورج کی رفتار سے پتہ لگ جاتا ہے کہ اب رات قریب آگئی۔ ۶۔ کہ جس قدر سورج چڑھتا گیا اندھیرا دور ہوتا گیا۔ رات پھیلتی گئی۔ اس آہستگی میں بھی رب کی حکمت ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ رات برے بھلے آدمی اور اچھے برے اعمال کو چھپا لیتی ہے۔ خیال رہے کہ یہاں پردہ سے مراد شرعی پردہ نہیں۔ لہٰذا رات میں بھی لباس پہننا فرض ہے۔ رات کے اندھیرے میں ننگے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ ۸۔ نیند عوام کے لئے جسم کا آرام ہے' اور خواص کے لئے روح کا آرام' کہ وہ خواب میں اللہ رسول کی زیارت کر لیتے ہیں ۹۔ کہ دن میں کام کاج کرو' رزق کی تلاش کرو' ایسے ہی مر کر قیامت میں اٹھو گے ۱۰۔ قرآن شریف میں رحمت کی ہوا کو ریاح اور غضب و قہر کی ہوا کو ریح سے تعبیر فرمایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں ریاح سے مراد رحمت کی ہوائیں ہیں جو بارش لاتی ہیں' مخلوق کو آرام پہنچاتی ہیں' جیسے کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۱۱۔ آسمان کی طرف سے یا آسمان کے سبب سے۔ اس طرح کہ سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بنایا۔ اور پھر اس بھاپ کو اوپر اٹھا کر جمایا۔ پھر ٹپکایا۔ سبحان اللہ!

۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بارش کے پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ نیز اس پانی سے جو بارش کے پانی کی طرح مطلق ہو ۱۳۔ خیال رہے کہ بارش کی برکت سے کنوؤں' تالابوں' دریاؤں میں پانی آتا ہے۔ اس لئے خشک سالی میں یہ تمام خشک ہو جاتے ہیں اور بعض جگہ بارش کا پانی ہی پیا جاتا ہے' لہٰذا آیت صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ کہ کبھی کہیں بارش ہوتی ہے اور کبھی کہیں۔ اور باری باری سے آتی ہے۔ ایسے ہی قرآن کریم رحمت کی بارش ہے' ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ' حصہ دیتا ہے ۱۵۔ لیکن ایسا نہ کیا' بلکہ سارے عالم کا ہادی صرف آپ کو بنایا۔ سب پیغمبر تارے تھے اور اے محبوب تم سورج ہو۔ اس لئے وہ بہت تھے اور تم خاتم النبین ایک ہو ۱۶۔ جہاد کبیر کی چند صورتیں ہیں' زبانی تبلیغ کرنا' کفار اور ان کے معبودوں کی تردید کرنا۔ دل میں ان سے نفرت رکھنا۔ ان سب سے علیحدہ رہنا۔ ان سے دلی

(بقیہ صفحہ ۵۸۰) محبت نہ کرنا۔ کفار میں گھر کر دین پر قائم رہنا۔ خیال رہے کہ یہاں جہاد سے تلوار کا جہاد مراد نہیں کیونکہ سورہ فرقان مکیہ ہے جہاد مدینہ میں فرض ہوا۔

ا۔ سمندر کا بعض حصہ کھاری کڑوا ہے اور بعض میٹھا۔ لیکن کھاری میٹھے میں اور میٹھا کھاری میں مخلوط نہیں ہوتا حالانکہ پانی فطری طور پر رل مل جاتا ہے۔ اس میں رب نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا ۲۔ یعنی ماں باپ کے نطفہ سے کہ باپ کے نطفہ سے ہڈی اور ماں کے نطفہ سے گوشت بنتا ہے۔ اسی لئے نسب باپ سے ہے نہ

وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

اور ان کے بیچ میں پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ اور وہی ہے جس نے

خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ

پانی سے بنایا آدمی پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کی اور تمہارا رب

قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا

قدرت والا ہے اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے ہیں جو ان کا بھلا برا کچھ

یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ

نہ کریں اور کافر اپنے رب کے مقابل شیطان کو مدد دیتا ہے اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا

اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ

مگر خوشی اور ڈر سناتا تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا

اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى

مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے اور بھروسہ کرو اس

الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ

زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا اور اسے سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور وہی کافی

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۸﴾ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

ہے اپنے بندوں کے گناہوں پر خبردار جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى

اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر

الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ

استوا فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے وہ بڑی مہر والا تو کسی جاننے والے سے اس کی تعریف

اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا

پوچھ اور جب ان سے کہا جائے رحمن کو سجدہ کرو کہتے ہیں رحمن کیا ہے کیا ہم سجدہ کریں جسے

کہ ماں سے' اس قاعدے سے حضرت آدم' حوا و عیسیٰ علیہم السلام علیحدہ ہیں قرآن ہی نے علیحدہ کیا ہے قانون اور ہے قدرت کچھ اور قانون کے ہم پابند ہیں رب نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رب فرماتا ہے۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ قانون یہ ہے' کہ آگ جلادے۔ قدرت یہ ہے کہ حضرت خلیل کو نہ جلا سکے۔ رب کو قانون کا پابند نہ جانو۔ ہمارا فرض ہے کہ قانون پر بھی ایمان لائیں اور قدرت پر بھی ۳۔ تاکہ تمہاری نسل چلے اور تم جانوروں سے ممتاز ہو جاؤ ۴۔ یعنی ان کی عبادت سے فائدہ نہیں اور ان کی عبادت نہ کرنے سے نقصان نہیں۔ بلکہ معاملہ برعکس ہے۔ کہ ان کی پوجا نہ کرنے سے فائدہ ہے اور کرنے سے نقصان ہے' ورنہ پتھر' درخت' چاند سورج وغیرہ سے بہت فائدے پہنچتے ہیں۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ رب نے ان فائدہ مند چیزوں کو بے فائدہ کیوں فرمایا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ کفرو شرک کرنا' شیطان کو مدد دینا ہے اور رب کا مقابلہ کرنا ۶۔ حضور جنت کی بشارت جہنم سے ڈر سناتے ہیں۔ آپ کسی نبی کی بشارت نہیں دیتے کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا۔ لہٰذا اس آیت سے قادیانی دلیل نہیں پکڑ سکتے کیونکہ یہاں بشارت کو ڈرانے کے ساتھ ذکر کیا ہے نہ کہ تصدیق کے ساتھ۔ جہاں حضور کی تصدیق کا ذکر ہے' وہاں بشارت کا ذکر نہیں ہوتا۔ ۷۔ یعنی تمہارا ہدایت قبول کر لینا اور رب کا مطیع بن جانا ہی میرا اجر ہے کہ رب تعالیٰ مجھے اس پر اجر دے گا۔ یہی مطلب اس آیت کا ہے۔ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ یعنی جو اجر میں تم سے چاہتا ہوں' وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے۔ یعنی تمہارا ایمان قبول کر لینا۔ ۸۔ یہاں توکل سے مراد شرعی توکل ہے۔ یعنی اسباب پر عمل اور خالق پر نظر رکھنا۔ توکل طریقت کا ترک اسباب ہے' ۹۔ یعنی چھ دن کے بقدر۔ ورنہ اس وقت سورج نہ تھا۔ دن رات سورج سے بنتے ہیں' اس مہلت میں بندوں کو تعلیم ہے کہ وہ کسی کام میں جلد بازی نہ کیا کریں۔ اطمینان سے کام اچھا ہوتا ہے۔ ۱۰۔ یعنی اے قرآن پڑھنے والے' اللہ کی تعریف اور اس کی حمد رسول اللہ سے پوچھ کہ رب محمود ہے اور حضور احمد ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ کی نعت اللہ سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ حامد ہے اور حضور اس کے محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ لہٰذا یہاں خطاب مسلمان سے ہے اور خبیر سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ۱۱۔ اللہ کے لئے نماز پڑھو۔ یہاں سجدہ سے مراد پوری نماز ہے چونکہ سجدہ نماز کا اعلیٰ رکن ہے اس لئے اس کا ذکر ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عبادات کے مکلف ہیں' عند اللہ' ان پر فرض ہے کہ ایمان لا کر نماز پڑھیں۔

ا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی تعلیم بدنصیب کے لئے زیادہ گمراہی کا باعث بن جاتی ہے۔ جیسے سورج سے چمگادڑ کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے ٢۔ سراج سے مراد آپ روشن منیر سے مراد دوسرے سے روشن' سورج خود روشن ہے چاند سورج سے روشن' اس لئے رب نے سورج کو سراج فرمایا اور چاند کو منیر' خیال رہے کہ رب نے سورج کو بھی سراج فرمایا اور ہمارے حضور کو سراج منیر فرمایا۔ کہ فرمایا۔ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا کیونکہ حضور سے سب چمکے حضور کسی مخلوق سے نہ چمکے۔ نیز حضور نے تشریف لا کر دن نکال دیا کہ کسی چراغ کی ضرورت نہ رہی۔ خیال رہے کہ سورج چراغوں کو بجھاتا ہے مگر ذروں کو چمکاتا ہے۔ حضور نے انبیاء کرام کے دین منسوخ کئے مگر علماء و اولیاء کو چمکا دیا۔ شعر:۔

ذرہ بر روئے خاک افتادہ بود
آفتابے آمد و روشن نمود

خیال رہے کہ چاند سورج وغیرہ آسمان کے گھیرے میں ہیں نہ کہ آسمان کے جرم میں۔ ان سے آسمان بہت دور ہیں۔ ٣۔ اس طرح کہ رات دن کی اور دن رات کا خلیفہ ہے کہ رات میں اگر عبادت رہ جائے تو دن میں قضا کر لو اور دن کی رات میں (خزائن العرفان) دن رات کا آگے پیچھے آنا جانا قدرت کی دلیل ہے۔ ٤۔ یعنی عالم کی چیزوں سے پورا فائدہ مومن عاقل اٹھاتا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ سے اسے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ غافل ان میں تدبر کرنے سے بالکل کورا رہتا ہے۔ مومن کے لئے عالم کا ہر ذرہ معرفت الٰہی کی کتاب ہے ٥۔ یعنی مومن کی رفتار تواضع اور انکساری کے ساتھ ہوتی ہے کہ وہ چلنے میں نگاہ نیچے رکھتے ہیں' آہستہ قدم نرمی سے چلتے ہیں' جوتا کھٹکھٹاتے' زور سے پاؤں مارتے' اکڑتے اتراتے ہوئے نہیں چلتے۔ ٦۔ اس اسلام سے مراد متارکت کا سلام ہے نہ کہ تحیت کا' جیسے کہا جاتا ہے کہ تجھے دور ہی سے سلام ہے اور یہ نرم گفتگو اپنے نفس کے معاملہ میں ہے۔ اگر اللہ رسول کی عظمت کا معاملہ آ پڑے تو پھر سختی کرنی لازم ہے رب فرماتا ہے۔ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ ٧۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز تہجد بہت اعلیٰ عبادت ہے دوسرے یہ کہ نماز میں سجدہ اور قیام بہت اعلیٰ رکن ہے۔ تیسرے یہ کہ تہجد میں کچھ دیر عبادت کرنی تمام رات کی عبادت کا ثواب ہے۔ ٨۔ یعنی مومن باوجود بہت عبادت اور ریاضت کے دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اپنی عبادت پر فخر و ناز نہیں کرتے۔ بلکہ جس قدر ایمان قوی' عبادات زیادہ' اسی قدر خوف الٰہی زیادہ ٩۔ یعنی دوزخ اس کے لئے عذاب کی جگہ ہے جس کا وہ ٹھکانہ ہے' دوزخ میں رہنے والے فرشتے یا جنتی لوگ جو دوزخ سے گنہگار مومنوں کو نکالنے جائیں گے۔ ان کیلئے عذاب کی جگہ نہیں ١٠۔ اسراف' یا تو ناجائز جگہ مال خرچ کرنا ہے۔

تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩ ﴿٦٠﴾ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ
تم کہو اور اس حکم نے انہیں اور بدکنا بڑھایا اللہ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں

بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿٦١﴾ وَهُوَ الَّذِيْ
برج بنائے اور ان میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند ٢ اور وہی ہے جس نے

جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ
رات اور دن کی بدلی رکھی ٣ اس کے لئے جو دھیان کرنا چاہے یا

اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿٦٢﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى
شکر کا ارادہ کرے ٤ اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے

الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿٦٣﴾
ہیں ٥ اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام ٦

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿٦٤﴾ وَالَّذِيْنَ
اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں ٧ اور وہ جو

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا
عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب بیشک اس کا عذاب

كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ
گلے کا غل ہے ٨ بے شک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے ٩ اور وہ کہ

اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ
جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں ١٠ اور ان دونوں کے بیچ

قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
اعتدال پر رہیں اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں

وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ
پوجتے ١١ اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے ١٢

یا جائز جگہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے حقوق میں کمی کرنی تنگی ہے ان دونوں سے بچنا چاہیے۔ خیال رہے کہ نیکی میں جتنا خرچ کرو' اسراف نہیں۔ کسی نے ایک بزرگ کو بہت خیرات کرتے دیکھ کر کہا۔ لَا خَيْرَ فِي السَّرَفِ یعنی اسراف میں بھلائی نہیں۔ فوراً جواب دیا۔ لَا سَرَفَ فِي الْخَيْرِ بھلائی میں اسراف نہیں۔ ١١۔ یعنی کفر و شرک اور بدعقیدگی سے دور رہتے ہیں۔ خیال رہے کہ شرک کا ذکر فرمایا کیونکہ یہ بدترین بدعقیدگی ہے۔ باقی بدعقیدگیاں اس کے ماتحت اور اس کے تابع ہیں ١٢۔ غیر محترم انسان کو قتل کرنا' اسی طرح محترم جان کو حق پر قتل کرنا جائز ہے۔ لہذا کافروں کو جنگ میں مارنا حلال ہے۔ مسلمان ڈاکو' زانی کو مارنا

ست ہے

ا۔ اگر یہ گناہ حلال جان کر کئے تو کافر ہوا۔ اور کافر دوزخ میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اگر حرام جان کر کئے تو بہت مدت تک دوزخ میں رہے گا۔ پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کیونکہ آگے توبہ کے ساتھ ایمان لانے کا بھی ذکر ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قتل سے بھی توبہ ہو سکتی ہے مگر حق اللہ میں، حق عبد میں بندے سے معافی حاصل کرنی ضروری ہے۔ یا یہ کہو کہ مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا' ان سے معافی چاہنا قتل کی توبہ ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کے لئے ضروری ہے کہ آئندہ عمل بدل جاویں۔ گزشتہ پر شرمندگی' آئندہ گناہوں سے بچنا' توبہ کے دو بازو ہیں ۴۔ یا اس طرح کہ توبہ کی برکت سے آئندہ نیکیوں کی توفیق دے گا۔ اور بندہ رب کے فضل سے گناہوں کے بقدر بلکہ ان سے زیادہ نیکیاں کرکے کفارہ گناہ گزار کر مرے گا۔ یا اس طرح کہ قیامت میں اس کو ہر گناہ پر نیکی دے گا اپنی بندہ نوازی سے۔ مگر یہ گناہ کا عوض نہ ہو گا بلکہ گناہ کی تبدیلی ہو گی۔ جیسے پارس سے تانبہ سونا بن جاتا ہے' یا نمک سے شراب سرکہ ہو جاتی ہے ۵۔ یعنی سچی توبہ اس کی ہے جو توبہ کے بعد اعمال بھی نیک کرے۔ کردار گفتار کے موافق ہو جائے ۶۔ اس طرح کہ جھوٹے بدکاروں کی مجلس سے دور رہتے ہیں۔ انہیں جھوٹوں کی گواہی دینے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ بدمذہبوں کے وعظ سننے نہ جاؤ۔ کافروں کے میلے ٹھیلے سے دور رہو کہ یہ تمام چیزیں زور ہیں۔ ۷۔ یعنی وہ بری مجلس میں شرکت نہیں کرتے۔ اگر راہ گزر میں برے مل جائیں تو اپنے کو ان سے بچاتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔ نہ وہاں کھڑے ہوں' نہ ان سے راضی ہوں ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قرآنی آیات میں یا تو خود غور و فکر کرنی لازم ہے اگر اس کی اہلیت رکھتا ہو' ورنہ غور و فکر کرنے والوں کی تقلید کرنی ضروری ہے۔ رب فرماتا ہے۔ فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ دوسرے یہ کہ قرآنی احکام سمجھنے میں عقل سے یا تقلید سے کام لو' اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں عقل کو ترک کرو۔ ع عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ۔ رب فرماتا ہے۔ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۹۔ یعنی ہم کو ایسی نیک و صالح اولاد اور بیوی عطا فرما جن کی نیکی دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہوں۔ خیال رہے کہ اولاد کے تقویٰ اور پرہیزگاری سے مومن ماں' باپ کی قبر بھی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انہیں قبر میں جنت و راحت ملتی ہے کہ ایسی اولاد کی ہر نیکی سے درجے بلند ہوتے رہتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی پیشوائی مانگنا محبوب ہے۔ دنیاوی سرداری بھی بوقت ضرورت مانگنی جائز ہے جب کہ نفس کے لئے نہ ہو' خدمت خلق کے لئے ہو۔ حضرت یوسف نے بادشاہ مصر سے فرمایا اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ حدیث شریف میں جو اس کی ممانعت آئی اس سے مراد اپنی نفسانی خواہش کے لئے سرداری مانگنا ہے۔ رب فرماتا ہے لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۱۱۔ کیونکہ انہوں نے اعمال بھی سب سے اونچے کئے کہ خود بھی نیک بنے اور اپنی اولاد' بیویوں کو بھی نیک بنایا۔ ۱۲۔ کہ فرشتے ان کے مرتے وقت ان کی پیشوائی کریں گے' یا قبر میں یا جنت میں داخلے کے وقت ان کی موت کا وقت شادمانی' اور خوشی کا وقت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار کو بھی نصیب کرے۔ آمین' یا رب العالمین بجاہ حبیبک الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ

اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا بڑھایا جائے گا

لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا

اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا ا مگر

مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ

جو توبہ کرے ۲ اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے ۳ تو ایسوں کی برائیوں کو

اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ

اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا ۴ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو

تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ

توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ کی طرف رجوع لایا جیسی چاہیئے تھی ۵

لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾

اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے ۶ اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا

ہیں ۷ اور وہ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر بہرے اندھے ہو

وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ

کر نہیں گرتے ۸ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دے

اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ

ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک ۹ اور ہمیں پرہیزگاروں

اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ

کا پیشوا بنا ۱۰ ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا ۱۱ بدلہ ان کے صبر کا

فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا

اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی ۱۲ ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے

وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ

اور بسنے کی جگہ ؎ تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں ؎ میرے رب کے یہاں اگر تم اسے

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

نہ پوجو ؎ تو تم نے تو جھٹلایا ؎ تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا ؎

آیاتہا ۲۲۷ | ۲۶ سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ ۴۷ | رکوعاتہا ۱۱

اس سورۃ میں ؎ ۱۱ رکوع ۲۲۷ آیتیں ۱۲۸۹ کلمے اور پانچ ہزار پانچ سو چالیس حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی ؎ کہیں تم اپنی جان پر کھیل

نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ

جاؤ گے ان کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے ؎ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے

مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۴﴾

ان پر کوئی نشانی اتاریں کہ ان کے اونچے اونچے اس کے حضور جھکے رہ جائیں ؎

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا

اور نہیں آتی ان کے پاس رحمٰن کی طرف سے کوئی نئی نصیحت ؎ مگر اس سے

عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿۵﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا

منہ پھیر لیتے ہیں ؎ تو بیشک انہوں نے جھٹلایا تو اب ان پر آیا چاہتی ہیں

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ

خبریں ان کے ٹھٹھے کی ؎ کیا انہوں نے زمین کو نہ دیکھا ہم

اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

نے اس میں کتنے عزت والے جوڑے اگائے ؎ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے ؎

۱۔ یعنی جنت سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جنہیں وہاں رہنے کی جگہ مل جائے۔ ورنہ کافر کو جنت قبر میں دکھا کر چھپا دی جائے گی' جس سے اس کی حسرت اور بڑھ جائے گی۔ ۲۔ یعنی جو رب کی عبادت نہ کرے اس کی بارگاہ الٰہی میں نہ قدر ہے نہ عزت اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ متقی و عابد مومن کی وہاں قدر بھی ہے عزت بھی۔ رب فرماتا ہے العزۃ للہ ولرسولہ وللمؤمنین پھر جیسا تقویٰ و عبادت ایسی ہی قدر و عزت ہے ۳۔ انسان مٹی یا پانی کا ڈھیر ہے۔ اس میں نور ایمان قابل قدر چیز ہے۔ شعر: نور الٰہ اگر نہ ہو انسان میں جلوہ گر؛ کیا قدر اس خمیرہ ماء و مدر کی ہے لہٰذا انسان کی قدر و عزت ایمان و عبادت سے ہے۔ ۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو' جیسے یہ تمام نبیوں کے سردار ہیں' ایسے ہی ان کے منکر کفار تمام کافروں سے بدتر اور ان کی مطیع امت تمام امتوں سے بڑھ کر ہے ۵۔ یعنی لازمی اور دائمی عذاب یا دنیا میں جنگ بدر وغیرہ کے موقعہ پر یا قبر میں یا میدان محشر میں یا دوزخ میں پہنچنے پر ۶۔ سورہ شعراء مکیہ ہے آخری چار آیتوں کے سوا۔ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ سے آخر تک وہ مدنی ۷۔ روشن کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ چونکہ قرآن کا کتاب اللہ ہونا بالکل ظاہر تھا کہ تمام عرب اس کے مقابلہ سے عاجز آ چکے تھے اس لئے اسے روشن فرمایا گیا۔ ۸۔ اس میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے۔ ساتھ ہی حضور کی مخلوق پر انتہائی کرم نوازی کا ذکر ہے۔ حضور امت پر کریم اور رب تعالیٰ حضور پر کریم۔ یعنی اے محبوب! کیا تم ان کے ایمان قبول نہ کرنے کے غم میں اپنی جان دے دو گے ہرگز غم نہ کرو۔ خیال رہے کہ حضور کو تاقیامت ہمارے گناہوں پر صدمہ ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ عزیز علیہ ماعنتم ۹۔ جب کفار مکہ حضور پر ایمان نہ لائے تو حضور کو ان کا کافر رہنا از حد شاق گزرا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں فرمایا گیا کہ ان کے کفر پر غم نہ کریں۔ آپ اپنا کام یعنی تبلیغ کر چکے۔ ہدایت دینا ہمارا کام ہے۔ خیال رہے کہ اس جگہ آیت سے مراد یا تو کوئی آسمانی آفت ہے یا عالم غیب کا ظاہر فرما دینا جس سے یہ لوگ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں۔ لیکن ایسے مجبوری ایمان کا اعتبار نہیں ہوتا۔ (روح وغیرہ) ۱۰۔ خیال رہے کہ نصیحت کا ان کے پاس آنا نیا ہے ورنہ قرآن کریم کلام اللہ قدیم ہے۔ ۱۱۔ یعنی کفار کے کافر رہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآنی آیات کو بے توجہی سے سنتے ہیں۔ سر کے کان سے سنتے ہیں' دل کے کان سے نہیں سنتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کو توجہ سے سننا چاہیے۔ تلاوت قرآن کے وقت بے رغبتی' بے توجہی کفار کا عمل ہے۔ جہاں مسلمان اپنے کاروبار میں لگے ہوں۔ قرآن کی طرف توجہ نہ کر سکتے ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت قرآن منع ہے۔ ۱۲۔ یعنی بدر کا یا موت کا' یا قبر یا حشر کا عذاب عنقریب آیا چاہتا ہے ۱۳۔ انسان کے جوڑے' نر' مادہ سعید و شقی کالے گورے حیوانات کے جوڑے مفید مضر' حلال حرام نباتات کے جوڑے' فائدہ مند نقصان دہ' یا ہر نبات میں نر و مادہ ہے۔ ان تمام جوڑوں میں اچھے بھی ہیں' برے بھی' ان سب کا خالق رب ہے مگر اچھوں کا ذکر فرمایا' ان کی عزت افزائی کے لئے ۱۴۔ کہ پانی' زمین' سورج' ہوا ایک مگر ان سے پیدا ہونے والی چیزیں مختلف اس سے رب کی قدرت کاملہ معلوم ہوتی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں ؎ اور بے شک تمہارا رب ضرور وہی عزت والا

الرَّحِيْمُ ﴿۹﴾ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ

مہربان ہے ؎ اور یاد کرو جب تمہارے رب نے موسیٰ کو ندا فرمائی ؎ کہ ظالم لوگوں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ رَبِّ

کے پاس جا جو فرعون کی قوم ہے ؎ کیا وہ نہ ڈریں گے عرض کی اے میرے

اِنِّىْۤ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۱۲﴾ وَيَضِيْقُ صَدْرِىْ وَلَا

رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے ؎ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری

يَنْطَلِقُ لِسَانِىْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَهُمْ عَلَىَّ

زبان نہیں چلتی ؎ تو تو ہارون کو بھی رسول کر ؎ اور ان کا مجھ پر ایک

ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَاۤ

الزام ہے ؎ تو میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے قتل کر دیں ؎ فرمایا یوں نہیں ؎ تم دونوں میری

اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا

آیتیں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہیں ؎ تو فرعون کے پاس جاؤ ؎ پھر اس سے کہو ہم

رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾

دونوں اسکے رسول ہیں جو رب ہے سارے جہان کا ؎ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے ؎

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ

بولا کیا ہم نے تمہیں اپنے یہاں بچپن میں نہ پالا اور تم نے ہمارے یہاں اپنی عمر کے کئی برس

سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِىْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ

گزارے ؎ اور تم نے کیا اپنا وہ کام جو تم نے کیا ؎ اور تم ناشکر

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾

تھے ؎ موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی ؎

ا۔ کیونکہ اے محبوب جو تم پر ایمان نہ لایا وہ کسی چیز کے ذریعہ رب کو صحیح طور پر نہیں پہچان سکتا۔ ان میں جو آپ کی مان لیں گے وہ تو رب کو پہچان لیں گے۔ اسی لئے اکثر فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہ اکثر اضافی نہیں کیونکہ اہل مکہ میں سے اکثر لوگ آخر کار ایمان لے آئے۔ تھوڑے لوگ کفر پر مرے۔ اکثر . بمعنی بعض ہے۔ ۲۔ کہ بدکاروں کو سزا دینا رب کی عزت و عظمت کا ظہور ہے۔ نیک کاروں کو جزا دینا رب کی رحمت پر مبنی ہے۔ ۳۔ وادی ایمن میں، مدین سے مصر کو جاتے ہوئے جب کہ انہیں نبوت عطا فرمائی گئی ۴۔ قبطی قوم۔ موسیٰ علیہ السلام اگرچہ بنی اسرائیل کے بھی نبی تھے مگر یہ خاص پیغام جو یہاں مذکور ہے، قبطیوں کے لئے ہی تھا، اس لئے انہیں کا ذکر فرمایا ۵۔ یہ خوف . بمعنی اندیشہ ہے۔ یعنی موذی کی ایذاء کا ڈر۔ یہ خوف نبوت کے خلاف نہیں اور لاخوف علیھم میں جو خوف اطاعت مراد ہے، یہ خوف نبی، ولی کو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کی نبوت کے لئے تین وجوہ عرض کئے۔ فرعون کی ایذا کا ڈر۔ فرعون کے جھٹلانے کے موقعہ پر دل کی تنگی یعنی زیادہ جوش اور بہت رنج جس سے تبلیغ میں رکاوٹ پیدا ہو۔ زبان شریف کی لکنت جس سے بات صاف نہ کہی جا سکے۔ تفسیر تنویر المقباس میں فرمایا کہ دل کی تنگی سے مراد جرأت کی کمی ہے ۷۔ جو میری مدد کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں سے مدد لینا سنت انبیاء ہے۔ اسے حرام یا شرک کہنا سخت جہالت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبوت بعض انبیاء کو دعا سے ملی جیسے حضرت ہارون اور حضرت لوط علیہما السلام۔ ۸۔ قبطی کا قتل لھم سے معلوم ہوا کہ اس قبطی کا قتل شرعی جرم نہ تھا بلکہ فرعون کا قانونی جرم تھا ۹۔ خوف بہت قسم کا ہے۔ خوف اذیت اور خوف عظمت، نبی کے دل میں مخلوق کا خوف اذیت ہو سکتا ہے۔ خوف عظمت نہیں ہو سکتا۔ خوف اذیت نفرت کا باعث ہے، خوف عظمت اطاعت کا موجب ہے۔ ہم سانپ سے ڈر کر بھاگتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی اذیت کا خوف تھا نہ کہ عظمت کا ۱۰۔ یعنی اب سے نہ تمہاری زبان میں لکنت رہے گی نہ دل میں تنگی اور نہ اسے تم پر قابو ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر گونگے، بہرے، دل تنگ نہیں ہوا کرتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان پر رب تعالیٰ کی خاص نگاہ کرم ہوتی ہے۔ رب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔ فانک باعیننا ۱۱۔ یہ معلوم ہوا کہ رب اپنے پیاروں کے ساتھ اور ان کے پاس ہوتا ہے، اگر رب کو ڈھونڈتا ہو تو ان محبوبوں کے دروازوں پر جاؤ۔ ۱۲۔ اس فرعون کا نام ولید بن مصعب تھا۔ کنیت ابوالعباس اس کی عمر چار سو ساٹھ سال ہوئی (روح) اس کے نام و عمر میں اور بھی بہت سے اقوال ہیں ۱۳۔ اگرچہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں ہی رسول تھے لیکن چونکہ حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام کے وزیر تھے اس لئے رسول واحد ارشاد ہوا یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام مصر روانہ ہوئے۔ آپ پشمینہ کا جبہ زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ دست مبارک میں عصا تھا۔ عصا کے کنارے پر زنبیل تھی۔ جس میں سفر کا توشہ تھا۔ اولاً حضرت ہارون کے پاس تشریف لے گئے انہیں اپنی رسالت کی خبر دی اور خوشخبری دی کہ تم بھی نبی کر دیئے گئے۔ فرعون کے پاس چلنے کو فرمایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ یہ سن کر گھبرائیں اور بولیں کہ فرعون تم کو قتل کرنے کے لئے تمہاری تلاش میں ہے مگر موسیٰ علیہ السلام نہ رکے۔ صبح کے وقت فرعونی دربار میں پہنچے اور رب کا پیغام دیا۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض احکام کے کفار بھی مکلف ہیں۔ فرعون پر بنی اسرائیل کو چھوڑنا واجب ہو گیا تھا۔ ۱۵۔ تیس سال تک کہ اتنے عرصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کا

(بقیہ صفحہ ۵۸۵) کھانا' کپڑا' مکانات' استعمال فرماتے تھے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جس کی کمائی مخلوط ہو۔ حلال و حرام دونوں سے' اس کے گھر کا کھانا درست ہے۔ دوسرے یہ کہ کفار کا کھانا حلال ہے۔ اگر یہ چیزیں حرام ہوتیں تو رب تعالیٰ اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو اس سے پہلے ہی بچاتا۔ ہمارے حضور نے اول عمر شریف سے کوئی حرام چیز نہ کھائی ۱۶۔ یعنی قبطی کو قتل کیا۔ ۱۷۔ کہ ہماری نعمت کا شکریہ تو ادا نہ کیا' ہمارے آدمی کو مار دیا ۱۸۔ یعنی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ مردود قبطی میرے ایک گھونسہ سے مرجائے گا' خلاصہ یہ کہ میرا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہ تھا' بلکہ مارنا ادب سکھانے کے لئے تھا

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا
تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا۱ جبکہ تم سے ڈرا تو میرے رب نے مجھے حکم عطا فرمایا
وَّجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ
اور مجھے پیغمبروں سے کیا ۲ اور یہ کوئی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان
أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ
جتاتا ہے کہ تو نے غلام بنا کر رکھے بنی اسرائیل ۳ فرعون بولا اور سارے جہان
الْعَالَمِينَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
کا رب کیا ہے ۴ موسیٰ نے فرمایا رب آسمانوں اور زمین کا ۵ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے
إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ﴿۲۵﴾
اگر تمہیں یقین ہو ۶ اپنے آس پاس والوں سے بولا کیا تم غور سے سنتے نہیں ۷
قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۶﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ
موسیٰ نے فرمایا رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ داداؤں کا ۸ بولا تمہارے یہ رسول
الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ
جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ضرور عقل نہیں رکھتے ۹ موسیٰ نے فرمایا رب پورب
وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ
اور پچھم کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں عقل ہو ۱۰ بولا اگر تم نے
اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ﴿۲۹﴾
میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید کر دوں گا ۱۱
قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ
فرمایا کیا اگرچہ میں تیرے پاس کوئی روشن چیز لاؤں ۱۲ کہا تو لاؤ اگر
كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۳۱﴾ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ
سچے ہو تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا جبھی وہ

۱۔ اور مصر چھوڑ کر مدین چلا گیا۔ ۲۔ مدین سے مصر آتے وقت طور شریف کے پاس ۳۔ یعنی تو مجھ پر اپنی پرورش کا احسان جتاتا ہے' اور مجھے ایک قبطی کے مارنے پر الزام دیتا ہے اور خود تو نے میری ساری قوم بنی اسرائیل کو ناحق غلام بنا رکھا ہے اور ہزارہا بے گناہ بچوں کے خون سے تیرے ہاتھ آلودہ ہیں ۴۔ اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون رب تعالیٰ کا منکر تھا۔ خود اپنے آپ کو رب العالمین کہتا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ رب العالمین تو میں ہوں اور میں نے تم کو رسول بنایا نہیں۔ پھر تم رسول کیسے ہو گئے۔ یا یہ مقصد ہے کہ رب العالمین کی صفات بتاؤ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص سے اس کے لائق گفتگو کرنی چاہیے۔ کیونکہ فرعون صرف عالم اجسام کو جانتا تھا۔ عالم انوار' عالم امر' عالم ارواح وغیرہ سے بے خبر تھا۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے صرف عالم اجسام کا ہی ذکر کیا۔ اور وہ بھی آسمان و زمین اور ان کے درمیان کا جو اسے محسوس تھا۔ ورنہ رب تعالیٰ تمام عالموں کا رب ہے' خواہ عالم اجسام ہوں یا کوئی اور ۶۔ یقین استدلالی علم پر بولا جاتا ہے' اسی لئے اللہ کے علم کو یقین نہیں کہا جاتا۔ مطلب یہ ہے کہ اے فرعونیو! اگر تم میں آیات الہیہ میں غور کرنے کی اہلیت ہو تو ان سے رب کو پہچانو۔ ۷۔ اس وقت فرعون کے آس پاس پانچ سو خاص آدمی زیوروں سے آراستہ جڑاؤ کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان لوگوں کا عقیدہ یہ نہ تھا کہ آسمان و زمین کا خالق فرعون ہے' یا وہ آسمان و زمین کو دائمی مانتے تھے۔ قدیم کو خالق کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا ان کے لئے کوئی خالق نہ مانتے تھے ۸۔ یعنی اگر تم آسمان و زمین کو قدیم مانتے ہو تو تم اور تمہارے باپ دادا تو قدیم نہیں' یہ تو خالق کے حاجت مند ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ جس نے تمہیں' انہیں پیدا فرمایا۔ اور پالا پرورش کیا۔ ۹۔ کہ یہ میرے سوائے دوسرے نہ دیکھے ہوئے کو رب مان رہے ہیں۔ خیال رہے کہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو رسول کہنا مذاق و دل لگی کے طور پر تھا اور رسولکم کہنے سے اس کا مطلب یہ تھا اگر یہ رسول ہوں بھی تو تمہارے ہوں گے نہ کہ میرے میں تو رب ہوں۔ معاذ اللہ! ۱۰۔ یعنی سورج کا پورب سے نکل کر پچھم میں ڈوبنا' اس سے موسموں فصلوں کا بدلنا بتا رہا ہے کہ یہ قدیم نہیں کسی قدرت والے کے قبضہ میں ہیں' اور ظاہر ہے کہ تو ان کا رب نہیں کیونکہ یہ تجھ سے پہلے سے ہیں' تیرا ان پر کوئی اثر نہیں۔ لہٰذا ان کے حرکت دینے والے کو رب مان لے۔ سبحان اللہ ۱۱۔ اس کلام سے فرعون کی بے کسی اور بے بسی اور موسیٰ علیہ السلام کی ہیبت ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے دلائل کا کوئی جواب نہ دیا۔ ساتھ ہی قتل کا نام بھی نہ لیا بلکہ قید کرنے کو کہا' یہ بھی اپنے ساتھیوں میں اپنا رعب قائم رکھنے کو ۱۲۔ یعنی اپنے معجزے جو میری نبوت کی کھلی دلیل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ تو مجھے بفضلہ تعالیٰ قید بھی نہیں کر سکتا۔ رب نے میری حفاظت فرمائی ہے اور مجھے ایسے معجزے بخشے ہیں جن کے سامنے تیری ساری قوتیں' ہیچ ہیں

ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

صریح اژدہا ہو گیا اور اپنا ہاتھ نکالا تو جبھی وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا۲

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ

بولا اپنے گرد کے سرداروں سے کہ بے شک یہ دانا جادوگر ہیں۳ چاہتے ہیں کہ

يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْۤا

تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اپنے جادو کے زور سے تب تمہارا کیا مشورہ ہے۴

اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ

وہ بولے انہیں اور ان کے بھائی کو ٹھہرائے رہو اور شہروں میں جمع کرنے والے بھیجو۵ کہ وہ

بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾

تیرے پاس لے آئیں ہر بڑے جادوگر دانا کو۶ تو جمع کئے گئے جادوگر ایک مقررہ دن کے

وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

وعدہ پر۷ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم جمع ہو گے شاید ہم ان جادوگروں ہی

السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا

کی پیروی کریں۸ اگر یہ غالب آئیں۹ پھر جب جادوگر آئے فرعون سے

لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ

بولے کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی اگر ہم غالب آئے بولا

نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا

ہاں اور اس وقت تم میرے مقرب ہو جاؤ گے۱۰ موسیٰ نے ان سے فرمایا ڈالو

مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ

جو تمہیں ڈالنا ہے۱۱ تو انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور بولے

فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ

فرعون کی عزت کی قسم بیشک ہماری ہی جیت ہے۱۲ تو موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا جبھی وہ انکی

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ معجزات صرف نبوت کے ثبوت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں کفار کو ہلاک کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ ورنہ عصا موسوی سانپ بن کر فرعون کو بھی نگل سکتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند چیر دیا مگر ابو جہل کا جگر شق کر کے اسے ہلاک نہ فرمایا۔ یہ بھی خیال رہے کہ نبوت کا ثبوت معجزات سے ہوتا ہے اور کتاب الٰہی کا ثبوت نبی کے فرمان سے۔ ہمارا قرآن چونکہ حضور کا معجزہ بھی ہے اس لئے یہ اس حیثیت سے حضور کی نبوت کا ثبوت ہے' اور کتاب ہونے کی حیثیت سے حضور کی زبان مبارک سے ثابت ہے ۲۔ ناظرین فرما کر بتایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی صرف ہتھیلی چمک جاتی تھی' ہاتھ شریف کی پشت جو خود آپ کی طرف ہوتی تھی' بدستور رہتی تھی۔ ۳۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اتنے روز تک جو غائب رہے کہیں جادو سیکھنے گئے تھے۔ خوب سیکھ کر آئے ہیں۔ یہ اس لئے کہا کہ کہیں اس کے درباری ایمان نہ لے آئیں۔ ۴۔ فرعون نے آج پہلی بار ان لوگوں سے مشورہ کیا۔ اس سے پہلے ہر کام اپنی رائے سے کرتا تھا (روح) ۵۔ تا کہ وہ ملک مصر کے جادوگروں کو جمع کریں۔ جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کریں۔ مقصد یہ تھا کہ اس طرح یہ ثابت کر دیا جائے۔ کہ ایسے کرشمے نبوت کی دلیل نہیں ہوتے' یہ تو ہمارے جادوگر بھی کر لیتے ہیں مگر وہ نبی نہیں' معاذ اللہ۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ اس زمانے میں جادو کا بہت زور تھا۔ اسی لئے ایسا معجزہ آپ کو عطا ہوا۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ شریف میں طب کا زور تھا تو آپ کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو اس کے زمانے میں سائنس کا زور تھا۔ چاہیے تھا کہ اس کو اسی قسم کا معجزہ ملتا ۷۔ فرعونیوں کے میلے کے دن چاشت کے وقت ۸۔ یعنی اگر جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ جائیں تو ہم جادوگروں کی پیروی کرتے ہوئے فرعون ہی کو رب مانے جائیں۔ وہ جادوگر فرعون کی پوجا کرتے تھے۔ یہ ہی پیروی یہاں مراد ہے نہ کہ ان کو اپنا بادشاہ مان لینا اور اگر موسیٰ علیہ السلام غالب آ جائیں تو ہم ان کی پیروی نہ کریں اور نہ فرعون کی عبادت چھوڑیں۔ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام کے غالب آ جانے کا ذکر نہ کیا۔ آج جو لوگ اس نیت سے مناظرہ دیکھیں کہ اگر ہمارا جھوٹا عالم غالب آ گیا تو ہم بخوشی قبول کر لیں گے۔ اور اگر دوسرا عالم غالب آیا خواہ وہ سچا ہو تو اسے نہ مانیں۔ اگر مناظرہ صرف سچے کو شرمندہ کرنے کو ہو تو وہ لوگ فرعونیوں کے اس طریقے پر ہیں ۹۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع سے لوگوں کو روکیں نہ یہ کہ جادوگروں کا دین اختیار کریں۔ جادوگر تو خود فرعون کے دین پر تھے۔ اسے رب مانتے تھے۔ ۱۰۔ اس طرح کہ تمہیں فرعونی دربار میں خاص عزت ملے گی۔ تم سب سے پہلے دربار میں آیا کرو گے اور سب کے بعد جایا کرو گے۔ وزارت تمہاری جاگیر ہو گی۔ یہ اس کے ہاں انتہائی عزت تھی۔ مگر آخر کار جادوگر رب کے مقرب بن گئے موسیٰ علیہ السلام کے فیض سے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذلیل کرنے کے لئے جادوگر کو جادو کی اجازت دینی یا جھوٹا کرنے کے لئے نجومی سے فال نکالنے کو کہنا جائز ہے کہ وہاں تبلیغ اسلام اور کفر کی کمزوری دکھانا مقصود ہے' ورنہ جادو کرانا یا نجومی سے فال کھلوانا حرام تھی۔ یہاں پہلی صورت تھی کہ جادوگر پہل کی وجہ سے ہی مجبور ہوئے۔ ۱۲۔ کیونکہ ہم سارے ملک میں چوٹی کے جادوگر ہیں۔ آج ہم نے اپنی پوری طاقت خرچ کر دی ہے۔

ا۔ یعنی ان کی تمام رسیاں، لاٹھیاں شہتیر جو سانپ کی شکل میں نظر آ رہے تھے، سب کو نگل گیا اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑا تو پھر ویسے ہی لاٹھی ہو گئی۔ نہ بڑھا، نہ وزن زیادہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ جب لاٹھی سانپ کی شکل اختیار کرتی تھی۔ تو وہ بھی کھا پی لیتی تھی۔ یہ اس شکل کے احکام تھے۔ حضور خدا کا نور ہیں۔ آپ کا کھانا، پینا، سونا، جاگنا اس بشریت کے ظاہری احکام ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی علم برا نہیں۔ ان جادوگروں کو ایمان جادو کے علم کی بدولت ملا کہ انہوں نے معجزے اور جادو میں فرق کر لیا۔ ہاں جادو کرنا گناہ ہے۔ فقہاء تو فرماتے ہیں، جہاں جادو کا زور ہو، وہاں جادو سیکھنا ضروری ہے جادو رد کرنے کو ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی

تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا

بناوٹوں کو نگلنے لگا [1] اب سجدہ میں گرے جادوگر [2] بولے

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ

ہم ایمان لائے اس پر جو سارے جہان کا رب ہے جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے [3] فرعون بولا کیا تم

لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ

اس پر ایمان لائے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں [4] بے شک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ

تمہیں جادو سکھایا تو اب جانا چاہتے ہو مجھے قسم ہے بے شک میں تمہارے ہاتھ اور دوسری

خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ اِنَّآ

طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی دوں گا [5] وہ بولے کچھ نقصان نہیں ہم

اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا

اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں [6] ہمیں طمع ہے کہ ہمارا رب ہماری خطائیں

خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى

بخش دے اس پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے [7] اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ راتوں رات

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي

میرے بندوں کو لے نکل بے شک تمہارا پیچھا ہونا ہے [8] اب فرعون نے شہروں میں

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾

جمع کرنے والے بھیجے [9] کہ یہ لوگ ایک تھوڑی جماعت ہیں [10]

وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ

اور بے شک وہ ہم سب کا دل جلاتے ہیں [11] اور بے شک ہم سب چوکنے ہیں [12] تو ہم نے

مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ

انہیں باہر نکالا [13] باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مکانوں سے [14] ہم نے ایسا ہی

رب کی پہچان ہیں۔ رب وہ ہے جسے حضرات انبیاء کرام و صالحین نے رب مانا۔ کیونکہ عقل تو کبھی چاند، سورج کو بھی رب مان لیتی ہے۔ جادوگروں نے کہا کہ رب العالمین وہ ہے جسے حضرت موسیٰ و ہارون رب مانتے ہیں۔ فرعون یا کوئی اور چیز رب نہیں ۴۔ یہاں قبل سے مراد بغیر ہے۔ یعنی تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان کیوں لے آئے۔ یہ مطلب نہیں کہ فرعون ان جادوگروں کو ایمان لانے کی اجازت دینے والا تھا۔ خیال رہے کہ اس موقعہ پر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کچھ نہ کہا۔ یہ اسی وعدہ الٰہی کا ظہور تھا کہ فرعون تم سے کچھ نہ کہہ سکے گا۔ ورنہ اس کے نزدیک جادوگروں سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کا قصور تھا ۵۔ رب کا وعدہ پورا ہوا کہ فرعون نے جادوگروں کو تو سولی دی مگر موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہ کہہ سکا۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ مومن کی موت عید ہے کہ اس کے ذریعہ وہ رب سے ملتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کی وفات کو عرس یعنی شادی کہتے ہیں، کہ وہ محبوبوں کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔ کافر کی موت ایسی ہے جیسے بھاگے ہوئے ملزم کی گرفتاری۔ سبحان اللہ! ایمان لاتے ہی جادوگروں کے دل میں خدا کے سوا کسی کا خوف نہ رہا۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۷۔ کیونکہ سب سے پہلے نیکی کرنے کا ثواب زیادہ ہے کہ پھر جو لوگ دیکھا دیکھی یہ نیکی کریں گے، ان سب کا ثواب اس موجد کو ہو گا۔ ان کا اجر بھی کم نہ ہو گا۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام پر سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ ان جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحبت ملتے ہی ایمان کا انتہائی درجہ مل گیا۔ ایک ہی دن میں مومن، صوفی، صحابی، صابر، شہید ہو گئے۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت در کتب دیں از نظر!

۸۔ یعنی بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہو جاؤ، تمہارے پیچھے فرعون آئے گا اور غرق ہو گا۔ ۹۔ جو فرعونی لشکر کو جمع کریں۔ یہ لشکر بنی اسرائیل کا پیچھا کریں اور گرفتار کریں اگر گرفتاری میں جنگ کرنا پڑ جاوے تو یہ لشکر جنگ کر سکیں۔ اس کی اسکیم تو یہ تھی مگر رب کا منشاء یہ تھا کہ سب غرق کر دیئے جاویں ۱۰۔ بنی اسرائیل اس وقت چھ لاکھ ستر ہزار تھے مگر فرعونی لشکر بے شمار تھا۔ فرعون نے اپنے لشکر کے اعتبار سے بنی اسرائیل کو تھوڑا کہا۔ وہ سمجھا کہ آج اکثریت اقلیت کو دبا لے گی مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ ۱۱۔ اس طرح کہ یہاں مصر میں رہے تو ہماری مخالفت کرتے رہے، اور پھر ہماری بغیر اجازت مصر سے نکل گئے۔ جاتے وقت ہمارا زیور بھی مانگ کر لے گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حربی کافر کو جلانا بھی عبادت ہے جیسے مومن کو خوش کرنا ثواب ہے ایسے ہی کافر کو ناراض کرنا عبادت ۱۲۔ ہتھیار بند اور مستعد ہیں اس سے غافل نہیں۔ لہٰذا وہ آج ہم سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ جس جگہ پیغمبر کی قبر ہو، وہاں عذاب

(بقیہ صفحہ ۵۸۸) الٰہی نہیں آ سکتا۔ مصر میں یوسف علیہ السلام اور آپ کے بھائیوں کی قبریں تھیں۔ اسی لئے فرعون پر وہاں رہ کر عذاب نہ آیا بلکہ باہر نکال کر۔ دوسری قوموں پر ان کی بستیوں میں ہی عذاب آگیا مصر محفوظ رہا ان بزرگوں کی برکت سے۔ ۱۴۔ یعنی بظاہر یہ فرعونی پکڑنے جارہے تھے لیکن در حقیقت وہ پکڑ میں جارہے تھے۔

وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا

کیا اور ان کا وارث کر دیا بنی اسرائیل کو ا تو فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا دن نکلے ۲

تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾

پھر جب آمنا سامنا ہوا دونوں گروہوں کا موسیٰ والوں نے کہا ہم کو انہوں نے آلیا ۳

قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۶۲﴾ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰى

موسیٰ نے فرمایا یوں نہیں بے شک میرا رب میرے ساتھ ہے ۴ وہ مجھے اب راہ دیتا ہے

مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ

تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار تو جبھی دریا پھٹ گیا ۵ تو ہر

فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَ

حصہ ہو گیا جیسے بڑا پہاڑ ۶ اور وہاں قریب لائے ہم دوسروں کو ۷ اور

اَنْجَیْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا

ہم نے بچا لیا موسیٰ اور اس کے سب ساتھ والوں کو ۸ پھر دوسروں کو

الْاٰخَرِیْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

ڈبو دیا ۹ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے ۱۰ اور ان میں اکثر مسلمان

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ

نہ تھے ۱۱ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے اور ان پر

عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾

پڑھو خبر ابراہیم کی ۱۲ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِیْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ

ہو ۱۳ بولے ہم بتوں کو پوجتے ہیں پھر ان کے سامنے آسن مارے رہتے ہیں فرمایا کیا وہ

یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾

تمہاری سنتے ہیں جب تم پکارو یا تمہارا کچھ بھلا برا کرتے ہیں ۱۴

ع ۸ ۱۴ | وقف لازم

ا۔ چنانچہ غرق فرعون کے بعد فوراً یا حضرات داؤد علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل مصر میں جاکر آباد ہوئے اور فرعونیوں کی تمام جائیدادوں پر قبضہ کر لیا۔ اگر عہد داؤدی میں یہ حضرات مصر پہنچے ہوں تو معنی یہ ہیں کہ بنی اسرائیل فرعونی مالوں کے مالک تو فوراً ہو گئے تھے لیکن قبضہ بعد میں کیا۔ چونکہ مصر میں عذاب نہ آیا تھا اس لئے وہاں رہنا جائز تھا ۲۔ چنانچہ فرعون نے لشکر اس طرح مرتب کیا کہ چھ لاکھ آگے' چھ لاکھ دائیں' چھ لاکھ بائیں' چھ لاکھ پیچھے اور بے شمار جماعت وسط میں تھی اور خود فرعون ان کے درمیان تھا۔ ۳۔ کہ آگے دریا ہے اور پیچھے فرعونی لشکر ۴۔ یعنی رب میرے ساتھ ہے اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لہٰذا رب تمہارے ساتھ بھی ہے' اور جس کے ساتھ رب ہو' اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر رب کے ملنے کا وسیلہ عظمیٰ ہیں کہ انکے بغیر رب نہیں ملتا۔ جو نبی کے ساتھ ہے رب ان کے ساتھ ہے اور جو نبی سے علیحدہ ہیں' رب سے دور ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا اس بنا پر ہے کہ رب نے فرمایا تھا۔ انی معکما میں تم دونوں کے ساتھ ہوں ۵۔ اس طرح کہ دریا کے بارہ حصے ہو گئے۔ جس سے بارہ خشک راستے بن گئے یہ دریاء قلزم تھا جو بحر فارس کا ایک حصہ ہے۔ یہاں سے مصر تین دن کی راہ ہے۔ ۶۔ یعنی ان راستوں کے دونوں طرف پانی کے پہاڑ کھڑے ہو گئے۔ سبحان اللہ ۷۔ فرعون اور اس کے لشکر کو' اس طرح کہ بنی اسرائیل جب باہر نکلے تو فرعونی بیچ دریا کے پہنچے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں تو موسیٰ علیہ السلام کو پار لگانا تھا۔ دوسروں کو اس لئے پار لگایا کہ وہ حضرت موسیٰ کے ساتھ تھے۔ اس لئے ومن معہ فرمایا گیا۔ لکڑی کے طفیل لوہا بھی تر جاتا ہے۔ بزرگوں کی ہمراہی دین و دنیا میں نجات کا ذریعہ ہے ۹۔ اس طرح کہ جب فرعونی بیچ سمندر میں آ گئے اور بنی اسرائیل نکل گئے تو ان تمام پانی کے پہاڑوں کو آپس میں مل جانے کا حکم دے دیا گیا ۱۰۔ اس زمانے کے مومنوں کو تو دیکھ کر اور بعد کے لوگوں کو' ان کے قصے سن کر' بلکہ فرعون کی لاش دیکھ کر' کیونکہ اس کی لاش بعد میں محفوظ رکھی گئی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ۱۱۔ اہل مصر میں صرف تین حضرات ایمان لائے۔ حضرت آسیہ فرعون کی زوجہ۔ حضرت خربیل آل فرعون کا مومن اور بی بی مریم بنت ناموشا۔ جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر شریف کا پتہ موسیٰ علیہ السلام کو دیا۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ حضور کو تو حضرت ابراہیم کی خبر پہلے سے ہے۔ قرآن کریم میں ان خبروں کا بیان فرمانا' لوگوں کو سنانے کے لئے ہے۔ ۱۳۔ آپ کا یہ سوال سرزنش کے لئے ہے' ورنہ آپ کو تو معلوم تھا کہ یہ لوگ بت پرست ہیں۔ ۱۴۔ یعنی ان بتوں میں یہ کچھ نہیں' تو پھر انکی پوجا سے کیا فائدہ ہے

ا۔ یعنی ہم بت پرستی کچھ سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ باپ دادوں کی تقلید میں کرتے ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کے نافرمان اگرچہ اپنے رشتہ دار ہی ہوں، اپنے دشمن ہیں، اور رب کے پیارے اگرچہ ہم سے اجنبی ہوں مگر ہماری آنکھوں کے تارے دل کے سہارے ہیں۔ یہ ہی سنت انبیاء ہے کیونکہ اس قوم کے باپ دادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھی آباؤ اجداد تھے۔ اور خود یہ لوگ بھی رشتہ دار تھے۔ مگر ان سب کو اپنا دشمن فرمایا ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بت پرستوں کی ہر چیز سے نفرت چاہیے۔ ان کے بت اور بت خانے قابل نفرت ہیں دوسرے یہ کہ تقیہ کرنا انبیاء کے طریقہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس وقت حضرت ابراہیم اکیلے تھے۔ ساری قوم مخالف تھی۔ مگر آپ نے اپنا دین چھپایا نہیں، تیسرے یہ کہ انبیاء کرام کو قدرتی طور پر قوت قلبی عطا ہوتی ہے۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو انسانوں کے خوف سے حج نہ چھوڑتا۔ ۴۔ چونکہ یہ لوگ رب تعالٰی کی بھی عبادت کرتے تھے اور بتوں کی بھی، اس لئے آپ نے یہ استثناء فرمایا کہ بت تو میرے دشمن ہیں۔ اور رب العالمین میرا رب ہے، یا مقصد یہ ہے کہ تم لوگ بتوں کی عبادت چھوڑ کر رب العالمین کی عبادت کرو جس کی صفات یہ ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کا ہادی براہ راست رب تعالٰی ہے۔ فرشتے یا کتاب کا واسطہ ان کے لئے نہیں ہوتا۔ رب نے قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ یعنی اے محبوب! تمہارے لئے نہیں۔ تم تو پہلے سے ہدایت پر ہو۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ایک آن کے لئے بھی شرک نہ کیا۔ انبیاء کرام بدعقیدگی اور برے عملوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب عصمت انبیاء میں مطالعہ کرو۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ برائی کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہیے اور خوبی و بہتری کی نسبت رب کی طرف کیونکہ بیماری کو اپنی طرف اور شفاء کو رب کی طرف منسوب فرمایا۔ ورنہ مصیبت و راحت رب کی طرف سے ہیں۔ یہ آپ کا ادب تھا۔ ۸۔ حضرت ابراہیم کا یہ کلام دوسروں کی تعلیم کے لئے ہے۔ تاکہ لوگ آپ سے سن کر استغفار کرنا سیکھیں، ورنہ آپ گناہوں سے معصوم ہیں۔ یا خطاء سے مراد وہ ہے جو پیغمبر کی شان کے لحاظ سے خطا ہو۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ اس کلام میں حضرت ابراہیم نے اشارۃً یہ فرمایا کہ کوئی شخص اگرچہ کتنا ہی پرہیزگار ہو اپنی مغفرت پر یقین نہ کرے، بلکہ رب سے امید و خوف رکھے۔ اسی لئے آپ نے اطمع فرمایا۔ ۹۔ حکم سے مراد علم و حکمت یا نبوت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ تمام کلام عطاء نبوت سے پہلے ہے۔ ۱۰۔ یہ عرض بھی تعلیم کے لئے ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاص خدام بھی صالحین یعنی

قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ

بولے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا [۱] فرمایا تو کیا تم دیکھتے ہو

مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾

یہ جنہیں پوج رہے ہو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا [۲]

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ

بے شک وہ سب میرے دشمن ہیں [۳] مگر پروردگار عالم [۴] وہ جس نے مجھے پیدا کیا تو

يَهْدِيْنِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ﴿٧٩﴾ وَاِذَا مَرِضْتُ

وہ مجھے راہ دے گا [۵] اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے [۶] اور جب میں بیمار ہوں

فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ﴿٨١﴾ وَ

تو وہی مجھے شفا دیتا ہے [۷] اور وہ مجھے وفات دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا اور

الَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٨٢﴾

وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا [۸]

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ

اے میرے رب مجھے حکم عطا کر [۹] اور مجھے ان سے ملا دے جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں

لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ

[۱۰] اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں [۱۱] اور مجھے ان میں کر جو

وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ

چین کے باغوں کے وارث ہیں [۱۲] اور میرے باپ کو بخش دے بے شک

الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

گمراہ ہے [۱۳] اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے [۱۴] جس دن

مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾

نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے [۱۵] مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر [۱۶]

قرب خاص کے سزاوار ہیں۔ یوسف و موسیٰ علیہ السلام نے اس الحاق کی دعائیں مانگی ہیں۔ یہ دعا مانگنا سنت انبیاء ہے ۱۱۔ اس طرح کہ آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر کے ساتھ باقی رہے اور میری اولاد میں انبیاء و اولیاء ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں نیک نامی اور اچھا ذکر رب کی رحمت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کی دعا کی اور آپ کی دعا ایسی قبول ہوئی کہ تمام قوموں میں آپ کی آج تک عزت ہے۔ سارے اہل کتاب اپنے کو ابراہیمی کہتے ہیں اور ہند کے مشرک انہیں کرشن کا نام دے کر تعریفیں کرتے ہیں۔ مشرکین عرب بھی اپنے کو ابراہیمی کہتے تھے۔ ۱۲۔ یعنی اپنے فضل و کرم سے جنت دے۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جنت رب کے فضل سے ملتی ہے، نہ کہ محض اپنے عمل سے، جیسے وراثت کا مال وارث کو ملتا ہے اس کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ یہی جنت کا حال ہے سبحان اللہ۔ یا یہ مطلب ہے

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ

اور قریب لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے لئے اور ظاہر کی جائے دوزخ

لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾

گمراہوں کے لئے اور ان سے کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم پوجتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

اللہ کے سوا کیا وہ تمہاری مدد کریں گے یا بدلہ لیں گے

فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِیْسَ

تو اوندھا دیئے گئے جہنم میں وہ اور سب گمراہ اور ابلیس کے

اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا

لشکر سارے کہیں گے اور وہ اس میں باہم جھگڑتے ہوں گے خدا کی قسم

لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾

بے شک ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے

وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

اور ہمیں نہ بہکایا مگر مجرموں نے تو اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں

وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ

اور نہ کوئی غمخوار دوست تو کسی طرح ہمیں پھر جانا ہوتا کہ ہم مسلمان

الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

ہو جاتے بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت ایمان

مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ كَذَّبَتْ

والے نہ تھے اور بے شک تمہارا رب وہی عزت والا مہربان ہے نوح کی قوم

قَوْمُ نُوْحِ ِۣ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ ۚۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا

نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان سے ان کے ہم قوم نوح نے کہا کیا تم

(بقیہ صفحہ ۵۹۰) کہ ہر جنتی' دوزخی کافر کے حصہ پر بھی قبضہ کرے گا۔ یہ قبضہ گویا وراثت ہے ۱۳ے یعنی میرے چچا آزر کو ایمان و توبہ کی توفیق عطا فرما جس سے وہ تیری بخشش کا مستحق ہو جائے۔ یہ دعا اس لئے فرمائی کہ آزر نے آپ سے ایمان کا وعدہ کیا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِیَّاهُ (خزائن العرفان) ورنہ مشرک کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔ اسی لئے اسے مرحوم و مغفور کہنا حرام ہے ۱۴ے آپ کی یہ دعا بھی لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ انشاء اللہ ابراہیم علیہ السلام کے غلام در غلام بھی قیامت کی رسوائی سے محفوظ ہیں۔ ۱۵ے معلوم ہوا کہ قیامت میں مال' اولاد کام نہ آنا' کفار کے لئے ہے۔ مومن کو دونوں چیزیں کام آئیں گی' انشاء اللہ' جیسا کہ آگے استثناء سے معلوم ہو رہا ہے۔ مومن کی اولاد شفاعت کرے گی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا ۱۶ے یعنی جو سلامت دل لے کر رب کے حضور حاضر ہوا اس کا مال بھی کام آئے گا اور اولاد بھی۔ سلامتی دل سے مراد دل کا بدعقیدگیوں سے پاک ہونا۔ صوفیاء کے نزدیک قلب سلیم وہ ہے جسے محبت و عشق الٰہی کے سانپ نے ڈس لیا ہو عربی میں سلیم سانپ ڈسے ہوئے کو کہتے ہیں۔

اے مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں کہ مومن ان تینوں جگہ سے جنت کا ملاحظہ کرتا ہے ۲ے اس طرح کہ کافر مرتے وقت برزخ میں اور محشر میں دوزخ کو اپنے قریب دیکھے گا۔ ۳ے معلوم ہوا کہ قیامت میں جھوٹے معبود اپنے پرستاروں سے غائب ہو جائیں گے۔ اور حضرات انبیاء اولیاء اپنے متبعین سے قریب رہیں گے' ان کی شفاعت کریں گے۔ ان کی آس بندھائیں گے اور مدد فرمائیں گے۔ ۴ے تم سے اپنا' اس طرح کہ چاند' سورج اور تمہارے بت دوزخ میں تم کو اور زیادہ تکلیف دیں گے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ ۵ے یعنی تمام بت اور بت پرست' شیطان اور اس کی ذریت' سب دوزخ میں گرائے جائیں گے۔ تا کہ ایک دوسرے سے لڑیں جھگڑیں ۶ے اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں پہنچ کر دوزخی ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور ملامت کریں گے۔ نہ پہچاننا اول قیامت میں ہو گا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷ے معلوم ہوا کہ کفار خدا کو عالم کا خالق' مالک' مدبر مان کر اور بتوں کو اس کے بندے مان کر اس لئے مشرک ہوئے کہ وہ بعض بندوں کو رب کے برابر مانتے تھے۔ کسی کو خدا کی اولاد' کسی کو خدا کا شریک' نیز چونکہ وہ پیغمبروں کا انکار کر کے رب کو مانتے تھے لہٰذا مشرک ہی رہے ۸ے سرداران کفر جنہوں نے ہم کو شرک و کفر کی دعوت دی اور ہم نے ان کے کہنے سے بت پرستی کی ۹ے جیسے مسلمانوں کے بہت شفیع ہیں' انبیاء' اولیاء' چھوٹی اولاد' خانہ کعبہ' ماہ رمضان' شفاعت' کا پورا مسئلہ ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو ۱۰ے معلوم ہوا کہ شفیع نہ ہونا' دوستوں کا کام نہ آنا کفار کے لئے ہے۔ مومنوں کی دوستیاں کام آئیں گی اور ان کے بہت سے شفیع بھی ہوں گے۔ ۱۱ے دنیا میں اعمال صالح کرنے کے لئے' تو اب ہم وہاں جا کر مومن متقی بن جاویں۔ ۱۲ے یعنی ابراہیم علیہ السلام کی قوم میں بہت ہی تھوڑے آپ پر ایمان لائے۔ اکثر بے ایمان رہے۔ چنانچہ بابل والوں میں سے صرف حضرت لوط اور نمرود کی بیٹی آپ پر ایمان لائے (روح) حضرت سارہ بھی آپ پر ایمان لائیں۔ ۱۳ے نوح علیہ السلام کا نام شریف یشکر ہے' آپ چوتھے نبی ہیں۔ تمام انسانوں کے نبی تھے۔ سب سے زیادہ عمر آپ کی ہوئی۔ ایک ہزار برس سے زیادہ آپ نے تبلیغ کی' مگر بہتر آدمی باہر کے اور آٹھ آدمی گھر کے آپ پر ایمان لائے۔ چونکہ ایک نبی کا جھٹلانا تمام رسولوں کا جھٹلانا ہے اس لئے مرسلین جمع لایا گیا۔

ع ۵ / ۹

ا۔ اللہ سے یا نبی سے، یا کفر و شرک اور میری نافرمانی سے ۲۔ آپ اعلان نبوت سے پہلے ہی اس قوم میں مانے ہوئے سچے اور امین تھے۔ نیز آپ اللہ کی وحی اور رسالت پر امین تھے۔ خیال رہے کہ نبی کا صادق الوعد اور امانتدار ہونا ضروری ہے ۳۔ خیال رہے کہ یہاں تقویٰ سے مراد ایمان ہے اور اطاعت سے مراد پرہیز گاری ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں۔ یعنی اولاً" پھر اعمال میں میری فرمانبرداری کرو۔ معلوم ہوا کہ نبی مطلق مطاع ہوتے ہیں۔ ان کے ہر حکم کی اطاعت ضروری ہے کیونکہ اطاعت کو مطلق رکھا گیا۔ اس میں کوئی قید نہیں لگائی گئی ۴۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام نے نبوت کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنایا۔ ہمیشہ اعلان فرمایا کہ ہمیں تبلیغ پر

تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾

ڈرتے نہیں ۱ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا بھیجا ہوا امین ہوں ۲ تو اللہ سے ڈرو اور میرا

وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ

حکم مانو ۳ اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١١٠﴾ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ

جہان کا رب ہے ۴ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو بولے کیا ہم تم پر ایمان

لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا

لے آئیں اور تمہارے ساتھ کمینے ہوئے ہیں ۵ فرمایا مجھے کیا خبر ان کے کام

يَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾

کیا ہیں ۶ ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے اگر تمہیں حس ہو ۷

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١١٥﴾

اور میں مسلمانوں کو دور کرنے والا نہیں ۸ میں تو نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿١١٦﴾

بولے اے نوح اگر تم باز نہ آئے ۹ تو ضرور سنگسار کئے جاؤ گے

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ

عرض کی اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ۱۰ تو مجھ میں اور ان میں پورا فیصلہ

فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ

کر دے اور مجھے اور میرے ساتھ والے مسلمانوں کو نجات دے ۱۱ تو ہم نے بچا لیا

وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ

اسے اور اس کے ساتھ والوں کو ۱۲ بھری ہوئی کشتی میں ۱۳ پھر اس کے بعد ہم نے

الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

باقیوں کو ڈبو دیا ۱۴ بے شک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں اکثر مسلمان

اجرت نہیں چاہیے۔ ہمارے حضور نے بھی بارہا اس کا اعلان فرمایا تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نبوت دنیا کمانے کا بہانہ ہے۔ یہ ایک پیشہ ہے بلکہ حضور نے تو تاقیامت اپنی اولاد کے لئے زکوٰۃ لینا حرام فرمایا۔ یعنی ان کے امیروں پر زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ مگر ان کے غریبوں پر لینا حرام تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ زکوٰۃ اولاد کی پرورش کے لئے بنائی گئی ہے مگر مرزا قادیانی نے نبوت کے بہانے ہمیشہ کھایا کمایا اور مرنے کے بعد قادیان کی قبریں فروخت کر کے ہمیشہ کے لئے دینی اولاد کی روزی کا انتظام کیا۔ ۵۔ یعنی غرباء و مساکین جن کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمیشہ غرباء نے ہی انبیاء کی اطاعت پہلے کی۔ دوسرے یہ کہ مومن کو کمین کہنا، رذیل سمجھنا کفار کا کام ہے۔ کوئی مومن کمین نہیں، سب شریف ہیں اور کوئی کافر شریف نہیں۔ ۶۔ یہ بے علمی بے تعلقی کے معنی میں ہے۔ یعنی دنیاوی پیشے اور کاروبار سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ اس سے حضرت نوح علیہ السلام کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ آپ تو ان لوگوں کے پیشہ اور کاروبار سے خبردار تھے۔ ان میں رہتے تھے۔ آپ تو ماں کے پیٹ، باپ کی پیٹھ کے بچوں کی سعادت و شقاوت سے بھی خبردار تھے۔ خود فرماتے ہیں۔ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا۔ ۷۔ یعنی رب تعالیٰ جو انہیں سزا جزا دینے والا ہے وہ تو انہیں رذیل و کمین کہتا نہیں تم انہیں رذیل کہنے والے کون ہو۔ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ غرباء فقراء کے ساتھ مجلس سنت انبیاء ہے، دوسرے یہ کہ رب کی اطاعت میں کسی کی بات کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔ ۹۔ ان مساکین و غرباء کی طرفداری سے اور وعظ و تبلیغ سے ۱۰۔ یہ بددعا آپ نے بہت عرصہ کے بعد قوم کے ایمان سے مایوس ہو کر اور اس کی سرکشی سے تنگ آ کر کی تھی۔ ۱۱۔ ان کفار کی شامت اعمال سے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل میں تو حضرت نوح علیہ السلام کو نجات دی گئی مگر ساتھیوں کو اس لئے نجات دی گئی کہ وہ پیغمبر کے ساتھ تھے۔ اسی لئے من معہ فرمایا گیا۔ پیغمبر کے ساتھ ہونا دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔ ساتھ ہونا خواہ جسمانی ہو خواہ روحانی ۱۳۔ جو مومن انسانوں، تمام حیوانات اور ان کی ضروریات سے بھری ہوئی تھی غرضیکہ رب تعالیٰ نے ساری دنیا اس کشتی میں جمع فرما دی تھی۔ ۱۴۔ کافر انسانوں کو اور تمام ان حیوانات کو جو کشتی میں پناہ نہ لے سکے۔ خیال رہے کہ مجرم انسان کی وجہ سے بے قصور جانور بھی ہلاک ہو جاتے ہیں، رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ۔

ا۔ یعنی قوم نوح میں بہت تھوڑے ایمان لائے جو کشتی میں سوار کئے گئے۔ باقی سب کافر رہے جو ڈبو دیئے گئے اس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ ہمیشہ تھوڑے لوگ ہی ایمان و ہدایت قبول کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۲۔ قوم عاد کے نبی کا نام شریف حضرت ہود علیہ السلام ہے۔ عاد و ثمود کی ہلاکتوں میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے ۳۔ یہاں نبی کو بھائی بتا کر صرف یہ بتایا کہ وہ ان کے ہم قوم تھے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں بھائی کہنے کی اجازت تھی۔ نبی کو اچھے القاب سے پکارنا لازم ہے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انبیاء کرام قوم کو پہلے اپنی پہچان کراتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور تمام دینی امور کی۔ ہمارے حضور نے سب سے پہلی تبلیغ میں یہ ہی پوچھا کہ بتاؤ میں کیسا ہوں کیونکہ نبی کی پہچان پر ایمان موقوف ہے' دوسرے یہ کہ نبی کے لئے امین اور سچا ہونا ضروری ہے کہ وہ اللہ کی امانت کو صحیح طور پر پہنچا سکیں۔ تیسرے یہ کہ اللہ کا شکر کرنے اور لوگوں کو اپنے مراتب سے واقف کرنے کے لئے اپنی تعریف و ثنا اپنے منہ سے کرنا جائز بلکہ واجب ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی اطاعت ہی کا نام تقویٰ ہے' یہ عطف تفسیری ہے ان کی اطاعت کے بغیر کیسے ہی اعلیٰ کام کئے جائیں تقویٰ حاصل نہیں ہوتا ۶۔ یعنی تبلیغ دین پر کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ لہٰذا پیغمبر اگر کسی اور کام پر اجرت قبول فرمائیں تو اس کے خلاف نہیں اس سے معلوم ہوا کہ جو کام بندے پر فرض ہو اس کی اجرت لینی حرام ہے' اس پر بہت سے شرعی احکام مرتب ہیں۔ عالم کے لئے تعلیم دین' امامت پر اجرت جائز ہے کیونکہ وہ پابندیاں فرض نہیں جو وہ کرتے ہیں۔ مطلقاً" مسئلہ بتانے پر اجرت نہیں لے سکتے ۷۔ کیونکہ اس نے مجھے اس کام کے لئے بھیجا ہے۔ وہی مجھے اجر دے گا۔ ۸۔ قوم عاد نے سر راہ بلند عمارتیں بنائیں تھی تا کہ ان میں بیٹھ کر مسافروں' راہ گیروں سے ہنسی کریں اور انہیں پریشان کریں۔ اس آیت میں اسی کا ذکر بعض علماء نے اس آیت سے فرمایا کہ عبث اور بیکار عمارتیں بنانا منع ہے' وہ حضرات اس آیت کے یہ معنی کرتے ہیں کہ تم لوگ بلا فائدہ عبث ہر جگہ عمارتیں بناتے ہو جن کی تم کو حاجت نہیں (روح البیان) ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مضبوط عمارتیں بنانا منع نہیں بلکہ ان عمارات کی وجہ سے غافل ہو کر رب کو بھول جانا منع ہے یعنی تم ان قلعوں کی تعمیر میں ایسے مشغول ہو کہ گویا تم کو مرنا ہی نہیں ۱۰۔ یعنی اگر تم کسی کے خلاف ہو جاؤ تو اس پر بہت ظلم کرتے ہو۔ قتل' درے مارنا' بے رحمی سے ہلاک کرنا۔ ۱۱۔ یعنی ان حرکتوں کو چھوڑ دو اور مجھ پر ایمان لے آؤ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان لانے اور ظلم سے بچنے کے کفار بھی مکلف ہیں۔

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ

نہ تھے ۱؎ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا مہربان ہے عاد نے

عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

رسولوں کو جھٹلایا ۲؎ جب کہ ان سے ان کے ہم قوم ہود نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَآ

بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا امانتدار رسول ہوں ۴؎ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ۵؎ اور

اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ

میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا ۶؎ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ

جہان کا رب ہے ۷؎ کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو راہ گیروں سے ہنسنے کو

تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ

۸؎ اور مضبوط محل چنتے ہو اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے ۹؎ اور جب کسی پر گرفت کرتے

بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَاتَّقُوا

ہو ۱۰؎ تو بڑی بے دردی سے گرفت کرتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ۱۱؎ اور اس سے ڈرو

الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

جس نے تمہاری مدد کی ان چیزوں سے کہ تمہیں معلوم ہیں، تمہاری مدد کی چوپاؤں اور بیٹوں

وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

اور باغوں اور چشموں سے ۱۲؎ بے شک مجھے تم پر ڈر ہے ایک بڑے دن کے

عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ

عذاب کا ۱۳؎ بولے ہمیں برابر ہے چاہے تم نصیحت کرو یا

مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا

ناصحوں میں نہ ہو ۱۴؎ یہ تو نہیں مگر وہی اگلوں کی ریت ۱۵؎ اور ہمیں

دوسرے یہ کہ بغیر نبی کی اطاعت کے کتنی ہی نیکی کی جاوے وہ تقویٰ نہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو دنیاوی نعمتیں مل جانا بڑے عذاب کی تمہید ہے۔ یہ نعمتیں ان کے لئے رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے۔ قوم عاد بڑی مالدار اور بڑی اولاد والی تھی۔ ۱۳۔ دنیا میں عذاب آنے کا دن' یا قیامت کا دن' اس دن کو عظیم اس لئے فرمایا گیا کہ اس میں عظیم عذاب آنے والا تھا ۱۴۔ ہم تمہاری بات کسی طرح نہ مانیں گے۔ یہ اپنی سختی کفر کا خود اقرار ہے۔ ۱۵۔ یعنی اعلیٰ عمارتیں بنانا' ایسے گناہ کرنا ہم سے پہلے لوگ بھی کرتے رہے ہیں' یا تمہاری طرح وعظ' تم سے پہلے بھی کئے گئے ہیں مگر اب تک قیامت نہ آئی۔

ا۔ یعنی ہم کچھ بھی کریں ہم پر کبھی عذاب نہیں آسکتا۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں یہ قول اللہ تعالیٰ پر امن ہے اور امن کفر ہے امید و خوف ایمان کے رکن ہیں ۲۔ ہوا کے عذاب سے ۳۔ یعنی قوم عاد کے بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے جو بچالئے گئے بہت زیادہ کافر ہی رہے جو ہلاک کر دیئے گئے۔ یہ مطلب نہیں کہ جو ہلاک ہوئے ان میں تھوڑے مسلمان تھے۔ کیونکہ سارے مومن عذاب سے بچالئے گئے تھے۔ ۴۔ یہ لوگ ثمود بن عبید بن عوص بن عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ اس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے ۵۔ یعنی صالح علیہ السلام خود اس قوم اور اس ملک کے رہنے والے تھے باہر سے نہ آئے تھے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ انبیاء حضرات اسرار الٰہیہ اور لوگوں کی عزت' مال آبرو وغیرہ سب کے امین ہوتے ہیں۔ خیانت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتیں ہمارے حضور کو اہل مکہ بچپن شریف سے محمد امین پکارتے تھے اور بچپن شریف سے آپ کے پاس امانتیں رکھتے۔ اور اپنے فیصلے حضور سے کرواتے تھے ۷۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر مطیعوں کے اجر و ثواب دینا لازم ہے واجب ہے۔ مگر یہ لزوم و جوب اس رب کریم کے وعدہ کرم کی بنا پر ہے جو اس نے اپنے فضل سے نیکوں سے کیا ہے نہ کہ دوسرے کے لازم کرنے سے۔ ۸۔ اور چونکہ وہ رب العالمین ہے اس لئے اس کا اجر یقینی اور کامل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کو اجرت رب ہی دے سکتا ہے۔ دوسروں کے پاس ہے ہی کیا جو ان حضرات کو اجر دیں۔ بڑوں کا اجر دینا بھی بڑوں ہی کا کام ہے۔ ۹۔ اس طرح کہ تم ان نعمتوں میں ہمیشہ رہو۔ یا یہ نعمتیں تمہارے پاس ہمیشہ رہیں۔ ایسا نہ ہو گا ۱۰۔ چشموں سے مراد کنوئیں اور نہریں ہیں کیونکہ قوم ثمود سردیوں میں کنوؤں اور گرمیوں میں نہروں سے پانی حاصل کرتے تھے (روح البیان) ۱۱۔ یعنی عمدہ قسم کی کھجوریں جیسے برنی کھجوریں۔ برنی اصل میں بر نیک ہے جس کے معنی ہیں اچھا پھل (روح) ۱۲۔ فخر کرتے ہوئے، کیونکہ یہ لوگ عمارتی کام میں بڑے استاد تھے۔ معلوم ہوا کہ زیادہ مضبوط عمارتیں بنانا غفلت کے طور پر جرم ہے۔ ۱۳۔ مشرکین و کفار کی اطاعت نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن ہونے کے لئے نبی کی اطاعت کے ساتھ بے دینوں سے علیحدگی اور ان سے نفرت لازم ہے خالص چیز کی قدر ہے۔ خالص مومن کی عزت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی ۱۴۔ خود بھی گناہ کرتے ہیں' اور دوسروں کو بھی رغبت گناہ دیتے ہیں جس سے زمین پر عذاب الٰہی آنے کا اندیشہ ہے یا وہ چوری ڈکیتی وغیرہ سے فساد پھیلاتے ہیں۔

نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

عذاب ہونا نہیں ۱ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے انہیں ہلاک کیا ۲ بے شک

لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ

اس میں ضرور نشانی ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے ۳ اور بے شک تمہارا رب

لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۴۱﴾

ہی عزت والا مہربان ہے ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا ۴

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّیْ لَكُمْ

جب کہ ان سے انکے ہم قوم صالح نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں ۵ بے شک میں تمہارے

رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ

لئے اللہ کا امانتدار رسول ہوں ۶ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے اس

عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾

پر کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے ۷ جو سارے جہان کا رب ہے ۸

اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾

کیا تم یہاں کی نعمتوں میں چین سے چھوڑ دیئے جاؤ گے ۹ باغوں اور چشموں ۱۰

وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ

اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا شگوفہ نرم نازک ۱۱ اور پہاڑوں میں سے

الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾

گھر تراشتے ہو استادی سے ۱۲ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو

وَلَا تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ

اور حد سے بڑھنے والوں کے کہنے پر نہ چلو ۱۳ وہ جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں

فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ

۱۴ اور بناؤ نہیں کرتے بولے تم پر جادو

ا۔ صرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار جادو کیا گیا جس سے آپ کے ہوش و حواس بجانہ رہے۔ اسی لئے انہوں نے مسحور نہ کہا۔ بلکہ مسحر کہا۔ خیال رہے کہ نبی کے عقل
و حواس پر جادو اثر نہیں کر سکتا۔ انہیں جادو سے دیوانگی نہیں آ سکتی ۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر مساوات کے لئے کہنا کفر ہے کہ رب نے اس قوم کے کفریات
میں اس کو بھی بیان فرمایا۔ خیال رہے کہ نبی کو بشر یا رب نے فرمایا یا خود پیغمبر نے یا کفار نے۔ اب جو انہیں بشر کہے' وہ رب تو ہے نہیں' نہ رسول' لہٰذا کافر ہی ہو گا
۳۔ یعنی ایسا معجزہ دکھاؤ جس سے آپ کی سچائی ظاہر ہو ۴۔ یہ اونٹنی صالح علیہ السلام کی دعا سے بطور معجزہ ایک پتھر سے پیدا ہوئی۔ اس کا سینہ ساٹھ گز تھا۔ کنوئیں کے

الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۵۳﴾ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَأْتِ بِآيَةٍ

ہوا ہے ۱؎ تم تو ہیں . جیسے آدمی ہو ۲؎ تو کوئی نشانی لاؤ

إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا

اگر سچے ہو ۳؎ فرمایا یہ ناقہ ہے ایک دن

شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ

اس کے پینے کی باری اور ایک معین دن تمہاری باری ۴؎ اور اسے برائی کے ساتھ نہ چھوؤ

فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا

کہ تمہیں بڑے دن کا عذاب آ لے گا ۵؎ اس پر انہوں نے اسکی کوچیں کاٹ دیں

نَادِمِينَ ﴿۱۵۷﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ

پھر صبح کو پچھتاتے رہ گئے تو انہیں عذاب نے آ لیا ۶؎ بے شک اس میں ضرور نشانی

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۵۸﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ

ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے ۷؎ اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا

الرَّحِيمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۶۰﴾ إِذْ قَالَ

مہربان ہے لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ۸؎ جب کہ ان سے

لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۶۱﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۶۲﴾

ان کے ہم قوم لوط نے فرمایا ۹؎ کیا تم ڈرتے نہیں ۱۰؎ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ

امانتدار رسول ہوں ۱۱؎ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت

إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶۴﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ

نہیں مانگتا ۱۲؎ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے کیا مخلوق میں مردوں سے

مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ

بدفعلی کرتے ہو ۱۳؎ اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لئے تمہارے رب نے جورو ئیں

پانی کی باری مقرر کر دی گئی تھی کہ ایک دن یہ لوگ پانی پئیں' دوسرے دن اونٹنی پئے۔ اونٹنی اپنی باری کا سارا پانی پی جاتی تھی۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ جس جانور کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہو جاوے وہ قابل احترام ہو جاتا ہے۔ دیکھو آج بھی ہدی اور قربانی کا احترام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جانور کا گوشت نقصان دے اس سے بچنا چاہیے' کیونکہ مضر چیز سے بچنا لازم ہے ۶۔ خیال رہے کہ اس دین میں اونٹ حلال تھا' اس کا ذبح جائز تھا۔ مگر خاص اس اونٹنی کا ذبح بھی حرام قرار دے دیا گیا اور گوشت بھی اس لئے کہ یہ نقصان کا باعث تھا۔ آج بھی بعض بزرگوں کے جنگل کا شکار تجربہ سے نقصان دہ ثابت ہوا ہے تو لوگ اس سے بچتے ہیں اس کی اصل یہی ہے ۷۔ یعنی صالح علیہ السلام کی انتہائی تبلیغ کے باوجود بہت تھوڑے ایمان لائے' اے محبوب اگر آپ پر سارے عرب ایمان نہ لائیں تو آپ غم نہ فرمائیں' اس کی وجہ یہ نہیں کہ آپ کی تبلیغ میں کوتاہی ہے بلکہ یہ خود بدنصیب ہیں ۸۔ یہاں قوم سے مراد نسبی قوم نہیں بلکہ لوط علیہ السلام کی امت دعوت مراد ہے جن کی طرف آپ کو بھیجا گیا کیونکہ لوط علیہ السلام کا وطن اور نسب دوسرا تھا اس قوم سے مراد سدوم اور اس کے آس پاس کی بستیاں ہیں ۹۔ یہاں اخوت سے مراد شفقت و مہربانی ہے' ورنہ حضرت لوط' ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ یعنی ہاران کے بیٹے۔ آپ بھی ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کر کے ملک شام میں تشریف لائے اور ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے نبوت سے سرفراز ہوئے۔ ۱۰۔ اللہ سے اور اس کے عذاب سے کیوں نہیں بچتے کفر و بے ایمانی اور میری مخالفت سے کیونکہ تقویٰ کے معنی ڈرنا بھی ہے اور بچنا بھی۔ رب فرماتا ہے۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ آپ کی نبوت و رسالت صرف سدوم والوں کے لئے تھی اسی لئے لکم فرمایا گیا۔ ہمارے حضور کی نبوت سارے جہان کے لئے ہے۔ جس کا خدا' رب العالمین اس کے حضور رسول ہیں ۱۲۔ میرا اجر صرف یہ ہے کہ تم

ع ۹
۱۰

ایمان لے آؤ جس سے مجھے آخرت میں ثواب ملے۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اغلام قوم لوط کی ایجاد ہے اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔ اسی لئے اس کام کو لواطت بھی کہا' جاتا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ خبیث کام کوئی جانور بھی نہیں کرتا جیسا کہ مِنَ الْعَالَمِينَ سے معلوم ہوا۔ لوطی آدمی جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قسم کے احکام کے کفار بھی مکلف ہیں۔ کیونکہ یہ معاملات ہیں' کفار صرف عبادات سے مستثنیٰ ہیں' اور بعض معاملات سے۔

اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ
بنائیں ۱ بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو ۲ بولے اے لوط اگر تم
تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ اِنِّيْ
باز نہ آئے تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے ۳ فرمایا میں
لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا
تمہارے کام سے بیزار ہوں ۴ اے میرے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوْزًا
ان کے کام سے بچا ۵ تو ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات بخشی مگر ایک
فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ
بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی ۶ پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کردیا اور ہم نے ان پر ایک
مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ
برساؤ برسایا ۷ تو کیا ہی برا برساؤ تھا ڈرائے گیوں کا ۸ بے شک اس میں ضرور نشانی
وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
ہے اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے ۹ بے شک تمہارا رب ہی عزت والا
الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ
مہربان ہے بن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا ۱۰ جب
قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ
ان سے شعیب نے فرمایا کیا ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا امانتدار
اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ
رسول ہوں ۱۱ تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو ۱۲ اور میں اس پر تم سے
مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ ط
کچھ اجرت نہیں مانگتا ۱۳ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے ۱۴

یہ آیت کریمہ اس آیت کی تفسیر ہے کہ فرمایا۔ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِيْۤ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ. معلوم ہوا کہ بناتی سے قوم کی بیٹیاں یعنی ان کی بیویاں مراد ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا
متعہ' عورتوں سے اغلام' لواطت جلق وغیرہ تمام حرام ہیں کیونکہ یہ خدا کی حدود سے آگے بڑھنا ہے۔ رب فرماتا ہے فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۳۔
شہر سے۔ معلوم ہوا کہ خوش نصیب لوگ بزرگوں کی موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا وجود رحمت الٰہی کا باعث ہے اور بدنصیب لوگ انہیں اپنے لئے
یت جانتے ہیں' ان سے دوری چاہتے ہیں۔ گویا وہ خود اپنی موت اپنے منہ سے مانگ رہے ہیں ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ کرنا سنت انبیاء
خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کو رب تعالیٰ بڑی ہمت
رأت بخشتا ہے۔ کہ وہ تمام قوم کی مخالفت کی پروا نہیں
تے۔ تیسرے یہ کہ بروں سے بیزاری سنت انبیاء ہے۔
۔ یعنی ان کی شامت اعمال سے مجھے بچالے۔ یہ دعا
سروں کی تعلیم کے لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو گنا
ہ کے شر سے بچاتا ہے۔ گھر والوں سے مراد مومن گھر
لے ہیں۔ آپ کی کافرہ بیوی اس دعا میں داخل نہیں وہ
س عذاب میں گرفتار ہو گئی ۶۔ کیونکہ وہ اپنی قوم کی
ری سے راضی تھی بلکہ ان کی مددگار تھی اگرچہ آپ
بیوی تھی اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت
داخل ہے ورنہ یہاں استثناء متصل نہ فرمایا جاتا۔ ۷۔
ے معلوم ہوا کہ لواطت سخت تر جرم ہے کہ اس پر
ت سخت عذاب آیا۔ لہٰذا قاضی کو لازم ہے کہ لوطی کو
ت عذاب دے۔ اونچے مکان سے گرا کر مار ڈالنا یا تلوار
۔ قتل وغیرہ ۸۔ یعنی قوم لوط کا جنہیں کہ رب تعالیٰ نے نبی
ذریعہ سے ڈرایا تھا۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بغیر
ئے کسی کو عذاب نہیں دیتا۔ اور بغیر رسول کے
ائے عذاب نہیں آتا۔ ۹۔ یعنی لوط علیہ السلام کی وسیع
ج کے باوجود بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے۔ کچھ ان
گھر کے اور کچھ دوسرے لوگ۔ ۱۰۔ ایکہ' درختوں کے
ں جھنڈ کو کہتے ہیں جو جنگل میں واقع ہو۔ ان کے نبی
ب علیہ السلام تھے ۱۱۔ اس لکم' سے معلوم ہوا کہ
ت شعیب علیہ السلام صرف ایکہ والوں کے نبی تھے۔
لئے موسیٰ علیہ السلام باوجود آپ کے پاس رہنے کے
ب کے امتی نہ ہوئے کیونکہ آپ بنی اسرائیل سے اور وہ
مصر سے تھے ۲۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ میں ایمان اور' اطیعون میں
ے اعمال کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی پہلے ایمان لاؤ پھر
ں فرمانبرداری کرو۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے ایمان
م ہے۔ ۱۳۔ خیال رہے کہ کسی نبی نے نبوت پر
ت لے کر گزارہ نہ کیا۔ ہر پیغمبر نے کوئی نہ کوئی ہنر اور
اختیار کیا جس سے گزر اوقات فرمائی۔ سوائے مرزا
نی کے کہ اس نے نبوت کا ڈھونگ صرف پیسہ اور
یزوں کی خوشامد کے لئے رچایا۔ کس نبی نے کیا پیشہ اختیار کیا' یہ ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو۔ ۱۴۔ خیال رہے کہ نبی کا تقرر رب کے انتخاب سے ہوتا ہے۔ اسی
ان کی اجرت مخلوق کے ذمہ نہیں خلیفہ کا تقرر قوم کے انتخاب سے ہے' اسی لئے قوم کے ذمہ ان کی مالی خدمت ہے۔ خلفائے راشدین نے خلافت پر اجرت لی
ئے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے۔ اگرچہ وہ حضرات خلیفہ نبی تھے مگر اجرت کے حقدار تھے

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا
ناپ پورا کرو اور گھٹانے والوں میں نہ ہو[١] اور سیدھی

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ
ترازو سے تولو[٢] اور لوگوں کی چیزیں کم کر کے نہ دو[٣]

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي
اور زمین میں فساد پھیلاتے نہ پھرو[٤] اور اس سے ڈرو

خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ
جس نے تمہیں پیدا کیا اور اگلی مخلوق کو[٥] بولے تم پر جادو

الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ
ہوا ہے[٦] تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی[٧] اور بے شک ہم تمہیں جھوٹا

لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ﴿١٨٦﴾ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ
سمجھتے ہیں[٨] تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو

إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا
اگر تم سچے ہو[٩] فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے

تَعْمَلُونَ ﴿١٨٨﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ
جو تمہارے کوتک ہیں[١٠] تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں شامیانے والے دن کے

إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٨٩﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً
عذاب نے آ لیا[١١] بے شک وہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ بیشک اس میں ضرور نشانی ہے

وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٠﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ
اور ان میں بہت مسلمان نہ تھے[١٢] اور بے شک تمہارا رب ہی عزت والا

الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ
مہربان ہے اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے[١٣] اسے

ا۔ معلوم ہوا کہ معاملات کے کافر بھی مکلف ہیں اگرچہ ان پر عبادتیں شرعاً فرض نہیں لہٰذا ڈکیتی، چوری، کم تولنا ان پر بھی حرام ہے۔ حاکم انہیں اس پر سزا دے
ہے۔ ٢۔ یعنی نہ تو ناپ تول میں ڈنڈی مارو اور نہ پاسنگ والی ترازو سے وزن کرو کہ اونچے پلڑے میں باٹ نہ رکھو اور نیچے پلڑے میں سامان۔ لہٰذا دونوں
ایک ہی ہیں ٣۔ اس طرح کہ تمہارے باٹ کم ہوں غرضیکہ آپ نے اس قوم کو تین حکم دیئے۔ صحیح تولو کم نہ تولو، ترازو درست ہو۔ پاسنگ والی نہ ہو۔ باٹ
ہوں، کم نہ ہوں۔ لہٰذا آیتوں میں تکرار نہیں ٤۔ کہ ڈکیتی، چوری نہ کرو، لوگوں کی کھیتیاں برباد نہ کرو۔ ان لوگوں میں یہ تمام عیوب تھے۔ معلوم ہوا کہ نبی
عبادات ہی سکھانے نہیں آتے۔ بلکہ اعلیٰ
سیاسیات، معاملات کی درستی کی تعلیم بھی دیتے ہیں
ہم کو بھی توفیق عمل دے۔ ٥۔ جب ماں باپ کا
ہے کہ تم ان کی مخالفت نہیں کرتے حالانکہ ماں باپ
نہیں بلکہ سبب خلق ہیں تو خود خالق اور رب
اطاعت کس درجہ لازم ہونی چاہیے جس نے تم کو
کیا اور پالتا بھی ہے۔ ٦۔ کیونکہ تم ہم کو اپنے
تصرف کرنے سے روکتے ہو۔ ایسی باتیں دیوانے
عقل ہی کیا کرتے ہیں۔ مال ہمارا ہے، جیسے چاہیں
کریں۔ ٧۔ معلوم ہوا کہ نبی کو اپنی مثل بشر کہنا کا
کام ہے۔ قرآن کریم میں یہ مقولہ جہاں بھی نقل
ہی کا ہے۔ ٨۔ یہاں ظن بدگمانی کے معنی میں ہے
پر بدگمانی کفر ہے بعض ظن گناہ بعض کفر، بعض
بعض ظن فرض ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے
سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ٩
کے دعوے میں یا اس خبر میں کہ ہم پر عذاب آ
ئے ہے۔ بدنصیب اپنے منہ سے اپنی موت مانگا کرتے
یعنی میں عذاب لانے کے لئے نہیں آیا میں تو رحمت
کو آیا ہوں۔ تمہاری بداعمالیاں خود عذاب لے
گی۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام رب کی رحمت لا
لوگ اسے عذاب بنالیں تو ان کی مرضی ١١۔ اس
ان کو سات دن تک سخت گرمی میں گرفتار رکھا گیا
سے کہیں امن نہ ملتا تھا۔ آٹھویں دن ایک
شامیانے کی شکل میں نمودار ہوا۔ جس کے نیچے
ہوا تھی سب لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ اس سے آگ
اور تمام لوگ جل کر راکھ ہو گئے ١٢۔ یعنی اس
اکثر لوگ کافر رہے جو ہلاک کر دیئے گئے بہت
ایمان لائے جو بچا لئے گئے ١٣۔ جو تئیس سال میں
آہستہ آیا اسی لئے تنزیل فرمایا۔ ع ١٦

۱۔ حضرت جبریل کا لقب روح الامین ہے کیونکہ وہ وحی پر امانتدار ہیں اور وحی روح ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ معانی قرآن کا نزول دل پر الفاظ قرآن کا نزول کان شریف پر ہوا۔ لہٰذا قرآن کی فہم حضور کی طرح کسی کی نہیں ہو سکتی ۳۔ معلوم ہوا کہ قرآن کے ترجمے قرآن نہیں' بلکہ خود اگر عربی زبان میں بھی اس کا ترجمہ کرا دیا جائے وہ بھی قرآن نہیں ہو گا۔ ان ترجموں سے نماز نہ ہو گی۔ ان کا پڑھنا جنبی کو حرام نہ ہو گا۔ ان کے پڑھنے پر تلاوت قرآن کا ثواب نہ ملے گا۔ صرف وہی قرآن ہے جو حضرت جبریل نے حضور کو آکر سنایا۔ بلکہ عربی عبارت کو ہندی یا انگریزی خط میں لکھنا ممنوع ہے کہ اس میں ح' ہ' ع' ا' وغیرہ کا فرق نہ ہو سکے گا۔ اردو کے

الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

روح الامین لے کر اترا ۱ تمہارے دل پر ۲ کہ تم ڈر سناؤ

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

روشن عربی زبان میں ۳ اور بے شک اس کا چرچا اگلی کتابوں میں ہے ۴

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾

اور کیا یہ ان کے لئے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم ۵

وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ

اور اگر ہم اسے کسی غیر عربی شخص پر اتارتے ۶ کہ وہ انہیں پڑھ سناتا جب

مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ

بھی اس پر ایمان نہ لاتے ۷ ہم نے یوں ہی جھٹلانا پیرا دیا ہے مجرموں

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

کے دلوں میں ۸ وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ دیکھیں دردناک

الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا

عذاب ۹ تو وہ اچانک ان پر آجائے گا اور انہیں خبر نہ ہو گی تو کہیں گے کیا

هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾

ہمیں کچھ مہلت ملے گی ۱۰ تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ۱۱

اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا

بھلا دیکھو تو اگر کچھ برس ہم انہیں برتنے دیں پھر آئے ان پر وہ جس کا وہ

يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ

وعدہ دیئے جاتے ہیں تو کیا کام آئے گا ان کے وہ جو برتتے تھے ۱۲ اور ہم نے

اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى وَمَا

کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں ۱۳ نصیحت کیلئے اور ہم

قرآن کی تلاوت ایسی ہے جیسے کعبہ کے فوٹو کا حج کرنا ۴۔ ضمیرہٗ سے مراد یا تو قرآن کریم ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضور کی نعت شریف اگلی کتابوں میں تھی بلکہ حضور کے صحابہ کا بھی ذکر تھا۔ جیسا کہ سورہ فتح میں ہے ۵۔ مکہ معظمہ کے کفار نے مدینہ منورہ کے علماء یہود کے پاس اپنے نمائندے تحقیق کے لئے بھیجے کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کریں۔ ان علماء نے کہا کہ یہ زمانہ نبی آخر الزمان کا ہے' ان کی صفات توریت میں موجود ہیں اس کے متعلق یہ آیت اتری۔ نیز عبداللہ بن سلام اور کعب احبار جیسے علماء یہود حضور پر ایمان لائے۔ اس میں حضور کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا درجہ بہت بلند ہے کہ رب نے انہیں قرآن کی حقانیت کی گواہی کے لئے چنا ۶۔ خیال رہے کہ پانچ صوبوں کے مجموعہ کا نام عرب ہے۔ باقی تمام روئے زمین عجم ہے۔ حجاز' عراق' نجد' بحرین' یمن' ۷۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امی ہیں کسی سے علم سیکھا نہیں پھر ایسے فصیح و بلیغ کلام سناتے ہیں کہ تمام عرب کے فصحاء اس کی ایک آیت کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔ یہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن یہ کفار ایسے ضدی ہیں کہ اگر ہم کسی غیر عربی پر قرآن اتارتے جو عربی بالکل نہ جانتا ہوتا اور وہ انہیں ایسا فصیح کلام سناتا' پھر بھی یہ نہ مانتے' جادو ہی کہتے ۸۔ یعنی ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں میں ضد اور عناد پیدا فرما دیا۔ خیال رہے کہ یہ ضد پیدا کرنا ایسا ہے جیسے قتل کے بعد مقتول میں موت پیدا کی جاتی ہے' ایسے ہی یہاں یہ لوگ مجرم ہیں۔ لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں ۹۔ مگر اس وقت کا ایمان قبول نہ ہو گا کیونکہ ایمان بالغیب معتبر ہے ۱۰۔ تاکہ ہم اب ایمان قبول کریں' اور نیک کام کریں مگر پھر مہلت نہ ملے گی۔ کیونکہ انہوں نے فرصت کو غنیمت نہ جانا۔ ۱۱۔ اس طرح کہ وقت سے پہلے عذاب کی دعائیں کرتے ہیں۔ اَنْزِلْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۱۲۔ یعنی کفار کے لئے لمبی عمریں اور زیادہ مال فائدہ مند نہیں۔ اس سے عذاب دفع یا ہلکا نہ ہو سکے گا۔ خیال رہے کہ مومن صالح کی لمبی عمر و مال مفید ہے کہ وہ ان کے ذریعہ نیکیاں زیادہ کرتا ہے۔ اور کافر و فاجر کے لئے یہ دونوں عذاب ہیں کہ ان سے وہ برائیوں کا ذخیرہ زیادہ کر لیتے ہیں ۱۳۔ کسی بستی میں ایک ڈرانے والا کسی میں دو یا زیادہ کیونکہ اس زمانہ میں ایک ایک بستی میں چند نبی بھی ہوتے تھے۔ دیکھو ایک مصر میں موسیٰ علیہ السلام بھی نبی تھے اور ہارون علیہ السلام بھی۔

كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ
ظلم نہیں کرتے اور اس قرآن کو لے کر شیطان نہ اترے اور وہ اس قابل
لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿٢١١﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿٢١٢﴾
نہیں اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں وہ تو سننے کی جگہ سے دور کر دیئے گئے ہیں
فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿٢١٣﴾
تو اللہ کے سوا دوسرا خدا نہ پوج کہ تجھ پر عذاب ہوگا
وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿٢١٤﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ
اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ
لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢١٥﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ
اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرما دو
اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٢١٧﴾
میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ ہوں اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا
الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿٢١٩﴾
ہے جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو
اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ
بے شک وہی سنتا جانتا ہے کیا میں تمہیں بتادوں کہ کس پر اترتے ہیں
الشَّيٰطِيْنُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُّلْقُوْنَ
شیطان اترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہ گار پر شیطان اپنی سنی
السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ
ہوئی ان پر ڈالتے ہیں اور ان میں اکثر جھوٹے ہیں اور شاعروں کی پیروی گمراہ
الْغَاوٗنَ ﴿٢٢٤﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿٢٢٥﴾
کرتے ہیں کیا تم نے نہ دیکھا کہ وہ ہر نالے میں سرگرداں پھرتے ہیں

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر نبوت کا نور آئے کسی پر عذاب نہیں آتا۔ عذاب کی صرف یہی صورت ہے کہ قوم نبی کی مخالفت کرے۔ دوسرے یہ کہ کافروں کے چھوٹے بچے جو مرجاویں اور زمانہ فترت کے موحد لوگ عذاب الٰہی سے محفوظ ہیں کیونکہ ان تک نبی کی تعلیم پہنچی ہی نہیں۔ لہٰذا حضور کے والدین موحد مومن اور جنتی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ رب نے انہیں اپنے نور کی امانت کے لئے چنا ۲۔ کفار مکہ کہتے تھے کہ جیسے کاہنوں پر شیاطین اترتے ہیں اور آسمانی خبریں لاتے ہیں، ایسے ہی نعوذ باللہ حضور پر شیاطین یہ کلام لاتے ہیں۔ ان کے رد میں یہ آیت کریمہ اتری ۳۔ کہ حضور کی بارگاہ تک پہنچیں یا قرآن لائیں۔ حضور کی تو بڑی شان ہے حضور کے خادم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شیطان بھاگتا تھا۔ ۴۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی وحی کو اس طرح محفوظ فرما دیا ہے کہ جب تک فرشتہ بارگاہ رسالت تک پہنچا نہ دے شیاطین اس کو سن بھی نہیں سکتے (خزائن) ۵۔ یہ آیت کریمہ ان آیات کی تفسیر ہے کہ جن میں غیر خدا کو پکارنے سے منع فرمایا گیا یعنی کسی کو اللہ کہہ کر نہ پکارو یا نہ پوجو۔ لہٰذا بزرگوں کو مدد کے لئے یا متوجہ کرنے کے لئے پکارنا حرام نہیں ۶۔ اس آیت میں عام لوگوں سے خطاب ہے نہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۷۔ معلوم ہوا کہ مبلغ کو چاہیے کہ پہلے اپنے عزیزوں کو تبلیغ کرے پھر دیگر لوگوں کو ورنہ تبلیغ اثر نہ کرے گی اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خاص اپنے عزیزوں کو تبلیغ فرمائی پھر عام لوگوں کو۔ ترتیب تبلیغ یہ ہی اعلیٰ ہے۔ ۸۔ اس طرح کہ ان کی خطاؤں سے درگزر فرماؤ، ان کے عذر قبول کرو، ان کے حق میں دعائے خیر کرو۔ اگر آپ کا جرم کریں تو بخش دو اگر میرا قصور کریں تو شفاعت کر کے معاف کرا دو۔ ان پر آفت آئے تو دور کر دو، ان کی مشکلیں آسان کر دو۔ ان کی فریادیں سنو، داد رسی کرو، غرضیکہ وہ کرو جو تمہاری شان کے لائق ہے، وہ نہ کرو جس کے وہ لائق ہیں ۹۔ اس رحمت میں انشاء اللہ قیامت تک کے مسلمان داخل ہیں۔

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو ☆ تم ایسے رحمۃ للعالمین ہو

۱۰۔ اس طرح کہ تم پر ایمان نہ لائیں اس میں خطا کار مسلمان داخل نہیں کیونکہ ان کے گناہوں سے حضور بے علاقہ نہیں۔ ان کی شفاعت فرمائیں گے رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسباب اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں کیونکہ حضور نے یہ آیت آنے کے بعد بھی جہاد کے اسباب اور مجاہدین کو جمع فرمایا۔ توکل کی حقیقت یہ ہے کہ اسباب پر عمل ہو، خالق پر نظر ہو۔ ۱۲۔ نماز تہجد کے لئے یا ہر نماز و دعا کے لئے، معلوم ہوا کہ ہمیشہ رب کی نظر اپنے حبیب پر ہے جو حبیب کے قدم سے لپٹ جاوے وہ بھی منظور نظر الٰہی ہو جاوے ۱۳۔ یعنی جب تم آخر رات تہجد پڑھنے والے صحابہ کے حالات کی تفتیش کے لئے مدینہ پاک کی گلیوں میں گردش فرماتے ہو، ہم ملاحظہ فرماتے ہیں۔ یا جب آپ کا نور حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک پاک پشتوں میں پاک شکموں میں گردش کر رہا تھا۔ ہم دیکھتے تھے۔ یا جب بحالت نماز تم قیام، رکوع، سجود میں گردش کرتے ہو۔ ہم دیکھتے ہیں یا بحالت نماز تمہاری آنکھ شریف کی گردش ملاحظہ فرماتے ہیں کہ تمہاری آنکھ آگے پیچھے یکساں ملاحظہ کرتی ہے مگر دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں کیونکہ یہ سورۃ مکیہ ہے۔ ہجرت سے قبل نماز تہجد والوں کی تفتیش حال کے لئے گردش فرمانا ثابت نہیں۔ حضور کا یہ دورہ مدینہ منورہ میں تھا۔ ایسے ہی جماعت سے نماز کا اہتمام بھی مدینہ پاک میں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے تمام آباؤ اجداد مومن، موحد حق تعالیٰ کے عابد تھے کوئی کافر فاسق نہ تھا

وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اور وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے [۱] مگر وہ جو ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا
اور اچھے کام کیے [۲] اور بکثرت اللہ کی یاد کی اور بدلہ لیا
مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا
بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہوا [۳] اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ
اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾
کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے [۴]

اٰيَاتُهَا ۹۳	۲۷ سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ ۴۸	رُكُوْعَاتُهَا ۷

سورہ نمل مکی ہے اس میں ۹۳ آیات ۱۳۱۷ کلمات ۷ رکوع اور ۴۷۹۹ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۱﴾ هُدًى
یہ آیتیں ہیں قرآن اور روشن کتاب کی [۵] ہدایت
وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ
اور خوشخبری ایمان والوں کو [۶] وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں [۷] اور
يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ
زکوٰۃ دیتے ہیں [۸] اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں [۹] وہ جو
الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ
آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے کوتک ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ہیں [۱۰] تو
يَعْمَهُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ
وہ بھٹک رہے ہیں [۱۱] یہ وہ ہیں جن کے لئے برا عذاب ہے [۱۲] اور یہی

منزل ۵

(بقیہ صفحہ ۵۹۹) ۱۴۔ یعنی جن کاہنوں پر شیاطین اترتے ہیں ان کے حالات نہایت خراب ہوتے ہیں۔ وہ لوگ گندے، پلید، جھوٹے، فریبی، گناہوں کے عادی ہوتے ہیں جنہیں دیکھ کر لوگوں کو نفرت ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید الطاہرین ہیں۔ پاک نفس، پاکباز ہیں، ایسوں پر شیاطین نہیں آتے۔ ۱۵۔ شیطان فرشتوں سے کچھ سن بھاگتے ہیں اور ایک سچ کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر کاہن کو بتاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اس آیت میں اسی کا بیان ہے ۱۶۔ اس میں کفار کے اس بکواس کی تردید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں۔ فرمایا گیا کہ شعراء کے جھوٹے کلام کو رواج دینے والے ان جیسے آوارہ اور جھوٹے لوگ ہوتے ہیں اور حضور کی اتباع کرنے والے ابوبکر صدیق، عمر فاروق جیسے پاک نفس اور پاکباز لوگ ہیں ان پاک لوگوں کو دیکھو اور حضور کی حقانیت کا پتہ لگا لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پاکبازی حضور کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ۱۷۔ ہر طرح کی جھوٹی باتیں بناتے اور ہر لغو چیز پر شعر گوئی کرتے ہیں کبھی کسی کی تعریف کرتے ہیں اور پھر اس کی برائی، گالی گلوچ، یعنی طعن جھوٹے دعوے، تکبر و فخر کی باتیں کرنا ان کا شیوہ ہے جیسے شعراء عرب کے کلام میں دیکھا جاتا ہے۔

۱۔ کسی شاعر نے عبدالملک بن مروان کو اپنا فحش کلام سنایا۔ عبدالملک نے کہا کہ تجھے زنا کی سزا ملنی چاہیے کیونکہ تو خود اپنے زنا کا اقراری ہے۔ وہ بولا کہ قرآن کہتا ہے کہ میں سزا کے لائق نہیں اور یہ آیت پڑھی کہ شعراء کہتے بہت ہیں کرتے کچھ نہیں ۲۔ اس سے پتہ لگا کہ نعت گوئی اور حمد کے قصیدے، علم کے مسائل پر اشعار لکھنا عبادت ہے۔ جن شعراء کی برائی فرمائی گئی وہ جھوٹے اشعار ہیں اور کفار کی ہجو کے اشعار پہلی قسم میں شمار ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ ہجو کے بدلہ میں ہجو کرنا برا نہیں کہ یہ بھی انتقام کی ایک صورت ہے ۳۔ ان آیات میں حسب ذیل قسم کے شعرا کو پچھلے حکم سے علیحدہ کیا گیا۔ حمد الٰہی، نعت رسول لکھنے والے شرعی مسائل اشعار میں لکھنے والے۔ کفار کے بدلہ میں ان کی ہجو اور برائی کرنے والے، غازیوں کو جوش دلانے والے وغیرہ۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ جب نعتیہ اشعار لکھ کر حضور کو سنانے لاتے تو سرکار ان کے لئے مسجد میں منبر بچھواتے جس پر کھڑے ہو کر وہ نعت خوانی کرتے تھے ۴۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ حضور کی ہجو کرنے والے عنقریب اپنی سزا کو پہنچیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ ۵۔ کتاب مبین قرآن کی تفسیر ہے، یا اس سے مراد لوح محفوظ ہے کیونکہ قرآنی آیتیں پہلے لوح محفوظ ہی میں تھیں ۶۔ یہاں ہدایت سے مراد نیک اعمال جنت کے راستہ کی ہدایت ہے جو صرف مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے۔ ایمان کی ہدایت سب کے لئے ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ نماز ہمیشہ پڑھتے ہیں، درست پڑھتے ہیں۔ صحیح وقت پر عجز و انکساری سے ادا کرتے ہیں ۸۔ نہایت خوش دلی سے، یہ سمجھتے ہوئے کہ رب تعالیٰ نے ہم کو زکوٰۃ دینے کے قابل کیا، لینے کے قابل نہ کیا۔ اس کا شکر ہے۔ ۹۔ آخرت پر یقین رکھنے سے مراد تمام ایمانیات کا ماننا ہے۔ جز فرما کر کل مراد لیا ہے ورنہ فقط آخرت کو تو عیسائی یہودی اور بہت سے کفار بھی مانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال صالحہ کی درستی کے لئے ایمان شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ برائی کو بھلائی سمجھنا یا اپنی نیکیوں پر فخر کرنا کافروں کا طریقہ ہے مسلمانوں کو اس سے پرہیز چاہیے۔ ۱۱۔ چنانچہ کفار کو خود اپنے ایمان و اعمال پر اعتقاد نہیں ہوتا۔ اگر دنیاوی آرام پائیں تو سمجھیں کہ ہمارا یہ دین سچا ہے اور اگر کوئی تکلیف آئے تو کہنے لگیں کہ یہ دین غلط ہے اگر سچا ہوتا تو ہم پر مصیبت کیوں آتی رب فرماتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۱۲۔ دنیا میں ان پر سخت عذاب، راہ حق نہ

فِی الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵ وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ

آخرت میں سب سے بڑھ کر نقصان میں ۱؎ اور بے شک تم قرآن سکھائے جاتے

لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ ۝۶ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖۤ اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ

ہو حکمت والے علم والے کی طرف سے ۲؎ جب کہ موسیٰ نے اپنی گھر والی سے کہا ۳؎ مجھے ایک

نَارًا ؕ سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ

آگ نظر پڑی ہے ۴؎ عنقریب میں تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی

تَصْطَلُوْنَ ۝۷ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ

چمکتی چنگاری لاؤں گا کہ تم تاپو ۵؎ پھر جب آگ کے پاس آیا ندا کی گئی ۶؎ کہ برکت دیا گیا وہ جو

وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۸ یٰمُوْسٰۤی اِنَّهٗۤ

اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے ۷؎ یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے ۸؎ اور پاکی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے

اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۹ وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ

جہان کا ۹؎ اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا ۹؎ اور اپنا عصا ڈال دے پھر موسیٰ

كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّ لَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰی لَا تَخَفْ ۫

نے اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے ۱۰؎ پیٹھ پھیر کر چلا اور مڑ کر نہ دیکھا ۱۱؎ ہم نے فرمایا اے موسیٰ ڈر نہیں

اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۰ ۖۗ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ

بے شک میرے حضور رسولوں کو خوف نہیں ہوتا ۱۲؎ ہاں جو کوئی زیادتی کرے ۱۳؎ پھر برائی کے

بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱۱ وَ اَدْخِلْ

بعد بھلائی سے بدلے تو بیشک میں بخشنے والا مہربان ہوں ۱۴؎ اور اپنا ہاتھ اپنے

یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِیْ تِسْعِ

گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا بے عیب ۱۵؎ نو

اٰیٰتٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝۱۲

نشانیوں میں ۱۶؎ فرعون اور اس کی قوم کی طرف ۱۷؎ بے شک وہ بے حکم لوگ ہیں

الثلثة

(بقیہ صفحہ ۶۰۰) ملنا، مسلمانوں کے ہاتھوں قتل یا قید ہونا، ان کے دل کا مطمئن نہ ہونا ہے اور مرتے وقت فرشتہ کا ہیبت ناک شکل میں آنا، جانکنی کا سخت ہونا۔ پھر قبر کی تنگی۔ وہاں کا اندھیرا۔ گرمی وغیرہ پھر آخرت میں میدان حشر کی دھوپ سخت حساب پھر دوزخ کے ہر طرح کے عذاب یہ لفظ سوء العذاب سب کو شامل ہے۔ لَہم سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ گنہگار مسلمان اس برے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

ا۔ اس طرح کہ نہ تو ان کی نیکیاں قبول ہوں، اور نہ ان کے گناہوں کی معافی ہو۔ گنہگار مسلمانوں کا یہ حال نہیں۔ غرضیکہ کفار دنیا و آخرت کے نقصان میں ہیں، رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی بغیر ایمان گھاٹا ہی گھاٹا ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل حضور کے استاد نہیں۔ حضور رب کے بلاواسطہ تلمیذ اکبر ہیں۔ حضرت جبریل خادم اور قاصد ہیں۔ یہ بھی پتہ لگا کہ حضور کی طرح قرآن کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ سب لوگ مخلوق سے قرآن سیکھتے ہیں اور حضور نے خالق سے سیکھا ۳۔ معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہے۔ ۴۔ یہ واقعہ موسیٰ علیہ السلام کے مدین سے مصر جانے کا ہے کہ راستے میں ایک رات سخت سردی اور اندھیرا تھا۔ آپ راستہ بھول گئے تھے بیوی صاحبہ حضرت صفورہ کو دردزہ شروع ہو گیا۔ اس حال میں موسیٰ علیہ السلام نے دور سے روشنی ملاحظہ فرمائی، تو بیوی صاحبہ سے یہ فرمایا ۵۔ یعنی اگر آگ کے پاس کوئی آدمی ہوا تو راستہ بھی اس سے پوچھ لوں گا اور آگ بھی لاؤں گا اور اگر وہاں کوئی آدمی نہ ملا تو آگ تو کم از کم ضرور لاؤں گا۔ معلوم ہوا کہ آگ کی چنگاری، تھوڑا پانی معمولی چیز ہے اگر مالک موجود نہ ہو تو بھی ضرورت کے وقت لے سکتے ہیں تصطلون کا جمع فرمانا، یا اس وجہ سے ہے کہ بیوی صاحبہ کے ساتھ خدام بھی تھے، یا فقط عظمت کے لئے۔ جیسے ایک آدمی کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ حضرت صفورہ تو نبی زادی تھیں، ۶۔ وادی طور کے عناب یا کسی اور درخت سے یہ آواز آئی جو آپ نے سنی ۷۔ یعنی اے موسیٰ! تم کو بھی مبارک کیا گیا اور تمہارے اردگرد کے فرشتوں کو بھی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندے مبارک ہوتے ہیں اور دوسرے یہ کہ اچھے مقام کے رہنے والے مومن بھی مبارک ہیں۔ ہم سے مدینہ منورہ کے مسلمان مبارک ہیں۔ ۸۔ جو نار و نور شجر طور میں ظاہر ہو کر تجلی فرماتا ہے۔ ۹۔ موسیٰ علیہ السلام یہ ندا درخت سے سن رہے تھے وہ درخت اللہ نہ تھا بلکہ اللہ کی ندا کا مظہر تھا ایسے ہی جن بزرگوں نے جوش میں انا الحق کہہ دیا وہ کسی اور کے کلام کا مظہر تھے۔ ۱۰۔ یعنی وہ سانپ جسامت میں موٹا اژدہا تھا مگر تیز رفتاری میں پتلے سانپ کی طرح لہریں کھاتا تھا۔ یعنی وہ گویا پتلا سانپ ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ عصا سانپ نہ بنا تھا فقط سانپ جیسا دکھائی دیتا تھا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ موذی کی ایذا سے خوف کرنا شان نبوت کے خلاف نہیں ہاں ان کے قلب میں کسی کی عظمت کی ہیبت نہیں آ سکتی۔ ایذا کی ہیبت، نفرت اور عظمت کی ہیبت اطاعت کا باعث ہے۔ ۱۲۔ کیونکہ نبی میرے امن میں ہوتے ہیں۔ جسے میں امن دوں، اسے کسی کا کیا ڈر۔ ۱۳۔ یہ استثناء منقطع ہے۔ اس سے انبیاء کرام کے علاوہ دوسرے بندے مراد ہیں۔ کیونکہ حضرات انبیاء گناہوں سے معصوم ہیں۔ ۱۴۔ یعنی ڈر تو ان کے لئے ہے جو نیک و بد مخلوط اعمال کریں کہ انہیں برے اعمال کی سزا کا خوف ہوتا ہے۔ عفو کی امید تم رسول برحق ہو۔ گناہوں سے معصوم۔ تمہیں نہ عذاب کا خوف ہے نہ پکڑ کا۔ اس سے بہت مسئلے حل ہو گئے۔ ۱۵۔ یعنی آپ کے ہاتھ شریف کی سفیدی کسی برص وغیرہ بیماری کی وجہ سے نہ ہو

(بقیہ صفحہ ۶۰۱) گی بلکہ یہ آپ کا دوسرا معجزہ ہے۔ ۱۶۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطا ہوئے۔ عصا' ید بیضا' دریا چیرنا' من و سلوٰی اترنا۔ فرعونیوں پر جوئیں مینڈک' خون' طوفان وغیرہ کے عذابات آنا وغیرہ۔ ہمارے حضور کے چھ ہزار معجزے تو روایت میں آئے۔ باقی کی خبر نہیں۔ ۱۷۔ خصوصیت سے' کیونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بھی رسول تھے۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۳﴾

پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی ان کے پاس آئیں لہ بولے یہ تو صریح جادو ہے ٹہ

وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ

اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں انکا یقین تھا ظلم اور تکبر سے تہ

فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا

تو دیکھو کیسا انجام ہوا فسادیوں کا کہ اور بے شک ہم نے

دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا ھ اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو

فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵﴾ وَ وَرِثَ

جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی لہ اور سلیمان

سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ

داؤد کا جانشین ہوا کہ اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی

الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ

سکھائی گئی شہ اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا ہ بے شک یہی ظاہر فضل

الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾ وَ حُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ

ہے نہ اور جمع کئے گئے سلیمان کے لئے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں

وَ الطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ ۙ

اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے لہ یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے

قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا

پر آئے کلہ ایک چیونٹی بولی تلہ اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں

یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾

کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں کلہ

ا۔ پہلے دو معجزے' بعد میں باقی اور ۲۔ یعنی عصا اور ید بیضا کا جادو ہونا ایسا ظاہر ہے کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کر سکتا۔ ۳۔ اس یقین کی وجہ سے وہ فرعونی ہر مصیبت پر موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرتے تھے اور آپ سے مدد مانگتے تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر زبانی اقرار کئے ہوئے محض دل سے نبی کو سچا جان لینا ایمان نہیں۔ کیونکہ حضور کو سارے کفار مکہ سچا جانتے تھے' مگر زبان سے انکار کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ جو نبی کی بارگاہ میں تکبر و غرور کرے گا' اسے کبھی ہدایت نہ ملے گی وہ جگہ عجز و انکسار کی ہے۔ ۴۔ کہ پہلے ان پر عارضی عذاب آئے خون' جوئیں' قحط وغیرہ کے۔ پھر سمندر میں ڈبو دیئے گئے ۵۔ کہ بغیر کسی استاد سے پڑھے ہوئے داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانا' سیاست مدنی' علم قضا' پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کا علم اور حضرت سلیمان کو چوپاؤں' پرندوں کی بولیاں بتائیں۔ داؤد علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سو ستر برس بعد میں پیدا ہوئے (روح) خیال رہے کہ کسی کو علم بیان ملتا ہے کسی کو علم عیان' انبیاء کرام کو علم عیان ملتا ہے۔ (روح) ۶۔ یہاں عباد مومنین سے مراد حضرات انبیاء کرام ہیں۔ کثیر اس لئے فرمایا کہ بعض رسول ان دونوں بزرگوں سے افضل ہیں۔ جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں عام مومنین مراد نہیں کیونکہ نبی سارے مومنوں سے افضل ہوتے ہیں نہ کہ اکثر سے۔ اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ علمنا اٰ۔ لہٰذا روافض کی یہ آیت دلیل نہیں بن سکتی ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی میراث تقسیم نہیں ہوتی کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ داؤد علیہ لسلام کے اور بھی بہت سے بیٹے تھے مگر صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو وراثت علم و نبوت عطا ہوئی۔ یہاں وراثت مال مراد نہیں بلکہ وراثت نبوت و علم مراد ہے یعنی وراثت حال و کمال جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۸۔ اس طرح کہ ہم پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ہماری [illegible] پرندے سمجھ جاتے ہیں۔ اللہ نے ہمارے حضور کو تمام جانور بلکہ درختوں۔ پتھروں کی بولیوں کا علم دیا۔ حضور سے چڑیوں' اونٹوں' لکڑیوں نے فریادیں کیں اور پتھروں نے سلام عرض کئے۔ ۹۔ یہاں کل بمعنی اکثر ہے۔ شئی سے مراد دین و دنیا کی نعمتیں ہیں۔ یعنی ملک' نبوت' کتاب کا علم' ہواؤں' جنات کی تسخیر' پرندوں کی بولیوں کا علم' بے شمار خزانے عطا ہوئے ہمارے حضور کو خدا نے کوثر بخشا یعنی ماسوی اللہ کا مالک بنا — جس کا رب خالق ہے' اس کے حضور بعطاء الٰہی مالک ہیں۔ فرماتا ہے۔ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کلام فخریہ نہ فرمایا۔ شکریہ کے طور پر فرمایا۔ آپ تمام تمام روئے زمین کے سلطان رہے۔ انس و جن' پرندے' چرندے سب پر آپ کی حکومت تھی عجیب و غریب صنعتیں آپ کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔ روح البیان نے فرمایا کہ آپ نے سات سو برس حکمرانی کی۔ ۱۱۔ یعنی آپ کا لشکر اتنا زیادہ تھا کہ ان کے انتظام کے لئے اگلوں کو روکا جاتا کہ پچھلے مل جائیں منتشر نہ ہو جائیں ۱۲۔ یہ وادی نمل طائف شریف سے بیس میل کے فاصلے پر واقعہ ہے۔ اسے اب بھی

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ

تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا اور عرض کی اے میرے رب مجھے توفیق دے

أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ

کہ میں شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے اور یہ

أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ

کہ میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں

الصَّالِحِينَ ﴿۱۹﴾ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى

شامل کر جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں اور پرندوں کا جائزہ لیا تو بولا مجھے کیا

الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ﴿۲۰﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا

ہوا کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا یا وہ واقعی حاضر نہیں ضرور میں اسے سخت عذاب

شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿۲۱﴾

کروں گا یا ذبح کر دوں گا یا کوئی روشن سند میرے پاس لائے

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَ

تو ہد ہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آ کر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور

جِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿۲۲﴾ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً

نے نہ دیکھی اور میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں میں نے ایک عورت

تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿۲۳﴾

دیکھی کہ ان پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے اور اس کا بڑا

وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ

تخت ہے میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں

اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ

(بقیہ صفحہ ۶۰۲) وادی نمل ہی کہا جاتا ہے۔ میں اس جنگل کے قریب تک تو پہنچا مگر وہاں نہ پہنچ سکا ۱۳۔ یہ چیونٹی تمام چیونٹیوں کی سردار تھی۔ اس کا نام منذرہ یا طاخیہ تھا۔ ۱۴۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر کے صحابہ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ اگر وہ چیونٹیوں کو کچلیں گے' تو بے خبری میں۔ لہٰذا شیعہ چیونٹی سے بھی زیادہ کم عقل ہیں۔ دوسرے یہ کہ نبی دور سے بھی چیونٹی کی آواز سن لیتے ہیں۔ اگر ہمارے حضور مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر ہماری فریاد سن لیں تو کیا تعجب ہے۔ تیسرے یہ کہ نبی جانوروں کی بولی کو سمجھتے ہیں جیسے ہمارے حضور ہر جانور کی بولی سمجھتے تھے۔ اونٹوں کی فریاد رسی کرتے تھے۔ درختوں کی شاخوں نے حضور سے کلام کیا۔ حضرت سلیمان نے چیونٹی کی یہ آواز تین میل کے فاصلہ سے سنی۔ اور اپنے لشکر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا تا کہ وہ سوراخوں میں گھس جائیں

۱۔ خیال رہے کہ آج کل خوردبین وغیرہ آلے ایجاد ہو گئے ہیں جن سے باریک چیزیں دیکھ لی جاتی ہیں۔ مگر ایسا آلہ ایجاد نہ ہو سکا جس سے چیونٹی کی آواز سنی جا سکے۔ یہ آواز سننا حضرت سلیمان کا معجزہ ہے' جہاں عقل عاجز ہے ۲۔ نبوت و ملک بخشا اور جانوروں کے دلوں میں ڈال دیا کہ ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے۔ خلقت میں اچھا چرچا بھی اللہ کی نعمت ہے۔ ۳۔ یعنی مجھے ایسے عمل کرنے پر قائم رکھ یا زیادہ اعمال کی توفیق دے کیونکہ حضرات انبیاء ہمیشہ سے نیک و صالح ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب سے توفیق خیر مانگنی سنت انبیاء ہے ۴۔ یہ دعا ہم جیسے گنہگاروں کی تعلیم کے لئے ہے۔ لہٰذا آیت سے حاصل چیز کا حاصل کرنا لازم نہیں آتا۔ ۵۔ یعنی یہاں نہیں دیکھتا ورنہ اللہ والے تمام روئے زمین کو دیکھتے ہیں۔ آصف بن برخیا نے شام سے یمن کے تخت بلقیس کو دیکھ لیا اور اٹھا لائے۔ غائبین کے یہ ہی معنی ہیں۔ یعنی یہاں سے غائب ہے نہ کہ میری نگاہ سے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پرندے آپ کے دربار سے بغیر آپ کی اجازت لئے کہیں نہ جاتے دوسرے یہ کہ آپ کو اختیار تھا کہ اس قصور پر پرندوں کو سزا دیں کہ وہ بغیر اجازت دربار سے چلے گئے۔ عذاب شدید سے مراد اس کے پر اکھیڑنا اسے قید کر دینا وغیرہ ہے کیونکہ قتل کا ذکر آگے آ رہا ہے ۷۔ غیر حاضری کا کوئی معقول عذر پیش کرے جس سے اس کی معذوری ظاہر ہو ۸۔ یعنی دیر تک غیر حاضر نہ رہا جلدی دربار شریف میں حاضر ہو گیا ۹۔ یعنی یمن جا کر نہ دیکھی۔ آپ وہاں گئے نہیں۔ خیال رہے کہ عالم کشف میں نبی سے کوئی چیز نہیں چھپتی۔ سارے عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں' اس لئے اس نے بمالم تحط کہا یعنی آپ نے اس کا احاطہ نہ فرمایا۔ وہاں تشریف لے جا کر سیر فرما کر لم ترنہ کہا ۱۰۔ اس عورت کا نام بلقیس بنت شرجیل بن مالک بن ریان تھا۔ روح البیان نے فرمایا کہ بلقیس جنیہ عورت کے شکم سے پیدا ہوئی جو شرجیل کی زوجہ تھی۔ واللہ و رسولہ اعلم۔ ۱۱۔ یعنی سلطنت کی تمام چیزیں اس کے پاس ہیں ۱۲۔ جس کی لمبائی اسی گز اور چوڑائی چالیس گز ہے۔ اگلا حصہ سونے کا' پچھلا حصہ چاندی اور زبرجد کا' جواہرات سے جڑاؤ ہے۔ بڑا قیمتی ہے اس کے چاروں پائے سرخ یاقوت کے ہیں (روح) ۱۳۔ یعنی ان کے عقاید بھی خراب ہیں' اعمال بھی شیطانی ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا ہد ہد عقائد و اعمال سے خبردار تھا پیغمبر کی صحبت کی برکت سے: جو حضور کے صحابہ کو ایمان پر نہ مانے وہ حضور کا فیض حضرت سلیمان سے بھی کم مانتا ہے کہ حضرت سلیمان کا صحبت یافتہ جانور بھی مومن تھا اور حضور کے صحبت یافتہ انسان بھی مومن نہ ہوں معاذ اللہ۔

۱۔ یعنی چونکہ ان لوگوں کو نبی کا فیض نہ پہنچا اس لئے انہیں اپنی بے ایمانیاں تو ایمان معلوم ہوتی ہیں اور گناہ نیکی معلوم ہوا کہ عقل انسانی خیر و شر نیک و بد میں فرق
کرنے کے لئے کافی نہیں۔ اس کے لئے نبوت کا فیض چاہیے۔ جیسے ہماری نگاہ کھوٹے کھرے سونے کو پہچان نہیں سکتی۔ اس کے لئے کسوٹی چاہیے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ
پیغمبر کی صحبت میں رہنے والے جانور بھی ایمان اور ایمانیات اور کفرو شرک سے واقف ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے۔ دیکھو بلقیس کو ایمان حضرت
سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کے ذریعہ ملا ۳۔ جیسے بارش اور کھیتیاں وغیرہ۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام ہدہد کا ہی ہے۔ جس کی رب تعالیٰ نے تائید فرماتے ہوئے نقل فرما

السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ

سے روک دیا ۱ تو وہ راہ نہیں پاتے ۲ کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو

يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ

نکالتا ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزیں ۳ اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے

وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

اور ظاہر کرتے ہو اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں وہ بڑے عرش

الْعَظِيْمِ ﴿۲۶﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ

کا مالک ہے ۴ سلیمان نے فرمایا اب ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں

الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ

میں ہے ۵ میرا یہ فرمان لے جا کر ان پر ڈال پھر ان

تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا

سے الگ ہٹ کر دیکھ ۶ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں ۷ وہ عورت بولی اے سردارو

اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ

بے شک میری طرف ایک عزت والا خط ڈالا گیا ۸ بے شک وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ

بیشک وہ اللہ کے نام سے ہے جو نہایت مہربان رحم والا ہے ۹ یہ کہ مجھ پر بلندی نہ چاہو اور گردن

مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْۤ اَمْرِیْ

رکھتے میرے حضور حاضر ہو ۱۰ بولی اے سردارو میرے اس معاملہ میں مجھے رائے دو

مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ

میں کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر نہ ہو ۱۱ وہ بولے ہم

اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِیْ

زور والے اور بڑی سخت لڑائی والے ہیں ۱۲ اور اختیار تیرا ہے تو نظر کر کہ کیا

۴۔ یہ بھی ہدہد کا کلام ہے یعنی رب وہ جس میں یہ تین صفتیں ہوں۔ پیدا کرنا، تمام غیوب کا جاننا عرش عظیم اور تمام کائنات کا رب ہونا۔ خیال رہے کہ انبیاء و اولیاء کا علم رب کے علم کے سامنے سمندر میں قطرہ ہے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ حاکم کا فیصلہ تحقیقات پر ہوتا ہے نہ کہ اپنے کشف اور علم لدنی پر۔ رب تعالیٰ بھی قیامت میں گواہی وغیرہ کے ذریعہ تحقیقات فرما کر فیصلہ کرے گا۔ لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت سلیمان بلقیس سے بے خبر تھے ۶۔ یعنی خط ڈال کر فوراً واپس نہ آجا۔ بلکہ علیحدہ ہٹ کر ان کی گفتگو سن، حالات کا جائزہ لے کر مجھے خبر دے۔ سبحان اللہ نبی کی صحبت سے جانوروں میں اتنا شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہدہد انسانوں کی بولی سمجھنے لگا تھا۔ ۷۔ چنانچہ ہدہد وہ نامہ عالیہ لے کر بلقیس کے پاس پہنچا اس وقت وہ اپنے وزراء امراء کے مجمع میں تھی۔ اس کی گود میں یہ خط ڈال دیا۔ اس پر حضرت سلیمان کی مہر تھی وہ آپ کی مہر اور جانوروں کا تابع ہونا دیکھ کر کانپ گئیں اور بطور مشورہ ۸۔ چونکہ اس خط کو بسم اللہ سے شروع کیا گیا تھا اور آخر میں حضرت سلیمان کی مہر تھی اس لئے اسے عزت والا کہا ۹۔ معلوم ہوا کہ ہر اچھا کام بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیے۔ بسم اللہ کی حدیث اس آیت سے قوت پاتی ہے۔ حضور نے بھی صلح حدیبیہ میں صلح نامہ کے اول بسم اللہ تحریر فرمائی۔ بسم اللہ سے کام شروع کرنے کا نتیجہ کامیابی ہے کہ حضرت سلیمان کو اس کی برکت سے بلقیس جیسی بیوی عطا ہوئی ۱۰۔ اس طرح کہ میرے حضور سر نیاز جھکا کر میری تعظیم کرتے ہوئے حاضر ہو۔ یا رب تعالیٰ کے حضور سجدے کرتے، مومن ہو کر حاضر ہو۔ پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کا دروازہ تکبر کی جگہ نہیں بلکہ عجز و نیاز کا مقام ہے۔ ۱۱۔ [illegible] ہر کام تمہارے مشورہ سے کرتی ہوں۔ معلوم ہوا کہ مشورہ اچھی چیز ہے کہ رب تعالیٰ نے بغیر تردید اسے نقل فرمایا ۱۲۔ یعنی اگر تیری رائے جنگ کی ہو تو ہم جنگ کو بھی تیار ہیں کیونکہ ہم بہت طاقتور اور جنگ جو ہیں۔ بزدل نہیں۔

مَاذَا تَاْمُرِیْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً

حکم دیتی ہے ۱ بولی بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں ۲

اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ

اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل اور ایسا ہی

یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ اِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ

کرتے ہیں ۳ اور میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں ۴ پھر دیکھوں گی کہ ایلچی

یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ

کیا جواب لے کر پلٹے ۵ پھر جب وہ سلیمان کے پاس آیا فرمایا کیا مال سے میری مدد

بِمَالٍ٘ فَمَاۤ اٰتٰىنِۧ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ

کرتے ہو جو مجھے اللہ نے دیا ۶ وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا بلکہ تمہیں اپنے تحفہ پر

تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ

خوش ہوتے ہو ۷ پلٹ جا ان کی طرف ۸ تو ضرور ہم ان پر وہ لشکر لائیں گے جن کی انہیں

لَهُمْ بِهَا وَ لَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

طاقت نہ ہوگی اور ضرور ہم ان کو اس شہر سے ذلیل کر کے نکال دیں گے یوں کہ وہ پست ہوں

قَالَ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ

گے ۹ سلیمان نے فرمایا اے درباریو تم میں کون ہے کہ وہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل

یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا

اسکے کہ وہ میرے حضور مطیع ہوکر حاضر ہوں ۱۰ ایک بڑا خبیث جن بولا ۱۱ کہ میں وہ تخت

اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ

حضور میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخاست کریں ۱۲ اور میں بے شک اس

لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ﴿۳۹﴾ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ

پر قوت والا امانتدار ہوں ۱۳ اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا ۱۴

یعنی ہم مشورے کے تابع نہیں تیرے حکم کے تابع ہیں۔ تو ہم سے مشورہ نہ کر، ہم کو حکم دے بلقیس نے محسوس کیا کہ یہ لوگ جنگ کی طرف مائل ہیں اور حضرت سلیمان سے جنگ کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ لہٰذا ۲۔ جنگ کرتے ہوئے فاتحانہ حالت میں ۳۔ یعنی آباد بستیوں کو اجاڑ دیتے ہیں اور وزراء امراء کو قتل کر دیتے ہیں۔ یا ذلت کے ساتھ قیدی بنا لیتے ہیں لہٰذا جنگ کسی طرح مناسب نہیں ۴۔ پانچ سو غلام' پانچ سو باندیاں' زریں لباس سے آراستہ پیراستہ پانچ سو اینٹیں سونے کی جواہرات سے جڑاؤ تاج' بہت مشک عنبر (روح) ۵۔ یعنی اگر سلیمان علیہ السلام صرف بادشاہ ہیں تو میرا ہدیہ بخوشی منظور فرما کر نرم پڑ جائیں گے اور اگر نبی ہیں تو یہ ہدیہ قبول نہ فرمائیں گے ہم سے اسلام لانے کا مطالبہ کریں گے اب دیکھتی ہوں کہ میرے یہ تحفے لے جانے والے قاصد کیا جواب لاتے ہیں۔ ۶۔ یعنی میرے پاس تم سے زیادہ مال ہے۔ چنانچہ آپ نے ان تحفے لانے والے قاصدوں کے پہنچنے سے پہلے نو نو کوس مربع زمین میں سونے کی اینٹوں کا فرش لگوا دیا۔ اس فرش کے اردگرد سونے چاندی کی دیوار قائم کرا دی اور دریائی و خشکی کے خوبصورت جانوروں کو دست بستہ کھڑا ہو جانے کا حکم دے دیا ۷۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے دل میں دنیاوی مال و متاع کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ نہ وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔ اس فانی چیز کے آنے پر کیا خوشی اور جانے پر کیا غم۔ اللہ تعالیٰ دائمی خوشی نصیب فرمائے آمین ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس سے صلح نہ کرنی ہو اس کا ہدیہ قبول نہ کرنا چاہیے۔ ورنہ ہدیہ قبول کرنا سنت انبیاء ہے آپ نے قاصدوں کو حکم دیا کہ ہدیہ واپس لے جاؤ ۹۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مومن کے دل میں رب کے فضل سے کفار کی ہیبت نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ ایمانی اخلاق یہی ہے کہ کافروں سے سخت گفتگو کی جائے۔ کفار کی چاپلوسی ان کی خوشامد سنت انبیاء کے خلاف ہے۔ مومن کے لئے نرم' کافر پر سخت ہونا اخلاق نبوی ہے۔ رب فرماتا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ مطلب یہ ہے کہ اگر بلقیس اور اس کے تمام متبعین مسلمان ہو کر حاضر نہ ہوئے تو ان کا یہ انجام کیا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ مومن کی جنگ مال کے لئے نہیں ہوتی' رب کے لئے ہوتی ہے۔ چنانچہ قاصدوں نے جا کر بلقیس کو اپنے چشم دید حالات سنائے اور آپ کا جلالت والا پیغام دیا اور کہا کہ ہم میں ان سے جنگ کی طاقت نہیں۔ چنانچہ بلقیس اپنے تخت کو سات محلوں کے آخری محل میں محفوظ و مقفل کر کے ایک بھاری لشکر لے کر آپ کی طرف روانہ ہوئی۔ جب بلقیس آپ کے تخت سے صرف ایک کوس فاصلے پر رہ گئی تو آپ نے درباریوں سے فرمایا۔ ۱۰۔ تا کہ بلقیس کی عقل و دانائی کا امتحان لیا جا سکے کہ وہ اپنے تخت کو پہچانتی ہے یا نہیں نیز بلقیس پر آپ کے معجزہ اور نبوت کی دلیل ظاہر ہو جاوے جس سے اس کا ایمان اور بھی زیادہ پختہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی چیز اس کی اجازت کے بغیر منگا لینا جائز ہے' جب اسے نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو بلکہ رب کی شان دکھانی مطلوب ہو۔ ۱۱۔ اس جن کا نام ذکوان تھا۔ اس کا ایک قدم حد نگاہ تک پڑتا تھا (روح) پہاڑ جیسا جسم تھا ۱۲۔ یعنی دوپہر سے پہلے۔ کیونکہ آپ کا اجلاس دوپہر تک ہوتا تھا ۱۳۔ یعنی اس تخت کے جواہرات' لعل و یاقوت چوری نہ کروں گا۔ امین ہوں چور نہیں ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان کا مقصد اس تخت پر قبضہ کرنا نہ تھا ۱۴۔ یہ آصف بن برخیا تھے۔ کتاب سے مراد یا تو لوح محفوظ ہے یا تورات شریف یا ابراہیمی صحیفے۔ یعنی حضرت آصف ان کتب کی تعلیم کی برکت سے ولی ہو چکے تھے۔ کیوں نہ ہوتے کہ حضرت سلیمان کے شاگرد رشید

(بقیہ صفحہ ٦٠٥) تھے۔ علم کتاب سے مراد علم باطن یعنی علم تصوف ہے کیونکہ ظاہری علم ولایت اور یہ طاقت نہیں پیدا کرتا۔ روح البیان نے فرمایا کہ معتزلہ فرقہ کہتا ہے کہ یہ حضرت جبریل تھے کیونکہ وہ فرقہ کرامت ولی کا منکر ہے۔ اس فرقہ کی پیروی میں پنجاب کے بعض بے دین وہابیوں اور دیوبندیوں نے بھی یہ ہی کہا ہے۔
۱۔ اس آیت سے ولی کی قوت ولی کی' رفتار' ولی کا حاضر و ناظر ہونا' معلوم ہوا کیونکہ آصف نے بلقیس کے مقام کا پتہ کسی سے نہ پوچھا اور آنا" فانا" اتنا وزنی تخت بغیر چھکڑے یا گاڑی کے لے آئے خیال رہے کہ لانے والے حضرت جبریل علیہ السلام نہیں ہیں۔ بلکہ علم من الکتاب سے معلوم ہوا کہ قوت ملکی سے وہ تخت نہ آیا' بلکہ

أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ

کہ میں اسے حضور میں حاضر کروں گا ایک پل مارنے سے پہلے ۱ پھر جب سلیمان نے تخت

مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي

کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے ۲ تاکہ مجھے آزمائے

أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَ

کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری ۳ اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور

مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٤٠﴾ قَالَ نَكِّرُوا لَهَا

ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا سلیمان نے حکم دیا عورت کا

عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا

تخت اس کے سامنے وضع بدل کر بیگانہ کردو کہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا ان میں ہوتی

يَهْتَدُونَ ﴿٤١﴾ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَٰكَذَا عَرْشُكِ ۖ

ہے جو ناواقف رہے ۴ پھر جب وہ آئی اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے

قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ ۚ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا

بولی گویا یہ وہی ہے ۵ اور ہم کو اس واقعہ سے پہلے خبر مل چکی اور ہم

مُسْلِمِينَ ﴿٤٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ

فرمانبردار ہوئے ۶ اور اسے روکا اس چیز نے جسے وہ اللہ کے سوا پوجتی

اللَّهِ ۖ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٤٣﴾ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي

تھی بے شک وہ کافر لوگوں میں سے تھی ۷ اس سے کہا گیا صحن میں آ ۸

الصَّرْحَ ۖ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ

پھر جب اس نے اسے دیکھا اسے گہرا پانی سمجھی اور اپنی ساقیں

سَاقَيْهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ ۗ

کھولیں ۹ سلیمان نے فرمایا یہ تو ایک چکنا صحن ہے شیشوں جڑا

قوت روحانی بشری سے آیا۔ نہ صرف حضرت سلیمان کی دعا سے وہ تخت آیا جیسا کہ افا اتیك سے معلوم ہوتا ہے جب ولی بنی اسرائیل کی طاقت کا یہ حال ہے تو ولی رسول اللہ کی قوت کیسی ہو گی۔ پھر نبی' پھر نبی خاتم النبین کی طاقت کا کیا حال ہے ۲۔ کہ اس نے میرے شاگردوں میں ایسے اولیاء پیدا فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولایت برحق ہے اور اولیاء اللہ کی کرامات بھی برحق ہیں۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب تعالیٰ کبھی بندے سے نعمت لے کر آزماتا ہے کبھی دے کر' دوسرے یہ کہ اللہ کے مقبول بندے نعمتوں کو بھی آزمائش ہی سمجھتے ہیں۔ کبھی فخر نہیں کرتے ۴۔ معلوم ہوا کہ جس سے نکاح کرنا ہو اس کی عقل' سمجھ دانائی کی تحقیق کرنی بہتر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امتحان لینا سنت انبیاء ہے۔ حضور نے بھی اپنے صحابہ کی عقل و دانائی کا امتحان لیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے کی چیز میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز ہے جبکہ اس کا مقصود نیک ہو۔ فساد کی نیت نہ ہو۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے چونکہ یہ تخت آپ کی ملک میں آنے والا تھا اس لئے آپ نے یہ تصرف فرمایا۔ ۵۔ یعنی چیز وہی ہے رنگ و روغن میں کچھ فرق ہے اسی لئے گویا کہا۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہی ہے۔ یہ بھی کہ وہ نہیں۔ بہت جامع گفتگو کی۔ سبحان اللہ ۶۔ یعنی ہم کو آپ کی نبوت کی خبر پہلے سے مل چکی ہے اور ہم آپ کا کلمہ دل میں پڑھ کر وہاں سے چلے ہیں۔ اب پھر کہتے ہیں کہ ہم آپ کے مطیع اور رب کے مومن بندے ہیں۔ ۷۔ یعنی بلقیس کے دل میں ایمان تو پہلے ہی آ چکا تھا مگر اس کا اظہار آج یہاں پہنچ کر کیا گیا' کیونکہ اسے اپنی قوم سے خطرہ تھا کہ یہ میرا ایمان دیکھ کر مجھ سے بگڑ جائے گی اور گزشتہ بت پرستی کی وجہ سے اس کے دل میں سب کی مخالفت کی ہمت نہ تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی پناہ میں آ کر ہمت و جرأت نصیب ہوئی اور ایمان کا اظہار کیا۔ سبحان اللہ! ۸۔ یہ صحن شیشے کا تھا۔ جس کے نیچے شفاف و صاف پانی تھا۔ شیشہ اتنا صاف تھا کہ نظر نہ آتا تھا۔ پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ اسی لئے ملکہ بلقیس نے پانی عبور کرنے کے ارادے سے اپنے پائینچے سمیٹے جس سے اس کی پنڈلی کھل گئی ۹۔ چونکہ حضرت سلیمان کو بلقیس سے نکاح کرنا تھا اور منسوبہ کو دیکھ لینا ممنوع نہیں' کسی نے کہا تھا کہ اس کی ساق پر بال ہیں۔ آپ نے تحقیق کے لئے چاہا کہ اس طرح ساق کا مشاہدہ ہو جاوے اور اسے محسوس بھی نہ ہو اور مسئلہ بھی واضح ہو جاوے اس سے اشارۃً" یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے نکاح کرنا ہو' اسے حیلہ سے دیکھ لینا کہ اسے محسوس نہ ہو' سنت انبیاء ہے۔ ہمارے اسلام میں بھی اس کی اجازت ہے مگر خیال رہے کہ صرف بہانہ سے دیکھنا چاہیے۔

ا۔ یہاں ظلم سے مراد شرک و کفر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ان الشرک لظلم عظیم مشرک شرک کی وجہ سے اپنے کو دوزخ کا مستحق بنا دیتا ہے اس لئے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ ۲۔ یعنی تیری بارگاہ میں بغیر وسیلہ نہیں آئی۔ حضرت سلیمان پیغمبر کے ساتھ آ رہی ہوں' اگر میں قابل قبولیت نہ ہوں تو اس ساتھ والے کے صدقہ سے قبول فرمالے۔ بلقیس نے حضرت سلیمان کی سلطنت دیکھ کر رب کی قدرت کا پتہ لگا لیا۔ مجاز حقیقت کا زینہ ہے۔ بلقیس مسلمان ہو کر حضرت سلیمان کے نکاح میں آئی۔ اس کے شکم سے داؤد بن سلیمان پیدا ہوئے جو حضرت سلیمان کی زندگی شریف میں وفات پا گئے حضرت سلیمان ۱۳ برس کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوہ افروز

قَالَتۡ رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ وَ اَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَیۡمٰنَ

عورت نے عرض کیا اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا[۱] اور اب سلیمان کے ساتھ

لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۴﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاہُمۡ

اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں[۲] جو رب سارے جہان کا اور بے شک ہم نے ثمود کی طرف

صٰلِحًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ فَاِذَا ہُمۡ فَرِیۡقٰنِ یَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾

ان کے ہم قوم صالح کو بھیجا کہ اللہ کو پوجو[۳] تو جبھی وہ دو گروہ ہو گئے[۴] جھگڑا کرتے

قَالَ یٰقَوۡمِ لِمَ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِالسَّیِّئَۃِ قَبۡلَ الۡحَسَنَۃِ ۚ

صالح نے فرمایا اے میری قوم کیوں برائی کی جلدی کرتے ہو بھلائی سے پہلے[۵]

لَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرُوۡنَ اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّیَّرۡنَا

اللہ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے[۶] شاید تم پر رحم ہو بولے ہم نے برا شگون لیا

بِکَ وَ بِمَنۡ مَّعَکَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ بَلۡ اَنۡتُمۡ

تم سے اور تمہارے ساتھیوں سے[۷] فرمایا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے[۸] بلکہ تم لوگ

قَوۡمٌ تُفۡتَنُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ کَانَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ تِسۡعَۃُ رَہۡطٍ

فتنے میں پڑے ہو[۹] اور شہر میں نو شخص تھے[۱۰] کہ زمین

یُّفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا یُصۡلِحُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوۡا تَقَاسَمُوۡا

میں فساد کرتے اور سنوار نہ چاہتے[۱۱] آپس میں اللہ کی قسمیں

بِاللّٰہِ لَنُبَیِّتَنَّہٗ وَ اَہۡلَہٗ ثُمَّ لَنَقُوۡلَنَّ لِوَلِیِّہٖ مَا شَہِدۡنَا

کھا کر بولے ہم ضرور رات کو چھاپا ماریں گے صالح اور اس کے گھر والوں پر[۱۲] پھر اس کے وارث

مَہۡلِکَ اَہۡلِہٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَ مَکَرُوۡا مَکۡرًا وَّ مَکَرۡنَا

سے کہیں گے[۱۳] اس گھر والوں کے قتل کے وقت ہم حاضر نہ تھے اور بے شک ہم سچے ہیں[۱۴]

مَکۡرًا وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ

اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی اور وہ غافل رہے[۱۵] تو دیکھو کیسا انجام

ع ۳ / ۱۸

ہوئے اور ۵۳ برس کی عمر شریف میں وفات پائی۔ چالیس سال سلطنت کی۔ آپ کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ۵۷۵ برس بعد ہوئی' اور آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد بلقیس نے وفات پائی (روح البیان) ۳۔ دل سے اور جسم سے' دل سے ایمان لا کر اور جسم سے نیک اعمال' عبادات کر کے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ ایک گروہ مومنوں کا دوسرا کافروں کا۔ ہر ایک اپنے کو حق پر کہتا تھا ۵۔ یعنی خود کیوں عذاب مانگتے ہو توبہ سے پہلے' خیال رہے کہ حسنہ سے مراد توبہ ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جب ہم پر عذاب آئے گا تو توبہ کر لیں گے۔ ۶۔ اس طرح کہ کفر سے توبہ کر کے ایمان لاؤ۔ بدکاری سے توبہ کر کے نیک کار بن جاؤ۔ ورنہ کافر کی استغفار قبول نہیں ۷۔ کیونکہ قوم صالح پر ان کی بدکاریوں کی وجہ سے بارش بند ہو گئی تھی انہوں نے اس کا الزام مومنوں پر لگایا ۸۔ معلوم ہوا کہ کفر منحوس چیز ہے جس سے دنیا میں عذاب آ جاتے ہیں۔ ۹۔ کیونکہ انبیاء و مومنین برکت والے ہوتے ہیں۔ جن کی برکت سے رحمتیں آتی ہیں۔ انہیں منحوس کہنا پرلے درجہ کا فتنہ و فساد ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ بارش کا بند ہو جانا تمہاری آزمائش کے لئے ہے۔ رب کبھی دے کر جانچتا ہے کبھی لے کر تب فتنہ بمعنی آزمائش ہے۔ رب فرماتا ہے انما اموالکم و اولادکم فتنۃ ۱۰۔ یعنی قوم ثمود کے شہر حجر میں نو آدمی تھے۔ یہاں رہط بمعنی شخص ہے' ہذیل بن عبدالرب' غنم بن غنم' باب بن مہرج' مصدع بن مہرج' عمیر بن کردبہ عاصم بن مخرمہ' سبط بن صدقہ' سمال بن صفی' قدار بن سالف' قدار ان کا سردار تھا۔ اسی نے ناقہ کو قتل کیا۔ یہ بستی حجاز و شام کے درمیان تھی۔ ۱۱۔ یعنی یہ لوگ خالص فسادی تھے۔ کوئی اچھا کام نہ کرتے تھے۔ اس لئے فساد کے بعد اصلاح نہ کرنے کا ذکر فرمایا۔ ۱۲۔ یعنی رات میں صالح علیہ السلام کو مع ان کے اہل و عیال و متبعین کے شبخون مار کر ہلاک کر دیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے منکر نہ تھے' خدا کو مان کر شرک کرتے تھے ورنہ اللہ کی قسم نہ کھاتے ۱۳۔ یعنی صالح علیہ السلام کے وارث سے جس کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کا حق ہو۔ معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں قصاص اور خون بہا وغیرہ کا بھی دستور تھا ۱۴۔ معلوم ہوا کہ ہر جرم کی جڑ جھوٹ ہے۔ مجرم اولاً جھوٹ بولنے کا ارادہ کر لیتا ہے' پھر جرم کرتا ہے جھوٹ جیسے جرموں کی جڑ کو اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا بڑی ہی بے دینی ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا حافظ و ناصر ہے' انہیں لوگوں کے خفیہ شر سے بچاتا ہے۔

مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ

ہوا ان کے مکر کا ہم نے ہلاک کر دیا انہیں ؎ اور انکی ساری قوم کو ؎ تو یہ ہیں انکے گھر

بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ

ڈھے پڑے بدلہ ان کے ظلم کا ؎ بے شک اس میں نشانی ہے جاننے والوں

يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

کے لئے اور ہم نے ان کو بچا لیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے ؎

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ

اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا ؎ کیا بے حیائی پر آتے ہو اور تم سوجھ

تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ

رہے ہو کیا تم مردوں کے پاس مستی سے جاتے ہو عورتیں

دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ

چھوڑ کر ؎ بلکہ تم جاہل لوگ ہو تو اس کی قوم کا کچھ جواب

قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ

نہ تھا مگر یہ کہ بولے لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ تو

اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ز

ستھرا پن چاہتے ہیں ؎ تو ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو نجات دی مگر اسکی

قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ

عورت کو ہم نے ٹھہرا دیا تھا کہ وہ رہ جانے والوں میں ہے ؎ اور ہم نے ان پر ایک برساؤ

مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ

برسایا تو کیا ہی برا برساؤ تھا ڈرائے ہوؤں کا تم کہو سب خوبیاں اللہ کو ؎ اور سلام اسکے چنے

الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ ط

ہوئے بندوں پر ؎ کیا اللہ بہتر یا ان کے ساختہ شریک

ع ۱۴ ۱۹

۱؎ اس طرح کہ اللہ تعالٰی نے صالح علیہ السلام کے گھر کی حفاظت کے لئے فرشتے بھیج دیئے۔ جب یہ لوگ ہتھیار بند ہو کر وہاں پہنچے تو فرشتوں نے ہلاک کر دیا۔ خیال رہے کہ ان بد نصیبوں کی یہ سازش اونٹنی کے قتل کے بعد ہوئی تھی جب صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ تین دن کے بعد ہلاک کر دیئے جاؤ گے۔ تب انہوں نے کہا کہ ہم تو بعد میں ہلاک ہوں گے۔ پہلے صالح علیہ السلام کو ہلاک کر دیں (روح خزائن) لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ساری قوم صالح تو عذاب سے ہلاک ہوئی۔ یہ نو آدمی اس طرح ۲؎۔ تمام قوم کو دہشت ناک آواز سے اور ان نو شخصوں کو فرشتوں سے، صالح علیہ السلام کے دروازے پر ان نو شخصوں کے مرنے میں اور روایات بھی ہیں۔ کہ یہ لوگ ایک بڑے پتھر کے نیچے برے ارادے سے چھپے۔ وہی پتھر ان پر گر گیا ۳؎۔ معلوم ہوا کہ یادگاروں کا ثبوت صرف شہرت سے ہو جاتا ہے، اس کے لئے کوئی نص یا عینی گواہ ضروری نہیں۔ کیونکہ ان اجڑی بستیوں کا ہلاک شدہ قوم کی بستیاں ہونا صرف مشہور تھا۔ رب نے اس شہرت کا اعتبار فرمایا۔ آیات میں یہ نہ بتایا کہ کون قوم کہاں آباد تھی لہٰذا اب یادگاروں اور تبرکات، نسب وغیرہ میں شہرت کافی ہو گی علیحدہ نص کی ضرورت نہیں ۴؎۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نبی کے سارے صحابہ مومن و متقی ہوتے ہیں کیونکہ رب نے ان سب مومنوں کو بخش دیا۔ معلوم ہوا کہ وہ سب مومن متقی تھے ان کی تعداد کل چار ہزار تھی ۵؎۔ جس قوم کے آپ نبی تھے۔ یعنی سدوم بستی کے باشندے۔ نسبی قوم مراد نہیں۔ کیونکہ لوط علیہ السلام کوفہ سے ہجرت کر کے یہاں پہنچے ۶؎۔ یعنی لواطت سے مرد، عورت کے کام کا نہیں رہتا۔ لہٰذا اسے عورتیں چھوڑنی پڑ جاتی ہیں، یا کہ تم ان کی طرف رغبت نہیں کرتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی بیوی سے رغبت نہ کرنا۔ اسے معلقہ رکھ چھوڑنا حرام ہے۔ اس سے تعلق رکھنا چاہیے۔ کم از کم چار ماہ میں ایک بار ضرور صحبت کرے اگر عذر نہ ہو۔ بلکہ خاوند نامرد ہو کہ عورت کے قابل نہ ہو تو عورت قاضی کے ہاں دعوٰی کر کے نکاح فسخ کرا سکتی ہے ۷؎۔ اس طرح کہ ہم کو اس گندے کام سے منع کرتے ہیں ۸؎۔ کیونکہ وہ کافروں کی دوست تھی، ان سے محبت کرتی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی دوستی سے عذاب آتا ہے۔ یہ بھی پتہ لگا کہ اہل بیت نبوت کو ایمان کی سخت ضرورت ہے۔ بغیر ایمان صرف اہل بیت ہونا کافی نہیں ۹؎۔ یعنی ان پچھلی امتوں کی ہلاکت پر خدا کا شکر کریں۔ معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت مومن کے لئے خوشی کا باعث ہوتی ہے ۱۰؎۔ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضور کے صحابہ و اہل بیت اطہار ہیں۔ یعنی یہ بھی کہا کرو۔ الحمد للہ اور یہ بھی کہا کرو۔ یا نبی سلام علیک کیونکہ حضور اللہ کے بندہ مصطفٰی ہیں۔ انہیں سلام کرنے کا حکم ہے اس لئے نماز کے شروع میں کہتے ہیں الحمد للہ اور آخر میں کہتے ہیں السلام علیک ایہا النبی اور حضور کے طفیل اللہ کے سارے چنے ہوئے بندوں کو سلام کیا جاتا ہے۔

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ
یا وہ جس نے آسمان و زمین بنائے ۱ اور تمہارے لئے آسمان سے
السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا
پانی اتارا ۲ تو ہم نے اس سے باغ اگائے رونق والے تمہاری
كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ
طاقت نہ تھی کہ ان کے پیڑ اگاتے ۳ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے بلکہ وہ
قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّ
لوگ راہ سے کتراتے ہیں ۴ یا وہ جس نے زمین بسنے کو بنائی ۵
جَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ
اور اس کے بیچ میں نہریں نکالیں اور اس کے لئے لنگر بنائے ۶ اور دونوں
بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ أَكْثَرُهُمْ
سمندروں میں آڑ رکھی ۷ کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بلکہ ان میں اکثر
لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ
جاہل ہیں ۸ یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے ۹ جب اسے پکارے
وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ؕ
اور دور کر دیتا ہے برائی اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے ۱۰
ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ
کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے بہت ہی کم دھیان کرتے ہو یا وہ جو تمہیں راہ دکھاتا ہے
فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا
اندھیریوں میں خشکی اور تری کی ۱۱ اور وہ کہ ہوائیں بھیجتا ہے اپنی رحمت
بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا
کے آگے خوشخبری سناتی ۱۲ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے برتر ہے اللہ ان کے

۱۔ زمین و آسمان، ظاہری کائنات کی اصل اور بہت منافع کا مرکز ہیں، اسی لئے اکثر انہیں کا ذکر فرمایا جاتا ہے ۲۔ یعنی یہ سارے انتظامات رب نے تمہارے لئے کئے ہیں اپنے واسطے نہیں کئے ہیں، ان کا نفع تم کو ہے۔تم کو بھی چاہیے کہ رب کو راضی کرنے کے لئے کچھ کام کیا کرو ۳۔ کیونکہ صرف کنوؤں کے پانی سے کھیت و باغ کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ بارش نہ ہو یہ سرسبز نہیں رہ سکتے، نیز کنوؤں کا پانی بھی آسمان ہی سے آتا ہے، اگر بارش نہ ہو تو کنوئیں بھی خشک ہو جاتے ہیں۔ ۴۔ کہ توحید الٰہی کے اتنے دلائل ہوتے ہوئے پھر بغیر دلیل شرک اختیار کرتے ہیں معلوم ہوا کہ دلائل توحید میں غور نہ کرنا بڑی ہی محرومی ہے، عقل وہی ہے جس سے رب تعالیٰ کی قدرت کے نظارے کر کے رب کو پہچانا جاوے۔ ۵۔ اس طرح کہ تم سب کا قرار زمین پر ہے یا زمین کو قرار ہے جنبش نہیں، ورنہ تم اس میں ٹھہر نہ سکتے زلزلے میں تمام انتظام درہم برہم ہو جاتے ہیں ۶۔ یعنی زمین پانی پر ایسی تھی، جیسے دریا پر کشتی، اس لئے اس میں جنبش و حرکت ہوتی، لہٰذا اس پر پہاڑ رکھے تاکہ پہاڑوں کے وزن سے زمین حرکت نہ کر سکے، ان آیات سے معلوم ہوا، کہ زمین حرکت نہیں کرتی۔ ساکن ہے۔ جہاز میں لنگر ڈالنے سے جہاز ٹھہر جاتا ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ بعض سمندر میٹھے ہیں اور بعض کھاری، لیکن نہ میٹھا پانی کھاری سے مخلوط ہوتا ہے نہ کھاری میٹھے سے ان میں قدرتی آڑ رکھی گئی ہے ۸۔ کہ رب تعالیٰ کی صنعتوں میں غور نہیں کرتے،معلوم ہوا کہ جو علم رب کی ذات و صفات کی طرف رہبری نہ کرے وہ جہالت ہے اور اگر علم ریاضی و جغرافیہ سے صحیح نتیجے نکالیں جائیں تو یہ علوم معرفت الٰہی کا بڑا ذریعہ بن جائیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بے قرار کی دعا بہت قبول کرتا ہے، دعا کی قبولیت کے شرائط میں سے بے قراری بھی ایک شرط ہے، اسی لئے حکم ہے کہ بے قراروں سے اپنے لئے دعا کراؤ۔ مسافروں، بیماروں، مظلوموں، مقروضوں کی دعا قریب قبول ہوتی ہے ۱۰۔ اس طرح کہ اپنے اگلوں کی زمینوں کے تم مالک ہوئے اور تمہارے پچھلے تمہاری زمینوں کے وارث ہوں گے، پاک ہے وہ جس کی ملک کو زوال نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب رب نے دنیاوی سفروں کے لئے ہدایت کے سامان، تارے وغیرہ پیدا کئے تو آخرت کے سفر کے لئے ہادی انبیاء کرام، اولیاء، علماء کیوں نہ پیدا فرماتا۔ اس آیت میں آئندہ ایجادات کی خبر بھی ہے، کہ ہدایت کے لئے قطب نما وغیرہ بنیں گے، جس سے مسافر رات کی تاریکیوں میں راہ پالیا کریں گے، جیسا کہ آج ہو رہا ہے ۱۲۔ یہاں رحمت سے مراد بارش ہے۔ اور ہواؤں سے مراد مون سون وغیرہ وہ ہوائیں جو بارش لاتی ہیں۔ جن کے چلنے سے لوگ بارش کے امیدوار ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ریاح رحمت کی ہوا کو، اور ریح عذاب کی ہوا کو فرمایا جاتا ہے۔

ا۔ کفار قریش ابتداء خلق کے تو قائل تھے اور رب تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک مانتے تھے، مگر آئندہ، اٹھنے کے قائل نہ تھے۔ لیکن چونکہ دلائل سے اس اعادہ کا ثبوت ہو چکا۔ اس لئے یہ استفہام انکاری فرمانا درست ہے۔ لہٰذا آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ یعنی آسمان سے بارش اور سورج، چاند، تاروں کی روشنی دیتا ہے اور زمین سے تمام پیداوار پھل، دانہ، غذائیں، دوائیں یا ان تمام پیداوار میں زمین و آسمان کی امداد شامل ہے کہ زمین کی مٹی آسمانی بارش و نور سے یہ سب کچھ بنتی ہیں۔ یا زمین نفس سے جسمانی غذائیں، بیداری، نیند، راحت و مصیبت اور آسمان نبوت سے روحانی غذائیں ایمان و اعمال عطا فرماتا ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو جھوٹا کرنے کے لئے اس سے دلیل مانگنا جائز ہے، ہاں اس کی حقانیت کے احتمال سے دلیل مانگنا، کہ شاید یہ برحق ہو، کفر ہے، اگر کسی نے دعوئی نبوت کیا، دوسرے نے اس سے دلیل مانگی یہ سمجھ کر کہ شاید سچا ہو، تو یہ دلیل مانگنے والا کافر ہو گیا۔ لہٰذا فتوئی فقہی، اس آیت کے خلاف نہیں ۴۔ ظاہری معنی سے یہ آیت وہابیوں کے بھی خلاف ہے، کیونکہ حضور کے لئے بعض علم غیب وہ بھی مانتے ہیں، لہٰذا آیت کے معنی یہ ہی ہیں کہ حقیقی طور پر غیب صرف رب تعالیٰ ہی جانتا ہے، پھر جسے وہ بتا دے اس کے بتانے سے وہ بھی جانتا ہے، جیسے کہ رب فرماتا ہے۔ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ. یعنی حقیقی حاکم صرف رب ہے، اس کی عطا سے دوسرے بھی حاکم ہیں، اس سے اگلے رکوع میں ہے۔ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِيْنٍ تمام غیب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں اور وہ کتاب مبین ہے یعنی محبوبوں پر وہ سارے غیوب ظاہر کرنے والی، اسی سے انبیاء و اولیاء کا علم ثابت ہے۔ ۵۔ یہ ساری آیت مشرکین کے اس سوال کے جواب میں نازل ہوئی کہ بتایئے قیامت کب ہو گی وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ جمع فرما کر اس جانب اشارہ ہے کہ یہ علم عوام کو دینے کا نہیں ۶۔ یعنی کیا یہ لوگ قیامت کے قائل ہو گئے، جو اس کی آمد کی تاریخ و وقت پوچھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کا یہ سوال محض مذاق اور ہنسی کے لئے ہے تحقیق مقصود نہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ جو قیامت یا موت کی تیاری نہ کرے وہ قیامت سے اندھا ہے۔ اندھا ہونے، مردہ ہونے کی بہت صورتیں ہیں، ان چیزوں کے دلائل بہت قائم ہیں جن میں غور کرنا چاہیے ۸۔ اپنی قبروں سے حساب و عذاب کے لئے، خیال رہے کہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے نہ کہ قبر والے، کیونکہ جو لوگ دفن نہ ہوں، وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھیں گے ۹۔ یعنی گزشتہ نبیوں نے ہمارے باپ دادوں سے قیامت کا وعدہ کیا تھا۔ مگر اب تک قیامت نہ آئی، یہ ان کی انتہائی حماقت تھی، جیسے کوئی درخت کے متعلق کہے کہ آج بوتے ہی اس میں پھل کیوں نہیں لگتے۔ ہر کام وقت پر ہوتا ہے۔ قیامت بھی وقت پر آوے گی۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ برباد شدہ قوموں کی اجڑی بستیوں کو دیکھنا عبرت حاصل کرنے کے لئے اچھا ہے، اسی طرح اللہ والوں کے پر رونق آستانوں کی زیارت کرنے کے لئے سفر کرنا تاکہ رب کی عبادت کا شوق پیدا ہو، اور امید بڑھے، بہتر ہے وہ جو حدیث میں وارد ہے کہ سوا تین مسجدوں کے اور جگہ کا سفر نہ کرو اس سے مراد یہ ہے کہ اور کسی مسجد کو سفر کر کے نہ جاؤ۔ یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ہے لہٰذا حدیث و قرآن میں مخالفت نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے عذاب پر غم نہ کھانا چاہیے بلکہ خوش ہونا چاہیے کہ یہ مسلمانوں کے دشمن ہیں، سانپ کو مار کر خوش ہونا اچھا ہے۔

يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ أَمَّنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ
شرک سے یا وہ جو خلق کی ابتدا فرماتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا ۱ اور وہ جو

يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قُلْ
تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے ۲ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے تم فرماؤ

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦٤﴾ قُلْ لَا يَعْلَمُ
کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ۳ تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے

مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ
جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں ۴ مگر اللہ

وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادَّارَكَ عِلْمُهُمْ
اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے ۵ کیا ان کے علم کا سلسلہ آخرت کے جاننے

فِي الْآخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا ۖ بَلْ هُمْ مِنْهَا
تک پہنچ گیا ۶ کوئی نہیں وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں بلکہ وہ اس سے

عَمُونَ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَ
اندھے ہیں ۷ اور کافر بولے کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا

آبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا
مٹی ہو جائیں گے کیا ہم پھر نکالے جائیں گے ۸ بے شک اس کا وعدہ دیا گیا ہم کو

نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ
اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں کو یہ تو نہیں مگر اگلوں کی

الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ
کہانیاں ۹ تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیسا ہوا

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ
انجام مجرموں کا ۱۰ اور تم ان پر غم نہ کھاؤ ۱۱

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿۷۰﴾ وَيَقُولُونَ مَتٰى

اور ان کے مکر سے دل تنگ نہ ہو لو اور کہتے ہیں کب

هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ عَسٰۤى اَنْ

آئے گا یہ وعدہ لو اگر تم سچے ہو تم فرماؤ قریب ہے کہ

يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾

تمہارے پیچھے آ لگی ہو بعض وہ چیز جس کی تم جلدی مچا رہے ہو لو

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

اور بے شک تیرا رب فضل والا ہے آدمیوں پر لو لیکن اکثر

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ

آدمی حق نہیں مانتے لو اور بے شک تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپی ہے

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں لو اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى

سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں لو بے شک یہ قرآن ذکر فرماتا ہے

بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾

بنی اسرائیل سے اکثر وہ باتیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں لو

وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ

اور بے شک وہ ہدایت اور رحمت ہے مسلمانوں کے لئے بے شک تمہارا رب

يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ

ان کے آپس میں فیصلہ فرماتا ہے اپنے حکم سے اور وہی ہے عزت والا علم والا۔ تو تم

عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ

اللہ پر بھروسہ کرو بے شک تم روشن حق پر ہو لو بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے

۱۔ یعنی کفار جو اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے تدبیریں کرتے رہتے ہیں آپ اس سے غم نہ کریں' کیونکہ یہ لوگ ان تدبیروں میں کامیاب نہ ہوں گے' سورج تمہارا ہی چڑھا رہے گا اور ایسا ہی ہوا' اس سے معلوم ہوا کہ کفر کا شور زیادہ اور زور کم ہوتا ہے' ان کے مقابلہ کی تیاری ضرور کرنی چاہیے' ہمت نہ ہارنی چاہیے ۲۔ مومنوں کی فتح و نصرت کا' یا کافروں پر دنیاوی یا اخروی عذاب کا' پہلی صورت میں وعدہ اپنے معنی میں ہے دوسری صورت میں۔ بمعنی وعید ہے' خیال رہے کہ کفار کا یہ سوال محض مذاق و دل لگی کے طور پر تھا' اس نیت سے ایسے سوال کرنا بھی کفر ہے ۳۔ بعض اس لئے فرمایا کہ کفار پر دنیاوی عذاب تو جلد آنے والے تھے' اور قبر و حشر کے عذاب ان کے بعد چنانچہ ان کفار پر مسلمانوں کے ہاتھوں پہلا عذاب میدان بدر میں آیا۔ ۴۔ یہاں ناس سے مراد عام لوگ ہیں' جن میں مومن و کافر سب داخل ہیں' فضل سے مراد دنیاوی رحمت ہے' دنیاوی نعمتیں عوام کو عطا فرمائی گئیں' ایمان و تقویٰ خاص مسلمانوں کو دیا گیا' اور عذاب کا فوراً نہ آنا خاص کافروں کو ۵۔ بلکہ اس کے فضل کا الٹا اثر لیتے ہیں کہ خود عذاب جلد چاہتے ہیں ۶۔ بہت سے کفار دل سے تو حضور کو سچا جانتے تھے' مگر زبان سے انکار کرتے تھے رب نے فرمایا ہم ان کی دونوں کیفیتوں کو جانتے ہیں یا یہ مطلب ہے کہ ان کے دل میں آپ سے حسد ہے' منہ پر آپ کی توہین' ہم دونوں چیزیں جانتے ہیں دونوں پر سزا دیں گے ۷۔ خیال رہے کہ لوح محفوظ کو مبین اس لئے کہتے ہیں کہ وہ تمام علوم غیبیہ ان لوگوں پر ظاہر کرتی ہے' جن کی وہاں نظر ہے' اگر لوح محفوظ کسی پر ظاہر نہ ہوتی تو اسے مبین نہ فرمایا جاتا' بلکہ یہ تحریر اسی لئے ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ وہ لوگ سب علوم حاصل کریں' جن کی اس کتاب پر نظر ہے' ورنہ رب تعالیٰ کو اس تحریر کی حاجت نہیں' وہ بھول وغیرہ سے پاک ہے۔ اس آیت کریمہ میں انبیاء و اولیاء کے علم غیب کا اعلیٰ ثبوت ہے بلکہ بہ عطاء الٰہی فرشتے بھی جانتے ہیں کیونکہ ان کی نظر لوح محفوظ پر ہے ۸۔ گزشتہ واقعات اور دینی احکام چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی نبوت' اصحاب کہف کا واقعہ' یوسف علیہ السلام کے واقعات میں اہل کتاب کا اختلاف تھا۔ قرآن کریم نے حق کا اظہار فرما کر جھگڑے کو ختم کر دیا' ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہود و نصاریٰ لڑتے تھے' یہود ان کی طیبہ و طاہرہ ماں کو عیب لگاتے تھے' عیسائی انہیں خدا یا خدا کا بیٹا مانتے تھے قرآن کریم نے اصل حقیقت ظاہر فرما دی ۹۔ خیال رہے قرآن کی خاص ہدایت و رحمت مومنوں سے خاص ہے اور ہدایت عام' ہر مومن و کافر کے لئے ہے' جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم بھی ہیں' اور مومنوں کے لئے بھی خاص رحمت' رب فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور فرماتا ہے وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۱۰۔ یعنی تمہارا حق پر ہونا ایسا ظاہر ہے جیسے دوپہر کا سورج' اندھا ہی آپ کا انکار کرے گا۔ حق مبین کو مطلق فرمانے سے معلوم ہوا کہ حضور کے عقائد' سارے اعمال سارے اقوال حق' وہاں تک باطل کی پہنچ نہیں' حضور حقانیت کی کان ہیں۔ سونے کی کان سے لوہا نہیں نکلتا حضور سے باطل سرزد نہیں ہوتا

الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾

مردے ۱؎ اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سنیں جب پھریں پیٹھ دے کر

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ

اور اندھوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں ۲؎ تمہارے سنائے تو وہی

اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ

سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں ۳؎ اور جب بات

الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ

ان پر آ پڑے گی ۴؎ ہم زمین سے ان کیلئے ایک چوپایہ نکالیں گے ۵؎ جو لوگوں سے

اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ

کلام کرے گا ۶؎ اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہ لاتے تھے اور جس دن اٹھائیں

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ

گے ہم ہر گروہ میں سے ایک فوج ۷؎ جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتی ہے تو ان کے

يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ

اگلے روکے جائیں گے کہ پچھلے ان سے آ ملیں یہاں تک کہ جب سب حاضر ہو لیں گے ۸؎ فرمائے

وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

گا کیا تم نے میری آیتیں جھٹلائیں حالانکہ تمہارا علم ان تک نہ پہنچتا تھا ۹؎ یا کیا کام کرتے تھے

وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾

۱۰؎ اور بات پڑ چکی ان پر ان کے ظلم کے سبب تو وہ اب کچھ نہیں بولتے ۱۱؎

اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے رات بنائی کہ اس میں آرام کریں ۱۲؎ اور دن کو بنایا

مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾

سوجھانے والا' بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے کہ ایمان رکھتے ہیں

ع ۲/۶

۱۔ یہاں مردوں سے مراد دل کے مردے ہیں' یعنی کفار' اور اندھوں سے مراد دل کے اندھے ہیں' ورنہ ان کا مقابلہ ایمان سے نہ کیا جاتا' مردوں کا سننا قرآنی آیات اور احادیث سے ثابت ہے' اس کی تفسیر وہ آیت ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ اسی لئے قبرستان میں جاکر مردوں کو سلام کرنا سنت ہے حضور کو التحیات میں سلام کرنا واجب ہے حالانکہ جو سلام سنتا نہ ہو' یا سنتا تو ہو مگر جواب نہ دے سکتا ہو' اسے سلام کرنا منع ہے۔ ۲۔ دل کے اندھے' یا وہ آنکھوں کے اندھے جن کی آنکھیں بظاہر دیکھتی ہیں مگر تمہارے معجزات نہیں دیکھتیں' ورنہ حضور نے بہت نابینا لوگوں کو نور ایمان بخشا ۳۔ یعنی جو علم الٰہی میں مومن و مسلم ہیں اور جن کی تقدیر میں' ایمان لانا لکھا ہے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' اس آیت سے معلوم ہوا کہ اسلام و ایمان میں فرق ہے کیونکہ ف کے آگے اور پیچھے مضمون میں فرق ہوتا ہے ۴۔ اس طرح کہ لوگ دینی تبلیغ کرنی اس لئے چھوڑ دیں گے کہ انہیں کفار کی اصلاح کی کوئی امید نہ رہے گی' یہ وقت قریب قیامت آئے گا اس وقت مومن بھی دنیا میں ہوں گے مگر کفار کا غلبہ ہو گا ۵۔ اس جانور کا نام جکاسہ ہے یہ پیدا ہو چکا ہے۔ بعض صحابہ نے اسے دیکھا بھی تھا' وہاں جہاں دجال قید ہے' اسی لئے یہاں اَخْرَجْنَا فرمایا گیا' یعنی ابھی وہ قید میں ہے' اس وقت اسے آزاد کر دیا جائے گا اس جانور کا نکلنا آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد ہو گا (روح البیان) اس کے پاس عصا موسوی اور حضرت سلیمان کی انگوٹھی ہو گی' مومن کی پیشانی کو عصاء سے مس کرے گا جس سے نوری خط نمودار ہو گا' اور یہ اس کے ایمان پر خاتمہ کی علامت ہو گی' اور کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان کی انگوٹھی مس کرے گا۔ جس سے ایک سیاہ داغ نمودار ہو گا۔ یہ اس کے کفر پر مرنے کی پہچان ہو گی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرب قیامت دابۃ الارض کا زمین سے نکلنا حق ہے اس کا ذکر حدیث شریف میں ہے وہ عجیب قسم کا جانور ہو گا۔ کوہ صفا سے نمودار ہو گا' اس سے مراد کوئی انسانی عالم نہیں جیسا کہ فی زمانہ چکڑالویوں نے سمجھا ورنہ اس کا لوگوں سے کلام کرنا عجیب نہ ہوتا ۷۔ یہاں امت سے مراد ہر نبی کی وہ جماعت ہے جن کی طرف وہ بھیجے گئے ۸۔ وہاں جہاں حساب و کتاب ہونا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ محشر میں کفار کی بدکاریوں کا حساب علانیہ ہو گا۔ رسوائی کے لئے' انشاء اللہ مومنوں کے گناہوں کا حساب تنہائی میں اور نیکیوں کا حساب علانیہ ہو گا ۹۔ مطلب یہ ہے کہ تم نے بغیر سمجھے بوجھے قیامت اور آیات الٰہی کا انکار کر دیا' اگر تم ادنیٰ تامل بھی کرتے تو ایمان لے آتے' لہٰذا یہ بے علمی وہ نہیں جس کی وجہ سے انسان معذور سمجھا جاتا ہے بلکہ اس سے مراد غور و تامل نہ کرنا ہے ۱۰۔ یعنی تم نے یہ بھی غور نہ کیا کہ تم پیدا کس لئے کئے گئے اور کام کیا کر رہے ہو' ہر چیز کے بنانے کا کچھ مقصد ہوتا ہے تم نے اپنی پیدائش کے مقصد میں غور نہ کیا۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار پر قیامت میں وقت آئے گا جب بول نہ سکیں گے اور دوسرے وقت بولیں گے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۲۔ اسی لئے رات کو تاریک رکھا' کیونکہ تاریکی یا کم روشنی سونے میں مدد دیتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ رات کو آرام کرنا بھی عبادت ہے اگر نیت خیر سے ہو' یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر حقدار کا حق ادا کرنا چاہیے' عبادت و ریاضت روح کا حق ہے' آرام نفس کا حق ہے' دونوں حق ادا کرنے کا حکم ہے' مگر جیسے دن میں کچھ آرام کیا جاتا ہے' ایسے ہی رات میں کچھ عبادت کرنی چاہیے۔ اگر نماز تہجد نصیب ہو جائے تو زہے قسمت ۱۳۔ مومن سمجھتے ہیں کہ جیسے سونے کے بعد جاگنا ہوتا ہے ایسے ہی مرنے کے بعد اٹھنا بھی ہو گا' اور جیسے رات کے بعد سویرا

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
اور جس دن پھونکا جائے گا صور لہ تو گھبرائے جائیں گے لہ جتنے آسمانوں میں ہیں
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ
اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے خدا چاہے لہ اور سب اس کے حضور
دٰخِرِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ
حاضر ہوئے عاجزی کرتے لہ اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا وہ جمے ہوئے ہیں
تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ
اور وہ چلتے ہوں گے بادل کی چال لہ یہ کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے بنائی ہر چیز
اِنَّهٗ خَبِيْرٌ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ
بے شک اسے خبر ہے تمہارے کاموں کی جو نیکی لائے لہ اس کے لئے
خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ
اس سے بہتر صلہ ہے لہ اور ان کو اس دن کی گھبراہٹ سے امان ہے لہ اور جو
جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ
بدی لائے تو ان کے منہ اوندھائے گئے آگ میں لہ تمہیں کیا
تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ
بدلہ ملے گا مگر اسی کا جو کرتے تھے لہ مجھے تو یہی حکم ہوا ہے
اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ
کہ پوجوں اس شہر کے رب کو لہ جس نے اسے حرمت والا کیا ہے لہ
كُلُّ شَيْءٍ ۫ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾
اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ فرمانبرداروں میں ہوں لہ
وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ
اور یہ کہ قرآن کی تلاوت کروں لہ تو جس نے راہ پائی اس نے اپنے بھلے کو

(بقیہ صفحہ ۶۱۲) ہے ایسے ہی موت کے بعد زندگی ہے اور جیسے رات آرام کے لئے ہے' ایسے ہی دن کام کے لئے مگر کام رب کی رضا کے لئے اور جیسے دن رات عبث نہ بنے' ان میں حکمتیں ہیں ایسے ہی ہم اور ہمارے اعمال عبث نہ بنے' اس میں بھی کچھ حکمتیں ہونی چاہئیں' خیال رہے کہ بعض کی نیند جاگنے سے افضل ہے' ان کا مرنا جینے سے افضل' اور بعض کا جاگنا' سونے سے افضل' اور ان کا جینا مرنے سے بہتر ہے۔

ا۔ پہلی بار سب کو فنا کرنے کے لئے یا دوسری بار سب کو جلانے کے لئے ۲۔ اگر پہلا نفخہ مراد ہے تو گھبراہٹ سے مراد موت کی گھبراہٹ ہے' یعنی گھبرا کر مرجائیں گے اور اگر دوسرا پھونکنا مراد ہے' تو گھبراہٹ سے مراد قیامت کی وحشت ہے جو کہ خاص مقبولوں کے سوا سب کو ہوگی۔ خیال رہے کہ پہلی پھونک سے سب مرجائیں گے' سوائے صور اور حضرت اسرافیل اور کچھ اور فرشتوں کے' کہ ان کی موت اس کے بعد حکم الٰہی سے ہوگی ایسے ہی زندہ ہونا' اولاً" حضرت اسرافیل اور صور اور کچھ فرشتے حکم الٰہی سے اٹھیں گے' پھر باقی لوگ صور کی آواز سے' اسی لئے آگے ارشاد ہوا اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ لہٰذا دیانند سرسوتی کا یہ اعتراض غلط ہے کہ اگر سب صور سے فنا ہوں گے تو خود صور کس سے فنا ہوگا ۳۔ اس سے معلوم ہُوا کہ صالحین کو قیامت کی گھبراہٹ نہ ہوگی لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ شہداء بھی انہیں میں داخل ہیں۔ نیز فرماتا ہے۔ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۴۔ یعنی سب رب کے حضور حاضر ہوں گے مگر کوئی سزا پانے کو کوئی انعام لینے کو' کوئی بخشے جانے کو' کوئی گنہگاروں کو بخشوانے کو ۵۔ جیسے آج چاند' سورج ہم کو ٹھہرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں حالانکہ وہ بہت تیز دوڑ رہے ہیں' بڑے جسموں کی حرکت جلد محسوس نہیں ہوا کرتی ۶۔ یعنی جو مومن کوئی نیک عمل لائے یا جو کوئی ایمان لے کر رب کی بارگاہ میں حاضر ہو' لہٰذا حسنہ سے مراد نیک اعمال ہیں' یا اچھے عقیدے' آیت کا مطلب یہ نہیں کہ کافروں کو بھی ان کے نیک اعمال کا ثواب ملے گا۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے' یہ عقیدہ قرآن کے بالکل خلاف ہے۔ ۷۔ یعنی ہم نیک کاروں کو ان کے اعمال سے زیادہ عوض دیں گے' ہماری عطا اپنی شان کے لائق ہوگی نہ کے بندے کے عمل کے لائق ۸۔ یعنی عذاب کی گھبراہٹ سے جو دوزخ کو دیکھ کر ہوگی' ورنہ قیامت کی ہیبت اور وحشت تو نیک کار مسلمانوں کو بھی ہوگی' سوا خاص الخاص بندوں کے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں خیال رہے کہ دوزخ و جنت میں داخلے کا وقت بھی قیامت کے دن میں ہی شمار ہوگا' لہٰذا اس گھبراہٹ کے متعلق یومئذ فرمانا بالکل درست ہے ۹۔ یعنی اس کا خاتمہ کفر پر ہو جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے کیونکہ اوندھے منہ دوزخ میں گرایا جانا صرف کافروں کے لئے ہوگا اگر کوئی گنہگار مسلمان سزا کے لئے دوزخ میں جائے گا تو اور طریقہ سے ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ میں کفار کی سزائیں مختلف ہوں گی کیونکہ دنیا میں ان کے اعمال مختلف تھے سخت کافر سخت عذاب میں' نرم کافر نرم عذاب میں' دوسرے یہ کہ کافروں کے بچے جو لڑکپن میں فوت ہو گئے تھے۔ وہ دوزخ میں عذاب نہ دیئے جائیں گے۔ کیونکہ دوزخ کا عذاب صرف اپنی بدکاریوں کی بنا پر گا' جیسا کہ یہاں الا کے حصر سے معلوم ہو رہا ہے خیال رہے کہ دوسرے کو گمراہ کرنے کا عذاب بھی اپنے ہی عمل کی سزا ہے یعنی بہکانا ۱۱۔ چونکہ مکہ معظمہ حضور کی جائے پیدائش اور حج کی جگہ ہے اس لئے اس کی یہ عزت افزائی کی گئی' ورنہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا رب ہے ۱۲۔ اس طرح کہ مکہ مکرمہ میں شکار کرنا' گھاس کاٹنا حرام ہے' یا وہ شہر عزت و

(بقیہ صفحہ ٦١٣) حرمت والا ہے' ١٣۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی کسی درجہ پر پہنچ کر نیک اعمال سے بے پروا نہیں ہو سکتا' جب حضور کو اطاعت و عبادت کا حکم ہے تو ہم تم کس شمار میں ہیں' خیال رہے کہ یہاں مسلم۔ بمعنی فرمانبردار ہے نہ کہ ۔ بمعنی مومن' کیونکہ حضور تو عین ایمان ہیں' ہم لوگ مومن ہیں اور حضور مومن بہ' حضور ہی کے ماننے کا نام ایمان ہے' لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور ہمارے بھائی ہیں' کیونکہ ہر مسلمان بھائی ہے ١٤۔ تاکہ میرے قرآن پڑھنے سے تمہیں ہدایت ملے۔

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿٩٢﴾

راہ پائی ١ اور جو بہکے تو فرما دو کہ میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں ٢

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ؕ

اور فرماؤ کہ سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا تو انہیں

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ ع

پہچان لوگے ٣ اور اے محبوب تمہارا رب غافل نہیں اے لوگو تمہارے اعمال سے

اٰيَاتُهَا ٨٨ | ٢٨ سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ ٤٩ | رُكُوْعَاتُهَا ٩

سورہ قصص مکی ہے اس میں ٩ رکوع ٨٨ آیتیں ١٤٤١ کلمے ٥٨٠٠ حروف ہیں ٤

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

طٰسٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ نَتْلُوْا

یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی ٥ ہم تم پر

عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ

پڑھیں موسٰی اور فرعون کی سچی خبر ٦ ان لوگوں کے لئے جو ایمان

يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٣﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ

رکھتے ہیں ٧ بے شک فرعون نے زمین میں غلبہ پایا تھا ٨ اور اس کے لوگوں

اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ

کو اپنا تابع بنایا ان میں ایک گروہ کو ٩ کمزور دیکھتا ان کے بیٹوں کو

اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ

ذبح کرتا ١٠ اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا ١١ بے شک وہ

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤﴾ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ

فسادی تھا اور ہم چاہتے تھے کہ ان کمزوروں پر

١۔ جس کا ثواب اسے ضرور ملے گا' اگرچہ ہدایت دینے والے کو بھی ہدایت دینے کا ثواب ہو گا۔ لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب سے منع نہیں فرماتی ٢۔ لہٰذا تمہاری گمراہی سے میرا کچھ نقصان نہیں' معلوم ہوا کہ حضور ہم سے بے نیاز ہیں ہم سب حضور کے نیاز مند ہیں ٣۔ ان نشانیوں سے مراد حضور کے وہ معجزات ہیں جو آئندہ ظاہر ہونے والے تھے۔ جیسے شق القمر' سورج کا واپس لوٹنا' کنکروں' پتھروں کا کلمہ پڑھنا وغیرہ۔ یا وہ غیبی چیزیں جن کا ظہور ہونے والا تھا۔ جیسے بدر و حنین میں کفار کی شکست مسلمانوں کی فتح یا کفار پر قحط وغیرہ آفتوں کا آنا ٤۔ خیال رہے کہ اس سورت میں آیت اِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ الخ۔ ہجرت کرتے ہوئے مدینہ منورہ کے راستہ میں' اتری اور اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ چار آیات مدینہ منورہ میں' لہٰذا یہ چار آیتیں مدنیہ ہیں ٥۔ یعنی قرآن کریم کی' خیال رہے کہ لوح محفوظ کو بھی کتاب مبین فرمایا جاتا ہے' اور قرآن کریم کو بھی' مگر فرق یہ ہے کہ لوح محفوظ اللہ کے خاص مقبول بندوں کے لئے مبین ہے' اور قرآن شریف ہر مومن کے لئے مبین ہے۔ یعنی روشن ہے ٦۔ چونکہ عرب میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے قصے بہت مشہور تھے حتیٰ کہ خاص و عام کے زبان زد تھے اور ان قصوں میں بنی اسرائیل نے بہت خلط ملط کر دیا تھا' اس لئے رب تعالیٰ نے یہ قصے قرآن کریم میں جگہ جگہ مختلف طریقوں سے بیان کئے' اس میں حضور کی نبوت کی دلیل بھی تھی کہ آپ بغیر پڑھے اور بغیر تاریخ دانوں کے پاس بیٹھے ایسے سچے قصے بیان کر رہے ہیں' واقعی سچے نبی ہیں جو وحی سے فرما رہے ہیں ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور خود ان قصوں سے پہلے ہی خبردار ہیں۔ ان کا قرآن میں نازل فرمانا مومنوں کے خبردار کرنے کے لئے ہے' اس لئے لِقَوْمٍ الخ۔ فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان قصوں سے فائدہ صرف مسلمان اٹھائیں گے' نہ کہ کفار' یہ بھی معلوم ہوا کہ سچے تاریخی واقعات سننا۔ سنانا عبادت ہے کہ اس سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے ٨۔ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ، قرآن میں اس غلبہ کو کہا جاتا ہے' جو نفس کے لئے ہو' اور اس کا نتیجہ ظلم و ستم ہو۔ یہی اس آیت میں مراد ہے۔ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ دین کے لئے غلبہ حاصل کرنا تو بڑی عبادت ہے' یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے فرمایا تھا کہ مجھے خزائن کا انتظام سونپ دے' یہاں الارض سے مراد زمین مصر ہے ٩۔ یعنی مصر کے باشندوں میں سے ایک گروہ کو۔ کہ وہ بنی اسرائیل تھے۔ ١٠۔ چنانچہ فرعون نے بنی اسرائیل کے اسی' بلکہ نوے ہزار بچے بے قصور ذبح کر دیئے (روح) ١١۔ تاکہ یہ لڑکیاں بڑی ہو کر اس کی خدمت کریں۔ نیز اسے لڑکیوں سے خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ کاہنوں نے اسے خبر یہ دی تھی کہ بنی اسرائیل کا ایک لڑکا اس کی سلطنت کا خاتمہ کرے گا۔ یہاں نساء سے مراد چھوٹی بچیاں ہیں۔ کیونکہ وہ آئندہ نساء بننے والی تھیں۔

ا۔ معلوم ہوا کہ نبوت سلطنت اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے بڑے احسان ہیں ۲۔ دینی بھی دنیاوی بھی' اس طرح کہ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام سے ہدایت حاصل کریں' دوسرے لوگ بنی اسرائیل سے ۳۔ یہاں وارثت سے مراد شرعی میراث نہیں کیونکہ مومن کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ نیز قبطیوں اور اسرائیلیوں میں نسبی رشتہ نہ تھا' بلکہ لغوی وراثت مراد ہے یعنی بعد موت اس کے ملک کا وارث ہونا ۴۔ ارض سے مراد زمین مصر ہے تو یہ وراثت کی تفسیر ہے' یا زمین سے مراد شام و مصر وغیرہ کی زمینیں ہیں۔ ۵۔ بنی اسرائیل کے ایک فرزند کے ہاتھوں اس کی سلطنت کا زوال' اور اس کی اپنی ہلاکت' معلوم ہوا کہ تدبیر سے تقدیر نہیں ٹلتی ۶۔ خواب یا

اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ
احسان فرمائیں ل اور ان کو پیشوا
الْوَارِثِينَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ
بنائیں ۲ اور انکے ملک و مال کا انہیں کو وارث بنائیں ۳ اور انہیں زمین میں قبضہ دیں ۴
فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا
اور فرعون اور ہامان اور انکے لشکروں کو وہی دکھادیں جس کا انہیں
يَحْذَرُونَ ۝ وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى أَنْ أَرْضِعِيهِ
ان کی طرف سے خطرہ ہے ۵ اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا ۶ کہ اسے دودھ پلا ۷
فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي
پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو ۸ تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر
وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ
اور نہ غم کر ۹ بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول
الْمُرْسَلِينَ ۝ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ
بنائیں گے ۱۰ تو اسے اٹھا لیا فرعون کے گھر والوں نے ۱۱ کہ وہ ان کا
عَدُوًّا وَحَزَنًا إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا
دشمن اور ان پر غم ہو بے شک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر
كَانُوا خَاطِئِينَ ۝ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ
خطا کار تھے ۱۲ اور فرعون کی بی بی نے کہا ۱۳ یہ بچہ میری
عَيْنٍ لِي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَى أَنْ يَنْفَعَنَا
اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ۱۴ اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے ۱۵
أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ وَأَصْبَحَ
یا ہم اسے بیٹا بنالیں ۱۶ اور وہ بے خبر تھے اور صبح کو

فرشتہ کے ذریعہ' یا ان کے دل میں ڈال دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام میں بہت اختلاف ہے' قول قوی یہ ہے کہ ان کا نام یوحائذ ہے۔ آپ لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں (خزائن' روح)۔ ۷۔ چند دن تک خفیہ طور پر' موسیٰ علیہ السلام اتنے روز تک روئے بھی نہیں۔ اور سوا آپ کی بہن مریم کے آپ کی پیدائش کی کسی کو خبر بھی نہ ہوئی' حتیٰ کہ پڑوسی بھی بے خبر رہے (خزائن) ۸۔ یعنی چند روز کے بعد تمہارے پڑوسیوں کو خبر ہو جائے گی اور وہ فرعون کو مخبری کریں گے' تب تم یہ تدبیر کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اولیاء کاملین سے تھیں۔ اور اولیاء اللہ کو رب تعالیٰ کی طرف سے علم غیب ملتا ہے' چنانچہ حضرت یوحائذ نے موسیٰ علیہ السلام کو تین ماہ دودھ پلایا۔ پھر وہ واقعات درپیش آئے جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یوحائذ کو حسب ذیل باتیں بتا دی گئی تھیں' موسیٰ علیہ السلام ابھی وفات نہ پائیں گے موسیٰ علیہ السلام کو تم خود پرورش کرو گی' موسیٰ علیہ السلام رسول بنائے جائیں گے' یہ سب باتیں علوم غیبیہ میں سے ہیں' معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کو علوم غیبیہ عطا ہوتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو آل کہا جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے اٹھایا تھا جنہیں آل فرعون کہا گیا' لہٰذا آل محمد میں حضور کی ازواج داخل ہیں۔ خیال رہے کہ یوحائذ نے شام کو صندوق دریا میں ڈالا اور صبح کو فرعون کے ہاں پہنچا ۱۱۔ لیکون کالام انجام کا ہے' جیسے کہا جاتا ہے' چور چوری کرتا ہے' جیل جانے کے لئے' چور کی نیت یہ نہیں ہوتی مگر انجام یہ ہوتا ہے ایسے ہی فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو فرزند بنانے کے لئے اٹھایا تھا نہ کہ دشمن بنانے کے لئے مگر انجام یہ ہوا۔ خیال رہے کہ یہاں لھم میں حضرت آسیہ یعنی فرعون کی بیوی داخل نہیں' بلکہ فرعون اور اس کے متبعین مراد ہیں' ۱۲۔ موسیٰ علیہ السلام کو لاوارث بچہ سمجھنے میں' وہ ولی یا وارث والے تھے۔ یا وہ لوگ بڑے مجرم تھے ان کو سزا دینے والا اب خود ان کے گھر پہنچ گیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۳۔ معلوم ہوا خدمت پیغمبر سے ڈوبے ہوئے بیڑے تر جاتے ہیں حضرت آسیہ کو یہ عظمت اس لئے نصیب ہوئی' کہ انہوں نے کلیم اللہ کی جان بچائی اور ان کی خدمت کی' حضرت آسیہ لاولد تھیں' موسیٰ علیہ السلام کو ہر دیکھنے والا آپ پر عاشق ہو جاتا تھا ۱۴۔ یعنی اسے دیکھ کر مجھے محبت آ رہی ہے۔ اور تجھے بھی' فرعون کی بیوی کا نام شریف حضرت آسیہ بنت مزاحم بن عبید بن ریان بن ولید ہے یہ ریان بن ولید وہی ہے جو یوسف علیہ السلام کے زمانے میں بادشاہ مصر تھا (روح) ۱۵۔ روح البیان شریف میں ہے کہ حضرت آسیہ کے ایک لڑکی تھی برص والی۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کا لعاب اپنے برص پر لگایا اسے آرام ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس بچے سے ہم کو بہت برکتیں حاصل ہوں گی واللہ اعلم۔ مگر مشہور یہ ہے کہ آپ بالکل لاولد تھیں' ممکن ہے یہ لڑکی

فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ

موسیٰ کی ماں کا دل بے صبر ہو گیا[۱] ضرور قریب تھا کہ وہ اس کا حال کھول

لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۰

دیتی[۲] اگر ہم نہ ڈھارس بندھاتے[۳] اس کے دل پر کہ اسے ہمارے وعدہ پر یقین رہے

وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّیْهِ ۫ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ

اور اس کی ماں نے اس کی بہن سے کہا[۴] اس کے پیچھے چلی جا تو وہ اسے دور سے دیکھتی رہی

وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۱۱ وَ حَرَّمْنَا عَلَیْهِ الْمَرَاضِعَ

اور ان کو خبر نہ تھی[۵] اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام

مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَیْتٍ

کر دی تھیں[۶] تو بولی کیا میں تمہیں بتا دوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچہ

یَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝۱۲ فَرَدَدْنٰهُ

کو پال دیں[۷] اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں تو ہم نے اسے اس کی

اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ

ماں کی طرف پھیرا[۸] کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے

اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۳ ع

کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے[۹] لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے[۱۰]

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ

اور جب اپنی جوانی کو پہنچا اور پورے زور پر آیا ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا[۱۱]

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۴ وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ

اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو[۱۲] اور اس شہر میں داخل ہوا[۱۳]

عَلٰى حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا

جس وقت شہر والے دوپہر کے خواب میں بے خبر تھے[۱۴] تو اس میں

(بقیہ صفحہ ۶۱۵) لے پالک ہو' دوسرے کی لے کر پال لی گئی ہو۱۶۔ کیونکہ ہمارے بیٹا کوئی نہیں' اس لئے ہمارے گھر میں چراغ جلے گا۔

۱۔ جب انہوں نے سنا کہ میرا نور نظر فرعون کے ہاں پہنچ گیا، مگر یہ بے صبری فطری تھی' بے خبری کی نہ تھی' کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ فرزند میرے پاس پھر بخیریت تمام پہنچے گا' جیسا کہ اوپر گزرا ۲۔ اس طرح کہ جوش محبت میں ہائے میرا بچہ ان کے منہ سے نکل جاتا ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی لولا کا جواب خود لولا سے پہلے بھی آ جاتا ہے لہٰذا سورت یوسف کی یہ آیت وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ میں لولا شرط مؤخر ہے۔ اور ھم بہا جزاء مقدم اور معنی یہ ہیں کہ اگر یوسف علیہ السلام رب کی برہان نہ دیکھتے تو زلیخا کا قصد کر لیتے ۴۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام مریم بنت عمران ہے اور ان کے خاوند کا نام غالب بن یوشا ہے (روح) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام بھی مریم بنت عمران ہے مگر یہ عمران اور ہیں' وہ عمران دوسرے' ان دونوں عمرانوں میں قریباً دو ہزار برس کا فاصلہ ہے ۵۔ کہ یہ اس فرزند کی بہن ہے تحقیق حال کے لئے آئی ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے معجزے کبھی بچپن شریف میں بھی ظاہر ہوتے ہیں' موسیٰ علیہ السلام کا اپنی ماں کے سوا کسی دائی کا دودھ نہ پینا آپ کا معجزہ ہوا، اسے ارہاص کہا جاتا ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کا بچپن میں کلام فرمانا ۷۔ یعنی تم سے اجرت لے کر اس کی پرورش کریں۔ جیسے دائیاں کیا کرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے فرعون سے اجرت لے کر پرورش کیا تا کہ راز فاش نہ ہو ۸۔ اس طرح کہ حضرت مریم اپنی والدہ یوحائذ کو فرعون کے کہنے پر بلا لائیں' موسیٰ علیہ السلام نے آپ کی گود میں آتے ہی دودھ قبول فرما لیا' اور چین سے سو گئے' اس سے پہلے فرعون آپ کو گود میں لئے ہوئے بہت بہلاتا تھا۔ مگر آپ دودھ کے لئے روتے تھے' اور بے قرار تھے جس سے فرعون کو بھی بے قراری تھی' فرعون نے حضرت یوحائذ سے پوچھا کہ تمہارا دودھ بچہ نے کیوں قبول کر لیا تم اس کی کون ہو' تو آپ نے فرمایا کہ اس بچہ کے مزاج میں بہت نفاست معلوم ہوتی ہے۔ میں پاک رہا کرتی ہوں' چنانچہ فرعون نے حضرت یوحائذ کی تنخواہ مقرر کی' کھانے پینے کا اپنی طرف سے انتظام کیا' اور آپ سے کہا کہ اس بچے کو اپنے گھر لے جاؤ' بہت اہتمام سے اس کی پرورش کرنا۔ سبحان اللہ (خزائن) ۹۔ یعنی مشاہدہ کر کے جان لے' ورنہ انہیں یقین تو پہلے بھی تھا' اب عین الیقین ہو گیا۔ ۱۰۔ اللہ کے وعدوں میں شک کرتے ہیں' امکان کذب کے قائل ہیں موسیٰ علیہ السلام دودھ چھوڑنے تک اپنی والدہ یوحائذ کے پاس رہے' اور فرعون روزانہ ایک اشرفی (آج کل پاکستانی روپیہ سے ڈیڑھ سو روپے) آپ کو دیتا تھا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم لدنی تھا۔ جو بلاواسطہ استاد آپ کو عطا ہوا جیسا کہ اٰتَیْنٰهُ فرمانے سے معلوم ہوا یہ علم عطاء نبوت سے پہلے دیا گیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں حکم و علم سے مراد نبوت نہیں کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو نبوت تو مدین سے مصر آتے ہوئے راستہ میں عطا ہوئی' یہ وہ علم و حکمت ہے جو نبوت سے پہلے عطا ہوا ۱۲۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام اول سے ہی صالح' نیک' متقی' پرہیزگار تھے' اس کے صلہ میں ہم نے انہیں یہ علم و حکمت بخشی اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ انبیاء کرام ظہور نبوت اور کتاب الٰہی ملنے سے پہلے ہی متقی' صالح' رب کے عابد ہوتے ہیں' ہمارے حضور پر جب قرآن کی پہلی آیت اتری تو اس وقت آپ غار حراء میں اعتکاف اور رب کی عبادت میں مشغول تھے' بتاؤ حضور کو یہ عبادت اور اعتکاف کس نے سکھایا' دوسرے یہ کہ نیک اعمال کی برکت سے

(بقیہ صفحہ ۶۱۶) اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم کامل ملتا ہے اور عالم کے عمل میں برکت ہوتی ہے' علماء کو چاہیے کہ اعمال صالحہ کیا کریں ۱۳۔ آپ فرعون کے قلعہ سے شہر مصر میں داخل ہوئے کیونکہ فرعون کا قلعہ شہر کے کنارہ یا شہر سے باہر تھا۔ یا آپ مصر سے شہر منصف یا شہر عین شمس میں تشریف لائے' منصف تو مصر کی حد میں واقع تھا اس کا نام اس زبان میں صافہ تھا' اور عین شمس مصر سے دو کوس کے فاصلہ پر تھا (روح و خزائن) ۱۴۔ یعنی دوپہر کے وقت جب عام طور پر راستے اور کوچہ و بازار خالی ہو جاتے ہیں لوگ آرام کرتے ہوتے ہیں۔

رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ۖ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا

وہ مرد لڑتے پائے ایک موسیٰ کے گروہ سے تھا اور دوسرا اسکے

مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى

دشمنوں سے ۱ تو وہ جو اس کے گروہ سے تھا اس نے موسیٰ سے

الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۖ

مدد مانگی اس پر جو اس کے دشمنوں سے تھا تو موسیٰ نے اسکے گھونسا مارا ۲ تو اس کا کام تمام کر دیا ۳

قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ۖ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ

کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا ۴ بے شک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ

مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ

کرنے والا ۵ عرض کی اے میرے رب میں نے اپنی جان پر زیادتی کی ۶ تو مجھے بخش دے

فَغَفَرَ لَهٗ ۖ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ

تو رب نے اسے بخش دیا بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ۷ عرض کی اے میرے رب جیسا

اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

تو نے مجھ پر احسان کیا تو اب ہرگز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا ۸

فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي

تو صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے ۹ جبھی دیکھا کہ وہ جس نے

اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ۭ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى

کل ان سے مدد چاہی تھی فریاد کر رہا ہے ۱۰ موسیٰ نے اس سے فرمایا

اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ

بے شک تو کھلا گمراہ ہے ۱۱ تو جب موسیٰ نے چاہا کہ اس پر گرفت کرے

بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ

جو ان دونوں کا دشمن ہے ۱۲ وہ بولا اے موسیٰ کیا تم مجھے ویسا ہی قتل کرنا

۱۔ یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ سامری تھا۔ بظاہر آپ کی قوم سے تھا مگر انجام کار آپ کی بارگاہ کا مردود ہوا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب ہوا۔ یعنی قبطی قوم سے تھا یہ قبطی اس اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا اس قبطی کا نام فاتون تھا اور فرعون کا باورچی تھا۔ اس اسرائیلی سے یہ کہہ رہا تھا کہ بیگار میں لکڑیاں مطبخ تک پہنچا دے۔ اسرائیلی منع کرتا تھا۔ (روح) قرآن مجید میں شیعہ کافر گروہ یا کافر قوم کو کہا گیا ہے۔ یہ لفظ گیارہ جگہ قرآن میں آیا ہے۔ فرماتا ہے وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ نوح علیہ السلام کا فر گروہ میں اللہ نے ابراہیم جیسے نبی کو بھیجا۔ آپ نے فرمایا۔ انی اَرٰىكَ وقومك فی ضلٰلٍ مبین اسی رکوع میں یہاں آگے آرہا ہے انك لغوی مبین ۲۔ پہلے موسیٰ علیہ السلام نے فاتون قبطی کو سمجھایا' کہ ظلم نہ کر۔ جب وہ نہ مانا تو اسے ایک گھونسہ رسید کیا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو روحانی طاقت کے ساتھ جسمانی طاقت بھی کامل عطا فرماتا ہے کہ قبطی آپ کے ایک گھونسہ کی تاب نہ لا سکا' بلکہ ان کی قوت فرشتوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ کے تھپڑ کی تاب حضرت عزرائیل نہ لا سکے۔ خیال رہے کہ کافر ظالم کو مار ڈالنا کوئی جرم نہیں۔ نیز آپ کا ارادہ اسے قتل کرنا نہ تھا ۴۔ یعنی قبطی کا اسرائیلی پر ظلم کرنا شیطانی کام تھا' نہ کہ اسے قتل کرنا' کیونکہ کافر ظالم کو سزا دینا اچھا ہے۔ نیز نبی گناہ سے معصوم ہوتے ہیں۔ نبوت سے پہلے بھی اور بعد نبوت بھی (خزائن العرفان) ۵۔ یعنی شیطان قبطیوں کو گمراہ کر رہا ہے ۶۔ آپ کا یہ کلام انکسار اور تواضع کی بنا پر ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ اس سے دوسروں کو تعلیم دینا مقصود ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ قبطی کو قتل کرنا ظلم ہے۔ کیونکہ حربی کافر کا قتل عبادت ہے ان لوگوں نے ہزارہا بنی اسرائیلی بچے قتل کر دیئے تھے۔ نیز اگر یہ قتل ظلم ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام پر قصاص یا دیت یا اس مقتول کے ولی سے معافی چاہنا لازم ہوتا۔ بلکہ آپ خود اپنے کو فرعون کے سامنے قصاص کے لئے پیش فرما دیتے۔ صرف توبہ کے الفاظ منہ سے ادا کرنے پر معافی نہ ہوتی کیونکہ یہ حق العبد تھا ۷۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ گناہ یعنی قتل قبطی معاف فرما دیا ہے۔ یہ قتل گناہ تھا ہی نہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا نیز جرم قتل بغیر قصاص یا دیت یا معافی مانگے نہیں بخشا جاتا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ انہیں مغفور و معصوم بنایا جیسے رب فرماتا ہے۔ لیغفر لك اللّٰه ماتقدم من ذنبك انبیاء کرام کی مغفرت کے معنی ہیں ان کا بے گناہ ہونا ۸۔ یعنی مجھے فرعون کے ہاں رہنے سے بچائے کہ ان کے پاس بیٹھنا بھی گویا ان کی ایک قسم کی مدد ہے جیسے آج اگر عالم کسی ظالم کے پاس بیٹھے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ ظالم اس عالم کا صحبت یافتہ ہے جو کر رہا ہے ٹھیک ہو گا ۹۔ معلوم ہوا کہ موذی کی ایذا سے ڈرنا نبوت کی شان کے خلاف نہیں۔ جیسا کہ آپ سانپ سے ڈرے تھے۔ ہیبت کا خوف نبی کے دل

(بقیہ صفحہ ۶۱۷) میں کسی مخلوق کا نہیں ہوتا۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۱۰۔ اس طرح کہ آج پھر وہی اسرائیلی دوسرے قبطی سے لڑ رہا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لئے بلا رہا ہے ۱۱۔ اے اسرائیلی' کیونکہ تو روز کسی نہ کسی سے لڑتا ہے ۱۲۔ یعنی آپ نے چاہا کہ قبطی کو پکڑ کر اسرائیلی سے علیحدہ کردیں تو اسرائیلی سمجھا کہ آج آپ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں تو وہ چیخا اور بولا۔ خیال رہے کہ اس قبطی کو دونوں کا دشمن فرمایا۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کا اور اس لڑنے والا کا۔ کیونکہ کافر ہر مومن کا دشمن ہوتا ہے۔

تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ

چاہتے ہو. جیسا تم نے کل ایک شخص کو قتل کر دیا تم تو یہی چاہتے ہو کہ

اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ

زمین میں سخت گیر بنو اور اصلاح کرنا نہیں

مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ

چاہتے ۱ے اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا

يَسْعٰى ۫ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ

آیا ۲ے کہا اے موسیٰ بے شک دربار والے آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں

فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا

تو نکل جائیے ۳ے میں آپ کا خیر خواہ ہوں تو اس شہر سے نکلا ڈرتا ہوا ۴ے

يَّتَرَقَّبُ ۫ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ ع

اس انتظار میں کہ اب کیا ہوتا ہے عرض کی اے میرے رب مجھے ستمگاروں سے بچالے ۵ے

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ

اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا ۶ے کہا قریب ہے کہ میرا رب

يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ

مجھے سیدھی راہ بتائے ۷ے اور جب مدین کے پانی پر آیا ۸ے

وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۫ وَوَجَدَ مِنْ

وہاں لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے اس

دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا

طرف دو عورتیں دیکھیں ۹ے کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں ۱۰ے موسیٰ نے فرمایا تم دونوں کا کیا حال ہے

لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چرواہے پلا کر پھیر نہ لے جائیں ۱۱ے اور ہمارے باپ بہت بوڑھے

۱۔ یعنی اے موسیٰ! تم زبان سے صلح نہیں کراتے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہو تم نے ایک قبطی کو کل مار ڈالا' آج مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ یہ بات اس قبطی نے سن لی اور جاکر فرعون و مخبری کردی۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا حکم دے دیا اور فرعونی پولیس آپ کی تلاش میں آ گئی ۲۔ اس شخص کا نام خربیل تھا۔ یہ ہی قبطیوں میں سے موسیٰ علیہ السلام پر خفیہ طور پر ایمان لا چکا تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں بہت جگہ عزت کے ساتھ ہوا ہے۔ چونکہ فرعون کا قلعہ شہر کے کنارے پر تھا اور یہ شخص وہاں سے آیا تھا اس لئے یہاں اقصیٰ فرمایا گیا یا یہ مطلب ہے کہ فرعونی پولیس تو سیدھی سڑک سے آنے لگی اور یہ اللہ کا بندہ گلی در گلی آپ کے پاس آیا تاکہ پولیس سے پہلے آپ تک پہنچ جائے ۳۔ یعنی فرعون کے درباری آپ کی گرفتاری اور قصاص کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔ آپ فوراً مصر شہر یا فرعون کی سلطنت کی حدود سے نکل جاویں ۴۔ اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ خطرناک جگہ سے نکل جانا اور جان بچانے کی تدبیر کرنا سنت انبیاء ہے دوسرے یہ کہ اسباب پر عمل اور تدبیر توکل کے خلاف نہیں تیسرے یہ کہ موذی کی ایذا کا خوف شان نبوت کے خلاف نہیں۔ ہاں اطاعت والا خوف' انبیاء' اولیاء کو کبھی کسی سے نہیں ہوتا بجز پروردگار' لہذا یہ آیت لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ کے خلاف نہیں۔ چوتھے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام اس قبطی کے قتل میں حق بجانب تھے ورنہ آپ خود اپنے کو قصاص کے لئے پیش فرما دیتے۔ خیال رہے کہ انبیاء کرام نبوت سے پہلے بھی گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اور قاتل کا قصاص سے بھاگنا گناہ ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعونی لوگ اس ارادہ قتل میں ظالم تھے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام پر شرعاً قصاص واجب نہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی مصیبت بندے کو اچھی طرف لے جاتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام بظاہر فرعون سے بھاگ رہے تھے مگر در حقیقت رب کی طرف بھاگ رہے تھے۔ کہ آپ کا یہ سفر بہت ظفر و فتح کا پیش خیمہ ہوا۔ حضرت شعیب کی صحبت اور نیک بی بی اور نبوت کا عطا سب اسی سفر میں آپ کو مرحمت ہوا۔ ۶۔ محض حق تعالیٰ کی رہبری سے' کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نہ مدین سے خبردار تھے نہ اس کے راستے سے۔ خیال رہے کہ مدین وہی جگہ ہے جہاں حضرت شعیب نبی کا قیام تھا۔ یہ مصر سے آٹھ دن کے فاصلہ پر ہے چونکہ اسے مدین بن ابراہیم علیہ السلام نے آباد کیا تھا اسی لئے مدین کہلاتا تھا۔ یہ جگہ فرعون کی قلمرو سے باہر تھی آپ بے توشہ اور بے رہبر بے یار و مددگار درختوں کے پتے کھاتے چلے جا رہے تھے خبر نہ تھی کہ کہاں جا رہے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ آپ کا منہ تو مدین کی طرف تھا مگر دل خالق مدین کی طرف ۸۔ وہ کنواں جو شہر سے باہر تھا۔ لوگ وقت مقررہ پر اس سے پانی لیتے پھر وزنی پتھر سے اس کا منہ ڈھک کر چلے جاتے تھے' تاکہ کوئی کھول نہ سکے ۹۔ یعنی مردوں سے دور اس طرف جدھر کچھ فاصلہ پر موسیٰ علیہ

(بقیہ صفحہ ۶۱۸) السلام تھے ۱۰۔ ان کی شریعت میں پردہ فرض نہ تھا۔ جیسے شروع اسلام میں ہمارے ہاں بھی فرض نہ تھا۔ یا ضرورت کی وجہ سے وہ صاجزادیاں باپردہ کنوئیں سے پانی بھرنے آتی تھیں۔ اس سے پتہ لگا کہ اگر عورت ضرورۃً باہر جاوے تو مردوں سے علیحدہ رہے۔ بھیڑ میں داخل نہ ہو۔ ان میں سے ایک کا نام صفورہ' دوسری کا نام لیا تھا۔ حضرت شعیب کی لڑکیاں تھیں۔ ۱۱۔ کیونکہ یہ لوگ بہت شہ زور ہیں۔ جب یہ چلے جائیں گے تب ہماری باری ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اجنبی مرد اجنبی عورتوں سے بقدر ضرورت کلام کر سکتا ہے۔ نیز پیغمبر' ارادہ بد سے معصوم و محفوظ ہوتے ہیں اور نبی کی صاجزادیاں بھی ۱۲۔ لہٰذا وہ خود اندر باہر کا کام کاج اپنے دست مبارک سے نہیں کر سکتے اور ہمارے کوئی بھائی بھی نہیں جو یہ کام انجام دے اس لئے خود ہمیں یہ کام انجام دینا پڑتا ہے۔ معلوم ہوا کہ عورت مجبوری کی حالت میں کمائی کرنے یا کام کاج کرنے کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ (کتب فقہ)

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ

۱ تو موسیٰ نے ان دونوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا ۲ پھر سایہ کی طرف پھرا عرض کی اے میرے رب میں

اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا

اس کھانے کا جو تو میرے لئے اتارے محتاج ہوں ۳ تو ان دونوں میں سے ایک اسکے

تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ

پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی ۴ بولی میرا باپ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں مزدوری

لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۚ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ

دے اس کی جو تم نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے ۵ جب موسیٰ اس کے پاس آیا

عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ

اور اسے باتیں کہہ سنائیں ۶ اس نے کہا ڈریئے نہیں آپ بچ گئے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ

ظالموں سے ۷ ان میں کی ایک بولی ۸ اے میرے باپ ان کو نوکر رکھ لو ۹

خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّىْٓ

بے شک بہتر نوکر وہ جو طاقتور امانتدار ہو ۱۰ کہا میں

اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَىَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ

چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ

تَاْجُرَنِىْ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ

تم آٹھ برس میری ملازمت کرو ۱۱ پھر اگر پورے دس برس کر لو تو تمہاری

عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ

طرف سے ہے ۱۲ اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا ۱۳ قریب ہے

شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِىْ وَ

انشاء اللہ تم مجھے نیکوں میں پاؤ گے ۱۴ موسیٰ نے کہا یہ میرے اور آپ کے درمیان

۱۔ اس طرح کہ قریب میں جو دوسرا کنواں تھا' جو وزنی پتھر سے ڈھکا ہوا تھا جس سے قوم کل پانی بھرتی' آپ نے اکیلے اس پتھر کو سرکا کر پانی پلا دیا۔ ان کنوؤں میں دو دن میں پانی جمع ہوتا تھا جسے شہر والے پیتے پلاتے تھے۔ ۲۔ کیونکہ آپ نے ایک ہفتہ سے کچھ نہ کھایا تھا' شکم شریف پیٹھ سے لگ گیا تھا۔ اور ادھر یہ واقعہ ہوا کہ شعیب علیہ السلام نے صاجزادیوں سے آج جلد واپس آ جانے کا سبب پوچھا تو انہوں نے سارا ماجرا عرض کیا۔ انہوں نے ایک صاجزادی سے فرمایا کہ جاؤ' انہیں بلا لاؤ۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت لڑکی اجنبی کو بلا سکتی ہے۔ مگر شرم و حیاء کے ساتھ' شعیب علیہ السلام کے کوئی فرزند نہ تھا جو باہر کے کام کرتا اس لئے صاجزادیوں کو ان کاموں کی تکلیف دی جاتی تھی ۴۔ موسیٰ علیہ السلام اجرت لینے پر آمادہ نہ تھے اور نہ انہوں نے کچھ طے کیا تھا۔ لیکن حضرت شعیب کا شوق ملاقات اور کسی مونس و غم خوار کے پاس پہنچ جانے کی خواہش آپ کو ادھر جانے پر مجبور کر رہی تھی۔ آپ چل دیئے۔ حضرت صفورا آگے تھیں' آپ پیچھے۔ ہوا سے کپڑا ساق پر سے ہٹ جانے کا خطرہ تھا۔ اس لئے فرمایا کہ تم میرے پیچھے چلو' اور زبان سے راستہ بتاؤ۔ اس طرح آپ شعیب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے' کھانا تیار تھا فرمایا کھالو۔ آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان کی تواضع ہمارے خاندان کی سنت ہے۔ آپ نے قبول فرمایا۔ ۵۔ قبطی کا قتل اور فرعون کا ارادہ قصاص' اور آپ کا وہاں سے آ جانا ۶۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرعون اس ارادہ قصاص' میں ظالم تھا۔ آپ پر قصاص واجب نہ تھا۔ یہ جگہ فرعون کی حکومت سے خارج تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خبر واحد یعنی ایک آدمی کی خبر معتبر ہے کیونکہ ایک ہی صاجزادی نے فرمایا تھا کہ تمہیں ہمارے والد بلا رہے ہیں جو آپ نے قبول فرمائی۔ دوسرے یہ کہ بوقت ضرورت متقی آدمی کو اجنبیہ کے ساتھ احتیاط اور تقویٰ کے ساتھ چلنا جائز ہے ۷۔ بڑی صاجزادی حضرت صفورا جو بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجیت سے مشرف ہوئیں ۸۔ علماء فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب کی صاجزادیوں کا یہ انتخاب اور حضرت آسیہ کا موسیٰ علیہ السلام کو فرزند بنانے کا انتخاب' صدیق اکبر کا فاروق اعظم کو خلافت کے لئے انتخاب بہت مبارک ثابت ہوئے ۹۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے بی بی صفورا سے پوچھا کہ تمہیں ان کی قوت و امانت کیسے معلوم ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ وزنی پتھر جسے دس آدمی بھی نہ اٹھا سکیں' انہوں نے اکیلے اٹھا لیا۔ یہ تو ان کی قوت ہے اور ہم کو دیکھ کر سر نیچا جھکا لیا اور راستے میں ہم کو آگے چلنے کی اجازت نہ دی' یہ ان کی امانت و

بَیْنَكَ ؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ ؕ

اقرار ہو چکا میں ان دونوں میں جو میعاد پوری کر دوں تو مجھ پر کوئی مطالبہ نہیں ؎

وَ اللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ﴿۲۸﴾ فَلَمَّا قَضٰی مُوْسَی

اور ہمارے اس کہے پر اللہ کا ذمہ ہے ؎ پھر جب موسٰی نے اپنی

الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

میعاد پوری کر دی اور اپنی بی بی کو لے کر چلا ؎ طور کی طرف ایک

نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ

آگ دیکھی ؎ اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طور کی طرف ایک آگ نظر پڑی ہے ؎

اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ

شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں ؎ یا تمہارے لئے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں

تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ

کہ تم تاپو ؎ پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ؎ ندا کی گئی میدان کے داہنے

الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ

کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے ؎ کہ اے

یّٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾ وَ اَنْ اَلْقِ

موسٰی بے شک میں ہی ہوں اللہ ؎ رب سارے جہان کا ؎ اور یہ کہ ڈال دے

عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا

اپنا عصا پھر جب موسٰی نے اسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے ؎ پیٹھ پھیر کر چلا

وَّ لَمْ یُعَقِّبْ ؕ یٰمُوْسٰۤی اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ

اور مڑ کر نہ دیکھا ؎ اے موسٰی سامنے آ اور ڈر نہیں بے شک تجھے

الْاٰمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ

امان ہے ؎ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال نکلے گا سفید چمکتا

(بقیہ صفحہ ۶۱۹) دیانت ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ سنت یہ ہے کہ پیغام نکاح لڑکے کی طرف سے ہو لیکن یہ بھی جائز ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے ہو۔ دوسرے یہ کہ منگنی مروجہ کی یہ آیت اصل ہے کیونکہ منگنی میں وعدہ نکاح ہوتا ہے نہ کہ نکاح۔ تیسرے یہ کہ نکاح میں لڑکے لڑکی کا تقرر ضروری ہے مگر منگنی میں تعین لازم نہیں۔ چوتھے یہ کہ لڑکی کے لئے دیندار لڑکے کی تلاش کریں۔ مالدار کی زیادہ طلب نہ کریں۔ موسیٰ علیہ السلام مسافر تھے' مالدار نہ تھے۔ مگر دین ملاحظہ فرما کر حضرت شعیب نے لڑکی سے نکاح کر دیا۔ پانچویں یہ کہ نکاح بالشرط جائز ہے کیونکہ یہ آٹھ سال کی ملازمت مہر نہ تھی بلکہ نکاح کی شرط تھی۔ اس لئے فرمایا۔ تَاْجُرَنِیْ میری ملازمت کرو۔ مہر عورت کا ہوتا ہے نہ کہ عورت کے والد کی ملک' مہر صرف مال ہو سکتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ اور فرماتا ہے وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً خود عورتوں کو ان کا مہر دو۔ ۱۱۔ یعنی تمہاری مہربانی ہو گی میری طرف سے یہ شرط نہیں۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ بظاہر موسیٰ علیہ السلام سے بکریاں چروانا تھا' مگر درحقیقت ان کو اپنی صحبت پاک میں رکھ کر کلیم اللہ بننے کی صلاحیت پیدا کرنا تھا ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا۔ اگر کوئی شعیب آئے میسر ☆ شبانی سے کلیمی دو قدم ہے۔ لہٰذا یہ آیت صوفیاء کرام کے چلوں اور شیخ کے گھر رہ کر ان کی خدمت کرنے کی بڑی قوی دلیل ہے ۱۲۔ تاکہ تم پر دس سال واجب کر دوں (علماء کا قول) تمہیں اپنے گھر رکھ کر تم پر بوجھ ڈالنا مقصود نہیں بلکہ تمہیں کچھ بنانا ہے۔ یہ بکریوں کا بہانہ ہے (صوفیاء کا قول) ۱۳۔ لہٰذا جو تم سے عہد کرتا ہوں پورا کروں گا (علماء) یا لہٰذا تم میرے پاس رہ کر صالح یعنی کلیم اللہ بن جانے کے لائق ہو جاؤ گے۔ صالح کی صحبت صالح کر دیتی ہے۔ سہ

چراغ زندہ می خواہی درشب زندہ داراں زن
کہ بیداری بخت از بخت بیداراں شود پیدا

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت کے اظہار کے لئے اپنے فضائل بیان کرنا جائز ہے۔ نیز اپنے مقاصد میں اپنے پر بھروسہ نہ کرے۔ رب پر نظر رکھے۔ اسی لئے آپ نے انشاء اللہ فرمایا۔

۱۔ یعنی میں آٹھ سال کے لئے تو حسب وعدہ پابند ہوں مگر بقیہ دو سال کا پابند نہیں وہ میری خوشی پر ہیں ۲۔ لہٰذا ہم میں سے کوئی بھی اپنے عہد و پیمان سے نہ ہٹے گا۔ کیونکہ ہم نے رب کی ضمانت دی ہے پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے آپ سے فرمایا کہ حجرے میں جا کر دیکھو' وہاں بہت سی لاٹھیاں رکھی ہیں۔ ایک لاٹھی تم لے لو۔ بکریاں چرانے کے لئے آپ کے ہاتھ میں وہ عصا آیا جو آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے اور شعیب علیہ السلام تک پہنچا تھا (روح و خزائن) پھر اس قریب وقت میں شعیب علیہ السلام نے آپ کا نکاح اپنی بڑی صاحبزادی صفورا سے کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام نے دس سال کی میعاد پوری فرمائی اور آپ کو اپنی والدہ' بھائی' بہن سے ملنے کا شوق ہوا خیال تھا کہ اب فرعونی وہ قتل قبطی کا واقعہ بھول چکے ہوں گے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی کو اہل کہا جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس وقت صرف ان کی بیوی صفورا تھیں۔ لہٰذا آل محمد میں حضور کی ازواج داخل ہیں ۴۔ آپ راستہ میں تھے کہ ایک رات اندھیری' سخت سردی تھی۔ آپ راستہ بھول گئے بیوی صاحبہ کو درد شکم تھا کہ اچانک آپ کو دور سے آگ دکھائی دی۔ یہ جنگل وادی طویٰ تھا اور یہ آگ طور پہاڑ کی طرف سے نظر آ رہی تھی۔ ۵۔ آپ زوجہ پاک کو ہمراہ نہ لے گئے کہ وہ اس وقت چلنے کے قابل نہ تھیں۔ سبحان اللہ رب کا منشاء یہ تھا کہ کلیم اللہ کو اکیلے بلا کر تنہائی

(بقیہ صفحہ ۶۲۰) میں خاص کلام کیا جائے ۶۔ راستہ کی یا کسی قریب کی بستی کی' کیونکہ آگ کے پاس کوئی آدمی بھی ہو گا۔ اور اگر صرف آگ ہوئی' کوئی آدمی وہاں نہ ہوا تو ۷۔ معلوم ہوا کہ جنگل کی آگ بغیر پوچھے ہوئے بھی لے سکتے ہیں کیونکہ آگ معمولی چیز ہے اس سے کوئی منع نہیں کرتا ۸۔ تو وہ بجائے نار کے نور دیکھا جو عناب کے درخت سے نمودار تھا۔ درخت بالکل صحیح سالم تھا نہ جلا نہ دھواں نکلا ۹۔ یہ درخت عناب کا تھا یا بیری یا ببول یا زیتون یا درخت عوسج جو بڑا ہو کر عرقہ کہلاتا ہے۔ اسے شجر یہود بھی کہتے ہیں۔ جس کی یہودی بہت تعظیم کرتے ہیں (روح) ۱۰۔ یہ درخت نہ بول رہا تھا۔ بلکہ رب فرما رہا تھا۔ درخت اس کلام کا مظہر تھا اسی طرح جن

مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ٘ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ

بے عیب [1] اور اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھ لے خوف دور کرنے کو [2]

فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ

تو یہ دو حجتیں ہیں تیرے رب کی [3] فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف

اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ

بے شک وہ بے حکم لوگ ہیں [4] عرض کی اے میرے رب

قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَ

میں نے ان میں ایک جان مار ڈالی ہے تو ڈرتا ہوں کہ مجھے قتل کر دیں [5] اور

اَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ

میرا بھائی ہارون اس کی زبان مجھ سے زیادہ صاف ہے [6] تو اسے میری مدد کیلئے

رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ٘ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ

رسول بنا [7] کہ میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے [8] فرمایا

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا

قریب ہے کہ ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوت دیں گے [9] اور تم دونوں کو غلبہ عطا فرمائیں

فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَا ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا

گے [10] تو وہ تم دونوں کو کچھ نقصان نہ کر سکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب [11] تم دونوں اور جو تمہاری

الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ

پیروی کریں گے غالب آؤ گے [12] پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری روشن نشانیاں

قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

لایا بولے یہ تو نہیں مگر بناوٹ کا جادو [13] اور ہم نے اپنے اگلے

فِيْٓ اٰبَآىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ

باپ دادوں میں ایسا نہ سنا [14] اور موسیٰ نے فرمایا

اولیاء نے انا اللہ کہا وہ خود نہ کہہ رہے تھے۔ کہنے والا رب تھا یہ اس کلام کے مظہر تھے۔ مولانا فرماتے ہیں

؎ چوں روا باشد انا اللہ از درخت ☆ کے روا نہ بود کہ گوید نیک بخت (مثنوی شریف) ۱۱۔ رب تعالیٰ کا یہ کلام بلاواسطہ فرشتہ تھا اس لئے آپ کا لقب کلیم اللہ ہے۔ یعنی بغیر واسطہ رب سے ہمکلام ہونے والے رسول۔ اگرچہ معراج میں رب نے ہمارے حضور سے کلام بھی فرمایا۔ فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور آپ کو اپنا دیدار بھی کرایا۔ ماکذب الفؤاد مارای مگر چونکہ یہ کلام و دیدار دوسرے عالم میں تھا اس لئے آپ کا لقب کلیم اللہ نہیں ۱۲۔ یعنی جسامت میں تو اژدہا کی طرح موٹا' مگر رفتار میں اور لہرانے میں باریک سانپ کی طرح' اسی لئے گویا سانپ فرمایا گیا ورنہ عصا سانپ ہی بن گیا تھا۔ نظر بندی نہ تھی۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۳۔ سانپ سے ڈر کر' یہ ڈرنا ایذا کا تھا اور طبعی طور پر تھا لہٰذا یہ آیت لا خوف علیھم کے خلاف نہیں۔ ۱۴۔ یہاں بھی اور فرعون کے ہاں بھی۔ وفات کے وقت بھی حشر میں بھی۔ غرضیکہ دین و دنیا میں ہر جگہ کیونکہ یہ جملہ اسمیہ دوامیہ ہے۔

۱۔ یعنی ہاتھ کی یہ سفیدی برص وغیرہ بیماری کی وجہ سے نہ ہو گی بلکہ بطور معجزہ ظاہر ہو گی۔ خیال رہے کہ آپ کا ہاتھ صرف سفید نہ ہوتا تھا بلکہ سورج کی طرح چمکتا دمکتا تھا۔ اسی لئے ابیض نہ فرمایا۔ بیضاء فرمایا۔ نیز یہ معجزہ دائیں ہاتھ میں تھا۔ دونوں ہاتھوں میں نہ تھا۔ اسی لئے یدک واحد فرمایا۔ ۲۔ یعنی آئندہ جب کبھی آپ کو خوف طاری ہوا کرے تو اپنا ہاتھ سینے پر رکھ لینا۔ یہ عمل اب بھی مجرب ہے۔ یا اس وقت سانپ کا خوف رفع کرنے کو سینے پر ہاتھ رکھ لیجئے۔ یا آپ اس چمکتے ہوئے ہاتھ کو سینہ پر رکھ لیں تا کہ ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آ جائے۔ اور جو خوف آپ کے دل پر ہاتھ کی روشنی سے پیدا ہوا ہے وہ دور ہو جاوے۔ مگر پہلی تفسیر زیادہ قوی ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ فی الحال تو صرف یہ دو معجزے عطا ہوئے' بعد کو سات معجزے اور دیئے گئے یعنی فرعون پر خون' جوئیں' مینڈک وغیرہ کا عذاب آنا۔ لہٰذا اس آیت میں اور نو معجزے والی آیت میں تعارض نہیں۔ ۴۔ موسیٰ علیہ السلام اگرچہ فرعونی اور بنی اسرائیلی سب کے ہی نبی تھے۔ مگر بنی اسرائیل فرعون کے قبضے میں تھے کہ اس کے سنبھل جانے سے وہ بھی سنبھل جاتے۔ اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر ہوا۔ نیز اگلا مضمون بھی فرعونیوں پر ہی چسپاں ہے یعنی ظالم و فاسق ہونا۔ ۵۔ خیال رہے کہ نبی اور ولی کو ماسوا اللہ کا خوف اطاعت نہیں ہوتا۔ مگر خوف ضرر جس سے نفرت پیدا ہو' وہ ہو سکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے یہ خوف' نقصان کا خوف تھا نہ کہ اس کی اطاعت کا موجب' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی زبان شریف میں لکنت تھی کیونکہ آپ نے بچپن میں فرعون کے ہاں انگارہ منہ میں رکھ لیا تھا ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ

بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ
میرا رب خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے ہدایت لایا ۱ اور جس کے لئے آخرت

لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ
کا گھر ہو گا بے شک ظالم مراد کو نہیں پہنچتے ۲ اور

قَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ
فرعون بولا اے درباریو میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی

اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ
خدا نہیں جانتا تو اے ہامان میرے لئے گارا پکا کر ۳

فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ
ایک محل بنا ۴ کہ شاید میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں ۵

وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ
اور بے شک میرے گمان میں تو وہ جھوٹا ہے ۶ اور اس نے اور

وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ
اس کے لشکریوں نے زمین میں بے جا بڑائی چاہی ۷ اور سمجھے کہ انہیں

اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ
ہماری طرف پھرنا نہیں ۸ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں

فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾
پھینک دیا ۹ تو دیکھو کیسا انجام ہوا ستم گاروں کا ۱۰

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ
اور انہیں ہم نے دوزخیوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں ۱۱ اور قیامت

الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ
کے دن ان کی مدد نہ ہو گی اور اس دنیا میں ہم نے ان کے پیچھے

(بقیہ صفحہ ۶۲۱) اللہ کے بندوں کی مدد لینا سنت انبیاء ہے، شرک نہیں دوسرے یہ کہ بزرگوں کی دعا سے وہ نعمت مل سکتی ہے جو کسی اور سے نہیں مل سکتی۔ دیکھو حضرت ہارون کی نبوت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہے نبوت کسی نیک عمل سے نہیں مل سکتی۔ تیسرے یہ کہ خدا کے کاموں میں بندوں کی مدد لینا جائز ہے رب فرماتا ہے وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى چوتھے یہ کہ بزرگوں کی دعا سے بعض کو نبوت عطا ہوئی۔ لہٰذا اب بھی دعا سے ولایت، علم، اولاد، سلطنت مل سکتی ہے۔ نیز اس سے ہمارے نبی کی شان ظاہر ہوئی، کہ حضور سارے عالم کے پیغمبر ہیں مگر نہ کوئی بھائی ہے نہ کسی اور قوت کی مدد کا آسرا ہے۔ ۸۔ اور مجھے ان سے مناظرہ کرنا پڑے گا تو میری زبان یاری نہ کرے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ طاقت لسانی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اگر تقویٰ کے ساتھ ہو۔ بغیر تقویٰ عذاب ہے، اس کی حدیث شریف میں برائی آئی ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ اپنی اولاد اور عزیزوں کے لئے نبوت و خلافت وغیرہ کی کوشش یا دعا کرنی ممنوع نہیں۔ لہٰذا جو بزرگ اپنی اولاد کو اپنا جانشین کرتے ہیں وہ گنہگار نہیں جیسے امیر معاویہ اور عام مشائخ و سلاطین ۱۰۔ کفار کے دل میں ہیبت، مومنوں کے دل میں محبت یا نبوت کے ساتھ سلطنت و خلافت ۱۱۔ یعنی اس عصا اور ید بیضاء کی وجہ سے وہ تمہیں نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ معلوم ہوا کہ اسباب کو ساتھ رکھنا توکل کے خلاف نہیں ۱۲۔ اس طرح کہ تم فرعون پر، تمہاری قوم بنی اسرائیل، فرعونیوں پر غالب آئے گی۔ ۱۳۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام پر الزام لگایا کہ آپ کہیں جادو سیکھنے گئے تھے۔ دس سال میں جادو سیکھ کر آئے ہیں اب ملک مصر پر حکومت چاہتے ہیں۔ اس کے لئے نبوت کو بہانہ بنایا ہے۔ ۱۴۔ کہ میرے سوا الٰہ کوئی اور بھی ہے یا نبوت بھی کوئی چیز ہے۔

۱۔ یعنی ظالم کا انجام ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔ تو ظالم ہے اگر تو نے آج میری بات نہ مانی تو آئندہ زمانہ تجھے منوا لے گا۔ مبارک ہے وہ جو بزرگوں کے کہنے سے درست ہو جائے۔ منحوس ہے وہ جسے زمانہ درست کرے ۲۔ یعنی رب گواہ ہے کہ میں ہدایت پر ہوں اور تو ظالم۔ تیرا انجام خراب ہے اسے صاف نہ فرمایا ۳۔ معلوم ہوا کہ پختہ اینٹ فرعون نے ایجاد کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کی ایجاد سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ آج دنیا پختہ اینٹوں اور ریل، تار وغیرہ سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا منکر خدا کو کبھی نہیں پہچان سکتا۔ چونکہ فرعون کے دل میں موسیٰ علیہ السلام سے عناد تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کو اپنی طرح مکان میں سمجھا۔ ۵۔ فرعون سمجھا یہ کہ شاید موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کو آسمان میں مانتے ہیں تو اونچی عمارت بنا کر اس نے آسمان تک ایسے ہی پہنچنا چاہا جیسے آج سائنس والے چاند یا سورج تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ مگر اس کے پاس سامان کم تھا، آج ان کے پاس سامان زیادہ ۶۔ معلوم ہوا کہ علو سے مراد یہی ہے جو اس آیت میں ذکر ہوا۔ یعنی ناحق بڑائی چاہنا جسے اللہ بڑائی دے وہ بھی بڑائی ہے۔ خود رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۷۔ کیونکہ وہ قیامت کے قائل نہ تھے۔ جب رب ہی کو نہیں مانتے تھے تو قیامت کو کیا مانتے ۸۔ یعنی فرعونی اس قدرت کثرت و شوکت کے باوجود ہمارے نزدیک کنکر پتھر کی طرح تھے۔ جنہیں نہایت بے قدری سے بحیرہ قلزم میں ڈال دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ انسان میں ایمان نہ ہو تو اس کی کوئی عزت نہیں ۹۔ یعنی اے قرآن پڑھنے والے غور کر کہ ان بے دینوں کا انجام کیا ہوا۔ لہٰذا نظر سے مراد غور و فکر ہے۔ یعنی دل کی یا عقل کی نظر۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے کفر و عذاب میں غور کرنا حکم الٰہی ہے، عبادت ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اے محبوب آپ ملاحظہ کریں، کہ ان بدکاروں کا انجام کیا

الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوحِيْنَ ﴿٤٢﴾

لعنت لگائی ؎ اور قیامت کے دن ان کا برا ہے ؎

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی بعد اس کے کہ اگلی سنگتیں ہلاک

الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً

فرمادیں ؎ جس میں لوگوں کے دل کی آنکھیں کھولنے والی باتیں اور ہدایت اور رحمت

لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ

کہ وہ نصیحت مانیں ؎ اور تم طور کی جانب مغرب میں نہ

اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ

تھے ؎ جب کہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا اور اس وقت تم

الشّٰهِدِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ

حاضر نہ تھے ؎ مگر ہوا یہ کہ ہم نے سنگتیں پیدا کیں کہ ان پر زمانہ دراز

الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا

گزرا ؎ اور نہ تم اہل مدین میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَمَا كُنْتَ

ہوئے ہاں ہم رسول بنانے والے ہوئے ؎ اور نہ تم

بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ

طور کے کنارے تھے جب ہم نے ندا فرمائی ؎ ہاں تمہارے رب کی مہر ہے

رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ

کہ تمہیں غیب کے علم دیئے کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر

قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

سنانے والا نہ آیا ؎ یہ امید کرتے ہوئے کہ ان کو نصیحت ہو اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں

(بقیہ صفحہ ۶۲۲) ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی نگاہ گزشتہ آئندہ' موجودہ' معدوم سب کو دیکھ لیتی ہے۔ حضور نے معراج کی رات ان لوگوں کو دوزخ میں عذاب پاتے دیکھا جو حضور کی وفات کے صدہا سال بعد پیدا ہوں گے اور بعد قیامت عذاب پائیں گے حضرت جبریل عرض کرتے تھے کہ یہ آپ کی امت کے سود خوار ہیں۔ یہ علماء بے عمل ہیں وغیرہ۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں کفار و مومنین اپنے اپنے مریدوں کو جہنم و جنت میں لے جائیں گے رب فرماتا ہے يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں مومنوں کی مدد ہو گی نہ کہ کفار کی ا۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی کا برا چرچا' اللہ کی لعنت ہے۔ اور اچھا چرچا اللہ کی رحمت ہے۔ جیسا کہ انبیاء' اولیاء صالحین کا ہو رہا ہے اور شیطان کی بری شہرت اس کے لئے لعنت ہے حتیٰ کہ کفار بھی شیطان کی بدنامی سے واقف ہیں کیونکہ اگر انہیں کوئی شیطان کہہ دے تو اسے گالی سمجھتے ہیں۔ ۲۔ اس طرح کہ وہ قیامت میں ہر خیر سے دور اور ہر شر سے قریب ہوں گے۔ لہٰذا مومن بفضلہ ہر خیر سے نزدیک اور ہر شر سے دور ہوں گے ۳۔ جیسے قوم نوح و قوم عاد و ثمود وغیرہم' یعنی موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ان قوموں کی ہلاکت کے بعد ہوا۔ اور آپ کو تورات کا ملنا فرعونیوں کی ہلاکت کے پیچھے ہے ۴۔ یعنی بنی اسرائیل کیونکہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل ہی کے نبی تھے۔ تورات شریف صرف انہیں کے عمل کے لئے تھی۔ ۵۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام سے رب نے کلام فرمایا خلاصہ یہ کہ جو ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے راز و نیاز کی باتیں کیں وہ سب تمہیں معلوم ہیں تمہیں دکھادیں' بتا دیں جو معراج میں تم سے خصوصی کلام فرمایا وہ کسی کو نہ بتایا۔ فاوحی الی عبدہ ما اوحی ۶۔ یعنی اس جسم شریف سے' ورنہ سارے اگلے پچھلے واقعات حضور کی نگاہ میں ہیں اور مشاہدہ میں ہیں (تفسیر صاوی) رب فرماتا ہے۔ الم تر کیف فعل ربک الخ خلاصہ یہ کہ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس جسم شریف سے وہاں موجود نہ تھے' نہ علماء سے ملاقات کی پھر ایسے درست واقعات بیان فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ سچے نبی ہیں ۷۔ مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بہت سی امتیں آئیں اور ان کی عمریں دراز ہوئیں۔ درازیٔ مدت کے باعث لوگ موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم بھول گئے۔ خیال رہے کہ گزشتہ انبیاء کے دین ان کے کچھ عرصہ کے بعد مٹ جاتے تھے۔ یہ ہمارے حضور ہی کی شان ہے کہ اتنی دراز مدت گزرنے کے باوجود حضور کا دین قائم ہے قرآن ویسے ہی موجود ہے۔ اللہ قائم و دائم رکھے ۸۔ اس لئے آپ کو یہ علوم غیبیہ بخشے۔ معلوم ہوا کہ رسول کو علوم غیبیہ دیئے جاتے ہیں اور یہ علم ان کی نبوت کی دلیل ہوتے ہیں ۹۔ کہ اس ندا کی خبر سوا ہمارے اور موسیٰ علیہ السلام کے کسی کو نہ تھی مگر تمہیں خبر دے دی کیونکہ وہ کلیم تھے تم حبیب ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حجازِ عرب میں حضور سے پہلے کوئی نبی سوا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نہ آیا۔ جس آسمان پر سورج ہوتا ہے وہاں کوئی تارا نہیں ہوتا۔ حضور سے پہلے وہاں کے لوگوں کا دین ابراہیمی تھا۔ پھر وہ تعلیم بھی مٹ گئی تب صرف عقیدہ توحید ان لوگوں کے لئے کافی رہا۔ جیسا کہ فترت والوں کا حال ہوتا ہے۔ اس توحید اور کچھ بقیہ تعلیم ابراہیمی پر ہمارے حضور کے والدین کریمین تھے۔ وہ حضرات مشرک نہ تھے' موحد تھے۔ اس کی تحقیق کے لئے ہماری تفسیر نعیمی پارہ پہلا دیکھو۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب' ان واقعات کے رونما ہوتے وقت تم وہاں اس جسم شریف سے موجود نہ تھے۔ ان واقعات کی وحی آپ کو کی گئی تا کہ یہ علوم غیبیہ آپ کی نبوت کی دلیل ہوں۔ جو۔۔ سے لوگ آپ ... اور نصیحت حاصل کریں ... ان خبروں کی وحی آپ کی ہدایت کے لئے نہیں بلکہ آپ کی قوم کی ہدایت کے لئے ہے۔

مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ
کوئی مصیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱؎ تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں

اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ
نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے ۲؎ اور ایمان

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا
لاتے ۳؎ پھر جب ان کے پاس حق آیا ۴؎ ہماری طرف سے

قَالُوْا لَوْلَاۤ اُوْتِيَ مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰىؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا
بولے انہیں کیوں نہ دیا گیا ۵؎ جو موسیٰ کو دیا گیا ۶؎ کیا اس کے منکر نہ

بِمَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظَاهَرَا
ہوئے تھے جو پہلے موسیٰ کو دیا گیا ۷؎ بولے دو جادوگر ہیں ایک دوسرے کی پشتی

وَقَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ
پر اور بولے ہم ان دونوں کے منکر ہیں ۸؎ تم فرماؤ تو اللہ کے پاس سے کوئی

اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾
کتاب لے آؤ جو ان کتابوں سے زیادہ ہدایت کی ہو ۹؎ میں اسکی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو ۱۰؎

فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْؕ
پھر اگر وہ یہ تمہارا فرمانا قبول نہ کریں تو جان لو کہ بس وہ اپنی خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں ۱۱؎

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ
اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی خواہش کی پیروی کرے اللہ کی ہدایت سے

اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ
جدا ۱۲؎ بے شک اللہ ہدایت نہیں فرماتا ظالم لوگوں کو اور بے شک

وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ
ہم نے ان کے لئے بات مسلسل اتاری ۱۳؎ کہ وہ دھیان کریں جن کو

ع ۵ | ۸

۱۔ یعنی اگر یہ نہ ہوتا کہ جب کفار مکہ کو عذاب آخرت دیا جائے ان کے شرک و کفر کی وجہ سے تو وہ کہہ دیتے کہ ہمارے پاس کوئی رسول آیا ہی نہیں تو ہم آپ کو ان میں رسول بنا کر نہ بھیجتے۔ معلوم ہوا کہ رسول کی تشریف آوری کافروں کا منہ بند کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ ۲۔ اب آپ کی تشریف آوری کے بعد ان لوگوں کو یہ بہانا بنانے کا موقعہ نہ ملے گا ۳۔ یہاں ف ترتیب ذکری کے لئے ہے نہ کہ ترتیب زمانی کے لئے کیونکہ رسول کی تشریف آوری تو ہو چکی اور عذاب آئندہ ہو گا ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا اسم شریف حق بھی ہے۔ کیونکہ آپ کی ہر ادا حق ہے گزشتہ اور آئندہ آیت یہ ہی بتا رہی ہے کہ حق سے مراد حضور ہیں ۵۔ کفار مکہ محض عناد اور سرکشی کی بنا پر' ورنہ رب نے آپ کو ایسے معجزات عطا کئے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی قسم کی شک کی گنجائش نہ تھی ۶۔ عصا اور ید بیضا' یا ایک دم قرآن کریم کا عطا ہونا' جیسے موسیٰ علیہ السلام کو تورات ایک دم عطا ہوئی۔ ۷۔ اس میں توجہ کلام ان علماء یہود کی طرف ہے۔ جو قریش کو سکھاتے تھے کہ فلاں اعتراض کرو اسی سلسلہ میں انہوں نے سکھایا کہ حضور سے یہ عرض کرو کہ قرآن شریف تورات کی طرح ایک دم کیوں نہ آیا۔ تو فرمایا گیا کہ ان سکھانے والوں کے بڑوں نے تورات کو بھی کب قبول کیا تھا لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اہل مکہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نہیں جھٹلایا تھا۔ ۸۔ کفار قریش نے مدینہ منورہ کے علماء یہود سے حضور کے متعلق دریافت کیا کہ ان کی خبر تورات میں دی گئی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اس پر کفار مکہ بولے کہ نہ ہم قرآن کو مانیں نہ تورات کو (خزائن العرفان) اس آیت میں اسی جانب اشارہ ہے۔ یعنی اصلی غیر محرف تورات اور اس قرآن کے مقابلہ میں۔ خیال رہے کہ اصلی تورات اب بھی ہادی ہے جو حضور پر ایمان لانے کی ہدایت دے رہی ہے۔ اس کے باقی احکام شرعیہ منسوخ ہو چکے' اب ۹ احکام کی ہدایت نہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ ناممکن کو ناممکن پر موقوف کر سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن سے بڑھ کر کتاب ناممکن ہے اور حضور کا اس کی پیروی کرنا بھی ناممکن' خیال رہے کہ بعض لوگ کفار سے اس شرط پر مناظرہ کرتے ہیں کہ اگر ہم ہار جائیں گے تو کافر ہو جائیں گے' یہ حرام ہے کیونکہ ہمارا ہار جانا غیر ممکن نہیں ہے ممکن ہے اپنے کفر کو ایک ممکن شے پر معلق کرنا ہوا۔ اس آیت کو ہم لوگ اپنے طریقہ کے لئے سند نہیں بنا سکتے۔ ۱۱۔ خیال رہے کہ یہاں' تو جان لو فرمانا نہ تو خدا تعالیٰ کی نسبت سے ہے' نہ حضور کی نسبت سے کیونکہ رب تعالیٰ تو جانتا تھا کہ یہ لوگ قرآن کی مثل نہ لا سکیں گے اور حضور جانتے تھے کہ یہ لوگ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے پڑے ہیں بلکہ یہ سب کچھ عوام لوگوں کے لئے ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ تورات کی عبارت معجزہ نہ تھی بلکہ اس کی ہدایت معجزہ تھی اسی لئے یہاں اَهْدٰى مِنْهُمَا فرمایا گیا اور قرآن کریم کی عبارت بھی معجزہ ہے اور ہدایت بھی۔

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ

ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں ۱ اور

اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ

جب ان پر یہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بیشک

رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ

یہی حق ہے ہمارے رب کے پاس سے ہم اس سے پہلے ہی گردن رکھ چکے تھے ۲ ان کو ان کا

اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ

اجر دوبالا دیا جائے گا ۳ بدلہ ان کے صبر کا ۴ اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے

السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاِذَا سَمِعُوا

ہیں ۵ اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور جب بے ہودہ بات

اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

سنتے ہیں اس سے تغافل کرتے ہیں ۶ اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے

اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾ اِنَّكَ

لئے تمہارے عمل ۷ بس تم پر سلام ہم جاہلوں کے غرضی نہیں ۸ بے شک

لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو ۹ ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے

يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ

جسے چاہے ۱۰ اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو ۱۱ اور کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ

الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ

ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہمارے ملک سے ہمیں اچک لے جائیں گے ۱۲ کیا ہم نے انہیں جگہ

حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ

نہ دی امان والی حرم میں جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں ہمارے پاس کی

(بقیہ صفحہ ۶۲۴) قرآن کریم کے متعلق ارشاد ہوا۔ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفسانی خواہش دو قسم کی ہے۔ حق کے موافق اور حق کے مخالف۔ دوسری قسم کی خواہش پر عمل کرنا کبھی حرام کبھی کفر ہے۔ پہلی قسم کی خواہش کی پیروی کرنا ثواب ہے۔ اسی لئے یہاں بغیر هدی کی قید لگائی۔ بعض مقبول بندے ایسے بھی ہیں جن کی خواہش حق کے موافق ہوتی ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن کریم کی بہت سی آیات آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نبوت سے پہلے رب کے عابد و ساجد تھے۔ وہ حضور کی خواہش تھی جو حق کے مطابق تھی۔ غرضیکہ نفس مختلف ہیں۔ ان کی خواہشیں اور خواہشوں کے احکام بھی جداگانہ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قرآنی آیات آپس میں ربط و تعلق ضرور رکھتی ہیں۔ اگرچہ بعض جگہ ان کا تعلق ظاہر نہ ہو۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کی ہدایت کے لئے ایسا کلام اتارا جو ایک دوسرے کے متصل ہے خلاف نہیں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ہم نے مسلسل کلام اتارا۔

۱۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ چالیس حضرات حبشہ سے مدینہ منورہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور پر ایمان لائے۔ یہ دین مسیحی کے علماء تھے۔ جب ان حضرات نے مسلمانوں کی تنگی دیکھی تو حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس اپنے وطن میں بہت مال ہے اجازت دیں کہ ہم وہ سب مال لے آئیں جس سے مسلمانوں کی خدمت کریں۔ حضور نے اجازت دی' وہ لائے اور اس سے مسلمانوں کی بہت خدمات کیں۔ ان کے حق میں آیات نازل ہوئیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیات سیدنا عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل ہوئیں (خزائن العرفان) ۲۔ یعنی اے سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی آپ پر ایمان لا چکے تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ تورات و انجیل میں دیکھ کر ۳۔ کیونکہ ان کا عمل بھی دگنا ہے۔ ایک تو اپنی کتاب پر ایمان لانا' دوسرے قرآن شریف پر ایمان لانا ۴۔ اپنے دین کو چھوڑنے اور مسلمان ہو جانے کے بعد مشرکین کی ایذا پر صبر کیا۔ ۵۔ اطاعت سے گناہ کو دفع کرتے ہیں' یا ایمان سے کفر کو یا حلم سے کفار کی ایذا کو' یا علم سے جہالت کو' یا توحید سے شرک کو' یا نور سے اندھیرے کو (یہ آیات مدنیہ ہیں) ۶۔ مشرکین عرب اور اہل کتاب مومنوں کو گالیاں دیا کرتے تھے یہ حضرات گالیاں سن کر ایسے چشم پوشی کرتے تھے جیسے انہوں نے سنا ہی نہیں۔ یعنی سنے کو ان سنا بنا دیتے تھے۔ انکے متعلق یہ آیات ہیں ۷۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہارے عمل تمہارے لئے مفید ہیں۔ کیونکہ کفر و شرک فائدہ مند نہیں ہوتا۔ بلکہ نقصان دہ ہی ہوتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہماری ملک ہمارے عمل ہیں' تمہاری ملک تمہارے عمل۔ ہر ایک کو اپنے عمل کی جزا سزا دیکھنی پڑے گی ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر جاہل سے مناظرہ نہیں کرنا چاہیے۔ انہیں دور ہی سے متارکت کا سلام کر دینا چاہیے۔ دیکھو رب نے شیطان کے دلائل کا جواب نہ دیا بلکہ فرمایا۔ اخرج منها دوسرے یہ کہ کافروں کو محبت کا سلام نہ کرے۔ کیونکہ ان کا یہ سلام محبت یا تحیت کا نہیں بلکہ بیزاری و نفرت کا ہے جیسے کہا جاتا ہے تمہیں دور ہی سے سلام ۹۔ یہ آیت ابوطالب کے متعلق نازل ہوئی۔ ان کی وفات کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ چچا کلمہ پڑھ لو تا کہ میں قیامت میں تمہارا گواہ ہو جاؤں۔ انہوں نے جواب میں یہ دو شعر پڑھے۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِيْنَ مُحَمَّدٍ ☆ مِنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنًا لَوْلَا الْمَلَامَةُ اَوْ حِذَارُ مَسَبَّةٍ ☆ لَوَجَدْتَنِيْ سَمْحًا بِذَاكَ

(بقیہ صفحہ ٦٢٥) مُبِیْنًا یعنی میں یقین سے جانتا ہوں کہ دین محمدی سب دینوں سے بہتر ہے۔ اگر ملامت اور گالیوں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس دین کو قبول کرلیتا۔ یہ کہہ کر ابوطالب کی وفات ہوگئی۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابوطالب دل سے حضور کی حقانیت جانتے مانتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حضور کی بہت شاندار نعتیں فرمائیں۔ مگر چونکہ بوقت مطالبہ زبان سے اقرار نہ کیا اس لئے ان کا ایمان شرعاً معتبر نہ ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کے مطابق ان کا کفن دفن نہ فرمایا۔ بغیر ایمان کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی۔ ابو طالب نے حضور کی ایسی خدمتیں کی ہیں کہ سبحان اللہ مگر ایمان قبول نہ کرنے کی وجہ سے وہ جنتی نہ ہوئے خیال رہے کہ ابوطالب کے ایمان میں اہل سنت میں اختلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ وہ شرعاً مومن نہ تھے (روح البیان نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن ہیں۔ حضور نے حجۃ الوداع میں اپنے والدین کریمین کے ساتھ انہیں بھی زندہ فرما کر ایمان بخشا۔ بعض نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جن جنمیوں کو اپنے دست قدرت میں لے کر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرے گا بغیر شفاعت، یہ وہ لوگ ہوں گے، جن کا ایمان شرعی نہ تھا، عند اللہ مومن تھے۔ بہرحال ابوطالب کے متعلق فیصلہ یہ ہے کہ وہ شرعاً مومن نہیں مگر ان کی بدگوئی نہ کی جائے۔ وہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم ہیں ١٠۔ خیال رہے کہ یہ آیت کریمہ حضور کی تسکین خاطر کے لئے آئی۔ ابوطالب کے ایمان قبول کئے بغیر وفات پاجانے پر حضور کو صدمہ تھا اس لئے آپ سے یہ فرمایا گیا۔ یہاں محبت کے مقابل مشیت ارشاد ہوا۔ یعنی وہ ہدایت نہیں پاتا جس سے آپ محبت کریں۔ کیونکہ آپ تو رحمت عالم ہیں۔ سب سے رحم کی بنا پر محبت کرتے، بلکہ ہدایت وہ پائے گا جو آپ سے سچی محبت کرے جیسے کہ ہر وہ شخص ہدایت نہیں پاتا جس سے رب محبت کرے کیونکہ وہ ربوبیت کی محبت ہر بندے سے کرتا ہے۔ بلکہ ہدایت وہ پائے گا جس کی ہدایت رب چاہے اسی لئے یہ نہ فرمایا کہ یَهْدِیْ مَنْ یُّحِبُّ اس سے معلوم ہوا کہ مقبول عبادت ہمارے ملک نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی چیزیں ہیں لہٰذا وہ نہ دنیا میں ہیں اور نہ فانی ہیں بلکہ وہ ماعند اللہ میں داخل ہیں ١١۔ جن کی تقدیر میں ہدایت ہے۔ ١٢۔ حارث بن عثمان بن نوفل بن عبد مناف نے عرض کیا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ کا دین سچا ہے لیکن ہمیں خطرہ ہے کہ اگر ہم ایمان لے آویں تو اہل عرب ہم کو نکال دیں گے۔ ان کے جواب میں یہ آیت اتری۔

ا۔ یعنی انہیں یہ غور کرنا چاہیے کہ عرب میں ہر طرف لوٹ مار ہے مگر یہ مکہ والے امن میں ہیں اور باوجود یکہ مکہ معظمہ میں پیداوار کچھ نہیں مگر ہر طرف سے رزق کھنچ کر یہاں پہنچتا ہے۔ جب کعبہ کے دامن میں رہنے کی برکت سے انہیں امن اور رزق مل رہا ہے تو اگر یہ کعبہ والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کرم سے وابستہ ہو جائیں تو اس سے بڑھ کر امن اور روزی پائیں گے کعبہ حرم اجسام ہے، حضور حرم ایمان ہیں، جہاں ذات و صفات کے پھل آتے ہیں ٢۔ مقصود یہ ہے کہ نبی کی اطاعت سے امن اور نبی کی مخالفت سے ہلاکت ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے الٹا سمجھ لیا کہ حضور کی اطاعت سے بدامنی اور مخالفت سے امن ملے گا۔ تاریخ اس کے برعکس ہے۔ گزشتہ قوموں کا حال دیکھ لو۔ ٣۔ جن کے کچھ آثار باقی ہیں جنہیں تم اپنے سفروں میں دن رات دیکھتے ہو ٤۔ کہ مسافر و راہ گیر دوران سفر میں کچھ دیر ان میں ٹھہر جاتے ہیں پھر چلے جاتے ہیں وہ خالی پڑے رہتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہلاک شدہ قومیں ان مکانوں میں کچھ روز رہیں ٥۔ یعنی ان کا کوئی وارث ہی نہ رہا جو

لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ

روزی لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں ا۔ اور کتنے شہر ہم نے

قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ

ہلاک کر دیئے جو اپنے عیش پر اتر گئے تھے ٢ تو یہ ہیں ان کے مکان ٣ کہ ان کے بعد

مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ ﴿٥٨﴾

ان میں سکونت نہ ہوئی مگر کم ٤ اور ہمیں وارث ہیں ٥

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى یَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا

اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کی اصل مرجع میں

رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰۤى

رسول نہ بھیجے ٦ جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے ٧ اور ہم شہروں کو ہلاک نہیں کرتے

اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ

مگر جب کہ ان کے ساکن ستم گار ہوں ٨ اور جو کچھ چیز تمہیں دی گئی ہے

فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ

وہ دنیوی زندگی کا برتاوا اور اس کا سنگار ہے ٩ اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہتر

وَّاَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٠﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا

اور زیادہ باقی رہنے والا تو کیا تمہیں عقل نہیں تو کیا وہ جسے ہم نے اچھا وعدہ دیا

فَهُوَ لَاقِیْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ثُمَّ

تو وہ اس سے ملے گا اس جیسا ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا برتاؤ برتنے دیا ١٠

هُوَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿٦١﴾ وَیَوْمَ یُنَادِیْهِمْ

پھر وہ قیامت کے دن گرفتار کر کے حاضر لایا جائے گا ١١ اور جس دن انہیں ندا کرے گا

فَیَقُوْلُ اَیْنَ شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٦٢﴾

١٢ تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک ١٣ جنہیں تم گمان کرتے تھے

ع ١٠ / ٩

قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ
کہیں گے وہ جن پر بات ثابت ہو چکی لہ اے ہمارے رب یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے

اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۫ مَا
گمراہ کیا ہم نے انہیں گمراہ کیا جیسے خود گمراہ ہوئے تھے ۲ہ ہم ان سے

كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ
بیزار ہو کر تیری طرف رجوع لاتے ہیں وہ ہم کو نہ پوجتے تھے ۳ہ اور ان سے فرمایا جائیگا اپنے

فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ
شریکوں کو پکارو ۴ہ تو وہ پکاریں گے تو وہ ان کی نہ سنیں گے اور دیکھیں گے عذاب

لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ
کیا اچھا ہوتا اگر وہ راہ پاتے اور جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا

مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ
تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا ۵ہ تو اس دن ان پر خبریں اندھی ہو جائیں گی ۶ہ

يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ
تو وہ کچھ پوچھ پاچھ نہ کریں گے ۷ہ تو وہ جس نے توبہ کی

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ
اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا قریب ہے کہ وہ

الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ
راہ یاب ہو اور تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے ۸ہ

مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا
ان کا کچھ اختیار نہیں ۹ہ پاکی اور برتری ہے اللہ کو ان کے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا
شرک سے اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چھپا ہے اور جو

(بقیہ صفحہ ۶۳۶) ان کی ہلاکت کے بعد ان کے مکانوں کو آباد کرتا ۶۔ اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ پیغمبر کی بددعا کے بغیر عذاب نہیں آتا۔ دوسرے یہ کہ ہر بستی میں پیغمبر کا آنا ضروری نہیں ایک بڑی بستی میں پیغمبر کا تشریف لانا آس پاس کی تمام بستیوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔ ۷۔ تبلیغ کے لئے یہاں آیتوں سے مراد نئی یا پرانی کتاب کی آیات ہیں یا ہر رسول کی اپنی وحی کیونکہ ہر رسول کے پاس نئی کتاب نہیں آئی ۸۔ کافر اور پیغمبر کے انکاری ہوں ۹۔ اس میں کفار سے خطاب ہے کہ تمہاری تمام متاع فانی ہے۔ بحمدہ تعالیٰ مومن کی متاع، متاع دنیا نہیں، متاع آخرت ہے۔ مومن کی حیات، حیات اخروی ہے۔ ۱۰۔ نہیں، بلکہ جو فرق دنیا و آخرت میں ہے وہ فرق دنیا دار اور دیندار میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں جن کے دم کی یہ ساری بہار ہے ۱۱۔ عذاب کے لئے، خیال رہے کہ بارگاہ الٰہی میں سب ہی پیش ہوں گے۔ مگر مومن خود خوشی سے حاضر ہوں گے اور کفار جبراً حاضر کئے جائیں گے جیسے پھانسی کے مجرم حاکم کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ۱۲۔ اللہ تعالیٰ یا تو بذریعہ فرشتوں کے یا خود بلاواسطہ فرمائے گا۔ یہ کلام غضب کا ہو گا نہ کہ رحمت کا۔ لہٰذا یہ اس آیت کے خلاف نہیں لا یکلمھم کیونکہ وہاں رحمت کے کلام کی نفی ہے۔ ۱۳۔ ان بتوں کو اپنا شریک فرمانا بطور غضب ہو گا۔ جیسے حضور حوض پر آنے والے مرتدین کے بارے میں فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابہ ہیں۔ نہ یہاں بے خبری ہے نہ وہاں بے خبری ہو گی۔ جیسے ہم غصہ میں دشمن کو کہتے ہیں کہ میرا بڑا دوست ہے۔ خیال رہے کہ دیوبند کے فضلاء اس جیسی تمام آیات کو اولیاء اللہ، مشائخ عظام پر چسپاں کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے مریدوں سے کہا جاوے گا کہ اپنے پیروں کو بلا لو۔ حالانکہ یہ آیت بتوں اور مشرکوں کے متعلق ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ کفار کی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے یہ لوگ بھی خوارج ہی ہیں۔

۱۔ یعنی سرداران کفر، ان کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ ان ہمارے ساتھیوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ نہ یہ ہماری ہر بات میں اطاعت و فرمانبرداری کرتے، نہ ہم کو یہ سردار مانتے۔ نہ ہم میں یہ تکبر و غرور پیدا ہوتا ۲۔ یہ ان سرداروں کی دوسری معذرت ہے۔ یعنی جیسے ہم اپنے اختیار سے گمراہ ہوئے، ایسے ہی یہ لوگ اپنی خوشی و اختیار سے گمراہ ہوئے۔ ہم نے انہیں مجبور کر کے گمراہ نہیں کیا۔ لہٰذا ہم پر یہ الزام نہیں ۳۔ بلکہ اپنے نفس کے پجاری تھے اور اپنی خواہشوں کے تبع۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ کسی کو محض پکارنا یا بلانا اگرچہ مدد کے لئے ہو، شرک نہیں، ورنہ رب اس کا حکم نہ دیتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی قرآن کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے مددگاروں کو مدد کے لئے بلا لو، پکار لو۔ جو پکارنا شرک ہے، وہ عبادت کے طور پر پکارنا ہے۔ خیال رہے کہ یہاں شرکاء سے مراد وہ بت ہیں جن کی مشرکین پوجا کرتے تھے جیسے چاند، سورج، تارے، درخت، پتھر یا مہادیو وغیرہ جن کے نام کے بت بنائے گئے تھے۔ اس آیت کو انبیاء اولیاء سے کچھ تعلق نہیں جیسا کہ وہابیوں نے سمجھا ہے ۵۔ یہ رب تعالیٰ کا دوسرا سوال ہے جس کا تعلق نبی کی رسالت سے ہے۔ پہلے سوال کا تعلق توحید سے تھا معلوم ہوا کہ کفار کو شرک کی بھی سزا ملے گی اور نبی کی مخالفت کی بھی۔ مرسلین کو جمع اس لئے فرمایا گیا کہ یہ سوال ہر نبی کی امت سے ہو گا ۶۔ یعنی کفار کو یاد نہ رہے گا کہ ہم سے رسولوں نے کیا فرمایا تھا اور ہم نے انہیں کیا جواب دیا تھا۔ یہ ایک وقت ہو گا دوسرے وقت اس کے خلاف ہو گا۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ کافر

يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِی

ظاہر کرتے ہیں لہ اور وہی ہے اللہ کہ کوئی خدا نہیں اس کے سوا اسی کی تعریف ہے دنیا

الْاُوْلٰی وَ الْاٰخِرَةِ ۫ وَ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾

اور آخرت میں ۲ اور اسی کا حکم ہے ۳ اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے ۴

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَیْكُمُ الَّیْلَ سَرْمَدًا

تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ ہمیشہ تم پر قیامت تک

اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ

رات رکھے ۵ تو اللہ کے سوا کون خدا ہے جو تمہیں

بِضِیَآءٍ ؕ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ

روشنی لا دے تو ۶ کیا تم سنتے نہیں ۷ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر

اللّٰهُ عَلَیْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَنْ

اللہ قیامت تک ہمیشہ دن رکھے ۸ تو اللہ کے سوا کون

اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِلَیْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِیْهِ ؕ اَفَلَا

خدا ہے جو تمہیں رات لا دے جس میں آرام کرو تو کیا تمہیں

تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ

سوجھتا نہیں ۹ اور اس نے اپنی مہر سے تمہارے لئے رات اور دن بنائے ۱۰

لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ

کہ رات میں آرام کرو اور دن میں اس کا فضل ڈھونڈو ۱۱ اور اس

تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَ یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ فَیَقُوْلُ اَیْنَ شُرَكَآءِیَ

لئے کہ تم حق مانو اور جس دن انہیں ندا کرے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں میرے وہ

الَّذِیْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ

شریک جو تم بکتے تھے ۱۲ اور ہر گروہ میں سے ہم ایک گواہ

(بقیہ صفحہ ۶۲۷) مر کر اپنے دین کو بھی بھول جاتا ہے۔ اسی لئے وہ قبر میں ہر سوال کے جواب میں لا ادری کہتا ہے غرضیکہ ایمانی تعلقات قیامت میں بھی قائم رہیں گے۔ نفسانی تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ اور مومن کو اپنا دین قبر میں حشر میں ہر جگہ یاد رہے گا۔ وہ اپنے رب کو' اپنے نبی کو بلکہ اپنے شیخ اور استاد کو بھی پہچانے گا۔ ۸۔ ولید بن مغیرہ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی کیوں چنا۔ یہ قرآن مکہ یا طائف کے کسی بڑے مالدار آدمی پر اترا ہوتا۔ یعنی مجھ پر یا عروہ بن مسعود ثقفی پر' اس کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) جس میں ارشاد ہوا کہ پیدا فرمانے' رسول منتخب کرنے میں ہم کو اختیار ہے' کسی کو اعتراض کا کیا حق ہے جیسے کوئی یہ اعتراض نہیں کر سکتا کہ مجھے مرد یا کالا' گورا' غریب یا امیر کیوں بنایا۔ یا مجھے اتنی لڑکیاں' اتنے لڑکے کیوں دیئے۔ کم و بیش کیوں نہ دیئے اس طرح یہ بھی اعتراض نہیں۔ کہ فلاں کو نبی کیوں بنایا ۹۔ یعنی انتخاب نبی میں کسی کو اعتراض نہیں کہ جسے چاہیں ووٹ دے کر نبی بنالیں۔ ہاں یہ تو ہوا ہے کہ نبوت کے لئے کسی نبی نے کسی کو منتخب کر کے دعا کی اور رب نے ان کے انتخاب کو برقرار رکھا اور اپنے فضل سے اسے نبی بنا دیا جیسے موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کو منتخب کر کے دعا کی اور آپ کی دعا سے وہ نبی بنائے گئے خیال رہے کہ نبوت نیابت الہیہ ہے جس کا انتخاب صرف رب فرماتا ہے اور خلافت نیابت رسول ہے اس کا انتخاب رسول فرمائیں یا رسول کی امت کثرت رائے سے۔ اگر خلیفہ بھی رب کے انتخاب سے ہوا کرے تو نبی اور خلیفہ میں فرق نہ رہے گا۔

۱۔ یعنی ان کفار کے دل میں محبوب سے حسد ہے' زبان میں نبوت پر طعن ہے۔ ہم دونوں کو جانتے ہیں' ورنہ دل ان کے بھی مانتے ہیں کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی اہلیت بخشی ہے' جو خدا کے انتخاب پر انکار کرے وہ کافر ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی کسی چیز پر طعن کفر ہے۔ کیونکہ حضور کا ہر کام ہر وصف رب تعالیٰ کے انتخاب سے ہے۔ اب اس پر اعتراض رب کے انتخاب پر اعتراض ہے۔ اسی لئے جب لوگوں نے حضور کے نکاح پر اعتراض کیا تو رب نے جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ زَوَّجْنٰكَهَا حضرت زینب سے تمہارا نکاح ہم نے کرایا ہے' کہو مجھ پر کیا اعتراض ہے۔ ۲۔ کہ دنیا میں انبیاء اولیاء علماء مومنین اس کی حمد کرتے ہیں اور آخرت میں ساری مخلوق اس کی حمد کرے گی ۳۔ تکوینی حکم یا نیکوں کے لئے مغفرت کا' گنہگاروں کے لئے شفاعت صالحین ۴۔ نیک لوگ خوشی سے اور بدکار جبرا" یعنی چار و ناچار جانا اس کی بارگاہ میں ہے مبارک ہے وہ بندہ جو خوش خوش دنیا میں بھی اس کی طرف رجوع کرے ۵۔ اس طرح کہ آفتاب کو ٹھہرا دے یا اسے بے نور کر دے جس کے طلوع سے دن ہی نہ نکلے' یا آفتاب کو کنارہ آسمان کے نیچے ہی حرکت دے' یا آفتاب کو بالکل ہی فنا کر دے۔ کس کا ہاتھ وہاں پہنچتا ہے جو دن نکال سکے؟ ۶۔ یعنی اے مشرکو! تم بھی مانتے ہو کہ تمہارے ان جھوٹے معبودوں میں یہ تصرف کرنے کی قدرت نہیں۔ پھر تم انہیں کیوں پوجتے ہو۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈوبا ہوا سورج لوٹایا ہے لیکن بارگاہ الٰہی میں دعا کر کے' یہ واقعہ اس کے خلاف نہیں ہے ۷۔ دل کے کان جو ایمان کا باعث ہوں ۸۔ اس طرح کہ بیچ آسمان پر سورج کو روک دے' یا کنارے آسمان کے اوپر ہی سورج کو حرکت دے ۹۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سورج کا رک جانا' بے نور ہو جانا' نہ ڈوبنا' مٹ جانا سب ممکن ہے فلاسفہ کا یہ قول کہ حرکت آسمان کے لئے لازم ہے' کفر و الحاد ہے۔ دوسرے یہ کہ دن رات اللہ کی رحمت ہیں مگر

(بقیہ صفحہ ۶۲۸) جب کہ آتے جاتے رہیں' اگر رک جاویں تو عذاب ہیں۔ ۱۰۔ اس تقریب ذکری سے معلوم ہوا کہ رات پہلے ہے دن بعد میں۔ اسی لئے اسلام میں آفتاب ڈوبنے سے تاریخ بدلتی ہے تاریکی پہلے روشنی بعد میں۔ جہل پہلے ہے علم پیچھے' نیستی پہلے ہستی بعد میں۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان روزی کو اپنی کمائی کا نتیجہ نہ سمجھے' رب کا عطیہ جانے' کوشش اس عطیہ کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کمائی کوئی بھی محبوب ہے۔ اعضاء کو بیکار نہ چھوڑے یہ بھی معلوم ہوا کہ کمائی کے لئے دن اور آرام کے لئے رات مقرر کرنی بہتر ہے۔ رات کو بلاوجہ نہ جاگے۔ دن میں بیکار نہ رہے۔ اگر معذوری کی وجہ سے دن میں سوئے'

شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ

نکال کر فرمائیں گے ۵ اپنی دلیل لاؤ تو جان لیں گے کہ حق اللہ کا

لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٧٥﴾ إِنَّ قَارُونَ

ہے اور ان سے کھوئی جائیں گی جو بناوٹیں کرتے تھے ۲ بے شک قارون

كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ

موسیٰ کی قوم سے تھا ۳ پھر اس نے ان پر زیادتی کی ۴ اور ہم نے اس کو اتنے

الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي

خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زور آور جماعت پر بھاری تھیں ۵

الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا

جب اس سے اس کی قوم نے کہا اترا نہیں ۶ بے شک اللہ اترانے

يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ

والوں کو دوست نہیں رکھتا اور جو مال تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر

الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ

طلب کر ۷ اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول ۸ اور احسان کر

كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي

جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا ۹ اور زمین میں فساد نہ

الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ قَالَ

چاہ بے شک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا ۱۰ بولا

إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ

یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے ۱۱ اور کیا اسے یہ نہیں معلوم کہ

اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ

اللہ نے اس سے پہلے وہ سنگتیں ہلاک فرمادیں ۱۲ جن کی قوتیں

اور رات کو کمائے تو حرج نہیں۔ جیسے رات کی نوکریوں والے ملازم وغیرہ ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کے گناہ' بدعقیدگی کا حساب علانیہ ہو گا۔ اس لئے فرمایا۔ ینادی' تا کہ رسوائی ہو۔ مسلمانوں کے نیک اعمال کا حساب علانیہ' گناہوں کا حساب خفیہ ہو گا تا کہ رسوائی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ کفار کا مذاق اڑانا جائز ہے۔ رب تعالیٰ کا فرمانا میرے شریک کہاں ہیں۔ انہیں شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا۔

ع ۱۰

۱۔ یعنی امت کے نیک و بد اعمال پر ان کے رسول گواہ ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر اپنی امتوں کے علانیہ و خفیہ اعمال سے خبردار ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی گواہی معتبر ہے۔ ۲۔ صفائی کے گواہ' یعنی اپنے جھوٹے معبودوں' برے یاروں کو بلاؤ جو تمہاری صفائی پیش کریں ۳۔ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا یصہر کا بیٹا تھا' تورات کا بڑا عالم تھا۔ بہت حسین' متواضع' خوش خلق تھا۔ مال ملنے پر منافق ہو گیا۔ سامری کی طرح اس کا نسب یہ ہے۔ قارون بن یصہر بن فاحش بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام کا نسب یہ ہے۔ موسیٰ بن عمر بن فاحش بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام (روح) قارون کا لقب منور تھا۔ اس کے حسن کی وجہ سے' اس لئے قارون کو موسیٰ علیہ السلام کا ہم قوم بتایا گیا۔ ورنہ کافر مومن کا ہم قوم نہیں ہوتا۔ یہاں نسبی قومیت مراد ہے ۴۔ اس طرح کہ مومنوں پر اپنی سربلندی چاہی' اور حضرت ہارون کا منصب اپنے لئے چاہا یعنی ناظم قربانی ہونا کہ تمام بنی اسرائیل کی قربانیاں بارگاہ الٰہی میں پیش کیا کرے ۵۔ کیونکہ اس کی چابیاں چالیس خچروں پر لادی جاتی تھیں اور ہر چابی ایک پورے خزانہ کی تھی (روح) ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیخی کی خوشی حرام ہے۔ یعنی اترانا۔ لیکن شکر کی خوشی عبادت ہے' رب فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا قارون کی خوشی شیخی کی تھی۔ اسی طرح جرم کر کے خوش ہونا حرام ہے۔ عبادت کر کے خوش ہونا بہتر ہے۔ اسی طرح ناجائز طریقے سے خوشی منانا حرام ہے' جیسے خوشی سے ناچنا۔ جائز طور سے خوشی منانا اچھی ہے جیسے خوشی میں صدقہ کرنا وغیرہ ۷۔ اس طرح کہ رب کا شکر کر اور فقراء پر صدقہ و خیرات کر تا کہ یہ مال تیرے ساتھ جاوے ۸۔ عبادت کا' کیونکہ انسان جو عبادت کرے' رب کے نام پر دے لے وہ اپنا حصہ ہے' باقی غیروں کا ہے۔ چاہیے کہ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو' موت سے پہلے زندگی کو' بیماری سے پہلے تندرستی کو' مشغولیت سے پہلے فراغت کو غنیمت جانے۔ ۹۔ اللہ کے بندوں پر کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احسان کا شکریہ ہے ۱۰۔ یعنی اپنا مال اور اپنی زندگی گناہوں میں خرچ نہ کر کہ اس سے فساد پیدا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ گناہ فساد کا باعث ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ ۱۱۔ اس علم سے مراد یا علم تورات یا علم کیمیا ہے جو اس نے موسیٰ علیہ السلام سے حاصل کیا تھا۔ رانگ کو چاندی اور تانبے کو سونا بنا لیتا تھا۔ یا علم تجارت' یا

(بقیہ صفحہ ۶۲۹) کاشتکاری کا علم یا دوسرے پیشوں کا علم مراد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ پر خدا تعالیٰ کا کیا احسان ہے۔ یہ مال تو میں نے اپنے علم کے زور سے حاصل کیا ہے۔ ۱۲۔ قارون کا خیال تھا کہ چونکہ میرے پاس علم' زر' زور' جتھا' جماعت بہت کافی ہے اس لئے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ مجھ پر عذاب الٰہی آ سکتا ہے۔ اس کے اس خیال کی تردید اس آیت میں فرمائی گئی' کہ تجھ سے پہلے کے کفار تجھ سے زیادہ ہنرمند' زور آور' جتھے والے تھے۔ مگر مخالفت نبی کی وجہ سے جو عذاب آیا تو اسے کوئی دفع نہ کر سکا۔

اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ
اس سے سخت تھیں اور جمع اس سے زیادہ ۱ اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ
پوچھ نہیں ۲ تو اپنی قوم پر نکلا اپنی آرائش میں ۳ بولے

الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ
وہ جو دنیا کی زندگی چاہتے ہیں ۴ کسی طرح ہم کو بھی ایسا ملتا جیسا

مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۷۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
قارون کو ملا بیشک اس کا بڑا نصیب ہے ۵ اور بولے وہ جنہیں

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ
علم دیا گیا ۶ خرابی ہو تمہاری ۷ اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لئے جو ایمان لائے اور

عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا
اچھے کام کرے اور یہ انہیں کو ملتا ہے جو صبر والے ہیں ۸ تو ہم نے اسے

بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۙ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ
اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا تو اس کے پاس کوئی جماعت نہ تھی

يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾
کہ اللہ سے بچانے میں اس کی مدد کرتی ۹ اور نہ وہ بدلہ لے سکا

وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ
اور کل جس نے اس کے مرتبہ کی آرزو کی تھی صبح کہنے لگے ۱۰ عجب بات ہے

وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ
اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے

وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَاۤ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ
اور تنگ فرماتا ہے ۱۱ اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا

۱۔ جمع سے مراد جمع مال یا بڑی جماعتیں ہیں' اور قوت سے مراد جسمانی قوت و تندرستی ہے۔ یعنی قوم عاد و ثمود بڑی بہادر تھیں اور نمرود والے بڑے مالدار تھے مگر عذاب الٰہی سے بچ نہ سکے ۲۔ یہ ایک وقت میں ہو گا۔ دوسرے وقت پوچھ گچھ ہو گی۔ یا یہ مطلب ہے کہ رب کو پوچھنے کی ضرورت نہیں' پوچھنا ان کو شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا قیامت میں ہر کافر خود اپنے چہرے سے پہچانا جائے گا ہر شخص مومن و کافر کو چہرہ سے پہچان لے گا ۳۔ قارون اپنی آخری عمر میں ایک دفعہ سنیچر کے دن بہت جاہ و جلال سے اس طرح نکلا کہ خود سفید رنگ کے خچر پر سوار تھا۔ سونے کی زین پر ارغوانی جوڑا پہنے تھا۔ اس کے ساتھ اسّی کے نوے ہزار لونڈی غلام عمدہ لباسوں سے آراستہ جلو میں تھے جو حریر کے لباس پہنے ہوئے تھے' گھوڑوں پر سوار تھے۔ غرضیکہ بہت شاندار جلوس کے ساتھ نکلا تھا۔ بنی اسرائیل کے ضعیف مومنین' ان کی یہ تمنا بشری تقاضے سے تھی جو کفر یا گناہ کبیرہ نہیں۔ خیال رہے کہ دنیاوی نعمتوں میں غبطہ کرنا بھی منع ہے' دینی امور میں غبطہ حلال' حسد مطلق حرام ہے خواہ دنیاوی نعمتوں میں ہو یا اخروی میں۔ غبطہ کے معنی ہیں کسی کی نعمت دیکھ کر اپنے لئے بھی اس کی تمنا کرنی جسے رشک کہتے ہیں حسد یہ ہے کہ دوسرے سے نعمت کا زوال اور اپنے لئے اس کا حصول چاہے ۵۔ معلوم ہوا کہ دنیا داروں کی دنیا کو لالچ کی نظر سے دیکھنا اور ان کی دنیا کی تمنا کرنی غافلوں کا کام ہے۔ دنیا میں اپنے سے نیچے کو دیکھے' دین میں اپنے سے اوپر پر نظر کرے' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۶۔ یعنی علماء بنی اسرائیل جنہیں علم باعمل نصیب کیا گیا ۷۔ تم یہ آرزو نہ کرو کیونکہ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ ثواب کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں درکار ہیں۔ ایمان' نیک عمل اور صبر و شکر۔ ۹۔ قارون کے زمین میں دھنسنے کا واقعہ یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل پر زکوٰۃ کا حکم آیا تو قارون موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا کہ میں چوتھائی مال زکوٰۃ نہیں دے سکتا' ہاں اگر آپ فرماؤ تو ہزارواں حصہ نکال سکتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اتنا ہی لا۔ جب گھر جا کر ہزارویں حصہ کا حساب لگایا تو یہ بھی بہت زیادہ ہوا۔ اس کی بھی ہمت نہ ہوئی۔ آخر کار اپنے دوستوں کو جمع کر کے بولا کہ اب موسیٰ علیہ السلام تمہارے مالوں پر قبضہ کر کے تم کو فقیر بنا دینا چاہتے ہیں کوئی ایسی تدبیر کرو کہ موسیٰ علیہ السلام کا وقار بنی اسرائیل کے دلوں سے جاتا رہے۔ آخر تدبیر یہ سوچی کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھرے مجمع میں زنا کا الزام لگایا جائے۔ ایک حسینہ جمیلہ عورت کو ہزار اشرفیاں نقد دے کے اور بہت سے وعدے کر کے تہمت لگانے پر آمادہ کر لیا۔ دوسرے دن بنی اسرائیل کو جمع کر کے موسیٰ علیہ السلام کو وعظ کے بہانے سے بلایا۔ آپ نے مجمع کے سامنے وعظ فرمایا' جس میں جرموں کی سزاؤں کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ زانی اگر کنوارا ہو گا تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ اگر شادی شدہ ہو گا تو سنگسار کیا جائے گا۔ اس پر قارون

وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ

اے عجب کافروں کا بھلا نہیں ؁ یہ آخرت کا گھر ؁ ہم ان کے لئے

نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ

کرتے ہیں جو زمین میں تکبر نہیں چاہتے اور نہ

وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ

فساد ؁ اور عاقبت پرہیزگاروں ہی کی ہے ؁ جو

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ

نیکی لائے اس کے لئے اس سے بہتر ہے ؁ اور جو بدی لائے

فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا

تو بدکام والوں کو بدلہ نہ ملے گا مگر جتنا کیا

يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ

تھا ؁ بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا ؁

لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى

وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو؁ تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو ہدایت

وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا

لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے ؁ اور تم امید نہ رکھتے تھے

اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ

کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی ؁ ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی

فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ

تو تم ہرگز کافروں کی پشتی نہ کرنا ؁ اور ہرگز وہ تمہیں اللہ کی آیتوں

اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ

سے نہ روکیں بعد اسکے کہ وہ تمہاری طرف اتاری گئیں ؁ اور اپنے رب کی طرف بلاؤ ؁

ع

(بقیہ صفحہ ۶۳۰) بولا کہ یہ حکم اوروں کے لئے یا آپ کے لئے بھی۔ فرمایا سب کے لئے۔ وہ بولا کہ بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ نے معاذ اللہ فلاں عورت سے...... آپ نے فرمایا۔ کہ اس عورت کو بلاؤ۔ وہ آئی کلیم اللہ کی ہیبت دل پر چھاگئی اور بولی کہ مجھے قارون نے ہزار اشرفیاں دے کر کہا تھا کہ میں آپ پر بہتان لگا دوں۔ مگر آپ سچے ہیں اور بے عیب ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے سجدہ میں گر کر رب کی بارگاہ میں قارون کے لئے بددعا کی حکم الٰہی پہنچا کہ زمین آپ کے قبضہ میں ہے آپ جو حکم کریں گے وہ کرے گی۔ آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ جو قارون کے ساتھ ہو وہ اس کے پاس بیٹھا رہے جو اس سے بیزار ہو علیحدہ ہو جائے یہ سن کر قارون کے سارے دوست اس سے علیحدہ ہو گئے سوائے دو کے اس کے ساتھ کوئی نہ رہا۔ پھر آپ نے فرمایا اے زمین انہیں پکڑ لے۔ وہ گھٹنوں تک دھنس گئے۔ پھر فرمایا۔ پکڑ لے۔ وہ کمر تک دھنس گئے پھر فرمایا۔ پکڑ لے۔ وہ گلے گلے دھنس گئے بعض لوگوں نے کہا کہ آپ قارون کے مال پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں تو فرمایا کہ اے زمین تو قارون کے خزانے' مکانات کو بھی پکڑ لے چنانچہ وہ سب زمین میں دھنس گئے اور زمین ان پر برابر ہو گئی ۱۰۔ کل سے مراد گزشتہ قریبی زمانہ ہے۔ ۱۱۔ یعنی آج ہماری آنکھیں کھل گئی کہ زیادہ مال مل جانا رب تعالیٰ کی رضا مندی کی دلیل نہیں' اللہ ایمان نصیب کرے

۱۔ معلوم ہوا کہ فرض کا انکار' نبی کو الزام لگانا کفر ہے کہ قارون کو رب نے کافرین کے زمرے میں داخل فرمایا۔ ۲۔ یعنی جنت ان مومنوں کو عطا ہو گی جو دنیا میں راضی برضا الٰہی رہے اور اپنے نفس کے لئے برائی کے طلبگار نہ ہوئے' نہ زمین میں فساد پھیلاتے رہے۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ نفسانی بڑائی چاہنا فساد کا ذریعہ ہے۔ دینی بڑائی کی کوشش کرنا عبادت ہے رب فرماتا ہے۔ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۴۔ معلوم ہوا کہ کبھی دنیا میں اگرچہ ظالم و فاسق کو عروج عارضی ہو جاتا ہے مگر آخر کار رب کے مقبولوں کا عروج دائمی ہوتا ہے۔ باطل ہلول ہے' حق سورج' باطل پانی کا جھاگ ہے' حق تہ کا موتی ۵۔ یعنی جو قیامت میں ایمان اور نیک اعمال لے کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گا اس کو ایسی بھلائی ملے گی جو خیال و گمان سے بالاتر ہے ایک بھلائی کا بدلہ کم از کم دس گنا' زیادہ کی انتہا نہیں۔ پھر وہ دائمی ہے جس کو فنا نہیں۔ اور دیدار الٰہی اور لقاء جمال مصطفوی اس کے علاوہ ہے' غرضیکہ اس کا کماحقہ' بیان ناممکن ہے۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے ہوئے ایک یہ کہ گناہ کا بدلہ خود گنہگار کو ملے گا۔ ایک کے گناہ میں دوسرا گرفتار نہ ہو گا۔ دوسرے یہ کہ گناہ میں رب تعالیٰ زیادتی نہ فرمائے گا کہ یہ خلاف عدل ہے۔ ایسے ہی کسی کو بغیر گناہ نہ پکڑے گا۔ لہٰذا کفار کے چھوٹے بچے جو لڑکپن میں فوت ہو گئے' دوزخ میں نہ جائیں گے ۷۔ یہ آیت کریمہ مقام جحفہ میں نازل ہوئی جبکہ حضور ہجرت فرما کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جا رہے تھے اور آپ کو ابراہیمی شہر مکہ چھوڑنے کا ملال تھا' اس آیت میں وعدہ فرمایا گیا کہ ہم آپ کو پھر مکہ معظمہ واپس فرمائیں گے نہایت شان و شوکت کے ساتھ چنانچہ رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا اور حضور نے مکہ معظمہ فتح کیا (خزائن) ۸۔ جو کوئی سفر کو جاتے وقت یہ دعا پڑھ کر گھر سے نکلے گا انشاء اللہ بخیر و خوبی کامیابی کے ساتھ لوٹے گا۔ جیسا کہ آقائے دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم پھر مکہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے۔ ۹۔ کفار مکہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ آپ کھلی گمراہی میں ہیں (نعوذ باللہ) ان کے جواب میں یہ آیتہ کریمہ اتری جس میں فرمایا گیا کہ تم اس کا پتہ نہیں لگا سکتے کہ گمراہی میں کون ہے اور ہدایت پر کون' رب تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ

اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا [11] اور اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو

اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

نہ پوج [12] اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے [13]

لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٨﴾

اسی کا حکم ہے [14] اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے [15]

وقف لازم

اٰیَاتُهَا ٦٩ | ۲۹ سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ ۸۵ | رُكُوْعَاتُهَا ۷

سورۃ عنکبوت مکی ہے اس میں ۷ رکوع ۶۹ آیات ۹۸۰ کلمے ۴۱۶۵ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ﴿١﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے

وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

[1] اور ان کی آزمائش نہ ہو گی [2] اور بے شک ہم نے ان سے اگلوں کو جانچا [3]

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٣﴾

تو ضرور اللہ سچوں کو دیکھے گا [4] اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا [5]

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا

[6] یہ سمجھے ہوئے ہیں وہ جو برے کام کرتے ہیں [7] کہ ہم سے کہیں نکل جائیں گے [8]

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٤﴾ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ

کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں جسے اللہ سے ملنے کی امید ہو [9]

فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٥﴾

تو بے شک اللہ کی میعاد ضرور آنے والی ہے [10] اور وہی سنتا جانتا ہے

(بقیہ صفحہ ٦٣١) اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور کو بھی خبر نہیں کہ میں ہدایت پر ہوں یا نہیں اور کفار گمراہ ہیں یا نہیں۔ رب نے قسمیں کھا کر ارشاد فرمایا کہ اے محبوب تم سیدھے راستے پر ہو، تم رسول ہو۔ حضور کو تمام انسانوں کی خبر ہے کس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا کس کا کفر پر اس کی تفصیل ہماری کتاب جاء الحق میں ملاحظہ کرو ۱۰۔ یعنی ظاہری اسباب کے لحاظ سے آپ کو نبوت کی امید نہ تھی۔ صرف خدا کی رحمت سے، امید تو کیا یقین تھا کیونکہ آپ کی نبوت نہ تو حضرت ہارون کی طرح کسی کی دعا سے حاصل ہوئی نہ حضرت یحیٰ و سلیمان علیہم السلام کی طرح بطور میراث ملی بلکہ صرف اللہ کی رحمت سے ملی۔ لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ اپنی نبوت سے بیخبر تھے۔ آپ کو تو بچپن ہی سے شجر و حجر سلام کرتے تھے اور رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ بحیرہ راہب نے بچپن شریف میں ہی آپ کی نبوت کی خبر دے دی تھی۔ خود فرماتے ہیں۔ كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ ۱۱۔ بظاہر اس میں خطاب حضور کو ہے مگر درحقیقت مسلمانوں کو ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی مدد عموماً اور مسلمانوں کے مقابلہ میں خصوصاً سخت جرم ہے، ہاں اگر اس مدد سے ان کو اسلام کی طرف مائل کرنا ہو تو یہ مدد نہیں ۱۲۔ یعنی کفار کی بکواس کی طرف ایسا التفات نہ کرو جس سے رب کے ذکر میں فرق آئے ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور تمام خلق کے داعی رسول ہیں کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا کہ فلاں وقت تک فلاں قوم کو بلاؤ۔ یعنی ہمیشہ ساری مخلوق کو بلاؤ۔ آج بھی حضور سب کو اللہ کی طرف بلا رہے ہیں۔ علماء صوفیاء، مشائخ انہیں کے دروازے کے چاکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ گنہگار کو بھی ان کا چاکر بنائے دوسرے یہ کہ اور انبیاء کرام رب کی صفات کی طرف مخلوق کو دعوت دیتے تھے۔ حضور رب کی ذات کی طرف بلاتے ہیں۔ رب نے فرمایا۔ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ

۱۔ نہ عقائد میں نہ اعمال میں نہ صورت میں نہ سیرت میں۔ ۲۔ یہ آیت تمام ان آیات کی تفسیر ہے جن میں ماسوی اللہ کو پکارنے سے منع فرمایا گیا۔ اس آیت نے بتا دیا کہ کسی کو الٰہ کہہ کر پکارنا منع ہے نہ کہ فقط پکارنا ۳۔ یعنی خدا کے سوا ہر چیز فانی بالذات ہے اگرچہ بعض پر فنا طاری نہ ہو۔ جو فنافی اللہ ہوں انہیں بھی رب تعالیٰ بقاء عطا فرماتا ہے۔ ۴۔ حکم تکوینی صرف رب کا ہے فرشتے، اولیاء، انبیاء اس کے زیر فرمان ہیں۔ باقی احکام حقیقتہً اللہ کے ہیں اگرچہ مجازاً بادشاہ، حکام وغیرہ بھی حاکم ہیں ۵۔ یعنی ابھی کدھر ہی بھاگ دوڑ لو مگر آخر کار تمہیں رب کی طرف لوٹنا و رجوع کرنا ہے۔ مومن بفضلہ تعالیٰ دنیا ہی میں رجوع الی اللہ کر لیتے ہیں ٦۔ یہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی، جو کفار مکہ کی سختی پر کبھی دل تنگ ہو جاتے تھے۔ جس میں فرمایا گیا کہ گھبراؤ نہیں، یہ تمہارے ایمان کا امتحان ہے، کیونکہ یہ آیت مکی ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا بقدر قوت ایمانی کے امتحان لینا، قانون الٰہی ہے۔ بیماری، ناداری، غربت، مصیبت، یہ سب رب کی آزمائشیں ہیں جن سے مخلص و منافق ممتاز ہو جاتے ہیں۔ مومن راضی برضا رہتا ہے۔ ۸۔ کہ کوئی اللہ کا بندہ آرے سے چیرا گیا۔ بعض لوہے کی کنگھیوں سے پرزے پرزے کئے گئے بعض کو آگ میں ڈالا گیا۔ بعض کو حکم دیا گیا کہ اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرو مگر وہ حضرات استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے ۹۔ یہاں علم کا ترجمہ دیکھنا نہایت ہی مناسب ہے اسے علم ظہور کہتے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ کا علم تو قدیم ہے۔ مگر دیکھنا ظہور کے بعد ہی ہوتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اللہ کے جاننے سے اللہ کے مقبول بندوں کا جاننا مراد ہے۔ آگ میں جا کر سونے کا میل دور ہو جاتا ہے۔ ۱۰۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۶۳۲) یہ آزمائشیں تمہارے سچا جھوٹا ہونے کی علامات ہیں۔ خیال رہے کہ یہ علامات ہمارے علم کے لئے ہیں نہ کہ رب کے علم کے لئے۔ ان آزمائشوں کا مقصد یہ ہے کہ کل قیامت میں کسی کی سزا یا جزا پر دوسروں کو اعتراض نہ ہو۔ مثلاً امام حسین کو جب اہل جنت کی سرداری دی جائے تو دوسرا یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں سرداری کیوں نہ ملی کربلا نے ان کا استحقاق ظاہر کر دیا ۱۱۔ کفر و شرک اور کفر کے ساتھ گناہ' اس میں توجہ کفار کی طرف ہے نہ کہ مومن گنہگار کی طرف ۱۲۔ اس طرح کہ ہم ان سے بدلہ لینے پر قادر نہ ہوں' یا اس طرح کہ وہ کسی اور کی مملکت یا کسی دوسرے الٰہ کی پناہ گاہ میں پہنچ جاویں ۱۳۔ یہاں امید ' بمعنی یقین ہے' یا امید سے

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے[1] بیشک اللہ

لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

بے پرواہ ہے سارے جہان سے اور جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

کام کئے ہم ضرور انکی برائیاں اتار دیں گے[2] اور ضرور انہیں اس کام

اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ

پر بدلہ دیں گے جو ان کے سب کاموں میں اچھا تھا[3] اور ہم نے آدمی کو تاکید کی[4]

بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ

اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی[5] اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک

مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں[6] تو تو ان کا کہا نہ مان[7] میری ہی طرف تمہارا

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پھرنا ہے تو میں بتادوں گا تمہیں جو تم کرتے تھے[8] اور جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹

اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں نیکوں میں شامل کریں گے[9]

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ

اور بعض آدمی کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب اللہ کی راہ میں انہیں کوئی

فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ

تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کے فتنہ کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتے ہیں[10] اور

جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ

اگر تمہارے رب کے پاس سے مدد آئے[11] تو ضرور کہیں گے ہم تو تمہارے ہی

رب تعالیٰ کی رحمت کی امید مراد ہے۔ یعنی جسے امید ہو کہ میں حق تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں گا۔ اور وہ میرے گناہ بخش دے گا تو اس کی یہ امید حق ہے واقعی وہ غفور رحیم ہے۔ ۱۴۔ اللہ کی میعاد سے مراد قیامت ہے' یا ہر شخص کی موت' یعنی انسان کو چاہیے کہ اس کی تیاری کرے۔ صرف زبان سے قیامت کا اقرار کر لینا اور تیاری نہ کرنا سخت غلطی ہے۔

۱۔ اس کوشش میں تمام بدنی' مالی عبادات داخل ہیں۔ یعنی تمہاری عبادات کا بدلہ تم ہی کو ملے گا۔ رب تعالیٰ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ لہٰذا اس آیت سے ایصال ثواب کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے آگے رب کی بے پروائی کا ذکر ہوا۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض نیکیاں بعض گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں جیسے بعض گناہ نیکیوں کو برباد کر دیتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اور فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان و عمل سے دو فائدے ہوں گے ایک گناہوں کی معافی دوسرے اجر کا ملنا۔ دوسرے یہ کہ کسی کو ثواب بقدر عمل نہ ملے گا بلکہ بہت زیادہ ملے گا۔ رب ہم کو دیکھ کر اجر نہ دے گا بلکہ اپنی شان کے مطابق دے گا۔ ۴۔ یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ اپنی والدہ کے بڑے فرمانبردار تھے۔ جب ایمان لائے تو ان کی ماں نے کہا کہ اسلام چھوڑ دو ورنہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی نہ سایہ میں بیٹھونگی' سوکھ کر مر جاؤں گی اور میرے خون کا وبال تجھ پر ہو گا۔ یہ کہہ کر اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا دھوپ میں بیٹھ گئی' چوبیس گھنٹے اسی حال میں رہی اور بہت ضعیف ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ اماں اگر تیری سو جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے سب قربان ہو جائیں تو بھی میں ایمان نہ چھوڑوں گا۔ جب ماں مایوس ہو گئی تو اس نے کھانا پینا شروع کر دیا' اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن العرفان) ۵۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ کا مادری پدری حق ضرور ادا کرے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حق فرزندی ہر قوم میں مانا گیا ہے۔ اسی لئے وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ فرمایا گیا' یہ بھی معلوم ہوا کہ احکام شرعی کے مقابلہ میں کسی قرابتدار کا کوئی حق نہیں جیسا کہ آیت سے معلوم ہو رہا ہے۔ لہٰذا ماں باپ کے کہنے پر شرعی احکام نماز وغیرہ نہ چھوڑے ۶۔ شرک سے مراد مطلقاً کفر ہے۔ یعنی ماں باپ کے کہنے سے کفر نہ کرو۔ جب کفر میں ماں باپ کی بھی اطاعت نہیں' تو کسی دوسرے کا ذکر کیا ہے ۷۔ ماں باپ کے کہنے سے ایمان نہ چھوڑے نہ فرض عبادت۔ نفل عبادت ماں کے منع پر چھوڑے حج نفل کے لئے سفر بغیر ماں باپ کی اجازت کے نہیں کر سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں تقلید جائز نہیں۔ ۸۔ یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے کہ چونکہ تمہیں رب کی طرف ہی رجوع کرنا ہے لہٰذا تمہیں لازم ہے کہ کسی کو راضی کرنے کے لئے اسے ناراض نہ کر لو۔ ۹۔ یعنی نیک کاروں کا

(بقیہ صفحہ ۶۳۴) تک جودی پہاڑ پر رہی حالانکہ آپ میں اور ہمارے حضور میں تین ہزار نو سو چوہتر سال کا فاصلہ ہے (روح) خیال رہے کہ باقی تمام کشتی والے بے اولاد وفات پا گئے۔ نسل صرف آپ ہی کی چلی۔ اسی لئے آپ کا لقب آدم ثانی ہے اور شیخ المرسلین ہے کیونکہ آپ کی عمر شریف بہت دراز ہے ۱۲۔ لوگوں کو یاد دلاؤ' معلوم ہوا کہ بزرگوں کے واقعات پڑھنے سننے یاد کرنے عبادت ہے جیسے نماز روزہ کیونکہ یہ تقویٰ کے حصول کا سبب ہے۔

۱۔ آپ کی قوم بابل کے لوگ تھے۔ جن میں نمرود بھی داخل ہے اور پوجنے سے مراد یا تو ایمان لانا ہے' یا ایمان لاکر عبادت کرنا کیونکہ کافر پر عبادات فرض نہیں ۲۔ یہ قوم' نمرود کو اور اس کی تصویروں' اس کے نام کے بنائے بتوں' ستاروں' چاند و سورج کو پوجتی تھی۔ خیال رہے کہ صنم وہ بت ہے جو انسانی شکل میں لکڑی پتھر' یا سونے چاندی لوہے وغیرہ دھاتوں کا بنایا جاوے۔ اور وثن اس سے عام ہے خواہ انسانی شکل کا ہو' یا اور کسی شکل کا' خواہ صرف فوٹو ہو یا مجسمہ (روح) ۳۔ کہ اپنے بنائے ہوئے بتوں کو خدا کا شریک کہتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خلق کے معنی گھڑنا اور بنانا بھی ہیں۔ یہاں تَخۡلُقُوۡنَ بمعنی بنانا گھڑنا ہے۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان اخلق لکم اور رب کا فرمانا اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ اسی معنی میں ہے۔ ۴۔ یعنی تمہارے اعتقاد میں بھی کیونکہ وہ لوگ ان بتوں کو خالق و رازق نہ مانتے تھے۔ انہیں صرف اپنا سفارشی جان کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے آپ کے جواب میں یہ نہ کہا کہ یہ تو ہمارے رزق کے مالک ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو اللہ کا بندہ مان کر' اس میں کسی طرح خدا کی برابری مانی جاوے' یہ بھی شرک ہے شرک کی پوری بحث ہماری کتاب علم القرآن میں ملاحظہ کرو۔ ۵۔ اس پر ایمان لاکر اس کی اطاعت و عبادت کرکے۔ معلوم ہوا کہ ایمان و عبادت رزق کی برکت کا سبب ہے ۶۔ خیال رہے کہ حقیقی شکر رب تعالیٰ کا ہے اور مجازی شکر دوسرے محسنوں کا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیۡكَ مگر عبادت خدا کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی کیونکہ عبادت حقیقی ہی ہو سکتی ہے وہاں مجاز بنتا ہی نہیں۔ لہٰذا کوئی دوسرا مجازی الٰہ یا مجازی معبود نہیں۔ ۷۔ جیسے نوح علیہ السلام' صالح علیہ السلام' ہود علیہ السلام' کی قومیں اور ان کا جو انجام ہوا' اس کی بھی تمہیں خبر ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کو تاریخی حالات کی کچھ نہ کچھ خبر تھی ۸۔ اور میں یہ فرض انجام دے چکا۔ تمہاری ہدایت میرے ذمہ نہیں لہٰذا میرے نفع کے لئے نہیں بلکہ اپنے بھلے کو ایمان لاؤ ۹۔ کہ پہلے دانے کو زمین میں گلا کر بگاڑتا ہے' پھر اس میں سے پیڑ اگاتا ہے۔ ایسے ہی تم کو زمین میں بگاڑ کر آخرت میں اٹھائے گا۔ ایسے ہی

اللّٰہَ وَاتَّقُوۡهُ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۶﴾

کو پوجو ۲ اور اس سے ڈرو اس میں تمہارا بھلا ہے اگر تم جانتے

اِنَّمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَوۡثَانًا وَّتَخۡلُقُوۡنَ

تم تو اللہ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو اور نرا جھوٹ گڑھتے

اِفۡكًا ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ

ہو ۳ بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو

لَا يَمۡلِكُوۡنَ لَـكُمۡ رِزۡقًا فَابۡتَغُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ الرِّزۡقَ

تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں ۴ تو اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو ۵

وَاعۡبُدُوۡهُ وَاشۡكُرُوۡا لَهٗ ؕ اِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَاِنۡ

اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو ۶ تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے اور

تُكَذِّبُوۡا فَقَدۡ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنۡ قَبۡلِكُمۡ ؕ وَمَا عَلَى

اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے پہلے کتنے ہی گروہ جھٹلا چکے ہیں ۷ اور رسول

الرَّسُوۡلِ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا كَيۡفَ

کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ۸ کیا انہوں نے نہ دیکھا

يُبۡدِئُ اللّٰهُ الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى

کہ اللہ کیونکر خلق کی ابتدا فرماتا ہے ۹ پھر اسے دوبارہ بنائے گا بیشک

اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۱۹﴾ قُلۡ سِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَانْظُرُوۡا كَيۡفَ

یہ اللہ کو آسان ہے ۱۰ تم فرماؤ زمین میں سفر کرکے دیکھو ۱۱ اللہ کیونکر پہلے

بَدَاَ الۡخَلۡقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنۡشِئُ النَّشۡاَةَ الۡاٰخِرَةَ ؕ

بناتا ہے پھر اللہ دوسری اٹھان اٹھاتا ہے ۱۲

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنۡ

بے شک اللہ سب کچھ کر سکتا ہے عذاب دیتا ہے

نطفہ کو جما ہوا خون پھر گوشت کا لوتھڑا بنا کر اسے شکل و صورت بخشتا ہے۔ ۱۰۔ یہ پہلے کلام کا نتیجہ ہے یعنی اس سے نتیجہ یہ نکالو۔ ورنہ آئندہ یہ دوبارہ پیدا ہونا ابھی کسی نے نہیں دیکھا' یا یہ کہو کہ دیکھنے سے مراد غور کرنا ہے' نہ کہ آنکھوں سے دیکھنا پھر معنی بالکل ظاہر ہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ رب کی قدرت کے نظارے دیکھنے کے لئے دریاؤں' پہاڑوں اور زمین کے عجائب' مقامات کی سیر بھی عبادت ہے کہ یہ رب کی معرفت کا ذریعہ ہے ۱۲۔ یعنی جب تم نے جان لیا کہ ہر چیز کا ایجاد فرمانے والا رب ہے تو یہ بھی یقین سے مان لو کہ دوبارہ زندگی دینے والا بھی وہی ہے کیونکہ اعادہ ایجاد سے آسان ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ

جسے چاہے[۱] اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہے اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے اور نہ تم

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ز

زمین میں قابو سے نکل سکو اور نہ آسمان میں[۲]

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ ع

اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی کام بنانے والا اور نہ مددگار[۳]

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ

اور وہ جنہوں نے میری آیتوں اور میرے ملنے کو نہ مانا[۴] وہ ہیں

يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾

جنہیں میری رحمت کی آس نہیں اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہے[۵]

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ

تو اس کی قوم کو کچھ جواب بن نہ آیا مگر یہ کہ بولے انہیں قتل کر دو یا

حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

جلا دو[۶] تو اللہ نے اسے آگ سے بچا لیا[۷] بے شک اس میں ضرور

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ

نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے[۸] اور ابراہیم نے فرمایا تم نے تو اللہ کے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى الْحَيٰوةِ

سوا یہ بت بنا لئے ہیں جن سے تمہاری دوستی یہی دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ

تک ہے[۹] پھر قیامت کے دن تم میں ایک دوسرے کے ساتھ کفر کریگا[۱۰]

وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ز وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ

اور ایک دوسرے پر لعنت ڈالے گا[۱۱] اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہے[۱۲] اور تمہارا کوئی

۱۔ یعنی جس گنہگار مومن کو چاہے عذاب دے اور جسے چاہے رحم سے بخش دے، اس میں انبیاء کرام اور جن کی مغفرت کے وعدہ ہو چکا ہے وہ داخل نہیں۔ ایسے ہی کفار بھی اس میں داخل نہیں۔ کیونکہ ان بزرگوں کا عذاب اور کفار کی مغفرت ناممکن قطعی ہے۔ لہٰذا اس آیت کو امکان کذب کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ یہاں امکان کا ذکر نہیں، وقوع کا ذکر ہے اس سے کذب باری تعالیٰ کا وقوع لازم آجاوے گا۔ (نعوذ باللہ) اگلی آیت میں اس کی تائید فرمادی ہے۔ ۲۔ یعنی اگر تم بفرض محال آسمان پر پہنچ جاؤ پھر بھی اس سے نہیں بچ سکتے، یا یہ مطلب ہے کہ آسمان و زمین والے اس کے قبضہ سے باہر نہیں۔ ۳۔ ان جیسی آیتوں میں خطاب کفار سے ہے کہ تمہارے لئے مددگار کوئی نہیں۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ یا یہ مراد ہے کہ اللہ کے مقابل ہو کر تمہارا مددگار کوئی نہیں مومنوں کے لئے اللہ کی طرف سے بہت مددگار ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ دنیا میں کوئی کام بغیر مددگار نہیں ہوتا۔ یہ ہی آخرت میں ہو گا۔ دنیا آخرت کا نمونہ ہے۔ ۴۔ اس طرح کہ قرآن شریف اور قیامت کے انکاری ہو گئے ۵۔ یعنی کفار، منکرین قیامت اللہ کی رحمت سے مایوس ہیں وہ اپنے کسی نیک عمل کی جزاء و ثواب کے قائل نہیں کیونکہ جب وہ قیامت اور جنت کے ہی منکر ہیں تو رحمت الٰہی اور جزاء کے قائل کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ ان کفار کے متعلق ہے جو موت کے وقت جسم و روح دونوں کو فنا مانتے ہیں اور ثواب وغیرہ کے بالکل قائل نہیں مشرکین ہند ثواب کے قائل ہیں مگر اور لوگوں کے ذریعہ اسی دنیا میں۔ معلوم ہوا کہ رب سے ناامیدی کفر ہے اور ناامید کافر ہے۔ اس ناامیدی پر سخت عذاب ہو گا۔ ۶۔ اس طرح کہ زندہ آگ میں ڈال دو، خیال رہے کہ اسلام میں کسی جاندار کو زندہ جلانا منع ہے۔ اس قوم کے سرداروں نے ماتحتوں سے یہ کہا تھا۔ معلوم ہوا کہ ہارنے والا لڑائی پر آمادہ ہو جاتا ہے، جواب نہیں دیتا۔ یہ عجز کی دلیل ہے ۷۔ یہاں تھوڑی سی عبارت پوشیدہ ہے۔ یعنی انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی آگ میں ڈال دیا۔ ہم نے اس آگ کو گلزار بنا دیا اور انہیں بچا لیا سبحان اللہ! اس کی تفسیر دوسری آیات ہیں ۸۔ کیونکہ اتنی زیادہ اور اتنی تیز آگ کا پل بھر میں ٹھنڈا ہونا، اور وہاں گلشن و باغ لگ جانا اور یہ سب کچھ ایک پلک جھپکنے سے پہلے ہو جانا، اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ظاہر کر رہا ہے۔ مگر مومنوں کے لئے ۹۔ یعنی تمہاری ان معبودوں سے دوستی عارضی ہے۔ بعد موت تم ان کے دشمن ہو جاؤ گے۔ معلوم ہوا کہ مومن کو جو اللہ سے محبت ہے وہ بعد موت اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ گھٹتی نہیں۔ یا بت پرستوں کی آپس کی دوستی عارضی ہے۔ بعد موت ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ مومنین کی دوستیاں موت سے ختم نہیں ہوتیں بلکہ بڑھ جاتی ہیں۔ اور آخرت میں کام آتی ہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ عاقبت میں دنیاوی دوستیاں ختم ہو جائیں گی۔ ایمانی دوستی قائم رہے گی۔ رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۱۱۔ یعنی بت پجاریوں پر، اور پجاری بتوں پر، یا بعض بت پرست بعض پر، ۱۲۔ بتوں کا بھی پجاریوں کا بھی، بت عذاب دینے کے لئے اور پجاری عذاب پانے کے لئے دوزخ میں جائیں گے۔

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ

مدد گار نہیں ۱؎ تو لوط اس پر ایمان لایا ۲؎ اور ابراہیم نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت

اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ

کرتا ہوں ۳؎ بے شک وہی عزت والا حکمت والا ہے ۴؎ اور ہم نے اسے

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ

اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے ۵؎ اور ہم نے اس کی اولاد میں نبوت

وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي

اور کتاب رکھی ۶؎ اور ہم نے دنیا میں اس کا ثواب اسے عطا فرمایا ۷؎ اور بیشک آخرت میں

الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

وہ ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں ہے ۸؎ اور لوط کو نجات دی جب اس نے اپنی قوم سے

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ

فرمایا ۹؎ تم بے شک بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا بھر

اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

میں کسی نے نہ کیا ۱۰؎ کیا تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو

وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ

اور راہ مارتے ہو ۱۱؎ اور اپنی مجلس میں بری بات کرتے

الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا

ہو ۱۲؎ تو اس کی قوم کا کچھ جواب نہ ہوا مگر یہ کہ بولے

ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾

ہم پر اللہ کا عذاب لاؤ اگر تم سچے ہو ۱۳؎

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾

عرض کی اے میرے رب میری مدد کر ان فسادی لوگوں پر ۱۴؎

اسے نہ یہ بت، نہ تمہارے سردار، کیونکہ وہ خود گرفتار ہوں گے۔ اور جب ابراہیم علیہ السلام آگ سے سلامت نکل آئے تو یہ معجزہ دیکھ کر۔ ۲۔ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ لسلام کے بھتیجے یا بھانجے تھے۔ (روح) ہاران کے فرزند تھے۔ حضرت ابراہیم پر سب سے پہلے لوط علیہ السلام ایمان لائے۔ یعنی ایمان شرعی، ورنہ تبلیغ سے پہلے اصل تصدیق تو آپ کی والدہ کو حاصل ہوئی۔ جیسے ہمارے حضور پر عطاء نبوت کے بعد اصل تصدیق حضرت خدیجہ کو پہلے حاصل ہوئی اور تبلیغ کے بعد ایمان شرعی پہلے ابوبکر صدیق کو ملا ۳۔ چنانچہ آپ نے حضرت لوط اور بی بی سارہ کے ساتھ عراق سے شام کی طرف ہجرت کی۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہجرت سنت انبیاء ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسی جگہ چلا جانا جہاں رب کی عبادت میں روک ٹوک نہ ہو، دراصل رب کی طرف جانا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہاں رب نہیں ہے، جہاں جارہا ہوں وہاں رب ہے ۴۔ لہٰذا اس ہجرت کے حکم میں ہزارہا حکمتیں ہیں ۵ حضرت سارہ کے شکم سے اسحاق علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کی صلب سے یعقوب علیہ السلام۔ چونکہ ان دونوں بزرگوں کی پیدائش آپ کی نہایت ضعیف العمری، سن ایاس کے زمانہ میں ہوئی، اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ ورنہ آپ کے فرزند حضرت اسماعیل، مدین و مدائن بھی ہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد، نبوت ان کی اولاد سے خاص کر دی گئی۔ لہٰذا مرزا نبی نہیں کیونکہ اولاد ابراہیم سے نہیں ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد ہونا بھی رب کی نعمت ہے جب کہ ایمان کے ساتھ ہو۔ صواعق محرقہ میں ابن حجر نے فرمایا کہ قیامت تک قطب الاقطاب سید ہو گا۔ یہ درجہ رب نے حضور کی اولاد کے ساتھ خاص کر دیا۔ حضور غوث پاک حسنی حسینی سید ہیں ۷۔ اس طرح کہ انہیں پاک اولاد بخشی۔ نبوت ان کی اولاد سے خاص فرمادی۔ قیامت تک ہر دین میں ان کا ذکر خیر رکھا ان کی سنتیں قائم فرمائیں۔ ہمارے حضور کے ساتھ ان کا نام بھی درود ابراہیمی میں رکھا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اولاد میں پیدا فرمایا۔ مراسم حج میں ان کی یادگاریں قائم رکھیں ۸۔ اولوالعزم پیغمبروں سے ہوں گے ۹۔ یعنی جس قوم کے آپ نبی تھے ان سے فرمایا، ورنہ لوط علیہ السلام نہ اس قوم کے خاندان سے تھے نہ وطن والوں سے۔ آپ عراق سے تشریف لائے تھے، یہ لوگ شام کے علاقے کے تھے۔ قوم کے بہت معنی آتے ہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ لواطت قوم لوط سے پہلے کسی نے نہ کی اور کوئی جانور بھی یہ کام نہیں کرتا۔ لوطی آدمی جانوروں سے بدتر ہے۔ اسے فاحشہ اس لئے فرمایا کہ اس فعل کی برائی ہر عقلمند جانتا مانتا ہے۔ ۱۱۔ اس طرح کہ مسافروں کے مال لوٹ لیتے ہو، یا مسافروں کے ساتھ بد فعلی کرتے ہو، اس وجہ سے مسافروں نے اس طرف سے گزرنا چھوڑ دیا۔ یا اپنی نسل ختم کرتے ہو۔ کیونکہ لوطی آدمی آخر کار عورت کے قابل نہیں رہتا (روح) ۱۲۔ گالیاں بکنا، سیٹیاں بجانا، شراب پینا، ایک دوسرے کا مذاق اڑانا۔ معلوم ہوا کہ درستی اخلاق کے کافر بھی مکلف ہیں کہ اس پر ان کو حاکم اسلام سزا دے سکتا ہے ۱۳۔ یعنی ہماری یہ باتیں اچھی ہیں۔ اگر بری ہیں تو عذاب لاؤ۔ یہ سب کچھ مذاق کے طور پر انہوں نے کہا تھا ۱۴۔ یعنی اس قوم پر عذاب بھیج دے انہیں ہلاک کر دے۔ کفار کی ہلاکت مومن کی مدد ہے۔ رب نے بذریعہ ملائکہ انہیں ہلاک کیا۔ پتہ لگا کہ اللہ کے بندوں کی مدد اللہ تعالیٰ ہی کی مدد ہے یہ حضرات مظہر ذات کبریا ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰىۙ قَالُوْٓا

اور جب ہمارے فرشتے لہ ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے ٹہ بولے

اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِۚ اِنَّ اَهْلَهَا

ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے تہ بے شک اس کے بسنے والے

كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا

ستم گار ہیں عہ کہا اس میں تو لوط ہے شہ فرشتے بولے

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ٚ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ

ہمیں خوب معلوم ہے تہ جو کوئی اس میں ہے ضرور ہم اسے اور اسکے گھر والوں

اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَمَّآ اَنْ

کو نجات دیں گے شہ مگر اس کی عورت کو وہ رہ جانے والوں میں ہے شہ اور جب ہمارے

جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

فرشتے لوط کے پاس آئے ڤہ ان کا آنا اسے ناگوار ہوا اور انکے سبب دل

ذَرْعًا وَّقَالُوْا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ

تنگ ہوا نہ اور انہوں نے کہا نہ ڈریئے اور غم نہ کیجئے لا بے شک ہم آپ کو

وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾

اور آپ کے گھر والوں کو نجات دیں گے لا مگر آپکی عورت وہ رہ جانے والوں میں ہے ۱۳

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا

بے شک ہم اس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے

مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَلَقَدْ

والے ہیں ۱۴ بدلہ ان کی نافرمانیوں کا اور بے شک

تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾

ہم نے اس سے روشن نشانی باقی رکھی عقل والوں کے لئے ۱۵

ا۔ جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ کچھ اور فرشتے ۲۔ حضرت اسحاق اور ان کے فرزند حضرت یعقوب علیہ السلام کی ولادت شریف کی' اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی ولادت کی خوشخبری دینا سنت ملائکہ ہے محفل میلاد شریف کا مقصد بھی یہی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک فرزند اللہ تعالٰی کی بڑی نعمت ہے جس کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے ۳۔ یعنی بستی سدوم والوں کو' جہاں لوط علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ انسانوں کی بدکاری کی وجہ سے اس بستی میں دوسری مخلوق جانور وغیرہ پر بھی عذاب آ جاتا ہے ۵۔ پیغمبر کے ہوتے ہوئے کفار پر عذاب نہیں آتا۔ اسی لئے آپ نے تعجب سے پوچھا کہ وہاں تو نبی رہتے ہیں وہاں عذاب کیونکر آوے گا۔ جواب ملا کہ انہیں پہلے ہی وہاں سے علیحدہ کر دیا جائے گا' غرضیکہ آپ نے کفار کی شفاعت نہیں کی ۶۔ یہ بہت اچھا ترجمہ ہے کیونکہ یہاں اعلم کے معنی یہ نہیں کہ ہم آپ سے زیادہ جانتے ہیں فرشتوں کا علم نبی کے علم سے زیادہ نہیں ہوتا۔ غرضیکہ اعلم حضرت ابراہیم کے مقابلہ میں تفضیل نہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے کام اس کے خاص بندوں کی طرف نسبت کئے جا سکتے ہیں۔ دیکھو نجات دینا اللہ کا کام ہے مگر فرشتوں نے کہا ہم نجات دیں گے۔ لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ سے نجات دیتے ہیں۔ حضور جنت دیتے ہیں حضور مشکل کشائی کرتے ہیں۔ حضرت ربیعہ نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے جنت مانگتا ہوں۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کو لوگوں کے انجام کی خبر ہے' کہ کون مومن مرے گا کون کافر' کون کس طرح ہلاک ہو گا۔ کہاں ہلاک ہو گا۔ پھر انبیاء کرام' اولیاء اللہ کو یہ علم ماننا شرک نہیں ہو سکتا ۹۔ خوبصورت لڑکوں کی صورت میں وہاں پہنچے تا کہ مجرموں کو موقعہ جرم پر پکڑا جاوے۔ ۱۰۔ مہمانوں کی آمد سے نہیں بلکہ اپنی قوم کی خباثت کا خیال فرماتے ہوئے کہ اب میں ان مہمانوں کی حفاظت کیسے کروں گا۔ معلوم ہوا کہ مہمان کی حفاظت و توقیر میزبان کے ذمہ ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی پیغمبر فرشتہ کو نہیں بھی پہچانتے مگر جب نزول وحی کے وقت فرشتہ حاضر ہو گا تو نبی کا پہچاننا لازم ہے' ورنہ وحی قطعی نہ رہے گی۔ ۱۱۔ یعنی قوم سے ڈریں نہیں، ہمارا غم کریں نہیں کیونکہ ہم انسان نہیں ہیں، فرشتے ہیں ۱۲۔ نجات دینی رب کا کام ہے مگر فرشتوں نے عرض کیا۔ ہم نجات دیں گے ۱۳۔ یعنی آپ کی بیوی اس بستی میں رہ جائے گی اور کافر قوم کے ساتھ ہلاک ہو گی۔ کفر پر مرے گی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتوں کو اللہ تعالٰی نے علم غیب دیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کون' کیسے' کہاں اور کب مرے گا۔ دوسرے یہ کہ کافر کو نبی کی صحبت سے فیض نہیں پہنچتا۔ اور کافرہ کے لئے نبی کی بیوی ہونا بیکار ہے۔ تیسرے یہ کہ جس کو جس سے محبت ہو گی اس کے ساتھ ہو گا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو کفار سے محبت تھی' انہیں کے ساتھ ہلاک ہوئی ۱۴۔ عذاب اتارنا رب کا کام ہے۔ مگر فرشتوں کی طرف نسبت کیا گیا ۱۵۔ چنانچہ اس جگہ سیاہ پانی کے چشمے بہنے لگے جن کی سخت بو دور سے محسوس ہوتی تھی جو پتھر ان پر برسے تھے' ان پر ان لوگوں کے نام لکھے ہوئے تھے وہ عرصہ تک باقی رہے۔ حضور کے صحابہ نے دیکھے (روح) ان کے ویران مکان باقی نہ رہے کیونکہ اس زمین کا طبقہ لوٹ دیا گیا چونکہ ان نشانیوں سے دینی عقل والے ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے انہیں کا ذکر ہوا۔ عقل سے مراد دینی عقل ہے جو حق کی طرف رہبری کرے' جو ایمان بنائے۔ نہ وہ عقل جو توپ و تفنگ و ہوائی جہاز بنائے۔

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَٰقَوْمِ

اور مدین کی طرف ان کے ہم قوم شعیب کو بھیجا تو اس نے فرمایا اے میری

اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا

قوم اللہ کی بندگی کرو اور پچھلے دن کی امید رکھو ۲ اور زمین میں

فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ

فساد پھیلاتے نہ پھرو ۳ تو انہوں نے اسے جھٹلایا ۴ تو انہیں زلزلے

الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا

نے آلیا تو صبح اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل پڑے رہ گئے ۵ اور عاد

وَثَمُودَا وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَٰكِنِهِمْ

اور ثمود کو ہلاک فرمایا اور تمہیں ان کی بستیاں معلوم ہو چکی ہیں ۶

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَٰنُ أَعْمَٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ

اور شیطان نے ان کے کوتک ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے ۷ اور انہیں راہ سے

عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَٰرُونَ

روکا اور انہیں سوجھتا تھا ۸ اور قارون ۹

وَفِرْعَوْنَ وَهَٰمَٰنَ وَلَقَدْ جَاءَهُم مُّوسَىٰ

اور فرعون اور ہامان کو ۱۰ اور بے شک ان کے پاس موسیٰ روشن

بِالْبَيِّنَٰتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا

نشانیاں لے کر آیا تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا ۱۱ اور وہ ہم سے نکل کر جانے

سَٰبِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنۢبِهِۦ فَمِنْهُم مَّنْ

والے نہ تھے ۱۲ تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ پر پکڑا ۱۳ تو ان میں ہم نے

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ

کسی پر پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو چنگھاڑ نے

۱۔ یعنی شعیب علیہ السلام دوسری جگہ سے آکر یہاں نبی نہ ہوئے بلکہ اس قوم اس نسب' اس ملک سے تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ قوم کو انہیں بھائی کہہ کرپکارنا جائز ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ قیامت کا دن مومن کے لئے امید کا' کافر کے لئے خوف کا دن ہے' مطلب آیت کا یہ ہے کہ ایمان لا کر اس کی تیاری کرو ۳۔ یعنی کفر کرکے اور کم تول کر ملک میں فساد نہ پھیلاؤ کہ ان سے عذاب آجاتے ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ بغیر پیغمبر کے جھٹلائے' اور ان کی نافرمانی کئے عذاب نہیں آتا خواہ رب تعالیٰ کی کتنی ہی نافرمانی کی جائے رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا خیال رہے کہ قوم شعیب پر چیخ کا عذاب آیا تھا جسکی آواز سے زمین میں زلزلہ آگیا۔ اور قوم کے کلیجے پھٹ گئے۔ لہٰذا اس آیت میں اور أَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ میں تعارض نہیں ۵۔ اس طرح کہ حضرت جبریل نے ان پر چیخ ماری' جس سے زلزلہ آگیا اور وہ لوگ فنا ہو گئے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں جہاں چیخ کا ذکر ہے ۶۔ کہ تم ان بستیوں کو اپنے سفروں میں دیکھتے ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا کفر ہے اور شیطانی کام۔ خیال رہے کہ شیطان خود برے کاموں کو اچھا نہیں جانتا مگر لوگوں کو اچھا کر کے دکھاتا ہے وہ خود مشرک نہیں' لوگوں کو مشرک بناتا ہے۔ ۸۔ یعنی قوم ثمود و عاد عقلمند ہوشیار تھی مگر دین کے معاملہ میں انہوں نے عقل سے کام نہ لیا' ساری عقل دنیا پر خرچ کر دی۔ معلوم ہوا کہ عقل کا صحیح مصرف دین ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ دین کی ایک چیز کا انکار کرنے والا' ویسا ہی کافر ہے جیسے ساری باتوں کا منکر۔ کیونکہ رب نے قارون کو جو صرف زکوٰۃ کا انکاری تھا فرعون وہامان کے ساتھ ذکر فرمایا جو سارے دینی امور یعنی توحید و نبوت وغیرہ کے انکاری تھے۔ اسی لئے صدیق اکبر نے زکوٰۃ کے منکرین پر جہاد کا حکم دے دیا۔ توبہ کرنے پر معاف فرمایا اور مسیلمہ کذاب کی قوم پر جہاد فرمایا کہ وہ مرتد تھے مسیلمہ کو نبی مان کر ۱۰۔ یہاں قارون کا ذکر اس لئے پہلے فرمایا کہ وہ خاندانی شریف تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا رشتہ دار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نسبی و خاندانی عزت عذاب سے نہیں بچا سکتی اگر اعمال اچھے نہ ہوں۔ اس سے کفار قریش کو سمجھانا مقصود ہے کہ تم ابراہیمی ہونے پر فخر نہ کرو' ایمان لاؤ۔ ۱۱۔ فرعون وہامان نے ایمان لانے سے اور قارون نے زکوٰۃ دینے سے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۲۔ یعنی تمام کافر قوموں میں سے ہر ایک کو پکڑا۔ یہاں صرف یہ تین مذکورین ہی مراد نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے ۱۳۔ یعنی کسی کو دوسرے کے کفر سے نہ پکڑا بلکہ خود اپنے کفر کی وجہ سے۔ اس لئے ہر جگہ سے مسلمان نکال کر پھر کفار پر عذاب بھیجا۔ خیال رہے کہ کفار کے چھوٹے بچے ان کے تابع ہو کر ہلاک ہوئے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کفار کے بچے کس جرم میں پکڑے گئے۔ جیسے کفار کے علاقوں کے جانور بھی ان کی وجہ سے ہلاک ہوئے خیال رہے کہ دنیا میں تو بعض بے قصوروں پر مجرموں کی وجہ سے عذاب آجاتا ہے۔ گندم کے ساتھ گھن پس جاتے ہیں مگر آخرت میں نیکوں کے طفیل ہم جیسے مجرم بخشے تو جائیں گے مگر بدکاروں کی وجہ سے بے قصور بکڑے نہ جائیں گے۔ ہر شخص کو اپنے جرم کی سزا ملے گی۔

ا۔ چنانچہ قوم لوط پر پتھراؤ ہوا۔ قوم ثمود آواز سے ہلاک کی گئی۔ قارون زمین میں دھنسایا گیا۔ قوم نوح غرق کی گئی۔ ان واقعات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ۲۔ یعنی یہ عذاب ہم نے ان پر بے قصور نہ بھیجے بلکہ انہوں نے خود بد اعمالیاں کر کے منگائے جیسے کوئی خود کشی کر کے اپنی موت منگائے خیال رہے کہ کافر و بدکار دوسروں پر بھی ظلم کرتا ہے اور خود اپنے پر بھی۔ ظلم کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کی ملک میں ناجائز تصرف کرنا یا کسی کا حق نہ دینا۔ ہمارے نفوس اللہ کی ملک ہیں اور ان کا ہم پر حق ہے۔ تو مجرم جرم کر کے اللہ کی ملک میں ناجائز کرتا ہے۔ اور اپنے نفس کا حق مارتا ہے لہٰذا یقیناً ہر معنی سے ظالم ہے ۳۔ خدا کے دشمنوں کو دوست بنایا جو اولیاء من دون اللہ ہیں۔ اس کے دوست اولیاء اللہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ۔ انہیں ولی ماننا ایمان کا رکن ہے۔ یا یہاں اولیاء بمعنی حقیقی مالک اور معبود ہے ۴۔ یعنی جیسے لکڑی کا جالا گرمی۔ سردی دور نہیں کر سکتا۔ گرد و غبار کو روکتا نہیں دیکھنے میں بہت پھیلا ہوتا ہے مگر اس کی حقیقت کچھ نہیں ۵۔ کہ نہ اس کی بنیاد ہے نہ دیواریں، نہ چھت، نہ کوئی اور چیز کی پختگی ۶۔ کفار عرب آرام میں تو بتوں کی پرستش کرتے تھے مگر تکلیف میں صرف خدا کو پکارتے اور اس سے مدد مانگتے تھے۔ گویا ان کے نزدیک ان کے بت مصیبتوں میں کام آنے والے نہ تھے۔ مگر انہوں نے کبھی اس پر غور نہ کیا کہ جسے مصیبت میں پکارتے ہو اس کو آرام میں پکارو۔ یہاں اس کی شکایت کی جا رہی ہے۔ ہمارا مصیبت میں حکام یا پولیس سے امداد لینا، یا آفات میں اولیاء اللہ یا انبیاء کرام کا سہارا پکڑنا اس میں داخل نہیں کی ہم انہیں رب کی مشکل کشائی حاجت روائی کا مظہر سمجھتے ہیں یہ استعانت شرک نہیں۔ اگر مجرم گنہگار نبی کے آستانہ پر جا کر فریادی ہو تو شرک نہیں۔ مولانا جامی فرماتے ہیں ؎

یارسول اللہ بدرگاہت پناہ آورده ام
ہمچو کاہے آمدم کو ہے گناہ آورده ام

۷۔ ان جیسی آیات میں بعض فضلاء، دبند یدعون کے معنی پکارنا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یا رسول اللہ، یا غوث وغیرہ کہنا شرک ہے مگر خود ہر حاجت پر امیروں، حکیموں، حاکموں کو پکارتے ہیں۔ نماز میں سب پڑھتے ہیں۔ السلام علیک ایہا النبی، لہٰذا یہاں یدعون کے معنی پوجنا بہت موزوں ہیں ۸۔ یعنی ان کفار مکہ پر اس قدر کفر و عناد کے باوجود جلد عذاب نہ آنا ہماری بے خبری کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس کی بہت حکمتیں ہیں کہ ان میں سے بعض خود اور بعض کی اولاد ایمان لانے والی ہے ۹۔ نہ کہ آپ کے لئے، اے محبوب آپ تو پہلے ہی سے جانتے پہچانتے پیدا فرمائے گئے ۱۰۔ یہاں حق سے مراد حکمت ہے، لہٰذا یہ آیت اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ اللہ کے سوا سب باطل ہے۔ وہاں باطل سے مراد فانی ہے ۱۱۔ چونکہ آسمان و زمین کی پیدائش میں غور کر کے معرفت الٰہی صرف مومن ہی حاصل کرتے ہیں اس لئے انہیں کا ذکر ہوا۔ ورنہ یہ سب کے لئے عبرت ہیں۔

الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ
آ لیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور

مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ
ان میں کسی کو ڈبو دیا۱ اور اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرے

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۴۰ مَثَلُ الَّذِيْنَ
ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے ۲ ان کی مثال

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ
جنہوں نے اللہ کے سوا اور مالک بنا لئے ہیں مکڑی کی طرح ہے ۳

اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ
اس نے جالے کا گھر بنایا ۴ اور بے شک سب گھروں میں کمزور گھر

الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
مکڑی کا گھر ۵ کیا اچھا ہوتا اگر جانتے ۶ اللہ جانتا ہے

مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ وَهُوَ
جس چیز کی اس کے سوا پوجا کرتے ہیں ۷ اور وہی

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴۲ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا
عزت و حکمت والا ہے ۸ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے

لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝۴۳ خَلَقَ
بیان فرماتے ہیں ۹ اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے اللہ

اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّ فِيْ
نے آسمان اور زمین حق بنائے ۱۰ بے شک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۴ ع
نشانی ہے مسلمانوں کے لئے ۱۱

وقف لازم

ا۔ خود پڑھو ثواب حاصل کرنے‘ اس کے معانی میں غور کرنے اور اپنے درجے بلند کرنے کے لئے یا دوسروں کو پڑھ کر سناؤ تاکہ لوگ تم سے سن کر قرآن شریف پڑھنا سیکھ لیں۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن عبادت ہے۔ اس کی تبلیغ اہم ضروری ۲۔ یعنی اے محبوب آپ اپنی امت کی نماز قائم اور درست فرماؤ کہ انہیں پڑھ کر دکھا دو تاکہ وہ تمہاری نقل کریں۔ خیال رہے کہ جہاز میں سواریاں اور کپتان سب ہی سوار ہوتے ہیں، مگر مسافر تو پار لگنے کے لئے اور کپتان پار لگانے کے لئے۔ اسی لئے مسافر کرایہ دے کر اور کپتان تنخواہ لے کر سوار ہوتے ہیں۔ اسلام کے جہاز میں مومن اور نبی سب سوار ہیں، مگر مومن پار لگنے کے لئے حضور پار لگانے کے لئے۔ ہم

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ

اے محبوب پڑھو[۱] جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم

الصَّلٰوةَؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِؕ

فرماؤ[۲] بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے[۳]

وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَا

اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے[۴] اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو[۵] اور اے مسلمانو

تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ﳓ اِلَّا الَّذِیْنَ

کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر[۶] مگر وہ جنہوں نے

ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ

ان میں سے ظلم کیا[۷] اور کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف اترا[۸] اور جو تمہاری

اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

طرف اترا اور ہمارا تمہارا ایک معبود ہے اور ہم اس کے حضور گردن رکھے ہیں[۹]

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ

اور اے محبوب یوں ہی ہم نے تمہاری طرف کتاب اتاری[۱۰] تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا

الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖؕ

فرمائی اس پر ایمان لاتے ہیں[۱۱] اور کچھ ان میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں[۱۲]

وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا

اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر[۱۳] اور اس سے پہلے تم کوئی

مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا

کتاب نہ پڑھتے تھے[۱۴] اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں

لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ

ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے[۱۵] بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے

نماز پڑھتے ہیں اپنی بخشش کے لئے۔ حضور پڑھتے ہیں ہم کو سکھانے کے لئے۔ امت اور نبی سب پر نماز فرض ہے مگر نوعیت فرضیت میں فرق ہے ۳۔ جو چیز عقلاً بری ہو وہ فحش ہے جو صرف شرعاً ممنوع ہو منکر ہے‘ جیسے زنا اور بت پرستی۔ صحیح نماز جو پابندی اور حضور دل سے ادا کی جائے وہ ضرور بری عادتیں چھڑا دیتی ہے۔ جو نمازی لوگ بری عادتوں سے نہیں ہٹتے دراصل وہ صحیح طور پر نماز ہی نہیں پڑھتے۔ منافقین‘ آج کل کے مرزائی وغیرہ نماز کے بہت پابند ہیں‘ فحش و منکر سے نہیں بچتے کیونکہ نماز صحیح نہیں پڑھتے۔ عشاق کہتے ہیں کہ یہاں الصلوۃ میں الف لام عہدی ہے اور اس سے وہ نماز مراد ہے جو حضور کی قائم کی ہوئی ہو۔ یعنی وہ نماز فحش اور منکر سے بچاتی ہے‘ جو اے محبوب نمازی کے دل میں آپ نے قائم کی ہو۔ خود اپنی قائم کردہ نماز سے یہ فائدے نہیں ہوتے غرضیکہ آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ ذکر اللہ سے مراد یا نماز ہے یعنی تمام عبادات میں نماز افضل ہے یا عام ذکر اللہ۔ کیونکہ تمام عبادات کا بدلہ جنت ہے اور ذکر الٰہی کا بدلہ ذکر ہے‘ رب فرماتا ہے۔ فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم‘ میں یعنی حضور تمام مخلوق میں افضل ہیں‘ رب فرماتا ہے۔ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا ۵۔ اپنی زندگی میں نیک و بد اعمال اور قبر میں یا آخرت میں کرو گے ۶۔ مضبوط دلائل پیش کر کے اور اچھے اخلاق دکھا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ مناظرہ میں سخت کلامی گالی گلوچ ہنسی مذاق سے پرہیز چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مناظرہ اچھی عبادت ہے‘ یہ بھی معلوم ہوا کہ علم مناظرہ سیکھنا چاہیے ۷۔ جو مسلمانوں کو ستائیں یا حضور کی شان میں گستاخی کریں یا جزیہ ادا کرنے میں کوتاہی کریں ان پر ڈانٹ ڈپٹ بلکہ بوقت ضرورت جہاد کرو۔ لہٰذا یہ آیت منسوخ نہیں محکم ہے ۸۔ اس ترتیب سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمارا ایمان قرآن کریم پر پہلے ہے دیگر آسمانی کتابوں پر بعد میں‘ بلکہ ان آسمانی کتابوں پر ایمان صرف اس لئے ہے کہ قرآن کریم نے اس کا حکم دیا دوسرے یہ کہ قرآن پر ایمان بھی ہے اور عمل بھی‘ ان کتابوں پر صرف ایمان ہے عمل نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اہل کتاب تم پر توریت وغیرہ کا کوئی مضمون بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ یوں کہہ دو کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابوں پر ایمان لائے ۹۔ تو چونکہ قرآن کریم بھی رب تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے اسے بھی مانتے ہیں۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جو توریت و انجیل کو تو مانے قرآن کریم کو نہ مانے وہ درحقیقت رب تعالیٰ کو نہیں مانتا بلکہ اپنی خواہش نفسانی کو مانتا ہے۔ ۱۰۔ یعنی جیسے گزشتہ انبیاء پر کتابیں اتاریں ایسے ہی تم پر قرآن اتارا جب مسلمان ان پر اعتراض نہیں کرتے تو اہل کتاب قرآن اتارنے پر کیوں معترض ہیں ۱۱۔ آئندہ زمانے میں جبکہ آپ مدینہ پاک پہنچیں گے‘ کیونکہ یہ آیت مکی ہے اور کتاب دینے سے مراد کتاب کا علم نافع عطا فرمانا

(بقیہ صفحہ ۶۴۱) ہے۔ اس سے مراد سیدنا عبداللہ ابن سلام اور دیگر وہ علماء یہود ہیں جو اسلام سے مشرف ہیں ۱۲۔ مشرکین مکہ میں سے بھی کچھ لوگ فی الحال ایمان لے آتے ہیں اور آئندہ تو سب ہی ایمان لے آئیں گے ۱۳۔ کافر سے مراد وہ ضدی کافر ہیں جو جان بوجھ کر محض حسد سے حضور کا انکار کرتے تھے۔ جیسے علماء یہود یا مشرکین مکہ ۱۴۔ یعنی نبوت سے پہلے آپ پڑھتے لکھتے نہ تھے۔ بعد نبوت رب تعالیٰ نے دونوں علم آپ کو عطا فرمائے پڑھنا بھی اور لکھنا بھی' لہٰذا یہ آیت ان احادیث کے خلاف نہیں جن سے حضور کا لکھنا پڑھنا ثابت ہے جیسے صلح حدیبیہ میں کچھ تحریر فرمانا۔ ۱۵۔ اس طرح کہ کفار مکہ تو کہہ دیتے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا

سینوں میں جن کو علم دیا گیا ۱ اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ

مگر ظالم ۲ اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی

رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ

طرف سے ۳ تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں ۴ اور میں تو یہی صاف ڈر

مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَ لَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ

سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری ۵

یُتْلٰى عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ

جو ان پر پڑھی جاتی ہے ۶ بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں

یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ شَهِیْدًا ۚ

کے لیے ۷ تم فرماؤ اللہ بس ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ ۸

یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۹ اور وہ جو باطل پر

بِالْبَاطِلِ وَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی گھاٹے میں ہیں ۱۰

وَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ لَوْ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ

اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ۱۱ اور اگر ایک ٹھہرائی مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر

الْعَذَابُ ؕ وَ لَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾

عذاب آجاتا ۱۲ اور ضرور ان پر اچانک آئے گا جب وہ بے خبر ہوں گے ۱۳

یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌ

تم سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے

اول سے ہی عالم فاضل لکھے پڑھے تھے اب آپ نے اپنے زور علم سے قرآن بنا لیا اور علماء اہل کتاب یہ کہتے کہ ہماری کتب میں نبی آخر الزمان کی علامات یہ لکھی ہیں کہ وہ پڑھے لکھے نہ ہوں گے اور آپ تو لکھے پڑھے ہیں لہٰذا آپ سچے رسول نہیں (معاذ اللہ) اب جبکہ آپ لکھے پڑھے نہیں تو کسی کو کسی شبہ کی گنجائش نہیں خیال ہے کہ لکھا پڑھا ہونا کچھ اور ہے عالم ہونا کچھ اور۔

۱۔ یعنی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روشن آیتوں والے ہیں جو اہل کتاب کے سینوں میں محفوظ ہیں کیونکہ اہل کتاب اول ہی سے حضور کو جانتے پہچانتے ہیں (ابن عباس رضی اللہ عنہ) یا وہ قرآن روشن آیات ہے جو عالموں' حافظوں کے سینوں میں تاقیامت روشن رہے گا کہ سوائے قرآن کریم کے اور کوئی کتاب اس شان کی نہ ہوئی (از خزائن العرفان) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ علماء اور حفاظ کا بڑا ہی درجہ ہے کہ ان کے سینے قرآن کریم کے گنجینے ہیں جس کاغذ پر قرآن لکھا جاوے وہ عظمت والا ہے تو جس سینے میں قرآن ہو وہ بھی عظمت والا۔ قرآن کے کاغذ کو گندا آدمی نہیں چھو سکتا تو قرآن والے سینے کو گندا شیطان انشاءاللہ نہ چھوئے گا۔ دوسرے یہ کہ قرآن میں کبھی تحریف نہیں ہو سکتی کیونکہ تبدیلی اور تحریف کاغذ میں ہو سکتی ہے سینوں میں نہیں ہو سکتی ۲۔ کفار مکہ جو کفر و سرکشی میں حد سے بڑھ چکے ہیں ۳۔ اس سے مراد وہ معجزات ہیں جن کا وہ مطالبہ کرتے تھے ورنہ حضور کے معجزات تمام پیغمبروں سے زیادہ ہیں ۴۔ حضور کے معجزات تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو بغیر اختیار ہر وقت آپ سے صادر ہوتے ہیں جیسے جسم پاک کا سایہ نہ ہونا یا پسینہ مبارک سے مشک و عنبر کی خوشبو۔ بعض وہ جن کے ظاہر کرنے میں حضور کو اختیار نہ دیا گیا' جیسے قرآنی آیات۔ بعض وہ جو حضور کے اختیار سے صادر ہوئے جیسے کنکر پتھروں سے کلمہ پڑھانا' چاند پھاڑنا' سورج لوٹانا۔ یہاں دوسرے قسم کے معجزات مراد ہیں ۵۔ یعنی عام معجزات میں بڑا معجزہ تو قرآن ہے جب یہ ہی انہیں کافی نہ ہوا تو جو

ع ۵ / ۱

معجزات وہ مانگتے ہیں وہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائیں گے اور ہلاکت کے مستحق ہوں گے کیونکہ منہ مانگے معجزات پر ایمان نہ لانا عذاب کا سبب ہوتا ہے لہٰذا ان کے منہ مانگے معجزات نہ ظاہر فرمانا بھی حضور کی رحمت ہے ۶۔ آج بھی اور آئندہ قیامت تک۔ مقصد یہ ہے کہ انبیاء کرام کے معجزات قصہ بن کر رہ گئے ہیں مگر یہ قرآن ایسا جیتا جاگتا معجزہ ہے جو ہمیشہ دیکھا جاتا رہے گا۔ اس پر ایمان نہ لانا انتہائی بدنصیبی ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ قرآن صرف مومنوں کے لئے رحمت ہے یعنی رحمت خاص اور عام رحمت تو سارے جہان کے لئے اسی طرح ہمارے حضور کی عام رحمت تمام جہانوں کے لئے' خاص رحمت صرف مومنوں کے لئے' رب فرماتا ہے۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور فرماتا ہے۔ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ ۸۔ سبحان اللہ' رب تعالیٰ کی توحید کے حضور گواہ اور حضور کی نبوت کا رب تعالیٰ گواہ۔ خیال رہے کہ

(بقیہ صفحہ ۶۴۲) تاقیامت علماء اور صالحین کی گواہی دینا یہ سب کی گواہی ہے اسی طرح معجزات کا حضور سے ظاہر ہونا رب تعالیٰ کی گواہی ہے جیسے کسی کے پاس یونیورسٹی کا سرٹیفکیٹ ہونا۔ اور محکموں کی وردی پٹی' تمغے' بلّے ان محکموں کی گواہی۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ رب نے ہمارے سامنے آکر گواہی نہ دی ۹۔ لہٰذا رب کی گواہی بہت مکمل اور اعلیٰ ہے۔ جس قدر علم کامل اسی قدر گواہی مکمل۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے برابر کوئی بندہ عالم نہیں کیونکہ حضور توحید الٰہی کے سب سے بڑے گواہ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا منکر رب تعالیٰ کا منکر ہے کیونکہ اہل عرب رب تعالیٰ کے منکر نہ تھے حضور کی

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ

کافروں کو ۱۱ جس دن انہیں ڈھانپے گا عذاب ان کے اوپر اور ان کے پاؤں کے

مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

نیچے سے اور فرمائے گا چکھو اپنے کئے کا مزہ ۱۲

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ

اے میرے بندو جو ایمان لائے بے شک میری زمین وسیع ہے ۱۳ تو میری ہی

فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا

بندگی کرو ۱۴ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے ۵ پھر ہماری ہی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

پھرو گے اور بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ضرور ہم انہیں

مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

جنت کے بالاخانوں پر جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی ہمیشہ ان میں رہیں

فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

گے ۶ کیا ہی اچھا ہے اجر کام والوں کا ۸ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر

يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا

بھروسا رکھتے ہیں ۹ اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے

اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَىِٕنْ

۹ اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں ۱۰ اور وہی سنتا جانتا ہے ۱۱ اور اگر

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ

تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾

میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ۱۲

نبوت کے انکاری تھے لیکن انہیں رب کا منکر قرار دیا گیا۔ ۱۱۔ شان نزول نضر ابن حارث وغیرہ کفار مذاق کے طور پر کہا کرتے تھے کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لائے ہم پر پتھر کیوں نہ برسے' ان کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری (خزائن و روح) ۱۲۔ اس مدت سے مراد یا قیامت ہے یا ان کی موت یا آئندہ وہ جنگ و جہاد جن میں کفار ذلت اور خواری سے مارے جاویں گے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ اب وہ غیبی عذاب نہ آئیں گے جو اور انبیاء کے منکروں پر آئے کیونکہ آپ رحمت عالم ہیں ۱۳۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ غافل کی موت اچانک ہے اگرچہ بہت بیماری کے بعد ہو کیونکہ وہ وہاں کی تیاری نہیں کرتا۔ عاقل مومن کی موت مفاجات اچانک نہیں اگرچہ سوتے میں ہارٹ فیل ہو جائے کیونکہ وہ ہمیشہ موت کے لئے تیار رہتا ہے۔

ا۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کفر و عناد اور بدکاریاں دنیا کا دوزخ ہیں جو غافل اور کافر کو یہاں گھیرے ہیں (روح) جیسے ایمان اور نیک اعمال مومن کے لئے دنیا کی جنت ہے۔ دوزخ و جنت میں یہ اعمال سزا و جزا کی شکل میں نمودار ہوں گے رب کا قہر یا فضل علاوہ ہو گا ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ مومن گنہگار اگرچہ دوزخ میں جاوے مگر اسے عذاب گھیرنے گا نہیں۔ اس کی پیشانی' دل' سجدہ کے اعضاء محفوظ رہیں گے کیونکہ عذاب کا گھیرنا کافر کا عذاب ہے دوسرے یہ کہ کافروں کے فوت شدہ ناسمجھ بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے بدعملی نہ کی ۳۔ یعنی اے مکہ کے مسلمانو! اگر تم مکہ معظمہ میں رہتے ہوئے کھلے بندوں میری عبادت نہیں کر سکتے، کفار تمہیں روکتے ہیں' تو ہماری زمین بہت فراخ ہے یہاں سے ہجرت کر جاؤ اور ایسی جگہ رہو جہاں تمہیں عبادات کی آسانی اور آزادی ہو۔ ہجرت کامل وہی ہے، جو عبادات کی آزادی کے لئے ہو نہ کہ محض جسمانی حفاظت یا آرام کے لئے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ سے ہجرت کرنی فرض ہے جہاں عبادات کی آسانی نہ ہو' وہاں

ہی تقیہ کر کے رہنا حرام ہے اس سے تقیہ کی جڑ کٹ گئی۔ اگر خلافت صدیقی و فاروقی میں عرب شریف ایسا دار الکفر بن گیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان ظاہر فرمانے' اصلی قرآن دکھانے اور صحیح عبادت کرنے پر بھی قدرت نہ رکھتے تھے تو آپ پر وہاں سے ہجرت کرنا فرض تھا تقیہ کر کے وہاں رہنا حرام ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ہر زندہ مخلوق کو موت ہے خواہ انسان ہو یا جن و فرشتہ اور ہر ماسوا اللہ کو فنا ہے خواہ جاندار ہو یا نہ ہو اسی لئے یہاں نفس فرمایا اور فنا کے ذکر پر نفس نہ فرمایا بلکہ ارشاد ہوا۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ دوسرے یہ کہ موت سب کو ہے مگر موت کا بقا سب کو نہیں۔ انبیاء شہداء کو موت آنی ہے پھر زندگی دائمی ہے اس لئے ذائقہ فرمایا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں بلندی ہے جس قدر نیکیاں زیادہ اسی قدر اس کا مقام اونچا اور بلند ۔ ۷۔ یعنی عالموں

(بقیہ صفحہ ۶۴۳) اشارۃً فرمایا گیا کہ عاملوں کو جنت عدل سے ملے گی اور بعض غیر عاملوں کو رب کے فضل سے' جیسے مسلمانوں کے شیر خوار بچے اور دیوانے جو بغیر عمل فوت ہو جاویں اور وہ نو مسلم جو اسلام لاتے ہی فوت ہو جاوے اور وہ حضرات جو اس زمانے میں ایمان لائے تھے جب شرعی احکام بالکل نہ آئے اور اسی زمانے میں فوت ہو گئے۔ ۸۔ شان نزول' جب مسلمانوں کو مکہ معظمہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا تو بعض نے کہا کہ ہم کہاں جائیں' کیسے جائیں' نہ کہیں ہمارا مکان نہ رہنے سہنے کھانے پینے کا انتظام۔ ہمیں کون کھلائے پلائے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کو توکل کی تعلیم دی گئی ۹۔ علماء فرماتے ہیں کہ صرف تین حیوان رزق

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ

اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا

لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

ہے جس کے لئے چاہے ۱ے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے ۲ے اور جو تم ان سے پوچھو کس

نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ

نے اتارا آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کر دی مرے پیچھے ضرور

مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

کہیں گے اللہ نے ۳ے تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان میں اکثر بے

يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ

عقل ہیں ۴ے اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں ۵ے مگر کھیل کود ۶ے

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں ۷ے اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لا کر ۸ے

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ

پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے جبھی شرک کرنے لگتے ہیں ۹ے کہ ناشکری کریں ہماری

اٰتَيْنٰهُمْ ۚۛ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

دی ہوئی نعمت کی ۱۰ے اور برتیں تو اب جاننا چاہتے ہیں اور کیا انہوں نے ۱۱ے یہ نہ

اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ

دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی ۱۲ے اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لئے جاتے

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

ہیں تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں ۱۳ے

رکوع ۲ — وقف لازم

جمع کرتے ہیں۔ چیونٹی' چوہا' انسان۔ یہ کھاتے کم ہیں فکر زیادہ کرتے ہیں۔ ان کے سوا کوئی جانور روزی جمع نہیں کرتا۔ حالانکہ بعض جانور روزانہ بہت کھاتے ہیں جیسے ہاتھی' گینڈا وغیرہ ۱۰۔ یعنی جتنا رزق تمہارے مقدر میں ہے وہ ضرور پہنچے گا خواہ تم کسی جگہ بھی ہو۔ رازق تم نہیں ہم رازق ہیں ۱۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم رب تعالیٰ پر پورا توکل کرو تو تم کو پرندوں کی طرح رزق ملے کہ وہ صبح خالی پیٹ اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے واپس ہوتے ہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی حضور کا انکار کر کے رب تعالیٰ کی توحید اور تمام صفات کا قائل ہو وہ مومن نہیں مشرک و کافر ہے۔ دیکھو یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو تمام صفات سے موصوف مانتے تھے پھر مشرک تھے کیونکہ حضور کے انکاری تھے۔ شیطان اللہ کی توحید' صفات اور تمام ایمانیات کو مانتا ہے۔ مگر پھر بھی کافر ہے مشرک ہے کیوں؟ نبی کے انکار کی وجہ سے۔

۱۔ یعنی جسے چاہتا ہے مالدار کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے فقیر کرتا ہے' یا یہ مطلب ہے کہ ایک ہی بندے کو جب چاہے امیر کر دیتا ہے جب چاہے فقیر بنا دیتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دوستوں کو فقیر کرتا ہے ان پر نظر کرم فرماتے ہوئے' دشمنوں کو امیر کرتا ہے ان پر قہر فرماتے ہوئے' کافر کی امیری قہر ہے مومن کی فقیری رحمت ہے ۲۔ وہ جانتا ہے کہ کون کس وقت امیری کے لائق ہے کون کس وقت فقیری کے لائق' لہٰذا اس کے انتخاب پر اعتراض نہ کرو اور اس غریبی اور امیری کو رب تعالیٰ کی محبوبیت و مردودیت کی دلیل نہ بناؤ۔ صحابہ کرام غریب ہیں مگر رب کے پیارے' ابوجہل وغیرہ امیر ہیں مگر مردود ہیں ۳۔ ان تمام اقراروں کے باوجود وہ مشرک ہیں اس لئے کہ وہ بعض بندوں کو رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں چنانچہ وہ خود قیامت میں اقرار کریں گے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ عیسائی یہودی حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کو رب کا بیٹا بتاتے تھے ۴۔ کہ اس اقرار کے باوجود رب کے بعض بندوں کو رب کے برابر ٹھہراتے تھے رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۵۔ لیکن مومن کی زندگی حیات دنیا نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے' لہٰذا وہ اس میں داخل نہیں۔ دنیا صفر ہے اور آخرت عدد' اگر صفر علیحدہ رہے تو کچھ بھی نہیں اور اگر عدد سے مل جائے تو اسے دس گنا کر دیتا ہے مومن کی دنیا آخرت کے ساتھ ہے کافر کی دنیا آخرت سے علیحدہ لہٰذا اس کی دنیا کھیل کود ہے اور مومن کی دنیا آخرت کا توشہ ۶۔ غافل کرنے والی چیز کو لہو کہتے ہیں اور بیکار و عبث کو لعب جس کا ترجمہ کھیل کود ہے۔ حیوان سے مراد وہ زندگی ہے جس میں نہ فنا ہو' نہ فساد نہ مصیبت اور آخرت کی زندگی سے مراد یا برزخ کی زندگی ہے یا قیامت کے بعد کی یا مومن کی دنیاوی زندگی' کیونکہ مومن فانی اللہ ہو کر بقاباللہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ مومن کبھی نہیں مرتا رب فرماتا ہے بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۔ اس لئے آج ہم کلمہ میں

(بقیہ صفحہ ۶۴۴) کہتے ہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر حضور زندہ نہ ہوتے تو کہا جاتا کہ اللہ کے رسول تھے۔ جب کلمہ نہ بدلا تو یقیناً" کلمے والا بھی نہ بدلا غرضیکہ جسمانی زندگی کو موت ہے ایمانی زندگی موت سے پاک ہے ۷۔ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے ہوا مخالف ہوتی ہے تو ۸۔ یہاں اخلاص اور دین اصطلاحی معنی میں نہیں کیونکہ وہ کفار بے دین تھے' بے دین کے پاس اخلاص کہاں۔ مطلب یہ ہے کہ اس آفت میں صرف اللہ سے دعا کرتے ہیں بتوں کو نہیں پکارتے معلوم ہوا کہ وہ اپنے کفر میں بھی کچے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ جب کسی ہندو کی جانکنی سخت ہوتی ہے تو اس کے قرابتدار مسلمان کو بلا کر کلمہ پڑھواتے ہیں۔ وہ بھی سمجھتے ہیں کہ اللہ رسول کا نام مشکل کشا ہے اور اس وقت ہمارے بت کام نہیں آسکتے ۹۔ مشرکین مکہ جب دریا کے سفر کو جاتے تو اپنے بت اپنے ساتھ لے جاتے اور جب طوفان میں پھنس جاتے تو سارے پتھر پھینک دیتے اور اللہ سے دعائیں کرتے تھے۔ پھر جب بخیریت کنارے پر اترتے تو بت پرستی شروع کر دیتے تھے اس آیت میں ان کی اس حماقت کا ذکر ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ لوگ تین قسم کے ہیں یعنی مصیبت میں رب کی یاد کرنے والے۔ بعض عیش میں اور بعض ہر حال میں۔ تیسری قسم کے لوگ عاقل ہیں پہلے دونوں غافل۔ کفار پہلی قسم کے غافل تھے کہ مصیبت میں رب کی یاد کرتے تھے آرام میں کفر ۱۱۔ کفار مکہ نے یا حرم شریف کے رہنے والے مشرکوں نے۔ ۱۲۔ یعنی ان پر اللہ تعالے کا بڑا احسان ہے کہ انہیں حرم شریف کا باشندہ بنایا جس کا سب احترام بھی کرتے ہیں اور وہاں لوٹ مار قتل و غارت سے امن بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ مقدس زمین میں رہنا بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے' خوش نصیب ہے وہ مومن جسے مدینہ طیبہ میں قبر نصیب ہو جاوے' اللہ مجھ گنہگار کو بھی نصیب کرے ۱۳۔ یہاں نعمت اللہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور باطل سے مراد بت ہیں۔ تمام نعمتوں میں حضور عظیم الشان نعمت ہیں کیونکہ دنیا کی تمام نعمتیں فانی ہیں حضور' نعمت باقی ہیں' ایمان' عرفان' قرآن سب حضور کی طفیل ہیں۔

رکوع ۷

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۱ یا حق کو جھٹلائے ۲

لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِیْنَ

جب وہ اس کے پاس آئے ۳ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں ۴ اور جنہوں نے ہماری راہ

جٰهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾

میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے ۵ اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے ۶

اٰیَاتُهَا ۶۰ | ۳۰ سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّیَّةٌ ۸۴ | رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۃ الروم مکی ہے اس میں ساٹھ آیتیں چھ رکوع ۸۱۹ کلمے ۳۵۳۴ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِیْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ

رومی مغلوب ہوئے ۱ پاس کی زمین میں ۲ اور اپنی مغلوبی

بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ؕ۬ لِلّٰهِ

کے بعد عنقریب غالب ہوں گے ۳ چند برس میں ۴ حکم اللہ

الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ

ہی کا ہے آگے اور پیچھے ۵ اور اس دن ایمان والے

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَهُوَ

خوش ہوں گے ۶ اللہ کی مدد سے ۷ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے

الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ

عزت والا مہربان اللہ کا وعدہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۸ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی

۱۔ اللہ پر جھوٹ باندھنے کی بہت صورتیں ہیں۔ کافر کا بت پرستی کر کے یہ کہنا کہ اللہ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا اور کہنا کہ مجھے خدا نے نبی بنایا ہے۔ کتاب اللہ میں اپنی طرف سے خلط ملط کر دینا اور کہہ دینا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ نبی کا انکار کرنا اور کہنا کہ آپ کو اللہ نے نبی نہیں کیا (معاذ اللہ) جھوٹا مسئلہ بیان کر کے کہنا کہ اللہ کا حکم ہے وغیرہ وغیرہ سب اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر جھوٹ برا ہے لیکن اگر جھوٹ کی نسبت کسی بڑی ہستی کی طرف کی جاوے تو بڑا گناہ ہے جھوٹی حدیث گھڑ کر یہ کہہ دینا کہ حضور نے یہ فرمایا ہے سخت جرم ہے ۲۔ حق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ کا ہر قول و فعل حق ہے آپ سراپا حق ہیں جو ان کے قدم سے وابستہ ہو جاوے وہ بھی حق ہے اگر عبادت کو ان سے بے تعلقی ہو جائے تو باطل ہے اگر ہمارے قصور کو ان کے قدم سے نسبت ہو جاوے تو وہ حق ہے ۳۔ یا ظاہری جسم شریف سے جیسے کفار مکہ کے پاس حضور کا تشریف لانا یا نورانیت اور روحانیت سے جیسے ہم مجوروں کے پاس حضور کا تشریف لانا۔ ۴۔ ہر کافر کا ٹھکانہ دوزخ ہے مگر جیسا کفر ویسا اس کا مقام ۵۔ یہ آیت کریمہ شریعت و طریقت کی جامع ہے یعنی جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی جو طلب علم میں کوشاں ہوں گے انہیں عمل کی، جو اتباع سنت میں کوشش کریں گے انہیں جنت کی حق تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے راستے ہیں جتنے تمام مخلوق کے سانس' اس لئے سبل جمع فرمایا ۶۔ اللہ کی رحمت' مغفرت کرم نیک کاروں

بقیہ صفحہ ۹۰۵ پر

مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾
دنیوی زندگی [۱] اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ
کیا انہوں نے اپنے جی میں نہ سوچا [۲] کہ اللہ نے پیدا نہ کئے آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ
اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق [۳] اور ایک مقررہ میعاد سے [۴] اور بے شک

كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ اَوَلَمْ
بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کا انکار رکھتے ہیں [۵] اور کیا

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا [۶] کہ دیکھتے کہ ان سے اگلوں کا انجام

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا
کیسا ہوا [۷] وہ ان سے زیادہ زور آور تھے [۸] اور زمین

الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ
جوتی اور آباد کی ان کی آبادی سے زیادہ [۹] اور ان کے رسول ان کے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا
پاس روشن نشانیاں لائے [۱۰] تو اللہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرتا ہاں وہ خود ہی

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ ۭ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا
اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے [۱۱] پھر جنہوں نے حد بھر کی برائی کی ان کا انجام یہ ہوا

السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع
کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور ان کے ساتھ تمسخر کرتے [۱۲]

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾
اللہ پہلے بناتا ہے پھر دوبارہ بنائے گا پھر اس کی طرف پھرو گے [۱۳]

۱۔ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو آج غالب آگیا وہ ہمیشہ غالب ہی رہے گا اور جو آج مغلوب ہے وہ ہمیشہ مغلوب ہی رہے گا ۲۔ کہ ہم خود کبھی بیمار ہیں کبھی تندرست' کبھی عیش و آرام میں کبھی تکلیف میں کبھی مالدار کبھی فقیر۔ یہ ہی قوموں کا حال ہے بقاء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ۳۔ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور تمام چیزوں کو بغیر حکمت کے پیدا نہ فرمایا تو ہم جو اشرف المخلوق ہیں عبث اور باطل پیدا نہ کئے گئے ہماری پیدائش کا کچھ مقصد ضرور ہے اگر ہم نے اپنا زندگی کا مقصد پورا کر دیا تو ہم زندہ ہیں ورنہ مردوں سے بدتر۔ ۴۔ یعنی ہمیشہ کے لئے نہ بنایا۔ آخر فنا ہو جائے گا اس لئے کمزور پیدا کیا۔ جیسے مسافر راستہ پر عارضی جھونپڑے' ڈال لیتے ہیں جو کمزور ہوتے ہیں۔ ہمارے یہ اجسام عارضی جھونپڑے ہیں معلوم ہوا کہ فنا کے لئے بنے ہیں ۵۔ یعنی ان دلائل کے باوجود لوگ قیامت اور حشر کے منکر ہیں جو بالکل عقل کے مطابق ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردودوں کی اجڑی بستیوں کو جا کر دیکھنا تاکہ خوف الٰہی پیدا ہو اور محبوبوں کے آباد مقاموں کو جا کر دیکھنا تاکہ اس سے امید پیدا ہو جائز ہے اس کے لئے سفر مباح ہے۔ سفر عرس ثابت ہوا۔ حدیث شریف میں جو ارشاد ہوا کہ تین مسجدوں کے سوا کہیں سفر نہ کیا جاوے اس کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا کسی مسجد میں سفر کر کے جانا' یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملے گا' ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار' یہ غلط اور ناجائز ہے ۷۔ کہ وہ تمام کفار اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے اگر انہوں نے حضور کی مخالفت کی تو ان کا بھی وہی انجام ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ قیاس حق ہے یعنی علت مشترکہ کی وجہ سے مقیس علیہ کا حکم مقیس میں جاری کرنا ۸۔ چنانچہ قوم عاد و ثمود بڑے قد آور شہ زور تھے۔ عمریں بھی ان کی بہت دراز تھیں۔ عمارتیں بنانے میں بڑے ماہر تھے۔ بہت شہر آباد کئے تھے ان مکہ والوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے ۹۔ کیونکہ ان کی زمین عرب کی طرح بنجر نہ تھی۔ کھیت و باغات کے لائق تھی۔ اور وہ قوم بھی نادان نہ تھی۔ ہوشیار تھی۔ کھیتی باڑی میں بہت ماہر تھی۔ اس لئے انہوں نے زمین خوب آباد کی تھی ۱۰۔ چنانچہ ہر زمانہ میں نبی اپنی قوم کے سامنے اس قسم کا معجزہ لایا جس کا اس زمانہ میں زور تھا۔ طب کے زمانے میں عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ اور کوڑھی اچھے کئے۔ جادو کے زور کے زمانے میں موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی کو سانپ بنا کر دکھا دیا تاکہ اس فن کے استاد عاجز رہیں اور نبی کی تصدیق کرنے پر مجبور ہوں۔ اگر قادیانی نبی ہوتا تو آج سائنس کے زمانے میں کوئی ایسی چیز دکھاتا جس سے سائنس والے مات کھا جاتے۔ ۱۱۔ ظلم کے معنی ہیں کسی کی چیز میں بغیر مالک کی اجازت تصرف اور عملدر آمد کرنا۔ کافر کا کھانا' پینا' چلنا پھرنا ظلم ہے کہ رب کی بغاوت کر کے اس کی چیزوں کو استعمال کرتا ہے مومن کے یہ کام عبادات ہیں کہ وہ رب تعالیٰ کا مطیع ہے ۱۲۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو سنت کا تارک ہو گا وہ ایک دن فرض کا تارک بھی ہو جائے گا اور جو فرض کا چھوڑنے کا عادی ہو گا وہ آخر کار عقیدے بھی چھوڑ بیٹھے گا۔ چور پہلے پہلی دیوار توڑتا ہے وہاں کامیاب ہو کر دوسری دیواروں میں نقب لگاتا ہے۔ لہٰذا دین کی پہلی دیوار سنت ہے اس کی حفاظت کرو' ورنہ باقی چیزوں کی خیر نہیں۔ دیکھو یہ کفار بد عملی سے بد عقیدگی میں پھنسے ۱۳۔ کیونکہ ایجاد مشکل ہوتی ہے دوبارہ بنانا آسان ہے جب تم مانتے ہو کہ خلق کا موجد اللہ تعالیٰ ہے تو قیامت میں خلقت کو دوبارہ پیدا فرمانے سے کیوں انکاری ہوتے ہو ۱۴۔ مطیع تو خوشی خوشی سے اور نافرمان جبرا" لہٰذا بہتر ہے کہ خوشی خوشی رب کی طرف جاؤ مصرع یار خنداں رود بجانب یار

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ
اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی ۱؎ اور ان کے
لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ
شریک ان کے سفارشی نہ ہوں گے ۲؎ اور وہ اپنے شریکوں کے منکر
كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾
ہو جائیں گے ۳؎ اور جس دن قیامت ہوگی اس دن الگ ہو جائیں گے ۴؎
فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ
تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغ کی کیاری
رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا
میں ان کی خاطر داری ہوگی ۵؎ اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری
بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ
آیتیں اور آخرت کا ملنا جھٹلایا وہ عذاب میں لا دھرے
مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ
جائیں گے ۶؎ تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو ۷؎ اور جب
تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا
صبح ہو ۸؎ اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں اور زمین میں ۹؎ اور کچھ دن رہے ۱۰؎
وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ
اور جب تمہیں دوپہر ہو ۱۱؎ وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور
يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا
مردے کو نکالتا ہے زندے سے ۱۲؎ اور زمین کو جلاتا ہے اس کے مرے پیچھے ۱۳؎
وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ
اور یونہی تم نکالے جاؤ گے ۱۴؎ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا

ع ۲ | ۹ | ۵

۱۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کیسی ہی شدت ہو مگر مومن کی آس نہ ٹوٹے گی اسے نبی کی شفاعت رب کی رحمت سے امید ہوگی آس ٹوٹنی کافروں کے لئے خاص ہوگی کیونکہ ان کے جھوٹے معبودین شفاعت نہ کریں گے ہمارے نبی شفاعت کریں گے ۲۔ معلوم ہوا کہ سفارش نہ کرنی جھوٹے معبودوں کے لئے ہے۔ اللہ کے نبی، اولیاء، مخلوق کی شفاعت کریں گے ۳۔ کافر اپنے بتوں کی الوہیت کا مرتے وقت ہی منکر ہو جاتا ہے، اللہ رسول کو مان لیتا ہے مگر یہ ماننا کام نہیں آتا۔ اور قیامت میں اول اول تو کہیں گے کہ ہم مشرک تھے ہی نہیں۔ پھر اس کا اقرار کریں گے لہٰذا اس آیتہ کا دوسری آیتوں سے تعارض نہیں ۴۔ مومن و کافر قیامت میں ایسے الگ الگ ہوں گے کہ آئندہ پھر کبھی جمع نہ ہوں گے۔ اس کی تفسیر یہ آیت ہے۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ ۵۔ مہمانوں کی طرح، بگروہ جنت کے مالک ہوں گے۔ یہ آیت علیحدہ ہونے کی تفسیر ہے۔ ۶۔ ہمیشہ کے لئے، کہ عذاب نہ کبھی دور ہو نہ ہلکا۔ لہٰذا یہ آیت صرف کفار کے لئے ہے مومن کتنا ہی گنہگار ہو اس کا عذاب ہمیشہ کا نہ ہو گا عارضی ہو گا جیسے بھٹی میں کوئلہ بھی جاتا ہے اور گندا سونا بھی۔ مگر سونا صاف ہونے کے لئے اور کوئلہ وہاں رہنے کے لئے، نکلنے کے لئے نہیں۔ نکلے گا فقط سونا ہی، پاک صاف ہو کر ۷۔ یعنی اس کی تسبیح پڑھو، کیونکہ ان اوقات میں تسبیح پڑھنے کے بڑے فضائل وارد ہیں، یا ان وقتوں میں نمازیں پڑھو کیونکہ نماز میں تسبیح و تحمید سب ہی کچھ ہے اور ان وقتوں میں زندگی میں انقلاب ہوتا ہے لہٰذا چاہیے کہ ہر حالت اللہ کے ذکر سے شروع ہو۔ نماز پنج گانہ کے اوقات اور تعداد رکعات کے نکات ہماری کتاب اسرار احکام میں ملاحظہ کرو ۸۔ شام میں مغرب و عشاء کی نمازیں آگئیں اور نماز فجر، تین نمازیں یہ ہوئیں ۹۔ یہ جملہ معترضہ ہے یعنی تمام آسمان و زمین والے خصوصیت سے ان اوقات میں اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اے انسان! تم اشرف الخلق ہو تم ان اوقات میں کیوں غافل رہتے ہو۔ یا یہ معنی ہیں کہ زمین و آسمان والوں پر رب کی حمد لازم ہے کہ وہ ان کا خالق و رازق ہے ۱۰۔ عَشِيًّا میں نماز عصر اور تُظْهِرُوْنَ میں نماز ظہر مراد ہے کیونکہ ظہر ظہیرہ سے بنا، یعنی دوپہر۔ خیال رہے کہ عربی میں صبح سے دوپہر تک غدا، دوپہر سے رات کے اول حصہ تک عشاء اور نصف رات کے بعد کو سحور کہتے ہیں۔ جو کوئی ان اوقات میں نماز کی پابندی کرے وہ گویا ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتا ہے۔ ۱۱۔ اس میں نماز پنج گانہ کی فرضیت اشارۃً مذکور ہے کیونکہ سبحان اللہ سے مراد نماز ہے جز سے کل مراد۔ باقی آیت میں اوقات کا ذکر ۱۲۔ اس طرح کہ جاندار سے بے جان نطفہ یا انڈا پیدا فرماتا ہے اور مومن سے کافر، متقی سے فاسق، عاقل سے غافل کو پیدا کرتا ہے اور نطفہ یا انڈے سے جاندار حیوان۔ کافر سے مومن، غافل سے عاقل، فاسق سے متقی بندے پیدا فرماتا ہے کیسی شان والا ہے۔ سبحان اللہ ۱۳۔ کہ خشک زمین پر بارش برسا کر وہاں سبزہ اگاتا ہے اور سیاہ دل پر فیض نبوت کی بارش برسا کر وہاں ایمان و تقوٰی کا سبزہ اگاتا ہے۔ ۱۴۔ قیامت میں اپنی قبروں سے، خیال رہے کہ موت کے بعد بندہ جہاں بھی رہے وہی اس کی قبر ہے۔ قبر عالم برزخ کو کہتے ہیں لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ دفن نہ ہوں وہ کیسے اور کہاں سے اٹھیں گے۔

ا۔ یا تو اس طرح کہ تمہارے دادا حضرت آدم کو مٹی سے بنایا' یا اس طرح کہ تم نطفہ سے بنے اور نطفہ غذا سے اور غذا مٹی سے ۲۔ خیال رہے کہ مٹی جمادات میں داخل ہے اور انسان حیوانات ہیں' جماد اور حیوان میں بہت فاصلہ ہے لہٰذا یہ پیدائش بہت عجیب ہے ۳۔ یعنی بیویاں' چونکہ عورت کی پیدائش مرد سے ہے یعنی حضرت حوا آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئیں اس لئے اس طرح خطاب ہوا۔ یعنی تم مردوں سے عورتیں بنائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا نکاح جانور' جن وغیرہ سے نہیں کیونکہ بیوی اپنی جنس کی چاہیے۔ حور اگرچہ انسان یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد میں نہیں مگر جنت دوسری دنیا ہے وہاں کے احکام جداگانہ ہیں اس ہی لئے آدم علیہ

تُرَابٍ ثُمَّ إِذَآ أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ ﴿٢٠﴾ وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ

مٹی سے ۱؎ پھر جبھی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے ۲؎ اور اس کی نشانیوں

أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓا۟ إِلَيْهَا

سے ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے ۳؎ کہ ان سے آرام پاؤ ۴؎

وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ

اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی ۵؎ بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان

لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦ خَلْقُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَ

کرنے والوں کے لئے ۶؎ اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور

ٱلْأَرْضِ وَٱخْتِلَٰفُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَٰنِكُمْ ۚ إِنَّ فِى

زمین کی پیدائش ۷؎ اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا اختلاف ۸؎ بے شک اس میں

ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّلْعَٰلِمِينَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦ مَنَامُكُم بِٱلَّيْلِ

نشانیاں ہیں جاننے والوں کے لئے اور اس کی نشانیوں میں سے ہے رات

وَٱلنَّهَارِ وَٱبْتِغَآؤُكُم مِّن فَضْلِهِۦٓ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ

اور دن میں تمہارا سونا اور اس کا فضل تلاش کرنا ۹؎ بے شک اس میں نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦ يُرِيكُمُ ٱلْبَرْقَ خَوْفًا

سننے والوں کے لئے ۱۰؎ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں بجلی دکھاتا ہے ڈراتی

وَطَمَعًا وَيُنَزِّلُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَيُحْىِۦ بِهِ ٱلْأَرْضَ

اور امید دلاتی ۱۱؎ اور آسمان سے پانی اتارتا ہے تو اس سے زمین کو زندہ کرتا

بَعْدَ مَوْتِهَآ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٤﴾

ہے اس کے مرے پیچھے بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے ۱۲؎

وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَن تَقُومَ ٱلسَّمَآءُ وَٱلْأَرْضُ بِأَمْرِهِۦ ۚ ثُمَّ

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں ۱۳؎ پھر

السلام کی بیوی اس وقت جنت میں صرف حوا تھیں کسی حور سے اختلاط نہ تھا ۴۔ معلوم ہوا کہ مرد روزی کمانے کے لئے ہے' عورت مرد کو آرام دینے کے لئے عورتوں کا کمانا' مردوں کا گھر کی خدمت کرنا فطرت کے خلاف ہے اسی لئے عورتوں کو حیض و نفاس وغیرہ ایسے عوارض دیئے گئے' جن میں انہیں گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ ۵۔ کہ قدرتی طور پر خاوند و بیوی میں آپس میں محبت ہوتی ہے اگرچہ پہلے اجنبی ہوں بلکہ نکاح سے دو خاندان اور کبھی دو ملک مل جاتے ہیں اس لئے اسے نکاح کہتے ہیں یعنی ملانے والی چیز۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد کو بیوی کے عزیزوں سے اور عورت کو خاوند کے عزیزوں سے محبت ہونا اللہ کی رحمت ہے نا اتفاقیاں اللہ کا عذاب ۶۔ کہ جانوروں میں نر و مادہ ہیں مگر ان میں وہ الفت و محبت اور معاشرت نہیں جو انسانوں میں ہے حالانکہ جماع اور اولاد جانوروں میں بھی ہے ۷۔ اس طرح کہ تمہاری عقلیں اب تک معلوم نہ کر سکیں کہ مٹی اور آسمان کس چیز سے بنے ہیں ۸۔ کہ انسان کے سوا تمام جانور غذا' بولی' شکل میں یکساں ہیں۔ انسان ان چیزوں میں مختلف ہے پھر سب کو اسلام نے یکساں بنا دیا کہ سب کا کلمہ' نماز' رسول' کعبہ ایک ہو گیا غرضیکہ انسان کو رنگ' بو' بولی' شکل و صورت نے بکھیرا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کیا۔ ۹۔ اس طرح کہ رات سونے کے لئے اور دن روزی کمانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لئے بنایا تاکہ دن بھر تھک کر رات کو آرام کر لو۔ چونکہ جنت میں کمانا اور تھکنا نہ ہو گا لہٰذا نہ وہاں رات ہو گی نہ نیند ۱۰۔ کہ اس سونے اور جاگنے سے مرنا اور مرجانے کے بعد قیامت میں اٹھنا معلوم کر لیں اور اس پر ایمان لائیں۔ ۱۱۔ بجلی چمکنے پر بارش کی امید اور اس کے گرنے کا اندیشہ اور خوف ہوتا ہے لہٰذا یہ امید اور خوف دونوں کی جامع ہے۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ علم و عقل اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں ہیں مگر جب کہ ان سے ایمان اور ایمانیات کا پتہ لگایا جاوے ورنہ یہ علم و عقل ہلاک بھی کر دیتے ہیں رب فرماتا ہے وَأَضَلَّهُ ٱللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ ان چیزوں سے علم والے عقل والے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انسان علم و عقل کی وجہ سے دوسری مخلوق سے افضل ہے ۱۳۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین و آسمان حرکت نہیں کرتے' دونوں ٹھہرے ہوئے ہیں' صرف تارے متحرک ہیں' رب فرماتا ہے كُلٌّ فِى فَلَكٍ يَسْبَحُونَ کیونکہ حرکت قیام کے خلاف ہے۔

إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْأَرْضِ ۖ إِذَا أَنتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿۲۵﴾
جب تمہیں زمین سے ایک ندا فرمائے گا۱ جبھی تم نکل پڑو گے ۲

وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ ﴿۲۶﴾
اور اسی کے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کے زیر حکم ہیں ۳

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ
اور وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ بنائے گا ۴ اور یہ تمہاری سمجھ میں اس پر

عَلَيْهِ ۚ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
زیادہ آسان ہونا چاہیئے ۵ اور اسی کے لئے ہے سب سے برتر شان آسمانوں اور زمین میں ۶

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۖ
اور وہی عزت و حکمت والا ہے تمہارے لئے ۷ ایک کہاوت بیان فرماتا ہے خود تمہارے اپنے

هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن شُرَكَاءَ
حال سے کیا تمہارے لئے تمہارے ہاتھ کے مال غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں

فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ
اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی ۸ تو تم سب اس میں برابر ہو ۹ تم ان سے ڈرو جیسے آپس میں

أَنفُسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۲۸﴾
ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ۱۰ ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کیلئے

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ فَمَن
بلکہ ظالم اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لئے بے جانے ۱۱ تو اسے

يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿۲۹﴾
کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا ۱۲ اور ان کا کوئی مددگار نہیں ۱۳

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ
تو اپنا منہ سیدھا کرو ۱۴ اللہ کی اطاعت کیلئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر ۱۵ اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر

۱۔ یعنی تم کو تمہاری قبروں سے بلائے گا اس طرح کہ بلاتے وقت تم قبروں یعنی عالم برزخ میں ہو گے نہ کہ بلانے والا جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے زید کو گھر سے بلایا یعنی زید کے گھر سے ۲۔ زندہ ہو کر قبروں سے نکل کر وہاں پہنچو گے جہاں قیامت ہو گی یعنی میدان شام میں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کے کام اللہ کے کام مانے جاتے ہیں' اس وقت پکارنا' ندا فرمانا حضرت اسرافیل کا کام ہو گا مگر رب نے فرمایا کہ اللہ پکارے گا۔ دوسرے یہ کہ سب زمین سے اٹھیں گے کوئی آسمان سے نہ اترے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لا کر یہاں دفن ہوں گے ۳۔ یعنی تکوینی حکموں میں سب زیر حکم ہوں گے اگرچہ تشریعی حکموں میں بعض نافرمان۔ دیکھو مرنے جینے' صحت بیماری خوبصورتی وغیرہ میں ہم کو کچھ اختیار نہیں' تابع فرمان الٰہی ہیں۔ نماز روزہ وغیرہ میں رب نے ہم کو اختیار دیا ہے تو کوئی پڑھتا ہے کوئی نہیں ۴۔ حضرت اسرافیل کے صور پھونکنے پڑ کہ پہلے صور پر سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ اور دوسرے پر سب کچھ پیدا ہو گا۔ غرضیکہ مخلوق کی ابتدا آہستگی سے مگر اعادہ اچانک ہو گا۔ ۵۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ ترجمہ ہے کیونکہ آیت کا منشا یہ نہیں کہ رب پر خلقت کی ابتدا مشکل تھی اعادہ آسان ہو گا۔ اس پر کوئی شے مشکل نہیں بلکہ یہ اس قانون کا بیان ہے جس کا مخلوق کو تجربہ ہے کہ مخلوق پر ایجاد مشکل ہے۔ اعادہ آسان۔ مگر تم اے بیوقوفو! یہ تو مانتے ہو کہ اللہ نے سب کچھ ایجاد کیا مگر اعادہ ناممکن سمجھتے ہو۔ کیسے بے عقل ہو ۶۔ اس طرح کہ اس کی ہر صفت ہر شان مخلوق کی صفات سے کہیں اعلیٰ و بالا ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔ مثل اور مثل میں فرق ہے۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ الخ۔ میں رب کے نور کی تمثیل ہے تشبیہ نہیں ۷۔ اس میں مشرکین سے خطاب ہے جو اپنے جھوٹے معبودوں کو رب تعالیٰ کا بندہ مان کر اس کا شریک مانتے تھے یعنی بندگی اور شرکت جمع نہیں ہو سکتی ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرک کا دار و مدار اس پر ہے کہ کسی بندے کو رب کے برابر مانا جاوے۔ اس طرح کہ اس کی اولاد یا رب کو اس کا حاجت مند مانا جاوے۔ بغیر برابری کے عقیدے کے شرک ناممکن ہے ۹۔ چنانچہ مشرکین عرب اپنے معبودوں کی رب تعالیٰ پر دھونس اور زور مانتے تھے کہ رب تعالیٰ کو ان بندوں سے خوف ہے کہ اگر یہ بگڑ گئے تو میری سلطنت نہ چل سکے گی۔ اس لئے یہاں خوف کا ذکر فرمایا اس دھونس کی شفاعت کی قرآن کریم نے تردید فرمائی ہے۔ عزت و محبت کی شفاعت بعض بندوں کے لئے ثابت ہے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں تقلید' ظن' گمان کا اعتبار نہیں' عقاید یقینی تحقیقی چاہئیں۔ ۱۱۔ اس طرح کہ اس کی شامت نفس کی وجہ سے اس میں گمراہی پیدا فرما دی' ورنہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا یعنی اسے گمراہ ہونے کا حکم نہیں دیتا ۱۲۔ دنیا و آخرت میں عذاب آنے کے وقت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے بہت سے مددگار بنا دیئے ہیں بے یار و مددگار ہونا کفار کا عذاب ہے ۱۳۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم' تاکہ تمہیں دیکھ کر لوگ سیدھے ہو جائیں یا اے مسلمانو ہمیشہ سیدھے رہو یا اے کافرو سیدھے ہو جاؤ ۱۴۔ اس طرح کہ کسی بدمذہبی کی تم میں ملاوٹ نہ ہو اور بدمذہب کی طرف میلان نہ ہو۔ خالص سونا قیمتی' خالص ایمان قابل قدر ہے۔

ا۔ چنانچہ ہر بچہ اس توحید اور دین پر پیدا ہوتا ہے جس کا اس نے میثاق کے دن عہد کیا تھا۔ ۲۔ اس طرح کہ کوئی بچہ کفر پر پیدا ہو جائے یہ ناممکن ہے ہاں ہوش سنبھال کر کوئی مومن رہتا ہے کوئی کافر ہو جاتا ہے ۳۔ جو رب تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے۔ خیال رہے کہ یہ آیت اس حدیث کے خلاف نہیں کہ جس بچے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا وہ کافر پیدا ہوا تھا کیونکہ وہاں کافر پیدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس کی طبیعت پیدائشی طور پر مائل بہ کفر تھی ۴۔ یعنی فطری دین پر قناعت نہ کرو بلکہ اپنی زندگی کی ہر حالت میں رب کی طرف رجوع رکھو کیونکہ فطری ایمان کا اعتبار نہیں وہ ایمان بخشش کا مدار نہیں اس لئے مشرک کے فوت شدہ بچے پر نہ نماز جنازہ

النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ

لوگوں کو پیدا کیا ۲ اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا ۳ یہی سیدھا دین

الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ مُنِيْبِيْنَ

ہے ۳ مگر بہت لوگ نہیں جانتے اس کی طرف رجوع لاتے

اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ

ہوئے ۴ اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو ۵ اور مشرکوں سے

الْمُشْرِكِيْنَ ۝۳۱ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ

نہ ہو ۶ ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۷ اور ہو گئے

كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۳۲ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ

گروہ گروہ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے ۸ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے ۹

ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ

تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے ۱۰ پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے

رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝۳۳ لِيَكْفُرُوْا

رحمت کا مزہ دیتا ہے ۱۱ جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے ۱۲ کہ ہمارے

بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳۴ اَمْ اَنْزَلْنَا

دیئے کی ناشکری کریں۔ تو برت لو اب قریب جاننا چاہتے ہو ۱۳ یا ہم نے ان پر

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۝۳۵

کوئی سند اتاری کہ وہ انہیں ہمارے شریک بتا رہی ہے ۱۴

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں اس پر خوش ہو جاتے ہیں ۱۵ اور اگر انہیں کوئی

سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۝۳۶ اَوَلَمْ

برائی پہنچے بدلہ اسکا جو انکے ہاتھوں نے آگے بھیجا جبھی وہ نا امید ہو جاتے ہیں ۱۶ اور کیا انہوں نے

ہوتی ہے نہ دفن نہ کفن وغیرہ۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ بندہ گناہ کر کے بھی رب کی طرف رجوع کرے اور نیکی کر کے اس سے آس رکھے اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے وہ قبول فرمالے تو بیڑا پار ہے ۵۔ اس طرح کہ ہمیشہ نماز پڑھو ٹھیک پڑھو۔ دل لگا کر پڑھو' خوشدلی سے پڑھو۔ اسے بوجھ نہ سمجھو۔ یہ تمام باتیں قائم رکھنے میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نماز قائم کرنے کی توفیق دے ۶۔ معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنی عملی شرک ہے۔ بعض لوگ ترک نماز کو کفر فرماتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ آیت اور وہ حدیث ہے مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ مگر حق یہ ہے کہ گناہ کفر نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا آپس میں لڑنا بھڑنا گناہ کبیرہ ہے، مگر انہیں مومنین فرمایا گیا۔ اس حدیث اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ نماز چھوڑنا مشرکوں کا کام ہے تم ان میں سے نہ بنو ۷۔ اپنے دین سے مراد ان کا شرک ہے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ سب ایک عقیدہ پر قائم نہیں۔ کوئی دو خدا مانتا ہے کوئی تین کوئی زیادہ۔ ایسے ہی ہر فرقہ نے دینی قوانین مختلف گھڑ لئے۔ خود ایک عقیدے اور ایک قانون پر متفق نہیں۔ ۸۔ یعنی وہ سب جھوٹے ہیں مگر ان میں سے ہر فرقہ اپنے جھوٹ کو سچ' باطل کو حق سمجھ کر خوش ہو رہا ہے اس آیت کا تعلق اسلامی فقہاء کے اختلاف سے کچھ نہیں۔ شافعی' مالکی' حنفی ہونا دین میں اختلاف نہیں، فروعی مسائل میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف بھی تحقیق کی بنا پر ہے نہ کہ نفسانیت کی وجہ سے۔ اسی طرح اسے صحابہ کے اختلاف سے کچھ تعلق نہیں۔ خیال رہے کہ انبیاء کا اصلی دین ایک ہی تھا اعمال میں فرق تھا۔ لہٰذا یہ آیت انبیاء پر بھی چسپاں نہیں ہو سکتی۔ ہاں اس میں وہ اسلامی فرقے داخل ہیں جو حد کفر تک پہنچ چکے ہیں جیسے قادیانی چکڑالوی وغیرہ کہ انہوں نے دین کے ٹکڑے کر دیئے۔ حضور نے فرمایا کہ میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے۔ ایک کے سوا سب دوزخی۔ ۹۔ یہاں لوگوں سے مراد کفار و مشرکین ہیں اور تکلیف سے مراد دنیاوی مصیبتیں ہیں جیسے بیماری' قحط سالی جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۱۰۔ بہت دفعہ مصیبت کے وقت کفار مکہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر رب تعالیٰ سے دعا کراتے تھے۔ فرعون بھی مصیبتوں میں موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتا تھا۔ اب بھی بڑے سخت مشرک بیماریوں میں مسلمانوں سے دعا کراتے ہیں یہ سب ان کا رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کافروں کو بھی اللہ کی بعض رحمتیں مل جاتی ہیں خواہ اس طرح کہ انکی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ یا ویسے ہی یا جن مسلمانوں سے دعا کراتے ہیں ان کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ۱۲۔ یعنی بعض کفار مصیبت میں توبہ کرنے کے بعد مومن ہو جاتے تھے اور بعض کفر و شرک کرنے لگتے تھے۔ رب فرماتا ہے فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ اس لئے یہاں فریق فرمایا گیا۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ آرام میں رب کو بھول جانا اور تکلیف میں

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ

نہ دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى

بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے ؎ تو رشتہ دار کو اس کا

حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

حق دو ؎ اور مسکین اور مسافر کو ؎ یہ بہتر ہے ان کے لئے

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ

جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور انہیں کا کام بنا ؎ اور تم

اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ

جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں

اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ

نہ بڑھے گی ؎ اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے ؎ تو انہیں کے

هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ

دونے ہیں ؎ اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی ؎

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ

پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا ؎ کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے

يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

جو ان کاموں میں سے کچھ کرے ؎ پاکی اور برتری ہے اسے ان کے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ

شرک سے چمکی خرابی خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے

اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ

ہاتھوں نے کمائیں ؎ تاکہ انہیں ان کے بعض کوتکوں کا مزہ چکھائے ؎ کہیں وہ باز

(بقیہ صفحہ ۶۵۰) اسے یاد کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ مومن وہ ہے جو ہر حال میں رب کو یاد کرتا رہے ۱۴۔ یعنی اے مشرکو! اگر تمہارے پاس اس کفر و شرک کی دلیل ہے تو پیش کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے اور کافر وغیرہ کو رسوا کرنے کے لئے اس سے دلیل مانگنا جائز بلکہ ثواب ہے۔ ہاں یہ سمجھ کر دلیل مانگنا کہ شاید یہ سچا ہو' کفر ہے لہٰذا فقہا کا فتویٰ اس آیات کے خلاف نہیں ۱۵۔ یعنی فخر کا خوش ہونا جو برا ہے نہ کہ شکر خوشی جو عبادت ہے۔ رب تعالیٰ نے نعمتوں کے ملنے پر خوش ہونے کا حکم دیا ہے کہ فرماتا ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۔ اور فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت اس کے فضل سے آتی ہے اور مصیبت ہمارے گناہوں سے' یہ بھی معلوم ہوا کہ مصیبت میں رب سے ناامید ہو جانا کفار کا طریقہ ہے مسلمان کبھی مایوس نہ ہو۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے نیک اعمال سے اللہ کی رحمتیں آتی ہیں ایسے ہی گناہوں سے آفتیں آتی ہیں۔

۱۔ کہ بعض لوگ بہت علم و ہنر کے باوجود غریب ہوتے ہیں اور بعض بالکل بے علم و بے ہنر دولتمند۔ معلوم ہوا کہ رزق رب کے ہاتھ ہے ۲۔ یہ آیت کریمہ تمام قرابتداروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دے رہی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر رشتہ دار کا حق ہے' کس کا کتنا' اس کی تفصیل فقہ میں ہے اس میں سسرال اور نسبی تمام قرابت دار شامل ہیں ۳۔ اس میں مہمان نوازی' فقراء پر مہربانی سب ہی شامل ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ قرابتداروں سے سلوک اور صدقہ و خیرات نام و نمود رسم کی پابندی سے نہ کرے۔ محض رب کی رضا کے لئے کرے تب ثواب کا مستحق ہے ۵۔ یہاں ربٰو شرعی معنی میں نہیں یعنی سود بلکہ لغوی معنی میں ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو کسی کو ہدیہ و تحفہ اس نیت سے دیتے تھے کہ ہم کو اس کے عوض زیادہ ملے یہ اگرچہ جائز ہے مگر بہتر نہیں۔ اس لئے اس کو یہاں منع نہ فرمایا بلکہ فرمایا گیا کہ اس کا ثواب نہ ملے گا معلوم ہوا کہ شادی بیاہ کے نیوتے وغیرہ جائز ہیں بہتر نہیں یہ ہمارے واسطے حکم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے ہدیہ دینا حرام تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ہدیہ نذرانہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چاہیے۔ خیال رہے کہ جس ہبہ میں محض رب کی رضا مقصود ہو وہ صدقہ ہے اور جس میں بندے کی رضا مقصود ہو اور بندے کو راضی کرنا رب کی رضا کے لئے ہو وہ ہدیہ یا نذرانہ ہے ۶۔ خیرات وہ ہے جو فقیر کو فقیری کی بنا پر محض رب کو راضی کرنے کے لئے دی جاوے۔ فقیر کو ہدیہ دینا صدقہ ہے جیسے کہ امیر کو صدقہ دینا ہبہ ہے۔ صدقہ جاریہ امیر و غریب سب استعمال کرسکتے ہیں۔ صدقہ واجبہ صرف فقیر کھائیں۔ صدقہ نفلی فقیر ہی کے لئے موزوں و مناسب ہے۔ ۷۔ دونے سے مراد یہ کہ تمہارے دیئے سے زیادہ خواہ ایک گنا زیادہ ہو یا دوگنا۔ لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں جن میں بہت زیادتی کا ذکر ہے ۸۔ تمہاری بقا کے لئے' جسمانی بقا کے لئے ظاہری رزق بخشا اور روحانی بقا کے لئے ایمان و تقویٰ کا باطنی رزق عطا فرمایا۔ جسمانی روزی دنیا کے کھیتوں باغوں سے بخشی ایمانی روزی مدینہ منورہ کی سرزمین سے پہنچائی۔ ۹۔ دوسری بار صور پھونکنے پر' یہ زندگی عمل کے لئے ہے وہ زندگی جزا کے لئے ہوگی۔ یہ زندگی فانی ہے وہ زندگی جاودانی ہے' یہ زندگی جسمانی ہے وہ زندگی روحانی ہوگی۔ اس لئے اس زندگی کے بعد موت کا ذکر نہ فرمایا ۱۰۔ تمہارے عقیدہ میں بھی تمہارا کوئی بت یہ کام نہیں کرتا کیونکہ کفار مکہ خالق رازق زندگی موت دینے والا صرف رب تعالیٰ کو مانتے تھے ۱۱۔

(بقیہ صفحہ ۶۵۱) چنانچہ کفر اور گناہوں کی وجہ سے قحط سالی' بیماری' وبائی امراض' سیلاب' آگ لگنا' رزق میں بے برکتی ہوتی ہے اور بارش نہ ہونے سے دریائی جانور اندھے ہو جاتے ہیں۔ سیپ میں موتی نہیں بنتے۔ غرضیکہ گناہوں سے خشکی اور دریائی مخلوق کو مصیبت آ جاتی ہے۔ اور آج کل جنگوں میں خشکی اور سمندر سب جگہ ہی آفت ہوتی ہے بہرحال آیت بالکل صحیح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی تکالیف انسان کے بعض گناہوں کی بعض سزا ہے اصل سزا تو آخرت میں ملے گی یا یہ مطلب ہے کہ اکثر گناہ رب معاف فرما دیتا ہے۔ بعض پر گرفت کرتا ہے۔

يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ

آئیں ۱؎ تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو ۲؎ کیسا انجام

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾

ہوا اگلوں کا ان میں بہت مشرک تھے ۳؎

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ

تو اپنا منہ سیدھا کرو ۴؎ عبادت کے لئے قبل اس کے کہ وہ دن آئے جسے اللہ کی طرف

لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ

سے ٹلنا نہیں ۵؎ اس دن الگ پھٹ جائیں گے ۶؎ جو کفر کرے

فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ

اس کے کفر کا وبال اسی پر ۷؎ اور جو اچھا کام کریں وہ اپنے ہی لئے تیاری

يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کر رہے ہیں ۸؎ تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اپنے

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ

فضل سے ۹؎ بے شک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ۱۰؎ اور اس کی نشانیوں

يُّرْسِلَ الرِّيٰحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ

سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناتی اور اس لئے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے ۱۱؎ اور

الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾

اس لئے کہ کشتی اس کے امر سے چلے ۱۲؎ اور اس لئے کہ اس کا فضل تلاش کرو ۱۳؎ اور اس لئے کہ تم حق

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ

مانو اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے ۱۴؎ تو وہ ان کے

بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا

پاس کھلی نشانیاں لائے ۱۵؎ پھر ہم نے مجرموں سے بدلہ لیا اور ہمارے ذمہ کرم

۱؎ معلوم ہوا کہ انسانوں کی بدعملی سے کبھی جانوروں پر بھی مصیبت آ جاتی ہے۔ گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں جیسے کبھی جانوروں کی وجہ سے ہم پر بارش ہو جاتی ہے۔ کثرت زنا سے قتل و غارت ہوتی ہے زکوٰۃ نہ دینے سے بارش رکتی ہے کم تولنے سے حاکم ظالم مقرر ہوتے ہیں۔ سود خوری سے زلزلے وغیرہ آتے ہیں (روح) ۲؎ زمین سے مراد عذاب والی قوموں کی زمینیں ہیں جو مکہ والوں کے سفر میں آتی تھیں اور دیکھنے سے مراد نظر عبرت سے دیکھنا ہے' نہ کہ فقط آنکھوں سے اشارہ کر لینا ۳؎ یہاں اکثر سے مراد سارے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اجڑے مکانوں کی طرف سفر کر کے جانا تاکہ خوف الٰہی پیدا ہو عبادت ہے۔ ایسے ہی بزرگوں کے آستانوں پر سفر کر کے حاضری دینی تاکہ رب سے امید اور عبادت کا ذوق ہو یہ بھی عبادت ہے۔ اس سے زیارت قبور اور عرسوں کا سفر ثابت ہوتا ہے ۴؎ اے مسلمان! یعنی ایمان لا چکنے کے بعد عبادتیں کرو۔ کوئی مسلمان عبادت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ یا اے محبوب! تم اپنا چہرہ دین کی طرف قائم رکھو تاکہ تمہاری بدولت سب کے منہ ادھر ہو جائیں کیونکہ جدھر تم دیکھتے ہو ادھر خدا بھی دیکھتا ہے، ساری خدائی بھی ۵؎ وہ موت کا وقت ہے یا قیامت کا دن ۶؎ اس طرح کہ موت کے بعد تمہیں سارے عزیز چھوڑ دیں گے یا قیامت میں مومن' کافر نیک کار' بدکار چھنٹ جائیں گے ۷؎ کہ اس کے کفر سے دوسرے نہ پکڑے جائیں گے خود وہی پکڑا جائے گا۔ اس سے کافروں کے ناسمجھ بچے دوزخ میں اپنے ماں باپ کے کفر کی وجہ سے نہ جائیں گے ۸؎ معلوم ہوا کہ نیک کار مسلمان کو اس کی نیکی کی جزا ضرور ملے گی۔ اگر کسی کو اس کا ثواب بخش بھی دیا تب بھی خود محروم نہ ہو گا ۹؎ معلوم ہوا کہ عمل نیک کی جزا رب کے فضل و کرم پر موقوف ہے۔ عمل جزا کا سبب ہیں نہ کہ علت' لہٰذا کوئی بھی اپنی نیکیوں پر گھمنڈ نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اعمال پر ایمان مقدم ہے' بے ایمان کی کسی نیکی کا ثواب نہیں کیونکہ ایمان کا ذکر عمل سے پہلے ہے۔ ۱۰؎ بلکہ کافر سے ناراض ہے جس کی بنا پر اسے سخت سزا دے گا۔ کیونکہ رب تعالیٰ کی عدم محبت بغض کو لازم ہے (روح) یہاں ضد نقیض کو مستلزم ہے ۱۱؎ چونکہ دنیا کی نعمتیں اور رحمتیں آخرت کی نعمتوں کے مقابل بہت تھوڑی ہیں اس لئے رب تعالیٰ دنیا کی نعمتوں کے متعلق چکھانا' ذائقہ دینا ارشاد فرماتا ہے ۱۲؎ اس زمانہ میں کشتیاں ہواؤں سے چلتی تھیں اس لئے قرآن کریم میں اکثر اس کا ذکر ہوتا ہے' اب بھی مخالف ہوا سے جہاز پھٹ جاتے ہیں۔ سمندروں میں طوفان آ جاتے ہیں جہاز ڈوب جاتے ہیں۔ غرضیکہ دریائی سفر کے لئے مناسب ہوا بہت ضروری ہے ۱۳؎ کہ دریا کا سفر کر کے تجارتیں کرو جس سے تمہیں روزی ملے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزی اگرچہ ہمارے کسب سے حاصل ہو مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ جس کا شکریہ لازم ہے ۱۴؎ یہاں قوم سے نسبی قوم' ملکی قوم' دینی قوم سب ہی

(بقیہ صفحہ ۶۵۲) مراد ہیں۔ یہ سب کو عام ہے اس لئے کہ بعض رسول اس قوم و خاندان میں سے تھے جن کے وہ رسول بنے۔ جیسے حضرت صالح و ہود علیہا السلام۔ بعض وہ جو دوسری جگہ سے تشریف لاکر اس قوم میں نبی ہوئے جیسے حضرت ابراہیم و لوط علیہا السلام پھر جن لوگوں نے ان رسولوں کی اطاعت کرلی ان کے بھی رسول جنہوں نے مخالفت کی ان کے بھی نبی۔ اطاعت کرنے والے امت اجابت اور مخالفین امت دعوت کہلاتے ہیں۔ تمام جہان ہمارے حضور کی امت ہے ۱۵۔ یعنی معجزات جن سے ان کی نبوت ثابت ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی رسول بغیر معجزہ کے نہ آئے' ہر نبی کے لئے کوئی نہ کوئی معجزہ ضرور ہوتا ہے

عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ

پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا ۱ اللہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ

فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ

ابھارتی ہیں بادل ۲ پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا چاہے اور اسے پارہ پارہ

كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ

کرتا ہے ۳ تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے ۴ پھر جب اسے

بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ ۚ

پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں ۵

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ

اگرچہ اس کے اتارنے سے پہلے آس توڑے ہوئے

لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ

تھے ۶ تو اللہ کی رحمت کے اثر دیکھو کیونکر زمین کو

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ

جلاتا ہے اس کے مرے پیچھے ۷ بے شک وہ مردوں کو زندہ کرے گا ۸ اور وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا

سب کچھ کر سکتا ہے اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں ۹ جس سے وہ کھیتی کو زرد

لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى

دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں ۱۰ اس لئے کہ تم مردوں کو نہیں سناتے

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ

اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پیٹھ دے کر پھریں اور نہ تم

بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ

اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر لاؤ ۱۲ تم تو انہی کو سناتے ہو جو ہماری آیتوں

۱۔ اگرچہ کبھی دیر سے ہو مگر انجام مسلمانوں کی نصرت ہے اگر نیت میں اخلاص ہو رب فرماتا ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ خیال رہے کہ مومنوں کی مدد ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ جہاد میں ان کو کفار پر غلبہ ملنا۔ مناظرہ میں انہیں فتح نصیب ہونا' جب مومن مصیبت میں گرفتار ہوں تو رب کا انہیں اپنے پاس بلا لینا۔ دشمنوں کے ہاتھ میں نہ چھوڑنا۔ لہٰذا امام حسین رضی اللہ عنہ منصور و مظفر ہیں۔ یزید پلید خائب و خاسر تھا اس لئے اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۲۔ سمندروں سے اٹھا کر لاتی ہیں رب تعالیٰ کے حکم سے ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ اتنا بادل بھیجتا ہے جو تمام میں چھا جاتا ہے اور کبھی کبھی ٹکڑے ٹکڑے معلوم ہوتا ہے۔ ہوا ایک ہے مگر عمل مختلف ۴۔ اس طرح کہ بادل چھلنی کی طرح پانی گراتا ہے' بہت زیادہ بارش ہو چکنے کے بعد بادل ویسا ہی رہتا ہے اور واپس ہو جاتا ہے ۵۔ کیونکہ اس سے گرانی دور ہونے' ارزانی آنے کی امید ہوتی ہے تو چاہیے کہ حضور کی تشریف آوری پر بھی خوشی منائیں کیونکہ دنیا و دین کی تمام بہاریں حضور کے دم سے وابستہ ہیں آپ رحمت کی عالمگیر بارش ہیں ۶۔ کیونکہ بہت جلد گھبرا جانا' جلد ناامید ہو جانا انسانی فطرت ہے۔ لہٰذا یہ آیت صرف کافروں کے لئے نہیں بلکہ عام ہے۔ ۷۔ یہاں زمین کی موت سے مراد اس کی خشکی ہے اور زندگی سے مراد اس کی سرسبزی و شادابی۔ ہر صفت کے معنی موصوف کے لحاظ سے ہوتے ہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ آخرت کو دنیا پر قیاس کر کے اپنا ایمان درست کرنا چاہیے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ قرآن کی اصطلاح میں رحمت کی ہوا کو ریاح اور عذاب کی ہوا کو ریح کہا جاتا ہے۔ دیکھو پہلے ریاح فرمایا تھا جہاں بارش کا ذکر تھا اور یہاں عذاب کے موقع پر ریح فرمایا ۱۰۔ یعنی کفار نعمت ملنے پر شاکر' تکلیف پر صابر نہیں' بلکہ نعمت ملنے پر غرور اور تکبر کرتے ہیں' تکلیف پر بے صبرے ہو جاتے ہیں ۱۱۔ جو زندگی کا مقصد پورا نہ کرے وہ مردہ ہے اگرچہ جان رکھتا ہو' اور جو زندگی کا مقصد پورا کرے وہ زندہ ہے اگرچہ بظاہر بے جان ہو لہٰذا زندہ کافر مردے اور وفات یافتہ شہید' زندہ ہیں۔ یعنی جیسے مردہ کو کوئی دوا مفید نہیں ایسے ہی ان کافروں کو کوئی نصیحت کارگر نہیں۔ لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مردے سنتے نہیں کیونکہ یہاں مردوں سے مراد کافر ہیں اور نہ سننے سے فائدہ حاصل نہ کرنا مراد ہے ۱۲۔ یعنی جو بدنصیب دل کے اندھے ہیں اور ان کے نصیب میں ایمان نہیں وہ آپ سے ہدایت نہیں پاتے اس سے معلوم ہوا کہ جو شقی ازلی نہ ہو حضور اسے ہدایت دیتے ہیں جو کہے کہ حضور ہدایت نہیں دیتے وہ اپنے شقی ازلی ہونے کا اقراری ہے۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ

یونہی مہر کر دیتا ہے اللہ جاہلوں کے دلوں پر[۱] تو صبر کرو

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے[۲] اور تمہیں سبک نہ کر دیں وہ جو یقین نہیں رکھتے[۳]

اٰيَاتُهَا ۳۴	۳۱ سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ ۵۷	رُكُوْعَاتُهَا ۴

سورہ لقمان مکی ہے اور اس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں[۵] ہدایت اور رحمت ہیں

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

نیکوں کے لئے[۶] وہ جو نماز قائم رکھیں[۷] اور

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى

زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں[۸] وہی اپنے رب کی

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ وَمِنَ

ہدایت پر ہیں اور انہیں کا کام بنا[۹] اور کچھ

النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ

لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں[۱۰] کہ اللہ کی راہ سے

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

بہکا دیں بے سمجھے[۱۱] اور اسے ہنسی بنا لیں ان کے لئے ذلت کا

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا

عذاب ہے[۱۲] اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے

(بقیہ صفحہ ۶۵۴) درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے گناہ سے لاپرواہ ہو جاوے۔ گناہ کرے' نادم نہ ہو' کبھی یہ سوچے بھی نہیں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس بیماری سے شفاء بمشکل ہوتی ہے اس کے اوپر یہ کہ اپنے گناہوں کو اچھا سمجھے' دوسروں کی نیکیوں کو برا جانے گناہوں پر فخر کرے اور نیکیوں پر طعنہ کرے یہ دل کی مہر کا باعث ہے اس کا علاج ناممکن ہے یہاں تیسرا درجہ مراد ہے ۱۲ معجزہ یا قرآن شریف کی آیت۔

ا۔ معلوم ہوا کہ نبی یا ان کے غلاموں کو جھوٹا یا باطل ماننا دل پر مہر لگ جانے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ۲۔ کیونکہ اللہ کے جھوٹ کا امکان بھی نہیں' جو رب کے لئے امکان کذب مانے وہ مومن نہیں۔ ۳۔ یعنی کفار کی تکالیف اور اذیتیں آپ کو غصہ اور طیش نہ دلاویں کہ آپ طیش اور جوش میں ان کے لئے بددعا فرما دیں اور سب کافر ہلاک ہو جاویں۔ اس معنی پر یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ اب بھی مسلمانوں کو تحمل چاہیے ۴۔ ساری سورہ لقمان مکی ہے ولو انّ ما فی الارض سے لے کر دو آیات کی انتہا تک اس سورۃ میں چار رکوع چونتیس آیتیں' پانچ سو اڑتالیس کلمے۔ دو ہزار ایک سو دس حروف ہیں (خزائن) ۵۔ قرآن شریف کا نام کتاب بھی ہے حکیم بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو بھی اللہ کے صفاتی نام دے سکتے ہیں۔ دیکھو حکیم' اللہ کا نام بھی ہے' اور قرآن شریف کا بھی۔ ۶۔ یعنی قرآن مومنوں کے لئے اعمال کا ہادی ہے اور صالحین کے لئے راہ جنت کا رہبر۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافروں پر عبادت فرض نہیں۔ عبادات کی تمام آیات مسلمانوں کے لئے اتری ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ قرآن شریف سے پورا فائدہ وہ اٹھائے گا جو مومن بھی ہو پرہیزگار بھی یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن شریف حضور کے لئے ہادی نہیں۔ حضور تو پہلے ہی سے ہدایت پر ہیں۔ آپ ظہور نبوت سے پہلے مومن' متقی' پرہیزگار تھے۔ جب قرآن کریم کی پہلی آیت حضور پر آئی تو آپ نماز و اعتکاف میں تھے کہ اعتکاف اور نماز پہلے ہی سے جانتے تھے ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز زکوٰۃ سے افضل اور مقدم ہے کیونکہ نماز کا ذکر پہلے ہوا۔ دوسرے یہ کہ نماز و زکوٰۃ کے درست ہونے کی شرط ایمان ہے کیونکہ وھم کا واؤ حالیہ ہے یعنی نماز و زکوٰۃ اس حال میں ادا کریں کہ ایمان رکھتے ہوں۔ تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے اس کی خبر دے دی تھی اور حکم دیا تھا کہ زکوٰۃ فرض ہونے پر دیا کرنا۔ کیونکہ یہ آیت مکیہ ہے اور زکوٰۃ مدینہ طیبہ میں فرض ہوئی ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کامیابی کے لئے نیک اعمال ضروری ہیں۔ اعمال سے بے پرواہ ہو کر کامیابی کا یقین رکھنا ایسا ہے جیسے جو بو کر گندم کاٹنے کا یقین کرنا۔ دوسرے یہ کہ ہدایت محض رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملتی ہے اس کے لئے اپنا علم و عقل کافی نہیں۔ بڑے بڑے عاقل کافر ہو جاتے ہیں اور ناسمجھ مومن بن جاتے ہیں اللہ اپنا فضل ہی کرے۔ جنت کے لئے قلب و قالب دونوں کو درست کرو ۱۰۔ معلوم ہوا کہ باجے' تاش' شراب بلکہ تمام کھیل کود کے آلات بیچنا بھی منع ہیں اور خریدنا بھی ناجائز' کیونکہ یہ آیت ان خریداروں کی برائی میں اتری۔ اسی طرح ناجائز ناول' گندے رسالے' سینما کے ٹکٹ' تماشے وغیرہ کے اسباب سب کی خرید و فروخت منع ہے کہ یہ تمام لہو الحدیث ہیں۔ شان نزول:۔ یہ آیت نضر ابن حارث ابن کلدہ کے متعلق نازل ہوئی جو تجارتی سفر میں باہر جاتا وہاں سے عجموں کے ناول اور قصے کہانیوں کی کتابیں خریدتا۔ مکہ والوں سے کہتا تھا کہ تم کو محمد مصطفیٰ عاد و ثمود کی کہانیاں سناتے ہیں میں تم کو رستم اسفندیار اور شاہان

(بقیہ صفحہ ۶۵۴) عجم کی کہانیاں سناتا ہوں ۱۱۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو چیز اللہ کے ذکر سے غافل کرے وہ لہو الحدیث میں داخل ہے' حرام ہے' دیکھو اذان جمعہ کے بعد تجارت اور دنیاوی مشاغل جو نماز کی تیاری سے روکیں وہ لہو ہے۔ حتیٰ کہ اگر زن و فرزند یار کے ذکر میں آڑ بنے تو لہو ہے اس آڑ کو پھاڑ دو۔ روح البیان نے فرمایا کہ باجا حرام لغیرہ ہے۔ لہو ہو تو حرام ہے ورنہ نہیں۔ دیکھو غازی کے نقارے جائز ہیں کیونکہ لہو نہیں۔ اسی طرح قوالی لہو کے طور پر ہو تو حرام ہے جیسے آج کل کی عام قوالیاں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ گمراہ کرنے والے کا عذاب بہت زیادہ ہے تمام گمراہوں کا وبال اس پر پڑے گا۔ دیکھو نضر ابن حارث ابن کلدہ پر کسقدر عتاب فرمایا گیا۔

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ

جیسے انہیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ٹینٹ ہے ۱؎ تو اسے دردناک

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۷ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

عذاب کا مژدہ دو بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ

ان کے لئے چین کے باغ ہیں ۲؎ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کا وعدہ ہے سچا

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

اور وہی عزت و حکمت والا ہے اس نے آسمان بنائے بے ایسے ستونوں کے جو تمہیں

تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ

نظر آئیں ۳؎ اور زمین میں ڈالے لنگر کہ تمہیں لے کر نہ کانپے ۴؎

وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً

اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلائے ۵؎ اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ۶؎

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝۱۰ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ

تو زمین میں ہر نفیس جوڑا اگایا ۷؎ یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے

فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ

مجھے وہ دکھاؤ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا ۸؎ بلکہ ظالم

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۱ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ

کھلی گمراہی میں ہیں ۹؎ اور بے شک ہم نے لقمان کو ۱۰؎ حکمت عطا فرمائی ۱۱؎ کہ

اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ

اللہ کا شکر کر ۱۲؎ اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے ۱۳؎ اور جو ناشکری کرے

فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۱۲ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ

تو بے شک اللہ بے پرواہ ہے سب خوبیوں سراہا ۱۴؎ اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ

ع ۲/ ۱۱

۱۔ مسئلہ قرآن کریم ذوق و شوق سے سننا چاہیے۔ اس کی تلاوت کے وقت دنیاوی کاروبار میں مشغول رہنا' تلاوت کی پرواہ نہ کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ تلاوت قرآن کا سننا فرض کفایہ ہے جہاں لوگ قرآن شریف سننے سے مجبور ہوں' کاروبار میں مشغول ہوں وہاں بلند آواز سے تلاوت نہ کرنی چاہیے۔ خیال رہے کہ تلاوت قرآن کے احکام اور ہیں تعلیم قرآن کے احکام کچھ اور ۲۔ قانون یہ ہے کہ جنت صرف نیک کاروں کو ملے۔ فضل یہ ہے کہ نیکوں کی طفیل گنہگار بھی جنت داخل ہوں۔ یہاں قانون کا ذکر ہے لہٰذا یہ آیت دوسری آیتوں کے خلاف نہیں ۳۔ یعنی آسمان کے ستون ہی نہیں جو تم دیکھ سکو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ستون ہیں لیکن نظر نہیں آتے ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی ٹھہری ہوئی ہے کیونکہ پہاڑوں کو اسی لئے بنایا گیا کہ زمین حرکت نہ کرنے پائے۔ لنگر سے جہاز کا ٹھہرانا مقصود ہوتا ہے کہ جنبش نہ کرے۔ ۵۔ بعض جانور پانی میں' بعض تر زمین پر' بعض ہوا میں مگر یہ سب زمین پر ہی ہیں کیونکہ پانی زمین پر ہے اور ہوا بھی زمین سے تعلق رکھتی ہے۔ پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ بعض جانور کسی جگہ بعض کسی جگہ پیدا فرمائے ۶۔ آسمان کی طرف سے یا آسمانی اسباب سے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ بارش آسمان سے نہیں آتی سمندر کے پانی کی بھاپ ہے۔ کیونکہ وہ بھاپ اوپر جا کر بارش بن کر برستی ہے اور آفتاب کی گرمی سے ہی بھاپ بادل بنتی ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ گھاس درخت وغیرہ سب میں نر و مادہ ہیں۔ نر درخت سے لگ کر جب ہوا مادہ درخت کو چھوتی ہے۔ تو مادہ درخت حاملہ ہو کر پھل دیتا ہے ۸۔ یعنی اے کافرو! تمہارا بھی یہ عقیدہ ہے کہ یہ تمام مخلوق اللہ نے پیدا فرمائی اور تم بھی مانتے ہو کہ تمہارے بت کسی چیز کے خالق نہیں' تو پھر تم بتوں کی کیوں پوجا کرتے ہو ۹۔ کہ جان بوجھ کر غیر خالق کو خالق کے برابر مان کر اس کی بھی پوجا کرتے ہو ۱۰۔ حضرت لقمان کے متعلق مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ لقمان ابن باحور ابن ناحور ابن تارخ ہیں۔ یہ تارخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں۔ آپ کی عمر ایک ہزار سال ہوئی اور داؤد علیہ السلام کی صحبت پائی۔ بعض نے فرمایا کہ آپ لقمان ابن عنقا ابن سرون ہیں۔ ایلہ والوں میں سے تھے۔ سیاہ فام غلام تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ بنی اسرائیل کے صالحین میں سے ان کے قاضی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ ایوب علیہ السلام کے بھانجہ یا خالہ زاد بھائی تھے۔ حق یہ ہے کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے حکمت' علم معرفت یا دل کی روشنی کو کہتے ہیں۔ عقل و فہم کو بھی حکمت کہہ دیا جاتا ہے۔ یہاں حکمت کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں ۱۱۔ حضرت لقمان علیہ السلام کا علم لدنی اور عطائی تھا جو رب نے بلاواسطہ عطا فرمایا ۱۲۔ اس کی ہر نعمت کا خصوصاً حکمت عطا فرمانے کا کہ یہ تمام نعمتوں سے افضل ہے یا اس کا شکریہ ادا کرو کہ تمہیں نبی کی صحبت میسر ہوئی ۱۳۔ کیونکہ

(بقیہ صفحہ ۶۵۶) شکر سے نعمت بڑھتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ لہٰذا شکر میں بندہ کا ہی بھلا ہے۔ ۱۴۔ یہاں کفر کفران سے بنا ہے۔ بمعنی ناشکری یعنی بندوں کی ناشکری سے رب کا کوئی نقصان نہیں خود بندوں کا ہی نقصان ہے

ا۔ حضرت لقمان کے بیٹے کا نام انعم یا اشکم ہے (خزائن) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان پہلے اپنے گھر والوں کو وعظ و نصیحت کرے پھر دوسروں کو دوسرے یہ کہ نصیحت نرم الفاظ میں ہونی چاہیے۔ آپ نے اے بچے فرما کر خطاب فرمایا۔ تیسرے یہ کہ اعمال کی اصلاح سے پہلے عقائد کی درستی کی جاوے کہ آپ نے

يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾

اسے نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا ظلم ہے ۱؎

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا

اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی ۲؎ اسکی ماں نے اسے پیٹ میں

عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ

رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی ۳؎ اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے ۴؎ یہ کہ حق مان میرا اور

لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ

اور اپنے ماں باپ کا ۵؎ آخر مجھی تک آنا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ

تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا

میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں ۶؎ تو ان کا کہنا نہ مان ۷؎ اور دنیا میں اچھی

فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ

طرح ان کا ساتھ دے ۸؎ اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا ۹؎

ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتادوں گا جو تم کرتے تھے

يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

اے میرے بیٹے برائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو ۱۰؎

فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ

پھر وہ پتھر کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اسے

يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ

لے آئے گا ۱۱؎ بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے ۱۲؎ اے

الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

میرے بیٹے نماز برپا رکھ ۱۳؎ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر ۱۴؎

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم — النصف

اپنے فرزند کو پہلے یہ نصیحت کی کہ شرک نہ کرنا۔ چوتھے یہ کہ شرک بمعنی کفر آتا ہے کیونکہ آپ فرزند کو کفر سے روک رہے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ شرک تو نہ کرنا باقی کفر کرتے رہنا۔ پانچویں یہ کہ مومن سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ کفر نہ کرو۔ یعنی ایمان پر قائم رہو۔ چھٹے یہ کہ گزشتہ بزرگوں کی تعلیم یاد دلانا' ان کے اقوال نقل کرنا سنت الٰہیہ ہے۔ ۲۔ یہ جملہ معترضہ ہے جو حضرت لقمان کی تعلیم کے ذکر کے درمیان ارشاد ہوا۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ کی خدمت بڑی سعادتمندی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ماں باپ کافر بھی ہوں جب بھی ان کا حق پدری و مادری اولاد پر ہے۔ ۳۔ حمل کا ضعف' پھر درد زہ کی کمزوری' پھر جننے کی مشقت' اس سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے کہ باپ نے مال سے بچے کو پالا' ماں نے اپنے خون سے' علماء فرماتے ہیں کہ حق خدمت ماں کا زیادہ ہے اور حق اطاعت و فرمانبرداری یا حق مالی باپ کا زیادہ۔ اس لئے حضور نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے اور فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے ۴۔ بچہ کو دودھ پلانے کی مدت دو سال ہے' بعد میں نہ پلایا جائے۔ جہاں ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یعنی تیس ماہ فرمایا گیا وہاں حمل کے چھ ماہ بھی اس میں شامل ہیں ۵۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور ماں باپ ہمارے مربی۔ حضرت سفیان ابن عیینہ نے فرمایا کہ اللہ کے شکر کے لئے پنج گانہ نماز پڑھو۔ ماں باپ کے شکریہ کے لئے نمازوں میں ان کے لئے دعا مغفرت کرو رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ الخ ۶۔ یعنی کسی کو اللہ کا شریک نہ کر۔ کیونکہ کسی کی شرکت کا علم بندے کو نہیں۔ وہ رب وحدہ لاشریک ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ رب کی نافرمانی میں ماں باپ کی فرمانبرداری نہیں یعنی ان کے کہنے سے کفر نہ کرے فرائض عبادات نہ چھوڑے ۸۔ اس ایک جملہ میں ماں باپ کی خدمت و فرمانبرداری کا ذکر آگیا ان پر مال خرچ کرنا' اپنے ہاتھ پاؤں سے ان کی خدمت کرنی' ان کی سختی برداشت کرنی' ان پر نرم رہنا یعنی اپنے مشرک و کافر ماں باپ کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کر۔ مگر راستہ اچھوں کا اختیار کر ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خدمت و اطاعت ماں باپ کی ضرور کرے مگر راستہ اچھوں کا اختیار کرے اگر ماں باپ گمراہ یا فاسق ہوں تو انہیں نرمی سے ہدایت کرے۔ دوسرے یہ کہ وہی دین سچا ہے جس میں اولیاء اللہ ہوں' کہ آج تک سوا اہل سنت و الجماعت کے' وہابی' دیوبندی' مرزائی' شیعہ' چکڑالوی کسی مذہب میں اولیاء اللہ نہیں لہٰذا اسی کی پیروی چاہیے۔ تیسرے یہ کہ تقلید شخصی اعلیٰ چیز ہے کہ سارے اولیاء اللہ مقلد گزرے کوئی غیر مقلد نہ ہوا ۱۰۔ اب پھر حضرت لقمان کی تعلیم کا ذکر شروع ہوا ۱۱۔ حضرت لقمان کے فرزند نے پوچھا تھا کہ ابا جان! اگر تنہائی میں چھپ کر گناہ کئے جائیں۔ تو رب تعالیٰ کیسے جانے گا۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا۔ مقصد یہ ہے کہ نیکی یا بدی کیسی ہی معمولی ہو اور کیسے ہی پوشیدہ مقام پر کی جاوے' قیامت میں بندہ پر

(بقیہ صفحہ ۶۵۷) ظاہر کی جاوے گی۔ اس کا حساب ہو گا۔ سزا یا جزا ملے یا نہ ملے' حساب ضرور ہو گا یہ قانون ہے اس کی تفسیر یہ آیت ہے۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ اور اللہ کا فضل یہ ہے کہ بعض کے گناہ نیکیاں بن کر پیش ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ لہٰذا ان دونوں آیتوں میں تعارض نہیں۔ قانون اور ہے فضل کچھ اور ۱۲۔ لہٰذا وہ ہر جگہ تمہارے ہر حال سے خبردار ہے اعمال لکھنے والے فرشتوں کا مقرر فرمانا تو مجرم کا منہ بند کرنے کے لئے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کی بے علمی کی وجہ سے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ ان امتوں پر بھی نماز فرض تھی اگرچہ ان کا طریقہ ادا ہماری اسلامی نماز سے مختلف تھا۔ نماز بڑی پرانی عبادت ہے۔ ۱۴۔ اس میں ترتیب ذکری ہے عالم و اعظ پہلے خود نیک عمل کرے پھر دوسروں سے کہے۔ بے عمل واعظ کا وعظ دلوں میں اثر نہیں کرتا۔ نیز ہر مسلمان دین کا مبلغ ہونا چاہیے جو مسئلہ معلوم ہو وہ دوسروں تک پہنچائے۔ صرف علماء پر ہی تبلیغ لازم نہیں ہے۔

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ
اور جو افتاد تجھ پر پڑے اس پر صبر کر ۱ بے شک یہ ہمت کے
عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ
کام ہیں ۲ اور کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ کج
لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ
نہ کر ۳ اور زمین میں اتراتا نہ چل ۴ بے
اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِي
شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا فخر کرتا ۵ اور میانہ چال
مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ
چل ۶ اور اپنی آواز کچھ پست کر بے شک سب آوازوں میں بری آواز
لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا
گدھے کی ۷ کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے کام میں
فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ
لگائے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں
ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي
ظاہر اور چھپی ۸ اور بعض آدمی اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں
اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قِيلَ
یوں کہ نہ علم نہ عقل نہ کوئی روشن کتاب ۹ اور جب ان سے کہا جائے
لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا
اس کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا ۱۰ تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں
عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ
گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ۱۱ کیا اگرچہ شیطان انکو عذاب دوزخ کی طرف

ع ۸ / ۱۱

۱۔ ہر تکلیف دہ چیز رنج و غم' بیماری' ناداری سب پر صبر کرو خصوصاً تبلیغ میں جو جہلاء سے تمہیں تکلیف پہنچے اس پر ملول ہو کر تبلیغ نہ چھوڑ دو ۲۔ اور ان کے کرنے پر بڑا ثواب ہے' معلوم ہوا کہ تبلیغ بھی بڑی پرانی عبادت ہے تمام انبیاء اور ان کی امتوں کے علماء اور ہر جاننے والے معلوم مسائل کی تبلیغ کرتے رہے ۳۔ یعنی ہر فقیر و امیر سے محبت سے میٹھا کلام کرو غریبوں سے منہ نہ موڑو۔ انہیں حقیر جان کر متکبرانہ طریقہ اختیار نہ کرو ۴۔ معلوم ہوا کہ اچھوں کی سی شکل بنانا' ان کی سی چال ڈھال اختیار کرنا اچھا ہے اور بروں کی شکل اختیار کرنی ان کے طریقے برتنا برا ہے۔ اس سے موجودہ مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے کہ اپنی چال ڈھال متکبر عیسائیوں کی سی بناتے ہیں۔ متکبرین کی نقل بھی بری ہے۔ متواضعین کی نقل اچھی ہے آج کل بالوں میں مانگ نکال کر ننگے سر ہاتھ یا پیر گھماتے ہوئے چلنا خاص مغرور و متکبرین کی چال ہے ہر مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے۔ بلاوجہ تیز چلنا بھی اس میں داخل ہے کہ تکبر ہے ۵۔ اندرونی عظمت پر اکڑنا فخر ہے جیسے علم' حسن' خوش آوازی' نسب' وعظ وغیرہ اور بیرونی عظمت پر اکڑنا اختیال ہے جیسے مال' جائیداد' لشکر' نوکر چاکر' وغیرہ یعنی نہ ذاتی کمال پر فخر کر نہ بیرونی فضائل پر اترا۔ کیونکہ یہ چیزیں تیری اپنی نہیں رب کی ہیں' جب چاہے لے لے ۶۔ نہ بہت تیز رفتار چلو نہ بہت سست کہ پہلی صفت چھچھوراپن ہے اور دوسری صفت تکبر و غرور ہے ۷۔ یعنی اگر اونچا بولنا کمال ہوتا تو چاہیے تھا کہ گدھا بڑا کامل ہوتا کیونکہ وہ بہت اونچا بولتا ہے حالانکہ وہ بہت ہی ذلیل ہے۔ اس میں اشارۃً یہ ارشاد ہوا کہ بلند آواز اگر اللہ کے ذکر کی ہو تو اچھی ہے اور مصیبت کی ہو تو بہت بری کیونکہ گدھا شہوت میں چیختا ہے اسی وقت لاحول پڑھی جاتی ہے اور مرغ بلند آواز سے اللہ کا ذکر کرتا ہے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت دعا مانگنے کا حکم ہے۔ ۸۔ ظاہری اور باطنی نعمتوں میں بہت گفتگو ہے' یا تو اچھی صورت ظاہری نعمت ہے اور اچھی سیرت باطنی نعمت ہے' یا ظاہر اعضاء کی درستی ظاہری نعمت ہے' عقائد کی درستی باطنی نعمت ہے' یا اسلام و قرآن ظاہری نعمت ہیں اور عرفان باطنی نعمت یا شریعت ظاہری نعمت ہے طریقت باطنی نعمت یا حضور ﷺ کی اتباع ظاہری نعمت ہے اور حضور کی محبت باطنی نعمت وغیرہ (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے ساتھ طریقت کی بھی بڑی اہمیت ہے شریعت ظاہری نعمت ہے طریقت باطنی نعمت' شریعت کے بقاء کے لئے علماء اور طریقت کے لئے صوفیاء' اولیاء اللہ پیدا فرمائے گئے۔ شریعت حضور کے جسم شریف حالات کا نام ہے طریقت حضور کے قلب مبارک کے

(بقیہ صفحہ ٦٥٨) احوال کالقب ہے ۹۔ شان نزول یہ آیت نضر ابن حارث اور امیہ ابن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو بڑے جاہل تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق کج بحثی کیا کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ جاہل عالم سے مسئلہ پوچھے اس سے مناظرہ نہ کرے کہ یہ طریقہ کفار ہے ۱۰۔ قرآن اور حدیث کہ یہ دونوں اللہ کی اتاری ہوئی ہیں قرآن کے الفاظ اور معانی سب اللہ نے اتارے ہیں' حدیث کے مضامین رب نے حضور کے ذہن شریف میں اتارے ہیں جسے حضور نے اپنے الفاظ سے بیان فرمایا لہٰذا اس آیت سے چکڑالوی دلیل نہیں پکڑ سکتے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں جاہل باپ دادوں کی رسوم اختیار کرنی

السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

بلاتا ہو[1] اور جو اپنا منہ اللہ کی طرف جھکادے اور ہو نیکوکار[2]

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ

تو بے شک اس نے مضبوط گرہ تھامی[3] اور اللہ ہی کی طرف ہے سب کاموں

الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۗ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

کی انتہا[4] اور جو کفر کرے تو تم اس کے کفر سے غم نہ کھاؤ[5] انہیں ہماری ہی طرف پھرنا

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾

ہے ہم انہیں بتادیں گے جو کرتے تھے بے شک اللہ دلوں کی بات جانتا ہے

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾

ہم انہیں کچھ برتنے دیں گے[6] پھر انہیں بے بس کرکے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

[7] اور اگر تم ان سے[8] پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۗ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۗ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

تو ضرور کہیں گے اللہ نے[9] تم فرماؤ سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں[10]

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ ہی بے نیاز ہے سب

وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ

خوبیوں سراہا[11] اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی

مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۗ

سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور[12] تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی[13]

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا

بے شک اللہ عزت والا حکمت والا ہے تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت میں اٹھانا ایسا ہی ہے

کفار کا طریقہ ہے اور صالح باپ دادوں کے طریقے اختیار کرنے اچھے ہیں' رب فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ لہٰذا اس آیت سے تقلید شرعی کو کچھ تعلق نہیں۔

۱۔ یعنی تمہارے جاہل باپ دادوں کو شیطان بہکاتا تھا۔ جس سے وہ دوزخ کی طرف جا رہے تھے۔ تمہارے پاس نبوت کا نور آ چکا' اب تم شیطان کی پیروی کیوں کرتے ہو معلوم ہوا کہ شیطانی لوگوں کا اتباع دراصل شیطان کی پیروی ہے ۲۔ یہاں اسلام سے مراد عبادت ہے اور احسان سے مراد ایمان' یعنی ایمان لا کر نیک اعمال کرکے یا اسلام سے مراد عبادت اور احسان سے مراد حضور قلبی' یا اسلام سے مراد اللہ کو ماننا اور احسان سے مراد حضور کا ماننا یعنی جو اللہ کو مانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہوئے کیونکہ حضور کا انکار کرکے اللہ کو ماننا بیکار ہے۔ ۳۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم سب لوگ پستی میں پڑے ہیں۔ حضور اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہیں جس نے آپ کا دامن تھام لیا وہ بلندی پا گیا جو آپ سے علیحدہ رہا پستی میں رہا۔ جیسے کنوئیں میں گرے ہوئے ڈول یا آدمی کو رسی کے ذریعے نکالتے ہیں ۴۔ یعنی آخر کار ہونا وہی ہے جو رب تعالیٰ چاہتا ہے' یا سب کی انتہا رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور حساب دینا ہے ۵۔ کیونکہ اس کے کفر کے متعلق آپ سے باز پرس نہ ہوگی کہ وہ کافر کیوں رہا' خود اس کا اپنا نقصان ہے رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ نیز دوسری امتوں کی طرح آپ کے متعلق کوئی یہ شکایت نہیں کر سکے گا کہ آپ نے تبلیغ نہ فرمائی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کتنی بھی زیادہ ہو تھوڑی ہے' رب فرماتا ہے قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ مگر جب دنیا کا تعلق آخرت سے ہو جائے تو کثیر بن جاتی ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کو عذاب تو اگرچہ ہوگا مگر عذاب غلیظ نہ ہوگا۔ یہ صرف کفار کے لئے ہے۔ عذاب غلیظ سے مراد یا تو ہمیشہ کا عذاب ہے یا رسوائی والا عذاب' یا دوزخ کے سخت طبقوں کا عذاب انشاء اللہ اگر گنہگار مومن دوزخ میں گیا تو کچھ عرصہ سب سے اوپر کے طبقہ میں رہے گا۔ جہاں ہلکا عذاب ہے ۸۔ ان کافروں سے جو خدا کے قائل ہیں کیونکہ بعض کفار مکہ دہریہ بھی تھے جو اللہ کی ہستی کے ہی قائل نہ تھے رب فرماتا ہے۔ کہ وہ کہتے تھے۔ وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کو خالق و مالک مدبر عالم وغیرہ تمام صفات کے ساتھ مان لینا' ایمان کے لئے کافی نہیں۔ یہ سب باتیں شیطان بھی مانتا ہے۔ ایمان نبی کے ماننے کا نام ہے مشرکین عرب خدا کی ذات و صفات کو مانتے تھے مگر مشرک تھے کیوں؟ اس لئے کہ نبی کے منکر تھے ۱۰۔ یعنی ان میں بہت سے لوگ یہ باتیں مان کر بھی شرک کرتے تھے اور بعض ایمان لے آتے تھے یا آپ کی تشریف آوری سے پہلے بھی شرک نہ کرتے تھے۔ موحد تھے جیسے آپ کے آباؤ اجداد اور دوسرے موحدین۔ اس لئے یہاں اکثر فرمایا گیا۔ ۱۱۔ آیت کے حصر سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی حقیقی غنی ہے نہ حقیقی

(بقیہ صفحہ ۶۵۹) محمود اور لائق حمد۔ جس کو غنا ملی اس کی عطائے، جس کی حمد ہوئی اس کے کرم سے، رب فرماتا ہے۔ أَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۱۲۔ شان نزول۔ یہود مدینہ نے حضور سے سوال کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کو تھوڑا علم دیا گیا اور قرآن یہ بھی فرماتا ہے کہ جسے حکمت دے گئی اسے خیر کثیر دی گئی اور یہ بھی فرماتا ہے کہ توریت میں ہر شے کا علم تھا۔ ان آیتوں میں تعارض ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے علم کے مقابل یہ تمام علوم تھوڑے ہیں، اگرچہ فی نفسہ زیادہ ہیں اس کی تائید میں یہ آیت اتری جس میں فرمایا گیا کہ اگر تمام روئے زمین کے درخت قلم ہوں اور ساتوں سمندر روشنائی اور تمام جن و انس فرشتے لکھنے والے بن جائیں تو یہ سب کچھ

كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ

جیسا ایک جان کا [۱] بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے اے سننے والے کیا تو نے

اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ

نہ دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں [۲] اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں [۳]

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ز كُلٌّ يَّجْرِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ

اور اس نے سورج اور چاند کام میں لگائے ہر ایک ایک مقرر میعاد تک

مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ

چلتا ہے [۴] اور یہ کہ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے یہ اس لئے کہ

اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ

اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں سب باطل ہیں [۵]

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ

اور اس لئے کہ اللہ ہی بلند بڑائی والا ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ کشتی

تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ

دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے [۶] تاکہ تمہیں وہ اپنی کچھ نشانیاں دکھائے [۷]

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ

بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کو [۸] اور جب ان پر

مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

آپڑتی ہے کوئی موج پہاڑوں کی طرح تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اسی پر عقیدہ

فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ

رکھتے ہوئے [۹] پھر جب انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو ان میں کوئی اعتدال پر رہتا ہے [۱۰]

بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا

اور ہماری آیتوں کا انکار نہ کرے گا مگر ہر بڑا بے وفا ناشکرا اے لوگو اپنے رب سے ڈرو [۱۱]

کچھ ختم ہو جاوے گا مگر اس کے علوم ختم نہ ہوں گے۔ خیال رہے کہ یہ سوال و جواب ہجرت کے بعد کا ہے کیونکہ یہ آیت مدنیہ ہے۔ ۱۳۔ اس میں اللہ کی حمد اور حضور کی نعت دونوں شامل ہیں حضور کی نعت بھی اللہ کی باتیں ہیں اگرچہ بندے کے منہ سے نکلیں۔ بلکہ جو باتیں رب قبول کرے وہ اللہ کی باتیں ہیں۔

۱۔ شان نزول۔ یہ آیت کفار کے اس سوال کے جواب میں نازل ہوئی کہ رب نے ہم کو دنیا میں بہت طریقوں سے پیدا فرمایا۔ کبھی نطفہ کبھی مضغہ۔ کبھی کچھ کبھی کچھ تو قیامت میں ہم سب کو ایک دم کیسے پیدا فرمائے گا (روح) اس میں فرمایا گیا کہ یہاں بہت آہستگی سے پیدا فرمانا دوسری حکمتوں سے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کی مجبوری کی بناء پر اور وہاں ایک دم پیدا فرمانے میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار ہو گا لہٰذا غائب کو حاضر پر قیاس نہ کرو ۲۔ معلوم ہوا کہ علم ریاضی ہیئت وغیرہ سیکھنا تاکہ اس سے قدرت معلوم ہو سکے قدرت والے کی معرفت حاصل کی جائے بہت بہتر ہے رات و دن کا گھٹنا بڑھنا اور اس کی وجہ ریاضی سے معلوم ہوتی ہے۔ اس علم سے نماز و روزے کے اوقات بھی معلوم ہوتے ہیں ۳۔ اس طرح کہ سردیوں میں دن چھوٹا اور رات بڑی ہوتی ہے اور گرمیوں میں اس کے برعکس کیونکہ وقت کے بعض اجزا کبھی دن میں داخل ہوتے ہیں اور کبھی رات میں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ زمین حرکت کرتی ہے نہ آسمان۔ دونوں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ چاند تارے سورج گردش کر رہے ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ لہٰذا نیا فلسفہ یعنی سائنس اور پرانا فلسفہ دونوں جھوٹے ہیں۔ وہ لوگ زمین یا آسمان کو صرف اس لئے متحرک مانتے ہیں کہ ان کے نزدیک آسمان کا پھٹنا، چرنا، غیر ممکن ہے اور فلسفہ جدید والے آسمان ہی کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ آسمان کوئی شے ہی نہیں۔ وہ سب جھوٹے ہیں، رب اور اس کے نبی سچے ہیں ۵۔ یہاں حق سے مراد باقی ہے اور باطل سے مراد فانی۔ یا حق سے مراد سچا ہے اور باطل سے مراد جھوٹا۔ یعنی اللہ باقی ہے یہ معبود فانی۔ یا اللہ سچا ہے اور یہ معبود جھوٹے۔ آگے اس کی دلیل آ رہی ہے کہ سچا معبود وہ ہے جو بلندی اور بڑائی والا ہو۔ بتوں میں نہ بلندی ہے نہ بڑائی۔ پھر وہ معبود کیسے ہوئے یہ بھی خیال رہے کہ اگرچہ بعض کفار انبیاء کرام کو پوجتے ہیں مگر ان بزرگوں کو باطل نہیں کہا جا سکتا وہ بالکل حق ہیں اس لئے یہاں رب نے، فرمایا جو بے عقل چیزوں کے لئے آتا ہے۔ یعنی تمہارے پتھر درخت وغیرہ بت جھوٹے ہیں یا، مصدر یہ ہے یعنی تمہارا ماسوا اللہ کو پوجنا باطل اور جھوٹ ہے۔ ۶۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ کشتی دریا میں محض اللہ کے فضل و کرم سے چلتی ہے ورنہ اس کے لئے وہاں ہزارہا آفتیں موجود ہیں جو اسکی روانی میں رکاوٹ بن سکتی اور کشتی کو ڈبو سکتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمہارے مال و اسباب لے کر کشتیاں دریا میں چلتی ہیں حالانکہ پانی پتلی چیز ہے بوجھ اٹھا نہیں سکتا۔ یا

(بقیہ صفحہ ۶۶۰) اللہ کے فضل سے شریعت کی کشتی طریقت کے دریا میں تیرتی ہے اور خیریت سے پار لگتی ہے۔ ۷۔ سمندر کے دلکش نظارے اور بڑی نشانی قدرت تو یہ ہے کہ کشتی بخیریت کنارے لگ جاتی ہے اور سواریاں سلامتی سے خشکی پر اتر جاتی ہیں ۸۔ یعنی ہر مومن عاقل کے لئے، کیونکہ مومن ہی صابر و شاکر ہوتا ہے۔ اور مومن ہی اللہ کی قدرت کی نشانیوں پر غور کرتا ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف مصیبت میں خدا کو یاد کرنا۔ آرام میں اسے بھول جانا کافروں کا عمل ہے۔ مومن ہر حال میں رب کو یاد کرتا ہے۔ ۱۰۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت عکرمہ ابن ابوجہل کے متعلق ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کفار مکہ کو امن دے دیا سوائے چار شخصوں کے۔ عکرمہ ابن ابوجہل، عبداللہ، ابن خطل، قیس ابن سبابہ، عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح۔ ان کے بارے میں فرمایا گیا کہ جہاں ملیں قتل کر دیئے جائیں۔ حضرت عکرمہ یہ اعلان سن کر جان بچا کر بھاگ گئے کشتی میں سوار ہوئے کشتی کو باد مخالف نے گھیر لیا۔ سمندر میں طوفان بپا ہو گیا کشتی والوں نے کہا کہ اب تمہیں خدا کے سوا کوئی بت وغیرہ نہیں بچا سکتے۔ اسی اللہ سے دعا کرو عکرمہ بولے کہ جب سمندر میں خدا کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا تو خشکی میں بھی وہی بچانے والا ہے۔ خدایا اگر میری اب جان بچا دے تو میں تیرے حبیب تک کسی طرح پہنچ کر ایمان لے آؤں گا۔ اللہ نے فضل و کرم کیا وہاں سے بخیریت پار لگ گئے۔ حضرت عکرمہ تو آکر اسلام لائے باقی کشتی والوں نے یہ وعدہ پورا نہ کیا (روح و خزائن) اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہو گی اگرچہ سورہ لقمان مکیہ ہے ۱۱۔ اے مومنو اور کافرو! اپنے رب سے ڈرو اس طرح کہ کافر تو ایمان لے آئیں اور مومن ایمان پر قائم رہیں نیک اعمال کی کوشش کریں ۱۔ یہ کافروں کے لئے ہے مومنوں کی مومن اولاد انشاء اللہ کام آئے گی رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ اور فرماتا ہے اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ اسی لئے مومنوں کی چھوٹی اولاد کو جنت ملے گی باپ کے ایمان و اعمال کی وجہ سے بلکہ مومن کا مال و اہل قرابت بھی کام آویں گے کہ زکوٰۃ و خیرات وہاں بہت نفع دے گی۔ مسلمانوں کی نبی، ولی علماء، مشائخ شفاعت کریں گے، چھوٹے بچے ماں باپ کو بخشوائیں گے غرضیکہ مومن کے احکام اور ہیں ۲۔ قیامت ضرور آئے گی خیال رہے کہ قیامت کا دن مسلمانوں کے لئے وعدے کا دن ہے کافروں کے لئے وعید کا دن۔ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے ۳۔ دنیا کی زندگی کو باقی سمجھ کر رب سے غافل ہو جانا بڑی ہی غفلت ہے یہ تو پانی کے بلبلے کی طرح خالی غلاف ہے جس کی کچھ حقیقت نہیں خیال رہے کہ اولیاء انبیاء کی دنیاوی زندگی دنیا کی زندگی نہیں بلکہ آخرت کی زندگی ہے کہ وہ حضرات اس میں توشہ آخرت جمع کر لیتے ہیں لہٰذا یہ آیت ہم جیسے غافلوں کو بیدار کرنے کے لئے ہے ۴۔ شان نزول :۔ حارث ابن عمرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو فرمائیے کہ قیامت کب ہو گی۔ میں نے کھیت بویا ہے فرمائیے بارش کب ہو گی۔ میری عورت حاملہ ہے فرمائیے بیٹا ہو گا یا بیٹی۔ اور فرمائیے کہ کل میں کیا کروں گا اور فرمائیے کہ میں کہاں مروں گا اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۵۔ تدری، درایۃ سے بنا درایت عقل و حساب، اندازے سے جاننے کو کہتے ہیں یعنی یہ وہ پانچ غیب ہیں جو عقل کے حساب سے اندازے سے معلوم نہیں ہو سکتے صرف وحی الٰہی سے معلوم ہو سکتے ہیں اور چونکہ اس قسم کی وحی کی اشاعت کرنے کی اجازت نہیں اس لئے عوام کو یہ باتیں نہیں بتائی جا سکتیں لہٰذا یہ آیت شان نزول کے بالکل

ع ۱۴

رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ

اور اس دن کا خوف کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے گا

وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا ۭ اِنَّ وَعْدَ

اور نہ کوئی کامی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے بے شک اللہ کا وعدہ

اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

سچا ہے تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ

دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم

وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ

اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان

نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ

نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین

اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝

میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے

اٰیَاتُهَا ۳۰ ۳۲ سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۷۵ رُكُوْعَاتُهَا ۳

سورہ سجدہ مکی ہے اور اس میں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ

کتاب کا اتارنا بے شک پروردگار عالم کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ

ہے کیا کہتے ہیں ان کی بنائی ہوئی ہے بلکہ وہی حق ہے تمہارے

(بقیہ صفحہ ٦٦١) مطابق ہے کوئی مخالفت نہیں ٦۔ یہ بھی عقل و قیاس سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ ملک الموت ہر شخص کی موت کی جگہ جانتے ہیں سارہ و حضرت مریم کو حضرت جبریل نے فرزند کی خوشخبری دی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی۔ یہ سب رب کی تعلیم سے تھا نہ کہ قیاس و اٹکل و گمان سے۔ غرضیکہ اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو یہ علوم نہ دیئے۔ رب فرماتا ہے فَلَا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ٧۔ حضور کا جنگ بدر میں ایک دن پہلے ہر کافر کے قتل کی جگہ بتانا یا جنت سے حور کا پکارنا کہ اس سے نہ لڑو یہ ہمارے پاس آنے والا ہے یا کاتب تقدیر فرشتے کا سب کچھ لکھ جانا ماں کے پیٹ میں یہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہے لہٰذا آیت کریمہ کے خلاف نہیں۔ ٨۔ سورہ سجدہ مکیہ ہے سوا اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا الخ۔ تین آیتوں کے۔ اس سورت میں تین رکوع تیس آیتیں تین سو اسی کلمات' ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ حروف ہیں ٩۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ کرام امین ہیں سچے ہیں کیونکہ ان تین منزلوں کو طے کر کے قرآن کریم ہم تک پہنچا ہے اگر ان میں سے کوئی بھی امین نہ ہو تو قرآن مشکوک ہو گا۔ قرآن کی مختلف آیات مختلف صحابہ سے ملی ہیں لہٰذا ہر صحابی امین ہوئے' امیر معاویہ کاتب وحی تھے ١٠۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم عالمین کے لئے آیا ہے کیونکہ رب العالمین کی طرف سے ہے اس لئے رب تعالیٰ نے یہاں اپنے کو رب العالمین فرمایا۔ دوسری جگہ قرآن کریم فرماتا ہے هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالمین کے رسول ہیں فرمایا ہے لیکون للعالمین نذیرا ١١۔ کفار کو خود اپنی ایک بات پر قرار نہ تھا چنانچہ وہ قرآن مجید کو کبھی جادو' کبھی شعر' کبھی کہانت کبھی حضور کا گھڑا ہوا کلام کہتے تھے۔ یہ ہی ان کے بطلان کی کھلی ہوئی دلیل تھی' رب فرماتا ہے مَا لَهٗ مِنْ قَرَارٍ

مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ

رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے

قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝٣ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

والا نہ آیا اس امید پر کہ وہ راہ پائیں اللہ ہے جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر

عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا

استواء فرمایا اس سے چھوٹ کر تمہارا کوئی حمایتی اور نہ

شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝٤ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ

سفارشی تو کیا تم دھیان نہیں کرتے کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے

اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ

زمین تک پھر اسی کی طرف رجوع کرے گا اس دن کہ جس کی مقدار

اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝٥ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ

ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں یہ ہے ہر نہاں اور عیاں

وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٦ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ

کا جاننے والا عزت و رحمت والا وہ جس نے جو چیز بنائی

كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ

خوب بنائی اور پیدائش انسان کی ابتدا مٹی سے

طِيْنٍ ۝٧ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ

فرمائی پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ

مَّهِيْنٍ ۝٨ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ

سے پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی

١۔ یعنی اس قرآن شریف کے الفاظ کا رب تعالیٰ کی طرف سے ہونا برحق ہے خیال رہے کہ حدیث شریف بھی رب کی طرف سے ہے مگر حدیث کے الفاظ حضور کے ہیں مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٢۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک حجاز میں یا سارے عرب میں کوئی نبی تشریف نہ لائے اور جو بنی اسرائیل کے نبی اور جگہ تشریف لائے وہ اہل حجاز کے نبی نہ تھے وہ نبی اسرائیل کے نبی تھے اور یہ لوگ بنی اسماعیل تھے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ یا یہ مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آیا جس سے کفر و تاریکی بہت پھیل چکی تھی اس بیچ کے زمانے کو فترت کہتے ہیں اور ان لوگوں کو اصحاب فترت کہتے ہیں۔ اگرچہ حضور سارے انسانوں کے نبی ہیں مگر آپ کا ڈرانا اولاً اہل قرابت کو پھر اہل عرب کو پھر دوسروں کو تھا۔ لہٰذا یہ آیت آپ کی نبوت کے عموم کے خلاف نہیں ٣۔ یہ امید ظاہری اعتبار سے ہے اور بندوں کے لحاظ سے ہے ورنہ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ کون ایمان لائے گا اور کون کافر رہے گا ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور ہر مومن و کافر کو جانتے پہچانتے ہیں۔ حضور نے تو مومنوں کے درجات تک کی خبر دے دی کہ فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنین جوانان جنت کے سردار۔ رب فرماتا ہے وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ٤۔ تاکہ مخلوق کو تعلیم دی جائے کہ اپنے کاموں میں جلد بازی نہ کیا کریں چھ دن سے مراد اتنا وقت ہے ورنہ اس وقت نہ سورج تھا نہ چاند نہ دن نہ رات ٥۔ یعنی عرش اعظم پر تجلی فرمائی۔ ورنہ لغوی استواء یعنی برابر ہونا یا سیدھا ہو کر بیٹھنا رب کی شان کے خلاف

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِيْلًا

اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے ؎ کیا ہی تھوڑا

مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا

حق مانتے ہو اور بولے کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے کیا پھر

لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۰

نئے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضری سے منکر ہیں ؎

قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ

تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ ؎ جو تم پر مقرر ہے ؎ پھر

اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا

اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے ؎ اور کہیں تم دیکھو جب مجرم ؎ اپنے رب کے پاس

رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا

سر نیچے ڈالے ہوں گے ؎ اے ہمارے رب اب ہم نے دیکھا اور سنا ؎ ہمیں پھر بھیج

نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا

کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آگیا اور اگر ہم چاہتے ہر جان کو

كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ

اس کی ہدایت عطا فرماتے ؎ مگر میری بات قرار پا چکی کہ ضرور

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝۱۳

جہنم کو بھر دوں گا ان جنوں اور آدمیوں سب سے ؎

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِیْنٰكُمْ

اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اپنے اس دن کی حاضری بھولے تھے ؎ ہم نے تمہیں چھوڑ دیا

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۴ اِنَّمَا

اب ہمیشہ کا عذاب چکھو اپنے کئے کا بدلہ ؎ ہماری

ع ۱۱/۱۴

(بقیہ صفحہ ۶۶۲) ہے ۶۔ اس میں کفار سے خطاب ہے کیونکہ بغیر ایمان قیامت میں کوئی مددگار اور شفاعت کرنے والا نہ ہو گا۔ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ مددگار بھی مقرر فرمادے گا۔ اور شفاعت کرنے والے بھی۔ وہ شفاعت باذن اللہ ہو گی ۷۔ اس طرح کہ زمین و آسمان کا انتظام فرشتوں کے سپرد فرمادیا اور ان کی علیحدہ علیحدہ ڈیوٹیاں لگا دیں۔ لہٰذا حقیقی انتظام فرمانے والا رب تعالیٰ ہے اور مجازی و ظاہری منتظم اس کے فرشتے لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ایسے ہی دنیا کے ظاہری انتظامات بادشاہوں اور حکام کے سپرد ہیں اور باطنی انتظامات تکوینی اولیاء اللہ سے متعلق ہیں۔ ان میں کوئی غوث ہے کوئی قطب اور ان کی ڈیوٹیاں بھی مختلف ہیں۔ یہ سب رب تعالیٰ کے انتظامات ہیں ۸۔ ہر انتظام اور ہر تدبیر یعنی قیامت میں بھی حق تعالیٰ ہی کا انتظام ہو گا۔ فرشتے جو کچھ انتظام کریں گے وہ رب ہی کے حکم سے کریں گے ۹۔ قیامت کا دن کسی کافر کو پچاس ہزار برس کا محسوس ہو گا کسی کو ایک ہزار برس کا اور مومن کو ایک نماز فرض کے وقت سے بھی کم لہٰذا آیات و احادیث میں تعارض نہیں ۱۰۔ یہ خالق اور تمام تدبیریں فرمانے والا وہ ہی رب ہے جو غیب و شہادت کا علیم و خبیر ہے۔ ۱۱۔ چنانچہ جس کو جو شکل و صورت بخشی بالکل ٹھیک بخشی اور جسم کا جو عضو جہاں لگایا مناسب لگایا۔ سبحان اللہ! ۱۲۔ اگرچہ جانور بھی مٹی سے ہیں مگر انسان کے مٹی سے ہونے میں رب کی عجیب قدرت کا ظہور ہے اس لئے اسے خصوصیت سے ذکر فرمایا' ہمارے مٹی سے ہونے کے یا یہ معنی ہیں کہ ہمارے جدامجد آدم علیہ السلام مٹی سے ہیں یا یہ کہ ہم نطفہ سے ہیں اور نطفہ غذا سے اور غذا مٹی سے ۱۳۔ یعنی منی کے ایک قطرے سے منی بے قدر بھی ہے نجس بھی کہ اس کے نکل جانے پر انسان مسجد میں آنے اور قرآن چھونے کے قابل نہیں رہتا ۱۴۔ حتیٰ ماں کے پیٹ میں اسے مکمل درست کر کے اس میں روح پھونکی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے کام رب تعالیٰ کے کام ہیں کیونکہ ماں کے پیٹ میں بچہ بنانا روح پھونکنا فرشتہ کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ یہ سب ہم کرتے ہیں۔

۱۔ اگرچہ آنکھ' کان' دل جانوروں کو بھی عطا ہوئے مگر یہ انسان کے اعضاء بہت اشرف ہیں کیونکہ انسان آنکھ کان سے آیات الہیہ سنتا دیکھتا ہے اور اس کا دل یار کا تجلی گاہ ہے جس سے وہ تمام مخلوق سے اشرف ہے اسی لئے خصوصیت سے انسان کے ان اعضاء کا ذکر فرمایا ۲۔ یعنی ان کفار کا آپ سے یہ پوچھنا ماننے کے لئے نہیں بلکہ ہٹ دھرمی کے ساتھ انکار کرنے کے لئے ہے ۳۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام جن کے ذمہ سب کی جان نکالنا ہے' یہ تمام کی موت کے وقت اور موت کی جگہ سے خبردار ہیں اس لئے کسی کو وقت سے پہلے اور غلط مقام پر نہیں مارتے یہ باتیں علوم خمسہ سے ہیں۔ جب حضرت عزرائیل کے علوم کا یہ حال ہے تو ہمارے حضور کے علم کا کیا حال ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام بیک وقت زمین کے مختلف حصوں میں حاضر ہو جاتے ہیں اور بیک وقت لاکھوں جگہ تصرف کرتے ہیں اور تمام عالم پر نظر رکھتے ہیں کہ اس کے بغیر وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سب انسانوں کی جانیں صرف عزرائیل علیہ السلام نکالتے ہیں باقی ان کے ساتھی فرشتے ان کا تعاون کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں کہ توفتہ رسلنا اور دوسری آیت اللہ یتوفی الانفس جس مونہا کہ رب تعالیٰ حقیقی مُمیت ہے۔ ۵۔ قیامت میں حساب کتاب کے لئے میدان محشر یعنی شام کی زمین میں حاضر کئے جاؤ گے لیکن کوئی خوشی خوشی حاضر ہو گا اور کوئی مجبوراً گرفتار ہو کر کوئی سوار کوئی پیدل غرضیکہ حالات مختلف ہوں گے ۶۔ یعنی مشرکین و کفار کیونکہ مطلق سے فرد کامل مراد ہوتی ہے اور کامل مجرم کفار ہیں جن کا دل و دماغ جرم کفر و انکار کا

(بقیہ صفحہ ۶۶۳) مجرم ہے ۷۔ خیال رہے کہ قیامت میں بارگاہ الٰہی میں سب ہی سر جھکائے ہوں گے۔ مگر کافر شرم و ندامت کی وجہ سے اور مومن متقی دربار کے ادب سے۔ یہاں شرمندگی کا سرنگوں ہونا مراد ہے ۸۔ یعنی قبر سے اٹھنے کے بعد عالم غیب کی چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور فرشتوں کا کلام اپنے کانوں سے سن لیا۔ اب ہم کو یقین ہو گیا کہ نبیوں نے جو کچھ کہا تھا سچ تھا۔ مگر یہ ماننا اب معتبر نہ ہو گا۔ نہ اس کے ماننے کو ایمان کہا جائے گا کیونکہ ایمان نام ہے نبی پر اعتماد کرنے اور ان کے ذریعے تمام غیوب کو ماننے کا ۹۔ اس طرح کہ ہر شخص کو توفیق دے دیتے کہ وہ اپنی خوشی سے ان ہدایتوں کو اختیار کرے جو اس کے لئے مفید ہوں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۰۔ اس طرح کہ بعض انسان اور بعض جن اپنے اختیار سے کفر و شرک کریں اور دوزخ میں جاویں اس سے معلوم ہوا کہ جنات کافر بھی دوزخ میں عذاب پانے جائیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دوزخ صرف کفار سے بھری جائے گی (بقیہ صفحہ ۶۹۸ پر)

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا

آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں ۱ کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں ۲

وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى

اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے ۳

جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ

ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے ۴ اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے

طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ

اور امید کرتے ۵ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں ۶ تو کسی جی کو نہیں معلوم ۷

مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے ۸ صلہ ان کے کاموں کا ۹

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾

تو کیا جو ایمان والا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں ۱۰

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بسنے کے

الْمَاْوٰى نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ

باغ ہیں ان کے کاموں کے صلہ میں مہمان داری ہے وہ جو

فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ

بے حکم ہیں ۱۱ ان کا ٹھکانا آگ ہے جب کبھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے

اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَ قِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ

پھر اسی میں پھیر دیئے جائیں گے ۱۲ اور ان سے فرمایا جائے گا چکھو ۱۳ اس آگ کا عذاب

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ

جسے تم جھٹلاتے تھے اور ضرور ہم انہیں چکھائیں گے کچھ نزدیک

السجدۃ ۹ — وقف غفران — وقف غفران

ا۔ یعنی اے کفار تم دنیا میں دوبارہ جا کر بھی مومن و متقی نہ ہوؤ گے۔ مومن تو صرف وہ ہو سکتے ہیں جن میں یہ صفات ہوں ۲۔ ایمان نصیب ہونے کے شکر کا سجدہ یا عظمت کبریائی کا سجدہ۔ بہر حال یہاں سجدہ سے مراد نماز نہیں اس لئے یہاں سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے ورنہ جہاں سجدہ سے نماز کا سجدہ مراد ہوتا ہے وہاں سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ ۳۔ پیغمبر کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے اور علماء دین کی پیروی کرنے سے ۴۔ اس طرح رات کے آخری حصہ میں جب سب لوگ سوتے ہیں تو یہ نماز میں کھڑے ہو کر روتے ہیں۔ اس وقت ان کے بستر خالی ہوتے ہیں کیونکہ وہ مصلے پر ہوتے ہیں اس میں اشارۃً دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تہجد کی نماز سو کر اٹھ کر پڑھے دوسرے یہ کہ نماز بستر پر نہ پڑھے گھر کی مسجد یا مصلے پر پڑھے۔ واللہ اعلم ورسولہ ۵۔ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تہجد کی نماز بہت اعلیٰ عبادت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے' دعا کرنی چاہیے' تیسرے یہ کہ دعا کے وقت قبولیت کی امید اور رد کا خوف چاہیے مگر امید غالب چاہیے' اگر دعا میں یہ باتیں جمع ہو جائیں تو انشاء اللہ ضرور قبول ہو گی۔ چوتھے یہ کہ عبادت میں ریا نہ چاہیے صرف رب کے لئے کی جائے اس سے قبولیت کی امید اور رد ہونے کا ڈر ہونا چاہیے حضور کی رضا رب کی ہی رضا ہے۔ رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حلال مال سے خیرات کرے دوسرے یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے کچھ اپنے لئے رکھے۔ تیسرے یہ کہ ہمیشہ خیرات کرتا رہے' ایک بار کی خیرات پر کفایت نہ کرے' یہ مسائل مِنْ اور مَا اور يُنْفِقُوْنَ کے مضارع ہونے اور رزق کے رب کی طرف نسبت فرمانے سے معلوم ہوئے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مال' حال کمال سب میں سے خیرات کرے۔ مَا سب کو عام ہے۔ ۷۔ اس میں حضور شامل نہیں کیونکہ آپ نے معراج میں تمام جنت کی سیر فرمائی۔ بلکہ اس میں ہم جیسے لوگ مراد ہیں اور علم سے پورا پورا علم تفصیلی مراد۔ ورنہ حضور کے ذریعہ ہم کو جنت کی نعمتوں کا کچھ نہ کچھ اجمالی علم ضرور ہے جس پر ہمارا ایمان ہے۔ غرضیکہ اس آیت سے نہ تو حضور کے علم کی نفی ہوتی ہے نہ ہمارے ایمان کا انکار یعنی کوئی مومن پورے طور پر ان نعمتوں کو نہیں جانتا ۸۔ یہاں جنت کسبی کا ذکر ہے جو اعمال کے ذریعہ رب تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ جنت وہبی اور عطائی کا ذکر دوسری آیات میں ہے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ مومن کے ناسمجھ بچے یا جن کو نیک اعمال کا موقعہ نہ ملے وہ جنت میں نہ جائیں یا گنہگار مومن جنت میں داخل نہ ہو۔ غرضیکہ آیات میں تعارض نہیں ۹۔ شان نزول:۔ یہ دونوں آیتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں نازل ہوئیں

الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

کا عذاب ۲؎ اس بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے ۳؎

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے ان سے منہ

عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ

پھیر لیا ۴؎ بے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک

اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ

ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی ۵؎ تو تم اس کے ملنے پر شک نہ کرو ۶؎

لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا ۷؎ اور ہم نے ان میں

مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۣؕ وَكَانُوْا

سے کچھ امام بنائے ۸؎ کہ ہمارے حکم سے بتاتے جبکہ انہوں نے صبر کیا اور وہ

بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ

ہماری آیتوں پر یقین لاتے تھے ۹؎ بے شک تمہارا رب ان میں فیصلہ کر دیگا قیامت

الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ یَهْدِ

کے دن جس بات میں اختلاف کرتے تھے ۱۰؎ اور کیا انہیں اس پر

لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ

ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک کر دیں کہ آج یہ انکے گھروں

فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

میں چل پھر رہے ہیں ۱۱؎ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ

اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف پھر اس سے کھیتی

(بقیہ صفحہ ۶۶۴) جبکہ آپ سے ولید ابن عقبہ ابن ابی معیط نے فخریہ کہا تھا کہ میں جتھا والا، بہادر، مالدار، زیادہ عمر والا ہوں تم بچے ہو مسکین ہو تو آپ نے فرمایا کہ جن چیزوں پر تجھے ناز ہے ان میں کوئی چیز ناز کے قابل نہیں تو کافر ہے بد عمل ہے' انسان کا کمال ایمان و تقویٰ سے ہے۔ نہ کہ مال و جتھے سے بمومن کافر' متقی فاسق برابر نہیں۔ اس پر آیات آئیں (خزائن العرفان) اس سے معلوم ہوا کہ جو نبی کو عام انسانوں کے برابر مانے وہ کافر ہے' رب فرماتا ہے۔ لَا یَسْتَوِیْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یہاں فاسق کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ دوسری جگہ گنہگار مسلمان کو فاسق فرمایا گیا ہے ارشاد باری ہے اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ معلوم ہوا کہ یہ لفظ دونوں معنوں میں آتا ہے۔ ۱۰۔ فسق کے معنی ہیں حد سے نکل جانا' گنہگار مومن تقویٰ کی حد سے کافر ایمان کی حد سے بلکہ حضور کا گستاخ انسانیت کی حد سے خارج ہے' یہاں فسق دوسرے معنی میں استعمال ہوا یعنی کفر ۱۱۔ اس طرح کہ دوزخی بھڑکتے ہوئے شعلوں میں اتنا اچھلیں گے کہ دوزخ کے منہ پر آجائیں گے۔ قریب ہو گا کہ تڑپ کر باہر نکل پڑیں کہ فرشتے ان کے جسموں پر گرز مار کر پھر نیچے گرا دیں گے۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ بھاگ کر نکلنا چاہیں گے کیونکہ وہاں سے بھاگنا کیسا ۱۲۔ یعنی ہمیشہ اپنے کفر کا مزہ چکھتے رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ خاص سزا جو یہاں مذکور ہے گنہگار مومن کو نہ ہو گی انشاء اللہ نہ اسے دوزخ میں ہمیشگی ہو گی۔ کیونکہ وہ منکر نہ تھا

۱۔ اس سے اشارۃً عذاب قبر بھی ثابت ہے کہ وہ ادنیٰ ہے اور عذاب قیامت سے پہلے ہے خیال رہے کہ قبر میں دوزخ کا عذاب ہو گا مگر دوزخ سے دور رہ کر اس طرح کہ وہاں سے دھواں اور گرمی آوے گی اور قیامت کے بعد دوزخ میں پہنچ کر عذاب ہو گا۔ لہٰذا قبر کا عذاب دوزخ کے داخلی عذاب سے کہیں ہلکا ہو گا۔ خیال رہے کہ کافر کو عذاب قبر ہمیشہ تاقیامت ہو گا مومن کا عذاب قبر عارضی ہو گا جو کسی کی دعا وغیرہ سے دور ہو جاتا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہاں عذاب سے دنیاوی عذاب اور کفار سے قریش مکہ مراد ہیں۔ کہ ان پر دنیا میں قحط' قتل وغیرہ آئے ۲۔ تاکہ کفار ان دونوں عذابوں کو سن کر کفر سے لوٹ جاویں' تاکہ وہ کافر دنیا کے یہ عذاب دیکھ کر ایمان لے آویں ۳۔ اس طرح کہ نہ تو قرآنی آیتوں میں غور کیا نہ ایمان لایا ۴۔ یعنی توریت شریف جو دنیا میں سب سے پہلے آئی اور موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئی۔ آپ سے پہلے پیغمبروں کو صحیفے یعنی رسالے ملے تھے پہلے صاحب کتاب نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں ۵۔ یعنی آپ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی اور ان سے کلام فرمایا تھا۔ اس میں آپ شک و شبہ نہ کریں کیونکہ وہ ملاقات خواب میں نہ تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات زندہ صالحین سے ملتے ہیں کلام کرتے ہیں' جواب دیتے ہیں سنتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے موسیٰ علیہ السلام نے ملاقات کی اور شب معراج میں حضور سے کلام بھی فرمایا بلکہ ہماری یہ مدد کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں ۶۔ موسیٰ علیہ السلام کو یا کتاب توریت کو' اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں' وہ بھی ایک خاص وقت میں ۷۔ موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں اور آپ کی وفات کے بعد علماء و صالحین بنی اسرائیل میں پیدا فرمائے جو بنی اسرائیل کو ہدایت پر رکھیں ۸۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی علماء و اولیاء امت کے امام ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ جیسے خدا رسی کے لئے نبی کی ضرورت ہے ایسے ہی نبی تک پہنچنے کے لئے امام کی ضرورت ہے تیسرے یہ کہ ایمان و تقویٰ اور صبر سے دینی پیشوائیت نصیب ہوتی ہے۔ چوتھے یہ کہ

فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ط

نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود کھاتے ہیں ۲

اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ

تو کیا انہیں سوجھتا نہیں اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہو گا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ

اگر تم سچے ہو ۳ تم فرماؤ فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا

الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾

نفع نہ دے گا ۴ اور نہ انہیں مہلت ملے ۵

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

تو ان سے منہ پھیر لو ۶ اور انتظار کرو بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے

ایاتها ۷۳ | ۳۳ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِیَّةٌ ۹۰ | رکوعاتها ۹

سورہ احزاب مدنی ہے اس میں نو رکوع ۱۲۸۰ کلمے ۵۷۹۰ حروف اور ۷۳ آیات ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) ۷ اللہ کا یونہی خوف رکھنا ۸ اور کافروں

الْمُنٰفِقِیْنَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ

اور منافقوں کی نہ سننا بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے اور اسکی پیروی

مَا یُوْحٰۤی اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا

رکھنا جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے ۹ اے لوگو اللہ تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ط وَكَفٰی بِاللّٰهِ

کام دیکھ رہا ہے اور اے محبوب تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ بس ہے کام

(بقیہ صفحہ ۶۶۵) اماموں کی تعداد مقرر نہیں کہ بارہ یا چھ یا تین ہوں بلکہ جو ایمان، تقوٰی، صبر کا جامع ہو وہ دینی پیشوا ہے ۹۔ عملی فیصلہ قیامت میں ہو گا کہ مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں بھیجے جائیں گے۔قولی فیصلہ دنیا میں بھی کر دیا گیا مگر یہاں عذاب و ثواب کا فیصلہ نہ ہوا۔ یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ مومن و کافر میں رب تعالیٰ فاصلہ کر دے گا اور ان کے ٹھکانے مختلف بنا دے گا ۱۰۔ کفار مکہ اپنے سفروں میں پچھلی برباد شدہ قوموں کی اجڑی بستیوں سے گزرتے تھے اور ان کو تاریخ اور پڑھے لکھے لوگوں کی صحبت سے یہ معلوم تھا کہ یہاں فلاں قوم آباد تھی یہاں فلاں۔ یہ بھی جانتے تھے کہ ان لوگوں نے رب کی نافرمانیاں اور اپنے پیغمبروں کی مخالفت کی جس پر وہ ہلاک ہوئے یہاں اسی کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ برباد شدہ لوگوں کی بستیوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھنا بہت اچھا ہے۔ اسی طرح اللہ کے مقبول بندوں کی خانقاہوں میں جانا، ان کے پاکیزہ حالات زندگی میں غور کرنا عبادت ہے۔ عرس کا یہی منشا ہے۔

۱۔ اس طرح ہم ان کو بعد موت زندہ کریں گے ان چیزوں میں غور کر کے اپنے ایمان تازہ کریں ۲۔ اس طرح کہ بعض کے پھل انسان کھاتے ہیں۔جڑیں جانور غرضیکہ اس کی شان عجیب ہے ۳۔ مسلمان کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان فیصلہ فرما دے گا کہ مسلمانوں کو فتح کافروں کو شکست دے گا۔ کفار مذاق اور دل لگی کے طور پر یہ سوال کرتے تھے۔اس آیت میں اس کا بیان ہے ۴۔ اگر فتح سے مراد فتح مکہ ہو تو اس سے یہ مسئلہ معلوم ہو گا کہ اگر کافر خاص قتل کے وقت جان بچانے کے لئے ایمان ظاہر کرے تو یہ ایمان قبول نہ ہو گا بلکہ اسے قتل کیا جاوے گا جیسے کہ عذاب الٰہی دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن بنی کنانہ قوم بھاگی تو خالد بن ولید نے انہیں گھیرا وہ گھبرا کر اسلام کا اظہار کرنے لگے مگر حضرت خالد نے ان کا یہ اسلام نہ مانا اور انہیں قتل کر دیا (جمل و خزائن) اور اگر فتح کے دن سے قیامت کا دن مراد ہو تو آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ قیامت میں سارے کافر ایمان لائیں گے مگر قبول نہ ہو گا ۵۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر اگر بحالت جنگ یا بحالت قید مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے اسلام لائیں، قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلام نرا فریب ہے تو وہ ایمان قبول نہیں بلکہ ان کا قتل جائز ہے جیسے ایک کافر بھاگنے کی انتہائی کوشش کر رہا تھا مگر جب پکڑا گیا تو کلمہ پڑھنے کے باوجود قابل قتل ہے۔مسلمانوں نے پاکستان بنتے وقت مشرکین کی گوئی سے بہت دھوکا کھایا۔ نیز جو بار بار مسلمان و کافر ہوتا رہے یا کلمہ پڑھ کر بھاگ کر کافروں سے جا ملے پھر جب گرفتار ہو تو کلمہ پڑھے اس کا قتل جائز ہے۔ ۶۔ ان پر جہاد نہ کرو۔ لہٰذا یہ حکم جہاد کی آیت سے منسوخ ہے یا ان کی طرف التفات نہ کرو تو آیت محکم ہے۔ اب بھی مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کی بے ہودگیوں کا جواب بے ہودگیوں سے نہ دیں ۷۔ اس ندا سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فقط نام شریف سے پکارنا سنت الٰہیہ کے خلاف ہے حضور کو اچھے القاب سے پکارو۔ دوسرے یہ کہ حضور کے ذاتی نام شریف محمد و احمد ہیں آپ کے القاب اور صفاتی نام شریف بہت ہیں۔ نبی بھی آپ کے القاب میں سے ہے۔تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور کی عزت تمام رسولوں سے زیادہ ہے کہ اور انبیاء کرام کو ان کے نام شریف سے پکارا مگر ہمارے حضور کو لقب شریف سے ۸۔ حضور کے دل میں خوف خدا تو پہلے ہی سے کمال درجہ کا تھا۔ اس آیت میں اس خوف پر قائم رہنے کا حکم ہے کہ حاصل چیز کا حاصل کرنا غیر ممکن ہے ۹۔ خواہ ظاہری وحی ہو یعنی قرآن خواہ مخفی وحی یعنی حدیث کیونکہ قرآن،

(بقیہ صفحہ ٦٦٦) حدیث اور حضور کے سارے الہام وحی الٰہی ہیں حضور کا ہر کام وحی کی اتباع ہے۔ شان نزول۔ ایک دفعہ ابو سفیان، عکرمہ، ابوالاعور اسلمی وغیرہ جنگ احد کے بعد خفیہ طور پر مدینہ منورہ آئے عبداللہ ابن ابی منافق کے گھر ٹھہرے۔ حضور سے امان حاصل کر کے یہ سب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفتگو کی۔ دوران گفتگو میں عرض کیا کہ آپ ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں بلکہ فرمادیں کہ یہ بت اپنے پجاریوں کی شفاعت کریں گے تو ہم بھی آپ کو اور آپ کے رب کو کچھ نہ کہیں گے۔ منافقین نے مشرکین کی تائید اور سفارش کی حضور کو یہ بات بہت ناگوار گزری عمر فاروق نے ان سب کے قتل کا ارادہ فرمایا۔ حضور نے منع فرمادیا کہ یہ

وَكِيلًا ۝٣ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ
بنانے والا اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل نہ رکھے [۱]

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ
اور تمہاری ان عورتوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری ماں نہ بنایا [۲]

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ
اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا

بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِی السَّبِيْلَ ۝٤
کہنا ہے [۳] اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے [۴]

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ
انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو [۵] یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک

تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ ؕ
ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچا زاد

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ
یعنی تمہارے دوست [۶] اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر ہوا [۷] ہاں وہ

مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٥
گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو [۸] اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ
یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے [۹] اور اس کی بیبیاں

اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ
ان کی مائیں ہیں [۱۰] اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب

فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ
ہیں [۱۱] بہ نسبت اور مسلمانوں اور مہاجروں کے [۱۲] مگر

لوگ امان لے کر آئے ہیں عمر فاروق نے ان کفار کو مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (روح البیان و خزائن وغیرہ)

ا۔ شان نزول۔ ابو معمر حمیری فہری کی یادداشت بہت اچھی تھی اس لئے اہل عرب کہتے تھے کہ اس کے دو دل ہیں مگر جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ یہ اس طرح بھاگا کہ ایک جوتی ہاتھ میں اور ایک پاؤں میں۔ ابو سفیان نے پوچھا کہ تو ایسا بدحواس کیوں ہے تو بولا کہ مجھے خبر نہ رہی کہ دوسرا جوتا پہن لیتا۔ میں سمجھا کہ دونوں جوتے پہنے ہوئے ہوں تب لوگ سمجھے کہ ہمارا یہ خیال غلط تھا نیز منافقین کہا کرتے تھے کہ حضور کے دو دل ہیں، ایک ہمارے ساتھ ہے دوسرا صحابہ کرام کے ساتھ ان سب کی تردید میں یہ آیت اتری۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ انسان یا مومن ہی ہو سکتا ہے یا کافر ہی کیونکہ اس کا دل ایک ہے لہٰذا منافقوں کو صلح کلی اور دورنگی چال چھوڑ دینی چاہیے۔ ۲۔ شان نزول، اہل عرب منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا اور مظاہر کی بیوی کو اس کی ماں قرار دیتے تھے کہ ان کو بیٹے یا ماں کی سی میراث دیتے اور منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حرام سمجھتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ظہار کے معنی ہیں اپنی بیوی کو ماں بہن سے تشبیہ دینا۔ ۳۔ جس کی حقیقت کچھ نہیں کسی کو باپ بھائی یا بیٹا کہہ دینے سے واقع میں وہ باپ بیٹے نہیں بن جاتے نہ ان کی بیویاں حرام ہوں نہ ان کی مائیں حلال ہوں اور نہ انہیں میراث ملے ۴۔ شان نزول۔ حضرت زید ابن حارثہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے زر خرید تھے۔ ام المومنین نے انہیں حضور کو ہبہ کر دیا حضور نے انہیں آزاد فرما دیا۔ مگر یہ آزاد ہو کر بھی اپنے والد کے پاس نہ گئے حضور کے پاس رہے حضور انہیں محبت میں بیٹا فرماتے تھے۔ لوگ بھی انہیں زید ابن محمد کہتے تھے۔ حضرت زینب بنت جحش زید کی بیوی تھیں۔ زید نے انہیں طلاق دی حضور نے زینب سے نکاح فرما لیا۔ اس پر منافقین و کفار نے طعنے دیئے کہ حضور نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ

آیات نازل ہوئیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہ تھے ورنہ انہیں عیسیٰ ابن مریم نہ کہا جاتا مریم ان کی ماں ہیں اور رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ ۶۔ یعنی اگر لے پالکوں کے باپ تمہیں نہ معلوم ہوں تب بھی انہیں مربی کا بیٹا نہ کہو، اسے بھائی کہہ کر اور اگر آزاد شدہ ہے تو مولیٰ کہہ کر پکارو۔ اے ہمارے دوست یا اے فلاں کے مولیٰ۔ چچا زاد کا ترجمہ مولیٰ دوست کو بھی کہتے ہیں آزاد شدہ کو بھی اور آقا کو بھی ۷۔ یعنی ممانعت سے پہلے جو تم زید ابن محمد کہہ چکے ہو یا خطاً تمہارے منہ سے نکل جائے یا کسی کے بیٹے کو خطاً تم اپنا بیٹا کہہ دو تو اس میں حرج نہیں تم پر گناہ نہ ہوگا ۸۔ یعنی ممانعت کے بعد اگر تم دیدہ دانستہ لے پالکوں کے ان کے مربی کا بیٹا کہو گے تو گنہگار ہو گے ۹۔ اولیٰ کے معنی ہیں زیادہ مالک، زیادہ قریب، زیادہ حقدار، یہاں تینوں معنی درست ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ہر مومن کے دل

(بقیہ صفحہ ۶۶۷) میں حاضر و ناظر ہیں کہ جان سے زیادہ قریب ہیں رب فرماتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ الخ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا حکم، ہر مومن پر بادشاہ، ماں باپ سے زیادہ نافذ ہے کہ حضور ہمارے سب سے زیادہ مالک ہیں۔ یا یہ معنی ہیں کہ حضور تم کو تمہاری جانوں سے زیادہ راحت پہنچانے والے ہیں دنیا و آخرت میں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمارے بھائی نہیں کیونکہ بھائی کی بیوی بھاوج ہوتی ہے ماں نہیں ہوتی بلکہ حضور والد ہیں اور مسلمان ایک دوسرے کے بھائی اور وہی ازواج مومنوں کی والدہ ہیں جو قربت شریف سے فیضیاب ہو گئیں خواہ بیوی ہوں یا لونڈی۔ جو صرف نکاح میں آکر علیحدہ ہو گئیں جیسے امیمہ جونیہ وہ ماں نہیں۔ خیال رہے کہ

اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِی

یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو ۱ یہ کتاب میں

الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ

لکھا ہے ۲ اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا

وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ

اور تم سے ۳ اور نوح اور ابراہیم اور موسٰی اور عیسٰی بن

مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ لِّيَسْـَٔــلَ الصّٰدِقِيْنَ

مریم سے اور ہم نے ان سے گاڑھا عہد لیا ۴ تاکہ سچوں سے ان کے سچ کا

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِـيْمًا ۝۸ ع

سوال کرے ۵ اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ

اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو ۶ جب

جَاۗءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ

تم پر کچھ لشکر آئے ۷ تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۹ۚ اِذْ جَاۗءُوْكُمْ مِّنْ

آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے جب کافر تم پر آئے تمہارے

فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ

اوپر سے اور تمہارے نیچے سے ۸ اور جب کہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں

وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَـنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰

اور دل گلوں کے پاس آگئے ۹ اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے ۱۰

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱

(امید و یاس کے) وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی اور خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے ۱۱

حضور کی ازواج کا مسلمانوں کی مائیں ہونا دو حکموں میں ہے۔ انتہائی ادب و تعظیم اور ان سے نکاح حرام ہونا۔ میراث و پردہ، اولاد کی حرمت، ان احکام میں وہ ماں نہیں۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ کہ وہاں حقیقت کا حصر ہے لہٰذا ان کی بیٹیاں مسلمانوں کی بہنیں اور ان کے بھائی مسلمانوں کے ماموں نہیں ۱۱۔ یعنی میراث نسبی قرابتداروں کی ملے گی ۱۲۔ یعنی ایمان یا ہجرت کے رشتہ سے اب میراث نہ ملے گی اس سے پہلے عقد مواخاۃ کے ذریعہ میراث ملتی تھی۔ اس آیت سے وہ حکم جاتا رہا۔

۱۔ اس طرح کہ کسی غیر وارث کو تہائی مال تک کی وصیت کر جاؤ غرضیکہ میت کا مال پہلے ذی فرض وارثوں کو پھر نسبی عصبات کے لئے اگر عصبہ نہ ہوں تو ذی فرض کو دوبارہ دے دیا جائے پھر ذی رحم عزیز کو پھر مولیٰ مولاۃ کو (تفسیر احمدی و خزائن)

۲۔ یعنی لوح محفوظ میں میراث کا حکم درج ہے ۳۔ حضور سے کسی نبی کی پیروی کا عہد نہیں لیا گیا بلکہ ان سب سے حضور کی پیروی کا عہد لیا گیا رب فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ الخ ☆ ثُمَّ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ سب کی تصدیق وہ کرے گا جو سب سے آخر میں آئے وہ حضور ہی ہیں۔ یہاں عہد سے تبلیغ کا عہد مراد ہے یعنی تمام انبیاء سے عموماً اور اے سید انبیاء آپ سے خصوصاً یہ عہد لیا گیا کہ ہمارے احکام کی تبلیغ کرنا کوئی حکم نہ چھپانا۔ مخلوق کو توحید کی دعوت دینا ۴۔ اس عہد سے مراد یا تو وہی پہلا عہد یعنی عہد تبلیغ ہے تاکید کے لئے دوبارہ ارشاد فرمایا۔ لہٰذا نبیین میں حضور بھی داخل ہیں یا اس عہد سے مراد ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا عہد ہے جو دوسرے نبیوں سے لیا گیا۔ لہٰذا نبیین سے مراد دیگر نبی ہیں نہ کہ حضور ۵۔ نبیوں سے یا ان پر ایمان لانے والوں سے اس تبلیغ کے متعلق سوال فرمائے یا نبیوں سے کفار کے متعلق سوال کرے کہ انہوں نے تمہیں کیا جواب دیا ۶۔ جو اس نے جنگ احزاب کے دن کیا جسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں جو جنگ احد سے ایک سال بعد واقع ہوا ۷۔ تمام مشرک و اہل کتاب یعنی قریش، غطفان اور یہود بنی قریظہ اور بنی نضیر وغیرہم ۸۔ یعنی بنی غطفان اور کفار نجد و اسد۔ غطفان تو وادی مدینہ کے اوپری جانب سے یعنی مشرقی طرف سے آئے جن کے سردار عیینہ ابن حصین فرازی اور عامر ابن طفیل تھے۔ ان کے ساتھ یہود بھی تھے اور کفار قریش مع بنی کنانہ وادی مدینہ کی نیچی جانب یعنی سمت مغرب سے آئے جن کے سردار ابو سفیان تھے ۹۔ غزوہ خندق کا واقعہ شوال ۴ ہجری میں پیش آیا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے بنی نضیر کو ان کی ایک بڑی بدعہدی کی وجہ سے جلاوطن کیا۔ یہ یہود مکہ پہنچے اور قریش کو حضور سے جنگ کرنے پر ابھارا۔ پھر یہی یہود قبائل غطفان قیس، غیلان وغیرہ کے پاس گئے اور جا بجا دورے کئے۔ سارے کفار کو اس جنگ پر آمادہ کیا جب سب قبیلے مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا

اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا [۱] ہمیں

وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ إِلَّا غُرُورًا ﴿۱۲﴾ وَإِذْ قَالَت طَّآئِفَةٌ

اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا مگر فریب کا [۲] اور جب ان میں سے ایک گروہ نے

مِّنْهُمْ يٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ

کہا اے مدینہ والو [۳] یہاں تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں [۴] تم گھروں کو واپس چلو اور ان میں

فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا

سے ایک گروہ نبی سے اذن مانگتا تھا [۵] یہ کہہ کر کہ ہمارے گھر بے حفاظت ہیں اور وہ

هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ

بے حفاظت نہ تھے وہ تو نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا [۶] اور اگر ان پر فوجیں مدینہ

عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا

کی اطراف سے آتیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو ضرور ان کا مانگا دے

تَلَبَّثُوا بِهَآ إِلَّا يَسِيرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللّٰهَ

بیٹھتے [۷] اور اس میں دیر نہ کرتے کہ مگر تھوڑی اور بیشک اس سے پہلے وہ اللہ

مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے [۸] اور اللہ کا عہد پوچھا

مَسْـُٔولًا ﴿۱۵﴾ قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ

جائے گا [۹] تم فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت سے یا

الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ

قتل سے بھاگو اور جب بھی دنیا نہ برتنے دیئے جاؤ گے مگر تھوڑی [۱۰] تم فرماؤ

مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللّٰهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوٓءًا

وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارا برا چاہے

(بقیہ صفحہ ۶۶۸) ہو گئے تو بنی خزاعہ کے بعض لوگوں نے حضور کو ان تمام تیاریوں کی خبر دے دی۔ یہ اطلاع پاتے ہی حضور نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے مدینہ منورہ کے آس پاس خندق کھودنے کا انتظام فرمایا اور خود بہ نفس نفیس کھدائی کے کام میں شرکت فرمائی۔ ابھی خندق کھود کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ بارہ ہزار کا لشکر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا مگر خندق دیکھ کر حیران ہو گئے کیونکہ اہل عرب نے اس سے پہلے کبھی خندق نہ دیکھی تھی۔ غرضیکہ انہوں نے چوبیس دن تک مدینہ منورہ کا محاصرہ رکھا۔ جس سے مسلمان سخت پریشان ہو گئے اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت بھی بہت نازک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی کہ ان پر سخت ٹھنڈی اور تیز ہوا تاریک رات میں بھیجی جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے۔ طنابیں ٹوٹ گئیں۔ کھونٹے اکھڑ گئے' جانور بھاگ گئے آدمی زمین پر گر گئے۔ قدرتی فرشتے آئے جنہوں نے کفار کے دلوں پر رعب ڈال دیا اور تمام کفار بھاگ گئے مگر یہ ہوا صرف کفار کے لشکر میں تھی۔ لشکر کے باہر کچھ نہ تھی۔ کفار اس کشمکش میں اپنا سامان ساتھ نہ لے جا سکے۔ بہت کچھ چھوڑ گئے جو مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ (خزائن و جمل وغیرہ) ۱۰۔ تم سمجھے کہ اب دنیا سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹ جائے گا کیونکہ کفار نے پوری طاقت سے یلغار کر دی ہے یہ یاس و امید فطری طور پر تھی نہ کہ رب تعالیٰ کے وعدوں میں جھوٹ کے احتمال سے۔ اسی لئے اس گمان پر رب تعالیٰ نے عتاب نہ فرمایا اور ان تمام بزرگوں کو مومن فرماتے ہوئے ان کے صبر و استقامت کی تعریف فرمائی۔ لہٰذا اس سے روافض کوئی دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۱۱۔ یعنی غزوۂ خندق میں مومنوں پر مصیبتوں پر مصیبتیں ٹوٹ پڑیں۔ ناداری' داخلی دشمنوں یعنی یہود مدینہ کا خطرہ خارجی دشمنوں کی یلغار' اس کے علاوہ اپنی بے سرو سامانی۔ یہ ایسی چیزیں تھیں جن سے بہادر سے بہادر کے دل چھوٹ جاتے ہیں مگر غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی آفات میں بھی ثابت قدم رہے۔

ا۔ خیال رہے کہ منافق تو دل میں پکے کافر تھے زبان سے مسلمان تھے اور یہ لوگ دل کے روگی شک میں رہتے تھے کبھی کہتے کہ اسلام حق ہے کبھی کہتے باطل ہے ۲۔ معتب ابن قشیر نے کفار کے ہجوم کو دیکھ کر کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم کو روم و فارس کی فتح کی خوشخبریاں سناتے تھے اور ہمارا یہ حال کہ خوف کی وجہ سے اپنے ڈیرے سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اس کے ساتھ اوروں نے بھی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ مدینہ پاک کو اب یثرب کہنا برا ہے' منافقوں کا طریقہ ہے اور اللہ رسول کے وعدوں میں جلدی کرنی مومن کی شان سے بعید ہے ان کے وعدے سچے ہیں اگرچہ بعض میں دیر لگے اب مدینہ منورہ کو طیبہ' طابہ' مدینہ وغیرہ پیارے الفاظ سے یاد کیا جاوے۔ کیونکہ یثرب کے معنی ہیں مصیبت کی جگہ۔ یہاں فرمایا گیا کہ منافقین اور ضعیف الاعتقاد لوگ اہل مدینہ کو اہل یثرب کہتے ہیں جن بزرگوں نے مدینہ پاک کو یثرب لکھا ہے اس میں تاویل کرنی چاہیے یا تو ان بزرگوں کو ممانعت کی حدیث پہنچی نہیں یا انہوں نے اطراف مدینہ کو یثرب فرمایا ہے نہ کہ شہر مدینہ کو۔ روح البیان نے فرمایا کہ اس علاقہ میں قوم عمالقہ آئی تھی جن کا سردار یثرا ابن عبیل ابن مہلابیل ابن عوص ابن عملاق ابن لادو ابن ارم تھا اس لئے یثرب کہتے تھے یا یہ ثرب سے بنا' بمعنی مصیبت۔ اسی سے ہے تثریب ۴۔ منافقوں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ کفار کا دباؤ زیادہ ہو گیا ہے' اب یہاں نہ ٹھہرو اپنے گھروں کو واپس چلو۔ چنانچہ تمام منافق میدان خندق سے لوٹ گئے وہاں ٹھہرا رہنا مخلص کی علامت ہوئی۔ بھاگ جانا منافق کی پہچان ۵۔ بنی سلمہ اور بنی حارثہ قبیلوں نے بہانے بنا کر واپسی کی اجازت حضور

(بقیہ صفحہ ۶۶۹) سے مانگی۔ پہلا گروہ تو بغیر اجازت ہی واپس چلا گیا یہ دوسرا اجازت لینے کی کوشش میں لگا ۶۔ رب تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کو بھاگنے والوں میں شمار فرمایا اور یکساں مجرم قرار دیا ۷۔ یعنی اگر بالفرض ان کے گھر ایسے غیر محفوظ ہوتے کہ جو چاہے ان میں گھس جاوے۔ پھر دشمن ان کے گھروں میں گھس کر ان سے مرتد ہونے کا مطالبہ کرتے تو یہ لوگ فوراً مرتد ہو جاتے۔ کیونکہ ان کے دل میں ایمان نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے کسی چیز کا عہد کرنا گویا رب سے عہد کرنا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کے نائب اعظم اور مختار مطلق ہیں۔ اسی طرح اپنے شیخ سے عہد گویا حضور سے عہد ہے۔ اس آیت سے اشارۃً بیعت کا ثبوت

اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۭ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

یا تم پر مہر فرمانا چاہے [۱] اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ

نہ مددگار [۲] بے شک اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے

وَالْقَاۗىِٕلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ

ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ [۳] اور لڑائی میں نہیں آتے

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ښ فَاِذَا جَاۗءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ

مگر تھوڑے [۴] تمہاری مدد میں کمی کرتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں دیکھو

يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ

کے تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ انکی آنکھیں گھوم رہی ہیں [۵] جیسے کسی پر موت

مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ

چھائی ہو [۶] پھر جب ڈر کا وقت نکل جائے [۷] تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبان

حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ

سے مال غنیمت کے لالچ میں [۸] یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں [۹] تو اللہ نے ان کے

اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ

عمل اکارت کر دیئے [۱۰] اور یہ اللہ کو آسان ہے [۱۱] وہ سمجھ رہے ہیں

الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا

کہ کافروں کے لشکر ابھی نہ گئے [۱۲] اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو انکی خواہش ہوگی کہ

لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَاۗىِٕكُمْ ۭ

کسی طرح گاؤں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے [۱۳]

وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ

اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے [۱۴] بیشک تمہیں

ہے' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ بیعت کی حقیقت یہ ہی ہے کہ کسی مقبول الٰہی کے ذریعے رب سے عہد و پیمان کرے اور ان عہدوں کو پورا کرے۔ یہ ایسے ہی ضروری ہیں جیسے رب کے عہد کا پورا کرنا یعنی بنی حارثہ اور بنی سلمہ نے جنگ کے بعد آپ سے عہد کیا تھا کہ ہم احد میں تو بھاگ گئے تھے مگر اب کبھی دشمن کے مقابل سے نہ بھاگیں گے لیکن آج اس عہد سے پھر گئے ۹۔ یعنی جیسے قیامت میں اور چیزوں کا حساب و کتاب سوال و جواب ہو گا ایسے ہی ان سے اپنے عہد و پیمان کا بھی حساب ہو گا۔ ۱۰۔ یعنی اس بھاگ جانے میں تم پر جہاد سے فرار کا گناہ تو ہو جاوے گا مگر کوئی دنیاوی فائدہ حاصل نہ ہو گا۔ اگر تمہاری تقدیر میں آج موت یا قتل لکھا ہے تو ضرور پہنچے گا۔ اور اگر آج تمہاری موت نہیں ہے تو کچھ دن بعد ضرور مرو گے تو تھوڑی سی موہومہ زندگی کے لئے اتنے بڑے گناہ کا بوجھ کیوں اٹھاتے ہو۔

۱۔ یہاں برائی سے مراد ان کی موت یا قتل ہے جو انہیں ناگوار ہے اور رحمت سے مراد زندگی اور امن ہے جو انہیں رحمت معلوم ہوتی ہے ورنہ مومن تو شہادت کی موت کو رحمت اور جہاد سے بھاگنے کے بعد کی زندگی کو عذاب جانتا ہے ۲۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ موت یقیناً" آنی ہے اس سے بھاگ نہیں سکتے۔ دوسرے یہ کہ اسباب اور جنگ سے بھاگنا موت کو ٹال نہیں سکتا۔ تیسرے یہ کہ جو خدا کو چھوڑ کر خدائی کو دوست بنائے وہ بڑا بیوقوف ہے اور جو خدا کی محبت میں خدائی کو چھوڑے وہ کامیاب ہے' انجام کی بھلائی پائے گا۔ خیال رہے کہ اللہ کے مقبول بندوں کی مدد اللہ کی مدد ہے۔ آیتہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر رب تمہارا برا چاہے تو تمہارا کوئی مددگار نہیں جو اس کے عذاب سے بچالے۔ ۳۔ یہود نے منافقوں کو خفیہ پیغام بھیجا کہ ہم تمہارے سچے خیر خواہ ہیں اگر تم حضور کے ساتھ رہے تو ابوسفیان تمہیں تباہ کر دیں گے اور اگر تم ہمارے پاس آ گئے تو تمہارا بال بیکا نہ ہو گا۔ منافقوں نے مسلمانوں کو خفیہ طور پر رغبت دی۔ جس قدر یہ منافق مسلمانوں کو ڈراتے تھے اسی قدر مومنوں کے ایمان اور زیادہ مضبوط ہوتے تھے۔ اور ان کا استقلال اور بڑھتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ جب مرنا ہی ہے تو بہتر ہے کہ جناب مصطفیٰ کے قدموں میں دم نکلے ۴۔ اور وہ بھی محض ریاکاری یا مسلمانوں کو بہکانے اور ان کو بزدل بنانے کی کوشش کرنے کے لئے' لہٰذا ان کا جہاد میں آنا عبادت نہیں کفر ہے ۵۔ جیسے مرتے یا ڈوبتے وقت آنکھیں ایسی گھومتی ہیں جیسے آدمی پانی پر تیرے ۶۔ کہ ان کے چہروں کے رنگ ان کے دل کے خوف کا پتہ دیتے ہیں اور مومن پر اطمینان کے آثار ہوتے ہیں ۷۔ اس طرح کہ مسلمانوں کو فتح نصیب ہو اور غنیمت ہاتھ آئے ۸۔ اور کہتے ہیں کہ ہم کو غنیمت کا حصہ زیادہ دو ہم نے بہادری کی تھی۔ تم ہماری وجہ سے غالب ہوئے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ وقت پر ساتھ نہ دینا اور زبان سے دعویٰ محبت کرنا منافقوں کا کام ہے۔ مومن

ع ۱۲ ۱۸

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ

رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے لہ اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے

وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَ الْمُؤْمِنُونَ

دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے لہ اور جب مسلمانوں نے کافروں کے

الْأَحْزَابَ قَالُوا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَ

لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے لہ اور

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَّ

سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا

تَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا

پر راضی ہونا لہ مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے

اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ

کیا تھا لہ تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا لہ اور کوئی راہ دیکھ

يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِينَ

رہا ہے لہ اور وہ ذرا نہ بدلے لہ تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ

بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِينَ إِنْ شَآءَ أَوْ يَتُوبَ

کا صلہ دے لہ اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ

عَلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٤﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ

دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان لہ ہے اور اللہ نے

الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ

کافروں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ پلٹایا کہ کچھ بھلا نہ پایا لہ اور اللہ

الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾

نے مسلمانوں کو لڑائی کی کفایت فرمادی لہ اور اللہ زبردست عزت والا ہے

(بقیہ صفحہ ۶۷۰) کی شان یہ ہے کہ کلام کم کرے کام زیادہ کرے۔ اسی لئے رب نے بولنے کے لئے زبان ایک اور دیگر کام کرنے کے لئے اعضا دو دو دیئے ہیں ۱۰۔ منافقوں کی نیکیاں برباد کر دیں، معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں اور منافقوں کافروں کے تمام صدقات و خیرات اچھے کام برباد ہیں۔ جیسے بغیر بنیاد مکان۔ خیال رہے کہ یہاں برباد فرمانے سے مراد ہے بربادی کو ظاہر فرمانا۔ ورنہ ان کے اعمال تو اول سے ہی درست نہ تھے ۱۱۔ چنانچہ رب تعالیٰ ایک آن میں عمر بھر کی نیکیاں رد فرما سکتا ہے اور ایک آن میں عمر بھر کے گناہ بخش دینے پر بھی قادر ہے ۱۲۔ یعنی ان منافقوں کی بزدلی کا یہ حال ہے کہ اگرچہ اس تیز ہوا اور فرشتوں کی مدد سے تمام کفار بھاگ چکے ہیں مگر ان کے دلوں کو اب تک اعتبار نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ بھاگے نہیں اب آیا ہی چاہتے ہیں ۱۳۔ یعنی ان منافقوں کی بے ہمتی کا یہ عالم ہے کہ اگر بفرض محال کفار کے لشکر دوبارہ مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دیں تو اب کی بار یہ لوگ مدینہ پاک کو ہی چھوڑ کر دیہات میں بھاگ جائیں اور لوگوں سے تمہاری ہار جیت کی خبریں پوچھ لیا کریں خود مدینہ منورہ آنے کی ہمت کبھی نہ کریں۔ خیال رہے کہ یہ کلام بطریق فرض ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے بعد خبر دے دی تھی کہ اب آئندہ انشاء اللہ ہم ان پر حملہ آور ہوں گے۔ وہ ہم پر حملہ آور نہ ہوں گے۔ بفضلہ تعالیٰ ایسے ہی ہوا ۱۴۔ یعنی دوبارہ جنگ خندق ہونے پر ہمراہ بھی جاتے تو صرف ریاکاری کے لئے جنگ میں شرکت کرتے۔ یہ بھی کلام تقدیر اور فرض پر مبنی ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کی زندگی شریف سارے انسانوں کے لئے نمونہ ہے جس میں زندگی کا کوئی شعبہ باقی نہیں رہتا اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ رب نے حضور کی زندگی شریف کو اپنی قدرت کا نمونہ بنایا۔ کاریگر نمونہ پر اپنا سارا زورِ صنعت صرف کر دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کامیاب زندگی وہی ہے جو ان کے نقش قدم پر ہو اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا حضور کے نقش قدم پر ہو جائے تو یہ سارے کام عبادت بن جائیں۔ نمونے میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ نمبر ۱ اسے ہر طرح مکمل بنایا جاتا ہے۔ نمبر ۲ اس کو بیرونی غبار سے پاک رکھا جاتا ہے۔ نمبر ۳ اس کو چھپایا نہیں جاتا۔ نمبر ۴ اس کی تعریف کرنے والے سے صانع خوش ہوتا ہے۔ نمبر ۵ اس میں عیب نکالنے پر ناراض ہوتا ہے۔ نبی اکرم میں یہ پانچ باتیں موجود ہیں۔ ۲۔ علماء فرماتے ہیں کہ جس مومن میں یہ تین وصف جمع ہو جائیں، حضور کی اتباع، اللہ سے امید اور رب کا ذکر کثیر وہ دنیا و آخرت میں عیش میں رہے کیونکہ اسے مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر نصیب ہوتا ہے ۳۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ تم پر نو یا دس راتوں میں کفار کے لشکر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ جب مسلمانوں نے یہ لشکر دیکھے تو ان کے ایمان اور زیادہ قوی ہو گئے کہ حضور کی رسالت کو انہوں نے آنکھوں دیکھ لیا۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لئے مصیبت بھی اللہ کی رحمت ہے کہ وہ صبر کر کے صابروں کا درجہ حاصل کرتا ہے اور اللہ رسول کی تصدیق سے اس کی ایمانی قوت زیادہ ہو جاتی ہے ۵۔ جیسے حضرت عثمان غنی اور طلحہ، سعید ، حمزہ اور حضرت مصعب ابن عمیر کہ ان بزرگوں نے رب سے عہد کیا تھا کہ اگر جہاد کا موقع ہم کو ملا تو ثابت قدم رہیں گے۔ پھر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی نیکیاں ایسی کامیاب ہیں کہ ان کی قبولیت کا پروانہ رب نے دیا۔ ۶۔ اس طرح کہ جہاد میں ثابت قدم رہتے ہوئے جام شہادت نوش کر لیا۔ جیسے حضرت حمزہ اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہم ۷۔ یعنی وہ ابھی تک

(بقیہ صفحہ ۶۷۱) شہید تو نہ ہوئے مگر جام شہادت کے ایسے منتظر ہیں جیسے دولہا اپنی شادی کی تاریخ کا ۸ے معلوم ہوا کہ جو مردود کہے کہ صحابہ کرام حضور کے پردہ فرمانے کے بعد ایمان سے پھر گئے اور انہوں نے اپنا دین تبدیل کر دیا وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ان کے متعلق رب تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ یہ حضرات بالکل نہ بدلے۔ حضرت انس ابن نضر نے جنگ احد میں سنا کہ حضور شہید کر دیئے گئے تو بولے کہ اب جینے کا مزہ کیا جس راستہ پر حضور گئے ہیں میں بھی اسی راستہ پر جاؤں گا۔ یہ کہا اور تلوار اٹھائی بعد میں ان کی نعش مبارک ملی۔ ان کے جسم شریف پر ۸۳ زخم تھے رضی اللہ عنہ ۹ے چنانچہ دنیا میں جو صلہ انہیں رب نے دیا وہ ہم آنکھوں دیکھ رہے

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ
اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی ۱ے انہیں ان کے قلعوں سے
صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا
اتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا ۲ے ان میں ایک گروہ کو
تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ
تم قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید ۳ے اور ہم نے تمہارے ہاتھ لگائے انکی زمین
وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
اور انکے مکان ۴ے اور ان کے مال اور وہ زمین جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے ۵ے اور اللہ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
ہر چیز پر قادر ہے اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیویوں سے فرما دے ۶ے
اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ
اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو ۷ے تو آؤ میں
اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ
تمہیں مال دوں ۸ے اور اچھی طرح چھوڑ دوں ۹ے اور اگر تم اللہ
تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ
اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو ۱۰ے تو بے شک اللہ نے تمہاری
لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ
نیکی والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے ۱۱ے اے نبی کی بیبیو جو تم
يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ
میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے ۱۲ے اس پر اوروں سے دونا عذاب
ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾
ہوگا ۱۳ے اور یہ اللہ کو آسان ہے ۱۴ے

ہیں کہ صدہا برس گزر جانے کے باوجود دنیا انہیں خیر سے یاد کر رہی ہے زمانہ ہر چیز کو مٹا دیتا ہے۔ مگر ان کا ذکر خیر نہ مٹ سکا ۱۰ے اس میں اشارۃً خبر دی گئی ہے کہ بعض منافقین کو توبہ کی توفیق ملے گی اور بعض اپنے نفاق پر قائم رہ کر دنیا کی رسوائی و آخرت کے عذاب کے مستحق ہوں گے ۱۱ے یعنی جنگ احزاب والے کفار جو تمنائیں دلوں میں لے کر آئے تھے نہ پا سکے اور منہ کی کھا کر شرمندہ و ناکام واپس ہوئے ۱۲ے کہ مسلمانوں کو جنگ کرنی ہی نہ پڑی۔ ہوا کی سختی اور فرشتوں کی تکبیروں سے کفار تمام کے تمام بھاگ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر رب چاہے تو مسلمانوں کو ہوا کے ذریعے سے اور اپنے محبوب کو مکڑی کے کمزور جالے کے وسیلے سے دشمن سے بچا لے اور چاہے تو فرعون کو مضبوط قلعہ سے نکال کر غرق کر دے ابابیل سے فیل ہلاک فرما دیئے۔

ع ۳ ۱۹

۱ے اس آیت میں غزوہ بنی قریظہ کا ذکر ہے جو ذیقعدہ ۵ھ میں واقع ہوا۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود بنی قریظہ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ ہمارے مقابل دشمن کی مدد نہ کرنا۔ غزوہ خندق میں ان یہود نے اپنا یہ عہد توڑ دیا۔ جب حضور خندق سے بخیریت واپس آئے تو دوپہر کے وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں سر مبارک دھو رہے تھے کہ جبریل امین حاضر ہو کر کہنے لگے کہ آپ نے ہتھیار کھول لئے ابھی تک فرشتوں نے ہتھیار نہ کھولے ہیں۔ رب کا حکم ہے کہ بنی قریظہ پر جہاد کیا جائے چنانچہ حضور نے مدینہ پاک میں اعلان فرما دیا کہ سب مسلمان بنی قریظہ پہنچ کر نماز عصر پڑھیں۔ چنانچہ سب لوگ تیار ہو گئے۔ بعض عصر پڑھ کر سوار نہ ہوئے اور بعض حضرات عشاء کے بعد وہاں پہنچے مگر عصر وہاں جا کر ہی پڑھی۔ کسی پر اعتراض نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ خطا اجتہادی پر پکڑ نہیں۔ حضور نے عبداللہ ابن ام مکتوم کو مدینہ منورہ پر عامل بنایا حضرت علی کو جھنڈا عنایت فرمایا۔ اور بنی قریظہ کے محلات کا محاصرہ فرما لیا پچیس دن یہ محاصرہ رہا۔ آخر یہود نے تنگ آ کر حضرت سعد ابن معاذ کا حکم مان لیا اور قلعوں سے اتر آئے۔ حضرت سعد نے حکم دیا کہ ان کی عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور جوان لوگ قتل کر دیئے جائیں۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں خندق کھودوا کر بالغ مرد قتل کر دیئے گئے جن کی تعداد چھ سو تھی اور بچے عورتیں قید کر لئے گئے جن کی تعداد سات سو تھی اور بنی قریظہ کی جائیدادیں و مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ ریحانہ بنت شمول گرفتار ہو کر آئیں جو آزاد کر کے حضور کے نکاح میں داخل کی گئیں۔ اس غزوہ میں پندرہ سو تلواریں تین سو زرہ دو ہزار نیزے پانچ سو ڈھالیں اور بے شمار مال مویشی زمین مسلمانوں کو حاصل ہوئیں (روح و خزائن) ۲ے معلوم ہوا کہ کافروں کے دل میں مومن کے ایمان کا قدرتی رعب ہوتا ہے جس قدر قوت ایمانی زیادہ اتنا ہی رعب زیادہ بلکہ بعض مومنوں کا رعب جانوروں کے دل میں بھی تھا۔ حضرت سفینہ کے سامنے شیر دم ہلاتا ہوا کتے کی طرح آیا ۳ے ان کے

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی ۱ے اور اچھا کام کرے

نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۝۳۱

ہم اسے اوروں سے دونا ثواب دیں گے ۲ے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ

رکھی ہے ۳ے اے نبی کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو ۴ے اگر اللہ سے ڈرو

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ

تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو ۵ے کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے

وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۳۲ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا

ہاں اچھی بات کہو ۶ے اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو ۷ے اور بے پردہ

تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ

نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی ۸ے اور نماز قائم رکھو

وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ

اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو ۹ے اللہ تو یہی چاہتا

اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

ہے اے نبی کے گھر والوں کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے ۱۰ے اور تمہیں ۱۱ے پاک کرکے خوب

تَطْهِيْرًا ۝۳۳ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ

ستھرا کردے ۱۲ے اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی

اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝۳۴ اِنَّ

آیتیں اور حکمت ۱۳ے بے شک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے بے شک

الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں

ا۔ یعنی تم اللہ رسول کی فرمانبرداری کرتی تو ہو مگر اس پر قائم رہو۔ یہاں بھی منکن کا من بیان کا ہے بعضیت کا نہیں۔ کیونکہ حضور کی تمام بیویاں اللہ رسول کی فرمانبردار ہیں معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ جس نیکی کا ثواب دوسروں کو زمین مدینہ منورہ میں پچاس ہزار ملے گا تم کو اس کا ثواب ایک لاکھ یہ اس لئے ہے کہ ایک حصہ اجر تو اطاعت و تقویٰ کا اور دوسرا حصہ ثواب حضور کی خوشنودیٔ مزاج کا جو تم کو میسر ہے دوسروں کو نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج اس حکم میں حضور کی اولاد سے افضل ہیں کیونکہ ان کا اجرِ عملی اولاد سے بھی دگنا ہے ۳۔ یعنی جنت میں اس دوگنے اجر کے سوا خاص روزی تمہارے لئے مخصوص ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ اولاد پاک سے ازواج مطہرات افضل ہیں کیونکہ یہ حضرات جنت میں حضور کے ساتھ ہوں گی اور خاص روزی کی حقدار جس روزی کا کسی کو پتہ نہیں کہ وہ کیا ہوگی۔ ۴۔ بلکہ تم تمام جہان کی اولین و آخرین عورتوں سے افضل۔ از حضرت آدم تا روز قیامت کوئی بی بی تمہاری ہمسر نہ ہوئی نہ ہو۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ ازواج مطہرات اولاد طیبہ طاہرہ سے افضل ہیں کیونکہ نساء سب کو شامل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حضور کی ازواج کی مثل عالم میں کوئی عورت نہیں تو خود حضور کی مثل بھی کوئی نہیں ہو سکتا جو لوگ اپنے کو حضور کی مثل کہتے ہیں وہ اس آیت میں غور کریں ۵۔ یہاں اگر فرمانا شک کے لئے نہیں بلکہ مضمون کی اہمیت بیان کرنے کو ہے۔ جیسے باپ فرمانبردار بیٹے سے کہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو فرمانبردار رہ۔ ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بوقت ضرورت ان ازواج مطہرات کو مردوں سے گفتگو کرنے کی اجازت تھی۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ وہ تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں لیکن پھر بھی انہیں حکم دیا گیا کہ پس پردہ گفتگو کریں۔ بات لوچدار اور لہجہ نزاکت والا نہ ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت پر پردہ فرض ہے اور بلا عذر گھر سے نکلنا حرام۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی بیویاں حضور کی اہل بیت ہیں کیونکہ حضور کے گھروں کو ان کی طرف نسبت فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہاں بیوت کی نسبت ان حضرات کی طرف ملکیت کی نسبت نہیں' رہنے کی نسبت ہے کیونکہ حضور کی املاک وفات کے بعد وقف ہیں۔ میراث جاری نہیں ہوتی۔ ۸۔ یعنی جیسے اسلام سے پہلے کی عورتیں آراستہ ہو کر اتراتی ہوئی نکلتی تھیں' کاش اس آیت سے موجودہ مسلم عورتیں عبرت پکڑیں۔ یہ عورتیں ان امہات المومنین سے بڑھ کر نہیں۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت آدم و طوفان نوح علیہ السلام کے درمیان کا زمانہ جاہلیت اولیٰ کہلاتا ہے جو بارہ سو بہتر سال ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور حضور کے درمیان زمانہ جاہلیت اخریٰ ہے جو قریباً چھ سو برس ہے واللہ و رسولہ اعلم ۹۔ یہاں نماز زکوٰۃ سے عبادات مراد ہیں اور حکم مت ماننے سے حضور کی خدمت مراد' معلوم ہوا کہ حضور کی خدمت گزاری نماز وغیرہ عبادات کی طرح ضروری ہے۔ ۱۰۔ چونکہ لفظ اہل بیت مذکر ہے اس لئے یہاں ضمیر مذکر لائی گئی۔ اگرچہ اس میں خطاب ازواج سے ہے جیسے موسیٰ علیہ اسلام نے اپنی بیوی سے فرمایا۔ فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اور فرمایا لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ اور جیسے فرشتوں نے حضرت سارا سے کہا۔ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ۔ اور رب نے فرمایا وَقَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ۔ اور فرمایا وَقَالَ نِسْوَةٌ غرضیکہ ضمیر میں مقصود کا لحاظ نہیں ہوتا بلکہ لفظوں کا لحاظ ہوتا ہے لہٰذا حضرت فاطمہ اور ساری ازواج اس ضمیر میں داخل ہیں۔ ۱۱۔ حق یہ ہے کہ حضور کی ازواج و اولاد سب اہل بیت' میں اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث کساء سے معلوم ہوتا ہے کہ فرمایا۔

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

فرمانبردار اور فرمانبرداریں اور سچے اور سچیاں لہ

وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ

اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے

وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ

اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں ۲؎

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ۳؎ ان سب کیلئے اللہ نے

مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا

بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اور نہ کسی مسلمان مرد ۴؎ نہ مسلمان

مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ

عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں ۵؎ تو انہیں اپنے

لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

معاملہ کا کچھ اختیار رہے ۶؎ اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ ؕ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ

وہ بے شک صریح گمراہی میں بہکا ۷؎ اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

اس سے جسے اللہ نے نعمت دی ۸؎ اور تم نے اسے نعمت دی ۹؎ کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے

وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ

۱۰؎ اور اللہ سے ڈر ۱۱؎ اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا ۱۲؎

(بقیہ صفحہ ۶۷۳) اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِيْ اور ازواج پاک خصوصاً عائشہ رضی اللہ عنہن کا اہل بیت ہونا اس آیت سے معلوم ہوا۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقہ کے گھر سے احد کی طرف تشریف لے گئے تھے جنہیں رب نے اَهْلِكَ فرمایا ۱۲۔ اس طرح کہ تم کو گناہوں اور بد اخلاقیوں کی نجاست میں آلودہ نہ ہونے دے۔ یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ اب تک گناہ تھے اب پاکی عطا ہوئی۔ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی ازواج و اولاد گناہوں سے پاک ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا علی مرتضیٰ سے جنگ کرنا گناہ نہ تھا اجتہادی غلطی تھی کیونکہ وہ گناہوں سے محفوظ ہیں دوسرے یہ کہ ازواج یقیناً حضور کے اہل بیت ہیں کیونکہ یہ تمام آیات ازواج مطہرات سے ہی مخاطب ہیں ۱۳۔ یعنی اے بیبیو! تمہارا گھر قرآن و حدیث کی کان ہے جہاں سے نبوت کا آفتاب چمک رہا ہے تم کو چاہیئے کہ تمہارے اعمال سب سے زیادہ ہوں۔

ا۔ (شان نزول) جب حضور کی ازواج کے فضائل مذکورہ آیات میں نازل ہوئے تو حضرت اسماء بنت عمیس اور دیگر مومنین کی بیویوں نے عرض کیا کہ اگر ہم میں کچھ خوبی ہوتی تو ہمارے حق میں بھی آیات اترتیں اور ہمارا ذکر بھی قرآن کریم میں ہوتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (روح البیان) ۲۔ ان آیات میں مردوں کیساتھ عورتوں کے دس مرتبے بیان ہوئے۔ یہاں اسلام سے مراد اللہ و رسول کی اطاعت، ایمان سے مراد درست اعتقاد اور قنوت سے مراد دلی فرمانبرداری، صبر سے مراد اللہ کی فرمانبرداریوں، نفس کی مخالفت پر قائم رہنا، اور مصیبتوں میں گھبرا نہ جانا ہے۔ خشوع سے مراد عبادتوں میں دل کا اعضاء کے ساتھ ہونا ہے۔ باقی اوصاف ظاہر ہیں۔ ۳۔ دل و زبان دونوں سے اللہ کی یاد۔ یا نماز کے علاوہ اور بھی اللہ کی یاد یا ہر حال میں سوتے جاگتے اللہ کی یاد یا نماز تہجد کی پابندی، یا علم دین میں مشغولیت ذکر کثیر ہے۔ غرضیکہ ذکر کثیر کی بہت صورتیں ہیں۔ ۴۔ (شان نزول) یہ آیت حضرت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبداللہ ابن جحش اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور کی پھوپھی کے حق میں نازل ہوئی کہ حضور نے زید ابن حارثہ جو حضور کے لے پالک تھے، ان کے نکاح کے لئے زینب کو پیغام دیا جسے زینب اور ان حضرات نے قبول نہ کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت زینب وغیرہ راضی ہو گئے اور حضرت زید کا نکاح زینب کے ساتھ کردیا گیا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ نبی کے حکم اور نبی کے مشورہ میں فرق ہے۔ حکم پر سب کو سر جھکانا پڑے گا۔ مشورہ کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا حق ہوگا۔ اسی لئے یہاں قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فرمایا گیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ۔

۶۔ معلوم ہوا کہ حضور کے حکم کے سامنے اپنے ذاتی معاملات میں بھی مومن کو حق نہیں ہوتا۔ اگر حضور کسی پر اس کی منکوحہ بیوی حرام کردیں تو حرام ہو جائے گی جیسے حضرت کعب کے لئے ہوا غرضیکہ حضور ہمارے دین و دنیا کے مالک ہیں ۷۔ اس سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ امر وجوب کے لئے ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ حضور ہر مومن کے جان و مال کے مالک ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور کا حکم ماں باپ کے حکم سے زیادہ اہم ہے۔ چوتھے یہ کہ حضور کا حکم خدا کا حکم ہے کہ اس میں تردد کرنا گمراہی ہے۔ دیکھو عورت کو اپنے نفس کا اختیار ہوتا ہے کہ کسی سے اپنا نکاح کرے یا نہ کرے۔ مگر حضور کے حکم پر اسے اپنے نفس کا بھی اختیار نہیں ۸۔ یعنی زید ابن حارثہ جن پر اللہ نے بھی انعام کیا کہ انہیں ایمان و عرفان و تقویٰ دیا تم نے بھی ان پر انعام کیا کہ انہیں اپنا صحابی پالک بنایا ہر طرح ان کی ناز برداری

وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا

اور تمہیں لوگوں کے طعنے کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو پھر جب

قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ

زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی کہ مسلمانوں پر

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا

کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے

قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہنا

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ

نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر فرمائی

لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ

اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا

اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ

کام مقرر تقدیر ہے وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے

رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا

اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ

اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ

کرتے اور اللہ بس ہے حساب لینے والا محمد تمہارے مردوں میں کسی

اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں

النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا

پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اے ایمان

(بقیہ صفحہ ۶۷۴) کی' یا یہ کہ ایمان و عرفان' تقویٰ' صحابیت یہ سب اللہ کے بھی انعام ہیں اور آپ کے بھی ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ اللہ رسول نے ہم کو یہ نعمت دی یا اللہ رسول نے ہم کو غنی کردیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۱۰۔ حضرت زید کا نکاح حضرت زینب سے ہو چکنے کے بعد ان کی آپس میں موافقت نہ ہوئی۔ ایک بار حضرت زید نے بی بی زینب کی سخت مزاجی کی شکایت کی جس کی وجہ ظاہر تھی کہ حضرت زینب حسینہ جمیلہ حضور کی پھوپھی زاد عالی خاندان تھیں۔ حضرت زید سیاہ فام اور مسکین تھے۔ مشہور تھا کہ وہ غلام ہیں اس لئے نباہ نہ ہوا۔ حضور نے حضرت زید کو مشورہ دیا کہ تم اپنی بیوی سے نباہ کرو علیحدہ نہ کرو۔ ۱۱۔ کہ اپنی بیوی کو الزام نہ لگاؤ یا اسے بدنام نہ کرو ۱۲۔ حضور پر وحی آچکی تھی کہ زینب کا نباہ حضرت زید سے نہ ہوگا' آخر طلاق واقع ہوگی اور حضرت زینب آپکے نکاح میں آئیں گی تاکہ جہالت کا یہ قانون ٹوٹے کہ پالک کی بیوی حرام ہے مگر آپ نے یہ امور غیبیہ ان پر ظاہر نہ فرمائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خبر سب کچھ ہے بعض کا اظہار نہیں فرماتے۔

۱۔ یعنی آپ کو خطرہ تھا کہ اگر زینب سے نکاح کیا تو لوگ طعنہ دیں گے کہ اپنی بہو سے نکاح کرلیا اس سے معلوم ہوا کہ طعنہ سے بچنا اور اپنی عزت کی حفاظت کی کوشش کرنا سنت رسول ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ دینی مصلحت پر دنیاوی مصلحتیں قربان کردینی چاہئیں کیونکہ اگرچہ اس نکاح میں طعنہ کا خطرہ تھا مگر ایک دینی مسئلہ ظاہر فرمانا تھا۔ اس لئے کسی طعنہ وغیرہ کی پرواہ نہ کی گئی۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے کام رب کے کام ہیں۔ دیکھو حضرت زینب سے نکاح حضور نے کیا مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے کرایا۔ جب ماں باپ اپنی اولاد کا نکاح خراب عورت سے نہیں کرتے تو رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نکاح بری عورتوں سے کیسے کیا ہوگا۔ ۴۔ یعنی آپ کے اس نکاح سے قیامت تک کیلئے مثال قائم ہو جائے گی کہ مسلمانوں کو اپنے پالکوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں تامل نہ ہوگا کیونکہ نہ تو پالک ہمارے بیٹے ہوتے ہیں اور نہ ان کی بیویاں ہماری بہو۔ چنانچہ حضرت زینب کی عدت گزرنے کے بعد خود حضرت زید کو اس نکاح کا پیام لیکر حضرت زینب کے پاس بھیجا گیا۔ زید نے سر جھکا کر شرم و ادب سے یہ پیام پہنچایا۔ حضرت زینب نے فرمایا کہ اس بارے میں میں کچھ رائے نہیں رکھتی جو میرے رب کو منظور ہو میں اس پر راضی ہوں ۵۔ یعنی اے محبوب! تم لوگوں کے طعنہ کی پرواہ نہ کرو جس چیز کو اللہ نے حلال کیا اس پر کسی کو طعنہ کرنے کا کیا حق ہے ۶۔ اس آیت میں کفار اور یہود کے اس طعنہ کا جواب ہے کہ مسلمانوں کو تو صرف چار بیویاں کرنے کی اجازت ہے' حضور کی بیویاں زیادہ کیوں؟ فرمایا گیا کہ انبیاء کرام کے کچھ خصوصی احکام بھی ہوتے ہیں۔ حضور سے پہلے دوسرے پیغمبروں کی بھی بہت بیویاں تھیں چنانچہ حضور داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان کی تین سو بیویاں (خزائن) اور باندیاں ان کے علاوہ بلکہ آریوں اور ہندوؤں کے دیوتاؤں کے بھی بیویاں تھیں۔ چنانچہ کنھیا کی ایک ہزار تھیں۔ رام چندر کے باپ جسرتھ کی دو بیویاں تھیں۔ ۷۔ یعنی نبیوں کے نکاح رب کے حکم سے ہوتے ہیں اور اس میں ہزار مصلحتیں ہوتی ہیں۔ ان کے نکاح تبلیغ دین کا ذریعہ ہیں اس لئے آگے تبلیغ کا ذکر ہے ۸۔ کہ عقیدت و اطاعت کا خوف انہیں کسی کا نہیں ہوتا ۹۔ حضور کے ایک ہزار نام ہیں جن میں سے محمد' احمد ذاتی نام باقی صفاتی نام۔ لفظ محمد تعداد و حروف اور بے نقطہ ہونے میں اللہ کے نام سے بہت مناسب ہے۔ محمد کے سبطی عدد تین سو تیرہ ہیں۔ اتنے ہی رسول دنیا میں

(بقیہ صفحہ ۶۷۵) تشریف لائے (روح) بدری صحابہ کرام بھی اتنے ہی ہیں۔ ۱۰ـ اس آیت میں کفار کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ حضور نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کر لیا کیونکہ عرب والے پالک کو بھی بیٹا کہہ دیتے تھے اور اسکی بیوی سے نکاح حرام مانتے تھے ۱۱ـ اس سے معلوم ہوا کہ نابالغ بچے کو رجل نہیں کہا جا سکتا کیونکہ حضور کے چند صاحبزادے بھی ہوئے جو بچپن میں وفات پا گئے۔ حضور ان کے والد ہیں مگر وہ رجال نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول ساری امت کے والد ہوتے ہیں بھائی نہیں ہوتے اس لئے رسالت کا ذکر والد کیساتھ کیا۔ یعنی ساری امت کے روحانی والد ہیں کیونکہ لکن پہلی نفی کو توڑنے کے لئے آتا ہے اور مابعد کی چیز ثابت کرنے کے لئے یعنی یہ ہوئے کہ تم میں کسی مرد کے جسمانی باپ تو نہیں ہاں اللہ کے رسول یعنی تمہارے روحانی والد ہیں اور ایسے والد کہ اب کوئی ان کے سوا ایسا والد نہ بن سکے گا کیونکہ وہ آخری رسول ہیں۔ ۱۲ـ لہٰذا اس کے تمام احکام علم و حکمت سے ہیں۔ پالے کی بیوی کا حرام ہونا تمہاری اپنی رائے ہے اور اس کا حلال ہونا رب کا حکم ہے تو یقیناً رب کا حکم درست ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا حضور کو آخری نبی بنانا علم و حکمت پر مبنی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جواب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان مانے تو وہ مرتد ہے جیسے لا اله الا اللہ سے معلوم ہوا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ جواب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان مانے تو وہ مرتد ہے۔ جیسے لا اله الا اللہ سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہو سکتا ایسے ہی لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا یہ دونوں ایک درجہ کے محال ہیں۔ اسی طرح حضور کے زمانے میں کوئی نبی نہ تھا نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ خاتم النبیین وہ جو سب نبیوں سے پیچھے ہو۔

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ

والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

اس کی پاکی بولو ۱؎ وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر ۲؎ وہ اور اسکے فرشتے

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

کہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے ۳؎ اور وہ مسلمانوں پر مہربان

رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ

ہے ان کے لئے ملتے وقت کی دعا سلام ہے ۴؎ اور ان کے لئے عزت کا ثواب

اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

تیار کر رکھا ہے اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر

وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ

ناظر ۵؎ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا ۶؎ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا ۷؎

سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ

اور چمکا دینے والا آفتاب ۸؎ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے

مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ

اللہ کا بڑا فضل ہے ۹؎ اور کافروں اور منافقوں کی

الْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى

خوشی نہ کرو اور ان کی ایذا پر درگزر فرماؤ ۱۰؎ اور اللہ پر بھروسا کرو اور اللہ

بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ

بس ہے کارساز اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے

الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

نکاح کرو ۱۱؎ پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو ۱۲؎

۱ـ یعنی ہمیشہ ہی اس کی تسبیح کرو یا خصوصیت سے صبح و شام کیونکہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ ۲ـ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ تمام صحابہ کرام خصوصاً صدیق اکبر بڑے درجہ والے ہیں کہ ان پر رب درود بھیجتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور کے آل و اصحاب پر حضور کے نام شریف کے ساتھ درود پڑھنا جائز ہے ۳ـ (شان نزول) جب آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا کہ ہم نیاز مندوں کو حضور کے طفیل رب نے کس عزت سے نوازا۔ اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان)۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو صحابہ کرام کو گمراہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے ۴ـ یعنی انہیں جانکنی کے وقت ملک الموت یا قبر سے نکلتے وقت فرشتے یا جنت میں داخل ہوتے وقت رضوان سلام کریں گے، یا رب تعالیٰ بوقت لقا انہیں سلام فرمائے گا۔ یعنی تم امن و سلامتی سے رہو گے ۵ـ شاہد، مشاہدہ سے ہے یا شہود سے یا شہادۃ سے یعنی ہم نے تمہیں دونوں جہان کا مشاہدہ کرنیوالا بنا کر بھیجا یا تمام جگہ میں حاضر بنا کر بھیجا کہ ہر جگہ تمہارا علم و تصرف جاری ہے۔ جیسے سورج کہ ہر جگہ نور دیتا ہے یا سارے مومنوں و کافروں کا گواہ بنا کر بھیجا کہ قیامت میں آپ سب کے عینی گواہ ہونگے یا دنیا میں لوگوں کے جنتی دوزخی ہونے کی خبریں دیتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا ابوبکر جنتی ہیں حسن حسین جوانان جنت کے سردار ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یا یہ معنی ہیں کہ تمام کے دلوں میں حاضر یعنی محبوب بنا کر بھیجا کہ تم تمام مخلوق کے محبوب ہو اور دائمی محبوب ہو، اس لئے آپ کے فراق میں لکڑیاں، اونٹ روئے اور آج بغیر دیکھے کروڑوں عاشق موجود ہیں اور رہینگے ۶ـ خیال رہے کہ سارے نبی اللہ کے گواہ بھی تھے اور اس کی رحمتوں کے بشیر بھی اسکے عذابوں کے نذیر بھی۔ مگر ان کی گواہی بشارت وغیرہ سن کر بھی حضور کے یہ اوصاف دیکھ کر کہ حضور نے جنت اور دوزخ کو آنکھوں سے دیکھا اور گواہی دی اور عینی گواہی پر تمام سمعی گواہیوں کی تکمیل ہو

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا

تو تمہارے لئے ان پر کچھ عدت نہیں جسے گنو

فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا (٤٩) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ

تو انہیں کچھ فائدہ دو ۵ اور اچھی طرح سے چھوڑ دو ۶ اے غیب بتانے والے (نبی)

اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ

ہم نے تمہارے لئے حلال فرمائیں تمہاری وہ بیویاں جن کو مہر دو ۱

وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ

اور تمہارے ہاتھ کا مال کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں ۲ اور تمہارے چچا کی

عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ

بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں ۵ اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی

خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً

بیٹیاں ۶ جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ۷ اور ایمان والی عورت

اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ

اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے ۸ اگر نبی اسے نکاح میں لانا

يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

چاہے یہ خاص تمہارے لئے ہے ۹ امت کے لئے نہیں

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا

ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ۱۰ ان کی

مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَ

بیبیوں اور ان کے ہاتھ کے مال کنیزوں میں ۱۱ یہ خصوصیت

كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (٥٠) تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ

تمہاری اس لئے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو ۱۲ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

(بقیہ صفحہ ٦٧٦) جاتی ہے کہ پھر کسی گواہی کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے حضور خاتم النبیین ہیں اور آپ کی گواہی آخری گواہی۔ رب نے فرمایا۔ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ سورج کی موجودگی میں کسی چراغ کی ضرورت نہیں۔ حضور کے ہوتے مرزا قادیانی کی ضرورت نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور رب کی ذات کیطرف خلق کو دعوت دیتے ہیں۔ صرف داعی الی الصفات نہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور ساری خلق کے دائمی نبی ہیں۔ کیونکہ یہاں بغیر قید آپ کی رسالت مذکور ہوئی۔ ۸۔ آسمان کا سورج دل کی رات اور قبر کی رات کو دن نہیں بنا سکتا۔ مدینہ منورہ کا یہ سچا سورج وہاں بھی اجالا بخشتا ہے کہ اس کی تجلی سے قبر میں روشنی، دل میں نور پیدا ہوتا ہے ۹۔ اسطرح کہ تمام مومنین سے حضور کے مومن بڑے درجہ والے ہیں کیونکہ ان کو خاتم الانبیاء کی غلامی نصیب ہوئی' ان کے اعمال آسان ثواب زیادہ مقرر ہوا۔ ۱۰۔ جب تک جہاد کی آیات نہ آویں، اس کے بعد ظاہری کفار پر تلوار سے جہاد فرماویں اور منافقوں پر زبانی جہاد یعنی ان کی رسوائی فرماویں۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنہ عورت سے نکاح کرنا بہتر ہے اگرچہ کتابیہ سے بھی جائز ہے (خزائن العرفان) ۱۲۔ معلوم ہوا کہ اگر خلوت سے پہلے خاوند فوت ہو جاوے تو بھی عدت ہے۔ مگر ایسی طلاق میں عدت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عدت خاوند کے حق کی وجہ سے ہے لہٰذا اگر عرصہ سے عورت خاوند کے پاس نہ گئی ہو تب بھی طلاق کے بعد عدت کرنی ہوگی اگرچہ حمل کا احتمال نہ ہو۔

۱۔ اس طرح کہ اگر ان کا مہر مقرر نہ کیا تھا اور خلوت سے پہلے طلاق دے دی تو انہیں جوڑا دینا واجب ہے ورنہ مستحب (خزائن) ۲۔ اس طرح کہ ان کے تمام حقوق ادا کردو۔ حتیٰ کہ عدت کا خرچہ بھی تم دو اور اگر ان پر عدت نہ ہو تو ان کو نہ روکو۔ فوراً اور جگہ نکاح کر لینے دو۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ افضل یہ ہے کہ نکاح کا مہر مقرر کیا جاوے اور جلدی ادا کیا جاوے لیکن اگر ان میں سے کچھ بھی نہ کیا گیا جب بھی نکاح درست ہوگا اور مہر مثل واجب ہوگا ۴۔ خواہ تم انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح فرماؤ جیسے حضرت صفیہ و جویریہ یا بطور لونڈی رکھو جیسے حضرت ماریہ قبطیہ۔ یہ سب آپ کو حلال ہیں۔ ۵۔ خیال رہے کہ حضور کے چچا بارہ ہیں اور پھوپھیاں چھ' چچا یہ ہیں۔ حارث' ابوطالب' زبیر' عبدالکعبہ' حمزہ' مقوم جن کا نام مغیرہ ہے' ضرار' عبدالعزیٰ جس کی کنیت ابولہب ہے۔ عباس۔ قثم' عیذاق' جحل ان میں حضرت عباس و حمزہ ایمان لائے پھوپھیاں یہ ہیں۔ ام حکیم جن کا نام بیضاء ہے۔ عاتکہ' برہ' اروٰی' امیمہ' صفیہ جن میں سے حضرت صفیہ مومن ہوئیں' عاتکہ کے اسلام میں اختلاف ہے اور چچا زاد بہنیں آٹھ ہیں' صباعنہ' ام الحکم' ام ہانی' جمانہ' ام حبیبہ' آمنہ' صفیہ' اروٰی۔ حضور نے ان میں سے کسی سے نکاح نہ فرمایا (روح) ٦۔ حضور کی حقیقی خالہ اور ماموں کوئی نہ تھا اس لئے یہاں حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کے کنبۂ خاندان کی بیبیاں مراد ہیں یعنی بنی زہرہ کی لڑکیاں جو عبد مناف کی اولاد سے ہیں۔ ۷۔ اس طرح کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے آگئیں کیونکہ حضور کے ساتھ تو سوا حضرت ابوبکر صدیق کے اور کسی نے ہجرت نہ کی۔ بعض علماء نے فرمایا کہ حضور کیلئے وہی چچا پھوپھی زاد لڑکیاں حلال تھیں جو ہجرت کر آئیں۔ اسی لئے ام ہانی سے نکاح نہ فرمایا کہ انہوں نے ہجرت نہ کی تھی۔ آپ کا انہیں پیغام نکاح دینا اس آیت کے نزول سے پہلے تھا۔ یہ قید حضور کی خصوصیت ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم۔ (روح البیان) ۸۔ اس طرح کہ بغیر مہر اور بغیر کسی شرط آپ کے نکاح میں آنا چاہے اور آپ قبول کریں جیسے میمونہ بنت حارث'

(بقیہ صفحہ ۶۷۷) خولہ بنت حکیم ' ام شریک ' زینب بنت خزیمہ (تفسیر احمدی) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور پر ایسی بیویوں کا مہر اور کوئی حق نکاح لازم نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ حضور کے لئے کسی یہودیہ ' نصرانیہ ' اہل کتاب کی عورت سے نکاح حلال نہ تھا کیونکہ مومنہ کی قید لگادی گئی (روح) یہ حضور کی خصوصیات میں سے ہے ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چار سے زیادہ بیویاں نکاح میں رکھنے کی اجازت ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر کسی بیوی سے حضور بغیر مہر نکاح کریں تو آپ پر اس کا مہر لازم نہیں۔ تیسرے یہ کہ احکام شرعیہ میں بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہم جیسے نہیں۔ کلمہ ' نماز ' روزہ ' نکاح

مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ

پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو ؎ اور جسے تم نے کنارے

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ

کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں ؎ یہ

تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ

امر اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ

كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اس پر وہ سب کی سب راضی رہیں ؎ اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے ؎ اور اللہ علم

عَلِیْمًا حَلِیْمًا ﴿۵۱﴾ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ

و علم والا ہے ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں ؎

وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ

اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو ؎ اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے

حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى

مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال ؎ اور اللہ ہر چیز پر

كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ﴿۵۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

نگہبان ہے اے ایمان والو ؎ نبی کے گھروں میں نہ

بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ

حاضر ہو ؎ جب تک اذن نہ پاؤ ؎ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ

نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا

نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو ؎ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب

طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ

کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ ؎ بے شک

وغیرہ میں سب میں کچھ آپ کے ایسے خصائص ہیں جو دوسروں کے لئے نہیں ۱۰۔ کہ اگر مومن کسی عورت سے بغیر مہر نکاح کرے تو اسے مہر مثل دینا ہوگا ایسے ہی اس پر عدل واجب ہوگا ۱۱۔ عَلَیْهِمْ سے معلوم ہوا کہ یہ احکام مسلمانوں کے لئے ہیں یعنی باری اور تمام برتاؤ میں عدل واجب ہونا۔ مہر یقیناً لازم ہونا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مہر کی کم از کم مقدار مقرر ہے یعنی دس درہم ' زیادہ کی حد نہیں یہ ہی حنفیوں کا مذہب ہے ۱۲۔ کہ اگرچہ لونڈی کے مالک پر حق نکاح لازم نہیں مگر حق پرورش ضروری ہے ' لہٰذا یہ آیت حنفی مذہب کے خلاف نہیں۔ ایسے ہی مولیٰ پر لازم ہے کہ لونڈی کو عذاب نہ دے ' طاقت سے زیادہ کام نہ لے ۱۳۔ یعنی آپ کے نکاح کی یہ خصوصیات کہ بغیر ' مہر و بغیر عدل اور بغیر پابندی تعداد ازواج آپکو نکاح حلال ہے یہ اس لئے ہوا کہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو ۱۴۔ روح البیان نے فرمایا کہ تیس عورتیں وہ ہیں جنہوں نے اپنے نفس حضور کو ہبہ کئے مگر حضور نے قبول نہ فرمائے اور تیرہ بیویوں سے اس ترتیب سے نکاح فرمائے۔ خدیجہ ' پھر سودہ پھر عائشہ پھر حفصہ پھر ام سلمہ پھر ام حبیبہ پھر جویریہ پھر صفیہ پھر زینب بنت جحش زینب بنت خزیمہ پھر قبیلہ بنی ہلال کی ایک بی بی پھر بنی کلاب کی ایک عورت رضی اللہ عنہن ۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پر باری اور عورتوں میں مساوات لازم نہیں۔ یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے۔ مگر اس کے باوجود حضور ازواج مطہرات میں بہت ہی عدل و انصاف فرماتے تھے تاکہ لوگ سبق حاصل کریں۔ ۲۔ یعنی جن بیویوں کو آپ طلاق رجعی دیدیں یا ان کو حق نکاح سے علیحدہ فرمادیں یا ان کی باری ساقط فرمادیں پھر آپ کا دل ہو اس کی طرف التفات فرمانے کو تو بھی آپ کو اجازت ہے ۳۔ یعنی جب ان بیویوں کو معلوم ہو جاوے گا کہ آپ کے ذمہ مذکورہ حقوق واجب نہیں جو کسی کو بخشیں وہ عطیہ خسروانہ ہے تو ان کے دل مطمئن ہو جاویں گے اور کسی بیوی صاحبہ کو کوئی شکایت نہ ہوگی۔ ۴۔ اے مسلمانو ہم کو خبر ہے کہ تمہارے دل بعض بیویوں کی طرف زیادہ مائل ہیں لیکن عدل و انصاف سے کام لو۔ کسی بیوی کا حق نہ مارو۔ ۵۔ یعنی ان نو بیویوں کے بعد جن کو آپ نے اختیار دیا تھا مگر انہوں نے اللہ رسول کو اختیار کیا علماء فرماتے ہیں کہ جیسے مسلمانوں کے لئے بیویوں کا نصاب چار ہے ایسے ہی حضور کے لئے نو تھا۔ ۶۔ یعنی آپ ان موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق نہ دیں کیونکہ تخییر کے موقع پر ان سب نے آپ کو اختیار کیا آپ بھی انہیں اختیار فرماویں۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ یہ پابندی اس آیت سے منسوخ ہو گئی۔ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ الخ لہٰذا حضور کو پھر اور نکاح کی اجازت دیدی گئی مگر حضور نے کیا نہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۷۔ یعنی یہ پابندی نکاح کے لئے ہے۔ لونڈی رکھنے پر کوئی پابندی نہیں چنانچہ اس آیت کریمہ کے بعد حضرت ماریہ قبطیہ حضور کے نکاح میں آئیں اور ان کے بطن شریف سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو لڑکپن میں وفات

(بقیہ صفحہ ٦٧٨) پاگئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ آپ کو کسی یہودیہ نصرانیہ عورت سے نکاح حلال نہیں تاکہ وہ ام المومنین نہ بن جائے۔ ہاں اگر ان میں سے کوئی آپ کی لونڈی ہو تو حرج نہیں ٨۔ یہ وہ حکم ہے جس میں بعض فرشتے بھی داخل ہیں ان گھروں میں حضرت جبریل بھی اجازت کے بغیر نہ آتے تھے۔ حضرت ملک الموت بھی اجازت سے حاضر ہوئے۔ ان گھروں کی حرمت عرش اعظم سے سوا تھی اور اب قبر انور کا وہ حصہ جو جسم شریف سے ملا ہوا ہے کعبہ معظمہ، عرش معلی سے افضل ہے ٩۔ حضور کے نو حجرے تھے ہر بیوی کے لئے ایک جو اب سارے مسجد نبوی میں داخل ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کے گھر حضور کی ملک تھے، بیویوں کے نہ

ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي

اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں

مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ

نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے

مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ

باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا

کی اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد

أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ

کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت

عَظِيمًا ﴿٥٣﴾ إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ

بات ہے اگر تم کوئی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ سب

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٥٤﴾ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ

کچھ جانتا ہے ان پر مضائقہ نہیں ان کے باپ

وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ

اور بیٹیوں اور بھائیوں اور بھتیجوں

وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ

اور بھانجوں اور اپنے دین کی عورتوں اور اپنی کنیزوں

أَيْمَانُهُنَّ ۗ وَاتَّقِينَ اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

میں اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے

شَهِيدًا ﴿٥٥﴾ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ

ہے بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر

تھے ہاں انہیں رہنے کا حق تھا۔ اس لئے دوسری جگہ ان گھروں کو بیویوں کی طرف نسبت فرمایا گیا کہ ارشاد ہوا فِي بُيُوتِكُنَّ۔ ١٠۔ (شان نزول) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بی بی زینب سے نکاح کیا اور ولیمہ شریف کی عام دعوت فرمائی۔ صحابہ کی جماعتیں آتی تھیں کھا کر چلی جاتی تھیں۔ آخر میں تین حضرات کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہے اور انکی گفتگو کا سلسلہ کچھ دراز ہو گیا۔ مکان شریف تنگ تھا اس سے گھر والوں کو خصوصاً سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی۔ حضور دوسرے حجروں میں تشریف لے گئے وہاں سے واپس تشریف لائے جب بھی یہ لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر انہیں خود خیال ہوا اور وہاں سے چلے گئے۔ تب حضور دولت خانہ میں تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری۔ ١١۔ یعنی دعوت ہو چکنے کے بعد بھی جب تک بلایا نہ جاوے حاضر نہ ہو۔ غرضیکہ کھانا پکنے کے بعد آؤ۔ پک جانے کے بعد بلانے پر آؤ۔ جن علاقوں میں رواج ہے کہ کھانا پک جانے پر بلانے کے لئے آدمی بھیجتے ہیں ان کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔ ١٢۔ یعنی کھانا کھا کر فوراً چلے جاؤ۔ معلوم ہوا کہ حضور کا آستانہ وہ آستانہ ہے جس کے آداب خود رب تعالیٰ سکھاتا ہے اور اس آستانہ شریف کے آداب فرشتے، جن، انسان، جانور غرض ساری خدائی بجالاتی ہے۔ ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز کام سے حضور کو تکلیف پہنچے تو وہ حرام ہو جاتا ہے بلکہ اگر کبھی حضور کو کسی کی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے۔ اسی لئے حضرت علی کے لئے فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام رہا۔ کیونکہ حضور کی ایذا کا باعث رہا۔ دیکھو کھانا کھا چکنے کے بعد باتیں کرنا حرام نہ تھا مگر حضور کی تکلیف کی بنا پر حرام ہو گیا ٢۔ کیونکہ وہ سرکار سراپا اخلاق ہیں۔ اپنے اخلاق کریمانہ کی وجہ سے اپنی ذات شریف پر تکلیف قبول فرماتے ہیں، مہمان کو جانے کو نہیں فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کو چاہیئے کہ میزبان کے ہاں اتنا نہ ٹھہرے کہ اسے بوجھ بن جائے ٣۔ یعنی اس وقت تمہارا حضور کے مکان سے نکال دینا ہی حق تھا اور حق سے شرم نہیں۔ لہٰذا آیت کا مطلب یہ نہیں کہ حضور نے حق چھپایا۔ حضور کا ان حضرات کو نہ اٹھانا کمال تھا اور رب تعالیٰ کا انہیں اٹھا دینا حق تھا ٤۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج پاک اگرچہ مسلمانوں کی مائیں ہیں مگر پردہ واجب، لہٰذا پیر کی، استاد کی بیوی مرید اور شاگرد سے پردہ کرے۔ جب ان پاکباز بیویوں کو ان پاکیزہ جماعت صحابہ سے پردہ کرایا گیا تو اب مسلمانوں کو بڑی احتیاط کرنی چاہیئے۔ ٥۔ کہ اس میں شیطان کو وسوسہ اور کسی انسان کو شبہ کی گنجائش نہیں رہتی ٦۔ یہ حکم عام ہے۔ ہماری جس ادا سے حضور کو تکلیف پہنچے وہ حرام ہے۔ ٧۔ یعنی حضور کی وفات کے بعد ٨۔ یعنی یہ گناہ کبیرہ قطعی حرام ہے کہ اس میں شک کرنا کفر ہے ٩۔ لہٰذا اگر کسی نے ان ازواج پاک سے حضور کی وفات کے بعد نکاح کرنیکا وہم بھی کیا وہ بھی سخت سزا پائیگا ١٠۔ کہ عورتیں ان عزیزو

(بقیہ صفحہ ۶۷۹) اقارب کے سامنے ہوں اور ان سے بات کریں۔ کیونکہ یہ لوگ ذی رحم بھی ہیں اور محرم بھی ۱۱۔ یعنی مومنہ عورت کا مومنہ عورت سے پردہ نہیں معلوم ہوا کہ کافرہ عورت سے پردہ ہے۔ ایسے ہی فاسقہ بدکار عورتوں سے پردہ لازم ہے (کتب فقہ) اس لئے یہاں نساء ھن فرمایا ۱۲۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اپنے غلام سے مولاۃ پردہ نہ کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کا یہی فرمان تھا اسی لئے آپ نے اپنے غلام ذکوان سے فرمایا کہ تم مجھے قبر میں اتارنا اور جب تم قبر سے باہر نکلو تو تم آزاد ہو۔ مگر جمہور کا یہ قول ہے کہ اس سے بھی پردہ ہے۔ لہٰذا یہاں لونڈیاں مراد ہیں ۱۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ درود شریف تمام احکام سے افضل

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ

دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور

يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا

جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے

فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ

بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا اے نبی

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ

اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ

کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ انکی پہچان ہو

فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ

تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اگر باز نہ آئے

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ

منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے

فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا

والے تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ دیں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے

قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا

مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے

ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی یہ کرتے ہیں تم بھی کرو، سوا درود شریف کے، دوسرے یہ کہ تمام فرشتے بغیر تخصیص ہمیشہ حضور پر درود بھیجتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور پر رحمت الٰہی کا نزول ہماری دعا پر موقوف نہیں، جب کچھ نہ بنا تھا تب بھی رب تعالیٰ حضور پر رحمتیں بھیج رہا تھا۔ ہمارا درود شرف پڑھنا رب سے بھیک مانگنے کے لئے ہے جیسے فقیر داتا کے جان و مال کی خیر مانگ کر بھیک مانگتا ہے، ہم حضور کی خیر مانگ کر بھیک مانگتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ حضور ہمیشہ حیات النبی ہیں اور سب کا درود و سلام سنتے ہیں، جواب دیتے ہیں کیونکہ جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے جیسے نمازی، سونے والا، پانچویں یہ کہ تمام مسلمانوں کو ہمیشہ ہر حال میں درود شریف پڑھنا چاہئے کیونکہ رب تعالیٰ اور فرشتے ہمیشہ ہی درود بھیجتے ہیں ۱۴۔ فرشتوں کی مختلف ڈیوٹیاں انسان کی پیدائش کے بعد لگیں۔ اس سے پہلے کروڑوں سال تک ان کے دو ہی مشغلے تھے، سجود اور درود ۱۵۔ احادیث میں ہے کہ درود مکمل کرنے کے لئے آل پاک کا ذکر بھی چاہئے لہٰذا اس آیت میں حضور پر درود سے مراد خود حضور اور آل پاک پر درود ہے۔ (صواعق)

ا۔ درود شریف عمر میں ایک بار پڑھنا فرض ہے ہر اس مجلس ذکر میں جہاں بار بار حضور کا نام آتا ہے ایک بار پڑھنا واجب۔ نماز میں التحیات کے بعد پڑھنا سنت ہے اور ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا مرتبہ حضرت آدم سے زیادہ ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے صرف ایک دفعہ سجدہ کیا مگر ہمارے حضور پر تو خود خدا تعالیٰ اور ساری خدائی ہمیشہ درود بھیجتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اللہ اور فرشتوں کے درود میں سلام بھی آجاتا ہے اس لئے ان کیلئے صرف صلوٰۃ کا ذکر ہوا اور ہم کو صلوٰۃ و سلام دونوں کا حکم ہوا تیسرے یہ کہ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ و سلام دونوں ہوں۔ نماز میں درود ابراہیمی میں سلام نہیں ہے کیونکہ سلام التحیات میں ہو چکا اور نماز ساری ایک ہی مجلس کے حکم میں ہے مگر نماز سے باہر وہ درود پڑھو جس میں یہ دونوں ہوں۔ حضور نے درود کی جو تعلیم درود ابراہیمی سے فرمائی وہاں نماز کی حالت میں درود مراد ہے غرضیکہ درود ابراہیمی نماز میں کامل ہے لیکن نماز سے باہر غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کام سے حضور کو ایذا پہنچے حرام ہے اگرچہ بظاہر وہ عبادت ہی ہو۔ لہٰذا اگر حضور کو کسی وقت کسی نماز سے ایذا پہنچے تو وہ نماز حرام ہے اور اگر کسی کے نماز ترک کرنے سے راحت پہنچے وہ نماز چھوڑنی فرض ہے اسی لئے حضرت علی کا خیبر میں نماز عصر حضور کی نیند پر قربان کرنا اعلیٰ عبادت قرار پایا ۴۔ اللہ کو ایذا دینا یہ ہے کہ اس کی ایسی صفات بیان کرے جس سے وہ منزہ ہے یا اسکے محبوب بندوں کو ستائے۔ حضور کو ایذا دینا یہ ہے کہ حضور کے کسی فعل شریف کو ہلکی نگاہ سے دیکھے یا کسی قسم کا طعن

(بقیہ صفحہ ٦٨٠) کرے یا آپکے ذکر خیر کو روکے۔ آپکو عیب لگائے۔ اس قسم کے لوگ دنیا و آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں ٥۔ یہ آیت ان منافقوں کے متعلق نازل ہوئی جو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو ایذا دیتے اور ستاتے تھے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جانوروں کو بھی ستانا حرام ہے۔ انسان خصوصاً مومن اور بالخصوص حضور کے اہل بیت تو بہت شان والے ہیں (خزائن)۔ ٦۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کو ایذا دینا کبھی حق ہوتا ہے کبھی ناحق۔ قصور پر سزا دینا حق ہے بغیر قصور ناحق۔ مگر نبی کو ایذا دینا ناحق ہی ہوگا۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے یہاں بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا کی قید لگائی۔ دوسرے یہ کہ مومن کو ناحق ستانا فسق ہے کفر نہیں مگر پیغمبر کو دکھ دینا سخت کفر ہے۔اسلئے یہاں اسے بہتان فرمایا اور پچھلی آیت میں اسے لعنت و عذاب کا سبب قرار دیا۔ ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی صاحبزادیاں زیادہ ہیں اگر فقط فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہی صاحبزادی ہوتیں تو جمع کا صیغہ نہ فرمایا جاتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج و اولاد پر پردہ لازم تھا۔ اگرچہ وہ نہایت پرہیزگار ہیں کیونکہ پردہ جنت کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ رب فرماتا ہے حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ جنت میں سارے ہی پرہیزگار ہونگے مگر پردہ وہاں بھی ہوگا بے پردگی دوزخ کا عذاب ہے کہ وہاں عورتیں مرد ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہونگے ٨۔ حضور کی صاحبزادیاں کل آٹھ تھیں۔ چار حقیقی بی بی خدیجہ کے شکم سے، زینب، رقیہ، کلثوم، فاطمہ زہرا، زینب ابوالعاص کے نکاح میں تھیں، رقیہ اور کلثوم حضرت عثمان کے نکاح میں آگے پیچھے۔ فاطمہ زہرا علی المرتضٰی کے نکاح میں۔ تمام صاحبزادیاں حضور کی زندگی شریف میں وفات پاگئیں سوائے حضرت فاطمہ زہرا کے۔ چار سوتیلی صاحبزادیاں، برہ، سلمہ، عمرہ، درہ ہیں جو ام سلمہ کی صاحبزادیاں ہیں رضی اللہ عنہم (روح) ٩۔ یعنی جب ضرورۃً گھر سے باہر نکلنا پڑے تو دوپٹہ کے علاوہ چادر بھی اوڑھ لیا کریں جس کا ایک حصہ چہرہ پر ہو ١٠۔ کہ یہ عورتیں آزاد ہیں لونڈیاں نہیں کیونکہ لونڈیاں بے پردہ چہرہ کھولے باہر نکلتی تھیں ١١۔ منافقین لونڈیوں کو چھیڑا کرتے تھے۔ لہٰذا حکم دیا گیا کہ آزاد عورتیں اپنے کو ممتاز کرکے نکلا کریں، اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو مرد کی طرح اور مردوں کو عورتوں کی طرح وضع قطع رکھنا حرام ہے کہ جب آزاد عورت کو لونڈی سے ممتاز ہونا چاہیئے تو مرد سے بدرجہ اولٰی ممتاز ہونا ضروری ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کو سزا دی تھی جو آزاد عورتوں کی طرح برقعہ اوڑھ کر نکلی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لونڈی پر پردہ لازم نہیں ١٢۔ یعنی فاسق و فاجر برے خیال رکھنے والے آوارہ لوگ۔ خیال رہے کہ اس قسم کے لوگ، کفار، منافق ہی تھے۔ صحابی کوئی فاسق نہیں ١٣۔ جو مدینہ منورہ میں لشکر اسلامی کے متعلق جھوٹی خبریں اڑاتے ہیں کہ مسلمان ہار گئے کفار جیت گئے یا مسلمان بہت مارے گئے وغیرہ وغیرہ تاکہ غازیوں کے بال بچوں اور مدینہ منورہ میں رہ جانیوالے مسلمانوں کو پریشانی و صدمہ ہو۔ ١٤۔ انہیں قتل کرنے یا جلاوطن کردینے کی اجازت دے دیں گے ١٥۔ اور مدینہ منورہ ان سے خالی کرالیا جاویگا پھر وہ اس قدر یہاں ٹھہر سکیں گے جتنی دیر مدینہ خالی کرنے میں لگے۔

تَقْتِيلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ

جائیں ١ اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے ٢ اور تم

تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ﴿٦٢﴾ يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ

اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے ٣ لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں

قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ

تم فرماؤ اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے ٤ اور تم کیا جانو شاید قیامت

تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ

پاس ہی ہو ٥ بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے بھڑکتی

سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا

آگ تیار کر رکھی ہے ٦ اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ

نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا

مددگار ٧ جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح

أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا

ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا ٨ اور کہیں گے اے رب ہمارے ہم اپنے

سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَا آتِهِمْ

سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے ٩ تو انہوں نے ہمیں راہ سے بہکا دیا اے ہمارے رب

ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ﴿٦٨﴾ يَا أَيُّهَا

انہیں آگ کا دونا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر ١٠ اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ

والو ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسٰی کو ستایا ١١ تو اللہ نے اسے بری فرما دیا اس بات

اللّٰهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيهًا ﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا

سے جو انہوں نے کہی ١٢ اور موسٰی اللہ کے یہاں آبرو والا ہے ١٣ اے ایمان

١۔ یعنی پھر ان کا یہ حال ہوگا کہ ان کی موجودہ امن ختم کردیجاویگی۔ خیال رہے کہ منافقوں کو قتل کرنے، جلاوطن کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اگرچہ مسلمان جانتے تھے کہ یہ منافق ہیں۔ ٢۔ کہ پچھلی امتوں کے منافق ایسی حرکتیں کرتے تھے۔ انہیں سزا دی جاتی تھی ٣۔ یعنی رب کے کام ہمیشہ حکمت سے ہوتے ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ

باقی صـ ٩٦٦ پر

ا۔ معلوم ہوا کہ زبان ٹھیک رکھنا، جھوٹ غیبت، چغلی، گالی گلوچ سے اسے بچانا بڑا اہم ہے۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے تقویٰ کے بعد زبان سنبھالنے کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے ورنہ یہ بھی تقویٰ میں آچکا تھا۔ زبان کی حفاظت تمام بھلائیوں کی اصل ہے اسی لئے تمام کاموں کے لئے دو عضو ہیں اور بولنے کے لئے ایک زبان وہ بھی ہونٹوں کے پھاٹک میں بند اور ۳۲ دانتوں کے پہرے میں مقید تاکہ پتہ لگے کہ زبان کو بے قید نہ رکھو ۲۔ تم کو اور زیادہ نیکیوں کی توفیق بخشے گا۔ فرائض کی پابندی سے سنتوں کی توفیق ملتی ہے سنتوں کی پابندی سے مستحبات ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے لہٰذا یہاں شرط و جزا دونوں ایک نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی کامیاب زندگی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں گزرے ۴۔ امانت سے مراد یا تمام احکام شرعیہ ہیں عبادات و معاملات وغیرہ، یا اس سے مراد عشق الٰہی کی آگ۔ یہ اس آگ کی بھڑک ہے کہ اطاعت ساری مخلوق کرتی ہے مگر عشق الٰہی صرف انسان کے سینہ میں ودیعت کیا گیا۔ خیال رہے کہ اگرچہ ساری مخلوق خدا کی مطیع اور خدا کی ذاکر ہے مگر یہ اطاعت ان کے لئے شرعی حکم نہیں جس کے کرنے پر ثواب نہ کرنے پر عذاب ہو۔ لہٰذا ان کی عبادتیں شرعی نہیں، نہ امانت میں داخل ہیں۔ ۵۔ یہ انکار سرکشی کا نہ تھا بلکہ معذرت کا تھا کیونکہ رب تعالیٰ کی طرف سے ان پر امانت کا اٹھانا لازم نہ کیا گیا تھا اختیار دیا گیا تھا ۶۔ کہ اگر ادا نہ کرسکے تو عذاب پائینگے اور عرض کرنے لگے کہ ہم تکوینی طور پر تیرے مطیع ہیں تشریعی احکام نہ اٹھائینگے ہم ثواب و عذاب نہیں چاہتے ۷۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام سے فرمایا گیا کہ آسمان و زمین پہاڑ وغیرہ نے تو یہ امانت نہ اٹھائی تم قبول کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں ۸۔ یہ دونوں لفظ ناراضگی کے نہیں بلکہ محبت و پیار کے ہیں جیسے عربی میں عقریٰ حلقیٰ وغیرہ کیونکہ اطاعت پر رحمت ہوتی ہے غضب نہیں ہوتا۔ گویا رب تعالیٰ ان پر خوش ہو کر فرما رہا ہے کہ بڑا ظالم ہے بیوقوف ہے کہ جو بوجھ آسمان و زمین نہ اٹھا سکے یہ ضعیف الخلقت اٹھانے کو تیار ہوگیا۔ ظاہر یہ ہے کہ امانت سے مراد خلافت نہیں کہ وہ تو حضرت آدم کے لئے پہلے سے ہی نامزد تھی بعض علماء نے فرمایا کہ ظلوم و جہول ان انسانوں کو فرمایا گیا جو خیانت کر بیٹھے۔ جیسے کافر و منافق۔ اسی لئے اس سے اگلی آیت میں انکا ذکر آرہا ہے۔ اس صورت میں یہ کلام عتاب کا ہے۔ ۹۔ لِيُعَذِّبَ میں لام انجام کا ہے نہ کہ غایت کا۔ یعنی اس امانت کو برداشت کرنیکا انجام یہ ہوا کہ خیانت کرنے والے کفار و منافقین عذاب کے مستحق ہوگئے اور مومن ثواب کے ۱۰۔ جنہوں نے اس امانت میں خیانت نہ کی اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ امانت الٰہی مومن و کافر کے چھانٹ کا ذریعہ بن گئی ۱۱۔ یعنی ساری حمد و خوبی رب کی ہے بلا واسطہ ہو یا واسطہ سے کیونکہ انبیاء، اولیا کی تعریف بھی در حقیقت رب ہی کی تعریف ہے۔ جس نے انکو یہ خوبیاں بخشیں ۱۲۔ اس طرح کہ تمام چیزیں اس کی مخلوق ہیں اور حقیقتہً اسکی مملوک کہ دوسروں کی ملکیت عارضی و مجازی ہے۔ حقیقی و دائمی اس کی ملکیت ہے، لہٰذا اس آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بہت چیزوں کے ہم بھی مالک ہیں۔

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ﴿٧٢﴾ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٧٣﴾

والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے تاکہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

آیاتہا ۵۴ ۳۴ سُوْرَۃُ سَبَاٍ مَّکِّیَّۃٌ ۵۸ رکوعاتہا ۶

سورۂ سبا مکی ہے سوا ایک آیت ویری الذین اوتوا العلم اس میں ۶ رکوع ۵۴ آیات ۸۳۵ کلمات ۱۵۰۰ حروف ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي

سب خوبیاں اللہ کو کہ اسی کا مال ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں دنیادار کی تعریف کوئی نہ کریگا صرف رب کی حمد ہوگی۔ دوسرے یہ کہ اللہ کے محبوبوں کی تعریف اللہ کی ہی تعریف ہے کیونکہ قیامت میں حضور کی بہت حمد ہوگی۔ رب فرماتا ہے عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا - مگر وہ حمد چونکہ بالواسطہ رب کی حمد ہے اسلئے اس آیت کا حصر درست ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ کفار کی تعریف کرنا یا کفر ہے یا فسق، مجبور کو معاف اور اللہ کے مقبولوں کی حمد یا عین ایمان ہے یا عبادت۔ کلمہ طیبہ میں حضور کی بھی حمد ہے جو عین ایمان ہے۔ نماز میں حضور کی بھی حمد ہے جو عبادت ہے۔ ۲۔ لہٰذا تمہارا حمد کرنا رائیگاں نہ جائے گا۔ تم کو اس کا ثواب عظیم ملے گا ۳۔ جیسے مردے، دفینے، کانیں، یا جیسے بارش کے قطرے دانہ اور تخم وغیرہ۔ غرضیکہ ہر چھوٹی بڑی چھپی ہوئی چیز کا جاننے والا ہے ۴۔ جیسے سبزہ، درخت، پانی وغیرہ کے چشمے، مختلف کانیں اور قیامت میں مردے، غرضیکہ زمین سے ہر چیز اس کے علم و قدرت سے نکلتی ہے ۵۔ جیسے پانی، اولے، برف کی بارشیں اور فرشتے، وحی الٰہی، کتابیں، تقدیریں، رزق وغیرہ سب اس کے علم و ارادے سے اترتی ہیں ۶۔ جیسے بخارات، دھوئیں وغیرہ یا جیسے فرشتے اور مقبولوں کی دعائیں یا ان کی روحیں اور نیک اعمال سب اس کے علم میں ہیں۔ یعنی ایسی عظمت والا رب حقیر سے حقیر، اعلیٰ سے اعلیٰ سب کی خبر رکھتا ہے ۷۔ لہٰذا وہ حمد مطلق کے لائق ہے۔ یہ آیت گزشتہ آیت کی دلیل ہے ۸۔ یعنی ہم سب مخلوق پر یا ہم سب مسلمانوں پر، ان کا مطلب یہ تھا کہ ہم لوگوں پر قیامت نہ آئیگی۔ ہم قیامت سے پہلے فوت ہو جائینگے کیونکہ وہ تو اصل قیامت کے ہی منکر تھے لہٰذا اگلے مضمون پر کوئی شبہ نہیں۔ ۹۔ عالم الغیب، ربی کا بدل ہے یعنی قسم عالم الغیب رب کی قیامت آئیگی لہٰذا آیت واضح ہے ۱۰۔ قیامت کے متعلق منکروں کو یہ اعتراض تھا کہ انسانوں کے اجزا بکھرنے کے بعد اس طرح کیسے جمع ہو سکیں گے کہ کسی کا کوئی جزو بدن دوسرے کے بدن میں نہ پہنچنے پائے۔ اس آیت میں اس اعتراض کا نفیس طریقہ سے جواب دیا گیا کہ تم نے مخلوق کی پراگندگی کو دیکھا۔ خالق کی قدرت و علم کا اندازہ نہ کیا کہ ہر بدن کے ہر ذرہ کو وہ جانتا ہے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ عالم کا ہر واقعہ اور ہر چیز لوح محفوظ میں درج ہے، دوسرے یہ کہ لوح محفوظ اللہ والوں سے پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر ہے۔ ۱۲۔ یہ قیامت کی دوسری دلیل ہے کہ جب تم اپنے نوکر کو کچھ مال دیکر حساب لیتے ہو، مطیع کو انعام، مجرم کو سزا دیتے ہو تو ہم اپنے مقبولوں کو انعام اور ثواب کیوں نہ دیں۔ اس انعام کی تقسیم کے دن کا نام قیامت ہے۔ سبحان اللہ ۱۳۔ یعنی جنت میں رزق، کہ وہ بغیر محنت کے نہایت عزت و احترام سے عطا فرمایا جاوے گا۔ خیال رہے کہ قانون یہ ہے کہ نیک اعمال سے جنت ملے۔ مگر اس کا فضل یہ ہے کہ گنہگاروں کو نیک کاروں کے طفیل جنت دیدے ۱۴۔ کہ انہیں جادو، شعر کہہ کہہ لوگوں کو ان سے روکا ۱۵۔ اللہ کی آیتوں میں کوشش دو قسم کی ہے۔ ایک اچھی دوسری بری۔ انہیں سمجھنے یا سمجھانے کی کوشش، ان سے مسائل و اسرار نکالنے کی کوشش عبادت ہے مگر انہیں غلط ثابت کرنے ان میں تعارض دکھانے، انہیں جھٹلانے کی کوشش کفر ہے۔ یہاں یہ دوسری کوشش مراد ہے یا ضدی لوگوں کا ایک دوسرے کو ہرانے عاجز کرنے کے لئے قرآن کی آیتیں استعمال کرنا حرام ہے جیسا کہ آجکل عام مناظروں میں ہوتا ہے۔ اس آیت کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں ۱۶۔ صحابہ کرام یا وہ علمائے توریت جو حضور پر ایمان لائے یا قیامت تک کے علمائے اسلام۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ علماء کرام کا درجہ بہت بڑا ہے، دوسرے

الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ

اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے ۱ اور وہی ہے حکمت والا

الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ

خبردار ۲ جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے ۳ اور جو زمین سے نکلتا ہے ۴

مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَ

اور جو آسمان سے اترتا ہے ۵ اور جو اس میں چڑھتا ہے ۶ اور

هُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

وہی ہے مہربان، بخشنے والا ۷ اور کافر بولے ہم پر

لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ

قیامت نہ آئے گی ۸ تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم بے شک ضرور تم پر آئے گی غیب

الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

جاننے والا ۹ اس سے غائب نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں ۱۰

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا

اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک

فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

صاف بتانے والی کتاب میں ہے ۱۱ تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④

کام کئے ۱۲ یہ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ۱۳

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کی ۱۴ ان کے لئے سخت

عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ⑤ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا

عذاب دردناک میں سے عذاب ہے ۱۵ اور جنہیں علم ملا ۱۶ وہ جانتے

(بقیہ صفحہ ۶۸۳) یہ کہ علم وہی مفید ہے جو رب کی راہ دکھائے ۔
ا۔ اَلَّذِیۡ یُرِی کا مفعول ہے یعنی علماء قرآن کو حق جانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو عالم حضور کو اور قرآن کو حق نہ جانے وہ عالم ہی نہیں، بڑا جاہل ہے۔ حضور کو جاننے کا نام ہی علم ہے ۲۔ نبوت و قرآن و حدیث و الہام اور سچی خوابیں (از روح) لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ قرآن تو آہستہ آہستہ آیا اسے اُنۡزِلَ کیوں فرمایا گیا ۳۔ کافروں کو ایمان کی، مومنوں کو تقویٰ کی، عاشقوں کو لقاء یار کی، عارفوں کو دیدار کی راہ بتاتا ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کو بشر یا رجل وغیرہ عام الفاظ سے یاد کرنا

الۡعِلۡمَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ہُوَ الۡحَقَّ ۙ
ہیں ۱؎ کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا ۲؎ وہی حق ہے
وَ یَہۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۶﴾ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ
اور عزت والے سب خوبیوں سراہے کی راہ بتاتا ہے ۳؎ اور کافر
کَفَرُوۡا ہَلۡ نَدُلُّکُمۡ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُکُمۡ اِذَا مُزِّقۡتُمۡ
بولے کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتا دیں ۴؎ جو تمہیں خبر دے کہ جب تم پرزہ ہو کر بالکل
کُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّکُمۡ لَفِیۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ﴿۷﴾ اَفۡتَرٰی عَلَی
ریزہ ریزہ ہو جاؤ ۵؎ تو پھر تمہیں نیا بننا ہے ۶؎ کیا اللہ پر اس نے
اللّٰہِ کَذِبًا اَمۡ بِہٖ جِنَّۃٌ ؕ بَلِ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ
جھوٹ باندھا یا اسے سودا ہے ۷؎ بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں
بِالۡاٰخِرَۃِ فِی الۡعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الۡبَعِیۡدِ ﴿۸﴾ اَفَلَمۡ
لاتے عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں ۸؎ تو کیا
یَرَوۡا اِلٰی مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مَا خَلۡفَہُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ
انہوں نے نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان
وَ الۡاَرۡضِ ؕ اِنۡ نَّشَاۡ نَخۡسِفۡ بِہِمُ الۡاَرۡضَ اَوۡ نُسۡقِطۡ
اور زمین ۹؎ ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں ۱۰؎ یا ان پر آسمان کا
عَلَیۡہِمۡ کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّکُلِّ
ٹکڑا گرا دیں ۱۱؎ بے شک اس میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے
عَبۡدٍ مُّنِیۡبٍ ﴿۹﴾ وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا ؕ یٰجِبَالُ
بندے کے لئے اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا ۱۲؎ اے پہاڑو
اَوِّبِیۡ مَعَہٗ وَ الطَّیۡرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَہُ الۡحَدِیۡدَ ﴿ۙ۱۰﴾ اَنِ اعۡمَلۡ
اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو ۱۳؎ اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا ۱۴؎ کہ

کافروں کا طریقہ ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ انہیں ایسے پاکیزہ القاب سے یاد کریں جن سے کسی بادشاہ کو بھی یاد نہ کر سکیں۔ انہیں رسول اللہ، نبی اللہ، شفیع المذنبین کہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا ۵۔ معلوم ہوا کہ ہیولیٰ باطل ہے اور اجزائے لایتجزیٰ حق ہیں۔ کیونکہ بالکل ریزہ ہو جانے کے معنی یہ ہیں کہ پھر ان ریزوں کے ٹکڑے نہ ہو سکیں۔ اور وہی جز لا یتجزیٰ ہے اور اگر اس کا ٹکڑا ہو سکا تو کل ممزق نہ رہا ۶۔ یہ پیدائش، ہوگی تو انہیں اصل اجزا پر مگر شکل و صورت میں مختلف کہ کالے مومن وہاں گورے ہو جائینگے اور گورے کافر کالے ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جنون کبھی نہیں ہو سکتا۔ پیغمبر گونگے اور بہرے ہونے سے محفوظ ہیں کیونکہ ان عوارضات سے تبلیغ کا فرض ادا نہیں ہو سکتا۔ ہاں عارضی طور پر غشی آ سکتی ہے، رب فرماتا ہے وَخَرَّ مُوۡسٰی صَعِقًا ۸۔ یعنی جو آپ کو معمولی آدمی کہے یا مجنوں یا جھوٹ بولنے والا تو وہ ایسا گمراہ ہے جو ہدایت سے بہت دور ہے تمام گمراہیوں میں بدتر گمراہی نبی کی اہانت ہے ۹۔ یعنی وہ ہر طرف سے اللہ کے قبضے میں ہیں اور اللہ کے آسمان و زمین کے گھیرے میں ہیں۔ میرے ملک میں رہ کر میرے نبی کا مقابلہ کرتے ہیں ۱۰۔ جیسے قارون کو مع اس کے خزانوں کے دھنسا دیا گیا تھا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان کا گرنا پھٹنا ممکن ہے بلکہ قیامت میں واقع ہو گا، خیال رہے کہ اس آیت سے وہابیوں کا امکان کذب کے مسئلے پر دلیل پکڑنا لغو ہے کیونکہ یہ آیت ظاہر معنی سے ان کے بھی خلاف ہے۔ کذب باری میں امتناع بالغیر کے وہ بھی قائل ہیں ظاہر یہ ہے کہ یہ وعید ان لوگوں کے لئے نہیں جن سے عذاب نہ آنے کا وعدہ ہو چکا ہے ۱۲۔ کہ نبوت و سلطنت دونوں انہیں بخشیں اور وہ خصوصیات انہیں عطا فرمائیں جو آگے مذکور ہیں ۱۳۔ اس طرح کہ جب داؤد علیہ السلام تسبیح و تہلیل کریں تو تمام پہاڑ اور پرندے بھی ان کے ساتھ اس طرح تسبیح کریں جو سننے میں آوے ورنہ تمام چیزیں ویسے بھی اللہ کی تسبیح کرتی ہیں ۱۴۔ کہ آپ کے ہاتھ شریف میں آ کر موم یا گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم ہو جاتا ہے۔ آپ جو چاہتے بغیر گرم کئے اور بغیر ٹھونکے پیٹے بنا لیتے، یہ اس لئے ہوا کہ ایک فرشتہ نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ بہت ہی اچھے ہیں کاش آپ بیت المال سے اپنی روزی نہ لیتے۔ آپ نے دعا کی اے مولیٰ مجھے روزی کا سامان غیب سے عطا فرما۔ تا کہ میں بیت المال سے کچھ نہ لیا کروں۔ تب آپ کو یہ معجزہ ملا پھر آپ زرہ بنا کر گزارہ کیا کرتے تھے۔

۱۔ یعنی ہم نے ان کو بغیر استاد کے زرہ بنانی سکھائی جس کے حلقے یکساں ہوں اور ہر قد و قامت کے مطابق مختلف قسم کی بنایا کریں ۲۔ چنانچہ آپ صبح کو اپنے پایہ تخت دمشق سے تخت شریف پر اڑتے اور دوپہر کا آرام ملک فارس کے شہر اصطخر میں فرماتے اور شام کو کابل میں آرام کرتے تھے (روح و خزائن العرفان) آپ تمام روئے زمین کے بادشاہ ہوئے (روح) ۳۔ کہ جیسے داؤد علیہ السلام کے ہاتھ شریف میں لوہا نرم ہو جاتا تھا ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبا نرم فرما دیا گیا کہ آپ کے ارادے پر تانبا اپنی کان سے نکل کر پانی کی طرف بہتا تھا (روح) ۴۔ یوں تو تمام جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے لیکن کاریگری کرنے والے ان میں سے بعض تھے اس لئے یہاں .عضیت کا من فرمایا گیا۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ ان کے قبضے میں بعض جن تھے، بعض نہ تھے۔ ۵۔ کہ وہ جنات حضرت سلیمان کے سامنے تو دبے رہتے تھے اور کام کاج کئے جاتے تھے مگر غائب ہوتے ہی سرکشی کرتے تھے اس لئے رب تعالیٰ نے حضرت کی نعش مبارک کو چھ مہینے تک کھڑا رکھا تا کہ جنات کام کئے جاویں ۶۔ معلوم ہوا کہ آپ کی سلطنت جن و انس و ہوا پر تھی۔ مگر ہمارے حضور کی نبوت سارے عالم پر ہے۔ سلطنت اور نبوت میں بڑا فرق ہے۔ ہر مخلوق حضور کی امتی ہے ہم بادشاہوں کے رعایا ہیں ان کے امتی نہیں ۷۔ اس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اطاعت نہ کرے اس کو دوزخ میں اس نافرمانی کی بھی سزا دی جائے گی۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان کے ساتھ ایک فرشتہ آتشیں گرز لئے رہتا تھا جو سرکشی کرنے والے جن کو مارتا تھا۔ یہ دوزخ کا عذاب تھا (روح) بہرحال آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۸۔ رہنے کی عمارتیں اور عالیشان مسجدیں جن میں بیت المقدس شریف بھی داخل ہے چنانچہ شیاطین نے حضرت کے لئے شام، یمن میں شہر تدبیر اور قلعہ حرواج، مرواج، سلحین، سندھ اور فلتوم عمدان وغیرہ بنائے جو اب فنا ہو چکے ہیں یا ویران پڑے ہیں (روح) ۹۔ پتھروں سے پرندوں کی تصاویر، ایسے ہی فرشتوں، انبیاء کرام کی تصاویر، کیونکہ اس شریعت میں تصویر سازی اور تصویر رکھنی حرام نہ تھی ۱۰۔ کہ ایک لگن میں ہزار آدمی کھا سکیں خیال رہے کہ جفان جفنہ کی جمع ہے بہت بڑے پیالہ کو جفنہ کہتے ہیں۔ اس سے چھوٹا قصعہ، پھر صحفہ پھر میکلہ (روح) ۱۱۔ جو اپنی بڑائی و بوجھ کی وجہ سے ہٹائی نہ جائیں سیڑھیاں لگا کر ان پر چڑھا جاوے، یہ دیگیں یمن میں تھیں ۱۲۔ آل داؤد سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد و برادران ہیں اور شکر سے مراد عملی و قولی ہر طرح کا شکر ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شکر بڑی عبادت ہے جو گزشتہ انبیاء کے دین میں جاری تھی۔ دوسرے یہ کہ جس قدر رب تعالیٰ کی نعمتیں بندے پر زیادہ ہوں اسی قدر شکر زیادہ چاہیے دیکھو غنی پر زکوٰۃ بھی فرض ہے ۱۳۔ تم بھی انہیں شاکرین میں سے ہوؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک اور تھوڑے بندے بروں سے افضل ہیں خواہ وہ کتنے ہی زیادہ ہوں۔ مولانا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا کہ ایک مومن جو صحابہ کرام کے نقش قدم پر ہو وہ بھی سواد اعظم ہے اس کی اتباع چاہیے۔ ۱۴۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ حضرت سلیمان کی وفات بیت المقدس کی تعمیر سے نو سال بعد ہوئی، بعض نے فرمایا کہ تعمیر کے دوران میں ہوئی، غالب یہ ہے کہ تعمیر تو مکمل ہو چکی تھی رنگ و روغن باقی تھا کہ آپ کی وفات قریب آگئی تو آپ نے دعا کی کہ مولیٰ مسجد کی تکمیل باقی ہے۔ تب آپ کو حکم ہوا کہ نماز کی نیت باندھ لیں چنانچہ آپ نماز میں کھڑے ہو گئے۔ لاٹھی کی ٹیک لگا لی۔ اسی حال میں روح شریف

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا

وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ[1] اور تم سب نیکی کرو بے شک میں

تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾ وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ

تمہارے کام دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے بس میں ہوا کر دی اس کی صبح کی منزل ایک مہینے کی راہ

وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ

اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ[2] اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا

الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ

چشمہ بہایا[3] اور جنوں میں سے[4] وہ جو اس کے آگے کام کرتے[5] اس کے رب کے حکم

یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۱۲﴾

سے[6] اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے[7] ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے

یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَ

اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل[8] اور تصویریں[9] اور

جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ

بڑے حوضوں کے برابر لگن[10] اور لنگردار دیگیں[11] اے داؤد والو

دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا

شکر کرو[12] اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے[13] پھر جب

قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖۤ اِلَّا

ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا[14] جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر

دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ

زمین کی دیمک نے کہ اس کا عصا کھاتی تھی[15] پھر جب سلیمان زمین پر آیا جنوں کی حقیقت

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی

کھل گئی اگر غیب جانتے ہوتے[16] تو اس خواری کے

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ

عذاب میں نہ ہوتے ۱۸ بے شک سبا ۲ کے لئے انکی آبادی میں نشانی

اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ

تھی ۳ دو باغ داہنے اور بائیں اپنے رب کا رزق کھاؤ ۴

رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾

اور اس کا شکر ادا کرو پاکیزہ شہر ۵ اور بخشنے والا رب ۶

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ

تو انہوں نے منہ پھیرا ۷ تو ہم نے ان پر زور کا اہلا بھیجا ۸ اور ان کے

بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّ

باغوں کے عوض دو باغ انہیں بدل دیئے ۹ جن میں کڑوا میوہ اور جھاؤ اور

شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا

کچھ تھوڑی سی بیریاں ۱۰ ہم نے انہیں یہ بدلہ دیا ان کی

كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ

ناشکری کی سزا اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اسی کو جو ناشکرا ہے ۱۱ اور ہم نے کئے تھے ان

وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ

میں اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سرراہ کتنے شہر ۱۲ اور

قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا

انہیں منزل کے اندازے پر رکھا ۱۳ ان میں چلو راتوں اور دنوں امن

اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْۤا

امان سے ۱۴ تو بولے اے ہمارے رب ہمارے سفر میں دوری ڈال ۱۵ اور انہوں

اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ

نے خود اپنا ہی نقصان کیا ۱۶ تو ہم نے انہیں کہانیاں کر دیا ۱۷ اور انہیں پوری پریشانی سے پراگندہ کر

(بقیہ صفحہ ۶۸۵) قبض کر لی گئی اور آپ لاٹھی کے سہارے ایک سال تک کھڑے رہے جنات کو اس لئے شبہ نہ ہوا کہ آپ پہلے بھی کئی کئی دن تک نماز پڑھتے رہتے تھے اس لئے وہ برابر کام میں لگے رہے۔ ایک سال کے بعد دیمک نے لاٹھی کھالی جس سے لاٹھی گر گئی اور آپ کا جسم اقدس بھی زمین پر آگیا۔ تب جنات بھاگ گئے اس وقت تعمیر کا کام مکمل ہو چکا تھا ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے اجسام وفات کے بعد گلنے اور مٹنے سے محفوظ ہیں۔ دیکھو دیمک نے آپ کی لاٹھی کھائی مگر جسم شریف میں فرق نہ آیا۔ لہٰذا یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کیسے کھا سکتا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد وفات پیغمبر دینی ضرورت کی وجہ سے ان کے کفن دفن میں دیر ہو جانی جائز ہے کہ آپ کا جسم شریف تکمیل مسجد کے لئے ایک سال تک بغیر کفن و دفن رہا۔ لہٰذا اگر حضور کے کفن دفن میں تاخیر خلافت کی وجہ سے کر دی گئی تو جائز تھی ۱۶۔ جنات کو دعویٰ تھا کہ ہم علم غیب جانتے ہیں آج انہیں پتہ لگا کہ یہ غلط ہے۔

۱۔ مسجد کی تعمیر و تکمیل جو ان شیاطین کے لئے عذاب جان تھی۔ آپ کی عمر ترپن سال ہوئی۔ ۱۳ سال کی عمر میں تخت نشین ہوئے اور چالیس سال سلطنت فرمائی۔ اس آخری آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار سے مسجد تعمیر کروا سکتے ہیں کہ کافر راج مزدور سے کام لیں۔ دیکھو بیت المقدس شیاطین سے بنوائی گئی۔ دوسرے یہ کہ تعمیر مسجد کا فائدہ مومن کو ہوتا ہے کافر کو نہیں، دیکھو بیت المقدس کی تعمیر شیاطین کے لئے عذاب فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ۲۔ سبا عرب کا ایک قبیلہ ہے جو سبا ابن یشجب ابن یعرب ابن قحطان ابن عامر ابن شالخ ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھا ۳۔ جو شہر مآرب میں تھی۔ مآرب صنعاء سے تین منزل پر واقع تھا۔ اس سبا کی بلقیس ملکۂ یمن تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں آئیں (روح) ۴۔ اس طرح کہ ان کے شہر سے دور تک دو رویہ باغات چلے گئے تھے ان باغوں میں پھلوں کی ایسی کثرت تھی۔ کہ اگر کوئی شخص سر پر ٹوکرا رکھ کر باغ سے گزرتا تو میووں سے ٹوکرا بھر جاتا تھا (خزائن العرفان) ۵۔ جس کی آب و ہوا بھی اچھی اور مچھر کھٹمل سانپ بچھو وغیرہ سے پاک و صاف، اس شہر کی پاکیزگی کا یہ حال تھا کہ جو شخص اس طرف سے گزر جاتا تو اس کے کپڑوں بالوں کی جوئیں مر جاتیں (خزائن العرفان) ۶۔ بڑے سے بڑا گناہ بھی توبہ سے معاف فرما دیتا ہے ۷۔ اس طرح کہ ان میں تیرہ نبی بھیجے گئے جنہوں نے ان لوگوں کو رب تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلائیں۔ وہ ایمان نہ لائے اور بولے کہ ہم کو اللہ نے کوئی نعمت نہ دی ۸۔ بڑا بھاری سیلاب بھیجا جس سے ان کے باغات تباہ ہو گئے۔ مکانات ریت میں دفن ہو گئے اور وہ علاقہ ایسا برباد ہوا کہ عرب میں اس کی مثال دی جاتی ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ ناشکری زوال نعمت کا سبب ہے قوم سبا کتنی عیش میں تھی رب کی ناشکری کے سبب سب کچھ کھو بیٹھی ۱۰۔ جیسے عام طور پر جنگلوں میں خود رو بیریاں اگ جاتی ہیں جن کے پھل مزیدار نہیں ہوتے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ انسان ناشکری سے خود مصیبت منگا لیتا ہے ۱۲۔ یعنی ہم نے شہر سبا اور علاقہ شام کے درمیان برابر شہر بسا دیئے تھے کہ راہ میں دراز جنگل نہ تھے تاکہ سبا والوں کو سفر وغیرہ میں آسانی ہو۔ ان قریٰ سے شام کی بستیاں مراد ہیں جہاں پھل پھول بہت ہوتے ہیں ۱۳۔ یعنی یمن کے شہر سبا سے شام تک ایسی نسبت اور اندازے سے شہر رکھے گئے تھے کہ مسافر کو توشہ ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ پڑے۔ ناشتہ ایک شہر میں کرے تو دوپہر کے کھانے تک دوسرے شہر میں پہنچ جاوے، اور شام تک تیسرے شہر میں داخل ہو جاوے۔ یمن سے شام

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿١٩﴾ وَلَقَدْ

بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے ہر بڑے شکر والے کے لئے اور

صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا

بے شک ابلیس نے انہیں اپنا گمان سچ کر دکھایا تو وہ اس کے پیچھے ہو لئے مگر ایک

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ

گروہ کہ مسلمان تھا اور شیطان کا ان پر کچھ قابو نہ تھا مگر اس لئے

إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي

کہ ہم دکھا دیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک

شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ قُلِ ادْعُوا

میں ہے اور تمہارا رب ہر چیز پر نگہبان ہے تم فرماؤ پکارو

الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ

انہیں جنہیں اللہ کے سوا سمجھے بیٹھے ہو وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں

ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا

آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں

مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ

کچھ حصہ اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار اور اس کے پاس شفاعت

عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ

کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان

قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ

کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرما دی جاتی ہے ایک دوسرے سے کہتے ہیں تمہارے رب نے

الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں جو فرمایا حق فرمایا اور وہی ہے بلند بڑائی والا تم فرماؤ کون جو تمہیں روزی دیتا

(بقیہ صفحہ ۶۸۶) تک کا سفر آسانی سے کٹ جاوے ۱۴۔ کہ راتوں میں چوری، درندوں کی ایذا کا اندیشہ نہیں۔ دن میں بھوک کا کھٹکا نہیں۔ دن و رات میں امن و امان ۱۵۔ سبا کے مالداروں کو حسد ہوا کہ ہم میں اور فقرا میں، سفر میں فرق نہ رہا اگر آبادیاں دور دور ہوتیں تو ہم توشے، غلام، کنیزیں ساتھ لے جایا کرتے سفر کا لطف اٹھاتے۔ ہمارے اور غریبوں کے سفروں میں فرق ہوتا۔ اس لئے یہ دعا کی ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے جب دن برے آتے ہیں تو عقل بھی ماری جاتی ہے اور نقصان وہ چیزوں کی دعا کر لیتا ہے اسی لئے بہتر ہے کہ منقول دعا مانگے۔ اللہ رسول ہم سے زیادہ ہمارے خیر خواہ ہیں ۱۷۔ اس طرح کہ سبا والوں کو ایسی عبرتناک سزائیں دیں کہ آئندہ نسلیں عبرت کے لئے ان کی کہانیاں قصے کہا سنا کریں ۱۸۔ کہ ان کے شہروں کی تباہ کر کے شہر دور دور کر دیئے کہ وہاں کے قبیلے دور دور جا بسے۔ چنانچہ قوم غسان تو شام میں آباد ہوئی اور قوم ازد عمان میں خزاعہ تہامیہ میں آل خزیمہ عراق میں اوس و خزرج کے مورث اعلیٰ عمرو بن عامر مدینہ منورہ میں (خزائن العرفان)

۱۔ اگرچہ ان واقعات میں عبرت سب ہی کے لئے ہے مگر صابر و شاکر بندے اس سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے ۲۔ ابلیس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا کہ میں انسانوں کو شہوت، حسد، حرص وغیرہ کے ذریعہ بہکاؤں گا۔ وہ اس قوم سبا بلکہ تمام کفار پر ظاہر کر دکھایا۔ معلوم ہوا کہ کفار کے بعض گمان بھی درست ہوتے ہیں ۳۔ یہاں مِنْ بیان کا ہے بعضیت کا نہیں۔ لہٰذا آیت کے یہ معنی نہیں کہ سارے مسلمان ہدایت پر نہیں بعض ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ سارے انسان ہدایت پر نہیں بعض ہیں، یعنی مومن۔ یا من بعضیت کا اور معنی یہ ہیں کہ مومن بعض مخلص و متقی ہیں بعض اس کے خلاف۔ اول فریق شیطان کے فریب میں نہ آیا دوسرا فریق آگیا (روح) ۴۔ سبحان اللہ بہت نفیس ترجمہ ہے۔ عَلَيْهِمْ کا مرجع کفار ہیں اور علم سے مراد علم ظہوری ہے۔ یعنی شیطان کا پیدا فرمانا خلاف حکمت نہیں۔ نیز شیطان کو کفار پر خدائی اختیار نہیں ہیں جن لوگوں میں خود گمراہ ہونے کا مادہ ہے انہیں گمراہ کرتا ہے۔ آگ اس چیز کو جلاتی ہے جس میں جلنے کا مادہ ہے۔ اس لئے پتھر مٹی آگ سے نہیں جلتے ۵۔ منکرین قیامت کو بھی اپنے دین کی حقانیت کا یقین نہیں وہ شک میں ہی ہیں ۶۔ لہٰذا یہ تمام چیزیں لوگوں کے علم کے لئے ہیں۔ رب تعالیٰ تو ہمیشہ سے حفیظ ہے، علیم ہے، خبیر ہے۔ یہ کلمہ لنعلم کا بیان ہے ۷۔ یعنی اے بت پرستو! اپنی مصیبتوں میں اپنے جھوٹے معبودوں کو پکار کر دیکھو۔ یہ تمہاری فریاد رسی نہیں کر سکتے۔ اس میں کفر کی اجازت نہیں بلکہ ان کے عقیدے کی برائی کا بیان ہے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز پر مالک نہ ہونا بتوں کے لئے ہے۔ انبیاء و اولیاء، رب کی عطا سے رب کی ہر چیز کے مالک ہیں، رب فرماتا ہے إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ وَأَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ الخ بلکہ رب تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مصیبت میں حضور کے آستانہ پر جاؤ فرماتا ہے، وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ الخ۔ بہر حال یہ آیت بتوں کے لئے ہے نہ کہ نبیوں اور ولیوں کے لئے ۹۔ کہ یہ بت نہ خلق میں رب کے شریک ہیں نہ ملکیت میں نہ تصرف کرنے میں ۱۰۔ کہ یہ بت اپنے پجاریوں کی دنیا و آخرت میں مدد نہ کر سکیں گے، بلکہ آخرت میں ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ شفیع اور مشفوع دونوں کے لئے اذن الٰہی ضروری ہے لہٰذا شفاعت صرف صالحین کریں گے اور صرف مومنوں کی کریں گے ۱۲۔ قیامت میں پہلے تو مومن شفیع و مشفوع سب کو گھبراہٹ ہوگی مگر جب صالح مومنوں کو شفاعت کی اجازت مل جائے گی تو انکے دل کی گھبراہٹ

(بقیہ صفحہ ٦٨٧) دور ہو جائے گی۔ خیال رہے کہ اس گھبراہٹ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صالحین محفوظ رہیں گے۔ رب فرماتا ہے لا یحزنھم الفزع الاکبر ١٣۔ یعنی اجازت شفاعت ملنے کے بعد شفاعت کرنے والے مومن خوشی میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ تم سے رب نے کیا فرمایا۔ وہ جواب دیں گے کہ شفاعت کی اجازت دی اور یہ شفاعت اور اجازت برحق ہے ١٤۔ کہ تمام بلندوں کی بلندی اضافی ہے' رب کی عظمت حقیقی جو کسی کے وہم و قیاس و گمان میں نہ آسکے مخلوق میں سب سے بلند عظمت حضور کی ہے۔ حضور سے بڑی عظمت والا ان کا رب ہے جس نے انہیں عظمت دی۔ (روح)

قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ

ہے آسمانوں اور زمین سے ١ تم خود ہی فرماؤ اللہ ٢ اور بے شک ہم یا تم یا تو ضرور

مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ

ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ٣ تم فرماؤ ہم نے تمہارے گمان میں اگر کوئی جرم کیا ٤ تو اس کی

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ

تم سے پوچھ نہیں نہ تمہارے کوتکوں کا ہم سے سوال ٥ تم فرماؤ ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا ٦ پھر

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ اَرُوْنِيَ

ہم میں سچا فیصلہ فرمادے گا ٧ اور وہی ہے بڑا نیاؤ چکانے والا سب کچھ جانتا ٨ تم فرماؤ مجھے

الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ

دکھاؤ ٩ تو وہ شریک جو تم نے اس سے ملائے ہیں ہشت ٩ بلکہ وہی ہے اللہ عزت والا

الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا

حکمت والا اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا ١٠ مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے

وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٨﴾

والی ہے ١١ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ١٢

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٩﴾

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو ١٣

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً

تم فرماؤ تمہارے لئے ایک ایسے دن کا وعدہ جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو

وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ

نہ آگے بڑھ سکو ١٤ اور کافر بولے ہم ہرگز نہ ایمان لائیں گے

بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ

اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں ١٥ اور کسی طرح تو

١۔ کہ آسمان سے بارش برسا کر' زمین سے سبزہ نکال کر جسمانی روزی دیتا ہے اور آسمان نبوت زمین ولایت سے روحانی روزی بخشتا ہے۔ ٢۔ اولاً تو کفار خود ہی یہ جواب دیں گے کہ وہ بھی اس کے قائل ہیں اور اگر وہ یہ جواب نہ دیں تو آپ خود جواب دے دیں ٣۔ یعنی ہم تم دونوں نہ ہدایت پر ہیں کیونکہ نقیضین جمع نہیں ہو سکتیں اور نہ دونوں گمراہی پر کیونکہ دونوں نقیضین اٹھ بھی نہیں سکتیں۔ یہاں او فرمانا شک کے لئے نہیں جو مومن اپنے ایمان میں شک کرے وہ کافر ہے بلکہ کفار سے اقرار کرانے کے لئے ہے کہ جو اللہ کو ایک مانے' اسے خالق مالک جانے وہ یقیناً ہدایت پر ہے اور جو اس کے خلاف کہے وہ گمراہ ہے ٤۔ نہ کہ واقع میں، کیونکہ نبی گناہ سے معصوم ہیں ٥۔ کیونکہ ہم نے تم کو تبلیغ فرمادی۔ اب قبول نہ کرنا تمہارا اپنا قصور ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ٦۔ قیامت میں اولاً سب بندے ایک جگہ جمع ہوں گے پھر مومن اور کافر کی چھانٹ کر دی جاوے گی کہ رب فرماوے گا۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ یہ چھانٹ رب تعالیٰ کا عملی فیصلہ ہو گا۔ قولی فیصلہ دنیا میں بھی فرمادیا گیا۔ ٧۔ لہٰذا اس کا فیصلہ بالکل برحق ہو گا کیونکہ حاکم اپنی بے علمی کی وجہ سے غلط فیصلہ کرتا ہے ٨۔ یہاں دکھانے سے ظاہری دکھانا مراد نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان بتوں کو ملاحظہ تو فرماتے ہی تھے بلکہ کفار کو ذلیل کرنے کے لئے، شرک کے دلائل بیان کرنے کا حکم فرمایا جا رہا ہے کہ ان بتوں کی الوہیت کے دلائل دکھاؤ بتاؤ ٩۔ ہرگز ان کی الوہیت ثابت نہیں کر سکتے۔ ١٠۔ معلوم ہوا کہ اور لوگ دنیا میں آئے ہیں' حضور بھیجے گئے ہیں لہٰذا ہم اپنے خود ذمہ دار ہیں اور حضور کا رب ذمہ دار ہے۔ جیسے کسی جگہ خود جانا' اور حکومت کا سفیر بن کر جانا۔ بہرحال دنیا میں آئے سب' مگر آنے کی نوعیت میں فرق ہے ایسے ہی نبی اور ہمارے کھانے پینے سونے جاگنے کی نوعیتوں میں فرق ہے پیغمبر کا ہر کام عبادت ہے۔ ١١۔ معلوم ہوا کہ حضور گزشتہ نبیوں کے بھی نبی ہیں اسی لئے معراج میں سارے نبیوں نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہاں انسانوں کی قید بشارت اور ڈرانے کے لئے ہے۔ یعنی جنت کی خوشخبری اور جہنم کا عذاب ان دونوں کا مجموعہ صرف انسانوں کے لئے ہے۔ جنات کے لئے عذاب دوزخ تو ہے مگر جنت کا ثواب نہیں' اور دیگر مخلوق کے لئے نہ جنت ہے نہ دوزخ۔ ڈرانا عالمین کے لئے اور جنت کی خوشخبری صرف انسانوں کے لئے۔ لہٰذا اس آیت میں اور دوسری آیتوں میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ جب حضور تمام لوگوں کے لئے کافی ہیں تو اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں۔ جیسے اللہ رب الناس ہے تو اور رب کی ضرورت نہیں ١٢۔ بلکہ وہ اپنی جہالت سے یا تو آپ کی نبوت کے منکر ہیں جیسے عام کفار یا آپ کی ختم نبوت اور کافۃ للناس کے انکاری جیسے اس وقت کے مسیلمہ کذاب کے ماننے والے اور آج قادیانی ١٣۔ ان کا یہ سوال ہنسی دل لگی کے لئے تھا کہ قیامت کب آئے

(بقیہ صفحہ ۶۸۸) گی اس لئے جواب نہ دیا گیا۔ حضور نے مسلمانوں کو قیامت کا دن، قیامت کا مہینہ، تاریخ، علامات سب کچھ بتا دیں کہ محرم کا مہینہ، عاشورہ کا دن، بروز جمعہ واقعہ ہوگی اور علامات قیامت یہ ہوں گی ۱۴۔ اس دن سے مراد یا قیامت کا دن ہے یا ان کی موت کا دن۔ خیال رہے کہ موت کا دن بزرگوں کی دعا سے ٹل جاتا ہے بلکہ شیطان کی دعا سے بھی اس کی عمر لمبی بخشی گئی۔ فرماتا ہے۔ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے چالیس سال کے سو سال فرما دی گئی۔ آیت کا منشا یہ ہے کہ تم اپنی منشا سے اپنی موت سے آگے پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ ہم بڑھاویں تو بڑھاویں ۱۵۔ یہ مشرکین مکہ کا قول ہے ورنہ اہل

الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ

دیکھے جب ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کئے جائیں گے ۱ ان میں ایک دوسرے پر

اِلٰى بَعْضِ ِۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ

بات ڈالے گا وہ جو دبے تھے ان سے کہیں گے جو اونچے کھنچے تھے

اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِيْنَ

اگر تم نہ ہوتے ۲ تو ہم ضرور ایمان لے آتے ۳ وہ جو اونچے کھنچتے تھے

اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ

ان سے کہیں گے جو دبے ہوئے تھے کیا ہم نے تمہیں روک دیا

عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

ہدایت سے ۴ بعد اس کے کہ تمہارے پاس آئی بلکہ تم خود مجرم تھے ۵

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ

اور کہیں گے وہ جو دبے ہوئے تھے ۶ ان سے جو اونچے کھنچتے تھے بلکہ

مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ

رات دن کا داؤں تھا ۷ جب کہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ اللہ کا انکار کریں

وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۚ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

اور اس کے برابر والے ٹھہرائیں ۸ اور دل ہی دل میں پچھتانے لگے جب

الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ

عذاب دیکھا ۹ اور ہم نے طوق ڈالے ان کی گردنوں میں جو منکر تھے ۱۰

كَفَرُوْا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ

وہ کیا بدلہ پائیں گے مگر وہی جو کچھ کرتے تھے ۱۱ اور ہم

اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ

نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں نے یہی کہا ۱۲

کتاب تورات و انجیل کو مانتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم کو تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۱۔ قیامت میں اپنا فیصلہ سننے کے لئے جبراً کھڑے کئے جائیں گے۔ مومن بخوشی کھڑے ہوں گے۔ ۲۔ اور ہم کو ایمان لانے سے نہ روکتے (خزائن العرفان) ۳۔ کیونکہ ہم نے اسلام کی حقانیت کے دلائل دیکھ لئے تھے۔ فقط تمہارے بہکانے کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ معلوم ہوا کہ ایسے عذر بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ۴۔ ہرگز نہیں، تم جھوٹے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی دوستیاں آخرت میں دشمنیوں سے تبدیل ہو جائیں گی وہی دوستی قائم رہے گی جو اللہ کے لئے ہو جیسا کہ بہت جگہ قرآن نے اعلان فرمایا۔ ۵۔ یعنی گمراہ ہونے میں تم ہماری طرح مجرم ہو۔ لہٰذا ہمیں تمہیں یکساں عذاب ہونا چاہیے۔ یہ آیت ان آیتوں کی تفسیر ہے کہ قیامت میں کوئی شفاعت نہ کرے گا، یعنی کفار کی بلکہ انہیں جن سے امید تھی وہ دشمن ہوں گے۔ بعض جہلاء یہ آیت مسلمانوں اور اولیاء اللہ و انبیاء پر چسپاں کرتے ہیں کہ یہ گفتگو قیامت میں پیر مرید نبی امتی میں ہوگی مگر لطف یہ ہے کہ خود بھی اپنے پیروں کے مرید ہوتے ہیں۔ غرضیکہ یہ تفسیر نہیں بلکہ تحریف ہے۔ بخاری میں ہے کہ خوارج کا بدترین کفر یہ ہے کہ وہ کفار کی آیتیں مسلمانوں پر لگاتے ہیں۔ خیال رکھو کہ یہ آیت کفار اور ان کے پیشواؤں کے متعلق ہے۔ ۶۔ اور دوسروں کی دیکھا دیکھی کافر ہو گئے تھے۔ اس میں وہ فقراء کفار بھی داخل ہیں جو امیروں کی وجہ سے کافر ہوئے اور وہ جاہل کفار بھی جو علم والے کفار کی وجہ سے بہک گئے ۷۔ یعنی تم دن رات بہکانے کی تدبیریں کرتے رہے اور ہمارے پیچھے پڑے رہتے تھے۔ غرضیکہ کفار ایک دوسرے کے عیب کھولیں گے ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول اللہ کا انکار اللہ کا انکار ہے کیونکہ وہ کافر اللہ کے منکر نہ تھے، حضور کے منکر تھے مگر اسے اللہ کا انکار قرار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ کفار اپنے بتوں کو رب کے برابر یا اس کی مثل سمجھتے تھے اس لئے مشرک ہوئے۔ رب فرماتا ہے کہ وہ بتوں سے کہیں گے اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار اپنے پچھتانے کو چھپائیں گے مگر رب نے ظاہر فرما دیا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمانوں کے گلے میں طوق نہ ہوں گے اگرچہ وہ دوزخ میں جا کر کچھ سزا پائیں کیونکہ یہ طوق کفار کے لئے عذاب مقرر ہوا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر پہچانے جائیں گے۔ گلے میں طوق ہونا کافر کی علامت ہوگی۔ گلا خالی ہونا مومن کی پہچان۔ رب فرماتا ہے يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ غرض کہ گنہگار مومن کو دوزخ کی سزا عتاب کے طور پر ہوگی اور کافر کو عقاب و عذاب کے طریقہ پر ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کیونکہ انہوں نے کفر یا بدعملی نہ کی۔ دوزخ جنت کی طرح بغیر عمل نہ ملے گی۔ جنت بعض کو بغیر عمل بھی ملے گی ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا اکثر مالدار ہی انبیاء کی مخالفت کرتے ہیں اور

(بقیہ صفحہ ۶۸۹) فقراء ان کی اتباع۔ یہ قانون قیامت تک رہے گا کہ سردار مالدار گناہوں میں پیش پیش۔ فقراء نیکیوں میں آگے۔الا ماشاء اللہ۔ آج بھی اس کی مثال دیکھی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ عثمان غنی کے خزانہ کی دولت بخشے۔

۱۔ شان نزول۔ حضور کے زمانے میں دو شخص تھے تجارت میں شریک 'ایک تو تجارت کے لئے شام کو گیا دوسرا مکہ معظمہ میں رہا جب حضور نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا اور یہ خبر شام میں پہنچی تو شام والے نے اپنے مکہ والے شریک کو خط لکھا کہ تو مجھے حضور کے حالات کی خبر دے۔ مکہ والے نے لکھا کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے

إِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُم بِهِۦ كَٰفِرُونَ ﴿٣٤﴾ وَقَالُوا۟ نَحْنُ أَكْثَرُ

کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس کے منکر ہیں ۱؎ اور بولے ہم مال اور اولاد

أَمْوَٰلًا وَأَوْلَٰدًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿٣٥﴾ قُلْ إِنَّ

میں بڑھ کر ہیں اور ہم پر عذاب ہونا نہیں ۲؎ تم فرماؤ بے شک

رَبِّى يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ

میرا رب رزق وسیع کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے

أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُكُم

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ۳؎ اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد ۴؎

بِٱلَّتِى تُقَرِّبُكُمْ عِندَنَا زُلْفَىٰٓ إِلَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ

اس قابل نہیں کہ تمہیں ہمارے قریب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے

صَٰلِحًا فَأُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ ٱلضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا۟

اور نیکی کی ۵؎ ان کے لئے دونا دوں صلہ ۶؎ ان کے عمل کا بدلہ ۷؎

وَهُمْ فِى ٱلْغُرُفَٰتِ ءَامِنُونَ ﴿٣٧﴾ وَٱلَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِىٓ

اور وہ بالا خانوں میں امن و امان سے ہیں اور وہ جو ہماری آیتوں میں

ءَايَٰتِنَا مُعَٰجِزِينَ أُو۟لَٰٓئِكَ فِى ٱلْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿٣٨﴾

ہرانے کی کوشش کرتے ہیں ۸؎ وہ عذاب میں لا دھرے جائیں گے ۹؎

قُلْ إِنَّ رَبِّى يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ

تم فرماؤ بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے

وَيَقْدِرُ لَهُۥ وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن شَىْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُۥ

اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے ۱۰؎ اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو

وَهُوَ خَيْرُ ٱلرَّٰزِقِينَ ﴿٣٩﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

وہ اس کے بدلے اور دے گا ۱۱؎ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ۱۲؎ اور جس دن ان سب کو اٹھائے

مگر صرف غرباء ہی نے ان کی بات مانی ہے جب یہ شامی مکہ معظمہ آیا تو حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ کا وعظ سن کر ایمان لایا اور عرض کیا کہ میں گواہ ہوں کہ آپ سچے رسول ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تم نے یہ کیسے جانا۔ عرض کیا کہ میں پچھلی کتابوں کا عالم ہوں۔ ہمیشہ رسولوں کی اطاعت پہلے غریبوں نے کی ہے۔ اس کی تائید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) ۲۔ تو جیسے ہم دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ عیش میں ہیں۔ ایسے ہی آخرت میں ہو گا۔ یہ الزاماً" کہتے تھے ورنہ وہ آخرت کی سزا و جزا کے قائل نہ تھے ۳۔ کہ دنیا کی تنگی و فراخی اعمال یا ایمان کا نتیجہ نہیں۔ آخرت کا عیش اور تکلیف اعمال کا نتیجہ ہوں گے۔ کھیت میں دانا بھوسہ ایک ساتھ رہتے ہیں مگر گاہنے کے بعد بھوسے کی جگہ اور ہے دانہ کا مقام اور۔ دنیا کھیت ہے۔ ۴۔ اے کافرو! معلوم ہوا کہ کافر باپ کی مومن یا ولی اولاد اسے عذاب سے نہیں بچا سکتی ۵۔ اس کا مال و اولاد قرب الٰہی کا ذریعہ ہے کہ نیک اولاد کے ذریعہ مومن ماں باپ کے درجے بلند ہوتے ہیں اور مال کے صدقات و خیرات بلکہ مومن کے تمام اخراجات قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ ۶۔ اپنے اعمال کا بھی بدلہ اور اپنی نیک اولاد کا بھی بدلہ جنہیں نیک بنا کر یہ رب کی بارگاہ میں گیا۔ لہٰذا تمام امت کی نیکیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلندی درجات کا ذریعہ ہیں کہ یہ سارا باغ انہی کا لگایا ہوا ہے ۷۔ بالواسطہ یا بلاواسطہ خود اپنے عمل' بلاواسطہ اپنے ہیں اور نیک اولاد کے عمل بالواسطہ اپنے عمل ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۸۔ اس طرح کہ اپنی چرب زبانی سے قرآنی آیات جھٹلانا چاہتے ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ ہار جیت کے لئے مناظرہ کرنا اور آیات پڑھنا کفار کا شیوہ اور جہنمی ہونے کا ذریعہ ہے۔ آیات الٰہی صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے پڑھی جاویں۔ اور سب سے بدتر وہ ہے جو قرآنی آیات اس نیت سے پڑھے کہ اس سے حضور کی تنقیص شان ثابت کی جائے۔ قرآن کو قرآن والے محبوب کی اہانت کا ذریعہ نہ بناؤ ۱۰۔ اس طرح کہ ایک ہی بندے پر کبھی فراخی فرماتا ہے کبھی تنگی ۱۱۔ یا فقط آخرت میں یا دنیا و آخرت دونوں میں کہ کبھی دنیاوی مال میں بھی برکت ہوتی ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ خرچ کرو تم پر خرچ کیا جاوے گا کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا ۱۲۔ یعنی جن کے ذریعہ تمہیں رزق پہنچتا ہے جیسے خاوند کے ذریعہ بیوی کو' سلطان کے ذریعہ رعایا کو' مولیٰ کے ذریعہ غلاموں کو' مالداروں کے ذریعہ فقراء کو' ان سب میں رب تعالیٰ اعلیٰ رازق ہے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ اس سے بہت سے رازق ثابت ہوئے ، یہ تو شرک ہے' کیونکہ وہ سب مجازی رازق ہیں' رب تعالیٰ حقیقی' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو شافع نافع وغیرہ صفات سے موصوف کر سکتے ہیں۔

يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿۴۰﴾

گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ تمہیں پوجتے تھے ۱

قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا

وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھ کو تو ہمارا دوست ہے نہ وہ بلکہ جنوں کو

يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ

پوجتے تھے ۲ ان میں اکثر ۳ انہیں پر یقین لائے تھے ۴ تو آج تم میں ۵

لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُولُ

ایک دوسرے کے بھلے برے کا کچھ اختیار نہ رکھے گا ۶ اور ہم فرمائیں گے

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا

ظالموں سے ۷ اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا

جھٹلاتے تھے اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں تو کہتے ہیں

هٰذَآ إِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ أَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ

یہ تو نہیں مگر ایک مرد ۸ کہ تمہیں روکنا چاہتے ہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں

اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ إِلَّآ إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ

سے ۹ اور کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر بہتان جوڑا ہوا ۱۰ اور کافروں نے

كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ إِنْ هٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾

حق کو کہا جب ان کے پاس آیا یہ تو نہیں مگر کھلا جادو ۱۱

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمْ

اور ہم نے انہیں کچھ کتابیں نہ دیں جنہیں پڑھتے ہوں ۱۲ اور نہ تم سے پہلے ان کے

قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا

پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا ۱۳ اور ان سے اگلوں نے جھٹلایا اور یہ اس

۱۔ قیامت میں اولاً سارے کافر یکجا جمع کئے جائیں گے۔ پھر ان میں سے ہر قسم کے کفار کو علیحدہ کیا جائے گا۔ سب کفار کو جمع فرما کر فرشتوں سے یہ سوال ان کفار کو شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا نہ کہ فرشتوں پر عتاب کے لئے ۲۔ کیونکہ اس پوجا میں وہ شیاطین کی اطاعت کرتے تھے۔ لہٰذا درپردہ وہ شیاطین کے پجاری ہوئے نہ کہ ہمارے ۳۔ یہاں اکثر بمعنی کل ہے کیونکہ سارے کفار شیاطین کے ماننے والے تھے یا ھم کا مرجع انسان ہیں۔ یعنی اکثر انسان شیاطین کو مانتے تھے۔ اور تھوڑے لوگ مومن تھے (روح) لہٰذا یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ سارے کفار شیاطین کو مانتے تھے پھر اکثر کیوں فرمایا۔ ۴۔ یہاں ایمان لغوی معنی میں ہے، نہ کہ شرعی معنی میں ۵۔ اے کافرو اور شیطانو، یعنی نہ کافر کو شیطان نفع دیں نہ شیاطین کو کافر فائدہ پہنچائیں، نیز ایک دوسرے کو نقصان بھی پہنچائیں گے۔ سب رب کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ سب کو فرشتے سزا و نقصان دیں گے۔ لہٰذا آیت صاف ہے ۶۔ اس سے پتہ لگا کہ مومن قیامت میں باذن الٰہی بعض بعض کو نفع پہنچائیں گے۔ کیونکہ یہاں یہ کفار کے لئے فرمایا گیا۔ رب فرماتا ہے، يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اس کی تحقیق ہماری کتاب علم القرآن میں دیکھو۔ بعض صالحین گنہگار مسلمانوں کی شفاعت کریں گے ۷۔ یعنی کافروں سے رب فرماتا ہے، إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ معلوم ہوا کہ دوزخی مسلمانوں سے طعن کے خطابات نہ ہوں گے۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے حضور کو مرد، آدمی، بشر، بھائی وغیرہ کہنا کافروں کا کام ہے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اپنے باپ دادوں کے رسم کو شرعی احکام کے مقابل ترجیح دینا کفار کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ جس دل میں حضور کا ادب و وقار نہ ہو اس دل میں قرآن کریم کا وقار کبھی نہیں قائم ہو سکتا ۱۰۔ یہ لوگ اگر حضور کا درجہ جان جاتے تو قرآن کریم کو بہتان کبھی نہ کہتے۔ اس لئے حضور نے پہلی تبلیغ میں یہ ہی فرمایا کہ بتاؤ میں تم میں کیسا ہوں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار کو خود اپنی کسی بات پر قرار نہ تھا کہ کبھی قرآن شریف کو بہتان کہتے تھے کبھی جادو کبھی شعر کبھی کہانت۔ یہ ہی حال آج بے دین فرقوں کا ہے کہ انہیں اپنی ایک بات پر قرار نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی کبھی نبی بنا کبھی کرشن، کبھی خدا کبھی مسیح، کبھی حسین، کبھی حیض والی عورت ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حجاز بلکہ عرب میں حضور سے پہلے کوئی آسمانی کتاب اور کوئی پیغمبر تشریف نہ لائے لوگ اولاً دین ابراہیمی پر تھے پھر اکثر مشرک ہو گئے جس آسمان پر سورج ہے وہاں کوئی اور تارہ نہیں ۱۳۔ اسماعیل علیہ السلام کے بعد لہٰذا اصحاب فترۃ کو صرف توحید کا عقیدہ کافی تھا اور اس میں بھی حضور کی شان کا اظہار ہے زیادہ بگڑی جگہ بڑے مصلح کو بھیجا جاتا ہے۔

بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ

کے دسویں کو بھی نہ پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا لہ پھر انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا

نَكِيْرِ ۝۴۵ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ

میرا انکار کرنا تم فرماؤ میں تمہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں ٢ کہ اللہ کے لئے

مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ

کھڑے رہو ٣ دو دو اور اکیلے اکیلے پھر سوچو ٤ کہ تمہارے ان صاحب میں جنون کی

جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ

کوئی بات نہیں ٥ وہ تو نہیں مگر تمہیں ڈر سنانے والے ایک سخت عذاب

شَدِيْدٍ ۝۴۶ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ

کے آگے ٦ تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر جو کچھ اجر مانگا ہو وہ تمہیں کو ٧

اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۴۷

میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے ٨ اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے ٩

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝۴۸ قُلْ

تم فرماؤ بیشک میرا رب حق کا القا فرماتا ہے ١٠ بہت جاننے والا سب غیبوں کا تم فرماؤ

جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝۴۹ قُلْ

حق آیا ١١ اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر کر آئے ١٢ تم فرماؤ

اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ

اگر میں بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا ١٣ اور اگر میں نے راہ پائی

فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝۵۰ وَلَوْ تَرٰٓى

تو اس کے سبب جو میرا رب میری طرف وحی فرماتا ہے ١٤ بے شک وہ سننے والا نزدیک ہے اور کسی

اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۝۵۱

طرح تو دیکھے جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے پھر بچ کر نہ نکل سکیں گے ١٥ اور ایک قریب جگہ

ع ۵

ا۔ یعنی کفار قریش کو قوم عاد و ثمود و فرعون وغیرہ کے مقابلہ میں قوت مال اولاد عمر کا دسواں حصہ بھی نہ ملا ہے۔ جب نبی کی مخالفت سے وہ قومیں تباہ ہو گئیں تو ان کفار کی کیا حقیقت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ روحانی طاقت کے مقابل جسمانی قوت بیکار ہوتی ہے کیونکہ ان کا کنکشن رب تعالیٰ سے ہوتا ہے ۲۔ جو ایک بات' ایمان و عرفان' خدا رسی سب کے لئے کافی ہو گی ۳۔ محض حق طلبی کے لئے ضد سے خالی ہو کر' معلوم ہوا کہ نیکی کے لئے کھڑا ہونا' بیٹھنا' جمع ہونا بھی عبادت ہے۔ دینی مدرسے' دینی جلسے' سب باعث ثواب ہیں۔ اس مقصد کے لئے خلوت جلوت سب ہی عبادت ہے۔ اس سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ سوچنے اور غور کرنے کے لئے بھیڑ سے تنہائی بہتر ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ حضور کے احوال طیبہ طاہرہ کو سوچنا بھی عبادت اور امر الٰہی ہے۔ اس سے ایمان میں تازگی ہوتی ہے بلکہ یہ عبادات کی اصل ہے کہ تمام عبادات حضور کی عظمت سے نصیب ہوتی ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے جو بغیر فکر کے ہو ۵۔ یعنی انہوں نے دعویٰ نبوت جنون سے نہیں کیا۔ ان کے معجزات سے ان کا صحیح ہونا معلوم ہوتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ سچے نبی ہیں اور نبی کبھی دیوانہ نہیں ہو سکتے ۶۔ اس عذاب سے مراد یا تو دنیا کے وہ عذاب ہیں جو اسلامی جنگوں کی شکل میں آئے یا وہ عذاب جو موت کے وقت اور موت کے بعد ہوں گے یا قیامت کے عذاب ۷۔ مبارک ہو' اپنے پاس سنبھال رکھو۔ یعنی میں نے تبلیغ پر کبھی اجرت طلب نہ کی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ مطالبہ میں نے تبلیغ نبوت کے شکریہ میں کیا ہے وہ تمہارے ہی لئے مفید ہے یعنی حضور کے قرابت داروں سے محبت کرنا۔ رب فرماتا ہے قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کیونکہ حضور کے قرابت داروں سے محبت ہمارے لئے ہی مفید ہے (روح) مگر اگلا مضمون پہلے معنی کی تائید کر رہا ہے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا معاوضہ تبلیغ کرنا سنت پیغمبر ہے ۹۔ یہاں گواہ سے مراد شرعی گواہ نہیں جو حاکم کے سامنے مدعی کی گواہی دے۔ رب تعالیٰ احکم الحاکمین ہے وہ گواہی کس کے دربار میں دے گا' بلکہ مراد مشاہدہ فرمانے والا ہے۔ یعنی رب تعالیٰ میرے اور تمہارا اعمال کا ایسا مشاہدہ فرما رہا ہے جیسے گواہ واردات کا' یا یہ مطلب ہے کہ جیسے میں رب کی توحید اس کی ذات و صفات کا عینی گواہ ہوں ایسے ہی رب تعالیٰ میری نبوت و میرے صفات کا گواہ ہے جس نے گواہی دے کر میری تائید فرمائی۔ حضور کو معجزات دینا' قرآن کریم میں آپ کی نبوت و کمالات کا اعلان فرمانا رب کی گواہی ہے۔ لہٰذا کل شئی سے مراد حضور کی تمام صفات کمالیہ ہیں لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ جب رب گواہ ہوا تو حاکم کون ہے جو اس کی گواہی پر فیصلہ کرے۔ یہ گواہی عرفی ہے جو تائید و تقویت کے لئے ہو' شرعی نہیں جو فیصلہ کے لئے ہو ۱۰۔ میرے دل میں اب بھی اور نزول قرآن کریم سے پہلے بھی۔ حضور کو خود رب تعالیٰ نے حق کی تعلیم دی۔ حضور کسی کے شاگرد نہیں ۱۱۔ حق سے مراد قرآن ہے یا اسلام یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' کیونکہ حضور کا ہر قول و فعل بلکہ زندگی کا ہر شعبہ حق ہے۔ حضور سراپا حق جیسے سونے کی کان سے سونا ہی نکلتا ہے۔ ایسے ہی حضور سے حق ہی صادر ہوتا ہے ۱۲۔ رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا کہ حرمین الشریفین میں شرک و بت پرستی انشاء اللہ قیامت تک نہیں ہو گی اور خانہ کعبہ میں اب کبھی بت نہ آئیں گے ۱۳۔ اس میں حضور نے اپنا ذکر فرمایا مگر مراد دوسرے ہیں یعنی جو بہکا وہ اپنی شامت نفس سے بہکا اور جس نے ہدایت پائی وہ میری وحی کے ذریعہ سے۔ نیز کسی کے بہکنے کا وبال دوسرے پر نہ ہو گا خود بہکنے والے پر ہو گا ۱۴۔ یعنی مجھے اور سارے

(بقیہ صفحہ ۶۹۲) عالم کو ہدایت میری وحی کے ذریعہ ملتی ہے۔ ۱۵۔ کفار مرتے وقت یا قبر سے اٹھتے وقت یا بدر کے دن (خزائن)

ا۔ جہاں بھی ہوں نہایت آسانی سے پکڑے جائیں گے۔ کیونکہ رب کی پکڑ بہت قریب ہے ۲۔ یعنی اس وقت عذاب دیکھ کر ایمان لائیں گے مگر چونکہ وہ جگہ عمل کی نہیں اس لئے ان کا اس وقت کا ایمان قبول نہ ہوگا ۳۔ یعنی ایسے ہی الاؤ تکا حضور کی شان میں بکواس بک دیتے ہیں جو حق سے بہت دور ۴۔ یعنی توبہ و ایمان لانا چاہیں گے مگر نہ لا سکیں گے۔ ان میں اور توبہ میں فاصلہ کر دیا جائے گا ۵۔ چنانچہ فرعون ڈوبتے وقت ایمان لایا مگر قبول نہ ہوا۔ دوسری ہلاک شدہ قوموں نے ہلاکت کے وقت نبی کی تصدیق کی مگر نہ مانی گئی ۶۔ یعنی ایمان و ایمانیات پر یقین نہ کرتے تھے۔ اور جو یقین مومن کو دین پر حاصل ہوتا ہے وہ کافر کو نہیں ہوتا۔ اکثر کفار مرتے وقت کلمہ پڑھا کرتے ہیں۔ ۷۔ اس کو سورہ ملائکہ بھی کہتے ہیں ۸۔ بلاواسطہ یا بالواسطہ ہر حمد رب کی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ مخلوق خالق کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ کہ مخلوق کو دیکھو خالق کا پتہ لگاؤ ۹۔ معلوم ہوا کہ فرشتوں میں اعلیٰ درجہ والے وہ ہیں جو انبیاء کی خدمت میں پیغام الٰہی لاتے ہیں کیونکہ وہ نبیوں کے خدام ہیں۔ یہاں خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا گیا۔ ۱۰۔ اس طرح کہ بعض فرشتوں کے دو پر ہیں۔ بعض کے تین، بعض کے چار، روح البیان نے فرمایا کہ یہ پروں کی زیادتی ان کے مراتب کی زیادتی کی بنا پر ہے۔ ورنہ فرشتہ آن واحد میں آسمان و زمین کی مسافت طے کر لیتا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ عدد کا بیان حصر یا زیادتی کی نفی کے لئے نہیں ہے۔ بعض فرشتوں کے بہت زیادہ پر ہیں۔ حضور نے حضرت جبریل کے چھ سو پر ملاحظہ فرمائے۔ فرشتوں کے پر پرندوں کے پروں کی طرح نہیں۔ ان کی حقیقت اللہ رسول ہی جانتے ہیں۔ دیکھو چمگادڑ کے پر گوشت و خون ہیں وہ دوسرے پرندوں سے ممتاز ہے ۱۱۔ یعنی ان فرشتوں میں پروں کے علاوہ اور بھی تفاوت ہے۔ نیز رب تعالیٰ نے دیگر مخلوقات میں بہت فرق رکھا ہے۔ جنسیں نوعیں صنفیں اور اشخاص ایک دوسرے سے فصلوں، عرضوں اور صفتوں میں فرق رکھتے ہیں ۱۲۔ لہٰذا اس کی قدرت ان موجودات میں منحصر نہیں بلکہ ہمارے خیال و وہم سے وراء ہے۔ یہاں شی بمعنی ممکن ہے نہ بمعنی موجود۔

ع ۶ / ۱۲

وَقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ

اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے اور اب وہ اسے کیونکر پائیں اتنی

بَعِيْدٍ ۝۵۲ ۚۖ وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ

دور جگہ سے ۳ کہ پہلے تو اس سے کفر کر چکے تھے اور بے دیکھے

بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۝۵۳ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ

پھینک مارتے ہیں دور مکان سے ۳ اور روک کر دی گئی ان میں اور اس میں

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ

جسے چاہتے ہیں ۴ جیسے ان کے پہلے گروہوں سے کیا گیا

قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝۵۴ ع

تھا ۵ بے شک وہ دھوکا ڈالنے والے شک میں تھے ۶

اٰیاتُها ۴۵ ۔ ۳۵ سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ ۴۳ ۔ رُكُوْعَاتُها ۵

سورة فاطر مکی ہے اس میں ۵ رکوع ۴۵ آیات، ۷۹۷ کلمات، ۳۱۳۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ

سب خوبیاں اللہ کو ۸ جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ۹ فرشتوں

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۭ

کو رسول کرنے والا ۱۰ جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں ۱۱

يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ

بڑھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے ۱۲ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر

قَدِيْرٌ ۝۱ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ

ہے ۱۳ اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھولے اس کا کوئی روکنے والا

لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ

نہیں ۱؎ اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں ۲؎ اور وہی

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ

عزت و حکمت والا ہے ۳؎ اے لوگو اپنے اوپر اللہ کا احسان

عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ

یاد کرو ۴؎ کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے ۵؎ کہ آسمان

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ٘ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳

اور زمین سے تمہیں روزی دے ۶؎ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو ۷؎

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ

اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں ۸؎ تو بے شک تم سے پہلے کتنے ہی رسول جھٹلائے گئے

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ

اور سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں ۹؎ اے لوگو بے شک اللہ کا

اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٚ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

وعدہ سچ ہے ۱۰؎ تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی ۱۱؎ اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم پر

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۵ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ

فریب نہ دے وہ بڑا فریبی ۱۲؎ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے ۱۳؎ تو تم بھی اسے دشمن

عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۶

سمجھو ۱۴؎ وہ تو اپنے گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے ۱۵؎ کہ دوزخیوں میں ہوں

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ۬ وَالَّذِيْنَ

کافروں کے لئے سخت عذاب ہے ۱۶؎ اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۱۷؎

ع ۱۴

۱؎ دینی رحمت یا دنیاوی، ایمان عرفان، رزق، بارش، دولت، صورت و سیرت سب ہی اس میں داخل ہیں۔ لہٰذا رب پر توکل کرو ۲؎۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ ۳؎۔ لہٰذا اس نے جسے جو دیا حکمت سے دیا۔ اس کی عطا پر اعتراض کرنے والا جاہل ہے ۴؎۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت یاد کرنا عبادت ہے اور حضور تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہیں تو آپ کی یاد بھی عبادت ہوئی خواہ اکیلے کی جائے یا جماعت میں جیسے میلاد شریف وغیرہ ۵؎۔ اس میں معتزلہ کا رد ہے جو بندے کو اپنے اعمال کا خالق مانتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہمارے اعمال بھی رب کی مخلوق ہیں اگرچہ ان کے کاسب ہم ہیں ۶؎۔ کوئی نہیں، لہٰذا روزی کی طلب میں دل رب سے لگاؤ۔ دیگر چیزیں رزق کا سبب ہیں رازق نہیں ۷؎۔ لہٰذا رزق یا سبب رزق کی پوجا نہ کرو۔ مشرکین غلہ، زمین، سورج بادل کو پوجتے ہیں۔ اس طرح موسموں کی پرستش کرتے ہیں۔ کہ یہ سب رزق کے اسباب ہیں، یہ ہی حال مشرکین عرب کا تھا ۸؎۔ تو آپ غم نہ کریں، کیونکہ فقد، کی ف جزائیہ نہیں بلکہ پوشیدہ جزا کی علت بیان کرنے کے لئے ہے۔ یعنی آپ ان کے جھٹلانے پر غم نہ کریں۔ کیونکہ ہمیشہ سے کفار نبیوں کو جھٹلاتے رہے ہیں اور انبیاء صبر کرتے رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خوش کرنا آپ کے غم دور کرنا سنت الہیہ ہے ۹؎۔ لہٰذا وہ آپ کو تبلیغ کا اجر، کفار کو انکار کی سزا ضرور دے گا ۱۰؎۔ اس میں اشارۃً مسئلہ امکان کذب کا رد ہے۔ یہ بھی اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ وعید کا خلاف ہو سکتا ہے۔ وہ کذب نہیں بلکہ معافی ہے۔ نیز وعید مشیت پر موقوف ہے رب فرماتا ہے۔ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ اگر کسی مجرم کو رب سزا نہ دے تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ رب نے معاذ اللہ جھوٹ بولا۔ سزا رب کے ارادے پر موقوف ہے۔ چونکہ سزا کا ارادہ نہ ہوا اس لئے اس کو سزا نہ ملی ۱۱؎۔ کہ دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو کر آخرت کو بھول جاؤ۔ ایسا ہرگز نہ کرنا، رب کی ڈھیل سے دھوکا نہ کھاؤ۔ ۱۲؎۔ غرور شیطان کا نام ہے۔ اس کے معنی ہیں فریبی دھوکا باز، صوفیاء فرماتے ہیں۔ جو مال اولاد حکومت عزت رب سے باغی بنا دے وہ غرور ہے ۱۳؎۔ کیونکہ تمہاری وجہ سے وہ مردود ہو کر جنت سے نکالا گیا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب نے ہماری وجہ سے ہمارے دشمن شیطان کو ہمارے گھر یعنی جنت سے نکالا تو ہم کو بھی چاہیے کہ شیطان کو خدا کے گھر یعنی اپنے دل سے نکالیں۔ ۱۴؎۔ اور کبھی اس سے بے خطر نہ رہو اس نے بڑے بڑے عابدوں کو بہکا دیا ہے۔ عقائد و اعمال میں اس کے خلاف رہو ۱۵؎۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں دو دھڑے ہیں۔ ایک روحانی دوسرا شیطانی۔ قیامت میں ہر گروہ اپنے سردار کے ساتھ ہوگا۔ شیطانی فرقہ شیطان کے ساتھ، رحمانی فرقہ اللہ کے محبوبوں کے ساتھ ۱۶؎۔ ہمیشہ کی رسوائی اور فرشتوں وغیرہ کا عذاب، جس سے انشاء اللہ گنہگار مومن محفوظ رہیں گے۔ ۱۷؎۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ ایمان عمل پر مقدم ہے کہ بغیر ایمان عمل معتبر نہیں۔ دوسرے یہ کہ نیک اعمال گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ

تو وہ کیا جس کی نگاہ میں اس کا برا کام آراستہ کیا گیا کہ اس نے اسے بھلا سمجھا ہدایت والے کی طرح ہو جائے

يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ

گا اس لئے اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے تو تمہاری جان ان پر

نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۸

حسرتوں میں نہ جائے اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ

اور اللہ ہے جس نے بھیجیں ہوائیں کہ بادل ابھارتی ہیں پھر ہم اسے کسی مردہ شہر کی طرف

اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

رواں کرتے ہیں تو اس کے سبب ہم زمین کو زندہ فرماتے ہیں اس کے مرے پیچھے

كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۹ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

یوں ہی حشر میں اٹھنا ہے جسے عزت کی چاہ ہو تو عزت تو

جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

سب اللہ کے ہاتھ ہے اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے

يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ

بلند کرتا ہے اور وہ جو برے داؤں کرتے ہیں ان کے لئے سخت

شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝۱۰ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ

عذاب ہے اور انہیں کا مکر برباد ہو گا اور اللہ نے تمہیں بنایا مٹی

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ

سے پھر پانی کی بوند سے پھر تمہیں کیا جوڑے جوڑے اور کسی مادہ کو پیٹ

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ

نہیں رہتا اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم سے اور جس بڑی عمر والے کو عمر

ا۔ یہ آیت ابوجہل وغیرہ ان مشرکین مکہ کے متعلق نازل ہوئی۔ جو کفر و گناہ کرتے اور ان حرکات پر فخر کرتے تھے۔ اپنی بد کرداریوں کو اچھا اور مسلمانوں کی نیک کاریوں کو برا سمجھتے تھے۔ اس میں آج کل کے وہ روافض، وہابی، چکڑالوی، مرزائی وغیرہ بھی داخل ہیں جو اپنی بے دینیوں کو دین اور بد عملیوں کو نیکی سمجھ کر ان پر فخر کرتے ہیں۔ یہ بدترین جرم ہے ۲۔ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ آپ ان مردودوں کے ایمان نہ لانے پر افسوس نہ فرمادیں۔ ان کے ایمان نہ لانے سے آپ کا کچھ بگڑتا نہیں ۳۔ اس کی جگہ سے کیونکہ ہوا کا بھی ایک مقام ہے جہاں سے آتی ہے۔ جو ہوا ہر وقت ہمارے پاس رہتی ہے یعنی ٹھہری ہوئی ہے وہ دوسری نوعیت کی ہوا ہے۔ روح البیان نے فرمایا کہ ارسال کے معنی بھیجنا اور کھولنا اور چھوڑنا ہیں ۴۔ مردہ شہر سے مراد خشک زمین ہے۔ اس میں بھی رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے کہ بادل آتا کہیں سے ہے اور برستا کہیں۔ معلوم ہوا کہ قوی و قادر کے فرمان کے ماتحت ہے ۵۔ اس طرح کہ اگر زمین میں تخم بویا ہو تو وہ اگ جاتا ہے اور اگر کچھ نہ بویا ہو تو قدرتی گھاس اور خودرو بیل بوٹے اگ آتے ہیں۔ جس سے زمین سبزہ زار ہو جاتی ہے۔ ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ قیاس برحق ہے کہ رب نے اس عالم کے حالات پر اس عالم کے حالات کو قیاس کرنے کا حکم فرمایا۔ دوسرے یہ کہ قطعی قیاس ایمان میں معتبر ہے وہ جو کہا جاتا ہے کہ قیاس ظنی ہے اور عقائد میں معتبر نہیں وہ قیاس ہے جس کی علت ظنی ہو ۷۔ اس آیت میں کسی کو عزت دینے کی نفی نہیں۔ رب کی عطا سے پیغمبروں اور ان کے غلاموں کی بھی عزت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ مقصد یہ ہے کہ عزت حاصل کرنے کے لئے رب کے دروازے پر آؤ ۸۔ یعنی اللہ تعالیٰ نیک اعمال کو بلند فرماتا ہے کہ وہ آسمان کے اوپر بارگاہ خاص میں پہنچتے ہیں۔ یا کلمہ طیبہ نیک اعمال کو اونچا کرتا ہے کہ بغیر کلمہ نیکی قبول نہیں۔ یہاں پاکیزہ کلام سے یا تو کلمہ توحید مراد ہے یا تسبیح و تہلیل ۹۔ جیسے دار الندوہ (کمیٹی گھر) میں مشرکین مکہ کا جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل یا قید کی تدبیریں سوچنا، اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ۔ ان کفار کو دنیا میں قتل یا قید، قحط وغیرہ کی سزا ہو گی اور مرنے کے بعد قبر کا اور قیامت کے بعد آخرت کا عذاب ہو گا ۱۰۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ ان کے تمام مکر و فریب برباد جائیں گے اور آپ کا سورج چڑھا رہے گا۔ انشاء اللہ رب کا یہ کرم ہمیشہ ہی رہے گا ۱۱۔ یا تو اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا پھر ان کی اولاد کو نطفہ سے یا اس طرح اولاً مٹی سے غذا بنائی پھر غذا سے خون پھر خون سے نطفہ پھر نطفہ سے انسان، غرضیکہ آیت کریمہ صاف ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت میں دوسری طرح قیامت کے دن اٹھنے کو ثابت فرمایا گیا۔ ۱۲۔ مرد، عورت، کالے، گورے، سعید، شقی، مومن، کافر، فاسق، متقی اللہ تعالیٰ نے ارواح کے بھی جوڑے پیدا فرمائے ۱۳۔ اس میں رب تعالیٰ کی وسعت علم کا ذکر ہے کہ وہ ہر بچہ کے حمل، پیدائش، عمر اور تمام حالات سے خبردار ہے بلکہ جنہیں رب تعالیٰ اپنا علم دے وہ بھی ان چیزوں کی خبر رکھتے ہیں۔

وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

دی جائے یا جس کسی کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک [2] کتاب میں ہے [3] بے شک یہ اللہ کو آسان

يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

ہے [4] اور دونوں سمندر ایک سے نہیں [5] یہ میٹھا ہے خوب میٹھا

سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ

جس کا پانی خوشگوار اور یہ کھاری ہے تلخ [6] اور ہر ایک میں سے تم کھاتے ہو

لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى

تازہ گوشت [6] اور نکالتے ہو پہننے کا ایک گہنا [7] اور تو کشتیوں کو اس میں دیکھے

الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ

کہ پانی چیرتی ہیں [8] تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو [9] اور کسی طرح

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى

حق مانو رات لاتا ہے دن کے حصہ میں اور دن لاتا ہے رات کے

الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِىْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

حصہ میں [10] اور اس کے کام میں لگائے سورج اور چاند [11] ہر ایک ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے [12]

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے [14] اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانہ خرما

مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا

کے چھلکے تک کے مالک نہیں [15] تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار

دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

نہ سنیں [16] اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روا نہ کرسکیں [17] اور قیامت کے دن

يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ ع

وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے [18] اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح [19]

۱۔ یا تو اول ہی سے عمر زیادہ اور یا کم رکھی جائے یا کسی کی دعا یا نیک عمل سے عمر بڑھ جاوے۔ یا کسی کی بد دعا یا بد عملی سے عمر گھٹ جاوے سب لوح محفوظ میں ہے۔ شیطان کی دعا سے اس کی عمر بڑھائی گئی کہ فرمایا۔ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ف سے معلوم ہوا کہ عمر کی یہ زیادتی اس کی دعا سے ہوئی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن بزرگوں کی نظر لوح محفوظ پر ہے وہ سب کی عمریں وغیرہ سب کچھ جانتے ہیں بلکہ یہ چیزیں کتاب لوح محفوظ میں انہیں بتانے ہی کو لکھی گئی ہیں۔ رب تعالٰی کو اپنے بھولنے کا خطرہ نہ تھا ۳۔ یعنی عمر وغیرہ تمام غیوب کا لوح محفوظ میں لکھ دینا یا کسی کی عمر گھٹا بڑھا دینا اللہ پر نہایت آسان ہے ۴۔ نہ مزے میں یکساں ہیں نہ فوائد میں کہ کھاری سے موتی نکلتے ہیں ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے پانی دیکھنے میں یکساں ہے مگر مزے میں فرق ایسے ہی دیکھنے میں سارے انسان یکساں معلوم ہوتے ہیں مگر کوئی مومن ہے کوئی کافر۔ جب میٹھے و کھاری سمندر یکساں نہیں تو مومن و کافر انسان کیسے یکساں ہو سکتے ہیں۔ اور نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں ۶۔ خیال رہے کہ مچھلی لغۃً "گوشت ہے چونکہ تازہ تازہ کھائی جاتی ہے' رکھنے سے خراب ہو جاتی ہے اس لئے اسے لَحْمًا طَرِيًّا یعنی تازہ گوشت فرمایا۔ مگر عرف میں مچھلی کو گوشت نہیں کہا جاتا۔ اسی لئے اگر کوئی شخص گوشت نہ کھانے کی قسم کھا لے تو مچھلی کھانے سے حانث نہ ہو گا۔ جیسے دعا کو قرآن نے صلوٰۃ فرمایا مگر عرف میں صلوٰۃ صرف نماز کو کہا جاتا ہے لہٰذا یہ فقہی مسئلہ اس آیت کے خلاف نہیں۔ ۷۔ جیسے مونگا' مرجان' اور موتی جو کہ کھاری سمندر سے نکلتے ہیں مگر تغلیباً دونوں کی طرف نسبت کیا گیا اور زیور اگرچہ عورتیں پہنتی ہیں لیکن چونکہ مردوں کے لئے پہنتی ہیں اس لئے پہننے کو مردوں کی طرف نسبت کیا گیا۔ خیال رہے کہ مرد کو موتی وغیرہ پہننا جائز ہے۔ سونا چاندی پہننا حرام ہے۔ اس کی تفصیل ہمارے فتاوٰی نعیمیہ میں دیکھو ۸۔ کہ پانی پتلا رقیق ہے' کشتی بھاری مگر نہیں ڈوبتی۔ یہ رب کی شان ہے۔ ۹۔ دنیاوی فضل جیسے تجارتی کاروبار اور اخروی فضل جیسے ہمارے لئے حج و زیارت کے سفر' معلوم ہوا کہ جسے جو ملتا ہے' رب کے فضل سے ملتا ہے ۱۰۔ اس طرح کہ سردی میں رات بڑی دن چھوٹا۔ گرمیوں میں رات چھوٹی اور دن بڑا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ دن کے اجزا رات میں اور رات کے اجزا دن میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۱۔ جو نہ کبھی چھٹی لیتے ہیں نہ بگڑ کر مرمت ہونے جاتے ہیں۔ یہ تسخیر تم لوگوں کے فائدے کے لئے ہے۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ چاند سورج تارے چلتے ہیں نہ کہ آسمان یا زمین' وہ تو ٹھہرے ہیں۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا ہے جو آسمان کی حرکت کا قائل ہے اور فلسفہ جدید یعنی سائنس بھی غلط جو زمین کی حرکت مانتی ہے۔ مقرر میعاد سے مراد قیامت ہے ۱۳۔ ذٰلکم میں اشارہ حسیّہ نہیں۔ رب کی ذات حواس میں آنے سے وراء ہے یعنی وہ شانوں والا رب ہے جو حقیقی بادشاہ ہے ۱۴۔ وہابی اس آیت کے معنی یوں کرتے ہیں کہ جن نبیوں' ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری نہیں سنتے اور کوئی نبی ولی کسی چیز کا مالک نہیں نہ حاجت روا۔ اور قیامت میں یہ نبی ولی تمہاری اس پکار کے منکر ہو جائیں گے۔ یعنی کفار کی آیت مسلمانوں پر اور بتوں کی آیت انبیاء اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں۔ مگر ان بیوقوفوں سے پوچھو کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضور کا زمانہ تھا۔ بتاؤ کون صحابی نبیوں ولیوں کو مصیبت میں پکارتے تھے اور مشرک تھے کیونکہ تدعون حال ہے تمہاری تفسیر پر تمام صحابہ مشرک ہوئے۔ نیز تمہارا یہ ترجمہ قرآنی آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ہم نے تمہیں بہت ہی خیر بخشی۔ حضور فرماتے ہیں کہ مجھے زمین کے

(بقیہ صفحہ ۶۹۶) خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ رب فرماتا ہے۔ انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ۔ حضور فرماتے ہیں میں گنہگاروں کی شفاعت کروں گا۔ اب بتاؤ کیا حضور چھلکے کے مالک نہیں اور کیا حضور قیامت میں ہمارے کام نہ آویں گے۔ نعوذ باللہ ۱۵۔ پتھر، درخت، پانی، چاند، سورج وغیرہ ۱۶۔ کیونکہ وہ بے جان جمادات ہیں ۱۷۔ یہ بتوں کے متعلق فرمایا گیا۔ انبیاء اولیاء بعد وفات سنتے ہیں۔ جواب بھی دیتے ہیں۔ اس لئے حضور کو سلام کیا جاتا ہے ۱۸۔ یعنی دونوں جہان کے حالات اور مومن و مشرک کا انجام جیسے ہم بتاتے ہیں ایسے کوئی نہ بتائے گا۔ خیال رہے کہ یہاں بتانے کی مثل مراد ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کی مثل۔ وہ تو مثل و تشبیہ سے پاک ہے فرماتا ہے۔ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ

اے لوگو، تم سب اللہ کے محتاج ۱ اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب

الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾

خوبیوں سراہا وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے ۲

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ

اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ

گی ۳ اور اگر کوئی بوجھ والی اپنا بوجھ بٹانے کو کسی کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ

كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

اٹھائے گا ۴ اگرچہ قریب رشتہ دار ہو ۵ اے محبوب تمہارا ڈر سنانا انہیں کو کام دیتا ہے ۶ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ

۷ اور نماز قائم رکھتے ہیں ۸ اور جو ستھرا ہوا ۹ تو اپنے ہی بھلے کو ستھرا ہوا ۱۰

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾

اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے اور برابر نہیں اندھا اور انکھیارا ۱۱

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾

اور نہ اندھریاں اور اجالا ۱۲ اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ ۱۳

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ

اور برابر نہیں زندے اور مردے ۱۴ بے شک اللہ سناتا ہے جسے

يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ

چاہے ۱۵ اور تم نہیں سنانے والے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں ۱۶ تم تو یہی ڈر سنانے والے

اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ

ہو ۱۷ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا ۱۸

۱۔ یعنی ہر شخص ہر وقت ہر طرح اللہ تعالیٰ کا حاجت مند ہے۔ اگر کوئی دوسرے بندوں کا حاجت روا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ رب کا وہ بھی حاجت مند ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۲۔ اس طرح کہ تم نافرمان کافروں کی بجائے دوسری فرمانبردار قوم پیدا فرمادے۔ یا اس عالم کو فنا فرما کر دوسرا عالم پیدا کر دے۔ ۳۔ یعنی قیامت میں کوئی شخص دوسرے کے گناہ پر نہ پکڑا جاوے گا کہ مجرم چھوٹ جائے۔ کفر کے سردار جو تمام ماتحتوں کا بھی بوجھ اٹھائیں گے یہ گمراہ کرنے کی سزا ہو گی۔ ۴۔ یعنی بخوشی کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے پر تیار نہ ہو گا۔ ہاں رب کی طرف سے گمراہ کرنے والوں پر گمراہوں کا بوجھ ڈالا جائے گا۔ ۵۔ سبحان اللہ بہت نفیس ترجمہ ہے۔ یعنی حضور عالمین کو ڈر سنانے والے ہیں، مگر اس کا فائدہ صرف مسلمان اٹھاتے ہیں جن کی صفات آئندہ مذکور ہیں۔ لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ ایمان و عبادت وہی قابل قبول ہے جو غیب پر اور غیب میں ہو۔ مرنے کے بعد سب کافر ایمان لے آئیں گے مگر بیکار، کہ وہ ایمان بالشہادۃ ہو گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان بالغیب کمال ہے۔ حضور کا ایمان بالشہادت کمال ہے کہ حضور نے تمام عالم غیب کا مشاہدہ فرمایا خصوصاً معراج میں ۷۔ اس طرح کہ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں۔ دل لگا کر پڑھتے ہیں معلوم ہوا کہ خوف الٰہی نماز کی پابندی سے پیدا ہوتا ہے ۸۔ اس کا دل بدعقیدگیوں کی نجاست سے اور جسم بدعملیوں کی گندگیوں سے ۹۔ اے محبوب تم ان سے بے نیاز ہو اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو تمہارا کچھ نہیں بگڑتا ۱۰۔ دل کے اندھے اور سوجھلے یعنی کافر و مومن یا عالم و جاہل یا حضور کے بدگو اور نعت گو ۱۱۔ یعنی کفر و اسلام۔ چونکہ کفر بہت تھے اور ایمان و اسلام صرف ایک، اس لئے تاریکی جمع اور نور واحد فرمایا گیا ۱۲۔ یعنی حق و باطل یا جنت و دوزخ یا ثواب و عذاب یا آرام و تکلیف یا حضور کے سایہ میں رہنا اور حضور سے علیحدہ رہنا۔ خیال رہے کہ جب یہ چیزیں اور یہ لوگ برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں ۱۳۔ زندوں سے مراد مومن اور مردوں سے مراد کافر ہیں ۱۴۔ اگر رب چاہے تو اپنے محبوبوں کو دور سے باریک آواز سنا دے۔ جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تین میل سے چیونٹی کی آواز سنا دی اور اگر چاہے تو قریب سے توپ کی آواز نہ سنائے کہ کسی کو بالکل بہرا کر دے چاہے تو مردوں کو سننے والا بنا دے اور چاہے تو بعض زندوں کو بہرا کر دے ۱۵۔ یہاں مَنْ فِي الْقُبُوْرِ سے مراد کفار ہیں ورنہ مردے سنتے ہیں۔ اسی لئے قبرستان میں جا کر سلام کرنا سنت ہے ہر نماز میں حضور کو سلام کیا جاتا ہے کیونکہ حضور زندہ اور دور و نزدیک کے حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ حضرت صالح و شعیب علیہ السلام نے ہلاک شدہ قوم سے خطاب کیا۔ اسی لئے دوسری جگہ اس کے بعد فرمایا گیا۔ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا ۱۶۔ لہٰذا نہ ماننے والے کفار کے متعلق آپ سے سوال نہ ہو گا کہ یہ ایمان کیوں نہ لائے۔ اس

وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿٢٤﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ

اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سنانے والا گزر چکا لہ اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں

فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

تو ان سے اگلے بھی جھٹلا چکے ہیں ٹہ ان کے پاس ان کے رسول آئے

بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ

روشن دلیلیں تہ اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر کہ پھر میں نے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٢٦﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

کافروں کو پکڑا تو کیسا ہوا میرا انکار ۵ کیا تو نے نہ دیکھا لہ

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا

کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو ہم نے اس سے پھل نکالے رنگ برنگ ٭

اَلْوَانُهَا ۭ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ

اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ رنگ رنگ کے

اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿٢٧﴾ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ

اور کچھ کالے بھجنگ ٭ اور آدمیوں اور جانوروں

وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ۭ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ

اور چوپایوں کے رنگ یونہی طرح طرح کے ہیں ٭ اللہ سے اس کے بندوں میں نہ وہی

مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿٢٨﴾ اِنَّ

ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں لہ بے شک اللہ عزت والا بخشنے والا ہے بے شک

الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا

وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں لہ اور نماز قائم رکھتے ہیں لہ اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿٢٩﴾

راہ میں خرچ کرتے ہیں لہ پوشیدہ اور ظاہر لہ وہ ایسی تجارت کے امید وار ہیں جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں

(بقیہ صفحہ ٦٩٧) کی تفسیر وہ آیت ہے۔ وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ آیت کے یہ معنی نہیں کہ ڈرانے کے سوا آپ میں کوئی کمال نہیں۔ حضور شفیع المذنبین بھی ہیں اور رحمۃ للعالمین بھی اور لاکھوں صفات کے جامع ہیں۔ یہ حصر اضافی ہے۔ ٧ا۔ نیکوں کو ثواب کی خوشخبری دینے والا بدوں کو عذاب سے ڈرانے والا۔ یہاں بشارت سے مراد کسی نبی کی بشارت نہیں وہ تو تصدیق کے ساتھ ہوتی ہے۔

ا۔ بخاری شریف میں ہے کہ نبی ہمیشہ اونچے خاندان میں آتے ہیں۔ دوسرے خاندان ان کے تابع ہوتے ہیں۔ لہٰذا آیت کے یہ معنی نہیں کہ ہر اونچی نیچی قوم میں اس قوم سے نبی آئے یہاں نذیر عام ہے جس میں نبیٔ عالم واعظ سب داخل ہیں۔ ٢۔ لہٰذا آپ ان کفار کے جھٹلانے سے غمگین نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضور رب تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ حضور کے دل کو رب تعالیٰ خوش رکھتا اور تسکین دیتا ہے ٣۔ وہ معجزات جن سے ان کی نبوت ثابت ہو ٤۔ جیسے حضرت شعیب و ادریس و ابراہیم علیہم السلام صحیفے لائے اور موسیٰ داؤد علیہما السلام کتب لائے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ گزشتہ انبیاء کرام کے صحیفے اور کتابیں معجزہ ہو کر نہ آئی تھیں جیسے ہمارا قرآن ہمارے حضور کا معجزہ ہے ٥۔ یعنی میرا عذاب جو مختلف صورتوں میں ان پر آیا۔ ٦۔ یہاں دیکھنے سے مراد غور کرنا ہے۔ اور اس میں خطاب یا حضور سے ہے یا ہر سمجھدار انسان سے ٧۔ جیسے بغیر بارش درخت نہیں پھلتے ایسے ہی بغیر حضور کی نگاہ کرم کے اعمال صالحہ قبول نہیں ہوتے۔ شیطان کی عبادت کو نبوت کی بارش نہ پہنچی خشک ہو گئی۔ ٨۔ اس طرح کہ پہاڑوں میں کہیں سفید پتھر کے راستے ہیں کہیں سیاہ کے کہیں سرخ کے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونہ ہیں۔ ایسے ہی دنیا میں شریعت و طریقت کے رنگ برنگے راستے ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی یہ خدا رسی کے مختلف راستے ہیں ٩۔ یعنی انسان و جانور رنگ برنگے ہیں۔ یہ بھی اس کی قدرت ہے۔ خیال رہے کہ جیسے انسان کے چہروں کے رنگ مختلف ہیں، ایسے ہی دلوں کے رنگ بھی۔ کوئی دل سفید ہے، کوئی کالا۔ قیامت میں دل کے رنگ چہروں پر ظاہر ہوں گے۔ کہ مومن کے منہ اجالے، کافر کے منہ کالے، ١٠۔ بندوں سے مراد ساری مخلوق ہے یا انسان ١١۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء دین بہت مرتبہ والے ہیں کہ رب نے اپنی خشیت و خوف کو ان میں منحصر فرمایا۔ جسے بھی خوف الٰہی نصیب ہو گا وہ سچے عالموں کے ذریعہ سے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ مگر مراد علم والوں سے وہ ہیں جو دین کا علم رکھتے ہوں۔ جن کے عقائد و اعمال درست ہوں۔ العلماء میں لام عہدی ہے ١٢۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن مجید بھی عبادت ہے بلکہ بہترین عبادت کہ رب نے اس کا ذکر پہلے فرمایا۔ تلاوت قرآن بہر حال عبادت ہے۔ معنی کی خبر ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ تلاوت کو مطلق رکھا گیا۔ خیال رہے کہ قرآن کریم برکت کے لئے پڑھنا یا وظیفہ کے طور پر پڑھنا ہر طرح ثواب ہے۔ بچوں کو قرآن پڑھانا اگرچہ عبادت و ثواب ہے۔ مگر اس پر تلاوت کے احکام جاری نہیں (روح) يَتْلُوْنَ مضارع فرما کر بتایا گیا کہ تلاوت ہمیشہ کرنی چاہیے۔ ١٣۔ یعنی ہمیشہ پڑھتے ہیں اور درست طریقہ سے ادا کرتے رہتے ہیں ١٤۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں، اس میں زکوٰۃ، صدقات، حج وغیرہ سب شامل ہیں۔ مما سے معلوم ہوا کہ سارا مال خیرات نہ کر دے کچھ اپنے اور بال بچوں کے لئے بھی رکھے ١٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صدقے علانیہ کرنے چاہئیں اور کچھ خفیہ، فرض صدقہ علانیہ، نفلی خفیہ بہتر ہے۔ جیسے نماز جمعہ و عیدین علانیہ

(بقیہ صفحہ ۶۹۸) اور نماز تہجد خفیہ ہوتی ہے ۱۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عبادات دنیاوی نام و نمود کے لئے نہ کی جاویں۔ محض رضاء الٰہی اور آخرت کے نفع کے لئے۔ دوسرے یہ کہ اپنے اعمال کی قبولیت کا یقین نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ مردودیت کا اندیشہ اور قبول کی امید چاہیے۔ اس لئے یہاں یرجون ارشاد ہوا۔
۱۔ ایک کے دس یا سات سو یا اس سے بھی زیادہ دے۔ یا جزا کے سوا اپنا دیدار نصیب کرے جو محض اس کی عطا ہو گی ہمارے کسی عمل کا بدلہ نہیں ۲۔ مِنَ الْكِتٰبِ میں مِن بیانیہ ہے یا بعضیت کا خیال رہے کہ حضور کی وحی صرف قرآن میں منحصر نہیں۔ حضور کے فرمان بھی وحی الٰہی ہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن آخری کتاب

لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ

تاکہ ان کے ثواب انہیں بھر پور دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے ۱۔ بیشک وہ بخشنے والا

شَكُورٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ

قدر فرمانے والا ہے اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ۲۔ وہی

الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ

حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی ۳۔ بیشک اللہ اپنے بندوں سے

لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا

خبردار دیکھنے والا ہے پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا ۴۔ اپنے چنے ہوئے

مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ

بندوں کو ۵۔ تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے

وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ

اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا ۶۔ یہی

الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿۳۲﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ

بڑا فضل ہے بسنے کے باغوں میں داخل ہوں گے وہ ۷۔ ان میں سونے

فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا

کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کی پوشاک ریشمی

حَرِيرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ

ہے ۸۔ اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارا غم دور کیا ۹۔

إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۳۴﴾ الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ

بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے ۱۰۔ وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اتارا اپنے

مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا

فضل سے ۱۱۔ ہمیں اس میں نہ کوئی تکلیف پہنچے ۱۲۔ نہ ہمیں اس میں کوئی تکان

ہے کیونکہ یہ کتاب صرف تصدیق کرتی ہے۔ کسی کتاب یا نبی کی بشارت نہیں دیتی۔ ہمیشہ پچھلا اگلوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اگر کوئی نبی یا کوئی آسمانی کتاب قرآن کریم کے بعد آنے والی ہوتی تو قرآن کریم میں اس کی بشارت ضرور ہوتی لہٰذا قادیانی جھوٹا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد تیس دجال ہوں گے جو دعوٰی نبوت کریں گے حالانکہ ہم خاتم النبیین ہیں۔ ہمارے بعد کوئی نبی نہیں۔ ۴۔ یعنی قرآن کریم کا عالم' حافظ' محافظ' مفسر' حضور کی امت کے عالموں حافظوں' اولیاء وغیرہ کو بنایا۔ اس میں اس امت کی عزت افزائی ہے کہ اسے قرآن کی خدمت نصیب کی اور اسے تمام امتوں سے افضل قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء وارث نبی اور نائب رسول اور وارث قرآن ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ حضور کی امت تمام امتوں سے افضل ہے اور اس امت میں قرآن کریم کی خدمت کرنے والے باقی سے افضل۔ حضور نے فرمایا کہ تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔ قرآن کی خدمت بڑی نعمت ہے' اللہ نصیب فرمائے ۶۔ یہ تینوں جماعتیں مسلمانوں ہی کی ہیں۔ مخلص باعمل مومن' سابقین میں داخل ہے۔ اور ریاکار مسلمان مقتصدین میں اور شکر نہ کرنے والا ظالمین میں حضور نے فرمایا کہ ہمارا سابق تو سابق ہے ہی۔ مقتصد کی نجات ہے۔ ظالم کی مغفرت۔ نیز فرمایا کہ سابق بے حساب جنت میں جاویں گے اور مقتصد سے آسان حساب لیا جاوے گا اور ظالم کچھ پریشانی کے بعد جنت میں جاوے گا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ حق الیقین والے سابق۔ عین الیقین والے مقتصد اور علم الیقین والے ظالم ہیں غرضیکہ اس میں ۱۱ تفسیریں ہیں ۷۔ یہ تینوں گروہ اگرچہ ان میں سے بعض پہلے ہی داخل ہو جاویں اور بعض کچھ سزا پا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مومن ناجی ہے خواہ کتنا ہی گنہگار ہو۔ دوزخ میں ہیشگی صرف کفار کے لئے ہے ۸۔ ہاں ان جماعتوں کے مکانات' لباس وغیرہ میں بقدر درجات اختلاف ہو گا۔ اس کے لئے جنت کے طبقے مختلف ہیں۔ خیال رہے کہ دنیا میں مسلمان مرد پر سونا' ریشم پہننا حرام ہے وہاں انشاء اللہ یہ سب حلال ہو گا ۹۔ دنیا کے رنج و غم دور فرما دیئے۔ کہ اب نہ تو نیکیاں رد ہونے کا اندیشہ رہا نہ گناہوں پر پکڑ کا کھٹکا۔ نہ قیامت کا ہول باقی رہا نہ کوئی رنج و غم۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جنت میں کوئی عبادت نہ ہو گی' مگر حمد الٰہی اور نعت مصطفوی وہاں بھی ہو گی ۱۰۔ یعنی ہمارا جنت میں پہنچنا اپنے کمال سے نہیں بلکہ عطائے ذوالجلال سے ہے۔ ہمارے اعمال قبول فرمانا' گناہ بخش دینا محض اس کا فضل و کرم ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت ملنا رب کے فضل سے ہے نہ کہ محض اپنے عمل سے۔ اس لئے کوئی پرہیزگار اپنے پرہیزگار ہونے پر ناز نہ کرے۔ نیز جنت کی خوراک پوشاک وغیرہ تو اعمال کا بدلہ ہیں مگر دیدار الٰہی خاص اس کے فضل سے ہے۔ وہ کسی عمل کا بدلہ نہیں ۱۲۔ بیماری' موت' جھگڑے فساد' تکالیف شرعیہ' نفس امارہ کی شرارتیں سب ہمیشہ کے لئے ختم ہو

(بقیہ صفحہ ۶۹۹) گئیں۔

ا۔ کہ مرتے وقت تک کافر رہے اور ان کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ کیونکہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ جو علم الٰہی میں کافر ہوئے اور جن کے نام کفار کی فہرست میں آ گئے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ اور مر کر عذاب سے چھوٹ جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمان دوزخ میں پہنچ کر مرجاویں گے اور جسم کوئلے بن جائیں گے۔ پھر سزا کی مدت پوری ہونے کے بعد انہیں جنت کے پاس رکھ کر وہاں کا پانی دیا جائے گا جن سے وہ ایسے اگیں گے جیسے دانے پانی سے ۳۔ یعنی جس عذاب

لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا یُقْضٰی

لاحق ہو اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ ان کی قضاء

عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ

آئے کہ مر جائیں اور نہ ان پر اس کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے

كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿۳۶﴾ ۚ وَهُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ

ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر بڑے ناشکرے کو اور وہ اس میں چلاتے ہوں گے

رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ

اے ہمارے رب ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ

اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا

النَّذِیْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ

تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں بیشک اللہ

عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ

جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی بات کا بے شک وہ دلوں کی بات

الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ؕ

جانتا ہے وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں اگلوں کا جانشین کیا

فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ

تو جو کفر کرے تو اس کا کفر اسی پر پڑے اور کافروں کو ان کا کفران کے رب

عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا

کے یہاں نہیں بڑھائے گا مگر بیزاری اور کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر

خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

نقصان تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اپنے وہ شریک جنہیں اللہ کے سوا پوجتے

میں ان کا داخلہ ہو گا اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں کمی نہ ہو گی۔ ہاں بعض کفار اول سے ہی ہلکے عذاب میں ہوں گے۔ جیسے ابو طالب، حاتم طائی، نوشیرواں وغیرہ۔ ۴۔ یعنی دوزخ میں پہنچ کر نہ مرنا عذاب ہلکا نہ ہونا، ہمیشہ دوزخ میں رہنا بڑے ناشکروں یعنی کافروں کی سزا ہے۔ بعض علماء نے اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل پکڑی ہے کہ دوزخ میں نہ مرنا کفار کے لئے ہو گا گنہگار مومن وہاں جا کر مر جاویں گے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہو سکتی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جنتی لوگ دوزخی مسلمانوں کو جب نکال کر لائیں گے تو وہ کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنہیں جنت کا پانی دیا جائے گا تو وہ ایسے بڑھیں گے جیسے دانہ پانی کے مقام پر اگتا ہے ۵۔ یعنی دوزخ میں چیختے چلاتے ہوں گے۔ کبھی داروغہ دوزخ سے فریاد کرتے ہوں گے کبھی رب تعالیٰ سے دعائیں۔ کبھی آپس میں ایک دوسرے کو لعن طعن، کبھی آہ و فغاں، غرضیکہ ان کی چیخ پکار بہت قسم کی ہو گی ۶۔ اور دنیا میں واپس بھیج۔ کیونکہ دنیا کے سوا اور کوئی جگہ دار العمل نہیں۔ خیال رہے کہ جنتی تو جنت سے نکل کر گنہگار دوزخی مسلمانوں کو نکالنے دوزخ میں آئیں گے۔ مگر دوزخی کفار ایک آن کے لئے بھی دوزخ سے نہ نکالے جائیں گے۔ ۷۔ یہاں عمل سے مراد دلی عمل یعنی عقائد بھی ہیں اور بدنی عمل بھی۔ یعنی اب ایمان بھی لے آئیں گے اور نیک اعمال بھی کریں گے ۸۔ بعض علماء نے اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل پکڑی ہے کہ کفار کے چھوٹے فوت شدہ بچے دوزخ میں نہ جائیں گے، بلکہ جنتیوں کے خدام ہوں گے۔ کیونکہ انہیں سوچنے سمجھنے کا وقت بھی نہ ملا ۹۔ معلوم ہوا کہ فترت والے لوگ جن کے پاس نبی نہ پہنچا دوزخ میں نہ جائیں گے۔ ان کی نجات کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی ہے ۱۰۔ ظالم سے مراد کافر ہیں۔ معلوم ہوا کہ قیامت اور اس کے بعد کفار کا مددگار کوئی نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مومن کے بہت مددگار مقرر فرما دے گا ۱۱۔ لہٰذا وہ جانتا ہے کہ اگر تم اب بھی دنیا میں جاؤ تو کفر ہی کرو گے۔ نیم کے درخت میں آم نہیں لگ سکتے۔

۱۲۔ اس طرح کہ تمہارے باپ دادے سب کچھ چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ اور تم ان کی تمام املاک کے وارث بن گئے۔ ۱۳۔ یعنی آخرت میں کفر کی سزا صرف اس کافر کو ملے گی۔ اگرچہ دنیا میں جب عذاب آتا ہے تو اس بستی کے جانور تک ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر نیک اعمال بھی کر کے رب کا مقبول نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بیزاری کا سبب یعنی کفر موجود ہے جیسے بیماری کے ہوتے ہوئے عمدہ غذا بھی بیماری بڑھاتی ہے ۱۵۔ جیسے بیمار کی غذا بیماری بڑھاتی ہے ایسے ہی کفار کے لئے معجزات، قرآنی آیات، کفر میں زیادتی کا باعث ہیں۔

دُوۡنِ اللّٰہِ اَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقُوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ اَمۡ لَہُمۡ

ہو، مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین میں سے کونسا حصہ بنایا ۲ یا آسمانوں میں

شِرۡکٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمۡ اٰتَیۡنٰہُمۡ کِتٰبًا فَہُمۡ عَلٰی بَیِّنَتٍ

کچھ ان کا ساجھا ہے ۳ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی روشن

مِّنۡہُ ۚ بَلۡ اِنۡ یَّعِدُ الظّٰلِمُوۡنَ بَعۡضُہُمۡ بَعۡضًا اِلَّا

دلیلوں پر ہیں ۴ بلکہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو وعدہ نہیں دیتے مگر

غُرُوۡرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰہَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ اَنۡ

فریب کا ۵ بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ

تَزُوۡلَا ۬ۚ وَ لَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَہُمَا مِنۡ اَحَدٍ

کریں ۶ اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے ۷ اللہ کے

مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا ﴿۴۱﴾ وَ اَقۡسَمُوۡا

سوا بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے ۸ اور انہوں نے

بِاللّٰہِ جَہۡدَ اَیۡمَانِہِمۡ لَئِنۡ جَآءَہُمۡ نَذِیۡرٌ لَّیَکُوۡنُنَّ

اللہ کی قسم کھائی اپنی قسموں میں حد کی کوشش سے ۹ کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا

اَہۡدٰی مِنۡ اِحۡدَی الۡاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ نَذِیۡرٌ مَّا

آیا تو وہ ضرور کسی نہ کسی گروہ سے زیادہ راہ پر ہوں گے ۱۰ پھر جب ان کے پاس ڈر سنانے والا تشریف لایا

زَادَہُمۡ اِلَّا نُفُوۡرَا ﴿۴۲﴾ اسۡتِکۡبَارًا فِی الۡاَرۡضِ وَ مَکۡرَ

تو اس نے انہیں نہ بڑھایا مگر نفرت کرنا ۱۱ اپنی جان کو زمین میں اونچا کھینچنا ۱۲ اور برا داؤں ۱۳ اور برا داؤں

السَّیِّیٴِ ؕ وَ لَا یَحِیۡقُ الۡمَکۡرُ السَّیِّیٴُ اِلَّا بِاَہۡلِہٖ ؕ فَہَلۡ

اپنے چلنے والے ہی پر پڑتا ہے ۱۴ تو کاہے کے

یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا سُنَّتَ الۡاَوَّلِیۡنَ ۚ فَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ

انتظار میں ہیں مگر اسی کے جو اگلوں کا دستور ہوا ۱۵ تو تم ہرگز اللہ کے دستور کو

۱۔ بت، لہٰذا اس آیت کو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں، مشرکین عرب، نبیوں، ولیوں کو مانتے ہی نہ تھے ۲۔ یہ سوال کفار سے اس لئے کیا گیا کہ وہ بھی اپنے بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے وہ خالق عالم رب تعالیٰ کو ہی کہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے جواب میں یہ نہ کہا کہ زمین ہمارے فلاں بت کی پیدا کی ہوئی ہے۔ ۳۔ اس طرح کہ انہوں نے رب کے ساتھ مل کر آسمان بنائے ہوں یا رب تعالیٰ کو آسمان بنانے میں مدد دی ہو۔ جب یہ کچھ بھی نہیں تو یہ بت خدا کے شریک کیسے ہو گئے اور تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ خیال رہے کہ اطاعت، اتباع، عبادت میں بہت فرق ہے۔ اطاعت یعنی حکم ماننا رب کی نبی ولی، ماں، باپ، سلطان اسلام سب کی ہو گی۔ مگر اتباع صرف حضور کی اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہو سکتی ہے۔ ۴۔ جس میں لکھا ہو کہ یہ معبودین باطلہ سچے ہیں یعنی ان کے پاس شرک کی نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی ۵۔ یعنی ان کے بڑوں نے انہیں سمجھا دیا ہے۔ کہ یہ بت رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کریں گے، اسی بھروسہ پر ہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ نہ زمین گھومتی ہے نہ آسمان۔ صرف تارے چاند، سورج چکر لگا رہے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ كُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ، زائل ہونے سے مراد جنبش کرنا ہے خواہ وہ حرکت مستقیمہ ہو، یا حرکت مستدیریہ۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی جھوٹا ہے جو آسمان کی گردش مانتا ہے اور فلسفہ جدید بھی جو زمین کو متحرک مانتا ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ انہیں اپنی جگہ سے ہٹنے نہ دے یا پھر ان کی جگہ پر لگا دے۔ ایسا کوئی نہیں ۸۔ کہ تمہاری شرک و بت پرستی کے باوجود رب تعالیٰ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے، ورنہ "چاہیے کہ ان بدمعاشیوں کی وجہ سے یہ سب پھٹ جاویں اور عالم کا نظام گڑ بڑ ہو جاوے۔ روح البیان نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کفار کے لئے حلیم ہے مومنوں کے لئے غفور، حلیم وہ ہے جو سزا جلد نہ دے۔ غفور وہ جو سزا بالکل نہ دے معافی دے دے ۹۔ حضور کی تشریف آوری سے پہلے قریش عرب نے سنا تھا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا اور ان کی نافرمانی کی تو بولے کہ خدا تعالیٰ ان قوموں پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے رسولوں کا انکار کیا۔ اگر ہمارے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو ہم ان کی طرح نہ ہوں گے ہم رسول کی اطاعت کریں گے۔ اس آیت میں وہ واقعہ بیان ہو رہا ہے۔ یہاں کوشش کی قسم سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی قسم عصر کے بعد شام کے قریب خانہ کعبہ میں جا کر کھائی ۱۰۔ یعنی ان سب سے زیادہ ہدایت پر ہوں گے۔ یہاں احدیٰ بمعنی جمع ہے کیونکہ احد جب شائع ہو جاوے تو عموم کے لئے ہوتا ہے (روح البیان) اس لئے یہاں من الامہ نہ فرمایا گیا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر و غرور ایسی بری بیماری ہے کہ اس کی وجہ سے انسان نبی کی پیروی سے محروم رہتا ہے۔ بارگاہ انبیاء میں عجز و انکسار ایمان کا ذریعہ ہے۔ کفار مکہ کے کفر کی وجہ یہی ہوئی کہ انہوں نے اپنے کو نبی سے بڑھ کر جانا۔ بولے کہ ہم مالدار ہیں، وہ مسکین اور اکثر نے اپنے کو نبی کی مثل بشر کہا۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

☆ جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد ☆ کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد ☆

۱۲۔ یعنی کفار مکہ نے بجائے حضور کی اطاعت کے آپ کے ساتھ داؤں چلانا شروع کر دیئے۔ ۱۳۔ یہ قانون الٰہی ہے کہ ظالم خود اپنے داؤں میں آ جاتا ہے۔ جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتا ہے خود گرتا ہے۔ دیکھو بدر میں کفار مسلمانوں کو مارنے آئے تھے۔ خود مارے گئے ۱۴۔ جیسے یہ لوگ اپنے شام، عراق، یمن کے سفروں

اللّٰهِ تَبۡدِیۡلًا ۚ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحۡوِیۡلًا ﴿۴۳﴾

بدلتا نہ پاؤ گے اور ہرگز اللہ کے قانون کو ٹلتا نہ پاؤ گے ۱؎

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَةُ

اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام

الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَکَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً ؕ وَمَا

ہوا ۲؎ اور وہ ان سے زور میں سخت تھے اور

کَانَ اللّٰهُ لِیُعۡجِزَهٗ مِنۡ شَیۡءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی

اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے ۳؎ آسمانوں اور نہ زمین

الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَلِیۡمًا قَدِیۡرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ

میں بے شک وہ علم و قدرت والا ہے ۴؎ اور اگر اللہ لوگوں کو ان کے کیے پر

النَّاسَ بِمَا کَسَبُوۡا مَا تَرَكَ عَلٰی ظَهۡرِهَا مِنۡ دَآبَّةٍ

پکڑتا ۵؎ تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا ۶؎

وَّلٰکِنۡ یُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ

لیکن ایک مقرر میعاد تک انہیں ڈھیل دیتا ہے ۷؎ پھر جب ان کا وعدہ آئے گا

فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیۡرًا ﴿۴۵﴾ ع

تو بے شک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں ۸؎

رُکُوۡعَاتُهَا ۵	۳۶ سُوۡرَةُ یٰسٓ مَکِّیَّةٌ ۴۱	اٰیَاتُهَا ۸۳

سورۃ یٰسین مکی ہے اسمیں ۸۳ آیات اور ۵ رکوع ۸۲۹ کلمے اور تین ہزار حروف ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۳﴾

یٰسین ۱؎ حکمت والے قرآن کی قسم ۲؎ بے شک تم ۳؎ سیدھی

(بقیہ صفحہ ۷۰۱) میں دیکھتے رہتے ہیں۔

۱۔ خیال رہے کہ انبیاء کے معجزات جیسے عصا کا سانپ بننا' بے باپ کے پیدا ہونا۔ آگ میں نہ جلنا یہ بھی سنت اللہ ہی ہے۔ تبدیلی سنت نہیں۔

۲۔ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھنے کے لئے عذاب والی بستیوں میں سفر کر کے جانا جائز ہے۔ لہٰذا اس کی رحمت دیکھنے کے لئے بزرگوں کے شہروں میں جانا بھی جائز۔ دوسرے یہ کہ یادگاروں کا ثبوت صرف شہرت سے ہو جاتا ہے اس کے لئے عینی گواہ یا آیت و حدیث کی ضرورت نہیں۔ کفار میں مشہور تھا کہ یہ بستی فلاں کافر قوم کی ہے۔ یہ ہی ثبوت قرآن کریم نے کافی مانا۔ لہٰذا تبرکات کے ثبوت کے لئے آیت ضروری نہیں ۳۔ رب تعالیٰ کا کسی مجرم کو جلد نہ پکڑنا رب تعالیٰ کی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اس مہلت دینے میں ہزارہا حکمتیں ہیں ۴۔ یہ جملہ پہلے جملہ کی دلیل ہے۔ یعنی مجرم کا حاکم کے قابو سے نکل جانا یا حاکم کی غفلت و بے خبری کی وجہ سے ہوتا ہے' یا اس کی کمزوری کی بنا پر رب تعالیٰ ان دونوں عیبوں سے پاک ہے ۵۔ تمام لوگوں کے ہر گناہ پر پکڑ فرماتا۔ معافی یا ڈھیل کا قانون نہ ہوتا ۶۔ معلوم ہوا کہ آفرینش میں اصل مقصود انسان ہے باقی مخلوق تابع لہٰذا جب انسان فنا ہوتا تو سب فنا ہوتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انسانوں کے گناہ کی نحوست و وبال دوسری مخلوق پر بھی پڑتا ہے۔ دریا و ہوا کے جانور بھی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ رب فرماتا ہے ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ بِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِی النَّاسِ طوفان نوحی میں حیوان بھی فنا ہوئے ۷۔ مقرر میعاد سے ان کی موت یا قیامت یا دنیاوی عذاب آنے کا مقرر وقت مراد ہے ۸۔ لہٰذا بندوں کو بھی حلم و بردباری چاہیے۔ ۹۔ سورہ یٰسین کے بہت فضائل ہیں یہ قرآن کا دل ہے۔ ایک بار سورہ یٰسین پڑھنا دس بار قرآن کریم پڑھنے کا ثواب ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اموات پر یٰسین پڑھو کہ اس سے جانکنی آسان ہوتی ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ رب نے قرآن کریم کی حقانیت آسمان و زمین کی قسم فرما کر بیان کی۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ' اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت قرآن کی قسم سے۔ معلوم ہوا کہ حبیب اللہ کتاب اللہ سے اہم ہیں۔ اس لئے قرآن کا دیکھنے پڑھنے والا قاری ہوتا ہے اور حضور کا چہرہ دیکھنے والا صحابی بشرطیکہ صدیقی نگاہ سے دیکھے ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی نبوت ایسی اہم ہے کہ رب نے قرآن کی قسم فرما کر اس کا اعلان فرما دیا۔ قرآن کی قسم تم سچے رسول ہو۔ دوسرے یہ کہ اللہ رسول ایک ساتھ ہی ملتے ہیں۔ رب رسول سے اور رسول رب سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ اس لئے کہ رب نے اپنے لئے فرمایا۔ اِنَّ رَبِّیۡ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ اور حضور کے لئے فرمایا۔ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ

ا۔ خیال رہے کہ سیدھی راہ پر شیطان بیٹھا ہے رہزنی کرنے کے لئے لاقعدن لهم صراطك المستقيم اور نبی پاک اور آپ کے خدام اسی راہ پر رہبری اور شیطان کو دفع کرنے کے لئے جلوہ گر ہیں۔ پولیس کی طاقت ڈاکو سے زیادہ چاہیے۔ لہٰذا حضور اور اولیاء اللہ کا علم و طاقت شیطان سے بہت زیادہ چاہیے۔ رب سیدھے راستے پر ہے۔ یعنی وہاں ملتا ہے۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ قرآن رب کی طرف سے آیا اور آہستہ آہستہ تیئیس سال میں آیا اور اوپر یعنی بیت العزت سے آیا کیونکہ اترنا اوپر سے آنے کو کہا جاتا ہے اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ رب تعالیٰ اوپر رہتا ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ رب نے اوپر سے بارش اتاری ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ﴿۴﴾ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۙ﴿۵﴾

راہ پر بھیجے گئے ہو ۳ عزت والے مہربان کا اتارا ہوا ۲

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾

تاکہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ بے خبر ہیں ۳

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾

بے شک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے ۴

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں

فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا

تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے ۵ اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی

وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾

اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا

وَ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا

اور انہیں ایک سا ہے تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ ۶ وہ ایمان لانے

یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِیَ

کے نہیں تم تو اسی کو ڈر سناتے ہو جو نصیحت پر چلے ۷ اور رحمٰن

الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِیْمٍ ﴿۱۱﴾

سے بے دیکھے ڈرے ۸ تو اسے بخشش اور عزت کے ثواب کی بشارت دو ۹

اِنَّا نَحْنُ نُحْیِ الْمَوْتٰی وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ؕ

بے شک ہم مردوں کو جلائیں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا ۱۰ اور جو نشانیاں

وَ كُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۲﴾ وَ اضْرِبْ

پیچھے چھوڑ گئے ۱۱ اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں ۱۲ اور ان سے

نصف ع ۱۸

کہ حضور نے ترتیب وار تبلیغ فرمائی' پہلے اپنے عزیز و اقارب کو پھر اپنے ملک والوں کو پھر عام مخلوق کو یہاں دوسری درجہ کی تبلیغ کا ذکر ہے۔ دوسرے یہ کہ عرب میں حضور سے پہلے نبی تشریف نہ لائے۔ حضرت اسماعیل کے بعد حضور ہی جلوہ گر ہوئے۔ تیسرے یہ کہ حضور بڑی شان کے مالک ہیں کہ صدیوں کی بگڑی قوم کو ٹھیک فرمایا۔ سخت مجرم قوم کے لئے بڑے عاقل حاکم کی ضرورت ہوتی ہے۔ ۴۔ اگر ھم کی ضمیر مکہ والوں کی طرف ہے تو اکثر سے کثرت اضافی مراد نہیں کیونکہ حضور کی برکت سے اکثر اہل مکہ ایمان لائے' تھوڑے کفر پر مرے اور اگر سارے انسانوں کی طرف ہو تو کثرت اضافی ہے کہ انسانوں میں مومن تھوڑے اور کافر زیادہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ؛ شروع الم میں ہو چکی۔ ؟ ۵۔ شان نزول یہ آیت کریمہ ابو جہل اور اس کے دو مخزومی دوستوں کے متعلق نازل ہوئی۔ ابو جہل نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھوں گا تو ان کا سر کچل دوں گا جب اس نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھا تو بڑا پتھر لے کر حضور کی طرف چلا۔ جب حضور کے قریب پہنچا تو اس کے ہاتھ گردن سے چپک گئے اور پتھر ہاتھ میں لپٹ گیا۔ اس کا یہ حال دیکھ کر ولید ابن مغیرہ بولا کہ یہ کام میں کروں گا۔ جب وہ پتھر لے کر چلا تو اندھا ہو گیا۔ حضور کو نہ دیکھ سکا تیسرا بولا کہ پتھر مجھے دو۔ وہ لے کر چلا تو اچانک بدحواس ہو کر الٹا بھاگا اور بولا ایک بڑا سانڈ بیل میرے آگے تھا۔ اگر میں آگے بڑھتا مجھے مار ڈالتا۔ اس آیت میں اس کا بیان ہے (خزائن و جمل) ۶۔ یعنی تمہیں یکساں نہیں تمہیں بہرحال تبلیغ کا ثواب ملے گا وہ فائدہ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں ۷۔ اس طرح کہ قرآنی آیات اور آپ کے وعظ میں تامل و غور کرے' گوشِ ہوش سے سنے' اس سے عمل صالح مراد نہیں کیونکہ انسان اولاً" حضور کی ذات و صفات میں تامل کرتا ہے پھر آپ کے وعظ و قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ پھر نیکیاں کرتا ہے۔ حضور کا ڈرانا ہمارے عمل پر مقدم ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۸۔ اس طرح کہ عذاب آنے سے پہلے عذاب سے ڈرے۔ خدا کو نہ دیکھا ہے مگر اس سے ڈرے یا تنہائی میں جب لوگ اسے نہ دیکھتے ہوں رب سے ڈرے۔ خیال رہے کہ رحمان کا غضب بھی سخت خطرناک ہوتا ہے۔ حلیم کے غضب سے رب کی پناہ۔ اس لئے یہاں رحمان فرمایا گیا۔ (روح) ۹۔ اجر کریم سے مراد دنیا کی اور وہاں کی نعمتیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ جنت ملنے کا بڑا سبب خوف الٰہی اور حضور کی محبت کے ساتھ آپ کا اتباع ہے' رب تعالیٰ نصیب فرمادے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقبولین کے کام رب کے کام ہیں۔ کیونکہ اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم لکھتے ہیں ۱۱۔ صدقات جاریہ یا اچھے برے طریقے ایجاد کر گئے جن پر بعد والے لوگ عمل کر رہے ہیں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اچھی بدعت ایجاد کرنا اچھا ہے۔ اور بری بدعت ایجاد کرنا برا ہے۔ اس

(بقیہ صفحہ ۷۰۳) لئے ان کی بھی تحریر ہو رہی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب تک ان رسوم پر عمل ہوتا رہتا ہے' موجد کو ثواب یا عذاب ملتا رہتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہوا۔ اس آیت کا شان نزول یہ بتایا گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں بنی سلمہ مسجد نبوی شریف سے بہت دور آباد تھے۔ انہوں نے چاہا کہ اپنا محلّہ خالی کر کے مسجد شریف کے قریب آن بسیں تاکہ جماعت نماز میں آسانی سے شرکت کر سکیں حضور نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں رہو۔ تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔ اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہے (خزائن) ۱۲۔ یعنی لوح محفوظ ہیں۔ اسے کتاب مبین اس لئے کہتے ہیں کہ مقبولان بارگاہ کے سامنے ہے۔

لَهُم مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

نشانیاں بیان کرو اس شہر والوں کی ۱؎ جب ان کے پاس فرستادے آئے ۲؎

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ

جب ہم نے ان کی طرف دو بھیجے ۳؎ پھر انہوں نے ان کو جھٹلایا ۴؎ تو ہم نے تیسرے

فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ

سے زور دیا ۵؎ اب ان سب نے کہا کہ بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ بولے تم تو نہیں مگر

مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

ہم جیسے آدمی ۶؎ اور رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تم نرے

تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

جھوٹے ہو ۷؎ وہ بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ضرور ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ۸؎

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا

اور ہمارے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا ۹؎ بولے ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں

بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا

۱۰؎ بے شک اگر تم باز نہ آئے ۱۱؎ تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور بے شک ہمارے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ

ہاتھوں تم پر دکھ کی مار پڑے گی ۱۲؎ انہوں نے فرمایا تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہے ۱۳؎ کیا اس

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا

پر بدکتے کہ تم سمجھائے گئے بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو ۱۴؎ اور شہر کے پرلے کنارے سے

الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾

ایک مرد دوڑتا آیا ۱۵؎ بولا اے میری قوم بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

ایسوں کی پیروی کرو جو تم سے کچھ نیگ نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں

ا۔ یہاں شہر سے مراد انطاکیہ ہے یا رومیہ' انطاکیہ بارہ میل مربع میں آباد تھا۔ اس میں بہت چشمے اور پہاڑ تھے۔ نہایت مضبوط شہر پناہ سے محفوظ تھا (خزائن) وہاں کے لوگ بت پرست تھے۔ رومیہ بھی بہت بڑا اور خوبصورت شہر تھا جس میں ایک ہزار حمام اور ایک ہزار ہوٹل تھے۔ یہ شہر روم کے علاقہ میں واقع ہیں۔ (روح) ۲۔ مرسلین سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاصد صادق' و صدوق اور شمعون ہیں جو انطاکیہ یا رومیہ میں تبلیغ کے لئے بھیجے گئے صادق صدوق تو پہلے گئے اور شمعون بعد میں۔ بعض نے فرمایا کہ ان دونوں کا نام یحییٰ و یونس تھا۔ صادق و صدوق لقب تھا (خزائن و روح) ۳۔ عیسیٰ علیہ السلام کے دو حواری یوحنا یا یحییٰ اور یونس جنہیں صادق و صدوق کہا جاتا تھا' جب یہ دونوں شہر انطاکیہ میں پہنچے تو کنارہ شہر پر ایک بوڑھے آدمی کو بکریاں چراتا دیکھا۔ یہ حبیب نجار تھا۔ یہ بت تراشی کا کام کرتا تھا۔ اسی لئے اسے نجار کہتے تھے۔ اس کا لقب اب صاحب یٰسین ہے کیونکہ سورہ یٰسین میں اس کا ذکر یوں کیا ہے۔ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى ان دونوں نے حبیب نجار کو تبلیغ کی۔ اس نے پوچھا کہ تمہاری حقانیت کی دلیل کیا ہے یہ بولے کہ ہم اندھے کوڑھے کو شفا دے دیتے ہیں باذن پروردگار حبیب نے اپنا بیمار لڑکا پیش کیا۔ جو ان کے دم سے شفایاب ہوا۔ اور حبیب ایمان لے آئے۔ یہ خبر شہر میں پھیل گئی۔ ان دونوں بزرگوں کے پاس خلقت کا ہجوم ہونے لگا اور بہت لوگ ان کی طرف مائل ہو گئے اور ایمان لائے۔ ۴۔ بادشاہ نے جس کا نام منطیس اور لقب شلاحن تھا اور اس کے تمام درباریوں نے، کہ بادشاہ نے ان دونوں حواریوں کو قید کر دیا ۵۔ اس طرح کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو یوحنا اور یونس کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو آپ نے تیسرے حواری شمعون کو وہاں بھیجا۔ شمعون نے نہایت تدبیر سے بادشاہ تک رسائی پائی اور اس کے خاص حواریوں میں سے ہو گئے اور اپنی حسن تدبیر سے پہلے دونوں حواریوں کو قید سے آزاد کرا کر بادشاہ کے دربار میں حاضر کرایا' بادشاہ نے ان دونوں سے کرامت طلب کی۔ انہوں نے بادشاہ کے سامنے ایک مردہ زندہ کیا۔ پھر ان تینوں نے اسے تبلیغ کی جس سے بادشاہ اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے مگر اکثر لوگ کافر رہے جو عذاب الٰہی سے ہلاک کئے گئے ۶۔ انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہنا ہمیشہ سے کفار کا طریقہ رہا۔ خود ان حضرات کا اپنے کو بشر فرمانا ان کا کمال ہے ۷۔ یہ ان لوگوں کی گفتگو ہے جو ایمان نہ لائے تھے۔ روح البیان نے فرمایا کہ بادشاہ بھی اپنے ایمان کا اعلان نہ کر سکا قوم کے خوف سے اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے صحابہ کا انکار نبی کا انکار ہے اور نبی کا انکار رب کا انکار۔ انطاکیہ والوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کا انکار کیا اور ہلاک ہوئے۔ ۸۔ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تبلیغ کے لئے' چونکہ قوم کا انکار سخت ہوا اس لئے ان بزرگوں نے قسم کھا کر اپنی سچائی ظاہر کی ۹۔ اور یہ ہم کہہ چکے کہ دلائل سے بلکہ کرامت دکھا

وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور مجھے کیا ہے کہ اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا[۱] اور اسی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے[۲]

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ

کیا اللہ کے سوا اور خدا ٹھہراؤں[۳] کہ اگر رحمٰن میرا کچھ برا چاہے تو ان کی سفارش

لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْٓ

میرے کچھ کام نہ آئے[۴] اور نہ وہ مجھے بچا سکیں[۵] بے شک

اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾

جب تو میں کھلی گمراہی میں ہوں[۶] مقرر میں تمہارے رب پر ایمان لایا تو میری سنو[۷]

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

اس سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو[۸] کہا کسی طرح میری قوم جانتی[۹]

بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا

جیسی میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا[۱۰] اور ہم نے اس کے بعد

عَلٰي قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَمَا كُنَّا

اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا[۱۱] اور نہ ہمیں وہاں کوئی

مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ

لشکر اتارنا تھا وہ تو بس ایک ہی چیخ تھی جبھی وہ بجھ کر

خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ يٰحَسْرَةً عَلَي الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ

رہ گئے[۱۲] اور کہا گیا کہ ہائے افسوس ان بندوں پر[۱۳] جب ان کے پاس کوئی رسول

اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ

آتا ہے تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں[۱۴] کیا انہوں نے نہ دیکھا ہم نے ان سے پہلے

مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا

کتنی سنگتیں ہلاک فرمائیں کہ وہ اب ان کی طرف پلٹنے والے نہیں[۱۵] اور جتنے بھی ہیں

۱۔ قوم نے حبیب نجار کی تبلیغی گفتگو سن کر ان سے کہا کہ کیا تو بھی ان لوگوں پر ایمان لے آیا تو انہوں نے یہ جواب دیا۔ فطرنی کے معنی ہیں مجھے نیست سے ہست کیا یا مجھے اپنے فضل اور ان بزرگوں کے فیض سے دین فطرت یعنی ایمان نصیب ہوا ۲۔ اس رب کی طرف تم کو جبرا" پلٹنا ہے اور میں خوش خوش اس کی طرف جاؤں گا۔ اسی لئے یہاں صیغہ مجہول اور جمع مخاطب ارشاد ہوا۔ جس میں اپنا ذکر نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ انطاکیہ والے خدا کے منکر یعنی دہریہ نہ تھے' بلکہ مشرک تھے ورنہ ان سے ایسی گفتگو مفید نہ ہوتی ۴۔ معلوم ہوا کہ جھوٹے معبود بت وغیرہ کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے۔ جس سے پتہ لگا کہ رب کے محبوب بندے جن کو شفاعت کا اذن مل چکا ہے وہ ضرور شفاعت کریں گے۔ شفاعت کے معنی یہ نہیں کہ رب جسے عذاب دینا چاہے اسے شفیع بچالے۔ یہ تو رب کا مقابلہ ہے بلکہ جس کے متعلق رب شفاعت کی اجازت دے اس کی شفاعت ہو گی اس کا نام شفاعت بالاذن ہے کفار اپنے بتوں کی متعلق دھونس کی شفاعت کے قائل تھے۔ ایسی شفاعت ماننا صریح کفر ہے ۵۔ جبریا دھونس سے' خیال رہے کہ بتوں کے لئے شفاعت و جبر دونوں کی نفی ہے اور مقبولان بارگاہ کے لئے صرف جبر کی نفی، شفاعت کا ثبوت۔ لہٰذا آیت بالکل صاف ہے ۶۔ لہٰذا تم نری گمراہی میں ہو۔ یہ سنتے ہی اس سرکش قوم نے حبیب کو گھیر لیا اور انہیں پتھراؤ کرنے' لات گھونسے مارنے لگے۔ جب آپ کو یقین ہو گیا کہ میری شہادت اب یقینی ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے بولے ۷۔ اے رسولو! میں اس رب پر ایمان لایا جس کی طرف تم بلاتے ہو۔ سن لو اور میرے ایمان کے گواہ رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے اللہ کی دلیل ہیں۔ رب وہ جو رسول اللہ کا رب ہے' اسی لئے انہوں نے ربکم فرمایا۔ پھر حبیب شہید کر دیئے گئے ۸۔ یعنی روحانی طور پر شہداء کی طرح' کیونکہ جسمانی داخلہ بعد قیامت ہو گا۔ جزا کے لئے جنت میں جانا قیامت سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ آدم علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا داخلۂ جنت معراج میں جزا کے لئے نہ تھا یعنی حبیب نجار سے ان کے شہید ہوتے ہی فرشتوں نے یا رب تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات مومن کو اپنی قوم یاد رہتی ہے۔ وہ اس دنیا سے بالکل بے تعلق نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ حبیب نجار نے جنت میں پہنچ کر تمنا کی کہ میری قوم مجھے اس حالت میں جان لیتی تاکہ وہ بھی میری طرح ایمان لے آتی ۱۰۔ کہ ایمان کی برکت سے کفر اور کفر کے زمانہ کے سارے گناہ معاف کر دیئے کیونکہ حبیب نے ایمان لا کر کوئی گناہ نہ کیا ۱۱۔ یعنی حضرت حبیب کی شہادت کے بعد اہل انطاکیہ کو ہلاک کرنے کے لئے جنگ بدر کی طرح فرشتوں کا لشکر نہ آیا بلکہ انہیں جبریل کی چیخ نے ہلاک کر دیا کیونکہ بدر میں فرشتے کفار کو ہلاک کرنے نہ آئے تھے۔ غازیوں کی ہمت و عزت افزائی کے لئے آئے تھے ۱۲۔ کہ ان کا کوئی دفن کرنے والا بھی نہ رہا اور حضرت حبیب کی قبر شریف انطاکیہ میں بنی جو زیارت گاہ خواص و عوام ہے ۱۳۔ انطاکیہ والوں پر یا مکہ والوں پر یا عام بندوں پر' تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں ۱۴۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر یا پیغمبر کی کسی چیز کا مذاق اڑانا یا نگاہ حقارت سے دیکھنا کفر ہے' ان کی نعلین کی بھی عزت چاہیے ۱۵۔ کفار مکہ نے اپنے سفروں میں یعنی ضرور دیکھا ہے مگر عبرت نہ پکڑی ۱۶۔ تاکہ نیک اعمال کریں تو انہیں چاہیے کہ عمر کو غنیمت جانیں اور جو کما سکتے ہیں کما لیں۔ اس آیت میں آواگون کی نفیس تردید ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ رجعت ماننے والے شیعہ مرتدین اس آیت کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ قریب قیامت حضرت علی پھر دنیا میں آئیں گے۔

ا۔ جیسے بارش سے خشک زمین زندہ ہوتی ہے ایسے ہی نبوت کی بارش سے مردہ دل زندہ ہوتے ہیں اور صور سے مردہ جسم زندہ ہوں گے ۲۔ یعنی بارش سے غذائیں، میوے، چشمے بنتے ہیں، ایسے ہی نبوت سے شریعت کی غذا، طریقت کے میوے اور اولیاء علماء کے چشمے بنتے ہیں ۳۔ یعنی یہ دانے اور پھل انہوں نے پیدا نہ کئے اگرچہ ان درختوں کے اسباب انہوں نے مہیا کئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ مَا عَمِلَتْہُ میں ما موصولہ ہے اور معنی یہ ہیں کہ تاکہ یہ لوگ پھل اور وہ نعمتیں کھائیں جنہیں اپنے ہاتھوں تیار کرتے ہیں۔ جیسے شیرہ انگور، شربت انار وغیرہ (روح) ۴۔ اس طرح کہ ہمارے حبیب پر ایمان لاویں۔ معلوم ہوا کہ مشرک اگرچہ ہزار طرح ظاہری شکر کرے مگر ناشکرا ہے، خدا کا شکریہ ہے کہ اس کے حبیب کی اطاعت کرے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب العالمین نے اپنی مخلوق میں جوڑے رکھے ہیں۔ میٹھا کڑوا، ٹھنڈا، گرم، اچھا، برا، وغیرہ سب جوڑے ہیں بے جوڑ رب کی ذات ہے۔ فرماتا ہے وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ بلکہ بعض درخت میں نر و مادہ ہوتے ہیں جو پہچانے بھی جاتے ہیں ۶۔ اس طرح کہ کسی کو صرف لڑکے دیتا ہے کسی کو صرف لڑکیاں، اور کسی کو دونوں، معلوم ہوا کہ سب اس کی عطا کے محتاج ہیں ۷۔ بہت مخلوق وہ ہے جو پیدا شدہ بھی ہے مگر انسان کو ان کی خبر نہیں اور بہت وہ جو ابھی پیدا نہ ہوئی آئندہ ہو گی ۸۔ اس طرح کہ فضا بذات خود سیاہ و تاریک ہے۔ رب تعالیٰ اسے آفتاب کے ذریعہ نورانی سفید لباس پہنا دیتا ہے۔ جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو یہ لباس اتر جاتا ہے اور عالم اپنے اصلی رنگ میں نظر آنے لگتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہم سب اصل میں سیاہ تاریک ہیں۔ نور مصطفوی کے ذریعہ ایمان کی روشنی ملی ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ آسمان و زمین ٹھہرے ہوئے ہیں، تارے ان میں تیر رہے ہیں۔ حرکت زمین و آسمان پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ سورج وغیرہ کی حرکت بھی ایک وقت مقررہ (یعنی قیامت) تک ہے ۱۰۔ اس ٹھہراؤ سے مراد یا قیامت ہے یا سورج کی منزلوں کی ابتداء اور انتہاء ۱۱۔ رب کے ان اندازوں میں ہزارہا حکمتیں ہیں۔ موسم، فصلیں سب ان اندازوں سے قائم ہیں ۱۲۔ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں جنہیں وہ اٹھائیس راتوں میں طے کر لیتا ہے۔ اگر تیس دن کا مہینہ ہو تو دو راتیں اگر انتیس دن کا ہو تو ایک رات چھپا رہتا ہے۔ اس کی بحث سورہ یونس میں ہو چکی ۱۳۔ مہینہ کی آخری راتوں میں چاند پتلا ٹیڑھا مائل بہ زردی ہو جاتا ہے جیسا اول تاریخوں میں تھا یہی انسان کا حال ہے کہ بڑھاپے میں بچپن کی طرح نا سمجھ، کمزور، بیوقوف ہو جاتا ہے۔ پاک ہے وہ جو تغیر و تبدل سے پاک ہے ۱۴۔ اس طرح کہ رات میں طلوع ہو کر چاند کو بے نور کر دے اور چاند کی بادشاہی چھین لے یا چاند کی طرح تیز حرکت کرے بلکہ چاند جن منزلوں کو اٹھائیس دن میں طے کرتا ہے سورج انہیں ایک سال میں طے کرتا ہے۔ اگر سورج بھی چاند کی طرح تیز رفتار ہو تو فصلیں ٹھیک طرح تیار نہ ہو سکیں۔ ۱۵۔ اس طرح کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے آ جاوے تاکہ رات اتنی دراز ہو جاوے کہ دن کو آنے ہی نہ دے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ خیال رہے کہ سورج و چاند کا جمع ہو جانا قیامت میں ہو گا۔ رب فرماتا ہے وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ اسی طرح رات کا بہت دراز ہو جانا بھی علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۶۔ معلوم ہوا کہ ہر سیارہ کا مدار جدا ہے اور وہ تارا اس میں ایسا تیر رہا ہے جیسے دریا میں مچھلی۔ مگر آسمان خود ساکن ہے ۱۔

جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿۳۲﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ
سب کے سب ہمارے حضور حاضر لائے جائیں گے اور ان کے لئے ایک نشانی مردہ زمین ہے

أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا
ہم نے اسے زندہ کیا ۱۔ اور پھر اس سے اناج نکالا تو اس میں سے کھاتے ہیں اور ہم نے

فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ
اس میں باغ بنائے کھجوروں اور انگوروں کے اور ہم نے اس میں کچھ چشمے

الْعُيُونِ ﴿۳۴﴾ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا
بہائے ۲۔ کہ اس کے پھلوں میں سے کھائیں اور یہ ان کے ہاتھ کے بنائے نہیں ۳۔ تو کیا

يَشْكُرُونَ ﴿۳۵﴾ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا
حق نہ مانیں گے ۴۔ پاکی ہے اسے جس نے سب جوڑے بنائے ۵۔ ان چیزوں

تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾ وَآيَةٌ
سے جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود ان سے ۶۔ اور ان چیزوں سے جن کی انہیں خبر نہیں ۷۔ اور ان

لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ﴿۳۷﴾
کے لئے ایک نشانی رات ہے ہم اس پر سے دن کھینچ لیتے ہیں ۸۔ جبھی وہ اندھیروں میں ہیں

وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ
اور سورج چلتا ہے ۹۔ اپنے ایک ٹھہراؤ کے لئے ۱۰۔ یہ حکم ہے زبردست علم

الْعَلِيمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ
والے کا ۱۱۔ اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کیں ۱۲۔ یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے کھجور کی

الْقَدِيمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا
پرانی ڈال ۱۳۔ سورج کو نہیں پہنچتا کہ چاند کو پکڑ لے ۱۴۔ اور نہ

اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۴۰﴾ وَآيَةٌ لَّهُمْ
رات دن پر سبقت لے جائے ۱۵۔ اور ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے ۱۶۔ اور ان کے لئے ایک

اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَ خَلَقْنَا

نشانی یہ ہے کہ انہیں ان کے بزرگوں کی پشت میں ہم نے بھری کشتی میں سوار کیا ؎۱ اور ان کے لئے

لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِیْخَ

ویسی ہی کشتیاں بنادیں جن پر سوار ہوتے ہیں ؎۲ اور ہم چاہیں تو انہیں ڈبو دیں تو نہ کوئی انکی فریاد

لَهُمْ وَ لَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰى حِیْنٍ ﴿۴۴﴾

کو پہنچنے والا اور نہ وہ بچائے جائیں ؎۳ مگر ہماری طرف کی رحمت اور ایک وقت تک برتنے دینا ؎۴

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور جب ان سے فرمایا جاتا ہے ڈرو تم اس سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے آنے والا

تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ مَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا

ہے ؎۵ اس امید پر کہ تم پر مہر ہو تو منہ پھیر لیتے ہیں اور جب کبھی ان کے رب کی نشانیوں سے کوئی نشانی

كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ

؎۶ ان کے پاس آتی ہے تو اس سے منہ ہی پھیر لیتے ہیں ؎۷ اور جب ان سے فرمایا جائے اللہ کے دیئے میں سے

اللّٰهُ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ

کچھ اسکی راہ میں خرچ کرو تو کافر مسلمانوں کے لئے کہتے ہیں ؎۸ کہ کیا ہم اسے کھلائیں

لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۷﴾

جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا ؎۹ تم تو نہیں مگر کھلی گمراہی میں ؎۱۰

وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۸﴾

اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ ؎۱۱ اگر تم سچے ہو

مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾

راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ؎۱۲ کہ انہیں آلے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے ؎۱۳

فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ لَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾

تو نہ وصیت کر سکیں گے ؎۱۴ اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں

ع ۳

۱۔ اس کشتی سے مراد نوح علیہ السلام کی کشتی ہے جو سامان اور انسانوں سے بھری ہوئی تھی اور ان انسانوں کی پشت میں یہ لوگ تھے کیونکہ اولاد اپنے باپ دادوں کی پشت میں ہوتی ہے ۲۔ یعنی نوح علیہ السلام کے بعد سے قیامت تک کشتیاں و جہاز بنتے رہیں گے۔ ان سب کی اصل کشتی نوح ہے۔ خیال رہے کہ کشتی کے موجد نوح علیہ السلام ہیں اس کی تحقیق بارہویں پارہ میں ہو چکی ۳۔ یعنی ان کشتیوں کا دریا سے پار ہو جانا ہمارے کرم سے ہے اگر ہم چاہیں تو غرق کر دیں جیسا کہ دن رات دیکھا جا رہا ہے۔ لہٰذا تم اپنی صنعت پر نہ اتراؤ ہمیشہ رب سے کرم مانگو۔ دریا میں ڈوبتے وقت کوئی مدد بھی نہیں پہنچتی ۴۔ وقت سے مراد لوگوں کی عمریں ہیں یعنی سمندر و خشکی کے سارے اسباب صرف زندگی میں کار آمد ہیں۔ بعد موت تمہارے لئے سب بیکار۔ لہٰذا ان میں پھنس کر رب سے غافل نہ ہو جاؤ ۵۔ یا تو سامنے والے عذاب سے مراد گزشتہ امتوں کے عذاب ہیں اور پیچھے آنے والے عذاب سے خود ان پر آنے والے عذاب جن کے آنے کا اندیشہ ہے۔ یا پہلے عذاب سے مراد دنیاوی عذاب ہے۔ اور پچھلے عذاب سے آخرت یا قبر کا عذاب۔ ۶۔ قرآن کریم کی آیت یا حضور کا معجزہ یا دنیاوی وہ چیزیں جو رب تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں جیسے ارزانی، گرانی وغیرہ ۷۔ اس طرح کہ ان میں غور نہیں کرتے معلوم ہوا کہ آیات الٰہیہ میں غور کرنا عبادت ہے اور غور نہ کرنا نافرمانی ہے ۸۔ مذاق اڑاتے ہوئے مسلمانوں کو یہ جواب دیتے ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کا انکار کفر اور کفار کا کام ہے۔ وہ کفار یہی کہتے تھے کہ غریبوں کو امیروں کے وسیلہ کی ضرورت نہیں۔ خدا انہیں خود بلا وسیلہ روزی دے سکتا ہے، حالانکہ قدرت اور ہے قانون کچھ اور، قانون یہ ہے کہ وسیلہ سے رب کی رحمت ملے ۱۰۔ مسلمان کفار مکہ سے کہتے تھے کہ تم جو اپنی کمائی میں سے کچھ حصہ اپنے گمان میں اللہ کے نام کا نکالتے ہو وہ حصہ مسکینوں فقیروں کو دو کہ اس کا مصرف فقرا ہیں تو وہ جواب یہ دیتے تھے جو آیت کریمہ میں مذکور ہوا۔ کہ فقراء کو مال دینا رب تعالیٰ کی مشیت و ارادے کے خلاف ہے۔ رب انہیں محتاج رکھنا چاہتا ہے ہم انہیں غنی کریں۔ ان کی یہ بکواس مذاق ٹھٹھا کے طور پر تھی یا بخل و کنجوسی کی وجہ سے یہ بہانہ بناتے تھے۔ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ یہاں انفاق سے مراد زکوٰۃ یا شرعی صدقہ نہیں کیونکہ ہجرت سے پہلے زکوٰۃ کا حکم نہ آیا تھا۔ نیز کافر نہ زکوٰۃ کا اہل ہے نہ صدقہ کا۔ مسلمانوں نے کفار کا جھوٹ ظاہر کرنے کے لئے کہا تھا کہ تم خدا کے نام کا نکالا ہوا خود کھا جاتے ہو۔ ۱۱۔ قیامت اور حساب و جزا جن کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو، یہ سوال تحقیق کے لئے نہ تھا بلکہ مذاق کے طور پر تھا ۱۲۔ صور کا پہلا نفخہ جس میں سب فنا ہو جائیں گے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ صور پھونکتے وقت دنیا والے خرید و فروخت، کھانے پینے میں مشغول ہوں گے ۱۴۔ یعنی قیامت آنے پر لوگ اپنے سارے کام ناتمام چھوڑ دیں گے۔ نہ تو خود پورا کر سکیں گے نہ ہی دوسروں کو پورا کرنے کی وصیت کر سکیں گے۔ نہ بازار سے گھر آ سکیں گے بلکہ تمام لوگ جہاں تھے وہاں ہی فنا ہو جائیں گے

۱۔ دوسری بار سب کو زندہ کرنے کے لئے پہلے نفخہ سے چالیس سال بعد یعنی اس قدر فاصلے پر ۲۔ یعنی جہاں وہ دفن ہوئے تھے اور اگر دفن نہ ہوئے تو جہاں کہیں ان کے اجزاء اصلیہ اس وقت موجود تھے' اس کی صورت یہ ہو گی کہ رب تعالیٰ اٹھانے سے پہلے ہر میت کے اجزا اصلیہ وہاں ہی جمع فرمادے گا جہاں وہ دفن ہوا یا جلایا گیا یا جہاں اسے شیر وغیرہ یا مچھلیوں نے کھایا ۳۔ شام کے علاقہ کی طرف جہاں قیامت قائم ہو گی' کوئی آہستہ کوئی تیز کوئی پیدل کوئی سواری پر جائے گا ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اٹھنا کفار کو غم کا باعث ہو گا صالحین کو خوشی کا جیسے موت غافل کے لئے چھوٹنے کا دن ہے' عاقلوں کے لئے ملنے کا دن' اس لئے ان کی موت کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے' فرشتے ان سے کہتے ہیں سو جاؤ دلہا کی طرح' اس لئے آگے جنتیوں کا ذکر علیحدہ آرہا ہے ۵۔ یہ کفار کا کلام ہو گا۔ اس چالیس سال کے عرصہ میں رب تعالیٰ عذاب قبر اٹھادے گا۔ جس سے یہ کفار آرام سے سوتے رہیں گے۔ اب جب اٹھیں گے تو یہ کہیں گے (تفسیر خازن و خزائن) ورنہ کفار اپنی قبروں میں سوتے کہاں تھے سخت عذاب میں تھے۔ یا یہ مطلب ہے کہ کفار قیامت کی سختی دیکھ کر قبر کے عذاب کو ہلکا کہیں گے (خزائن) بہرحال اس آیت سے عذاب قبر کی نفی پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی ۶۔ یہ کلام رب کا ہو گا یا فرشتوں کا یا مومن جن و انس کا ۷۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں سب سے پہلے پیغمبروں کی نعت خوانی ہو گی جو قبروں سے اٹھتے ہی سب لوگ سنیں گے۔ پھر شفیع کی تلاش و جستجو' اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو آج نعت خوانی یا وسیلہ یا بزرگوں کی امداد کے منکر ہیں ۸۔ صور کا دوسرا نفخہ یہ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ کی تفسیر ہے' تکرار نہیں۔ یا چنگھاڑ سے مراد حضرت اسرافیل کی وہ آواز ہے جو پہاڑ پر کھڑے ہو کر دیں گے کہ اے گلی ہڈیو! بکھرے بالو! اکھڑے ہوئے جوڑو' حساب کے لئے جمع ہو جاؤ۔ بہرحال آیت مکرر نہیں ۹۔ یہ خطاب کفار سے ہو گا اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کے ناسمجھ فوت شدہ بچے عذاب نہ دیئے جائیں گے۔ کہ ان کی کوئی بد عملی نہیں دوسرے یہ کہ مومن کو عمل کی جزا بھی ملے گی اور رب کا فضل بھی رب فرماتا ہے۔ وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۱۰۔ صدہا قسم کی نعمتیں' رب کی دعوتیں بہشتی درختوں کی فضائیں' حسینان جنت کا قرب' رب کا دیدار اور حضور کا ساتھ (خزائن) رب نصیب کرے ۱۱۔ ان ازواج میں دنیا کی مومنہ منکوحہ بیویاں بھی داخل ہیں اور حوریں بھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حوریں لونڈیوں کی حیثیت سے نہ ہوں گی بلکہ بیوی کی حیثیت سے۔ رب فرماتا ہے۔ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۱۲۔ چونکہ جنت میں نفس امارہ فنا کر دیا جائے گا اس لئے کوئی جنتی بری چیز کی خواہش نہ کرے گا ۱۳۔ رب تعالیٰ جنتیوں کو سلام بھیجے گا خواہ بلاواسطہ یا فرشتوں کے واسطہ سے' مگر یہ سلام دعا کا نہ ہو گا۔ رب تعالیٰ دعا مانگنے سے پاک ہے' اپنی رضا اور جنت والوں کی عظمت کے اظہار کے لئے ہو گا۔ اس سلام سے مومنوں کو دیدار الٰہی کا شوق ہو گا جو پورا کیا جائے گا ۱۴۔ مجرموں سے کفار مراد ہیں۔ یعنی اے کافرو مسلمانوں سے علیحدہ کھڑے ہو' مومن عرش کی داہنی جانب کفار بائیں طرف' یا اے دوزخی کافرو! ہر قسم کا کافر دوسری قسم کے کافر سے علیحدہ جہنم میں رہے گا۔ ۱۵۔ پیغمبروں کی معرفت تم کو حکم دیا گیا تھا کہ بت پرستی نہ کرنا خیال رہے کہ اللہ کے سوا کسی کو پوجنا شیطان کو پوجنا ہے۔ کہ اس کے بہکانے سے ہے۔ ۱۶۔ کیونکہ وہ تمہاری وجہ سے مردود ہوا۔ اب کس طرح وہ تمہارا دوست ہو سکتا ہے۔ وہ تمہیں اپنے ساتھ دوزخ میں لے جانا چاہتا ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ

اور پھونکا جائے گا صور جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے

يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ

چلیں گے کہیں گے ہائے ہماری خرابی کس نے ہمیں سوتے سے جگا دیا

هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٢﴾ إِن كَانَتْ

یہ ہے وہ جس کا رحمٰن نے وعدہ دیا تھا اور رسولوں نے حق فرمایا وہ تو نہ ہو گی

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾

مگر ایک چنگھاڑ جبھی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ

تو آج کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہو گا اور تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے

تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ﴿٥٥﴾

کیے کا بے شک جنت والے آج دل کے بہلاووں میں چین کرتے ہیں

هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ

وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں ہیں تختوں پر تکیہ لگائے ان کے لئے

فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُم مَّا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ

اس میں میوہ ہے اور ان کے لئے ہے اس میں جو مانگیں ان پر سلام ہو گا مہربان

رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٩﴾ أَلَمْ أَعْهَدْ

رب کا فرمایا ہوا اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے

إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ

عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن

مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنِ اعْبُدُونِي ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾

ہے اور میری بندگی کرنا یہ سیدھی راہ ہے

ا۔ یعنی ہر پچھلے کافر کو غور کرنا چاہیے تھا کہ شیطان کی پیروی کی وجہ سے پہلی امتیں تباہ ہو چکیں۔ ان سے عبرت پکڑتا۔ لہذا آیت بالکل صاف ہے۔ خیال رہے کہ یہ خطاب بھی کفار سے ہو گا کہ شیطان نے انہیں مختلف طریقے سے سمجھایا ۲۔ اب دوزخ کو دیکھ کر اس کی تصدیق کر لو' مگر یہ تصدیق مفید نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ نبی پر اعتماد کرنے کا نام ایمان ہے۔ کفار آخرت کو دیکھ کر ساری چیزیں مان جائیں گے۔ مگر وہ ماننا کار آمد نہ ہو گا کیونکہ انہوں نے اپنی آنکھ پر اعتماد کیا نہ کہ نبی پر ۴۔ یہ ان کے لئے ہو گا جو اپنے جرموں کا انکار کریں گے۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ صرف اپنے علم پر سزا جزا نہ دے گا بلکہ گواہی وغیرہ سے تحقیقات کر کے ۵۔ خیال رہے کہ کاتب اعمال فرشتے' خود نامہ اعمال اور زمین و آسمان کافر کے خلاف گواہی دیں گے۔ لیکن جب وہ انکار ہی کئے جائے گا تب خود اس کے اعضا سے گواہی دلوائی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ کافر کی زبان وہاں بھی جھوٹ سے باز نہ آئے گی۔ باقی اعضا سچ عرض کر دیں گے۔ اس کی زبان بڑی مجرم ہے لبوں پر مہر دائمی نہ ہو گی۔ اعضا کی گواہی لے کر توڑ دی جاوے گی۔ اس لئے وہ دوزخ میں پہنچ کر شور مچائیں گے ۶۔ یعنی اگر ہم چاہیں تو تمام کفار کے دلوں کی طرح آنکھیں بھی اندھی کر دیں مگر نہیں کرتے۔ اس قدر کفر و عناد کے باوجود انہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان پر بھی شکر لازم ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ انہیں پتھر یا بندر' سور بنا دیتے وغیرہ جیسے پچھلی امتوں کے سرکشوں کے کیا گیا۔ خیال رہے کہ مسخ میں صرف صورت تبدیل ہوتی ہے۔ روح وہی رہتی ہے۔ لہذا اسے آواگون یا تناسخ سے کوئی تعلق نہیں' کیونکہ آریوں کے نزدیک آواگون میں روح بھی بدل جاتی ہے کہ نفس انسانی نفس حماری بن جاتی ہے۔ یہ ناممکن ہے ۸۔ کہ بڈھے کو بچے کی طرح ناسمجھ اور کمزور کر دیتے ہیں تو اس پر بھی قادر ہیں کہ تمہارا حال بدل دیں ۹۔ شان نزول: کفار مکہ قرآن شریف کو شعر اور حضور کو شاعر کہتے تھے۔ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ عربی محاورہ میں جھوٹے مگر دلفریب کلام و خیالات کو شعر کہا جاتا ہے۔ یعنی ناول اور ناول گو کو شاعر کہتے ہیں جس کی حقیقت تو کچھ نہ ہو مگر عبارت بہت دلفریب ہو۔ یہاں علم بمعنی ملکہ و عادت ہے۔ یعنی قرآن شریف ناول نہیں اور حضور ناول گو نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے محبوب کو ناول کی حقیقت سے بے خبر رکھا۔ جیسے باپ کہتا ہے کہ میں نے اپنے بچوں کو گالیاں نہ سکھائیں۔ یعنی گالی بکنے کا عادی نہ بنایا۔ نہ یہ کہ اسے گالی کی پہچان نہیں۔ لہذا اس آیت سے حضور کے علم کی کمی نہیں ثابت ہوتی۔ بلکہ آپ کا پاک و ستھرا ہونا ثابت ہے (خزائن' روح' مدارک' جمل وغیرہ) ۱۰۔ یعنی ناول گوئی آپ کی شان سے بعید ہے نہ یہ کہ شعر کا جاننا کہ علم شعر نہ نبی کی شان کے خلاف ہے' نہ رب تعالیٰ کی شان سے بعید' اگر شعر کا جاننا برا ہوتا تو نہ حضور جانتے نہ رب۔ ۱۱۔ یعنی جسے کفار مکہ ناول یا شعر کہتے ہیں وہ قرآن اور نصیحت ہے۔ معلوم ہوا کہ شعر سے کفار کی مراد قصیدہ یا نظم نہ تھی۔ قرآن مجید میں کوئی شعر و قصیدہ نہیں۔ وہ اسے شعر کیسے کہہ سکتے تھے۔ بلکہ ان کی مراد دلفریب جھوٹی کہانیاں تھیں۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں اگرچہ بعض آیتوں میں وزن شعری بن گیا ہے مگر وہ اتفاقاً" ہے ارادۃً" نہیں جیسے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا ایسے ہی نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ایسے ہی اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ وغیرہ۔ اسی طرح حضور کے بعض کلام میں وزن و قافیہ ہے مگر بلا ارادہ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ، وغیرہ۔ لہذا یہ شعر نہیں کہ شعر میں قافیہ کی قید ضروری ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور اشعار و نظم لہجے سے پڑھنے پر قادر نہ تھے۔ مگر اچھے برے اشعار کی خوب پہچان فرماتے

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور بے شک اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا تو کیا تمہیں عقل نہ تھی

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ

یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا آج اسی میں جاؤ

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ

بدلہ اپنے کفر کا آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے

اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَآءُ

ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے اور اگر ہم چاہتے

لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾

تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے پھر لپک کر رستے کی طرف جاتے تو انہیں کچھ نہ سوجھتا

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا

اور اگر ہم چاہتے تو ان کے گھر بیٹھے ان کی صورتیں بدل دیتے نہ آگے بڑھ سکتے

وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا

نہ پیچھے لوٹتے اور جسے ہم بڑی عمر کا کریں اسے پیدائش میں الٹا پھیریں تو کیا

يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا

وہ سمجھتے نہیں اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے وہ تو

ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ

نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو اور کافروں پر

الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا

بات ثابت ہو جائے کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھ کے بنائے

عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ

ہوئے چوپائے ان کے لئے پیدا کئے تو یہ ان کے مالک ہیں اور انہیں ان کے لئے

(بقیہ صفحہ ۷۰۹) تھے۔ لہٰذا علم کی نفی نہیں بلکہ ملکہ کی نفی ہے۔ ۱۲۔ اس طرح کہ اس کا دل ایمانی زندگی سے زندہ ہو۔ ۱۳۔ اسلام کے دلائل پورے واضح ہو جاویں یا وعدہ عذاب پورا ہو جاوے ۱۴۔ ہاتھ سے مراد قدرت کاملہ ہے۔ یعنی تمام جانور ہم نے صرف اپنی قدرت سے بنائے۔ انکے بنانے میں کسی شریک سے مدد نہ لی۔ فرشتوں کا ماں کے پیٹ میں بچہ بنانا رب ہی کے حکم سے ہے لہٰذا یہ رب ہی کا بنانا ہے۔ آدم علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے بغیر فرشتے کے ذریعہ کے بنایا کہ فرمایا۔ بِیَدَیَّ خَلَقْتُ بِیَدَیَّ، اسی لئے انہیں بشر کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ کی بنائی ہوئی ذات مباشرت بالید سے مشتق ہے۔ ۱۵۔ یعنی جانور بنائے ہم نے اور برتتے تم ہو اس کا شکریہ ادا کرو

فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ

نرم کر دیا [۱] تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں [۲] اور انکے لئے ان میں کئی طرح کے نفع [۳]

أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَعَلَّهُمْ

اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا شکر نہ کریں گے اور انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لئے کہ شاید ان

يُنْصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ

کی مدد ہو [۴] وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ ان کے لشکر سب گرفتار

مُحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ

حاضر آئیں گے [۵] تو تم ان کی بات کا غم نہ کرو [۶] بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں

وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ

اور ظاہر کرتے ہیں اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا

فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ

جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے [۷] اور ہمارے لئے کہاوت کہتا ہے [۸] اور اپنی پیدائش بھول گیا [۹]

قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي

بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کریگا

أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ الَّذِي جَعَلَ

جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے [۱۰] جس نے تمہارے لئے

لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ ﴿٨٠﴾

ہرے پیڑ میں سے آگ پیدا کی جبھی تم اسے سلگاتے ہو [۱۱]

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ

اور کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں

أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾ إِنَّمَا أَمْرُهُ

بنا سکتا کیوں نہیں [۱۲] اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا اس کا کام تو یہی

وقف لازم

وقف غفران

۱۔ کہ زور والے ہاتھی اونٹ وغیرہ کو انسان کے بچے لئے پھرتے ہیں۔ یہ رب کی قدرت ہے ۲۔ جیسے ہاتھی صرف سواری کے کام آتا ہے اور مرغ وغیرہ صرف کھانے کے، اونٹ، بیل وغیرہ کھائے بھی جاتے ہیں اور سواری بھی دیتے ہیں ۳۔ کہ ان کے دودھ گوشت پوست اون ناخون ہڈی سبھی کام آتے ہیں ۴۔ خدا کے مقابلہ میں، کہ رب تعالیٰ عذاب دینا چاہے مگر یہ بت عذاب نہ دینے دیں۔ یہ ماننا شرک ہے اس آیت کو محبوبوں ولیوں سے کوئی تعلق نہیں ۵۔ یعنی کفار اپنے بتوں کا لشکر بن کر قیامت میں حاضر ہوں گے اور مع ان بتوں کے دوزخ میں جائیں گے۔ مگر کافر سزا پانے اور یہ لکڑی پتھر کے بت، چاند سورج عذاب دینے کے لئے ۶۔ کفار کے کفر یا آپ کے انکار یا ایذا پر غمگین نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ حضور اللہ تعالیٰ کے بڑے محبوب ہیں کہ رب آپ کو تسلی و تشفی دیتا ہے۔ ۷۔ شان نزول یہ آیت عاص بن وائل یا ابو جہل یا ابی بن خلف کے متعلق نازل ہوئی جو ایک گلی سڑی ہڈی لے کر حضور کی خدمت میں مناظرہ کے لئے آیا تھا اور اس ہڈی کو توڑتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ کیا خدا اسے دوبارہ زندہ کرے گا۔ حضور نے فرمایا۔ ہاں ضرور زندہ اٹھائے گا۔ اور تجھے دوزخ میں پہنچائے گا۔ اس آیت میں رب تعالیٰ نے حضور کی تائید فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور لوگوں کے انجام سے خبردار ہیں کہ فرمایا تو دوزخ میں جائے گا۔ ۸۔ کہ گلی ہوئی ہڈی دکھا دکھا کر ہماری قدرت کا انکار کرتا ہے ۹۔ کہ ہم نے اسے ایسی بکھری ہوئی مٹی سے بنایا تو کیا اب بنانا بھول گئے ایجاد سے اعادہ آسان ہے جب ہم پہلی بار بنا چکے تو اب بدرجہ اولیٰ بنا سکتے ہیں۔ ۱۰۔ یعنی رب تعالیٰ پیدا فرمانا جانتا ہے۔ یا مردوں کے بکھرے ہوئے اجزا کو جانتا ہے لہٰذا ساری مخلوق کو اس طرح دوبارہ پیدا کرے گا کہ کسی کا جزو بدن دوسرے میں نہ پہنچ سکے گا۔ جب اس کا علم بھی کامل ہے قدرت بھی کامل پھر تمہیں قیامت کے ماننے میں کیوں تامل ہے ۱۱۔ یوں تو ہر سبز درخت سوکھ کر جل جاتا ہے۔

لیکن عرب میں دو درخت پائے جاتے ہیں۔ مرخ اور عفار، مرخ نر ہے، عفار مادہ جب ان کی ہری شاخیں ایک دوسرے سے رگڑی جائیں تو ان سے آگ نکلتی ہے۔ حالانکہ ان میں اتنی تری ہوتی ہے کہ ان سے پانی ٹپکتا ہے۔ دیکھو رب کی شان کہ پانی اور آگ ایک ہی جگہ جمع فرما دیئے (خزائن و روح) کیکر کا درخت گیلا بھی جلتا ہے۔ ریل کا کوئلہ بھیگ کر خوب جلتا ہے۔ ایسے ہی رب نے بشریت کے سبز درخت میں محبت و عشق کی آگ ودیعت رکھی ہے ۱۲۔ قرآن کریم میں جہاں الیس یا اولیس آئے وہاں پڑھنے والے کو دل میں بلیٰ کہہ لینا چاہیے۔ اور یہاں تو خود قرآن شریف میں بلیٰ آگیا۔

ا۔ کن فرمانے سے مراد ہے ارادہ خلق کا تعلق نہ کہ کاف و نون فرمانا اور نہ کسی سے خطاب فرمانا لہٰذا اس پر آریوں کے یہ اعتراض نہیں پڑ سکتے کہ اگر سب چیزیں کن سے بنیں تو کن کس سے بنا ۲۔ اس میں پیدائش کے طریقہ اور رب تعالیٰ کی قدرت کا ذکر ہے۔ اور فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ میں مدت اور وقت پیدائش اور مِنْ صَلْصَالٍ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ میں اصل پیدائش کا ذکر ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ ہر چیز کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ظاہر کا نام ہے ملک اور باطن کا نام ملکوت ۴۔ مرنے کے بعد یا قیامت میں حساب و سزا و جزا کے لئے مومن خوشی سے جائیں گے کافر مجبوراً لے جائے جائیں گے ۵۔ ان سے مراد یا وہ فرشتے ہیں جو بارگاہ الٰہی میں صف باندھ

اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ

ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا تو وہ فوراً ہو جاتی ہے تو پاکی ہے اسے جس کے

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

ہاتھ ہر چیز کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے

اٰیَاتُهَا ۱۸۲ ۔ ۳۷ سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۶ ۔ رُكُوْعَاتُهَا ۵

سورۃ والصّٰفّٰت مکی ہے اس میں ۵ رکوع ۱۸۲ آیات ۸۶۰ کلمے اور ۳۸۲۶ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾

قسم ان کی کہ باقاعدہ صف باندھیں پھر ان کی کہ جھڑک کر چلائیں پھر ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھیں

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

بے شک تمہارا معبود ضرور ایک ہے مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ

ہے اور مالک مشرقوں کا بے شک ہم نے نیچے کے آسمان کو تاروں کے سنگار سے

الْكَوَاكِبِ ﴿۶﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ لَا

آراستہ کیا اور نگاہ رکھنے کو ہر شیطان سرکش سے عالم بالا

يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾

کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ان پر ہر طرف سے مار پھینک ہوتی ہے

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

انہیں بھگانے کو اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب مگر جو ایک آدھ بار اچک لے چلا

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا

تو روشن انگارا اس کے پیچھے لگا تو ان سے پوچھو کیا ان کی پیدائش زیادہ مضبوط

کر عبادت کرتے ہیں یا اس کے حکم کا انتظار۔ یا وہ نمازی لوگ جو صف باندھ کر جماعت نماز میں کھڑے ہوتے ہیں یا وہ غازیان اسلام جو بوقت جہاد صفیں باندھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز اور جہاد رب تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ ان کی قسم فرمائی (روح و خزائن) ۶۔ یعنی وہ فرشتے جو بادلوں یا ہواؤں کو جھڑک کر چلائیں یا وہ علماء دین جو لوگوں کو سختی اور ڈانٹ ڈپٹ سے برائیوں سے روکیں' یا وہ غازی جو میدان جہاد میں گھوڑے دوڑائیں ڈانٹ ڈپٹ کریں۔ نماز میں یا وعظ کے وقت یا جہاد کرتے وقت۔ معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن بڑی اعلیٰ عبادت ہے جو سفر و حضر میں نہ چھوڑی جائے بلکہ جہاد میں تو زیادہ عبادات چاہئیں کہ وہاں موت سامنے ہے۔ صحابہ کرام عین جہاد میں قتل و خون ہوتے ہوئے جماعت بھی نہ چھوڑتے تھے۔ بلکہ نماز خوف ادا کرتے تھے۔ افسوس ان پر جو بلاوجہ جماعت بلکہ نماز چھوڑ دیتے ہیں ۸۔ رب نے اپنی وحدانیت اور اپنے صفات ان چیزوں کی قسم سے بیان فرمائے مگر حضور کی نبوت قرآن کی قسم بلکہ اپنی قسم سے بیان کی۔ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ، اور فرمایا فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک ۹۔ ہر روز سورج نئی جگہ سے طلوع ہوتا ہے اس لئے مشارق جمع فرمایا گیا ۱۰۔ کیونکہ دیکھنے والے کو سارے تارے پہلے آسمان پر ایسے محسوس ہوتے ہیں جیسے نیلی چادر پر رنگ برنگ موتی بکھرے ہوئے ہیں اگرچہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں مگر زینت پہلے آسمان کی ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ سارے آسمان صاف آئینہ کی طرح شفاف ہیں ۱۱۔ اس طرح کہ جب کوئی شیطان آسمان پر جانے کا ارادہ کرتا ہے تو تارے میں سے آگ کا شعلہ نکل کر اسے گولی کی طرح لگتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاروں سے غیبی خبریں معلوم کرنا جائز نہیں کیونکہ تارے' روشنی' حفاظت' راستہ اور وقت کی علامتوں کے لئے بنائے گئے نہ کہ غیبی خبریں معلوم کرنے اور فال کھولنے کے لئے ۱۲۔ عالم بالا سے مراد فرشتے ہیں جو آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق آپس میں گفتگو کرتے ہیں شیطان چھپ کر سننے کی کوشش کرتے ہوئے وہاں پہنچنا چاہتے ہیں تو مار کر ہٹا دیئے جاتے ہیں ۱۳۔ شہابوں کی جو انگاروں کی طرح ہوتے ہیں۔ ۱۴۔ یعنی شیاطین کو یہ دنیا میں عارضی عذاب ہے قیامت کے بعد وہ دائمی عذاب میں گرفتار ہوں گے جو دوزخ میں دیا جائے گا ۱۵۔ حضور کی تشریف آوری سے پہلے شیاطین آسمانوں پر جاتے تھے حضور کی تشریف آوری کے بعد ان کا جانا بند ہو گیا جیسے کہ سورۃ جن میں مذکور ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تشریف آوری زمین و زمان میں تغیر کا سبب بنی ۱۶۔ مشرکین مکہ سے' جو قیامت اور سزا و جزا کے انکاری ہیں۔

اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ

ہے یا ہماری اور مخلوق آسمانوں اور فرشتوں وغیرہ کی ۱؎ بے شک ہم نے ان کو چپکتی مٹی سے بنایا

عَجِبْتَ وَ یَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ ۪ وَ اِذَا ذُكِّرُوْا لَا یَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ۪ وَ اِذَا

۲؎ بلکہ تمہیں اچنبھا آیا اور وہ ہنسی کرتے ہیں ۳؎ اور سمجھائے نہیں سمجھتے ۴؎ اور جب

رَاَوْا اٰیَةً یَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ ۪ وَ قَالُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ

کوئی نشانی دیکھتے ہیں ٹھٹھا کرتے ہیں ۵؎ اور کہتے ہیں یہ تو نہیں مگر کھلا

مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ ۚۖ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾

جادو ۶؎ کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے ۷؎

اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ ؕ قُلْ نَعَمْ وَ اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ ۚ

اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی ۸؎ تم فرماؤ ہاں یوں کہ ذلیل ہو کے ۹؎

فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ قَالُوْا

تو وہ تو ایک ہی جھڑک ہے جبھی وہ دیکھنے لگیں گے ۱۰؎ اور کہیں گے

یٰوَیْلَنَا هٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِیْ

ہائے ہماری خرابی ان سے کہا جائے گا یہ انصاف کا دن ہے یہ ہے وہ فیصلہ کا دن جسے

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ ۧ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ

تم جھٹلاتے تھے ۱۱؎ ہانکو ظالموں اور ان کے جوڑوں کو ۱۲؎

وَ مَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ ۙ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ

اور جو کچھ وہ پوجتے تھے ۱۳؎ اللہ کے سوا ان سب کو ہانکو

اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ﴿۲۳﴾ وَ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ ۙ

راہ دوزخ کی طرف اور انہیں ٹھہراؤ ان سے پوچھنا ہے ۱۴؎

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْیَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾

تمہیں کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے ۱۵؎ بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں

ا۔ کفار مکہ فرشتوں کے قائل تھے انہیں خدا کی مخلوق اور اس کی لڑکیاں مانتے تھے۔ ان میں قوت و طاقت بھی مانتے تھے۔ یہ سوال ان کی سرزنش کے لئے ہے اور آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو اس مٹی سے بنایا اور سارے انسانوں کو آدم علیہ السلام سے۔ روح البیان نے فرمایا کہ انسان کی اصل چکنی مٹی ہے جس میں چمٹنا لپٹنا پایا جاتا ہے لہٰذا انسان کی فطرت میں لپٹ ہے خواہ دنیا سے لپٹے یا دین سے خواہ شیطان سے یا حبیب رحمٰن کے قدم اور دامن سے ۳۔ یعنی اے محبوب تمہیں ان کے انکار پر تعجب ہے اور کفار آپ کے تعجب پر ہنستے ہیں۔ آپ کا تعجب عبادت ہے ان کا ہنسنا کفر ۴۔ اور جو آپ کے سمجھائے بھی نہ سمجھے وہ کبھی نہیں سمجھ سکتا کیونکہ حضور ہدایت اور فہمائش کی آخری منزل ہیں ۵۔ یعنی وہ آپ کے عظیم الشان معجزے چاند پھٹنا، سورج لوٹنا، کنکر، پتھروں کا کلمہ پڑھنا دیکھ کر بجائے ایمان لانے کے مذاق کرتے ہیں ۶۔ حالانکہ جادو آسمان پر نہیں چلتا اور جادو سے شے کی حقیقت نہیں بدلتی۔ معجزے میں یہ دونوں باتیں نہیں ہوتی۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن کر سارے جادو گروں کے سانپ نگل گیا، مگر وہ سانپ اسے نہ کھا سکے کیونکہ یہ عصا واقع میں سانپ بن گیا لہٰذا کھانے پینے لگا، وہ سانپ واقع میں رسیاں تھیں جو سانپ نظر آ رہی تھیں ۷۔ یعنی ہرگز نہیں۔ یہ سوال انکار کے لئے ہے۔ اس نیت سے سوال بھی کفر ہے۔ ۸۔ اگلے باپ داداؤں کا اٹھنا انہیں بہت مشکل معلوم ہوتا تھا کیونکہ وہ بہت پرانے مرے ہوئے تھے ۹۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کی ذلت کفار کے ساتھ خاص ہے، مومن گنہگار اگرچہ سزا پاوے مگر رب تعالیٰ اسے وہاں ذلیل نہ کرے گا ۱۰۔ یعنی سارے عالم کا دوبارہ پیدا ہو جانا اور تمام مردوں کا جی اٹھنا صور کی آواز سے پل بھر میں ہو جاوے گا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے بہت نام ہیں۔ اور یہ نام اس دن کے کاموں کے لحاظ سے ہیں۔ چونکہ اس دن بدلہ دیا جاوے گا۔ انصاف کیا جاوے گا۔ لہٰذا وہ یَوْمُ الدِّیْن ہے اور چونکہ لوگوں کا فیصلہ یا ان میں فاصلہ و جدائی ہو جائے گی لہٰذا یَوْمُ الْفَصْل ہے۔ ۱۲۔ ظالم سے مراد کافر ہیں اور جوڑے سے مراد وہ شیطان جس نے انہیں بہکایا۔ ہر کافر اپنے شیطان کے ساتھ زنجیر میں جکڑ کر دوزخ میں جائے گا۔ یا ظالم سے مراد کافر اور جوڑے سے مراد اسکی جنس کا دوسرا کافر، مشرک مشرک کے ساتھ، دہریہ دہریہ کے ہمراہ ۱۳۔ اس میں حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام داخل نہیں۔ کیونکہ ما سے مراد غیر عقل والی چیزیں ہوتی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے پوجا کے پتھر، درخت سورج چاند بھی دوزخ میں جائیں گے۔ مگر عذاب پانے کے لئے نہیں بلکہ عذاب دینے کے لئے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بتوں نے کیا قصور کیا جو وہ دوزخ میں جائیں گے ۱۴۔ دیلمی نے بھی ابوسعید خدری سے روایت کی کہ لوگوں سے حضرت علی اور اہل بیت اطہار کی محبت کے بارے میں سوال ہو گا کیونکہ حضور نے فرمایا تھا لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی لہٰذا یہ آیت اہل بیت کی عظمت کے بارے میں ہے (صواعق محرقہ) یا ان مشرکین سے یہ سوال ہو گا ۱۵۔ جیسے دنیا میں بعض کافر بعض کی مدد کرتے تھے یا مدد کا وعدہ کرتے تھے۔ رب ان کفار کا قول نقل فرماتا ہے۔ جو دنیا میں کہتے تھے نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ بہر حال یہ آیت اولیاء اللہ کے لئے نہیں، اولیاء اللہ اور انبیاء کی مدد قیامت میں ضرور ہو گی، مگر مومنوں کی، رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ حضور کی شفاعت برحق ہے۔

ا۔ یہ گفتگو ماتحت کافروں کی اپنے سرداروں سے ہوگی' نہ کہ مسلمانوں کی انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے' حضرات انبیاء و اولیاء کنارہ جنم پر کھڑے ہی نہ کئے جاویں گے۔ یہ حضرات تو بجلی کی طرح وہاں سے گزریں گے' اپنے غلاموں کو ہمراہ لے کر۔ لہٰذا موجودہ وہابیہ کی تفسیریں غلط ہیں ۲۔ یعنی تم لوگ اپنی مالی و جانی قوت سے ہم کو کفر کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ یہاں یمین سے مراد قوت ہے اور قوت میں جانی و مالی ہر طرح کی طاقت داخل ہے (خزائن و روح) اس سے معلوم ہوا کہ مجبوراً" کافر بھی کافر ہے۔ مجبوری کی حالت میں لفظ کفر زبان سے نکالنے کی اجازت ہے نہ کہ دل سے کافر ہو جانے کی۔ ۳۔ یعنی دِلی کافر تم خود تھے' ہمارا زور تمہارے دلوں پر نہ تھا۔ اس سے جبر کا مسئلہ حل ہو گیا ۴۔ ہم تو صرف تمہارے مددگار اور معاون تھے جس سے تم کفر میں خوب پختہ ہو گئے۔ اصل کفر کے تم خود مجرم ہو' لہٰذا تم بھی عذاب کے حقدار ہو۔ ۵۔ گمراہوں کو بھی اور گمراہ کرنے والوں کو بھی عذاب چکھنا ہے۔ یہاں چکھنا فرمانا کمی عذاب کے لئے نہیں بلکہ طعن کے لئے جیسے مجرم سے حاکم کہتا ہے' اب اپنے کئے کا مزہ چکھو۔ ۶۔ تو ہمارے پاس گمراہی ہی مل سکتی تھی' تم ہمارے پاس آئے ہی کیوں' ببول سے آم نہیں ملتے' ۷۔ سردار اور ماتحت نفس عذاب میں سب شریک ہوں گے۔ اگرچہ عذاب کی کیفیت میں فرق ہو گا کیونکہ یہ لوگ دنیا میں کفر میں شریک تھے ۸۔ یعنی ہم کفار کو اور ان کے ساتھیوں کو یوں ہی سزا دیتے ہیں' انہیں معاف نہیں کرتے' معافی و رحم و کرم مومنوں کے لئے ہے۔ یہاں مجرم سے مراد کافر ہے۔ ۹۔ یعنی توحید و رسالت کو نہ مانتے تھے۔ اس آیت سے معلوم ہوا یہ تمام واقعہ کفار کا بیان ہوا کہ نہ کہ مومنین اور بزرگان دین کا۔ وہابیوں کو یہ آیت دیکھ کر تفسیر کرنی چاہیے۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے کلام میں شعر سے مراد نظم نہ تھی کیونکہ حضور نے کبھی نظم نہ پڑھی بلکہ مراد جھوٹا کلام ہے۔ اہل عرب ہر ناول جیسے دلچسپ کلام کو شعر کہہ دیتے تھے۔ یہ آیت سورہ یٰسین کی اس آیت کی تفسیر ہے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ لہٰذا سورہ یٰسین کی اس آیت سے حضور کی لاعلمی ثابت کرنا غلط ہے۔ ۱۱۔ یعنی حضور شعر نہیں کہتے' حق فرماتے ہیں' معلوم ہوا کہ شعر سے مراد حق کا مقابل یعنی باطل اور جھوٹ ہے' نہ کہ نظم اور قصیدہ ۱۲۔ یعنی حضور نے تمام نبیوں کو سچا کر دیا' کیونکہ ان سب نے حضور کی تشریف آوری کی خبر دی تھی۔ حضور کے تشریف لانے سے سب کی سچائی ظاہر ہو گئی۔ یا آپ نے سب نبیوں کو سچا کہا اور مخلوق سے کہلوایا' دیکھو! انہیں رسولوں کا چرچا ہے جنہیں حضور نے چمکا دیا ۱۳۔ یعنی جنت تو رب کے فضل سے ملے گی مگر دوزخ صرف عدل سے۔ لہٰذا مسلمانوں کے چھوٹے بچے جنت میں جائیں گے' مگر کفار کے چھوٹے بچے دوزخ میں نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا ۱۴۔ یعنی مومنین و صالحین۔ اس سے صرف انسان مراد ہیں کیونکہ فرشتے اور نیک جن جنتی نہیں ۱۵۔ یعنی تم لوگ جنت کے رزق کو کماحقہ نہیں جان سکتے۔ وہ تمہاری سمجھ سے وراء ہے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے وہ تمام نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں دکھا دیں۔ لہٰذا رب کی عطا سے حضور کے علم میں بھی ہیں ۱۶۔ معلوم ہوا کہ جنت میں غذا نہ دی جائے گی' میوے عطا ہوں گے۔ کیونکہ غذا بھوک دفع کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے' اور میوے صرف لذت کے لئے' وہاں بھوک نہ ہو گی۔ لہٰذا گندم وغیرہ وہاں نہیں' انگور وغیرہ ہوں گے۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّكُمْ

اور ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا آپس میں پوچھتے ہوئے بولے ا تم ہمارے

كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا

داہنی طرف سے بہکانے آتے تھے ۲ جواب دیں گے تم خود ہی ایمان نہ رکھتے

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ

تھے ۳ اور ہمارا تم پر کچھ قابو نہ تھا بلکہ تم سرکش

قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآىِٕقُوْنَ ﴿۳۱﴾

لوگ تھے ۴ تو ثابت ہو گئی ہم پر ہمارے رب کی بات ہمیں ضرور چکھنا ہے ۵

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَىِٕذٍ فِى الْعَذَابِ

تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا کہ ہم خود گمراہ تھے ۶ تو اس دن وہ سب کے سب عذاب میں

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا

شریک ہیں ۷ مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ۸ بے شک جب

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچتے تھے ۹ اور کہتے تھے

اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ

کیا ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے ۱۰ بلکہ وہ تو حق لائے ہیں ۱۱

وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآىِٕقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق فرمائی ۱۲ بے شک تمہیں ضرور دکھ کی مار چکھنی ہے

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

تو تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے کئے کا ۱۳ مگر جو اللہ کے چنے ہوئے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ

بندے ہیں ۱۴ ان کے لئے وہ روزی ہے جو ہمارے علم میں ہے ۱۵ میوے ۱۶ اور ان کی

مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾

عزت ہو گی چین کے باغوں میں ۱ تختوں پر ہوں گے آمنے سامنے ۲

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ

ان پر دورہ ہو گا نگاہ کے سامنے بہتی شراب کے جام کا سفید رنگ پینے والوں کیلئے

لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾

لذت ۳ نہ اس میں خمار ہے اور نہ اس سے ان کا سر بھرے ۴

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

اور ان کے پاس ہیں جو شوہروں کے سوا دوسری طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گی ۵ بڑی آنکھوں

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ

والیاں گویا وہ انڈے ہیں پوشیدہ رکھے ہوئے ۶ تو ان میں ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے

مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾

ہوئے ۷ ان میں سے کہنے والا بولا میرا ایک ہم نشین تھا ۸ مجھ سے کہا کرتا کیا تم اسے سچ مانتے ہو ۹

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ

کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا سزا دی جائے گی ۱۰ کہا

هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾

کیا تم جھانک کر دیکھو گے ۱۱ پھر جھانکا تو اسے بیچ بھڑکتی آگ میں دیکھا ۱۲

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ

کہا خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دے ۱۳ اور میرا رب فضل نہ کرے ۱۴

لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا

تو ضرور میں بھی پکڑ کر حاضر کیا جاتا ۱۵ تو کیا ہمیں مرنا نہیں مگر

مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

ہماری پہلی موت اور ہم پر عذاب نہ ہو گا ۱۶ بیشک یہی بڑی

۱۔ جنت کی نعمتوں میں بڑی نعمت عزت و اکرام ہو گا‘ کیونکہ بے عزتی کا رزق جانور کا سا رزق ہے۔ کسی جنتی کو یہ محسوس نہ ہو گا کہ میرا درجہ کم ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ جنتی لوگ حلقے بنا کر بیٹھا کریں گے‘ دنیا میں ذکر کے حلقے گویا جنتیوں کے حلقے ہیں‘ مگر نمازیں صفیں بنا کر پڑھو‘ تاکہ فرشتوں کی صفوں کے مشابہ ہو جاؤ ۳۔ دنیا کی شراب بدبودار بدمزہ ہوتی ہے۔ ۴۔ دنیا کی شراب سے پیٹ میں درد‘ پیشاب میں جلن‘ سر میں چکر ہوتے ہیں۔ طبیعت مالش کرتی ہے۔ قے ہوتی ہے۔ عقل جاتی رہتی ہے جس سے شرابی آپس میں لات گھونسے کرتے ہیں مگر جنت کی شراب طہور میں یہ کوئی بات نہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ جنت میں پردہ ہو گا۔ کوئی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے۔ متقی پرہیز گار سے بھی پردہ ہے کہ جنت میں سارے متقی ہوں گے‘ مگر جنتی عورتیں‘ حوریں ان سے بھی پردہ کریں گی۔ جن گھروں میں آج پردہ ہے وہ جنتی گھر ہیں اور جہاں بے پردگی بے حیائی ہے‘ وہ دوزخی گھر ۶۔ کہ رنگت صاف‘ دلکش‘ دھول سے بالکل پاک (خزائن) ۷۔ یعنی جب جنتی آپس میں پیار و محبت کی باتیں کریں گے تو یکایک انہیں دنیا کے بعض گمراہ ساتھیوں کا خیال آئے گا اور کہیں گے کہ کیا چل کر دوزخ میں جھانک کر انہیں دیکھیں۔ کہیں گے ہاں چلو۔ تب اٹھ کے وہاں پہنچیں گے جہاں سے دوزخ صاف نظر آ رہی ہو گی۔ ۸۔ پڑوسی یا ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا‘ جو قیامت کا منکر تھا مجھ سے مناظرہ کیا کرتا تھا ۹۔ قیامت اور وہاں کے حساب و کتاب‘ سزا و جزا کو حق مانتے ہو۔ اس کا یہ سوال زجر و توبیخ کے لئے تھا ۱۰۔ مدین دین سے بنا۔ یعنی بدلہ و جزا یعنی تم عجیب بات کہتے ہو کہ سوکھی ہڈیوں کو سزا جزا ملے گی۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ سزا جزا زندگی میں ملتی ہے نہ کہ مرنے کے بعد۔ بعد موت خدا تعالیٰ ہمیں کیسے سزا جزا دے گا۔ ۱۱۔ دوزخ میں‘ کہ اس میرے ساتھی کا کیا حال ہے‘ یہ کہہ کر یہ سب لوگ اٹھیں گے اور دوزخ میں جھانکیں گے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ بہت نیچی ہو گی اور جنت بہت اونچی۔ کیونکہ اوپر سے نیچے کو جھانکا جاتا ہے ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کی نگاہ بہت تیز ہو گی کہ اتنی اونچی جنت سے اتنے نیچے جہنمیوں کو دیکھ لیں گے‘ اور ان سے کلام بھی کریں گے‘ نور کے لئے دور و نزدیک سب یکساں ہیں ۱۳۔ اس طرح کہ دنیا میں مجھے گمراہ کردے جس سے میں عذاب کا مستحق ہو جاؤ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ ہدایت اپنے کمال یا علم سے نہیں ملتی‘ محض عطاء رب ہے جو نبی کے ذریعہ سے نصیب ہوتی ہے ۱۵۔ یعنی تیرے ساتھ دوزخ میں میں بھی ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اچھوں کا سنگ نصیب ہو جانا‘ اور بروں سے بچ جانا اللہ کا خاص کرم ہے‘ جسے نصیب ہو ۱۶۔ جنتی لوگ فرشتوں سے یہ سوال اس وقت کریں گے جب موت کو فنا ہوتے بکرے کی شکل میں ذبح ہوتے دیکھ لیں گے۔ جب اعلان ہو جائے گا کہ اب دائمی زندگی ہے‘ کسی کو موت نہ آوے گی۔ یہ سوال بھی پوچھنے کے لئے نہ ہو گا بلکہ انتہائی خوشی میں ہو گا‘ خوشی بڑھانے کے لئے۔

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُونَ ﴿٦١﴾

کامیابی ہے ۱؎ ایسی ہی بات کے لئے کامیوں کو کام کرنا چاہیئے ۲؎

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً

تو یہ مہمانی بھلی ۳؎ یا تھوہر کا پیڑ ۴؎ بے شک ہم نے اسے ظالموں کی

لِّلظّٰلِمِينَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي اَصْلِ الْجَحِيمِ ﴿٦٤﴾

جانچ کیا ہے ۵؎ بے شک وہ ایک پیڑ ہے کہ جہنم کی جڑ میں نکلتا ہے ۶؎

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوسُ الشَّيٰطِينِ ﴿٦٥﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُونَ مِنْهَا

اس کا شگوفہ جیسے دیووں کے سر ۷؎ پھر بے شک وہ اس میں سے کھائیں گے

فَمَالِـُٔونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا

پھر اس سے پیٹ بھریں گے ۸؎ پھر بے شک ان کے لئے اس پر کھولتے پانی کی

مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيمِ ﴿٦٨﴾ اِنَّهُمْ

ملونی ہے ۹؎ پھر ان کی بازگشت ضرور بھڑکتی آگ کی طرف ہے ۱۰؎ بے شک

اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّينَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُونَ ﴿٧٠﴾

انہوں نے اپنے دادا گمراہ پائے۔ تو وہ انہیں کے نشان قدم پر دوڑے جاتے ہیں ۱۱؎

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِينَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيهِمْ

اور بے شک ان سے پہلے بہت سے اگلے گمراہ ہوئے اور بے شک ہم نے ان میں ڈر سنانے

مُّنْذِرِينَ ﴿٧٢﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٧٣﴾

والے بھیجے ۱۲؎ تو دیکھو ڈرائے گیوں کا کیسا انجام ہوا ۱۳؎

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٧٤﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے اور بے شک ہمیں نوح نے پکارا ۱۴؎ تو ہم کیا ہی

الْمُجِيبُونَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾

اچھے قبول فرمانے والے ۱۵؎ اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو ۱۶؎ بڑی تکلیف سے نجات دی ۱۷؎

۱۔ یہ کلام بھی ان جنتیوں ہی کا ہے' یعنی دنیاوی مال و اولاد حقیقی کامیابی نہیں۔ حقیقی کامیابی یہ ہے جو ہم کو نصیب ہوئی ۲۔ یہ کلام رب تعالیٰ کا ہے جو آج فرمایا جا رہا ہے۔ یعنی اے بندو! اس کامیابی کے لئے کوشش کرو جس کا حال تمہیں سنایا گیا ۳۔ خیال رہے کہ جنت میں خاطر تواضع مہمانوں کی سی ہوگی۔ لیکن جنتی لوگ اپنی چیزوں کے مالک ہوں گے۔ انہیں مہمان فرمانا خاطر تواضع کے لحاظ سے ہے' نہ کہ مالک ہونے کے اعتبار سے' آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ جو دوزخیوں کی غذا ہے' بدبو دار' بدمزہ' سخت کانٹے دار جو زبان' تالو' پیٹ تک کو زخمی کردے گا۔ ۵۔ کافر کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ میں سرسبز درخت کیسے ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس تمام کا انکار کر دیتے ہیں' توز قوم کا ذکر بندوں کی جانچ ہے۔ ۶۔ اور اس کی شاخیں دوزخ کے ہر طبقے میں پہنچتی ہیں' جو دوزخیوں کو کھلائی جاتی ہیں ۷۔ یعنی سانپوں کے پھن' جیسے آج تھوہر کی شکل ہے۔ چونکہ کفار کا کفر دل میں تھا اور بداعمالیاں ظاہری جسم میں' اور وہ خود انسانی شکل میں شیطان تھے۔ اس لئے انہیں سزا بھی اسی قسم کی دی گئی۔ ۸۔ دوزخیوں کو بھوک بھی اس غضب کی لگے گی کہ خدا کی پناہ وہ یہ نہ دیکھیں گے کہ کیا کھا رہے ہیں' ایسے کانٹوں والی غذا کھانے پر مجبور ہوں گے' یا توز قوم کے صرف پھل ہی کھائیں گے' یا پھل شاخیں سب ۹۔ چونکہ یہ کانٹوں والا کھانا گلے میں پھنسے گا' نیز اس کے کھانے سے سخت پیاس لگے گی' کھانا اتارنے' پیاس بجھانے کے لئے پانی مانگیں گے تو انہیں ایسا کھولتا ہوا پانی دیا جاوے گا کہ خدا کی پناہ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ دوزخیوں کو تھوہر کھلانے' کھولتا پانی پلانے کے لئے ان کے رہنے کی جگہ سے علیحدہ لے جایا جاویگا' پھر واپس لایا جاوے گا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہوں کی تقلید ہلاکت کا سبب ہے جیسے نیکوں کی تقلید ہدایت کا ذریعہ' رب فرماتا ہے وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ۱۲۔ لیکن انہوں نے اپنے جاہل باپ داداؤں کی تقلید نہ چھوڑی اور پیغمبروں کا کہنا نہ مانا۔ یہ ہی موجودہ کافروں کا حال ہے ۱۳۔ کہ انہیں عذاب میں گرفتار کیا گیا۔ یہی حال ان لوگوں کا بھی ہونیوالا ہے۔ معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے ۱۴۔ یعنی اپنی قوم کی ہلاکت کی دعا کے لئے نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اور سب سے پہلے آپ کی قوم پر عذاب آیا۔ ۱۵۔ اس طرح کہ ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے تمام کفار کو ڈبو دیا۔ جمع تعظیم کے لئے ہے ۱۶۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ ساڑھے چودہ سو برس کی تبلیغ میں آپ کے بعض گھر والے ایمان لائے جنہیں نجات ملی۔ دوسرے یہ کہ اولاد بھی اہل میں داخل ہے' بلکہ اولاد کی بیویاں بھی اپنے اہل میں ۱۷۔ غرق سے یا قوم کی ایذا سے' معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت مومن کے لئے رحمت ہے۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾

اور ہم نے اسی کی اولاد باقی رکھی[1] اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی[2]

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

نوح پر سلام ہو جہان والوں میں[3] بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو[4]

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ

بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے[5] پھر

اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾

ہم نے دوسروں کو ڈبو دیا[6] اور بے شک اسی کے گروہ سے ابراہیم ہے[7]

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ

جب کہ اپنے رب کے پاس حاضر ہوا غیر سے سلامت دل لے کر[8] جب اس نے اپنے باپ[9] اپنی

مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾

قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان سے اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو[10]

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾

تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین پر[11] پھر اس نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا[12]

فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى

پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں[13] تو وہ اس سے پیٹھ دے کر پھر گئے[14] پھر ان کے خداؤں

اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ

کی طرف چھپ کر چلا تو کہا کیا تم نہیں کھاتے[15] تمہیں کیا ہوا کہ نہیں بولتے[16] تو لوگوں کی

عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ

نظر بچا کر انہیں داہنے ہاتھ سے مارنے لگا[17] تو کافر اس کی طرف جلدی کرتے آئے[18] فرمایا

اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

کیا اپنے ہاتھ کے تراشوں کو پوجتے ہو[19] اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو[20]

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کشتی میں جو اور مسلمان تھے ان کی نسل نہیں چلی، صرف آپ کی نسل چلی۔ اسی لئے نوح علیہ السلام کا لقب آدم ثانی ہے۔ ساری دنیا میں آپ کے تین لڑکوں کی اولاد ہے، چنانچہ عرب، فارس، روم سام کی اولاد، اور سوڈان، سندھ، ہند، نوبہ، جبشہ حام کی اولاد، اور ترک، یاجوج ماجوج یا فث کی اولاد (روح) یافث کے سات بیٹے تھے، ترک، خرز، مقلاب، تاریس، منسلک، کماری، مین۔ حام کے بھی سات فرزند تھے۔ سندھ، ہند، زنج، قبط، جبش، نوب، کنعان، سام کے پانچ فرزند تھے، ارم، ارفخشد، عالم، یقر، قارخ (روح البیان) ۲۔ چنانچہ آپ کے بعد انبیاء کرام آپ کی حمد و ثنا کرتے رہے۔ اب بھی ان کا ذکر خیر جاری ہے۔ معلوم ہوا کہ بعد وفات ذکر خیر دنیا میں رہنا اللہ کی رحمت ہے۔ لوگ اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کے لئے بڑی کوششیں کرتے ہیں۔ مساجد، کنوئیں، پل، مسافر خانہ وغیرہ اسی لئے لوگ بناتے ہیں۔ کتابیں لکھی جاتی ہیں اسی لئے رب تعالیٰ فقیر کی یہ دینی تصنیفات قبول کرے اور اس کو توشہ آخرت بنائے۔ ۳۔ فرشتے جنات، جانور، انسان تا قیامت انہیں سلام عرض کرتے رہیں گے۔ جو شخص یہ آیت سلام الخ صبح و شام پڑھ لیا کرے، زہریلے جانوروں سے امن میں رہے، اور اگر کشتی میں سوار ہوتے وقت پڑھ لے تو ڈوبنے سے محفوظ رہے ۴۔ لہٰذا نیک کاروں کا ذکر خیر بھی باقی رہتا ہے، فرشتے انہیں سلام بھی کرتے رہتے ہیں ۵۔ یا تو مومن لغوی معنی میں ہے یعنی مسلمانوں کو امن دینے والے یا اصطلاحی معنوں میں تو یہ کلی مشکک ہے۔ انبیاء اعلیٰ درجہ کے مومن، عوام ان سے ادنیٰ ۶۔ یعنی مومنوں کے سوا دوسرے لوگوں کفار کو ڈبو دیا، یہ ثم ترتیب ذکری کے لئے ہے ۷۔ قرآن مجید میں لفظ شیعۃ گیارہ جگہ آیا ہے، ہر جگہ بمعنی کافر قوم ہے۔ یہاں بھی اسی معنی میں کیونکہ حضرت ابراہیم کافر قوم میں ہی پیدا ہوئے۔ خود فرماتے ہیں اِنِّیْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ الخ ۸۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کی اولاد میں، انہیں کے دین و ملت انہیں کے طریقہ عبادت پر ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت ابراہیم نوح علیہ السلام سے دو ہزار چھ سو چالیس برس بعد ہوئے اور اتنے دراز زمانے میں صرف دو رسول تشریف لائے حضرت ہود و صالح علیہم السلام ۹۔ باپ سے مراد چچا آزر ہے، آپ کے والد تارخ موحد تھے۔ اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں دیکھو اور آپ کا یہ فرمان عتاب کے طور پر ہے۔ معلوم ہوا کہ دین میں کسی کی رعایت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن و کافر وطن، نسب، پیشے کے لحاظ سے ایک قوم کہے جاسکتے ہیں نہ کہ ملت کے لحاظ سے۔ ہماری دینی قوم صرف مسلمان ہیں، خواہ کسی ملک و شہر کے ہوں ۱۰۔ چاند، تارے اور نمرود کے مجسّمے جنہیں تم پوجتے ہو۔ ۱۱۔ کیا تمہیں وہ چھوڑ دے گا اور کفر و شرک پر عذاب نہ دیگا۔ یہ خیال غلط ہے۔ معلوم ہوا کہ کافر کو نبی سے قرابتداری عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ ۱۲۔ قوم نے ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ کل شہر بابل سے باہر ہمارا میلہ ہے۔ وہاں ہمارے ساتھ چلئے اور رونق تماشہ ملاحظہ کیجئے۔ ممکن ہے کہ آپ یہ سیر کرنے کے بعد ہم کو بت پرستی پر ملامت نہ کیا کریں۔ تب آپ نے آسمان کی طرف دیکھا، جس سے قوم سمجھی کہ آپ ستاروں سے آئندہ کی خبر معلوم کر رہے ہیں۔ وہ لوگ ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے، ان میں سے اکثر لوگ نجومی تھے۔ آپ کا یہ عمل شریف گویا توریہ ہے ۱۳۔ انی سقیم میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ میں بیمار ہوں، میرا دل تم سے رنجیدہ ہے اور بیماری غم میں مبتلا ہے یا آئندہ مجھے متعدی بیماری لگنے والی ہے۔ وہ لوگ متعدی بیماری سے بہت گھبراتے تھے جیسے آجکل بعض جہلاء چیچک ہیضہ کو اڑ کر لگنے والی بیماری سمجھ کر اس سے بہت بچتے

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ

بولے اس کیلئے ایک عمارت چنو ل پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو۔ تو انہوں نے اس پر داؤں

كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ

چلنا چاہا، ہم نے انہیں نیچا دکھایا ۲ اور کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا

اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

ہوں ۳ اب وہ مجھے راہ دے گا ۴ الٰہی مجھے لائق اولاد دے ۵

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ

تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی ۶ پھر جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا ۷ کہا

اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ

اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں ۸ اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے ۹ کہا

یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ

اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے ۱۰ خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے

الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَیْنٰهُ

صابر پائیں گے ۱۱ تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے

اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی

بل لٹایا ۱۲ اس وقت کا حال نہ پوچھ ۱۳ اور ہم نے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ کر

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَیْنٰهُ

دکھایا ۱۴ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ۱۵ بے شک یہ روشن جانچ تھی ۱۶ اور ہم نے ایک بڑا

بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ

ذبیحہ ۱۷ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچا لیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی ۱۸

عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ

سلام ہو ابراہیم پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ۱۹ بے شک وہ ہمارے

(بقیہ صفحہ ۷۱۶) ہیں۔ کلام شریف میں توریہ ہے جھوٹ نہیں۔ بوقت ضرورت توریہ جائز ہے۔ یعنی دو معنی والا کلام بول کر بعید معنی مراد لینا ۱۴۔ اور آپ کو ساتھ نہ لے گئے تاکہ آپکی بیماری اڑ کر انہیں نہ لگ جائے۔ مسئلہ علم نجوم برحق ہے' اُس سے نماز روزے کے اوقات کی جنتریاں بنانا حق ہے مگر غیبی خبریں لینا حرام ہے ۱۵۔ ان کے میلے میں چلے جانے کے بعد آپ بتخانہ پہنچے' دیکھا کہ بتوں کے سامنے طرح طرح کے کھانے رکھے ہوئے ہیں جو چڑھاوے کے طور پر مشرکین رکھ کر میلے گئے تھے۔ واپس ہو کر متبرک سمجھ کر کھاتے' تو آپ نے بتوں سے یہ فرمایا ۱۶۔ انتہائی غیظ و غضب میں آپ نے یہ کلام فرمایا' ورنہ آپ تو یہ جانتے تھے کہ یہ پتھر کیا بولیں گے ۱۷۔ اور مار مار کر سارے بت توڑ دیئے' تیشہ بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا' یہ خبر کفار کو پہنچی تو ۱۸۔ اور بولے کہ جنہیں ہم پوجتے ہیں انہیں تم نے کیوں توڑا ۱۹۔ جو میری مار سے نہیں بچ سکتے وہ خدا کی مار سے تمہیں کیا بچا سکیں گے ۲۰۔ لہٰذا عبادت کا مستحق وہ ہے یا یہ مجبور بت۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے اعمال کے کاسب ہم ہیں' خالق رب تعالیٰ ہے۔

۱۔ چنانچہ تیس گز لمبی بیس گز چوڑی تیس گز اونچی پتھر کی عمارت بناؤ۔ جس میں بے شمار لکڑی جلا کر' دوزخ بنا کر' ابراہیم علیہ السلام کو اس میں زندہ ڈالدو۔ معلوم ہوا کہ زندہ کو جلانا کفار کا طریقہ ہے۔ حدیث شریف میں اس سے سخت منع فرمایا گیا۔ ۲۔ کہ آگ کو ابراہیم علیہ السلام پر گلزار بنادیا۔ سبحان اللہ۔ اللہ چاہے تو نار ابراہیم کو نور بنادے اور چاہے تو فرعون کے لئے بحر قلزم کو آگ لگادے ۳۔ یعنی آگ سے نجات پاکر فرمایا کہ اب مجھے یہاں سے ہجرت کا حکم ہو گیا۔ ایسی جگہ جاؤں گا جہاں عبادت کی آزادی ہو ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کہیں جانا رب کیطرف جانا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کیطرف تشریف لے گئے تھے مہاجر ہو کر اور فرمایا کہ میں رب کیطرف جارہا ہوں۔ یہاں ہدایت سے مراد ہجرت گاہ کیطرف رہبری ہے ۵۔ آپ نے یہ دعا شام پہنچ کر بہت مال و زر ملنے کے بعد مانگی۔ جب آپ کی عمر سو برس سے زیادہ تھی۔ معلوم ہوا کہ نیک بیٹا اللہ کی بڑی نعمت ہے ۶۔ حضرت اسمٰعیل کی جو حضرت ہاجرہ کے شکم سے پیدا ہونگے' ولادت فرزند سے پہلے اس کی خبردے دینا علم غیب بلکہ علوم خمسہ میں سے ہے' معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے علوم خمسہ کی خبر دیئے جاتے ہیں ۷۔ اور حضرت اسمٰعیل کی عمر شریف تیرہ برس ہو گئی (روح) ۸۔ اس طرح کہ تمہارے ذبح کا انتظام کر رہا ہوں' یا رب نے مجھے تمہارے ذبح کا حکم دیا۔ آپ نے یہ خواب مکہ معظمہ میں بقرعید کی آٹھویں شب دیکھی' پھر نویں شب' پھر دسویں شب' تب خاص بقرعید کے دن بوقت صبح فرزند سے یہ فرمایا ۹۔ خیال رہے کہ ادائے فرض رائے پر موقوف نہیں ہوتی۔ اسمٰعیل علیہ السلام اگر معاذ اللہ اس وقت انکار بھی کرتے تب بھی حضرت ابراہیم انکے ذبح میں تامل نہ فرماتے' آپ کا یہ رائے لینا اس لئے تھا کہ حضرت ابراہیم کا ذبح کرنا بھی عبادت ہو اور حضرت اسمٰعیل کا ذبح ہونا بھی ان کی عبادت ہو۔ کیونکہ بغیر نیت عبادت نہیں ہوتی۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا خواب بھی حکم شرعی ہے بلکہ امت کے بعض صالحین کے خواب پر شرعی احکام جاری ہوتے ہیں۔ دیکھو اذان صحابہ کرام نے خواب میں دیکھی تھی۔ ابن قیم نے کتاب الروح میں لکھا کہ مومنوں کی خوابوں کا اجماع مثل اجماع امت کے ہے، کبھی مثل حدیث مشہور کے ۱۱۔ کہ بوقت ذبح تڑپوں گا بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ انشاء اللہ کہہ لینا سنت انبیاء ہے۔ روایات سے ثابت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ بوقت ذبح بالکل نہ

(بقیہ صفحہ ۷۱۷) تڑپے۔ اپنے جد امجد کے قول کو پورا کردیا ۱۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کی خواب وحی ہے' اور ان کے خواب سے حکم شریعت منسوخ ہو سکتا ہے کیونکہ بلا جرم بچے کو قتل کرنا شرعاً حرام تھا مگر اس خواب سے ذبح اسمٰعیل آپ پر فرض ہوگیا۔ خیال رہے کہ یہ ذبح فرزندان کی شریعت کا حکم نہ تھا بلکہ خواب کو پورا کرنا تھا' جیسے حضرت یوسف کو سجدہ خواب پورا کرنے کو تھا۔ ۱۳۔ یہ واقعہ دسویں ذی الحجہ کو منیٰ شریف میں ہوا۔ آپ نے اسمٰعیل کے گلے پر چھری پھیردی مگر چھری نے کام نہ کیا۔ حضرت اسمٰعیل کا بال بھی نہ کٹا ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کا عزم بالجزم نیکی ہے کیونکہ حضرت ابراہیم کی اس آمادگی ذبح کو ذبح قرار دیا گیا اور فرمایا گیا

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ

اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور ہم نے اسے خوشخبری دی اسحاق کی غیب کی خبریں

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا

بتانے والا نبی ہمارے قرب خاص کے سزاواروں میں اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحاق

مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى

پر اور انکی اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا اور

وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾

بیشک ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان فرمایا اور انہیں اور ان کی قوم کو بڑی سختی سے نجات

وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ

بخشی اور انکی ہم نے مدد فرمائی تو وہی غالب ہوئے اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب

الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾

عطا فرمائی اور ان کو سیدھی راہ دکھائی

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى

اور پچھلوں میں ان کی تعریف باقی رکھی سلام ہو موسیٰ

وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ

اور ہارون پر بے شک ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ دونوں

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہیں اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہے

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ

جب اس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں کیا بعل کو پوجتے ہو اور

تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ

چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے اللہ کو جو رب ہے تمہارا اور تمہارے

تَذَ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکم' ارادہ' رضا علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں' ایک دوسرے کو لازم نہیں' یہاں ذبح کا حکم تھا مگر نہ اس کا ارادہ تھا نہ رب کی رضا' حضرت آدم کو درخت سے روکا گیا مگر اسکے کھانے کا رب نے ارادہ ضرور فرمایا' اور آدم علیہ السلام سے خطا رب کے ارادہ سے ہوئی۔ اس نسیان میں ہزار ہا حکمتیں تھیں۔
۱۶۔ خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جانی' مالی' وطنی قربانیاں پہلے پیش فرمادی تھیں۔ یہ اولاد کی قربانی پیش کی کہ جس فرزند کو اپنی آخری عمر میں بہت دعاؤں کے بعد پایا' جو گھر کا اجالا' گود کا پالا' آنکھوں کا نور تھا' اسے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔ لہٰذا سب سے سخت امتحان یہی ہوا
۱۷۔ یعنی جنتی دنبہ' اسے بڑا اسلئے فرمایا گیا کہ یہ بڑے مقبول کا فدیہ بنا۔ جو بڑوں سے تعلق رکھے وہ بھی بڑا ہوتا ہے ۱۸۔ معلوم ہوا کہ بڑے اہم واقعات کی یادگاریں قائم کرنا حکم شرعی ہے۔ بقر عید کی نماز' قربانی' تکبیر سب حضرت ابراہیم کی یادگاریں ہیں ۱۹۔ خیال رہے حج میں صفا مروہ کے درمیان دوڑنا حضرت ہاجرہ کی یادگار ہے' قربانی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی یاد' تکبیر تشریق بھی انہی دونوں بزرگوں کی یادگار ہیں کہ حضرت جبریل نے دنبہ لاتے وقت پکارا اللہ اکبر۔ حضرت ابراہیم نے دنبہ دیکھ کر فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ حضرت اسمٰعیل نے ہاتھ کھلنے اور امتحان کی کامیابی پر فرمایا وللہ الحمد۔ ان کا مجموعہ آج تکبیر تشریق ہے۔

ا۔ معلوم ہوا کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل ہی ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق کیونکہ ان کی بشارت ذبح کے بعد ہے۔ ۲۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کو دینی و دنیاوی برکتیں نصیب کیں' ہمارے حضور کا جد امجد بنایا' اور حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل شریف سے بہت نبی بنائے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے نبی حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں ہوئے۔ اور صرف ہمارے حضور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں اس پورے واقعہ سے پتہ لگا کہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو قانون کے وراء حکم دیتا ہے وہ فوراً اس پر عمل کرلیتے ہیں۔ پھر وہ کبھی قانون سے وراء دعائیں مانگ لیتے ہیں' رب ان کی مان لیتا ہے۔ بچے کے ذبح کا حکم قانون سے وراء تھا خلیل نے مان لیا پھر خلیل کی یہ دعا کہ مولا مجھ کو مردے زندہ کرکے دکھادے یا موسیٰ علیہ السلام کی دعا کہ مجھ کو اپنا دیدار دکھادے۔ یہ سب قانون سے وراء دعائیں جو رب نے مان لیں ۳۔ خیال رہے کہ عید الفطر میں اس کی خوشی ہے کہ ہمکو رمضان کی عبادات کی توفیق ملی۔ اسی لئے وہ چھوٹی عید کہلاتی ہے کہ ہم چھوٹے ہماری عبادت چھوٹی۔ مگر بقر عید میں اس کی خوشی ہے کہ جناب خلیل و ذبیح امتحان میں کامیاب ہوئے۔ وہ بڑے ان کی یادگار بڑی۔ ۴۔ اس طرح کہ حضرت اسحٰق کی اولاد میں بعض مومن ہوئے بعض کافر۔ یہ اللہ کی شان ہے کہ زندہ سے مردہ پیدا فرماتا ہے ۵۔ اس طرح کہ تمام بنی اسرائیل کو فرعون جیسے ظالم سے نجات دی ۶۔ فرعون اور تمام قبطیوں پر۔ یعنی

اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

اگلے باپ دادا کا ؎ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے آئیں گے ؎

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے اور ہم نے پچھلوں میں اس کی ثنا باقی

الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

رکھی ؎ سلام ہو الیاس پر ؎ بے شک ہم ایسا ہی

نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۲﴾

صلہ دیتے ہیں نیکوں کو ؎ بے شک وہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے کامل الایمان بندوں میں ہے

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ

اور بے شک لوط ؎ پیغمبروں میں ہے۔ جبکہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو

اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا

نجات بخشی ؎ مگر ایک بڑھیا کہ رہ جانے والوں میں ہوئی ؎ پھر دوسروں کو ہم نے

الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ

ہلاک فرما دیا ؎ اور بے شک تم ان پر گزرتے ہو صبح کو اور

بِالَّیْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾

رات میں ؎ تو کیا تمہیں عقل نہیں اور بے شک یونس پیغمبروں سے ہے ؎

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ

جب کہ بھری کشتی کی طرف نکل گیا ؎ تو قرعہ ڈالا تو دھکیلے ہوؤں

الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾

میں ہوا ؎ پھر اسے مچھلی نے نگل لیا ؎ اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتا تھا ؎

فَلَوْلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ

تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا ؎ ضرور اس کے پیٹ میں رہتا

رکوع ۸

(بقیہ صفحہ ۷۱۸) توراۃ شریف جو موسیٰ علیہ السلام کو بلاواسطہ عطا ہوئی' ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے ۸۔ کہ اول ہی سے انہیں شرک و کفر گناہ سے محفوظ رکھا' باوجودیکہ موسیٰ علیہ السلام کی پرورش بڑے فاسق و کافر کے گھر میں ہوئی ۹۔ یہ جملہ انشاء ، بمعنی خبر ہے' یعنی مخلوق ان دونوں بزرگوں کو سلام بھیجتی رہے گی اور ان کا ذکر خیر کرتی رہے گی' یا خالق کی طرف سے وہ دونوں ہمیشہ امن و سلامتی میں رہیں گے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نیک کاروں کو دیگر ثوابوں کے علاوہ دنیا میں ذکر خیر اور امن و سلامتی بھی عطا ہوتی ہے ۱۱۔ خیال رہے کہ ایمان کی کشتی میں امتی اور نبی دونوں ہی سوار ہوتے ہیں۔ مگر امتی تو پار لگنے کے لئے اور نبی پار لگانے کے لئے۔ سوار ہونے کی نوعیت میں فرق ہے ہم مومن ہیں انبیاء کرام ایمان والے ۱۲۔ آپ کا نام حضرت الیاس بن یٰسین بن شیر بن فحاص بن غیرار بن ہارون علیہ السلام ہے۔ آپ بعلبک اور اس کے اطراف کے نبی تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد ہیں' آپ موسیٰ علیہ السلام کے بہت عرصہ کے بعد ہوئے ہیں۔ یہی صحیح تر ہے۔ خیال رہے کہ چار پیغمبر زندہ ہیں۔ دو آسمان میں حضرت ادریس و عیسیٰ علیہما السلام اور دو زمین پر حضرت خضر و الیاس علیہما السلام (روح البیان) ۱۳۔ بعل اس شہر کے مشہور بت کا نام ہے۔ اس بت کی وجہ سے اس شہر کو بعلبک کہتے ہیں جو شام کے علاقہ میں ہے۔ یہ بت سونے کا تھا۔ بیس گز لمبا۔ اس کی آنکھوں میں یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ اس مندر میں سو پجاری رہتے تھے اس بت کے پیٹ میں سے شیطان بولتا تھا جسے یہ پجاری یاد کرکے لوگوں کو سناتے اور سمجھاتے تھے (روح) ۱۴۔ یا تو خالقین سے مراد صورت اور نقشہ بنانے والے ہیں' یا ان کے عقائد کے لحاظ سے خالق' کیونکہ ان کے عقیدہ میں بعض چھوٹے رب تھے اور اللہ تعالیٰ بڑا اور ان سب کا حاکم۔

۱۔ معلوم ہوا کہ مومن باپ داداؤں کے رب کی عبادت کرو۔ وہ لوگ رب کی پہچان کا ذریعہ ہیں۔ یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا تھا۔ نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے باپ دادے مومن اور رب کے عابد تھے۔ تو فرمایا کہ جس رب کو وہ پوجتے تھے تم بھی اس کو پوجو ۲۔ قیامت کے دن اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ معلوم ہوا کہ مومن عزت سے حاضر ہوگا ۳۔ چنانچہ آج تک الیاس علیہ السلام کا ذکر خیر دنیا میں باقی ہے ۴۔ الیاسین بھی الیاس کی ایک لغت ہے۔ جیسے سینا اور سینین طور سینا ہی کے نام ہیں' غرضیکہ الیاسین الیاس کی جمع نہیں۔ اسی لئے آگے آرہا ہے۔ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الخ ضمیر واحد۔ ۵۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت خضر سمندر پر اور حضرت الیاس خشکی پر منتظم ہیں۔ قریب قیامت وفات پائیں گے بعض بزرگوں سے ان کی ملاقات بھی ہوئی ۶۔ آپ کا نام لوط ابن ہاران ہے' ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہیں۔ آپ ملک شام میں سدوم اور آس پاس کی بستیوں کے نبی تھے ۷۔ ان کی صاحبزادیوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو ۸۔ لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام والعہ تھا۔ یہ کافرہ تھی اور خائنہ بھی' ۹۔ ان پر غیبی پتھر برسا کر اور ان کی بستیوں کا تختہ الٹ کر ۱۰۔ اے مکہ والو! تم اپنے کاروباری سفروں میں دن رات ان بستیوں سے گزرتے ہو' ان کو اجڑا ہوا' اور الٹا ہوا دیکھتے ہو عبرت پکڑو۔ ۱۱۔ آپ کا نام یونس بن متی ہے۔ آپ ہود علیہ السلام کی اولاد سے ہیں' آپ کا لقب ذوالنون اور صاحب الحوت ہے' آپ بستی نینوا کے نبی تھے جو موصل کے علاقہ میں دجلہ کے کنارے پر واقع تھی۔ آپ نے چالیس سال قوم کو تبلیغ کی مگر وہ شرک سے باز نہ آئے۔ تب آپ نے انہیں بحکم پروردگار تین دن کے

(بقیہ صفحہ ۷۱۹) بعد عذاب آجانے کی خبر دی اور خود اس بستی سے دور تشریف لے گئے ۱۲۔ راستہ میں دریا سامنے آیا۔ آپ اسے طے کرنے کے لئے کشتی میں سوار ہوگئے۔ بیچ دریا میں پہنچ کر کشتی ٹھہر گئی۔ ملاح بولے کہ اس کشتی میں کوئی غلام اپنے مولا سے بھاگا ہوا ہے' جس سے کشتی ٹھہر گئی۔ قرعہ ڈالا گیا تو آپ کا نام شریف نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہی اپنے مولا سے بھاگا ہوا ہوں کہ بغیر انتظار وحی آیا ہوں۔ یہ کہہ کر خود دریا میں چھلانگ لگا دی (روح) ۱۳۔ آپ کو قرعہ نے دھکیلا نہ کہ کسی آدمی نے' ہماری شریعت میں قرعہ سے ایسے احکام جاری نہیں کر سکتے۔ یہ ان کی شریعت تھی یا حکم خاص تھا ۱۴۔ امانت کے طور پر نہ کہ غذا کے طریقہ پر نبی کا جسم

إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤٤﴾ فَنَبَذْنَٰهُ بِٱلْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ﴿١٤٥﴾

جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے ۱۔ پھر ہم نے اسے ۲ میدان پر ڈال دیا اور وہ بیمار تھا ۳

وَأَنۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّن يَقْطِينٍ ﴿١٤٦﴾ وَأَرْسَلْنَٰهُ إِلَىٰ

اور ہم نے اس پر کدو کا پیڑ اگایا ۴ اور ہم نے اسے لاکھ آدمیوں

مِا۟ئَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ﴿١٤٧﴾ فَـَٔامَنُوا۟ فَمَتَّعْنَٰهُمْ إِلَىٰ

کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ ۵ تو وہ ایمان لے آئے ۶ تو ہم نے انہیں ایک وقت تک برتنے

حِينٍ ﴿١٤٨﴾ فَٱسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ ٱلْبَنَاتُ وَلَهُمُ ٱلْبَنُونَ ﴿١٤٩﴾

دیا ۷ تو ان سے پوچھو کیا تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے ۸

أَمْ خَلَقْنَا ٱلْمَلَٰٓئِكَةَ إِنَٰثًا وَهُمْ شَٰهِدُونَ ﴿١٥٠﴾ أَلَآ إِنَّهُم

یا ہم نے ملائکہ کو عورتیں پیدا کیا اور وہ حاضر تھے ۹ سنتے ہو بے شک

مِّنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَدَ ٱللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَٰذِبُونَ ﴿١٥٢﴾

وہ اپنے بہتان سے کہتے ہیں ۱۰ کہ اللہ کی اولاد ہے اور بے شک ضرور وہ جھوٹے

أَصْطَفَى ٱلْبَنَاتِ عَلَى ٱلْبَنِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ

ہیں کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر تمہیں کیا ہے کیسا حکم

تَحْكُمُونَ ﴿١٥٤﴾ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٥﴾ أَمْ لَكُمْ سُلْطَٰنٌ مُّبِينٌ ﴿١٥٦﴾

لگاتے ہو ۱۱ تو کیا دھیان نہیں کرتے ۱۲ یا تمہارے لئے کوئی کھلی سند ہے

فَأْتُوا۟ بِكِتَٰبِكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿١٥٧﴾ وَجَعَلُوا۟ بَيْنَهُۥ

تو اپنی کتاب لاؤ ۱۳ اگر تم سچے ہو اور اس میں اور

وَبَيْنَ ٱلْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ ٱلْجِنَّةُ إِنَّهُمْ

جنوں میں رشتہ ٹھہرایا ۱۴ اور بے شک جنوں کو معلوم ہے کہ وہ ضرور

لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا

حاضر لائے جائیں گے ۱۵ پاکی ہے اللہ کو ان باتوں سے کہ یہ بتاتے ہیں مگر

النصف

کیڑے قبر کی مٹی نہیں کھا سکتی تو مچھلی کیسے کھاتی۔ دیکھو دیمک نے حضرت سلیمان کی لاٹھی کھائی پاؤں نہ کھایا۔ اس لئے یہاں التقمہ فرمایا' اکلہ' نہ فرمایا ۱۵۔ کہ میں کیوں بغیر وحی چلا آیا' یہ علامت قبول توبہ ہے ۱۶۔ آپ نے مچھلی کے پیٹ میں یہ وظیفہ پڑھا لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبْحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ کے ذکر کی برکت سے آفتیں ٹلتی ہیں' مشکلیں آسان ہوتی ہیں' دوسرے یہ کہ جو دعائیں بزرگوں سے منقول ہوں ان میں تا قیامت تاثیر ہوتی ہے چنانچہ یہ آیت آج تک حل مشکلات کے لئے اکسیر ہے۔

۱۔ اس طرح کہ نہ آپ کو موت آئی نہ مچھلی کو۔ کیونکہ قیامت میں اٹھنے کے بعد موت کسی کو نہ آسکے گی۔ معلوم ہوا کہ کسی کو بالکل موت نہ آنا ممکن ہے اس لئے یہاں اس موت نہ آنے کو ایک ممکن چیز پر موقوف فرمایا گیا ۲۔ چالیس دن کے بعد مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔ اس طرح کہ مچھلی دریا کے کنارے پر آئی اور اپنے منہ سے آپ کو اگل گئی۔ آپ دسویں محرم جمعہ کے دن مچھلی کے پیٹ سے باہر تشریف لائے۔ ۳۔ مچھلی کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے آپ بہت ضعیف ہو گئے تھے۔ جہاں آپ کو مچھلی نے اگلا وہاں کوئی سایہ نہ تھا ۴۔ کدو کی بیل کا سایہ گھنا ہوتا ہے اور اس پر گندگی و بال مکھی بھی کم بیٹھتی ہے۔ نرم بھی ہوتی ہے۔ بعض عشاق کہتے ہیں کہ کدو بڑی مبارک ترکاری ہوتی ہے۔ حضرت یونس نے اس کے نیچے آرام فرمایا۔ ہمارے حضور کو کدو بہت مرغوب تھا۔ صحابہ کرام بھی اسے پسند فرماتے تھے۔ خیال رہے کہ جو کدو آپ پر اگایا گیا' اس کی بیل زمین پر نہ پھیلی تھی بلکہ یہ درخت دیگر پودوں کی طرح اونچا تھا جس کی سایہ میں آپ آرام فرماتے تھے اور بحکم خدا روزانہ ایک بکری آتی اور آپ کو دودھ پلا جاتی۔ یہاں تک کہ جسم شریف پر بال جم گئے اور طاقت آگئی پھر آپ اپنی قوم کی طرف تشریف لے گئے ۵۔ پہلے کی طرح پھر اس قوم کیطرف نینوئی میں نہایت عزت و احترام سے بھیجا ۶۔ اس طرح کہ آثار عذاب دیکھ کر توبہ کرلی۔ پھر آپ کے تشریف لانے پر باقاعدہ آپ کی بیعت کی ۷۔ اس طرح کہ وہ لوگ اپنی عمریں پوری کر کے فوت ہوئے ۸۔ یہ بنی جُہیمہ اور بنی سلمہ سے خطاب ہے جو فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں کہتے تھے۔ خیال رہے کہ اہل عرب لڑکوں سے محبت کرتے اور لڑکیوں سے بہت گھبراتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض لوگ انہیں زندہ گاڑ دیتے تھے۔ ۹۔ یعنی نہ تو تم نے فرشتوں کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھا' تاکہ تم کو ان کا لڑکیاں ہونا معلوم ہوتا۔ اور نہ کسی نبی نے فرمایا کہ وہ لڑکیاں ہیں پھر تم کیسے کہتے ہو۔ ۱۰۔ اور خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنا سخت جرم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا اولاد و شریک سے پاک ہونا عقل سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ جسے نبی کی تعلیم نہ پہنچے وہ بھی اس پر ایمان لائے ۱۱۔ یعنی اے بیوقوفو! تم کیسے احمق ہو۔ دنیا میں ہر شخص اپنی نسل چلنے بڑھاپے میں کام آنے کے لئے لڑکے چاہتا ہے نہ کہ لڑکیاں۔ اگر

عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ

اللہ کے چنے ہوئے بندے ۱؎ تو تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔ تم

اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا

اس کے خلاف کسی کو بہکانے والے نہیں ۲؎ مگر اسے جو بھڑکتی آگ میں جانے والا ہے ۳؎ اور

مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾

فرشتے کہتے ہیں ہم میں ہر ایک کا ایک مقام معلوم ہے ۴؎ اور بے شک ہم پر پھیلائے حکم

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ

کے منتظر ہیں ۵؎ اور بے شک ہم اس کی تسبیح کرنے والے ہیں۔ اور بے شک وہ کہتے تھے ۶؎ اگر

اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ

ہمارے پاس اگلوں کی کوئی نصیحت ہوتی تو ضرور ہم اللہ کے چنے ہوئے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَلَقَدْ

بندے ہوتے ۷؎ تو اس کے منکر ہوئے تو عنقریب جان لیں گے اور بیشک

سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ

ہمارا کلام گزر چکا ہے ۸؎ ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے کہ بے شک انہیں

الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ

کی مدد ہوگی ۹؎ اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب آئے گا ۱۰؎ تو ایک وقت

عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾

تم ان سے منہ پھیر لو ۱۱؎ اور انہیں دیکھتے رہو کہ عنقریب وہ دیکھیں گے ۱۲؎

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ

تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ۱۳؎ پھر جب اترے گا ان کے آنگن میں

صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ

تو ڈرائے گیوں کی کیا ہی بری صبح ہوگی۔ اور ایک وقت تک ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو

(بقیہ صفحہ ۷۲۰) نعوذ باللہ خدا کو اولاد کی حاجت ہوتی تو وہ لڑکے چھوڑ کر لڑکیاں کیوں اختیار کرتا جن سے نہ نسل چلے اور نہ آفت میں کام آویں۔ آیت کا یہ مطلب نہیں کہ لڑکے اچھے ہوتے ہیں اور لڑکیاں بری جیسا کہ مشرکین عرب کہتے تھے ۱۲؎ کہ اولاد نسل چلنے کے لئے ہوتی ہے اور نسل کی ضرورت اسے ہے جسے موت آئے دیکھو چاند' سورج' تاروں کی اولاد نہیں' تو رب تعالیٰ کو اولاد کی کیا ضرورت ہے ۱۳؎ یہاں کتاب سے مراد آسمانی کتاب نہیں کیونکہ وہ لوگ اہل کتاب سے نہ تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اس دعوٰی پر کوئی سند و دلیل لاؤ ۱۴؎ بعض مشرکین کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جنات میں شادی کی جس سے فرشتے پیدا ہوئے (خزائن) اس آیت میں اس کی تردید ہے۔ اور نسب سے مراد نسبی یا سسرالی رشتہ ہے' حالانکہ یہ دونوں رشتے ہم جنس سے ہو سکتے ہیں غیر جنس سے نہیں' اور عبدیت' ملکیت محبوبیت کے رشتے جو جنسیت نہیں چاہتے' وہ رب کے بندوں سے ہیں۔ کہ ہم سب اس کے مملوک اور نبی اس کے محبوب ہیں' سب خلق اس کی عابد ۱۵؎ دوزخ میں دائمی عذاب کے لئے۔ اگر یہ رب کے رشتہ دار ہوتے تو عذاب کیوں پاتے۔

۱؎ یعنی مومن متقی بندے دوزخ سے محفوظ رہیں گے۔ ۲؎ یعنی تمہاری اور بتوں کی کوششوں سے وہ ہی بہکتے ہیں جن میں کفر کا مادہ ہوتا ہے جن میں یہ مادہ موجود نہ ہو وہ نہیں بہک سکتے۔ صحبت ایک قسم کا آگ کا لقہ ہے۔ لقے سے وہی چراغ جلتا ہے جس میں تیل بتی پہلے سے موجود ہو۔ صحبت نیک کا بھی یہی حال ہے۔ ابو جہل میں ہدایت کی تیل و بتی موجود نہ تھی' حضور سے ایمان نہ لے سکا ۳؎ اس سے معلوم ہوا کہ جس پر رب تعالیٰ کا کرم ہو' وہ گمراہی سے محفوظ رہتا ہے اسی لئے انبیاء کرام کو معصوم اور بعض اولیاء کو محفوظ کہا جاتا ہے ۴؎ یعنی جن فرشتوں کو تم اللہ کی بیٹیاں کہتے ہو' ان کا اقرار یہ ہے کہ ہم رب کی عبادت کرتے ہیں اور ہم سب کے مقامات علیحدہ ہیں جہاں رہ کر اس کی بتائی ہوئی عبادت کرتے ہیں' یا یہ مطلب ہے کہ ہر فرشتہ کا مقام و عبادت جدا ہے۔ کوئی ہمیشہ رکوع میں ہے' کوئی ہمیشہ سجدہ میں۔ کوئی قعدہ میں' یا یہ کہ ہر فرشتہ کا درجہ علیحدہ ہے' ملائکہ مقربین کا مقام اور ہے' مدبرات امر کا مقام اور ۵؎ یا صفیں باندھ کر اس کی عبادت میں مشغول ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز و جہاد میں صفیں بنانا چاہیئے کہ اس میں فرشتوں کی مشابہت ہے ۶؎ کفار مکہ حضور کی تشریف آوری سے پہلے ۷؎ یعنی اگر ہمارے پاس آسمانی کتاب آتی تو ہم یہود و نصارٰی کی طرح گمراہ اور سرکش نہ ہوتے بلکہ رب تعالیٰ کے عابد اور فرمانبردار ہوتے مگر جب ان کے پاس یہ رسول اور قرآن مجید تشریف لائے ۸؎ اس طرح کہ آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ۹؎ یعنی جہاد میں آخر فتح انبیاء اور ان کے غلاموں کی ہوگی۔ اسی لئے کوئی نبی جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید نہ ہوئے۔ یا دلیل و حجت میں فتح صالحین کی ہوتی ہے ۱۰؎ حزب اللہ اور جند اللہ وہ جماعت ہے جو اللہ کے کام کا ارادہ و تہیہ کرے۔ علماء ہوں یا غازی یا عام مومنین جو خدمت دین اپنے ذمہ لیں' انجام کار غلبہ انہیں کا ہے۔ میدان کربلا میں بہ ظاہر فتح یزید کی ہوئی۔ حضرت حسین شہید ہوئے مگر در حقیقت غلبہ و فتح حسین کی ہوئی یزید شکست کھا گیا۔ کیونکہ اس کی امارت خلافت کے ٹکڑے اڑ گئے۔ امام حسین کا منشا پورا ہو گیا یعنی اسلام کی حفاظت ۱۱؎ یعنی جہاد کا حکم آنے تک کفار سے بے توجہی کرو۔ ان سے جہاد نہ کرو۔ لہٰذا یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے ۱۲؎ عذاب الٰہی دنیا میں اور مرتے وقت پھر آخرت میں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ سے عذاب قبر و عذاب دوزخ چھپا ہوا نہیں۔ حضور کے خچر نے عذاب قبر

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

کہ وہ عنقریب دیکھیں گے ۱ پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو انکی باتوں سے ۲

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

اور سلام ہے پیغمبروں پر ۳ اور سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ہے ۴

رُكُوْعَاتُهَا ۵	سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ ۳۸ ۳۸	اٰيَاتُهَا ۸۸

سورۃ ص اس سورت کا نام سورۃ داؤد بھی ہے یہ مکی ہے اس میں ۵ رکوع ۸۸ آیات ۷۳۲ کلمات ۳۰۶۷ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ

اس نامور قرآن کی قسم ۵ بلکہ کافر تکبر ۶

عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ

اور خلاف میں ہیں ۷ ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں کھپائیں ۸ تو اب

فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

وہ پکاریں اور چھوٹنے کا وقت نہ تھا ۹ اور انہیں اس کا اچنبا ہوا کہ

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾

انکے پاس انہیں میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا ۱۰ اور کافر بولے یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿۵﴾

کیا اس نے بہت خداؤں کا ایک خدا کر دیا بے شک یہ عجیب بات ہے ۱۱

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى

اور ان میں کے سردار چلے ۱۲ کہ اس کے پاس سے چل دو اور اپنے خداؤں پر

اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ﴿۶﴾ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

صابر رہو ۱۳ بے شک اس میں اس کا کوئی مطلب ہے ۱۴ یہ تو ہم نے سب سے پچھلے

(بقیہ صفحہ ۷۲۱) دیکھا' جس سے وہ بدکا۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے ۱۳۔ یہ آیت ان کفار کے جواب میں ہے جو بطور مذاق کہتے تھے کہ عذاب الٰہی کہاں ہے' ہم پر آتا کیوں نہیں ۱۴۔ چنانچہ کفار مکہ پر قحط اور جنگوں میں شکست کے عذاب آئے جن سے وہ بھاگ نہ سکے۔

۱۔ یعنی کفار کے مذاق و طعن کا ابھی جواب نہ دو۔ آئندہ عملی جواب دینا جبکہ تمہارے ہاتھوں سے یا غیب سے ان پر عذاب آوے۔ یہ آیت گزشتہ آیت سے مکرر نہیں کہ وہاں فرمایا گیا کہ کفار پر ابھی جہاد نہ کرو۔ یہاں فرمایا گیا کہ ان کے مذاق کی پرواہ نہ کرو۔ مگر یہ آیت بھی جہاد کی آیت سے منسوخ ہے ۲۔ جو سبحان یا تسبیح کا ورد کرے' انشاء اللہ اس کے عیوب فنا ہو جائیں گے اور نیک اخلاق نصیب ہونگے۔ کیونکہ رب کے نام کا اثر ورد کرنے والے پر ہوتا ہے جیسے شافی کے ورد سے شفا اور غفور کے ورد سے مغفرت نصیب ہوتی ہے۔ سبحان کے معنی ہیں عیوب سے پاک ہونا ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انبیاء کرام کو علیہ السلام کہنا چاہئے جیسے موسیٰ علیہ السلام کسی اور بزرگ کے نام پر علیہ السلام نہ کہا جاوے جیسے امام حسین علیہ السلام۔ کیونکہ علیہ السلام نبیوں کے لئے ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور پر سلام بھیجنا یا نبی سلام علیک، یا السلام علیک ایھا النبی، جائز ہے' اس کا ماخذ یہ آیت ہے ۴۔ ہر بندے کو ہر حال میں' ہر طرح خدا کی حمد کرنی چاہئے۔ اور اپنا وعظ و کلام خدا کی حمد پر ختم کرنا چاہئے ۵۔ یہاں ذکر بمعنی چرچا و شہرت و ناموری ہے۔ قرآن کریم کی جتنی شہرت ہوئی اتنی کسی کی نہ ہوئی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو عزت اللہ رسول کے مقابلہ میں استعمال کی جاوے وہ عذاب ہے اور جو عزت ان کی غلامی و اطاعت سے ملے وہ دائمی ہے اور رحمت ہے۔ رب فرماتا ہے اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۷۔ اس لئے آپ کی فرمانبرداری نہیں کرتے اور قرآن پر ایمان نہیں لاتے ۸۔ یعنی بہت سی کافر قومیں نبی کے مقابل تکبر کیوجہ سے ہلاک ہوئیں ۹۔ کیونکہ عذاب دیکھ کر توبہ کرنا کام نہیں آتا۔ جیسے بے وقت بیج بونا پھل نہیں پیدا کرتا ۱۰۔ کیونکہ وہ کہتے تھے کہ انسان نبی نہیں ہو سکتا۔ نبوت فرشتے کو ملنی چاہئے۔ اگرچہ پتھروں کو خدا مان لیتے تھے ۱۱۔ شان نزول۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو کفار مکہ بہت گھبرائے۔ ولید بن مغیرہ پچیس سرداروں کو لیکر ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ آپ ہماری اور اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح کرادیں۔ ابو طالب نے حضور کو بلا کر فرمایا کہ آپ انکے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں' یہ لوگ آپ کی مخالفت سے باز آجاویں گے۔ حضور نے فرمایا یہ لوگ کلمہ پڑھ لیں تو عرب و عجم کے مالک ہو جائیں گے۔ یہ سنکر سب کفار یہ کہتے ہوئے چلدیئے کہ حضور نے بہت خداؤں کو ایک کردیا۔ اتنی مخلوق کے لئے ایک خدا کافی نہیں۔ اس موقعہ پر یہ آیت اتری (خزائن و روح) ۱۲۔ ابوطالب کی مجلس سے یہ کہتے ہوئے چلے۔ ۱۳۔ یعنی اگرچہ تم دلائل میں حضور سے عاجز آگئے اور تم سے ان کی بات کا کوئی جواب نہ بنا مگر بے دلیل' اناپ شناپ بتوں کو پوجتے جاؤ۔ یہ کفار کا اپنی کھلی شکست کا اقرار ہے ۱۴۔ اس جملہ کی بہت تفسیریں ہیں۔ بہتر تفسیر وہ ہے جو حضرت مترجم رحمتہ اللہ علیہ نے اشارۃً فرمائی۔ یعنی حضور جو تبلیغ اسلام میں اتنی محنت فرماتے ہیں' معلوم ہوتا ہے کہ اس میں حضور کی کوئی دنیاوی غرض اور لالچ ہے۔

فِى الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ اَءُنْزِلَ

دین نصرانیت میں بھی نہ سنی ۱ یہ تو نری نئی گڑھت ہے ۲ کیا ان

عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِىْ ۚ

پر قرآن اتارا گیا ہم سب میں سے ۳ بلکہ وہ شک میں ہیں میری کتاب سے ۴

بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ

بلکہ ابھی میری مار نہیں چکھی ہے ۵ کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کے خزانچی

رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۝ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ

ہیں ۶ وہ عزت والا بہت عطا فرمانے والا ہے کیا ان کے لئے ہے سلطنت آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ فَلْيَرْتَقُوْا فِى الْاَسْبَابِ ۝

اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے تو رسیاں لٹکا کر چڑھ نہ جائیں ۷

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ

یہ ایک ذلیل لشکر ہے انہیں لشکروں میں سے جو وہیں بھگا دیا جائے گا ۸ ان سے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۝

پہلے جھٹلا چکے ہیں نوح کی قوم ۹ اور عاد ۱۰ اور چومیخا کرنے والا فرعون ۱۱

وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ۝

اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن والے ۱۲ یہ ہیں وہ گروہ ۱۳

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ۝ وَمَا

ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے رسولوں کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب لازم ہوا ۱۴

يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝

اور یہ راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی ۱۵ جسے کوئی پھیر نہیں سکتا

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝

اور بولے اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہمیں جلد دے دے حساب کے دن سے پہلے ۱۶

ا۔ کیونکہ نصرانی اہل کتاب ہونے کے باوجود تین خدا مانتے ہیں باپ' بیٹا' روح القدس۔ اگر توحید اچھی چیز تھی تو اہل کتاب اسکے قائل کیوں نہ ہوئے ۲۔ جس کا ثبوت پچھلی آسمانی کتابوں میں بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ شیطان بہت طرح بہکاتا ہے ۳۔ یہ کفار مکہ کا حضور پر حسد ہے کہ ہم اتنے مال والے جتھے والے تھے۔ ہم کو کیوں نبوت نہ ملی۔ خیال رہے کہ نبوت کا حضور کو ملنا حضور کی حقانیت کی اعلیٰ درجہ کی دلیل ہے۔ اگر کسی مالدار کو نبوت دی جاتی تو کوئی کہہ سکتا تھا کہ اسلام کا اتنا بولا بالا مالی طاقت سے ہوا۔ اب اسلام کی یہ اشاعت محض حقانیت کے زور سے ہوئی نہ کہ دنیاوی سبب سے ۴۔ کہ کبھی قرآن کریم کو شعر کہتے ہیں' کبھی جادو' کبھی جھوٹ' کبھی حضور کا گھڑا ہوا کلام غرض انہیں اپنی بکواس پر خود یقین نہیں ۵۔ اگر عذاب دیکھ لیتے تو نہ حسد رہتا نہ کوئی شک' فرعون کی طرح ایمان لانے پر مجبور ہوتے۔ معلوم ہوا کہ زیادہ آرام و راحت بھی بندہ کو سرکش کر دیتی ہے ۶۔ تاکہ وہ جسے چاہیں اسے نبوت ملے۔ نبوت تو خاص میرا عطیہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کسبی چیز نہیں محض وہبی ہے۔ ولایت کبھی محض وہبی ہوتی ہے کبھی کسبی حضرت مریم کی ولایت وہبی تھی دوسروں کی ولایت کسبی۔ رب فرماتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ایمان و تقویٰ ذریعہ ولایت ہے ۷۔ مقصد یہ ہے کہ کبھی دنیا کی نعمتیں خلاف اسباب عطا ہوتی ہیں۔ جاہل مالدار ہوتے ہیں۔ عاقل خوار تو نبوت کس طرح اسباب پر مبنی ہو سکتی ہے ۸۔ یعنی یہ آپکے دشمن بٹا ہوا لشکر ہیں۔ آپ سے پہلے نبیوں کے مقابل ایسے ہی گروہ آئے۔ ۹۔ جنہیں نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی۔ مگر قوم باز نہ آئی ۱۰۔ جنہیں ہود علیہ السلام نے عرصہ تک تبلیغ فرمائی ۱۱۔ کہ فرعون جب کسی پر ناراض ہوتا تو اس کے چاروں ہاتھ پاؤں میخوں سے بندھوا کر کوڑے لگواتا تھا۔ یا اسی طرح دھوپ میں چھوڑ دیتا تھا کہ وہ سوکھ کر ہلاک ہو جاتا۔ حضرت آسیہ کو اس مردود نے چومیخا ہی کیا (روح) ۱۲۔ شعیب علیہ السلام کی قوم جو جھاڑیوں میں یا ایکہ بستی میں رہتی تھی ۱۳۔ جو پیغمبروں کے مقابل آئے اور ہلاک ہوئے۔ معلوم ہوا کہ مادہ روح کے مقابل نہیں ٹھہرتا جیسے اندھیرا اجالے کے مقابل ۱۴۔ معلوم ہوا کہ بغیر نبی کے جھٹلائے عذاب کبھی نہیں آسکتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۱۵۔ صور کا پہلا نفخہ جب کہ سب ہلاک ہو جائیں گے ۱۶۔ شان نزول۔ نضر بن حارث بطور تمسخر کہا کرتا تھا کہ عذاب جلد لایئے اس کے متعلق یہ آیت ہے۔

ع ۱

۱۔ حکم جہاد آنے تک ان کی بکواس کا کوئی جواب نہ دو۔ کفار کے مقابل صبر کی تمام آیات جہاد کے حکم سے منسوخ ہیں ۲۔ جنہیں رب تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عبادت کی توفیق بخشی تھی آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ رات کو دو حصہ میں عبادت کرتے' درمیانی ایک حصہ میں آرام فرماتے تھے۔ (خزائن العرفان) یہاں رب تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی عبادت پھر ان کی خطا' پھر اس سے توبہ کا ذکر فرمایا ۳۔ ہر حال میں اپنے رب کیطرف ۴۔ اس طرح کہ آپ کے حکم سے چلتے تھے۔ جیسے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا (روح) ۵۔ آپ کے ساتھ پہاڑ اس طرح تسبیح کرتے تھے کہ آپ بھی سنتے تھے۔ یہ آپ کا دوسرا معجزہ ہے ۶۔

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا

تم ان کی باتوں پر صبر کرو ۱ اور ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو یاد

الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ

کرو ۲ بیشک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے ۳ بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ

يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ

مسخر فرما دیئے ۴ کہ تسبیح کرتے ۵ شام کو اور سورج چمکتے ۶ اور پرندے جمع کئے ہوئے

كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ

سب اس کے فرمانبردار تھے ۸ اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا ۹ اور اسے حکمت

وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ

اور قول فیصل دیا ۱۰ اور کیا تمہیں اس دعوے والوں کی بھی خبر آئی ۱۱

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ

جب وہ دیوار کود کر داؤد کی مسجد میں آئے ۱۲ جب وہ داؤد پر داخل ہوئے

فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى

تو وہ ان سے گھبرا گیا ۱۳ انہوں نے عرض کی ڈریئے نہیں ۱۴ ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے

بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ

دوسرے پر زیادتی کی ہے ۱۵ تو ہم میں سچا فیصلہ فرما دیجئے اور خلاف حق نہ کیجئے ۱۶

وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ ۟ لَهٗ

اور ہمیں سیدھی راہ بتائیے بے شک یہ میرا بھائی ہے ۱۷ اس کے

تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۟

پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی

فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ

اب یہ کہتا ہے وہ بھی مجھے حوالے کر دے ۱۸ اور بات میں مجھ پر زور ڈالتا ہے داؤد نے فرمایا

وقف لازم

معلوم ہوا کہ اگرچہ ہر وقت رب کی تسبیح و تحمید کرنی چاہئے لیکن صبح و شام بالخصوص ضرور کرنی چاہئے۔ اسی لئے نماز فجر و عصر کی پابندی ضروری ہے ۷۔ کہ آپ کی تسبیح کے وقت پرندے بھی آپ کے گرد جمع ہو کر اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے اور آپ کی خوش الحانی پر وجد کرتے تھے۔ خوش آوازی بھی آپ کا معجزہ تھا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے ساتھ عبادت کرنا بہت بہتر ہے اور نبی کی حکومت بے عقل و بے جان چیزوں پر بھی ہوتی ہے ۸۔ پہاڑ اور پرندے سب آپ کے مطیع تھے خیال رہے کہ حضرت داؤد کی سلطنت پہاڑوں اور پرندوں پر تھی۔ مگر ہمارے حضور کی نبوت و رسالت ساری مخلوق پر ہے۔ یہ شان ہی اور ہے ۹۔ اس طرح کہ جیسی آپ کی سلطنت مضبوط ہوئی ویسی کسی کی نہ ہوئی۔ چالیس ہزار زرہ بند سپاہی آپ کے محل کا پہرہ دیتے تھے (روح) ۱۰۔ حکمت سے مراد فقہ اور قول فیصل سے مراد حکومت و قضا کا علم ہے ۱۱۔ دو فرشتے جو انسانی شکل میں مدعی و مدعی علیہ بن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں خصم فرمانا ظاہری صورت کے لحاظ سے ہے ۱۲۔ جہاں داؤد علیہ السلام عبادت کرتے تھے اور وہیں بیٹھ کر لوگوں کے فیصلے فرماتے تھے۔ معلوم ہوا کہ قاضی مسجد میں بیٹھ کر قضا کا کام کر سکتا ہے ۱۳۔ کیونکہ دروازہ بند تھا اور یہ دونوں اندر پہنچ گئے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ آپ کا خوف رب سے تھا۔ فرشتوں کی وجہ سے آپ سمجھ گئے تھے کہ ان کی آمد سے مجھے عتاب فرمانا مقصود ہے (روح) ۱۴۔ کیونکہ آپ تو لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ والوں میں سے ہیں۔ آپ کی برکت سے دوسروں کے ڈر دور ہوتے ہیں۔ آپ خود کیوں ڈریں۔ ۱۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ فتویٰ حاصل کرنے کے لئے فرضی شکل بنانا جھوٹ نہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی دوسرے یہ کہ نبی کی عظمت رب تعالیٰ اور ملائکہ بھی کرتے ہیں کہ حضرت داؤد کو اس طرح متوجہ کیا گیا۔ جو ان کے کسی فعل شریف پر اعتراض یا زبان طعن دراز کرے' بے ادب ہے

۱۶۔ یعنی بغیر کسی کی رو رعایت فرمائے' جو حق ہے وہ فرما دیجئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ پوچھنے والا مفتی سے اور مقدمہ والا حاکم سے ایسے الفاظ کہہ سکتا ہے۔ اس میں حاکم کی توہین نہیں ۱۷۔ یعنی دینی بھائی ہے' یا فرضی بھائی۔ فرض کیجئے کہ یہ میرا بھائی ہے' جیسے کہا جاتا ہے' کہ زید نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ اسے منطق والے تخیل کہتے ہیں۔ یہ تصور کی قسم ہے۔ تصدیق نہیں۔ نہ یہ جملہ خبریہ ہے۔ لہٰذا اس میں صدق و کذب کا احتمال نہیں ۱۸۔ واقعہ یہ تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں' اور آپ نے ایک عورت کو اور بھی نکاح کا پیغام دیا جس کو ایک اور شخص پیغام دے چکا تھا۔ اس عورت نے آپ سے نکاح کر لیا۔ بعض نے فرمایا کہ وہ عورت دوسرے کے نکاح میں تھی۔ آپ نے اس سے طلاق حاصل کر کے اس عورت سے نکاح کر لیا جیسا کہ اس زمانہ میں عام رواج تھا چونکہ شان نبوت

لَقَدۡ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعۡجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ

بے شک یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے کہ تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بیشک

كَثِيۡرًا مِّنَ الۡخُلَطَآءِ لَيَبۡغِىۡ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ

اکثر ساجھے والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں لہ

اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيۡلٌ مَّا هُمۡ ؕ

مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور وہ بہت تھوڑے ہیں ٹہ

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسۡتَغۡفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا

اب داؤد سمجھا کہ ہم نے یہ اس کی جانچ کی تھی تہ تو اپنے رب سے معافی مانگی اور

وَّاَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرۡنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنۡدَنَا لَزُلۡفٰى

سجدے میں گر پڑا ٹہ اور رجوع لایا۔ تو ہم نے اسے یہ معاف فرمایا ٹہ اور بے شک اس کے لئے ہماری

وَحُسۡنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰكَ خَلِيۡفَةً فِى

بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے تہ اے داؤد بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب

الۡاَرۡضِ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الۡهَوٰى

کیا ٹہ تو لوگوں میں سچا حکم کر ٹہ اور خواہش کے پیچھے نہ جانا ٹہ

فَيُضِلَّكَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَضِلُّوۡنَ عَنۡ

کہ تجھے اللہ کی راہ سے بہکا دے گی ٹلہ بے شک وہ جو اللہ کی راہ سے

سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌۢ بِمَا نَسُوۡا يَوۡمَ

بہکتے ہیں ٹلہ ان کے لئے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن

الۡحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقۡنَا السَّمَآءَ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا

کو بھول بیٹھے ٹلہ اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے کار

بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ۚ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

نہ بنائے ٹلہ یہ کافروں کا گمان ہے ٹلہ کافروں کی خرابی ہے

(بقیہ صفحہ ۷۲۴) بہت بلند ہے۔ اس لئے رب تعالیٰ نے آپ کو اس طرف متوجہ فرمایا۔ سبحان اللہ (خزائن العرفان) اس عورت کا نام مشاوع بنت شائع تھا اس کے خاوند کا نام اوریا ابن حنانا تھا (روح)

ا۔ اسے زیادتی فرمایا' ظلم نہ فرمایا۔ کیونکہ کسی کو کسی چیز کی فروخت کی رغبت دینی ظلم نہیں' زیادتی سے مراد خلاف مستحب ہے ۲۔ چونکہ یہ فتویٰ تھا فیصلہ نہ تھا اس لئے آپ نے دوسرے شخص کا بیان نہ لیا جیسے حضور سے ہندہ زوجہ ابو سفیان نے اپنے خاوند کی شکایت کی کہ وہ مجھکو خرچہ نہیں دیتے تو فرمایا کہ ان کی جیب سے نکال لیا کرو حالانکہ ابو سفیان غائب تھے۔ صرف ایک کے بیان پر فتویٰ دینا جائز ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بزرگوں سے کچھ لغزش ہو جائے تو ان پر زبان طعن دراز نہ کرے' بلکہ سائل کیطرح سوال کرے ان کا پورا احترام کرے (خزائن) ۴۔ آپ کا یہ سجدہ توبہ کا تھا ہم اس جگہ شکر کا سجدہ کریں کہ آپ کی توبہ قبول ہوئی ۵۔ مغفرت لغزش سے تھی نہ کہ گناہ سے۔ انبیاء کرام گناہ سے محفوظ ہوتے ہیں ۶۔ دنیا و آخرت میں، معلوم ہوا کہ مقبولوں سے اگر کوئی لغزش ہو جائے' تو اس سے ان کے مراتب و درجات میں کمی نہیں ہوتی۔ آدم علیہ السلام گندم کھانے پر بھی خلیفۃ اللہ تھے' بلکہ یہ لغزش ان کی خلافت الہیہ کے ظہور کا ذریعہ بنی ۷۔ اپنا نائب بنایا کہ نبوت کے ساتھ سلطنت عامہ بھی بخشی ۸۔ فریقین کے بیانات سنکر فیصلہ کیا کرنا۔ محض اپنے علم پر نہ کرنا۔ کیونکہ قاضی کا فیصلہ گواہی و قسم وغیرہ پر ہونا یہ ہی فیصلہ بالحق ہے۔ رب تعالیٰ قیامت میں محض اپنے علم پر فیصلہ صادر نہ فرمائے گا بلکہ گواہی' شہادت' تحریر وغیرہ پر۔ اسلئے حضور انور نے حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت پر نزول آیات کے بعد فیصلہ فرمایا ورنہ حضور کو حضرت عائشہ کی پاکدامنی پر یقین کامل تھا ۹۔ ہویٰ سے مراد لوگوں کی خواہشات نفسانیہ ہیں نہ کہ اپنی نفسی خواہش' کیونکہ ان بزرگوں کی نفسی خواہش رب کی رضا میں فنا ہو چکی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى اور فرماتا ہے۔ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىۡ ۱۰۔ کیونکہ نفسانی خواہش کی پیروی دلائل فریقین میں نظر نہیں کرنے دیتی۔ لہذا حاکم کو چاہیئے کہ فیصلہ کے وقت مخلوق کی الفت سے دل خالی کرے۔ محض رب کو راضی کرنے کے لئے فیصلہ کرے۔ ۱۱۔ عقائد میں یا اعمال میں یا مقدمات کے فیصلہ میں ۱۲۔ اگر وہ قیامت کو یاد رکھتے تو غلط عقیدے یا غلط اعمال اختیار نہ کرتے' یا لوگوں سے رشوت لے کر ناجائز فیصلے نہ کرتے ۱۳۔ بلکہ ان میں صدہا حکمتیں ہیں۔ کفار اور کفر' شیطان و طغیان بری چیزیں ہیں۔ مگر ان کا پیدا فرمانا برا نہیں اس پیدائش میں ہزارہا حکمتیں ہیں وما بینھما میں سب چیزیں داخل ہیں ۱۴۔ جس چیز کا حساب و کتاب ہی نہ ہو' وہ عبث ہی ہوتی ہے لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

السجدۃ ۱۰

ع ۱۱/۲

ا۔ شان نزول۔ کفار قریش مسلمانوں سے کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی تو جو نعمتیں تمہیں ملیں گی' وہ ہمیں بھی ملیں گی۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ اتری ۲۔ ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ یہ تو کوئی عقلمند بادشاہ بھی نہیں کرتا کہ مجرم اور فرمانبردار کو یکساں کر دے۔ احکم الحاکمین کی تو بڑی شان ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ متقی و فاسق برابر نہیں تو نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ فرق مراتب ضروری ہے۔ تمام عالم کے علماء' اولیاء' صحابی کے قدم کے برابر نہیں ۴۔ خیال رہے کہ غیبی خیر کو برکت کہتے ہیں اور جس میں یہ غیبی خیر ہو وہ مبارک ہے۔ قرآن شریف بھی مبارک اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ و سلم بھی مبارک عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا وجعلنی مبارکا

مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

آگ سے کیا ہم انہیں جو ایمان لائے [۱] اور اچھے کام کئے

كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾

ان جیسا کر دیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں [۲] یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کی برابر ٹھہرا دیں

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا

[۳] یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی [۴] تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور

الْاَلْبَابِ ﴿٢٩﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ

عقلمند نصیحت مانیں [۵] اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا [۶] کیا اچھا بندہ بے شک وہ بہت

اَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾

رجوع لانے والا [۷] جب کہ اس پر پیش کئے گئے تیسرے پہر کو [۸] کہ روکئے تو تین پاؤں پر

فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّىْ ۚ حَتّٰى

کھڑے ہوں چوتھے سم کا کنارہ زمین پر ٹکائے ہوئے اور چلائیے تو ہوا ہو جائیں تو سلیمان نے کہا مجھے

تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ

ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے [۹] اپنے رب کی یاد کے لئے [۱۰] پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک

وَالْاَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ

کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے [۱۱] پھر حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ [۱۲] تو ان کی پنڈلیوں

جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿٣٤﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَهَبْ لِىْ مُلْكًا

اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا [۱۳] اور بیشک ہم نے سلیمان کو جانچا [۱۴] اور اس کے تخت پر ایک بے جان بدن

لَّا يَنْۢبَغِىْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٣٥﴾

ڈال دیا پھر رجوع لایا عرض کی اے میرے رب مجھے بخش دے [۱۶] اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَاۗءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿٣٦﴾

کسی کو لائق نہ ہو [۱۷] بیشک تو ہی ہے بڑے دین والا [۱۸] تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس

مقبولین الٰہی میں دین و دنیا کی غیبی خیر ہوتی ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی آیتوں کو سوچنا اور سوچ کر نصیحت حاصل کرنا' اس میں تدبر کر کے دینی احکام نکالنا ہر ایک کا کام نہیں۔ صرف ان کا کام ہے جو دینی عقل رکھتے ہیں یعنی علماء خصوصاً" مجتہدین۔ عوام کو چاہیے کہ علماء سے مسائل سیکھیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ صالح بیٹا رب کی خاص رحمت ہے کیونکہ داؤد علیہ السلام کے اور بھی بیٹے تھے مگر صرف سلیمان کے عطا فرمانے کا ذکر فرمایا کیونکہ آپ نبی تھے اور حضرت داؤد کے علم کے وارث۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک اولاد خاص عطاءِ رب ہے کسی عمل کا عوض نہیں۔ اس لئے وَوَهَبْنَا فرمایا۔ رب فرماتا ہے يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا (روح) ۷۔ یعنی ہر حال میں خدا کو یاد کرنے والا۔ داؤد علیہ السلام کی عمر شریف سو برس ہوئی۔ آپ کی وفات اچانک ہوئی۔ بوقت وصال آپ سجدے میں تھے۔ ایسے مبارک درخت کے پھل بھی مبارک ہونے چاہئیں۔ معلوم ہوا کہ اچانک موت مقبولین کے لئے رحمت ہے جو ہر وقت تیار رہتے ہیں غافلوں کے لئے زحمت کہ وہ آخرت کی تیاری نہیں کرتے ۸۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بعد نماز ظہر ایک ہزار گھوڑے پیش کئے گئے جو جہاد کے لئے تھے بہت ہی اعلیٰ قسم کے اور قیمتی تھے ۹۔ کیونکہ یہ گھوڑے جہاد کا ذریعہ ہیں اور جہاد عبادت ہے تو اس کے اسباب بھی محبوب ۱۰۔ یعنی ان گھوڑوں سے محبت دنیاوی وجہ سے نہیں محض اللہ کے لئے ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ گھوڑوں کی دیکھ بھال میں نماز سے غافل ہو گئے' جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا۔ یہ شان نبوت کے خلاف ہے ۱۱۔ چھپ جانے والے گھوڑے تھے نہ کہ سورج کیونکہ یہاں سورج کا ذکر بالکل نہیں ہوا۔ یعنی آپ نے گھوڑوں کی دوڑ دیکھنے کے لئے انہیں اتنا دوڑانے کا حکم دیا کہ نگاہ سے اوجھل ہو گئے ۱۲۔ یعنی بس دیکھ لیا۔ واپس لے آؤ ۱۳۔ پیار و محبت سے گھوڑوں پر ہاتھ پھیرا' یا گھوڑوں کے عیب و خوبیاں معلوم کرنے کو' نہ کہ انہیں ذبح فرمایا جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا۔ کیونکہ گھوڑے بے قصور تھے۔ نیز اس میں مال برباد کرنا اور آلات جہاد کو ختم کرنا ہے یہ بھی نبوت کی شان کے خلاف ہے۔ (روح و فتوحات) معلوم ہوا کہ گھوڑا اشرف جانور ہے اور جہاد کے لئے اس سے محبت کرنی سنت انبیاء ہے ۱۴۔ اس طرح کہ انہیں ایک اہم موقعہ پر انشاء اللہ کہنا یاد نہ رہا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی خطائیں بھی رب کی طرف سے بلندی درجات کا ذریعہ ہوتی ہیں ۱۵۔ حضرت سلیمان کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں باندیاں تھیں (روح وغیرہ) آپ نے ایک دن فرمایا کہ آج میں نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ہر ایک حاملہ ہو کر لڑکا جنے گی جن میں سے ہر ایک مجاہد غازی ہو گا۔ مگر رب کی شان کہ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ کوئی بیوی حاملہ نہ ہوئی۔ صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی اس سے بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ حضور فرماتے ہیں کہ اگر انشاء اللہ کہہ لیتے تو سب

(بقیہ صفحہ ۷۲۶) بیویوں سے لڑکے ہی پیدا ہوتے۔ جو راہ خدا میں جہاد کرتے یہاں جسد سے مراد ناقص اور بے جان بچہ ہی ہے۔ اس سے چند مسئلے ہوئے۔ ایک یہ کہ نبی کو رب تعالیٰ بہت زیادہ قوت مردمی بخشتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرات پورے عدل و انصاف پر قادر ہوتے ہیں۔ ۱۶۔ اور انشاء اللہ نہ کہنے کی معافی دے دے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مستحب کام کے بھول جانے پر بھی معافی کے خواستگار ہوتے ہیں ۱۷۔ یعنی سلطنت عامہ کی مصیبت سوا میرے کسی نبی کو نہ دینا۔ اسی لئے لا ینبغی فرمایا۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہ مملکت میرے لئے معجزہ ہو اور معجزہ خاص ہوتا ہے۔ ۱۸۔ معلوم ہوا کہ دعا کے ساتھ حمد الٰہی ضرور کرنی چاہیے اور جیسی دعا کرے ویسی ہی حمد الٰہی کرے۔ وہاب سے مراد سلطنت اور حکومت کی لیاقت علم و کمال بخشنے والا ہے۔

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ

کے حکم سے نرم نرم چلتی ۱ جہاں وہ چاہتا ۲ اور دیو بس میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور ۳ اور

فِى الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ

دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ۴ یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ ۵

حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

تجھ پر کچھ حساب نہیں ۶ اور بیشک اس کے لئے ہماری بارگاہ میں ضرور قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے ۷

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ

اور یاد کرو ہمارے بندہ ایوب کو ۸ جب اس نے اپنے رب کو پکارا ۹ کہ مجھے شیطان نے تکلیف

بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ

اور ایذا لگا دی ۱۰ ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار ۱۱ یہ ہے ٹھنڈا چشمہ

بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ

نہانے اور پینے کو ۱۲ اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے برابر اور عطا فرما دیئے

رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ

اپنی رحمت کرنے کو ۱۳ اور عقلمندوں کی نصیحت کو اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک

ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ

جھاڑو لے کر اس سے مار دے ۱۴ اور قسم نہ توڑ ۱۵ بے شک ہم نے اسے صابر پایا

نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ

کیا اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق

وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ

اور یعقوب قدرت اور علم والوں کو ۱۶ بے شک ہم نے انہیں ایک کھری

بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ

بات سے امتیاز بخشا کہ وہ اس گھر کی یاد ہے ۱۷ اور بیشک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے

ع ۳ ۱۲ (وقف لازم)

ا۔ یعنی آپ کا حکم ہوا پر بھی جاری تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ ہمارے حضور کے حکم سے بارش برسی ۲۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کا عالم پر راج ہے کہ وہ بعطاء الٰہی جو چاہتے ہیں' وہ ہوتا ہے۔ یہ چیزیں مخلوق رب کی ہیں' مملوک ان کی۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں کہ اللہ کے شہر میرا ملک ہیں ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنات میں کاریگر اور اعلیٰ درجہ کے دستکار ہیں۔ دوسرے یہ کہ جنات کی پہنچ سمندر کی تہ تک ہے۔ تیسرے یہ کہ ناری طاقت سے نوری طاقت زیادہ ہے۔ کہ حضرت سلیمان کے بس میں سرکش جنات کر دیئے گئے۔ ۴۔ یعنی فسادی و سرکش جنات کو حضرت سلیمان نے بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دیا' اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ جنات آگ یا ہوا کی طرح ہماری گرفت میں نہیں آسکتے مگر بزرگان کی گرفت سے چھوٹ نہیں سکتے۔ حضور کے صحابی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے شیطان کو پکڑ لیا۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کو رب دیتا ہے اور وہ حضرات رب کے حکم سے مخلوق میں تقسیم فرماتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اس تقسیم میں مختار اور ماذون مطلق ہوتے ہیں' حضور فرماتے ہیں کہ اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں' رب فرماتا ہے اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۶۔ معلوم ہوا کہ آپ ان مقبول بندوں میں سے تھے جن پر کسی قسم کا حساب نہیں جو چاہیں جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ جس کو جتنا چاہیں جب چاہیں دیں یا نہ دیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ پر زکوٰۃ فرض نہ تھی' کسی پیغمبر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمانا وَاَوْصٰنِىْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ میں زکوٰۃ سے مراد طہارت نفس ہے ۷۔ یعنی حضرت سلیمان کی بارگاہ الٰہی میں عزت اور ان کے لئے آخرت کی نعمتیں اس دنیاوی ملک سے کہیں زیادہ ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بارگاہ الٰہی میں بڑے عزت و وجاہت والے ہوتے ہیں ۸۔ آپ کا نام شریف ایوب ابن آموص بن رازح بن روم بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام ہے آپ کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی زوجہ حضرت رحمت بنت افراشیم بن یوسف علیہ السلام ہیں۔ افراشیم یوسف علیہ السلام کے فرزند حضرت زلیخا کے بطن شریف سے ہیں (روح وغیرہ) آپ کی عمر شریف ترانوے سال ہوئی' آپ پر صرف تین آدمی ایمان لائے (روح) ۹۔ یعنی سخت بیماری کے سات سال بعد بیماری کی تفصیل سورت انبیاء میں گزر چکی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ شیطان میں بیمار کر دینے کی قوت ہے جیسے بعض کھانوں میں بیمار کر دینے کی تاثیر ہے لہٰذا اللہ کے مقبول بندوں میں بعطاء الٰہی شفا دے دینے کی بھی طاقت ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اندھے کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں' رب کے حکم سے' ان کی طاقت ناری مخلوق کی طاقتوں سے زیادہ ہے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں

(بقیہ صفحہ ۷۲۷) کے پاؤں کا دھون بھی شفا ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے وسیلہ شفا بنایا گیا۔ ۱۲۔ اطباء کہتے ہیں کہ اب بھی خارش میں ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا مفید ہے جو اس آیت سے ثابت ہے ۱۳۔ اس طرح کہ ان کی زوجہ رحمت کو دوبارہ جوانی بخشی اور آپ کی فوت شدہ اولاد کو دوبارہ زندہ فرمایا اور اتنی ہی اولاد اور بھی دی۔ یہ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ سے معلوم ہوا ۱۴۔ بیماری کے زمانہ میں حضرت رحمت آپ کی زوجہ ایک بار دیر میں حاضر خدمت ہوئیں۔ تو آپ نے قسم کھائی کہ میں تندرست ہو کر تمہیں سو کوڑے ماروں گا۔ صحت یاب ہونے پر رب تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انہیں جھاڑو مارو جس میں سو تیلیاں ہوں کیونکہ اس زمانہ میں قسم کا کفارہ نہ تھا۔

الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ

پسندیدہ ہیں ۱؎ اور یاد کرو اسماعیل اور یسع ۲؎ اور ذوالکفل کو ۳؎ اور سب

مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾

اچھے ہیں یہ نصیحت ہے ۴؎ اور بے شک پرہیزگاروں کا ٹھکانہ بھلا

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا

بسنے کے باغ ان کے لئے سب دروازے کھلے ہوئے ۵؎ ان میں تکیہ لگائے ۶؎

يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ

ان میں بہت سے میوے اور شراب مانگتے ہیں ۷؎ اور ان کے پاس وہ

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ

بیبیاں ہیں ۸؎ کہ اپنے شوہر کے سوا اور کی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں ۹؎ ایک عمر کی ۱۰؎ یہ ہے

الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ

وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے حساب کے دن بے شک یہ ہمارا رزق ہے کہ کبھی ختم نہ ہوگا ۱۱؎ ان

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ

کو تو یہ ہے ۱۲؎ اور بے شک سرکشوں کا برا ٹھکانہ ۱۳؎ جہنم کہ اس میں جائیں گے تو کیا ہی برا

الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ

بچھونا ان کو یہ ہے تو اسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ ۱۴؎ اور اسی شکل کے اور

مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ ؕ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا

جوڑے ۱۵؎ ان سے کہا جائے گا یہ ایک اور فوج تمہارے ساتھ دھنسی پڑتی ہے جو تمہاری تھی ۱۶؎ وہ

بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ

کہیں گے ان کو کھلی جگہ نہ ملیو آگ میں تو ان کو جانا ہی ہے وہاں بھی تنگ جگہ میں رہیں تابع

اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ

بولے بلکہ تمہیں کھلی جگہ نہ ملیو ۱۷؎ یہ مصیبت تم ہمارے آگے لائے ۱۸؎ تو کیا ہی برا ٹھکانا وہ بولے اے ہمارے

الثلثة

کفارہ قسم ہمارے اسلام میں ہی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۱۵۔ کیونکہ اس وقت قسم کا کفارہ تھا یا پورا کرنا یا توڑنا۔ ۱۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ نے مقبولوں کو اپنی قدرت اور اپنا علم بخشا ہے۔ جس سے وہ عالم کی خبر رکھتے ہیں، اور عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں ملاحظہ کرو۔ ۱۷۔ اس طرح کہ ان کے دل دنیا سے بے نیاز ہیں اور آخرت کی یاد اور اللہ کے ذکر سے معمور ہیں۔ معلوم ہوا کہ ذکر اللہ اور آخرت کی فکر بڑی نعمت ہے جسے مل جائے۔

۱۔ اس طرح کہ وہ خالص ہمارے ہیں اور ہم ان کے، جو ہم سے ملنا چاہے وہ ان کی معرفت ملے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے کل قول و فعل رب کے پسندیدہ ہیں، اس لئے پیغمبر کے کسی کام پر طعنہ کرنا کفر ہے ۲۔ آپ کا نام یسع ابن اخطوب ہے، آپ الیاس علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ پھر نبی بنائے گئے (روح) ۳۔ ذوالکفل حضرت یسع کے چچا زاد بھائی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نبی ہیں، شام میں آپ کا قیام تھا (روح) ۴۔ یعنی اللہ کے بندوں کا ذکر اللہ کا ذکر ہے جبکہ عظمت کے ساتھ ہو اور اس ذکر سے ہزاروں نصیحتیں حاصل ہوتی ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ ان مقبولوں کے ذکر سے دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے رب فرماتا ہے۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ بلکہ حضور سے پتھر، کنکروں کو بھی چین ہوتا ہے ۵۔ دنیا میں ایمان و تقویٰ کے دروازے ان کے لئے کھلے ہیں۔ وصال کے وقت اور قبروں میں جنت کی کھڑکیاں ہوا کے لئے کھلی ہیں اور آخرت میں جنت کے دروازے داخلہ کے لئے کھلے ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ انہیں کھلوانے کا انتظار نہ کرنا پڑے گا ۶۔ اپنے جڑاؤ زر نگار تختوں پر، یعنی انہیں کچھ کام نہ ہو گا۔ صرف آرام ہو گا۔ کام تو دنیا میں کر چکے ۷۔ اپنے خدام غلمانوں سے یعنی انہیں خود اٹھ کر کوئی چیز لانی نہ پڑے گی۔ خدام حاضر کریں گے۔ شراب سے مراد یا تو پینے کی چیزیں ہیں جیسے دودھ، پانی، شہد یا شراباً "طهورا" نہ کہ دنیا کی شراب ۸۔ خود اپنی دنیا کی وہ بیویاں جو ان کے نکاح میں فوت ہوئیں اور حوریں اور کفار و مشرکین کی مومنین جنتی بیویاں ۹۔ معلوم ہوا کہ پردہ اور شرم و حیا جنت میں بھی ہو گا اور متقی سے پردہ کرنا بھی لازم ہے کیونکہ جنت میں سب متقی ہوں گے مگر پردہ ان سے بھی ہو گا یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت بھی اجنبی کو نہ دیکھے یعنی مرد عورت کو اور عورت مرد کو نہ دیکھے۔ جنت کے مکانات پردہ کے لئے ہوں گے نہ کہ حفاظت کے لئے ۱۰۔ یعنی تمام بیویاں حسن میں اور عمر میں یکساں ہیں۔ بلکہ دنیا کی بیویاں حوروں سے زیادہ حسینہ ہوں گی۔ اور سب تیس سال کی۔ ہمیشہ یہی عمر رہے گی ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت کے میوے موسم کے پابند نہ ہوں گے۔ ہر میوہ ہر وقت بکثرت موجود رہے گا۔ نہ وہاں کے باغوں میں کبھی خزاں آوے، نہ پت جھڑ ہو۔ ۱۲۔ یعنی یہ جو کچھ ذکر ہوا مومن متقیوں کے لئے ہے، اب اس کے مقابل

(بقیہ صفحہ ۷۲۸) سنو ۱۳۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کے لئے دوزخ ٹھکانا نہیں اس کی منزل ہے۔ ٹھکانا صرف کافروں کا ہے ۱۴۔ یہ سب دوزخیوں کے جسموں' ان کے سڑے ہوئے زخموں اور نجاست کے مقامات سے بہے گی۔ سخت بدبودار' بدمزہ' یہ بھی ان کی خوراک ہوگی۔ اللہ کی پناہ ۱۵۔ یعنی ہر طرح کا عذاب جوڑے جوڑے ہوگا۔ کھانے کا عذاب پیپ اور تھوہر' پینے کا عذاب کھولتا پانی اور خون۔ ایسے ہی کاٹنے کے لئے سانپ اور بچھو' غرضیکہ ہر چیز میں جوڑے ہوں گے۔ ۱۶۔ کافروں کے سردار آگے آگے متبعین پیچھے پیچھے دوزخ میں داخل ہوں گے۔ ۱۷۔ غرضیکہ سردار تابعین کو اور تابعین سرداروں کو کوسیں گے یعنی طعن کریں گے۔ معلوم ہوا کہ آپس کی محبت و اتفاق جنت کی رحمت ہے' نا اتفاقی دوزخ کا عذاب۔ ۱۸۔ کہ تم نے ہم کو بہکا کر کافر بنایا اور تم ہم کو یہاں لائے۔

لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا

رب جو یہ مصیبت ہمارے آگے لایا اسے آگ میں دونا عذاب بڑھا ۱ اور بولے ہمیں کیا ہوا

نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِیًّا

ہم ان مردوں کو نہیں دیکھتے جنہیں برا سمجھتے تھے ۲ کیا ہم نے انہیں ہنسی بنا لیا ۳

اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ

یا آنکھیں ان کی طرف سے پھر گئیں ۴ بے شک یہ ضرور حق ہے دوزخیوں کا

اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ

باہم جھگڑا ۵ تم فرماؤ میں ڈر سنانے والا ہی ہوں ۶ اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا الْعَزِیْزُ

سب پر غالب ۷ مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ۸ صاحب عزت

الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾

بڑا بخشنے والا۔ تم فرماؤ وہ بڑی خبر ہے ۹ تم اس سے غفلت میں ہو

مَا كَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓی اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾

مجھے عالم بالا کی کیا خبر تھی ۱۰ جب وہ جھگڑتے تھے ۱۱

اِنْ یُّوْحٰٓی اِلَیَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ

مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر روشن ڈر سنانے والا ۱۲ جب تمہارے رب نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ

فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا ۱۳ پھر جب میں اسے ٹھیک بنا لوں

وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ

اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں ۱۴ تو تم اس کے لئے سجدے میں گرنا ۱۵ تو سب فرشتوں

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ

نے سجدہ کیا ایک ایک نے کہ کوئی باقی نہ رہا ۱۶ مگر ابلیس نے اس نے غرور کیا ۱۷

۱۔ یعنی متبعین کفار اپنے سرداروں کے متعلق بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے کہ مولا! یہ کافر بھی ہیں اور کافر گر بھی۔ ہم صرف کافر۔ لہٰذا انہیں ہم سے دوگنا عذاب دے۔ ۲۔ کفار آپس میں کہیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہاں دوزخ میں مسلمان نظر نہیں آتے جن کو ہم دنیا میں حقیر سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور دنیا کی باتیں بھی یاد کریں گے۔ ۳۔ یعنی ہم نے دنیا میں غلط طور پر ان کی ہنسی اڑائی تھی۔ وہ تو آج دوزخ میں نہ آئے' اچھے مقام پر پہنچے ۴۔ یعنی وہ ہیں تو یہاں دوزخ میں مگر ہمیں نظر نہیں آتے۔ یا دنیا میں ہماری آنکھیں انہیں صحیح طور پر دیکھ نہ سکیں۔ ہم ان کے مراتب پہچان نہ سکے۔ ۵۔ یعنی کفار کی یہ گفتگو اور ان کے جھگڑے ضرور ہوں گے۔ رب کی خبر میں غلطی کا احتمال نہیں ۶۔ کافروں کو صرف نذیر ہوں' مومنوں کو بشیر ہوں۔ ۷۔ جو کوئی' یا قہار روزانہ ایک ہزار بار پڑھ لیا کرے اس کے دل سے خلقت کا خوف دور ہو جائے گا ۸۔ چونکہ ہمارے سامنے صرف یہی عالم ہے اس لئے اسی کا ذکر فرمایا گیا' ورنہ وہ ہر ماسوی اللہ کا رب ہے۔ ۹۔ اللہ کا ایک ہونا یا میرا نبی ہونا' یا قیامت' جنت و دوزخ کا برحق ہونا عظیم الشان خبر ہے ۱۰۔ یعنی اگر میں صاحب وحی رسول نہ ہوتا تو مجھے عالم بالا کے ان واقعات کی خبر کیسے ہوتی جو انسانوں کی پیدائش سے پہلے ہو چکے ہیں۔ کیونکہ ان واقعات کا پتہ تاریخ اخبار وغیرہ کسی ذریعہ سے نہیں لگ سکتا۔ مگر ان واقعات کو جانتا ہوں۔ اور تمہیں بتاتا ہوں' ثابت ہوا کہ سچا نبی اور صاحب وحی ہوں ۱۱۔ عالم بالا سے مراد فرشتے ہیں' اور ان کے جھگڑنے سے مراد رب تعالیٰ سے یہ عرض کرنا ہے اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا! معلوم ہوا کہ محبوب بندے کا رب سے جھگڑنا برا نہیں بلکہ اس کا ناز ہے (روح) بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں فرشتوں کے جھگڑے سے مراد ان کا آپس میں جھگڑنا ہے انسانوں کے بعض نیک اعمال لے جانے کے متعلق' جیسے کہ حدیث پاک میں ہے کہ میں نے اپنے رب تبارک و تعالیٰ کو اپنی اچھی صورت میں دیکھا۔ رب نے مجھ سے پوچھا کہ اے محمد! فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ مولیٰ! تو علیم و خبیر ہے۔ رب تعالیٰ نے اپنا دست کرم میرے سینے پر رکھا' جس کا اثر میں نے اپنے دل میں پایا۔ اور آسمان و زمین کی تمام چیزیں میرے علم میں آ گئیں۔ پھر پوچھا کہ اب بتاؤ فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ کفارات میں۔ اور کفارات یہ ہیں مسجدوں میں نماز کے بعد کچھ ٹھہرنا۔ جماعت کی نماز کے لئے پیدل چلنا' سردی میں اچھی طرح وضو کرنا۔ ایسے شخص کی زندگی بھی اچھی موت بھی اچھی۔ اور وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو جاوے گا (دارمی' ترمذی' خزائن العرفان) ۱۲۔ مجھے یہ تمام وحی

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ

اور وہ تھا ہی کافروں میں لہ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لئے

تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ

سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ۲ کیا تجھے غرور آگیا یا تو تھا ہی مغروروں

الْعَالِيْنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ

میں سے ۳ بولا میں اس سے بہتر ہوں ۴ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے

مِنْ طِيْنٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٧٧﴾ ۚۖ وَّاِنَّ

پیدا کیا ۵ فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا گیا ۶ اور بے شک

عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ

تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک بولا اے میرے رب ایسا ہے تو مجھے مہلت دے

اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٨٠﴾ ۙ اِلٰى

اس دن تک کہ اٹھائے جائیں ۷ فرمایا تو تو مہلت والوں میں ہے اس جانے

يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٨١﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٢﴾ ۙ

ہوئے وقت کے دن تک ۸ بولا تو تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کو ۹ گمراہ کردوں گا ۱۰

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٨٣﴾ قَالَ فَالْحَقُّ ؗ وَالْحَقَّ

مگر جو ان میں ۱۱ تیرے چنے ہوئے بندے ہیں ۱۲ فرمایا تو سچ یہ ہے ۱۳ اور میں سچ ہی

اَقُوْلُ ﴿٨٤﴾ ۚ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٥﴾

فرماتا ہوں ۱۴ بے شک میں ضرور جہنم بھر دوں گا تجھ سے ۱۵ اور ان میں سے جتنے تیری پیروی

قُلْ مَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿٨٦﴾

کریں گے سب سے ۱۶ تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا ۱۷ اور میں بناوٹ والوں میں نہیں

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿٨٨﴾ ع

۱۸ وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لئے ۱۹ اور ضرور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر جانو گے ۲۰

(بقیہ صفحہ ۷۲۹) اس لئے ہوتی ہے کہ میں نبی نذیر بشیر ہوں۔ بغیر علم غیب نبوت کے کام انجام نہیں پاتے۔ یا مجھے صرف یہ وحی ہوئی کہ میں نبی ہوں۔ مرزا قادیانی کی طرح یہ وحی نہ آئی کہ خدا' خدا کا بیٹا یا خدا کی بیوی ہوں ۱۳۔ خود اپنے دست قدرت سے آدم علیہ السلام کا جسم شریف بناؤں گا۔ اسی لئے انہیں بشر فرمایا۔ یعنی اپنے ہاتھ کی صنعت (مباشرۃ بالید) ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آدم علیہ السلام کے جسم کی تیاری کچھ مدت کے بعد ہوئی۔ چالیس سال میں تکمیل ہوئی۔ پھر جسم شریف میں روح پھونکی گئی۔ دوسرے یہ کہ دم درود بزرگوں کی پھونک کی یہ آیت اصل ہے کہ فیض دینے کے لئے پھونکا جاتا ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ یہ سجدہ صرف آپ کے بدن کو نہ تھا بلکہ روح شریف کو تھا۔ مگر چونکہ بدن کو روح کی تجلی گاہ بنایا گیا تھا۔ اس لئے وہ بھی روح کے ساتھ مسجودلہ ہوا اور یہ سجدہ آپ کی شریعت کا حکم نہ تھا کیونکہ ابھی آ. کی شریعت آئی ہی نہ تھی۔ نیز فرشتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے' نیز اگر حکم شرعی ہوتا تو ہمیشہ ہوا کرتا صرف ایک بار نہ ہوتا ۱۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سجدہ آدم علیہ السلام ہی کو تھا۔ سجدہ تعظیمی' اگر سجدہ رب کو ہوتا اور آدم علیہ السلام قبلہ ہوتے تو لَهٗ نہ فرمایا جاتا۔ نیز پھر شیطان سجدہ سے انکار نہ کرتا۔ دوسرے یہ کہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مقربین ہوں یا مدبرات امرزمینی ہوں یا آسمانی ۱۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی سے اپنے کو بڑا یا برابر سمجھنا شیطان کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ نبی کا گستاخ خواہ عالم ہو یا صوفی یا عابد شیطان کی طرح پایا جاتا ہے۔ شیطان سب کچھ تھا مگر گستاخی سے کچھ نہ رہا۔

۱۔ اللہ کے علم میں، مگر مردود تب کیا گیا جب اس سے سرکشی کا ظہور ہو گیا۔ لہٰذا حضور کا منافقوں کو اپنے دربار سے نہ نکالنا آپ کی بے علمی کی دلیل نہیں۔ رب نے بھی پہلے سے شیطان کو نہ نکالا ۲۔ معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کے جسم شریف کی بناوٹ فرشتوں نے نہ کی بلکہ خود رب نے فرمائی۔ اسی لئے آپ کو بشر کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کی پیدائش مباشرت بالید سے ہوئی' لہٰذا بشریت آپ کے لئے باعث فخر ہے ۳۔ یعنی تجھے آج غرور ہوا یا پہلے ہی سے تھا۔ معلوم ہوا کہ کبھی علیم و خبیر بھی بندوں سے پوچھ لیتا ہے۔ یہ پوچھنا بے علمی کی دلیل نہیں ۴۔ کیونکہ میں پرانا صوفی' عابد' عالم فاضل ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی نہ کچھ سیکھا نہ عبادت کی ۵۔ یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل۔ یہ دونوں قاعدے غلط ہیں۔ خاک آگ سے افضل ہے۔ باغ خاک میں اگتے ہیں آگ میں نہیں ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے رسول کے فرمان کے مقابلہ میں قیاس کرنا شیطانی ہے اور لعنت کا باعث ہے۔ دوسرے یہ کہ ہر مردود کی دلیل کا جواب نہ دینا بلکہ اسے دور کر دینا سنت الہیہ ہے تیسرے یہ کہ بعض دعائیں کافروں کی بھی قبول ہو جاتی ہیں کہ ابلیس کی درازی عمر اس کی بعض دعاؤں کا نتیجہ ہے اور رب کا یہ فرمانا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ آخرت کے بارے میں ہے لہٰذا بزرگوں کی دعا سے بھی عمریں بڑھ سکتی ہیں بلکہ بعد موت زندگی مل سکتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے مردے جلائے ۷۔ تاکہ میں اولاد آدم کو بہکاؤں اور موت سے بچ جاؤں ۸۔ اس سے مراد قیامت کا پہلا نفخہ ہے جب سب ہلاک ہوں گے تو شیطان بھی ہلاک ہو گا ۹۔ یعنی سب انسانوں کو' اسکا مقصد یہ تھا کہ باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا۔ ان کی وجہ سے میں جنت سے نکالا گیا۔ تو ان کی کروڑوں اولاد کو جنت میں نہ جانے دوں گا۔ اغوا سے مراد عقائد خراب کرنا' نیک عمل سے روکنا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں شیطان نے تقیہ نہ کیا' جھوٹ نہ بولا'

ایاتہا ۷۵ | ۳۹ سُوْرَۃُ الزُّمَرِ مَکِّیَّۃٌ ۵۹ | رکوعاتہا ۸

سورۃ زمر مکی ہے ۱؎ اس میں ۸ رکوع ۷۵ آیات ۱۱۷۲ کلمے ۴۹۰۸ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ

کتاب اتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے ۲؎ بے شک ہم نے

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ②

تمہاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ اتاری ۳؎ تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر ۴؎

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ

ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے ۵؎ اور وہ جنہوں نے اس کے سوا

دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ

اور والی بنالئے ۶؎ کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں ۷؎

زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ

کہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں ۸؎ اللہ ان میں فیصلہ کر دے گا اس بات کا

يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ③

جس میں اختلاف کر رہے ہیں ۹؎ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو جھوٹا بڑا ناشکرا ہو ۱۰؎

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ

اگر اللہ اپنے لئے بچہ بناتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا

مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④ خَلَقَ

چن لیتا ۱۱؎ پاکی ہے اسے وہی ہے ایک اللہ سب پر غالب ۱۲؎ اس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ

آسمان اور زمین حق بنائے ۱۳؎ رات کو دن پر لپیٹتا ہے

منزل ۶

(بقیہ صفحہ ۷۳۰) بلکہ جو کرنا تھا وہ صاف کہہ دیا۔ البتہ شیطان نے تقیہ آدم علیہ السلام سے کیا کہ خیر خواہ بن کر باتیں بنائیں ۱۱؎ یعنی انسانوں میں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ شیطان صرف انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کرام صرف انسانوں میں ہوئے۔ اکثر اولیاء اللہ بھی انسان ہی ہوئے اگرچہ بعض مومن جن بھی ولی یا صحابی ہیں ۱۲؎ پتہ لگا کہ انبیاء اور بعض صالحین پر شیطان کا داؤ نہیں چلتا کہ ان سے گناہ یا کفر کرا دے ۱۳؎ جو ہم ارشاد فرماتے ہیں اس کا بیان آگے آ رہا ہے ۱۴؎ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا احتمال قطعاً" نہیں۔ رب کا جھوٹ ایسا ہی ناممکن ہے جیسا رب کا شریک۔ اس کی ذات عیبوں سے پاک ہے ۱۵؎ اور تیری ذریت سے' جیسے کافر جنات اس سے معلوم ہوا کہ شیطان اور کافر جن دوزخ میں جائیں گے اور وہاں کی آگ سے ایسے ہی سزا اور تکلیف پائیں گے جیسے ہم مٹی پتھر سے تکلیف پاتے ہیں۔ لہٰذا آیت کریمہ پر یہ اعتراض نہیں کہ شیطان ناری ہے اسے آگ سے کیا تکلیف ہو گی ۱۶؎ کافر انسانوں سے' کیونکہ مومن گنہگار سے دوزخ بھری نہ جائے گی ۱۷؎ تاکہ تم پر اسلام و ہدایت کا بوجھ پڑے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام نے تبلیغ ہمیشہ بلاعوض کی اب بھی تبلیغ پر اجرت لینا منع ہے۔ ۱۸؎ یعنی میری تمام خوبیاں رب کی عطا سے ہیں۔ تکلف و بناوٹ سے پاک ہوں۔ چاند خود ہی حسین ہے' اسے زیور سے حسن حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے اشارۃً" معلوم ہوا کہ عالم کو اگر کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو خاموشی اختیار کرے خود گھڑ کر نہ بتائے کہ یہ بھی تکلف میں داخل ہے ۱۹؎ معلوم ہوا کہ قرآن کریم اور حضور کی نبوت زمان و مکان سے خاص نہیں' حضور ساری خدائی کے دائمی نبی ہیں ۲۰؎ موت کے بعد یا قیامت میں یا دنیا میں ہی جنگ بدر وغیرہ کے موقعہ پر قرآن کی غیبی خبریں اپنی آنکھ سے دیکھ لو گے۔

وقف لازم

۱؎ سوا دو آیتوں کے' قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا الخ۔ اور آیت اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ ۲؎ یعنی اس کتاب قرآن کریم یا اس سورت کے بھیجنے والا' عزیز و حکیم' لانے والا فرشتہ عزیز' لینے والے رسول عزیز ہیں' تو جو عمل کرے گا' وہ بھی دنیا و آخرت میں عزیز ہو گا۔ کلام کی عظمت کا پتہ' کلام والے کی عظمت سے چلتا ہے (روح) ۳؎ اگرچہ اتارنے والے حضرت جبریل ہیں' لیکن چونکہ ان کا کام درحقیقت رب تعالیٰ کا کام ہے اس لئے فرمایا۔ ہم نے اتارا۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم پہلے اونچے مقام پر تھا۔ کیونکہ اتارنا اوپر سے ہوتا ہے ۴؎ صوفیا فرماتے ہیں کہ بندہ عبادت میں جنت حاصل کرنے دوزخ سے بچنے کی بھی نیت نہ کرے۔ صرف رب کو راضی کرنے کی نیت کرے۔ کیونکہ یہ بندگی ہے تجارت نہیں ۵؎ دین کے بہت معانی ہیں یہاں معنی عبادت ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' یا یہ مطلب ہے کہ مقبول عبادت وہ ہے جو خلوص سے ہو ۶؎ یہاں ولی سے مراد معبود ہیں جیسے کہ آگے نعبد سے معلوم ہوا اور اس میں مشرکین کی تردید ہے جو بت پرستی میں گرفتار تھے۔ اس سے اولیاء اللہ کو کوئی تعلق نہیں۔ ۷؎ یعنی مشرکین عرب کہتے ہیں کہ ہم ان بتوں کو اپنا خالق یا حقیقی مالک سمجھ کر نہیں پوجتے ہیں خالق و مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں مگر انہیں خالق تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ کر رب کا قرب حاصل کرنے کے لئے پوجتے ہیں۔ یہ ان کا شرک ہے۔ خیال رہے کہ کسی کو رب کے قرب کا وسیلہ سمجھنا شرک نہیں اس کا تو حکم ہے' رب فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ بلکہ بتوں کو خدا رسی کا وسیلہ جاننا شرک ہے اور وسیلہ کو معبود جاننا اس کی پوجا کرنا شرک' جیسے کعبہ کی طرف سجدہ کرنا عین ایمان ہے۔ آب زمزم کو وسیلہ

(بقیہ صفحہ ۷۳۱) قرب الٰہی سمجھ کر پینا ثواب ہے مگر بت کی طرف سجدہ کرنا' گنگا کا پانی احتراماً' پینا شرک ہے یہ آیت کفار کے لئے ہے۔ اسے مسلمانوں' انبیاء اولیاء پر نہ چپکاؤ ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ خدا کے دشمنوں کو خدا رسی کا وسیلہ ماننا کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ وسیلہ کی پوجا کرنی شرک ہے' پوجا صرف اللہ کی ہونی چاہیے۔ کفار اپنے معبودوں کو چھوٹا الٰہ کہتے ہیں اور خدا کو بڑا الٰہ کہہ کر ان چھوٹوں کو جبریہ شفاعت کا ذریعہ سمجھ کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ یہ سب شرک ہے ۹۔ اس طرح کہ مومنوں کو جنت میں کافروں کو دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ ورنہ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا ہے ۱۰۔ یعنی کافر جب تک کافر رہے اسے ہدایت اعمال یا ہدایت، جنت نہیں ملتی۔ ۱۱۔ اس میں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا گیا ہے۔ یعنی اگر بفرض محال رب اولاد چاہتا تو اپنی تجویز سے اس کا انتخاب کرتا نہ کہ مردودو! تمہاری تجویز سے اور اس نے تو چنا نہیں۔ ۱۲۔ جو حقیقۃً" ایک بھی ہو۔ سب پر غالب بھی ہو وہ اولاد سے پاک ہے کیونکہ بیٹا باپ کا ہم جنس اور اس کی مثل ہوتا ہے۔ نیز مغلوب شخص بیٹا اختیار کرتا ہے۔ یا شہوت سے مغلوب یا موت سے ڈرنے والا یا دشمنوں سے۔ جب رب تمام کمزوریوں سے پاک ہے تو اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے۔ ۱۳۔ بغیر کسی کی مدد کے ہزارہا حکمتوں پر مشتمل بنائے تو اسے اولاد کی کیا ضرورت ہے۔

وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ

اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے [۱] اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگایا

كُلٌّ يَّجْرِىْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵

ہر ایک ایک ٹھہرائی میعاد کے لئے چلتا ہے [۲] سنتا ہے وہی صاحب عزت بخشنے والا ہے [۳]

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

اس نے تمہیں ایک جان سے بنایا [۴] پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا [۵]

وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِىْ

اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے [۶] تمہیں تمہاری ماؤں کے

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِىْ ظُلُمٰتٍ

پیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد اور طرح [۷] تین اندھیریوں میں [۸]

ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى

یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے [۹] اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں [۱۰] پھر کہاں پھیرے

تُصْرَفُوْنَ ۝۶ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنْكُمْ ۣ وَلَا

جاتے ہو۔ اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے [۱۱] اور اپنے

يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا

بندوں کی ناشکری اسے پسند نہیں [۱۲] اور اگر شکر کرو تو اسے تمہارے لئے پسند فرماتا ہے [۱۳] اور کوئی

تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ

بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی [۱۴] پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف پھرنا ہے

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

تو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے بے شک وہ دلوں کی بات

الصُّدُوْرِ ۝۷ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا

جانتا ہے اور جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے [۱۵] اپنے رب کو پکارتا ہے اس کی طرف

۱۔ اس طرح کہ گرمیوں میں دن کو دراز فرما کر' رات کا ایک حصہ دن میں داخل فرما دیتا ہے اور سردیوں میں رات کو دراز فرما کر دن کا ایک حصہ رات میں شامل فرما دیتا ہے۔ یہ ہے لپیٹنا ۲۔ معلوم ہوا کہ چاند' تارے چلتے ہیں نہ کہ آسمان یا زمین۔ یہ سب ٹھہرے ہوئے ہیں۔ لہٰذا فلسفہ قدیم بھی باطل اور فلسفہ جدید بھی۔ پھر ان سب کی گردش مقرر نظام پر ہے۔ سورج ایک حد پر پہنچ کر لوٹ پڑتا ہے۔ یا ان کی گردشیں ہمیشہ نہ رہیں گی۔ قیامت آنے پر تمام نظام درہم برہم ہو جائیں گے۔ بقا صرف رب کے لئے ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کی رحمت و مغفرت اس کے غضب اور پکڑ پر غالب ہے' اس لئے سزا جلدی نہیں دیتا۔ دوسرے یہ کہ رب کا بخشنا عزت کے ساتھ ہے۔ اگر کروڑوں مجرموں کو بخش دے تو نہ اس کا کچھ بگڑتا ہے نہ اس سے کوئی کچھ پوچھ سکتا ہے ۴۔ عالم اجسام میں سب انسانوں کو آدم علیہ السلام سے' اور حقیقۃً" سارے عالم کو نور محمدی سے بنایا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ مگر یہاں پہلے معنی ظاہر تر ہے۔ جیسے کہ آئندہ مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ ۵۔ آدم علیہ السلام کی زوجہ بی بی حوا کو بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرد عورت کی اصل ہے اِسی لئے اس سے افضل و اشرف ہے اس کی اور بھی چند تفسیریں کی گئی ہیں۔ مثلاً انسان کو روح سے بنایا اور روح سے اس کے جوڑے دل کی پیدائش فرمائی ۶۔ اونٹ' گائے' بکری' بھیڑ نر و مادہ مل کر آٹھ جوڑے ہوئے۔ نر مادہ سے مل کر ایک جوڑا۔ مادہ نر سے مل کر دوسرا جوڑا (روح) رب فرماتا ہے۔ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۷۔ اولاً" نطفہ' پھر خون کی پھٹک' پھر پارہ گوشت' پھر مکمل بچہ۔ ۸۔ ماں کے پیٹ' رحم اور اس کی جھلی کی اندھیریاں جن میں بچہ رہتا ہے۔ انہیں پردوں میں ہوا بھی پہنچاتا ہے اور غذا بھی۔ انڈے میں بچہ کئی دن تک زندہ رہ کر باہر آتا ہے۔ وہاں بغیر کھڑکی کے ہوا پہنچاتا ہے۔ سبحان اللہ ۹۔ ہر جگہ ہر حال میں حقیقی بادشاہت اسی کی ہے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بادشاہت تو بہت انسانوں کو ملی ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ سلطنت' اطاعت' حکم' مدد' مجازی طور پر بندوں کی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن معبودیت رب کے سوا کسی کی صفت نہیں۔ اس میں مجاز بنتا ہی نہیں۔ بعض لوگ

إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوا

جھکا ہوا پھر جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے جس لئے

إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن

پہلے پکارا تھا ۱ اور اللہ کے لئے برابر والے ٹھہرانے لگتا ہے ۲ تاکہ اس کی راہ

سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ

سے بہکا دے تم فرماؤ تھوڑے دن اپنے کفر کے ساتھ برت لے ۳ بیشک تو دوزخیوں

النَّارِ ﴿٨﴾ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا

میں ہے کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں ۴ سجود اور قیام میں

يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي

آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائیگا

الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ

تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں ۵

أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ

جو عقل والے ہیں ۶ تم فرماؤ اے میرے بندو جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو ۷

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ

جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے ۸ اور اللہ کی زمین

اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ

وسیع ہے ۹ صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے

حِسَابٍ ﴿١٠﴾ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَّهُ

بے گنتی ۱۰ تم فرماؤ مجھے حکم ہے ۱۱ کہ اللہ کو پوجوں نرا اس کا بندہ

الدِّينَ ﴿١١﴾ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٢﴾ قُلْ

ہو کر ۱۲ اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں ۱۳ تم فرماؤ

ع ۹ / ۱۵

(بقیہ صفحہ ۷۳۲) بادشاہ تو ہیں مگر الٰہ کوئی نہیں ۱۱۔ کیونکہ تمہاری عبادت و شکر سے رب کی ملک میں کچھ زیادتی نہیں ہو جاتی اور تمہاری نافرمانی سے اس کا کچھ نقصان نہیں۔ غنی وہ ہے محتاج تم ہو ۱۲۔ یہاں بندوں سے مراد مومن و کافر سارے بندے ہیں۔ ناشکری کسی کی پسند نہیں کیونکہ اس میں بندوں کا نقصان ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ رضا کچھ اور ہے' ارادہ کچھ اور' کفر پر رضا نہیں اس کا ارادہ ہے ۱۴۔ یعنی کوئی کسی کا بوجھ بخوشی نہ اٹھائے گا کہ اصل مجرم بالکل ہلکا اور بری ہو جائے۔ ورنہ گمراہ کرنے والوں پر ان کا اپنا بوجھ بھی ہو گا اور دوسرے گمراہوں کا بھی۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ وَأَثْقَالًا مَّعَ أَثْقَالِهِمْ مگر اس سے مجرم بری نہ ہو جائیں گے۔ بہر حال آیات آپس میں متعارض نہیں نہ احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں۔ ۱۵۔ یہاں انسان سے مراد یا ابو جہل ہے یا عام کفار' جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے اور ضر سے مراد دنیاوی تکالیف ہیں۔ تنگدستی بیماری وغیرہ۔

۱۔ معلوم ہوا کہ راحت میں گزشتہ تکالیف کو یاد رکھ کر رب سے خوف کرنا مومنوں کی صفت ہے ۲۔ جھوٹے معبود' اس کا اولیاء اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں ہے۔ کفار کی آیات مومنوں پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے ۳۔ یعنی کافر اپنے کفر کے باوجود دنیا میں کچھ نفع حاصل کر لے آخر کار وہ دوزخی ہے ۴۔ اس سے نماز تہجد کی افضلیت معلوم ہوئی یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں قیام اور سجدہ اعلیٰ درجہ کے رکن ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ نمازی اور پرہیز گار کو رب سے خوف ضرور چاہیے۔ اپنی عبادت پر نازاں نہ ہو' ڈرتا رہے (شان نزول) یہ آیت کریمہ ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض نے فرمایا کہ عثمان غنی کے حق میں نازل ہوئی جو نماز تہجد کے بہت پابند تھے اور اس وقت اپنے کسی خادم کو بیدار نہ کرتے تھے۔ سب کام اپنے دست مبارک سے سرانجام دیتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ عابد سے عالم دین افضل ہے' ملائکہ عابد تھے اور آدم علیہ السلام عالم۔ عابدوں کو عالم کے سامنے جھکایا گیا' یہاں مطلقاً" ارشاد ہوا کہ عالم غیر عالم سے افضل ہے' غیر عالم خواہ عابد ہو یا غیر عابد' بہرحال اس سے عالم افضل ہے۔ خیال رہے کہ عالم سے مراد عالم دین ہیں۔ انہیں کے فضائل قرآن و حدیث میں وارد ہوئے۔ اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ تمام ازواج مطہرات بلکہ تمام جہان کی بیبیوں سے افضل ہیں کہ بڑی عالمہ ہیں ۶۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ عاقل وہی ہے جو انبیاء کی تعلیم سے فائدہ اٹھائے جو علم و عقل حضور کے قدم شریف پر نہ جھکائے وہ جہالت اور بیوقوفی ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اور نیک اعمال ایمان کے بعد ہیں۔ کافر کی نیکیاں بیکار ہیں جیسے جڑ کٹی شاخوں کو پانی دینا عبث ہے۔ اس ڈرنے کی چار صورتیں ہیں۔ اور اس کے مستحق چار قسم کے حضرات' تقویٰ عوام اور ہے' تقویٰ خواص کچھ اور' اور تقویٰ خاص الخاص کچھ اور ہی ہے ۸۔ حَسَنَةٌ مبتدا ہے' اور فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا خبر مقدم۔ یعنی متقی کو دنیا میں بھی بھلائی ملے گی صحت' رزق وسیع' آفتوں سے نجات وغیرہ اور آخرت میں بھی بھلائی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۹۔ لہذا جس جگہ تمہیں رب کی عبادت کی آزادی نہ ہو' وہاں سے ایسی جگہ ہجرت کر جاؤ' جہاں عبادت کی آزادی ہو۔ اس میں ہجرت کی ترغیب ہے۔ غرضیکہ سب کچھ چھوڑ دو۔ اللہ کی عبادت نہ چھوڑو ۱۰۔ (شان نزول) یہ آیت مہاجرین حبشہ کے حق میں نازل ہوئی جو حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ چلے گئے تھے جن میں حضرت جعفر طیار بھی تھے یعنی انہیں اتنا اجر ملے گا جو ان کے حساب میں نہ آج آسکتا ہے نہ آئندہ آ

إِنِّيٓ أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۳﴾

بالفرض اگر مجھ سے نافرمانی ہو جائے تو مجھے بھی اپنے رب سے ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے

قُلِ اللّٰهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهُ دِينِي ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ

۱ تم فرماؤ میں اللہ ہی کو پوجتا ہوں نرا اس کا بندہ ہو کر تو تم اس کے سوا جسے

مِّنْ دُونِهِ ۗ قُلْ إِنَّ الْخٰسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوٓا أَنْفُسَهُمْ

چاہو پوجو ۲ تم فرماؤ پوری ہار انہیں جو اپنی جان اور اپنے

وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ أَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ﴿۱۵﴾

گھر والے قیامت کے دن ہار بیٹھے ہاں ہاں یہی کھلی ہار ہے ۳

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۗ

ان کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے پہاڑ ۴

ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِ عِبَادَهُ ۗ يٰعِبَادِ فَاتَّقُونِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِينَ

اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو ۵ اور وہ جو

اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَّعْبُدُوهَا وَأَنَابُوٓا إِلَى اللّٰهِ

بتوں کی پوجا سے بچے ۶ اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے ۷ انہیں کے لئے

لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ

خوشخبری ہے ۸ تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں

فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۗ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ

پھر اس کے بہتر پر چلیں ۹ یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی ۱۰ اور

أُولٰٓئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ

یہ ہیں جن کو عقل ہے ۱۱ تو کیا وہ جس پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی

الْعَذَابِ ۗ أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِينَ

نجات والوں کے برابر ہو جائے گا تو کیا تم ہدایت دے کر آگ کے مستحق کو بچا لوگے ۱۲ لیکن جو

(بقیہ صفحہ ۷۳۳) سکے گا۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ہر نیکی کا اجر وزن سے ملے گا صبر کے سوا کہ اس کا اجر بغیر وزن ہے۔ صبر کا وزن ہی نہ ہو گا صابرین کے لئے میزان نہیں (خزائن العرفان) ۱۱۔ اور میرے صدقہ و طفیل میں تم کو بھی حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ وہی عبادت' عبادت ہے' اور وہی نیکی نیکی ہے جو حضور کی معرفت اور حضور کے وسیلے سے ملے۔ کفار کے صدقات و خیرات اسی لئے باطل ہیں کہ حضور کی طفیل سے نہیں کئے گئے ۱۲۔ رب کا نرا بندہ ہونا اخلاص کا انتہائی درجہ ہے۔ یہ حضور کو حاصل ہے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حضور اپنی امت میں سب سے پہلے رب کے عابد و عارف ہیں۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ سارے عالم میں سب سے پہلے حضور عابد' حضور ولادت شریف سے پہلے بھی عالم ارواح میں عابد تھے۔ دنیا میں آ کر بچپن شریف سے آخر تک عابد رہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۔ شان نزول :۔ کفار مکہ حضور سے عرض کرتے تھے کہ کیا آپ اپنی قوم کے سرداروں کو نہیں دیکھتے کہ وہ بھی ان بتوں کو پوجا کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ دوزخی ہو سکتے ہیں اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ اتری ۲۔ اس میں شرک کی اجازت نہیں بلکہ انتہائی غضب کا اظہار ہے جیسے مہربان باپ نافرمان بیٹے سے تنگ آ کر کہے کہ جا خوب بدمعاشیاں کر۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ کافروں میں بدتر کافر وہ ہے جو خود بھی کافر ہو اور اس کے گھر والے بھی کافر ہوں جیسے وہ مومن خوش نصیب ہے جو خود بھی متقی ہو' اس کے گھر والے بھی متقی۔ ابوبکر صدیق کی شان یہ ہے کہ خود صحابی ہیں' ماں باپ بھی صحابی' ساری اولاد صحابی پوتے صحابی' چار پشت کی صحابیت آپ کی خصوصیت ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ ۴۔ یعنی ہر چہار طرف سے آگ میں گھرے ہوں گے جیسے وہ دنیا میں ہر طرف سے کفر میں گھرے تھے۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ الخ۔ ۵۔ تقویٰ اور خشیتہ وہ خوف ہے جو اطاعت کا ذریعہ بن جاوے۔ اسی خوف پر ایمان کا دار و مدار ہے' ورنہ مطلقاً" خوف خدا تو شیطان کو بھی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ إِنِّيٓ أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِينَ ۶۔ اس طرح کہ عقیدۃً بھی اس سے دور رہے اور عملاً بھی۔ خیال رہے کہ طاغوت ہر وہ چیز ہے جو گمراہی و سرکشی پیدا کرے لہٰذا شیطان سرداران کفر' بت' سب ہی طاغوت ہیں۔ ان سب سے علیحدگی ضروری ہے۔ یہ طغی سے بنا' بمعنی سرکشی۔ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ جو نبی کو طاغوت مانے وہ ازلی مردود ہے۔ وہ حضرات ہدایت کا سرچشمہ ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ رجوع الی اللہ اس کا معتبر ہے جو برے عقیدوں سے دور ہو ظلمت و نور ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ رب سے بھی تعلق ہو اور بے ایمانوں سے بھی ۸۔ مومنوں کو دنیا میں حضور کی خوشخبری ہے مرتے وقت فرشتوں کی' قبر میں ملائکہ کی' حشر میں فرشتوں اور رضوان کی۔ یہ تمام خوشخبریاں حضور کی خوشخبری پر موقوف ہیں ۹۔ قول سے مراد حضور کے فرمان ہیں' وہ تمام ہی احسن ہیں۔ یہ قید بیان واقعہ کی ہے نہ کہ بعضیت کی۔ یا یہ مطلب ہے کہ حضور کے اس کلام پر عمل کرتے ہیں جو اس کے لئے احسن اور قابل عمل ہیں۔ جیسے زکوٰۃ کے حکم پر امیر لوگ عمل کرتے ہیں' جہاد کے حکم پر تندرست لوگ۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰۔ (شان نزول) یہ دونوں آیتیں ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئیں جب آپ ایمان لائے تو آپ نے حضرت عثمان' عبدالرحمٰن بن عوف' طلحہ' زبیر' سعد بن ابی وقاص' سعید بن زید کو اپنے ایمان کی خبر دی اور انہیں بھی دعوت ایمان دی۔ یہ حضرات بھی آپ کی تبلیغ سے ایمان لائے۔ سبحان اللہ' مبارک ہے وہ درخت جس کے پھل ایسے ہوں (خزائن و روح)

(بقیہ صفحہ ۷۳۴) آیات کا مطلب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق حضور سے سن کر اور یہ حضرات ابوبکر صدیق سے سنکر اچھی باتوں کا اتباع کرتے ہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کامل عقل وہ ہے جس سے دین ملے۔ دنیا بنانے والی عقل کامل نہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے لئے بخشش کی شفاعت نہ ہو گی' ہاں بعض کافروں پر شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا جیسے ابوطالب کو کہ انہوں نے اگرچہ ایمان اختیار نہ کیا مگر حضور کی بہت خدمت کی۔ وہ نہایت ہلکے عذاب میں دوزخ سے علیحدہ رکھے جائیں گے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ اسی لئے یہاں ننفذ فرمایا۔

اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي

اپنے رب سے ڈرے ان کے لئے بالا خانے ہیں ان پر بالا خانے بنے ان کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۚ وَعْدَ اللّٰهِ ۚ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيعَادَ ﴿٢٠﴾

نہریں بہیں اللہ کا وعدہ اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمین میں چشمے

الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ

بنائے پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے کئی رنگت کی پھر سوکھ جاتی ہے

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى

تو تو دیکھے کہ وہ پیلی پڑ گئی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بیشک اس میں دھیان کی بات ہے

لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٢١﴾ أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ

عقلمندوں کو تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو

فَهُوَ عَلٰى نُورٍ مِّنْ رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ

وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگدل ہے تو خرابی ہے ان

ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ أُولٰئِكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾ اللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ

کی جن کے دل یاد خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں اللہ نے اتاری

الْحَدِيثِ كِتٰبًا مُّتَشٰبِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ

سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ

ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد

إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ

خدا کی طرف رغبت میں یہ اللہ کی ہدایت ہے راہ دکھائے اس سے جسے چاہے

ع ۱۲ / ۱۶

۱۔ عملاً بھی عقیدۃً بھی۔ لہٰذا اس تقویٰ میں ایمان و عمل سب داخل ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ جن بندوں سے رب نے جنت کا وعدہ فرما لیا ہے جیسے انبیاء کرام اور ان کے بعض متبعین' ان کا دوزخی ہونا' ایسا ہی ناممکن ہے' جیسے رب کا شریک۔ رب سچا' اس کے وعدے سچے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کے درجات اوپر نیچے ہیں' جتنا تقویٰ اعلیٰ اتنا ہی درجہ اعلیٰ ۳۔ آسمان کی طرف سے یعنی بلندی سے یا آسمانی سبب سے یعنی سورج کی گرمی سے ۴۔ چنانچہ جب بارش نہ ہو تو کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں پانی کے چشمے سوکھ جاتے ہیں ۵۔ جن کی رنگتیں' لذتیں' اثر مختلف ہیں۔ ایسے ہی نبوت کی بارش نے شریعت و طریقت کے چشمے بہائے جن سے لاکھوں قسم کے روحانی پھل پیدا ہوئے ۶۔ کہ کھیتی سبز ہونے کے بعد پک کر پیلی پڑتی ہے۔ پھر کاٹ کر بھوسہ دانہ علیحدہ علیحدہ کر دیا جاتا ہے ۷۔ ایسے ہی دنیا کی بہاریں اور انسان کی زندگی ہے اولاً خوشنما پھر سب فنا۔ لہٰذا اس کی سبزی پر اعتماد نہ کرو۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ نور ہدایت ان سب نوروں کے علاوہ ہے۔ یہ ہی نور کلمہ اور قرآن ملنے کا ذریعہ ہے۔ اس نور کا نام توفیق خداوندی ہے۔ ۹۔ یہ قلبی نور کسی کا تو چراغ کی طرح ہے جس سے وہ خود فائدہ اٹھاتا ہے اور کسی کا گیس کی طرح' کسی کا تاروں کی طرح' جیسے اولیاء اللہ و صحابہ کرام اور کسی کا سورج کی طرح جس سے زمانہ فیض پاتا ہے۔ جیسے حضور کا نور بلکہ حضور تو نور بنا دینے والے ہیں۔ ان کی صفت ہے سِرَاجًا مُّنِيرًا ۱۰۔ جن کے دل اللہ کے ذکر سے نرم نہیں ہوتے۔ بزرگوں کی نصیحت ان پر اثر نہیں کرتی بلکہ اس سے ان کے دل اور زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ جیسے آفتاب سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک زیادہ سخت۔ اللہ بچائے (خزائن) ۱۱۔ کہ خود اللہ کا ذکر کرتے نہیں' نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ صوفیاء کے ذکر کو حرام' بعد نماز درود شریف و کلمہ شریف کو بدعت' یہ ذکر خیر کی محفلوں' میلاد شریف و ختم بزرگان کو شرک کہتے ہیں یہ خاص سختی دل کی پہچان ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ زیادہ کھانے' زیادہ سونے' زیادہ بولنے سے سختی دل پیدا ہوتی ہے۔ کم بولو گناہ کم کرو گے' کم کھاؤ کم بیمار پڑو گے۔ درود شریف زیادہ پڑھو' بے ایمان ہو کر نہ مرو گے (شاہ عبدالشکور سالمی) ۱۲۔ یہ چار صفتیں قرآن شریف کی ہیں' وہ بہترین کتاب' یکساں فصیح و بلیغ ہے' اس کے دوہرے بیان ہیں۔ یعنی وعدے کے ساتھ وعید کا' رحمت کے ساتھ عذاب کا' ظلمت کے ساتھ نور کا ذکر ہے۔ یا مثانی کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھی جاوے اور دل نہ بھرے یا ہر بار نیا لطف دے یا زمانہ گزرنے سے ختم نہ ہو یا ثنا سے مشتق ہے کہ ہمیشہ اس کی تعریف ہو جیسے محمد حمد سے بنا کہ ہمیشہ ان کی حمد و ثنا ہو حمد کرنے والے ختم ہو جاویں ان کی حمد ختم نہ ہو ۱۳۔ اولیاء اللہ کا یہ حال ہے کہ اللہ کے ذکر خصوصاً تلاوت قرآن کریم سے ان پر ایسی ہیبت الٰہی طاری ہوتی ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، جسم کانپ جاتے ہیں مگر دل چین پاتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۷۳۵) دلوں میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ ۱۴۔ یعنی قرآن کا ہدایت دینا عام ہے مگر اس سے ہدایت پانا عام نہیں
۱۔ اس طرح کہ ان کی بد عملیوں کی وجہ سے ان میں گمراہی پیدا فرمادے جیسے جانور میں ذبح کے بعد موت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ یہ کفار کا حال ہو گا ان کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے گردن میں گندھک کا جلتا ہوا پہاڑ ہو گا۔ انہیں اوندھا کر کے منہ کے بل دوزخ میں گرایا جاوے گا (خزائن العرفان) ۳۔ اپنے کفر و بد عملیوں کی سزا بھگتو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین و کفار کے نا سمجھ بچے دوزخ میں نہ جائیں گے' دوسرے یہ کہ کفار کو دنیا کی بد عملیوں کی سزا ملے گی۔ وہ اگرچہ شرعاً احکام کے مکلف نہیں مگر اس پر سزا ضرور پائیں گے ۴۔ معلوم ہوا کہ غفلت بھی کفار کے عیوب میں سے ایک عیب ہے۔ یعنی سرکشی کرنا اور انجام سے بے خبر رہنا ۵۔ کہ کسی قوم کی صورتیں مسخ کیں' کسی کو زمین میں دھنسایا' کسی پر پانی کا طوفان بھیجا۔ کسی پر پتھر برسائے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی بد عملی کی سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ مگر یہ سزا آخرت کی سزا میں اثر انداز نہ ہو گی۔ وہ سزا پوری پوری علیحدہ ہے جیسے ملزم کے لئے حوالات میں رہنے کا زمانہ جیل کی مدت میں کمی نہیں کرتا ۷۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں دلائل' مثالیں' بشارت' ڈرانا' عشق الٰہی' نعت مصطفوی سب ہی مذکور ہیں۔ کیونکہ قرآن ساری دنیا کے لئے آیا۔ کوئی دلائل سے مانتا ہے' کوئی خوف سے' کوئی لالچ سے' کوئی عشق و محبت سے' قرآن میں سب کی ضرورتوں کا لحاظ رکھا گیا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ترجمہ قرآن نہیں کیونکہ قرآن عربی زبان میں ہے بلکہ قرآن کا انگریزی وغیرہ نقوش میں لکھنا بھی منع ہے' جیسے قرآن کی زبان عربی ہے ویسے ہی اس کی تحریر بھی عربی ہونی چاہیے۔ نیز انگریزی نقوش میں ح' ہ س' ص' ث کا فرق نہ ہو سکے گا حالانکہ ان حروف کے بدل جانے سے معنی فاسد ہو جاتے ہیں ۹۔ نہ اس کی کوئی آیت فصاحت سے خالی ہے' نہ اس میں اختلاف۔ نہ اس کی غیبی خبریں غلط نہ اس کے لانے والے محبوب میں کوئی عیب ہے ۱۰۔ اسی طرح مومن ایک اللہ کا ماننے والا بندہ ہے۔ مشرک ہزاروں کا غلام' دو گھر کا مہمان بھوکا اور چند آقاؤں کا غلام پریشان ہوتا ہے کہ کس کس کو راضی کرے اور اپنی حاجت کس سے کہے۔ ایک کا غلام مزے میں رہتا ہے۔ ایسے ہی مومن راحت میں ہے۔ کافر دنیا میں بھی پریشان ہے آخرت میں بھی ۱۱۔ حقیقتہً ایک آن کے لئے نہ کہ ہمیشہ کے لئے ورنہ قرآن کریم شہداء کے بارے میں فرماتا ہے۔ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۱۲۔ خیال رہے کہ موت کی دو صورتیں ہیں' روح کا جسم سے الگ ہونا اور روح کا جسم میں تصرف چھوڑ دینا۔ پرورش ختم کر دینا۔ انبیاء کی موت پہلے معنی میں ہے۔ یعنی خروج روح عن الجسم' اور عوام کی موت پہلے دوسرے دونوں معنی سے ہے۔ لہٰذا نبی کی روح جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ جس بنا پر ان کا دفن کفن وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے مگر ان کی روح ان کے جسم کی پرورش و تصرف کرتی رہتی ہے۔ اسی لئے ان کے جسم گلتے نہیں اور زائرین کو پہچانتے' ان کا سلام سنتے' ان کی فریاد رسی اور مشکل کشائی کرتے ہیں ۱۳۔ اس طرح کہ انبیاء کرام تبلیغ کے مدعی ہوں گے' ان کی سرکش قوم مدعیٰ علیہ' حضور کی امت نبیوں کی گواہ۔ حضور اپنی امت کے گواہ۔ حضور کی گواہی پر انبیاء کرام کی ڈگری' کفار کو عذاب۔

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ
اور جسے اللہ گمراہ کرے ۱ اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں تو کیا وہ جو ۲ قیامت کے دن برے عذاب کی
سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا
ڈھال نہ پائے گا اپنے چہرے کے سوا ۲ نجات والے کی طرف ہو جائے گا اور ظالموں سے فرمایا
مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ
جائے گا اپنے کمایا چکھو ۳ ان سے اگلوں نے جھٹلایا تو انہیں
الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ
عذاب آیا جہاں سے انہیں خبر نہ تھی ۴ اور اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں رسوائی
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا
کا مزہ چکھایا ۵ اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا ۶ کیا اچھا تھا
يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ
اگر وہ جانتے اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت
كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ
بیان فرمائی ۷ کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو ۸ عربی زبان کا قرآن ۹ جس میں اصلاً کجی نہیں ۹
لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ
کہ کہیں وہ ڈریں اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام میں کئی
مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ
بدخو آقا شریک اور ایک نرے ایک مولیٰ کا کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے ۱۰
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ
سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے ۱۱ اور ان
مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾
کو بھی مرنا ہے ۱۲ پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے ۱۳

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ١ اور حق کو

بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

جھٹلائے ٢ جب اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ

ٹھکانا نہیں ٣ اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿٣٣﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں ٤ ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس ٥

ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٤﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ

نیکوں کا یہی صلہ ہے تاکہ اللہ ان سے اتار دے ٦ برے سے

الَّذِىْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ

برا کام جو انہوں نے کیا ٧ اور انہیں ان کے ثواب کا صلہ دے اچھے سے اچھے کام پر

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ

جو وہ کرتے تھے ٨ کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں ٩ اور

يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

تمہیں ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے ١٠ اور جسے اللہ گمراہ کرے ١١

فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ

اس کی کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی بہکانے والا نہیں ١٢

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ

کیا اللہ عزت والا بدلہ لینے والا نہیں اور اگر تم ان سے پوچھو

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ

آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے ١٣ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ

١۔ اس طرح کہ اللہ کے لئے اولاد یا شریک ثابت کرے پھر کہے کہ ہم کو رب نے یہی حکم دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جھوٹ قولی بھی ہوتا ہے، عملی بھی، اعتقادی بھی۔ مگر سب سے بڑا جھوٹ اعتقادی ہے ٢۔ صدق و حق سے مراد یا قرآن شریف ہے کیونکہ اس کی ہر آیت حق ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ حضور کی ہر ادا حق، ہر کام حق، ہر کلام حق۔ باطل وہاں تک پہنچ سکتا ہی نہیں ٣۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اوروں کو جھٹلانا گناہ ہے۔ حضور کو جھٹلانا کفر ہے۔ دوسرے یہ کہ دوزخ میں ٹھکانا صرف کفار کا ہے۔ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو عارضی طور پر جائے گا۔ ٤۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق بڑے درجہ والے ہیں۔ صواعق محرقہ میں بروایت ابن عساکر فرمایا کہ حضرت علی کی قراءت یوں ہے۔ وَالَّذِیْ صَدَّقَ بِہٖ اور حضرت علی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ سچائی لانے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں ٥۔ سبحان اللہ! اپنے حبیب کے لئے فرمایا کہ آپ کو رب اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور ابوبکر صدیق کے لئے فرمایا۔ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ دوسری جگہ فرمایا۔ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق مظہر محبوبیت مصطفیٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ٦۔ لِيُكَفِّرَ کا تعلق محسنین سے ہے۔ معنی یہ ہیں کہ یہ بدلہ ان لوگوں کو ملے گا جو اس لئے نیکیاں کرتے ہیں کہ ان کی خطائیں معاف ہو جائیں نہ کہ ریا کے لئے (روح) ٧۔ اسلام لانے سے پہلے بے خبری کی حالت میں یا اسلام لانے کے بعد جو لغزشیں اور خطائیں ان سے سرزد ہوئیں۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ صدیق اکبر سے کون سے برے کام سرزد ہوئے ٨۔ یعنی حضرت صدیق کی اسلام سے پہلے والی ساری خطائیں معاف اور ساری نیکیاں قبول۔ بلکہ معمولی نیکیاں بھی قبولیت کے اعلیٰ درجہ میں ہیں (روح) ٩۔ یہ سوال انکاری ہے اور بندے سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس میں حضور کو تسلی دی گئی کہ کفار آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ ہم آپ کو کافی ہیں ١٠۔ شان نزول:۔ کفار حضور کو اپنے بتوں سے ڈراتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ ان کی برائی بیان نہ کیا کریں ورنہ وہ آپ کو نقصان پہنچاویں گے۔ اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ آیت دوبار نازل ہوئی۔ ایک بار حضور کے لئے دوسری بار خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کے حق میں کہ حضور نے انہیں وہ درخت کاٹنے بھیجا جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ جب اس درخت کے پاس پہنچے تو کفار بولے کہ اس میں ایک دیو رہتا ہے، وہ آپ کو دیوانہ کر دے گا۔ آپ نے بغیر پروا کئے درخت کاٹ دیا۔ اس کی جڑ میں ایک بدشکل آدمی تھا جو نکل کر بھاگ گیا ١١۔ اس طرح کہ اس کی بدعملیوں کے سبب اس میں گمراہی پیدا فرما دے۔ جیسے ذبح کے سبب رب تعالیٰ جانور میں موت پیدا فرما دیتا ہے ١٢۔ ہدایت سے مراد نور ایمانی ہے جو رب کی طرف سے مومن کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ پیغمبر کی اطاعت پر آمادہ ہوتا ہے اور بروں سے دور بھاگتا ہے۔ یہ نور خاص کرم الٰہی ہے جسے یہ نور نصیب ہو جائے وہ کبھی بہک نہیں سکتا۔ ١٣۔ اس آیت میں وہ کفار مراد ہیں جو رب تعالیٰ کی ہستی کے قائل تھے اور اسے خالق و مالک مانتے تھے۔ پھر اپنے بتوں کو بعض چیزوں میں رب کے برابر مان کر ان کی بھی پوجا کرتے تھے۔ لہٰذا مشرک تھے۔ رب فرماتا ہے ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ اور وہ خود قیامت میں بتوں سے کہیں گے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ
جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا وہ اس کی

هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ
بھیجی تکلیف ٹال دیں گے یا وہ مجھ پر مہر فرمانا چاہے تو کیا وہ اس کی

مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ یَتَوَكَّلُ
مہر کو روک رکھیں گے ۱ تم فرماؤ اللہ مجھے بس ہے ۲ بھروسے والے اس پر

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ
بھروسا کریں تم فرماؤ اے میری قوم اپنی جگہ کام کئے جاؤ ۳

اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ
میں اپنا کام کرتا ہوں تو آگے جان جاؤ گے ۴ کس پر آتا ہے وہ عذاب کہ اسے

یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ
رسوا کرے گا ۵ اور کس پر اترتا ہے عذاب ۶ کہ رہ پڑے گا ۷۔ بیشک ہم نے تم پر یہ کتاب

الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی فَلِنَفْسِهٖ ۚ
لوگوں کی ہدایت ۸ کو حق کے ساتھ اتاری ۹ تو جس نے راہ پائی تو اپنے بھلے کو

وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ
اور جو بہکا وہ اپنے ہی برے کو بہکا ۱۰ اور تم کچھ ان کے ذمہ دار

بِوَكِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ
نہیں ۱۱ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت ۱۲ اور جو نہ

لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ
مریں انہیں ان کے سوتے میں ۱۳ پھر جس پر موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے ۱۴

وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
اور دوسری ایک میعاد مقرر تک چھوڑ دیتا ہے ۱۵ بے شک اس میں ضرور نشانیاں

۱۔ ان مشرکین عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ اگرچہ خدا کی بھیجی ہوئی مصیبت کو ہمارے بت ٹال نہیں سکتے مگر ساتھ ہی کہتے تھے کہ وہ خدا پر دھونس دے کر اس سے ٹلوا سکتے ہیں کیونکہ رب کو ان کی مدد کی ایسی ضرورت ہے جیسے بادشاہ کو وزراء کی ان کے اس عقیدے کا رد اس آیت میں ہے۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ لہٰذا اس آیت کا انبیاء کرام اور ان کی شفاعت سے کوئی تعلق نہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق کی مدد بھی رب ہی کی مدد ہے کہ اس کے ارادے سے ہے لہٰذا اس آیت میں اور اس آیت میں تعارض نہیں۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی آپ کو اللہ اور آپ کی اطاعت کرنے والے مومن کافی ہیں ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کو اپنی قوم کہنا جائز ہے مگر اس سے مراد ملکی یا نسبی قوم ہو گی نہ کہ دینی قوم۔ دوسرے یہ کہ تبلیغ نرمی سے چاہیے کہ ان خونخواروں کو قوم فرما کر تبلیغ فرمائی گئی۔ تیسرے یہ کہ ہر امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا۔ دیکھو یہاں اعملوا امر ہے مگر نہ وجوب کے لئے ہے نہ اباحت کے لئے بلکہ عتاب اور غضب کے اظہار کے لئے یعنی جو ہو سکے میرا کر لو ۴۔ کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون۔ یہ جاننا یا تو دنیا میں ہو گا جہادوں کے موقعہ پر یا مرتے وقت یا قبر میں یا حشر میں عذاب الٰہی دیکھ کر ۵۔ رسوائی کے عذاب سے یا بدر کے دن کا عذاب مراد ہے یا حشر کا عذاب۔ دوسری صورت میں اس سے یہ مسئلہ معلوم ہو گا کہ اللہ تعالٰی گنہگار مسلمان کو رسوا نہ فرمائے گا۔ وہاں کی رسوائی کفار کے لئے خاص ہے۔ ۶۔ رب تعالٰی کی طرف سے ۷۔ یعنی عذاب دوزخ جو کفار پر ہمیشہ ہمیشہ رہے گا ۸۔ نہ کہ تمہاری ہدایت کو کیونکہ تم تو نزول قرآن سے پہلے ہی ہدایت یافتہ تھے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی ہدایت نزول قرآن پر موقوف نہیں۔ آپ قرآن کریم کے عارف پیدا ہوئے، دوسرے یہ کہ حضور نے قرآن کی کوئی آیت لوگوں سے چھپائی نہیں ۹۔ یہاں اَنْزَلْنَا نَزَّلْنَا کے معنی میں ہے کیونکہ انزال کے معنی ہیں ایک دم سب اتارنا اور حضور پر قرآن کریم ۲۳ سال میں اترا۔ یا اس اتارنے سے وہ اتارنا مراد ہے جو حضرت جبریل ہر رمضان میں ایک بار حضور کو سارا قرآن سنایا کرتے تھے، معلوم ہوا کہ حضور پر قرآن کئی بار نازل ہوا۔ اَنْزَلْنَا اور نَزَّلْنَا آیات میں تعارض نہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہماری ہدایت یا گمراہی کا نفع نقصان خود ہم کو ہے، حضور اس سے غنی ہیں اگرچہ ہماری ہدایت سے ثواب حضور کو ملتا ہے لیکن وہ اس کے حاجت مند نہیں ۱۱۔ کیونکہ آپ نے تبلیغ میں کوتاہی نہ کی۔ مجرم اولاد کے گناہوں کی پوچھ ماں باپ سے جب ہوتی ہے جب وہ اس کی تعلیم میں کوتاہی کریں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۲۔ جان سے مراد روح ہے اور وفات سے مراد قبض روح یعنی موت کے وقت اللہ تعالٰی جسم سے روح کو قبض فرما لیتا ہے کہ وہ جسم کی پرورش نہیں کرتی ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سونے کی حالت میں ایک روح نکل جاتی ہے جس سے ہوش و حواس قائم ہیں۔ یاد رہے کہ انسان میں دو روحیں ہیں۔ ایک مقامی یا سلطانی، دوسری سیلانی۔ پہلی روح سے زندگی قائم ہے، دوسری سے ہوش و حواس پہلی روح موت کے وقت نکلتی ہے، دوسری نیند میں ۱۴۔ کہ اسے واپس نہیں بھیجتا بلکہ نیند میں موت دے دیتا ہے۔ ۱۵۔ اس طرح کہ لوگ مرتے وقت تک برابر سوتے جاگتے رہیں گے۔ اور بوقت موت دائمی نیند سو جائیں گے۔

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ہیں سوچنے والوں کے لئے ۱ کیا انہوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی

شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾

بنا رکھے ہیں ۲ تم فرماؤ کیا اگرچہ وہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں ۳

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

تم فرماؤ شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے ۴ اسی کیلئے ہے آسمانوں اور

الْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ

زمین کی بادشاہی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے ۵ اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا

اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ

ہے دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ۶

وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے ۷ جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ

تم عرض کرو ۸ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے نہاں اور عیاں کے

وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا

جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِى الْاَرْضِ

اختلاف رکھتے تھے ۹ اور اگر ظالموں کے لئے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے ۱۰

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ

سب اور اس کے ساتھ اس جیسا تو یہ سب چھڑائی میں دیتے روز قیامت کے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا

برے عذاب سے ۱۱ اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو انکے خیال

ا۔ اور سوچیں کہ جو سونے کے بعد جگا سکتا ہے وہ مرنے کے بعد زندہ بھی کر سکتا ہے یعلوم ہوا کہ قیاس شرعی برحق ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ بت وغیرہ شفیع من دون اللہ ہیں اور انبیاء صالحین شفیع من اللہ' شفیع من دون اللہ کو ماننا کفر ہے اور شفیع من اللہ کو ماننا ایمان۔ جیسے ولی اللہ اور ولی من دون اللہ ۳۔ کہ بت نہ شفاعت کے مالک ہیں نہ کسی کے نفع نقصان کے پھر ان کی پرستش کیسی ۴۔ کہ جسے چاہے شفاعت کی اجازت دے۔ جب اس نے بتوں کو اس کی اجازت نہ دی۔ تو وہ شفاعت کیسے کر سکتے ہیں۔ ۵۔ مومنوں کو خوشی سے کافروں کو مجبوراً"۔ اسی لئے بزرگوں کی وفات کے دن کو عرس یعنی شادی کا دن کہا جاتا ہے مومن کی موت محبوب کا وصال ہے' کافر کی موت فراق' ۶۔ یعنی توحید کے ذکر سے ان کے دل بگڑتے ہیں جس کا اثر چہروں پر ظاہر ہوتا ہے ۷۔ رب کے سوا سے مراد کفار کے بت ہیں نہ کہ انبیاء و اولیاء ۸۔ اس قُلْ سے معلوم ہوا کہ دعا کے لئے زبان پاک چاہیے۔ دعا کے الفاظ بھی اعلیٰ ہوں اور زبان بھی کامل یعنی اے محبوب یہ دعا تم اپنی زبان سے ادا کرو۔ اور پھر تمہارے بتائے دوسرے ادا کریں۔ اس سے اشارۃً" یہ بھی معلوم ہوا کہ دعاؤں وظیفوں کے اثر کے لئے کسی صاحب اثر کی اجازت چاہیے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ ان سب سے یہ فائدہ حاصل ہوتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ دعاء ماثورہ غیر ماثورہ سے افضل ہے۔ ۹۔ حضرت سعید ابن مسیب سے منقول ہے کہ یہ آیت پڑھ کر جو دعا مانگی جائے' قبول ہو گی انشاء اللہ۔ معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے حمد الٰہی سنت انبیاء ہے ۱۰۔ ظالموں سے مراد کفار ہیں۔ یعنی کفار کا دوزخ کا عذاب ایسا سخت ہو گا کہ اگر ان کے پاس اس دن تمام دنیا کے خزانے ہوں اور ان کے فدیہ سے وہ عذاب کم ہو سکے تو یہ لوگ وہ بھی دے دیں۔ ۱۱۔ تاکہ یہ مال دے کر رب کے عذاب سے بچ جاویں۔ یعنی کفار کا بخل صرف دنیا میں ہے' وہاں عذاب دیکھ کر بخل بھول جائیں گے۔ یہاں زکوٰۃ بھاری ہے وہاں سب دینے پر تیار ہوں گے۔

يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ

میں نہ تھی ۱ اور ان پر اپنی کمائی ہوئی برائیاں کھل گئیں ۲ اور ان پر

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ

آ پڑا وہ جس کی ہنسی بناتے تھے ۳ پھر جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے ۴

ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَاۤ

تو ہمیں بلاتا ہے پھر جب اسے ہم اپنے پاس سے کوئی نعمت عطا فرمائیں کہتا ہے

اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

یہ تو مجھے ایک علم کی بدولت ملی ہے ۵ بلکہ وہ تو آزمائش ہے مگر ان میں بہتوں کو

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَاۤ

علم نہیں ۶ ان سے اگلے بھی ایسے ہی کہہ چکے ۷ تو

اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ

ان کا کمایا ان کے کچھ کام نہ آیا ۸ تو ان پر پڑ گئیں

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَآءِ

ان کی کمائیوں کی برائیاں ۹ اور وہ جو ان میں ظالم ہیں ۱۰

سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾

عنقریب ان پر پڑیں گی ان کی کمائیوں کی برائیاں اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ

کیا انہیں معلوم نہیں ۱۱ کہ اللہ روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگ

وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع

فرماتا ہے ۱۲ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے

قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو ۱۳ جنہوں نے ۱۴ اپنی جانوں پر زیادتی کی ۱۵ اللہ کی رحمت سے

ع ۵ / ۲

۱۔ یعنی ایسے عذاب دیکھے جو ان کے خیال و گمان سے وراء تھے یا جن نیکیوں پر انہیں بھروسہ تھا وہ کام نہ آئیں کیونکہ قبول اعمال کی شرط ایمان ہے یا جن بتوں کا بھروسہ تھا وہ سب منہ پھیر گئے۔ غرضیکہ اس آیت کی بہت تفسیریں ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ کفار کے گناہ وہاں موجود ہوں گے اور نیکیاں ختم ہو چکی ہوں گی کیونکہ کفر نیکیاں برباد کر دیتا ہے ۳۔ یعنی جن عذابوں کا ذکر حضور سے سن کر وہ مذاق اڑاتے تھے وہ تمام عذاب سامنے آ جائیں گے بلکہ مرتے وقت ہی بہت کچھ کھل جائیں گے ۴۔ آدمی سے مراد یا کافر ہے۔ یا غافل ہے۔ عاقل ہمیشہ رب کے آستانہ پر سر رکھتا ہے ۵۔ یعنی دولت کی فراوانی میری ہنر مندی کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے' کیونکہ بہت ہنر مند فقیر اور بے ہنر امیر ہوتے ہیں ۶۔ دولت دنیا کافر کے لئے رب کی ڈھیل بلکہ عذاب ہے اور مومن کے لئے اس کے شکر کا امتحان' رب تعالیٰ کبھی مصیبت سے آزماتا ہے کبھی راحت سے ۷۔ چنانچہ قارون کا یہ قول خود قرآن کریم میں منقول ہے۔ فرعون و شداد وغیرہ بھی اسی بھول میں تھے۔ ۸۔ بلکہ مال ان کے لئے وبال بن گیا۔ جو چیز رب سے غافل کرے' وہ وبال ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان غنی کے خزانہ کا مال دے نہ کہ قارون کے خزانہ کا ۹۔ اس طرح کہ اس مال کے ذریعہ سے ان پر گناہوں کے دروازے کھل گئے اور آخر کار مال انہیں لے ڈوبا۔ معلوم ہوا کہ مومن کا مال عبادتوں کے دروازے کھولتا ہے' اور کافروں کا مال گناہوں کے دروازے ۱۰۔ یہ کفار مکہ میں سے جو حضور کے زمانہ میں موجود ہیں' ان کا بھی یہ ہی حال ہو گا ۱۱۔ یعنی ضرور معلوم ہے۔ کیونکہ کبھی بے ہنر مالدار اور ہنر مند فقیر ہوتے ہیں۔ نیز ایک ہی آدمی کبھی غنی ہوتا ہے کبھی فقیر۔ معلوم ہوا کہ ڈور کسی اور کے ہاتھ میں ہے ۱۲۔ دنیا کی دولت بارش کے پانی کی طرح ہے۔ کہیں زیادہ کہیں کم۔ اور ایک ہی جگہ کبھی زیادہ کبھی کم۔ جیسے بارش ہمارے ہی قبضہ میں ہے ایسے ہی تمہاری دولتمندی و فقیری ہمارے ہی قبضہ میں ہے اس سے دھوکا نہ کھاؤ۔ ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام مسلمان حضور کے بندے اور غلام ہیں۔ دوسرے یہ کہ عبد کو غیر اللہ کی طرف نسبت کر سکتے ہیں۔ مگر اس وقت عبد کے معنی غلام ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ صاحب در مختار کے شیخ کا نام عبد النبی تھا۔ سیدنا عبد اللہ ابن عمر فرماتے ہیں۔ كُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ میں حضور کا عبد یعنی خادم تھا۔ اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو ۱۴۔ یہاں یہ ہی ترجمہ بہتر ہے کہ اے میرے بندو یعنی نبی کے بندے' کیونکہ اگر اللہ کے بندے مراد ہوں تو یقول اللہ پوشیدہ ماننا پڑتا ہے کہ اس سے پہلے قل آ چکا۔ نیز پھر اس میں کفار بھی شامل ہو جاویں گے۔ کیونکہ وہ بھی اللہ کے بندے ہیں' اور انہوں نے زیادتی بھی کی ہے حالانکہ کفار خارج ہیں ۱۵۔ اس سے مراد مومن گنہگار ہے نہ کہ کافر' کیونکہ کافر اگرچہ اللہ کا بندہ تو ہے مگر رسول اللہ کا بندہ اور غلام نہیں اور یہاں رسول اللہ کے بندوں غلاموں سے خطاب ہو رہا ہے۔

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اسلام کی برکت سے کفر کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' دوسرے یہ کہ اسلام سے کفر کے زمانہ کے حقوق معاف نہیں ہوتے۔ لہٰذا کافر اسلام لا کر بھی کفر کے زمانہ کا قرض ادا کرے گا۔ ذنوب اور ہیں' حقوق کچھ اور ۲۔ (شان نزول) نمبرا بعض مشرکین نے حضور سے سوال کیا کہ آپ کا دین تو برحق ہے لیکن اگر ہم مسلمان ہو جاویں تو کیا ہمارے زمانہ کفر کے گناہ معاف ہو جاویں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (خزائن)۔ نمبر ۲ حضرت وحشی جو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں' انہوں نے حضرت نبی پاک کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اگر میں ایمان قبول کر لوں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے تب یہ آیت آئی (روح) ۳۔ توبہ کرو' کافر اسلام لا کر' گنہگار گزشتہ پر نادم ہو کر' نیک کار یہ سمجھ کر کہ میری عبادت اس دربار کے لائق نہیں۔ غرضیکہ سب رجوع کریں ۴۔ کہ اخلاص کے ساتھ اس کی فرمانبرداری کرو ۵۔ اس سے دنیا کی سزائیں مراد ہیں یا قبر کی یا آخرت کی ۶۔ ماشاء اللہ بہت نفیس ترجمہ ہے۔ یہاں اضافت بیانیہ ہے کیونکہ سارا قرآن کریم ہی اچھا واجب العمل ہے۔ ۷۔ اس عذاب سے مراد جنگوں میں شکست' قحط' وباء وغیرہ ظاہری عذاب ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ موت مراد ہو کہ کافر کی موت بھی عذاب الٰہی ہے۔ غیبی عذاب مراد نہیں۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے حق میں کوتاہی کرنا رب تعالیٰ کے حق میں کوتاہی ہے۔ کیونکہ یہ کفار زیادہ تر حضور کے حق میں کوتاہی کرتے تھے۔ جسے رب کے حق میں کوتاہی قرار دیا گیا۔ اسی طرح حقوق مصطفوی پورے کرنے در حقیقت حقوق الٰہیہ پورے کرنا ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۹۔ رب کے دین' اس کے نبی' اس کی کتاب کی' معلوم ہوا کہ یہاں کفار کا ذکر ہے ۱۰۔ حق قبول کرنے کی توفیق دیتا' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عمل کی جگہ دنیا ہے نہ کہ آخرت' کیونکہ کفار اعمال کے لئے دنیا میں آنے کی تمنا کریں گے۔ یہ نہ کہیں گے کہ مولیٰ ہم یہاں ہی نیکیاں کئے لیتے ہیں۔ ۱۲۔ قرآن کریم کی آیات یا حضور کے معجزات یا دونوں' تیسرے معنی زیادہ قوی ہیں۔

مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ
ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے ۱

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ
بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے ۲ اور اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ ۳

اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ
اور اس کے حضور گردن رکھو ۴ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے پھر

لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ
تمہاری مدد نہ ہو ۵ اور اس کی پیروی کرو جو اچھی سے اچھی تمہارے رب سے تمہاری

رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ
طرف اتاری گئی ۶ قبل اس کے کہ عذاب تم پر اچانک آ جائے ۷ اور تمہیں

لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى
خبر نہ ہو کہ کہیں کوئی جان یہ نہ کہے کہ ہائے افسوس ان تقصیروں

مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ
پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کیں ۸ اور بے شک میں ہنسی

السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ
بنایا کرتا تھا ۹ یا کہے اگر اللہ مجھے راہ دکھاتا ۱۰ تو میں

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ
ڈر والوں میں ہوتا یا کہے جب عذاب دیکھے

لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ
کسی طرح مجھے واپسی ہے ملے کہ میں نیکیاں کروں ۱۱ ہاں کیوں نہیں

جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ
بے شک تیرے پاس میری آیتیں آئیں ۱۲ تو تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو

۱۔ اپنی قدرت و اختیار سے کفر کر کے کافر رہا۔ لہٰذا تو قصور وار ہے ۲۔ کہ اس کے لئے شریک یا اولاد ثابت کی۔ یا اس کے رسولوں کو جھوٹا کہا۔ رسول کو جھوٹا کہنا رب کو جھوٹا کہنا ہے کہ رب انہیں سچا کہہ رہا ہے۔ جھوٹے کی تصدیق بھی جھوٹ ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ منہ کالا ہونا کافروں کے لئے ہو گا۔ گنہگار مومن اگرچہ کچھ دن کے لئے دوزخ میں رکھا جائے گا مگر خدا اس کا منہ کالا نہ کرے گا کہ اس میں امت حبیب کی رسوائی ہے۔ دوسرے یہ کہ قیامت میں کافر و مومن میں بالکل ظاہر فرق ہو گا۔ بغیر پوچھے پتہ لگ جائے گا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ قیامت میں حضور کافر و مومن کو نہ پہچانیں گے غلط ہے رب فرماتا ہے۔ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ ۴۔ پرہیز گاروں سے مراد مومن متقی ہیں۔ نجات کی جگہ سے مراد جنت ہے۔ جہاں ہر مصیبت سے بچاؤ ہے ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جنتی مومن کو کسی جہنمی کافر سے محبت نہ ہو گی اگرچہ وہ اس کا بیٹا ہو۔ ورنہ جنتی کو اس کے دوزخ میں رہنے کا غم و ملال ہوتا اور جنت ملال کی جگہ نہیں ۶۔ کفر و ایمان، تقویٰ و عصیان، رحمت و شیطان اس ہی نے پیدا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ بری چیزوں کا پیدا کرنا برا نہیں۔ اس میں ہزارہا حکمتیں ہیں ۷۔ اسے یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے بعض بندوں کو مختار بنا دے اگر مختار نہ کر سکے تو مجبور ہوا اس ہی لئے اس نے ہم کو اپنے گھر بار کا بادشاہ کو ملک کا، حضور کو ساری خدائی کا مختار بنایا ہے۔ دیکھو ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ ۸۔ یعنی رحمت، رزق بارش وغیرہ کا مالک وہ ہے۔ جب چاہے جتنا چاہے دے اس کو نہ کوئی روک سکتا ہے، نہ اس پر کسی کو اعتراض کا حق ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مفاتیح و مقالید کے معنی ہیں۔ چابیاں۔ عندہ مفاتح الغیب اور مفاتح کا اول و آخر حرف م، ح ہے اور مقالید کا اول و آخر میم دال ہے جس سے محمد بنتا ہے۔ اشارہ اس طرف ہے کہ حضور کی ذات اقدس تمام آسمانی زمینی خزائن الٰہیہ کی چابی ہے ۹۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں ان کی کوئی نیکی قبول نہیں۔ آخرت میں ان کی بخشش نہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خسارہ ہو گا ۱۰۔ کفار مکہ کہتے تھے کہ آپ ہمارے معبودوں کو مان لیں، ہم آپ کے الٰہ کو مان لیتے ہیں، اس طرح ہماری آپ کی صلح ہو جائے گی۔ اس آیت میں ان کی تردید ہے ۱۱۔ ان کفار کو جاہل اس لئے فرمایا گیا کہ انہیں نبی کے درجہ کی خبر نہیں کہ نبی کا شرک و بت پرستی کرنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے دو الٰہ ہونا۔ کیونکہ ان کا رب حافظ ہے۔ نفس ان کے امارہ نہیں۔ شیطان ان سے مایوس ہو چکا۔ وہ کہہ چکا ہے۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ جب ان کے حق میں کفر کے سارے اسباب ناممکن ہیں تو ان کا کفر بھی ناممکن ۱۲۔ اس میں حضور سے خطاب ہے، اور مراد سننے والے ہیں، اور اگر مراد نبی ہی ہوں تو یہ ناممکن کو ناممکن پر موقوف کرنا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے کہ اگر رب کے فرزند ہو تو پہلے اس کی پوجا میں کروں۔ ۱۳۔ اے مسلمانو شکر کرو، اور شاکرین کی جماعت میں رہو۔ ان کا ساتھ نہ چھوڑو۔ یا اے محبوب! اس ہی طرح رب کی عبادت اور شکر پر قائم رہو۔

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا

کافر تھا ۱ اور قیامت کے دن تم دیکھو گے انہیں جنہوں نے اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ

جھوٹ باندھا ۲ کہ ان کے منہ کالے ہیں ۳ کیا مغرور کا ٹھکانا جہنم میں

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

نہیں اور اللہ بچائے گا پرہیز گاروں کو ۴ ان کی نجات

بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْۗءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾

کی جگہ ۵ نہ انہیں عذاب چھوئے اور نہ انہیں غم ہو

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے ۶ اور وہ ہر چیز کا مختار ہے ۷

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ۸ اور جنہوں نے اللہ کی آیتوں

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ اَفَغَيْرَ

کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں ۹ تم فرماؤ تو کیا اللہ

اللّٰهِ تَاْمُرُوْۗنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ

کے سوا دوسرے کے پوجنے کو مجھ سے کہتے ہو ۱۰ اے جاہلو ۱۱ اور بے شک وحی کی گئی

اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىِٕنْ اَشْرَكْتَ

تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا

لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ

شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا ۱۲ بلکہ

اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا

اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر والوں سے ہو ۱۳ اور انہوں نے اللہ کی قدر

ع ۴

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی قدر نہ پہچاننے والا رب کی قدر نہیں جانتا کیونکہ کفار حضور ہی کی عزت و قدر کے منکر تھے' رب فرماتا ہے وَمَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ۲۔ حضور فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ قیامت میں آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا اور فرمائے گا میں ہوں بادشاہ۔ کہاں ہیں بادشاہت و حکومت کے دعویدار پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا اور یہ ہی فرمائے گا۔ ہاتھ سے مراد وہ ہاتھ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے ۳۔ اس سے مراد صور کا پہلا نفخہ ہے جو ہلاک کرنے اور بے ہوش کرنے کے لئے ہو گا۔ دوسرا نفخہ چالیس سال کے بعد ہو گا' زندہ کرنے اور ہوشیار کرنے کیلئے۔ قرآن کریم

اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

نہ کی جیسا اس کا حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ دے گا

وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے اور ان کے شرک سے پاک

یُشْرِكُوْنَ ۝۶۷ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ

اور برتر ہے اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں

وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ

میں ہیں اور جتنے زمین میں مگر جسے اللہ چاہے پھر وہ دوبارہ پھونکا

اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۝۶۸ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ

جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے اور زمین جگمگا اٹھے گی اپنے

بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَ

رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور

الشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝۶۹

یہ نبی اور اس کی امت کے ان پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرما دیا جائیگا اور ان

وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۝۷۰

ان پر ظلم نہ ہو گا اور ہر جان کو اس کا کیا بھرپور دیا جائے گا اور اسے خوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا

اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ گروہ یہاں تک کہ جب

جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ

وہاں پہنچیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا

یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَ

تمہارے پاس تمہیں میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور

میں پانچ نفخوں (پھونک) کا ذکر ہے۔ رب کا حضرت آدم میں روح پھونکنا۔ حضرت جبریل کا بی بی مریم کے گریبان میں پھونکنا عطاء فرزند کے لئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی کے پرندوں میں پھونکنا انہیں زندگی بخشنے کے لئے۔ ذوالقرنین کا آگ میں پھونکنا لوہا گلانے کے لئے' اسرافیل علیہ السلام کا صور پھونکنا (روح) ۴۔ حضرت جبریل' میکائیل' اسرافیل' عزرائیل' علیہم السلام کہ ان کی فنا نفخہ سے نہ ہو گی۔ بلکہ نفخہ کے بعد حکم الٰہی سے۔ یا شہداء' یا موسیٰ علیہ السلام کہ وہ کوہ طور پر بے ہوش ہو چکے ہیں' یا جنت کی حوریں' رضوان اور دوزخ کے فرشتے اور وہاں کے سانپ۔ بچھو (خزائن العرفان' روح البیان وغیرہ) ۵۔ دوسرا نفخہ چالیس سال کے بعد' چالیس سال سے مراد اتنا وقت ہے' ورنہ اس وقت سورج فنا ہو چکا ہو گا ۶۔ یعنی اپنی قبروں سے اٹھ کر کھڑے ہوں گے۔ حیران یا آنکھیں اٹھا کر دیکھیں گے کہ اب کیا ہوتا ہے' پھر میدان محشر کی طرف چلیں گے۔ مسلمانوں کی قبروں پر سواریاں حاضر ہوں گی جن پر سوار ہو کر روانہ ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (خزائن) سب سے پہلے حضور بیدار ہوں گے اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو حلہ ملے گا (روح) اور حضور قبر سے ہی ستر پوش اٹھیں گے (مرات) ۷۔ محشر کی زمین جو اس زمین کے علاوہ ہو گی۔ رب فرماتا ہے۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہو گی۔ چاند سورج تارے بے نور ہوں گے۔ اس نور کی کیفیت بیان نہیں ہو سکتی۔ انشاء اللہ دیکھ کر معلوم ہو گا ۸۔ لوح محفوظ سب کے سامنے رکھی جاوے گی یا ہر ایک کے نامہ اعمال اس کے ہاتھ میں دیئے جاویں گے۔ مومنوں کو دائیں ہاتھ میں' کافروں کو بائیں ہاتھ میں ۹۔ قیامت میں انبیاء کرام مدعی کی حیثیت سے اور امت مصطفوی گواہوں کی حیثیت سے اور حضور شاہی گواہ کی شان سے کہ سارے عالم کا فیصلہ حضور کے جنبش لب پر ہو گا۔ سبحان اللہ کیا عجیب نظارہ ہو گا۔ اللہ خیر سے دکھائے۔ ۱۰۔ کہ بے قصور کو پکڑ

ع ۷ / ۴

لیا جاوے یا نیک کار کو عذاب دیا جاوے ۱۱۔ کسی کی نیکی کا بدلہ کم نہ دیا جاوے گا۔ اور بدی کا بدلہ زیادہ نہ ہو گا۔ لہٰذا یہ آیت نہ تو گناہوں کی معافی کے خلاف ہے اور نہ نیکی کا ثواب بڑھنے کے خلاف ۱۲۔ یعنی یہ گواہی رب کے علم کے لئے نہیں۔ وہ تو علیم و خبیر ہے ۱۳۔ قیدیوں کی طرح نہایت سختی سے' اپنے اپنے پیشواؤں کے ساتھ ہر کافر اپنے سردار کے ساتھ ہو گا۔ کوئی پیدل کوئی منہ کے بل' خدا بچائے ۱۴۔ کیونکہ دنیا میں کفار کی جماعتیں مختلف تھیں۔ ایسے ہی وہاں مختلف طریقے سے دوزخ کی طرف روانگی ہو گی۔ مختلف حالات سے۔ ۱۶۔ دوزخ کے سات طبقوں کے علیحدہ علیحدہ دروازے ہیں جو بند رہتے ہیں ہر دروازہ اس ہی وقت کھولا جائے گا جب وہاں داخلہ کے لئے کوئی جماعت پہنچے گی جیسے آج جیل کے دروازے بلا ضرورت کھولے نہیں جاتے۔ ضرورت پر کھولے جاتے ہیں ۱۷۔ کفار کو کھڑا کر کے اولا" یہ گفتگو

(بقیہ صفحہ ۷۴۳) کریں گے۔ انہیں ذلیل کرنے کے لئے پھر سوال و جواب کے بعد دروازے کھولے جائیں گے ۱۸۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول ہمیشہ انسانوں میں آئے۔ دوسرے یہ کہ علماء کا پہنچنا گویا رسول ہی کا پہنچنا ہے کیونکہ تمام کفار نے رسول کو نہ دیکھا البتہ ان کو رسول کی تبلیغ پہنچ گئی۔ تیسرے یہ کہ جن لوگوں کو نبی کی تبلیغ نہ پہنچی' اگر وہ موحد ہوں تو انہیں دوزخ نہیں' لہٰذا حضور کے والدین کریمین جنتی ہیں کہ انہیں نبی کی تبلیغ نہ پہنچی۔ اور وہ موحد تھے۔
۱۔ ایمان قبول نہ کرنے کی صورت میں' معلوم ہوا کہ نبی کا ڈرانا عام ہے بشارت خاص ۲۔ یہ اقرار قیامت کے حساب سے فارغ ہونے کے بعد ہوگا۔ ورنہ قیامت میں

يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ

تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے تھے ۱ کہیں گے کیوں نہیں ۲ مگر عذاب کا

كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ

قول کافروں پر ٹھیک اتراً ۳ فرمایا جائے گا جاؤ جہنم کے

جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾

دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہنے ۴ تو کیا ہی برا ٹھکانا متکبروں کا

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا

اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے انکی سواریاں ۵ گروہ گروہ جنت کی طرف چلائی جائیں گی ۶

جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہونگے ۷ اور اسکے داروغہ ان

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا

سے کہیں گے سلام تم پر تم خوب رہے ۸ تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے ۹ اور وہ کہیں گے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث کیا ۱۰

نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾

کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں ۱۱ تو کیا ہی اچھا ثواب کامیوں کا

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ

اور تم فرشتوں کو دیکھو گے ۱۲ عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی

يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور لوگوں میں ۱۳ سچا فیصلہ فرمادیا جائے گا ۱۴

وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور کہا جائے گا کہ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ۱۵

کفار تبلیغ انبیاء کا انکار کریں کے اس لئے پھر گواہی وغیرہ قائم کی جائے گی لہٰذا آیات میں کوئی اختلاف نہیں ۳۔ یعنی ہم ابلیس کے ساتھ رہے اور اس کے متعلق رب نے فرمایا۔ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن کو دوزخ میں ہمیشگی نہیں خواہ کتنا ہی بڑا گنہگار ہو ۵۔ اس طرح کہ اپنی قبروں سے سواریوں پر جائیں گے۔ خیال رہے کہ اس میں سارے مومن داخل ہیں مومن کے نیک اعمال اس کی سواری ہوں گے۔ کسی کی سواری تیز کسی کی ست' جیسا عمل کا اخلاص' کوئی سواری پر اکیلا' کوئی دو' کوئی تین' جبکہ ایک عمل چند نے مل کر کیا ہو۔ ۶۔ صالحین کا ہر گروہ اپنے پیشوا کے ہمراہ جیسے شافعی' مالکی' حنفی' حنبلی یا چشتی قادری وغیرہ۔ رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ جس کا کوئی امام نہ ہو گا اس کا امام شیطان ہو گا لہٰذا مومن کو چاہیے کہ اکیلا نہ رہے جماعت کے ساتھ رہے' رب فرماتا ہے۔ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۷۔ جنت کے دروازے تو حضور کے لئے کھل جائیں گے مومن حضور کے پیچھے پہنچیں گے تو دروازے کھلے پائیں گے اس لئے یہاں واؤ ارشاد ہوا۔ وَفُتِحَتْ علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے کے قریب ایک درخت کے نیچے سے دو چشمے نکلتے ہیں۔ جنتی ایک چشمہ سے غسل کریں گے۔ دوسرے سے پئیں گے۔ غسل سے ظاہر پینے سے باطن صاف و پاک ہو جائیں گے فرشتے دروازہ جنت پر استقبال کریں گے۔ (خزائن) ۸۔ کہ دنیا میں رسول کے دامن سے وابستہ رہے۔ دنیا میں وہی خوب رہا جو ان کے دامن میں رہا ۹۔ جو جنت میں جزا کے لئے گیا وہ کبھی وہاں سے نہ نکلے گا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن جنت میں اپنی جگہ بھی لے گا اور کافر کی جگہ بھی۔ جیسے کافر دوزخ میں اپنی جگہ بھی لے گا اور مومن کی بھی۔ ہر شخص کے لئے جنت و دوزخ دونوں میں جگہ رکھی گئی ہے' یہ آیت اس کی تفسیر ہے۔ اِنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ زمین سے مراد جنت کی زمین ہے ۱۱۔ ادنیٰ مومن کی جنت تمام روئے زمین سے دس گنا زیادہ ہو گی' اعلیٰ مومن کا کیا پوچھنا ۱۲۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن جبکہ فرشتے دوبارہ زندہ کئے جاویں گے (روح) حلقے باندھ کر عرش اعظم کا ایسا طواف کریں گے جیسے حاجی کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ ۱۳۔ بَيْنَهُمْ کی ضمیر انسانوں کی طرف لوٹ رہی ہے نہ کہ فرشتوں کی طرف۔ کیونکہ وہاں فیصلہ انسانوں ہی کا ہو گا نہ کہ فرشتوں کا فرشتے نہ مکلف تھے نہ ان میں کوئی گنہگار۔ جنات کے لئے جنت کا فیصلہ نہ ہو گا۔ انکے مجرم دوزخ میں جائیں گے۔ ان کے نیک دوزخ سے بچ جائیں گے۔ لہٰذا یہ آیت بالکل واضح ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ جنت میں حمد الٰہی ہوگی مگر لذت کے لئے ہوگی نہ کہ تکلیفی طور پر۔

اٰیَاتُہَا ۸۵ | ۴۰ سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِ مَکِّیَّۃٌ ۶۰ | رُکُوْعَاتُہَا ۹

سورۂ مومن مکی ہے سوائے دو آیات کے اس میں ۹ رکوع ۸۵ آیات ۱۱۹۹ کلمات ۴۹۶۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝۲

یہ کتاب اتارنا ہے اللہ کی طرف سے جو عزت والا علم والا

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ

گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب کرنے والا

ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ۝۳ مَا یُجَادِلُ

بڑے انعام والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف پھرنا ہے اللہ کی آیتوں میں

فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُہُمْ

جھگڑا نہیں کرتے مگر کافر تو اے سننے والے تجھے دھوکا نہ دے ان کا شہروں میں

فِی الْبِلَادِ ۝۴ کَذَّبَتْ قَبْلَہُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْ

اُلٹے گُلٹے پھرنا ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کے گروہوں نے

بَعْدِہِمْ وَہَمَّتْ کُلُّ اُمَّۃٍ بِرَسُوْلِہِمْ لِیَاْخُذُوْہُ

جھٹلایا اور ہر امت نے یہ قصد کیا کہ اپنے رسول کو پکڑ لیں

وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِہِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُہُمْ

اور باطل کے ساتھ جھگڑے کہ اس سے حق کو ٹال دیں تو میں نے انہیں پکڑا

فَکَیْفَ کَانَ عِقَابِ ۝۵ وَکَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ

پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور یوں ہی تمہارے رب کی بات کافروں پر

عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّہُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶ اَلَّذِیْنَ

ثابت ہو چکی ہے کہ وہ دوزخی ہیں وہ جو

۱۔ سورہ مومن کا نام سورۃ غافر بھی ہے ۲۔ اس قرآن میں عزت بھی ہے' علم بھی' قرآن جاننے والا بہترین علم والا ہے۔ قرآن کی خدمت کرنے والا دنیا و آخرت میں عزت والا ہے۔ چونکہ قرآن کریم آہستگی سے اترا لہذا تنزیل فرمایا گیا۔ ۳۔ ہمیشہ ہر شخص کے ہر قسم کے گناہ بخشنے والا کیونکہ نہ غافر میں کوئی قید ہے نہ ذنب میں۔ جیسے الحمد للہ میں ہے ۴۔ کافروں کی توبہ کفر سے' مومنوں کی توبہ گناہوں سے' کیونکہ کافر کی گناہ سے توبہ قبول نہیں۔ لہذا آیت بالکل واضح ہے۔ خیال رہے کہ مجرم کا گناہ سے انکار کرنا بے حیائی ہے۔ گناہ کے بہانہ بنا کر معذرت کرنی ہلاکت ہے۔ گناہ کا اقرار کر کے اپنے کو مجرم جاننا' نادم ہونا توبہ ہے وہی یہاں مراد ہے (روح) ۵۔ کافروں پر کفر کی وجہ سے' خیال رہے کہ بندہ مطیع پر عتاب ہوتا ہے۔ بندہ نافرمان پر عذاب' حکومت کے باغی پر عقاب کفار حکومت الہیہ کے باغی ہیں۔ ۶۔ عارفوں پر دین و دنیا میں انعام کی بارشیں فرمانے والا۔ ۷۔ مومنوں کو خوشی سے کافروں کو جبراً' موت مومن کے لئے محبوب کا بلاوا ہے' کافر کے لئے وارنٹ ۸۔ یہاں جھگڑے سے مراد قرآن کا انکار کرنا یا اس پر طعن کرنا یا اسے جادو شعر' کہانت کہنا ہے علماء دین کا آیات قرآنیہ سے مسائل نکالنا اس میں علمی بحثیں کرنا' مشکل آیات کو حل کرنا جھگڑا نہیں بلکہ قرآن میں تدبر ہے جو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے آئمہ مجتہدین کے اختلافات اسی تدبر کا نتیجہ ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لہذا یہ آیت واضح ہے۔ ۹۔ کیونکہ ان کا پوری آزادی سے سفروں میں پھرنا' تجارت سے نفع اٹھانا عارضی ہے' آخر کار گرفتار ہوں گے جیسے وارنٹ والا مجرم' ۱۰۔ اس کے باوجود انہیں لمبی عمریں بہت مال۔ دنیاوی ٹیپ ٹاپ بخشی گئی۔ قوم نوح' قوم عاد' قوم ثمود وغیرہ کی تاریخ دیکھو ۱۱۔ اور تبلیغ سے روک دیں، قید یا قتل کر کے معلوم ہوا کہ ہر پھول کے ساتھ کانٹا ہے۔ ہر نبی کے مقابل جھٹلانے والے ہوئے۔ اس ہی سے نبی کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ ۱۲۔ جیسے فرعون نے جادو سے عصاء موسوی کا مقابلہ کیا۔ اس ہی طرح ہر زمانہ کے کفار ۱۳۔ اور انبیاء کا نام مٹا دیں معجزہ کو جادو سے مشتبہ کر دیں ۱۴۔ غور کر لو ان میں سے کوئی بچا نہیں۔ یہی حال ان کافروں کا ہونے والا ہے۔ کہ یا تو مسلمان ہو جائیں گے یا برباد۔ ایسا ہی ہوا۔ ۱۵۔ یہاں کافروں سے وہ مراد ہیں جو علم الٰہی میں کافر ہو چکے ہیں' ان کی موت کفر پر ہونے والی ہے۔ ورنہ بہت سے کافر مومن ہو کر جنتیوں کے سردار بن چکے۔

وقف لازم — وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ
عرش اٹھاتے ہیں ۱ اور جو اس کے گرد ہیں ۲ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ
رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ
اس کی پاکی بولتے ۳ اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں ۴
رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ
اے رب ہمارے تیرے رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے ۵ تو انہیں بخش دے
لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ
جنہوں نے توبہ کی ۶ اور تیری راہ پر چلے ۷ اور انہیں دوزخ کے عذاب
الْجَحِيْمِ ۝٧ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ﹰالَّتِيْ
سے بچا لے اے ہمارے رب اور انہیں بسنے کے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے
وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ
ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں
وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٨ وَقِهِمُ
اور اولاد میں ۸ بے شک تو ہی عزت و حکمت والا ہے ۹ اور انہیں گناہوں
السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ
کی شامت سے بچا لے ۱۰ اور جسے تو اس دن گناہوں کی شامت سے بچا لے تو بے شک تو نے اس
وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
پر رحم فرمایا اور یہی بڑی کامیابی ہے ۱۱ بے شک جنہوں نے کفر کیا
يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ
ان کو ندا کی جائے گی ۱۲ کہ ضرور تم سے اللہ کی بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم آج
اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝١٠ قَالُوْا رَبَّنَآ
اپنی جان سے بیزار ہو ۱۳ جب کہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تو تم کفر کرتے ۱۴ کہیں گے اے ہمارے رب

۱۔ ابھی چار فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں قیامت میں آٹھ اٹھائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ۲۔ جو عرش اعظم کا طواف کرتے رہتے ہیں انہیں کروبین کہتے ہیں۔ ان کی تعداد رب ہی جانتا ہے۔ ۳۔ یعنی اول تسبیح پھر تحمید کرتے ہیں۔ یوں کہتے ہیں سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شفاعت ملائکہ برحق ہے کہ وہ مومنوں کے لئے آج بھی دعاء مغفرت کر رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مومن بڑی عزت والے ہیں کہ رب تعالیٰ کے قرب حضوری میں ملائکہ کی زبان سے حمد الٰہی کے ساتھ ان کا ذکر بھی ہو رہا ہے۔ اور ان کے لئے دعائیں بھی ہو رہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ان فرشتوں کا ذکر خیر سے کیا کریں اور ان کے لئے دعا خیر کیا کریں کیونکہ بدلہ نیکی کا نیکی ہے' رب فرماتا ہے۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ چوتھے یہ کہ مسلمانوں کے لئے غائبانہ دعا کرنی اور بے غرض دعا کرنی' سنت ملائکہ ہے اور رب کی رضا کا ذریعہ۔ پانچویں یہ کہ مقدس مقامات پر جا کر حمد الٰہی کے ساتھ مسلمان بھائیوں کے لئے دعا مانگنی زیادہ قبول کے قریب ہے۔ حاجی کو چاہیے کہ کعبہ معظمہ اور سنہری جالی پر تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دعا کرے ۵۔ معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے حمد الٰہی کرنی سنت ملائکہ ہے ۶۔ کفر سے یا گناہوں سے' سبحان اللہ! توبہ کیسی پیاری عبادت ہے کہ اس کی قبولیت کی فرشتے دعائیں کر رہے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ صرف زبانی توبہ کافی نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی جنت میں اپنی مومن اولاد اور مومن بیوی کے ساتھ رہے گا ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب جب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو اپنے مقبول بندوں کو اس کے حق میں دعاء خیر کا حکم دیتا ہے' اپنے محبوب سے فرماتا ہے۔ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ دوسرے یہ کہ رب کی رحمتیں اس کے مقبولوں کے وسیلہ سے ملتی ہیں۔ اگر بغیر وسیلہ دیا کرتا تو ہمارے لئے اپنے فرشتوں سے دعا نہ کراتا' رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ۔ حضور تمام جہان کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تیسرے یہ کہ سرکاروں کو خوش کرنے کے لئے ان کے غلاموں کو دعائیں دی جاتی ہیں۔ فرشتے ہم مسلمانوں کو اس لئے دعائیں دے رہے ہیں کہ سبز گنبد والا' سنہری جالی والا ان سے خوش ہو جاوے۔ ہم کو بھی چاہیے کہ حضور کو خوش کرنے کے لئے ان کے آل و اصحاب' ان کے مدینہ والوں کو دعائیں دیا کریں' ان کے چرچے کیا کریں' ان کے ذکر خیر سے کیا کریں۔ عرس بزرگان کا یہی مقصد ہے ۱۰۔ اس طرح کہ گنہگاروں کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمائے۔ معلوم ہوا کہ گنہگاروں پر نظر کرم ہے۔ ۱۱۔ اللہ ہر مومن کو نصیب فرمائے' سب کی طفیل مجھ گنہگار خطاکار کو بھی۔ آمین ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کے جرم و گناہ قیامت میں اعلانیہ پکارے جاویں گے تاکہ ان کی رسوائی ہو۔ اور ان کی نیکیوں کا ذکر نہ ہو گا دوسرے یہ کہ مومن کی نیکیاں اعلانیہ دکھائی جائیں گی۔ اور ان کے گناہوں کا خفیہ حساب ہو گا ۱۳۔ قیامت میں کفار اپنی جان سے بیزار ہوں گے۔ موت چاہیں گے مگر نہ آئے گی۔ رب فرماتا ہے۔ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۱۴۔ دنیا میں یعنی تم نے نبی کو اپنے سے بیزار کیا' آج رب تم سے بیزار ہے۔

ا۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۔ یعنی تم پہلے بے جان نطفہ تھے۔ پھر زندہ ہوئے پھر مرے۔ پھر قیامت میں اٹھے۔ ۲۔ اس کا جواب یہ ہو گا کہ اب نہ تمہاری توبہ قبول ہے نہ تمہارے لئے دوزخ سے نکلنے کی کوئی صورت اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو پھر وہاں سے نکال دیا جاوے گا۔ مومنوں کی شفاعت سے ۳۔ یعنی تمہارے دوزخ میں ہمیشہ رہنے کی وجہ تمہارا کفر ہے اور پیغمبروں کی بات نہ سننا۔ اپنے سرداران کفر کی بات سن کر مان لیتا جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ دعی اللہ میں ایمان کے سارے ارکان داخل ہیں۔ اللہ کی عبادت نبی کی اطاعت ۴۔ یہاں دعا کو شرک کا مقابل ٹھہرایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ دعا بمعنی عبادت ہے۔ اور غیر خدا کی عبادت شرک۔ دعا بمعنی پکارنا کسی بندے کو پکارا جائے شرک نہیں۔ نمازی التحیات میں حضور کو پکار کر سلام عرض کرتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ ۵۔ یعنی تکوینی حکم صرف اللہ کا ہے یا قیامت کے دن صرف اللہ کا حکم ہو گا۔ تمام دنیاوی بادشاہوں کی بادشاہت ختم ہو چکی ہو گی۔ دنیا میں حضرات انبیاء کرام باذن رب شرعی حاکم ہیں۔ بعض اولیاء اللہ رب کے حکم تکوینی کے مظہر ہو جاتے ہیں کہ جو کہہ دیتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے۔ ۶۔ تاکہ تم ان کو معرفت الٰہی کا ذریعہ بناؤ۔ دنیا کی ہر چیز معرفت رب کی کتاب ہے ۷۔ یا یہ مطلب ہے کہ بارش نازل فرماتا ہے۔ جو روزی کا سبب ہے یا یہ کہ ہر شخص کی روزی آسمان میں ہے' جسے رب بذریعہ فرشتوں کے اتارتا ہے۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ ۸۔ معلوم ہوا کہ روزی تو سب کے لئے ہے مگر ہدایت سب کے لئے نہیں۔ افسوس کہ ہم کو روزی کی فکر ہے' ہدایت کی نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اس کو ملتی ہے جس کا رجوع رسول کی طرف ہو۔ کنوئیں سے پانی' سورج سے نور ملتا ہے' ہدایت کے آفتاب سے ہدایت ملتی ہے ۹۔ یعنی رب کو راضی کرنے کی سعی کرو۔ سب کی رضا کی فکر نہ کرو۔ رب راضی ہو جائے تو سب کی پرواہ نہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے فضل سے نیچوں کے درجے اونچے فرماتا ہے۔ اور بلاوجہ اونچوں کو نیچا نہیں کرتا۔ بلندی نبی کو ملتی ہے ان کے صدقے سے ان کے غلاموں کو' رب فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۱۱۔ یہاں روح سے مراد وحی الٰہی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم کو روح فرمایا گیا۔ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا یعنی جس کو چاہتا ہے نبی بناتا ہے۔ اس پر وحی بھیجتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نبوت کسبی چیز نہیں۔ وہ صرف عطائے ربانی ہے۔ ہاں بعض نبیوں کو دعا سے نبوت ملی۔ جیسے حضرت ہارون و لوط علیہ السلام۔ ۱۲۔ قبروں سے نکل کر اور کہیں چھپنے کی جگہ نہ پائیں گے ۱۳۔ خود ان کے خیال میں بھی۔ ورنہ رب سے آج بھی کچھ چھپا نہیں۔ لیکن کافر چھپا ہوا سمجھتے ہیں۔ ۱۴۔ جب سب بندے فنا ہو چکیں گے تو رب ندا فرمائے گا کہ آج ملک کس کا ہے' اب کون ہے جو جواب دے پھر خود ہی جواب دے گا کہ اللہ واحد قہار کا ۱۵۔ یہاں اعمال سے مراد وہ گناہ ہیں جو معاف نہ ہو گئے اور وہ نیکیاں جو برباد نہ ہو گئی ہوں کیونکہ اُن نیکیوں کا بدلہ کچھ نہ ملے گا۔ لہٰذا ما اپنے عموم پر ہے اور یہ آیت معافی گناہ والی اور ضبطی اعمال والی آیتوں کے خلاف نہیں' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اور فرماتا ہے اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ ۱۶۔ یہاں ظلم سے مراد یہ ہے کہ گناہ کی سزا زیادہ یا نیکی کی جزا کم دی جاوے۔ گناہ معاف فرما دینا' نیکی بڑھا دینا اس کا رحم و کرم ہے۔

اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا

تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا ا اب ہم اپنے گناہوں

بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۱۱﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗ

پر مقر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے ۲ یہ اس پر ہوا کہ جب

اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ

ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے ۳ اور اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم مان لیتے ۴

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ

تو حکم اللہ کے لئے ہے جو سب سے بلند بڑا ۵ وہی ہے کہ تمہیں اپنی نشانیاں

وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا

دکھاتا ہے ۶ اور تمہارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے ۷ اور نصیحت نہیں مانتا مگر

مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ

جو رجوع لائے ۸ تو اللہ کی بندگی کرو نرے اس کے بندے ہو کر

وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ

پڑے برا مانیں کافر ۹ بلند درجے دینے والا ۱۰ عرش کا مالک

يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

ایمان کی جان وحی ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے ۱۱

لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى

کہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے جس دن وہ بالکل ظاہر ہو جائیں گے ۱۲ اللہ پر ان کا کچھ

اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾

حال چھپا نہ ہوگا ۱۳ آج کس کی بادشاہی ہے ایک اللہ سب پر غالب کی ۱۴

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ

آج ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے گی ۱۵ آج کسی پر زیادتی نہیں ۱۶

ا۔ کہ تمام مخلوق کا سارا حساب چار گھنٹہ کی مدت میں لے لے گا۔ قیامت کا باقی دن حضور کی اظہار عظمت میں صرف ہو گا۔ صدہا سال شفیع کی تلاش میں کٹیں گے۔ پھر حضور کے مقام محمود پر جلوہ گر رہنے اور نعت خوانوں کی نعت خوانی میں خرچ ہوں گے۔ رب فرماتا ہے۔ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۲۔ یا تو اس کے ظاہری معنی مراد ہیں کہ دل اپنی جگہ سے ہٹ کر حلقوم میں آ پھنسیں گے کہ نہ باہر آویں نہ اپنی جگہ واپس جاویں مگر موت واقع نہ ہو گی۔ یا سخت صدمہ و رنج مراد ہے۔ ۳۔ ہمارے حضور سے کہا جاوے گا۔ قُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، محبوب کہو، تمہاری سنی جاوے گی، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہو گی۔ خیال رکھو کہ رب جس کی بھی سنتا ہے یا سنے گا حضور کے واسطہ سے، حضور برزخ کبریٰ ہیں خالق و مخلوق کے درمیان، دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمن۔ انشاء اللہ مومنوں کے دوست بھی کام آئیں گے اور سفارشی بھی اور مومنوں کے سفارشیوں کی بات مانی جائے گی۔ کیونکہ دوستوں اور سفارشیوں کا کام نہ آنا کفار کے عذاب میں شمار کیا گیا ہے ۴۔ کنکھیوں سے نامحرم عورتوں کو دیکھنا مراد ہے۔ اس پر بھی پکڑ ہے کیونکہ بری نگاہ دل میں شہوت کا تخم بوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو نگاہ بغیر قصد پڑ جاوے، وہ معاف ہے، مگر عمداً دیکھنے پر پکڑ ہے۔ فرماتے ہیں۔ اَلْاُوْلٰى لَكَ وَالثَّانِيَةُ عَلَيْكَ ۵۔ معلوم ہوا کہ بعض دل کی پوشیدہ چیزوں پر بھی حساب و عذاب ہو گا۔ جیسے برے عقیدے اور برے ارادے، وہاں غیر اختیاری برے خیالات پر پکڑ نہیں رب فرماتا ہے۔ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ لہٰذا سارے شرعی احکام برحق ہیں۔ خواہ ہماری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں جو فیصلے آخرت میں ہوں گے برحق ہوں گے ۷۔ کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں نہ بولیں نہ سنیں ۸۔ کہ اس کا سننا ہمارے بولنے پر موقوف نہیں۔ جب ہم کو بولنا نہ آتا تھا تب بھی وہ ہماری سنتا تھا۔ مصرع۔ لطف تو ناگفتہ ما می شنود۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آیات الٰہیہ دیکھنے کے لئے سفر کرنا بہتر ہے۔ رب فرماتا ہے قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا الخ۔ دوسرے یہ کہ جب کفار کی بستیوں میں جانا آنا عذاب دیکھنے کے لئے عبادت ہے تو محبوبوں کی بستیوں میں جانا آنا رحمت دیکھنے کے لئے بھی عبادت ہے ۱۰۔ بڑی مضبوط عمارتیں نہریں، پل وغیرہ جن سے ان کی قوت مالداری اور کاریگری ظاہر ہوتی ہے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے عذاب سے بچانے والے بہت بندے مقرر فرماوے گا۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کی نافرمانی سے عذاب آتا ہے اس کے بغیر نہیں۔ فرعون نے چار سو سال دعویٰ خدائی کیا مگر بیمار تک نہ ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت سے غرق ہوا۔

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ

بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۱ اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والی آفت

اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ

کے دن سے جب دل گلوں کے پاس آ جائیں گے ۲ غم میں بھرے اور ظالموں کا نہ کوئی

مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ﴿۱۸﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ

دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے ۳ اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ ۴

وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ

اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے ۵ اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے ۶ اور اس کے سوا

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے ۷ بے شک اللہ ہی

هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

سنتا دیکھتا ہے ۸ تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ

کہ دیکھتے کیسا انجام ہوا ان سے

قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ

اگلوں کا ۹ ان کی قوت اور زمین میں جو نشانیاں چھوڑ گئے ۱۰

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

ان سے زائد تو اللہ نے انہیں ان کے گناہوں پر پکڑا اور اللہ سے ان کا کوئی بچانے والا نہ

وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

ہوا ۱۱ یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾

پھر وہ کفر کرتے تو اللہ نے انہیں پکڑا ۱۲ بے شک اللہ زبردست سخت عذاب والا ہے

ع ۱۱

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾

اور بے شک ہم نے موسٰی کو اپنی نشانیوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا ١

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ

فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف تو وہ بولے جادوگر ہے

كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا

بڑا جھوٹا ٢ پھر جب وہ ان پر ہمارے پاس سے حق لایا بولے جو اس پر

اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ

ایمان لائے ٣ ان کے بیٹے قتل کرو اور عورتیں زندہ رکھو ٤

وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

اور کافروں کا داؤں نہیں مگر بھٹکتا پھرتا ٥ اور فرعون بولا ٦

ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّيْٓ اَخَافُ

مجھے چھوڑو میں موسٰی کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے ٧ میں ڈرتا ہوں

اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾

کہیں وہ تمہارا دین بدل دے ٨ یا زمین میں فساد چمکائے ٩

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ

اور موسٰی نے کہا ١٠ میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر متکبر سے

مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ

کہ حساب کے دن پر یقین نہیں لاتا ١١ اور بولا فرعون

مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ

والوں میں سے ١٢ ایک مرد مسلمان کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا ١٣ کیا ایک مرد کو اس پر

رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

مارے ڈالتے ہو ١٤ کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس

١۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام مثل سلطان کے تھے۔ اور حضرت ہارون مثل وزیر کے اس لئے یہاں حضرت ہارون کا ذکر نہ فرمایا۔ نیز خصوصی معجزات صرف موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے ٢۔ اس سے معلوم ہوا کہ قارون بھی اولاً زکوٰۃ کے مسئلہ میں آپ کے خلاف ہوا پھر اصل نبوت کا منکر ہو گیا۔ پتہ لگا کہ کبھی ایک مسئلہ شرعی کی مخالفت کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام کے ایک رکن کا انکار بھی ایسا ہی کفر ہے جیسے سارے رکان کا انکار کیونکہ قارون اولاً" صرف زکوٰۃ کی فرضیت کا انکاری تھا مگر اس کا ذکر فرعون کے ساتھ ہوا۔ ٣۔ اس سے مراد فرعون اور فرعونی لوگ ہیں' قارون اس سے خارج ہے' کیونکہ وہ اس مشورہ میں کبھی شامل نہ ہوا ٤۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی خاطر بنی اسرائیل کے بچے ذبح کرائے تاکہ آپ دنیا میں نہ آنے پائیں۔ مگر اس میں اسے سخت ناکامی ہوئی کیونکہ اس ہی نے آپ کو پالا۔ اب لوگوں کو اسلام سے روکنے کے لئے ذبح کرانا شروع کیا۔ کام ایک ہی ہے مگر مقصد میں فرق ہے ٥۔ اس طرح کہ فرعونیوں کا یہ داؤ بھی بیکار ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کے دین کا رواج ہو گیا ٦۔ اپنی جماعت سے محض اپنی عزت و آبرو قائم رکھنے کو' ورنہ وہ حضرت موسیٰ سے ڈرتا تھا۔ مقابلہ کے دن جوتے چھوڑ کر بھاگ چکا تھا ٧۔ فرعون کا یہ کہنا اس لئے تھا کہ لوگ سمجھیں کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل تو کر سکتا ہے مگر لوگوں کے سمجھانے بجھانے سے قتل نہیں کرتا۔ ورنہ حقیقت میں وہ خود مجبور تھا۔ جو ظالم ہزارہا بے گناہ بچوں کو قتل کر چکا ہو اسے ایک جان لینی کیا مشکل تھی ٨۔ یعنی تمہیں میری پوجا سے روک دے اللہ واحد قہار کا عابد بنا دے ٩۔ اس طرح کہ اپنی جماعت تیار کر کے میرے مقابل آ جائے معلوم ہوا کہ بے ایمان لوگ اصلاح کو فساد کہتے ہیں۔ ١٠۔ فرعون کی دھمکیاں سن کر لوگوں کے اطمینان کے لئے فرمایا ١١۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بے ایمانوں کی سختیوں کے جواب میں اپنی بڑائی بیان نہ کرنی چاہیے۔ دوسرے یہ کہ مومن کو اللہ پر توکل چاہیے۔ رب سب کے شر سے بچائے گا۔ تیسرے یہ کہ ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کو صفت ربوبیت سے یاد کرنا چاہیے۔ رب اپنے مربوب کی حفاظت فرماتا ہے۔ چوتھے یہ کہ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دعا بہت مفید ہے۔ کیونکہ ایک پیغمبر کے منہ سے نکلی ہوئی ہے ١٢۔ فرعون کا چچا زاد بھائی جس کا نام شمعان تھا' موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ مگر فرعونیوں سے چھپاتا تھا۔ ١٣۔ معلوم ہوا کہ بعض قبطی لوگ بھی ایمان لا چکے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خطرہ کے وقت کفار سے اپنا ایمان چھپانا جائز ہے جان بچانے کے لئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا مجبور مومن کفریات میں شرکت نہ کرے کیونکہ اس مومن نے حضرت موسیٰ کے قتل کا مشورہ نہ دیا لہٰذا اس آیت کو روافض کے تقیہ سے کوئی تعلق نہیں' روافض کا تقیہ یہ ہے کہ دنیاوی نفسانی خواہش کے لئے کفار میں رہنا' ان کی حمایت کرنا' انہیں دھوکا دینا اور دنیا حاصل کرنا جیسا کہ وہ اہل بیت کے لئے ثابت کرتے ہیں معاذ اللہ۔ یہ بھی خیال رہے کہ جان کے خطرہ کے وقت منہ سے کفر بک دینا بشرطیکہ دل میں ایمان رہے' جائز ہے ١٤۔ یہ سوال انکار اور سرزنش کے لئے ہے یعنی ایسا نہ کرو' یا ایسا نہ کر سکو گے معلوم ہوا کہ نبی کی حمایت مومنوں کی صفت ہے۔

۱۔ جس سے تمہارے دلوں نے بھی ان کی حقانیت مان لی۔ اگرچہ تم اس کا اقرار نہ کرو۔ یہ کلام در حقیقت تبلیغ بھی ہے جس میں صاف بتایا گیا کہ تمہارا رب فرعون نہیں بلکہ وہ ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزات دے کر بھیجا ۲۔ یہ ناممکن کو ناممکن پر معلق کرنا ہے لہٰذا کفر نہیں جیسے اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۳۔ اس میں واجب کو واجب پر معلق کرنا ہے جس سے تاکید مقصود ہے۔ یعنی وہ ضرور سچے ہیں۔ اور تم پر ضرور آفت آئے گی۔ بعض اس لئے کہا کہ کچھ عذاب دنیا میں آئے گا اور کچھ آخرت میں ۴۔ کہ خدا پر جھوٹ باندھے نبی نہ ہو اور نبی بنے یا جھوٹا خدا بنے جیسے اے فرعون تو ۵۔ یعنی تم مصر کے بادشاہ بھی ہو اور بنی اسرائیل پر غالب بھی۔ تمہیں رب کا زیادہ شکر چاہیے تاکہ تمہاری حکومت و غلبہ قائم رہے ۶۔ اس سے متکلم خارج ہے جیسے اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وعظ کا طریقہ یہ ہی مفید ہے کہ واعظ اپنے کو بھی مجرموں میں داخل کر کے گفتگو کرے۔ جیسے کہ ہم آج بے نماز ہو گئے حالانکہ خود نمازی ہے تاکہ واعظ کی خیر خواہی واضح ہو جائے۔ ۷۔ یعنی میرا خیال تو یہ ہی تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا جائے اگر تمہاری رائے نہیں تو نہ قتل کرو۔ اس سے فرعون کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے۔ ورنہ وہ کسی کی رائے ماننے والا کب تھا ۸۔ اگر تم نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا یا ستایا تو یا اگر تم موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے تو ۹۔ گروہوں سے مراد پچھلی امتیں ہیں جو اپنے انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں۔ جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہہ دینی بڑا جہاد ہے۔ یہ شخص مجاہد اعظم تھا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ فرعون اور فرعونی تاریخ سے واقف تھے اور گزشتہ قوموں کی ہلاکت کی انہیں خبر تھی، بے خبر نہ تھے۔ ایک قبطی یہ تاریخی واقعات بیان کر رہا ہے۔ اور لوگ خاموش ہیں۔ ۱۱۔ جیسے قوم لوط و شعیب وغیرہ۔ ۱۲۔ کہ بغیر نبی بھیجے انہیں ہلاک کر دے یہ بھی اس ہی مومن کا کلام ہے اس میں یہ بھی فرمایا گیا کہ فرعون رب نہیں۔ رب قادر و قیوم اللہ تعالیٰ ہی ہے ۱۳۔ یعنی قیامت کے دن جب فرشتے ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے یا لوگ ایک دوسرے کو پکاریں گے یا اعراف میں کھڑا ہو کر فرشتہ پکارے گا کہ آج موت بھی ذبح کر دی گئی۔ اب جنتی ہمیشہ جنت میں اور دوزخی ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ یہ بھی اس مومن کی تبلیغ ہے کہ لوگوں کو قیامت سے ڈرا رہا ہے ۱۴۔ قبروں سے میدان محشر کی طرف یا حساب کے بعد محشر سے دوزخ کی طرف معلوم ہوا کہ وہ مومن تمام عقائد سے واقف ہے۔

مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ

تمہارے رب کی طرف سے لائے ۱؎ اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو انکی غلط گوئی کا وبال ان پر

يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ

۲؎ اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں ۳؎ بے شک

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوْمِ

اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو ۴؎ اے میری قوم

لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ

آج بادشاہی تمہاری ہے اس زمین میں غلبہ رکھتے ہو ۵؎ تو اللہ کے

يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ

عذاب سے ہمیں کون بچائے گا ۶؎ اگر ہم پر آئے فرعون بولا

مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ

میں تو تمہیں وہی سمجھاتا ہوں جو میری سوجھ ہے اور میں تمہیں وہی بتاتا ہوں جو بھلائی

الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ

کی راہ ہے ۷؎ اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم ۸؎ مجھے تم پر اگلے

عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ

گروہوں کے دن کا سا خوف ہے ۹؎ جیسا دستور گزرا نوح کی

نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا

قوم ۱۰؎ اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد اوروں کا ۱۱؎ اور اللہ

اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

بندوں پر ظلم نہیں چاہتا ۱۲؎ اور اے میری قوم میں تم پر اس دن سے ڈرتا ہوں

يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ

جس دن پکار مچے گی ۱۳؎ جس دن پیٹھ دے کر بھاگو گے ۱۴؎ اللہ سے تمہیں کوئی

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں بچانے والا نہ ہونا کفار کے لئے ہو گا۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے بچانے والے قائم فرمادے گا۔ کیونکہ یہ کفار کے عذاب میں ذکر کیا گیا ۲۔ اس طرح کہ اس کی بد عملیوں کی وجہ سے اس میں گمراہی پیدا فرمادے جیسے ذبح کی وجہ سے موت۔ لہٰذا رب کو گمراہ کرنے والا نہیں کہہ سکتے۔ گمراہ گر شیطان ہے جو گمراہی کی رغبت دیتا ہے۔ جیسے رب کو قاتل نہیں کہہ سکتے وہ خالق موت ہے قاتل نہیں قاتل تو وہ جو سبب موت کا کسب کرے ۳۔ موسیٰ علیہ السلام سے نو سو برس پہلے تمہارے باپ دادوں کے پاس۔ حضرت یوسف علیہ السلام تبلیغ کے لئے تشریف لائے۔ خیال رہے کہ فرعون کی عمر چار سو برس سے زیادہ ہے اور موسیٰ علیہ السلام یوسف علیہ السلام سے نو سو برس بعد ہوئے (روح) ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے زمانہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی تعلیم و تبلیغ کا کچھ نہ کچھ اثر مصر میں باقی تھا۔ اس لئے یہ مرد مومن اس کا حوالہ دے رہا ہے۔ بینات سے مراد یوسف علیہ السلام کے معجزات ہیں جیسے شیر خوار بچے کی بات کرنا خوابوں کی تعبیر بغیر پڑھے ملک رانی کا اعلیٰ طریقہ وغیرہ ۵۔ کہ تم نے انہیں جادوگر، شاعر وغیرہ کہا۔ تو ان کے متعلق خود تو کوئی فیصلہ نہ کر سکے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ کفار کو ان کے متعلق شک نہیں تھا۔ وہ تو ان کے نبی نہ ہونے پر یقین کرتے تھے ۶۔ کہ جب ہم نے یوسف علیہ السلام کی اطاعت نہ کی تو اب کوئی شخص رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرے گا اور اگر یہ سچے رسول تھے تو اللہ تعالیٰ اور کسی رسول کو نہ بھیجے گا کیونکہ ہم رسولوں کی بات مانتا ہی نہیں کرتے۔ معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہ تھی کہ موجودہ نبیوں پر بھی ایمان لائے اور گزشتہ اور آئندہ پر بھی۔ اب مومن وہ ہے جو حضور پر اور سارے گزشتہ نبیوں پر ایمان لائے ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کو جھٹلانے والا کوئی بچی بات پا نہیں سکتا نہ اسے اچھے عقائد کی ہدایت ملے ۸۔ اس طرح کہ انبیاء کے معجزات جھٹلاتے ہیں۔ جھگڑنے سے جھٹلانا مراد ہے ۹۔ یہ بیان واقعہ کی صفت ہے۔ یعنی نبی کا مخالف ہمیشہ بے سند بے دلیل ہی ہانکا کرتا ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ کفار اور کفر سے بیزاری سنت الٰہیہ اور سنت مومنین ہے کفار سے راضی ہونا کفار کا طریقہ ہے ۱۱۔ کفر کی، جس سے اس کے دل میں ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ جیسے پانی میں رہنے سے لوہے میں کٹ لگ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ مہر والا کافر بھی مجرم ہے کہ اس نے مہر والے گناہ کیوں کئے آیت بالکل واضح ہے ۱۲۔ حماقت کے طور پر ہامان سے ۱۳۔ اس طرح کہ پہلے پختہ اینٹیں بنا۔ پھر اینٹوں سے محل تیار کر جو بہت اونچا ہو۔ رب نے اس کا قول دوسری جگہ یہ نقل فرمایا۔ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ ۱۴۔ یعنی اس اونچے محل میں آسمان پر چڑھنے کا زینہ بنا کر آسمان پر چڑھ جاؤں ۱۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو کسی جگہ میں ماننا کفار کا طریقہ ہے، رب تعالیٰ نہ کسی خاص جگہ پر ہے، نہ ہر جگہ، وہ جگہ سے پاک ہے۔ آسمان ہماری روزی کی جگہ ہے۔ نہ کہ روزی دینے والے کی۔ ۱۶۔ فرعون کی یہ بکواس بھی صرف اپنا بھرم رکھنے کو تھی ورنہ اس کا دل مان چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام سچے رسول ہیں اور ان کا بھیجنے والا سچا رب ہے، اس لئے ایسی نرم گفتگو کر رہا ہے۔ ورنہ صاف کہتا کہ میرے سوا کوئی رب ہو سکتا ہی نہیں۔ آسمان و زمین کا مالک خود میں ہوں اور اگر دہریہ تھا تو کہتا کہ آسمان و زمین خود بخود بن گئے ہیں۔ بہر حال اس کی مجبوری و مقہوری اس عبارت سے ظاہر ہے ۱۷۔ رسول کو جھٹلانا، دعویٰ خدائی کرنا ۔ ے کاموں میں مشغول رہنا اس کی اس حماقت کے سبب ہے

اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

بچانے والا نہیں ۱ اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی راہ دکھانے والا

هَادٍ ۝۳۳ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ

نہیں ۲ اور بے شک اس سے پہلے ۳ تمہارے پاس یوسف روشن نشانیاں لے کر آئے ۴

فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ

تو تم ان کے لائے ہوئے سے شک ہی میں رہے ۵ یہاں تک کہ جب انہوں نے انتقال فرمایا

قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ

تم بولے ہرگز اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا ۶ اللہ یوں ہی

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ۝۳۴ الَّذِيْنَ

گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے بڑھنے والا شک لانے والا ہے ۷ وہ جو اللہ کی

يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ

آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں ۸ بے کسی سند کہ انہیں ملی ہو ۹ کس قدر سخت

مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ

بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک ۱۰ اللہ یوں ہی مہر کر دیتا

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝۳۵ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

ہے ۱۱ متکبر سرکش کے سارے دل پر اور فرعون بولا ۱۲

يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝۳۶ اَسْبَابَ

اے ہامان میرے لئے اونچا محل بنا ۱۳ شاید میں پہنچ جاؤں راستوں تک کاہے کے راستے

السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ

آسمانوں کے ۱۴ تو موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں ۱۵ اور بے شک میرے گمان میں

كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ

تو وہ جھوٹا ہے ۱۶ اور یوں ہی فرعون کی نگاہ میں اس کا برا کام بھلا کر دکھایا گیا ۱۷ اور وہ راستے سے

عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝۳۷

روکا گیا۱ اور فرعون کا داؤں ہلاک ہونے ہی کو تھا۲

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ

اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کی راہ

الرَّشَادِ ۝۳۸ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ

بتاؤں۳ اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے۴

وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝۳۹ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً

اور بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۵ جو برا کام کرے تو اسے

فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی۶ اور جو اچھا کام کرے مرد

اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰۗىِٕكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

خواہ عورت اور ہو مسلمان۷ تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۸

يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۴۰ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ

وہاں بے گنتی رزق پائیں گے۹ اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا میں تمہیں بلاتا ہوں

اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝۴۱ تَدْعُوْنَنِيْ

نجات کی طرف۱۰ اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف مجھے اس طرف بلاتے ہو

لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ

کہ اللہ کا انکار کروں اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں۱۱

وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ۝۴۲ لَا جَرَمَ اَنَّمَا

اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۱۲ آپ ہی ثابت ہوا کہ جس

تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا

کی طرف مجھے بلاتے ہو اسے بلانا کہیں کام کا نہیں دنیا میں۱۳ نہ

ع ۹ — النصف

ا۔ اسے شیطان اور نفس امارہ نے راہ حق سے روکا۔ ان بد عملیوں کی وجہ سے ۲۔ یعنی فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جتنے داؤ چلائے سب میں ناکام رہا۔ آخر کار فتح موسیٰ علیہ السلام کی ہوئی۔ یہ سنت الہیہ قیامت تک جاری رہے گی ۳۔ یعنی میں موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرتا ہوں تم میری اتباع کرو۔ ہدایت میرے پاس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے نبی کی اطاعت رب کی اطاعت ہے۔ ایسے ہی علماء دین و مشائخ کی اتباع نبی کی اطاعت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کے زمانہ حیات میں بھی علماء کی اتباع کی جاوے چنانچہ غیر فقیہہ صحابی فقہا صحابہ کی اتباع کرتے تھے۔ اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ حضور کے زمانہ حیات میں اجماع امت کا اعتبار نہیں مگر قیاس فقہاء کا اعتبار ہے حضرت معاذ بن جبل کو حضور نے حاکم یمن بنا کر بھیجا تو پوچھا کس سے فیصلہ کرو گے۔ عرض کیا کتاب اللہ سے' فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو عرض کیا اس کے رسول کی سنت سے' فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ عرض کیا ثُمَّ اَجْتَهِدُ بِرَاْئِيْ خود قیاس کروں گا اس پر حضور بہت خوش ہوئے (ترمذی وغیرہ) ۴۔ اس مرد مومن نے پہلی ہدایت یہ کی کہ دنیا کی برائی اس کی فنا ان کے ذہن نشین کرائی کیونکہ محبت دنیا تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اسی محبت دنیا میں فرعون خدا بنا اور مرزا قادیانی نبی بن بیٹھا۔ نعوذ باللہ منہ ۵۔ یعنی آخرت میں اگر آرام ہے تو دائمی اور اگر مصیبت ہے تو ہمیشہ کی اس لئے آگے نیک و بد اعمال کا ذکر فرمایا کہ یہ آخرت کے آرام و تکلیف کا ذریعہ ہیں۔ ۶۔ یعنی گناہوں کی سزا میں زیادتی نہ ہو گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نیک اعمال کے لئے ایمان ایسی شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو۔

دوسرے یہ کہ ایمان لا کر بندہ نیک اعمال سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ عمل ضروری ہے ۸۔ خیال رہے کہ جنت اللہ کے فضل سے ملے گی۔ وہاں کا داخلہ ایمان کے ذریعہ ہے وہاں کے درجات اعمال کے ذریعہ۔ مومنوں کے بچے اپنے ماں باپ کے ایمان و عمل کی وجہ سے جنت اور وہاں کے درجات پائیں گے ۹۔ یعنی اتنا ملے گا کہ حساب میں نہ آئے یا وہاں کے کھانے پینے کا کوئی حساب نہ ہو گا۔ جیسے دنیا کے ہر کام کا حساب ہے۔ یا حساب بمعنی گمان یعنی انہیں بے گمان روزی ملے گی ۱۰۔ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی طرف جو جنت ملنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں مالی' فرمانا ایسا ہے جیسے عرب والے کہا کرتے ہیں۔ مَالِيْ اَرَاكَ حَزِيْنًا مجھے کیا ہوا کہ تجھے غمگین دیکھتا ہوں۔ یعنی تجھے کیا ہوا۔ (روح) ۱۱۔ یہ قید بیان واقعہ کے لئے ہے کیونکہ خدا کے شریک پر نہ کوئی دلیل قائم ہے' نہ کسی کو اس کا علم واقعی ہے لوگ محض اپنے وہم سے شرک کرتے ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ نبی کی طرف بلانا درحقیقت رب کی طرف بلانا ہے کیونکہ اس مومن نے لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بلایا تھا کہ ان کی پیروی کرو۔ ۱۳۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان چھوٹے معبودوں کی طرف سے کوئی داعی اور مبلغ نہیں آئے۔ رب کی طرف سچے پیغمبر اور مبلغ دعوت دینے کے لئے بھیجے گئے۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہو کہ انبیاء کرام اور علماء و صوفیاء رب تعالیٰ کی دلیلیں ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ سچا رب وہ ہے جس کی طرف سچے رسول بلا رہے ہیں۔

۱۔ بعد موت سزا و جزا کے لئے لہٰذا اسے راضی کرو ۲۔ یعنی نزول عذاب کے وقت میری نصیحت یاد کرو گے اور پچھتاؤ گے۔ مگر اس وقت پچھتانا کام نہ آئے گا۔ معلوم ہوا کہ وہ ولی اللہ یہ بھی جانتا تھا کہ قوم ایمان نہ لائے گی یہ بھی جانتا تھا کہ ان پر عذاب الٰہی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں کو علم غیب دیتا ہے۔ ۳۔ فرعونیوں نے بجائے نصیحت قبول کرنے کے اس مرد مومن کو دھمکانا شروع کیا کہ ہم تمہیں قتل کر ڈالیں گے۔ اس لئے اس نے یہ کہا یہ دعا ہر مصیبت اور دشمن کے مقابلہ کے وقت پڑھنی چاہیے۔ بہت مفید ہے ۴۔ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس قبطی مومن نے بھی نجات پائی اگرچہ وہ فرعون کی قوم سے تھا۔ نیز اس قبطی نے بھی نجات پائی جو

فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ

آخرت میں اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ حد سے گزرنے والے

هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ

ہی دوزخی ہیں تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

اسے یاد کرو گے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ

تو اللہ نے اسے بچا لیا ان کے مکر کی برائیوں سے اور فرعون والوں کو

سُوْۗءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا

برے عذاب نے آگھیرا آگ جس پر صبح و شام پیش کئے

وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ

جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی حکم ہوگا فرعون والوں کو

فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ

سخت تر عذاب میں داخل کرو اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے

فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ

تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع

تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾

تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ

اور تکبر والے بولے ہم سب آگ میں ہیں بے شک اللہ بندوں

حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ

میں فیصلہ فرما چکا اور جو آگ میں ہیں اس کے داروغوں

بہروپیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل رہا کرتا تھا۔ صرف موسیٰ علیہ السلام کی سی شکل بنانے کی وجہ سے جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ حدیث' کی شرح میں ہے ۵۔ چنانچہ وہ مومن شمعان یا حزبیل فرعونیوں سے نکل کر پہاڑ میں داخل ہو گیا۔ نماز کی نیت باندھ دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے آس پاس درندوں جانوروں کا پہرہ مقرر فرما دیا۔ فرعون نے ایک ہزار سپاہی اس کی تلاش میں بھیجے جو اس غار تک پہنچے۔ ان میں سے بعض کو درندوں نے پھاڑ ڈالا بعض بھاگ کر فرعون کے پاس پہنچے اور یہ واقعہ اس سے بیان کیا۔ فرعون نے ان سپاہیوں کو سولی دے دی تاکہ یہ راز ظاہر نہ ہو جائے (خزائن العرفان و روح البیان) ۶۔ کہ دنیا میں تو فرعون کے ساتھ ڈبو دیئے گئے۔ قبر و آخرت میں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ۷۔ اسطرح کہ ان کی قبروں میں دوزخ کی گرمی تو ہر وقت ہی رہتی ہے مگر آگ کی پیشی صبح و شام ہوتی رہے گی قیامت تک۔ قبر سے مراد عالم برزخ ہے اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عذاب قبر برحق ہے' دوسرے یہ کہ عذاب قبر جہنم میں داخل ہو کر نہ ہو گا بلکہ دور سے دوزخ کی گرمی پہنچا کر۔ تیسرے یہ کہ حساب قبر صرف ایمان کا ہے اور حساب قیامت میں ایمان و اعمال دونوں کی جانچ ہے اس لئے کہ اس آیت میں آل فرعون کے لئے دو عذابوں کا ذکر ہوا جہنم کی آگ پر پیش ہونا قیامت سے پہلے پھر قیامت میں دوزخ میں داخلہ ہونا ۸۔ اس دن عذاب کے فرشتوں کو علانیہ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے عذاب مختلف ہوں گے سخت کافروں کا عذاب بھی سخت ہے ہلکے کافروں کا عذاب بھی ہلکا جیسا کہ اشد سے معلوم ہوا۔ ۱۰۔ فرعون اور فرعونی لوگ یا سارے کفار۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں یہ لڑائی جھگڑے کفار کے ساتھ خاص ہیں۔ مومن گنہگار اگرچہ دوزخ میں جاویں لیکن یہ آپس کے لعن طعن نہ ہوں گے۔ انشاء اللہ ۱۱۔ کہ تمہاری بدولت کافر بنے آج کچھ کام آؤ۔ ان کی یہ بکواس ہر طرف سے مایوسی کے بعد ہو گی۔ ۱۲۔ یعنی ہم بھی چو طرفہ سے آگ میں ہیں تمہاری آگ میں سے اپنے پر کس طرح لیں ۱۳۔ دوزخی' دوزخ میں اور جنتی جنت میں جا چکے۔ اب عذاب ہلکا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو جو تکلیف اول داخلہ کے وقت ہو گی وہ ہی ہمیشہ رہے گی دنیا کی طرح عادت پڑنے کے بعد کم محسوس نہ ہو گی۔

جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾

سے بولے اپنے رب سے دعا کرو [۱] ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا

انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لاتے تھے بولے

بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ

کیوں نہیں بولے تو تمہیں دعا کرو [۲] اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے

ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ ع اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي

پھرنے کو [۳] بے شک ہم ضرور اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ایمان والوں کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ لا يَوْمَ لَا

[۴] دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے [۵] جس دن

يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ

ظالموں کو انکے بہانے کچھ کام نہ دیں گے [۶] اور انکے لئے لعنت ہے [۷] اور

سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا

ان کے لئے برا گھر اور بے شک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی [۸] اور

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ لا هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي

بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا [۹] عقلمندوں کی ہدایت اور

الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ

نصیحت کو [۱۰] تو اے محبوب تم صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے [۱۱] اور اپنوں کے

لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾

گناہوں کی معافی چاہو [۱۲] اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے صبح اور شام اسکی پاکی بولو

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ

[۱۳] وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں [۱۴] بے کسی سند کے جو انہیں ملی ہو

ع ۵ ۱۰

۱۔ معلوم ہوا کہ جنمی کفار دوزخ میں پہنچ کر بزرگوں کے وسیلہ کے قائل ہو جائیں گے اگرچہ دنیا میں اس کے منکر تھے۔ اسی لئے وہ دوزخ کے فرشتوں سے دعا کے لئے عرض کریں گے۔ ۲۔ ہم کافروں کے لئے دعائے مغفرت نہیں کرتے معلوم ہوا کہ کافروں کے لئے دعا مغفرت کرنی منع ہے ۳۔ یعنی آخرت میں کفار کی دعا قبول نہ ہو گی۔ دنیا میں ان کی دعا کی قبولیت میں اختلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ ان کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں ۴۔ اس طرح کہ ان کے دلائل قوی کریں گے۔ ان کا دین سب دینوں پر غالب کریں گے ان کے دشمنوں سے بدلہ لیں گے۔ خیال رہے کہ کبھی مسلمانوں کا مغلوب ہو جانا عارضی طور پر امتحان کے لئے ہوتا ہے۔ پھر انجام کار غلبہ مومنوں ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۵۔ قیامت کے دن جبکہ فرشتے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ رسولوں کی تبلیغ اور کفار کی سرکشی کی گواہی دیں گے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ مومن کی مدد مرتے وقت اور قبر میں بھی فرماتا ہے کہ ایمان پر قائم رکھتا ہے۔ اس ہی کی مدد سے ایمان پر خاتمہ قبر کی کامیابی نصیب ہوتی ہے فرماتا ہے يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ کہ مسلمانوں کی توبہ و معذرت وہاں بھی قبول ہو گی کافر کا ایمان مرتے وقت کی توبہ قبول نہیں مسلمان کی مرتے وقت کی توبہ قبول ہو گی۔ مومن کے لئے رحمت اور اچھا گھر ہو گا ۷۔ اس طرح کہ کافر دوزخی ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور فرشتوں، جنتی مسلمانوں بلکہ خود رب تعالیٰ کی طرف سے ان پر پھٹکار پڑے گی۔ یہ لعنت بھی صرف کفار کے لئے ہے۔ گنہگار مومن اس سے محفوظ ۸۔ ہدیٰ سے مراد یا توراۃ ہے یا معجزات یا رہنمائی۔ تیسرے معنی نہایت موزوں ہیں۔ یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو راہنما یا ہادی بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام لوگوں کو ہدایت نبی سے ملتی ہے۔ اور نبی کو براہ راست حق تعالیٰ سے جیسے تمام جہان کو روشنی سورج سے اور سورج کو روشنی رب تعالیٰ نے بلاواسطہ بخشی۔ پیغمبر ظہور نبوت اور کتاب کے نزول سے پہلے ہی ہدایت پر ہوتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر پرورش پانے کے زمانہ میں بھی ہدایت پر تھے کہ فرعون کو چپت لگاتے رہتے تھے ۹۔ کتاب سے مراد توراۃ یا تمام وہ کتب و صحیفے ہیں جو بنی اسرائیل کو بواسطہ رسل ملے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء وارث رسول ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کی وراثت مالی تقسیم نہیں ہوتی۔ ان کی وراثت مالی نہیں کمالی ہے۔ ان سے کمال لو، یہ میراث ہمیشہ ملتی رہے گی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی تعلیم سے عقلمند لوگ ہی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہاں عقل سے مراد وہی عقل ہے جو دین کی طرف رہنمائی کرے۔ ۱۱۔ وہ تمہارا دین ضرور غالب فرما دے گا رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا۔ ۱۲۔ یہاں گناہ کی نسبت حضور کی طرف کسب کی نہیں بلکہ تصییر کی ہے یعنی جن چیزوں کو آپ نے گناہ بنا دیا جیسے کہا جاتا ہے کہ چوری اسلام کا گناہ ہے یعنی جسے اسلام نے گناہ قرار دیا۔ یا یہ نسبت ذمہ داری کی ہے۔ جیسے وکیل کہتا ہے میرا مقدمہ ۱۳۔ صبح شام سے مراد ہمیشہ ہے، رب فرماتا ہے۔ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا جنتیوں کو صبح و شام رزق ملے گا، یعنی ہمیشہ یا اس سے مراد پانچوں نمازیں ہیں یا صبح و شام کے ذکر کیونکہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں ۱۴۔ یعنی کفار قریش جو قرآنی آیات جھٹلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا اس سے علماء کرام کی قرآنی صحیح تاویلیں اور علمی خدمات خارج ہیں۔ کہ وہ جھگڑا نہیں بلکہ جھگڑا مٹاتا ہے۔

اِنْ فِیْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِیْهِ ۚ

ان کے دلوں میں نہیں مگر ایک بڑائی کی ہوس ١ جسے نہ پہنچیں گے ٢

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿٥٦﴾ لَخَلْقُ

تو تم اللہ کی پناہ مانگو بے شک وہی سنتا دیکھتا ہے ٣ بے شک

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ

آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ٤ لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى

بہت لوگ نہیں جانتے ٥ اور اندھا اور انکھیارا

وَ الْبَصِیْرُ ۙ۬ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

برابر نہیں اور نہ وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

وَ لَا الْمُسِیْٓءُ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾ اِنَّ السَّاعَةَ

اور بدکار ٦ کتنا کم دھیان کرتے ہو بے شک قیامت ضرور

لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٩﴾

آنے والی ہے ٧ اس میں کچھ شک نہیں لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے ٨

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ

اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا ٩ بے شک وہ جو

یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ

میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں ١٠ عنقریب جہنم میں جائیں گے

دٰخِرِیْنَ ﴿٦٠﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا

ذلیل ہو کر ١١ اللہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں آرام

فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى

پاؤ ١٢ اور دن بنایا آنکھیں کھولتا ١٣ بے شک اللہ لوگوں پر فضل

ع ٦ ١١

١۔ جس نے انہیں حضور کی اطاعت سے محروم رکھا کہ ہم قوم کے سردار ہیں۔ کسی کی اطاعت کیوں کریں۔ خیال رہے کہ کافر کے مقابل جہاد میں مومن کا تکبر کرنا عبادت ہے۔ مسلمان بھائی کے مقابل تکبر حرام ہے اور نبی کے مقابل تکبر کفر شیطان نے تیسرا تکبر کیا مارا گیا۔ ٢۔ بلکہ ذلیل ہوں گے' ایسا ہی ہوا ٣۔ معلوم ہوا کہ حاسدوں کے مکر سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے' رب فرماتا ہے۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ٤۔ تمہاری دانست میں 'ورنہ رب کی قدرت سب چھوٹی بڑی چیز پر یکساں حاوی ہے رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب ہم نے آسمان و زمین ایجاد فرما دیئے تو انہیں دوبارہ پیدا فرمانا کیا مشکل ہے ٥۔ معلوم ہوا کہ دینی قیاس نہ کرنا جرم ہے۔ کفار نے اپنی دوبارہ پیدائش کو آسمان و زمین کی پیدائش پر قیاس نہ کیا اس لئے یہ عتاب فرمایا گیا۔ ٦۔ یہ اندھے اور انکھیارے کا بیان ہے۔ یعنی یہاں اندھے سے مراد کافر اور انکھیارے سے مراد مومن ہے ٧۔ قیامت کا نام ساعت بھی ہے کیونکہ وہ مومن کو ایک گھڑی سی معلوم ہو گی۔ یا اس لئے کہ قیامت کا قیام اچانک پل بھر میں ہو جاوے گا۔ ٨۔ حالانکہ قیامت پر ہزارہا دلائل قائم ہیں۔ ہمارا روزانہ سو کر جاگنا قیامت کی دلیل ہے۔ خشک کھیتوں کا بارش سے ہرا بھرا ہو جانا قیامت کی برہان ہے۔ یہاں بہت لوگوں سے مراد قیامت کے منکر کافر ہیں اور کثرت سے کثرت اضافی مراد ہے کیونکہ کافر زیادہ ہیں مومن تھوڑے ٩۔ یعنی میری عبادت کرو میں قبول کروں گا۔ جیسا کہ اگلی آیت سے معلوم ہو رہا ہے' یا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ یا مجھے پکارو میں جواب دوں گا یا مجھ سے بھیک مانگو میں عطا کروں گا بہرحال دعا کرنی ہے رب سے ہر چھوٹی بڑی چیز مانگنی بھی عبادت ہے کہ اس کا حکم دیا گیا۔ خیال رہے کہ اس عبادت یا دعا کے قبول کرنے کا وعدہ ہے جو قابل قبول ہو۔ رب فرماتا ہے۔ اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ ١٠۔ اس طرح کہ رب کی عبادت میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ مسجد میں آنے' فقراء کے ساتھ کھڑے ہونے میں اپنی ذلت تصور کرتے ہیں جیسے عام سرداران قریش کا حال تھا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ١١۔ معلوم ہوا کہ رسوائی اور ذلت صرف کفار کے لئے ہو گی۔ اور گنہگار مومن اگرچہ جہنم میں جائے مگر اس کی رسوائی اور ذلت نہ ہو گی اس کا حال کسی کو معلوم نہ ہو گا ١٢۔ اول رات میں سو کر آخر رات میں رب کی بارگاہ میں رو کر جسمانی اور روحانی آرام پاؤ۔ معلوم ہوا کہ رات کھیل تماشوں میں گزارنا گناہ ہے۔ بلکہ بلاوجہ جاگتے رہنا مناسب نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ١٣۔ تاکہ اس میں کمائی کرو اور ہر کام اطمینان سے انجام دو۔

النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ
والا ہے ۱ لیکن بہت آدمی شکر نہیں کرتے ۲ وہ ہے

اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰی
اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا ۳ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں اوندھے

تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
جاتے ہو ۴ یوں ہی اوندھے ہوتے ہیں وہ جو اللہ کی آیتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا
انکار کرتے ہیں ۵ اللہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین ٹھہراؤ بنائی ۶

وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ
اور آسمان چھت ۷ اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں ۸

رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ
اور تمہیں ستھری چیزیں روزی دیں ۹ یہ ہے اللہ تمہارا رب تو بڑی برکت والا

اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَیُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
ہے اللہ رب سارے جہان کا ۱۰ وہی زندہ ہے ۱۱ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ
تو اسے پوجو نرے اسی کے بندے ہو کر ۱۲ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّیْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ
جہان کا رب تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں ۱۳ کہ انہیں پوجوں جنہیں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ
تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ۱۴ جب کہ میرے پاس روشن دلیلیں میرے

رَّبِّیْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ
رب کی طرف سے آئیں ۱۵ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں ۱۶

ا۔ معلوم ہوا کہ جس کو جو ملا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملا' نہ کہ اپنے ذاتی استحقاق سے ۲۔ خیال رہے کہ ہر نعمت کا شکر جداگانہ ہے۔ وقت کا شکریہ ہے کہ ہر وقت جائز کام میں صرف کرے اور کچھ وقت اللہ کے ذکر اور دینی خدمت میں خرچ کرے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی' بری بھلی چیز کا اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ جو کسی چیز کا خالق غیر اللہ کو مانے وہ اس آیت کا مخالف ہے جیسے معتزلہ کہ وہ اعمال کا خالق خود بندے کو مانتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بری چیزوں کا پیدا فرمانا برا نہیں۔ شیطان برا ہے مگر شیطان کا پیدا کرنا برا نہیں۔ اس میں ہزارہا حکمتیں ہیں ۴۔ کہ رب کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے ہو۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کا راستہ سیدھا ہے جو خدا تک پہنچاتا ہے۔ باقی راستے اوندھے ۵۔ اللہ کی آیتوں سے مراد یا تو قرآنی آیات یا حضور کے معجزات ہیں' ان کے انکار کرنے سے مراد ان کا قبول نہ کرنا اور نہ ماننا ہے یا آیتوں سے مراد دلائل قدرت ہیں جو عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تو ان کے انکار سے مراد ان میں غور نہ کرنا ہے' یا ان چیزوں کو کسی اور کی مخلوق ماننا۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جو اسلام سے محروم رہا وہ ہمیشہ اوندھے ہی کام کرے گا قلب ٹھیک ہو تو قالب درست ہوتا ہے۔ عقیدے درست ہوں تو اعمال خیر ہوتے ہیں ۶۔ جس میں کہ تم زندگی اور موت کے بعد ٹھہرو گے' خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر قیام عارضی ہے جیسے ہم کچھ دیر کے لئے ہوائی جہاز کے ذریعے ہوا میں اڑیں۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی زمین پر ہی رہیں گے اور زمین میں ہی دفن ہوں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہاری خاطر زمین کو ٹھہرا دیا کہ بالکل جنبش نہ کرے۔ لہٰذا موجودہ سائنس کا زمین کو متحرک ماننا باطل ہے ۷۔ جو قبے کی طرح ہمیشہ تم پر سایہ کئے ہوئے ہے ۸۔ کہ تمہیں سیدھی قامت بخشی' جانوروں کی طرح نہ بنایا۔ تمہیں کھانے کے لئے ہاتھ بخشے تاکہ تمہارا سر رزق کے آگے نہ جھکے رازق کے آگے جھکے سبحان اللہ ۹۔ حلال و مزیدار چیزیں کہ بھوسہ جانور کھائیں۔ دانہ کی ہزار طرح کی غذائیں بنا کر تم کھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال مزیدار رزق چھوڑ دینا فقیری نہیں بلکہ گناہ ہے گناہ چھوڑ دینا فقیری اور کمال ہے حضور نے مرغ بھی کھائے ہیں ۱۰۔ کہ بڑے چھوٹے اس کے حاجت مند ہیں' وہ سب سے بے نیاز غنی' خیال رہے کہ اللہ رب العٰلمین ہے حضور رحمۃ للعالمین ہیں۔ یعنی جس کا اللہ رب ہے اس کے لئے حضور رحمت ہیں ۱۱۔ حقیقی زندہ' ہمیشہ سے زندہ ہمیشہ تک زندہ صرف وہ ہے باقی مجازی عارضی زندہ ہیں۔ ایسے ہی حقیقی کارساز صرف وہ ہے۔ مجازی کارساز اس کے محبوب بندے ۱۲۔ ظاہری باطنی شرک سے بچتے ہوئے ۱۳۔ دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی کیونکہ حضور نے نبوت کے ظہور اور قرآن کے نزول سے پہلے بھی غیر خدا کی عبادت نہ کی۔ ۱۴۔ یہاں دعا کے معنی صرف پکارنا نہیں بلکہ پوجنا ہیں کیونکہ اس کے مقابلہ میں اسلام کا ذکر ہے۔ نیز اس سے پہلے بھی پوجنے کا ذکر ہو چکا ہے۔ نهیت ان اعبد اسلام میں غیر خدا کی پوجا شرک ہے نہ کہ محض پکارنا۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق میں ملاحظہ کریں۔ ۱۵۔ یہاں روشن دلیلوں سے مراد وہ دلائل توحید ہیں جو رب تعالیٰ نے حضور کو پہلے سے سمجھا دیئے تھے' نہ کہ صرف آیات قرآنیہ (روح) کیونکہ حضور اول ہی سے دین فطرت پر قائم' رب کے عابد و ساجد تھے لہٰذا آیت کے معنی یہ نہیں کہ جب قرآن اترا تو میں نے بتوں کی عبادت چھوڑی۔ دیکھو ابراہیم علیہ السلام نے بچپن شریف میں ہی چاند سورج تاروں کو ڈوبتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ رب کیسے ہو سکتے ہیں (قرآن کریم) ۱۶۔ یعنی اس کی اطاعت و فرمانبرداری کروں' اس میں ساری عبادات داخل ہیں۔ اس

(بقیہ صفحہ ۷۵۶) سے معلوم ہوا کہ حضور اول سے ہی عبادات سے واقف ہیں۔

۱۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ پھر ان کی نسل کو نطفے سے یا اس طرح کہ مٹی سے غذا بنائی غذا سے نطفہ اور نطفہ سے انسان۔ بہرحال آیت کریمہ پر کوئی اعتراض نہیں۔ خیال رہے کہ انسان کے خمیر میں اگرچہ پانی ہوا آگ بھی ہے۔ مگر یہ چیزیں مٹی کے تابع ہیں۔ جیسے روٹی پکانے کے لئے پانی سے آٹا گوندھا جاتا ہے۔ ۲۔ کہ نطفہ ماں کے رحم میں چالیس دن کے بعد قطرہ خون بن جاتا ہے۔ پھر چالیس دن کے بعد پارہ گوشت پھر بچہ ۳۔ ناسمجھ، کمزور، روح البیان نے

الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر پانی کی بوند سے [1] پھر خون کی پھٹک سے [2] پھر تمہیں نکالتا ہے بچہ [3] پھر تمہیں باقی رکھتا ہے کہ اپنی جوانی کو پہنچو [4] پھر اس لئے کہ بوڑھے ہو [5] اور تم میں کوئی پہلے ہی اٹھا لیا جاتا ہے [6] اور اس لئے کہ تم ایک مقرر وعدہ تک پہنچو [7] اور اس لئے کہ سمجھو [8]

هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ ع

وہی ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے پھر جب کوئی حکم فرماتا ہے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا جبھی وہ ہو جاتا ہے [9]

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى یُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ ۛۚ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَ بِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ ۙ۬ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ۚ ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں [10] کہاں پھیرے جاتے ہیں [11] وہ جنہوں نے جھٹلائی کتاب اور جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا [12] وہ عنقریب جان جائیں گے جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں گھسیٹے جائیں گے [13] کھولتے پانی میں پھر آگ میں دہکائے جائیں گے [14] پھر ان سے فرمایا جائے گا کہاں گئے وہ جو تم شریک بناتے تھے اللہ کے مقابل [15] کہیں گے

ع ۸ / ۱۲

فرمایا کہ چھ سال کی عمر تک انسان طفل کہلاتا ہے۔ پھر صبی، انسان کی عمریں اور ان کے نام ہم پہلے تفصیل وار ذکر کر چکے ہیں ۴۔ جوانی ۱۸ سال سے تیس سال تک کی عمر کا نام ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہ عمر شباب کی ہے اکیس سال کی عمر اشد کی (روح) ۵۔ پچاس سال سے آخر عمر تک کا نام بڑھاپا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اسی برس تک بڑھاپا پھر ہرم یعنی سٹھاپا جبکہ انسانی عقل کٹ جاتی ہے۔ اسے اردو میں سٹھ جانا۔ پنجابی میں سترہ بہترہ ہو جانا کہتے ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم ۶۔ بڑھاپے سے پہلے یا جوانی سے بھی پہلے موت آجاتی ہے۔ یہ بھی رب کی قدرت ہے کہ بعض قوی لوگ جلد مرجاتے ہیں اور کمزور دیر تک جیتے رہتے ہیں ۷۔ مقرر وعدے سے مراد یا موت ہے تب تو یہ پچھلے مضمون ہی کا بیان ہے یا قیامت ہے تو مطلب یہ ہوا کہ جیسے دنیا میں ایک خاص وقت تک رہتے ہو ایسے ہی عالم برزخ میں بھی خاص وقت تک ہی رہو گے وہاں بھی ہیشگی نہیں ۸۔ کہ خالق وہ ہے جو ان سب کو حرکت دے رہا ہے جس کی قوت و ارادے سے سارے عالم میں انقلاب ہو رہے ہیں ۹۔ اس میں قدرت کا ذکر ہے اور پہلی آیت میں قانون کا۔ یعنی قانون ہے مٹی نطفہ وغیرہ سے بنانا۔ قدرت ہے فقط ارادہ سے پیدا فرمانا یا وہاں اجسام کی پیدائش کا ذکر ہے یہاں عالم امر کی پیدائش کا ذکر ۱۰۔ اس طرح کہ آیت قرآنیہ کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی کفار، اس آیت کو مجتہدین علماء کے اختلاف سے کوئی تعلق نہیں کہ ان کے اختلافات آیات کی تحقیق کے لئے ہیں۔ اسی لئے آگے ارشاد ہے۔ کذبوا بالکتب ۱۱۔ انہیں نفس امارہ اور شیطان حق سے باطل کی طرف پھیرتا ہے۔ بھیڑیا اسی بکری کو کھاتا ہے جو ریوڑ سے علیحدہ ہو جائے ۱۲۔ اس سے انبیاء کرام کی کتابیں یا ان کے معجزات یا ان کے عقائد مراد ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو تمام انبیاء ان کی کتب ان کے معجزات ان کے درجات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ یہ تینوں عذاب کفار سے خاص ہیں گنہگار مومن ان سے محفوظ رہے گا یعنی گلے میں طوق پاؤں میں زنجیر، گھسیٹ کر دوزخ میں پھینکا جانا مرے ہوئے کتے کی طرح ۱۴۔ معلوم ہوا کہ کفار کو پہلے کھولتے پانی میں غوطہ دیا جائے گا پھر دوزخ میں پہنچایا جاوے گا۔ یہ تمام کام فرشتے کریں گے ۱۵۔ بت یا چاند سورج وغیرہ یا ان کے سرداران کفر۔ غرضیکہ اس کو انبیاء سے کوئی تعلق نہیں۔

ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ

وہ تو ہم سے گم گئے ۱؎ بلکہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے ۲؎

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

اللہ یوں ہی گمراہ کرتا ہے کافروں کو ۳؎ یہ اس کا بدلہ ہے جو تم

تَفْرَحُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

زمین میں باطل پر خوش ہوتے تھے ۴؎ اور اس کا بدلہ ہے جو تم

تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ

اتراتے تھے ۵؎ جاؤ جہنم کے دروازوں میں ۶؎ اس میں ہمیشہ رہنے

فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ

تو کیا ہی برا ٹھکانا مغروروں کا ۷؎ تو تم صبر کرو ۸؎ بے شک اللہ کا

اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ

وعدہ سچا ہے تو اگر ہم تمہیں دکھا دیں کچھ وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

ہے یا تمہیں پہلے ہی وفات دیں ۹؎ بہرحال انہیں ہماری ہی طرف پھرنا اور بے شک ہم نے

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ

تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا ۱۰؎

وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ

اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا ۱۱؎ اور کسی رسول کو نہیں پہنچتا

اَنْ يَّاْتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ

کہ کوئی نشانی لے آئے بے حکم خدا کے ۱۲؎ پھر جب اللہ کا حکم

اللّٰهِ قُضِىَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾

آئے گا سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور باطل والوں کا وہاں خسارہ ۱۳؎

۱؎ کہ یہ سب چیزیں دوزخ میں ہی موجود ہوں گی مگر ان کفار کی امداد نہ کر سکیں گی بلکہ سورج و پتھر وغیرہ تو اور عذاب دیں گے ۲؎ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم کسی بت کی پوجا کرتے ہی نہ تھے۔ تب تو یہ اپنے شرک کا انکار ہے یا جن کی ہم پوجا کرتے تھے وہ کچھ بھی نہ تھے۔ ہم تو ان کی مدد کی آس لگائے تھے۔ آج معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ ۳؎ کہ آج وہ اپنے شرک کو بھی بھول گئے۔ یا دنیا میں باطل کو حق سمجھ بیٹھے ۴؎ اس طرح کہ بت پرستی پر فخر کرتے اور خوش ہوتے تھے ۵؎ معلوم ہوا کہ ناحق خوشی کفر ہے اور حق خوشی عبادت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا لہٰذا ہولی دیوالی کی خوشی کفر ہے' عید کی خوشی عبادت' دیوتاؤں کے جنم دن منانا کفر ہے اور حضور کا عید میلاد منانا عبادت ۶؎ کفار کا ہر گروہ اس دروازے سے جائے جس کا وہ اہل ہے۔ جہنم کے مختلف طبقے ہیں ہر طبقے کے علیحدہ دروازے جنت کا بھی یہی حال ہے ۷؎ جو انبیاء و اولیاءٗ علماء امت کے مقابل غرور اور تکبر کرتے تھے' ان کے پاس بیٹھنے' ان کی اطاعت کو اپنی توہین سمجھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی بارگاہ میں تکبر کفر ہے۔ وہ نیچے ہونے کی جگہ ہے ۸؎ ان کفار کی ایذا پر اور ان پر جہاد نہ کرو یا ان کے عذاب میں جلدی نہ کرو۔ یہ اپنے وقت پر ضرور آئے گا۔ پہلی صورت میں یہ آیت منسوخ ہے دوسری میں محکم ۹؎ یہ اگر مگر رب کے علم کے لحاظ سے نہیں وہ تو علیم و خبیر ہے مقصد یہ ہے کہ کفار پر بعض عذاب آپ کی حیات شریف میں آئیں گے جیسے بدر و حنین کے عذاب اور بعض آپ کی وفات کے بعد جیسے زمانہ صحابہ خصوصًا عمر فاروق کے زمانے کی فتوحات کے عذاب جو جنگ قادسیہ و یرموک وغیرہ میں آئے۔ ظاہری آنکھوں سے حیات شریف میں دکھانا ہے ورنہ حضور اب بھی سارے عالم کو دیکھ رہے ہیں ۱۰؎ قرآن شریف میں صراحۃً ۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں بعض رسولوں کے نام صراحۃً آئے مگر ان کا واقعہ بالکل مذکور نہ ہوا جیسے حضرت یسع علیہ السلام بعض کے واقعات تو مذکور ہوئے مگر نام نہ آئے جیسے حضرت حزقیل و خضر علیہ السلام بعض پیغمبروں کے نام بھی مذکور ہیں اور قصے بھی جیسے حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام۔ بعض کا بالکل ذکر نہیں جیسے حضرت دانیال وغیرہ مگر اجمالی ذکر سب کا ہے۔ خیال رہے کہ کل انیس پیغمبروں کا قرآن میں صریحی ذکر ہے ۱۱؎ یہاں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ قرآن میں بیان کرنے کی نفی ہے ورنہ حضور ہر پیغمبر کے حال کو جانتے ہیں رب فرماتا ہے كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ حضور نے معراج میں تمام پیغمبروں سے ملاقات فرمائی۔ حضور ان انبیاء سے گفتگو بھی فرماتے تھے۔ رب فرماتا ہے۔ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا ۱۲؎ شان نزول کفار مکہ دن رات نئے نئے معجزات حضور سے مانگتے تھے۔ دیکھے ہوئے معجزوں پر بس نہ کرتے تھے' کہتے تھے کہ سونے کے پہاڑ دو وغیرہ ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔ خیال رہے کہ سب معجزات رب کے اذن سے ہوتے ہیں کسی میں پیغمبر کو اختیار دیا جاتا ہے جیسے عصا کا سانپ کہ جب ڈالا سانپ بنا' کسی میں نہیں دیا جاتا جیسے نزول آیات قرآنیہ۔ ۱۳؎ یعنی اب یہ لوگ عذاب یا موت دیکھ کر ہی ایمان لائیں گے جب کہ ایمان لانا معتبر نہ ہو گا۔ ورنہ قبول ایمان کے لئے ایک معجزہ ہی کافی ہوتا ہے۔ انہوں نے تو ہزارہا معجزے دیکھ لئے

ع ۸ / ۱۰ / ۱۳

۱۔ یعنی تمہارے استعمال کے بعض جانور وہ ہیں جن پر تم صرف سوار ہوتے ہو' کھاتے نہیں جیسے گھوڑا' خچر' بعض کو صرف کھاتے ہو سوار نہیں ہوتے جیسے بکری' مرغی' بعض کو کھاتے بھی ہو سواری میں بھی استعمال کرتے ہو۔ جیسے اونٹ' بیل' یہ حصر منع جمع کے لئے نہیں ۲۔ ان کے دودھ' اون انڈے استعمال ہوتے ہیں ۳۔ کہ ان پر لاد کر سامان تجارت لے جاؤ اور نفع کماؤ ۴۔ خشکی میں جانوروں پر سمندر میں کشتیوں پر سفر کرتے ہو' پانی کشتی کو غرق نہیں کرتا ۵۔ ان سواریوں سے پتہ لگاؤ کہ جیسے سمندر کا سفر کشتی کے بغیر ناممکن ہے ایسے ہی دریائے معرفت کا سفر شریعت کی کشتی کے بغیر نہیں ہو سکتا ۶۔ یعنی یہ نشانیاں ایسی ظاہر ہیں یا ظاہر ہوں گی کہ ان کے انکار کی

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ

اللہ ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے کہ کسی پر سوار ہو اور

مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا

کسی کا گوشت کھاؤ ۱ اور تمہارے لئے ان میں کتنے ہی فائدے ہیں ۲ اور اس لئے کہ

عَلَیْهَا حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَ عَلَیْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ

تم ان کی پیٹھ پر اپنے دل کی مرادوں کو پہنچو ۳ اور ان پر اور کشتیوں پر

تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾

سوار ہوتے ہو ۴ اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے ۵ تو اللہ کی کونسی نشانی کا انکار کرو گے ۶

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ

تو کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا ۷ کہ دیکھتے ان سے

عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ

اگلوں کا کیسا انجام ہوا ۸ وہ ان سے بہت تھے ۹

وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى

اور ان کی قوت اور زمین میں نشانیاں ان سے زیادہ تو انکے کیا کام

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ

آیا جو انہوں نے کمایا ۱۰ تو جب ان کے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ

ان کے رسول روشن دلیلیں لائے تو وہ اس پر خوش رہے ۱۱ جو ان کے پاس

الْعِلْمِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾

دنیا کا علم تھا ۱۲ اور انہیں پر الٹ پڑا جس کی ہنسی بناتے تھے ۱۳

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا

پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا بولے ہم ایک اللہ پر ایمان لائے ۱۴

کوئی صورت نہ ہو گی۔ انکا انکار نہ کرے گا مگر عقل کا اندھا لہٰذا رب کو ایک اور اس کے رسولوں' کتب کو برحق مانو ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زمین میں سفر کر کے کفار کی اجڑی بستیوں میں جانا عذاب الٰہی دیکھنے کے لئے جائز بلکہ بہتر ہے' دوسرے یہ کہ صالحین کے مزارات پر سفر کر کے جانا' وہاں اللہ کی رحمتیں دیکھنے کے لئے بھی بہتر ہے۔ حدیث شریف میں جو فرمایا گیا کہ سوا تین مسجدوں کے اور کہیں کا سفر نہ کرو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی اور مسجد میں سفر کر کے نہ جاؤ یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ہوتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاریخی واقعات اور یادگاروں کے ثبوت کے لئے قرآنی آیت یا حدیث ضروری نہیں صرف شہرت کافی ہے۔ دیکھو رب نے ان قوموں کے جغرافیائی پتے نہ بتائے بلکہ فرمایا کہ ان بستیوں کو دیکھ کر عبرت پکڑو۔ عرب والوں کو ان قوموں کے تاریخی واقعات ان کے مقامات صرف شہرت سے معلوم تھے اس سے صدہا مسائل مستنبط ہو سکتے ہیں۔ نسب' وقف' تبرکات کا ثبوت صرف شہرت سے ہو سکتا ہے اس کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت نہیں ۹۔ یعنی ان کفار کی تعداد بھی تم سے بہت زیادہ تھی اور مال و دولت بھی تم سے کہیں بڑھ کر۔ ان کی چھوڑی ہوئی نشانیاں عمارات وغیرہ تم سے کہیں زیادہ۔ مگر انبیاء کی مخالفت سے جب ان پر عذاب آیا تو ان کی یہ تمام چیزیں انہیں بچا نہ سکیں تو تم کس بل بوتے پر سید الانبیاء کا مقابلہ کرتے ہو۔ ۱۰۔ ایسے ہی ان کفار کو ان کے مال جماعتیں رب کے عذاب سے نہ بچا سکیں گی۔ معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے اور قطعی قیاس عقائد میں بھی کام آتا ہے۔ یعنی مشترک علت کیوجہ سے حکم مشترک کرنا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے مقابلہ میں خوشی منانا بھی کفر ہے۔ جیسے پیغمبر کی محبت میں خوشی منانا عبادت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر سے اپنے کو بڑا عالم ماننا کفر ہے' وہاں نہ علم دیکھا جاتا ہے نہ عقل' وہاں اطاعت دیکھی جاتی ہے ۱۲۔ یہاں علم سے مراد یا تو ان کے مشرکانہ عقیدے ہیں جو لغۃً علم ہیں' اصطلاحاً جہالت' یا ان کے عقلی علوم جو نبی کی تعلیم کے خلاف تھے۔ جیسے آج سائنس والے کہتے ہیں کہ آسمان کچھ نہیں یا زمین گھومتی ہے یا معراج ناممکن ہے کہ ان میں قرآن و حدیث کی مخالفت ہے ۱۳۔ دنیا میں رب کا عذاب جس کو وہ عقل کے خلاف جانتے تھے۔ ۱۴۔ یعنی اب عذاب دیکھ کر ایمان لائے یہ ایمان بالغیب نہ ہوا جو ضروری ہے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عذاب الٰہی دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں۔ یونس علیہ السلام کی قوم علامات عذاب دیکھ کر ایمان لائی تھی اس لئے قبول ہو گیا نہ کہ عذاب دیکھ کر جیسے اگر کافر علامات موت دیکھ کر ایمان لائے تو معتبر ہے اور موت یا ملا ئکہ عذاب دیکھ کر ایمان لائے تو غیر مقبول ہے ۲۔ یعنی قبول ایمان کا قانون یہ ہے کہ موت یا عذاب آنے پر معتبر نہیں۔ اگر کسی کا ایمان بعد موت بھی معتبر ہو جاوے تو وہ خاص رحمت ہے قانون نہیں جیسے ہمارے حضور نے اپنی والدہ ماجدہ کو زندہ فرما کر انہیں ایمان دیا اور وہ مقبول ہوا۔ اب وہ صحابیہ مومنہ ہیں ۳۔ اس سورت کا نام سورت فصلت بھی ہے سورہ مصابیح بھی، سورہ سجدہ بھی ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے

بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ

اور جو اس کے شریک کرتے تھے ان سے منکر ہوئے۔ تو ان کے ایمان نے انہیں کام نہ

لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ

دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

اور وہاں کافر گھاٹے میں رہے

اٰیَاتُهَا ۵۴ — ۴۱ سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۱ — رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۃ حم السجدۃ مکی ہے اس میں ۶ رکوع ۵۴ آیات ۷۹۶ کلمات ۳۳۹۵ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ

یہ اتارا ہے بڑے رحم والے مہربان کا ایک کتاب ہے

فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾

جس کی آیتیں مفصل فرمائی گئیں عربی قرآن عقل والوں کے لئے

بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا

خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تو ان میں اکثر نے منہ پھیرا تو وہ سنتے

یَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا

ہی نہیں اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس بات

تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ وَفِیْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا

سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں ٹینٹ ہے اور ہمارے

وَبَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ قُلْ

اور تمہارے درمیان روک ہے تو تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کرتے ہیں تم فرماؤ

ایک یہ کہ قرآن کریم آہستگی سے تیئس سال میں نازل ہوا۔ دوسرے یہ کہ قرآن صفت جمال الٰہی کا مظہر اتم ہے اس لئے رحمت و کرم کا ذکر فرمایا۔ ۵۔ مثالیں، وعدے، وعید، ذات و صفات کی آیات تفصیل وار مذکور ہیں۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ قرآن صرف عربی میں ہے لہٰذا اس کا ترجمہ قرآن نہ ہو گا۔ نہ اسے نماز میں پڑھ سکیں نہ اس کی تلاوت پر تلاوت قرآن کے احکام جاری ہوں۔ نہ ترجمہ سے سجدہ تلاوت واجب۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کریم لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا نہ کہ حضور کی ہدایت کے لئے۔ حضور تو پہلے سے ہی ہدایت یافتہ تھے ۷۔ یہاں سننے سے مراد توجہ اور قبول کا سننا ہے۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کے وقت خاموشی چاہیے۔ ۸۔ کفار یہ بکواس مذاق یا فخر کے طور پر کہتے تھے کہ ہم کفر میں ایسے پختہ ہیں کہ آپ کی تعلیم ہمارے دلوں پر اثر نہیں کرتی۔ معلوم ہوا کہ جب دن برے آتے ہیں تو انسان عیب کو ہنر سمجھنے لگتا ہے۔ جیسے آج بعض غافل مسلمان نمازیوں کا مذاق اڑاتے ہیں اپنے سینما بازی اور لغو پر فخر کرتے ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے ۹۔ ان کی یہ باتیں بالکل سچی تھیں جس کا قرآن کریم نے بھی جگہ جگہ ذکر فرمایا۔ مگر یہ سچ بولنا کفر تھا معلوم ہوا کہ کبھی سچ بھی کفر ہوتا ہے۔ شیطان نے کہا اَغْوَیْتَنِیْ خدایا تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ سچ تھا مگر یہ بولنا کفر ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا یہ خلاف واقع تھا۔ نبی ظالم نہیں ہوتے مگر یہ بولنا توبہ و ایمان قرار پایا۔ صوفیاء نے اس سے بہت سے عشقی مسائل مستنبط فرمائے ۱۰۔ یعنی تم ایمانی کام کئے جاؤ ہم کفر کئے جائیں۔ یا جو تم سے ہو سکے ہمارا بگاڑ لو جو ہم سے ہو سکے گا تمہیں نقصان پہنچائیں گے ۱۱۔ یہاں قل صرف حضور کے فرمانے کے لئے فرمایا گیا کسی اور کو حق نہیں کہ حضور کو بشر کہہ کر پکارے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا جیسے کہ بعض پیغمبروں نے اپنے ظالم یا ضال کہہ کر فرمایا۔ اگر ہم انہیں ان الفاظ سے یاد کریں تو کافر ہو جائیں۔

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

آدمی ہونے میں تو میں تمہیں جیسا ہوں لے مجھے وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی

وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ

معبود ہے ۲ تو اس کے حضور سیدھے رہو ۳ اور اس سے معافی مانگو ۴ اور

لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

خرابی ہے شرک والوں کو ۵ وہ جو زکوٰۃ نہیں دیتے ۶ اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

آخرت کے منکر ہیں بے شک جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ قُلْ اَىِٕنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ

کام کئے ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے ۷ تم فرماؤ کیا تم لوگ اس کا انکار رکھتے ہو ۸

بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ

جس نے دو دن میں زمین بنائی ۹ اور اس کے ہمسر ٹھہراتے

اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ

ہو ۱۰ وہ ہے سارے جہان کا رب ۱۱ اور اس میں اس کے اوپر سے

مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ

لنگر ڈالے ۱۲ اور اس میں برکت رکھی ۱۳ اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں مقرر

اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى

کیں یہ سب ملا کر چار دن میں ۱۴ ٹھیک جواب پوچھنے والوں کو ۱۵ پھر آسمان کی طرف قصد

السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا

فرمایا اور وہ دھواں تھا ۱۶ تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو ۱۷

طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ

خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے ۱۸ تو انہیں پورے

ع ۱ / ۸ / ۱۵

ا۔ کہ نہ خدا ہوں نہ خدا کا بیٹا۔ خالص بندہ ہوں۔ یہ حصر اضافی ہے الوہیت کے لحاظ سے۔ یہ مطلب نہیں کہ میں نہ رسول ہوں نہ شفاعت کرنے والا' نہ عالم کا مختار' صرف بشر ہوں تمہاری طرح۔ خیال رہے کہ نبی کو بشر' مثلکم' کہنے والا یا خدا تعالیٰ ہے یا خود نبی' یا شیطان و کفار۔ اب انہیں بشر کہہ کر پکارنے والا خود سوچ لے کہ وہ کون ہے۔ ۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہم میں اور نبی میں وحی الٰہی کا فرق ہے کہ وہ صاحب وحی ہیں ہم نہیں۔ اس وحی کے فرق نے نبی کو امتی سے ایسا ممتاز فرمادیا جیسے ناطق نے انسان کو دیگر حیوانات سے' جیسے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انسان و جانوروں میں فرق ہی کیا صرف ناطق کا فرق ہے ایسے ہی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہم میں اور رسول میں فرق ہی کیا ہے صرف وحی کا فرق ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے عقیدہ توحید اور رسول کے عقیدہ توحید میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ انہوں نے وحی سے توحید جانی مانی۔ ہم نے ان کے بتانے سے۔ ان کا استاذ رب تعالیٰ ہے ہمارے استاد وہ حضرات ہیں۔ ۳۔ یعنی وہ عقیدے و اعمال کرو جو رب تک پہنچادیں' اس کا نام صراط مستقیم ہے یہ وہی ہے جو نبی لے کر دنیا میں تشریف لائے ۴۔ کفار کفر سے معافی مانگیں گنہگار گناہ سے۔ نیک کار نیکی کرکے بھی معافی مانگیں کہ مولا تیرے دربار کے لائق نیکی نہ ہوسکی ۵۔ ایسے مقام پر شرک سے مراد کفر ہے لہٰذا آیت کا یہ مطلب نہیں کہ مشرکین کے لئے تو خرابی ہے دیگر کفار کے لئے نہیں ۶۔ اس طرح کہ ایمان اختیار نہیں کرتے' ایمان جانی زکوٰۃ ہے کیونکہ یہ آیت مکیہ ہے اور زکوٰۃ مدنیہ طیبہ میں فرض ہوئی۔ یا زکوٰۃ کو واجب نہیں سمجھتے یا آئندہ جو زکوٰۃ کا حکم آنے والا ہے اسے یہ فرض نہ سمجھیں گے ورنہ کافر پر زکوٰۃ دینی فرض نہیں ۷۔ جو کبھی ختم نہ ہو یعنی جنت کی دائمی نعمتیں یا جو مسلمان نیک اعمال کرتا ہو پھر بوڑھا یا اپاہج و مجبور ہو جاوے تو اس کو ایسا ہی ثواب ملتا رہتا ہے (خزائن) یا صدقہ جاریہ اور نیک اولاد کے باعث مومن کو قبر میں بھی ثواب ملتا رہتا ہے ۸۔ اس طرح کہ اس کے رسول کو نہیں مانتے کیونکہ مشرکین عرب خدا کے منکر نہ تھے ۹۔ یعنی دو دن کی مدت میں' کیونکہ اسوقت سورج نہ تھا۔ ایک دن زمین بنائی دوسرے دن پھیلائی۔ رب فرماتا ہے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا۔ ۱۰۔ حالانکہ ایسا قدرت والا رب کسی کی مدد کا حاجت مند نہیں۔ تم اپنے بتوں کو رب کا مددگار مانتے ہوئے رب کو محتاج مانتے ہو۔ ۱۱۔ جب سارے جہان والے اسکے پالے ہیں تو اس کے ہمسر کیسے ہوسکتے ہیں ۱۲۔ پہاڑ پیدا فرمائے تاکہ زمین جنبش نہ کرے معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی ٹھہری ہوئی ہے کیونکہ جہاز لنگر سے ٹھہر جاتا ہے ۱۳۔ زمین میں ظاہری برکت رکھی کہ قسم قسم کے حیوانات اور ان کی غذائیں زمین میں پیدا فرمائیں۔ باطنی برکت رکھی کہ اس ہی زمین میں انبیاء اولیاء پیدا فرمائے۔ معلوم ہوا کہ زمین آسمان سے افضل ہے کہ نبیوں کی جائے سکونت ہے ۱۴۔ دو دن زمین کی پیدائش کے' دو دن روزی کی پیدائش کے کل چار دن ہوئے۔ اتوار۔ پیر۔ منگل۔ بدھ (روح) اس سے معلوم ہوا کہ رزق کی پیدائش مرزوق سے پہلے ہوچکی ہے پھر انسان رزق کی زیادہ فکر کیوں کرے۔ روح جسم سے چار ہزار سال پہلے پیدا ہوئی اور رزق روح سے چار ہزار برس پہلے پیدا ہوا (روح۔ ابن عباس) ۱۵۔ یعنی لوگ اگر پوچھیں تو یہ جواب دیدو تاکہ آپ کی نبوت کا ثبوت ہو ۱۶۔ معلوم ہوا کہ زمین کی پیدائش آسمان سے پہلے ہے جو پانی کے جھاگ کی شکل میں وہاں تھی جہاں آج کعبہ معظمہ ہے۔ آسمان پانی کا بخار ہے جو دھوئیں کی شکل میں تھا ۱۷۔ یعنی فرمانبرداری کرو۔ ظاہر یہ ہی ہے۔ زمین و آسمان کو ہی یہ حکم دیا گیا۔ ان

(بقیہ صفحہ ۷۶۱) دونوں میں سمجھ و شعور ہے رب کو بلکہ نیک و بد بندوں کو پہچانتے ہیں۔ مومن کے مرجانے پر روتے ہیں۔ رب فرماتا ہے فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ الخ
۱۸۔ یعنی تیرے حضور خوشی سے حاضر ہیں اور حاضر رہیں گے ہمیشہ تیری اطاعت خوشی سے کریں گے۔
۱۔ یعنی جمعرات و جمعہ میں یہ کل چھ دن ہوئے۔ ہفتہ خالی رہا۔
۲۔ یعنی ہر آسمان کے رہنے والے فرشتوں کو ان کے مناسب احکام جاری فرمائے چنانچہ بعض فرشتے ہمیشہ سے قیام میں ہیں۔ بعض رکوع میں بعض سجدے میں بعض قعدہ میں۔ ان عبادتوں کا مجموعہ اسلامی نماز ہے (از روح) نیز کسی آسمان سے روشنی آرہی ہے، کسی سے رزق، کسی سے موت، خیال رہے کہ یہاں حکم سے مراد تکوینی حکم ہے شرعی یا تکلیفی نہیں۔ اسی لئے فرشتوں کو عبادات پر ثواب نہیں ۳۔ یہاں نچلے آسمان سے مراد پہلا آسمان ہے اور چراغوں سے مراد تارے ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ تاروں سے تقدیر اور غیب کے حالات معلوم کرنے درست نہیں کیونکہ تاروں کی خلقت اس مقصد کے لئے نہیں۔ حفظ کے معنی حفاظت ہیں۔ تارے آسمانوں کی حفاظت کا ذریعہ ہیں کہ ان سے آسمان قائم ہے اور ان ہی کی وجہ سے شیاطین آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب تارے مٹ جائیں گے۔ آسمان فنا ہو جائے گا۔ خیال رہے کہ حضور کے صحابہ و علماء زمین کے تارے ہیں جن سے زمین کی رونق اور بقا ہے۔ ان کے فنا ہونے پر زمین فنا ہو جائے گی ۵۔ کہ جس آسمان پر جو فرشتہ یا حکم مقرر فرمایا اس میں رب کی لاکھوں حکمتیں ہیں ۶۔ کہ ایسا بلیغ بیان سنکر ایمان نہ لائیں ۷۔ چونکہ عاد و ثمود کی اجڑی بستیاں مکہ والوں نے دیکھی تھی، نیز عاد و ثمود اپنے پیغمبروں کے ہم قوم تھے اس کے باوجود کفر کے سبب ہلاک ہوگئے۔ انہیں پیغمبر کا رشتہ کام نہ آیا اس لئے خصوصیت سے ان دو قوموں کا ذکر فرمایا۔ خیال رہے کہ حضور کی تشریف آوری سے عام آسمانی عذاب آنا بند ہوگیا۔ لیکن خاص لوگوں پر آسکتا ہے بلکہ آخر زمانہ میں آئے گا۔ لہٰذا یہ ڈرانا بالکل درست ہے اور اس آیت سے مسئلہ امکان کذب ثابت نہیں ہوتا ۸۔ یعنی ان قوموں کے رسول ہر طرح سے انہیں تبلیغ کرتے تھے اور ہر تدبیر سے انہیں ہدایت دیتے تھے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک و کافر صرف ایمان کے مکلف ہیں، ایمان لانے کے بعد احکام شرعیہ کے مکلف ہوتے ہیں کیونکہ رسولوں نے انہیں صرف ایمان کا حکم دیا ۱۰۔ یعنی اگر رب تعالیٰ کسی کو نبی بناتا تو فرشتے کو بناتا۔ نہ کہ ہم جیسے انسان کو۔ کیونکہ نبوت انسانی قابلیت سے اعلیٰ درجہ ہے یہ لوگ لکڑی پتھر کو خدا مان لیتے تھے مگر انسان کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار رسولوں اور ان کی کتابوں کا انکار کرتے تھے مگر یہ انکار رب کا انکار قرار دیا گیا ۱۲۔ جو یمن کے علاقہ میں شہر احقاف میں آباد تھے۔ ان کے رسول ہود علیہ السلام تھے ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر حق بھی ہوتا ہے اور ناحق بھی۔ حق تکبر اچھا ہے اور ناحق برا۔ مومن کا کافر کے مقابلہ میں تکبر کرنا انہیں ذلیل سمجھنا، اپنے کو ایمان کی وجہ سے عزت والا جاننا عبادت ہے۔ لیکن ولیوں، نبیوں اور اللہ کے مقبول بندوں کے مقابلہ میں اپنے کو بڑا سمجھنا یا حرام ہے یا کفر ۱۴۔ قوم عاد میں معمولی آدمی اٹھارہ گز تھا۔ بڑی بڑی چٹانیں اکیلا آدمی اٹھا لیتا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر عذاب آ بھی گیا تو ہم اپنی قوت سے دفع کردیں گے ۱۵۔ جب دین نہیں ہوتا تو انسان کو ایسی باتیں نہیں سوجھتیں۔

سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ
سات آسمان کردیا دو دن میں [1] اور ہر آسمان میں اس کے کام کے
اَمْرَهَا ؕ وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖۗ وَحِفْظًا ؕ
احکام بھیجے [2] اور ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا [3] اور نگہبانی کے لئے [4]
ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ
یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھیرایا ہوا ہے [5] پھر اگر وہ منہ پھیریں [6]
اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ ؕ
تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی [7]
اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ
جب رسول ان کے آگے پیچھے پھرتے تھے [8]
خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا
کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو [9] بولے ہمارا رب چاہتا
لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾
تو فرشتے اتارتا [10] تو جو کچھ تم لے کر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے [11]
فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ
تو وہ جو عاد تھے [12] انہوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا [13]
وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ
اور بولے ہم سے زیادہ کس کا زور [14] اور کیا انہوں نے نہ جانا کہ
اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ
اللہ جس نے انہیں بنایا ان سے زیادہ قوی ہے [15]
وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ
اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے تو ہم نے ان پر ایک آندھی

۱۔ جس میں صرف تیز ہوا اور گرج تھی بارش نہ تھی ہوا اتنی ٹھنڈی تھی کہ خدا کی پناہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بڑے شہ زوروں کو معمولی چیز سے ہلاک کرتا ہے۔ نمرود کو مچھر سے، فیل کو ابابیل سے فنا فرمادیتا ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ بعض دن بھی منحوس ہوتے ہیں۔ جن ایام میں عذاب آئے وہ منحوس ہیں جن دنوں میں نیک اعمال کی توفیق نہ ملے وہ بھی منحوس ہیں، حقیقت میں منحوس تو بندوں کے اعمال ہیں۔ قوم عاد پر عذاب ۲۲ شوال بدھ کے دن شروع ہوا اور آٹھ دن سات رات رہا یعنی ۲۹ شوال بدھ تک رہا (روح) ۳۔ یعنی کفار کو آخرت کا عذاب پورا پورا ہوگا، دنیاوی عذاب وہاں کے عذاب کو کم نہ کریگا مومن کی دنیاوی تکالیف آخرت کی راحت کا سبب ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ کافر کا مددگار کوئی نہیں۔ مددگار نہ ہونا کفار کے لئے عذاب ہے ۵۔ معلوم ہوتا ہے کہ نبی کا کام رب تعالیٰ کا کام ہے قوم ثمود کو ان کے پیغمبر صالح علیہ السلام نے راہ دکھائی تھی۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے راہ دکھائی۔ لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں کہ جب ہدایت کا فاعل رب تعالیٰ ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں مقصود پر پہنچا دینا اور اس ہدایت کے بعد گمراہی ناممکن ہے ۶۔ اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ان پر چیخ ماری جس سے وہ سب ہلاک ہوگئے۔ چونکہ وہ چیخ مہلک آواز تھی لہٰذا اسے کڑک فرمایا گیا۔ کیونکہ کڑک بھی انسان کو ہلاک کردیتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ اولاً ان پر حضرت جبریل کی چیخ آئی ہو پھر آسمان سے بجلی گری۔ لہٰذا اس آیت میں اور اس آیت میں تعارض نہیں اخذتھم الصیحۃ بالحق ایک آیت میں ایک عذاب کا ذکر ہے، دوسری آیت میں دوسرے عذاب کا ذکر ۷۔ کفار پر تو عذاب انکی بد عملیوں بد عقیدگیوں کی وجہ سے آیا مگر ان کے ناسمجھ بچوں اور جانوروں، وہاں کی زمین کو ان بد نصیبوں کی وجہ سے آیا ۸۔ یہ حضرات حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والے ان کے صحابی تھے جن کی تعداد ایک سو دس تھی (روح) نجات کا طریقہ یہ تھا کہ عذاب آنے سے پہلے نبی اپنے مؤمنین کو لیکر اس بستی سے نکل جاتے تھے۔ ان کے نکلنے کے بعد وہاں عذاب آتا تھا۔ معلوم ہوا کہ صالحین کا کسی بستی میں ہونا عذاب سے امن کا ذریعہ ہے۔ رب فرماتا ہے لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا۔ اگر مکہ سے فقراء مومنین نکل جاتے تو ہم مکہ والوں پر عذاب بھیج دیتے۔ ۹۔ کہ انہیں فرشتے نہایت ذلت سے دوزخ کیطرف ایسے لے جائینگے جیسے قصاب مذبح کیطرف جانوروں کو لے جاتے ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ کفار دوزخ کے کنارہ پر آگے پیچھے پہنچیں گے مگر دوزخ میں داخلہ ایک ساتھ ہوگا اور دوزخ کے کنارہ پر جمع ہو کر وہ ہوگا جو یہاں مذکور ہے ۱۱۔ یعنی ہر عضو یہ کہے گا کہ مجھ سے اس نے یہ گناہ کیا تھا۔ سب سے پہلے دلہاں ہاتھ بولیگا (روح) ۱۲۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کافر کی زبان جھوٹ بولیگی۔ باقی سارے اعضاء سچ بولینگے۔ پھر وہ زبان ہی ان اعضاء سے یہ شکایت کریگی جو یہاں مذکور ہے لیکن اس کے باوجود سارے اعضاء دوزخ میں جائینگے، کیونکہ وہ زبان کے ساتھی اور جرم میں شریک تھے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدمہ قائم کرنا گواہی وغیرہ لینا حاکم کی بے علمی کی دلیل نہیں۔ کبھی یہ کام مجرم کی زبان بندی کے لئے بھی ہوتے ہیں لہٰذا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ صدیقہ کے تہمت کے معاملہ میں گواہ وغیرہ سے تحقیق کرنا حضور کی بے علمی کی دلیل نہیں۔ ۱۳۔ یہ آیت اپنے ظاہری معنی پر ہے کہ ہاتھ پاؤں بزبان فصیح ظاہر ظہور کلام کریں گے۔ دنیا میں بھی درخت بولتے ہیں جنہیں خاص بندے سنتے ہیں۔

رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيقَهُمْ

بھیجی سخت گرج کی ۱ ان کی شامت کے دنوں میں ۲ کہ ہم انہیں

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ

رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی زندگی میں اور بے شک آخرت کے

الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ ۖ وَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ﴿١٦﴾ وَأَمَّا ثَمُودُ

عذاب میں سب سے بڑی رسوائی ہے ۳ اور ان کی مدد نہ ہوگی ۴ اور رہے ثمود

فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ

انہیں ہم نے راہ دکھائی ۵ تو انہوں نے سوجھنے پر اندھے ہونے کو پسند کیا

فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا

تو انہیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آلیا ۶ سزا ان کے

يَكْسِبُونَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا

کئے کی ۷ اور ہم نے انہیں بچا لیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے

يَتَّقُونَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ

۸ اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے ۹

فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٩﴾ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ

تو ان کے اگلوں کو روکیں گے، یہاں تک کہ پچھلے آملیں ۱۰ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُم بِمَا

ان کے کان اور انکی آنکھیں اور ان کے چمڑے سب ان پر ان کے کئے کی

كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ

گواہی دیں گے ۱۱ اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے تم نے ہم پر کیوں گواہی

عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ

دی ۱۲ وہ کہیں گی ہمیں اللہ نے بلوایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ۱۳

ا۔ یعنی اب دوزخ میں داخل ہونا ہے جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے' اب دیکھ کر معلوم کرلو ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام بھی ان کے اعضاء کا ہے۔ یعنی اے کافرو تم گناہ کے وقت سب لوگوں سے چھپتے تھے مگر رب سے نہیں چھپ سکے' اس کے گواہ یعنی ہم تمہارے اعضاء موجود تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ کلام رب کا ہو۔ ۳۔ اپنے عقیدوں میں یا اپنے عمل سے اگر رب کو ناظر جانتے تو گناہ کی جرأت نہ کرتے ۴۔ بعض کفار عرب کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہری اعمال کو تو جانتا ہے خفیہ اعمال نہیں جانتا جیسے کہ بعض فلاسفر کا عقیدہ ہے کہ رب کلیات کو تو جانتا ہے جزئیات کو نہیں جانتا۔ ۵۔ تم اس خیال سے گناہ پر دلیر ہوگئے اور آج دوزخ میں جا

وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا

اور اس نے تمہیں پہلی بار بنایا اور اسی کی طرف تمہیں پھرنا ہے ۱ اور تم اس

كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ

سے کہاں چھپ کر جاتے ۲ کہ تم پر گواہی دیں تمہارے کان

وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ

اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں لیکن تم تو یہ سمجھے بیٹھے تھے ۳

أَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذٰلِكُمْ

کہ اللہ تمہارے بہت سے کام نہیں جانتا ۴ اور یہ ہے

ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدٰىكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ

تمہارا وہ گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا اور اس نے تمہیں ہلاک کردیا ۵ تو اب

مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى

رہ گئے ہارے ہوؤں میں پھر اگر وہ صبر کریں ۶ تو آگ ان کا ٹھکانا ہے ۷

لَهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾

اور اگر وہ منانا چاہیں ۸ تو کوئی ان کا منانا نہ مانے ۹

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ

اور ہم نے ان پر کچھ ساتھی تعینات کئے ۱۰ انہوں نے انہیں بھلا کر دکھایا جو انکے

أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ۱۱ اور ان پر بات پوری ہوئی ۱۲

فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَ

ان گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گزر چکے جن اور

الْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خٰسِرِينَ ﴿٢٥﴾ ع وَقَالَ الَّذِينَ

آدمیوں کے ۱۳ بے شک وہ زیاں کار تھے اور کافر

رہے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو بدکاریوں پر بھی عذاب ہوگا ۶۔ اس طرح کہ عذاب پر شور پکار نہ کریں۔ دنیا میں صبر اجر کا باعث تھا۔ آج یہاں انہیں صبر و بے صبری سب برابر ہیں۔ ۷۔ یعنی اگر کفار دوزخ میں پہنچ کر صبر کریں تب بھی دوزخ میں ہی رہیں گے اور اگر بے صبری سے شور مچائیں تو بھی دوزخ میں ہی رہیں گے اللہ کی پناہ۔ ۸۔ آج رب منا رہا ہے وہ نہیں مانتے' کل کفار رب کو منائیں گے' رب نہ مانے گا ۹۔ دنیا میں ان کے ساتھی شیطان' اور برے انسان مقرر فرمائے گئے۔ معلوم ہوا کہ برا ساتھی رب کا عذاب ہے' اچھا ساتھی رب کی رحمت ۱۰۔ کہ دنیا کے گناہوں کو اچھا کر دکھایا اور آخرت کا انکار کرایا ۱۱۔ اس بات سے مراد رب تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ لاملئن جهنم الخ ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار جنات دوزخ میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ سزا میں رہیں گے۔ دوسرے یہ کہ کافر انسان اس قسم کے کفار کے ساتھ ہونگے جس قسم کا کفر کریں گے کہ مشرک مشرکوں کے ساتھ عیسائی یہودی عیسائیوں یہودیوں کے ساتھ۔ اگرچہ دنیا میں یہ لوگ مختلف زمان و زمین میں ہوئے ہوں۔

كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ

بولے[1] یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بیہودہ غل کرو[2] شاید یونہی تم

تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا

غالب آؤ[3] تو بے شک ضرور ہم کافروں کو سخت عذاب چکھائیں گے[4]

وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ

اور بے شک ہم ان کے برے سے برے کام کا انہیں بدلہ دیں گے[5] یہ ہے

جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءً ۢ

اللہ کے دشمنوں کا بدلہ[6] آگ اس میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے[7] سزا اس کی

بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے اور کافر بولے[8]

رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا

اے ہمارے رب ہمیں دکھا وہ دونوں جن اور آدمی جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا[9] کہ ہم انہیں

تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اپنے پاؤں تلے ڈالیں[10] کہ وہ ہر نیچے سے نیچے رہیں[11] بے شک وہ جنہوں نے

قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

کہا ہمارا رب اللہ ہے[12] پھر اس پر قائم رہے[13] ان پر فرشتے

الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ

اترتے ہیں[14] کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو[15] اور خوش ہو اس جنت پر

الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا[16] ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ

میں اور آخرت میں[17] اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے[18]

ا۔ سرداران کفر نے اپنے ماتحت کفار کو حکم یا مشورہ دیا کہ قرآن نہ سنو' نہ دوسروں کو سننے دو کہ مسلمانوں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن کے وقت گالیاں بکو' شور کرو' باجے بجاؤ جس طرح ہوسکے ان کی آواز دباؤ تاکہ قرآن تمہارے دلوں میں اثر نہ جائے اور تم اپنے دین سے نہ پھر جاؤ۔ معلوم ہوا کہ تاثیر قرآن کے کفار بھی قائل تھے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کریم کے وقت شور مچانا جس سے تلاوت کرنے والے کو دشواری ہو مشرکین کا دستور ہے۔ للذا نماز باجماعت کے وقت مسجدوں کے پاس ڈھول باجے بجانا' وعظ قرآن پر شور مچانا حرام ہے۔ اس سے بہت سے مسائل مستنبط ہوسکتے ہیں۔ اسی طرح چند شخصوں کا مل کر بلند آواز سے تلاوت قرآن منع ہے غرضیکہ تلاوت قرآن کے وقت ہر وہ کام منع ہے جو سننے میں حارج ہو۔ ۳۔ اس طرح کہ حضور تمہارے شور کی وجہ سے تلاوت موقوف فرمادیں ۴۔ اس طرح کہ ان مشورہ دینے والے کفار کو سخت سزادیں گے انہیں کفار فرماکر بتایا گیا کہ یہ حرکت کفر ہے۔ ۵۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ عذاب شدید تو بدر کے میدان میں دیا گیا۔ اور حقیقی سزا آخرت میں دی جائے گی۔ للذا آیت میں تکرار نہیں۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا دشمن' قرآن کا دشمن' اللہ کا دشمن ہے کہ ان کافروں نے قرآن کی آواز روکنی چاہی تو انھیں اللہ کا دشمن قرار دیا گیا۔ ۷۔ یا اس طرح کہ دوزخ کے جس حصے میں اولاً رکھے جائینگے اس ہی میں ہمیشہ رہیں گے یا دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اگرچہ مقامات بدلتے رہیں گے۔ ۸۔ دوزخ میں جاکر کہیں گے' لیکن چونکہ یہ واقعہ یقینی ہے اس لئے اسے ماضی سے تعبیر کیا گیا ۹۔ بعض نے فرمایا کہ ان دونوں سے مراد قابیل اور ابلیس ہے کیونکہ قابیل نے قتل ناحق ایجاد کیا اور ابلیس نے شرک و کفر۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مردود علیحدہ آگ کے صندوقوں میں بند ہونگے دوزخیوں کی نگاہ سے پوشیدہ ۱۰۔ خوب روندیں اور ان سے بدلہ لیں ۱۱۔ اور ہمارے روندنے سے خوب ذلیل ہوں یہاں نیچے سے مراد ذلت و خواری ہے ۱۲۔ اللہ کو رب ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے تمام نبیوں کو بھی برحق مانا جائے جیسے اپنے والد کو باپ ماننے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے تمام پیاروں کا ادب و احترام کیا جاوے اور اس کے عزیزوں کو اپنا عزیز مانا جاوے کہ اس کی ماں اپنی دادی' اس کا بھائی اپنا چچا' نیز رب کی بھیجی ہوئی مصیبتوں پر صبر کیا جاوے۔ اسکی راحتوں پر شکر جو پیارے کی طرف سے آئے وہ پیارا ہے۔ ۱۳۔ مرتے دم تک' اس طرح کہ اس کے احکام بجا لائے' اخلاص سے عمل کرے رنج و خوشی' راحت و تکلیف میں اس کے دروازے سے نہ ہٹے ۱۴۔ دنیا میں ہر مصیبت کے وقت' جو ان کے دلوں کو تسکین دیتے ہیں جنہیں سکینہ کہا جاتا ہے' رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ موت کے وقت جس سے جان کنی کی سختی محسوس نہیں ہوتی اور قبر میں حشر میں بشارت دیتے ہیں۔ ۱۵۔ نہ آئندہ سے ڈرو نہ گزشتہ پر غم کرو' تمہاری دنیا بھی اچھی آخرت بھی اچھی تمہیں جنت عطا ہوگی۔ ۱۶۔ یہ بشارت مومن کو مرتے وقت ہی دے دی جاتی ہے جس سے اسے بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے اس ہی لئے اولیاء کی وفات کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے بعض کو دنیا میں ہی یہ بشارت ملی ۱۷۔ یہ کلام بھی فرشتوں کا ہے (روح و خزائن) یعنی ہم تمہارے دنیا میں بھی مددگار ہیں اور مرتے وقت بھی' قبر میں بھی' آخرت میں بھی۔ معلوم ہوا کہ فرشتے مومن کی مدد کرتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۔ حضور بھی مشکل کشا حاجت روا ہیں۔ اللہ کے مقبولوں کی مدد برحق ہے ۱۸۔ یعنی جنت میں تمہیں ہر وہ نعمت

(بقیہ صفحہ ۷۶۵) ملیگی جس کی تم خواہش کرو۔ یہاں نفس سے مراد نفس امارہ نہیں کیونکہ وہ تو فنا کردیا جائے گا۔ اس لئے جنتی کوئی بری چیز چاہیگا ہی نہیں حتیٰ کہ مومن باپ کافر بیٹے کی نجات نہ چاہے گا۔

ا۔ پہلے جملہ میں خواہش و تمنا کا ذکر تھا۔ یہاں منہ سے مانگنے کا۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں مطلب وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا۔ ۲۔ جنتی لوگ خاطر تواضع کے لحاظ سے رب کے دائمی مہمان ہونگے۔ ۳۔ اس میں اول نمبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں' ان کے صدقہ سے اولیاء و علماء جو تبلیغ کریں۔ بلکہ مؤذن تکبیر کہنے والے' اور

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ

اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو [۱] مہمانی بخشنے والے مہربان کی

رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ

طرف سے [۲] اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے [۳]

وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾

اور نیکی کرے [۴] اور کہے میں مسلمان ہوں [۵]

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي

اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی [۶] اے سننے والے برائی کو

هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ

بھلائی سے ٹال [۷] جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی

كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ

ایسا ہو جائیگا جیسا کہ گہرا دوست [۸] اور یہ دولت نہیں ملتی مگر

صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾ وَإِمَّا

صابروں کو [۹] اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا [۱۰] اور اگر

يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ

تجھے شیطان کا کوئی کونچا پہنچے [۱۱] تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک

هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٦﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

وہ ہی سنتا جانتا ہے اور اس کی نشانیوں میں سے ہیں رات اور دن

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ

اور سورج اور چاند [۱۲] سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو [۱۳]

وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ

اور اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا [۱۴] اگر تم اس کے

ہر وہ مومن جو اللہ کی مخلوق کو کسی نیکی کیطرف بلائے۔ معلوم ہوا کہ رب کو اس کی بولی بڑی پیاری معلوم ہوتی ہے جو دعوت خیر دے اگرچہ اس کی آواز موٹی اور باتیں معمولی ہوں۔ اللہ نصیب کرے۔ ۴۔ نیکی سے مراد دل کی نیکی بھی ہے یعنی معرفت الٰہی اور بدن کی نیکی بھی یعنی تمام عبادات۔ ایک جملہ میں تمام شریعت و طریقت داخل ہے ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کوئی مسلمان اپنا دین نہ چھپائے قول' عمل' صورت' سیرت سے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرے۔ تقیہ کرنا شیطان کا کام ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ نہ کہے کہ انشاء اللہ میں مومن ہوں بلکہ یقین سے اپنے کو مومن جانے ۶۔ یعنی اچھے برے عقیدے' اچھے برے اعمال برابر نہیں' اچھے برے اقوال برابر نہیں' اچھے برے برتاوے برابر نہیں۔ اچھی چیزوں کا انجام اچھا ہے بری کا انجام برا۔ پھر نبی اور غیر نبی کیسے برابر ہوسکتے ہیں۔ ۷۔ یعنی اپنے ذاتی معاملات میں برائی کو بھلائی سے دفع کرو' غصہ کو صبر سے جہالت کو علم سے' کسی کی بدسلوکی کو معافی سے' کج خلقی کا خوش خلقی سے جواب دو' یا یہ مطلب ہے کہ کفر کو تلوار سے دفع کرو ۸۔ شان نزول۔ یہ آیت ابو سفیان کے متعلق نازل ہوئی کہ وہ حضور سے عداوت رکھتے اور ایذا پہنچاتے تھے مگر حضور نے انکے ساتھ ہمیشہ اچھے سلوک کئے۔ حتیٰ کہ ان کی صاحبزادی ام حبیبہ کو اپنی زوجیت کا شرف بخشا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابو سفیان حضور کے جان نثار صحابی بن گئے۔ رضی اللہ عنہ ۹۔ جو غصہ میں اپنے نفس کو روکنے پر قادر ہوں' خیال رہے کہ مجبوراً صبر کرنا اور ہے' قدرت پاکر صبر و تحمل سے کام لینا کچھ اور' دوسرا صبر بہت اعلیٰ ہے۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی جب مصر میں دربار یوسفی میں حاضر ہوئے تو انکی بے حد تواضع فرمائی اور سب کے قصور معاف فرمائیے۔ اللہ ایسے اخلاق نصیب کرے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ اچھے اخلاق اللہ کی بڑی نعمت ہیں۔ مال ملنا آسان ہے' اعمال اور کمال ملنا بہت دشوار ۱۱۔ اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے۔ یعنی اگر ایسے موقعہ پر شیطان برائی پر ابھارے تو اعوذ باللہ پڑھو غصہ کے وقت اعوذ پڑھنا بہت مفید ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسے موقعوں پر شیطان بہت بہکاتا ہے ۱۲۔ کہ ان چیزوں کو دیکھ کر رب کی قدرت' اپنے عجز و نیاز کا پتہ لگاؤ۔ جب رات و دن چاند سورج کو ایک حال پر قرار نہیں تو تم ایک حال پر کیسے رکھا جاوے گا۔ مصیبت میں گھبرانہ جاؤ' آرام میں اترا نہ جاؤ ۱۳۔ یہاں سجدے سے مراد سجدہ عبادت ہے نہ کہ سجدہ تعظیمی۔ ورنہ یہاں تعبدون نہ فرمایا جاتا۔ سجدہ تعظیمی کی حرمت بہت سی احادیث سے ثابت ہے لیکن کسی آیت سے صراحتاً اور قطعاً ثابت نہیں۔ اسی لئے اس حرمت کے منکر کو کافر نہیں کہا جاسکتا البتہ تعظیمی سجدہ کرنے والا سخت گنہگار' فاسق ملعون ہے۔ مستحق عذاب نار و قہر قہار ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ سورج کو تعظیمی سجدہ کرنے والا بھی کافر ہے کیونکہ یہ عمل مشرکین کا ہے۔ جو عمل مشرک کی علامت ہو وہ کفر

(بقیہ صفحہ ۷۶۶) ہے جیسے بت کو سجدہ ۱۴۔ چاند سورج، آسمان و زمین، دن رات کو، عبادت کا مستحق خالق ہے نہ کہ مخلوق۔

۱۔ معلوم ہوا کہ تمام عبادات میں نماز اور نماز میں سجدہ بہت افضل عبادت ہے۔ یہ سجدہ سجود بندگی کی خاص علامت ہے۔ خیال رہے کہ یہ اگر مگر تاکید کے لئے ہے نہ کہ شک کے لئے یعنی تم یقیناً اللہ کے بندے ہو، لہٰذا ضرور عبادت کو۔ ۲۔ آپ کی اطاعت اور اللہ کی عبادت کرنے سے، لہٰذا اس میں رب کے منکر کفار بھی داخل ہیں اور مشرکین بھی ۳۔ یعنی مقربین ملائکہ۔ یہاں پاس سے مراد مکانی قرب نہیں۔ اللہ تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ ۴۔ مقرب فرشتوں میں بعض رکوع میں ہیں

تَعْبُدُونَ ﴿۳۷﴾ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ

بندے ہو ۱ تو اگر یہ تکبر کریں ۲ تو وہ جو تمہارے رب کے

يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ﴿۳۸﴾ (السجدۃ)

پاس ہیں ۳ رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور اکتاتے نہیں ۴

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھے بے قدر پڑی ۵ پھر ہم نے جب اس پر

عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا

پانی اتارا تر و تازہ ہوئی اور بڑھ چلی بے شک جس نے اسے جلایا

لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ

ضرور مردے جلائے گا بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے بے شک وہ جو

يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقَىٰ

ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے ہیں ۶ ہم سے چھپے نہیں تو کیا جو آگ میں

فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا

ڈالا جائے گا ۷ وہ بھلا یا جو قیامت میں امان سے آئے گا ۸ جو جی میں

مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ

آئے کرو ۹ بے شک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ۱۰ بے شک جو

كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿۴۱﴾

ذکر سے منکر ہوئے ۱۱ جب وہ ان کے پاس آیا ۱۲ ان کی خرابی کا کچھ حال نہ پوچھ اور بے شک وہ عزت

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ

والی کتاب ہے ۱۳ باطل کو اس کی طرف راہ نہیں ۱۴ نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے

خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ

سے ۱۵ اتارا ہوا ہے حکمت والے سب خوبیوں سراہے کا تم سے نہ فرمایا

جو کروڑوں برس سے رکوع کر رہے ہیں۔ بعض اسی طرح سجدہ میں، بعض قیام میں، بعض تشہد میں جیسے کہ پہلے گزر چکا۔ ۵۔ یہ ہی انسانوں کا حال ہے کہ جس کو نبوت کی بارش نہ لگے اس کے اعمال غیر مقبول اور وہ خود بے قدرا ہے۔ ۶۔ کہ قرآن کریم کی غلط تاویلیں و تحریفیں کرتے ہیں، جیسے فی زمانہ مرزائی اللہ کا خوف نہیں کرتے۔ ۷۔ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد سارے کفار ہیں خواہ رب کے منکر ہوں یا مشرک، یا نبی کے منکر ہوں یا منافق یا مرتدین۔ سب جہنم میں دائمی طور پر رہنے کے لئے ڈالے جائیں گے۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو قیامت میں امان ہوگی۔ رہا اطمینان قلبی وہ بعض مومنوں کو اول سے ہی حاصل ہوگا اور بعض کو آخر میں۔ بہرحال آخرکار سارے مومنوں کو اطمینان نصیب ہوگا۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ امر کبھی غضب کے لئے بھی ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ فمن شاء فلیکفر۔ کیونکہ اس آیت کے معنی یہ نہیں کہ جو تمہارے جی میں آئے اس کی رب نے اجازت دے دی ۱۰۔ یعنی جو چاہو کرو مگر یہ سمجھ کر کرو کہ ہم تمہیں اور تمہارے کاموں کو دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ سمجھ لیا، اور اس کا خیال رکھا تو انشاء اللہ کبھی گناہ کرو گے ہی نہیں، یونہی اگر مسلمان یہ خیال رکھے کہ مجھے میرے نبی دیکھ رہے ہیں تو کبھی جرم نہ کرے ۱۱۔ ذکر سے مراد ذکر اللہ ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم۔ ان کے انکار کی بہت صورتیں ہیں۔ حضور کی اصل نبوت کا انکار، یا آپ کی کسی صفت کا انکار یا آپ کی اطاعت سے سرتابی ۱۲۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جس تک نبوت یا قرآن کی خبر نہ پہنچی۔ اس کا یہ حکم نہیں۔ جیسے زمانہ فترت کے لوگ کیوں کہ بغیر جانے انکار نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ عزیز سے مراد یا بے مثل ہے یا عظمت والی، یا بڑی نفع و برکت والی۔ قرآن کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ قرآن کے اوراق، اس کی جلد، اس کا جزدان سب عزت والے ہیں۔ کہ ان کی بے ادبی حرام ہے۔ جس سینہ میں قرآن کریم ہو وہ سینہ اور سینہ والا بھی عظمت والا ہے۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ برحق ہیں، امین ہیں، پرہیزگار ہیں۔ اگر وہ مومن نہ ہوتے تو انہیں قرآن جمع کرنے اور اشاعت کرنے کا کام سپرد نہ کیا جاتا۔ جو کہے کہ صحابہ نے اس میں کمی بیشی کردی، وہ کافر ہے۔ رب نے الفاظ قرآن کی حفاظت کے لئے حافظ، قراءت قرآن کے لئے قاری معانی قرآن کی حفاظت کیلئے علماء اور اسرار قرآن کی حفاظت کے لئے اولیاء پیدا فرمائے۔ یہ حضرات قرآن کی مضبوط فصیل ہیں، جو باطل کو قرآن تک نہیں پہنچنے دیتے۔ ۱۵۔ یعنی قرآن کریم ہر طرف سے محفوظ ہے۔ اس کے الفاظ، اسرار، احکام سب پر مضبوط پہرہ ہے۔ الفاظ تو بدل سکتے ہی نہیں۔ معانی وغیرہ بدل ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر بدل نہیں سکتے۔

ا۔ یعنی رب تعالیٰ نے آپ کو بھی توحید و ایمان کی تبلیغ کا ویسے ہی حکم دیا جیسے اور سارے پیغمبروں کو دیا تھا۔ ورنہ احکام میں بڑا فرق ہے۔ نیز حضور کے القاب، حضور کے صفات تمام انبیاء سے بہت اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۲۔ یہ گزشتہ قول کی تفسیر ہے یعنی اور رسولوں سے بھی کہا گیا تھا اور آپ سے بھی کہا جاتا ہے کہ رب غفار بھی ہے قہار بھی۔ مومنوں پر رحیم کافروں پر قہار۔ ۳۔ کفار کہا کرتے تھے کہ قرآن عربی میں کیوں آیا، کسی اور زبان میں کیوں نہ آیا۔ اس آیت میں ان کے اس سوال کا بہترین جواب ہے۔ ۴۔ یعنی ابھی تو کفار کہتے ہیں کہ قرآن شریف عربی میں کیوں آیا عجمی زبان میں کیوں نہ آیا۔ لیکن اگر عجمی زبان میں آتا تو کہتے کہ تعجب ہے نبی عربی اور کتاب عجمی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ بہرحال نہ اب قرآن کو مانتے ہیں نہ پھر مانتے۔ خیال رہے کہ ہمیشہ نبی اپنی قوم کی زبان میں بھیجے گئے اور کتاب نبی کی زبان میں اتاری گئی۔ یہ نہ ہوا کہ نبی کی زبان اور کتاب کی زبان اور، البتہ مرزا قادیانی نبی پنجابی تھے مگر ان کے الہام کبھی انگریزی کبھی اردو میں اور کبھی ایسی زبان میں جو مرزا صاحب خود بھی نہ سمجھ سکیں۔ یعنی دیسی نبی اور ولایتی الہام۔ ۵۔ کہ عربی میں کیوں نہ آئیں جنھیں ہم سمجھتے۔ ہمارے لئے اس کتاب سے کیا فائدہ۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ قرآن اس لئے عربی میں آیا کہ قرآن والا محبوب عربی ہے اور ان کی زبان عربی ۷۔ خیال رہے کہ قرآن کریم ہدایت اور روحانی شفاء تو صرف مومنوں کے لئے ہے مگر داعی الی اللہ اور ظاہری جسمانی بیماریوں سے شفاء سارے عالم کے لئے ہے۔ اس سے دم درود، اس کا تعویذ مومن و کافر دونوں کو شفا بخش ہے جیسا کہ تجربہ ہے ۸۔ کہ دل کے کفر کی وجہ سے قرآن کریم کو قبول کا سننا نہیں سنتے ۹۔ جس کی وجہ سے وہ قرآن کریم میں شک و شبہ ہی کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن سے نفع وہ حاصل کر سکتا ہے جس کے دل میں قرآن والے سے تعلق ہو۔ اس لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں پھر قرآن سکھاتے ہیں۔ ۱۰۔ یعنی جیسے دور والا پکارنے والے کی آواز سنتا ہے مگر بات نہیں سمجھتا، ایسے ہی یہ لوگ قرآن کی صرف آواز سنتے ہیں، سمجھتے کچھ نہیں، رب کی شان ہے کہ مکہ میں رہنے والا ابوجہل دور تھا اور یمن میں رہنے والے اویس قرنی قریب تھے۔ ۱۱۔ کہ بعض نے مانا، بعض نے نہ مانا۔ ۱۲۔ یعنی ہمارا فیصلہ یہ ہو چکا کہ کفار کو دوزخ کا عذاب بعد قیامت دیا جائے گا لہٰذا ان پر ابھی یہ عذاب نہیں آتا، یا ہمارا قانون یہ ہے کہ اے محبوب تمہاری تشریف آوری کے بعد ان پر غیبی عذاب عام طور پر نہ آئے گا۔ ۱۳۔ اسے جزاء ضرور ملے گی، اگرچہ دوسروں کو بھی اس کا فائدہ پہنچ جاوے۔ لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب کے خلاف نہیں۔ ۱۴۔ بلکہ رب تعالیٰ کفار سے عدل فرمانے والا اور مسلمانوں پر فضل فرمانے والا ہے۔

لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ اِنَّ رَبَّكَ

جائے گا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا ۱ کہ بیشک تمہارا رب

لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ

بخشش والا اور دردناک عذاب والا ہے ۲ اور اگر ہم اسے

قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ

عجمی زبان کا قرآن کرتے ۳ تو ضرور کہتے ۴ کہ اس کی آیتیں کیوں نہ کھولی گئیں ۵

ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى

کیا کتاب عجمی اور نبی عربی ۶ تم فرماؤ وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت

وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ

اور شفا ہے ۷ اور وہ جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹینٹ ہے ۸

وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ

اور وہ ان پر اندھا پن ہے ۹ گویا وہ دور جگہ سے پکارے

بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ

جاتے ہیں ۱۰ اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو اس میں اختلاف

فِيْهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ

کیا گیا ۱۱ اور اگر ایک بات تمہارے رب کی طرف سے گزر نہ چکی ہوتی تو جبھی ان کا

بَيْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ

فیصلہ ہو جاتا ۱۲ اور بے شک وہ ضرور اس کی طرف سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں

عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا

جو نیکی کرے اور اپنے وہ بھلے کو ۱۳ اور جو برائی کرے تو اپنے برے کو

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

اور تمہارا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا ۱۴

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِن ثَمَرَاتٍ

قیامت کے علم کا اسی پر حوالہ ہے ۱؎ اور کوئی پھل

مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ

اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ جنے

إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ

مگر اس کے علم سے ۲؎ اور جس دن انہیں ندا فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک ۳؎ کہیں گے

مَا مِنَّا مِن شَهِيدٍ ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَدْعُونَ

ہم تجھ سے کہہ چکے ہیں کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں ۴؎ اور گم گیا ان سے جسے پہلے پوجتے تھے ۵؎

مِن قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿٤٨﴾ لَّا يَسْأَمُ الْإِنسَانُ

اور سمجھ لیئے ۶؎ کہ انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں۔ آدمی بھلائی مانگنے سے

مِن دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِن مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ ﴿٤٩﴾

نہیں اکتاتا ۷؎ اور کوئی برائی پہنچے تو ناامید آس ٹوٹا ۸؎

وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ

اور اگر ہم اسے اپنی رحمت کا مزہ دیں اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی ۹؎

لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن

تو کہے گا یہ تو میری ہے ۱۰؎ اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر میں

رُّجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ

رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو ضرور میرے لیئے اس کے پاس بھی خوبی ہی ہے ۱۱؎ تو ضرور

الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ

ہم بتادیں گے کافروں کو جو انہوں نے کیا ۱۲؎ اور ضرور انہیں گاڑھا عذاب

غَلِيظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ

چکھائیں گے ۱۳؎ اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے ۱۴؎

۱؎ یعنی تمام انبیاء و اولیاء قیامت کے علم کو رب کے حوالہ کرتے ہیں جو ان سے اس کا وقت پوچھے تو کہہ دیتے ہیں اللہ جانے' یا یہ مطلب ہے کہ قیامت کا علم رب کے بغیر بتائے کسی ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتا صاوی شریف نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قیامت کا علم دیا مگر اسکے چھپانے کی تاکید فرمائی' کہ یہ اسرار الٰہیہ میں سے ہے' تفسیر روح البیان میں ہے کہ مشائخ صوفیاء فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے محبوب کو علم قیامت بخشا الخ۔ حضور نے قیامت کی علامات' اس کا دن' تاریخ' مہینہ بتادیا کہ دسویں محرم جمعہ کو ہوگی اگر حضور کو قیامت کا علم نہ دیا گیا ہوتا تو علامات قیامت اور دن و تاریخ بتانے کے کیا معنی' البتہ یہ نہ بتایا کہ کتنے عرصہ کے بعد ہوگی' کہ یہ اسرار الٰہیہ میں سے ہے ۲؎ یعنی اللہ تعالیٰ پھل کے غلاف سے ظاہر ہونے سے پہلے اسکے حالات جانتا ہے کہ ناقص ہوگا یا کامل' اور مادہ کے حمل کی ساعتوں اور حالات سے خبردار ہے کہ بچہ کب پیدا ہوگا' کیسا ہوگا' کتنا جئے گا' کیا کھائے گا کیا کریگا' اگر شبہ کرو کہ یہ باتیں نجومی بھی بتادیتے ہیں اور بہت دفعہ اولیاء اللہ اور کشف والے بزرگ بتادیتے ہیں اور بالکل صحیح نکلتی ہیں' تو جواب یہ ہے' کہ پنڈتوں' نجومیوں کی خبریں محض اٹکل سے ہوتی ہیں' اکثر غلط کبھی اتفاقاً صحیح' اولیاء کی خبریں بالکل سچی ہوتی ہیں' مگر یہ علم ان کا ذاتی نہیں' رب کے بتانے سے ہے (خازن و خزائن) ۳؎ یہ ندا فرشتہ کے ذریعہ رب تعالیٰ کی ہوگی' مشرکین کو اور شریک سے مراد ان کے گھڑے ہوئے بت ہیں ۴؎ یعنی آج ہم میں کوئی یہ گواہی دینے کو تیار نہیں کہ تیرا کوئی شریک ہے' ہم گواہ ہیں کہ تو وحدہٗ لاشریک ہے ۵؎ اس ما سے مراد انکے بت ہیں' لکڑی پتھر کے' ورنہ ان کے نبی تو ان کے خلاف دعویٰ فرمائیں گے' ۶؎ یہاں ظن بمعنی یقین ہے' معلوم ہوا کہ ہر جگہ ظن کے معنی گمان کے نہیں ہوتے' یہ بات بہت جگہ کام آوے گی ۷؎ یہاں آدمی سے مراد کافر ہے اور خیر سے مراد دنیاوی اسباب و سامان ہے جیسے تندرستی و مالداری' اولاد وغیرہ۔ یعنی کافر دنیا کا بڑا حریص ہے اس کا دل دنیا سے بھرتا نہیں' ہوس کبھی ختم نہیں ہوتی' اسباب دنیا کو خیر فرمانا ظاہر اعتبار سے ہے ورنہ یہ چیزیں کافر کے لئے نری شر ہیں ۸؎ شر سے مراد دنیاوی تکالیف ہیں یعنی کافر تکلیف میں بہت جلد رب سے آس توڑ لیتا ہے اس لئے اکثر خودکشی کر لیتا ہے مومن ہمیشہ رب سے امید رکھتا ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَلَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ۹؎ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دنیا میں راحت تھوڑی ہے تکلیف زیادہ کہ رحمت کو چکھنا مزہ دینا فرمایا' دوسرے یہ کہ مصیبت بندہ پر اپنی بدکرداری سے آتی ہے' رحمت رب کے فضل سے ۱۰؎ میرا حق ہے۔ میرے ہنر و کمال کی وجہ سے ملی ہے۔ یعنی بھلائی کو اپنے کمال کا نتیجہ سمجھتے ہیں' اور برائی کو رب کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ یا یہ کہ اب یہ نعمت میری ہو چکی' مجھ سے کبھی نہ چھنے گی۔ مومن کا خیال ان دونوں کے برعکس ہے ۱۱؎ یعنی اولاً قیامت آئے گی ہی نہیں۔ اور اگر بفرض محال آئے بھی جیسے کہ مسلمان کہتے ہیں' تو مجھے وہاں بھی آرام ہی ملے گا کیونکہ دنیا میں مجھے رب نے آرام دیا ہے ۱۲؎ مقصد یہ ہے کہ آخرت کی بھلائی نیک اعمال کی جزا ہوگی' لہٰذا وہاں ان کے بد اعمال دکھا کر اقرار کرا کے جہنم میں پھینکا جاوے گا ۱۳؎ سخت ب سے مراد ہمیشہ کا عذاب اور رسوائی و ذلت کا عذاب ہے۔ ۱۴؎ یہاں بھی انسان سے مراد کافر ہے' منہ پھیرنے سے مراد رب کو بھول جانا نعمت پر اترا جانا اور زیادہ گناہ کرنا ہے۔ شعر' ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا' ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکا' جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی' جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ راحت میں رب کو بھول جانا اور صرف مصیبت میں دعا کرنا کفار کا طریقہ ہے' جو رب کو ناپسند ہے' یہاں دعا مانگنے پر عتاب نہیں' بلکہ راحت میں دعا نہ مانگنے پر عتاب ہے ۲۔ خیال رہے کہ واجب پر معلق کرنا تاکید کے لئے ہوتا ہے نہ کہ شک کے لئے جیسے ناممکن پر معلق کرنا استحالہ کے لئے ہوتا ہے' آیت کا مطلب یہ ہے' کہ یقیناً قرآن رب کی طرف سے ہے' اور تم اس کے منکر ہو یقیناً بڑے ضدی اور سخت عذاب کے مستحق ہو' رب فرماتا ہے۔ یانساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن۔ یعنی اے نبی کی بیویو! تم یقیناً متقی ہو اور یقیناً تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہو ۳۔ ان آیتوں سے مراد یا دنیا کی چیزیں ہیں' یا گزشتہ عذاب والی قوموں کی اجڑی بستیاں ۴۔ ان کی

بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ

اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو چوڑی دعا والا ہے ۱؎ تم فرماؤ

اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ

بھلا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے ۲؎ پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے بڑھ کر

مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ

گمراہ کون جو دور کی ضد میں ہے ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر

وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ

میں ۳؎ اور خود ان کے آپے میں ۴؎ یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بیشک وہ حق ہے ۵؎

بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ

کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں ۶؎ سنو انہیں ضرور اپنے رب سے

مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾

ملنے میں شک ہے ۷؎ سنو وہ ہر چیز کو محیط ہے ۸؎

اٰيَاتُهَا ۵۳ | ۴۲ سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ ۶۲ | رُكُوْعَاتُهَا ۵

یہ سورۃ ۹؎ مکی ہے اس میں ۵ رکوع ۵۳ آیات ۸۶۰ کلمے اور ۳۵۸۸ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ

یوں ہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف

مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

۱۰؎ اللہ عزت و حکمت والا' اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۱۱؎

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۴﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

اور وہی بلندی و عظمت والا ہے ۱۲؎ قریب ہوتا ہے کہ آسمان

ہستیوں میں لاکھوں صفتیں یا بدر میں شکست وغیرہ' صوفیاء فرماتے ہیں کہ سارا عالم انسان میں موجود ہے' غور و فکر کی ضرورت ہے ۵۔ قرآن کریم یا اسلام یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو کچھ حضور نے خبریں دیں تھیں وہ بالکل درست ہوئیں ۶۔ عجیب لطف کی آیت ہے' سبحان اللہ عالم کی تمام چیزیں رب تعالیٰ کی توحید' علم و قدرت و حکمت پر گواہ ہیں' اور رب تعالیٰ اس پر گواہ کہ ان سب چیزوں کا خالق و مالک میں ہوں خیال رہے کہ انبیاء اولیاء کی گواہی رب کی گواہی ہے' تمام نبیوں ولیوں نے گواہی دی کہ خالق و مالک رب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کے گواہ ہیں اللہ تعالیٰ حضور کا گواہ۔ فرماتا ہے وکفی باللہ شہیدا ۷۔ یعنی ان کافروں میں شک نہیں بلکہ یہ شک میں ہیں کہ ہر طرف سے شک نے انہیں گھیرا ہوا ہے۔ جس سے نکلنے کی انہیں کوئی راہ نہیں ملتی۔ اگر کشتی دریا میں ہو تو پار نکل جاتی ہے لیکن اگر دریا کشتی میں آ جائے تو ڈوب جاتی ہے' یہی ان کا حال ہے ۸۔ رب کا علم و قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے خود رب تعالیٰ گھیرنے گھرنے سے

ع ۱۰ | ۲

پاک ہے ۹۔ سورہ شوریٰ عام مفسرین کے نزدیک ساری مکیہ ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کی چار آیتیں مدنیہ ہیں قل لا اسئلکم علیہ اجرا ۔ ۔ ۔ ۔ باقی مکیہ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا' ورنہ اس کا ذکر ہوتا۔ عیسیٰ علیہ السلام پہلے کے نبی ہیں لہٰذا ان کا تشریف لانا اس آیت کے خلاف نہیں یہاں تشبیہ نفس وحی میں ہے نہ کہ کیفیت وحی میں۔ یعنی ہم نے جیسے تم سے پہلے تمام نبیوں کی طرف وحی کی تھی' ویسے تم پر بھی وحی کرتے ہیں' پھر کفار خصوصاً اہل کتاب کو تمہاری وحی پر حیرت کیوں ہے' یہ نہ فرمایا کہ یوں ہی آئندہ نبیوں کی طرف بھی وحی کریں گے' کیونکہ آئندہ کوئی نبی آئے گا ہی نہیں۔ ۱۱۔ یعنی تمام عالم اجسام رب ہی کا مخلوق ہے' اور حقیقتہً اس ہی کا مملوک۔ مجازی ملکیت عارضی طور پر بعض بندوں کو مل جانا اس کے خلاف نہیں ۱۲۔ یعنی رب کی شان بھی بلند اور اس کی قدرت و حکمت بھی بلند لہٰذا یہ دونوں علیحدہ علیحدہ صفتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو بھی عظمت دی ہے۔ حضور تمام مخلوق سے عظیم ہیں۔ شیخ مریدین سے عظیم اور بادشاہ رعایا سے عظیم ہے (روح)

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ

اپنے اوپر سے شق ہو جائیں ل اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اسکی پاکی

رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ

بولتے ؎ اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں ؎ سن لو بیشک اللہ ہی

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

بخشنے والا مہربان ہے ؎ اور جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی بنا رکھے

اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶

ہیں ؎ وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور تم ان کے ذمہ دار نہیں ؎

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ

اور یوں ہی ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا ؎ کہ تم ڈراؤ سب شہروں کی اصل

الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ

مکہ والوں کو اور جتنے اس کے گرد ہیں ؎ اور تم ڈراؤ اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں

فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷ وَلَوْ شَآءَ

کچھ شک نہیں ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں ؎ اور اگر اللہ چاہتا

اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ

تو ان سب کو ایک دین پر کر دیتا لیکن اللہ اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے

فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۸

چاہے ؎ اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ مددگار ؎

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ

کیا اللہ کے سوا اور والی ٹھہرا لئے ہیں ؎ تو اللہ ہی والی ہے ؎ اور وہ

يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹ وَمَا

مردے جلائے گا ؎ اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے ؎ تم جس

ع ۱ / ۲

ا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہیبت و عظمت کا یہ عالم ہے کہ آسمان جیسی عظیم الشان مخلوق اس کی کبریائی کی ہیبت سے پھٹنے کے قریب ہو جاتی ہے ۲۔ یعنی سارے فرشتے خواہ مقربین ہوں یا مدبرین امر رب کی تسبیح و حمد کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ نمازی مومن فرشتوں کی طرح عظمت والے ہیں۔ ۳۔ یعنی مسلمانوں کے لئے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شفاعت ملائکہ برحق ہے۔ دوسرے یہ کہ فرشتوں کو اس شفاعت کا اذن مل چکا ہے اور آج وہ مسلمانوں کی شفاعت کر رہے ہیں پھر حضور کی شفاعت میں کیوں تامل ہے تیسرے یہ کہ جب رب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو مقبول بندوں کی دعا سے دیتا ہے دیکھو رب مسلمانوں کو بخشا چاہتا ہے تو فرشتوں سے کہہ دیا ہے کہ ان کے لئے بخشش مانگا کرو حضور کو راضی کرنا ہو تو اس کے غلاموں کو دعائیں دو۔ فرشتے حضور کو راضی کرنے کے لئے ان کی امت کو دعائیں دیتے ہیں ہم کو چاہئے کہ حضور کے صحابہ حضور کے بال بچوں کے لئے دعاگو رہیں تاکہ بھیک ملے ۴۔ اس لئے رب نے فرشتوں کو تمہارا دعاگو بنایا سبحان اللہ ۵۔ ولی سے مراد معبود ہیں لہٰذا آیات میں تعارض نہیں یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے دشمنوں کو اپنا دوست بنا رکھا ہے اولیاء اللہ اور ہیں اولیاء من دون اللہ کچھ اور ۶۔ یعنی ان کا سوال تم سے نہ ہو گا وہ تمہارے محتاج ہیں تم ان سے غنی ہو کیونکہ غنی کے محبوب ہو ۷۔ کیونکہ تم عربی ہو مکہ میں آئے لہٰذا قرآن بھی عربی ہے اور مکہ میں آیا ہے معلوم ہوا کہ قرآن وہاں ہی رہے گا جہاں قرآن والا رہے گا ۸۔ یعنی فی الحال مکہ والوں کو ڈراؤ اور آئندہ تمام جہان کو۔ رب فرماتا ہے لیکون للعالمین نذیرا اولاً حکم ہوا کہ اپنے اہل قرابت کو ڈراؤ پھر اس آیت میں اہل مکہ کو ڈرانے کا حکم دیا پھر تمام جہانوں کو غرضیکہ اس سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور کی نبوت صرف حجاز کے لئے مخصوص تھی ۹۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں پہلے سب جمع ہوں گے بعد کو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے اس لئے اسے یوم حشر بھی کہتے ہیں اور یوم فصل بھی ۱۰۔ معلوم ہوا کہ رزق سب کو ملے گا مگر ہدایت سب کو نہ ملے گی ہدایت کی فکر کرو ۱۱۔ یہاں ظالموں سے مراد کفار ہیں۔ یعنی کافروں کا نہ دنیا میں کوئی مددگار ہے جو انہیں عذاب الٰہی سے بچائے نہ آخرت میں ہو گا جو ان کی بات پوچھے۔ یہ بے کسی اور بے بسی بھی کفار کے لئے عذاب الٰہی ہے جس میں وہ گرفتار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کے لئے رب نے ولی اور مددگار مقرر فرمائے ہیں رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے دشمنوں کو ولی بنانا مشرک و کافر کا کام ہے جیسے اللہ کے دوستوں کو ولی بنانا مومن کا عمل کعبہ کو قبلہ بنانا عین ایمان ہے کسی بت کو قبلہ بنانا کفر ہے۔ ولی اللہ اور ولی من دون اللہ میں فرق ہے۔ ۱۳۔ ولی سے مراد معبود خالق اور حقیقی مددگار ہے لہٰذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اللہ کے محبوبوں کو والی یا ولی فرمایا گیا ان کی ولایت اللہ کی ہی ولایت ہے ۱۴۔ قیامت میں دوسرے نفخہ کے وقت یا رب مردے جلاتا ہے بذریعہ انبیاء کے عیسیٰ علیہ السلام سے مردے زندہ ہوئے ہمارے حضور نے اپنے والدین اور بہت سے مردوں کو زندہ فرمایا ۱۵۔ سب کچھ سے مراد سارے ممکنات ہیں محال و واجب اس میں داخل نہیں کیونکہ وہ شی نہیں۔

اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ

بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے ۱ یہ ہے اللہ

رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿١٠﴾ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ

میرا رب میں نے اس پر بھروسہ کیا ۲ اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں ۳ آسمانوں

وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ

اور زمین کا بنانے والا تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے بنائے ۴ اور نر و مادہ چوپائے ۵

أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ

اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے ۶ اس جیسا کوئی نہیں اور وہی سنتا

الْبَصِيرُ ﴿١١﴾ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَبْسُطُ

دیکھتا ہے۔ اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ۷ روزی وسیع

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٢﴾

کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگ فرماتا ہے ۸ بے شک وہ سب کچھ جانتا ہے ۹

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي

تمہارے لئے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا ۱۰ اور جو ہم نے تمہاری

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَ

طرف وحی کی ۱۱ اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور

عِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ

عیسیٰ کو دیا ۱۲ کہ دین ٹھیک رکھو ۱۳ اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو ۱۴ مشرکوں پر

عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي

بہت ہی گراں ہے وہ جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو ۱۵ اور اللہ اپنے قریب کیلئے

إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ﴿١٣﴾ وَمَا

چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے ۱۶ اور انہوں

۱۔ یعنی کافر و مومن کے درمیان اللہ عملی فیصلہ قیامت میں فرمائے گا۔ کہ مومن کو جنت میں اور کفار کو دوزخ میں بھیجے گا۔ لہٰذا اس آیت میں چکڑالویوں کی کوئی دلیل نہیں وہ بھی کچہری میں مقدمات لے جا کر حاکم سے فیصلہ کراتے ہیں اِخْتَلَفْتُمْ میں خطاب کفار سے ہے معلوم ہوا کہ مومن حق پر ہیں۔ کافر مخالفت کرتے ہیں ۲۔ علماء کا توکل ہے اسباب جمع کر کے مسبب اسباب پر نظر کرنی' صوفیاء کا توکل ہے اسباب سے منہ موڑ کر مسبب اسباب پر نظر کرنی حضور نے دونوں توکل کر کے دکھائے ہیں' دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمان ۳۔ یعنی میں نے رب پر توکل تو پہلے ہی کر لیا ہے اور اس کی طرف ہمیشہ رجوع کرتا ہوں کہ جو کہیں سے ملے رب کی طرف سے سمجھتا ہوں اگرچہ تیر کمان سے نکلتا ہے مگر کمان والے کا بھیجا ہوا ہوتا ہے ۴۔ اس طرح کہ تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں بنائیں اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں مرد کا نکاح جن یا جانور سے نہیں ہو سکتا۔ جنت دوسرا مقام ہے جہاں حوریں بھی انسانوں کی بیویاں ہوں گی اگرچہ حوریں نہ انسان ہیں نہ حضرت آدم کی اولاد ۵۔ دوسری جگہ قرآن کریم نے فرمایا کہ ہر چیز کے جوڑے ہیں' لکڑی پتھروں کے بھی' درختوں کے بھی' رب فرماتا ہے۔ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ ۶۔ نکاح کے ذریعہ' بغیر نکاح جو اولاد ہو وہ باپ کی نسل سے نہ ہو گی' نہ باپ کی میراث پائے ۷۔ یعنی آسمانی و زمینی خزانوں کی کنجیوں کا رب ہی مالک ہے لہٰذا یہاں لَہٗ فرمایا عِنْدَہٗ نہ فرمایا کیونکہ رب مالک ہے خزانچی نہیں۔ حضور فرماتے ہیں اوتیت مفاتیح خزائن الارض رب نے زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے سپرد فرمائیں لہٰذا اس آیت و حدیث میں تعارض نہیں ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں رزق کی وسعت یا تنگی محض ہمارے اعمال کا نتیجہ نہیں یہ رب کا کرم ہے ۹۔ کہ کون امیری کے لائق ہے' کون فقیری کے سزاوار' لہٰذا اس پر اعتراض نہ کرو ۱۰۔ خیال رہے کہ نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت نبی ہیں اور آپ نے ہی پہلے کفار کو تبلیغ کی' آپ ہی کی نافرمان امت پر پہلے عذاب آیا اسی لئے آپ کا نام شریف خصوصیت سے لیا گیا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقاید تمام آسمانی دینوں میں یکساں ہیں' اعمال میں فرق ہے' عقاید کو دین اور اعمال کو مذہب کہا جاتا ہے' اس لئے یہاں دین فرمایا ۱۲۔ ان پانچ رسولوں کا خصوصیت سے اس لئے ذکر فرمایا کہ یہ بہت پایہ اور مرتبہ کے رسول ہیں ورنہ تمام پیغمبروں کو یہ ہی حکم تھا ۱۳۔ یعنی اپنی اپنی امتوں کا دین ٹھیک کرو' اور ٹھیک رکھو ۱۴۔ کیونکہ جماعت اللہ کی رحمت ہے' جماعت مسلمین سے علیحدہ ہونا عذاب' یعنی اصولی عقاید میں اختلاف نہ پیدا ہونے دو۔ اگرچہ انبیاء کے اعمال شرعیہ و عبادات میں فرق ہے' رب فرماتا ہے۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۱۵۔ معلوم ہوا کہ مشرکین کو آپ کی ذات بھاری نہیں' آپ کو امین' صادق الوعد' کہتے ہیں۔ آپ کی تبلیغ اسلام اور بتوں کی برائی بھاری ہے۔ ۱۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت تو اپنے اعمال سے بھی مل جاتی ہے مگر رب تعالیٰ کا چناؤ صرف اسی کے فضل سے نصیب ہوتا ہے چناؤ سے مراد نبوت یا خصوصی ولایت ہے اس میں عمل کو دخل نہیں اس لئے چناؤ کے لئے مَنْ يَشَاءُ فرمایا اور ہدایت کے لئے يُنِيبُ۔

تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ
نے پھوٹ نہ ڈالی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا تھا ۱؎ آپس کے حسد سے ۲؎

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ
اور اگر تمہارے رب کی ایک بات گزر نہ چکی ہوتی ایک مقرر میعاد تک تو کب کا ان میں فیصلہ

بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ
کر دیا ہوتا ۳؎ اور بیشک وہ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے وہ اس سے ایک دھوکہ

مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا
ڈالنے والے شک میں ہیں ۴؎ تو اسی لئے بلاؤ ۵؎ اور ثابت قدم رہو ۶؎ جیسا تمہیں حکم ہوا ہے

تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ
اور انکی خواہشوں پر نہ چلو ۷؎ اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری ۸؎

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا
اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں ۹؎ اللہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے ۱۰؎ ہمارے لئے

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ
ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا کیا ۱۱؎ کوئی حجت نہیں ہم میں اور تم میں ۱۲؎ اللہ ہم سب کو

وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْۢ
جمع کرے گا ۱۳؎ اور اسی کی طرف پھرنا ہے اور وہ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اسکے

بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ
کہ مسلمان اس کی دعوت قبول کر چکے ہیں ۱۴؎ ان کی دلیل محض بے ثبات ہے ۱۵؎ ان کے رب کے

عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ
پاس اور ان پر غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے ۱۶؎ اللہ ہے جس نے

اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ
حق کے ساتھ کتاب اتاری اور انصاف کی ترازو ۱۷؎ اور تم کیا جانو شاید قیامت

۱؎ یعنی اہل کتاب کا یہ دینی اختلاف کہ ان میں کوئی شرک میں مبتلا ہے کوئی کفر میں' یہ ان کا اپنا پیدا کیا ہوا ہے ان کے رسولوں کی یہ تعلیم نہیں ۲؎ ہر ایک مذہب اپنی ریاست چاہتا ہے اس لئے اختلاف ڈالتا ہے ۳؎ یعنی ان جھگڑالو لوگوں پر اس لئے عذاب نہیں آتا کہ ان کے عذاب کے لئے وقت مقرر ہو چکا ہے' جس سے پہلے عذاب نہ آئے گا۔ وہ عذاب یا تو صحابہ کرام کے فتوحات کے موقعہ پر یا ان کی موت کے وقت یا قیامت میں آئے گا ۴؎ یہاں کتاب سے مراد یا تو قرآن شریف ہے تو بَعْدُھُم کی ضمیر یہود و نصاریٰ کی طرف لوٹے گی اور وارث سے مراد اہل مکہ ہیں یعنی یہود و نصاریٰ کے بعد جس قوم میں قرآن بھیجا گیا وہ شک میں ہیں یا کتاب سے مراد تورات و انجیل ہے یعنی جو بعد میں یہودی و عیسائی آئے اور انہوں نے آپ کا زمانہ پایا وہ قرآن میں شک کرتے ہیں یا آپ کی نبوت میں (روح و خزائن) ۵؎ چونکہ ان میں اختلاف ہے لہٰذا آپ انہیں دعوت اسلام دیں ۶؎ تبلیغ پر ان کی ضد و حسد سے دل تنگ نہ ہوں معلوم ہوا کہ استقامت سنت انبیاء ہے' صوفیاء فرماتے ہیں کہ ایک استقامت ہزار کرامتوں سے افضل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور تاقیامت ساری مخلوق کے نبی ہیں کیونکہ حضور کی دعوت میں زمین و زمان کی قید نہیں لگائی گئی' یہ بھی خیال رہے کہ حضور کافروں کو ایمان کی' مومنوں کو تقویٰ کی' صوفیوں کو عرفان کی ہمیشہ دعوت دیتے ہیں کوئی حضور کی دعوت سے باہر نہیں ۷؎ کیونکہ ہر چیز کے لئے آفت ہے دین کی آفت ہوٰی ہے (نفسانی خواہش) ۸؎ یعنی میں ظہور نبوت سے پہلے ہی قرآن اور تمام آسمانی کتب پر ایمان لا چکا ہوں حضور کی ہدایت نزول قرآن پر موقوف نہیں ۹؎ یعنی تمہارے مقدمات انصاف سے طے کروں' معلوم ہوا کہ حضور حاکم مطلق ہیں' اور حاکم کو فیصلہ میں انصاف چاہیے' خواہ کفار ہی کا فیصلہ ہو یا یہ مطلب ہے کہ تم نے جو ظلم کے قوانین گھڑ لئے ہیں انہیں دور کروں' چنانچہ حضور نے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا' قومی شرافت و رذالت' غریب پر ظلم و تعدی سب کچھ مٹا دیا ۱۰؎ تو چاہیے کہ ہم سب اس ہی کی عبادت کریں' اس میں نہایت لطف و کرم سے اپنی طرف مائل فرمایا گیا ۱۱؎ یہاں لکم میں لام علیٰ کے معنی میں ہے' کیونکہ کافر کسی نیکی کی جزا نہ پائے گا ان کی نیکیوں کو رب نے برباد فرما دیا ۱۲؎ کیونکہ حق اتنا ظاہر ہو چکا ہے کہ مناظرہ کی ضرورت نہیں' حجت سے مراد مناظرہ ہے معلوم ہوا کہ ہٹ دھرم سے مناظرہ نہ کرنا بہتر ہے اور اگر حجت سے مراد تعلق یا سروکار ہو تو یہ آیت حکم جہاد سے منسوخ ہے (خزائن و روح) ۱۳؎ روز قیامت کہ اولاً سب مومن و کافر ایک میدان میں جمع ہوں گے' پھر مومن جنت میں اور کافر دوزخ میں جائیں گے ۱۴؎ اس آیت میں ان یہود و نصاریٰ کی تردید ہے جو مسلمانوں کو بہکانے کے لئے قرآن کے متعلق جھگڑے کرتے تھے' کہتے تھے کہ ہمارا دین پرانا ہے' ہماری کتاب تم سے پہلے آئی۔ لہٰذا ہم تم سے بہتر ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن میں جھگڑا کرنا اللہ میں جھگڑا کرنا ہے کہ فرمایا گیا فی اللہ ۱۵؎ جس کا سر نہ پاؤں کہ اگر صرف پرانا ہونا حقانیت کی دلیل ہوتی تو چاہیے تھا کہ آدم علیہ السلام کا دین ہی حق ہوتا' اور باقی تمام دین ناحق اور بہن سے نکاح کرنا درست ہوتا ۱۶؎ ان کج بحثی کرنے والے یہود و نصاریٰ پر غضب تو دنیا میں بھی ہے اور سخت عذاب آخرت میں ہوگا۔ ۱۷؎ یہاں میزان سے مراد یا حضور ہیں' آپ کو ترازو اس لئے فرمایا کہ حضور کی ذات اندازۂ ایمان معلوم ہونے کا ذریعہ ہے' ہر ایک کو بقدر ایمان حضور سے محبت ہوگی

السَّاعَةَ قَرِيبٌ ﴿١٧﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا

قریب ہی ہو لہ اس کی جلدی مچارہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے لہ

وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ

اور جنہیں اس پر ایمان ہے وہ اس سے ڈر رہے ہیں لہ اور جانتے ہیں کہ بے شک وہ حق

أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾

ہے لہ سنتے ہو بے شک جو قیامت میں شک کرتے ہیں ضرور دور کی گمراہی میں ہیں لہ

اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ

اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے لہ جسے چاہے روزی دیتا ہے لہ اور وہی قوت

الْعَزِيزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي

و عزت والا ہے جو آخرت کی کھیتی چاہے لہ ہم اس کے لئے اس کی کھیتی

حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا

بڑھائیں لہ اور جو دنیا کی کھیتی چاہے لہ ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے لہ اور

لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ﴿٢٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ

آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں لہ یا ان کے لئے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے

مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ

وہ دین نکال دیا ہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی لہ اور اگر ایک فیصلہ کا وعدہ نہ

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾

ہوتا تو یہیں ان میں فیصلہ کر دیا جاتا لہ اور بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے لہ

تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَ

تم ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنی کمائیوں سے سہمے ہوئے ہوں گے لہ اور وہ ان پر پڑ کر رہیں

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ

گی اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے لہ وہ جنت کی پھلواریوں میں ہیں لہ

ا۔ (شان نزول) مشرکین عرب مذاق کے طور پر پوچھا کرتے تھے کہ قیامت کب ہو گی' ان کے جواب میں یہ آیت اتری۔ یہاں لعل شک کے لئے نہیں بلکہ تحقیق و تاکید کے لئے ہے یعنی قیامت بہت قریب ہے کیونکہ آخری نبی آخری کتاب آخری دین آچکا حضور فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں رب فرماتا ہے :۔ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی ۲۔ ان کا یہ جلدی مچانا بھی دل لگی کے لئے ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ قیامت سے متقی بھی ڈرتے ہیں گنہگار بھی' قیامت کا خوف علامت ایمان ہے بلکہ جتنا تقویٰ زیادہ' اتنا ہی خوف زیادہ' اللہ نصیب کرے ۴۔ کیونکہ قیامت کی اس نے خبر دی ہے جس کی زبان سے ہمیشہ حق ہی نکلتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ مومن موت بھی جلدی نہیں مانگتا وہ عمر کو غنیمت جان کر اعمال کرتا ہے ۵۔ کہ ان کی ہدایت کی امید نہیں کیونکہ خوف قیامت ہی بندے کو ایمان لانے پر مجبور کرتا ہے۔ جب قیامت ہی کا انکار ہے' تو خوف کس چیز کا' اور ایمان کیوں اختیار کیا جائے ۶۔ اللہ تعالیٰ کا لطف عام یعنی دنیاوی رزق ہر بندے پر ہے' ان الطاف کا شمار ناممکن ہے ہمارے ہر رونگٹے پر کروڑوں الطاف شاہانہ ہیں' ہم گناہ کرتے ہیں وہ روزی بند نہیں کرتا' ہم عیب کرتے ہیں وہ رسوا نہیں کرتا یعنی ایمان عرفان' تقویٰ' ولایت' نبوت وغیرہ خاص خاص بندوں پر کرتا ہے ۷۔ اگر روزی سے مراد جسمانی روزی ہے تو معنی یہ ہیں کہ جسے جتنی چاہتا ہے دیتا ہے' ہنر مند کو غریب' بے ہنر کو مالدار کر دیتا ہے' معلوم ہوا کہ روزی اپنے کمال سے نہیں' عطاء ذوالجلال ہے اور اگر روحانی روزی یعنی ایمان و تقویٰ مراد ہے تو مطلب بالکل ظاہر ہے کہ ایمان و تقویٰ عقل سے نہیں بلکہ اس کے فضل سے ملتا ہے۔ ابو جہل جو عاقل تھا کافر رہا' سیدھے سادے بلال کو مومنوں کا سردار بنا دیا ۸۔ اس طرح کہ اپنے نیک اعمال سے نفع آخرت' یعنی اللہ کی رضا اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی چاہے' ریا کے لئے اعمال نہ کرے ۹۔ اس طرح کہ اسے زیادہ نیکیوں کی توفیق دیں گے' نیک کام آسان کر دیں گے' اعمال کا ثواب بے حساب بخشیں گے ۱۰۔ کہ محض دنیا کمانے کے لئے نیکیاں کرے' عزت و جاہ کے لئے عالم' حاجی بنے' غنیمت کے لئے غازی ۱۱۔ اتنا ہی جتنا اس کی تقدیر میں ہے لہٰذا آیت بالکل صاف ہے ۱۲۔ کیونکہ اس نے آخرت کے لئے اعمال کئے ہی نہیں' معلوم ہوا کہ ریاکار ثواب سے محروم رہتا ہے مگر شرعاً" اس کا عمل درست ہے' ریا کی نماز سے فرض ادا ہو جائے گا' ثواب نہ ملے گا۔ اس لئے فی الآخرۃ کی قید لگائی ۱۳۔ اگر اَمْ کے معنی بلکہ ہوں' تو مطلب یہ ہو گا' کہ اے محبوب ان کفار کے لئے ان کے معبودین باطلہ ابلیس وغیرہ نے اللہ کے دین کے خلاف ناجائز و غلط دین بنا دیئے ہیں' جن کی یہ پیروی کر رہے ہیں' اور اگر اَمْ کے معنی یا ہوں' تو مطلب یہ ہو گا کہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ لوگ ایمان قبول کرتے ہیں' یا گھڑے ہوئے دینوں میں پھنسے رہتے ہیں' جو ان کے معبودوں نے بنائے ۱۴۔ یعنی چونکہ ہمارا فیصلہ ہو چکا ہے کہ کفار کو حقیقی سزا قیامت میں دی جاوے گی۔ اس لئے ابھی ان پر دوزخ کا عذاب نہیں بھیجتے ۱۵۔ ظالمین سے مراد کفار ہیں' اور دردناک عذاب سے مراد دائمی عذاب' رسوائی کا عذاب' نہایت سخت عذاب کافروں کے لئے خاص ہے' مومن اگرچہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر ان عذابوں سے محفوظ رہے گا۔ ۱۶۔ قیامت میں اول ہی سے مگر اس دن سہما کام نہ آئے گا ۱۷۔ یعنی جس قدر نیکیوں کا انہیں وقت اور موقعہ ملا۔ اسی قدر نیکیاں کیں۔ اگر کسی کو بالکل موقعہ نہ ملا تو وہ صرف ایمان کی بدولت جنت میں جاوے گا۔ جیسے وہ نو مسلم جو ایمان لاتے ہی فوت

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾

ان کے لئے ان کے رب کے پاس ہے جو چاہیں ۱ یہی بڑا فضل ہے ۲

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام

الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي

کئے ۳ تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا ۴ مگر قرابت کی

الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ

محبت ۵ اور جو نیک کام کرے ۶ ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھائیں بیشک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ

اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے یا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ۷

فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ

اور اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرما دے ۸ اور مٹاتا

وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾

ہے باطل کو اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے ۹ بیشک وہ دلوں کی باتیں جانتا

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ

ہے۔ اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ۱۰ اور گناہوں سے درگزر

السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

فرماتا ہے ۱۱ اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ۱۲ اور دعا قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ

لائے اور اچھے کام کئے ۱۳ اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے ۱۴ اور کافروں کے

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا

لئے سخت عذاب ہے ۱۵ اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور زمین میں

(بقیہ صفحہ ۷۷۴) ہو گیا ۱۸۔ اس طرح کہ بعد موت' قیامت سے پہلے جنت کی پھلواریاں ان کی قبروں میں ہوں گی' اور بعد قیامت وہ خود جنت کی پھلواریوں میں ہوں گے' اللہ نصیب کرے اپنے حبیب کے طفیل سے گلدستہ میں پھول کے ساتھ گھاس بھی شاہی تخت پر پہنچ جاتی ہے۔ حضور کے ساتھ ہم گنہگار بھی وہاں پہنچ جائیں تو کیا عجب ہے۔

۱۔ غرضیکہ دنیا میں جو رب چاہے تم کرو آخرت میں جو تم چاہو گے رب کرے گا ۲۔ معلوم ہوا کہ جنت محض اپنے عمل سے نہیں رب کے فضل سے نصیب ہو گی ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا کام رب کا کام ہے دیکھو بشارت حضور دیتے ہیں مگر رب نے فرمایا کہ ہم دیتے ہیں دوسرے یہ کہ ایمان عمل سے مقدم ہے جیسے وضو نماز سے پہلے ہے' تیسرے یہ کہ ایمان کے ساتھ نیک اعمال بھی ضروری ہیں' چوتھے یہ کہ ایک ہی نیکی پر اکتفا نہ کرے' جس قدر ممکن ہو کر گزرے' دانہ پھینکے جاؤ نہ معلوم کونسا اُگ جاوے ۴۔ (شان نزول) جب انصار نے حضور کے بہت سے مصارف' اور مال کی کمی محسوس کی' تو آپس میں بہت سا مال جمع کیا' اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے' کہ حضور کی بدولت ہمیں ایمان ملا' قرآن ملا رحمٰن ملا' حضور کے مصارف زیادہ ہیں' ہم یہ حقیر نذرانہ بارگاہ میں حاضر لائے ہیں' شرف قبولیت بخشا جاوے' تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور نے وہ مال واپس فرما دیئے' یہ آیت مدنیہ ہے ۵۔ یعنی تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرو۔ اسلامی قرابت کا لحاظ رکھو' رب فرماتا ہے۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ یا مجھ سے قرابت روحانی کی بنا پر محبت کرو' کہ تم سب کی اصل ہوں ۶۔ نیک کام سے مراد محبت آل رسول ہے' یعنی جو ان سے محبت کرے گا' ہم اسے اور نیک اعمال کی توفیق دیں گے' اور ایسے کاموں کی توفیق بخشیں گے جو طاقت انسانی سے باہر معلوم ہوتے ہوں (خزائن و روح البیان) ۷۔ دعویٰ نبوت کر کے یا قرآن شریف کو کتاب اللہ کہہ کر ۸۔ جس سے آپ کے قلب اطہر کو ان کی بدگوئیوں سے بالکل ایذا نہ ہو' یہاں ختم کے یہ معنی نہایت موزوں ہیں' مطلب یہ ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے مگر ایسا نہ ہو گا' قلب مبارک کو ہماری راہ میں کچھ ملال پہنچے گا یہ رنج بھی عبادت ہے ۹۔ اب کوئی دم جاتا ہے کہ تمہارا سورج چمکے گا' اور کفر کی تاریکی دور ہو جائے گی اللہ نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا' دیکھو آج تک حرمین طیبین شرک و بت پرستی سے محفوظ ہیں' اللہ محفوظ رکھے۔ ۱۰۔ ہر گناہ سے توبہ کرنی چاہیے توبہ سے ہر گناہ معاف ہو جاتا ہے' توبہ میں چند چیزیں ضروری ہیں گزشتہ پر شرمندگی' آئندہ بچنے کا ارادہ پختہ' چھوٹے ہوئے فرائض کی قضا' حقوق عباد کی ادائیگی ایسی توبہ انشاء اللہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ کفر کی توبہ ایمان ہے ۱۱۔ اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں اور گناہ صغیرہ توبہ کے علاوہ اور طرح بھی معاف ہوتے ہیں' کیونکہ یہاں قبول توبہ کے بعد سیئات کی معافی کا ذکر فرمایا' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ اور فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ۱۲۔ اگر ہم گناہ کرتے وقت یہ سوچ لیا کریں تو کبھی گناہ کی ہمت نہ کریں۔ ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مقبول بندوں کی دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اگر دعا قبول کرانی ہو تو صالح بنو' تم اس کی مانو وہ تمہاری مانے' دیکھو جلیل نے جو کہا خلیل نے مانا' پھر خلیل اللہ نے جو کہا' رب جلیل نے مانا' دوسرے یہ کہ مجھ سے گنہگار کو چاہیے کہ اللہ کے پیاروں سے دعا

(بقیہ صفحہ ۷۷۵) کرائیں جن کی دعا کی قبولیت کا یہاں وعدہ ہے ۱۴۔ اس طرح کہ بھکاریوں کو طلب سے زیادہ دیتا ہے' معلوم ہوا کہ دعا سے برکتیں ملتی ہیں ۱۵۔ کہ ان کی دعائیں بھی اکثر قبول نہیں فرماتا' دنیا میں نیک اعمال کی توفیق نہیں دیتا آخرت میں سخت عذاب دے گا۔

ا۔ کیونکہ دنیا میں نفس امارہ ساتھ ہے اگر اسے معاش کی فکر نہ ہو تو پھر عزت و جاہ کی طلب کرتا ہے اور جب سب عزت چاہنے لگیں تو فساد خونریزی لازم ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیاوی افکار بھی اللہ کی رحمت ہیں ۲۔ لہذا جو جس کے لائق ہے وہ ہی اسے دیتا ہے حکیم کے پاس شہد بہت ہے مگر جس مریض کو گرمی ہو اسے نہیں دیتا' کہ زیادہ بیمار نہ ہو جائے ۳۔ غیث مفید بارش کو کہتے ہیں' نقصان دہ بارش غیث نہیں کہلاتی ۴۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں' ایک یہ کہ رب نے دنیا میں مخلوق کو بکھیرا ہوا ہے کوئی کہیں ہے کوئی کہیں' اور کوئی کبھی ہوا اور کوئی کبھی' مگر قیامت میں سب بکھرے ایک جگہ ایک وقت میں جمع کر دیئے جائیں گے' ہم بکھیرنا بھی جانتے ہیں اور سمیٹنا بھی' دوسرے یہ کہ بعد موت انسان کے پرزے ریزہ ہو کر ہواؤں میں اڑ جاتے ہیں مگران اڑتے ہوئے ریزوں کو جمع کرنے پر قادر ہیں' کہ قیامت میں کسی کا کوئی ریزہ دوسرے کے جسم میں نہیں پہنچ سکتا۔ ۵۔ کیونکہ جو پہلے بغیر مثال کے ایجاد کر چکا اب دوبارہ بنانا اسے کیا دشوار ہے ۶۔ اس آیت پر آریہ کہتے ہیں کہ ہر معیبت کسی گناہ سے پہنچتی ہے تو دودھ پیتے بچوں کی بیماریاں اور تکالیف ان کی پہلی جون کے گناہ سے پہنچتی ہیں کیونکہ اس وقت تو وہ گناہ کر نہیں سکتے' اس ترجمہ سے ان کا اعتراض اٹھ گیا۔ کہ یہاں کسی خاص معیبت کی طرف اشارہ ہے' ورنہ معیبت کبھی بلندی درجات کے لئے بھی آ جاتی ہے ۷۔ یعنی یہ معیبت جو تم پر آئی وہ تمہاری کوتاہی کی وجہ سے آئی' اس کے معنی یہ نہیں کہ ہر معیبت گناہوں کی وجہ سے آتی ہے ورنہ پیغمبروں اور بچوں اور جانوروں پر معیبت کبھی نہ آیا کرتی کہ یہ بے گناہ ہیں۔ لہذا اس میں خطاب عام مسلمانوں سے ہے انبیاء کرام' ناسمجھ بچے وغیرہم کو اس سے کوئی تعلق نہیں' خیال رہے کہ چھوٹے بچے اور دیوانہ لوگ آیات قرآنیہ کے مخاطب نہیں ہوا کرتے' لہذا اس میں ان سے خطاب نہیں' نہ اس سے آریوں کا مسئلہ تناسخ ثابت ہو سکتا ہے ۸۔ جو مصیبتیں تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہیں وہ پہنچیں گی' بچنا چاہتے ہو تو نیک بنو' ۹۔ جو تمہیں رب کی مرضی کے خلاف تکلیف سے نجات دے' لہذا اس میں بزرگوں کی دعائیں وغیرہ داخل نہیں۔ ان کی دعاؤں سے بلائیں ٹل جاتی ہیں ۱۰۔ بڑی بڑی کشتیاں جن میں بادبان بندھے ہوتے ہیں' جو اس وقت عرب میں رائج تھیں۔ اس قدر وزنی ہونے کے باوجود پانی میں نہیں ڈوبتیں' یہ بھی اس کی قدرت کے گیت گا رہی ہیں۔ ۱۱۔ اس زمانے میں کشتیوں کی روانی موافق ہوا سے ہوتی تھی ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر ہم ہوا موافق نہ چلائیں تو تم کیسے منزل مقصود تک پہنچو' یا اگر ہم مخالف ہوا چلا دیں تو تم کیسے پار لگو لہذا اس کا شکر کرو ۱۲۔ وہ مخلص مومن جو مصیبتوں میں صبر اور راحتوں میں اللہ کا شکر کرتے ہیں وہ ان کشتیوں سے پتہ لگاتے ہیں کہ زندگی کی کشتی دنیا کے دریا سے جب ہی بخیریت پار لگ سکتی ہے جب فضل و کرم کی ہوا چلتی رہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ نصف ایمان صبر ہے اور نصف شکر ۱۳۔ ہوا مخالف بھیج کر کشتیوں کو ڈبو دے اور ان میں جو مخلص و نیک بندے ہوں انہیں غرق سے بچالے

فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ

فساد پھیلاتے لہ لیکن وہ اندازہ سے اتارتا ہے جتنا چاہے بے شک وہ اپنے بندوں سے

خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا

خبردار ہے ٹہ انہیں دیکھتا ہے اور وہی ہے کہ مینہ اتارتا ہے ان کے ناامید ہونے

قَنَطُوْا وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ

پرت اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہی کام بنانے والا ہے سب خوبیاں سراہا اور اسکی

خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَ

نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو چلنے والے ان میں پھیلائے اور

هُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ

وہ ان کے اکٹھا کرنے پر ٹہ جب چاہے قادر ہے ۵ اور تمہیں جو مصیبت پہنچی ۶ وہ اس کے

فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ

سبب سے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا کہ اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے اور تم زمین میں قابو

فِی الْاَرْضِ ۚۖ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۳۱﴾

سے نہیں نکل سکتے ۸ اور نہ اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست ۹ نہ مددگار ۹

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ

اور اسکی نشانیوں سے ہیں دریا میں چلنے والیاں جیسے پہاڑیاں ۱۰ وہ چاہے تو ہوا تھما سے

الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰی ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ

کہ اسکی پیٹھ پر ٹھہری رہ جائیں ۱۱ بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَیَعْفُ عَنْ

ہر بڑے صابر شاکر کو ۱۲ یا انہیں تباہ کر دے لوگوں کے گناہوں کے سبب ۱۳ اور

كَثِیْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّیَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ

بہت کچھ معاف فرما دے ۱۴ اور جان جائیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ انہیں کہیں بھاگنے

مَّحِيْصٍ ۝۳۵ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

کی جگہ نہیں لہ تمہیں جو کچھ ملا ہے لہ وہ جیتی دنیا میں برتنے کا ہے لہ

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

اور وہ جو اللہ کے پاس ہے لہ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا لہ انکے لئے جو ایمان لائے اور

يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۳۶ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ

اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں لہ اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں لہ اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں لہ

وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ۝۳۷ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا

اور جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں لہ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم

لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا

مانالہ اور نماز قائم رکھی اور انکا کام آپس کے مشورے سے ہے لہ اور ہمارے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳۸ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ

دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۲ اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے

يَنْتَصِرُوْنَ ۝۳۹ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا

بدلہ لیتے ہیں ۱۳ اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے ۱۴ تو جس نے معاف

وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۰

کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے ۱۵ بے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۴۱

۱۶ اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کچھ مواخذہ کی راہ نہیں ۱۷

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ

مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں ۱۸ اور زمین میں ناحق

فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴۲ وَلَمَنْ

سرکشی پھیلاتے ہیں ۱۹ ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور بے شک

۱۔ دیکھ لیں کہ جیسے کشتی ڈوبتے وقت کوئی غرق سے بچا نہیں سکتا سارے اسباب ختم ہو جاتے ہیں ایسے ہی آخرت کے عذاب سے کوئی بچا نہ سکے گا۔ دنیا کے عذابوں کو دیکھ کر آخرت کا پتہ لگاؤ تاکہ ایمان نصیب ہو دنیا آخرت کا نمونہ ہے ۲۔ دنیاوی ساز و سامان' لونیتم سے معلوم ہوا کہ یہاں کی نعمتیں اپنی کمائی سے نہیں ملتیں عطائے ذوالجلال سے ہیں ۳۔ جو تمہارے جیتے ہی یا بعد موت تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا۔ ایسے بے وفا سے دل نہ لگاؤ' جو تمہارا نہیں تم اس کے کیوں بنے جاتے ہو ۴۔ آخرت کا ثواب صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اخلاص والے مقبول اعمال بھی اس میں داخل ہیں' یہ اعمال کبھی فنا نہیں ہوتے ۵۔ ثواب آخرت کی دو خوبیاں یہاں ذکر ہوئیں وہ خیر ہیں کیونکہ ان میں شر کی ملاوٹ نہیں' دنیا کی خیر ہزارہا شر کے ساتھ ہوتی ہے' دوسرے یہ کہ وہ ابدالآباد تک باقی ہیں کبھی تمہارا ساتھ نہ چھوڑیں گی ۶۔ (شان نزول) حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی' جب آپ نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں خیرات کر دیا۔ اور عرب کے لوگوں نے اس پر آپ کو ملامت کی۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ آخرت کی بھلائی صرف متقی مومن کے لئے ہے دنیا کی طرح ہر ایک کو نہ ملے گی' دوسرے یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق بشہادت قرآن مومن و متوکل ہیں نیز آپ بعد انبیاء سب سے افضل اور متقی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ اور فرماتا ہے۔ 'وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ' الخ۔ مومن کو جیسے اللہ کی توحید' حضور کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے ایسے ہی ابوبکر صدیق کی افضلیت' تقویٰ اعلم المومنین ہونے پر ایمان لانا ضروری کہ یہ سب چیزیں قرآن کریم سے ثابت ہیں ۷۔ گناہ بڑے وہ ہی ہیں جن پر دنیاوی یا اخروی سزا مقرر کی گئی ہو (روح) ۸۔ فاحشہ وہ گناہ ہے جسے عقل انسانی بھی برا جانتی ہے اور ہر ملت والے اسے معیوب سمجھتے ہیں جیسے زنا' چوری وغیرہ ۹۔ اپنے مجرم سے درگزر کرتے ہیں نہ کہ شریعت کے مجرم سے کہ پہلی صورت اخلاق میں داخل ہے اور دوسری صورت بے دینی ہے ۱۰۔ (شان نزول) یہ آیت کریمہ انصار کے حق میں نازل ہوئی' جنہوں نے حضور کی دعوت قبول کی' ایمان و اطاعت اختیار کی' معلوم ہوا کہ حضور کی دعوت قبول کرنی رب کی دعوت قبول کرنی ہے۔ ۱۱۔ یعنی وہ جلد بازی یا خود رائی سے کام نہیں لیتے' خیال رہے کہ احکام شرعیہ میں کسی مشورہ کی ضرورت نہیں ان پر بہر حال عمل کیا جائے گا باقی دینی قومی' شخصی کاموں میں مشورہ بہت مفید ہے' امامت' خلافت' جہاد' بیاہ شادی وغیرہ میں مشورہ ہونا چاہیے' دیکھو ہماری کتاب نئی تقریریں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں سارا مال خرچ کرنا لازم نہیں' عوام کے لئے یہی مناسب ہے کہ کچھ مال خیرات کریں' کچھ رکھیں۔ ہاں جو صدیق اکبر جیسا نفس مطمئنہ رکھتے ہوں وہ سارا مال بھی خیرات کردیں تو سبحان اللہ' اسی لئے ۔مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ میں مِن فرمایا گیا ۱۳۔ پچھلی آیتوں میں معافی کا ذکر تھا' اس میں بدلہ لینے کا' معلوم ہوا کہ معافی اعلیٰ ہے اور بدلہ لینا بھی اچھا۔ کافر حربی سے' ظالم سے بدلہ لینا امن کے قیام کا ذریعہ ہے ۱۴۔ برائی سے مراد تکلیف رسانی ہے نہ کہ گناہ' کیونکہ برائی کا بدلہ لینا گناہ نہیں ۱۵۔ اس طرح کہ اگر اپنا معاملہ ہو تو معاف کر دے' مگر دوسرے کا معاملہ ہو تو صلح کرا دے بہت ثواب پائے گا۔ ۱۶۔ یعنی ان کو جو ظلم کی ابتدا کریں یا لوگوں کو لڑائیں ۱۷۔ معلوم ہوا کہ مظلوم کا ظالم سے بدلہ لینا ظلم نہیں' ورنہ اس پر سزا ہے مگر جن ظلموں کی سزا صرف حاکم دے سکتا ہو اسے دوسرا سزا نہیں دے سکتا۔ جیسے قاتل سے قصاص ۱۸۔ یہاں سبیل سے مراد دنیاوی یا اخروی پکڑ اور سزا ہے ظلم

(بقیہ صفحہ ۷۷۷) سے مراد ستانا ہے' ستانا بہت عام ہے' جانی ظلم' مالی ظلم وغیرہ' غرض ظلموں کی بہت قسمیں ہیں پھر ان ظلموں کی سزائیں بہت ہیں' کسی ظلم کی سزا قتل' کسی کی سزا ہاتھ پاؤں کاٹنا' کسی کی سزا قید و کوڑے وغیرہ' یہ آیت کریمہ ملکی انتظامات' فیصلہ حکام' معاملات کی جامعہ آیت ہے ۱۹۔ بغیر الحق صفت کاشفہ ہے کیونکہ سرکشی ہمیشہ ناحق ہی ہوتی ہے کبھی حق نہیں ہوتی' خیال رہے کہ ظلم دو قسم کا ہے شخصی اور قومی یظلمون الناس میں شخصی ظلم مراد ہے جیسے کسی کو مارنا' گالی دینا' مال مار لینا' اور یبغون میں قومی ظلم مراد ہے' جیسے ملک و قوم سے غداری' بادشاہِ اسلام سے بغاوت وغیرہ' دونوں قسم کے ظالموں سے بدلہ لینا چاہیے مگر پہلے ظالم کو معافی دے دینا حسن اخلاق ہے' دوسرے کو معافی دینا سخت ظلم ہے' دوسروں کے لئے فرمایا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ

جس نے صبر کیا اور بخش دیا ۱ تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں ۲ اور جسے اللہ گمراہ

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ

کرے اس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل ۳ اور تم ظالموں کو دیکھو گے

لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾

کہ جب عذاب دیکھیں گے کہیں گے کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے ۴

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ

اور تم انہیں دیکھو گے کہ ۵ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں ذلت سے دبے لچے چھپی

مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ

نگاہوں دیکھتے ہیں ۶ اور ایمان والے کہیں گے بے شک ہار میں وہ ہیں ۷

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ

جو اپنی جانیں اور اپنے گھر والے ہار بیٹھے قیامت کے دن ۸ سنتے ہو

الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ

بے شک ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہیں ۹ اور ان کے کوئی دوست نہ ہوئے ۱۰

يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

کہ اللہ کے مقابل انکی مدد کرتے اور جسے اللہ گمراہ کرے ۱۱ اس کے لئے کہیں

مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

راستہ نہیں ۱۲ اپنے رب کا حکم مانو ۱۳ اس دن کے آنے سے پہلے ۱۴

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ

جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں ۱۵ اس دن تمہیں کوئی پناہ نہ ہو گی ۱۶

وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

اور نہ تمہیں انکار کرتے بنے ۱۷ تو اگر وہ منہ پھیریں ۱۸ تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان

۱۔ اپنے مجرم کو اپنے ذاتی معاملات میں مثلاً قرض تھا معاف کر دیا' کسی نے گالی دی اس سے درگزر کر لی' کسی نے مارا اسے بخش دیا لیکن جس نے اسلام یا مسلم قوم سے غداری کی اسے ضرور شکنجے میں کسو اور عبرتناک سزا دو کہ آئندہ کوئی ایسا نہ کرے ۲۔ کیونکہ اس میں نفس کا مقابلہ ہے اپنے مجرم سے بدلہ لینے کا نفس تقاضا کرتا ہے اسے مغلوب کرنا بہادری ہے' ہزار کافروں کو مارنا آسان ہے نفس امارہ کا مارنا مشکل ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمراہ کا کوئی مددگار نہیں' مومنوں کے مددگار رب کی طرف سے بہت ہیں اگر تم اپنے ولی و مددگار دنیا و آخرت میں چاہتے ہو تو ایمان و تقویٰ اختیار کرو' جو کہے کہ میرا مددگار آج یا قیامت میں کوئی نہیں' وہ اپنے کفر و گمراہی کا اقرار کر رہا ہے ۴۔ ظالموں سے مراد' مشرکین یا کفار ہیں' خیال رہے کہ کافر دنیا میں دوبارہ آنا چاہے گا۔ کفارہ کفر کرنے کے لئے ۵۔ اے مسلمانو قیامت سے فارغ ہو کر' یا دوزخیوں کو دوزخ میں ڈالتے وقت' معلوم ہوا کہ کفار کا دوزخ میں ڈالا جانا علانیہ طور پر ہو گا' جس کا تماشا مومنین دیکھیں گے یہ بھی خیال رہے کہ حضور تو وہ واقعات آج بھی دیکھ رہے ہیں معراج میں سرکار نے دوزخ میں کفار کو سزا پاتے دیکھا حالانکہ انکا داخلہ بعد قیامت ہو گا ۶۔ کہ کفار ڈر کے مارے آگ و دوزخ کو ایسی چھپی نگاہوں سے دیکھیں گے جیسے قتل کا ملزم جلاد کی تلوار کو دیکھتا ہے کہ یہ اب مجھ پر چلنے والی ہے۔ خدایا تیری پناہ ۷۔ پوری ہار میں جس نے اپنی ساری کمائی کھودی' جنہوں نے دین کی خاطر اپنی دنیا بگاڑی تو وہ اچھے سودے کر گئے جیسے امام حسین اور ان کے رفقاء ۸۔ جان تو اس طرح ہاری کہ کفر کر کے دوزخ کے مستحق ہو بیٹھے اور گھر والوں کی ہار یہ کہ کفر کے باعث جنت کے گھربار' حوروں سے محروم ہو گئے' جو ان کے لئے تھیں اگر ایمان لاتے تو پاتے ان کا حصہ مسلمان سنبھالیں گے' خیال رہے کہ ہر انسان کا ایک گھر جنت میں ایک دوزخ میں بنایا گیا ہے۔ ۹۔ یعنی جن کا خاتمہ کفر پر ہوا ان کے لئے دوزخ کا دائمی عذاب ہے' خیال رہے کہ عذاب جنس ہے جس میں لاکھوں قسم کے عذاب شامل ہیں' آگ کا عذاب' بھوک کا' پیاس کا' ذلت و خواری کا' غرضیکہ دوزخ عذابوں کا مجموعہ ہے' رب محفوظ رکھے۔ ۱۰۔ یعنی کفار کو جن دوستوں پر دنیا میں بھروسہ تھا یا جن قرابت داروں کے متعلق ان کا خیال تھا کہ قیامت میں ہماری مدد کریں گے وہ کوئی مدد نہ کریں گے ۱۱۔ اس طرح کہ اس کی بدکاریوں' بے ادبیوں کی وجہ سے رب تعالیٰ اس میں گمراہی پیدا فرما دے' جیسے ذبح کی وجہ سے مذبوح میں رب موت پیدا فرما دیتا ہے۔ ۱۲۔ کہ نہ دنیا میں اچھے کام کی توفیق پائیں' نہ آخرت میں جنت کی راہ' نام و نمود کے لئے ہزارہا روپیہ حرام کاموں میں پھونکیں' اللہ کے نام پر دینے میں انہیں موت آئے ۱۳۔ اس کے حبیب کی اطاعت کر کے حضور کی ماننا رب کی ماننا ہے ۱۴۔

(بقیہ صفحہ ۷۷۸) اس دن سے مراد موت یا قیامت کا دن ہے اور دن بمعنی وقت ہے نہ کہ رات کا مقابل ۱۵۔ اس وقت نیکیوں کی تمنا کرو گے، مگر نصیب نہ ہوگی، ابھی وقت ہے کچھ بولو۔ آج وہ منا رہا ہے تم نہیں مانتے کل تم مناؤ گے وہ نہ مانے گا ۱۶۔ اگر کفر پر مرگئے اور اگر ایمان پر خاتمہ ہوا تو رب کا کرم اس کے حبیب کا دامن پناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ان کے دامن کی پناہ میں رکھے ۱۷۔ کیونکہ نامۂ اعمال کی تحریر، فرشتوں، بلکہ تمہارے ہاتھ پاؤں کی گواہی تمہارے خلاف ہو گی۔ ۱۸۔ اس طرح کہ یہ سب کچھ سن کر بھی ایمان نہ لائیں، تمہاری اطاعت نہ کریں۔

عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ؕ اِنْ عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا

بنا کر نہیں بھیجا ۱ تم پر تو نہیں مگر پہنچا دینا ۲ اور جب ہم آدمی کو

الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا

اپنی طرف سے کسی رحمت کا مزہ دیتے ہیں ۳ اس پر خوش ہو جاتا ہے ۴ اور اگر انہیں کوئی برائی

قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ

پہنچے بدلہ اس کا جو انکے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۵ تو انسان بڑا ناشکرا ہے ۶ اللہ ہی کیلئے ہے

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت ۷ پیدا کرتا ہے جو چاہے، جسے چاہے بیٹیاں عطا

اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا

فرما دے اور جسے چاہے بیٹے دے ۸ یا دونوں ملا دے بیٹے

وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ﴿۵۰﴾

اور بیٹیاں ۹ اور جسے چاہے بانجھ کر دے ۱۰ بے شک وہ علم و قدرت والا ہے

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ

اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا ۱۱ کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر ۱۲ یا یوں کہ وہ

وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا

بشر پردہ عظمت کے اودھر ہو ۱۳ یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو

یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ ﴿۵۱﴾ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا

وہ چاہے ۱۴ بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے ۱۵ اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی

مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ

۱۶ ایک جاں فزا چیز ۱۷ اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل ۱۸

وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ

ہاں ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے

۱۔ تاکہ ان کی گمراہی کی آپ سے باز پرس ہو جیسے اسکول کا رزلٹ RESULT خراب آنے پر استادوں سے، یا گلے کی بکری ضائع ہو جانے پر گلہ بان سے سوال ہوتا ہے تم ان سے غنی ہو ۲۔ یہاں حصر اضافی ہے یعنی آپ پر صرف تبلیغ لازم ہے منوانا لازم نہیں لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا، کہ حضور کو تبلیغ کے سوا اور کوئی اختیار نہیں۔ حضور مسلمانوں کے دنیا میں داد رس، آخرت میں فریاد رس اور شفاعت کرنے والے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارا سہارا ہیں ۳۔ آدمی سے مراد کافر یا غافل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں راحت تھوڑی ہے کہ اسے چکھنا فرمایا گیا ۴۔ خوشی سے مراد ہے اترانا، اکڑنا، فخر کرنا، یہ خوشی گناہ ہے، شکر کی خوشی ثواب ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ اکثر آفتیں ہمارے گناہوں کے سبب آتی ہیں۔ اگرچہ بعض مصیبت بلندیٔ درجات کا سبب بھی ہوتی ہے ۶۔ کہ ان مصیبتوں کو دیکھ کر پچھلی راحتیں بھی بھول جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے خدا نے کبھی آرام دیا ہی نہیں ۷۔ حقیقی شہنشاہ وہ ہے، وہ جسے چاہے حکومت بخشے، جیسے بادشاہوں کو ظاہری اور اولیاء اللہ کو باطنی سلطنت عطا فرمائی ۸۔ معلوم ہوا کہ اولاد محض عطا ربانی ہے، بڑے قوی لوگ اولاد سے محروم دیکھے گئے، کمزوروں کا گھر بیٹوں سے بھرا ہوا، جسے چاہے بیٹے بیٹیاں دونوں دے، جسے چاہے کچھ نہ دے، جسے چاہے صرف بیٹے دے، جسے چاہے صرف بیٹیاں ۹۔ خیال رہے کہ بزرگوں کی دعا سے اولاد ملنی بھی رب کی ہی عطا سے ہے جیسے طبیبوں کی دوا سے کبھی اولاد ہو جاتی ہے، یہ سب اسباب ہیں، حضور کی دعا سے حضرت طلحہ کا اولاد سے گھر بھر گیا۔ رب فرماتا ہے۔ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۱۰۔ یہ سب صورتیں انبیاء کرام میں بھی پائی جاتی ہیں، چنانچہ لوط و شعیب علیہما السلام کے صرف لڑکیاں تھیں۔ حضرت ابراہیم کے صرف لڑکے تھے، ہمارے حضور کو لڑکے لڑکیاں دونوں عطا ہوئے حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے کوئی اولاد نہیں (خزائن) ۱۱۔ بشر کی قید فرشتوں اور دوسری مخلوق کو نکالنے کے لئے ہے۔ ۱۲۔ یعنی کوئی شخص اس دنیا میں بے حجاب رب سے کلام نہیں کر سکتا موسیٰ علیہ السلام نے رب سے کلام کیا مگر حجاب سے، ہمارے حضور نے بے حجاب رب سے کلام کیا مگر دوسری دنیا میں بلکہ عرش سے وراء پہنچ کر، لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ۱۳۔ بلاواسطہ فرشتہ خواب میں یا بیداری میں بطریقۂ الہام، حضرت ابراہیم کو خواب میں ذبح فرزند کا حکم دیا اور حضرت داؤد کو بیداری میں زبور کا الہام فرمایا ۱۴۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام سے طور پر کلام فرمایا کہ آپ حجاب میں رہے ۱۵۔ جو رب چاہے فرشتوں کی معرفت وحی بھیجے جیسے انبیاء کرام کو عام وحی ہوتی ہے ۱۶۔ شان نزول، یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو وحی کے وقت رب تعالیٰ کو دیکھتے کیوں نہیں جیسے ہمارے موسیٰ علیہ السلام بوقت کلام دیکھا کرتے تھے حضور نے فرمایا کہ وہ دیکھتے نہ تھے صرف کلام سنتے تھے حضور کی تائید میں یہ

مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۲﴾

بندوں سے جسے چاہتے ہیں ۱؎ اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو ۲؎

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ع

زمین میں، سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں

اٰیَاتُهَا ۸۹ | ۴۳ سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّیَّةٌ ۶۳ | رُكُوْعَاتُهَا ۷

سورۃ الزخرف مکی ہے اس میں سات رکوع ۸۹ آیات اور تین ہزار چار سو حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا

روشن کتاب کی قسم ۳؎ ہم نے اسے عربی قرآن اتارا ۴؎

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِنَّهٗ فِیْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ

کہ تم سمجھو ۵؎ اور بے شک وہ اصل کتاب میں ہمارے پاس ضرور بلندی و

حَكِیْمٌ ﴿۴﴾ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا

حکمت والا ہے ۶؎ تو کیا ہم تم سے ذکر کا پہلو پھیر دیں ۷؎ اس پر کہ تم لوگ حد سے بڑھنے

مُّسْرِفِیْنَ ﴿۵﴾ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی الْاَوَّلِیْنَ ﴿۶﴾ وَمَا

والے ہو ۸؎ اور ہم نے کتنے ہی غیب بتانے والے (نبی) اگلوں میں بھیجے ۹؎ اور ان

یَاْتِیْهِمْ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۷﴾ فَاَهْلَكْنَاۤ

کے پاس جو غیب بتانے والا (نبی) آیا اس کی ہنسی ہی بنایا کئے ۱۰؎ تو ہم نے وہ ہلاک کر دیئے

اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸﴾ وَلَئِنْ

جو ان سے بھی پکڑ میں سخت تھے ۱۱؎ اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے ۱۲؎ اور اگر

(بقیہ صفحہ ۷۷۹) آیت اتری (روح) ۱۷ء جیسے اور نبیوں کو وحی بھیجتے تھے، اس میں اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں، کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا گیا کہ آئندہ بھی وحی بھیجا کریں گے ۱۸ء قرآن کریم کیونکہ اس سے دلوں کی زندگی ہے اور یہ ایمان کی جان ہے ۱۹ء یہاں درایت کی نفی ہے یعنی آپ ایمان اور کتاب کو اٹکل و قیاس سے نہ جانتے تھے "مطلقاً" علم کی نفی نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحی آنے سے پہلے عابد، زاہد، متقی پرہیزگار تھے، بلکہ پہلی وحی اعتکاف و عبادت کی حالت میں آئی، نیز نبی کسی وقت ایمان سے بے خبر نہیں ہوتے، عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا وجعلنی نبیا یہ بھی خیال رہے کہ حضرت جبریل جب پہلی وحی لائے تو حضور نے یقینی طور پر یہ بھی جان لیا کہ یہ جبریل ہیں اور یہ بھی کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ قرآن ہے، یہ بھی کہ یہ رب کے بھیجے ہوئے ہیں اسی لئے نہ تو حضور نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو نہ یہ کہ تم اپنی طرف سے یہ باتیں کر رہے ہو، یا قرآن سنا رہے ہو اگر آپ کو ان تمام باتوں کا علم نہ ہوتا تو یہ آیت حضور کے لئے مشکوک رہتی، حالانکہ قرآن میں شک کفر ہے۔ رب فرماتا ہے لَا رَیْبَ فِیْهِ ورقہ بن نوفل کے پاس جانا انہیں ایمان بخشنے کے لئے تھا نہ کہ اپنی تسلی کے لئے

۱ء اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن نور و روشنی ہے دوسرے یہ کہ اس سے سب ہدایت نہیں پاتے بلکہ وہ جسے رب ہدایت دے، تیسرے یہ کہ حضور کی ہدایت قرآن پر موقوف نہیں حضور نزول قرآن سے پہلے ہدایت پر تھے، جیسا کہ مَنْ نَشَاءُ سے معلوم ہوا ۲ء اس سے معلوم ہوا کہ باذن پروردگار حضور ہدایت دیتے ہیں اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ میں مراد یہ ہے کہ جس کی ہدایت رب نہ چاہے اسے تم ہدایت نہیں دے سکتے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت ہی ملتی ہے گمراہی دور ہوتی ہے، مگر قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے اور گمراہی بھی یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا قرآن اس کو ہی ہدایت دیتا ہے جس کے دل میں صاحب قرآن کا نور ہو ۳ء روشن کتاب سے مراد قرآن شریف ہے جس نے مسلمانوں کے لئے بالخصوص اور دیگر لوگوں کیلئے بالعموم راہ ہدایت ظاہر کر دی اور حضور کے لئے تمام غیوب ظاہر فرما دیئے رب فرماتا ہے۔ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۴ء خیال رہے کہ قرآن کے سوا کوئی آسمانی کتاب عربی میں نہ آئی کیونکہ حضور کے سوا عرب میں اسماعیل علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آیا، ساری کتب عبرانی زبان میں بھیجیں، اب وہ زبان بھی مٹ گئی مگر قرآن کی وجہ سے عربی عام ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی زبان تمام زبانوں سے اشرف ہے، کہ اس زبان میں قرآن آیا، بعد مرنے کے سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے عربی میں ہی حساب قبر و حساب قیامت ہو گا، اہل جنت کی زبان عربی ہو گی۔ ہمارے حضور کی زبان عربی تھی، غرضیکہ عربی زبان روحانی ہے باقی زبانیں جسمانی ۵ء اے عرب والو اور تمہارے ذریعہ اور لوگ سمجھیں، تم سب کے استاد ہو، سب تمہارے شاگرد۔ ۶ء اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن شریف پہلے سے لوح محفوظ میں ہے، وہاں سے نقل ہو کر تیئس سال میں حضور پر اترا تو جن کی نگاہ لوح محفوظ پر ہے وہ قرآن سے واقف ہیں دوسرے یہ کہ قرآن تمام کتب سے عند اللہ اشرف و اعلیٰ ہے تیسرے یہ کہ خدائی صفات سے بعض ماسوا اللہ کو موصوف کر سکتے ہیں ۷ء کہ تمہیں شرعی احکام نہ دیں، نزول قرآن بند فرما دیں جو آ چکا ہے وہ اٹھا لیں، ایسا نہ کریں گے ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے، قرآن کا رہنا تمہارے امن کا باعث ہے ۸ء ایسا ہرگز نہ ہو گا بلکہ تمہاری اصلاح کی جائے گی، معلوم

(بقیہ صفحہ ۷۸۰) ہوا کہ بندہ رب کو بھول جاتا ہے، رب نہیں بھولتا، حدیث شریف میں ہے کہ قرب قیامت قرآن شریف اٹھا لیا جائے گا، علماء کی وفات بھی مسلمانوں کے لئے مصیبت ہے ۹۔ معلوم ہوا کہ خلق کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کا بھیجنا عادت الہیہ ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے بعد نبی نہیں آنے والا، کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا گیا کہ آئندہ بھی بھیجیں گے اب خلق کی ہدایت علماء و اولیاء کے ذریعہ ہوگی ۱۰۔ اس میں ان نبیوں کا ذکر ہے جو کفار کی طرف بھیجے گئے لہٰذا اس سے حضرت آدم و شیث علیہما السلام علیحدہ ہیں کفار کو پہلے تبلیغ فرمانے والے نوح علیہ السلام ہیں ۱۱۔ جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ جو اہل عرب سے بڑھ کر قوت و دولت رکھتے تھے مگر ہلاک ہوئے ۱۲۔ تو انہیں چاہیے کہ عبرت پکڑیں، معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے، قیاس کا رب نے حکم دیا۔

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ

تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے انہیں بنایا اس

الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ

عزت والے علم والے نے ۱ وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا ۲ اور

جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۚ وَالَّذِيْ نَزَّلَ

تمہارے لئے اس میں راستے کئے کہ تم راہ پاؤ ۳ اور وہ جس نے آسمان

مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ

سے پانی اتارا ایک اندازے سے ۴ تو ہم نے اس سے ایک مردہ شہر زندہ فرما دیا

كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۙ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ

یونہی تم نکالے جاؤ گے ۵ اور جس نے سب جوڑے بنائے ۶

جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۙ لِتَسْتَوٗا

اور تمہارے لئے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں ۷ کہ تم انکی پیٹھوں

عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ

پر ٹھیک بیٹھو ۸ پھر اپنے رب کی نعمت یاد کرو ۹ جب اس پر ٹھیک

عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ

بیٹھ لو اور یوں کہو پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا ۱۰ اور یہ

مُقْرِنِيْنَ ۙ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۚ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ

ہمارے بوتے کی نہ تھی ۱۱ اور بیشک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے ۱۲ اور اس کے لئے اس کے

عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۭ اَمِ اتَّخَذَ

بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا ۱۳ بے شک آدمی کھلا ناشکرا ہے ۱۴ کیا اس نے اپنے

مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۚ وَاِذَا بُشِّرَ

لئے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں لیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ خاص کیا ۱۵ اور جب ان میں

۱۔ معلوم ہوا کہ خدا کو تمام صفات کے ساتھ ماننا ایمان نہیں جب تک کہ نبی کو نہ مانا جائے کفار مکہ سب کچھ ماننے کے باوجود اس لئے کافر رہے کہ حضور کے منکر تھے خیال رہے کہ یہاں وہ کفار مراد ہیں جو دہریہ نہ تھے، خدا کی ہستی کے قائل تھے، شرک میں مبتلا تھے، ورنہ عرب میں دہریئے بھی تھے، زمانے کو مؤثر مانتے تھے خدا کے قائل نہ تھے، جن کا ذکر اس آیت میں ہے وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۲۔ جو پھیلاوے اور ٹھہرے ہوئے ہونے میں بستر کی طرح ہے، نہ تو لوہے کی طرح سخت اور نہ پانی کی طرح نرم، بچھونا فرمانے میں یہ تمام چیزیں شامل ہیں ۳۔ ایسے ہی رب نے سفر آخرت کے لئے راستے مقرر فرمائے جن میں سے بعض کھلے ہوئے ہیں انہیں شریعت کہتے ہیں، بعض گلی کوچے، انہیں طریقت کہا جاتا ہے ۴۔ اس طرح کہ ہر جگہ وہاں کی ضرورت کے مطابق اتارا۔ بنگال میں بارش زیادہ، پنجاب میں کم، برسات میں زیادہ دوسرے موسموں میں کم، ایسے ہی آسمان نبوت سے ہدایت و عرفان کی بارش کی جس سے ایمان کی کھیتیاں سرسبز رہتی ہیں ۵۔ قبروں سے محشر کی طرف، نفخہ ثانیہ پر صور کی آواز بارش کی طرح ہوگی اور تمام مردے دانہ کی طرح اگیں گے ۶۔ جسمانی و روحانی۔ جسمانی جوڑے جیسے نر و مادہ، کالا و گورا۔ کھٹا میٹھا وغیرہ، روحانی جوڑے جیسے نیک بخت و بدبخت، مومن و کافر، فاسق و متقی نفس و قلب وغیرہ ۷۔ جن پر سوار ہو کر تم دریا و خشکی کے سفر طے کرتے ہو ایسے ہی سفر آخرت کے لئے سواریاں بنائیں، شریعت و طریقت کے مسائل، ہمارے نیک اعمال سب اس سفر کی سواریاں ہیں، علماء و اولیاء ان کے رہبر و کپتان ہیں، جیسے مسافر جہاز کے کپتان سے بے نیاز نہیں ایسے ہی مسلمان علماء و اولیاء سے بے پروا نہیں ۸۔ دریا کے سفر میں کشتی کی پشت پر، خشکی کے سفر میں سواریوں کی پشت پر ۹۔ دل و زبان دونوں سے۔ معلوم ہوا کہ ہر نعمت پر رب کی یاد چاہیے یہ بھی شکر کی ایک قسم ہے ۱۰۔ جس سے ہم ان سے نفع اٹھا لیتے ہیں اگر وہ ہمارے بس میں نہ کرتا تو کسی طرح ہم ان سے کام نہ نکالتے، دیکھو ہرن، نیل گائے، شیر، چیتے، بلکہ چیونٹی، مکھی مچھر ہمارے بس میں نہیں نہ ہم ان سے خدمت لے سکتے ہیں ۱۱۔ رب تعالیٰ نے جانوروں میں طاقت اور جرأت جمع نہیں فرمائی، شیر و سانپ میں طاقت ہے۔ مگر جرأت نہیں، لہٰذا ہم محفوظ ہیں مکھی مچھر میں جرأت ہے مگر طاقت نہیں لہٰذا ہمیں نقصان نہیں پہنچاتے، اونٹ، بیل میں خدمت کی طاقت ہے مگر ہم سے مقابلہ کی ہمت و جرأت نہیں، اس لئے ہماری خدمت کرتے ہیں عجیب قدرتی انتظام ہے ۱۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خشکی کی سواری پر سوار ہوتے وقت اور کشتی میں سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جو کوئی یہ دعائیں پڑھ لیا کرے سواری کی آفات سے محفوظ رہے گا ۱۳۔ یعنی مشرکین

اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا

کسی کو خوشخبری دی جائے اس چیز کی جس کا وصف رحمٰن کیلئے بتا چکا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے

وَّهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَهُوَ فِی الْخِصَامِ

اور غم کھایا کرے ۲ اور کیا وہ جو گہنے میں پروان چڑھے ۳ اور بحث میں صاف

غَیْرُ مُبِیْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓىٕكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ

بات نہ کرے ۴ اور انہوں نے فرشتوں کو کہ رحمٰن کے بندے

الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ

ہیں عورتیں ٹھہرایا ۵ کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے ۶ اب لکھ لی جائے گی ان

وَیُسْــٴَـلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ

کی گواہی ۷ اور ان سے جواب طلب ہوگا۔ اور بولے اگر رحمٰن چاہتا ہم انہیں نہ پوجتے ۸

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ ؕ

انہیں اسکی حقیقت کچھ معلوم نہیں یونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں ۹

اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾

یا اس سے قبل ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے جسے وہ تھامے ہوئے ہیں ۹

بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى

بلکہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کی

اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

لکیر پر چل رہے ہیں ۱۰ اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی

فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا

شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا وہاں کے آسودوں نے یہی کہا ۱۱ کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو

عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَلَوْ

ایک دین پر پایا اور ہم انکی لکیر کے پیچھے ہیں ۱۲ نبی نے فرمایا اور کیا

(بقیہ صفحہ ۷۸۱) نے خدائے تعالیٰ کو خالق عالم مانتے ہوئے اس کے لئے اولاد ثابت کی کہ فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہا۔ یہود حضرت عزیر کو، عیسائی حضرت عیسیٰ کو رب کا بیٹا کہتے ہیں، معلوم ہوا کہ اولاد باپ کی جز ہوتی ہے ۱۴۔ کیونکہ انسان کے سواء کوئی مخلوق رب کے لئے اولاد نہیں مانتی رب کا زیادہ احسان انسان پر ہے اور یہ ہی بہت ناشکرا ہے ۱۵۔ مشرکین عرب لڑکیوں کو بہت برا کہتے تھے، اس لئے انہیں زندہ دفن کر دیتے تھے اس کے باوجود رب کے لئے بیٹیاں مانتے تھے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ لڑکیوں کی پیدائش سے گھبرانا کافروں کا طریقہ ہے، ہاں دینی خدمت کے لئے بیٹے کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے، ابراہیم علیہ السلام، زکریا علیہ السلام نے بیٹوں کی دعائیں مانگیں، حضرت ابراہیم دعا مانگ کر کہتے تھے۔ اسمع یا ئیل اے اللہ سن لے جب فرزند پیدا ہوئے تو اس کا نام اسی مناسبت سے اسماعیل رکھا، اسی دعا کی یادگار ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں اور لڑکوں کو زیور پہننا منع ہے، کیونکہ زیور عورتوں کے لئے ہے، مردوں کا زیور علم و ہنر، تقویٰ و طہارت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مناظرہ میں کلام پر قادر ہونا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ ۳۔ عورت بحث میں جب دلیل دیتی ہے تو اکثر اپنے خلاف دلیل دے جاتی ہے (خزائن) ۴۔ یعنی کفار نے اس بکواس میں تین کفر کئے۔ ایک تو اللہ کے لئے اولاد ماننا، دوسرے اپنے لئے بیٹے اور رب کے لئے بیٹیاں ماننا، تیسرے فرشتوں کو عورتیں ماننا کہ اس میں فرشتوں کی توہین ہے، معلوم ہوا کہ فرشتوں کی توہین کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی اولاد اپنا غلام و بندہ نہیں بن سکتی ۵۔ کیونکہ فرشتوں کے صفات عقل سے تو معلوم ہو نہیں سکتے، اب دو ہی صورتیں ہیں، یا تو انہیں دیکھا ہو یا نبی کے ذریعہ خبر ملی ہو کسی نبی نے ان کی لڑکیاں ہونے کی خبر نہیں دی، تم نے انہیں دیکھا بھی نہیں، پھر یہ بکواس کیسے کرتے ہو ۶۔ معلوم ہوا کہ کفار کے کفر و گناہ کی تحریر ہوتی ہے نیکیوں کی تحریر نہیں ہوتی، چونکہ کفار کہتے تھے کہ ہمارے باپ دادے فرشتوں کو رب کی لڑکیاں کہتے تھے ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ سچے تھے، اس لئے اسے شہادت فرمایا ۷۔ کفار ارادۂ الٰہی اور رضائے الٰہی میں فرق نہ کرتے تھے ارادہ، حکم، رضا ان سب میں فرق ہے۔ رب نے ذبح اسماعیل کا حکم دیا۔ مگر وہاں نہ رضا تھی نہ ارادہ۔ کفار کہتے ہیں کہ چونکہ ہم رب کے ارادے سے کفر کر رہے ہیں لہٰذا رب ہمارے کفر سے راضی ہے اگر راضی نہ ہوتا تو ارادہ نہ کرتا۔ ۸۔ حالانکہ عقائد میں اٹکل، تخمینہ، یوں ہی سنی سنائی باتیں کافی نہیں۔ ۹۔ ایسا بھی نہیں کیونکہ عرب شریف میں قرآن کریم کے سوا کوئی کتاب الٰہی نہ آئی، اور کسی کتاب الٰہی میں کفر کی اجازت ہو سکتی بھی نہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے مقابلہ میں جاہل باپ داداؤں کی رسم و رواج کی پابندی کرنا بدترین جرم ہے جیسے آج بعض جاہل مسلمان شادی بیاہ کے حرام رسومات صرف اپنے پرانے جاہل باپ دادوں کی پیڑی میں مضبوط پکڑے ہوئے ہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی غلامی اکثر فقراء نے کی، مالدار بہت کم مطیع ہوئے اب بھی دین غرباء سے قائم ہے، عالم، حافظ، مشائخ مساکین میں ہی عام طور پر پائے جاتے ہیں ۱۲۔ کہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، تم منع کرو یا نہ کرو، ہم وہ ہی کریں گے جو باپ دادے کرتے تھے یہ کفر ہے۔

جِئْتُكُمْ بِأَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا

جب بھی کہ میں تمہارے پاس وہ لاؤں جو سیدھی راہ ہو اس سے جس پر تمہارے باپ دادا تھے ۱

اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ

بولے جو کچھ تم دے کر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے ۲ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ۳ تو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ

دیکھو جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا ۴ اور جب ابراہیم نے اپنے

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ

باپ اور اپنی قوم سے فرمایا میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے ۵ سوا اس کے جس نے

فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً

مجھے پیدا کیا کہ ضرور وہ بہت جلد مجھے راہ دے گا ۶ اور اسے اپنی نسل میں باقی کلام

فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَ

رکھا کہ کہیں وہ باز آئیں ۷ بلکہ میں نے انہیں اور ان کے

اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا

باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے ۸ یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول

جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا

تشریف لایا ۹ اور جب ان کے پاس حق آیا بولے یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں ۱۰ اور بولے

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾

کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر ۱۱

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ

کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں ۱۲ ہم نے ان میں ان کی زیست کا

مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ

سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا ۱۳ اور ان میں ایک دوسرے پر درجوں

ع ۸ النصف

۱۔ خیال رہے کہ یہاں اہدیٰ اسم تفضیل نہیں کیونکہ ان مشرکین کے عقاید ہدایت تھے ہی نہیں تاکہ یہ دین زیادہ ہدایت کہلاوے بلکہ وہ گمراہی تھی' یہ ہدایت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے فرمان کے مقابل دنیا کا اجماع و اتفاق بے کار ہے۔ ۲۔ اگرچہ تم حق پر ہی سہی۔ مگر ہم تو اپنے باپ دادوں کو مانیں گے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر انکار نبی عذاب نہیں آتا۔ خواہ انسان کتنے ہی کفر کرے' دوسرے یہ کہ اپنے محبوب بندوں کا بدلہ رب لیتا ہے۔ اسی طرح محبوبوں کے خدام کو خدمت کا بدلہ رب دے گا۔ نبی کی اطاعت کرو رب سے بدلہ لو ۴۔ اس میں کفار سے خطاب ہے جو اپنے سفروں میں ان قوموں کی اجڑی بستیاں دیکھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ عبرت کے لئے عذاب والی قوموں کی بستیاں دیکھنا چاہئیں۔ لہٰذا رب کی رحمت دیکھنے کے لئے اس کے محبوبوں کے رونق والے شہر دیکھنے چاہئیں جہاں ان بزرگوں کی دھوم مچ رہی ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ کرنا' سنت ابراہیمی کے خلاف ہے' رب نے اس اعلان دین کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھا۔ اور دھوکہ دینے کے لئے دین کو چھپانا جرم قرار دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بڑے جری دلیر ہوتے ہیں' انہیں غیر اللہ کا خوف نہیں ہوتا' یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار سے بیزاری اتنی ہی ضروری ہے' جتنی اللہ کے پیاروں سے محبت و الفت' اگرچہ وہ کفار رشتہ دار ہی ہوں ۶۔ میری ہجرت گاہ کی' جہاں جا کر میں رب کی عبادت کروں' روح البیان نے فرمایا کہ سین تاکید کا ہے اور مضارع دوام استمراری کے لئے ہے یعنی ہمیشہ مجھے ہدایت دیتا رہتا ہے۔ لہٰذا آیت کے یہ معنی نہیں کہ پہلے ابراہیم علیہ السلام ہدایت پر نہ تھے بعد میں ہدایت ملی۔ انبیاء کرام ایک ساعت کے لئے بھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ جب آپ آج ہی فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے معبودوں سے اور تم سے بیزار ہوں' رب کا عبادت گزار ہوں' پھر آپ کی ہدایت میں کیا شبہ رہ گیا؟ ۷۔ یعنی آپ کے بعد سارے پیغمبروں نے' اولیاء نے' مسلمانوں نے کفار سے یہ ہی کہا کہ ہم تم سے تمہارے معبودوں سے بیزار ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار سے بیزاری سنت ابراہیمی ہے' تو اے کفار مکہ تم بھی ابراہیمی کہلاتے ہو تو ان کے فرمان پر عمل کیوں نہیں کرتے' اس آیت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ گمراہ باپ دادوں کی پیروی نہ کی جائے' وہاں ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ صالح باپ دادوں کی پیروی ضروری کی جائے ۸۔ یعنی ان بدبختوں کے کفر و عناد کی وجہ یہ ہے کہ انہیں دنیا میں آرام و عیش ملے' جس میں وہ مشغول ہو کر غافل ہو گئے۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو بھی مبین فرمایا' قرآن شریف کو بھی اور حضور کو بھی مبین فرمایا' کیونکہ حضور عیوب کو ظاہر فرمانے والے ہیں اور آپ کی نبوت بالکل ظاہر ہے' آپ کے معجزات آپ کی حقانیت کی کھلی دلیل ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبی کا انکار تمام کفروں کی جڑ ہے' کفار نے پہلے حضور کا' قرآن کا انکار کیا۔ پھر سب کے منکر ہو گئے ایسے ہی حضور کو ماننا تمام ایمانیات کی اصل ہے' اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بناتے ہیں' باقی چیزیں پھر بتاتے ہیں۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ نبی کو عظیم نہ سمجھنا' اہل دنیا کو عظیم جاننا کفار کا کام ہے سب سے زیادہ عظمت والے نبی' پھر ان کے غلام ہیں' رب فرماتا ہے اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ یہ بھی معلوم ہوا کہ عربی میں بڑے شہر کو قریہ کہا جاتا ہے' کیونکہ کفار نے مکہ اور طائف کو قریہ کہا۔ لہٰذا جمعہ صرف شہر میں ہو گا۔ جواثی قریہ یعنی بڑا شہر تھا (شان نزول) کافر کہتے تھے کہ اگر قرآن انسان پر اترنا ہی تھا' تو ولید بن مغیرہ پر آتا' جو مکہ کا بڑا آدمی ہے' یا عروہ بن مسعود ثقفی پر جو طائف کا امیر ہے' ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی ۱۲۔ یعنی نبوت و رسالت کی کنجیاں ان کے ہاتھ

(بقیہ صفحہ ۷۸۳) میں نہیں جسے ہم چاہیں نبوت دیں' یہ تو ہمارے کرم سے ملتی ہے ۱۳۔ جسے چاہا دے دیا۔ جسے چاہا امیر کیا جسے چاہا فقیر بنایا' جب وہاں کوئی سوال نہیں کر سکتا کہ فلاں امیر کیوں ہوا' فلاں غریب کیوں تو نبوت کی عطاء پر یہ سوال کیوں ہے' سبحان اللہ۔

۱۔ دولت و قوت و دیگر دنیاوی نعمتوں میں بعض کو بہت اونچا کیا' ایسے ہی دینی نعمتوں کا حال ہے ۲۔ کہ کفار مالدار' غریبوں کی ہنسی اڑاتے ہیں لہٰذا یہ لام انجام کا ہے' جیسے کہا جاتا ہے چور نے چوری کی تاکہ جیل جائے یا یہ معنی ہیں کہ امیر غریب کو مسخر تابعدار کر کے ان سے اپنا کام لیں' ان کے کام نکلیں غریب کی پرورش ہو ۳۔ دنیا میں ہدایت ایمان' عرفان' نبی کی غلامی' آخرت میں جنت اور وہاں کی نعمتیں ۴۔ کیونکہ دنیا کا مال و اولاد وغیرہ سب فانی ہیں وہ رحمت ہمیشہ باقی ۵۔ یعنی اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ کفار کا مال و عیش دیکھ کر سب لوگ کافر ہو جائیں گے' تو ہم کفار کو بہت مال دیتے ۶۔ یعنی انہیں سونا' چاندی اتنا دے دیتے کہ وہ بجائے پہننے کے گھروں کی چھت و زینہ میں استعمال کرتے ۷۔ خیال رہے کہ اسلام میں مرد عورت سب کے لئے چاندی سونے پر تکیہ لگانا' اس کے بستر پر بیٹھنا سب کچھ حرام ہے عورتوں کو چاندی سونے کے صرف زیور پہننا حلال ہے۔ ۸۔ کیونکہ دنیاوی ٹیپ ٹاپ کی بارگاہ الٰہی میں مچھر کے پر کے برابر عزت نہیں اور کافر کی کتے کے برابر وقعت نہیں' لہٰذا ذلیل چیز ذلیل قوم کو دی جاتی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ نافرمانی اور کفر کے باوجود دولت ملنا رب کا عذاب ہے۔ جس سے انسان زیادہ غافل ہو کر زیادہ گناہ کرتا ہے۔ ۹۔ جس کی بنیاد ہوا پر ہے' یعنی تمہاری سانس پر۔ جس محل کو ہوا پر چنا جاوے' سمجھ لو کتنا مضبوط ہو گا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ آخرت دنیا سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے اور آخرت صرف متقی کو ملے گی' خواہ بذات خود متقی ہو یا کسی متقی کے تابع' جیسے مومن کے ناسمجھ بچے جو بغیر عمل صرف ماں باپ کے تابع ہو کر جنت میں جائیں گے' یا ہم جیسے گنہگار جو انشاء اللہ حضور کے صدقے بخشے جائیں گے۔ ۱۱۔ اس طرح کہ قرآن کی ہدایتوں سے اندھا بن جائے کہ نہ انہیں دیکھے نہ ان سے فائدہ اٹھائے ۱۲۔ یہ شیطان اس شیطان کے علاوہ ہے جو ہر انسان کے ساتھ رہتا ہے' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ برا ساتھی اللہ کا عذاب ہے' اچھا ساتھی نصیب ہونا اللہ کی رحمت ۱۳۔ یہ گمراہی کا آخری درجہ ہے جو تپ دق کے آخری درجہ کی طرح لاعلاج کہ گمراہ اپنے کو ہدایت پر اور ہدایت والوں کو گمراہی پر جانے' جب مریض اپنے کو صحت مند اور طبیب کو دیوانہ سمجھنے لگے تو پھر اس کا علاج کیسے ہو' رب محفوظ رکھے ۱۴۔ قیامت کے دن خیال رہے کہ قرین شیطان مرنے کے بعد ساتھ چھوڑ دیتا ہے' پھر قیامت میں کافر کے ساتھ ہو جائے گا۔ اسے ساتھ لے کر دوزخ میں جائے گا اگر اللہ کے محبوبوں کی ہمراہی نصیب ہو جائے تو انشاء اللہ حشر بھی انہیں کے ساتھ ہو گا رب فرماتا ہے' اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ الخ ۱۵۔ دنیا میں کہ میں نے تیری بات نہ مانی ہوتی' یا آج تو مجھ سے دور ہو تا مگر اب یہ تمنا بے کار ہو گی' اب اس کے ساتھ رہنا ہی پڑے گا ۱۶۔ کافر آج شیطان کو اس کی اصلی شکل میں دیکھے گا' جو نہایت خوفناک ہو گی تب یہ کہے گا ۱۷۔ یعنی اے کافر اس ساتھی سے تجھے آج فائدہ نہ پہنچے گا۔ معلوم ہوا کہ مومن کو قیامت میں اس کے اچھے ساتھی فائدہ پہنچائیں گے ۱۸۔ تم اور تمہارے شیطان اور سرداران کفر سب عذاب میں شریک ہو۔

بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا ؕ وَرَحْمَتُ

بلندی دی ۱ کہ ان میں ایک دوسرے کی ہنسی بنائے ۲ اور تمہارے رب کی

رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ یَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً

رحمت ۳ ان کی جمع جتھا سے بہتر ۴ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر

وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا

ہو جائیں ۵ تو ہم ضرور رحمان کے منکروں کے لئے چاندی کی چھتیں اور

مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُیُوْتِهِمْ اَبْوَابًا

سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے ۶ اور ان کے گھروں کے لئے چاندی کے دروازے

وَّسُرُرًا عَلَیْهَا یَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا

اور چاندی کے تخت جن پر تکیہ لگاتے ۷ اور طرح طرح کی آرائش ۸ اور یہ جو کچھ ہے

مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۵﴾

جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے ۹ اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کیلئے ہے ۱۰

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا

اور جسے رتوند آئے رحمٰن کے ذکر سے ۱۱ ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں

فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَیَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَ

کہ وہ اس کا ساتھی رہے ۱۲ اور بے شک وہ شیاطین ان کو راہ سے روکتے ہیں

یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَنَا قَالَ یٰلَیْتَ

اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں ۱۳ یہاں تک کہ جب کافر ہمارے پاس آئے گا ۱۴ اپنے

بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ

شیطان سے کہے گا ہائے کسی طرح مجھ میں اور تجھ میں پورب پچھم کا فاصلہ ہوتا ۱۵ تو کیا ہی برا ساتھی

یَّنْفَعَكُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِی الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾

ہے ۱۶ اور ہرگز تمہارا اس سے بھلا نہ ہو گا آج جبکہ تم نے ظلم کیا ۱۷ کہ تم سب عذاب میں شریک ہو ۱۸

ع ۹

ا۔ یہاں بہرے اندھے سے مراد دل کے بہرے اندھے ہیں' یعنی کفار اگرچہ ظاہری طور پر وہ انکھیارے ہوں ۲۔ اس طرح کہ گمراہی اس میں نہیں بلکہ وہ گمراہی میں ہے جس سے وہ نکل نہیں سکتا اگر کشتی دریا میں ہو تو پار لگ سکتی ہے۔ لیکن اگر دریا کشتی میں آجائے تو پھر کیسے پار لگے ۳۔ یعنی وفات دیں' معلوم ہوا کہ حضور بعد وفات بھی زندہ ہیں مگر ہماری نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں' جیسے سورج غروب ہونے کے بعد بھی روشن ہے اگرچہ ہم سے چھپا ہے کیونکہ رب نے اسے لے جانا فرمایا جس میں جانے والا لوگوں کی نگاہ سے چھپ جاتا ہے مگر موجود رہتا ہے ۴۔ دنیا و آخرت میں' رب نے وعدہ پورا فرمایا' خلفاء راشدین کے زمانہ میں بڑی فتوحات ہوئیں ۵۔

أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَن كَانَ فِي

توکیا تم بہروں کو سناؤ گے یا اندھوں کو راہ دکھاؤ گے ۱ اور انہیں جو کھلی

ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٤٠﴾ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ ﴿٤١﴾

گمراہی میں ہیں ۲ تو اگر ہم تمہیں لے جائیں ۳ تو ان سے ہم ضرور بدلہ لیں گے ۴

أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُونَ ﴿٤٢﴾

یا تمہیں دکھادیں ۵ جس کا انہیں ہم نے وعدہ دیا ہے تو ہم ان پر بڑی قدرت والے ہیں

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ

تو مضبوط تھامے رہو اسے جو تمہاری طرف وحی کی گئی ۶ بے شک تم سیدھی

مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٣﴾ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ﴿٤٤﴾

راہ پر ہو ۷ اور بے شک وہ شرف ہے تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لیے ۸ اور عنقریب

وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رُّسُلِنَا أَجَعَلْنَا

تم سے پوچھا جائے گا ۹ اور ان سے پوچھو ۱۰ جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ۱۱

مِن دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

کیا ہم نے رحمٰن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے جن کو پوجا ہو ۱۲ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو

مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ

اپنی نشانیوں کے ساتھ ۱۳ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو اس نے فرمایا بیشک

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٦﴾ فَلَمَّا جَاءَهُم بِآيَاتِنَا إِذَا هُم مِّنْهَا

میں اس کا رسول ہوں ۱۴ جو سارے جہاں کا مالک ہے پھر جب وہ ان کے پاس ہماری

يَضْحَكُونَ ﴿٤٧﴾ وَمَا نُرِيهِم مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ

نشانیاں لایا جبھی وہ ان پر ہنسنے لگے ۱۵ اور ہم انہیں جو نشانیاں دکھاتے ۱۶ وہ پہلے سے

أُخْتِهَا ۖ وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤٨﴾

بڑی ہوتی ۱۷ اور ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا کہ وہ باز آئیں ۱۸

آپ کی حیات شریفہ میں ہو رہنہ حضور بعد وفات بھی سارے عالم کو ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہے ہیں' دیکھو ہماری کتاب جاء الحق' معراج اور حج وداع میں گزشتہ انبیاء حضور کے پاس حاضر ہوئے ۶۔ ظاہری وحی جیسے قرآن اور باطنی وحی یعنی حدیث شریف' ان پر مضبوطی سے عمل کرو' دراصل یہ حکم ہم کو ہے۔ ۷۔ یعنی تم سیدھے رستہ پر مل سکتے ہو جو تمہیں ڈھونڈے وہ اسلام کا سیدھا راستہ اختیار کرے' رب فرماتا ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۸۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ساری امت حضور کی قوم ہے اور سارا عالم حضور کی امت ہے تو سارا عالم حضور کی قوم ہے اور ہر نبی اپنی قوم کی زبان جانتے ہیں' لہٰذا حضور ساری زبانیں جانتے ہیں کیونکہ یہ سب ان کی قوم کی زبانیں ہیں' رب فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ آیت کا مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم آپ کی اور آپ کے غلاموں کی عزت کا ذریعہ ہے' جو عزت چاہے وہ قرآن کی خدمت کرے ۹۔ اے مسلمانو کہ تم نے قرآن کریم کا حق ادا کیا یہ سوال روز قیامت ہوگا ۱۰۔ اے محبوب ان انبیاء کرام سے بلاواسطہ دریافت کرو۔ چنانچہ حضرت جبریل نے شب معراج نماز مسجد اقصیٰ کے بعد حضور سے عرض کیا کہ انبیاء کرام سے حضور پوچھ لیں۔ حضور نے فرمایا' اس کی ضرورت نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات صالحین سنتے ہیں' بلکہ جواب بھی دیتے ہیں' کیونکہ حضور سے فرمایا گیا کہ آپ اپنے پہلے انبیاء سے پوچھیں اور پوچھا اسی سے جاتا ہے۔ جو سنے اور جواب دے' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء بعد وفات عالم کی سیر کرتے ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں' نہ وہ مردہ نہ اپنی قبروں میں نظر بند۔ ۱۲۔ یہ سوال انکاری ہے یعنی سارے انبیاء آپ سے یہ ہی عرض کریں گے کہ ہرگز نہیں' معلوم ہوا کہ تمام نبی اصل توحید میں مشترک ہیں فروع میں اختلاف ہے' خیال رہے کہ یہاں خود گزشتہ نبیوں سے پوچھنا مراد ہے' کیونکہ یہود و نصاریٰ تو یہی کہتے تھے' کہ ہمارے نبی اس پرستش کا حکم دے گئے ہیں اور انہوں نے توریت و انجیل میں لکھ بھی دیا تھا یہ بھی خیال رہے کہ حضور سے یہ نہ فرمایا گیا کہ ان انبیاء کی قبور پر جا کر پوچھو۔ پتہ لگا کہ وہ حضرات خود حضور سے ملنے آتے ہیں ۱۳۔ نشانیوں سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے ۹ معجزے ہیں جن کا ذکر سورہ قصص وغیرہ میں گزر گیا ۱۴۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام سب سے پہلے نبوت کی تبلیغ فرماتے رہے' کیونکہ نبوت تمام عقائد اسلامیہ کی اصل ہے نبی کو مان لیا سب کچھ مان لیا' نبی کا انکار کیا' ہر عقیدے کا انکار کر دیا' اسی لئے ہمارے حضور نے سب سے پہلی تبلیغ جو کوہ صفا پر کی تھی وہ یہ کہ بتاؤ میں کیسا ہوں' صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۔ وہ سمجھے کہ آپ جادو سیکھ کر آئے ہیں اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ہمارے ملک میں ہزارہا جادوگر ہیں مگر کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا وجہ یہ تھی کہ پہلے عصا اور ید بیضا دکھایا گیا۔ یہ معجزے اس زمانے کے جادو کے ہم شکل محسوس ہوئے' اس سے وہ

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَقَالُوْٓا

اور بولے کہ اے جادوگر ۱ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کر اس عہد کے سبب جو اس کا تیرے پاس ہے ۲ بے شک ہم ہدایت پر آئیں گے۔ پھر جب ہم نے ان سے وہ مصیبت ٹال دی ۳ جبھی وہ عہد توڑ گئے ۴ اور فرعون اپنی قوم میں پکارا کہ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی سلطنت نہیں ۵ اور یہ نہریں کہ میرے نیچے بہتی ہیں ۶ تو کیا تم دیکھتے نہیں۔ یا میں بہتر ہوں اس سے کہ ذلیل ہے ۷ اور بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا ۸ تو اس پر کیوں نہ ڈالے گئے سونے کے کنگن ۹ یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پاس رہتے ۱۰ پھر اس نے اپنی قوم کو کم عقل کر لیا تو وہ اسکے کہنے پر چلے بے شک وہ بے حکم لوگ تھے ۱۱ پھر جب انہوں کیا وہ جس پر ہمارا غضب ان پر آیا ہم نے ان سے بدلہ لیا تو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ۱۲ انہیں ہم نے کر دیا اگلی داستان اور کہاوت پچھلوں کے لئے ۱۳ اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی جائے جبھی تمہاری قوم اس سے ہنسنے لگتے ہیں ۱۴ اور کہتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۷۸۵) ہنس پڑے ۱۶۔ معلوم ہوا کہ محبوب بندے کا کام رب کا کام ہے' کیونکہ فرعون کو معجزات موسیٰ علیہ السلام نے دکھائے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے دکھائے ۱۷۔ اس طرح کہ ہر نشانی اپنی خصوصیت میں دوسری سے بڑھ چڑھ کر تھی' ایک سے ایک اعلیٰ (خزائن) ۱۸۔ یہ عذاب قحط سالی' طوفان' ٹڈی' خون' جوں وغیرہ کے چھوٹے عذاب تھے۔

۱۔ اس وقت انہوں نے یہ لفظ تعظیم کے لئے کہا' کیونکہ ان کے دلوں میں جادو کی بڑی عظمت تھی' وہ جادوگروں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ورنہ جب دعا کرا رہے ہیں تو ذلت کا لفظ کیسے بول سکتے ہیں ۲۔ عہد سے مراد یا موسیٰ علیہ السلام کا مقبول الدعا ہونا ہے یا آپ کی نبوت (خزائن) اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اپنے لئے محبوب بندوں سے دعا کرانی بڑی پرانی سنت ہے دوسرے یہ کہ کفار حتیٰ کہ فرعونی بھی مانتے تھے' کہ نبی حاجت روا' مشکل کشا' فریاد رس ہیں کہ بوقت مصیبت اپنی مشکل کشائی کے لئے نبی کے پاس آتے تھے جو ان چیزوں کا انکار کرے وہ فرعون سے زیادہ جاہل ہے۔ کیونکہ رب نے فرعون کے اس عمل کو کفر و شرک نہ قرار دیا' تیسرے یہ کہ بزرگوں کے پاس حاضری سے سخت کفار کی مشکلیں بھی حل ہو جاتی ہیں تو مسلمانوں کی بدرجہ اولیٰ چوتھے یہ کہ اضطراری و مجبوری حالت میں اللہ اور نبی کو مان لینا ایمان نہیں ۳۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے معلوم ہوا کہ مومن کی دعا کفار کی بھی مشکلات حل کر دیتی ہے ۴۔ اس طرح کہ ایمان لانے کا وعدہ پورا نہ کیا ۵۔ جو چالیس فرسخ لمبی چالیس فرسخ چوڑی ہے (روح) اسکندریہ سے شام تک طول نیل سے اسوان تک عرض چونکہ اسے مصر ابن سام ابن نوح علیہ السلام نے بسایا اس لئے اس کا نام مصر ہوا ۶۔ دریائے نیل سے تین سو ساٹھ نہریں نکالی گئی تھیں جن میں بڑی خلجان' طولون' دمیاط' تینس چار نہریں تھیں' جو قصر شاہی کے نیچے بہتی تھیں' وہ ان پر پھول کر خدا بن گیا ۷۔ معلوم ہوا کہ نبی کو ذلت کے الفاظ سے یاد کرنا یا اپنے کو نبی سے اعلیٰ کہنا فرعونی کفر ہے ایسے گستاخوں کا حشر فرعون کے ساتھ ہو گا۔ اس سے اسماعیل اور اسماعیلی فرقے کو عبرت پکڑنا چاہیے۔ حضرات انبیاء تمام جہان سے اعلیٰ و افضل ہیں ۸۔ کیونکہ ان کی زبان شریف میں لکنت ہے۔ جو بچپن شریف میں انگارہ منہ میں رکھ لینے کی وجہ سے ہے۔ وہ پرانے خیال میں تھا۔ رب نے آپ کو شفا بخش دی تھی' آپ کی طور والی دعا سے وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ۹۔ یعنی اگر رب نے موسیٰ علیہ السلام کو رسول بنایا ہے تو انہیں سونے کے کنگن کیوں نہ پہنائے جیسے میں اپنے سرداروں کو پہناتا ہوں۔ ۱۰۔ جنہیں ہم دیکھتے ہیں ورنہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ فرشتے رہتے تھے' ۱۱۔ جو دنیاوی ٹیپ ٹاپ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی شان نہ پہچان سکے۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی ناراضگی رب تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غضب کا باعث ہے' ایسے ہی نبی کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کا ذریعہ ہے نبی راضی تو رب راضی ۱۳۔ تاقیامت لوگوں کے لئے چنانچہ اب تک سرکش کو لوگ فرعون کہتے ہیں برائی سے اسے یاد کرتے ہیں معلوم ہوا کہ براشہرہ اللہ کا عذاب ہے اور ذکر خیر اللہ کی رحمت ۱۴۔ جب یہ آیت کریمہ اتری اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ یعنی تم اور تمہارے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں تو ابن زبعری وغیرہ بولے کہ یہ آیت صرف ہمارے معبودوں کے لئے ہے یا دوسری قوموں کے معبودوں کے لئے بھی' حضور نے فرمایا تمام جھوٹے معبودوں کے لئے' تو وہ بولے کہ عیسیٰ و مریم علیہ السلام

ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ

کیا کہ ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ ۱؎ انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ

قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ

ہیں جھگڑالو لوگ ۲؎ وہ تو نہیں مگر ایک بندہ ۳؎ جس پر ہم نے احسان فرمایا اور اسے ہم نے

مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً

بنی اسرائیل کے لئے عجیب نمونہ بنایا ۴؎ اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمہارے بدلے فرشتے

فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا

بساتے ۵؎ اور بیشک عیسیٰ قیامت کی خبر ہے ۶؎ تو

تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾

ہرگز قیامت میں شک نہ کرنا اور میرے پیرو ہونا ۷؎ یہ سیدھی راہ ہے

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا

اور ہرگز شیطان تمہیں نہ روک دے ۸؎ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۹؎ اور جب

جَاۗءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ

عیسیٰ روشن نشانیاں لایا ۱۰؎ اس نے فرمایا میں تمہارے پاس حکمت لے کر

وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا

آیا ۱۱؎ اور اس لئے میں تم سے بیان کردوں بعض وہ باتیں ۱۲؎ جن میں تم اختلاف رکھتے ہو تو

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ

اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ بے شک اللہ میرا رب اور تمہارا رب ۱۳؎ تو اسے پوجو

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ

یہ سیدھی راہ ہے ۱۴؎ پھر وہ گروہ آپس میں مختلف

بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾

ہو گئے ۱۵؎ تو ظالموں کی خرابی ہے ایک دردناک دن کے عذاب سے ۱۶؎

(بقیہ صفحہ ۷۸۶) کی پوجا عیسائی کرتے ہیں، حضرت عزیر کی پوجا یہود کرتے ہیں، فرشتوں کی پوجا مشرکین کرتے ہیں تو چاہیے کہ یہ آیت ان پر بھی صادق آئے، اگر یہ حضرات دوزخ میں ہوں اور ہمارے معبود بھی تو کیا حرج ہے یہ کہہ کر خوب ہنسا۔ اس آیت میں ان کی اس کج بحثی کا ذکر ہے۔

۱۔ جب ہماری پوجا کی وجہ سے ہمارے بت دوزخ میں جائیں گے تو یہ حضرات بھی نصاریٰ و یہود کی پوجا کی وجہ سے وہاں جانے چاہئیں معاذ اللہ ۲۔ کیونکہ ابن زبعری اور تمام کفار عرب جانتے ہیں کہ آیت کریمہ میں لفظ ما ہے جو بے جان بے عقل چیزوں پر بولا جاتا ہے اور یہ انبیاء کرام و فرشتے عقل والے ہیں وہ اس آیت میں کیسے داخل ہو گئے مگر محض جھگڑے کے لئے یہ بکواس کرتے ہیں ۳۔ یعنی نہ وہ خدا ہیں نہ خدا کے فرزند خالص بندے۔ یہ حصر الوہیت کے لحاظ سے ہے ورنہ ان میں اور بہت سی صفات جمع ہیں، وہ روح اللہ ہیں، کلمۃ اللہ ہیں، رسول ہیں نبیٔ مرسل، صاحب کتاب ہیں، حضور کے مبشر اعظم ہیں، اس آیت میں عیسائیوں کا بھی رد ہے، جو عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اور یہود کا بھی رد ہے جو آپ کی نبوت کے منکر ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کی طرف داری اور تعریف کرنا سنت الٰہیہ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی محبوب بندے کو لوگ خدا بھی مان لیں تو تم ان کی تردید میں اس بندے کی توہین نہ کرو اس کی عظمت باقی رکھو ۴۔ اپنی قدرت کاملہ کا کہ انہیں بغیر باپ پیدا کیا اور انہیں نبوت و رسالت سے سرفراز فرمایا ۵۔ جو ہماری عبادت کرتے اور زمین بھی آسمانوں کی طرح نور خانہ بن جاتی کہ یہاں کوئی گناہ نہ ہوتا، مگر یہ حکمت کاملہ کے خلاف تھا ۶۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا قریب قیامت اترنا برحق ہے کیونکہ وہ علامت قیامت ہے، لیکن آپ کا وہ آنا ہمارے نبی کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہو گا، یعنی نبوت پر بھی فائز ہوں گے اور امتی بھی ہوں گے، خالق کے نزدیک درجۂ نبوت پر اور مخلوق کے لحاظ سے مجتہد اسلام جیسے کوئی حاکم دوسرے حاکم کی کچہری میں گواہ بن کر پیش ہو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ نہ مانے وہ اس آیت کا منکر ہے اور سیدھے راستہ پر نہیں، رب نے اس کو ہی سیدھا راستہ فرمایا ۷۔ اس طرح کہ میرے رسولوں کی پیروی کرو، ان کی پیروی اللہ کی پیروی ہے، ورنہ براہ راست کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی پیروی نہیں کر سکتا، فرمان ماننا اطاعت ہے۔ کسی کی مثل کام کرنا اتباع اور پیروی ہے ۸۔ قیامت پر اعتقاد رکھنے سے یا نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے سے، یا نبی کی اتباع و اطاعت سے ۹۔ کہ وہ تمہارے والد آدم علیہ السلام کی وجہ سے جنت سے نکالا گیا ہے پھر وہ تمہارا دوست کیسے ہو سکتا ہے۔ ۱۰۔ انجیل شریف کی آیتیں یا اپنے معجزات، مردے زندہ کرنا، اندھے، کوڑھی اچھے کرنا، غیب کی خبریں بتانا کہ تم گھر میں یہ کھا کر یہ بچا کر آئے ہو ۱۱۔ انجیل شریف اور اپنے حکیمانہ وعظ و نصیحت، عیسیٰ علیہ السلام بے مثل حکیمانہ کلام فرماتے تھے ۱۲۔ یہاں بعض یا تو بمعنی کل ہے، جیسے کل بمعنی بعض بھی بولا جاتا ہے، رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ یا مراد دینی امور ہیں جو توریت میں مذکور تھے ۱۳۔ یعنی جیسے رب تعالیٰ تمہار رب ہے۔ میرا بھی رب ہے، میرا اب یعنی باپ نہیں، خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ربوبیت الٰہیہ کو پہلے اپنی طرف نسبت فرمایا، پھر دوسروں کی طرف، کیونکہ انبیاء کرام تمام مخلوق کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہوتے ہیں ۱۴۔ یعنی اللہ کی عبادت کرنی سیدھا راستہ ہے، میری عبادت کرنا ٹیڑھا راستہ جو دوزخ میں پہنچائے گا ۱۵۔ اس طرح کہ بعض نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بعض نے خدا کا بیٹا بعض نے خدا کا

(بقیہ صفحہ ۷۸۷) حلول مانا ۲۶ا۔ یعنی ان اختلاف کرنے والوں میں جو ظالم و کافر ہیں وہ عذاب کے مستحق ہیں' جو حق پر ہیں کہ انہیں رب کا بندہ مانتے ہیں وہ ثواب کے مستحق۔

ا۔ خیال رہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے اور قیامت کی نشانیاں بہت پہلے سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ مگر قیامت کا آنا اچانک اور آنا" فانا" ہو گا' لوگ بالکل بے خبر ہو کر اپنے کام کاج میں مشغول ہوں گے کہ قیامت آ جائے گی' یہاں اس آنے کا ذکر ہے رب فرماتا ہے۔ وما امر الساعة الا كلمح بالبصر او هو اقرب ۲۔ یعنی دنیا کی

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ

کاہے کے انتظار میں ہیں مگر قیامت کے کہ ان پر اچانک آ جائے اور انہیں

لَا يَشْعُرُونَ ۝٦٦ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

خبر نہ ہو ا۔ گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے ۲۔

إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝٦٧ يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا

مگر پرہیزگار ۳۔ ان سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو آج نہ تم پر خوف

أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۝٦٨ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا

نہ تم کو غم ہو ۴۔ وہ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور

مُسْلِمِينَ ۝٦٩ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ۝٧٠

مسلمان تھے ۵۔ داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں ۶۔ اور تمہاری خاطریں ہوتیں ۷۔

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَ

ان پر دورہ ہو گا سونے کے پیالوں اور جاموں کا ۸۔ اور

فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ

اس میں جو جی چاہے ۹۔ اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے ۱۰۔ اور تم

فِيهَا خَالِدُونَ ۝٧١ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا

اس میں ہمیشہ رہو گے ۱۱۔ اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کیے گئے اپنے اعمال سے ۱۲۔

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٧٢ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا

تمہارے لئے اس میں بہت میوے ہیں کہ ان میں سے

تَأْكُلُونَ ۝٧٣ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝٧٤

کھاؤ ۱۳۔ بے شک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۱۴۔

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝٧٥ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ

اور کبھی ان پر سے ہلکا نہ پڑے گا ۱۵۔ اور وہ اس میں بے آس رہیں گے ۱۶۔ اور ہم نے ان پر

دوستیاں' قرابتیں قیامت میں دشمنی میں تبدیل ہو جائیں گی' مومن باپ کافر بیٹے کا دشمن ہو جائے گا' بلکہ کافر کے اعضاء بھی کافر کے دشمن ہو جائیں گے' اور اس کے خلاف گواہی دیں گے' دنیا فانی ہے' تو دنیا کی دوستی بھی فانی ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کی قرابتداریاں اور دوستیاں قیامت میں کام آئیں گی مگر مومنوں کو' لہٰذا نبی اور ولی کی قرابت ضرور کام آئے گی ۴۔ اللہ تعالیٰ مومن کو اس کے دوستوں اور مومن عزیزوں کے ساتھ جمع کر کے فرمائے گا کہ اب تم ہمیشہ ساتھ رہو نہ تمہیں کچھ غم نہ جدائی وغیرہ کا کھٹکا' انشاء اللہ حضور کے عاشق حضور کے ساتھ ہوں گے ۵۔ یہ خطاب صرف مومن متقی سے ہو گا۔ یہاں ایمان سے مراد درستی عقاید ہے اور اسلام سے مراد اچھے اعمال ہیں یا ایمان سے مراد اچھے عقیدے ہیں اور اسلام سے مراد ان کا اعلان و اظہار ۶۔ یعنی دنیا کی وہ مومن بیویاں جو تمہارے نکاح میں فوت ہوئیں' کیونکہ حوریں تو پہلے سے ہی جنت میں ہیں انہیں داخل کرنے کے کیا معنی اور کافرہ بیوی دوزخی ہے' جس عورت مومنہ کے چند نکاح ہوئے' وہ اپنے آخری خاوند کے ساتھ ہو گی' اس لئے حضور کی بیویاں دوسروں پر حرام ہیں کہ وہ حضور کے ساتھ جنت میں ہوں گی ۷۔ ایسی خاطر و تواضع جس کا اثر تمہارے چہروں پر نمودار ہو گا' غرضیکہ رب تعالیٰ اپنی شان کے لائق دے گا ۸۔ اس طرح کہ غلمان سونے کے پیالوں میں شراباً" طہوراً" بھر کر پیش کریں گے' چونکہ جنتی لوگ حلقے بنا کر بیٹھا کریں گے اس لئے غلمان ان حلقوں میں گردش کریں گے۔ ۹۔ کیونکہ جنتی بری چیز چاہے گا ہی نہیں کہ وہاں نفس امارہ نہ ہو گا ۱۰۔ خوبصورت باغ و نہریں اور حسین بیویاں بلکہ دیدار جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' اور دیدار جمال پروردگار' جو تمام نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے' رب نصیب کرے۔ کیونکہ یہ لوگ دنیا میں حضور کے لئے ترس گئے تھے' عشق الٰہی کی آگ میں جلتے بھنتے تھے ۱۱۔ اس طرح کہ نہ تمہیں فنا نہ ان نعمتوں کو فنا' دنیا کے پھل موسم میں ہی ہوتے ہیں مگر وہاں ہمیشہ رہیں گے رب فرماتا ہے۔ اکلها دائم ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت محض رب کے کرم سے ملے گی' اس لئے اسے وراثت فرمایا جو اپنی کمائی کی نہیں ہوتی' دوسرے یہ کہ اس وراثت کا ذریعہ نیک اعمال ہیں' حقیقتاً" ہوں یا حکماً" ۱۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جنت کے درخت سدا بہار ہیں' ان کے پھلوں میں کمی نہیں آتی' ایک پھل توڑا کہ دوسرا اس کی جگہ اسی وقت نمودار ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ وہاں کوئی چیز مضر نہ ہو گی کسی سے پرہیز نہ ہو گا' تیسرے یہ کہ باوجود خوب کھانے کے وہاں کچھ کمی نہ آئے گی اس لئے یہاں مِنْهَا فرمایا گیا ۱۴۔ مجرم سے مراد کافر ہے کیونکہ دوزخ میں ہیشگی صرف کفار کو ہے ۱۵۔ نہ واقع میں نہ احساس میں جس قدر شدت اول وقت ہو گی اسی قدر ہمیشہ محسوس ہوتی رہے گی ۱۶۔ اللہ کی رحمت سے مایوسی کفار کا عذاب ہے' اگر گنہگار مومن دوزخ میں گیا تو اس

وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ

بلکہ ظلم ؏ کیا ہاں وہ خود ہی ظالم تھے ؏ اور وہ پکاریں گے لے مالک تیرا رب

عَلَیْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ

ہمیں تمام کر چکے ؏ وہ فرمائے گا تمہیں تو ٹھہرنا ہے ؏ بیشک ہم تمہارے پاس حق لائے ؏

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْۤا اَمْرًا

مگر تم میں اکثر کو حق ناگوار ہے ؏ کیا انہوں نے اپنے خیال میں کوئی کام

فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ

پکا کر لیا ہے ؏ تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں ؏ کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ

وَنَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ

ہم انکی آہستہ بات اور انکی مشورت کو نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے

اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖۗ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾

انکے پاس لکھ رہے ہیں ؏ تم فرماؤ بفرض محال رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا ؏

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ

پاکی ہے آسمانوں اور زمین کے رب کو عرش کے رب کو ان باتوں

عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰى

سے جو یہ بناتے ہیں ؏ تو تم انہیں چھوڑو کہ بیہودہ باتیں کریں اور کھیلیں ؏ یہاں تک

یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِیْ فِی

کہ اپنے اس دن کو پائیں جس کا ان سے وعدہ ہے ؏ اور وہی آسمان

السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۴﴾

والوں کا خدا اور زمین والوں کا خدا ؏ اور وہی حکمت و علم والا ہے ؏

وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

اور بڑی برکت والا ہے وہ کہ اسی کیلئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ انکے درمیان ؏

(بقیہ صفحہ ۷۸۸) کی آس نہ ٹوٹے گی' اسے امید رہے گی۔

ا۔ کہ وہ خود سرکشی اور نافرمانی کر کے اس حال کو پہنچے' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے جو نا سمجھی میں فوت ہو گئے وہ دوزخی نہیں واللہ و رسولہ اعلم ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں وسیلے کے منکر وہاں وسیلے کے قائل ہو جائیں گے ۳۔ یعنی تمہیں موت نہ آئے گی' ہمیشہ ایسے ہی رہو گے مالک کی طرف سے یہ جواب ایک ہزار برس کے بعد ہو گا۔ اس مدت میں دوزخی چیختے ہی رہیں گے (از روح) ۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کے کام رب کے کام ہیں' دنیا میں حق لانے والے نبی ہیں مگر رب نے فرمایا کہ ہم حق لائے ۵۔ اکثر اس لئے فرمایا کہ ان میں سے بعض ایمان لانے والے بھی تھے' معلوم ہوا کہ دینی چیزوں سے کراہت کرنا کفار کا کام ہے ۶۔ حضور کو ایذا پہنچانے کا جس کی وہ دن رات تدبیریں سوچتے ہیں' لہٰذا یہ استفہام اقراری ہے ۷۔ کہ آپ کو ان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھیں گے' رب نے یہ وعدہ پورا فرمادیا' دیکھو ہجرت کی رات کیا ہوا۔ جو دشمنوں میں گھرا ہو وہ اس آیت کا وظیفہ کرے' انشاء اللہ محفوظ رہے گا۔ مجرب ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ تحریر یا گواہی انسان کی ذہن دوزی کے لئے ہے رب کے علم کے لئے نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بالغ مکلف کا ہر قول و فعل لکھا جاتا ہے' خواہ مومن ہو یا کافر' بعض علماء نے فرمایا کہ کافر کی صرف بدیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسرا فرشتہ اس پر گواہ ہوتا ہے' ان کے نزدیک اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جو خفیہ سازشیں یہ کر رہے ہیں' ہم انہیں لکھ رہے ہیں ۹۔ (شان نزول) نضر ابن حارث نے حضور سے عرض کیا کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں۔ اس کی تردید میں یہ آیت اتری' نضر خوش ہوا کہ قرآن میں میری تصدیق آگئی' حضور نے فرمایا کہ اس میں تیری تردید ہے' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ بیٹا باپ کی جنس ہوتا ہے' لہٰذا خدا کا بیٹا خدا ہوتا' دوسرے یہ کہ ناممکن کو ناممکن پر معلق کر سکتے ہیں' دیکھو نہ رب کے لئے اولاد ممکن ہے نہ حضور کا اس کی عبادت کرنا ممکن' تیسرے یہ کہ ساری مخلوق میں سب سے پہلے رب کی عبادت نور محمدی نے کی' فرمایا گیا اگر رب کے بیٹا ہوتا' تو سب سے پہلے میں اس کا عابد ہوتا۔ ۱۰۔ یعنی چونکہ رب تعالٰی تمام چیزوں کا رب ہے۔ لہٰذا اس کی تسبیح پڑھو اور اسے عیوب سے پاک مانو' اولاد بھی اس کے لئے عیب ہے' اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ ساری مخلوق کا رب اللہ تعالٰی ہی ہے مگر ادب یہ ہے کہ اسے اچھی چیزوں کی طرف نسبت دو ۱۱۔ یعنی ان کی پروا نہ کرو ان کے کفر پر رنج و غم نہ کرو' لہٰذا آیت منسوخ نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ حضور مومنوں اور اپنے غلاموں کو چھوڑتے نہیں اپنے دامن کرم میں رکھتے ہیں' رب فرماتا ہے وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۱۲۔ اس سے قیامت کا دن مراد ہے یعنی قیامت تک ان سے بے پروا رہو۔ معلوم ہوا کہ مومن کی قیامت تک حضور پروا کرتے ہیں' بعد موت سب عزیز و اقارب چھوڑ جاتے مگر وہ رحمت والے نہیں چھوڑتے ۱۳۔ بہت اعلٰی ترجمہ ہے' اس ترجمہ پر نکرہ کی تکرار کا اعتراض نہیں ۱۴۔ لہٰذا اس کی ہر مخلوق میں حکمت ہے' بری چیزیں خود بری ہیں مگر ان کا پیدا کرنا برا نہیں۔

ا۔ یعنی دائمی اور حقیقی ملکیت رب تعالیٰ کی ہے اس کے بعض بندے مجازی عارضی مالک ہیں' جیسے ہم اپنے گھربار کے بادشاہ' تمام ملک کا حضور ساری خدائی کے مالک رب فرماتا ہے۔ انا اعطینٰک الکوثر ۲۔ جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے' چنانچہ رب تعالیٰ نے ہمارے حضور کو قیامت کا علم دیا' اس کی مختصر تحقیق سورہ لقمان کے اخیر میں ہو چکی ہے ۳۔ اس طرح کہ ان کے بت تو بالکل شفاعت کے مختار نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام عزیر علیہ السلام کو شفاعت کا اذن تو ہے مگر وہ ان کی شفاعت کریں گے نہیں کیونکہ یہ لوگ کافر ہیں' لہٰذا آیت بالکل صاف ہے اس پر کچھ شبہ نہیں ۴۔ جیسے انبیاء کرام و اولیاء اللہ' علماء دین بلکہ عام مومنین بھی' یہ سب شفاعت کریں گے' شفاعت کی نفیس تحقیق اور شفاعت کی قسمیں ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو ۵۔ یہ جواب دینے والے مشرکین عرب ہیں نہ کہ دہریئے کہ وہ تو رب کو مانتے ہی نہ تھے' اس کے باوجود وہ کافر ہیں کیونکہ وہ حضور کو نہیں مانتے اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا انکار کر کے خدا تعالیٰ کی ذات و صفات مان لینے سے ایمان نہیں ملتا جیسے شیطان کافر ہے اگرچہ نبوت کے سوا تمام چیزوں کا اقراری ہے۔ ۶۔ کہ اس اقرار کے باوجود رب کی توحید اور تمہاری نبوت کے انکاری ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ کو نبی کی ہر ادا محبوب ہے اسی لئے ان کے شہر' ان کے زمانہ' ان کی عمر' ان کے کلام کی قسم فرمائی' خیال رہے کہ رب کی قسمیں یقین دلانے کے لئے نہیں ہوتیں' بلکہ جن کی قسم فرمائی جائے ان کی محبوبیت یا اہمیت دکھانے کے لئے ہوتی ہے ۸۔ ان کے کفر پر ملول نہ ہو یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو۔ تبلیغ تو ہر کافر کو آخر تک کی جائے گی ۹۔ یہ سلام بیزاری اور متارکت و ترک تعلق کا ہے نہ کہ محبت کا' کیونکہ کفار کو سلام کرنا ممنوع ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کہا جاتا ہے تجھے دور ہی سے سلام' خیال رہے کہ التحیات میں حضور کو سلام اظہار نیاز مندی کے لئے ہے' ایک دوسرے کو سلام تحیۃ کا ہے رب تعالیٰ کا اپنے خاص بندوں کو سلام فرمانا عزت و اکرام کو رب فرماتا ہے۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ کافروں کو سلام نفرت و بے زاری ہے' فرشتوں کا سلام اعزاز و تکریم کا ہے' غرضیکہ سلام کی بہت نوعیتیں ہیں ۱۰۔ اس رات سے مراد یا شب قدر ہے' ستائیسویں رمضان یا شب معراج یا شب برات' پندرھویں شعبان' اس رات میں پورا قرآن لوح محفوظ سے دنیاوی آسمان کی طرف اتارا گیا پھر وہاں سے تیئس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حضور پر اترا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس رات میں قرآن اترا وہ مبارک ہے' تو جس رات میں صاحب قرآن دنیا میں تشریف لائے وہ بھی مبارک ہے۔ ۱۱۔ اس رات میں سال بھر کے رزق' موت' زندگی' عزت و ذلت' غرض تمام انتظامی امور لوح محفوظ سے فرشتوں کے صحیفوں میں نقل کر کے ہر صحیفہ اس محکمہ کے فرشتوں کو دے دیا جاتا ہے۔ جیسے ملک الموت کو تمام مرنے والوں کو فہرست وغیرہ' اس سے معلوم ہوا کہ علوم خمسہ پر فرشتوں کو سال بھر پہلے مطلع کر دیا جاتا ہے تو اگر حضور کو اطلاع تام دے دی گئی تو اعتراض کیا ہے ۱۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خلق کی طرف نبی بنا کر' شفیع بنا کر' جیسا کہ اگلی آیت سے ظاہر ہے۔

بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۸۵﴾ وَ

ہے لہ اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم ۲ اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ۔ اور

لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ

جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ۳

إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ

ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں ۴ اور اگر تم ان سے

مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِيْلِهٖ

پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے ۵ تو کہاں اوندھے جاتے ہیں ۶ مجھے

يٰرَبِّ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ

رسول کے اس کہنے کی قسم ۷ کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو ان سے درگزر کرو

وَقُلْ سَلٰمٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

۸ اور فرماؤ بس سلام ہے ۹ کہ آگے جان جائیں گے

آیاتہا ۵۹ | ۴۴ سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ۶۴ | رکوعاتہا ۳

سورۃ الدخان مکی ہے اس میں ۵۹ آیتیں ۳ رکوع ۳۴۶ کلمے اور ۱۴۳۱ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ

قسم اس روشن کتاب کی بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا ۱۰

مُّبٰرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ

بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا

حَكِيْمٍ ﴿۴﴾ أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۵﴾

کام ۱۱ ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں ۱۲

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝٦ رَبِّ

تمہارے رب کی طرف سے رحمت بے شک وہی سنتا جانتا ہے وہ جو رب

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝٧

ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تمہیں یقین ہو ۱

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٨

اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں وہ جلائے اور مارے ۲ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝٩ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَاۗءُ

کا رب ۳ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں ۴ تو تم اس دن کے منتظر ہو جب آسمان ایک

بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝١٠ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١١

ظاہر دھواں لائے گا ۵ کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ ہے دردناک عذاب

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝١٢ اَنّٰى لَهُمُ

اس دن کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں ۶ کہاں

الذِّكْرٰى وَقَدْ جَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝١٣ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ

سے ہو انہیں نصیحت ماننا ۷ حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا ۸

وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝١٤ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا

پھر اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے ۹ ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے

اِنَّكُمْ عَاۗىِٕدُوْنَ ۝١٥ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ

ہیں ۱۰ تو پھر تم وہی کرو گے ۱۱ جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے ۱۲

اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝١٦ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ

بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں اور بے شک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا ۱۳

وَجَاۗءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝١٧ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ

اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لایا ۱۴ کہ اللہ کے بندوں کو مجھے سپرد کر دو ۱۵

۱۔ یعنی اگر تمہیں یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ تمام عالم کا ہی رب ہے تو یہ بھی یقین کر لو کہ حضور تمام عالموں کے رسول ہیں کیونکہ وزیر اعظم کی وزارت ساری مملکت میں ہوتی ہے ۲۔ یعنی جسمانی زندگی و موت اسی کے قبضے میں ہے' روح جسم کی زندگی کا سبب ہے' اور ایمان یعنی حضور کی غلامی روحانی و دل کی زندگی کا سبب ہے ۳۔ ہمارے جسمانی باپ دادے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے' روحانی باپ دادے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ ہیں ۴۔ اب تک کفار یہ ہی فیصلہ نہ کر سکے کہ رب دو ہیں یا زیادہ کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ' ایسے ہی انہیں یقین نہیں کہ حضور کون ہیں' کوئی کہتا ہے شاعر ہیں کوئی ساحر کوئی مجنون نعوذ باللہ لہٰذا ان کا شک میں ہونا بالکل ظاہر ہے اور آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ جو قریب قیامت ظاہر ہو گا' مشرق و مغرب بھر دے گا اس دھوئیں سے مسلمان کو زکام سا محسوس ہو گا۔ اور کافروں کو مدہوشی ہو گی' یا وہ دھواں جو عرب میں نمودار ہو چکا حضور کے زمانہ میں کہ وہاں سخت قحط پڑا۔ جس کے سبب لوگ مردار کھا گئے' اور بھوک کی وجہ سے نظریں ضعیف ہو گئیں جب آسمان کو دیکھتے تو دھواں سا معلوم ہوتا (خزائن وغیرہ) ۶۔ چنانچہ اس قحط سالی سے تنگ آ کر ابوسفیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ دعا فرمائیں اگر قحط دور ہو گیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے (روح) ۷۔ یعنی جھوٹ بول رہے ہیں ایمان نہ لائیں گے جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوا۔ یا قیامت کے قریب دھواں دیکھ کر ایمان معتبر نہیں ۸۔ معلوم ہوا کہ عذاب دیکھ کر ایمان لانا اس لئے قبول نہیں ہوتا کہ اس میں پیغمبر کی زبان پر اعتماد نہیں ہوتا بلکہ اپنی آنکھ یا عقل پر اعتماد ہے اور ایمان نام ہے پیغمبر پر اعتماد کا یہ ہی ایمان بالغیب ہے اور اگر قحط کا دھواں مراد ہو تو مطلب یہ ہے کہ جب یہ لوگ حضور کے بڑے بڑے معجزات دیکھ کر ایمان نہ لائے تو دھواں دیکھ کر کیا ایمان لائیں گے (روح) ۹۔ اس میں کفار کی حماقت کا ذکر ہے کہ وہ حضور کو دیوانہ بھی کہتے تھے' پھر معلم یعنی سکھایا پڑھایا ہوا بھی مانتے تھے' حالانکہ دیوانے سکھائے پڑھائے نہیں جاتے ۱۰۔ خیال رہے کہ جو عذاب ہلاک کرنے آتا ہے اسے دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں ہوتا' اور جو عذاب تنبیہہ کے لئے آتا ہے اسے دیکھ کر ایمان لانا قبول ہے' دیکھو فرعون پر خون' جوں' مینڈک وغیرہ کے بہت سے عذاب آتے رہے پھر بھی اسے ایمان لانے کی دعوت دی جاتی رہی لیکن غرق ہونے کے وقت ایمان لایا قبول نہ ہوا۔ کیونکہ پچھلے عذاب تنبیہہ کے لئے تھے اور یہ عذاب ہلاکت کے لئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم قحط دور کئے دیتے ہیں' حضور کی دعا کی برکت سے' معلوم ہوا کہ کفار مکہ بھی حضور کو مشکل کشا سمجھتے تھے اس کا منکر ان سے بھی بدتر ہے ۱۱۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا' کہ قحط دور ہو جانے پر وہ لوگ ایمان نہ لائے ۱۲۔ قیامت کے دن یا کفار کی موت کے وقت کیونکہ کافر کی موت پکڑ ہے۔ مومن کی موت یار کے گھر کا بلاوا۔ ۱۳۔ انہیں نعمتیں سلطنت دے کر اور موسیٰ علیہ السلام کو بھیج کر' معلوم ہوا کہ دنیاوی نعمتیں رب کی آزمائش ہیں' انہیں پا کر غافل نہ ہو جانا چاہیے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اخلاق و نسب کے لحاظ سے بھی اعلیٰ و اشرف ہوتے ہیں' اور خالق و مخلوق کے نزدیک بڑی تعظیم و توقیر کے مستحق' اس آیت سے بہت سے مسائل نکل سکتے ہیں' جو انہیں ذلیل کہے وہ خود خوار و ذلیل ہے ۱۵۔ اپنی غلامی و قید سے آزاد کر کے میرے سپرد کرو۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمتیں نبی کے ذریعہ ہم کو ملتی ہیں خیال رہے کہ بنی اسرائیل کا اصلی وطن شام تھا۔ یوسف علیہ السلام کے زمانہ سے وہ مصر پہنچے' یہاں وہ مہمان یا مسافر کی حیثیت سے تھے' آپ نے فرمایا

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ إِنِّي

بے شک میں تمہارے لئے امانت والا رسول ہوں اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو لے میں

آتِيكُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ

تمہارے پاس ایک روشن سند لاتا ہوں ٹ اور میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی

أَنْ تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿٢١﴾

اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو ٹ اور اگر تم میرا یقین نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ ٹ

فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾ فَأَسْرِ بِعِبَادِي

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں

لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُنْدٌ

کو راتوں رات لے نکل ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا ٹ اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے کھلا چھوڑ

مُغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٢٥﴾ وَزُرُوعٍ

دے ٹ بے شک وہ لشکر ڈبو دیا جائے گا ٹ کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیت

وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٢٦﴾ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ﴿٢٧﴾ كَذَٰلِكَ

اور عمدہ مکانات ٹ اور نعمتیں جن میں وہ فارغ البال تھے ہم نے یونہی کیا

وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ

اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا ٹ تو ان پر آسمان اور زمین نہ

وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ﴿٢٩﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي

روئے ٹ اور انہیں مہلت نہ دی گئی ٹ اور بے شک ہم نے بنی

إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿٣٠﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ

اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی ٹ فرعون سے بے شک

إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ

وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا اور بے شک ہم نے انہیں ٹ دانستہ

(بقیہ صفحہ ۷۹۱) کہ انہیں میرے سپرد کرو' تاکہ میں انہیں ان کے وطن شام لے جاؤں

۱ے بلکہ میری اطاعت کرو' مجھ پر ایمان لاؤ کیونکہ آپ فرعونیوں کے بھی نبی تھے ۲ے اپنے معجزات عصا' ید بیضا وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ معجزات ثبوت نبوت کے لئے ہوتے ہیں ۳ے فرعونیوں نے آپ کو قتل کی دھمکی دی تھی' اس پر آپ نے یہ فرمایا ۴ے اور میرے قتل کے ارادے سے باز آ جاؤ مجھ سے دشمنی نہ کرو کہ اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے' مگر وہ باز نہ آئے ۵ے یعنی بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات مصر سے نکل جاؤ' یہ دسویں محرم جمعہ کی رات تھی' رات میں اس لئے نکالا تاکہ صبح کو فرعونی لوگ جمع ہو کر ان کے پیچھے نکلیں اور سارے بحر قلزم میں ڈوبیں' اگر دن میں نکلتے تو یہ مدعا حاصل نہ ہوتا ۶ے یعنی تمہارے لئے جو بحر قلزم میں خشک راستے پیدا فرمائے گئے ہیں' تم ان راستوں کو عصا مار کر دریا کا پانی جاری فرما کر بند نہ کرو' ایسے ہی رہنے دو تاکہ فرعونی تمہاری طرح ان میں داخل ہو جاویں تو پھر پانی ان پر منطبق ہو جائے جس سے وہ ڈوب جائیں ۷ے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں کے وقت' موت' جگہ' کیفیت سے مطلع فرما دیا تھا۔ یہ سب چیزیں علوم خمسہ سے ہیں چونکہ فرعون کو پانی کی نہروں پر ناز تھا اس لئے اسے پانی میں ہی غرق کیا ۸ے فرعونی باغات رشید سے اسوان تک تھے' بیس دن کی مسافت میں یہ باغات بہت گھنے بہت پھلدار تھے (روح) اس کے محلات بہت مزین و آراستہ تھے' جنہیں بعد میں بنی اسرائیل نے استعمال کیا ۹ے اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی بستیوں اور ان کے مکانات میں رہنا منع نہیں' ہاں جہاں عذاب الٰہی آیا ہو وہاں رہنا منع ہے۔ قوم فرعون پر مصر میں عذاب نہ آیا بلکہ وہاں سے نکال کر دریا میں غرق کیا گیا لہٰذا مصر میں رہنا جائز ہوا حدیث اور قرآن میں تعارض نہیں' اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصر میں خود بنی اسرائیل آباد ہوئے یہ تواریخ کے خلاف ہے' تواریخ جھوٹی ہیں قرآن سچا' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ سورہ الاعراف میں ہے۔ وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہی بنی اسرائیل جو پہلے فرعون کی قید میں تھے مصر میں فرعون کی املاک کے مالک ہوئے۔ معلوم ہوا کہ کفار کا چھوڑا ہوا مال مسلمانوں کی ملک ہے جیسے پاکستان میں ہندوؤں کی چھوڑی ہوئی جائدادیں ۱۰ے اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے مرنے پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ چالیس دن تک روتے رہتے ہیں (ترمذی ۔ خزائن) مومن کی نماز کی جگہ' ذکر الٰہی کی جگہ' آسمان کے وہ دروازے جس سے اس کی عبادتیں جاتی تھیں غضب روتے ہیں (روح) بلکہ مومن کی موت پر زمین کی مخلوقات آسمان کے فرشتے روتے ہیں' کہ اس کی عبادتیں ختم ہو گئیں' امام حسین کی شہادت پر آسمان نے خون برسا ۱۱ے تاکہ کفر سے توبہ کر کے مومن ہو جائیں۔ ۱۲ے ذلت کا عذاب یہ تھا کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے مردوں کو سڑک جھاڑنے اور خواری کے کاموں پر مقرر کیا تھا' ان کی عورتوں کو اپنے گھروں میں خدمت کے لئے رکھا تھا۔ آج ان سب کو ان ذلتوں سے نجات ملی' معلوم ہوا کہ دشمن سے نجات رب کی رحمت ہے' ۱۳ے یعنی ہم نے اس زمانے میں بنی اسرائیل کو تمام جہان سے افضل کیا تھا' کیونکہ وہ اولاد انبیاء تھے' بعض قبطی اگرچہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے جن کا درجہ بہت بلند ہوا۔ فرعونی جادوگر اور حضرت آسیہ یہ تمام حضرات بڑے درجہ والے ہیں مگر بنی اسرائیل اولاد انبیاء ہونے کی بناء پر ان سے افضل تھے

الدخان ۲ ع ۱۴

عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ

چن لیا اپنی زمانہ والوں سے اور ہم نے انہیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں

بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا

صریح انعام تھا بے شک یہ کہتے ہیں وہ تو نہیں مگر

مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ

ہمارا ایک دفعہ کا مرنا اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے تو ہمارے باپ دادا

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ وَّالَّذِيْنَ

کو لے آؤ اگر تم سچے ہو کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو ان

مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا

سے پہلے تھے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بے شک وہ مجرم لوگ تھے اور ہم نے نہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ

بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر ہم نے انہیں

اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ

نہ بنایا مگر حق کے ساتھ لیکن اکثر ان میں جانتے نہیں۔ بے شک فیصلہ

الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى

کا دن ان سب کی میعاد ہے جس دن کوئی دوست کسی

عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہو گی مگر جس پر اللہ رحم

اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾

کرے بے شک وہی عزت والا مہربان ہے بے شک تھوہر کا پیڑ

طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ

گنہگاروں کی خوراک ہے گلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹوں میں جوش مارتا ہے جیسے کھولتا پانی

ا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی اولاد ہونا عزت کا باعث ہے کیونکہ بنی اسرائیل اس لئے افضل تھے کہ وہ اولاد انبیاء تھے مگر یہ نسبی شرافت مومن کے لئے ہے، کافر کے لئے نبی زادہ ہونا عبث ہے، کنعان نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا مگر ہلاک ہوا ۲۔ آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ بنی اسرائیل حضور کی اولاد یا حضور کی امت سے افضل ہیں اب حضور کی امت ہی تمام سے بڑھ کر ہے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، رب فرماتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اور فرماتا ہے۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ۳۔ جیسے بنی اسرائیل کے لئے دریا چیرنا، من و سلویٰ اتارنا، بادل کا سایہ فرمانا وغیرہ، چونکہ نعمتیں بھی رب کی آزمائش ہیں، اس لئے انہیں یہاں بلؤا فرمایا ۴۔ یعنی فرعونیوں کی طرح کافر آخرت اور وہاں کی جزا و سزا کے انکاری ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ اس کی طرح سرکش اور اس ہی کی طرح سزا کے مستحق ہیں خیال رہے کہ اس کلام سے کفار کا منشا قیامت کا انکار تھا۔ ورنہ اسلام بھی ایک ہی موت مانتا ہے۔ ۵۔ یہ پہلے جملہ کی تفسیر ہے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ ایک موت ماننا کفر نہیں ۶۔ یعنی اگر مرنے کے بعد اٹھنا حق ہے تو ہمارے مرے باپ دادوں کو زندہ کر دو، یہ گفتگو ایسی ہی احمقانہ ہے جیسے کوئی نئے پودے کے متعلق کہے کہ اگر اس کا پھل دینا برحق ہے تو ابھی اس سے پھل نکال لو، ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے ۷۔ یمن کے بادشاہ کا لقب تبع ہوتا تھا، یہ تبع حارث ابن حمال حمیری تھے، جو خود مومن تھے مگر ان کی قوم سخت سرکش، شہ زور کفار تھی، جو کفر کے سبب ہلاک ہوئی، اس تبع نے مدینہ منورہ بسایا، اس تبع نے حضور کو غائبانہ خط لکھ کر لوگوں کو سپرد کیا تھا کہ جب حضور جلوہ گر ہوں تو میرا یہ خط پیش کر دیا جائے، چنانچہ ایوب انصاری کے مکان میں جب حضور فروکش ہوئے تو ابو یعلیٰ نے وہ خط پیش کیا ۸۔ یعنی اگر حشر و نشر، سزا و جزا کچھ نہ ہو تو عالم کا پیدا فرمانا عبث ہوا، کھیل کود و عبث کا ہی حساب و کتاب نہیں ہوا کرتا ۹۔ اس لئے بنایا، کہ لوگ ایمان لا کر ہماری اطاعت کریں اور ہم مطیع کو ثواب، مجرم کو عذاب دیں ۱۰۔ فصل کے معنی فیصلہ بھی ہیں۔ فاصلہ بھی چونکہ قیامت میں حق و باطل کا عملی فیصلہ ہو گا، یا مومن و کافر کو علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے گا۔ اس لئے اسے یوم فصل کہا جاتا ہے۔ ۱۱۔ یعنی تمام وعدے اور وعیدوں کے پورا ہونے کا دن روز قیامت ہے۔ جبکہ مومنوں کو وعدے کے مطابق جزا و ثواب دیا جاوے گا، اور کفار کو وعید کے مطابق سزا ہو گی، دنیا رب کی سزا و جزاء کی جگہ نہیں۔ ۱۲۔ یہ دونوں چیزیں کافروں کے لئے ہیں کہ نہ انہیں قرابت داریاں دوستیاں کام آئیں گی۔ نہ ان کی کوئی مدد کرے گا مومن کو رب تعالیٰ یہ دونوں رحمتیں نصیب کرے گا۔ مومن کے بچے بھی کام آویں گے، انبیاء اولیاء ان کی مدد بھی کریں گے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، جیسا کہ آگے استثناء سے معلوم ہو رہا ہے ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس پر اللہ رحم کرے گا۔ اس کی اللہ کے بندے مدد کریں گے کیونکہ الا نے گزشتہ نفی کو توڑ دیا مرحوم بندے مومنین ہیں ۱۴۔ خیال رہے کہ دنیا میں رب تعالیٰ کی رحمانیت کا ظہور ہے، اس لئے دشمن دوست سب کو روزی دے رہا ہے۔ آخرت میں اس کی رحیمیت کی جلوہ گری ہو گی، کہ صرف مومنوں پر رحم فرمائے گا، دشمنوں پر عذاب کرے گا ۱۵۔ دوزخ کی تھوہر کی یہ کیفیت ہے کہ اگر اس کے عرق کا ایک قطرہ زمین پر ٹپکا دیا جاوے تو دنیا والوں کی زندگی تلخ ہو جاوے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، یہ تھوہر دوزخیوں کی غذا ہو گی۔ یہاں گنہگار سے مراد دلی گنہگار یعنی کافر ہیں

الْحَمِيمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿۴۷﴾

جوش مارے ۱ اسے پکڑو ۲ ٹھیک بھڑکتی آگ کی طرف بزور گھسیٹتے لے جاؤ ۳

ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ إِنَّكَ

پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو۔ چکھ ہاں

أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿۴۹﴾ إِنَّ هَٰذَا مَا كُنتُم بِهِ تَمْتَرُونَ ﴿۵۰﴾

ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے ۴ بے شک یہ وہ ہے جس میں تم شبہ کرتے تھے ۵

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿۵۱﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿۵۲﴾

بے شک ڈر والے امان کی جگہ میں ہیں ۶ باغوں اور چشموں میں ۷

يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿۵۳﴾

پہنیں گے کریب اور قناویز ۸ آمنے سامنے ۹

كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُونَ فِيهَا

یونہی ہے اور ہم نے انہیں بیاہ دیا نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے ۱۰

بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ

اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے ۱۱ امن و امان سے ۱۲ اس میں پہلی موت کے

إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ ۖ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۵۶﴾

سوا پھر موت نہ چکھیں گے ۱۳ اور اللہ نے انہیں آگ کے عذاب سے بچا لیا

فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۵۷﴾

تمہارے رب کے فضل سے ۱۴ یہی بڑی کامیابی ہے

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۸﴾

تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کیا ۱۵ کہ وہ سمجھیں ۱۶

فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ ﴿۵۹﴾

تو تم انتظار کرو وہ بھی کسی انتظار میں ہیں ۱۷

۱۔ یعنی یہ زقوم منہ میں رہے تو نہایت بدمزہ ہو' اور پیٹ میں پہنچ کر پگھلے ہوئے تانبے کی طرح تیز گرم ہو' چونکہ کفار دنیا میں حرام خور تھے' اس لئے انہیں یہ غذا دی گئی ۲۔ یعنی کافر کو' یہ فرشتوں سے کہا جائے گا میدان محشر میں حساب و کتاب کے بعد ۳۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ مومن گنہگار اگر دوزخ میں گیا تو اس کی ذلت و رسوائی سے گھسیٹ کر نہ پھینکا جائے گا' یہ ذلت و خواری کفار ہی کا عذاب ہے ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دینی دشمنوں سے استہزاء جائز ہے دوسرے یہ کہ استہزاءً میں جو بات کہی جائے وہ خبر نہیں ہوتی اور نہ اس میں جھوٹ سچ کا احتمال ہو' حضور حوض کوثر میں منافقوں کے لئے فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابی ہیں' چونکہ ابوجہل کہا کرتا تھا کہ عرب میں میں بڑا عزت والا ہوں' اسے فرشتے طعنہ کے طور پر یہ کہیں گے ۵۔ یہاں شبہ ۔ بمعنی انکار ہے یا ۔ بمعنی جھگڑا' یعنی تم قیامت کا انکار کرتے تھے یا اس کے متعلق مسلمانوں سے جھگڑتے تھے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ دنیا میں بھی مرتے وقت بھی' قیامت میں بھی' اور قیامت کے بعد بھی کیونکہ وہ نبی کے دامن سے وابستہ ہیں (از روح) بلکہ آخرت کی امان دنیا کے امن کا نتیجہ ہے ۷۔ پانی' دودھ' شراب طہور' شہد کے جاری چشمے جو ان کے گھروں میں ہوں گے' کیونکہ وہ دنیا میں شریعت و طریقت کے چشموں سے سیراب ہوتے رہے ۸۔ یعنی ریشم کے مختلف لباس باریک و دبیز پہنیں گے' باریک ریشم کو سندس کہتے ہیں موٹے ریشم کو استبرق ۹۔ یعنی حلقے بنا کر بیٹھا کریں گے کہ کسی کی طرف کسی کی پشت نہ ہو جیسے دنیا میں اللہ کے ذکر کے حلقے ہوتے ہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کا نکاح حوروں سے ہو چکا ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا میں نکاح کے لئے جنسیت ضروری ہے مگر جنت میں نہیں کیونکہ حوریں انسان نہیں ہیں مگر انسانوں کے نکاح میں ہیں چونکہ حوروں کی آنکھ نہایت ہی حسین ہو گی۔ اس لئے انہیں حور عین فرمایا گیا ۱۱۔ اپنے خدام کو حاضر کرنے کا حکم دیں گے اس لئے يَدْعُونَ فرمایا نہ کہ يَسْئَلُونَ ۱۲۔ نہ میوے ختم ہونے کا اندیشہ نہ اپنی زندگی ختم ہونے کا کھٹکا سب کو خلود ہے ۱۳۔ یعنی دنیا میں جو موت آ چکی اب انہیں موت نہ آوے گی' اگرچہ دوزخی کفار کو بھی موت نہ آوے گی مگر ان کی زندگی موت سے بدتر ہو گی۔ اس لئے یہاں خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا' رب فرماتا ہے ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ دوزخ سے بچنا محض فضل الٰہی سے ہے نہ کہ اپنی بہادری سے' ایمان و تقویٰ بھی اس کی مہربانی سے نصیب ہوتا ہے۔ ۱۵۔ یعنی عربی میں قرآن اس لئے آیا کہ تمہاری زبان عربی ہے۔ یا تمہاری زبان شریف کے ذریعہ لوگوں کو قرآن میسر ہوا۔ اگر تمہارا واسطہ نہ ہوتا تو یہ عرشی نعمت ان فرشیوں کو کیسے نصیب ہوتی' اب بھی تمہاری برکت سے لوگوں کو قرآن کی فہم نصیب ہوتی ہے ۱۶۔ بلسانك کے تین معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تمہاری زبان عربی میں قرآن کریم کو عرب والوں کے لئے آسان کیا یعنی قرآن عربی میں آیا جو عرب والوں کے لئے آسان ہے' عجمیوں کے لئے مشکل' یہ اہل عرب پر ہمارا احسان ہے یا تمہاری زبان پر قرآن کو آسان کیا کہ دوسرے لوگ قرآن حفظ کرنے اس کی تجوید سیکھنے اس کے علوم حاصل کرنے میں بڑی محنت کرتے ہیں مگر تمہیں یہ سب کچھ بغیر محنت و مشقت حاصل ہے یا تمہاری زبان کے ذریعہ سے لوگوں پر قرآن کو آسان کیا کہ جو قرآن کو تمہاری تعظیم سے سمجھے اس کے لئے قرآن آسان ہے اور تمہارے بغیر یہ قرآن سخت دشوار ہے' کسی کی سمجھ میں قطعاً نہیں آ سکتا۔ حضور کے بغیر بتائے اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ کا ترجمہ بھی انسان نہیں کر سکتا ۱۷۔ یعنی کفار تو اس انتظار میں ہیں

(بقیہ صفحہ ۷۹۴) کہ اے محبوب تم پر اور مسلمانوں پر آفت آسمانی آجاوے۔ یا تمہاری وفات کے بعد دین اسلام ختم ہو جاوے۔ ان کا یہ انتظار نفسانی و شیطانی انتظار ہے وہ اپنے اس خواب کی تعبیر کبھی نہ دیکھیں گے اور تم اس کا انتظار فرماؤ۔ کہ عنقریب اسلام کا غلبہ ہو گا۔ اور کفار مغلوب ہوں گے تمہارا ڈنکا ہر جگہ بجے گا تمہارا یہ انتظار رب کی طرف سے یعنی رحمانی ہے جو ضرور پورا ہو گا الحمد للہ حضور کا انتظار پورا ہوا۔ جو آج تک نظر آ رہا ہے۔

۱۔ تم پر اے محبوب ۲۳ سال کی مدت میں آہستہ آہستہ بقدر ضرورت جیسا کہ تنزیل سے معلوم ہوا ۲۔ لہٰذا قرآن میں حکمت بھی ہے عزت بھی' اس کا خادم دونوں جہان میں عزت پائے گا ۳۔ آسمان و زمین کی نشانیاں اگرچہ تمام لوگوں کے لئے ہیں لیکن چونکہ ان سے نفع صرف مومن اٹھاتے ہیں۔ اس لئے انہیں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۴۔ یقین و ایمان والے سوچتے ہیں کہ ہم کیا سے کیا ہو گئے اور کتنے چکر کھا کر اس حالت کو پہنچے ۵۔ دن رات کا آنا جانا ان کا گھٹنا بڑھنا' ان کا ٹھنڈا و گرم ہونا بتا رہا ہے کہ نہ قوموں کو ایک حالت میں قرار ہے نہ ہم کو لہٰذا آگے آنے والے سفر کی تیاریاں کرو' یہ جہان اس جہان کی دلیل ہے ۶۔ ظاہر آسمان سے ظاہری زمین پر ظاہری مینہ برسا کر خشک زمین کو سرسبز فرما دیا اور آسمان نبوت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان سے قرآن کا مینہ مردہ دلوں پر برسا کر انہیں ایمان و عرفان سے سرسبز کر دیا لہٰذا وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے ۷۔ کہ ہوائیں کبھی گرم چلتی ہیں کبھی سرد' کبھی پورب کی کبھی پچھم کی یا دل کی زمین پر کبھی عشق و محبت کی ہوا چلتی ہے۔ کبھی غفلت و معصیت کی' پھر ہواؤں کی تاثیریں مختلف ہیں' کسی ہوا کی تاثیر سے ایمان کی کھیتی جل جاتی ہے کسی سے لہلہا جاتی ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ سائنس' فلسفہ' علم ریاضی حاصل کرنا' عبادت ہے مگر اس کو اسلام کا خادم بنایا جاوے اور اس سے دلائل قدرت معلوم کئے جاویں ۹۔ یعنی اے محبوب ہم تو آپ پر قرآن پڑھتے ہیں' آپ ہمارے بندوں پر قرآن پڑھیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ جسے قرآن اور حضور سے ہدایت نہ ملے اسے پھر کسی سے ہدایت نہیں مل سکتی' کیونکہ نہ قرآن کے بعد کوئی آسمانی کتاب ہے نہ حضور کے بعد کوئی نبی' حضور ہدایت کا آخری وسیلہ ہیں یہ استفہام انکاری ہے۔ اس آیت میں حدیث سے مراد ان کفار کی اپنی باتیں ہیں نہ کہ حدیث رسول اللہ اور آیتوں سے مراد رب تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف حضور کی احادیث کریمہ سب کچھ شامل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آیات قرآنیہ احادیث نبویہ چھوڑ کر کون سی بکواس پر ایمان لائیں گے'

اٰیاتہا ۳۷ | ۴۵ سُوْرَۃُ الْجَاثِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۶۵ | رُکُوْعَاتُہَا ۴

سورۃ الجاثیہ مکی ہے اس میں چار رکوع ۳۷ آیات ۴۸۸ کلمے ... حروف ہیں سوا ایک آیت قل للذین امنوا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ﴿۲﴾

کتاب کا اتارنا ہے ۱؎ اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے ۲؎

اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۳﴾ وَفِیْ

بے شک آسمانوں اور زمین میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے ۳؎ اور تمہاری

خَلْقِکُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّۃٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾

پیدائش میں اور جو جو جانور وہ پھیلاتا ہے ان میں نشانیاں ہیں یقین والوں کیلئے ۴؎

وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ

اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں ۵؎ اور اس میں کہ اللہ نے آسمان سے روزی کا

مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا وَ

سبب مینہ اتارا ۶؎ تو اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا اور

تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾ تِلْکَ اٰیٰتُ

ہواؤں کی گردش میں ۷؎ نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے ۸؎ یہ اللہ کی آیتیں ہیں

اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ

کہ ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں ۹؎ پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کونسی

اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَیْلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ ﴿۷﴾

بات پر ایمان لائیں گے ۱۰؎ خرابی ہے ہر بڑے بہتان والے گنہگار کے لئے ۱۱؎

یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰہِ تُتْلٰی عَلَیْہِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَکْبِرًا

اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ہٹ پر جمتا ہے ۱۲؎

ایمان لانے کی چیزیں تو یہ ہیں۔ لہٰذا یہ آیت منکرین حدیث چکڑالویوں کی دلیل ہرگز نہیں بن سکتی کیونکہ اس کے معنی یہ نہیں کہ قرآن کے سواء کسی حدیث پر ایمان لاتے ہیں۔ ورنہ یہ اس کے خلاف ہو گی اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور اس کے یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ خیال رہے کہ اجماع و قیاس بھی آیات اللہ میں داخل ہے کہ ان کے ماننے کا حکم قرآن نے دیا' رب فرماتا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور فرماتا ہے وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی ۱۱۔ شان نزول) خرابی ہے ہر بڑے بہتان والے گنہگار کی بعض نے فرمایا کہ یہ آیت نضر ابن حارث کے متعلق نازل ہوئی جو لوگوں کو عجمی قصے کہانیاں سنا کر قرآن کریم سننے سے روکتا تھا' اگرچہ نزول تو اس کے لئے ہے مگر اس وعید میں ہر وہ شخص داخل ہے جو حیلے بہانے بنا کر ایمان و قرآن سے روکے ۱۲۔ کہ کفر اور ضد نہیں چھوڑتا' اس سے

(بقیہ صفحہ ۷۹۵) معلوم ہوا کہ تکبر و ہٹ دھرمی ایمان سے روکنے والی آڑ ہیں۔

۱۔ دنیا میں بھی مرتے وقت بھی، آخرت میں بھی، چنانچہ نضر ابن حارث باندھ کر قتل کیا گیا (روح) ۲۔ اس طرح کہ لوگوں سے کہتا ہے کہ محمد مصطفیٰ تم کو فرعون و ہامان کے قصے سناتے ہیں، میں تمہیں رستم و اسفندیار کی کہانیاں سناتا ہوں، میرا قرآن ان کے قرآن سے بہتر ہے، نعوذ باللہ ۳۔ کہ قبر میں عذاب بھی پائیں اور ذلیل بھی ہوں، کہ فرشتے انہیں جھڑکیں ملامتیں کریں۔ اس میں اشارۃً عذاب قبر کا ثبوت ہے، دوزخ کے عذاب کا آگے ذکر آ رہا ہے ۴۔ یعنی کفار کو پہلے قبر کا عذاب ہو گا آگے چل کر دوزخ کا ۵۔ یعنی کفار کو ان کا مال و اعمال و اولاد غرض کوئی کمائی کام نہ آوے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مومن کو ہر چیز کام آوے گی۔ کہ اولاد شفاعت کرے گی اور خیرات کیا ہوا مال فائدہ پہنچائے گا۔ ۶۔ وہ بت جن کی پوجا کرتے تھے یا سرداران کفر۔ مومن کو انشاء اللہ بزرگان دین کی شفاعت پہنچے گی، جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہے اس آیت کا مومنوں سے کوئی تعلق نہیں ۷۔ یعنی سارا قرآن خواہ اس کے قصے ہوں یا احکام سب کچھ تمام لوگوں کے لئے ایمان و عرفان کے رہبر ہیں ۸۔ یعنی کفار کو سخت سے سخت عذاب ہے جو تمہارے وہم و گمان سے وراء ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن گنہگار کو اگر عذاب ہوا تو عذاب الیم نہ ہو گا ۹۔ اس طرح کہ دریائی سفر سے تجارت کرو۔ غوطے لگا کر موتی عنبر نکالو۔ دیگر ممالک کے لوگ دریا کا سفر کر کے حج کریں، خدا کا شکر ادا کریں ۱۰۔ چاند تارے وغیرہ، آسمانی چیزیں، درخت جانور نہریں وغیرہ زمین کی چیزیں مخلوق ہماری ہیں۔ مگر کام تمہارا کرتی ہیں تو تم کو چاہیے کہ کام ہمارا کرو ۱۱۔ معلوم ہوا کہ دینی فکر رب کی اعلیٰ نعمت ہے، دنیاوی فکر جو رب سے غافل کرے عذاب ہے ایک ساعت کی فکر ہزار سال کے محض زبانی ذکر سے افضل ہے۔ خیال رہے کہ خالق میں فکر کفر ہے مخلوق میں فکر ایمان، جب دیگر مخلوقات کے احوال سوچنا عبادت ہے تو حضور کے اوصاف میں غور و تامل کرنا، قرآن کریم میں فکر و تدبر کرنا بدرجہ اولیٰ عبادت ہے جسے خدا یہ فکریں عطا فرمائے وہ دنیا کی فکروں سے آزاد ہو جاتا ہے۔

ع ۱۷

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۸﴾ وَاِذَا عَلِمَ

غرور کرتا گویا انہیں سنا ہی نہیں تو اسے خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی ۱ اور جب ہماری

مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْئَا ۨ اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

آیتوں میں سے کسی پر اطلاع پائے اس کی ہنسی بناتا ہے ۲ انکے لئے خواری کا

مُّهِيْنٌ ﴿۹﴾ ؕ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِىْ عَنْهُمْ مَّا

عذاب ۳ ان کے پیچھے جہنم ہے ۴ اور انہیں کچھ کام نہ دے گا ان کا

كَسَبُوْا شَيْئًا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ

کمایا ہوا ۵ اور نہ وہ جو اللہ کے سوا حمایتی ٹھہرا رکھے تھے ۶

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ؕ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ

اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ یہ راہ دکھانا ہے ۷ اور جنہوں نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ ع

اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا ان کے لئے دردناک عذاب میں سے سخت تر عذاب ہے ۸

اَللّٰهُ الَّذِىْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِىَ الْفُلْكُ فِيْهِ

۹ اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں دریا کر دیا کہ اس میں اس کے حکم سے کشتیاں

بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ ۚ

چلیں اور اس لئے کہ اس کا فضل تلاش کرو ۹ اور اس لئے کہ حق مانو

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا

اور تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ۱۰ اپنے

مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ

حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے ۱۱ ایمان والوں

لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ

سے فرماؤ درگزریں ان سے جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں

۱؎ یعنی مسلمانوں کو حکم دو کہ کفار و منافقین کی تکلیف پر درگزر کریں ان سے تعرض نہ کریں (شان نزول) غزوہ بنی مصطلق میں مریسیع کنوئیں پر غازیان اسلام اترے۔ عبداللہ ابن ابی منافق بھی ساتھ تھا' اس نے اپنے غلام کو کنوئیں پر پانی لانے بھیجا' وہ دیر سے پانی لایا تو اس نے دیر کی وجہ پوچھی وہ بولا کہ حضرت عمر کنوئیں پر موجود تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کی مشقیں بھروا رہے تھے' جب تک مشکیں نہ بھر گئیں تب تک انہوں نے دوسروں کو پانی نہ لینے دیا۔ اس پر اس منافق نے حضور کی اور صدیق اکبر کی شان اقدس میں بکواس بکی' عمر فاروق کو جب خبر ہوئی تو آپ نے ابن ابی منافق کو قتل کا ارادہ فرمایا' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (روح و خزائن)

اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ

رکھتے ۱؎ تاکہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کو اس کی کمائی کا بدلہ دے ۲؎ جو بھلا کام کرے

صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ

تو اس کے اپنے لئے ۳؎ اور برا کرے تو اپنے برے کو ۴؎ پھر اپنے رب کی طرف

تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ

پھیرے جاؤ گے ۵؎ اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ

حکومت اور نبوت عطا فرمائی ۶؎ اور ہم نے انہیں ستھری روزیاں دیں ۷؎ اور انہیں ان

عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا

کے زمانہ والوں پر فضیلت بخشی ۸؎ اور ہم نے انہیں اس کام کی روشن دلیلیں دیں ۹؎ تو

اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ

انہوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے کہ علم ان کے پاس آچکا آپس کے حسد سے ۱۰؎

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا

بے شک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کر دے گا جس بات میں

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِنَ

اختلاف کرتے ہیں ۱۱؎ پھر ہم نے اس کام کے عمدہ راستہ پر تمہیں کیا ۱۲؎

الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨﴾

تو اسی راہ پر چلو اور نادانوں کی خواہشوں کا ساتھ نہ دو ۱۳؎

إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۚ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ

بے شک وہ اللہ کے مقابل تمہیں کچھ کام نہ دیں گے ۱۴؎ اور بے شک

بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ﴿١٩﴾ هَٰذَا

ظالم ایک دوسرے کے دوست ہیں ۱۵؎ اور ڈر والوں کا دوست اللہ ۱۶؎

اس کے شان نزول کے متعلق اور بھی اقوال ہیں۔ خیال رہے کہ یہ آیت مدنیہ ہے ۲؎۔ یعنی تمہارا یہ صبر، تحمل کفار منافقین کے اچھے اعمال کا بدلہ بن جاوے اور آخرت میں انہیں نیکیوں کا کوئی عوض نہ ملے' یا رب چاہتا ہے کہ تم انہیں اس بکواس کی سزا نہ دو پوری سزا بروز قیامت ہم دیں گے ۳؎۔ یعنی اپنے عمل سے' اپنا ہی فرض ادا ہو گا' کوئی کسی دوسرے کی طرف سے فرض نماز نہیں پڑھ سکتا یا مطلب یہ ہے کہ اپنی نیکی کا ثواب اپنے کو ضرور ملے گا۔ اگرچہ دوسرے کو ثواب بخش دیا ہو' لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب کے خلاف نہیں ۴؎۔ علیٰ لزوم کے لئے ہے، کوئی شخص گناہ کر کے اس کا عذاب کسی کو نہیں بخش سکتا خود ہی سزا بھگتے گا' اگرچہ بہکانے والے اور گناہ کرانے والے کو بھی عذاب ہو گا' مگر بہکانے اور گناہ کرانے کا جو خود اس کا اپنا عمل ہے' لہٰذا آیت بالکل صاف ہے' اس پر کوئی اعتراض نہیں ۵؎۔ مومن خوشی سے جیسے مہمان عزیز میزبان کے گھر جاتا ہے کافر جبرا" جیسے مجرم حاکم کے روبرو پیش کیا جاتا ہے بذریعہ پولیس' بہتر ہے کہ خوشی خوشی جاؤ ۶؎۔ یہاں کتاب' حکم' نبوت سے جنس مراد ہے یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو توریت و زبور انجیل آسمانی کتابیں اور سلطنتیں بخشیں اور نبی بھیجے' خیال رہے کہ اسحاق علیہ السلام کے بعد سارے پیغمبر بنی اسرائیل میں آئے ۷؎۔ مقام تیہ میں من و سلویٰ اتارا اس کے علاوہ حلال رزق عطا فرمائے ۸؎۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے نبی کی اولاد ہونا فضیلت کا سبب ہے دوسرے یہ کہ کافر کے لئے خاندان نبوت سے ہونا بیکار ہے' دیکھو وہ بنی اسرائیل جو اولاد انبیاء ہیں اب مردود خائب و خاسر ہیں حضور کا انکار کر کے ۹؎۔ یعنی آپ کی بعثت آپ کی حقانیت کی روشن دلیلیں بنی اسرائیل کو بخشیں کہ ان کی کتب میں آپ کی صفات حمیدہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا ۱۰؎۔ اس طرح کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے وہ سب آپ کے منتظر تھے تشریف لانے پر بہت سے منکر ہو گئے ۱۱؎۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم جھگڑے کو مٹانے والا ہے مگر جب عالم میں حسد ہو تو جھگڑے بڑھا دیتا ہے۔ شیطان کا علم اسے لے ڈوبا حضرت آدم پر حسد کی وجہ سے ۱۲؎۔ رب کا قولی فیصلہ تو دنیا میں بھی ہو چکا ہے مگر عملی فیصلہ کہ جھوٹے کو دوزخ میں جھونکا جاوے سچے کو جنت پہنچایا جاوے۔ یہ آخرت میں ہی ہو گا اس لئے قیامت کو یوم فصل کہا جاتا ہے ۱۳؎۔ یعنی بنی اسرائیل کے بعد تمہیں دین روشن عطا فرمایا' شریعت کے معنی ہیں کھلا ہوا صاف راستہ جس پر چل کر بے تکلف منزل مقصود پر پہنچا جا سکے۔ اس راستہ پر ہم چل رہے ہیں۔ حضور چلا رہے ہیں اس لئے یہاں ارشاد ہوا کہ اس راستہ پر تمہیں ایسے مقرر کیا جیسے جہاز کے لئے کپتان ۱۴؎۔ کفار قریش اور تمام کفار کی کوئی دینی رائے نہ مانو اھواء سے مراد دینی رائے ہے لہٰذا اس آیت پر کوئی شبہ نہیں ہو سکتا' خیال رہے کہ ہر کافر د[illegible] سے جاہل ہے ۱۵؎۔ اس سے بظاہر خطاب حضور سے ہے در حقیقت

(بقیہ صفحہ ۷۹۷) ہم لوگوں سے۔ کفار کی کثرت دولت سے مسلمان مرعوب نہ ہو جاویں یہ سب بیکار ہے دیکھو قارون کو نہ اس کے مال نے بچایا۔ نہ دوستوں نے، سب وبال ہو گئے۔ ۱۶۔ صرف دنیا میں کیونکہ ہر ایک اپنی جنس کی طرف مائل ہے آخرت میں یہ دوستی ٹوٹ جاوے گی رب فرماتا ہے الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو اس سے معلوم ہوا کہ کافر مومن کا کبھی دوست نہیں ہو سکتا، مسلمانوں کے مقابلہ میں سب ایک ہو جاتے ہیں اس پر اعتبار نہ کرو ۱۷۔ دنیا میں بھی مرتے وقت بھی، آخرت میں بھی اور جب اللہ مومن کا دوست ہو گیا تو اس کے سارے مقبول بندے فرشتے نیک انسان اس کے دوست ہو گئے۔

بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت و رحمت ۱

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ

کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کردیں گے

كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۲ کہ ان کی ان کی زندگی اور موت برابر

وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

ہو جائے، کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں ۳ اور اللہ نے آسمانوں اور

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ

زمین کو حق کے ساتھ بنایا ۴ اور اس لئے کہ ہر جان اپنے کئے کا بدلہ

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ

پائے ۵ اور ان پر ظلم نہ ہوگا ۶ بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش

هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ

کو اپنا خدا ٹھہرا لیا ۷ اور اللہ نے باوصف علم کے گمراہ کیا ۸ اور اس کے کان

وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ

اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ۹ تو اللہ کے بعد اسے

مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا

کون راہ دکھلائے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے ۱۰ اور بولے ۱۱ وہ تو نہیں مگر

حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ

یہی ہماری دنیا کی زندگی مرتے ہیں اور جیتے ہیں، اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ

وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾

۱۲ اور انہیں اس کا علم نہیں وہ تو نرے گمان دوڑاتے ہیں ۱۳

ع ۱۸

۱۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے تینوں فائدے یعنی دنیا میں آنکھیں کھولنا، آخرت میں جنت کی راہ دکھانا اور دونوں جہان میں رحمت ہونا صرف مسلمانوں کے لئے ہیں ۲۔ یہاں برائیوں سے مراد کفر ہے جو تمام گناہوں کی جڑ ہے یا کفر و گناہ دونوں، معلوم ہوا کہ مومن و کافر یکساں نہیں ۳۔ (شان نزول) کفار مکہ کہتے تھے کہ اگر قیامت ہوئی تو ہم تم سے اچھے ہوں گے، جیسے یہاں ہیں ورنہ تمہارے برابر ضرور رہیں گے، کیونکہ ہم ایک قوم ہیں ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی (خزائن و روح و غیرہا) اس سے معلوم ہوا کہ مومن و کافر، زندگی اور موت میں مختلف ہیں جو مومن اپنی صورت، سیرت، زندگی کافروں کی طرح بنائے وہ بیوقوف ہے۔ مومن کو مشرک سے ممتاز ہونا چاہیے۔ خیال رہے کہ مومن کی زندگی رب کی اطاعت میں کافر کی زندگی نافرمانی میں گزرتی ہے۔ مومن کی موت بشارت و کرامت پر، کافر کی موت ندامت پر ہوتی ہے۔ مومن کا حشر انشاء اللہ حضور کے ساتھ ہو گا۔ کافر کا حشر شیاطین کے ساتھ ۴۔ کہ آسمان و زمین برابر نہیں بلکہ آسمان کے سارے حصے آپس میں برابر نہیں زمین کے سارے طبقے برابر نہیں۔ کعبۃ اللہ شریف کی زمین کچھ اور شان رکھتی ہے عام زمین کی اور حالت ہے۔ مسجد کی زمین عظمت والی، پاخانہ کی زمین گندی، جب زمین آپس میں برابر نہیں تو مومن و کافر کیسے برابر ہو سکتے ہیں، اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو نبی کو عام انسانوں کے برابر جانتے ہیں ۵۔ معلوم ہوا کہ اس عالم کا پیدا فرمانا اللہ تعالیٰ کے عدل کے لئے ہے رحمت کا ظہور قیامت میں ہو گا اگر قیامت نہ ہو تو عالم پیدا فرمانے کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا ۶۔ اس طرح کہ مجرم کی سزا میں زیادتی کر دی جائے یا مطیع کا ثواب بلاوجہ کم ہو جائے، ہاں مجرم کی معافی مطیع کو زیادہ عطا فرما دینا اس کا رحم و کرم ہے ایسے ہی بعض لوگوں کی ضبطیٔ اعمال ان کے اپنے قصور سے ہو گی نہ کہ رب کے ظلم سے، نعوذ باللہ۔ ۷۔ مشرکین کچھ روز تک ایک پتھر پوجتے رہتے تھے جب اس سے اچھا دوسرا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینک دیتے دوسرا پوجنے لگتے اس آیت میں ان کی اس حرکت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ در حقیقت اپنے نفس کی پوجا کرتے ہیں، اپنے نفس کے محکوم ہیں ۸۔ علم سے مراد یا تو رب کا علم ہے یعنی انہیں اللہ نے اپنے علم کی بنا پر گمراہ کیا وہ جانتا تھا کہ یہ اس ہی کے لائق ہیں یا ان لوگوں کا علم ہے یعنی یہ لوگ علم کے باوجود گمراہ ہو گئے، معلوم ہوا کہ بغیر رب کے فضل کے علم و ہنر بیکار ہے، ہدایت رب کے فضل سے ملتی ہے نہ کہ محض اپنے علم سے ۹۔ اس طرح کہ آدمی کی بد عقیدگیوں، بد عملیوں، عداوت رسول کی وجہ سے ان کے دل میں مہر لگا دی، آنکھ، کان ڈھک دیئے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ جو ادھر سے محروم ہے اسے یہاں کچھ نہیں مل سکتا ۱۱۔ وہ کفار جو خدا کے منکر ہیں یعنی دہریئے، آج بھی بعض [illegible] کہتے ہیں ۱۲۔ [illegible] سے معلوم ہوا کہ بعض کفار خدا کے منکر تھے۔ وہ جو قرآن مجید میں ہے کہ مشرکین بھی رب کو خالق و مالک

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ

اور جب ان پر ہماری روشن آیتیں پڑھی جائیں ۱ تو بس انکی حجت یہی ہوتی ہے کہ

قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ

کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو ۲ تم فرماؤ اللہ

يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ

تمہیں جلاتا ہے ۳ پھر تم کو مارے گا پھر تم سب کو اکٹھا کریگا ۴ قیامت کے دن جس میں کوئی

فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

شک نہیں لیکن بہت آدمی نہیں جانتے ۵ اور اللہ ہی کے لئے ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جس دن قیامت قائم ہوگی باطل والوں کی

يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ

اس دن ہار ہے ۶ اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے ۷ ہر گروہ اپنے

تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾

نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا ۸ آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ دیا جائے گا

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ

ہمارا یہ نوشتہ تم پر حق بولتا ہے ہم لکھتے رہے تھے ۹ جو

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تم نے کیا ۱۰ تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام

الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ

کئے ۱۱ ان کا رب انہیں اپنی رحمت میں لے گا ۱۲ یہی کھلی

الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ

کامیابی ہے ۱۳ اور جو کافر ہوئے ان سے فرمایا جائے گا کیا نہ تھا کہ میری

ع ۳ / ۵ / ۱۹

(بقیہ صفحہ ۷۹۸) جانتے ہیں۔ اس آیت میں دہریوں کے علاوہ دوسرے مشرکوں کا ذکر ہے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ ۱۳۔ یعنی دہریوں کی یہ بکواس تعلیم نبی کی بناء پر نہیں نہ ان کے پاس کوئی دلیل ہے' محض اپنے اٹکل پچو قیاس سے کہتے ہیں' خیال رہے کہ مصیبت کے وقت زمانہ کو برا کہنا سخت ممنوع ہے

۱۔ اس سے مراد قرآن کریم کی وہ آیتیں ہیں جن میں قیامت کے ثبوت کے قوی دلائل بیان ہوئے ہیں ۲۔ یعنی ابھی ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر دو۔ یہ مطالبہ بے جا تھا۔ ہر کام وقت پر ہوتا ہے ۳۔ اس طرح کہ بے جان نطفہ کو جاندار بناتا ہے پھر جب تک چاہے زندہ رکھتا ہے' جب چاہے موت دے دیتا ہے ۴۔ اولاً" جمع فرمائے گا' پھر صالح و بدکار کی چھانٹ فرما دے گا۔ کہ صالح علیحدہ کھڑے ہوں گے بدکار علیحدہ۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۵۔ اس لئے اس پر ایمان نہیں لاتے۔ معلوم ہوا کہ شرعی امور میں جہالت عذر نہیں بے علم کو بھی سزا ملے گی کہ تو بے علم کیوں رہا ۶۔ کفار ہارے ہوئے تو آج ہیں مگر قیامت میں ان کی ہار کا ظہور ہو گا ۷۔ خواہ مومن ہو یا کافر سب کی نشست یہ ہی ہو گی۔ بارگاہ الٰہی کے ادب کے طور پر سب پر قیامت کا ہول طاری ہو گا' اس دن حضور سجدہ فرما کر شفاعت کریں گے نری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حال ہمارے حضور کا نہ ہو گا کیونکہ حضور سب کی اس حالت کا معائنہ فرمانے والے ہوں گے ۸۔ سب کو حکم ہو گا کہ اپنا نامۂ اعمال پڑھو۔ معلوم ہوا کہ اس دن ان پڑھ کوئی نہ ہو گا۔ اور سب کی زبان عربی ہو گی۔ کیونکہ نامۂ اعمال عربی میں ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ رب کے مقبول بندوں کے کام رب کی طرف اور رب کے کام بندوں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں' دیکھو اعمال لکھنا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ ہم لکھ رہے تھے۔ حضرت جبریل نے بی بی مریم سے کہا میں تم کو ستھرا بیٹا بخشوں' حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے تھے' میں مردوں کو زندہ' کوڑھوں کو اچھا کرتا ہوں' وغیرہ' حالانکہ یہ کام رب کے ہیں لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور نے ہم کو ایمان دیا' عزت بخشی۔ حضور دوزخ سے بچاتے ہیں جنت دلواتے ہیں ۱۰۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کفار و مومن سب کے تمام نیک و بد کام لکھے جاتے ہیں' بعض کا قول ہے کہ کفار کے صرف گناہ لکھے جاتے ہیں کیونکہ انہیں نیکی پر کوئی ثواب نہیں ملتا۔ دوسرا فرشتہ اس تحریر کا گواہ ہوتا ہے' اس صورت میں عمل سے مراد کفار کے گناہ ہیں' یہ بھی خیال رہے کہ کفار کا کفر بھی لکھا جاتا ہے' کہ کفر دل کا عمل ہے' لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں' صوفیاء فرماتے ہیں کہ مومن کا عشق و محبت نہیں لکھا جاتا کہ عمل نہیں بلکہ دلی کیفیت ہے' تمام اعمال کا بدلہ جنت گا۔ عشق کا بدلہ محبوب حقیقی کا وصال ۱۱۔ حقیقتاً نیک کام کئے ہوں یا حکماً' جیسے مومن کی ناسمجھ اولاد جو ماں باپ کی نیکیوں کی وجہ سے بخشی جاوے گی' خیال رہے کہ نیک عمل بقدر طاقت کرنے ضروری ہیں' اس لئے ان کی تعداد یا مقدار بیان نہ فرمائی' یہ بھی خیال رہے کہ اعمال سے ایمان مقدم ہے' اس لئے ایمان کا ذکر پہلے فرمایا اعمال کا بعد میں' اللہ نصیب کرے۔ آمین ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص محض اپنی نیکیوں کی وجہ سے جنتی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ رحمت الٰہی اس کی دستگیری نہ کرے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے ساتھ تقویٰ بھی ضروری ہے' کوئی شخص نیک اعمال سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ لہٰذا ہر شخص کو اس کامیابی کی کوشش کرنی چاہیے' دنیا کی کامیابی ناپائیدار ہے۔

اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ﴿۳۱﴾

آیتیں تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے تھے ۱؎ اور تم مجرم لوگ تھے

وَ اِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَیْبَ فِیْهَا

اور جب کہا جاتا بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۲؎ اور قیامت میں شک نہیں

قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ

تم کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ۳؎ ہمیں تو یوں ہی کچھ گمان سا ہوتا

مَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا

ہے اور ہمیں یقین نہیں ۴؎ اور ان پر کھل گئیں ان کے کاموں کی برائیاں ۵؎

وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ قِیْلَ الْیَوْمَ نَنْسٰىكُمْ

اور انہیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے ۶؎ اور فرمایا جائیگا آج ہم تمہیں چھوڑ دیں

كَمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا وَ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ

گے ۷؎ جیسے تم اپنے اس دن کے ملنے کو بھولے ہوئے تھے ۸؎ اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہارا

نّٰصِرِیْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ

کوئی مددگار نہیں ۹؎ یہ اس لیے کہ تم نے اللہ کی آیتوں کا ٹھٹھا بنایا ۱۰؎ اور دنیا کی زندگی

غَرَّتْكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ۚ فَالْیَوْمَ لَا یُخْرَجُوْنَ مِنْهَا

نے تمہیں فریب دیا ۱۱؎ تو آج نہ وہ آگ سے نکالے جائیں

وَ لَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے ۱۲؎ تو اللہ ہی کے لیے سب خوبیاں ہیں آسمانوں

وَ رَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۶﴾ وَ لَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی

کا رب اور زمین کا رب اور سارے جہان کا رب اور اسی کے لیے بڑائی ہے ۱۳؎

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۪ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۳۷﴾ ع

آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

۱؎ اس آیت میں ان کفار کا ذکر ہے جن تک نبی کی تعلیم پہنچی اور انہوں نے قبول نہ کی لیکن وہ لوگ جو فترت کے زمانہ میں گزر گئے اگر موحد تھے تو نجات پائیں گے اگر مشرک تھے تو پکڑے جائیں گے مگر ان سے یہ سوال نہ ہو گا کیونکہ ان تک آیات الٰہیہ پہنچی ہی نہیں۔ کفار کے بچوں اور پاگلوں سے بھی یہ سوال نہیں ۲؎ کہ اس کے وعدوں میں نہ جھوٹ کا احتمال ہے نہ امکان کذب یہ الوہیت کے ایسے ہی خلاف ہے جیسے موت ۳؎ یعنی عقل سے جانتے ہیں نہ تمہاری مانتے ہیں' ان کا یہ قول نبی کا فرمان جھٹلانے کے لئے ہے نہ کہ اپنی بے عملی کے اقرار کے لئے ۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے متعلق گمان غالب رکھنا یا نبی کو چھوڑ کر اور دلائل سے ماننا ایمان کے لئے کافی نہیں' ایمان یہ ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور تمام ایمانی چیزوں کو اس لئے مانے کہ نبی نے ان کی خبر دی نبی کے مقابل نہ عقل کی مانے نہ کسی عاقل کی' ہماری عقل غلطی کر سکتی ہے مگر ان کا کلام غلط نہیں ہو سکتا ۵؎ اس طرح کہ ان کے بداعمال نہایت بری شکلوں میں ان کے سامنے نمودار ہو گئے جن سے وہ آج بھاگتے اور نفرت کرتے ہیں' جیساکہ حدیث شریف میں ہے یا برائیوں سے مراد گناہ و کفر کی سزائیں ہیں جو دنیا میں چھپی ہوئی تھیں' آج ظاہر ہو رہی ہیں' اللہ بچائے ۶؎ روح البیان نے فرمایا کہ حاق عذاب کے لئے استعمال ہوتا ہے رحمت کے گھیرے کو حوق یا حیق نہیں کہا جاتا ۷؎ اس طرح کہ ہمیشہ عذاب دوزخ میں رکھیں گے' معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ گنہگار مومن کو اگرچہ عارضی طور پر دوزخ میں داخل فرما دے مگر اسے وہاں چھوڑے گا نہیں' خیال رہے کہ خدا تعالیٰ بھول سے پاک ہے لہٰذا یہاں بھول کا نتیجہ یعنی چھوڑنا مراد ہے ۸؎ یہاں بھی بھولنے سے مراد نہ ماننا اور تیاری نہ کرنا ہے نہ وہ بھول چوک جس کی معافی کا اعلان ہو چکا ہے کیونکہ کافر دیدہ دانستہ قیامت کا انکار کرتا ہے ۹؎ معلوم ہوا کہ قیامت میں مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے' گنہگار مومنوں کو نیک کار جنتی دوزخ سے نکال لائیں گے جیساکہ حدیث شریف میں ہے ۱۰؎ آیتوں سے مراد نبی کے معجزات' کلام الٰہی کی آیات سب ہی ہیں معلوم ہوا کہ کسی دینی چیز کا مذاق اڑانا کفر ہے ۱۱؎ تم اس میں ایسے پھنسے کہ آخرت کو چھوڑ بیٹھے' خیال رہے کہ دل دنیا میں ہو تو کوئی مضائقہ نہیں' مگر دنیا دل میں ہو تو ہلاکت ہے' کشتی میں دریا آ جائے تو ڈوب جاتی ہے ۱۲؎ یعنی کفار کو نہ تو معافی دے کر دوزخ سے نکالا جاوے گا۔ اور نہ ان سے یہ کہا جاوے گا کہ اب نیکیاں کر کے اور کفر سے توبہ کر کے رب کو منا لو اسے راضی کر لو۔ آج دنیا میں رب انہیں منا رہا ہے۔ وہ نہیں مانتے' کل قیامت میں وہ کفار رب کو منانا چاہیں گے وہ نہ مانے گا۔ شعر:-

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں، اگر مان گیا

لہٰذا مومن کو چاہیے کہ دنیا میں اللہ رسول کو راضی کرے ۱۳؎ حقیقی بڑائی رب کی ہے پھر جسے وہ بڑا کر دے وہ بڑائی والا ہے' جیسے انبیاء' اولیاء و خاص مومنین۔

ع ۴ / ۱۱ / ۲۰

ا۔ سوا چند آیتوں کے جیسے قُلْ اَرَاَیْتُم اور فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اور وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ وغیرہ کے جو بعض کے نزدیک مدنیہ ہیں ۲۔ یعنی قرآن شریف' چونکہ قرآن شریف زبانی آیا اور آہستہ آہستہ آیا' اس لئے تنزیل فرمایا گیا' چونکہ اوپر سے آیا اس لئے اتارنا ارشاد ہوا ۳۔ اس میں اشارۃ" فرمایا گیا کہ قرآن کریم میں عزت بھی ہے حکمت بھی' کیونکہ اس کا اتارنے والا عزیز بھی ہے حکیم بھی۔ کتاب' کتاب والے کی آئینہ دار ہوتی ہے' قرآن کریم تمام آسمانی کتابوں میں زیادہ شاندار ہے' ایسے ہی قرآن والے محبوب سارے نبیوں میں شان والے ہیں' بڑی کتاب بڑے معلم پڑھایا کرتے ہیں ۴۔ جیسے کرہ آگ' ہوا اور بادل' بارشیں اور دیگر فضائی مخلوقات' غرضیکہ سارا

اٰیَاتُہَا ۳۵ | ۴۶ سُوْرَۃُ الْاَحْقَافِ مَکِّیَّۃٌ ۶۶ | رُکُوْعَاتُہَا ۴

یہ سورۃ مکی ہے اس میں ۴ رکوع ۳۵ آیات ۶۴۴ کلمے اور ۲۵۹۵ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾

یہ کتاب ۱ اتارنا ہے ۲ اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے ۳

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ۴ مگر حق کے ساتھ ۵

وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾

اور ایک مقرر میعاد پر ۶ اور کافر اس چیز سے کہ ڈرائے گئے منہ پھیرے ہیں ۷

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا

تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے

خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ

زمین کا کونسا ذرہ بنایا ۸ یا آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے

اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ

میرے پاس لاؤ اس سے پہلی کوئی کتاب ۹ یا کچھ بچا کھچا علم ۱۰ اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴﴾ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ

تم سچے ہو اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا

دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ

ایسوں کو پوجے ۱۱ جو قیامت تک اس کی نہ سنیں ۱۲ اور انہیں

عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ

ان کی پوجا کی خبر تک نہیں ۱۳ اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن

عالم اجسام اس میں داخل ہے' چونکہ ہم کو یہ ہی عالم محسوس ہوتا ہے اس لئے اس کا ذکر ہوا' ورنہ عالم انوار' عالم امر وغیرہ سب رب کے پیدا فرمائے ہوئے ہیں ۵۔ یہاں حق سے مراد حکمت اور نشانی قدرت ہے' یعنی ان میں ہماری حکمتیں اور قدرت کے نشانات موجود ہیں یہ حق ۔بمعنی ثابت نہیں کیونکہ سب کو فنا ہے' لہٰذا یہ آیت اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اللہ حق ہے باقی باطل ہے کہ وہاں حق ۔بمعنی واجب ثابت ہے ۶۔ میعاد مقرر سے مراد اس کی فنا کا وقت ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے' یا اس سے مراد روز قیامت ہے۔ جس دن سب فنا ہو جائیں گے ۷۔ معلوم ہوا کہ عذاب قبر یا قیامت یا کسی اور قطعی دینی چیز کا انکار کفر ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ معبود وہ جو خالق ہو' مشرکین عرب ان بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے مگر پھر بھی انہیں خدا کی مثل مان کر ان کی پوجا کرتے تھے اس لئے ان سے یہ سوال فرمانا درست ہوا ۹۔ یعنی قرآن شریف اور پچھلی تمام آسمانی کتابوں میں توحید کا ثبوت اور شرک کی تردید ہے۔ اگر تم سچے ہو تو کوئی ایسی آسمانی کتاب دکھاؤ' جس میں شرک کا ثبوت اور توحید کی تردید ہو ۱۰۔ گزشتہ انبیاء کرام کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ اے مشرکو شرک پر تمہارے پاس نہ تو عقلی دلیل ہے نہ نقلی۔ یعنی کتاب آسمانی کا فیصلہ یا انبیاء کرام کے ارشادات۔لہٰذا تم جھوٹے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے فرمان کتاب اللہ کی طرح واجب العمل ہیں۔ اگر صرف کتاب اللہ قابل اتباع ہوتی تو اس کے بعد دوسرے علم کا ان سے مطالبہ نہ ہوتا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ شرک اکبر الکبائر یعنی تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے ۱۲۔ یعنی مشرکوں سے بڑھ کر ناسمجھ کون ہے کہ یہ تو پتھروں' درختوں' چاند' سورج وغیرہ کو پوج رہے ہیں۔ مگر یہ چیزیں نہ ان کی پکار سنیں' نہ ان کی فریاد کو پہنچیں' یہاں سننے سے مراد ان کی فریاد سننا اور ان کی امداد کرنا ہے۔ اسی کی یہاں نفی ہے ورنہ یہ تمام چیزیں کفار کے کفر و شرک سے خبردار اور بیزار ہیں۔ قیامت میں ان کے شرک کی گواہی دیں گی ۱۳۔ اس آیت میں معبودوں سے مراد بت ہیں۔ کیونکہ جن انبیاء کی پوجا ہوتی ہے وہ حضرات تو ان کی پوجا سے خبردار بھی ہیں اور بیزار بھی۔ اللہ والوں کو واقعات عالم کی خبر رہتی ہے۔ اس لئے وہ انبیاء کرام اپنی امتوں کے خلاف قیامت میں گواہی دیں گے' اور حضور تمام نبیوں کے حق میں گواہ ہوں گے۔ گواہی بے خبر نہیں دیا کرتا خبردار ہی دیتا ہے۔

أَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝٦ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ

ہوں گے ۱ اور ان سے منکر ہو جائیں گے ۲ اور جب ان پر پڑھی جائیں

اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا

ہماری روشن آیتیں ۳ تو کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق کو کہتے ہیں یہ

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

کھلا جادو ہے ۴ کیا کہتے ہیں انہوں نے اسے جی سے بنایا ۵ تم فرماؤ اگر میں نے اسے جی سے

فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ

بنا لیا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے ۶ وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں

فِيْهِ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٨

تم مشغول ہو ۷ وہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ ۸ اور وہی بخشنے والا مہربان ہے ۹

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ

تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ۱۰ اور میں نہیں جانتا ۱۱ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا

وَلَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٩

اور تمہارے ساتھ کیا میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے ۱۲ اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَ

والا ۱۳ تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر وہ قرآن اللہ کے پاس سے ہو ۱۴ اور تم نے اسکا انکار کیا

شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ

اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا ۱۵ تو وہ ایمان لایا

وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ ع

اور تم نے تکبر کیا بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو ۱۶

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا

اور کافروں نے مسلمانوں کو کہا اگر اس میں کچھ بھلائی ہوتی تو یہ ہم سے آگے اس تک

۱۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں پتھروں، لکڑیوں میں احساس و شعور ہو گا جس سے وہ کفار کے خلاف گواہی دیں گے دوزخ میں انہیں عذاب دیں گے جیسے کہ مؤذن کے ایمان کی گواہی وہاں تک کے پتھر لکڑی گواہی دیں گے، جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے ۲۔ بت یہ نہ کہیں گے کہ یہ لوگ ہماری پوجا نہ کرتے تھے ورنہ پھر ان کے دشمن کیوں ہوتے بلکہ عرض کریں گے کہ ہم نے انہیں اپنی پوجا کا حکم نہ دیا تھا ۳۔ تبلیغ کے لئے، معلوم ہوا کہ کفار کو قرآن سنانا پڑھانا جائز ہے، اس نیت سے کہ شاید یہ ایمان لے آویں، قرآن مسلمانوں کو تو عمل کیلئے سنایا سکھایا جاوے، کفار کو ایمان کے لئے ۴۔ کہ دلوں پر اثر تو بہت کرتا ہے مگر اس کی حقیقت کچھ نہیں، معلوم ہوا کہ قرآن کی تاثیر کے کفار بھی قائل تھے ۵۔ یعنی حضور نے قرآنی آیات خود بنالی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ رب کا کلام ہے یہ ایسی بے ہودہ بکواس تھی جسے وہ خود بھی غلط مانتے تھے، کیونکہ قرآن کریم نے بارہا یہ اعلان فرما دیا تھا کہ اگر یہ انسانی کلام ہے تو تم سب مل کر ایک آیت ہی بنا لاؤ ۶۔ یعنی میں جانتا ہوں کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا عذاب الٰہی آنے کا سبب ہے یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ ایسا جاننے والا کبھی افتراء جیسے جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتا ۷۔ یعنی جب میں سچا ہوں اور تم مجھے جھوٹا کہتے ہو، تو تم سزا کے مستحق ہوئے تم اپنی فکر کرو۔ کیونکہ رب تمہیں بھی دیکھ رہا ہے۔ ۸۔ خیال رہے کہ حضور رب کی وحدانیت کے گواہ ہیں اور رب تعالیٰ حضور کی نبوت اور رسالت کا گواہ، اسی لئے رب نے حضور کے دست مبارک پر معجزات ظاہر فرمائے ۹۔ اس میں نہایت نرمی سے کفار کو ایمان کی طرف مائل فرمایا گیا ہے، یعنی تم نے عمر بھر شرک و کفر کیا۔ لیکن اگر اب بھی ایمان لے آؤ تو رب تمہارے سارے گناہ بخش دے گا، اس کی رحمت تمہارے گناہوں سے زیادہ ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بدعت وہ ہے جو بے اصل ہو نہ وہ کہ جو بے مثل ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں بدعت نہیں یعنی اگرچہ بے مثل ہوں مگر بے اصل نہیں۔ مجھ سے پہلے بہت نبی تشریف لا چکے ہیں ۱۱۔ خیال رہے کہ ہر علم کو درایت نہیں کہا جاتا۔ درایت وہ علم ہے جو اٹکل، قیاس، گمان وغیرہ سے حاصل ہو، اس لئے رب تعالیٰ کے علم کو درایت نہیں کہا جاتا، حضور کی وحی بھی درایت سے وراء ہے۔ ۱۲۔ اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ آئندہ کی جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ وحی سے معلوم ہیں نہ کہ درایت اور قیاس سے کیونکہ درایت کا علم ظنی ہوتا ہے یقینی نہیں ہوتا۔ عقل انسان غیب سے عاجز ہے، یہ مطلب نہیں کہ مجھے خبر ہی نہیں، کہ تم سے اور مجھ سے کیا معاملہ ہو گا۔ رب فرماتا ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ الخ۔ اور صحابہ کے لئے فرماتا ہے۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى حضور کو سارے انسانوں کے انجام کی خبر ہے، اس لئے حضور قیامت میں سب کے گواہ ہیں، رب فرماتا ہے۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۱۳۔ یعنی میں تمہارے کفر و ایمان کا ذمہ دار نہیں ہوں تا کہ تمہارے کفر کا قیامت کے دن مجھ سے سوال ہو، لہٰذا اس آیت میں حضور کی معذوری و مجبوری کا ذکر نہیں بلکہ حضور کے مستغنی ہونے کا ذکر ہے، کہ مخلوق کے کفر سے حضور کا کچھ نہیں بگڑتا ۱۴۔ خیال رہے کہ واجب کو واجب پر معلق کرنا تاکید کا فائدہ دیتا ہے جیسے موجود کو موجود پر معلق کرنا تنجیز کا ۱۵۔ گواہ سے مراد سیدنا عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ ہیں جو توریت کے بڑے عالم تھے، حضرت ہارون کی اولاد سے تھے، پہلے یہودی تھے بعد میں حضور کے صحابی ہوئے، آپ کا نام ابن حارث تھا حضور نے آپ کا نام عبداللہ رکھا، جب حضور مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ دیدار کے لئے حاضر ہوئے، چہرہ انور دیکھتے ہی لوٹ گئے شعر:۔ آنکھوں آنکھوں

(بقیہ صفحہ ۸۰۱) میں اشارے ہو گئے ☆ تم ہمارے ہم تمہارے ہو گئے۔ قرآن کریم نے ان کی ایسی عزت افزائی فرمائی کہ انہیں حضور کا' قرآن کا' حقانیت اسلام کا گواہ اعظم قرار دیا ۱۶۔ کوئی ظالم ظالم رہتے ہوئے ہدایت پر نہیں آ سکتا یا قیامت میں کافر کو جنت کی راہ نہ ملے گی' یا جس کے دل میں حضور کا حسد و عناد ہو اسے ایمان کی توفیق نہ ملے گی۔

سَبَقُوْنَآ اِلَیْهِ ؕ وَ اِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ

نہ پہنچ جاتے ۱ اور جب انہیں اس کی ہدایت نہ ہوئی تو اب کہیں گے کہ یہ پرانا بہتان

قَدِیْمٌ ﴿۱۱﴾ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ وَ هٰذَا

ہے ۲ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے پیشوا اور مہربانی اور یہ

كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ

کتاب ہے تصدیق فرماتی ۳ عربی زبان میں کہ ڈر سنائے ظالموں کو

وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

اور نیکوں کو بشارت ۴ بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے ۵ پھر

اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓىٕكَ

ثابت قدم رہے ۶ نہ ان پر خوف نہ ان کو غم ۷ وہ جنت

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال کا انعام ۸

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا

اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے ۹ اس کی ماں نے اسے پیٹ

وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى

میں رکھا تکلیف سے اور جنی اس کو تکلیف سے ۱۰ اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ

اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ

میں ہے ۱۱ یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا ۱۲ اور چالیس برس کا ہوا ۱۳ عرض کی اے میرے رب

اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ

میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ۱۴

وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚؕ

اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے ۱۵ اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح رکھ ۱۶

ا۔ (شان نزول) کفار مکہ فقراء مسلمین کو دیکھ کر کہتے تھے کہ اگر اسلام برحق ہوتا تو ہم سے پہلے ان غریبوں کو نہ ملتا بلکہ پہلے ہم کو نصیب ہوتا' کیونکہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے اس لئے اس نے ہم کو دنیاوی دولت دی ہے ان کی تردید میں یہ آیت آئی ۲۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جسے قرآن سے ہدایت ملتی ہے وہ قرآن کا باطن دیکھتا ہے' جسے ہدایت نہیں ملتی وہ قرآن کا محض ظاہر دیکھ کر اسے جادو وغیرہ کہتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں شعر: ظاہر قرآن چو شخص آدمی است۔ کہ نقوشش ظاہر و جانش خفی است
یہ ہی قرآن والے محبوب کا حال ہے کہ کوئی غلاف کو دیکھ کر انہیں محض بشر کہتا ہے کوئی اندرون غلاف پر نظر رکھ کر انہیں محبوب خدا مانتا ہے ۳۔ مصدق کے معنی ہیں سچا کہنے والی یا سچا کر دکھانے والی' قرآن کریم نے تمام آسمانی کتابوں کو ساری دنیا سے سچا کہلوایا۔ یا قرآن نے تشریف لا کر ان کتابوں کو سچا کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کی تشریف آوری کی خبر دی تھی' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد نہ کوئی آسمانی کتاب آوے گی نہ نبی کیونکہ قرآن صرف تصدیق فرما رہا ہے۔ کسی نبی کی بشارت نہیں دیتا ۴۔ خیال رہے کہ یہاں بشارت ڈرانے کے ساتھ ہے لہٰذا اس کے معنی ہیں اللہ کے ثواب کی بشارت نہ کہ آئندہ کسی نبی یا کتاب کی بشارت ۵۔ اللہ کو رب ماننے کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے سارے رسولوں' کتابوں وغیرہ کو مانے اگر کسی کو اپنا والد تسلیم کیا گیا تو اس کے سارے عزیزوں کو اپنا بزرگ یا عزیز مان لیا کہ والد کا باپ اپنا دادا ہے اس کا بھائی اپنا چاچا' اس کی بیوی اپنی ماں' تو جو کوئی رب کو ماننے کا دعویٰ کرے مگر اس کے رسول کا انکار کرے وہ دعویٰ میں جھوٹا ہے وہ رب کو مانتا ہی نہیں ۶۔ اس طرح کہ ایمان پر ہی ان کا خاتمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو نصیب کرے ۷۔ ان خوش نصیبوں کو مرتے وقت دنیا چھوٹنے کا غم نہیں اور قیامت میں عذاب کا خوف نہیں۔ اس تفسیر سے آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کی تفسیر سورہ یونس میں بھی گزر گئی ۸۔ بما کی ب سببیہ ہے یعنی نیک اعمال کے سبب جنت میں جائیں گے' ورنہ جنت در حقیقت رب کے فضل سے ملے گی عمل تو فضل حاصل کرنے کا ایک ذریعہ و سبب ہے ۹۔ بھلائی میں جان و مال ہر طرح کی خدمات داخل ہیں' ماں باپ اگرچہ کافر ہوں مگر ان کی خدمت اولاد پر لازم ہے کیونکہ رب نے والدین مطلق فرمایا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حق الخدمت ماں کا زیادہ ہے کیونکہ ماں نے بچہ کو خون پلا کر پالا اور باپ نے زر پلا کر' یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں اگر بچہ کی پرورش نہ بھی کر سکے جب بھی حق مادری اس کا ضرور ہے کیونکہ یہاں پیٹ میں رکھنے اور جننے کو وجہ بتایا گیا' نیز اگر ماں خاوند سے اجرت لے کر بچہ کو پالے جب بھی اس کا حق ہے' جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو فرعونی اجرت پر پرورش کیا ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حمل کی مدت انسان کے لئے کم از کم چھ ماہ ہے اور دودھ کی مدت دو سال' کل اڑھائی سال یعنی تیس مہینے' یہ ہی صاحبین کا قول ہے ان کی دلیل یہ ہی آیت ہے' امام اعظم کے نزدیک دودھ کی مدت ڈھائی سال ہے' دلائل کتب فقہ میں دیکھو ۱۲۔ (شان نزول) یہ ساری

إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں ۱ یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں
نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ
ہم قبول فرمائیں گے اور انکی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے ۲
فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾
جنت والوں میں ۳ سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا ۴
وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ
اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اف تم سے دل پک گیا ۵ کیا مجھے یہ وعدہ
وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ
دیتے ہو کہ پھر زندہ کیا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے سنگتیں گزر چکیں ۶ اور وہ دونوں
وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا
اللہ سے فریاد کرتے ہیں تیری خرابی ہو ایمان لا بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۷ تو کہتا ہے
أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ
یہ تو نہیں مگر اگلوں کی کہانیاں ۸ یہ وہ ہیں جن پر بات ثابت ہو چکی
فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ
ان گروہوں میں ۹ جو ان سے پہلے گزرے جن اور آدمی بے شک وہ
كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ
زیاں کار تھے ۱۰ اور ہر ایک کیلئے اپنے اپنے عمل کے درجے ہیں ۱۱ اور تاکہ اللہ انکے
أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ
کام انہیں پورے بھر دے اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے
كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا
جائیں گے ان سے فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے

(بقیہ صفحہ ۸۰۳) آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ آپ دو برس کچھ ماہ حضور سے عمر میں چھوٹے تھے اٹھارہ برس کی عمر میں حضور کے ہمراہ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے راہ میں ایک منزل پر قیام کیا' حضور صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ایک بیری کے درخت کے نیچے فروکش ہوئے' وہاں قریب ہی ایک راہب رہتا تھا۔ صدیق اکبر اس کے پاس گئے اس نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ کون ہے' آپ نے فرمایا محمد بن عبداللہ ہیں۔ راہب بولا یہ سچے نبی ہیں کیونکہ اس بیری کے سایہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آج تک کوئی نہ بیٹھا۔ یہ ہی نبی آخر الزمان ہیں۔ راہب کی بات صدیق اکبر کے دل میں اتر گئی اور آپ دل سے حضور پر ایمان لے آئے اور سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے' حضور کے ظہور نبوت کے وقت صدیق کی عمر شریف کچھ ماہ کم اڑتیس سال تھی' جب چالیس سال کو پہنچے تو آپ نے وہ دعا مانگی جو اس آیت میں مذکور ہے' (خزائن) صدیق اکبر ۶ ماہ شکم مادر میں رہے اور ۲ سال دودھ پیا۔ ۱۳۔ کہ انہیں صحابی بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق کے ماں باپ دونوں مسلمان اور صحابی ہیں' یہ آپ کی خصوصیت میں سے ہے ۱۴۔ آپ کی یہ دعا کامل طور پر قبول ہوئی۔ آپ نے وہ نیک اعمال کئے' جو امت رسول میں سے کسی کو میسر نہ ہوئے۔ آپ حضور کے غار کے ساتھی اور جامع قرآن اور آپ اسلام کے پہلے تاجدار مسلمانوں کے غمگسار ہیں' آپ کی غار والی نیکی تمام مسلمانوں کے سارے اعمال صالحہ سے افضل ہے تاقیامت کوئی مسلمان ایسی نیکی نہ کر سکے گا' اس غار کی خدمت پر حضرت عمر اپنے سب اعمال قربان کرنے کو تیار تھے' رضی اللہ عنہما ۱۵۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی ساری اولاد مسلمان اور صحابی تھے بلکہ بعض پوتے بھی صحابی ہیں' جیسے حضرت یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہوئے۔ ایسے ہی ابوبکر صدیق چار پشت کے صحابی ہوئے کہ ماں باپ صحابی' خود صحابی' ساری اولاد صحابی کچھ نواسے اور پوتے صحابی۔ عبداللہ ابن زبیر صدیق اکبر کے نواسہ اور صحابی ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر کے صاحب زادہ ہیں' ابوبکر صدیق کی پڑپوتی فردہ بنت قاسم ابن محمد ابن ابی بکر الصدیق امام جعفر صادق کے نکاح میں آئیں' جن سے تمام سادات کرام کی نسل چلی' لہٰذا تمام سید حضرات علی مرتضیٰ کے پوتے صدیق اکبر کے نواسے ہیں' یہ ہے اولاد کی اصلاح' اور یہ ہے آپ کی اس دعا کی قبولیت' دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر۔

۱۔ یعنی دل و زبان سے مومن ہوں اور ہمیشہ وہ کام کروں گا جن میں تیری رضا ہو۔ آپ نے یہ وعدہ پورا کر کے دکھا دیا ۲۔ جو قبل اسلام ان سے صادر ہوئی ہوں' خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کو اسلام سے پہلے بھی بت زنا' شراب وغیرہ گناہوں سے محفوظ رکھا۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق قطعی جنتی ہیں کہ رب کا ان سے وعدہ ہو چکا رضی اللہ عنہ' جو ان کے ایمان و تقویٰ مقبول بارگاہ ہونے میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے' دیکھو اصحاب کہف کے غار پر جو کتا سو رہا ہے اس پر اللہ کی رحمتیں ہیں اور وہ جنت میں جاوے گا تو جو مومن غار میں یار کو لے کر بیٹھے جس کا زانو قرآن والے کی رحل ہو' اس کے مراتب کا کیا پوچھنا ۴۔ اس طرح کہ دنیا ہی میں حضور نے ابوبکر صدیق کو جنت میں اپنے ساتھ رکھنے کا وعدہ فرمالیا بلکہ انہیں ہمیشہ کے لئے قبر میں اپنے ساتھ سلا لیا۔ ۵۔ اس آیت میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کافر اور ماں باپ کا نافرمان نالائق ہے اور اس کے ماں باپ مومن ۶۔ یعنی بہت سی قومیں مر چکیں ان میں سے کوئی زندہ ہو کر واپس نہ ہوئی ۷۔ وہ ضرور روز قیامت میں مردوں کو زندہ فرمائے گا' اس سے معلوم ہوا کہ

(بقیہ صفحہ ۸۰۴) ماں باپ پر فرض ہے کہ اولاد کو راہ راست پر لگائیں ورنہ ان کی بھی پکڑ ہوگی ۸۔ ان کی اصل کچھ بھی نہیں۔ غرضیکہ بادلیل ماں باپ کی بات رد کرتا رہا ۹۔ یعنی ایسے کافروں کا حشر پچھلے کافروں کے ساتھ ہو گا۔ معلوم ہوا کہ آخرت میں ہر شخص اپنے ہم جنس کے ساتھ اٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ اچھوں کے ساتھ حشر نصیب کرے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کافر اولاد اپنے مومن ماں باپ کے ساتھ قیامت میں نہ ہو گی۔ بلکہ کفار کے ساتھ ہو گی۔ کیونکہ یہاں فرمایا گیا کہ یہ اولاد پچھلے جن و انس کفار میں شامل ہو گی، قیامت میں ایمانی رشتہ معتبر ہو گا نہ کہ محض خونی رشتہ 'کنعان' حضرت نوح علیہ السلام کا نسبی بیٹا تھا مگر رہا کفار کے ساتھ، انہیں کے ساتھ ہلاک ہوا۔ انہیں کے ساتھ دوزخ میں گیا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں بروں کے ساتھ حشر ہونا بھی نقصان کا باعث ہے ۱۱۔ میدان قیامت میں ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق جگہ پر کھڑا ہو گا یا جنت دوزخ میں کہ جنتی کے جتنے اعمال اعلیٰ اتنا ہی درجہ اونچا اور دوزخی کے جتنے اعمال خراب اتنا ہی اس کا طبقہ نیچا ۱۲۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں تم نے نیکیاں کی تھیں ان کے عوض دنیا میں آرام سے رہ لئے اب یہاں کیا چاہتے ہو، جیسے مومن سے کہا جائے گا کہ جو دنیا میں تو نے گناہ کئے تھے ان کے عوض دنیا میں تکلیف اٹھا چکا تو وہاں سے پاک و صاف ہو کر آیا اس صورت میں طیبات سے مراد کفار کے نیک اعمال ہیں، جو بظاہر طیب ہیں، دوسرا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں سب اپنے نفس کے لئے خرچ کر چکے، ان میں سے آخرت کے لئے کچھ نہ جمع کیا۔ اس صورت میں طیبات سے مراد دنیاوی مال و متاع ہے، تیسرا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنی جسمانی طاقتیں دنیا جمع کرنے میں ہی صرف کیں آخرت کی فکر نہ کی اس صورت میں طیبات سے مراد جسمانی قوتیں ہیں۔

۱۔ اب تمہارا حصہ یہاں کچھ نہیں، مومن اپنی چیز محض دنیا کے لئے نہیں برتتا، ہر شے سے آخرت کا حصہ نکالتا ہے۔ لہٰذا وہ وہاں چین میں ہو گا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ مومن وقت، مال، اولاد ہر چیز میں زکوٰۃ نکالتا ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار کو اگرچہ عذاب ہو گا، مگر رسوائی اور ذلت سے اللہ اسے محفوظ رکھے گا ۳۔ حق تکبر اچھا ہے اور ناحق تکبر برا، کفار کے مقابلہ میں اپنے کو اور اپنے دین کو بڑا سمجھنا، کفر اور کفار کو حقیر جاننا حق تکبر ہے یہ عبادت ہے، ولی کے مقابلہ میں تکبر محرومی اور نبی کے مقابلہ میں تکبر کفر ہے غرضیکہ تکبر کی تین قسمیں ہیں ہر قسم کا علیحدہ حکم ہے ۴۔ جن بزرگوں نے ترک دنیا اختیار فرمائی ان کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔ حضرت عمر فاروق فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے اچھا کھا پہن سکتا ہوں لیکن میں اپنا عیش آخرت کے لئے رکھتا ہوں ۵۔ یعنی ہود علیہ السلام، جو قوم عاد سے ہی تھے، اپنی ہی قوم کے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے، دوسرے ملک سے نہ آئے تھے۔ نہ دوسری قوم سے تھے، یہ مطلب نہیں کہ قوم کو انہیں بھائی کہہ کر پکارنے کی اجازت تھی، لہٰذا آیت بالکل صاف ہے ۶۔ جو ملک یمن کے علاقہ میں حضر موت کے نزدیک ایک ریتلے میدان میں واقع ہے ۷۔ جیسے حضرت ادریس و نوح علیہ السلام جو حضرت ہود سے پہلے گزرے اور حضرت ابراہیم اور اسحاق و اسماعیل علیہما السلام، جو حضرت ہود کے بعد گزرے ان کا بھی ذکر کرو، معلوم ہوا کہ بزرگوں کا ذکر کرنا، ان کا ذکر سننا سنانا عبادت اور تبلیغ کا ذریعہ ہے، بزرگوں کے عرس منانے کا بھی یہ ہی مقصد ہے کہ اس ذریعہ سے ان کے تذکرے لوگوں کو سنائے جائیں ۸۔ علیکم فرمانے سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام خود اپنے متعلق قیامت کے خوف سے محفوظ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ، ہاں اللہ کی عظمت و

وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا

اور انہیں برت چکے ۱ تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا ۲

كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

سزا اس کی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے ۳ اور سزا اس کی کہ حکم عدولی

تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ

کرتے تھے ۴ اور یاد کرو عاد کے ہم قوم کو ۵ کہ جب اس نے اسکی سرزمین احقاف میں ڈرایا ۶

وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ اَلَّا

اور بے شک اس سے پہلے ڈر سنانے والے گزر چکے اور اس کے بعد آئے ۷ کہ

تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾

اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو بے شک مجھے تم پر ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے ۸

قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ

بولے کیا تم اس لئے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو تو ہم پر لاؤ جس کا ہمیں وعدہ

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَ

دیتے ہو ۹ اگر تم سچے ہو اس نے فرمایا اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے ۱۰

اُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

میں تو تمہیں اپنے رب کے پیام پہنچاتا ہوں ۱۱ ہاں میری دانست میں تم نرے جاہل لوگ

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ

ہو ۱۲ پھر جب انہوں نے عذاب کو دیکھا بادل کی طرح آسمان کے کنارے میں پھیلا ہوا انکی وادیوں

مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ

کی طرف آتا بولے یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا ۱۳ بلکہ یہ تو وہ ہے جس کی تم جلدی مچاتے تھے

اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى

ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ۱۴ ہر چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے اپنے رب کے حکم سے ۱۵ تو صبح رہ گئے کہ نظر

(بقیہ صفحہ ۸۰۵) جلال کا خوف پیغمبروں کو علیٰ وجہ الکمال حاصل ہے کہ یہ قوت ایمان کی دلیل ہے' لٰہذا نہ تو آیات میں تعارض ہے اور نہ کوئی اعتراض' یہاں بڑے دن سے مراد قیامت کا دن ہے جو کفار کے لئے بڑے عذاب کا دن ہے' اور مومنوں کے لئے بڑی رحمت کا دن ۹۔ یعنی قیامت کا عذاب آج ہی لاؤ یا جس عذاب کے دنیا میں آنے کا ذکر کرتے ہو وہ آج ہی لے آؤ ۱۰۔ لٰہذا میں تمہیں نہیں بتا سکتا کیونکہ یہ چیزیں اسرار الٰہیہ سے ہیں جن کا اظہار منع ہے' اس حصر سے لازم نہیں آتا کہ قیامت یا عذاب کے وقت کی خبر نبی کو نہ ہو جیسے رب فرماتا ہے وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ اللہ کافی وکیل ہے اس کے باوجود ہم بعض بندوں کو حاکم و وکیل مانتے ہیں ۱۱۔ یعنی

اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ اَفْـِٕدَةً ۖ٘ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَلَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَیْءٍ اِذْ كَانُوْا یَجْحَدُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ

نہ آتے تھے مگر ان کے سونے مکان ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں مجرموں کو ۱۱ اور بے شک ہم نے انہیں وہ مقدور دیئے تھے جو تم کو نہ دیئے ۱۲ اور ان کے لئے کان اور آنکھ اور دل بنائے ۱۳ تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ کام نہ آئے ۱۴ جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور انہیں گھیر لیا اس عذاب نے جس کی ہنسی بناتے تھے ۱۵ اور بیشک ہم نے ہلاک کردیں تمہارے آس پاس کی بستیاں ۱۶ اور طرح طرح کی نشانیاں لائے کہ وہ باز آئیں ۱۷ تو کیوں نہ مدد کی ان کی جن کو انہوں نے اللہ کے سوا قرب حاصل کرنے کو خدا ٹھہرا رکھا تھا ۱۸ بلکہ وہ ان سے گم گئے اور یہ ان کا بہتان و افترا ہے ۱۹ اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے ۲۰ کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو ۲۱ پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے پلٹے ۲۲ بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ۲۳ کہ موسیٰ کے بعد اتاری

ع ۳ | ۲

میری رسالت کا مقصد شرعی احکام تم تک پہنچانا ہے نہ کہ اسرار غیبی آشکارا کرنا۔ ۱۲۔ عذاب سے ڈرنے کی بجائے الٹا عذاب جلدی مانگتے ہو۔ معلوم ہوا کہ نبی کا مخالف نرا جاہل ہے اگرچہ بہت لکھا پڑھا ہو ۱۳۔ احقاف میں عرصہ سے بارش نہ ہوئی تھی' جب عذاب کالے بادل کی شکل میں نمودار ہوا تو یہ لوگ خوش ہوئے کہ اب خوب بارش ہو گی تو ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ ۱۴۔ یہ کلام ہود علیہ السلام کا ہے' یعنی بے وقوفو یہ بارش کا بادل نہیں بلکہ عذاب کا بادل ہے' اس پر خوشیاں نہ مناؤ بلکہ توبہ کرو' مجھ پر ایمان لاؤ' پھر آپ نے آنے والے عذاب کی تفصیل فرمائی' معلوم ہوا انبیاء کرام چیزوں کی حقیقتوں سے بھی خبردار ہیں اور آئندہ واقعات پر بھی مطلع ۱۵۔ آپ نے آنے والے عذاب اور نوعیت عذاب کا تفصیلی ذکر فرمایا تاکہ اب بھی یہ لوگ ایمان قبول کرلیں کیونکہ علامات عذاب دیکھ کر ایمان لانا معتبر ہے' مگر ان کے نصیب میں ایمان نہ تھا۔ وہ اب بھی مذاق ہی کرتے رہے۔

۱۔ چنانچہ اس آندھی نے ان سب کفار کو ہلاک کردیا' ان کے مال ہوا میں روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھرتے تھے ہود علیہ السلام نے مومنوں کے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا یہی ہوا اس کے اندر آ کر نہایت نرم اور خوشگوار ہو جاتی تھی (روح۔ خزائن)۔ یہ ہود علیہ السلام کا عظیم الشان معجزہ تھا' ہود علیہ السلام اس عذاب کے بعد ڈیڑھ سو سال زندہ رہے ۲۔ یعنی اے مکہ والو جتنا مال' قوت' عمر' قوم عاد کو دی گئی تمہیں نہ ملی' پھر تم کس چیز پر اکڑتے ہو' نبی کے مقابل زور کام نہیں آتا' وہاں زاری کام آتی ہے ۳۔ تاکہ ان قوتوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کریں' انہوں نے اللہ و رسول کے مقابلہ میں یہ طاقتیں صرف کیں ۴۔ عذاب دفع کرنے میں' یا یہ اعضاء انہیں فائدہ مند نہ ہوئے' کیونکہ ان لوگوں نے ان قوتوں کو معرفت الٰہی میں صرف نہ کیا تھا (روح) معلوم ہوا کہ مومن کے اعضاء اور مدنی قوتیں سب کام آئیں گی ان کی برکت سے عذاب دفع ہوں گے' رب کی رحمتیں ملیں گی ۵۔ لٰہذا اے مکہ والو۔ تم عذاب کا مذاق نہ اڑاؤ' اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو تمام قوموں سے پیچھے پیدا فرمایا کہ ہم اس سے عبرت پکڑیں' دوسرے لوگ ہم سے عبرت نہ لیں الحمد للہ! ۶۔ جیسے حجر والے اور قوم ثمود وغیرہ جن کی بستیاں عرب کے علاقوں میں تھیں' مکہ والوں کے سفروں کے راہ میں پڑتی تھیں' ان سے عبرت حاصل کرنی چاہیے ۷۔ آیات سے مراد یا گزشتہ قوموں کے قصے ہیں یا پیغمبروں کے معجزے' یا ان پر معمولی تکالیف یعنی ہم نے ان قوموں کو پہلے گزشتہ قوموں کے قصے سنائے' نبیوں کے معجزات دکھائے' دنیاوی تکالیف بھجیں تاکہ ایمان لاویں' مگر جب ان تمام چیزوں سے بھی نہ ڈرے تو عذاب بھیجا ۸۔ بت پرست کہا کرتے تھے کہ بت چھوٹے خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑا خدا' ان بتوں کی پوجا سے ہمیں قرب الٰہی نصیب ہو گا۔ اور اگر کسی وقت بڑا خدا ہم سے ناراض ہو گیا تو یہ بت ہمیں اس کے عذاب

بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ
گئی لہ اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی لہ حق اور

وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ
سیدھی راہ دکھاتی ٹہ اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو ٹہ

وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ
اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے ٹہ اور تمہیں دردناک عذاب سے

اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي
بچالے ٹہ اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر

الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ
جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں ٹہ وہ کھلی گمراہی

مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
میں ہیں۔ کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان

وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِ ۦَ
اور زمین بنائے اور انکے بنانے میں نہ تھکا قادر ہے کہ مُردے

الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ
جلائے ٹہ کیوں نہیں بے شک وہ سب کچھ کر سکتا ہے ٹہ اور جس دن

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا
کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے ان سے فرمایا جائے گا کیا یہ حق نہیں ٹہ کہیں گے

بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾
کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم فرمایا جائے گا تو عذاب چکھو بدلہ اپنے کفر کا لہ

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ
تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا لہ اور ان کے لئے جلدی

(بقیہ صفحہ ۸۰۶) سے بچالیں گے۔ ارشاد ہوا کہ اگر یہ سچے تھے تو ان کے بتوں نے انہیں عذاب سے کیوں نہ بچایا۔ اس آیت کو اولیاء اللہ انبیاء کرام سے کوئی تعلق نہیں' اسی لئے یہاں اللہ ارشاد ہوا' خدا کے سوا کسی کو الٰہ یا معبود ماننا شرک ہے اور خدا کے محبوب بندوں کو ولی یا وسیلۂ قرب الٰہی ماننا ایمان ہے' رب فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ مقبول بندے مصیبتوں کے وقت بحکم الٰہی یقیناً" امداد کرتے ہیں' قیامت میں پہلے شفاعت کرنے والے کی تلاش ہو گی۔ بعد میں دوسرا کام۔ ۹۔ خیال رہے کہ خدا کے دشمنوں کو اپنا شفیع یا مددگار یا قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھنا کفر ہے اللہ کے محبوبوں کو مددگار، شفیع' قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھنا عین ایمان۔ دیکھو کعبہ کی طرف سجدہ کرنا، آب زمزم کی تعظیم ایمان ہے' بت کی طرف سجدہ کرنا، گنگا کے پانی کی تعظیم کفر ہے رب فرماتا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ لہٰذا یہ آیت نبی' ولی پر چسپاں کرنا پوری جہالت ہے ۱۰۔ حضور سے پہلے جنات آسمان پر جاتے تھے' وہاں فرشتوں کا کلام سنتے تھے' حضور کے زمانہ میں ان کا وہاں جانا بند کیا گیا' ان پر شہاب مارے جانے لگے تب انہیں فکر ہوئی کہ دنیا میں کون آیا جس کی وجہ سے ہماری بادشاہت گئی' اس تلاش میں ان کی مختلف جماعتیں مختلف جانب نکلیں علاقہ نصیبین کی جماعت جن میں سات یا نو جن تھے ملک عرب کی طرف آئے' جن کے نام یہ ہیں۔ سلیط' شاصر' ماصر' حاصر' حمسا' مینا' علیم' ارقم' اداس' یہ لوگ سوق عکاظ پر پہنچے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے۔ یہ وقت فجر کا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ کے پاس باغ میں جسے بطن' نخلہ کہا جاتا تھا۔ صحابہ کو نماز فجر پڑھا رہے تھے' ان جنات کے کانوں میں جب حضور کی قرأۃ شریف کی آواز پہنچی' تو یہ سب ٹھہر کر خاموشی سے سننے لگے مگر یہ نماز فجر وہ تھی جو سرکار بطور الہام پڑھا کرتے تھے کیونکہ جنات کا یہ واقعہ معراج سے پہلے کا ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھتے وقت خاموش رہنا اور سننا چاہیے' یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صالحین قدرتی طور پر مسائل حقہ پر عامل ہوتے ہیں۔ دیکھو جنات نے خود بخود قرآن سننے پر خاموشی اختیار کی' حالانکہ یہ خاموشی حکم الٰہی ہے' جس کی انہیں خبر نہ تھی ۱۲۔ یعنی یہ لوگ قرآن کریم سن کر خود ایمان لے آئے اور حضور نے انہیں اپنی طرف سے اس جن قوم کا نقیب مقرر فرمایا حکم کے مطابق اپنی قوم کے پاس پہنچے اور اپنی قوم کو دعوت ایمانی دینے لگے ۱۳۔ یعنی قرآن شریف' معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی ہر آیت قرآن ہے کیونکہ ان جنات نے سارا قرآن نہ سنا تھا' چند آیات ہی سنی تھیں۔

۱۔ جس میں وعظ و نصیحت کے ساتھ شرعی احکام بھی ہیں جیسے توریت شریف میں تھے' انجیل و زبور میں صرف نصیحتانہ وعظ تھے' احکام شرعیہ کثرت سے نہ تھے' اس لئے انہوں نے انجیل و زبور کا ذکر نہ کیا ۲۔ توریت و انجیل و زبور کی' اس لئے یہاں صرف توریت کا ذکر نہ کیا۔ بلکہ عام لفظ بولا' معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں کسی نبی یا کسی آسمانی کتاب آنے کی بشارت نہیں کیونکہ یہ آخری کتاب ہے اور حضور آخری نبی' اس لئے مصدق کے ساتھ مبشر نہ فرمایا ۳۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی' یعنی شریعت اور طریقت کی جامع کتاب ہے۔ (روح) ۴۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ذات الٰہی کی طرف سارے عالم کو دعوت دیتے ہیں' پچھلے انبیاء داعی الی الصفات تھے ۵۔ اسلام سے پہلے کے گناہ حقوق العباد کے سوا' اس لئے کچھ گناہ ارشاد فرمایا ۶۔ اس سے پتہ لگا کر جنات کے لئے جنت نہیں' ان کی نیکیوں کی جزا عذاب سے نجات ہے' وھو قول ابی حنیفہ' کیونکہ ان جنات نے صالحین کی جزا صرف نجات بتائی۔ اور رب نے تردید نہ

(بقیہ صفحہ ۸۰۷) فرمائی' ایسی کوئی آیت نہیں جس میں جنات صالحین کا جنتی ہونا صراحۃً مذکور ہو' لیکن کفار و بدکار جنات دوزخ میں ضرور جائیں گے رب فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اور کیوں نہ ہو کہ جنت تو آدم علیہ السلام کی میراث ہے ان کی اولاد کو ہی ملنی چاہیے' دیدار الٰہی صرف مومن انسانوں کے لئے ہے نہ جنات کے لئے نہ فرشتوں کے لئے' خیال رہے کہ مومن متقی جنات کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ وہ مومن انسانوں کی طرح جنتی ہوں گے دوسرے یہ کہ جنت میں تو نہ جائیں گے ہاں وہاں کی ہوا وغیرہ پائیں گے اعراف پر رہ کر' تیسرے یہ کہ وہ جانوروں کی طرح فنا کر دیئے جائیں گے' تیسرا قول زیادہ قوی ہے' دیکھو ہمارا

لَهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً

نہ کرو گویا وہ جس دن دیکھیں گے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے دنیا میں نہ ٹھہرے تھے

مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾

مگر دن کی ایک گھڑی بھر یہ پہنچانا ہے۔ تو کون ہلاک کئے جائیں گے مگر بے حکم لوگ

اٰيَاتُهَا ۳۸ | ۴۷ سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ ۹۵ | رُكُوْعَاتُهَا ۴

یہ سورۃ مدنی ہے اس میں ۴ رکوع ۳۸ آیات ۵۵۸ کلمے اور ۲۴۷۵ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾

جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اللہ نے انکے عمل برباد کئے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر

مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ

اتارا گیا اور وہی انکے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے انکی برائیاں اتار دیں اور

بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ

انکی حالتیں سنوار دیں۔ یہ اس لئے کہ کافر باطل کے پیرو ہوئے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ

اور ایمان والوں نے حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے اللہ لوگوں

اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ

سے انکے احوال یوں ہی بیان فرماتا ہے تو جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو تو گردنیں

الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا

مارنا ہے یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو تو مضبوط باندھو پھر اس کے

فتاویٰ ۷۔ یعنی سرکش و کافر جن اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا ضرور پکڑا جاوے گا' معلوم ہوا کہ کفار جن کو دوزخ میں عذاب دیا جاوے گا اگرچہ جنات شرعی احکام کے مکلف نہیں مگر اعمال کی جزا میں فرق ہے ۸۔ یہاں دیکھنے سے مراد غور فکر کرنا ہے نہ کہ آنکھ سے دیکھنا۔ مطلب یہ ہے کہ کہ عادتاً ایجاد مشکل ہوتی ہے' ایجاد کے بعد دوبارہ بنانا آسان' جب کفار مکہ یہ مانتے ہیں کہ آسمان و زمین اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں تو یہ کیوں نہیں مانتے کہ وہ مردے بھی جلا سکتا ہے' یہ تو معمولی سی بات ہے ۹۔ شی سے مراد ممکنات ہیں نہ واجب نہ محال۔ ۱۰۔ اس طرح کہ دوزخ میں جاتے وقت پہلے انہیں کنارۂ جہنم پر کھڑا کر کے بذریعہ فرشتوں کے پوچھا جاوے گا کہ بولو دوزخ برحق ہے یا نہیں' یہ سوال انہیں ذلیل کرنے کو ہو گا جو دوزخ میں جانے سے پہلے ہو گا اس لئے بعرض فرمایا گیا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار کے عذاب کی بڑی وجہ ان کا کفر ہے' اس کے بعد ان کی بدعملیاں بھی' یا ہمیشہ دوزخ میں رہنے کی وجہ کفر ہے اسی لئے گنہگار مومن کو اگر دوزخ میں پہنچایا بھی جائے گا تو عارضی طور پر لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۲۔ اولو العزم پیغمبر پانچ ہیں' نوح' ابراہیم' موسیٰ' عیسیٰ علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہ حضرات جماعت انبیاء میں خصوصی شان والے ہیں' ویسے سارے ہی رسول صبر والے اور شان والے ہیں' جن کے صبر دنیا میں مشہور ہیں۔

۱۔ عذاب طلب فرمانے میں کیونکہ عذاب تو لامحالہ ان پر آئے گا ہی ۲۔ قیامت کے عذاب یا قبر کے عذاب یا نزع کے عذاب کو' پہلے معنی زیادہ قوی ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ جسمانی راحتیں روحانی عذاب کے مقابل ایک ساعت یا اس سے بھی کم ہیں تو عاقل کو چاہیے کہ جسمانی راحت آخرت کے مقابل اختیار نہ کرے ۴۔ یعنی وہ کافر بھی ہیں اور کافر گر بھی' ان کا عذاب دوسرے کافروں سے سخت تر ہے ۵۔ جیسے بھوکوں کو کھانا کھلانا' قیدی چھڑانا' غریبوں کی مدد' خانہ کعبہ کی خدمت وغیرہ جن پر کفار مکہ ناز کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں' جیسے وضو کے بغیر نماز ۶۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں چار جگہ حضور کا نام محمد لیا۔ باقی ہر جگہ آپ کو اوصاف سے یاد فرمایا ہے' ان چار میں سے ایک جگہ یہ ہے' چونکہ ایمان لاتے وقت مومن کو حضور کا نام لینا ضروری ہے' صرف وصف سے یاد کر لینا کافی نہیں' اسی لئے کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ کہنا لازم ہے' نیز شاید کوئی کہہ دیتا کہ قرآن حضور محمد مصطفیٰ پر نہیں آیا۔ کسی اور نبی پر آیا ہے' ان وجوہ سے رب نے نام لے کر فرمایا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ دوسری جگہ ارشاد ہوا محمد رسول اللہ۔ تیسری جگہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ چوتھی جگہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے تمام ان چیزوں کا ماننا ضروری ہے جو حضور رب کی طرف سے لائے' اگر ایک کا بھی انکار کیا کافر ہوا جیسے کہ ما کے عموم سے معلوم ہوا' خواہ بذریعہ قرآن ہم تک پہنچی ہو' یا

مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛۚ

بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو۲ یہاں تک کہ لڑائی اپنا بوجھ

ذٰلِكَ ؕۛ وَ لَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّیَبْلُوَا۠

رکھ دے۳ بات یہ ہے اور اللہ چاہتا تو آپ ہی ان سے بدلہ لیتا۴ مگر اس لئے کہ تم میں

بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ

ایک کو دوسرے سے جانچے۵ اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے۶ اللہ ہرگز

یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴ سَیَهْدِیْهِمْ وَ یُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۵ وَ

ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا۷ جلد انہیں راہ دے گا اور ان کا کام بنا دے گا۸ اور

یُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ

انہیں جنت میں لے جائے گا انہیں اس کی پہچان کرا دی ہے۹ اے ایمان والو اگر تم دین

تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷ وَ الَّذِیْنَ

خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا۹ اور تمہارے قدم جما دے گا۱۰ اور جنہوں

كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

نے کفر کیا تو ان پر تباہی پڑے اور اللہ ان کے اعمال برباد کرے۱۱ یہ اس لئے کہ انہیں

كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۹ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا

ناگوار ہوا جو اللہ نے اتارا۱۲ تو اللہ نے ان کا کیا دھرا اکارت کیا تو کیا انہوں نے

فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ

زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا۱۳

قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ۖ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ اَمْثَالُهَا ۝۱۰ ذٰلِكَ

اللہ نے ان پر تباہی ڈالی۱۴ اور ان کافروں کے لئے بھی ویسی کتنی ہی ہیں۱۵ یہ اس لئے

بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰى

کہ مسلمان کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ

(بقیہ صفحہ ۸۰۸) بذریعہ حدیث شریف' اسی لئے یہاں قرآن نہ فرمایا بلکہ مَا نُزِّلَ فرمایا' اگر کوئی تعداد نماز کا انکار کرے تو کافر ہے حالانکہ یہ قرآن میں نہیں ۸۔ خیال رہے کہ یہاں دوسرے ایمان کا عطف پہلے ایمان پر ایسا ہے جیسے تمام فرشتوں پر حضرت جبریئل کا عطف محض عظمت شان کی بنا پر ہے۔ کیونکہ حضور پر ایمان لانا ہی ایمان ہے' حضور کا انکار کر کے توحید وغیرہ سب باطل محض اور دوزخ کا راستہ ہے ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ ایمان سے زمانۂ کفر کے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں۔ مگر نیکیاں نہیں مٹتیں' وہ سب باقی رہتی ہیں۔ خیال رہے کہ سیئات گناہوں کو کہتے ہیں۔ حقوق العباد دوسری چیز ہیں۔ لٰہذا ایمان لانے سے زمانۂ کفر کے قرض وغیرہ معاف نہیں ہوں گے' نو مسلم کو کفر کے زمانہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے ہوں گے ۱۰۔ شیطان کے یا نفس امارہ کے یا برے سرداروں کے' لٰہذا ان کے سارے کام باطل ہوئے۔ ۱۱۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم' خیال رہے' کہ اجماع امت اور قیاس مجتہدین سنت سے ملحق ہے یا حق سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' کیونکہ حضور کا ہر قول و فعل شریف برحق ہے۔ حق حضور سے ایسا وابستہ ہے جیسے نور سورج سے' یا خوشبو پھول سے ۱۲۔ کفار سے کافروں کی مثالیں اور مومنوں سے مومنوں کی مثالیں۔ بیان فرماتا ہے۔ تاکہ لوگ کفار کی خصلتوں سے بچیں اور مومنین کے طریقے اختیار کریں ۱۳۔ یعنی جہاد میں جنگجو کفار کی رعایت نہ کرو' بلکہ اولاً تو انہیں خوب قتل کرو پھر جو بچیں رہیں کہ ہتھیار ڈال دیں انہیں قید کر لو' پھر تمہیں اختیار ہے کہ احسان کر کے چھوڑ دو۔ یا مالی فدیہ لے کر آزاد کر دو۔

۱۔ خیال رہے کہ احسان و فدیہ کا حکم اس آیت سے منسوخ ہے۔ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ اب کفار قیدیوں کو یا قتل کیا جاوے گا یا غلام بنایا جاوے گا' حضور نے فتح مکہ کے دن ابن خطل کو نہ فدیہ لے کر چھوڑا' نہ احسان فرما کر' بلکہ اسے قتل کرا دیا' ابوبکر صدیق سے بھی ایک قیدی نے احسان یا فدیہ کی درخواست کی' آپ نے منظور نہ فرمائی (روح) یہ ہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے ۲۔ کہ جنگ ختم ہو جاوے یا اس طرح کہ کفار اسلام قبول کریں' یا اطاعت' تو پھر نہ انہیں قتل کرو نہ قید ۳۔ کہ ان پر غیبی عذاب بھیج دیتا جیسے گزشتہ امتوں پر بھیجے' مگر اس صورت میں تم کو جہاد کا ثواب نہ ملتا' اس لئے رب نے تمہیں جہاد کا حکم دیا ۴۔ یعنی حکم جہاد اس لئے دیا گیا تاکہ کافروں کے ذریعہ مومنوں کی جانچ کی جاوے کہ کون کتنا بہادر ہے' مارنے والے غازی بنیں' مرنے والے شہید' معلوم ہوا کہ بہت سی عبادتیں کفار پر موقوف ہیں' کفر و کفار برے ہیں مگر ان کا پیدا فرمانا برا نہیں ۵۔ اسلامی جہاد میں اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے' معلوم ہوا کہ ملک گیری کے لئے جنگ جہاد نہیں' جہاد میں خالص خدمت دین کی نیت چاہیے۔ ۶۔ (شان نزول) یہ آیت جنگ احد میں نازل ہوئی' جب مسلمان بہت شہید و زخمی ہوئے' فرمایا گیا کہ ان شہداء کی شہادت رائیگاں نہ جاوے گی ۷۔ کہ اس شہادت کی برکت سے انہیں جانکنی کی تکلیف بالکل نہ ہوگی' حساب قبر نہ ہوگا۔ شہید اپنے اہل قرابت کی شفاعت کرے گا۔ اور بلند درجوں اور جنت کی طرف راہ دکھائے گا' شہید قتل ہوتے ہی رب کے سامنے حاضر ہوتا ہے کہ کچھ تمنا کر' اسی لئے اسے شہید کہتے ہیں' یعنی رب کے حضور حاضر ۸۔ شہید جنت میں ایسا جاوے گا جیسے ہمیشہ کا رہنے والا تھا۔ اپنے گھر بار بیوی' خادموں کو جانتا پہچانتا ہو گا یہ سَیَهْدِیْهِمْ کا

مع ۱۳

وقد یبتدا بقول ذالک ولکن حسن الفصل بما قبلہ ویوقف علی ذالک علم ۱۲

(بقیہ صفحہ ۸۰۹) بیان ہے ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں' جب کہ رب غنی ہو کر اپنے بندوں سے مدد مانگ رہا ہے تو بندہ استمداد سے کیسے بے پروا ہو سکتا ہے' اللہ کی مدد سے مراد اللہ کے رسول اور اس کے دین کی مدد ہے' رب کا مدد فرمانا مسلمانوں کو کامیابی دینا' انہیں درجات بخشنا ہے' معلوم ہوا کہ جہاد صرف دینی خدمت کے لئے چاہیے ۱۰۔ جہاد کفار میں اور مناظرہ میں اور ہر مراحل پر غرضیکہ جہاد میں دینی اور دنیاوی بے شمار منافع ہیں ۱۱۔ یہاں کفر کے دو نتیجے بیان ہوئے' دنیا میں خواری و رسوائی۔ آخرت میں نیک اعمال خیرات و صدقات وغیرہ کی بربادی' خیال رہے کہ کافر کو دنیا میں اگر ظاہری عزت مل جائے تو وہ عارضی ہے اور

لَهُمْ ﴿۱۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

نہیں ۱ بے شک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ۲

جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ۳ اور کافر برتتے

یَتَمَتَّعُوْنَ وَ یَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ مَثْوًى

ہیں ۴ اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھائیں ۵ اور آگ میں ان کا ٹھکانا

لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَ كَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ هِیَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْیَتِكَ

ہے ۶ اور کتنے ہی شہر کہ اس شہر سے قوت میں زیادہ تھے جس نے تمہیں

الَّتِیْۤ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ

تمہارے شہر سے باہر کیا ہم نے انہیں ہلاک فرمایا تو انکا کوئی مددگار نہیں ۷ تو کیا جو اپنے

عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ

رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو ۸ اس جیسا ہوگا جس کے برے عمل اسے بھلے دکھائے

اتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے ۹ احوال اس جنت کا جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے

فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ

اس میں ایسی پانی کی نہریں ہیں ۱۰ جو کبھی نہ بگڑے اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں

یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ۬ وَ اَنْهٰرٌ

جس کا مزہ نہ بدلا ۱۱ اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جس کے پینے میں لذت ہے ۱۲

مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ

اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا ۱۳ اور انکے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہیں ۱۴

وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَ سُقُوْا

اور اپنے رب کی مغفرت ۱۵ کیا ایسے چین والے انکی برابر ہو جائیں گے جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا

مسلمانوں پر تکلیف آ جائے تو وہ بھی اتفاقیہ ہے بفضلہ تعالیٰ ۱۲۔ کہ انہوں نے حضور کے نبی ہونے کو ناپسند کیا' شرعی پابندیاں برداشت نہ کر سکے' اس لئے انہیں برا جانا' نفس کو آزاد رکھنا چاہا' آزاد بکری کو بھیڑیا کھاتا ہے۔ ۱۳۔ کہ قوم ثمود عاد وغیرہ پر دنیا میں عذاب آئے' جن کی ویران بستیاں یمن کے علاقہ میں اب تک موجود ہیں' جنہیں یہ لوگ اپنے سفروں میں دن رات دیکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار کی تباہ شدہ بستیوں کو دیکھنے کے لئے وہاں سفر کر کے جانا جائز ہے تا کہ خوف خدا نصیب ہو' لہٰذا مقبولوں کی بستیوں میں سفر کر کے جانا وہاں ان کی محبوبیت کے نظارے کرنا بھی جائز ہے ۱۴۔ انہیں ان کی اولاد ان کے اموال سب کچھ برباد کئے ۱۵۔ یعنی ان موجودہ کفار کا بھی یہ ہی انجام ہو سکتا ہے' اگر یہ آپ پر ایمان نہ لائے۔

۱۔ یہاں مولیٰ بمعنی دوست یا مددگار ہے یعنی کفار کا دوست یا مددگار کوئی نہیں نہ اللہ تعالیٰ نہ ان کے جھوٹے مددگار نہ دوست و آشنا عذاب آنے پر سب بھاگ جاتے ہیں' مومن کے مددگار اللہ تعالیٰ بھی ہے' اور اس کے مقبول بندے بھی' رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۲۔ یا تو خود اچھے کام کرے یا اچھوں کے تابع ہو جیسے مسلمانوں کے ناسمجھ بچے ۳۔ جنت میں نہر ہے بحر یا دریا نہیں' چند وجہ سے ایک یہ کہ نہر قبضہ میں ہوتی ہے بحر قبضہ میں نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ نہر میں حسن ہوتا ہے بحر ٹیڑھی حسن سے خالی' تیسرے یہ کہ نہر صرف مفید ہوتی ہے مگر بحر سیلاب سے نقصان بھی پہنچا دیتی ہے' چوتھے یہ کہ نہر گھروں میں لائی جا سکتی ہے' بحر نہیں آتی' یہاں انہار جمع اس لئے فرمایا گیا کہ جنت میں چار نہریں ہوں گی' دودھ کی' شراب طہور کی' شہد خالص کی اور پانی کی جن کا حسن ہمارے خیال سے باہر ہے ۴۔ کفار دنیا کی نعمتیں کچھ روز برت کر چھوڑ جاتے ہیں مومن دنیاوی نعمتوں کو آخرت کا وسیلہ بنا کر ہمیشہ ان سے فائدہ اٹھاتا ہے کہ اس کے صدقے و خیرات قبر میں بھی اسے فائدہ پہنچاتے ہیں کھا پی کر جو رب کی عبادت کی وہ محشر میں بھی کام آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے ۵۔ معلوم ہوا کہ جو شخص حلال حرام میں فرق نہ کرے جو سامنے آ جائے کھا لے جانور کی طرح بلکہ جانور سے بھی بدتر ہے کہ وہ بے عقل ہیں یہ عقل والا ہے پھر بھی وہ سونگھ کر منہ ڈالتے ہیں اور یہ ویسے ہی' نیز جو صرف جسمانی راحت کے لئے کھائے وہ جانور ہی ہے' مومن رب کی عبادت کے لئے کھاتا ہے ۶۔ یعنی کفار کی روزی کا نتیجہ دوزخ کی آگ ہے جیسے جانور کو کھلا پلا کر ذبح کیا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے روزی کھا کر کفر کیا ۷۔ (شان نزول) یہ آیت کریمہ ہجرت کی حالت میں نازل ہوئی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے دن مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو مکہ معظمہ کو دیکھ کر فرمایا کہ تو مجھے بہت پیارا ہے اگر مجھے مشرکین نہ نکالتے تو میں تجھ سے کبھی نہ نکلتا' اس موقعہ پر یہ آیت آئی لہٰذا یہ آیت مکیہ ہے جو مدنیہ سورت میں مذکور ہے یا کہا جاوے کہ جو آیت راستہ میں

مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ

اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے کہ آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردے۱ اور ان میں سے بعض

حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

تمہارے ارشاد سنتے ہیں۲ یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے نکل کر جائیں علم والوں سے

مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

کہتے ہیں۳ ابھی انہوں نے کیا فرمایا۴ یہ ہیں وہ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کردی۵

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى

اور اپنی خواہشوں کے تابع ہوئے۶ اور جنہوں نے راہ پائی اللہ نے ان کی ہدایت اور زیادہ

وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ

فرمائی اور ان کی پرہیزگاری انہیں عطا فرمائی۷ تو کاہے کے انتظار میں ہیں۸ مگر قیامت

بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ

کے کہ ان پر اچانک آجائے کہ اس کی علامتیں تو آہی چکی ہیں۹ پھر جب وہ آجائے

ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ

گی تو کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا۱۰ تو جان لو۱۱ کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۱۲ اور اے

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ

محبوب اپنے خاصوں اور عام۱۳ مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۱۴ اور

مَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ

اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور رات کو تمہارا آرام لینا۱۵ اور مسلمان کہتے ہیں کوئی سورت کیوں نہ

فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ

اتاری گئی۱۶ پھر جب کوئی پختہ سورت اتاری گئی اور اس میں جہاد کا حکم فرمایا گیا

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ

تو تم دیکھو گے انہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے۱۷ کہ تمہاری طرف اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں

ع ۸/۶

(بقیہ صفحہ ۸۱۰) ہجرت کی حالت میں اتری وہ بھی مدنیہ ہے' خیال رہے کہ ہجرت سے پہلے حضور کو مکہ معظمہ سے بہت محبت تھی۔ پھر مدینہ منورہ سے زیادہ محبت ہو گئی نسیم الریاض میں ہے کہ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ افضل تھا' بعد ہجرت مدینہ منورہ افضل ہے یہ ہی مذہب مالکی ہے ۸۔ اس سے سارے مسلمان مراد ہیں' جن کے عقاید و اعمال کتاب و سنت اجماع و قیاس مجتہدین سے ثابت ہیں' مومن کو اپنے دین کی حقانیت پر کامل یقین ہوتا ہے' کافر کو اپنے دین پر یقین نہیں ہوتا' کفار بیماری میں مسلمانوں سے دم درود کراتے ہیں' مزارات اولیاء سے فیض لیتے ہیں' دیکھو بدایوں' کچھوچھہ مقدسہ اور اجمیر شریف جا کر جہاں بڑے بڑے کفار مزارات اولیاء پر حاضری دے کر فیض پاتے ہیں ۹۔ معلوم ہوا کہ کفار کے عقاید و اعمال نفسانی خواہشات سے گھڑے ہوئے ہیں' خواہ خود انہوں نے گھڑے ہوں یا ان کے پیشواؤں نے' ان کے پاس وحی کی دلیل نہیں' اس لئے کافر قبر میں اپنا دین بھول جاتا ہے' مومن کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ ۱۰۔ ہر گھر میں پانی کی ایک نہر ساری جنت میں بے شمار نہریں ہیں' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا کہ پانی کی چند نہریں نہ ہوں گی۔ ۱۱۔ بخلاف دنیا کے کہ یہاں کے پانی اور دودھ کچھ دیر رہنے سے بگڑ جاتے ہیں' مزا بدل جاتا ہے بو پیدا ہو جاتی ہے۔ وہاں کروڑوں برس سے یہ نہریں ہیں اور ابدالا باد تک رہیں گی' مگر نہ بگڑیں نہ بدلیں' جیسے سورج و چاند کہ لاکھوں برس سے کام کر رہے ہیں مگر کبھی مرمت کے لئے کارخانے نہ گئے نہ نور میں کچھ فرق آیا ۱۲۔ یعنی وہاں کی شراب صرف لذت کے لئے ہو گی نہ بدمزہ ہو نہ بدبودار' نہ نشہ دے' نہ سر میں درد پیدا کرے جیسے کہ دنیاوی شراب میں یہ ساری خرابیاں ہیں ۱۳۔ دنیا کی شہد کی طرح اس میں موم کی آمیزش نہ ہو گی نہ مکھی کے پیٹ سے نکلے' مصفّٰی کے معنی ہیں پیدائشی صاف' یہ معنی نہیں کہ پہلے مخلوط تھا پھر صاف کیا گیا ۱۴۔ یعنی جنت میں ہر قسم کے مزیدار پھل ہیں جو وہاں ہمیشہ ہوں گے' نہ موسم کی پابندی' نہ کھانے پر کوئی روک ٹوک' دنیا میں ایک جگہ سارے پھل نہیں ہوتے' ہر زمانہ میں نہیں ہوتے' پھر سب کو موافق نہیں ہوتے' من سے معلوم ہوا کہ جنت کے میوے باوجود بہت کثرت کے خزانہ قدرت میں سے بعض ہیں۔ لہٰذا من تبعیضیہ اور کل میں کوئی تعارض نہیں' من بھی درست ہے' کل بھی درست ۱۵۔ گزشتہ خطاؤں' گناہوں کی معافی اور آئندہ ہر چیز کھانے کی عام اجازت کوئی شرعی پابندی نہیں۔

۱۔ خیال رہے کہ دوزخ میں ہمیشگی اور کھولتا پانی پلانا کفار کے لئے ہو گا' مومن گنہگار ان چیزوں سے انشاء اللہ محفوظ ہو گا۔ یہ کھولتا پانی اور تکلیف دہ غذائیں اس کی سزا ہیں کہ کفار دنیا میں ہر حرام چیز جائز سمجھ کر کھا جاتے ہیں مومن اگر حرام چیز کھاتا پیتا بھی ہے' تو اسے حرام سمجھ کر اپنے کو مجرم جانتے ہوئے' اگر حلال جان کر کھائے تو کافر ہے ۲۔ یعنی بعض منافق تمہارے وعظ میں شرکت کرتے ہیں اور تمہارا کلام بظاہر غور سے سنتے ہیں' تا کہ لوگ انہیں مخلص مسلمان سمجھیں ۳۔ علماء صحابہ جیسے عبداللہ ابن عباس اور ابن مسعود وغیرہم رضوان اللہ علیہم پوچھتے ہوئے کہتے ہیں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ حضور کے کلام کو سمجھنا چاہتے ہیں' غرضیکہ ان کا آپ کی مجلس میں آنا' کلام سننا' یہ پوچھنا سب کچھ تقیہ ہے ۴۔ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہیں بلکہ مذاق یا اہانت کے لئے ہے' اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے کلام کا مذاق اڑانا کفر و نفاق ہے' یا یہ سوال تردید کے لئے ہے' یعنی انہوں نے ابھی کیا کہا کچھ بھی نہ کہا۔ معلوم ہوا کہ نبی کے کلام کی توہین کفر ہے ۵۔ یعنی ان کے کفر و نفاق کی وجہ سے اب ان کے دل کا حال یہ ہو گیا کہ حق قبول کرنے کے

بقیہ صفحہ ۹۶۷ پر

۱۔ یعنی حکم جہاد سن کر منافقوں کی آنکھیں ڈگمگاتی اور تیرتی ہیں جیسے موت کے وقت فرشتوں کو دیکھ کر مرنے والے کی آنکھیں تیرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ منافق کم ہمت اور مومن بہادر ہوتا ہے۔ ۲۔ یعنی ہر حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں خواہ عقل میں آئے یا نہ آئے۔ دل چاہے یا نہ چاہے' حضور کی بارگاہ میں عقل قربان کر دیتے ۳۔ یعنی جہاد کا قطعی فیصلہ ہو گیا اب منسوخ بھی نہ ہو گا خواہ منافق راضی ہوں یا ناراض ۴۔ ہر طرح کہ مار آئے تو غازی' مرجائے تو شہید لٹ جائے تو روزہ' لوٹ لائے تو عید ۵۔ اے منافقو اگر ہم تم کو سلطنت دے دیں تو تم رشوتیں لے کر ایک دوسرے پر ظلم کر کے آپس میں لڑ بھڑ کر زمین میں فساد پھیلا دو گے' کیونکہ تم دنیا کے حریص' دین میں سست ہو ۶۔ یہ تمام عیوب منافقوں کے ہیں جو جہاد سے جان چراتے تھے اور غنیمت تقسیم ہوتے وقت سب سے آگے ہوتے تھے ۷۔ یعنی جن کے دلوں میں نفاق کے قفل لگے ہیں وہ نہ تو قرآن کریم میں تدبر کر سکتے ہیں نہ قرآن کی ہدایت ان کے دل میں اترتی ہے قفل کھلے تو ہدایت داخل ہو۔ ۸۔ اس سے مراد یا کفار اہل کتاب ہیں جو پہلے حضور کو مانتے تھے اپنی کتب کے ذریعہ پھر حضور کی تشریف آوری کے بعد آپ کے منکر ہو گئے' یا وہ منافقین ہیں جو حضور کا وعظ سن کر بھی ہدات پر نہ آئے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس انسانوں کو دو طرح دھوکا دیتا ہے' ایک یہ کہ برے اعمال کو ان کی نگاہ میں اچھا کر کے دکھاتا ہے' دوسرے یہ کہ اسے سمجھاتا ہے کہ ابھی تیری عمر زیادہ ہے عیش کر' مرنے کے قریب توبہ کرلینا۔ مومن عاقل ہر سانس کو آخری سانس سمجھ کر نیک کام میں جلدی کرتا ہے۔ پہلا فریب دوسرے فریب سے سخت تر ہے ۱۰۔ قالوا کا فاعل یا منافقین ہیں یا اہل کتاب کفار جن کا ذکر ہو رہا ہے اور کرھوا کا فاعل کھلے کفار و مشرکین ہیں ایک کام سے مراد حضور کی مخالفت ہے یعنی منافق و اہل کتاب مشرکین سے کہتے ہیں کہ اگرچہ تمہارا دین اور ہے ہمارا دین کچھ اور' لیکن اسلام کے مٹانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں آؤ سب مل کر اسلام کو مٹالیں۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے مقابلہ میں تمام کفار ایک ہیں' انہوں نے غزوۂ خندق میں یہ کر کے دکھا بھی دیا مگر اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی' اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے ،وان قوتلتم لننصرنکم ۱۱۔ لہٰذا ان سب کو سزا دے گا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی معلوم ہوا کہ اگر مسلمان ایمان پر قائم رہیں تو تمام دنیا کے کفار ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے کافر کو مرتے وقت گرزوں سے مارتے ہیں' کافر پٹ کر مرتا ہے پھر بعد مرنے کے بھی پٹتا ہے۔

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّ

جس پر مردنی چھائی ہو۱ تو ان کے حق میں بہتر یہ تھا کہ فرمانبرداری کرتے اور

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ

اچھی بات کہتے ۲ پھر جب حکم ناطق ہو چکا ۳ تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو انکا

خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا

بھلا تھا ۴ تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں

فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ

فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو ۵ یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے

اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ

لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور انکی آنکھیں پھوڑ دیں ۶ تو کیا وہ قرآن کو

الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا

سوچتے نہیں یا بعض دلوں پر ان کے قفل لگے ہیں ۷ بیشک وہ جو اپنے پیچھے

عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطَانُ

پلٹ گئے بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی ۸ شیطان نے

سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا

انہیں فریب دیا اور انہیں دنیا میں مدتوں رہنے کی امید دلائی ۹ یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا

مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

ان لوگوں سے جنہیں اللہ کا اتارا ہوا ناگوار ہے ایک کام میں ہم تمہاری مانیں گے ۱۰ اور

إِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ

اللہ انکی چھپی ہوئی جانتا ہے ۱۱ تو کیسا ہوگا جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے انکے

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ

منہ اور انکی پیٹھیں مارتے ہوئے ۱۲ یہ اس لئے کہ وہ ایسی بات کے تابع ہوئے جس میں اللہ

وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ
کی ناراضی ہے۱ اور اس کی خوشی انہیں گوارا نہ ہوئی تو اس نے انکے اعمال اکارت کر دیئے۲

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ
کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے اس گھمنڈ میں ہیں کہ اللہ انکے چھپے بیر ظاہر نہ فرمائے گا

نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ
۳ اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں انکو دکھا دیں کہ تم ان کی صورت سے پہچان لو۴ اور ضرور تم

الْقَوْلِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ
انہیں۵ بات کے اسلوب میں پہچان لو گے۶ اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے اور ضرور ہم تمہیں

الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾
جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری خبریں

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا
آزمائیں۷ بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا۸ اور رسول کی

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ
مخالفت کی بعد اسکے کہ ہدایت ان پر ظاہر ہو چکی تھی۹ وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان۱۰

شَيْئًا ؕ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا
نہ پہنچائیں گے۱ اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کر دے گا اے ایمان والو۱۱ اللہ کا

اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
حکم مانو اور رسول کا حکم مانو۱۲ اور اپنے عمل باطل نہ کرو۱۳ بیشک جنہوں نے

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ
کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا۱۴ پھر کافر ہی مر گئے

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ
تو اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا۱۵ تو تم سستی نہ کرو اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ۱۶ اور تم ہی

۱۔ یعنی ان سب نے رب کو ناراض کرنے والے کام کئے حضور کی مخالفت اور اسلام مٹانے کی کوشش کی۔ ۲۔ یعنی چونکہ کفار نے رب کو راضی کرنے والے کام نہ کئے اس کی ناراضگی کے کام کئے لہٰذا ان کے صدقات و خیرات وغیرہ سب برباد ہو گئے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول جن لوگوں سے راضی نہ ہوں' ان کے کاموں سے بھی راضی نہیں ہوتے کام کی قبولیت کام والے کی قبولت کا نتیجہ ہے ۳۔ یعنی ابھی تو منافقین کا نفاق چھپا ہے مگر چھپا نہ رہے گا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور سے کوئی منافق چھپا نہ رہا حضور ہر منافق کو چہرے سے پہچان لیتے تھے (خزائن) ۴۔ اس طرح کہ قیامت کے دن کی طرح آج ہی ان کے منہ کالے' ہونٹ نیلے ہو جاویں اور ہر جگہ رسوا ہو جائیں' اس میں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ ان کے علانیہ رسوا کرنے کی نفی ہے یہ بھی حضور کی رحمت ہے' خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر منافق کو جانتے پہچانتے تھے' آپ کے بتانے سے صحابہ بھی جانتے تھے ۵۔ معلوم ہوا کہ حضور کو منافقوں کی پہچان تھی۔ لہٰذا آیت لا نعلمھم نحن نعلمھم یا تو منسوخ ہے یا اس میں تغلیظ ہے جیسے کہ بدمعاش کے متعلق کہا جائے کہ اسے تم نہیں جانتے۔ یہ بڑا بدمعاش ہے' اسے تو میں ہی جانتا ہوں' حضور کے صدقہ سے آج بھی بعض مومن کافر اور مومن کو پہچان لیتے ہیں ٦۔ یعنی اگرچہ منافق اپنا نفاق چھپانے کے لئے کتنی ہی خوشامد کی باتیں کرے مگر اے محبوب تم اس کے لب و لہجہ سے ہی پہچان لو گے کہ یہ اوپرے دل سے کہہ رہا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جہاں اور علوم بخشے وہاں یہ بھی علم دیا کہ حضور ہر مخلص و منافق کی صورت دیکھ کر' لب کی جنبش ملاحظہ فرما کر پہچان لیتے تھے (خزائن) روح البیان نے فرمایا کہ اولیاء اللہ سچے جھوٹے مرید کو جانتے ہیں ۷۔ یعنی تمہارا اپنے منہ سے کہنا کہ ہم مخلص مومن ہیں' خبریں ہیں' ان خبروں کی تصدیق یا تکذیب تمہارے عمل کریں گے' خیال رہے کہ رب کا بندوں کو جانچنا اپنے علم کے لئے نہیں بلکہ مخلوق پر ظاہر کرنے کے لئے ہے' معلوم ہوا کہ حضور کھرے کھوٹے کی کسوٹی ہیں ۸۔ یعنی خود بھی کافر رہے دوسروں کو بھی کافر رکھا' اسلام سے روکا۔ معلوم ہوا کہ کافر گر کا عذاب بہت سخت ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ نادانی سے کافر رہنے والے کی سزا نرم ہے دیدہ دانستہ کفر کرنے والے سے یا تو اہل کتاب کفار مراد ہیں' یا منافقین یا عام کفار عرب' کیونکہ ان سب پر حضور کی نبوت ظاہر ہو چکی تھی ہزارہا معجزات دیکھ چکے تھے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰۔ یعنی رسول اللہ کو نقصان نہ پہنچائیں گے جیسے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ یخادعون اللہ الخ یعنی رسول اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں ۱۱۔ اس ندا سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر عبادات اسلامیہ فرض نہیں' پہلے ایمان لاؤ پھر روزہ نماز کرو' دوسرے یہ کہ مومنوں کے خطاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا داخل ہونا ضروری نہیں' دیکھو اس خطاب میں حضور داخل نہیں ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کے ساتھ حدیث کے احکام ماننا بھی فرض ہیں' کیونکہ اطاعت رسول کا علیحدہ حکم دیا گیا دوسرے یہ کہ اللہ کی اطاعت صرف فرمان میں ہے رسول کی اطاعت فرمان میں بھی ہے ان کے افعال طیبہ میں بھی اس لئے دو جگہ اطاعت کا ذکر ہوا' بعض مسلمانوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں' ایسے ہی ایمان کی برکت سے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا' مسلمان جو چاہے کرے انکے متعلق یہ آیت آئی ۱۳۔ معلوم ہوا کہ نیک عمل شروع کرنے کے بعد نہ توڑے' نفل نماز جب شروع کر دی جاوے تو اس کا توڑنا حرام ہے' فقہا فرماتے ہیں کہ ہر نفل شروع کر دینے سے واجب ہو جاتا ہے' ان کی

(بقیہ صفحہ ۸۱۳) دلیل یہ آیت ہے اور حضور کا وہ عمل کہ اپنے نفلی عمرہ کا احرام باندھا مگر ادا نہ کر سکے اور حدیبیہ میں کفار سے صلح ہو گئی تو سال آئندہ قضا کی ۱۴۔ یا اس طرح کہ لوگوں کو ایمان سے روکا یا مومن کو نیک اعمال سے روکا۔ معلوم ہوا کہ نیکی سے روکنا بڑا جرم ہے موجودہ وہابیوں کو عبرت چاہیے جو ہمیشہ بھلائی سے لوگوں کو روکتے ہیں گناہ سے روکنے کی کوشش نہیں کرتے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے اگر کوئی شخص زندگی بھر کافر رہا۔ مرنے سے کچھ پہلے ایمان لے آیا وہ مغفور ہے اور اگر عمر بھر مومن رہا مرتے وقت کافر ہو گیا تو دوزخی ہے' اللہ محفوظ رکھے ۱۶۔ یعنی اے مسلمانو کفار کے مقابلہ میں سستی نہ دکھاؤ اور بلا ضرورت کفار سے صلح کی درخواست نہ کرو جس سے تمہاری کمزوری ظاہر ہو لہٰذا نہ تو آیت منسوخ ہے اور نہ وہ آیت وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ الخ۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کفار خود صلح کی پیشکش کریں اور صلح میں تمہاری مصلحت ہو یا تمہیں صلح کی ضرورت ہو تو ان سے صلح کر لو۔

الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا
غالب آؤ گے ۱ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے ۲ اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ
دے گا ۳ دنیا کی زندگی تو یہی کھیل کود ہے ۴ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو
اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿۳۶﴾ اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا
تو وہ تم کو تمہارے ثواب عطا فرمائے گا ۵ اور کچھ تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا اگر
فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ
انہیں تم سے طلب کرے اور زیادہ طلب کرے تم بخل کرو گے اور وہ بخل تمہارے دلوں کے میل ظاہر کردے گا
تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ
ہاں ہاں یہ جو تم ہو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو ۶ تو تم میں کوئی بخل کرتا
وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ
ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے ۸ اور اللہ بے نیاز ہے
وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ
اور تم سب محتاج ۹ اور اگر تم منہ پھیرو تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل لے گا
ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾
پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے ۱۰

آیاتها ۲۹ | ۴۸ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۱ | رکوعاتها ۴

یہ سورۃ مدنی ہے اس میں ۴ رکوع ۲۹ آیات ۵۶۸ کلمات ۲۵۵۹ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ
بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی ۱ تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے ۲

۱۔ اگر تم مومن ہو دوسری جگہ رب کا ارشاد ہے۔ وانتم الاعلون ان کنتم مومنین وہ آیت اس آیت کی تفسیر ہے۔ ۲۔ ہر وقت خصوصاً جہاد میں رب تمہارے ساتھ ہے تم اس پر توکل کرو اپنی کمی سے نہ ڈرو' اگر تم شہید ہوئے تو بھی جیتے اگر فتح پا گئے تو بھی جیتے ۳۔ دنیا کی زندگی وہ ہے جو غفلت میں گزرے یہ زندگی بہت جلد گزرنے والی ہے اس میں مشغولیت نقصان دہ ہے' جو زندگی اللہ کی یاد اور اس کی اطاعت میں گزرے وہ دینی زندگی ہے ۴۔ یعنی اگر تم مومن متقی ہو' تو تمہارا ہر عمل سونا' جاگنا' چلنا پھرنا' تمہارے لئے باعث ثواب ہو گا' سب عبادت میں شمار ہو گا ۵۔ سارے مال خیرات کرنے کا حکم نہ دے گا بلکہ بعض کا جیسے چالیسواں حصہ زکوٰۃ۔ عام مومنوں کو سارا مال خیرات کر دینا منع ہے لہٰذا بعض مال خوشی سے خیرات کیا کرو ۶۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ تم پر تمام مال کی خیرات فرض فرما دیتا تو تم میں سے اکثر لوگ نہ کر سکتے' جس سے تمہارے دلوں میں گندگی پیدا ہوتی اور تم بدنام بھی ہوتے' اس لئے رب نے کچھ حصہ خیرات کرنے کا حکم دیا ۷۔ اس جگہ جہاں خرچ کرنا فرض ہے جیسے زکوٰۃ اور جہاد کی بعض صورتوں میں ضرور خرچ کرو۔ اگر مال خرچ کرنا پڑے تو وہ خرچ کرو اور اگر جان خرچ کرنا پڑے تو وہ کرو۔ ۸۔ یعنی جو بخیل فرائض صدقات ادا نہیں کرتا' وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑتا' اپنی ہی بگاڑتا ہے کیونکہ بخل کا وبال اس پر ہی پڑے گا کہ دنیا میں بخل سے مال برباد یا بے برکت ہو گا آخرت میں یہ مال وبال بن جائے گا کہ بخیل کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اپنے مالک کو ڈسے گا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ۹۔ خیال رہے کہ سارے بندے شاہ و گدا اللہ کے محتاج ہیں مگر بعض بندے بعض بندوں کے محتاج اور بعض ان کے محتاج الیہ' جیسے فقیر مالدار کا حاجت مند ہے اور سارا جہان حضور کا محتاج لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حضور غنی ہیں بلکہ جس کو چاہیں غنی کر دیتے ہیں ۱۰۔ علماء فرماتے ہیں کہ تَتَوَلَّوْا سے کفار مکہ اور قَوْمًا غَيْرَكُمْ سے انصار مدینہ مراد ہیں دیکھ لو کہ سرداران قریش نے اسلام کی خدمت نہ کی' تو رب نے دین کی خدمت کے لئے مدینہ منورہ کے انصار کو کھڑا کر دیا' دین ہمارا محتاج نہیں۔ ہم دین کے محتاج ہیں' دین ہم سے پہلے بھی تھا اور ہمارے بعد بھی رہے گا اگر رب ہمیں خدمت دین کی توفیق دے دے تو اس کی بندہ نوازی ہے ۱۱۔ پوری سورہ فتح کراع غمیم میں نازل ہوئی' جو مکہ معظمہ سے دو منزل پر واقع ہے' عسفان کے پاس اس کے نزول صلح حدیبیہ کے بعد حدیبیہ سے واپس ہوتے وقت ہوا۔ حدیبیہ ایک کنوئیں کا نام ہے' اس سورت کے نزول پر

مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ

تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے ۱ اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے ۲ اور تمہیں

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۲ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝۳

سیدھی راہ دکھادے ۳ اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے ۴

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ

وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اتارا ۵

لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

تاکہ انہیں یقین پر یقین بڑھے ۶ اور اللہ ہی کی ملک ہیں تمام لشکر آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۴ لِّيُدْخِلَ

اور زمین کے ۷ اور اللہ علم و حکمت والا ہے ۸ تاکہ ایمان والے

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے ۹ جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ وَكَانَ

نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور انکی برائیاں ان سے اتار دے ۱۰ اور یہ

ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے ۱۱ اور عذاب دے منافق مردوں

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ

اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو ۱۲ جو اللہ پر گمان رکھتے

بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ

ہیں ۱۳ انہیں پر ہے بری گردش ۱۴ اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا

عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝۶

اور انہیں لعنت کی اور انکے لئے جہنم تیار فرمایا اور وہ کیا ہی برا انجام ہے

(بقیہ صفحہ ۸۱۴) صحابہ نے حضور کو مبارکبادیاں پیش کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ ہم جماعت صحابہ کے ساتھ مکہ معظمہ گئے، وہاں عمراہ ادا کیا، سرمنڈائے، صحابہ کرام کو اس خواب کی خبر دی جس سے وہ سب حضرات بہت خوش ہوئے اور حضور چودہ سو صحابہ کے ساتھ یکم ذیقعد ۶ھ کو روانہ ہوئے، راہ میں بہت سے معجزات صحابہ نے دیکھے، مقام عسفان پہنچ کر معلوم ہوا کہ کفار مکہ جنگ کے لئے تیار ہیں۔ حضور نے عسفان سے تین میل کے فاصلہ پر نزول اجلال فرمایا۔ ادھر کفار کی طرف سے کئی آدمی تحقیق حال کے لئے مسلمانوں کے پاس آئے، سب نے جاکر کفار سے یہ ہی کہا کہ حضور جنگ کرنے نہیں آئے، عمرہ کرنے آئے ہیں، اور حضور نے اپنی طرف سے حضرت عثمان غنی کو مکہ معظمہ بھیجا۔ جس کا واقعہ آخری سوٗت میں آدے گا۔ آخر کار بہت ردو قدح کے بعد حسب ذیل شرطوں پر صلح ہوئی (۱) اس سال حضور واپس جائیں، سال آئندہ عمرہ کے لئے تشریف لاویں اور تین دن مکہ معظمہ میں قیام فرماکر لوٹ جاویں، کھلے ہتھیار نہ لاویں (۲) جو کافر مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جاوے اسے ہمارے حوالے کر دیا جاوے، لیکن جو مسلمان مرتد ہو کر ہم میں آجاوے ہم اسے واپس نہ کریں گے اور اگر ہمارے حلیف آپس میں لڑیں تو کوئی اپنے حلیف کی مدد نہ کرے۔ حضور نے یہ شرائط منظور فرمائیں، اس صلح کا نتیجہ بہت اچھا ہوا، اور یہ صلح ہی فتح مکہ کا سبب بنی، اس صلح کو رب نے فتح فرمایا ۱۲۔ یعنی فتح مکہ کے سبب سارے مکہ والے اسلام قبول کر کے تمہارے امتی بن جاویں اور اسلام کی برکت سے تمہارے توسل سے انکے گناہ معاف ہوں، لہٰذا صلح ان کے اسلام کا ذریعہ ہے اور اسلام مغفرت کا ذریعہ۔

۱۔ سورہ محمد میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہاں حضور کے گناہ سے امت کے وہ گناہ مراد ہیں، جن کی شفاعت حضور کے ذمہ ہے، جیسے وکیل مقدمہ کہتا ہے کہ یہ میرا مقدمہ ہے یعنی جس کی پیروی میں کر رہا ہوں، اسی لئے یہاں لک فرمایا یعنی تمہارے طفیل تمہارے وسیلہ سے ۲۔ اس طرح کہ اس فتح کی برکت سے تمہارا دین تمام دنیا میں پھیلا دے اور تمہیں نبوت کے ساتھ سلطنت و بادشاہت بھی عطا فرما دے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ اس طرح کہ تمہیں اپنی طرف سے رعایا پروری، ملک رانی بادشاہت کے طریقے سکھا دے۔ ملکی انتظام بہت مشکل چیز ہے رب تعالیٰ نے جن پیغمبروں کو سلطنت بخشی انہیں اس کی تعلیم اپنی طرف سے دی ۴۔ چنانچہ رب نے فتح مکہ اور غزوہ حنین میں ایسی مدد فرمائی کہ سبحان اللہ، حضور نے کفار کے فقط ملک نہ جیتے بلکہ ان کے دل بھی جیت لئے کہ سارے کفار مکہ اور سارے قبیلہ ہوازن والے کفار ایمان لائے ۵۔ کہ اس صلح کے سبب مکہ والوں کے جوش کچھ ٹھنڈے ہوئے ۶۔ یہاں پہلے ایمان سے مراد دلی اطمینان ہے اور دوسرے اطمینان سے مراد یقین قلبی ۷۔ یعنی آسمانی فرشتے، زمین کے جانور، ہوا، پانی وغیرہ سب اللہ کے لشکر ہیں۔ جس سے چاہے اپنے حبیب کی مدد کرے، چنانچہ بدر میں فرشتوں اور غزوۂ خندق میں ہوا کے ذریعہ حضور کی مدد کی ۸۔ اس لئے رب نے پہلے اپنے حبیب کو خواب دکھائی پھر فتح دی، اس ترتیب میں اس کی ہزارہا حکمتیں ہیں ۹۔ تاکہ مسلمان اس فتح پر خدا کا شکر اور شکر کی برکت سے جنت میں جاویں فتح مکہ شکر کا سبب اور شکر جنت میں جانے کا ذریعہ۔ ۱۰۔ یعنی صلح حدیبیہ، بیعت رضوان، پھر فتح مکہ یہ تمام مسلمانوں کے لئے معافی کا ذریعہ بن جائیں ۱۱۔ جو دنیا میں مفید آخرت میں نافع ہے۔ دیکھ لو ان صحابہ کرام کا دنیا میں غلغلہ ہے اور آخرت انتہائی عزت و احترام ۱۲۔ یعنی یہ صلح حدیبیہ یا فتح مکہ مدینہ منورہ کے منافقین اور مکہ معظمہ کے سرکش ہٹ دھرم

(بقیہ صفحہ ۸۱۵) مشرکین کے لئے دنیا و آخرت کے عذاب کا ذریعہ ہے' خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کوئی منافق وہاں موجود نہ تھا یہ لوگ جنگ کے ڈر سے مدینہ منورہ سے ہی نہ آئے تھے' ۱۳ؔ۔ حدیبیہ کے سال جب مسلمانوں مدینہ منورہ سے بغرض عمرہ چلے تو منافقوں نے سوچا کہ یہ بغیر ہتھیار جا رہے ہیں۔ جنگ ضرور ہو گی یہ سب شہید ہو جائیں گے' اس لئے وہ لوگ بہانہ بنا کر مدینہ پاک رہ گئے۔ بیعت الرضوان میں صرف خالص مسلمان شریک ہوئے' اس آیت میں اس کا ذکر ہے ۱۴ؔ۔ اور ایسا ہی ہوا کہ منافق بیعت الرضوان سے محروم رہے۔ مسلمان پر ان کا نفاق اور بھی کھل گیا' آخرت میں سخت عذاب کے مستحق ہوئے۔

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اور اللہ تعالیٰ عزت و حکمت

حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۸

والا ہے[1] بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر[2] اور خوشی اور ڈر سناتا[3] تاکہ

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ

اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ[4] اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو[5]

وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ

اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو[6] وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں

اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ

وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے[7] تو جس نے

نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا

عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا[8] اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے

عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۰ سَيَقُوْلُ

اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا[9] اب تم سے

لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا

کہیں گے جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے[10] کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے جانے سے

وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ

مشغول رکھا[11] اب حضور ہماری مغفرت چاہیں[12] اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

ان کے دلوں میں نہیں[13] تم فرماؤ تو اللہ کے سامنے کسے تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ

اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ

تمہارا برا چاہے یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے[14] بلکہ اللہ کو تمہارے

۱ؔ۔ عبداللہ بن ابی منافق نے کہا تھا کہ اگر حضور مکہ معظمہ فتح کر بھی لیں تو فارس و روم پر کیسے غالب آئیں گے' انکی تو زبردست طاقت ہے' رب نے اس آیت میں جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ غیبی لشکروں کا مالک ہے ۲ؔ۔ شاہد کے معنی ہیں محبوب حاضر اور مشاہدہ کرنے والا گواہ' گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقعہ واردات پر حاضر تھا' محبوب کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ عاشق کے دل میں حاضر رہتا ہے' حضور ان تینوں معنی سے شاہد کامل ہیں حضور کی محبوبیت انسانوں اور زمانوں سے محدود نہیں' خدا کے محبوب ہیں اور خدائی کے محبوب' لکڑیاں' پتھر' جانور بھی حضور کے فراق میں روتے تھے' نیز آج بھی بغیر دیکھے لاکھوں کروڑوں حضور کے عاشق ہیں' نیز حضور خالق کے دربار میں مخلوق کے گواہ ہیں کہ سب کے فیصلے حضور کی گواہی پر ہوں گے اور مخلوق کے سامنے خالق کے عینی گواہ۔ حضور نے جس کے جنتی یا دوزخی ہونے کی گواہی دی برحق دی ۳ؔ۔ حضور کی بشارت اور ڈرانے کو شہادت کے ساتھ ذکر فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ گزشتہ نبی سن کر بشیر و نذیر تھے' اور دیکھ کر' حضور نے جنت دوزخ ملائکہ بلکہ خود رب کو بچشم سر معراج میں دیکھا ۴ؔ۔ اس میں تمام جہان سے الی یوم القیامۃ خطاب ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ تمام مخلوق پر حضور کی اطاعت واجب ہے دوسرے یہ کہ ہمارا ایمان حضور کی بشارت و شہادت پر موقوف ہے نہ کہ حضور کا ایمان ۵ؔ۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ تعظیم جو خلاف شرع نہ ہو حضور کی کی جائے گی یعنی انہیں اللہ یا اللہ کا مثل نہ کہو باقی جو احترام کے الفاظ ملیں وہ عرض کرو انہیں سجدۂ سر نہ کرو' باقی ہر قسم کی تعظیم کرو کیونکہ یہاں توقیر میں کوئی قید نہیں' امام مالک مدینہ منورہ کی زمین میں کبھی گھوڑے وغیرہ پر سوار نہ ہوئے ۶ؔ۔ یعنی پنجگانہ نماز کی پابندی کرو۔ صبح کی تسبیح میں نماز فجر اور شام کی تسبیح میں باقی چار نمازیں شامل ہیں ۷ؔ۔ اس بیعت سے مراد بیعت رضوان ہے جو حدیبیہ میں حضور نے تمام مہاجرین و انصار سے لی تھی اور یہ بیعت جہاد پر تھی نہ کہ اسلام پر' اس کا ذکر آگے آ رہا ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام صحابہ خصوصًا بیعت رضوان والے بڑی ہی شان والے ہیں ان کی تعداد چودہ سو ہے' دوسرے یہ کہ حضور کو وہ قرب الٰہی حاصل ہے کہ حضور سے بیعت رب سے بیعت ہے' حضور کا ہاتھ رب کا ہاتھ ہے' تیسرے یہ کہ حضرت عثمان بڑی شان والے ہیں کہ یہ بیعت انہیں کی وجہ سے ہوئی' چوتھے یہ کہ بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت سنت صحابہ ہے' خواہ بیعت اسلام ہو یا بیعت تقویٰ یا بیعت توبہ یا بیعت اعمال وغیرہ پانچویں یہ کہ بیعت کے وقت مصافحہ بھی سنت ہے' مگر مردوں کے لئے عورت کو کلام سے بیعت کیا جاوے ۸ؔ۔ یہاں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا گیا ہے' ورنہ جو اللہ سے بیعت کریں وہ کیسے پھر سکتے ہیں' رب نے میثاق کے دن گروہ انبیاء سے بھی بیعت لے کر یہ ہی فرمایا تھا۔ کہ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ورنہ

ع ۱۰
۹

(بقیہ صفحہ ۸۱۶) نہ تو انبیاء کرام کے پھر جانے کا خطرہ تھا نہ ان صحابہ کے پھر جانے کا اندیشہ ۹۔ الحمد للہ کہ بیعت رضوان والے تمام صحابہ نے وفاداری و حق گزاری کا نمونہ قائم فرمادیا۔ وہ سب ہی اجر عظیم کے مستحق ہوئے' جیسا کہ آئندہ بیعت کے بیان میں آوے گا۔ ۱۰۔ (شان نزول) جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حدیبیہ کے سال عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو اطراف مدینہ میں رہنے والے قبیلے غفار' مزینہ جہینہ اشجع' اسلم کے لوگ قریش مکہ کے خوف سے حضور کے ہمراہ نہ گئے۔ بہانے بنا کر رہ گئے وہ سمجھے کہ جنگ ضرور ہو جاوے گی اور کوئی مسلمان زندہ نہ بچے گا' انکے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ

کاموں کی خبر ہے بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز

الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ

گھروں کو واپس نہ آئیں گے ۱۱ اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھے

فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾

ہوئے تھے اور تم نے برا گمان کیا ۱۲ اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے ۱۳

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا

اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر ۱۴ تو بیشک ہم نے کافروں کے

لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے اور اللہ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

۵ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے ۶ اور اللہ بخشنے والا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ

مہربان ہے اب کہیں گے ۷ پیچھے بیٹھ رہنے والے جب تم غنیمتیں لینے

اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ

چلو ۸ تو ہمیں بھی اپنے پیچھے آنے دو وہ چاہتے ہیں

اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ

اللہ کا کلام بدل دیں ۹ تم فرماؤ ہرگز تم ہمارے ساتھ نہ آؤ ۱۰ اللہ نے پہلے سے یوں ہی

اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ

فرما دیا ہے تو اب کہیں گے بلکہ تم ہم سے جلتے ہو ۱۱ بلکہ

كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ

وہ بات نہ سمجھتے تھے مگر تھوڑی ۱۲ ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے

اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو بیعت رضوان میں شریک ہی نہ ہونے دیا' اس بیعت میں جاں نثار صحابہ ہی شریک ہوئے ۱۱۔ یعنی ہماری عورتیں بچے اکیلے تھے' ان کا کوئی نگرانی کرنے والا نہ تھا' اس لئے ہم آپ کے ساتھ نہ گئے تھے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا کرانا اور ہے' دعا لینا کچھ اور' دعا لینا یہ ہے کہ کوئی ایسی خدمت کی جائے کہ خود بخود دل سے دعا نکلے' جیسے یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے والد کو خوش کر کے عرض کیا يٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر منافقوں کا حال بخوبی روشن تھا کہ رب تعالیٰ انہیں وقت سے پہلے یہ خبر دے رہا ہے' خیال رہے کہ اس آیت میں ان منافقین یا ضعفاء کے دعا کرانے کا ذکر ہے نہ کہ دعا لینے کا' دعا کرانا کوئی کمال نہیں' قرآن کریم میں حضور کی جن دعاؤں کی قبولیت کی نفی ہے یہ وہ دعائیں جو کرائی گئیں ۱۳۔ یعنی یہ لوگ ظاہر کچھ کرتے ہیں دل میں کچھ رکھتے ہیں' ان کا آپکے ساتھ نہ جانا اپنے بال بچوں کے خوف سے نہ تھا بلکہ کفار مکہ کے خوف سے تھا' انہیں آپ کے خواب پر اعتماد نہ تھا معلوم ہوا کہ حضور کی خبروں خوابوں پر اعتماد نہ کرنا منافقوں کا کام ہے ۱۴۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے مال و اولاد پر آفت آنے والی ہوتی تو تم یہاں رہ کر وہ آفت دفع نہ کر دیتے اور اگر نہ آنے والی ہوتی تو تمہارے جانے سے وہ ہلاک نہ ہو جاتے' پھر تم کیوں ایسی نعمت عظمیٰ یعنی بیعت الرضوان سے محروم رہے۔

۱۔ بلکہ تمام کفار کے ہاتھوں شہید ہو جائیں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس سفر میں حضور کے ساتھ جانے والے چودہ سو حضرات سب کامل مومن ہیں کہ رب نے انہیں مومنون فرمایا اب جو بدبخت ان میں سے کسی کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ۲۔ کہ کفر غالب آئے گا اور نعوذ باللہ اسلام مغلوب ہو جائے گا اور حضور کا خواب سچا نہیں ۳۔ کہ تم عذاب الٰہی کے مستحق ہوئے' معلوم ہوا کہ بیعت الرضوان والے صحابہ میں سے کوئی عذاب کا مستحق نہیں ورنہ یہ تخصیص غلط ہوتی۔ ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسے خدا کا منکر' دونوں یکساں عذاب کے مستحق ہیں' دوسرے یہ کہ حضور کے علم غیب اور آپ کی خبر پر اعتماد نہ کرنا در حقیقت حضور کا انکار ہے' کیونکہ اس آیت میں ان پر عتاب ہے جنہوں نے حضور کے اس خواب پر اعتماد نہ کیا ۵۔ تو جس کا اللہ حافظ ہو اس کا کون کچھ بگاڑ سکتا ہے' پھر تم نے یہ کیسے سمجھ لیا تھا کہ مسلمان کفار سے دب جائیں گے ان کے حافظ و ناصر تو ہم تھے ۶۔ یعنی رب تعالیٰ جس گنہگار کو چاہے گا بخشے گا اور جس کو چاہے گا سزا دے گا' اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس نیک کار مومن کو چاہے گا سزا دے گا جیسا کہ دیانند سرسوتی نے سمجھ کر رب تعالیٰ پر ظلم کا بہتان لگایا نیز اس سے امکان کذب بھی ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ وہابیوں کا عقیدہ ہے ۷۔ خیال رہے کہ صلح حدیبیہ ۶ھ

(بقیہ صفحہ ٨١٧) میں ہوئی اور فتح خیبر ٧ ہجری میں، خیبر نہایت آسانی سے فتح ہو گیا اور وہاں مسلمانوں کو بہت غنیمتیں ملیں، مگر جنگ خیبر میں صرف انہیں کو جانے کی اجازت دی گئی جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے، اس آیت میں غیبی خبر ہے کہ اب عنقریب تم خیبر فتح کرنے جاؤ گے تو یہ حدیبیہ سے رہ جانے والے لوگ غنیمت کے لالچ میں تمہارے ساتھ جانا چاہیں گے تو تم انہیں یہ جواب دے دینا۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت جعفر مع اپنے ہمراہیوں کے جنگ خیبر کے موقعہ پر حبشہ سے پہنچے، حضور نے انہیں بھی غنیمت سے حصہ دیا، مگر یہ عطیہ سلطانی تھا، لہٰذا آپ پر کوئی اعتراض نہیں۔ ٨۔ یہاں کلام اللہ سے مراد رب تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ خیبر میں صرف حدیبیہ والے جائیں اور وہاں کی غنیمت انہیں کا حصہ ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ٩۔ یہ نفی ، بمعنی نہی ہے یعنی تمہیں جنگ خیبر میں جانے کی اجازت نہیں، تم نہیں جا سکتے رب نے منع فرما دیا ہے۔ ١٠۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ان صحابہ کرام کے کام رب کی طرف سے تھے ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے، دوسرے یہ کہ صحابہ خصوصاً" بیعت الرضوان والوں کو حاسد یا خائن کہنا منافقوں کا کام ہے، وہ حضرات دین کی کسوٹی ہیں ١١۔ یعنی یہ منافقین صرف دنیا کی باتیں سمجھتے ہیں دین کی باتیں نہیں سمجھتے۔ دین کے کام بھی دنیا کے لئے کرتے ہیں، بیعت الرضوان میں شریک نہ ہوئے خیبر میں جانے کی تیاری میں ہیں محض مال کے لئے۔

الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ

فرما دو ١ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے ٢

تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِكُمُ اللّٰهُ

کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں ٣ پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا

اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ

ثواب دے گا ٤ اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں

یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿١٦﴾ لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى

درد ناک عذاب دے گا ٥ اندھے پر تنگی

حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ

نہیں ٦ اور نہ لنگڑے پر مضائقہ اور نہ بیمار پر

حَرَجٌ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

مواخذہ ٧ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اللہ اسے باغوں میں

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ یُعَذِّبْهُ

لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ٨ اور جو پھر جائے گا اسے درد ناک

عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ

عذاب فرمائے گا ٩ بے شک اللہ راضی ہوا ١٠ ایمان والوں سے ١١

اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ

جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے ١٢ تو اللہ نے جانا جو انکے دلوں میں ہے

فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿١٨﴾

تو ان پر اطمینان اتارا ١٣ اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا ١٤

وَّ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً یَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا

اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں ١٥ اور اللہ عزت و حکمت

النصف ع ٢

١۔ خیال رہے کہ قرآن کریم انہیں بار بار مخلفین فرما رہا ہے تا کہ معلوم ہو کہ پیچھے رہ جانا سخت جرم تھا، ان بدویوں میں سے بعض لوگ آئندہ صحیح توبہ کرنے والے تھے، بعض اپنے نفاق پر قائم رہ جانے والے ان میں فرق کرنے کے لئے یہ حکم ہو رہا ہے۔ ٢۔ یہ یمامہ والے قبیلہ بنی حنیفہ کے لوگ ہیں جو مسیلمہ کذاب پر ایمان لا کر مرتد ہوئے، خلافت صدیقی میں ان سے سخت تر جنگ ہوئی۔ جس میں بہت صحابہ شہید ہوئے، مسیلمہ جہنم رسید ہوا، اتنے حفاظ صحابہ شہید ہوئے کہ قرآن کریم کی حفاظت خطرے میں پڑ گئی، تب قرآن کریم جمع کیا گیا تاکہ کتابی شکل میں بھی آ جاوے ٣۔ کیونکہ وہ لوگ مُرتدین ہوں گے مرتد سے جزیہ نہیں لیا جاتا ان کے لئے قتل ہے یا اسلام اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبی ماننا کفر و ارتداد ہے کہ یمامہ والے مسیلمہ کو نبی ماننے کی بنا پر مرتد مانے گئے نیز معلوم ہوا کہ مرتد کی سزا قتل ہے ٤۔ خیال رہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور کے زمانہ میں کسی جہاد کے لئے انہیں دعوت نہیں دی گئی کیونکہ فرما دیا گیا تھا قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا اور حضرت علی کے زمانہ میں کسی کافر یا مرتد سے جہاد نہ ہوا، صرف باغیوں یا خارجیوں سے جنگیں ہوئیں، لہٰذا اس آیت میں صرف زمانہ صدیقی کے جہاد مراد ہیں جو مرتدین وغیرہم سے ہوئے (صواعق محرقہ وغیرہ) لہٰذا یہ آیت خلافت صدیقی کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے، یہ بھی خیال رہے کہ صرف اسلام یا قتل مرتد کے لئے ہے مشرک کے لئے نہیں، اس سے جزیہ بھی لے سکتے ہیں لہٰذا اس آیت میں قتل مرتدین مراد ہے جو عہد صدیقی میں ہوا۔ مشرکین عرب سے اگرچہ جزیہ نہ لیا جاوے گا، لیکن انہیں غلام بنا کر رکھا جا سکتا ہے صرف قتل یا اسلام مرتدین کے لئے اور مرتدین سے جنگ ابو بکر صدیق نے کی یعنی جنگ یمامہ، خیال رہے کہ خولہ بنت جعفر حنفیہ کو صدیق اکبر نے لونڈی بنا کر حضرت علی کے حوالہ کیا اس لئے کہ وہ عورت تھیں مرتد مرد کو غلام نہیں بنایا جاتا ٥۔ معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا منکر یا جنگ یمامہ میں آپ کا ساتھ چھوڑنے والا سخت عذاب کا مستحق ہے کیونکہ تَتَوَلَّوْا دونوں کو شامل

بقیہ ٩٦٨

حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا

والا ہے اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لو گے تو تمہیں

فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ

یہ جلد عطا فرما دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے

وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا

اور اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ

مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ

دکھائے اور ایک اور جو تمہارے بل کی نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ

اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَوْ

میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر

قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ

کافر تم سے لڑیں تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے پھر کوئی حمایتی نہ پائیں

وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ

گے نہ مددگار اللہ کا دستور ہے کہ پہلے سے چلا آتا ہے

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ

اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے

عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ

روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادی مکہ میں بعد اس کے کہ تمہیں ان

عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِيْنَ

پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے وہ وہ ہیں جنہوں نے

كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ

کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور

۱۔ خیال رہے کہ رب نے ان غنیموں کو کثیر فرمایا اور دنیا کو متاع قلیل' کیونکہ وہ غنیمت انعام تھا' انعام تھوڑا بھی بہت ہے جیسے شاہی تمغہ یا یہ غنیمتیں محض دُنیا نہ تھیں بلکہ دین سے ملحق تھیں لہٰذا کثیر جیسے صفر عدد سے مل کر ایک کو دس گنا کرتا ہے علیحدہ ہو تو کچھ نہیں ۲۔ جب مسلمان خیبر کے جہاد میں گئے تو خیبر والوں کے حلیف بنی اسد و غطفان نے چاہا کہ مسلمانوں کے پیچھے مدینہ پر حملہ کر کے ان کے گھربار لوٹ لیں' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر ایسا رعب ڈالا کہ انہیں اس کی ہمت نہ ہوئی' اس آیت میں یہ واقعہ مذکور ہے ۳۔ یا خود خیبر والوں کے دل میں رعب ڈال دیا کہ وہ باوجود ستر ہزار ہونے کے بھاگ کر قلعوں میں چھپ گئے ۴۔ یعنی یہ غنیمتیں تاقیامت صحابہ کے سچے عادل ہونے کی دلیلیں ہوں کہ جیسے یہ غنیمت سارے حدیبیہ والوں کو ملی ایسے ہی جنت ان سب کو ملے گی' صرف چار پانچ کو نہیں جیسا کہ روافض نے سمجھا' روافض کہتے ہیں کہ بیعت الرضوان والوں میں صرف پانچ چار صحابہ مومن تھے باقی منافق تھے تو چاہیے تھا کہ خیبر میں صرف چار پانچ ہی جاتے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ میں حاضر ہونے والے مومنین ہدایت پر تھے اور ہدایت پر رہے ان میں سے کوئی ہدایت سے نہ ہٹا جو اس کا انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ۶۔ فتح مکہ یا فارس و روم کی فتوحات جو عہد فاروقی میں مسلمانوں کو نصیب ہوئیں جو اس وقت مسلمانوں کی ظاہری حالت کے لحاظ سے وہم و خیال سے بالاتر تھیں یہ آیت خلافت فاروقی کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ عہد فاروقی کی شاندار فتوحات رب کے فضل و کرم سے ہوئیں ورنہ مسلمانوں کے بل بوتے سے باہر تھیں۔ ۷۔ یعنی مکہ والے خیبر والے اور بنی اسد و غطفان نے آپ سے لڑنے کی ہمت نہ کی اگر یہ ہمت کرتے بھی اور تمہارے مقابلہ میں آتے تو مارے جاتے اور فتح تمہاری ہی ہوتی۔ خیبر میں حضرت علی مرتضیٰ حیدر مشکل کشا نے جو بہادری کا مظاہرہ کیا۔ وہ اس کی روشن دلیل ہے اس فتح کا پورا واقعہ تفسیر روح البیان میں دیکھو ۸۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر اب بھی مسلمان صحیح مسلمان ہو کر رب کی رضا کے لئے جنگ کریں تو بدر و حنین کے نظارے نظر آ سکتے ہیں ۹۔ کہ اللہ تعالیٰ کفار کے مقابلہ میں مومنوں کی مدد فرماتا ہے جیسا کہ گزشتہ امتوں کے حالات سے ظاہر ہے ۱۰۔ یعنی یہ کبھی نہ ہو گا کہ رب تعالیٰ کفار کے مقابلہ میں مومنوں کی مدد بلاوجہ نہ فرمائے اگر کبھی مسلمان شکست کھا جائیں تو یا ان کی اپنی غلطی ہو گی یا اس میں رب کی خاص حکمت اور یہ شکست عارضی ہو گی لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ بہت دفعہ مسلمان مغلوب ہو جاتے ہیں ۱۱۔ یعنی فتح مکہ کے دن اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کے دلوں میں تمہارا ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ مقابلہ کی ہمت نہ کر سکے اور مکہ معظمہ با آسانی فتح ہو گیا تم کو بھی کشت و خون کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی' اس سے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ قوت سے فتح ہوا نہ کہ فقط صلح سے' یا مطلب یہ ہے کہ حدیبیہ میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو تم سے اور تم کو کفار سے روک دیا' حضرت انس فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن اسی ۸۰ کفار مکہ ہتھیار بند تنعیم پہاڑ سے اترے مسلمانوں پر حملہ کرنے کو' مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے حضور کی بارگاہ میں پیش کیا حضور نے انہیں معافی دے کر چھوڑ دیا' اس آیت میں اس کا ذکر ہے ۱۲۔ یعنی ہم تمہارے حدیبیہ والے اور فتح مکہ والے کاموں سے راضی ہیں۔ تم نے بہت ٹھیک کیا۔

مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ

رکے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے ٭ اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد

نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ

اور کچھ مسلمان عورتیں ٭ جنکی تمہیں خبر نہیں ٭ کہیں تم انہیں روند ڈالو تو تمہیں انکی

مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ

طرف سے انجانی میں کوئی مکروہ پہنچے ٭ تو ہم تمہیں انکی قتال کی اجازت دیتے انکا یہ بچاؤ

يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا

اس لئے ہے کہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے جسے چاہے ٭ اگر وہ جدا ہو جاتے ٭ تو ہم

اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ

ضرور ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے ٭ جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں

حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

اڑ رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی اڑ ٭ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول

وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا

اور ایمان والوں پر اتارا ٭ اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا ٭ اور

اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ ع

وہ اس کے زیادہ سزاوار ٭ اور اس کے اہل تھے ٭ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ

بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب ٭ بے شک تم ضرور

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ

مسجد حرام میں داخل ہو گے ٭ اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں

رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ

کے بال منڈاتے یا ترشواتے ٭ بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں

ا۔ یعنی ان کفار مکہ کے جرم تو اس ہی قابل تھے کہ تم ان پر سخت حملہ کر کے انہیں تہ تیغ کرتے' یا ان پر رب کا عذاب آجاتا کیونکہ انہوں نے اللہ کے گھر سے اللہ کے محبوب کو روکا' قربانی کے جانور قربان گاہ تک نہ لے جانے دیئے' جس کی وجہ سے حدیبیہ میں ہی ذبح کئے گئے لیکن مکہ معظمہ میں فقراء مومنین کی موجودگی ان دونوں چیزوں سے مانع ہے کہ ان بے کس مسلمانوں کی وجہ سے نہ تم کو سخت حملہ کی اجازت دی گئی نہ عذاب الٰہی آیا ۲۔ مکہ معظمہ میں موجود ہیں جو مجبوری کی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے ۳۔ مکہ معظمہ میں بہتر مسلمان وہ تھے جو مجبوراً" اپنا اسلام ظاہر نہ کر سکتے تھے دیکھو روح البیان ان میں حضرت عباس اور امیر معاویہ بھی تھے دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر ۴۔ یا اس طرح کہ تم انہیں غیر مسلم سمجھ کر قتل کر ڈالو یا اس طرح کہ تمہارے تیروں سے وہ بھی مارے جاویں بغیر تمہارے قصد کے ۵۔ یعنی تم کو مکہ معظمہ پر سخت حملہ سے اس لئے روکا تا کہ اللہ تعالیٰ ان کفار کو ایمان کی توفیق دے کر اپنی رحمت میں لے' چنانچہ سارے ہی مکہ والے مسلمان ہو گئے پھر انہیں سے اسلام کو بڑی قوت پہنچی ۶۔ یعنی اگر موجودہ مومن کفار مکہ سے علیحدہ ہو جاتے۔ یا جن کو اسلام کی توفیق ملنے والی ہے وہ ان کفار سے علیحدہ ہو جاتے جو کفر پر مرنے والے ہیں تو کفار پر عذاب الٰہی آجاتا ۷۔ معلوم ہوا کہ نیکوں کی طفیل بدوں سے عذاب ٹل جاتا ہے وسیلہ کا ثبوت ہوا یعنی کفار مکہ پر اس لئے عذاب نہیں آتا کہ ان میں مومنین صالحین موجود ہیں اگر یہ نہ رہیں تو عذاب آجاوے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ میں اس کی تائید ہے تاقیامت ہم جیسے گنہگار اللہ کے مقبول بندوں کی طفیل امن میں رہیں گے بلکہ صالحین کی قبروں کی برکت سے امن ملتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے مزار شریف کی وجہ سے شہر مصر میں عذاب نہ آیا' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر و عمر قطعی جنتی ہیں کہ آغوش مصطفوی میں سو رہے ہیں جب مومنوں کی برکت سے کفار پر عذاب نہیں آتا ہے۔ تو حضور مصطفیٰ کی برکت سے آغوش میں سونے والے مومنوں پر کیا کچھ نعمتیں نہ اتریں گی' اصحاب کہف کے دروازے پر جو کتا سو رہا ہے اس پر اللہ کا فضل ہو گیا کیونکہ اولیاء کے قریب ہے ۸۔ کفار مکہ نے اس پر ضد کی کہ ہم اس سال آپ کو عمرہ نہ کرنے دیں گے' سال آئندہ کرنا یہ نری جہالت کی ضد تھی یہ ہی اس جگہ مراد ہے ۹۔ کہ انہوں نے سال آئندہ عمرہ کرنے پر صلح فرمائی اس سال ہی کرنے پر اصرار نہ فرمایا اگر مسلمان بھی ضد کرتے تو جنگ ہو جاتی جس میں اگرچہ فتح مسلمانوں کو ہوتی مگر ان حکمتوں کے خلاف ہوتا جو ابھی ذکر ہوئیں' اس سے معلوم ہوا کہ وہ تمام حضرات مخلص مومن تھے' کیونکہ یہ سکینہ سب پر اترا جو کہے کہ اس جماعت میں صرف حضرت علی مومن تھے وہ ان تمام آیات کا منکر ہے اگر وہ حضرات مومن نہ تھے تو پھر دنیا میں کوئی مومن نہیں ہم سب ان کے صدقہ سے مومن ہیں ۱۰۔ کہ یہ کلمۂ تقویٰ یعنی ایمان و اخلاص ان سے جدا ہو سکتا ہی نہیں' اس میں ان سب کے حسن خاتمہ کی یقینی خبر ہے کہ ان صحابہ کرام سے دنیا میں وفات کے وقت' قبر میں' حشر میں تقویٰ جدا نہ ہو سکے گا ۱۱۔ احق اسم تفضیل ہے جو مفضل علیہ چاہتا ہے۔ مفضل علیہ یا تو تمام نبیوں کے صحابہ ہیں یا قیامت تک کے ہم جیسے مومنین یا فرشتے وغیرہ یعنی یہ صحابہ تمام نبیوں کے صحابہ سے یا تمام مسلمانوں سے یا تمام فرشتوں سے بڑھ کر کلمۂ تقویٰ کے حقدار ہیں معلوم ہوا کہ حضور کے صحابہ تمام خلق سے افضل ہیں' بعد انبیاء اور کوئی غیر صحابی مومن صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کلمۂ سے مراد تھے یا ہیں ۱۲۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے ان بزرگوں کو اپنے محبوب کی صحبت

(بقیہ صفحہ ۸۲۰) قرآن کریم کی خدمت' دین کی حفاظت کے لئے چنا ہے' اگر ان میں کچھ بھی نقصان ہوتا تو اس پاکوں کے سردار محبوب کی ہمراہی کے لئے ان کا چناؤ نہ ہوتا' موتی ہر ڈبیہ میں نہیں رکھا جاتا اس کے لئے خاص قیمتی ڈبہ ہوتا ہے' خیال رہے کہ یہاں کلمۂ تقویٰ سے مراد یا کلمہ طیبہ ہے یا وفاداری یا ہر قسم کی ظاہری و باطنی پرہیز گاری' وھو الظاہر' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی صحابی فاسق نہیں تمام متقی و عادل ہیں جو انہیں فاسق کہے وہ اس آیت کا منکر ہے رب تعالیٰ جس کے ساتھ تقویٰ پرہیز گاری لازم کردے اسے جدا کرنے والا کون ۱۳۔ حضور کی اس خواب سے مراد وہی خواب ہے جس کا ذکر سورۂ فتح کے شروع میں ہو چکا۔ اس خواب کی سچائی بہت جلد مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی کہ ۷ھ میں امن سے عمرہ کیا اور ۸ھ میں مکہ معظمہ میں فاتحانہ شان سے داخل ہوئے ۱۴۔ اگلے سال' خلاصہ یہ ہے کہ خواب کی تعبیر میں دیر ہونا خواب کی سچائی کے خلاف نہیں' یوسف علیہ السلام کا خواب چالیس سال بعد ظاہر ہوا ۱۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کبھی سارے حرم شریف کو مسجد حرام کہہ دیتے ہیں' یہاں ایسا ہی ہے کیونکہ خاص مسجد حرام شریف میں حاجی بال نہیں منڈاتے' دوسرے یہ کہ حج وغیرہ میں بال منڈانا کتروانے سے افضل ہے کہ رب نے پہلے منڈانے کا ذکر فرمایا۔

تَعۡلَمُوۡا فَجَعَلَ مِنۡ دُوۡنِ ذٰلِكَ فَتۡحًا قَرِيۡبًا ﴿۲۷﴾

معلوم نہیں ۱ؔ تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی ۲ؔ

هُوَ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ۳ؔ

لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ﴿۲۸﴾

کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ۴ؔ اور اللہ کافی ہے گواہ ۵ؔ

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الۡكُفَّارِ

محمد اللہ کے رسول ہیں ۶ؔ اور ان کے ساتھ والے ۷ؔ کافروں پر سخت ہیں ۸ؔ

رُحَمَآءُ بَيۡنَهُمۡ تَرٰٮهُمۡ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا

اور آپس میں نرم دل ۹ؔ تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے ۱۰ؔ اللہ کا فضل

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا سِيۡمَاهُمۡ فِىۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ

و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں

اَثَرِ السُّجُوۡدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمۡ فِى التَّوۡرٰٮةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمۡ

کے نشان سے ۱۱ؔ یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت

فِى الۡاِنۡجِيۡلِ ۛۚ كَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ

انجیل میں ۱۲ؔ جیسے ایک کھیتی ۱۳ؔ اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت

فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰى عَلٰى سُوۡقِهٖ يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ

دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے ۱۴ؔ

لِيَغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا

تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں ۱۵ؔ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور

الصّٰلِحٰتِ مِنۡهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّاَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۲۹﴾ ع

اچھے کاموں والے ہیں ۱۶ؔ بخشش اور بڑے ثواب کا ۱۷ؔ

معانقۃ ۱۵ — ع ۳/۱۲

۱۔ یعنی اس خواب کے دیر سے ظاہر ہونے میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ یہ خواب اور یہ دیر فتح مکہ کا ذریعہ بنی ۲۔ یعنی حرم شریف میں داخلہ سے پہلے فتح خیبر تمہارے نصیب میں لکھی چنانچہ مسلمانوں نے صلح حدیبیہ کے بعد ہی خیبر فتح کیا پھر آئندہ سال عمرہ قضا کیا ۳۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی شاندار مخلوق ہیں جن سے رب کی شان ظاہر ہوتی ہے کہ آپ پر دست قدرت کو بھی ناز ہے' اسی لئے فرمایا کہ اگر ہماری شان دیکھنی ہے تو اس شاندار بندے کو دیکھو جس رب نے ایسے شاندار کو بنایا تو جان لو وہ خود کیسا شاندار ہے ۴۔ چنانچہ رب نے یہ وعدہ پورا فرما دیا کہ حضور نے تمام گزشتہ دینوں کو منسوخ فرما دیا۔ صحابہ کرام کو بہت شاندار فتوحات بخشیں صدہا سال تک دنیا بھر میں مسلمانوں کا راج رکھا اب بھی اگرچہ ہم کمزور ہیں مگر دین ہمارا ہی غالب ہے مسجدیں ہماری آباد' حج قربانیاں اسلام کی ہی شائع' ولایت تاقیامت اسلام میں ہی ہے ۵۔ حضور توحید الٰہی کے گواہ اور رب تعالیٰ نبوت مصطفوی کا گواہ حضور کے معجزات رب کی گواہی ہیں یا قرآن میں انہیں رسول اللہ فرمانا رب کی گواہی ہے یا کنکروں پتھروں سے کلمہ پڑھوا دینا رب کی گواہی ہے معلوم ہوا کہ توحید کی گواہی سنت رسول اللہ ہے اور نبوت محمدیہ کی گواہی سنت الٰہیہ ہے' کلمہ طیبہ میں دونوں سنتیں جمع ہیں ۶۔ ساری مخلوق کی طرف کیونکہ رسالت بغیر قید ذکر ہوئی جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور رسول ہیں آدم علیہ السلام کی ابوت سارے انسانوں کے لئے ہے مگر حضور کی نبوت ساری مخلوق کے لئے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں چار جگہ لفظ محمد آیا۔ اللہ کے حروف' محمد کے حروف' فرشتوں کے سردار۔ آسمانی کتابیں' کتاب والے رسول چار ہی ہیں' انسان کا خمیر بھی چار چیزوں سے ہے' حضور کا نام رب نے محمد رکھا کیونکہ دنیا اور آخرت میں حضور کی حمد ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی مقام محمود حضور ہی کے لئے ہے قیامت میں لواء الحمد حضور کے ہاتھ ہو گا اس کی نفیس تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھیں ۷۔ حضور کے صحابہ خصوصاً ابوبکر صدیق جو غار کے ساتھی اور قبر کے بھی ساتھی ہیں ۸۔ سارے صحابہ کفار پر ایسے سخت ہیں جیسے شیر شکار پر خصوصاً حضرت عمر فاروق کہ ان سے شیطان بھاگتا ہے ان کے دل میں

(بقیہ صفحہ ۸۲۱) کفار و منافقین سے کبھی الفت ہو سکتی ہی نہیں ۹۔ سارے صحابہ ایک دوسرے پر ایسے مہربان ہیں جیسے باپ بیٹے پر یا مہربان بھائی اپنے ماں جائے پر خصوصاً حضرت عثمان غنی' خیال رہے کہ صحابہ کی آپس کی جنگیں اس مہربانی و محبت کے خلاف نہیں وہ جنگیں نفسانی نہ تھیں اختلاف رائے کی بنا پر تھیں اس کی نہایت نفیس تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو ۱۰۔ سارے ہی صحابہ کرام عبادت گزار شب بیدار ہیں' خصوصاً حضرت علی مرتضیٰ' ان چار جملوں میں چار یار کی صفات بیان ہوئیں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی مدح سنت الٰہیہ ہے اور ان کی بدگوئی طریقہ ابلیس ہے ۱۱۔ سجدوں کے نشان سے وہ چہروں کا نور مراد ہے جو نمازی خصوصاً تہجد پڑھنے والے کے چہرے پر دنیا و آخرت میں نمودار ہے اور ہو گا' سجدہ گاہ چودھویں شب کے چاند کی طرح چمکے گی اسی لئے چہرہ فرمایا پیشانی نہ فرمایا ۱۲۔ یعنی حضور کے صحابہ کی مدح و مناقب توراۃ و انجیل میں بھی ذکر کی گئیں اور خصوصیت سے ان کی یہ مثال ان دونوں کتابوں میں ذکر ہوئی تھی جو یہاں بیان ہو رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ جیسے حضور کی نعت شریف توریت و انجیل میں تھی ایسے ہی حضور کے صحابہ کے مناقب بھی تھے ۱۳۔ صحابہ کرام کو کھیتی سے اس لئے تشبیہ دی کہ جیسے کھیتی پر زندگی کا دار و مدار ہے ایسے ہی ان پر مسلمانوں کی ایمانی زندگی کا مدار ہے اور جیسے کھیتی کی ہمیشہ نگرانی کی جاتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ ہمیشہ صحابہ کرام کی نگرانی فرماتا رہے گا۔ نیز جیسے کھیتی اولاً کمزور ہوتی ہے پھر طاقت پکڑتی ہے ایسے ہی صحابہ کرام اولاً بہت کمزور معلوم ہوتے تھے پھر طاقتور ہوئے ۱۴۔ ایسے ہی صحابہ کی جماعت رب کی بڑی پیاری بھلی معلوم ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ سے محبت سنت الٰہیہ ہے۔ ۱۵۔ معلوم ہوا کہ صحابہ سے جلنے والے سب کافر ہیں' قرآن کریم نے کسی اسلامی فرقے پر صراحۃً کفر کا فتویٰ نہ دیا سوا دشمن صحابہ کے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کی الفت و محبت نصیب فرمائے آمین ۱۶۔ خیال رہے کہ منہم میں مِنْ بیانیہ ہے مِن تبعیضیہ نہیں' کیونکہ سارے صحابہ مومن و صالح ہیں' رب فرماتا ہے۔ وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى رب نے سب سے جنت کا وعدہ فرما لیا ۱۷۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کا ثواب تمام مسلمانوں کے ثواب سے زیادہ ہے' حضور نے فرمایا کہ صحابی کا چار سیر جو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے معلوم ہوا کہ حضور ازل سے ہی ہدایت اور دین سے متصف ہیں اس سے کبھی علیحدہ نہ ہوئے یا اس طرح کہ وہ تمہارے لئے ہدایت اور دین لے کر آئے اس سے معلوم ہوا کہ حضور ہی سے ہدایت مل سکتی ہے اور حضور سے ہر قسم کی ہدایت ہی ملتی ہے۔ خیال رہے کہ قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے۔ گمراہی بھی يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا مگر حضور سے صرف ہدایت ملتی ہے دوائے شفا ملتی ہے۔

آیاتہا ۱۸ | ۴۹ سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶ | رکوعاتہا ۲

سورۃ حجرات ہے اس میں ۲ رکوع ۱۸ آیات ۳۴۵ کلمے اور ۱۴۷۶ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو ۱

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے ۲ اے ایمان والو

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ

اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے ۳ اور ان کے

بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ

حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو ۴ کہ کہیں

وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ

تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

ہیں رسول اللہ کے پاس ۵ وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے

لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ③ اِنَّ الَّذِيْنَ

پرکھ لیا ہے ۶ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۷ بے شک وہ جو

يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاۗءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④

تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں ۸

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے ۹ تو یہ ان کے لئے بہتر تھا

۱۔ (شان نزول) بعض صحابہ نے بقرعید کے دن حضور سے پہلے یعنی نماز عید سے قبل قربانی کر لی اور بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزے شروع کر دیتے تھے ان لوگوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی بے ادبی حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ ان حضرات نے حضور پر پیش قدمی کی تو فرمایا گیا کہ اللہ و رسول پر پیش قدمی نہ کرو' دوسرے یہ کہ راستہ چلنے' بات کرنے' کسی چیز میں بھی حضور سے آگے بڑھنا منع ہے کیونکہ یہاں لَا تُقَدِّمُوْا مطلق ہے' تیسرے یہ کہ بعض ادب والے لوگ بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرتے ان کا ماخذ یہ آیت ہے ۲۔ یعنی دربار رسول میں تمہاری ہر نقل و حرکت

(بقیہ صفحہ ۸۲۲) نشست و برخاست ہی ہم نگرانی فرمارہے ہیں خبردار محبوب کی بے ادبی نہ ہونے پائے' ۳۔ (شان نزول) یہ آیت حضرت ثابت بن قیس ابن شماس رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی' جو کچھ اونچا سنتے تھے اور خود بلند آواز تھے' انہیں حکم ہوا کہ اس بارگاہ میں آواز پست رکھو' حضرت ثابت اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد خانہ نشین ہو گئے' بارگاہِ نبوی میں حاضر نہ ہوئے' حضور نے ان کی غیر حاضری کا سبب حضرت سعد سے پوچھا جو حضرت ثابت ابن قیس کے پڑوسی تھے' انہوں نے ثابت بن قیس سے پوچھا' وہ بولے میں تو دوزخی ہو چکا ہوں میری آواز اونچی ہو گئی تھی حضور نے فرمایا ان سے کہہ دو کہ وہ جنتی ہیں ۴۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ادنیٰ بے ادبی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں' جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہیں' تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے' آیت کا مطلب یہ ہے کہ نہ ان کے حضور چلا کر بولو نہ انہیں عام القاب سے پکارو جن سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو' چچا' ابا' بھائی' بشر نہ کہو رسول اللہ شفیع المذنبین کہو ۵۔ (شان نزول) یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کہ یہ حضرات پچھلی آیت اترنے کے بعد نہایت ہی دھیمی آواز سے گفتگو کرتے تھے ۶۔ معلوم ہوا کہ تمام عبادات بدن کا تقویٰ ہیں اور حضور کا ادب دل کا تقویٰ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ اللہ نصیب کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے دل رب نے تقویٰ کے لئے پرکھ لئے ہیں جو انہیں فاسق مانے وہ اس آیت کا منکر ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی بخشش ایسی ہی یقینی ہے' جیسے اللہ کا ایک ہونا یقینی کہ رب نے ان کی بخشش کا اعلان فرمادیا' یہ بھی معلوم ہوا' کہ ان دونوں بزرگوں کا ثواب و اجر ہمارے خیال و وہم سے بالا ہے کہ رب نے اسے عظیم فرمایا' تمام دنیا قلیل ہے مگر ان کا ثواب عظیم ۸۔ (شان نزول) یہ آیت قبیلہ بنی تمیم کے وفد کے متعلق نازل ہوئی جو دوپہر کے وقت حضور کی خدمت میں پہنچے' جب کہ محبوب دولت خانہ میں آرام فرما تھے' انہوں نے حجروں کے باہر سے ہی پکارنا شروع کر دیا۔ سرکار تشریف لے آئے' تب یہ آیت کریمہ اتری ۹۔ یعنی انہیں چاہیے تھا کہ صبر سے باہر بیٹھتے' جب آپ خود ہی تشریف لاتے تو عرض معروض کرتے' معلوم ہوا کہ دنیاوی بادشاہوں کے درباری آداب انسانی ساخت ہیں' مگر حضور کے دروازے شریف کے آداب رب نے بنائے' رب نے سکھائے' نیز یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جن و انس و فرشتے سب پر جاری ہیں' فرشتے بھی اجازت لے کر دولت خانہ میں حاضری دیتے تھے' پھر یہ آداب ہمیشہ کے لئے ہیں' خیال رہے کہ یہاں اکثر۔ بمعنی کل ہے۔

وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَکُمْ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۵ اے ایمان والو ۶ اگر کوئی فاسق ۷

فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا

تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو ۸ کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو پھر

عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ

اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ ۹ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں ۱۰

اللّٰہِ ؕ لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ

بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں ۱۱ تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ

حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ

نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ۱۲ اور کفر اور

الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝

حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ۱۳ ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں ۱۴

فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃً ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ وَاِنْ

اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اگر

طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا ۚ

مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں ۱۵ تو ان میں صلح کراؤ ۱۶

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ

پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو ۱۷

تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰۤی اَمْرِ اللّٰہِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا

یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف

بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝

کے ساتھ ان میں اصلاح کر دو ۱۸ اور عدل کرو بے شک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں ۱۹

۱۔ یعنی ان سے جو یہ بے ادبی ہوئی اس سے توبہ کریں تو ہم بخش دیں گے' اس سے معلوم ہوا کہ اس قانون کے نازل ہونے سے پہلے بھی ان پر یہ ادب و احترام لازم تھا اس لئے ان سے توبہ کرائی گئی حضور کا ادب فطری چیز ہے قانون بننے سے پہلے بھی ضروری ہے ۲۔ یہ آیت ولید ابن عقبہ کے متعلق نازل ہوئی جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے صدقات وصول کرنے بھیجا زمانہ جاہلیت میں ولید اور اس میں پرانی عداوت تھی' مگر جب ان لوگوں کو پتہ چلا کہ ولید حضور کی طرف سے عامل مقرر ہو کر آرہے ہیں تو وہ لوگ استقبال کے لئے آئے' ولید سمجھے کہ مجھے قتل کرنے آرہے ہیں' ولید فوراً واپس لوٹ گئے' اور حضور کی خدمت میں یہ ماجرا

باقی صـ۹۶۹ پر

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَ
مسلمان مسلمان بھائی ہیں دو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو ا؎ اور

اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۰﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو اے ایمان والو

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ
نہ مرد مردوں سے ہنسیں ۲؎ عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں ۳؎

وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا
اور نہ عورتیں عورتوں سے ۴؎ دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں ۵؎ اور

تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ
آپس میں طعنہ نہ کرو ۶؎ اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو ۶؎ کیا ہی برا نام ہے

الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
مسلمان ہو کر فاسق کہلانا ۷؎ اور جو توبہ نہ کریں تو وہی

الظَّالِمُونَ ﴿۱۱﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ
ظالم ہیں ۸؎ اے ایمان والو بہت گمانوں سے

الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب
بچو ۹؎ بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے ۱۰؎ اور عیب نہ ڈھونڈو ۱۱؎ اور ایک دوسرے

بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ
کی غیبت نہ کرو ۱۲؎ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت

أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ
کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا ۱۳؎ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول

رَّحِيمٌ ﴿۱۲﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَ
کرنے والا مہربان ہے اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد

ا۔ یعنی لڑنے بھڑنے والے بھی مومن ہیں اور ہر مومن' مومن کا بھائی ہے' لہٰذا ان میں ہر طرح صلح کی کوشش کرو' خیال رہے کہ یہاں مومنوں کو مومن کا بھائی فرمایا نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور تو عین ایمان ہیں ان کی نعلین پاک پر ہزاروں ماں باپ قربان لہٰذا حضور کو بھائی کہنا ہرگز جائز نہیں رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ الخ ۲۔ (شان نزول) یہ آیت بنی تمیم کے متعلق نازل ہوئی جو فقراء مسلمین حضرت بلال' صہیب و عمار رضوان اللہ علیہم کو نظر حقارت سے دیکھتے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے' یا حضرت ثابت ابن قیس کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے ایک غریب صحابی سے فرمادیا تھا' او فلانی کے بیٹے' یہ لفظ عرب میں توہین کا تھا ۳۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کی کوئی قوم ذلیل نہیں' ہر مومن عزت والا۔ رب فرماتا ہے۔ اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ دوسرے یہ کہ عظمت کا دار و مدار محض نسب پر نہیں تقویٰ' پرہیزگاری پر ہے۔ رب فرماتا ہے۔ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ تیسرے یہ کہ مسلمان بھائی کو نسبی طعنہ دینا حرام اور مشرکوں کا طریقہ ہے آج کل یہ بیماری مسلمانوں میں عام پھیلی ہوئی ہے ۴۔ یہ آیت حضرت ام المومنین صفیہ بنت حی کے حق میں نازل ہوئی کہ انہیں ایک بار حضرت حفصہ نے یہودی کی لڑکی کہہ دیا تھا۔ جس پر وہ روئیں' اور حضور سے شکایت کرنے لگیں حضور نے فرمایا تم نبی کی اولاد میں ہو اور خاتم النبیین کی زوجہ ہو (آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھیں) اور حضرت حفصہ سے فرمایا کہ حفصہ خدا سے ڈرو' نسبی طعنہ کی بیماری عورتوں میں زیادہ ہے' انہیں اس آیت سے سبق لینا چاہیے۔ نہ معلوم بارگاہ الٰہی میں کون کس سے بہتر ہو۔ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر یہ ہی اعتراض کیا تھا۔ کہ میں آگ سے ہوں یہ خاک سے ۵۔ یعنی کوئی مسلمان کسی کو عیب نہ لگائے کہ یہ درحقیقت اپنے ہی کو عیب لگانا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق کچھ شکایت کی تھی جس کی توبہ اس طرح کی کہ بحکم پروردگار انہیں سجدہ کیا (روح) لہٰذا اگر کسی مسلمان کو عیب لگایا ہو یا غیبت کی ہو تو اس کی عاجزی سے معافی مانگے ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو کتا' گدھا' سور وغیرہ نہ کہو' دوسرے یہ کہ جس گنہگار نے اپنے گناہ سے توبہ کرلی ہو پھر اسے اس گناہ کا طعنہ نہ دو۔ تیسرے یہ کہ مسلمان کو ایسے لقب سے نہ پکارو جو اسے ناگوار ہو اگرچہ وہ عیب اس میں موجود ہو' او کانے' او ٹنی' او لنگڑے' اندھے کہہ کر نہ پکارو۔ اگرچہ یہ بیماریاں اس میں ہوں' چوتھے یہ کہ جو لقب نام کی طرح بن گئے ہوں کہ اب اس سے اسے تکلیف نہ ہوتی ہو ان القاب سے پکارنا منع نہیں۔ جیسے اعمش' اطرح وغیرہ (خزائن العرفان) ۷۔ یعنی ایسی حرکتیں فسق ہیں تم مسلمان ہو کر فاسق کیوں بنتے ہو' ان سب حرکتوں سے علیحدہ رہو ۸۔ اس سے وہ فرقہ عبرت پکڑے جو صحابہ کرام کو گالیاں دینا بہترین عبادت سمجھتا ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک گالی دینا اسی ۸۰ برس کی خالص عبادت سے افضل ہے' یہ لوگ اس آیت کے حکم سے ظالم ہیں ۹۔ یعنی مسلمان بھائی پر بدگمانیاں نہ کیا کرو اگر اس کے کام یا کلام میں اچھا پہلو نکل سکتا ہو تو اسے خواہ مخواہ برے پہلو پر محمول نہ کرو' اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ۹۹ معنی کفر کے ہوں ایک معنی ایمان کے تو اسے اس بنا پر کافر نہ کہو اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو مسلمانوں کو بات بات پر مشرک کہہ دیتے ہیں ۱۰۔ خیال رہے کہ بعض گمان فرض ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا کہ وہ اپنے فضل سے مجھ گنہگار کو بخشدے گا بعض

(بقیہ صفحہ ۸۲۴) گمان مستحب جیسے مسلمان بھائی سے اچھا گمان رکھنا بعض گمان حرام ہیں جیسے رب پر بدگمانی کہ وہ مجھے ہرگز نہ بخشے گا یا نیک مسلمان پر بلاوجہ بدگمانی ۱۱۔ یعنی مسلمانوں کے چھپے عیب نہ تلاش کرو جنہیں رب نے اپنی ستاری سے چھپالیا ہے کیونکہ تم میں بھی بہت سے چھپے عیب ہیں، تم دوسروں کا پردہ رکھو تا کہ تمہارا پردہ رہے، بہتر ہے کہ خود اپنے عیب ڈھونڈو اور توبہ کرو۔ ۱۲۔ خیال رہے کہ کسی کے واقعی عیب اس کی پیٹھ پیچھے بیان کرنا غیبت ہے، غیبت جائز بھی ہے ناجائز بھی، ناجائز ہونے کی چند شرطیں ہیں ایک یہ کہ جس کی غیبت کی وہ مسلمان ہو دوسرے یہ کہ خاص شخص ہو تیسرے یہ کہ وہ عیب اس میں موجود ہو اگر نہ ہو تو بہتان ہے

اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ

اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو ۲ بیشک اللہ

عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ

کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے ۳ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے

الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۚ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا

گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ۴ ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے ۵

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۚ وَاِنْ تُطِيْعُوا

اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا ۶ اور اگر تم اللہ اور اس کے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ۚ اِنَّ

رسول کی فرمانبرداری کرو گے ۷ تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا ۸ بیشک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اللہ بخشنے والا مہربان ہے ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

ایمان لائے ۹ پھر شک نہ کیا ۱۰ اور اپنی جان اور مال سے

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں ۱۱

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي

تم فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو ۱۲ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ

عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۚ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا

جانتا ہے ۱۳ اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے اسلام کا

چوتھے یہ کہ وہ عیب علانیہ نہ ہو پانچویں یہ کہ اس عیب کے بیان کرنے کی کوئی شرعی ضرورت درپیش نہ ہو لہٰذا کافر کی غیبت جائز غیر معین شخص کی غیبت جائز، ظاہری علانیہ شرابی یا فاسق کی غیبت جائز جس کو سب جانتے ہوں کہ وہ فاسق ہے، محدثین کا راویان حدیث کے عیوب بیان کرنا یا کسی شاگرد کی استاد سے شکایت کرنا یا کسی شریر کے شر سے کسی کو بچانے کے لئے اس کے عیب پر مطلع کر دینا جائز ہے کہ ان میں ضرورت شرعی موجود ہے ۱۳۔ غیبت کو مرے بھائی سے تشبیہ دی چند وجہ سے، ایک یہ کہ غیبت گناہ ہے مگر بے لذت بے فائدہ جیسے مرے بھائی کا گوشت کھانا، زنا اور سود گناہ ہیں مگر زنا میں لذت اور سود میں کچھ مالی فائدہ تو ہے دوسرے یہ کہ غیبت نہایت گھناؤنا اور گندا کام ہے جس سے نفس انسانی نفرت کرتا ہے۔

ا۔ یعنی سب انسانوں کی اصل حضرت آدم و حوا ہیں اور ان کی اصل مٹی ہے تو تم سب کی اصل مٹی ہوئی پھر نسب پر اکڑتے اور اتراتے کیوں ہو ۲۔ یعنی انسان کو مختلف نسب و قبیلے بنانا ایک دوسرے کی پہچان کے لئے ہے نہ کہ شیخی مارنے اور اترانے کے لئے ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بازار مدینہ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ملاحظہ فرمایا کہ ایک غلام یہ کہہ رہا ہے کہ جو مجھے خریدے وہ مجھے حضور کے پیچھے پنج گانہ نماز سے نہ روکے اسے ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ غلام بیمار ہو گیا تو سرکار اس کی تیمارداری کو تشریف لے گئے پھر اس کی وفات ہو گئی تو حضور اس کے دفن میں شریک ہوئے، اس پر بعض لوگوں نے حیرانی کا اظہار کیا کہ غلام اور اس پر اتنا انعام اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۴۔ (شان نزول) یہ آیت بنی اسد کی اس جماعت کے متعلق نازل ہوئی جو قحط کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں آئے اور صرف زبان سے مسلمان ہو گئے دل میں کافر رہے ان کے آنے سے مدینہ منورہ میں اور گرانی ہو گئی، چیزوں کے بھاؤ چڑھ گئے کیونکہ یہ بہت تھے اور جب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن و روح وغیرہ) ۵۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ دل سے ماننے کا نام ایمان ہے اور زبان سے اقرار کا نام اسلام ان کے نزدیک ایمان و اسلام میں فرق ہے ان کی دلیل یہ آیت ہے جن کے نزدیک ایمان و اسلام ایک ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں اسلام لغوی معنی میں ہے یعنی اطاعت کر لینا جیسے رب فرماتا ہے۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا۔ یہی قول قوی ہے لہٰذا منافق نہ مومن ہے نہ مسلم ۶۔ معلوم ہوا کہ بغیر اعتقاد درست ہوئے کلمہ پڑھ لینا اللہ کے نزدیک بیکار ہے ۷۔ اس طرح کہ دل سے مسلمان ہو جاؤ یا یہ معنی ہیں کہ ایمان لا کر اطاعت ظاہری کرو، ورنہ منافق کی عبادات ضائع ہیں جن کا کوئی ثواب نہیں ۸۔ بلکہ تمہیں اپنی شان کے لائق جزا دے گا جو تمہارے وہم و گمان سے باہر ہے، بادشاہ اپنے نیاز مندوں کے حقیر ہدیوں پر بے بہا انعام دے دیتے ہیں ۹۔ واؤ کے عطف سے معلوم ہوا کہ حضور پر ویسے ہی ایمان لانا ضروری ہے

(بقیہ صفحہ ۸۲۵) جیسے رب تعالیٰ پر لہٰذا حضور ہمارے ایمان ہیں ہماری طرح مومن نہیں، اس لئے رب العالمین حضور کو عام مومنوں میں داخل نہیں فرماتا ان کا علیحدہ ذکر فرماتا ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ حضور رب کے مومن ہمارے ایمان ہیں ۱۰۔ اپنے ایمان میں لہٰذا یہ کہنا منع ہے کہ میں انشاء اللہ مومن ہوں اپنے ایمان پر یقین چاہیے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ تمام صحابہ سچے مومن ہیں کہ ان میں یہ تمام صفات کامل طور پر موجود ہیں، رب نے ان کے صدق کی گواہی دی ۱۲۔ گزشتہ آیت کے نزول پر ان لوگوں نے قسمیں کھا کر کہا کہ ہم مخلص مومن ہیں تب یہ آیت کریمہ اتری۔ معلوم ہوا کہ حضور سے عرض و معروض کرنا رب سے عرض

عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ هَدٰىکُمْ

احسان مجھ پر نہ رکھو لہ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی

لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ

ہدایت کی ٢ اگر تم سچے ہو بے شک اللہ جانتا ہے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور زمین کے سب غیب اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے ٣

رُکُوْعَاتُهَا ۳	۵۰ سُوْرَةُ قٓ مَکِّیَّةٌ ۳۴	اٰیَاتُهَا ۴۵

یہ سورۃ مکی ہے اس میں ۳ رکوع ۴۵ آیات، ۳۵۷ کلمے ۱۴۹۴ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ﴿۱﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ

عزت والے قرآن کی قسم ٤ بلکہ انہیں اس کا اچنبا ہوا کہ انکے پاس انہیں میں کا

مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْکٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۲﴾

ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا ٥ تو کافر بولے یہ تو عجیب بات ہے ٦

ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِکَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ﴿۳﴾ قَدْ عَلِمْنَا

کیا جب ہم مر جائیں اور مٹی ہو جائیں گے پھر جئیں گے یہ پلٹنا دور ہے ٧ ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین

مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا کِتٰبٌ حَفِیْظٌ ﴿۴﴾

ان میں سے گھٹاتی ہے ٨ اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے ٩

بَلْ کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْٓ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ﴿۵﴾

بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا ١٠ جب وہ انکے پاس آیا تو وہ ایک مضطرب بے ثبات بات میں ہیں

اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ کَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ

١١ تو کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہ دیکھا ہم نے اسے کیسا بنایا اور

کرنا ہے ان لوگوں نے حضور کو اپنا اخلاص بتایا تھا مگر ارشاد ہوا کہ کیا خدا کو بتاتے ہو۔ سبحان اللہ اگر رب کو دیکھنا ہے تو حضور کو دیکھو اگر رب سے کچھ کہنا ہے تو حضور سے کہو اگر رب کے ساتھ بیٹھنا ہے تو حضور کی بارگاہ میں بیٹھو مولانا فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا
او نشیند در حضور اولیاء

۱۔ یعنی تم اپنے ایمان کا اللہ رسول پر احسان نہ دھرو بلکہ اگر تمہیں سچا ایمان نصیب ہو جائے تو تم پر اللہ و رسول کا احسان ہے کہ تمہیں اس کی توفیق بخشی۔ ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شمار ازو کہ بخدمت گماشت

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی مخلوق کا حضور پر احسان نہیں بلکہ سب پر حضور کا احسان ہے، کہ ہمیں جو نعمتیں ملیں وہ حضور کے طفیل ہی ملیں، اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو حضور کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام دنیا مومن و متقی ہو جاوے، تو حضور پر کچھ احسان نہیں، اگر ہم سورج سے نور لے لیں تو ہمارا احسان سورج پر نہیں بلکہ اس کا ہم پر احسان ہے اس سے معلوم ہوا کہ کبھی اسلام و ایمان میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں ایمان کا اعتبار ہے نہ کہ محض اسلام یعنی ظاہری اطاعت کا، خیال رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان کا احسان جتایا دوسری جگہ حضور کے مبعوث فرمانے کا کہ فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ معلوم ہوا کہ حضور اور ایمان لازم و ملزوم ہیں، یا یہاں ایمان سے مراد حضور ہیں ۳۔ یعنی جو علیم و خبیر تمام آسمانوں کے غیوب جانتا ہے اس پر تمہارے دل کے حالات کیسے چھپ سکتے ہیں اس کی بارگاہ میں اپنا ایمان ظاہر کرنا عبث ہے، خیال رہے کہ ہم گنہگاروں کا یہ عرض کرنا کہ مولا ہم گنہگار ہیں یا اے مولیٰ ہم تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، رب پر ظاہر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس سے بھیک مانگنے کے لئے ہے لہٰذا یہ آیت ان آیتوں کے خلاف نہیں جن میں اس کے اظہار کا حکم ہے جیسے رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا۔ ۴۔ قرآن کریم دنیا میں بھی عزت والا ہے کہ جس کاغذ پر لکھا جاوے اس کو بے وضو چھونا منع ہے جس غلاف میں لپیٹا جاوے اس کی بے حرمتی حرام جس زبان و سینہ میں پہنچ جاوے وہ عالم برکت والا ہے، جس نبی پر اترا وہ نبی سید الانبیاء ہے۔ اور آخرت میں بھی عزت والا کہ اپنے ماننے والے کی شفاعت فرمائے گا، اس کی شفاعت رب قبول کرے گا عالم قرآن کے سر پر سنہری تاج ہو گا جس کے موتی سورج سے زیادہ چمکیں گے ۵۔ یعنی یہ کفار آپ پر ایمان تو نہ لائے بلکہ تعجب کرنے لگے کہ انسان کو نبوت کیسے مل گئی یہ تو کسی فرشتے کو ملنی چاہیے تھی افسوس ہے کہ یہ لوگ لکڑی پتھر کو خدا ماننے لگے مگر افضل البشر کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۶۔ تعجب دو طرح کا ہوتا ہے انکار کا اور اقرار کا یہاں انکاری تعجب ہے کہ یہ کفار کا مقولہ ہے حضور کی شان دیکھ کر مومن کا حیران ہو جانا کمال ایمان کی دلیل ہے ۷۔ واقعہ سے یا ہماری عقل و سمجھ سے کیونکہ مٹی اور

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝٦ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا

سنوارا ۱ اور اس میں کہیں رخنہ نہیں ۲ اور زمین کو ہم نے پھیلایا ۳

وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ

اور اس میں لنگر ڈالے ۴ اور اس میں ہر بارونق

زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝٧ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝٨

جوڑا اگایا ۵ سوجھ اور سمجھ ہر رجوع والے بندے کے لئے ۶

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ

اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا ۷ تو اس سے باغ اگائے

وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝٩ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ

اور اناج کہ کاٹا جاتا ہے ۸ اور کھجور کے لمبے درخت جن کا پکا

نَّضِيْدٌ ۝١٠ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ

گابھا ۹ بندوں کی روزی کے لئے ۱۰ اور ہم نے اس سے مردہ شہر جلایا ۱۱

كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝١١ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ

یونہی قبروں سے تمہارا نکلنا ہے ۱۲ ان سے پہلے جھٹلایا نوح کی قوم اور رس

الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝١٢ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۝١٣

والوں ۱۳ اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط کے ہم قوموں ۱۴

وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ

اور بن والوں ۱۵ اور تبع کی قوم نے ۱۶ ان میں ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا

فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝١٤ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ

تو میرے عذاب کا وعدہ ثابت ہو گیا ۱۷ تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے ۱۸ بلکہ وہ نئے بننے

لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝١٥ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ

سے شبہ میں ہیں ۱۹ اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا

ع ۱ ۱۵

(بقیہ صفحہ ۸۲۶) انسان میں بہت دور کا فاصلہ ہے مٹی جمادات میں سے ہے اس پر نباتات اس پر حیوانات اس پر انسان پھر بلاواسطہ ہم مٹی سے انسان کیسے بنیں گے ۸۔ یعنی مردوں کے گوشت پوست ہڈی وغیرہ جو کچھ زمین کھا جاتی ہے اور اسے مٹی کر دیتی ہے وہ سب ہمارے علم میں رہتی ہے' پھر اس مٹی کو گوشت پوست بنا دینا ہمیں کیا مشکل ہے' جیسے تم آدمی سے مٹی بن جاتے ہو ایسے ہی مٹی سے آدمی بن جاؤ گے ۹۔ جس کتاب میں ان سب کے نام' مرنے کا وقت' اور کس مٹی نے کونسا عضو کھایا یہ سب کچھ لکھا ہے جن فرشتوں کے پاس یا جن نبیوں ولیوں کے علم میں وہ کتاب ہے انہیں ان سب باتوں کی خبر ہے کیونکہ یہ کتاب خدا کے علم کے لئے نہیں بلکہ خاص بندوں کو علم دینے کے لئے ہے ۱۰۔ حق سے مراد یا حضور ہیں یا حضور کے معجزات یا قرآن کریم یا قیامت یعنی یہ لوگ دلائل میں غور نہیں کرتے انہیں تو صرف جھٹلانا آتا ہے ۱۱۔ کہ کبھی حضور کو شاعر کہتے ہیں کبھی ساحر کبھی کاہن' وہ خود ایک بات پر قائم نہیں۔

۱۔ کہ آسمان بغیر ستون قائم ہیں اس پر چاند سورج تاروں کے بلب روشن ہیں نہ ان میں تیل ہے نہ بتی' اگر تمہیں بھی بغیر ظاہری اسباب زندہ کر دیں تو کیا بعید ہے ۲۔ فروج سے مراد خرابی کی پھٹن ہے ورنہ آسمان میں دروازے ہیں۔ رب فرماتا ہے فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ ۳۔ یعنی پانی پر اس طرح پھیلایا کہ پانی میں گھل کر فنا نہیں ہوتی ورنہ مٹی پانی میں گھل جاتی ہے ۴۔ اس پر پہاڑ قائم کئے تا کہ جنبش نہ کرے اور تم آرام سے رہو' سو معلوم ہوا کہ زمین حرکت نہیں کرتی ۵۔ سبزوں پھلوں پھولوں کا معلوم ہوا کہ درختوں میں بھی نر و مادہ ہے آج سائنس بھی یہ مانتی ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ سارا عالم معرفت الٰہی کی کتاب ہے حضور اس کتاب کے پڑھانے والے ہیں' مومن پڑھنے والے' کتاب کا فائدہ استاد سے ہوتا ہے ۷۔ یعنی بارش جس میں ہزارہا نفع ہیں اس سے ہر جاندار کی زندگی قائم ہے' اور اس کا فیض ایک سال تک رہتا ہے۔ خیال رہے کہ برکت کے معنی ہیں بندھی ہوئی نعمت جو جنبش نہ کرے ۸۔ جو ہر سال بوئے اور کاٹے جاتے ہیں جیسے گندم' جو' چنے وغیرہ' خیال رہے کہ باغات کے پھل لذت کے لئے اور کھیت کے دانے بقاء زندگی کے لئے کھائے جاتے ہیں' مگر یہ دونوں بارش سے پیدا ہوتے ہیں ایسے ہی مسائل شریعت کی غذا طریقت کے میوے' آسمانی نبوت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارش فیض سے ہے جس سے ایمان کی بقا ہے ۹۔ چونکہ کھجور تمام میوہ جات سے افضل ہے اس لئے اس کا علیحدہ ذکر فرمایا ورنہ باغ میں یہ بھی داخل ہے ۱۰۔ بارش بندوں کی جانی و ایمانی روزی کا ذریعہ ہے کہ بارش میں غور کر کے اللہ کی قدرت اور حضور کی رحمت کا پتہ لگائیں کہ جیسے بغیر بارش تخم نہیں اگتا ایسے ہی بغیر فیض نبوت عبادت قبول نہیں ہوتی ۱۱۔ آسمانی بارش سے خشک شہر کو ہرا بھرا کر دیا اور ایمانی و روحانی بارش سے مردہ دل زندہ کر دیئے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیاس جائز ہے اور کبھی عقائد بھی قیاس سے ثابت کئے جاتے ہیں ۱۳۔ یہ علاقہ عدن میں ایک کنواں تھا جس کے پاس ایک بستی تھی' اس بستی کا نام بھی رس تھا یہاں کا بادشاہ علیس تھا جس کے مرنے کے بعد شیطان اس کے جسم میں داخل ہو کر بولنے لگا یہ لوگ اس کی پوجا کرنے لگے' حضرت حنظلہ ابن صفوان کو نبی بنا کر ان میں بھیجا گیا' قوم نے انہیں سخت ایذائیں دے کر قتل کر دیا تب ان پر عذاب الٰہی آیا کہ کنوئیں کا پانی زمین میں دھنس گیا۔ یہ لوگ اور ان کے جانور پیاس سے بہت پریشان ہوئے آخر کار زمین میں دھنسا دیئے گئے (روح و خزائن) ۱۴۔ لوط علیہ السلام کی امت یعنی علاقہ سدوم والے لوگ' امت کو بھی قوم کہا جاتا ہے ورنہ لوط علیہ السلام

(بقیہ صفحہ ۸۲۷) سدوم کے رہنے بسنے والے نہ تھے' آپ وہاں مہاجر تھے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۵۔ شعیب علیہ السلام کی قوم' چونکہ ان کی بستی بیری کی جھاڑیوں میں واقع تھی اس لئے انہیں بن والا کہا گیا ان کا واقعہ سورہ حج میں گزر گیا ۱۶۔ تبع حمیری شاہ یمن جس کا مفصل واقعہ سورہ دخان میں گزرا ۱۷۔ یعنی یہ تمام قومیں اپنے اپنے رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کے جھٹلائے بغیر عذاب نہیں آتا۔ خواہ انسان کتنے ہی جرم کرے' دیکھو فرعون نے دعویٰ خدائی کیا۔ بنی اسرائیل کے اسی ۸۰ ہزار بچے ذبح کئے مگر عذاب نہ آیا' جب موسیٰ علیہ السلام کا انکار ہوا تب عذاب الٰہی میں گرفتار ہوا ۱۸۔ اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو اللہ تعالیٰ کو عالم کا خالق و مالک مان کر قیامت کا انکار کرتے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ جب ہم ان چیزوں کو ایجاد کر چکے تو اب دوبارہ بنانا کیا مشکل ہے' دوبارہ بنانا ایجاد سے آسان ہے۔ ۱۹۔ یعنی ان کا انکار وہم و شبہ کی طرح کمزور ہے لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ لوگ تو بہت زور سے قیامت کے منکر تھے پھر اسے شبہ کیوں کہا گیا۔

وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَنَحْنُ اَقْرَبُ

اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے ۱ اور ہم دل کی رگ سے بھی

اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ

اس سے زیادہ نزدیک ہیں ۲ جب اس سے لیتے ہیں دو لینے والے

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ

ایک داہنے بیٹھا اور ایک بائیں ۳ کوئی بات وہ زبان

مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ

سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو ۴ اور آئی موت

سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾

کی سختی حق کے ساتھ ۵ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا ۶

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾ وَجَآءَتْ

اور صور پھونکا گیا ۷ یہ ہے وعدہ عذاب کا دن ۸ اور ہر جان یوں

كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ

حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ ۹ بے شک تو اس سے

غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ

غفلت میں تھا ۱۰ تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھایا ۱۱ تو آج تیری نگاہ

الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ؕ

تیز ہے ۱۲ اور اس کا ہم نشین فرشتہ بولا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے ۱۳

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ

حکم ہوگا تم دونوں جہنم میں ڈال دو ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو ۱۴ جو بھلائی سے بہت

مُعْتَدٍ مُّرِيْبِۨ ﴿۲۵﴾ۙ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

روکنے والا ۱۵ حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ۱۶ جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ٹھہرایا

۱۔ نفسانی وسوسہ میں بدعقیدگی' بدخلقی' وسوسے' برے خیالات سب داخل ہیں انہیں رب تعالیٰ پہلے ہی سے جانتا ہے خیال رہے کہ مومن کے غیر اختیاری وسوسوں کی نہ پکڑ ہو گی نہ حساب' بدعقیدگی وغیرہ پر پکڑ بھی ہے اور حساب بھی اِس آیت کا منشا یہ ہے کہ اپنے عقیدے و خیال درست رکھو ہم سب کچھ جانتے ہیں لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں ۲۔ یعنی ہمارا علم و قدرت اس رگ سے زیادہ قریب ہے جس میں خون جاری ہو کر بدن کے ہر حصہ میں پہنچتا ہے پھر ہم انسان سے کیسے غافل ہو سکتے ہیں۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ مکانی قرب سے پاک ہے کیونکہ وہ مکان و جگہ سے پاک ہے یہاں علم و قدرت مراد ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب کا قرب ہی ہمارے لئے حجاب کا باعث ہے جیسے جان زیادہ قرب کی وجہ سے نظر نہیں آتی خیال رہے کہ رب نے اپنے متعلق یہ فرمایا اور اپنے محبوب کے متعلق فرمایا اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ معلوم ہوا کہ رب ہم سے شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور حضور جان سے زیادہ قریب سبحان اللہ۔ یہ بھی خیال رہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ دور سے سننا دور سے دیکھنا اللہ کی صفت ہے یہ محض غلط ہے دور سے وہ سنے یا دیکھے جو دور ہو وہ تو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے ۳۔ یعنی ہر عاقل بالغ انسان کے ساتھ دو فرشتے رہتے ہیں ایک دائیں' ایک بائیں' دایاں نیکیاں لکھتا ہے' بایاں گناہ یہ دونوں فرشتے حافظین فرشتوں کے علاوہ ہیں' یہ فرشتے ان ہی لوگوں پر مقرر ہیں جو شرعاً مکلف ہیں یعنی عاقل و بالغ ۴۔ جو اس کی ہر بات لکھے اچھی بات دائیں طرف والا فرشتہ لکھتا ہے بری بات بائیں والا' سوا پیشاب' پاخانہ کی حالت کے' اس وقت یہ دونوں فرشتے علیحدہ ہو جاتے ہیں اسی لئے اس وقت بات کرنی منع ہے تا کہ اس کے لکھنے والے فرشتہ کو قریب آنے کی تکلیف نہ ہو۔ یہ فرشتے بیمار کا کراہنا بھی لکھتے ہیں نیکی والا فرشتہ ایک کی دس لکھتا ہے برائی والا ایک کی ایک ہی لکھتا ہے اگر بندہ استغفار و توبہ کرے تو محو کرتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ عشق و محبت فرشتوں کی تحریر میں نہیں آتے کیونکہ یہاں بولنے کا ذکر ہے' بندہ مومن کے مرنے کے بعد وہ دونوں فرشتے تاقیامت اس کی قبر پر تسبیح و تہلیل کرتے رہتے ہیں جس کا ثواب اس بندے کو ملتا ہے ۵۔ یعنی موت کی سختی قریب آ رہی ہے تیار رہو۔ مومن مرتے وقت جمال مصطفوی کا نظارہ کرتا ہے جس سے اسے یہ سختی محسوس نہیں ہوتی جیساکہ روایات میں ہے' موت کی سختی سب کو ہے مگر اس سختی کا احساس سب کو نہیں ۶۔ یہ

فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا

تو تم دونوں اسے سخت عذاب میں ڈالو ۱ اس کے ساتھی شیطان نے کہا ۲ اے ہمارے رب

مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَٰكِن كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا

میں نے اسے سرکش نہ کیا ہاں یہ آپ ہی دور کی گمراہی میں تھا ۳ فرمائے گا میرے

تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ﴿۲۸﴾

پاس نہ جھگڑو ۴ میں تمہیں پہلے ہی عذاب کا ڈر سنا چکا تھا ۵

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿۲۹﴾

میرے یہاں بات بدلتی نہیں ۶ اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں ۷

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن

جس دن ہم جہنم سے فرمائیں گے کیا تو بھر گئی ۸ وہ عرض کرے گی ۹ کچھ اور زیادہ

مَّزِيدٍ ﴿۳۰﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ﴿۳۱﴾

ہے ۱۰ اور پاس لائی جائے گی جنت پرہیزگاروں کے کہ ان سے دور نہ ہوگی ۱۱

هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿۳۲﴾ مَّنْ خَشِيَ

یہ ہے وہ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ۱۲ ہر رجوع لانے والے نگہداشت والے کے لئے ۱۳

الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوهَا

جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے ۱۴ اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ۱۵ ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ

بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿۳۴﴾ لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا

سلامتی کے ساتھ ۱۶ یہ ہمیشگی کا دن ہے ۱۷ ان کے لئے ہے اس میں جو چاہیں اور ہمارے پاس اس

وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ

سے بھی زیادہ ہے ۱۸ اور ان سے پہلے ہم نے کتنی سنگتیں ہلاک فرمادیں کہ

أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ﴿۳۶﴾

گرفت میں ان سے سخت تھیں تو شہروں میں کاوشیں کیں ۱۹ ہے کہیں بھاگنے کی جگہ ۲۰

(بقیہ صفحہ ۸۲۸) کلام کافر یا غافل سے ہوگا فرشتے فرمائیں گے بھاگنے سے مراد موت سے گھبرانا' دنیا میں پھنسا رہنا ہے مومن تو موت کو یار کے ملنے کا پل یا زینہ سمجھتا ہے مرتے ہی جمال مصطفوی کا نظارہ نصیب ہوتا ہے' اس لئے اس کی موت کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے ۷۔ دوسری بار تاکہ مردے اٹھیں چونکہ یہ واقعہ یقینی ہے اس لئے اسے ماضی سے تعبیر فرمایا ورنہ یہ آئندہ ہونے والا ہے ۸۔ کافروں کے لئے اور رحمت کا دن ہے فرمانبرداروں کے لئے۔یار سے ملنے کا دن ہے عاشقوں کے لئے۔یہاں کفار سے خطاب ہے ۹۔ یہ بھی کفار کے لئے ہے کہ انہیں قیامت کے دن ایک فرشتہ تو ایسے ہانکے گا جیسے جانوروں کو چرواہا دوسرا فرشتہ یا اس کے بدن کے اعضاء اس کے خلاف گواہ یہ دونوں فرشتے نہایت ذلت سے اسے میدان محشر میں لے جائیں گے' مومن اپنی قربانی کی سواری پر اس طرح جاوے گا جیسے کہ دولہا' رب فرماتا ہے۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۰۔ یعنی تو قیامت کا منکر تھا اس لئے تو نے اس دن کی تیاری نہ کی یہاں غفلت بمعنی بے خبری نہیں کیونکہ انبیاء نے دنیا میں تشریف لا کر قیامت کی خبر دے دی ہے ۱۱۔ اس طرح کہ تمام چھپی چیزوں کو تیرے سامنے کر دیا اب تو سب چیزوں کا اقراری ہے اگر نبی کے فرمان سے مان لیتا تو آج امان پاتا ۱۲۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں کوئی شخص اندھا' کانا' ضعیف البصر نہ ہوگا سب انکھیارے ہوں گے ۱۳۔ اس کافر کا نامہ اعمال جس میں اس کے گناہ لکھے گئے ہیں کیونکہ کفار کی نیکیاں تو دنیا میں ہی برباد ہو چکیں۔ ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو فرشتے کفار کے نامہ اعمال لکھنے کے لئے مقرر ہیں وہی انہیں دوزخ میں ڈالیں گے دوسرے یہ کہ کفار کو دوزخ میں پہنچایا نہ جاوے گا بلکہ اوپر سے پھینکا جاوے گا اللہ کی پناہ، گنہگار مومن اگر دوزخ میں گیا پھر بھی اسے پھینکا نہ جائے گا اس لئے یہاں كَفَّارٍ عَنِيدٍ فرمایا گیا ۱۵۔ جیسے اس زمانہ کے وہابیہ' کہ امور خیر کو ہزار حیلوں سے روکتے ہیں، شر کے روکنے کی پرواہ نہیں کرتے ان کے فتوے ہمیشہ صدقات و خیرات اور ذکر رسول روکنے کے لئے ہوتے ہیں' شراب خوری' جوا' سینما بازوں کی طرف توجہ نہیں' رب تعالیٰ عقل دے ۱۶۔ کافر اپنی حد سے نکل کر رسول کی ہمسری کا دعوٰی کرتا ہے کہ کفر ہے اور اللہ کی توحید و رسول کی رسالت کا انکار کرتا ہے مگر اپنے دین پر بھی اسے پورا یقین نہیں ہوتا' معمولی آفت میں مسلمانوں سے دعا کراتا ہے۔ حضور کو کبھی شاعر کبھی جادوگر کہتا ہے' قبر میں فرشتوں کو اپنا دین صحیح نہ بتا سکے گا اس تفسیر سے آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

ا۔ جو عذاب سخت بھی ہے اور دائمی بھی' یہ دونوں چیزیں کفار کے لئے ہوں گی۔ مسلمان کو سزا بھی نرم ہوگی اور عذاب میں ہمیشگی بھی نہ ہوگی ۲۔ قرین وہ شیطان ہے جو انسان کے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور مرتے وقت تک اس کے ساتھ رہتا ہے ہمیشہ اسے برے مشورے دیتا ہے ۳۔ یعنی گمراہ یہ خود ہوا تھا میں نے تو فقط گمراہی کا مشورہ دیا تھا خیال رہے کہ نفس امارہ کو مشورہ دینے والا قرین شیطان ہے اور دل کو مشورہ دینے والا فرشتہ ہے ۴۔ قیامت میں کفار کہیں گے کہ مولٰی ہم کو شیطان نے بہکا دیا ہم تو بے قصور ہیں شیطان اس سے برات ظاہر کرے گا ان دونوں سے یہ کہا جاوے گا کہ اب خاموش ہو جاؤ دوزخ میں داخل ہو۔ معلوم ہوا کہ کفار کو شیاطین سے جھگڑنے کی اجازت نہ ہوگی مگر مسلمان ظالم و مظلوم جھگڑیں گے مظلوم اپنا عوض مانگے گا' رب فرماتا ہے۔ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۵۔ کہ انبیاء کرام اور ان کی کتابوں کے ذریعہ تم تک تمام وعدے وعید پہنچا دیئے تھے چونکہ کفار صرف وعید کے مستحق

(بقیہ صفحہ ۸۲۹) ہیں اس لئے یہاں وعید کا ذکر کیا گیا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا اور نیک کام سے اللہ کے نزدیک تقدیر نہیں بدلتی بلکہ وہ تبدیلی ہمارے علم کے لحاظ سے ہوتی ہے' دعا اور نیک عمل خود تقدیر میں داخل ہیں لہٰذا اس میں اور اس حدیث میں کہ دعا سے قضا بدل جاتی ہے تعارض نہیں نیز آیات کا نسخ ان کی تبدیلی نہیں بلکہ حکم کی انتہا کا بیان ہے لہٰذا نسخ آیات اس آیت کے خلاف نہیں یا یہ مطلب ہے کہ ہمارے وعدے وعید بدلتے نہیں جن سے جنت کا وعدہ کیا وہ جنتی ہیں' کفار دوزخی' لہٰذا آیت صاف ہے ۷۔ اس طرح کہ کسی بندے کو بغیر جرم سزا دوں' معلوم ہوا کہ کفار کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں ۸۔ رب تعالیٰ نے دوزخ و جنت دونوں کے بھرنے کا وعدہ فرمایا ہے تمام دوزخیوں کو دوزخ میں ڈال کر دوزخ سے پوچھے گا کیا تو بھر گئی تو وہ یہ جواب دے گی ۹۔ یعنی ابھی نہیں بھری مجھ میں اور بھی گنجائش ہے۔ ۱۰۔ یعنی قیامت میں متقی لوگ عرش کے دائیں طرف کھڑے ہوں گے وہاں سے ان کو جنت نظر آتی ہو گی۔ خیال رہے کہ واقعہ میں تو یہ لوگ جنت کے قریب لائے گئے مگر یہ محاورہ ایسا ہے جیسے مسافر کہتے ہیں کہ لاہور قریب آ گیا یعنی ہم لاہور کے قریب آ گئے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں یا یہ مطلب ہے کہ بعض لوگوں سے جنت ایسی قریب ہو گی کہ بغیر حساب وہاں داخل ہو جائیں گے صوفیاء فرماتے ہیں کہ متقی مومن سے دنیا میں ہی جنت قریب ہے کہ مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے پہلے معنی زیادہ قوی ہیں واللہ و رسولہ اعلم ۱۱۔ دنیا میں رسولوں کی معرفت، کیونکہ رسول کا وعدہ رب کا ہی وعدہ ہے ۱۲۔ رجوع لانے والا وہ ہے جو گناہ پر قائم نہ رہے توبہ کرے۔ حفیظ وہ جو اپنے ہر کام میں شرعی حدود کی حفاظت کرے ۱۳۔ جس ڈر میں ہیبت اور تعظیم ہو اسے خشیت کہا جاتا ہے خشیت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے بے دیکھے ڈرنے کے معنی یہ ہیں انبیاء کرام سے سن کر رب کی ہیبت رکھے ۱۴۔ یعنی ایسا دل ساتھ لایا جو مصیبت میں صابر آرام میں شاکر ہر حال میں رب کا ذاکر تھا صوفیاء فرماتے ہیں کہ 'قلب منیب اللہ کی بڑی نعمت ہے جو خوش نصیب کو ملتی ہے ۱۵۔ کہ نہ تو جنت میں تمہیں کوئی تکلیف ہو نہ موت آئے نہ جنت سے نکالے جاؤ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کا داخلہ بہت عزت و عظمت کے ساتھ ہو گا یا خود رب تعالیٰ یہ فرمائے گا یا فرشتے یا رضوان داروغۂ جنت ۱۶۔ اس طرح کہ یہی دن ہمیشہ رہے گا نہ رات آئے گی نہ کوئی حال بدلے گا لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کہ دن ہمیشہ نہیں رہتا رات سے فنا ہو جاتا ہے۔ ۱۷۔ دیدار الٰہی جو ان کے خیال و گمان سے بھی باہر ہے یہ نعمت تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہو گی رب نصیب کرے۔ ۱۸۔ یعنی پچھلی امتیں ان عرب والے کفار سے زیادہ بہادر تھیں جنہوں نے شہروں میں بڑے بڑے مضبوط قلعے بنائے مگر عذاب کے وقت کام نہ آئے ۱۹۔ یعنی جب ان پر عذاب آیا تو بچنے کی جگہ اور پناہ کے ٹھکانے ڈھونڈتے پھرے مگر پناہ نہ ملی۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے

وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا

اور متوجہ ہو ۱ اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو

بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ

کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا ۲ اور تکان ہمارے پاس نہ آئی ۳ تو ان کی باتوں

عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ

پر صبر کرو ۴ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج

الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ

چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے ۵ اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو ۶ اور

أَدْبَارَ السُّجُودِ ﴿٤٠﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ

نمازوں کے بعد ۷ اور کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس جگہ

قَرِيبٍ ﴿٤١﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ

سے ۸ جس دن چنگھاڑ سنیں گے حق کے ساتھ ۹ یہ دن ہے قبروں سے باہر

الْخُرُوجِ ﴿٤٢﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿٤٣﴾

آنے کا ۱۰ بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری طرف پھرنا ہے ۱۱

يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا

جس دن زمین ان سے پھٹے گی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے ۱۲ یہ حشر ہے ہم کو

يَسِيرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم

آسان ہم خوب جان رہے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں ۱۳ اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے

بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ ﴿٤٥﴾

نہیں ۱۴ تو قرآن سے نصیحت کرو اسے جو میری دھمکی سے ڈرے ۱۵

۱۔ معلوم ہوا کہ وعظ و نصیحت و عبرت سے فائدہ وہ ہی اٹھا سکتا ہے جس کے پاس عبرت پکڑنے والا دل ہو اور قبول کرنے والے کان' حاضر دل سے جو نیک کام کیا جا اس میں برکت ہوتی ہے ۲۔ اتوار سے ہفتہ تک' اتوار کو پیدائش کی ابتداء ہوئی جمعہ کو تکمیل' زمین دو دن میں بنی' زمینی چیزیں دو دن میں آسمان دو دن میں' خیال رہے کہ یہاں وقت خلق کا ذکر ہے اور کُنْ فَیَکُوْن میں قدرت کاملہ کا تذکرہ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں کو چھ دن میں پیدا فرمانا کمزوری یا تھکن کی بنا پر نہ

اٰیَاتُہَا ۶۰ | ۵۱ سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۶۷ | رُکُوْعَاتُہَا ۳

سورۃ الذرایت مکی ہے اس میں ۳ رکوع ۶۰ آیات ۳۶۰ کلمے اور ۱۲۳۹ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا ﴿۳﴾

قسم ان کی جو بکھیر کر اڑانے والیاں ۱ پھر بوجھ اٹھانے والیاں ۲ پھر نرم چلنے والیاں

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَّاِنَّ

۳ پھر حکم سے بانٹنے والیاں ۴ بے شک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۵ ضرور سچ ہے

الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُکِ ﴿۷﴾ اِنَّکُمْ لَفِیْ قَوْلٍ

اور بیشک انصاف ضرور ہونا ۶ آرائش والے آسمان کی قسم ۷ تم مختلف بات میں

مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ یُّؤْفَکُ عَنْہُ مَنْ اُفِکَ ﴿۹﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾

ہو ۸ اس قرآن سے وہی اوندھا کیا جاتا ہے جس کی قسمت ہی میں اوندھایا جانا ہو ۹ مارے جائیں

الَّذِیْنَ ہُمْ فِیْ غَمْرَۃٍ سَاہُوْنَ ﴿۱۱﴾ یَسْـَٔلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ

دل سے تراشنے والے جو نشے میں بھولے ہوئے ہیں ۱۰ پوچھتے ہیں انصاف کا دن کب

الدِّیْنِ ﴿۱۲﴾ یَوْمَ ہُمْ عَلَی النَّارِ یُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَکُمْ

ہوگا ۱۱ اس دن ہوگا جس دن وہ آگ پر تپائے جائیں گے اور فرمایا جائے گا چکھو اپنا تپنا

ہٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ

یہ ہے وہ جس کی تمہیں جلدی تھی ۱۲ بے شک پرہیزگار باغوں اور چشموں

جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰہُمْ رَبُّہُمْ اِنَّہُمْ کَانُوْا قَبْلَ

میں ہیں ۱۳ اپنے رب کی عطائیں لیتے ہوئے ۱۴ بیشک وہ اس سے

ذٰلِکَ مُحْسِنِیْنَ ﴿۱۶﴾ کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَہْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

پہلے نیکو کار تھے ۱۵ وہ رات میں کم سویا کرتے ۱۶

۱۔ یعنی ان ہواؤں کی قسم جو خاک اور گرد و غبار اڑاتی ہیں' اس میں چاروں ہوائیں شامل ہیں' پروا' پچھوا' جنوبی' شمالی ۲۔ یعنی جو ہوائیں گھٹائیں یا بدلیاں اٹھائیں' جن میں لاکھوں ٹن پانی ہے چونکہ یہ رحمت کی ہوائیں ہیں اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ۳۔ ان کشتیوں کی قسم جو دریا میں سہولت سے تیرتی ہیں' سواریوں اور سامان کو پار لگاتی ہیں ۴۔ یعنی فرشتوں کی وہ جماعتیں جو بارش' رزق' موت' اولاد وغیرہ تقسیم کرتی ہیں' جنہیں مدبرات امر کہتے ہیں معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمتیں فرشتے تقسیم کرتے ہیں' اگر حضور کو قاسم رزق اللہ کہا جاوے تو نہ حرام ہے نہ شرک' خیال رہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوائیں تقسیم کرتے ہیں' میکائیل بارشیں' عزرائیل موت' اسرافیل احکام (علیہم السلام) (روح) ۵۔ یہاں وعدے میں وعید بھی داخل ہے یعنی حشر نشر سزا جزا۔ بلکہ تمام وہ آئندہ کی خبریں جن کا نبی کی معرفت تم سے وعدہ یا وعید کیا گیا' سب سچے ہیں' ان کے جھوٹ کا امکان بھی نہیں ۶۔ کہ قیامت میں مطیعون کو جنت توبہ والوں کو محبت اولیاء کو قرابت عارفوں کو وصل الٰہی' ظالموں کو وجدان اور غافلوں کو عذاب۔ میزان ضرور ملنا ہے ۷۔ یعنی اس آسمان کی قسم جو رنگ برنگے تاروں سے مزین ہے' یا اس آسمان نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم جو رنگ برنگے صحابہ کی زینت سے آراستہ ہے۔ ۸۔ کوئی مشرک دو معبود مانتا ہے' کوئی پچاس' کوئی تین سو ساٹھ' کوئی حضور کو ساحر کہتا ہے' کوئی شاعر تمہیں خود اپنے قول پر قرار نہیں ۹۔ کفار مکہ جب کسی کو اسلام کی طرف مائل دیکھتے یا جو حضور کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تو اس کو بہکاتے کہ ان کے پاس کیا دھرا ہے وہ تو ساحر ہیں' شاعر ہیں وغیرہ' اس آیت میں اس کا ذکر ہے کہ جس کے نصیب میں ایمان ہے وہ تو ان باتوں سے بہکے گا نہیں اور جو تقدیر کا ہی مارا ہوا ہے وہ بہک جاوے گا۔ معلوم ہوا کہ جسے حضور سے کچھ نہ ملے وہ شقی ازلی ہے ان کے پاس سب کچھ ہے تم لینے والے بنو ۱۰۔ کوئی جہالت کے نشہ میں مخمور ہے' کوئی علم کے' کوئی دولت کے نشہ میں کوئی اقتدار اور عزت و جاہ کے' اللہ ان سب نشوں سے بچائے ۱۱۔ یہ سوال پوچھنے کے لئے نہ تھا' بلکہ مذاق کے لئے اس کے مطابق انہیں جواب دیا گیا۔ کہ جس دن تم دوزخ میں پہنچو گے بس وہی دن عین انصاف کا ہو گا۔ یعنی اگر تم ایسی بحثوں میں پڑے رہے تو انجام یہ ہے ۱۲۔ یہ کلام بلاواسطہ رب تعالیٰ فرمائے گا' یا عذاب کے فرشتے یا مالک دوزخ' جہاں ارشاد ہوا کہ ہم ان سے کلام نہ کریں گے' وہاں رحمت و محبت کا کلام مراد ہے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۳۔ آج دنیا میں بھی قبر میں بھی اور آئندہ محشر میں بھی اور محشر کے بعد بھی' دنیا میں مومن شریعت کے باغات' طریقت کے چشموں میں رہتا ہے اللہ کی عبادت میں حضور کی محبت میں وہ لذت پاتا ہے کہ سبحان اللہ اس کی قبر جنت کی کیاری بن جاوے گی' میدان محشر میں حوض کوثر کی ایک نہر موجود ہو گی جہاں یہ مزے سے پیتے ہوں گے' اس نہر پر مرتدین آویں گے' جنہیں فرشتے نکالیں گے' یہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ اصیحابی ۱۴۔ ان نیکیوں کا بدلہ بھی اور رب تعالیٰ کی خاص رحمت بھی' عطا سب کو شامل ہے ۱۵۔ کہ دنیا میں نیک کام کرتے تھے یا ان کی پیدائش سے پہلے ان کے نام نیکوں کی فہرست میں تھے۔ ۱۶۔ یعنی رات تہجد اور شب بیداری میں گزارتے تھے بہت تھوڑی دیر سوتے تھے اور اس سونے کو بھی اپنا قصور سمجھ کر صبح کو استغفار پڑھتے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ تمام رات سونا بھی اچھا نہیں اور تمام رات جاگنا بھی بہتر نہیں' اول رات سو جاؤ آخر رات تہجد کے لئے جاگو پھر کچھ اور سوؤ' یہ ہی سنت ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس آیت میں انصار کی تعریف ہے

(بقیہ صفحہ ۸۳۱) جو عشاء کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر اپنے گھر جاتے جو مسجد قبا کے پاس مدینہ منورہ سے تین میل دور ہے پھر کچھ سو کر تہجد پڑھتے' پھر فجر کی نماز مسجد نبوی میں آکر باجماعت پڑھتے تھے' اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہے (روح) ان کا یہ آنا جانا بھی عبادت تھا جیسے عالم کا سونا عبادت ہے۔
۱۔ معلوم ہوا کہ وقت سحر استغفار اور دعا کے لئے بہت موزوں ہے کہ صبح کے وقت کتے کے سوا کوئی نہیں سوتا فجر کی سنتوں کے بعد ستر بار استغفار اول آخر درود شریف ہر مصیبت کا دفعیہ ہے رزق کی برکت کا ذریعہ ہے ۲۔ اس میں چند صفات بیان ہوئے ایک یہ کہ ان مومنوں کے ہر مال میں غربا کا حصہ ہوتا ہے۔ کھانا کپڑا پیسہ

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ

اور پچھلی رات استغفار کرتے ۱؎ اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور

وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

بے نصیب کا ۲؎ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو ۳؎ اور خود تم میں،

اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَ

تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں ۴؎ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے ۵؎ اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۶؎

رَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾

تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ۷؎ ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو ۸؎

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ

اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ۹؎ جب

دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

وہ اس کے پاس آکر بولے سلام ۱۰؎ کہا سلام ناشناسا لوگ ہیں ۱۱؎

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ

پھر اپنے گھر گیا تو ایک فربہ بچھڑا لے آیا ۱۲؎ پھر اسے ان کے پاس رکھا

قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا

کہا کیا تم کھاتے نہیں تو جی میں ان سے ڈرنے لگا ۱۳؎ وہ بولے

تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ

ڈریے نہیں ۱۴؎ اور اسے ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی اس پر اس کی بی بی چلاتی آئی ۱۵؎

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ

پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ انہوں نے کہا تمہارے رب نے

قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

یونہی فرما دیا ہے ۱۶؎ اور وہی حکیم دانا ہے

ع ۱۸ — وقف لازم

وغیرہ' دوسرے یہ کہ ہر قسم کے فقیر کو دیتے ہیں خواہ اسے جانیں پہچانیں یا نہیں تیسرے یہ کہ ان کی عطا سائل کے مانگنے پر موقوف نہیں بھکاریوں کو بھی دیتے ہیں اور تلاش کر کے ان مساکین کو بھی جو شرم سے مانگ نہ سکیں' اور اس شرم کی وجہ سے وہ اکثر صدقات سے محروم رہتے ہوں' چوتھے یہ کہ وہ فقراء پر احسان نہیں دھرتے بلکہ ان کا اپنی کمائی میں حق سمجھتے ہیں ان کا احسان مانتے ہیں کہ انہوں نے قبول کر لیا خیال رہے کہ مال والوں کے مال میں فقیروں کا حق ہوتا ہے اور کمال والوں کے کمال میں بے ہنروں کا حصہ ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ حضور کی عبادات میں ہم جیسے گنہگاروں کا حصہ ہے' ان کے ایک ایک سجدے کی برکت سے ہم جیسے کروڑوں کا بیڑا پار ہو گا۔ خیال رہے کہ یہاں صدقہ نفل مراد ہے کیونکہ زکوٰۃ بعد ہجرت فرض ہوئی۔ اس لئے یہاں تمام مصارف زکوٰۃ کا ذکر نہ ہوا ۳۔ یعنی مومنوں کے لئے زمین معرفت الٰہی کا دفتر ہے وہ اس زمین کے حالات کو دیکھ کر رب کی قدرت بلکہ حشر و نشر جنت و دوزخ کو مان لیتے ہیں' زمین سے شریعت اور طریقت کے ہزارہا مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ زمین خشک ہو کر پھر سرسبز ہو جاتی ہے معلوم ہوا کہ ہمیں بھی مر کر جینا ہے' زمین میں جو بوؤ گے وہی کاٹو گے معلوم ہوا کہ وہاں حساب و کتاب ہے زمین میں عجز و انکسار ہے اسی لئے اس میں باغات و کھیت ہیں معلوم ہوا کہ فقیر کا کام صبر و رضا ہے وغیرہ ۴۔ کہ تمہاری پیدائش' اعضاء کی عجیب ترتیب دنیا میں تمہارے حالات کا بدلنا' سب کچھ ہو کر کچھ نہ رہنا بتا رہا ہے کہ تم کسی اور کے قبضہ میں ہو' صوفیاء فرماتے ہیں کہ عرش و فرش' بحر و بر' کوہ و جبل' شیطان رحمت و رحمٰن سب کچھ تجھ میں ہے اگر تو غور کرے جس نے اپنے کو پہچان لیا رب کو جان لیا ۵۔ دنیاوی رزق' سورج' بارش وغیرہ یا مطلب یہ ہے کہ تمام رزقوں کے اصل خزانے آسمانوں میں ہیں' وہاں سے منتقل ہو کر زمین پر آتے ہیں صوفیاء فرماتے ہیں کہ رزق جسمانی اور رزق روحانی سب کچھ آسمان میں ہے وحی بھی آسمان سے ہی آتی ہے ۶۔ کہ جنت آسمانوں میں ہے یا لوح محفوظ آسمان میں ہے جس میں سب کچھ تحریر ہے ۷۔ یہاں رب تعالیٰ نے اپنی قسم فرما کر قرآن کی حقانیت بیان فرمائی اور سورہ یٰسین میں قرآن کی قسم فرما کر حضور کی حقانیت بیان کی ۸۔ معلوم ہوا کہ قرآن عربی زبان میں ہے قریش کی لغت میں اترا' لہٰذا قرآن کے ترجمے قرآن نہیں نہ ان پر قرآن کے احکام جاری ہوں ۹۔ یہ دس بارہ فرشتے تھے جو بشکل مہمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سلام بڑی پرانی سنت ہے دوسرے انبیاء کے دین میں بھی تھی۔ دوسرے یہ کہ آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے خواہ سارے لوگ سلام کریں یا ان میں سے ایک ظاہر یہ ہے کہ پہلا اسب نے سلام کیا ۱۱۔ آپ نے دل میں فرمایا کہ میں ان سے واقف نہیں' منکر ' بمعنی اجنبی ہے' اسی لئے قبر کے فرشتوں کو منکر و

ا۔ یعنی اُے فرشتو بشارت کے سواء اور کس کام کے لئے آئے ہو' معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے قرینہ سے جان لیا تھا کہ یہ حضرات کسی قوم پر عذاب بھی لائے ہیں' شاید ان میں وہ فرشتے بھی ہوں گے جو عذاب پر مامور ہیں' اس لئے اپنے یہ سوال فرمایا ۲۔ لوط علیہ السلام کی قوم جو سدوم اور اس کے آس پاس کی بستیوں میں آباد تھی' وہاں اولا" ان کو جرم کرتے خود مشاہدہ فرمائیں گے' پھر انہیں ہلاک کریں گے ۳۔ گارے سے بنانے کا اس لئے ذکر فرمایا' تا کہ معلوم ہو کہ ان پر اولے نہ برسیں گے' بلکہ پکی مٹی کے پتھر جو کارخانہ قدرت میں تیار ہوئے ہیں' ہر پتھر پر اس کا نام لکھا ہے' جس کو وہ لگنے والا ہے اس لئے مسومۃ فرمایا۔ ۴۔ اس نشان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرتی پتھر ہی تھے' ہر پتھر پر اس کا نام تھا جس کو لگنا تھا ۵۔ یعنی جب سدوم پر عذاب آیا تو وہاں سے پہلے حضرت لوط علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والے باہر بھیج دیئے گئے' جب اس شہر میں صرف کفار رہ گئے تو عذاب الٰہی آیا۔ جہاں اللہ کے مقبول بندوں کی قبریں ہوں' وہاں بھی عذاب نہیں آتا' فرعون پر مصر میں رہتے ہوئے عذاب نہ آیا کہ وہاں یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی قبریں تھیں' افسوس ہے ان لوگوں پر جو حضرت صدیق و فاروق کو عذاب میں مانتے ہیں' حالانکہ یہ دونوں حضرات حضور کے پہلو میں سو رہے ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ صالحین کی موجودگی میں فاسقوں پر عذاب نہیں آتا جب عذاب آنا ہوتا ہے تو صالحین کو نکال دیا جاتا ہے' رب فرماتا ہے۔ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۷۔ یعنی صرف لوط علیہ السلام کا گھر جس میں آپ اہل آپ کی دو صاجزادیاں مومنہ تھیں' بعض نے فرمایا کہ کل مومن تیرہ تھے۔ آپ نے بیس سال تبلیغ فرمائی ۸۔ یعنی قوم لوط کی ہلاکت کے بعد بھی نشانی باقی رکھی' جس سے پتہ لگے کہ یہاں عذاب آچکا ہے' وہ نشانی خود یہ پتھر تھے' جو عرصہ تک وہاں دیکھے گئے' اور بدبودار پانی جو اس زمین سے بہتا تھا ۹۔ کہ وہ اس نشان کو دیکھ کر عبرت پکڑیں اور کفر و گناہ نہ کریں ۱۰۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی عقل والوں کے لئے عبرت ہے' نبی کی مخالفت سے بڑی طاقتور قومیں بھی ہلاک ہو گئیں' خیال رہے کہ سلطان مبین سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات مراد ہیں' جیسے عصا اور ید بیضاء وغیرہ ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی بعثت تمام اہل مصر کی طرف تھی' خواہ بنی اسرائیل ہوں یا قبطی' ان سب پر آپ کی اطاعت لازم تھی ۱۲۔ کہ خود ایمان لایا نہ کسی کو لانے دیا' یہاں لشکر سے مراد اس کے سارے پیرو کار ہیں ۱۳۔ دیوانہ اس لئے کہتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اکیلے ہو کر مجھ جیسے جابر بادشاہ کا مقابلہ کرنے آئے ہیں' اگر ان میں عقل ہوتی تو ایسا نہ کرتے (روح) ۱۴۔ چنانچہ ڈوبتے وقت ایمان لایا جو قبول نہ ہوا۔ ۱۵۔ قرآن شریف میں ریح غضب کی ہوا کے لئے اور ریاح رحمت کی ہوا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ۱۶۔ وہ ہوا آدمی' جانور' مال متاع' جسکو لگ جاتی' ہلاک کر ڈالتی' معلوم ہوا کہ انسان کے گناہوں کے سبب جانور بھی عذاب میں گرفتار ہو جاتے ہیں' گندم کے ساتھ گھن بھی پس جاتے ہیں۔ ۱۷۔ صالح علیہ السلام کی قوم جو نہایت سرکش تھی' معلوم ہوا کہ بدکار لوگوں کے قصوں سے ایمان ملتا ہے تو نیک کاروں کے قصے بھی ترقی ایمان کا ذریعہ ہیں ۱۸۔ اونٹنی کے ذبح کے بعد صالح علیہ السلام نے انہیں خبر دی کہ اب تم تین دن جیو گے' بدھ' جمعرات' جمعہ' ہفتہ کو ہلاک ہو جاؤ گے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کو لوگوں کے موت کے وقت اور جگہ اور موت کی نوعیت سب کا پتہ ہوتا ہے

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ

ابراہیم نے فرمایا تو اے فرشتو تم کس کام سے آئے [۱] بولے ہم ایک مجرم قوم کی

اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ

طرف بھیجے گئے ہیں [۲] کہ ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر

طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا

چھوڑیں [۳] جو تمہارے رب کے پاس حد سے بڑھنے والوں کے لئے نشان کئے رکھے ہیں [۴] تو ہم

مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا

نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے [۵] نکال لئے [۶] تو ہم نے وہاں ایک

غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ

ہی گھر مسلمان پایا [۷] اور ہم نے اس میں نشانی باقی رکھی [۸] ان کے لئے

يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ

جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں [۹] اور موسیٰ میں [۱۰] جب ہم نے اسے

اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ

روشن سند لے کر فرعون کے پاس بھیجا [۱۱] تو اپنے لشکر سمیت پھر گیا [۱۲] اور بولا جادوگر

اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَهُوَ

ہے یا دیوانہ [۱۳] تو ہم نے اسے اور اسکے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ اپنے

مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾

آپ کو ملامت کر رہا تھا [۱۴] اور عاد میں جب ہم نے ان پر خشک آندھی بھیجی [۱۵]

مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾

جس چیز پر گزرتی [۱۶] اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر چھوڑتی۔

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا

اور ثمود میں [۱۷] جب ان سے فرمایا گیا ایک وقت تک برت لو [۱۸] تو انہوں نے

عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾

اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی تو انکی آنکھوں کے سامنے انہیں کڑک نے آ لیا ۱؎

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ

تو وہ نہ کھڑے ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لے سکتے تھے ۲؎ اور ان سے پہلے

نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا

قوم نوح کو ہلاک فرمایا۔ بیشک وہ فاسق لوگ تھے ۳؎ اور آسمان کو ہم نے ہاتھوں سے

بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ

بنایا ۴؎ اور بے شک ہم وسعت دینے والے ہیں۔ اور زمین کو ہم نے فرش کیا ۵؎ تو ہم کیا ہی

الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ

اچھے بچھانے والے اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑ بنائے ۶؎ کہ تم

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾

دھیان کرو ۷؎ تو اللہ کی طرف بھاگو ۸؎ بے شک میں اسکی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾

سنانے والا ہوں ۹؎ اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ بیشک میں اسکی طرف سے تمہارے لئے

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا

صریح ڈر سنانے والا ہوں ۱۰؎ یونہی جب ان سے اگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی

سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾

بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔ کیا آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ مرے ہیں بلکہ وہ سرکش

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى

لوگ ہیں ۱۲؎ تو اے محبوب تم ان سے منہ پھیر لو ۱۳؎ تو تم پر کچھ الزام نہیں ۱۴؎ اور سمجھاؤ ۱۵؎ کہ سمجھانا

تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا

مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے ۱۶؎ اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی لئے بنائے کہ میری

۱؎ جو حضرت جبریل کی آواز تھی' جس سے ان کے سینے پھٹ گئے' چونکہ وہ آواز بہت ہولناک تھی' اس لئے اسے کڑک فرمایا گیا ۲؎ حضرت جبرئیل سے یا صالح علیہ السلام سے ۳؎ فاسق گنہگار مسلمانوں کو بھی کہتے ہیں' کافر کو بھی' یعنی فسق اعتقادی بھی ہوتا ہے اور عملی بھی' یہاں فسق اعتقادی مراد ہے یعنی کفر ۴؎ بغیر وسیلہ فرشتوں کے آسمان بنائے گئے دست قدرت سے' ورنہ سب چیز کا خالق رب تعالیٰ ہے ۵؎ کہ زمین اس قدر وسیع ہے کہ باوجود گول ہونے کے فرش کی طرح بچھی ہوئی معلوم ہوتی ہے' نیز نہ تو لوہے کی طرح سخت ہے' جس پر چلنا پھرنا دشوار نہ پانی کی طرح پتلی کہ مخلوق اس میں ڈوب جاوے' یہ رب تعالیٰ کی قدرت کی بڑی دلیل ہے' پھر اتنی بڑی زمین آسمان کی وسعت کے مقابل ایسی ہے جیسے میدان میں کوڑی پڑی ہو ۶؎ جیسے زمین آسمان' دن رات' نر و مادہ' چاند سورج' گرمی سردی' بحر و بر' میدان و پہاڑ' جن و انس' ایمان و کفر' سعادت و شقاوت' حق و باطل' موت و زندگی' دایاں بایاں' فقیری غنا' غرضیکہ ہر چیز کی ضد رکھی' پاک ہے وہ جو جنس و ضد سے پاک ہے ۷؎ بلکہ اب سائنس کی تحقیق سے پتہ لگا کہ درخت اور پتھروں میں نر و مادہ ہیں' نر درخت سے ہوا لگ کر مادہ درخت سے جب چھوتی ہے تو پھل زیادہ آتا ہے اگرچہ نر درخت دور ہو' ان چیزوں کی بھی نسل ہے مگر نسل کا طریقہ جداگانہ ہے ۸؎ اس طرح سوا اللہ سے فرار کر کے اللہ سے قرار کرو' کفر سے بھاگو' ایمان کی طرف غفلت سے بیداری کی طرف' گناہ سے توبہ کی طرف' ناراضگی سے رضا کی طرف' غیر میں مشغولیت سے معزولیت کی طرف' غرضیکہ اس کی بہت تفسیریں ہیں ۹؎ یعنی تم سب لوگ میری طرف آؤ' کیونکہ حضور کے پاس حاضری رب کی طرف بھاگنا ہے' رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الخ ۱۰؎ خیال رہے کہ لَا تَجْعَلُوْا میں توحید کا سبق ہے' اور اِنِّیْ لَکُمْ میں رسالت کا درس' لہذا اس آیت میں توحید و رسالت دونوں مذکور ہیں' یاد رکھو کہ اللہ و رسول کو ملانے کا نام ایمان ہے' ان میں جدائی سمجھنے کا نام کفر' اسی لئے قرآن کریم اکثر جگہ اللہ کے ساتھ حضور کا ذکر فرماتا ہے' حضرت حسان فرماتے ہیں ضَمَّ الْاِلٰهُ اِسْمَ النَّبِیِّ بِاِسْمِهٖ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۱۱؎ یعنی جیسے آپ کی قوم آپ کو ساحر شاعر کہتی ہے' ایسے ہی پچھلی قوموں نے اپنے رسولوں کے متعلق کہا تھا' تو جو ان کا انجام ہوا تھا۔ وہ ہی ان کا انجام ہو گا۔ یعنی آخرت میں عذاب' ہاں دنیاوی ظاہری آسمانی عذاب ان پر اس لئے نہ آئے کہ ہم نے تم سے وعدہ فرما لیا ہے۔ ما کان اللہ لیعذبهم وانت فیهم ۱۲؎ یعنی کفار آپس میں ایک دوسرے کو کفر کی وصیت تو نہیں کر مرے ہیں کیونکہ ان کا زمانہ و جگہ اور تھی' ان کا وقت و مکان علیحدہ' کفر میں شرکت کی وجہ یہ ہے کہ ان سب کو بہکانے والا ایک ہی ہے' یعنی ابلیس' اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ کفر کی نوعیتیں بہت ہیں مگر سرکشی و بغاوت میں سارے کفار ایک ہیں ۱۳؎ ان کی بکواس کی پرواہ نہ کرو' لہذا یہ آیت محکم ہے' منسوخ نہیں' یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو۔ تبلیغ تو آخر دم تک کی جائے گی ۱۴؎ یعنی اگر کوئی بھی ایمان نہ لائے' تو آپ پر کچھ اعتراض نہ ہو گا کیونکہ آپ نے تبلیغ فرما دی' معلوم ہوا کہ حضور مخلوق سے بے نیاز ہیں' مخلوق ان کی نیاز مند ہے ۱۵؎ (شان نزول) جب پچھلی آیت میں اعراض کا حکم دیا گیا' تو صحابہ کرام کو غم ہوا وہ سمجھے کہ اب وحی نہ آئے گی' بلکہ عذاب الٰہی کفار پر نازل ہو گا' کیونکہ رب نے اپنے محبوب کو کفار سے بے توجہی' اور اعراض کا حکم دے دیا' تب یہ آیت کریمہ اتری ۱۶؎ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ تبلیغ کسی حال میں نہ چھوڑنی

(بقیہ صفحہ ۸۳۴) چاہیے' دوسرے یہ کہ وعظ و نصیحت صرف مومنوں کو مفید ہے یا انہیں جن کے نصیب میں ایمان ہو' ہر زمین میں تخم نہیں اُگتا

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت اختیاری جس پر سزا' جزاء مرتب ہو صرف جن و انسان کے لئے ہے' عبادت اضطراری ساری مخلوق کرتی ہے' رب فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ مگر ان عبادات پر جزا نہیں' جنات کی سزا دوزخ ہے اور جزاء دوزخ سے نجات (حنفی) ۲۔ کہ مجھے روزی دیں' یا میری مخلوق کو' یا خود اپنے کو' کیونکہ سب کا رازق میں ہوں' خلاصہ یہ ہے کہ جن و انس کی پیدائش کا اصل مقصد روزی کمانا نہیں بلکہ عبادت ہے روزی عبادت کے تابع ہے' جیسے بادشاہ نوکروں

لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾

بندگی کریں ۱ میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا ۲ اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں ۳

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ

بیشک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا ۴ قوت والا قدرت والا ہے ۵ تو بے شک ان ظالموں کے

ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾

لئے عذاب کی ایک باری ہے۔ جیسے ان کے ساتھ والوں کیلئے ایک باری تھی ۶ تو مجھ سے جلدی نہ

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾

کریں ۷ تو کافروں کی خرابی ہے ان کے اس دن سے جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں ۸

آیاتہا ۴۹ | ۵۲ سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ ۷۶ | رکوعاتہا ۲

یہ سورت مکی ہے اس میں ۲ رکوع ۴۹ آیات ۳۱۲ کلمے ایک ہزار پانچ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالطُّوْرِ ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿۳﴾ وَالْبَيْتِ

طور کی قسم ۹ اور نوشتہ کی ۱۰ جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت

الْمَعْمُوْرِ ﴿۴﴾ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿۶﴾

معمور ۱۱ اور بلند چھت ۱۲ اور سلگائے ہوئے سمندر کی ۱۳

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ﴿۸﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ

بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے ۱۴ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ۱۵ جس دن آسمان

السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿۹﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

ہلنا سا ہلیں گے ۱۶ اور پہاڑ چلنا سا چلیں گے ۱۷ تو اس دن جھٹلانے والوں کی

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۱۲﴾

خرابی ہے ۱۸ وہ جو مشغلہ میں کھیل رہے ہیں ۱۹

کو اپنی خدمت کے لئے رکھتا ہے تنخواہ خدمت کی طفیل ملتی ہے اگر وہ خدمت چھوڑ دیں' تو تنخواہ کے مستحق نہیں' رب کی رحمت ہے کہ نکموں کو بھی رزق دیتا ہے' ۳۔ جیسے دنیا کے بادشاہ رعایا سے ٹیکس چاہتے ہیں' اپنی روزی اور ملک کے انتظام کے لئے' لہٰذا وہ رعیت کے حاجت مند ہوتے ہیں۔ سلطنت الٰہیہ غنی ہے ۴۔ کہ سب کو روزی دیتا ہے' خیال رہے کہ روزی عامہ تو عام مخلوق کو دیتا ہے' جیسے سورج کی روشنی' ہوا' زمین کا فرش' آسمان کا سایہ اور روزی خاصہ مخصوص بندوں کو دیتا ہے' جیسے ایمان' عرفان' ولایت' ہدایت' نبوت' وغیرہ' اگر روزی بندے کے کسب پر موقوف ہوتی' تو ماں کے پیٹ میں بچہ کو نہ ملتی ۵۔ لہٰذا قوی کے مقابلہ میں رب کی پناہ لو' شیطان ہمارا دشمن قوی ہے' رب کی پناہ ہی اس سے بچا سکتی ہے ۶۔ ذنوب کنوئیں کے ڈول کو کہتے ہیں' جو کبھی اس طرف پانی ڈالتا ہے' کبھی اس جانب' یعنی ہر کافر قوم کے عذاب کی باری اور وقت ہے جب وقت آ جاتا ہے عذاب آ جاتا ہے ۷۔ کہ وقت عذاب سے پہلے عذاب نہ مانگیں ۸۔ وہ دن یا بدر کے عذاب کا ہے یا ان کی موت کا یا قیامت کا ۹۔ طور پہاڑ مصر و مدین کے درمیان وادی سینا میں واقع ہے' اس پہاڑ کا نام زبیر ہے لقب طور' یہاں ہی موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تھے' اس عظمت کی وجہ سے اس کی قسم ارشاد ہوئی' معلوم ہوا کہ جس پتھر و پہاڑ کو نبی سے نسبت ہو جائے وہ بھی عظمت والا ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ خاص بندوں کی تحریریں رب کو پیاری ہیں کہ رب نے ان کی قسم فرمائی' رب فرماتا ہے۔ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ علماء کے فتوے اور نعت گوؤں کی نعت کی تحریریں' قرآن و حدیث کی کتابت و تفسیریں' سب اس میں داخل ہیں' یا اس سے مراد فرشتوں کی تحریریں ہیں' یعنی لوگوں کے نامہ اعمال یا کاتب تقدیر فرشتے کی تحریر' یا لوح محفوظ کی تحریر' یا توریت و انجیل و قرآن کی تحریر' تحریر کے جو معنی کئے جاویں' اس مناسبت سے کھلے دفتر کے معنی کرنے چاہئیں۔ ۱۱۔ بیت معمور کے معنی ہیں آباد گھر' یہاں اس آیت میں اس سے مراد یا تو کعبہ معظمہ ہے' جو حاجیوں نمازیوں سے آباد رہتا ہے یا بیت المعمور جو ساتویں آسمان پر ہے' فرشتوں کا قبلہ جو حضور نے معراج میں ملاحظہ فرمایا یا مقبولوں کے دل ہیں جو رب کی یاد سے معمور و آباد ہیں' یا مسلمانوں کے وہ گھر جو اللہ کے ذکروں سے آباد ہوں (روح) ۱۲۔ اس سے مراد یا تو آسمان ہے جو دنیا کی چھت ہے' یا عرش جو جنت کی چھت ہے گھر کے ساتھ چھت کا ذکر بہت ہی موزوں ہے (خزائن و روح) ۱۳۔ اس سے مراد یہ ہی سمندر ہیں جن میں آج پانی ہے' قیامت میں اس پانی میں آگ لگا دی جاوے گی' یہ آگ لگا ہوا پانی دوزخ کی آگ کو اور بھی بھڑکا دے گا' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۴۔ اس سے مراد یا عذاب قبر ہے یا عذاب قیامت' دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کو

يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي

جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے ١ یہ ہے وہ آگ جسے

كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٤﴾ أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿١٥﴾

تم جھٹلاتے تھے تو کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں ٢

اصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ

اس میں جاؤ اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو ٣ سب تم پر ایک سا ہے تمہیں اسی کا بدلہ

مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ﴿١٧﴾

جو تم کرتے تھے ٤ بے شک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں ٥

فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿١٨﴾

اپنے رب کی دین پر شاد شاد ٦ اور انہیں ان کے رب نے آگ سے بچا لیا ٧

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ مُتَّكِئِينَ

کھاؤ اور پیو خوش گواری سے ٨ صلہ اپنے اعمال کا ٩ تختوں پر تکیہ

عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِينَ

لگائے جو قطار لگا کر بچھے ہیں ١٠ اور ہم نے انہیں بیاہ دیا بڑی آنکھوں والی حوروں سے ١١

آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ انکی پیروی کی ہم نے انکی اولاد ان سے ملادی

وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا

١٢ اور ان کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی ١٣ سب آدمی اپنے کئے میں

كَسَبَ رَهِينٌ ﴿٢١﴾ وَأَمْدَدْنَاهُم بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢٢﴾

گرفتار ہیں ١٤ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی میوے اور گوشت سے جو چاہیں ١٥

يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوفُ

ایک دوسرے سے لیتے ہیں وہ جام جس میں نہ بے ہودگی اور نہ گنہگاری ١٦ اور انکے خدمتگار

(بقیہ صفحہ ٨٣٥) کوئی شے نہ ٹال سکتی ہے نہ بدل سکتی ہے' رب فرماتا ہے۔ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ ایسے ہی کفار پر عذاب آنا تقدیر مبرم ہے وہ ٹل نہیں سکتا ١٦۔ کہ پہلے چکی کی طرح گھومیں گے پھر پھٹ جائیں گے' معلوم ہوا کہ آج آسمان نہیں گھومتے' بلکہ چاند تارے گردش میں ہیں ١٧۔ کہ پہلے تو بادل کی طرح پھر دھنی ہوئی روئی کے ریزوں کی طرح' پھر غبار کی طرح اڑیں گے' یہ قیامت کا دن ہے ١٨۔ رسولوں کو جھٹلانے والے کفار کی' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جن لوگوں نے کسی نبی کی رسالت نہ پائی' جیسے حضور کے والدین ان کی نجات کے لئے صرف توحید کا عقیدہ کافی ہے' دوسرے یہ کہ کفار و مشرکین کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں' تیسرے یہ کہ گنہگار مسلمان کو اگرچہ سزا ملے' مگر اس کے لئے خرابی نہیں'

نہ اس کی رسوائی ہو' نہ دائمی عذاب ١٩۔ کفر و شرک کے مسئلہ میں یا دنیاوی کاروبار و غفلت میں معلوم ہوا کہ جو چیز رب سے غافل کر دے وہ کھیل کود اور برا مشغلہ ہے۔

١۔ اس طرح کہ عذاب کے فرشتے ان کے ہاتھ گردنوں سے اور پاؤں پیشانی سے ملا کر باندھیں گے' اور انہیں گیند کی طرح دوزخ میں پھینک دیں گے' اور کہیں گے' معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمان اگر دوزخ میں گیا تو اس کا داخلہ اس طرح نہ ہو گا ٢۔ یہ کلام ان کفار سے ہو گا' جو حضور کو جادوگر کہتے تھے' معجزات دیکھ کر بولتے تھے' کہ ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے' ٣۔ یعنی مومنوں کو دنیا میں صبر کا بڑا ثواب تھا' مگر تمہارے لئے اب صبر کرنا بھی فائدہ مند نہیں' چیخو چلاؤ یا خاموش رہو' برابر ہے ٤۔ دل سے جیسے کفر و شرک' یا اعضاء سے جیسے گناہ' لہذا نیکیاں کرنے والا کافر بھی دوزخی ہے کہ وہ دل کے کفر کا مجرم ہے ٥۔ مسلمان اگرچہ گنہگار ہے مگر ایک معنی سے متقی ہے کیونکہ برے عقائد سے بچا ہوا ہے لہذا وہ بھی یا شفاعت کے پانی سے دھل کر یا کچھ سزا بھگت کر یقیناً" جنت میں جاوے گا' نہ تو آیات میں تعارض ہے نہ آیت و حدیث میں ٦۔ جنت میں رب کی دین دو طرح کی ہو گی' نیکیوں کا بدلہ اور خسروانہ انعام' اعمال کا بدلہ بھی اس کے کرم سے ملے گا' اس لئے اتھم فرمایا ٧۔ یا تو اول ہی سے جیسے پرہیزگار مومن یا بخشا ہوا گنہگار' یا دوزخ سے نکال کر جیسے وہ گنہگار مومن جو دوزخ سے پاک و صاف ہو کر نکالے گئے ٨۔ ہمیشہ کھاؤ اور ہر طرح کھاؤ' کوئی چیز نقصان نہ دے گی' کسی نعمت سے روک ٹوک نہ ہو گی' کیونکہ تم نے دنیا میں شریعت کی روک و ٹوک کی پابندی کی' دنیا کی شرعی قیدیں آخرت کی آزادی کا ذریعہ ہیں ٩۔ بلاواسطہ یا بالواسطہ جیسے مسلمانوں کے ناسمجھ بچے ماں باپ کے تابع ہو کر متقی مومن ہیں۔ ١٠۔ معلوم ہوا کہ جنت میں کوئی کام نہ ہو گا کیونکہ تکیہ لگانا آرام میں ہوتا ہے مگر بیکاری نہ ہو گی' عیش و عشرت دیدار یار کے مشاغل ہوں گے' بیکاری بری ہے آرام اچھا ١١۔ خیال رہے کہ دنیا میں انسان کا نکاح غیر انسان سے نہیں ہو سکتا' جانوروں یا جنات سے نکاح نہیں' مگر جنت میں غیر جنس سے نکاح ہو گا' کیونکہ حوریں نہ انسان ہیں' نہ اولاد آدم مگر انسان کے نکاح میں ہوں گی ١٢۔ یعنی اگر مومنوں کی اولاد مومن ہو تو ہم اولاد کو جنت میں اس کے ماں باپ کے ساتھ رکھیں گے' علیحدہ نہ کریں گے' ایمان کی قید اس لئے لگائی کہ مومن کی کافر اولاد اس کے ساتھ نہ ہو گی' اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے وسیلہ سے اولاد کے درجے بلند ہو جاتے ہیں۔ حضور کی اولاد نبی نہیں' مگر حضور کے ساتھ جنت میں ہو گی' وسیلہ ثابت ہوا' یہ بھی ثابت ہوا کہ مومن کے چھوٹے بچے جنتی ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ جنتی آدمی اپنے بال بچوں کے ساتھ جنت میں رہے گا' اس طرح

عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

لڑکے ان کے گرد پھریں گے ۱؎ گویا وہ موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے ۲؎ اور ان میں ایک نے

عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا

دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے ۳؎ بولے بیشک ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں سہمے

مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾

ہوئے تھے ۴؎ تو اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا ۵؎

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾

بے شک ہم نے اپنی پہلی زندگی میں اس کی عبادت کی تھی بے شک وہی احسان فرمانے والا

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾

مہربان ہے ۶؎ تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ ۷؎ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ

مجنون ۸؎ یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ۹؎ ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے ۱۰؎ تم فرماؤ

تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ

انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں ۱۱؎ کیا ان کی عقلیں

اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

انہیں یہی بتاتی ہیں یا وہ سرکش لوگ ہیں ۱۲؎ یا کہتے ہیں انہوں نے یہ

تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ

قرآن بنا لیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں

اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ

اگر سچے ہیں ۱۳؎ کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی

هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ

بنانے والے ہیں ۱۴؎ یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے ۱۵؎ بلکہ

(بقیہ صفحہ ۸۳۶) کہ اگر باپ کا درجہ ادنیٰ ہے اور اولاد کا اعلیٰ تو باپ کو ترقی دے کر اولاد کے پاس پہنچایا جائے گا۔ لہٰذا انشاء اللہ بی بی آمنہ خاتون حضرت عبداللہ اور حضور کی اولاد حضور کے ساتھ ہوں گے ۱۳۔ یعنی اعلیٰ و ادنیٰ جنتیوں کو ملانے کے لئے اعلیٰ کو ادنیٰ نہ کیا جاوے گا بلکہ ادنیٰ کو اعلیٰ کیا جاوے گا لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ یعنی ہر کافر اپنی بدکاریوں میں گرفتار ہو گا۔ یہاں آدمی سے مراد کافر آدمی ہے' اگر نا سمجھ بچے کے ماں باپ میں سے کوئی مومن ہو' تو بچہ اس مومن کے ساتھ ہو گا' ۱۵۔ یعنی جنتیوں کی نعمتیں دم بدم بڑھتی جائیں گی گھٹیں گی نہیں ۱۶۔ معلوم ہوا کہ جنت میں مومنین میں گناہ کرنے کی قدرت ہی نہ رہے گی' کیونکہ گناہ نفس امارہ کراتا ہے اور وہ جنت میں فنا ہو چکا ہو گا۔ نیز وہاں شراب وغیرہ میں بھی یہ فساد نہ ہو گا۔ کہ پینے والا گناہ کرے یا اس سے عقل زائل ہو۔

۱۔ یہ لڑکے جنتیوں کے نہ اپنے بیٹے ہوں گے نہ دنیا کے خدمتگار' بلکہ حوروں کی طرح جنت کی ایک مخلوق ہے جو اہل جنت کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی' فرشتے ان کے علاوہ ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ کفار کے نا سمجھ بچے جو لڑکپن میں فوت ہو گئے وہ بھی جنتی لوگوں کے خدمتگار ہوں گے' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر جنتی کو خدمتگار ملیں گے' خواہ ادنیٰ جنتی ہو خواہ اعلیٰ ۲۔ یعنی صاف ستھرے موتی کی طرح جو کسی کے چھونے سے میلا نہ ہوا ہو' ہر جنتی کو کم از کم ایک ہزار غلمان عطا ہوں گے' جو ان کی مختلف خدمتیں کریں گے' اعلیٰ جنتی کے خدام اور زیادہ ۳۔ یعنی جنتی ایک دوسرے سے اس کے دنیاوی اعمال پوچھیں گے کہ تم نے کیا نیکیاں کیں' یہ پوچھ کچھ اظہار نعمت کے لئے ہو گی' نہ کہ اپنی شیخی کے لئے' جیسا کہ آگے معلوم ہو رہا ہے ۴۔ اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں' ایک یہ کہ جنتیوں کو ایک اپنے دنیاوی مشاغل یاد ہوں گے جن کا وہ تذکرہ کریں گے دوسرے یہ کہ خوف الٰہی تقویٰ کی جڑ ہے کہ نیکی کر کے بھی ڈرے' تیسرے یہ کہ دنیا کا خوف آخرت کی بے خوفی کا ذریعہ ہے ۵۔ یعنی ہم کو دنیا میں نیک اعمال کی توفیق بھی رب کی رحمت ہے پھر ان اعمال پر قائم رکھنا بھی اس کا فضل' پھر انہیں قبول فرما کر جنت دینا بھی اس کی مہربانی ۶۔ یعنی اس ہی نے اپنی مہربانی سے اپنی عبادت کی توفیق بخشی' یہ اس لئے کہا تا کہ معلوم ہو کہ اپنی عبادت پر ہم کو فخر نہیں بلکہ رب کی رحمت کا شکر ہے ۷۔ ساری مخلوق کو' کافروں کو ایمان کی' مومنوں کو اعمال خیر کی' مطیعوں کو عرفان کی' غرضیکہ تمہاری نصیحت سے کوئی بے نیاز نہیں ۸۔ یعنی تمہاری غیبی خبریں کہانت سے نہیں بلکہ وحی سے ہیں' دیوانے کو اپنی بھی خبر نہیں ہوتی' تمہیں دونوں جہان کی خبر ہے' جس کی کوئی خبر نہ لے اس کی خبر آپ رکھتے ہیں یا مجنون کے معنی ہیں مستور یعنی چھپایا ہوا نہ حضور مخلوق سے چھپے ہیں نہ مخلوق حضور سے چھپی۔ مخلوق کیا چھپتی آپ سے تو خالق بھی نہ چھپا ۹۔ یہاں شاعر سے مراد آج کل کے عرفی شاعر نہیں یعنی اشعار اور منظوم کلام بنانے والا کیونکہ کبھی حضور نے شعر نہ فرمایا' بلکہ شاعر سے مردود ناول گو ہے' جو بات اس طرح بنا کر بیان کرے کہ سچی معلوم ہو' رب فرماتا ہے وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۱۰۔ کہ جیسے گزشتہ شاعروں کے نام دنیا سے مٹ گئے حضور کے بعد ان کا نام بھی چھپ جائے گا نعوذ باللہ۔ وہ تو ایسے سچے سورج ہیں کہ جس پر ان کی تجلی پڑ جائے' وہ زندہ جاوید بن جاوے' دیکھ لو حضور غوث پاک امام حسین رضی اللہ عنہما ۱۱۔ تم پر عذاب آئے گا' چنانچہ یہ بدباطن کفار حضور کی حیات شریف میں ہی بڑی ذلت و خواری سے مارے گئے ۱۲۔ یعنی اے محبوب آپ ان کی بکواس پر رنج نہ فرمادیں یہ سرکش و بے عقل ہیں اگر کچھ عقل

لَا يُوقِنُونَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ

انہیں یقین نہیں ۱ یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ

الْمُصَيْطِرُونَ ﴿۳۷﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُونَ فِيهِ فَلْيَاْتِ

کروڑے ہیں ۲ یا ان کے پاس کوئی زینہ ہے جس میں چڑھ کر سن لیتے ہیں ۳

مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ

تو ان کا سننے والا کوئی روشن سند لائے۔ کیا اس کو بیٹیاں اور تم کو

الْبَنُونَ ﴿۳۹﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ﴿۴۰﴾

بیٹے ۴ یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں ۵

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۴۱﴾ اَمْ يُرِيدُونَ

یا ان کے پاس غیب ہیں جس سے وہ حکم لگاتے ہیں ۶ یا کسی داؤں کے ارادہ میں

كَيْدًا فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ

ہیں ۷ تو کافروں ہی پر داؤں پڑنا ہے ۸ یا اللہ کے سوا ان کا کوئی

غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۳﴾ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا

اور خدا ہے اللہ کو پاکی ان کے شرک سے ۹ اور اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا

مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ

گرتا دیکھیں تو کہیں گے تہ بہ تہ بادل ہے ۱۰ تو تم انہیں چھوڑ دو

حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ

یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے ۱۱ جس دن

لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿۴۶﴾

ان کا داؤں کچھ کام نہ دے گا اور نہ ان کی مدد ہو ۱۲

وَاِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ

اور بے شک ظالموں کے لئے اس سے پہلے ایک عذاب ہے ۱۳ مگر ان میں

(بقیہ صفحہ ۸۳۷) رکھتے، تو اپنی ایک بات پر قائم رہتے انہیں خود اپنی بات پر بھی قرار نہیں، کبھی آپ کو شاعر کہتے ہیں کبھی مجنون، حالانکہ شاعر بڑا عاقل ہوتا ہے اور مجنوں بے عقل، تو ایسوں کی بکواس پر کیا رنج کرنا ۱۳۔ کیونکہ اللہ کی چیز کی پہچان یہ ہی ہے کہ اس کی مثل انسان سے نہ بن سکے، جیسے چاند و سورج یا چیونٹی و جگنو، لہٰذا جب قرآنی آیت تم سے نہ بن سکی تو مان لو یہ رب کا کلام ہے ۱۴۔ یعنی وہ خود سوچ لیں کہ اگر وہ خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا اپنے کو انہوں نے خود پیدا کر لیا ہو تب تو وہ کسی کی عبادت نہ کریں کہ کوئی ان کا خالق نہیں اور اگر انہیں کسی نے پیدا کیا ہے کوئی ان کا مالک و رازق ہے تو چاہیے کہ اپنے مالک و خالق کو پوجیں، سبحان اللہ کس نفیس طریقہ سے سمجھایا گیا ہے ۱۵۔ یعنی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بے پرواہ کیسے ہو گئے آیا یہ لوگ خود بخود بن گئے ہیں، ان کا خالق کوئی نہیں، یا یہ لوگ آسمانوں اور زمین کے خود خالق ہیں، اگر خود خالق ہوں تو رب کے برابر ہو گئے پھر انہیں عبادت کی ضرورت نہیں، اور ان میں سے کوئی بات نہیں یعنی یہ خالق بھی نہیں اور غیر مخلوق بھی نہیں، بلکہ رب کی مخلوق ہیں تو انہیں اپنے خالق کی عبادت کرنی چاہیے۔

ا۔ رب کی خالقیت کا اگرچہ اس کا زبانی اقرار کرتے ہیں. معلوم ہوا کہ جس کا عمل قول کے مطابق نہ ہو وہ عمل جھوٹا ہے وہ رب کو خالق مان کر عبادت بتوں کی کرتے تھے، اس لئے ان سے یہ خطاب ہوا ہے ۲۔ یہ کلام ان کی اس بکواس کی تردید ہے کہ حضور نبی کیوں ہوئے ہم کیوں نہ ہوئے، فرمایا گیا کہ رب کے خزانے تمہارے پاس نہیں کہ تم جسے چاہو نبی بناؤ، رب مالک و مختار ہے جو نعمت جسے چاہے دے تم اعتراض کرنے والے کون ۳۔ اور سن کر کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور کے بعد ان کا دین فنا ہو جائے گا ۴۔ عرب کے مشرک فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے تھے، اور خود اپنے لئے لڑکی ناپسند کرتے تھے، حتیٰ کہ اگر لڑکی پیدا ہوتی، تو اسے زندہ دفن کر دیتے تھے، اس آیت میں اس کا ذکر ہے ۵۔ یہ آیت کفار کے اس کلام کی تردید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سرداری و مالداری حاصل کرنے کے لئے نبوت کا دعویٰ فرما رہے ہیں، جواب دیا کہ اگر ان کی یہ غرض ہوتی تو وہ تبلیغ پر کوئی ٹیکس لگا دیتے اور تم سے اجرت طلب فرماتے، جب یہ نہیں ہے وہ تو دیتے ہیں کسی سے لیتے نہیں تو تمہاری یہ بکواس بھی غلط ہے ۶۔ یہ کفار کے اس بکواس کی تردید ہے کہ نہ قیامت ہو گی نہ سزا جزا، یعنی محبوب نے ان چیزوں کی خبر لوح محفوظ دیکھ کر اور وحی الٰہی کے ذریعہ دی، تم اس کی تردید کونسی وحی اور کونسا غیب جان کر کرتے ہو ۷۔ یعنی اے محبوب یہ لوگ صرف زبانی طور پر آپ کی مخالفت نہیں کرتے بلکہ دارالندوہ کمیٹی گھروں میں جمع ہو کر آپ کے قتل و ایذاء کی تدبیریں سوچتے ہیں ۸۔ رب نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا کہ برا چاہنے والے خود ہی ہلاک ہوئے حضور کا بال بیکا بھی نہ کر سکے، یعنی اے محبوب آپ کا حافظ و ناصر تو رب تعالیٰ ہے جو ان کے فریب سے آپ کو بچائے گا۔ ان کا مددگار کون ہے جس کی مدد سے وہ اللہ کا مقابلہ کر کے آپ کو قتل کریں۔ معلوم ہوا کہ حضور کا مقابلہ رب تعالیٰ کا مقابلہ ہے۔ ۹۔ اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اس کے حبیب ان کے شر سے محفوظ۔ بلکہ جو ان حبیب کی پناہ میں آ جاوے وہ محفوظ ہو جاوے، پٹہ والے کتے کو کوئی نہیں مارتا ۱۰۔ معلوم ہوا کہ جب نصیب میں ایمان نہ ہو تو بڑے معجزہ سے بھی اسے ہدایت نہیں مل سکتی وہ جو کہتے تھے کہ آپ ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں یہ اس کا جواب ہے ۱۱۔ اس آیت کی دو تفسیریں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ اے محبوب کفار سے اس وقت تک جہاد نہ کرو جب تک آپ کو جہاد کا حکم نہ مل جائے، جس

أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ
اکثر کو خبر نہیں ؎ اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو ؎

بِأَعْيُنِنَا ۖ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ
کہ بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو ؎ اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب

اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿٤٩﴾
تم کھڑے ہو ؎ اور کچھ رات میں اس کی پاکی بولو اور تاروں کے پیٹھ دیتے ؎

ع ٢

آیاتہا ٦٢ | ٥٣ سُورَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ ٢٣ | رکوعاتہا ٣

یہ سورت مکی ہے اس میں ٣ رکوع ٦٢ آیات ٣٦٠ کلمے ایک ہزار پانچ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ﴿٢﴾
اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے ؎ تمہارے صاحب ؎

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿٤﴾
نہ بہکے نہ بے راہ چلے ؎ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے ؎ وہ تو نہیں مگر وحی

عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ﴿٥﴾ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ﴿٦﴾ وَهُوَ
جو انہیں کی جاتی ہے ؎ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے ؎ طاقتور نے ؎ پھر اس جلوہ نے

بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ ﴿٧﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ
قصد فرمایا، اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا ؎ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا ؎ پھر

قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ﴿٩﴾ فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ﴿١٠﴾
خوب اتر آیا ؎ تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم ؎ اب وحی

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ﴿١١﴾ أَفَتُمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ﴿١٢﴾
فرمائی ؎ اپنے بندے کو ؎ جو وحی فرمائی ؎ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا ؎ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو

(بقیہ صفحہ ٨٣٨) حکم سے ان کے ہوش اڑ جاویں' چھوڑنے سے مراد جہاد نہ کرنا' بے ہوشی کے دن سے مراد جہاد ہے یا بدر وغیرہ کے دن اس صورت میں یہ آیت منسوخ ہے' حکم جہاد کی آیات اس کی ناسخ' دوسرے یہ کہ آپ قیامت تک انہیں چھوڑے رہیے' ان سے بے تعلق رہیے' تب یہ آیت محکم ہے معلوم ہوا کہ حضور اپنے غلاموں کو ان کی زندگی میں مرے بعد تاقیامت کبھی نہیں چھوڑتے' کیونکہ چھوڑنا کفار کے لئے ہے ١٢۔ یعنی جہادوں میں مسلمانوں کی مدد ہو گی فرشتوں وغیرہ سے' کفار کی مدد نہ ہو گی' یا قیامت قبر' نزع کے وقت ان کی مدد نہ ہو گی' مسلمانوں کی مدد انبیاء اولیاء کریں گے' جو کہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ اپنے کفر کا اقرار کر رہا ہے ١٣۔ قیامت سے پہلے موت و قبر کا عذاب' اس آیت سے عذاب قبر ثابت ہے یا حکم جہاد سے پہلے سات سال کی قحط سالی کا عذاب جو مکہ کے کافروں پر آیا۔

١۔ ان پر عذاب آنے والا ہے' جیسے ذبح سے پہلے بکروں کو خبر نہیں ہوتی کہ ہم ذبح ہونے والے ہیں ٢۔ حکم جہاد سے پہلے جہاد نہ کرو' اس صورت میں یہ آیت جہاد کی آیات سے منسوخ ہے یا کفار کو مہلت دینے پر رنج نہ فرماؤ ٣۔ آپ کو کفار کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے' یا آپ ہماری حفاظت میں ہیں' آپ سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو سکے گا' شیطان کی آپ تک پہنچ نہیں' یا اے محبوب آپ ہماری نگاہوں میں ہیں اور آپ کی ہر محبوبانہ ادا کو ہم محبت سے ملاحظہ فرما رہے ہیں' اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ اِنَّهٗ يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو رب تعالیٰ کی نظر کرم میں آنا چاہے وہ محبوب کے قدم سے وابستہ ہو جائے محبوب کے کپڑوں و نعلین غرضیکہ اس کی ہر چیز کو محبت سے دیکھتا ہے' ان کے نوکروں چاکروں کو بھی ٤۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نماز کے اول سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنی چاہیے اور جب سو کر اٹھو تو تسبیح پڑھو اور ہر مجلس سے اٹھتے وقت تسبیح و حمد بجالاؤ۔ کیونکہ کھڑا ہونا ان سب کو شامل ہے۔ ٥۔ یعنی تہجد کی نماز اور فجر کی سنتیں پڑھو' صوفیاء فرماتے ہیں کہ تہجد کی نماز معراج کی یاد ہے کہ معراج بھی آخر شب میں چپکے سے ہوئی کہ کسی انسان کو اطلاع نہ دی گئی' تو چاہیے کہ تہجد پڑھنے والا نہایت خاموشی سے بغیر کسی کو جگائے ادا کرے' اور فجر کی سنتیں کچھ اندھیرے میں پڑھے' پھر کچھ استغفار اور ذکر الٰہی کرے' اجالا ہونے پر فجر کے فرض پڑھے' جیسا کہ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ سے معلوم ہوا ٦۔ یہ پہلی وہ سورت ہے جس کا حضور نے اعلان فرمایا' اور مشرکوں کے سامنے تلاوت فرمائی (خزائن العرفان) یہ سورت ماہ رمضان نبوت کے پانچویں سال نازل ہوئی اس سورت کو سن کر جن و انس مومن و کفار نے سجدہ کیا جس کا واقعہ مشہور ہے (روح) ٧۔ نجم سے مراد یا تارا ہے اور ھویٰ سے مراد غروب کی طرف مائل ہونا' یا نجم سے مراد زمین پر پھیلے ہوئے بیل بوٹے ہیں اور ھویٰ سے مراد ان کا جنبش کرنا ہے' یا نجم سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ھویٰ سے مراد ان کا معراج سے واپس آنا ہے' تیسرے معنی زیادہ قوی اور لذیذ ہیں کیونکہ آگے حضور ہی کا ذکر آ رہا ہے۔ (خزائن و خازن وغیرہ) ٨۔ صاحب کے معنی ہیں ساتھی' حضور کو سب کا ساتھی فرمایا' کیونکہ حضور جان کے' ایمان کے ساتھی ہیں' جہان سب ساتھ چھوڑ دیں قبر و حشر وغیرہ میں حضور وہاں ساتھ ہیں' رب نے حضور سے دو چیزوں کی نفی فرمائی' ضلال اور غوی یعنی حضور کا قلب برے خیالات اور حضور کا قالب ناپسندیدہ افعال سے ہمیشہ ہی محفوظ رہا' رب فرماتا ہے۔ ضَالًّا فَهَدٰى یعنی اے محبوب ہم نے آپ کو عظیم الشان نشان ہدایت پایا تو آپ کے وسیلہ سے سب کو ہدایت دی ٩۔ یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے یعنی وہ بہک کیسے سکتے ہیں وہ فنافی

بقیہ صفحہ ٨٦٠ پر

ا۔ یہاں دو بار سے مراد بار بار دیکھنا ہے۔ حضور، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عرض کرنے پر نمازیں کم کرنے کے لئے بار بار بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے اور ہر بار رب کا جمال دیکھا۔ بلکہ آج رات موسیٰ علیہ السلام کی تمنا پوری ہوئی' طور والی آرزوئے دیدار آج برآئی کہ آئینہ رخسار مصطفیٰ میں یار کے نظارے انہیں بھی میسر ہوئے اس لئے انہوں نے امت پر نمازیں کم کرانے کی آڑ اختیار کی' امت کا بہانہ تھا کام اپنا بنانا تھا ۲۔ حضور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس یعنی اس سے بہت آگے تھے' ایک بیری کا درخت ہے جس کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے اور اس کی شاخیں ہر آسمان پر موجود ہیں بلندی میں ساتویں، آسمان سے بھی دور ہے چونکہ فرشتے اور شہداء کی روحیں اس سے آگے نہیں بڑھتیں اس لئے اسے سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا ہے یہ جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے ۳۔ جو جنت کا ایک درجہ ہے جہاں آدم علیہ السلام کا قیام تھا (روح) ۴۔ یعنی اس سدرہ کو فرشتوں اور انوار نے گھیرا ہوا تھا مگر محبوب کسی طرف متوجہ نہ ہوئے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ طاقت مصطفیٰ طاقت حضرت موسیٰ سے زیادہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام تجلی صفات دیکھ کر بے ہوش ہو گئے اور حضور نے رب کی ذات کو دیکھا نہ آنکھ جھپکی نہ دل گھبرایا یعنی محبوب رب کے دیدار کے طالب رہے نہ سدرہ دیکھا نہ وہاں کے انوار کے نظارے میں مشغول ہوئے' رب کے جویاں رہے اور جب رب کو دیکھا تو جھجکے نہیں ۶۔ حضور نے معراج کی شب صرف جمال الٰہی ہی نہ دیکھے بلکہ تمام فرشتے دیکھے' جنت دوزخ دیکھے ۷۔ یعنی اے مشرکو تم لات و عزیٰ وغیرہ بتوں کو دن رات دیکھتے ہو کیسے بے جان بے شعور ہیں' رب کو چھوڑ کر اس کے حبیب سے منہ موڑ کر ان کی پوجا کیوں کرتے ہو ۸۔ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اور خود لڑکیوں سے گھبراتے تھے بلکہ بعض لوگ انہیں زندہ دفن کر دیتے تھے' فرمایا گیا جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ خدا کے لئے تجویز کرتے ہو تمہاری عقل ماری گئی ہے ۹۔ یعنی جن بتوں کی تم پوجا کرتے ہو۔ یہ فقط وہمی چیزیں ہیں' آج کل ہندوؤں کے دیوتا اور بت بھی محض وہمیات کی پوٹ ہیں کہ کسی بت کا جسم انسان کا منہ پر سونڈ۔ کسی کے چونچ پر دم' ایسی مخلوق کبھی نہ ہوئی محض وہم کی گڑھت ہے افسوس ان مسلمانوں پر جو انہیں نبی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۱۰۔ ایسی مخلوق کی کسی نبی نے خبر نہ دی ایسے ہی کرشن گنیشن' ہنومان وغیرہ کا حال ہے کہ نہ کسی پیغمبر نے ان کی خبر دی نہ کسی آسمانی کتاب نے محض وہمی و خیالی صورتیں ہیں جو ہندوؤں کا خدا بن گئیں۔ ۱۱۔ یعنی یہ بت وہمی چیزیں ہیں ان کی پوجا نفس امارہ کی پیروی ہے ۱۲۔ ہدایت سے مراد حضور ہیں یا قرآن شریف ۱۳۔ یہاں انسان سے مراد مشرک ہے اور اس کی تمنا سے مراد بتوں کی شفاعت ہے یعنی ان کی یہ آرزو پوری نہ ہوگی۔ بت ان کی شفاعت نہ کریں گے ۱۴۔ جسے چاہے شفاعت کی اجازت دے اس نے شفاعت کی اجازت اپنے محبوب بندوں کو دی ہے نہ کہ بتوں کو ۱۵۔ معلوم ہوا کہ مومن کی شفاعت فرشتے بھی کریں گے' خیال رہے کہ سارے فرشتے اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں مگر سارے انسان پسندیدہ نہیں' یہاں پسندیدہ کی قید انسانوں کے لئے ہے۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾

اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا ۱ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ۲

عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى ﴿۱۶﴾

اس کے پاس جنت الماویٰ ہے ۳ جب سدرہ پر

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ

چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ۴ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی ۵ بیشک اپنے رب کی بہت بڑی

الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ

نشانیاں دیکھیں ۶ تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ اور اس تیسری

الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ

منات کو ۷ کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی ۸ جب تو یہ سخت بھونڈی

ضِیْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِیَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ

تقسیم ہے وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے

اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ

رکھ لئے ہیں ۹ اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری ۱۰ وہ تو نرے گمان

اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ

اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں ۱۱ حالانکہ بے شک ان کے پاس ان کے

رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ ؕ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ ؗ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ

رب کی طرف سے ہدایت آئی ۱۲ کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے ۱۳ تو آخرت اور

وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ

دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے ۱۴ اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش کچھ کام

شَیْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰى ﴿۲۶﴾

نہیں آتی مگر جب کہ اللہ اجازت دے دے جس کے لئے چاہے اور پسند فرمائے ۱۵

ع ۵

۱۔ اب بھی ہندوؤں کے اکثر بتوں کے نام زنانہ ہیں، جن سے پتہ لگا کہ یہ بیماری ہمیشہ سے مشرکین میں چلی آئی ہے یعنی زن پرستی، ہندو تو اپنے ملک کو بھی عورت سمجھے ہوئے ہیں اسے بھارت ماتا کہتے ہیں۔ مشرکین عرب نے فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھے ہوئے تھے اس آیت میں اس کا بیان ہے ۲۔ یعنی اللہ کے رسول کے فرمان کے مقابل ظن و تخمین حق نہیں بلکہ باطل ہے جیسے شیطان کا ظن حکم الٰہی کے مقابلہ میں اس کی ہلاکت کا باعث ہوا اور اگر ظن قیاس نص کے موافق ہو بالکل حق ہے رب فرماتا ہے۔ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ اور فرماتا ہے۔ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا لہٰذا یہ آیت غیر مقلدوں کی دلیل نہیں بن سکتی قیاس کے انکار کے لئے ۳۔ یعنی اے محبوب مشرکوں سے بے توجہ اور بے تعلق ہو جاؤ معلوم ہوا کہ حضور مومن سے کبھی بے توجہ اور بے تعلق نہیں ہوتے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار ہو ۴۔ یعنی مشرکین نہ آخرت کو مانتے ہیں نہ وہاں کی تیاری کرتے ہیں، ان کی ہر کوشش دنیا کے لئے ہے ان کی بیماری لا علاج ہے ان کے علاج کی کوشش نہ کرو ۵۔ معلوم ہوا کہ ایک ہی عمل کی جزائیں مختلف ہونگیں جیسی عامل کی نیت ویسی جزاء ۶۔ یہاں برائی عام ہے دل کی برائی اور ہے بدنی برائی کچھ اور یعنی ہم بد عقیدہ کو بھی سزا دیں گے اور بد عمل کو بھی، غافل کو بھی ایسے ہی نیک عقیدہ نیک کار کو اعلیٰ درجہ کی جزا دیں گے ۷۔ حسنیٰ سے مراد جنت ہے یا وہاں کی نعمتیں یا رب کی رضا اور اس کا دیدار یا حضور کا قرب اس حسنیٰ میں بہت گنجائش ہے۔ ۸۔ بڑے گناہ وہ ہیں جن کی سزا شریعت نے مقرر کی خواہ دنیا میں یا آخرت میں، نیز گناہ صغیرہ ہمیشہ کرنا گناہ کبیرہ ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر بندہ گناہ کبیرہ سے بچتا رہے تو اللہ تعالیٰ گناہ صغیرہ معاف فرما دیتا ہے ۹۔ خیال رہے کہ ہر فحش گناہ ہے مگر ہر گناہ فحش نہیں فحش گناہ وہ جسے عقل انسانی برا سمجھے اور اس سے غیرت کرے، جیسے چوری زنا وغیرہ بعض نے فرمایا کہ فاحشہ وہ گناہ ہے جس پر شریعت نے حد مقرر فرمائی ۱۰۔ یہ رک جانا خدا کے خوف سے ہو، اس رک جانے کا بڑا درجہ ہے، رب فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ الخ۔ ۱۱۔ یہ آیت ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو اپنی نیکیوں پر فخر کرتے تھے اور فخریہ کہتے تھے کہ ہماری نمازیں ایسی ہیں ہمارے روزے ایسے ہم ایسے ۱۲۔ یعنی ابھی تمہیں کیا خبر کہ تمہارا انجام کیا ہو گا اور تم کس فہرست میں ہو دوزخیوں کی یا جنتیوں کی لہٰذا شیخی کیوں مارتے ہو

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ

بے شک وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ملائکہ کا نام عورتوں کا

تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

سا رکھتے ہیں ۱ اور انہیں اس کی کچھ خبر نہیں وہ تو نرے گمان کے پیچھے

الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ

ہیں اور بے شک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا ۲ تو تم اس سے

عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾

منہ پھیر لو جو ہماری یاد سے پھرا ۳ اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی ۴

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ

یہاں تک ان کے علم کی پہنچ ہے بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی

عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي

راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے جس نے راہ پائی ۵ اور اللہ ہی کا ہے جو

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا

کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں تاکہ برائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا بدلہ

عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ

دے ۶ اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے ۷ وہ جو

يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ

بڑے گناہوں ۸ اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں ۹ مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے ۱۰

وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

بیشک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے وہ تمہیں خوب جانتا ہے ۱۱ تمہیں مٹی سے پیدا کیا

وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ ؕ

اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل تھے تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ ۱۲ وہ خوب

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ﴿۳۲﴾ اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰی

جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں ۱ تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا ۲ اور کچھ تھوڑا سا دیا

قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی ﴿۳۵﴾

اور روک رکھا ۳ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے ۴

اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ

کیا اسے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے ۵ اور ابراہیم کے جو احکام

وَفّٰۤی ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ

پورے بجا لایا ۶ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی ۷ اور یہ کہ آدمی نہ پائے

اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ﴿۴۰﴾ ثُمَّ یُجْزٰىهُ

گا مگر اپنی کوشش ۸ اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائیگی ۹ پھر اس کا بھرپور

الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ

بدلہ دیا جائے گا ۱۰ اور یہ کہ بے شک تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے ۱۱ اور یہ کہ وہی

اَضْحَكَ وَاَبْكٰی ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْیَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ

ہے جس نے ہنسایا اور رلایا ۱۲ اور یہ کہ وہی ہے جس نے مارا اور جلایا ۱۳ اور یہ کہ اسی نے دو

الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰی ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی ﴿۴۶﴾

جوڑے بنائے نر اور مادہ ۱۴ نطفہ سے جب ڈالا جائے ۱۵

وَاَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰی ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰی وَاَقْنٰی ﴿۴۸﴾

اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے پچھلا اٹھانا ۱۶ اور یہ کہ اسی نے غنی دی اور قناعت

وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰی ﴿۴۹﴾ وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰی ﴿۵۰﴾

دی ۱۷ اور یہ کہ وہی ستارہ شعریٰ کا رب ہے اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا ۱۸

وَثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰی ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا

اور ثمود کو، تو کوئی باقی نہ چھوڑا ۱۹ اور ان سے پہلے نوح کی قوم کو ۲۰ بے شک وہ ان سے

۱۔ اس ہی کا جاننا کافی ہے تم اپنے تقویٰ وطہارت کا لوگوں میں کیوں اعلان کرتے ہو' لطف تو جب ہے کہ بندہ کہے کہ میں گنہگار ہوں' رب کہے یہ پرہیزگار ہے جیسے ابوبکر صدیق ۲۔ (شان نزول) یہ آیت ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی جو پہلے اسلام کی طرف مائل تھا۔ یا مسلمان ہو گیا تھا مشرکوں نے اسے عار دلائی کہ تو باپ دادوں کے دین سے پھر گیا۔ مغیرہ بولا کہ عذاب الٰہی کے خوف سے پہلے میں نے حضور کا اتباع کیا وہ بولے کہ تو اسلام سے پھر جا اور اتنا مال ہم کو دے تو تیرا عذاب ہم اپنے ذمہ لے لیں گے' اس سے ولید مرتد ہو گا۔ اور کچھ تھوڑا مال دیا باقی سے انکار کر دیا (خزائن و روح) خیال رہے کہ اس وقت قتل مرتد کے احکام نہیں آئے تھے ۳۔ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ آیات ابوجہل یا عاص ابن وائل کے متعلق نازل ہوئیں جو اسلام کی بعض باتوں کو کسی وقت اچھا کہتے تھے پھر اس سے برگشتہ ہو جاتے تھے' تب آیات کے معنی یہ ہوں گے کہ اس بدنصیب نے تھوڑا اقرار کیا پھر اس سے پھر گیا ۴۔ اور عالم آخرت کے احوال دیکھ کر کہہ رہا ہے کہ آخرت میں میرا بوجھ فلاں اٹھا لے گا۔ ۵۔ اس سے مراد یا توریت شریف کی تختیاں ہیں یا موسیٰ علیہ السلام کے صحیفے جو رسالوں کی طرح ان پر نازل ہوئے ۶۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام رب کے وفادار دوست ہیں کہ رب نے جو حکم دیا وہ بجا لائے جیسے فرزند کا ذبح اور اپنے آپ کو آگ نمرود میں پیش کر دینا' یعنی ابراہیم علیہ السلام کے صحفیوں میں بھی وہ مضمون ہے جو آگے آ رہا ہے ۷۔ نہ دنیا میں نہ آخرت میں اس طرح کہ مجرم کے جرم کا بدلہ دوسرے کو دیدیا جائے مجرم چھوٹ جائے' ابراہیم علیہ السلام سے پہلے لوگ کسی کو دوسرے کے گناہ پر بھی پکڑ لیتے تھے' کہ قاتل کی بجائے اس کے بیٹے یا بھائی کو قتل کر دیتے تھے' ابراہیم علیہ السلام نے اس کی ممانعت فرمائی (دیکھو تفسیر خزائن العرفان) ۸۔ یعنی فرائض بدنی دوسروں کی طرف سے ادا نہیں ہو سکتے' سعی سے اس ہی طرف اشارہ کیا گیا' ورنہ اپنی نیکیوں کا ثواب دوسرے کو بخش دینا جائز ہے بہت سی احادیث میں وارد ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اپنی ملک اپنے اعمال ہی ہیں اس طرح کہ للانسان میں لام ملکیت کا ہو' لہٰذا دوسروں کے ثواب بھیجنے کی امید پر نیکی نہ چھوڑو۔ بعض نے فرمایا انسان سے مراد کافر ہے مطلب یہ ہے کہ کافر کے لئے ایصال ثواب درست نہیں ۹۔ یعنی نیک اعمال کی تحقیق فرمائی جائے گی کہ اخلاص سے کئے یا ریا سے اور کون عمل کس درجہ کا ہے' اور اس کی جزا کیا ہونی چاہیے' یہ تحقیقات فرشتوں کے ذمہ ہے یا معنی یہ ہیں کہ دکھائی جائیں گی اس طرح کہ بندہ اپنے کام قبر میں محشر میں جنت میں دیکھے گا۔ نامہ اعمال میں ان کی تحریر دیکھے گا۔ اور خود اعمال کو اچھی بری شکلوں میں ملاحظہ کرے گا ۱۰۔ اس طرح کہ گناہ کے بدلہ میں زیادتی نہ کی جائے گی۔ نیکی کے بدلہ میں کمی نہ ہو گی لہٰذا یہ آیت گناہوں کی معافی اور ثواب میں زیادتی کے خلاف نہیں ۱۱۔ اس طرح کہ آخرت میں سب کو رب کی طرف جانا ہے کسی کو خوشی خوشی کسی کو مجبوراً" ۱۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے خوش کرے جسے چاہے غمگین کرے' صوفیاء فرماتے ہیں کہ رب غافل کو دنیا میں ہنساتا ہے آخرت میں رلائے گا۔ یا قیامت میں جنتی کو ہنسائیگا دوزخی کو رلائیگا یا بادل کو رلاتا ہے چمن کو ہنساتا ہے یا مخلص کو بشارت سے ہنساتا ہے ڈرا کر رلاتا ہے یا عارفین کے دل ہنساتا ہے آنکھ کو رلاتا ہے اور بھی اس کی بہت تفسیریں ہیں ۱۳۔ یعنی دنیا میں موت دیتا ہے آخرت میں زندگی بخشے گا یا تمہارے باپ دادوں کو موت دی اور تمہیں زندگی بخشی جس سے تم ان کی جائیداد کے مالک بنے یا کفار کو کفر کی موت دی' مومن کو ایمان کی زندگی بخشی یا عارفوں کے دل اپنے مشاہدے سے زندہ

(بقیہ صفحہ ۸۴۲) کئے غافلوں کے دل مردہ فرمادیئے' یا بعض محبوبوں کے دل زندہ کئے نفس امارہ مار دیئے' اور بھی بہت تفسیریں ہیں ۱۴۔ انسان اور دیگر حیوانات کے ۱۵۔ یعنی اس کی قدرت ہے کہ سانچہ ایک ہے مگر اس میں بننے والے برتن مختلف ہیں کہ ایک رحم ایک ہی نطفہ مگر کبھی اس سے لڑکا بنتا ہے کبھی لڑکی۔ (سبحان اللہ) ۱۶۔ چونکہ رب تعالیٰ نے قیامت میں زندہ فرمانے کا وعدہ فرمالیا ہے تو یہ اس کے ذمہ کرم پر ضروری اور لازم ہوگیا یہ وجوب خود اس کا اپنا ہے ۱۷۔ یعنی امیروں کو غنا' فقیروں کو صبر و قناعت بخشی یا اپنے محبوبوں کا دل غنی بنایا اور ظاہری قناعت عطا فرمائی' بعض امیروں کو غنا کے ساتھ قناعت بھی دی' ہوس سے بچایا ۱۸۔ قوم عاد دو ہیں

هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾

بھی ظالم اور سرکش تھے ۱۔ اور اس نے الٹنے والی بستی کو نیچے گرایا ۲۔ تو اس پر چھایا جو کچھ چھایا ۳۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾

تو اے سننے والے اپنے رب کی کون سی نعمتوں میں شک کرے گا ۴۔ یہ ایک ڈر سنانے والے

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾

ہیں اگلے ڈرانے والوں کی طرح ۵۔ پاس آئی پاس آنے والی ۶۔ اللہ کے سوا اس کا کوئی کھولنے

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾

والا نہیں ۷۔ تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو ۸۔ اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ۹۔

وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدۃ

اور تم کھیل میں پڑے ہو تو اللہ کے لئے سجدہ اور اسکی بندگی کرو ۱۰۔

اٰیاتها ۵۵	۵۴ سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۷	رُكُوْعَاتُهَا ۳

یہ سورت مکی ہے اس میں ۳ رکوع ۵۵ آیات ۳۴۲ کلمے ۱۴۲۳ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا

پاس آئی قیامت ۱۱۔ اور شق ہو گیا چاند ۱۲۔ اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے

وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْا اَهْوَآءَهُمْ

اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا ۱۳۔ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے

وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ

ہوئے ۱۴۔ اور ہر کام قرار پاچکا ۱۵۔ اور بیشک ان کے پاس وہ خبریں آئیں ۱۶۔ جن میں کافی

مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾ حِكْمَةٌ ۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ

روک تھی ۱۷۔ انتہا کو پہنچی ہوئی حکمت ۱۸۔ پھر کیا کام دیں ڈر سنانے والے تو تم ان سے منہ پھیر لو ۱۹۔

ربع ۱۲ السجدۃ

وقف لازم

پہلی عاد جن کے نبی حضرت ہود علیہ السلام تھے نوح علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے یہ ہلاک ہوئے' تیز آندھی سے' یہ عاد ابن ارم کی اولاد تھے' دوسری عاد موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھی جن سے آپ نے مقام اریحا میں جنگ کی (روح) ان کے واقعات پہلے ذکر ہو چکے ۱۹۔ یہ صالح علیہ السلام کی قوم ہے جو حضرت جبریل کی چیخ سے ہلاک ہوئی' اس میں کوئی باقی نہ بچا' ان کے صرف قصے رہ گئے ۲۰۔ یعنی قوم نوح قوم عاد و ثمود سے پہلے ہلاک ہو چکی تھی۔ خیال رہے کہ سب سے پہلے قوم نوح ہلاک ہوئی غرق ہو کر۔

۱۔ کیونکہ انہوں نے ساڑھے نو سو برس نوح علیہ السلام کو ستایا اور انہیں انتہائی دکھ دیئے' کئی بار آپ کو مردہ سمجھ کر چھوڑا (روح) ۲۔ یعنی لوط علیہ السلام کی قوم جن کی بستیوں کو حضرت جبریل علیہ السلام نے الٹ دیا تھا۔ اس لئے ان بستیوں کو موتفکہ کہتے ہیں ۳۔ کہ ان پر اتنے پتھر برسائے کہ زمین ڈھک گئی۔ اس لئے غشا فرمایا ۴۔ اس میں مسلمانوں کے لئے خطاب ہے یعنی ان قوموں کو ہلاک کیا' تمہیں اپنے محبوب کی غلامی نصیب کر کے دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازا ۵۔ یہ قرآن شریف اگلی کتابوں کی طرح ڈرانے والا ہے یا یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگلے رسولوں کی طرح نذیر ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل دین میں تمام رسول برابر ہیں' مسائل فرعیہ میں آپس میں مختلف ہیں ۶۔ یعنی قیامت قریب آگئی کیونکہ آخری رسول اور آخری کتاب آچکی اب قیامت ہی کا انتظار کرو ۷۔ یعنی قیامت کی مصیبت اللہ تعالیٰ ہی دور کر سکتا ہے ۸۔ یہاں تعجب سے انکار کا تعجب مراد ہے جو کفر ہے یعنی اے کافرو تم قرآن سے تعجب کرتے ہوئے منکر کیوں ہوتے ہو کہ اللہ نے انسان کو نبی کیسے بنادیا ۹۔ معلوم ہوا کہ قرآن سن کر رونا محبوبوں کا طریقہ ہے' اس پر ہنسنا کفار کی علامت ۱۰۔ بندگی سے مراد نماز ہے' اس سے معلوم ہوا کہ یہاں سجدے سے مراد نماز کا سجدہ نہیں اسی لئے اس آیت پر سجدۂ تلاوت واجب ہے ۱۱۔ اس طرح کہ قیامت کی بڑی نشانی شق القمر ظاہر ہو گئی۔ ۱۲۔ اس آیت میں حضور کے ایک بڑے معجزۂ شق القمر کا ذکر ہے اس کا مفصل واقعہ ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو۔ مختصر یہاں عرض کر دیتے ہیں کہ علامہ احمد خرپوتی نے شرح قصیدہ بردہ میں فرمایا کہ ابو جہل نے اپنے یمنی دوست حبیب یمنی کو بلایا تاکہ وہ مکہ والوں کو اسلام سے روکنے میں اس کی مدد کرے حبیب مکہ معظمہ آیا تو ابو جہل نے حضور کی بہت شکایتیں کیں' اس نے کہا کہ اچھا میں ان سے بھی مل کر دریافت کرلوں' حضور کی خدمت میں قاصد بھیجا کہ میں یمن سے آیا ہوں فلاں جگہ سرداران قریش کے ساتھ بیٹھا ہوں آپ سے ملنا چاہتا ہوں یہ رات کا وقت ہے چودھویں شب تھی' حضور تشریف لے گئے' حبیب نے حضور سے دریافت کیا کہ آپ کیا دعوت دیتے ہیں' حضور نے فرمایا اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی۔ حبیب بولا کہ آپ کے پاس معجزہ کیا ہے تو فرمایا جو تو چاہے'

(بقیہ صفحہ ۸۴۳) حبیب نے کہا کہ میں دو معجزے چاہتا ہوں ایک یہ کہ آپ چاند چیر دیں' دوسرا مطالبہ پھر عرض کروں گا حضور نے فرمایا کہ اچھا صفا پہاڑ پر چل' حبیب مع تمام سرداران قریش کے حضور کے ساتھ صفا پر گئے۔ حضور نے چاند کی طرف انگلی سے اشارہ کیا' چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے' اور ان ٹکڑوں میں اتنا فاصلہ ہو گیا کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف دوسرا اس طرف' بہت دیر کے بعد خوب دیکھا کر پھر جو اشارہ کیا تو دونوں ٹکڑے مل گئے' حضور نے پوچھا حبیب دوسرا مطالبہ کرو وہ بولا کہ حضور خود معلوم کر لیں کہ میرے دل میں کیا ہے تب سرکار نے فرمایا کہ تیرے ایک لڑکی ہے لنگڑی' لولی' اندھی' بہری جوان ہو چکی ہے' تو چاہتا ہے کہ یا تو اسے

يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝٦ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ

جس دن بلانے والا ایک سخت بے پہچانی بات کی طرف بلائے گا نیچی آنکھیں کئے ہوئے

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۝٧

قبروں سے نکلیں گے گویا وہ ٹڈی ہیں پھیلی ہوئی

مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ۝٨

بلانے والے کی طرف لپکتے ہوئے کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ

ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھٹلایا تو ہمارے بندہ کو جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے

وَازْدُجِرَ ۝٩ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ۝١٠ فَفَتَحْنَا

اور اسے جھڑکا تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے

أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ۝١١ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا

تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے زور کے بہتے پانی سے اور زمین چشمے کر کے بہا

فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝١٢ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ ذَاتِ

دی تو دونوں پانی مل گئے اس مقدار پر جو مقدر تھی اور ہم نے نوح کو سوار کیا تختوں

أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝١٣ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرَ ۝١٤

اور کیلوں والی پر کہ ہماری نگاہ کے رو برو بہتی اس کے صلہ میں جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا

وَلَقَد تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝١٥ فَكَيْفَ كَانَ

اور ہم نے اسے نشانی چھوڑا تو ہے کوئی دھیان کرنے والا تو کیسا ہوا میرا عذاب

عَذَابِي وَنُذُرِ ۝١٦ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

اور میری دھمکیاں اور بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرما دیا تو ہے

مِن مُّدَّكِرٍ ۝١٧ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝١٨

کوئی یاد کرنے والا عاد نے جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرے ڈر دلانے کے فرمان

شفا ہو جائے یا مر جائے' جا اسے شفا ہو گئی اور تو یہاں کلمہ پڑھ لے حبیب اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے' ابو جہل نے کہا یہ سب جادو ہے۔ ۱۳۔ یعنی پچھلے نبیوں نے بھی جادو ہی کئے تھے' اور حضور بھی جادو ہی کرتے ہیں حالانکہ جادو کبھی آسمان پر نہیں چلتا اور جادو میں نظر بندی ہوتی ہے حقیقت کچھ نہیں ہوتی ۱۴۔ یعنی ان ضدی کفار نے چاند چرتے دیکھ کر بھی حضور پر ایمان قبول نہ کیا جادو بتایا حالانکہ باہر کے آنے والے لوگوں نے بھی خبر دی کہ ہم نے فلاں شب چاند چرا دیکھا مگر یہ جادو ہی کہتے رہے محض خواہش نفسانی سے ۱۵۔ یعنی جس کے کفر پر مرنے کا ارادہ ہو چکا وہ کسی معجزے سے ایمان نہیں لا سکتا' یا دین اسلام کا غلبہ ضرور ہو گا۔ اس کا وقت مقرر ہے کفار کچھ بھی کہیں' ٹل نہیں سکتا ۱۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ شریعت میں مشہور خبر کا اعتبار ہے کیونکہ عرب میں گزشتہ قوموں کی ہلاکت مشہور تھی ان کے مقامات بھی مشہور تھے دوسرے یہ کہ گزشتہ لوگوں کے حالات معلوم کرنا ان سے عبرت حاصل کرنا اچھا ہے لہٰذا تاریخ اچھا فن ہے ۱۷۔ یعنی کفار مکہ کو پچھلی امتوں کی تباہی کے حالات معلوم تھے اگر ان پر غور کر لیتے تو نبی کا انکار نہ کرتے مگر غور نہیں کرتے ۱۸۔ یعنی قرآن کریم انتہائی فصیح' بلیغ' حکیمانہ تعلیم پر مشتمل ہے لیکن جس کے نصیب میں ایمان نہ ہو اسے کیسے ملے ۱۹۔ یعنی ان کے کفر پر رنج نہ کرو اس صورت میں یہ آیت محکم ہے یا ان پر جہاد نہ کرو اس صورت میں یہ حکم جہاد سے منسوخ ہے۔

۱۔ اس طرح کہ اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کے صخرہ پر کھڑے ہو کر مردوں کو پکاریں گے جس سے سب جی اٹھیں گے ۲۔ بے شمار مخلوق ہر طرف سے ایسی دوڑے گی جیسے ٹڈی دل آتا ہے ۳۔ اس آواز کی طرف بھاگتے ہوں گے ۴۔ یعنی میدان محشر کی طرف چلتے ہوئے اپنے دل میں کہہ رہے کہیں گے کیونکہ اس وقت منہ سے کوئی نہ بولے گا' اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کا دن کافروں پر بھاری ہو گا مومنوں پر ہلکا' کفار گھبرائیں گے مومن صالح خوش ہوں گے رب فرماتا ہے۔ وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ۵۔ نوح علیہ السلام کو ڈرایا دھمکایا کہ اگر تم نے تبلیغ بند نہ کی تو ہم تم کو قتل کر دیں گے وغیرہ ۶۔ بہت عرصہ صبر کرنے کے بعد لہٰذا یہاں ف صرف بعدیت کے لئے ہے فوراً کے لئے نہیں یا دھمکانے سے ان کا آخری دھمکانا مراد ہے' بہر حال آیت پر اعتراض نہیں ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی ہلاکت کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی مقبول بارگاہ کے ستائے دنیا میں عذاب نہیں بھیجتا فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۸۔ جو مسلسل چالیس دن تک برستا رہا' ایک منٹ کے لئے بھی نہ رکا ۹۔ یعنی زمین بجائے پانی لگنے کے اگلنے لگی اور ساری زمین پانی کا چشمہ بن گئی کہ ہر جگہ سے پانی ابلتا تھا ۱۰۔ آسمان و زمین کے پانی اس طرح مل گئے کہ زمین کا پانی پہاڑوں سے اوپر چڑھ کر بادل کے قریب پہنچ گیا ۱۱۔ پانی

(بقیہ صفحہ ۸۴۴) چڑھنے کی جو حد ارادۂ الٰہی میں مقرر تھی وہاں تک پہنچ گیا ۱۲۔ معلوم ہوا کہ نجات میں نوح علیہ السلام اصل تھے، اور باقی مومن ان کے طفیل، آپ کشتی کے موجد ہیں آپ نے یہ کشتی ساگوان لکڑی کی بنائی تھی ۱۳۔ یعنی وہ کشتی ہماری حفاظت کی وجہ سے محفوظ رہی ورنہ پانی کی طغیانی بہت تھی، اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ کفار بھی لکڑیوں وغیرہ سے کشتی کا کام لینا چاہتے تو بھی ہرگز نہ بچ سکتے کیونکہ وہ رب کی حفاظت میں نہ تھے ۱۴۔ ان سے مراد نوح علیہ السلام ہیں کیونکہ انہیں کا کفار نے انکار کیا تھا۔ یعنی یہ نجات اصل میں تو نوح علیہ السلام کو دی گئی ان کے طفیل ان کے اتباع کرنے والے مومنوں کو یہ معلوم ہوا کہ وسیلہ بڑی چیز ہے ۱۵۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ ﴿١٩﴾

بے شک ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کیلئے

تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ

رہی لوگوں کو یوں دے مارتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے ڈنڈ ہیں تو کیسا ہوا میرا

عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٢١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

عذاب اور ڈر کے فرمان اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لئے تو ہے کوئی یاد کرنے

مُدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا

والا ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا تو بولے کیا ہم اپنے میں کے

وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ

ایک آدمی کی تابعداری کریں جب تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں کیا ہم سب

عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُونَ

میں سے اس پر ذکر اتارا گیا بلکہ یہ سخت جھوٹا اترونا ہے بہت جلد کل جان

غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿٢٦﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً

جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا اترونا ہم ناقہ بھیجنے والے ہیں انکی جانچ کو

لَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ

تو اے صالح تو راہ دیکھ اور صبر کر اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں حصوں سے

كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾

ہے ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے تو انہوں نے اپنے ساتھی کو پکارا تو اس

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً

نے لے کر اسکی کوچیں کاٹ دیں پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈر کے فرمان بیشک ہم نے ان پر ایک

وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ

چنگھاڑ بھیجی جبھی وہ ہو گئے جیسے گھیرا بنانے والے کی بچی ہوئی گھاس سوکھی روندی ہوئی اور بیشک

یعنی اسے کشتی کو بطور نشانی ہم نے عرصہ تک باقی رکھا، چنانچہ حضور کے بعض صحابہ نے اس کشتی کو دیکھا (روح و خزائن وغیرہ) یا قیامت تک کشتیاں اس عذاب کی یادگار ہیں کیونکہ کشتی کے موجد نوح علیہ السلام ہیں اس واقعہ کو قرآن میں نشانی کے لئے ذکر فرمایا، مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں۔ ۱۶۔ اس سے پتہ لگا کہ قرآن صرف یاد کرنے کے لئے آسان ہے مسائل نکالنے کے لئے آسان نہیں ورنہ اس کی تعلیم کے لئے حضور تشریف نہ لاتے، اور رب حضور کو قرآن نہ پڑھاتا۔ رب فرماتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور فرماتا ہے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اسی لئے قرآن کے سوا کسی کتاب کے حافظ نہ ہوئے ۱۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ قرآن کی تلاوت عبادت ہے، قرآن کی تعلیم اس کا سیکھنا عبادت، قرآن میں غور کرنا عبادت، اسے حفظ کرنا عبادت، دوسرے یہ کہ قرآن یاد کرنے والے کی غیبی مدد ہوتی ہے اس امداد کی برکت سے یاد ہو جاتا ہے علماء کی بھی رب تعالیٰ ہی مدد فرماتا ہے تو وہ تفسیریں لکھ لیتے ہیں ۱۸۔ ہود علیہ السلام کو، اس باعث ان پر عذاب آیا

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض دن منحوس ہوتے ہیں منحوس دن وہ ہی ہے جس میں اللہ کی یاد نہ ہو یا عذاب الٰہی آئے۔ بعض انسان منحوس ہیں۔ بعض جگہیں منحوس، جو چیز اللہ سے غافل کرے وہ ہی منحوس ہے بعض لوگ مہینے کے آخری بدھ کو منحوس کہتے ہیں اور یہ آیت پیش کرتے ہیں مگر یہ غلط ہے اس بدھ کی نحوست ان کے لئے تھی ۲۔ قوم عاد بڑی قد و قامت والی بہادر تھی رب فرماتا ہے لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ مگر جب عذاب الٰہی آتا ہے تو نہ طاقت کام آتی ہے نہ قوت ۳۔ اس آیت میں رب تعالیٰ حفظ قرآن کی رغبت دے رہا ہے کہ تم اس کے حفظ کی ہمت کرو، ہم آسان فرما دیں گے، خیال رہے کہ ہر زمانہ میں اتنے لوگوں کا قرآن حفظ کرنا فرض ہے، جس سے قرآن شریف کا تواتر قائم رہے ۴۔ صالح علیہ السلام کا انکار کیا مگر چونکہ ایک نبی کا انکار سارے نبیوں کا انکار ہے اس لئے نُذُر جمع فرمایا گیا ۵۔ قرآن شریف میں نبی کو بشر یا تو رب نے کہا یا خود نبیوں نے اپنے کو یا کفار نے اب جو نبی کو بشر کہے وہ نہ خدا ہے نہ پیغمبر تیسرے گروہ ہی میں داخل ہے یعنی کافر ۶۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تم نے میری اطاعت نہ کی، تو تم گمراہ اور بے عقل ہو ان بدنصیبوں نے ان کے جواب میں کہا کہ اگر ہم ان کی پیروی کریں تو بے عقل ہیں ۷۔ یعنی ہم زور میں زر میں زیادہ ہیں اگر انسان کو نبوت ملتی تو ہم کو ملنی چاہیے تھی ۸۔ یہ ان کفار ہی کا قول ہے، یعنی انہیں رب تعالیٰ نے نبی نہیں بنایا کیونکہ یہ غریب ہونے کی وجہ سے نبوت کے اہل نہیں، اب جو یہ دعویٰ نبوت کر رہے ہیں جھوٹے ہیں اور نبوت کے بہانے سے مالداری و سرداری چاہتے ہیں معلوم ہوا کہ نبی پر بدگمانی کفار کا طریقہ ہے ۹۔ یعنی عذاب الٰہی دیکھ کر خود فیصلہ کرلیں گے کہ جھوٹا کون ہے مگر اس وقت کا فیصلہ فائدہ مند نہ ہو گا۔

(بقیہ صفحہ ۸۴۵) ۱۰۔ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے یہ معجزہ مانگا' تو رب نے اطلاع دی کہ معجزہ تو آجائے گا لیکن پھر جو ایمان نہ لائے وہ ہلاک ہو گا ۱۱۔ کیونکہ نہ یہ رہیں گے نہ ان کی ایذا ۱۲۔ یعنی کنوئیں کا پانی ایک دن تم سب پیو' ایک دن یہ پئے گی' اس کی باری میں تم پانی نہ لینا۔ ان کی بستی میں ایک ہی کنواں تھا جس کا پانی شام تک ختم ہو جاتا تھا' رات میں پھر بھر جاتا تھا' اونٹنی اپنی باری کا سب پانی پی لیتی تھی اور اتنا دودھ دیتی تھی کہ ساری قوم کو کافی ہوتا ۱۳۔ جس کا نام قیدار بن سالف تھا۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کرنا کرانا اس سے راضی ہونا سب ایک درجہ کے گناہ ہیں اونٹنی کو ایک آدمی نے قتل کیا' مگر عذاب سب پر آگیا۔ کیونکہ سب نے

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾

ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔ لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا ۱

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍؕ نَجَّیْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ۙ

بیشک ہم نے ان پر پتھراؤ بھیجا سوائے لوط کے گھر والوں کے ہم نے انہیں پچھلے پہر بچا لیا ۲

نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَاؕ كَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ

اپنے پاس کی نعمت فرما کر ہم یونہی صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے ۳ اور بے شک

اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ

اس نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا ۴ تو انہوں نے ڈر کے فرمانوں میں شک کیا ۵ انہوں نے

عَنْ ضَیْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْیُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾

اسے اسکے مہمانوں سے پھسلانا چاہا ۶ تو ہم نے انکی آنکھیں میٹ دیں ۷ فرمایا چکھو میرا عذاب اور

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّۚ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ

ڈر کے فرمان ۸ اور بے شک صبح تڑکے ان پر ٹھہرنے والا عذاب آیا ۹ تو چکھو میرا عذاب اور

وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ع

ڈر کے فرمان ۱۰ اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کیلئے ۱۱ تو ہے کوئی یاد کرنے والا

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُۚ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا كُلِّهَا

اور بیشک فرعون والوں کے پاس رسول آئے ۱۲ انہوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں ۱۳

فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَیْرٌ مِّنْ

تو ہم نے ان پر گرفت کی جو ایک عزت والے اور عظیم قدرت والے کی شان تھی ۱۴ کیا تمہارے

اُولٰٓىِٕكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِۚ ﴿۴۳﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ

کافر ان سے بہتر ہیں ۱۵ یا کتابوں میں تمہاری چھٹی لکھی ہوئی ہے ۱۶ یا یہ کہتے ہیں کہ ہم سب

جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾

مل کر بدلہ لے لیں گے ۱۷ اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے ۱۸

رائے دی تھی۔ اور قتل کرایا تھا ۱۵۔ حضرت جبریل علیہ السلام کی ایک جھڑک' جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے' آج بھی بجلی کی کڑک بادل کی گرج سے لوگ مرجاتے ہیں ۱۶۔ کہ انہیں کوئی دفن بھی نہ کر سکا۔ ان کی لاشیں ذلت سے خراب ہوئیں خیال رہے کہ مومن کی زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی عزت ہے کافر کو کبھی عزت نہیں' مومن کو فرشتے قبر میں کہتے ہیں تم کنوم العروس' یہ نہیں کہتے کہ نم بالسکون یعنی عزت والا آرام کر۔

۱۔ انہوں نے لوط علیہ السلام کا انکار کیا ایک ہی نبی کا انکار سارے پیغمبروں کا انکار ہے' گویا انہوں نے سارے رسولوں کا انکار کیا ۲۔ اکثر عذاب الٰہی رات کے آخری حصے میں آئے کہ بے خبری میں تمام اس طرح ہلاک ہوں کہ کوئی بھاگ نہ سکے' یہ ہی وقت مومنوں پر رحمتیں اترنے کا ہے اس لئے اس وقت تہجد پڑھنی چاہیے۔ ۳۔ نبی پر ایمان لانے والے رب کے شکر گزار بندے ہیں' اور رب کی نعمتوں کے مستحق' اس آیت سے معلوم ہوا کہ عذاب سے نجات ملنا رب کی رحمت ہے ہماری اپنی بہادری نہیں ۴۔ یعنی لوط علیہ السلام نے انہیں پہلے ہی اس عذاب کی خبر دے دی تھی۔ مگر انہوں نے ان کی بات نہ مانی ۵۔ یہاں شک بمعنی انکار ہے' کیونکہ کفار لوط علیہ السلام کے قطعاً منکر تھے' جیسے کبھی ظن بمعنی یقین بھی آجاتا ہے ۶۔ کہ کفار نے لوط علیہ السلام سے کہا کہ اپنے مہمان ہمارے حوالہ کر دو' مہمان سے مراد وہ فرشتے ہیں جو خوبصورت لڑکوں کی شکل میں آپ کے ہاں آئے تھے' ۷۔ کہ حضرت جبریل نے اپنا بازو ان کے منہ پر مل دیا جس سے ان کی آنکھوں کی جگہ بھی مٹ گئی۔ وہ حیران ہو کر بھاگے' راستہ نہ پا سکے تو لوط علیہ السلام نے انہیں دروازے سے نکالا (روح) معلوم ہوا کہ فرشتے مومنوں کے لئے رحمت اور کفار کے لئے عذاب لاتے ہیں' رب کی رحمت کا وہ حق دار ہے جو اس کے نبی کا غلام ہو ۸۔ فرمان سے مراد لوط علیہ السلام کے ڈرانے والے وعظ ہیں یعنی ان کے وعظوں کی تصدیق اپنی آنکھوں سے دیکھ لو

۹۔ اس طرح کہ دنیاوی عذاب برزخی عذاب سے اور برزخی عذاب اخروی عذاب سے ملا ہوا ہے لہٰذا نفس عذاب دائم قائم ہے اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت ہوتا ہے اگر عذاب قبر حق نہ ہو تو ان کا عذاب مستقر نہیں رہتا ۱۰۔ یہ کلام ان سے رب نے فرمایا بواسطہ فرشتوں کے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف یاد کرنے کے لئے آسان ہے نہ کہ اس سے مسائل مستنبط کرنے کے لئے اگر قرآنی اسرار آسان ہوتے تو اس کی تعلیم کے لئے حضور نہ تشریف لاتے۔ مشکل کتاب بڑا عالم سکھاتا ہے' رب فرماتا ہے۔ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کا حفظ کر لینا صرف رب کے آسان فرمانے سے ہوا ورنہ ناممکن تھا' ۱۲۔ یہاں دو کے لئے جمع ارشاد ہوئی' کیونکہ فرعون کی طرف حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہی بھیجے گئے تھے۔ ۱۳۔ یہاں آیات سے مراد موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں' نہ کہ توریت

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾

بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے ا اور قیامت نہایت کڑی اور سخت کڑوی ۲

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِىْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِى

بے شک مجرم گمراہ اور دیوانے ہیں ۳ جس دن آگ میں اپنے مونہوں پر

النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ۭ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ

گھسیٹے جائیں گے ۴ اور فرمایا جائے گا چکھو دوزخ کی آنچ، بے شک ہم نے

شَىْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ

ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی ۵ اور ہمارا کام تو ایک بات کی بات ہے جیسے پلک

بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾

مارنا ۶ اور بیشک ہم نے تمہاری وضع کے ہلاک کر دیئے ۷ تو ہے کوئی دھیان

وَكُلُّ شَىْءٍ فَعَلُوْهُ فِى الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ

کرنے والا اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے ۸ اور ہر چھوٹی بڑی چیز

مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ لا فِىْ

لکھی ہوئی ہے ۹ بیشک پرہیزگار باغوں اور نہر میں ہیں ۱۰ سچ کی

مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ ع

مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور ۱۱

(وقف لازم) (ع ۱۰/۱۵)

اٰيَاتُهَا ۷۸ | ۵۵ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۹۷ | رُكُوْعَاتُهَا ۳

یہ سورت مدنی ہے اس میں ۳ رکوع ۷۸ آیات ۳۵۱ کلمے ۱۶۳۶ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ

رحمٰن نے ۱۲ اپنے محبوب کو قرآن سکھایا ۱۳ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔ ماکان و مایکون کا

(بقیہ صفحہ ۸۴۶) شریف کی آیتیں' کیونکہ توریت شریف غرق فرعون کے بعد عطا ہوئی موسیٰ علیہ السلام نے انہیں نو معجزے دکھائے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ۱۴ا۔ کہ قدرت والے کی پکڑ سے کوئی چھڑا نہیں سکتا ۱۵ا۔ یعنی اے مکہ والو۔ کیا تم ان قوموں سے زور' زر میں زیادہ ہو یا تم ان سے کفر میں کم ہو۔ خیال رہے کہ یہاں خیر سے مراد بھلائی نہیں' کیونکہ کوئی کافر اچھا نہیں' یہ نہیں کہہ سکتے کہ عیسائی ہندوؤں سے اچھے ہیں۔ بلکہ یہ کہو کہ مشرک عیسائیوں سے بدترین ہیں۔ ۱۶ا۔ براءۃ پروانہ راہ داری یا پاسپورٹ یا ویزا کو کہتے ہیں۔ یعنی کیا کسی آسمانی کتاب میں تمہیں رب کی طرف سے سند مل گئی ہے کہ تم کفر کئے جاؤ تمہاری پکڑ نہ ہو گی ۱۷ا۔ یعنی سارے کفار اسلام کے مقابلہ میں اپنے اختلاف چھوڑ کر ایک ہو چکے ہیں ہم مسلمانوں اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اپنے بتوں کا بدلہ لیں گے یہ ابو جہل نے بدر کے دن کہا تھا ۱۸ا۔ بدر کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ پہن کر یہ آیت تلاوت کی اور ایسا ہی ہوا کہ کفار کی تمام جماعتیں شکست کھا کر بھاگ گئیں' یہ آیت بعض علماء کے نزدیک مدنی ہے بعض نے فرمایا کہ مکی ہے اول قول قوی ہے۔

ا۔ بدر کی یہ شکست کفار کا پورا عذاب نہیں' پورا عذاب تو قیامت میں ملے گا ۲۔ خیال رہے کہ قیامت کفار کے لئے سخت مومن کے لئے تو دیدار جمال یار کا دن ہے۔ اِسی لئے یہاں کفار کے عذاب کے ساتھ یہ فرمایا گیا ۳۔ دنیا میں بھی' قبر میں بھی' آخرت میں بھی کہ دنیا میں انہیں راہ حق نہیں ملتی' قبر میں نکیرین کے سوالات کے جواب نہ بن سکیں گے آخرت میں جنت کی راہ نہ پا سکیں گے ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اگرچہ کچھ روز کے لئے دوزخ میں رکھے جائیں گے مگر اس ذلت سے محفوظ ہوں گے کیونکہ یہ کفار کا عذاب بیان ہوا ۵۔ اس میں دہریوں کا رد ہے جو عالم کی چیزوں اور یہاں کے واقعات کو زمانہ کے اثر سے مانتے تھے ۶۔ یہاں قدرت کا ذکر ہے نہ کہ قانون کا یعنی ہم ایسے قادر مطلق ہیں کہ تمام جہاں کو پل بھر میں پیدا فرما سکتے ہیں اگرچہ قانون یہ ہے کہ آہستگی سے ہر چیز پیدا فرمائی جاوے ۷۔ تم جیسے کافر۔ معلوم ہوا کہ ہر کافر نفس کفر میں دوسرے کفار کے مشابہ ہے اگرچہ نوعیت کفر میں بہت فرق ہو' صرف نماز کا منکر خدا کے منکر کی طرح کافر ہے۔ ۸۔ یہاں کتابوں سے مراد نامہ اعمال ہیں یعنی کفار وغیرہ جو کچھ کرتے ہیں ملائکہ ان کے نامہ اعمال میں لکھ لیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی بھی ہر نیکی بدی لکھی جاتی ہے مگر نیکی پر انہیں ثواب آخرت نہ ملے گا ۹۔ یعنی لوح محفوظ میں تاکہ جن کی نگاہیں لوح محفوظ پر ہیں وہ ان عیوب سے مطلع رہیں' جیسے خاص فرشتے اور انبیاء اور بعض اولیاء ورنہ اس تحریر کی ضرورت نہ تھی' خلاصہ یہ ہے کہ لوح محفوظ کی تحریر تو سب سے پہلے ہو چکی تھی نامہ اعمال کی تحریر ہر ایک کے عمل کے بعد ہوتی ہے ۱۰ا۔ اس طرح کہ دودھ و شہد وغیرہ کی نہریں ان کے باغوں ان کے گھروں میں ہوں گی یہ مطلب نہیں کہ وہ نہروں میں غوطہ زن ہوں گے لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ۱۱ا۔ یعنی ان کی مجلسیں جھوٹ غیبت اور تمام گناہوں سے پاک و صاف ہوں گی انہیں قرب الٰہی حاصل ہو گا' یہ قرب حضوری ہمارے حضور کو دنیا میں بھی حاصل تھا' فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب کے پاس شب گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے ۱۲ا۔ (شان نزول) جب آیت کریمہ اُسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ اتری تو کفار بولے کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کون ہے ان کے جواب میں یہ آیت اُتری کہ رحمٰن وہ ہے جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا' اس سے چند مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بہت علم بخشا کیونکہ یہ تعلیم رحمت و محبت کی بناء پر فرمائی' مہربان استاد سعادت مند شاگرد کو سب کچھ پڑھا

(بقیہ صفحہ ۸۴۷) دیتا ہے' دوسرے یہ کہ حضور تمام انبیاء سے بڑے عالم ہیں' کیونکہ حضرت آدم کو رب نے چیزوں کے نام سکھائے حضرت سلیمان کو پرندوں کی بولی' حضرت داؤد کو زرہ بنانا' حضرت خضر کو علم باطنی سکھایا حضرت نوح کو کشتی بنانا (علیہم السلام) مگر ہمارے حضور کو قرآن سکھایا جس میں لوح محفوظ کے علوم کی تفصیل ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور تمام خلق سے زیادہ عالم ہیں کہ اور لوگ مخلوق کے شاگرد ہوتے ہیں حضور رب تعالیٰ کے' جب پڑھانے والا رب' پڑھنے والے محبوب رب' جو کتاب پڑھی وہ قرآن تو بتاؤ اب علم مصطفوی میں کمی کیسی' چوتھے یہ کہ حضور حضرت جبرئیل کے شاگرد نہیں ۱۳۔ یعنی ہم نے اپنے حبیب کو الفاظ قرآن' معانی قرآن' احکام قرآن' اسرار قرآن' رموز قرآن خوب سکھا دیئے' کب سکھائے' حق یہ ہے کہ سکھا کر دنیا میں بھیجا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب پڑھا کر بھیجا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا علم بلاواسطہ مخلوق رب کا عطیہ ہے لہٰذا اس کی پیائش یا اندازہ نہیں ہو سکتا' جیسے سمندر کا پانی یا ہوا یا آفتاب کا نور کہ ان کی پیائش کے لئے کوئی میٹر نہیں بنا' ہاں بجلی اور واٹر ورکس کا پانی اس سے ناپا جا سکتا ہے کہ اس میں انسان کی صنعت کو دخل ہے۔ اس کی باقی تقریر ہماری کتاب نئی تقریروں میں دیکھو' اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کو متشابہات قرآنیہ کا علم دیا گیا کیونکہ جب سارا قرآن رب نے سکھایا تو اس میں متشابہات بھی آ گئے۔

الْبَيَانَ ﴿٤﴾ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿٥﴾ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ
بیان انہیں سکھایا ۱؎ سورج اور چاند حساب سے ہیں ۲؎ اور سبزے اور پیڑ سجدہ
يَسْجُدَانِ ﴿٦﴾ وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ﴿٧﴾ أَلَّا
کرتے ہیں ۳؎ اور آسمان کو اللہ نے بلند کیا ۴؎ اور ترازو رکھی ۵؎ کہ
تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ﴿٨﴾ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا
ترازو میں بے اعتدالی نہ کرو ۶؎ اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن
تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ﴿٩﴾ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ﴿١٠﴾ فِيهَا
نہ گھٹاؤ ۷؎ اور زمین رکھی مخلوق کے لئے ۸؎ اس میں
فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ﴿١١﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ
میوے اور غلاف والی کھجوریں ۹؎ اور بھس کے ساتھ اناج ۱۰؎ اور
وَالرَّيْحَانُ ﴿١٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٣﴾ خَلَقَ
خوشبو کے پھول ۱۱؎ تو اے جن و انس تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ۱۲؎ اس نے
الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَانَّ
آدمی کو بنایا بجتی مٹی سے جیسے ٹھیکری ۱۳؎ اور جن کو پیدا فرمایا
مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ ﴿١٥﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٦﴾
آگ کے لوکے سے ۱۴؎ تو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔
رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
دونوں پورب کا رب اور دونوں پچھم کا رب ۱۵؎ تو تم دونوں اپنے رب کی
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا
کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے دو سمندر بہائے ۱۶؎ کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے
بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢١﴾
اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا ۱۷؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

۱۔ تفسیر خازن وغیرہ میں ہے کہ انسان سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیان سے مراد تمام مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم ہے یعنی ہم نے انہیں سارے غیبی علم بخشے ۲۔ یعنی چاند و سورج کی رفتاریں' رب نے مقرر فرما دیں' جس اندازے سے وہ اپنے بروج منزلیں طے کرتے ہیں لوگ ان کی رفتار سے قمری و شمسی مہینوں و سالوں کا حساب لگاتے ہیں ۳۔ ہر وقت اس کے مطیع و فرمانبردار ہیں یا واقعی سجدے کر رہے ہیں اگرچہ ان کے سجدے ہماری عقل و سمجھ میں نہ آویں ۴۔ کہ آسمان دیکھنے میں بھی زمین سے اونچا ہے اور مرتبے میں بھی کہ وہاں سے فیض آتے ہیں وہاں ہی فرشتوں کا قیام ہے وہاں ہی ہماری روزی' وہاں کفر و شرک اور گناہ نہیں ہوتے وہاں سے احکام الٰہی جاری ہوئے ہیں' خیال رہے کہ جزوی طور پر آسمان زمین سے افضل ہے مگر کلی طور پر زمین آسمان سے افضل کہ وہ انبیاء کرام خصوصاً سید الانام کا مقام ہے ۵۔ یعنی دنیا میں ترازو پیدا کی تاکہ لین دین میں عدل و انصاف ہو یا آخرت میں وزن اعمال کے لئے ترازو پیدا فرمائی کہ اس میں بندوں کے نیک و بد اعمال تولے جاویں خیال رہے کہ ترازو اولاً نوح علیہ السلام پر اتری پھر سب نے استعمال کی رب فرماتا ہے۔ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ ۶۔ یعنی تولتے وقت آخرت کی ترازو کا خیال رکھو اور حق والوں کو پورا ناپ تول کر دو' خیال رہے کہ کچھ زیادہ تول کر دینا اور کچھ کم تول کر لینا رحم ہے ۷۔ اس طرح کہ پاسنگ والی ترازو سے وزن نہ کرو لہٰذا یہ آیت پچھلی سے مکرر نہیں ۸۔ مخلوق سے مراد زمینی یا دریائی ساری مخلوق ہے جیسے جن و انس و دریائی جانور' فرشتے آسمانی مخلوق ہے یعنی زمین کو یہاں والی مخلوق کے نفع کے لئے فرش کی طرح بچھایا ۹۔ اگرچہ کھجور بھی میوہ ہے مگر اشرفیت کی وجہ سے اسے علیحدہ بیان فرمایا' کیونکہ یہ انبیاء کرام خصوصاً حضور سید الانبیاء کی غذا شریف ہے' بعض علماء نے اس آیت کی بنا پر فرمایا کہ کھجور میوہ نہیں بلکہ غذا ہے ۱۰۔ پیدا فرمایا تاکہ بھوسے میں اناج محفوظ رہے اور اناج تم کھاؤ بھس تمہارے جانور' صوفیاء فرماتے ہیں روحانی غذائیں اناج ہیں جسمانی غذائیں بھس جو نفس کی خوراک ہے ۱۱۔ جو روحانی لوگوں کی روحانی غذا

(بقیہ صفحہ ۸۴۸) یا روحانی پھل ہے ۱۲۔ چونکہ آسمان و زمین دانہ بھوسے و میزان وغیرہ کا تعلق جن و انس دونوں سے ہے اس لئے ان نعمتوں کا ذکر فرما کر دونوں سے خطاب کیا کہ تم کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے ہمارا احسان مانو، شکریہ ادا کرو، فرشتے اور دیگر مخلوق میں کوئی ناشکرا ہے ہی نہیں لہٰذا اس میں ان سے خطاب بھی نہیں ہوا ۱۳۔ یہاں انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہیں کہ رب نے ہر قسم کی مٹی جمع فرما کر اسے ہر قسم کے پانی سے گوندھا۔ پھر سکھایا، جب خشک ہو کر کھنکھنانے لگی تب روح پھونکی ۱۴۔ جان سے مراد ابلیس ہے کہ اس کی پیدائش دوزخ کی آگ سے ہے جس میں دھواں وغیرہ نہیں پھر تمام جنات کو اس کے ذریعہ، وہ ابوالجن ہے ۱۵۔ دونوں پورب پچھم سے مراد گرمی و سردی کے مشرق و مغرب ہیں یعنی شرقی و غربی جانب کے کنارے جہاں سے سورج لوٹ پڑتا ہے ان سے آگے نہیں بڑھتا ۱۶۔ میٹھے و کھاری ایسے بنائے کہ بیچ میں بظاہر کوئی آڑ نہیں ہے، بہانے سے مراد جاری کرنا نہیں کیونکہ سمندر بہتے نہیں، اس سے مراد چھوڑنا ہے ۱۷۔ رب کی قدرت تو دیکھو کہ پانی آپس میں خلط ملط ہو جاتا ہے مگر سمندر میں میٹھے و کھاری پانی کے درمیان کوئی ظاہری آڑ نہیں اس کے باوجود کھاری میٹھے اور میٹھا کھاری سے مخلوط نہیں ہوتے، صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسان میں دل و نفس رکھا، ایک دوسرے سے ممتاز، ایک ماں کے پیٹ سے لڑکا یا لڑکی پیدا کئے، ایک باپ کی پیٹھ سے مومن و کافر سعید و شقی پیدا فرما دیئے، ایک دوسرے سے ممتاز

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے [۱] تو اپنے رب کی کونسی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾

جھٹلاؤ گے [۲] اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ دریا میں اٹھی ہوئی ہیں [۳] جیسے پہاڑ [۴]

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے [۵]

وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا [۶] تو اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں [۷]

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

اسے ہر دن ایک کام ہے [۸] تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

جلد سب کام بنٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں اے دونوں بھاری گروہ [۹]

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے [۱۰] اے جن و انس کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ

اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا

آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ [۱۱]

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت

تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ۬

جھٹلاؤ گے تم پر چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ اور بے لپٹ کا کالا

۱۔ یعنی بحیرہ روم و بحیرہ فارس سے موتی مونگے نکلتے ہیں، اس صورت میں تاویل کی ضرورت نہیں یا میٹھے و کھاری سے نکلتے ہیں تو معنی ہیں ان کے بعض یعنی صرف کھاری سے، جیسے کہا جاتا ہے نر و مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ روح و قلب سے موتی مونگے نکلتے ہیں حضرت علی و فاطمہ زہرا سے حسن و حسین رضی اللہ عنہم اجمعین موتی مونگے کی طرح پیدا ہوئے۔ ۲۔ یہ آیت اس سورت میں اکتیس بار ارشاد ہوئی، تاکہ ہر دفعہ انسان اپنی ناشکری کا اقرار کرے ۳۔ یعنی جن چیزوں سے تم کشتی و جہاز بناتے ہو وہ بھی رب نے پیدا فرمائیں پھر کشتی بنانے کی عقل بھی رب نے دی۔ پھر کشتیوں کو تیرنے کی طاقت بھی رب نے بخشی ۴۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ طریقت دریا ناپیدا کنار ہے، شریعت اس دریا میں چلنے والے جہاز و کشتیاں۔ ہم لوگ اور ہمارا متاع ایمان و عرفان ان کشتیوں کی سواریاں ہیں، توفیق خداوندی موافق ہوا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کشتی کے ناخدا ہیں اولیاء علماء ان کے خدام ہیں، جو ان جہازوں میں مختلف کام کرتے ہیں ہم لوگ ان بزرگوں کی مدد سے یہ دریا و سمندر پار کر رہے ہیں، اس جہاز میں ہم اور نبی ولی سب ہی سوار ہیں۔ مگر ہم پار لگنے کو۔ حضور پار لگانے کو ۵۔ اس آیت میں زمین پر بسنے والوں کی فنا کا ذکر ہے، دوسری آیت میں ہے کل نفس ذائقۃ الموت جس سے معلوم ہوا کہ ہر جاندار کو موت ہے۔ آیات میں تعارض نہیں ۶۔ یعنی رب کی ذات و صفات باقی ہے سب مخلوق اور ان کی صفات کو فنا ہے، معلوم ہوا کہ صفات الٰہیہ واجب ہیں اس سے چند واجب لازم نہیں آتے کہ صفات باری رب کے غیر نہیں ۷۔ ہر مخلوق رب (باقی ص ۸۵۰ پر)

ع ۱۱ ۲۵

(بقیہ صفحہ ۸۴۹) سے مانگتی ہے کوئی رب سے رب کو مانگتا ہے۔ کوئی رب سے مصطفیٰ کو مانگے، کوئی دین کی دولت مانگے کوئی دنیا کی کوئی کونین کی، غرضیکہ سب اس کے بھکاری ہیں، بھیک مختلف رنگ کی ہے، خیال رہے کہ اللہ کے محبوب سے کچھ مانگنا، فقیر کا امیروں سے مانگنا رعایا کا حکام سے کچھ مانگنا یہ بھی در حقیقت رب سے مانگنا ہے لہٰذا آیت بالکل واضح ہے اس پر کوئی اعتراض نہیں ۸۔ اس طرح کہ ہر وقت اور ہر آن اپنی قدرت کے آثار دکھاتا ہے کسی کو عزت دیتا ہے کسی کو ذلت وغیرہ۔ یہود کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سنیچر کا دن آرام اور چھٹی کرتا ہے، اس سے ان کی بھی تردید ہوئی ۹۔ یعنی اے جن و انس وہ وقت عنقریب آرہا ہے کہ رب تعالیٰ تمام کام بند فرما دے گا۔ مخلوق کے حساب لے گا۔ یعنی قیامت، جس دن دنیاوی کاروبار سارے بند ہوں گے سب کئے ہوئے کاموں کا حساب دیں گے ۱۰۔ اس آیت میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ جنات کے لئے بھی جنت ہے۔ کیونکہ جنت کی نعمتیں بیان فرما کر جن و انس سے خطاب فرمایا کہ تم کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے مگر یہ دلیل کمزور سی ہے اس لئے یہ خطاب تو دریا اور کشتیاں پیدا فرمانے اور وہاں سے مونگا موتی نکالنے پر بھی ہو رہا ہے حالانکہ ان چیزوں سے جنات فائدہ نہیں اٹھاتے صرف انسان فائدہ اٹھاتے ہیں ۱۱۔ نکل جانے کا حکم عاجز کرنے کا ہے چونکہ جن و انس ہی میں کفار و گناہ گار ہوتے ہیں اس لئے ان سے ہی خطاب ہے اور چونکہ جنات انسانوں سے پہلے پیدا ہوئے لہٰذا جن کا ذکر پہلے ہوا یعنی اے مجرم جن و انس اگر تم سمجھتے ہو کہ ہم رب سے بچ جائیں گے، تو آج ہمارے ملک سے نکل کر دکھا دو۔ نہ تم آج کہیں بھاگ سکتے ہو نہ کل قیامت میں۔

وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾

دھواں ۱؎ تو پھر بدلہ نہ لے سکو گے ۲؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾

پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے سرخ نری ۳؎

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے تو اس دن گنہگار کے گناہ کی

عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پوچھ نہ ہو گی کسی آدمی اور جن سے ۴؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ

گے ۵؎ مجرم اپنے چہرے سے پہچانے جائیں گے ۶؎ تو ماتھا اور پاؤں

بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾

پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے ۷؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ۸؎

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ

یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں ۹؎ پھیرے کریں گے

بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

اس میں اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں ۱۰؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ۱۱؎

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے ۱۲؎ اس کیلئے دو جنتیں ہیں ۱۳؎ تو اپنے رب

تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾

کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے بہت سی ڈالوں والیاں ۱۴؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾

ان میں دو چشمے بہتے ہیں ۱۵؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

وقف لازم

ع ۲ / ۱۲

۱۔ یعنی ایسی آگ جس کے سارے اجزا جلانے والے ہیں اور ایسا دھواں جس میں نام کو روشنی نہیں، یعنی آگ دھوئیں سے خالص ہو گی اور دھواں آگ سے نکھرا ہوا، خدا کی پناہ (خزائن) آج خبر دے دی تاکہ اس سے بچنے والے اعمال کر لو ۲۔ ظالم سے مظلوم اپنا بدلہ لینے پر دوزخ میں قادر نہ ہو گا، یا ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکے گا۔ ۳۔ اس طرح کہ آسمان کا رنگ سرخ ہو گا۔ اور جگہ جگہ سے چرا ہوا ہو گا۔ خیال رہے کہ قیامت میں آسمان و زمین ہوں گے مگر موجودہ آسمان و زمین سے بدلے ہوئے رب فرماتا ہے۔ یَوْمَ تبدل الارض ۴۔ کیونکہ ان کے گناہ چہروں کی علامتوں سے ہی نمایاں ہوں گے، ہاں حساب و کتاب کے لئے سوال ہو گا۔ لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں اب جو کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن مومن اور منافق کی پہچان نہ ہو گی وہ اس آیت کا منکر ہے خیال رہے کہ یہاں دن سے مراد قیامت ہے جو قبر سے اٹھنے اور فیصلہ ہونے کے درمیان ہے ۵۔ خیال رہے کہ قیامت کے حالات کی دنیا میں خبر دے دینا اللہ کی رحمت ہے، تاکہ لوگ یہاں اطاعت الٰہی کر لیں۔ اس لئے اس ذکر کو نعمت فرمایا گیا لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں کہ عذاب کی آیات کے بعد یہ جملہ کیوں ارشاد ہوا ۶۔ کہ کفار کے منہ کالے ہونٹ نیلے ہوں گے اور مومن صالحین کے منہ اجالے، پیشانی چمکیلی ہو گی، جیسے دنیا میں اندرونی بیماری چہرے سے معلوم ہو جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں نیک و بد چہروں سے ہی ظاہر ہو جاویں گے، پوچھنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ فرشتوں کا کفار سے پوچھنا ما سلککم فی سقر انہیں شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا ۷۔ اس طرح کہ پاؤں پیچھے سے لا کر پیشانی سے ملا کر باندھ دیئے جائیں گے اور گیند کی طرح دوزخ میں لڑھکا دیئے جائیں گے، یہ دونوں عذاب کفار کے لئے ہوں گے گنہگار مومن اس سے محفوظ رہے گا انشاء اللہ ۸۔ ان عذابوں کی خبر دے دینا بھی رب تعالیٰ کی اعلیٰ

(بقیہ صفحہ ۸۵۰) نعمت ہے' اس کا شکریہ ادا کرو ۹۔ یعنی دوزخ کو دنیا میں کفار جھٹلاتے ہیں معلوم ہوا کہ اس سے پہلی آیت میں بھی مجرمین سے کفار ہی مراد تھے ۱۰۔ دوزخیوں پر بھوک کا عذاب مسلط ہو گا۔ کھانے کے لئے چیخیں گے' تو تھوہر کھلایا جاوے گا جو حلق میں چبھ جاوے گا۔ تب پانی کے لئے شور مچائیں گے پھر انہیں وہاں لے جایا جاوے گا جہاں کھولتے پانی کا چشمہ ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کو کھانا پانی ان کے رہنے کی جگہ نہ دیا جاوے گا۔ بلکہ چشمے پر جا کر پئیں گے لہٰذا یطوفون فرمانا درست ہے ۱۱۔ کہ تمہیں غیب کے عذاب اپنے حبیب کی معرفت یہاں ہی بتا دیئے ۱۲۔ یعنی جو مومن انسان قیامت کے حساب سے خوف کر کے گناہ چھوڑ دے۔

فِيهِمَا مِن كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ ﴿٥٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

ان میں ہر میوہ دو دو قسم کا ہے تو اپنے رب کی کونسی نعمت

تُكَذِّبَانِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ فُرُشٍ بَطَائِنُهَا مِنْ

جھٹلاؤ گے اور ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے جن کا استر قنا دیز

إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

کا ہے اور دونوں کے میوے اتنے جھکے ہوئے کہ نیچے سے چن لو تو اپنے رب کی کونسی نعمت

تُكَذِّبَانِ ﴿٥٥﴾ فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ

جھٹلاؤ گے، ان بچھونوں پر وہ عورتیں ہیں شوہر کے سوا کسی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتیں

إِنسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾

ان سے پہلے انہیں نہ چھوا کسی آدمی اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے

كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

گویا وہ لعل اور مونگا ہیں تو اپنے رب کی کونسی نعمت

تُكَذِّبَانِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾

جھٹلاؤ گے۔ نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦١﴾ وَمِن دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ﴿٦٢﴾

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے اور ان کے سوا دو جنتیں اور ہیں

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَامَّتَانِ ﴿٦٤﴾ فَبِأَيِّ

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے، نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں تو

آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٥﴾ فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴿٦٦﴾

اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے، ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٧﴾ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں میوے اور کھجوریں

کیونکہ جنات اور جانوروں کے لئے جنت نہیں اگرچہ ان کا حساب ہو گا' فرشتوں کے لئے نہ حساب ہے نہ جنت ۱۳۔ معلوم ہوا کہ خوف الٰہی اعلیٰ نعمت ہے کہ اس کی دو جنتیں ہیں ایک جنت اعمال کی جزاء دوسری رب کا انعام یا ایک جنت رب کے خوف کی دوسری اس کی اطاعت کی یا ایک جنت جسمانی راحتوں کی دوسری روحانی آرام کی' ان کی وسعت رب ہی جانتا ہے۔ ۱۴۔ یعنی ایک جڑ میں بہت شاخیں' ہر شاخ میں بہت پھل پھول' چونکہ درخت کا حسن شاخ سے ہوتا ہے کہ پتے پھل پھول اس میں ہی ہوتے ہیں اس لئے شاخ کا ذکر فرمایا ۱۵۔ پانی کی دو نہریں ایک تسنیم دوسری سلسبیل جو ایک مشک کے پہاڑ سے نکلتی ہے (روح) چونکہ ان لوگوں کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہتے تھے خوف الٰہی میں اس کا یہ بدلہ دیا گیا۔

ا۔ بعض وہ میوے جو دنیا میں دیکھے گئے' بعض وہ عجیب و غریب جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھے گئے۔ یا بعض خشک بعض تر یا بعض خالص شیریں بعض مائل بہ ترشی' نہایت لذیز چونکہ انہوں نے دنیا میں ہر نیکی کے جوڑے ادا کئے تھے' فرض و نفل وغیرہ' لہٰذا انہیں پھلوں کے بھی جوڑے ہی دیئے گئے' جوڑے اعمال کے بدلہ جوڑے پھل۔ ۲۔ کیونکہ جنت میں کوئی کام کاج نہیں صرف آرام ہے' وہاں ایسے حلقے بنا کر بیٹھیں گے جیسے دنیا میں اللہ کا ذکر کرنے کے حلقے ہوتے ہیں ۳۔ دبیز ریشم کا جب استر کا یہ حال ہے تو ابرا کیسی شان کا ہو گا۔ ابرا استر سے اعلیٰ ہوتا ہے ۴۔ اس طرح کہ کھڑے بیٹھے لیٹے توڑ کر کھالو' خود بخود جھکیں گے اٹھیں گے (روح) ۵۔ حوریں اور چونکہ عورت کا سب سے بڑا کمال تقویٰ و شرم و حیا ہے' اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا گیا ۶۔ جنتی حوریں اپنے شوہروں سے کہیں گی کہ ہمیں تجھ سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں' شکر ہے خدا کا جس نے تجھے میرا شوہر کیا اور مجھے تیری بیوی بنایا اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جیسے مرد اجنبی عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے۔ شرم و حیا حور کی صفت ہے۔ دوسرے یہ کہ اجنبی عورت کا متقی پرہیز گار مرد سے بھی پردہ ہے کیونکہ جنت میں سب متقی ہوں گے' مگر ان سے بھی پردہ ہو گا' پردہ اللہ کی وہ نعمت ہے جو جنت میں بھی ہو گی' بلکہ جنت کے مکانات در و دیوار صرف پردے کے لئے ہوں گے نہ کہ چوروں سے حفاظت و سردی گرمی و بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے کہ وہاں یہ نہیں ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حوریں پیدا ہو چکی ہیں جنت کی تمام نعمتوں کی طرح وہ بھی موجود ہیں' دوسرے یہ کہ اگرچہ آدم علیہ السلام جنت میں رہے وہاں کی نعمتیں کھائیں' مگر حوروں کی طرف التفات نہ فرمایا کیونکہ حوریں صرف جزا کے طور پر ملیں گی۔ تیسرے یہ کہ حوریں جنات کو بھی عطا ہوں گی' مگر یہ قول ضعیف ہے اور دلیل کمزور ۸۔ یعنی جنتی حوریں حسن و صفائی میں یاقوت و مونگے کی طرح ہیں' حدیث شریف میں ہے کہ حور کی پنڈلی کا مغز اوپر سے نظر آئے گا' جیسے شیشے کی صراحی

وَرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِیْهِنَّ

اور انار ہیں ؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے ، ان میں عورتیں ہیں

خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾

عادت کی نیک صورت کی اچھی ؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

حوریں ہیں خیموں میں پردہ نشین ؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ

تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾

گے۔ ان سے پہلے انہیں ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور نہ جن نے ؎

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ

تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔ تکیہ لگائے ہوئے سبز بچھونوں اور منقش

خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾

خوبصورت چاندنیوں پر ؎ تو اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے۔

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾

بڑی برکت والا ہے تمہارے رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا ؎

اٰیَاتُهَا ۹۶ | ۵۶ سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّیَّةٌ ۴۶ | رُكُوْعَاتُهَا ۳

سورت واقعہ مکی ہے ؎ اس میں ۳ رکوع ۹۹ آیات ۳۷۸ کلمے ایک ہزار سات سو تین حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾

جب ہولے گی وہ ہونے والی ؎ اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾

؎ کسی کو پست کرنے والی ؎ کسی کو بلندی دینے والی ؎ جب زمین کانپے گی تھر تھرا کر ؎

منزل ۷

ع ۳ / ۱۴

وقف لازم

(بقیہ صفحہ ۸۵۱) کے باہر سے اندر کی شراب سرخ ۹۔ پہلے احسان سے مراد کلمہ طیبہ' اور نیک اعمال ہیں۔ دوسرے احسان سے مراد جنت اور وہاں کی نعمتیں ہیں یعنی جس نے دنیا میں نیکی کی اس کا بدلہ آخرت میں اچھا ہے یا دنیا میں جو کوئی تم سے بھلائی کرے تم بھی اس سے بھلائی کرو تاکہ آخرت میں اس کا اچھا بدلہ دیکھو' اس میں ماں باپ اہل قرابت کے ساتھ ہر بھلائی شامل ہے ۱۰۔ یعنی جن دو جنتوں کا ذکر اوپر گزرا ان کے علاوہ دو جنتیں اور بھی ہیں مگر یہ دونوں ان پہلی جنتوں سے ادنیٰ کہ انہیں دونہا فرمایا (روح) یا ان دونوں سے یہ افضل یعنی ان دونوں سے زیادہ قریب الی العرش' دون ۔ بمعنی قریب' ان کا سامان یاقوت و زبرجد کا' وہ دونوں جنتیں مقربین کی ہیں یہ ابرار کی ۱۱۔ یعنی ان درختوں کے پتے سبز مائل بہ سیاہی جو انتہائی خوشنما رنگ ہے' نور نظر کے لئے بہت مفید ہے ۱۲۔ پانی کے جن میں مشک عنبر یا مشک و کافر کی خوشبو ۱۔ اگرچہ کھجور و انار بھی میوے ہیں مگر ان کے اشرف ہونے کی وجہ سے ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا' امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک کھجور و انار میوے میں داخل نہیں۔ ان کی دلیل یہ آیت ہے جو میوہ نہ کھانے کی قسم کھا کر کھجور یا انار کھائے تو حانث نہ ہو گا ۲۔ یعنی ایسی حوریں جن کی سیرت بھی اچھی' صورت بھی پاکیزہ' اس سے معلوم ہوا کہ اچھی عادت اچھی صورت سے افضل ہے۔ کہ رب نے پہلے اس کا ذکر فرمایا۔ ہمیشہ نیک خصلت بیوی کو ترجیح دینی چاہیے' اگرچہ مومن کو اپنی دنیا کی مومنہ بیوی بھی عطا ہو گی' جو اس کے نکاح میں فوت ہوئی مگر وہ عورت جنت کی چیز نہیں' بلکہ وہ بھی وہاں ثواب حاصل کرنے گئی ہے۔ اس لئے فیہن صرف حوروں کے لئے فرمایا گیا۔ عورتیں فیہن میں داخل نہیں ان کے لئے لہن فرمایا جا سکتا ہے۔ ۳۔ خیموں سے مراد جنتی گھر ہیں' جو ایک موتی کے خیمہ کی طرح ہیں۔ یعنی ہر مومن کی بیویاں حوریں صرف اپنے خیموں میں رہتی ہیں' کہیں باہر نہیں جاتیں' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت میں پردہ ہو گا' پردہ جنتی نعمت ہے۔ بے پردگی دوزخ کا عذاب کہ وہاں عورت و مرد مخلوط اور ننگے ہوں گے' دوسرے یہ کہ متقی پرہیزگار سے بھی پردہ لازم ہے۔ ۴۔ یعنی جیسے ان دو جنتوں کی حوریں جن و انس کے چھونے سے محفوظ تھیں ایسے ہی ان دونوں جنتوں کی حوریں بھی محفوظ ہیں لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۵۔ بعض علماء نے فرمایا کہ عبقر ایک شخص تھا جو بہت اچھے' اعلیٰ کپڑے بناتا تھا جس گاؤں میں وہ رہتا تھا اس گاؤں کا نام عبقر ہو گیا تھا۔ اہل عرب ہر خوبصورت اور نادر الوجود چیز کو عبقری کہہ دیتے تھے ان کی اصطلاح کے مطابق جنت کے بستروں کو عبقری فرمایا۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت اور وہاں کی تمام نعمتیں اعمال کا بدلہ ہیں۔ مگر دیدار الٰہی کسی عمل کا عوض نہیں' وہ محض فضل رب سے ہے' کیونکہ یہاں اعمال کی جزا میں دیدار کا ذکر نہیں ہوا بلکہ یہاں ارشاد ہوا کہ ہم بڑی بزرگی والے ہیں کچھ اور بھی دیں گے' جو تمہارے خیال و گمان سے وراء ہے یعنی اپنا دیدار ۷۔ سوا دو آیتوں کے اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ تفسیر خازن نے فرمایا کہ جو کوئی ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقہ نہ ہو ۸۔ یعنی جب قیامت آجاوے گی' چونکہ قیامت کا آنا یقینی ہے' اس لئے اسے واقعہ فرمایا گیا' خیال رہے کہ قیامت کے بہت نام ہیں۔ ایک نام واقعہ بھی ہے ۹۔ یعنی دیکھ کر تو سب مان لیں گے مگر جو دنیا میں قیامت کے منکر رہے انہیں اس دن کا ماننا مفید نہ ہو گا ۱۰۔ یعنی کفار کو دوزخ انہیں گرا کر ذلیل کرے گی۔ ان کفار میں تمام قسم کے کفار داخل ہیں خواہ رب کے منکر ہوں یا اس کے رسول کے ۱۱۔ عام مومنوں کو عام بلندی۔ خاص مومنوں' اولیاء اللہ علماء کرام کو

(بقیہ صفحہ ۸۵۲) خاص بلندی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی عظمت کا ظہور بھی اس دن ہی ہو گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا۔ کہ جو دنیا میں اونچے بنتے تھے انہیں ذلیل کرے گی اور جو دنیا میں تواضع و انکسار کرتے تھے' انہیں اونچا کرے گی ۱۲۔ جس سے تمام عمارتیں گر جائیں گی اور تمام اندرونی چیزیں باہر آجائیں گی (روح)۔

ا۔ جیسے خشک ستو' اول روئی کے گالے کی طرح ہوں گے پھر ستو کی طرح۔ لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں ۲۔ یا تو آپس میں ٹکرا کر ایسے ہو جائیں گے' یا صور کی آواز

وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ وَّكُنْتُمْ

اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چورا ہو کر ۱؎ تو ہو جائیں گے جیسے روزن کی دھوپ میں غبار کے

اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾

باریک ذرے پھیلے ہوئے ۲؎ اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے ۳؎ تو داہنی طرف والے ۴؎

وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ

کیسے داہنی طرف والے ۵؎ اور بائیں طرف والے ۶؎ کیسے بائیں طرف والے ۷؎ اور جو سبقت

السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾

لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے ۸؎ وہی مقرب بارگاہ ہیں ۹؎ چین کے باغوں میں

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ

اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے ۱۰؎ جڑاؤ تختوں پر

مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

ہوں گے ۱۱؎ ان پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے ۱۲؎ ان کے گرد لئے پھریں گے

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ

ہمیشہ رہنے والے لڑکے ۱۳؎ کوزے اور آفتابے اور جام اور آنکھوں کے

مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

سامنے بہتی شراب ۱۴؎ کہ اس سے نہ انہیں درد سر ہو اور نہ ہوش میں فرق آئے ۱۵؎

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور میوے جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں ۱۶؎

وَحُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا

اور بڑی آنکھ والیاں حوریں جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی ۱۷؎ صلہ ان کے

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾

اعمال کا ۱۸؎ اس میں نہ سنیں گے نہ کوئی بیکار بات نہ گنہگاری ۱۹؎

کے صدمے سے۔ آج بھی بارود کے دھماکے سے پہاڑ پھٹ جاتے ہیں ۳۔ اے سارے انسانوں ان تین میں سے دو جماعتیں جنتی ہیں۔ اصحاب یمین اور سابقین' ایک جماعت دوزخی یعنی اصحاب شمال جن کا ذکر آگے آ رہا ہے ۴۔ یعنی جو عرش اعظم کی دائیں جانب ہوں گے یا جن کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ مومن ہیں۔ یا جو آدم علیہ السلام کے دائیں جانب تھے میثاق کے دن ۵۔ یہ جملہ اظہار شان کے لئے ہے' دیکھو تو کیسے خوشحال ہیں کیسے مزے میں ہیں' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۶۔ یعنی جو عرش اعظم کے بائیں طرف ہیں' یا جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ہیں یا جو میثاق کے دن آدم علیہ السلام کی بائیں جانب تھے ۷۔ دیکھو تو وہ کیسے برے حال میں ہیں ۸۔ یعنی جو دنیا میں نیکیوں میں آگے رہے وہ آج درجوں میں آگے ہیں' اس میں ہجرت پہلے کرنے والے صحابہ' پہلے اسلام لانے والے صحابہ' اور دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے' اور نیک اعمال میں پیش قدمی کرنے والے مسلمان داخل ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ وہ علماء باعمل ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ وہ جوانی میں عبادت کرنے والے' گناہوں سے بچنے والے ہیں' اس سے اشارةً معلوم ہوا کہ سابقین کو نامہ اعمال دیئے ہی نہ جائیں گے' نہ داہنے ہاتھ میں نہ بائیں میں' نہ ان کا حساب ہو گا کیونکہ رب نے ان کا ذکر یمین و شمال والوں کے علاوہ فرمایا۔ خیال رہے کہ بچپن میں فوت ہو جانے والوں کو بھی نامہ اعمال نہ دیئے جائیں گے۔ کیونکہ انکے پاس اعمال ہی نہیں۔ ۹۔ عرش اعظم سے قریب یا جنت میں جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک یا بارگاہ الٰہی میں قرب حضوری والے ہیں ۱۰۔ یعنی امت محمدیہ میں سے اگلے لوگوں یعنی صحابہ کرام میں مقربین زیادہ ہیں' پچھلے مسلمانوں میں مقربین تھوڑے' شیعہ اس کے برعکس کہتے ہیں کہ عہد نبوی میں صرف دس بیس ہی مومن ہوئے۔ پھر بعد میں بہت شیعہ پیدا ہو گئے' وہ اس آیت کے منکر ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی امت ساری گمراہ نہ ہو گی۔ قیامت تک ان میں اللہ کے مقبولین بھی رہیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اگلوں سے مراد اگلی امتیں ہیں۔ از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام اور پچھلوں سے مراد امت محمدیہ ہے۔ مگر یہ قول حدیث کے خلاف ہے کیونکہ جنتی لوگوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی۔ اسی (۸۰) صفیں امتِ محمدیہ کی چالیس صفیں باقی امتوں کی' تو زیادہ جنتی اس امت میں ہیں ۱۱۔ جن میں لعل۔ یاقوت جڑے ہوئے سونے چاندی کے تاروں سے بنے ہوئے ۱۲۔ یعنی جنتی لوگ حلقہ بنا کر بیٹھا کریں گے۔ اس لئے آج بھی درس اور ذکر الٰہی کے حلقے بنائے جاتے ہیں کہ جنتی حلقوں کے مشابہ ہو جاویں ۱۳۔ کہ نہ انہیں موت آوے اور نہ ان کا لڑکپن بدلے' غلمان جنت میں ہی پیدا کئے گئے۔ حوروں کی طرح اہل جنت کے خدام ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے فوت شدہ بچے بھی

إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴿٢٦﴾ وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ﴿٢٧﴾ فِي سِدْرٍ مَّخْضُودٍ ﴿٢٨﴾ وَطَلْحٍ مَّنضُودٍ ﴿٢٩﴾ وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ ﴿٣٠﴾ وَمَاءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾ إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوا يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَ

ہاں یہ کہنا ہوگا سلام سلام لہ اور داہنی طرف والے کیسے داہنی طرف والے بے کانٹوں کی بیریوں میں ۲ اور کیلے کے گچھوں میں ۳ اور ہمیشہ کے سائے میں ۴ اور ہمیشہ جاری پانی میں اور بہت سے میووں میں جو نہ ختم ہوں ۵ اور نہ روکے جائیں ۶ اور بلند بچھونوں میں ۷ بے شک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اٹھان اٹھایا ۸ تو انہیں بنایا کنواریاں ۹ اپنے شوہر پر پیاریاں انہیں پیار دلاتیاں ایک عمر والیاں ۱۰ داہنی طرف والوں کیلئے ۱۱ اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ ۱۲ اور بائیں طرف والے ۱۳ کیسے بائیں طرف والے ۱۴ جلتی ہوا اور کھولتے پانی میں اور جلتے ہوئے دھوئیں کی چھاؤں میں ۱۵ جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی بے شک وہ اس سے پہلے نعمتوں میں تھے ۱۶ اور اس بڑے گناہ کی ہٹ رکھتے تھے ۱۷ اور کہتے تھے کیا جب ہم مر جائیں اور ہڈیاں مٹی ہو جائیں تو کیا ضرور ہم اٹھائے جائیں گے ۱۸ اور کیا

(بقیہ صفحہ ۸۵۳) اس زمرہ میں داخل ہو کر جنتی لوگوں کی خدمت کریں گے امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ ہی قول ہے (روح) ۱۴۔ یعنی جنتی لوگوں کو کسی کام کے لئے جنبش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ ہر کام خدمتگار بچے کریں گے، معلوم ہوتا ہے کہ ان بچوں سے پردہ نہ ہوگا۔ ورنہ وہ اندر باہر کی خدمت نہیں کر سکتے جیسے دنیا میں بچوں سے پردہ نہیں ہوتا ۱۵۔ کیونکہ جنت میں نیند، موت، غشی، نشہ، بے ہوشی وغیرہ نہیں۔ نیز وہ شراب طہور ہے کہ اس میں لذت و سرور ہے۔ نشہ نہیں ۱۶۔ مگر یہ گوشت آگ سے نہ پکایا جاوے گا۔ کیونکہ جنت میں آگ نہیں، قدرتی طور پر خود بھن جاوے گا، جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے غیبی دسترخوان کا کھانا ۱۷۔ جیسے در یتیم جس کو کسی نے نہ چھوا ہو۔ وہ نہایت صاف و چمکدار ہوتا ہے، ایسے ہی وہ حوریں ہیں ۱۸۔ خود اپنے اعمال کا بدلہ یا جن کی طفیل وہ جنت میں گئے۔ ان کے اعمال کا عوض جیسے مومنوں کے ناسمجھ بچے، یا دیوانے مسلمان ۱۹۔ یعنی وہاں کوئی کسی کی عیب جوئی، غیبت وغیرہ نہ کرے گا۔ ہاں کفار کو جنتی برا کہیں گے۔ مگر یہ برا کہنا محبوب ہے۔

۱۔ کہ جنتی ایک دوسرے کو، فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے، رب تعالیٰ ان پر سلام بھیجے گا۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ الرَّحِيمِ ۲۔ معلوم ہوا کہ جنت کے پھلوں میں اعلیٰ درجہ کے بیر بھی ہیں، جن میں گٹھلی نہیں، اور ان کا گودا خوشبودار مکھن کی طرح، دنیا میں بعض بیر ایسے لذیذ ہوتے ہیں کہ سبحان اللہ، خیال رہے کہ بیری کا درخت بڑا برکت والا ہے۔ حضرت جبریل کا مقام سدرۃ المنتہیٰ ہی ہے، جہاں شاندار بیری ہے۔ بیری کے فضائل ہماری کتاب اسرار الاحکام میں دیکھو ۳۔ جو جڑ سے چوٹی تک پھل سے بھرے ہوئے۔ پھلوں کا گودا، میٹھے مکھن کی طرح لذیذ نہایت خوشبودار ۴۔ جنت میں ہمیشہ صبح صادق کا سہانا وقت رہے گا۔ نہ دھوپ نہ گرمی، کیونکہ وہاں سورج نہیں، لہٰذا یہاں سایہ کے عرفی معنی مراد نہیں۔ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ درخت طوبیٰ کے سایہ میں سو سال سوار دوڑ سکتا ہے، وہاں اس درخت کا پھیلاؤ مراد ہے۔ کہ اگر سورج ہوتا۔ تو اس درخت کا سایہ اتنا وسیع ہوتا۔ ۵۔ کہ ایک پھل توڑتے ہی فوراً اس جگہ دوسرا پھل پیدا ہو جائے گا۔ نہ وہاں موسم کی شرط ہے نہ کسی حفاظت کی ضرورت، ہر قسم کا پھل ہمیشہ کثرت سے ہوگا رب نصیب کرے ۶۔ یعنی پھلوں کے استعمال سے کسی کو روک ٹوک نہ ہوگی نہ شرعی رکاوٹ، نہ طبی پابندی، نہ کسی بندے کی طرف سے ممانعت، ہر ایک کے پاس بہت کثرت سے میوے ہوں گے، معلوم ہوا کہ جنت میں مرض نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ بھی نعمتوں سے روکتا ہے۔ ۷۔ بچھونوں سے مراد آرام کے بستر ہیں نہ کہ سونے کے، کیونکہ جنت میں نیند نہیں یعنی ان کے بستر عالی شان اونچے جڑاؤ تختوں پر ہوں گے، یا انہیں رفیع الشان، بیویاں عطا ہوں گی، فرش سے مراد بیوی۔ اس لئے آگے بیویوں کا ذکر ہو رہا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حوریں پیدا ہو چکی ہیں۔ اور باوجود لاکھوں سال کے اپنے حسن و شباب میں اس ہی حال پر ہیں، جیسے آفتاب و چاند ہزارہا سال سے ہے مگر اس کے نور میں کوئی فرق نہیں آیا خیال رہے کہ دنیاوی بیوی بھی جنت میں جوان باکرہ، حسینہ جمیلہ ہوگی، ان کی جوانی و حسن لازوال ہوگا ۹۔ اگرچہ دنیا میں بوڑھی یا بدشکل تھیں مگر وہاں کنواری و خوبصورت ہوں گی اور ان کا کنوارپن و حسن و جوانی کبھی ختم نہ ہوگا معلوم ہوا کہ بدن انسان کے اجزاء اصلیہ تو وہ ہی ہوں گے جو دنیا میں تھے مگر ہیئت ترکیبیہ بدلی ہوئی ہوگی ۱۰۔ تینتیس سال کی عمر ساٹھ ہاتھ لمبائی سات ہاتھ چوڑائی، آدم علیہ السلام کے قد کی مثل (روح) ۱۱۔ یعنی یہ تمام نعمتیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو محشر میں عرش کی دائیں طرف رہے، یا

اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾

ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔ تم فرماؤ بے شک سب اگلے اور پچھلے [1]

لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ

ضرور اکٹھے کیے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن کی میعاد پر [2] پھر بیشک تم

اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ

اے گمراہو جھٹلانے والو [3] ضرور تھوہر کے پیڑ میں سے

زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ

کھاؤ گے پھر اس سے پیٹ بھرو گے [4] پھر اس پر کھولتا پانی

الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ

پیو گے پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ پئیں [5] یہ انکی مہمانی ہے انصاف

الدِّیْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَرَءَیْتُمْ

کے دن [6] ہم نے تمہیں پیدا کیا تو تم کیوں نہیں سچ مانتے [7] تو بھلا دیکھو تو

مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾

وہ منی جو گراتے ہو [8] کیا تم اس کا آدمی بناتے ہو [9] یا ہم بنانے والے ہیں [10]

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۶۰﴾

ہم نے تم میں مرنا ٹھہرایا [11] اور ہم اس سے ہارے نہیں [12]

عَلٰۤی اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾

کہ تم جیسے اور بدل دیں [13] اور تمہاری صورتیں وہ کر دیں جسکی تمہیں خبر نہیں [14]

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰی فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾

اور بے شک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان پھر کیوں نہیں سوچتے [15]

اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ

تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو یا ہم بنانے

(بقیہ صفحہ ۸۵۴) جن کے داہنے ہاتھ میں نامہ اعمال دیئے گئے ۱۲۔ یعنی ان داہنے والوں کے دو گروہ ہوں گے، کچھ اگلوں یعنی صحابہ کرام کے اور کچھ پچھلوں یعنی بعد والوں کے اس کے معنی یہ نہیں کہ صحابہ میں بعض داہنے والے ہیں اور بعض بائیں والے کیونکہ وہ سارے جنتی ہیں رب فرماتا ہے۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۳۔ یعنی کفار جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور وہ عرش اعظم کی بائیں طرف کھڑے ہوں گے ۱۴۔ وہ عجیب ہی بدبخت لوگ ہیں یہ ماتعجب دلانے کے لئے ہے ۱۵۔ ان کو یہ عذاب دوزخ پر پہنچنے پر دیئے جائیں گے نہ کہ میدان محشر میں، خیال رہے کہ کافر کی قبر میں گرم لو اور دوزخ کا دھواں و تپش پہنچتے ہیں کھولتا پانی نہیں ۱۶۔ معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں رب کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا جائے، تو وہ زحمتیں ہیں۔ کہ ان کے سبب عذاب زیادہ ہو گا ۱۷۔ یعنی کفر پر ضد سے قائم تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفر تمام گناہوں سے بڑا ہے کہ اسے رب نے عظیم فرمایا، دوسرے یہ کہ مشرکین کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں کیونکہ وہ ضد سے کفر پر قائم نہیں، تیسرے یہ کہ بعض لوگوں کو بغیر عمل بھی جنت ملے گی کیونکہ رب نے یہاں دوزخی ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی مگر جنتی کے لئے کوئی وجہ عمل کی ذکر نہ فرمائی۔ تاکہ معلوم ہو کہ جنت میں داخلہ کے لئے عمل نیک شرط نہیں، رب فضل کرے تو گنہگار مومن کو بھی بخش دے ۱۸۔ یہ سوال انکار کے لئے کرتے تھے، یعنی ایسا نہیں ہو سکتا۔

۱۔ آدم علیہ السلام سے حضور کے زمانہ تک کے لوگ اگلے ہیں اور حضور کے زمانہ سے قیامت تک کے لوگ پچھلے، معلوم ہوا کہ محشر میں اٹھنا سب کو ہے اگرچہ دنیا میں ایک ساعت کے لئے آیا ہو ۲۔ قیامت میں پہلے سب اکٹھے ہوں گے پھر کافر و مومن علیحدہ چھانٹ دیئے جائیں گے۔ پہلے معنی سے قیامت کو روز حشر کہتے ہیں دوسرے معنی سے اسے یوم الفصل کہتے ہیں، رب فرماوے گا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، میقات یا وقت مقرر کو کہتے ہیں یا جگہ مقررہ کو، اس لئے احرام باندھنے کی جگہ کو میقات کہا جاتا ہے۔ ۳۔ اس میں ان کفار مکہ سے خطاب ہے جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں ہے ورنہ ان میں بعض وہ لوگ بھی تھے، جو آئندہ ایمان لا کر صحابی بننے والے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ زقوم صرف کافروں کو کھلایا جائے گا۔ ۴۔ یعنی زقوم تمہاری دائمی غذا ہو گی جس سے تم بھوک کا عذاب دفع کرنے کی کوشش کرو گے۔ وہ دوا یا میوے کے طور پر نہ کھاؤ گے ۵۔ جیسے تونس کے مارے اونٹ کہ پانی سے سیری و تسکین نہیں ہوتی، پیے ہی جاتا ہے، ایسے ہی تمہیں اس سے سیری نہ ہو گی پیے ہی جاؤ گے ۶۔ یعنی قیامت کے دن جس کی انتہاء جنت و دوزخ کے داخلہ پر ہے لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں ۷۔ قیامت کے بعد اٹھنے کو یا حضور کی تمام غیبی خبروں کی حقانیت کو، پہلے معنی قوی ہیں کہ آگے اس کا ذکر ہو چکا ۸۔ عورتوں کے رحم میں صحبت کے وقت جس سے بچے پیدا ہوتے ہیں ۹۔ خیال رہے کہ خلق کے معنی ہیں بنانا، پیدا کرنا، نیستی کو ہستی بخشنا۔ گھڑنا۔ آخری معنی سے بندے کی طرف بھی خلق کی نسبت ہو جاتی ہے رب فرماتا ہے۔ وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا تم جھوٹ گھڑتے ہو اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ پہلے معنی کے لحاظ سے خدا کے سوا کسی کی طرف خلق کی نسبت نہیں ہو سکتی، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، یعنی خالق ہم ہی ہیں، اگر پیدائش تمہارے قبضہ میں ہوتی تو تم اپنی مرضی کے مطابق بچے پیدا کر لیا کرتے ۱۰۔ (روح البیان نے فرمایا) کہ قرآن میں رب نے بعض جگہ اپنے کو جمع کے صیغہ سے ارشاد فرمایا۔ تعظیم اور

الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾
والے ہیں ۱ ہم چاہیں تو اسے روندن کر دیں ۲ پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ

اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ
کہ ہم پر چٹی پڑی ۳ بلکہ ہم بے نصیب رہے تو بھلا بتاؤ تو

الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ
وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا ۴

الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ
یا ہم ہیں اتارنے والے ۵ ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں ۶

اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ
پھر کیوں نہیں شکر کرتے۔ تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن

تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ
کرتے ہو ۷ کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا

الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا
کرنے والے۔ ہم نے اسے جہنم کا یادگار بنایا ۸ اور جنگل میں مسافروں

لِّلْمُقْوِیْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَاۤ
کا فائدہ ۹ تو اے محبوب تم پاکی بولو اپنے عظمت والے رب کے نام کی۔ تو مجھے

اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ
قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں ۱۰ اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم

عَظِیْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ﴿۷۷﴾ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾
ہے ۱۱ بے شک یہ عزت والا قرآن ہے ۱۲ محفوظ نوشتہ میں

لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾
اسے نہ چھوئیں ۱۳ مگر باوضو ۱۴ اتارا ہوا ہے سارے جہان کے رب کا ۱۵

(بقیہ صفحہ ۸۵۵) ذات و صفات کی طرف اشارہ فرمانے کے لئے بندہ ہمیشہ رب کے لئے واحد کا صیغہ بولے کبھی جمع نہ بولے کہ اس میں شرک کا دھوکہ ہے یہ نہ کہے کہ اے اللہ آپ یہ کر دیجئے' یہ کہے کہ تو یہ کر دے ۱۱۔ یعنی تمہاری پیدائش بھی ہمارے قبضہ میں ہے اور موت بھی کہ کسی کو بچپن میں مار دیتے ہیں کسی کو بڑھاپے میں' ہر ایک کی موت و زندگی کا اندازہ لوح محفوظ میں ہے ۱۲۔ یعنی ہم دن رات مخلوق کو پیدا بھی کر رہے ہیں' مار بھی رہے ہیں' ہر آن قدرت کے کروڑوں کرشمے دکھا رہے ہیں مگر نہ ہمیں اس سے تھکن ہوتی ہے نہ آرام کی ضرورت نہ کسی قسم کی ہار۔ ہم نے لوگوں کی عمریں مختلف رکھیں' ہزارہا مصلحتوں کی بنا پر نہ کہ اپنی کمزوری سے ۱۳۔ کہ تم کو فنا کر کے تمہاری جگہ دوسری قوم آباد کر دیں ۱۴۔ کہ تمہیں مسخ کر کے بندر' گدھا وغیرہ بنا دیں' جیسے تم سے پہلے ہوا معلوم ہوا کہ اب بھی مسخ و خسف کے عذاب آسکتے ہیں بلکہ قریب قیامت آئیں گے' حضور کی تشریف آوری کے بعد عام مسخ و خسف بند فرما دیئے گئے' لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں ۱۵۔ یعنی اپنی پچھلی زندگی میں غور کر کے اگلی زندگی پر ایمان لاؤ' جو تمہیں مٹی سے انسان بنا سکتا ہے' وہ آئندہ بھی تمہیں مٹی بنا کر دوبارہ انسان بنا سکتا ہے۔

ا۔ یعنی کھیتوں میں بیج تم ڈالتے ہو اور اسے اگانا ہماری قدرت سے ہے' سبحان اللہ ہم بگاڑنے والے وہ بنانے والا۔ اس سے پتہ لگا کہ رب کو حارث نہیں کہہ سکتے' زارع کہہ سکتے ہیں' جیسے اسے طبیب نہیں کہہ سکتے۔ حکیم و شافی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ حرث بمعنی محنت ہے زرع بمعنی قدرت' رب تعالیٰ محنت سے پاک ہے' ایسے ہی طبیب وہ جو طبابت کا پیشہ کرے' رب اس سے پاک ہے ۲۔ یعنی کھیت کو خشک گھاس بنا دیں۔ جو ریزہ ہو کر ہوا میں اڑتی پھرے ۳۔ حسرت و رنج سے کہو کہ ہمارا تخم بھی واپس نہ ہو' اور محنت رائگاں گئی' یہی حال اعمال کا ہے اگر اس پر قبولیت کی ہوا نہ چلے تو سب برباد ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ بعض ممالک میں بارش کا ہی پانی پیا جاتا ہے۔ سال بھر تک اس پر گزارہ کرتے ہیں ان کے لئے تو یہ آیت ظاہر ہے جہاں کنوؤں کا پانی پیا جاتا ہے ان کے لئے بھی یہ آیت درست ہے کہ کنوئیں میں پانی بارش ہی سے ہوتا ہے۔ جس سال بارش نہ ہو کنوئیں خشک ہو جاتے ہیں۔ لہٰذ آیت بالکل واضح ہے ۵۔ بارش اتارنا فرشتوں کا کام ہے مگر چونکہ رب کے حکم سے ہے' لہٰذا فرمایا گیا کہ ہم اتارتے ہیں ۶۔ اجاج اس کھاری پانی کو کہا جاتا ہے جو پینے کے قابل نہ ہو۔ یعنی کڑوا جیسے شور سمندر کا پانی ۷۔ عرب میں دو درخت ہوتے ہیں نر و مادہ مرخ جسے زندہ بھی کہتے ہیں' عفار جسے زندہ کہتے ہیں ان کی رگڑ سے آگ کا شعلہ پیدا ہوتا ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے ۸۔ کہ دنیا کی آگ دیکھ کر دوزخ کی آگ یاد کر لو۔ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گناہ زیادہ تیز ہے ۹۔ اور اب تو سفر آگ سے ہو رہا ہے انجن وغیرہ آگ سے چل رہے ہیں' ممکن ہے اس میں خبر غیب کی ہو' رب سواریوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ مسافر کو سفر میں آگ سے بہت فائدے ہوتے ہیں' آگ مسافر کے لئے رہبر بھی ہوتی ہے اور آگ سے ہی مسافر منزل پر کھانا تیار کر لیتے ہیں۔ آگ سے ہی سردی دفع کرتے ہیں ۱۰۔ یعنی صحابہ کرام کی قبور کہ اس میں وہ صحابہ سو رہے ہیں جو امت کی ہدایت کے تارے ہیں۔ حضور نے فرمایا اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ چونکہ صحابہ عظمت والے ہیں تو ان کی قبریں بھی عظمت والی ہیں۔ چونکہ یہ قسم بڑی اعلیٰ چیز کی ہے لہٰذا قسم بھی عظیم ہے (روح) ۱۱۔ کیونکہ یہ محبوبوں کی آخری خواب گاہوں یا مقربین کی عبادت کے اوقات کی قسم ہے۔ یہ دونوں

أَفَبِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿٨١﴾ وَتَجْعَلُونَ

تو کیا اس بات میں تم سستی کرتے ہو [١] اور اپنا حصہ یہ

رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾

رکھتے ہو کہ جھٹلاتے ہو [٢] پھر کیوں نہ ہو جب جان گلے تک پہنچے

وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ

اور تم اس وقت دیکھ رہے ہو [٣] اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں [٤] تم سے

وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَا إِن كُنتُمْ غَيْرَ

مگر تمہیں نگاہ نہیں [٥] تو کیوں نہ ہوا اگر تمہیں بدلہ

مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٨٧﴾

ملنا نہیں کہ اسے لوٹا لاتے اگر تم سچے ہو [٦]

فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ

پھر وہ مرنے والا اگر مقربوں سے ہے [٧] تو راحت ہے اور پھول [٨]

وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ

اور چین کے باغ [٩] اور اگر داہنی طرف والوں

الْيَمِينِ ﴿٩٠﴾ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٩١﴾

سے ہو تو اے محبوب تم پر سلام ہے داہنی طرف والوں سے [١٠]

وَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ

اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو [١١] تو اس کی مہمانی

مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٩٣﴾ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿٩٤﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ

کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا [١٢] یہ بے شک اعلیٰ درجہ کی

حَقُّ الْيَقِينِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٩٦﴾

یقینی بات ہے [١٣] تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کے نام کی پاکی بولو [١٤]

(بقیہ صفحہ ۸۵٦) رب کی بڑی پیاری ہیں کہ پیاروں سے تعلق رکھتی ہیں ١٢۔ قرآن شریف خود بھی عزت والا ہے دوسروں کو بھی عزت دینے والا کہ جس کاغذ سیاہی کو اس سے نسبت ہو جاوے اس کی عزت بڑھ جاتی ہے ١٣۔ یعنی گندے جسم والا نہ چھوئے یا گندے دل والے اسے مس بھی نہ کریں گے، نور قرآن پاک دل، پاک سینہ میں رہتا ہے، پہلی صورت میں یہ نہی ہے، دوسری صورت میں نفی ١٤۔ خیال رہے کہ جنبی، حائضہ و نفاس والی عورت قرآن کریم کو بغیر غلاف نہیں چھو سکتے، یہ لوگ اپنے پہنے ہوئے کپڑے کے گوشہ سے بھی چھو نہیں سکتے، بے وضو آدمی اپنے کپڑے کے پلو سے چھو سکتا ہے، نیز بے وضو بغیر چھوئے قرآن پڑھ سکتا ہے۔ مگر مذکورہ بالا لوگوں کو پڑھنا بھی حرام ہے۔ ہاں وہ لوگ تلاوت قرآن کے سوا اور ہر طرح کا ذکر الٰہی کر سکتے ہیں ١٥۔ یعنی قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آہستہ آہستہ ٢٣ سال کی مدت میں اتارا گیا، اس طرح کہ حضرت جبریل آئے اور کچھ سنا گئے دیگر کتب کی طرح لکھا ہوا نہ اترا۔ رب العالمین فرما کر اشارہ کیا کہ یہ قرآن عالمین کے لئے آیا ہے ہمیشہ کے لئے آیا۔

١۔ یہاں حدیث سے مراد قرآن شریف ہے کیونکہ اس میں ہر قسم کی باتیں ہیں، احکام، مثالیں، قصے، شریعت طریقت کے احکام، سستی کرنے سے مراد یا نہ ماننا ہے یا ماننے میں دیر لگانا، یا اسے حقیر جاننا ٢۔ یہاں رزق بمعنی حصہ ہے یعنی اس قرآن سے بعض لوگ ہدایت لیں گے بعض زیادہ گمراہ ہو جائیں گے، تم نے اس کے جھٹلانے کو اپنا حصہ بنا کر گمراہی اور بڑھائی۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ بڑا بدنصیب وہ ہے جس کا حصہ قرآن شریف کو جھٹلانا ہو ٣۔ یعنی اے لوگو اگر تم میں کچھ بل بوتا ہے تو کسی کو مرتے ہوئے دیکھ کر اس کی جان واپس کیوں نہیں کر لیتے، جب تم اتنے کمزور بے بس ہو تو قادر مطلق رب تعالیٰ پر ایمان لاؤ، اس طرح کہ اس کے رسولوں کو مانو ٤۔ یعنی ہمارا علم و قدرت اس سے قریب ہے یا یہ کہ ہمارے فرشتے ملک الموت اور ان کے خدام اس سے قریب ہیں، ورنہ رب تعالیٰ قرب مکانی سے پاک ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے خاص بندوں کا قرب رب کا قرب ہے۔ جو رب کے بندوں کے پاس ہے وہ رب کے پاس ہے ٥۔ ہماری شانوں میں غور نہیں کرتے یا ہمارے فرشتوں کو نہیں دیکھتے۔ تُبْصِرُوْنَ یا بَصَارَت سے بنا یا بصیرت سے۔ ٦۔ اس قول میں کہ رب تعالیٰ دوبارہ زندہ نہ فرمائے گا بعض کفار کا عقیدہ تھا اور ہے کہ روح انسانی جسم انسانی سے نکل کر دوسرے جانوروں کی شکلوں میں دنیا میں آوے گی جسے آواگون کہتے ہیں اس آیت سے ان لوگوں کی بھی تردید ہو سکتی ہے کہ اگر روح پھر لوٹ کر آ سکتی ہے تو تم نکلتی ہوئی روح کو نکلنے نہ دو واپس لوٹا لو، جب تم واپس نہیں کر سکتے تو مان لو کہ تم بے بس ہو رب قوی قادر ہے۔ ٧۔ معلوم ہوا کہ مقربین کو نامہ اعمال دیئے ہی نہ جائیں گے، نہ دائیں ہاتھ میں نہ بائیں میں، ان کا حساب کوئی نہیں ایسے ہی بچے کہ ان کے پاس اعمال کوئی نہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو بے حساب جنت میں جائیں گے کیونکہ یہاں مقربین کا ذکر دائیں بائیں والوں کے مقابلہ میں ہو رہا ہے سرکاری دربار میں عوام تو پاس لے کر جاتے ہیں مگر وزراء کو اس کی ضرورت نہیں ٨۔ کہ موت کے فرشتے اس کی وفات کے وقت جنت کے پھول سونگھاتے ہیں، ان کی خوشبو لے کر وہ وفات پاتا ہے۔ ٩۔ یعنی جنت کو وہ مقرب اپنی قبر سے دیکھتا ہے، قیامت کے بعد ان میں داخل ہو گا، شہداء کی روحیں مرتے ہی جنت میں پہنچ جاتی ہیں۔ مگر جسمانی داخلہ بعد قیامت ہو گا، صوفیاء فرماتے ہیں کہ مقربین کے لئے دنیا میں وصال کی خوشبو اور جمال یار کے پھول ہیں (روح) ١٠۔ روح البیان نے

ع ٣ ٤ ١٦

اٰیاتُہَا ۲۹	۵۷ سُوْرَۃُ الْحَدِیْدِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۴	رُکُوْعَاتُہَا ۴

یہ سورت مدنی ہے اس میں ۴ رکوع ۱۹ آیات ۲۹۴ ۵ کلمے اور ۲۴۷۶ حروف ہیں (خازن خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے [1] اور وہی عزت و

الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ

حکمت والا ہے اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت [2] جلاتا ہے اور مارتا ہے [3]

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ

اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہی اول وہی آخر [4]

الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ الَّذِيْ

وہی ظاہر وہی باطن [5] اور وہی سب کچھ جانتا ہے [6] وہی ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے [7] پھر عرش پر استویٰ

عَلَى الْعَرْشِ ؕ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ

فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے [8] جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے [9] اور جو اس سے

مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ

باہر نکلتا ہے [10] اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے [11] اور وہ تمہارے ساتھ

اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④ لَهٗ مُلْكُ

ہے تم کہیں ہو [12] اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے [13] اسی کی ہے آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤ يُوْلِجُ

اور زمین کی سلطنت [14] اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع [15] رات کو دن

(بقیہ صفحہ ۸۵۷) فرمایا کہ جنتی آدمی کے مرتے وقت اس کے اہل قرابت کی روحیں استقبال کے لئے آتی ہیں اسے سلام کرتی ہیں تو معنی یہ ہوئے کہ اے یمین والے تجھے مرتے وقت یمین والوں کی طرف سے سلام ہو گا۔ خزائن العرفان نے فرمایا کہ اے محبوب آپ یمین والوں کی طرف سے بے فکر رہیں، وہ بڑے آرام سے ہیں، آپ کو سلام بھیجتے ہیں قبول فرماؤ ۱۱۔ یہ وہ ہیں جنہیں شمال والا فرمایا تھا، یعنی کفار جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ہوں گے ۱۲۔ یعنی دوزخی کفار کو ان کے مرتے وقت نہ استقبال کے لئے ان کے پہلے مرے ہوئے لوگوں کی روحیں آئیں نہ انہیں کوئی سلام کرے، یوں ہی بعد موت قبر میں اور کل قیامت میں ان کا حمایتی یا استقبالی کوئی نہیں ان کی خاطر تواضع دوزخ میں قیام وہاں کے کھولتے پانی اور کانٹے والی غذاؤں سے ہے، دنیا میں ہی دیکھ لو محبوبوں کے مزارات پر سلام کرنے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے، تمام قبرستان میں لوگ "عموما" فاتحہ پڑھتے رہتے ہیں، مردودوں کی قبروں کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا ۱۳۔ یعنی ان تینوں گروہوں کے جو حالات بیان ہوئے وہ سب برحق ہیں جن میں تردد کی گنجائش نہیں

[1] جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نے فرمایا کہ اسے رکوع میں پڑھا کرو ا۔ تسبیح کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کو بے عیب جاننا یا بے عیب کہنا یا اس کی بے عیبی پر دلالت کرنا پہلی تسبیح اعتقادی ہے دوسری قولی، تیسری قہری، یہاں تسبیح قولی مراد ہے، یعنی آسمان و زمین کی تمام جاندار و بے جان چیزیں رب تعالیٰ کی پاکی بولتی ہیں، بعض اولیاء نے ان کی تسبیح سنی بھی ہے حضور کے فیض سے ابوجہل نے بھی مٹھی کی کنکریوں کی تسبیح سن لی ۲۔ اس طرح کہ حقیقی بادشاہ وہی ہے جسے چاہے عارضی طور پر بادشاہت عطا فرما دے ۳۔ یعنی جب تک چاہے تمہیں زندہ رکھتا ہے، جب چاہے گا مار دے گا یا قیامت میں مردوں کو زندہ فرمائے گا۔ ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہے کہ کچھ نہ تھا اور وہ تھا اور سب سے آخر ہے کہ کچھ نہ رہے گا مگر وہ رہے گا ازلی ابدی ہے۔ خیال رہے کہ یہ اولیت و آخریت زمانی نہیں کہ رب تعالیٰ زمانہ سے پاک ہے، یا اسباب کی ابتدا رب سے ہے اور مسببات کی انتہا رب پر ہے یا عارفین کی سیر روحانی کی ابتداء اس سے ہے اور انتہا اس ہی پر ہے، انتہا کا کمال یہ ہے کہ ابتداء پر پہنچ جاوے جیسے دائرہ کا پرکار اس کی اور بھی تفسیریں ہیں ۵۔ یعنی رب تعالیٰ دلائل سے ایسا ظاہر ہے کہ بچہ بچہ ذرہ ذرہ اسے جانتا مانتا ہے، مگر اس کی ذات ایسی پوشیدہ ہے کہ عقل کی اس تک رسائی نہیں، خیال رہے کہ جنت میں رب کا دیدار ہو گا۔ مگر ادراک نہ ہو گا۔ کیونکہ وہ باطن ہے غرضیکہ اس کا جلوہ ظاہر ہے ذات باطن ۶۔ ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہر ایک کو ہر طرح جانتا ہے، شیخ عبدالحق اللہ نے مدارج کے خطبے میں فرمایا کہ یہ پانچوں صفات ... کے بھی ہیں کہ حضور اول مخلوق ہیں اور آخر میں ظاہر ہوئے، نور محمدی سب پر ظاہر۔ حقیقت محمدیہ تک کسی عقل کی رسائی نہیں حضور ہر مومن و کافر کو جانتے پہچانتے ہیں اس کی لذیذ تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو ۷۔ اس آیت میں پیدا کرنے کی مدت کا ذکر ہے اور دوسری آیت "کُنْ فَیَکُوْن" میں قدرت کا تذکرہ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، اس پیدائش کا پہلا دن اتوار تھا، آخری دن جمعہ جیسا کہ تمام تفاسیر میں ہے ۸۔ یعنی عرش اعظم کو اپنا تجلی گاہ بنایا وہاں سے احکام نافذ فرمائے، خیال رہے کہ عرش اعظم پیدائش میں زمین و آسمان سے پہلے ہے لیکن اس پر تجلی فرمانا ان کی پیدائش کے بعد، وہ ہی یہاں مذکور ہے لہٰذا اس آیت اور احادیث میں تعارض نہیں ۹۔ بارش کے قطرے، دانے خزانے مردے وغیرہ ۱۰۔ دانہ اور بارش سے نباتات، سمندر سے موتی، کان سے سونا

(بقیہ صفحہ ۸۵۸) چاندی وغیرہ قیامت میں مردے وہ سب رب کے علم میں ہیں ۱۱۔ یعنی آسمان سے جو رحمتیں بارشیں' فرشتے' آسمانی کتب اترتی ہیں ان کی بھی رب کو خبر ہے اور جو دعائیں' بندوں کے اعمال' نیک بختوں کی روحیں وہاں جاتی ہیں انہیں بھی جانتا ہے ۱۲۔ عوام کے ساتھ رب کا علم و قدرت ہے خواص کے ساتھ اس کی رحمت' دشمنوں کے ساتھ اس کا غضب ورنہ رب تعالیٰ کی ذات مکانی ہمراہی سے پاک ہے وہ جگہ میں ہونے سے پاک ہے اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۱۳۔ ان پر تم کو سزا و جزا دے گا۔ اگر بندہ یہ خیال رکھے کہ رب مجھے دیکھ رہا ہے تو کبھی گناہ پر دلیر نہ ہو ۱۴۔ خیال رہے کہ جیسے رب کی سلطنت

الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ

کے حصے میں لاتا ہے اور دن کو رات کے حصے میں لاتا ہے ۱؎ اور وہ دلوں کی

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۶ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا

بات جانتا ہے ۲؎ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ

مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

میں کچھ وہ خرچ کرو ۳؎ جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا ۴؎ تو جو تم میں ایمان لائے

وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ

اور اس کی راہ میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے ۵؎ اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ

الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ

حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ ۶؎ اور بیشک وہ تم سے پہلے

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ

ہی عہد لے چکا ہے ۷؎ اگر تمہیں یقین ہو ۸؎ وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشن آیتیں

اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ

اتارتا ہے ۹؎ تاکہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف لے جائے ۱۰؎ اور بیشک

اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۹ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ

اللہ تم پر ضرور مہربان رحم والا ۱۱؎ اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہ

اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ

کرو حالانکہ آسمانوں اور زمین میں سب کا وارث اللہ ہی ہے ۱۲؎ تم میں برابر

مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ

نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا ۱۳؎ وہ مرتبہ میں

اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ

ان سے بڑے ہیں ۱۴؎ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا ۱۵؎

ہر جگہ ہے ایسے ہی حضور کی نبوت ہر جگہ کہ وزیر اعظم کی وزارت ساری سلطنت میں ہوتی ہے اس لئے رب نے اپنی صفت فرمائی رب العالمین اور حضور کی صفت بیان کی رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اور فرمایا لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۱۵۔ اس طرح کہ تم اور تمہارے سارے اعمال رب کی بارگاہ میں پیش ہوں گے اس پیشی کی تیاری کر لو۔

۱۔ اس طرح کہ گرمیوں میں دن کو بڑا' رات کو چھوٹا کر دیتا ہے' سردیوں میں اس کے برعکس یا کبھی نفس کی ظلمت دل میں اور کبھی دلی نور نفس میں داخل فرماتا ہے ۲۔ یعنی جب رب تعالیٰ تمہارے دلوں کے ارادے اور نیتوں پر مطلع ہے تو تمہارے دن رات کے ظاہر و پوشیدہ اعمال بھی جانتا ہے ۳۔ اے لوگو' اس آیت کا خطاب خود حضور انور سے نہیں کیونکہ حضور صرف مومن نہیں بلکہ ہمارے مومن بہ یعنی ہمارا ایمان ہیں' صوفیاء کے نزدیک حضور رب کے مومن ہیں' بندوں کے ایمان' اس لئے ان کا نام کلمے' اذان و نماز میں داخل ہے اس کی تحقیق کے لئے ہماری تفسیر نعیمی آخر سورہ بقر میں دیکھو ۴۔ یعنی رب نے جیسے تمہارے پچھلوں کو موت دے کر ان کا مال تمہیں دیا' ایسے ہی تمہیں مار کر تمہارا مال دوسرے لوگوں کو دے گا تو بہتر یہ ہے کہ تم خود راہ الٰہی میں خرچ کر کے یہ مال اپنے ساتھ لو ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام اعمال پر ایمان مقدم ہے رب نے ایمان کا ذکر پہلے فرمایا' دوسرے یہ کہ صحابہ کا ثواب ہمارے ثواب سے زیادہ کہ رب نے فرمایا منکم تم لوگوں میں' تیسرے یہ کہ صحابہ کا اجر ہمارے وہم سے وراء ہے کہ رب نے کبیر فرمایا۔ ۶۔ یعنی اے صحابہ کرام کی مبارک جماعت' یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم مخلص مومن نہ ہو تم نے تو رسول کو دیکھا ان کی تبلیغ سنی' معجزات دیکھے' قرآن اترتے دیکھا اس لئے آگے حضور کے معجزات کا ذکر آ رہا ہے' اگر صحابہ مومن نہیں (معاذ اللہ) تو پھر دنیا میں کوئی بھی مومن نہیں' کیونکہ ہم کو ایمان ان کی معرفت ملا' حضور خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ اور صحابہ نبی و امت کے درمیان واسطہ' جیسے بجلی کا تار' پاور ہاؤس و قمقموں کے درمیان ۷۔ میثاق کے دن رب تعالیٰ' یا بیعت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم' دوسرے معنی ظاہر ہیں کہ پہلے حضور کی دعوت کا ذکر ہوا ۸۔ یہ اِنْ شک کے لئے نہیں بلکہ وجوب کے لئے ہے' جیسے رب فرماتا ہے۔ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کیونکہ سارے صحابہ یقیناً" مومن ہیں ۹۔ حضور پر قرآنی آیات' یا معجزات' معلوم ہوا کہ حضور رب کے مظہر اتم ہیں کہ رب نے اپنی پہچان حضور کی معرفت کرائی ۱۰۔ نکالنے کا فاعل حضور ہیں اور اندھیریوں سے مراد ہر قسم کا کفر یا گناہ ہے' نور سے مراد ایمان یا نیکی ہے۔ یعنی رب نے یہ آیات و معجزات اس بندے صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے اتارے تاکہ وہ محبوب تم سب کو کفر سے ایمان کی طرف معصیت سے نیکیوں کی طرف' گمراہی سے ہدایت کی طرف نکلے' اس لئے آگے ارشاد ہوا۔ اِنَّ اللّٰهَ اگر یخرج کا فاعل رب تعالیٰ ہی ہوتا تو آگے انہ ارشاد ہوتا

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾

اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ۱ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ

کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض ۲ تو وہ اس کے لئے دونے کرے ۳

وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اور اس کو عزت کا ثواب ہے جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو

يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ

گے کہ انکا نور ہے ان کے آگے ۴ اور ان کے دہنے دوڑتا ہے ۵ ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج

جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ

تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ۶ تم ان میں ہمیشہ رہو

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ

یہی بڑی کامیابی ہے ۷ جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے ۸ کہ

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ

ہمیں ایک نگاہ دیکھو ۹ کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں کہا جائے گا اپنے

ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ

پیچھے لوٹو ۱۰ وہاں نور ڈھونڈو ۱۱ وہ لوٹیں گے جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی

لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ

جائے گی ۱۲ جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف

الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى

عذاب ۱۳ منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ۱۴ وہ کہیں گے کیوں

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ

نہیں مگر تم نے تو اپنی جانیں فتنہ میں ڈالیں ۱۵ اور مسلمانوں کی برائی تکتے اور شک دکھتے ۱۶ اور تمہیں

(بقیہ صفحہ ۸۵۹) (روح) اس کی تفسیر وہ آیت ہے۔ لِيُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ یا وہ آیت يُخْرِجُهُمْ بِهٖ معلوم ہوا کہ حضور کفر سے نکالتے ہیں ایمان دیتے ہیں
۱۱۔ اے مسلمانوں اس لئے اس نے تمہیں اپنے حبیب کی امت بنایا ۱۲۔ اس میں صحابہ کرام کو ان کی طفیل سارے مسلمانوں کو خیرات و صدقہ کی رغبت دی گئی ہے'
یعنی سب کچھ اللہ کا ہے تم عارضی مالک ہو تو اللہ کی راہ میں کیوں خرچ نہیں کرتے ۱۳۔ (شان نزول) یہ آیت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی (خزائن) آپ نے
ہی سب سے پہلے اسلام قبول کیا' سب سے پہلے راہ خدا میں خیرات کی' سب سے پہلے حضور کی خدمت کی اگرچہ نزول خاص ہے مگر حکم عام لہٰذا اس میں سارے
سابقین صحابہ داخل ہیں' جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے
۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا' اور کسی مسلمان کا عمل صحابہ کی طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ صحابہ کو حضور کی خدمت کا موقعہ ملا' اور ان کے اعمال کی قبولیت کی سند رب کی طرف سے آگئی ۱۵۔ معلوم ہوا کہ زمانہ اور وقت کے اعتبار سے اعمال کا ثواب زیادہ یا کم ہوتا ہے' رمضان میں نماز و صدقہ' اور روزہ کا درجہ زیادہ ہے۔

۱۔ یعنی اے مسلمانو' اس اختلاف کی وجہ سے تم بعض صحابہ کی تنقیص نہ کرنا' ان کے درجے اگرچہ مختلف ہیں مگر ان سب کا جنتی ہونا بالکل یقینی ہے کیونکہ رب وعدہ فرما چکا ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام صحابہ عادل و متقی ہیں کیونکہ سب سے رب نے جنت کا وعدہ فرما لیا' جنت کا وعدہ فاسق سے نہیں ہوتا جو تاریخی واقعہ ان میں سے کسی کا فسق ثابت کرے وہ جھوٹا ہے' قرآن سچا ہے' دوسرے یہ کہ جو صحابہ بوقت مشکل خادم رہے ان کا بڑا درجہ ہے لہٰذا بی بی خدیجہ صدیق اکبر بڑے درجہ والے ہیں کیونکہ آڑے وقت کے ساتھی ہیں رب فرماتا ہے ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ۲۔ یعنی خوش دلی کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے' چونکہ اس صدقہ پر جنت کا وعدہ ہے اس لئے اسے قرض فرمایا' قرض حسن وہ ہے جو خوش دلی کے ساتھ دیا جاوے مقروض سے نفع نہ لے' تقاضا نہ کرے ۳۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ بندہ اور مولیٰ میں نفع سود نہیں' رب نے قرض پر زیادہ عطا کا وعدہ فرمایا۔ خیال رہے کہ دونے سے مراد دگنا نہیں' بلکہ بہت زیادہ مراد ہے جس کی مقدار رب تعالیٰ ہی جانتا ہے یمطلب یہ ہے کہ صدقہ کی برکت سے دنیا میں زیادتی آخرت میں ثواب و عزت ہے' بعض لوگ کہتے ہیں کہ [illegible]ر کا درجہ غنی سے زیادہ ہے کہ رب نے فقیر کے لئے طلب فرمایا اور غنی سے طلب فرمایا ۴۔ یہ نور پیچھے نہ ہو گا یا اس لئے کہ پیچھے نور کی ضرورت نہیں' یا اس لئے کہ پل صراط پر پیچھے کفار گزر رہے ہوں گے' اگر یہ نور پیچھے بھی ہو تو وہ کفار فائدہ اٹھالیں گویا بیڑی کی طرح روشنی ہو گی اس کا ذکر اگلی آیت میں آ رہا ہے ۵۔ اس نور سے جنتی لوگ صراط پر آسانی سے گزریں گے اور جنت میں اپنی جگہ پر بہ آسانی پہنچ جائیں گے۔ ۶۔ یعنی پل صراط پر نور ملنا وہاں سے بخیریت گزرنا' وہاں دہشت و وحشت سے امن' یہ تمہاری حقیقی خوشی یا کامیابی نہیں یہ تو اصلی و حقیقی کامیابی کا پیش خیمہ ہے جو آگے آ رہی ہے یعنی جنت اور وہاں کی نعمتیں۔ خیال رہے کہ مومن کا دنیا میں مرتے وقت قبر میں میدان محشر میں آرام و خوشی و خرمی اس کے اعمال کا اصلی عوض نہیں' اصلی عوض انشاء اللہ جنت ہے جو ان سب کے بعد ہے ۷۔ یہ کلام یا تو فرشتوں کا ہو گا' یا رب تعالیٰ کا یہ ہی ظاہر ہے کہ پل صراط پر خیریت سے گزر جانے پر یہ فرمایا جائے گا ۸۔ خیال رہے کہ کفار مسلمانوں سے محشر میں جدا ہو جائیں گے۔ کہ فرمایا جاوے گا وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ مگر منافق اس

(بقیہ صفحہ ۸۶۰) چھانٹ میں علیحدہ نہ ہوں گے' یہ مسلمانوں کے ساتھ محشر سے روانہ ہوں گے پل صراط سے گزرنے لگیں گے مر مسلمانوں کی پیشانیاں سجدوں و ایمان کی وجہ سے منور ہوں گی' منافق محروم ہوں گے' تب یہ گفتگو ہو گی یہاں منافقوں کی مخلصین سے چھانٹ ہو گی' اللہ مخلصین کے ساتھ حشر نصیب کرے' لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ پل صراط پر مومن و منافق ساتھ ساتھ کیوں گزر رہے ہیں اور یہ گفتگو کیسے ہو رہی ہے ۹۔ پیچھے مڑ کر معلوم ہوا کہ پل صراط پر مخلصین آگے ہوں گے منافقین پیچھے' مخلصین کی پیشانیاں سجدوں کے اثر سے بیڑی کی طرح چمکیں گی ۱۰۔ یعنی میدان محشر کی طرف جاؤ' جہاں سے ہم نور لائے ہیں وہاں سے ہی تم لے آؤ' یہ سن کروہ واپس ہوں گے ۱۱۔ روح البیان نے فرمایا کہ محشر سے چلتے وقت منافقوں کو نور دیا جاوے گا ان کے ظاہری نیک اعمال کا' اس نور میں وہ چلیں گے مگر جب پل صراط پر پہنچیں گے تو مومنوں کا نور باقی رہے گا' مگر منافقوں کا نور بجھ جاوے گا۔ تب وہ مومنوں کو پکاریں گے' کہ ہمارا نور تو بجھ گیا' اب تم اپنا چہرہ ہماری طرف کرو' تاکہ تمہاری چمکتی پیشانیوں سے ہم بھی فائدہ حاصل کریں تب مومن انہیں یہ جواب دیں گے ۱۲۔ جس کا نام اعراف ہے اس میں اور بھی قول ہیں (روح و خزائن) ۱۳۔ یعنی اس دیوار کے دو رخ ہوں گے۔ ایک رخ جنت کی طرف یہ باطنی ہے اور ایک رخ دوزخ کی طرف۔ ادھر رحمت ادھر عذاب ۱۴۔ یعنی دیوار کے پیچھے سے منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کہ ہمیں ساتھ لے لو ۱۵۔ اس طرح کہ تمہارے ظاہر ہمارے ساتھ رہے اور تمہارے دل کفار کے ساتھ ۱۶۔ حضور کی نبوت اسلام کی حقانیت میں یا آج کے اس دن میں' خیال رہے کہ منافق کبھی اسلام کو سچا کہہ دیتے تھے کبھی کفر کو' جس کی فتح ہو جاتی اس کو حق مان لیتے لہٰذا آیت بالکل واضح ہے۔

الۡاَمَانِیُّ حَتّٰی جَآءَ اَمۡرُ اللّٰہِ وَ غَرَّکُمۡ بِاللّٰہِ الۡغَرُوۡرُ ﴿۱۴﴾

طمع نے تمہیں فریب دیا ۱ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آگیا ۲ اور تمہیں اللہ کے حکم پر اس بڑے

فَالۡیَوۡمَ لَا یُؤۡخَذُ مِنۡکُمۡ فِدۡیَۃٌ وَّ لَا مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ

فریبی نے مغرور رکھا تو آج نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے ۳ اور نہ کھلے کافروں سے ۴

مَاۡوٰىکُمُ النَّارُ ؕ ہِیَ مَوۡلٰىکُمۡ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمۡ

تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے اور کیا ہی برا انجام۔ کیا ایمان

یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ وَ مَا

والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس

نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَ لَا یَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ

حق کے لئے جو اترا ۵ اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی ۶

مِنۡ قَبۡلُ فَطَالَ عَلَیۡہِمُ الۡاَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ ؕ

پھر ان پر مدت دراز ہوئی ۷ تو ان کے دل سخت ہو گئے

وَ کَثِیۡرٌ مِّنۡہُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ

اور ان میں بہت فاسق ہیں ۸ جان لو کہ اللہ تعالٰے زمین کو زندہ کرتا ہے

بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ قَدۡ بَیَّنَّا لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۷﴾

اس کے مرے پیچھے ۹ بیشک ہم نے تمہارے لئے نشانیاں بیان فرما دیں کہ تمہیں سمجھ ہو ۱۰

اِنَّ الۡمُصَّدِّقِیۡنَ وَ الۡمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقۡرَضُوا اللّٰہَ قَرۡضًا

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں ۱۱ اور وہ جنہوں نے اللہ کو

حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَہُمۡ وَ لَہُمۡ اَجۡرٌ کَرِیۡمٌ ﴿۱۸﴾ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

اچھا قرض دیا ۱۲ ان کے دونے ہیں اور ان کے لئے عزت کا ثواب ہے اور وہ جو اللہ اور اس

بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الصِّدِّیۡقُوۡنَ ٭ۖ وَ الشُّہَدَآءُ

کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے ۱۳ اور اوروں پر گواہ

۱۔ یعنی تم سمجھے کہ کافر و مومن سب سے ملنا فائدہ مند ہے' دونوں کو راضی رکھنا سیاسی چال ہے یا تم نے آخر تک سمجھا کہ اسلام ایک عارضی دین ہے پھر ہم کو کفار ہی سے کام پڑتا ہے لہٰذا ان سے نہ بگاڑو' یا تم محض دنیاوی لالچ میں مسلمانوں سے ملتے رہے۔ غرضیکہ امانی میں بہت احتمال ہیں' خیال رہے کہ جھوٹی طمع کو امید کہا جاتا ہے اور سچی طمع کو طمع' امید بری ہے طمع دینی اچھی ہے' رب سورہ اعراف میں فرماتا ہے لَمۡ یَدۡخُلُوۡہَا وَ ہُمۡ یَطۡمَعُوۡنَ ۲۔ یعنی مرتے وقت تک تم منافق رہے۔ معلوم ہوا کہ مرنے سے پہلے کفر و نفاق سے توبہ قبول ہو جاتی ہے' علامات موت اور فرشتے عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں ۳۔ جو دے کر تم عذاب سے بچ جاؤ' اس سے معلوم ہوا کہ مخلص و مومن کا فدیہ کفار بنیں گے کیونکہ فدیہ نہ ہونا کفار و منافق کے لئے ہے ۴۔ خیال رہے کہ لوگ چار قسم ہیں' مخلص مومن' مجاہر کافر' منافق جس کے دل میں کفر زبان پر ایمان ہو' ساتر جس کے دل میں ایمان زبان پر کفر ہو' منافق و کفار کا حشر ایک ساتھ ہو گا' ساتر کے متعلق ہماری تفسیر نعیمی کا مطالعہ فرماویں۔ ۵۔ (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دولتخانہ سے باہر تشریف لائے' ملاحظہ فرمایا کہ مسلمان آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا کہ تم ہنستے ہو' ابھی تک تمہارے پاس امان نہ آئی' تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' صحابہ نے عرض کیا کہ حضور اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے' فرمایا اتنا ہی رونا (خزائن و روح) زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے خوف الٰہی عشق مصطفوی میں رونا دل بیدار کرتا ہے ۶۔ یعنی اے مسلمانوں' تم اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی طرح نہ ہو' اپنے کو ان سے ممتاز رکھو ے۔ یعنی اہل کتاب کا حال یہ ہوا کہ جب زمانہ نبوی ان سے دور ہو گیا تو وہ غفلت میں مبتلا ہو گئے' الحمد للہ مسلمان اب بھی ہدایت پر قائم ہیں ان میں

(بقیہ صفحہ ۸۶۱) علماء اولیاء اللہ موجود ہیں۔ حالانکہ حضور کو پردہ فرمائے ہوئے قریباً چودہ سو برس گزر گئے، جو حضور نے فرمایا وہ حق ہے کہ میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی ۸۔ یعنی اہل کتاب میں آج کافر زیادہ ہیں۔ مومن تھوڑے جیسے عبداللہ بن سلام و کعب احبار وغیرہم ۹۔ جیسے خشک زمین بارش سے ہری بھری ہوتی ہے ایسے ہی غافل دل اللہ کے ذکر سے بیدار و نرم ہوتے ہیں، لہٰذا اللہ کا ذکر کرتے رہا کرو تاکہ دل بیدار رہیں ۱۰۔ یہ مثالیں تمہیں سمجھانے کے لئے ہیں ان چیزوں کو دیکھ کر اپنے کو سنبھالو، خشک زمین کو سرسبز ہوتے دیکھ کر قیامت میں اٹھنے پر ایمان لاؤ ۱۱۔ خیال رہے کہ یہاں رب تعالیٰ نے صدقے کے بعد قرض کا ذکر فرمایا، یا تو اس لئے کہ صدقہ سے عام صدقہ مراد ہے جس میں صدقات جاریہ بھی شامل ہیں جیسے کنوئیں، مسجدیں، مسافر خانے وغیرہ اور قرض سے وہ صدقہ مراد جس کا فقیر کو مالک کر دیا جائے یا صدقہ سے صدقات واجبہ مراد ہیں اور قرض سے صدقات نفلیہ یا صدقہ سے خیرات دینا مراد ہے قرض سے نیت خیر کرنا ہے۔ بہرحال میں تکرار نہیں ۱۲۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صدقہ و خیرات کا بدلہ یقیناً ملے گا، جیسے قرض ضرور ادا کیا جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مومن فقراء اللہ کے محبوب ہیں کہ رب نے ان کے لئے قرض طلب فرمایا اور ان سے سلوک کرنے کو اپنے پر قرض قرار دیا۔ ۱۳۔ صادق وہ جس کی زبان سچی ہو، صدیق وہ جس کے خیال، لسان، ارکان سب سچے ہوں۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے۔ صدیق وہ جو جھوٹ نہ بول سکے، صادق وہ جو مخلوق سے سچ بولے، صدیق وہ جو اللہ و رسول سے سچ بولے صادق وہ جو نفسانیت سے پاک ہو، صدیق وہ جو انانیت سے صاف ہو، صادق وہ جو واقعہ کے مطابق کہے صدیق وہ کہ واقعہ اس کے کہے کے مطابق ہو، یعنی جو وہ کہدے وہی رب کردے۔

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اپنے رب کے یہاں ۱؎ ان کیلئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے ۲؎ اور جنہوں نے کفر کیا اور

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝۱۹ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا

ہماری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں ۳؎ جان لو کہ دنیا کی

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ

زندگی تو نہیں مگر کھیل کود ۴؎ اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور

تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ

مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا ۵؎ اس مینہ کی طرح جس کا اگایا

الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ

سبزہ کسانوں کو بھایا ۶؎ پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن

حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ

ہو گیا ۷؎ اور آخرت میں سخت عذاب ہے ۸؎ اور اللہ کی طرف سے

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ

بخشش اور اس کی رضا ۹؎ اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے

الْغُرُوْرِ ۝۲۰ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ

کا مال ۱۰؎ بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف ۱۱؎

عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ

جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ ۱۲؎ تیار ہوئی ہے انکے لئے جو

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ

اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے، یہ اللہ کا فضل ہے ۱۳؎ جسے چاہے

يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝۲۱ مَآ اَصَابَ مِنْ

دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۱۴؎ نہیں پہنچتی

۱۔ دنیا و آخرت میں، دنیا میں جسے یہ جنتی کہیں وہ جنتی ہو اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ جس چیز کو یہ حلال جانیں وہ حلال ہے، حدیث میں ہے مَا رَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ آخرت میں دوسری امتوں پر گواہ ہو ۲۔ نیک اعمال کا اجر اچھے عقائد کا نور، فرائض کا اجر نوافل کا نور، خیال رہے کہ یہ اجر و نور محبوبوں کو دنیا میں بھی ملتا ہے، جس نور سے بندہ غیوب کا مطالعہ کرتا ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ کافر کی کوئی نیکی قبول نہیں وہ بہرحال دوزخی ہے جس درخت کی جڑ کٹ چکی ہو اس کی شاخوں کو پانی دینا بیکار ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حیات دنیا وہ زندگی ہے جو نفس امارہ کے لئے صرف کی جائے۔ اس صورت میں اس زندگی کے سارے کام لغو اور کھیل ہیں مگر جو زندگی توشہ آخرت جمع کرنے کا ذریعہ بنے وہ حیات دنیا نہیں بلکہ حیات آخرت ہے، شیطان کی نیکیاں دنیا تھیں، حضرت آدم علیہ السلام کی خطا بھی دنیا نہیں، وہ مقبول توبہ اور بلندی درجات کا ذریعہ بنی، خیال رہے کہ لہو و لعب وہ ہے جس میں مشغولیت زیادہ ہو، مگر نتیجہ کچھ نہ ہو ۵۔ خیال رہے کہ قومی اور مالی شیخی و فخر دنیا ہے۔ دینی فخر دین ہے، ایسے ہی آرام نفس کے لئے مال بڑھانا دنیا ہے دینی خدمت کے لئے مال جمع کرنا دین ہے جیسے جہاد یا حج کے لئے۔ ۶۔ یعنی دنیا کی مثال اس ہرے بھرے کھیت کی طرح ہے جو پہلے خوشنما اور بھلا معلوم ہو۔ پھر تھوڑی ناموافق ہوا یا دھوپ یا بارش سے برباد ہو جائے۔ جیسے کھیتی کے لئے بہت سی آفات ہیں ایسے ہی دنیا کے لئے، خیال رہے کہ کسانوں کو کفار اس لئے فرمایا کہ کفر کے معنی ہیں چھپانا۔ یہ بھی دانہ زمین میں چھپاتے ہیں۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ظاہری رونق پر کافر اتراتا ہے، مومن رب پر توکل کرتا ہے۔ ۷۔ ایسے ہی دنیا دار بہت مشقت سے کسی درجہ پر پہنچتا ہے اور موت کی ایک

مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن
کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں ۱ مگر وہ ایک کتاب میں ہے ۲
قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا
قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں ۳ بے شک یہ اللہ کو آسان ہے ۴ اس لئے کہ غم نہ
تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ
کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو ۵ اس پر جو تم کو دیا اور اللہ کو
لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ
نہیں بھاتا کوئی اترونا بڑائی مارنے والا ۶ وہ جو آپ بخل کریں
وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ
اور اوروں سے بخل کو کہیں ۷ اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی
هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٤﴾ لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَ
بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا ۸ بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور
أَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ
ان کے ساتھ کتاب ۹ اور عدل کی ترازو اتاری ۱۰ کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں ۱۱
وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ
اور ہم نے لوہا اتارا ۱۲ اس میں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدے ۱۳
وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ اللَّهَ
اور اس لئے کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے ۱۴
قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢٥﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا
بیشک اللہ قوت والا غالب ہے ۱۵ اور بے شک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا ۱۶ اور انکی
فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ ۖ فَمِنْهُم مُّهْتَدٍ ۖ وَكَثِيرٌ
اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی ۱۷ تو ان میں کوئی راہ پر آیا اور ان میں

ع ۱۹

(بقیہ صفحہ ۸۶۲) ہچکی آتے ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ چل دیتا ہے۔ ایسی بے وفا چیز پر کیا اترانا ۸۔ اس غافل کے لئے جو طالب دنیا ہو کر جیا اور مرا ۹۔ اس کے لئے جس نے دنیا کو آخرت کمانے کا ذریعہ بنایا۔ کسی میں رب سے غافل نہ رہا۔ اللہ توفیق دے۔ ۱۰۔ جیسے کانچ کا برتن جو ٹھیس لگتے ہی ٹوٹ جاوے' یہ اس کے لئے جو دنیا پر اعتماد کرے ۱۱۔ یعنی اے مسلمانوں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اس طرح کہ استغفار نیک اعمال میں اوروں سے آگے نکل جاؤ معلوم ہوا کہ دینی امور میں غبطہ' رشک' ہوس' حرص عبادت ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ جنت کا کھلا اور سیدھا راستہ شریعت ہے جو عبادت کے قدم سے طے ہوتا ہے اور جنت کا پیچیدہ مگر قریب تر راستہ طریقت ہے جو عشق کے پروں سے طے ہو سکتا ہے۔ مگر طریقت والے شریعت سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ۱۲۔ یعنی اگر ساتوں آسمان ساتوں زمین پھیلا کر ایک دوسرے سے ملا دیئے جائیں تو جنت کی چوڑائی کے برابر ہوں' پھر اس کی لمبائی کا کیا پوچھنا وہ تو ہمارے وہم و گمان سے باہر ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ جنت محض عمل سے نہ ملے گی' جب تک رب فضل نہ کرے' ہاں بعض مومن محض فضل الٰہی سے جنت پالیں گے اور بعض اعمال کے ذریعہ اس سے معلوم ہوا کہ کافر کے لئے جنت نہیں ۱۴۔ چونکہ رب تعالیٰ خود عظیم ہے لہٰذا اس کا فضل و کرم بھی عظیم۔

۱۔ زمینی مصیبت سے مراد قحط سالی مالی نقصانات ہیں' جانی مصیبت سے مراد بیماری اولاد کی موت وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں ہر طرح کی مصیبتیں آئیں گی کیونکہ یہ جگہ جنت نہیں ہے جہاں ہر طرح کا امن ہو پھر یہ مصیبت صابروں کے لئے ترقی درجات کا سبب بنے گی' بے صبروں کے لئے بربادئ اعمال کا ذریعہ ۲۔ یعنی تم پر دنیاوی مصیبتیں آنا محض اتفاقاً" نہیں جسے (BY CHANCE) بائی چانس کہہ کر ٹال دو بلکہ یہ سب کچھ پہلے ہی طے ہو چکا ہے' اور لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے' ہاں بعض مصیبتیں بعض وجہوں سے آتی ہیں مگر یہ وجہیں بھی لوح محفوظ میں درج ہیں کہ فلاں بندہ فلاں کام کرے گا۔ جس کے باعث اس پر آفت آئے گی۔ لہٰذا بندہ نہ مجبور محض ہے نہ قادر مطلق' یہ آیت مسئلہ تقدیر کے خلاف نہیں ۳۔ لہٰذا جن بزرگوں کی نظر لوح محفوظ پر ہے وہ آئندہ آنے والے واقعات کو جانتے ہیں' کیونکہ یہ سب لوح محفوظ میں ہیں اور لوح محفوظ ان کے علم میں' جیسے انبیاء کرام' بعض اولیاء اللہ اور مدبر امر فرشتے ۴۔ لوح محفوظ میں سب چھوٹے بڑے واقعات لکھ دینا رب پر آسان ہے یا مصیبتیں بھیجنا۔ مصیبتیں ٹالنا رب پر آسان ہے ۵۔ یہاں غم سے مراد ناشکری کا غم ہے اور خوشی سے مراد شیخی و تکبر کی خوشی' یہ دونوں چیزیں بری ہیں۔ صبر کے ساتھ غم اور شکر کی خوشی عبادت ہے۔ لہٰذا یہ آیت تَفْرَحُوا کے خلاف نہیں اس لئے آگے مختال و فخور فرمایا۔ ۶۔ یہاں عدم محبت سے مراد ناراضگی ہے یعنی رب ان سے ناراض ہے۔ ۷۔ خود بھی کنجوس ہیں راہ الٰہی میں خرچ نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی خرچ فی سبیل اللہ سے روکتے ہیں' جیسے اس وقت کے یہود' یا آج کل کے وہابی' جو بیچارے صدقہ و خیرات ہی کو روکتے پھرتے ہیں۔ مردہ مسلمانوں کے دشمن ہیں ۸۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کا دین تمہاری سخاوت کا محتاج نہیں' سخاوت کا نفع خود تم کو ہی ملے گا ۹۔ کتاب یا صحیفہ نئی یا پرانی' لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر نبی کو نئی کتاب ہی ملی ہو ورنہ نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں کتابیں کل چار صحیفے کل سو یا ایک سو دس ۱۰۔ ترازو نوح علیہ السلام پر اتری۔ پھر سب پیغمبروں نے استعمال فرمائی۔ یا اس کے استعمال کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ ایک پیغمبر کو نعمت دینا سب کو دینا

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ

بہتیرے فاسق ہیں ۱ پھر ہم نے انکے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے ۲ اور

قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ۬ وَجَعَلْنَا

ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا ۳ اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے

فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ

پیروں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی ۴ اور راہب بننا

ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا

تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ۵ ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت

رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ

انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی ۶ پھر اسے نہ نباہا جیسا اسکے نباہنے کا حق تھا ۷ تو ان

وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

کے ایمان والوں کو ہم نے انکا ثواب عطا کیا ۸ اور ان میں سے بہتیرے فاسق ہیں ۹ اے

وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ

ایمان والو ۱۰ اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ۱۱ وہ اپنی رحمت کے دو حصے

لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ۚۙ

تمہیں عطا فرمائے گا ۱۲ اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں چلو ۱۳ اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ

لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ

بخشنے والا مہربان ہے ۱۴ یہ اس لئے کہ کتاب والے کافر جان جائیں کہ اللہ کے فضل پر

مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

ان کا کچھ قابو نہیں ۱۵ اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾

جسے چاہے ۱۶ اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۱۷

(بقیہ صفحہ ۸۶۳) ہے' کیونکہ ترازو حضرت نوح کو بذریعہ حضرت جبریل دی' مگر فرمایا۔ سب کو دی ۱۱۔ کہ معاملات میں کسی کا حق نہ ماریں۔ صوفیاء کرام کے نزدیک شریعت اعمال کی ترازو ہے جس سے اچھے برے' ہلکے بھاری' اعمال تو لے جاتے ہیں ۱۲۔ اس طرح کہ آدم علیہ السلام جنت سے لوہے کے پانچ اوزار لائے' اہرن' ہتھوڑا' سوئی' پھاوڑا' لگن' (روح) خزائن العرفان نے فرمایا کہ لوہا' آگ' پانی' نمک آسمان سے آئے ہیں ۱۳۔ آنچ سے مراد جنگی ہتھیار ہیں' منافع سے مراد صنعت و حرفت کے اوزار لوہے سے تیر تلوار نیزے بھالے بندوق' توپ' گولے بنتے ہیں' نیز اس سے ہر کاریگر کے اوزار تیار ہوتے ہیں' بلکہ مردہ کا کفن سوئی سے سلتا ہے۔ جو لوہے کی ہے ۱۴۔ کہ اسے راضی کرنے کو جہاد میں لوہے کا اسلحہ استعمال کرتا ہے' خیال رہے کہ اللہ کی مدد سے مراد اس کے بندوں کی مدد ہے ۱۵۔ اسے' اس کے رسولوں' اس کے دین کو تمہاری مدد کی حاجت نہیں' تمہیں غازی یا شہید بنانے کے لئے حکم جہاد دیا ۱۶۔ چونکہ نوح علیہ السلام سب سے پہلے کفار کے مبلغ ہیں' اور ابراہیم علیہ السلام نبیوں کے والد ماجد' اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔ ورنہ رسولوں میں یہ بزرگ بھی داخل تھے ۱۷۔ یعنی وہ ہی نبی ہوا جو حضرت نوح اور ابراہیم علیہم السلام دونوں کی اولاد میں ہو۔ لہذا مرزا نبی نہیں' کہ وہ حضرت نوح کی اولاد تو ہے' مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد نہیں' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تمام رسول ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تشریف لائے' حضرت آدم' شیث' ادریس' نوح' صالح' ہود' علیہم السلام ان سے اگلے نبی ہیں۔ لوط علیہ السلام آپ کے زمانہ کے نبی۔ پھر سارے پیغمبر آپ کی اولاد میں ہیں۔

۱۔ یعنی ان بزرگوں کی ذریت میں کچھ تو مومن متقی ہوئے' اور زیادہ فاسق ۲۔ یعنی نوح و ابراہیم علیہما السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت رسول آئے' اثارھم میں ھم ضمیر ان دونوں کی طرف لوٹتی ہے۔ کیونکہ یہ انبیاء کرام ذریت میں تھے نہ کہ ذریت کے بعد ۳۔ یعنی ان سب رسولوں کے بعد عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے۔ جو بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں جیسے ہمارے حضور تمام نبیوں سے آخری رسول۔ عیسیٰ علیہ السلام کو یک دم پوری انجیل کتابی شکل میں عطا ہوئی' اس آیت سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد صرف والدہ سے پیدا ہوئے' ورنہ انہیں ماں کی طرف نسبت نہ دی جاتی اور عیسیٰ ابن مریم نہ فرمایا جاتا۔ لڑکے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ ۴۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواری آپس میں ایک دوسرے پر ایسے رحیم و کریم تھے' جیسے حضور کے صحابہ جن کے بارے میں رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ فرمایا گیا ۵۔ یعنی دنیا ترک کرنا عبادات کی سخت مشقتیں انہوں خود ایجاد کر لیں' چنانچہ عیسائیوں میں پہاڑوں میں رہنا خلوت نشینی' نکاح نہ کرنا' موٹا کھانا۔ موٹا پہننا بڑی عبادت تھی۔ ۶۔ یعنی جن عیسائیوں نے رب کو راضی کرنے کے لئے یہ مشقتیں ایجاد کیں' انکی نیت بخیر تھی ۷۔ کہ بعد میں بہت عیسائی تثلیث میں پھنس کر مشرک و بت پرست ہو گئے' بادشاہوں کے دین میں داخل ہو گئے ۸۔ یعنی مومن عیسائیوں کو ان کی ایجاد کردہ بدعات کا ثواب دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین میں اچھے طریقے ایجاد کرنا جسے بدعت حسنہ کہتے ہیں بہت باعث ثواب ہے جیسے قرآن کریم کے تیس پارے رکوع بنانا۔ علم حدیث و فقہ مرتب کرنا۔ محفل میلاد شریف اور فاتحہ بزرگان وغیرہ۔ ہاں بدعت حسنہ ایجاد کر کے اسے نہ نبھانا برا ہے کہ اس پر عتاب فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ ترک دنیا ہمارے دین میں منع ہے ۹۔ اس پوری آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے

آیاتہا ۲۲ | ۵۸ سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۵ | رکوعاتہا ۳

سورۃ مجادلہ مدنی ہے اس میں ۳ رکوع ۲۲ آیات ۴۷۳ کلمے ۱۷۹۲ حروف ہیں (خازن وخزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ

بے شک اللہ نے سنی اسکی بات ۱؎ جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے ۲؎ اور اللہ سے

اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ①

شکایت کرتی ہے ۳؎ اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے ۴؎ بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے ۵؎

اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ

وہ جو تم میں اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہہ بیٹھتے ہیں ۶؎ وہ انکی مائیں نہیں ۷؎

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا

انکی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں ۸؎ اور وہ بے شک بری اور نری جھوٹ

مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَ الَّذِیْنَ

بات کہتے ہیں ۹؎ اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور وہ جو

یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ

اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں ۱۰؎ پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ

رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ

چکے ۱۱؎ تو ان پر لازم ہے ایک بردہ آزاد کرنا قبل اسکے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں ۱۲؎

وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ

یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے پھر جسے بردہ نہ ملے ۱۳؎

شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ

تو لگاتار دو مہینے کے روزے ۱۴؎ قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں ۱۵؎ پھر جس سے

۱۔ (شان نزول) حضرت اوس بن صامت نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کو کہہ دیا کہ تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو' اسلام سے پہلے یہ لفظ طلاق تھا۔ حضرت خولہ نے بارگاہ نبوی میں آکر عرض کی کہ میں بوڑھی ہوں' بچوں والی ہوں' مال میرے پاس نہیں' ماں باپ میرے وفات پا چکے اگر بچوں کو چھوڑوں تو مجھے تکلیف ہو۔ اگر نہ چھوڑوں تو انہیں تکلیف ہو کہاں سے کھلاؤں' کوئی ایسی صورت ہو کہ شوہر سے میری جدائی نہ ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۲۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر سے بحث کبھی رب کو پیاری ہے اور کبھی ناپسند' یہ بحث مخالفت یا مقابلہ کی نہ تھی بلکہ کرم طلب کرنے کے لئے تھی۔حضور کی امت حضور کی باندی غلام ہیں حضور سے عرض و معروض کر سکتے ہیں ۳۔ اس طرح کہ اپنے دکھ درد آپ سے عرض کر رہی ہے۔ آپ سے فریاد کرنا رب سے فریاد کرنا ہے کیونکہ خولہ نے جو کچھ عرض کیا حضور سے عرض کیا مگر رب نے فرمایا کہ اللہ سے شکایت کی۔ معلوم ہوا کہ رب سے ہر شکایت کرنی بری نہیں ہے۔ بے صبری کی شکایت بری ہے ۴۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی سماع قبول سے اس بات کو سنتا ہے جو حضور سے عرض کی جاوے یا حضور کے واسطے سے رب سے۔ کیونکہ یہاں قبول کا سننا مراد ہے اور تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا میں حضور سے عرض کرنا اور تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ میں حضور کے واسطے سے رب سے عرض کرنا مراد۔ حضور کا وسیلہ چھوڑ کر جو عرض کی جاوے وہ قبول نہیں' رب فرماتا ہے۔ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ۵۔ یوں تو رب تعالٰی سب کی سنتا' سب کو دیکھتا ہے مگر جو حضور کے آستانہ پر آ جائے اس کو رحمت سے دیکھتا ہے' اور اس کی رحمت سے سنتا ہے ۶۔ یعنی ان سے ظہار کر لیتے ہیں۔ ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی یا اس کے جزو شائع کو یا اس عضو کو جس سے کل مراد ہوتا ہے اپنی نسبی' یا رضاعی محرم عورت کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دے جس کا دیکھنا حرام ہے' جیسے کہے کہ تو یا تیرا نصف یا تیری گردن میری ماں کی ران کی طرح ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ظہار صرف بیوی سے ہو گا۔ لونڈی سے نہ ہو گا۔ کیونکہ نساء فرمایا گیا۔ ۷۔ یعنی مظاہر کی بیوی اس کہنے سے نہ تو واقعی ماں بن گئی۔ نہ ماں کی طرح حرام ہو گئی یعنی طلاق واقع نہ ہو گی ۸۔ یعنی نسبی ماں جسے ماں کی جہت سے میراث ملے' وہ صرف وہ ہی ہے جس کے پیٹ سے یہ پیدا ہوا ہو۔خیال رہے کہ رضاعی یعنی دودھ کی ماں حرمت و احترام میں ماں کے حکم میں ہے۔ حضور کی ازواج مطہرات حرمت و تعظیم میں مائیں بلکہ ان سے بڑھ کر ہیں لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ کہ یہاں حقیقت کا ذکر ہے وہاں حکم کا ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیوی کو ماں کہنا گناہ ہے' دوسرے یہ کہ اس لفظ سے طلاق نہیں ہوتی۔ کیونکہ خولہ بنت ثعلبہ اپنے خاوند اوس ابن صامت پر اس لفظ سے مطلقہ نہ ہو گئیں اگر بیوی کو ماں کہے تو ظہار بھی نہیں۔ ظہار میں تشبیہ شرط ہے۔ ۱۰۔ خواہ ایک بیوی یا چند کو جیسا کہ نساء جمع فرمانے سے معلوم ہوا۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنی چار بیویوں سے کہے کہ تم میری ماں کی پشت کی طرح ہو۔ تو سب سے ظہار ہو گیا ۱۱۔ یعنی ظہار توڑنا اور اس کی حرمت اٹھا دینا چاہیں تو ظہار کا کفارہ دیں جس کا ذکر یہ ہے ۱۲۔ معلوم ہوا کہ کفارہ دینے سے پہلے وطی اور وطی کے اسباب بوس و کنار وغیرہ حرام ہے' خیال رہے کہ چونکہ یہاں غلام میں ایمان کی قید نہیں لہٰذا کفارہ ظہار میں مومن و کافر غلام آزاد کر سکتے ہیں (حنفی) ۱۳۔ یا اس طرح کہ اس کے پاس غلام کی قیمت نہ ہو' یا غلام نہ ملتے ہوں۔ جیسے آج کل تو وہ روزے رکھے۔ ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفارہ ظہار کے روزے لگاتار رکھے۔ بیچ میں کوئی روزہ نہ چھوٹے نہ

(بقیہ صفحہ ۸۶۵) درمیان میں رمضان شریف ہو' نہ وہ ممنوعہ پانچ تاریخیں' نہ کسی اور وجہ سے روزہ چھوڑے' اگر ان میں سے کوئی وجہ ہوئی اور تسلسل ٹوٹ گیا تو نئے سرے سے روزے رکھے' دوسرے یہ کہ ان روزوں سے پہلے اور درمیان میں صحبت اور صحبت کے اسباب بوس و کنار وغیرہ حرام ہیں' اگر درمیان میں کچھ کر لیا تو پھر دوبارہ روزے رکھے۔

لَمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا

روزے بھی نہ ہو سکیں ۱؎ تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا ۲؎ یہ اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

رسول پر ایمان رکھو ۳؎ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے ۴؎

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

دردناک عذاب ہے ۵؎ بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اسکے رسول کی ۶؎

كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ

ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی ۷؎ اور بیشک ہم نے روشن آیتیں

بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ

اتاریں ۸؎ اور کافروں کیلئے خواری کا عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو

جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ

اٹھائے گا ۹؎ پھر انہیں ان کے کوتک جتادے گا ۱۰؎ اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي

گئے ۱۱؎ اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے ۱۱؎ اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ۱۲؎ جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو

اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى

تو چوتھا وہ موجود ہے ۱۳؎ اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے

مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ

کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں ۱۴؎ پھر انہیں قیامت کے دن

بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ تَرَ

بتادے گا جو کچھ انہوں نے کیا ۱۵؎ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے ۱۶؎ کیا تم نے

ع ۲ / ۱

۱۔ بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے یا تو روزہ ہی نہ رکھ سکے یا روزوں کا تسلسل نہ کر سکے تو کھانا دے' خواہ ہر مسکین کو سوا دو سیر گندم دے دے یا دو وقتہ پیٹ بھر کر کھلادے روزانہ ایک فقیر کو اگر ایک دن ساٹھ مسکینوں کو کھلا دیا تو ایک دن ہی کا ادا ہوا۔ اب انسٹھ دن اور دے۔ (کتب فقہ) ۲۔ معلوم ہوا کہ روزوں کی طرح کھانا دینے میں مس سے پہلے ہونا ضروری نہیں اگر دوران روزہ میں صحبت کر لی تو دوبارہ روزے رکھے اور اگر کھانا دینے کے دوران میں جماع کر لیا تو بقیہ ہی پورے کرے' کیونکہ یہاں مس سے پہلے ہونے کی قید نہیں ۳۔ اور زمانہ جاہلیت کے خیالات چھوڑ دو' اب ظہار کو طلاق نہ مانو ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کی حدود توڑنا کفار کا کام ہے' دوسرے یہ کہ دردناک عذاب صرف کافروں کے لئے ہے۔ گنہگار مومن کو اگر عذاب ہوا بھی تو انشاء اللہ الیم نہ ہو گا ۵۔ اس سے بھی دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے کیونکہ براہ راست رب کی مخالفت کوئی نہیں کرتا' دوسرے یہ کہ اللہ کے پیاروں کے دشمن کو اعلان جنگ بھی ہے' اور اعلان مغلوبیت بھی۔ جیسا کہ حدیث شریف اور اس آیت سے معلوم ہوا ۶۔ گزشتہ قومیں تو غیبی عذاب بھیج کر ذلیل کی گئیں' یہ کفار دوسری طرح رسوا کئے جائیں گے ۷۔ گزشتہ رسولوں پر ان کے معجزات یا اے محبوب آپ پر قرآن کی آیات اور ہزارہا معجزے جن سے آپ کی نبوت روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی اسی لئے انہیں مبینات فرمایا ۸۔ ایک وقت میں اٹھائے گا اور ایک جگہ جمع فرمائے گا ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اولاً قیامت میں سب کافر مومن جمع ہوں گے' چھانٹ بعد میں ہو گی' دوسرے یہ کہ خاص بندوں کے کام رب کی طرف منسوب ہوتے ہیں کیونکہ قیامت میں اعمال جتلانا فرشتوں کا کام ہے مگر رب نے فرمایا کہ اللہ انہیں خبر دے گا۔ ۱۰۔ دنیا میں، مگر آخرت میں ہر ایک کو اپنے سارے اعمال یاد آ جائیں گے' یا یاد دلائے جائیں گے ۱۱۔ جب حاکم خود واردات پر گواہ ہو تو مجرم کا بچانا ممکن ہے' ۱۲۔ (شان نزول) ایک دن ربیعہ اور حبیب عمرو کے بیٹے اور صفوان ابن امیہ باتیں کر رہے تھے' ان میں سے ایک بولا' کیا رب ہماری ان باتوں کو جانتا ہے' دوسرا بولا بعض کو جانتا ہے' بعض کو نہیں' تیسرا بولا اگر بعض کو جانتا ہے تو سب کو جانتا ہے تب یہ آیت اتری (روح) ۱۳۔ اس طرح کہ انہیں دیکھ رہا ہے ان کی ہر بات سنتا ہے' ورنہ رب تعالیٰ کا کسی جگہ میں ہونا غیر ممکن ہے' مقصد یہ ہے کہ خلوت جلوت میں انسان اللہ کو اپنے ساتھ جانے' تاکہ گناہ کرنے کی ہمت نہ کرے' یہ تصور کہ خدا میرے ساتھ ہے' تقویٰ اور توکل کی اصل ہے' خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ علم و قدرت کے لحاظ سے ہر ایک کے ساتھ ہے۔ مگر رحمت کے لحاظ سے مومنوں کے ساتھ' غضب کے لحاظ سے کفار کے ساتھ۔ ۱۴۔ یعنی جہاں اچھی بری مجلس میں یہ لوگ ہوں رب تعالیٰ ان کے ساتھ ہو گا خیال رہے کہ جیسے سورج کی دھوپ ہر گندی و ستھری جگہ پڑتی ہے مگر اس سے نہ دھوپ گندی ہو نہ سورج کی شان میں فرق آئے' یوں ہی رب کا علم و قدرت ہر

(بقیہ صفحہ ٨٦٦) اچھی بری جگہ ہے مگر اس سے نہ علم و قدرت برے ہوں' نہ رب کی شان میں فرق آئے ١٥۔ دنیا اور قبر میں مکمل حساب نہیں ہو سکتا کیونکہ بندہ کچھ اعمال کر چکا ہے کچھ کرنا باقی ہیں قبر میں اعمال جاریہ کے کچھ ثواب آنے باقی ہیں۔ اس لئے حساب کے واسطے قیامت کا دن مقرر ہے' اس ہی دن سب کو سارے اعمال کی خبر دی جائے گی' ١٦۔ ممکن غیر ممکن موجود غیر موجود' واجب وغیرہ سب کو اس کا علم گھیرے ہوئے ہے مگر قدرت سے ناممکن اور واجب خارج ہیں' دیکھو ہماری تفسیر نعیمی۔

إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا

انہیں نہ دیکھا جنہیں بری مشورت سے منع فرمایا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں جس کی ممانعت

عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

ہوئی تھی [1] اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے

الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَ

کرتے ہیں [2] اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ

يَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ حَسْبُهُمْ

اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے [3] اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے

جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اس کہنے پر [4] انہیں جہنم بس ہے اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام [5] اے ایمان

آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

والو تم جب آپس میں مشورت کرو [6] تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی

وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا

کی مشورت نہ کرو [7] اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشورت کرو [8]

اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩﴾ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ

اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے وہ مشورت تو شیطان ہی کی طرف سے ہے [9]

لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ

اس لئے کہ ایمان والوں کو رنج دے [10] اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا بے حکم خدا کے [11]

اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے [12] اے ایمان والو

آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا

جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو [13]

١۔ (شان نزول) کفار و منافقین آپس میں سرگوشیاں کرتے۔ اور مسلمانوں کی طرف اشارے کرتے جاتے تھے۔ تاکہ مسلمان سمجھیں کہ ہمارے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے رنج ہوتا تھا' اس کی شکایت بارگاہ نبوی میں کی گئی۔ حضور نے ان یہود و منافقین کو اس سے منع کیا۔ مگر وہ نہ مانے' ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) لہٰذا یہاں نجوٰی سے مراد وہ خفیہ باتیں ہیں' جن سے مسلمانوں کو تکلیف ہو ٢۔ یعنی ان کی سرگوشیاں تین وجہ سے جرم ہیں' گناہ کی سرگوشیاں کرنا' مسلمانوں کو تکلیف دینا' حضور کی ممانعت کی مخالفت کرنا۔ لہٰذا وہ معصیت بھی ہے' عدوان بھی۔ حضور کی مخالفت بھی ٣۔ معلوم ہوا کہ حضور کو ان الفاظ سے یاد کرنا چاہیے اور ان الفاظ سے سلام کرنا چاہیے جن سے اللہ نے حضور کو یاد فرمایا۔ لہٰذا حضور کو باوا' چچا' بھیا' ابا وغیرہ نہ کہا جاوے کیونکہ رب نے انہیں ان الفاظ سے یاد نہ کیا' اس لئے اہل قرابت بھی حضور کو رسول اللہ نبی اللہ کہتے تھے۔ بھائی والد نہ کہتے تھے' بشر بھی انہیں الفاظ میں سے ہے جس سے رب نے یاد نہ فرمایا نیز سلام میں ادب کا لحاظ رکھے' یہود حاضر ہو کر کہتے تھے' السام علیک' سام موت کو کہتے ہیں ٤۔ (شان نزول) یہود آپس میں کہتے تھے کہ اگر حضور سچے رسول ہیں تو ہم پر اس گستاخی کی وجہ سے عذاب کیوں نہیں آتا۔ ہم تو بجائے السلام علیکم کے السام علیکم کہتے ہیں' ان کے جواب میں یہ آیت آئی ٥۔ یعنی ہر چیز کا ایک وقت ہے' ان کے عذاب کا بھی وقت مقرر ہے' اگر کسی جرم پر فوراً عذاب نہ آئے تو یہ معنی نہیں کہ وہ جرم جرم نہیں' رب کے اس حکم سے بہت لوگوں نے دھوکہ کھایا ہے ٦۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ مسلمان صلاح مشورے خلط و ملط مسلمانوں ہی سے رکھیں' کفار سے نہ رکھیں' انہیں اپنا مشیر' مخلص نہ بنائیں' رب فرماتا ہے۔ لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا اور آپس میں مشورے بھی اچھے کریں برے نہ کریں ٧۔ یعنی مسلمانوں کی خلوت میں جلوت کی طرح پاکیزہ چاہیے۔ اکیلے میں بھی حضور کا ادب و احترام ملحوظ رکھے مبارک ہے وہ عالم جو اپنی تنہائی میں حضور کے فضائل سوچے' بدنصیب ہے وہ جس کا وقت حضور کی اہانت سوچنے میں گزرے ٨۔ تلاوت قرآن' علم دین کی تعلیم مسلمانوں کو اچھی باتوں کا حکم' بری باتوں سے روکنا' جہاد کی تدبیریں سوچنا سب اس میں داخل ہیں۔ ایسی مجلسیں نورانی ہیں' ان میں شرکت عبادت ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض مشورے واجب ہیں' بعض مستحب' بعض حرام' بعض کفر۔ ٩۔ یعنی جو کمیٹیاں مشورے برے کاموں کے لئے ہوں وہ کمیٹیاں شیطانی اور مشورے ابلیسی ہیں لہٰذا جو کمیٹی مشورے دینی کام کے لئے ہوں وہ ایمانی ہیں کسی مجلس کو حرام و حلال کہنے سے پہلے اس مجلس کے کام دیکھ لو' اچھے کام کی مجلس کو اچھا کہو برے کام کی مجلس کو برا لہٰذا میلاد شریف کی مجلس ایمانی مجلس ہے کہ اس میں ان کا ذکر خیر ہوتا ہے جن سے ایمان ملا ١٠۔ وہ شیطان یا یہ

يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ

اللہ تمہیں جگہ دے گا ۱؎ اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو ۲؎

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور انکے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا ۳؎

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا

اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ اے ایمان والو جب تم

نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ

رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو ۴؎ تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ

صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا

دے لو ۵؎ یہ تمہارے لئے بہت بہتر اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا

تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۶؎ کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی

بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ

عرض سے پہلے کچھ صدقے دو ۷؎ پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے

اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا

تم پر رجوع فرمائی ۸؎ تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو ۹؎ اور اللہ اور اس کے

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى

رسول کے فرمانبردار رہو ۱۰؎ اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے کیا تم نے انہیں

الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ

نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے ۱۱؎ وہ نہ تم میں

وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾

سے نہ ان میں سے ۱۲؎ وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں ۱۳؎

(بقیہ صفحہ ۸۶۷) مشورہ کرنے والا' معلوم ہوا کہ مومن کو ایذا دینے والا کام سخت برا ہے اس میں شیطان کی شرکت ہوتی ہے ۱۱۔ اس میں مسلمانوں کو تسکین دی گئی کہ تم ان خبیثوں کے مشوروں سے مغموم نہ ہو یہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے' جو تمہیں تکلیف پہنچے گی وہ رب کی طرف سے' جس میں ہزارہا حکمتیں ہوں گی ۱۲۔ توکل دو قسم کا ہے۔ توکل عام توکل خاص' اسباب چھوڑ کر رب پر نظر رکھنا توکل خاص ہے اسباب سے تعلق رکھ کر مسبب اسباب پر نظر توکل عام ۱۳۔ (شان نزول) اصحاب بدر کی حضور کی بارگاہ میں بڑی عزت تھی ایک دن کچھ بدری صحابہ حضور کی مجلس شریف میں پہنچے' جگہ بھر چکی تھی۔ انہیں جگہ نہ ملی انہوں نے سلام کر کے جگہ ملنے کا انتظار کیا' کسی نے انہیں جگہ نہ دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس والوں کو اٹھا کر ان کی جگہ بنائی' اٹھنے والوں کو کچھ گراں گزرا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۱۔ جنت میں یا اپنی رحمت میں یا تمہاری قبروں کو وسیع کر دے گا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں کے لئے جگہ چھوڑنا' ان کی تعظیم کرنا۔ مسجد میں بھی جائز بلکہ سنت ہے کہ یہ واقعہ مسجد نبوی شریف میں ہی ہوا اگر تلاوت قرآن کی حالت میں اللہ کا مقبول بندہ آ جائے تو قرآن کریم بند کر کے اس کی تعظیم کرے پھر قرآن شریف پڑھے۔ صحابہ کرام تو عین نماز کی حالت میں بھی حضور کا ادب کرتے تھے کہ حضور کے لئے امام پیچھے آ جاتا تھا۔ دوسرے یہ کہ مسلمان بھائی کی تعظیم رب کو بڑی پیاری ہے کہ اس پر اجر کا وعدہ فرمایا ۲۔ نماز کے لئے یا جہاد کے لئے یا کسی کو جگہ دینے یا کسی کی تعظیم کے لئے۔ لہٰذا اگر واعظ سامعین سے کہے کہ اٹھ کر سلام پڑھو تو سب اٹھ کھڑے ہوں' اس آیت سے ثابت ہے ۳۔ علم سے مراد علم دین ہے معلوم ہوا کہ علماء دین بڑے درجہ والے ہیں دنیا میں آخرت میں ان کی عزت ہے رب تعالیٰ نے ان کی بلندی درجات کا وعدہ کیا انہیں دنیا و آخرت میں عزت ملے گی ۴۔ شان نزول؛ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں اغنیاء اپنی عرض و معروض کا سلسلہ اتنا دراز کر دیتے تھے کہ فقراء صحابہ کو کچھ عرض کرنے کا موقعہ نہ ملتا تھا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار صدقہ کر کے حضور سے دس سوال کئے' اس آیت پر صرف حضرت علی مرتضیٰ نے عمل کیا کسی اور کو موقعہ نہ ملا کہ آیت منسوخ ہو گئی (خزائن و روح البیان) خیال رہے کہ یہ پابندی حضور سے خفیہ عرض و معروض کرنے پر تھی' مجلس شریف میں حاضری وعظ شریف سننے یا علانیہ طور پر کچھ عرض کرنے پر یہ پابندی نہ تھی' علی مرتضیٰ کے سوا کسی صحابی کو اس مدت میں مشورہ کرنے کی ضرورت نہ ہوئی' ورنہ حضرت ابوبکر و عثمان غنی تو اشارہ ابرو پر لاکھوں خیرات کر دیتے تھے ۵۔ اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ مگر استحباب باقی ہے معلوم ہوا کہ رب سے عرض و معروض کرنی ہو یعنی نماز پڑھنی ہو تو صرف وضو کافی مگر رب کے محبوب سے کچھ عرض کرنا ہو تو صدقہ دینا واجب تھا۔ حضور سے کلام کرنا بھی اعلیٰ عبادت ہے ۶۔ اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کے حکم سے فقراء و مساکین علیحدہ تھے' صرف مقدور والوں کو یہ حکم تھا' یہ بھی پتہ لگا کہ صدقہ کا حکم وجوبی تھا نہ کہ محض استحبابی ۷۔ یعنی کیا تم کو یہ صدقہ کی پابندی گراں ہے' اچھا ہم اس پابندی کو اٹھائے دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ صحابی کی دلجوئی فرماتا ہے کہ معافی کا اعلان ہو گیا۔ ۸۔ یہاں توبہ سے مراد یہ حکم واپس لے لینا ہے کیونکہ کسی صحابی نے اس حکم کی خلاف ورزی نہ کی تھی تاکہ ان کی توبہ قبول فرمائی جاتی ۹۔ معلوم ہوا کہ حضور سے ہم کلامی تمام عبادات سے افضل

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا

اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے ۱ بے شک وہ بہت ہی برے کام

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ

کرتے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے تو اللہ کی راہ سے

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

روکا ۲ تو ان کے لئے خواری کا عذاب ہے ۳ ان کے مال اور ان کی

اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ

اولاد اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ دیں گے ۴ وہ دوزخی ہیں

النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ۵ جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا

فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ

تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے ۶ جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ

عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ

یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا ۷ سنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں ۸ ان پر شیطان

الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ

غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی ۹ وہ شیطان کے گروہ ہیں۔

اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے ۱۰ بیشک وہ جو

يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ

اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں ۱۱ وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں ۱۲ اللہ

اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾

لکھ چکا کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول ۱۳ بیشک اللہ قوت والا عزت والا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۸۶۸) ہے جس کو یہ نصیب ہو جائے وہ تمام مسلمانوں سے اعلیٰ ہے اس لئے حکم ہوا کہ اس نعمت کے شکریہ میں آئندہ زندگی نماز و عبادت میں گزارو، قرآن پڑھنے والا قاری کعبہ کو دیکھنے والا حاجی، حضور کو دیکھنے والا صحابی ہو جاتا ہے۔ اور صحابی تمام اولیاء سے اعلیٰ و افضل ہے، خیال رہے کہ صدیقی نظر سے حضور کو دیکھنا صحابی بناتا ہے نہ کہ ابوجہل کی نظر سے دیکھنا ۱۰۔ یعنی اے جماعت صحابہ اب ہم نے وجوب صدقہ کا حکم تو ختم کر دیا مگر یہ حکم اب بھی ہے کہ جو میرے محبوب سے ہمکلامی کا شرف پائے ان کی بارگاہ میں باریاب ہو، وہ اس نعمت کے شکریہ کا پکا متقی و پرہیز گار رہے۔ بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ وہ مدینہ مطہرہ کی حاضری کے بعد یکدم گناہ چھوڑ دیتے ہیں بڑے متقی و پرہیز گار بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تقویٰ اس حاضری کی نعمت کا شکریہ ہے، یہ اس آیت پر عمل ہے، ایسے لوگ دین و دنیا میں کامیاب ہیں، ان زائرین کی آنکھوں کی زیارت بھی عبادت ہے۔ شعر:۔

جن نیناں نے دلبر دیکھیا اوہ نیناں تک لیاں
توں ملیوں تاں ساجن ملیا ہن آساں لگ گیاں

۱۱۔ (شان نزول) یہ آیت منافقوں کے متعلق آئی جو یہود سے دوستی رکھتے تھے، ان کی خیر خواہی کرتے تھے۔ مسلمانوں کے رازوں سے انہیں مطلع کرتے رہتے تھے، معلوم ہوا کہ مغضوب علیہم یہود ہیں ۱۲۔ (شان نزول) یہ آیت عبداللہ ابن نبتل منافق کے متعلق نازل ہوئی جو حضور کی مجلس میں حاضر رہتا اور یہاں کی باتیں یہود کو پہنچاتا، ایک دن اس سے حضور نے فرمایا کہ تم لوگ ہمارے پیچھے ہمیں کیوں گالیاں دیتے ہو، وہ اور اس کے ساتھی قسم کھا گئے کہ ہم ایسا نہیں کرتے، تب یہ آیت نازل ہوئی (خزائن و روح) معلوم ہوا کہ منافق قومی مسلمان ہیں۔ مذہبی کافر۔ کسی طرف بھی پورے طور پر نہیں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ کفار سے دلی محبت رکھنا اور اپنے ایمان ثابت کرنے کے لئے قسمیں کھانا منافقوں کا کام ہے۔ کھرے سونے کے بیوپاری کو قسم کی ضرورت نہیں پڑتی، آج کل عام دیوبندی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں یہ وہ ہی منافقوں کا طریقہ ہے۔

۱۔ معلوم ہوا کہ منافق کی سزا اصلی کافر سے زیادہ سخت ہے۔ ۲۔ یعنی منافقین اپنی جھوٹی قسموں کے ذریعہ اپنے مال و جان محفوظ رکھتے تھے ۳۔ پہلی آیت میں عذاب قبر مراد تھا اور یہاں عذاب آخرت لہٰذا تکرار نہیں ۴۔ یعنی منافقوں کی اولاد و اموال قیامت میں انہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے، جن کی وجہ سے وہ آج منافق بنے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ان کی اولاد و مال کام دیں گے کیونکہ کام نہ دینا کفار کا عذاب ہے، نیک اولاد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہ گار ماں باپ کو بخش دے گا۔

۵۔ معلوم ہوا کہ منافق بھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے کہ وہ کافر ہی ہیں ۶۔ یہ قیامت کے اول وقت میں ہو گا کہ کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ، پھر بعد میں اپنے کفر وغیرہ کا اقرار کریں گے۔ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، اس سے معلوم ہوا۔ کہ اپنے گناہ کا انکار یا جھوٹے بہانے بازی ڈبل گناہ ہے اقرار گناہ عبادت ہے۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا تھا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا اس سے ان کی محبوبیت ظاہر ہوئی ۷۔ کہ جھوٹی قسمیں کھا کر مسلمانوں کے دوست بنے رہے اور کفار کے بھی ہم بڑے ہی سیاست دان اور پالیسی باز ہیں، معلوم ہوا کہ گناہ پر خوش ہونا منافقوں کا کام ہے ۸۔ معلوم ہوا کہ زیادہ قسمیں کھانا خصوصاً جب کہ جھوٹی ہوں۔ منافقوں کی علامت ہے۔ روایات میں ہے کہ زیادہ قسموں سے روزی گھٹتی ہے۔ ۹۔ یعنی منافقین شاطرانہ چالوں سے ہی فرصت نہیں پاتے اللہ کی عبادت کب کریں ان کی نمازیں اور

(بقیہ صفحہ ۸۶۹) قسمیں بھی چالبازی کے لئے ہیں نہ کہ عبادت الٰہی کے لئے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ بری نیت سے نیک کام بھی کرنا شیطانی عمل ہے' منافقین چالبازی کے لئے نماز روزہ و زکوٰۃ ادا کرتے تھے' مگر انہیں شیطانی ٹولہ قرار دیا گیا ۱۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے کیونکہ کوئی شخص اپنی دانست میں اللہ کی مخالفت نہیں کرتا' کافر کفر بھی کرتا ہے تو یہ سمجھ کر کہ رب اس سے راضی ہے ہاں حضور کی مخالفت کرتے ہیں اسے رب نے اپنی مخالفت فرمایا ۱۲۔ یعنی قیامت میں تو یقیناً" اور بھی دنیا میں بھی یا اللہ کے نزدیک ذلیل ہیں اگرچہ دنیا میں کچھ ظاہری عزت پالیں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۳۔ اس لئے کوئی نبی میدان جہاد میں مقابلہ کرتے ہوئے شہید نہ ہوئے اور جو انبیاء کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے وہ مجاہد نہ تھے اور ان کی شہادت ان کے غلبہ کا ذریعہ ہوئی کہ دین کا غلبہ ہوا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر ۱ کہ دوستی کریں ان سے

مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ

جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے

اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ

یا بھائی یا کنبے والے ہوں ۲ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ۳

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ

اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی ۴ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا ۵ جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے

عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

راضی ۶ یہ اللہ کی جماعت ہے ۷ سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے ۸

اٰیاتہا ۲۴	۵۹ سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۱	رکوعاتہا ۳

سورۃ حشر مدنی ہے اس میں ۳ رکوع ۲۴ آیات ۴۴۵ کلمے اور ۱۹۱۳ حروف ہیں (خزائن و خازن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے ۱ اور جو کچھ زمین میں اور وہی عزت حکمت

الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

والا ہے ۲ وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ۳ ان کے گھروں

الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا

سے نکالا ۴ ان کے پہلے حشر کیلئے ۵ تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے ۶

ا۔ یعنی ساری ایمانی چیزوں پر' بعض ایمانی چیزیں فرما کر کل مراد لی گئیں ۲۔ یعنی مومن کامل کی علامت یہ ہے کہ اس کا دل کفار کی طرف نہیں جھکتا اور ان سے مطلقاً الفت نہیں ہوتی' اس کے ماں باپ بھائی بہن کافر ہوں تو اس کے دل میں ان سے الفت نہیں ہوتی محبت الٰہیہ دل میں دشمنان دین کی محبت نہیں آنے دیتی شعر:۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

اللہ تعالیٰ ایسا کامل ایمان نصیب کرے' اس آیت سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ ہر مومن و کافر کو اپنا بھائی سمجھو ۳۔ صحابہ کرام کی زندگی اس آیت کی جیتی جاگتی تفسیر ہے جو کبھی مٹ نہیں سکتی' ابو عبیدہ ابن جراح نے احد میں اپنے باپ جراح کو حضرت علی مرتضیٰ نے بدر میں عتبہ ابن ربیعہ کو قتل کیا' حضرت عمر نے اپنے ماموں عاص ابن ہشام کو' مصعب ابن عمیر نے اپنے بھائی عبداللہ ابن عمیر کو بدر میں قتل کیا۔ ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو پکارا کہ آباپ بیٹے کے دو دو ہاتھ ہو جائیں مگر حضور نے منع کیا۔ بعد میں عبدالرحمٰن ایمان لے آئے' یہ ہے اس آیت کی تفسیر ۴۔ روح سے مراد قرآن کریم ہے یا حضرت جبریل یا غیبی مدد' خیال رہے کہ دنیا میں صحابہ کرام یا مسلمانوں پر تکالیف آنا اس آیت کے خلاف نہیں وہ تکالیف گنہگاروں کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں' نیکوں کے درجات بلند ہونے کا ذریعہ' ایک ہی طاعون کفار کے لئے عذاب ہے مومنوں کے لئے رحمت' اس پر صبر کی توفیق ملنا بھی اللہ تعالیٰ کی مدد ہے ۵۔ یعنی ایسے مخلص مومنوں کو دنیا میں یہ انعام ہے کہ انہیں ایمان پر استقامت نصیب ہو گی۔ جیسے سکہ سے اس کے گہرے نقش نہیں مٹتے ایسے ہی ان کے دل سے ایمان زائل نہ ہو گا' اور آخرت میں یہ انعام ملے گا کہ اللہ ان کا وہ اللہ کے' جب اللہ ان کا ہو گیا تو اللہ کی سب چیزیں جنت اور وہاں کی نعمتیں بھی ان کی ہو گئیں۔ اللہ نصیب کرے' آمین ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کی رضا بڑی نعمت ہے جو کسی کسی کو ملتی ہے دوسرے یہ کہ بزرگوں کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں' خواہ وہ صحابی ہوں یا اولیاء اللہ یا علماء' رب فرماتا ہے۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ جو اللہ سے ڈرے وہ اللہ سے راضی ہے اللہ اس سے راضی ۷۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اللہ کی جماعت ہیں اور تاقیامت جو ان کے ساتھ ہو وہ اللہ کی جماعت ہے جو ان سے علیحدہ ہو وہ شیطانی جماعت میں داخل ہے۔ ۸۔ (شان نزول) یہ سورہ کریمہ یہود مدینہ میں سے بنی نضیر کے متعلق نازل ہوئی جب حضور انور مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو انہوں نے حضور سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ہم غیر جانبدار رہیں گے نہ آپ سے لڑیں گے نہ آپ سے لڑنے

(بقیہ صفحہ ۸۷۰) والوں سے ملیں گے' جنگ بدر میں جب مسلمانوں کو فتح ہوئی تو یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت تعریفیں کرتے ہوئے کہنے لگے کہ یہ وہ ہی رسول ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی' جب احد کے دن مسلمانوں کو ظاہری ہزیمت ہو گئی تو یہ مسلمانوں سے دشمنی ظاہر کرنے لگے انکا سردار کعب بن اشرف چالیس یہودیوں کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچا اور کعبہ معظمہ کے پردے تھام کر کفار مکہ سے حضور کے خلاف معاہدہ کیا' جس کا نتیجہ جنگ احزاب کی شکل میں ظاہر ہوا۔ حضور نے کعب بن اشرف کو قتل کرادیا بذریعہ محمد ابن مسلمہ کے اور بنی نضیر کا محاصرہ کرلیا' منافقین نے بنی نضیر کی بہت ہمدردی کی مگر بیکار' اکیس روز محاصرہ رہا۔ پھر بنی نضیر تنگ ہو کر جلاوطنی پر راضی ہو گئے چنانچہ مدینہ منورہ خالی کر کے شام' اریحا' خیبر کی طرف چلے گئے' مسلمانوں کو ان کے شر سے امن ملا (خزائن) حضرت صفیہ بنت حیی بنی نضیر کے سردار کی بیٹی تھیں جو حضور کے نکاح میں آئیں۔ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان و جن کے سوا کسی مخلوق میں کافر نہیں سب رب کے مطیع ہیں کیونکہ ما غیر عقل والوں کے لئے بولا جاتا ہے دوسرے یہ کہ ہر چیز بزبان قال رب کی تسبیح کرتی ہے جسے ہم نہیں سمجھتے مگر ان کی تسبیح کی تاثیر جداگانہ ہے سبزے کی تسبیح سے عذاب قبر دور ہوتا ہے ۱۰۔ یعنی بنی نضیر کو جو کافر بھی تھے' بدعہد بھی' مسلمانوں کے دشمن بھی ۱۱۔ جو گھر مدینہ منورہ میں تھے اور ان کی وجہ سے مسلمانوں کو ہر وقت پریشانی رہتی تھی ۱۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود مدینہ بنی نضیر کو خیبر کی طرف جلاوطن کیا' یہ ان کا پہلا حشر تھا' عمر فاروق نے انہیں خیبر سے شام کی طرف نکالا۔ یہ ان کا دوسرا حشر تھا' کیونکہ انہوں نے سخت غداری کی تھی ۱۳۔ کیونکہ بنی نضیر بہت قوت و مال و جائیداد کے مالک تھے انہوں نے مدینہ منورہ میں بہت مضبوط قلعے بنا رکھے تھے۔

وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ

اور وہ سمجھتے تھے کہ انکے قلعے انہیں اللہ سے بچالیں گے ۱ تو اللہ کا حکم ان کے

اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ

پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا ۲ اور اس نے انکے دلوں میں

الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي

رعب ڈالا کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں ۳ اور مسلمانوں

الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۲ وَلَوْلَآ اَنْ

کے ہاتھوں ۴ تو عبرت لو اے نگاہ والو ۵ اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ

كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ

نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا ۶ اور ان

فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝۳ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ

کیلئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے ۷ یہ اس لئے کہ وہ اللہ سے اور اس کے

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۴

رسول سے پھٹے رہے ۸ اور جو اللہ اور اسکے رسول سے پھٹا رہے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا

ہے ۹ جو درخت تم نے کاٹے یا انکی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے ۱۰ یہ سب اللہ کی

فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي

اجازت سے تھا اور اس لئے کہ فاسقوں کو رسوا کرے اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے

رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ

رسول کو ان سے تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ۱۱

وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ

ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے ۱۲ اور اللہ سب کچھ

۱۔ کیونکہ یہ مضبوط قلعے ناقابل تسخیر ہیں ۲۔ اس طرح کہ ان کا سردار کعب بن اشرف اس کے رضاعی بھائی محمد ابن مسلمہ کے ہاتھوں مارا گیا' جس سے ان کی ہمتیں پست ہو گئیں' اس کا انہیں گمان بھی نہ تھا۔ اس لئے وہ مرعوب ہو کر گھبرا گئے ۳۔ یعنی بنی نضیر جلاوطنی کے وقت اپنے گھر خود اپنے ہاتھوں سے ڈھاتے ہیں تاکہ جو لکڑی وغیرہ کار آمد ہو ساتھ لے جاویں' یا تاکہ یہ مکانات مسلمانوں کے استعمال کے لائق نہ رہیں' ۴۔ اس طرح کہ ان کے ہاتھوں سے بچے ہوئے مکانات مسلمان گراتے ہیں تاکہ جنگ کے لئے میدان صاف ہو جائے یا ان کی جگہ دوسرے مکانات قابل رہائش بنائے جاویں ۵۔ اور جانو کہ مضبوط قلعوں پر اعتماد کرنے والوں کا یہ نتیجہ ہے اور اللہ پر توکل کرنے والوں کا یہ انجام یا سمجھ لو کہ دنیا کا انجام یہ ہے ۶۔ تمہارے ہاتھوں انہیں قتل یا قید کراتا' جیسے بنی قریظہ کا حشر ہوا ۷۔ یعنی اس جلاوطنی کے سبب ان کا عذاب آخرت ہلکا نہ ہوا۔ وہ پورا پورا ملے گا۔ ۸۔ اس طرح کہ پہلے حضور سے معاہدہ کیا پھر مشرکین مکہ سے مل گئے' اور غزوۂ خندق میں کفار مکہ کی پوری پوری مدد کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت رب کی مخالفت ہے ۹۔ لہٰذا اے مسلمانو! تم سیدھے راستہ پر قائم رہنا اللہ و رسول سے کئے ہوئے عہد پورے کرنا اس واقعہ سے عبرت پکڑو ۱۰۔ (شان نزول) جب بنی نضیر اپنے قلعوں میں پناہ لئے ہوئے تھے تو حضور نے ان کے باغات وغیرہ کاٹ ڈالنے اور جلا دینے کا حکم دیا تاکہ وہ لوگ اس سے گھبرا کر باہر آجاویں یا انہیں صدمہ ہو۔ بعض مسلمانوں نے درخت کاٹ دیئے بعض نے کہا کہ نہ کاٹو یہ مال غنیمت ہے جو آخر ہمارے ہاتھ آئے گا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری جس میں ان دونوں

شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۶﴾ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی

کر سکتا ہے لے جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے

فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ

وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں کے اور یتیموں اور مسکینوں

وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ

اور مسافروں کے لئے سے کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے سے

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو ۵

وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾ لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ

اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے ۶

الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا

جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل

مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اُولٰٓئِکَ ھُمُ

اور اسکی رضا چاہتے ۷ اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ۸ وہی سچے

الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ

ہیں ۹ اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا ۱۰

یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ

دوست رکھتے ہیں انہیں جو انکی طرف ہجرت کر کے گئے ۱۱ اور اپنے دلوں میں کوئی

حَاجَۃً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ

حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے ۱۲ اور اپنی جانوں پر انکو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ

بِھِمْ خَصَاصَۃٌ ۫ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ

انہیں شدید محتاجی ہو ۱۳ اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی

(بقیہ صفحہ ۸۷۱) جماعتوں کی تعریف فرمائی گئی کہ کاٹنے والے بھی سچے ہیں نہ کاٹنے والے بھی۔اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور کا حکم ماننا ہر مسلمان پر لازم ہے مگر رائے شریف ماننا ضروری نہیں۔ دوسری رائے دینا میں بھی جائز ہے کہ حضور نے درخت کاٹنے کی رائے دی تھی' دوسرے یہ کہ ہر مجتہد کو ثواب ملتا ہے اگرچہ قول ایک ہی کا مطابق واقعہ کے ہو' تیسرے یہ کہ جہاد میں کفار کا مال برباد کرنا انہیں مغموم کرنے کے لئے جائز ہے ۱۱۔ یعنی بنی نضیر کے چھوڑے ہوئے مال تمہیں بغیر جہاد کے میسر ہوئے لہذا یہ غنیمت کی طرح تقسیم نہ ہوں گے' بلکہ خالص حضور کا حق ہیں۔ جس طرح چاہیں تصرف فرماویں' چنانچہ حضور نے یہ اموال مہاجرین میں تقسیم فرمائے انصار میں سے تین صاحبوں کو عطا فرمائے' سماک ابن خراشہ' یعنی ابود جانہ' سہل ابن حنیف حارث ابن سمہ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کا جو مال ان کے بھاگ جانے کے بعد دار السلام میں رہ جائے وہ غنیمت نہیں ۔حکومت اسلامیہ کی ملک ہے جہاں چاہے خرچ کرے' چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کا مال غنیمت نہ بنایا جو مال جنگ کے ذریعہ ہاتھ لگے وہ غنیمت ہے' مجاہدین میں اس تفصیل سے تقسیم ہو گا جو دسویں پارہ میں گزر چکی۔

۱۔ وہ کمزوروں سے قوی لوگوں کو ہلاک کرا سکتا ہے ابابیل سے فیل مروا سکتا ہے ۲۔ یعنی حضور کے رشتہ دار بنی ہاشم بنی مطلب جو حضور کے خمس میں سے حصے لیتے تھے' حضور کی وفات کے بعد اب انہیں قرابت کی بنا پر حصہ نہ ملے گا بلکہ فقر کی وجہ سے اس صورت میں یہ آیت غنیمت کے متعلق ہے یا وہ فے کا مال جو بغیر جہاد مل جائے اس صورت میں یہ پہلے جملہ کی تفصیل ہے ۳۔ خیال رہے کہ بنی نضیر کے مال بغیر جہاد مسلمانوں کے قبضہ میں آئے' ایسے ہی خیبر بغیر جنگ قبضہ میں آیا۔ اس کے اموال فے بنے' اس سے معلوم ہوا کہ باغ فدک صرف فاطمہ زہرا کا حصہ نہیں بلکہ اس میں مساکین مسافروں وغیرہ سب کا حق ہے کیونکہ یہ فے ہے جو وقف ہوتا ہے باغ فدک فے کے طور پر حضور کا تھا۔ فے وہ کفار کا مال ہے جو بغیر جنگ ہاتھ آجائے اس لئے حضرت علی نے بھی فدک تقسیم نہ فرمایا ۴۔ (شان نزول) زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ غنیمت کا چوتھائی حصہ سردار لے لیتا' باقی تین حصے فوجی آپس میں اس طرح تقسیم کر لیتے تھے کہ مالدار لوگ زیادہ لیتے' تھوڑا سا غرباء کو دے دیتے' ایک بار صحابہ کرام نے حضور سے عرض کیا کہ اس غنیمت سے چوتھائی حضور قبول فرمالیں' باقی ہم لوگ رسم کے مطابق بانٹ لیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۵۔ یعنی غنیمت سے جو حصہ حضور دیں۔ وہ لے لو۔ ۶۔ یعنی کفار کی متروکہ جائیداد خصوصیت سے ان مہاجرین کا حق ہے جو مکہ معظمہ سے نکالے گئے' ان کی جائیدادوں پر کفار مکہ نے قبضہ کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان کفار کے مال پر قبضہ کر لیں تو اس کے مالک ہو جائیں گے کیونکہ رب تعالٰی نے ان مہاجر مسلمانوں کو فقراء فرمایا۔ جو اپنے املاک مکہ معظمہ میں چھوڑ کر آئے تھے۔ خیال رہے کہ سو (۱۰۰) مہاجر وہ تھے جنہیں کفار نے مکہ معظمہ سے نکالا باقی مہاجرین تو رضائے الٰہی کے لئے ہجرت کر کے آئے تھے۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان میں ہے۔ ۷۔ یعنی ان مجبوروں کی ہجرت بھی اللہ رسول کی رضا کے لئے ہے ۸۔ یعنی ان مہاجرین کی ہجرت کا اصل مقصد اللہ و رسول کی مدد کرنا ہے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی مدد کرنا درپردہ رب کی مدد کرنا ہے کیونکہ مہاجرین حضور کی مدد کے لئے آئے تھے رب نے فرمایا میری مدد کے لئے آئے دوسرے یہ کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں' ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین

(بقیہ صفحہ ٨٧٢) کی خلافت برحق ہے' کیونکہ ان خلافتوں کو سارے مہاجرین و انصار نے حق کہا اور وہ سب سچے ہیں۔ ١٠۔ اس آیت میں انصار کی انتہائی مدح و ثنا ہے یہ حضرات دو قبیلے تھے' بنی اوس و بنی خزرج اوس اور خزرج حارثہ ابن ثعلبہ کے بیٹے تھے جن کی اولاد میں یہ حضرات تھے' دار سے مراد مدینہ منورہ ہے' یعنی ان خوش نصیب لوگوں نے حضور کی ہجرت سے پہلے مدینہ طیبہ میں رہائش اختیار کی اور ایمان قبول کر لیا ١١۔ یعنی مہاجرین کی آمد سے دل تنگ نہ ہوئے بلکہ خوشی خوشی انہیں اپنا دائمی مہمان بنا لیا۔ اپنے مکانات باغات میں انہیں نصف کا حصہ دار کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام مہاجرین سے محبت کرنا کمال ایمان کی نشانی ہے کہ رب نے

الْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ

کامیاب ہیں ١ اور وہ جو ان کے بعد آئے ٢ عرض کرتے ہیں

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ

اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ٣

وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ

اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ ٤ اے رب ہمارے بیشک

رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٠﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ

تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے ٥ کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے

لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ

بھائیوں کافر کتابیوں سے کہتے ہیں ٦ کہ اگر تم

أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا

نکالے گئے ٧ تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہرگز تمہارے بارے میں کسی

وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١١﴾

کی نہ مانیں گے ٨ اور تم سے لڑائی ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ

لَئِنْ أُخْرِجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا

وہ جھوٹے ہیں ٩ اگر وہ نکالے گئے تو یہ انکے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو

يَنْصُرُونَهُمْ وَلَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ

یہ انکی مدد نہ کریں گے ١٠ اگر انکی مدد کی بھی تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے ١١ پھر

لَا يُنْصَرُونَ ﴿١٢﴾ لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ

مدد نہ پائیں گے بے شک انکے دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا

اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿١٣﴾ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ

ڈر ہے ١٢ یہ اس لئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ١٣ یہ سب مل کر بھی تم سے

انصار کی تعریف میں یہ فرمایا ١٢۔ یعنی مہاجرین کو جو غنیمت وغیرہ سے زیادہ اموال دے دیئے جاویں تو انصار اس پر رشک نہیں کرتے' حضور کے فیض صحبت سے ان کے دل ملکی بن چکے تھے' حسد و رشک و حرص سے پاک ہو چکے ہیں ١٣۔ (شان نزول) اس طرح کہ خود بھوکے رہ کر مہاجر بھائی کو کھلا دیتے ہیں' یہ آیت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کہ حضور کی بارگاہ میں ایک مسکین بھوکا حاضر ہوا' حضور نے فرمایا جو اسے مہمان بنائے' اللہ اس پر رحمتیں نازل کرے' ابو طلحہ اسے اپنے گھر لے گئے' گھر میں بچوں کے لئے تھوڑا کھانا تھا' باقی کچھ نہ تھا' آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ بچوں کو بہانہ سے بھوکا سلا دینا اور رات کو کھاتے وقت بہانہ سے چراغ گل کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ مہمان کے ساتھ کھانے بیٹھے اور دکھانے کے لئے جھوٹ موٹ ان کے ساتھ کھاتے رہے' سب نے بھوکے رات گزار دی' اس بھوکے کا پیٹ بھر دیا ان کے حق میں یہ آیت کریمہ اتری۔ جب صبح کو سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیت سنائی اور فرمایا کہ رب تم سے راضی ہوا۔

١۔ یعنی جس کا نفس لالچ سے پاک و صاف رکھا گیا وہ بہت کامیاب ہے' جیسے تمام صحابہ خصوصاً انصار' معلوم ہوا کہ صحابہ کی آپس کی جنگیں دنیاوی لالچ کے لئے نہ تھیں بلکہ اختلاف رائے کی بنا پر' اس کے لئے ہماری کتاب "امیر معاویہ پر ایک نظر" دیکھیں ٢۔ قیامت تک کے مسلمان' ان کا عمل یہ ہے ٣۔ یعنی تمام صحابہ و انصار اور سلف صالحین کو' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ صرف اپنے لئے دعا نہ کرے' سلف کے لئے بھی کرے' دوسرے یہ کہ بزرگان دین خصوصاً صحابہ کرام و اہل بیت کے عرس' ختم' نیاز' فاتحہ اعلیٰ چیزیں ہیں کہ ان میں ان بزرگوں کے لئے دعا ہے ٤۔ معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ تمام صحابہ اور اہل بیت سے اچھی عقیدت رکھے۔ اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرے جس کے دل میں کسی صحابی سے عداوت ہے وہ مومن نہیں ٥۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومنین کی تین جماعتیں ہیں' مہاجرین' انصار ان کے دعاگو مومن' لہٰذا روافض و خوارج ان تینوں سے خارج ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں صحابہ کے بعد والے مومنوں کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ اہل بیت اور صحابہ کے دعاگو ہیں۔ اور ان کے سینے عام مسلمانوں خصوصاً صحابہ کے لئے پاک ہیں۔ ٦۔ معلوم ہوا کہ منافق کفار کے بھائی ہیں مومن کے بھائی نہیں اگرچہ بظاہر کلمہ پڑھیں' وہ وقت پر کفار ہی کا ساتھ دیتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کو بھائی سمجھنا' بھائی کہنا منافقوں کا کام ہے ٧۔ مدینہ منورہ کے منافقوں نے یہود مدینہ بنی نضیر سے خفیہ معاہدے کئے تھے کہ اگر تم سے اور مسلمانوں سے جنگ ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اگر مسلمان غالب آ کر تمہیں جلاوطن کریں تو ہم تمہارے ساتھ چلیں گے' اس آیت میں اس خفیہ معاہدہ کا راز

(بقیہ صفحہ ۸۷۳) فاش کیا گیا ۸۔ یعنی اگر ہمیں تمہاری مدد سے مسلمان بلکہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی منع کریں گے تب بھی ہم ان کی نہ مانیں گے، تمہارا ہی ساتھ دیں گے ۹۔ معلوم ہوا کہ منافق درحقیقت کسی کا ساتھی نہیں نہ اس کے وعدوں کا اعتبار نہ کفار کو اس پر اعتبار آتا ہے نہ مسلمانوں کو، یہ بھی معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے حبیب کو ان کے خفیہ رازوں پر اطلاع دیتا ہے کیونکہ منافقوں کی یہ گفتگو نہایت رازداری کے ساتھ تنہائی میں ہوئی تھی۔ پھر جو رب نے کہا تھا وہی ہوا ۱۰۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بنی نضیر نکالے گئے کوئی منافق ان کے ساتھ نہ نکلا۔ یہود سے عموماً جنگیں ہوئی۔ بنی قریظہ قتل کئے گئے۔ منافقوں نے ان کی مدد نہ کی

جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاءِ جُدُرٍ
نہ لڑیں گے لہ مگر قلعہ بند شہروں میں ۲ یا دھسوں کے پیچھے
بَأْسُهُم بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ
آپس میں انکی آنچ سخت ہے ۳ تم انہیں ایک جتھا سمجھو گے اور انکے دل
شَتَّىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ﴿١٤﴾ كَمَثَلِ الَّذِينَ
الگ الگ ہیں ۴ یہ اس لئے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں۔ ان کی سی کہاوت جو ابھی
مِن قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ
قریب زمانہ میں ان سے پہلے تھے انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھا اور انکے لئے دردناک عذاب
أَلِيمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا
ہے ۵ شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر ۶ پھر جب
كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ
اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا
الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ
رب ۷ تو ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں
فِيهَا وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿١٧﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
رہے اور ظالموں کی یہی سزا ہے ۸ اے ایمان والو
اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ
اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کیلئے کیا آگے بھیجا ۹ اور اللہ سے ڈرو
إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے ۱۰ اور ان جیسے نہ ہو
نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾
جو اللہ کو بھول بیٹھے ۱۱ تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں ۱۲ وہی فاسق ہیں

۱۱۔ یعنی اگر بفرض محال یہ منافق یہود کی مدد بھی کریں تو ان کے ساتھ خود بھی بھاگ جائیں گے، پھر جب ان کے کفر کھل جانے پر ان کی خبر لی گئی تو ان کا مددگار کوئی نہ ہو گا کہ کفار تو پہلے ہی بھاگ چکے ہوں گے ۱۲۔ یعنی منافقین تمہارے سامنے خوف خدا ظاہر کرتے ہیں مگر درحقیقت ان کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں تمہارا ڈر ہے، یہاں خوف خدا سے مراد ان کا زبانی خوف ہے ورنہ منافقوں کے دل میں خوف خدا مطلق نہ تھا ۱۳۔ منافق نہ اللہ کو جانیں نہ اس کے رسول کو پہچانیں، صرف اپنی غرض نکالنا جانتے ہیں۔

۱۔ یعنی یہ منافقین و یہود مل کر بھی آپ سے آمنے سامنے مقابلہ میں جنگ نہیں کر سکتے۔ کافر کے دل میں ہمت نہیں ۲۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ مدینہ منورہ کے اہل کتاب و منافقین نے کبھی کھلم کھلا مسلمانوں سے مقابلے کی ہمت نہ کی، بلکہ غزوۂ خندق کے بعد جب مسلمانوں نے ان کی بدعہدی کی بنا پر ان سے مقابلہ کیا تو اپنے کوچہ بند محلوں میں بند ہو کر بیٹھ گئے پھر مجبوراً نکلے تو بنی قریظہ قتل اور بنی نضیر جلا وطن کر دیئے گئے۔ رب نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ یہاں صرف مدینہ کے کتابیوں کا ذکر ہے لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ عہد نبوی میں، مشرکین اور عہد فاروقی میں یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے مقابل آئے اور ان سے بڑے معرکہ کی لڑائیاں ہوئیں ۳۔ یعنی اگر یہود و منافقین آپس میں لڑیں تو بہت سختی سے لڑیں، مگر رب کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے مقابلہ میں بزدل ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار مسلمانوں کے مقابلہ میں مصلحتاً ایک ہو جاتے ہیں، ان پر مسلمانوں کو اعتماد نہ چاہیے، نیز کفار آپس میں حقیقتاً ایک نہیں، ان میں باہم دشمنی ہے، جیسا کہ آج تک دیکھا جا رہا ہے، انگریز، جرمن، ہندو اور سکھ، یہودی اور عیسائی، ان میں ایسے اختلافات ہیں کہ قیامت تک نہیں مٹ سکتے۔ ۵۔ یعنی ان کا حال کفار مکہ کا سا ہے، جو بہت ساز و سامان کے مالک تھے مگر بدر میں غریب مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب ہوئے، رب چاہے تو ابابیل سے فیل مروا دے۔ ۶۔ منافق لوگ شیطان کی طرح کفار سے کفر کراتے ہیں چ[illegible]قت پر منہ پھیر جاتے ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ خدا کا ہر ڈر تقویٰ نہیں ہوتا بلکہ وہ ڈر جو اطاعت الٰہی کا ذریعہ بن جائے ورنہ شیطان بھی خدا سے ڈرتا ہے۔ مگر وہ متقی یا مومن نہیں، رب سے ڈر چار طرح کا ہے، گناہ کرنے پر سزا سے ڈرنا، نیکی کر کے نہ قبول ہونے سے ڈرنا، اس کی عظمت سے ڈرنا، اس کے وعدوں کے خلاف ہونے سے ڈرنا یا فقط ہیبت سے ڈرنا ۸۔ ایسے ہی ظاہری کفار کے ساتھ منافقین بھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں جس سے محبت ہو گی اس کے ساتھ آخرت میں رہنا سہنا ہو گا، انشاء اللہ حضور کے غلام حضور کے ہمراہ ہوں گے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ساعت کی فکر بہت سے ذکر سے بہتر ہے۔ مگر فکر سے مراد سوچنا ہے، رب کی عظمت، حضور کے محامد، اپنے گناہ سوچنا،

(بقیہ صفحہ ۸۷۴) سب اس میں داخل ہیں یہ ہی مراقبہ کی اصل ہے' علی مرتضیٰ فرماتے ہیں' جو دنیا میں اپنا حساب کرتا رہے گا اس کے لئے آخرت کا حساب آسان ہو گا ۱۰۔ لہٰذا جب گناہ کرنے لگو تو سوچ لو کہ رب ہمارے اس گناہ کو دیکھ رہا ہے ۱۱۔ جیسے یہود و نصاریٰ اور منافقین جنہیں اللہ و رسول کے حقوق یاد نہ رہے اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا اور دین میں رہ کر رب کی یاد قبول نہیں' کیونکہ وہ کفار اپنے عقیدے کے مطابق رب کو یاد کرتے تھے' مگر رب نے فرمایا کہ یہ خدا کو بھول بیٹھے ۱۲۔ یعنی رب سے غافل ہونے کا اثر یہ ہوا کہ انہیں یہ بھی کبھی فکر نہیں ہوتی' کہ ہم دنیا میں کیوں آئے اور ہم کو کیا کرنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ آخرت کی فکر نہ ہونا رب کا عذاب ہے ۱۳۔ عقیدے کے بھی فاسق عمل کے بھی بدکار۔

لَا يَسْتَوِىٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ۱؎ جنت والے ہی مراد کو پہنچے ۲؎ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے ۳؎ تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے ۴؎ اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں ۵؎ وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں' ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا ۶؎ وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔ وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں' بادشاہ ۷؎ نہایت پاک سلامتی دینے والا امان بخشنے والا ۸؎ حفاظت فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا ۹؎ اللہ کو پاکی ہے انکے شرک سے۔ وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ۱۰؎ ہر ایک کو صورت دینے والا ۱۱؎ اسی کے ہیں سب اچھے نام ۱۲؎ اسی کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے ۱۳؎

ع ۳ / ۶

منزل ۷

۱۔ یعنی مومن و کافر خوش نصیب' بدنصیب فاسق و متقی درجے میں برابر نہیں' اگرچہ دنیا میں شکل وصورت میں یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ جب جنتی اور دوزخی برابر نہیں بلکہ جنتی بھی آپس میں برابر نہیں۔ بعض بعض سے اعلیٰ ہیں تو نبی اور امتی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔ اس آیت سے انہیں عبرت حاصل کرنی چاہیے جو نبی سے ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں ۲۔ کہ زندگی اللہ کی رضا میں گزاری اور آخرت میں اس کی نعمتوں کے مستحق ہوئے۔ کفار دونوں جگہ نقصان میں رہے ۳۔ یہاں قرآن سے مراد کلام الٰہی ہے اور اتارنے سے مراد اس کلام کے اسرار و رموز پر مطلع کرنا ہے یعنی اگر ہم اسرار قرآن پر پہاڑ کو مطلع کر دیتے تو وہ تاب نہ لاتا پھٹ جاتا۔ لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ قرآن مجید کے ہزارہا نسخے لکڑی کی الماریوں میں رکھے رہتے ہیں وہ نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ یہ اوراق قرآن کا رکھنا ہے نہ کہ کلام الٰہی کا اتارنا ۴۔ اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ حضور کا قلب شریف پہاڑ سے زیادہ قوی و مضبوط ہے۔ کہ اللہ کا خوف' اسرار الٰہی سے واقفیت علی وجہ الکمال حاصل ہے پھر اپنے مقام پر قائم ہے۔ تجلی الٰہی کی طور پہاڑ تاب نہ لا سکا۔ مگر حضور نے عین ذات الٰہی کا نظارہ کیا۔ پلک بھی نہ جھپکا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى نیز اس سے کفار کی سخت دلی ظاہر ہے کہ قرآن سن کر بھی عاجزی نہیں کرتے ۵۔ اور خیال کریں کہ جب ہم اشرف المخلوقات ہیں تو چاہیے کہ ہمارے اعمال بھی اشرف و اعلیٰ ہوں۔ ۶۔ یعنی جو چیزیں بندے کے لئے غیب و شہادت ہیں' رب ان سب کو جانتا ہے' ورنہ رب کے لئے کوئی چیز غیب نہیں' ہر معدوم و موجود اس پر ظاہر ہے ان چیزوں کا غیب ہونا ہمارے لحاظ سے ہے خیال رہے کہ غیب اور غائب میں بڑا فرق ہے غیب وہ جو ہر ایک سے ہر طرح پوشیدہ ہو کہ نہ حواس سے معلوم ہو سکے نہ بداہتہً عقل سے' غائب وہ جو کسی سے کسی طرح پوشیدہ ہو ۷۔ ملک و ملکوت کا سچا دائمی حقیقی مالک ظاہری عالم کو ملک کہتے ہیں باطنی و پوشیدہ عالم کو ملکوت جیسے عالم انوار یا عالم امر وغیرہ ۸۔ اپنے فرمانبرداروں کو دنیا میں نفس و شیطان سے امن دینے والا' آخرت میں عذاب دوزخ سے' خیال رہے کہ اللہ بھی مومن ہے۔ حضور بھی مومن اور عام مسلمان بھی مومن' مگر ان مومنوں کے معنی میں بڑا فرق ہے جیسے لفظ مومن کو دیکھ کر ہم رب کو اپنا بھائی نہیں کہہ سکتے' ایسے ہی حضور کو مومن کہہ کر اپنا بھائی کہنا حرام ہے ۹۔ یعنی اپنی بڑائی بندوں پر ظاہر فرمانے والا۔ تکبر بندے کے لئے عیب ہے' رب کا کمال ہے' بندے کا کمال عجز و انکساری ہے' ہاں رب کے شکر کے لئے اس کی نعمتیں ظاہر کرنا تکبر نہیں بلکہ شکر ہے ۱۰۔ بندوں کو ظاہری شکل و صورت بخشنا خلق ہے باطنی اوصاف بخشنا بَرْءٌ یا اندازہ لگانا خلق ہے نیست کو ہست فرمانا بَرْءٌ۔ لہٰذا رب تعالیٰ خالق بھی ہے باری بھی ۱۱۔ ہر مخلوق کو ایسی

اٰیاتہا ۱۳	٦٠ سُوْرَۃُ الْمُمْتَحَنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۱	رکوعاتہا ۲

یہ سورت مدنی ہے اس میں ۲ رکوع ۱۳ آیات ۳۴۸ کلمے اور ۱۵۱۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ

اے ایمان والو[۱] میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ[۲]

اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ

تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے جو تمہارے

مِّنَ الْحَقِّ ۚ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

پاس آیا[۳] گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں[۴] اس پر کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان

رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ ابْتِغَآءَ

لائے[۵] اگر تم نکلے ہو میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا چاہنے کو تو ان سے دوستی

مَرْضَاتِیْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ

نہ کرو[٦] تم انہیں خفیہ پیام محبت کا بھیجتے ہو[۷] اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ

وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۱﴾

اور جو ظاہر کرو[۸] اور تم میں جو ایسا کرے بے شک وہ سیدھی راہ سے بہکا[۹]

اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ

اگر تمہیں پائیں تو تمہارے دشمن ہوں گے[۱۰] اور تمہاری طرف اپنے

اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ؕ ﴿۲﴾

ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ دراز کریں گے اور انکی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ[۱۱]

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚۛ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚۛ

ہرگز کام نہ آئیں گے تمہیں تمہارے رشتے اور نہ تمہاری اولاد[۱۲] قیامت کے دن

السماع والوقف علی القیمۃ ۱۲ معانقۃ ۱۲

(بقیہ صفحہ ۸۷۵) صورت دیتا ہے جو اس کے لائق ہے ۱۲۔ ایک نام ذاتی ہے 'اللہ' باقی نام صفاتی' کل نام ننانوے ہیں بعض روایات کی رو سے ایک ہزار مگر ہر نام بہت اعلیٰ معنی والا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ رب کو معمولی ناموں سے یاد کرنا سخت جرم ہے جیسے پربھو وغیرہ ۱۳۔ حقیقی عزت و غلبہ اور حقیقی حکمت رب کی ہے اس کی عطا سے بعض بندے بھی عزیز و حکیم ہیں رب فرماتا ہے اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ اور فرماتا ہے۔ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

۱۔ (شان نزول) مکہ مکرمہ سے ایک کافرہ عورت سارہ محتاجی سے تنگ آ کر مدینہ منورہ آئی۔ مسلمانوں نے اس کی بہت مدد کی' ایک صحابی حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اسے دس دینار ایک چادر اور ایک خط مکہ والوں کے نام دیا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم پر حملہ آور ہونے والے ہیں فتح مکہ کے لئے تم لوگ اپنا انتظام کر لو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر صحابہ کو دی اور حضرت علی مرتضیٰ و دیگر اصحاب سے فرمایا کہ تم خاخ باغ میں جاؤ وہاں ایک مسافرہ عورت ہے جس کے پاس حاطب ابن بلتعہ کا خط ہے وہ خط اس سے لے آؤ' اسے چھوڑ دو اور اگر عورت انکار کرے تو قتل کر دو۔ ان حضرات نے اس عورت کو اس باغ میں گرفتار کر لیا۔ اس نے اولاً تو انکار کیا پھر قتل کی دھمکی سے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر دیا۔ حضور نے حضرت حاطب کو بلا کر پوچھا کہ حاطب یہ کیا انہوں نے عرض کیا کہ حضور میرے بال بچے مکہ معظمہ میں بالکل بے کس ہیں میرا وہاں کوئی عزیز و اقارب نہیں' میں نے چاہا کہ کفار مکہ پر یہ احسان کر دوں تاکہ اس کے عوض وہ میرے بچوں کی حفاظت کریں کیونکہ ان پر عذاب یقیناً آئے گا۔ میرا خط انہیں بچا نہ سکے گا۔ حضور نے ان کا عذر قبول فرمایا۔ حضرت عمر فاروق نے حاطب کے قتل کی اجازت چاہی مگر حضور نے فرمایا کہ حاطب بدر کے غازیوں میں سے ہیں تب یہ آیت کریمہ اتری' اس سے نبی کریم کا علم غیب ثابت ہوا ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے نیک بندوں کا دشمن اللہ کا دشمن ہے کفار مکہ مسلمانوں کے دشمن تھے مگر رب نے فرمایا میرے دشمن' دوسرے یہ کہ کافروں سے دوستی مطلقاً حرام ہے اگرچہ کافر اپنا باپ یا بیٹا یا بیوی وغیرہ ہو۔ تیسرے یہ کہ کفار کو مسلمانوں کے راز سے خبردار کرنا غداری اور دین و قوم کی بغاوت ہے' چوتھے یہ کہ گناہ سے انسان کافر نہیں ہوتا رب نے انہیں مومن فرمایا ۳۔ حق سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا ہر کام ہر کلام حق ہے اور حق کی طرف سے ہے یا قرآن کریم یا دین اسلام مراد ہے (روح وغیرہ) ۴۔ یعنی کفار تمہیں مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کرتے ہیں' ورنہ کفار نے حضور کو مکہ معظمہ سے نکالنا نہ چاہا تھا شہید کرنا چاہا تھا۔ ۵۔ یعنی وہ تمہارے ایمان کے دشمن ہیں اور تم انہیں مدد دے رہے ہو' کتنی بری بات ہے ایمان کا دشمن جان کے دشمن سے زیادہ خطرناک ہے' انہوں نے تمہیں مکہ سے صرف اس لئے نکالا کہ تم مومن ہو' ورنہ تمہارا کوئی قصور نہ تھا ٦۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں جہاد جب ہی ہو گا' جب مجاہد کا دل مومن کی محبت کافر کی عداوت سے پر ہو اگر مجاہد کے دل میں کافر کی طرف تھوڑا سا میلان بھی ہوا' تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ نہیں ۷۔ یعنی تم کفار کو وہ پیام بھیجتے ہو جس سے انہیں تم سے محبت ہو اور اس محبت سے وہ تمہارے مکہ میں رہ جانے والے بال بچوں کی حفاظت کریں' محبت کے پیام سے یہ ہی مراد ہے کیونکہ حضرت حاطب نے یہ ہی تو کیا تھا ۸۔ یعنی رب تعالیٰ تمہارے دلی میلان اور بدنی اعمال سے خبردار ہے' تم اپنے دل کفار کی محبت سے پاک و صاف رکھو ۹۔

(بقیہ صفحہ ۸۷۶) اس میں حضرت حاطب پر کرم کا عتاب ہے' خیال رہے کہ کافر سے دینی محبت کرنی کفر ہے قومی محبت گمراہی اور شخصی محبت گناہ' لفظ ضل ان سب کو شامل ہے' ہاں کافر اولاد سے غیر اختیاری میلان قلبی جرم نہیں حضرت نوح علیہ السلام کا کنعان کے متعلق عرض کرنا کہ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ یہ اس چوتھی قسم میں داخل تھا لہٰذا حضرت نوح علیہ السلام پر کوئی اعتراض نہیں ۱۰۔ یعنی کفار کی عداوت کا یہ حال کہ تم ان کے ساتھ کتنے ہی اس قسم کے سلوک کرو' لیکن انہیں جب بھی موقع ملے گا۔ تمہاری دشمنی میں کمی نہ کریں گے' جیسے سانپ کہ مالک کا دودھ پی کر زہر پلاتا ہے اور کاٹتا ہے ۱۱۔ یعنی کفار کے ہاتھ تمہیں قتل کرنے میں' ان کی زبانیں تمہیں برا کہنے میں' ان کے دل تمہاری عداوت میں کمی نہیں کرتے' سانپ تمہاری جان کا دشمن ہے کافر تمہارے ایمان کا دشمن لہٰذا کافر سانپ سے زیادہ خطرناک ہے ۱۲۔ یعنی اے مسلمانو! تمہاری کافر اولاد و قرابتدار قیامت میں تمہیں نفع نہ دیں گے جن کی خاطر تم گناہ میں مبتلا ہو جاتے ہو' اس سے وہ کافر اولاد مراد ہے جس کے آباء مومن ہوں مومنوں کی مومن اولاد ضرور کام آئے گی اور شفاعت کرے گی جنت میں ساتھ رہے گی' رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ اور فرماتا ہے اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ غرضیکہ جن سے صرف جانی رشتہ ہے وہ علیحدہ ہو جائیں گے اور جن سے ایمانی رشتہ ہے وہ مل جاویں گے۔ اس لئے قیامت کو حشر بھی کہتے ہیں یعنی جمع کرنے والا دن' اور یوم الفصل بھی کہتے ہیں یعنی جدا کرنے والا روز' دونوں نام درست ہیں۔

۱۔ اس طرح کہ مومن ماں باپ کو جنت میں اور کافر اولاد کو دوزخ میں بھیجے گا اور مومن کو کافر قرابتدار سے بالکل الفت و محبت نہ ہو گی ۲۔ اس میں عام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ کفار سے ایسی نفرت کرو' جیسے ابراہیم علیہ السلام کرتے تھے' خیال رہے کہ مسلمانوں پر تو حضور کی پیروی مطلقاً لازم ہے' دیگر انبیاء کرام کی پیروی خاص اعمال میں ہے' وہ بھی اسوقت جبکہ اللہ و رسول نے حکم دیا ہو لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کیونکہ یہاں خاص صورتوں میں خاص پیروی کا حکم ہے اور وہاں مطلقاً پیروی کا ۳۔ حضرت سارہ و لوط علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے والے حضرات' خیال رہے کہ یہاں ہمراہی سے ایمانی ہمراہی مراد ہے۔ قیامت تک ایمان رکھنے والے مومن انشاء اللہ انبیاء کرام کے ساتھ ہیں ۴۔ یعنی ہم کو تم سے سخت نفرت ہے ہم عقائد اعمال و صورت و سیرت میں تم سے علیحدہ ہیں' کفار سے یہ نفرت رکن ایمانی ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ تقیہ کرنا یا کفر ہے یا حرام' سنت انبیاء یہ ہے کہ اپنا ایمان اپنے قول و فعل سے ظاہر کرے۔ ۶۔ دنیا و آخرت میں ہم تمہارے دشمن ہیں معلوم ہوا کہ کفار سے دشمنی رکھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا مسلمانوں سے محبت رکھنا ضروری ہے ۷۔ اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کے رسولوں' فرشتوں' کتابوں' جنت' دوزخ' حشر نشر وغیرہ تمام ایمانیات پر ایمان لائے' لہٰذا موحد کفار سے بھی دوستی حرام ہے جیسے سکھ یا آریہ ۸۔ یعنی اس مسئلہ میں تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع نہ کرنا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے مشرک باپ یعنی چچا کے لئے دعاءِ مغفرت ایک خاص وجہ سے کی تھی' انہیں امید تھی کہ شاید وہ ایمان لے آئے گا۔ جب پتہ لگا کہ وہ کفر میں سخت ہے تو اس سے آپ علیحدہ ہو گئے لہٰذا ان کی اس دعا کو دوستی کفار کی دلیل نہ بناؤ ۹۔ یعنی میں تیرے لئے صرف دعا مغفرت ہی کر سکتا ہوں' اگر تو کافر رہا تو تجھ سے خدا کا عذاب دفع نہیں کر سکتا' اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام مومنوں گنہگاروں سے بإذن الٰہی عذاب دفع کر سکتے ہیں

يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳ قَدْ كَانَتْ
تمہیں ان سے الگ کر دے گا ۱ اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ بیشک تمہارے
لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا
لئے اچھی پیروی تھی ۲ ابراہیم اور اسکے ساتھ والوں میں ۳ جب انہوں نے
لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں تم سے ۴ اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے
اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ
ہو ۵ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی
اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ
ہمیشہ کے لئے ۶ جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ ۷ مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے
لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ رَبَّنَا
کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا ۸ اور میں اللہ کے سامنے تیرے کسی نفع کا مالک
عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا
نہیں ۹ اے ہمارے رب ہم نے تجھی پر بھروسا کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی
تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ
طرف پھرنا ہے ۱۰ اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال ۱۱ اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ
۱۲ بیشک تو ہی عزت و حکمت والا ہے بے شک تمہارے لئے ان میں اچھی پیروی تھی اسے جو
كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ
اللہ اور پچھلے دن کا امیدوار ہو ۱۳ اور جو منہ پھیرے ۱۴ تو بیشک اللہ ہی
الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۶ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ
بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا قریب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں جو ان میں سے تمہارے

ع ۱

(بقیہ صفحہ ۸۷۷) اور ان کی شفاعت سے عذاب دور ہو گا اسلئے یہاں فرمایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت فاطمہ سے یہ ہی فرمایا تھا۔ اس کا مطلب بھی یہ ہی تھا کہ اگر تم ایمان نہ لائیں تو میں تم سے عذاب الٰہی دفع نہیں کر سکتا۔ لہٰذا یہ آیت مومنوں کے حق میں شفاعت نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی دیکھو خازن ۱۰۔ یہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ والوں کی دعا ہے مسلمانوں کو چاہیے کہ یہ دعا مانگا کریں ۱۱۔ اس طرح کہ کفار کو ہم پر غلبہ نہ دے ورنہ وہ سمجھیں گے کہ اسلام باطل ہے اور کفر حق ہے، ہماری یہ مغلوبیت کفار کے لئے فتنہ بن جائے گی جس سے ان کا کفر اور بھی بڑھ جائے گا ۱۲۔ معلوم ہوا کہ دعا میں بار بار ربنا کہنا اچھا ہے، خیال رہے کہ گنہگار گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور بعض نیک کار نیکی کر کے توبہ کرتے ہیں کہ خدایا تیری بارگاہ کے لائق نیکی نہ ہوئی ۱۳۔ معلوم ہوا کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ بزرگان دین کے راستہ پر ہو، ان کے سے کام کرے وہ حضرات ایمان کی کسوٹی ہیں ۱۴۔ انبیاء کرام کے راستے سے اور کفار سے دوستی کرے تو سمجھ لے کہ ہمارے دین کو اس کی ضرورت نہیں۔

عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷﴾

دشمن ہیں دوستی کر دے ۱ اور اللہ قادر ہے اور بخشنے والا مہربان ہے ۲

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ

اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے

يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ

گھروں سے نہ نکالا ۳ کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو بیشک

اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۸﴾ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ

انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں ۴ اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے

قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا

جو تم سے دین میں لڑے ۵ یا تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا تمہارے

عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

نکالنے پر مدد کی کہ ان سے دوستی کرو ۶ اور جو ان سے دوستی کرے تو وہی

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ

ستم گار ہیں ۷ اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے

مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ

گھر چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو ۸ اللہ انکے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے ۹ پھر اگر

عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ

تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو ۱۰ نہ یہ انہیں

حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ

حلال نہ وہ انہیں حلال ۱۱ اور انکے کافر شوہروں کو دے دو جو ان کا خرچ ہوا ۱۲ اور تم پر کچھ

عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا

گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کر لو ۱۳ جب انکے مہر انہیں دو ۱۴ اور کافرنوں کے

۱۔ (شان نزول) جب اوپر کی آیات نازل ہوئیں تو صحابہ کرام اپنے عزیز و اقارب کفار کی دشمنی میں بہت سخت ہو گئے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ عنقریب یہ کفار ایمان لا کر تمہارے بھائی بن جائیں گے اور اسلام کی زبردست خدمات انجام دیں گے، رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا، اور فتح مکہ میں سارے کفار قریش ایمان لائے، اور ابوسفیان، سہیل ابن عمرو، حکیم ابن حزام سرداران قریش نے دین کی بڑی خدمتیں انجام دیں ۲۔ لہٰذا رب تعالیٰ نے تمہاری یہ مخبری معاف فرما دی، اور آئندہ ان کفار کو بھی معافی دے دیگا، جو اب تک کافر ہیں۔ وہ مسلمان ہو جائیں گے ۳۔ (شان نزول) یہ آیت بنی خزاعہ کے متعلق نازل ہوئی جو کافر تو تھے۔ مگر انہوں نے حضور سے اس شرط پر صلح کر لی تھی کہ ہم نہ آپ سے جنگ کریں گے، نہ جنگ کرنے والے کفار کو مدد دیں گے، مسلمانوں کو ان سے اچھے سلوک کی اجازت دی گئی، یا یہ آیت حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی۔ جب کہ ان کی والدہ قتیلہ بنت عبدالعزی اسماء کے لئے مکہ [illegible] سے تحفے لے کر آئیں۔ حضرت اسماء نے نہ تو ان [illegible] قبول کئے نہ انہیں اپنے گھر میں آنے کی اجازت [illegible] او[illegible] حضور سے اس کے متعلق دریافت کیا، تب یہ آیت [illegible] ہوئی، حضرت اسماء کو قتیلہ کے تحفے قبول کرنے، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی اجازت دی گئی۔ قتیلہ ابوبکر صدیق کی بیوی تھیں، جنہیں آپ نے طلاق دے دی تھی، ان کے شکم سے حضرت اسماء پیدا ہوئیں۔ (روح) ۴۔ خیال رہے کہ محبت اور چیز ہے اچھا برتاؤ کچھ اور محبت تو کسی کافر سے جائز نہیں اچھا برتاؤ بعض کفار سے جائز ہے جیسے ذمی یا مستامن کفار، حق یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں، اب بھی ذمیوں مستامنوں اور جن کفار سے صلح ہو ان سے ایسے اچھے برتاوے کئے جاویں کہ وہ لوگ ہمارے اخلاق کے ذریعہ اسلام کی طرف مائل ہو جاویں خصوصاً جب کہ کفار اپنے ملک کے مسلمانوں سے اچھا سلوک کرتے ہوں (روح وہدایہ وغیرہ) ۵۔ ایسے کفار سے اچھا برتاوا یہ ہی ہے کہ انہیں قتل یا قید کرو، سانپ کے ساتھ اچھا برتاوا یہ ہی ہے کہ اس کا سر کچل دو ۶۔ یہاں دوستی سے مراد اچھا برتاوا ہے نہ کہ دلی محبت رب فرماتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ حربی کفار سے کسی قسم کا سلوک جائز نہیں عذر اور ضرورت کا حکم جدا ہے ۸۔ یعنی جو عورتیں مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے

بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْاؕ ذٰلِكُمْ

نکاح پر جمے نہ رہو ۱ اور مانگ لو جو تمہارا خرچ ہوا اور کافر مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا

حُكْمُ اللّٰهِؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ وَاِنْ فَاتَكُمْ

۲ یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے

شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ

کچھ عورتیں کافروں کی طرف نکل جائیں ۳ پھر تم کافروں کو سزا دو ۴ تو جنکی عورتیں جاتی رہی

ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْاؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ

تھیں غنیمت میں سے انہیں اتنا دے دو جو ان کا خرچ ہوا تھا ۵ اور اللہ سے ڈرو جس پر تمہیں

بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۱ يٰۤاَيُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ

ایمان ہے۔ اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں ۶ اس پر بیعت کرنے

عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ

کو ۷ کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی ۸ اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری

وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ

اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی ۸ اور نہ وہ بہتان لائیں گی ۹ جسے اپنے ہاتھوں اور

اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ

پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں ۱۰ اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کریں گی ۱۱ تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو ۱۲ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۳

اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ

اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے ۱۴ وہ آخرت سے آس توڑ

الْاٰخِرَةِ كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ۝۱۳ ع

بیٹھے ہیں ۱۵ جیسے کافر آس توڑ بیٹھے ۱۶ قبر والوں سے ۱۷

ع ۲ | الصف ۸

(بقیہ صفحہ ۸۷۸) تمہارے پاس آئیں تو تحقیق کرلو کہ واقعی اسلام کی محبت میں آئی ہیں یا اپنے خاوندوں سے ناراض ہو کر ان کے نکاح سے نکلنے کے لئے یا منافقت کے طور پر مسلمانوں کو ایذا دینے کے لئے (شان نزول) یہ آیت حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کی بیوی ام کلثوم بنت عقبہ کے متعلق نازل ہوئی آپ حضرت عثمان غنی کی اخیافی یعنی ماں شریکی بہن تھیں، اروی ان دونوں کی والدہ تھیں (روح) اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اعمال، علم سب کا امتحان لینا بہتر ہے ۹۔ یعنی ان مہاجرہ مومنہ عورتوں کا یہ امتحان تمہارے علم کے لئے ہے نہ کہ رب تعالیٰ کے علم کے لئے وہ تو علیم و خبیر ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ صلح حدیبیہ اس شرط پر ہوئی تھی، کہ جو مرد مکہ معظمہ سے کافر ہو کر مدینہ منورہ جائے اسے مسلمان واپس کر دیں اور جو مومن مدینہ منورہ سے کافر ہو کر مکہ معظمہ پہنچے اسے مشرکین واپس نہ کریں۔ اس صلح میں عورتیں داخل نہ تھیں لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ اس میں عہد شکنی کی اجازت دے دی گئی کیونکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامہ حضرت علی مرتضیٰ نے لکھا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں لَا يَأْتِيكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ الخ۔ رجل مرد کو کہتے ہیں (خزائن) ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان و مشرک کا آپس میں نکاح کسی طرح نہیں ہو سکتا خواہ مرد مومن ہو عورت مشرکہ یا برعکس، دوسرے یہ کہ اگر کافر کی کافرہ بیوی ایمان لا کر ہجرت کر جائے تو اس کافر کے نکاح سے نکل جاوے گی ۱۲۔ یعنی ان مومنہ مہاجرہ عورتوں کو ان کے کافر خاوندوں نے جو مہر دیا تھا، وہ تم انہیں مکہ معظمہ بھیجدو، یہ حکم صرف مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے والی عورتوں سے خاص تھا۔ اب یہ ضروری نہیں کہ مومنہ عورت کے کافر خاوند کو مہر واپس دیا جائے اور یہ حکم بھی اس صورت میں تھا کہ اس کافر خاوند نے اسے مہر دے دیا ہو اور اب مسلمانوں سے اس کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہے اگر نہ دیا تھا یا اب مطالبہ نہیں کرتا تو کچھ نہ دیا جائے گا (خزائن) ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومنہ عورت کافر کے نکاح سے نکل جاتی ہے، دوسرے یہ کہ اس پر عدت واجب نہیں آج ہی ایمان لائی آج ہی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے ہاں اگر حاملہ ہو تو اس سے صحبت نہ کرے (خزائن وغیرہ) ۱۴۔ مہر دینے سے مراد اسے اپنے ذمہ لازم کر لینا ہے، کیونکہ صحبت کے لئے ادائے مہر شرط نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جو مہر ان نو مسلمہ کے خاوند کو واپس کیا گیا وہ اس مہر میں شمار نہ ہو گا۔ اسے اب نیا مہر دینا ہو گا۔

۱۔ یعنی اگر تمہاری بیویاں مرتدہ ہو کر چلی جاویں، یا وہ مکہ معظمہ سے آئیں ہی نہیں تو انہیں طلاق دیدو، اپنی قید نکاح میں نہ رکھو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کے مرتدہ ہو جانے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ یہاں مردوں سے فرمایا کہ انہیں روکے رہو، ان کے نکاح پر جمے نہ رہو یعنی طلاق دے دو ۲۔ یعنی اگر تمہاری بیویاں مرتدہ ہو کر مکہ معظمہ چلی جاویں۔ تو تم انہیں طلاق دے دو۔ اور ان کفار سے اپنا مہر وصول کر لو۔ ۳۔ (شان نزول) گزشتہ آیت نازل ہونے پر مسلمانوں نے نو مسلمہ عورتوں کے مہر ان کے خاوندوں کو بھیج دیئے لیکن کافروں نے مرتدہ عورتوں کے مہر مسلمانوں کو ادا نہ کئے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۴۔ یعنی جن مسلمانوں کی بیویاں مرتدہ ہو کر مکہ معظمہ چلی گئیں اور کفار مکہ نے ان کے مہر واپس نہ کئے تو اب جب کبھی جہاد میں مال غنیمت ہاتھ آئے اس میں ان مسلمانوں کو ان کے مہر دے دو، یہ حکم بھی منسوخ ہو چکا یا صرف ان کے لئے تھا جن سے حدیبیہ میں صلح ہوئی تھی ۵۔ فتح مکہ کے دن جبکہ اولاً مردوں نے حضور سے بیعت کی پھر عورتوں نے

باقی صفحہ ۹...

ا۔ جاندار یا بے جان سمجھ والی یا ناسمجھ کیونکہ ما عام ہے ۲۔ (شان نزول) بعض صحابہ حکم جہاد آنے سے پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر ہم کو خبر ہوتی کہ رب کو کون سا عمل پیارا ہے تو وہ ہی کرتے' اگرچہ اس میں ہمارے جان و مال کام آ جاتے مگر جہاد کا حکم آنے پر کچھ گھبرائے اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۳۔ اس آیت میں بہت سی صورتیں داخل ہیں لوگوں کو اچھی باتیں بتائے مگر خود عمل نہ کرے یعنی بے عمل واعظ لوگوں کو اچھائی بتائے مگر خود برائیاں کرے' جیسے بد عمل واعظ' کسی سے وعدہ کرے وہ پورا نہ کرے یعنی وعدہ خلاف وعدہ کرتے وقت ہی خیال کرے کہ یہ کام کروں گا ہی نہیں۔ صرف زبانی وعدہ کئے لیتا ہوں۔ یعنی دھوکہ باز ان تمام باتوں سے یہاں روکا گیا

اٰیَاتُهَا ۱۴ | ۶۱ سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۹ | رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورہ الصف مدنی ہے اس میں ۲ رکوع ۱۴، آیات ۲۳۱ کلمے اور ۹۰۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۱ اور وہی عزت

الْحَكِيْمُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ②

حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو کیوں کہتے ہو ۲ وہ جو نہیں کرتے ۳

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ

کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو ۴ بے شک اللہ

يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ

دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں ۵ پرا باندھ کر گویا وہ عمارت

مَّرْصُوْصٌ ④ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ

ہیں رانگا پلائی ۶ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے

وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ

ہو ۷ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں ۸ پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے

اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَاِذْ

اللہ نے انکے دل ٹیڑھے کر دیئے ۹ اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نہیں دیتا ۱۰ اور یاد کرو

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

جب عیسیٰ بن مریم نے کہا ۱۱ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول

اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا

ہوں ۱۲ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی

۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جائز وعدہ پورا کرنا ضروری ہے خواہ رب سے کیا گیا ہو' یا شیخ سے یا کسی بندے سے یا بیوی سے' اولیاء اللہ کی نذر پورا کرنا بھی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے' نیز معلوم ہوا کہ عالم واعظ کو باعمل ہونا چاہیے' ناجائز وعدے ہرگز پورے نہ کرے اگر اس پر قسم بھی کھائی ہو تو توڑ دے اور کفارہ ادا کر دے ۵۔ کفار سے جہاد کرتے ہیں محض دین اسلام کو بلند کرنے کے لئے نہ محض غنیمت کے لالچ میں نہ صرف ملک گیری کی ہوس میں یہاں مسلمانوں کا آپس میں لڑنا مراد نہیں یہ جنگ تو حرام ہے ۶۔ مقصود یہ ہے کہ اللہ کو بہادر مجاہد پسند ہیں۔ جو ڈٹ کر کفار کا مقابلہ کریں' پیٹھ نہ دکھائیں' اس زمانہ میں جہاد میں صفیں باندھی جاتی تھیں' اس لئے یہاں صف کا ذکر ہوا۔ اب خندقوں میں بیٹھ کر جہاد ہوتے ہیں' اب یہ ہی رب کو پسند ہے' پسند تو مجاہد کی ادائیں ہیں' جو بھی ہوں' رانگا پلائی ہوئی عمارت سے مراد ہے ایک دوسرے سے مل کر مضبوطی سے ایسا کھڑا ہونا کہ جنبش نہ ہو' تمام مجاہدوں کے دل ایک ہوں' آپس میں اختلاف نہ ہو۔ تمام مجاہدوں کا ثابت قدم رہنا اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا ۷۔ مجھے جھوٹی تہمتیں لگا کر معجزات کا انکار کر کے۔ یہ خطاب بنی اسرائیل سے ہے' جبکہ انہوں نے جبارین کے مقابلہ میں جانے سے انکار کیا' اور آپ کو قسم قسم کے الزام لگائے' مقصد یہ ہے کہ اے محبوب بنی اسرائیل تو اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو بھی دکھ دیتے تھے' اگر آپ کو ایذا دیں تو ان سے کیا بعید ہے ۸۔ اور رسولوں کی اطاعت و تعظیم واجب ہے ۹۔ یعنی جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت نہ کی تو رب نے ان کی توفیق کا راستہ بند فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی مخالفت دل پر مہر لگ جانے کا سبب ہے' اللہ بچائے ۱۰۔ یہاں فاسق سے مراد ازلی بدبخت ہیں' جن کا کفر پر مرنا علم الٰہی میں آ چکا ہے' ایسوں کو ہدایت کیسے ملے' اس کی بحث بار بار ہو چکی۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے' ورنہ ان کو ماں کی طرف نسبت نہ کیا جاتا رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی ہیں ہمارے حضور سارے عالم کے رسول یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے کیونکہ آپ نے بنی اسرائیل کو اپنی قوم نہ فرمایا کہ قوم باپ کی طرف سے ہوتی ہے۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے صرف آپ کی بشارت دی' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سواء حضور کے اور کوئی نبی نہ آیا' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا نام پہلے ہی مشہور ہو چکا تھا ۲۔ خیال رہے کہ حضور کی ولادت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو ستر برس بعد ہوئی' آپ نے حضور کو احمد اس لئے فرمایا کہ قیامت میں لواء الحمد حضور کے ہاتھ ہو گا' عالم ارواح میں حضور احمد کے نام سے مشہور تھے' عالم اجسام میں محمد کے نام سے معروف ہوئے حضور احد سے امکان کی میم کی وجہ سے ممتاز ہوئے (روح) خیال رہے کہ ساری حمدیں اللہ کے لئے ہیں اس کے باوجود حضور محمد ہیں اور اللہ تعالیٰ محمود' کیونکہ رب تعالیٰ عالم کا محمود ہے' حضور رب کے محمد ہیں۔ رب کی حمد زیادہ ہے ۳۔ یعنی عیسائی بڑے ظالم ہیں کہ انہیں حضور اسلام کی طرف بلاتے ہیں اور وہ اللہ کے لئے بیوی بچے بتا رہے ہیں' اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں ۴۔ یعنی کافروں کو نیک اعمال کی ہدایت نہیں دیتا' کیونکہ نیک اعمال کے لئے ایمان شرط ہے جیسے نماز کے لئے وضو یا جو کافر ازلی ہو اسے ایمان کی ہدایت نہیں دیتا۔ یا قیامت کے دن کفار کو راہ جنت کی ہدایت نہ دے گا۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ بہت ظالم ایمان قبول کر لیتے ہیں انہیں ہدایت مل جاتی ہے ۵۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام کی تبلیغ میں ناکام کر دیں' معلوم ہوا کہ حضور اللہ کا نور ہیں اس لئے آگے حضور کا ذکر آ رہا ہے' گویا اگلی آیت اس آیت کی تفسیر ہے' ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں فرمایا کہ ان آیات میں نور اللہ سے مراد حضور ہیں ۶۔ معلوم ہوا کہ جس کے دل میں حضور سے کراہت ہو وہ کافر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا دین' حضور کا نام چمکتا رہے گا' دشمن کتنی ہی دشمنی کریں۔ آج بھی اس کا نظارہ ہو رہا ہے ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور اللہ کا نور ہیں' کسی کے بجھائے بجھ نہیں سکتے۔ دیکھو' چاند سورج وغیرہ اللہ نے روشن کئے ہیں انہیں کوئی بجھا نہیں سکتا' دوسرے یہ کہ حضور معرفت الٰہی کا بڑا ذریعہ ہیں اگر رب کو پہچاننا ہے تو یوں پہچانو کہ رب وہ ہے جس نے ایسی شان والے رسول کو بھیجا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اللہ کی وہ مصنوع ہیں کہ دست قدرت کو بھی ان پر ناز ہے اس لئے فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِىْٓ اللہ ایسی شان والا ہے جس نے اپنے ایسے رسول کو بھیجا' یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اور دین حق حضور کے ساتھ لازم و ملزوم ہے کہ نہ حضور کے سوا کسی سے مل سکے اور نہ کسی وقت حضور سے جدا ہو سکے' حضور نبوت سے پہلے بھی ایک آن کے لئے ہدایت سے علیحدہ نہ ہوئے ب اتفاق کی ہے ۸۔ اسلام اب بھی غالب ہے اور قیامت تک غالب رہے گا۔ انشاء اللہ' اگرچہ کسی جگہ کسی وقت مسلمان مغلوب ہو جاویں' قرآن' توریت و انجیل اور تمام دینی کتابوں پر غالب ہے۔ حضور کا چرچا تمام دینی پیشواؤں کے چرچا پر غالب ہے' حضور کی عزت تمام دینی پیشواؤں کی عزت پر غالب ہے۔ حضور کی مسجدیں تمام کلیساؤں۔ مندروں وغیرہا پر غالب ہیں۔ حضور کے شرعی احکام تمام دینوں کے احکام پر غالب ہیں' اللہ انہیں دائم قائم رکھے' اس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے ۹۔ (شان نزول) مومنوں نے کہا تھا کہ اگر ہم جانتے کہ رب کو کونسا عمل پسند ہے تو وہ ہی کرتے' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' جس میں ایسی تجارت کی طرف رہبری کی گئی' جس میں گھاٹے اور خسارہ کا احتمال نہیں' نفع ہی نفع ہے اللہ نصیب کرے ۱۰۔ چونکہ اس وقت جہاد کی سخت ضرورت تھی اس لئے ایمان کے بعد جہاد کا ذکر فرمایا' ورنہ ایمان کے بعد نماز کا درجہ ہے ۱۱۔ کہ یہ نیک اعمال رب سے تجارت ہیں' جیسے مالی تجارتوں میں نفع کی امید ہوتی ہے' ایسے ہی

بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے انکا نام احمد ہے ۱ پھر جب احمد انکے پاس

بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۶ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی

روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے ۲ اور اس سے بڑھ کر ظالم

عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُوَ یُدْعٰۤی اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی

کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو ۳ اور ظالم لوگوں کو

الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۷ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ

اللہ راہ نہیں دیتا ۴ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں ۵

وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ

اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر ۶ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو

رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ

ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ۷ کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ۸

وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ

پڑے برا مانیں مشرک۔ اے ایمان والو کیا میں بتا دوں وہ تجارت

عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ

جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے ۹ ایمان رکھو اللہ

رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ

اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو ۱۰

ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو ۱۱ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا ۱۲

وَ یُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ

اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور پاکیزہ محلوں میں

طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ وَاُخْرٰى

جو بسنے کے باغوں میں ہیں یہی بڑی کامیابی ہے [۱] اور ایک نعمت تمہیں اور دے گا [۲]

تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح [۳] اور اے محبوب مسلمانوں کو خوشی سنا دو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى

اے ایمان والو دین خدا کے مددگار ہو [۴] جیسے عیسیٰ

ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ

بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں [۵] حواری بولے [۶]

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ

ہم دین خدا کے مددگار ہیں [۷] تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ

بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ایمان لایا اور ایک گروہ نے کفر کیا تو ہم نے ایمان والوں کو

عَلٰي عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

ان کے دشمنوں پر مدد دی تو غالب ہو گئے [۸]

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۱ رُكُوْعُهَا ۲

سورۃ جمعہ مدنیہ ہے۔ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا اس میں ۲ رکوع ۱۱ آیات

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے [۹] بادشاہ کمال

الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ

پاکی والا [۱۰] عزت والا حکمت والا وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

ایک رسول بھیجا [۱۱] کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں [۱۲] اور انہیں پاک کرتے ہیں [۱۳] اور انہیں

(بقیہ صفحہ ۸۸۱) ان اعمال میں بڑے نفع کی قوی امید ہے انشاء اللہ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجاہد کے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ حقوق العباد بھی کہ رب تعالیٰ اس کے حق والے کو جنت دے کر راضی کردے گا۔ اور حق معاف کرا دے گا۔

۱۔ یعنی بڑی کامیابی یہ ہے کہ تم دنیا میں نیکیاں کر کے جنت اور وہاں کی نعمتوں کے مستحق ہو جاؤ' یہاں امیر یا وزیر بن جانا بڑی کامیابی نہیں' دیکھو یزید کے مقابل امام حسین رضی اللہ عنہ کامیاب ہوئے اور فرعون کے مقابل موسیٰ علیہ السلام' نمرود کے مقابل ابراہیم علیہ السلام کامیاب رہے رب فرماتا ہے قد افلح من تزکی ۲۔ دنیا میں ہی علاوہ اخروی نعمتوں کے اگرچہ یہ نعمت اس سے پہلے ہے لیکن چونکہ وہ نعمتیں زیادہ شاندار ہیں اس لئے ان کا ذکر پہلے فرمایا ۳۔ اس میں اشارۃً صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافتوں کا ذکر ہے کیونکہ اس فتح سے مراد فارس و روم کی فتح بھی ہے اور یہ فتوحات عہد فاروقی و عثانی میں زیادہ تر ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ وہ خلافتیں برحق ہیں' ان کی فتوحات رب کو پیاری ہیں جن کی بشارت دی جا رہی ہے ۴۔ اس طرح کہ حضور کی حیات شریف میں حضور کے ساتھ جہاد کرو۔ اور حضور کے بعد خلفاء راشدین کے ساتھ رہو۔ دین پھیلاؤ ایسے ہی قیامت تک مجاہد رہو ۵۔ معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سنت انبیاء ہے' یہ شرک نہیں اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے خلاف نہیں ۶۔ عیسیٰ علیہ السلام کے مخلصین کو حواری کہا جاتا ہے' یہ بارہ حضرات تھے جو آپ پر اولاً ایمان لائے' ان میں سے بعض کپڑے صاف کرنے والے تھے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیسائیوں کو نصاریٰ اس واسطے بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے مورثوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ. جیسے کہ ہمارے حضور کے مددگار صحابہ کا نام انصار ہوا' اگر غیر خدا سے مدد لینا حرام ہوتا۔ تو یہ دونوں نام شرک ہو جاتے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کی مدد کرنا در پردہ اللہ کے دین کی مدد کرنا ہے' کیونکہ حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی تھی۔ مگر فرمایا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں ۸۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عیسائیوں کے تین گروہ ہو گئے' ایک نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں' دوسرے نے کہا خدا کے بیٹے ہیں' تیسرے نے کہا کہ آپ اللہ کے بندے اللہ کے رسول ہیں پہلے دونوں فرقے کافر ہو گئے۔ تیسرا فرقہ مومن رہا۔ ہم نے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر اس تیسرے فرقہ کی مدد کی' جن کی برکت سے یہ تیسرا فرقہ غالب ہوا۔ (خزائن و روح) ۹۔ زبان حال سے یا زبان قال سے' دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں لیکن ان کی تسبیح کی تاثیروں میں فرق ہے ۱۰۔ قدوس وہ جو ہر عیب سے ایسا پاک ہو کہ کوئی عیب اس کی بارگاہ تک نہ پہنچ سکے' اس کا جھوٹ موٹ بالذات ناممکن ہو ۱۱۔ یعنی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم' اس لئے حضور کو امی کہتے ہیں' یعنی بے پڑھی جماعت میں بھیجے ہوئے رسول یا ام القریٰ مکہ میں ظاہر ہونے والے یا شاندار ماں کے نور نظر جس ماں کی طرح آج تک کوئی ماں نہ ہوئی۔ یا خود ماں کے شکم سے عالم و عارف رسول ۱۲۔ تاکہ لوگوں کو قرآن پڑھنا آ جائے اس لئے علیہم فرمایا' حضور قرآن پڑھتے ہیں ہمیں سکھانے کو ۱۳۔ معلوم ہوا کہ دل کی پاکی حضور کی نگاہ کرم سے ملتی ہے' ایمان و اعمال پاکی کے اسباب ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث آسان نہیں کہ ہر کوئی محض اپنی عقل سے سمجھ لے ورنہ ان کی تعلیم کے لئے حضور نہ بھیجے جاتے۔

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ

کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں ۱ اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی

مُّبِيْنٍ ۝٢ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

میں تھے ۲ اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں ۳ جو ان اگلوں سے نہ ملے ۴

الْحَكِيْمُ ۝٣ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو

اور وہی عزت و حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے ۵ اور اللہ بڑے

الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝٤ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ

فضل والا ہے اِنکی مثال جن پر توریت رکھی گئی تھی ۶ پھر انہوں

لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ

نے اسکی حکم برداری نہ کی ۷ گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے ۸ کیا ہی بری مثال

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں ۹ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں

الظّٰلِمِيْنَ ۝٥ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ

دیتا ۱۰ تم فرماؤ اے یہودیو اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے

اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ

دوست ہو اور لوگ نہیں ۱۱ تو مرنے کی آرزو کرو ۱۲ اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٦ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ

تم سچے ہو ۱۳ اور وہ کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے ان کوتکوں کے سبب

اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٧ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ

جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں ۱۴ اور اللہ ظالموں کو جانتا ہے ۱۵ تم فرماؤ وہ موت جس سے

الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ

تم بھاگتے ہو وہ تو ضرور تمہیں ملنی ہے ۱۶ پھر اسکی طرف پھیرے جاؤ گے

ا۔ کتاب سے مراد قرآن شریف ہے حکمت سے مراد حدیث پاک' معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے حدیث کی بھی ضرورت ہے' نیز قرآن کو صرف اپنی عقل سے نہ سمجھو بلکہ حضور کی تعلیم سے سمجھو' ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے' رب فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ٢۔ یعنی عام اہل عرب گمراہ تھے اگرچہ ان میں بعض ہدایت پر بھی تھے جیسے ورقہ ابن نوفل اور زید ابن نفیل اور قیس ابن ساعدہ' یا جیسے حضور کے سارے آباؤ اجداد کہ ان میں کوئی مشرک نہ ہوا۔ سب مومن موحد تھے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور دنیا میں کسی کے شاگرد نہیں کیونکہ آپ کی تشریف آوری کے وقت عام لوگ جاہل تھے ٣۔ یعنی حضور کا فیض صرف صحابہ پر موقوف نہیں بلکہ تاقیامت رہے گا' لوگ ان کی نگاہ کرم سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔ اور ہوتے رہیں گے نہ نبوت کا سورج غروب ہو گا نہ اسے گرہن لگے گا نہ اس پر بادل آئے گا ٤۔ اس طرح کہ وہ لوگ صحابہ کے بعد ہوں گے یا صحابہ کے درجہ تک پہنچ نہ سکے' معلوم ہوا کہ کوئی غیر صحابی مومن خواہ کتنا ہی بڑا ولی ہو صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتا' کیونکہ وہ فیض یافتہ صحبت نہیں' سبحان اللہ قرآن دیکھنے والا قاری' کعبہ دیکھنے والا حاجی مگر حضور کا رخ انور دیکھنے والا (سر کی آنکھوں اور ایمان سے) صحابی ہے اس لئے قیامت تک غوث قطب حاجی قاری ہوں گے مگر صحابی نہ ہوں گے۔ خواب میں حضور کو دیکھنے سے صحابی نہیں ہو سکتا اور علیٰ ھذاالقیاس خواب میں خدا تعالیٰ یا عالم ملکوت دیکھنے کا نام معراج نہیں' معراج صرف نبی سے خاص ہے اور نبی خدا سے خاص' بعض بزرگوں نے جو خدا کو دیکھا' یا جنت وغیرہ دیکھے تو وہ نبی نہیں ہو سکتے' نہ ان کا دیکھنا معراج کہا جا سکتا ہے ٥۔ ہدایت و ایمان' یا صحابیت اللہ کے فضل سے نصیب ہوتی ہے' یا خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا فضل عظیم ہیں' ان کی غلامی نصیب والوں کو نصیب ہوتی ہے۔ شعر:۔ بریں نازم کہ ہستم امت تو۔ گنہگارم ولیکن خوش نصیبم (جامی) ٦۔ یعنی یہود جنہیں توریت شریف کے احکام کا مکلف کیا گیا۔ علماء یہود جنہیں توریت شریف کا علم دیا گیا ٧۔ اس طرح کہ توریت پر عمل نہ کیا۔ یا اس طرح کہ علماء یہود نے حضور کی وہ نعت شریف چھپا دی جو توریت میں مذکور تھی ٨۔ جیسے کتابیں اٹھانے والا گدھا۔ صرف بوجھ اٹھاتا ہے' کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ ایسے ہی یہ بے عمل علماء یہود توریت کے الفاظ یاد کر لیتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے' یہ ہی حال آج کے بے دین عالموں کا ہے یا بے ایمان واعظوں کا ٩۔ یعنی یہ مثالیں بے ایمان عالموں کی ہیں' نہ کہ بے علم مسلمانوں کی' اس آیت کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا نرا ظلم ہے ١٠۔ یعنی کافر کو نیک اعمال کی راہ نہیں دیتا۔ ایمان پہلے' بعد میں اعمال۔ ١١۔ (شان نزول) یہود کہتے تھے کہ ہم اللہ کے پیارے اس کے دوست ہیں کیونکہ نبیوں کی اولاد ہیں تم خواہ کتنے ہی نیک اعمال کرو' ہمارے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے' ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی ١٢۔ معلوم ہوا کہ دیدار یار کے لئے موت کی تمنا جائز ہے' حدیث شریف میں ہے کہ دنیاوی مصیبت سے تنگ آ کر موت کی تمنا نہ کرو' لہٰذا حدیث اور قرآن میں کوئی تعارض نہیں ١٣۔ اپنے اس دعویٰ میں کہ تم اللہ کے پیارے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ کیونکہ موت رب سے ملنے کا ذریعہ ہے ١٤۔ چنانچہ آج تک دیکھا جاتا ہے کہ یہود اور ہندو موت سے بہت ڈرتے ہیں' جہاں وباء پھیلے تو بیماروں کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں' ان کے اس ڈر سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنے عذاب کا یقین ہے' خیال رہے کہ بعض مومنوں کو موت کی ہیبت ہوتی ہے یہ دوسری چیز ہے ١٥۔ ظالم سے مراد کافر ہے یعنی ہم کافر کو خوب جانتے ہیں اسے سخت سزا

(بقیہ صفحہ ۸۸۳) دیں گے اور اگرچہ کفر و ایمان دلی حالت کا نام ہے مگر ان کی علامات مقرر فرما دی ہیں جن سے مومن و کافر پہچانے جا سکتے ہیں ۱۶۔ لہذا موت سے بچنے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ اسی کی تیاری کرو

ا۔ تمہارے نامہ اعمال دکھا کر فرشتوں کی' بلکہ اعضاء کی گواہی دلوا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے کام رب کے کام ہیں کہ قیامت میں فرشتے کفار کو ان کے اعمال پر مطلع کریں گے مگر رب نے فرمایا کہ ہم کریں گے ۲۔ یعنی جمعہ کی پہلی اذان' خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں نماز جمعہ کی صرف

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يَا أَيُّهَا

جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم نے کیا تھا۱ اے ایمان

الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

والو جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو

فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ

تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا

بہتر ہے اگر تم جانو پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں

فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا

اس امید پر کہ فلاح پاؤ اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف

إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ

چل دیئے اور تمہیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے

وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝

اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کا رزق سب سے اچھا

سُورَةُ الْمُنَافِقُونَ مَدَنِيَّةٌ | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ | آيَاتُهَا ١١ رُكُوعَاتُهَا ٢

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ

اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور

ایک اذان ہوتی تھی بوقت خطبہ عہد صدیقی و فاروقی میں یہ ہی رہی' زمانہ عثمانی میں ایک اور اذان بڑھائی گئی یعنی اذان اول' صحیح یہ ہے کہ اس پہلی اذان سے تجارت وغیرہ حرام اور تیاری جمعہ واجب ہو جاتی ہے ۳۔ جمعہ کے دن کا نام عربی میں عروبہ تھا کعب ابن لوی نے اس کا نام جمعہ رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول دو شنبہ کے دن مدینہ منورہ پہنچے مکہ ہجرت کر کے' جمعرات تک قبا میں قیام فرمایا' جمعہ کے دن شہر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے' راستہ میں بنی سالم ابن عوف کی بطن وادی میں نماز جمعہ کا وقت ہو گیا' وہاں ہی نماز جمعہ ادا فرمائی' یہ پہلی نماز جمعہ ادا ہوئی وہاں اب مسجد ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے مسجد میں آ جانا چاہیے' اور خطبہ سننا چاہیے کیونکہ رب نے اذان کے ساتھ نماز کا ذکر فرمایا۔ اور سعی کے لئے ذکر اللہ یعنی خطبہ کا ذکر فرمایا۔ خطبہ نہ سننا سخت محرومی ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے لئے شہر شرط ہے ۶۔ بہتری سے مراد لغوی بہتری ہے یعنی دنیاوی کاروبار سے نماز جمعہ اور خطبہ وغیرہ بہتر ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حاضری واجب نہ ہو' صرف مستحب ہو ۷۔ معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز پڑھ چکنے کے بعد ظہر نہ پڑھے کیونکہ رب نے بعد نماز جمعہ پھیل جانے کا حکم دیا' جس پر نماز جمعہ فرض ہے اس پر ظہر فرض نہیں ورنہ چھ نمازیں فرض ہوں گی' بعض لوگ بعد نماز جمعہ ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں نفل سمجھ کر' نفل کی طرح ادا کرتے ہیں اس میں حرج نہیں ۸۔ یعنی بعد نماز جمعہ تمہیں دنیاوی کاروبار کی اجازت ہے۔ یہ امر اباحت کے لئے ہے وجوب کے لئے نہیں' خیال رہے کہ جمعہ کی نماز مرد آزاد' بالغ' عاقل تندرست شہری پر فرض ہے' اندھے' لنگڑے' دیہاتی' غلام' عورت' بچہ' دیوانہ' مسافر پر فرض نہیں ۹۔ یعنی نماز کے علاوہ بھی ہر حال میں رب کو یاد کیا کرو۔ ذکر اللہ تمہارا مشغلہ ہونا چاہیے ۱۰۔ (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ تجارتی قافلہ مدینہ پہنچا' دستور کے مطابق طبل سے اس کی آمد کا اعلان کیا گیا۔ تنگی و گرانی کا زمانہ تھا' حاضرین مسجد نے خیال کیا کہ اگر ہم دیر میں پہنچے تو سب مال فروخت ہو جائے گا ہم کو نہ مل سکے گا' اس خیال سے سب لوگ اٹھ گئے صرف بارہ آدمی رہ گئے' اس وقت یہ آیت اتری ۱۱۔ معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ بلکہ ہر خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا سنت ہے' خطبہ جمعہ کے درمیان بیٹھنا بھی سنت ہے ۱۲۔ یعنی نماز کا ثواب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی سعادت وغیرہ ۱۳۔ خیال رہے کہ جو چیز رب کے ذکر سے غافل کرے وہ لہو ہے یہاں اس طبل کو لہو فرمایا گیا جو آمد قافلہ کی اطلاع کے لئے بجایا گیا تھا ۱۴۔ یہاں رزق حاصل ہونے کے اسباب کو رازق فرمایا گیا اس لئے رازقین بصیغہ جمع ارشاد ہوا' لہذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۵۔ معلوم ہوا کہ نفاق سے حضور کی بارگاہ میں آنا گناہ ہے کہ رب تعالیٰ نے منافقوں کی یہ حاضری ان

(بقیہ صفحہ ۸۸۴) کے عیوب میں شمار فرمائی جیسے کفار کا حضور کے چہرۂ انور کو دیکھنا گناہ ہے' ایمان کے ساتھ اس بارگاہ میں حاضری' انہیں دیکھنا بہترین عبادت ہے جو مومن کو صحابی بنا دیتی ہے' عمل ایک ہے مگر نیت کے اختلاف سے احکام مختلف ہیں ۱۶۔ یعنی ہم دل سے مانتے جانتے ہیں ۱۷۔ یعنی جو بات ان کے منہ سے نکلی ہے وہ بالکل درست ہے۔

لَكٰذِبُوْنَ ۝۱ اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ

جھوٹے ہیں ۱ اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرا لیا ۲ تو اللہ کی راہ سے

اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ

روکا ۳ بے شک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں ۴ یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے

كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ۝۳ وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ

پھر دل سے کافر ہوئے ۵ تو ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے ۶ اور جب تو

تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ

انہیں دیکھے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات غور سے سنے ۷ گویا

خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ ؕ

وہ کڑیاں ہیں دیوار سے ٹکائی ہوئی ۸ ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں ۹

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۝۴

وہ دشمن ہیں ۱۰ تو ان سے بچتے رہو ۱۱ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں ۱۲

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر

رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵

گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں ۱۳

سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ

ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو ۱۴ اللہ

یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۶

انہیں ہرگز نہ بخشے گا ۱۵ بے شک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا ۱۶

هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ

وہی ہیں جو کہتے ہیں ۱۷ کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول کے پاس

ا۔ یعنی وہ خود اپنے کو اس قول میں جھوٹا سمجھتے ہیں' یا ان کا اپنے اس قول کو گواہی بتانا جھوٹ ہے' گواہی وہ ہے جو دل سے دی جائے یہ لوگ صرف زبان سے کہہ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بارگاہ نبوی ایسی نازک ہے کہ کبھی انسان بات سچی کہتا ہے مگر جھوٹا ہوتا ہے' وہاں صرف زبان نہیں دیکھی جاتی۔ دل کی گہرائیوں پر نظر ہے' وہاں زبان سے شیخی مارنے کی ضرورت ہی نہیں' رب فرماتا ہے۔ فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ ۲۔ معلوم ہوا کہ زیادہ قسمیں کھا کر اپنے مومن ہونے کا ثبوت دینا منافقوں کا کام ہے مومن کو اس کی ضرورت نہیں' اسے لوگ بغیر قسم کے ہی مسلمان جانتے مانتے ہیں۔ آج بھی بعض لوگ منبروں پر کھڑے ہو کر قرآن اٹھاتے ہیں کہ ہم وہابی نہیں پختہ سنی ہیں' اس کی اصل یہ ہی منافقوں کا عمل ہے ۳۔ یعنی یہ منافق زبان سے تو یوں کہتے ہیں مگر ان کا عمل یہ ہے کہ لوگوں کو ایمان لانے یا ایمان پر قائم رہنے سے روکتے ہیں ان کے دل میں طرح طرح کے شبہات ڈالتے ہیں ۴۔ یعنی ان منافقوں کا نفاق سے آپ کی بارگاہ میں آنا' دھوکہ دینے کو ایمان ظاہر کرنا' لوگوں کو ایمان سے روکنا سب ہی برا ہے ۵۔ اور ان کے دل کا کفر لوگوں پر ظاہر ہو گیا' یہاں ظہور کفر مراد ہے ورنہ منافق کلمہ پڑھتے وقت بھی دل میں کافر تھے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۶۔ یعنی منافقوں کو ان کی حرکتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے' اب ان کے دلوں میں ایمان کیسے داخل ہو' لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ جب ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ بے قصور ہیں ۷۔ یعنی اے مسلمان یہ منافق صورت کے ایسے پاکیزہ اور زبان کے ایسے تیز ہیں' کہ تو انہیں دیکھ کر ان کی باتیں سن کر ان پر فریفتہ ہو جاوے' عبداللہ ابن ابی' اور اس کے ساتھیوں کی ظاہری شکلیں خوب اور زبانیں نہایت تیز تھیں' اب بھی دیکھا جا رہا ہے کہ جھوٹے لوگ تیز طرار بہت ہوتے ہیں ۸۔ جیسے لکڑی کی خوبصورت کڑیاں' دیکھنے میں اچھی ہیں مگر بے جان و بے شعور ہیں' ایسے ہی یہ لوگ ظاہری صورت و زبان میں اچھے مگر ایمان سے خالی' اور کڑی کی طرح دوسروں کے سہارے سے قائم ہیں ۹۔ کہ اگر کوئی مسلمان کوئی اعلان کرے تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ شاید ہماری منافقت کا اعلان ہو رہا ہے' شاید ہمارے متعلق کوئی آیت نازل ہو گئی' غرضیکہ ان کے دل دھڑکتے رہتے ہیں مَا اَنَا بِكَذَّابٍ ۱۰۔ کہ زبانی دوست ہیں اور دلی دشمن' تمہاری خبریں کفار تک پہنچاتے رہتے ہیں' یہ لوگ کفار کے جاسوس' دین و قوم کے غدار ہیں ۱۱۔ اور ان کی چرب زبانی' کلمہ گوئی' قرآن خوانی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ ہر چمک دار چیز سونا نہیں' آج کل ہر بے دین قرآن لئے پھر رہا ہے ۱۲۔ عرب شریف میں یہ کلمہ اظہار غضب کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس کا مقصد بددعا نہیں اللہ تعالیٰ دعا و بددعا کرنے سے پاک ہے۔ ۱۳۔ (شان نزول) غزوہ مریسیع میں جہجاہ غفاری اور سنان ابن وبر جہنی آپس میں لڑ پڑے' سنان عبداللہ ابن ابی منافق کا حلیف تھا' جہجاہ نے مہاجرین کو اپنی مدد کے لئے پکارا' اور سنان نے انصار کو' ابن ابی منافق نے اس موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مومنین کی شان میں بہت گستاخانہ

(بقیہ صفحہ ۸۸۵) بکواس کی اور اپنی قوم سے بولا کہ اگر تم لوگ ان مہاجرین کو اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ لوگ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں' اب تم انہیں کچھ نہ دینا اور بولا کہ مدینہ پہنچ کر ہم عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے' حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ اس کی بکواس سے بیتاب ہو گئے اور فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے۔ حضور کے سر پر تو معراج کا تاج ہے۔ ابن ابی بولا کہ میں تو ہنسی دل لگی کر رہا تھا۔ حضرت زید نے یہ خبر حضور کی خدمت میں پہنچائی' حضور نے ابن ابی کو بلا کر دریافت کیا تو وہ جھوٹی قسم کھا گیا اس کے ساتھی بولے کہ ابن ابی سچا ہے' زید ابن ارقم کو دھوکا ہو گیا ہو گا اس موقعہ پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں ابن ارقم کی تصدیق کی گئی اور ابن ابی کی تکذیب فرمائی گئی ۱۴۔ یہ ارشاد اسی وقت تھا جب منافقوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا ممنوع نہ تھا پھر اس سے منع فرما دیا گیا لہٰذا اب منافقوں کافروں کے لئے مغفرت کی دعا کرنا منع ہے ۱۵۔ یہاں ان کے لئے دعا کرنا نہ کرنا ان پر یکساں ہے کہ انہیں اس سے کچھ نفع نہیں' مگر تمہارے لئے یکساں نہیں تمہیں دعا کرنے کا ثواب ملے گا بعض علماء نے فرمایا کہ مشرک کے لئے دعاء مغفرت کرنا حرام ہے مگر منافق کے لئے نہیں کیونکہ ان پر کچھ اسلامی احکام جاری ہیں۔ خیال رہے کہ حضور کی یہ دعا قبول نہ ہونا حضور کی انتہائی تعظیم ہے مطلب یہ ہے کہ جو مردود اپنے کو آپ سے بے نیاز جانے اور آپ اپنی رحمت سے اس کے لئے دعا کریں ہم نہ بخشیں گے' ہم تو صرف اسے بخشیں گے جو آپ کا نیاز مند ہو' خیال رہے کہ دعا کرانا اور ہے دعا لینا کچھ اور' صحابہ کرام حضور کی دعا لیتے تھے اور منافق کبھی کبھی ریا کاری سے حضور سے دعا کراتے تھے۔ ۱۶۔ یہاں فاسق سے مراد منافق ہے یعنی جس بے ادب کے دل میں آپ کا ادب و احترام نہ ہو اسے کبھی ہدایت نصیب نہ ہو گی ۱۷۔ یعنی اے محبوب میں انہیں بخشوں کیسے' یہ تو آپ کے صحابہ کے دشمن ہیں اور لوگوں کو ان کی خدمتیں کرنے سے روکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کا دشمن کبھی نہ بخشا جائے گا' صحابہ کی خدمت ایمان کی سند ہے۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ۭ وَلِلّٰهِ خَزَاۗىِٕنُ السَّمٰوٰتِ

ہیں یہاں تک کہ پریشان ہو جائیں لے اور اللہ ہی کے لئے ہیں آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۷﴾ يَقُوْلُوْنَ

زمین کے خزانے مگر منافقوں کو سمجھ نہیں کہتے ہیں ہم

لَىِٕنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ

مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ

خبر نہیں اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی

وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ

چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ

نقصان میں ہیں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل

اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ

اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت

اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰﴾

تک کیوں نہ مہلت دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَاۗءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ

اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آجائے اور اللہ کو تمہارے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱﴾

کاموں کی خبر ہے۔

۱۔ اور غریبی سے تنگ آ کر حضور سے جدا ہو جاویں' آپ کا ساتھ چھوڑ دیں ۲۔ وہ آپ کے غلاموں کو غنی کر دے گا' رب نے یہ وعدہ ایسا پورا فرمایا کہ سبحان اللہ' صحابہ کرام کو مالا مال کر دیا ۳۔ منافقوں کو ابھی تک صحابہ کرام کی پختگی ایمان کا حال معلوم نہیں کہ وہ کسی طرح بھی حضور کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے اور ان کا رزق بندوں پر نہیں رب پر ہے وہ رب پر متوکل ہیں ۴۔ غزوہ مریسیع سے واپس ہو کر جب مدینہ منورہ پہنچیں گے تو ۵۔ ان بد نصیبوں نے اپنی جماعت کو عزت والا کہا اور مسلمانوں کو ذلیل سمجھا ۶۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ہر مومن عزت والا ہے کسی مسلم قوم کو ذلیل جاننا یا اسے کمین کہنا حرام ہے دوسرے یہ کہ مومن کی عزت ایمان و نیک اعمال سے ہے' روپیہ پیسہ سے نہیں۔ تیسرے یہ کہ مومن کی عزت دائمی ہے فانی نہیں اس لئے مومن کی نعش اور قبر کی بھی عزت ہے' چوتھے یہ کہ جو مومن کو ذلیل سمجھے وہ اللہ کے نزدیک ذلیل ہے' غریب مسکین مومن عزت والا ہے مالدار کافر کتے سے بدتر ہے ۷۔ چنانچہ اس واقعہ کے چند روز بعد ابن ابی منافق نہایت ذلت سے مر گیا اور آج تک اس پر لعنت ہو رہی ہے' ان کے دروازے کا نکالا ہوا مرے بعد بھی چین نہیں پاتا ۸۔ شریعت میں ذکر فرض سے مراد نماز پنج گانہ ہے اور طریقت میں مطلقاً ذکر جیسے نماز پنج گانہ' تلاوت' قرآن شریف' درود شریف وغیرہ' یعنی بال بچوں میں مشغول ہو کر ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو جاؤ معلوم ہوا کہ نہ تو بال بچوں کو چھوڑو نہ اللہ کا ذکر' دست بکار' دل بیار رہے

آیاتہا ۱۸ | ۶۴ سُوْرَۃُ التَّغَابُنِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۸ | رکوعاتہا ۲

سورت التغابن مدنی ہے اس میں ۲ رکوع ۱۸ آیات ۲۴۱ کلمے اور ۱۰۷۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَہُ الْمُلْکُ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اسی کا ملک ہے

وَلَہُ الْحَمْدُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۱) ہُوَ الَّذِیْ

اور اسی کی تعریف [۱] اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہی ہے جس نے

خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا

تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر [۲] اور تم میں کوئی مسلمان [۳] اور اللہ تمہارے

تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (۲) خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

کام دیکھ رہا ہے اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے [۴]

وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ ۚ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ (۳) یَعْلَمُ

اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی [۵] اور اسی کی طرف پھرنا ہے [۶] جانتا ہے

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے [۷] اور جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر

تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۴) اَلَمْ یَاْتِکُمْ

کرتے ہو [۸] اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے [۹] کیا تمہیں اس کی

نَبَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِہِمْ

خبر نہ آئی [۱۰] جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا [۱۱] اور اپنے کام کا وبال چکھا

وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۵) ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتْ تَّاْتِیْہِمْ

اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے [۱۲] یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے

(بقیہ صفحہ ۸۸۶) ۹۔ کہ فانی دنیا میں مشغول رہ کر آخرت کی نعمتوں سے محروم ہو گئے' اس میں خطاب غافل مسلمانوں سے ہے اس لئے الذین امنوا فرمایا گیا' صوفیاء فرماتے ہیں کہ اپنی زبان ہر وقت اللہ کے ذکر میں تر رکھو' جب بھی جان نکلے تو اللہ کے ذکر پر نکلے' تر لکڑی کو آگ نہیں جلاتی' تر زبان کو دوزخ کی آگ نہ جلائے گی ۱۰۔ یعنی اپنے مال سے زکوۃ اور تمام واجب صدقات نکالو' صوفیاء کے نزدیک اللہ کی ہر دی ہوئی چیز میں سے اللہ کے لئے خرچ کرنا چاہیے کچھ سانس اللہ کے لئے نکلیں کچھ قدم اللہ کے لئے چلیں کچھ نظریں اللہ کے لئے پڑیں' کچھ باتیں اللہ کے لئے بولی جاویں' غرضیکہ مَارَزَقْنٰکُمْ عام ہے ۱۱۔ اس طرح کہ علامات موت نمودار ہو جاویں' زبان بند ہو جاوے کچھ کہہ نہ سکے' لہذا آیت بالکل واضح ہے' اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۱۲۔ یعنی اپنے دل میں کہے اور سوچے کہ کچھ زبان یاری دیتی تو صدقہ خیرات کے لئے وصیت کر دیتا۔ کہنے سے مراد دل میں حسرت و یاس سے کہنا ہے ۱۳۔ خیال رہے کہ نیکی کی یہ آرزو کرنا ثواب نہیں' یہ سچی تمنا نہیں' بلکہ جھوٹی ہوس ہے' لہذا حدیث و قرآن میں تعارض نہیں' حدیث شریف میں ہے کہ تندرستی میں صدقہ و خیرات کا ثواب موت کے وقت کے صدقہ سے دوگنا ہے ۱۴۔ یہاں وعدے سے وہ وعدہ مراد ہے جس کا فیصلہ ہو چکا' جسے قضاء مبرم کہتے ہیں' جن کے متعلق رب فرماتا ہے۔ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ لیکن قضا معلق میں تبدیلی واقع ہو سکتی ہے' آئی ہوئی موت ٹل جاتی ہے' عمریں بڑھ جاتی ہیں' اس کے لئے رب فرماتا ہے۔ یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ شیطان نے عرض کیا تھا اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ رب نے فرمایا تھا فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ہر آیت برحق ہے۔

۱۔ یعنی نہ ملک میں اس کا کوئی شریک ہے نہ حمد میں۔ مخلوق میں سے جسے وہ چاہے بادشاہ بنا دے اور جسے چاہا محمود و محمد بنا دیا (صلی اللہ علیہ وسلم) ۲۔ یعنی دنیا میں آکر بعض کافر ہو گئے اور بعض مومن رہے یا اللہ کے علم میں تھا کہ بعض کافر ہوں گے بعض مومن' ورنہ ہر بچہ ایمان پر پیدا ہوتا ہے جو اسے میثاق کے دن حاصل تھا۔ قَالُوْا بَلٰی میں سب نے اطاعت کا عہد کیا تھا۔ رب فرماتا ہے۔ فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا لہذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ کاتب تقدیر فرشتہ بچہ کی نیک بختی و بدبختی اس وقت لکھ دیتا ہے جب کہ وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔ لہذا وہ فرشتہ تمام کے انجام سے خبردار ہے کہ کون مومن مرے گا۔ کون کافر ۴۔ جن میں دینی و دنیاوی ہزارہا مصلحتیں ہیں' حق سے مراد مصلحتیں ہیں ۵۔ یعنی تمام مخلوق میں انسان کو اچھی شکل بخشی' چاہیے کہ انسان اپنی سیرت بھی اچھی رکھے' اس سے معلوم ہوا کہ انسانی صورت بگاڑنا حرام ہے' لہذا ناک کان کاٹنا چہرے پر راکھ وغیرہ مل کر صورت بگاڑنا' مردوں کو عورت کی شکل یا عورتوں کو مردوں کی شکل بنانا حرام ہے' رب نے جو صورت بخشی وہ ہی اچھی ہے' بلکہ کافر کا قتل کے بعد بھی مثلہ نہ کیا جاوے' یعنی ناک کان نہ کاٹے جاویں ۶۔ آخر کار سب کو رب تعالی ہی کی طرف لوٹنا ہے' لیکن کوئی خوشی سے جاتا ہے کوئی ناخوشی سے بہتر یہ ہے کہ انسان خوش خوش جائے ۷۔ یعنی رب تعالی تمہاری نیتوں' دلی ارادوں کو بھی جانتا ہے اور اعمال کو بھی۔ یا تمہارے ظاہری و پوشیدہ کاموں سے خبردار ہے ۸۔ یعنی جو چیزیں صرف خیال میں رہیں کبھی ان کا ظہور نہ ہوا۔ اس کی بھی خبر رکھتا ہے' خیال رہے کہ اختیاری برے ارادوں پر آخرت میں پکڑ ہوگی نہ کہ بے اختیاری برے خیالات پر ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحیح تاریخ کا پڑھنا ضروری ہے کہ اس کے ذریعہ رب سے

(بقیہ صفحہ ۸۸۷) خوف و امید حاصل ہوتی ہے ۱۰۔ جیسے قوم عاد و ثمود و قوم لوط وغیرہ ان کے حالات سے عبرت پکڑو ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کفار پر دنیا میں عذاب آنا آخرت کے عذاب کو کم نہ کرے گا' دوسرے یہ کہ کفار کا دنیاوی عذاب آخرت کے مقابلہ میں بہت تھوڑا ہے۔ اسی لئے اسے چکھنا فرمایا گیا۔

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا

رسول روشن دلیلیں لاتے ۱ تو بولے کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے ۲ تو کافر ہوئے ۳

وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۶ زَعَمَ

اور پھر گئے ۴ اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا ۵ اور اللہ بے نیاز ہے سب خوبیوں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

سراہا، کافروں نے بکا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے ۶ تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی

لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کوتک تمہیں جتا دیئے جائیں گے اور یہ اللہ کو آسان

يَسِيْرٌ ۝۷ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْۤ اَنْزَلْنَا ؕ

ہے ۷ تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر ۸ جو ہم نے اتارا ۹

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۸ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ

اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا سب

الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَ

جمع ہونے کے دن ۹ وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا ۱۰ اور جو اللہ پر ایمان لائے

يَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ

اور اچھا کام کرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا ۱۱ اور اسے باغوں میں لے جائے گا

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ

جن کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں ۱۲ یہی بڑی

الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ

کامیابی ہے ۱۳ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں ۱۴ وہ آگ

اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۰ مَاۤ

والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں ۱۵ اور کیا ہی برا انجام۔ کوئی

ع ۱۵ / ۱

۱۔ ایسے معجزات جن سے ان کی حقانیت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی تھی۔ معلوم ہوا کہ ہر نبی کو معجزے ضرور دیئے گئے' کسی کو ایک کسی کو زیادہ' ہمارے حضور کو سب سے زیادہ معجزے عطا ہوئے ۲۔ معلوم ہوا کہ دعویٰ برابری کرنے کے لئے نبی کو بشر کہنا کفر ہے' جیسے اللہ کو چراغ کہنا اور یہ آیت پڑھنا مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ نیز عام محاورہ میں انہیں بشر کہہ کر پکارنا حرام ہے اور طریقہ کفار ہے' رب فرماتا ہے۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۳۔ ایمان لانے سے نہ کہ ایمان سے' کیونکہ وہ لوگ پہلے ہی سے ایمان نہ لائے تھے ۴۔ اس طرح کہ ان کے کافر رہنے کی نہ رب تعالیٰ نے پرواہ کی نہ نبی نے' رب نے نہایت بے پروائی سے ہلاک فرما دیا ۵۔ قیامت میں سزا و جزا کے لئے' خیال رہے کہ قیامت کا انکار تمام کفر و گناہوں کی اصل ہے جب حساب کا خوف نہیں تو جو چاہے کرے ۶۔ چنانچہ ایک آن میں تمام مخلوق کو زندہ فرما دے گا' اور چند ساعتوں میں سب کا مکمل حساب و کتاب لے لے گا۔ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۷۔ اس ترتیب ذکری سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ قرآن سے پہلے حضور پر ایمان ہو گا۔ اس ہی لئے مسلمان کرتے وقت کلمہ پڑھاتے ہیں' قرآن نہیں پڑھاتے' چیزوں کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے قرآن نور ہے مگر قرآن کے لئے حضور نور ہیں رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ شرعی احکام قرآن سے معلوم ہوتے ہیں۔ اور قرآن حضور کی تعلیم سے ظاہر ہوتا ہے۔ ۸۔ شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمان اول پر' پھر حضور پر تئیس سال میں آہستہ آہستہ نازل فرمایا۔ لہٰذا اَنْزَلْنَا فرمانے اور نَزَّلْنَا فرمانے میں تعارض نہیں ۹۔ وہ قیامت کا دن ہے جس دن پہلے تو سب جمع ہوں گے پھر مومن و کافر علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے' اس لئے اسے حشر بھی کہتے ہیں اور یوم الفصل بھی ۱۰۔ اس طرح کہ کفار کی محرومی مسلمانوں کی کامیابی پورے طور پر ظاہر ہو گی' کفار اپنی ہار کا اقرار کر لیں گے ۱۱۔ یا تو اس طرح کہ اس کو دنیا میں گناہ سے بچنے کی توفیق دے گا' یا اس طرح کہ آخرت میں اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ معلوم ہوا کہ نیکیوں کی برکت سے بری خصلتیں بھی جاتی رہتی ہیں اور گزشتہ گناہوں کی معافی بھی ہو جاتی ہے ۱۲۔ اس طرح کہ جنتی نہ مرے نہ وہاں سے جیتے جی نکالا جاوے ۱۳۔ لہٰذا چاہیے کہ اس بڑی کامیابی کے حاصل کرنے کے لئے بڑے اچھے کام کریں' یعنی ایمان لائیں حضور کی فرمانبرداری کریں ۱۴۔ درحقیقت یہ پہلے جملہ کی تفسیر ہے کیونکہ آیات الٰہی کا جھٹلانا ہی کفر ہے' رب کا انکار یا رسول اللہ کا یا قیامت کا' یا فرشتوں کا انکار' رب کی آیات کا انکار ہے۔ جو کفر ہے۔ خیال رہے کہ ایک رسول کا انکار اللہ تعالیٰ اور اس کی تمام آیتوں کا انکار ہے ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں ہمیشہ رہنا اور سخت عذاب ہونا صرف کفار کے لئے ہے' گنہگار مومن خواہ کیسا ہی گنہگار ہو انشاء اللہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا' نیز رب تعالیٰ اسے رسوا نہ کرے گا۔ اپنے حبیب کے نام کی لاج کے لئے اس کے عیب چھپائے گا۔

أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَمَنْ يُؤْمِنْ

مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم سے ۱؎ اور جو اللہ پر ایمان

بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۱﴾ وَأَطِيعُوا

لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمادے گا ۲؎ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اللہ کا حکم

اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ

مانو اور رسول کا حکم مانو ۳؎ پھر اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ ہمارے

رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۱۲﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَى

رسول پر صرف صریح پہنچا دینا ہے ۴؎ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور

اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اللہ ہی پر ایمان والے بھروسا کریں ۵؎ اے ایمان والو ۶؎

إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ

تمہاری کچھ بیبیاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں ۷؎ تو ان سے احتیاط رکھو ۸؎

وَإِنْ تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا

رَحِيمٌ ﴿۱۴﴾ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِنْدَهُ

مہربان ہے ۹؎ تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں ۱۰؎ اور اللہ کے پاس بڑا

أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۵﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا

ثواب ہے ۱۱؎ تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے ۱۲؎ اور فرمان سنو

وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ

اور حکم مانو ۱۳؎ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو ۱۴؎ اپنے بھلے کو اور جو اپنی جان کے لالچ

نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۶﴾ إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ

سے بچایا گیا ۱۵؎ تو وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو اچھا

۱۔ خیال رہے کہ بعض مصیبتیں ہمارے گناہوں کی شامت سے آتی ہیں مگر آتی اللہ کے علم سے ہیں' لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ یہ بھی خیال رہے کہ دنیا کی مصیبتیں مومن کے لئے یا گناہ کا کفارہ ہیں' یا بلندیٔ درجات کا سبب' کفار کے لئے عذاب' لہٰذا آیت بالکل صاف ہے ۲۔ اللہ پر ایمان لانا یہ ہے کہ اس کے تمام رسولوں اور آیات پر ایمان لائے' ہدایت دینے کے یہ معنی ہیں کہ رب اسے نیک اعمال کی ہدایت دے گا۔ یعنی بغیر ایمان نیک اعمال کی ہدایت نہیں ملتی۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۳۔ قرآن کریم پر عمل اللہ کی اطاعت ہے' حدیث شریف پر عمل رسول اللہ کی اطاعت' یا فرائض ادا کرنا اللہ کی اطاعت' سنت پر عمل حضور کی اطاعت' اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی طرح ضروری ہے' کیونکہ دونوں اطاعتوں کو ایک ہی طریقہ سے فرمایا درمیان میں واؤ ارشاد ہوا نہ کہ ف ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی مخالفت سے رسول کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ان کے ذمہ صرف تبلیغ ہے جو وہ کر دیتے ہیں اور رب جانتا ہے کہ انہوں نے تبلیغ کر دی ۵۔ اس طرح کہ اگرچہ اسباب پر عمل کریں مگر اعتماد اور بھروسہ صرف رب تعالیٰ پر کریں۔ لہٰذا بیماری میں علاج کرنا' مصیبت میں حکام ظاہری یا حکام باطنی اولیاء اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا توکل کے خلاف نہیں ۶۔ (شان نزول) بعض مسلمانوں نے مکہ معظمہ سے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے بیوی بچوں نے انہیں روکا' اور کہا کہ ہم تمہاری جدائی پر صبر نہ کر سکیں گے وہ ہجرت سے باز رہے پھر کچھ عرصہ کے بعد ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کے مہاجر صحابہ حضور کی صحبت شریف میں رہ کر علم و فضل میں بہت دور پہنچ چکے ہیں' انہیں اس پر افسوس ہوا اور چاہا کہ اپنے ان بیوی بچوں سے قطع تعلق کر لیں' جنہوں نے انہیں ہجرت سے روکا تھا' اس پر یہ آیت کریمہ اتری' جس میں آئندہ ایسے بیوی بچوں کی بات ماننے سے منع کیا گیا اور ترک تعلق سے بھی روکا گیا ۷۔ معلوم ہوا کہ جو بیوی بچے اللہ کی اطاعت' نماز' حج' ہجرت سے روکیں وہ ہمارے دشمن ہیں' ان کی نہ ماننا چاہیے کیونکہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتری جن کو ان کے بال بچوں نے ہجرت سے روکا تھا حالانکہ ہجرت ان پر فرض تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارا وہ قرابت دار جو اللہ و رسول سے روکے وہ دشمن ہے اور وہ اجنبی اور غیر جو ہم کو اللہ و رسول تک پہنچائے وہ ہمارا عزیز ہے۔ شعر:۔

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد
فداء یک تن بیگانہ کاشنا باشد

۸۔ کہ ان کے کہنے میں آ کر نیکی سے باز نہ رہو۔ معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کے مقابل کسی کی اطاعت نہیں ۹۔ یعنی گزشتہ پر انہیں سزا نہ دو' ان سے تعلق ترک نہ کرو ان کا خرچ بند نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ بیوی بچوں کے قصور معاف کرنا رب تعالیٰ کو محبوب ہے جو مخلوق پر رحم کرے گا خالق اس پر رحم فرمائے گا۔ ۱۰۔ کہ کبھی ان کی وجہ سے انسان نیکی سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہ بھی رب تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے ۱۱۔ یعنی بال بچے پالنے پر اور ان کی رکاوٹوں کے باوجود رب کی یاد کرنے پر تمہیں بڑا ثواب ملے گا' معلوم ہوا کہ فرشتوں کی عبادت سے انسانوں کی عبادت افضل ہے۔ کیونکہ فرشتوں کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں' اسی لئے فرشتے جنت کے حقدار نہیں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص پر بقدر طاقت تقویٰ و پرہیزگاری لازم ہے' رب فرماتا ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا رہی وہ آیت اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وہ یا تو اس آیت سے منسوخ ہے یا یہ آیت اس کی تفسیر ۱۳۔ اللہ تعالیٰ کا' اس کے رسول کا' اور رسول کے تابعین علماء و سلاطین

قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ

قرض دو گے وہ تمہارے لئے اس کے دونے کر دے گا اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ قدر فرمانے

حَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۸﴾

والا حلم والا ہے ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا عزت والا حکمت والا

آیاتہا ۱۲ | ۶۵ سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ ۹۹ | رکوعاتہا ۲

سورت الطلاق مدنی ہے اس میں ۲ رکوع ۱۲ آیات ۲۴۹ کلمے اور ۱۰۶۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ

اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو عدت میں انہیں انکے گھروں

بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ

سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات

مُّبَیِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ

لائیں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے

اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ

آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد

بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

کوئی نیا حکم بھیجے تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچنے کو ہوں تو انہیں بھلائی کے

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ

ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جدا کرو اور اپنے میں دو ثقہ کو

(بقیہ صفحہ ۸۸۹) اسلام کا ۱۴۔ زکوٰۃ' صدقات' بلکہ بال بچوں پر اس نیت سے خرچ کرنا کہ حضور کا حکم ہے' سب اللہ کی راہ میں خرچ ہے ۱۵۔ اس طرح کہ اس نے بخل کی وجہ سے صدقات و خیرات بند نہ کئے۔

۱۔ خوش دلی سے خیرات کرنا قرض حسنہ کہلاتا ہے' چونکہ اس کی جزاء ضرور ملے گی' لہٰذا یہ گویا قرض ہے اور چونکہ جزاء خرچ سے کہیں زیادہ ملے گی' لہٰذا یہ حسن ہے۔ کبھی اس قرض کو بھی حسنہ کہہ دیتے ہیں جس کو معاف کر دیا جائے' اس سے معلوم ہوا کہ عبد اور مولیٰ میں سود نہیں ہوتا' کیونکہ رب نے قرض فرما کر زیادتی کا وعدہ فرمایا کہ وہ حقیقت میں قرض ہی نہیں۔ سب کچھ مولیٰ کا ہے ۲۔ وہ رب نہ تو تمہاری خیرات سے بے خبر ہے' نہ تمہارے اخلاص سے غافل' نہ اس کے خزانوں میں کچھ کمی' پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ خیرات کا بدلہ نہ ملے یا کم ملے۔ ۳۔ اپنی امت سے فرما دیجئے' اس لئے طلقتم صیغہ جمع ارشاد ہوا' ۴۔ (شان نزول) سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا کہ رجوع کر لو' پھر اگر طلاق دینا ہی چاہو تو طہر میں دینا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) ۵۔ معلوم ہوا کہ مرد کو عدت کی شمار رکھنا چاہیے کیونکہ عورتیں حساب میں کچی ہوتی ہیں یہ خیال رہے کہ اگر عدت حیض سے ہو' اور عورت دعویٰ کرے کہ میری عدت گزر چکی خاوند انکار کرے تو عورت کی بات مانی جائے گی' بشرطیکہ وہ مدت عدت کے قابل ہو۔ ۶۔ خواہ مخواہ عورتوں کو عدت دراز کر کے تنگ نہ کرو' عدت دراز کرنے کی بہت صورتیں ہیں جو فقہ میں مذکور ہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اہل بیت ہوتی ہے اور سکونت کا گھر اس کی طرف منسوب ہوتا ہے اگرچہ گھر کا مالک مرد ہے رب فرماتا ہے۔ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ یہ بھی معلوم ہوا کہ عدت کے زمانہ میں مطلقہ عورت کو گھر سے نہ نکالا جاوے' اسے گھر میں رکھے' کھانے پینے کا خرچ دے اور عورت عدت میں دن رات میں کسی وقت گھر سے باہر نہ نکلے ۸۔ زمانہ عدت میں گھر سے باہر نہ دن میں نہ رات میں' یہ عدت طلاق کا حکم ہے' وفات کی عدت میں عورت دن میں نکل سکتی ہے' کمائی وغیرہ کے لئے ۹۔ اس طرح کہ چوری یا زنا کریں تو شرعی سزا کے لئے انہیں نکالا جائے گا ایسے ہی اگر عورت بدزبان ہو کہ خاوند پر زبان درازی کرتی ہو تو خاوند نکال سکتا ہے وہ ناشزہ کے حکم میں ہے ایسے ہی اگر مکان تنگ ہو خاوند فاسق ہو' طلاق بائنہ ہو چکی ہو' تو عورت نکل سکتی ہے (دیکھو کتب فقہ اور تفسیر خزائن العرفان) ۱۰۔ جو اس نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائیں جن کے اندر رہنا بندوں پر لازم ہے ۱۱۔ یعنی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد خاوند کے دل میں عورت کی طرف میلان پیدا فرما دے اور وہ رجوع کرے' لہٰذا ایک دم تین طلاقیں نہ دے دو تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے ۱۲۔ اس طرح کہ ان سے رجوع کر لو' یہ حکم اس طلاق میں ہے جو مغلظہ نہ ہو۔ طلاق مغلظہ کے بارے میں رب فرماتا ہے کہ فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ غرضیکہ تین طلاقوں سے کم میں خاوند کو حق ہے کہ عدت کے اندر رجوع کرے' اگر تین طلاق دے دی ہوں تو رجوع نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی طلاق بائن میں رجوع کا حق نہیں دوبارہ نکاح کی ضرورت ہے ۱۳۔ اس طرح کہ رجوع نہ کرو' عدت گزر جانے دو یا بقایا طلاق بھی دے دو معلوم ہوا کہ طلاقیں علیحدہ علیحدہ دینی چاہئیں' ایک دم تین طلاقیں دے دینا مکروہ ہے لیکن اگر دے دیں تو واقع ہو جائیں گی۔

عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ
گواہ کرلو[۱] اور اللہ کے لئے گواہی قائم کرو[۲] اس سے نصیحت فرمائی جاتی

بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ
ہے اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو[۳] اور جو

يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ
اللہ سے ڈرے[۴] اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا[۵] اور اسے وہاں سے روزی دے گا

لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ
جہاں اس کا گمان نہ ہو[۶] اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے[۷] بیشک

اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳
اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے بے شک اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ رکھا ہے[۸]

وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ
اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ

ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ
شک ہو[۹] تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا[۱۰]

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ
اور حمل والیوں کی میعاد[۱۱] یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں[۱۲]

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ
اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرما دے گا[۱۳] یہ اللہ کا

اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ
حکم ہے کہ اس نے تمہاری طرف اتارا[۱۴] اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے

وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ
گا اور اسے بڑا ثواب دے گا[۱۵] عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو

۱۔ طلاق دینے پر اور رجوع کرنے پر یہ حکم ہے ورنہ بغیر گواہ بھی طلاق اور رجوع درست ہے اس سے معلوم ہوا کہ گواہ مسلمان متقی چاہئیں، کافر و فاسق کی گواہی قبول نہیں جیسا کہ مِنکم اور نوی عدل سے معلوم ہوا اور کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں ۲۔ یعنی گواہی میں کسی کی رو رعایت نہ کرو، محض رضائے الٰہی کے لئے گواہ بنو اور گواہی دو، اس سے معلوم ہوا کہ محض گواہی دینے پر اجرت لینا جائز نہیں، سورۂ بقر کے آخر میں اس کی بحث گزر چکی۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرعی احکام کفار پر جاری نہیں وہ صرف عقاید کے مکلف ہیں ۴۔ اس طرح کہ طلاق سنی دے یعنی ہر طہر میں ایک طلاق اور طلاق کی عدت میں عورت کو گھر سے نہ نکالے اور عدت بڑھانے کی کوشش نہ کرے اور طلاق یا رجوع پر شرعی گواہ بنائے غرضیکہ طلاق میں شریعت کی حدود کا خیال رکھے ۵۔ اس طرح کہ اگر طلاق کے بعد پچھتائے تو رجوع کا موقع ہو گا یا اس مرد کو اچھی بیوی اور اس عورت کو اچھا خاوند عطا فرمائے گا یا دین و دنیا کے غموں سے آزاد فرما دے گا یا زندگی، موت، قیامت کی تنگی سے بچائے گا ۶۔ (شان نزول) حضرت عوف ابن مالک کے فرزند سالم ابن عوف کو مشرکین قید کر کے لے گئے، حضرت عوف نے بارگاہ نبوی میں اپنے فقر و فاقہ اور بیٹے کی گرفتاری کی شکایت کی حضور نے فرمایا کہ تقویٰ اختیار کرو اور ولاحول شریف کثرت سے پڑھو انہوں نے ایسا ہی کیا چند روز بعد ہی بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھولا تو دیکھا بیٹا آ گیا اور سو اونٹ ہمراہ لایا، کفار غافل ہو گئے تھے یہ ان کا اتنا عظیم مال بھی ساتھ لیتا آیا (روح) خزائن العرفان نے فرمایا کہ چار ہزار بکریاں لایا تھا، حضرت عوف نے حضور سے دریافت کیا کہ کیا یہ مال مجھے حلال ہے فرمایا ہاں کفار حربی کا مال ہے اس پر یہ آیت کریمہ اتری، معلوم ہوا کہ تقویٰ سے غموں سے نجات اور غیبی روزی اور روزی میں برکت ملتی ہے اس آیت کے ورد و عمل سے دست غیب نصیب ہوتا ہے ۷۔ دنیا میں بھی آخرت میں بھی اور جسے اللہ کافی ہو اسے دوسرے دروازے پر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ دوسرے اس کے دروازے پر آتے ہیں۔ ۸۔ لہٰذا تم توکل کرو یا نہ کرو، ملے گا وہ ہی جو مقدر ہے، تو توکل چھوڑ کر ثواب سے محروم کیوں ہوتے ہو ۹۔ (شان نزول) اس میں کہ ان کی عدت کیا ہے، صحابہ کرام نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا کہ حیض والی عورتوں کی عدت تو معلوم ہو گئی، جنہیں حیض نہ آتا ہو ان کی عدت کیا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۱۰۔ بچپن کی وجہ سے ان کی عدت بھی تین مہینے ہیں ۱۱۔ خواہ انہیں طلاق ہوئی ہو یا ان کا خاوند فوت ہوا ہو، ان کی عدت وضع حمل ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر حاملہ مطلقہ کا بچہ ساقط ہو جائے جبکہ اس کے اعضا نہ بنے ہوں تو اس کی عدت پوری نہ ہو گی کیونکہ یہ حمل جننا نہیں بلکہ گرنا ہے اس لئے ایسے اسقاط کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس نہیں کہلاتا اور اگر عورت کے سانپ یا کوئی اور جانور پیدا ہو، تو بھی عدت پوری نہ ہو گی، کہ نہ یہ اس کا بچہ ہے نہ اسے جننا کہا جاوے گا۔ بلکہ یہ فاسد غذا ہے جیسے کبھی پاخانہ سے سانپ کی طرح کیڑے خارج ہوتے ہیں، اس لئے اس پر نماز جنازہ نہیں ہوتی، اور اس کے بعد کا خون نفاس نہیں کہلاتا، ہاں جس بچہ کے اعضا پورے بن چکے ہوں، جان نہ پڑی ہو تو اس سے عدت پوری ہو جائے گی، کہ یہ وضع حمل ہے، مزید تحقیق کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ کریں ۱۳۔ اس طرح کہ آئندہ گناہوں سے بچنے اور نیکی کی توفیق دے گا۔ ۱۴۔ یعنی طلاق و عدت کے مذکورہ احکام براہ راست رب نے دیئے، ان پر مضبوطی سے عمل کرو ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ دینی دنیوی نعمتیں ملنے کا سبب ہے

(بقیہ صفحہ ۸۹۱) ہوتی ہیں دنیا میں رحمتیں آتی ہیں' اور آخرت میں رب کرم فرماتا ہے مگر خیال رہے کہ تقویٰ میں شرط یہ ہے کہ دنیا حاصل کرنے کے لئے نہ کیا جاوے۔ صرف اللہ رسول کی رضا کے لئے ہو۔

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زمانہ عدت میں عورت کو خاوند خرچہ' اور مکان دے گا' دوسرے یہ کہ مکان اپنی حیثیت کے لائق دے گا لیکن اگر خود اپنے مکان میں رکھے تو طلاق مغلظہ میں عورت اس سے پردہ کرے۔ لہٰذا جہاں رہتے ہو کا مطلب یہ نہیں کہ بغیر پردہ خلط ملط ہو کر اس کے ساتھ رہو' طلاق رجعی میں پردہ کی ضرورت نہیں۔ ممکن ہے کہ خاوند رجوع کر لے ۲۔ یعنی عدت میں ان عورتوں کو رہنے سہنے کی تنگی نہ دو جس سے وہ مکان سے نکلنے پر مجبور ہو جاویں مکان کی تنگی یہ ہے کہ انہیں تنگ و تاریک جگہ دے یا یہ کہ ان کے ساتھ کسی سخت مزاج عورت کو رکھے جو اسے پریشان کرے ۳۔ کیونکہ حاملہ کی عدت وضع حمل سے پوری ہو گی' خیال رہے کہ ہر طلاق والی عورت کو خرچہ عدت دینا واجب ہے حاملہ ہو یا نہ ہو یہ ہی امام اعظم کا قول ہے ۴۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت عدت گزرنے کے بعد اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے' دوسرے یہ کہ اگر ماں بعد عدت بچہ کو دودھ پلانا چاہے تو دوسری عورت کو بچہ نہ دیا جائے تیسرے یہ کہ بچہ باپ کا ہوتا ہے اس کی پرورش دودھ وغیرہ کا خرچہ باپ پر لازم ہے جیسا کہ لکم سے معلوم ہوا خیال رہے کہ جب تک مطلقہ دوسرے سے نکاح نہ کرے تب تک بچہ کی مستحق ہے ۵۔ بچے کے ماں باپ معلوم ہوا کہ بعد طلاق بھی بچہ کی پرورش میں ماں کا مشورہ لیا جاوے کیونکہ اسے بچے سے زیادہ الفت ہے ۶۔ اس طرح کہ ماں دودھ پلانے کی زیادہ اجرت مانگے باپ اس پر راضی نہ ہو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر دوسری دایہ خرچ کم لیتی ہو' ماں زیادہ تو باپ دوسری دایہ سے دودھ پلوا سکتا ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند پر اپنی حیثیت کا خرچہ دینا لازم ہے اگر عورت فقیرہ ہو اور مرد غنی' تو غنی کا سا خرچہ دے' یعنی عدت میں مرد اپنی حالت کے مطابق عورت کو خرچ دے' ۹۔ یعنی غریب آدمی عدت کا خرچ اپنی بساط کے مطابق دے گا' خیال رہے کہ اگر باپ فقیر ہو' تو ماں پر بچہ کا دودھ پلانا واجب ہے ۱۰۔ لہٰذا غریب پر مالداری کا خرچ واجب نہیں فرماتا۔ ۱۱۔ یعنی غریب آدمی رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بقدر طاقت حقوق ادا کرے اللہ تعالیٰ عنقریب اسے غنی فرما دے گا' اگر چاہے ۱۲۔ کہ دنیا میں ان کے کفر و گناہوں کی وجہ سے ان پر عذاب بھیجے اور آخرت میں سخت سزا کا مستحق ٹھہرایا۔ معلوم ہوا کہ غریب متقی بشارت کے مستحق ہیں اور امیر فاسق عذاب کے' خیال رہے کہ یہاں قریہ سے مراد بستی والے ہیں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ کفار پر دنیاوی عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں بہت ہلکے ہیں اس لئے ان کے متعلق چکھنا ارشاد ہوا اور ان عذابوں سے ان کا عذاب آخرت کم نہ ہو گا ۱۴۔ کہ انہیں موت و قبر میں عذاب سخت دیا گیا بفضلہ تعالیٰ مومن اس خسارہ سے محفوظ ہے اور رہے گا ۱۵۔ اس سے مراد آخرت کا عذاب ہے جو بعد قیامت ہو گا لہٰذا آیت میں تکرار نہیں

مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ

اپنی طاقت بھر[۱] اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو[۲]

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ

اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان و نفقہ دو یہاں تک کہ ان کے بچہ

حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا

پیدا ہو[۳] پھر اگر وہ تمہارے لئے بچہ کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اجرت دو[۴] اور آپس

بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ؕ ۝۶

میں معقول طور پر مشورہ کرو[۵] پھر اگر باہم مضائقہ کرو[۶] تو قریب ہے کہ اسے اور دودھ پلانے

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ

والی مل جائے گی[۷] مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے[۸] اور جس پر اس کا رزق تنگ

فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ

کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا[۹] اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی

اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷ وَكَاَيِّنْ مِّنْ

قابل جتنا اسے دیا ہے[۱۰] قریب ہے اللہ دشواری کے بعد آسانی فرما دے گا[۱۱] اور کتنے ہی

قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا

شہر تھے جنہوں نے اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوں سے سرکشی کی تو ہم نے ان سے

شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ

سخت حساب لیا[۱۲] اور انہیں بری مار دی تو انہوں نے اپنے کئے کا وبال

اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

چکھا[۱۳] اور ان کے کام کا انجام گھاٹا ہوا[۱۴] اللہ نے ان کے لئے

عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ ۖۚ الَّذِيْنَ

سخت عذاب تیار کر رکھا ہے[۱۵] تو اللہ سے ڈرو اے عقل والو وہ جو

اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا ﴿۱۰﴾ رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ

ایمان لائے ہو بیشک اللہ نے تمہارے لئے عزت اتاری ہے وہ رسول[۱] کہ تم پر اللہ کی روشن

اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

آیتیں پڑھتا ہے[۲] تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے

مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ یَعْمَلْ

اندھیریوں سے اجالے کی طرف لے جائے[۳] اور جو اللہ پر ایمان لائے[۴] اور اچھا

صَالِحًا یُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

کام کرے[۵] وہ اسے باغوں میں لے جائے گا[۶] جن کے نیچے نہریں بہیں

خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ﴿۱۱﴾ اَللّٰهُ

جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں بے شک اللہ نے اس کے لئے اچھی روزی رکھی[۷] اللہ ہے

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ

جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں[۸]

یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ

حکم ان کے درمیان اترتا ہے[۹] تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ

قَدِیْرٌ ۙ۬ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

کر سکتا ہے[۱۰] اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے[۱۱]

اٰیَاتُهَا ۱۲ | ۶۶ سُوْرَةُ التَّحْرِیْمِ مَدَنِیَّةٌ ۱۰۷ | رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورت التحریم مدنی ہے اس میں ۲ رکوع ۱۲ آیات ۲۴۷ کلمے اور ۱۰۶۰ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ

اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو[۱۲] وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے

۱۔ ذکر کے معنی نصیحت یاد دلانا۔ یاد کرانا۔ عزت عظمت ہیں' یہاں سارے معنی درست ہیں اور ہر معنی حضور پر صادق آتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ ذکر اللہ ہیں اور ذکر اللہ سے بے چین دل چین پاتے ہیں' قرآن گواہ ہے لہٰذا حضور دلوں کا چین ہیں۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ اس لئے درود شریف اور نعت شریف اختلاج قلب کا بہترین علاج ہیں' جو ہمیشہ درود شریف کی کثرت کرے گا انشاء اللہ اسے یہ بیماری نہ ہو گی حضور اللہ کو یاد دلانے والے ہیں رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ حضور کا نام شریف ذکر اللہ بھی ہے حضور ہماری عزت ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' حضور ذکر اللہ' نور اللہ' سب کچھ ہیں حضور کے جسم اطہر کی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی روح اطہر لامکان سے اتری اس لئے انزل فرمایا ۲۔ یہاں حضور کی تشریف آوری کی دو حکمتیں بیان ہوئیں' قرآنی آیات کی تلاوت لوگوں کو سکھانا اور سب کو گمراہی سے ہدایت کی طرف' غفلت سے بیداری کی طرف' باطل سے حق کی طرف نکالنا' الفاظ قرآن بھی حضور ہی سے ملے اور فیوض قرآن بھی سرکار ہی سے حاصل ہوئے' خیال رہے کہ حضور کے یہ دونوں وصف نہ زمانہ سے مقید ہیں نہ مکان سے ۳۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفر اندھیرا ہے اسلام روشنی' دوسرے یہ کہ کفر ہزاروں قسم کا ہے مگر اسلام ایک ہی ہے کیونکہ رب نے کفر کے لئے ظلمات جمع فرمائی اور اسلام کے لئے نور واحد ارشاد فرمایا' تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کفر سے ایمان کی طرف' جہل سے علم کی طرف' فسق سے تقویٰ کی طرف نکالتے ہیں' یہاں یخرج کا فاعل رسول ہیں جو قریب ہی مذکور ہوئے ۴۔ اس طرح کہ اللہ کی ذات' صفات اس کے رسولوں' اس کی آسمانی کتابوں وغیرہ تمام عقائد اسلامیہ کو دل سے مانے بغیر نبوت صرف توحید ماننا دوزخ کا راستہ ہے' شیطان مشرک نہیں وہ پکا موحد ہے' مگر دوزخی ہے ۵۔ بقدر طاقت' اخلاص کے ساتھ ۶۔ خیال رہے کہ مومن مرتے وقت اور قبر میں جنت کا مشاہدہ کرتا ہے' مگر جنت میں جسمانی داخلہ بعد قیامت ہی ہو گا' ہاں شہداء کی روحیں فوت ہوتے ہی جنت میں پہنچ جاتی ہیں ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان عمل سے مقدم ہے' دوسرے یہ کہ نجات کے لئے ایمان کے ساتھ نیک اعمال کی بھی ضرورت ہے' تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک مومن کو چند جنتیں عطا فرما دے گا' نماز کی علیحدہ' زکوٰۃ کی علیحدہ' اپنی رحمت کی علیحدہ' چوتھے یہ کہ جنت میں ہمیشگی ہے۔ نہ وہاں موت نہ وہاں سے نکلنا ۸۔ معلوم ہوا کہ زمینیں سات ہیں یا تو سات ولائتیں ہیں۔ جنہیں ہفت اقلیم کہا جاتا ہے یا سات طبقے' لیکن چونکہ یہ تمام طبقے مٹی کے ہیں اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے' اس لئے قرآن کریم میں ارض کو واحد فرمایا جاتا ہے' آسمان مختلف چیزوں کے ہیں اور ایک دوسرے سے دور' لہٰذا انہیں سماوات جمع فرمایا جاتا ہے ۹۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام آسمان و زمین میں جاری ہیں' ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں اس کا حکم نافذ نہ ہو۔ ۱۰۔ یعنی جو رب تعالیٰ آج آسمان و زمین میں اپنے احکام نافذ فرما رہا ہے وہ کل قیامت میں بھی حساب کتاب لے گا سزا جزا دے گا ۱۱۔ لہٰذا اسے مردوں کا جلانا ساری مخلوق کا حساب لینا کچھ مشکل نہیں۔ نیز یہ حساب اس کے علم کے لئے نہیں بلکہ مخلوق کا منہ بند کرنے کو ہے ۱۲۔ (شان نزول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے' تو وہ آپ کی خدمت میں شہد پیش فرماتی تھیں' اس وجہ سے وہاں قیام زیادہ فرماتے تھے' یہ زیادہ ٹھہرنا حضرت عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کو گراں گزرا اور رشک ہوا' ان دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب جب ہم میں سے کسی

(بقیہ صفحہ ۸۹۳) کے پاس حضور تشریف لاویں تو ہم عرض کریں کہ آپ کے منہ شریف سے مغافیر کی بو آتی ہے' چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا حضور نے فرمایا کہ ہم نے مغافیر تو کھایا نہیں شہد پیا ہے اچھا میں شہد کو اپنے پر حرام کرتا ہوں۔ یعنی چونکہ شہد کی وجہ سے حضرت زینب کے ہاں زیادہ ٹھہرتا ہوں جو تمہیں ناگوار ہے تو میں شہد حرام کئے لیتا ہوں' بعض روایات میں ہے کہ آپ نے اپنے پر ماریہ قبطیہ کو حرام فرمالیا تھا۔ کچھ بھی ہو اس موقعہ پر یہ آیات اتریں۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ قسم کھا لینے سے چیز قسم کھانے والے پر حرام ہو جاتی ہے کہ جب وہ چیز استعمال کرے گا کفارہ لازم ہو گا' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کا شہد یا ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پر حرام فرمالینا محض ازواج کو راضی کرنے کے لئے تھا نہ کہ بے علمی کی وجہ سے کیونکہ اپنے منہ کی بو غیب نہیں وہ تو محسوس ہوتی ہے' لہٰذا وہابی اس آیت سے حضور کی بے علمی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے ۲۔ اس نے آپ کی ان دونوں مبارک بیویوں کا یہ قصور معاف فرما دیا اور آپ کے لئے اس قسم کا کفارہ بیان فرما دیا جس سے آپ کی ساری امت پر آسانی ہو گئی ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حلال کو حرام کر لینا قسم ہے مگر حرام کو حلال کر لینا قسم نہیں مثلاً کہا کہ اگر میں یہ کروں تو مجھ پر میری بیوی حرام یہ قسم ہے اور اگر کہا کہ اگر فلاں کام کروں تو سور کھاؤں یہ قسم نہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم کا کفارہ صرف اس دین میں ہے' پچھلی شریعتوں میں یہ نہ تھا اس لئے رب تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو کفارہ کا حکم نہ دیا بلکہ قسم پوری کرنے کا حیلہ بتایا کہ اپنی بیوی کو جھاڑو مار دیں ۴۔ اے پیغمبر اور ان کے گھر والو اس لئے تمہارے گھر کے انتظامات خود فرماتا ہے۔ اور تمہارے گھر کے آداب مسلمانوں کو سکھاتا ہے ۵۔ یہ بیوی حضرت حفصہ ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ حضور کی وہ شان ہے کہ حضور کے خانگی معاملات بھی رب طے کرتا ہے' حضور نے حضرت حفصہ سے فرمایا تھا کہ شہد یا ماریہ قبطیہ کو حرام فرمالینے کی خبر کسی کو نہ دینا اپنے تک ہی رکھنا ۶۔ خیال رہے کہ حضور کی بیویاں اس قسم کے دن نو تھیں' پانچ قرشیہ عائشہ' حفصہ' ام حبیبہ بنت ابی سفیان' ام سلمہ بنت امیہ' سودہ بنت زمعہ' چار بیویاں غیر قرشیہ زینب بنت جحش اسدیہ' میمونہ بنت حارث ہلالیہ' صفیہ بنت حیی خیبریہ' جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہن' حضور نے حضرت حفصہ سے دو باتیں راز کی فرمائیں ایک شہد یا حضرت ماریہ کو اپنے پر حرام فرمالینا' دوسرے یہ کہ میرے بعد حضرت ابوبکر و عمر خلیفہ ہوں گے ۷۔ یعنی حضرت حفصہ نے یہ دونوں باتیں حضرت عائشہ صدیقہ کو بتا دیں ۸۔ کہ اے محبوب حفصہ نے تمہاری دونوں راز کی باتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیں، آپ کی راز داری نہ کر سکیں ۹۔ یعنی حضور نے حضرت حفصہ سے یہ فرمایا کہ تم نے شہد کی حرمت کی خبر کیوں شائع کر دی یہ نہ فرمایا کہ دوسری بات بھی ظاہر کر دی' یہ حضور کی شان کریمی تھی کہ بعض کا ذکر نہ فرمایا ۱۰۔ حضرت حفصہ نے پوچھا کہ یا حبیب اللہ یہ خبر آپ کو کس نے دی وحی الٰہی سے خبر ہوئی یا حضرت عائشہ نے بتا دیا ۱۱۔ یعنی یہ خبر مجھے رب نے دی ۱۲۔ تو یہ تم پر واجب و ضروری ہے ۱۳۔ یہاں دل ہٹ جانے سے مراد فسق و فجور نہیں بلکہ ناپسندیدہ بات کو پسند کرنا ہے' کیونکہ کوئی صحابی فاسق نہیں ہو سکتے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى ان سے گناہ صادر ہو سکتا ہے مگر وہ اس پر قائم نہیں رہتے' فوراً توبہ نصیب ہو جاتی ہے اس کی بہت مثالیں ہیں ۱۴۔ اس طرح کہ تم آپس میں مل کر وہ طریقہ اختیار کرو جو حضور کو ناگوار ہو ۱۵۔ یعنی اے بیویو' اگر تم نے ہمارے نبی کی خدمت و مدد نہ کی تو ان کے مددگار بہت ہیں ان کا مددگار خود

مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ فَرَضَ

حلال کی اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو۱ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۲ بیشک اللہ نے

اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا۳ اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے۴ اور اللہ علم و حکمت

الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ

والا ہے اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی۵ سے ایک راز کی بات فرمائی۶

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ

پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی۷ اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا۸ تو نبی نے اسے

اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ

کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۹ پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی حضور کو

هٰذَا ۗ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۳﴾ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى

کس نے بتایا۱۰ فرمایا مجھے علم والے خبردار نے بتایا۱۱ نبی کی دونوں بیبیوں اگر اللہ کی طرف

اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ

تم رجوع کرو۱۲ تو ضرور تمہارے دل راہ سے کچھ ہٹ گئے ہیں۱۳ اور اگر ان پر زور باندھو۱۴ تو

اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے۱۵

وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ

اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۱۶ ان کا رب قریب ہے اگر

طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ

وہ تمہیں طلاق دے دیں۱۷ کہ انہیں تم سے بہتر بیبیاں بدل دے۱۸ اطاعت والیاں

مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ

ایمان والیاں، ادب والیاں۱۹ توبہ والیاں۲۰ بندگی والیاں۲۱ روزہ داریں، بیاہیاں اور

(بقیہ صفحہ ۸۹۴) اللہ تعالیٰ ہے حضرت جبریلؑ نیک مسلمان اور سارے فرشتے ہیں اگرچہ حضرت جبریل بھی فرشتوں میں داخل ہیں مگر چونکہ وہ تمام فرشتوں کے سردار ہیں اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر علیحدہ ہوا۔ خیال رہے کہ نبی مسلمانوں کے ایسے مددگار ہیں' جیسے بادشاہ رعایا کا مددگار اور مومن حضور کے ایسے مددگار جیسے خدام اور سپاہی بادشاہ کے' لہٰذا اس آیت کی بناء پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور مسلمانوں کے حاجت مند ہیں' رب فرماتا ہے۔ ان تنصُرُاللّٰہ ینصرکم ١٦۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے مددگار ہیں کیونکہ اس آیت میں حضرت جبرئیل اور صالح مسلمانوں کو مولیٰ یعنی مددگار فرمایا گیا اور فرشتوں کو ظہیر' یعنی معاون قرار دیا گیا جہاں

أَبْكَارًا ۝٥ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ

کنواریاں ۱ اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے

نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ

بچاؤ ٢ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ٣ اس پر سخت کرے فرشتے

شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا

مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے ٤ اور جو انہیں حکم ہو وہی

يُؤْمَرُونَ ۝٦ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ

کرتے ہیں ٥ اے کافرو آج بہانے نہ بناؤ

إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٧ ع يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے۔ اے ایمان والو

آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن

اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے ٦ قریب ہے ٧ کہ تمہارا رب تمہاری

يُكَفِّرَ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن

برائیاں تم سے اتار دے ٨ اور تمہیں باغوں میں لے جائے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا

جن کے نیچے نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور انکے ساتھ کے ایمان والوں

مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ

کو ٩ ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے ١٠ عرض کریں گے

رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے ١١ اور ہمیں بخش

قَدِيرٌ ۝٨ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ

دے بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے ١٢ اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں پر اور منافقوں پر جہاد

ع ١ / ١٩

غیر اللہ کی مدد کی نفی ہے وہاں حقیقی مدد مراد ہے' لہٰذا آیت میں تعارض نہیں ١٧۔ خیال رہے کہ یہ ازواج مطہرات کو ڈرانے دھمکانے کے لئے ہے طلاق دلوانا مقصود نہیں ١٨۔ یعنی ایسی بیویاں انہیں عطا فرمائے گا جو تم سے زیادہ ان کی اطاعت شعار' فرمانبردار ہوں گیں' خیال رہے کہ حضور کی ازواج تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں' لیکن اگر معاذ اللہ انہیں طلاق ہو جاتی اور دوسری بیویاں نکاح میں آ جاتیں تو پھر ان سے وہ افضل ہوتیں لہٰذا آیت بالکل واضح ہے جیسے رب فرماتا ہے یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ١٩۔ معلوم ہوا کہ عورت وہ اچھی جو اللہ کی مطیعہ ہو' اگرچہ غریب ہو' لہٰذا جہاں تک ممکن ہو دیندار بیوی' اختیار کرو' مالدار کو مت ڈھونڈو۔

١۔ اس سے وہ بیویاں بہت اثر پذیر ہوئیں اور انہوں نے حضور کی خدمت و اطاعت کو تمام نعمتوں سے اعلیٰ و افضل سمجھا۔ ٢۔ اس طرح کہ خود بھی نیک رہو اور اپنی بیوی بچوں کو بھی نیک بننے کی ہدایت کرو' معلوم ہوا کہ بیوی بھی اہل میں داخل ہے ٣۔ آدمی سے مراد کافر اور پتھر سے مراد ان کے بت ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص پر تبلیغ ضروری ہے اور پہلے اپنے بال بچوں کو تبلیغ کرے۔ ٤۔ جن کے دل میں بالکل رحم نہیں اور ان کی پکڑ سے کوئی چھوٹ نہیں سکتا ٥۔ معلوم ہوا کہ سارے فرشتے معصوم ہیں' ہاروت و ماروت جب شکل انسانی میں آئے تب ان سے گناہ سرزد ہوئے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' جیسے عصاء موسوی سانپ بن کر کھانے لگتا تھا ٦۔ سچی توبہ جس کا اثر یہ ہو کہ برے اعمال چھوٹ جائیں نیک کاموں کی عادت پڑ جائے' خیال رہے کہ توبہ کی حقیقت گزشتہ پر ندامت' آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد ہے' توبہ بہت قسم کی کفر سے توبہ' فسق سے توبہ' حقوق العباد سے توبہ وغیرہ۔ توبۃ النصوح یہ ہے کہ آدمی توبہ کے بعد گناہ کی طرف نہ لوٹے' جیسے تھن سے نکلا ہوا دودھ تھن میں نہیں لوٹتا (از خزائن العرفان) ٧۔ معلوم ہوا کہ توبہ گناہوں کی معافی اور جنت کے استحقاق کا ذریعہ ہے' کریم کا امید دلانا بھی وعدہ ہے ٨۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن اگرچہ گنہگار ہو۔ انشاء اللہ آخرت کی رسوائی سے محفوظ رہے گا۔ اگر اسے سزا بھی دی جائے گی' تب بھی اس طرح کہ اس کی رسوائی نہ ہو' کیونکہ محبوب کا امتی ہے رسوائی کفار کے لئے مخصوص ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ متقی مومن قیامت میں حضور کے ساتھ ہوں گے' روح البیان نے فرمایا کہ قیامت میں بعض متقیوں کا حساب بالکل نہ ہو گا۔ بعض کا حساب پس پردہ ہو گا' رب ان سے حجاب نہ فرمائے گا۔ ان کی شفاعت قبول کرے گا۔ ان کے چہرے روشن ہوں گے۔ ٩۔ مومنوں کے ایمان کا نور' مطیعوں کی اطاعت کا نور' مخلصوں کے اخلاص کا نور' محبوں کے صدق و وفا کا نور' ساجدوں کی پیشانی یعنی سجدہ گاہ کا نور' پلصراط پر آگے بھی ہو گا دائیں بائیں بھی پیچھے نہ ہو گا تاکہ پیچھے آنے والے منافقین اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں ١٠۔ یعنی خدایا پل سے پار لگنے تک یہ نور باقی رکھ تاکہ

(بقیہ صفحہ ۸۹۵) خیریت سے گزر جائیں' مومن یہ دعا اس وقت مانگیں گے جب دیکھیں گے کہ منافقوں کا نور درمیان میں بجھ گیا معلوم ہوا کہ اولاً منافقوں کو نور ملے گا درمیان صراط پر بجھ جائے گا اا۔ بعض مومنین پل صراط سے بجلی کی کوند کی طرح گزر جائیں گے' بعض تیز ہوا کی طرح بعض تیز سوار کی طرح' بعض چوتڑوں پر گھسٹتے' یہ دعا اس آخری جماعت کی ہے (روح) دعاء مغفرت اس لئے کریں گے کہ وہ کفار کو دوزخ میں گرتا ہوا دیکھیں گے۔

ا۔ کھلے کافروں پر تلوار سے اور چھپے کافروں یعنی منافقوں پر سخت کلامی اور مضبوط دلائل سے جہاد کرتے رہو کیونکہ منافقوں پر تلوار نہیں چلائی جاتی' اس سے معلوم

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٩﴾

کرو اور ان پر سختی فرماؤ[1] اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام[2]

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ

اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے[3] نوح کی عورت اور

امْرَاَتَ لُوْطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا

لوط کی عورت[4] وہ ہمارے بندوں میں دو سزاوار قرب بندوں کے نکاح

صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ

میں تھیں پھر انہوں نے ان سے دغا کی[5] تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے اور

شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿١٠﴾ وَضَرَبَ

فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ[6] اور اللہ

اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ

مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے[7] فرعون کی بی بی[8] جب

قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ

اس نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا[9] اور مجھے

مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١١﴾

فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش[10]

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

اور عمران کی بیٹی مریم[11] جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی[12]

فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا

تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی[13] اور اس نے اپنے رب کی باتوں

وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿١٢﴾ ع

اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی[14] اور فرمانبرداروں میں ہوئی[15]

ہوا کہ حضور جمال والے ہیں' اور موسیٰ علیہ السلام جلال والے کیونکہ حضور کو سختی کا حکم دیا گیا اور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا فرعون سے نرم کلام کرنا' یہ بھی معلوم ہوا کہ بے دینوں کافروں پر سختی کرنا سنت ہے ہاں جن کے ایمان کی امید ہو ان پر انتہائی نرمی کرو' کفار سے نرمی ایسی ہی جرم ہے جیسے مسلمانوں پر سختی اور زیادتی' سانپ جان کا دشمن ہے۔ یہ کفار ایمان کے دشمن' خیال رہے کہ حربی کفار کا اور حکم ہے ذمی و مستامن کفار کا کچھ اور ۲۔ معلوم ہوا کہ منافقین و کفار سب ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے بلکہ منافقین نچلے درجے میں کہ ان کا کفر کھلے کافروں سے سخت تر ہے ۳۔ عذاب دیئے جانے میں اور مسلمانوں کی قرابت کام نہ آنے میں ۴۔ نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام واملہ یا والعہ تھا حضرت لوط کی بیوی کا نام واحلہ تھا ۵۔ کہ کافرہ رہیں واملہ کہتی تھی کہ نوح علیہ السلام دیوانے ہیں اور واہلہ کفار کی جاسوسی کرتی تھی' خیال رہے کہ کسی نبی کی بیوی زانیہ نہ ہوئی ۶۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے بغیر بزرگوں کی صحبت فائدہ نہیں پہنچاتی' نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر رہا' یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار کے لئے نبی کا رشتہ یا نبی کا نسب کام نہیں آتا یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر شخص اس کے ساتھ ہو گا جس سے دنیا میں محبت کرتا تھا۔ ۷۔ کہ مومن کو کفار کے گناہ کا اثر نہ ہو گا جب وہ ان سے بیزار ہو اگرچہ ایک ہی گھر میں رہتے ہوں ۸۔ حضرت آسیہ بنت مزاحم کہ آپ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں' فرعون کو خبر ہوئی تو اس نے ان پر سخت عذاب کیا کہ چار میخوں سے آپ کے ہاتھ پاؤں بندھوا دیئے اور سخت دھوپ میں ڈال دیا ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت میں وہ گھر زیادہ درجہ والا ہے جس میں بندے کو قرب الٰہی زیادہ ہو عرب کہتے ہیں اَلْجَارُ قَبْلَ الدَّار گھر سے پہلے پڑوسی کو دیکھو ۱۰۔ اس طرح کہ مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب فرما دے یہ معلوم ہوا کہ دینی خطرے پر اپنی موت کی دعا کرنا جائز ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر فرشتے مقرر فرما دیئے جنہوں نے آپ پر سایہ کر لیا اور ان کا جنتی گھر انہیں دکھا دیا۔ جس سے آپ ان تمام مصیبتوں کو بھول گئیں۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ مع جسم آسمان پر اٹھا لی گئیں (روح) حضرت آسیہ جنت میں ہمارے حضور کے نکاح میں ہوں گی ۱۱۔ خیال رہے کہ قرآن شریف میں ۲۷ جگہ حضرت مریم کا نام آیا اور آپ کے سوا کسی عورت کا نام قرآن میں نہیں ۱۲۔ کہ آپ کو کسی مرد نے نہ چھوا۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے وَلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ۔ ۱۳۔ اس طرح کہ حضرت جبریل نے آپ کے سینے پر پھونک ماری' جس سے آپ حاملہ ہو گئیں' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے مقبولوں کا کام در حقیقت رب کا کام ہے' کیونکہ پھونک حضرت جبریل نے ماری' رب نے فرمایا ہم نے پھونکا۔ دوسرے یہ کہ فیض دینے کے لئے دم کرنا سنت ملائکہ ہے مشائخ کے دم درود کی اصل یہ آیت کریمہ ہے' تیسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ کی پیدائش

اٰیَاتُهَا ۳۰ | ۶۷ سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ ۷۷ | رُكُوْعَاتُهَا ۲

سورۃ الملک مکی ہے اس میں ۲ رکوع، ۳۰ آیات، ۳۳۰ کلمات ۱۳۱۳ حروف ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ٘ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

بڑی برکت والا ہے ۲ وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک ۳ اور وہ ہر چیز پر

قَدِیْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ

قادر ہے ۴ وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی ۵ کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا

اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ

کام زیادہ اچھا ہے ۶ اور وہی عزت والا بخشش والا ہے ۷ جس نے سات آسمان بنائے

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ

ایک کے اوپر دوسرا ۸ تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے ۹

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ

تو نگاہ اٹھا کر دیکھ تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے ۱۰ پھر دوبارہ نگاہ اٹھا

كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ

نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی ۱۱ اور بے شک

زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ

ہم نے نیچے کے آسمان کو ۱۲ چراغوں سے آراستہ کیا ۱۳ اور انہیں شیطانوں کیلئے مار کیا ۱۴

وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ﴿۵﴾ وَلِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

اور ان کے لئے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار فرمایا ۱۵ اور جنہوں نے اپنے رب کیساتھ کفر کیا ۱۶

عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۶﴾ اِذَاۤ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا

ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے ۱۷ اور کیا ہی برا انجام ۱۸ جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا رینگنا

(بقیہ صفحہ ۸۹۶) روح الامین کی پھونک سے ہے' آپ کی پھونک سے مردے زندہ' بیمار اچھے ہو جاتے تھے ۱۴۔ یعنی تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لائیں اور شرعی احکام پر عمل کیا ۱۵۔ کیونکہ آپ تقویٰ و طہارت میں مردوں سے کم نہ رہیں اس لئے قانتین جمع مذکر ارشاد ہوا' خیال رہے کہ پانچ بی بیاں بڑے کمال والی ہیں۔ حضرت آسیہ' مریم' فاطمہ' خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہن

۱۔ اس سورت کے بڑے فضائل ہیں' فرمایا کہ یہ سورت شفاعت کرے گی عذاب قبر سے نجات کا باعث ہے' ایک صحابی نے ایک جنگل میں زمین کے اندر سے سورہ ملک پڑھنے کی آواز سنی حضور سے عرض کیا' فرمایا کہ وہاں کسی مومن کی قبر ہے جو زندگی میں سورہ ملک پڑھا کرتا تھا اب بھی قبر میں پڑھ رہا ہے ۲۔ یعنی بڑے انعام و احسان فرمانے والا یا جس چیز پر اس کا نام لے دیا جاوے اس میں زیادتی و برکت ہو جائے' برکت سے مراد ہے زیادتیٔ رحمت ۳۔ عالم اجسام کو ملک اور عالم ارواح و عالم انوار وغیرہ کو ملکوت کہتے ہیں' نیز ظاہری قبضہ ملک کہلاتا ہے' اور باطنی قبضہ ملکوت یعنی سارے عالم مشہود ہمارے قبضہ میں ہیں کہ اس پر ہم ظاہری و باطنی تصرف فرماتے ہیں (از روح) ۴۔ یعنی رب ہر ممکن چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے ناممکن چیزیں اور واجب کی ذات و صفات کو اس سے کوئی تعلق نہیں' لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ رب جھوٹ بول سکتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ موت وجودی چیز ہے کیونکہ محض عدمی چیز پیدا نہیں ہو سکتی اس لئے کہ پیدا کرنے کے معنی ہیں ہستی بخشنا' اسی لئے حدیث میں ارشاد ہوا' کہ قیامت کے دن موت کو بھی موت آ جائے گی یعنی فنا کر دی جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ فنا وہ شئی ہو سکتی ہے جو موجود ہو ۶۔ خیال رہے کہ اس عالم کے اعمال تخم ہیں اور اس دوسرے عالم کی سزا و جزا پھل' نیز رب تعالیٰ نے بعض کو جنت کے لئے بنایا بعض کو دوزخ کے لئے' دنیا میں ہر شخص کو انہی اعمال کی رغبت ہو گی جن کے لئے وہ بنا یہ قانون ہے' قدرت یہ بھی ہے کہ عمر بھر کے گنہگار و کافر کو ایمان پر خاتمہ نصیب فرما کر جنتی بنا دے' جیسے موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر ۷۔ سرکش مجرم کو سزا دے گا۔ کیونکہ عزیز و غالب ہے توبہ والوں کو بخشے گا' کیونکہ غفور و رحیم ہے ۸۔ تہ بہ تہ کہ اوپر والا آسمان نیچے والے کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے اس سے لازم نہیں آتا کہ ایک دوسرے سے چمٹا ہوا ہو' لہٰذا آیت و حدیث میں تعارض نہیں'. سمانوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے' ۹۔ یعنی ، کی مخلوق میں کوئی چیز غیر مناسب نہیں' ہر چیز کو اسی طرح پیدا فرمایا جیسی ہونی چاہیے تھی' یہ مناسبت زمین و آسمان اور تمام مخلوق میں موجود ہے ۱۰۔ یعنی پھٹن' ٹوٹن' شکستگی نظر نہ آئے گی' ہاں آسمانوں میں دروازے ہیں جن سے فرشتے اترتے ہیں۔ معراج میں ان سے حضور تشریف لے گئے' مگر یہ دروازے رخنہ یافتہ نہیں کہلاتے لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آسمانوں میں دروازے نہیں رب فرماتا ہے۔ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۱۱۔ یعنی عیب ڈھونڈنے والی نگاہ ہر دفعہ ناکام واپس ہو گی کوئی عیب نہ دیکھے گی' اور حکمتیں ڈھونڈنے والی نگاہ ہر دفعہ نئی حکمت معلوم کرے گی ۱۲۔ پہلا آسمان جو زمین سے زیادہ قریب ہے دنیا کے لفظی معنی قریب ہیں دنوٌ سے مشتق' لہٰذا آیت واضح ہے ۱۳۔ خیال رہے کہ سارے تارے پہلے آسمان پر نہیں' اس پر صرف چاند ہے لیکن چونکہ تمام آسمان شیشے کی طرح شفاف ہیں جس کی وجہ سے سارے تارے پہلے آسمان پر معلوم ہوتے ہیں لہٰذا وہ سب پہلے آسمان کی زینت ہیں ۱۴۔ یعنی ان تاروں سے مختلف فائدے ہیں' یہ پہلے آسمان کی

(بقیہ صفحہ ۸۹۷) زینت' رات کے چراغ'۰ ‌بافروں کے لئے ہدایت' اور جب کوئی کافر' جن ملائکہ کا کلام سننے آسمان پر جانے کی کوشش کرتا ہے تو ان میں سے ایک آگ نکال کر ایسا ہلاک یا زخمی کر دیتی ہے جیسے شکار کو گولی ۱۵ـ اس سے معلوم ہوا کہ کافر جنات دوزخ میں جائیں گے اگرچہ ان کی پیدائش آگ سے ہے مگر آگ کا عذاب پائیں گے جیسے ہم مٹی کے ڈھیلے سے زخمی ہو کر تکلیف پاتے ہیں ۱۶ـ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے ایک فرمان کا انکار رب تعالیٰ کا انکار ہے' کیونکہ یہاں ہر کافر کو کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ میں داخل فرمایا' کیونکہ نبی رب کی طرف سے فرمانروا ہے ۱۷ـ کہ وہ جگہ بھی تکلیف دہ وہاں کا کھانا پانی بھی تکلیف دہ' سانپ بچھو تکلیف دہ ساتھی بھی

لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ

سنیں گے کہ جوش مارتی ہے ۱ معلوم ہوتا ہے کہ شدت غضب میں پھٹ جائیگی ۲ جب کبھی

اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝ قَالُوْا

کوئی گروہ اس میں ڈالا جائیگا ۳ اسکے داروغہ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈر

بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ

سنانے والا نہ آیا تھا ۴ کہیں گے کیوں نہیں بیشک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے

شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ

پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا ۵ تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں ۶ اور کہیں

اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ۷ تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے اب اپنے گناہ کا اقرار کیا ۸

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

تو پھٹکار ہو دوزخیوں کو ۹ بے شک وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے

بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ

ڈرتے ہیں ۱۰ ان کیلئے بخشش اور بڑا ثواب ہے ۱۱ اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا

اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اَلَا يَعْلَمُ

آواز سے وہ تو دلوں کی جانتا ہے ۱۲ کیا وہ نہ جانے

مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

جس نے پیدا کیا ۱۳ اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار وہی ہے جس نے تمہارے

لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ

لئے زمین رام کر دی ۱۴ تو اس کے رستوں میں چلو اور اللہ کی روزی میں سے کھاؤ ۱۵

وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ

اور اسی کی طرف اٹھنا ہے ۱۶ کیا تم اس سے نڈر ہو گئے جسکی سلطنت آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین

ایذاءرساں' غرضیکہ ہر تکلیف جمع ہے۔ معلوم ہوا کہ دوزخ مقام صرف کفار کا ہے' مومن گنہگار کا وہاں کچھ دن رہنا ہے ایسا ہو گا جیسا مسافر کا منزل پر ٹھہرنا۔

ا۔ کھولتی ہانڈی کی طرح یا ریل کے انجن کی مثل' مگر یہ آواز صرف دوزخی سنیں گے گرتے وقت اور رہنے کی حالت میں' جنتی اگرچہ پل صراط پر گزریں گے مگر اس کی یہ دہشت ناک آواز نہ سنیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۲۔ معلوم ہوا کہ دوزخ میں احساس ہے' وہ غضب بھی کرتا ہے بلکہ کلام بھی کرتا ہے۔ رب فرماتا ہے کہ ہم دوزخ سے پوچھیں گے کہ کیا تو بھر گیا تو وہ جواب دے گا هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کیا کچھ اور زیادہ بھی ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ کفار دوزخ میں فوج در فوج جائیں گے' ہر قسم کا کافر اپنے ہم جنس کے ہمراہ ہو گا' اگر گنہگار مسلمان دوزخ میں جائے گا تو اکیلا کہ کسی کو اس کے حال کی خبر نہ ہو گی' تاکہ امت رسول کی رسوائی نہ ہو ۴۔ یعنی نبی بلاواسطہ' یا نبی کے جانشین علماء جن کا پہنچ جانا یا ان کی تبلیغ کا پہنچ جانا خود نبی ہی کا پہنچ جانا ہے ۵۔ چونکہ کفار قرائن سے سمجھ لیں گے کہ اب انبیاء کی تشریف آوری کا انکار' فرشتے سے مار کھانے کا ذریعہ ہے اس لئے سچ بول دیں گے' محشر کی طرح یہاں جھوٹ نہ بولیں گے ۶۔ معلوم ہوا کہ جن لوگوں تک نبی کی تعلیم بالکل نہ پہنچی' صرف انہیں شرک پر عذاب ہو گا۔ باقی کسی چیز پر نہیں' جیسے فترت والے لوگ جو حضور کی تشریف آوری سے پہلے فوت ہو گئے' کسی نبی کی تعلیم انہیں نہ پہنچ سکی ۷۔ معلوم ہوا کہ جس عقل سے دین نہ سمجھا جاوے وہ بے عقلی ہے جو کان و آنکھ نبی کے احکام نہ سنیں اللہ کی آیات نہ دیکھیں' وہ بہرے اندھے ہیں اگرچہ دنیاوی امور میں کام آویں ۸۔ گناہ سے مراد دل کا گناہ یعنی کفر و شرک ہے خیال رہے کہ کفار کو کفر و شرک پر بھی سزا ملے گی اور شرعی احکام ادا نہ کرنے پر بھی کیونکہ وہ سزا میں احکام شرعیہ کے مکلف ہیں ۹۔ یہ رب کا فرمان ہے یا اس وقت فرشتے کہیں گے۔ یعنی تم اللہ کی رحمت سے دور ہو ہر وقت پھٹکار ولعنت کے مستحق ۱۰۔ یعنی نبی کے فرمانے سے ان کے دل میں خوف خدا پیدا ہوا' ورنہ مرتے وقت عذاب دیکھ کر تو سب ہی ڈریں گے شیطان نے بھی کہا تھا اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ مگر یہ خوف نجات کا ذریعہ نہیں ۱۱۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے سینے شریف سے بھنی ہوئی کلیجی کی خوشبو آتی تھی' آپ کا جگر خوف الٰہی میں بھن چکا تھا' حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نماز تہجد میں اتنا روتے تھے' کہ آپ کے سینہ مبارک سے ہانڈی کھولنے کی سی آواز آتی تھی' یہ ہے خوف خدا' اللہ تعالیٰ ان پاک ہستیوں کی طفیل ہم جیسے گنہگاروں کو بھی اپنا خوف نصیب کرے' آمین ۱۲۔ مشرکین مکہ آپس میں بکواس کرتے وقت کہتے تھے کہ آہستہ بولو' محمد کا رب نہ سن لے' اس آیت میں ان کی تردید کی گئی کہ تمہارا کوئی کھلا چھپا کام ہم سے پوشیدہ نہیں' رب کی شان تو بہت بلند و بالا ہے' اس کے محبوب بندے حضرت

(بقیہ صفحہ ۸۹۸) سلیمان تین میل سے چیونٹی کی آواز سن لیتے تھے ۱۳۔ یعنی جس رب نے تمہیں، تمہارے اعمال، تمہارے خطرات کو پیدا فرمایا' اس پر تم یا تمہارے دلی خیالات کیسے چھپ سکتے ہیں۔ یہ گویا گزشتہ دعوئی کی دلیل ہے ۱۴۔ اس طرح مناسب طور پر نرم فرمادی کہ تم رہو بھی' اس میں کھیتی باڑی بھی کرو' عمارتیں بناؤ' نہ تو لوہے کی طرح سخت نہ پانی کی طرح نرم و پتلی' سبحان اللہ ۱۵۔ حلال و طیب روزی کھاؤ' خواہ اپنی خواہ دوسرے کی کمائی ہوئی' جیسے میراث کا مال' صوفیاء فرماتے ہیں کہ جسم کے لئے جسمانی روزی کھاؤ' روح کے لئے روحانی غذا استعمال کرو' اس سے معلوم ہوا کہ کھانا فرض ہے کیونکہ اس سے زندگی کی بقا ہے اور زندگی تمام عبادت کا

الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ

میں دھنسا دے ۵ جبھی وہ کانپتی ہے یا تم نڈر ہو گئے ۶ اس سے جس کی سلطنت آسمان

یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾ وَ لَقَدْ

میں ہے کہ تم پر پتھراؤ بھیجے تو اب جانو گے کیسا تھا میرا ڈرانا ۷ اور بیشک

كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا

ان سے اگلوں نے جھٹلایا تو کیسا ہوا میرا انکار ۸ اور کیا انہوں نے اپنے

اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقْبِضْنَ ؔۘؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا

اوپر پرندے نہ دیکھے پر پھیلاتے اور سمیٹتے ۹ انہیں کوئی نہیں روکتا سوا

الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ

رحمٰن کے ۱۰ بے شک وہ سب کچھ دیکھتا ہے ۱۱ یا وہ کونسا تمہارا

هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ

لشکر ہے کہ رحمٰن کے مقابل تمہاری مدد کرے ۱۲ کافر

الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ

نہیں مگر دھوکے میں ۱۳ یا کونسا ایسا ہے جو تمہیں روزی دے

اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ

اگر وہ اپنی روزی روک لے ۱۴ بلکہ وہ سرکش اور نفرت میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں تو

یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا

کیا وہ جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلے ۱۵ زیادہ راہ پر ہے یا وہ جو سیدھا چلے ۱۶

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ

سیدھی راہ پر ۱۷ تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان

لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور آنکھ اور دل بنائے ۱۸ کتنا کم حق مانتے ہو ۱۹

مدار ہے' اس لئے مرن برت رکھنا بھوک ہڑتال کرنا حرام ہے' یہ بھی معلوم ہوا' خدا کے دیئے میں سے کچھ کھاؤ' کچھ کھلاؤ' سب خود ہی کھانے کی کوشش نہ کرو ۱۶۔ قیامت میں حساب دینے کے لئے' لہٰذا ایسا کھانا نہ کھاؤ جو کل تمہارے لئے وبال ہو جائے اس لئے کھانے کے بعد قیامت کا ذکر فرمایا۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے بعد خصوصی عذاب آ سکتے ہیں' دوسری آیت میں جو ارشاد ہوا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ اس سے عمومی عذاب مراد ہیں۔ ۲۔ معلوم ہوا کہ رب سے بے خوفی کفار کا طریقہ ہے اور اس سے امید رکھنا مومن کی شان ہے۔ امن میں بے خوفی ہوتی ہے امید میں خوف بھی ہوتا ہے' یعنی خوف کرو کہ تم پر گناہوں کی وجہ سے آسمانی پتھر ایسے برسیں جیسے قوم لوط پر برسے تھے' اللہ کی پناہ ۳۔ یعنی عذاب دیکھ کر ایمان لاؤ' اور اس وقت ایمان لانا معتبر نہ ہوگا کیونکہ ایمان بالغیب چاہیے خیال رہے کہ یہاں مَنْ فِی السَّمَآءِ فرما کر یہ بتایا کہ بت ڈرنے کے لائق نہیں' ڈرو اس سے جس کی بادشاہی آسمانوں میں ہے یہ مطلب نہیں کہ رب آسمان پر رہتا ہے وہ تو جگہ سے پاک ہے ۴۔ کہ قارون کو زمین میں دھنسایا اور قوم لوط پر آسمانی پتھر برسائے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسمانوں کو گرنے سے رب ہی روکے ہوئے ہے' ورنہ بھاری چیز گر جاتی ہے ۶۔ یُمْسِكُهُنَّ میں هن کا مرجع یا تو طیر' پرندوں کی جماعت ہے یعنی چڑیاں۔ ہوا میں اڑتے ہوئے کبھی پر کھولتی ہیں اور کبھی بند کر لیتی ہیں۔ مگر نہیں گرتیں' معلوم ہوا کہ انہیں ہوا میں محض پر نہیں روکتے بلکہ ہم روکے رہتے ہیں' وہ تو گوشت پوست کا مجموعہ ہیں جو نیچے گر جانا چاہیے' آج ہوائی جہازوں کو بھی رب ہی گرنے سے بچاتا ہے نہ کہ مشین و انجن' اس لئے بارہا یہ تباہ ہو کر گر جاتے ہیں یا اس کا مرجع آسمان ہیں یعنی آسمان اتنے بھاری اجسام نہ کسی چیز میں لٹکے ہیں نہ کسی شئی پر دھرے ہیں مگر نہیں گرتے کیونکہ انہیں ہم ہی روکے ہوئے ہیں ۷۔ یعنی چڑیاں ہوا میں اڑنے کی حالت میں پر پھیلاتی اور سمیٹتی ہیں' اگر پر پھیلانا انہیں گرنے سے روکتا تو چاہیے تھا کہ یہ سمیٹتے وقت گر جائیں' مگر نہیں گرتیں' حالانکہ بوجھل چیز گر جانی چاہیے ۸۔ قرآن کریم میں جہاں ارشاد ہوا کہ تمہارا مددگار کوئی نہیں اس سے مراد حق تعالیٰ کے مقابلہ مدد ہے کہ رب تعالیٰ ہلاک کرنا چاہے اور وہ رب کا مقابلہ کر کے بچالے' یہ سب آیتوں کی تفسیر ہے اور مدد والی آیتوں سے مدد بالاذن کا ثبوت ہے ۹۔ وہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم پر عذاب نہیں آئے گا اور اگر آیا تو ہمارے جھوٹے معبود ہمیں بچالیں گے' یہ دونوں فریب شیطان نے دیئے۔ ۱۰۔ اس طرح کہ بارش یا دھوپ روک لے' جو پیداوار کا سبب ہے' تو دوسرا یہ چیزیں نہیں دے سکتا ۱۱۔ جیسے مشرکین جو بغیر سوچ سمجھے غلط عقیدوں اور غلط اعمال میں پھنسے ہوئے ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ کفار کے سارے اعمال اوندھے ہیں۔ کیونکہ ایمان کے

قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے [۱]

وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو [۲] تم فرماؤ یہ

اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ

علم تو اللہ کے پاس ہے [۳] اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں [۴] پھر جب اسے پاس

زُلْفَةً سِیْٓـٴَـتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ قِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ

دیکھیں گے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے [۵] اور ان سے فرمادیا جائے گا یہ ہے

كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِیَ اللّٰهُ وَ مَنْ

جو تم مانگتے تھے [۶] تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو ہلاک

مَّعِیَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ یُّجِیْرُ الْكٰفِرِیْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۸﴾

کردے [۷] یا ہم پر رحم فرمائے [۸] تو وہ کونسا ہے جو کافروں کو دکھ کے عذاب سے بچالے گا

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ

تم فرماؤ وہی رحمٰن ہے [۹] ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسا کیا [۱۰] تو اب جان

مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ

جاؤ گے [۱۱] کون کھلی گمراہی میں ہے تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی

مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ ﴿۳۰﴾

زمین میں دھنس جائے [۱۲] تو وہ کون ہے جو تمہیں پانی لادے نگاہ کے سامنے بہتا

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّیَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُهَا ۵۲ رُكُوْعُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

قلم [۱] اور ان کے لکھے کی قسم [۲] تم اپنے رب کے فضل سے

(بقیہ صفحہ ۸۹۹) بخیر ہیں' مومن کے سارے اعمال درست ہیں کیونکہ ایمان کے ساتھ ہیں' کافر کا صدقہ و خیرات کرنا اوندھا چلنا ہے کیونکہ یہ اسے منزل پر نہیں پہنچا سکتا' مومن و کافر کے تمام اعمال کا یہ ہی حال ہے ۱۳۔ یعنی دنیا میں مومن تو سیدھی راہ پر ہے اور جا بھی سیدھا رہا ہے مگر کافر اوندھے رستے پر بھی ہے اور چل بھی اوندھا رہا ہے کیا یہ دونوں یکساں ہیں' ہرگز نہیں اسلام سیدھا راستہ ہے۔ پھر اسلام کو صحیح طور پر سمجھنا اور درست اعمال کرنا اس پر سیدھا چلنا ہے ۱۴۔ یعنی اے محبوب ان مشرکوں سے فرمادو کہ میں تمہیں جس رب کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں وہ' وہ رب ہے جس نے ایسی بے بہا نعمتیں بخشیں' اس سے معلوم ہوا کہ خاص بندوں کے کام رب کے کام ہوتے ہیں کیونکہ ماں کے پیٹ میں ناک کان بنانا فرشتہ کا کام ہے مگر وہ کام رب کا قرار پایا ۱۵۔ کہ اس کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی نافرمانی' بلکہ مخالفت و مقابلہ میں استعمال کرتے ہو' کچھ تو انصاف کرو' اس آیت سے مسلمانوں کو بھی عبرت پکڑنی چاہیے

۱۔ یعنی رب تعالیٰ سب کا سہارا اور منتہیٰ ہے۔ خیال رہے کہ یہاں صفات الٰہیہ کو قل سے بیان فرمایا گیا۔ یعنی اے محبوب آپ فرمادیں تاکہ پتہ لگے کہ خدا کی صفات ماننا جب ہی فائدہ دے سکتا ہے جب کہ نبی کی تعلیم سے مانی جاویں' نبی کو چھوڑ کر توحید وغیرہ ماننا دوزخ کا راستہ ہے۔ ۲۔ یعنی اگر تم قیامت یا عذاب کی خبر دینے میں سچے ہو' تو بتاؤ ان کا ظہور کب ہو گا۔ اس شرط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ سوال محض دل لگی کے لئے تھا نہ کہ تحقیق کے لئے ۳۔ کسی مخلوق کو اندازے' تخمینے' حساب' جنتری' وغیرہ سے معلوم نہیں ہو سکتا' جب تک رب تعالیٰ الہام یا وحی کے ذریعہ نہ بتائے ۴۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رب نے حضور کو قیامت کا علم نہیں دیا کیونکہ یہاں یہ نہ فرمایا کہ مجھے علم نہیں دیا گیا۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ اللہ وہاں بھی کہتے ہیں جہاں بتانا نہ ہو' حق یہ ہے کہ اللہ نے حضور کو قیامت کا علم دیا خود فرماتے ہیں کہ میں اور قیامت دو ملی ہوئی انگلیوں کی طرح ہیں' قیامت کی علامتیں ارشاد فرمائیں۔ اس کے آنے کا دن بتایا کہ جمعہ کو ہوگی ۵۔ یعنی علامات قیامت یا علامات موت' یا علامات عذاب دیکھ کر کفار کے چہرے بگڑ جائیں گے' اس سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت اور قیامت کے دن مومن کے چہرے شگفتہ ہوں گے' اب بھی بعض صالحین کو بوقت موت مسکراتا ہوا دیکھا گیا ۶۔ نبیوں یا مومنوں سے اس کا مطالبہ کرتے تھے تو اب سامنے ہے' دل بھر کر دیکھ لو (اللہ کی پناہ) ۷۔ کفار مکہ حضور کی اور صحابہ کی وفات کے منتظر رہتے تھے' یہاں فرمایا گیا کہ ہمارا وفات پاجانا تمہیں عذاب سے بچا نہیں سکتا' پھر تم کیوں اس کی آس لگائے بیٹھے ہو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی موت کا انتظار کفار کا شیوہ ہے

ع ۱۶/۲

۸۔ اس طرح کہ ہمیں دراز عمریں دے' تاکہ ہم نیکیوں کا توشہ خوب جمع کرلیں۔ معلوم ہوا کہ مومن کی زندگی بھی رحمت ہے ۹۔ یعنی اوپر کی شقیں تمہیں سمجھانے کے لئے ہیں ورنہ رب تعالیٰ ہم پر مہربان ہے کیونکہ ہم اس کے مطیع ہیں اور وہ رحمٰن ہے ۱۰۔ یعنی موت کے وقت' کیونکہ ہر کافر مرتے وقت حقانیت اسلام مان لیتا ہے مگر اس وقت کا ماننا کام نہیں آتا ۱۱۔ یعنی تمہارے کنوؤں' دریاؤں کے پانی' جو تمہارے قبضہ میں دیا گیا ہے۔ یا تمہاری آنکھ منہ پیٹ کا پانی خشک ہو جائے یا تمہارے عشق الٰہی و محبت مصطفوی کا پانی خشک ہو جائے جو تمہارے اعمال کی مٹی میں مل کر مرشد کی نگاہ سے تمہیں عارف وغیرہ بناتا ہے تو پھر کس میں طاقت ہے جو تمہیں یہ پانی بخشے ۱۲۔ اس سورۃ کا نام سورہ قلم ہے یا سورہ نون' یہ مکیہ ہے' قلم سے مراد یا تو وہ قلم ہے جس نے لوح محفوظ پر تاقیامت سارے واقعات لکھ دیئے جس کا طول

بِمَجْنُوْنٍ ۝۲ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝۳ وَاِنَّكَ لَعَلٰى

مجنون نہیں ۲ اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے ۳ اور بیشک تمہاری خو بو بڑی

خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝۵ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶

شان کی ہے ۴ تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھ لیں گے ۵ کہ تم میں

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ

کون مجنون تھا بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے اور وہ خوب جانتا

بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ

ہے جو راہ پر ہیں ۶ تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا ۷ وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو

فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ

۸ تو وہ بھی نرم پڑ جائیں اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ۹ ذلیل بہت طعنے

بِنَمِيْمٍ ۝۱۱ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ

دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار درشت خو اس

زَنِيْمٍ ۝۱۳ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝۱۴ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا

سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا ۱۰ اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے ۱۱ جب اس پر

قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۱۵ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝۱۶

ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ۱۲ قریب ہے کہ ہم اس کی سور کی سی

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا

تھوتھنی پر داغ دیں گے ۱۳ بیشک ہم نے انہیں جانچا ۱۴ جیسا اس باغ والوں کو جانچا تھا ۱۵ جب

مُصْبِحِيْنَ ۝۱۷ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ۝۱۸ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ

انہوں نے قسم کھائی کہ ضرور صبح ہوتے اس کھیت کو کاٹ لیں گے ۱۶ اور انشاء اللہ نہ کہا تو اس پر تیرے

مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ۝۱۹ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ۝۲۰

رب کی طرف سے ایک پھیری کر نے والا پھیرا کر گیا ۱۷ اور وہ سوتے تھے تو صبح رہ گیا جیسے پھل ٹوٹا ہوا ۱۸

(بقیہ صفحہ ۹۰۰) آسمان و زمین کے برابر ہے یا کراماً کاتبین کے قلم جس سے وہ لوگوں کے اعمال لکھتے ہیں' یا علماء دین کے قلم جن سے وہ حضور کی نعت' رب کی حمد' دینی مسائل و فتاویٰ لکھتے ہیں' صوفیاء فرماتے ہیں کہ قلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ہے جو کن کی کنجی ہے اس کی لذیذ تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمن میں دیکھیں ۱۳۔ کراماً کاتبین کے لکھے کی قسم' یا علماء دین کی تحریر کی قسم جس سے وہ دین کی خدمت کرتے ہیں

۱۔ یا اپنے رب کی نعمت کی وجہ سے مجنون نہیں' کیونکہ نبوت اور جنون کا اجتماع ناممکن ہے نبی پر جہان کے ایمان کا بوجھ ہے وہ مجنون ہوں تو عالم تباہ ہو جائے' جیسے انجن کا ڈرائیور' قیمتی موتی قیمتی ڈبیہ میں رکھا جاتا ہے۔ ۲۔ اس لئے کہ تمام امت کی نیکیوں کا ثواب آپ کو ہے۔ کیونکہ یہ نیکیاں آپ نے سکھائی ہیں' اور آپ کا دین منسوخ نہ ہوگا' لہٰذا آپ کا ثواب بند نہ ہوگا' یا آپ کو جو ثواب ملے گا۔ اس میں کسی کا آپ پر احسان نہیں' بلکہ سب پر آپ کا احسان ہے ۳۔ حضور کا خلق قرآن ہے' یہ قرآن خاموش ہے اور حضور جیتے جاگتے بولتے ہوئے قرآن ہیں۔ معلوم ہوا کہ کوئی بھی حضور کے اخلاق کماحقہٗ بیان نہیں کر سکتا' کیونکہ وہ عظیم ہیں' خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں کو قلیل فرمایا کہ فرمایا قل متاع الدنیا قلیل اس کے باوجود کوئی شخص دنیا کی نعمتیں شمار نہیں کر سکتا۔ فرماتا ہے۔ وان تعدوا نعمت اللہ لا تحصوھا جب قلیل کو شمار کرنا غیر ممکن ہے تو جسے رب تعالیٰ عظیم کہے اسے شمار کرنے کی کس میں طاقت ہے۔ ۴۔ یعنی جو کچھ غیب کی خبریں آپ نے دی ہیں' ان میں سے بہت کفار بھی دیکھ لیں گے' اور اے محبوب آپ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے حضور تو سب کچھ آج بھی دیکھ رہے ہیں مگر یہاں ظہور کا دیکھنا مراد ہے ۵۔ تو جس کو بتائے اس کو بھی اس کے بتانے سے علم ہو گا جیسے کاتب تقدیر فرشتہ اور دابۃ الارض اور آدم علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ تعالیٰ نے ضال اور مہدی کا علم دیا' نیز حضور کی ذات اخلاص و نفاق کی کسوٹی ہے جو انہیں مجنون کہے وہ گمراہ ہے جو تعریفیں کرے وہ ہدایت پر ہے۔ جیسے آدم علیہ السلام ملائکہ اور شیطان کی عبادات کی کسوٹی ہوئے ۶۔ اس میں بظاہر حضور کو خطاب ہے لیکن درحقیقت مسلمانوں کو سنانا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی بے دین کی دینی اطاعت کرنا یا کفر ہے یا حرام الا عند الاکراہ ۷۔ (شان نزول)۔ سرداران قریش حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے کہ اگر آپ کو کوئی بیماری ہے' تو ہم اس کا علاج کرا دیں' اگر دنیاوی عیش و عشرت کی خواہش ہے تو اس کا سارا سامان مہیا کر دیں' اگر کچھ نہیں تو آپ صرف ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں تو ہم بھی آپ سے تعرض نہ کریں' اس پر یہ آیت کریمہ اتری (تفسیر عزیزی) اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو دین میں پختہ ہونا چاہیے دین میں پلپلے پن کا نام مداہنت ہے ذاتی حالات میں اچھے برتاؤ کا نام اخلاق ہے' آج ہم دین میں نرم اور نفسانی معاملات میں سخت ہیں ۸۔ (شان نزول) یہ آیات ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئیں جو حضور کو مجنون کہتا تھا' قرآن کریم نے اس کے دس عیب بیان فرمائے آخر میں فرمایا کہ وہ حرامی ہے۔ معلوم ہوا کہ رب ستار العیوب ہے' لیکن جو اس کے محبوب کو عیب لگائے رب اس کی پردہ دری کر دیتا ہے ۹۔ ولید بن مغیرہ اپنے اہل و عیال سے کہتا تھا کہ اگر تم اسلام لائے تو تمہیں اپنے مال سے محروم کر دوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اچھی باتوں سے روکنا ولید بن مغیرہ کا شیوہ ہے آج بھی بعض لوگ جوئے' سینما' شراب سے نہیں روکتے' ہاں میلاد شریف' بزرگان دین کا ختم

(بقیہ صفحہ ۹۰۱) انہیں بہت کھٹکتا ہے' یہ ہے منع خیر۱۰۔ یعنی بدمزاج اور بدزبان معلوم ہوا کہ یہ دونوں عیب کفار کے ہیں مومنوں کو ان سے دور رہنا چاہیے' طبیعت نرم رکھیں' زبان نہایت شیریں ۱۱۔ یعنی حرام کا بچہ' حرامی' ولدالزنا' اس آیت کے نزول پر ولید اپنی ماں کے پاس پہنچا' اور بولا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دس عیوب بیان فرمائے نو کو تو میں اپنے اندر پاتا ہوں دسویں کی تجھے خبر ہے سچ بتا میں حرامی ہوں یا حلالی' سچ کہنا ورنہ تیری گردن مار دوں گا' تب اس کی ماں بولی' کہ تیرا باپ نامرد تھا' مجھے اندیشہ ہوا کہ اس کے بعد اس کا مال غیر لے جائیں گے تب میں نے فلاں چرواہے کو بلا لیا' تو اس سے پیدا ہوا (خزائن و روح وتفسیر صاوی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ جس کے دل میں حضور سے عناد ہو اور حضور کی بدگوئی اس کا مشغلہ ہو وہ حرامی ہوتا ہے ۱۲۔ یعنی اس کی تمام اکڑ مال اور اولاد کے بل بوتے پر ہے' ان آیات سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے حبیب کا بدلہ خود لیتا ہے ایک کے بدلے دس سناتا ہے۔ ۱۳۔ یہ ولید خبیث قرآن کریم سن کر کہتا تھا کہ یہ گھڑی ہوئی باتیں ہیں ان پر کان نہ دھرو ۱۴۔ یعنی قیامت میں ولید کا منہ سور کا سا ہو گا' جس پر خاص داغ ہو گا' تمام اہل محشر پہچان لیں گے کہ محبوب کے بدگو کا منہ یہ ہے' ولید بدر سے پہلے مرگیا تھا ۱۵۔ یعنی ہم نے مکہ والوں پر حضور کی دعا سے سخت قحط بھیجا' جس میں وہ مردار تک کھا گئے ۱۶۔ اس باغ کا نام ضروان تھا جو ملک یمن میں صنعاء سے دو کوس فاصلہ پر تھا' اس کا مالک ایک سخی آدمی تھا' جب پھل توڑنے کا وقت آتا تو منادی کر کے فقراء کو جمع کر لیتا' بہت حصہ فقراء کو تقسیم کر دیتا کھیت کی پیداوار میں بھی دسواں حصہ مساکین کو دیتا تھا' جس سے اس کے مال میں بڑی برکت تھی' اس کے بعد اس کے تین بیٹے وارث ہوئے' جو کنجوس تھے' انہوں نے باغ پکنے پر آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے کنبے بہت ہیں پھل تھوڑے ہیں' اگر ہم بھی باپ کی طرح سخاوت کریں گے' تو فقیر ہو جائیں گے' چلو صبح تڑکے ہی پھل توڑ لیں' کسی فقیر کو خبر نہ ہونے دیں' ان آیات میں یہ قصہ مذکور ہے' یہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا' آپ کے آسمان پر جانے کے قریب' ۱۷۔ یعنی صبح ہی دنیا کے کام میں مشغول ہو جائیں گے بغیر ذکر خدا کئے اور اپنے باپ کی نیک رسم بند کر دیں گے انہوں نے مال سے رب کے نام کا حصہ نہ نکالا یہ بھی گناہ ہے برائی کرنے پر قسم کھائی یہ بھی گناہ' انشاء اللہ نہ کہا یہ بھی قصور کہ اپنے پر اعتماد ہے ۱۸۔ رات میں باغ پر آفت ناگہانی آئی جو سب کچھ تباہ کر گئی ۱۹۔ جس میں کوئی پھل باقی نہ رہا' مگر انہیں کچھ خبر نہ ہوئی

فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾ أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِنْ
پھر انہوں نے صبح ہوتے ایک دوسرے کو پکارا کہ تڑکے اپنی کھیتی کو چلو

كُنتُمْ صَارِمِينَ ﴿٢٢﴾ فَانطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَن
اگر تمہیں کاٹنی ہے ۱۔ تو چلے اور آپس میں آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے ۲۔ کہ ہرگز

لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ ﴿٢٤﴾ وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ
آج کوئی مسکین تمہارے باغ میں آنے نہ پائے ۳۔ اور تڑکے چلے اپنے اس ارادہ پر

قَادِرِينَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ﴿٢٦﴾ بَلْ نَحْنُ
قدرت سمجھتے پھر جب اسے دیکھا بولے بے شک ہم راستہ بہک گئے بلکہ ہم

مَحْرُومُونَ ﴿٢٧﴾ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا
بے نصیب ہوئے ۴۔ ان میں جو سب سے غنیمت تھا بولا کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ تسبیح

تُسَبِّحُونَ ﴿٢٨﴾ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقْبَلَ
کیوں نہیں کرتے ۵۔ بولے پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہم ظالم تھے ۶۔ اب ایک

بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَلَاوَمُونَ ﴿٣٠﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا
دوسرے کی طرف ملامت کرتا متوجہ ہوا ۷۔ بولے ہائے خرابی ہماری بیشک ہم

طَاغِينَ ﴿٣١﴾ عَسَىٰ رَبُّنَا أَن يُبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ
سرکش تھے ۸۔ امید ہے ہمیں ہمارا رب اس سے بہتر بدل دے ہم اپنے رب کی طرف

رَبِّنَا رَاغِبُونَ ﴿٣٢﴾ كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ
رغبت لاتے ہیں ۹۔ مار ایسی ہوتی ہے ۱۰۔ اور بیشک آخرت کی مار سب سے

أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ
بڑی ۱۱۔ کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ۱۲۔ بیشک ڈر والوں کے لئے ۱۳۔ ان کے رب کے پاس ۱۴۔

جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٣٤﴾ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾
چین کے باغ ہیں ۱۵۔ کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں ۱۶۔

رکوع ۲ ع ۴

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبح سویرے ہی بغیر اللہ کا ذکر کئے ہوئے دنیاوی کام میں لگ جانا غافلوں کا کام ہے' عاقل مومن کو چاہیے کہ صبح سویرے پہلے اللہ کی یاد کرے پھر دنیاوی کام شروع کرے جس کی ابتداء اچھی ہے اس کی انتہاء بھی اچھی ہے اِسی لئے اسلام میں فجر کی نماز اور بعد نماز تلاوت و ذکر وغیرہ ہے۔ ۲۔ تاکہ کوئی فقیر نہ سن لے اور خیرات لینے کے لئے حسب دستور باغ میں پہنچ جائے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی کام کو جائے تو خدا کا ذکر کرتے ہوئے اور نیک ارادے سے جائے' ان کے ارادے برے تھے جس کا انجام برا ہوا ۴۔ وہ لوگ پہلے تو سمجھے کہ ہم بہک کر دوسری جگہ آ گئے ہیں ہمارا باغ ایسا اجڑا ہوا نہ تھا پھر غور سے دیکھ کر بولے کہ نہیں ہم راہ نہیں بھولے' بلکہ باغ ہی برباد ہو چکا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ بھی گناہ ہے اور گناہ پر عذاب الٰہی دنیا میں بھی آ جاتا ہے' پیداوار کی زکوٰۃ واجب ہے ۶۔ کہ ہم نے اپنے مرحوم باپ کی رسم خیر بند کرنا چاہی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے اچھے مراسم

مَا لَكُمْ وقفة كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۳۶﴾ أَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿۳۷﴾

تمہیں کیا ہوا کیسا حکم لگاتے ہو[۱] کیا تمہارے لئے کوئی کتاب ہے[۲] اس میں پڑھتے ہو

إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ﴿۳۸﴾ أَمْ لَكُمْ أَيْمٰنٌ عَلَيْنَا

کہ تمہارے لئے اس میں جو تم پسند کرو[۳] یا تمہارے لئے ہم پر کچھ قسمیں ہیں قیامت

بٰلِغَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ

تک پہنچتی ہوئی[۴] کہ تمہیں ملے گا جو کچھ دعویٰ کرتے ہو[۵] تم ان سے پوچھو

أَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿۴۰﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَآئِهِمْ

ان میں کونسا اس کا ضامن ہے[۶] یا ان کے پاس کچھ شریک ہیں[۷] تو اپنے شریکوں کو لیکر آئیں

إِنْ كَانُوا صٰدِقِينَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ

اگر سچے ہیں[۸] جس دن ایک ساق کھولی جائے گی[۹] (جس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے)

إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۴۲﴾ خٰشِعَةً أَبْصٰرُهُمْ

اور سجدہ کو بلائے جائیں گے[۱۰] تو نہ کرسکیں گے[۱۱] نیچی نگاہیں کئے ہوئے[۱۲] ان پر

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ط وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ

خواری چڑھ رہی ہوگی[۱۳] اور بیشک دنیا میں سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے[۱۴] جب

سٰلِمُونَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ ط

تندرست تھے[۱۵] تو جو اس بات کو جھٹلاتا ہے اسے مجھ پر چھوڑ دو[۱۶]

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۴۴﴾ وَأُمْلِي لَهُمْ ط

قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ آہستہ لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی[۱۷] اور میں انہیں

إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿۴۵﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ

ڈھیل دوں گا بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے یا تم ان سے اجرت مانگتے ہو[۱۸] کہ وہ

مُثْقَلُونَ ﴿۴۶﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ

چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں[۱۹] یا ان کے پاس غیب ہے کہ وہ لکھ رہے ہیں[۲۰] تو تم اپنے رب کے

(بقیہ صفحہ ۹۰۲) زندہ رکھنے چاہئیں' ورنہ رب کی رحمت سے محروم ہو جاؤ گے' ختم بزرگان' ایصال ثواب' میلاد شریف' گیارہویں شریف بزرگوں کی مراسم ہیں ۷۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو ملامت کرتا تھا کہ تو نے مجھے یہ برا مشورہ دیا تھا' آخر کار بولے کہ ہم سب قصوروار ہیں ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ باپ دادوں کی نیک رسمیں بند کرنا خرابی کا باعث ہے اور سرکشی ہے' دوسرے یہ کہ اپنے جرم کا اقرار کرلینا توبہ ہے ۹۔ رب نے انہیں اس توبہ سے پہلے بھی بہتر باغ دیا' جس کا نام باغ حیوان تھا جس میں بہت پھل آتے تھے اس سے معلوم ہوا' کہ توبہ رب کی رحمت کی زیادتی کا سبب ہے (عمل) اگر کسی کو نقصان پہنچا ہو اور وہ ہر نماز کے بعد یہ آیت اور إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُونَ پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ پہلے سے بہتر ملے گا ۱۰۔ اے کفار مکہ' لہٰذا ہوش سے کام لو اپنا انجام سوچ لو' ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کفار پر دنیاوی عذاب آجانا ان کے اخروی عذاب کو کم نہ کردے گا اور دنیا کا عذاب خواہ کتنا ہی بڑا ہو آخرت کے عذاب سے ہلکا ہے آخرت کا عذاب بہت سخت ہے' اللہ کی پناہ ۱۲۔ اور اس قحط سے عبرت پکڑتے جیسے ضروان والوں نے باغ کی بربادی دیکھ کر فوراً توبہ کرلی ۱۳۔ یہاں متقین اور ڈر والوں سے مراد مومنین ہیں' تقویٰ کے بہت درجے ہیں' پہلا درجہ جسے تقویٰ عامہ کہتے ہیں وہ ہر مسلمان کو حاصل ہے کہ وہ رب سے صحیح معنی میں ڈرتا ہے تو ایمان لاتا ہے' دوسرا درجہ جسے تقویٰ خاص کہتے ہیں وہ نیک کار مومنوں کو حاصل ہے' تیسرا درجہ جسے خاص الخاص کہتے ہیں وہ حضرات اولیاء اللہ کو نصیب ہوتا ہے پھر جیسا تقویٰ ویسی اس کی جزاء اور ویسے ہی جنت میں اس کے درجات' یہ آیت تمام قسم کے متقیوں کو شامل ہے' اس لئے اس کی بہت تفسیریں ہیں ۱۴۔ یعنی آخرت میں قبر سے اٹھنے کے بعد' آخرت کو عِنْدَ رَبِّهِمْ اس لئے فرمایا کہ وہاں کسی کی ظاہری حکومت نہ ہوگی' رب فرماتا ہے۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۱۵۔ ایک ایک جنتی کو کئی کئی باغ دیئے جائیں گے' جہاں نہ بیماری ہوگی نہ موت' نہ دشمنی اور نہ کوئی مصیبت' حقیقی چین وہاں نصیب ہوگا' لِلْمُتَّقِيْنَ کے لام سے معلوم ہوا کہ وہ باغ اہل جنت کی ملک ہوں گے ۱۶۔ معلوم ہوا کہ مجرم اور مسلم برابر نہیں تو نبی اور غیرنبی کیسے برابر ہوسکتے ہیں۔ فرق مراتب پر ایمان کا دارومدار ہے' خیال رہے کہ یہاں مجرم سے مراد کفار ہیں' کیونکہ انکا مقابلہ مسلم سے ہے

مع ۱۵

۱۔ (شان نزول) کفار مکہ کہتے تھے کہ اگر ہم مرنے کے بعد اٹھائے بھی گئے' تو بھی ہم تم سے اچھے رہیں گے کیونکہ دنیا میں ہم امیر ہیں تم غریب اس کی تردید میں یہ آیات نازل ہوئیں جن میں فرمایا گیا کہ آخرت کو دنیا پر قیاس نہ کرو' کھیت میں دانے اور بھوسہ ایک ہی جگہ ہوتا ہے مگر گاہنے کے بعد بھوسہ کی جگہ اور ہے اور دانوں کی جگہ اور ۲۔ یعنی اے کافرو تم یہ غیبی خبر کہاں سے دے رہے ہو کہ آخرت میں تم مسلمانوں سے اچھے رہو گے وہ کونسی آسمانی کتاب اتری جس میں یہ لکھا ہے ۳۔ یعنی اے بیوقوفو کیا ہم تمہارے متعلق قسم اٹھا چکے ہیں کہ تم خواہ کچھ بھی کرو تمہیں جنت ہی دیں گے' جس قسم سے مجبور ہو کر تمہیں جنت ہی دی جائے' معلوم ہوا کہ گناہ کرکے جنت کی امید رکھنا کفار کا طریقہ ہے' گناہوں پر ندامت رحمت ہی سے امید چاہیے ۴۔ کفر کے باوجود جنت اور اللہ کی رحمت ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ مومنوں کی جزاء کے بفضل پروردگار پیغمبر ضامن ہیں۔ کفار کی جزاء کا ضامن کوئی نہیں مومن و کافر کے اعمال میں یہ ہی فرق ہے کافر لاوارث ہے مومن ولی و وارث والا ہے۔ ۶۔ جو انہیں ہم سے جنت دلوادیں وہ اگرچہ کفر ہی کرتے رہیں ۷۔ یعنی وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ وہ

(بقیہ صفحہ ۹۰۳) جھوٹے ہیں محض ضد میں یہ باتیں کرتے ہیں ۸۔ یعنی ایسی شدت ہوگی کہ گھبراہٹ میں لوگوں کی پنڈلیاں کھل جائیں گی' یا رب تعالیٰ اپنی ساق قدرت لوگوں پر ظاہر فرمادے گا ۹۔ یہ سجدہ تکلیفی نہ ہو گا' کیونکہ قیامت میں کوئی مکلف نہیں بلکہ یہ سجدہ مخلص و منافق کی پہچان کے لئے ہو گا' اس سے معلوم ہوا کہ وہاں وہی سجدہ کر سکے گا جو دنیا میں عبادت گزار اور فرمانبردار رہا ہو گا ۱۰۔ قیامت میں کفار کا ہر گروہ اپنے باطل معبود کے ساتھ دوزخ میں بھیج دیا جائے گا مومن و منافق کھڑے رہ جائیں گے ۱۱۔ شرم و ندامت سے یا تجلی الٰہی کی تاب نہ لا سکنے کی وجہ سے (روح و عزیزی) معلوم ہوا کہ مومن دیدار الٰہی کریں گے' منافق نہ کر سکیں گے'

لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ ۘ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ

حکم کا انتظار کرو ۱۲ اور اس مچھلی والے کی طرح نہ ہو نا ۱۳ جب اس حال میں پکارا کہ اس کا دل

مَكْظُومٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ

گھٹ رہا تھا ۱۴ اگر اس کے رب کی نعمت اس کی خبر کو نہ پہنچ جاتی ۱۵ تو ضرور میدان پر پھینک

وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۵۰﴾

دیا جاتا الزام دیا ہوا ۱۶ تو اسے اس کے رب نے چن لیا اور اپنے قرب خاص کے سزا واروں میں کر لیا

وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا

۱۷ اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا اپنی بد نظر لگا کر تمہیں گرا دیں گے ۱۸ جب قرآن

الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿۵۲﴾

سنتے ہیں ۱۹ اور کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دور ہیں ۲۰ اور وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لئے ۲۱

سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ — آيَاتُهَا ۵۲ رُكُوعَاتُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الْحَاقَّةُ ﴿۱﴾ مَا الْحَاقَّةُ ﴿۲﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ

وہ حق ہونے والی کیسی وہ حق ہونے والی اور تم نے کیا جانا کیسی وہ حق ہونے والی ۱

ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾

ثمود اور عاد نے اس سخت صدمہ دینے والی کو جھٹلایا ۲ تو ثمود تو ہلاک کئے گئے حد سے گزری ہوئی

وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ

چنگھاڑ سے ۳ اور رہے عاد وہ ہلاک کئے گئے نہایت سخت گرجتی آندھی سے ۴ وہ ان پر

سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا

قوت سے لگا دی سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار ۵ تو ان لوگوں کو ان میں دیکھو بچھڑے

صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ﴿۷﴾ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُمْ

ہوئے ۶ گویا وہ کھجور کے ڈنڈ ہیں گرے ہوئے ۷ تو تم ان میں کسی کو بچا ہوا

۱۲۔ منہ کالے ہو جائیں گے بلکہ تمام جسم پر ذلت و خواری کے آثار نمودار ہوں گے جس سے ان کا نفاق ظاہر ہو گا رب کی پناہ ۱۳۔ کہ موذن حی علی الصلوۃ پکارتا تھا۔ مگر یہ حاضر نہ ہوتے تھے معلوم ہوا کہ جماعت بھی واجب ہے اور مسجد میں حاضری بھی لازم' بلاعذر گھر میں نماز پڑھ لینا یا اکیلے پڑھ لینا منافق کی علامت ہے' جس کی یہ سزا ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ مجبوری و بیماری میں جماعت اور مسجد کی حاضری معاف ہے جس پر پکڑ نہیں نیز تندرستی میں عبادت نہ کرنا محرومی ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ کافر کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اسے دینی آزادی دی جاتی ہے' رب فرماتا ہے۔ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۱۶۔ کہ انہیں باوجود کفر و گناہ کے دنیاوی نعمتیں بخشیں گے جس سے یہ اور زیادہ غافل ہو کر گناہ کریں گے معلوم ہوا کہ جو مال و دولت غفلت پیدا کرے وہ رب کا عذاب ہے اللہ بچائے ۱۷۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام تبلیغ نبوت پر کبھی مخلوق سے اجرت نہیں مانگتے انہیں رب اجر دیتا ہے' ہاں امت پر لازم ہے کہ ان کا شکریہ ادا کرے' درود شریف پڑھنا' حضور کے قرابت داروں اور عرب والوں سے محبت مدینہ پاک کی تعظیم کرنا شکریہ ہے' اجرت نہیں شکریہ ادا کرنا سعادتمندی کی علامت ہے ۱۸۔ یعنی ان کفار کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں ایمان پر کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے اور وہ کنجوس ہیں بلکہ صرف ازلی بدبختی اس نعمت سے روکتی ہے ۱۹۔ یعنی یہ لوگ آپ سے بے نیاز نہیں کیونکہ ان کے سامنے لوح محفوظ نہیں جس سے علوم غیبیہ معلوم کر کے خود ہدایت پا لیں اور قرآن کی طرح آسمانی کتاب تیار کر لیں' یہاں غیب سے مراد لوح محفوظ ہے اور لکھنے سے مراد آسمانی کتاب ہدایت کے لئے لکھنا ہے۔

۱۔ آیات جہاد آنے کا اس صورت میں یہ آیت حکم جہاد سے منسوخ ہے یا رب کے عذاب آنے کا بعض کفار پر' اور توبہ کی توفیق ملنے کا بعض کو' تب یہ آیت محکم ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ بزرگان دین حتی کہ انبیاء کرام کی خطاؤں میں پیروی نہ کی جائے اور نہ ان خطاؤں کو سنت کہا جا سکتا ہے اسی لئے حدیث پاک میں ارشاد ہوا عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي یہ نہ فرمایا عَلَيْكُمْ بِحَدِيثِي کیونکہ حدیث تو حضور کے ہر قول و فعل کو کہا جائے گا خواہ خصائص میں سے ہو مگر سنت صرف انہی کو کہا جائے گا جن کی پیروی کی جائے' اس لئے رب نے فرمایا فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ خطائیں ہدیٰ میں داخل نہیں' آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب آپ یونس علیہ السلام کی طرح قوم کے معاملہ میں جلدی نہ کریں ۳۔ یعنی اپنی قوم پر غم و غصہ کی وجہ سے' اس حالت میں انہوں نے قوم کے لئے دعا عذاب فرمائی' خیال رہے کہ یونس علیہ السلام کا یہ غم و غصہ رب کے لئے تھا نہ کہ اپنے لئے اس عذر پر عتاب نہ ہوا بلکہ جلدی فرمانے پر محبوبانہ عتاب آیا ۴۔ یعنی رحمت الٰہی نے مچھلی کے پیٹ میں ان کی دستگیری کی کہ ان کی تسبیح و تہلیل و دعا کی برکت سے اس کے پیٹ کو آرام دہ روشن کمرہ بنا دیا اور وہاں سے باہر آنے پر ان پر سبزہ اگا دیا' ہرنی کو خدمت کے

باقی ص ۹۷۱ پر

مِنْ بَاقِيَةٍ ⑧ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ

دیکھتے ہو[۱] اور فرعون اور اس سے اگلے اور الٹنے والی

بِالْخَاطِئَةِ ⑨ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً

بستیاں[۲] خطا لائے تو انہوں نے اپنے رب کے رسولوں کا حکم نہ مانا[۳] تو اس نے انہیں

رَابِيَةً ⑩ إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ⑪

بڑھی چڑھی گرفت سے پکڑا بے شک جب پانی نے سر اٹھایا تھا ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا[۴]

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ⑫ فَإِذَا نُفِخَ

کہ اسے تمہارے لئے یادگار کریں[۵] اور اسے محفوظ رکھے وہ کان کہ سن کر محفوظ رکھتا ہو[۶]

فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ⑬ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ

پھر جب صور پھونک دیا جائے ایک دم[۷] اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر

فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ⑭ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ⑮

دفعتاً چورا کر دیئے جائیں[۸] وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی[۹]

وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ ⑯ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ

اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن اس کا پتلا حال ہو گا[۱۰] اور فرشتے اس کے کناروں پر

أَرْجَائِهَا ۚ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ ⑰

کھڑے ہوں گے[۱۱] اور اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر آٹھ فرشتے اٹھائیں گے[۱۲]

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ⑱ فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ

اس دن تم سب پیش ہو گے[۱۳] کہ تم میں کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ سکے گی[۱۴] تو وہ جو اپنا

كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ ⑲ إِنِّي ظَنَنْتُ

نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا[۱۵] کہے گا لو میرے نامۂ اعمال پڑھو[۱۶] مجھے یقین

أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ ⑳ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ㉑ فِي جَنَّةٍ

تھا کہ میں اپنے حساب کو پہنچوں گا[۱۷] تو وہ من مانتے چین میں ہے[۱۸] بلند باغ

۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ اگلی پچھلی چیزوں کو ملاحظہ فرماتی ہے کیونکہ قوم عاد کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تم دیکھ رہے ہو حالانکہ یہ واقعہ بہت پہلے کا ہے ۲۔ قوم لوط کی بستیاں جن کا تختہ الٹ دیا گیا' یہ کل پانچ تھیں' صعید' معدہ' عمرہ' دوا' سدوم (روح) ۳۔ دنیا میں اسی قوم پر عذاب آیا جس نے رسول کی نافرمانی کی' فقط خدا کی نافرمانی پر عذاب نہ آیا۔ رب فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا یہاں ان کی ہلاکت کو نبی کی نافرمانی پر مبنی فرمایا کہ چونکہ انہوں نے رسول کی نافرمانی کی لہٰذا وہ ہلاک ہوئے ۴۔ خیال رہے کہ باپ دادوں پر احسان اولاد پر احسان ہے' کفار عرب خود کشتی میں سوار نہ ہوئے تھے مگر چونکہ یہ لوگ ان کی اولاد تھے جو اس کشتی میں سوار ہوئے' لہٰذا فرمایا گیا کہ تمہیں سوار کیا' حضور کی تشریف آوری ہم سب پر احسان ہے ۵۔ معلوم ہوا کہ اہم واقعات کی یادگار قائم کرنا بہتر ہے۔ لہٰذا حضور کی پیدائش کی یادگار منانا اچھا ہے' عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ مولیٰ ہم پر غیبی دسترخوان نازل فرما۔ جو ہمارے اگلوں پچھلوں کے لئے عید ہو۔ ۶۔ یعنی ان واقعات کو سن کر وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو انہیں یاد رکھیں اور عبرت پکڑیں ۷۔ یہ آیت اور اس جیسی آیات صوفیاء کرام کے دم درود کی اصل ہیں' جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونکا' رب نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی' قیامت میں صور پھونکا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ فیض دینے کے لئے پھونکنا سنت الٰہیہ اور سنت ملائکہ ہے لہٰذا اب بھی مشائخ کرام کچھ پڑھ کر دم کرتے ہیں ۸۔ اس نفخہ سے مراد صور کا پہلا نفخہ ہے' جس سے تمام زندے مردہ ہو جائیں گے پھر سارے عالم میں انقلاب رونما ہو جائے گا ۹۔ قیامت قائم ہو جائے گی' یہ عام موت ابتداء قیامت ہو گی ۱۰۔ یعنی آسمان باوجود اس قدر مضبوط ہونے کے اس دن نہایت ضعیف و کمزور ہو گا ۱۱۔ یعنی آسمانی فرشتے آسمان پھٹنے پر کناروں پر کھڑے ہو جائیں گے' پھر رب کے حکم سے زمین پر اتر کر اس کا احاطہ کر لیں گے ۱۲۔ یعنی آٹھ فرشتے یا ان کی آٹھ صفیں' اس سے پہلے حاملین عرش چار تھے قیامت میں آٹھ کر دیئے جائیں گے' اس کی حکمت رب جانتا ہے دنیا میں رب تعالیٰ کی چار صفتوں کا ظہور ہے' علم' قدرت' ارادہ' حکمت' قیامت میں ان چار صفات کے ساتھ اور چار صفات کا بھی ظہور ہو گا' اظہار کمال' قدس' عدل (عزیزی) ۱۳۔ قیامت میں بندوں کی تین پیشیاں ہوں گی' پہلی دو پیشیوں میں عذر و معذرت اور توبیخ و جھڑک ہو گی' تیسری پیشی میں نامۂ اعمال تقسیم ہو جائیں گے' کسی کو دائیں ہاتھ میں' کسی کو بائیں ہاتھ میں ۱۴۔ یعنی کوئی شخص رب سے چھپ نہ سکے گا' سب کو حاضر بارگاہ ہونا پڑے گا' یا کوئی شخص اپنے نیک اعمال و بد اعمال اپنی قوت سے چھپا نہ سکے گا' ہاں رب تعالیٰ کی شان ستاری' ہم گنہگاروں کی پردہ پوشی فرمائے تو اس کی مہربانی و عنایت ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۵۔ جس سے اسے اپنے جنتی ہونے کا یقین ہو جائے ۱۶۔ یعنی خوشی کی وجہ سے اپنے اعمال نامے اپنے دوستوں' قرابت داروں سے پڑھوائے گا۔ جیسے آج خوشی کا خط آ جائے تو خود بھی پڑھتے ہیں اور لوگوں سے بھی پڑھواتے ہیں' معلوم ہوا کہ دنیا میں قرآن خود بھی پڑھنا چاہیے اور لوگوں سے بھی پڑھوا کر سننا چاہیے' کیونکہ اس میں لذت آتی ہے' خوشی ہوتی ہے یہ یار کا پیغام اور اس کا خط ہے ۱۷۔ یہاں ظن بمعنی یقین ہے یعنی مجھے دنیا میں یقین تھا کہ قیامت میں میرا حساب ہو گا' اسی لئے میں نے اس کی تیاری کر لی تھی' حساب دینے سے پہلے اپنا حساب خود کر لیا تھا ۱۸۔ قیامت میں بھی چین و آرام میں ہو گا' اور جنت میں پہنچ کر بھی

عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَآ أَسْلَفْتُمْ

میں جس کے خوشے جھکے ہوئے ۲ کھاؤ اور پیو رچتا ہوا ۳ صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں

فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ

آگے بھیجا ۴ اور وہ جو اپنا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا ۵ کہے گا ہائے

يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ يَا لَيْتَهَا

کسی طرح مجھے اپنا نوشتہ نہ دیا جاتا ۶ اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ۷ ہائے کسی طرح

كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّي

موت ہی قصہ چکا جاتی ۷ میرے کچھ کام نہ آیا میرا مال ۸ میرا سب زور

سُلْطَانِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِي

جاتا رہا ۹ اسے پکڑو پھر اسے طوق ڈالو ۱۰ پھر اسے بھڑکتی آگ میں دھنساؤ ۱۱ پھر

سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴿۳۲﴾ إِنَّهُ كَانَ

ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے ۱۲ اسے پرو دو ۱۳ بے شک وہ

لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿۳۴﴾

عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا ۱۴ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہ دیتا ۱۵

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ﴿۳۵﴾ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿۳۶﴾

تو آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں ۱۶ اور نہ کچھ کھانے کو مگر دوزخیوں کا پیپ ۱۷

لَّا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴿۳۷﴾ فَلَآ أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا

اسے نہ کھائیں گے مگر خطاکار ۱۸ تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو ۱۹ اور جنہیں تم نہیں

تُبْصِرُونَ ﴿۳۹﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿۴۰﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ

دیکھتے ۲۰ بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں ۲۱ اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں

قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿۴۲﴾

کتنا کم یقین رکھتے ہو ۲۲ اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو ۲۳

۱۔ کھڑے بیٹھے، لیٹے، ہر طرح آسانی سے لئے جا سکیں گے ۲۔ یہاں کے کھانے پینے نہ بدہضمی کریں، نہ شریعت کے لحاظ سے منع، نہ کسی کا بار احسان ہے، خود تمہارے اپنے نیک اعمال کا بدلہ ہے بخلاف دنیا کے کھانے پینے کے ۳۔ خیال رہے کہ مکلف نیک مسلمانوں کے لئے جنت خود اپنے اعمال کا بدلہ ہے، اور مسلمانوں کے ناسمجھ فوت شدہ بچے اور بعض مجھ جیسے گنہگاروں کے لئے ماں باپ یا کسی نیک کے اعمال کا بدلہ ہے، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ دنیا کے نیک اعمال فائدہ مند ہیں، قبر و آخرت عمل کی جگہ نہیں ۴۔ یہ کفار کا حال ہو گا کہ ان کے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے اور بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیئے ہوئے ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعد موت ہر شخص پڑھ سکتا ہے، اس لئے ہر جاہل بھی اپنا نامہ اعمال پڑھ لے گا دوسرے یہ کہ بعد موت ہر ایک کی زبان عربی ہو گی، کہ نامہ اعمال عربی میں ہوں گے، اور سمجھ لئے جاویں گے سلطنت الٰہیہ کی سرکاری زبان عربی ہے، اسی لئے سوالات قبر آخرت کے حسابات سب عربی میں ہوں گے، اہل جنت کی زبان بھی عربی ہو گی ۶۔ یعنی کاش مجھے اپنے حساب و کتاب کی خبر ہی نہ ہوتی، ایسا حساب جاننے سے نہ جاننا بہتر تھا ۷۔ یعنی مجھے ایسی دائمی موت آ جاتی، جس کے بعد زندگی نہ ملتی، تاکہ میں یہ رسوائی اور عذاب نہ دیکھتا ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کا مال قیامت میں کام آئے گا صدقہ و خیرات، بلکہ جو میراث چھوڑی اس کا بھی انشاء اللہ اجر ملے گا۔ کافر کا نہ صدقہ خیرات کام آئے نہ دوسرا مال، کیونکہ یہ حسرت کافر کرے گا اور کافروں کے عذاب سے اللہ مسلمانوں کو محفوظ رکھے گا ۹۔ یعنی دنیا میں کج بحثی، زبان درازی کا سارا زور ختم ہو گیا، معلوم ہوا کہ مومنوں کے دلائل کی قوت وہاں اور بھی زیادہ ہو جائے گی کیونکہ مومن جو کہتا تھا اس کا مشاہدہ ہو جائے گا ۱۰۔ اس طرح کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر طوق سے باندھو ۱۱۔ اس طرح کہ کنارہ جہنم پر کھڑا کر کے دھکا دیدو، خود گرے، دوزخ کی گہرائی ہماری عقل و وہم سے وراء ہے ۱۲۔ فرشتوں کے ہاتھ سے ستر ہاتھ، ان فرشتوں کے ہاتھ کی درازی ایسی ہے جیسے مکہ معظمہ اور کوفے کے درمیان کا فاصلہ (عزیزی از ابن عباس) ۱۳۔ معلوم ہوا کہ گلے میں طوق زنجیروں میں بندھنا، دوزخ میں گھسیٹ کر پھینکا جانا کفار کے لئے ہو گا ۱۴۔ معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے خدا کا ماننا معتبر نہیں کیونکہ رب تعالیٰ سارے کافروں سے فرما رہا ہے کہ وہ خدا کو نہ مانتے تھے، حالانکہ بہت کافر رب کو مانتے تھے، رسول کے منکر تھے ۱۵۔ یعنی نہ خود خیرات کرتا تھا، نہ لوگوں کو کہتا تھا ۱۶۔ معلوم ہوا کہ مومن کے دوست بھی کام آئیں گے اور مال بھی، کیونکہ ان کا کام نہ آنا کفار کا عذاب ہے رب فرماتا ہے۔ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۱۷۔ کیونکہ کافر دنیا میں ہر حلال و حرام کھاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کی پیپ کھانا بھی کفار کا عذاب ہے اللہ تعالیٰ مسلمان گنہگار کو اس سے محفوظ رکھے گا ۱۸۔ عقیدے کے خطاکار یعنی کفار لہٰذا آیت بالکل واضح ہے ۱۹۔ یعنی ظاہری چیزیں، جیسے دنیا، اجسام، سارا عالم شہادت اور اعمال ظاہری ۲۰۔ جیسے آخرت، ارواح، جنات و فرشتے اور سارا عالم غیب، یا مقبولوں کے خفیہ اعمال جن کی خبر خدا کے سوا کسی کو نہیں ۲۱۔ معلوم ہوا کہ سارا قرآن اللہ کی وہ باتیں ہیں جو اس نے اپنے رسول سے کیں، دوسروں نے حضور کی طفیل سنیں، اس لئے قرآن میں بعض وہ آیات ہیں جن کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں یعنی متشابہات، اس سے حضور کی شان معلوم ہوئی، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور بڑے سخی ہیں کہ رب نے

(بقیہ صفحہ ۹۰۶) انہیں کریم فرمایا اور بڑا سخی وہی ہو گا جو رب کی تمام نعمتوں کا مالک ہو' لہٰذا حضور ہر چیز کے مالک ہیں' رب فرماتا ہے۔ اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سے ہر نعمت مانگنا جائز ہے کیونکہ فقیر کریم سے مانگا ہی کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کسی بھکاری کو رد نہیں فرماتے' کیونکہ یہ کریموں کی شان سے بعید ہے' رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ ۲۲۔ کیونکہ نہ تو حضور شاعر ہیں' نہ کسی شاعر نے حضور کو یہ کلام بھیجا' یہ کفار کی اس بکواس کا رد ہے کہ حضور شاعر ہیں اور قرآن کریم شعر ہے' خیال رہے کہ ان کی مراد شعر سے ناول تھی' یعنی جھوٹا اور آراستہ کلام' نہ کہ وزن و قافیہ والا کلام' کیونکہ قرآن کریم منظوم نہیں ۲۳۔ کاہنوں کے کلام میں ایسی ہدایت نہیں ہوتی' تم نے بارہا ان کی بکواس سنی ہے تم بیوقوف کیوں ہو گئے۔

تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذۡنَا مِنۡهُ بِالۡیَمِیۡنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡهُ الۡوَتِیۡنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡهُ حٰجِزِیۡنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذۡکِرَةٌ لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعۡلَمُ اَنَّ مِنۡکُمۡ مُّکَذِّبِیۡنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسۡرَةٌ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الۡیَقِیۡنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الۡعَظِیۡمِ ﴿۵۲﴾ ع

اس نے اتارا ہے ۱؎ جو سارے جہان کا رب ہے ۲؎ اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ۳؎ ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے ۴؎ پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے ۵؎ پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا ۶؎ اور بیشک یہ قرآن ڈر والوں کو نصیحت ہے ۷؎ اور ضرور ہم جانتے ہیں کہ تم میں کچھ جھٹلانے والے ہیں ۸؎ اور بیشک وہ کافروں پر حسرت ہے اور بیشک وہ یقینی حق ہے ۹؎ تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو ۱۰؎

سُوۡرَةُ الۡمَعَارِجِ مَکِّیَّةٌ | بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | اٰیَاتُهَا ۴۴ رُکُوۡعُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ لَیۡسَ لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِی الۡمَعَارِجِ ﴿۳﴾ تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوۡحُ اِلَیۡهِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ ﴿۴﴾ فَاصۡبِرۡ صَبۡرًا جَمِیۡلًا ﴿۵﴾ اِنَّهُمۡ یَرَوۡنَهٗ بَعِیۡدًا ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِیۡبًا ﴿۷﴾ یَوۡمَ تَکُوۡنُ السَّمَآءُ کَالۡمُهۡلِ ﴿۸﴾ وَتَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِهۡنِ ﴿۹﴾

ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے ۱۱؎ جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں ۱۲؎ وہ ہوگا اللہ کی طرف سے جو بلندیوں کا مالک ہے ۱۳؎ ملائکہ اور جبریل ۱۴؎ اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے ہیں ۱۵؎ وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے ۱۶؎ تو تم اچھی طرح صبر کرو ۱۷؎ وہ اسے دور سمجھ رہے ہیں ۱۸؎ اور ہم اسے نزدیک دیکھ رہے ہیں ۱۹؎ جس دن آسمان ہوگا جیسی گلی چاندی ۲۰؎ اور پہاڑ ایسے ہلکے ہو جائیں گے جیسے اون

۱۔ آہستہ آہستہ ۲۳ سال کے عرصہ میں بذریعہ حضرت جبریل ۲۔ لہٰذا قرآن کریم سارے جہان کے لئے ہدایت ہے اور حضور سارے جہانوں کے رسول' وزیر اعظم کی وزارت ساری مملکت میں ہوتی ہے ۳۔ یعنی سارا قرآن تو کیا اگر ایک بھی غلط بات رب کی طرف منسوب کر دیتے ۴۔ یعنی اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جھوٹی بات بھی ہماری طرف منسوب کر دیتے تو ہم انہیں اس طرح ہلاک کر دیتے' ان کی ایسی ترقی نہ ہوتی' ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے مدعی نبوت کا انجام برا ہوتا ہے' جیسا کہ مرزا قادیانی کا ہوا' سفر میں مرا' پاخانہ میں موت واقع ہوئی' لوگوں نے اس کی میت پر گندگی ڈالی' تمام دعوے جھوٹے ہوئے ان سے عبرت پکڑو۔ ۶۔ لیکن ہوا یہ کہ ان کا سورج دم بدم ترقی پر ہے اور خدا کی خدائی ان کی فرمانبردار ہے کہ اشارے پر چاند پھٹا' سورج لوٹا' بادل برسا' کنکر پتھروں نے کلمہ پڑھا' معلوم ہوا کہ وہ سچے ہیں' ان کی پیاری ادائیں سچی ہیں ۷۔ نہ کہ حضور کے لئے کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے پڑھے پڑھائے عالم و عامل ہیں' معلوم ہوا کہ قرآن حضور کے لئے ہادی نہیں' باقی سارے عالم کا ہادی ہے یا یہ مطلب ہے کہ جو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاوے' قرآن اسے اعمال کی ہدایت دیتا ہے ایمان کی ہدایت حضور سے ملتی ہے ۸۔ جو آخر تک جھٹلاتے ہی رہیں گے' کوئی دلیل ان کے لئے کارگر نہ ہو گی' ایسوں کی گمراہی پر رنجیدہ نہ ہونا چاہیے ۹۔ یعنی قیامت حق ہے' باطل نہیں' یقینی ہے مشکوک نہیں' یا اس دن کفار کو بھی حق الیقین نصیب ہو گا علم الیقین' عین الیقین' حق الیقین' یہ علم کے تین درجہ ہیں ۱۰۔ اس شکریہ میں کہ اس نے تمہیں سید المرسلین' خاتم النبیین بنایا ۱۱۔ وہ نضر بن حارث تھا۔ جو کہا کرتا تھا کہ مولیٰ اگر قرآن سچا ہے تو ہم پر پتھر برسا جسے قرآن کریم میں دوسری جگہ بیان کیا گیا' اس سے معلوم ہوا کہ عذاب مانگنا کفار کا طریقہ ہے مومن کا کام ہے عذاب سے پناہ مانگنا ۱۲۔ (شان نزول) نضر بن حارث اور ابو جہل وغیرہ سرداران قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جس عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں' اس کے مستحق کون ہیں' اس کے جواب میں یہ آیت اتری (خزائن) اس صورت میں سوال سے مراد پوچھنا ہے۔ تفسیر عزیزی نے فرمایا کہ یہ لوگ خانہ کعبہ کے پردے پکڑ کر دعا کرتے تھے کہ مولیٰ اگر اسلام سچا ہے تو ہم پر پتھر برسا' ان کے متعلق یہ آیت آئی' اس صورت میں سوال بمعنی مانگنا اور دعا کرنا ہے' مقصد یہ ہے کہ لوگ عذاب کی دعا کریں یا نہ کریں وہ تو بہرحال کفار پر آنے ہی والا ہے۔ کسی تدبیر سے ٹلے گا نہیں ۱۳۔ سات آسمانوں اور عرش و کرسی کا مالک ہے جہاں کسی کا دعویٰ ملکیت نہیں' اس لئے خصوصیت سے اس کا ذکر فرمایا' ورنہ ہر بلندی و پستی کا رب ہی مالک ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام فرشتوں سے حضرت جبریل افضل ہیں' کہ ان کا ذکر

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿۱۰﴾ يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي

اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا ا ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے ۲ مجرم آرزو

مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿۱۲﴾ وَفَصِيلَتِهِ

کرے گا کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کے بدلے میں دے دے اپنے بیٹے اور اپنی جورو اور اپنا بھائی

الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ﴿۱۴﴾ كَلَّا ۖ

اور اپنا کنبہ جس میں اس کی جگہ ہے ۳ اور جتنے زمین میں ہیں سب ۴ پھر یہ بدلہ دینا اسے بچالے ہرگز

إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ﴿۱۶﴾ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿۱۷﴾

نہیں ۵ وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی بلا رہی ہے اس کو جس نے پیٹھ دی اور منہ

وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ﴿۱۸﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿۱۹﴾ إِذَا مَسَّهُ

پھیرا اور جوڑ کر سینت رکھا ۶ بیشک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا حریص ۷ جب اسے برائی

الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿۲۰﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿۲۱﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿۲۲﴾

پہنچے تو سخت گھبرانے والا اور جب بھلائی پہنچے تو روک رکھنے والا ۸ مگر نمازی

الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ

جو اپنی نماز کے پابند ہیں ۹ اور وہ جن کے مال میں ایک

حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿۲۴﴾ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ

معلوم حق ہے ۱۰ اس کے لئے جو مانگے اور جو مانگ بھی نہ سکے تو محروم رہے ۱۱ اور وہ جو انصاف کا دن

بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿۲۷﴾

سچ جانتے ہیں ۱۲ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں ۱۳

إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ

بیشک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں ۱۴ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

حَافِظُونَ ﴿۲۹﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ

کرتے ہیں ۱۵ مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ ان پر

(بقیہ صفحہ ۹۰۷) ملائکہ کے بعد خصوصیت سے کیا گیا' یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا نام روح بھی ہے' امین بھی' کیونکہ وہ وحی لاتے ہیں جو مومنوں کے ایمان کی روح ہے' نیز روح اللہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ان کی پھونک سے پیدا ہوئے' یہاں ملائکہ سے وہ فرشتے مراد ہیں جو بحکم الٰہی زمین پر آتے رہتے ہیں' عابدین فرشتے جو صرف عبادت کرتے ہیں وہ مراد نہیں ۱۵۔ زمین سے آسمان یا اپنے مقام پر جاتے ہیں' سب سے اوپر حضرت جبریل کا مقام ہے سدرۃ المنتہیٰ ۱۶۔ اور بعض کے لئے ایک ہزار برس اور بعض کے لئے ایک ساعت' جیسے بیمار کو رات دراز معلوم ہوتی ہے۔ سونے والے کو معمولی معلوم ہوتی ہے اور جو محبوب سے وصال کرے' اسے ایک ساعت محسوس ہوتی ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۱۷۔ اور کفار کی سختی پر دل تنگ نہ ہو' لہٰذا یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں۔ خیال رہے کہ صبر جمیل وہ ہے جو محض رضا الٰہی کے لئے کیا جائے' اسی پر اجر ملے گا ۱۸۔ یعنی عقل سے دور سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت اور وہاں کے عذاب ناممکن ہیں' لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ کفار تو عذاب کے قائل ہی نہ تھے' پھر دور سمجھنا کیا معنی ۱۹۔ کہ وہ عذاب عقل انسانی سے بھی قریب ہے اور زمانے کے لحاظ سے بھی نزدیک' اس عذاب کے مقدمات مرتے ہی شروع ہو جاتے ہیں ہماری قدرت سے کوئی چیز بعید نہیں ۲۰۔ پہلے تو آسمان کا یہ حال ہو گا۔ پھر سرخ نری کی طرح ہو جائے گا۔ رب فرماتا ہے۔ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں

ا۔ یہ بات نہ پوچھنا کفار کے لئے ہو گا' یا اول قیامت میں' پھر شفاعت کبریٰ کے بعد' بعض مومنین بعض مومنوں کی شفاعت کریں گے' بات پوچھیں گے' بگڑی بنائیں گے' لہٰذا یہ آیت دوسری آیات کے خلاف نہیں ۲۔ یعنی کفار ایک دوسرے کو دیکھیں گے مگر ہر ایک اپنی مصیبت میں ایسا گرفتار ہو گا' کہ دوسرے کا حال نہ پوچھے گا۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ کفار کو اس دن اپنے کسی عزیز سے محبت نہ ہو گی' چاہے گا کہ میرے بیوی بچے سب میرے بدلہ دوزخ میں پھینک دیئے جاویں اور میں بچ جاؤں' مومنوں کی دینی محبتیں باقی رہیں گی کام بھی آئیں گی۔ یہاں مجرم سے مراد کافر ہے ۴۔ یعنی کافر اپنے قرابت داروں ہی کو فدیہ میں دینا نہ چاہے گا' بلکہ اس کی تمنا تو یہ ہو گی کہ میرے اپنے پرائے عزیز وغیرہ ساری دنیا کے لوگ میرے عوض دوزخ میں چلے جاویں اور میں بچ جاؤں ۵۔ یعنی ایسا ہرگز نہ ہو گا اسے اپنے جرم کی سزا ضرور بھگتنی پڑے گی نام لے لے کر آگ بلا رہی ہے کہ اے فلاں ادھر آ' میں تیری جگہ ہوں' معلوم ہوا کہ دوزخ میں سمجھ بوجھ زبان وغیرہ ہے اور پہچانتی ہے کہ کون کافر ہو کر مرے گا۔ کون مومن ہو کر جیسے جنت سے حور عین' اس عورت پر عتاب کرتی ہے' جو اپنے جنتی خاوند سے لڑتی ہے' حور کہتی ہے کہ اس سے نہ لڑ' یہ تیرے پاس مہمان ہے ہمارے پاس آنے والا ہے ۶۔ مال جو راہ خدا میں خرچ نہ کیا' معلوم ہوا کہ عند اللہ کفار شرعی احکام کے مکلف ہیں جن پر انہیں سزا دی جائے گی ۷۔ اس کی تفسیر آگے آ رہی ہے کہ نہ تو وہ مصیبت پر صبر کر سکتا ہے نہ راحت میں شکر ۸۔ یہ آیت هلوعًا یعنی بے صبرے ہونے کی تفسیر ہے یعنی انسان کی بے صبری اس طرح ہے کہ جب اسے تھوڑی برائی پہنچے تو گھبرا کر اللہ کا دروازہ چھوڑ دیتا ہے اور اگر اسے کچھ بھی بھلائی مالی وغیرہ پہنچے تو اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتا وہ ڈرتا ہے کہ خیرات سے ہی فقیر ہو جاؤں گا' مال سنبھال کر رکھو کہ مصیبت کے وقت میرے کام آوے' اللہ پر توکل نہیں کرتا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کی پابندی کمال ہے پڑھ کر چھوڑ دینا برا' اگر کوئی شخص تہجد شروع کر دے تو پھر ہمیشہ پڑھے' وہ عَلٰى صَلَاتِهِمْ

(بقیہ صفحہ ۹۰۸) مضمون میں داخل ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بندہ مومن کو نماز کی برکت سے دنیاوی عیوب حرص، ہوس وغیرہ سے بچالے گا نماز بڑی پیاری عبادت ہے ۱۰۔ خواہ شریعت کا مقرر کیا ہوا حصہ جیسے زکوٰۃ و فطرہ، یا اپنا مقرر کیا ہوا حصہ، معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے صدقہ نفلی کی مقدار اور خرچ کا وقت مقرر کرنا اچھا ہے جیسے ہر گیارہویں تاریخ کو گیارہ آنے کا صدقہ ۱۱۔ یعنی نماز کے پابند مسلمان اپنے مال کی خیرات بھکاریوں کو بھی دیتے ہیں اور ان فقیروں کو بھی جو مانگنے سے شرم کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کے صدقات سے محروم رہتے ہیں۔ یہ نمازی ایسوں کو تلاش کر کے دیتے ہیں ۱۲۔ یعنی قیامت پر ایمان رکھتے ہیں، اس ایمان کی وجہ سے وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ خیال رہے کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے اگرچہ یہاں اس کا ذکر بعد میں ہوا۔ کہ ایمان شرط ہے باقی اعمال مشروط، ۱۳۔ اس طرح کہ نیک کام کرتے ہیں اور رب سے ڈرتے ہیں کہ نہ معلوم قبول ہے یا نہیں، یہ خوف اپنی کوتاہی کا ہے نہ کہ رب کے وعدوں پر بے اعتمادی کی وجہ سے، لہٰذا اس سے امکان کذب پر دلیل نہیں پکڑ سکتے ۱۴۔ انسان کتنا ہی متقی پارسا ہو، مگر عذاب الٰہی سے ڈرتا ہے کہ خاتمہ کی خبر نہیں، بلکہ جن کے جنتی ہونے کی قرآن نے خبر دی وہ بھی حد درجہ خوف رکھتے تھے۔ رب سے خوف و امید ایمان کا رکن ہے ۱۵۔ اس طرح نہ کسی کو اپنا ستر دکھاتے ہیں، نہ کسی کا ستر دیکھتے ہیں زنا کا ذکر ہی کیا، غرضیکہ زنا کے اسباب سے بھی پرہیز گار پرہیز کرتے ہیں، اس بنا پر نامحرم عورت کو دیکھنا حرام ہے۔ الا بالضرورت، بخار روکنے کے لئے زکام روکو

غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿٣١﴾

کچھ ملامت نہیں ۱؎ تو جو ان دو کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ۲؎

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِينَ هُمْ

اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں ۳؎ اور وہ جو اپنی

بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ

گواہیوں پر قائم ہیں ۴؎ اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت

يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ الَّذِينَ

کرتے ہیں ۵؎ یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا ۶؎ تو ان کافروں کو کیا ہوا

كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾

تمہاری طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہیں ۷؎ داہنے اور بائیں گروہ کے گروہ

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا

کیا ان میں ہر شخص یہ طمع کرتا ہے کہ چین کے باغ میں داخل کیا جائے ۸؎ ہرگز نہیں

إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ

بیشک ہم نے انہیں اس چیز سے بنایا جسے جانتے ہیں ۹؎ تو مجھے قسم ہے اس کی جو سب پوربوں

وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا

سب پچھموں کا مالک ہے ۱۰؎ کہ ضرور ہم قادر ہیں کہ ان سے اچھے بدل دیں ۱۱؎ اور ہم سے کوئی

نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا

نکل کر نہیں جا سکتا ۱۲؎ تو انہیں چھوڑ دو ان کی بے ہودگیوں میں پڑے اور کھیلتے ہوئے ۱۳؎

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ

یہاں تک کہ اپنے اس دن سے ملیں جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے جس دن قبروں سے

سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ

نکلیں گے جھپٹتے ہوئے ۱۴؎ گویا وہ نشانوں کی طرف لپک رہے ہیں ۱۵؎ آنکھیں نیچی کئے ہوئے

ا۔ معلوم ہوا کہ اپنی منکوحہ بیوی اور وہ مملوکہ لونڈی جس سے صحبت حلال ہے، ان سے پردہ نہیں، ایک دوسرے کا بدن دیکھ سکتے ہیں جس لونڈی سے صحبت حرام ہے اس کا ستر دیکھنا بھی حرام ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ متعہ حرام ہے کیونکہ ممتوعہ عورت نہ بیوی ہے، نہ لونڈی، اس لئے نہ اس کے لئے طلاق ہے، نہ خلع نہ لعان نہ میراث۔ اگر بیوی ہوتی تو سب کچھ ہوتا اور لونڈی ہونا ظاہر ہے نیز ممتوعہ بیوی کا بچہ اپنے باپ اور باپ کے قرابت کو نہیں پہچانتا، ممکن ہے کہ جوان ہو کر اپنے باپ کی بیٹی یا بہن سے متعہ کرے۔ غرضیکہ متعہ ہزارہا خرابیوں کا باعث ہے ۳۔ یعنی خالق و مخلوق کی امانتوں میں خیانت نہیں کرتے، لہٰذا اپنے اعضاء سے ناجائز کام نہیں لیتے کہ اس میں رب کی خیانت ہے ۴۔ یعنی توحید و رسالت کی گواہی پر زندگی و موت، قبر و حشر میں قائم رہتے ہیں۔ اور دنیاوی حقوق کی گواہی دینے میں اپنی قرابت وغیرہ کا لحاظ نہیں کرتے، بے خوف و خطر بے رورعایت گواہی دے دیتے ہیں ۵۔ اس طرح کہ نماز صحیح پڑھتے ہیں، صحیح وقت پر پڑھتے ہیں، ہمیشہ پڑھتے ہیں اور نفلی نماز شروع کر کے پابندی کرتے ہیں، چونکہ نماز بہت اہم عبادت ہے اس لئے اس کا ذکر مکرر ہوا ۶۔ کہ جنت میں فرشتے بھی ان کی تعظیم کریں گے اور خود جنتی بھی ایک دوسرے کا ادب کریں گے، رب تعالیٰ ان کا احترام کرے گا، اپنے فضل و کرم سے ۷۔ معلوم ہوا کہ حضور کو ایمان و محبت کی نگاہ سے دیکھنا مومن اور صحابی بنا دیتا ہے۔ بغض و عداوت کی نگاہ سے دیکھنا کفر کا موجب ہے، آنکھ ایک ہے مگر اس کی نگاہیں مختلف، ماں کو دیکھنے کی اور نگاہ بیوی کو دیکھنے کی دوسری نگاہ، اس طرح اولاد، اور باپ اور دوستوں کو دیکھنے کی الگ الگ نگاہیں۔ لہٰذا جناب مصطفیٰ کو دیکھنے کے لئے بھی صدیقی نگاہ چاہیے۔ ابو جہلی نگاہ مضر ہے، دوربین سے دور کی چیز اور خوردبین سے چھوٹی چیز دیکھی جاتی ہے، اسی طرح محبوب بین نگاہ سے حضور کو دیکھا جاتا ہے مولانا نے کیا خوب کہا ہے۔ دیدہ مجنوں اگر بودے ترا جملہ عالم بے خبر بودے ترا۔ پھر اس نگاہ کو تیز کرنے کے

(بقیہ صفحہ ۹۰۹) لئے میرا اور سرمہ کی ضرورت ہے ۴ مس نگاہ کو تیز کرنے کے لئے اولیاء اللہ کے دروں کی خاک اکسیر ہے۔ شعر سرمہ کن در چشم خاک اولیاء ☆ تابہ بنی زابتداء تا انتہا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جب نصیب میں ہدایت نہ ہو تو نبی کی صحبت سے بھی نفع نہیں ملتی۔ نبی کی صحبت رحمت کی بارش ہے' بارش اسی تخم کو اگائے گی' جو بویا گیا ہو گا بارش خار دار کو بار دار نہیں کر سکتی' یہ بھی معلوم ہوا کہ کلام دل میں تب ہی اثر کرتا ہے' جب کہ متکلم کا وقار دل میں موجود ہو' ان کفار کے دلوں میں حضور کا وقار نہ تھا۔ وعظ سے فائدہ نہ اٹھا سکے' اسی لئے حضور نے تبلیغ اول میں پہلے اپنی معرفت کرائی فرمایا كَيْفَ اَنَا فِيكُمْ ۸۔ (شان نزول) یہ آیت ان کفار کے متعلق

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

ان پر ذلت سوار ۱۵ یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ تھا

سُورَةُ نُوحٍ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۸ رُكُوْعَاتُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۲ کہ انکو ڈرا اس سے پہلے

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ

کہ ان پر دردناک عذاب آئے ۳ اس نے فرمایا اے میری قوم میں تمہارے لئے صریح ڈر

مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۳﴾ يَغْفِرْ

سنانے والا ہوں ۴ کہ اللہ کی بندگی کرو ۵ اور اس سے ڈرو اور میرا حکم مانو وہ تمہارے

لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى اِنَّ اَجَلَ

کچھ گناہ بخش دے گا ۶ اور ایک مقرر میعاد تک تمہیں مہلت دے گا ۷ بیشک اللہ

اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ

کا وعدہ جب آتا ہے ہٹایا نہیں جاتا ۸ کسی طرح تم جانتے ۹ عرض کی ۱۰ اے میرے رب

دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ﴿۵﴾ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْۤ اِلَّا

میں نے اپنی قوم کو رات دن بلایا ۱۱ تو میرے بلانے سے انہیں بھاگنا ہی

فِرَارًا ﴿۶﴾ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ

بڑھا ۱۲ اور میں نے جتنی بار انہیں بلایا کہ تو انکو بخشے ۱۳ انہوں نے اپنے کانوں

فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿۷﴾

میں انگلیاں دے لیں ۱۴ اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے ۱۵ اور ہٹ کی اور بڑا غرور کیا ۱۶

ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ﴿۸﴾ ثُمَّ اِنِّيْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ

پھر میں نے انہیں علانیہ بلایا ۱۷ پھر میں نے ان سے باعلان بھی کہا اور آہستہ خفیہ

نازل ہوئی جو حضور کے گرد حلقہ باندھ کر بیٹھنے اور حضور کو گھور گھور کر دیکھتے تھے اور غریب مسلمانوں کو دیکھ کر کہتے تھے کہ اگر یہ لوگ جنت میں گئے تو ہم بھی ضرور جائیں گے' اور حضور کے وعظ شریعت کا مذاق اڑاتے تھے (خزائن) ۹۔ یعنی انسان کی پیدائش نطفہ سے ہے' صرف نطفہ سے پیدا ہو جانا جنتی ہونے کا سبب نہیں' جنت کا ذریعہ تو ایمان اور نیک اعمال ہیں' گندا نطفہ قابل تعظیم کیسے ہو سکتا ہے ۱۰۔ سال میں تین سو ساٹھ مشرق ہیں اور اتنے ہی مغرب' کیونکہ ہر روز سورج نئی جگہ طلوع و غروب ہوتا ہے اس لئے انہیں جمع فرمایا ۱۱۔ یعنی اے محبوب آپ کو ان کے عوض اچھے خدام و غلام عطا فرما دیں' چنانچہ رب نے حضور کو انصار جیسی محبوب و پاکیزہ جماعت مرحمت فرمائی جو فرشتوں سے بھی افضل و اعلیٰ ہیں ۱۲۔ لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ ہم کسی کافر سے دب کر مجبوراً اسے جنت دے دیں' اس کی تعظیم و اکرام کریں (عزیزی) ۱۳۔ یعنی ان کے لہو و لعب اور ایمان نہ لانے پر غم نہ کرو' یہ مطلب نہیں کہ انہیں تبلیغ نہ کرو' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۴۔ محشر کی طرف دوڑتے جائیں گے' کوئی پیدل' کوئی اوندھے منہ چہرے کے بل انشاء اللہ مومن سواریوں پر ہوں گے' جیسا کہ احادیث شریفہ میں ہے ۱۵۔ جیسے جھنڈے والے لوگ اپنے گاڑے ہوئے جھنڈے کی طرف دوڑتے جاتے ہیں' ہر شخص چاہتا ہے کہ پہلے میں پہنچوں۔

۱۔ معلوم ہوا کہ قبروں سے اٹھتے ہی کفار و مومنین میں فرق ہو گا جس سے ہر ایک پہچان لیا جائے گا کافر چہرے کے بل چلے گا۔ ۲۔ اس میں اول سے آخر تک صرف نوح علیہ السلام کا ذکر ہے' نوح علیہ السلام اس وقت تمام انسانوں کے نبی تھے' اس وقت انسان تھے ہی تھوڑے' آپ کا نام عبدالغفار یا یشکر ہے' لقب نوح' کیونکہ آپ نوحہ بہت کرتے تھے آپ چوتھے نبی ہیں اور سب سے پہلے آپ نے ہی کفار کو تبلیغ کی' سب سے پہلے آپ ہی کی قوم پر عذاب آیا ۳۔ دنیا میں مرتے وقت' قبر میں اور آخرت میں یعنی عذاب سے پہلے ڈراؤ' عذاب آنے پر آپ کا ڈرانا اور ان کا ڈرنا بیکار ہو گا ۴۔ معلوم ہوا کہ مومن کفار کو اپنی قوم کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ ان سے محبت و الفت حرام ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ تبلیغ میں نرمی چاہیے ۵۔ بندگی سے مراد ایمان لانا ہے یعنی دلی بندگی' ورنہ کافر پر کوئی عبادت واجب نہیں تقویٰ سے مراد دلی خوف ہے اور اطاعت سے مراد ظاہری عبادت' لہٰذا یہ آیت ایمان و عرفان سب کو شامل ہے ۶۔ یعنی حقوق العباد نہ بخشے گا اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ کفر کے تمام گناہ ایمان لانے پر بخش دیئے جاتے ہیں' مگر حقوق نہیں بخشے جاتے' لہٰذا فرض ادا کرنا ہو گا' مظالم کا قصاص دینا ہو گا ۷۔ اس طرح کہ تم پر عمر بھر عذاب نہ بھیجے گا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۸۔ یعنی اگر تم ایمان نہ لائے تو تم پر عذاب یقیناً" آئے گا۔ مگر جلد نہ آئے گا۔ بلکہ اس کا جو وقت مقرر ہو چکا اس وقت ہی آئے گا تاخیر عذاب

(بقیہ صفحہ ۹۱۰) سے دھوکا نہ کھاؤ ۹۔ اس تاخیر عذاب کی حکمت کو اور ایمان لے آتے اس تاخیر عذاب سے دھوکا نہ کھاتے ۱۰۔ نوح علیہ السلام نے یہ دعا بہت عرصہ تبلیغ فرمانے کے بعد کی۔ جب آپ ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے' آپ نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ کی ۱۱۔ رات دن سے مراد ہر وقت تبلیغ کرنا ہے' یعنی مولیٰ میں نے انہیں ہر وقت ہر طرح تبلیغ کی' مگر ان بد نصیبوں نے اس تبلیغ کا الٹا اثر لیا کہ یہ کفر میں اور پختہ ہوتے چلے گئے خیال رہے کہ اس زیادتیِ کفر میں آپ کی تبلیغ کا قصور نہیں' بلکہ ان کی اپنی طبیعتوں کا فتور تھا' جیسے بیمار کو کبھی اچھی غذا بیماری بڑھا دیتی ہے' غذا تو اچھی مگر بیمار کا معدہ خراب ہے یا سورج سے چمگادڑ اندھا ہو جاتا ہے

لَهُمْ إِسْرَارًا ﴿٩﴾ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ﴿١٠﴾

بھی کہا ۱۰ تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو ۱۱ وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُم مِّدْرَارًا ﴿١١﴾ وَيُمْدِدْكُم بِأَمْوَالٍ

تم پر شراٹے کا مینہ بھیجے گا اور مال اور بیٹوں سے

وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَارًا ﴿١٢﴾

تمہاری مدد کریگا ۲ اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بنائے گا ۳

مَّا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ﴿١٤﴾

تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت حاصل کرنے کی امید نہیں کرتے ۵ حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح

أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ﴿١٥﴾ وَجَعَلَ

بنایا ۶ کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک پر ایک ۷ اور ان میں

الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿١٦﴾ وَاللَّهُ

چاند کو روشن کیا ۸ اور سورج کو چراغ ۹ اور اللہ نے

أَنبَتَكُم مِّنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ﴿١٧﴾ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ

تمہیں سبزے کی طرح زمین سے اگایا ۱۰ پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا ۱۱ اور دوبارہ نکالے

إِخْرَاجًا ﴿١٨﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوا

گا ۱۲ اور اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا ۱۳ کہ اس کے

مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾ قَالَ نُوحٌ رَّبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَ

وسیع راستوں میں چلو ۱۴ نوح نے عرض کی اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی

اتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ﴿٢١﴾ وَمَكَرُوا

کی ۱۵ اور ایسے کے پیچھے ہو لئے جسے اس کے مال اور اولاد نے نقصان ہی بڑھایا ۱۶

مَكْرًا كُبَّارًا ﴿٢٢﴾ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ

اور بہت بڑا داؤں کھیلے ۱۷ اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو ۱۸ اور ہرگز نہ چھوڑنا

۱۲۔ اس دعا سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ دعا کے وقت اللہ تعالیٰ کو اس کی رحمت والے ناموں سے پکارنا چاہیے' دوسرے یہ کہ اپنے نیک اعمال کا وسیلہ پکڑنا چاہیے' تیسرے یہ کہ جس پر بددعا کرنی ہو اس کی شکایت کرنی چاہیے۔ اور وجہ دینی ہونی چاہیے' چوتھے یہ کہ صالحین کی صحبت سے بھاگنا محرومی کی علامت ہے' پانچویں یہ کہ گناہ پر اصرار بد نصیبی ہے' چھٹے یہ کہ نبیوں ولیوں کو خالی جاننا اور ان کے مقابل تکبر کرنا طریقہ کفار ہے ایسے لوگ ہمیشہ رب کی رحمت سے محروم ہیں' جو فقیر کسی دروازے پر جاتا ہے تو اپنے کو خالی اور گھر والے کو غنی سمجھ کر جاتا ہے۔ دیکھو فرمایا۔ واستکبروا استکبار وہابیوں کو اس سے عبرت لینی چاہیے ۱۳۔ یعنی میرا ان کو بلانا اپنے نفع کے لئے نہ تھا صرف انہی کے نفع کے لئے تھا ۱۴۔ تاکہ میری تبلیغ ان کے کان میں نہ پہنچ جاوے' یہ ایسے مردود ہیں ۱۵۔ تاکہ مجھے نہ دیکھ سکیں' یعنی میری صورت تک سے بیزار ہیں' چمگادڑ سورج سے گھبراتا ہے ۱۶۔ یعنی انہوں نے ایمان قبول کرنے میں اپنی بے عزتی سمجھی' معلوم ہوا کہ نبی کے مقابل تکبر و غرور ایمان سے محروم رکھتا ہے' اللہ بچائے وہ جگہ عجز کی ہے ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ علانیہ اور خفیہ ہر طرح کرنی چاہیے۔ لہٰذا لاؤڈ سپیکر پر وعظ کہنا درست ہے کہ یہ تبلیغ جہری ہے' اور جلوس نکالنا درست ہے کہ یہ علانیہ اور چل پھر کر تبلیغ ہے۔

ع ۹ ۱۔ ایک ایک کو علیحدہ علیحدہ تبلیغ کی غرضیکہ کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ۲۔ ایمان لا کر کیونکہ بغیر ایمان لائے استغفار پڑھنا بے کار ہے ۳۔ کیونکہ عبادت و استغفار سے دین و دنیا کی رحمتیں ملتی ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار و توبہ کے دنیاوی اور دینی بے شمار فوائد ہیں' استغفار کا بہترین وقت صبح صادق ہے رب فرماتا ہے۔ بِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ اس سے بارشیں آتی ہیں مال و اولاد میں برکتیں ہوتی ہیں' جیسا کہ حضرت حسن سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں چند لوگ مختلف شکایات لائے کسی نے قلت بارش کی کسی نے بے اولاد ہونے کی' کسی نے کھیت میں پیداوار کم ہونے کی شکایت کی' آپ نے سب کو استغفار کا حکم دیا' اور اسی آیت سے استدلال فرمایا ۵۔ کہ رب تعالیٰ کے نبی پر ایمان نہیں لاتے تاکہ وہ تمہیں عزت و عظمت دولت بخشے۔ ۶۔ کبھی نطفہ' کبھی خون بستہ' کبھی گوشت کا لوتھڑا پھر کامل بچہ' پھر جوان' پھر بڈھا' کبھی امیر کبھی فقیر ۷۔ کہ ایک کے اوپر دوسرا' درمیان میں بڑا فاصلہ' اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آسمان آپس میں چمٹے ہوئے ہیں ۸۔ چاند پہلے آسمان پر ہے اس کا آدھا حصہ منور ہوتا ہے' آدھا سیاہ۔ مگر تمام آسمانوں میں اس کی روشنی پہنچتی ہے' کیونکہ سب آسمان شفاف ہیں۔ لہٰذا فیهن فرمانا بالکل درست ہے۔ کیونکہ چاند کا نور سب آسمانوں میں ہے ۹۔ خود بھی روشن دوسروں کو بھی روشن کرنے والا' کہ چاند تارے سب اس سے منور ہیں' اسی لئے چاند کو نور اور سورج کو سراج

وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ

ود اور سواع اور یغوث یعوق اور نسر کو ؁ اور بیشک

اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا

انہوں نے بہتوں کو بہکایا ؁ اور تو ظالموں کو زیادہ نہ کرنا مگر گمراہی ؁ اپنی

خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ

کیسی خطاؤں پر ڈبوئے گئے پھر آگ میں داخل کئے گئے ؁ تو انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا

دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى

کوئی مددگار نہ پایا ؁ اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں

الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ

میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ ؁ بے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے

يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ

بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کی اولاد ہو گی تو وہ بھی نہ ہو گی مگر بدکار بڑی ناشکر ؁ اے

لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ

میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کیساتھ میرے گھر میں ہے اور سب

وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو ؁ اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی ؁

سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۸ رُكُوْعُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا

تم فرماؤ ؁ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا ؁ تو بولے ہم نے ایک

قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ

عجیب قرآن سنا ؁ کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے ؁ تو ہم اس پر ایمان لائے ؁ اور ہم ہرگز کسی کو

(بقیہ صفحہ ۹۱۱) فرمایا ۱۰؎ انسان کو سبزے سے اس لئے تشبیہ دی کہ سبزہ ہروقت نگرانی کا محتاج ہے ایسے ہی انسان ہروقت رب کی حفاظت کا محتاج نیز سبزہ زمین کے سوا آسمانی امداد کا حاجت مند ہے بارش دھوپ وغیرہ ایسے ہی انسان اعمال میں آسمانی مدد اور رحمت الٰہی کا محتاج ہے نیز سبزہ کو ہروقت آفات کا خطرہ رہتا ہے ایسے ہی انسان پر ہروقت خطرہ ہے ۱۱؎ تمہارے اجزائے بدن کو مٹی میں ملا دے گا خواہ دفن ہو کر خواہ آگ میں جل کر یا دریا میں ڈوب کر یا جانوروں کی غذا بن کر لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں روح اپنے ٹھکانہ پر بھیج دی جائے گی غرضیکہ ہر شے اپنی اصل پر پہنچے گی ۱۲؎ قیامت کے دن سزا و جزا کے لئے چونکہ مار کر زمین میں پہنچانا اور زندہ کر کے زمین سے نکالنا رب کو یکساں ہے اس لئے یہاں ثم نہ فرمایا۔ واؤ ارشاد ہوا ۱۳؎ کہ جیتے جی اس پر رہو مرے بعد اس میں رہو نہ لوہے کی طرح سخت ہے نہ پانی کی طرح نرم ۱۴؎ یعنی رب نے زمین کو مختلف حصوں میں تقسیم فرمایا پھر ان حصوں میں پھرنے کے لئے راستے بنائے جن میں چل کر تم دین و دنیا کے نفع کماؤ تجارتیں چکاؤ حج و زیارت اور طلب علم کرو ۱۵؎ سب سے پہلے اپنی نافرمانی کا ذکر فرمایا کیونکہ پیغمبر کی مخالفت تمام بدعقیدگیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ شیطان اسی سے مردود ہوا۔ نیز دنیاوی عذاب نبی کی مخالفت کے بغیر نہیں آتا۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا نبی کی اطاعت تمام نیکیوں کی اصل ہے ان کی مخالفت تمام گناہوں کی جڑ ہے شیطان اسی سے مردود ہوا ۱۶؎ یعنی میری قوم کے مالدار تو مال اور اولاد کی وجہ سے مجھ سے سرکش ہوئے اور غرباء ان مالداروں کی پیروی کر کے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کی مخالفت کے باعث مال و اولاد عذاب بن جاتے ہیں دوسرے یہ کہ سرکشوں کی پیروی سرکش کر دیتی ہے ۱۷؎ مجھے ستانے اور مومنوں کو بہکانے کے لئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کافر قوم سے بہت دکھ اٹھائے ۱۸؎ امیروں نے غریبوں سے کہا کہ نوح علیہ السلام کی وجہ سے اپنے بتوں کی پوجا نہ چھوڑو۔

النصف ۲ ع ۸ ۱۰

۱؎ اگرچہ قوم نوح کے بت بہت تھے مگر یہ پانچ ان کے نزدیک بڑی عزت والے تھے ود مرد کی شکل کا سواع عورت کی شکل کا یغوث شیر کی یعوق گھوڑے کی نسر کرگس (گدھ) کی شکل پر انہیں بتوں کی پوجا عرب میں پہنچی آج ہمارے ہاں کے ہندو مرد عورت بندر سانپ وغیرہ شکلوں کی پوجا کرتے ہیں ان کی اصل بھی وہ ہی بت پرستی ہے ۲؎ ان بتوں نے یا سرداران کفر نے بہتوں کو بہکا دیا ان کی گمراہی متعدی بیماری کی طرح پھیل گئی آئندہ بھی رہے گی اس سے معلوم ہوا کہ پانچوں بت قوم نوح کے صالحین نہ تھے کیونکہ صالحین گمراہ نہیں کیا کرتے وہ ہدایت دیتے ہیں انہیں گمراہ کن نہیں کہا جا سکتا ۳؎ یعنی اب انہیں ایمان کی توفیق ہی نہ دے انہوں نے مجھے بہت ستایا۔ معلوم ہوا کہ کسی کے کفر پر مرنے کی دعا کرنا گناہ نہیں موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کے بارے میں عرض کیا وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا ۴؎ یعنی قوم نوح پانی سے آگ میں پہنچائی گئی کہ ان کے جسم طوفان نوح میں رہے ان کی روحیں دوزخ میں بعد قیامت ان کے جسم بھی دوزخ میں ہوں گے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں اس آیت سے عذاب قبر کا ثبوت ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب قبر دفن ہونے پر موقوف نہیں مردے کا جسم کہیں ہو عذاب قبر ہو گا کہ قوم نوح پانی میں ڈوب کر بھی عذاب قبر میں گرفتار ہوئی ۵؎ معلوم ہوا کہ کافر کا مددگار کوئی نہیں رب فرماتا ہے۔ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ البتہ مومن کے مددگار رب نے بہت مقرر فرما دیئے ہیں فرماتا ہے۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ

بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۝۲ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً

اپنے رب کا شریک نہ کریں گے ۱؎ اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے ۲؎ نہ اس نے عورت اختیار

وَّلَا وَلَدًا ۝۳ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝۴

کی اور نہ بچہ ۳؎ اور یہ کہ ہم میں کا بے وقوف ۴؎ اللہ پر بڑھ کر بات کہتا تھا ۵؎

وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ

اور یہ کہ ہمیں خیال تھا کہ ہرگز آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں

كَذِبًا ۝۵ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ

گے ۵؎ اور یہ کہ آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے ۶؎

بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۶ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا

پناہ لیتے تھے ۷؎ تو اس سے اور بھی ان کا تکبر بڑھا ۸؎ اور یہ کہ انہوں نے گمان

ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝۷ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ

کیا جیسا تمہیں گمان ہے کہ اللہ ہرگز کوئی رسول نہ بھیجے گا ۹؎ اور یہ کہ ہم نے آسمان کو چھوا

فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝۸ وَّاَنَّا كُنَّا

تو اسے پایا کہ سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے بھر دیا گیا ہے ۱۰؎ اور یہ کہ ہم پہلے

نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ

آسمان میں سننے کے لئے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے ۱۱؎ پھر اب جو کوئی سنے وہ

لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝۹ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي

اپنی تاک میں آگ کا لوکا پائے ۱۲؎ اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ زمین والوں سے کوئی برائی کا

الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝۱۰ وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ

ارادہ فرمایا گیا ہے یا ان کے رب نے کوئی بھلائی چاہی ہے ۱۳؎ اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں

وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۝۱۱ وَّاَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ

اور کچھ دوسری طرح کے ہیں ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں ۱۴؎ اور یہ کہ ہم کو یقین ہوا کہ ہرگز

(بقیہ صفحہ ۹۱۲) جِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ دیکھ لو اس قوم کے مومن نوح علیہ السلام کی مدد سے طوفان سے بچ گئے ۶۔ کوئی کافر انسان باقی نہ بچے' اس بددعا سے ابلیس اور کافر جن خارج ہیں' کیونکہ وہ زمین پر نہیں بستے' آپ کو خبر تھی کہ شیطان قیامت تک جئے گا۔ نیز آپ جنات کے نبی نہ تھے' پھر انہیں اس بددعا میں کیوں شامل فرماتے (عزیزی و روح) ۷۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر نور نبوت سے آئندہ نسلوں کی بدبختی اور نیک بختی سے خبردار ہوتے ہیں کہ نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اب ان کی پشت سے مومن نہ پیدا ہوں گے یہ علوم خمسہ ہیں جو رب نے انہیں بخشا پھر ہمارے حضور کے علم کا کیا پوچھنا ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نوح علیہ السلام کے والدین مومن تھے ورنہ آپ ان کے لئے دعاء مغفرت نہ فرماتے۔ دوسرے یہ کہ نبی کا گھر دار الامن ہوتا ہے کہ جو مومن ان کے دامن میں پناہ لے' اللہ ہی کے امن میں آ جائے گا ۹۔ معلوم ہوا کہ کنعان کی غرقابی بھی آپ کی اس دعا سے ہوئی' یعنی جو ظالم و کافر میرے گھر میں بھی ہوں انہیں بھی ہلاک فرما دے جیسے میری بیوی واعلہ اور بیٹا کنعان ۱۰۔ اے محبوب ان کفار سے تاکہ معلوم ہو کہ تم جن و انس کے نبی ہو اور جب غیر جنس جنات تم پر ایمان لے آئے تو افسوس ان لوگوں پر جو انسان ہو کر ایمان نہیں لاتے ۱۱۔ بازار عکاظ کو جاتے ہوئے مقام نخلہ پر جو مکہ و طائف کے درمیان ہے' نماز فجر میں نصیبین کے جنات نے میری قرأۃ بغور سنی ۱۲۔ اپنی قوم میں جا کر بغرض تبلیغ اسلام۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان جنات نے نہ تو حضور سے ملاقات کی' نہ کوئی کلام شریف سنا' صرف حضور کو دیکھا' آپ کا قرآن سنا اور مومن' عارف' صحابی بلکہ مومن بن گئے' تو جو لوگ سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے ان کے ایمان و عرفان کا کیا پوچھنا ۱۳۔ درستی عقاید کی بھی اور درستی اعمال کی بھی' ہدایت سے دونوں ہدایتیں مراد ہیں۔ یہ جملہ بہت معانی رکھتا ہے۔ ۱۴۔ یعنی قرآن پر ایمان لائے' یا قرآن کے ذریعہ صاحب قرآن پر ایمان لائے۔ کلمہ طیبہ اور سوال قبر میں ایمانیات میں سے صرف توحید و رسالت کا ذکر ہے قیامت اور ملائکہ وغیرہ کا نہیں' جس سے معلوم ہوا کہ مدار ایمان یہی ہیں' ان پر ایمان ہو گیا تو سب پر ہو گیا ہو سکتا ہے کہ بِہٖ میں ب سببیت کی ہو اور معنی یہ ہوں کہ اس قرآن کے ذریعہ حضور پر ایمان لائے۔

۱۔ یعنی آئندہ بھی ہم مومن رہیں گے' چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ان میں سے ہر ایک کا خاتمہ ایمان پر ہوا' معلوم ہوا کہ مومن کا حسن ظن صحیح ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض دفعہ انشاء اللہ دل میں کہنا کافی ہے کیونکہ انہوں نے انشاء اللہ زبان سے نہ کہا ۲۔ معلوم ہوا کہ ان جنات نے حضور کو ایک نگاہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات معلوم کر لیں۔ اے لقاءِ تو جواب ہر سوال ☆ لوح محفوظ است پیشانیٔ یار۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب جن مشرک نہ تھے' بعض موحد بھی تھے' جیسے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے بعض انسان موحد تھے' جیسے حضور کے آباؤ اجداد ۴۔ کہ بعض جنات رب کے شریک ٹھہراتے تھے اور بعض اس کے لئے بیوی بچے' یہ دونوں جھوٹ ہیں ۵۔ یعنی ہم بھی اب تک ان مشرکوں کی باتیں یہ سمجھ کر مانتے تھے کہ یہ لوگ اللہ پر جھوٹ نہیں بولتے۔ معلوم ہوا کہ یہ جنات اس سے پہلے مشرک تھے' اب مومن ہوئے ۶۔ خیال رہے کہ جب رجال بغیر قید بولا جائے تو اس سے انسان مرد مراد ہوتے ہیں جن مردوں کو بغیر قید رجال نہیں کہا جاتا یہاں اسی لئے مِنَ الْجِنِّ کی قید لگائی' لہٰذا وہ آیت وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ میں انسان مرد' مراد ہیں' نہ کہ جن بھی' نبوت انسانوں سے خاص ہے کیونکہ وہاں رجال بغیر قید ارشاد ہوا۔

(بقیہ صفحہ ۹۱۳) اس کا خیال ضروری ہے ۷۔ کہ جب سفر میں کسی خطرناک جگہ ٹھہرتے تو کہتے کہ ہم اس جنگل کے سردار کی پناہ لیتے ہیں' یا بیماری و نظربد دفع کرنے کے لئے جنات کی نیاز پکاتے تھے' غرضیکہ بہت طرح جنات کی پناہ لیتے تھے (عزیزی) اس سے معلوم ہوا۔ کہ جنات کی پناہ لینا حرام ہے کہ اس سے ان کی سرکشی بڑھتی ہے' نبی ولی کی مدد لینا جائز کہ ان بزرگوں میں اس سے تکبر نہیں پیدا ہوتا ۸۔ یعنی جنات کے تکبر و غرور بڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ بعض انسانوں نے اپنے سفرو حضر میں ان کی پناہ لینی شروع کر دی' تو یہ جنات سمجھے کہ واقعی ہم میں بہت قدرت ہے کہ اشرف الخلق یعنی انسان بھی ہمارے حاجت مند ہیں' یہ انسان ان جنات کی زیادتی طغیان کا باعث بنے ۹۔ موسیٰ علیہ السلام یا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد' حالانکہ خاتم النبین اب تشریف لائے ۱۰۔ یعنی اب جو ہم آسمان پر فرشتوں کی غیبی خبریں سننے جاتے ہیں تو آسمان کو پہرہ دار فرشتوں اور شہاب کی گولی کارتوس سے بھرا ہوا پاتے ہیں۔ جو ہمیں وہاں سے روکتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ولادت سے پہلے جنات بے تکلف آسمان پر جاتے تھے اور فرشتوں کی باتیں سنتے تھے' حضور کی آمد سے ان کی یہ آمد و رفت بند ہوئی' اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے پہلے یا تو بالکل شہاب تھے ہی نہیں' یعنی تارے ٹوٹا نہیں کرتے تھے' یا تھے تو مگر بہت کم' اور شیاطین کا آسمانوں پر جانا بند نہ ہوا تھا۔ حضور کی تشریف آوری سے جنات کو آسمانوں سے روکا گیا' حضور کی تشریف آوری سے عالم میں انقلاب آگیا۔ حضور عرش و فرش کے بادشاہ بنا کر بھیجے گئے ۱۱۔ اور فرشتوں کا کلام سن کر نجومیوں تک پہنچاتے تھے' جس سے نجومی زمین والوں کو غیبی خبریں دیتے تھے ۱۲۔ اس سے پتہ لگا کہ حضور کی تشریف آوری سے جنات کا آسمان پر جانا بند ہوا۔ جس سے نجومی پنڈتوں کی غیبی خبریں قطعاً" غلط ہونے لگیں' پہلے ان کی کچھ باتیں ٹھیک بھی ہو جاتی تھیں' جو فرشتوں کی تھیں ۱۳۔ اس نبی اور قرآن کو بھیج کر' ہم نہیں کہہ سکتے' تم خود ہی فیصلہ کر لو' ظاہر ہے کہ حضور اولین و آخرین کے لئے رحمت ہیں۔ اب آپ کی موجودگی میں کسی کو آسمان سے غیبی خبریں لانے کی ضرورت نہیں۔ ان جناتی خبروں میں بڑے فتنے تھے' تو لامحالہ ہمارا آسمان سے روکا جانا اللہ کی رحمت ہے ۱۴۔ روح البیان نے فرمایا کہ حضور سے پہلے جنات میں کافر' مشرک' موحد سب تھے اب ان میں شیعہ' سنی' خوارج' جبریہ' قدریہ' وغیرہ ہیں' انسانوں کی طرح۔

ع ۱۹

تبٰرک الذی ۲۹ — ۹۱۴ — الجن ۷۲

لَّن نُّعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَن نُّعْجِزَهُ هَرَبًا ﴿١٢﴾ وَأَنَّا

زمین میں اللہ کے قابو سے نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قبضہ سے باہر ہوں اور یہ کہ

لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ ۖ فَمَن يُؤْمِن بِرَبِّهِ فَلَا

ہم نے جب ہدایت سنی اس پر ایمان لائے تو جو اپنے رب پر ایمان لائے

يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ﴿١٣﴾ وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا

اسے نہ کسی کمی کا خوف اور نہ زیادتی کا اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ

الْقَاسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿١٤﴾ وَأَمَّا

ظالم تو جو اسلام لائے انہوں نے بھلائی سوچی اور رہے

الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿١٥﴾ وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا

ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے اور فرماؤ کہ مجھے یہ وحی ہوئی ہے کہ

عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُم مَّاءً غَدَقًا ﴿١٦﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ

اگر وہ راہ پر سیدھے رہتے تو ضرور ہم انہیں وافر پانی دیتے کہ اس پر انہیں جانچیں

وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿١٧﴾

اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ﴿١٨﴾ وَأَنَّهُ لَمَّا

اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو اور یہ کہ جب

قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿١٩﴾

اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ إِنِّي لَا

تم فرماؤ میں تو اپنے رب ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا تم فرماؤ میں

أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ

تمہارے کسی برے بھلے کا مالک نہیں تم فرماؤ ہرگز مجھے اللہ سے کوئی نہ بچائے

منزل ۷

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ سے بھاگنا برا ہے مگر اللہ کی طرف بھاگنا اچھا' رب فرماتا ہے۔ ففروا الی اللہ اللہ کی طرف بھاگنا یہ ہے کہ مصیبت میں نیک اعمال' مساجد اور بزرگان دین کی طرف بھاگے۔ ان کی طرف بھاگنا گویا رب کی طرف آنا ہے' رب فرماتا ہے۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ ۲۔ تو اے دوستو تم بھی ہماری طرح ایمان لے آؤ' ہم نے نبی کا دیدار کیا تم ہمیں دیکھ لو' ہم صحابی ہوئے' تم تابعی بن جاؤ غرضیکہ اپنا ایمان بیان کرنا انہیں ایمان کی تبلیغ کے لئے ہے ۳۔ یعنی مومن کی نہ تو نیکیاں ضبط ہوں' نہ گناہوں کی سزائیں زیادتی ہو بخلاف کفار کے کہ ان کے نیک اعمال برباد ہیں گناہ قائم' سبحان اللہ کیا حکیمانہ کلام ہے ۴۔ یعنی جنات میں بعض مومن موحد ہیں بعض کافر کیونکہ جو لوگ حضور کا قرآن شریف سن کر آئے تھے' وہ تو سب ہی ایمان لا چکے تھے' ان میں کوئی کافر نہیں' لہٰذا آیت صاف ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن جن جنت میں نہ جائیں گے اور کافر ... گے کیونکہ یہاں مومن جن کی جزاء میں جنت کا ذکر نہ کیا گیا' اس کی بحث سورہ احقاف میں گزر چکی ۶۔ معلوم ہوا کہ کفار جن کے لئے دوزخ ہے اور

(بقیہ صفحہ ۹۱۴) وہ آگ سے عذاب پائیں گے' جیسے انسان باوجود خاکی ہونے کے مٹی پتھر سے تکلیف پالیتا ہے ۷۔ یعنی اے محبوب فرمادو کہ اگر انسان مومن متقی بن جاویں تو انہیں دنیا میں ہر وقت بارش اور وسیع رزق عطا ہوں' چونکہ پانی پر رزق کا مدار ہے اس لئے پانی کا ذکر فرمایا۔ ۸۔ یعنی اس وسیع روزی دینے میں ان کا امتحان ہو کہ آئندہ شکر گزاری کرتے ہیں یا نہیں ۹۔ ایسے عذاب میں جو دم بدم زیادہ ہی ہوتا جائے گا کبھی نرم یا ہلکا نہ ہو گا' جیسے دنیا میں تکلیف پہلے زیادہ محسوس ہوتی ہے پھر کم ۱۰۔ ساری مسجدیں' خواہ مسجد حرام ہو یا اور کوئی' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ احکام وقف و احترام میں تمام مسجدیں برابر ہیں' اگرچہ اجر و ثواب

أَحَدٌ ﴿۲۲﴾ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ إِلَّا بَلَاغًا مِنَ

گا اور ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤں گا مگر اللہ کے پیام پہنچاتا

اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۚ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ

اور اسکی رسالتیں ۲ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے ۳ تو بیشک اس کیلئے جہنم

جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ

کی آگ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ دیا جاتا ہے

فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ

تو اب جان جائیں گے کہ کس کا مددگار کمزور ۴ اور کس کی گنتی کم ۵ تم فرماؤ

إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي

میں نہیں جانتا آیا نزدیک ہے ۶ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے کچھ وقفہ

أَمَدًا ﴿۲۵﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ﴿۲۶﴾ إِلَّا

دے گا ۷ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا ۸ سوائے

مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

اپنے پسندیدہ رسولوں کے ۹ کہ ان کے آگے پیچھے پہرہ مقرر کر دیتا ہے ۱۰

وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ

تاکہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیام پہنچا دیئے ۱۱ اور جو کچھ انکے پاس

وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

سب اس کے علم میں ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے ۱۲

سُورَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ | آيَاتُهَا ۲۰ رُكُوعُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۲﴾ نِصْفَهُ أَوِ

اے جھرمٹ مارنے والے ۱ ۲ رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے ۳ آدھی رات یا اس سے

میں فرق ہے' دوسرے یہ کہ مسجد کسی کی ملک نہیں' نہ ہو سکتی ہے وہ خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ تیسرے یہ کہ شرک و بت پرستی ہر جگہ جرم ہے' مگر مسجد میں زیادہ جرم کہ اس میں مسجد کی بے ادبی بھی ہے ۱۱۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں کسی کو آواز دینا یا پکارنا منع ہے' ہم التحیات میں پڑھتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ اس میں حضور کو ندا اور پکارنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مسجد میں غیر خدا کی عبادت جرم ہے جیسا کہ کفار عرب خاص کعبہ میں بتوں کی پوجا کرتے تھے ۱۲۔ یہ جملہ یا تو رب کا قول ہے یعنی مجھ پر یہ بھی وحی کی گئی کہ جب اللہ کا خاص بندہ یعنی میں نماز کے لئے کھڑا ہوا تو جنات کے شوق و ذوق کا یہ عالم تھا کہ ان کے ٹھٹھ لگنے کے قریب ہو گئے قریب اس لئے فرمایا کہ ان کے ٹھٹھ لگے نہیں کیونکہ جنات تھوڑے تھے یا اولاً" جن تھوڑے تھے پھر اور آ کر زیادہ ہو گئے یا یہ واقعہ نخلہ سے واپس آتے وقت مقام ہجون میں ہوا' جب جنات زیادہ تھے (روح) یا یہ ان جنات کا کلام ہے جو انہوں نے اپنی قوم سے کیا ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی میں خاص لذت ہے جیسے جسمانی غذاؤں میں لذت ہوتی ہے' ایسے ہی اس روحانی غذا میں ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لذت ذکر انسان' جنات بلکہ حیوانات کو بھی محسوس ہوتی ہے۔ شجر و حجر بھی محسوس کرتے ہیں' اس سے صوفیاء کا وجد ثابت ہوا ۱۴۔ حضور ساری مخلوق سے پہلے رب کے عابد ہیں' اور باوجود اس کے کہ مشرکین میں جلوہ گر ہوئے مگر آپ کا دامن شرک و کفر' معاصی اور عیوب سے پاک رہا' یہ حضور کی نعت ہے معلوم ہوا کہ اپنا دین و ایمان' اخلاص لوگوں پر ظاہر کرنا چاہیے' تا کہ لوگ اس پر عمل کریں' اس سے تقیہ کی جڑ کٹ گئی ۱۵۔ اس میں مشرکین سے خطاب ہے (روح) یعنی تم چونکہ مشرک ہو' اس لئے میں تمہارے نفع نقصان کا مالک نہیں۔

ع ۹ | ۱۲

۱۔ اگر بفرض محال میں رب کی نافرمانی کروں۔ اس کی تفسیر وہ آیت ہے فَمَنْ يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ ورنہ حضور تو خود ہم جیسے کروڑوں کی پناہ ہیں ۲۔ یعنی تبلیغ نبوت و رسالت میرا فرض ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ میں اگر رب کے احکام کی تبلیغ کروں' تو یقیناً" میرے لئے پناہ اور امن ہے' اور میں نفع پہنچا سکتا ہوں (روح) ۳۔ معلوم ہوا کہ عذاب کا استحقاق اللہ و رسول کی نافرمانی پر ہے اگر صرف اللہ کی نافرمانی ہو تو عذاب نہیں آتا' رب فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا اس لئے جس وقت تک نبوت کے احکام نہ پہنچے وہ کسی کام سے جہنمی نہیں ہو سکتا' صرف توحید کا عقیدہ اس کی نجات کے لئے کافی ہے' اسی لئے فرعون و نمرود بغیر نبی کی مخالفت کے معذب نہیں ہوئے یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہاں نافرمانی سے مراد عقاید میں نافرمانی ہے' کیونکہ خلود اسی کے لئے ہے ۴۔ کافر کے مددگار قوی ہیں یا مومن کے۔ ۵۔ کافر کے مددگار زیادہ ہیں یا مومن کے یقیناً" مومن کے مددگار زیادہ ہیں کہ ان کے مددگار نبی فرشتے' صالح مومن سب ہی ہیں' کافر کا مددگار کوئی نہیں معلوم ہوا کہ اللہ

(بقیہ صفحہ ۹۱۵) تعالیٰ نے مومنوں کے مددگار اور نبی کے خدمت گار بہت مقرر فرمائے ہیں، رب فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۶۔ یعنی بغیر تعلیم الٰہی میں نہیں جانتا، لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ نہ اس حدیث کے خلاف ہے کہ حضور نے فرمایا، ہم اور قیامت ملی ہوئی دو انگلیوں کی طرح ہیں ۷۔ یہاں درایت کی نفی ہے نہ کہ علم کی، درایت کہتے ہیں اٹکل و قیاس سے جاننا۔ یعنی یہ علم وحی سے حاصل ہوا نہ کہ اٹکل و قیاس سے اِس لئے آگے فرمایا جا رہا ہے۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ، رب فرماتا ہے۔ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اور فرماتا ہے۔ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ ان

اَنِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ؕ﴿۴﴾

کچھ کم کرو ۲ یا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو ۳

اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ

بیشک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے ۴ بیشک رات کا اٹھنا وہ زیادہ

اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ؕ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا

دباؤ ڈالتا ہے ۵ اور بات خوب سیدھی نکلتی ہے ۶ بیشک دن میں تو تم کو بہت سے

طَوِيْلًا ؕ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ﴿۸﴾ رَبُّ

کام ہیں ۷ اور اپنے رب کا نام یاد کرو ۸ اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو ۹ وہ پورب

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾

کا رب اور پچھم کا رب ۱۰ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ ۱۱

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾

اور کافروں کی باتوں پر صبر فرماؤ اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو ۱۲

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ

اور مجھ پر چھوڑ دو ۱۳ ان جھٹلانے والے مالداروں کو ۱۴ اور انہیں تھوڑی مہلت دو ۱۵ بیشک

لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا

ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک

اَلِيْمًا ۗ﴿۱۳﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ

عذاب ۱۶ جس دن تھرتھرائیں گے زمین اور پہاڑ اور پہاڑ ہو جائیں گے ریتے کا ٹیلا

كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

بہتا ہوا بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے ۱۷ کہ تم پر حاضر ناظر ہیں ۱۸

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ؕ﴿۱۵﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ

جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے ۱۹ تو فرعون نے اس رسول کا حکم

سب میں درایت کی نفی ہے اور کبھی یہ الفاظ سوال پر اظہار ناراضگی کے لئے بولے جاتے ہیں، اور کبھی نہ بتانے کے لئے ۸۔ عالم کی چیزیں صفات الٰہی کی مظہر ہیں، مگر بعض صفات کی تجلی رب نے ساری مخلوق پر ڈالی ہے جیسے وجود و حیات اور بعض کی خاص پر جیسے ملک علم، اور بعض کی کسی پر نہیں، جیسے ازلی یا خالق ہونا، آئینہ آفتاب کی تجلی پا کر سورج نہیں بن جاتا، ایسے ہی بندہ تجلی صفت الٰہی پا کر رب نہیں بن جاتا ۹۔ کہ انہیں خاص غیوب پر پوری اطلاع دیتا ہے اور اعلیٰ درجہ کا کشف دیتا ہے، اگرچہ بعض اولیاء اللہ کو بھی علوم غیبیہ بخشے جاتے ہیں۔ مگر نبی کے واسطہ سے، پھر بھی نبی کا علم ان کے علم سے اعلیٰ ہوتا ہے ۱۰۔ یعنی جب رب تعالیٰ علوم غیبیہ کی وحی بھیجتا ہے تو وحی لانے والے فرشتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس فرشتوں کا پہرہ ہوتا ہے تاکہ شیاطین دور رہیں اور کوئی غیبی وحی سن کر کاہنوں تک نہ پہنچاویں ۱۱۔ یعنی یہ پہرہ اس لئے لگایا جاتا ہے کہ وحی الٰہی صحیح طور پر اپنی جگہ پہنچ جائے یعنی نبی تک درمیان میں چوری نہ ہو ۱۲۔ یعنی یہ پہرہ چوکی اس غیبی خبر کی حفاظت کے لئے ہے، رب تعالیٰ علیم و خبیر ہے اور اس کے فرشتے و رسول سب امین ہیں۔ ان کے علوم رب کی عطاء سے ہیں، عددا سے معلوم ہوا کہ چیزیں متناہی ہیں اور شمار کے لائق، کیونکہ گنتی محدود ہی کی ہو سکتی ہے ۱۳۔ اے چادر اوڑھنے والے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے آرام فرما رہے تھے اس حال میں اس ادا سے آپ کو پکارا گیا، اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دیگر نبیوں و قرآن کریم میں ان کے نام شریف سے پکارا گیا مگر حضور کو آپ کی صفات شریف سے، دوسرے یہ کہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہے اس کے معنی صوفیاء یہ فرماتے ہیں کہ اے بشریت کی چادر اوڑھ کر مخلوق میں جانے والے محبوب یا اے عبادت و ریاضت کا لباس پہننے والے (از عزیزی) ۱۴۔ یعنی رات کا بہت حصہ رب کی عبادت میں گزارو، کچھ وقت آرام کرو۔

۱۔ آدھی رات عبادت کرو، یا اس سے کچھ کم و بیش، آپ کو اختیار ہے، معلوم ہوا کہ نماز تہجد بقدر رغبت پڑھے، اس کی زیادتی کمی کا بندہ کو اختیار ہے، کہ کم از کم دو رکعت پڑھے زیادہ آٹھ یا بارہ، خیال رہے کہ شروع اسلام میں نماز تہجد واجب یا فرض تھی ۲۔ معلوم ہوا کہ نماز میں تلاوت قرآن نہایت اطمینان سے کرنی چاہیے۔ کہ حروف صحیح ادا ہوں۔ مد شد وغیرہ ظاہر کرنا فرض ہے۔ خیال رہے کہ ایک رات میں قرآن کریم ختم کرنا اس کو منع ہے جو قرآن صاف نہ پڑھ سکے یا بے رغبتی اور سستی سے پڑھے۔ ۳۔ یعنی عنقریب احکام کی آیات نازل فرمائیں گے جو لوگوں پر بھاری پڑیں گی اس لئے آپ ابھی سے انہیں بھاری احکام کا عادی بنائیں ۴۔ یعنی رات کو نماز کے لئے سو کر جاگنا دیگر نمازوں سے گراں ہے معلوم ہوا کہ تہجد کی نماز سو کر پڑھنی چاہیے ۵۔ تہجد کی نماز بہت اہم اور فائدہ مند ہے۔ جیسا

(بقیہ صفحہ ۹۱۶) خشوع و خضوع اس میں حاصل ہوتا ہے دوسری نمازوں میں حاصل نہیں ہوتا ۶۔ یعنی دن میں آپ کو تبلیغی مشاغل بہت ہیں' لہٰذا ہم سے باتیں کرنے کے لئے رات کا وقت زیادہ موزوں ہے ۷۔ قرآن شریف پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو' یا نمازوں کے علاوہ اور وقتوں میں بھی رب کا نام لیا کرو۔ تسبیح و تہلیل کیا کرو ۸۔ یعنی نماز کے علاوہ بھی آپ کی زندگی شریف کا رنگ یہ ہو کہ دست بکار' دل بیار' آپ کے دل میں رب کے سوا کچھ نہ ہو۔ لہٰذا اس آیت سے ترک دنیا ثابت نہیں ہوتی یہ اسلام میں منع ہے ۹۔ تمام عالم کا رب ہے کیونکہ سب کچھ پورب پچھم کے ہی درمیان ہے ۱۰۔ کہ اسباب پر عمل کرو مگر بھروسہ صرف رب پر کرو' لہٰذا اسباب توکل کے خلاف نہیں' دیکھو رب نے ہجرت سے پہلے جہاد فرض نہ کیا کہ اس وقت اسباب جہاد نہ تھے ۱۱۔ اور ان پر جہاد نہ کرو لہٰذا یہ آیت جہاد کے حکم سے منسوخ ہے یا کفار سے دور رہو' ان سے میل ملاپ نہ رکھو' محبت نہ رکھو تو محکم ہے ۱۲۔ یعنی کفار کو میرے حوالہ رکھو تم ان کی شفاعت نہ کرو' میں جانوں میرا عذاب' معلوم ہوا کہ حضور مومن کو چھوڑتے نہیں۔ انہیں اپنے دامن میں رکھتے ہیں ۱۳۔ کہ ان سے تمہارا بدلہ لوں گا' معلوم ہوا کہ اکثر مالدار ہی پیغمبروں کے مقابل آتے ہیں' غرباء زیادہ تر ایمان لے آتے ہیں ۱۴۔ جب تک حکم جہاد نہ آ جائے کفار سے بدلہ نہ لو' اس صورت میں یہ آیت منسوخ ہے یا ان کی موت تک انہیں مہلت و آرام میں رہنے دو مگر مسلمانوں کو مہلت نہ دو' انہیں ہر قسم کے شرعی احکام کا حکم دو ۱۵۔ یہ سب ان بدبختوں کے لئے ہے جو اے محبوب تمہارے منکر ہیں' گنہگار مسلمان انشاء اللہ ان عذابوں سے محفوظ ہوں گے ۱۶۔ اِلَیْکُمْ میں یا اہل مکہ سے خطاب ہے یا تمام مسلمانوں سے یا تمام انسانوں سے یا تمام مخلوقات سے۔ ہر صورت پر عجیب فوائد ہیں رَسُوْلًا سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام کے رسول ہیں رب فرماتا ہے۔ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا اور فرماتا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ جس کا اللہ رب ہے اس کے حضور نبی ہیں ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم میں اور رسول میں اول پیدائش ہی سے فرق ہے وہ یہ کہ ہم سب رب کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کئے ہوئے بھی ہیں اور بھیجے ہوئے بھی۔ جیسے کسی ملک میں دوسرے ملک کے عام باشندے کی آمد اور سفیر یا وزیر کی آمد ہم یہاں اپنی ذمہ داری پر آئے ہیں اور حضور رب کی ذمہ داری پر' اس لئے ان کا ہر کلام و کام رب کی طرف سے ہے' ہم نے یہاں آکر سیکھا' حضور سیکھ کر آئے حضور کے ذریعہ مخلوق و خالق کا تعلق قائم ہے جیسے سفیر کے ذریعہ دو ملکوں کا یا وزیر کے ذریعہ بادشاہ و رعایا کا ۱۸۔ شاہد گواہ اور حاضر' اور محبوب اور مشاہدہ کرنے والے کو کہتے ہیں' ہر صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ تم گناہوں سے بچو' اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے غیرت کرو جو تمہارے ہر حال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور تمہارے گواہ ہیں ۱۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیونکہ ہارون علیہ السلام وزیر تھے۔

ع ۱۹ ۱۴

الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِیْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَیْفَ تَتَّقُوْنَ

نہ مانا ۱ تو ہم نے اسے سخت گرفت سے پکڑا ۲ پھر کیسے بچو گے اگر

اِنْ كَفَرْتُمْ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبَا ﴿۱۷﴾ السَّمَآءُ

کفر کرو ۳ اس دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا ۴ آسمان اس کے

مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ

صدمہ سے پھٹ جائے گا اللہ کا وعدہ ہو کر رہنا بے شک یہ نصیحت ہے ۵

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۱۹﴾ اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ

تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے ۶ بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم

تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ

قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی ۷ اور ایک جماعت

مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ

تمہارے ساتھ والی ۸ اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے ۹ اسے معلوم ہے کہ

لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ

اے مسلمانو تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا ۱۰ تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی اب قرآن

عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی

میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو ۱۱ اسے معلوم ہے کہ عنقریب کچھ تم میں سے بیمار ہوں گے ۱۲ اور کچھ

الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ

زمین میں سفر کریں گے اللہ کا فضل تلاش کرنے اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ

ہوں گے ۱۳ تو جتنا قرآن میسر ہو پڑھو ۱۴ اور نماز قائم رکھو

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

اور زکوٰۃ دو ۱۵ اور اللہ کو اچھا قرض دو ۱۶ اور اپنے لئے

ا۔ اور رسول کی نافرمانی رب کی نافرمانی ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ محض رب کی نافرمانی سے عذاب نازل نہیں ہوتا' جب تک کہ پیغمبر کی مخالفت نہ ہو' کیونکہ فرعون حضرت

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ
جو بھلائی آگے بھیجو گے ۱ اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی

اَجْرًا ؕ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع
پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۲

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا رُكُوْعُهَا

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿۳﴾ وَ ثِيَابَكَ
اے بالاپوش اوڑھنے والے ۳ کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ ۴ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے

فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ وَ لِرَبِّكَ
کپڑے پاک رکھو ۵ اور بتوں سے دور رہو ۶ اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو ۷ اور اپنے

فَاصْبِرْ ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ﴿۸﴾ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ
رب کیلئے صبر کئے رہو ۸ پھر جب صور پھونکا جائے گا ۹ تو وہ دن کرا

عَسِيْرٌ ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَ مَنْ خَلَقْتُ
دن ہے کافروں پر آسان نہیں ۱۰ اسے مجھ پر چھوڑ جسے میں نے

وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾
اکیلا پیدا کیا ۱۱ اور اسے وسیع مال دیا ۱۲ اور بیٹے دیئے سامنے حاضر رہتے ۱۳

وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ
اور میں نے اسکے لئے طرح طرح کی تیاریاں کیں ۱۴ پھر یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں

كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ
ہرگز نہیں ۱۵ وہ تو میری آیتوں سے عناد رکھتا ہے قریب ہے کہ میں اسے آگ کے پہاڑ صعود پر چڑھاؤں ۱۶

قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾
۱۷ بیشک وہ سوچا اور دل میں کچھ بات ٹھہرائی ۱۸ تو اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی ۱۹

۱۔ زندگی میں جو نیکی کر لو گے، اس میں نماز صدقات، مہمان نوازی صلہ رحمی وغیرہ سب کچھ داخل ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص کو دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔ گنہگار گناہ سے معافی چاہے نیک کار نیکی کر کے استغفار پڑھے۔ اللہ تعالیٰ ہر قصور معاف فرمانے والا ہے۔ ۳۔ یا اپنی امت کو چادر رحمت اوڑھا کر ان کی عیب پوشی کرنے والے، یا اے نبوت کا دثار یعنی بالائی لباس پہننے والے، خیال رہے کہ نبوت حضور کا دثار ہے اور ولایت حضور کا شعار یعنی اندرونی لباس ۴۔ یعنی ڈراؤ ہر شخص کو ہر زمانہ میں ہر طرح کیونکہ تمہاری نبوت وقت جگہ، قوم سب کو عام ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو علیم و خبیر بنا کر رب نے پیدا کیا کیونکہ ابھی تک قرآن میں جہنم وغیرہ کا ذکر نازل نہ ہوا تھا مگر فرمایا گیا کہ انہیں ڈراؤ، اگر حضور ان چیزوں سے واقف نہیں تو ڈرائیں کیسے اس لئے حضور نے فرمایا کہ میں نذیر عریاں ہوں یعنی خطرہ کو دیکھ کر ڈرانے والا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے علاوہ بھی نجس کپڑا نہ پہنے کیونکہ ابھی نماز فرض نہ ہوئی تھی مگر لباس کی پاکی کا حکم دیا گیا ۶۔ ان کی تعظیم یا عبادت نہ کرو (شان نزول) حضور فرماتے ہیں کہ کوہ حرا پر مجھے ندا ہوئی کہ اے محبوب آپ اللہ کے رسول ہیں، دائیں بائیں دیکھا کوئی بولنے والا نظر نہ آیا، اوپر دیکھا تو فرشتہ دکھائی دیا مجھ پر رعب طاری ہوا، اور میں نے خدیجہ کبریٰ سے کہا کہ ہمیں چادر اوڑھا دو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۷۔ یعنی کسی کو نیوتہ کے طور پر نہ دو، جو جے بخشش کرو، کرم کریمانہ کے طور پر کرو۔ خیال رہے کہ نیوتہ اور عوض کے طور پر ہدیہ دینا جائز ہے مگر حضور کی شان ارفع اور اعلیٰ ہے، اس لئے رب نے حضور کو اس سے منع فرمایا ۸۔ رب کے احکام پر قائم رہو یا کفار کی ایذا برداشت کرو ۹۔ دوسرا نغمہ جب کہ سب اٹھائیں جائیں گے ۱۰۔ اس حضرت سے ہوا کہ قیامت کا دن مومنوں پر آسان ہو گا انشاء اللہ ۱۱۔ (شان نزول) ماں کے پیٹ سے، اس وقت نہ اس کے پاس مال تھا نہ یار مددگار نہ اولاد، ولید بن مغیرہ مخزومی کو اہل مکہ وحید کہا کرتے تھے یعنی یکتا، اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، یا وحید سے مراد حرامی ہے بغیر صحیح باپ ۱۲۔ چنانچہ ولید تین لاکھ دینار کا مالک تھا، طائف میں اس کا بہت بڑا باغ تھا، جس میں ہر قسم کے پھل تھے جو سارا سال رہتے (خزائن و عزیزی) ۱۳۔ ولید کے دس بیٹے تھے، جنہیں نوکری یا تجارت کے لئے کبھی باہر جانے کی ضرورت نہ پڑتی تھی، ہر وقت اس کے پاس ہی رہتے تھے۔ ان میں سے تین ایمان لائے خالد، ہشام، عمارہ، یا ولید بن ولید (روح) ۱۴۔ اسے ریاست و عزت بخشی، چنانچہ ولید اپنی قوم کا چودھری تھا، لوگوں کے فیصلے کرتا تھا اور سب اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۱۵۔ یعنی ولید اتنا حریص ہے کہ اس مال و جاہ پر صبر نہیں کرتا، زیادتی کی کوشش میں ہے، چاہتا ہے کہ باوجود ناشکرا ہونے کے اس کو برکت ملے، یہ نہ ہو گا۔ اس آیت کے نزول کے بعد اس کے مال و عزت میں کمی شروع ہو گئی، آخر کار بڑی خواری سے مرا۔ (خزائن و روح) ۱۶۔ صعود دوزخ میں ایک پہاڑ کا نام ہے جس کی بلندی پچاس سال کی راہ ہے۔ ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی نعت رب کی حمد سوچنا ایمان ہے، اپنے گناہ رب کے انعام سوچنا عبادت ہے، مگر اللہ کے پیاروں میں عیب سوچنا، ان میں بے علمی کے دلائل بتانا کفر ہے اور ولیدی فکر ہے، پہلا فکر حسانی فکر ہے ۱۸۔ ایک بار ولید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سورہ حم سجدہ کی کچھ آیتیں سنیں اور قوم میں آ کر قرآن کریم کی بہت تعریف کی، جس سے قوم بھڑک گئی، ابو جہل نے کہا کہ میں ولید کو ٹھیک کروں گا ولید کے پاس آ کر بولا کہ قریش کہتے ہیں کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اس لئے کرتا ہے کہ ان سے کچھ مال حاصل کرے، قریش تیرے لئے کچھ چندہ کرنے کو تیار ہیں، ولید غصہ

(بقیہ صفحہ ۹۱۸) میں بھر کر بولا کہ کیا لوگوں کو خبر نہیں کہ میں بڑا مالدار ہوں' اور اصحاب رسول نے تو کبھی سیر ہو کر کھانا بھی نہ کھایا۔ وہ مجھے کیا دیں گے' پھر ابو جہل کے ساتھ قریش کے پاس آ کر بولا کہ کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیوانہ ہیں' وہ بولے نہیں' کیا شاعر ہیں وہ بولے نہیں' کیا کاہن ہیں بولے نہیں کیا جھوٹے ہیں وہ بولے نہیں لوگوں نے کہا اچھا تو ہی بتا وہ کیا ہیں' تو کچھ سوچ کر بولا کہ وہ تو جادوگر ہیں ان کے جادو کی وجہ سے لوگ ان کے ہو جاتے ہیں۔

ا۔ معلوم ہوا کہ حضور کو صدیقی نگاہ سے دیکھنا عبادت ہے جس سے صحابیت حاصل ہوتی ہے اور ابو جہلی نگاہ سے دیکھنا بے ایمانی ہے' دیکھو یہاں رب نے ولید کی بے ایمانی ایک یہ بھی بیان کی کہ وہ مردود میرے محبوب کو نظر بد سے دیکھتا ہے۔ ۲۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں سے جادو سیکھا ہے پھر جادو کے زور سے ایسا دلکش قرآن بنایا ہے جو دل میں ایسا اثر کرتا ہے' خیال رہے کہ ولید خود بھی اپنے کو اس بکواس میں جھوٹا سمجھتا تھا کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں ہی رہے باہر نہ رہے اور مکہ معظمہ میں نہ جادوگر تھے' نہ وہاں جادو کا زور تھا' پھر حضور انور نے کس سے جادو سیکھا اور کہاں سے سیکھا' کب سیکھا' اس کی ان باتوں پر خود اس کا ضمیر لعنت کرتا تھا ۳۔ یعنی ولید اپنی ان بکواسوں کی وجہ سے دوزخی ہو چکا' بس مرا اور دوزخ میں گیا کہ اسے قبر میں دوزخ کا عذاب پہنچے گا اور بعد قیامت وہ خود دوزخ میں دھنسے گا ۴۔ یعنی دوزخ نہ تو کسی مستحق کو چھوڑے' نہ دوزخی کے جسم پر گوشت پوست چھوڑے' سب کچھ جلا دے گی۔ پھر دوبارہ بنے گا' پھر جلا دے گی' علیٰ ہذا ۵۔ ایک سردار باقی اٹھارہ ماتحت' جن کی آنکھیں بجلی کی کوند کی طرح دمکتی ہیں' چونکہ دن رات میں گھنٹے چوبیس ہیں جن میں سے پانچ تو پانچ نمازوں کے باقی انیس بچے' اسی لئے وہ فرشتے انیس رکھے گئے' ہر گھنٹہ کے گناہوں پر علیحدہ فرشتہ سزا دے گا ۶۔ نہ انسان نہ جن' تاکہ جہنمیوں پر رحم نہ کھائیں کیونکہ ہم جنس ہم جنس پر ترس کھا جاتا ہے ۷۔ جب پچھلی آیت نازل ہوئی تو ابو جہل بطور مذاق اپنے ساتھیوں سے بولا کہ دوزخ کے فرشتے انیس ہیں۔ ایک ایک کو ہم دس دس لپٹ جائیں گے ابوالاسد بولا میں اکیلا ان میں سے دس کو کافی ہوں' باقی تم نپٹ لینا' یعنی یہ بدنصیب انیس کے عدد کی حکمت میں غور نہیں کرتے' مذاق اڑا کر اپنے کفر میں اور زیادتی کر لیتے ہیں ۸۔ کیونکہ توراۃ و انجیل میں بھی ان فرشتوں کی تعداد انیس ہی مذکور ہے اس آیت کو اپنی کتب کے موافق پا کر قرآن کو حق مانیں ۹۔ اس طرح کہ مومن ان فرشتوں کی تعداد پر بلا تأمل ایمان لائیں' یہاں عقلی گھوڑے نہ دوڑائیں' جس سے ان کا ایمان اور کامل ہو جائے' اہل کتاب اپنی

ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ

پھر نظر اٹھا کر دیکھا ا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا پھر بولا

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾

یہ تو وہی جادو ہے اگلوں سے سیکھا یہ نہیں مگر آدمی کا کلام ۲ کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے

سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا

دوزخ میں دھنسا تا ہوں ۳ اور تم نے کیا جانا دوزخ کیا ہے' نہ چھوڑے نہ لگی

تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ

رکھے ۴ آدمی کی کھال اتار لیتی ہے اس پر انیس داروغہ ہیں ۵ اور ہم نے دوزخ کے

اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا

داروغہ نہ کئے مگر فرشتے ۶ اور ہم نے یہ گنتی نہ رکھی مگر

فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

کافروں کی جانچ کو ۷ اس لئے کہ کتاب والوں کو یقین آئے ۸

وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا

اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے ۹ اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو

الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

کوئی شک نہ رہے ۱۰ اور دل کے روگی اور کافر

مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ

کہیں ۱۱ اس اچنبھے کی بات میں اللہ کا کیا مطلب ہے ۱۲ یونہی اللہ گمراہ

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ

کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے ۱۳ اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے

رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾

سوا کوئی نہیں جانتا ۱۴ اور وہ تو نہیں مگر آدمی کیلئے نصیحت ۱۵ ہاں ہاں چاند کی قسم

ع ۱۵

کتابوں میں اس تعداد کو دیکھ کر حضور کو سچا نبی مان لیں اور کفار اس تعداد پر عقلی گھوڑے دوڑا کر انکار کریں' مذاق اڑائیں' معلوم ہوا کہ حضور کے فرمان پر بلا دلیل ایمان لانا کمال ہے' یہاں بے عقلی عین عقل ہے۔ مصرع:۔

عقل قرباں کن بہ پیش مصطفیٰ

۱۰۔ پہلے اہل کتاب سے مراد ان کے علماء اور مومنین سے مراد کامل ایمان والے تھے' یہاں اہل کتاب سے ان کے عوام جہلا اور مومنین سے ضعفاء مومنین مراد ہیں' لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۱۱۔ یعنی منافق' اس میں خبر غیب ہے کہ بعد ہجرت مدینہ منورہ میں منافق ہوں گے۔ کیونکہ مکہ مکرمہ میں کوئی منافق نہ تھا۔ یا مومن مخلص تھے

(بقیہ صفحہ ۹۱۹) یا کافر مجاہر۔ آج بھی بعض ظاہری مسلمان چھپے کافر ہیں' ان جیسی آیات کا مذاق اڑاتے ہیں ۱۲۔ اس نے دوزخ کے فرشتے کم و بیش کیوں مقرر نہ کئے' انیس کیوں رکھے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قرآنی آیات سے سب کو ہدایت نہیں ملتی' سورج سے سب روشنی نہیں لیتے' چمگادڑ بھاگتا ہے' ان جیسی آیات کا مذاق اڑانے والے گمراہ ہو جاتے ہیں' مان لینے والے ہدایت پر آ جاتے ہیں ۱۴۔ یعنی رب کی مخلوق کے اقسام' یا مخلوق کی تعداد یا فرشتوں کا شمار رب ہی جانتا ہے' خیال رہے کہ سب سے بڑی مخلوق فرشتے ہیں' اور سب سے چھوٹی اور کم تعداد مخلوق انسان ۱۵۔ قرآنی آیتیں یا دوزخ کے حالات یا ان فرشتوں کی تعداد انسانوں کی نصیحت کے لئے ہے۔

وَالَّيۡلِ اِذۡ اَدۡبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبۡحِ اِذَاۤ اَسۡفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحۡدَى

اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب اجالا ڈالے ۱ بیشک دوزخ بہت بڑی چیزوں میں

الۡكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيۡرًا لِّلۡبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّتَقَدَّمَ اَوۡ

کی ایک ہے آدمیوں کو ڈراوے ۲ اسے جو تم میں چاہے کہ آگے آئے ۳ یا پیچھے

يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ رَهِيۡنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّاۤ اَصۡحٰبَ

رہے ۴ ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر داہنی طرف

الۡيَمِيۡنِ ﴿۳۹﴾ فِىۡ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ﴿۴۱﴾

والے ۵ باغوں میں پوچھتے ہیں مجرموں سے ۶

مَا سَلَكَكُمۡ فِىۡ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوۡا لَمۡ نَكُ مِنَ الۡمُصَلِّيۡنَ ﴿۴۳﴾

تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی ۷ وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے ۸

وَلَمۡ نَكُ نُطۡعِمُ الۡمِسۡكِيۡنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِيۡنَ ﴿۴۵﴾

اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے ۹ اور بے ہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤى اَتٰٮنَا الۡيَقِيۡنُ ﴿۴۷﴾

تھے ۱۰ اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی ۱۱

فَمَا تَنۡفَعُهُمۡ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيۡنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمۡ عَنِ التَّذۡكِرَةِ

تو انہیں سفارشیوں کی سفارش ۱۲ کام نہ دے گی ۱۳ تو انہیں کیا ہوا نصیحت سے منہ

مُعۡرِضِيۡنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتۡ مِنۡ

پھیرتے ہیں ۱۴ گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے

قَسۡوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلۡ يُرِيۡدُ كُلُّ امۡرِئٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ يُّؤۡتٰى

ہوں ۱۵ بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ کھلے صحیفے اس کے ہاتھ میں

صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلۡ لَّا يَخَافُوۡنَ الۡاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّاۤ

دے دیئے جائیں ۱۶ ہرگز نہیں بلکہ ان کو آخرت کا ڈر نہیں ۱۷ ہاں ہاں

۱۔ خیال رہے کہ چاند عجیب مخلوق ہے جس سے نظام عالم قائم ہے اور رات کا آخری حصہ عاشقان الٰہی کے گریہ و زاری کا وقت ہے۔ صبح توبہ و استغفار کی ساعت' اس وجہ سے رب تعالیٰ نے ان تینوں کی قسم فرمائی' یا چاند سے مراد حضور ہیں اور رات جانے سے مراد ظلمت نفس کا دور ہونا اور صبح آنے سے مراد نور ایمان کا دل میں آنا ہے' یہ دونوں چیزیں حضور کا فیض ہیں ۲۔ یعنی دوزخ سے ڈر کر لوگ ایمان و تقویٰ و عرفان اختیار کرتے ہیں' یہ خوف ہی انسان کو سیدھا کرتا ہے ۳۔ ایمان کی طرف آئے کفر سے بھاگے یعنی دوزخ کا ذکر اسے فائدہ پہنچائے گا جس میں یہ صفت ہو ۴۔ یعنی قرآن شریف ہر بشر کو ڈرانے والا ہے خواہ وہ بشر ایمان و نیک اعمال کر کے آگے ہو جائے یا بے ایمانی و بد عملی کر کے پیچھے رہ جائے قرآن شریف سب کو ڈرا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ انسان اپنے اعمال میں خود مختار ہے ۵۔ یعنی قیامت میں ہر شخص اپنی بد عملی کے باعث ایسا قید ہو گا جیسے مرہون چیز' قرض خواہ کے پاس، سوا ان صالحین کے جو عرش کے دائیں جانب ہوں' وہ آزاد ہوں گے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگوں کی تمام قوتیں ایسی قوی ہو جائیں گی کہ باوجود انتہائی فاصلہ کے جہنمیوں کے حالات دیکھ لیں گے' اور ان سے بات کر لیں گے' جیسے دنیا میں بعض مقبول بندے سارے عالم کو کف دست کی طرح دیکھتے ہیں۔ حضرت سلیمان نے بہت دور سے چیونٹی کی آواز سن لی ۷۔ یہ سوال دوزخیوں کو شرمندہ کرنے کے لئے ہو گا ورنہ جنتی جانتے ہوں گے کہ یہ لوگ کفر کے باعث دوزخ میں رکھے گئے' خیال رہے کہ گنہگار مومن جو دوزخ میں ہوں گے جنتی لوگ ان سے یہ سوال نہ کریں گے ان کی تو شفاعت کریں گے اور انہیں باذن الٰہی دوزخ سے نکال لے جائیں گے' لہٰذا آیت واضح ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار عذاب آخرت کے حق میں عبادتوں کے مکلف ہیں کہ انہیں نماز نہ پڑھنے' زکوٰۃ نہ دینے پر بھی عذاب ہو گا' شریعت میں وہ اس کے مکلف نہیں' اس لئے نو مسلم پر زمانہ کفر کی نمازوں کی قضا نہیں' یا یہ مطلب ہے کہ ہم نماز پڑھنے والی جماعت سے نہ تھے' یعنی مومن نہ تھے مگر پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں ۹۔ یعنی صدقہ مقبول نہ دیتے تھے' ورنہ بہت کفار بڑی بڑی خیراتیں کرتے سبیلیں لگاتے' لنگر جاری کرتے ہیں مگر بالکل بیکار جڑ کٹ جانے پر شاخوں کو پانی دینا بے کار ہے ۱۰۔ یعنی کافروں کے ساتھ اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگاتے تھے ۱۱۔ معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے' عمر بھر کا کافر مرتے وقت مومن ہو جائے تو مومن ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت نہ ہونا کفار کے لئے ہو گا' مومن کے لئے شفاعت ہو گی یہ بھی معلوم ہوا کہ شفاعت کرنے والے بہت ہیں' جیسا کہ شافعین جمع سے پتہ چلا حضور کو شفیع المذنبین اسی لئے کہتے ہیں کہ شفاعت کبریٰ کا سہرا حضور کے سر ہے ۱۳۔ خیال رہے کہ یہاں شفاعت کے نفع نہ دینے کے یہ معنی

(بقیہ صفحہ ۹۲۰) ہیں کہ ان کے لئے شفاعت ہوگی ہی نہیں' یہ مطلب نہیں کہ شفاعت تو ہو مگر فائدہ نہ دے ۱۴۔ اس طرح کہ قرآن اور حضور کا وعظ سن کر بھی ایمان نہیں لاتے معلوم ہوا کہ جسے نبوت کی تبلیغ ہی نہ پہنچے' وہ اس میں داخل نہیں ۱۵۔ یعنی یہ کفار حماقت و بیوقوفی میں گدھے کی طرح ہیں' یہ قرآن یا صاحب قرآن سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے جنگل میں شیر کو دیکھ کر گدھے بدکتے اور بھاگتے ہیں اس آیت سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ انسان شکل میں یکساں ہیں مگر فطرت میں مختلف' کسی کی فطرت گدھے کی' کسی کی کتے کی' کسی کی شیر کی اور کسی کی فطرت فرشتوں سے اعلیٰ۔ پتھر اور جانور بھی ابوجہل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق

إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن

بے شک وہ نصیحت ہے تو جو چاہے اس سے نصیحت لے ۱ اور وہ کیا نصیحت مانیں مگر جب

يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾

اللہ چاہے ۲ وہی ہے ڈرنے کے لائق ۳ اور اسی کی شان ہے مغفرت فرمانا

سورۃ القیٰمۃ مکیۃ | بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ | آیاتہا ۴۰ رکوعہا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿١﴾ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾

روز قیامت کی قسم یاد فرماتا ہوں ۴ اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے ۵

أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ﴿٣﴾ بَلَىٰ قَادِرِينَ

۶ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے ۷ کیوں نہیں ہم قادر ہیں

عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ﴿٤﴾ بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ

کہ اس کے پور ٹھیک بنا دیں ۷ بلکہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کی نگاہ کے سامنے

أَمَامَهُ ﴿٥﴾ يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ ﴿٦﴾ فَإِذَا بَرِقَ

بدی کرے ۸ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا ۹ پھر جس دن آنکھ

الْبَصَرُ ﴿٧﴾ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿٨﴾ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿٩﴾

چوندھیائے گی ۱۰ اور چاند گہے گا ۱۱ اور سورج اور چاند ملا دیئے جائیں گے ۱۲

يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿١٠﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿١١﴾

اس دن آدمی کہے گا کدھر بھاگ کر جاؤں ۱۳ ہرگز نہیں کوئی پناہ نہیں ۱۴

إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ﴿١٢﴾ يُنَبَّأُ الْإِنسَانُ

اس دن تیرے رب ہی کی طرف جا کر ٹھہرنا ہے ۱۵ اس دن آدمی کو اس کا سب

يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ

اگلا پچھلا جتا دیا جائے گا ۱۶ بلکہ آدمی خود ہی اپنے حال پر پوری نگاہ رکھتا ہے ۱۷

کرتے تھے جو تمام انسانوں کو یکساں مانے وہ پتھر و جانور سے بھی زیادہ بے عقل ہے دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ نے ان سرداران قریش کو گدھوں سے تشبیہ دی جو دنیا میں بڑے عقلمند اور سردار مانے جاتے تھے' معلوم ہوا کہ جس عقل سے اللہ رسول نہ ملیں وہ عقل نہیں حماقت ہے اور جو عزت ان پر نچھاور نہ ہو وہ ذلت ہے یہی حال علم و مال وغیرہ کا ہے ۱۶۔ (شان نزول) کفار مکہ نے کہا تھا کہ ہم آپ پر تب ایمان لائیں گے جب کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس اس کے نام پر علیحدہ علیحدہ غیبی کتابیں آئیں جن میں لکھا ہو کہ اے فلاں ایمان لا حضور حق ہیں' اس پر یہ آیت کریمہ اتری ۱۷۔ یعنی کفار کی یہ حیلہ بازیاں ہیں ان کے دل میں خوف ہوتا تو کبھی آپ پر ایمان لانے میں تامل نہ کرتے' انہوں نے کنکروں' پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھ لیا' چاند پھٹتے' سورج واپس آتے دیکھا۔

۱۔ ہر جگہ ہر وقت ہر شخص کے لئے' معلوم ہوا کہ قرآن اور حضور کا فیض غیر محدود ہے۔ ۲۔ بغیر ارادۂ الٰہی کوئی نصیحت و اسلام قبول نہیں کر سکتا جب رب کی رحمت دستگیری کرتی ہے تب انسان کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ اس سے لازم نہیں آتا کہ انسان مجبور ہے' کیونکہ انسان بااختیار اور باارادہ ہے مگر اس کا ارادہ و اختیار رب کے ارادہ کے تابع ہے جب وہ چاہتا ہے تب یہ چلتا ہے ۳۔ یہاں ڈر سے مراد معبودیت و عبدیت کا خوف ہے' یہ خوف صرف رب سے ہو سکتا ہے' دوسری قسم کے خوف مخلوق سے بھی ہو سکتے ہیں' لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں ۴۔ چونکہ قیامت کا دن بہت اہم ہے' جس میں سوا رب کے کسی کی بادشاہت نہیں اور جس میں ساری خلقت کا فیصلہ ہو گا اس لئے اس کی قسم ارشاد فرمائی' اظہار اہمیت کے لئے ۵۔ اس سے مراد یا آدم علیہ السلام ہیں جو ہمیشہ اپنی خطا پر نادم رہے یا ہر وہ انسان جو دوسروں کو گناہ پر ملامت کرے جیسے عالم' شیخ بادشاہ عادل' نیک باپ وغیرہ' یا ہر وہ جو اپنے کو ملامت کرے' یا نفس لوامہ ایک نفس کا نام ہے' جو ہر شخص میں موجود ہے جو نفس امارہ کو ملامت کرتا ہے

۶۔ (شان نزول) عدی بن ربیعہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر میں قیامت دیکھ بھی لوں جب بھی نہ مانوں اور آپ پر ایمان نہ لاؤں کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گلی سڑی ہڈیاں پھر جمع ہوں' اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان و روح)۔ لہٰذا آدمی سے مراد عدی ہے' یا ہر وہ کافر جو منکر قیامت ہو ۷۔ یعنی کافر تو ہڈیاں جمع ہونے پر تعجب کر رہے ہیں' ہم تو انسان کے پورے اور بال رونگٹے بھی جمع فرمائیں گے' ہڈی کا کیا پوچھنا ۸۔ یعنی ان کفار کے یہ سوال بدی و بدکاری کی بنا پر ہیں نہ کہ شبہ کی وجہ سے' آپ کی نبوت و قیامت پر بے شمار دلائل قائم ہیں' یا فجور سے مراد انکار ہے اور امام سے مراد قیامت' یعنی یہ لوگ دیدہ دانستہ قیامت کا انکار کرتے ہیں ۹۔ کس دن' کس تاریخ' کس مہینہ میں قیامت ہوگی حضور نے مسلمانوں کو یہ سب کچھ بتا دیا کہ جمعہ کے دن دسویں محرم کو قائم ہوگی ۱۰۔ کفار و فساق کی

بَصِیْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِیْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ

اور اگر اسکے پاس جتنے بہانے ہوں لے سب ڈالے جب بھی نہ سنا جائے گا۔ تم یاد کرنے کی جلدی

لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ

میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو ۲ بیشک اسکو محفوظ کرنا ۳ اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے ۴

فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ

تو جب ہم اسے پڑھ چکیں ۵ اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو ۶ پھر بیشک اسکی باریکیوں

تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ

کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے ۷ کوئی نہیں بلکہ اے کافرو تم پاؤں تلے کی دوست رکھتے ہو اور

یَّوْمَىٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَ وُجُوْهٌ

آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو ۸ کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے ۹ اور کچھ منہ

یَّوْمَىٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّاۤ

اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے ۱۰ سمجھتے ہوں گے کہ انکے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمر کو توڑ دے ۱۱ ہاں

اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ﴿۲۶﴾ وَ قِیْلَ مَنْٚ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّ ظَنَّ اَنَّهُ

ہاں جب جان گلے کو پہنچ جائے گی ۱۲ اور کہیں گے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے ۱۳ اور وہ سمجھ لے گا

الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَ الْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ

کہ یہ جدائی کی گھڑی ہے ۱۴ اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی ۱۵ اس دن تیرے رب ہی کی

یَوْمَىٕذِ ﹰالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَ لٰكِنْ

طرف ہانکنا ہے ۱۶ اس نے نہ تو سچ مانا اور نہ نماز پڑھی ۱۷ ہاں جھٹلایا

كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى

اور منہ پھیرا ۱۸ پھر اپنے گھر کو اکڑتا چلا ۱۹ تیری خرابی آ لگی اب آ لگی پھر تیری خرابی آ لگی

لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ

اب آ لگی ۲۰ کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد

(بقیہ صفحہ ۹۲۱) آنکھیں عذاب الٰہی دیکھ کر ۱۱۔ اس طرح کہ بالکل سیاہ ہو جائے گا' ۱۲۔ اس طرح کہ دونوں بے نور ہو کر مغرب سے طلوع ہوں گے' یہ ملانا بے نور ہونے اور مغرب سے طلوع ہونے پر ہو گا' یہ اجتماع خصوصی صرف قیامت میں ہے ۱۳۔ یعنی منکر قیامت کافر کہے گا کہ کہاں جاؤں جو عذاب سے بچوں' مومن تو دامن محبوب کے دارالامان میں ہوں گے ۱۴۔ کافر کو' لیکن مومن کی پناہ رب کی رحمت ہو گی ۱۵۔ اس دن خدا کے ہوا کسی کو حساب دینا نہیں' سب کو اس کے حضور کھڑا ہونا ہے ۱۶۔ یعنی جو نیکیاں جوانی میں کیں اور جو بڑھاپے میں' جوانی کے اعمال کا ثواب زیادہ ہے' بڑھاپے کا کم' یا جو مال آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑ آیا۔ یا جو نیکی فوراً کرلی' موقع پاتے ہی اور جو مؤخر کی' یہاں تک کہ نہ کر سکا ۱۷۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں بھی قریباً ہر شخص اپنے گناہ جانتا ہے' آخرت میں تو سب کچھ یاد ہو گا۔

۱۔ یعنی اگرچہ کفار قیامت میں اپنے گناہوں کا انکار کریں گے' یا بہانے بنائیں گے' مگر سب کے مانتے ہوں گے کہ ہم گنہگار مجرم ہیں' ہر شخص کو اپنی بد عملی قدرتی طور پر یاد ہو گی' نامۂ اعمال سامنے ہوں گے' فرشتوں بلکہ خود اس کے اپنے اعضاء کی گواہی ہو گی' کوئی بنائے نہ بن سکے گی' لہٰذا ضروری ہے کہ بہانہ نہ بنائے۔ جرم کا اقبال کرے۔ ۲۔ (شان نزول) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نزول قرآن کے وقت بھول جانے کے خوف سے سننے کی حالت میں پڑھتے بھی تھے جس سے دشواری ہوتی تھی تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ درحقیقت جامع قرآن اللہ تعالیٰ ہے کہ اس نے حضور کے سینہ مبارک میں قرآن کریم کو ترتیب وار جمع فرمایا' دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مظہر ذات کبریا ہیں ان کا کام رب کا کام ہے کیونکہ حضور نے لوگوں کے سینوں اور ہڈیوں' پتھروں میں قرآن جمع کیا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کی سورتوں کو علیحدہ علیحدہ صحیفوں میں جمع فرما کر ایک جگہ رکھا۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان تمام صحیفوں کو کتابی شکل میں جمع فرمایا مگر ان تمام کاموں کو رب نے اپنا کام قرار دیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ حضور کے زمانہ میں ہر قبیلے کو اپنی اصطلاح میں قرآن پڑھنے کی اجازت تھی کیونکہ ایک دم سب کی زبانیں بدل نہ سکتی تھیں' زمانہ عثمانی میں صرف ایک قراءۃ کی اجازت باقی رہ گئی' کہ قراۃ کا اختلاف فساد کا باعث تھا ۴۔ یعنی اولاً آپ کے سینہ مبارک میں قرآن جمع فرما دینا' پھر آپ کا اسے صحیح پڑھنا ہمارے ذمہ ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور رب کی طرف سے قرآن کے حافظ' قاری' عالم' صاحب اسرار ہیں۔ کسی چیز میں کسی مخلوق کے شاگرد نہیں دوسرے یہ کہ حضرت جبریل رب و محبوب کے درمیان پیغام رساں ہیں نہ کہ حضور کے استاد اس لئے حضور کے خادم ہیں بلکہ حضرت جبریل خادم نبی ہونے کی وجہ سے تمام فرشتوں سے افضل ہیں ۵۔ یعنی جب ہم آپ پر پڑھ چکیں' معلوم ہوا کہ حضرت جبریل کا پڑھنا رب کا پڑھنا ہے کیونکہ حضور کے سامنے حضرت جبریل پڑھا کرتے تھے جسے رب نے فرمایا جب ہم پڑھ لیں ۶۔ اترتے ہوئے قرآن پر عمل کر دیا حضرت جبریل کی قراۃ کے مطابق آپ بھی قراۃ کریں' معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے طریقۂ تلاوت میں بھی اتباع ضروری ہے' اپنی طرف سے مخارج و طریقہ ادا ایجاد نہیں کر سکتے ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قرآن کا بیان نزول قرآن کے کچھ بعد بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ حضرت جبریل صرف قرآن کے الفاظ لاتے تھے معانی قرآن اور اسکے احکام' اسرار بلاواسطہ رب سے عطا ہوتے تھے تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاواسطہ رب کے شاگرد ہیں لہٰذا دنیا

اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِیٍّ
چھوڑ دیا جائے گا ۱۲ کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی

یُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ
جائے ۱۳ پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا ۱۴ تو اس سے

مِنْهُ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَیْسَ ذٰلِكَ
دو جوڑ بنائے مرد اور عورت کیا جس نے یہ کچھ کیا ۱۵

بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِ َ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾
وہ مردے نہ جلا سکے گا ۱۶

ع ۲ / ۱۸

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَدَنِیَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُهَا ۳۱ رُكُوْعُهَا ۲
اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ
بے شک آدمی پر ۲ ایک وقت وہ گزرا کہ کہیں اس کا

شَیْــٴًـا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ
نام بھی نہ تھا ۳ بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی

اَمْشَاجٍ ۖۗ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَیْنٰهُ
منی سے ۴ کہ ہم اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا ۵ بیشک ہم نے اسے

السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا
راہ بتائی ۶ یا حق مانتا یا ناشکری کرتا بے شک ہم نے

لِلْكٰفِرِیْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِیْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ
کافروں کے لئے تیار کر رکھی ہیں زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی آگ ۷ بیشک نیک

یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَیْنًا
پئیں گے اس جام میں سے ۸ جس کی ملونی کافور ہے وہ کافور

(بقیہ صفحہ ۹۲۲) میں کوئی آپ جیسا عالم نہیں ہو سکتا، کیونکہ سب لوگ مخلوق سے علم لیتے ہیں حضور نے خالق سے علم لیا ۸۔ اے کافرو تم دنیا کی بہت محبت سے آخرت کو بھول یا چھوڑ بیٹھے ہو معلوم ہوا کہ محبت دنیا بری چیز ہے جبکہ آخرت بھول جاوے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں کفار و مومنین چہروں سے ہی پہچان لئے جائیں گے دوسرے یہ کہ مومنوں کے لئے دیدار الٰہی برحق ہے، ضرور ہو گا یہ مسئلہ آیات و احادیث سے ثابت ہے ۱۰۔ کالے اور بدنما دل کا حال چہروں پر نمودار ہو گا جیسے آج دل و جگر کی بیماری چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہے ۱۱۔ سخت عذاب اور رسوائی، غرضیکہ قبر سے اٹھتے ہی ہر ایک کو اپنے انجام کا پتہ لگ جائے گا بلکہ مرتے وقت ہی ۱۲۔ تمام جسم سے کھنچ کر کیونکہ جان کا نکلنا پاؤں کے ناخنوں سے شروع ہوتا ہے ۱۳۔ کہ مرنے والے کی جان آسانی سے نکلے، یا اسے شفا ہو، دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ دم درود، جھاڑ پھونک برحق ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ غافل کے لئے موت چھوٹنے کا ذریعہ ہے کہ وہ اپنے بال بچوں، گھربار سے چھوٹتا ہے اور عاقل کے لئے ملنے کا ذریعہ کہ وہ حضور سے ملتا ہے، اسی لئے ان کی وفات کے دن کو عرس یعنی شادی کہا جاتا ہے جیسے ریل کسی کو چھڑاتی ہے کسی کو ملاتی ہے ۱۵۔ یعنی بعد موت کفن میں پاؤں لپیٹے جائیں گے یا بوقت موت سختی پر سختی ہو گی، جان کنی اور گھربار چھوٹنے کی، خیال رہے کہ بعض عاشقوں کو بوقت وفات حضور انور کا دیدار کرایا جاتا ہے، جس سے شدت محسوس نہیں ہوتی جیسے مصری عورتوں کو جمال یوسفی میں محو ہونے کی وجہ سے ہاتھوں کے کٹنے کی شدت محسوس نہ ہوئی، یا آج کلورافارم سنگھانے سے اپریشن کی تکلیف نہیں ہوتی لہٰذا آیات و احادیث میں تعارض نہیں ۱۶۔ کفار کو ذلت کے ساتھ مومنوں کو عزت کے ساتھ ایسا پہنچایا جاوے گا جیسے پیارا پیارے کے پاس ۱۷۔ یعنی کفار پر یہ عذاب اس لئے ہوں گے کہ وہ دنیا میں نہ ایمان لائے نہ نماز پڑھی۔ معلوم ہوا کہ کفار پر عنداللہ عبادات لازم ہیں ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سے منہ پھیرنا ادھر پشت کرنا طریقہ کفر ہے اور نہ ماننے کی علامت، اس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہیے ۱۹۔ اپنے کفر و عناد پر شیخی مارتا ہوا، معلوم ہوا کہ متکبرانہ چال کفار کی علامت ہے، مسلمان اس سے بچے، عجز و انکساری کی چال چلے رب فرماتا ہے۔ یمشون علی الارض ھونا ۲۰۔ چنانچہ جنگ بدر میں ابوجہل بہت ذلت و خواری سے دو بچوں کے ہاتھ مارا گیا، معلوم ہوا کہ ابوجہل فرعون سے بدتر ہے کہ اس کی خواری چار دفعہ بیان ہوئی، کفر پر مرنا، قبر کی سختی، قیامت کی گرفتاری، دوزخ کی ذلت و خواری (خزائن)۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کے تمام رشتے مرنے پر ٹوٹ جاتے ہیں، مگر رب کی عبدیت اور حضور کی غلامی کا رشتہ دنیا و آخرت میں کبھی نہ ٹوٹے گا، اسی لئے قبر میں حضور کی پہچان کراتے ہیں، ماں باپ کی نہیں اور ہم اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد کہتے ہیں کہ فلاں ہمارا باپ تھا، مگر حضور کے لئے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے رسول ہیں، نیز دنیاوی قانون مرنے سے ٹوٹ جاتے ہیں مگر حضور کے قانون باقی رہتے ہیں کفن، دفن، غسل و نماز حضور کے قانون ہیں، یعنی انسان دنیا و آخرت میں ہمارے قانون سے آزاد نہیں ہو سکتا، ہر جگہ قانون کا پابند ہے ۲۔ یعنی انسان گندے، ذلیل و بے قدر پانی سے پیدا ہوا۔ ۳۔ اس کے اعضا کامل کر دیئے اس میں روح پھونکی اب اگر اچھا بنے تو پاک ہے، ورنہ ناپاک کا ناپاک ہی ہے ۴۔ یعنی جو رب تعالیٰ ایسی قدرتوں والا ہے کیا وہ قیامت میں مردے زندہ نہ کرے گا ۵۔ ضرور کرے گا، یہ آیت پڑھ کر مومن کو کہنا چاہیے بلیٰ یعنی ہاں ۶۔ سورۃ دہر اس کا نام

بقیہ صفحہ ۹۲۰ پر

ا۔ حضرت علی مرتضیٰ، حسن، حسین، فاطمۃ الزہرا اور بی بی فضہ رضی اللہ عنہم اور ان کے صدقے سے ان کے گنہگار غلام، اللہ ہمیں ان کی غلامی نصیب کرے ۲۔ معلوم ہوا کہ جنتی نہریں، جنتیوں کے تابع فرمان ہوں گی جدھر چاہیں گے ادھر بہیں گی ۳۔ کسی غیر ضروری عبادت کو خاص شرط کے ماتحت لازم کر لینے کو منت کہا جاتا ہے۔ منت پوری کرنی واجب ہے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ ابرار لوگ رب کے واجبات کے علاوہ خود اپنی واجب کی ہوئی نذروں کو بھی پورا کرتے ہیں۔ ۴۔ یعنی اس قدر نیک اعمال کرنے کے باوجود قیامت اور رب کا خوف کمال درجے کا رکھتے ہیں کہ نیکی کرتے ہیں پھر ڈرتے ہیں ۵۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ اپنا مرغوب طبع کھانا خیرات کرنا چاہیے، اسی لئے فاتحہ میں میت کا مرغوب کھانا خیرات کرتے ہیں، نیز اپنی زندگی، تندرستی میں خیرات کرتے ہیں جبکہ خود کو بھی ضرورت ہوتی ہے۔ تندرستی کا صدقہ افضل ہے ۶۔ اسیراً سے معلوم ہوا کہ یہ آیت مدنی ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے جہاد نہ تھا، اور بغیر جہاد کے قیدی نہیں آ سکتے، اسلام میں کسی مجرم کے لئے قید مستقل سزا نہیں ۷۔ اس بنا پر بعض احتیاط والے فقیر کو خیرات دے کر دعا کے لئے بھی نہیں کہتے کہ کہیں یہ شکریہ نہ بن جائے۔ بعض علماء و مشائخ اپنے شاگردوں اور مریدوں سے بھی کوئی دنیاوی عوض کی امید نہیں رکھتے فرماتے ہیں کہ علم روحانی غذا ہے اس کی خیرات بھی محض رضا الٰہی کے لئے کرنی چاہیے مگر شاگرد اور مرید کو شکریہ اور خدمت ضروری کرنی چاہیے احسان کا بدلہ احسان ہے ۸۔ اس بنا پر ہم تمہیں یہ صدقہ دے رہے ہیں تم سے اس کا بدلہ نہیں چاہتے رب سے چاہتے ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی فاطمہ، حسن، حسین و بی بی فضہ رضی اللہ عنہم یقیناً جنتی ہیں۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ شکر سے صبر افضل ہے کیونکہ قرآن مجید نے شکر کی جزا زیادتی نعمت قرار دی کہ فرمایا لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ الخ۔ اور صبر کی جزاء یہاں تو جنت و سامان جنت بتائی، دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے، جس کے ساتھ اللہ ہو اسے کیا کمی، خیال رہے کہ صبر چار طرح کا ہے اطاعت پر صبر معصیت سے صبر، صدمہ اولیٰ پر صبر آفات و مصائب میں صبر، اہل بیت رسول میں یہ چاروں صبر پوری طرح موجود ہیں۔ حضرت حسین تو صابروں کے سردار ہیں ۱۱۔ جنت میں سردی، گرمی وغیرہ کے موسم نہ ہوں گے، نہ سورج نہ چاند وغیرہ کی وہاں روشنی، وہاں نور الٰہی کی تجلی ہوگی، ہمیشہ صبح صادق کی طرح سہانا وقت رہے گا ۱۲۔ بہشتی درختوں کے سائے نزدیک ہوں گے ۱۳۔ تاکہ بیٹھے لیٹے ہر حالت میں خوشے توڑ سکیں، معلوم ہوا کہ جنتی درختوں کی بلندی اہل جنت کی خواہش کے مطابق ہوگی اور ان کے خوشے دائمی ہوں گے، کبھی ختم نہ ہو سکیں گے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنتی لوگ حلقے بنا کر کھلایا پیا کریں گے حلقہ بنا کر ہی بیٹھا کریں گے، رب فرماتا ہے عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ اسی لئے حضور کی مجلس شریف سے ہوا کرتی تھی کہ وہ جنتی مجلسیں تھیں، اب بھی ذکر کی، وعظ کی، کھانے کی مجلسیں گول حلقہ کی طرح چاہئیں تاکہ ان پاک مجلسوں کی نقل ہو جائے البتہ نماز میں صفیں چاہئیں کہ وہ فرشتوں کی نقل ہے ملائکہ صف بستہ نماز ادا کرتے ہیں ۱۵۔ چاندی کی طرح سفید و مضبوط، ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ شیشے کی طرح صاف و شفاف کہ باہر سے اندر کی چیز نظر آوے، سبحان اللہ
کیونکہ دنیا کا شیشہ ریت سے بنتا ہے وہاں کا شیشہ جنت کی زمین سے بنا ہوگا، وہاں کی زمین چاندی کی ہوگی۔

یَّشۡرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوۡنَهَا تَفۡجِیۡرًا ۝۶ یُوۡفُوۡنَ

کیا ایک چشمہ ہے جس میں سے اللہ کے نہایت خاص بندے پئیں گے۱ اپنے محلوں میں اسے جہاں

بِالنَّذۡرِ وَ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسۡتَطِیۡرًا ۝۷ وَ

چاہیں بہا کر لے جائیں گے۲ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۳ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جسکی برائی

یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسۡكِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا ۝۸

پھیلی ہوئی ہے۴ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر۵ مسکین اور یتیم اور اسیر کو۶

اِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّ لَا

ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں

شُكُوۡرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنۡ رَّبِّنَا یَوۡمًا عَبُوۡسًا قَمۡطَرِیۡرًا ۝۱۰

مانگتے۷ بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے۸

فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الۡیَوۡمِ وَ لَقّٰهُمۡ نَضۡرَةً وَّ سُرُوۡرًا ۝۱۱

تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی۹

وَ جَزٰىهُمۡ بِمَا صَبَرُوۡا جَنَّةً وَّ حَرِیۡرًا ۝۱۲ مُّتَّكِـِٕیۡنَ

اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے۱۰ جنت میں تختوں

فِیۡهَا عَلَی الۡاَرَآئِكِ ۚ لَا یَرَوۡنَ فِیۡهَا شَمۡسًا وَّ لَا

پر تکیہ لگائے ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ

زَمۡهَرِیۡرًا ۝۱۳ وَ دَانِیَةً عَلَیۡهِمۡ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتۡ قُطُوۡفُهَا

ٹھٹھر۱۱ اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوں گے۱۲ اور اس کے گچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے

تَذۡلِیۡلًا ۝۱۴ وَ یُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِاٰنِیَةٍ مِّنۡ فِضَّةٍ وَّ اَكۡوَابٍ

ہوں گے۱۳ اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۱۴ جو شیشے

كَانَتۡ قَوَارِیۡرَا ۝۱۵ قَوَارِیۡرَاۡ مِنۡ فِضَّةٍ قَدَّرُوۡهَا

کے مثل ہو رہے ہوں گے کیسے شیشے چاندی کے۱۵ ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ پر رکھا

تَقْدِیْرًا ﴿۱۶﴾ وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا ﴿۱۷﴾

ہو گا ۱ اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی ادرک ہو گی ۲

عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ﴿۱۸﴾ وَیَطُوْفُ عَلَیْهِمْ

وہ ادرک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں ۳ اور انکے آس پاس خدمت میں

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا

پھریں گے، ہمیشہ رہنے والے لڑکے ۴ جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے

مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا

ہوئے ۵ اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی

كَبِیْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ وَّ

سلطنت ۶ ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنا ویز کے ۷

حُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾

اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے ۸ اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْیُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾

پلائی ۹ ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا صلہ ہے ۱۰ اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی ۱۱

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ

بے شک ہم نے تم پر قرآن بتدریج اتارا ۱۲ تو اپنے رب کے حکم پر صابر

رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

رہو ۱۳ اور ان میں کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ سنو ۱۴ اور اپنے رب کا نام

بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ

صبح و شام یاد کرو ۱۵ اور کچھ رات میں اسے سجدہ کرو ۱۶ اور بڑی رات تک

لَیْلًا طَوِیْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَیَذَرُوْنَ

اسکی پاکی بولو ۱۷ بیشک یہ لوگ پاؤں تلے کی عزیز رکھتے ہیں ۱۸ اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن

۱۔ یعنی جنت کے خدام جام بقدر ضرورت بھریں گے جتنی کو جنتی کو خواہش ہو گی اسی قدر جام بھرا جاوے گا تا کہ نہ تو خواہش باقی رہے نہ بچا ہوا پھینکا جائے ۲۔ بعض شربتوں میں ادرک کی ملاوٹ بعض میں کافور کی' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۳۔ یہ چشمہ تمام مشروبات سے اعلیٰ و لذیذ ہو گا مقربین تو خاص یہی پئیں گے دوسرے جنتی لوگوں کے مشروبات میں اس کی آمیزش ہو گی ۴۔ ان غلمان وولدان میں بعض تو جنتی مخلوق ہیں حوروں کی طرح اور کفار کے وہ بچے ہیں جو نا سمجھی کی حالت میں فوت ہوئے نہ خود نیک اعمال کر سکے نہ ان کے ماں باپ مومن' ان کا بچپن دائمی ہو گا' کبھی جوان نہ ہوں گے۔ اندر باہر کی خدمت ان کے سپرد ہو گی' معلوم ہوا کہ جنتی کے گھروں میں اجنبی جوانوں کو بے پردہ جانے کی اجازت نہ ہو گی پردہ جنت میں بھی ہو گا رب فرماتا ہے' حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ دنیا کا پردہ جنتی نعمت ہے' بے پردگی بے حیائی دوزخی عذاب۔ ۵۔ یعنی یہ غلمان جنتی گھروں میں چلتے پھرتے ایسے معلوم ہوں گے جیسے مخملی فرش پر آبدار موتی بکھرے ہوں ۶۔ جنتی نعمتیں وہم و خیال سے بالا ہیں' معمولی جنتی کا ملک ایک ہزار سال کی مسافت میں پھیلا ہوا ہو گا' غلمان و فرشتے سب خدمتگار ہیں ۷۔ سندس باریک ریشم اور استبرق دبیز ریشم کو کہتے ہیں یعنی بعض لباس باریک ریشم کے ہوں گے اور بعض موٹے ریشم کے یا کبھی باریک ریشم کے کبھی موٹے کے' خیال رہے کہ جنتی لباس سردی گرمی سے بچنے کے لئے نہ ہوں گے' کیونکہ وہاں سردی گرمی نہیں پردے اور زیبائش کے لئے ہوں گے'

۸۔ یعنی ہر جنتی کے ہاتھوں میں تین کنگن ہوں گے' ایک سونے کا ایک چاندی کا' ایک موتی کا جو نہایت ہی خوشنما اور دیدہ زیب ہوں گے' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' خیال رہے کہ دنیا میں جہاد ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا یہاں مردوں کو سونا چاندی پہننا حرام قرار دیا گیا' تا کہ ان کی زندگی سپاہیانہ ہو' جنت میں جہاد نہیں اس لئے وہاں زیور پہنائے گئے ۹۔ دنیا میں عشق الٰہی بھی دل کی شراب طہور ہے اور بزرگوں کا دیدار' ان کے پاؤں کا دھون وغیرہ شرابا" طہورا" ہے کہ اس سے جسمانی و روحانی بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ آخرت میں شراب طہور کا ایک چشمہ ہو گا' اس شراب میں بدبو و نشہ نہ ہو گا ۱۰۔ یعنی یہ تمام نعمتیں تمہاری دنیاوی فرمانبرداریوں کا بدلہ ہیں' یہ کلام ان سے ہو گا جنہیں جنت کسب سے ملی' بعض لوگ عطائی یا وہبی طور پر جنتی ہوں گے' جیسے مسلمانوں کے بچے یا وہ گنہگار جو دوسروں کی طفیل جنتی ہوں گے یا وہ مخلوق جو جنت پر کرنے کے لئے پیدا ہو گی ۱۱۔ اس طرح کہ ہم نے قبول فرمائی' اور اپنے دیدار و ہم کلامی سے تمہیں نوازا' خیال رہے کہ رب کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہ ہو گا' یہ عشق الٰہی کا نتیجہ اور محض فضل ربانی ہو گا ۱۲۔ تا کہ تمہاری ہمکلامی و پیغام رسانی کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے اور لوگوں پر احکام کا ایک دم بوجھ نہ پڑ جائے' نزول قرآن کریم تیئس سال میں مکمل ہوا ۱۳۔ اور تبلیغ پر مشقتیں برداشت فرماتے رہو' یا رب کی بھیجی ہوئی مصیبتوں پر صبر کرو' یا' شریعت کے احکام کی پابندی کرو' غرضیکہ اس آیت کا مکی ہونا لازم نہیں ۱۴۔ (شان نزول) بعض علماء نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ حاضر ہوئے' عتبہ بولا کہ اگر دین کی تبلیغ بند کر دیں' تو میں اپنی بیٹی آپ سے بیاہ دوں' اور بغیر مہر حاضر کر دوں' ولید بولا کہ میں آپ کو اتنا مال دوں کہ آپ راضی ہو جائیں' اس پر یہ آیت اتری (خزائن) اس صورت میں یہ آیت مکیہ ہے ۱۵۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۹۲۵) نماز فجر و عصر و مغرب کی پابندی کرو، صبح میں فجر، شام میں عصر و مغرب آگئیں، ذکر سے مراد نماز ہے۔ کیونکہ ہر نماز میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے ۱۶۔ نماز مغرب و عشاء کی پابندی کرو۔ ان دو جملوں میں پانچوں نمازیں آگئیں ۱۷۔ یعنی فرائض کے علاوہ نوافل بھی پڑھا کرو۔ نوافل میں تہجد بھی داخل ہے یا نماز کے علاوہ اور طرح بھی اللہ کا ذکر کیا کرو، بہرحال یہ امر وجوب کے لئے نہیں ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی محبت جب دین چھوڑ کر ہو، تو بری ہے اور طریقہ کفار ہے اور اگر دین کے لئے وسیلہ بنائی جاوے تو اچھی ہے دنیا صفر ہے اور دین عدد صفر اکیلا ہو تو کچھ نہیں اور اگر عدد سے مل جائے تو دس گنا کر دیتا ہے، ایسے ہی دنیا اگر دین میں مل جائے تو سبحان اللہ، جیسے حضرت عثمان کا مال اور انبیاء کی اولاد

وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ

کو چھوڑ بیٹھے ہیں ۱؎ ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے ۲؎

وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ

اور ہم جب چاہیں ان جیسے اور بدل دیں ۳؎ بیشک یہ نصیحت ہے ۴؎

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ

تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے ۵؎ اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ

يَّشَآءَ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ

اللہ چاہے بے شک وہ علم و حکمت والا ہے ۶؎ اپنی رحمت میں لیتا

يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

ہے جسے چاہے ۷؎ اور ظالموں کیلئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۸؎

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۵۰ رُكُوْعَاتُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۹؎

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ

قسم اس کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار ۱۰؎ پھر زور سے جھونکا دینے والیاں پھر ابھار کر اٹھانے

نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا

والیاں ۱۱؎ پھر حق ناحق کو خوب جدا کرنے والیاں پھر انکی قسم جو ذکر کا القا کرتی ہیں ۱۲؎ حجت تمام

اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ

کرنے یا ڈرانے کو ۱۳؎ بیشک جس بات کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو ۱۴؎ ضرور ہونی ہے پھر جب تارے محو کر

طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ

دیئے جائیں ۱۵؎ اور جب آسمان میں رخنے پڑیں ۱۶؎ اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دیئے

نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾

جائیں ۱۷؎ اور جب رسولوں کا وقت آئے ۱۸؎ کس دن کیلئے ٹھہرائے گئے تھے ۱۹؎

تو سبحان اللہ، جیسے حضرت عثمان کا مال اور انبیاء کی اولاد

۱۔ اس سے مراد قیامت کا دن ہے، جو کفار پر بہت بھاری ہوگا، اس سے یہ غافل ہیں ۲۔ اس طرح کہ کمزور پیدا ہوئے پھر قوی و توانا ہوئے، ہمارے کرم سے ۳۔ کہ انہیں ہلاک کر کے دوسروں کو ان کی عمارتوں میں بسا دیں، چنانچہ سرداران قریش جنگوں میں مارے گئے اور مسلمان ان کے گھروں میں آباد ہوئے ۴۔ یعنی قرآن کریم ہمیشہ ہر جگہ ہر ایک کے لئے نصیحت ہے، اس کا نصیحت ہونا کسی وقت کسی قوم سے خاص نہیں کیونکہ حضور کی نبوت عام ہے ۵۔ رب کا راستہ وہ عقاید یا جسمانی و قلبی اعمال ہیں جن کے ذریعہ سے رب مل جائے اس راستہ کی نشانیاں انبیاء کرام و اولیاء ہیں جس دین میں اولیاء اللہ ہیں وہ رب کا راستہ ہے اسی لئے اولاد یعقوب علیہ السلام نے عرض کیا تھا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ پھر راستے دو ہیں ایک کھلا جو سیدھا دوسرا تنگ گلیاں پہلے کو شریعت دوسرے کو طریقت کہتے ہیں، شریعت پر ہر شخص با آسانی چل سکتا ہے مگر دیر سے پہنچتا ہے۔ طریقت پر صرف واقف کار کے ذریعہ جانا ہوتا ہے مگر جلد پہنچا دیتا ہے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان پتھر کی طرح بے اختیار نہیں۔ بلکہ اسے اختیار و ارادہ ملا ہے۔ دوسرے یہ کہ انسان اپنے ارادہ میں بالکل مستقل اور رب سے بے نیاز نہیں اس کا ارادہ رب کے ارادہ کے ماتحت ہے، لہٰذا مختار مطلق نہیں، اسی عقیدے پر ایمان کا مدار ہے ۷۔ بطریق عالمانہ اس رحمت کی چار نوعیتیں ہیں زندگی میں تقویٰ مرتے وقت اچھا خاتمہ، قبر میں کامیابی، حشر میں نجات، اور جنت یا رحمت سے مراد حضور کا دامن کرم ہے اور بطریق صوفیانہ رحمت سے مراد اللہ و رسول کی محبت و عشق ہے، یہ اسے ہی ملتی ہے جس پر خاص کرم ہو ۸۔ ظالمین سے مراد کفار ہیں اور دردناک عذاب سے مراد یا تو دائمی عذاب ہے یا ذلت و خواری کا عذاب، جس سے گنہگار مومن بچائے جائیں گے ۹۔ یہ سورۃ منیٰ شریف کے ایک پہاڑی غار میں نازل ہوئی، آج اس کا نام غار مرسلات ہے اس کے نزول کے بعد ایک سانپ نکلا صحابہ کرام نے اسے مارنے کی کوشش کی، مگر وہ چھپ گیا، حضور نے فرمایا کہ وہ تم سے، تم اس سے بچ گئے (خزائن وغیرہ) ۱۰۔ یہ پانچوں صفات جو یہاں مذکور ہیں یا ہواؤں کی ہیں یا کامل نفوس کی جو بدن کامل کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہیں پھر وہ ریاضتوں کے جھونکوں سے ماسوی اللہ کو اڑا دیتے ہیں پھر تمام اعضاء میں اس کا اثر پھیلاتے ہیں۔ اور سواذات حق سب کو فنا کر دیتے ہیں پھر اللہ کا ذکر القاء کرتی ہیں، بعض نے فرمایا کہ یہ پانچوں صفتیں فرشتوں کی ہیں اور بھی اس میں دو قول ہیں (خزائن) بعض نے فرمایا کہ یہ صفات آیات قرآنیہ کی ہیں (عزیزی) ۱۱۔ یعنی وہ رحمت کی ہوائیں جو بادل اٹھاتی ہیں ۱۲۔ ایک احتمال یہ ہے کہ یہ پانچوں صفات فرشتوں کی ہیں تو معنی یہ ہوئے کہ ان فرشتوں کی جو لگاتار آپ کی خدمت میں بھیجے جاتے ہیں پھر وہ تمہارے اور تمہارے

(بقیہ صفحہ ۹۲۶) رب کے درمیان ایسی تیزی سے دورہ کرتے ہیں جیسے ہوا کا جھونکا اور آپ کے حضور وہ ادب سے پر پھیلا دیتے ہیں پھر وہ آیات لاتے ہیں جو حق و باطل میں فرق کریں پھر وہ فرشتے ذکر الٰہی آپ پر پیش کرتے ہیں' اس تفسیر سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ حضور کی محبوبیت کا یہ عالم ہے کہ حضور کے خدام فرشتوں کی بھی رب نے قسم فرمائی' دوسرے یہ کہ جب یہ فرشتے ایسے اعلیٰ ہوئے کہ تھوڑی خدمت کے باعث قسم کے لائق ہو گئے تو وہ صحابہ جو سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے ان کی عظمت کا کیا پوچھنا ۱۳۔ یعنی ان ہواؤں کا چلنا یا فرشتوں کا آیات قرآنیہ لانا' ڈرانے اور حجت الٰہی پورا کرنے کے لئے ہے۔ کل قیامت میں کوئی

لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿١٣﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿١٤﴾ وَيْلٌ

روز فیصلہ کے لئے لہ اور تو کیا جانے وہ روز فیصلہ کیا ہے لہ جھٹلانے

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٥﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ

والوں کی اس دن خرابی ته کیا ہم نے اگلوں کو ہلاک نہ فرمایا پھر پچھلوں کو ان کے

الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٧﴾ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٨﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

پیچھے پہنچائیں گے ه مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں ه اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٩﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿٢٠﴾

والوں کی خرابی ته کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا

فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿٢١﴾ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٢٢﴾ فَقَدَرْنَا

پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا ایک معلوم اندازہ تک ه پھر ہم نے اندازہ فرمایا ه

فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿٢٣﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَمْ

تو ہم کیا ہی اچھے قادر اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کیا ہم

نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿٢٥﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿٢٦﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا

نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا ه تمہارے زندوں اور مردوں کی نله اور ہم نے اس میں

رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿٢٧﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اونچے اونچے لنگر ڈالے لله اور ہم نے تمہیں نله خوب میٹھا پانی پلایا لله اس دن جھٹلانے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٨﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢٩﴾

والوں کی خرابی چلو اس کی طرف جسے جھٹلاتے تھے لله

اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿٣٠﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا

چلو اس دھوئیں کے سائے کی طرف جس کی تین شاخیں لله نہ سایہ دے نہ لپٹ

يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿٣١﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿٣٢﴾ كَاَنَّهٗ

سے بچائے لله بے شک دوزخ چنگاریاں اڑاتی ہے لله جیسے اونچے محل گویا وہ

اپنی بے خبری کا بہانہ نہیں کر سکتا ۱۴۔ قیامت اور وہاں کی جزاء و سزا جس کی خبریں حضور نے دیں ۱۵۔ انکا نور مٹا کر پھر جھاڑ دیئے جائیں لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں' وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۱۶۔ شگاف پڑ جاویں اور آسمان پھٹ جاوے' اس سے پہلے آسمان پر رخنہ نہ تھا رب فرماتا ہے مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ یا آسمان کے دروازے کھل جاویں جن سے فرشتے نازل ہوں' رب فرماتا ہے وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا پہلی تفسیر زیادہ قوی ہے ۱۷۔ یعنی ریزہ ریزہ ہو کر ایسے اڑ جائیں جیسے آج ہوا میں غبار ۱۸۔ اور وہ حضرات امتوں پر گواہی دینے کے لئے جمع کئے جائیں ۱۹۔ یعنی یہ گواہیاں اور فیصلے دنیا میں نہ ہوئے قیامت پر ملتوی تھے اس دن سب کچھ ہو گا۔

ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حساب کتاب' ثواب و عذاب قیامت میں ہو گا' دنیا میں نہیں کیونکہ رب کے عذاب و ثواب دائمی ہیں اور دنیا میں دوام نہیں' نیز اس کے عذاب میں خالص تکلیف ہے اور ثواب میں خالص آرام' دنیا میں خاص تکلیف و آرام ناممکن ہے نیز سب کا سارا حساب دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ ان سب کا اجتماع دنیا میں کبھی نہیں ہوتا' بعض اہل حقوق یا بعض اعمال ابھی باقی ہیں جب سارے ظالم و مظلوم جمع ہوں اور سارے اعمال ہو چکے ہوں وہ قیامت ہی کا دن ہے ۲۔ یعنی اے سننے والے قیامت کی ہولناکی و دہشت وغیرہ تیرے خیال و گمان سے وراء ہے۔ ۳۔ جھٹلانے والوں سے مراد کفار ہیں خواہ وہ توحید کے منکر ہوں یا رسالت کے یا کسی اور اسلامی عقیدے کے' اس سے معلوم ہوا کہ پوری خرابی اس دن کفار ہی کی ہو گی' مومن گنہگار کی خواری' خرابی نہ ہو گی' دوزخ میں اس کا جانا گناہوں کے میل سے صاف ہونے کے لئے ہو گا۔ جیسے گندے سونے کا آگ میں جانا ۴۔ یعنی اے کفار مکہ اگرچہ تم پر گزشتہ امتوں کی طرح دنیاوی عذاب نہ آئے' لیکن آخرت میں تم اور وہ کفار ایک ساتھ رہو گے کیونکہ عقاید و اعمال میں یکساں ہو اس سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ مسلمان اپنے محبوبوں انبیاء'

اولیاء' صحابہ کے ساتھ ہوں گے ۵۔ ہر جنس کو اس کی ہم جنس کے ساتھ رکھتے ہیں ۶۔ یعنی جب دنیا میں عذاب آئے تو کفار پر خرابی آئی' کہ ان کو توبہ کی مہلت نہ دی' لہٰذا یہ آیت مکرر نہیں کہ پہلے قیامت مراد تھی' یہاں عذاب دنیا آنے کا دن (روح) ۷۔ یعنی اپنی گزشتہ پیدائش پر غور کر کے ہماری قدرت پر ایمان لاؤ کہ تمہیں ناپاک قطرے سے بنایا۔ اس قطرے کو وقت مقررہ تک نو ماہ یا کم و بیش ماں کے رحم میں رکھا ۸۔ یعنی جیسا تمہارا ماں کے پیٹ میں رہنا اندازے سے تھا' ایسے ہی دنیا میں رہنا اندازہ سے ہے جو ہم نے مقرر فرما دیا۔ کوئی اس اندازہ سے کم یا زیادہ نہیں جی سکتا ۹۔ کہ زمین میں ہر قسم کے انسان رہتے بستے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر قیام عارضی ہے ان کا اصل مقام زمین ہی ہے ۱۰۔ اس طرح کہ زندے زمین کی پشت پر اور مردے زمین کے پیٹ میں جمع ہیں' جن مردوں کو دفن نصیب نہ

(بقیہ صفحہ ۹۲۷) ہوا، وہ زمین پر ہیں، زمین سے علیحدہ نہیں ہو گئے، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ زمین ٹھہری ہوئی ہے حرکت نہیں کرتی کیونکہ پہاڑوں کو لنگروں سے تشبیہ دی اور لنگر جہاز کو روکنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں ۱۲۔ اے انسانوں، خواہ مطیع ہو یا نافرمان ۱۳۔ زمین سے اس طرح کہ اس سے پانی کے چشمے، نہریں، دریا پیدا کئے، خیال رہے کہ بارش اگرچہ آسمان کی طرف سے آتی ہے لیکن وہ پانی بھی زمین ہی کا ہوتا ہے کہ بادل سمندر سے بنتے ہیں، اور سمندر زمین پر ہے، سمندر کا پانی اگرچہ کھاری ہے۔ مگر بارش کا پانی میٹھا ۱۴۔ تم دنیا میں دوزخ اور عذاب دوزخ کے انکاری تھے اب چل کر آنکھوں سے دیکھ لو، حق ہے یا نہیں ۱۵۔ یعنی دوزخ کے دھوئیں کی طرف چلو جو اتنا زیادہ ہے، کہ تین طرف پھیلتا ہے، اوپر اور دائیں بائیں، جیسا کہ دنیا میں بہت زیادہ دھوئیں کا حال ہوتا ہے۔ کہ وہ گیسوؤں کی طرح اوپر اور دائیں بائیں پھیلتا ہے، پھر یہ دھواں کفار کو اوپر اور دائیں بائیں سے گھیرے گا۔ اس لئے اسے تین شاخ والا فرمایا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دوزخ کا دھواں میدان قیامت میں بھی پہنچے گا۔ جہاں کفار کو رکھا جائے گا۔ حساب کے لئے۔ جیسے مسلمانوں کے لئے میدان محشر میں حوض کوثر کی نہر آئے گی۔ جہاں مسلمان حساب دینے کی حالت میں پانی سے سیراب بھی ہوتے رہیں گے، اس نہر سے مرتدین کو بھگا دیا جائے گا جن کے متعلق حضور فرمائیں گے کہ اصیحابی۔ یہ مردود میرے اصحاب تھے، دوسرے یہ کہ کفار نے نفس امارہ، شیطان، برے ساتھیوں کی اطاعت کر کے دل، زبان، اعضاء سے خراب کام لئے، لہٰذا ان تینوں جرموں کی وجہ سے دھواں انہیں تین طرف سے گھیرے گا ۱۶۔ یعنی یہ سایہ میدان محشر میں نہ تو سورج کی گرمی سے بچائے گا۔ نہ آگ کی تپش سے، کیونکہ اس میں خود گرمی ہو گی، دنیا کے سایوں کی طرح ٹھنڈا اور گرمی سے بچانے والا نہ ہو گا۔ ۱۷۔ بڑے بڑے شعلے جن کی بڑائی آگے مذکور ہے۔

جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ

زرد رنگ کے اونٹ ہیں [1] اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی [2] یہ دن ہے کہ وہ

لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ

نہ بول سکیں گے [3] اور نہ انہیں اجازت ملے کہ عذر کریں [4] اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ

جھٹلانے والوں کی خرابی یہ ہے فیصلہ کا دن [5] ہم نے تمہیں جمع کیا

وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ

اور سب اگلوں کو [6] اب اگر تمہارا کوئی داؤں ہو تو مجھ پر چل لو [7] اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾

جھٹلانے والوں کی خرابی بے شک ڈر والے سایوں اور چشموں میں ہیں [8]

وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ

اور میووں میں جو ان کا جی چاہے [9] کھاؤ اور پیو رچتا ہوا [10] اپنے اعمال کا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ

صلہ [11] بے شک نیکوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں [12] اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ

جھٹلانے والوں کی خرابی کچھ دن کھالو اور برت لو [13] ضرور

مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ

تم مجرم ہو [14] اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی اور جب ان سے کہا جائے

لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾

کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے [15] اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے [16]

۱۔ یعنی شعلے بلندی میں محلوں کی طرح رنگت میں زرد اونٹوں کی طرح کفار عرب زرد اونٹ بہت پسند کرتے تھے، ان کی محبت میں دین سے غافل تھے، اسی لئے ان کے لئے یہ سزا تجویز ہوئی ۲۔ کہ قیامت میں بھی ان کی خرابی ہے اور بعد قیامت بھی رسوائی، اور ندامت بھی ۳۔ ایسی صحیح بات نہ بول سکیں گے، جو انہیں نفع دے اگرچہ جھوٹی بکواس کریں گے یا حساب کتاب کے بعد ان کی کج بحثی ختم ہو جائے گی ۴۔ کیونکہ ان کے پاس صحیح عذر ہو گا ہی نہیں، صرف جھوٹے حیلے کریں گے جن کا مکمل جواب پا کر خاموش ہو جائیں گے، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں، ان کا بولنا، شور، فریاد کرنا۔ دوسرے وقت دوسری قسم کا ہو گا، خاموش رہنا دوسرے وقت اور دوسری قسم کا، خیال رہے کہ فیعتذرون کی ف عاطفہ ہے۔ نہ کہ جوابیہ، اس لئے نون نہ گرا، یعنی ان کا خاموش رہنا اس لئے ہو گا کہ ان کے پاس صحیح عذر ہو گا ہی نہیں ۵۔ جب رب تعالیٰ عملی فیصلہ فرمائے گا، ورنہ قولی فیصلہ دنیا میں بھی ہو چکا یا فاصلہ کا دن ہے کہ مومن و کافر میں علیحدگی کر دی جائے گی، جیسے گاہنے کے بعد بھوسے اور گندم میں علیحدگی کر دی جاتی ہے ۶۔ کہ ہر قسم کا کافر اپنے ہم جنسوں کے ساتھ جمع ہے اور مومن اپنے ہم جنس مومنوں کے ساتھ، تمام اولین و آخرین ایک میدان میں جمع ہیں، اسی لئے اسے یوم الجمع اور یوم الحشر کہتے ہیں ۷۔ اور اپنے کو عذاب سے بچا لو۔ یہ امر ان کی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے ہے، چونکہ دنیا میں یہ کفار انبیاء کرام کے مقابلہ میں مختلف داؤ چلا کرتے تھے اس لئے یہ فرمایا جائے گا ۸۔ یعنی دنیا میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کے سایہ

سُورَةُ النَّبَإِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۴۰ رُكُوْعُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

یہ آپس میں کاہے کی پوچھ گچھ کر رہے ہیں بڑی خبر کی [1] جس میں وہ کئی

مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۵ اَلَمْ

راہ ہیں [2] ہاں ہاں اب جان جائیں گے پھر ہاں ہاں جان جائیں گے [3] کیا ہم

نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷ وَّخَلَقْنٰكُمْ

نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمہیں جوڑے

اَزْوَاجًا ۝۸ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰

بنایا [4] اور تمہاری نیند کو آرام کیا [5] اور رات کو پردہ پوش کیا [6]

وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲

اور دن کو روزگار کے لئے بنایا اور تمہارے اوپر سات مضبوط چنائیاں چنیں [7]

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝۱۳ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً

اور ان میں ایک نہایت چمکتا چراغ رکھا اور پھر بدلیوں سے زور کا پانی

ثَجَّاجًا ۝۱۴ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝۱۵ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝۱۶ اِنَّ

اتارا کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج اور سبزہ اور گھنے باغ بے شک

يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۝۱۷ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ

فیصلہ کا دن [8] ٹھہرا ہوا وقت ہے [9] جس دن صور پھونکا جائے گا [10] تو تم چلے آؤ گے فوجوں

اَفْوَاجًا ۝۱۸ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۝۱۹ وَّسُيِّرَتِ

کی فوجیں [11] اور آسمان کھولا جائیگا کہ دروازے ہو جائیگا [12] اور پہاڑ چلائے جائیں گے کہ ہو جائیں

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝۲۰ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝۲۱

گے جیسے چمکتا ریتا دور سے پانی کا دھوکا دیتا بے شک جہنم تاک میں ہے [13]

۱۔ بڑی خطرناک خبر یعنی قیامت کی' یا بڑی خوشی کی خبر حضور کی نبوت یا بڑی عظیم الشان خبر' حضور کی ذات و صفات و نعت کی' حضور کی خبر کو اس لئے عظیم کہا کہ حضور کی صفات نہ جگہ سے محدود نہ وقت سے' نیز رب تعالیٰ نے حضور کی صفات کی خبریں دیں' نیز ساری مخلوق نے آپ کی نعت خوانی کی' نیز جو کوئی حضور کا نعت گو بن گیا وہ عظیم ہو گیا ۲۔ کوئی کافر حضور کو جادوگر کہتا ہے' کوئی شاعر کوئی مجنون' یا کوئی قیامت کا انکاری کوئی اقراری۔ ۳۔ اپنے کفر کا نتیجہ' یا تو مرتے وقت یا قبر میں یا قیامت میں' یا زندگی ہی میں جنگوں میں شکست کھا کر ۴۔ مرد' عورت' کافر' مومن' عالم' جاہل' خوش نصیب' بدنصیب ۵۔ عوام کے لئے نیند قالب کا آرام ہے' اور خواص کے لئے قلب اور روح کی راحت ہے' کہ وہ نیند میں واصل باللہ ہوتے ہیں۔ اس لئے پیغمبر کی خواب وحی ہے۔ خیال رہے کہ نیند میں قیامت کا ثبوت ہے۔ نیند میں بندہ اپنے کو رب کے سپرد کر دیتا ہے۔ نیند بڑے پہلوان کو پچھاڑ دیتی ہے' نیند بڑے عالم کا علم بھلا دیتی ہے' نیند سے انسان کی بے بسی ظاہر ہوتی ہے ۶۔ معلوم ہوا کہ جنت و دوزخ میں نیند اور رات و دن نہ ہوں گے' کیونکہ جنت میں تھکن نہیں کمائی کرنی نہیں' لہٰذا آرام کی ضرورت نہیں۔ دوزخ میں کسی کو آرام دینا نہیں ۷۔ سات آسمان جو نہ ٹوٹیں نہ گھسیں' جن پر زمانہ گزرنے کا اثر نہیں ۸۔ فصل کے معنی فیصلہ ہیں یا فاصلہ۔ پہلے معنی کا مقصد یہ ہے کہ قیامت میں مقبول و نامقبول نیکیوں' مغفور و نامغفور گناہوں' مردود و محبوب انسانوں کا فیصلہ ہو گا۔ ابھی دنیا میں ان کے متعلق کسی چیز کا یقین نہیں کیا جاتا' دوسرے معنی کا مقصد یہ ہے کہ اس دن جسمانی رشتہ دار جن سے ایمانی رشتہ نہ ہو' جدا ہو جائیں گے۔ رب فرماتا ہے۔ یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ الخ۔ اور جن سے ایمانی رشتہ ہو' وہ اگرچہ دنیا میں علیحدہ رہے ہوں۔ مگر وہاں مل جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے المرء مع من احب خیال رہے کہ یہ فیصلہ تو میثاق ہی کے دن ہو چکا ہے' جسے رب تعالیٰ اور اس کے مقبول بندے جانتے ہیں۔ قیامت میں اس فیصلہ کا ظہور ہو گا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت لوگوں اور ان کے اعمال کی خبر دے دی۔ قرآن کریم نے بعض کے جنتی یا دوزخی ہونے کا اعلان فرمایا۔ ۹۔ میقات وقت سے بنا' اس کے معنی ہیں مقرر شدہ طے شدہ وقت۔ جس میں تبدیلی نہ ہو سکے نہ کسی صورت سے ٹل سکے' قیامت کا ٹلنا یا مقدم موخر ہونا غیر ممکن ہے لہٰذا اسے میقات فرمایا۔ دوسری چیزیں دعا سے یا نیک اعمال سے ٹل بھی جاتی ہیں۔ اور بدل بھی جاتی ہیں' اس لئے انہیں میقات نہیں فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم اپنے خاص بندوں کو دیا' فرماتا ہے۔ کل شئی احصیناہ کتابا' قیامت بھی کل شے میں داخل ہے' نیز لوح محفوظ میں اشیاء کا لکھنا اپنے خاص بندوں کو بتانے کے لئے ہے ۱۰۔ یہاں صور کا دوسرا پھونکنا مراد ہے۔ جس سے سب زندہ ہو کر رب کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے' قیامت کی ابتداء پہلے نفخہ سے ہو گی۔ انتہا جنتی و دوزخی کے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جانے پر' اس سے معلوم ہوا کہ صوفیاء کا دم درود کرنا برحق ہے کہ فیض پہنچانے کے موقعہ پر پھونکا ہی جاتا ہے۔ حضرت جبریل نے بی بی مریم کے گریبان میں پھونکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھونک کر روح ڈالتے تھے' رب نے حضرت آدم میں روح پھونکی' پھونکنا مؤثر ہے ۱۱۔ مومن علیحدہ علیحدہ جماعتوں میں الگ الگ پیشواؤں کے ساتھ حاضری دیں گے۔ کافر مختلف جماعتوں میں مختلف پیشواؤں کے ہمراہ۔ یوم ندعوا کل اناس بامامھم الخ۔ ۱۲۔ آسمان میں بے شمار دروازے ہیں' جن میں سے بعض خصوصی ہیں' بعض عمومی' ہر شخص کے رزق اترنے' اعمال چڑھنے کا علیحدہ دروازہ ہے جو

(بقیہ صفحہ ۹۲۹) اس کی موت پر بند کر دیا جاتا ہے حضور کی معراج کے لئے خاص دروازہ تھا۔ جو حضرت جبریل نے معراج میں حضور کے لئے کھلوایا' اسی لئے دربان نے پوچھا کہ تم کون ہو اور تمہارے ساتھ کون ہے' معلوم ہوا کہ آپ نئے دروازے سے گئے تھے' عمومی دروازے بہت قسم کے ہیں' جیسے توبہ کا دروازہ جو ہر وقت کھلا رہتا ہے' قریب قیامت بند ہو گا۔ یہاں ان دروازوں سے مراد وہ دروازے ہیں جو خاص قیامت کے دن کھولے جائیں گے' جن سے قیامت کے منتظمین فرشتے اتریں گے' یہ دروازے لوگوں کو محسوس ہوں گے' اسی لئے ارشاد ہوا فکانت ابوابا ۱۳۔ یعنی خود دوزخ کافروں کی تاک میں ہے یا وہاں کے فرشتے' پہلی صورت پر ثابت ہوا

لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا

سرکشوں کا ٹھکانا ۱؎ اس میں قرنوں رہیں گے ۲؎ اس میں کسی طرح کی ٹھنڈک کا

بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾

مزہ نہ پائیں گے اور نہ کچھ پینے کو مگر کھولتا پانی اور دوزخیوں کا جلتا پیپ جیسے کو تیسا بدلہ

اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾

بے شک انہیں حساب کا خوف نہ تھا ۳؎ اور انہوں نے ہماری آیتیں حد بھر جھٹلائیں

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا

اور ہم نے ہر چیز لکھ کر شمار کر رکھی ہے ۴؎ اب چکھو کہ ہم تمہیں نہ بڑھائیں گے مگر

عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّ

عذاب بے شک ڈر والوں کو کامیابی کی جگہ ہے ۵؎ باغ ہیں اور انگور اور

كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ

اٹھتے جوبن والیاں ایک عمر کی ۶؎ اور چھلکتا جام جس میں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں نہ

لَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ

جھٹلانا صلہ تمہارے رب کی طرف سے نہایت کافی عطا ۸؎ وہ جو رب ہے آسمانوں کا

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمن کہ اس سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے ۸؎

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ

جس دن جبرائیل کھڑا ہو گا اور سب فرشتے پرا باندھے ۹؎ کوئی نہ بول سکے گا مگر جسے رحمن نے

اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ

اذن دیا اور اس نے ٹھیک بات کہی ۱۰؎ وہ سچا دن ہے ۱۱؎ اب جو

شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ

چاہے اپنے رب کی طرف راہ بنالے ہم تمہیں ایک عذاب سے ڈراتے ہیں کہ نزدیک آ گیا جس دن

کہ دوزخ میں حواس ہیں' وہ اپنے مستحق اور غیر مستحق کو پہچانتا ہے۔ بلکہ دنیا میں تمام حیوانات و جمادات میں سمجھ بوجھ ہے' وہ سنتے بولتے ہیں' ان کی بولی اولیاء اللہ سمجھ لیتے ہیں۔ ستون حنانہ کا رونا' کلام کرنا خود صحابہ نے سنا' دوسرے معنی پر ثابت ہوا کہ دوزخ کے فرشتے جانتے ہیں کہ کون کافر مرے گا' کون مومن' حضور کا علم تو ان سے زیادہ ہے' لہٰذا حضور بھی سب کچھ جانتے ہیں' اس سے یہ ثابت ہوا کہ جنتی اور وہاں کے حور و غلمان و فرشتے مومنوں کے منتظر ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب جنتی کی بیوی اس سے لڑتی ہے تو جنت سے حور پکارتی ہے کہ اس سے نہ لڑ' یہ تیرے پاس مہمان ہے' ہمارے پاس آنے والا ہے۔

ع ۱

۱۔ طاغی' طغی سے بنا' بمعنی حد سے بڑھ جانا' شریعت نے عقاید و اعمال کی حدیں مقرر کر دی ہیں' جو ان سے آگے بڑھے وہ طاغی ہے' عقاید میں حد سے بڑھنے والا کافر ہے۔ اعمال میں حد سے بڑھنے والا فاسق' پہلا طاغی مراد ہے' یعنی کافر جیسا کہ اگلی آیات سے معلوم ہو رہا ہے' خیال رہے کہ نیک اعمال میں حد سے بڑھنا کبھی محمود ہوتا ہے۔ صدیق اکبر نے تمام مال خیرات کر دیا۔ نیز جن چیزوں کی اللہ نے حد نہیں رکھی جیسے حضور کے محامد' ان میں جتنی بھی زیادتی کی جائے طغیان نہیں' جیسے سمندر کے پانی' سورج کی روشنی کی حد نہیں' ایسے حضور کے اوصاف کی حد نہیں ۲۔ احقاب حقب سے بنا' حقب کے معنی ہیں لمبی مدت' عرب میں یہ لفظ ہمیشگی کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسے اردو میں کہہ دیتے ہیں کہ جنت لاکھوں برس رہے گی۔ یعنی ہمیشہ' یا حقب ستر ہزار سال کا' سال بارہ ماہ کا' مہینہ تیس دن کا' چونکہ احقاب جمع ہے جس کی انتہا نہیں' اس لئے اس میں ہمیشگی کے معنی پیدا ہو گئے' یا احقاب کا تعلق آگے سے ہے' یعنی مدتوں تک گرم جگہ رہیں گے پھر ٹھنڈی جگہ پر منتقل کر دیئے جائیں گے' یہ ہی تبادلہ ہوتا رہے گا غرضیکہ یہ آیت خالدین فیہا ابدا کے خلاف نہیں ۳۔ کیونکہ وہ قیامت کے منکر تھے' معلوم ہوا کہ مذکورہ عذاب صرف کفار کو ہوں گے ۴۔ یعنی ہر شخص کے سارے نیک و بد اعمال لوح محفوظ میں پہلے ہی لکھے جا چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن بندوں کی نظر لوح محفوظ پر ہے' انہیں ہر ایک کے ہر حال کی خبر ہے' اگر رب کو بتانا منظور نہ ہوتا تو یہ لوح محفوظ میں لکھے ہی نہ جاتے' یہ بھی معلوم ہوا کہ مقبول بندوں کے کام رب کی طرف نسبت ہو جاتے ہیں' کیونکہ کتاب میں لکھنا فرشتوں کا کام ہے نہ کہ رب کا' مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے لکھا۔ نیز جیسے ہم کو عالم شہادت سکھایا گیا' تاکہ ہم اس میں کاروبار کر سکیں' ایسے ہی جنہیں عالم غیب میں کاروبار کرنا ہے' رب نے انہیں اس عالم کا علم دے دیا۔ بغیر علم کاروبار نہیں ہو سکتا ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ متقی لوگ جنت کے مالک ہیں۔ جیسا کہ لام سے معلوم ہوا' دوسرے یہ کہ دائمی مالک ہیں جیسا کہ جملہ اسمیہ سے معلوم ہوا' تیسرے یہ کہ جنت کے صرف

(بقیہ صفحہ ۹۳۰) متقی مالک ہیں۔ جیسا کہ للمتقین کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ کامیابی دنیا نہیں بلکہ جنت ہے' دنیا میں کامیاب وہ ہے جو جنت کمالے' خیال رہے کہ متقی جسمانی وہ ہے جو نیک اعمال کرے اس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ - اور دل متقی وہ ہے جس کے دل میں اللہ والوں کا ادب ہو اس کا ذکر ان آیتوں میں ہے۔ ومن یعظم شعائر اللہ - اور ان الذین یغضون اصواتھم - ۶۔ بیویاں' حوریں' اور اپنی دنیا کی مومن بیویاں' اور کفار کی مومن بیویاں جو ان جنتیوں کے نکاح میں ہوں گی یہ سب آپس میں ہم عمر ہوں گی ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ دنیا دار الجزاء نہیں' جزا کی جگہ جنت یا دوزخ ہے' دوسرے یہ کہ جو رب کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ کر مانے اس کی نجات ہے' تیسرے یہ کہ مومن کو جزاء بھی ملے گی اور عطا بھی۔ کافروں کو صرف جزا۔ اسی لئے وفاق فرمایا گیا۔ یہاں عطا کا ذکر بھی ہوا۔ خیال رہے کہ جنت کی نعمتیں صورتاً" جزا ہوں گی۔ حقیقتہً" رب کی عطاء جیسے کریم بہانہ بنا کر دیا کرتے ہیں' یا بعض نعمتیں جزا ہیں' جیسے حور و قصور وغیرہ' اور بعض عطاء جیسے دیدار رب غفور وغیرہ' یا اعمال کا بدلہ ایک کا ہزار گنا۔ یہ زیادتی عطاء ہے ۸۔ اس طرح کہ بغیر اجازت رب کے کوئی کلام نہ کر سکے گا جیسا کہ اگلی آیت میں ہے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضرت جبریل خادم انبیاء ہونے کی وجہ سے تمام ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ انہیں فرشتوں سے علیحدہ بیان کیا گیا' دوسرے یہ کہ نماز کی صفیں فرشتوں کی صفوں سے مشابہ ہیں' وہ بھی صف بستہ بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔ ۱۰۔ یعنی رب تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف انہیں خاص ہو گا جو دنیا میں اچھی باتیں کرتے تھے' حمد و نعت بولتے تھے۔ اور آج انہیں اس کا اذن بھی ملے ۱۱۔ جس کا آنا برحق ہے اور اس دن ہر کام حق ہی ہو گا باطل نہ ہو گا۔

۱۔ یا تو اپنے اعمال نامہ کی تحریر دیکھیں گے۔ کیونکہ اس دن کوئی بے پڑھا نہ ہو گا۔ اور سب کی زبان عربی ہو گی' یا خود اعمال کو ان کی شکلوں میں دیکھیں گے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے جیسے آج بھی آئندہ حالات خواب میں شکلوں میں نظر آتے ہیں ۲۔ جب کافر دیکھے گا کہ جانور ایک دوسرے کا بدلہ دے کر خاک کر دیئے گئے۔ تو یہ تمنا کرے گا کہ میں بھی خاک کر دیا جاتا اور عذاب نہ پاتا ۳۔ یعنی جان نکالنے والے فرشتوں کی قسم جو کفار کی جان سختی سے اور مومنوں کی جان نرمی سے نکالتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن کو سکرات کی شدت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ اسے جمال مصطفوی دکھایا جاتا ہے' جیسے زنان مصری کو جمال یوسفی میں محویت کی وجہ سے ہاتھ کٹنے کا درد محسوس نہ ہوا۔ یا قانون یہ ہے' کہ مومن کی جان آسانی سے نکالی جاوے۔ اگرچہ بعض مومنوں کی جان کنی سخت ہوتی ہے بعض گناہوں کی وجہ سے' تا کہ آخرت کے عذاب سے بچ جاویں' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ یعنی ان فرشتوں کی قسم جن کی صفت یہ ہے کہ اپنی خدمت پر جس پر وہ مامور ہیں جلد پہنچتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ فرشتے رب کو اس لئے پیارے ہیں کہ وہ اس کی اطاعت میں سبقت کرتے ہیں' سبقت کی چند صورتیں ہیں' حکم کی وجہ دریافت نہ کرے' بحث مباحثہ میں وقت ضائع نہ کرے' تمام کاموں پر اللہ کی اطاعت مقدم کرے' رب کی اطاعت خوش دلی اور جوش سے کرے بوجھ نہ سمجھے' بعض انسان بھی اس صفت سے موصوف ہیں۔ جیسے انبیاء کرام' اولیاء عظام' دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات عمل قالب ہے' اور دلی جوش اس کی روح' خوش دلی سے تھوڑا عمل بہت ہے اور بد دلی سے زیادہ عمل بیکار ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم

يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھ نے آگے بھیجا اور کافر کہے گا ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا ۲

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۴۶ رُكُوْعُهَا ۲

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾

قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں ۳ اور آسانی سے پیریں

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾

پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں ۴ پھر کام کی تدبیر کریں کہ کافروں پر ضرور عذاب ہو گا جس دن تھرتھرائے گی

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا

تھرتھرانے والی اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی کتنے دل اس دن دھڑکتے ہوں گے آنکھ اوپر

خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾

نہ اٹھا سکیں گے کافر کہتے ہیں کیا ہم پھر الٹے پاؤں پلٹیں گے

ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾

کیا ہم جب گلی ہڈیاں ہو جائیں گے۔ بولے یوں تو یہ پلٹنا تو نرا نقصان ہے

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ هَلْ

وہ نہیں مگر ایک جھڑکی جبھی وہ کھلے میدان میں آ پڑے ہوں گے کیا تمہیں

اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

موسیٰ کی خبر آئی جب اسے اس کے رب نے پاک جنگل طویٰ میں ندا

طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ

فرمائی کہ فرعون کے پاس جا اس نے سر اٹھایا اس سے کہہ کیا تجھے رغبت اس

اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ

طرف ہے کہ ستھرا ہو اور تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں کہ تو ڈرے پھر موسیٰ نے

ا۔ یعنی عصا جس میں بہت سے معجزات تھے، سانپ بن جاتا تھا۔ کنوئیں میں رسی ڈول کا کام دیتا تھا اور گہرائی کے بقدر لمبا ہو جاتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے سوتے میں پہرہ دیتا تھا۔ رات کو مشعل کی طرح چمکتا تھا، بکریوں کی چوپانی کرتا تھا، پتھر پر لگ کر پانی کے چشمے نکالتا تھا، دریا میں لگ کر اسے پھاڑ دیتا تھا (تفسیر عزیزی) ۲۔ یعنی بت جو تمہارے پوجنے کے لئے میں نے بنائے ہیں۔ وہ تو چھوٹے رب ہیں اور میں ان سب سے بڑا ہوں کیونکہ وہ میری نقل ہیں، میں اصل ہوں، یا جس خدا کا ذکر موسیٰ علیہ السلام فرمارہے ہیں اگر ہو تو وہ چھوٹا رب ہے میں بڑا ہوں دیکھ لو اس خدا کے کارندے موسیٰ علیہ السلام مسکین آدمی ہیں اور میرے کارندے ہامان وغیرہ شاندار ہیں

الْاٰیَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰى ﴿۲۲﴾

اسے بہت بڑی نشانی دکھائی ۱؎ اس پر اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی، پھر پیٹھ دی اپنی کوشش

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ

میں لگا تو لوگوں کو جمع کیا پھر پکارا پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں ۲؎ تو اللہ نے اسے دنیا

نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ

و آخرت دونوں کے عذاب میں پکڑا ۳؎ بے شک اس میں سیکھ ملتا ہے اسے جو

یَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ

ڈرے ۴؎ کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل یا آسمان کا اللہ نے اسے بنایا، اس

سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَیْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾

کی چھت اونچی کی پھر اسے ٹھیک کیا اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی ۵؎

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾

اور اس کے بعد زمین پھیلائی ۶؎ اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا

وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ

اور پہاڑوں کو جمایا تمہارے اور تمہارے چوپاؤں کے فائدہ کو پھر جب آئے گی وہ عام

الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ

مصیبت سب سے بڑی اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی ۷؎ اور جہنم ہر دیکھنے

الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۳۸﴾

والے پر ظاہر کی جائے گی ۸؎ تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی

فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ

تو بیشک جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے ۹؎ اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے ۱۰؎

ع ۲

۳۔ اس طرح کہ دنیا میں اسے خون، جوں، مینڈک وغیرہ پھر غرق کے عذابوں میں مبتلا کیا، آخرت میں دوزخ میں داخل فرمائے گا۔ چونکہ وہ عذاب بھی یقینی ہے، اس لئے اسے بھی ماضی سے تعبیر فرمایا ۴۔ معلوم ہوا کہ اگلوں کے مصائب سے عبرت پکڑنی بہت ضروری ہے اس سے خوف خدا پیدا ہوتا ہے ۵۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ رات اگرچہ زمین کے سایہ کا نام ہے مگر وہ سایہ سورج سے حاصل ہوتا ہے اور سورج آسمان پر ہے لہٰذا رات آسمان سے ہی ہے، دوسرے یہ کہ آسمان چاند، سورج، لاکھوں میل کے فاصلہ سے تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں کہ تمہاری زندگی ان سے وابستہ ہے، ایسے ہی انبیاء اولیاء دور سے تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں تیسرے یہ کہ سورج چمک کر بھی تمہیں فائدہ پہنچاتا ہے کہ دن نکال دیتا ہے اور ڈوب کر رات بنا دیتا ہے۔ ایسے ہی انبیاء اولیاء زندگی اور بعد وفات ہر طرح تمہیں فائدہ پہنچاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان نبوت کے وہ چمکتے سورج ہیں جو نہ ڈوبے نہ گہے۔ ۶۔ خیال رہے کہ زمین پیدا تو آسمان سے پہلے ہوئی مگر پھیلائی آسمان کے بعد گئی، لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں ہر شخص اپنے سارے اعمال کو بخوبی جانے پہچانے گا لہٰذا انبیاء کا یہ عرض کرنا کہ لا علم لنا ادب کے لئے ہو گا۔ نہ کہ بے علمی کی وجہ سے جیسے صحابہ کرام حضور کے دن پوچھنے پر عرض کرتے تھے۔ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ۸۔ اس طرح کہ ہر کافر و مومن اسے دیکھے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہاں نگاہ اتنی تیز ہو گی، کہ میدان محشر سے دوزخ نظر آئے گا جو وہاں سے بہت دور ہو گا۔ لیکن مومن کا دیکھنا خوشی کے لئے ہو گا کہ میں اس سے بچ گیا، اور کافر کا دیکھنا غم کے لئے ہو گا کہ اسے وہاں جانا ہے، جیسے مجرم کا جیل دیکھنا، اور وزیر اعلیٰ کا یا دوسرے آدمی کا دیکھنا۔ بلکہ دنیا میں جس کو نیکیوں سے محبت ہو وہ جنتی ہے، جسے بروں اور برائیوں سے الفت ہو، وہ جہنمی ہے ۹۔ یعنی جو شخص انبیاء کی اطاعت سے سر پھیرے اور آخرت کے مقابل دنیاوی زندگی کو اختیار کرے وہ دائمی جہنمی ہے کیونکہ وہ کافر ہے، خیال رہے کہ دنیاوی زندگی وہ ہے جو نفسانی خواہشات میں خرچ ہو۔ اور جو زندگی آخرت کی تیاری میں صرف ہو، وہ دنیا کی زندگی نہیں اگرچہ دنیا میں زندگی ہے۔ دنیا کی زندگی اور ہے۔ دنیا میں زندگی کچھ اور۔ دنیا کی زندگی فانی ہے مگر جو دنیا میں زندگی آخرت کے لئے ہے فنا نہیں۔ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۱۰۔ یعنی جو دنیا میں گناہ کرنے لگے، پھر رب کے سامنے کھڑے ہونے، اسے حساب دینے کو یاد کر کے گناہ سے ہٹ جاوے وہ جنتی ہے یا جو کوئی خوف قیامت کی وجہ سے نفس کو بری خواہشوں سے روکے وہ جنتی ہے۔ هَوٰی سے مراد ناجائز خواہشیں ہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لئے ٹھہری ہوئی ہے۱ تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق۲ تمہارے رب ہی تک اس کی انتہا ہے۳ تم تو فقط اسے ڈرانے والے ہو جو اس سے ڈرے۴ گویا جس دن وہ اسے دیکھیں گے دنیا میں نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے۵

ربع

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۴۲ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

عَبَسَ وَتَوَلّٰى ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿۶﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ﴿۱۰﴾ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ

تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا۶ اس پر کہ اسکے پاس وہ نابینا حاضر ہوا۷ اور تمہیں کیا معلوم شاید وہ ستھرا ہو۸ یا نصیحت لے تو اسے نصیحت فائدہ دے۹ وہ جو بے پروا بنتا ہے۹ تم اسکے تو پیچھے پڑتے ہو اور تمہارا کچھ زیاں نہیں اس میں کہ وہ ستھرا نہ ہو۱۰ اور وہ جو تمہارے حضور ملکتا آیا اور وہ ڈر رہا ہے۱۱ تو اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے۱۲ تو جو چاہے اسے یاد کرے۱۳ ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں بلندی والے پاکی والے۱۴ ایسوں کو ہاتھ لکھے ہوئے جو کرم والے نکوئی والے۱۵ آدمی مارا جائیو کیا ناشکر ہے اسے کاہے سے بنایا پانی کی

وقف لازم

۱۔ (شان نزول) کفار مکہ دل لگی اور مذاق کے طور پر قیامت کا دن، اور تاریخ وغیرہ پوچھتے تھے، ان کے متعلق یہ آیت کریمہ اتری جس میں حضور کو بتانے سے منع فرمایا گیا، ورنہ مسلمانوں کو حضور نے قیامت کا دن، تاریخ، مہینہ، بتادیا کہ عاشورہ کے دن بروز جمعہ ہوگی اور قیامت کی بے شمار علامات بتادیں ۲۔ اس کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں کہ فِيْمَ سوالهم انت مِنْ ذِكْرٰىهَا ان کا یہ سوال کس شمار میں ہے تم خود قیامت یاد دلانے والوں میں سے ہو، کہ آپ آخری نبی آچکے، اب قیامت ہی آنی باقی ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر سوال کا جواب دینا نہیں چاہیے، رب نے قیامت کی تاریخ پوچھنے والوں کا جواب نہ دیا۔ دوسرے یہ کہ حضور سے سؤل رب سے سوال ہے کیونکہ ان لوگوں نے حضور سے پوچھا تھا، رب نے یہ جواب دیا ۳۔ کہ رب کے بغیر بتائے کوئی شخص اندازے حساب وغیرہ سے قیامت کو بتا نہیں سکتا ۴۔ یعنی قیامت سے ڈرانا آپ کا فرض منصبی ہے۔ قیامت کا بتانا آپ کو لازم نہیں، چونکہ ڈرانے کا فائدہ صرف مومن ہی اٹھاتے ہیں، اس لئے ان کا ذکر فرمایا گیا۔ ورنہ حضور عالمین کے لئے نذیر ہیں ۵۔ یعنی کفار قیامت دیکھ کر دنیا کی زندگی کو صرف رات بھر کی زندگی محسوس کریں گے جیسے آج مصیبت میں گرفتار آدمی کو راحت کا دراز زمانہ خواب و خیال معلوم ہوتا ہے۔ ۶۔ غائب کا صیغہ فرمانے میں انتہائی محبوبیت کا اظہار ہے، یعنی ہمارے ایک محبوب ہیں جو اپنے ایک غلام سے ناراض ہو گئے۔ خیال رہے کہ یہاں کوتاہی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کی تھی کہ درمیان کلام سوال عرض کردیا، یہ آداب مجلس کے خلاف تھا۔ حضور کی کبیدگی خاطر شریف بالکل حق تھی، مگر عشاق آداب سے بے خبر ہوتے ہیں، ان کے ایسے قصور معافی کے لائق ہیں، اس لئے انہیں نابینا فرمایا، یعنی جو آپ کے عشق میں آداب سے نابینا ہے، رب نے حضور کے عاشق کی طرفداری فرمائی اس میں بھی حضور ہی کی شان کا اظہار ہے کہ ان کے عاشق کی غلطیاں معاف ہیں ۷۔ یعنی اس کا آپکے پاس آنا عبادت ہے، عبادت پر خوش ہونا چاہیے نہ کہ ناراض، نیز وہ نابینا بڑی مصیبت سے آپ تک پہنچا، آنکھیں تھیں نہیں، کسی سے آپ کا پتہ پوچھ نہ سکتا تھا ورنہ کافر ستاتے، نیز وہ بوجہ نابینا ہونے کے آپ کے چہرہ انور پر غضب کے آثار دیکھ نہ سکا، نیز جو آپ کے عشق میں نابینا ہوگیا اس پر آداب مجلس، اجازت لے کر کلام کرنا وغیرہ سب کچھ معاف ہے۔ قوانین عاقلوں کے لئے ہیں جو عشق میں عقل کھو چکے، ان کے لئے نہیں۔ مصری عورتوں نے جمال یوسفی دیکھ کر اپنے آپ کو زخمی کرلیا گنہگار نہ ہوئیں ۸۔ ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش کو دعوت اسلام دے رہے تھے، کہ اس حالت میں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار پکار کر عرض کیا کہ جو رب نے آپ کو سکھایا ہے مجھے بھی سکھائیے۔ ان کا درمیان میں قطع کلامی کرنا خاطر اقدس پر گراں گزرا۔ جس کے آثار چہرہ انور پر نمودار ہوئے اور سرکار اپنے دولت خانہ میں تشریف لے گئے بغیر عبداللہ کو جواب دیئے۔ اس موقعہ پر یہ آیات اتریں ۹۔ آپ نے اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور سے بے پرواہ جاننا بدترین کفر ہے۔ سب حضور کے محتاج ہیں، یہ کفار اپنے کو رب سے بے نیاز نہ جانتے تھے، حضور سے بے پروا سمجھتے تھے اس پر عتاب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سرداران قریش جو اپنے کو آپ سے بے پروا سمجھتے ہیں آپ ان کی پروا کیوں کرتے ہیں، آپ ان مساکین کی پروا کریں جو اپنے کو ہمیشہ آپ کا نیاز مند جانتے ہیں ۱۰۔ یعنی اس کے ایمان سے اس ہی کو فائدہ ہے اگر

(بقیہ صفحہ ۹۳۳) کوئی بھی آپ پر ایمان نہ لائے تو آپ کا حرج نہیں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس آنا اور آنے میں دقت اٹھانا' دل میں خوف ہونا بڑی عبادت ہے ۱۲۔ یعنی یہ آیات قرآنیہ گزشتہ عہد و پیان' یا آئندہ واقعات کو یاد دلانے والی ہیں یا نصیحت ہیں' تذکرہ کے تینوں معنی ہیں۔ نصیحت کے معنی خیر خواہی ہیں' انسان اپنے خیر خواہ کے فرمان پر بے تامل عمل کرتا ہے' جیسے حکیم اور ماں باپ' تو بندے کو چاہیے کہ رب کے احکام پر بھی بلاتوقف عمل کرے' ۱۳۔ یعنی جو چاہے اس قرآن سے اگلی یا پچھلی باتیں یاد کرے یا جو چاہے اس سے نصیحت لے' یا جو چاہے اسے حفظ کرے' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ رب جس کی ہدایت چاہے وہ ہی قرآن سے ہدایت لیتا

نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ

بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا ۱ پھر اسے راستہ آسان کیا ۲ پھر اسے

فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾

موت دی ۳ پھر قبر میں رکھوایا ۴ پھر جب چاہا اسے باہر نکالا کوئی نہیں اس نے اب تک پورا نہ کیا

فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾

جو اسے حکم ہوا تھا تو آدمی کو چاہیئے اپنے کھانوں کو دیکھے ۵ کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا ۶

ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّ عِنَبًا

پھر زمین کو خوب چیرا ۷ تو اس میں اگایا اناج اور انگور

وَّ قَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّ زَیْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّ حَدَآىِٕقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّ

اور چارہ اور زیتون اور کھجور اور گھنے باغیچے اور

فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ

میوے اور دوب ۸ تمہارے فائدے کو اور تمہارے چوپاؤں کے ۹ پھر جب آئے گی وہ

الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ﴿۳۵﴾

کان پھاڑنے والی چنگھاڑ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ

وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ یَوْمَىِٕذٍ شَاْنٌ

اور جورو اور بیٹوں سے ۱۰ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے

یُّغْنِیْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾

بس ہے کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے ۱۱ ہنستے خوشیاں مناتے ۱۲

وَ وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ عَلَیْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾

اور کتنے مونہوں پر اس دن گرد پڑی ہو گی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہے ۱۳

اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

یہ وہی ہیں کافر بدکار ۱۴

ہے ۱۴۔ اس سے مراد وہ فرشتے جو قرآن کریم کو لوح محفوظ سے صحیفوں میں نقل کرتے ہیں' رب نے ان کی تعریف فرمائی' اس سے معلوم ہوا کہ جن کاغذوں پر قرآن لکھا جائے' جن قلموں سے لکھا جائے' جو لکھیں' سب حرمت والے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کو سب سے اونچا رکھو' ادھر پاؤں یا پیٹھ نہ کرو' گندا آدمی اسے نہ چھوئے جیسا کہ مکرمۃ' مرفوعۃ اور مطہرۃ سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام متقی ہیں۔ کیونکہ وہ حاملین قرآن ہیں' حاملین کو رب نے کرام بھی فرمایا اور بررہ بھی فرمایا۔ ۱۵۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ کاغذ تو نقوش قرآن کی جگہ ہے' زبان اور کان الفاظ قرآن کی جگہ اور دماغ معانی قرآن کی جگہ' عقل مومن اسرار قرآن کی اور صوفیاء کا دل جذبہ قرآن کی جگہ ہے' لہٰذا صحف مکرمہ اہل اللہ کے سینے ہیں' جو اسرار قرآن کے گنجینے ہیں' جیسے قرآن کا کاغذ اس کی جلد' اس کا غلاف سب کچھ احترام والا ہے' ایسے ہی اولیاء کے سینے' ان کی قبور تمام معظم و محترم ہیں کہ یہ اسرار قرآن کے صحیفے ان کے غلاف وغیرہ ہیں۔

۱۔ اس طرح کہ بدن کے اعضاء ان کی قوتیں اندازے کے مطابق بخشیں' پھر روزی' زندگی و موت' مال و دولت عزت و عظمت سب کے اندازے لگائے اور ہر ایک کو اندازے سے عطا فرمائے ۲۔ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کا یا زندگی میں مومن کے لئے راہ ہدایت آسان فرمائی ۳۔ مومن کی موت بھی اللہ کی نعمت ہے کہ اس موت کے ذریعہ وہ دنیاوی مصیبتوں سے چھٹکارا پاکر محبوب حقیقی کا وصال حاصل کرتا ہے۔ مومن کی موت مصیبتوں سے چھوٹنے کا دن ہے اور کافر کی موت اس کی پکڑ کا وقت ۴۔ خیال رہے کہ سب سے پہلے ہابیل کی موت قابیل کے ہاتھوں واقع ہوئی' رب نے ایک کوے کے ذریعہ اسے دفن کرنا بتایا' پھر آدم علیہ السلام کی وفات پر فرشتے اولاد آدم کے پاس آئے' اور جنتی کافور ہمراہ لائے' اور ان کے سامنے آپ کا غسل و کفن و دفن کیا تاکہ یہ اسے سیکھ لیں' خیال رہے کہ قبر میں دفن بھی مردہ کی عزت افزائی ہے۔ چونکہ انسانی ابتداء خاک سے ہے تو چاہیے کہ اس کی انتہا بھی خاک پر ہو' نیز بری چیزوں کو جلایا جاتا ہے' قبر سے میت کی یادگار باقی رہتی ہے' اچھی چیز کو امانت کر کے زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔ لوگ اس سے فیض حاصل کرتے ہیں' درخت کی جڑ زمین میں شاخیں زمین پر ہوتی ہیں' مکان کی بنیاد زمین میں عمارت اوپر ہوتی ہے ایسے ہی مسلمان مردے زمین میں اور زندے زمین پر ہیں' مردے کو جلانے میں یہ فوائد نہیں اس لئے مردے کو دفن کرنا نعمتوں میں شمار فرمایا۔ ۵۔ فلینظر الانسان میں صیغہ امر وجوب کے لئے ہے یا استحباب کے لئے' نظر آنکھ سے دیکھنے کو بھی کہتے ہیں اور دل سے سوچنے' غور کرنے کو بھی' آنکھ کی نظر وہی مفید ہے جو غور کے ساتھ ہو' انسان سے ہر آدمی مراد ہے کافر ہو یا مومن' فاجر ہو یا متقی اس نظر سے کافر کو ایمان' مومن کو

(بقیہ صفحہ ۹۳۴) عرفان ملتا ہے ایک ساعت کی فکر ہزار برس کے ذکر سے افضل ہے' طعام میں ہر کھانا داخل ہے غذا ہو یا پھل فروٹ' جب ہم کھانا پکارنے والے کی تعریف کرتے ہیں تو کھانا بنانے والے کی بھی حمد و ثنا چاہیے ۶۔ جو ترو تازگی بارش سے ہوتی ہے وہ کنوئیں کے پانی سے نہیں ہوتی' کیونکہ بارش کا پانی عرق ہے جو بہت دور سمندر سے آتا ہے اوپر سے گرتا ہے مگر نہ زمین کا دانہ باہر نکل پڑتا ہے۔ نہ زمین میں گڑھے پڑتے ہیں' ایسے ہی اپنے اعمال اس وقت تک کام نہیں آتے جب تک کہ ولایت اور نبوت کا فیضان نہ ہو' غذا جسمانی میں بھی غور کرو اور غذا روحانی میں بھی ہمارے اعمال دانہ ہیں فیضان نبوت رحمت کی بارش ۷۔ جس سے دانہ کا کمزور پودا نمودار ہوتا ہے اگر رب تعالیٰ زمین کو چیر نہ دیتا تو کمزور کونپل باہر کیسے نکلتی ۸۔ خیال رہے کہ "قضب" بھی چارہ کو کہتے ہیں اور "اب" بھی' لیکن قضب وہ چارہ ہے جس کی جڑیں انسان کھائیں اور پتے جانور کھائیں۔ جیسے شکر قندی گاجر وغیرہ لیکن اب وہ جس کی جڑیں اور پتے سب جانور کھائیں ۹۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ جب یہ سب کچھ ہم نے تمہارے لئے کیا تو تمہیں بھی چاہیے کہ کچھ ہمارے لئے کرو ۱۰۔ قیامت کے اول وقت ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی کوئی کسی کو نہ پوچھے گا' انبیاء کرام نفسی نفسی فرمائیں گے' جب حضور شفاعت کا دروازہ کھول دیں گے پھر ہر مومن دوسرے کو پوچھے گا' حتیٰ کہ چھوٹے بچے ماں باپ کی شفاعت کریں گے یہاں اول وقت کا ذکر ہے لہٰذا آیت میں تعارض نہیں ۱۱۔ جیسے دنیا کی بیماری، غصہ' سکون' مالداری' غریبی' تعجب' حیرت وغیرہ چہرے سے معلوم ہو جاتے ہیں ایسے ہی آخرت میں ایمان و کفر' پرہیزگاری و گنہگاری چہرے سے معلوم ہوگی بلکہ عام مومنین و اولیاء اللہ انبیاء کرام کے چہروں میں فرق ہو گا۔ چہرہ رب تعالیٰ کی کتاب ہے اس لئے چہرے پر مارنا اور چہرہ بگاڑنا منع ہے ۱۲۔ یعنی گزشتہ نیکیوں کی بنا پر ان کے منہ اجیالے ہوں گے' اور قیامت کی موجودہ عزت افزائی کی بنا پر ہنستے ہوں گے اور آئندہ راحتوں کے خیال سے خوشیاں مناتے ہوں گے یہ ہنسی غفلت کی نہ ہو گی ۱۳۔ کفار پر کیونکہ رب تعالیٰ مومن کا منہ کالا نہ کرے گا ۱۴۔ قیامت میں کفار کے چہروں پر کفر کی وجہ سے سیاہی اور ان کی بد عملیوں کی وجہ سے گرد ہو گی' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ کفار دنیا میں عبادات کے مکلف نہیں مگر آخرت میں ان پر پکڑ ضرور ہو گی' رب فرماتا ہے۔ قالوا لم نک من المصلین دوسرے یہ کہ کفر و ایمان کی طرح نیک و بد اعمال بھی چہروں پر نمودار ہوں گے پیشہ ور بھکاری کے چہرے پر گوشت نہ ہو گا' بیویوں میں عدل نہ کرنے والوں کی ایک کروٹ ساقط ہو گی تیسرے یہ کہ ہر شخص کو قیامت میں چہروں کے آثار سے ہر ایک کی پہچان ہو گی جو کہے کہ حضور کو کافر و مومن کی پہچان نہ ہو گی وہ اس آیت کا انکاری ہے۔

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۲۹ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝۲ وَاِذَا الْجِبَالُ

جب دھوپ لپیٹی جائے ۲ اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے

سُيِّرَتْ ۝۳ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝۴ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۵

جائیں اور جب تھلکی اونٹنیاں چھوٹی پھریں ۳ اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں ۴

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷ وَاِذَا

اور جب سمندر سلگائے جائیں ۵ اور جب جانوں کے جوڑ بنیں ۶ اور جب

الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ وَاِذَا الصُّحُفُ

زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے ۸ کس خطا پر ماری گئی ۹ اور جب نامہ اعمال

نُشِرَتْ ۝۱۰ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲

کھولے جائیں اور جب آسمان جگہ سے کھینچ لیا جائے اور جب جہنم بھڑکایا جائے ۹

وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝۱۳ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ۝۱۴ فَلَاۤ

اور جب جنت پاس لائی جائے ۱۰ ہر جان کو معلوم ہو جائے گا جو حاضر لائی ۱۱ تو

اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝۱۵ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝۱۶ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝۱۷

قسم ہے ان کی جو الٹے پھریں سیدھے چلیں تھم رہیں ۱۲ اور رات کی جب پیٹھ دے

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۸ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝۱۹ ذِیْ قُوَّةٍ

اور صبح کی جب دم لے ۱۳ بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے ۱۴ جو قوت والا ہے

عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝۲۰ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝۲۱ وَمَا صَاحِبُكُمْ

۱۵ مالک عرش کے حضور عزت والا ۱۶ وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانتدار ہے ۱۷ اور تمہارے صاحب

بِمَجْنُوْنٍ ۝۲۲ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝۲۳ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ

مجنون نہیں ۱۸ اور بیشک انہوں نے اسے روشن کنارہ پر دیکھا ۱۹ اور یہ نبی غیب بتانے میں

۱۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو قیامت کو آج دیکھنا چاہے وہ سورہ تکویر پڑھے (خزائن) ۲۔ اس طرح کہ سورج میں روشنی نہ رہے مگر گرمی اور بھی زیادہ ہو جائے' ۳۔ یعنی قیامت کی دہشت و وحشت کا یہ حال ہے کہ اہل عرب اپنی دودھ والی اونٹنیوں سے بے خبر اور بے پروا ہو جاویں' عرب والے دودھ کی اونٹنی سے بہت محبت کرتے تھے ۴۔ تاکہ ظالم جانور کا مظلوم سے بدلہ لے کر انہیں خاک کر دیا جائے ۵۔ اس طرح کہ نیک بندے نیکوں کے ساتھ اور برے بروں کے ساتھ کر دیئے جاویں۔ یا روحیں جسموں سے جوڑ دی جاویں یا جنتیوں کا جنتی حوروں سے نکاح کر دیا جائے ۶۔ یعنی سمندروں میں آگ لگ جائے اور پانی جلا کر فنا کر دیا جاوے۔ یہ

بقیہ صفحہ ۹۰۳ پر

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب دیا گیا' دوسرے یہ کہ حضور نے اس میں سے بہت کچھ بتا دیا' ظاہر ہے کہ بخیل نہ ہونا سخی ہونا' اس ہی کی صفت ہو سکتی ہے جس کے پاس چیز ہو اور وہ لوگوں کو دیتا رہے' غیب سے مراد مسائل شرعیہ ہیں جو عالم غیب سے آئے' یا مراد گزشتہ و آئندہ زمانہ کے غیبی حالات ہیں یا عالم غیب کی خبریں' پہلی صورت میں دو فائدے حاصل ہوں گے ایک یہ کہ عالم کو شرعی مسائل چھپانا نہ چاہئیں' دوسرے یہ کہ حضور نے کوئی مسئلہ نہ چھپایا جو لوگ حدیث قرطاس سے اعتراض کرتے ہیں اس سے لازم آتا ہے کہ حضور نے تبلیغ مکمل نہ فرمائی' نیز یہ کہ حضور نے بعض صحابہ سے دب کر

بِضَنِيۡنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ﴿۲۶﴾

بخیل نہیں ۱ اور قرآن مردود شیطان کا پڑھا ہوا نہیں ۲ پھر کدھر جاتے ہو

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ﴿۲۸﴾

وہ تو نصیحت ہی ہے سارے جہان کے لئے ۳ اس کے لئے جو تم میں سیدھا ہونا چاہے ۴

وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۹﴾

اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ ۵ سارے جہان کا رب ۶

سورۃ الانفطار مکیۃ | بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ | آیاتها ۱۹ رکوعها ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ ﴿۱﴾ وَاِذَا الۡكَوَاكِبُ انۡتَثَرَتۡ ﴿۲﴾ وَاِذَا

جب آسمان پھٹ پڑے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب سمندر بہا دیئے جائیں ۷ اور جب

الۡبِحَارُ فُجِّرَتۡ ﴿۳﴾ وَاِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ ﴿۴﴾ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّا

قبریں کریدی جائیں ۸ ہر جان جان لے گی جو اس

قَدَّمَتۡ وَاَخَّرَتۡ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الۡكَرِيۡمِ ﴿۶﴾

نے آگے بھیجا اور جو پیچھے ۹ اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے

الَّذِىۡ خَلَقَكَ فَسَوّٰٮكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِىۡۤ اَىِّ صُوۡرَةٍ مَّا

جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا ۱۰ پھر ہموار فرمایا جس صورت میں چاہا

شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلۡ تُكَذِّبُوۡنَ بِالدِّيۡنِ ﴿۹﴾ وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ

تجھے ترکیب دیا ۱۱ کوئی نہیں بلکہ تم انصاف ہونے کو جھٹلاتے ہو ۱۲ اور بیشک تم پر

لَحٰفِظِيۡنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَ ﴿۱۱﴾ يَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾

کچھ نگہبان ہیں ۱۳ معزز لکھنے والے ۱۴ جانتے ہیں جو کچھ تم کرو ۱۵

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِىۡ نَعِيۡمٍ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِىۡ جَحِيۡمٍ ﴿۱۴﴾ يَّصۡلَوۡنَهَا

بیشک نکوکار ضرور چین میں ہیں ۱۶ اور بیشک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں ۱۷ انصاف کے دن اس

بعض مسائل بیان نہ کئے' یہ عقیدہ اس آیت کے بھی خلاف ہے اور اس آیت کے بھی یایها النبی بلغ ما انزل الیک من ربك نیز لازم آتا ہے کہ دین مکمل نہ پہنچا' حالانکہ رب فرماتا ہے۔ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ' دوسری تفسیر کی بنا پر معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب دیئے اور حضور نے صحابہ کرام کو بتائے ۲۔ (شان نزول) کفار کبھی کہتے تھے کہ کوئی جن یا شیطان حضور کو یہ کلام سنا جاتا ہے ان کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی ۳۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے خیر خواہ ہیں یا سب کی عزت یا سب کی اگلی یا پچھلی باتیں یاد دلانے والے ہیں' یا قرآن کریم' لہٰذا اس آیت کی دس تفسیریں ہو سکتی ہیں۔ ۴۔ کہ وہی حضور سے فائدہ اٹھا سکتا ہے بارش عالم کے لئے رحمت ہے مگر عمدہ زمین ہی اس سے فائدہ اٹھاتی ہے ۵۔ یعنی تم رب کے چاہے بغیر کچھ چاہ بھی نہیں سکتے' تمہارا ارادہ اور چاہنا رب کے ارادے کے تابع ہے خیال رہے کہ ارادہ مشیت اور حکم میں بڑا فرق ہے ۶۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان اپنے اختیاری کام میں مختار ہے' جیسا کہ الا ان یشاء کے استثناء سے معلوم ہوا دوسرے یہ کہ انسان کا اختیار مستقل نہیں بلکہ رب تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے' تیسرے یہ کہ دنیا کا ہر کام رب کی مشیت و ارادہ سے ہے مگر اس کے حکم اور اس کی پسندیدگی سے نہیں' چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ہر کام کا ارادہ فرماتا ہے مگر اسے برے کام کی رغبت یا مشورہ نہیں دیتا۔ بلکہ اس سے منع فرماتا ہے' برے کاموں کی رغبت ابلیس لعین دیتا ہے۔ ۷۔ کہ کھاری میٹھے سب رل مل جاویں جو قیامت میں ہو گا ۸۔ اور مردے زندہ کر کے نکالے جاویں ۹۔ یعنی جو کچھ صدقہ اور خیرات کر کے آگے بھیجے' اور جو کچھ جمع کر کے بطور میراث پیچھے چھوڑ آیا' یہ جاننا یا تو اپنے نامہ اعمال کو پڑھ کر ہو گا یا ہر نفس کو خود اپنے سارے اعمال یاد آ جائیں گے' رب فرماتا ہے۔ اقرا کتابك ۱۰۔ کہ تیرے عضو' جسم میں ہر عضو وہاں ہی لگایا جہاں اسے لگنا چاہیے تھا ۱۱۔ کسی کو کالا کسی کو گورا۔ کوئی لمبا کوئی پست قد' کوئی عورت کوئی مرد' ۱۲۔ یعنی اے کافرو تم نبی کے اس لئے منکر ہو کہ قیامت پر یقین نہیں کرتے اگر قیامت کو مانتے ہوتے تو پیغمبر پر ضرور ایمان لے آتے۔ ۱۳۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسانوں کی جان و اعمال کی حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں' جان کی حفاظت کے لئے ساٹھ' اعمال کی حفاظت کے لئے چار' دو دن کے' دو رات کے' دوسرے یہ کہ فرشتے صرف انسانوں پر مقرر ہیں دیگر مخلوق پر نہیں' اسی لئے علیکم پہلے فرمایا۔ تیسرے یہ کہ اللہ کے کام اس کے بندوں کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ حافظ و ناصر رب تعالیٰ ہے مگر ارشاد ہوا کہ فرشتے حفاظت کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری حفاظت فرماتے ہیں ہمیں مصیبتوں سے بچاتے ہیں' چوتھے یہ کہ انسان کو بری جگہ نہ جانا چاہیے تاکہ ہماری وجہ سے ان فرشتوں کو وہاں نہ جانا

يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا

میں جائیں گے ۱ اور اس سے کہیں چھپ نہ سکیں گے اور تو کیا جانے

يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ

کیسا انصاف کا دن ۲ پھر تو کیا جانے کیسا انصاف کا دن جس دن

لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ؕ وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

کوئی جان کسی جان کا کچھ اختیار نہ رکھے گی ۳ اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہے ۴

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۳۶ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۵

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ

کم تولنے والوں کی خرابی ہے ۶ وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں

يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾

پورا لیں ۷ اور جب انہیں ماپ تول کر دیں کم کر دیں ۸

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾ يَّوْمَ

کیا ان لوگوں کو گمان نہیں کہ انہیں اٹھنا ہے ۹ ایک عظمت والے دن کیلئے ۱۰ جس دن

يَّقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ

سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے ۱۱ بیشک کافروں کی لکھت سب سے نیچی جگہ

سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ وَيْلٌ

سجین میں ہے اور تو کیا جانے سجین کیسی ہے ۱۲ وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ ہے اس دن

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾

جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں ۱۳

وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ

اور اسے نہ جھٹلائے گا مگر ہر سرکش ۱۴ جب اس پر ہماری آیتیں

(بقیہ صفحہ ۹۳۶) پڑے ۱۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ فرشتے اللہ کی بارگاہ میں عزت والے کریم ہیں دوسرے یہ کہ ان پر ہمارے چھپے' ظاہر کوئی عمل پوشیدہ نہیں' تب ہی تو وہ ہر عمل کو لکھ لیتے ہیں۔ خیال رہے کہ کرام کریم کی جمع ہے کریم یا کرم سے بنا یا کرامت سے یعنی اللہ کے نزدیک معزز' یا اے مسلمانوں تم پر مہربان کہ تمہیں نظر نہیں آتے ورنہ تم پوشیدہ کام نہ کر سکتے' وہ تمہارے گناہ کسی پر ظاہر نہیں کرتے' نیکی ایک کی دس' اور گناہ ایک کا ایک لکھتے ہیں' خیالِ نیکی کو لکھ لیتے ہیں' خیالِ گناہ کو نہیں لکھتے۔ ۱۵۔ اس کرنے میں قلب و قالب' دل و دماغ سب اعضاء کے کام داخل ہیں' اگر صرف دل کے کام مراد ہوں تو وہ فرشتے ہمارے اچھے برے ارادے اور اچھے خیالات' سانس اور دل کے ذکر و فکر' مومن کا ایمان' منافق کا نفاق کیسے لکھیں' حالانکہ وہ فرشتے سب لکھتے ہیں' یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو تم کرتے ہو یا کرو گے وہ سب جانتے ہیں جیسا کہ مترجم قدس سرہ کے ترجمہ سے ظاہر ہے' کیونکہ وہ فرشتے لوح محفوظ پر نظر رکھتے ہیں' روزانہ کی لکھی ہوئی ڈائری لوح محفوظ کے مطابق کرتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ رب نے ان فرشتوں کو ہمارے متعلق وسیع علم غیب دیا' اور ہمارے حضور کا علم ان سے کہیں زیادہ ہے ۱۶۔ رہے گنہگار مومن' وہ اللہ کے ارادہ پر موقوف ہیں' سزا دے یا معاف فرما دے' نیک کاروں کی چھوٹی اولاد اپنے ماں باپ کی طفیل نیک کاروں میں شمار ہے' لہٰذا آیات کا آپس میں تعارض نہیں دیکھو مومن کا بچہ مومن ہے باپ کے سبب سے ۱۷۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ کفار کے چھوٹے بچے انشاء اللہ دوزخی نہیں کیونکہ وہ بدکار نہیں' واللہ و رسولہ اعلم۔

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ سزا جزا کے لئے جنت و دوزخ میں جسمانی داخلہ قیامت کے بعد ہو گا۔ فوت ہوتے ہی شہیدوں کی روحیں جنت میں جاتی ہیں۔ نہ کہ جسم۔ آدم علیہ السلام جنت میں جزا کے لئے نہ رہے تھے بلکہ ٹریننگ کے لئے ۲۔ اے انسان تو کیا جانے کہ قیامت کیا ہے اگر تو لاکھ غور کرے مگر کماحقہ' اس دن کی وحشت اور دہشت کو نہیں پہچان سکتا' یا اے نبی' آپ اپنی عقل و رائے سے نہیں جان سکتے کہ قیامت کیا ہے' یہ تو ہم نے اپنی وحی اور معراج کے مشاہدے سے آپ کو بتا دیا۔ خیال رہے کہ نبی کی نگاہ اگلی پچھلی' حاضر غائب تمام چیزوں کو دیکھتی ہے ۳۔ یعنی کوئی کافر کسی کی شفاعت نہ کر سکے گا (خازن) یا کوئی مومن کسی کافر کی حاجت روائی نہ کر سکے گا لہٰذا اس آیت سے شفاعت کی نفی نہیں ہوتی شفاعت باذن اللہ ہو گی' یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قیامت میں مالک احکام یعنی حاکم صرف رب تعالیٰ ہے' انبیاء و مرسلین حاکم نہیں' حاکم کی بارگاہ میں شفیع ہیں' وکیل و گواہ فیصلہ کے مالک نہیں ہوا کرتے' اس آیت میں ملک کی نفی ہے ۴۔ یعنی دنیا میں بعض انسان مجازاً ظاہری یا باطنی حکام ہیں' مگر قیامت کے دن اللہ کے سوا کوئی مجازی حاکم بھی نہ ہو گا۔ لہٰذا اس دن سے ڈر کر اعمال اچھے کرو ۵۔ (یہ سورۃ مکی ہے یا مدنی یا بحالت ہجرت راستہ میں نازل ہوئی) شان نزول:۔ عرب کے تاجر لینے کا پیمانہ اور رکھتے تھے دینے کا اور' جو کم تھا' جیسے ابو جہینہ' ان کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں (خزائن) ۶۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی' دنیا میں لوگوں کی گالیاں کھاتا ہے' اس کا اعتبار اٹھ جاتا ہے کم تولنے سے تجارت کا فروغ نہیں ہوتا' رزق میں بے برکتی ہوتی ہے' آخرت میں اس کا یہ گناہ معاف نہ ہو گا کیونکہ اس نے بندے کا حق مارا۔ نیز حرام رزق سے دل سیاہ خیالات خراب نیک اعمال برباد ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کم تولنے والا تاجر' چور' ڈاکو سے بدتر ہے کیونکہ یہ ترازو کے ذریعہ سے چوری کرتا ہے

أَيَتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِم

پڑھی جائیں کہے اگلوں کی کہانیاں ہیں۱ کوئی نہیں بلکہ انکے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے

مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾

ان کی کمائیوں نے ۲ ہاں ہاں بیشک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں ۳

ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنتُم

پھر بے شک انہیں جہنم میں داخل ہونا پھر کہا جائے گا یہ ہے وہ جسے تم

بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾

جھٹلاتے تھے ہاں ہاں بیشک نیکوں کی لکھت سب سے اونچی محل علیین میں ہے ۴

وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ﴿٢٠﴾ يَشْهَدُهُ

اور تو کیا جانے علیین کیسی ہے وہ لکھت ایک مہر کیا نوشتہ ہے کہ مقرب ۵ جس کی

الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ

زیارت کرتے ہیں ۶ بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں تختوں پر دیکھتے

يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ

ہیں ۷ تو ان کے چہروں پر چین کی تازگی پہچانے ۸ نتھری شراب پلائے

مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ

جائیں گے جو مہر کی ہوئی رکھی ہے ۹ اس کی مہر مشک پر ہے اور اسی پر چاہیئے کہ للچائیں

الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا

للچانے والے اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے ۱۰ وہ چشمہ جس سے مقربان بارگاہ

الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ

پیتے ہیں ۱۱ بے شک مجرم لوگ ایمان والوں سے

آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا

ہنسا کرتے تھے اور جب وہ ان پر گزرتے تو یہ آپس میں ان پر آنکھوں سے اشارے کرتے اور جب

(بقیہ صفحہ ۹۳۷) حالانکہ رب نے ترازو عدل کے لئے اتاری تھی گویا کہ یہ شریف بدمعاش ہے، کھلے مجرم سے چھپا مجرم زیادہ خطرناک ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بری نیت سے جائز کام بھی گناہ میں شمار ہوتا ہے کیونکہ خریدار کو اپنا حق پورا دینا گناہ نہیں' لیکن چونکہ آئندہ کم تول کر دینے کی نیت سے یہ لیا گیا ہے۔ لہٰذا اسے بھی گناہ میں شمار کیا گیا۔ چوری کی نیت سے مسجد میں آنا بھی گنا ہے ۸۔ یا اس طرح کہ باٹ کم رکھتے ہیں' یا اس طرح کہ کم تولتے ہیں یعنی ڈنڈی مارتے ہیں یا اس طرح کہ ترازو میں پاسنگ رکھتے ہیں، نچلے پلڑے میں چیز اوپر والے میں باٹ رکھتے ہیں۔ یہ آیت سب کو شامل ہے ۹۔ یعنی انہیں قیامت کا یقین ہے کیونکہ اس میں ان مسلمانوں کا ذکر ہے جو اس حکم کے آنے سے پہلے کم تولنے کے عادی تھے' یا یہود و نصاریٰ کا یا ان مشرکین کا جو قیامت کے قائل تھے اور بتوں کو اپنا شفیع مانتے تھے' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ یہ سوال انکاری ہے۔ ۱۰۔ اپنی قبروں سے اٹھ کر رب کے حضور حاضر ہوں گے کوئی مجرم کی حیثیت سے، کوئی گواہ کی' کوئی شفیع کی' کوئی وکیل کی' قیامت کی نوعیت میں فرق ہو گا ۱۱۔ یعنی نہایت ہولناک جگہ ہے ساتویں زمین کے نیچے' وہاں ابلیس اور اس کے لشکر کا دفتر ہے' معلوم ہوا کہ بروں کے نامہ اعمال بری جگہ میں رکھے گئے ہیں' اگرچہ ان کا کاغذ' روشنائی سب رب کی طرف سے ہے' قرآن کا ورق قابل تعظیم ہے' ناول تھیٹر کے اوراق جلا دینے کے لائق ۱۲۔ یعنی پوری خرابی تو ان کی ہے جو قیامت کا انکار کر کے گناہ کریں اور کچھ خرابی ان کی بھی ہے جو قیامت کو مان کر مومن ہو کر گناہ کریں' خلاصہ یہ ہے کہ کافر گنہگار پوری خرابی میں ہے کہ عذاب سے کبھی چھٹکارا نہ پائے گا۔ اور گنہگار مومن کافر سے کم خرابی میں ہیں کہ سزا پا کر چھوٹیں گے' ۱۳۔ معتد' بد عقیدہ ہے' اور اثیم بد عمل' کیونکہ قیامت کا منکر رب کے عدل' اس کی دائمی ملکیت' اس کی قدرت کا منکر ہے' یا معتد ظالم ہے اور اثیم عبادات کا چھوڑنے والا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی عقیدے کا انکار' کسی نفسانی خواہش کے پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے' یہ کفار گناہ کرنے کے لئے قیامت کے منکر تھے' آج وہابی حضور کے علم غیب کا انکار اس لئے کرتے ہیں کہ حضور ان کے پول کھولتے ہیں کہ فرمایا شیطانی فرقہ نجد سے نکلے گا' بعض آزاد لوگ علماء کے اس لئے دشمن ہیں کہ علماء ان کی نفسانی خواہشوں کے لئے آڑ ہیں۔

۱۔ اس لئے قرآن کا ہمارے دلوں میں اثر نہیں ہوتا' کہ اس پر ایمان لانا ضروری نہیں ہوتا' جیسے عام قصے کہانیوں کی کتابیں' معلوم ہوا کہ الفاظ قرآن کان سے اور اسرار قرآن ایمان سے معلوم ہوتے ہیں ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ دل کو میلا کرتے ہیں' اور گناہوں کی زیادتی دل کے زنگ کا باعث ہے جیسے نیک اعمال خصوصاً بزرگوں کی صحبت دل کی صفائی کا ذریعہ ہیں ۳۔ یعنی قیامت میں کفار رب کے دیدار سے محروم ہوں گے' معلوم ہوا کہ مومنوں کو دیدار الٰہی ہو گا' کیونکہ دیدار سے محرومی کفار کا عذاب ہے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قیامت میں ہر شخص کو عشق الٰہی اور اس کے دیدار کی تمنا ہو گی اس لئے دیدار سے محرومی سخت عذاب ہو گا۔ دوسرے یہ کہ مومنوں کو رب کا دیدار ہو گا مگر یہ دیدار کسی عمل کا بدلہ نہیں صرف فضل ربانی ہو گا' اس فضل کے لئے نماز فجر و عصر کی پابندی کرنی چاہیے۔ تیسرے یہ کہ دیدار الٰہی وہ ہی کر سکے گا جس نے دنیا میں دل کی آنکھ سے جمال مصطفائی کا نظارہ کیا ہو گا' یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق' خیال رہے کہ کلام الٰہی سب سے ہو گا مگر مومنوں سے رحمت کا کلام' کافروں سے غضب کا لیکن دیدار الٰہی صرف مومنوں کو ہو

بقیہ صفحہ ۹۴۳ پر

ا۔ یعنی دنیا میں کفار تین بڑے جرم کرتے تھے مسلمانوں پر ہنسنا، مسلمانوں کو دیکھ کر آپس میں اشارہ بازیاں کرنا، اور گناہوں پر خوش ہونا، اس سے معلوم ہوا کہ غیبت صرف زبان سے ہی نہیں ہوتی بلکہ آنکھ وغیرہ کے اشاروں سے بھی ہوتی ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کفار معاملات درست رکھنے کے بھی مکلف ہیں اگرچہ عبادات کے مکلف نہ ہوں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ پر خوش ہونا بھی گناہ اور کافروں کا طریقہ ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو گمراہ کہنا کافروں کا کام ہے نیز ان کا مذاق اڑانا کفر ہے، ۳۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنی فکر کرے، دوسروں کی فکر میں اپنے انجام سے غافل نہ ہو ۴۔ یعنی جنتی لوگ اپنے تختوں پر بیٹھے ہوئے کفار کو ملاحظہ

انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا

اپنے گھر پلٹتے خوشیاں کرتے پلٹتے ۱ اور جب مسلمانوں کو دیکھتے کہتے

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾

بے شک یہ لوگ بہکے ہوئے ہیں ۲ اور یہ کچھ ان پر نگہبان بنا کر نہ بھیجے گئے ۳

فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى

تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں تختوں پر

الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

بیٹھے دیکھتے ہیں ۴ کیوں کچھ بدلہ ملا کافروں کو اپنے کئے کا ۵

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۲۵ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا

جب آسمان شق ہو ۶ اور اپنے رب کا حکم سنے اور اسے سزاوار ہی یہ ہے اور جب

الْاَرْضُ مُدَّتْ ﴿۳﴾ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ﴿۴﴾ وَاَذِنَتْ

زمین دراز کی جائے ۷ اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے اور خالی ہو جائے ۸ اور اپنے

لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۵﴾ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ

رب کا حکم سنے اور اسے سزاوار ہی یہ ہے ۹ اے آدمی بے شک تجھے اپنے رب کی طرف

كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ

ضرور دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا ۱۰ تو وہ جو اپنا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے اس سے

يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۹﴾

عنقریب سہل حساب لیا جائے گا ۱۱ اور اپنے گھر والوں کی طرف شاد شاد پلٹے گا ۱۲

وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾

اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے ۱۳ وہ عنقریب موت مانگے گا ۱۴

ع ۱ ۸

کریں گے، اور ان پر ہنسیں گے یہ دنیا کی ہنسی کا بدلہ ہو گا۔ کہ کفار ان پر ہنستے تھے، اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ جنتی کو دوزخی سے کوئی محبت نہ ہو گی، نہ رحم آئے گا، جنتی باپ دوزخی کافر بیٹے کو دیکھ کر روئے گا نہیں بلکہ ہنسے گا۔ دوسرے یہ کہ جنت سات آسمانوں سے اوپر، دوزخ سات زمینوں کے نیچے اور کروڑوں میل گہرا ہے لیکن جنتی اپنے پلنگ پر بیٹھے ہوئے وہاں سے سب کچھ دیکھیں گے، لہٰذا اگر حضور گنبد خضراء سے تمام عالم کو ملاحظہ فرمائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ۵۔ یعنی کفار سے کہا جائے گا کہ بولو تمہیں اپنے کئے کا بدلہ پورا پورا ملایا نہیں، اپنے دنیا کے عمل یاد کرو، اور یہاں کی سزائیں دیکھو، پھر حساب لگاؤ۔ ۶۔ پھٹ جانے کا اور فوراً پھٹ جاوے ۷۔ اس طرح کہ زمین کے تمام نشیب و فراز یکساں کر دیئے جائیں، اور تمام عمارات پہاڑ وغیرہ فنا کر دیئے جائیں ۸۔ اس طرح کہ اپنے اندر کے مردے اور تمام خزانے دفینے کانیں وغیرہ باہر نکال دے (عمل) یہ آیت اگر دم کر کے وضع حمل کے وقت گڑ کھلایا جاوے تو ولادت آسانی سے ہو، انشاء اللہ تعالیٰ ۹۔ اس حکم سے مراد اندر کی چیزیں نکال دینے کا ہے لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۱۰۔ قبروں سے اٹھ کر میدان محشر کی طرف دوڑنا، یا اے انسان تیرا ہر سانس تجھے موت سے اور رب کے ملنے سے قریب کر رہا ہے، یا اے انسان، تو مرتے وقت تک اور رب سے ملنے تک دوڑ دھوپ کے لئے پیدا کیا گیا ہے رب سے ملنا آسان نہیں، بہت جدوجہد سے حاصل ہوتا ہے جیسے دنیاوی محبوب سے ملاقات بہت محنت سے ہوتی ہے، رب تو حقیقی محبوب ہے ۱۱۔ یعنی جن کو نامہ اعمال دائیں میں دیئے جائیں گے، ان کا حساب آسان یعنی صرف اعمال کی پیشی، پھر بخشش ہو گی اور جن کو نامہ اعمال دیئے ہی نہ جائیں گے وہ بغیر حساب جنتی ہیں یعنی مقربین جن کا ذکر پہلے گزر چکا، یہ بھی خیال رہے کہ بچے، دیوانے وغیرہ کے اعمال نہیں لکھے جاتے۔ یونہی دلی احوال، عشق الٰہی وغیرہ تحریر میں نہیں آتے، نیز بعض محبوبوں کے اعمال کی تحریر نہیں ہوتی، لہٰذا نامہ اعمال کا دیا جانا تمام بندوں کے لئے نہ ہو گا اکثر کو ہو گا بعض کو نہ ہو گا ایسے ہی اعمال کے وزن کا حال ہے اس سے معلوم ہوا کہ رب کے نزدیک دایاں ہاتھ بائیں سے افضل ہے ۱۲۔ خیال رہے کہ وقت حساب اس کے گھر والے اور دوست، احباب اس کے ہمراہ نہ ہوں گے تاکہ اس کے گناہوں پر مطلع نہ ہوں۔ بلکہ میدان محشر میں ہوں گے، حساب دے کر بندہ ان کے پاس خوشیاں مناتا اور اپنی کامیابی پر خنداں آئے گا ۱۳۔ اس طرح کہ کفار کے ہاتھ بندھے ہوں گے اور پیچھے سے ان کے بائیں ہاتھ میں اعمالنامے دیئے جائیں گے کیونکہ اچھے کام دائیں ہاتھ سے کئے جاتے ہیں، اور خراب کام بائیں ہاتھ سے، روٹی دائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں، استنجا بائیں ہاتھ سے کرتے ہیں، چونکہ کفار کے اعمالنامے میں ان کے گندے عمل درج ہیں، لہٰذا دائیں ہاتھ سے پکڑنے کے لائق نہیں، نیز کفار نے دنیا میں اوندھے

(بقیہ صفحہ ۹۳۹) کام کئے لہٰذا انہیں اعمالنامے بھی اوندھی طرف یعنی پیٹھ کے پیچھے سے دیئے گئے ۱۴۔ یعنی موت کی دعا کرے گا۔ یا موت کو پکارے گا' یا موت کی تمنا و آرزو کرے گا۔ تاکہ موت کے ذریعہ سے عذاب سے چھٹکارا پائے' کافر یہاں دنیا میں موت سے ڈرتا بچتا ہے وہاں موت کی آرزو کرے گا۔
۱۔ یعنی دوزخ میں اس سے معلوم ہوا کہ مومن گنہگار اور فترت والے اہل توحید کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں نہ ہوں گے کیونکہ یہ کفار کے لئے خاص ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکبر اور شیخی حرام ہے اسلام کی مخالفت کر کے خوش ہونا کفر ہے' یہ ہی دو خوشیاں یہاں مراد ہیں' رحمت الٰہی ملنے پر جائز خوشی منانا عبادت ہے ۳۔

وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِىٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ

اور بھڑکتی آگ میں جائے گا ۱ بے شک وہ اپنے گھر میں خوش تھا ۲ وہ سمجھا

ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ﴿۱۵﴾

کہ اسے پھرنا نہیں ۳ ہاں کیوں نہیں بے شک اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا

تو مجھے قسم ہے شام کے اجالے کی اور رات کی اور جو چیزیں اس میں جمع ہوتی ہیں ۴ اور چاند کی جب

اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا

پورا ہو ۵ ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے ۶ تو کیا ہوا انہیں ایمان

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۱﴾ ۩

نہیں لاتے اور جب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے ۷

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ﴿۲۳﴾

بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں ۸ اور اللہ خوب جانتا ہے جو اپنے جی میں رکھتے ہیں ۹

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تو تم انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو ۱۰ مگر جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ ع

کام کئے ان کے لئے وہ ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا ۱۱

سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۲ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ وَّ

قسم آسمان کی جس میں برج ہیں ۱۲ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے ۱۳ اور اس دن کی جو گواہ

مَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾

ہے اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں ۱۴ کھائی والوں پر لعنت ہو اس بھڑکتی آگ والے

یعنی کفار قیامت اور وہاں کے حساب و کتاب کے منکر ہیں اسی لئے وہ آخرت کی تیاری نہیں کرتے ۴۔ یعنی وقت مغرب کی قسم جب سورج تو چھپ جاتا ہے مگر اس کے نورانی آثار باقی رہتے ہیں اس وقت مومنین نماز مغرب پڑھتے ہیں' ذکر و فکر میں مشغول ہوتے ہیں' نیز رات کی قسم جو محبوبوں کے اپنے رب سے راز و نیاز کا وقت ہے اور ان نیک کاموں کی قسم جو اندھیری راتوں میں کئے جاتے ہیں' نماز تہجد' گریہ و زاری' آہ و بکا' توبہ استغفار' چونکہ یہ چیزیں رب کو پیاری ہیں۔ اس لئے ان کے اوقات بھی پیارے' اللہ تعالیٰ اس قال کو حال بنائے ۵۔ علماء کے نزدیک ان تینوں کے ظاہری معنی مراد ہیں۔ چونکہ ان اوقات میں عموماً مسلمان اعلیٰ کام کرتے ہیں لہٰذا رب نے ان کی قسم فرمائی صوفیا کے نزدیک یہ تینوں چیزیں بعد موت کے حالات ہیں' مرنے سے چالیس دن تک مردے کی روح کا تعلق اس عالم سے بھی ہوتا ہے' اور اس طرف سے بھی' گویا وہ شفق ہے یعنی شام' اس کے بعد عوام کی ادھر سے بے تعلق ہو جاتی ہے اور اس طرف متوجہ ہو جاتی ہے وہ گویا رات ہے' قبر سے اٹھنے کے بعد کا وقت ظہور اعمال کا وقت ہے' وہ گویا چاند مکمل ہونے کا زمانہ ہے' (تفسیر عزیزی) ۶۔ اس سے خطاب یا تو حضور سے ہے یعنی اے محبوب تم ہمیشہ درجات میں ترقی کرتے رہو گے کہیں تمہاری ترقی کی انتہا نہ ہو گی اور کیوں نہ ہو حضور رب تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اتم ہیں اور رب تعالیٰ کی بھی یہ ہی صفت ہے کل یوم ھو فی شان لہٰذا حضور کی بھی صفت ہے کہ ہمیشہ مراتب طے فرماتے ہیں' جیسے سورج کا عکس آئینہ سورج کے صفات رکھتا ہے' مگر پھر وہ عین سورج نہیں' یا صحابہ کرام کو خطاب ہے کہ پہلے بھی تو مدار طے کرتے ہوئے اس حد تک پہنچے ہو آئندہ بھی موت قبر' برزخ اور حشر کی منزلیں طے کرو گے۔ ۷۔ (شان نزول) ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت اقرا شریف کی تلاوت فرمائی' آپ نے اور تمام صحابہ کرام نے سجدہ تلاوت کیا جو مشرکین وہاں موجود تھے ویسے ہی بیٹھے رہے' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سجدہ تلاوت فرض ہے۔ محض سنت نہیں۔ کیونکہ عتاب فرض کے چھوڑنے پر ہوتا ہے۔ (حنفی) دوسرے یہ کہ کفار پر بھی عبادات فرض ہیں کہ ایمان لائیں اور عبادات کریں۔ انہیں فرائض چھوڑنے پر عتاب یا عذاب ہو گا کہ رب نے یہاں ان کفار پر عتاب فرمایا۔ جنہوں نے اس موقع پر سجدہ تلاوت نہ کیا ۸۔ اللہ تعالیٰ کو' قرآن کریم کو' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تیسری بات قوی ہے کیونکہ حضور کو جھٹلانے سے سب کا جھٹلانا لازم آ جاتا ہے ۹۔ بغض و حسد اور عناد کیونکہ حضور کی توہین اسی کی زبان سے نکلتی ہے جس کے دل میں ہزارہا فساد ہوتے ہیں اور جس کا اندرونی معاملہ نہایت خراب ہوتا ہے' حضور کے کمالات کا انکار اپنی بدکاریوں کا اظہار ہے' جیسے سورج کی نورانیت کا انکار اپنے اندھے ہونے کا اقرار ہے ۱۰۔ اس سے

(بقیہ صفحہ ۹۴۰) معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے انجام سے خبردار ہیں کہ کون دوزخی ہے کون جنتی، کیونکہ اس کے بغیر معین اشخاص کو بشارت اور ڈر نہیں سنا سکتے ۱۱۔ یعنی مومنوں کو جنت میں دائمی ثواب دیا جاوے گا، معلوم ہوا کہ جنت اور وہاں کی نعمتیں دائمی ہیں انہیں فنا نہیں یا مسلمانوں کو دنیا میں تاقیامت اجر ملتا رہتا ہے۔ ان کے صدقات جاریہ سے لوگ فائدے اٹھاتے رہتے ہیں، ان کی اولاد اور دوسرے مسلمان ان کے لئے ایصال ثواب اور دعائے خیر کرتے رہتے ہیں ۱۲۔ یعنی بارہ برج۔ چونکہ آسمان اور اس کے برج دنیا کے نظام کی بقا کا ذریعہ ہیں کہ موسموں کا اختلاف، دانے اور پھل کا پکنا، آفتاب کے ان بروج میں جانے سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے رب نے ان کی قسم فرمائی ۱۳۔ وعدہ کا دن یا قیامت کا دن یا ہر ایک کی موت کا دن ہے، قیامت میں نظام عالم درہم برہم ہو گا۔ یا عالم ایمان کا نظام قیامت سے وابستہ ہے کہ لوگ اس دن کے خوف سے ایمان و اعمال صالح اختیار کرتے ہیں، اس لئے اس کی قسم ارشاد ہوئی، قیامت کا وعدہ رب نے اپنے بندوں سے اور تمام نبیوں نے اپنی امتوں سے کیا اس لئے یوم موعود فرمایا گیا، نیز اللہ تعالیٰ نے قیامت میں مسلمانوں سے جنت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کبریٰ کا، مقام محمود وغیرہ کا، صالحین ابرار سے اپنے قرب کا، کفار و فجار سے عذاب کا وعدہ فرمایا، اس لئے اسے یوم موعود فرمایا گیا ۱۴۔ شاہد و مشہود کی کل تیرہ تفسیریں ہیں، اس لئے کہ یہ لفظ یا شہود سے بنا، یا مشاہدہ سے، یا شہادت سے، اگر شہود سے ہو تو شاہد بمعنی حاضر ہے اور مشہود وہ جگہ جہاں حاضری دی جائے، جمعہ شاہد ہے۔ جو مسلمانوں کے پاس خود حاضر ہو جاتا ہے، عرفات کا دن مشہود ہے، جس میں تمام حاجی عرفات کے میدان میں حاضری دیتے ہیں۔ اگر شہادت سے ہو تو شاہد گواہ، مشہود جس کی گواہی دی گئی حضور شاہد ہیں اور تمام انبیاء اور ان کی امتیں مشہود، یا ہمارے اعضا شاہد ہیں، ہم مشہود، خانہ کعبہ، سنگ اسود، ماہ رمضان، قرآن سب شاہد ہیں، اور ہم مشہود، کہ یہ چیزیں قیامت میں ہمارے گواہ ہیں، یا ہمارے خلاف گواہ ہیں، اگر مشاہدہ سے ہے تو شاہد دیکھنے والا۔ مشہود وہ جسے دیکھا جائے، حضور شاہد کہ معراج میں رب کی ذات، اس کے جمال کو دیکھا، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات مشہود، بہر حال اس کی بہت تفسیریں ہیں۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت عرصہ پہلے ملک شام میں ایک جابر بادشاہ تھا۔ جس کی سلطنت ایک جادوگر کے زور جادو سے قائم تھی، جب جادوگر بڈھا ہو گیا، تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ میری موت قریب آ گئی ہے، کسی لڑکے کو میرے پاس بھیج دیا کر کہ جسے میں سکھا جاؤں تاکہ میرے بعد تیرے ملک کو زوال نہ آئے بادشاہ نے ایک لڑکا مقرر کر دیا، جو اس کے پاس جا کر جادو سیکھنے لگا، اس لڑکے کے راستہ میں دین مسیحی کا ایک راہب رہتا تھا، لڑکا اس کے پاس بیٹھنے لگا، اس مقبول خدا راہب کے فیض صحبت سے لڑکے کا دل روشن ہو گیا، ایک دن راستہ میں ایک زبردست اژدہا ملا جس نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ لڑکے نے یہ کہہ کر سانپ کو پتھر مارا کہ الٰہی اگر راہب کا دین سچا ہو تو اسے ہلاک کر، وہ سانپ مر گیا۔ جس سے لڑکے کا بہت شہرہ ہو گیا۔ اور یہ لڑکا ایسا مقبول الدعا ہوا کہ جو بھی بیمار اس کے پاس آتا، لڑکے کی دعا سے تندرست ہو جاتا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا، بادشاہ کا وزیر اندھا ہو گیا۔ پھر لڑکے کی دعا سے اچھا بھی ہو گیا اور مومن بھی، جب بادشاہ کے دربار میں یہ وزیر پہنچا۔ تو بادشاہ نے تندرستی کا سبب پوچھا وہ بولا مجھے میرے رب نے اچھا کر دیا، بادشاہ بولا کہ میرے سوا تیرا رب کون ہے اور تو یہ دین کہاں سے سیکھ آیا، اس نے لڑکے

اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝۶ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝۷ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۸ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝۱۱ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝۱۲ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝۱۳ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝۱۴ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝۱۵ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝۱۶ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝۱۷ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝۱۸ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝۱۹

جب وہ اسکے کناروں پر بیٹھے تھے ۵ اور وہ خود گواہ ہیں ۶ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کرتے تھے اور انہیں مسلمانوں کا کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ ایمان لائے اللہ عزت والے سب خوبیوں سراہے پر ۷ کہ اسی کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے ۸ بے شک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور انکے لئے آگ کا عذاب ۹ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں یہی بڑی کامیابی ہے ۱۰ بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے ۱۱ بیشک وہ پہلے کرے اور پھر کرے ۱۲ اور وہی ہے بخشنے والا اپنے نیک بندوں پر پیارا ۱۳ عزت والے عرش کا مالک ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا کیا تمہارے پاس لشکروں کی بات آئی ۱۴ وہ لشکر کون فرعون اور ثمود ۱۵ بلکہ کافر جھٹلانے میں ہیں ۱۶

ربع حصہ ۱۲

بقیہ ۹۴۲ پر

وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾

اور اللہ ان کے پیچھے سے انہیں گھیرے ہوئے ہے[۱] بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے[۲]

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

لوح محفوظ میں[۳]

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۷ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۲﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿۳﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ

آسمان کی قسم[۵] اور رات کو آنے والے کی[۶] اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارا[۷] کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو[۸] تو چاہیے کہ

الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿۸﴾

آدمی غور کرے کہ کس چیز سے بنایا گیا[۹] جست کرتے پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے[۱۰] بیشک اللہ اس کے واپس کر دینے پر قادر ہے[۱۱]

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی[۱۲] تو آدمی کے پاس نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار[۱۳] آسمان کی قسم جس سے مینہ اترتا ہے[۱۴] اور زمین کی جو اس سے کھلتی ہے[۱۵] بے شک قرآن ضرور فیصلہ کی بات ہے[۱۶] اور کوئی ہنسی کی بات نہیں بے شک کافر اپنا سا داؤں چلتے ہیں اور میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں[۱۷] تو تم کافروں کو ڈھیل دو انہیں کچھ تھوڑی مہلت دو[۱۸]

۱۔ یعنی اگر کفار مکہ کو قرآنی چیزوں پر اعتقاد نہیں تو خود اپنی زندگی میں غور کریں کہ وہ ہر حال میں رب کی قدرت میں گھرے ہوئے ہیں' اس کے ارادے بغیر نہ سو سکتے ہیں نہ جاگ سکتے ہیں نہ کھا پی سکتے ہیں' خیال رہے کہ مومن تو اللہ کی رحمت کے گھیرے میں ہیں اور کافر اللہ کے قہر و غضب کے گھیرے میں ۲۔ یعنی یہ کلام جادو' شعر کہانت' انسانی کلام نہیں بلکہ یہ قرآن ہے' عزت والا' لوح محفوظ میں ہے ۳۔ یہاں کلام الٰہی کے تین صفات کا ذکر ہے قرآن ہونا' مجید ہونا' لوح محفوظ میں ہونا۔ قرآن کے معنی ہیں ملانے والا۔ یعنی بندوں کو رب سے' امتی کو نبی سے' بندوں کو بندوں سے' زندوں کو مردوں سے ملانے والا ہے' کہ قرآن کریم نے عالمگیر برادری پیدا فرما دی۔ یا قرآن کے معنی ہیں ملنے والا' یہ پیارا' زندگی' موت' قبر' حشر' میں مسلمان کے ساتھ رہتا ہے سب چھوٹ جائیں مگر یہ نہ چھوٹے' مجید کے معنی ہیں عزت والا' کہ خود ایسا عظمت والا' کہ بغیر غسل اس کا پڑھنا حرام' بغیر وضو اس کا چھونا منع' اس کی طرف پیٹھ' جوتے کرنا منع ہے اور دوسروں کو ایسی عزت دیتا ہے کہ اس کا لانے والا فرشتہ سب فرشتوں سے افضل' جس مہینے میں آیا' جس رات میں نازل ہوا۔ جس جگہ آیا وہ ماہ یعنی رمضان' شب قدر ' عرب شریف سب سے افضل ہیں' جس عربی زبان میں آیا وہ تمام زبانوں سے افضل' جس نبی پر آیا وہ تمام رسولوں کا سردار' جس دماغ اور سینے میں رہے' وہ تمام سینوں اور زبانوں سے افضل' اب جو حضور کو اپنی مثل کہے وہ بے دین ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ قرآن کریم پہلے لوح محفوظ میں تھا' پھر حضور کے سینہ مبارک میں آیا' جو مثل لوح محفوظ ہے' جسے رب نے کینہ' ارادہ گناہ' بھول وغیرہ سے محفوظ رکھا' پھر یہ قرآن حافظوں کے سینوں' علماء کے دماغوں میں قیامت تک محفوظ رہے گا۔ کوئی آسمانی کتاب اس طرح حفظ نہ کی گئی جیسے قرآن حفظ کیا گیا۔ ۵۔ (شان نزول) ایک بار ابوطالب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ ہدیہ لائے' حضور نے انہیں دودھ روٹی عطا فرمائی' ابوطالب کھا رہے تھے کہ ایک تارہ ٹوٹا' جس سے تمام فضا جگمگا گئی' ابوطالب گھبرا کر بولے' یہ کیا' حضور نے فرمایا کہ یہ نشان قدرت ہے اور یہ وہ تارا ہے جس سے شیطان مارے جاتے ہیں' ابوطالب کو سخت تعجب ہوا۔ اور حضور کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی ۶۔ یعنی آسمانی تاروں کی قسم جو رات میں چمکتے ہیں' آنے سے مراد لوگوں کو نظر آنا ہے' چونکہ آسمان اور تارے رب تعالیٰ کی قدرتوں کے مظہر ہیں' اس لئے ان کی قسم فرمائی گئی' آسمان بندوں کی روزی کا خزانہ ہے' رب کے قوانین جاری ہونے کی جگہ' شرک و کفر' گناہ وغیرہ سے پاک و صاف ہے' اس لئے آسمان کی قسم ارشاد ہوئی' تارے روشنی دیتے ہیں' وقت اور سمت بتاتے ہیں پھلوں میں رنگت' رس' بو پیدا کرتے ہیں اس لئے ان کی قسم ارشاد ہوئی' غرضیکہ ان کی قسم ان کے اظہار شان کے لئے ہے (از تفسیر عزیزی) صوفیانہ طریقہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان ہیں کہ آسمان کی طرح عالم کو مختلف فیوض پہنچا رہے ہیں آپ کی نبوت و رحمت آسمان کی طرح تمام خالق کو گھیرے ہوئے اور آسمان کے پانی کی طرح تمام لوگوں کے نیک اعمال آپ کی نگاہ کرم پر موقوف ہیں اور طارق سے مراد حضور کے صحابہ ہیں' جو تاروں کی طرح مخلوق کے ہادی ہیں' زمین کی بقا کا ذریعہ ہیں' جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۷۔ کہ تارے کی روشنی آسمانوں کو پھوڑ کر زمین پر پہنچتی ہے اور اس میں سے شہاب نکل کر شیطان کو پھوڑتا ہے' گولی کی طرح' ایسے ہی صحابہ کی روشنی تہ خانوں' تاریک کوٹھڑیوں میں پہنچ کر دلوں کو نورانی کرتی ہے کسی کو ان کے درجات کا کماحقہ علم نہیں

ا۔ سورۃ طارق میں ذکر تھا' کہ ہر نفس پر فرشتہ حافظ ہے' اس میں ذکر ہے کہ اے محبوب تم پر ہم حافظ ہیں' کہ تم قرآن بھول نہیں سکتے' گناہ کر نہیں سکتے سورہ طارق کی آخری آیت میں تھا کہ کفار اپنی زندگی مکرو فریب میں گزارتے ہیں' سورہ اعلیٰ کی پہلی آیت میں ذکر ہے' کہ آپ اپنی زندگی رب کی تسبیح میں گزاریں۔ ۲۔ تسبیح کے معنی ہیں پاک کرنا پاک کہنا' پاک سمجھنا' اگر اس میں حضور سے خطاب ہے تو معنی یہ ہے کہ اے محبوب کفار و مشرکین نے میری ذات اور میرے نام کو عیب لگائے کہ میرے لئے اولاد' شریک ٹھہرائے تم ان دھبوں کو دور کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کو بتوں کی نجاست سے' بی بی مریم کو اتہام کی نجاست سے حضرت

سُورَۃُ الْاَعْلٰی مَکِّیَّۃٌ | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُھَا ۱۹ رُکُوْعُھَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا [1]

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۲﴾

اپنے رب کے نام کی پاکی بولو [2] جو سب سے بلند ہے [3] جس نے بنا کر ٹھیک کیا [4]

وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿۳﴾ وَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿۴﴾

اور جس نے اندازہ پر رکھ کر [5] راہ دی [6] اور جس نے چارہ نکالا

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ﴿۶﴾ اِلَّا مَا

پھر اسے خشک سیاہ کر دیا [7] اب تمہیں پڑھائیں گے [8] کہ تم نہ بھولو گے مگر

شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى ﴿۷﴾ وَنُیَسِّرُكَ

جو اللہ چاہے [9] بے شک وہ جانتا ہے ہر کھلے اور چھپے کو [10] اور ہم تمہارے لئے آسانی کا

لِلْیُسْرٰى ﴿۸﴾ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿۹﴾ سَیَذَّكَّرُ مَنْ

سامان کر دیں گے [11] تو تم نصیحت فرماؤ [12] اگر نصیحت کام دے [13] عنقریب نصیحت مانے گا جو

یَّخْشٰى ﴿۱۰﴾ وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ

ڈرتا ہے [14] اور اس سے وہ بڑا بدبخت دور رہے گا [15] جو سب سے بڑی آگ میں

الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى ﴿۱۳﴾ قَدْ اَفْلَحَ

جائے گا [16] پھر نہ اس میں مرے اور نہ جیئے [17] بے شک مراد کو

مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ

پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر [18] نماز پڑھی [19] بلکہ تم جیتی دنیا کو

الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِی

ترجیح دیتے ہو [20] اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی [21] بے شک یہ اگلے صحیفوں

الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

میں ہے [22] ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں

عیسیٰ و سلیمان علیہما السلام کو دنیا بھر کے الزامات کی گندگی سے' رب کے نام کو مشرکین کے لگائے ہوئے عیوب سے پاک فرماتے ہیں' اس طرح ہمارے دل میں دماغ' ایمان و اعمال کو پاکی حضور ہی سے ملے گی' اور اگر عام بندوں سے خطاب ہے تو معنی یہ ہوں گے' کہ رب کو ہر عیب سے پاک سمجھو' زبان سے اس کی بے عیبی بیان کرو ۳۔ خیال رہے کہ اس آیت میں تسبیح کا حکم بغیر قید کے ہے' لہٰذا ہر طرح تسبیح پڑھنی درست ہے' خواہ ندا سے جیسا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ یا بغیر ندا جیسے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ایسے ہی درود میں صلوا و سلموا مطلق ہے لہٰذا ہر طرح کا درود شریف درست ہے' ندا سے ہو یا بغیر ندا' جیسے کھانے پینے کا حکم مطلق ہے کلوا واشربوا ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر خیر و شر چھوٹی بڑی چیز کا رب خالق ہے' دوسرے یہ کہ ہر چیز کے پیدا فرمانے میں حکمت ہے' کفر و طغیان' فسق و شیطان خود برے ہیں مگر ان کا پیدا فرمانا برا نہیں اس میں صدہا حکمتیں ہیں ۵۔ اس طرح کہ ہمارے اعضاء حالات' صفات' روزیاں' زندگی و موت اندازے سے رکھیں' جو اندازے لوح محفوظ میں لکھ دیئے' یہ اس عالم کے لئے ہیں' مگر جنت کی نعمتیں بے حساب و بے انداز ہوں گی رب فرماتا ہے۔ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بغیر حساب کیونکہ دنیا تجارت کی جگہ ہے وہ مہمانی کی جگہ' مہمان کی خاطر تواضع حساب یا قیمت سے نہیں ہوتی' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ تکوینی و طبعی ہدایت جس سے ہر جانور اپنی غذاء' دواء' طریقہ زندگی پہچانتا ہے' بعض جانور ایسے گھر بناتے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے انسان کا چھوٹا بچہ بے پروا ماں کو رو کر بلاتا ہے' پیغمبر کی صحبت یافتہ جانور ہدایت والے ہوتے ہیں' کہ ان کی برکت سے لوگوں کو ہدایت مل جاتی ہے دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کے ذریعہ سارے ملک یمن کو ہدایت ملی جو حضور کے صحابہ کو ہدایت پر نہ مانے وہ بڑا بے وقوف ہے' یا یہ مطلب ہے' کہ ہر فرشتے کو رب نے اپنے اس مقرر کردہ اندازے کی خبر دی' جس سے اس فرشتے کا تعلق ہے' چنانچہ حضرت عزرائیل کو سب کی زندگی و موت کا اندازہ ہے حضرت میکائیل کو سب کے رزق کا اندازہ ہے ورنہ عالم کا نظام درہم برہم ہو جائے اور حضور تو ساری مخلوق سے زیادہ عالم' تو حضور کو بھی اندازے بتا دیئے' جیسا کہ احادیث میں ہے یا یہ معنی ہیں کہ قبر و حشر کے متعلق اندازے لگائے' کہ اتنے دوزخی ہیں اتنے جنتی' پھر ہر ایک کو اسی طرف راہ دی' جس کے لئے وہ بنا ہے' یا ہر مخلوق کی عبادت و تسبیح مختلف اندازوں سے مقرر کی' پھر اسے اپنی تسبیح و عبادت کی ہدایت دی' خیال رہے کہ سبزے اور جانوروں کی عبادتیں بھی مختلف ہیں' ان کی تاثیریں جداگانہ یا انسانوں کو ہدایت و گمراہی کے مختلف اندازوں میں رکھا' پھر ہر ایک کا دل اس طرف مائل کیا جس کے لئے وہ پیدا ہوا ۷۔ یہ ہی حال دنیا اور اس کی نعمتوں کا ہے' کہ سبزہ کی طرح خوشنما ہیں' مگر بہت جلد فنا ہونے والی ۸۔ قرآن مجید کے الفاظ' اس کے

سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۲۶ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲

بے شک تمہارے پاس اس مصیبت کی خبر آئی ۱ جو چھا جائے گی ۲ کتنے ہی منہ اس دن ذلیل ہوں گے ۳

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ

کام کریں مشقت جھیلیں ۴ جائیں بھڑکتی آگ میں ۵ نہایت جلتے چشمے کا پانی

عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا

پلائے جائیں ۶ ان کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے ۷ کہ نہ

يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸

فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں ۸ کتنے ہی منہ اس دن چین میں ہیں ۹

لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا

اپنی کوشش پر راضی ۱۰ بلند باغ میں ۱۱ کہ اس میں کوئی بیہودہ بات

لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳

نہ سنیں گے ۱۲ اس میں رواں چشمہ ہے ۱۳ اس میں بلند تخت ہیں ۱۴

وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵ وَّزَرَابِيُّ

اور چنے ہوئے کوزے اور برابر برابر بچھے ہوئے قالین ۱۵ اور پھیلی ہوئی

مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷

چاندنیاں ۱۶ تو کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے ۱۷ کیسا بنایا گیا ۱۸

وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹

اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا ۱۹ اور پہاڑوں کو کیسے قائم کئے گئے ۲۰

وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ

اور زمین کو کیسے بچھائی گئی ۲۱ تو تم نصیحت

۱۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو قیامت کی خبر آ چکی ہے' پہلے ہی سے' کیونکہ حضور ظہور نبوت سے پہلے عقاید اسلامیہ سے پورے واقف تھے' ان میں قیامت بھی ہے ۲۔ قیامت میں کافروں کے دلوں پر غشی' چہروں پر سیاہی چھا جائے گی' مسلمانوں کے دلوں پر خوشی' چہروں پر روشنی چھا جائے گی ۳۔ جو دنیا میں اللہ والوں کے روبرو اکڑتے تھے' وہاں ہر طرح ذلیل ہوں گے' قبروں سے پیٹ کے بل چل کر محشر میں پہنچیں گے' وہاں منہ کالے' دونوں ہاتھ بندھے' گلے میں طوق' ہر دروازے پر بھیک مانگیں گے' مگر درکارے جائیں گے' ایک دوسرے پر لعنت کریں گے ۴۔ قیامت کے دن' اس طرح کہ تا ختم قیامت آگ کے پہاڑ چڑھیں گے' اتریں گے' رب فرماتا ہے۔ سارھقہ صعودا ان کے سونے چاندی کے پترے بنا کر ان کی پسلیاں' پیشانیاں' داغی جاویں ان کے جانور سینگ گھونپیں' پاؤں سے روندیں' یا دنیا میں کہ مرتے وقت تک دنیاوی کاروبار' محنت و مشقت میں ایسے مشغول رہیں' کہ خدا یاد نہ آئے' یا دنیا میں ظاہری نیکیاں کریں' مگر آخرت میں پھل نہ پائیں' جیسے جوگیوں' سادھوؤں کی ترک دنیا' اور تکالیف اٹھانا' یا جیسے بے دین مسلمانوں کے روزے نماز اور کتب وغیرہ لکھنا کہ انجام خواری ہے' کیونکہ دامن مصطفوی سے وابستگی نہیں۔ بغیر پاور بجلی کی فٹنگ عبث ہے۔ بغیر روح جسم بے کار' بغیر عشق مصطفوی عبادت برباد ۵۔ کیونکہ انہوں نے دنیا میں روزہ رمضان' گرمیوں کے حج اور جہاد کی تپشیں نہ جھیلیں' لہٰذا اس آگ کی گرمی جھیلیں' جو دنیا کی آگ سے ستر گنا تیز ہے ۶۔ کیونکہ انہوں نے دنیا میں پانی کے متعلق شرعی پابندیاں برداشت نہ کیں' شرابیں پئیں' تمام حرام و حلال چیزیں ہر طرح نوش کیں سونے چاندی کے برتنوں میں بائیں ہاتھ سے کھڑے کھڑے پانی پیا' رمضان میں دن کے وقت شربت پئے' لہٰذا آج یہ پانی پئیں ۷۔ ضریع عرب میں ایک خاردار زہریلی گھاس ہے' جو جانور کے پیٹ میں آگ سی لگا دیتی ہے' نہایت بدمزہ سخت نقصان دہ' لہٰذا اس کا ترجمہ آگ کے کانٹے نہایت موزوں ہے' یعنی پیٹ میں آگ لگا دینے والے کانٹے' خیال رہے کہ اس آیت میں حصر اضافی ہے' یعنی اس طبقے والوں کی غذا صرف ضریع ہے' دوسرے طبقہ والوں کی غذا زقوم یعنی تھوہر اور غسلین یعنی کچلہو ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' چونکہ کفار دنیا میں سور' سود' جوئے وغیرہ حرام کمائیوں کی پروا نہ کرتے تھے شریعت کی پابندیاں توڑ کر کھاتے تھے لہٰذا انہیں یہ کھانے دیئے جائیں گے' لھم کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ صرف کفار کو دی جائے گی' گنہگار مومن اگرچہ عارضی طور پر دوزخ میں جائے گا' مگر انشاء اللہ اس غذا سے محفوظ رہے گا ۸۔ کیونکہ کفار نے دنیا میں کھانے یا شیطانی کھائے یا نفسانی' ایمانی' روحانی کھانے نہ کھائے' لہٰذا اس کی یہ سزا ملی' شیطانی کھانا وہ جو گناہ کرنے کے لئے کھایا جائے نفسانی کھانا وہ جو جانوروں کی طرح محض نفس پروری کے لئے کھایا جائے' رب فرماتا ہے۔ یاکلون کما تاکل الانعام روحانی یا ایمانی کھانا وہ جو رب کی عبادت کے لئے کھایا جائے' یہ کھانا بھی عبادت ہے اس لئے رمضان سحری و افطار' غازی کی غذا سب عبادت ہے ۹۔ یہاں چہروں سے مراد چہرے والے ہیں' یعنی انسان' مطلب یہ ہے' کہ قیامت میں مومن متقی چین میں ہوں گے' نہ انہیں سورج کی گرمی ستائے نہ زمین کی تپش' نہ انہیں خوف ہو نہ غم' نہ رب کا عتاب ہو نہ فرشتوں کی لعن طعن' نہ قیامت کی گھبراہٹ' کیونکہ یہ حضرات دنیا میں بے چین رہے' دنیا میں خوف خدا کی بے چینی قیامت کے چین کا ذریعہ ہے۔ ۱۰۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا' کہ مومن دنیا میں اپنی نیکیوں پر راضی یا نازاں نہیں ہوتا' کیونکہ انجام کی خبر نہیں' محشر

ا۔ یعنی اے محبوب عالم کی چیزیں معرفت الٰہی کی کتاب ہیں' اور تم ان کے معلم' کہ لوگ تمہارے ذریعہ سے ان چیزوں میں غور کریں۔ اور رب کو پہچانیں' خیال رہے کہ استاذ بغیر کتاب پڑھا سکتا ہے' مگر کتاب بغیر استاذ نہیں سکھا سکتی' دیکھو رب نے قرآن کو کتاب فرمایا اور حضور کو نور' کہ کتاب اس کے بغیر مفید نہیں۔ مگر نور بغیر کتاب بھی مفید ہے' بہت حضرات نزول قرآن سے پہلے حضور پر ایمان لائے' جیسے حضور کے والدین' بحیرہ راہب وغیرہ' یا وہ صحابہ جو حضور کو دیکھ کر ایمان لائے اور فوراً شہید ہو گئے۔ مگر ایسا کوئی نہ ملے گا' جو حضور کے بغیر محض قرآن سے ایمان لایا ہو ۲۔ مذکر حضور کے ناموں میں سے ایک نام ہے مذکر' ذکر سے بنا۔ ذکر کے معنی

مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ إِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ

سناؤ ا تم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو ۲ تم کچھ ان پر کڑوڑا نہیں ۳ ہاں جو منہ پھیرے ۴

كَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ إِنَّ إِلَيْنَا

اور کفر کرے تو اسے اللہ بڑا عذاب دے گا ۵ بے شک ہماری ہی طرف

إِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

ان کا پھرنا ہے ۶ پھر بے شک ہماری ہی طرف ان کا حساب ہے ۷

سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — اٰيَاتُهَا ۳۰ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ إِذَا

اس صبح کی قسم ۸ اور دس راتوں کی ۹ اور جفت اور طاق کی ۱۰ اور رات کی جب

يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ

چل دے ۱۱ کیوں اس میں عقل مند کے لئے قسم ہوئی ۱۲ کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ

رب نے عاد کے ساتھ کیسا کیا ۱۳ وہ ارم حد سے زیادہ طول والے ۱۴ کہ ان جیسا شہروں میں

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾

پیدا نہ ہوا ۱۵ اور ثمود جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانیں کاٹیں ۱۶

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾

اور فرعون کہ چومیخا کرتا ۱۷ جنہوں نے شہروں میں سرکشی کی ۱۸

فَأَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ

پھر ان میں بہت فساد پھیلایا ۱۹ تو ان پر تمہارے رب نے عذاب کا کوڑا بقوت

عَذَابٍ ﴿۱۳﴾ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا

مارا ۲۰ بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں لیکن آدمی ۲۱ تو جب

ہیں۔ نصیحت' یاد دلانا' تذکرہ کرنا' خیر خواہی' شرف و عظمت و عزت' ہر معنی کے لحاظ سے حضور مذکر ہیں' حضور اللہ کی ذات و صفات یاد دلاتے' میثاق کا بھولا ہوا عہد یاد دلاتے گزشتہ انبیاء' ان کی امتوں کو یاد دلاتے' حضور تمام خدائی کے سچے خیر خواہ ہیں اور ان کا ہر کلام و ہر کام مخلوق کے لئے نصیحت ہے' حضور کی برکت سے انبیاء' اولیاء مومنین' حضور کے تعلق والے حضرات' بلکہ مکہ و مدینہ کے ذرات' غرضیکہ زمان و زمین کو شرف و عظمت ملی۔ یہ بھی خیال رہے کہ مذکر میں وقت' نوعیت وغیرہ کی قید نہیں' کیونکہ حضور سب کو ہمیشہ ہر طرح مذکر ہیں حضور کی ہر ادا تبلیغ ہے ۳۔ یعنی ان کی ہدایت کے آپ ذمہ دار نہیں۔ اگر سارے لوگ کافر رہیں۔ تو آپ کا کچھ نہیں بگڑتا' اگر سورج سے کوئی روشنی نہ لے' بادل سے فیض نہ لے تو اس سے سورج یا بادل کا نقصان نہیں ہے' یا یہ مطلب ہے کہ آپ انہیں جبراً" مسلمان نہ کریں ۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات یا اس کے احکام کا انکار کرے' یا قرآن کے نزول یا اس کی بقا' یا اس کے احکام سے' یا حضور کی ذات یا صفات یا حضور کے فرمانوں سے منہ پھیرے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی اطاعت سب پر فرض ہے' کیونکہ من بغیر قید ذکر ہوا دوسرے یہ کہ قرآن کریم یا بندگان دین کی طرف پشت پھیر کر بیٹھنا منع ہے کہ یہ بھی پیٹھ پھیرنے کی ظاہر صورت ہے' اس سے بھی پرہیز چاہیے ۵۔ دوزخ کا دائمی عذاب' خیال رہے کہ کافر کے لئے پانچ عذاب ہیں دنیاوی' نزع کے وقت' قبر محشر' دوزخ کے عذاب ان سب میں بڑا عذاب دوزخ کا ہے۔ باقی چار چھوٹے' کیونکہ دوزخ کا عذاب دائمی ہے' دوزخ میں سخت رسوائی بھی ہے' دوزخ میں ہر طرح کا عذاب ہے' کھانے' پینے' رہنے' سہنے' زہریلے جانور سب کا عذاب' ان تین وجہوں سے اسے بڑا عذاب کہا گیا۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر ایک پر حضور کی اطاعت واجب ہے' اطاعت سے انکار کفر' کیونکہ من میں کوئی قید نہیں' دوسرے یہ کہ کفار کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں' کیونکہ منہ پھیرنا' کفر کرنا' ان سے نہ پایا گیا' تیسرے یہ کہ حضور کے والدین جنتی ہیں۔ کیونکہ جو تولی اور کفر کرے وہ دوزخی ہے' ان سے یہ چیزیں سرزد نہ ہوئیں' چوتھے یہ کہ کفر تمام گناہوں سے بدتر ہے' کہ اس پر عذاب اکبر ہو گا ۶۔ مرتے وقت یا قبر میں پہنچ کر یا قیامت میں جبکہ انہیں خود بھی یقین ہو جائے گا کہ ہمارا مددگار رب کے سوا کوئی نہیں' ورنہ اس وقت بھی وہ رب کے قبضہ میں ہیں خیال رہے کہ سب کو رب کی بارگاہ میں جانا ہے' کوئی خوشی سے جائے گا۔ جیسے دولہا برات کے ساتھ' سسرال میں جاتا ہے۔ کوئی ناچار ہو کر' جیسے پھانسی کا ملزم گرفتار ہو کر' یہاں دوسرا پھرنا مراد ہے' کیونکہ روئے سخن کفار کی طرف ہے' جنہیں عذاب اکبر ہونے والا ہے ۷۔ یہاں حساب سے مراد قیامت کا حساب ہے جو عقائد و اعمال سب کا ہو گا' قبر میں صرف ایمان کا حساب ہے' اس لئے یہاں

مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝۱۵

اسے اس کا رب آزمائے کہ اسکو جاہ اور نعمت دے جب تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی لہ

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ

اور اگر آزمائے اور اس کا رزق اس پر تنگ کرے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے

اَهَانَنِ ۝۱۶ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝۱۷ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ

خوار کیا لہ یوں نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے تہ اور آپس میں ایک دوسرے کو

عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۱۸ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝۱۹

مسکین کے کھانے کی رغبت نہیں دیتے ۳ اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو ۵

وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝۲۰ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ

اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو ۶ ہاں ہاں جب زمین ٹکرا کر پاش پاش

دَكًّا دَكًّا ۝۲۱ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝۲۲ وَجِايْٓءَ

کردی جائے ۸ اور تمہارے رب کا حکم آئے ۹ اور فرشتے قطار قطار ۹ اور اس دن

يَوْمَئِذٍۢ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ

جہنم لائی جائے ۱۰ اس دن آدمی سوچے گا اور اب اسے سوچنے کا وقت

الذِّكْرٰى ۝۲۳ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝۲۴ فَيَوْمَئِذٍ

کہاں ۱۱ کہے گا ہائے کسی طرح میں نے جیتے جی نیکی آگے بھیجی ہوتی ۱۲ تو اس دن اس کا سا

لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝۲۵ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝۲۶

عذاب کوئی نہیں کرتا ۱۳ اور اس کا سا باندھنا کوئی نہیں باندھتا

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝۲۷ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً

اے اطمینان والی جان ۱۴ اپنے رب کی طرف واپس ہو ۱۵ یوں کہ تو اس سے راضی

مَّرْضِيَّةً ۝۲۸ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝۲۹ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝۳۰

وہ تجھ سے راضی ۱۶ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو ۱۷ اور میری جنت میں آ

ع

لہ خود میرے اپنے کمال کی بنا پر یعنی شکر کے طور پر نہیں، بلکہ فخریہ کہتا ہے، یا یہ کہ اب یہ عزت میری ملک ہو گئی، مجھ سے جدا نہ ہوگی، اگر شکر کے طور پر ہوتا، تو عتابانہ طور پر ذکر نہ ہوتا ۲۔ رب کی شکایت سب سے کرتا ہے، نیز رب کے احسانات چھپاتا ہے، اس کی بھیجی ہوئی تکلیفوں پر شور مچاتا ہے، یا یہ مطلب ہے کہ غریبی کو اپنی ذلت سمجھتا ہے حالانکہ یہ کبھی رب کی نعمت ہوتی ہے۔ امیری کبھی عذاب، اکثر انبیاء کرام، اولیاء، علماء، مساکین ہوئے، خیال رہے قدر کے معنی قدرت، اندازہ، عزت اور تنگی ہیں ۳۔ (شان نزول) امیہ بن خلف کے پاس قدامہ بن مظعون یتیم تھے، امیہ نے ان کا حق نہ دیا، نہ ان سے اچھا برتاؤ کیا، اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں، (روح و خزائن) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ یتیم کی پرورش اس کی اچھی تعلیم و تربیت، اعلیٰ درجہ کی عبادت اور دینی اور قومی فرض ہے دوسرے یہ کہ یتیم کی پرورش کے کفار بھی مکلف ہیں کہ امیہ بن خلف پر اس کوتاہی کی وجہ سے عتاب فرمایا گیا ۴۔ یعنی تم خود بھی کھانے کی خیرات نہیں کرتے، دوسروں کو بھی اس کی رغبت نہیں دیتے، بلکہ اس سے روکتے ہو، اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ سخاوت محمود صفت ہے، بخل برا عیب ہے، دوسرے یہ کہ کھانے کی خیرات دیگر صدقات سے بہتر ہے کہ اس سے جان بچتی ہے، حتیٰ کہ جانوروں کو کھلانا بھی ثواب ہے بھوکے انسان کا پیٹ بھرنا تو سبحان اللہ، تیسرے یہ کہ حیلے بہانوں سے صدقات روکنا، خیرات بند کرنا، کفار کا طریقہ ہے، اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنی چاہیے، چوتھے یہ کہ سخاوت کے مکلف کفار بھی ہیں کہ بخل پر انہیں عتاب فرمایا، مگر یہ تکلیف شرعی نہیں، اسی لئے ان کے اسلام لانے پر زمانہ کفر کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں ۵۔ لما کے معنی ہیں جمع اور غلط کھانے سے مراد ہے استعمال کرنا، یعنی اپنے عزیز میت کے متروکہ مال پر حرام و حلال کا فرق کئے بغیر قبضہ کرتے ہو، کہ میت کا قرض، امانتیں، ادا نہیں کرتے، اس کی وصیت پوری نہیں کرتے، اس کے پاس جوئے، چوری، ڈکیتی، وغیرہ کا جو حرام مال ہو۔ اسے علیحدہ نہیں کرتے، اس کی بیوی اور لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے، غرضیکہ بغیر سوچے سمجھے میراث لینے کی کرتے ہو، اس آیت سے تین فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ اسلام سے پہلے عرب میں ابراہیمی شریعت کے مطابق تقسیم میراث مروج تھی، جس میں یہ لوگ بے اعتدالیاں کرتے تھے۔ ورنہ یہ آیت مکیہ ہے اور اسلامی میراث کے احکام مدینہ منورہ میں آئے دوسرے یہ کہ حضور کی میراث تقسیم نہیں، ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنی خلافت میں میراث پر غلط قبضہ کیا کہ حضور کا مملوکہ علاقہ خود لیا، حضور کے وارثوں کو نہ دیا اور صدیق و فاروق و عثمان غنی کے مفتوحہ علاقے ان کے وارثوں کے حوالے نہ کئے لہٰذا اس آیت کی زد میں علی مرتضیٰ بھی آجائیں گے نعوذ باللہ، تیسرے یہ کہ میراث کی غلط تقسیم، لڑکیوں کو محروم کرنا کفار کا طریقہ ہے اور سخت عذاب کا باعث، اس سے وہ مسلمان عبرت پکڑیں جو لڑکیوں کو میراث دیتے گھبراتے ہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ مال کی محبت بری نہیں بلکہ بہت گہری محبت بری ہے، گہری محبت کی تین صورتیں ہیں، مال خرچ نہ کرے، جمع کر کے چھوڑ جاوے، سوتے جاگتے مال حاصل کرنے کی فکر میں رہے، آخرت سے بے پروا، اللہ و رسول سے غافل ہو جاوے۔ ہر حلال و حرام ذریعوں سے مال حاصل کرے، خیال رہے کہ مال کی محبت حد کے اندر جائز ہے حد سے زیادہ بری، مگر اللہ و رسول کی محبت حد میں جائز، حد سے زیادہ بہت ہی اعلیٰ، بلکہ اس کی کوئی حد ہی نہیں ۷۔ اس طرح کہ زمین کے ٹکڑے اڑ جاویں، اور اس پر کوئی عمارت پہاڑ،

ا۔ یعنی مکہ معظمہ کی جو سب سے پرانا شہر ہے' جسے خلیل اللہ نے بسایا' جس میں کعبۃ اللہ' مقام ابراہیم وغیرہ ہے' جہاں ہمیشہ سے حج ہوتا ہے' جہاں ہر متنفس کو امن و امان ہے' جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت گاہ ہے' معلوم ہوا کہ حضور کی نسبت سے مکہ معظمہ کے کوچہ و بازار کو وہ حرمت ملی کہ رب نے ان کی قسم فرمائی تو جو صحابہ کرام حضور کے ساتھ سایہ کی طرح رہے ان کی عظمت کا کیا پوچھنا ۲۔ حل یا حلول سے ہے' یا حلال سے' یعنی اے محبوب تم اس مکہ معظمہ میں عارضی طور پر تشریف فرما ہو' ورنہ تم کو یہاں رکھا نہ جاوے گا۔ تا کہ تمہاری زیارت کعبہ کی وجہ سے نہ کی جاوے یا آئندہ شاہانہ شان سے تشریف فرما ہونے والے ہو' یا تم حلال ہو کر مکہ معظمہ میں تشریف لانے والے ہو' فتح مکہ کے دن' خیال رہے کہ اس وقت مکہ معظمہ کی قسم اس لئے فرمائی گئی' کہ وہ محبوب کی قیام گاہ ہے' اب چونکہ مدینہ منورہ حضور کا دائمی قیام گاہ ہے' لہٰذا بہت عظمت والا ہے' صوفیا فرماتے ہیں کہ عشاق رسول کا دل و جگر وہ شہر ہے جس میں حضور جلوہ گر ہیں' یا اس شہر میں دیدار یار کا بازار لگا ہے' جہاں عشق مصطفوی کے سودے ملتے ہیں' ان کی قسم ارشاد فرمائی۔ خیال رہے کہ جیسے مختلف شہروں میں مختلف چیزوں کی منڈیاں ہیں کسی سینہ میں کفر و طغیان کی منڈی ہے' کسی میں ایمان و عرفان کی' کسی میں عشق مصطفوی کی منڈی ہے' یہاں ان سینوں کی قسم ہے' جہاں عشق کی منڈی ہے' یہ بھی خیال رہے کہ جیسے سورج کا نور لاکھوں شیشوں میں بیک وقت آ سکتا ہے ایسے ہی حضور کی تجلی لاکھوں سینوں میں بیک وقت جلوہ گر ہے اور جیسے لیمپ کی بتی کا نور گھر کے ہر گوشہ میں ہے ساتھ ہی چمنی کا رنگ ہر جگہ ہے' ایسے ہی جہاں اللہ کا نور ہے وہاں حضور کا رنگ ہے' جہاں رنگ مصطفوی نہیں' وہاں نور خدائی سے محرومی ہے' لہٰذا ارشاد ہو وانت حل بھذا البلد تم ان سینوں میں جلوہ گر ہو' اس سے معلوم ہوا کہ حضور محبوب اکبر ہیں' جس چیز کو حضور سے نسبت ہو جائے وہ بھی رب کی محبوب ہے' لہٰذا اولیاء کا سینہ رب کو پیارا ہے' کہ اس کی قسم فرمائی۔ ۳۔ یہاں والد سے مراد یا آدم علیہ السلام ہیں' اور ولد سے مراد ان کی اولاد' اس صورت میں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ تمام مخلوق میں انسان اشرف ہے کہ رب نے اس کی قسم فرمائی' دوسرے یہ کہ باپ کا درجہ ماں سے زیادہ ہے کہ رب نے باپ کی قسم فرمائی نہ کہ ماں کی' یا باپ سے مراد ابراہیم علیہ السلام ہیں اور اولاد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے معلوم ہوا کہ جماعت انبیاء علیہم السلام میں حبیب اللہ پھر خلیل اللہ بہت عظمت والے ہیں' یا والد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اولاد سے مراد آپ کی امت' جیسے باپ اولاد کی اصل ہے ایسے ہی حضور

وقف لازم

آیاتھا (٢٠) ٩٠ سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ٣٥ رکوعھا (١)

یہ سورت مکیہ ہے اس میں ایک رکوع. ٢٠ آیات ٨٢ کلمات اور ٣٢٠ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾

مجھے اس شہر کی قسم ۱ کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو ۲

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾

اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس اولاد کی کہ تم ہو ۳ بیشک ہم نے آدمی کو مشقت میں رہتا

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ

پیدا کیا ۴ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہرگز اس پر کوئی قدرت نہیں پائے گا ۵ کہتا ہے میں نے

مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ؕ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ

ڈھیروں مال فنا کر دیا ۶ کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اسے کسی نے نہ دیکھا ۷ کیا ہم نے اس کی دو

عَيْنَيْنِ ۙ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾

آنکھیں نہ بنائیں ۸ اور زبان اور دو ہونٹ ۹ اور اسے دو ابھری چیزوں کی راہ بتائی ۱۰

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۫ۖ﴿۱۱﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ؕ﴿۱۲﴾ فَكُّ

پھر بے تامل گھاٹی میں نہ کودا ۱۱ اور تو نے کیا جانا وہ گھاٹی کیا ہے ۱۲ کسی بندے کی

رَقَبَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا

گردن چھڑانا ۱۳ یا بھوک کے دن کھانا دینا ۱۴ رشتہ دار

ذَا مَقْرَبَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ

یتیم کو ۱۵ یا خاک نشین مسکین کو ۱۶ پھر ہو ان سے جو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ؕ﴿۱۷﴾

ایمان لائے ۱۷ اور انہوں نے آپس میں صبر کی وصیتیں کیں ۱۸ اور آپس میں مہربانی کی

ساری امت کی اصل' جیسے باپ اولاد کو تربیت دینے والا تعلیم دلانے والا اور پالنے والا ہے' ایسے ہی حضور اپنی امت کو پالنے اور تربیت دینے والے ہیں' جیسے بیٹا کسی درجہ میں پہنچ کر باپ کے برابر نہیں ہو سکتا' ایسے ہی امتی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا' جیسے باپ کا رشتہ مر کر بھی نہیں ٹوٹتا' ایسے ہی امتی مر کر بھی امتی رہتا ہے' جیسے باپ کے تمام رشتہ دار اپنے عزیز ہوتے ہیں' کہ باپ کی ماں دادی' اس کا بھائی چچا' ایسے ہی حضور کے صحابہ' اہل بیت' اولیاء' علماء ہمارے لئے باعث عزت و فخر ہیں' جیسے باپ اپنے ہر کالے' گورے' عالم' جاہل اولاد کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے ایسے ہی حضور نے سارے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بنا دیا' حضور نے انسانوں میں عالمگیر برادری پیدا فرما دی' اس صورت میں اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نبی امتی کے روحانی باپ ہیں' بھائی نہیں' اسی لئے ان کی بیویاں امتی کی بھاوج

أُولَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلۡمَيۡمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِـَٔايَٰتِنَا

وصیتیں کیں ۱۷ یہ داہنی طرف والے ہیں ۱۸ اور جنہوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا

هُمۡ أَصۡحَٰبُ ٱلۡمَشۡـَٔمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيۡهِمۡ نَارٞ مُّؤۡصَدَةُۢ ﴿٢٠﴾

وہ بائیں طرف والے ۱۹ ان پر آگ ہے کہ اس میں ڈال کر اوپر سے بند کر دی گئی ۲۰

سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ ۱۶ — بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ — اٰیاتها ۱۵ رکوعها ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَٱلشَّمۡسِ وَضُحَىٰهَا ﴿١﴾ وَٱلۡقَمَرِ إِذَا تَلَىٰهَا ﴿٢﴾ وَٱلنَّهَارِ إِذَا

سورج اور اس کی روشنی کی قسم ۱ اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے ۲ اور دن کی جب

جَلَّىٰهَا ﴿٣﴾ وَٱلَّيۡلِ إِذَا يَغۡشَىٰهَا ﴿٤﴾ وَٱلسَّمَآءِ وَمَا بَنَىٰهَا ﴿٥﴾

اسے چمکائے ۳ اور رات کی جب اسے چھپائے ۴ اور آسمان اور اسکے بنانے والے کی قسم ۵

وَٱلۡأَرۡضِ وَمَا طَحَىٰهَا ﴿٦﴾ وَنَفۡسٖ وَمَا سَوَّىٰهَا ﴿٧﴾ فَأَلۡهَمَهَا

اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم ۶ اور جان کی اور اسکی جس نے اسے ٹھیک بنایا ۷

فُجُورَهَا وَتَقۡوَىٰهَا ﴿٨﴾ قَدۡ أَفۡلَحَ مَن زَكَّىٰهَا ﴿٩﴾ وَقَدۡ خَابَ

پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی ۸ بیشک مراد کو پہنچا جس نے اسے

مَن دَسَّىٰهَا ﴿١٠﴾ كَذَّبَتۡ ثَمُودُ بِطَغۡوَىٰهَآ ﴿١١﴾ إِذِ ٱنۢبَعَثَ

ستھرا کیا ۹ اور نامراد ہوا جس نے معصیت میں چھپایا ۱۰ ثمود نے اپنی سرکشی سے جھٹلایا ۱۱ جبکہ اس کا

أَشۡقَىٰهَا ﴿١٢﴾ فَقَالَ لَهُمۡ رَسُولُ ٱللَّهِ نَاقَةَ ٱللَّهِ وَسُقۡيَٰهَا ﴿١٣﴾

سب سے بدبخت اٹھ کھڑا ہوا ۱۲ تو ان سے اللہ کے رسول نے فرمایا اللہ کے ناقہ اور اسکی پینے کی باری سے

فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا فَدَمۡدَمَ عَلَيۡهِمۡ رَبُّهُم بِذَنۢبِهِمۡ

بچو ۱۳ تو انہوں نے اسے جھٹلایا پھر ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں ۱۴ تو ان پر ان کے رب نے انکے گناہ

فَسَوَّىٰهَا ﴿١٤﴾ وَلَا يَخَافُ عُقۡبَٰهَا ﴿١٥﴾

کے سبب تباہی ڈال کر وہ بستی برابر کر دی ۱۵ اور اسکے پیچھا کرنے کا اسے خوف نہیں ۱۶

۱۔ جو میثاق کے دن آدم علیہ السلام کی دائیں طرف تھے یا جو قیامت میں عرش کے دائیں جانب ہوں گے' یا جن کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے' یا وہ جنت میں ہوں گے جو عرش کے دائیں طرف ہے' یا اصحاب میمنہ کے معنی ہیں' یمن و برکت والے لوگ' برکت کے معنی ہیں نعمت کا دائمی نفع' تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ لوگ اپنے اعمال سے دنیا' نزع' قبر و حشر' ہر جگہ ہمیشہ نفع اٹھائیں گے' یا ان کے اعمال سے خلقت ہمیشہ نفع اٹھاتی ہے' یا برکت ان کے دم قدم سے وابستہ ہے' کہ ان میں سے بعض اپنے خاندان کے لئے' بعض اپنی قوم کے لئے' بعض اپنے ملک کے لئے' بعض ساری دنیا کے لئے باعث برکت ہیں' غرضیکہ اس آیت کی بہت تفسیریں ہیں ۲۔ جتنی تفسیریں میمنہ کی گزر چکیں اس کے مقابل تمام تفسیریں یہاں مشئمہ کی ہوں گی' یعنی بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پانے والے' یا عرش اعظم کے بائیں طرف کھڑے ہونے والے وغیرہ' یا وہ منحوس لوگ ہیں' کیونکہ انہوں نے دنیا کی زندگی کی قدر نہ کی' یا اپنے نیک اعمال سے آخرت میں فائدہ نہ اٹھایا' معلوم ہوا کہ کفر نحوست ہے ایمان برکت۔ خیال رہے کہ بعض اعمال بھی نحوست ہیں' جیسے عشاء کی نماز سے پہلے سونا' فجر کے وقت سوتا رہنا' ماں باپ کی نافرمانی' کھانے کے بعد جھاڑو دینا' پیاز کے چھلکے جلانا وغیرہ ۳۔ اس طرح کہ دوزخ کی چھت میں نہ روزن ہے نہ سوراخ' جس سے باہر سے ہوا یا روشنی آئے' یا اندر کا دھواں باہر نکلے' ۴۔ اس سورت میں سات قسمیں مذکور ہیں' پہلے سورج اور اس کی روشنی کی قسم' چونکہ سورج سے عالم کا نظام' جانداروں کی عمریں' کھیتوں' باغوں' دانوں و پھلوں کا پکنا وابستہ ہے' اس لئے پہلے اس کا ذکر ہوا۔ صوفیاء کے نزدیک سورج حضور ہیں۔ اور شریعت و طریقت حضور کی روشنی' خیال رہے کہ حضور کو چند وجوہ سے سورج کہا گیا' ایک یہ کہ دنیا میں ہر وقت سورج کا فیض رہتا ہے' دن میں بلاواسطہ' رات میں چاند تاروں کے واسطہ سے' ایسے ہی حضور کا فیض عالم میں ہمیشہ رہا۔ اور رہے گا۔ ظہور سے پہلے انبیاء کرام کے ذریعہ سے اور پردہ فرمانے کے بعد علماء و اولیاء کے ذریعہ سے' حضور سورج ہیں' انبیاء' تارے' علماء امت ذرے' دوسرے یہ کہ چاند تارے' گیس بجلی وغیرہ رات میں روشنی تو کر سکتے ہیں' مگر رات کو بھگا نہیں سکتے' سورج رات کو دفع کر کے دن نکال دیتا ہے' ایسے ہی دل سے کفر کی رات صرف حضور کے ذریعہ سے دفع ہو سکتی ہے' کفار ہزارہا نیکیاں کرنے پر بھی مومن نہیں ہوتے' تیسرے یہ کہ سورج ہزارہا میل دور سے ناپاک زمین کو خشک کر کے پاک کر دیتا ہے۔ ایسے ہی حضور ہزارہا میل سے ہمارے گندے دلوں کو پاک فرماتے ہیں وَيُزَكِّيهِمۡ' چوتھے یہ کہ رات بھر کی برف و اوس کو پانی بنا کر بہا دیتا ہے' حضور کی نگاہ کرم دور ہی سے ہمارے دلوں سے گناہ و غفلت کی برف نکال دیتی ہے' حضور ہی نے کعبہ سے بت نکالے' کعبہ دل سے بھی بت وہی نکالتے ہیں' پانچویں یہ کہ سورج نکلنے پر لوگوں کی غفلت دور ہو جاتی ہے' چوروں سے امن نصیب ہوتا ہے' جس دل میں حضور کی تجلی ہو' وہاں نہ غفلت ہو' نہ شیطان کا کھٹکا' چھٹے یہ کہ ہر شاہ و گدا' امیر و فقیر کو سورج کی ضرورت ہے ایسے ہی ہر نبی ولی' نیک کار گنہگار کو حضور کی حاجت ہے' ساتویں یہ کہ سورج سے سب تارے نور لیتے ہیں' سورج نے براہ راست رب سے نور لیا۔ ایسے ہی حضور سے سب فیض پاتے ہیں حضور نے رب سے سب کچھ لیا' آٹھویں یہ کہ سورج کی تجلی ایک ہی ہے مگر مختلف تاروں میں مختلف رنگ ظاہر ہوتے ہیں' ایسے ہی حضور کا نور قادریوں' چشتیوں' سہروردیوں' نقش بندیوں کے سینوں میں مختلف قسم کی تجلی دے رہا ہے' خیال رہے کہ حضور کی تجلی دو قسم کی

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ٢١ - رُكُوْعُهَا ١

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿١﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿٢﴾ وَمَا خَلَقَ

رات کی قسم جب چھائے اور دن کی جب چمکے ۱ اور اس کی جس نے

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰىٓ ﴿٣﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ﴿٤﴾ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى

نر و مادہ بنائے ۲ بے شک تمہاری کوشش ۳ مختلف ہے ۴ تو وہ جس نے دیا اور

وَاتَّقٰى ﴿٥﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿٦﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ﴿٧﴾

پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کردیں گے ۵

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ﴿٨﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ﴿٩﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ

اور وہ جس نے بخل کیا ۶ اور بے پروا بنا ۷ اور سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے

لِلْعُسْرٰى ﴿١٠﴾ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ﴿١١﴾ اِنَّ عَلَيْنَا

دشواری مہیا کردیں گے ۸ اور اس کا مال اسے کام نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا ۹ بیشک

لَلْهُدٰى ﴿١٢﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿١٣﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ

ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے ۱۰ اور بیشک آخرت اور دنیا دونوں کے ہمیں مالک ہیں ۱۱ تو میں تمہیں

نَارًا تَلَظّٰى ﴿١٤﴾ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿١٥﴾ الَّذِيْ كَذَّبَ

ڈراتا ہوں اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے ۱۲ نہ جائے گا اس میں مگر بڑا بدبخت ۱۳ جس نے جھٹلایا

وَتَوَلّٰى ﴿١٦﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ

اور منہ پھیرا ۱۴ اور اس سے بہت دور رکھا جائے گا ۱۵ جو سب سے بڑا پرہیزگار ۱۶ جو اپنا مال دیتا ہے کہ

يَتَزَكّٰى ﴿١٨﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿١٩﴾ اِلَّا

ستھرا ہو ۱۷ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے ۱۸ صرف اپنے رب کی

ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿٢١﴾

رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے ۱۹ اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا ۲۰

ع ۱ ۱۷

۔ (شان نزول) یہ سورت حضرت ابوبکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی، جب آپ نے حضرت بلال کو امیہ بن خلف سے بہت زیادہ قیمت دے کر خریدا، اور آزاد کیا، خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات لونڈی غلاموں کو خرید کر آزاد کیا، جو نہایت مخلص مومن تھے، اور کفار کے ہاتھوں سخت مصیبت میں گرفتار تھے، جن میں حضرت بلال اور مالک بن فہیرہ بڑے اولیاء کاملین اور شاندار ہیں۔ رضی اللہ عنہم، نیز مسجد نبوی کی زمین حضور نے ابوبکر صدیق ہی کے مال سے خریدی، چالیس ہزار اشرفیاں حضور پر اور دینی خدمات میں خرچ فرما کر، کمبل کا لباس پہنا، جس کو کانٹوں سے سیا (تفسیر عزیزی) ا۔ یہاں یا تو عام رات و دن کی قسم ہے، کیونکہ رات موت کو اور دن قیامت کو یاد دلاتے ہیں، نیز رات انسان کے علم، ہوش، قوت و قدرت سب کو ڈھانپ لیتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیزیں ہماری اپنی نہیں، نیز رات فاسق، صالح، غافل و ذاکر کو ظاہر کر دیتی ہے، کیونکہ رات ہی میں چور، زانی، بدمعاش جرم کرتے ہیں، عشاق تہجد میں روتے ہیں، چونکہ رات دن سے پہلے بھی ہے، اور افضل بھی، اس لئے رات کا ذکر پہلے ہوا، دن کا بعد میں، یا رات اور دن سے مراد حضرت بلال کے وہ دن رات ہیں جن میں وہ امیہ بن خلف کے گھر سخت مصیبتوں میں ذکر اللہ کرتے تھے، چونکہ محبوب کی ہر چیز پیاری ہے، اس لئے حضرت بلال کی ان رات و دن کی قسم ارشاد ہوئی، یا رات و دن سے عشاق کی راتیں و دن مراد ہیں کہ ان کی راتیں فکر یار میں، دن ذکر یار میں کٹتے ہیں، لہٰذا ان کی قسم ارشاد ہوئی، یا رات سے مراد مومن کے غفلت کے اوقات ہیں، جن میں وہ خطا کر لیتا ہے دن سے مراد بیداری کے وقت ہیں، جن میں توبہ، آہ و فغاں کرتا ہے، چونکہ مومن کا گناہ گریہ و زاری، توبہ و شرمساری کا ذریعہ ہے، اس لئے اس کی قسم بھی ارشاد ہوئی، توبہ پیدا کرنے والا گناہ، تکبر پیدا کرنے والی عبادت سے افضل ہے آدم علیہ السلام کا گندم کھالینا، ابلیس کی تمام عبادات سے افضل ہے ۲۔ انسانوں میں یا تمام حیوانات میں یا ساری مخلوق میں، مگر خالق جوڑ سے پاک ہے، خلقت جوڑ والی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ خنثیٰ مشکل واقع میں نر ہے یا مادہ، علیحدہ چیز نہیں، اسی طرح خچر نر ہے یا مادہ، کیونکہ رب نے صرف نر مادہ پیدا فرمائے، نہ کہ تیسری قسم ۳۔ اے ابوبکر صدیق، اور امیہ بن خلف، یا اے قرآن پڑھنے والو، یا اے انسانو! پہلے معنی زیادہ مناسب ہیں کہ یہ آیات ابوبکر صدیق پر رحمت، امیہ بن خلف پر عتاب کے لئے اتریں، اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق مومن برحق، صحابی اور بڑے متقی ہیں، کہ انہیں رب نے کفار سے مختلف قرار دیا، دوسرے یہ کہ انسان کو بے کار نہ رہنا چاہیے، کوشش کرتا رہے، جسم کی مشین کو معطل نہ کر ڈالے، تیسرے یہ کہ تمام انسان یکساں نہیں، مومن و کافر، متقی و فاسق، دنیادار، دیندار مختلف ہیں، ان کے اعمال و کوششیں جداگانہ، جو ان سب کو ایک کرنا چاہے، وہ قدرت کا مقابلہ کرتا ہے، ان میں ہمیشہ سے اختلاف رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا ۴۔ ابوبکر صدیق کی کوشش اور ہے، امیہ بن خلف کی کوشش کچھ اور، عقل کی کوشش اور ہے، روح کی کچھ اور، ہر چیز اپنے اصل میں جانے کی طرف کوشاں ہے، نفس امارہ کا وطن آگ ہے، روح کا وطن جنت کا گلزار، خیال رہے کہ انسان جانی، مالی لاکھوں اعمال کرتا ہے مگر یہ تین قسم کے ہیں، محض خیر، محض شر، ایک لحاظ سے خیر ایک لحاظ سے شر، اگر کام بھی اچھا ہو کرنے والی کی نیت بھی خیر ہو، عقیدہ بھی درست تو عمل بالکل خیر ہوتا ہے، جیسے حضرت بلال کو صدیق اکبر کا آزاد فرمانا، جن کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں ۵۔ یعنی وہ ابوبکر صدیق جنہوں نے اپنا

باقی ص ۹۸۳ پر۔

ـ اس سورۃ کا شان نزول یہ ہے کہ ایک دفعہ کچھ دنوں کے لئے وحی بند ہو گئی۔ تو بعض بد باطن کفار بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور انہیں ناپسند فرمایا' ان کے جواب میں یہ سورہ شریف نازل ہوئی (خزائن و روح وغیرہ) سورہ واللیل میں ابوبکر صدیق پر سے کفار کے طعن دفع فرمائے گئے تھے۔ اس سورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دفع کئے گئے' غرضیکہ وہ سورت صدیقی تھی یہ سورت محمدی ہے' علیہ الصلوۃ والسلام (عزیزی) ا۔ یا تو چاشت سے مراد عام دوپہر ہے' اور رات کے پردہ ڈالنے سے مراد شب کا آخری حصہ ہے' چونکہ ان وقتوں میں نماز چاشت و تہجد ہوتی ہے' نیز موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو پہلی تبلیغ، جادوگروں پر فتح، فرعون سے نجات' نیز حضور کو عطاء نبوت چاشت کے وقت ہوئی' اور موسیٰ علیہ السلام سے طور والا کلام اور حضور کو معراج رات میں ہوئی۔ اس لئے ان دونوں کی قسم ارشاد ہوئی' یا چاشت سے مراد حضور کا رخ روشن ہے' جس سے دل چمک گئے' اور رات سے مراد ان کی زلف عنبریں جس کے صدقہ میں سیاہ کاروں کی عیب پوشی ہو گی' یا چاشت سے مراد حضور کے ظاہری احوال کریمہ' جو روز روشن کی طرح سب پر ظاہر ہیں۔ اور رات سے مراد حضور کے چھپے ہوئے اسرار و احوال جن کی خبر بغیر پروردگار کسی کو نہیں' یا چاشت سے مراد حضور کا زمانہ ہے جب کہ نبوت کا سورج ظاہر تھا' اور رات سے مراد حضور کے بعد کا زمانہ' خلافت راشدہ کے دور میں چاندنی رات تھی' بعد میں اندھیری رات ہے' جس میں علماء و صوفیاء کی مشعلیں چمک رہی ہیں' یا چاشت سے مراد ظہور عظمت کا زمانہ ہے' اور رات سے مراد غربت اسلام کا زمانہ ہے' جو قریب قیامت ہو گا وغیرہ (عزیزی) ۲۔ یعنی گزشتہ زمانہ میں رب کی رحمت کا تعلق ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا' کیونکہ وَدَّعَ ماضی مطلق ہے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی سے نبی ہیں' اگرچہ نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر میں ہوا' دوسرے یہ کہ حضور میں خدائی طاقتیں ہیں' کیونکہ آپ کا کنکشن ہمیشہ رب سے ایسا ہے' جیسا مشین کا تعلق بجلی کی پاور سے' جیسے مشین میں بجلی کی پاور ہوتی ہے' حضور میں اللہ تعالیٰ کا علم و قدرت ہے' اس پر آیات و احادیث شاہد ہیں' صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور کو رب تعالیٰ سے ایسی وابستگی ہے' جیسے لیمپ کے نور کو چمنی سے کہ جہاں لیمپ کا نور ہے وہاں چمنی کا رنگ جو حضور سے وابستہ ہے' وہ رب سے تعلق رکھتا ہے۔ جو حضور سے علیحدہ ہے وہ رب سے علیحدہ ۳۔ یعنی رب تعالیٰ آپ سے کبھی ناراض نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ حضور سے کبھی کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہوا' جو رب کی ناراضگی کا باعث ہو' انبیاء کرام کی خطائیں رب کی عطائیں ہوتی ہیں' دیکھو ہماری کتاب قہر کبریا' ان پر رب کا عتاب محبوبانہ ہوتا ہے۔ ۴۔ یعنی آپ کے لئے برزخی زندگی' دنیاوی زندگی سے بہتر ہے کہ اس میں آپ کو ہر وقت وصال اور ہر آن آپکو معراج ہے' اس سے مسئلہ حیات النبی ثابت ہوا' حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح برزخ میں بہترین جگہ ہے' اور بہتر جگہ حضور کا جسم اطہر اور قبر انور ہے۔ جو جنت بلکہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے' یا آپ کی اخروی زندگی جو بعد قیامت شروع ہو گی۔ دنیاوی زندگی سے افضل ہے کہ دنیا میں آپ کے فضائل قال سے معلوم ہوئے' وہاں حال سے معلوم ہوں گے' جن کا کوئی انکار نہ کر سکے گا' یوسف علیہ السلام کی قدر مصر میں معلوم ہوئی' حضور کی عظمت کماحقہٗ قیامت میں ظاہر ہو گی' وہاں آپ کے لئے مقام محمود' شفاعت کبریٰ تمام نبیوں کے حق میں آپ کی گواہی ہو گی حوض کوثر' وسیلہ عطاء فرمایا جاوے گا۔ یا ہر آخری گھڑی آپ کے لئے پہلی گھڑی

باقی صفحہ ۹۸۴ پر

سُوْرَةُ الضُّحٰى مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۱ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾

چاشت کی قسم ا اور رات کی جب پردہ ڈالے ا کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا ۲ اور نہ مکروہ

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ؕ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ

جانا ۳ اور بیشک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے ۴ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا

فَتَرْضٰى ؕ﴿۵﴾ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۪﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا

رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے ۵ کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی ۶ اور

فَهَدٰى ۪﴿۷﴾ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ﴿۹﴾

تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی ۷ اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ع ﴿۱۱﴾

۸ تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو اور منگتا کو نہ جھڑکو ۹ اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو ۱۰

ع ۱۸

سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۸ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ﴿۲﴾

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا ۱ اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا

الَّذِىْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ﴿۳﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ﴿۴﴾

جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی ۲ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا ۳

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ؕ﴿۶﴾

تو بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے ۵ بے شک دشواری کے ساتھ آسانی ہے ۶

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ع ﴿۸﴾

تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو ۷ اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو ۸

ع ۱۹

ا۔ انجیر و زیتون کی اس لئے قسم فرمائی گئی۔ کہ ان میں ظاہری و باطنی خوبیاں جمع ہیں' چنانچہ انجیر غذا بھی ہے' میوہ بھی' اور بہترین دوا بھی' کہ اس میں فضلہ بالکل نہیں' اس کی لکڑی کا دھواں مچھر و کیڑے مکوڑوں کو مار دیتا ہے اور زیتون کے درخت کی عمر تین ہزار سال ہے خشک پہاڑوں میں ہوتا ہے' پرورش اور پانی کا محتاج نہیں' خود رو ہے' اس کا تیل نہایت صاف روشنی دیتا ہے اور سالن کی جگہ کھایا جاتا ہے' نیز حضرت آدم و حوا' جنت سے انجیر کے پتے جسم پر لپیٹے دنیا میں آئے' اور زمین کی ہرنی کو یہ پتے کھلا دیئے' جس سے اسے حسن اور مشک نصیب ہوا (روح) موسیٰ علیہ السلام سے رب نے پہلا کلام جو فرمایا وہ غالباً" درخت انجیر ہی کے ذریعہ فرمایا من الشجرۃ ان یا موسیٰ انی انا اللہ" زیتون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے پیدائش کا درخت ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس درخت کو اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جاوے وہ قابل احترام ہے کہ رب نے اس کی قسم فرمائی' بعض لوگ بزرگوں کے جنگل کی تعظیم کرتے ہیں ان کی اصل یہ آیت ہے' رب نے موسیٰ علیہ السلام سے یہ فرمایا تھا۔ "اخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی" اے موسیٰ اپنے جوتے اتار دو' تم بزرگ جنگل میں ہو۔ عشاق فرماتے ہیں کہ انجیر سے مراد حضور کے الفاظ طیبہ ہیں' جو میٹھے' مفید اور ہمیشہ کار آمد ہیں۔ اور زیتون سے مراد حضور کے خیالات جو ہمیشہ نافع ہیں' یا انجیر سے مراد ابوبکر صدیق ہیں جو سراپا رحمت ہیں' اور زیتون سے مراد عمر فاروق' جن کی خلافت اسلام کے لئے بڑی مفید ہے' یا انجیر سے مراد شریعت ہے اور زیتون سے مراد طریقت ۲۔ طور پہاڑ کو کہتے ہیں اور سینا سرسبز جنگل کو' اب اس پہاڑ کا نام ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام رب سے ہمکلام ہوئے چونکہ اس پہاڑ اور جنگل کو موسیٰ علیہ السلام سے نسبت ہے اس لئے اس کی عظمت ظاہر فرمائی گئی' خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام طالب تھے اور تورات مطلوب' اس لئے وہ کتاب لینے طور پر گئے' مگر حضور مطلوب ہیں اور قرآن کریم طالب' اس لئے قرآن حضور کے پاس آیا' جب حضور مکی تھے' تو آیات قرآنیہ مکی ہوئیں' جب حضور مدنی ہو گئے' تو آیات بھی مدنیہ ہوئیں' مکہ اور مدینہ کا ہر گلی کوچہ طور سینا ہے' عشاق کہتے ہیں کہ حضور کا سینہ فیض کا گنجینہ طور سینا ہے' جہاں ہر وقت رب کی تجلی ہوتی ہے' یہ ہی سینہ حقیقت' اور معرفت کا گنجینہ ہے' یا عثمان غنی طور سینین کہ آپ جامع قرآن ہیں آپ کے ذریعہ لوگوں نے رب کا کلام سنا' آپ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے کیونکہ حدیبیہ میں حضور نے اپنے ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ فرمایا اور حضور کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے ۳۔ مکہ معظمہ کی' چونکہ انجیر وغیرہ مذکور چیزیں مکہ والوں سے غائب تھیں' مکہ معظمہ سامنے تھا' اس لئے وہاں ہذا نہ فرمایا' یہاں فرمایا' عام شہروں میں

سُوْرَۃُ التِّیْنِ مَکِّیَّۃٌ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُھَا ۸ رُکُوْعُھَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ﴿۲﴾ وَھٰذَا الْبَلَدِ

انجیر کی قسم اور زیتون لہ اور طور سینا کہ اور اس امان والے

الْاَمِیْنِ ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ﴿۴﴾

شہر کی تہ بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا ۵

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا مگر جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۶﴾ فَمَا یُكَذِّبُكَ

کام کیے کہ انہیں بے حد ثواب ہے ۵ تو اب کیا چیز تجھے انصاف کے جھٹلانے

بَعْدُ بِالدِّیْنِ ﴿۷﴾ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸﴾

پر باعث ہے کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں

سُوْرَۃُ الْعَلَقِ مَکِّیَّۃٌ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُھَا ۱۹ رُکُوْعُھَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے

عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾

بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ﴿۶﴾

آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا ہاں ہاں بیشک آدمی سرکشی کرتا ہے

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ

اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا بیشک تمہارے رب ہی کی طرف پھرنا ہے بھلا دیکھو تو

خاص خاص علاقوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں' لیکن مکہ معظمہ میں تمام جہان کی ضرورتیں' کہ یہ ہر ملک کے سامان کی منڈی ہے' ہر جگہ کا سکہ اور آدمی یہاں ملتا ہے' اس لئے یہ بڑا شہر ہے' امین کے معنی ہیں امن والا' کہ یہاں انسان بلکہ شکاری جانوروں' خود رو درختوں کو بھی امان ہے' یا امین کے معنی ہیں امانت والا' کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بطور امانت کچھ عرصہ رہے' پھر آپ نے مدینہ بسایا' امین فرما کر اس جانب اشارہ فرمایا' کہ مکہ حضور کی وجہ سے قسم فرمانے کے لائق ہوا۔ کیونکہ حضور کے سوا باقی تمام متبرک چیزیں کعبہ' عرفات' منیٰ وغیرہ وہاں ہی رہیں' خیال رہے کہ مکہ معظمہ میں حضور سے کلام الٰہی ہوا۔ حضور کو قرآن ملا' حضور کو معراج ملی' جیسے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو' اس لئے طور کے بعد مکہ معظمہ کا ذکر فرمایا' عشاق کے مشرب میں امانت والا شہر قلب پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

باقی صفحہ ۹۸۷ پر

الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ؕ﴿۱۰﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ

جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے لہ بھلا دیکھو تو اگر وہ

عَلَی الْهُدٰۤی ۙ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ؕ﴿۱۲﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ

ہدایت پر ہوتا پرہیزگاری بتاتا تو کیا خوب تھا ۲ بھلا دیکھو تو اگر جھٹلایا اور منہ پھیرا تو

وَ تَوَلّٰی ؕ﴿۱۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ؕ﴿۱۴﴾ کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۬ۙ

کیا حال ہوگا ۳ کیا نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے ۴ ہاں ہاں اگر باز نہ آیا

لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۙ﴿۱۵﴾ نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ﴿۱۶﴾

تو ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے کیسی پیشانی جھوٹی خطا کار ۵

فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۙ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۙ﴿۱۸﴾ کَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ

اب پکارے اپنی مجلس کو ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں ۶ ہاں ہاں اس کی نہ سنو

وَ اسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ ۩ ﴿۱۹﴾ السجدة

اور سجدہ کرو اور ہم سے قریب ہو جاؤ ۷

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُهَا ۵ رُکُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ

بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ۸ اور تم نے کیا جانا کیا شب

الْقَدْرِ ؕ﴿۲﴾ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ؕ﴿۳﴾

قدر شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ۹

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ

اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں ۱۰ اپنے رب کے حکم سے

كُلِّ اَمْرٍ ۙ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک ۱۱

السجدة ۱۹ ع ۱ ۲۱ — وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم — القدر ۵ ع ۱ ۲۲

ا۔ (شان نزول) یہ آیت ابوجہل کے متعلق نازل ہوئی' اس نے حضور کو بیت اللہ شریف میں نماز سے روکا تھا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ اگر میں حضور کو یہاں نماز پڑھتے دیکھوں گا تو ان کی گردن کچل دوں گا۔ (معاذ اللہ) حضور وہاں نماز پڑھ رہے تھے' کہ وہ مردود اس برے ارادے سے بڑھا' مگر فوراً الٹے پاؤں پیچھے بھاگا' لوگوں نے پوچھا کیا ہوا۔ تو بولا کہ میرے اور حضور کے درمیان آگ کی خندق اور خطرناک پرندے ہیں' حضور نے فرمایا اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے کر دیتے' یہاں الذی ینھی سے ابوجہل مراد ہے' اور عبدا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ نماز میں اپنی بندگی کا اظہار ہوتا ہے' نیز ملازم جب کار سرکار میں ہو تو اس کا مقابلہ حکومت کا مقابلہ ہوتا ہے اسی لئے یہاں عبدًا ارشاد ہوا' لہٰذا آیت کریمہ میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے' اور ابوجہل پر انتہائی غضب' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یہ آیت حکم نماز آچکنے کے بعد یعنی معراج کے بعد کی ہے' گزشتہ آیات سے ۱۳ برس بعد کی' کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ نماز سے یہی شرعی نماز مراد ہے' جو معراج میں فرض ہوئی' دوسرے یہ کہ جب کعبہ معظمہ میں بت تھے' تب بھی حضور اسی کا طواف' اسی کی طرف نماز ادا کرتے تھے۔ لہٰذا اگر مقابر اولیاء اللہ پر ناجائز چیزیں ہوتی ہوں تو وہ مقامات متبرک ہی رہیں گے' تیسرے یہ کہ مسلمان کو نماز سے روکنا ابوجہل کا کام ہے۔ **مسئلہ** چند موقعوں پر نماز سے روکنا جائز ہے' مکروہ وقت میں نماز سے' مغصوبہ زمین میں نماز سے' خاوند بیوی کو تہجد و نوافل سے' مالک غلام کو' اور اجیر خاص کو نوافل سے روک سکتا ہے۔ جب کہ ان کی خدمت میں خلل پڑتا ہو' مگر فقہاء فرماتے ہیں' کہ جو کراہت کے وقت نماز پڑھنے لگے' تو اسے نماز سے نہ روکو' بعد میں مسئلہ سمجھا دو' تا کہ اس آیت کی زد میں نہ آجاؤ۔ چوتھے یہ کہ مسلمان کو مسجد سے روکنا گویا نماز ہی سے روکنا ہے کیونکہ ابوجہل نے حضور کو حرم شریف سے منع کیا تھا' نہ کہ نفس نماز سے' مگر رب تعالیٰ نے اسے نماز سے منع کرنا قرار دیا۔ **مسئلہ:۔** چند شخصوں کو مسجد سے روکا جا سکتا ہے' ناسمجھ بچہ' یا دیوانہ کو جسے پیشاب پاخانہ کی تمیز نہ ہو' جس کے منہ سے کچے پیاز یا لہسن یا حقہ کی بو آ رہی ہو' جس کے جسم پر بدبودار زخم ہو' وہ بدمذہب جس کے مسجد میں آنے سے فساد ہو' دیکھو حضور نے فتح مکہ کے بعد مشرکین کو حج و طواف سے روک دیا' بلکہ یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دینے کا حکم دیا ۲۔ یعنی اے محبوب ذرا دیکھو تو' یا اے قرآن پڑھنے والو غور تو کرو کہ اگر ابوجہل ہدایت پر ہوتا' یا دوسروں کو بھی ہدایت کرتا' تو اس کا کیا درجہ ہوتا' کہ وہ مومن ہوتا پھر حضور کو دیکھ کر صحابی بن جاتا۔ حضور کا عزیز ہو کر رب کا پیارا بن جاتا' بیت اللہ شریف میں رہتا تھا' ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ پاتا' قوم کا سردار تھا' اس کی وجہ سے اس کے ماتحت لوگ بھی ایمان لے آتے' تو سب کا ثواب اسے ملتا خیال رہے کہ ہدایت کے بہت معنی ہیں جیسا مہدی اور جیسا اس کا مقابل' ویسے ہی اس کے معنی ہیں' یہاں طغیان کے معنی میں مقابل ہے' لہٰذا اس سے مراد عجز و نیاز اور دل کی نرمی' یہ چیزیں اللہ کی بڑی نعمت ہیں کھیت و باغ نرم زمین میں ہی لگتے ہیں' سنگلاخ میں نہیں لگتے' جہاں کچھ بونا ہوتا ہے اس زمین کو ہل وغیرہ سے اور بھی نرم کر لیتے ہیں' جس دل میں اللہ ایمان و عرفان کا تخم بونا چاہتا ہے اسے نرمی اور عجز بخشتا ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گزشتہ لوگوں کے طغیان و عرفان اور ایمان میں غور کرنا بھی عبادت ہے' کہ اس سے ہدایت نصیب ہوتی ہے' میلاد شریف و عرس بزرگان کا یہ ہی منشا ہے'

باقی صفحہ ۹۸۸ پر

ا۔ یعنی عرب کے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کفر اور ضد میں اتنے پختہ تھے کہ کسی صورت بھی اپنا دین چھوڑنے پر آمادہ نہ تھے' اولاً تو اہل عرب قدرتی طور پر سخت دل اور سرکش ہیں' دوسرے اس خطہ میں اسماعیل علیہ السلام سے لیکر آج تک کوئی رسول نہیں آئے' جس سے ان کی جہالت اور زیادہ ہو گئی' اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اگرچہ اہل کتاب اور مشرکین سب ہی کافر ہیں مگر چونکہ اہل کتاب کو کسی پیغمبر سے نسبت ہے اس لئے ان کے احکام نرم ہیں' دیکھو یہاں اہل کتاب کا ذکر پہلے ہے' ان کا ذبیحہ اور عورتیں حلال ہیں' اگر یہ ایمان قبول کریں' تو انہیں دوگنا ثواب ہے جب پیغمبر سے نسبت کفار کو اتنا فائدہ دے دیتی ہے' تو جس

سُوْرَۃُ الْبَیِّنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اٰيَاتُهَا ۸ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو

مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۱ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا

نہ تھے[1] جب تک کہ ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے[2] وہ کون وہ اللہ کا رسول[3] کہ پاک

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝۲ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝۳ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ

صحیفے پڑھتا ہے[4] ان میں سیدھی باتیں لکھی ہیں[5] اور پھوٹ نہ پڑی

اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝۴ وَمَآ اُمِرُوْٓا

کتاب والوں میں مگر بعد اسکے کہ وہ روشن دلیل انکے پاس تشریف لائے[6] اور ان لوگوں کو تو

اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا

یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف کے ہو کر اور نماز قائم

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝۵ اِنَّ

کریں اور زکوٰۃ دیں[7] اور یہ سیدھا دین ہے[8] بے شک

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ

جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک[9] سب جہنم کی آگ میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہیں[10] ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں[11] بے شک جو ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝۷ جَزَاۗؤُهُمْ عِنْدَ

اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہے[12] ان کا صلہ ان کے

رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ

مومن کو حضور سے خصوصی نسبت ہو جاوے اس کا کیا پوچھنا' دوسرے یہ کہ حضور نے ایسی قوم کو درست فرمایا' کہ جس کی اصلاح بظاہر ناممکن تھی۔ تیسرے یہ کہ آسمانی کتابوں پر عمل ان کے نسخ سے پہلے ہدایت تھا' نسخ کے بعد گمراہی ہو گیا' جیسے طبیب کا پرانا نسخہ جواب مریض کو مضر ہے ۲۔ روشن دلیل سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' کیونکہ آپ توحید الٰہی' تمام دینی امور بلکہ خود اپنی آپ دلیل ہیں یعنی اے محبوب اہل عرب اپنی ہدایت میں آپ کے منتظر تھے' یا اے محبوب اس خطہ میں آپ کے سوا کوئی دوسرا ہدایت نہ دے سکتا تھا۔ یہاں اگر کوئی جلالی پیغمبر جلوہ گر ہوتا' تو ان سے مایوس ہو کر انہیں تو بددعا سے ہلاک کرا دیتا اور سرزمین کو ویران کرا دیتا' جیسے ثمود و عاد کا حال ہوا تم نے انہیں مومن صحابی بنایا' اور مکہ و مدینہ میں بہاریں لگا دیں' خیال رہے کہ دلیل وہ ہے جس سے دعویٰ ثابت کیا جاوے' اور روشن دلیل وہ جس پر جرح قدح نہ ہو سکے' جیسے سورج کے لئے دھوپ' یا آگ کے لئے دھواں' یا گواہوں میں سرکاری گواہ' چونکہ حضور سراپا معجزہ ہیں' پھر آپ کا عرب جیسے ملک میں پاک باز' راست گو رہنا بغیر کسی کی شاگردی کے' غیب و شہادت پر علیم و خبیر ہونا' رب کی الوہیت' خود حضور کی نبوت کا روشن ثبوت ہے' اس لئے حضور کو بینہ فرمایا ۳۔ حضور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم' یہاں یہ نہ فرمایا کہ کس کی طرف رسول' معلوم ہوا کہ حضور ساری خدائی کے رسول ہیں' رسول اور وکیل دونوں دوسرے کا کام کرتے ہیں' مگر وکیل اپنی ذمہ داری پر' رسول بھیجنے والے کی ذمہ داری پر کہ رسول کا کلام و کام اپنا نہیں ہوتا' بھیجنے والے کا ہوتا ہے' حضور کا ہر کلام و کام بلکہ ہر ادا رب کی طرف سے ہے' کیونکہ اس کے رسول ہیں' اور ہر حالت میں رسول ہیں لہٰذا حضور پر اعتراض رب پر اعتراض ہے' حضور کی مدح رب کی حمد ہے' خیال رہے کہ رسول کی تنوین تعظیمی ہے' یعنی شاندار رسول جو ہمیشہ سے رسول ہیں' حضرت آدم آب و گل میں تھے' کہ وہ نبی تھے' ہمیشہ تک رسول کہ انسان مر کر بادشاہ کی حکومت سے نکل جاتا ہے۔ مگر حضور کا امتی رہتا ہے' اس لئے قبر میں ان کی پہچان کرائی جاتی ہے' حضور سے پہلے یہ سوالات قبر نہ تھے' ہر حالت میں رسول کہ سوتے جاگتے چلتے پھرتے رسول ہیں' اسی لئے حضور کی عادات پر عمل ہمارے لئے عبادت ہے' سب کے رسول کہ قیامت میں اپنا کلمہ پڑھانے والے سارے رسول حضور کا پڑھیں گے۔ من اللہ سے یہ بتایا کہ ان کی رسالت تمہارے ووٹوں سے نہیں' تاکہ تم انہیں ریٹائر یا خارج کر سکو' بلکہ وہ رب کی طرف سے رسول ہیں' جیسے تم چاند و سورج کو بجھا نہیں سکتے' ایسے ہی انہیں گھٹا نہیں سکتے ۴۔ یعنی قرآن شریف جو تمام پچھلے صحیفوں کا جامع ہے' اور ہر طرح پاک ہے کہ پاک جگہ سے پاک فرشتوں کے ذریعہ پاک نبی پر آیا' پھر ہمیشہ پاک زبانوں' پاک سینوں' پاک ہاتھوں میں رہے گا' نیز ملاوٹ' رد و بدل سے محفوظ ہے' خیال رہے کہ

باقی صفحہ ۹۹۰ پر

اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ ﴿۸﴾

رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے

سُوۡرَۃُ الزِّلۡزَالِ مَدَنِیَّۃٌ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — اٰیَاتُہَا ۸ رُکُوۡعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَہَا ۙ﴿۱﴾ وَ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَہَا ۙ﴿۲﴾ وَ قَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَہَا ۚ﴿۳﴾ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَہَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَہَا ؕ﴿۵﴾ یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۬ۙ لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَہُمۡ ؕ﴿۶﴾ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ ؕ﴿۷﴾ وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ﴿۸﴾

جب زمین تھرتھرا دی جائے جیسا اس کا تھرتھرانا ٹھیرا ہے اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے اور آدمی کہے اسے کیا ہوا اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی اس لئے کہ تمہارے رب نے اسے حکم بھیجا اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر تاکہ اپنا کیا دکھائے جائیں تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا

سُوۡرَۃُ الۡعٰدِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — اٰیَاتُہَا ۱۱ رُکُوۡعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَ الۡعٰدِیٰتِ ضَبۡحًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡمُوۡرِیٰتِ قَدۡحًا ۙ﴿۲﴾ فَالۡمُغِیۡرٰتِ صُبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرۡنَ بِہٖ نَقۡعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطۡنَ بِہٖ جَمۡعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ ۚ﴿۶﴾ وَ اِنَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ لَشَہِیۡدٌ ۚ﴿۷﴾ وَ اِنَّہٗ لِحُبِّ الۡخَیۡرِ

قسم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر پھر صبح ہوتے تاراج کرتے ہیں پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں بے شک آدمی اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے اور بیشک وہ اس پر خود گواہ ہے اور

ا۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ دنیاوی نعمتیں صالحین کی جزا نہیں' یہ تو بھتہ کی طرح کرم ہے' جیسا کہ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ سے معلوم ہوا۔ دنیا میں مصیبتیں بھی آویں گی' دوسرے یہ کہ آخرت کی نعمتیں ایمان و عمل کا عوض ہیں' اچھا کاٹنا چاہتے ہو' تو اچھا بوؤ' جیسا کہ جزاؤھم سے معلوم ہوا' تیسرے یہ کہ دنیا منزل ہے جنت اصلی مقام' جیسا کہ عدن سے معلوم ہوا' عدن کے معنی ہیں اصلی مقام' اسی لئے کان کو معدن کہتے ہیں' کہ وہ دھات کی اصلی قیام گاہ ہے' چوتھے یہ کہ جزا کے لئے جنت میں داخلہ کے بعد نہ وہاں سے نکلنا ہے نہ موت جیسا کہ خالدین سے معلوم ہوا' حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا قیام جنت اور حضور کا معراج میں وہاں داخلہ جزا کے لئے نہ تھا۔ لہٰذا وہاں سے یہ حضرات تشریف لے آئے ۲۔ یا تو جنت میں پہنچ کر وہاں اعلان ہو گا' کہ جنتیو ہم تم سے راضی ہیں' کبھی ناراض نہ ہوں گے' اس اعلان سے جنتیوں کو جو سرور و فرحت حاصل ہو گی' وہ بیان سے باہر ہے' خیال رہے کہ یہاں رضا غضب کا مقابل نہیں' بلکہ بمعنی خوشنودی ہے' جس کا ظہور خاص جنت میں ہو گا ورنہ دنیا میں بھی نہ رب ان سے ناراض تھا' نہ وہ رب تعالیٰ سے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اللہ کی خوشنودی جنت کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہو گی' عاشق کے لئے محبوب کی رضا سے بڑھ کر کوئی نعمت' نہیں' اس لئے اس کا ذکر خصوصیت سے علیحدہ ہوا' اسی رضا کے لئے حضرت خلیل نے فرزند کی' حضرت حسین نے اپنے نفس و اہل کی قربانی دی' اسی رضا کے لئے مسلمان مجاہد و شہید بنتے ہیں' دوسرے یہ کہ رب کی رضا اور اس کا دیدار کسی عمل کا بدلہ نہیں' یہ خاص کرم ہے' یا دنیا میں رب ان سے وہ رب سے راضی ہیں' رضا الٰہی کی علامات یہ ہیں' کہ بندہ کو اعمال خیر کی توفیق ملتی ہے' مخلوق کے دل اس کی طرف کھنچتے ہیں اور لوگوں میں اس کا ذکر خیر رہتا ہے۔ فرشتے بھی اس سے محبت کرتے ہیں' بندے کی رضا کی علامت یہ ہے کہ بندہ رنج و خوشی' عیش و مصیبت ہر حال میں رب سے راضی رہتا ہے' اس کے تشریعی سخت احکام بخوشی بجالاتا ہے' جب بیمار ڈاکٹر سے راضی ہے' تو اس کی کڑوی دوا' اپریشن سے بھی راضی' یہ نعمت کسی کسی کو ملتی ہے ۳۔ یعنی یہ رضا ان خوش نصیبوں کو ہے' جن کے دل میں خوف خدا ہے' خیال رہے کہ خوف ایذاء کا بھی ہوتا ہے جیسے سانپ' بچھو سے خوف اور ظلم کا بھی' جیسے ظالم حاکم کا ڈر' ان کا نتیجہ نفرت ہے' اور خوف محبت والا بھی ہوتا ہے' جیسے کریم سلطان کے دربار کی ہیبت' یا بچے کے دل میں مہربان باپ کا ڈر' اس کا نتیجہ اطاعت ہے' رب تعالیٰ سے خوف تیسری قسم کا چاہیے یہ خوف بقدر ایمان ہوتا ہے کہ جس قدر ایمان کامل اسی قدر خوف خدا زیادہ' جس کے دل میں رب کا ڈر ہو گا' اس کے دل میں مخلوق کا خوف نہ ہو گا' بلکہ مخلوق اس سے ڈرے گی' اس آیت سے معلوم ہوا' کہ ہر ولی و بزرگ کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں' یہ لفظ صحابہ سے خاص نہیں' من خشی عام ہے ۴۔ اس آیت کی دو تفسیریں ہیں' ایک یہ کہ قیامت کے قریب عام زمین پر سخت زلزلہ آوے گا' جس سے زمین پھٹ کر اپنے اندر کے دفینے' خزانے' سونے چاندی کی کانیں نکال پھینکے' تب تو بوجھ سے مراد یہ دفینے وغیرہ ہیں' دوسرے یہ کہ قیامت کے دن دوسرے نفخہ پر صور کی آواز کے صدمہ سے زمین میں سخت زلزلہ ہو گا' اور زمین پھٹ کر اپنے اندر کے مدفون جن و انس کی نعشیں نکال دے گی' خیال رہے کہ جن و انس اپنی زندگی میں زمین پر بوجھ ہیں' بعد دفن زمین کا بوجھ' اسی لئے انہیں ثقلین کہا جاتا ہے' یہ بھی خیال رہے کہ زمین کا زلزلہ کبھی کسی چیز کی عظمت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے' جیسے حضور کی ولادت پر

باقی صفحہ ۹۹۱ پر

لَشَدِيْدٌ ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ

بے شک وہ مال کی چاہت میں ضرور کرا ہے لہ تو کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں

مَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

ہیں لہ اور کھول دی جائے گی جو سینوں میں ہے تلہ بیشک انکے رب کو اس دن انکی سب خبر ہے کلہ

سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۱۱ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْقَارِعَةُ ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾ يَوْمَ

دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی ۵ اور تونے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی لہ جس

يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ

دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگے ئہ اور پہاڑ ہوں گے

كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۶﴾

جیسے دھنکی اون شہ تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں

فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ﴿۸﴾

وہ تو من مانتے عیش میں ہیں ۹ اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں نلہ

فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ﴿۹﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے لا اور تونے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۸ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ﴿۲﴾ كَلَّا سَوْفَ

تمہیں غافل رکھا ۱ مال کی زیادہ طلبی نے ۲ یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا ۳ ہاں ہاں جلد

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴﴾ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ

جان جاؤگے ۵ پھر ہاں جلد جان جاؤگے ۶ ہاں ہاں اگر یقین کا جانناجانتے تو مال کی

ا۔ یعنی غافل انسان مال کی محبت کی وجہ سے سخت دل ہے' کیونکہ مال کی محبت سختیٔ دل کا باعث ہے' جیسے حضور کی محبت نرمی دل کا سبب ہے دیکھو یزید' فرعون' شداد' جانوروں سے زیادہ سخت دل تھے' محض محبت مال سے۔ یا غافل انسان مال کی محبت میں سخت دل ہے' دین میں نرم' اسی لئے عام طور پر لوگ دنیا کے لئے وہ مشقتیں جھیل لیتے ہیں' جو دین کے لئے نہیں جھیلتے' خیال رہے کہ محبت مال چار طرح کی ہے' حب ایمانی' جیسے حج وغیرہ کے لئے مال کی چاہت' حب نفسانی' جیسے اپنے آرام و راحت کے لئے مال سے رغبت' حب طغیانی' جیسے محض جمع کرنے اور چھوڑ جانے کے لئے مال سے محبت' حب شیطانی یعنی گناہ و سرکشی کے لئے مال کی محبت' یہاں آخری دو محبتیں مراد ہیں' پہلی محبتیں تو عبادت ہیں' حضرت سلیمان نے فرمایا تھا انی احببت حب الخیر حضور کو جہاد کے گھوڑوں سے بڑی محبت تھی' چونکہ مال بہت خیر کا ذریعہ ہے' اسی لئے اسے خیر فرمایا گیا' صوفیاء کے نزدیک نعمت سے ایسی محبت بری ہے جو دل کو بھر دے کہ منعم کی محبت کی جگہ نہ رہے' وہی یہاں مراد ہے' اندرون دل صرف یار کی محبت ہو' وہاں اغیار نہ ہوں' باقی محبتیں دل کے باہر رہیں' کشتی پانی میں رہے سلامت ہے' اگر پانی کشتی میں آ جاوے تو ڈوب جاوے گی ۲۔ یہ سوال انکاری ہے یعنی انسان قیامت کو جانتا ہے مگر تیاری نہیں کرتا۔ مومن تو جانتا بھی ہے مانتا بھی ہے' کافر جانتا ہے اگرچہ مانتا نہیں کیونکہ کفار مکہ حضور کو سچا جانتے تھے' حسد سے انکاری تھے' چونکہ قیامت میں جانور بھی اٹھیں گے' اور ان کی تعداد انسانوں سے زیادہ ہے۔ نیز اٹھتے وقت انسان جانوروں کی طرح بے عقل ہوں گے اس لئے یہاں مَا فرمایا گیا۔ قبروں سے مراد عالم برزخ ہے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۳۔ اس طرح کہ دل کا ایمان' کفر' نفاق' حضور سے محبت یا عداوت چہروں پر نمودار ہو گی۔ حضور سے شفاعت چاہتے وقت اور حضور کو مقام محمود پر دیکھ کر اہل سنت کے چہرے خوشی سے دمکتے ہوں گے' معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر پہچانے جائیں گے' یا اس طرح کہ کفر و ایمان مختلف شکلوں میں کافر و مومن کے سامنے ہوں گے' یا اس طرح کہ کفر و ایمان کی تحریریں سامنے ہوں گی' خیال رہے کہ دل کے بے اختیاری خطرے و وسوسے کی نہ تحریر ہے نہ ان پر سزا و جزا' لیکن اختیاری ارادوں وغیرہ کی تحریر بھی ہے' ان پر سزا و جزا بھی ہے' کفر ایمان اختیاری چیزیں ہیں' اسی لئے ان کی تحریر بھی ہے' ان پر سزا و جزا بھی' ان کی صورتیں بھی ہوں گی' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ اگرچہ رب کو ہمیشہ سے ہی خبر ہے مگر اس خبر کا ظہور قیامت میں ہو گا کہ بندوں کو سزا و جزا دی جاوے گی' جو لوگ دنیا میں اس کے علم کے منکر تھے وہ بھی وہاں مان لیں گے۔ لہٰذا وہاں سینوں کی باتوں کا کھولنا رب کے علم کے لئے نہیں' بلکہ بندوں پر اظہار کے لئے ہو گا۔ ۵۔ یعنی قیامت جب کہ ہول و ہیبت سے تمام انسانوں کے دل دہل جائیں گے' قیامت کا ایک نام قارعہ بھی ہے' خیال رہے کہ قیامت کے غم سے حضرات انبیاء و اولیاء محفوظ ہوں گے' رب فرماتا ہے۔ لا یحزنھم الفزع الاکبر لیکن یہ ہیبت عوام و خواص سب کو ہو گی' اسی ہیبت میں اس دن لوگ شفاعت کرنے والے محبوب کو بھول جائیں گے' دیگر انبیاء کرام کے آستانوں پر جائیں گے بلکہ خود حضرات انبیاء بھی حضور کا پتہ نہ بتا سکیں گے' حالانکہ دنیا میں سب کو معلوم تھا کہ حضور شفیع المذنبین ہیں' یہ ہیں القارعہ کے معنی ۶۔ اس میں قرآن پڑھنے والے مسلمان سے خطاب ہے' یعنی اے مسلمان اگرچہ قرآن اور صاحب قرآن نے قیامت کے ہول کا ذکر ہر طرح کر دیا' مگر کماحقہ تجھے اس کا علم نہیں ہو سکتا' یہ تو دیکھ کر ہی ہو گا۔ لہٰذا اس دن کی

۔ بقیہ صفحہ ۹۹۳ پر

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ

محبت نہ رکھتے لہ بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے ۲ پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا

الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

دیکھو گے ۳ پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں کی پرسش ہو گی ۴

سُوْرَۃُ الْعَصْرِ مَکِّیَّۃٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰیَاتُہَا ۳ رُکُوْعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

اس زمانہ محبوب کی قسم ۵ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے ۶ مگر جو ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ

لائے ۷ اور اچھے کام کئے ۸ اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی ۹

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی ۱۰

سُوْرَۃُ الْھُمَزَۃِ مَکِّیَّۃٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰیَاتُہَا ۹ رُکُوْعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّ

خرابی ہے اس کیلئے ۱۱ جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے ۱۲ جس نے مال

عَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ

جوڑا اور گن گن کر رکھا ۱۳ کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا ۱۴ ہرگز نہیں

فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ

ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا ۱۵ اور تو نے کیا جانا ۱۶ کیا روندنے والی اللہ کی آگ کہ

الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا

بھڑک رہی ہے ۱۷ وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی ۱۸ بے شک

۱ یعنی اے کافرو اگر تم عذاب قبر، حساب، حشر وغیرہ کو اپنی زندگی میں مان لیتے یا اے غافل مسلمانوں، اگر تم موت کی تلخی، قبر کی وحشت، حشر کی پیشی وغیرہ پر دھیان رکھتے تو دنیا کی محبت میں اللہ سے ہرگز غافل نہ ہوتے، لہٰذا یہاں لَوْ کی جزا پوشیدہ ہے، خیال رہے کہ سن کر یقین علم الیقین ہے، دیکھ کر یقین عین الیقین ہے، اور داخل ہو کر یقین، حق الیقین، جیسے مکہ معظمہ کو سن کر ماننا، پھر دور سے دیکھ کر ماننا، پھر وہاں داخل ہو کر وہاں کی سیر کر کے ماننا ہم لوگوں کا ایمان علم الیقین والا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان حق الیقین بلکہ عین الیقین، صحابہ کرام بلکہ بعض اولیاء اللہ کو ایمانیات کا عین الیقین حاصل ہوتا ہے، وہ دنیا میں رہ کر جنت و دوزخ کا مشاہدہ، بلکہ حضور کی ملاقات بھی کرتے ہیں ۲۔ مرنے کے بعد قبر میں مومن کو تو دوزخ دکھا کر فوراً چھپا دی جاتی ہے پھر ہمیشہ کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ تا کہ خوشی زیادہ ہو، کافر کو قبر میں پہلے تو جنت دکھا کر چھپا دیتے ہیں۔ پھر ہمیشہ کے لئے دوزخ کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ تا کہ اسے حسرت ہو، مگر جن لوگوں سے حساب قبر نہیں، وہاں دوزخ دکھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جیسے انبیاء کرام، شہداء، مومن بچے، وغیرہم ۳۔ میدان محشر میں، اس طرح کہ وہاں سے مومن جنت کے نظارے کریں گے، کوثر کی نہر وہاں پہنچی ہو گی، جس سے پانی پیتے ہوں گے، رب فرماتا ہے۔ وازلفت الجنة للمتقين اور کفار وہاں ہی سے دوزخ کو دیکھ کر کانپتے ہوں گے، رب فرماتا ہے۔ وبرزت الجحيم للغاوين اس دیکھنے سے سب کو علم الیقین حاصل ہو گا، پھر وہاں پہنچ کر حق الیقین، خیال رہے کہ بعض مقبولین دنیا میں بھی جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرتے ہیں، جیسے حضور نے نماز کسوف میں، یا حضرت طلحہ، زید، اور شہداء بدر نے ۴۔ یعنی اے کافرو، یا اے غافلو، میدان حشر یا دوزخ کے کنارہ پر تم سے فرشتے یا خود رب تعالیٰ نعمتوں کے متعلق سوال فرمائے گا کہ کہاں سے حاصل کیں، کہاں خرچ کیں، ان کا کیا شکریہ ادا کیا، چند مسائل خیال میں رکھو، ایک یہ کہ بعد موت تین وقت اور تین جگہ حساب ہو گا، قبر میں ایمان کا، حشر میں ایمان و اعمال کا، دوزخ کے کنارہ نعمتوں کے شکر کا، دوسرے یہ کہ یہ سوالات بعض مخصوصین سے نہ ہوں گے، جیسے انبیاء کرام، بعض اولیاء بچے وغیرہم، رب فرماتا ہے۔ یدخلون الجنة ویرزقون فيها بغير حساب تیسرے یہ کہ حضرات انبیاء کرام سے ان کی قوم کے متعلق سوال ہو گا کہ انہوں نے آپ سے کیا برتاؤ کیا، جیسے پیارا پیارے سے بوقت ملاقات خیریت پوچھتا ہے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جاوے گا، وانت قلت للناس الخ۔ یا حضور سے تمام انبیاء کرام کے حق میں گواہی لی جاوے گی وجئنا بك على هؤلاء شهيدا، چوتھے یہ کہ یہ سوال ہر نعمت کے متعلق ہو گا، جسمانی یا روحانی، ضرورت کی ہو، یا عیش و راحت کی، حتی کہ ٹھنڈے پانی، درخت کے سایہ، راحت کی نیند کا بھی، جیسے کہ حدیث شریف میں ہے، اور نعیم کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے۔ پانچویں یہ کہ بغیر استحقاق جو عطا ہو، وہ نعمت ہے، رب کا ہر عطیہ نعمت ہے، خواہ جسمانی ہو یا روحانی، اس کی دو قسمیں ہیں، کسبی، وہبی، جو نعمتیں ہماری کمائی سے ملیں وہ کسبی ہیں، جیسے دولت سلطنت وغیرہ جو محض رب کی عطا سے ہوں، وہ وہبی جیسے ہمارے اعضاء، چاند، سورج، وغیرہ کسبی نعمت کے متعلق تین سوال ہوں گے، کہاں سے حاصل کیں، کہاں خرچ کیں، ان کا شکریہ کیا ادا کیا، وہبی نعمتوں کے متعلق آخری دو سوال ہوں گے، چھٹے یہ کہ تفسیر خازن، عزیزی روح البیان وغیرہ میں ہے کہ یہاں نعیم سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہم سے حضور کے بارے میں سوال ہو گا کہ تم نے ان کی اطاعت کی یا نہیں، حضور تو تمام نعمتوں کی اصل ہیں، و

باقی صفحہ ۹۹۳ پر

ا۔ یعنی ان کے دلوں میں آگ ہوگی اور سانس وغیرہ کے ذریعہ نہ ٹھنڈی ہوا پہنچے' نہ خارجی ٹھنڈک' تا کہ تپش میں کمی نہ ہو' جیسے دنیا میں ٹھنڈی ہوا یا برف وغیرہ کی ٹھنڈک سے اندرونی تپش بجھاتے ہیں' یا انہیں آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے' نہ روزن ہو نہ کھڑکی' وہ بھٹی کی طرح بند ہوگی' جس کی گیس و تپش فولاد کو گلا دے' چونکہ دنیا میں ان کے دلوں میں حضور کی حسد کی آگ بھڑکتی تھی۔ اس لئے وہاں وہ آگ دہکائی جاوے گی' خیال رہے کہ رب نے انسان کی اندرونی آگیں دو طرح کی پیدا کی ہیں' حسد کی آگ' عشق کی آگ' حسد کی آگ ایمان و عبادات کا خاتمہ کر دیتی ہے' عشق کی آگ محبوب کے سوا سب کچھ جلا ڈالتی ہے ذبح اسماعیل اور شہادت کربلا میں آتش عشق کی جلوہ گری تھی' شیطان کی مردودیت' یزید کا ظلم آتش حسد کی بنا پر ہوا ۲۔ یعنی ان کفار کو دوزخ کی کوٹھڑیوں میں بند کر کے' آتشین لوہے کے ستونوں سے بند شیں مضبوط کر دی جائیں گی' یا خود کفار کو آتشین ستونوں سے باندھا جاوے گا ۔ خیال رہے کہ پچھلی صورت میں حضور کے دشمنوں کے اخروی عذاب کا ذکر تھا' اس سورت میں خانہ کعبہ کے دشمنوں کے دنیاوی عذاب کا تذکرہ ہے' چونکہ حضور کا درجہ کعبہ سے زیادہ ہے اور حضور کے دشمن کعبہ کے دشمنوں سے زیادہ عذاب کے مستحق ہیں۔ اس لئے پہلے دشمنان رسول کا ذکر ہوا۔ اب دشمنان کعبہ کا ۳۔ ابرہہ اور اس کے لشکر اور ان کے ہاتھیوں کا جو یمن کے دار الخلافہ صنعا سے کعبہ ڈھانے مکہ معظمہ آئے تھے' اور کعبہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر وادی محسر میں اترا' جہاں ابابیل کے کنکروں سے ہلاک ہوا۔ **واقعہ** شاہ حبشہ نے ابرہہ بن صباح اشرم کو یمن کا گورنر بنا کر وہاں کے دار الخلافہ صنعا میں بھیجا' ابراہہ نے دیکھا' کہ یمن والے اپنی نذر و نیاز و تحفے کعبہ معظمہ بھیجا کرتے تھے' اس سے اسے حسد ہوا' اور کعبہ کے مقابل صنعاء میں سنگ مرمر کا ایک جڑاؤ گھر بنایا جس کا نام قلیس رکھا' اہل یمن سے اس کا طواف وغیرہ کرانا شروع کیا' زبیر بن عمرو مکی نے وہاں پہنچ کر موقعہ پا کر قلیس میں پاخانہ بھر دیا' پھر مکہ معظمہ کے ایک مسافر قافلہ نے قلیس کے پاس آگ جلائی' جس کی چنگاری اڑ کر قلیس میں جا پڑی' اور وہ جل گیا' جس پر ابرہہ بھن گیا' اور بارہ ہاتھی اور بڑا لشکر لے کر کعبہ ڈھانے کے لئے مکہ معظمہ پہنچا' وادی محسر میں اترا' کیونکہ اس کا بڑا ہاتھی محمود اس سے آگے نہ بڑھا' ابرہہ کے لشکریوں نے حضرت عبد المطلب کے اونٹ پکڑ لئے تھے' آپ ابرہہ کے پاس گئے۔ وہ بہت تعظیم سے پیش آیا' آپ نے فرمایا' میرے اونٹ واپس دلوا دے' وہ بولا میں سمجھا تھا کہ آپ کعبہ بچانے کی کوشش کے لئے آئے ہیں' آپ نے فرمایا کہ اونٹ میرے ہیں اور کعبہ

عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ⑧ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ⑨

وہ ان پر بند کر دی جائے گی لہ لمبے لمبے ستونوں میں ۲

سُوْرَةُ الْفِیْلِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُهَا ۵ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۳

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ① اَلَمْ یَجْعَلْ

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا ۴ کیا ان کا داؤں

كَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ② وَّاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ③

تباہی میں نہ ڈالا ۵ اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں ۶

تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ④ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ⑤

کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے مارتے ۷ تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی ۸

سُوْرَةُ قُرَیْشٍ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُهَا ۴ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ① اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ②

اس لئے کہ قریش کو میل دلایا ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا ۹

فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ③ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ

تو انہیں چاہیے اس گھر کے رب کی بندگی کریں ۱۰ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا ۱۱

مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ④

اور انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا ۱۲

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | اٰیَاتُهَا ۷ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ① فَذٰلِكَ الَّذِیْ

بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے ۱۳ پھر وہ وہ ہے جو

رب کا ہے اسے وہی بچائے گا۔ آخر جدہ کی طرف سے سبز رنگ کی چھوٹی چڑیاں نمودار ہوئیں ہر ایک کے پاس مسور کی برابر تین پتھر تھے' ایک چونچ میں ایک ایک پنجوں میں' ان پر یہ پتھر برسے جن سے یہ سب ہلاک ہوئے' یہ واقعہ ۱۷ محرم کو ہوا (روح البیان و عزیزی وغیرہ) ۴۔ کہ باوجودیکہ ابرہہ کے ساتھ بڑا لشکر اور ساز و سامان تھا اور کچھ عرب والے بھی اس کے ساتھ مل گئے' کہ طائف والوں نے ابرہہ کو مکہ کا راستہ دکھایا' اور خود مکہ والے مکہ خالی کر کے پہاڑوں' غاروں میں جا چھپے' اور کعبہ اکیلا رہ گیا۔ مگر رب نے اسے بچایا۔ ایسے ہی اے محبوب تم اگرچہ اکیلے ہو اور تمہارے مقابل بہت ابرہہ ہیں' مگر رب تمہیں محفوظ رکھے گا' کہ وہ کعبہ اجسام ہے' تم کعبہ ارواح' وہ کعبہ قرآن ہے' تم کعبہ ایمان' وہ سروں کا کعبہ ہے تم دلوں کے کعبہ' خیال رہے کہ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے مگر عمر کم' اخباروں کی عمر ایک دن'

ا۔ کہ یتیم کا مال کھا جاتا ہے۔ اور اس پر سختی کرتا ہے اگر وہ قیامت میں اپنی بے کسی کا خیال رکھتا' تو یتیم و بے کس پر سختی نہ کرتا' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یتیم پر ظلم انکار قیامت کی علامت ہے' اسی لئے اس کے ساتھ اس کا ذکر ہوا۔ دوسرے یہ کہ معاملات کے کفار بھی مکلف ہیں۔ سلطان اسلام انہیں ظلم چوری وغیرہ سے جبرا" روکے گا۔ آخرت میں بھی ان پر سزا ہو گی ۲۔ یعنی نہ خود خیرات دیتا ہے۔ نہ لوگوں سے دلاتا ہے۔ بلکہ روکتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ حیلے بہانے بنا کر صدقہ و خیرات سے روکنا ابو جہلی طریقہ ہے' اس سے وہابی عبرت پکڑیں' جو میلاد شریف' گیارھویں شریف' محرم وغیرہ کی خیراتوں سے مسلمانوں کو روکتے ہیں' جوئے اور شراب سے نہیں روکتے۔ ۳۔ یہ آیات مدینہ میں عبداللہ بن ابی وغیرہ منافقین کے متعلق نازل ہوئیں جو عقیدت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے دکھلاوے کو کبھی نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے' بے دلی سے ویل دوزخ کے ایک طبقہ کا بھی نام ہے اور خرابی اور افسوس کو بھی ویل کہتے ہیں' چونکہ یہ منافق نمازی کافر بھی تھے اور دھوکہ باز بھی' لہٰذا ان کا عذاب کھلے کافروں سے سخت ہے' نمازیوں سے مراد وہ نمازی ہیں جو نماز کا صرف قالب بنا دیں۔ خیال رہے کہ ارکان نماز جو ہمارے قالب سے ادا ہوں اور شرط جواز ہیں وہ قالب نماز ہیں اور خشوع و خضوع جو ہمارے قلب کا کام ہے' اور شرط قبول ہے' قلب نماز ہے۔ اس کے بغیر نماز عبث' جیسے پاور کے بغیر بجلی کی فٹنگ عبث و بیکار' مگر یہ خشوع کسی پاور ہاؤس سے ہی مل سکتا ہے' رب نصیب کرے' اس سے معلوم ہوا کہ غلط نماز دنیاوی و اخروی خرابیوں کا باعث ہے' مسلمان کی درست نماز نمازی کو درست کر دیتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تنھی عن الفحشاء والمنکر لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۴۔ نماز سے بھولنے کی چند صورتیں ہیں' کبھی نہ پڑھنا' پابندی سے نہ پڑھنا' بلاوجہ مسجد میں نہ پڑھنا' صحیح وقت پر نہ پڑھنا' بلاوجہ بغیر جماعت پڑھنا' نماز صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنا' شوق سے نہ پڑھنا' سمجھ بوجھ کر ادا نہ کرنا' کسل و سستی' بے پروائی سے پڑھنا' اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں' کہ آستین چڑھا کر' رومال کاندھے یا سر پر لٹکا کر' بٹن کھلے چھوڑ کر نماز پڑھنا منع ہے' کہ یہ سستی اور بے پروائی کی علامت ہے' خیال رہے کہ نماز اللہ کی عبادت ہے' اسلام کا قانون ہے' بندے کے لئے ثواب ہے' لہٰذا اسے ہر طرف نسبت کر سکتے ہیں' اللہ کی نماز' اسلام کی پابندی یا بندے کی نماز' یہاں تیسری قسم کی نسبت ہے ۵۔ یعنی منافقین اللہ کے لئے نہیں بلکہ مخلوق کو دکھانے کے لئے عبادتیں کرتے ہیں اس لئے لوگوں کے سامنے تو نمازیں پڑھ لیتے ہیں اکیلے میں نہیں پڑھتے۔ خیال رہے کہ دکھلاوے میں دو چیزیں قابل غور ہیں' کسے دکھانا اور کیوں دکھانا' حضور کو دکھانے کے لئے نیکی کرنا ریا نہیں' حضور کو راضی کرنے سے تو نیکی زیادہ قبول ہوتی ہے۔ رب فرماتا ہے۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ اور فرماتا ہے قربات عند اللہ وصلوت الرسول اسی لئے صحابہ کرام حضور کو راضی کرنے کی نیت سے عبادات کرتے تھے' دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن اور سلطنت مصطفیٰ' ایسے ہی تعلیم کے لئے عمل دکھانا تبلیغ ہے' ریا نہیں۔ حضور نے اونٹ پر طواف کیا' دوسروں کو رغبت دینے کے لئے۔ عمل اعلانیہ کرنا ترغیب ہے ریا نہیں' دفع اتہام کے لئے علانیہ عمل کرنا ریا نہیں' فرائض علانیہ ادا کرو' عام نفل خفیہ' ہاں اس لئے نیکی دکھانا کہ لوگ اسے کچھ دیں' عزت کریں' یہ ریا شرک خفی ہے' ریا کی تین صورتیں ہیں' اصل عمل میں ریا کہ لوگوں کے سامنے نماز پڑھے' اکیلے میں نہ پڑھے۔ صف عمل میں ریا' کہ سامنے اچھی طرح پڑھے' اکیلے میں معمولی' ارادہ میں

يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۞

یتیم کو دھکے دیتا ہے ۂ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا ۳

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ

تو ان نمازیوں کی خرابی ہے ۳ جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں ۴

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۞

وہ جو دکھاوا کرتے ہیں ۵ اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے ۶

سورۃ الکوثر مکیۃ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتہا ۳ رکوعہا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۞ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۞

اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں ۱ تو تم اپنے رب کیلئے

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۞

نماز پڑھو اور قربانی کرو ۲ بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے ۳

سورۃ الکافرون مکیۃ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیاتہا ۶ رکوعہا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ

تم فرماؤ ، اے کافرو ۱ نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو ۳

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۚ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا

اور نہ تم پوجتے ہو جو میں پوجتا ہوں ۴ اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے

عَبَدْتُّمْ ۙ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۞

پوجا ۵ اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں ۶

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۞

تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین ۷

ا۔ اس سورت کا نام سورہ فتح بھی ہے اور سورہ وداع بھی' کیونکہ اس میں اشارۃً حضور کی وفات شریف کی خبردی گئی ہے۔ (تفسیر عزیزی) یہ سورت فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی' بعض نے فرمایا کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں اتری مگر اول زیادہ صحیح ہے (روح) اس سورت کے نزول کے دو سال بعد حضور کی وفات ہوئی۔ (خازن و مدارک) ۲۔ مدد سے مراد اللہ تعالیٰ کی مدد ہے' خواہ فرشتوں کے ذریعہ ہو یا مسلمان غازیوں کے واسطے سے' اور فتح سے مراد فتح مکہ ہے' جو دیگر فتوحات اور عام اہل عرب کے اسلام لانے کا باعث ہوئی' اگرچہ فتح مکہ آئندہ ہونے والی تھی مگر چونکہ یقینی تھی' اس لئے جاء ماضی کے صیغہ سے ارشاد ہوا ۳۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ صحابہ صرف ۵ یا ۷ نہیں۔ بلکہ ہزاروں ہیں کہ انہیں رب نے افواج فرمایا' دوسرے یہ کہ فتح مکہ اور بعد فتح ایمان لانے والوں کا ایمان قبول ہوا۔ اس میں ابوسفیان' امیر معاویہ' حضرت وحشی وغیرہ سب ہی شامل ہیں' یہ سب لوگ صحیح الایمان تھے' رب نے ان کے داخل دین ہونے کی گواہی دی' تیسرے یہ کہ یہ لوگ بعد بھی دین پر قائم رہے کیونکہ ان کا دین میں داخل ہونا اس آیت سے ثابت ہے' مگر دین سے نکل جانا کسی شخص سے ثابت نہیں' نیز اگر یہ لوگ مرتد ہونے والے ہوتے تو رب تعالیٰ ان کے ایمان کو اس شاندار طریقہ سے بیان نہ فرماتا۔ اس سے وہ روافض عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ سوائے پانچ حضرات کے باقی تمام اصحاب منافقت سے ایمان لائے' اور حضور کے بعد مرتد ہو گئے' خیال رہے کہ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے' اصحاب بدر تین سو تیرہ' خلفاء راشدین چار' جیسے تعداد انبیاء و رسل و مرسلین۔ نیز مکہ فتح ہوتے ہی آپ دیکھیں گے کہ اہل عرب ہر طرف سے فوج در فوج آپ کی خدمت میں آکر کلمہ پڑھیں گے' اس سے پہلے ایک ایک' دو' دو آدمی ایمان لاتے تھے' چنانچہ بعد فتح مکہ بنی اسد' بنی فزارہ' بنی مرہ' بنی کنانہ' بنی ہلال' بنی تمیم' قبیلہ ابوالقیس' بنی طے کے لوگ' یمن' شام' عراق' طائف سے' سارے مکے والے جوق در جوق آئے اور اسلام لائے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اس سورت میں غیبی خبریں دی گئی ہیں' جو پوری ہوئیں' دوسرے یہ کہ حضور کو اپنی زندگی کی خبر تھی کہ فتح مکہ اور ان واقعات کو بغیر دیکھے ختم نہ ہو گی' اس لئے حضور نے فتح مکہ کے بعد پہلے سال حج نہ کیا' کہ اپنی زندگی کا یقین تھا' تیسرے یہ کہ زمانہ نبوی شریف میں بڑی سعادت مندی یہ تھی کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لایا جائے ۴۔ یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ چیزیں آپ دیکھ لیں' تو رب کی تسبیح و تہلیل اور امت کے لئے دعائے مغفرت میں زیادہ مشغول ہو جاویں' کیونکہ آپ کی وفات قریب ہو

سُورَۃُ النَّصْرِ مَدَنِیَّۃٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُہَا ۳ رُکُوْعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱؎

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَیْتَ النَّاسَ

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے ۲؎ اور لوگوں کو تم دیکھو

یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں ۳؎ تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی

رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

بولو ۴؎ اور اس سے بخشش چاہو بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے ۵؎

سُورَۃُ اللَّھَبِ مَکِّیَّۃٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُہَا ۵ رُکُوْعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝۱ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ

تباہ ہو جائیں ابولہب کے ۱؎ دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا ۲؎ اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو

وَمَا كَسَبَ ۝۲ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝۳ وَّامْرَاَتُهٗ

کمایا ۳؎ اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ ۴؎ اور اس کی جورو

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝۴ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝۵

لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی ۵؎ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ۶؎

سُورَۃُ الْاِخْلَاصِ مَکِّیَّۃٌ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیَاتُہَا ۴ رُکُوْعُہَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ

تم فرماؤ ۱؎ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے ۲؎ اللہ بے نیاز ہے ۳؎ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے

يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

پیدا ہوا ۴؎ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی ۵؎

گی یہ دونوں چیزیں آپ کی وفات کی علامت ہیں' کیونکہ آپ کے بھیجنے کا منشا پورا ہو چکا' پھر آپ کو دنیا دار المحن میں کیوں رکھا جاوے' اپنے ہی چاہنے والے رب کے پاس پہنچو گے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان بڑھاپے میں موت کے قریب دنیا سے تعلق کم کر دے' عبادات و ریاضت زیادہ کرے' سفر سے پہلے سامان سفر تیار کرے' دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار یا تو تعلیم امت کے لئے ہے' یا اپنے امتی گنہگاروں کے لئے ہے' ورنہ حضور گناہوں سے پاک و صاف ہیں ۵۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ پڑھتے تھے سبحان اللہ وبحمدہ استغفراللہ واتوب الیہ بعض روایات میں ہے کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں نازل ہوئی' اس کے بعد الیوم اکملت لکم دینکم اتری' اس کے نزول کے بعد حضور (۸۰) اسی دن دنیا میں تشریف فرما رہے' پھر آیت کلالہ نازل ہوئی اس

۱۔ (شان نزول) ۷ ہجری میں، صلح حدیبیہ کے بعد روسا یہود نے لبید بن اعصم یہودی سے کہا کہ تو اور تیری لڑکیاں جادو گری میں یکتا ہیں، حضور پر جادو کر، لبید نے حضور کے ایک یہودی غلام سے حضور کی شکستہ کنگھی کے دندانے اور کچھ بال شریف حاصل کر لئے، اور موم کا ایک پتلا بنایا، اس میں گیارہ سوئیاں چبھوئیں، ایک تانت میں گیارہ گرہیں لگائیں، یہ سب کچھ اس پتلے میں رکھ کر بیرروان میں پانی کے نیچے ایک پتھر کے نیچے دبا دیا، اس کا حضور کے خیال شریف میں یہ اثر ہوا، کہ دنیاوی کاموں میں بھول ہو گئی، چھ ماہ تک یہ اثر رہا۔ پھر جبریل امین یہ دونوں سورتیں فلق و ناس لائے، جن میں گیارہ آیتیں ہیں، اور حضور کو اس جادو کی خبر دی، حضرت علی مرتضیٰ کو اس کنوئیں پر بھیجا گیا، آپ نے جادو کا یہ سامان پانی کی تہ سے نکالا حضور نے یہ سورتیں پڑھیں، ہر آیت پر ایک گرہ کھلتی تھی، تمام گرہ کھل گئیں، اور حضور کو شفا ہو گئی، اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ جادو اور اس کی تاثیر حق ہے، دوسرے یہ کہ نبی کے جسم پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے، جیسے تلوار، تیر اور نیزہ کا، یہ اثر خلاف نبوت نہیں، موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جادوگر فیل ہوئے، کیونکہ وہاں جادو سے معجزہ کا مقابلہ تھا، بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر بھی، اس جادو نے اثر کیا۔ کہ ان کو خیال ہوا کہ یہ لاٹھیاں رسیاں چل رہی ہیں، رب فرماتا ہے۔ یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعیٰ، حضور انور کے خیال پر یہی اثر ہوا۔ تیسرے یہ کہ دفع جادو کے لئے دعائیں جائز، تعویز و منتر کرنا جائز ہے، چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ نبی کی عقل کو جادو سے محفوظ رکھتا ہے، تاکہ تبلیغ دینی میں رکاوٹ نہ ہو۔ پانچویں یہ کہ بال اور ٹوٹی کنگھی باہر نہ پھینکنا چاہیے، محفوظ جگہ ڈالے کہ اس پر جادو بہت ہوتا ہے ۲۔ یعنی جیسے رب تعالیٰ صبح کے ذریعہ رات کو دفع فرماتا ہے، ایسے ہی وہ دعاؤں کے ذریعہ بیماریوں کو دفع فرماتا ہے، معلوم ہوا، کہ دعا کرنے والا اپنی حاجت کے مطابق صفات سے اسے یاد کرے ۳۔ انسان ہو یا حیوان، یا جن یا بے جان مخلوق، یہ بہت جامع دعا ہے ۴۔ یعنی چاند جب گرہن میں سیاہ ہو جاوے، یا آخر مہینہ میں غائب ہو، کیونکہ ان اوقات میں جادو زیادہ کیا جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات بھی نحس ہوتے ہیں۔ ان سے رب کی پناہ مانگے رب فرماتا ہے۔ فی یوم نحس ۵۔ یعنی لبید کی جادوگر لڑکیاں، جنہوں نے حضور کے بال تانت دھاگے پر گرہیں لگا کر پھونکیں ماریں، اس سے معلوم ہوا کہ جادوگر کے دم میں اثر ہے، تو ضرور اللہ کا نام پڑھ کر دم کرنے میں تاثیر ہے، لہٰذا آیت قرآنیہ بیماریوں پر پڑھ کر گنڈے بنانا، ان میں گرہیں لگانا جائز ہے، حضور بیماروں پر دم فرماتے تھے ۶۔ حاسد وہ ہے جو دوسروں کی نعمت کا زوال چاہے، منغبط وہ ہے جو اپنے لئے بھی دوسروں کی سی نعمت چاہے، حسد مطلقاً برا ہے غبطہ دینی امور میں جائز ہے، حسد ہی پہلا وہ گناہ ہے جو آسمان میں ابلیس سے ہوا اور زمین میں قابیل سے ہوا۔ ان کا انجام سب کو معلوم ہے، اس سے معلوم ہوا، کہ جادو اور حسد سب سے بدتر جرم ہیں کہ عام شروں کے بعد ان کا ذکر خصوصیت سے فرمایا گیا ۷۔ اس کا شان نزول سورت فلق میں گزر چکا ہے ۸۔ اے محبوب اپنی زبان مبارک سے تاکہ دعا کی تاثیر کے ساتھ زبان شریف کی تاثیر بھی جمع ہو جاوے، اور تمہاری اجازت سے دوسرے مسلمان کہیں، کیونکہ بغیر رائفل کارتوس مار نہیں کرتا، بغیر پاک زبان دعا کیسے اثر کرے۔ دعاؤں کی تاثیر کے لئے خود پاک بنو، یا پاکوں سے دعا کراؤ، یا ان سے اجازت لو ۹۔ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کا رب ہے، مگر چونکہ انسان اشرف المخلوق ہے، اس لئے ان کا خصوصیت سے ذکر فرمایا، خیال رہے کہ رب وہ جو ہر وقت ہر جگہ

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۵ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۱

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ع

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے ۲ اس کی سب مخلوق کی شر سے ۳ اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب وہ ڈوبے ۴ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں ۵ اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے ۶

سُوْرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۶ رُكُوْعُهَا ۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۷

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾ ع

تم کہو ۸ میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ۹ سب لوگوں کا بادشاہ ۱۰ سب لوگوں کا خدا ۱۱ اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے ۱۲ اور دبک رہے ۱۳ وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں ۱۴ جن اور آدمی

ع ۵ / ۴۸ — ع ۶ / ۴۹

کتبہ محمد یوسف خوشنویس | دُعَاءُ خَتْمِ الْقُرْاٰنِ | مکان حضرت کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ ۚ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ۚ وَاجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً ۚ اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ

(بقیہ صفحہ ۲) گمراہوں کی ہمراہی خدا کا غضب ہے نہ ان کے سے عقیدے رکھے نہ ان کی سی شکل و صورت بنائے نہ ان کی بری رسمیں اختیار کرے ۹ مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے یہود اور ' ضَالِّيْن سے عیسائی مراد ہیں ' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عداوت کے کفر سے محبت کا کفر نرم ہے ' یہود عداوت پیغمبر کی وجہ سے کافر ہیں اور عیسائی محبت پیغمبر میں حد سے بڑھ کر کافر ہوئے مگر رب نے یہود کو مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ فرمایا ' اور عیسائیوں کو گمراہ ' دوسرے یہ کہ مومن کو چاہیے کہ عقائد ' اعمال ' سیرت ' صورت ہر چیز میں یہود نصاریٰ اور تمام کفار سے علیحدہ رہے نہ ان کی سی صورت بنائے اور نہ ان کی رسمیں اختیار کرے نہ ان کے سے عقیدے اختیار کرے ' کیونکہ یہ تمام چیزیں کفار کا راستہ ہیں مسائل :۔ (۱) ناجائز کام میں بسم اللہ پڑھنا منع ہے کہ اس میں رب کے نام کی توہین ہے (۲) ذبح کے وقت پوری بسم اللہ نہ پڑھے بلکہ یوں کہے " بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَر " کیونکہ وہ قہر کا کام ہے رحمت کا نام نہ لے (۳) خطبہ جمعہ میں حمد واجب ہے خطبہ نکاح میں اور دعاء اور مستحب کام میں حمد الٰہی مستحب ' کچھ کھا پی کر حمد سنت مؤکدہ ہے ' مقتدی امام کے پیچھے نہ الحمد پڑھے نہ سورۃ کیونکہ امام کی قرات اس کی قرات ہے ' بحکم قرآنی خاموش رہنا اور قرات کا سننا فرض ہے اس مسئلہ کی پوری تحقیق جاء الحق حصہ دوم میں ہے سورہ فاتحہ پڑھ کر آہستہ آمین کہنا چاہیے کیونکہ آمین دعا ہے اور قرآنی حکم ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ

(بقیہ صفحہ ۳) تفصیلا " ایمان لانا فرض کفایہ ہے اجمالا " ایمان لانا فرض عین ۸۔ آخرت سے مراد قبر ' حشر ' جنت ' دوزخ وغیرہ سب کچھ ہے معلوم ہوا کہ ان تمام چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے ' اس سے اشارۃ معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ آخرت پر صحیح ایمان نہیں رکھتے صحیح ایمان مسلمانوں کو حاصل ہے۔ اسی لئے هُمْ يُوْقِنُوْنَ حصر سے فرمایا گیا یہ بھی معلوم ہوا کہ آخرت پر کامل ایمان جب ہو گا جب نیک اعمال بھی کرے ' غافل مسلمان عملی طور پر کامل نہیں ' اس لئے اس سے پہلے اعمال کا ذکر بھی فرمایا۔

(بقیہ صفحہ ۹۱) پادریوں کو رب بنانا تھا۔ ۴۔ شان نزول۔ نجرانی یہودی اور عیسائیوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق مناظرہ ہوا۔ یہودی کہتے تھے کہ آپ یہودی تھے لہٰذا ہمارا دین بڑا ہے۔ عیسائی کہتے تھے کہ آپ عیسائی تھے آخر کار ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حاکم بنایا ' اس پر یہ آیت کریمہ اتری جن میں ان بیوقوفوں کی انتہائی جہالت ظاہر فرمائی گئی کہ یہودیت موسیٰ علیہ السلام اور نصرانیت عیسیٰ علیہ السلام سے جاری ہوئیں اور ابراہیم علیہ السلام ان دونوں بزرگوں سے صدہا سال پہلے ہوئے ہیں تو وہ یہودی یا عیسائی کیسے ہو سکتے ہیں ۵۔ اس سے پتہ لگا کہ بزرگوں سے لوگوں کے الزام دفع کرنا سنت الٰہیہ ہے ' ان کی عظمت کی حمایت کرنا محبوب چیز ہے رب نے فرمایا ماکان ابراهیم یهودیا ولا نصرانیا اور فرمایا وماکفر سلیمان یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی تاریخ دانی ذریعہ ایمان بن جاتی ہے اور تاریخ سے غفلت بے ایمانی کا باعث ہوتی ہے یہود کا ابراہیم علیہ السلام کو یہودی کہنا تاریخ سے جہالت کی وجہ پر تھا ۶۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضور کے صفات عالیہ جس کا تم دیدہ دانستہ انکار کر رہے ہو۔ خیال رہے کہ نبی کے ساتھ ہٹ دھرمی کا جھگڑا کفر ہے مگر جب نبی کوئی مشورہ فرما دیں تو ان کی رائے شریف سے اختلاف نہ کفر ہے نہ گناہ ' رب فرماتا ہے ان فریقا من المؤمنین لکارهون یجادلونک فی الحق یہاں جھگڑنے والوں کو مومن فرمایا گیا کیونکہ یہ اختلاف رائے تھا ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ لغوی معنی سے ہر پیغمبر کو مسلمان کہہ سکتے ہیں یعنی اللہ کا مطیع و فرمانبردار ' رب فرماتا ہے فلما اسلما وتله للجبين اصطلاح میں مسلمان صرف امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے رب فرماتا ہے هو سماكم المسلمين دوسرے یہ کہ مسلمان ہونے کے لئے ہر باطل سے بیزار ہونا اور ہر بے دین سے متنفر ہونا شرط اول ہے۔ صلح کل مسلمان نہیں ہو سکتا اس لئے حنیف کو مسلما " سے پہلے بیان کیا ' خالص سونا قیمتی ہے ایسے ہی خالص مسلمان بازار قیامت میں قیمتی ہے ۸۔ یعنی اسلام کے ظہور سے پہلے جو لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پیرو رہے ہیں وہ سب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور پر ایمان لانے والے مسلمان سب ابراہیمی ہیں۔ تم ان سب سے خارج ہو۔ لہٰذا ابراہیمی نہیں ' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نبی سے قرب ان کی اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ نہ کہ محض ان کی اولاد ہونے سے ' کنعان حضرت نوح علیہ السلام سے قریب نہ ہو سکا۔ دوسرے یہ کہ مسلمان سچے ابراہیمی ہیں اور ان کے پیرو کار تمام ابراہیمی سنتیں اسلام میں موجود ہیں۔ حج ' قربانی ' ختنہ ' داڑھی وغیرہ یہ سب ابراہیمی سنتیں ہیں اور ان یہود و نصاریٰ کے دین میں نہیں تو صرف مسلمان ابراہیمی ہوئے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں کی نسبت رب کی اعلیٰ نعمت ہے ' دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اچھوں کی نسبت سے بروں پر فضل فرماتا ہے کیونکہ مومن کا ولی رب اس لئے ہے کہ وہ اس کے محبوب کے غلام ہیں۔ اگرچہ گنہگار ہوں ' مسلمان بدنصیب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ محبوب کا امتی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹۶) لَهٗ کے مقدم ہونے سے حصر سے فائدہ حاصل ہوا۔ معنی یہ ہوئے۔ کہ صرف کافروں کا مددگار کوئی نہیں ' اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مددگار نہ ہونا کفار کے لئے خاص ہے۔ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ بہت سے مددگار مقرر فرمائے گا۔ شفاعت کرنے والے مددگار ہی ہوں گے۔ آج جو کہے کہ میرا مددگار کوئی نہیں وہ درحقیقت اپنے کفر کا اقرار کر رہا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۲۴) دکھادوں تو ایمان لے آؤ گے۔ وہ قسمیں کھا کر بولے کہ ضرور آپ نے ارادہ فرمایا کہ دعا کریں۔ حضرت جبریل نے آکر عرض کیا کہ اے محبوب! آپ جو دعا کریں گے قبول ہو گی۔ لیکن اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو ابھی ہلاک کر دیئے جائیں گے اور اگر زندہ رہے تو شاید ان میں کوئی ایمان لے آوے۔ تب حضور نے دعا کا ارادہ چھوڑ دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (تفسیر خازن و روح البیان وغیرہ) ۸۔ یعنی جب یہ شق القمر اور آفتاب کی واپسی دیکھ کر ایمان نہ لائے تو اب کیا ایمان لائیں گے۔ یہ سب ان کے جھوٹے وعدے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۲۸۶) معلوم ہوا کہ اپنی قوم کے راز دوسری قوم تک پہنچانا سخت جرم ہے۔ ۶۔ یعنی رب کی طرف سے آزمائش ہے۔ ان میں پھنس کر رب سے غافل نہ ہو جاؤ بلکہ اپنے مال و اولاد کو آخرت کا توشہ بناؤ کہ مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اولاد کو نیک و صالح بنا کر جاؤ کہ تمہیں مرنے کے بعد دعا خیر سے یاد کریں ۷۔ اس کی اطاعت کرنے والوں کے لئے یا یہ مطلب ہے کہ اولاد و مال تمہارے لئے آزمائش تو ہیں لیکن اگر تم عاقل ہو تو یہی چیزیں تمہارے لئے بڑے ثواب کا ذریعہ بن جاویں۔ لہٰذا حضور کا مال و اولاد حضور کے لئے اجر عظیم ہیں۔ ایسے ہی ان کے مطیع لوگوں کے لئے ۸۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو ایسی فراست بخشتا ہے کہ وہ مخلص اور منافق کو پہچان لیتا ہے۔ پھر کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ حضور کو منافقین کی پہچان نہ ہو ' ایسے ہی مومن نور ایمان سے حق و باطل میں فرق کر لیتا ہے۔ مومن کا دل قدرتی طور

پر باطل سے نفرت کرتا ہے اور حق پر راغب ہوتا ہے۔ ۹۔ کیونکہ نیکیوں کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیات تقویٰ بڑی چیز ہے۔ ۱۰۔ کفار قریش اپنے کمیٹی گھر یعنی دار الندوہ میں جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے متعلق مشورہ کرنے لگے۔ شیطان ایک بڈھے آدمی کی شکل میں آیا اور بولا کہ میں شیخ نجدی ہوں تمہیں مفید مشورہ دینے آیا ہوں۔ کفار نے اسے بھی شامل کر لیا۔ ابوالبختری بولا کہ حضور کو مضبوط مکان میں قید کر دینا چاہیے تاکہ لوگ ان سے مل نہ سکیں اور آپ وہاں ہلاک ہو جائیں۔ شیخ نجدی نے کہا کہ ان کے یار و مددگار انہیں وہاں سے نکال لیں گے۔ ہشام بن عمرو بولا کہ حضور کو جلاوطن کر دیا جائے۔ شیخ نجدی بولا کہ پھر وہ دوسری جگہ جا کر اپنا دین پھیلائیں گے اور بڑی جماعت تیار کر کے تم پر چڑھائی کر دیں گے۔ ابو جہل بولا کہ ہر خاندان کے کچھ لوگ تیز تلواریں لے کر کھڑے ہو جاویں جو حضور پر یکبارگی حملہ سے شہید کر دیں' بنی ہاشم سب قبیلوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور ہم سے خون بہا لے لیں گے۔ شیخ نجدی نے یہ رائے پسند کی اور سب کفار کا اس پر اتفاق ہو گیا۔ جبریل امین نے اس مشورہ کی حضور کو خبر کر دی اور عرض کیا کہ سرکار آج شب اپنی آرام گاہ میں قیام نہ فرمائیں اور اب مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں۔ حضور صلی اللہ وسلم نے اپنی خوابگاہ پر اپنی چادر اوڑھا کر علی مرتضیٰ کو سلا دیا اور فرمایا کہ بے فکر رہو تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اور خود دولت خانہ سے باہر تشریف لائے۔ دیکھا کہ کفار نے چو طرف سے دروازہ گھیرا ہوا ہے۔ حضور نے انا جعلنا فی اعناقھم اغلالا لا الخ ایک مشت خاک پر دم فرمائی اور محاصرہ کرنے والوں کی طرف وہ خاک پھینک دی سب ایسے اندھے ہو گئے کہ حضور ان کے درمیان سے گزر گئے اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق کو ہمراہ لے کر غار ثور میں تشریف لے گئے اور علی مرتضیٰ کو انہیں کفار کی امانتیں عطا فرما گئے کہ تم ان کی امانتیں دے کر مدینہ منورہ آ جانا۔ مشرکین تمام رات حضور کا دروازہ گھیرے کھڑے رہے۔ جب صبح کو حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو بستر شریف پر بجائے حضور کے علی مرتضیٰ کو پایا۔ پریشان ہو کر حضور کی تلاش کرنے نکلے اللہ تعالیٰ نے غار ثور کے منہ پر مکڑی کو مسلط فرما دیا جس نے جالا تن دیا۔ کفار وہاں پہنچے مگر مکڑی کا جالا دیکھ کر اس غار کی تحقیق نہ کی۔ سرکار تین دن اس غار میں رہے پھر مع صدیق اکبر مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے۔ اس آیت میں یہی واقعہ مذکور ہے معلوم ہوا کہ رب چاہے تو مکڑی کا جالا مضبوط قلعہ کا کام دے۔

(بقیہ ۳۰۸) احزاب وغیرہ میں یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی ہجرت میں بھی مدد فرمائی اور ان غزوات میں بھی اور یہ حضور پر بلاواسطہ تھی اور سارے مسلمانوں پر حضور کے واسطہ سے یا ہجرت میں فرشتوں سے حضور کی مدد کی فرشتوں نے ان کفار کا منہ پھیر دیا۔ غار کے منہ پر ٹھہرنے یا غور نہ کرنے دیا۔ نیز صدیق اکبر اور حضور کی آواز نہ سننے دی ۶۔ اس طرح کہ حضور اور صدیق اکبر تین دن تک غار ثور میں رہے۔ عبداللہ ابن ابی بکر رات کو غار میں آکر دن بھر کے کفار کے حالات بتا جاتے تھے اور صدیق اکبر کے غلام مالک بن فہیرہ صدیق کی بکریوں کا دودھ غار میں پہنچاتے رہے کفار مکہ نے مایوس ہو کر اعلان کیا کہ جو ان دونوں حضرات کو قتل یا قید کرے اسے سو اونٹ انعام ملے گا سراقہ بن مالک حضور تک پہنچ گئے مگر بجائے قید کرنے کے خود ان کی زلف کے قیدی ہو کر ایمان سے مشرف ہو گئے جس کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ کفار کی تمام کوششیں ناکام ہو کر رہ گئیں ۷۔ یعنی ہمیشہ سے ہمیشہ تک اللہ کا بول بالا ہے اس کی بات اونچی ہے لہٰذا اس کے محبوبوں کا بھی بول بالا تھا اور ہے اور رہے گا۔ انہیں دائمی عزت ہے ۸۔ یعنی جوان ہو یا بوڑھے' غریب ہو یا امیر' سوار ہو یا پیادے' بیمار ہو یا تندرست' تمہارا دل چاہے یا نہ چاہے' فارغ ہو یا کاروبار میں پھنسے ہوئے' اکیلے ہو یا گھر بار میں گرفتار بہر حال ہلکے اور بھاری میں بہت احتمال ہیں۔ ہر صورت میں تمہیں تبوک کی طرف یا حضور کے ہمراہ جہاد میں جانا ہو گا۔ اس صورت میں یہ آیت اس سے منسوخ ہے لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ (ابن عباس عن روح البیان) ۹۔ معلوم ہوا کہ جہاد کئی طرح کا ہے۔ جان سے' مال سے' قلم سے' زبان سے جیسا موقعہ اور ضرورت ویسا جہاد۔ مبارک ہے وہ جسے ہر طرح کا جہاد نصیب ہو۔ ۱۰۔ یعنی تبوک کا میدان اگر قریب ہوتا اور غنیمت آرام سے مل جانے کی امید ہوتی تو یہ بہانے بنانے والے منافق ضرور جہاد میں شریک ہو جاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین میں مشقت سے گھبرانا آسان کام کر لینا منافقوں کی علامت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد میں منافقین بھی جاتے تھے مگر نہ اللہ کے لئے بلکہ مال غنیمت کے لالچ میں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ حضور کی اتباع وہ چاہیے جو محبت قلبی کے ساتھ ہو۔ دنیاوی لالچ یا جوتا کے خوف سے تو منافق بھی اتباع کر لیتے تھے۔ اس لئے رب نے فرمایا کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ تب میں تم کو محبوب بنا لوں گا اور تمہارے سارے گناہ بخش دوں گا۔ اللہ یہ اتباع نصیب کرے۔ آمین ۱۲۔ معلوم ہوا کہ عشق ہر مشکل آسان کر دیتا ہے۔ منافق عشق رسول سے خالی تھے۔ انہیں تبوک کا جہاد دور کا راستہ بھاری پڑ گیا۔ ۱۳۔ معلوم ہوا جھوٹی قسمیں اور زیادہ قسمیں کھانا منافقوں کی علامت ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ زیادہ قسمیں کھانا رزق گھٹاتا ہے۔ اس آیت میں غیبی خبریں ہیں۔ یعنی مدینہ منورہ پہنچنے پر یہ منافقین قسمیں کھا کر معذرتیں کریں گے اور ایسا ہی ہوا۔ ۱۴۔ یعنی جھوٹی قسمیں کھا کر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم بڑا گناہ اور قسم کھانے والے کی ہلاکت کا باعث ہے۔ منافقوں کی علامت ہے۔ ۱۵۔ یہ کلمہ محبت و کرم کا ہے جیسے پیاروں سے دوران گفتگو کہا جاتا ہے اللہ تیری عمر بڑھائے اللہ تجھ کو ایمان دے اس لئے کہ حضور کا اجازت دینا کوئی قصور نہ تھا کیونکہ اس سے پہلے اجازت دینے کی ممانعت نہ کی گئی تھی ۱۶۔ معلوم ہوا کہ حضور کو منافقوں کی پہچان تو پہلے بھی تھی۔ البتہ ان کی پردہ پوشی فرمائی تھی۔ فرمایا جا رہا ہے کہ آپ نے انہیں رسوا کیوں نہ فرمایا۔ آپ انہیں جہاد سے رہ جانے کی اجازت نہ دیتے پھر وہ نہ جاتے تو رسوا ہوتے۔ نیز علم سے ظہور علم مراد ہے۔ رب فرماتا ہے۔ ولتعرفنھم فی لحن القول

(بقیہ صفحہ ۳۲۰) معلوم ہوا کہ نیکی نہ کر سکنے پر افسوس کرنا۔ رونا بھی عبادت ہے۔ اسی طرح گناہ کر کے پچھتانا' رونا بھی عبادت ہے ۹۔ یعنی سواری اور سامان جہاد پر قدرت رکھتے ہیں۔ یہ نفی ہونا اس جہاد میں شرط ہے جو ہماری جگہ سے دور ہو اور اگر خود ہمارے وطن میں جہاد کی ضرورت پڑ جائے تو غریب و فقیر سب پر فرض ہے بشرطیکہ تندرست ہو اور سامان جہاد ہتھیار اس کے پاس ہوں خواہ اپنے یا مانگے ہوئے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ عورتوں پر جہاد فرض نہیں ہاں جب ان کی بھی ضرورت پڑ جائے تب ان پر بھی فرض ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۲۶) اللہ علیہ وغیرہ کہنا حرام ہے۔ ۲۔ ماں باپ اور قرابتدار ۳۔ اس طرح کہ وہ کفر پر مر گئے خیال رہے کہ کسی مشرک کا مرتے وقت تک مسلمان نہ ہونا

اس ہی علامت ہے 'کہ وہ کافر مرا۔ لہٰذا اس پر اسلام کے احکام جاری نہیں ہوتے اگرچہ حقیقت حال کی خبر رب کو ہے جیسے کسی کا مرتے وقت تک مسلمان رہنا اس کے اسلام پر مرنے کی علامت ہے۔ اگرچہ اس کے خاتمہ کا حال ہمیں معلوم نہیں یہی آیت کریمہ کا مقصد ہے ۴۔ شان نزول۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے مشرک ماں باپ کے لئے دعا مغفرت کر رہا ہے' آپ نے اسے منع فرمایا۔ اس نے عرض کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنے مشرک چچا کے لئے بخشش کی دعا کی تھی۔ سأستغفر لك ربی حضرت علی مرتضیٰ نے یہ واقعہ حضور کے خدمت میں عرض کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری (خزائن) ۵۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے دعا مغفرت کا وعدہ فرمایا تھا اور یہ وعدہ اس کی ممانعت سے پہلے ہو چکا تھا۔ بعد میں مشرکین کے لئے دعا مغفرت سے منع فرمایا گیا۔ یا ان کے چچا نے ایمان کا وعدہ کیا تو آپ نے دعا کا وعدہ کیا۔ اس نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ آپ نے پورا فرمایا۔ ۶۔ یا اس طرح کہ آپ پر وحی آگئی کہ آزر کا خاتمہ کفر پر ہو گا یا اس طرح کہ وہ کفر پر فوت ہو گیا۔ تو آپ نے اس کے لئے دعا مغفرت فرمانی بند کر دی ۷۔ اس طرح کہ دعائے مغفرت ترک فرما دی اور دل سے متنفر ہو گئے معلوم ہوا کہ کافر سے نفرت چاہیے اگرچہ وہ اپنا قریبی رشتہ دار ہو۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام مظہر جمال ہیں کہ دشمن پر بھی سختی نہیں فرماتے۔ حضرت نوح اور موسیٰ علیہ السلام مظہر جلال ہیں۔ ۹۔ اس طرح کہ انہیں گمراہوں میں داخل فرما کر سزا دے' اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حضور کی تشریف آوری سے پہلے گزرے ان کے لئے صرف عقیدہ توحید کافی تھا جیسے حضور کے والدین ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ دیوانہ یا بے سمجھ بچے شرعی احکام کے مکلف نہیں' عاقل آدمی بھی ان احکام کے مکلف نہیں جنہیں عقل دریافت نہیں کر سکتی جب تک کہ انکو شریعت کی تبلیغ نہ پہنچے' فترت والے لوگ شرک کے سوا جو کچھ جرم کریں' انہیں گمراہ نہیں کہا جائے گا' نہ اس پر ان کی پکڑ ہو (روح) شریعت نے جس کو حرام نہ کیا ہو وہ حلال ہے' اس کے کرنے پر پکڑ نہیں (خزائن) ۱۱۔ شان نزول۔ جب مسلمانوں کو مشرکین کے لئے دعا مغفرت سے روکا گیا تو انہیں خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ہماری ان دعاؤں پر پکڑ نہ ہو جائے جو ہم ان کے لئے پہلے کر چکے ہیں۔ اس پر آیت نازل ہوئی ۱۲۔ یہ کلام حقیقت پر مبنی ہے۔ یعنی اللہ کے سوا نہ کوئی آسمان و زمین کا حقیقی مالک ہے اور نہ اس کے سوا کوئی حقیقی مددگار ہے' مجازی طور پر بعض بندے مالک بھی ہیں اور رب کی عطا سے مددگار بھی۔ لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ ۱۳۔ مشکل گھڑی سے مراد غزوہ تبوک ہے جسے غزوہ عسرت بھی کہتے ہیں اس جہاد میں تنگی کا یہ حال تھا کہ ایک اونٹ پر دس صحابی باری باری سے سوار ہوتے تھے ایک کھجور پر کئی آدمی دن بھر گزار دیتے تھے۔ مگر وہ حضرات حضور کے دل و جان سے ساتھ رہے' ابوبکر صدیق نے حضور کی خدمت میں دعا بارش کے لئے عرض کیا۔ حضور نے دعا فرمائی بارش آئی' جس سے پانی کی فراوانی ہوئی۔ (خزائن) معلوم ہوا کہ غزوہ تبوک والے سارے صحابہ کا جنتی ہونا قطعی اور یقینی ہے جو اس میں شک کرے وہ اسی آیت کا منکر ہے۔ ۱۴۔ اور گھبرا کر حضور کا ساتھ چھوڑ دیں۔ یہ گھبراہٹ جبلت بشری کی بنا پر تھی' نہ کہ بے صبری کی وجہ سے۔ ۱۵۔ اور انہیں ثابت قدم رکھا۔ ان کے اخلاص و وفاداری کی نگہبانی فرمائی ۱۶۔ معلوم ہوا کہ ارادہ گناہ گناہ نہیں جب تک عزم بالجزم نہ ہو

(بقیہ صفحہ ۳۴۰) ہیں جن پر دنیا میں عذاب آئے یعنی بغیر رسول بھیجے رب نے کسی امت کو ہلاک نہ فرمایا اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا لہٰذا جن امتوں میں رسول نہ آئے' جیسے فترت والے لوگ' ان پر دنیا میں بھی عذاب نہ آیا۔ یہ بھی خیال رہے کہ ہمیشہ رسول اعلیٰ اونچے خاندانوں میں تشریف لائے (بخاری شریف) ادنیٰ لوگ ان کے تابع رہے لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر قوم میں اس قوم کا نبی تشریف لایا۔ معاذ اللہ' دیکھو ہمارے حضور ہاشمی ہیں' سب کے رسول ہیں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی تشریف آوری خوش نصیبوں کے لئے رحمت ہوتی ہے۔ بد نصیبوں کیلئے عذاب جیسے چمگادڑ کے لئے سورج کا نکلنا مصیبت ہے یا بارش بعض پھل و گھاس کے لئے خشک و خراب ہو جانے کا باعث ہے ۱۱۔ شان نزول۔ جب آیت کریمہ واما نرینک نازل ہوئی تو کفار عرب از روئے مذاق بولے کہ وہ عذاب کب ہو گا۔ تب یہ آیت کریمہ اتری ۱۲۔ اے رسول اور اے مسلمانو! یو تلہ لفار حضور سے بھی یہ سوال کرتے تھے اور مسلمانوں سے بھی ۱۳۔ یعنی میں بغیر رب کی عطا کے اپنے لئے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں' ورنہ حضور تو عالم کے نفع و نقصان کے باذن پروردگار مالک ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ حضور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں مردے زندہ اور اندھے' کوڑھی کو اچھا کر سکتا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا میری قمیص لے جاؤ ۱۴۔ یعنی لوح محفوظ میں ہر امت کی ہلاکت کا وقت لکھا ہوا ہے۔ جس کی نگاہ لوح محفوظ پر ہے وہ جانتے ہیں۔ ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم میں تبدیلی نہیں ہو سکتی مگر تقدیر معلق میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ رب فرماتا ہے یمحو اللہ مایشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ۶۰ برس کے سو برس ہو گئی نیک اعمال اور صدقہ سے عمر اور مال بڑھتا ہے' اس لئے دعائیں مانگنے کا حکم ہے خیال رہے کہ موت کا آگے پیچھے نہ ہونا قانون ہے اور آگے پیچھے ہو جانا قدرت' قانون کے پابند ہم ہیں۔ رب تعالیٰ نہیں اس لئے یہاں یستاخرون اور یستقدمون کو جمع فرمایا۔ یعنی لوگ اپنی مرضی سے آگے پیچھے نہیں ہٹ سکتے' عیسیٰ علیہ السلام کا مردے زندہ فرمانا ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندے ذبح کر کے پھر جلانا۔ عزیز علیہ السلام کا سو برس مردہ رہ کر جی اٹھنا ستر اسرائیلوں کا مر کر پھر زندہ ہونا رب کے حکم سے تھا وہاں اس کی قدرت کا ظہور ہے۔ یہ سارے واقعات صراحۃ" قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ لہٰذا یہ آیت ان آیات کے خلاف نہیں ۱۶۔ یعنی تمہاری غفلت کی حالت میں' کیونکہ رات کو کفار نیند میں اور دن کو طلب معاش میں ایسے غافل ہوتے ہیں کہ انہیں کچھ خبر نہیں ہوتی ۱۷۔ یعنی کفار تو عذاب کا مذاق اڑاتے اور غفلت میں رہتے ہیں اور مومن عذاب سے خوف اور اس سے بچنے کی تدبیروں میں کوشش کرتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۳۷۸) یوسف علیہ السلام کی انتہائی پاکدامنی بیان فرمائی کہ باوجود یہ کہ آپ اس کے گھر میں رہتے تھے' جوان تھے حسین تھے اور رغبت بھی عورت کی طرف سے تھی پھر بھی بالکل محفوظ رہے ۷۔ یعنی ایک اکیلے مکان میں جس کے سات دروازے تھے آپ کے پاس پہنچی اور ہر دروازہ کو قفل لگا دیا' اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ یوسف علیہ السلام اس گھر میں زلیخا کے ساتھ یا اس کے پیچھے پہنچے' بلکہ سب کام زلیخا نے کئے' اسی لئے ان سب کا فاعل زلیخا کو قرار دیا گیا ۸۔ ظاہر یہ ہے کہ نہ کی ضمیر عزیز مصر کی طرف لوٹتی ہے اور رب ۔ معنی مربی ہے' قرآن کریم نے پرورش کرنے والوں کو کئی جگہ رب فرمایا ہے کما ربیانی صغیرا اور فرماتا ہے

لرجع الی ربک ۹۔ معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام نے زلیخا کا ارادہ بھی نہ کیا ورنہ قرآن کریم دونوں کے لئے ایک ہی صیغہ ارشاد فرما دیتا۔ علیحدہ علیحدہ صیغہ فرما کر اتنی دراز عبارت نہ لائی جاتی ۱۰۔ یوسف علیہ السلام نے اس نازک موقعہ پر دیکھا کہ یعقوب علیہ السلام سامنے کھڑے ہیں۔ اور دانت میں انگلی دبا کر اشارہ سے فرما رہے ہیں کہ نبی کے بیٹے ہو' ایسا نہ ہو کہ چٹی چادر پر دھبہ لگ جائے (خزائن العرفان) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کے ہر حال سے خبردار تھے' دوسرے یہ کہ اللہ کے بندے دور سے بند کوٹھڑی کی بھی خبر رکھتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضرات دور سے مدد کرتے ہیں اور جہاں کسی کی مدد نہ پہنچے وہاں ان کی مدد پہنچتی ہے' چوتھے یہ کہ یہ حضرات حاضر و ناظر ہوتے ہیں' کہ آپ کنعان میں رہتے ہوئے مصر میں بھی پہنچ گئے' جیسے فرشتے ایک وقت میں چند جگہ میں پہنچ کر کام کرتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ یوسف علیہ السلام آنکھ سے دیکھا بجلاف یعقوب علیہ السلام کو دیکھا' قرآن مجید نے نبی کو برہان رب فرمایا ہے قدجاءکم برھان من ربکم کہ وہاں حضور کو برہان فرمایا۔ پانچویں یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام ارادہ گناہ سے بھی محفوظ رہے' کیونکہ رب نے فرمایا کہ برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں' یعنی دور رکھیں' اور ارادہ کرنا برائی ہے اور خود زنا بے حیائی' رب نے انہیں دونوں چیزوں سے بچایا ۱۱۔ یوسف علیہ السلام بھاگنے کے لئے دوڑے' اور زلیخا آپ کو پکڑنے کے لئے' اس وقت یہ آپ کی کرامت ظاہر ہوئی' کہ دروازوں کے قفل اور کنڈیاں صرف آپ کے اشارے پر کھلتے گئے ورنہ چابیاں زلیخا کے پاس تھیں ۱۲۔ چونکہ عزیز مصر واقع میں آپ کا مالک نہ تھا کیونکہ آپ تو آزاد تھے قلما بیچے گئے تھے' اس لئے اس کو یوسف علیہ السلام کا سید نہ کہا گیا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ آزاد کی بیع باطل ہے' دوسرے یہ کہ بیع باطل سے جو چیز خریدی جاوے' اس کی پھر بیع بھی باطل ہے کیونکہ قافلہ والوں نے آپ کو بیع باطل سے خریدا' خریدنا باطل ہوا' اور فروخت کیا تو فروخت کرنا بھی باطل ہوا

(بقیہ صفحہ ۳۸۴) دروغ کو فروغ نہیں ہوتا۔ اور سانچ کو آنچ نہیں آتی۔ مکار کا انجام خراب ہوتا ہے' ہر عالم و واعظ کو چاہیے کہ ان عورتوں اور زلیخا کو برائی سے یاد نہ کرے' یہ سب توبہ کر چکی ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۳۹۳) نے خواب پورا کرنے کو ذبح فرزند فرمایا' نہ دین ابراہیمی میں ذبح فرزند حکم شرعی تھا نہ دین یعقوبی میں سجدہ تحیتہ حکم شرعی کہا جا سکتا ہے' البتہ بعض احادیث سے ثابت ہے' کہ گزشتہ دینوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا جسے حضور نے منسوخ فرمایا۔ لہٰذا حدیث سے حدیث کا نسخ ہوا ہے نہ کہ قرآن کا نسخ حدیث سے' نیز یہ سجدہ' سجدہ تحیتہ تھا نہ کہ سجدہ تعظیمی ' ورنہ یعقوب علیہ السلام سجدہ نہ کرتے بلکہ یوسف علیہ السلام کرتے' کیونکہ آپ فرزند تھے' ۴ جو آج اسی برس یا چالیس برس کے بعد ظاہر ہوئی۔ ۵۔ کنوئیں کا ذکر اس لئے نہ فرمایا کہ بھائی شرمندہ نہ ہوں' نیز کنوئیں سے نکلنے میں انسان کی وساطت تھی مگر جیل سے رب تعالیٰ نے براہ راست نکالا۔ کسی کا توسل درمیان نہ تھا' نیز کنوئیں میں حضرت جبریل کا ساتھ تھا اور جیل میں کافروں' چوروں' ڈاکوؤں کا قرب' اس سے معلوم ہوا کہ کسی کی خطا معاف کر دینے کے بعد پھر اس کا ذکر بھی نہ کرنا چاہیے ۶۔ معلوم ہوا کہ بھائیوں کا اختلاف اگرچہ کسی حد تک پہنچ جاوے' بھائی چارہ کو منقطع نہیں کر دیتا' ایسے ہی امیر معاویہ و علی مرتضیٰ کا اختلاف خواہ بہت سخت تھا' مگر وہ اس کے باوجود بھائی بھائی تھے' اسی لئے حضرت علی نے فرمایا تھا کہ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں ہم پر بغاوت کر بیٹھے' دیکھو یوسف علیہ السلام نے اس قدر مخالفت کے باوجود انہیں بھائی فرمایا اور نا چاقی کا سبب شیطان کو قرار دیا ۷۔ زلیخا کے شکم سے یوسف علیہ السلام کے دو فرزند افرائیم اور میشا اور ایک دختر رحمت پیدا ہوئیں' جو ایوب علیہ السلام کے نکاح میں آئیں' یہ سب حضرات یعقوب علیہ السلام کے سامنے حاضر ہو کر آداب بجا لائے' آپ نے خوش ہو کر دعائیں دیں (روح البیان) ۸۔ یعقوب علیہ السلام نے مصر میں ۲۴ سال قیام فرمایا وہیں آپ کی وفات ہوئی' وصیت فرمائی کہ مجھے فلسطین میں اسحاق علیہ السلام کے برابر دفن کیا جاوے' یوسف علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور خود فلسطین تشریف لے گئے' واپسی پر آپ ۲۳ سال زندہ رہے' یعقوب علیہ السلام کی عمر شریف ۱۴۷ سال ہوئی اور یوسف علیہ السلام کی عمر مبارک ۱۲۰ سال ہوئی' جب یوسف علیہ السلام نے علامات وفات ملاحظہ فرمائے' تو یہودا کو اپنا جانشین کر کے اپنی اولاد ان کے سپرد فرمائی اور یہ دعا مانگی' ۹۔ کیونکہ سب سے پہلے نبوت اور سلطنت آپ ہی میں جمع ہوئی آپ چار پشت سے نبی ہوئے' آپ کے ہاتھ میں تمام دنیا کی روزی دی گئی آپ ہی علم تعبیر کے امام مانے گئے ۱۰۔ اس میں عام مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ وہ اپنے حسن خاتمہ کی دعا کیا کریں اور دعا سے پہلے حمد الٰہی کیا کریں' اور ہر دعا میں آخرت کی دعا ضرور مانگا کریں۔ صرف دنیا کی دعاؤں پر کفایت نہ کیا کریں' اس میں اختلاف ہے کہ زلیخا یوسف علیہ السلام سے پہلے فوت ہوئیں یا بعد میں' اکثر علماء کا قول ہے' کہ کچھ دن بعد فوت ہوئیں' آپ کو اہل مصر نے درمیان نیل میں دفن کیا۔ پھر جب چار سو برس کے بعد موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے چلے تو ایک بڑھیا کے بتانے پر یوسف علیہ السلام کا تابوت شریف اپنے ہمراہ لیا' بڑھیا نے موسیٰ علیہ السلام سے جنت کا وعدہ لے کر یوسف علیہ السلام کی قبر شریف کا پتہ بتایا یوسف علیہ السلام بنی اسرائیل کے پہلے نبی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے آخری نبی ہیں ۱۱۔ یعنی باوجودیکہ آپ بایں جسم شریف وہاں موجود نہ تھے' علماء تاریخ کے ساتھ آپ کو بیٹھنے کا موقعہ نہ ملا پھر ایسے پرانے واقعات کی اس طرح صحیح خبریں دینا آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ ٭

(بقیہ صفحہ ۴۲۶) ہوتی' تو پچاس ہزار برس کا دن ہوتا صرف چار گھنٹہ کا ہوتا۔ قیامت کا اصل مقصود اظہار شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے' نہ کہ صرف حساب ۷۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ سارا قرآن تبلیغ کے لئے آیا۔ کسی آیت کا چھپانا جائز نہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن سارے لوگوں کے لئے آیا۔ کسی وقت اور کسی جگہ سے خاص نہیں کیونکہ حضور کی نبوت سب کو عام ہے' ۸۔ یعنی آیات قرآنیہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی دلیلیں ہیں' آیات الٰہیہ سے منہ موڑ کر دوسرے دلائل سے توحید ماننا نجات کے لئے کافی نہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا ڈرانا سب کو عام ہے مگر ڈرنا ہر ایک کے نصیب میں نہیں قسمت والے اس سے نصیحت پذیر ہوں گے' بدنصیب نہ ہوں گے' اس لئے بلاغ للناس فرمایا گیا۔ اور یہاں اولوالباب یہ بھی معلوم ہوا کہ جس عقل سے خوف خدا حاصل ہو۔ وہی عقل ہے۔ ۱۰۔ یعنی اس کلام شریف کا نام قرآن بھی' قرآن اس لئے کہ یہ پڑھا ہوا اترا۔ کتاب اس لئے کہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا۔

(بقیہ صفحہ ۴۴۸) دوسرے یہ کہ خواص کے لئے دلائل ہیں' عوام کے لئے حکایات رغبت اور ڈرانا ہے۔ اور مناظرہ جھگڑالو کے لئے ہے' لوگ تین طرح کے ہیں' تو تبلیغ بھی تین طرح کی ہے (روح البیان) ۸۔ یعنی تبلیغ اور مناظرہ سے لوگوں کی فطرت یا تقدیر نہ بدل جاوے گی' سب لوگ ایمان نہ لائیں گے' ہاں آپ کا فریضہ ادا

ہو جاوے گا' ہدایت تو رب کے فضل سے ملتی ہے '۹۔ (شان نزول) جنگ احد میں کفار نے بعض مسلمان شہدا کے ناک' کان کاٹے' امیر حمزہ کے ساتھ بھی یہ ہی کیا۔ حضور کو یہ ملاحظہ فرما کر بہت صدمہ ہوا۔ آپ نے قسم کھائی 'کہ میں ایک حمزہ کے بدلہ میں ستر کافروں کو قتل کر کے ان کا مثلہ (ناک' کان کاٹنا) کروں گا' اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔ اور قسم کا کفارہ دیا۔ مسئلہ ہر ایک کو سزا جرم کے برابر دو۔ مسئلہ مقتول کے کان' ناک' کاٹ کر اس کی شکل بگاڑنا حرام ہے' (معلوم ہوا کہ یہ آیت مدنی ہے) ۱۰۔ یعنی اگر بقدر جرم بھی مجرم سے بدلہ نہ لو' تو یہ صبر ہے' اور صبر بدلہ لینے سے اچھا ہے' مگر یہ احکام ذاتی معاملات کے لئے ہیں۔ دینی' قومی' ملکی مجرم کو معاف کرنا جرم ہے ۸۔ یہ تو ہمیشہ انبیاء کرام سے فریب کرتے رہے' اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے شر سے بچائے گا۔ پھر آپ کو ان پر مسلط فرمادے گا۔ یہ تمام وعدے پورے ہو کر رہے '۹۔ معلوم ہوا کہ جو اللہ کے بندوں پر مہربانی کرتا ہے' اللہ اس پر مہربان ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۵۹) کا کام ہے' تیسرے یہ کہ رب کے حکم پر عمل نہ کرنا فسق ہے اور اسے حق نہ جاننا کفر ہے ۵۔ کہ مجھے ساجد بنانا چاہا۔ اور آدم علیہ السلام کو مسجود حالانکہ میں لاکھوں برس کا عابد عالم صوفی ہوں۔ اور آدم علیہ السلام نے ابھی کوئی عبادت نہ کی ۶۔ ابلیس نے اولاد کا ذکر اس لئے کیا کہ وہ جانتا تھا۔ کہ آدم علیہ السلام نبی ہیں اور نبی کو میں گمراہ نہیں کر سکتا اور ان کی اولاد میں جو نبی یا خاص ولی ہوں گے ان پر میرا قابو نہ ہو گا' اسی لئے بولا الاقلیلا خیال رہے کہ شیطان ہمارے دادا کا بدلہ ہم سے لیتا ہے' ہم سب کو اس سے غافل نہ رہنا چاہیے ۷۔ معلوم ہوا کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی جھوٹ نہ بولا جو اسے کرنا تھا صاف کہہ دیا۔ تو جو رب سے جھوٹ بولے وہ شیطان سے بدتر ہے ۸۔ رحمت یا جنت سے یا ہماری بارگاہ سے تجھے قیامت کے پہلے نفخہ تک مہلت دی گئی' معلوم ہوا کہ کبھی کافر کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے بلکہ اس خبیث کی دعا سے عمر بھی بڑھ گئی۔ تو بزرگوں کی دعا سے بھی تقدیریں بدل جاتی ہیں' عمریں بڑھ جاتی ہیں اگر پہلے ہی سے اس ابلیس کی عمر دراز ہوتی تو وہ دعا درازی عمر کے لئے نہ مانگتا' دوسرے مقام پر ہے فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درازی عمر اس کی دعا سے ہوئی ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ابلیس کو بھی دوزخ میں ہی سزا دی جائے گی اور اسے آگ میں ایسی ہی تکلیف ہو گی' جیسے ہم کو مٹی پتھر سے تکلیف ہو سکتی ہے' دوسرے یہ کہ انہیں انسان و جنات کو دوزخ دیا جائے گا جو شیطان کی پیروی کریں' لہٰذا کفار کے بچے جنتی نہیں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ گانے باجے اور جھوٹے گمراہ کن وعظ سب شیطان کی آوازیں ہیں اور یہ لوگ شیطان کے پیادے اور سوار ہیں' یعنی اس کا لشکر' حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جو آواز مرضی رب کے خلاف نکلے' وہ شیطانی آواز ہے خواہ گانے بجانے کی آواز ہو' یا جھوٹے وعظ یا غلط تفسیروں کی ۱۱۔ جس کھانے یا صحبت پر بسم اللہ نہ پڑھی جاوے۔ اس میں شیطان کا حصہ ہے' ایسے ہی بچے کا نام عبدالشمس وغیرہ نہ رکھو ۱۲۔ مشرکین کو کفر و شرک پر نجات کی امید دلانا بخیل مسلمانوں کو بخل پر مالداری کی امید دلانا اور برے خرچوں پر ناموری کی ڈھارس بندھانا سب شیطانی وعدے ہیں۔ ۱۳۔ معلوم ہوا کہ انبیاء معصوم ہیں اور بعض اولیاء محفوظ۔ معصوم وہ جو گناہ نہ کر سکے محفوظ وہ جو گناہ کر تو سکے مگر کرے نہیں' نبوت کے لئے عصمت لازم ہے' مگر ولایت کے لئے حفاظت لازم نہیں' جسے رب چاہے محفوظ رکھے جیسے خلفاء راشدین وغیرہم

(بقیہ صفحہ ۴۹۰) فضائل بیان کرنے رب کی نعمت کے اظہار کے لئے سنت پیغمبر ہے '۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ بغیر باپ پیدا ہوئے ورنہ آپ باپ کی طرف نسبت کئے جاتے رب فرماتا ہے۔ ادعوھم لا بائھم ۳۔ یعنی سچی بات فرمانے والے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں ۴۔ کہ یہود تو عیسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہتے تھے اور عیسائی خدا کا بیٹا' ان کی تعلیم بھول گئے خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سکندر کے بابل فتح کرنے سے ۵۶ برس بعد پیدا ہوئے۔ تیس برس کی عمر میں نبی ہوئے اور ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ آپ کے بعد بی بی مریم چھ برس زندہ رہیں حضرت مریم ہیروس بادشاہ کے خوف سے آپ کو مصر لے گئیں' آپ مصر میں بارہ برس کی عمر شریف تک رہے۔ پھر ہیروس کے مرجانے پر آپ کو شام واپس لایا گیا ۵۔ اس کی قدرت کا یہ کمال ہے مگر قانون یہ ہے کہ تمام دنیاوی کام آہستگی سے ہوتے ہیں۔ آسمان چھ دن میں بنائے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان شریف ہے' درمیان میں رب تعالیٰ نے بطور جملہ معترضہ اپنا کلام ارشاد فرمایا ہے ۷۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عیسائیوں کے کئی فرقے بن گئے۔ یعقوبیہ نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ ہے جو خود زمین پر آیا تھا' اب آسمان پر چلا گیا۔

نسطوریہ کہنے لگے کہ آپ اللہ کے بیٹے ہیں۔ ملکانیہ کہتا تھا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ فرقہ مومن تھا سیر مدارک و خزائن ۸۔ چونکہ عیسائیوں کا ایک فرقہ مومن بھی تھا اس لئے فرمایا گیا کہ کافروں کے لئے خرابی ہے' نہ کہ ہر عیسائی کے لئے ۹۔ یعنی اتنا عذاب سنیں گے اور دیکھیں گے جو تمہارے خیال میں نہیں آسکتا ۱۰۔ کہ قیامت میں ہر نیک کار اور بدکار حسرت کرے گا۔ بدکار تو اس لئے کہ اس نے گناہ کیوں کئے اور نیک کار اس لئے کہ میں نے زیادہ نیکیاں کیوں نہ کیں جیسا کہ روایات میں ہے اس لئے قیامت کا نام یوم الحسرت بھی ہے ۱۱۔ اس طرح کہ جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں پہنچا کر موت کو بھی ذبح کر دیا جائے گا کہ اب ہر شخص ہمیشہ کے لئے اپنی جگہ رہے۔ کسی کو موت نہیں آئے گی ۱۲۔ یعنی یہ لوگ نہ قیامت کو مانتے ہیں' نہ اس کی تیاری کرتے ہیں ۱۳۔ قیامت میں رب کے سوا کوئی کسی چیز کا ظاہر ملک یا مالک نہ ہو گا۔ دنیا میں مجازی طور پر ظاہری بادشاہ بھی ہیں اور مالک بھی۔ یہاں وراثت سے یہی مراد ہے ورنہ وراثت کے حقیقی معنی سے رب تعالیٰ پاک و بے نیاز ہے۔ ۱۴۔ مومن خوشی سے اور کافر مجبوراً غرضیکہ جانا سب کو رب کی طرف ہے مگر جانے کی نوعیت علیحدہ ہے ۱۵۔ صدیق وہ جو کبھی جھوٹ نہ بول سکے۔ صادق وہ جو جھوٹ نہ بولے۔ حضرت ابراہیم جھوٹ نہ بولے وہ تین باتیں جو آپ نے توریہ سے فرمائی تھیں جھوٹ نہ تھیں۔ بالکل سچ تھا کہ اپنی بیوی سارہ کو اپنی دینی بہن فرمایا۔ وغیرہ خیال رہے کہ جھوٹ بذات خود برا نہیں کبھی جھوٹ عبادت ہوتا ہے جیسے بے گناہ شخص کہے کہ میں بڑا گنہگار ہوں ظالم ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۶۴۵) کے ساتھ ہے' اس کی تفسیر وہ آیت ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۷۔ رومی لوگ عیسائی تھے' فارسی لوگ آتش پرست مجوسی۔ اس لئے مسلمان رومیوں کی فتح چاہتے تھے اور مشرکین عرب فارسیوں کی۔ ایک بار رومیوں اور فارسیوں میں جنگ ہوئی اتفاقاً فارسی رومیوں پر غالب آگئے جس سے مسلمانوں کو رنج ہوا اور کفار کو خوشی۔ کفار بولے کہ ہمارے بھائی فارسی تمہارے بھائی رومیوں پر غالب آگئے اگر ہماری تمہاری جنگ ہوئی تو تم پر ہم غالب آئیں گے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں خبر دی گئی کہ چند سال بعد پھر ان میں جنگ ہو گی اس میں رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے۔ اے کافرو! اس عارضی فتح سے تم خوش نہ ہو۔ خیال رہے کہ یہاں روم رومی کی جمع ہے رومی لوگ روم ابن عیسیٰ ابن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں دوسرے قسم کے رومی اور بھی ہیں۔ جو

روم ابن یونان ابن یافث ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔ فارسی لوگ فارس ابن سام ابن نوح علیہ السلام کی اولاد میں ہیں یہاں روم اول کی جنگ فارس سے ہوئی تھی ۸۔ جن کا علاقہ عرب کے قریب ہے کیونکہ یہ رومی دجلہ و فرات کے درمیان جزیرہ میں تھے اس وقت فارس کا بادشاہ پرویز ابن ہرمزابن نوشیرواں ابن قبار تھا۔ خیال رہے کہ جو شاہ فارس عہد فاروقی میں مارا گیا اس کا نام یزد جرد ابن شہریار ابن پرویز تھا اور اس جنگ کے وقت روم کا بادشاہ ہرقل تھا (روح) ۹۔ یعنی آئندہ جنگ میں رومی فارسیوں پر غالب آئیں گے ۱۰۔ بضع تین سے لے کر نو تک کو کہا جاتا ہے یہاں نو برس مراد ہیں چنانچہ ان آیات کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے کفار مکہ سے کہا کہ ہمارے نبی نے ہم کو خبر دی ہے کہ عنقریب رومی فارسیوں پر غالب آجائیں گے۔ ابی ابن خلف کافر نے انکار کیا آخر حضرت صدیق اور ابی میں سو ۔ ونٹ کی شرط ہو گئی کہ اگر نو برس میں رومی فارسیوں پر غالب آجاویں تو سو اونٹ ابو بکر صدیق کو ابی دے اور اگر غالب نہ آئیں تو ابی کو ابو بکر صدیق دیں اللہ تعالیٰ نے اس دن رومیوں کو فارس پر فتح دی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں صلح فرمائی چنانچہ ابو بکر صدیق نے سو اونٹ ابی بن خلف کے وارثوں سے وصول کئے اس سے معلوم ہوا کہ عقود فاسدہ کے ذریعہ اگر کافر حربی کا مال مسلمان کو مل جائے تو وہ مسلمان کو حلال ہے جیسے ربوا وغیرہ یہی قول امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا ہے (خزائن العرفان) ۱۱۔ یعنی اولاد فارس کا روم پر غالب آنا پھر روم کا فارس پر غالب آنا' اللہ کے ارادے سے ہے۔ ۱۲۔ شکریہ کی خوشی جو عبادت ہے نہ فخر و تکبر کی خوشی جو باعث عذاب ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مشرکین سے اہل کتاب غنیمت ہیں۔ مشرکین کے مقابلہ میں ان کی فتح چاہنا بہتر ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ کی نعمت پر خوش ہونا محمود ہے لہٰذا میلاد کی خوشی اعلیٰ عبادت ہے ۱۳۔ یعنی اس دن مسلمانوں کو بھی کفار کے مقابل کامیابی حاصل ہو گی اور ادھر روم کے غلبہ کی خبر جاوے گی تو مسلمانوں کو دگنی خوشی ہو گی۔ ۱۴۔ جیسے ابی بن خلف وغیرہ کفار جو اس وقت کہتے ہیں کہ رومی فارسیوں پر غالب آ سکتے ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے وعدوں میں غلطی کا امکان نکالنا کفر ہے' امکان کذب ماننا جہالت ہے

(بقیہ صفحہ ۶۷۲) بالغ مردوں کو قتل اور بچوں عورتوں کو قید ۴۔ معلوم ہوا کہ کفار کی متروکہ جائیداد حکومت اسلامیہ کے ملک ہے اس کی اجازت سے مسلمان اپنے تصرف میں لائیں ۵۔ یعنی زمین بنی قریظہ کے علاوہ اور بہت زمین بھی تم کو عطا فرمانے کا ارادہ الٰہی ہو چکا ہے جہاں تک ابھی تمہارے قدم نہ پہنچے ہیں۔ اس زمین سے مراد یا تو خیبر کی زمین ہے جو بنی قریظہ کے بعد ہی مسلمانوں کے قبضہ میں آئی یا عام فتوحات جو عہد صحابہ میں ہوئیں۔ یا قیامت تک فتوحات جو وقتاً" فوقتاً" ہوتی رہیں گی رب نے اپنا وعدہ پورا فرمایا ۶۔ (شان نزول) حضور کی ازواج پاک نے آپ سے دنیاوی سامان اور خرچ بڑھانے کا مطالبہ کیا تھا جو حضور پر گراں گزرا کیونکہ سرکار کے گھر زہد و قناعت تھے۔ اس پر یہ آیت کریمہ اتری جس میں حضور کی ازواج کو وہ اختیار دیا گیا جو آئندہ مذکور ہے خیال رہے کہ اس وقت حضور کی نو بیویاں تھیں۔ پانچ قریشی خاندان کی حضرت عائشہ' حفصہ' رملہ' یعنی ام حبیبہ بنت ابو سفیان' ام سلمہ بنت ابی امیہ' سودہ بنت زمعہ' اور چار غیر قریشیہ' زینب بنت جحش' اسدیہ میمونہ بنت حارث ہلالیہ' صفیہ بنت حیی' خیبریہ جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہن (خزائن العرفان) ۷۔ یعنی اگر تم دنیاوی عیش و آرام چاہتی ہو تو مجھ سے طلاق لے لو اور اگر اللہ رسول سے قرب چاہتی ہو تو ہمارے ہاں کی تنگی ترشی سے راضی رہو۔ قناعت و صبر اختیار کرو ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت کو طلاق کا اختیار دینا طلاق نہیں جب تک وہ طلاق اختیار نہ کرے دوسرے یہ کہ جس عورت کو خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی جائے اسے جوڑا دینا مستحب ہے اور جس کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور خلوت سے پہلے طلاق دی جائے اسے جوڑا واجب ہے یہاں پہلی صورت مراد ہے ۹۔ خیال رہے کہ جس عورت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل زفاف طلاق دے دیں وہ دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے جیسے امیمہ جونیہ کہ اس نے دوسرے سے نکاح کیا' مگر جو شرف تقرب سے مشرف ہوئیں وہ نکاح نہیں کر سکتیں مگر تحقیق یہ ہے کہ جو بیویاں حضور کے پردہ فرمانے کے بعد رہ جائیں وہ دوسرے سے نکاح نہیں کر سکتیں' مطلقہ کر سکتی ہیں۔ رب فرماتا ہے ولاان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا اگر مطلقہ بھی کہیں نکاح نہ کر سکے تو طلاق بے کار ہو گی۔ حضور کی ازواج احترام میں مسلمانوں کی مائیں ہیں' نہ کہ سارے احکام میں ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حضور کو اختیار کرنا در حقیقت اللہ تعالیٰ کو اور قیامت کو اختیار کرنا ہے جسے حضور مل گئے اسے خدا اور ساری خدائی مل گئی۔ جو حضور سے دور ہوا وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا۔ ۱۱۔ منکن کا من بیانیہ ہے۔ نہ کہ تبعیضیہ کیونکہ حضور کی ساری ازواج مطہرات نیکوں کی سردار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی ازواج کی نیکیوں کے اجر و ثواب سارے عالم کی نیکیوں کا ثواب سے زیادہ۔ اس کی تفسیر وہ حدیث ہے کہ میرے صحابی کے چار سیر جو خیرات کرنا تمہارے پہاڑ بھر سونے کی خیرات سے افضل ہے ۱۲۔ یہاں فاحشہ مبینہ سے مراد خاوند کی نافرمانی ہے کیونکہ الفاحشہ سے مراد زنا یا اغلام ہوتا ہے اور فاحشہ سے مراد عام گناہ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی بیویاں تمام جہان کی عورتوں سے افضل ہیں کیونکہ سزا کا دگنا ہونا اسی لئے ہے کہ ان پر اللہ کی نعمتیں سب سے زیادہ ہیں اور یہ عتاب ایسا ہے جیسے رب نے میثاق کے دن انبیاء کرام سے فرمایا تھا۔ فاولئک ھم الفاسقون لہٰذا اس آیت سے روافض دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ بڑے مرتبہ والوں کی جرم پر سزا زیادہ ہوتی ہے کیونکہ ان پر رب کا احسان زیادہ ہے لہٰذا علماء و سادات کرام کو برے اعمال سے بہت بچنا چاہیے۔

(بقیہ صفحہ ۶۸۱) اس کے کام حکمت سے خالی ہوں ۴۔ (شان نزول) مشرکین تو مذاق کی نیت سے اور یہود امتحان کے لئے حضور سے پوچھا کرتے تھے کہ قیامت کس دن کس تاریخ کس سال واقع ہو گی۔ ان سب کی تردید میں آیت کریمہ اتری۔ یہود کا مقصد یہ تھا کہ اگر قیامت کی خبر حضور دے دیں تو ہم کہیں گے آپ سچے رسول نہیں کیونکہ توریت میں قیامت کو مخفی رکھا گیا اور نبی آخر الزمان کی علامت یہ بتائی گئی کہ وہ روح قیامت اور اصحاب کہف کی تعداد لوگوں کو نہ بتائیں گے۔ اور اگر نہ بتائیں تو ہم کہیں یہ کیسے رسول ہیں جو قیامت کو نہیں جانتے ۵۔ یعنی قیامت بہت قریب ہے۔ پوچھو مت تیاری کرو۔ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قیامت کی خبر دی مگر اس کے اعلان سے منع فرمایا (تفسیر صاوی) اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ اس لئے حضور نے علامات قیامت اور قیامت کی تاریخ و دن تک بتادی کہ وہ عاشورہ اور جمعہ کے دن واقع ہو گی۔ ۶۔ اس لئے یہ کفار بجائے قیامت کی تیاری کرنے کے کھیل کود اور اسلام اور قیامت کا مذاق اڑانے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ لعنتی ہونے کی علامت ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ دوزخ کے عذاب میں ہمیشہ رہنا اور قیامت میں بے یار و مددگار ہونا کفار یا منافقین کے لئے ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان دونوں آفتوں سے بچائے گا ۸۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام کفار کو آخرت میں اپنے کفر پر شرمندگی اور ندامت ہو گی۔ دوسرے یہ کہ

وہ ندامت فائدہ مند نہ ہوگی۔ کیونکہ توبہ و ندامت کی جگہ دنیا ہے تخم بے وقت بونا بیکار ہے اس سے پھل نہیں ٩۔ لہٰذا ہم کو عذاب نہ دے' بجائے ہمارے ان سرداروں کو عذاب دے یہاں سرداروں سے مراد سرداران کفر ہیں جو دنیا میں لوگوں کو رغبت دیکر کفر کراتے تھے۔ اس میں اولیاء اللہ بزرگان دین کو داخل ماننا صریح بے دینی ہے ١٠۔ کیونکہ ہم صرف گمراہ ہیں اور یہ لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے بھی ١١۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے کسی فعل کو نظر اعتراض سے دیکھنا انہیں ستاتا ہے جو مومن کی شان کے خلاف ہے ١٢۔ بنی اسرائیل سب کے سامنے ننگے نہاتے تھے' موسیٰ علیہ السلام علیحدگی میں پردہ سے غسل فرمایا کرتے تھے تو بنی اسرائیل بولے کہ موسیٰ علیہ السلام کو کوئی اندرونی بیماری ہے جس کے چھپانے کے لئے وہ ظاہر طور پر نہیں نہاتے۔ ایکبار موسیٰ علیہ السلام غسل فرمانے کھڑے ہوئے تو جس پتھر پر کپڑے رکھے وہ پتھر قدرت خداوندی سے آپ کے کپڑے لے کر بھاگا۔ آپ کپڑے لینے کے لئے اس کے پیچھے چلے تب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ جسم مبارک پر کوئی داغ یا بیماری نہیں ہے اس آیت میں وہ واقعہ مراد ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمیشہ غسل تنہائی و پردہ میں کرنا چاہئے یہ سنت انبیاء ہے دوسرے یہ کہ نبی کو عیب لگانا کفار کی پرانی عادت ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے لوگوں کے اعتراض دور فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی بے عیبی دکھانے کے لئے پتھر میں دوڑنے کی طاقت بخشی۔ چوتھے یہ کہ بوقت ضرورت دوسرے کو ستر دکھانا جائز ہے۔ دیکھو آج بھی طبیب مرض کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے۔ دائی عورت کا ستر ضرورت پر دیکھ سکتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے ستر شریف کا ان لوگوں کو دکھانا ان کا ایمان بچانے کے لئے تھا۔ ١٣۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے پیغمبر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑے وجاہت والے عزت والے ہوتے ہیں۔ جو انہیں رب کے سامنے ذلیل جانے وہ خود ذلیل ہے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رب فرماتا ہے وجیها فی الدنیا والاخرۃ بلکہ ان کے صدقے سے ان کے غلاموں کو بھی رب عزت بخشتا ہے

(بقیہ صفحہ ٧٠٣) کراپنی حقانیت تم پر ظاہر کردی۔ اب اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا تو اپنی ہلاکت کے خود ذمہ دار ہو گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگوں نے ایسے خطرناک موقعہ پر بھی تقیہ نہ کیا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ تقیہ سے پاک تھے تو حضور کے اہل بیت اطہار تقیہ کیسے کرسکتے ہیں اس سے روافض کو عبرت حاصل کرنی چاہیے ١٠۔ کیونکہ جب سے تم یہاں آئے ہو تب سے بارش نہ ہوئی خیال رہے کہ ان کے کفر و عناد کی وجہ سے بارش رک گئی تھی جس کو ان بد نصیبوں نے ان بزرگوں کی طرف منسوب کردیا۔ خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے۔ ١١۔ دین کی تبلیغ سے' لہٰذا تم یہاں سے چلے جاؤ یا اپنی تبلیغ بند کردو ١٢۔ اس طرح کہ ہم صرف گالی گلوچ یا ایک دو پتھر مارنے پر قناعت نہ کریں گے بلکہ تم کو پتھر مار مار کر ہلاک کردیں گے سنگساری کے علاوہ اور بھی طرح طرح کی اذیت پہنچائیں گے ١٣۔ یعنی تمہارا کفر و نافرمانی بارش بند ہو جانے کا سبب ہے ١٤۔ اس طرح کہ ہمارا شکریہ ادا کرنے کی بجائے ہم کو ستاتے اور دکھ پہنچاتے ہو ١٥۔ حبیب ابن مری نجار جو پہلے ہی ان بزرگوں پر ایمان لا چکے تھے۔ اور کنارہ شہر جو یہاں سے بارہ میل کے فاصلے پر تھا ایک غار میں عبادت الٰہی میں مصروف تھے جب انہیں پتہ لگا کہ قوم نے ان بزرگوں کو گھیر لیا ہے۔ تو وہ گوشہ عبادت چھوڑ کر بھاگتے ہوئے یہاں پہنچے۔ روح البیان نے فرمایا کہ حبیب ابن مری سکندر رومی کی اولاد میں سے تھے۔ یہی وہ حبیب ہیں جن سے مدینہ منورہ آباد ہوا کہ ایک سفر میں اس سرزمین سے گزرے جو اس وقت میدانی تھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ جگہ خاتم النبیین کے قیام کی ہے۔ ان کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے جن میں سے چار ہزار علماء و حکماء تھے جو سب یہاں آباد ہو گئے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حبیب ہی کی اولاد میں سے تھے اور ابو ایوب انصاری کا مکان وہی تھا جہاں حبیب نے خیمہ لگایا تھا۔

(بقیہ صفحہ ٨١١) لائق نہ رہا' جیسے زہر کھائے بعد رب کا موت پیدا فرما دینا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ٦۔ خیال رہے کہ قرآن کریم میں لعوذ ان خواہشوں کو فرمایا جاتا ہے' جو دین کے خلاف ہوں' حق خواہش تو اللہ کی رحمت ہے ٧۔ یعنی آپ کے وعظ شریف' آپ کی صحبت پاک کی برکت سے مسلمانوں کے ایمان' تقویٰ' ہدایت میں زیادتی ہوتی ہے' وعظ ایک ہے مگر منافقوں کے لئے نقصان دہ' مومنوں کے لئے فائدہ مند' سورج کا نور ایک ہے مگر چمگادڑ کو مضر' دیگر مخلوق کو مفید' خیال رہے کہ یہاں زیادتی سے مراد کیفیت کی زیادتی ہے۔ نہ کہ مقدار کی۔ کیونکہ ایمان میں زیادتی مقداری ناممکن ہے اس کی بحث ہماری کتاب انشراح بخاری حاشیہ بخاری میں ملاحظہ کرو ٨۔ یعنی جو منافق و کفار آپ کے وعظ سے ہدایت نہ لے سکے اب وہ کس ہادی کے منتظر ہیں' آپ کے بعد کوئی نبی تو آنے والا نہیں۔ قیامت ہی آنے والی ہے جو سب کو ہدایت دے دے گی سارے کافروں کو مومن بنا دے گی' مگر اس وقت کا ایمان مفید نہیں ٩۔ حضور کی تشریف آوری قیامت کی علامت کبریٰ ہے آخری نبی آ چکے اب قیامت ہی ہے' نیز چاند پھٹ جانا اور حضور کے دیگر معجزات علامات قیامت ہیں ١٠۔ قیامت آنے پر سب لوگ سمجھ جائیں گے' مگر یہ سمجھنا بیکار ہوگا ١١۔ اے محبوب' اس علم و یقین پر قائم رہو' یا حق الیقین سے جان لو' ورنہ حضور تو توحید پہلے ہی سے جانتے مانتے تھے' یا عام بندوں کو سنانا مقصود ہے۔ لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ حاصل شدہ چیز کو حاصل کرنا غیر ممکن ہے۔ ١٢۔ ہم لوگوں نے سن کر توحید مانی اور حضور نے دیکھ کر ہم کو توحید کا علم الیقین ہے اور حضور کو حق الیقین' حضور نے معراج میں رب کو بچشم سر دیکھا' جیسے ابراہیم علیہ السلام نے مردہ زندہ ہونے کا واقعہ بچشم سر ملاحظہ فرمایا' لہٰذا ہمارے اور حضور کے ایمان میں فرق عظیم ہے ١٣۔ یہاں اس گناہ کو حضور کے دامن شفاعت کی طرف نسبت دی گئی جو حضور کے خاص خدام سے سرزد ہو جاوے لہٰذا یہ آیت حضور کی شفاعت کبریٰ کی دلیل ہے' یا آیت کا مطلب کچھ اور ہے' یعنی جس چیز کو آپ نے گناہ بنا دیا اور وہ آپ کی امت سے سرزد ہو جاوے تو اس کی معافی کی سفارش کرو' یہ ایسا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زنا اسلام کا گناہ ہے' یا وکیل کہتا ہے کہ یہ میرا مقدمہ ہے' ورنہ پیغمبر گناہ کا ارادہ بھی نہیں فرماتے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا تھا وما ارید ان اخالفکم الی ما انھکم رب نے شیطان سے فرمایا تھا ان عبادی لیس لک علیھم سلطان، میرے خاص بندوں پر تجھے تسلط نہ ہوگا۔ تو ان سے گناہ سرزد نہ کرا سکے گا' نیز انبیاء کے نفس امارہ نہیں ہوتے' جب وہ شیطان اور نفس امارہ سے محفوظ ہیں تو ان سے گناہ کون کرائے ١٤۔ اس میں امت مرحومہ کی عزت افزائی ہے کہ ان کی شفاعت فرمانے کا رب تعالیٰ اپنے محبوب کو حکم دے رہا ہے معلوم ہوا کہ جب رب کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو حضور سے کہلوا کر دیتا ہے' امت کو بخشتا تو خود ہے مگر محبوب سے فرماتا ہے کہ تم شفاعت کرو تا کہ ہم بخشیں' کوئی مسلمان حضور سے مستغنی نہیں' دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ١٥۔ اے لوگو یا اے مسلمانو' یا اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم۔ تیسری صورت میں کم جمع فرمانا عظمت کے لئے ہے اور مقصد یہ ہے کہ اے محبوب تم ہر وقت ہماری نظر کرم میں ہو' تم چلتے پھرتے ہو یا آرام کرتے

ہو' ہم تمہیں دیکھتے ہیں اس کی تفسیروہ آیت ہے انک باعیننا' تم ہماری نظروں میں ہو ۱۶۔ حکم جہاد آنے سے پہلے بعض مسلمان شوق جہاد میں کہتے تھے کہ جہاد کا حکم کیوں نہیں آتا۔ تاکہ ہم اپنی قوت ایمانی کے جوہر دکھائیں۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حکم جہاد کی آیات محکم ہیں نہ منسوخ ہوئیں نہ ہو سکتی ہیں' جو جہاد کو منسوخ مانے وہ مرتد دجال ہے جیسے مرزا قادیانی' اگر آج پاکستان مرزا کی تعلیم پر عمل کر کے تیاری جہاد چھوڑ دے تو معاذ اللہ فنا ہو جائے' سچے نبیوں کی تعلیم زندگی بخش ہے' مگر مرزا کی تعلیم موت آور ہے ۱۷۔ نفاق کی بیماری' اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کی تمنا مومنوں کا کام ہے' اور جہاد سے گھبرانا منافقوں کی عادت' کہ آرزو کرنے والوں کو امنوا فرمایا اور ان لوگوں کو بیمار

(بقیہ صفحہ ۸۱۸) ہے ۶۔ (شان نزول) جب پچھلی آیت اتری تو اپاہج معذور لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ہمارا کیا حکم ہے ہم جہاد نہیں کر سکتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ۷۔ یہاں بیماری سے وہ بیماری مراد ہے جس کے سبب مریض نہ کافر پر حملہ کر سکے نہ اپنے بچاؤ کے لئے بھاگ سکے' جیسا کہ ظاہر ہے ۸۔ یعنی ان رہ جانے والوں کو بھی چاہیے کہ ان کا یہ رہنا بھی اللہ و رسول کی اطاعت کے لئے ہو' گھر رہ کر بھی حتی المقدور غازیوں کے بال بچوں کی خدمت کریں ۹۔ یعنی جو اللہ و رسول کی اطاعت سے منہ موڑے گا یا جو کفر و نفاق پر رہے گا ۱۰۔ چونکہ حدیبیہ میں بیعت کرنے والوں کو رضا الٰہی کا تمغہ عنایت ہوا' اس لئے اسے بیعت الرضوان کہتے ہیں' اس بیعت کی وجہ یہ ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی کو مکہ معظمہ بھیجا کہ کفار قریش سے فرمادیں کہ ہم لوگ جنگ کرنے نہیں آئے عمرہ کرنے آئے ہیں اور فقراء مسلمین کو جو مکہ معظمہ میں پھنسے ہوئے ہیں خوشخبری دے دیں کہ عنقریب مکہ معظمہ فتح ہو جائے گا' حضرت عثمان کا انتخاب اس لئے ہوا کہ کفار مکہ پر آپ کے بڑے احسانات تھے' وہ آپ پر حملہ نہ کرتے' چنانچہ عثمان غنی وہاں تشریف لے گئے' کفار مکہ نے کہا حضور سال آئندہ کے لئے آئیں' اس سال نہیں' ہاں آپ کے لئے کعبہ موجود ہے عمرہ کرلیں' عثمان غنی نے فرمایا کہ میں اس کعبہ شریف کا طواف جب ہی کر سکتا ہوں جب کعبہ دل کے ہمراہ آؤں' غرضیکہ عمرہ نہ کیا ادھر مسلمانوں میں خبر پھیل گئی کہ عثمان غنی شہید کر دیئے گئے' عام جوش پھیلا' اس جوش کو ملاحظہ فرما کر حضور نے سب حضرات سے جہاد پر بیعت لی کہ اگر جنگ ہو جاوے تو پیچھا نہ پھیریں' یہ بیعت ایک کیکر (ببول) کے درخت کے نیچے لی گئی۔ حضور نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ یا اللہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور دایاں ہاتھ اٹھا کر فرمایا کہ یہ محمد رسول اللہ کا ہاتھ ہے۔ ۱۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بیعت الرضوان والے سارے ہی مخلص مومن ہیں کہ انہیں رب نے بلا تخصیص مومن فرمایا' دوسرے یہ کہ ان سب سے اللہ راضی ہو چکا تیسرے یہ کہ اس خصوصی رضا کا سبب یہ بیعت ہے کہ ارشاد ہوا اذیبایعونک ۱۲۔ یعنی بیعت جہاد معلوم ہوا کہ بیعت ایمان کے سوا اعمال وغیرہ پر بھی ہونی چاہیے۔ ۱۳۔ اس طرح کہ نہ انہیں کفار مکہ کا خوف رہا نہ خرابی خاتمہ کا اندیشہ جب رب نے بازو پکڑ لئے پھر وہ کیسے گر سکتے ہیں' نہ انہیں آئندہ فسق و فجور کا اندیشہ' وہ ہمیشہ کے لئے متقی مومن ہو چکے' قرآن گواہ ہے ۱۴۔ فتح خیبر جو صلح حدیبیہ کے چھ ماہ بعد ہوئی ۱۵۔ بغیر تکلیف و مشقت کے جیسا کہ خیبر میں ہوا رب نے اپنا یہ وعدہ پورا فرمایا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ جیسے دنیاوی انعام یعنی خیبر کی نعمتیں تمام حدیبیہ والوں کو دی گئیں' ایسے ہی آخرت کی بشارتیں بھی ان سب کے لئے ہیں کیونکہ ان سے یہ دونوں وعدے کئے گئے تھے' ایک تو یہاں دے دیا' یہ انعام دوسرے کی علامت ہے'

(بقیہ صفحہ ۸۲۳) عرض کیا' حضور نے حضرت خالد ابن ولید کو بھیجا' تو انہوں نے ان تمام قبیلہ والوں کو آذانیں دیتے نمازیں پڑھتے پایا' اور فوراً صدقات حاضر کر دیئے' اس پر یہ آیت اتری' ۳۔ خیال رہے کہ رب تعالٰی نے یہاں ولید کو فاسق نہ فرمایا کوئی صحابی فاسق نہیں' نیز بدگمانی اور خطرہ و خوف گناہ نہیں' چہ جائیکہ فسق ہو بلکہ اسلامی قانون بتایا' ۴۔ معلوم ہوا کہ ایک متقی کی خبر بغیر تحقیق بھی قبول کر لینی جائز ہے' لہٰذا خبر واحد معتبر ہے ۵۔ اگر صرف ولید کے کہنے پر مسلمان اس قبیلہ پر حملہ کر دیتے تو سخت شرمندہ ہوتے اس سے معلوم ہوا۔ کہ حاکم ایک طرفہ بیان پر فیصلہ نہ کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبت کرنے والے اور چغل خور کی بات ہرگز قبول نہ کی جائے اور کسی کام میں جلدی نہ کی جائے ورنہ پچھتانا پڑے گا ۶۔ اگر تم ان کے حضور جھوٹ بولو گے' تو تمہارا جھوٹ چھپ نہ سکے گا' یہ دل کی گہرائیوں کی خبر رکھتے ہیں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی بارگاہ میں جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے دوسرے یہ کہ نعت لکھنے پڑھنے والوں عرض و معروض کرنے والوں کو چاہیے' کہ اپنا سچا درد دکھ عرض کریں وہاں مبالغہ نہ کریں ۷۔ یعنی ہمارے محبوب تمہاری ہر رائے نہیں مانتے' تا کہ تم مصیبت میں نہ پڑ جاؤ جیسے رب تعالٰی ہماری ہر دعا قبول نہیں فرماتا یا حاذق حکیم بیمار کی ہر رائے نہیں مانتا ورنہ بیمار مصیبت میں پڑ جاوے ۸۔ اس کی برکت سے تم ان محبوب کی حکم عدولی نہیں کرتے' اور تم نے ولید کی خبر پر اس قوم پر حملہ نہیں کر دیا معلوم ہوا کہ ایمان پیارا معلوم ہونا' اللہ کی بڑی رحمت ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ کمال ایمان اپنی کوشش سے نصیب نہیں ہوتا فضل ربانی ہے ۹۔ جس کے باعث تم نافرمانی سے متنفر ہو' معلوم ہوا کہ گناہ نہ کرنا' بڑا کمال نہیں۔ بلکہ گناہ سے دل میں نفرت پیدا ہو جانا بڑا کمال ہے' یہ صحابہ کرام کو اور ان کے صدقے سے بعض محبوب بندوں کو نصیب ہوتا ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کفر و فسق اور گناہ سے دلی بیزار ہیں' ان کے دلوں میں ایمان تقویٰ رشد و ہدایت ایسی رچ گئی ہے جیسے گلاب کے پھول میں رنگ و بو ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کفر نہیں' جنگ و جدال گناہ ہے' مگر دونوں فریق کو مومن فرمایا گیا' اس لئے حضور نے امام حسن کی یہ بزرگی بیان فرمائی' کہ وہ مسلمانوں کے دو گروہ میں' صلح کا باعث ہوں گے' حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ اس قسم کی تھی کہ امیر معاویہ نے امام برحق حضرت علی کی غلطی سے مخالفت کی ۱۲۔ (شان نزول) ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تشریف لے جا رہے تھے' انصار کی ایک جماعت پر گزر ہوا' وہاں ابن ابی منافق بھی بیٹھا تھا۔ خچر نے پیشاب کیا تو اس منافق نے ناک بند کر لی' عبداللہ ابن رواحہ نے کہا کہ حضور کے خچر کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر ہے' اس پر ابن ابی کی قوم ناراض ہوئی' اور دونوں جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان میں صلح کرا دی۔ اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ اتری' اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں صلح کرانا حضور کی سنت اور اعلٰی درجہ کی عبادت ہے ۱۳۔ ظلم کرے اور صلح پر آمادہ نہ ہو' تو اے مسلمانو تم مظلوم کی حمایت میں ظالم سے جنگ کرو ۱۴۔ کیونکہ اس جماعت کو ہلاک کرنا مقصود نہیں سختی کے ساتھ راہ راست پر لانا مقصود ہے۔ مقصود حاصل ہو جانے پر جنگ بند کر دو۔ ۱۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ باغی یعنی بادشاہ اسلام کی غلط فہمی سے مخالفت یا جنگ کرنے والا کافر فاسق نہیں' مومن ہے' دوسرے یہ کہ سلطان اسلام باغیوں سے جنگ کرے' تیسرے یہ کہ جنگ جہاد نہ ہو گی' نہ ان باغیوں کا مال غنیمت ہو نہ ان کے قیدی لونڈی غلام بنائے جاویں۔ بلکہ ان کا زور توڑ کر

ان سے برادرانہ سلوک کیا جائے گا' جیسا کہ حضرت علی نے جنگ جمل و صفین میں اس آیت کی تفسیر فرمائی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج کو شکست ہوتے ہی آپ نے حضرت صدیقہ کو مہربان ماں کی طرح مہمان بنایا اور نہایت احترام سے مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ اگر نفسانی جنگ ہوتی تو ایک وار میں معاملہ پار تھا' نیز حضرت امیر معاویہ سے جنگ کے زمانہ میں حضرت علی مرتضیٰ کے حقیقی بھائی حضرت عقیل امیر معاویہ کے معزز مہمان کی حیثیت سے رہے جنہیں امیر معاویہ نے کئی بار ایک ایک لاکھ کا عطیہ پیش کیا اس کی تفصیل ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو

(بقیہ صفحہ ۸۳۰) تھا کہ ایک دن میں صرف ایک آسمان ہی بنا بلکہ اس آہستگی میں ہزارہا حکمتیں تھیں' اور بندوں کو تعلیم تھی کہ ہم قادر ہو کر جلدی نہیں کرتے تم مجبور ہونے کے باوجود کیوں جلد بازی کرتے ہو' یہود کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تھک گیا تھا ایک دن آرام فرمایا یعنی ہفتہ کے دن' اس میں ان کی تردید ہے خیال رہے کہ سات دن میں ایک دن کاروبار بند رکھنا اس آیت سے ماخوذ ہے ۴۔ کفار جو اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں کرتے اور قیامت وغیرہ کا انکار کرتے تھے' اس سے حضور کے قلب کو تکلیف پہنچتی تھی' رب نے اپنے محبوب کو صبر کا حکم دیا اگر اس کے معنی یہ ہوں کہ ان پر جہاد نہ کرو تو یہ آیت منسوخ ہے' اگر یہ معنی ہوں کہ ان کی بکواس کے بدلے تم سخت کلامی نہ کرو تو آیت محکم ہے ۵۔ تسبیح سے مراد نماز ہے اس آیت میں نماز فجر و عصر کا تاکیدی حکم دیا گیا کیونکہ اس وقت رات و دن کے فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے' ہو سکتا ہے کہ قبل غروب میں ظہر و عصر دونوں نمازیں شامل ہوں اور آگے من الیل میں نماز مغرب و عشاء تو پانچوں نمازوں کا اس آیت میں ذکر ہو گیا ۶۔ یعنی وقت مغرب و عشاء تہجد خیال رہے کہ حضور پر تہجد فرض تھی امت پر سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر بستی میں کوئی نہ پڑھے تو سب سنت کے تارک ہوئے اور اگر بعض لوگ پڑھ لیں تو سب بری ہو گئے جیسے نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ نماز کے بعد تسبیح و تہلیل کرنا بہت بہتر ہے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ کرام نماز جماعت کے بعد اس قدر بلند آواز سے ذکر اللہ کرتے تھے کہ تمام محلہ گونج جاتا تھا (مسلم) حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ایک بار پڑھ لیا کرے تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں (مسلم) (از خزائن العرفان) ۸۔ وہ قیامت کا دن ہے جب حضرت اسرافیل بیت المقدس کے صخرہ پر کھڑے ہو کر مردوں کو پکاریں گے اور سب لوگ زندہ ہو کر ان کے پاس حاضر ہو جائیں گے صخرہ کو قریب اس لئے فرمایا گیا کہ اس دن وہ جگہ آسمان سے قریب تر ہو گی' یا وہاں کی آواز سب مردوں کے کانوں میں ایسے پہنچے گی جیسے قریب کی آواز معلوم ہوا کہ مردوں کو پکارنا شرک نہیں حضرت اسرافیل مردوں کو پکاریں گے' حضرت عزیر نے مرے ہوئے گدھے اور حضرت ابراہیم نے مرے ہوئے چار پرندوں کو پکارا۔ جن کے واقعات گزر چکے ۹۔ یعنی سارے مردے حضرت اسرافیل کی آواز سن لیں گے اس سے مراد دوسرا نفخہ ہے جو زندہ کرنے کے لئے ہو گا ۱۰۔ کہ اس آواز کے سنتے ہی سب مردے اپنی قبروں سے باہر آجاویں گے اور وہاں سے میدان محشر کی طرف چلیں گے' سب سے پہلے ہمارے حضور بیدار ہوں گے حضرت جبرئیل آپ کو تاج و حلہ بہشتی پہنا کر براق پر سوار کر کے لے جائیں گے حضور سارے حرمین طیبین کے مدفونین کے ساتھ روانہ ہوں گے (روح البیان) ۱۱۔ یعنی مارنا جلانا ہمارا کام ہے فرشتے درمیان میں وسیلہ ہیں معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندے رب کے کاموں کے مظہر ہوتے ہیں' جب رب تعالیٰ غنی ہو کر وسائل کے ذریعہ احکام دیتا ہے تو ہم محتاج ہونے کے باوجود' وسیلوں سے کیسے بے نیاز ہو سکتے ہیں ۱۲۔ اور میدان محشر کی طرف دوڑتے ہوئے جائیں گے یعنی زمین شام میں کوئی سوار کوئی پیدل کوئی منہ کے بل ۱۳۔ یعنی کفار قریش کا آپ کو جھٹلانا' قیامت کا انکار کرنا' ہماری قدرت میں تردد کرنا ہم سے چھپا نہیں سب کو سزا دیں گے ۱۴۔ کہ جبراً کافروں کو مسلمان بناؤ' یہ آیت محکم ہے' حکم جہاد سے منسوخ نہیں کیونکہ جہاد میں کفار کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جاتا۔ رب فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین صرف کفر کا زور توڑا جاتا ہے۔ ۱۵۔ لہٰذا آپ کافروں کو میرے عقاب سے' غافلوں کو میرے عذاب سے اور مطیعوں کو میرے عتاب سے ڈراؤ۔ آیت بالکل صاف ہے۔

(بقیہ صفحہ ۸۳۲) نکیر کہا جاتا ہے کہ وہ اجنبی ہوتے ہیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ گائے کا گوشت کھانا سنت ابراہیمی ہے اور مہمان کی تواضع کرنا سنت ہے اگرچہ اس سے واقفیت نہ ہو ۱۳۔ یہ ممکن ہے کہ پیغمبر فرشتہ کو نہ پہچانیں مگر جب جبکہ وحی لے کر نہ آئے ہوں ورنہ وقت اداء وحی معرفت ضروری ہے ورنہ وحی ظنی ہو جائے گی ۱۴۔ کیونکہ اس زمانہ میں جو کسی سے لڑنے آتا تھا' وہ اس کے گھر کھانا نہ کھاتا تھا ۱۵۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو علوم خمسہ عطا فرماتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۸۳۹) اللہ کے درجہ میں ہیں کہ آپ کا ہر کام ہر کلام رب کی طرف سے ہے وہ اپنی خواہش رب کے ارادے میں فنا کر چکے' جب بندہ اس درجہ پہنچ جاتا ہے تو اس سے خدائی کام سرزد ہوتے ہیں' خدا کی طاقت سے وہ کام کرتا ہے۔ جیسے کوئلہ آگ میں فنا ہو کر آگ کا کام کرتا ہے۔ ۱۰۔ حضور نے حضرت زینب سے نکاح کیا' رب نے فرمایا کہ ہم نے نکاح کرایا حضور نے کنکر پھینکے' رب نے فرمایا ہم نے پھینکے' حضور کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی' رب نے فرمایا کہ ہم سے بیعت کی' معلوم ہوا کہ حضور کے سارے کلام اور کام رب کی طرف سے ہیں کیونکہ حضور نے یہ نکاح کیا' یہ بیعت آیات اترنے سے پہلے کئے تھے اس لئے حضور پر اعتراض رب پر اعتراض ہے' خیال رہے کہ قرآن و حدیث سب وحی الٰہی ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوا' البتہ قرآن ظاہری وحی ہے اور حدیث خفی حضور کے وہ کام یا کلام شریف جن کے خلاف آیات قرآنیہ آئیں' جنہیں لغزش کہا جاتا ہے۔ وہ بھی درحقیقت رب تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں' اس لغزش اور اس کے خلاف آیت آنے میں صدہا حکمتیں ہیں' دیکھو آدم علیہ السلام کا گندم کھا لینا لغزش تھی' مگر یہ بھی رب کی طرف سے تھی اس لغزش پر دنیا کا ظہور ہوا' اس کی تحقیق ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ میں دیکھو۔ ۱۱۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے' رب فرماتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور فرماتا ہے انك لتلقى القرآن من لدن حكيم حميد وہ آیات اس آیت کی تفسیر ہیں' لہٰذا حضرت جبرئیل حضور کے استاد نہیں اس لئے یہ وہ حضور کا ادب کرتے تھے ۱۲۔ یہ دونوں صفتیں رب تعالیٰ کی ہیں' یعنی قرآن کا نزول بھی رب کی طرف سے ہوا' اور اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے حبیب کو سب کچھ سکھایا' حسن بصری کا یہ ہی قول ہے' (خزائن الروح) ۱۳۔ ان آیات میں حضور کی معراج جسمانی کا ذکر ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانوں کے بلند کناروں سے گزرتے ہوئے عرش بریں پر جلوہ گر ہوئے کہ حضرت جبریل تو سدرہ پر رک گئے مگر حضور آگے بڑھ گئے یہ ہی قول حسن کا ہے' یہ تفسیر کبیر و روح البیان و خزائن العرفان میں ہے ۱۴۔ یعنی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نور الٰہی سے قریب ہوئے یا نور کبریا حضور سے

قریب ہوا ۱۵۔ وہ جلوہ نور الٰہی اپنے حبیب کی طرف' یا حضرت جبریل حضور کی طرف پہلے معنی قوی ہیں ۱۶۔ اس میں محبوب اور نور رب العالمین میں انتہائی قرب بتانا مقصود ہے اہل عرب انتہائی نزدیکی بیان کرتے ہیں تو یہ ہی کہا کرتے ہیں کہ دو کمانوں یا دو ہاتھوں تک پہنچ گیا' صوفیاء فرماتے ہیں کہ جب کسی کو آغوش محبت میں لینا ہوتا ہے تو دونوں ہاتھوں کی کمانیں ملا کر دائرہ بنا لیتے ہیں اور بیچ میں محبوب کو لے کر گلے لگاتے ہیں یعنی رحمت الٰہی نے اپنے محبوب کو اپنی آغوش میں لے کر ایسا گلے لگایا جیسے پیارا پیارے سے گلے ملتا ہے' یا جیسے دائرہ مرکز کو اپنے میں لے لیتا ہے' خیال رہے کہ دو کمانوں کے ملنے سے دائرہ بن جاتا ہے۔ اس وقت نظارہ یہ تھا کہ چار طرف رحمت خدا نور خدا بیچ میں حضور محمد مصطفیٰ تھے ۱۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ گزشتہ آیتوں میں تمام ضمیریں اللہ تعالیٰ کی طرف راجع تھیں نہ کہ حضرت جبریل کی طرف۔ کیونکہ حضور اللہ کے بندے ہیں نہ کہ حضرت جبریل کے' نیز وحی فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ حضرت جبریل ۱۸۔ یعنی معراج کی رات اس قرب خاص میں بلاواسطہ جبریل رب نے اپنے حبیب سے وہ خاص باتیں کیں جو کسی وہم و گمان میں بھی نہیں' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرب خاص میں اپنے محبوب کو سارے علوم غیبیہ بخشے' اس کی تائید حدیث شریف سے ہوتی ہے ۱۹۔ یعنی حضور کی آنکھ نے رب کا جمال دیکھا اور دل نے تصدیق کر دی کہ واقعی صحیح دیکھا کوئی غلطی نہ ہوئی اگر حضور نے فقط دل سے خدا کو دیکھا ہوتا تو دل اس کا مصدق نہ ہوتا' دیکھنے والا اور ہوتا ہے تصدیق کرنے والا دوسرا' نیز موسیٰ علیہ السلام کی طرح حضور پر اس وقت غشی نہ آئی بلکہ آنکھوں سے ٹکٹکی باندھ کر دیدار یار کیا' دل ہوش و ہواس قائم رکھتے ہوئے کلام الٰہی سمجھتا رہا آنکھ کی تصدیق کرتا رہا' حضرت عائشہ صدیقہ دیدار الٰہی کا انکار فرماتی ہیں کیونکہ انہیں وہ احادیث نہ پہنچیں' اس لئے انہوں نے دیدار نہ ہونے پر کوئی حدیث پیش نہ کی بلکہ آیت لاتدرکہ الابصار سے دلیل پکڑی حالانکہ اس آیت لاتدرک کے معنی یہ ہیں کہ آنکھیں دنیا میں رب کا ادراک نہیں کر سکتیں وہ دوسرا عالم تھا' جہاں حضور نے دیکھا پھر حضور نے نظارہ کیا اور ادراک نہ کیا اور ادراک گھیرنے سے ہوتا ہے۔ ۲۰۔ یعنی اے مشرکو تم جسمانی معراج اور دیدار الٰہی کا انکار کیوں کرتے ہو' رب دے' محبوب لے تم جلنے والے کون

(بقیہ صفحہ ۸۶۴) والوں کے دل میں ہم نے نرمی اور آپس کی محبت و رحمت رکھی' پھر انہوں نے اسی نرم دلی اور خوف خدا کے باعث تارک الدنیا ہو جانا۔ یہاں کے عیش و آرام چھوڑ دینا اپنی طرف سے ایجاد کر لیا۔ جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر سب کچھ انہوں نے طلب رضاء الٰہی کے لئے کیا۔ لیکن بعض تو اس ترک دنیا ترک لذات وغیرہ بدعات حسنہ کو نبھا سکے اور اس پر قائم رہے مگر اکثر نہ نبھا سکے اور فاسق بن گئے مثلاً اکثر راہب ترک نکاح کر کے بدترین گناہوں کا انکار کرنے لگے۔ ترک دنیا کو تحصیل دنیا کا ذریعہ بنا لیا۔ انجیل شریف سے بجائے دین حاصل کرنے کے دنیا حاصل کرنے لگے وغیرہ۔ غرضیکہ تھوڑے تو اپنے مقصد پر قائم رہے اور بہت سے بدکار و فاسق بن گئے ۱۰۔ اے یہود و نصاریٰ جو اپنے رسولوں پر ایمان لائے یہاں ایمان لغوی معنی میں ہے' نہ کہ شرعی اصطلاحی معنی میں ۱۱۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ان کے بغیر مانے تمام رسولوں کا ماننا بے کار ہے' ایمان کا مدار یہ ہی ہے ۱۲۔ معلوم ہوا کہ جو اہل کتاب ہمارے حضور پر ایمان لے آوے اسے دگنا ثواب ملتا ہے۔ ایک اپنے رسول پر ایمان لانے کا دوسرا حضور پر ایمان لانے کا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۱۳۔ یعنی پل صراط پر تمہیں نور دے گا' جس سے تم آسانی سے وہ مشکل راستہ طے کر لو گے' ۱۴۔ معلوم ہوا کہ ایمان کی برکت سے کفر کے زمانہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ نیکیاں باقی رہتی ہیں ۱۵۔ یعنی اگر تم حضور پر ایمان نہ لائے۔ تو تمہیں کچھ اجر نہ ملے گا' اس میں اہل کتاب کے اس وہم کا رد ہے کہ اگر ہم حضور پر ایمان لائیں تو ہمیں دگنا اجر اور اگر نہ لائیں تو ایک اجر ملے گا ۱۶۔ یعنی وہاں تمہارے حساب کتاب کام نہ دیں گے اس کا فضل اور چیز ہے مسلمان ہونے پر دوگنا اجر دے گا۔ نہ ہونے پر کچھ نہ دے گا ۱۷۔ اس آیت میں بنی اسرائیل کے اس خیال کی بھی تردید ہے۔ کہ نبوت بنی اسرائیل سے خاص ہے۔ چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل سے ہیں۔ لہٰذا وہ نبی نہیں ہو سکتے۔ فرمایا گیا کہ نبوت اللہ کا فضل ہے جسے چاہے بخشے۔

(بقیہ صفحہ ۸۷۹) ۶۔ خیال رہے کہ حضور نے عورتوں سے بیعت صرف زبان و کلام سے لی نہ ان کا ہاتھ چھوا۔ نہ کپڑا' اس لئے یہاں ہاتھ شریف کا ذکر نہ ہوا اور مردوں کی بیعت کے متعلق فرمایا گیا ید اللہ فوق ایدیھم کیونکہ وہاں مصافحہ ہوتا تھا ۷۔ یعنی اسلام پر قائم رہیں گی کبھی کفر نہ کریں گی' ورنہ وہ عورتیں فی الحال مومنہ تھیں' گویا یہ استقامت اسلام پر بیعت ہے ۸۔ جیسے زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو قتل یا زندہ دفن کر دیتی تھیں' یا بچہ میں جان پڑ جانے کے بعد حمل ساقط نہ کریں گی ۹۔ اہل عرب اس بیوی سے بہت نفرت کرتے تھے جس کے اولاد نہ ہو' یا صرف لڑکیاں ہوں' تو عورتیں اپنے خاوندوں کے خوف سے پرایا بچہ لے کر کہہ دیتی تھیں کہ جب تو سفر میں تھا تو میرے یہ بچہ پیدا ہوا یا اگر اس کے لڑکی ہوئی تو دوسری عورت کا لڑکا خود لے لیتیں اور اپنی لڑکی اسے دے دیتیں اور کہتیں لڑکا میں نے جنا ہے' یہاں اس سے ممانعت ہے ۱۰۔ اس طرح کہ پرایا بچہ لے کر اپنا بنا دیں خاوند کو دھوکا دینے کے لئے ۱۱۔ یعنی آپ کا ہر حکم مانیں گیں مشورہ میں انہیں اختیار ہو گا کہ قبول کریں یا نہ کریں معروف سے مراد حضور کا ہر حکم ہے کیونکہ حضور بری بات کا بھی حکم نہیں دیتے ۱۲۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مرشد کسی کو مرید کرتے وقت عمومی توبہ کے ساتھ خاص ان گناہوں سے بھی توبہ کرائے جن میں مرید گرفتار ہے' مثلاً بے نماز یا سود خوار سے سود خواری' ترک نماز سے خصوصاً توبہ کرائے' اور آئندہ کے لئے اس پر قائم رہنے کا حکم دے' دوسرے یہ کہ بیعت لے چکنے پر اپنے مرید کے لئے دعا مغفرت کرے کہ خدایا اس کے گزشتہ گناہ بخش دے تیسرے یہ کہ خود توبہ کرنے کا اور حکم ہے اور کسی اللہ کے بندے کے ہاتھ پر توبہ کرنے کا دوسرا حکم ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا مشائخ کے ہاتھ پر بیعت ہونا سنت ہے کیونکہ یہ مومنہ عورتیں حضور کے ہاتھ پر اس کی بیعت کرتی تھیں کہ ہم آئندہ گناہوں سے بچیں گی یہ ہی مشائخ کی بیعت کا منشا ہے' بیعت چار قسم کی ہے' بیعت اسلام' بیعت خلافت' بیعت تقویٰ' بیعت توبہ' آج کل کی بیعت توبہ یا تقویٰ کی بیعت ہے اس بیعت کا ماخذ یہ آیت اور اس جیسی دوسری آیات ہیں ۱۴۔ اس قوم سے مراد سارے کفار ہیں۔ یا یہود جن پر بارہا دنیا میں اللہ کا غضب آیا۔ انہیں میں سے بعض لوگ سور اور بندر بنائے گئے ۱۵۔ یعنی یہود ثواب آخرت سے مایوس ہیں' اس لئے کہ انہیں حضور کی حقانیت توریت شریف سے معلوم ہے پھر آپ کا انکار کرتے ہیں تو وہ اپنے عقیدے سے خود کافر اور آخرت کے ثواب سے محروم ہیں۔ اس ناامیدی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق جانتے تھے اور اپنے کو اسلام نہ لانے کی وجہ سے رب کی رحمتوں سے محروم سمجھتے تھے مگر ضد پر تھے۔ ۱۶۔ یعنی جیسے کافر مردوں کے اٹھنے سے مایوس ہیں یا جیسے کافر مردے آخرت کے ثواب سے مایوس ہیں یا جیسے کفار مردوں کی مدد یا ان کے سننے

سے مایوس ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قبروالوں سے مایوس ہو جانا کہ وہ اب کچھ نہیں کر سکتے کافروں کا عقیدہ ہے۔ مومن کا عقیدہ یہ ہے کہ قبروالے صالحین بندوں کی
مدد کرتے ہیں' موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں' اب بھی حضور کے نام کی برکت سے ہم مسلمان ہوتے ہیں
(بقیہ صفحہ ۹۰۴) لئے مقرر فرمادیا (تفسیر عزیزی) ۵۔ کہ نہ ان پر کدو کا سبزہ اگتا نہ جانور خدمت کرتے یہ سب کچھ رب کی رحمت سے ہوا ۶۔ اس سے مراد صلاح میں
ترقی دینا ہے' ورنہ نبی تو ہروقت صالح ہوتے ہیں یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں بھی نبی تھے۔ آپ کی نبوت منسوخ نہ ہو گئی تھی۔ علماء فرماتے ہیں۔ کہ مچھلی کے
پیٹ میں جانا آپ کی معراج تھی۔ اور اس مچھلی کا پیٹ عرش اعظم سے افضل تھا۔ مولانا فرماتے ہیں شتان من بالاو فغان لوطیب رحمت حق راضی باشد حبیب ☆ غرضیکہ
انبیاء کرام کے عتاب میں لاکھوں رحمتیں ہوتی ہیں ۷۔ عرب میں بعض لوگ نظر بد لگانے میں مشہور تھے اگر وہ بھوکے ہو کر کسی کو تیز نگاہ سے دیکھ کر کہتے کہ ایسا ہم
نے آج تک نہ دیکھا کیا ہی اچھا ہے تو وہ آدمی یا جانور فوراً ہلاک ہو جاتا' کفار مکہ بہت لالچ دے کر انہیں لائے یہ حسب عادت تین دن بھوکے رہے' پھر حضور کی
خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ تلاوت قرآن فرمارہے تھے' انہوں نے بار بار یہی کہا مگر اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان کی نظر بد سے محفوظ رکھا' اس پر آیت آئی'
معلوم ہوا کہ بدنیتی سے حضور کا چہرہ انور دیکھنا کفر ہے' اعتقاد سے رخ انور کی زیارت صحابی بنا دیتی ہے' یہی حال قرآن شریف کا ہے' بدنیتی سے اس کا پڑھنا کفر ہے
نیک نیتی سے عبادت ۸۔ اس دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نظر بد حق ہے' دوسرے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رب کے ایسے محبوب ہیں کہ رب انہیں نظر
بد سے بچاتا ہے کیونکہ کفار نے ان لوگوں سے نظر بد لگانے کو کہا تھا' جن کی بری نظر لوگوں کو ہلاک کر دیتی تھی' اللہ نے اپنے حبیب کو ان کے شر سے محفوظ رکھا یہ
آیت نظر بد سے بچنے کے لئے اکسیر ہے۔ ۹۔ یعنی کفار آپ جیسے کامل عقل کو اپنی بے عقلی سے دیوانہ کہتے ہیں' خیال رہے کہ سارے عالم کو عقل کا ایک حصہ تقسیم ہو
کر ملا۔ حضور کو نو حصے عقل عطا ہوئی ۱۰۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم' اس سے معلوم ہوا کہ حضور ذکر اللہ ہیں رب فرماتا ہے۔ انزلنا الیکم ذکرا رسولا اور فرماتا ہے'
الا بذکر اللہ تطمئن القلوب معلوم ہوا کہ حضور سے بے چین دل چین پاتے ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ہمیشہ ہر شخص کے لئے ذکر اللہ ہیں ۱۱۔ قیامت کا ایک نام حاقہ
بھی ہے یعنی اس کا آنا برحق و یقینی ہے وما ادراک سے بتایا گیا کہ قیامت کی دہشت و ہولناکی انسانی اندازے و تخمینے میں نہیں آسکتی اے محبوب آپ کو بذریعہ وحی بتائی
گئی یہاں ہولیقہ کی نفی ہے نہ کہ علم کی ۱۲۔ قارعہ بھی قیامت کا نام ہے کیونکہ اس دن لوگوں کو سخت صدمہ ہو گا' یعنی قوم عاد و قوم ثمود قیامت کے منکر ہونے کی وجہ
سے ہلاک ہوئیں تو کفار مکہ بھی اپنا انجام سوچ لیں ۱۳۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے جھڑک دی۔ ان کی آواز کی یہ تاب نہ لا کر ہلاک ہو گئے جیسے بعض لوگ توپ کی
آواز یا بادلوں کی گرج سے مرجاتے ہیں' خیال رہے کہ حضرت جبریل کی آواز سے وہاں کی زمین لرز گئی' اور لوگ مر گئے لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں
فاخذتھم الرجفۃ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے قوی قوموں کو معمولی چیزوں سے ہلاک فرمایا' تا کہ اس کی قدرت معلوم ہو' ابابیل سے فیل ہلاک کئے' مچھر سے
نمرود کو ہلاک کیا' قوم عاد کی ہلاکت کا واقعہ تفصیل وار پہلے ذکر ہو چکا ۱۵۔ ۲۲۔ شوال چہار شنبہ سے چہار شنبہ تک ۱۶۔ یعنی موت نے انہیں ایسا ڈھایا جیسے کمزور کو قوی
پچھاڑ دے ۱۷۔ یعنی قوم عاد بہت دراز قد تنومند تھی جب وہ ہلاک ہوئی تو ایسی معلوم ہوئی تھی جیسے کھجوروں کے کٹے ہوئے ڈنڈ' پھر تیز ہوا نے ان کی لاشیں سمندر میں
پھینک دیں

(بقیہ صفحہ ۹۱۷) ۳۔ یعنی اگر تم کافر مر گئے تو قیامت کے عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ۴۔ یعنی اگر اس دن بچے ہوتے تو دہشت سے بڈھے ہو جاتے۔ ۵۔
معلوم ہوا کہ قرآن غافلوں کے لئے نصیحت یا اگلی پچھلی باتیں یاد دلانے والا ہے' عاقلوں کے لئے نور' گمراہوں کے لئے ہدایت مومنوں کے لئے رحمت اور بیماروں کے
لئے شفا ہے' یہ تمام اوصاف آیات میں مذکور ہیں اور یہ ہی صفات قرآن نے حضور کے بیان کئے' جن پر آیات شاہد ہیں' مومن تب ہی کامیاب ہو گا' جب کہ نور
قرآن و نور نبوت سے مستفیض ہو' جیسے کہ نور نظر اور نور چراغ دونوں سے ہدایت ملتی ہے۔ ۶۔ شریعت' طریقت' حقیقت معرفت' سب رب کے راستے ہیں ۷۔
یعنی کبھی آدھی رات' کبھی تہائی کبھی اس سے کم و بیش ۸۔ یعنی اے محبوب تمہارے ساتھی مومن دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ تو آپ کی طرح آدھی یا تہائی یا دو تہائی
رات عبادت کرتا ہے اور دوسری جماعت ساری رات عبادت میں گزارتی ہے کیونکہ اس وقت سب پر تہجد فرض تھی مگر تعین وقت میں اختیار تھا' اس آیت کا یہ
مطلب نہیں کہ مومنوں کی ایک جماعت تو آپ کے ساتھ تہجد ادا کرتی ہے' اور دوسری جماعت غافل رہتی ہے' صحابہ میں غافل کوئی نہیں' لہٰذا آیت واضح ہے ۹۔ اور
جانتا ہے کہ کون دن رات کے کتنے حصے میں عبادت کرتا ہے سب کو جزا دے گا' اصل ڈیوٹی کی بھی اور ٹائم کی بھی۔ ۱۰۔ کیونکہ اس وقت گھڑیاں وغیرہ نہ تھیں اس
لئے بعض مسلمان تمام رات نماز پڑھتے کہ نصف یا تہائی رات سے کم نہ ہو جائے مسلمانوں کے پاؤں پر ورم آ گئے' تب یہ آیات نازل ہوئیں جو پچھلی آیات کی ناسخ ہیں
۱۱۔ یعنی رات کا لمبا قیام معاف فرمادیا' اب نماز میں مطلق قراۃ فرض ہے' ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات ۱۲۔ یعنی نماز تہجد آئندہ بیماروں' مسافروں' غازیوں پر
بھاری پڑے گی' اس لئے رب نے تہجد کی فرضیت منسوخ فرمادی یہ مطلب نہیں کہ آج تم میں نہ کوئی بیمار ہوتا ہے نہ مسافر' وہ حضرات بہرحال تہجد ادا کرتے تھے
انہیں کوئی چیز نماز سے روکتی نہ تھی ۱۳۔ یعنی رب تعالیٰ نے حکم تہجد اسی لئے منسوخ فرمادیا۔ کہ وہ جانتا ہے کہ آئندہ بعض مسلمان بیمار ہوں گے بعض تاجر مسافر
بعض نمازی مسافر' تہجد کی فرضیت سے ان پر بوجھ ہو گا ۱۴۔ نماز تہجد میں تمہیں جتنی قرات آسان ہو اتنی ہی کرو خیال رہے کہ اس آیت سے مقدار قیام منسوخ ہوئی
پھر نماز پنج گانہ سے تہجد کا اصل وجوب بھی منسوخ ہو گیا (خزائن) ۱۵۔ یعنی جب زکوۃ فرض ہو جائے تب دیا کرو کیونکہ سورہ مزمل مکی ہے اور زکوۃ بعد ہجرت فرض
ہوئی یہ ایسا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہو کر فرمایا واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ یعنی بعد بلوغ مجھے نماز کا حکم دیا (احمد یار خاں) ۱۶۔ قرض سے مراد زکوۃ
واجبہ کے سوا دوسرے نفلی صدقات ہیں۔ یہ صدقے اچھی نیت' خوش دلی سے دیئے جاویں' تاکہ ان کا اچھا بدلہ ملے

(بقیہ صفحہ ۹۲۳) سورہ انسان بھی ہے یہ سورت بعض کے نزدیک مکیہ ہے جمہور کے نزدیک مدنیہ ۷۔ آدم علیہ السلام' یا ہر انسان پر اس کی پیدائش سے پہلے ایک
وقت وہ بھی گزرا ۸۔ زمانہ حمل میں یا اس سے بھی پہلے کوئی اسے جانتا نہ تھا' خیال رہے کہ ہمارے حضور کی اول سے ہی شہرت تھی' عیسیٰ علیہ السلام نے صدہا سال
پہلے قوم کو خبر دی تھی' اسمہ احمد ان کا نام احمد ہے' یہ نہ کہا کہ احمد ہو گا' حضرت آدم نے عرش اعظم اور جنت کے ہر پتہ پر حضور کا نام لکھا ہوا دیکھا تھا' آپ کی طفیل

سے دعا مانگتے تھے' لہٰذا یہاں انسان میں حضور داخل نہیں ۹۔ ماں باپ کے نطفہ سے باپ کی منی سے ہڈی' پٹھے اور ماں کے نطفہ سے گوشت و خون' بال بنتے ہیں' اسی لئے نسب باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماں سے' خیال رہے کہ اس قانون سے حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام اور حوا علیحدہ ہیں' ان کی پیدائش مطلقاً" منی سے نہیں' نہ باپ کی نہ ماں کی' قانون اور ہے' قدرت کچھ اور ۱۰۔ تقریباً تمام انسان سنتے دیکھتے ہیں مگر کوئی شیطان کی سنتا ہے اور اسے دیکھتا ہے کوئی رحمٰن کی اور اس کے جمال کا مشاہدہ کرتا ہے نیز انسانوں کی سماعت و بصارت مختلف ہے' انبیاء کی سمع بصر اتنی قوی ہوتی ہے کہ دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں اور دور کی آواز سن لیتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پانچ میل سے چیونٹی کی آواز سن لی' حضور کی نظر رب کو دیکھ کر بھی نہ جھپکی ماذاغ البصروماطغیٰ غرضیکہ سمع و بصر مختلف ہیں دیکھ لو' کسی کی ظاہری بصارت تیز ہوتی ہے۔ کسی کی کمزور پھر بصارت تیز کرنے کا سرمہ اور ہے اور بصیرت تیز کرنے کا میرہ کچھ اور ۱۱۔ عقلی دلائل قائم فرما کر انبیاء کرام بھیج کر' اپنے تک پہنچنے کا راستہ دکھا دیا۔ پھر نے قبول کیا کسی نے نہیں۔ ۱۲۔ اس حصر سے معلوم ہوا کہ وہاں کی زنجیریں طوق اور دوزخ میں ہمیشہ رہنا کفار کے لئے خاص ہے اللہ تعالیٰ اس سے مومن گنہگار کو محفوظ رکھے گا' خیال رہے کہ کفار کو یہ زنجیریں و طوق جہنم میں لے جاتے وقت پہنائے جائیں گے (روح) میدان محشر میں ہاتھ بندھنا علیحدہ ہوگا ۱۳۔ یہ اٹھارہ آیات حضرت علی و حسنین و فاطمہ الزہرا اور بی بی فضہ (جو کہ ان کی خادمہ تھیں) کے حق میں نازل ہوئیں کہ ان بزرگوں نے حضرات حسنین کے بیمار ہونے پر تین روزوں کی نذر مانی' ان کی صحت یابی پر تین روزے رکھے مگر ہر روز افطار کے وقت مسکین یا غریب یا قیدی آگئے' انہیں روٹیاں دے دیں' اور خود تینوں دن بھوکے سو رہے ہے اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو تاجدار ھل اتیٰ کہا جاتا ہے اکثر علماء نے سورہ دہر کو مدنی کہا ہے کیونکہ قیدی مدینہ منورہ ہی میں تھے مکہ میں نہ تھے' بعض نے فرمایا کہ صرف یہ آیات مدنیہ ہیں' خیال رہے کہ ان روزوں کے وقت ان اہل بیت کے گھر میں تنگی بہت تھی' ہر روزہ پر اتنا جو قرض آتا تھا کہ فی کس ایک روٹی آ جائے جب شام کو افطار کرتے تو کوئی نہ کوئی سائل آ جاتا' یہ حضرات اپنی اپنی روٹیاں خیرات کر دیتے' اور خود بھوکے سو رہتے

(بقیہ صفحہ ۹۲۸) میں زندگی گزارتے ہیں مرتے وقت فرشتوں کے پروں' حوروں کے دامن کے سایہ میں قبر میں قرآن اور صادقہ کے سایہ میں' محشر میں عرش اعظم کے سایہ میں' پل صراط پر حضور کی دعا کے سایہ میں' جنت میں طوبیٰ کے سایہ میں' ایسے ہی یہ لوگ دنیا میں شریعت کے پیالے علماء کے ہاتھوں اور طریقت کے چھلکتے ہوئے جام مشائخ کے ہاتھوں سے پیتے ہیں ۹۔ دنیا میں تو جو رب چاہتا تھا یہ لوگ کرتے تھے اور آخرت میں جو یہ چاہیں گے رب دے گا کسی قسم کی طبی یا شرعی پابندی اور روک ٹوک نہ ہوگی ۱۰۔ خوشنما' خوش ذائقہ' زود ہضم جس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا ۱۱۔ بلاواسطہ یا بالواسطہ نیک اعمال کا بدلہ' کیونکہ مومن کی ناسمجھ اولاد بھی جنتی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان کسی وقت بھی عمل سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ ۱۲۔ ایک کا بدلہ دس یا اس سے بھی زیادہ' اس سے اشارۃً" معلوم ہوا کہ ہر ایک کو نیکی کا بدلہ نہ ملے گا' صرف محسن کو ملے گا' کفار محسن نہیں ۱۳۔ خیال رہے کہ دنیا میں مومنوں کو کھانے کی اجازت دینا ایسا ہے' جیسے فرمانبردار خادم کو غذا دینا' جنت میں مومنوں کو کھانا دینا ایسا ہو گا' جیسے مہمان کی خاطر' دنیا میں کفار کو غذا دینا ایسا ہے۔ جیسا کہ پھانسی کے مجرم کو تاریخ سے پہلے غذا دی جاتی ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کا کھانا پینا بھی جرم ہے کیونکہ کھا پی کر کفر کرتے ہیں' لہٰذا مومن کا کھانا پینا نیکی ہے کہ وہ کھا پی کر نیکیاں کرتا ہے' نیز مومن براتی ہے حضور دولہا' برات' میں براتیوں کا کھانا مہمانی کے طور پر ہوتا ہے' مگر اجنبی کا کھانا چور کی طرح ۱۵۔ یعنی جب کفار سے کہا جاتا ہے کہ مسلمان ہو کر نماز پڑھو' تو نہ اسلام لاتے ہیں' نہ نماز پڑھتے ہیں' کیونکہ بغیر اسلام لائے کافر کو نماز کا حکم نہیں دیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز بڑی اہم عبادت ہے' اس کے ترک پر کفار کو بھی عذاب ہو گا ۱۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں۔

(بقیہ صفحہ ۹۳۱) ہوئے ایک یہ کہ عابد سے دنیا کا منتظم افضل ہے کیونکہ مقرب فرشتے محض عبادت کرتے ہیں اور مدبرات امر دنیا کا انتظام بھی کرتے ہیں مگر درجہ انہیں کا زیادہ ہے کہ ان کی قسم فرمائی دوسرے یہ کہ رب کی قدرت تو یہ ہے کہ ہر چھوٹا بڑا کام بغیر وسیلہ خود اس کے حکم سے ہو جاوے' مگر قانون یہ ہے کہ ہر کام وسیلہ سے ہو کیونکہ دنیا کا ہر کام مدبرات امر فرشتوں کے سپرد ہے' تکوینی اولیاء اللہ فرشتوں کی طرح عالم کے انتظام تکوینی کو سنبھالے ہوئے ہیں' تیسرے یہ کہ بعض نام اللہ اور مخلوق کے درمیان مشترک ہیں' جیسے علی سمیع' بصیر' انہیں میں سے مدبر بھی ہے کہ رب بھی مدبر ہے اور فرشتے بھی یدبر الامر لہٰذا انبیاء کو حاکم یا مالک کہہ سکتے ہیں ۶۔ قیامت میں کفار کے دل گھبراہٹ سے دھڑکتے ہوں گے' مومنوں کے دلوں کو چین ہو گا۔ ۷۔ یا اس طرح کہ وہاں ہمیں پھر دنیا کمانی پڑے گی' یا اس طرح کہ ہم یہاں قیامت کے منکر ہیں' اور اگر وہ قائم ہو گئی تو ہمیں عذاب ہو گا۔ بہرحال ان کی یہ بکواس مذاق میں تھی مگر ان کے منہ سے بات سچی نکلی کہ واقعی قیامت ان کے لئے ندامت کا سبب ہے یا ان کا مقصد یہ تھا کہ اگر ہم قیامت میں اٹھے تو ہم کو پھر بچپن' جوانی' بڑھاپے کی منزلیں طے کرنی پڑیں گی ۸۔ یعنی حضرت اسرافیل کے ایک نفخہ سے جو جھڑکی کی طرح ہو گا مردے اپنی قبروں سے نکل کر میدان حشر یعنی زمین شام میں پہنچ جائیں گے' ۹۔ موسیٰ علیہ السلام کے قصے کو قیامت سے یہ مناسبت ہے کہ آپ بھی لاٹھی کو اچانک سانپ بنا دیتے تھے۔ صور پھونکنے پر بھی اچانک سارے بندے جی اٹھیں گے' نیز فرعون اس معجزے کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا۔ اگر آج بھی مردہ زندہ کرنے کا معجزہ دکھایا جائے تو کفار مکہ ایمان لانے والے نہیں لہٰذا اس واقعہ میں حضور کے قلب مبارک کو تسلی اور مسلمانوں کے دلوں کو تسکین دی گئی ہے' اس میں یا خطاب حضور کو ہے اور ھل قد کے معنی میں ہے یا خطاب مسلمانوں سے یا منکرین قیامت سے' اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ رب ان کے رنج و غم دور فرمانے کے لئے گزشتہ رسولوں کے تاریخی واقعات بیان فرماتا ہے' دوسرے یہ کہ بزرگوں کے ذکر سے رنج و غم دور ہوتے ہیں' خوشی' راحت حاصل ہوتی ہے' تیسرے یہ کہ علم تاریخ اچھا علم ہے بشرطیکہ درست ہو۔ چوتھے یہ کہ نبی کی مخالفت ہلاکت کا موجب ہے' فرعون جیسا جابر بادشاہ موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت سے ہلاک ہوا' بجلی سے امیر وزیر سب ڈرتے ہیں کیونکہ اس کا تعلق پاور ہاؤس سے ہوتا ہے' ایسے ہی نبی کا تعلق رب تعالیٰ سے ہے' ان کی مخالفت سے ڈرو ۱۰۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تبلیغ میں بشارت اور خوشخبریاں زیادہ چاہئیں' تاکہ لوگ اطاعت کی طرف مائل ہوں دوسرے یہ کہ بڑے سے بڑا مجرم بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو' فرعون جیسے مجرم کو بھی توبہ کی دعوت دی گئی' تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ تک پہنچانا پیغمبر ہی کا کام ہے جیسا کہ تھدیک سے معلوم ہوا' چوتھے یہ کہ انبیاء کرام تبلیغی' اور شرعی علوم میں کسی کے شاگرد نہیں ہوتے' انہیں سب کچھ رب ہی سکھاتا ہے۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو

رب نے تبلیغ اور وعظ کی بھی تعلیم دی۔ علم کامل تو پہلے ہی آنا" فاتا" دے دیا تھا۔ پانچویں یہ کہ اللہ کی بڑی نعمت خوف خدا ہے جو ایمان کامل سے نصیب ہوتا ہے جیسا
کہ فنخشے سے معلوم ہوا۔ چھٹے یہ کہ رب جو کسی کو دیتا ہے بواسطہ پیغمبر دیتا ہے۔ جیسا کہ فقل سے معلوم ہوا

(بقیہ صفحہ ٩٣٥) بھی قیامت کے قیام پر ہو گا' آج بھی ایسے بم تیار ہو چکے ہیں جو سمندر میں آگ لگا دیں ٧۔ تاکہ اس کے دفن کرنے والے کو قتل کی سزا دی جائے
اور اگر مشرک ہے تو قتل اور شرک دونوں کی سزا دی جائے وہ جو حدیث پاک میں ہے کہ وائدہ اور موءودہ دونوں دوزخ میں جائیں گی' اس سے مراد موءودہ ہے جو
بالغہ ہو کر زندہ دفن کی گئی' جیسے کہ ہندوستان میں بعض مشرکہ عورتیں خود کو مردہ خاوند کے ساتھ جلوا دیتی تھیں نابالغہ بچی مراد نہیں لہٰذا آیات و حدیث میں تعارض
نہیں ٨۔ یعنی کفار عرب کی وہ ننھی بچیاں جنہیں یہ لوگ فقر و فاقہ یا عار یا عبادات کے لئے زندہ دفن کر دیتے تھے اس سے سوال ہو گا کہ تجھے کس قصور میں تیرے ماں
باپ نے قتل کیا اس سے چند مسائل معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کفار کے ننھے بچوں کا قتل حرام ہے اگرچہ کفار حربی ہوں دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ اس دن ننھے ناسمجھ بچوں
کو بھی ایسی سمجھ دے گا کہ وہ اپنے بے گناہ قتل ہونے کی گواہی دیں گے۔ تیسرے یہ کہ جب حمل میں جان پڑ جائے تو اسے گرانا حرام ہے کہ یہ جان کا قتل ہے' چوتھے
یہ کہ عبداللہ بن عباس نے اس آیت سے استدلال کیا کہ کفار کے ننھے بچے دوزخ میں نہ جائیں گے کہ جب ان کا قتل ناجائز ہوا تو انہیں رب دوزخ میں کیسے بھیجے گا'
پانچویں یہ کہ کفار اگرچہ اصحاب فترت ہوں مگر پر سزا دیئے جائیں گے' جیسے ظالم جانور سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے گا ٩۔ یعنی اس کی بھڑک اور زیادہ کر کے اسے
کفار کے جلانے کو تیار کیا جاوے ورنہ جہنم بھڑک تو آج بھی رہی ہے ١٠۔ اس طرح کہ جنتی جنت کے پاس پہنچائیں جائیں۔ جیسے مسافر منزل سے قریب پہنچ کر کہتا ہے
کہ منزل قریب آگئی۔ یعنی میں منزل کے قریب آگیا ورنہ جنت اپنی جگہ رہے گی وہ نہ لائی جائے ١١۔ یعنی اس وقت ہر شخص کو اپنے سارے اعمال یاد آجاویں گے'
١٢۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ان سے مراد وہ پانچ تارے ہیں جنہیں خمسہ متحیرہ کہا جاتا ہے' زحل' مشتری' مریخ' زہرہ' عطارد' یہ اپنی رفتار میں تدویروں کی وجہ
سے کبھی آگے دوڑتے معلوم ہوتے ہیں کبھی ٹھیرے ہوئے کبھی پیچھے لوٹتے' جیسا کہ علم ریاضی والوں پر ظاہر ہے رب نے ان رفتاروں کا یہاں ذکر فرمایا ١٣۔ رات
کے آخری حصے اور صبح سے مراد یا ہر رات و سویرا ہے چونکہ یہ صالحین کے رونے دھونے مناجات اور عرض حاجات کے اوقات ہیں اور وہ لوگ پیارے ان کا رونا
دھونا پیارا' لہٰذا یہ وقت بھی پیارے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ جس جگہ یا وقت کو اللہ کے پیاروں سے نسبت ہو جائے وہ بھی پیارے ہیں مکہ معظمہ' صفا مروہ پہاڑ'
مقام ابراہیم اس لئے پیارے ہیں کہ انہیں محبوبوں سے نسبت ہے' یا رات سے مراد معراج کی رات اور صبح سے مراد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی صبح'
چونکہ ایک بار ان میں بڑے اہم واقعات ہو چکے ہیں' اس لئے ہمیشہ ستائیسویں رجب اور بارہویں ربیع الاول قابل قسم ہو گئی' جیسے شب قدر' ماہ رمضان ہمیشہ کے لئے
عظمت والے ہو گئے یا رات اور صبح سے مراد نفس انسانی کے حالات ہیں' غفلت رات ہے بیداری دن' گمراہی رات ہے ہدایت دن' رب کی نافرمانی رات ہے اطاعت
دن' چونکہ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ظہور ہے اس لئے ان کی قسمیں ارشاد ہوئیں ١٤۔ یعنی قرآن شریف' توریت و انجیل کی طرح لکھا ہوا نہیں اترا
بلکہ پڑھا ہوا اترا ہے کہ حضرت جبریل نے حضور کو آکر زبانی سنایا اس لئے اسے قرآن کہتے ہیں۔ یعنی پڑھی ہوئی کتاب' خیال رہے کہ قرآن سب سے پہلے حضرت
جبریل نے پڑھا اور سب سے پہلے حضور نے اس پر عمل کیا' یہ قرآن کلام تو اللہ کا ہے پڑھا ہوا جبریل کا عمل کیا ہوا نبی اور مسلمانوں کا ہے' خیال رہے کہ حضرت جبریل
بھی اللہ کے رسول ہیں اور حضور بھی لیکن ان رسالتوں میں کئی فرق ہیں ایک یہ کہ حضرت جبریل صرف نبیوں کے لئے رسول ہیں اور حضور ساری مخلوق کے لئے'
دوسرے یہ کہ حضرت جبریل کی رسالت حضور کی وفات سے ختم ہو گئی مگر حضور کی رسالت ابدل آباد تک قائم رہے گی تیسرے یہ کہ حضور بااختیار رسول ہیں حضرت
جبریل بے اختیار' جیسے ڈاکیہ اور سفیر' اس لئے حضرت جبریل حضور کی امت ہیں نہ کہ اس کے برعکس ١٥۔ ذی قوۃ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کی تمام قوتوں کا
اجمالی ذکر فرمایا' یعنی وہ جسمانی قوت والے بھی ہیں اور روحانی قوت والے بھی۔ اس طرح کہ ان کا حافظہ اس قدر قوی ہے کہ قرآن کے ایک لفظ کو بھی نہیں بھولتے'
زبانی قوت کا یہ عالم ہے' کہ ہر لفظ صحیح ادا کر کے پہنچا دیتے ہیں' نیز ہر انسان کو پہچانتے ہیں کہ غیر نبی پر وحی نہیں پہنچاتے' لہٰذا اس ذی قوۃ سے قرآن کریم کی حفاظت
بیان ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ذی قوت بنایا کہ انہوں نے جیسا جبریل سے سنا ویسا ہی پہنچایا' جیسے حضرت جبریل ہر فرد بشر کو
جانتے ہیں ویسے ہی حضور ہر فرشتے کو پہچانتے ہیں' اسی لئے حضور نے پہلی وحی کے موقعہ پر حضور جبریل سے یہ نہ پوچھا کہ تم کون ہو حالانکہ یہ پہلی ہی ملاقات تھی اور
اگر نہ پہچانا ہوتا۔ تو آیت اقراء حضور کے نزدیک مشکوک رہتی' اور یہ ناممکن ہے ١٦۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبریل تمام فرشتوں سے افضل اور سب سے زیادہ
عزت والے ہیں' اس لئے کہ انبیاء کرام خصوصاً" حضور کے خادم ہیں معلوم ہوا کہ صحابہ کرام تمام مومنین سے افضل اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ بلکہ بعد
رسل تمام خلق سے افضل ہیں کہ حضور کے خادم خاص ہیں' خیال رہے کہ عزت و محبت کبھی بھی ہوتی ہے وہبی بھی' آپ کا وفادار خدمت گزار نوکر بھی آپ کو عزیز
و محبوب ہے اور اپنا بیٹا بھی مگر نوکر کی عزت کسبی ہے بیٹے کی وہبی' اور قدرتی عبادت گزار مومن کسبی معزز و محبوب ہے حضرات انبیاء کرام و مخصوص اولیاء پیدائشی
محبوب' پھر محبوب کی ہر چیز تبعاً" محبوب' بچہ کے کپڑے اور اس کے دوست یار پیارے ہیں' لہٰذا جبریل امین رب کو اس لئے محبوب و عزیز ہیں کہ وہ محبوب پیغمبروں
کے خدمت گزار ہیں ١٧۔ یعنی حضرت جبریل کی سب فرشتے اطاعت کرتے ہیں اور وہ وحی الٰہی پر امین ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی حقانیت کے لئے حضرت
جبریل کا امین ہونا ضروری ہے تاکہ قرآن میں ان کی طرف سے کمی بیشی کا احتمال نہ ہو' اس ہی طرح نبی کا امین ہونا' پھر ان صحابہ کا امین ہونا ضروری ہے جنہوں نے جمع
قرآن کی خدمت کی تاکہ جیسا قرآن کا آسمان سے آنا درست ثابت ہو ایسے ہی زمین پر اس کا درست رہنا صحیح ہو تو جو شخص کسی صحابی کو امین نہ جانے وہ اس آیت کو
مشکوک جانتا ہے' جو ان صحابی سے ملی' بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ تمام صفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں حضور ہر زمانہ اور ہر جگہ میں رسول ہیں' حضور مال و
احوال کے سخی و کریم ہیں' ہر طرح قوت والے ہیں کہ ان کی آنکھ' کان' ہاتھ' پاؤں وغیرہ میں خدائی طاقت ہے' جیسا کہ حدیث میں وارد ہے رب کے نزدیک ایسے
عزت والے ہیں کہ جو ان کا سچا غلام ہو جائے وہ بھی رب کے ہاں عزت والا۔ مطاع ہیں کہ رب بھی ان کی مانتا ہے اور ساری خدائی ان کے زیر فرمان ہے رب کی
امانتوں کے امین ہیں' جب ان کی زبان شریف سے قرآن پڑھا گیا تو قرآن بن گیا' جو زبان قرآن کو قرآن بنا دے وہ خود کیسی ہو گی ١٨۔ معلوم ہوا کہ نبی دیوانگی سے

محفوظ ہوتے ہیں۔ گونگاپن' بہراپن' دیوانگی تبلیغ کے مانع ہیں' یہ بھی معلوم ہوا کہ جو اعتراض حضور پر ہو اس کا رب جواب دیتا ہے۔ اور جو اعتراض رب پر ہو اس کا جواب حضور دیتے ہیں۔ وہاں قل ارشاد ہوتا ہے کیونکہ حضور رب کے اور رب ان کا گواہ ہے گواہ دعویٰ کا ذمہ دار اور باخبر ہوتا ہے ۱۹۔ یعنی حضور نے حضرت جبرئیل کو ان کی اصلی شکل میں مشرقی کنارہ آسمان پر دیکھا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹۳۸) گا۔ پھر کافروں سے رب محجوب نہ ہو گا بلکہ کفار محجوب ہوں گے ۴۔ یعنی نیکوں کے نام علیین میں لکھے ہیں' یا نیکوں کے نامہ اعمال علیین میں رکھے ہیں علیین کے معنی ہیں اونچی شان والا یا اونچے درجے والا دفتر۔ معلوم ہوا کہ جس کتاب میں اللہ والوں کے نام لکھے جائیں اس کا درجہ اونچا ہو جاتا ہے۔ علیین ساتویں آسمان کے بھی اوپر عرش کے نیچے واقع ہے ۵۔ یشہد یا شہود سے بنا' یا شہادت سے' یا مشاہدہ سے یعنی علیین کے پاس مقرب فرشتے حفاظت یا عبادت کے لئے حاضر رہتے ہیں معلوم ہوا کہ متبرک مقامات پر عبادت کرنے کا بڑا درجہ ہے' یا قیامت میں فرشتے نہایت ادب سے وہاں حاضر ہوں گے تا کہ باادب بارگاہ الٰہی میں پیش کریں' یا فرشتے اس پر گواہی دیں گے یا مقرب بندے اس علیین کا مشاہدہ کر رہے ہیں' انہیں خبر ہے کہ کون مومن کس درجہ کا ہے ۶۔ مقرب سے مراد یا تو مقرب فرشتے ہیں جو ہمیشہ اللہ کی عبادت میں رہتے ہیں' یا مقرب انسان جنہیں قرب الٰہی حاصل ہے یعنی مقرب انسان علیین کا مشاہدہ کرتے ہیں انہیں جنتی دوزخی لوگوں کا تفصیل وار علم ہے' تفسیر عزیزی میں ہے کہ بعض صالحین کی روحیں علیین میں ہیں بعض کی ارواح زمزم میں' بعض کی آسمان و زمین کے درمیان رہتی ہیں ۷۔ اپنی ساری املاک کو' یا رب کے جمال کو' یا جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کو' یا دوزخیوں کو' اور ان کے عذاب کو باوجودیکہ دوزخ سات زمینوں کے نیچے ہے اور جنت سات آسمانوں کے اوپر ہے۔ معلوم ہوا کہ جنتیوں کی نگاہیں اور تمام قوتیں نہایت تیز ہوں گی' اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے بعض مقبول بندوں کو قوت دے کر سارے عالم کو دکھا دیں تو کیا حرج ہے۔ ۸۔ اے مسلمان تو جنتیوں کے چہروں پر نعمتوں کی تازگی و رونق ان کی وفات کے وقت یا حشر میں یا جنت میں پہچانے گا۔ یا اے محبوب آپ تمام جنتیوں کے چہروں پر نعمتوں کی رونق پہچان رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور از آدم علیہ السلام تا روز قیام تمام جنتیوں کے چہروں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں' اور پہچانتے ہیں۔ حضور نے معراج میں اور نماز کسوف میں خود جنت و دوزخ کو ملاحظہ فرمایا۔ ۹۔ رحیق مختوم شراب طہور کے علاوہ شراب ہے جو بوتلوں میں پیک کی ہوئی ہے' اور شراب طہور کی نہر ہو گی۔ شراب طہور تو دنیاوی شراب چھوڑنے کا عوض ہو گی اور یہ شراب عشق الٰہی و عشق مصطفوی پینے کا بدلہ ہو گی' دنیا میں عشاق نے اس عشق کی شراب پی تھی' جس پر شریعت کی مہر تھی' اس لئے انہیں وہاں بھی مہر لگی شراب ملے گی ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں تین قسم کی شراب ہو گی شرابا" طہورا" جس کی نہر ہر گھر میں پہنچے گی۔ رحیق مختوم جو بوتلوں میں پیک ہو گی' تسنیم جس کے چند قطرے رحیق مختوم میں خوشبو کے لئے ملائے جائیں گے وہ ابرار پئیں گے' اور مقربین خالص تسنیم نوش کریں گے ۱۱۔ یعنی عام جنتیوں کو تو تسنیم کے چند قطرے ڈال کر شراب طہور یا رحیق مختوم دی جاوے گی' مگر مقربین ہمیشہ خالص تسنیم پئیں گے کیونکہ ان کے گھروں میں تسنیم کے چشمے ہوں گے' تسنیم کی لذت و خوشبو مخلوق کے خیال سے وراء ہے انشاء اللہ پی کر پتہ لگے گا' رب نصیب کرے'

(بقیہ صفحہ ۹۷۱) کا پتہ دیا' لڑکے کے ذریعہ اس راہب کا پتہ لگا' تو بادشاہ نے اس راہب اور وزیر کو تو آرے سے چروا دیا کیونکہ انہوں نے اسلام نہ چھوڑا لڑکے کو اسلام چھوڑنے کی رغبت دی' مگر لڑکا نہ مانا' تو اسے پولیس کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر بھجوا کر اوپر سے گرانے کا حکم دیا' وہاں پہنچ کر لڑکے نے دعا کی تو پہاڑ کانپا جس سے پولیس والے ہلاک ہو گئے اور لڑکا محفوظ رہا۔ پھر بادشاہ نے ڈبونے کا حکم دیا' پولیس جب اس کو لے کر کشتی میں دریا کے بیچ پہنچی تو لڑکے نے دعا کی۔ تو پولیس ڈوب گئی لڑکا بچ رہا۔ آخر کار اس لڑکے نے خود بادشاہ کو سکھایا کہ میں تیرے مارے نہ مروں گا۔ اگر مجھے مارنا ہے تو سب لوگوں کو جمع کر۔ پھر سب کے سامنے مجھے کھجور کے ڈنڈ پر سولی دے' اور یہ کہہ کر مجھے تیر مار' بسم اللہ رب الغلام چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ وہ تیر لڑکے کی کنپٹی پر لگا۔ اس نے دایاں ہاتھ دائیں کنپٹی پر رکھا اور جان دے دی' تمام لوگ یہ نظارہ دیکھ کر مومن ہو گئے' جس سے بادشاہ بہت غصہ ہوا۔ اس نے خندقیں کھدوا کر اس میں آگ جلائی' اور حکم دیا کہ جو اسلام نہ چھوڑے اسے اس بھڑکتی آگ میں ڈال دو کسی نے دین نہ چھوڑا۔ اور آگ میں پڑتے رہے۔ ایک عورت جس کی گود میں بچہ تھا' وہ کچھ جھجکی۔ شیر خوار بچے نے آواز دی کہ اماں تو نہ جھجک' تو حق پر ہے' یہ آگ نہیں نور ہے۔ پھر اس آگ کا شعلہ بھڑکا۔ اس بادشاہ اور اس کے تمام ساتھیوں کو جلا دیا اس آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔ (صحیح مسلم' عزیزی' خزائن' خازن وغیرہ) اس واقعہ سے حسب ذیل فائدے حاصل ہوئے ملاحظہ :۔ (۱) کہ کرامت اولیاء اللہ برحق ہے (۲) ولایت عمل پر موقوف نہیں۔ چھوٹے بچوں کو بھی مل جاتی ہے' بی بی مریم مادر زاد ولیہ تھیں۔ (۳) بزرگوں کی صحبت کا فیض عبادات سے زیادہ ہے۔ (۴) یہ کہ اولیاء کا وجود دین کی حقانیت کی دلیل ہے جس دین میں ولی نہیں وہ دین باطل ہے عیسائیوں میں آج ولی کوئی نہیں وہ دین منسوخ ہے' ایسے ہی وہابی' روافض' قادیانیوں میں اولیاء اللہ نہیں۔ کیونکہ وہ باطل ہیں (۵) یہ کہ تقیہ حرام ہے چھٹے یہ کہ اہل اللہ سے بعد وفات بھی ہدایت ملتی ہے۔ ۲۔ یعنی قیامت میں سارے کفار ایک دوسرے کے خلاف گواہی دیں گے' اس سے معلوم ہوا کہ علانیہ گناہ سخت نقصان دہ ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کافر مومن کے ایمان کی وجہ سے دشمن ہیں۔ کوئی مومن' مومن رہتے ہوئے کفار کو خوش نہیں کر سکتا۔ رب فرماتا ہے۔ ولن ترضیٰ عنک الیھود۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کے اخلاق ایسے بلند ہونے چاہئیں کہ کفار کو کوئی اخلاقی عیب نکالنے کا موقعہ نہ ملے' صرف ایمان کی وجہ سے مخالف رہیں' تیسرے یہ کہ مومن کی علامت یہ ہے کہ کافر اس سے ناخوش رہیں' مومن خوش رہیں' جس سے کافر بھی خوش ہوں' وہ کامل مومن نہیں' بلکہ مداہن فی الدین ہے۔ ۴۔ یعنی اللہ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے' جیسے گواہ واردات پر حاضر ہو کر مشاہدہ کرتا ہے لہٰذا اس سے کوئی چیز چھپی نہیں' خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے سامنے اپنی توحید حضور کی رسالت کی گواہی دی کہ اپنے متعلق فرمایا شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو اور رسالت محبوب کے متعلق فرمایا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا سبحان اللہ خود مدعی خود گواہ اور خود ہی سب کا مدعا۔ مصرع :۔ ☆ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ ☆ ۵۔ یعنی وہ خندق والے جنہوں نے ان مومنوں کو جلایا ان کے لئے دنیا میں خندق کی آگ کا عذاب ہے' اور آخرت میں دوزخ کا۔ یا جو کفار آج مومنوں کو ستا رہے ہیں' ان کے لئے قبر میں آگ کا اور آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے یا آئندہ جو مسلمانوں میں فتنہ پھیلائیں' ان کے لئے یہ عذاب ہیں' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ قتل کر قتل سے بھی توبہ ہو سکتی ہے' اگر کافر بحالت جنگ مومن کو قتل کرے' پھر مسلمان ہو جائے تو قصاص۔ یا خون بہا واجب نہیں' اگر مومن' مومن کو غلطاً مارے اس کی توبہ کے لئے

قصاص یا دیت ضروری ہے' دوسرے یہ کہ مسلمانوں میں فتنہ پھیلانے والا بڑا مجرم ہے عالم کو چاہیے کہ ایسا غیر ضروری مسئلہ نہ بیان کرے جس سے فتنہ ہو۔ حضور نے خانہ کعبہ ہدم کرکے ٹھیک نہ بنایا کہ فتنہ نہ ہو ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان' اعمال پر مقدم ہے جیسے وضو نماز سے پہلے ہے' دوسرے یہ کہ ایمان کے بعد اعمال نیک کی بھی ہر ایک کو ضرورت ہے' تیسرے یہ کہ نیکوں کو جنت کا ملنا محض اپنے عمل سے نہیں بلکہ رب کے فضل سے ہے' لیکن بدکاروں کو دوزخ ملنا محض ان کی بدکاری سے ہے نہ کہ رب کے ظلم سے' کیونکہ پچھلی آیت میں فلهم عذاب جهنم فرمایا ف جزائیہ کے ساتھ اور یہاں لهم فرمایا۔ بغیر ف جزائیہ کے ۷۔ کہ اس کی پکڑ سے مجرم زور' زر' سفارش یا موت وغیرہ کسی ذریعہ سے نہیں چھوٹ سکتا' اس کی پکڑ سے چھوٹنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے' یعنی اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اختیار کرکے آستانہ پر زاری ۸۔ یعنی رب تعالیٰ بندوں کو دنیا میں عمل کرنے اور آخرت میں سزا و جزا کے لئے زندہ فرماتا ہے' یا دوزخ میں بار بار عذاب دے گا۔ یا دوزخ میں دوزخیوں کو ابتداء عذاب دے اور پھر اس کا جسم بار بار بنا کر دوبارہ' سہ بارہ عذاب دے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۹۔ ودود مبالغہ کا صیغہ ہے اسم فاعل کا مبالغہ ہے یا اسم مفعول کا۔ یعنی رب تعالیٰ اپنی مخلوق کا پیارا ہے۔ کہ تمام مخلوق اس سے محبت کرتی ہے' مگر بعض کی محبت ظاہر ہے۔ جیسے مومنین اور بعض کی دب گئی ہے جیسے کفار۔ یا رب تعالیٰ اپنی مخلوق سے محبت دائمی فرماتا ہے' اسی لئے انہیں روزی دیتا ہے' ان کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے ۱۰۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم' یا اے قرآن پڑھنے والے مسلمان' یا مکہ کے کافرو' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سچی تاریخی خبریں معلوم کرنا عبرت حاصل کرنے کے لئے جائز بلکہ ثواب ہے' دوسرے یہ کہ جب کفار کے عذاب کی خبریں معلوم کرنا ثواب ہے تو انبیاء کرام اولیاء اللہ کی تواریخ پڑھنا' پڑھانا' سننا سنانا بھی ثواب ہے' تاکہ ان کی پیروی اور عبادت الٰہی کا شوق پیدا ہو' عرس' گیارہویں وغیرہ کا یہ ہی منشاء ہے کہ مجمع کرکے لوگوں کو ان بزرگوں کے سچے حالات زندگی سنائے جائیں ۱۱۔ کہ فرعون اور قوم ثمود کو رب تعالیٰ نے بڑی نعمتیں بخشیں' مگر ان لوگوں نے رب کی نافرمانی کی' فرعون پانی سے اور قوم ثمود ہوا سے برباد و ہلاک ہوئے' معلوم ہوا کہ جس مال و عزت سے رب کی بندگی کی توفیق ملے' وہ رحمت ہے' اور جو سرکشی کا باعث بن جاوے وہ عذاب ہے' ۱۲۔ اسی لئے وہ ان آیات اور گزشتہ تاریخی حالات سے فائدہ نہیں اٹھاتے' معلوم ہوا کہ قرآن اور تمام ایمانیات سے وہ ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کے دل میں حضور کی الفت اور تصدیق ہو' دل میں حضور کا نور پہلے آتا ہے' پھر قرآن اثر کرتا ہے۔ قرآن کریم رحمت کی بارش ہے بارش سے وہی تخم اگتا ہے۔ جو زمین میں بویا گیا ہو۔

(بقیہ صفحہ ۹۴۲) ۸۔ اس طرح کہ عالم ارواح میں فرشتے ہماری نگرانی کرتے تھے' دنیا میں ماں کے پیٹ سے لے کر قبر میں جانے تک ہماری جان و جسم کی مختلف نگرانیاں کرتے ہیں' جان کی' اعمال کی' ہمارے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کی' اور موت کے بعد قیامت تک جان کی نگرانی کرتے ہیں' ایسے ہی انبیاء' اولیاء ہمارے ایمان اور نیکیوں کے محافظ ہیں' کہ ان کی برکت سے یہ نیکیاں خیریت سے منزل مقصود تک پہنچ جاتی ہیں' ورنہ راستہ میں ڈکیتی ہو جائے' غرضیکہ یہ فرشتے اور مقبول بندے ہمارے محافظ ہیں' اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اگرچہ رب تعالیٰ قادر ہے کہ خود سب کی ہر طرح حفاظت فرمائے' مگر قانون یہ ہے کہ یہ کام اس کے خدام کریں' دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ کے نام اس کے بندوں کو دے سکتے ہیں' دیکھو اللہ کا نام حافظ ہے' مگر فرشتوں کو حافظ بتایا گیا لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول ہمارے حافظ و ناصر ہیں۔ تیسرے یہ کہ انبیاء' اولیاء فرشتے بحکم رب دافع بلا' مشکل کشا ہیں' کیونکہ وہ حافظ ہیں۔ جو بلائیں نہ آنے دیں' مشکلیں آسان کریں' حکومت محافظ کو بندوق وغیرہ طاقت دیتی ہے رب نے بھی ان حافظوں کو طاقت بخشی ہے ۹۔ منکرین قیامت کو' قیامت پر دو شبے تھے' ایک یہ کہ بے شمار انسانوں کے جسمی اجزاء کا سمندر و خشکی میں پھیل جانے کے بعد جمع فرمانا' اور ان کی چھانٹ کہ کسی کے بدن کا کوئی جزو دوسرے کے بدن میں نہ پہنچ سکے' ناممکن ہے دوسرے یہ کہ ان اجزاء کو پھر انسانی شکل دینا غیر ممکن ہے' ان دونوں شبہوں کو اس آیت میں جمع فرمایا' کہ تمہارے نباتاتی اور حیوانی اجزاء جن سے نطفہ بنا' پھر تمہارے جسم بنے' عالم میں متفرق تھے' ہم نے انہیں جمع فرما کر شکل انسانی بخشی' جس دانہ یا سبزی یا گوشت سے زید کا نطفہ بننے والا تھا' وہ بکر کے باپ کے پیٹ میں نہ پہنچ سکا' ایسے ہی آئندہ تمہیں دوبارہ بنایا جائے گا ۱۰۔ یعنی نطفہ جو مرد کی پیٹھ اور عورت کے سینہ کی ہڈیوں میں سے ہوتا ہوا آتا ہے' ان ہڈیوں کی دیواریں اس ایک بوند پانی کو نہیں روک سکتیں' ورنہ نطفہ جسم کے ہر عضو سے نکلتا ہے اور ماں باپ کے ہر عضو سے بچے کا ہر عضو بنتا ہے' لہٰذا تحقیقات اس آیت کے خلاف نہیں ۱۱۔ رجع کے معنی ہیں پہلی حالت کی طرف لوٹانا' یعنی رب قیامت میں دنیا کی طرح تمہیں شکل و صورت دے گا' یا قبر میں پھر تم کو مٹی بنا دے گا یا دنیا میں مالدار کو فقیر' زوردار کو کمزور حسین کو بدشکل' عالم کو بے علم اور اس کے برعکس بناتا رہتا ہے' لہٰذا مایوس نہ ہو' یا تم عالم نور سے دنیا کے ظلمت کدہ میں گرے ہو۔ وہ تمہیں دوبارہ وہاں پہنچانے پر قادر ہے' تم اپنی قوت سے نہیں پہنچ سکتے ۱۲۔ اس طرح کہ نیک و بد عقیدے' اچھے برے اعمال و ارادے اور نیتوں' چہروں کی رنگت' ہاتھوں کے کھلے یا بند ہونے اور نامہ اعمال دائیں یا بائیں ہاتھ میں اور پھر فرشتوں کے اعلان سے تمام اولین و آخرین کے سامنے ظاہر کئے جاویں گے پھر سب کی تحقیقات کی جائے گی' خیال رہے کہ آفت کو بلا اور امتحان کو ابتلا اس لئے کہا جاتا ہے' کہ اس سے کھرے کھوٹے' مخلص و غیر مخلص کا ظہور ہوتا ہے' ۱۳۔ یعنی کافر آدمی کے پاس قیامت میں نہ زور ہوگا نہ مددگار' کیونکہ اس کے پاس دنیا میں جسمانی' مالی' یا حکومت وغیرہ کے زور تھے' جو ختم ہو گئے روحانی و ایمانی طاقت نہ تھی' مومن کی قوتیں وہاں اور زیادہ ہو جائیں گی' اس کی قوت رفتار' گفتار' بینائی' قوت سامعہ سب بڑھ جاویں گی' کہ پل صراط کو آن میں طے کرلے گا' بڑے فاصلے کے باوجود' دوزخی کافروں کا حال جنت سے دیکھ لے گا' گفتگو سن لے گا' کلام کرلے گا یہی مددگاروں کا حال ہے کہ مومن کے مددگار نبی' ولی' چھوٹی اولاد' ماہ رمضان' قرآن شریف سب کچھ ہوں گے' غرضیکہ جس قوت اور مدد کی بنیاد دین پر تھی وہ قائم رہے گی' جس کی بنیاد' دنیا پر تھی فنا ہو جائے گی ۱۴۔ اس طرح کہ سمندر کا پانی بھاپ بن کر پھر آسمان کی طرف سے پانی بن کر واپس ہوتا ہے' یا فرشتے اس طرف واپس جاتے ہیں' یہ انسانوں کی روحیں' یا اعمال ادھر واپس ہوتے ہیں' یا قسم ہے آسمان نبوت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کی طرف لوگوں کے اعمال اور خود لوگوں کا رجوع ہے' خیال رہے کہ جیسے آسمان ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے' ساری زمین سے اونچا ہے' ایسے ہی سب مخلوق میں حضور اعلیٰ ہیں' ہمیشہ حضور سے فیض آ رہے ہیں۔ اور جیسے زمین ہمیشہ آسمان کی محتاج ہے کہ بغیر سورج کی روشنی بارش کے سبزہ نہیں اگاتی ایسے ہی سارا عالم حضور کا ہمیشہ محتاج ہے۔ کہ بغیر ان کی نظر کے کوئی عمل قبول نہیں' سب کا رجوع حضور کی طرف ہے ۱۵۔ دانہ لیتے وقت' سبزہ نکالتے وقت' کان' دفینے دیتے وقت' مردہ کو

اپنے اندر لیتے وقت اور قیامت میں مردوں کو نکالتے وقت' غرضیکہ زمین کے اس کھلنے پر زمینی مخلوق کی موت و زندگی وابستہ ہے یا مومنوں کے دل' جو آسمان نبوت کے فیض لیتے وقت شگفتہ ہو کر کھلتے ہیں' جن میں ایمان و عرفان وغیرہ کے باغ لگتے ہیں ۱۶۔ فصل بمعنی فاصلہ ہے' یا بمعنی فیصلہ' یعنی حق و باطل میں فیصلہ کن کلام' یا کافر و مومن میں جدائی کرنے والی کتاب' خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے آسمان و زمین کی قسم سے قرآن کی حقانیت بیان کی اور سورہ یٰسین میں قرآن کی قسم سے حضور کی رسالت بیان کی۔ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۔ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ' ایسے ہی قرآن کو فیصلہ کن فرمایا' اور حضور کو حاکم مطلق حتیٰ یحکموک معلوم ہوا کہ جیسے آسمان و زمین دونوں کی مدد سے جسمانی روزی ملتی ہے ایسے ہی قرآن اور حضور کی مدد سے روحانی روزی نصیب ہوتی ہے' جیسے کتب طب پر طبیب کی مدد سے' اور تعزیرات پاکستان پر حاکم کی مدد سے عمل ہوتا ہے' ایسے ہی حضور کی مدد سے قرآن سے فیصلہ ہوتا ہے۔ ۱۷۔ چنانچہ کفار نے اسلام' قرآن' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبانی' مالی' بدنی' سنانی' تدبیریں کیں' لیکن ان کی تمام تدبیریں اسلام کی ترقی کا باعث بنیں' انہوں نے اعتراض کئے' رب نے جواب میں حضور کے اوصاف' قیامت وغیرہ کے دلائل دیئے' ان کے اعتراض تو فنا ہو کر رہ گئے' نعت کی آیات قیامت تک جگمگاتی رہیں گی' جنگوں میں اسلام کی فتح' کفر کی شکست حقانیت اسلام کی دلیل بن گئی ۱۸۔ اس طرح کہ ان پر جہاد نہ کرو' چنانچہ ظہور نبوت سے چودہ برس بعد تک کفار پر جہاد نہ کیا گیا۔ صرف سمجھایا گیا' یہ آیت جہاد کی آیت سے منسوخ ہے

(بقیہ صفحہ ۹۴۳) مضامین' احکام' اسرار جو ناپید اکنار ہیں' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ علم رب تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے' کہ رب نے دنیاوی مال دینے کا تذکرہ نہ فرمایا' بلکہ علم عطا فرمانے کا احسان فرمایا' اس علم کی برکت سے آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہوئے' دوسرے یہ کہ حضور تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں کہ انہیں رب نے پڑھایا' بڑے استاذ سے بڑے ہی شاگرد پڑھ سکتے ہیں' تیسرے یہ کہ حضرت جبریل حضور کے استاذ نہیں' وہ صرف پیغام لانے والے خادم ہیں' اسی لئے حضرت جبریل حضور کا ادب کرتے تھے' چوتھے یہ کہ حضور کا علم بہت اعلیٰ ہے جب شاگرد بھی کامل' استاذ بھی اعلیٰ کتاب بھی مکمل تو علم ناقص کیسے ہو سکتا ہے۔ پانچویں یہ کہ کوئی حضور کے برابر عالم نہیں ہو سکتا کہ حضور حق تعالیٰ کے شاگرد ہیں اور تمام مخلوق حضور کی شاگرد' رب فرماتا ہے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ چھٹے یہ کہ انبیاء کرام کے بھول و نسیان بھی رب کی طرف سے ہوتے ہیں' جن میں ہزارہا حکمتیں ہوتی ہیں' سارے عالم کا ظہور آدم علیہ السلام کے ایک نسیان کی برکت سے ہے لہٰذا ہماری اور ان کی بھول میں بڑا فرق ہے' ہماری بھول نفسانی یا شیطانی ہے' ان کی بھول رحمت رحمانی حدیث لننسیٰ ت۔ میں متشابہ صرف بھول میں ہے ۹۔ یعنی اپنی کمزوری کی بنا پر نہیں بھول سکتے' اگر رب چاہے تو بھولیں' لیکن رب نے چاہا نہیں لہٰذا آپ بھولے نہیں' (تفسیر خازن و خزائن العرفان) رب فرماتا ہے۔ إِنَّ عَلَيْنَا جمعه وقرانه اور بھول بھی کیسے سکتے ہیں' کمزور حافظہ والے کی روایت حدیث معتبر نہیں' تو روایت قرآن کیسے معتبر ہو سکتی ہے' نیز حضرت ابو ہریرہ کو حضور نے دعا دے دی' تو وہ کبھی نہ بھولے' جو دوسروں کی بھول کو دور کر دے وہ خود کیسے بھول سکتا ہے' جہاں کہیں نماز وغیرہ میں حضور کو نسیان ثابت ہے وہ ظاہری نسیان ہے اور رب کی مشیت سے ہے جس میں ہزارہا حکمتیں ہیں ورنہ حضور کمزوری حافظہ' نسیان کی بیماری سے پاک ہیں ۱۰۔ انسان کے اعمال و نیت کو یا ظاہری و پوشیدہ اعمال کو' یا اے محبوب تمہاری ظاہری پوشیدہ صفات کو جہاں تک کسی کے وہم و عقل کی رسائی نہیں' پہلی تفسیر سے معلوم ہوا کہ انسان کو ظاہر و باطن دونوں ٹھیک کرنے چاہئیں' جسمانی زندگی۔ قلب و قالب دونوں ٹھیک ہونے سے قائم ہے' ایمانی زندگی صورت و سیرت درست ہونے سے وابستہ ہے' دوسری تفسیر سے معلوم ہوا کہ مومن کو کچھ نیکیاں ظاہر کرنی چاہئیں' کچھ چھپ کر' نماز جمعہ و عید علانیہ پڑھو' تہجد خفیہ' تیسری تفسیر سے پتہ چلا کہ شخصیت محمدی سب پر ظاہر' حقیقت محمدیہ بجز رب کسی کو معلوم نہیں آج تک پتہ نہ لگا کہ سورج کی روشنی کس پاور کی ہے تو حضور کی پاور کون جانے ۱۱۔ اس طرح کہ دنیا کے تمہارے سارے کام آسان ہو جائیں گے' اس آسانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضور نے بغیر ظاہری اسباب و کام کر دکھائے' جو ہماری عقل سے وراء ہیں' یا اے محبوب تمہاری برکت سے مخلوق کی مشکلیں آسان فرما دیں گے' اسی لئے صحابہ کرام ہر مشکل میں حضور کی خدمت میں فریاد کرتے تھے اور حضور کے تبرکات سے شفا حاصل کرتے تھے محشر میں بھی سب مخلوق مشکل آسان کرانے کے لئے حضور کے آستانہ پر جاوے گی' شفاعت چاہے گی' یوسف علیہ السلام کی قمیص سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہوئیں' حضرت موسیٰ ہارون علیہما السلام کے تبرکات کی برکت سے بنی اسرائیل کو لڑائیوں میں فتح نصیب ہوتی تھی' ایوب علیہ السلام کی ایڑی کے پانی سے شفا ہوئی' یہ تمام چیزیں قرآن کریم میں مذکور ہیں' حضرت اسماعیل کی ایڑی سے پیدا شدہ پانی (آب زمزم) شفا ہے' مدینہ کی خاک شفا ہے' غرضیکہ محبوبوں کے تبرکات بھی حل مشکلات ہیں' و نبی کے مظہر ۱۲۔ ذکر تذکیر سے بنا' تذکیر کے معنی ہیں یاد کرانا' یاد دلانا' نصیحت خیر خواہی یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کو تمام شرعی احکام و عقاید یاد کرا دو' یا انہیں میثاق کے عہد و پیمان گزشتہ یا آئندہ قیامت تک کے واقعات یاد دلاؤ' یاد وہی دلاتا ہے جسے سب کچھ خود یاد ہو' یا مخلوق کی خیر خواہی کرو' خیال رہے کہ ذکر میں زمان یا مکان یا کسی خاص مخلوق کی قید نہیں' تو معنی یہ ہوئے' ہر ایک کو ہر وقت' ہر جگہ یاد دلاؤ' قیامت تک حضور کی تذکیر کا سلسلہ قائم رہے گا' علماء کے وعظ حضور کی تذکیر ہیں' نیز حضور کی تذکیر قولی بھی ہے عملی بھی' حضور نے بزرگوں کی یادگاریں منانے کا حکم دیا' عاشورہ کا روزہ حج کے ارکان' قربانی بزرگوں کی یادگاریں ہیں معلوم ہوا کہ عید میلاد' عید معراج' عرس' اعلیٰ چیزیں ہیں' کہ یہ سب تذکیر کی قسمیں ہیں ۱۳۔ اور نصیحت کام تو ضرور دے گی' آپ کو ثواب کا' اکثر سننے والوں کو ہدایت کا' لہٰذا ضرور نصیحت کرو' خیال رہے کہ موجود شرط پر معلق کرنا تاکید کے لئے ہوتا ہے' جیسے اگر تو میرا بیٹا ہے تو عالم بن رب فرماتا ہے ان كان من عند الله ثم كفرتم به اور حضرت یوسف کے گواہ نے کہا تھا ان كان قميصه قد من دبر ت۔ حضور فرماتے ہیں اگر میری امت میں اولیاء ہوئے تو عمر ان میں سے ہیں' یعنی اولیاء ضرور ہیں' اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ضرور ان میں سے ہیں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں تبلیغ بہر حال کی جائے ۱۴۔ یعنی کفار مکہ میں بعض وہ ہیں جن کے دلوں میں خوف الٰہی کا تخم ہے' وہ عنقریب آپ پر ایمان لائیں گے بعض ازلی بدنصیب ہیں وہ کافر مریں گے' اور ایسا ہی ہوا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خشیت اس خوف الٰہی کو کہتے ہیں جس سے اطاعت کا جذبہ پیدا ہو' یہ ہی ایمان کا مدار ہے' دوسرے یہ کہ کسی تبلیغ سے سارے لوگ ہدایت نہیں پاتے' سورج سے سب نور نہیں لیتے' تیسرے یہ کہ نیک بخت کی پہچان یہ ہے کہ اس کا دل حضور کی طرف جھکے اگرچہ گنہگار ہو' چوتھے یہ کہ جو حضور کے دروازے سے محروم رہا' وہ بڑا بدنصیب ہے' اسے کبھی بھی ہدایت نہ ملے گی اسے رب نے اشقیٰ فرمایا' لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ رب کا خوف نصیحت سے حاصل ہوتا ہے' نہ کہ خوف کے بعد نصیحت'

جیسا کہ دیانند نے کہا ۱۵۔ (شان نزول) روح البیان نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدح اور ایک منافق کی برائی میں نازل ہوئی واقعہ یہ تھا کہ ایک انصاری نے اپنے پڑوسی کی شکایت بارگاہ نبوی میں پیش کی' کہ وہ میرا پڑوسی ہے۔ اس کے درخت کی ایک شاخ میرے گھر میں ہے' اگر اس شاخ کا پھل میرے گھر میں گر جاتا ہے۔ تو بہت سختی سے اٹھالیتا ہے۔ حضور نے اس کو بلا کر فرمایا کہ تو یہ درخت میرے ہاتھ فروخت کردے' اس کے عوض تجھے جنت میں درخت دیا جائے گا' اس نے انکار کیا' حضرت عثمان غنی نے ایک باغ کے عوض وہ درخت خرید کر اس انصاری کو دے دیا' اس پر یہ آیت اتری' اس صورت میں یہ آیت مدنی ہوگی واللہ و رسلہ اعلم ۱۶۔ دوزخ کی آگ میں جو دنیا کی آگ سے سخت تر ہے' یا ہاویہ کی آگ میں جو دوزخ کے اوپر کے طبقے کی آگ سے زیادہ تیز ہے' جس میں منافقین' فرعونی لوگ' مائدہ والے رکھے جائیں گے' خیال رہے کہ دوزخ کی آگ ایک ہے' مگر یکساں نہیں' کسی طبقہ میں سخت تیز' کسی میں کم تیز' جیسے سورج کی گرمی' کسی وقت کسی جگہ تیز گرم' دوسری جگہ دوسرے وقت کم' یا آگ کہ کیکر وغیرہ کی لکڑیوں میں مختلف ہوتی ہے' صوفیا کے نزدیک یہ آگ دنیا میں غفلت کی آگ ہے' آخرت میں حجاب کی آگ ۱۷۔ آرام کا جینا اور نہ دوزخ میں موت نہیں' نہ زندگی و موت کے علاوہ اور کوئی حالت ہے ۱۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ دل کی پاکیزگی کے ساتھ رب کا نام لینے کی تاثیر کچھ اور ہی ہوتی ہے' اولیاء کے ذکر اللہ اور عوام کے ذکر اللہ میں فرق ہے' اسی لئے بزرگوں سے دعا دم کراتے ہیں کہ دل کی پاکیزگی جو انہیں حاصل ہے وہ ہمیں حاصل نہیں' کارتوس ضرور مار کرتا ہے بشرطیکہ اچھی رائفل سے استعمال کیا جائے ۱۹۔ یعنی صدقہ دیا پھر عید گاہ کے راستہ میں تکبیریں کہتا ہوا گیا' پھر عید گاہ پہنچ کر نماز پڑھی اس صورت میں یہ آیت مدنیہ ہے' کیونکہ نماز عید بعد ہجرت شروع ہوئی' یا جسم و جگہ کو خوب پاک کیا پھر تکبیر تحریمہ کہی' پھر نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ میں صرف اللہ اکبر کہنا ضروری نہیں' رب کا کوئی نام پاک لے جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ تکبیر تحریمہ نماز کی شرط ہے' رکن نہیں' کیونکہ نماز کو تکبیر پر معطوف کیا گیا' صوفیاء کے نزدیک تزکیہ کا دل برے عقیدے' برے خیالات تصور غیر سے پاک کرنا ہے' دل کی صفائی یا وہبی ہے' یا کسبی' یا عطائی' وہبی تزکیہ پیدائشی ہوتا ہے' کسبی اپنے اعمال سے' عطائی کسی کی نظر سے' جیسے بادل اور سورج دور رہتے ہوئے بھی گندی زمین کو پاک کر دیتے ہیں' ایسے ہی اللہ والوں کی نظر دور سے بھی گندے دلوں کو پاک کر دیتی ہے ۲۰۔ خیال رہے کہ دنیاوی زندگی چار قسم کی ہے۔ طغیانی' شیطانی' نفسانی' ایمانی' طغیانی زندگی وہ ہے جو اللہ و رسول کی مخالفت میں گزرے' جیسے فرعون یا ابوجہل کی زندگی' نفسانی و شیطانی زندگی وہ جو نفس امارہ کی پرورش اور رب سے غفلت میں گزرے' جیسے عام غافلوں کی زندگی' ایمانی جو آخرت کی تیاری میں گزرے' جیسے صحابہ کرام کی زندگی' یہاں پہلی دو زندگیاں مراد ہیں' دنیاوی زندگی صفر کی مثل ہے اگر اکیلی رہے تو خالی' اور اگر کسی عدد سے مل جائے تو اس کو دس گنا بنادے' اگر یہ آخرت سے مل جائے تو دس گناہ بلکہ سات سو گنا کردے اللہ نصیب کرے آمین ۲۱۔ آخرت سے مراد آخری زندگی ہے جس کی ابتداء قبروں سے اٹھنے پر ہے' انتہاء کوئی نہیں' وہ پچھلی تین زندگیوں سے اعلیٰ ہے۔ یعنی دنیا میں آنے سے پہلے کی زندگی' دنیاوی زندگی' برزخی زندگی' یہاں آخرت کی زندگی دو وجہوں سے اعلیٰ فرمائی گئی' خیر و ابقیٰ' خیر تو اس لئے ہے کہ وہاں کی راحتیں تکلیف سے مخلوط نہیں۔ کسی نعمت میں حاکم' حکیم عالم کی روک ٹوک نہیں' رب کی ناراضگی کا اندیشہ نہیں' ابقیٰ اس لئے ہے کہ اسے فنا نہیں وہاں فنا کرنے والی چیز یعنی موت بھی فنا ہو جائے گی' جس نیکی کا تعلق آخرت سے ہو جائے۔ وہ باقی بن جاتی ہے ۲۲۔ صحیفہ لغت میں ان اوراق کو کہتے ہیں' جن پر کلام الٰہی لکھا ہو' اصطلاح میں وہ آسمانی کلام ہے جو رسالہ کی شکل میں نبیوں پر آیا صحیفے آسمانی کل چار سو ہیں جن میں سے دس آدم علیہ السلام پر' پچاس شیث علیہ السلام پر' دس ابراہیم علیہ السلام پر اترے (تفسیر عزیزی) حاشیہ کشاف میں ہے کہ کل صحیفے ایک سو دس ہیں' جن میں سے دس موسیٰ علیہ السلام پر اترے اس صورت میں موسیٰ علیہ السلام پر کتاب توریت بھی اتری۔ دس صحیفے بھی' پہلی صحف موسوی سے مراد توریت شریف ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹۴۴) میں مقبولیت کی تحریر دیکھ کر راضی و خوش ہو گا' اور جنکو دنیا میں نیکی کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ وہ اللہ کی دین' نبی کی شفاعت پر خوشیاں منائیں گے' یا یہ مطلب ہے کہ مومن کے نیک اعمال نہایت اچھی شکلوں میں اس کے ساتھ ہوں گے' جن کو دیکھ کر انہیں دلی شادمانی ہو گی ۱۱۔ یعنی جنت میں جو شان کے لحاظ سے بھی بلند ہے' مکان و جگہ کے لحاظ سے بھی اونچی' چونکہ مومن دنیا میں عاجز و مسکین بن کر رہے' نخوف اور غرور سے دور رہے' اس کے عوض رب تعالیٰ انہیں' بلندی اور شان عطا فرمادے گا۔ ۱۲۔ نہ تو ناجائز بات سنیں' جیسے جھوٹ' غیبت' نہ تکلیف دہ' جیسے طعن و تشنیع' نہ بے فائدہ بات' نہ دوزخیوں کی چیخ پکار۔ جس سے عیش مکدر ہو' چونکہ جنتی لوگ دنیا میں گانے بجانے کی آوازوں سے دور رہتے تھے۔ اس کے بدلے میں یہ نعمت ملی ۱۳۔ پانی کا' شہد کا' دودھ کا' شراب طہور کا۔ یہاں چشمہ سے جنس چشمہ مراد ہے۔ لہٰذا یہ نہ تو اس کے خلاف فیھما عینان تجریان اور نہ اس کے خلاف تجری من تحتھا الانھر خیال رہے کہ یہ جاری چشمے جنتی لوگوں کے صدقات جاریہ مسجدیں کنوئیں' نیک اولاد وغیرہ کا بدلہ ہے ۱۴۔ جن کی بلندی سو گز ہے مگر جب جنتی ان پر چڑھنا یا ان سے اترنا چاہیں گے' تو وہ خود بخود نیچے آجائیں گے روح وغیرہ ۱۵۔ کوزے تو چشموں کے کنارے' چنے ہوئے اور قالین گھروں میں بچھے ہوئے' جو آرام دہ اور نہایت ہی خوشنما ہیں ۱۶۔ (شان نزول) جنت و دوزخ کے حالات سن کر کفار مکہ نے کہا کہ زہریلی گھاس کھا کر دوزخی جی نہیں سکتے' اور جنت اور جنت کے تخت اوپر نیچے نہیں آجاسکتے' اور اتنی پرانی جنت کا تمام سامان پرانا ہو کر خراب کیوں نہیں ہو گیا' ان کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں ۱۷۔ اونٹ قدرت کی عجیب صنعت ہے' اس میں چند چیزیں بہت عجیب ہیں' اول یہ کہ جانور زینت کے لئے پالے جاتے ہیں' یا کھیتی باڑی کے لئے' یا بوجھ لادنے' یا سواری کے لئے' یا دودھ یا گوشت کے لئے' اونٹ میں یہ چھ باتیں موجود ہیں' دوسرے یہ کہ یہ ریتے کا جہاز ہے' جو کانٹے اور معمولی چیزوں کو کھا کر گزارہ کر لیتا ہے' دس پندرہ دن بغیر کھانے پانی کے نکال لیتا ہے' تیسرے یہ کہ اونٹ میں اطاعت' اور عشق کمال درجے کا ہے' چنانچہ ایک بچہ اس کو جہاں چاہے لے جائے' عشق کی مستی میں طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھا کر بہت راہ طے کر جاتا ہے' چوتھے یہ کہ یہ حج کا آلہ اور انبیاء کرام کی سواری ہے پانچویں یہ کہ اس کا پیشاب' دودھ' اون' بہت بیماریوں کی دوا ہے (عزیزی و خازن وغیرہ)۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اطاعت و عشق اونٹ سے سیکھو' کہ اونٹ میں یہ دونوں چیزیں کامل طور پر موجود ہیں' جو یار کے ذکر پر وجد و مستی میں نہ آئے' اور جو حضور کے ہر غلام کی فرمانبرداری نہ کرے' وہ اونٹ سے بدتر ہے۔ لہٰذا اونٹ سے ہر مومن و کافر کو سبق ملتا ہے اور یہ بہت کار آمد جانور ہے۔ ۱۸۔ کہ آسمان پر اس کے تارے اس تیزی سے حرکت کرتے ہیں مگر کوئی تارا اس سے

جھڑتا نہیں' ایسے ہی جنتی انسانوں کے تخت اگرچہ تیز حرکت کریں گے مگر ان کے کوزے نہ گریں گے' صوفیاء فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے آسمان ہم سے بہت دور ہے مگر ہزار ہا فیض وہاں سے آ رہے ہیں' ایسے ہی اگرچہ مدینہ منورہ دور ہے مگر سارے فیض وہاں سے آ رہے ہیں' لاکھوں کوس سے سورج گندی زمین کو پاک کر دیتا ہے' ایسے ہی مدینہ کا سورج ہمارے گندے دلوں کو پاک فرماتا ہے۔ یا جیسے تم کسی صورت سے آسمان تک نہیں پہنچ سکتے' ایسے ہی کوئی شخص نبی کی عظمت تک نہیں پہنچ سکتا یا جیسے آسمان کے تارے دریا و خشکی میں مسافروں کو ہدایت دیتے ہیں' ایسے ہی آسمان نبوت کے تارے' یعنی صحابہ کرام مسافر آخرت کے لئے ہادی ہیں نیز کوئی شخص اڑ کر آسمان تک نہیں پہنچ سکتا۔ ایسے ہی عابد و زاہد ہو کر نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا' نیز کوئی شخص آسمان کی چھت سے نہیں نکل سکتا' ایسے ہی کوئی شخص زندگی میں' قبر میں' حشر میں' حضور کی رحمت و نبوت سے نہیں نکل سکتا' خدا تعالیٰ رب العالمین ہے' حضور رحمتہ اللعالمین ۱۹۔ جو نہ ہوا سے اڑتے ہیں۔ نہ زلزلہ سے گرتے ہیں' زمین کو بھی جنبش نہیں کرنے دیتے' ان میں سے لعل' ہیرے' دریا' نمک وغیرہ ہزار ہا قسم کی چیزیں نکلتی ہیں' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ روحانی پہاڑ ہیں جو کبھی راہ حق سے نہیں ہٹتے' اپنے معتقدین کو قائم رکھتے ہیں' ایمان و عرفان کے سرچشمے ہیں' جن کا سلسلہ تاقیامت قائم رہے گا ۲۰۔ زمین اگرچہ گول ہے' مگر فراخی کی وجہ سے پھیلی' یعنی بچھی ہوئی معلوم ہوتی ہے' بظاہر ساری زمین یکساں ہے مگر اس کے جوہر مختلف ہیں' بنگال کی زمین اور' پنجاب کی اور' پھر کسی سے سونا نکلتا ہے' کسی سے دیگر دھاتیں' کہیں تیل کے چشمے' ایسے ہی انسان بظاہر یکساں ہیں' مگر درحقیقت مختلف ہیں' کسی دل سے گندگی نکلتی ہے' کسی سے معرفت الٰہی کے چشمے پھوٹتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۹۴۵) نہ ارشاد ہوا۔ کیونکہ وہ حساب مرنے' قبر میں جانے' اٹھنے کے بہت عرصہ بعد ہے' علینا سے معلوم ہوا کہ قیامت میں حساب لینا رب کا قانون ہے' اگر کرم فرمائے تو بغیر حساب ہی بخش دے۔ لہٰذا یہ آیت بغیر حساب والی آیت کے خلاف نہیں' خیال رہے کہ اس حساب کے لئے قیامت کا دن منتخب ہوا' نہ دنیا میں لیا گیا' نہ قبر میں' کیونکہ وہ حساب مکمل ہر چیز کا ہو گا۔ دنیا میں انسان مرتے وقت تک عمل کرتا رہتا ہے' نیز ہر ایک آدمی کبھی اچھا ہوتا ہے کبھی برا۔ لہٰذا یہاں مکمل حساب نہیں ہو سکتا ورنہ حساب لینے کے بعد والے اعمال رہ جائیں گے' قبر میں بھی' مومن کے صدقات جاریہ' زندوں کے ایصال ثواب تاقیامت پہنچتے رہتے ہیں' نیز ابھی حق والے جن کا بدلہ دلوانا ہے' یا جن سے بدلہ دلوانا ہے ابھی زندہ ہیں' لہٰذا قبر میں بھی مکمل حساب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ حساب صرف قیامت میں ہو گا (تفسیر عزیزی میں یہ مکمل بحث مطالعہ کریں) ۸۔ فجر سے مراد یا تو صبح کی نماز ہے کیونکہ اس وقت رات و دن کے فرشتے جمع ہوتے ہیں' یا صبح صادق کا وقت کہ اس وقت تمام مخلوق اللہ کا ذکر کرتی ہے' نیز وہ صبح قیامت کا نمونہ ہے' تمام سونے والے جاگ جاتے ہیں' یا یکم محرم کی صبح ہے جس سے سال شروع ہوتا ہے' یا یکم ذی الحجہ کی' صبح' یا حضور کی ولادت پاک کی صبح' جس میں آسمان نبوت پر مکہ کا سورج' چمکا' جس کی برکت سے کفر کی رات گئی۔ ایمان کا دن نکلا' معلوم ہوا کہ جس وقت کو اللہ کے مقبولوں سے نسبت ہو جائے' وہ عظمت والا ہے کہ رب نے اس کی قسم فرمائی' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ انسان کی غفلت رات ہے جو خود اپنے نفس امارہ کی اصلی حالت ہے' اور متوجہ الی اللہ ہونا دن ہے جو مدینہ کے سورج کی توجہ سے ہوتا ہے' خیال رہے کہ رات خود زمین کا اپنا سایہ ہے' دن سورج کا نور ہے' یا اولیاء اللہ کا دنیا میں شاغل ہونا قبض ہے' جو گویا رات ہے' اور ان کا مشغول باللہ ہونا دن یا فجر ہے' غرضیکہ فجر کی چھ تفسیریں ہیں' چار عالمانہ' دو صوفیانہ ۹۔ بقر عید کی پہلی دس راتیں' کہ اس زمانہ میں حج کے ارکان ادا کئے جاتے ہیں' یا رمضان کی آخری دس راتیں' جن میں اعتکاف و شب قدر ہے' یا محرم کی پہلی دس راتیں۔ جن میں انبیاء کرام کے بڑے بڑے واقعات ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کے اوقات بھی اللہ کو پیارے ہیں' اور پیاروں سے نسبت رکھنے والی راتیں بھی محبوب ۱۰۔ یعنی جوڑے اور اکیلے کی قسم' مخلوق میں جوڑے ہیں' رب اکیلا ہے' مخلوق کی صفات میں جوڑے ہیں' علم' جہل' قدرت' ضعف' گناہ' نیکی' زندگی' موت وغیرہ۔ رب کی صفات صرف اچھی اور بلند ہیں۔ یا ہم لوگوں کے کام اچھے برے ہیں۔ حضور کے کام صرف اچھے کہ ان سے گناہ سرزد ہونا غیر ممکن ہے' یا چار نمازیں جوڑے ہیں اور نماز مغرب وتر و طاق' لہٰذا یہ آیت حمد الٰہی بھی ہے' نعت مصطفوی بھی' خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ' ذات' صفات' افعال میں وتر ہے' ہم لوگ شفع' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذات و صفات میں شفع' اعمال طیبہ میں وتر کہ اچھے کام ہی کرتے ہیں ۱۱۔ اس رات سے یا معراج کی رات مراد ہے جو اندھیری بھی تھی' اور اس میں انبیاء فرشتے چلے پھرے تھے' حضور آسمانوں سے اوپر تشریف لے گئے تھے' یا شب قدر' جس میں رحمت کا نزول ہے یا مزدلفہ کی رات جس میں حجاج ذکر الٰہی کے لئے جمع ہوتے ہیں' پھر منیٰ کو چلے جاتے ہیں' یا عام راتیں جن میں لوگ تہجد کے لئے اٹھتے ہیں ۱۲۔ یعنی عقل والے جانتے ہیں کہ ان مذکورہ وقتوں کو اللہ والوں سے نسبت ہے' اس لئے ان کی قسم ارشاد ہوئی' معلوم ہوا کہ برکت والے ہیں وہ وقت جو اللہ کی یاد یا اللہ والوں کی صحبت میں گزریں ۱۳۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم' معلوم ہوا کہ پیغمبر کی نگاہ اگلے پچھلے تمام واقعات کا مشاہدہ کرتی ہے' حضور نے معراج میں ان لوگوں کا عذاب ملاحظہ فرمایا' جو اس وقت ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے' ۱۴۔ خیال رہے کہ قوم عاد دو ہیں عاد اول یا قدیمہ' عاد بن عوض بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں' انہیں عاد ارم بھی کہتے ہیں' یہ عدن کے قریب رہتے تھے' دوسرے عاد اخری' جو حضر موت کے قریب احقاف میں رہتے تھے' جن کے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے' عاد اولیٰ کا اجمالی قصہ صرف دو جگہ قرآن شریف میں مذکور ہے النجم میں اور یہاں' اس عاد اول میں شداد ہوا۔ جو تمام روئے زمین کا بادشاہ تھا' اس نے عدن کے قریب جنت بنائی۔ جو تین سو برس میں تیار ہوئی۔ شداد کی عمر نو سو برس ہوئی ۱۵۔ جو بڑے قد اور خوبصورت نوجوان تھے' ان میں کا چھوٹا آدمی بارہ گز کا تھا۔ یا جنت ارم کی طرح کوئی بستی پیدا نہ ہوئی' جو سونے چاندی کی اینٹوں' مشک و عنبر کے گارے سے تیار ہوئی' یاقوت و زبرجد کے ستون تیار ہوئے' سچے موتیوں پر نہریں تیار کی گئی۔ بجائے سنگریزوں کے آبدار موتی لال و یاقوت بچھائے گئے ۱۶۔ قوم ثمود قوم عاد کے چچا زاد تھے' حجاز و شام کے درمیان آباد تھے' حجر سے وادی قریٰ تک سترہ سو بڑے شہر آباد کئے تھے' سنگتراشی میں استاذ تھے بہت قد آور مالدار تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام ان میں نبی ہو کر تشریف لائے' آپ کی مخالفت کی وجہ سے کفار ثمود ہلاک ہوئے۔ ۱۶۔ فرعون نے چار مومنوں کو چومیخا کیا یعنی دھوپ میں تپتی زمین پر ہاتھ پاؤں پھیلا کر لٹایا اور ہتھیلیوں پاؤں میں میخیں ٹھونک دیں' جن میں سے حضرت آسیہ بھی ہیں اور آپ کی مشاطہ خربیل کی بیوی جس کو چومیخا کیا اور اس کے تین بچوں کو اس کے سینہ پر ذبح کیا۔ اس لئے فرعون کو ذی الاوتار فرمایا ۱۷۔ قوم عاد و ثمود توحید کی حد توڑ کر شرک میں مبتلا ہوئے' اور فرعون بندگی کی حد سے گزر کر

خدا بنا' طغی کے معنی ہیں حد سے نکل جانا' اس لئے سیلاب کو طغیانی کہا جاتا ہے ١٨۔ فساد سے مراد دوسرے کو بہکانا' کثرت فساد سے مراد یا تو بہت عرصہ تک بہکانا ہے' یا بہت طرح فتنے برپا کرنا' معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ جرم پر فوراً پکڑ نہیں فرماتا' خیال رہے کہ نفس امارہ اولاً" مال و عیاشی کی رغبت دیتا ہے' پھر عزت حاصل کرنے کی' پھر دوسروں کو ذلیل کرنے کی' یہ تین چیزیں فساد کی جڑ ہیں' شریعت نے زکوٰۃ صدقے کا حکم دیا' تا کہ محبت مال دل میں نہ آئے' جماعت سے نماز لازم کی' تاکہ دل میں غرور پیدا نہ ہو' غرباء کے ساتھ کھڑے ہو کر بندگی کرے' پیشانی زمین پر رگڑے ١٩۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ دنیاوی عذاب اگرچہ کتنے ہی سخت کیوں نہ ہو' مگر اخروی عذاب کے مقابل معمولی ہیں' دوسرے یہ کہ کفار پر یہ عذاب آخرت کے حساب میں وضع نہ ہوں گے' وہ عذاب پورا ہو گا کیونکہ رب نے ان عذابوں کو عذاب نہ فرمایا' بلکہ عذاب کا کوڑا فرمایا' جو کسی حساب میں نہیں ہے ٢٠۔ قرآن کریم میں کبھی انسان سے مراد انسان کی ذات ہوتی ہے کبھی مومن انسان' کبھی نبی' کبھی ولی' کبھی غافل' کبھی کافر' یہاں یا تو غافل انسان مراد ہے یا کافر' جو بے صبرا ناشکرا ہے جیساکہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے' اسے نبی ولی سے کوئی تعلق نہیں

(بقیہ صفحہ ٩٣٦) غار وغیرہ باقی نہ رہیں' یہ پہلے نفخہ کے وقت ہو گا دوسرے نفخہ پر زمین لوہے کی طرح سخت اور میدہ کی روٹی کی طرح چکنی و صاف ہو گی' رب فرماتا ہے یوم تبدل الارض غیر الارض الخ ٨۔ رب کے آنے سے مراد اس کے احکام کا آنا ہے' کیونکہ رب آنے جانے سے پاک ہے کیونکہ وہ مکان سے منزہ ہے اور حکم سے مراد حساب و کتاب کا حکم' اور لوگوں کا فیصلہ ہے نہ کہ شرعی احکام' ٩۔ میدان محشر میں ہر آسمان کے فرشتوں کی علیحدہ قطار یا دوزخ کے ہر طبقہ اور جنت کے تمام طبقوں کی علیحدہ قطاریں یا مقرب فرشتوں یا مدبرات امر کی علیحدہ علیحدہ قطاریں ہوں گی' وہاں کا انتظام کرنے' گواہی دینے' جنتی لوگوں کا استقبال کرنے' حضور کی نعت خوانی کرنے کے لئے' غرضیکہ عجیب ہیبت ناک اور خوش منظر موقع ہو گا ١٠۔ یعنی دوزخ محشر والوں کے سامنے کی جاوے گی۔ یا اپنی جگہ سے ہٹا کر میدان محشر کے قریب عرش کی بائیں طرف قائم کی جاوے گی' اسے دیکھ کر سب نفسی نفسی پکاریں گے' سوا ہمارے حضور کے کہ آپ امتی امتی فرمائیں گے' حدیث شریف میں ہے کہ دوزخ کی ستر ہزار باگیں ہوں گی' ہر باگ پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے' جو کھینچ کر لائیں گے' معلوم ہوا کہ جنت اپنی جگہ ہی رہے گی' یا دوزخ اپنے معہود مقام پر ہی رہے گی' مگر محشر والے میدان محشر سے اسے نزدیک دیکھیں گے ١١۔ یعنی کافر اس دن اپنے گزشتہ اعمال سوچے گا' پچھتائے گا' توبہ کرے گا' کافر اس دن اپنے پیغمبر کی نصیحت قبول کرلے گا۔ انہوں نے سچ کہا تھا' اب مجھے اجازت ہو تو نیکیاں کرلوں' مگر اس وقت نہ توبہ مفید' نہ نصیحت قبول کرنا فائدہ مند' کیونکہ وقت نکل چکا' بے وقت بویا ہوا کھیت پھل نہیں دیتا' وہ جگہ عمل کی نہیں نتیجہ عمل کی ہے۔ ١٢۔ یہاں زندگی سے مراد یا دنیاوی زندگی ہے یا اخروی زندگی' پہلی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہے کہ کاش میں دنیاوی زندگی میں کچھ نیکیاں کما کر آگے بھیج دیتا دوسری صورت میں مطلب یہ ہے کہ کاش میں نے اس دائمی زندگی کے لئے کچھ بھیج دیا ہوتا' ساری عمر فانی زندگی کے لئے کمائی کی' خیال رہے کہ کفار کے لئے یہ پچھتانا بھی عذاب ہو گا' دنیا میں نیک کار مومن کا نادم ہونا ترقی درجات کا سبب ہے' گنہگار مومن کا پچھتانا توبہ

ہے مگر کافر کا قیامت میں پچھتانا محض عذاب ہے ١٣۔ یعنی کافر کو قیامت میں اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی عذاب و قید نہ دے گا۔ کیونکہ فرشتے' آگ سانپ' بچھو وغیرہ اسے جسمانی عذاب دیں گے اللہ تعالیٰ اسے دلی اور روحانی عذاب میں مبتلا فرمائے گا کہ اس کے دل میں گھبراہٹ اور روح کو بے حد بے چینی ہو گی۔ ایک قرات میں یعذب اور یوثق مجہول کے صیغہ پر ہے' یعنی قیامت میں کافر کی طرح کسی انسان کو عذاب و قید نہ دی جائے گی' اس صورت میں آیت کے دو فائدے حاصل ہوں گے ایک یہ کہ سخت گنہگار مومن کا عذاب بڑے نیک کار کافر کے عذاب سے ہلکا ہو گا کہ کافر باغی ہے' گنہگار مومن مجرم' دوسرے یہ کہ کافر کو قیامت میں دنیا کے عذابوں سے سخت تر عذاب ہو گا' جیسے مومن کو آخرت میں دنیا کی راحتوں سے اعلیٰ راحت دی جائے گی' اس لئے دنیا کافر کی جنت ہے۔ مومن کی حوالات' اگرچہ یہاں کافر تکلیف میں ہو اور مومن آرام میں ١٤۔ (شان نزول) یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق' یا عثمان غنی یا حبیب بن عدی انصاری کے حق میں نازل ہوئی' مگر حق یہ ہے کہ آیت عام ہے (خازن) نفس سے مراد یا دل ہے یا جان یا خود انسان' مطمئنہ وہ ہے جسے ایمان کے ساتھ ایقان بھی نصیب ہو' مجاہد نے فرمایا کہ نفس مطمئنہ وہ ہے۔ جو راضی بقضا ہو' ابن عطا نے فرمایا کہ نفس مطمئنہ وہ ہے جو بغیر دیدار یار صبر نہ کر سکے' بعض نے فرمایا کہ مطمئنہ وہ جو اللہ کے ذکر میں مشغول ہو کر دنیا و مافیا کے غم سے آزاد ہو جائے (تفسیر صاوی) ١٥۔ یہ خطاب مومن سے بوقت موت کہا جائے گا یا قبر سے اٹھتے وقت' یا حساب و کتاب سے فارغ ہو کر جنت میں جاتے وقت

(تفسیر مدارک) خیال رہے کہ رب کی طرف لوٹنے سے مراد ہے اس کی رحمت و قرب حضوری میں حاضر ہونا' نفس انسانی کے تین درجے ہیں' نفس امارہ جو انسان کو برائی کی رغبت دیتی ہے نفس لوامہ جو گنہگار کو گناہ کے بعد ملامت کر کے توبہ کی طرف راغب کرتی ہے۔ نفس مطمئنہ جو اللہ والوں کو ذکر یار سے' اور آخرت میں دیدار یار سے مشرف ہو کر سکون و اطمینان کا باعث ہوتی ہے (عزیزی) ١٦۔ تو دنیا میں اللہ کی بھیجی مصیبتوں پر صابر راحتوں پر شاکر رہ کر راضی برضا رہا' رب تیرے گناہوں کے باوجود تجھ سے راضی ہے تیری تھوڑی عبادت پر بڑا ثواب دے گا' تو دنیا میں اللہ والوں کے ساتھ ذکر کر کے حلقوں میں داخل ہو' یا وہ دین اختیار کر جو اللہ والوں کا ہے' یا مر کر صدیقین' شہداء صالحین کی جماعت میں شامل ہو' کیونکہ تجھے ان سے محبت تھی' اور ہر شخص اپنے محبوبوں کے ساتھ ہو گا یا قبر سے اٹھ کر نیکوں کی جماعت کے ساتھ محشر میں جا' یا محشر سے فارغ ہو کر اللہ والوں کے ساتھ جنت میں جا' اس سے معلوم ہوا کہ اچھوں کا ساتھ رب کی بڑی نعمت ہے' جو خوش نصیب کو میسر ہوتی ہے۔ دیکھو رب نے اس نعمت کا جنت سے پہلے ذکر فرمایا۔ لکڑی کے سہارے لوہا تر جاتا ہے پھول کے ساتھ گھاس گلدستہ میں بندھ کر توقیر پاجاتی ہے' اصحاب کہف کے کتے کو اولیاء کی صحبت سے دائمی زندگی اور عظمت مل گئی۔

(بقیہ صفحہ ٩٤٧) سیں' بلکہ مائیں ہیں' ان سے نکاح حرام ہے' دوسرے یہ کہ ان کی ہمسری کا دعویٰ کفر ہے' ہمیشہ ان کا بندہ بے زر رہنا لازم ہے ٤۔ اس طرح کہ انسان کو تکوینی مصیبتوں اور تشریعی تکلیفوں میں ایسا گھیر دیا' جیسے برتن میں پانی کہ انسان کو بے سمجھ پیدا فرمایا' ہزارہا بیماریاں اس پر مسلط فرمائیں' روزی کمانا اس کے ذمہ کیا' علاوہ کھانے کے کپڑے اور مکان کا حاجت مند بنایا' فرشتوں' جنات' جانوروں میں سے کسی پر یہ بوجھ نہ ڈالے' پھر دنیا و دین کی لاکھوں ذمہ داریاں انسان پر رکھیں' پھر جانکنی کی شدت' قبر کی وحشت' حساب قیامت کی دہشت آگے ہے' اللہ بیڑا پار لگائے خیال رہے کہ ان مصیبتوں' تکلیفوں میں رب تعالیٰ کی بے شمار حکمتیں ہیں' ہمارا نفس امارہ مست گھوڑا ہے اگر اس کے منہ میں ان تکالیف کی لگام نہ ہو' تو ہم کو ہلاک کر دے' ان تکالیف کے باوجود دعویٰ خدائی انسان ہی نے کیا'

جھوٹے نبی انسان ہی بنے' ظلم و کشت و خون انسان ہی کرتا ہے' مقبولان بارگاہ کے نفوس امارہ نہیں' ان کے لئے یہ تکلیفیں ترقی درجات کا باعث ہیں' غرضیکہ ہم وہ گندا لوہا ہیں' جو بھٹی میں تپ کر' ہتھوڑے کی چوٹ کھا کر ہی ستھرا ہوتا ہے' وہ حضرات وہ خالص سونا ہیں جو بھٹی کی گرمی پاکر زیور کی طرح قرب محبوب حاصل کرتے ہیں' خیال رہے کہ ان تمام مصیبتوں میں اللہ کا ذکر بہترین علاج ہے' ظاہری ٹیکہ لگا دینے سے آپریشن کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی' ذکر اللہ کے ٹیکہ سے مصیبتوں کی تکالیف کا پتہ نہیں لگتا' زنان مصر حسن یوسف میں جب محو ہوئیں' تو انہیں اپنے ہاتھ کٹنے کی خبر تک نہ ہوئی' ۵۔ (شان نزول) یہ آیت اسید بن کلدہ کے متعلق نازل ہوئی' جو بڑا پہلوان تھا' اس کی طاقت کا یہ حال تھا کہ اگر چمڑہ پاؤں تلے دبا لیتا اور دس آدمی اسے کھینچتے' تو چمڑہ پھٹ کر ٹکڑے ہو جاتا' مگر اس کے پاؤں تلے سے نہ نکل سکتا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبلیغ اسلام فرمائی' جنت کی بشارت سنائی دوزخ سے ڈرایا' تو وہ بولا' دوزخ کے فرشتے میرا کیا کریں گے' ان سب کو میں اکیلا کافی ہوں تب یہ آیت آئی (روح و خزائن) خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسمانی طور پر اولاً" ماں باپ' پھر استاد' پھر حکام و بادشاہ کے بس میں رکھا' تا کہ ان سب کی قدرتیں رب تعالیٰ کی قدرت کی دلیل بنیں' ایسے ہی روحانی طور پر ہم کو شیخ' عالم' اولیاء' فرشتوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت اور ان کے بس میں رکھا' تا کہ یہ قدرتیں رب کی قدرت اور ہماری اپنی بے بسی کی دلیل بنیں' جو انبیاء' و اولیاء' فرشتوں' کی قدرتوں کا انکار کرے' وہ درحقیقت کفار کا سا عقیدہ رکھتا ہے' جب ہم جسمانی پرورش میں بندوں کے حاجت مند ہیں' تو روحانی پرورش میں بھی مقبول بندوں کے محتاج ہیں ۶۔ (شان نزول) یہ آیت یا تو ولید بن مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی' جس نے حضور کی عداوت اور اسلام سے لوگوں کو روکنے کے لئے رشوتیں دیں مگر اسلام کا زور نہ رکا' تو کف افسوس ملتے ہوئے یہ کہنے لگا' اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہی مال اللہ کی رحمت ہے' جو اچھی جگہ خرچ ہو جائے' بری جگہ خرچ کیا ہوا مال دنیا میں افسوس' آخرت میں شرمندگی کا باعث ہے' اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو ممبری' وزارت حاصل کرنے یا شادی بیاہ کی ناجائز رسموں میں بیدریغ پیسہ خرچ کرتے ہیں' یا یہ آیت اسید بن کلدہ کے متعلق اتری جس نے حضور سے فخریہ عرض کیا تھا کہ میں نے خدمت خلق میں بہت پیسہ خرچ کیا' میں سخی' فیاض ہوں' تب اس آیت سے یہ فائدہ حاصل ہو گا' کہ جس صدقہ و خیرات میں رضاء الٰہی مقصود نہ ہو' صرف دنیا کا دکھلاوا' رسموں کی پابندی ہو' وہ مال کی بربادی ہے' دیکھو رب نے اس خرچ کو مال کی بربادی فرمایا ۷۔ یعنی کیا کافر کا گمان ہے کہ ہم اس کے اعمال و نیت وارادے نہیں دیکھتے' اس سے معلوم ہوا کہ مال خرچ کرنے میں مصرف بھی اچھا چاہیے' اور نیت بھی خیر' صدقہ کے لئے اچھا مصرف ایسا ہے جیسے دانہ کے لئے اچھی زمین وکھاد اور نیت خیر ایسی ہے جیسے دانہ کے لئے پانی' دونوں کی مدد سے دانہ اگتا ہے ۸۔ اگرچہ آنکھیں جانوروں کو بھی ملیں مگر انسان کی آنکھ جس قدر کام دیتی ہے' جانور کی آنکھ نہیں دیتی' انسان آنکھوں سے آنسو بہا کر گناہ معاف کرا لیتا ہے' کعبہ دیکھ کر حاجی اور نبی کو دیکھ کر صحابی بن جاتا ہے' اس آنکھ سے ماں' بنی' بیوی' دوست' دشمن کو مختلف نگاہوں سے دیکھتا ہے' اس آنکھ میں آسمان و زمین سمندر سب کچھ سما جاتے ہیں' نور نظر نہ آگ سے جلتا ہے' نہ برف سے ٹھنڈا ہوتا ہے شیشوں سے گزر جاتا ہے۔ آن کی آن میں آسمان و مشرق و مغرب کی سیر کر آتا ہے' اس میں غور کر کے ہم ہزارہا عقائد کے مسائل حل کر سکتے ہیں' جیسے مسئلہ معراج' یا حضور کا حاضر ناظر ہونا یا اولیاء اللہ کی کرامت طے ارض' یعنی تیز رفتاری' صوفیا فرماتے ہیں' دو آنکھوں سے مراد' دماغ اور دل کی آنکھیں ہیں' دماغ کی آنکھ میں بصارت ہے اور دل کی آنکھ میں بصیرت' دماغ کی آنکھ سے عالم شہادت دیکھا جاتا ہے' دل کی آنکھ سے عالم غیب کا نظارہ کیا جاتا ہے' بصارت سے قرآن کے الفاظ دیکھے جاتے ہیں' بصیرت سے قرآن کے اسرار' بصارت سے حضور کی بشریت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے' بصیرت سے حضور کی نورانیت کا نظارہ ہوتا ہے' بصارت دنیاوی سرمہ سے تیز ہوتی ہے' بصیرت خاک پائے اولیاء سے' جب بصارت کے ساتھ بصیرت کا نور کھل ہو جاتا ہے۔ تو یہ بصارت سارے عالم کی سیر کرتی ہے' جیسے بجلی کی تار لگ جانے سے آج ہم ہزارہا میل کی آواز سن لیتے ہیں' بصارت' بصیرت کے بغیر کفر و الحاد تک پہنچاتی ہے' بصیرت سے مل جاوے تو عجب کرشمے دکھاتی ہے۔ شعر :-

☆ عقل زیر حکم دل یزدانی است! ☆ چوں زدل آزاد شد شیطانی است ☆

اب پڑھو الم نجعل له عینین ۹۔ خیال رہے کہ آنکھ دوسرے کو دیکھتی ہے' اپنے کو نہیں دیکھ سکتی' اور زبان اپنا حال بیان کر سکتی ہے دوسرے کا نہیں' ان کا آپس میں تقابل ہے دیگر ظاہری اعضاء دو دو ہیں' مگر زبان ایک' تا کہ انسان کلام کم کرے' کام زیادہ کرے نیز اپنی زبان ایک رکھے' دو زبان والا منافق ہوتا ہے' نیز زبان بھی ایک ہے۔ دل بھی ایک' تو چاہیے کہ دل و زبان ایک رہیں' زبان کو دو ہونٹ کے پھاٹک میں قید کیا' اس پر ۳۲ دانتوں کا پہرہ لگایا' تاکہ معلوم ہو کہ زبان کی آزادی نہیں اچھی' آزاد زبان خالق و مخلوق سے دور کر دیتی ہے' یہ بھی خیال رہے کہ کسی کی زبان پر نفس امارہ بولتا ہے' کسی کی زبان پر شیطان کسی کی زبان پر فرشتہ' اور کسی کی زبان پر رب تعالیٰ بولتا ہے' غرضیکہ انسانی زبان رب تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی مظہر اتم ہے' اسی لئے اپنی خاص نعمتوں میں اس کا ذکر فرمایا' آیات قرآنیہ اور تمام دعائیں گویا کارتوس ہیں' زبان رائفل' اچھی رائفل سے کارتوس بہترین مار کرتا ہے۔ پاک زبان سے قرآن و دعائیں زیادہ اثر کرتی ہیں' لہٰذا زبان پاک رکھو' تا کہ قرآن کا نور دیکھو' صوفیاء کرام کے نزدیک اسلام و ہدایت کی زبان قرآن شریف ہے' اور حضور کے عمل و قول دونوں لب ہیں جیسے بغیر لبوں کی مدد کے زبان دل کا راز نہیں کھول سکتی' ایسے ہی بغیر عمل و قول مصطفوی قرآن سے اسرار الٰہیہ کھل نہیں سکتے ۱۰۔ یعنی ماں کے دودھ بھرے پستانوں کی کہ بچے کو ان کا چوسنا' اور بھوک کے وقت رو رو کر ماں کو بلانا سکھایا' معلوم ہوا کہ رحمت الٰہی رو رو کر مانگنی چاہیے' اور رب سے کبھی ناامید نہ ہونا چاہیے' جب اس نے ہمیں ایسی بے بسی میں روزی حسب ضرورت بخشی' تو کیا اب نہ دے گا ضرور دے گا' یا رب نے انسان کو خیر و شر کے راستے دکھائے خیر کا راستہ اختیار کرنے کے لئے دکھایا' شر کا راستہ بچنے کے لئے' یا شریعت و طریقت کے راستے دکھائے' شریعت سے جسم کی پاکی ہے' طریقت سے دل کی صفائی یہ دونوں راستے رب تک پہنچنے کے ہیں' معلوم ہوا کہ دین وہ سچا' جس میں شریعت و طریقت دونوں ہوں۔ ۱۱۔ یعنی انسان نے ان مذکورہ نعمتوں کے شکریہ میں وہ نیکیاں نہ کیں' جو نفس پر گراں ہیں' جن کا ذکر آگے آ رہا ہے' حالانکہ بادشاہ کی تنخواہ لے کر اس کی بھاری بھاری خدمتیں انجام دیتا ہے' یہاں رب نے انسان کی بیوفائی ناشکری کی شکایت اپنے حبیب سے کی' اس سے معلوم ہوا کہ نیکیوں میں جلدی کرنی چاہیے' جیسا کہ اقتحم سے معلوم ہوا اور نیکیاں جنت کا تنگ و دشوار راستہ ہیں جیسا کہ عقبہ سے معلوم ہوا ۱۲۔ یعنی اے مسلمان تجھے کیا خبر کہ جنت کا وہ

دشوار راستہ کیا ہے' معلوم ہوا کہ آخرت کی چیزیں بغیر وحی کی رہبری کے اپنی عقل و سمجھ سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔ عقل دنیا کی چیز ہے' دنیا ہی کو سمجھ سکتی ہے' یا اے محبوب تمہیں کیا خبر کہ وہ عقبہ کیا ہے' اس صورت میں یہ کلام اگلے مضمون کی اہمیت دکھانے کے لئے ہے' نہ کہ حضور کے علم کی نفی کے لئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام اعمال پر نبوت سے پہلے ہی عامل تھے' جن کا ذکر آئندہ ہو رہا ہے' جنہیں رب نے عقبہ فرمایا' پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور کو اس کا علم نہ ہو ۱۳۔ اپنے غلام کو آزاد کر دینا' یا دوسرے کے غلام کو آزاد کرا دینا' یا مکاتب کا بدل کتابت ادا کر کے آزاد کرا دینا' یا مقروض کو قرض سے رہائی دینا' مظلوم قیدی کو قید سے چھڑانا۔ مصیبت زدہ کو مصیبت سے نجات دلانا' سب کچھ اس میں داخل ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دل کو نفس امارہ کی قید سے آزاد کرنا' اپنے کو دنیا کے جھنجھٹ سے دور کرنا' نیک اعمال کر کے اپنے کو دوزخ سے آزاد کر لینا بھی اس میں داخل ہے' مومن میت کے ذمہ اگر روزے' نماز رہ گئے ہوں' تو ان کا فدیہ (حیلہ اسقاط) کر کے اسے آخرت کی گرفتاری سے چھڑانا' بھی اس میں شامل ہے' بلکہ یہ بدرجہ اولیٰ ہے کہ میت مجبور و لاچار ہے' اس آیت سے ایصال ثواب' ختم فاتحہ' تیجہ' دسواں چہلم وغیرہ کا ثبوت اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے کہ ان سب میں میت کی گردن کو عذاب الٰہی سے چھڑانا ہے ۱۴۔ بھوک کے دن سے مراد قحط سالی کا زمانہ ہے کہ اس وقت خود اپنے کو کھانے کی رغبت و حاجت بہت ہوتی ہے' محتاجوں کو کھانے کی تکلیف ہوتی ہے' معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت پیاری چیز خیرات کرنا بہت اجر کا باعث ہے' یا ماہ رمضان مراد ہے' معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں کھانے کی خیرات کا بہت ثواب ہے ۱۵۔ انسانوں میں وہ بچہ یتیم ہے جس کا باپ مرجائے' جانوروں میں وہ بچہ یتیم ہے جس کی ماں مرجائے' موتی وہ یتیم ہے جو سیپ میں اکیلا ہو' جب ہی اچھا پھل ملتا ہے' جب تخم اچھا ہو بروقت بویا جائے' اچھی زمین میں کاشت ہو' حلال کھانا اچھا تخم ہے' قحط کا زمانہ' کاشت کا مناسب موسم' قرابت دار اچھی زمین ہے' اس صدقے کے بہت اجر ہیں' قرابت عام ہے' نسبی ہو یا سسرال ۱۶۔ یعنی نہایت تنگ دست جس کے پاس نہ تو رہنے کے لئے مکان ہو' نہ بچھانے کے لئے بستر' کھلی زمین میں فرش خاک پر گزارہ کرتا ہو' اس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل ہے کہ مسکین وہ جس کے پاس کچھ نہ ہو' فقیر وہ جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو' یا خاک نشین سے مراد غازی یا بے وسیلہ مسکین ہے' یا وہ فقیر جو بھیک نہ مانگے' اپنے فقر کو چھپائے کہ ان کو صدقہ دینا افضل ہے ۱۷۔ اس طرح کہ پہلے ہی سے مومنین صالحین کی جماعت میں سے ہو' کیونکہ ایمان نیک عمل کی شرط ہے اور شرط مشروط سے پہلے ہوتی ہے' اسی لئے ثُمَّ کَانَ ارشاد ہوا' یا مطلب یہ ہے کہ کوئی کافر زمانہ کفر میں مذکورہ نیکیاں کرے' پھر مومن ہو جائے' تو اس کی وہ نیکیاں کار آمد ہیں' پہلی صورت میں ثم ترتیب ذکری کے لئے ہے' دوسری صورت میں ترتیب واقعی کے لئے' اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر مومن مسلمانوں کے راستہ پر رہے' علیحدہ راستہ اختیار نہ کرے' اور اپنے کو مسلمانوں میں سے ایک جانے' شان و شوکت کا مالک نہ سمجھے' عبادات مسلمانوں کے ساتھ کرے' جماعت کی عبادت قبول ہے جیسا کہ من الذین سے پتہ لگا ۱۸۔ صبر کی فردیں شمار سے باہر ہیں' کیونکہ دنیاوی تکالیف حد سے ورا ہیں' ہر تکلیف پر علیحدہ صبر ہے' مگر صبر تین قسم کا ہے' عبادات پر صبر ہمیشہ عبادت کرنا' عبادت کی سختی برداشت کرنا' گناہوں سے صبر کہ باوجود نفس کے تقاضے کے گناہ نہ کرنا۔ مصیبتوں میں صبر' گھبرانہ جانا' شجاعت' سخاوت' ریاضت' صبر ہی کی قسمیں ہیں' صبر بڑی افضل ہے' اس لئے صبر کا حکم نماز سے پہلے دیا گیا' کہ فرمایا ۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ' صبر کا بدلہ ذات ذوالجلال ہے' کہ ارشاد ہوا۔ ان اللہ مع الصابرین' تواصوا' باب تفاعل سے' معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو مبلغ ہونا چاہیے' اور بقدر طاقت تبلیغ کرنی چاہیے ۱۹۔ کسی کا کل یا بعض حق مار لینا ظلم ہے' پورا حق دینا عدل ہے' حق سے زیادہ یا بلا استحقاق دینا رحم' رحم اپنے نفس پر یہ ہے' کہ اپنے کو دوزخ سے بچایا جائے' جنت والے اعمال کئے جاویں اپنی اولاد پر یہ رحم ہے' کہ انہیں دین و دنیا کی کامیاب زندگی سکھائی جاوے' عزیزوں' دوستوں' پر رحم یہ ہے کہ انہیں اچھی باتوں کا حکم' بری باتوں سے منع کیا جاوے' ذاتی دشمنوں پر رحم یہ ہے کہ انہیں معافی دے دی جاوے' قومی' دینی دشمنوں پر رحم یہ ہے کہ ان کے شر سے دنیا کو بچایا جاوے' کہ ان کی دشمنی کو' یا خود ان کو فنا کر دیا جاوے' گلے عضو کو کاٹ دینا' کھیت سے زہریلی گھاس نکال دینا رحم ہے' غرضیکہ رحم و مہربانی میں بہت وسعت ہے

(بقیہ صفحہ ۹۴۸) ہے' ظاہری و باطنی' تجلی ظاہر کا نام شریعت ہے جو ہمارے قالب کو درست کرتی ہے تجلی باطنی کا نام طریقت ہے' جو ہمارے قلب کو سنبھالتی ہے۔ وضحٰھا میں ان دونوں ہی تجلیوں کی طرف اشارہ ہے' یا سورج سے مراد انسان کی روح ہے' اور چمک و روشنی سے مراد جسم میں اس کے اثرات ۵۔ اس طرح کہ جب سورج ڈوبے تو چاند نکلے' جیسے چودھویں شب میں' یا سورج کے طلوع کے بعد چاند طلوع ہو' اور غروب کے بعد غروب ہو' جیسے یکم ماہ کو' چاند کا یہ اتار چڑھاؤ انسانی زندگی' اور قوموں کی ترقی و تنزل کی خبر دے رہا ہے' یا سورج سے مراد حضور ہیں اور چاند سے مراد حضرت ابوبکر صدیق' کیونکہ آپ بعد نبی تمام خلق سے افضل ہیں' جیسے سورج کے بعد چاند' نیز آپ حضور کے خلیفہ بلافصل اور حضور کے بعد وفات پاکر حضور کے ساتھ دفن ہونے والے ہیں' پیچھے آنے کے یہ معنی ہیں کہ اس سے آپ کی افضلیت اور خلافت بلافصل ثابت ہوئی' یا شمس سے مراد حضور اور قمر سے مراد حضور کی امت کے اولیاء و علماء ہیں' جو تاقیامت امت کو حضور کا پہنچاتے رہیں گے یا شمس سے مراد روح انسانی ہے اور قمر سے مراد اس کا دل' جس پر روح کی تجلی پڑتی ہے' اور دل میں ایمان و عرفان وغیرہ پیدا ہوتے ہیں' یعنی مومن کے دل کی قسم جب وہ روح کے پیچھے ہو نفس امارہ' یا شیطان کے پیچھے نہ ہو' دل زمین کی طرح ہے' کہ کبھی اس پر روح کرتی ہے' کبھی نفس امارہ ۶۔ یعنی سورج کو ظاہر کرے' اس طرح کہ صبح صادق کا نور دیکھ کر لوگ طلوع آفتاب کو قریب سمجھیں' اور دھوپ دیکھ کر سورج کا طلوع معلوم کر لیں' وجود خارجی میں سورج دن کی علت ہے' لہٰذا آیت پر یہ اعتراض نہیں کہ سورج سے دن چمکتا ہے' نہ کہ دن سے سورج ۷۔ خیال رہے کہ دن رات سے عمریں ختم ہوتی ہیں' ان ہی سے عالم میں انقلاب آتے ہیں' ان ہی سے موت و حشر کا پتہ لگتا ہے' ان ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان پر صحت بیماری' مالداری' ناداری آتی ہی رہیں گی' اس لئے رب تعالیٰ نے دن و رات کی تقسیم فرمائی صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جو وقت رب کی یاد میں گزرے' وہ دن ہے' جو غفلت میں کٹے وہ رات' اولیاء اللہ پر بسط کا وقت دن ہے' قبض کا وقت رات' لیکن اس دن کی قسم ہے' جو سورج یعنی نور محمدی کو واکر کے دل پر چمکا دے' کفار جوگیوں وغیرہ کی عبادت دن نہیں' مومن کی عبادت دن ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت و عبادت میں فرق ہیں جو نیکی حضور کے توسل سے کی جائے' وہ عبادت ہے' اس پر ثواب ہے' اس کے بغیر عادت ہے' جس پر کوئی ثواب نہیں ۸۔ چونکہ آسمان زمین کو گھیرے ہوئے ہے' اور زمین پر بارش دھوپ وغیرہ تمام رحمتیں آسمان ہی سے آتی ہیں' آسمان رب کی قدرتوں' رحمتوں کا مظہر ہے' اس لئے اس کی قسم ارشاد ہوئی' یا آسمان سے مراد نبوت محمدیہ ہے جو ساری خلق کو ہمیشہ سے ہمیشہ تک گھیرے ہے اور رب کی ساری رحمتیں حضور کے ذریعہ بندوں تک پہنچتی ہیں'

ساری خدائی ہر وقت' ہر چیز میں حضور کی محتاج ہے' اس لئے اسے آسمان فرمایا گیا (تفسیر عزیزی) ٩۔ زمین قدرت الٰہی کی مظہر ہے' اس لئے اس کی قسم فرمائی کیونکہ انسان حیوانات' سبزہ' پھل وغیرہ اس کے ظاہر سے' اور دھاتیں' لعل' مٹی کا تیل وغیرہ کے چشمے اس کے اندر سے نکلتے ہیں' نیز زمین بظاہر یکساں ہے' مگر اثرات' باطنہ مختلف ہیں' نیز تمام انبیاء و اولیاء کی جائے قرار ہے' اس بناء پر آسمان سے افضل ہے' نیز لاکھوں برس سے پیداوار دے رہی ہے' مگر کبھی پیداوار دینے سے انکار نہیں کرتی' اس میں عجز و انکسار ہے' اس لئے اس پر باغ و بہار ہے' آگ میں غرور ہے' اس لئے وہ ان سے محروم ہے' نیز ایک بارش سے مختلف اثرات لیتی ہے' کہ کہیں چشمے بنتے ہیں کہیں سبزے وغیرہ' صوفیاء کے نزدیک مومنوں کے دل گویا زمین ہیں' جو ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض لیتے رہتے ہیں' ان دلوں میں زمین کی تمام مذکورہ بالا صفات موجود ہیں۔ ١٠۔ نفس سے مراد آدم علیہ السلام یا تمام انسانوں کا نفس ہے چونکہ انسان اشرف الخلق ہے' اسی لئے اس کی قسم ارشاد فرمائی' عربی میں نفس ذات روح' دل' جان' خون' سانس' وغیرہ کو کہتے ہیں' یہاں یا تو دل مراد ہے یا جان یا ذات' چونکہ شکل انسانی تمام شکلوں سے بہتر ہے۔ اس لئے اس کی قسم ارشاد ہوئی' یا روح انسانی اولاً" کمالات سے خالی' مگر بے انتہا کمالات کے لائق' یا انسانی دل ورق سادہ کی طرح ہے کہ جیسا لکھنے والا مل جائے ویسے ہی اس پر نقش ہو جائیں' یا انسان کا نفس امارہ بھی ہے' اور لوامہ بھی' مطمئنہ بھی' اس لئے ان چیزوں کی قسم ارشاد ہوئی' خیال رہے کہ نفس کے جو معنی کئے جاویں' اسی کے مطابق سوھا کے معنی کئے جائیں گے ١١۔ یعنی انبیاء کرام کو قدرتی طور پر نیک و بد سے اطلاع دی' اسی لئے وہ حضرات نبوت سے پہلے ہی معصوم ہوتے ہیں' یا ہر انسان کو بذریعہ پیغمبر اچھے برے کی اطلاع دی' تا کہ اچھے کام کرے' برے کاموں سے بچے' یا کسی کا دل بدکاری کی طرف کسی کا دل نیک کاری کی طرف مائل کیا' کہ وہ اپنے اختیار سے کام کریں۔ ١٢۔ زکی باب تفعیل سے ہے' جس کے معنی ہیں خوب ستھرا کیا اور ہمیشہ ستھرا کرتا رہا' نفس کے لاکھوں عیوب ہیں' مگر وہ سب تین قسم کے ہیں' بد عقیدگی' بد عملی' غفلت' ان سب عیوب سے نفس کو ستھرا کرے' ستھرا رکھے' بد عقیدگیوں سے صفائی اچھے عقاید سے حاصل ہوتی ہے' بد عملیوں سے صفائی توبہ اور نیک اعمال سے' غفلت سے صفائی اپنے گناہوں کے یاد رکھنے' قبور کی زیارت' اور صالحین کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے' خیال رہے کہ دوسرے دینوں میں نفس کی پاکیزگی کے لئے دنیا چھوڑ دینے کی تعلیم دی جاتی ہے' جس پر سب لوگ عمل نہیں کر سکتے' اور جو عمل کرتے ہیں' وہ بجائے تزکیہ کے گناہوں میں پھنس جاتے ہیں کیونکہ رب کی بخشی ہوئی قوت کو استعمال نہ کرنا فطرت کا مقابلہ ہے' لہٰذا اسلام کی تعلیم بہت اعلیٰ ہے' ١٣۔ کفر یا گناہ میں شیطان پہلے مستحب چھڑاتا ہے پھر سنت' پھر واجب' پھر فرض' پھر عقیدے' چور کو پہلے دروازے پر روکو' دشمن کو سرحد عبور نہ کرنے دو' بچہ کو پیسہ کی چوری پر سزا دے دو' خیال رہے کہ انسان تزکیہ نفس کی کوشش کرتا ہے' حضور کے فیض سے تزکیہ ملتا ہے رب تزکیہ کا خالق ہے' یا تزکیہ کبھی اپنے کسب سے ملتا ہے' کبھی کسی کے فیض نظر سے' کبھی محض رب کی عطاء سے' اس لئے اس آیت میں تزکیہ انسان کی طرف منسوب ہوا' دوسری آیات میں حضور کی طرف ویزکیھم اور کبھی رب تعالیٰ کی طرف بل اللہ یزکی من یشاء' یہ تین نسبتیں تین لحاظ سے ہیں۔ لہٰذا آیات پر نہ تو کوئی اعتراض ہے' نہ آیات میں تعارض ہے ١٤۔ صالح بن عبید علیہ السلام کو' یہ قوم ثمود بن عامر ابن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھی' ان کی سترہ سو بستیاں تھیں' جو حجاز و شام کے درمیان وادی قریٰ سے حجر تک پھیلی ہوئی تھیں (عزیزی) ١٥۔ اس کا نام قیدار بن سالف تھا' جس نے آٹھ شخصوں کی مدد سے اونٹنی کو ہلاک کیا' قیدار ایک عورت عزہ پر عاشق تھا' اس کے کہنے پر یہ کیا' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عورت بڑا فتنہ ہے کہ پہلا قتل ہابیل کا عورت ہی کی وجہ سے ہوا۔ دوسرے یہ کہ کفار جرموں میں مختلف ہیں' بعض کم مجرم' بعض بڑے مجرم' تیسرے یہ کہ جن جانوروں کو اللہ تعالیٰ سے نسبت ہو جائے' وہ عظمت والے ہیں ان کی اہانت بڑی بدبختی ہے' سامری کا بچھڑا مستحق اہانت و ہلاکت تھا' کہ اسے کفار سے نسبت تھی' یہ اونٹنی واجب التعظیم' حضور نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا' کہ پچھلی امتوں میں ناقہ صالح کا قاتل سخت بدبخت تھا' اور اس امت میں تمہارا قاتل بڑا بدبخت ہو گا' (صاوی' عزیزی) کیونکہ وہ اونٹنی حضرت صالح کی مظہر نبوت تھی' اور حضرت علی حضور کے مظہر ولایت ہیں' چونکہ اس اونٹنی کا بچہ بھی ضائع ہو گیا تھا۔ اس لئے اس قوم پر عذاب آگیا' اور حضرت علی کی نسل تا قیامت باقی ہے' لہٰذا یہ امت ہلاک ہوئی' سادات کرام دنیا کے لئے امان ہیں (عزیزی) ١٦۔ یعنی اس کو قتل کر کے اس کی باری کے پانی پر ناجائز قبضہ نہ کرو' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حلال چیز منع فرما دینے سے حرام ہو جاتی ہے' اونٹ حلال ہے' مگر وہ اونٹنی حرام ہوئی' دوسرے یہ کہ نقصان دہ چیز سے پرہیز لازم ہے' اگرچہ حلال ہو بعض بزرگوں کے جنگل کا شکار' لکڑیاں مضر ثابت ہوئیں' ان سے مسلمان بچتے ہیں' اس کی اصل یہ آیت ہے' تیسرے یہ کہ جانور کا حق مارنا' اس پر ظلم کرنا بھی جرم ہے' چوتھے یہ کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی عظمت والی ہے' کہ اسے اللہ کی اونٹنی کہا گیا کہ وہ کسی شخص کی مملوک نہ تھی' کسی بندے کا کام نہ کرتی تھی' جیسے کعبہ یا مسجد کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے' نیز اس کی پیدائش قانون ولادت کے خلاف تھی' جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا جاتا ہے' لہٰذا جس مومن کے دل پر شیطان' نفس امارہ' دنیا کا قبضہ نہ ہو اس غیر اللہ کو دخل نہ ہو' وہ دل اللہ کا دل ہے' بلکہ جو بندہ اللہ کا ہو رہتا ہے تو اس کے ہاتھ' پاؤں' آنکھ' کان' اللہ کے ہو جاتے ہیں' کہ ان سے خدائی طاقت ظاہر ہوتی ہے' رب فرماتا ہے۔ ولکن اللہ رمیٰ اور فرماتا ہے۔ ید اللہ فوق ایدیھم علماء فرماتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جنت میں جائے گی' جیسے اصحاب کہف کا کتا۔ اور ہمارے حضور کا دراز گوش ١٧۔ اگرچہ کونچیں کاٹنے والا ایک تھا قیدار' لیکن چونکہ باقی لوگ یا اس کے مددگار تھے' یا اس سے راضی' لہٰذا سب کو کاٹنے والا فرمایا' اس سے معلوم ہوا' کہ گناہ کرنا' کرانا' راضی ہونا' سب جرم ہے' جیسے نیکی کرنا' کرانا' راضی ہونا سب ثواب ہے خیال رہے کہ یہ ناقہ قدرت الٰہی کی مظہر تھی' مگر چونکہ اونٹنی کی شکل میں تھی' لہٰذا ایک آدمی سے ذبح ہو گئی' یہ خلاف کے احکام ہیں' جیسے ہمارے حضور رب کا نور ہیں۔ بشکل بشر' لہٰذا کھاتے پیتے ہیں' یا عصاء موسوی سانپ بن کر کھاتا پیتا تھا' یا ہاروت' ماروت فرشتے تھے' مگر جب شکل انسانی میں آئے' تو کھاتے پیتے' بلکہ صحبت بھی کر سکتے تھے' اس لئے ان سے معصیت سرزد ہوئی' ١٨۔ اور بچے' بوڑھے' جانور' عمارتیں سب برباد کر دیں' کیونکہ انسان اصل ہے باقی اس کے تابع' جب وہ ہی ہلاک ہوا' تو سب ہلاک ہوئے' اس سے معلوم ہوا' کہ دنیا میں کبھی گنہگاروں کی وجہ سے بے گناہ بھی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں' آخرت میں یہ نہ ہو گا ١٩۔ یعنی رب کو کسی سے بدلہ لینے کا خوف نہیں' یا صالح علیہ السلام کو اب کسی بدلہ کا خوف نہ رہا۔ کیونکہ سارے کفار ہلاک کر دیئے گئے' معلوم ہوا کہ نبی کو مخلوق کی پروا نہیں' مخلوق کو ان کی حاجت ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹۷۹) بہترین مال (فسطاس غلام) اللہ کی راہ میں دیا' اور روز ازل سے متقی ہوئے' کہ دنیا میں آکر بھی گناہ نہ کیا' اور جنہوں نے ہر اچھی بات یعنی حضور کے ہر قول و فعل کو قولاً'' عملاً'' اعتقاداً سچ جانا' ہم ان کے لئے دنیا' نزع' قبر' حشر میں ہر طرح کی آسانیاں مہیا کر دیں گے بلکہ ان کی طفیل عالم کی مشکلیں آسان کر دیں گے' حضور کی وفات کے بعد اسلام و مسلمین کی مشکلیں' انہیں حل مشکلات صدیق اکبر کی طفیل حل ہوئیں' یا یہ مطلب ہے کہ جو شخص ہر طرح کا مال حقداروں کو دے اور زیادہ طعن و تشنیع' ایذاء رسانی سے بچے' تمام ایمانیات کی تصدیق کرے' اسے دنیا میں مرتے وقت قبر' حشر میں آسانیاں ہوں گی' غرضیکہ یہ آیت بہت جامع ہے' خیال رہے کہ صدقہ مال کا بھی ہوتا ہے' اعمال کا بھی' کمال کا بھی لہٰذا یہ آیت صرف امیروں کے لئے نہیں' بلکہ امیر و غریب سب کے لئے ہے' اسی لئے رب نے اعطیٰ کو مطلق فرمایا' مال کی قید نہ لگائی' ۶۔ امیہ بن خلف جس نے اپنا مال ہمیشہ مخالفت دین میں خرچ کیا۔ معلوم ہوا کہ حرام جگہ خرچ کرنا سخاوت نہیں' بلکہ اول درجہ کا بخل ہے۔ ۷۔ اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نیاز جانا' معلوم ہوا کہ اپنے کو حضور سے بے نیاز جاننا امیہ بن خلف کا طریقہ ہے' اور اپنے کو ہمیشہ حضور کا محتاج جاننا سنت صدیقی ہے۔ ان کا تو کعبہ معظمہ بھی حاجت مند ہے۔ کہ حضور کی رضا پر قبلہ بنا' اور حضور کے ہاتھوں بتوں سے پاک ہوا ۸۔ زندگی میں بھی کہ ایسے کاموں کی طرف رغبت ہو گی' جو دوزخ کا ذریعہ ہیں' زندگی غفلت میں گزارے گا' مرتے وقت بھی کہ جانکنی کے ساتھ گھر بار چھوٹنے' آگے عذاب قبر و حشر کا صدمہ ہو گا' قبر میں بھی کہ حساب قبر میں اسے دشواری ہو گی' قبر تنگ ہو گی' حشر میں بھی' حساب میں بھی' کہ حساب اس کا سخت ہو گا' اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ۹۔ چنانچہ امیہ بن خلف بدر میں بے کسی کی موت مارا گیا' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ عام مومنوں کی موت کو وفات اور خاص مومن کی موت کو عرس کہہ سکتے ہیں' مگر کافر و غافل کی موت کو ہلاکت کہتے ہیں' مومن اپنی زندگی کا مقصد پورا کر کے مرتا ہے جیسے نیک کار ملازم نیک نامی کے ساتھ ریٹائر ہو کر پنشن پاتا ہے مگر کافر اپنی زندگی کا مقصد پورا کئے بغیر ایسا مرتا ہے جیسے نالائق نوکر بدنامی کے ساتھ نکال کر جیل بھیجا جاتا ہے' دوسرے یہ کہ کافر و غافل کا مال موت کے وقت کام نہیں آتا۔ مگر مومن کا مال' اولاد وغیرہ سب کچھ کام آئے گا کیونکہ مال کا کام نہ آنا کفار کا عذاب ہے ۱۰۔ یعنی ہمارے ذمہ صرف اچھا برا راہ دکھانا ہے' نہ کہ کسی کو مجبور کر کے اچھا بنانا' ورنہ فرشتوں کی طرح انسان بھی جزا و ثواب کا حقدار نہ ہوتا' جیسے دنیاوی اچھائی برائی کی ہدایت کے لئے آنکھ' کان' ناک' زبان بخشی' جس سے پھول و کانٹے' میٹھے' کڑوے' ٹھنڈے گرم میں فرق کر سکے' پھر سورج کے نور' اطباء یونان کے ذریعہ ہدایت بخشی' ایسے ہی روحانی اچھائی برائی سمجھانے کے لئے عقل سلیم بخشی اور انبیاء اولیاء علماء پیدا فرمائے ۱۱۔ لہٰذا دنیا بھی ہم ہی سے مانگو' اور آخرت بھی' بعض لوگ صرف دنیا مانگتے ہیں' بعض صرف آخرت اور بعض دونوں' پہلے لوگ اشقی ہیں' تیسرے لوگ اتقی' دوسرے درمیانے' چونکہ دونوں جہان آباد رکھنا ہے' لہٰذا اشقی اور اتقی لوگ پیدا فرمائے' خیال رہے کہ انبیاء کرام و اولیاء سے دین و دنیا مانگنا ایسا ہے' جیسے دنیاوی حکام و حکیموں سے داد و دوا مانگنا نہ شرک ہے نہ گناہ' بلکہ حکم خداوندی ہے چونکہ آخرت دنیا سے افضل ہے کہ وہ باقی ہے' دنیا فانی' اور آخرت مقصود ہے دنیا وسیلہ ہے' آخرت میں کوئی نافرمان نہ ہو گا' دنیا میں لاکھوں ہیں' آخرت کے ہزاروں منکر ہیں' دنیا کا کوئی منکر نہیں' ان وجوہ سے آخرت کا ذکر پہلے فرمایا' دنیا کا بعد میں' دنیا باغ لگانے یا مکان بنانے' یا اولاد پالنے یا تحصیل علم کا زمانہ ہے' جو مشقت میں گزرتا ہے' آخرت پھل کھانے' آرام پانے کا زمانہ ہے' وہاں انشاء اللہ چین ہو گا ۱۲۔ جو خاص امیہ بن خلف کے لئے تیار کی گئی ہے' جیسا کہ آئندہ حصر سے معلوم ہو رہا ہے' یا ہاویہ کی آگ' جس سے دوزخ کے باقی طبقے پناہ مانگتے ہیں' اس میں صرف بدترین کفار رہیں گے' یا بائیس سال کی راہ سے کافروں کو کھینچے گی ۱۳۔ امیہ بن خلف جو بڑا ہی بدنصیب ہے کہ حضور کے معجزات دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا' جیسے حضور کو دیکھنے والے مومن بڑے خوش نصیب ہیں' ایسے ہی حضور کو دیکھ کر کافر رہنے والے بڑے بدنصیب' یا اس نے بلال جیسے ولی کو ستایا' ولی کے دشمن کو رب نے اعلان جنگ دیا (حدیث) لہٰذا وہ بڑا بدنصیب ہے' معلوم ہوا کہ ولی کا دشمن بڑا بدبخت ہے اگرچہ اس کے پاس مال و اعمال کا ذخیرہ ہو ۱۴۔ یعنی اسلامی احکام یا قرآن کریم' یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے جھوٹا جانا' اور عمل سے ان کی مخالفت کی' غرضیکہ قلب و قالب کا مجرم ہوا۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ گنہگار مومن سخت آگ کا مستحق نہیں' کہ اس کا دل انکاری نہیں' دوسرے یہ کہ کفار کے ناسمجھ بچے دوزخی نہیں کیونکہ انہوں نے دل و جسم کے دونوں جرم نہ کئے' تیسرے یہ کہ قرآن شریف اور بزرگوں کی طرف پیٹھ کرنا نہ چاہیے' کہ یہ بھی تولّی میں شمار ہے ۱۵۔ ان آیتوں میں ابوبکر صدیق کے بہت مناقب ارشاد ہوئے' ایک ان کا دوزخ سے بہت دور رکھا جانا' یا اس طرح کہ دنیا میں نہ کوئی گناہ سرزد ہوا نہ ہو گا' قبر و حشر میں دوزخ سے اتنا فاصلہ کہ وہاں کی گرمی تو کیا آواز بھی نہ آئے' رب فرماتا ہے لایسمعون حسیسہا یا اس طرح کہ ان کی اولاد بلکہ تاقیامت ان کے ماننے والوں کو دوزخ سے نجات ہو گی ۱۶۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق کی دوسری منقبت ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ساری امت محمدیہ میں ابوبکر صدیق بڑے متقی و پرہیزگار ہیں' کیونکہ اتقی مطلق ارشاد ہوا دوسرے یہ کہ بعد انبیاء ابوبکر صدیق کا بڑا پرہیزگار ہونا بھی قرآن سے ثابت اور بڑے پرہیزگار کا افضل ہونا بھی قرآن سے ثابت' لہٰذا افضلیت صدیق قطعی ہے' اس کا منکر گمراہ ہے' اس لئے رب نے انہیں اولوالفضل فرمایا' ولایاتل اولوالفضل منکم اور حضور نے انہیں اپنے مرض وفات میں تمام صحابہ کی امامت کے لئے منتخب فرمایا تیسرے یہ کہ جو شخص یا تاریخ حضرت صدیق کا عیب بیان کرے' وہ جھوٹی ہے' کہ قرآن کے خلاف کہتا ہے ۱۷۔ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے' ایک یہ کہ ابوبکر صدیق کے تمام صدقات و خیرات قبول ہیں' کیونکہ یہاں یؤتی مضارع فرمایا گیا' جو دوام تجددی چاہتا ہے' حضرت صدیق نے اپنا سارا مال غزوہ تبوک کے موقعہ پر خیرات کر دیا۔ حضور ان کا مال ایسا خرچ کرتے تھے جیسے باپ سعادت مند بیٹے کا مال بے تامل خرچ کرتا ہے مسجد نبوی کی زمین ابوبکر صدیق نے وقف کی' جس پر آج گنبد خضراء جنت کی کیاری' منبر رسول وغیرہ واقع ہے' حضرت بلال اور بہت سے غلاموں کو آزاد کیا' دوسرے یہ کہ ابوبکر صدیق کے ہر صدقہ میں اعلیٰ درجہ کا اخلاص ہے جس کی رب گواہی دے رہا ہے' تیسرے یہ کہ صدقہ و خیرات سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے' کیونکہ یہاں تزکّی سے شرعی زکوٰۃ مراد نہیں' کہ وہ تو بعد ہجرت فرض ہوئی اور سورہ والیل مکیہ ہے' دل کی طہارت اور فضائل کی زیادتی مراد ہے' بلکہ بزرگوں کے دیئے ہوئے مال' پانی' خشک روٹیوں کے کھانے سے دل منور ہو جاتے ہیں۔ حضور کے پاؤں کے دھوون سے شفا حاصل ہوتی تھی ۱۸۔ (شان نزول) بعض کفار مکہ نے کہا تھا' کہ شاید حضرت بلال یا امیہ بن خلف کا ابوبکر صدیق پر کوئی احسان ہو گا' جس کے بدلہ میں انہوں نے اتنی گراں قیمت میں حضرت بلال کو خرید کر آزاد کیا' ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' جس میں فرمایا گیا' کہ حضرت صدیق پر تم میں سے

کسی کافر کا یا حضرت بلال کا احسان نہیں' یہ مطلب نہیں کہ ان پر رب تعالیٰ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان نہیں جن سے روئے سخن ہے' وہ ہی یہاں مراد ہیں' اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں کے فضائل کی اہمیت کم کرنا کفار کا طریقہ ہے' جیسے آج قادیانی' دیوبندی' وغیرہم کا دستور ہے' دوسرے یہ کہ بزرگوں سے کفار کے طعن دفع کر کے ان کی عظمت ظاہر کرنا سنت الہیہ ہے' تیسرے یہ کہ راہ خدا میں چیز گران خریدنا' خسارہ نہیں نفع ہی نفع ہے ۱۹۔ یعنی ابوبکر صدیق نے حضرت بلال کو صرف رضا الٰہی کی تلاش میں آزاد کیا' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ابوبکر صدیق کی وہ شان ہے' کہ ان کے اخلاص و حسن نیت کا رب تعالیٰ گواہ ہے' دوسرے یہ کہ نیک کام جنت حاصل کرنے یا دوزخ سے بچنے کی نیت سے نہ کرے' صرف رب کو راضی کرنے کی نیت سے کرے' جب وہ راضی ہو گیا تو سب کچھ ہو گیا' تیسرے یہ کہ بندہ کو چاہیے' کہ جیسے روزی کی تلاش کرتا ہے' اس سے زیادہ رب کی رضا ڈھونڈے' جیسے روزی کے دروازے مختلف ہیں' ایسے ہی رضاء الٰہی کے دروازے مختلف ۲۰۔ یعنی عنقریب رب تعالیٰ ابوبکر صدیق سے راضی ہو جائے گا' یہ مطلب نہیں کہ آج ناراض ہے' بلکہ دنیا والوں پر اپنی رضا ظاہر فرمادے گا' دیکھ لو آج صدیق اکبر کو اپنے محبوب کے دامن میں جگہ دی' کل قیامت میں ان کا حشر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ ہو گا' پھر جنت میں حضور کا قرب' یا یہ مطلب ہے کہ عنقریب ابوبکر صدیق رب سے راضی ہو جائیں گے' انہیں اتنا دے گا کہ وہ خوش ہو جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ ابوبکر صدیق آج رب سے راضی نہیں' سبحان اللہ اپنے حبیب کے لئے فرمایا وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور ابوبکر صدیق کے لئے فرمایا وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ طرز کلام دونوں مقبولوں سے یکساں ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹۵۰) سے افضل ہے' کہ ہر آن آپ کے درجات بلند ہوتے رہیں گے اور آپ کا چاند عروج میں رہے گا' آیت کریمہ کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ کے توسل اور آپ کی وجہ سے لوگوں کی آخرت دنیا سے بہتر ہو گی' جو آپ کو چھوڑ دے گا' وہ آخرت میں ذلیل ہو گا ۵۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا میں اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے' چنانچہ رب نے دنیا میں آپ کو بے شمار معجزے بخشے' حتیٰ کہ آپ سرتاپا' معجزہ ہیں۔ اس کی تفصیل ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو' اور آپ کے دین کو مشرق و مغرب میں پھیلایا' آپ کو بہت اولاد اور بے شمار امت بخشی' اولین و آخرین کے علوم دیئے' آپ کا ذکر بلند فرمایا' برزخ میں آپ کی پہچان کو لوگوں کی کامیابی کا مدار ٹھہرایا' قیامت تک آپ کے روضہ انور پر فرشتے اور جن و انس سلامی بنائے' آخرت میں شفاعت عامہ' مقام محمود' وسیلہ حوض کوثر وغیرہ نعمتوں سے سرفراز فرمایا' اس آیت کے نزول پر حضور نے فرمایا' رب کی قسم ہے کہ میں اس وقت تک راضی یعنی خوش نہ ہوں گا' جب تک میرا ایک امتی دوزخ میں رہا' خیال رہے کہ یہاں صرف نبوت' یا وحی' یا محبوبیت کا عطا فرمانا مراد نہیں کہ وہ تو نزول والضحیٰ سے پہلے مل چکی تھیں' اور نہ صرف حوض کوثر یا خیر کثیر یا عالم کثرت مراد ہو سکتا ہے' کیونکہ وہ تو عطا ہو چکے' رب نے فرمایا إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ بلکہ ان کے علاوہ نعمتیں مراد ہیں' جو ہمارے وہم و خیال سے وراء ہیں' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام انبیاء رب کے محب و طالب ہیں' وہ سب رب کو راضی کرنا چاہتے ہیں' حضور رب کے مطلوب و محبوب ہیں کہ رب انہیں راضی فرمانا چاہتا ہے' اس لئے اسلام کے بہت سے احکام محض حضور کی رضا کے لئے نازل ہوئے' جیسے تبدیلی قبلہ' یا قیدی کفار کو فدیہ لے کر چھوڑنا وغیرہ' دوسرے یہ کہ حضور کے والدین جنتی ہیں' کیونکہ کوئی فرزند اپنے ماں باپ کے دوزخ میں رہنے پر راضی نہیں ہوتا' اور حضور کو رب تعالیٰ راضی فرمادے گا (روح البیان) لہٰذا رب ان کو دوزخ میں ہرگز نہ بھیجے گا' تا کہ محبوب کو ایذا نہ ہو' تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ حضور کے محبوب غلاموں کو جنت ضرور دے گا کہ اس میں حضور کی رضا ہے ۶۔ اس طرح کہ جب حمل شریف دو ماہ کا تھا' تو والد ماجد حضرت عبداللہ نے مدینہ منورہ میں وفات پائی' نہ کچھ مال چھوڑا نہ گھر یا جائیداد' حضرت عبدالمطلب اور آمنہ خاتون نے آپ کو پرورش کیا' جب عمر شریف چار یا چھ سال تھی تو والدہ ماجدہ بی بی آمنہ خاتون کی مقام ابواء میں رحلت ہو گئی آٹھ سال کی عمر ہوئی تو دادا عبدالمطلب بھی وفات پا گئے' اور اپنے فرزند ابوطالب کو جو حضور کے حقیقی چچا تھے' آپ کی پرورش کی وصیت فرما گئے۔ ابوطالب نے بے مثال خدمت و پرورش کی آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم نے آپ کی محبت عبدالمطلب اور ابوطالب کے دل میں ڈال دی' جس سے انہوں نے کمال شفقت سے آپ کو پالا' یہ پرورش در حقیقت ہماری طرف سے تھی' یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں' کہ ہم نے آپ کو در یتیم' بے مثل و بے نظیر پایا' تو اپنے قرب خصوصی میں آپ کو جگہ بخشی اور دشمنوں میں رہ کر آپ کی پرورش فرمائی' پھر رسالت و محبوبیت سے نوازا (خزائن و خازن و عزیزی وغیرہ) ۷۔ عربی میں ضال کے پانچ معنی ہیں' کافر و گمراہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ' بے خبر ناواقف ضل الماء فی اللبن نشان ہدایت جیسے اونچا درخت یا بلند عمارت جو مسافر کے لئے رہبر ہو' یہاں پہلے معنی نہیں ہو سکتے' کیونکہ رب نے فرمایا ما ضل صاحبکم وما غوی کفار مکہ نے بھی حضور کو شاعر ساحر' مجنون کہا' کسی نے آپ کو گمراہ یا گنہگار نہ کہا' دوسرے معنی بھی یہاں نہیں بنتے' کیونکہ حضور ظہور نبوت سے پہلے نہ عقاید سے بے خبر تھے نہ نیک اعمال سے' بحالت اعتکاف و عبادت آپ پر پہلی وحی آج' معراج کو جاتے ہوئے نبیوں' فرشتوں کو بیت المقدس میں نماز پڑھائی' حالانکہ امام مقتدیوں سے زیادہ عالم ہونا چاہیے علماء فرماتے ہیں کہ یہاں یا چوتھے معنی مراد ہیں' یعنی آپ کفار میں گھرے ہوئے تھے' رب نے آپ کو ہدایت پر رکھا' یا آپ وہ نشان ہدایت ہیں' جسے تمام عالم دیکھ کر ہدایت پاتا ہے۔ لہٰذا ہدیٰ کا مفعول حضور نہیں بلکہ عام مخلوق ہے' صوفیا کے نزدیک ضلال سے مراد جذب ہے' اور ہدایت سے مراد سلوک' جذب سے سلوک اعلیٰ ہے' موسیٰ علیہ السلام کا دیدار جلوہ الٰہی سے غشی میں آ جانا' جذب تھا خر موسیٰ صعقا" اور معراج میں حضور کا عین ذات دیکھ کر تبسم فرمانا سلوک ہے۔ ما زاغ البصر وما طغیٰ یعنی رب تعالیٰ نے آپ کو عشق الٰہی میں وارفتہ و مجذوب پایا تو درجہ سلوک عطا فرمایا ۸۔ یعنی رب نے آپ کو شاہی خاندان۔ یا مالداروں میں پیدا نہ فرمایا' بلکہ مسکینوں میں اور مسکینی حالت میں پیدا فرمایا' تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے' کہ اسلام کا عروج مال یا حکومت سے ہوا' پھر بی بی خدیجہ' پھر ابوبکر صدیق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے مالوں کے ذریعہ غنی فرمادیا' جیسے باپ سعید اولاد کے مال سے یا بادشاہ رعایا کے مال سے غنی ہو جاتا ہے' لہٰذا درجہ حضور ہی کا اعلیٰ ہے' اس سے معلوم ہوا کہ بی بی خدیجہ و صدیق اکبر بڑے خوش نصیب ہیں اور بڑے غنی ہیں کہ رب نے انہیں اپنے حبیب کے لئے غنی فرمایا خود وہ حضرات بہت خوش نصیب تھے کہ انہیں اس خدمت کا موقعہ ملا' یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مرید یا شاگرد یا بیٹا سعید ہے' جس کا مال پیر' استاد' باپ پر خرچ ہو' یا اس طرح غنی کر دیا' کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں' بلکہ عرش و فرش کا آپ کو مالک بنا دیا رب فرماتا ہے۔ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اور فرماتا ہے اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ حضور فرماتے ہیں

کہ مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں' اور فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں' تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلیں' غرضیکہ حضور جیسا غنی نہ ہوا ہے نہ ہو گا' جسے رب غنی کرے اس کے غنی کا کیا کہنا' رب نے روئے زمین کے بادشاہوں کو فقیر فرمایا' وانتم الفقراء یا یہ مطلب ہے کہ آپ کو غنا نفس بخشا' کہ آپ کی وسعت نظر میں سونا ٹھیکری کی طرح بے قدر ہے حضور جس پر نظر فرماتے ہیں غنی کر دیتے ہیں' جیسا کہ احادیث میں ہے' بخاری کتاب التفسیر میں ہے کہ ہم نے تم کو عیالدار پایا' تو غنی کر دیا' تاکہ تم اپنی ساری عیال کو پرورش کرو یعنی عیال عول سے ہے نہ کہ عیلہ سے' سارا جہان حضور کا عیال ہے' حضور کے دروازے سے پل رہا ہے خیال رہے کہ جماعت انبیاء میں چار نبی تو نگر گزرے' ابراہیم' سلیمان' داؤد' یوسف علیہ السلام باقی انبیاء مساکین' چونکہ ہمارے نبی تمام انبیاء کی صفات کے جامع ہیں' لہٰذا آپ مسکین بھی تھے۔ اور تو نگر بھی کیونکہ اے محبوب آپ بھی یتیم رہ چکے ہیں' آپ کو یتیموں کے دکھ' درد اور ان کی شکستگی قلب کی خبر ہے' خیال رہے کہ قہر کے معنی ہیں غلبہ' ناجائز دباؤ' سختی و ظلم پہلے معنی محمود ہیں' اس معنی سے رب کو قہار یا قاہر کہتے ہیں' آخری معنی مذموم ہیں' ناجائز دباؤ اور ناجائز سختی میں تمام قسم کی زیادتیاں داخل ہیں' یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھانا انہیں جھڑکنا یا ظلماً' مارنا وغیرہ سب ہی حرام ہے' عرب کے کفار یتیموں کے مال پر قبضہ کر کے انہیں محروم کر دیتے تھے' جیسے ہندوستان کے مسلمان یتیم بچوں کو ان کی میراث سے محروم کرتے ہیں' فقہاء فرماتے ہیں کہ میت نے اگر نابالغ اولاد چھوڑی ہو' تو مشترکہ مال سے میت کے ختم' فاتحہ کرنا حتیٰ کہ کفن کے اوپر کی چادر اور مصلے جو خیرات کر دیئے جاتے ہیں' دینا سب حرام ہے کہ اس میں یتیموں کا حق ہے ۹۔ خیال رہے کہ مال کا منگتا غنی کے دروازے پر جاتا ہے اور کمال کا منگتا کامل کے در پر مال کا منگتا شیخ کے' دوا کا منگتا حکیم کے دروازہ اور ولو کا منگتا حاکم کے دروازہ پر' حضور کا دروازہ وہ دروازہ ہے جہاں سارے منگتوں کا بھلا ہے کیونکہ یہاں سائل میں کوئی قید نہیں پھر یہ تمام دروازے داتاؤں کے مرنے پر بند ہو جاتے ہیں مگر حضور کا دروازہ ہر منگتے کے لئے ہمیشہ کھلا رہے گا' کہ حشر میں بھی حضور ہی سے سارا عالم شفاعت کی بھیک مانگے گا۔ کیونکہ یہاں زمانہ کی بھی قید نہیں جیسے مہمان باپ یہ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ کہ اس کے بیٹے کے دروازے فقراء کے لئے کھلے ہوں ایسے ہی رب اسی سے خوش ہے کہ اس کے محبوب کے دروازے پر بھکاریوں کی بھیڑ ہو' لفظ سائل سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور سے ہر قسم کی دینی دنیاوی نعمتیں مانگنا جائز ہے' حضور مجھے جنت اولاد' ایمان دے دو' دوزخ سے بچالو وغیرہ' کیونکہ رب نے عالم کو حضور کا سائل قرار دیا' اس لئے صحابہ نے حضور سے شفاء' جنت' اولاد مانگی ہے' جانوروں نے داد فریاد مانگی' دوسرے یہ کہ رب نے حضور کے خزانے بھر دیئے' ورنہ سائلوں کا وہاں نہ بھیجا جاتا' فرماتا ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا الخ۔ ڈپو میں پہلے' کھانڈ حکومت کی طرف سے جمع کر دی جاتی ہے' پھر کارڈ والوں کو وہاں بھیجا جاتا ہے' تیسرے یہ کہ ہر جگہ سے حضور سے مانگنا جائز ہے' مدینہ پاک حاضر ہونے کی قید نہیں' چوتھے یہ کہ عالم طلباء کو' مشائخ مرید صادق کو' غنی بھکاری کو نہ جھڑکیں کہ یہ سب سائلین ہیں' کبھی سائلین کے لباس میں کوئی مقبول بندہ بھی ہوتا ہے' جو ہمارے امتحان کے لئے آتا ہے ۱۰۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کو تین قسم کی نعمتیں عطا فرمائیں' ظاہری نعمتیں' جن کے عام اعلان کا حکم دیا' جیسے نبوت و شفاعت وغیرہ کہ ان کے ماننے پر لوگوں کا ایمان موقوف ہے' نعمت خفیہ جن کے خاص اظہار کی اجازت دی گئی ہے' جن کی پہچان سے لوگوں کو عرفان ملتا ہے' نعمت سریہ جو رب تعالیٰ مخصوص انعام ہے جس کے اظہار کی بالکل اجازت نہیں' یہ اسرار الٰہی میں سے ہے' فرماتا ہے۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ۔ یہاں پہلی دو قسم کی نعمتیں مراد ہیں' چونکہ جو کچھ حضور کو رب نے فرمایا' اپنے فضل سے دیا' اس لئے اسے نعمت فرمایا' یعنی انعام ۱۱۔ زبان سے' عمل سے' حال سے رب کی نعمتیں ظاہر کرو کہ یہ رب کا شکر ہے اور اس پر لوگوں کا ایمان و عرفان موقوف ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں کو صورت و سیرت اسلامی رکھنی چاہیے' کہ اس میں رب کی نعمت یعنی اسلام کا اظہار ہے' جب مسجد' مندروں' گرجاؤں سے ممتاز چاہیے' تو مسجد والے مسلمان بھی مندر والے ہندوؤں اور گرجا والے عیسائیوں سے ممتاز چاہئیں۔ دوسرے یہ کہ میلاد شریف' گیارہویں شریف' عرس بزرگان بہترین اعمال ہیں' کہ ان میں حضور کی ولادت اور اولیاء اللہ کا چرچا ہے یہ حضرات اللہ کی نعمت ہیں' تیسرے یہ کہ حضور کی نعت گوئی بہترین عبادت ہے کہ حضور کے محامد ہمارے لئے رب کی نعمتیں ہیں' ان کا چرچا رب کی نعمتوں کا چرچا ہے اللہ نصیب کرے'۔ (شان نزول) حضور نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا' کہ مولیٰ تو نے آدم علیہ السلام کو خلت' موسیٰ علیہ السلام کو تورات بخشی' مجھے کیا بخشا' اس کے جواب میں یہ سورت آئی' (روح البیان) ۱۲۔ سینہ کشادہ کرنے سے مراد یا سینہ چاک کرنا ہے یا سینہ کھولنا' یا وسیع فرمانا' اگر پہلے معنی مراد ہوں تو خیال رہے کہ حضور کا سینہ مبارک ۳ یا ۴ بار چاک کر کے قلب مبارک دھویا گیا اول بی بی حلیمہ دائی کے ہاں' تاکہ دل میں کھیل کود کی رغبت نہ ہو' پھر شروع شباب میں' تاکہ جوانی کی غفلت نہ آنے پائے' پھر عطاء نبوت کے قریب تاکہ دل بار نبوت کو برداشت کر سکے' پھر معراج کی رات تاکہ عالم ملکوت کے نظارہ اور دیدار الٰہی کا تحمل ہو سکے' یہ ظاہری شرح صدر ہے' اور اگر کھولنا مراد ہے تو خیال رہے کہ دل کے دو دروازے ہیں' ایک روح کی طرف دوسرا نفس کی طرف' پہلا وسیع ہے دوسرا تنگ' فرمایا گیا کہ ہم نے آپ کے دل کا وہ دروازہ کھول دیا' جو روح کی طرف ہے' اب اس دل میں نفس اور شیطان کے فسادات آ سکتے ہی نہیں' لہٰذا آپ معصوم ہیں' اگر تیسرے معنی مراد ہوں تو مطلب یہ ہو گا' کہ ہم نے آپ کا سینہ ایسا وسیع کیا' کہ اس میں علوم غیبیہ' اسرار الٰہیہ' معرفت و ہدایت کی گنجائش ہو گئی' دنیا سے تعلق رب سے غافل نہیں کرتا' رب سے تعلق دنیا سے بے خبر ہونے دیتا' تمام عالم کو آپ بے تکلف سنبھالیں گے' دیکھو آج بھی آن کروڑوں سلام' درود' امت کے اعمال پیش ہو رہے ہیں' سب کو جواب عطا ہو رہا ہے' شفاعتیں جاری ہیں' وغیرہ' صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ حضور کا سینہ خزینہ الٰہی کا کھلا ہوا دروازہ ہے کہ جس کو جو ملے گا' حضور سے ملے گا' اور جو رب تک پہنچے گا وہ حضور کے ذریعہ ہی پہنچے گا' دروازہ کا یہی کام ہے' یا آپ کا سینہ غلافوں سے کھلا ہوا آئینہ ہے' جس میں عالم غیب و شہادت منعکس ہو رہے ہیں' اس آیت میں اس ہی طرف اشارہ ہے' یا یہاں شرح۔ معنی فتح ہے اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور معصوم ہیں' جیسا کہ شرح کی پہلی تفسیر سے معلوم ہوا ہے' دوسرے یہ کہ حضور کو علوم غیبیہ عطا ہوئے' جیسا کہ شرح کی تفسیر صوفیانہ سے معلوم ہوا تیسرے یہ کہ شرح صدر اللہ کی بڑی نعمت ہے' اسی لئے موسیٰ علیہ السلام نے اس کی دعا کی تھی رب اشرح لی صدری چوتھے یہ کہ حضور اللہ کے پیارے ہیں۔ کہ رب نے بغیر مانگے حضور کو یہ نعمت بخشی' دوسروں کے سینے یا نیک اعمال سے صاف ہوتے ہیں یا اچھی صحبت سے۔ مگر حضور کا سینہ بلاواسطہ رب نے صاف کیا' اور جیسے صاف آئینے میں جب سورج کا عکس پڑتا ہے' تو وہ آئینہ سورج کا سا کام کرتا ہے' ایسے ہی جب سینہ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب نے صاف فرما کر اپنی ذاتی تجلی ڈالی' تو حضور سے ربانی فیوض جاری ہوئے' آئینہ سورج نہیں مگر سورج کا سا کام کرتا ہے' ایسے ہی حضور خدا نہیں مگر خدائی کام کرتے ہیں' ۱۳۔ حضور کو کفار عرب کی پستی دیکھ کر دکھ ہوتا تھا' رب نے وعدہ فرما لیا کہ اسی عرب سے آپ کے ذریعہ ایسے آب دار موتی نکالوں گا جن سے قیامت تک دنیا روشن رہے گی' یا حضور کو خانہ کعبہ کی بے حرمتی سے دکھ ہوتا تھا' رب نے خبر دے

دی کہ تمہارے ذریعہ کعبہ ہمیشہ کے لئے بجائے بت خانہ کے خانہ خدا بن جائے گا' عرب کی پستی' کعبہ کی حالت' تمہاری عظمت شان دکھانے کے لئے ہے' سورج کی قدر اندھیرے سے ہوتی ہے' یا تاقیامت امت کی بد عملیاں ملاحظہ فرما کر قلب پاک کو دکھ تھا' رب نے شفاعت دے کر حضور کے قلب کو تسلی دی' معلوم ہوا کہ حضور اپنی امت کے سارے حالات سے خبردار ہیں' ورنہ آپ کو دکھ نہ ہوتا' کیونکہ اس زمانہ میں سارے صحابہ متقی تھے' صوفیا فرماتے ہیں کہ بوجھ سے مراد نبوت' شفاعت' تبلیغ' نعمت الہیہ کی تقسیم' قرآن کی تبلیغ و تفہیم کی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے جو حضور پر گراں تھا' اور اس بوجھ کے اتارنے سے مراد ہے حضور کو ایسے جان نثار صحابہ عطا فرمانا جنہوں نے ان سارے کاموں میں حضور کا ہاتھ بٹایا' لہٰذا یہ آیت حضور کی نعت اور صحابہ کرام کی منقبت ہے' خیال رہے کہ ذمہ داریاں ایماندار کے لئے بوجھ ہیں' اور بے ایمان' غدار کے لئے عیش کا سامان' اس بوجھ کو ملاحظہ فرما کر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا رب اشرح لی صدری ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کیا رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد ۔ یوسف علیہ السلام زمانہ قحط سالی میں ایک وقت صرف چند لقمے کھاتے تھے' فاروق اعظم نے اپنی خلافت میں گھی کھانا' چھوڑ دیا تھا' لہٰذا جھ فرمانے میں حضور کی امانتداری کا اظہار ہے نہ کہ آپ کی توہین۔ یا یہ مطلب ہے اپنے بعد اسلام و قرآن فنا ہو جانے کا اندیشہ و غم تھا' ہم نے وعدہ فرمالیا کہ آپ کی امت میں تاقیامت علماء اولیاء پیدا کئے جائیں گے' جس سے دین محفوظ رہے گا' آپ کا یہ غم دور ہو گیا' معلوم ہوا کہ حضور کے صحابہ اور علماء دین حضور کا ایسا ہاتھ بٹانے والے ہیں' جیسے لائق بیٹا باپ کا' اس لئے رب نے جمع قرآن و جمع حدیث' علوم دینیہ بنانے کا کام ان بزرگوں سے لیا' یا مطلب یہ ہے کہ آپ کو نبوت کی ذمہ داریوں سے دلی تنگی ہوتی تھی' تو ہم نے آپ کو سکینت' ہمت' جرائت' استقلال' دل کی وسعت کی نعمتیں بخش کر یہ بوجھ اتار دیا' خیال رہے کہ سکون قلبی تین قسم کا ہے وہبی' کسبی' اور عطائی' وہبی سکون انبیاء خاص اولیاء کو رب کی طرف سے بلاواسطہ ملتا ہے' کسبی ذکر' نیک اعمال' خدا کے خوف سے نصیب ہوتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب' اور عطائی سکون و جرائت اچھی صحبت سے میسر ہوتا ہے' گیارہ برس کے بچوں نے ابوجہل کو مار دیا' موسیٰ علیہ السلام کے جادوگروں نے فرعون سے کہہ دیا نہایت لاپروائی سے کہ فاقض ما انت قاض' یہ نبی کے فیض صحبت سے حاصل ہوا' سکون قلبی مرتے وقت' قبر میں' حشر میں ہر جگہ کام آتا ہے' یہ رب کی بڑی نعمت ہے' رب نصیب کرے ۱۴۔ چند طرح نمبر ۱ انبیاء کرام سے' آپ پر ایمان لائے اور آپ کی خدمت کا عہد لیا' نمبر ۲ سب کے ذکر فقط فرش پر ہی تمہارا ذکر' فرش و عرش جنت میں نمبر ۳ اپنے نام کے ساتھ تمہارا نام رکھا۔ کلمہ اذان' نماز' خطبہ ہر جگہ انبیاء کرام کو نام سے پکارا تمہیں اچھے اچھے القاب سے نمبر ۴ تمہارے ذکر کو اپنے ذکر کا تکملہ قرار دیا' کہ تمہارے ذکر کو چھوڑ کر رب کا ذکر مفید نہیں نمبر ۵ ہر وقت ہر جگہ تمہارا ذکر جاری رکھا' سارے بازار کبھی نہ کبھی بند ہو جاتے ہیں' مگر تمہارا بازار کبھی بند نہ ہو گا' خیال رہے کہ رفعنا ماضی ہے' جس سے معلوم ہوا کہ تمہارا ذکر ہمیشہ سے بلند ہے' پھر چونکہ ہم نے بلند کیا ہے اس لئے اسے کوئی نہیں نیچا کر سکتا' جیسے کوئی شخص چاند سورج کو نہیں بجھا سکتا کہ یہ اللہ کے روشن کئے ہیں' ایسے ہی تمہیں کوئی نیچا نہیں کر سکتا' نیز اوروں کو دولت و سلطنت وغیرہ سے بلندی ملتی ہے' مگر تمہیں بلندی بلاواسطہ رب سے ملی' خیال رہے کہ ہم پر تین زمانے آتے ہیں' نمبر ۱ دنیا میں آنے سے پہلے کا' نمبر ۲ دنیا میں آنے اور یہاں رہنے کا وقت نمبر ۳ دنیا سے جانے کے بعد' ہم پہلے اور تیسرے زمانے میں گم نام ہوتے دوسرے میں کچھ نامور' مگر حضور ان تینوں زمانوں میں نامور ہیں' کیونکہ کہ نمونہ ذات الٰہی ہیں' نمونہ کبھی نہیں چھپایا جاتا' رفعنا ہر زمانے کے لئے ہے ۱۵۔ یہ آیت یا تو حضور کی نعت ہے' یعنی اے محبوب' آپ کو جو دشواریاں پیش ہیں' اسباب کی کمی اور ذمہ داریوں کی فراوانی' ان کے ساتھ بڑی آسانیاں بھی عنقریب ظاہر ہوں گی' خیال رہے کہ حضور پر دشواریاں ڈالنا بھی حضور کے اظہار شان کے لئے ہے کہ تمام مقابل مات کھائیں' حضور کا سورج چمکے' تو بے اختیار زبان سے نکلے (مصرع)۔۔۔۔ مصطفیٰ تیری شوکت پہ لاکھوں سلام۔۔۔۔۔ اور یا آئندہ امت کی ڈھارس بندھانے کے لئے کہ کسی دشوار کام پر گھبرا نہ جائیں' حضور کے واقعات کو مشعل راہ بنائیں' یا اس آیت میں قانون قدرت کا بیان ہے' اس میں دو قانون ارشاد ہوئے۔ ایک یہ کہ دنیا میں تنگی ترشی اور سختی ضرور پیش آئے گی' دوسرے یہ کہ ہر سختی کے ساتھ نرمی اور ہر تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہو گی' اس صورت میں اس سے مراد یا تو حقیقی ہمراہی ہے' یعنی ہر مصیبت کے اندر راحت ہے' سخت گرمی میں ہزارہا امراض کا دفعیہ ہے اور کھیتوں کے لئے مفید ہے' بے موسم بارشیں بیماریوں کا علاج ہیں' اور دانوں کو ٹھنڈا کر کے کھانے کے قابل بناتی ہیں' نزلہ' زکام' دماغی امراض کا دفعیہ ہے' دست و بخار ہزارہا بیماریوں سے بچاؤ۔ حکیم کے ہر نشتر میں شفا ہے' کڑوی دوا میں مصلحت ہے' رب تو احکم الحاکمین ہے یا مع سے مراد مجازی ہمراہی یعنی ہر مصیبت کے بعد متصل ہی راحت ہے' جیسے کہا جاتا ہے کہ جمعہ کے ساتھ ہفتہ ہے یہ قانون زمین و آسمان اور ہر طرح کی مخلوق پر جاری ہے' اندھیرے کے بعد اجالا ہے' سخت گرمی کے بعد سردی' خزاں کے بعد بہار ہے' ایسے ہی انشاء اللہ خسارہ کے بعد نفع ہے' بیماری کے بعد شفاء' شکست کے بعد فتح' رونے کے بعد ہنسی' عبادت کے بعد قبولیت' توبہ کے بعد بخشش۔ فراق کے بعد وصال' عشق کے بعد محبوبیت' لہٰذا رب سے امید رکھو' امید بہترین عبادت ہے' خیال رہے کہ مصیبت اس بھٹی کی طرح ہے' جو گندے لوہے کو صاف اور صاف لوہے کو پرزہ بنا کر قیمتی' اور سونے کو زیور بنا کر محبوب کے وصال کے لائق کر دیتی ہے' ایسے ہی مصیبت گنہگاروں کو گناہوں کی میل سے صاف کرتی ہے' نیک کار کے مراتب بڑھاتی ہے اور محبوبوں کا قرب زیادہ کرتی ہے' ۱۶۔ اس آیت میں یا تو تاکید کے لئے تکرار فرمائی گئی یا ایک خاص نعمت کی طرف اشارہ فرمایا گیا' کہ دونوں جگہ عسر کو معرفہ اور یسر کو نکرہ فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ ایک تنگی کے بعد دو سہولتیں ہیں' یا تو دنیا ہی میں یا ایک دنیا میں' اور دوسری مرتے وقت' یا قبر میں یا حشر میں' کہ رب تعالیٰ صابر مومنوں کو ان مقامات میں آسانی بخشے گا کیونکہ جب نکرہ مقرر ہو' تو دوسرے نکرہ سے پہلے کا غیر مراد ہوتا ہے' جیسے میرے پاس ایک آدمی آیا' اور ایک آدمی نے کہا' معلوم ہوا کہ آنے والا اور ہے اور کہنے والا دوسرا ۱۷۔ کیونکہ نماز کے بعد دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ خصوصاً نماز تہجد کے بعد' یا معنی یہ ہیں' کہ جب تم تبلیغ سے فارغ ہو تو دوسرے کام میں کوشش کرو' کیونکہ بیکار رہنا ممنوع ہے ۱۸۔ اس طرح کہ دست بکار اور دل بیار ہو' یا اپنی عبادات کے عوض جنت بھی نہ چاہو' صرف رضاء' رب کے طلب گار ہو' یا دنیا میں دل نہ لگاؤ کہ فانی ہے رب سے دل لگاؤ کہ وہ باقی ہے' دریا میں کشتی ہو تو نجات ہے اور کشتی میں دریا آ جائے' تو ہلاکت ہے دل دنیا میں رہے' دل میں دنیا نہ رہے' وہ یار کے رہنے کی جگہ ہے' خیال رہے' رب سے محبت کی وہ خصوصی نشانیاں ہیں' ایک اس کے محبوب بندوں اور محبوب چیزوں سے محبت' دوسرے کسی حال میں اس سے ناراض نہ ہونا۔

(بقیہ صفحہ ٩٥١) ہے' جہاں دیدار یار کا بازار لگا ہے' جہاں سب کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں' جہاں اللہ کی تمام نعمتوں کے سودے ملتے ہیں' بشرطیکہ عقیدت و محبت کی نقدی لائے' یا اس سے حضرت علی مرتضٰی مراد ہیں' جو مدینہ علم کے دروازہ ہیں' جن کے ذریعہ تاقیامت اولیاء اللہ کو ولایت کے سودے ملیں گے' خیال رہے کہ چیز بنتی ہے کارخانوں میں' مگر ملتی ہے بازار میں' اللہ کی نعمتیں بنتی ہیں کارخانہ' قدرت میں' مگر ملتی ہیں ان بازاروں سے' ٤۔ مشرکین انسان کو ساری مخلوق سے ادنیٰ مانتے ہیں' اس لئے پتھروں' دریاؤں' چاند' سورج کی پوجا کرتے ہیں' موحدین کا خیال تھا کہ جن و فرشتے انسان سے افضل ہیں کہ جن طاقت میں' فرشتے رب کی اطاعت میں زیادہ ہیں' اس لئے رب تعالیٰ نے انسان کی افضلیت چھ تاکیدوں سے بیان فرمائی' چار قسمیں اور لام و قد اگر انسان اپنا درجہ پہچان لے' تو نہ بت پرستی کرے نہ گناہ' کیونکہ اعلیٰ ہستی کے مالک کو کام بھی اعلیٰ کرنا چاہیے' انبیاء کرام بھی اسی لئے تشریف لائے کہ انسان کو اس کا مرتبہ بتائیں من عرف نفسہ فقد عرف (ربہ) کے یہ ہی معنی ہیں' ٥۔ تقویم کے معنی صورت بھی ہیں اور ترکیب بھی' یہاں دونوں معنی درست ہیں' رب نے انسان کو اپنے دست قدرت سے بنایا' اس لئے اس کو بشر کہتے ہیں' یعنی رب کے ہاتھ سے بنائی ہوئی مخلوق' مباشرت' بالید سے بنا' نیز اسے بنانے سے پہلے اس کی عظمت و خلافت کا اعلان فرما کر فرشتوں کو اس کے سجدے کے لئے تیار فرمایا' پھر اسے انوکھی صورت بخشی' قامت سیدھی' صورت جمیل کہ جنات فرشتے بھی اس پر فریفتہ ہوتے ہیں بلکہ اللہ کا محبوب بھی انسان ہی بنا' صلی اللہ علیہ وسلم' کھانے کے لئے ہاتھ دیئے' تا کہ کھانے کے آگے نہ جھکے' صرف رب کے آگے جھکے' ہر عضو مناسب بخشا کہ نہ ناک ہاتھی کی طرح لمبی نہ پرندوں کی طرح غائب' وغیرہ' جسم ایسا بخشا کہ اس سے قیام' رکوع' سجدہ' قعدہ ساری عبادتیں ہو سکیں' دوسری مخلوق میں یہ نہیں' اسی لئے حضرت جبریل جب حضور کو نماز پیش کرنے آئے' تو شکل انسانی میں آئے کہ جبریلی شکل میں پوری نماز پڑھنا غیر ممکن تھی' انسان جب بیٹھتا ہے تو محمد بنتا ہے' سر میم' کندھا ح' کمر میم' زانو دال' اگر تقویم' معنی ترکیب ہو' تو مطلب یہ ہو گا کہ ہم نے انسانوں کو اچھے اعضاء سے مرکب کیا' کہ اس کے اعضاء وہ کام کرتے ہیں جو جانوروں کے اعضاء نہیں کرتے' یہ آنکھ سے دیکھتا بھی ہے' اشارے بھی کرتا ہے' رو کر گناہ بھی بخشوا لیتا ہے' زبان سے چکھتا بھی ہے' بولتا بھی ہے' اس کا دل یار کا کاشانہ بھی ہے' اس کے اندر غضب' شہوت' وہم' خیال کے چار ملک آباد ہیں' جن پر عقل حکمران ہے' عقل کے وزیر نفس و قلب ہیں' عقل کی ہدایت کے لئے شریعت کی روشنی بخشی' عشاق کہتے ہیں' کہ رب نے جماعت انسانی کو اچھے برے لوگوں سے مرکب فرمایا' جیسے گھر میں پاخانہ بھی ہوتا ہے آرام کرہ بھی' ایسے ہی اس جماعت میں فرعون بھی ہے اور موسیٰ علیہ السلام بھی' یہ جماعت انسانی کی احسن تقویم ہے' جیسے پاخانہ آرام کرہ کی مثل نہیں' اگرچہ دونوں اینٹ چونہ سے بنے ایسے ہی غیرنبی' نبی کی طرح نہیں ہے اگرچہ اعضاء یکساں ہیں' ٦۔ یعنی انسان نے مذکورہ نعمتوں کی قدر نہ کی' اور کفر و بد عملی اختیار کی' تو ہم نے اسے جانوروں سے بدتر' کیڑوں مکوڑوں' گندگیوں سے کمتر کر دیا' کہ اس کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا' معلوم ہوا کہ کافر جانور سے بدتر ہے اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں جانوروں کے لئے جگہ تھی مگر کفار کے لئے نہ تھی' یا یہ مطلب ہے کہ بڑھاپے میں انسان کو بچوں اور دیوانوں سے بھی کم کر دیا' کہ حسن' عقل اور زور دے کر چھین لئے' معلوم ہوا کہ یہ چیزیں ہماری نہیں' بلکہ رب تعالیٰ کی ہیں' اِلَّا الَّذِیْنَ سے معلوم ہوا۔ کہ مومن متقی کو بڑھاپے کی بدحواسی سے محفوظ رکھا جاتا ہے ٧۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ایمان' اعمال پر مقدم ہے' ایمان کے بغیر کوئی نیکی درست نہیں' دوسرے یہ کہ نیکی ہمیشہ کرنی چاہیے' صرف ایک بار پر کفایت نہ کرے' تیسرے یہ کہ ہر قسم کی نیکی کرے کسی کو معمولی سمجھ کر چھوڑے نہیں کیونکہ رب نے ایمان کو عمل پر مقدم کیا' اور عملوا کو ماضی دائمی فرمایا' صالحات جمع ارشاد ہوئی' خیال رہے کہ مومنوں کی چھوٹی اولاد کو ان کے والدین کے ایمان و عمل کام آئیں گے ایسے ہی ہم جیسے گنہگار کسی نیک کار کی طفیل بخشے جائیں گے' لہٰذا یہ آیت ایصال ثواب کے خلاف نہیں' بخشا ہوا مل گویا حکماً' خود اس کا ہی عمل ہے جس کو بخشا گیا ٨۔ یعنی دائمی' اس طرح کہ نیک کار بندہ کو بڑھاپے' بیماری' سفر میں اتنی ہی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے' جتنی وہ جوانی تندرستی' اقامت میں کرتا تھا' اور اس کے مرنے کے بعد اس کے کاتبین فرشتے اس کی قبر پر تاقیامت عبادت کرتے ہیں جس کا ثواب اس صاحب قبر کو ملتا رہتا ہے (عزیزی و روح) ٩۔ یعنی اے کافرو! اپنے پر اتنے آثار چڑھاؤ دیکھ کر قیامت کا کیسے انکار کرو گے' جو رب تم کو ایک بار نیست سے ہست کر سکتا ہے' وہ دوبارہ بھی کر سکتا ہے' یا اے محبوب اب کون ہے جو تمہارے دین کو جھٹلائے' اتنے دلائل دیکھ کر (روح) معلوم ہوا کہ دلائل قدرت میں غور و فکر کرنا عبادت ہے' کفار چونکہ حضور کو دنیاوی امور میں امین' صادق الوعد مانتے تھے' آپ کے دین کے منکر تھے' اس لئے یہاں دین کا ذکر فرمایا۔ ١٠۔ ہے اور ضرور ہے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ رب نے اپنے بعض بندوں کو بھی حاکم بنایا ہے۔ بادشاہ ملک کا ظاہری حاکم ہے' انبیاء و اولیاء اندرونی حکام' ہمارے حضور ملک و ملکوت کے حاکم' جیسا کہ حاکمین جمع فرمانے سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ رب کے سوا کوئی احکم الحاکمین نہیں' کیونکہ احکم الحاکمین وہ ہے جس کی حکومت ہمیشہ سے ہو' ہمیشہ تک رہے' جس کی حکومت ساری مخلوق پر ہو' جس کی حکومت سے کوئی مر کر بھی نہ نکل سکے' جس کی حکومت میں ناحق فیصلہ نہ ہو سکے' جس کی حکومت سے کوئی بھاگ نہ سکے' یہ صفات رب تعالیٰ کے سوا کسی کی حکومت میں نہیں' ہمارے حضور رب کی حکومت کے مظہراتم ہیں دیکھو ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ ١١۔ (شان نزول) ظہور نبوت کے قریب حضور کو چھ ماہ تک سچی خوابیں آئیں' پھر حضور نے جبل نور کے غار ثور میں چلے گئے' یعنی علیحدگی میں عبادت الٰہی' سترہ رمضان دو شنبہ کے دن سحر کے وقت اسی غار میں جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا' اقراء حضور پڑھئے' جواب دیا کہ ہم پڑھنے والے نہیں' تین بار اسی طرح عرض و جوابات کے بعد جبریل امین نے حضور کو سینے سے لگایا پھر سورہ اقراء کی پانچ آیتیں مالم یعلم تک سنائیں (روح البیان وغیرہ) اس سے چند فائدے حاصل ہوئے نمبر ا بزرگوں کے چلے اور چلوں میں ترک دنیا' ترک حیوانات برحق ہے رب نے حضور کو قرآن اور موسیٰ علیہ السلام کو تورات چلے کرا کر عطا فرمائی' نمبر ٢ کسی کا کسی کو توجہ دینا' سینے سے لگا کر فیض دینا برحق ہے' کہ حضرت جبریل نے حضور کو سینے سے لگا کر فیضان الٰہی بخشا' نمبر ٣ حضور ظہور نبوت سے پہلے عارف باللہ عابد و زاہد تھے' اسی لئے قرآن نے فرمایا ھدًی للناس. یا ھدی للمتقین یہ نہ فرمایا۔ کہ ہم حضور کے ہادی ہیں۔ معراج کو جاتے ہوئے نبیوں کو نماز پڑھائی' حالانکہ نماز لامکان میں پہنچ کر عطا ہوئی نمبر ٤ حضور پہلے سے ہی جبریل امین کو جانتے پہچانتے تھے' کہ حضور اس وقت نہ ان سے ڈرے' نہ پوچھا کہ تم کون ہو' اگر آپ جبریل کو نہ پہچانتے تو آپ کو ان آیات کا کلام الٰہی ہونا مشکوک ہوتا' یہ شان نبوت کیا' شان ایمان کے بھی خلاف ہے ١٢۔ اس آیت کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اپنے رب کے نام کو پڑھو یعنی اس کی تلاوت کرو' تب اس سے چند فائدے حاصل ہوں گے' ایک یہ کہ ذکر اللہ باقی

عبادات سے افضل ہے کہ رب نے پہلے اسی کا حکم دیا' دوسرے یہ کہ ذکر اللہ کے لئے بزرگوں کی اجازت مفید ہے' بغیر اجازت ذکر اللہ میں خاص تاثیر نہیں پیدا ہوتی' دیکھو حضور پہلے سے ہی ذکر اللہ کرتے تھے' مگر الہام الٰہی اور اپنے جذبہ محبت سے آج رب نے اپنے ذکر کی اجازت صراحۃً دی' تا کہ آئندہ اس کی نئی تاثیریں ظاہر ہوں' اور تاقیامت سبحان بالواسطہ یا بلاواسطہ حضور کی اجازت سے ذکر کیا کریں' صحابہ بلاواسطہ' دوسرے مومن بالواسطہ' دیکھو اگر گھر میں بجلی کی فٹنگ ہو چکی ہو مگر کنکشن نہ ملا ہو' تو روشنی نہیں ہوتی' قرآن اور سارے ذکر روحانی بجلی کے بلب اور رحمت کے پنکھے ہیں مگر فائدہ جب دیں گے جب حضور سے کنکشن ملے گا' تیسرے یہ کہ دوسرے نیک اعمال کی طرح ذکر اللہ بھی عبادت ہے' جیسے بیمار کو بعض دوائیں کھلائی جاتی ہیں' بعض پلائی جاتی ہیں بعض لگائی اور بعض دکھائی جاتی ہیں' بعض صرف سنائی جاتی ہیں' مریض کو سبزہ دکھانا' خوشخبریاں سنانا' شفا کا سبب ہے' اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں' جو ذکر اللہ کو عبث و بیکار کہتے ہیں دوسرے یہ کہ اے محبوب اپنے رب کے نام سے پڑھو' اور تلاوت قرآن کیا کرو' تو اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن شریف سے پہلے اعوذ اور بسم اللہ پڑھنا چاہیے' حدیث شریف میں ہے کہ جو اچھا کام بغیر بسم اللہ کیا جاوے وہ ناقص ہے' خیال رہے کہ بارش کا پانی برکت والا ہے' جس سے پیداوار میں برکت ہوتی ہے' ونزلنا من السماء ماء مبارکا یوں ہی اللہ والوں کے دم قدم میں برکت ہے' عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وجعلنی مبارکا اللہ کے نام میں برکت ہے فرماتا ہے۔ تبارک اسم ربک. نوح علیہ السلام کی کشتی اسی نام سے پار لگی' حضرت سلیمان نے بسم اللہ کے ساتھ بلقیس کو خط لکھا' تو ملک یمن قبضہ میں آیا ۱۳۔ سارے آدمیوں کو یا تم کو اے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو خلاصہ مخلوق ہو' اور جس کی پیدائش پر دست قدرت کو ناز ہے ۱۴۔ اس طرح کہ مٹی سے غذا' غذا سے خون' خون سے نطفہ اور نطفے سے پارہ گوشت بنایا' اس سے انسانی جسم کی ساخت کی' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' خیال رہے کہ یہاں قانون خلقت کا ذکر ہے' جس سے حضرت آدم و عیسیٰ علیہم السلام علیحدہ ہیں کہ وہاں قدرت کا اظہار ہے یا مطلب یہ ہے کہ زندگی بھر غذا سے خون بنتا رہتا ہے خون سے گوشت جس سے جسم بڑھتا ہے' اس میں حضرت آدم و عیسیٰ علیہم السلام بھی داخل ہیں' اس آیت میں اشارۃً فرمایا جا رہا ہے کہ جیسے رب تعالیٰ روح کے ذریعہ ادنیٰ و گندے خون سے اعلیٰ و پاک انسان بناتا ہے' ایسے ہی اے محبوب تمہارے ذریعہ ہم ان ہی مکہ والوں میں سے جو ابھی کفر کی گندگی میں مبتلا ہیں' ایسے اعلیٰ درجہ کے ستھرے بندے بنائیں گے۔ جن سے شریعت و طریقت کے چشمے جاری ہوں گے ۱۵۔ یہ دوبارہ پڑھنے کا حکم یا تو تاکید کے لئے ہے' یا پہلی قرات سے نماز میں تلاوت مراد تھی اور اس سے مراد نماز کے علاوہ تلاوت ہے' یا اس سے مراد تھا ثواب کے لئے تلاوت' اور یہاں مراد ہے لوگوں کو سکھانے کے لئے تلاوت' یا وہاں کبھی کبھی تلاوت کرنا مراد رہتا' یہاں ہمیشہ تلاوت کرنا مراد' خیال رہے کہ ہماری تلاوت صرف ثواب کے لئے ہے' حضور کی تلاوت ثواب کے لئے بھی ہے اور تعلیم امت کے لئے بھی تمام عبادات میں یہ فرق ہے' جہاز میں مسافر پار لگنے کے لئے سوار ہوتے ہیں مگر کپتان پار لگانے کے لئے ۱۶۔ جو مخلوق کو بلا غرض ان کے بغیر استحقاق بلا عوض بے شمار نعمتیں دیتا ہے' نیز دنیا میں جو کوئی کسی کو کچھ دیتا ہے' وہ بھی رب کی مہربانی سے غرضیکہ وہ بالذات کریم ہے دوسرے مجازی کریم۔ ۱۷۔ قلم کے معنی ہیں تراشنا' کاٹنا' تقلیم الاظفار' ناخن تراشنا' چونکہ قلم بھی ہر طرف سے کاٹا تراشا جاتا ہے' اس لئے قلم ہے' یہاں قلم سے مراد یا تو عام قلم ہیں' جن سے علم لکھا جاتا ہے چونکہ قلم علم کی قید ہے اس سے دل کی بات' اگلے پچھلے حالات' معلوم ہوتے ہیں' اس سے دین و دنیا کے کام وابستہ ہیں' اسی لئے اس کا ذکر فرمایا' معلوم ہوا کہ علم و قلم اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے' کتابت اس کا خاص کرم ہے' قلم اشرف شے ہے۔ خصوصاً علماء کا قلم جس سے دینی خدمات کی جائیں' ایسے قلم اور ان کا برادہ نجس جگہ پھینکنا منع ہے' خیال رہے کہ پہلے آدم علیہ السلام نے پتوں پر لکھا' پھر ادریس علیہ السلام نے ٹھیکریوں پر' پھر یوسف علیہ السلام نے کاغذ پر لکھا' یوسف علیہ السلام کا غذ کے موجود ہیں (روح البیان) یا قلم سے مراد وہ قلم ہے جس نے لوح محفوظ پر عالم کے تمام واقعات لکھے' یعنی رب نے فرشتوں' اپنے نبیوں' ولیوں کو اس قلم کے ذریعہ ما کان وما یکون کا علم سکھایا' معلوم ہوا کہ نبی تمام مخلوق سے بڑے عالم ہیں کہ انہیں رب نے لامکانی مدرسہ میں لوح محفوظ کا علم سکھایا' بڑی کتاب' بڑے مدرسہ میں' بڑے استاد سے' بڑے شاگرد ہی پڑھتے ہیں' یا قلم سے مراد کاتب تقدیر فرشتے کا وہ قلم ہے' جس سے وہ ماں کے پیٹ میں بچے کی تقدیر لکھتا ہے' یعنی رب نے اس قلم کے ذریعہ فرشتوں کو' اور بندگان خاص کو لوگوں کی تقدیر پر مطلع فرمایا' روح البیان نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب کا قلم ہیں' جس کے ذریعہ مخلوق کو علم عطا ہوئے اور جو ان کی زبان سے نکلے وہ اٹل ہے۔ ۱۸۔ یعنی پہلے انسان حضرت آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے یا انسانیت کی جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون بلکہ تمام علوم قرآنیہ عطا فرمائے' لیکن کسی مدرسہ یا استاذ کے ذریعہ نہیں بلکہ بلاواسطہ (تفسیر خازن و معالم التنزیل) یا مطلقاً انسان کو علم سکھایا کسی کو طب کا' کسی کو سائنس کا کسی کو علم دین وغیرہ دیا' کچھ استاذ کے ذریعہ کچھ تجربہ سے' کچھ بطریقہ الہام یا اپنے محبوبوں کو اپنی ذات و صفات کے علوم بخشے' جو سینہ بہ سینہ پہنچتے ہیں' جس کی کتاب شیخ کا چہرہ ہے اور شیخ کی نظر حصول کا ذریعہ ۱۹۔ خیال رہے کہ مدنی آیات میں کلا نہیں آیا' نیز اول پندرہ پاروں میں کلا نہیں (عزیزی) یہاں انسان سے مراد کافر یا غافل آدمی ہے نہ کہ انبیاء و اولیاء و صالحین' طغیٰ' طغی سے ۲۰' بمعنی حد سے نکل جانا' جیسے دریا کا پانی حد میں رہ کر بہت مفید ہے کہ اس سے نہریں' نالے نکلتے ہیں' کھیتوں کو سیراب کیا جاتا ہے' اور اپنی حد سے نکل کر بہت نقصان دہ کہ بستیاں غرق کر دیتا ہے' ایسے ہی انسان اپنی حد میں رہ کر اشرف الخلق ہے' اگر انسانیت کی حد سے نکل جاوے تو شیطان سے بازہ ہے" قدرت نے انسان کے لئے جیسے طبی حدیں مقرر فرمائی ہیں کہ انہیں توڑنے والا یا بیمار ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے' ایسے ہی شرعی حدیں مقرر فرما دی ہیں' عقائد کی حد توڑنے والا کافر ہو جاتا ہے' اعمال کی حدود توڑنے والا فاسق اور بدکار' آزادی اچھی ہے مگر بے قیدی بری' شریعت نے ہماری زندگی' موت' کھانے پینے' چلنے پھرنے' سونے جاگنے' کی حدیں مقرر فرما دی ہیں۔ ۲۰۔ یعنی جو انسان اپنے کو اللہ رسول' اولیاء' علماء سے بے نیاز سمجھ لیتا ہے' وہ ہی سرکش ہو جاتا ہے' جو اپنے کو ہستیوں کا نیاز مند سمجھتا ہے' وہ کبھی اپنی حدود سے نہیں نکلتا اور سرکشی نہیں کرتا' کفر و معاصی کی اصل وجہ انبیاء و اولیاء سے استغنا ہے' جو ان بزرگوں سے بے نیاز ہوا' وہ رب سے بے بے نیاز ہو گیا' ورنہ جن کفار کے متعلق یہ آیت آئی' وہ اپنے کو براہ راست رب سے بے نیاز نہ جانتے تھے' خیال رہے کہ بمقابلہ دیگر مخلوق کے انسان زیادہ محتاج ہے' جانور

صرف کھانے کے حاجت مند ہیں' انسان کھانے' کپڑے' مکان' سب کا حاجت مند' پھر جانور صرف سبزہ وغیرہ کھا لیتے ہیں' مگر انسان کی غذا میں بیسیوں جھگڑے' جانوروں کی بیماریاں تھوڑی' علاج آسان' انسان کی بیماریاں زیادہ علاج مشکل' یہ زیادہ محتاجیاں اس لئے ہیں کہ ۲۱۔ انسان مستغنی ہو کر سرکش نہ ہو جائے' اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک یہ کہ جیسے زمین آسمان سے کبھی بے نیاز نہیں' کبھی بارش کبھی دھوپ' کبھی ہوا کبھی اچھے موسوم کی' محتاج ہی رہتی ہے ایسے ہی ہم کو کبھی حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتے' کافر کلمہ میں' مومن نیک اعمال میں' متقی مقبولیت میں' مرتے وقت حسن خاتمہ میں' قبر میں کامیابی' امتحان میں' محشر میں شفاعت میں حضور کے محتاج ہیں' دوسرے یہ کہ دنیا والوں سے بے نیازی اچھی چیز ہے' مگر اللہ و رسول کا محتاج رہنا باعث فخر ہے' تیسرے یہ کہ اپنے میں غور و فکر کرنا عبادت بھی ہے' گناہ بھی' بلکہ کبھی کفر بھی' اپنے گناہوں رب کی رحمتوں میں غور و فکر عبادت ہے' اپنے اندر رب کی صفتوں میں غور و فکر عرفان ہے' اپنے میں برائی دیکھ کر اللہ و رسول سے غنی ہو جانا طغیان ہے چوتھے یہ کہ علم مال سے افضل ہے' رب نے مال کی برائی اور علم کی فضیلت بیان فرمائی ۲۲۔ یعنی ہر شاہ و گدا کو دنیا کے ہر حال میں' پھر مرتے وقت پھر قبر میں پھر حشر میں' رب تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور پڑے گا' پھر وہ رب سے بے نیاز کیسے ہو گیا۔ امیر کا اپنے کو رب سے غنی جان لینا حماقت ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ کوئی خوشی سے رب کی طرف رجوع کرتا ہے' کوئی بناخوشی سے' پہلے رجوع اجر کا ذریعہ ہے تشریعی رجوع عبادت ہے' ورنہ تکوینی رجوع تو کفار بھی کر لیتے ہیں' یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے مستغنی مجرم تو رب کی رحمت سے مایوس نہ ہو' تجھے ہر وقت رب کی طرف رجوع و توبہ کا موقع ہے' توبہ کر لے' خیال رہے کہ کفر سے توبہ غرغرہ سے پہلے تک ہو سکتی ہے' گناہوں سے توبہ غرغرہ پر بھی ہو جاتی ہے۔

(بقیہ صفحہ ٩٥٢) دوسرے یہ کہ حضور کے زمانہ والوں کو ایمان کے ذریعہ جو درجے نصیب ہو سکتے تھے وہ بعد والوں کو ممکن نہیں' اب کوئی صحابی نہیں بن سکتا' تیسرے یہ کہ بڑا بد نصیب وہ ہے جسے رب تعالیٰ اچھا موقعہ دے اور وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے ۳۔ یعنی اگر ابوجہل مرتے دم تک آپ کو جھٹلانے اور آپ کی فرماں برداری سے منہ موڑنے پر قائم رہا' تو اس کا برا حال ہو گا' کیونکہ جیسے حضور کو دیکھنے والے مومن سارے مومنوں سے افضل ہوتے ہیں' ایسے ہی حضور کو دیکھ کر بھی کافر رہنے والے کفار تمام کفار سے بدتر ہیں۔ کچہری میں حاکم کے سامنے جرم کرنے والا بڑا مجرم ہے۔ کہ اس نے جرم بھی کیا۔ عدالت کی توہین بھی حاکم کی بے ادبی بھی' خیال رہے کہ ابوجہل حضور کو جھٹلاتا بھی تھا اور آپ کی نافرمانی بھی کرتا تھا' پھر ان کذب فرمانا یا تو خاتمہ کفر کے لحاظ سے ہے' یا ڈرانے دھمکانے کے لئے' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار پر بھی حضور کی اطاعت فرض ہے' جس پر انہیں سزا ملے گی' کیونکہ یہاں کذب کے ساتھ تَوَلّٰی بھی فرمایا گیا دوسرے یہ کہ فاسق و بدکار مسلمان بھی سزا کا مستحق ہے۔ کیونکہ رب نے تَوَلّٰی کو بھی سزا کا باعث قرار دیا ۴۔ اور جب حاکم علیم و خبیر بھی ہو' حکیم بھی قدیر بھی' تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وفادار کو انعام اور غدار کو سزا نہ دے' اگر انسان یہ خیال رکھے تو گناہ کی جرات نہ کرے ۵۔ یعنی اگر ابوجہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی سے باز نہ آیا' تو ہم قیامت میں اسے قبر سے محشر تک' یا محشر سے دوزخ تک' یا بدر کے میدان میں قتل کے بعد پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے' چنانچہ جنگ بدر ختم ہونے پر حضرت عبداللہ بن مسعود ابوجہل کا سر کاٹ کر اس کی ناک کان میں سوراخ کر کے ان میں ہاتھ و رسی ڈال کر پیشانی کے بال رسی میں باندھ کر مرے ہوئے کتے کی طرح گھسیٹتے ہوئے حضور کی بارگاہ میں لائے (روح البیان و عزیزی) چونکہ پیشانی جسم انسانی کا اشرف و اعلیٰ عضو ہے' غرور' تکبر' عجز و انکسار اسی میں رہتے ہیں' اس لئے غرور کو سرکشی یا گردن کشی کہا جاتا ہے' لہٰذا خصوصیت سے پیشانی کا ذکر فرمایا' اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کی ایذا رسانی تمام جرموں سے بدتر ہے' کہ رب نے یہ ذلت و خواری کی سزا کسی اور جرم کی نہ فرمائی' اور یہاں بھی فرمایا' کہ اگر ابوجہل حضور کی ایذا رسانی سے باز نہ آیا۔ تو اسے یہ سزا دی جائے گی' یعنی اگر باز آ گیا تو اگرچہ کافر ہے مگر یہ سزا نہ دی جاوے گی' دوسرے یہ کہ رب تعالیٰ اپنے محبوبوں کا بدلہ خود لیتا ہے' تیسرے یہ کہ رب تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے کام اپنی طرف نسبت فرماتا ہے۔ دیکھو پیشانی کے بالوں سے گھسیٹنا یا فرشتوں کا کام ہے' یا حضرت ابن مسعود صحابی کا' مگر رب نے فرمایا۔۔۔۔۔ کہ ہم گھسیٹیں گے (سبحان اللہ) ٦۔ (شان نزول (جب ابوجہل نے حضور کو کعبہ معظمہ میں نماز سے روکا' تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جھڑک دیا۔ اس پر وہ بولا' کیا مجھے آپ جانتے نہیں' مکہ معظمہ میں سب سے بڑا جتھے والا' مجلس والا میں ہوں' اگر چاہوں تو آپ کے مقابل نوجوانوں سے جنگل بھر دوں' اس پر یہ آیت نازل ہوئی' (خزائن وغیرہ) اس میں فرمایا گیا کہ وہ اپنے ہم مجلس جتھے کو بلا لے۔ ہم اپنے زبانیہ فرشتوں کو بلا لیں گے' زبانیہ زبن سے بنا۔ معنی پکڑنا۔ گرفتار کرنا' زبانیہ فرشتوں کی وہ جماعت ہے جو کفار کو محشر سے پکڑ کر دوزخ میں ڈالے گی' (عزیزی و روح وغیرہ) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں۔ کہ آپ کا دشمن رب کا دشمن ہے دیکھو ابوجہل نے حضور سے مقابلہ کیا' تو حضور نے نہ فرمایا' کہ ہم جماعت صحابہ کو بلا لیں گے' بلکہ رب نے فرمایا کہ ہم زبانیہ فرشتوں کو بلا لیں گے' دوسرے یہ کہ تمام فرشتے حضور کے خدام ہیں' کیونکہ زبانیہ فرشتے حق تعالیٰ کی ریزرو فوج ہے جو حضور کی خدمت کے لئے آنے کو تیار ہے' صرف حضور کی شان ظاہر کرنے کو' ورنہ کفار کی ہلاکت کے لئے ایک ہی فرشتہ کافی ہے' تیسرے یہ کہ ہر امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا۔ دیکھو یہاں فلیدع امر ہے مگر وجوب کے لئے نہیں' اظہار غضب کے لئے ہے۔ ۷۔ خیال رہے کہ سجدے بہت قسم کے ہیں' سجدہ عبادت' نماز کا سجدہ' سجدہ شکر' سجدہ تلاوت' سجدہ سہو' سجدہ دعا وغیرہ۔ یہاں یا تو سجدہ عبادت مراد ہے' یعنی آپ ابوجہل کی بکواس کی پرواہ نہ کریں' حرم شریف میں نمازیں پڑھا کریں' ہم آپ کے محافظ و ناصر ہیں' یا سجدہ شکر مراد ہے' یعنی آپ اس کا سجدہ کریں کہ ہم آپ کے محافظ اور ہمارے فرشتے آپ کے خدام ہیں' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سجدہ بہترین عبادت ہے' کہ اس میں بندہ زمین پر اپنا سر رکھ کر اپنے عجز کا اظہار کرتا ہے اور زبان سے رب کی عظمت کا اقرار' اسی لئے ہر رکعت میں سجدے دو ہیں' قیام و رکوع ایک ایک' دوسرے یہ کہ حضور کی عبادتیں عفو سیئات کے لئے نہیں' قرب الٰہی کے لئے ہیں ۸۔ (شان نزول) ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ شمسون اسرائیلی ایک ہزار ماہ یعنی تراسی سال چار ماہ صائم الدہر' قائم اللیل رہا' تو ایک صحابی نے عرض کیا' کہ حضور ہم میں اس جیسا کون ہو سکتا ہے۔ قیامت میں وہ ہم سے افضل ہو گا' تب یہ سورۃ اتری' جس میں فرمایا گیا کہ ہم نے لوح محفوظ سے آسمان اول کے بیت العزت کی طرف قرآن شریف شب قدر میں اتارا' تو جو مسلمان اس رات میں عبادت

کرے' اسے ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے گا' اس سے چند فائدے حاصل ہوئے' ایک یہ کہ اللہ کے بندوں کے کام رب کے کام ہیں' دیکھو قرآن اتارنا فرشتے کا کام ہے' مگر رب نے فرمایا کہ ہم نے اتارا' دوسرے یہ کہ جس تاریخ میں کوئی اعلیٰ کام ہو جائے' وہ تاریخ تاقیامت افضل رہتی ہے' دیکھو شب قدر میں ایک دفعہ قرآن مجید آچکا' مگر یہ رات قیامت تک افضل ہے لہٰذا شب ولادت مصطفیٰ' یا شب معراج وغیرہ ہمیشہ افضل ہیں' تیسرے یہ کہ رات دن سے افضل ہے' دیکھو معراج رات کو ہی ہوئی' اور نزول قرآن' فرشتوں کی پیدائش' جنت میں باغ لگانا' مادہ آدم علیہ السلام کا اجتماع شب قدر میں ہوا' (تفسیر عزیزی) قبول دعا کی ساعت ہر آخر رات ہی ہوتی ہے مگر دن میں صرف جمعہ میں ہے۔ ۹۔ یعنی اے مسلمان تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیسی رات ہے' اس کی تعریف کماحقہ' الفاظ سے بیان نہیں ہو سکتی' یا اے محبوب تمہیں درایتہ' عقل و قیاس سے شب قدر کا پتہ نہ لگا' بلکہ وحی سے اس کی عظمت و قدر و منزلت معلوم ہوئی' بہرحال اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو شب قدر کے مراتب کی خبر نہیں' قدر کے معنی ہیں' عزت (ماقدروا اللہ حق قدرہ)، یا اندازہ (وما ننزلہ الا بقدر معلوم) یا تنگی (و امامن قدر علیہ رزقہ) اس رات کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عزت والی رات ہے' یا اس میں سال بھر کے ہونے والے واقعات کی فہرستیں و اندازے فرشتوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں اور ہر قسم کے فرشتوں کو ان کے کاموں کے اندازے بتا دیئے جاتے ہیں' یا اس رات میں فرشتے اس قدر نازل ہوتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے' غالباً" یہ رات ستائیسویں رمضان ہے' کیونکہ یہاں لیلتہ القدر تین جگہ ارشاد ہوا' اور لیلتہ القدر میں نو حروف ہیں۔ ۹ X ۳ = ۲۷' نیز اس سورت میں تمیں کلمے ہیں ھی ستائیسواں لفظ ہے ھی یعنی پوری شب قدر از مغرب تا فجر' ان ہزار مہینوں سے مطلقاً" افضل ہے' جو شب قدر سے خالی ہوں' لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں' چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شمسون اسرائیلی کے قصہ میں ہزار مہینوں ہی کا ذکر فرمایا' یہاں ہزار مہینوں سے مراد طویل مدت ہے' عربی میں ہزار سے آگے گنتی نہیں' اس لئے ہزار فرمایا گیا' خیال رہے کہ خیر سے مراد یا تو اس رات کی قرب و منزلت ہے یا یہ مراد ہے کہ اس رات کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ثواب کا باعث ہے' اس آیت سے دو فائدے حاصل ہوئے' ایک یہ کہ بزرگ چیزوں سے نسبت بڑی ہی مفید ہے کہ شب قدر کی یہ فضیلت قرآن کی نسبت سے ہے' اصحاب کہف کے کتے کو ان بزرگوں سے منسوب ہو کر دائمی زندگی' عزت نصیب ہوئی' دوسرے یہ کہ تمام آسمانی کتابوں سے قرآن شریف افضل ہے' کیونکہ تورات و انجیل کی تاریخ نزول کو یہ عظمت نہ ملی' ۱۰۔ یعنی شب قدر میں شام سے صبح تک سارے مقرب فرشتے یا سدرہ یا عبادت کرنے والے بے شمار فرشتے اور روح الامین حضرت جبریل یا روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا روح محمدی یا فرشتوں کی خاص روحانی جماعتیں' یا وہ روح فرشتہ جس کی بے شمار زبانیں ہیں جن سے مختلف لغات میں حمد الٰہی کرتا ہے۔ اور اس رات تمام زبانوں سے مومنین کے لئے دعائے مغفرت روئے زمین پر خصوصاً" مسجدوں اور مومنین عابدین کے گھروں میں اترتے رہتے ہیں (روح وغیرہ) تاکہ آج بجائے سدرہ کے زمین پر مسلمانوں کے ساتھ عبادت کریں' اور مسلمانوں کی دعاؤں پر آمین کہیں' نیز صالح مومنوں سے یہ فرشتے فیض پائیں نیز یہ فرشتے اس رات کی برکتیں حاصل کریں (تفسیر عزیزی) اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ زمین آسمان سے افضل ہے' کہ مقرب فرشتے اس رات قرب الٰہی حاصل کرنے زمین پر آتے ہیں دیکھو جبریل علیہ السلام دعائیں مانگنے مدینہ منورہ حاضر ہوتے تھے (حدیث) دوسرے یہ کہ بزرگوں کے قرب میں دعا و عبادت زیادہ قبول ہوتی ہے' کہ یہ فرشتے قبور انبیاء و صالحین کے قریب عبادت کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں' بنی اسرائیل نے جب توبہ کرنی چاہی' تو حکم ہوا کہ شہر بیت المقدس میں سجدہ کرتے جاؤ' وہاں جاکر توبہ کرو' قبول ہو گی' (قرآن کریم) تیسرے یہ کہ شب قدر وغیرہ معظم وقتوں کے برکات زمین پر زیادہ ظاہر ہوتی ہیں' جیسے حاصل کرنے فرشتے یہاں آتے ہیں' چوتھے یہ کہ بعض فرشتے صرف آسمان پر رہتے ہیں' بعض صرف زمین پر' بعض زمین و آسمان میں دن رات آتے رہتے ہیں' بعض وہ جو صرف شب قدر میں زمین پر آتے ہیں' پانچویں یہ کہ اگرچہ ساری شب قدر افضل ہے مگر اس کا آخری حصہ زیادہ بہتر ہے کہ اس وقت سارے فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ اس سے پہلے تو اترتے رہتے ہیں' چھٹے یہ کہ اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر اور روح محمدی اعلیٰ علیین میں جلوہ گر ہے' وہاں سے ہی سارے عالم کا مشاہدہ فرما رہی ہے' مگر تبرک اوقات خصوصاً شب قدر میں زمین پر رونق افروز ہو کر تمام دنیا کے حالات دیکھتے ہیں' جیساکہ روح کی چوتھی اور پانچویں تفسیر سے معلوم ہوا ۱۱۔ یعنی ساری رات شب قدر شیاطین اور آفات و عذاب الٰہی سے سلامت و محفوظ ہے' بخلاف دوسری راتوں کے کہ ان کے اول میں جنات و شیاطین کا پھیلاؤ' درمیان میں غفلت' آخر میں رحمت ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ بزرگوں کے دم قدم کی برکت سے عذاب ہے امن شیطانوں کا دفع ہوتا ہے کہ شب قدر میں فرشتوں اور مقدس روحوں کی برکت سے سلامتی ہے' یہ سب کچھ طلوع فجر تک ہوتا ہے

(بقیہ صفحہ ۹۵۳) حضور کی تلاوت معجزہ ہے' کہ آپ نے بغیر کسی سے سیکھے قرآن پڑھا پڑھایا' سیکھا اور سکھایا ہماری تلاوت معجزہ نہیں کہ ہم حافظ' قاری' عالم' شیخ سے اس کی تلاوت قرآت احکام و اسرار سیکھتے ہیں' نیز حضور کی تلاوت کے ذریعہ فرشیوں کو عرشی قرآن ملا ۵۔ کہ گزشتہ و آئندہ واقعات احکام' اسرار جو کچھ بھی قرآن میں ہے' بالکل درست اور ناقابل تبدیل ہے ۶۔ یعنی حضور کی تشریف آوری سے پہلے سارے اہل کتاب متفق تھے کہ حضور کی آمد پر ایمان لائیں گے' مگر جب حضور رونق افروز ہوئے' تو بعض ایمان لائے اور بعض انکاری ہو گئے' اس سے چند فائدے حاصل ہوئے' ایک یہ کہ جن اہل کتاب کو کتاب کے صرف الفاظ یا معانی ملے تھے' انہیں ایمان نصیب نہ ہوا۔ مگر جن کو کتاب کا نور و اسرار ملا وہ ایمان لے آئے' یہ ہی قرآن شریف کا حال ہے' کہ صرف الفاظ یا معنی پڑھ لینے سے ایمان نہیں ملتا۔ یہ تو آریہ' عیسائی بھی پڑھ لیتے ہیں' ایسے ہی حضور کی صرف بشریت دیکھنے والے کو ایمان نہیں' ملتا' بشریت تو شیطان و ابوجہل نے بھی دیکھی تھی' بلکہ ان جناب کی نورانیت دیکھنے والا مومن ہوتا ہے' دوسرے یہ کہ بعض اہل کتاب کو کتاب کا علم کسبی ملا تھا' اور بعض کو علم لدنی محض کسبی علم والے کافر رہے' لدنی علم والے ایمان لائے' صرف کنویں کے پانی سے کھیت مکمل نہیں ہوتا' جب تک کہ بارش نہ پڑے' تیسرے یہ کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے سخت تر ہے' دیکھو رب تعالیٰ نے یہاں خصوصیت سے اہل کتاب پر عتاب فرمایا' اگرچہ مشرکین کا بھی یہی حال ہے چوتھے یہ کہ نبی سے ہر شخص کو فیض نہیں ملتا' بعض محروم بھی رہتے ہیں' سورج سے چمگادڑ نور نہیں لیتا ۷۔ یعنی اہل کتاب کو حضور کے ذریعہ وہی حکم دیئے گئے' جو تورات و انجیل میں بھی تھے' اللہ کی عبادت کرنا' اچھے عقیدے رکھنا' اور بے دینوں

سے علیحدگی' نماز و زکوۃ کی پابندی' اگرچہ ان کے طریقہ ادا میں کچھ فرق ہے' مگر اصول وہی ہے' پھر یہ اہل کتاب حضور سے بدکتے اور بھڑکتے کیوں ہیں' خیال رہے کہ عقاید خالص اسلامی ہونا' اخلاص فی الدین ہے اور کفار سے دلی بیزاری' صورت و سیرت و اعمال میں ان سے علیحدگی حنیفیتہ ہے' نماز ہمیشہ پڑھنا' صحیح وقت پر' صحیح طریقہ سے اور دل لگا کر پڑھنا نماز کا قائم کرنا ہے' جو بھی کام رب کو راضی کرنے کے لئے کیا جاوے' وہ عبادت ہے اگرچہ نماز و زکوۃ بھی اس میں داخل ہیں' مگر چونکہ یہ دونوں زیادہ اہم ہیں' اس لئے ان کا ذکر علیحدہ ہوا۔ ۸۔ جو آدم علیہ السلام سے اب تک جاری و ساری ہے' اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ کفار عبادات کے بھی مکلف ہیں' کہ اسلام لا کر نماز و زکوۃ ادا کریں' جیساکہ امروا سے معلوم ہوا' دوسرے یہ کہ دین میں عقاید و اعمال دونوں ہی ضروری ہیں کہ رب نے اخلاص و نماز وغیرہ سب کو دین قیم فرمایا' خیال رہے کہ بعض یہود و نصاریٰ نے اصل عبادات کو چھوڑ کر رہبانیت و ترک دنیا کو اختیار کر لیا تھا' جیسے آج دتے شاہی' نوشاہی' بھنگی چرسی فقیر اور بعض نے خیال کیا تھا' کہ اعمال کی کوئی ضرورت نہیں' جیسے آج مرجیہ اور بعض روافض' ان دونوں کی تردید اس آیت میں ہے ۹۔ یعنی مشرکین اور اہل کتاب چونکہ اصل کفر میں برابر ہیں' لہٰذا اصل سزا یعنی دوزخ کی ہیشگی میں بھی برابر ہوں گے' اگرچہ نوعیت کفر میں فرق ہونے کی وجہ سے نوعیت عذاب میں فرق ہو گا' کہ کوئی دوزخ کے اونچے طبقے اور ہلکے عذاب میں ہو گا' اور کوئی نیچے طبقہ کے سخت عذاب میں' لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' خیال رہے کہ اہل کتاب کو اپنے علم و خاندان انبیاء ہونے پر فخر تھا' اور مشرکین مکہ کو خدمت کعبہ اور اولاد ابراہیمی ہونے پر ناز' اس آیت میں دونوں کے خیالات کی تردید ہے' اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے کفر کی سزا دوزخ میں ہیشگی ہے' اللہ کا منکر' نبی کا منکر' قرآن کا انکاری' اور صحابہ اہل بیت کا دشمن' اس عذاب میں یکساں ہیں' نیز علم و نسب مومن کے لئے کار آمد ہے کافر کے لئے بے کار ۱۰۔ خیال رہے کہ کفار کا دوزخ میں داخلہ اگرچہ قیامت کے بعد ہو گا' مگر چونکہ یقینی ہے' یا چونکہ کفر اس داخلہ کا سبب یقینی ہے' کفر میں داخلہ گویا دوزخ میں داخلہ ہے' اسی لئے یہاں ارشاد ہوا۔ کہ وہ دوزخ کی آگ میں ہیں' یہ بھی خیال رہے کہ بعض کفار دوزخ سے علیحدہ رہیں گے' جیسے ابوطالب اور بعض دوزخ کے ٹھنڈے طبقے میں ہوں گے مگر چونکہ زیادہ تر کفار آگ ہی میں ہوں گے' نیز ان دونوں گروہوں کو بھی آگ ہی کا عذاب ہو گا' کہ ٹھنڈے طبقہ میں آگ کی دوری سے ٹھنڈک ہے' اسی لئے سب کفار کے لئے ارشاد ہوا۔ کہ وہ آگ میں ہیں کہ سب کفار کو آگ ہی کا عذاب ہے' کسی کو آگ سے قرب کا عذاب کسی کو آگ سے دوری کا عذاب ۱۱۔ یعنی سارے اہل کتاب باوجود عالم ہونے' اور اولاد انبیاء ہونے کے اور سارے مشرکین مکہ باوجود خادم کعبہ ہونے اور اولاد ابراہیم ہونے کے ساری مخلوق کتے و سور' نجاسات وغیرہ سے بدتر ہیں' کہ ان ہی کے لئے دوزخ ہے' ان ہی پر اللہ و ساری مخلوق کی لعنت ہے' ان کو کشتی نوح علیہ السلام میں جگہ نہ تھی' تمام جانوروں کے لئے تھی' کیونکہ یہ حکومت الہیہ کے باغی ہیں' اور کوئی مخلوق باغی نہیں' خیال رہے کہ یہاں مخلوق سے مراد اس زمانہ کی مخلوق ہے۔ شیطان و فرعون تو پہلے کی مخلوق ہیں اور دجال آئندہ کی مخلوق' لہٰذا آیت واضح ہے' اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرزائی' شیعہ' وہابی' مرتدین سید نہیں کہ سید سردار ہوتا ہے' اور یہ لوگ بدترین خلق ہیں' نیز سید لائق احترام ہے یہ واجب اہانت ۱۲۔ یعنی وہ انسان جو دنیا میں تشریحی ایمان لائے' اور بقدر طاقت ہر قسم کے نیک عمل کئے' وہ ساری مخلوق' فرشتوں' جنات وغیرہ کائنات سے افضل ہیں' کہ انہیں کے لئے جنت ہے' انہیں کے لئے دیدار الٰہی' انہیں کے لئے حاملین عرش فرشتے دعائیں کرتے ہیں انہیں کے لئے مرنے پر آسمان و زمین روتے ہیں' خیال رہے کہ ہر وہ عمل اچھا ہے جس سے وہ اچھا راضی ہو جاوے' یار غار کا حضور کی نیند پر جان فدا کرنا' علی مرتضیٰ کا خیبر میں نماز عصر قربان کرنا' ابو امیہ ضمری کا منہ سے کفر نکال دینا' عمل صالح ہے' اور منافقوں کا کلمہ پڑھنا' مسجد ضرار بنانا عمل بد ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ عام مومن عام فرشتوں سے' خاص مومن' خاص فرشتوں سے افضل ہیں' دوسرے یہ کہ انسان کے عمل تمام مخلوق کے عمل سے بہتر ہیں' کہ جنت صرف انسان کے لئے ہے تیسرے یہ کہ کوئی مومن متقی کمین نہیں' اشرف الخلق ہے۔ اور کوئی کافر شریف نہیں

(بقیہ صفحہ ۹۵۴) کسریٰ کے محل میں زلزلہ کبھی رحمت کے لئے جیسے حضور کے سفر شام کے موقعہ پر بحیرہ راہب کے عبادت خانہ میں زلزلہ' کبھی عذاب کے لئے جیسے عام زلزلے' قیامت کا یہ زلزلہ مسلمانوں کے لئے رحمت کفار کے لئے عذاب ہو گا ۵۔ یعنی اس زلزلہ کے وقت جو لوگ موجود ہوں گے۔ وہ حیرت سے کہیں گے' کہ زمین کو کیا ہو گیا' ایسا عام زلزلہ کبھی نہ ہوا تھا' اگر یہ زلزلہ لاوہ' یا گندھک کے جوش سے ہوتا تو ساری زمین کو نہ ہوتا' خاص خاص جگہ ہوتا' غرضیکہ فلسفہ کے سارے قاعدے ٹوٹ جائیں گے' یا دوسرے نفخہ کے زلزلے کے بعد جب لوگ زندہ ہو کر زمین میں زلزلہ کے آثار و شگاف دیکھیں گے' تو حیرانی سے یہ کہیں گے' خیال رہے کہ انسان قبروں سے نکل کر کچھ کلام کریں گے' جو جگہ جگہ قرآن شریف میں مذکور ہے' مثلاً کفار کہیں گے من بعثنا من مرقدنا یا مسلمان کہیں گے ھذا ما وعد الرحمٰن وغیرہ' مگر محشر کی طرف جاتے ہوئے سب خاموش ہوں گے' فلا تسمع الا ھمسا لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶۔ یعنی زمین کا ہر چپہ لوگوں کے ان نیک و بد اعمال کی گواہی دے گا۔ جو اس پر کئے گئے' اسی لئے حکم ہے' کہ اونچی آواز سے اذان دو' بعض ذکر بالجہر کرو' تاکہ دور تک کی زمین تمہاری گواہی دے' جب آج سائنس کے کرشمے سے فونوگراف' ریڈیو' ٹیلی فون کی ڈبیہ بول رہے ہیں تو اگر کل قیامت میں زمین بولے تو کیا دشواری ہے' خیال رہے کہ قیامت میں سات گواہ ہوں گے' زمین آسمان' وقت' خود ہمارے ہاتھ پاؤں' کاتب اعمال فرشتے' اعمالنامہ' اللہ تعالیٰ۔ (روح البیان) ۷۔ یعنی زمین کی گواہی کفار کے خلاف نہ تو عداوت سے ہو گی' کیونکہ زمین ماں کی طرح انسان کی اصل ہے' اور ماں اولاد کی دشمن نہیں ہوتی' نہ خباثت نفس سے' کیونکہ زمین نفس اور نفسانی خباثتوں سے پاک ہے' محض حکم الٰہی سے ہو گی' لہٰذا بالکل حق و صحیح ہو گی' خیال رہے کہ جیسے زمین میں پانی وغیرہ جذب کر لینے کی صلاحیت ہے' ایسے ہی ہمارے قول و عمل کھینچ کر لینے کی بھی صلاحیت ہے' آج سب کچھ جذب کر رہی ہے' قیامت میں بیان کر دے گی جیسے ریکارڈ بھرتے وقت ہر آواز جذب کر لیتا ہے' پھر مشین کی سوئی لگتے ہی بول پڑتا ہے' نیز زمین سعادت و شقاوت بھی جذب کر لیتی ہے' کہ مقبولوں کی جگہ متبرک ہو جاتی ہے' مردودوں کی جگہ منحوس' حضور نے قوم ثمود کی زمین میں ٹھہرنے سے منع فرما دیا تھا حرمین طیبین کی زمین تاقیامت برکت والی ہے' آج سائنس نے ثابت کر دیا کہ ابتداء عالم سے اب تک کی ساری آوازیں ہوا میں محفوظ ہیں اور گزشتہ لوگوں کی آوازیں سننے کی کوشش ہو رہی ہے' تو اگر زمین ہمارے اعمال' کلام' سعادت' نحوست' محفوظ رکھے اور کل قیامت میں بیان کر دے تو کیا تعجب ہے' ۸۔ یعنی قیامت

کے دن مردے قبروں سے نکل کر مختلف حالات میں محشر کی طرف جائیں گے' کوئی سواری پر تیز یا ست' اور کوئی پیدل' کوئی منہ کے بل' کوئی اندھا کوئی انکھیارا کوئی کالا' کوئی گورا' یا محشر کے حساب سے فارغ ہو کر کوئی عرش کے داہنے راستے سے جنت کو جائے گا۔ کوئی بائیں راہ سے دوزخ کو' اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں جنتی دوزخی پہچانے جائیں گے' جو کہے کہ حضور کو بھی ان کی پہچان نہ ہو گی' وہ ان جیسی آیات کا منکر ہے' آج حکومتیں ان ہی کو سول سرجن مقرر کرتی ہیں جنہیں بیمار و بیماریوں کی پہچان ہو' اس پہچان کے لئے ہزارہا آلات ایجاد کئے گئے ہیں۔ تو کیا رب نے شفاعت کبریٰ اس کے ہاتھ دے دی ہے جیسے شفاعت کے مستحق و غیر مستحق کی پہچان نہ ہو' کیا حضور اپنی امت سے یہ فرمادیں گے کہ مجھے خبر نہیں تم کون ہو' مومن یا کافر' ہرگز نہیں' ۹۔ اس آیت کا مطلب یا یہ ہے کہ جو مسلمان ذرہ بھر نیکی کرے گا' اس کی جزا دیکھے گا' اور جو کافر ذرہ بھر برائی کرے گا' اس کی سزا بھگتے گا' لہٰذا یہ لشنا کی تفصیل ہے' چونکہ مومن کے گناہ بفضلہ تعالیٰ مغفور ہیں' اور کافر کی نیکیاں ضبط اس لئے ان دونوں کا ذکر نہیں ہوا۔ یا یہ مطلب ہے۔ کہ ہر مومن و کافر اپنے ہر نیک و بد عمل کی تحریر اپنے نامہ اعمال میں دیکھے گا' مومن گناہوں کی مغفرت کے ساتھ' کافر نیکیوں کی ضبطی کے ساتھ' لہٰذا یہ آیت نہ تو شفاعت و بخشش کے خلاف ہے' نہ ضبطی کی آیات کے مخالف' یہاں چند چیزیں خیال رکھو۔ ایک یہ کہ من سے مراد صرف وہ انسان ہیں جن کے اعمال جزا و سزا کے لائق ہیں' جانور' جن' فرشتے' خارج ہیں' کیونکہ صدر الناس میں انسانوں ہی کا ذکر ہوا۔ نیز فرشتوں اور جانوروں کے عمل جزا و سزا کے لائق نہیں' جنات کو اگرچہ گناہوں پر سزا ہے' مگر نیکیوں پر جنت نہیں' دوسرے یہ کہ بھلائی برائی کرنے کی چند صورتیں ہیں' خود کرے' کسی سے وکالتہ کرائے' عمل ایجاد کرے' کہ دوسرے اس پر عمل کریں۔ تیسرے یہ کہ خیر ہر وہ جائز کام ہے' جو اچھی نیت سے کیا جاوے' شر ہر وہ ناجائز کام ہے' یا وہ جائز کام جو بری نیت سے ہو' لہٰذا یہ آیت سارے قرآن کی جامع ہے' ۔ سورہ والعادیات بقول حضرت بن مسعود مکیہ اور بقول حضرت ابن عباس مدنیہ ہے' رضی اللہ عنہم' ۱۰۔ عادیات عدد سے بنا' بمعنی دوڑنا' حد سے نکل جانا' اسی لئے دشمن کو عدو کہتے ہیں کہ وہ محبت کی حد سے نکل گیا' یعنی غازیوں کے ان گھوڑوں کی قسم جو جہاد میں اپنی سرحد سے نکل کر کفار کی حدود میں داخل ہوتے ہیں' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ سورہ عادیات غالباً" مدنیہ ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے نہ جہاد تھا' نہ غازیوں کے گھوڑے' اگر مکیہ ہو تو کہا جاوے گا' کہ یہاں آئندہ کی خبر ہے' دوسرے یہ کہ غازی کی شان بہت اعلیٰ ہے کہ رب نے ان کے گھوڑوں بلکہ گھوڑوں کی سانس' ٹاپ' غبار وغیرہ کی قسم ارشاد فرمائی' تیسرے یہ کہ جب غازی کے گھوڑے نے اپنی پشت پر غازی کو لیا' تو اس کی شان اونچی ہو گئی' تو جب ابوبکر صدیق نے ہجرت کی رات جناب مصطفیٰ کو اپنے کندھے پر لیا' اور علی مرتضیٰ نے حضور کو مقام صہباء میں اپنے زانو پر سلایا' عائشہ صدیقہ نے حضور کی وفات کے وقت حضور کے سر مبارک اپنے سینہ پر لیا' بلکہ وہ آمنہ خاتون و حلیمہ دائی جنہوں نے حضور کو اپنی گودوں میں کھلایا' ان کی کیا شان ہو گی' چوتھے یہ کہ جب غازی کے گھوڑے کی سانس برکت والی ہے' کہ اس کی قسم ارشاد ہوئی' تو ذاکر کی سانس بھی برکت والی ہے' جس سے شفا ہوتی ہے' صوفیاء کرام کے مشرب میں آیت کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ قسم ہے ان اللہ والی جماعتوں کی جو نفسانی و شیطانی حدود سے نکل کر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے رحمانی حدود میں داخل ہوتے ہیں ۱۱۔ یعنی جب یہ گھوڑے پتھریلی زمین پر چلیں' تو ان کی نعل کی رگڑ سے شعلے نکلے' یہ پتھر یہ شعلہ بھی رب کو اتنا پیارا ہے کہ اس کا بھی قسم میں ذکر کیا' معلوم ہوا کہ مقبولوں سے دور کی نسبت بھی عزت کا سبب ہے صوفیانہ طریقہ پر یہ ہے کہ پتھر جیسے سخت دل کو بھی اگر اللہ والوں کے قدم سے نسبت ہو جاوے تو اس میں بھی چمک پیدا ہو جاتی ہے' ۱۲۔ اس طرح کہ رات بھر سفر کر کے کے اندھیرے منہ کفار پر حملہ کر دیتے ہیں' معلوم ہوا' کہ صبح کے وقت جہاد بابرکت ہے بلکہ اس وقت کے ہر دینی و دنیاوی کام میں برکت ہوتی ہے ۱۳۔ معلوم ہوا کہ جہاد کے وقت کا غبار بھی رب کو پیارا ہے کہ وہ اللہ کی راہ کا غبار ہے' خوف خدا کا آنسو راہ خدا کا جہاد دوزخ کی آگ بجھانے کے لئے اکسیر ہے' ۱۴۔ یعنی غازیوں کے وہ گھوڑے اس حملہ میں کفار کے لشکروں میں بے خوف گھس جاتے ہیں' یہ گھسنا بھی رب کو پیارا ہے' ایسے ہی جو مومن بدکاروں میں پھنسا ہونے کے باوجود دین پر قائم رہے وہ مقبول ہے ۱۵۔ یہاں آدمی سے مراد غافل یا کافر آدمی ہے نہ کہ انبیاء اولیاء رب فرماتا ہے۔ من عبادی الشکور اور انبیاء کرام کے متعلق فرماتا ہے۔ انہ کان عبدا شکورا مطلب یہ ہے کہ غافل انسان رب کے ناشکرے ہو کر بعض تو رب کے قائل ہی نہیں' جیسے دہریئے اور بعض رب کو مان کر اس کی نعمتیں دوسروں کی طرف سے سمجھتے ہیں' جیسے مشرکین' اور بعض لوگ نعمتوں کو اپنے کمال سے جانتے ہیں' اور بعض لوگ غور ہی نہیں کرتے' کہ ہمیں یہ کیوں ملیں' اور ان کا شکریہ کیا ہے' خیال رہے کہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ احسان انسان پر ہوئے' اسی کو اشرف الخلق بنایا گیا' اسی کو تمام مخلوق کا مخدوم بنایا' اسی میں انبیاء و اولیاء پیدا ہوئے پھر بہت ناشکرا بھی انسان ہی ہوا۔ کہ خدائی کا اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ' اور انبیاء کرام کا مقابلہ اسی نے کیا' شکر دل کا بھی ہوتا ہے' زبان کا بھی' عملی بھی' پھر عملی شکر کی بہت قسمیں ہیں' ساری عبادتیں اور خدمت خلق عملی شکر کی قسمیں ہیں ایسے ہی ناشکری دلی بھی ہوتی ہے زبانی بھی' عملی بھی' عملی ناشکری کی بہت سی قسمیں ہیں' ان میں سے کوئی ناشکری کفر ہے کوئی فسق' ناشکری دلی بیماریوں میں سے ایک خطرناک بیماری ہے۔ جس کے ڈاکٹر شاکرین لوگ ہیں اور ان کی صحبت' ان کے حالات و کتب کا مطالعہ' اور دنیا میں اپنے سے نیچے کو دیکھنا' دین میں اپنے سے اوپر کا خیال کرنا' نیز یہ سمجھنا' کہ اللہ کی نعمتیں ہماری ملک نہیں' بلکہ رب کی امانتیں ہیں' انہیں بے جا صرف کرنا امانت میں خیانت ہے' یہ اس بیماری کی دوائیں ہیں ۱۶۔ انہ کی ضمیر یا رب کی طرف لوٹتی ہے یا انسان کی طرف (بیضاوی و خازن) یعنی رب تعالیٰ انسان کی ناشکریوں پر خود گواہ ہے کہ اس کی ہر حرکت دیکھ رہا ہے' یا انسان اپنی ناشکریوں پر خود گواہ ہے' کل قیامت میں اس کے اعضاء اس کے اعمال گواہی دیں گے' یا آج ہی انسان اپنی ناشکریوں پر خود گواہ ہے کہ گناہ کرنے پر اس کا دل خود ملامت کرتا ہے اور وہ لوگوں سے چھپاتا ہے یا انسان دوسروں کے ان عیوب پر انہیں طعنہ دیتا ہے' جو اس میں خود بھی موجود ہوں' دوسروں کا نام لے کر اپنے خلاف گواہی دے رہا ہے (عزیزی)

(بقیہ صفہ ٩٥٥) تیاری کر' اور اگر حضور سے خطاب ہو تو مطلب یہ ہو گا۔ کہ اے محبوب قیامت کی ہولناکی دہشت ایسی ہے کہ آپ بھی عقل و قیاس سے اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے' اگرچہ آپ کی عقل و دانش تمام خلق سے زیادہ ہے' آپ کو اس کا علم وحی الٰہی اور کشف سے ہوا' لہٰذا اس میں حضور کے علم کی نفی نہیں' حضور نے علامات قیامت' خود قیامت' بلکہ دوزخ و جنت اور وہاں کے عذاب و ثواب معراج وغیرہ میں ملاحظہ فرمائے ۷۔ یعنی قیامت کے پہلے نفخہ کے وقت لوگ گھبرا کر ہر

طرف ایسے بھاگیں گے' جیسے شمع گل ہو جانے پر جمع شدہ پتنگے منتشر ہو جاتے ہیں' اس صورت میں اگلی آیت کا مضمون واضح ہے' لوگوں کا پتنگے کی طرح بھاگنا اور پہاڑوں کا ریزے ہو کر اڑ جانا پہلے نفخہ کے وقت ہو گا' یا دوسرے نفخہ کے وقت لوگ اپنی قبروں سے محشر کی طرف ہر سمت سے ایسے دوڑیں گے جیسے شمع جلنے پر ہر طرف سے پتنگے دوڑتے ہیں' اس صورت میں اگلے مضمون میں پہلے نفخہ کے حال کا ذکر ہے' خیال رہے کہ اگرچہ قیامت میں جنات' حیوانات بھی اٹھائے جائیں گے مگر چونکہ انسان کا اٹھانا اصل مقصود ہے' اس لئے اسی کا ذکر ہوا یہاں انسان میں چھوٹے' بڑے' بھلے برے سب لوگ داخل ہیں' چونکہ یہ اٹھنا اور جمع ہونا بے نظمی سے اور تھوڑی سی دیر میں ہو گا' اور سب پر خاموشی طاری ہو گی' کسی میں شیخی و بڑائی نہ ہو گی' اس لئے پتنگوں سے تشبیہ دی گئی ۸۔ یعنی پہلے نفخہ پر صور کی آواز کے صدمے اور دھمک سے رنگ برنگے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں ایسے اڑتے پھریں گے' جیسے رنگ برنگی اون کے ریزے دھنتے وقت ۹۔ یعنی قیامت میں جس کی نیکیاں ترازو میں بھاری ہوں گی وہ جنت کے دائمی و خالص عیش میں ہمیشہ رہے گا' یہاں چند مسائل کا خیال رکھو' ایک یہ کہ قیامت کی میزان اور بلعہ اعمال کا وزن حق ہے' دوسرے یہ کہ یہ وزن صرف انسانوں کے لئے ہے' جن کے لئے جنت و دوزخ ہے' فرشتوں' جانوروں کے اعمال کا وزن نہیں کہ ان کے لئے نہ جنت ہے نہ دوزخ' کافر جنات کے لئے اگرچہ دوزخ ہے' مگر مومن جنات کے لئے جنت نہیں' لہذا ان کے اعمال کا بھی وزن نہیں' تیسرے یہ کہ صرف ان اعمال کا وزن ہو گا' جن کی تحریر بلعہ اعمال میں ہو چکی ہے' لہذا بچوں' پاگلوں کے اعمال' ایسے ہی عشق الٰہی' محبت مصطفوی کا وزن نہیں کہ ان کی تحریر نہیں' چوتھے یہ کہ وہاں اعمال کا وزن کمی و بیشی پر موقوف نہیں' بلکہ اخلاص و محبت پر ہے' حضور کا ایک سجدہ دنیا بھر کی تمام عبادات سے افضل ہے' پانچویں یہ کہ بے گناہ مقبولین کے لئے' اور جن کفار کے پاس کوئی نیکی نہیں' ان کا وزن نہیں' ان کا وزن نہیں' کیونکہ یہ وزن بات سے نہیں بلکہ نیکیوں کا بدیوں سے ہے' رب فرماتا ہے۔ فلا نقیم لهم یوم القیمة وزنا میزان ہم جیسے مسلمانوں کے لئے ہے اور ان کفار کے لئے جن کے پاس ظاہری نیکیاں بھی ہوں' مگر ان کی نیکیوں میں بالکل بوجھ نہ ہو گا۔ چھٹے یہ کہ وہاں وزن عدل کے لئے ہے فضل کے لئے نہیں' جن پر رب کا فضل ہو گا بے وزن و بے حساب جنت میں پہنچیں گے' خریدار کو تول کر دیتے ہیں مگر بھکاری کو بغیر ناپے تولے بھیک دی جاتی ہے۔ پیاروں کو دعوت میں بے ناپے تولے کھلایا جاتا ہے ساتویں یہ کہ مومن کی نیکیاں ترازو میں تو وزنی ہوں گی' مگر خود مومن پر بالکل ہلکی' اس لئے جب وہ جنت کو مع ان نیکیوں کے چلے گا تو اس پر بوجھ کچھ نہ ہو گا۔ بلکہ وہ بعض نیکیوں پر خود سوار ہو گا' جیسے قربانی مگر کافر کے گناہ ترازو میں بھی وزنی اور اس کے کندھے پر بھی بوجھل' دیکھو پانی کے حوض میں بیٹھنے والے پر پانی کا کوئی بوجھ نہیں ہوتا۔ مگر مشک بھر لو۔ تو اس میں وزن ہوتا ہے' آٹھویں یہ کہ ہر قسم کے اعمال کا علیحدہ وزن ہو گا اسی لئے موازین جمع ارشاد ہوا ۱۰۔ یعنی جس کی نیکیاں ہلکی ہوں اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے' یا اس طرح ہلکی ہوں کہ ان میں بالکل ہی وزن نہ ہو جیسے کفار کے صدقہ و خیرات وغیرہ' یا ان میں وزن تو ہو' مگر گناہوں سے کم' جیسے بعض گنہگار مسلمانوں کی تھوڑی نیکیاں' خیال رہے کہ قیامت میں وزنی پلہ اونچا ہو گا اور ہلکا پلہ نیچا' دنیا کے برعکس (روح البیان) اور جس کے دونوں پلے برابر ہوں گے ان پر رب کرم فرمائے گا ۱۱۔ دوزخ کے نیچے طبقہ میں جس کا نام ہاویہ ہے' جہاں عذاب بہت سخت ہے' جس سے دوزخ کے دوسرے طبقے بھی پناہ مانگتے ہیں' یا ہاویہ لغوی معنی میں ہے' یعنی گہرا طبقہ' ھوی۔ معنی گرنا خیال رہے کہ ہاویہ طبقے میں صرف بعض کفار رہیں گے۔ (شان نزول) ایک بار بنی عبد مناف اور بنی سہم میں خاندانی بڑائی پر مناظرہ ہوا۔ ہر ایک نے کہا کہ ہم تم سے مال' پیشہ' مہمان نوازی' عزت و تعداد میں زیادہ ہیں' بنی عبد مناف کی تعداد زیادہ نکلی' بنی سہم بولے' کہ زندے مردے ملا کر شمار کرو' ہمارے مردے مل کر ہم تم سے زیادہ ہیں۔ یہ کہہ کر دونوں قبرستان گئے۔ اور قبروں کی طرف اشارے کر کے کہنے لگے کہ یہ ایسی شان کا مالک تھا' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (از تفسیر عزیزی' روح البیان) ۱۲۔ موت کے ذکر' قبر کی فکر' آخرت کے اندیشہ سے' یا اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری سے' یا حضور کی یاد سے' خیال رہے کہ جو چیز اللہ و رسول سے غافل کرے۔ وہ لہو ہے وہ الہاھو سے بنا ۱۳۔ تکاثر کثرت سے بنا اس کے معنی ہیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں زیادتی کا اظہار' یا طلب' اظہار بطور شکر تو عبادت ہے مگر بطور فخر یعنی شیخی گناہ ہے' خواہ علم پر شیخی ہو یا مال پر' یا عزت و اعمال پر اور زیادہ طلبی دین کی تو اچھی ہے مگر دنیا کی ہوس بری' خصوصاً" جب کہ رب سے غافل کر دے' یہاں تکاثر سے یہی مراد ہے ۱۴۔ یعنی تم مرتے دم تک حرص و ہوس یا شیخی میں گرفتار رہتے ہو' چونکہ قبر بھی انسان کی ایک منزل ہی ہے' اصل ٹھکانہ تو جنت یا دوزخ ہے' اس لئے زرتم فرمایا گیا' حضور نے فرمایا کہ میت کے ساتھ تین جاتے ہیں' مال' اہل قرابت' اعمال پہلے دونوں لوٹ آتے ہیں' اعمال ساتھ رہ جاتے ہیں' اپنا مال وہی ہے جو بندہ کھا کر ہضم کر لے' یا پہن کر پھاڑ لے' یا خیرات کر کے آگے بھیج دے' یا آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم یہاں تک شیخی مارتے ہو کہ مرے باپ دادوں پر فخر کرتے ہو' ان کی قبروں کی زیارت کرتے ہو' اس سے معلوم ہوا کہ فخر کے لئے زیارت قبور ممنوع ہے۔ زیارات قبور یا اپنی موت یاد کرنے کے لئے ہو یا فاتحہ خوانی کے لئے یا صاحب قبر سے فیض حاصل کرنے کے لئے' حصول فیض کے لئے سفر کرنا بھی درست ہے' اسی لئے مدینہ پاک' بغداد شریف وغیرہ کی طرف سفر کیا جاتا ہے' یا اے کفار تم لوگ شیخی کے لئے اپنے دفن شدہ باپ دادوں کا بھی ذکر کرتے ہو" معلوم ہوا کہ نمبرداروں' چودھریوں' کی نسبت پر فخر منع ہے' ہاں بزرگان دین صالحین کی نسبت پر فخر بجا ہے ہم کو فخر ہے کہ ہم حضور کی امت اور غوث پاک کے مرید ہیں۔ ۱۵۔ جب تم پر قحط وغیرہ کے عذاب آئیں گے یا جب تم پر مسلمانوں کو فتح دی جاوے گی' تب تم خواہ مخواہ مسلمان بنو گے' بہتر ہے کہ آج بخوشی ایمان لے آؤ' تاکہ تمہارا درجہ بلند ہو' یا مرتے وقت عذاب کے فرشتے دیکھ کر مگر اس وقت کا جاننا کام نہ آوے گا ۱۶۔ اپنی قبروں میں پہنچ کر' یا قیامت میں اٹھ کر اور عذاب الٰہی دیکھ کر' مگر اس وقت کا جاننا ماننا مفید نہیں' حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ آیت کے نزول پر ہم کو عذاب قبر کی حقانیت کا یقین ہو گیا۔ کیونکہ یہاں پہلی آیت میں عذاب قبر کا ذکر ہے' دوسری آیت میں عذاب حشر کا (روح البیان) خیال رہے کہ دنیا برزخ کے مقابلہ میں خواب ہے اور برزخ آخرت کی نسبت سے خواب' مسلمانوں کو دنیا میں آخرت کا علم الیقین ہے' برزخ میں عین الیقین ہو گا' اور قیامت میں حق الیقین' لہذا یہاں غافل مسلمانوں سے بھی خطاب ہو سکتا ہے

(بقیہ صفحہ ۹۵۶) جس کے دل میں آ جاویں' اس کے لئے تمام نعمتیں رحمتیں ہیں' جس کے دل میں حضور نہ ہوں' اس کے لئے سب نعمتیں زحمتیں ہیں' دولت عثمانی رحمت تھی' دولت ابوجہل زحمت'۔ (شان نزول) ایک دفعہ کلدہ بن امیہ حضرت ابوبکر صدیق سے بولا کہ تم تو تجارتی کاروبار میں بہت ہوشیار تھے' تم نے یہ کیا خسارہ اٹھایا کہ اسلام لا کر امیروں کی دوستی کے عوض غریبوں کی محبت' چند معبودوں کے مقابل ایک اللہ کی عبادت قبول کی' حضرت صدیق نے فرمایا کہ مومن متقی نقصان میں

نہیں رہتا' تب حضرت صدیق کی تائید میں یہ سورت نازل ہوئی' (عزیزی) لہذا یہ سورت صدیق اکبر کے فضائل میں سے ہے' ۵۔ عصر' نماز عصر کو بھی کہتے ہیں' وقت عصر کو بھی' زمانہ کو بھی' یعنی نماز عصر کی قسم' جو بیچ کی نماز ہے' جس میں دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں' یا وقت عصر کی قسم جب دن سلطان سفر کرتا ہے' رات کی آمد ہوتی ہے یا مطلقاً" زمانہ وہ وقت کی قسم جس سے عمریں ختم ہوتی ہیں' سلطنتیں بدلتی ہیں' عالم کے حالات میں تبدیلی ہوتی ہے' یا اس وقت و زمانہ کی قسم جس میں عشاق فراق میں' گنہگار توبہ میں' بدکار استغفار میں روتے ہیں' اور صالحین عبادات میں مشغول ہوتے ہیں' مگر بہترین ترجمہ یہ ہے کہ ظہور محبوب کے زمانہ کی قسم جو تمام زمانوں سے افضل و بابرکت ہے' جس میں مومنین دیدار یار سے صحابی بنتے نظر آتے ہیں' یا حضور کے زمانہ نبوت کی قسم جو قیامت بلکہ ابدال آباد تک ہے یا حضور کے زمانہ فیض کی قسم جو ازل سے ابد تک ہے' کہ گزشتہ انبیاء اور ان کی امتوں کو حضور ہی سے فیض ملا' اسی لئے حضور کا لقب رحمۃ للعالمین ہے (از روح وغیرہ) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ حضور رب کے محبوب اکبر ہیں' کہ رب نے ان کے زمان و مکان' عمر کی قسم فرمائی' دوسرے یہ کہ جس وقت یا جس چیز کو حضور سے نسبت ہو جائے' وہ بھی محبوب و معظم ہے۔ لہذا حضور کے صحابہ و اہل بیت محبوبان بارگاہ الٰہی ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور کا زمانہ خیر القرون ہے' اس وقت برکتیں رحمتیں بہت تھیں' جو کہے کہ اس وقت صرف دو چار آدمی ایمان لائے' اور آج مومن لاکھوں ہیں' وہ حضور کے زمانہ کو بدترین مانتا ہے' ۶۔ کہ اپنی اصل پونجی عمر کو کفر گناہ' غفلت' دنیا طلبی' کھیل کود میں برباد کر رہا ہے۔ اسے آخرت بنانے کا ذریعہ نہیں بناتا۔ انسان تاجر ہے' زندگی اس کی دکان' اور اعمال دکان کے سودے ہیں' اگر اچھے ہیں تو ان کا خریدار خدا تعالیٰ ہے اور جنت ان کی قیمت' ان اللہ اشتریٰ من المومنین ۔الخ' اگر برے ہیں تو شیطان خریدار ہے اور دوزخ ان کی قیمت' جیسا سودا ویسے خریدار' شراب کی دکان پر شرابی' اور تسبیح و مصلی کی دکان پر خانقاہ خریدار ہوتے ہیں' نیز تھوڑی پونجی کا نفع و نقصان بھی تھوڑا ہوتا ہے بڑی کا بڑا' انسان کی زندگی تمام مخلوقات کی زندگیوں سے زیادہ قیمتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ ولایت' قرب الٰہی' جنت کما سکتا ہے' فرشتے' جنات جانوروں کی زندگیاں ایسی نہیں' لہذا اگر انسان نفع کمائے تو غوث و قطب بنے' نقصان اٹھائے تو دوزخ میں جوتے کھائے' لہذا آیت بالکل حق ہے کہ انسان بڑے ہی خسارہ میں ہے' ۷۔ وہ نقصان میں نہیں' بلکہ نفع میں ہیں' اولئک ھم المفلحون پھر جیسا ایمان قوی ایسا ہی نفع زیادہ' اس نفع کا مزہ شہید کربلا سے پوچھو' جنہوں نے سب کچھ لٹا کر سب کچھ کمایا صوفیاء فرماتے ہیں کہ غافل کے ہر سانس پر عمر گھٹ رہی ہے' جیسے سوراخ والے گھڑے کا ہر قطرہ بہہ کر برباد ہو رہا ہے' اور گھڑا خالی ہو رہا ہے' مومن صالح کا ہر سانس خزانہ الٰہی میں جمع ہو کر بڑھ رہا ہے' جیسے قرع انبیق سے عرق کے قطرے ٹپک کر بوتلوں میں جمع ہو کر بیماروں کے لئے شفا اور پنساری کے لئے نفع کا باعث ہے۔ اسی لئے شہداء ان سانسوں کے ختم ہونے پر مرتے نہیں۔ بلکہ ابدال آباد کی زندگی حاصل کرتے ہیں بل احیاء ولکن لا تشعرون زندگی کا نفع بندگی ہے' ورنہ شرمندگی' اگر فرشتے' جنات وغیرہ بھی مومن ہیں۔ مگر یہاں انسان مومن ہی مراد ہیں' کیونکہ جنت صرف انسان کے ایمان کا نتیجہ ہے' ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ ایمان اعمال پر مقدم ہے' بغیر ایمان کوئی نیکی مقبول نہیں' دل بادشاہ ہے باقی تمام اعضا رعایا' بادشاہ خراب ہو' تو ملک خراب ہے' دل بدعقیدہ ہو' تو نیکیاں برباد ہیں' دوسرے یہ کہ کوئی مومن نیکیوں سے بے پروا نہ ہو' پھل وہی کھائے گا' جو جڑ اور شاخوں کو محفوظ رکھے گا۔ تیسرے یہ کہ مومن ہر قسم کی نیکیاں کرے' جیسا کہ صالحات کے عموم سے معلوم ہوا۔ خیال رہے کہ ظاہری باطنی بہت سے اعضاء ہیں' ہر عضو کے علیحدہ کام ہیں' ہر کام تین طرح کا ہے' مباح' ثواب' گناہ' مباح و ثواب کا کام کرو گناہ سے بچو' چوتھے یہ کہ ہمیشہ نیکیاں کرو' جیسا کہ عملوا کے اطلاق سے معلوم ہوا' کسان کھیتی کٹنے تک اس کی نگرانی و خدمت کرتا ہے' مومن مرتے وقت نیکیاں کرے' دشمن شیطان سے یہ کھیت محفوظ رکھے ۹۔ یعنی ایمان و نیک اعمال کا ہر ایک کو تاکیدی حکم ہمیشہ دیا' یا مرتے وقت تک لوگوں کو نیکیوں کی وصیت کی' جیسے حضرت ابراہیم و یعقوب علیہما السلام نے اپنی اولاد کو اور ہمارے حضور نے آخری سانسوں میں اپنی امت کو نماز اور غلاموں سے اچھے برتاوے کی وصیتیں فرمائی۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پہلے خود نیک بنے' پھر دوسروں کو ہدایت کرے جیسا کہ اس ترتیب ذکری سے معلوم ہوا' دوسرے یہ کہ ہمیشہ تبلیغ کرے' جیسا کہ تواصوا کے اطلاق سے معلوم ہوا' تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کو مبلغ ہونا چاہیے' جسے جو مسئلہ معلوم ہو' لوگوں کو بتادے' صرف علماء پر تبلیغ نہیں' جیسا کہ تواصوا کے فاعل کے عموم سے پتہ لگا چوتھے یہ کہ ہر حال میں تبلیغ کرے' صرف جلسہ یا اسٹیج پر موقوف نہ ہو' پانچویں یہ کہ نماز روزے کی طرح تبلیغ بھی ضروری ہے چھٹے یہ کہ عوام دل و زبان سے علماء زبان و قلم سے' حکام زور و طاقت سے تبلیغ کریں' جیسا کہ تواصوا کے عموم سے معلوم ہوا ۱۰۔ صبر کے لغوی معنی ہیں روکنا ٹھہرانا' اصطلاح میں نفس کو شرعی حدیں توڑنے سے روکنا صبر ہے' مست گھوڑے کی باگ مضبوط پکڑو' تاکہ سیدھا چلے' دائیں بائیں کھڈ میں نہ ڈال دے' ایسے ہی نفس کو شریعت کی لگام دے کر سیدھا رکھو' خوشی میں فخر' رنج میں گھبراہٹ سے روکو' عبادتوں سے اکتا نہ جاؤ لہذا صبر کی تین قسمیں ہیں' اور یہ آیت بہت جامع ہے۔ (شان نزول) اخنس بن شریق' ولید ابن مغیرہ' امیہ بن خلف وغیرہ سرداران کفر اپنے مال پر ناز اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام پر زبان طعن دراز کرتے تھے' ان کے متعلق یہ سورت نازل ہوئی (تفسیر عزیزی وغیرہ) ۱۱۔ دنیا میں مرتے وقت بھی' اور قبر و حشر میں بھی' ویل کے معنی ہیں خرابی و افسوس اور دوزخ کا ایک طبقہ جہاں عذاب بہت سخت ہے' معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کے صحابہ کی بدگوئی بدترین کفر ہے ۱۲۔ ھمز' ہامز کی جمع ہے' لمز' لامز کی' ھمز و لمز میں چند طرح کا فرق ہے' سامنے برا کہنا ھمز ہے' پیچھے برا کہنا لمز' زبان سے برا کہنا ھمز ہے اشاروں سے برا کہنا لمز' بلاواسطہ کسی کو برا کہنا ھمز ہے' اس کی کسی چیز کو برا کہنا لمز' صراحۃً برا کہنا ھمز ہے' رمز و اشارہ سے برا کہنا لمز' خیال رہے کہ حضور کی گستاخی کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کفر ہیں' کھلی گستاخی کرنا جیسے اندھ المجنون شان اقدس میں ایسا لفظ بولنا۔ جس کے برے معنی بھی ہوں' جیسے راعنا تیسرے دھوکہ دہی کے لئے بدنیتی سے تعریف کرنا' جیسے منافقوں کا عرض کرنا' کہ آپ رسول اللہ ہیں' پہلی قسم ھمز ہے' آخری دو قسمیں لمز' اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام' اور مدینہ منورہ کی ادنیٰ توہین بے ایمانی ہے' خیال رہے کہ حمد الٰہی سنت رسول ہے اور نعت مصطفائی سنت الٰہیہ ہے۔ اور توہین پیغمبر سنت شیطان' ساری عبادتیں ختم ہو جائیں گی' مگر حضور کی نعت قبر و حشر میں بھی ہو گی اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا محمود ہے' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق کے بھی محمود ہیں' خالق کے بھی محمود' اسی لئے آپ کا نام شریف محمد ہے' یعنی بہت سراہے ہوئے۔ ۱۳۔ مال جمع کرنا' گن گن کر رکھنا چند صورتوں میں برا ہے' ایک یہ کہ حرام ذریعوں سے جمع کرے' حرام خور کی نہ دعا قبول نہ عبادت میں لذت' دوسرے یہ کہ جمع شدہ مال سے شرعی حقوق ادا نہ کرے' تیسرے یہ کہ جمع مال میں ایسا مشغول ہو' کہ

رب کو بھول جاوے' چوتھے یہ کہ مال کو دفع آفات کا ذریعہ سمجھے' رب پر توکل نہ کرے' بارش کا پانی بقدر ضرورت رو کو' باقی جانے دو' ایسے ہی مال سے ضرورتیں پوری کرو' کچھ آگے جانے دو' صوفیاء فرماتے ہیں' کہ کافر کا مال کمانا بھی جرم' جمع کرنا بھی جرم' مومن کے لئے یہ دونوں کام عبادت ہیں' برات کا کھانا دولہا سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ہے' اجنبیوں کا آنا بھی جرم ہے' کھانا بھی جرم' دنیا برات ہے' حضور دولہا' مومن براتی' کفار دشمن ۱۴۔ یعنی محبت مال میں ایسا بدمست ہے کہ گویا سمجھ چکا ہے کہ یہ مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا' اور وہ اس کی بدولت موت و اسباب موت سے محفوظ رہے گا' ورنہ مشرکین عرب موت کے منکر نہ تھے' خیال رہے کہ جو مال نفسانی یا شیطانی راہ میں خرچ ہو' وہ فانی ہے' مگر جو رحمانی راہ میں خرچ ہو' وہ باقی اور جاودانی ہے' رب فرماتا ہے۔ ویربی الصدقات ایسے ہی جو جان اللہ کی راہ میں جائے اسے بقا ہے۔ بل احیاءو لکن لا تشعرون ۱۵۔ یعنی بدباطن دوزخ میں پہنچایا نہ جائے گا' ڈالا نہ جائے گا بلکہ کنارہ دوزخ سے ذلت کے ساتھ پھینکا اور پٹخا جاوے گا' اور اس طبقہ میں پہنچے گا' جہاں کی آگ صرف کھال ہی نہیں جھلساتی' بلکہ ہڈیاں' پسلیاں جلا کر ریزہ ریزہ کرتی ہے' مگر جان نہ نکلے گی۔ کیونکہ یہ بدبخت دنیا میں اللہ کے پیاروں کو گرانا چاہتا تھا۔ اس کا بدلہ یہ ملا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ یہ آیات کفار کے متعلق ہیں' کیونکہ گنہگار مومن دوزخ میں پٹخے یا پھینکے نہ جائیں گے' دوسرے یہ کہ آخرت میں سزا یا جزا عمل کے مطابق ہو گی' تیسرے یہ کہ جو مظلوم اپنا بدلہ خود نہ لے' تو رب تعالیٰ اس کا بدلہ لیتا ہے' کیونکہ ان محبوبوں نے ان کفار سے اپنا بدلہ نہ لیا' تو رب تعالیٰ لے گا' چوتھے یہ کہ روافض' ابوجہل اخنس بن شریق وغیرہ کفار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صحابہ کو عیب لگاتے ہیں ان کی سزا بھی ان جیسی ہی ہے ۱۶۔ اے کافر کیونکہ تو نے حضور کو نہ جانا' جس نے انہیں نہ مانا اس نے نہ خدا کو پہچانا' نہ ایمان کی کسی چیز کو' ابوجہل وغیرہ نے قرآن سنا' مگر ایمان نہ پایا' کیونکہ قرآن والے کو نہ مانا' یا اے قرآن پڑھنے والے کیونکہ تو نے دنیا کی آگیں یا سورج کی گرمی یا بخار کی حرارت دیکھی ہے' جو مادی ہیں' اور وہ آگ مادہ سے وراء ہے' لہٰذا ان آگوں سے اس آتش کا پورا پتہ نہیں لگ سکتا' خیال رہے' کہ یہاں خطاب حضور سے نہیں' حضور نے تو شب معراج میں دوزخ کے ہر طبقہ کی سیر فرمائی' ۱۷۔ دوزخ کی آگ کو اللہ کی آگ اس لئے فرمایا' کہ وہ اسباب سے وراء ہے' بلاواسطہ رب کے حکم سے بھڑک رہی ہے' جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ فرمایا گیا' ورنہ ساری آگیں اللہ کی ہیں جیسے سورج بغیر تیل بتی روشن ہے' ایسے ہی وہ آگ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ اور وہاں کی تمام چیزیں پیدا ہو چکی ہیں' ہاں مجرموں کا داخلہ بعد قیامت ہو گا ۱۸۔ یعنی دوزخ کی آگ کافر کے ظاہر و باطن کو جلائے گی' حتی کہ دل کو بھی' دنیا کی آگ دل کو نہیں' جلاتی' وہاں آگ پہنچنے سے پہلے ہی جان نکل جاتی ہے' دل گرمی برداشت نہیں کرتا' دوزخ میں دل جلے گا' مگر جان نہ نکلے گی کیونکہ اس دل میں اللہ والوں کی عداوت' کفر' حسد بھرا تھا' اس سے معلوم ہوا کہ گنہگار مومن کے دل کو وہ آگ نہ جلائے گی' کہ اس میں ایمان تھا' بلکہ پیشانی کی سجدہ گاہ بھی محفوظ رہے گی' بعض بزرگوں کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی'

(بقیہ صفحہ ۹۵۷) ریلوے ٹائم ٹیبل کی عمر چھ ماہ جنتری اور کیلنڈر کی عمر ایک سال' یونیورسٹی کے نصاب کی عمر تین سال' مگر قرآن کی عمر ہمیشہ ہے۔ ابرہہ کی عمر تھوڑی' کعبہ کی عمر دائمی۔ ابوجہل کی عمر کو فنا' جناب مصطفیٰ کی عمر تا ابد ہے ۵۔ جو جدہ کی طرف سے سمندر سے مختلف جماعتوں میں آئیں' ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ہجرت کے موقعہ پر مکڑی کے جالے' کبوتری کے انڈوں کے ذریعہ کفار سے بچایا' اور احزاب کے دن بے شمار لشکر کفار سے ہوا کے ذریعہ' بدر کے دن ابوجہل کے شر سے دو بچوں کے ذریعہ' اسی طرح رب نے اسلام کو صدہا ابرہہ جیسے دشمنوں سے معمولی ذریعوں سے بچایا' ۶۔ یعنی وہ چڑیاں ابرہہ کے لشکر کو تاک تاک کر اس پر پتھر مارتی تھیں' کہ جس پتھر پر جس کافر کا نام تھا' وہی اس کے لگتا تھا۔ اور خود کو توڑ کر سر کو پھوڑ کر' جسم کو چیر کر' ہاتھی کو پھاڑ کر زمین میں سوراخ کر دیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان چڑیوں کو پتھروں کی بھی پہچان تھی اور ہر کافر کی بھی' کہ ڈاکیہ کی طرح ہر پتھر اس کے نام والے کافر پر پہنچاتی تھیں' جانوروں میں بھی شعور اور کافر و مومن کی پہچان ہے حضرت سلیمان کی چیونٹی اور ہدہد کی دانائی تو قرآن کریم میں مذکور ہے' شیر نے حضور کے غلام حضرت سفینہ کی حفاظت کی' یہ بھی معلوم ہوا' کہ وہ چڑیاں پتھروں پر لکھے ہوئے نام کو بھی جانتی تھیں۔ اور اتنی بڑی انسانی بھیڑ میں ہر کافر کو چھانٹ سکتی تھیں' اور ایسا درست نشانہ لگاتی تھیں' کہ ہر پتھر کافر کی کھوپڑی پر پڑتا تھا اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں' جو حضور کی شفاعت کا اس لئے انکار کرتے ہیں کہ حضور اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے ۷۔ یعنی جیسے کھایا ہوا بھوسا گوبر یا لید بن کر ریزہ ریزہ ہو کر بے قدر و گندہ ہو جاتا ہے' یہ ہی اس لشکر کا حال ہوا۔ صوفیاء کے نزدیک مومن کا دل گویا کعبہ ہے' نفس امارہ ابرہہ' برے ساتھی اور دنیاوی جھگڑے ابرہہ کا لشکر و ہاتھی ہیں حضور کی ذات رحمت کا سمندر ہے' جہاں سے توفیقات الہیہ کے ابابیل چلتے ہیں' عبادات شرعیہ پتھر ہیں' جن سے نفس امارہ کا ابرہہ مع لشکر تباہ ہوتا ہے' اور کعبہ دل محفوظ رہتا ہے اس سورت سے چند فائدے حاصل ہوئے' ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ولادت سے پہلے واقعات عالم کو ملاحظہ فرما رہے تھے' کہ اصحاب فیل کا واقعہ ولادت شریفہ سے پہلے کا ہے مگر فرمایا الم تر کیا تم نے نہ دیکھا' یعنی دیکھا ہے' یہاں واقعہ کے آثار دیکھنا مراد نہیں' کیونکہ حضور کے ظاہری ہوش سنبھالنے سے پہلے یہ آثار مٹ چکے تھے نہ لوگوں سے سننا مراد ہے کہ بلاوجہ مجازی معنی مراد نہیں ہوتے' اور جب ولادت سے پہلے واقعات عالم کو دیکھ رہے تھے تو وفات کے بعد بھی ہر شے کو ملاحظہ فرما رہے ہیں' دوسرے یہ کہ حضور نے یہ واقعات تفصیل وار ملاحظہ فرمائے' نہ کہ اجمالا'' اسی لئے مافعل نہ فرمایا بلکہ کیف فعل فرمایا' تیسرے یہ کہ حضور کے بعض معجزات ولادت سے پہلے ظاہر ہوئے' ان میں سے یہ فیل کا واقعہ بھی ہے' چوتھے یہ کہ یہ واقعہ حضور کی عزت افزائی کے لئے ہوا' اسی لئے فعل ربک فرمایا۔ فعل اللہ نہ فرمایا (عزیزی) ورنہ کعبہ معظمہ کی قوم قرامطہ اور ملاحدہ نے' پھر یزید و حجاج نے بے حرمتیاں کیں' مگر ان پر یہ عذاب نہ آیا (روح البیان) قوم عاد کے متعلق ارشاد ہوا۔ الم ترکیف فعل ربک بعاد۔' حالانکہ قوم عاد حضور سے ہزاروں سال پہلے ہلاک ہوئی۔ ۸۔ نضر بن کنانہ کی اولاد کو قریش کہتے ہیں' جو ہمارے حضور کے تیرھویں دادا ہیں' حضور کا نسب نامہ یہ ہے' محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ابن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب ابن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ قریش چونکہ اولاد ابراہیم ہیں' اور حرم کے باشندے' کعبہ کے خادم' زمزم کے منتظم ہیں' اور آخر میں ہمارے حضور کے ہم نسب اسی لئے انہیں پہلے بھی دینی شرافت حاصل تھی' اور اب بھی ہے' قریش قرش سے بنا' بمعنی غلبہ' اسی لئے اس دریائی جانور کو بھی قرش کہتے ہیں' جو دیگر جانوروں کو کھا جاتا ہے' اسے کوئی نہیں کھاتا (عزیزی وغیرہ) ۹۔ کہ مکہ معظمہ پہاڑوں سے گھرا ہوا' ریگستانی علاقہ تھا' جہاں پیداوار بالکل نہ تھی' زمانہ حج کی آمدنی ان لوگوں کو سال کے لئے کافی نہ تھی۔ اس لئے قریش بسلسلہ تجارت سردیوں میں یمن اور گرمیوں میں شام جاتے تھے' ان قافلوں سے قریش کو بہت

رغبت تھی' اور چونکہ قریش مذکورہ عظمتوں کے مالک تھے' اس لئے راستوں میں ان پر ڈکیتی نہ ہوتی تھی' اور جہاں ٹھہرتے تھے' وہاں ان کی خاطر تواضع' نذرانے تحفے خوب ہوتے تھے' نیز یہ لوگ ان سفروں کی وجہ سے سفر کے علاوہ' تجربہ کار' ملکوں سے خبردار ہو گئے تھے۔ اسی لئے ان کے ذریعہ ملکوں میں تبلیغ اسلام اور فتوحات خوب ہوئیں' اور بخوبی حکمرانی کر سکے یہ سفر ان کے لئے بہت بابرکت ہوئے' اس لئے ان سفروں کا خصوصیت سے ذکر فرمایا گیا ١٠۔ یعنی اے قریش مکہ جب لوگ تمہاری خدمت اس لئے کرتے ہیں کہ تم کعبہ کے خادم ہو' تو تم کو بھی چاہیے کہ کعبہ کے رب کی عبادت کرو (عزیزی) اس سے معلوم ہوا کہ جس کو رب دینی عزت دے' وہ دین کی خدمت کرے' جیسے علماء' مشائخ' سادات' کہ یہ حضرات حضور کے نام پر عیش کر رہے ہیں' تو ان کی نمک حلالی بھی کریں' خیال رہے کہ یہ سورت مکیہ ہے' اور غالباً" معراج سے پہلے نازل ہوئی' جب نماز روزہ وغیرہ کوئی عبادت نہیں آئی تھی' لہٰذا یہاں عبادت سے مراد اللہ' رسول کا نام جپنا یعنی کلمہ پڑھنا' اور حضور کا چہرہ محبت سے دیکھنا ہے جو اسلام کی پہلی عبادات اور تمام عبادات سے اہم ہے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار بھی عبادات شرعیہ کے مکلف ہیں' کہ ایمان لائیں' اور عبادت کریں' دوسرے یہ کہ بحالت کفر کوئی نیکی صحیح عبادت نہیں' کیونکہ کفار مکہ طواف' حج' عمرہ' حجاج کی خدمت کرتے تھے' مگر انہیں کالعدم قرار دیا گیا' تیسرے یہ کہ کعبہ معظمہ مظہر ذات ذوالجلال ہے' چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا رب ہے' مگر اس کی ربوبیت کو اس کی اعلیٰ مخلوق کی طرف نسبت کرنا چاہیے' یوں کہو کہ اے مصطفیٰ کے رب اے کعبہ معظمہ کے رب' پانچویں یہ کہ اگرچہ کعبہ بھی دوسرے گھروں کی طرح پتھر لکڑی' در و دیوار و چھت سے بنا ہے' لیکن ان کی طرح نہیں' قرآن اگرچہ دوسری کتابوں کی طرح کاغذ و روشنائی سے چھپا' مگر ان کی مثل نہیں' ایسے ہی پیغمبر اگرچہ کھاتے پیتے ہیں' مگر ہم سے ممتاز ہیں ١١۔ اس طرح کہ مکہ مکرمہ کی پہاڑی و بنجر علاقہ میں کعبہ معظمہ کے ذریعہ انہیں روزی دی' یا جب مکہ والوں نے مسلمانوں کا مکمل بائیکاٹ کیا' تو رب نے ان پر بارش اور غلہ کی در آمد بند کر دی' پھر جب انہوں نے کھولا' تو بارشیں ہوئیں' در آمد شروع ہو گئی اور انہیں بھوک سے امن ملی' اس سے معلوم ہوا کہ بھوک میں روٹی اللہ کی نعمت ہے' اس کا شکر لازم ہے' یا مکہ والوں کو روحانی بھوک سے نجات دی کہ حضور کے ذریعہ روحانی غذائیں ایمان و عبادات بخشیں ١٢۔ کہ حرم شریف میں امن ہے یا مکہ والوں کو مرض جذام کے خوف سے محفوظ رکھا' کہ یہ بیماری وہاں کبھی نہ ہو گی' تیز وبائی امراض سے وہاں امن ہے' یا حرم شریف کی برکت سے مکہ والوں کو قتل و غارت سے محفوظ رکھا کہ عرب میں ہر طرف لوٹ مار کا بازار گرم ہے' یا حضور کے صدقہ سے انہیں قبر و آخرت کے خوف سے امن بخشا کہ ایمان قبول کریں' جنت جائیں' سیدھی سڑک یہ شرفشاعت مگر کی ہے۔ ١٣۔ سورہ ماعون اگلی نصف مکیہ ہے' ابو جہل یا عاص بن وائل کے متعلق نازل ہوئی اور آخری نصف مدنیہ ہے' جو عبداللہ ابی بن سلول وغیرہ منافقین کے متعلق نازل ہوئی' (شان نزول) مکہ معظمہ میں جب کوئی مال دار مرنے لگتا تو ابو جہل وغیرہ اس کے پاس جا کر کہتے کہ اپنی یتیم اولاد' اور اپنا مال ہمارے سپرد کر جا' تا کہ ان کی پرورش و نگرانی اچھی طرح کریں' مرنے والا یہ کر دیتا' اس کے بعد یہ مال پر تو قبضہ کر لیتے' اور میت کے یتیموں کو دھکے دے کر نکال دیتے تھے۔ چنانچہ ان ستم رسیدوں میں سے ایک یتیم حضور کے پاس فریادی ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے کر ان کے پاس تشریف لے گئے' اور فرمایا۔ کہ کیا تمہیں رب کا خوف' قیامت کا ڈر نہیں' وہ لوگ قیامت کا مذاق اڑانے لگے' حضور مغموم ہو کر واپس ہوئے' تب اس سورت کا اگلا حصہ نازل ہوا (عزیزی) ١٤۔ دین سے مراد ملت اسلامیہ ہے۔ یا قیامت کا دن' جھٹلانے سے مراد قولی و عملی جھٹلانا ہے' یعنی اے محبوب غور تو کرو' ابو جہل وغیرہ کی خرابی پر' کہ اسلام جیسی پاک ملت کو' یا قیامت جیسی ظاہر چیز کو قولاً و عملاً جھٹلاتا ہے' کہ زبان سے ان کا انکاری ہے اور یتیموں کو ستا کر عملاً" جھٹلاتا ہے۔ چونکہ کفر تمام گناہوں سے بدتر ہے' اس لئے پہلے اسی کا ذکر ہوا۔

(بقیہ صفحہ ٩٥٨) ریا کہ نماز تو ہر حالت میں یکساں پڑھے مگر اظہار پسند کرے' ان تینوں کے احکام علیحدہ ہیں ٦۔ ماعون' معن سے بنا' بروزن فاعون' معن کے معنی ہیں قلت یا حقارت' زکوٰۃ کو بھی اسی لئے ماعون کہتے ہیں کہ اس کی مقدار تھوڑی ہے' یعنی چالیسواں حصہ' یا دیگر دینوں کی زکوٰتوں سے کم ہے' معمولی برتنے کی چیزوں کو بھی ماعون کہا جاتا ہے' جیسے سوئی' نمک' آگ' پانی وغیرہ' یعنی منافقین کی عبادتیں بھی خراب ہیں اور معاملات بھی گندے' کہ اپنے پڑوسیوں کو معمولی برتنے کی چیزیں عاریۃً بھی نہیں دیتے' آگ' پانی' نمک پر ان کی جان نکلتی ہے' یا یہ لوگ اپنی ضرورت سے بچی چیزیں جو ان کے لئے بیکار ہیں' کسی کو نہیں دیتے' اگرچہ خراب ہی ہو جاویں' اس آیت سے وہ پاکستانی زمیندار عبرت پکڑیں' جو اپنا فالتو غلہ بازار میں نہیں لاتے یا برباد ہو جاتا ہے یا چوری چوری بھارت بھیج دیا جاتا ہے۔ ٧۔ سورت کوثر جمہور علماء کے نزدیک مدنیہ ہے' بعض نے فرمایا مکیہ ہے' (شان نزول) جب حضور کے صاحبزادے قاسم کا انتقال مکہ معظمہ میں اور حضرت ابراہیم کا وصال مدینہ منورہ میں ہوا۔ تو عاص بن وائل وغیرہ کفار نے کہا' کہ حضور ابتر یعنی منقطع النسل ہو گئے آپ کے بعد نہ آپ کا نام رہے گا نہ دین' ان کی تردید اور حضور کی تسلی خاطر کے لئے یہ سورت شریفہ نازل ہوئی' (تفسیر روح البیان وغیرہ) ٨۔ کوثر بروزن فوعل مبالغہ کا صیغہ ہے کثرت سے بنا' کثیر زیادہ' اکثر بہت زیادہ' کثار بہت ہی زیادہ' اور کوثر بے حد زیادہ' جو خلق کی عقل و فہم سے وراء ہے' اس سے مراد یا تو حوض کوثر ہے' جس کی وسعت ایک ماہ کا راستہ ہے' یاقوت و موتیوں پر جاری ہے اس کے کنارے پر ایک ایک موتی کے بے شمار خیمے سرسبز درختوں کی قطاریں ہیں' اس کے کوزے ستاروں کی طرح بے شمار ہیں' جس کی ایک نہر جنتیوں کے گھروں میں ہے دوسری نہر میدان محشر میں ہو گی' جس سے مرتدین روکے جائیں گے۔ یا حضور کی کثیر اولاد یا بہت امت مراد ہے' جو دنیا کے ہر گوشہ و کونہ میں پھیلی ہوئی ہے یا حضور کے بے پایاں علم یا عمل' یا حضور کی بہت خوبیاں و اوصاف یا شفاعت کبریٰ یا عالم کثرت مراد ہے (عزیزی وغیرہ) عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ کوثر سے مراد بہت خیر ہے' اس میں حوض کوثر بھی داخل ہے (بخاری) یہاں چند باتیں خیال میں رکھو' ایک یہ کہ اس مضمون کو ن سے شروع فرمایا' کیونکہ کفار عرب حضور کی اس ملکیت کے منکر تھے" جیسے آج بعض بدباطن منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور کے پاس کچھ نہیں' وہ کیا دیں گے رب سے مانگو' دوسرے یہ کہ رب سب کچھ حضور کو دے چکا' حضور لے چکے' تمام نبیوں' فرشتوں نے حضور ہی سے کمالات پائے' فرماتے ہیں' اللہ دیتا ہے ہم تقسیم کرتے ہیں' دوسرے یہ کہ حضور کو یہ سب کچھ خود رب نے دیا' دنیا نے حضور سے لیا ہے' دیا نہیں' تیسرے یہ کہ کوئی شخص حضور سے کچھ چھین نہیں سکتا' کیونکہ یہ رب کا عطیہ ہے' جیسے کوئی سورج کو بجھا نہیں سکتا' چوتھے یہ کہ حضور تمام دنیا کے مالک ہیں' کیونکہ دنیا تھوڑی ہے' اور جو حضور کو دیا' وہ بہت ہی زیادہ ہے' دنیا تو حضور کی ملک کا ادنیٰ حصہ ہے ٩۔ یعنی نماز پنج گانہ کی پابندی کرو' یا اس عطا خسروانہ

کے شکریہ میں نوافل پڑھو' یا نماز بقر عید ادا کرو' اور نماز بقر عید کے بعد قربانی کرو' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پابندی نماز رب تعالیٰ کی نعمتوں کا بہترین شکریہ ہے' دوسرے یہ کہ قربانی اسلامی شعار ہے' اس کے بدلہ میں قیمت وغیرہ نہیں دی جا سکتی' تیسرے یہ کہ قربانی صرف مکہ معظمہ والوں یا حاجیوں کے لئے خاص نہیں' جیسا کہ بعض بیوقوفوں نے سمجھا ہے کیونکہ مدینہ پاک میں سرکار کو قربانی کا حکم ہو رہا ہے' چوتھے یہ کہ سورت مدنیہ ہے کیونکہ قربانی بعد ہجرت واجب ہوئی' جو لوگ اسے مکیہ کہتے ہیں' ان کا خیال ہے کہ نحر سے مراد مطلقاً" ذبیحہ ہے کہ کفار تو بتوں کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں' تو رب کے نام پر ذبح کرو' مگر قول اول قوی ہے' ۱۰۔ کہ نہ اسے ایمان نصیب ہو' نہ ذکر خیر نہ برکت نہ کوئی اور بھتری' نہ آخرت میں اس کی بخشش' چنانچہ عاص بن وائل' اگرچہ صاحب اولاد تھا' مگر رب نے اس کی اولاد کو ایمان کی توفیق دے کر اسکا اسے منقطع النسل بنا دیا' اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے حضور کی بدگوئی کو اپنا شعار بنا لیا' وہ اکثر لاولد ہو کر مرے ۱۱۔ (شان نزول) بعض سرداران قریش نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ کچھ باتیں آپ ہمارے دین کی مان لیں اور کچھ باتیں ہم آپ کے دین کی قبول کر لیں' یا ایک سال آپ ہمارے بتوں کو پوجیں اور ایک سال آپ کے رب کی ہم عبادت کریں' اس طرح ہماری آپ کی صلح ہو جاوے' حضور نے فرمایا معاذ اللہ میں شرک نہیں کر سکتا' تو وہ بولے' اچھا آپ ہمارے بتوں کو تعظیماً" چوم ہی لیں' تو ہم آپ کو سچا مان لیں گے' تب یہ سورت نازل ہوئی' (خزائن' خازن' عزیزی وغیرہ) اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دینی صلح حرام بلکہ کفر ہے' نیز ناجائز و حرام پر صلح حرام ہے' نیز کفار کے بتوں' ان کے بڑے دنوں کی تعظیم کفر ہے' اس سے وہ مسلمان عبرت پکڑیں جو گاندھی کی سادھ پر پھول چڑھانے یا ہولی' دیوالی' پر چراغاں کرتے یا رنگ پھینکتے ہیں۔ ۱۲۔ اس سے وہ کفار مراد ہیں جو علم الٰہی میں کافر تھے اور کفر پر ہی مرنے والے تھے' جیسے ابو جہل' عاص بن وائل' امیہ بن خلف وغیرہ' جیسا کہ آئندہ مضمون سے معلوم ہو رہا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کے نزول پر حرم شریف میں تشریف لے گئے جہاں کفار کا مجمع تھا' اور یہ اعلان یہ سورت تلاوت فرمائی' جس سے وہ لوگ آپ سے مایوس ہو گئے پھر حضور اور صحابہ پر ظلم توڑنے شروع کر دیئے' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے دل میں کفار کی ہیبت نہ چاہیے' دوسرے یہ کہ کفار کو بلا شرعی عذر کے اچھے القاب سے یاد نہ کرے' تیسرے یہ کہ کافر کو کافر ہی کہنا اسلامی تہذیب ہے کہ حضور نے ان بدبختوں کو بھیا چچا کہہ کر نہ پکارا' بلکہ فرمایا اے کافرو ۱۳۔ یعنی جب میں نے نبوت سے پہلے کبھی بت پرستی نہ کی' تو اب ظہور نبوت کے بعد کیسے ممکن ہے کہ بتوں کو پوجوں' خیال رہے کہ کافر پتھروں' درختوں' تاروں اور بعض بزرگوں کی تصویروں کی بھی پوجا کرتے تھے' اور خدا کی بھی عبادت کرتے تھے' مگر خلاف قانون اسلام یہاں ما فرما کر پہلی قسم کے معبودوں کی عبادت سے انکار فرمایا' اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ اسلام کے خلاف ہے کہ حضور نے ایسی مجبوری میں بھی اپنا دین نہ چھپایا' بلکہ اس کا اعلان فرمایا' اپنا دین' صورت' قول' عمل سے ظاہر کرنا چاہیے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں' جو مسلمان ہو کر بھگوان داس کی سی شکل بناتے ہیں ۱۴۔ یعنی اے کافرو' تم رب تعالیٰ کے عابد نہیں' کیونکہ تم یا تو بتوں کی پوجا کرتے ہو' یہ رب کی عبادت نہیں' رب کی عبادت وہ ہے' جو حضور کی تعلیم کے مطابق ہو' دوسرے یہ کہ حضور کی سنت کا تارک جو اپنی تجویز سے نئی عبادتیں ایجاد کرے وہ ولی نہیں' شیطان ہے' جیسے آج کل کے بھنگی پوستی جو تارک نماز' بے روزہ ہیں' اور لوگ انہیں ولی سمجھتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جن بزرگوں کی طرف خلاف شرع چلے' عبادتیں منسوب ہیں' وہ غلط ہیں کہ فلاں بزرگ بارہ برس کنوئیں میں لٹکے رہے' کیونکہ وہ حضرات اس زمانہ کی نمازیں' جماعتیں نہیں چھوڑ سکتے تھے' چوتھے یہ کہ مسلمان خواہ اجنبی ہو' ہمارا بھائی ہے' کافر خواہ سگا بیٹا ہو' ہمارا کچھ نہیں' دیکھو یہاں کفار سے اس لئے صلح نہ کی گئی کہ ہمارا اور ان کا معبود علیحدہ ہے ۱۵۔ یعنی میں اپنی آئندہ زندگی میں بھی کبھی بت پرستی نہ کروں گا۔ کیونکہ انسان چار وجہ سے گمراہ ہوتا ہے' یا دین حق سے بے خبری۔ حضور پیدائشی عارف ہیں' یا نفس امارہ کی شرارت سے' حضور کا نفس امارہ نہیں' یا شیطان کے بہکانے سے حضور شیطان سے محفوظ ہیں۔ یا بری صحبت سے' حضور کی صحبت سے دوسرے رنگتے ہیں۔ حضور اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں' لہٰذا یہاں گمراہی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ انسان دنیاوی معاملات میں نرم ہو' مگر دین میں نہایت سخت ہو کہ کفار اس سے مایوس ہوں (روح البیان) دوسرے یہ کہ حضور کو اپنے مستقبل کی خبر تھی کہ میں کبھی کفر و شرک و فسق نہیں کر سکتا' تیسرے یہ کہ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے متعلق کفار کو مایوس کر دے ۱۶۔ یعنی میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ جس رب تعالیٰ کی میں عبادت کرتا ہوں تم اس کی عبادت کبھی نہ کرو گے' بلکہ فاسق و کافر ہو کر مرو گے' اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو لوگوں کے اچھے برے خاتمہ کی خبر دی ہے کہ کون کفر پر مرے گا' اور کون ایمان پر' یہاں روئے سخن ان کفار سے ہے جو کفر پر مرنے والے تھے' ۱۷۔ یعنی اے کافرو تم کو کفر و طغیانی و سرکشی بے ایمانی ایسی لازم ہو چکی ہے' جیسے آگ کو گرمی یا پاخانہ کو نجاست کہ تم سے کفر کبھی جدا نہیں ہو سکتا' اور مجھے میرا ایمان و عرفان قرب الٰہی ایسا لازم ہو چکا' جیسے سورج کو نور کہ مجھ سے یہ صفات کبھی جدا نہیں ہو سکتیں' اس صورت میں یہ غیبی خبر ہے اور آیت محکم ہے منسوخ نہیں' یا یہ مطلب ہے کہ اے کافرو مجھے تمہارے کفر سے کوئی تعلق نہیں' تم پڑے کافر رہو اور تمہیں میرے دین و ایمان سے کوئی تعلق نہیں' اس صورت میں یہ آیت جہاد کی آیتوں سے منسوخ ہے۔ کیونکہ جہاد میں اگرچہ کفر مٹایا نہیں جاتا۔ مگر کفر کا زور ضرور توڑ دیا جاتا ہے' جو سوتے وقت یہ سورت پڑھ لیا کرے' اسے انشاء اللہ خاتمہ بالخیر نصیب ہو گا۔

(بقیہ صفحہ ۹۵۹) کے بعد پچاس دن حیات شریف رہی' پھر واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ اتری' جس کے بعد حضور کی حیات شریف سات دن رہی' غرضیکہ روایات مختلف ہیں (خزائن العرفان) ۶۔ (شان نزول) جب آیت کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین اتری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے' اور اپنے تمام اہل قرابت کو آواز دے کر' وہاں جمع فرما کر توحید و رسالت کی تبلیغ فرمائی' تو ابولہب جل کر بولا کہ تم ہلاک ہو جاؤ' کیا تم نے اسی لئے ہم کو یہاں جمع کیا' اس بدبخت کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی' **(فائدے)** اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ رب کے بدگویوں کو حضور نے جواب دیا' اور حضور کے بدگویوں کا رب نے جواب دیا' دشمنان خدا کی جوابدہی سنت رسول ہے' اور دشمنان رسول کو جواب دینا سنت الہیہ ہے' دوسرے یہ کہ جس قسم کی بکواس کفار نے حضور سے کی' اسی قسم کا جواب رب نے دیا' معلوم ہوتا ہے کہ حضور رب تعالیٰ کے محبوب اکبر ہیں تیسرے یہ کہ قرآن کریم نے تمام مجرموں کی سزائیں بیان فرمائیں' جن میں سب سے زیادہ سخت سزا حضور کے بدگو کی ہے کہ قرآن کریم نے اس کے متعلق کبھی فرمایا زنیم کبھی فرمایا۔ ابتر کبھی فرمایا تبت یدا' کبھی فرمایا لن یغفر اللہ لھم' ایسی سخت سزائیں

کسی مجرم کی ذکر نہ ہوئیں ایسے ہی جیسے انعام حضور کے ادب پر دیئے گئے' ایسے کبھی عبادت پر نہ دیئے گئے' دیکھو۔ ہماری کتاب سلطنت مصطفیٰ' چوتھے یہ کہ بڑی شرافت' عزت و نسب والے و مال والے حضور کی مخالفت سے ذلیل و خوار ہو گئے' تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔ ابولہب کا نام عبد العزیٰ تھا' عبد المطلب کا بیٹا جو بنی بنت ہاجرہ کے شکم سے تھا' حضور کا علاتی چچا تھا' کیونکہ حضرت عبد اللہ فاطمہ بنت عمرو بن عائذ کے شکم سے تھے' جو عبد المطلب کی دوسری بیوی تھیں' اس کی کنیت ابولہب تھی' بہت خوبصورت و مالدار تھا' اس کے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں حضور کی صاحبزادیاں رقیہ و کلثوم تھیں' اس سورت کے نزول کے بعد ابولہب نے ان صاحبزادیوں کو طلاق دلوا دی' عتبہ کو شیر نے پھاڑ ڈالا منہ سونگھ کر (عزیزی مدارج وغیرہ) دونوں ہاتھ ہلاک ہونے سے مراد اس کی ذات کی ہلاکت ہے ۸۔ اگرچہ ابولہب کی ہلاکت جنگ بدر کے ایک ہفتہ بعد ہوئی' کالے دانہ کی بیماری سے مرا' جسے عربی میں عدسا کہتے ہیں' اہل عرب اسے متعدی بیماری سمجھ کر اس سے بہت بچتے تھے۔ اس لئے تین دن تک اس مردود کی لاش پڑی رہی' پھول پھٹ کر بدبو دینے لگی' تب حبشی مزدوروں سے پھنکوائی گئی' (تفسیر بیضاوی) مگر چونکہ یہ ہلاکت یقینی تھی۔ اس لئے یہاں ماضی سے ارشاد ہوا' خیال رہے کہ تَبَّتْ بددعا ہے اور وَّتَبَّ خبر لہٰذا مکرر نہیں' رب کے کلام میں بددعا اظہار غضب کے لئے ہوتی ہے ۹۔ (شان نزول) ابولہب نے اس سورت کی گزشتہ دو آیتیں سن کر کہا کہ اگر بقول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر عذاب آیا بھی تو میں اپنی جان کے لئے اپنے مال و اولاد کو فدیہ دے دوں گا' تب یہ آیت اتری۔ مالہ سے مراد اس کی وراثت کا مال ہے اور ماکسب سے اپنا کمایا ہوا مال مراد ہے۔' یا ماکسب سے جاہ و عزت مراد ہے یعنی ابولہب کو اس کی دولت و عزت و اولاد عذاب الٰہی سے بچا نہ سکے گی' جیسے قارون کو اس کا مال عذاب سے نہ بچا سکا ۱۰۔ یعنی ابولہب مر کر قبر میں اور قیامت کے بعد دوزخ میں داخل ہو کر آگ کا عذاب پائے گا' اس سے معلوم ہوا کہ ابولہب کا دوزخی ہونا یقینی ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں' کہ اس کا ایمان عقلاً" ناممکن ہو جاوے' تاکہ وہ ایمان کا مکلف نہ رہے کیونکہ جنمی ہونے کو کفر لازم نہیں' بہت سے مومن گنہگار بھی دوزخ میں عذاب پائیں گے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں' کیونکہ یہاں اجمالی ایمان کافی ہے (روح البیان) ۱۱۔ ام جمیلہ بنت حرب ابن امیہ' یعنی ابو سفیان کی بہن' اس کا نام عوراء تھا' کنیت ام جمیلہ' یہ بھی دوزخ میں جائے گی' کیونکہ وہ بھی حضور کی سخت دشمن ہے' کہ جنگل سے کانٹے کا بوجھ سر پر لاتی' اور حضور کے راہ میں بچھاتی ہے' تاکہ حضور کے نازک قدموں میں چبھیں' اور حضور کو تکلیف پہنچے' اس سے معلوم ہوا کہ مشرکین کے آپس کے نکاح درست ہیں' اگرچہ اسلامی قاعدے سے نہ کئے گئے ہوں۔ کیونکہ رب نے ام جمیلہ کو ابولہب کی بیوی فرمایا۔ لہٰذا کافر کی اولاد حلال ہے اور میراث پائے گی ۱۲۔ یعنی ام جمیلہ حضور کی عداوت میں اتنی سخت ہے کہ باوجود مالدار ہونے کے خود جنگل جاتی ہے' وہاں سے خار دار درختوں کی شاخوں کا گٹھا اپنے سر پر لاتی ہے' جنہیں وہ حضور کے راستہ میں بچھاتی ہے۔ اپنی لونڈیوں' خادمہ سے یہ کام نہیں لیتی' معلوم ہوا کہ یہ بھی اس خبیثہ پر دنیاوی عذاب تھا کہ جس سر میں حضور کی عداوت ہو' اس پر یہاں بھی کانٹے اور آخرت میں بھی کانٹے' جیسے آج صحابہ سے عداوت رکھنے والے سینے ماتم کے بہانہ پیٹے کوٹے جاتے ہیں' یہاں بھی کٹتے ہیں' آخرت میں بھی آتشین زنجیروں سے کٹیں گے' ۱۳۔ یعنی ام جمیلہ مرے گی بھی اسی طرح کہ کانٹوں کے گٹھے کا رسہ اس کے گلے میں پڑ جاوے گا' اس پھانسی سے مرے گی' چنانچہ ایسا ہی ہوا' کہ ایک دن یہ بوجھ لا رہی تھی' اور سخت دھوپ و گرمی تھی' تھک کر آرام کے لئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی' ایک فرشتہ نے رب کے حکم سے اس گٹھے کو نیچے کھینچا' جس سے گٹھا تو پیچھے گرا' اور اس کے گلے میں پھانسی لگ گئی' وہاں ہی ذلت سے مر گئی' جیسے آج بعض بدبخت چاقو اور زنجیر کے ماتم میں پیٹتے پیٹتے مر جاتے ہیں' معلوم ہوا کہ حضور کا دشمن نہ دنیا میں چین پائے نہ قبر میں' اور نہ آخرت میں۔ ۱۴۔ اس سورت کے بیس نام ہیں' اخلاص' تنزیہہ' تجرید' نجاۃ وغیرہ (صاوی) اس سورت کے بڑے فضائل ہیں' اس کی تین بار تلاوت کا ثواب پورے قرآن کے ثواب کے برابر ہے' جو شخص گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرے' اگر گھر خالی ہو تو حضور کو سلام کرے اور ایک بار قل ھو اللہ پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ فقر و فاقہ سے محفوظ رہے' (صاوی) بہت مجرب ہے۔ (شان نزول) کفار عرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے متعلق مختلف سوال کرتے تھے' کہ اللہ سونے کا ہے یا چاندی کا' وہ کیا کھاتا پیتا ہے' اس کا نسب حسب کیا ہے وغیرہ' ان سب کے جواب میں یہ سورت شریفہ نازل ہوئی۔ (خزائن وغیرہ) ۱۵۔ کس سے فرماؤ یا ہم سے کہ حمد ہماری محمد جان تمہاری کہ ہم محمود ہوں تم حامد' تم کہو ہم سنیں' یا کافروں سے فرماؤ' کہ ہماری توحید تمہارے کہنے سے مانیں یا مومنوں سے فرماؤ' یا سارے انسانوں یا سارے جہان سے کیونکہ تم نبی عالمین ہو ۱۶۔ حقیقتہً کہ نہ اس کے اجزا ہیں' نہ کوئی اس کا سہیم و شریک نہ اس کی مثل' خیال رہے کہ عرب میں کفار بہت قسم کے تھے' دہریہ' مشرک' رب کی صفات کے منکر' رب کے لئے اولاد ماننے والے وغیرہ' اس سورت میں ان سب کی تردید ہے' اللہ میں دہریوں کی' احد میں مشرکین کا مکمل رد ہے' اگلی آیات میں بقیہ کفار کا رد ہے ۱۷۔ ہر چیز سے غنی کہ نہ کھائے نہ پئے' نہ کسی کام میں کسی کا حاجت مند' اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے تھے کہ اکیلا اللہ اتنے بڑے جہان کو نہیں سنبھال سکتا' اس نے اپنی مدد کے لئے اپنے بعض بندے چن لئے ہیں انہیں اللہ کا بندہ مان کر الہ یا شریک کہتے تھے اور ان کی پوجا کرتے تھے' انہیں کی تردید کے لئے ارشاد ہوا' ولم یکن لہ ولی من الذل اسلام میں اولیاء اللہ اور فرشتے عالم کا انتظام کرتے ہیں' مگر رب کی کمزوری کی وجہ سے نہیں' بلکہ محض اعزازی طور پر رب کی شان ظاہر کرنے کو ۱۸۔ کیونکہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے' رب تعالیٰ جنس و مثل سے پاک ہے' نیز جو کسی سے پیدا ہو' وہ حادث ہوتا ہے' رب تعالیٰ ہمیشہ سے ہے' اولاد کی ضرورت بقاء نسل کے لئے ہوتی ہے' جس کا محتاج فانی ہے' جو ہمیشہ باقی ہو' اسے نسل سے کیا کام' اس میں مشرکین اور یہود' اور نصاریٰ کا رد ہے' مشرکین فرشتوں کو اللہ کی لڑکیاں کہتے تھے' یہود حضرت عزیر کو' عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے' ۱۹۔ نہ ذات میں نہ صفات میں' کیونکہ وہ واجب ہے' خالق ہے' باقی سب ممکن مخلوق اور حادث' اس کے صفات ذاتی قدیم' غیر محدود مخلوق کے صفات عطائی' حادث' اور محدود ہیں' اس سے معلوم ہوا' کہ حضور کو عالم غیب یا حاضر ناظر ماننا شرک نہیں کہ اس میں رب کی ہمسری نہیں جیسے انسان کو سمیع' بصیر' حی' قادر ماننا' خیال رہے کہ یہ سورت توحید اور حمد الٰہی کی ہے' مگر قل فرما کر اس میں نبوت اور نعت مصطفوی کی جھلک بھی دے دی گئی' کیونکہ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ مومن وہ ہے جو رب کی یہ تمام صفات تمہاری تعلیم سے مانے' تم کو چھوڑ کر یہ سب ماننا ایمان نہیں' اگر نوٹ سے حکومت کی مہر دھو دی جائے تو بازار میں اس کی کوئی قیمت نہیں' دیکھو شیطان موحد ہے مگر ملعون ہے' کیونکہ نبوت سے انکاری ہے'

(بقیہ صفحہ ٩٦٠) بلاغرض پالے' اس کی پرورش عالم ارواح' دنیا' قبر' آخرت ہر جگہ ہے۔ ب یعنی باپ' وہ جو چند روز صرف جسم کو اپنی غرض سے پالے' لہٰذا اللہ تعالیٰ رب ہے اب یعنی باپ نہیں' چونکہ انسان بچپن میں صرف پرورش ہی پاتا ہے' اس لئے پہلے اس صفت کا ذکر فرمایا ١٠۔ سب کا حقیقی حاکم و مالک' چونکہ انسان جوانی میں مست ہو کر بے راہ ہو جاتا ہے' اس وقت اس پر قانونی گرفت کی ضرورت ہے' اس لئے یہاں الہ الناس فرمایا۔ ١١۔ سارے لوگوں کا حقیقی معبود و مقصود' چونکہ انسان بڑھاپے میں عبادت میں مشغول ہوتا ہے' اس لئے آخر میں رب تعالیٰ کی الوہیت و معبودیت کا ذکر فرمایا ١٢۔ یعنی شیطان جو انسان کے دل میں برے خیالات پیدا کرتا ہے' برے خیال کو وسوسہ کہا جاتا ہے' اچھے خیالات کو الہام' وسوسہ شیطان کی طرف سے ہے' اس پر لاحول پڑھنی چاہیے' اور الہام فرشتے کی معرفت رب کی طرف سے' اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے' نفس امارہ کے قلب میں وسوسے زیادہ ہوتے ہیں' نفس مطمئنہ کے قلب میں الہام زیادہ ١٣۔ اس طرح کہ غفلت کے وقت شیطان بہت وسوسہ ڈالتا ہے' اور ذکر اللہ کے وقت دبکا رہتا ہے' مگر دبک کر بھی اپنا کام کئے جاتا ہے' نماز میں ایسے وسوسے ڈالتا ہے' کہ رب کی پناہ' خیال رہے کہ شیطان ہمارا ایسا دشمن ہے' جو ہمیں نظر نہیں آتا' یعنی وہ ہمیں دیکھتا ہے ہم اسے نہیں دیکھتے' لہٰذا اس طاقت والے رب کی پناہ مانگو' جو اسے دیکھتا ہے' اور وہ رب کو نہیں دیکھتا قوی دشمن سے قوی رب کی پناہ لو ١٤۔ یعنی زبان و آواز سے نہیں بہکاتا' بلکہ براہ راست دل پر اثر ڈالتا ہے' بری چیز کو اچھی کر دکھاتا ہے' دشمن ہے مگر دوستی کے لباس میں آتا ہے رب کی پناہ' پھر جیسا انسان ویسا ہی اسے وسوسہ ڈالتا ہے ٥۔ یہ وسوسہ ڈالنے والے شیطان کا ذکر ہے کہ وہ جنوں سے بھی ہے اور انسانوں میں سے بھی' بہت گمراہ کن انسان خیر خواہ بن کر ہمارے پاس آتے ہیں۔ اگر ان کی ایک بات مان لو تو آئندہ زیادہ منانے کی کوشش کرتے ہیں' اگر پہلے ہی انہیں در کار دیا جاوے تو ہٹ جاتے ہیں' ان سے غافل نہ رہنا چاہیے دولت ایمان کے ڈاکو بہت ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب کو بستر پر پہنچ کر یہ دونوں سورتیں پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے اپنے تمام جسم شریف پر ہاتھ پھیرتے تھے' ہر مسلمان کو یہ عمل کرنا چاہیے۔

ہَم نے اِس قرآن مجید کو نہایت غور سے حرفاً حرفاً پڑھا ھَے ہم تصدیق کرتے ہیں کہ قرآن پاک ہٰذا میں کوئی کمی بیشی یا کتابت کی غلطی نہیں ھَے۔

حافظ طارق جاوید — محمد سلیم — شکیل مُصطفےٰ اعوان صابری چشتی

حافظ قاری محمد فیض رسول سدیدی صاحب — مولانا خلیل احمد نوری صاحب

دعاء ختم القرآن

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ○ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ○ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ○ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِكُلِّ حَرْفٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ حَلَاوَةً وَّبِكُلِّ جُزْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ جَزَآءً اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا بِالْاَلِفِ اُلْفَةً وَّ بِالْبَآءِ بَرَكَةً وَّ بِالتَّآءِ تَوْبَةً وَّ بِالثَّآءِ ثَوَابًا وَّ بِالْجِيْمِ جَمَالًا وَّ بِالْحَآءِ حِكْمَةً وَّ بِالْخَآءِ خَيْرًا وَّ بِالدَّالِ دَلِيْلًا وَّ بِالذَّالِ ذَكَآءً وَّ بِالرَّآءِ رَحْمَةً وَّ بِالزَّآءِ زَكٰوةً وَّ بِالسِّيْنِ سَعَادَةً وَّ بِالشِّيْنِ شِفَآءً وَّ بِالصَّادِ صِدْقًا وَّ بِالضَّادِ ضِيَآءً وَّ بِالطَّآءِ طَرَاوَةً وَّ بِالظَّآءِ ظَفَرًا وَّ بِالْعَيْنِ عِلْمًا وَّ بِالْغَيْنِ غِنًى وَّ بِالْفَآءِ فَلَاحًا وَّ بِالْقَافِ قُرْبَةً وَّ بِالْكَافِ كَرَامَةً وَّ بِاللَّامِ لُطْفًا وَّ بِالْمِيْمِ مَوْعِظَةً وَّ بِالنُّوْنِ نُوْرًا وَّ بِالْوَاوِ وُصْلَةً وَّ بِالْهَآءِ هِدَايَةً وَّ بِالْيَآءِ يَقِيْنًا ○ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ ○ وَارْفَعْنَا بِالْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○ وَتَقَبَّلْ مِنَّا قِرَآءَتَنَا وَتَجَاوَزْ عَنَّا مَا كَانَ فِيْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ مِنْ خَطَاٍ اَوْ نِسْيَانٍ اَوْ تَحْرِيْفِ كَلِمَةٍ عَنْ مَّوَاضِعِهَا اَوْ تَقْدِيْمٍ اَوْ تَاْخِيْرٍ اَوْ زِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ اَوْ تَاْوِيْلٍ عَلٰى غَيْرِ مَا اَنْزَلْتَهُ عَلَيْهِ اَوْ رَيْبٍ اَوْ شَكٍّ اَوْ سَهْوٍ اَوْ سُوْءِ اِلْحَانٍ اَوْ تَعْجِيْلٍ عِنْدَ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَسَلٍ اَوْ سُرْعَةٍ اَوْ زَيْغِ لِسَانٍ اَوْ وَقْفٍ بِغَيْرِ وُقُوْفٍ اَوْ اِدْغَامٍ بِغَيْرِ مُدْغَمٍ اَوْ اِظْهَارٍ بِغَيْرِ بَيَانٍ اَوْ مَدٍّ اَوْ تَشْدِيْدٍ اَوْ هَمْزَةٍ اَوْ جَزْمٍ اَوْ اِعْرَابٍ بِغَيْرِ مَا كَتَبَهُ اَوْ قِلَّةِ رَغْبَةٍ وَّ رَهْبَةٍ عِنْدَ اٰيَاتِ الرَّحْمَةِ اَوْ اٰيَاتِ الْعَذَابِ فَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا وَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِالْقُرْاٰنِ وَزَيِّنْ اَخْلَاقَنَا بِالْقُرْاٰنِ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ بِالْقُرْاٰنِ وَاَدْخِلْنَا فِي الْجَنَّةِ بِالْقُرْاٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ لَنَا فِي الدُّنْيَا قَرِيْنًا وَّفِي الْقَبْرِ مُوْنِسًا وَعَلَى الصِّرَاطِ نُوْرًا وَّفِي الْجَنَّةِ رَفِيْقًا وَّمِنَ النَّارِ سِتْرًا وَّحِجَابًا وَّاِلَى الْخَيْرٰتِ كُلِّهَا دَلِيْلًا فَاكْتُبْنَا عَلَى التَّمَامِ وَارْزُقْنَا اَدَآءً بِالْقَلْبِ وَاللِّسَانِ وَحُبَّ الْخَيْرِ وَالسَّعَادَةِ وَالْبَشَارَةِ مِنَ الْاِيْمَانِ ○ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ مَّظْهَرِ لُطْفِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا اَبَدًا

فہرست قرآن مجید

مرتبہ: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

حضور ﷺ آخری نبی ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَلٰكِن رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖن	۲۲	الأحزاب	۴۰
اَلْيَومَ اَكمَلتُ لَكُم دِينَكُم	۶	المائدة	۳
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُم	۱	البقرة	۸۹
اِنَّا اَرسَلنٰكَ شَاهِدًا	۲۲	الاحزاب	۴۵

حضور ﷺ ساری خدائی کے نبی ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَمَا اَرسَلنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ	۲۲	السبا	۲۸
لِيَكُونَ لِلعَالَمِينَ نَذِيرًا	۱۸	الفرقان	۱
وَمَا اَرسَلنٰكَ اِلَّا رَحمَةً لِّلعَالَمِينَ	۱۷	الانبياء	۱۰۷
اِنِّى رَسُولُ اللهِ اِلَيكُم جَمِيعًا	۹	الاعراف	۱۵۸
اِنَّا اَعطَينٰكَ الكَوثَرَ	۳۰	الكوثر	۱

حضور ﷺ نور ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
قَد جَاءَكُم مِّنَ اللهِ نُورٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِينٌ	۶	المائدة	۱۵
مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشكٰوةٍ	۸	النور	۳۵
اِنَّا اَرسَلنٰكَ ـ سِرَاجًا مُّنِيرًا	۲۲	الاحزاب	۴۵ ۴۶
يُرِيدُونَ اَن يُّطفِئُوا نُورَ اللهِ	۱۰	التوبة	۳۲
يُرِيدُونَ لِيُطفِئُوا نُورَ اللهِ	۲۸	الصف	۸

حضور ﷺ اللہ کا ذکر ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
قَد اَنزَلَ اللهُ اِلَيكُم ذِكرًا رَّسُولًا	۲۸	الطلاق	۱۰
اَلَا بِذِكرِ اللهِ تَطمَئِنُّ القُلُوبُ	۱۳	الرعد	۲۸
اِنَّمَا اَنتَ مُذَكِّرٌ	۳۰	الغاشية	۲۱
وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكرٌ لِّلعٰلَمِينَ	۳۰	القلم	۵۲

حضور ﷺ اللہ کی دلیل ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
قَد جَاءَكُم بُرهَانٌ مِّن رَّبِّكُم	۶	النساء	۱۷۴
هُوَ الَّذِى اَرسَلَ رَسُولَه	۲۲	الفتح	۲۸

حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اِنَّا اَرسَلنٰكَ شَاهِدًا	۲۶	الفتح	۸
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيكُم شَهِيدًا	۲	البقرة	۱۴۳
وَجِئنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا	۱۵	النساء	۴۱
لَقَد جَاءَكُم رَسُولٌ مِّن اَنفُسِكُم	۱۱	التوبة	۱۲۸
وَلَو اَنَّهُم اِذ ظَّلَمُوا اَنفُسَهُم جَاءُوكَ	۵	النساء	۶۴
اَلنَّبِىُّ اَولٰى بِالمُؤمِنِينَ مِن اَنفُسِهِم	۲۱	الاحزاب	۶
وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُم وَاَنتَ فِيهِم	۹	الانفال	۳۳
اِنَّا اَرسَلنَا اِلَيكُم رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيكُم	۲۹	المزمل	۱۵
وَفِيكُم رَسُولُه	۴	آلعمران	۱۰۱
وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللهِ جَمِيعًا	۴	آلعمران	۱۰۳

حضور ﷺ کو علم غیب دیا گیا ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَلَا يُظهِرُ عَلٰى غَيبِه اَحَدًا اِلَّا مَنِ	۲۹	الجن	۲۶
وَمَا كَانَ اللهُ لِيُطلِعَكُم عَلَى الغَيبِ	۴	آلعمران	۱۷۹
وَعَلَّمَكَ مَا لَم تَكُن تَعلَم	۵	النساء	۱۱۳
مَا فَرَّطنَا فِي الكِتٰبِ مِن شَىءٍ	۷	الانعام	۳۸
وَنَزَّلنَا عَلَيكَ الكِتٰبَ تِبيَانًا لِّكُلِّ شَىءٍ	۱۴	النحل	۸۹

مضمون	پارہ	سورت	آیت
تَفصِیلَ الکِتٰبِ لاَ رَیبَ فِیهِ	۱۱	یونس	۳۷
لرَّحمٰنُ علَّمَ القُراٰن	۲۷	الرحمٰن	۱-۲
وَمَا هُوَ عَلَی الغَیبِ بِضَنِینٍ	۳۰	التکویر	۲۴
وَلاَ رَطبٍ وَّلاَ یَابِسٍ اِلاَّ فِی کِتٰبٍ مُّبِین	۷	الانعام	۵۹

حضور ﷺ کا ادب رکن ایمان ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ	۲۶	الفتح	۹
یٰاَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لاَ تَرفَعُوا اَصوَاتَکُم	۲۶	الحجرات	۲
لاَ تُقَدِّمُوا بَینَ یَدَیِ اللهِ وَرَسُولِه	۲۶	الحجرات	۱
لاَ تَدخُلُوا بُیُوتَ النَّبِیِّ اِلاَّ اَن یُّؤذَنَ لَکُم	۲۲	الاحزاب	۵۳
لاَ تَجعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَینَکُم کَدُعَاءِ بَعضِکُم	۱۸	النور	۶۳
حَتّٰی یُحَکِّمُوكَ فِیمَا شَجَرَ بَینَهُم	۵	النساء	۶۵
اِذَا قَضَی اللهُ وَرَسُولُه اَمرًا اَن یَّکُونَ لَهُمُ الخِیَرَةُ	۲۲	الاحزاب	۳۶
وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا	۹	الاعراف	۱۵۷
وَاٰمَنتُم بِرُسُلِی وَعَزَّرتُمُوهُم	۶	المائدة	۱۲
اِستَجِیبُوا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِه اِذَا دَعَاکُم	۹	الانفال	۲۴

حضور ﷺ کی گستاخی کفر ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
لاَ تَقُولُوا رَاعِنَا	۱	البقرة	۱۰۴
اَن تَحبَطَ اَعمَالُکُم وَاَنتُم لاَ تَشعُرُونَ	۲۶	الحجرات	۲
لاَ تَعتَذِرُوا قَد کَفَرتُم بَعدَ اِیمَانِکُم	۱۱	التوبة	۶۶
یُؤذُونَ رَسُولَ اللهِ لَهُم عَذَابٌ اَلِیمٌ	۱۰	التوبة	۶۱
اِنَّ الَّذِینَ یُؤذُونَ اللهَ وَرَسُولَه لَعَنَهُمُ اللهُ	۲۲	الاحزاب	۵۷
اُخرُج مِنهَا فَاِنَّكَ رَجِیمٌ	۲۳	ص	۷۷

نبی سیف زبان ہوتے ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَاِنَّ لَكَ فِی الحَیٰوةِ اَن تَقُولَ لاَ مِسَاسَ	۱۶	طه	۹۷
قُضِیَ الاَمرُ الَّذِی فِیهِ تَستَفتِیٰنِ	۱۲	یوسف	۴۱
رَبَّنَا اطمِس عَلٰی اَموَالِهِم	۱۱	یونس	۸۸
رَبِّ اجعَل هٰذَا البَلَدَ اٰمِنًا	۱	البقرة	۱۲۶
رَبَّنَا وَابعَث فِیهِم رَسُولاً مِّنهُم	۱	البقرة	۱۲۹
رَبَّنَا اِنِّی اَسکَنتُ مِن ذُرِّیَّتِی	۱۳	ابراهیم	۳۷
رَبِّ لاَ تَذَر عَلَی الاَرضِ	۲۹	نوح	۲۶

جس کو حضور ﷺ سے نسبت ہو جائے وہ عظمت والا ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
لَعَمرُكَ اِنَّهُم لَفِی سَکرَتِهِم	۱۴	الحجر	۷۲
لاَ اُقسِمُ بِهٰذَا البَلَدِ	۳۰	البلد	۱
وَهٰذَا البَلَدِ الاَمِینِ	۳۰	التین	۳
وَالضُّحٰی وَالَّیلِ اِذَا سَجٰی	۳۰	والضحی	۱-۲
کُنتُم خَیرَ اُمَّةٍ	۴	ال عمران	۱۱۰
وَکَذٰلِكَ جَعَلنٰکُم اُمَّةً وَّسَطًا	۲	البقرة	۱۴۳
یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَستُنَّ کَاَحَدٍ	۲۲	الاحزاب	۳۲

رب تعالی حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبلَةً تَرضٰهَا	۲	البقرة	۱۴۴
وَلَسَوفَ یُعطِیكَ رَبُّكَ فَتَرضٰی	۳۰	والضحی	۵

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم			
فَاِنْ اٰمَنُوا بِمِثْلِ مَا اٰمَنتُم بِه	۱	البقرة	۱۳۷
وَاِذَا قِيلَ لَهُم اٰمِنُوا كَمَا اٰمَنَ النَّاسُ	۱	البقرة	۱۳
وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَهَاجَرُوا	۲	البقرة	۲۱۸
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيكُمُ الاِيمَان	۲۶	الحجرات	۷
وَمَا يُضِلُّونَ اِلَّا اَنفُسَهُم	۵	النساء	۱۱۳
اِذَا قُلتُم سَمِعنَا وَاَطَعنَا	۶	المائدة	۷
رَبَّنَا وَابعَث فِيهِم رَسُولًا مِّنهُم	۱	البقرة	۱۲۹
وَيُعَلِّمُهُمُ الكِتٰبَ وَالحِكمَةَ وَ يُزَكِّيهِم	۱	البقرة	۱۲۹
وَاٰخَرِينَ مِنهُم لَمَّا يَلحَقُوا بِهِم	۲۸	الجمعة	۳
هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلٰى مَن	۲۸	المنافقون	۷
لَقَد تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالمُهٰجِرِينَ	۱۱	التوبة	۱۱۷
وَلَقَد عَفَا اللّٰهُ عَنهُم	۴	ال عمران	۱۱۵
وَلَقَد عَفَا عَنكُم	۴	ال عمران	۱۵۲
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الحُسنٰى	۲۷	الحديد	۱۰
وَالَّذِينَ مَعَه اَشِدَّاءُ عَلَى الكُفَّارِ	۲۶	الفتح	۲۹
كَزَرعٍ اَخرَجَ شَطأَه	۲۶	الفتح	۲۹
لِلفُقَرَاءِ المُهٰجِرِينَ	۲۸	الحشر	۸
وَالَّذِينَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ	۲۸	الحشر	۹
اُولٰئِكَ هُمُ المُؤمِنُونَ حَقًّا	۹	الانفال	۴
لَهُم مَّغفِرَةٌ وَّرِزقٌ كَرِيمٌ	۲۲	السبا	۴

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اُولٰئِكَ الَّذِينَ امتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُم لِلتَّقوٰى	۲۶	الحجرات	۳
اَلزَمَهُم كَلِمَةَ التَّقوٰى	۲۶	الحجرات	
ذٰلِكَ الكِتٰبُ لَا رَيبَ فِيهِ هُدًى لِّلمُتَّقِينَ	۱	البقرة	۲
رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُم وَرَضُوا عَنهُ	۳۰	البينة	۸
وَاَعَدَّ لَهُم جَنّٰتٍ	۱۱	التوبة	۱۰۰
فضائل اہل بیت النبی ﷺ			
اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجسَ	۲۲	الاحزاب	۳۳
فَقُل تَعَالَوا نَدعُ اَبنَاءَنَا	۳	آل عمران	
قُل لَّا اَسئَلُكُم عَلَيهِ اَجرًا	۲۵	الشورى	۲۳
اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰئِكَتَه يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ	۲۲	الاحزاب	۵۶
وَاِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَاٰمَنَ	۱۶	طٰهٰ	۸۲
وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰهِ جَمِيعًا	۴	ال عمران	۱۰۳
يَحسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ	۵	النساء	۵۴
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُم وَاَنتَ فِيهِم	۹	الانفال	۳۳
وَلَسَوفَ يُعطِيكَ رَبُّكَ فَتَرضٰى	۳۰	والضحى	۵
اُولٰئِكَ هُم خَيرُ البَرِيَّةِ	۳۰	البينة	۶
وَقِفُوهُم اِنَّهُم مَّسئُولُونَ	۲۳	الصفت	۲۴
ازواج پاک بھی اہل بیت ہیں			
لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجسَ اَهلَ البَيتِ	۲۲	الاحزاب	۳۳
وَاِذ غَدَوتَ مِن اَهلِكَ	۴	آل عمران	۱۲۱

مضمون	پاره	سورت	آیت
فَالتَقَطَه آلُ فِرعَونَ لِيَكُونَ	۲۰	القصص	۸
وَسَارَ بِاَهلِه وانَسَ	۲۰	"	۲۹
فَقَالَ لأَهلِه امكُثُوا اِنّي انَستُ	۱۶	طه	۱۰
فَنَجَّينَاهُ وَاَهلَهُ مِنَ الكَربِ العَظِيم	۱۷	الانبياء	۷۶
رَحمَةُ الله وَبَرَكَاتُهُ عَلَيكُم اَهلَ البَيتِ	۱۳	هود	۷۳
ذَالِكَ لِمَن لَم يَكُن اَهلُهُ حَاضِرِي المَسجِدِ الحَرَامِ	۲	البقرة	۱۹۶
فضائل ابوبکر صدیق ؓ			
وَالذِي جَاءَ بِالصدق وَصَدَّقَ بِهِ	۲۴	الزمر	۳۳
ثَانِيَ اثنَينِ اِذ هُمَا فِي الغَارِ	۱۰	التوبة	۴۰
فَاِنَّ الله هُوَ مَولاَهُ وَجِبرِيلُ وَصَالِحُ المُومِنِين	۲۸	التحريم	۴
هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيكُم وَمَلاَئِكَتُه	۲۲	الاحزاب	۴۳
وَوَصَّينَا الاِنسَانَ بِوَالِدَيهِ اِحسَانًا	۲۶	الاحقاف	۱۵
وَنَزَعنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِن غِل	۸	الاعراف	۴۳
وَلاَ يَاتَلِ اُولُوا الفَضلِ مِنكُم وَالسَّعَةِ	۱۸	النور	۲۲
وَسَيُجَنَّبُهَا الاَتقَى الَّتِي يُوتِي مَالَهُ	۳۰	والليل	۱۸
وَلِمَن خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ	۲۷	الرحمن	۴۶
وَشَاوِرهُم فِي الاَمرِ	۴	آل عمران	۱۵۹
وَاللَّيلِ اِذَا يَغشَى	۳۰	والليل	۱
اَلَّذِينَ يُنفِقُونَ اَموَالَهُم بِاللَّيلِ وَالنَّهَارِ	۳	البقرة	۲۷۴
وَعَدَ الله الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحت	۲۶	الفتح	۲۹
اَلَّذِينَ يَستَمِعُونَ القَولَ	۲۳	الزمر	۱۸

مضمون	پاره	سورت	آیت
وَمَا عِندَ الله خَيرٌ وَّ اَبقَى	۲۰	القصص	۶۰
اِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ اَصوَاتَهُم عِندَ رَسُولِ اللهِ	۲۶	الحجرات	۳
لاَ يَستَوِي مِنكُم مَّن اَنفَقَ مِن قَبلِ الفَتحِ وَقَاتَلَ	۲۷	الحديد	۱۰
فضائل عمر فاروق ؓ			
يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ حَسبُكَ الله وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ المُومِنِينَ	۱۰	الانفال	۶۴
اُحِلَّ لَكُم لَيلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ	۲	البقرة	۱۸۷
عَسَى رَبُّهُ اِن طَلَّقَكُنَّ	۲۸	التحريم	۵
وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبرَاهِيمَ مُصَلَّى	۱	البقرة	۱۲۵
وَفَتحٌ قَرِيبٌ وَّ بَشِّرِ المُؤمِنِين	۲۸	الصف	۱۳
هُوَ الَّذِي اَيَّدَكَ بِنَصرِهِ وَ بِالمُؤمِنِينَ	۱۰	الانفال	۶۲
فضائل عثمان غنی ؓ			
مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ اَموَالَهُم فِي سَبِيلِ الله	۳	البقرة	۲۶۱
فَمِنهُم مَّن قَضَى نَحبَه	۲۲	الاحزاب	۲۳
اَمَّن هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيلِ	۲۴	الزمر	۹
فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُم وَاَنفَقُوا لَهُم اَجرٌ كَبِيرٌ	۲۷	الحديد	۷
سَيَذَّكَّرُ مَن يَّخشَى	۳۰	الاعلى	۱۰
فضائل علی المرتضیٰ ؓ			
يُوفُونَ بِالنَّذرِ وَيَخَافُونَ يَومًا كَانَ شَرُّه مُستَطِيرًا	۲۹	الدهر	۷
يَاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اِذَا نَاجَيتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَينَ يَدَي نَجوَيكُم	۲۸	المجادلة	۱۲

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فضائل عائشہ صدیقہ ﷞			
یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ	۲۱	الاحزاب	۳۲
فَتَیَمَّمُوا صَعِیدًا طَیِّبًا	۵	النساء	
اِنَّ الَّذِینَ جَاءُو بِالاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنکُم	۱۸	النور	۴۳
اُولٰئِکَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا یَقُولُونَ لَھُم مَّغفِرَۃٌ	۱۸	النور	۲۶
خلافت ابوبکر صدیق ﷛			
مَن یَّرتَدَّ مِنکُم عَن دِینِه	۶	المائدۃ	۵۴
فَسَوفَ یَاتِیَ اللّٰہُ بِقَومٍ	۶	المائدۃ	۵۴
سَتُدعَونَ اِلٰی قَومٍ اُولِی بَاسٍ شَدِیدٍ	۲۶	الفتح	۱۶
وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَستَخلِفَنَّھُم	۱۸	النور	۸۵
لِلفُقَرَاءِ المُھٰجِرِینَ – اُولٰئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُونَ	۲۸	الحشر	۸
امت مصطفوی بہترین امت ہے			
وَکَذٰلِکَ جَعَلنٰکُم اُمَّۃً وَّسَطًا	۲	البقرۃ	۱۴۳
وَیَتَّبِع غَیرَ سَبِیلِ المُؤمِنِینَ	۵	النسآء	۱۱۵
نُوَلِّه مَا تَوَلّٰی	۵	النسآء	۱۵۲
وَکُنتُم عَلٰی شَفَا حُفرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنقَذَکُم مِّنھَا	۴	آل‌عمران	۱۵۳
فضائل اولیاء اللہ			
اَلَاۤ اِنَّ اَولِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیھِم	۱۱	یونس	۶۲
اِن اَولِیَآؤُه اِلَّا المُتَّقُونَ	۹	الانفال	۳۴

مضمون	پارہ	سورت	آیت
کرامات اولیاء اللہ برحق ہیں			
کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیھَا زَکَرِیَّا المِحرَابَ وَجَدَ عِندَھَا رِزقًا	۳	آل عمران	۳۷
وَھُزِّی اِلَیکِ بِجِذعِ النَّخلَۃِ	۱۶	مریم	۲۵
قَالَ الَّذِی عِندَه عِلمٌ مِّنَ الکِتٰبِ	۱۹	النمل	۴۰
تَحسَبُھُم اَیقَاظًا وَّھُم رُقُودٌ	۱۵	کھف	۱۸
فَانطَلَقَا حَتّٰی اِذَا رَکِبَا فِی السَّفِینَۃِ	۱۵	کھف	۷۱
اِنَّا مَکَّنَّا لَه فِی الاَرضِ	۱۶	کھف	۸۴
بزرگوں کے تبرکات دافع بلاء ہیں			
اُرکُض بِرِجلِکَ ھٰذَا مُغتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ	۲۳	ص	۴۲
اِذھَبُوا بِقَمِیصِی ھٰذَا فَاَلقُوهُ	۱۳	یوسف	۹۳
فَکُلِی وَاشرَبِی وَقَرِّی عَینًا	۱۶	مریم	۲۶
اِنَّ اٰیَۃَ مُلکِه اَن یَّاتِیَکُمُ التَّابُوتُ	۲	البقرۃ	۲۴۸
فَقَبَضتُ قَبضَۃً مِّن اَثَرِ الرَّسُولِ	۱۶	طٰہ	۹۶
مومنوں کے مددگار بہت ہیں			
وَاجعَل لَّنَا مِن لَّدُنکَ نَصِیرًا	۵	النسآء	۷۵
وَالمَلٰئِکَۃُ بَعدَ ذٰلِکَ ظَھِیرٌ	۲۸	التحریم	۴
مَن اَنصَارِی اِلَی اللّٰہِ	۳	آل‌عمران	۵۲
اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُولُه وَالَّذِینَ اٰمَنُوا	۶	المائدۃ	۵۵
یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ المُؤمِنِینَ	۱۰	الانفال	۶۴
وَتَعَاوَنُوا عَلَی البِرِّ وَالتَّقوٰی	۶	المائدۃ	۲
اِلَّا مَن اَتَی اللّٰہَ بِقَلبٍ سَلِیمٍ			
فَمَا لَنَا مِن شَافِعِینَ وَلَا صَدِیقٍ	۱۹	الشعرآء	۸۹

مضمون	پاره	سورت	آیت
حَمِیمٍ	١٩	الشعرآء	١٠٠ ١٠١
وَاجعَل لِّی مِن لَّدُنکَ سُلطٰنًا نَّصِیرًا	١٥	بنی اسرآئیل	٨٠
وَاَیَّدنٰهُ بِرُوحِ القُدُسِ	١	البقرة	٨٣
اَعِینُونِی بِقُوَّةٍ	١٦	الکهف	٩٥

بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں

مضمون	پاره	سورت	آیت
وَمَن یُّضلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَه مِن وَّلِیٍّ	٢٥	الشوری	٤٤
وَمَن یُّضلِل فَلَن تَجِدَ لَه وَلِیًّا مُّرشِدًا	١٥	الکهف	١٧
وَمَا کَانَ لَهُم مِن اَولِیَآءَ یَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللّٰهِ	٢٥	الشوری	٤٦
وَمَاوٰیکُمُ النَّارُ وَمَا لَکُم مِن دُونِ اللّٰهِ مِن وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیرٍ	٢١	العنکبوت	٢٢
فَمَن یَّهدِی مَن اَضَلَّ اللّٰهُ	٣	الروم	٢٩
وَمَا لَهُم مِّن نّٰصِرِینَ	٣	ال عمران	٩١
وَمَا لِلظّٰلِمِینَ مِن اَنصَارٍ	٣	البقرة	٢٧٠
وَمَن یُّضلِلِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَه نَصِیرًا	٥	النسآء	٥٢
وَمَا لِلظّٰلِمِینَ مِن نَّصِیرٍ	١٧	الحج	٧١
خٰلِدِینَ فِیهَا اَبَدًا لَا یَجِدُونَ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیرًا	٢٢	الاحزاب	٦٥
وَمَا لِلظّٰلِمِینَ مِن حَمِیمٍ وَّلَا شَفِیعٍ	٢٤	المؤمن	١٨
وَمَا کَانَ لَهُم مِّنَ اللّٰهِ مِن وَّاقٍ	٢٤	المؤمن	٢١
وَلَا یَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیرًا	٦	النسآء	١٧٣

مضمون	پاره	سورت	آیت
وَلَن تَجِدَ لَهُم نَصِیرًا		التوبة	
وَمَا لَهُم فِی الاَرضِ مِن وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیرٍ	١٠	التوبة	٧٤
وَمَن یُّضلِل فَلَن تَجِدَ لَهُم اَولِیَآءَ مِن دُونِه	١٥	بنی اسرائیل	٩٧
وَمَا کَانَ لَهُم مِّن دُونِهِ اَولِیَآءَ	١٢	هود	١١٣
وَمَا لَکُم مِّن دُونِ اللّٰهِ مِن اَولِیَآءَ	١٢	هود	١١٣
وَلَا یَجِدُونَ لَهُم مِن دُونِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیرًا	٢١	الاحزاب	١٧
وَالظّٰلِمُونَ مَا لَهُم مِّن وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیرٍ	٢٥	الشوری	٨
وَمَا لَهُم مِّن نّٰاصِرِینَ	٣	آل عمران	٩١
وَلَا یَجِد لَه مِن دُونِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیرًا	٥	النسآء	١٢٣
وَمَا لِظّٰلِمِینَ مِن نَّصِیرٍ	١٧	الحج	٧١
لَیسَ لَهُم مِّن دُونِهِ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیعٌ	٧	الانعام	٥١
وَمَا لَکُم مِّن دُونِ اللّٰهِ مِن وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیرٍ	١	البقرة	١٠٧
لَیسَ لَهَا مِن دُونِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیعٌ	٧	الانعام	٥١
وَهُم لَا یُنصَرُونَ	٢٤	حم	١٦
مَا لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِن وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیرٍ	١	البقرة	١٢٠
وَمَا لَهُم فِی الاَرضِ مِن وَّلِیٍّ	١٠	التوبة	٧٤
مَا لَکُم مِّن دُونِه مِن وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیعٍ	٢١	السجدة	٤
مَا لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِن وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ	١٣	الرعد	٣٧

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَمَا لَهُم مِن نّصِرِينَ	۳	آل عمران	۹۱
وَمَا كَانَ لَهُم مِن دُونِ اللهِ اَولِيَآءَ	۱۲	هود	۲۰
وَلَيسَ لَه مِن دُونِهِ اَولِيَآءَ			
مردے سنتے ہیں			
وَاسئَل مَن اَرسَلنَا مِن قَبلِكَ مِن رُسُلِنَا	۲۵	الزخرف	۴۵
فَتَوَلّٰى عَنهُم وَقَالَ يٰقَومِ لَقَد اَبلَغتُكُم (صالح عليه السلام)	۸	الاعراف	۷۹
فَتَوَلّٰى عَنهُم وَقَالَ يٰقَومِ لَقَد اَبلَغتُكُم (شعيب عليه السلام	۹	الاعراف	۹۳
محبوبین بعد وفات مدد کرتے ہیں			
لَتُؤمِنُنَّ بِه وَلَتَنصُرُنَّه	۳	ال عمران	۸۱
وَمَا اَرسَلنٰكَ اِلاَّ رَحمَةً لِلعٰلَمِينَ		الانبيآء	
وَمَا اَرسَلنٰكَ اِلاَّ كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا	۱۷	السبا	۱۰۷
وَّ نَذِيرًا	۲۲		۲۸
وَكَانُوا مِن قَبلُ يَستَفتِحُونَ عَلَى		البقرة	
الَّذِينَ كَفَرُوا	۱		۸۹
محبوبان خدا دور سے دیکھتے سنتے اور مدد کرتے ہیں			
فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِن قَولِهَا	۱۹	النمل	۱۹
اِنِّى لَاَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ	۱۳	يوسف	۹۴
اَنَا اٰتِيكَ بِهِ قَبلَ اَن يَّرتَدَّ اِلَيكَ طَرفُكَ	۱۹	النمل	۴۰
وَاُنَبِّئُكُم بِمَا تَاكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِى بُيُوتِكُم	۳	آل عمران	۴۹
اِنَّهُ يَرٰيكُم هُوَ وَقَبِيلُهُ مِن حَيثُ لَا	۸	الاعراف	۲۷

مضمون	پارہ	سورت	آیت
تَرَونَهُم			
قُل يَتَوَفّٰكُم مَلَكُ المَوتِ الَّذِى وُكِّلَ بِكُم	۲۱	السجدة	۱۱
وَاَذِّن فِى النَّاسِ بِالحَجِّ	۱۷	الحج	۲۷
وَكَذٰلِكَ نُرِى اِبرٰهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ	۷	الانعام	۷۵
وَهَمَّ بِهَا لَو لَاۤ اَن رَّاٰى بُرهَانَ رَبِّه	۱۲	يوسف	۲۴
اولیاء اللہ مشکل کشا صاحب عطاء ہیں			
فَلَمَّا اَن جَاءَ البَشِيرُ اَلقٰهُ	۱۳	يوسف	۹۶
وَهَمَّ بِهَا لَو لَاۤ اَن راى بُرهَانَ رَبِّه	۱۳	يوسف	۲۴
وَاُبرِئُ الاَكمَهَ وَالاَبرَصَ	۳	ال عمران	۴۹
فَقُلنَا اضرِب بِّعَصَاكَ الحَجَرَ		عمران	
لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا	۱	البقرة	۶۰
لَو تَزَيَّلُوا لَعَذَّبنَا الَّذِينَ كَفَرُوا	۱۲	مريم	۱۹
فَاَخرَجنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ المُؤمِنِينَ	۲۶	الفتح	۲۵
	۲۷	الذريت	۳۵
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُم وَاَنتَ فِيهِم	۹	الانفال	۳۲
فِيهِ سَكِينَةٌ مِن رَّبِّكُم وَبَقِيَّةٌ مِمَّا	۲	البقرة	۲۴۸
بزرگوں کے قرب میں دعا مقبول ہوتی ہے			
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّه	۳	آل عمران	۳۸
وَادخُلُوا البَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ	۱	البقرة	۵۸
جَآءُوكَ فَاستَغفَرُوا اللّٰهَ	۵	النسآء	۶۴
بزرگ مقامات کا ادب کرو			
وَادخُلُوا البَابَ سُجَّدًا	۱	البقرة	۵۸
فَاخلَع نَعلَيكَ اِنَّكَ بِالوَادِ المُقَدَّسِ طُوًى	۱۶	طه	۱۲
لَاۤ اُقسِمُ بِهٰذَا البَلَدِ وَاَنتَ حِلٌّ بِهٰذَا	۳۰	البلد	۱

مضمون	پارہ	سورت	آیت
لاَ اُقسِمُ بِھذَا البَلَدِ وَاَنتَ حِلٌّ بِھذَا	۳۰	البلد	۲
وَھذَا البَلَدِ الاَمِینِ	۳۰	والتین	۳
وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ اِبرَاھِیمَ مُصَلّٰی	۲۰	البقرۃ	۱۲۵
اِنَّ الصَّفَا وَالمَروَۃَ مِن شَعَائِرِ اللہِ	۱	البقرۃ	۱۵۸
یادگاریں قائم کرنا			
فَبِذَلِکَ فَلیَفرَحُوا	۱۱	یونس	۵۸
وَذَکِّرھُم بِاَیّٰمِ اللہِ	۳	ابراھیم	۵
تَکُونُ لَنَا عِیدًا لاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا	۷	المائدۃ	۱۱۴
وَاذکُرُوا نِعمَۃَ اللہِ عَلَیکُم	۶	المائدۃ	۷
اِنَّا اَنزَلنٰہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ	۳۰	القدر	۱
شَھرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ	۲	البقرۃ	۱۸۵
عذاب قبر برحق ہے			
اُغرِقُوا فَاُدخِلُوا نَارًا	۲۹	نوح	۲۵
اَلنَّارُ یُعرَضُونَ عَلَیھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا	۲۴	المؤمن	۴۶
وَذُوقُوا عَذَابَ الحَرِیقِ	۱۰	الانفال	۵۰
مِن وَّرَآئِھِم جَھَنَّمُ	۲۵	جاثیۃ	۱۰
وَاِنَّ لِلَّذِینَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذٰلِکَ	۱۶	طور	۴۷
تقلید ائمہ ضروری ہے			
فَاسئَلُوا اَھلَ الذِّکرِ اِن کُنتُم لاَ تَعلَمُونَ	۱۷	الانبیاء	۷
لَعَلِمَہُ الَّذِینَ یَستَنبِطُونَہ	۵	النسآء	۸۳
وَلِیُنذِرُوا قَومَھُم اِذَا رَجَعُوا	۱۱	التوبۃ	۱۲۲
وَکُونُوا مَعَ الصّٰدِقِینَ	۱۱	التوبۃ	۱۱۹
صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم	۱	الفتحۃ	۶
وَاتَّبِع سَبِیلَ مَن اَنَابَ اِلَیَّ	۲۱	لقمن	۱۵

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَتَکُونُوا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ	۱۷	الحج	۷۸
وَیَتَّبِع غَیرَ سَبِیلِ المُؤمِنِینَ نُوَلِّہ	۵	النسآء	۱۱۵
تقیہ حرام ہے			
فَقُولُوا اشھَدُوا بِاَنَّا مُسلِمُونَ	۳		۶۴
یٰاَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغ مَا اُنزِلَ اِلَیکَ	۶	المائدۃ	۶۷
وَاِذَا لَقُوا الَّذِینَ اٰمَنُوا قَالُوا اٰمَنَّا	۱	البقرۃ	۱۴
اِتَّخَذُوا اَیمَانَھُم جُنَّۃً	۲۸	المنافقون	۲
اَ لَم تَکُن اَرضُ اللہِ وَاسِعَۃً	۵	النسآء	۹۷
وَقَاسَمَھُمَا اِنِّی لَکُمَا لَمِنَ النّٰصِحِینَ	۸	الاعراف	۲۱
مَا ھٰذِہِ التَّمَاثِیلُ الَّتِی اَنتُم لَھَا عٰکِفُونَ	۱۷	الانبیآء	۵۲
قُل یٰاَیُّھَا الرَّسُولُ اِن کُنتُم فِی شَکٍّ مِن دِینِی	۱۱	یونس	۱۰۴
متعہ حرام ہے			
غیر مسفحین	۵	النسآء	۲۴
وَمَنِ ابتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ ھُمُ العٰدُونَ	۲۹	المعارج	۳۱
وَلیَستَعفِفِ الَّذِینَ	۱۸	النور	۳۳
حضور ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی			
وَمَا جَعَلنَا الرُّؤیَا الَّتِی اَرَینٰکَ اِلاَّ فِتنَۃً لِّلنَّاسِ	۱۵	بنی اسرائیل	۶۰
ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوسَینِ	۲۷	النجم	۸-۹
یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرسَلنٰکَ شَاھِدًا	۲۲	الاحزاب	۴۵
سُبحٰنَ الَّذِی اَسرٰی	۱۵	بنی اسرآئیل	۱
لواطت حرام ہے			
اَ تَاتُونَ الفَاحِشَۃَ			

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اَمطرنا عَلَیهِم مَّطرًا	۸	الاعراف	۸۰ ۸۴
قُل هُوَ اَذًی فَاعتَزِلُوا النِّسَآءَ	۲	البقرة	۲۲۲
وَمَنِ ابتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰئِکَ هُمُ العٰدُون	۱۸	المومنین	۷

نمازیں پانچ ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَسُبحٰنَ اللّٰہِ حِینَ تُمسُونَ وَ حِینَ تُصبِحُون	۲۱	الروم	۱۷
حٰفِظُوا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الوُسطٰی	۲	البقرة	۲۳۸ ۲۳۸

ہم سب حضور ﷺ کے غلام ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اَلنَّبِیُّ اَولٰی بِالمُؤمِنِینَ مِن اَنفُسِهِم	۲۱	الاحزاب	۶
وَمَا کَانَ لِمُؤمِنٍ وَّ لَا مُؤمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ	۲۲	الاحزاب	۳۶

مرتد کی سزا قتل ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَاقتُلُوا اَنفُسَکُم	۱	البقرة	۵۴
فَخُذُوهُم وَاقتُلُوهُم حَیثُ وَجَدتُّمُوهُم	۱	البقرة	۸۹
تُقَاتِلُونَهُم اَو یُسلِمُونَ	۲۶	الفتح	۱۶

نفی کا مدعی بھی دلیل دے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
قُل هَاتُوا بُرهَانَکُم اِن کُنتُم	۲۰	النمل	۶۴
فَاِن شَهِدُوا فَلَا تَشهَد مَعَهُم	۸	الانعام	۱۵۰

حدیث کی بھی ضرورت ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اَطِیعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُولَ	۳	آل عمران	۳۲
وَیُعَلِّمُهُمُ الکِتٰبَ وَالحِکمَةَ	۱	البقرة	۱۲۹

مضمون	پارہ	سورت	آیت
مَن یُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَد اَطَاعَ اللّٰہَ	۵	النسآء	۸۰
وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ	۲۸	الحشر	۷
وَیُحَرِّمُ عَلَیهِمُ الخَبٰئِثَ	۹	الاعراف	۱۵۷
فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤمِنُونَ حَتّٰی یُحَکِّمُوکَ	۵	النسآء	۶۵
قَد جَآءَکُم مِّنَ اللّٰہِ نُورٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِینٌ	۶	المائدة	۱۵
یُضِلُّ بِهٖ کَثِیرًا وَّ یَهدِی بِهٖ کَثِیرًا	۱	البقرة	۲۶
اِنَّکَ لَتَهدِی اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ	۲۵	الشوری	۵۲

مردوں کو پکارنا

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَاَذِّن فِی النَّاسِ بِالحَجِّ	۱۷	الحج	۲۷
ثُمَّ ادعُهُنَّ یَاتِینَکَ سَعیًا	۳	البقرة	۲۶۰
وَاسئَل مَن اَرسَلنَا مِن قَبلِکَ مِن رُّسُلِنَا	۲۵	الزخرف	۴۵
فَتَوَلّٰی عَنهُم وَقَالَ یٰقَومِ	۹	اعراف	۹۳
فَتَوَلّٰی عَنهُم وَقَالَ یٰقَومِ	۸	اعراف	۷۹

نزول عیسٰی علیہ السلام علامت قیامت ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَاِنَّهٗ لَعِلمٌ لِّلسَّاعَةِ	۲۵	الزخرف	۶۱

حضور ﷺ مومنوں کے گھروں میں جلوہ گر ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَسَلِّمُوا عَلٰی اَنفُسِکُم تَحِیَّةً مِّن عِندِ اللّٰہِ	۱۸	النور	۶۱

غوث اور یعوق وغیرہ گمراہ گر بت تھے نہ کہ اولیاء

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَلَا یَغُوثَ وَیَعُوقَ	۲۹	نوح	۲۳
وَقَد اَضَلُّوا کَثِیرًا	۲۹	نوح	۲۴

مضمون	پارہ	سورت	آیت
چھاتی ماتھا پیٹنا طریقہ کفار ہے			
يٰوَيلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَرقَدِنَا	۲۳	یس	۵۲
يٰوَيلَتٰى اَعَجَزتُ اَن اَكُونَ مِثلَ هٰذَا الغُرَابِ	۶	المائدة	۳۱
اولیاء من دون اللہ شیطان ہے			
وَالَّذِينَ كَفَرُوا اَولِيٰئُهُمُ الطَّاغُوتُ	۳	البقرة	۲۵۷
اِنَّا جَعَلنَا الشَّيٰطِينَ اَولِيَآءَ	۸	الاعراف	۲۷
لِلَّذِينَ لَا يُؤمِنُون	۸	الاعراف	۲۷
اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِينَ اَولِيَآءَ مِن دُونِ اللهِ	۸	الاعراف	۳۰
فَهُوَ وَلِيُّهُمُ اليَومَ وَلَهُم عَذَابٌ اَلِيمٌ	۱۴	النحل	۶۳
اَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَه اَولِيَآءَ	۱۵	کهف	۵۰
نیکوں کے طفیل بروں پر کرم			
وَكَانَ اَبُوهُمَا صَالِحًا	۱۶	الکهف	۸۲
وَاتَّبَعَتهُم ذُرِّيَّتُهُم بِاِيمَانٍ	۲۷	الطور	۲۱
اَلحَقنَا بِهِم ذُرِّيَّتَهُم وَمَا اَلَتنٰهُم	۲۷	الطور	۲۱
فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ اَنعَمَ اللهُ عَلَيهِم	۵	النسآء	۶۹
مومنوں کے لئے شفاعت ہے			
وَصَلِّ عَلَيهِم اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُم	۱۱	التوبة	
مَن ذَا الَّذِي يَشفَعُ عِندَه اِلَّا بِاِذنِه	۳	البقرة	۲۵۵
وَلَا يَتَكَلَّمُونَ اِلَّا لِمَن اَذِنَ لَهُ الرَّحمٰنُ	۳۰	النباء	۳۸
لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَن اَذِنَ لَهُ الرَّحمٰنُ وَرَضِىَ لَهُ قَولاً	۲۲	طه	۱۰۹
وَاستَغفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللهَ	۵	النسآء	۶۴

مضمون	پارہ	سورت	آیت
رب بمعنی مربی بندہ کو کہا جاتا ہے			
اِرجِع اِلٰى رَبِّكَ	۱۲	یوسف	۵۰
وَاذكُرنِى عِندَ رَبِّكَ	۱۲	یوسف	۴۲
كَمَا رَبَّيٰنِى صَغِيرًا	۱۵	بنی اسرائیل	۲۴
اِنَّهُ رَبِّى اَحسَنَ مَثوَاىَ	۱۲	یوسف	۲۳
کفار کیلئے شفاعت نہیں			
لَا بَيعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ	۳	البقرة	۲۵۴
فَمَا تَنفَعُهُم شَفَاعَةُ الشّٰفِعِينَ	۳	المدثر	۲۵۴
اَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللهِ شُفَعَآءَ	۲۹	الزمر	۴۸
وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِن وَّلِىٍّ وَّلَا شَفِيعٍ	۲۴	المؤمن	۴۳
فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ	۲۴	الشعراء	۱۸
لَا يَملِكُونَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ	۱۹	المريم	۱۰۰
سَوَآءٌ عَلَيهِم اَستَغفَرتَ لَهُم اَم لَم	۱۶	المنافقون	۶
عبد بمعنی خادم			
مِن عِبَادِكُم وَاِمَائِكُم	۱۸	النور	۳۲
قُل يٰعِبَادِىَ الَّذِينَ اَسرَفُوا عَلٰى	۲۴	الزمر	۵۳
کفار بہرے، گونگے، اندھے، مردے ہیں			
صُمٌّ بُكمٌ عُمىٌ فَهُم لَا يَرجِعُونَ	۱	البقرة	۱۸
وَمَن كَانَ فِى هٰذِه اَعمٰى فَهُوَ فِى الآخِرَةِ	۱۵	بنی اسرائیل	۷۲
اَموَاتٌ غَيرُ اَحيَاءٍ	۱۴	النحل	۲۱
وَالَّذِينَ لَا يُؤمِنُونَ فِى اٰذَانِهِم وَقرٌ وَّهُوَ عَلَيهِم عَمًى	۲۴	حم السجدة	۴۴

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اُولٰئِکَ الَّذِینَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُم وَاَعمٰی اَبصَارَھُم	۲۶	محمد	۲۳
اِنَّکَ لَا تُسمِعُ المَوتٰی وَلَا تُسمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ	۲۰	النمل	۸۰
اُولٰئِکَ یُنَادُونَ مِن مَّکَانٍ بَعِیدٍ	۲۴	حم السجدة	۴۴

نبی و قرآن ہدایت دیتے ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَاِنَّکَ لَتَھدِی اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ	۲۵	الشوری	۵۲
اِنَّ ھٰذَا القُراٰنَ یَھدِی لِلَّتِی ھِیَ اَقوَمُ	۱۵	بنی اسرائیل	۹
لِتُخرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّورِ	۱۳	ابراھیم	۱
وَیُزَکِّیھِم وَیُعَلِّمُھُمُ الکِتٰبَ وَالحِکمَةَ	۴	آل عمران	۱۶۴
تُطَھِّرُھُم وَتُزَکِّیھِم بِھَا	۱۱	التوبة	۱۰۳

ایصال ثواب حق ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَیَتَّخِذُ مَا یُنفِقُ قُرُبٰتٍ عِندَ اللّٰہِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُولِ	۱۱	التوبة	۹۹
وَفِی اَموَالِھِم حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالمَحرُومِ	۲۶	الذریت	۱۹
وَالحَقنَا بِھِم ذُرِّیَّتَھُم وَمَا اَلَتنٰھُم مِن عَمَلِھِم مِن شَیءٍ	۲۷	طور	۲۱
فَاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِینَ اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیھِم	۵	النسآء	۴

نبی بے عیب اور معصوم ہوتے ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اِنَّ عِبَادِی لَیسَ لَکَ عَلَیھِم سُلطٰنٌ	۱۵	بنی اسرائیل	۶۳
اِلَّا عِبَادَکَ مِنھُمُ المُخلَصِینَ	۲۳	ص	۸۳

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اِنَّ النَّفسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّی	۳	یوسف	۵۳
مَا ضَلَّ صَاحِبُکُم وَمَا غَوٰی	۲۷	النجم	۲
لَیسَ بِی ضَلٰلَةٌ وَلٰکِنِّی رَسُولٌ	۸	الاعراف	۶۱
اَللّٰہُ یَعلَمُ حَیثُ یَجعَلُ رِسٰلَتَهٗ	۸	الانعام	۱۲۴
لَو تَقَوَّلَ عَلَینَا بَعضَ الاَقَاوِیلِ	۲۹	الحاقة	۴۴
لَو لَا اَن ثَبَّتنٰکَ لَقَد کِدتَّ	۱۵	بنی اسرائیل	۷۴
مَا کَانَ لَنَا اَن نُّشرِکَ بِاللّٰہِ مِن شَیءٍ	۱۲	یوسف	۳۸
وَمَا اُرِیدُ اَن اُخَالِفَکُم اِلٰی مَا اَنھٰکُم	۱۲	ھود	۸۸
لَا یَنَالُ عَھدِی الظّٰلِمِینَ	۱	البقرة	۱۲۴
اِنَّ اللّٰہَ اصطَفٰی اٰدَمَ وَنُوحًا وَّاٰلَ اِبرٰھِیمَ	۳	آل عمران	۳۳
لَقَد کَانَ لَکُم فِی رَسُولِ اللّٰہِ اُسوَةٌ حَسَنَةٌ	۲۱	الاحزاب	۲۱

بدنی عبادت کوئی کسی کی طرف سے نہیں کر سکتا

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَاَن لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی	۲۷	النجم	۳۹
لَھَا مَا کَسَبَت وَعَلَیھَا مَا اکتَسَبَت	۳	البقرة	۲۸۶

نبیوں کے درجوں میں فرق ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
نَرفَعُ دَرَجٰتٍ مَّن نَّشَاءُ	۱۳	یوسف	۷۶
تِلکَ الرُّسُلُ فَضَّلنَا بَعضَھُم	۳	البقرة	۲۵۳

اصل نبوت میں انبیاء برابر ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
لَا نُفَرِّقُ بَینَ اَحَدٍ مِّن رُّسُلِهٖ	۳	البقرة	۲۸۵
وَلَم یُفَرِّقُوا بَینَ اَحَدٍ مِّنھُم	۶	النسآء	۱۵۲

مضمون	پارہ	سورت	آیت
بتوں کے نام پر چھوڑا گیا جانور حلال ہے اگر اللہ کے نام پر ذبح ہو جائے			
مَا جَعَلَ اللهُ مِن بَحِيرَةٍ وَّلاَ	۷	المائدة	۱۰۳
فَكُلُوا مِمَّا غَنِمتُم حَللاً طَيِّبًا	۱۰	الانفال	۶۹
قُل لاَ اَجِدُ فِى مَا اُوحِىَ اِلَىَّ مُحَرَّمًا عَلى طَاعِمٍ	۸	الانعام	۱۴۵
وَلاَ تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ اَلسِنَتُكُمُ الكَذِبَ هذَا حَللٌ وَهذَا	۱۴	النحل	۱۱۶
تھان کی بھینٹ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے			
وَمَا اُهِلَّ بِه لِغَيرِ اللهِ	۲	البقرة	۱۷۳
وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ	۶	المائدة	۳
رب کے بتائے بغیر کسی کو علم غیب نہیں			
قُل لاَّ يَعلَمُ مَن فِى السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ الغَيبَ اِلاَّ اللهُ	۲۰	النمل	۶۵
وَمَا اَدرِى مَا يُفعَلُ بِى وَلاَ بِكُم	۲۶	الاحقاف	۹
وَلَو كُنتُ اَعلَمُ الغَيبَ لاستَكثَرتُ مِنَ الخَيرِ	۹	الاعراف	۱۸۸
اِنَّ اللهَ عِندَه عِلمُ السَّاعَةِ	۲۱	لقمان	۳۴
وَلاَ اَعلَمُ الغَيبَ			
لاَ عِلمَ لَنَا اِلاَّ مَا عَلَّمتَنَا اِنَّك اَنتَ عَلاَّمُ الغُيُوبِ	۷	المائدة	۱۰۹
بے ارادہ الٰہی کوئی کچھ نہیں کر سکتا			
قُل لاَّ اَملِكُ لِنَفسِى ضَراً وَّلاَ نَفعًا	۹	الاعراف	۱۱۸
وَمَا اُغنِى عَنكُم مِّنَ اللهِ مِن شَىءٍ	۱۳	يوسف	۶۷
وَمَا لَكُم مِن دُونِ اللهِ مِن وَّلِىِّ وَّلاَ نَصِيرٍ	۱	البقرة	۱۰۷
اِيَّاكَ نَعبُدُ وَاِيَّاكَ نَستَعِينُ	۱	الفاتحة	۴

مضمون	پارہ	سورت	آیت
مَا كَانَ يُغنِى عَنهُم مِّنَ اللهِ مِن شَىءٍ	۱۳	يوسف	۶۸
ذکر میلاد شریف سنت الٰہی ہے			
لَقَد جَآءَكُم رَسُولٌ مِّن اَنفُسِكُم	۱۱	التوبة	۱۲۸
قَد جَآءَكُم مِّنَ اللهِ نُورٌ	۶	المائدة	۱۵
لَقَد مَنَّ اللهُ عَلَى المُؤمِنِينَ	۴	آل عمران	۱۶۴
هُوَ الَّذِى اَرسَلَ رَسُولَه بِالهُدى	۱۰	التوبة	۳۳
هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِى الاُمِّيِّنَ رَسُولاً	۲۸	الجمعة	۲
وَاذكُر فِى الكِتَابِ مَريَمَ	۱۶	مريم	۱۶
مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاتِى مِن بَعدِى اسمُه اَحمَدُ	۲۸	الصف	۶
وَاَوحَينَا اِلى اُمِّ مُوسى اَن اَرضِعِيهِ	۲۰	القصص	۷
قَد جَآءَكُم بُرهَانٌ مِن رَّبِّكُم	۶	النسآء	۱۸۴
علم اللہ کی بڑی نعمت ہے			
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الاَسمَاءَ كُلَّهَا	۱	البقرة	۳۱
وَاُولُوا العِلمِ قَآئِمًا بِالقِسطِ	۳	آل عمران	۱۸
وَقُل رَّبِّ زِدنِى عِلمًا	۱۶	طه	۱۱۴
قُل هَل يَستَوِى الَّذِينَ يَعلَمُونَ	۲۳	الزمر	۹
فَلَو لاَ نَفَرَ مِن كُلِّ فِرقَةٍ مِّنهُم طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِى الدِّينِ	۱۱	التوبة	۱۲۲
هَل اَتَّبِعُكَ عَلى اَن تُعَلِّمَنِ	۱۵	كهف	۶۶
وَعَلَّمَكَ مَا لَم تَكُن تَعلَم	۵	النسآء	۱۱۳
اَلرَّحمنُ عَلَّمَ القُراٰنَ	۲۷	الرحمن	۱-۲
وَعَلَّمنهُ مِن لَّدُنَّا عِلمًا	۵	الكهف	۶۵
عُلِّمنَا مَنطِقَ الطَّيرِ	۱۹	النمل	۱۶

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰؤُا	۲۲	فاطر	۲۸
اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ	۱۹	الشوری	۱۹۷
فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	۱۷	الانبیآء	۷
مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا	۳	البقرة	۲۶۹
انبیاء کو بشر کہنا طریقہ کفار ہے			
قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ	۱۴	الحجر	۳۳
مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ	۱۸	المؤمنون	۲۴
لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ	۱۸	"	۳۴
قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا	۲۲	یس	۱۵
اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا	۲۸	التغابن	۶
رب تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے			
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللهِ حَدِيْثًا	۵	النسآء	۸۷
وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللهِ قِيْلًا	۵	"	۱۲۲
اِنَّ اللهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ	۳	آل عمران	۹
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ	۴	آل عمران	۱۹۴
لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ	۳	آل عمران	۱۶۱
فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ	۳	آل عمران	۶۱
اچھوں کے صدقے بروں پر عذاب نہیں آتا			
مَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ	۹	الانفال	۳۳
لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	۲۶	الفتح	۲۵

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	۲۷	الذریت	۳۵
وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا	۲۹	نوح	۲۷
اِنَّ اللهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	۱۷	الحج	۳۸
وسیلہ اولیاء ضروری ہے			
يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ	۱۵	بنی اسرائیل	۵۷
وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	۱	البقرة	۸۹
فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا	۲	البقرة	۱۴۴
فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ	۱	البقرة	۳۷
لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ	۹	الاعراف	۱۳۴
وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ	۹	الاعراف	۱۳۴
تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا	۱۱	التوبة	۱۰۳
وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا	۶	المائدة	
هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ	۳	آل عمران	۳۸
فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ	۱	البقرة	۶۱
لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا	۱۵	الكهف	۲۱
وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ	۴	آل عمران	۱۲۴
اصل اشیاء میں اباحت ہے			
خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا	۱	البقرة	۲۹
قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ مُحَرَّمًا	۸	الانعام	۱۴۵
لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللهُ لَكَ	۲۸	التحریم	۱

مضمون	پارہ	سورت	آیت
لاَ تَسئَلُوا عَن اَشیاَءَ اِن تُبدَ لَکُم تَسُؤکُم	٧	المائدة	١٠١
وَقَد فَصَّلَ لَکُم مَّا حَرَّمَ عَلَیکُم	٨	الانعام	١١٩
وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افتِرَآءً	٨	الانعام	١٤٠
کُلُوا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ	٨	الانعام	١٤٢
قُل ءَ الذَّکَرَینِ حَرَّمَ اَمِ الاُنثَیَینِ	٨	الانعام	١٤٦
قُل هَلُمَّ شُهَدَآءَکُمُ الَّذِینَ یَشهَدُونَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا	٨	الانعام	١٥٠
قُل مَن حَرَّمَ زِینَةَ اللّٰهِ الَّتِی	٨	الاعراف	٣٢
لاَ تُحَرِّمُوا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُم	٧	المائدة	٨٧

موت بمعنی روح کا نکلنا سب کو ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُم مَّیِّتُونَ	٣٣	الزمر	٣٠
اَفَائِن مَّاتَ اَو قُتِلَ	٤	آل عمران	١٤٤
کُلُّ نَفسٍ ذَآئِقَةُ المَوتِ	٤	آل عمران	١٨٥
کُلُّ مَن عَلَیهَا فَانٍ	٢٧	الرحمن	٢٦
اَفَائِن مِّتَّ فَهُمُ الخٰلِدُونَ	١٧	الانبیآء	٣٤

قرآن سے بعض گمراہی لیتے ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
یُضِلُّ بِهٖ کَثِیرًا	١	البقرة	٢٦
وَلَیَزِیدَنَّ کَثِیرًا مِنهُم مَّا اُنزِلَ اِلَیكَ مِن رَّبِّكَ طُغیَانًا وَّکُفرًا	٦	المائدة	٦٤
نَهدِی بِهٖ مَن نَّشَآءُ مِن عِبَادِنَا	٢٥	الزخرف	٥٢
کَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَن یَّشَآءُ	٢٩	المدثر	٢١

حضور ﷺ ہدایت ہی دیتے ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَاِنَّكَ لَتَدعُوهُم اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیمٍ	١٨	الزخرف	٧٣

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیرًا	٢٥	الاحزاب	٥٢
وَیُزَکِّیهِم وَیُعَلِّمُهُمُ الکِتٰبَ وَالحِکمَةَ	٤	آل عمران	١٢٤
لِتُخرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّورِ	١٣	ابراهیم	١

موت بمعنی روح کا جسم کی پرورش چھوڑ دینا خاص اولیاء اللہ کو نہیں وہ زندہ ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَلاَ تَقُولُوا لِمَن یُّقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اَموَاتٌ بَل اَحیَآءٌ	٢	البقرة	١٥٤
وَلاَ تَحسَبَنَّ الَّذِینَ قُتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اَموَاتًا	٤	آل عمران	١٦٩
مَا دَلَّهُم عَلٰی مَوتِهٖ اِلاَّ دَآبَّةُ الاَرضِ	٢٢	السبا	١٤
وَلاَ اَن تَنکِحُوا اَزوَاجَهٗ	٢٢	الاحزاب	٥٣
وَاسئَل مَن اَرسَلنَا مِن قَبلِكَ	٢٥	الزخرف	٤٥
وَیَستَبشِرُونَ بِالَّذِینَ لَم یَلحَقُوا	٤	آل عمران	١٧٠
فَلاَ تَکُن فِی مِریَةٍ مِّن لِّقَآئِهٖ	٢١	السجدة	٢٣

بزرگوں کی دعا سے بانجھ اور بوڑھی کو بھی بیٹا ملنا

مضمون	پارہ	سورت	آیت
قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُونُ لِی غُلٰمٌ وَّقَد بَلَغَنِیَ الکِبَرُ وَامرَاَتِی عَاقِرٌ	٣	آل عمران	٤٠
قَالَ اَبَشَّرتُمُونِی عَلٰی اَن مَّسَّنِیَ الکِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ	١٤	الحجر	٥٤
رَبِّ هَب لِی مِنَ الصّٰلِحِینَ فَبَشَّرنٰهُ	٢٣	الصفت	١٠٠
ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوزٌ وَّ هٰذَا بَعلِی شَیخًا	١٢	هود	٧٢
اِنِّی اُعِیذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ	٣	آل عمران	٣٦

مضمون	پارہ	سورت	آیت
یزکریا انا نبشرک بغلم اسمه یحیی	۱۶	مریم	۷
حضرات انبیاء کرام شرعی احکام کے مالک بنائے گئے ہیں			
ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم	۳	آل عمران	۵۰
ویحرم علیهم الخبئث	۹	الاعراف	۱۵۷
و لا یحرمون ما حرم الله ورسوله	۱۰	التوبة	۲۹
ویضع عنهم اصرهم والاغلل التی کانت علیهم	۹	الاعراف	۱۵۷
اللہ رسول کو ملانا ایمان ہے			
اطیعوا الله واطیعوا الرسول	۵	النسآء	۵۹
ومن یطع الله ورسوله فقد فاز	۲۲	الاحزاب	۷۱
والله ورسوله احق ان یرضوه	۱۰	التوبة	۶۲
ان اغنهم الله ورسوله من فضله	۱۰	التوبة	۷۴
کفروا بالله ورسوله	۱۰	التوبة	۸۰
ومن یخرج من بیته مهاجرا الی الله ورسوله	۵	النسآء	۱۰۰
فسیری الله عملکم ورسوله	۱۱	التوبة	۱۰۵
لا تقدموا بین یدی الله ورسوله	۲۶	الحجرات	۱
ولو انهم رضوا ما اتهم الله ورسوله	۱۰	التوبة	۵۹
وان کنتن تردن الله ورسوله	۲۱	الاحزاب	۲۹
سیؤتینا الله من فضله ورسوله	۱۰	التوبة	۵۹
انعم الله علیه وانعمت علیه	۲۲	الاحزاب	۳۷
اذا قضی الله ورسوله امرا	۲۳	الاحزاب	۳۶
اللہ رسول کو الگ کرنا کفر ہے			
ویریدون ان یفرقوا بین الله ورسوله	۶	النسآء	۱۵۰
مدہوش و مجذوب پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے			
لا تقربوا الصلوة وانتم سکری	۵	النسآء	۴۳
والقی الالواح واخذ براس اخیه یجره الیه	۹	الاعراف	۱۵۰
وخر موسی صعقا	۹	الاعراف	۱۴۳
وقطعن ایدیهن	۱۲	یوسف	۳۱
بیعت ہونا ضروری ہے قیامت میں پیشوا کے ساتھ حشر ہوگا			
یقدم قومه یوم القیمة	۱۲	هود	۹۸
یوم ندعوا کل اناس بامامهم	۱۵	بنی اسرائیل	۷۱
ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله	۲۶	الفتح	۱۰
لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونک	۲۶	الفتح	۱۸
اذا جاءک المؤمنت یبایعنک	۲۸	الممتحنة	۱۲
علیہ السلام صرف رسولوں کے لئے ہے			
وسلم علی المرسلین	۲۳	ص	۱۸۱
سلم علی نوح فی العلمین	۲۳	صفت	۷۹
فسلم لک من اصحب الیمین	۲۷	الحدید	۹۱
سلم علی ابرهیم	۲۳	صفت	۱۰۹
السلام علیکم عام مسلمانوں کیلئے ہے			
سلم علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار	۳	الرعد	۲۴
سلم علیکم طبتم فادخلوها خلدین	۲۴	الزمر	۷۳

تکوینی احکام بعض بندوں کے سپرد ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا	۳۰	والنزعت	۵
فَسَخَّرْنَا لَه الرِّيحَ تَجْرِی بِاَمْرِه	۲۳	ص	۳۶
قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُولَ لاَ مِسَاسَ	۱۶	طٰهٰ	۹۷
وَهُزِّی اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ	۱۶	مريم	۲۵
وَاُحْيِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ	۳	آل عمران	۴۹

شیعہ کافر اور فسادی قوم کو کہتے ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلاَ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا	۲۰	القصص	۴
اِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُم وَكَانُوا شِيَعًا	۸	الانعام	۱۵۹
اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا	۷	الانعام	۶۵
وَلاَ تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُم وَكَانُوا شِيَعًا	۲۱	الروم	۳۱-۳۲
كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِم مِن قَبْلُ اِنَّهُم كَانُوا فِی شَكٍّ مُّرِيبٍ	۲۲	السبا	۵۴
وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا اَشْيَاعَكُمْ	۲۷	القمر	۵۱
وَاِنَّ مِن شِيعَتِه لاِبراهم	۲۳	الصفت	۸۳
ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ اَيُّهُم اَشَدُّ	۱۶	مريم	۶۹

محبوبانِ خدا اللہ کے ملک کے مالک و متصرف ہیں

مضمون	پارہ	سورت	آیت
قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَن تَشَآءُ	۳	آل عمران	۲۶
فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِی بِاَمْرِه رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ	۲۳	ص	۳۶
وَالشَّيٰطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَّغَوَّاصٍ	۳۰	الكوثر	۱
اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ	۱۷	الكوثر	۸۱

مضمون	پارہ	سورت	آیت
وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِی بِاَمْرِه اِلَی الْاَرْضِ الَّتِی بٰرَكْنَا فِيهَا	۱۷	الانبيآء	۸۱
اِنَّا مَكَّنَّا لَه فِی الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰه مِن كُلِّ شَیْءٍ	۱۶	الكهف	۸۴
رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِی مِنَ الْمُلْكِ	۱۳	يوسف	۱۰۱
وَاٰتَيْنٰهُم مُلْكًا عَظِيمًا	۵	النسآء	۵۴
وَاُحْيِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ	۳	آل عمران	۴۹
اَنِّی اَخْلُقُ لَكُم مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ	۳	آل	۴۹
الطَّيْرِ	۲۲	عمران	۱۳
له ما يَعْمَلُونَ لَه مَا يَشَآءُ مِن مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ		السبآء	

عورتوں پر پردہ ضروری ہے

مضمون	پارہ	سورت	آیت
لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُم حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوا	۱۸	نور	۲۷
قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِم	۱۸	نور	۳۰
وَلاَ يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلاَّ لِبُعُولَتِهِنَّ	۱۸	نور	۳۱
وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوا	۱۸	نور	۵۹
يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلاَبِيبِهِنَّ	۲۲	الاحزاب	۵۹
فَلاَ تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ	۲۲	الاحزاب	۳۲
فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ	۲۷	رحمٰن	۵۶
حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِی الْخِيَامِ	۲۷	رحمٰن	۷۲
وَقَرْنَ فِی بُيُوتِكُنَّ	۲۲	الاحزاب	۳۳
وَاِذَا سَاَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا	۲۲	الاحزاب	۵۳
قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ	۱۸	النور	۳۱
اَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ	۱۸	النور	۶
لاَ تُخْرِجُوهُنَّ مِن بُيُوتِهِنَّ	۲۱	الطلاق	۱
فَاَمْسِكُوهُنَّ فِی الْبُيُوتِ	۴	النسآء	۱۵

مختصر تعارف

رانا محمد امیر حسین خان صاحب

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم وعلی اله واصحابه وازواجه و اولیاء امته وعلماء ملته اجمعین الحمد لله رب العالمین الله جل شانه واحده لا شریک له کی حمد و ثنا و رای الاوری ہے۔ لیکن اسکے فضل و رحمت کے امیدوار اور حقدار ہونے کے لئے ہر کلمہ گو کا حق ہے کہ ان برگزیدہ، سربرآوردہ، مغفور و مقبول ہستیوں کی فہرست میں آنے کے لئے اپنی حتیٰ الامکان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس دار فانی میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل سے کچھ کرنے اور پھر اللہ تعالیٰ واحدہ لا شریک اسے قبول فرمالیں اور اسکے فضل سے خادمان دین متین کی فہرست جلیلہ میں اسکا نام آ جائے۔ آمین ثم آمین آج مورخہ 04/07/1996 کو آسمان کی وسعتوں کی طرف دیکھتے ہوئے ماضی کی ان مٹ پہنائیوں میں کھو گیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بندہ حقیر پر تقصیر کو تقریباً 1970ء میں پتہ چلا کہ حضرت قبلہ حکیم الامت مفتی احمد یار خانصاحب رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن پاک کا حاشیہ لکھا ہے۔ چنانچہ جب پڑھنا شروع کیا تو دل نہایت مسرور اور محظوظ ہوا۔ بالخصوص اس وجہ سے کہ مجھے رموز شناس استاد گرامی قدر کی اشد ضرورت تھی۔ کیونکہ باوجود عمر رسیدہ ہو جانے کے بی۔ اے۔ تک میں نے قرآن پاک ہی نہیں پڑھا تھا اور اس کے بعد بھی کئی سال یونہی گزر گئے۔ لیکن حاشیہ میں میں نے دیکھا کہ حضرت مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اکثر و بیشتر قرآن کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں تو یہ نہیں لکھتے کہ وہ آیت کہاں ہے کس سورۃ کریمہ میں ہے۔ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے پختہ عزم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ بندہ حقیر کو یہ کام سرانجام دینے کا موقعہ فراہم فرمائے۔ چنانچہ سال ہا سال کی محنت کے بعد الحمد للہ بندہ کامیاب ہو گیا۔ 1986ء میں جب میری ٹرانسفر بطور ڈپٹی کمرشل منیجر واپڈا اسلام آباد ہوئی تو ایک دن قرآن حکیم جس پر الحمد للہ حوالہ جات مکمل کئے تھے لیکر مفتی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا مفتی محمد مختار احمد نعیمی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گجرات حاضر ہوا۔ حضرت صاحب کو نہایت بااخلاق پرخلوص پاکر بندہ نے اپنی محنت انکے گوش گزار کی حیران ہو گئے کہ اتنا بڑا کام آپ نے کیسے کر لیا۔ جبکہ آپ حافظ قرآن نہیں ہیں۔ بندہ نے جواب دیا مولانا صاحب **ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء** اور الحمد للہ اب **بفضله** تعالیٰ معتد بہ حصہ حفظ ہے اللہ تعالیٰ اسی زندگی میں پورا حفظ کرنے کی توفیق دے ورنہ **بفضله** تعالیٰ روز محشر کو تو اللہ کے فضل سے حفاظ کرام کے ساتھ انشاء اللہ حشر ہو گا آمین ثم آمین۔ حوالہ جات کے علاوہ اور بھی جو اغلاط نظر آئیں وہ **بفضله** تعالیٰ نشان دہی کر کے دیں اور اس کے بعد قرآن مجید میں بالکل آخری صفحات پر اشاریہ چھپنا شروع ہو گیا۔ ادھر زندگی میں اور واقعات کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہوا کہ اٹھارہ اکتوبر 1993ء کو بندہ گریڈ 19 میں تقریباً پانچ چھ سال رہ کر ریٹائرڈ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ واحدہ لاشریک نے ایک میرے پرانے دوست حاجی محمد اسلم صاحب کو (جو اس وقت اور اب بھی کریم فلور ملز جی۔ ٹی کامونکے چلا رہے تھے) میرے پاس بھیج دیا کہ آپ اپنی خدمات مذکورہ ملز میں بروئے کار لائیں چنانچہ چند شرائط کے ساتھ بندہ مان گیا اور وہ شرائط **بفضله**

تعالیٰ دین کے متعلق تھیں چنانچہ بروز پیر مبارک مورخہ یکم نومبر 1993ء کو بندہ مذکورہ ملز میں اپنی کتابوں کے ساتھ پہنچ گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حاجی محمد اسلم صاحب کو ایسے ایسے دینی امور سرانجام دینے کی توفیق دی کہ سبحان اللہ بحمدہ سبحان اللہ العظیم کے کلمات شریف بلاتکلف زبان سے ادا ہو جاتے ہیں اور اب جب قرآن پاک دوبارہ پرنٹ ہوا تو جناب مولانا افتخار احمد مفتی صاحب نے دوبارہ وہی کام بندہ کے سپرد کیا چنانچہ آج بندہ اس ضروری اور مختصر تعارف کے ساتھ دوبارہ پہلا کام شروع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے اور "ملز" کے ساتھیوں کو بھی اپنے فضل سے اجر عظیم عطا فرمائے آمین ثم آمین ہر پڑھنے والے کی خدمت میں ضروری گزارش ہے کہ جب بھی قرآن پاک پڑھیں حوالہ جات کو تلاش کر کے آپس میں مربوط کر کے ذہن نشین کریں اور آگے اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ میں حصہ لیں۔ **ربنا تقبل منا کرمت حبیبک و برحمت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واجوابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔ وما توفیقی الا باللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ علیہ العظیم۔** اور اس دعا کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

جو کچھ ہوا ہوا کرم سے تیرے * جو کچھ ہو گا تیرے کرم سے ہو گا

ورنہ اپنی حالت کو تو میں نے 1985ء میں الحمد للہ حج پر جانے سے پہلے مختصراً" یوں بیان کیا تھا۔

زندگی میری ساری ندامت * سراپا حماقت سراپا حماقت

کبھی ادھر سے رہ گیا کبھی ادھر سے رہ گیا * کبھی کچھ کہہ گیا کبھی کچھ کہہ گیا

تمام ذی شعور اور عقل سلیم رکھنے والے مسلمانان پاکستان و ہندوستان سے گزارش ہے کہ اس چیز سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ بے شک وہ کسی بھی مکتبہ فکر کے ہوں زندگی میں صرف ایک دفعہ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا حاشیہ لکھا ہوا قرآن مجید بنظر عمیق مطالعہ کر لیں انشاء اللہ العزیز رموز جاودانی سے فیضیاب اور بہرہ ور ہوں گے میں یہ اسلئے کہہ رہا ہوں کہ تمام مسلمان دینی بھائی بہن، اپنے دوسرے بھائی کی ضرور بھلائی چاہتا ہے۔ ورنہ اس فقیر پر تقصیر بندہ کی زندگی جو واپڈا میں گزاری ہے شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ حقیر کو کذب اور رشوت ستانی سے اور دیگر امور سے ساری زندگی **بفضلہ** تعالیٰ بچائے رکھا اور ایک باکردار زندگی گزار کر نوکری سے فارغ ہوا۔ مولانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آیات قرآنی کو آیات قرآنی کے ساتھ مربوط کر کے امت محمدیہ پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ پیشتر اسکے کہ زندگی کی متاع عزیز موت کے ہاتھوں کٹ جائے صرف ایک دفعہ مطالعہ ضرور کر لیں بغض و کینہ سے سینہ کو پاک کر کے رموز و اسرار ربانی کی دولت سرمدی سے نخل حیات کی آبیاری ضرور کر لیں۔

دعاگو

رانا محمد امیر حسین خان ریٹائرڈ واپڈا آفیسر

پیدائش مشرقی پنجاب 9 اکتوبر 1933ء موضع

کھلم پور نزد اڑمٹر ضلع ہوشیارپور

اور اب الحمد للہ زرتاش رانا ہاؤس 35- ڈی رانا چوک گلشن راوی لاہور میں مقیم ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشاریہ

مرتب:۔ رانا محمد امیر حسین خان
ڈپٹی کمرشل مینجر واپڈا۔ لاہور

قارئین کی سہولت کیلئے درج ذیل اشاریہ مرتب کیا گیا ہے۔
"تفسیر نور العرفان" میں جہاں جہاں قرآنی آیات کا حوالہ ہے
اُن آیات کو متنِ قرآن مجید میں دیکھنے کے لئے زیرِ نظر صفحات سے استفادہ فرمائیں۔

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۵۱	واضلہ اللہ	۲۳	۴۵	۸۵	فلولا نفر من	۱۲۲	۹	۱۰۶	الحقنا بہم	۲۱	۵۲
"	لن تنالوا	۹۲	۳	۸۶	الرجال	۳۴	۴	۱۰۷	من یطع الرسول	۸۰	۴
۵۲	واعدوا لہم	۶۰	۸	۸۶	ادخلوا الباب	۱۵۴	۴	"	فاتبعونی	۳۱	۳
۴	ان اللہ لا یغفر	۱۱۶	۴	۸۷	ان قرآن الفجر	۷۸	۱۷	۱۱۰	ان عبادی	۴۲	۱۵
۵۷	واما بنعمۃ	۱۱	۹۳	۸۷	یا نساء النبی	۳۲	۳۳	۱۱۴	استجابوا للہ	۲۴	۸
۵۹	واذا کنت	۱۰۲	۴	"	انا ارسلناک	۸	۴۸	۱۲۰	ان الحسنات	۱۱۴	۱۱
۶۴	ولولا اذ	۱۲	۲۴	۸۸	ان مثل عیسیٰ	۵۹	۳	"	ان تجتنبو	۳۱	۴
"	واعدوا لہم	۶۰	۸	۹۰	انی ذاہبٌ	۹۹	۳۷	۱۲۲	فلا تاخذوا	۲۰	۴
۶۵	ادعوھم	۵	۳۳	"	انما ولیکم	۵۸	۵	۱۲۳	یوصیکم اللہ	۱۱	۴
"	الاخلاءُ	۶۷	۴۳	۹۱	نطوعت	۲۰	۵	۱۲۹	ومن ابتغی وراء	۷	۲۳
۶۶	فلا تقعد بعد	۶۸	۶	۹۱	قل ھاتو	۱۱۱	۲	"	واحل لکم	۲۴	۴
"	انما ولیکم	۵۵	۵	۹۱	ان فریقاً	۵-۶	۸	۱۳۱	والوالدات	۲۳۳	۲
"	لتخرج الناس	۱	۱۴	"	ماکان ابراہیم	۶۰	۳	"	ان امہاتہم	۲	۵۸
۶۹	لا یحزنہم	۱۰۳	۲۱	"	وماکفر سلیمان	۱۰۲	۲	"	حرمت علیکم	۲۳	۴
"	ان تبدوا	۲۷۱	۲	"	فلما اسلما	۱۰۳	۳۷	"	اباءک ابراہیم	۱۳۳	۲
"	قال ربنا	۴۵	۲۰	"	ھو سماکم	۷۸	۲۲	"	وازواجہٗ	۶	۳۳
۷۰	ان تحبط	۲	۴۹	۹۲	والزمہم	۲۶	۴۸	۱۳۴	قل یاایہا الکافرون	۱	۱۰۹
۷۱	انما ولیکم	۵۵	۵	"	کرہ الیکم الکفر	۷	۴۹	"	ان من ازواجکم	۱۴	۶۴
۷۵	احل لکم	۱۸۷	۲	"	ومایضلون	۶۹	۳	۱۳۵	ولا تنکحوا المشرکین	۲۲۱	۲
"	ولا یضار	۲۸۲	۲	"	" " "	۱۱۳	۴	۱۳۶	انما ولیکم	۵۵	۵
۷۹	وکذالک	۷۵	۶	"	وجعلنا فی	۲۶	۵۷	"	وتعاونوا علی	۲	۵
"	تبیض وجوہ	۱۰۶	۳	۱۳	کلا انہم عن	۱۵	۸۳	۱۳۹	ان الحکم الا للہ	۵۷	۶
۸۰	وماکنا معذبین	۱۵	۱۷	۹۴	من عبادکم	۳۲	۲۴	"	" " "	۴۰	۱۲
"	" " "	۵۹	۲۸	"	ارجع الی ربک	۵۰	۱۲	"	" " "	۶۷	۱۲
"	اذا لقیتم فئۃ	۴۵	۸	"	رب ارحمہما	۲۴	۱۷	۱۴۰	وانتم الاعلون	۱۳۹	۳
۸۳	بیدہٖ ملکوت	۸۸	۲۳	۹۵	ان کان للرحمٰن	۸۱	۴۳	۱۴۱	الم تکن ارض	۹۷	۴
"	العزۃ للہ	۸	۶۳	۹۶	الاعراب اشد	۹۷	۹	۱۴۱	نخادع ان یغفر لہ	۴۵	۲۰
۸۴	ومن یتق اللہ	۳،۲	۶۵	۹۸	ان الصفا	۱۵۸	۲	۱۴۲	وما اصابکم	۳۰	۴۲
"	ولا تتخذوا منہم	۸۹	۴	۹۹	ویتبع غیر سبیل	۱۱۵	۴	۱۴۶	فقاتلوا التی	۹	۴۹
"	الم تکن	۹۰	۴	۱۰۰	ذق انک انت		۴۴	"	فقد جعلنا	۳۳	۱۷

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۲۲۴	وقاسمهما انی	۲۱	۷	۲۴۱	وقلیلٌ من	۱۳	۳۴	۲۷۷	ولکن اکثرالناس	۱۸۷	۷
۲۲۶	یستبشرون	۱۷۰	۳	۲۴۵	یمحوالله	۳۹	۱۳	۲۷۸	اغناهم الله	۷۴	۹
،،	قل لآ اجد	۱۴۵	۶	،،	انک من المنظرین	۱۵	۷	،،	انااعطیناک	۱	۱۰۸
۲۲۷	وجادلهم بالتی	۱۲۵	۱۶		(ii)	۳۷	۱۵	،،	ومن یوت الحکمة	۲۶۹	۲
،،	انک لاتسمع	۸۰	۲۷		(iii)	۸۰	۳۸	۲۷۹	انماولیکم الله	۵۵	۵
،،	واذا اردنا ان	۱۶	۱۷	۲۴۵	قل یتوفکم	۱۱	۳۲	۲۸۱	کذکرکم اباءکم	۲۰۰	۲
۲۲۸	وفی اموالهم	۲۴	۷۰	۲۴۶	ولیحملن	۱۳	۲۹	،،	فاتبعونی	۳۱	۳
،،	،، ،، ،،	۱۹	۵۱	۲۴۸	فتبسم ضاحکاً	۱۹	۲۷	،،	لاخوفٌ علیهم	۱۱۲	۲
۲۲۹	ومارسلنامن	۱۰۹	۱۲	۲۴۹	وحرام علیٰ	۹۵	۲۱	۲۸۴	عفاالله عنهم	۱۵۵	۳
	،، ،، ،،	۴۳	۱۶	۲۵۰	ان تبدوا	۲۷۱	۲	۲۸۶	ان الحسنات	۱۱۴	۱۱
	،، ،، ،،	۷	۲۱	،،	فاذکرالله	۲۰۰	۲	،،	اناجعلنا فی	۸	۳۶
،،	یخرج منهم	۲۲	۵۵	،،	ولاتجهربصلواتک	۱۱۰	۱۷	۲۸۷	ان رحمة الله	۵۶	۷
۲۳۰	فمن شآء	۲۹	۱۸	،،	ومارسلنک	۱۰۷	۲۱	،،	ومارسلناک	۱۰۷	۲۱
،،	ویتخذماینفق	۹۹	۹	۲۵۱	ومارسلنامن	۷	۲۱	۲۸۸	حتی یعطوا	۲۹	۹
۲۳۱	مآاهل به	۱۷۳	۲	۲۵۲	وماکنامعذبین	۱۵	۱۷	،،	امرت ان اقاتل	حدیث	مبارک
	،، ،،	۳	۵	۲۵۳	واذواجه	۶	۳۳	۲۸۹	ان کان من	۵۲	۴۱
	،، ،،	۱۴۵	۶	۲۵۷	ان النفس لامارة	۵۳	۱۲	۲۹۲	ان الله لایغیر	۱۱	۱۳
	،، ،،	۱۱۵	۱۶	،،	ان عبادی لیس	۴۲	۱۵	،،	اوفوا بالعهد	۳۴	۱۷
،،	خلق لکم مافی	۲۹	۲	،،	واخذت الذین	۶۷	۱۱	۲۹۴	من انصاری الی	۱۴	۶۱
۲۳۵	وماینطق عن	۳،۴	۵۳		(iv)	۹۴	۱۱	۲۹۵	ارکان للرحمٰن	۸۱	۴۳
۲۳۶	واخذالالواح	۱۵۴	۷	،،	فاخذهم عذاب	۱۸۹	۲۶	،،	فامامنابعد و	۴	۴۷
،،	اطیعواالله	۵۹	۴	۲۵۸	ومن یتق الله	۲	۶۵	۲۹۶	والوالارحام	۷۵	۸
۲۳۸	ولیحملن اثقا	۱۳	۲۹	۲۶۰	بل فعله	۶۳	۲۱	۲۹۸	اغناهم الله	۷۴	۹
۲۳۹	والذین کفروا	۲۵۷	۲	۲۶۶	لاتدرکه	۱۰۳	۶	۳۰۲	اولئک هم	۶	۹۸
،،	اناجعلنا الشیاطین	۲۷	۷	۲۶۷	واخذالالواح	۱۵۳	۷	۳۰۵	اطیعواالله	۵۹	۴
،،	انهم اتخذوا	۳۰	۷	۲۶۷	یضل به کثیرًا	۲۶	۲	۳۰۸	ان معی ربی	۶۲	۲۶
،،	ولاتسئل عن	۱۱۹	۲	۲۷۱	ذٰلک مثلهم	۲۸،۲۹	۴۸	،،	لیس علی الضعفآ	۹۱	۹
۲۴۰	الیه یصعد	۱۰	۳۵	۲۷۱	لیکون للعالمین	۱	۲۵	۳۰۹	ولتعرفنهم فی	۳۰	۴۷
۲۴۰	فلانقیم لهم	۱۰۵	۱۸	،،	واذاخذ الله	۸۱	۳	،،	الابذکرالله	۲۸	۱۳
،،	یدخلون الجنه	۴۰	۴۰	۲۷۴	ولم یصرواعلیٰ	۱۳۵	۳	۳۱۴	مناع للخیر	۱۲	۶۸

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۳۱۴	فاعتبروا یااولی	۲	۵۹
"	ومن یتق اللہ	۳	۶۵
۳۱۵	وجعلنا عالیہا	۸۲	۱۱
"	مالکم من دون اللہ	۱۰۷	۲
"	والذین جاء	۱۰	۵۹
۳۱۶	ووجدک عائلاً	۸	۹۳
"	انما ولیکم اللہ	۵۵	۵
۳۱۷	ولاتصل علیٰ	۸۴	۹
"	فسنیسرہ للیسریٰ	۱۰	۹۲
۳۱۸ "	فبذ اللہ فلیفر کفرو باللہ	۵۸ ۸۴	۱۰ ۹
۳۱۹	واسلمت مع سلیمان	۴۴	۲۷
۳۲۰	اغناھم اللہ	۷۴	۹
۳۲۱	فاتبعونی	۳۱	۳
۳۲۲	اللہ ورسولہ احق	۶۲	۹
۳۲۳	ولتعرفنہم	۳۰	۴۷
۳۲۶	ربنا وابعث فیہم	۱۲۹	۲
"	ساستغفرلک	۹۸	۱۲
"	انما ولیکم اللہ	۵۵	۵
۳۲۷	واہجروھن	۳۴	۴
۳۲۸	واذا تلیت علیہم	۲	۸
۳۳۱	والمدبرات امرا	۵	۷۹
"	وصل علیہم ان	۱۰۳	۹
۳۳۳	ومادعاء الکافرین	۱۴	۱۳
۳۳۵	واذا مرضت	۸۰	۲۶
۳۳۵	ومحیای ومماتی	۱۶۲	۶
۳۳۷	یعرف المجرمون	۴۱	۵۵
"	تبیض وجوہ	۱۰۶	۳
"	وامتازوا الیوم	۵۹	۳۶
"	وفی السماء رزقکم	۲۲	۵۱
۳۳۸	اذ نسویکم	۹۸	۲۶

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۳۳۸	والمدبرات	۵	۷۹
"	لاملئن جہنم	۱۸	۷
"	انک لتہدی	۵۲	۴۲
"	لولا اذ سمعتموہ	۱۲	۲۴
۳۳۹	الرحمٰن علم القرآن	۱	۵۵
"	لستن کاحد	۳۲	۳۳
"	علیہ ماعنتم	۱۲۸	۹
۳۴۰	وماکنا معذبین	۱۵	۱۷
۳۴۱	قالوا لم نک	۴۳	۷۴
"	یوم یعض الظالم	۲۷	۲۵
"	یمحو اللہ مایشاء	۳۹	۱۳
۳۴۱	شفاءٌ ورحمۃ	۸۲	۱۷
"	فانک باعیننا	۴۸	۵۲
"	واصنع الفلک	۳۷	۱۱
"	ان اصنع الفلک	۲۷	۲۳
"	وکان فضل اللہ	۱۱۳	۴
"	وما ارسلناک	۱۰۷	۲۱
"	انہ یراک	۲۱۸	۲۶
۳۴۲	تفصیل الکتٰب	۳۷	۱۰
"	الرحمٰن علم القرآن	۲،۱	۵۵
۳۴۳	اولیاءھم الطاغوت	۲۵۷	۲
۳۴۴	خلق لکم ما فی	۲۹	۲
۳۴۵	فلما اسلما وتلہ	۱۰۳	۳۷
"	الم تر کیف فعل	۶	۸۹
۳۴۷	اجعلنی علیٰ خزائن	۵۵	۱۲
۳۴۸	ادعوا ربکم	۵۵	۷
۳۴۹	واضلہ اللہ علیٰ	۲۳	۴۵
"	وقل رب زدنی	۱۱۴	۲۰
۳۵۰	لااکراہ فی الدین	۲۵۶	۲
"	وقاسمہما انی	۲۱	۷

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۳۵۱	ادعوھم لآباءھم	۵	۳۳
"	من انصاری الی اللہ	۱۴	۶۱
"	قوا انفسکم واہلیکم	۶	۶۶
"	ولاتسئل عن	۱۱۹	۲
۳۵۲	نقلت استغفروا	۱۰	۷۱
۳۵۳	فیغفر لمن یشاء	۲۸۴	۲
۳۵۴	قل بفضل اللہ	۵۸	۱۰
۳۵۵	ذلک مثلہم	۲۹	۴۸
۳۵۶	فانک لاتسمع	۵۲	۳۰
۳۵۶	وما انت بہادی	۸۱	۲۷
"	" "	۵۳	۳۰
۳۵۸	الا رجالا نوحی	۱۰۹	۱۲
۳۵۹	ماکان للنبی	۱۱۳	۹
۳۶۰	رب لاتذر علیٰ	۲۵	۷۱
۳۶۱	لاتعلمہم نحن	۱۰۱	۹
"	ان کان للرحمٰن	۸۱	۴۳
۳۶۲	ان عبادی لیس	۴۲	۱۵
"	انک لمن المرسلین	۴	۳۶
۳۶۳	وماکنا معذبین	۱۵	۱۷
"	لاتجعلوا دعاء	۶۳	۲۴
"	ان رحمۃ اللہ	۵۶	۷
۳۶۴	فاخذتہم الرجفۃ	۷۸	۷
	(ii) " "	۹۱	۷
	(iii) " "	۱۵۵	۷
	(iv) " "	۳۷	۲۹
۳۶۶	وتذرون ماخلق	۱۶۶	۲۶
۳۶۷	واذا الموءودۃ	۸	۸۱
۳۶۹	فمن شاء فلیومن	۲۹	۱۸
"	وماکان اللہ	۳۳	۸
۳۷۱	یاایہا النبی	۴۵	۳۳

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
٣٧١	واللّٰہ ربنا ماکنا	٢٣	٦	٤٠٣	انما انت مذکر	٢١	٨٨	٤٧٤	واما بنعمت	١١	٩٣
٣٧٧	واخاف ان یاکله	١٣	١٢	٤٠٥	عسیٰ ان یبعثك	٧٩	١٧	٤٧٥	والباقیات	٧٦	١٩
٣٧٨	وعلمناہ من	٦٥	١٨	٤٠٨	فلا یظهر علیٰ	٢٦	٧٢	"	ولاتقولوا لمن	١٥٤	٢
"	وعلمك مالم	١١٣	٤	٤٠٩	فقالوا ابشر	٦	٦٤	٤٧٧	اولیاهم الطاغوت	٢٥٧	٢
"	کما ربیانی صغیرا	٢٤	١٧	٤١٢	لقد من اللّٰہ	١٦٤	٣	"	ولم یتخذ ولیًا	١١١	١٧
"	قد جاءکم برهان	١٧٤	٤	"	اذ نسویکم	٩٨	٢٦	٤٨٥	ووجد من دونه	٢٣	٢٨
٣٨٠	واصطفاك علیٰ	٤٢	٣	٤٢٣	وتقدرون ما تخلق	١٦٥	٢٦	"	فاتخذت من دونه	١٧	١٩
"	لسآءَ النبی	٣٢	٣٣	٤٢٧	وما تشاؤن	٣٠	٧٦	"	خالصة لك من دون	٥٠	٣٣
٣٨٢	فاتخذوهُ	٦	٣٥	٤٣٠	قل یتوفاکم	١١	٣٢	"	وادعوا شهداءکم	٢٣	٢
"	فابعثوا حکما	٣٥	٤	٤٣٤	وفی اموالهم	٢٤	٧٠	"	انکم وما تعبدون	٩٨	٢١
"	اعینونی بقوة	٩٥	١٨	٤٣٥	لیس کمثله	١١	٤٢	"	افتتخذونهٗ	٥٠	١٨
"	من انصاری	١٤	٦١	"	ظهر الفساد	٤١	٣٠	"	اولیاءهم	٢٥٧	٢
٣٨٤	ولا تبسط کل	٢٩	١٧	"	یمحوا اللّٰہ	٣٩	١٣	٤٨٥	اَنْ تحبط اعمالکم	٢	٤٩
٣٨٥ ٣٨٨	ان عبادی خذ بیدك	٦٥ ٤٤	١٧ ٣٨	"	یضل به کثیرا	٢٦	٢	"	قد جاءکم من	١٥	٥
٣٩١	واشکرولی ولا	١٥٢	٢	٤٤٦	عفا اللّٰہ عنها	١٠١	٥	"	لا تجعلوا دعاء	٦٣	٢٤
"	واذ اجاءك	٥٤	٦	"	وعلی الذین هادوا	١٤٦	٦	٤٩١	ماکان للنبی	١١٣	٩
٣٩٢	ارکض برجلك	٤٢	٣٨	٤٤٩	الیوم اکملت	٣	٥	٤٩٧	نحشر المتقین	٨٥	١٩
٣٩٤	واتبع سبیل من	١٥	٣١	"	انه هو السمیع العلیم	٦١	٨	"	لهم البشریٰ فی	٦٤	١٠
"	ما ضل صاحبکم	٢	٥٣	٤٥١	وکان ابوهما	٨٢	١٨	٥٠٠	فانك باعیننا	٤٨	٥٢
"	واتیناہ الحکم	١٢	١٩	"	ولیحملن اثقالهم	١٣	٢٩	"	وما خلقت الجن	٥٦	٥١
٣٩٦	وکان من شئ	٧	"	"	ومن اوزار الذین	٢٥	١٦	٥٠١	یاٰیها النبی	٩	٦٦
٣٩٧	وما قدروا اللّٰہ	٩١	٦	٤٥٤	واما السائل	١٠	٩٣	"	جاءوك لوجدوا اللّٰہ	٦٤	٤
٣٩٨	عن الیمین	١٧	٥٠	٤٦١	فبصرك الیوم	٢٢	٥٠	٥٠٢	ومن کل شئٍ	٤٩	٥١
"	ان قرآن الفجر	٧٨	١٧	"	ان کان للرحمٰن	٨١	٤٣	"	انی اخاف علیکم	٣٠	٤٠
"	ادعوهم لآباءهم	٥	٣٣		(١١) ولدٌ کے سلسلہ میں	١٧١	٤	٥١١	فکشفنا عنك	٢٢	٥٠
"	والرسول یدعوکم	٨	٥٧	٤٦٥ ٤٦٦	فکشفنا عنك وامتازوا الیوم	٢٢ ٥٩	٥٠ ٣٦	"	یاٰیها الذین	١٣٦	٤
"	وابتغوا الیه	٣٥	٥	٤٦٦	انا اعطیناك الکوثر وبالحق انزلناہ	١ ١٠٥	١٠٨ ١٧	٥١٢	ومن یتق اللّٰہ	٢،٣	٦٥
٤٠١	الحقنا بهم	٢١	٥٢	٤٧٠	الم تکن ارض اللّٰہ	٩٧	٤	٥١٣	واذا قرئ القرآن	٢٠٤	٧
"	قل بفضل اللّٰہ	٥٨	١٠	٤٧٠	عزیز علیه	١٢٨	٩	٥١٤	وجعلنا ذریته		
٤٠٢	وانزلنا الیکم	١٠	٦٥	"	ما زاغ البصر	١٧	٥٣	"	انی جاعلك للناس	١٢٤	٢

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۵۸۴	عزیز علیہ ما عنتم	۱۲۷	۹	۶۱۷	رب انی ظلمت	۱۶	۲۸	۶۴۴	اذ نسویکم برب	۹۸	۲۶
۵۸۵	فانک باعیننا	۴۸	۵۲	"	لیستغفر لک اللہ	۲	۴۸	"	ثم الذین کفروا	۱	۶
۵۸۹	الیوم ننجیک	۹۲	۱۰	۶۱۹	ان تبتغوا باموالکم	۲۴	۴	۶۴۵	ان رحمۃ اللہ	۵۶	۷
۵۹۱	وما کان استغفار	۱۱۴	۹	"	واتوا النساء صد	۴	۴	۶۴۷	وامتازوا الیوم	۵۹	۳۶
۵۹۲	انک ان تذرھم	۲۷	۷۱	۶۲۱	وتعاونوا علی	۲	۵	۶۴۹	واضلہ اللہ علی	۲۳	۴۵
۵۹۳	ظہر الفساد	۴۱	۳۰	۶۲۲	العزۃ للہ	۸	۶۳	"	کل فی فلک یسبحون	۴۰	۳۶
"	وقلیل من عبادی	۱۳	۳۴	۶۲۳	فاوحی الی عبدہ	۱۰	۵۳	"	لیس کمثلہ شیء	۱۱	۴۲
۵۹۵	فاتقوا النار التی	۶	۶۶	"	الم تر کیف فعل	۱	۱۰۵	"	مثل نورہ کمشکوۃ	۳۵	۲۴
۵۹۶	ھولاء بناتی	۷۸	۱۱	۶۲۴	فاتوا بسورۃ من	۲۳	۲	۶۵۰	وان طائفتان	۹	۴۹
"	اتقوا اللہ	۱۷۹	۲۶	۶۲۷	وادعوا شہداءکم	۲۳	۲	"	فلما نجٰھم الی	۳۲	۳۱
"	فمن ابتغی وراء	۳۱	۷۰	۶۲۸	زوجنکہا	۳۷	۳۳	۶۵۱	قل بفضل اللہ	۵۸	۱۰
۵۹۷	لولا اذ سمعتموہ	۱۲	۲۴	۶۲۹	قل بفضل اللہ	۵۸	۱۰	"	واما بنعمت	۱۱	۹۳
۵۹۸	انزل علینا	۳۲	۸	"	ظہر الفساد	۴۱	۳۰	"	لا تقنطوا من	۵۳	۳۹
۵۹۹	ولو انہم اذ ظلموا	۶۴	۴	۶۳۱	واجعلنا للمتقین	۷۴	۲۵	"	ولا تمنن تستکثر	۶	۷۴
۶۰۰	منھم من یعبد	۱۱	۲۲	۶۳۳	ان تحبط اعمالکم	۲	۴۹	۶۵۳	والعاقبۃ	۴۹	۱۱
۶۰۱	ان الانسان لفی	۲	۱۰۳	"	ان الحسنات	۱۱۴	۱۱		(ii) " "	۸۳	۲۸
۶۰۲	انا اعطیناک الکوثر	۱	۱۰۸	۶۳۵	ان اشکر لی	۱۴	۳۱	۶۵۴	واسئل من	۴۵	۴۳
۶۰۵	اشداء علی الکفار	۲۹	۴۸	۶۳۶	وما للظالمین من	۲۷۰	۲	"	اموات غیر احیاء	۲۱	۱۶
۶۰۷	ان الشرک لظلم	۱۳	۳۱	"	انما ولیکم اللہ	۵۵	۵	"	مثل الفریقین	۲۴	۱۱
۶۱۰	ان الحکم الا للہ	۴۰، ۶۷	۱۲	"	الاخلاء یومئذ	۶۷	۴۳	۶۵۷	لئن شکرتم	۷	۱۴
"	وما من غائبہ	۷۵	۲۷	۶۳۹	وما کنا معذبین	۱۵	۱۷	۶۵۸	فمن یعمل مثقال	۷	۹۹
"	وما یشعرون	۶۵	۲۷	"	اخذتھم الصیحۃ	۷۳	۱۵	"	فاولئک یبدل	۷۰	۲۵
۶۱۱	وما ارسلناک	۱۰۷	۲۱		(ii)	۸۳	۱۵	۶۵۹	وکونوا مع	۱۱۹	۹
"	وبالمومنین	۱۲۸	۹		(iii)	۴۱	۲۳	"	ولا تسئل عن	۱۱۹	۲
۶۱۲	فانہا لا تعمی	۴۶	۲۲	۶۴۰	اولیاھم الطاغوت	۲۵۷	۲	"	قل متاع الدنیا	۷۷	۴
۶۱۳	لا یحزنھم	۱۰۳	۲۱	۶۴۱	فاذکرونی اذکرکم	۱۵۲	۲	"	وما یہلکنا الا	۲۴	۴۵
"	وھم من فزع	۸۹	۲۷	"	انزل علیکم ذکرا	۱۰، ۱۱	۶۵	۶۶۰	اغناھم اللہ	۷۴	۹
۶۱۴	فی امام مبین	۱۲	۳۶	۶۴۲	وما ارسلناک	۱۰۷	۲۱	"	کل فی فلک	۴۰	۳۶
"	ان الذی فرض	۸۵	۲۸	"	وبالمومنین رؤف	۱۲۸	۹	۶۶۱	الاخلاء یومئذ	۶۷	۴۳
"	الذین اتیناھم	۵۲	۲۸	۶۴۳	کل من علیہا	۲۶	۵۵	"	الحقنا بہم ذریتہم	۲۱	۵۲

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۷۳۱	وابتغوا الیہ الوسیلۃ	۳۵	۵
"	قل یا عبادی	۵۳	۳۹
۷۳۲	خلق الزوجین	۴۵	۵۳
"	ولیحملن اثقالہم	۱۳	۲۹
۷۳۳	ومن یتق اللہ	۲	۶۵
۷۳۴	یوم یغشاہم	۵۵	۲۹
"	انی اخاف اللہ	۴۸	۸
	(ii)	۱۶	۵۹
۷۳۶	بل احیاءٌ ولٰکن	۱۵۴	۲
۷۳۷	ولسوف یرضیٰ	۲۱	۹۲
۷۳۸	ثم الذین کفروا	۱	۶
"	اذ نسویکم برب	۹۸	۲۶
"	ولم یتخذ ولیاً	۱۱۱	۱۷
"	یٰایہا النبی	۶۴	۸
۷۳۹	قل اعوذ برب الفلق	۱	۱۱۳
"	قل اعوذ برب الناس	۱	۱۱۴
۷۴۱	من عبادکم	۳۲	۲۴
"	من یطع الرسول	۸۰	۴
۷۴۲	یعرف المجرمون	۴۱	۵۵
"	عندہٗ مفاتح الغیب	۵۹	۶
"	الا عبادک منہم	۸۳	۳۸
۷۴۳	وما قدروا اللہ	۹۱	۶
"	یوم نحشر	۸۵	۱۹
"	یوم تبدل الارض	۴۸	۱۴
۷۴۴	لاملئن جہنم	۸۵	۳۸
"	یوم ندعوا کل	۷۱	۱۷
"	وکونوا مع الصادقین	۱۱۹	۹
"	ان الارض یرثہا	۱۰۵	۲۱
۷۴۵	فاعتبروا یا اولی	۲	۵۹
	"	۱۱۱	۱۲

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
	"	۴۴	۲۴
۷۴۶	ویحمل عرش	۱۷	۶۹
"	ہل جزاء الاحسان	۶۰	۵۵
"	ولو انہم اذ ظلموا	۶۴	۴
"	ویقول الکافر	۴۰	۷۸
۷۴۷	کنتم امواتاً	۲۸	۲
"	وفی السماء رزقکم	۲۲	۵۱
"	العزۃ للہ ولرسولہ	۸	۶۳
"	اوحینا الیک	۵۲	۴۲
۷۴۸	ان اللہ یغفر	۵۳	۳۹
"	ان تحبط اعمالکم	۲	۴۹
"	عسیٰ ان یبعثک	۷۹	۱۷
"	لا یکلف اللہ	۲۸۶	۲
"	قل سیروا فی	۱۳۷	۳
۷۵۰	ان کان للرحمٰن	۸۱	۴۳
۷۵۱	فاوقد لی علی	۳۸	۲۸
۷۵۳	ہوالذی ارسل	۲۸	۴۸
۷۵۴	وانتم الاعلون	۱۳۹	۳
	(ii)	۳۵	۴۷
"	یثبت اللہ الذین	۲۷	۱۴
۷۵۵	ومن شر حاسد	۵	۱۱۳
"	وامرہٗ اذا اراد	۸۲	۳۶
"	الیہ یصعد	۱۰	۳۵
۷۵۸	قل بفضل اللہ	۵۸	۱۰
"	کل نقص علیک	۱۲۰	۱۱
"	واسئل من ارسلنا	۴۵	۴۳
۷۶۰	اغویتنی	۱۶	۷
"	(ii)	۳۹	۱۵
۷۶۰	لا تجعلوا دعاء	۶۲، ۶۳	۲۴
۷۶۱	والارض بعد	۳۰	۷۹

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۷۶۱	فما بکت علیہم	۲۹	۴۴
۷۶۳	اخذتہم الصیحۃ	۴۱	۲۳
"	لو تزیلوا لعذبنا	۲۵	۴۸
۷۶۴	لاملئن جہنم	۱۸	۷
۷۶۵	ثم انزل اللہ	۲۶	۹
	(i)	۴۰	۹
	(iii)	۲۶	۴۸
"	والملٰئکۃ بعد	۴	۶۶
۷۶۷	فمن شاء فلیکفر	۲۹	۱۸
۷۶۹	لا ییأس من	۸۷	۱۲
۷۷۰	یانساء النبی	۳۲	۳۳
"	وکفیٰ باللہ شہیداً	۲۸	۴۸
۷۷۱	لیکون للعالمین	۱	۲۵
"	انما ولیکم اللہ	۵۵	۵
۷۷۲	ومن کل شیٔ	۴۹	۵۱
"	لکل جعلنا منکم	۴۸	۵
۷۷۴	اقتربت الساعۃ	۱	۵۴
۷۷۵	والمومنون والمومنات	۷۱	۹
"	ان تجتنبوا کبائر	۳۱	۴
۷۷۷	ولا یاتل اولو	۲۲	۲۴
"	وسیجنبہا الا	۱۷	۹۲
۷۷۹	اغناہم اللہ	۷۴	۹
۷۸۰	وجعلنی نبیاً	۳۰	۱۹
"	لاریب فیہ	۲	۲
"	انک لا تہدی	۵۶	۲۸
"	یہدی بہ کثیراً	۲۶	۲
"	نزلنا علیک الکتاب	۸۹	۱۶
۷۸۱	ومایہلکنا الا	۲۴	۴۵
۷۸۴	فی امام مبین	۱۲	۳۶
	ان ہوالا ذکریٰ	۶۹	۳۶

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۷۸۴	جاءهم الحق	۲۹	۴۳
۷۸۵	اولئك مع الذين	۵۸	۱۹
"	ان ربی علی صراط	۵۶	۱۱
"	وما ارسلنا من	۴	۱۴
۷۸۶	واحلل عقدة	۲۷	۲۰
۷۸۷	انكم وما تعبدون	۹۸	۲۱
۷۸۸	ثم اجعل علی	۲۶۰	۲
"	وما امر الساعة	۷۷	۱۶
۷۹۲	عسی ربكم ان	۱۲۹	۷
"	واورثنا القوم	۱۳۷	۷
۷۹۳	كنتم خير امة	۱۱۰	۳
"	یانساء النبی	۳۲	۳۳
۷۹۴	ثم لا يموت	۱۳	۸۷
۷۹۶	يعلمهم الكتاب	۴۸	۳
"	اطيعوا الله	۵۹	۴
"	ويتبع غير سبيل	۱۱۵	۴
۷۹۸	الاخلاء يومئذ	۶۷	۴۳
۸۰۲	ليغفر لك الله	۲	۴۸
"	وكلا وعد الله	۹۵	۴
"	ويكون الرسول	۱۴۳	۲
۸۰۵	وكفى بالله وكيلا	۳	۳۳
۸۰۶	وابتغوا اليه	۳۵	۵
۸۰۷	من يطع الرسول	۶۹	۴
"	ولقد ذرانا لجهنم	۱۷۹	۷
۸۰۸	نزل علی محمد	۲	۴۷
	(i) محمد الرسول الله	۲۹	۴۸
	(iii) وما محمد الا	۱۴۴	۳
	(iv) ما كان محمد	۳۰	۳۳
۸۰۹	فاقتلوا المشركين	۸۹	۴
۸۱۰	انما وليكم الله	۵۵	۵

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۸۱۲	وما اريد ان اخا	۸۸	۱۱
"	ان عبادی ليس	۴۲	۱۵
۸۱۳	وان تو تلتم	۱۱	۵۹
۸۱۶	نمن تولی ننعبد	۸۲	۳
۸۱۷	یابت استغفرلنا	۹۷	۱۲
۸۲۰	ما كان الله ليعذ	۳۳	۸
۸۲۱	وكلا وعد الله	۹۵	۴
۸۲۲	ومن يعظم شعائر	۳۲	۲۲
۸۲۴	لا تجعلوا دعاء	۶۳	۲۴
"	العزة لله ولرسوله	۸	۶۳
"	ان اكرمكم عند الله	۱۳	۴۹
۸۲۶	لقد من الله	۱۶۴	۳
"	ربنا اننا سمعنا	۱۹۳	۳
۸۲۷	نفتحنا ابراب	۱۱	۵۴
۸۲۸	النبی اولی بالمومنين	۶	۳۳
"	يوم نحشر المتقين	۸۵	۱۹
۸۲۹	عند ربكم تختصمو	۳۱	۳۹
۸۳۰	لا اكراه فی الدين	۲۵۶	۲
۸۳۳	لو تذيلوا لعذبنا	۲۵	۴۸
۸۳۴	ولو انهم اذ ظلموا	۶۴	۴
"	ويريدون ان	۱۵۰	۴
"	ما كان الله ليعذ	۳۳	۸
۸۳۵	واصطنعتك لنفسی	۴۱	۲۰
"	وان من شيء	۴۴	۱۷
"	والقلم وما يسطرون	۱	۶۱
۸۳۶	ما يبدل القول	۲۹	۵۰
۸۳۸	وما علمناه الشعر	۶۹	۳۶
۸۳۹	انی يراك حين	۲۱۸	۲۶
۸۴۰	الرحمن علم القرآن	۱	۵۵
"	انك لتلقى القرآن	۶	۲۷
۸۴۱	يظنون انهم	۴۶	۲

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۸۴۲	لولا اذ سمعتموه	۱۲	۲۴
"	ولمن خاف مقام	۴۶	۵۵
۸۴۴	وما كنا معذبين	۱۵	۱۷
۸۴۵	ويعلمهم الكتاب	۲	۶۲
"	لم يخلق مثلها	۸	۸۹
۸۴۷	سجدوا للرحمن	۶۰	۲۵
۸۴۸	الله الذی انزل	۱۷	۴۲
۸۴۹	كل نفس ذائقة	۵۷	۲۹
۸۵۰	يوم تبدل الارض	۴۸	۱۴
"	ما سلككم فی سقر	۴۲	۷۴
۸۵۳	سلام قولا من	۵۷	۳۶
۸۵۴	وكلا وعد الله	۹۵	۴
"	وامتازوا اليوم	۵۹	۳۶
۸۵۶	ويخلق ما لا	۸	۱۶
۸۵۸	ان رحمة الله	۵۶	۷
"	رحمة للعالمين	۱	۲۵
۸۵۹	ان كان من عند الله		
"	لتخرج الناس من	۱	۱۴
۸۶۵	وما دعاء الكافرين	۱۴	۱۳
"	وازواجه امهاتهم	۶	۳۳
۸۶۷	لا تتخذوا بطانة	۱۱۸	۳
۸۷۵	ما زاغ البصر	۱۷	۵۳
۸۷۶	العزة لله ولرسوله	۸	۶۳
"	يعلمهم الكتاب	۴۸	۳
۸۷۷	ان ابنی من اهلی	۴۵	۱۱
"	الاخلاء يومئذ	۶۷	۴۳
"	الحقنا بهم	۲۱	۵۲
"	لقد كان لكم	۲۱	۳۳
۸۷۹	لا تجد قوما	۲۲	۵۸
۸۸۱	اذا لقيتم فئة	۴۵	۸

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۸۸۳	قد افلح من تزکیٰ	۱۴	۸۷
۸۸۶	فلا تزکوا انفسکم	۳۲	۵۲
۸۸۸	اذا جاءَ اجلھم	۳۴	۷
"	یمحوا اللہ مایشاءُ	۳۹	۱۳
"	انظرنی الیٰ یوم	۱۵،۱۴	۷
"	فانک من	" ،	۷
"	فطرۃ اللہ التی	۳۰	۳۰
۸۹۱	فلا تحل لہٗ من	۲۳۰	۲
"	وقرن فی بیوتکن	۳۳	۳۳
۸۹۳	الا بذکر اللہ	۲۸	۱۳
"	انما انت مذکر	۲۱	۸۸
۸۹۴	والزمھم کلمۃ	۲۶	۴۸
۸۹۵	ان تنصروا اللہ	۷	۴۷
"	یستبدل قومًا	۳۸	۴۷
	" "	۳۹	۹
۸۹۶	قولا لہٗ قولاً	۴۴	۲۰
۸۹۷	وفتحت السما	۱۹	۷۸
۸۹۸	لا یسمعون	۱۰۲	۲۱
"	ھل من مزید	۳۰	۵۰
"	انی اخاف اللہ	۱۶	۵۹
"	وماکان اللہ	۳۳	۸
۹۰۰	قل متاع الدنیا	۷۷	۴
"	وان تعدوا نعمت	۱۸	۱۶
۹۰۴	انزلنا الیکم	۱۰، ۱۱	۶۵
"	الا بذکر اللہ	۲۸	۱۳
"	وماکنا معذبین	۱۵	۱۷
"	(بھی دیکھیں)	۲۱	۸۸
۹۰۷	فکانت وردۃ	۳۷	۵۵
۹۱۱	وبالاسحار ھم	۱۷	۳
	(ا)	۱۸	۵۱
"	وماکنا معذبین	۱۵	۱۷

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۹۱۲	واشدد علیٰ قلوبھم	۸۸	۱۰
"	وماللظلمین	۱۹۲	۳
	" "	۲۷۰	۲
"	فاللہ مولاہ	۴	۶۶
۹۱۴	ففروا الی اللہ	۵۰	۵۱
"	ولوانھم اذ ظلموا	۶۴	۴
"	فمن ینصرنی من	۶۳	۱۱
۹۱۵	وماکنا معذبین	۱۵	۱۷
"	ان اللہ ھو مولاہٗ	۴	۶۶
"	اقتربت الساعۃ	۱	۵۴
"	ما ادری مایفعل	۹	۴۶
"	ماکنت تدری	۵۲	۴۲
۹۱۶	لیکون للعٰلمین	۱	۲۵
"	وما ارسلناک	۱۰۷	۲۱
۹۱۷	واوصانی بالصلوٰۃ	۳۱	۱۹
	(بھی دیکھیں)	۳۷	۲۴
۹۲۲	یمشون علی الارض	۶۳	۲۵
۹۲۳	اسمہٗ احمد	۶	۶۱
"	مازاغ البصر	۱۷	۵۳
۹۲۴	لئن شکرتم	۷	۱۴
"	علیٰ سرر متقبلین	۱۵، ۱۶	۵۶
"	حور مقصورات	۷۲	۵۵
۹۲۶	واذا الکواکب	۲	۸۲
"	وفتحت السمآ	۱۹	۷۸
"	مالھا من فروج	۶	۵۰
۹۲۹	یوم یفر المرء	۳۴، ۳۵	۸۰
"	یوم ندعوا کل	۷۱	۱۷
۹۳۳	لاعلم لنا ادب	۱۰۹	۵
۹۳۵	قالوا المنک	۴۳	۷۴
۹۴۵	یرزقون فیھا	۴۰	۴۰

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
	(بھی دیکھیں) ←	۱۶۹	۳
۹۵۴	اخلع نعلیک انک	۱۲	۲۰
۹۵۹	لایحزنھم الفزع	۱۰۳	۲۱
"	فلا نقیم لھم	۱۰۵	۱۸
۹۶۰	وازلفت الجنۃ	۹۰	۲۶
	(ا) " "	۳۱	۵۰
"	وبرزت الجحیم	۹۱	۲۶
"	یدخلون الجنۃ	۴۰	۴۰
"	وانت قلت للناس	۱۱۶	۵
"	وجئنا بک شھیدًا	۸۹	۱۶
۹۶۴	الیوم اکملت لکم	۳	۵
"	واتقوا یومًا	۲۸۱	۲
"	وانذر عشیرتک	۲۱۴	۲۶
۹۶۵	ولم یتخذ ولیًا	۱۱۱	۱۷
۹۶۷	ولن ترضیٰ عنک	۱۲۰	۲
"	اقرا کتابک	۱۴	۲۷
۹۶۸	والقرآن الحکیم	۲، ۳	۳۶
"	حتی یحکموک	جزو ۶۵	۴
"	ونیسرک للیسریٰ	۸	۸۷
۹۶۹	فیھا عینان	۵۰	۵۵
"	تجری من تحتھا	۱۱	۸۵
۹۷۰	یوم تبدل الارض	۴۸	۱۴
۹۷۵	غیر المغضوب	۷	۱
"	فعلتھا اذا وانا	۲۰	۲۶
"	انک لفی ضلالک	۹۵	۱۱
"	ماضل صاحبکم	۲	۵۳
۹۷۶	فاوحی الیٰ عبدہٖ	۱۰	۵۳
"	رب ھب لی ملکا	۳۵	۳۸
۹۷۷	الا بذکر اللہ	۲۸	۱۳
۹۷۸	وانزلنا من السمآ	۹	۵۰

صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر	صفحہ نمبر	آیت	آیت نمبر	سورۃ نمبر
۹۷۸	وجعلنی مبارکا	۳۱	۱۹	۹۸۳	ان اللہ اشتریٰ	۱۱۱	۹	۹۸۶	واللہ ورسولہٗ	۶۲	۹
۹۸۲	من بعثنا من	۵۲	۳۶	"	اولٰئک ھم	۳۹	۳۰	"	قربٰتٍ عنداللہ	۹۹	۹
	(زا)	"	"	۹۸۴	بل احیاءٌ ولٰکن	۱۵۴	۲	۹۸۷	یخیل الیہ من	۶۶	۲۰
"	فلا تسمع الاھمسًا	۱۰۸	۲۰	۹۸۵	ان الصلوٰۃ	۴۵	۲۹	"	فی ایام نحسٰت	۱۶	۴۱
"	انی احبت حب	۳۲	۳۸	"	الم تر کیف	۶	۸۹				

رموزِ اوقافِ قرآن مجید

ہر ایک زبان کے اہلِ زبان جب گفتگو کرتے ہیں تو کہیں ٹھہر جاتے ہیں کہیں نہیں ٹھہرتے۔ کہیں کم ٹھہرتے ہیں کہیں زیادہ اور اس ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کو بات کے صحیح بیان کرنے اور اس کا صحیح مطلب سمجھنے میں بہت دخل ہے۔ قرآن مجید کی عبارت بھی گفتگو کے انداز میں واقع ہوئی ہے۔ اسی لئے اہلِ علم نے اس کے ٹھہرنے نہ ٹھہرنے کی علامتیں مقرر کر دی ہیں جن کو رموزِ اوقاف قرآن مجید کہتے ہیں۔ ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے ان رموز کو ملحوظ رکھیں اور وہ یہ ہیں۔

جہاں بات پوری ہو جاتی ہے، وہاں چھوٹا سا دائرہ لکھ دیتے ہیں۔ یہ حقیقت میں گول ت ہے جو بصورت ۃ لکھی جاتی ہے اور یہ وقف تام کی علامت ہے یعنی اس پر ٹھہرنا چاہیئے۔ اب ۃ تو نہیں لکھی جاتی، چھوٹا سا حلقہ ڈال دیا جاتا ہے اس کو آیت کہتے ہیں۔

م۔ یہ علامت وقف لازم کی ہے اس پر ضرور ٹھہرنا چاہیئے۔ اگر نہ ٹھہرا جائے تو احتمال ہے کہ مطلب کچھ کا کچھ ہو جائے اس کی مثال اردو میں یوں سمجھنی چاہیئے کہ مثلاً کسی کو یہ کہنا ہو کہ اٹھو مت بیٹھو جس میں اٹھنے کا امر اور بیٹھنے کی نہی ہے۔ تو اٹھو پر ٹھہرنا لازم ہے۔ اگر ٹھہرا نہ جائے تو اٹھو مت بیٹھو ہو جائے گا جس میں اٹھنے کی نہی اور بیٹھنے کے امر کا احتمال ہے اور یہ قائل کے مطلب کے خلاف ہو جائیگا۔

ط۔ وقف مطلق کی علامت ہے اس پر ٹھہرنا چاہیئے۔ مگر یہ علامت وہاں ہوتی ہے جہاں مطلب تمام نہیں ہوتا اور بات کہنے والا ابھی کچھ اور کہنا چاہتا ہے۔

ج۔ وقف جائز کی علامت ہے۔ یہاں ٹھہرنا بہتر اور نہ ٹھہرنا جائز ہے۔

ز۔ علامت وقف مجوز کی ہے۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

ص علامت وقف مرخص کی ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی تھک کر ٹھہر جائے تو رخصت ہے۔ معلوم رہے کہ ص پر ملا کر پڑھنا ز کی نسبت زیادہ ترجیح رکھتا ہے۔

صلے الوصل اولیٰ کا اختصار ہے۔ یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

ق قیل علیہ الوقف کا خلاصہ ہے۔ یہاں ٹھہرنا نہیں چاہیئے۔

صل قد یوصل کی علامت ہے یعنی یہاں کبھی ٹھہرا بھی جاتا ہے کبھی نہیں۔ لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

قف یہ لفظ قف ہے جس کے معنی ہیں ٹھہر جاؤ۔ اور یہ علامت وہاں استعمال کی جاتی ہے جہاں پڑھنے والے کے ملا کر پڑھنے کا احتمال ہو۔

س یا سکتۃ، سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں کسی قدر ٹھہر جانا چاہیئے مگر سانس نہ ٹوٹنے پائے۔

وقفۃ لمبے سکتہ کی علامت ہے۔ یہاں سکتہ کی نسبت زیادہ ٹھہرنا چاہیئے لیکن سانس نہ توڑے۔ سکتہ اور وقفہ میں یہ فرق ہے کہ سکتہ میں کم ٹھہرنا ہوتا ہے وقفہ میں زیادہ۔

لا لا کے معنی نہیں کے ہیں۔ یہ علامت کہیں آیت کے اوپر استعمال کی جاتی ہے اور کہیں عبارت کے اندر۔ عبارت کے اندر ہو تو ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیئے۔ آیت کے اوپر ہو تو اختلاف ہے بعض کے نزدیک ٹھہر جانا چاہیئے اور بعض کے نزدیک نہ ٹھہرنا چاہیئے لیکن ٹھہرا جائے یا نہ ٹھہرا جائے اس سے مطلب میں خلل واقع نہیں ہوتا۔ وقف اسی جگہ نہیں چاہیے جہاں عبارت کے اندر لکھا ہو۔

ک کذٰلک کی علامت ہے۔ یعنی جو رمز پہلے ہے وہی یہاں سمجھی جائے۔

قرآن مجید کی سورتوں کی فہرست